ایرج نامہ

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ صاحبقران

یہ تو سب حضرات کو معلوم ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک بحر ذخار ہے جسکی تہ تک شناور فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن حضرات نے ان داستانوں کو سنا یا ملاحظہ فرمایا ہے وہ بخوبی واقف ہین کہ ان داستانون کو برسون سنو اور پھر تمام نہون۔ آفرینش اسکی اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابو الفیض فیضی کو جنھون نے واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے کسقدر وسیع البیانی اور بلند خیالی کے ساتھ ان داستانون کو تصنیف فرمایا اور اسکی تدوین مین کسقدر جز رسی کی۔ اس داستان عزیز الوجود در بہ دل عزیز کے آٹھ دفتر ہیں اور ہر دفتر کی کئی جلدین جنکی تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ "	ششم	صندلی نامہ	۱ "
سوم	بالا باختر	۱ "	ہفتم	تورج نامہ	۲ "
چہارم	ایرج نامہ	۲ "	ہشتم	لال نامہ	۲ "

الحمد للہ کہ یہ سب جلدین باستثنا جلد دوم [illegible] طبع ہو گئین انکے علاوہ کامل ہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے بقیہ طلسم ہوشربا دو جلدونمین تصنیف کیا۔ انمین وہ داستانین ہین جو ہوشربا کی ساتون جلدونمین لکھنے سے رہگئی تھین۔ پھر طلسم نور افشان تین جلدونمین تصنیف کیا۔ یہ سب جلدین طبع ہوکر دستیاب ہوتی ہین۔ اب طلسم ہفت پیکر تین جلدون مین تصنیف کیا جسکی جلد اول و دوم چھپ گئی اور جلد سوم زیر طبع قریب الاختتام ہے۔ یہ سب جلدین قابل دید ہین اور انکا طرز تحریر بہارت رنگین مثل ہوشربا ہے۔ بالفعل ایرج نامہ جلد اول جسکو صاحب طبع سلیم عقیل و فہیم بلبل ہزار داستان چمن فصاحت گل گلستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب شان گو نے از جانب مطبع اودہ اخبار

بڑی خوش اسلوبی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا

بار دوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپا

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای قلم تحریر کر حمد خدا
ذرہ و خورشید کرتے ہیں بیان
ہووے اُسکے اگر ہو کامیاب
بادِ صرصر ہو نسیم مشکبار
نیستان کے بیشہ میں پیدا ہو گا گھر

جسنے یہ سارا جہان پیدا کیا
صنع صناع زمین و آسمان
ایک اک ذرہ ہو رشک آفتاب
جلوہ گر فصل خزان میں ہو بہار
آب آتش کو ہو پہچانے شرر
ماہی و خاک ہو جب قول نبی

تاج بخشا قیصر و فغفور کو
ہر کسی سے کیا بیان ہو ذات
گر اُسے دنظر ہوا انقلاب
ہو جن جوبس سمندر کو مین
ہو سکیں اسرار قدرت کیا بیان
پھر کرے دعوی عرفان کیا کوئی

بادشاہی کی عطا نمرود کو
اسکی ذات پاک ہے عین صفات
مہر ہو ذرہ تو ذرہ آفتاب
لعل دریا میں ہو گوہر کو مین
عالم کثرت میں ہے وحدت عیان

نعت جناب رسول مختار حبیب کردگار شافع روز جزا احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجمعین الی یوم الدین

کرون کیا میں نعت محمد رقم
لکھوں کیا مجھے ہے یہ مہر گمان
وہ ضو کے لیے درمیان جہان
انہیں سے ہے دونوں جہان کا فروغ
یہی لطف حق سے سرافراز ہیں

نہیں مجھکو سامان مدحت ہم
ستا ہی کیسے ہو رجحان
مجھے آب کوثر میسر کہاں
ہیں باعث خلق کون و مکان
یہی سب نبیوں میں ممتاز ہیں

زبان ہو مرے پاس بہر رقم
ثنا کس طرح مجھ سے ہو دم شلق
ذکر ہے حق نے انکو پیدا کیا
انہیں کا سہارا ہے روز جزا
غرض کیا ہو مدح رسول اکرم

کوئی شاخ طوبی کا ہو گر قلم
میسر نہیں صرف ہو کا ورق
انہوں نے سموات و شمس و قمر
لقب ہے انہیں کا حبیب خدا
سراسر ہے عاجز زبان قلم

منقبت امام عالی مقام امیر شور کبر دستگیر ہر نادر پیر مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جب ہو رب پاک مدحت علی
بادشاہ وہ ہو وزیر شاہ میں

گر رتبہ کیا کوئی مدحت علی
سر اللہ دم میں اور ہے ماہ میں

مصطفی ہیں بادشاہ انبیا
شان میں آیا ہے انکی لافتی

مرتضی ہیں سر گروہ اولیا
ہے علی یہ بازو سے نبی دست خدا

رکھے دوش پاک احمد پر قدم پر فضائل حیدر کرار کے	طاق کعبہ سے گرائے بت صنم غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے	گر فرشتہ ہو کہ وہ لیل و نہار ہو تعجب عالمین اُنکا یہ تراب	ضرب کے کل قطرون کا گر نا ہو شمار آسکے دریا ہی نہیں اُنکا حساب
	جب معرف ہون خدا و مصطفےٰ	کیا کرے تعریف اُنکی دوسرا	

سبب تالیف کتاب

ناظرین والا تمکین کی طبائع عالی اور اذہان صافی پر روشن و مبرہن ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران معنفہ فیضی جلال الدین محمد اکبر بادشاہ دہلی کے وقت سے فارسی زبان مین مرتب و مدون تھی آجتک کسی صاحب نے اُسکے تمام دفترون کے ترجمہ کیطرف توجہ نہین فرمائی اسیوجہ سے جن حضرات کو فارسی زبان کا مذاق تھا وہ تو اُن دفترون کی سیر سے حظ وافر اُٹھاتے تھے اور جو حضرات اس زبان سے بے بہرہ تھے وہ اُنکی سیر سے ناکام رہتے تھے مگر چونکہ جناب معلی القاب عالی ہمت والا حرمت صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال قدردان اہل کمال نیر اعظم سپہر حشمت فرہیج جولت زبدہ تاجران زیب و قار خلاصہ امراے روزگار ستودہ شیم امیر باکرم مخزن علم و شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ و ضاعف اجلالہ کی ذات فیض آیات منبع اشاعت علوم گوناگون اور مخزن ترویج فنون بوقلمون ہے آپ نے ہر علم کی بڑی بڑی کتابون کو اردو زبان مین ترجمہ کراکے شائع فرمایا علی ہذا القیاس ان تمام دفترون کے ترجمہ کیطرف بھی خاطر عاطر مبذول ہوئی چنانچہ بلبل فصاحت پناہ بلاغت دستگاہ منشی میر محمد حسین جاہ اور ہنر گستر سخن فہم و سخنور مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ہو شربا کے پنجم کا جو سات جلدون مین ہے ترجمہ کراکے شائع کیا اور باقی ماندہ دفترون کا ترجمہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار ہیچمدان ہیچ زبان ذلہ ربا سے داستان گویان تصدق حسین داستان گو ابن شیخ محمد حسین صاحب سے بوساطت صورت پذیر مرقع محبت نقاش نگار خانۂ مودت صاحب خلق و مروت عزۃ من الخمین جناب شیخ حامد حسین صاحب متعلق فرمایا چنانچہ بتوفیق ایزد منان ہمکو چک باختر ہالا باختر کا ترجمہ جلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر عنقریب مدنظر ناظرین ہو نیوالا ہے اب ترتیب و تدوین ترجمۂ ایرج نامہ پر کمر ہمت باندھی ہے اگر حیات بے ثبات اس احقر العباد کی باقی ہے اور مالک مطبع عالی کی توجہ ہوگی تو باقی ماندہ دفترون کا بھی ترجمہ کرونگا آٹھ دفترین اور تفصیل اسکی مندرج فہرست ہیچ کتاب ہذا ہے ناظرین با تمکین کی خدمت مین پیشکش کیا جائیگا گو کہ اس ناچیز بے علم و ہنر مین کسطرح یہ لیاقت نہ تھی کہ ایسے امر عظیم کا ارادہ کرتا مگر قدر افزائی جناب منشی صاحب مالک مطبع اور نظر ہمت ناظران عالی ہمت نے کرہمت کو کس دیا اور ہر وقت درگاہ خلاق کائنات حلال مہمات مجیب الدعوات مین مستدعی ہون کہ بمصداق السعی منی والاتمام من اللہ بخیر و خوبی اسکا اختتام ہو اب ناظرین اولوالالباب کی خدمت فیض موہبت مین دست بستہ ملتمس ہون کہ اس مادہ گوئی ہر زہ گوئی کا کچھ خیال دل مین نہ لائین اور جہان کہین کوئی غلطی ملاحظہ فرمائین اس سے درگذر اختیار کرکے عیب پوشی کو کام فرمائین

آغاز داستان شیرین بیان ایرج نامہ

ساقی نامہ

اے ساقی لالہ فام و مہوش بندا محمد کو کرکے جیسے مجھ ہون مشتاق ہوئی جو طبع عالی	مجھ رند کو کیون کیا فراموش منہ شاہد مدعا کا جو موہن ساقی نے شراب دی نرالی	اب دل کی لگی بجھا دے ساقی کیفیت بزم کو بڑھاؤن اب دیکھیے میری خوش بیانی	مرتا ہون دوا پلا دے ساقی ایک رند کی داستان سناؤن عشاق حسینون کی کہانی

سالکندگان منازل تحریر و مراحل پیمایے منازل تقریر وادی بیان کو پاے قلم سے یون طے اور ذکر کرتے ہین کہ لقاے
بے لقا نامقبول درگاہ خدا قازیان درندہ اور صاحبقران جنگ نگار کے ہاتھ سے شہر عنقطلی آباد سے شکست کھا کر بھاگا ہوا
مانند صید خائف کے چلا جاتا تھا کہ بختیارک روسیاہ شیطان راندۂ درگاہ نے کہا کہ یا خداوند آپ اپنی خاطر جمع
رکھیے خدا پرستون کا یہ معمول نہین ہے کہ پیچھا کرین بیچارہ بھاگتے بھاگتے ایک دامن کوہ مین آکر ٹھہرا عجب عالم اسکی
فوج کا تھا کسی کا منہ کٹا ہوا کسی کا سر پھٹا ہوا مال و اسباب لٹا ہوا فقط ایک نقد جان بچا ہوا ہر ایک مضطر و حیران
سراسیمہ و پریشان تھا جب لقا دامن کوہ مین پہونچا بختیارک نے نقارچی سے کہا کہ تو نقارہ بجا کہ لوگ
نقارے کی آواز سنکر جو جو پیچھے رہ گئے ہین چلے آئین غرض نقارچی نے نقارے پر چوب لگائی بھاگی ہوئی فوج
پھر آئی ککلال خون آشام زنگار خون آشام ضیغم خون آشام سہراب اژدر گیر ہرمز شہریار فرامرز
بن نوشیروان وغیرہ اور سب سردار لاکھون پیدل اور سوار آکر مجتمع ہوے لیکن لقا اس عالم پریشانی مین تھا
سر کوہ پر آیا اپنا رنج خیال مین لایا کہ ای لقا ایک وقت وہ تھا کہ فلک سائل مین قلعون مین عیش و عشرت بسر کرتا تھا اور
ہر سوین دن گنبد گیتی نما سے سر بدر کرتا تھا اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت جمع ہوتی تھی تجھے سجدہ کرتی تھی یا اب
وقت پھر کر خوف سے خدا پرستون کے شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے یہ خیال کرکے چنین مار مار کر رونے لگا کہ ناگاہ بختیارک لقا
کو ڈھونڈتا ہوا جو وہان آیا اسکو روتے دیکھکر اسکا بھی جی بھر آیا مگر ضبط کیا کہنے لگا اے احمق ناحق روتا ہے ابھی جو کوئی تجھے
روتے دیکھیگا کہیگا یہ کیسا خدا ہے کہ خود اپنی مصیبت پر روتا ہے فوج برگشتہ ہو جائیگی تجھے باندھ کر خدا پرستون کے پاس
لیجائیگی یہان سے شہر آذر کوہ نزدیک ہے وہان چل کر مین نے کتاب سامری مین دیکھا ہے کہ در آذر کوہ مین بہت خرم
و مسرور ہوگا صاحبقران وہان آئینگے تو مع لشکر و فرزندان حمزہ مارے جائینگے غرض بہت سی تسلی لقا کو دی اور
تیسرے دن وہان سے کوچ کیا اور بعد چند روز کے قریب شہر آذر کوہ کے پہونچا بارگاہ استادہ ہوئی لقا شہر مین
داخل ہوا لیکن شہر آذر کوہ مین چار بھائی بادشاہ ہین القاب اور انساب جہانگیر اور شہبار رنگ
و کشار رنگ کوہ تخت و دریا نشین ان چارون کو ہرکارون نے جا کر خبر دی کہ پیر مرشد خداوند سجدہ ہزار ملک
باختر نمرود شاہ دار شہر عنقطلی آباد سے شکست کھا کر قریب شہر آذر کوہ کے آیا ہے یہ چارون خبر سنتے ہی شہر سے
اپنے ساتھ لیکر خدمت لقا مین آئے سجدہ کیا لقا نے کہا کہ تم ہمارے بندۂ خاص الخاص ہو اور زمین پر رحمت بہشت پر
ہو اور ہمی خلعت دیا القاب و انساب نے عرض کی کہ یا خداوند شہر مین چلیے اپنے قدم سے آباد کیجیے لقا بولا کہ
مین نے اسی ہزار برس آگے سے تقدیر کی تھی کہ مین شہر آذر کوہ مین جاونگا لیکر لقا مع لشکر روانہ ہوا فوج کو شہر کے باہر چھوڑا اور
خود مع بختیارک اور ضیغم خون آشام و دیگر سرداران وغیرہ داخل شہر ہوا چارون بادشاہ زر نثار کرتے ہوے لقا کو شہر
کی سیر کرواتے ہوے ایوان بادشاہی مین لائے اور تخت جواہر نگار پر بٹھایا اور دعوت و ضیافت بڑی دھوم سے کی سب
عیش و عشرت مین مشغول ہوے بعد سے روز القاب و انساب نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب کچھ بیان کیجیے کہ حال
کی خدائی کیونکر چھوٹی اور ملک عنقطلی آباد مین سات لاکھ جادوگر تیرے کیونکر برباد ہوے لقا نے یہ سنکر بہت رویا اور کہا کہ
القاب و انساب یہ بندۂ خدائی ہین کیا کہون مین نے عالم خواب مین پیدا کیا ہے اور تقدیر کرتا ہون لگی بھول گیا ہون اب ہم جو
تقدیر کرتا ہون الٹ جاتی ہے پھر اپنا حال مین کیا بیان کرون مگر یہ شخص جو بیٹھا ہے اس سے پوچھو انکھون کے حال سے آگاہ ہے
یہ خوب جانتا ہے بختیارک کو بلا کر اٹھایا اور جھککر القاب و انساب کو سلام کیا انھون نے دیکھا کہ ایک شخص زرد
منہ ازرق چشم کوتہ گردن تنگ پیشانی آنکھیں دھنسی ہوئی جامہ پہنے جیسے جند چھالی پر بند عجب [illegible] القاب و [illegible]

مسکرا اٹھا اور پوچھا کہ آپکا اسم مبارک کیا ہے بختیارک نے کہا ان مجھ گروں حرامزادہ کو کیا نام سے کام جو کچھ پوچھنا ہو سو پوچھیے القاب و انساب
نے کہا کہ نام بتانے میں کیا کوئی قباحت ہے جبکہ ہم سے واقف نہ ہو گا آپ سے بات کیونکر کرینگے بختیارک نے کہا کہ میرے
نام میں ایک آدھ لفظ ایسا ہے کہ احمقوں کے لشکر میں ہنسی آتی ہے انھوں نے کہا کہ آپ شوق سے اپنا نام بیان کریں کوئی نہیں ہنسیگا بختیارک
نے کہا کہ مجھے بختیارک بن بختک بن بلاختر بن اخفش بن ملعونکش بن سنگ سفید کہتے ہیں یہ سنکر چاروں بادشاہ بے اختیار ہنسے
اور کہا کہ یہ سنگ سفید بھی تیرے بزرگوں میں ہے بختیارک نے کہا کہ ہمارے بزرگوں میں تھے یہاں کوئی وادوجی بھی ہے یہ نام غضب کیے
ملک تھا القاب و انساب نے کہا کہ لعنت ہے تمھارے بزرگوں پر کہ سوا سنگ سفید کے اور کوئی نام دنیا میں نہ ملتا تھا جو رکھتے خیر
ملک جی اب حال خداپرستوں کا بیان کیجیے بختیارک نے کہا کہ ہم خداپرستوں سے خوب واقف ہیں پاس بالکل ہیں خداوندی کی خدائی میں لانے پر
خداپرست ہمارے ہی پیچھے آئے تھے جب حمزہ تو وہ ایک دو پہلوان کہتے تھا ایران کے ظاہر عادی و عطا ہر عادی جنھوں نے پہلوانی
جہان سے خود منشور پر اطاعت کی مہر لگائی تھی اور ساتھ ساتھ اسکے قد و قامت رکھتے تھے جب مدائن میں پہنچے نوشیروان کے آگے وہی
خط منشور پیش کیا حمزہ کا سن سات برس کا تھا آتے ہی کہ وہ خط تو نوشیروان کے پاس رکھ کر بیٹھ گیا اور نو برس کے سن میں علقمہ خیبری کو
نہایت جری تھا اور نو سو رخ کا قصد کرتا تھا نوشیروان کو ملک مدائن سے قید کر لیگیا تھا اور نو برس کا بچہ بارہ تھا ایک ضرب لگاکر جہنم
حمزہ نے دو ٹکڑے کیا اور تاج و تخت لیکر پھر نوشیروان کو دیا بارہ برس کے سن میں ہندوستان کو جبکہ نوشیروان خراج لینے گیا وہاں
لندھور بن سعدان سے شخص کو جس کا گرز خوردی دردی مشہور ہے زیر کیا پٹا رفیق بنایا اٹھارہ برس کے سن میں پردہ قاف میں جاکر
سرکشان قاف مثل دیو سپید راہا راسد دیو القران فیل باز دو اور دیو سعدان و رعد شاطر اور دیو جنگال اور دیو بکشدرون ہزار دست
اور دیو کیوس آہنی تن اور دیو سر جنگ آہن شاخ کو مار کر زلزلہ قاف ثانی سلیمان لقب پایا نوشیروان کو بھگا کر تمام ایران
میں اپنا عمل کیا اور اولاد حمزہ بھی بڑی بہادر ہے ایک بدیع الزمان کہ جنے پانچ ملک کو ایک بار خزانہ جاکر شکست دی اور قبضہ کر لیا
بیٹا حمزہ کا شاہزادہ ملک قاسم لعل خستان جو فرزند و سپاہ خداوند کی خدمت میں آیا تو خدا لعل چلیہ قصد لگا گیتی افروز پر عاشق
ہوا رات کو شبخون مارتا تھا اور دیکھو باغ سیستان میں عیش کرتا تھا انجام کار ملکہ گیتی افروز کو لاکر باغ بہشت سے لیا اور کسی سے
جگہ نہ ہو سکا القاب بولا اے نالائق اس بات کو کیسے کہتا ہے جو پوچھا تھا جو دیکھنے لگا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا یا خداوند آپ کیوں پوچھتے ہیں یہ
تمام عالم پر ظاہر ہے میرے چھپانے سے چھپ سکتا ہے بولا اے القاب و انساب نے کہا یہ ذکر دو سنا ہو گا پھر کہہ دوں سنکر اگر وہ نتیجے
اور کہنے لگے کہ کیا بے تمیز ہے خداوند کا لحاظ نہیں کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ آخر حمزہ ہے اگر ملک سبائیل ہی چھین لیا خداوند شکست کھا
بھاگے ملک ہلاک ہوا پھر آخر شطلی آباد کو تباہ کر کے اب خداوند تمھارے ملک میں آئے ہیں اور خداوند کے پیچھے وہی خداپرست دشمن
آتے ہیں وہاں کے کر رہے ہیں کہ جن پر کوئی غالب نہیں آتا القاب و انساب نے کہا کہ ملک جی حمزہ کیا حقیقت رکھتا ہے اگر خداوند چاہیں
تو اسکو غالب کر سکتا اور نجومیوں نے خبر دی ہے کہ لشکر حمزہ پر آذرکوہ میں قران صعب ہے ہم جو نہ برچھے اسکا کام نظر آنے سے مصروف ہے حق ہے
القاب نے کہا کہ یا خداوند یہاں لشکر حمزہ شکست کھا جائیگا اور خداپرست بہت ہلاک ہونگے القاب یہ سنکر نہایت خوش ہو کر مشغول عیش و عشرت میں ہوا

اب تتمہ داستان لشکر ظفر اثر حمزہ صاحبقران کی بیان کی جاتی ہے

راوی حمزہ صاحبقران امیر عالیشان بعد فتح کرنے شہر شطلی آباد کے صحبت جشن میں بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا
کہ میں ایک کولب عبودیت سے بوسہ دیا اور حمزہ کو دعا و ثنائے پادشاہی بجا لائے قطعہ

تا صبح و مہر و مہ سائر باشی
تا تلخ حیات بر سر خضر بود
تا سرزند آفتاب سرور باشی
در خانۂ اقبال سکندر باشی

شہر پاس کی جو ہمارا ہو تھا بھاگ کر جو اور آذرکوہ میں پہنچا اور وہاں کے بادشاہوں سے امن پناہ میں لیا اور نجومیوں نے خبر دی ہے
کہ میدان آذرکوہ میں لشکر حمزہ پر قران صعب ہے یہاں آکر بہت رنج اٹھائیگا امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ انھوں نے بہت جھوٹ کہا

صحرائے سوچ اثر دکی بو لگا سکے اسمین بھی جان تباجائے ہر طرف قدرت پروردگار کا جلوہ نظر آیا خشر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار ۔ صاحبقران نے جو ایسا صحرائے پر فضا دیکھا از بسکہ دلدادے سیر کے تھے ہر وادی مالک اژدر
بربب کبہ مین سے گلگشت باغ گلستان ارم ہی کی مگر ایسی سرزمین دیکھی نہ صحرا اور مالک سے عرض کیا کہ بجا ہے واقعی نہایت یہ
دشت پر فضا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ سب ہیں مگر خواجہ عمرو نہیں ہیں مقبل نے عرض کیا کہ خواجہ کسی طرف گئے ہیں امیر تو فرما رہے
کر نے چلے ہیں دیکھا ایک فرحت تازہ ہر روز بے اندازہ میں ہو عالم مستی کا عجب چھایا ہے شور وہ درختان پر شور ابن سبزہ زارین صحرا بوسے
درختوں کا مدہوش ہوا کی مستی ہر زر نگین ادا ۔ کہ یکا یک دو کوہ بطرف سے آواز عمرو کی بانسری بجانے کی آئی صاحبقران اسکی سنتے
اسی طرف کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عمرو کو دیکھا کہ گلدستہ گلہائے عجیب کا ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا ہے صاحبقران پکارے کیون
خواجہ کہان تھے عمرو پکارا کہ حضرت شمیم ایسی سیر کبھی نہیں دیکھی تھی عجب یہ دشت سبز و خرم ہے کہ خود بخود میرا جی چاہا جو بانسری بجانے لگا اور
خیال میں گذرا کہ چلکر حضور کو یہان لاؤن ۔ آخر کوہ کے نزدیک سیر دکھانے لیکر خواجہ کے ساتھ روانہ ہوئے جب آخر کوہ کے اندر گئے دیکھا کہ
عجب دہ پر فضا ہے بلکہ بہشت زمین گلہائے عجیب اثمار غریب پلا در گل کا جوش بلبلوں کا خروش مرغان نوا سنج کے چہچہے لگے ہر یک شجر کے
چار سو چمن ہائے رنگین بھر پور ہوئے اشجار سر سبز و شاداب میوہ ہائے نایاب سے لدے کہین انگور کے خوشے جیسے ثریا کے چمکتے کہین
درختہائے انار کی قطار ہیں ایک ایک دانہ لعل صد بار کسی طرف بادام فلک چشم خواب آلودہ محبوبان دلآرام کہین درختوں میں سیب لٹکے
سیب حوادث سے بے کھٹکے کہین ہیں بیان نا شنیدنی جیسے صدان جنت کی چھاتیان شاخین بار اثمار سے جھکی ہوئی زمین کو چوم رہی
ہین غرض ایسی جا سے دلکش تھی کہ امیر چل نہ تھکے شعر اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است ۔ حمزہ کی
صاحبقران یہ سیر و تماشا دیکھتے ہوئے چلے آتے ہیں ہر قدم پہ تعریف صنعت کردگار کرتے ہیں کہ ایک تالاب پر پہنچے دیکھا کہ یلی نہایت
صاف شفاف نمایان بھرا ہوا ہے کہ آب صاف سے سامنے کے آب شفاف میں غرق ہے سبزہ گرد تالاب کے لگا ہوا ہے گویا فرش مخمل کا فرش
سبز بچھا ہوا ہے ہوائے سرد و خوش آیند چل رہی ہے لب گرداب اس تالاب کی یاقوت احمر کی ہے صاحبقران وہین بیٹھ گئے اور
سردار گرد و اطراف میں جمع ہوئے ملازم سامنے آکر موجود ہوئے ترتیب ہونے لگا دورہ جام شراب کا گردش میں آیا صاحبقران
نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم جاؤ اور بادشاہ اسلام کو بھی لاؤ یہ مقام دیکھنے کے قابل ہے یہ فضا بھی یادگار ہے عمرو تو اسی وقت بادشاہ
کے لینے کو اسکے واسطے روانہ ہوئے یہان صاحبقران صحبت عیش میں بیٹھے تھے کہ ایک طرف سے ابر تیرہ و تار نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی ہوائے
تیز و تند چلنے لگی دم بھر میں وہ ابر محیط عالم ہوا اور چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑنے لگیں تھوڑی دیر میں پانی زور و شور سے برسنے لگا اولے
پڑنے لگے بسبب سردی کے سب کی یہ حالت ہوئی کہ دانت سے دانت بجنے لگا ہونٹھ نیلے ہو گئے جب یہ حالت ہم ہو گئی ہر چند چقماق پتھر
سے آگ نکالتے تھے لکڑیان جلاتے تھے گرما گرم نہ ہوتا تھا ۔ الغرض منصور بن سعدان نے صاحبقران سے کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے
کہ یہ باد و باران برف سحر کی ہے جسوقت حضور طلسم ہزار اسپ کی طرف جمشید رجان سوز کے چھڑانے کے لیے تشریف لیگئے تھے اور
لشکر وہان ٹھہرا تھا ان دنوں میں دو جادوگر زبان لشکر خطائی آباد سے گلثوم جادو اور گلشن جادو نام آقائی صدیق استانی
تھیں اسی طرح انھون نے برف برسائی تھی تو لشکر اسلام تباہ ہوا تھا اب بھی یکجگی یکا یک یہ سحر کا معلوم ہوتا ہے حضور اسم اعظم پڑھیں
مالک اژدر بھی بولے کہ شہریار جو آپ نے فرمایا ہے سچ ہے مجکو بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے جادو کا باطل سحر ہے جیسے امیر نے چاہا کہ اسم اعظم
پڑھیں یہ سنتا یا بالکل فراموش ہو گیا تھا رنگ زرد ہو گیا یقین ہو گیا کہ ادھر دلدادے ہمت نے کچھ جادوگرون نے اسم اعظم بند کیا ہے
اسکے برباری کی ہے پھر معلوم ہوا الغرض بار اسی مقام پہ بیٹھا تھا جو شبت اندر دی ہوا تین تین انگلیان برف کی گرنے لگیں گر دو
فضل الٰہی شامل حال برکت سے وہ ماؤن کی دعا وہ کے اور برف گر رہی تھی مگر کسی سردار کے بدن پر نہ پڑتی تھی لیکن شدت سردی سے
کانپے جاتے تھے مگر باہر نکلنے کا راستہ وہان سے نہ پاتے تھے کسواسطے کہ ڈھیر ہر چہار طرف ہونے اور بدن کا آفتاب انگور

حالت گریہ وزاری و دعا و بیقراری میں چھوڑ دیجیے

اب احوال عمرو بن امیہ ضمری سنیے

کہ عمرو خدمت شہنشاہ گیتی پناہ میں آیا اور مادہ خمار سے بادشاہی بجا لایا کیفیت درہ کوہ بیان کی اور عرض کیا کہ صاحبقران نے مجھے
خدمت والا میں بھیجا ہے اور التماس کیا ہے کہ حضور بھی یہاں گھڑی دو گھڑی کیواسطے تشریف لائیں تو بہتر ہے کہ قابل دیکھنے کے ہے یہ سنکر
شہنشاہ عجب ہوے نے پوچھا کہ خواجہ امیر اسوقت کہاں ہیں عمرو نے عرض کیا کہ اسی تختہ گلزار رنگ پر بہار میں فرماتے ہیں یہ سنکر حضرت لقمان حکیم نے کہا کہ تعجب
ہے اور تیری دانائی و عقلمندی سے بعید ہے کہ تو اس طرح کا کلمہ کہے دہانی خضا جا گزین ہو جلد جاؤ اور حمزہ صاحبقران کو وہاں سے لاؤ
کہنا کہ آپ نے بالکل خواجہ زادوں کے کہنے کو فراموش کیا ابھی شہر عظلی آباد کو فتح کیا ہے اور جادوگر وہاں کے فراری ہوئے ہیں
وہ کیا آپ کی فکر سے غافل ہونگے ایک ایک دشمن جان ہے یہ سنتے ہی عمرو نے کہا کہ اے شہریار آپ بجا فرماتے ہیں یہ کہکر جانب کوہ
روانہ ہوا کہ صاحبقران کو وہاں سے لے آئے جب قریب درہ کوہ کے پہونچا کیا دیکھا کہ برف کے سوا اور کچھ معلوم نہیں
ہوتا گھبرا کر ہر چہار طرف دوڑنے لگا کہیں راستہ پائے تو اندر جائے شبہ ہو جاتا تھا سواے انبار برف کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا آخر کو
یقین ہوا کہ حمزہ مع سرداروں کے برف میں دب گئے یہ خیال کرکے پچھاڑیں کھانے لگا خاک اڑانے لگا سر پیٹتا تھا اور یہ کہتا
تھا کہ ای آقا آپ نے مجھے چھوڑ دیا اس سفر آخرت میں ساتھ نہ لیا عمرو کسکے سہارے جیے گا اور کسکو آقا کہیگا عمرو کو یہ امید نہ تھی کہ آپ
عدم کا سفر کرینگے اور غلام کو چھوڑ جائینگے اب یہ تو فرمائیے کہ میں جا کر بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤں اور اپنے دل کو کسطرح سمجھاؤں غرض
عمرو روتا پیٹتا لشکر میں داخل ہوا شہنشاہ سعد بن قباد سے ساری کیفیت رو رو کر بیان کی سنتے ہی شہنشاہ کی عجیب حالت ہو گئی
تمام لشکر میں کہرام پڑ گیا رفتہ رفتہ خبر حرم سرا میں پہونچی وہاں بھی تہلکہ پڑ گیا ہرکاروں نے یہ خبر لقا کو بھی پہونچائی وہ یہ سنتے ہی پکارا
الٰہی بندگان من ببینید قدرت مرا کہ میں نے کیونکر حمزہ کو مع اسکے لڑکوں اور سرداروں کے اپنے خشم و غضب کی بجلی سے جلا دیا اب ان
بے ہمارے یہاں طبل شادیانی لشکر لقا میں اور طبل خوشحالی بجنے لگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند یہی وقت ہے فی الحال آتش کشتن
و اخگر گذاشتن و افعی کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست اب مناسب ہے کہ طبل جنگ بجواکر ان مسلمانوں کا خاتمہ کیجیے
لقا بولا کہ ستر ہزار برس پہلے میں نے یہی تقدیر کی تھی آج شب کو طبل جنگ بجے پھر بختیارک نے عرض کیا کہ یا خداوند ایک اور بات
میرے خیال میں آئی ہے جبتک آپ یہاں کے سرداروں اور پہلوانوں سے لڑائی رو کیے ہیں بہت جلد طماس ستون قدرت کو مع
تمام لشکر بلاؤں لقا اس بات پر اچھل پڑا اور پکارا کہ الٰہی بندگان من ببینید قدرت مرا جو بچہ شیطان درگاہ ہے کہتا ہے یہی تقدیر میں نے
کی بختیارک تو اسیوقت مع تحفہ تحائف کے جانب طماس روانہ ہوا یہاں شام کو بحکم لقا طبل جنگ بجا یہ خبر ہرکاروں نے
سلطان ذیشان کو پہونچائی ادھر غم حمزہ صاحبقران اور سرداران لشکر کا بے انتہا تھا یہ طبل جنگ کی خبر اور بھی کاہش جان ہوئی مشیت ایزدی
میں کیا چارہ ہے فرمایا کہ الحکم للہ جو مرضی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے جو کچھ ہماری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئیگا غرض لشکر اسلام میں
بھی طبل جنگ بجا صبح کا بیات
دو دریاے لشکر بجوش آمدند

دو لشکر بیاراست آراستہ	شدند از ہر طرف صبح برخاستہ
تفنگ برگند رگاہ کین بگند	نقیبان خروشی و رہا بجنبند
گرد ابر از دو سو در خروش آمدند	بزرک بر ورک سو لبہ و رکاب

دونوں لشکروں کی آمد سے گرد و غبار کا یہ عالم تھا کہ زلزلہ ہو گیا جب غبار موقوف ہوا
اور پھر زندی دو صف کی میدان میں کھلی صورتیں نظر آنے لگیں ایک نے دوسرے کو تیز تیز نظر سے دیکھنا شروع کیا میمنہ میسرہ
قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ دونوں طرف سے آراستہ ہوا صف آرائی کرکے کھل گئے چیلہ کاروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا
فراشوں نے درختوں کو کاٹ کر پھینک دیا سقوں نے آبپاشی کی جب میدان تیار ہو چکا نقیبوں نے فلک نسب ذی کرکرن ہما
بہادر ہو کر نکلے اور اپنے باپ دادا کا نام اس میدان جنگاہ میں روشن کریں اور نام رستم و اسفندیار کا اس صفحہ دنیا سے

بلا کر یہ چکہ مختصر سبب تھا کہ نیزہ دو جانبی ہو رہے تھے میں علوم سرگین پہونچا اور قاسم کو پیغام امیر کا دکھلا کر بڑی نشانی دکھایا قاسم نے نقابدار سے کہا
میں نہ جانا ہوں فرمانا امیر کا دشمن بدرسکی خلاف حکم کیونکر کروں غرض بہار سے لوٹ تھا دست لڑائی ہونگی نقابدار نے کہا کہ جا پانچ روز تیری کل بل
ملکی جان بچی بہشت جان قاسم نے کہا اگر پیغام امیر نہ آتا تو تجھکو معلوم ہو جاتا دیکھنا کل تیری کیسی خدمت کرتا ہوں نقابدار نے کہا کل بھی
دور نہیں غرض شب بازگشت بجا دونوں پھر کر اپنے خیموں میں گئے دوسرے دن جو صاحبقران نے تمام سردار استقبال کر کے واسطے امیر بارگاہ
میں بیٹھے عجب ماجرہ عمرو سے کہا کہ اے برادر تم تو دیکھے ہو نقابدار کو کیسا ہے عرض کیا اے شہریار جس وقت نقابدار نے مجھے پانچ روز لشکر
جاوین نے نہیں چھپا میں نصیحت سمجھا کہ اگر دور تھی اور میں پھر آیا امیر نے عمرو سے کہا خواجہ کسی طرح نقابدار کی جا کر خبر لاؤ کہ یکون ہے بدیع الزمان
سب سے زیادہ مشتاق تھا اور تمام سرداران دست راست و دست چپ جانتے تھے کہ حال نقابدار کا معلوم ہو عمرو نے کہا کہ اے حمزہ تو جانتا
ہے کہ میں باہر جوں سے ڈرتا ہوں ایک تو دیا سے کشتی کو لشکر ملک الموت جانتا ہوں کہ جہاں غریب مرے ہونگی ڈوبا دوسرے جلاد دل دشمن
سے کہ جہاں دو دانے ماش کے چوری کرکے مارے ہاتھ پاؤں باندھ کر رکھ گئے غرض سے نقابدار سے کہ جہاں اپنے چشم جا پہنچ بجائے خیال لیا
پھر اسکو صورت کسی کی نہیں ہر بنی حمزہ میں نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیج دوسرے میں بیچارہ مفلس قرضدار مجھسے کیا ہوسکتا امیر نے کہا کہ دو
دو ہزار روپیہ انعام میں دینگے اور دو ہزار بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم دینگے پھر بدیع الزمان اور قاسم و لندھور مالک
دونوں نے دینا قبول کیا عمرو نے کہا کہ نقد منگوا کر مجھکو دیدو کیونکہ مثل ہے کہ نو نقد نہ تیرہ ادھار دیکھو جیتا اور مرا دیکھو ہوا غرض سب نے روپیہ
منگوا منگوا کر رکھ دیئے عمرو نے نقد زنبیل کیے اور لباس عیاری کے بدن پر آراستہ کر کے روانہ ہوا جس وقت لشکر نقابدار کے قریب پہونچا
صورت فقیر کی بنا لی رومال ہاتھ میں لیکر داخل لشکر نقابدار ہوا لشکر بہت آراستہ دیکھا اور روانہ بارگاہ دیکھا کہ لوگ کچھ عیادہ
کیے ہوئے بیٹھے ہیں عمرو نے دیکھا کہ سیارہ اور لعبہ اور سمک اور ابو الفتح ہیں کہ نقابدار آیا عمرو نے دیکھا ایک جوان دشنام
از بسکہ نقاب پڑی ہے مگر عجب نور چہرے سے ہے عمرو بارگاہ کے اندر آیا دیکھا نقابدار کہ اسکے چہرے پر بھی نقاب پڑی ہے ایک جاسوس
آیا اس نے عرض کیا کہ چند عیار لشکر اسلام کے واسطے تجسس حال حضور کے آئے تھے وہ گرفتار ہوئے انکے حق میں کیا حکم ہے
پھر کان میں کہا کہ ایک مرشد فقیر بھی گھسے ہیں نقابدار نے کہا کہ اے برادر تمکو اختیار ہے جیسا مناسب وقت ہو انکے حق میں
کر اس نے کہا بہت بہتر اور عیاروں کو بلایا کہ دست راستی اور دست چپ میں بدیع الزمان کے طرفدار علمی و اور قاسم کے
طرفدار علمی و دونوں طرف کے عیار الگ الگ ہوئے جو عیار قاسم کیطرف تھے انکا لباس چھین لو سوا سے [illegible] کچھ نہ
رکھا اور چھوڑ کر کہا کہ جاؤ یہ جو ہم نے تو جان سے مارڈالتے جاؤ گے اور طرفداران بدیع الزمان کو خلعت دیکر کہا کہ ان واسطے
صورت مبدل کر کے آئے تھے جاؤ پھر ایسی حرکت نہ کرنا بدیع الزمان کی خاطر سے تمہیں چھوڑ دیا وہ سب بھی کہ جہاں کی لوٹ لشکر اسلام
کیطرف روانہ ہوئے لیکن یہاں اسباب جو عیاروں کا رکھا ہوا تھا اسمیں سے ایک خنجر مرصع نکالا نقابدار نے اٹھا کر عمرو کو دیا اور
کہا کہ شاہ صاحب یہ خنجر لو اور فروخت کر کے خرچ اپنا کر لو اور پھر ہمارے پاس آنا عمرو نے دو نذر وہ خنجر نقابدار کے ہاتھ سے لیا
اور دعا میں دینے لگا کہ پیچھے سے عیار نقابدار لپٹ گیا اور کہا کہ باہنر ای دو دو بار یک گردن نقابدار نے کہا کہ او کمبخت فقیر کو کیسی
کو لی پکڑتا ہے اس نے عرض کیا کہ یہ وہی گستاخ ہے اسکا بھی قتل کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ اے نقابدار میں عمرو نہیں ہوں نقابدار نے
کہا کہ اسکو شکنجے میں بھیجو اگر عمرو ہے تو قبول دیگا جب شکنجا آیا اور عمرو نے دیکھا کہ شکنجے میں مرجاؤنگا عیار نقابدار سے کہا کہ یہاں آؤ مجھے
ہوں اے عیار شکنجہ تو نے مجھے خوب پہچانا میں عمرو ہوں نقابدار نے کہا کہ خواجہ کیوں آئے تھے عمرو نے کہا اے نقابدار حمزہ نے مجھے
بسبب خالقت بیحد مجھکو بھیجا تھا کہ نام نقابدار کا دریافت کر اور مجھکو بہت سا روپیہ دینے کو کہا تھا نقابدار نے کہا کہ خواجہ تم روپیہ بھی
لیکر کہا عمرو نے اپنی صورت اصلی بنا لی نقابدار نے کرسی بیٹھنے کو دی اور کشتیاں موجب اشرفی و جواہر کی پیش کیں اور کہا کہ
اے خواجہ اگر مجھے نام اپنا ظاہر کرنا ہوتا تو میں نقاب کا ہے کو منہ پر ڈالتا اور تم میرا افشاے راز کرنے کو آئے تھے خیر اب تو میں

بلچوں کا سموں نے زمین پست و بلند کو ہموار کیا سقوں نے آب پاشی کی میدان تیار ہو چکا نقیب نے للکار کر پکارا کہ کمان ہے رستم
کمان ہے سہراب کمان ہے سام کمان ہے بیژن کمان ہے برزو کمان ہے اسفندیار کو خدا نے وہ زور دیا ہے جو اپنے نام کو بلند
کرے اور نام رستم و سام کا مٹا دے اتنے میں لشکر نقابدار سے علم جلوہ گری پر آئے اور نقابدار مرصع پوش
نقابدار چلپینہ پوش سے اجازت لیکر گھوڑا جولان کرتا ہوا باگ اڑاتا ہوا میدان کو چلا مرکب نے عجب کیفیت دکھائی
عیار نے تعریف میں اسکے کہا ابیات وہ چہرہ کہ بپہ برق یا بادی ہے ﴿ طرز ولی انہ دیر پر زاد سے ﴾ خوش خرامی تا آب ندک
تیز گامی زیرق چابک تر ﴿ سبحان اللہ کیا بات ہے اور نقابدار گھوڑا اچھا کر میدان میں آیا اور نیزے کے ہاتھ نکالنا شروع
کیے کبھی ایک رکاب پر قائم ہو کر برچھا ہلاتا تھا کبھی بر بچے تیسمت مرکب کی پیٹ کے تلے سے نکل آتا اور گھوڑے پر بیٹھ جاتا
تھا گھوڑا اسی طرح رو میں چلا جاتا تھا بعد اسکے پچھاڑ اور نگوٹی ستان و بنان میں ذاکر نیزہ بازی شروع کی اور کوئی کمی
گرسنہ وہی بعد اسکے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر تیر آسمان کی طرف پھینکا وہ تیر گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا اسکا پیکان اسکے
سوفار میں دھنسا اور سوے آسمان لیکر جا وہ دونوں ابھی نہ گرنے تھے کہ تیسرا تیر اور مارا اسکا پیکان انکے سوفار میں
پیوستہ ہو کر وہ دونوں کو لیکر بلند ہوا اسی طرح نو تیر کا نیزہ بنا کر اتارا … چمن کی ہر طرف سے بلند ہوا بعد اسکے
درخت آہنی میدان میں قائم کیا جسکی ہر شاخ میں حقہ طلائی نمایاں اور ہر حقے میں خوشہ ہاے مروارید آویزاں تھے
نقابدار نے جس خوشے پر تیر مارا اسے اڑا دیا عیار نے کہا اے شہریار اس خوشے کا ایک موتی اڑا جائے اور موتیوں کو خبر نہ
نقابدار نے جو تیر مارا ایک موتی اڑ گیا اور موتیوں کو خبر تک نہ ہوئی پھر ایک میل آہنی نصب کیا اور دوڑ کر گرز مارا کہ زمین میں
عجب تماشا تھا کہ زمین کا جگر ٹوٹ جاتا ایک گرد کا تتق اٹھا کہ نقابدار اور میل پوشیدہ ہو گئے جب گرد بیٹھی دیکھا جس جا
میل تھا ایک کنواں سا نکل آیا نقابدار کا گرز الٹا ہاتھ اس قوت کو دیکھ کر دشمن کے ہاتھوں میں رعشہ پڑ گیا بے اختیار ہر
شخص واہ واہ کرنے لگا غرض کہ خوب ہنر دکھایا نقابدار نے کہ پسینے پسینے ہو گیا اب اپنے نام کو آراستہ کرنے لگا بعد تھوڑی
دیر کے نیب دی کہا حمزہ صاحبقران میرے مقابلے کو تشریف لائے صاحبقران نے عمرو کو اشارہ کیا خواجہ عیار …
کر و عمرو نے کلاہ عیاری آسمان کی طرف اچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر مقابلے کو جائیں گے تمام لشکر کے علم جلوہ گری پر آئے
نقارے بجنے لگے امیر اشقر کو لیکر سامنے تخت بادشاہی کے آئے اور سلام کیا ہاتھ باندھ کر اجازت چاہی بادشاہ نے تخت پر
بلا کر بٹھایا امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کر رونے لگے فرمایا کہ بڑی شان ہے میری نقابدار آپکے واسطے … شتاب سے … واسطے کچھ
ہوئی دیر میں کیا کرے گا امیر نے کہا کہ خدا کو یاد کیجیے کچھ اندیشہ نہیں پروردگار میرا حامی و مددگار ہے بادشاہ نے جام دیا امیر
نے بے اندیشہ وہ جام پی لیا اشقر پر سوار ہو کر میدان کو روانہ ہوئے سبحان اللہ کیا مرکب تھا کہ غیرت جنہار رخش قمر طلعت
و شیرین رفتار … جب صاحبقران نامدار نقابدار کے قریب پہنچے نقابدار نے گرز وہ
سپر کا ہاتھ میں لیکر سر جھکا دیا … امیر کا پیچھے ہٹ گیا اور سات قدم گھوڑا نقابدار
کا پیچھا ہٹا گھوڑوں کو رانوں میں مسلکر مقابل یکدیگر ہوئے نقابدار نے سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا …
… دعا میں مصروف رہتا ہوں مگر امیر کا یہ حال ہے کہ محبت نقابدار میں جی جاتا ہے کہ نقابدار کو کلیجے میں رکھ لیجیے … بعد
از گفتگو عمرو سے ہاتھوں میں تھامے نیزہ بازی ہونے لگی … رد و بدل ہوتی تھی ایک مقام پر صاحبقران نے …
بند صاحبقرانی سے نیزہ نقابدار کا نکال لیا نقابدار نے برہم ہو کر گرز نکالا امیر نے دیکھا امیر نے ضرب لگائی نقابدار پر ضعف
تو بہت گوارا ہے ہو گی نقابدار نے کہا اے شہریار میری یہ قدرت نہیں ہے کہ تلوار حضور پر کھینچوں لیکن زور آزمائی ہو امیر نے
فرمایا کہ جس طرح تمہارا جی چاہے میں موجود ہوں غرض گھوڑوں سے نیچے اترے ہتھیار کمروں سے کھولے دور کر دیے

آستینیں چڑھائیں دست و گریبان ہوئے ایک ایک ہاتھ پکڑا ایک ایک گردنوں پر رکھا امیر کو یہ معلوم ہوا کہ تمام زمانے کے
پہاڑ کسی نے گردن پر رکھ دیئے اور نقابدار کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا سروں کو ملا کر ایک ٹکر دی کہ پوست تک ماتھوں کے
ادھڑ گئے کیا عجب کرتا بڑا ہی مقابل سر ہوتا تو وہ بھی سرمہ ہو جاتا ہتھیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگیں سامنے کے دانتوں
او پیچ ہونے لگے اسی طرح چار پہر میں کشتی رہی شام ہوئی آفتاب بانگ نہ دلر زمان و برسمان شہنشاہ مغرب میں پنہان
ہوا اور شاہ زنگبار با فوج ثوابت و سیار سپہر نیلگوں پر نمایاں ہوا عالم میں تاریکی چھائی اشعار چو شکلین جعد شب را شانہ کرد
چراغ روز را پروانہ کرد + بزیر تختہ تر زآب آبنوس + دہان شد نگونین سندروس + نقابدار نے صاحبقران سے
کہا اب تشریف لیجائیے دن واسطے جنگ و جدل کے ہے اور رات واسطے عیش و آرام کے کل ہم اور آپ پھر لڑینگے امیر نے
فرمایا اے نقابدار مجھے ستیز ہے تا گر زندہ رکھنے ہیں میں حریف کو بغیر زیر کیے میدان سے نہیں جاتا نقابدار نے کہا کہ
دو سبب ایسے ہیں کہ جو میں لڑائی سے کنارہ کرتا ہوں ایک تو پیرانہ سالی حضور کی دوسرے شب کی تاریکی امیر نے جواب
دیا کہ رات کو دن کرنے کچھ دیر نہیں لگتی اور میں ضعیف نہیں ہوں بہت قوی ہوں نقابدار نے کہا بہت اچھا میں بھی حاضر
ہوں اور اپنے عیار سے کہا کہ روشنی جا کر لاؤ لشکر نقابدار سے روشنی آئی ہمیشہ نے طلائی و نقرئی گڑ گئے تمام میدان روشن
ہو گیا امیر نے عمرو کو حکم دیا کہ خواجہ روشنی کرو عمرو نے چار سو جھاڑ طلائی زنبیل سے نکالے کہ جن میں جا کر روشن کیے
کہ کوسوں تک صحرا کا کنارہ منور ہو گیا جب روشنی ہو چکی پھر دونوں سرگرم کشتی ہوئے لوگوں نے دیکھا کہ لڑائی ایک کشتی ان
پہر کو ہیں بندھے جیسے بیلی ہوتی ہیں کمریں کھول کھول کر زمین پوش کیا کہ اپنے اپنے عیاروں اور سالاروں کے پاس
بیٹھے ادھر بادشاہ اسلام کے واسطے سائبان بڑا تھا اس میں بادشاہ نے جلوس فرمایا سردار گرد و اطراف میں جمع ہوئے
ادھر لشکر نقابدار میں بھی لوگ بیٹھے خوانچے والے آکر بیٹھے پانی پلانے لگے خوانچے والوں سے لوگوں نے مٹھائی پکوان
لیکر کھانا شروع کیے تمام میدان میں میلہ لگا ہوا تھا کثرت کا کھنک ہوتا تھا چرخ فلک پر پیرانہ سالی کیسبب ماہتاب اٹھ کر
تماشا کشتی کا دیکھ رہا تھا اس سے مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ فرشتوں نے آسمان میں روزن کر کے اپنی آنکھیں لگا دی ہیں اور
کشتی کے تماشائی ہیں فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا مقرر کر دیا ہے سب سیر دیکھ رہے ہیں اسوقت ہر جا کی صدا آتی تھی
کشتی ہوتی رہی ساری رات کشتی رہی دم صبح عابد شب زندہ دار نے تسبیح انجم کو سجادۂ سپہر پر رکھ کر سجدۂ حق بجا لایا اور ترک
آفتاب نے خود زرنگار سر پر رکھے سپر در بر پشت پر لگائی زرہ طلائی زیب جسم کر کے خنجر شعاعی ہاتھ میں لیا اور توسن
فلک پر سوار ہو کر میدان جنگاہ جہان میں نمودار ہوا اشعار بروز دگر کین جہان پر غرور + بیافت از سر چشمۂ خورشید نور +
کشید آفتاب از نیام سپہر + بہندی شب یا تیغ افگندہ سر + صبح کو وہی عالم کشتی تھا کہ نہ ایک سے ایک مغلوب تھا اور
نہ ایک پہ ایک غالب تھا اسی طرح سات شبانروز کشتی رہی آٹھویں روز نقابدار ریل کے ہونے لگے نقابدار نے سر اپنا
سینۂ امیر میں لگا کر دونا یا امیر نے قدم سے قدم جما کے پیچھے ہٹنا شروع کیا نقابدار سات قدم تک ریل کیگیا
عمرو پکارا کہ حمزہ کہاں پیچھے ہٹا جاتا ہے میں یہ کہتا تھا کہ ضعیف ہو جوان سے نہ لڑو امیر کہتا نہ مانا اب کیا پہلوان عادی کو
لا کر شیر کی کمر سے باندھ دو امیر نے کہا کہ خواجہ کیا بکتے ہو ذرا ٹھہرو کا ہے کا خیال کا جو کہتا تھا کہ نقابدار نے جھکا دیا تھا
گھٹنا امیر کا زمین سے جا لگا امیر نے لنگر ڈالا کہ پشت زمین میں غرق ہو گئی نقابدار پھر جا لگا کیسا ایسا زور کیا کہ
اگر پہاڑ ہوتا تو وہ بھی اکھڑ جاتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر نے ذرا جنبش نہ کی نقابدار کا منہ لال ہو گیا قریب تھا کہ چہرے
کانوں کے شق ہو جائیں دسوں انگلیوں سے خون ٹپکنے لگا اسوقت ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ حضرت زور بھر میں تھا میں تھک گیا
اب جو آپ سے ہوسکے تصور نہ کیجیے امیر اٹھ کر بیٹھے اور دونوں بازو نقابدار کے پکڑ کر ریل کر کے دور سے

تو قدم جمکر بیٹھنے وہاں عیار نقابدار چلایا کہ ای نقابدار کمان سیا ہوا چلا جاتا ہی قہر دار ہو نقابدار سے پھر کہا صاحبقران زبردست
ہی میں کیا کروں ذرا نگاہ بہکا اور خیال کا چوکنا تھا کہ امیر نے جھٹکا دیا کہ نقابدار کے دونوں زانو آدھے زمین میں دھنسے
گھٹنے تک اسکے خوب زمین میں گڑ گیا کہ تا زانو زمین میں غرق ہوگیا امیر نے ہر چند زور کیا لنگر نقابدار کا نہ اکھڑا اسوقت فرمایا کہ ای نقابدار
ہم تم خوب برابر کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا لڑائیاں تین طرح کی ہیں ایک تو جنگ تنگی کہ آپس میں گھونسا چلتا ہی جو عاجز ہوجائے
بدرگاہ ہی دوسری جنگ فارسی جو ہم تم کر چکے ہیں تیسری جنگ عربی وہ باقی ہی آپس میں یہ صورت ہوتی ہی کہ چار زانو ہو کر
زور کرتے ہیں نقابدار نے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران چار زانو بیٹھنے میں لنگر درست نہیں رہ سکتا بھلا چار زانو پہلے کون
بیٹھیگا امیر نے کہا کہ پہلے میں بیٹھتا ہوں تم زور کرو جب تم تھک جاؤ تو میں تم پر زور کرونگا نقابدار نے کہا کہ اچھا بیٹھیے
امیر چار زانو ہو کر بیٹھے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ حمزہ پہلے تو جفت نہ کر نقابدار کو پہلے بیٹھنے دے وہ جوان ہی امیر نے
نہ مانا اور نقابدار سے کہا آؤ زور کرو نقابدار نے کمر میں ہاتھ ڈالا زور کیا کہ لنگر امیر کا زمین سے اکھڑا اور کچھ ہلا یہ
تھا کہ امیر تڑپے کمر بند امیر کا ٹوٹ گیا لنگر ہاتھ سے چھوٹ گیا امیر پھر چار زانو ہو گئے نقابدار نے کہا یا حمزہ صاحبقران
اب جانے دیجیے میں آپ برابر رہا امیر نے کہا ای نقابدار وہ صاحبقران کیونکر ہیں جو وہ دل میں ورثہ پہنچے
وہ بادشاہ و اقلیم بخشندہ جہاں ایک میان میں دو تلوار رہتی ہیں اب میرے تیرے مقابلے میں فیصلہ ہو جائے تو خوب ہی
نقابدار نے جواب دیا میرے دو زور ابھی باقی ہیں آپکو اٹھالونگا اور مار ڈالونگا تھا مگر کمر بند ٹوٹ گیا امیر نے کہا ای نقابدار
وہ وقت گیا گذر اب پھر لنگر نہ اٹھیگا نقابدار نے زنجیر کمر امیر کی کسکر باندھی اور ہاتھ کمر میں ڈالکر خوب زور کیا مگر صاحبقران
کو جنبش کرنے کی رگ بندہ اٹھی امیر نے کہا کہ ای نقابدار دیکھا تو نے یہ بولا کہ ابھی تو ایک زور میرا اور باقی ہی میں اٹھالونگا یہ کہکر
خوب دو گھڑی تک اپنا دم راست کیا اور پھر امیر کے کمر بند میں ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ منھ سرخ ہوگیا مگر امیر کے لنگر نے جنبش
نہ کھائی بس تھک کر ہاتھ اٹھالیا اور کہا اب آپ زور کیجیے یہ کہکر چار زانو ہو بیٹھا امیر نے شکر خدا بجا لائے اور فرمایا کہ ای
نقابدار تو پھر تین زور کیے مگر میں ایک زور بدرگاہ خدا چھوڑتا ہوں اور ایک زور تمام خلائق کے واسطے کہ آخر روز حساب
بخشو دو خواب میں ایک زور نقابدار پر کرتا ہوں ہر چند عمرو نے کہا کہ حمزہ تیری عقل زائل ہوگئی ہی کیوں تین زور کا ایک
زور کرتا ہی امیر نے جواب دیا کہ خواجہ تم دیوانے ہو جو پہلے زور میں کچھ نہوا تو دوسرے زور میں کیا ہوگا اور میں نعرہ کرونگا تم
سبکو آگاہ کرو عمرو نے پکارا صاحبو حمزہ نعرہ کیا چاہتا ہی اپنے اپنے کانوں میں انگلیاں رکھ لو اور گھوڑوں کے کانوں میں
روئی دو نہیں تو پردے کانوں کے شق ہو جائینگے بس امیر نے زنجیر کمر میں نقابدار کے ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا کہ چھتیس کوس
تک آواز پہنچی گئی شعر کہے نعرہ زد میر مرحل مصاف کہ شیر غرید در کوہ قاف نعرہ کرکے زور کیا کہ لنگر نقابدار کا اکھڑ گیا چرخ
تا بزانو اور دو قدم سرکے ہیں تا کمر نیچے میں تا سینہ لاکر بازو کا ایک دیگر سے بلند کیا غل ہوا کہ وہ نقابدار کو اٹھا لیا نقابدار
نے نقابدار سے کہا کہ گید ی دیکھا تو نے میں چوکنا تھا وہی ہوا اور اب حال بھی اس نقابدار کا کھلا جاتا ہی اتنے میں امیر سنبھالا
نقابدار کو چرخ دیکر مارین کہ نقابدار سبز پوش گھوڑا دوڑا کر آیا اور کہا کہ یا امیر زمین پر نہ ماریے گا یہ آپ کا بیٹا ہی
بدیع الزمان کا بھائی ہی نور الدہر اسکا نام ہی کوہ ہر ملک سے ملک سنجان میں پیدا ہوا ہی صاحبقران نے ہاتھ سے رکھ دیا
نقاب منھ پر سے دور کی ایک آفتاب چمکا صاحبقران نے اسے سینے سے لگایا اور سبز پوش سے پوچھا کہ تم کون ہو اُنھے بھی
نقاب اٹھائی دیکھا کہ اسد بن کرب غازی ہی نقابدار سبز پوش خجل بن گیا ہی اور خون آشام تھا اسنے بھی نقاب اٹھا کر
بدیع الزمان کو آواز دی کہ مبارک ہو یہ تمھارا بیٹا نور الدہر ہی بدیع الزمان دوڑ کر اپنی چھاتی سے لگایا پھر قاسم سے لاکر ملایا
کہ یہی تھا سے فرزند کیا تھا قاسم نے اسے گلے سے لگایا مگر دل میں کہا کہ کھٹکے پیٹ ہی کہ جھگڑے میں ہو جائے آج تیرا فرزند ہوتا تو ہی

شاہزادے نے نعرہ کیا کہ اے نامرد کہاں جاتا ہے سامنے آ مشت کیا اور اصل رسید میں مجھے ڈھونڈھتا تھا یہ کہکر تلوار ماری
شاہزادے نے بقوت سپہگری خود چھین لی کمربند میں ہاتھ ڈالکر اسے گھوڑے پر سے اٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام قبول کر
نہیں تو تجھے قتل کرتا ہوں خوب تیری کچھ خبر لیگی سام درزد نے یہ بہادری اور صورت و شکل جو دیکھی عاشق ہوگیا غرض کہ
کہ میں نے لعنت کی لقا پر شاہزادے نے خوش ہو بارشاد کیا وہ کلمہ پڑھکر دل سے صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والوں سے کہا جو
ایسا آقا کہیں بھی نصیب ہوتا ہے میں رسالہ ہو صورت ایسی طاقت اصلاح کی میں نے تو غلامی اسکی اختیار کی سب اسکے ساتھ
والے مسلمان ہوئے نور الدہر نے سوداگروں کو بلوایا مال و اسباب انکا جو لٹا تھا دلوا دیا احوال پوچھا کہ تم کون ہو سوداگر
نے کہا آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ آپ ہمارے مرشد زادے معلوم ہوتے ہیں نور الدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا وہ سوداگر
قدموں پر گرا کہا کہ ای شہریار نام میرا خواجہ بہلول ہے میں ہر دو قاف میں امیر کے ساتھ تھا شاہزادے نے اٹھکے گلے
سے لگایا اور رخصت کیا اسنے دعوت کی تمام قلعے کو اسلام آباد کیا دوسرے دن احوال لقا کا پوچھا سام درزد نے کہا کہ آج
وہ شہر مشتری حصار میں ہے اور مشتری حصار یہاں سے سات کوس ہے اب لشکر خدا پرستوں کا آیا ہے مقابلہ ہونے پر ہر کل
لڑائی ہوگی نور الدہر یہ سنکر چپ ہو رہا اور بہر بات رہے سے لقا بدکار بگڑ روانہ ہوا یہاں کا حال سنیے کہ شاہزادہ قادر سیادار
ملک قاسم لعل خشان خونریز خاوری جب شہر مشتری حصار پر پہونچا خیمہ برپا کیا ادھر سہیل خان مشتری حصاری
نے جو یہ خبر سنی کہ لشکر خدا پرستوں کا آیا ہے اپنے خیمہ اپنا بھی باہر نکلوایا مع فوج خود بھی باہر آیا لقا کو تخت خداوندی پر بٹھایا صحبت
رقص برپا ہوئی محفل عیش آراستہ ہوئی دور جام گردش میں آیا جب دماغ کافروں کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا سہیل نے کہ
طبل جنگ بجے یہ خدا پرست کہاں جاینگے سبکو قتل کرونگا بختیارک نے کہا ای سہیل خان یہ خدا پرست بلائے بے درمان آفت
جان ہیں سہیل خان نے جواب دیا کل صبح کو معلوم ہو جائیگا ادھر قاسم نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات دونوں لشکروں
میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں ہر اولوں نے درختوں کو کاٹکر پھینکدیا جلیداروں
نے پست و بلند زمین کو برابر کیا سقوں نے آبپاشی کی چپوں نے نقابت کی اکوان فیل دندان لشکر کفار میں گھوڑے کو پھیر کر
تخت لقا کے سامنے آیا اترکر سجدہ کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا جا تیرے دم شمشیر میں سب خدا پرستوں کی موت کی
تقدیر کی ہے اکوان بارد گر گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای خدا پرستو زبردستو جسکی شامت کی ہو وہ میرے
مقابلے کو آئے قاسم نے ہوا بانگ کہا تمام لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے قاسم برابر اکوان کے آیا اکوان ہشیار ہوا
قاسم کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے ہٹا اکوان کا گھوڑا سات قدم پسپا ہوا گرتے گرتے سنبھلا گھوڑے کے پیچھے پر جا بیٹھا اکوان
میں سنبھل کر ایک ماری گھوڑے کو سامنے کیا اور کہا کہ او خدا پرست بہتر ہے کہ لقا کو سجدہ کر نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور
تمام تیرا کیا ہوا قاسم نے کہا کہ میں داماد لقا ہوں میرا نام قاسم ہے لقا بھی ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر آیا ہے تو بھی مجھکو سے
کو سجدہ کر ورنہ ہو لاکھ لعنت ہے اسیر اور تجھ اکوان جھنجھلا کر پکارا او خدا پرست زبان دراز لاجواب ہو رکھتا ہو
قاسم نے کہا کہ یہ اپنا معمول نہیں کہ حریف پر پیش دستی کریں جب تیرے حربے سے فارغ ہوونگا تب میں بھی ایک آدھ وار
کرلونگا اسوقت اکوان نے خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا قاسم نے جنبش میں نیزہ اسکا اڑا دیا اکوان نے تلوار
کھینچی قاسم نے تلوار اسکی روک کے جو ایک ہاتھ مارا مع گھوڑے چار ٹکڑے ہوئے غرض دو پہر دن تک سات
پہلوانوں کو قتل کیا لقا نے غضبناک ہو کر فوج کو اشارہ کیا کہ دوڑو تمام فوج قاسم پر دوڑی قاسم نے تلوار
پکڑکے لڑنا شروع کیا ادھر سے لشکر اسلام بھی چلا جنگ مغلوبہ ہونے لگی کہ صحرا کی طرف سے گرد اٹھی ایک نقابدار
سفید پوش چالیس نقابداروں سے پہونچا اور لشکر لقا پر گرز مارتا ہوا چلا تمام لشکر کو تہ و بالا کر کے تخت لقا پر پہنچا

بھیجی تو دیکھا کہ دو کافر کمان ہو... پھر سے یاقوت سے لقا پکارا کہ او بندہ بے ادب تجکو تیغ قدرت سے قتل کرونگا اور تو مر
نقابدار پر ماری نقابدار نے وہ بچا کے تلوار لگنے کے یاقوت سے چھین لی اور کمربند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور جدھر سے آیا
تھا اسی طرف کو سوار ہوا لشکر کفار نے چاہا کہ نقابدار کا تعاقب کرے کوئی گرد کو نہ پہونچا بارے دونوں لشکر طبل بازگشت
بجا کے پھرے قاسم تعریف نقابدار کی کرتا ہوا اپنے خیمے کو پھر کر داخل ہوا ادھر کفار حیران و پریشان کہ یہ نقابدار کہاں سے
آیا کہ خداوند کو پکڑ لے گیا حضرت [illegible] کوشش کر رہے کہ ساحروں کو خبر کے واسطے طلب کیا کہ ڈھونڈھیں نقابدار کو مگر کچھ پتا نہ تھا اور
گمان کیا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ نقابدار لقا جیسے شخص کو جسکا ایک سو چالیس گز کا قد
تھا صاحب کو بس یکمشت ہاتھ پر لیے چلا گیا اور قلعہ سام و زرد میں لا کر زمین پر بٹھا شکنجے باندھیں کہ ... کر خود ... شناک
رزم آستری کی مجلس بزم جنگ صحبت میں بٹھا کھانا کھایا شراب پی ناچ دیکھا سویرا ہمان لشکر کفار اور لشکر قاسم میں طبل جنگ
بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب صفوف قتال و جدال آراستہ ہوچکیں بادہ نقیب نقابت کرکے چلے گئے سہیل خان
ستمگری حصاری میدان میں نکلا ابھی کوئی اسکے مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ نقابدار نمودار ہوا اور پکارا کہ وہی نقابدار ہے جب
سہیل خان کے برابر پہونچا اسنے کہا میں تو تیری تلاش میں تھا خوب ہوا جو تو میرے مقابلے کو آیا کہ مجکو حال معلوم ہو جائیگا
اور خداوند کو تجھے لیگا نقابدار نے کہا کہ ایسے مجبور کو خداوند جانتا ہے عجب ہے تیری عقل سے کہ جسکو طرفدار لعین میں ... گرفتار
کرکے لیگیا اور وہ خبر نہ تیرا بھاگنا پھرتا ہے سہیل خان نے کہا بس اب زبان تیغ سے گفتگو کریں گے یہ کہکر حملہ کیا نقابدار نے نیزہ
چھین لیا سہیل خان نے تلوار ماری نقابدار نے تلوار بھی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پھر اکیلا روانہ ہوا لوگ دوڑے
کہ پیچھے جائیں کوئی نہ پہونچ سکا نقابدار سہیل خان کو لیے ہوئے چلا گیا دونوں لشکر طبل بازگشت بجا کر اپنے اپنے خیموں میں
گئے نقابدار کے معاملے میں حیران تھے کہ کون ہے اور کہاں سے آتا ہے قاسم کہتا ہے کہ کبھی ایسا بہادر نہیں دیکھا پھر رات
رہے دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفوف آرائی کے لشکر کفار سے یاقوت شاہ
زرین رخش نے نکلکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی ابھی منتخب کر رہا تھا کہ نقابدار سفید پوش پیدا ہوا اور حملہ
یاقوت شاہ زرین رخش کا کیا یاقوت شاہ نے بہت سے حملے نقابدار پر کیے اسنے سب روکے اور یاقوت شاہ کو گھوڑے
سے اٹھا کر پھر اکیلا روانہ ہوا آفت بن ملکہ بہ کذاب دورکا بس یہ دونوں عیار پیچھے پیچھے نقابدار کے پوشیدہ چلے اور
نقابدار کا پیچھا نہ چھوڑا یہانتک کہ نقابدار قلعہ سام و زرد تک پہونچا لوگوں نے دروازہ قلعے کا کھولا نقابدار داخل قلعہ ہوا پھر دروازہ
بند ہو گیا رات کو یہ دونوں عیار ... کی راہ سے داخل قلعہ ہوئے اور ... دروانتظار گاہ نقابدار پر پہنچے دیکھا کہ صحبت آراستہ ہے
نقابدار نے لقا کو طلب کیا جب لقا سامنے نقابدار کے آیا سلام کیا اور کہا کہ جو تجکو خداوند برحق سمجھا پھر سلام پہنچے ... نقابدار
نے کہا او نالائق اب بھی خدائی سے باز نہیں آتا پس اس کرسی کے نیچے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اے لقا دین اسلام قبول کر اور
خدائی سے بادشاہی کم نہیں کیوں طوق لعنت اپنے گلے میں ڈالتا ہے لقا نے کہا او نقابدار میرے غضب خداوندی سے ... میں
ڈرتا ہوں ابھی جو چاہوں تو تجکو ... کردوں نقابدار نے کہا بس زیادہ بکبک نہ کر قید سے تو خود تو چھوٹ جا بعد اسکے دعوی
خدائی کا کر اور کہا کہ اس دربار کو گرم کیا تمام رات ... پھر لقا کو زندان خانہ میں بھیجے دربار برخاست ہوا ادھر دونوں عیار
... بیٹھیں صلاح کی آفت نے کہا میں تو خداوند کو چھڑاؤنگا اسنے کہا میں نقابدار کو مارونگا یہ کہکر دونوں اپنے کام پر چلے
... آفت کا پہنچے کہ ... زندان تک ... تھا محافظان زندان بیٹھے تھے ہوا کا رخ دیکھ کر
بیہوشی اڑانا شروع کی سب سونگھ کر بیہوش ہو گئے اسنے سبھوں کو مارا اور قفل کھولکر اندر گیا دیکھا کہ لقا یاقوت شاہ
سے کہہ رہا ہے کہ اے فرزند کوئی خداوند اپنے حق میں ایسی تقدیریں نہ کریگا جیسی ... ہیں اور ... مجکو ...

غصہ پر تصدق ہو اگر غلام کیا ہو گیا وہ بدذات یہاں سے پیچھے چلا آتا تھا نہیں معلوم کہاں بختیارک نے کہا کہ کاؤس مارا
گیا از صدمہ قزباپوش گرشکہ بر کرد گیا یہ خبر لشکر کفار پر کرد اور بہت آزردہ ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی نے جب
دیکھا کہ وہ غائب ہو گیا حیران ہوا کہ کہاں جاؤں اور کدھر ڈھونڈھوں یہ خیال کر کے ناچار پھر گیا اور داخل خیمہ ہوا سب
احوال نقابدار سے بیان کیا غرض ادھر لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اسطرف لشکر قاسم میں طبل جنگی بجا شب بھر دونوں لشکر
تیاری میں مصروف رہے جبکہ ستارہ صبح کا چمکا اور روشنی صبح کی ہوئی جو آفتاب گلرنگ اندر بیخ خرچنگ سر بر آورد دونوں طرف
برابر لوطرب نخوتین دمنور گرد وانید صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ ایک طرف سے گرد اٹھی
سات سو علم نشان سات لاکھ سوار نہر ایک کے پھر ہرے پر تعریف نعماے بے بقا ماندہ درگاہ اوکز مرد شاہ باختری مرحوم کی
جب گرد شق ہوئی سب نے دیکھا کہ لاہوت شاہ بہزاد معقول لقا بے بقا کا لشکر عظیم سے آکر پہونچا اور چالیس پہلوان نامی
شہزور اسکے ساتھ تھے جبکہ یہ لشکر میدان میں آ کے پہونچا بسبب آمد لشکر عظیم کے دن تمام ہو گیا تھا اسوجہ سے دونوں لشکر میدان
سے پھر گئے تمام کافران بدطینت ہمیں خصلت خرسہ سہ بادیہ ضلالت بارگاہ میں آکے بیٹھے مجلس ناچ رنگ کی گرم ہوئی
لاہوت شاہ بھی آ کے بیٹھا اور بختیارک سے احوال پرساں ہوا بختیارک نے تمام حال لقا کے گرفتار ہونے کا بیان کیا
لاہوت شاہ نے کہا کہ خداوند میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں ایک ایک کو میں پکڑ قتل کرونگا اور سزا میں انکے اعمال کی انکو
کنارے میں بلکو لگا کر طبل جنگ بجا باہر کاروں نے خبر قاسم کو دی اسنے بھی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا رات بھر دونوں لشکروں میں
تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جبکہ صف آرائی ہو چکی اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر لاہوت شاہ سے
غر جال مردم در لاہوت شاہ سے اجازت میدان لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب کی قاسم میدان میں آیا بعد رد
کنگر سے دین وہ جب غر جال نے نیزہ سیدھا کیا قاسم پر مارا قاسم نے دیں پانچ چھ لحظہ میں نیزہ اسکا جوالی کیا غر جال
نے ذلیل ہو کر تلوار ماری قاسم نے بہ فنون سپہ گری تلوار اسکی چھین لی آخر فن کشتی سے پھر دو پہر میں اسکو زیر کیا چھاتی پر
چڑھ کے اس ملعون سے کہا دین اسلام کے قبول کرنے میں کیا کہتا ہے اسنے نہ مانا آخر قاسم نے اسکو قتل کیا پس سنکے پھر کر
بیٹھ گیا لاہوت شاہ نہایت متردد و پریشان طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے زمین
ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ شہرہ قطعہ دو سرت شہر ناہزار بزند + شکست طبل ناسگان بزند +
گرز آتش ہزار رنگارنگ + بر و کوس کلان بزند + بختیارک نے کہ پیش ادکو سمجھ کیا خوشخبری لائے عرض کیا کہ
عنقویل دیو بدور طماس کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر نہایت منفعل اور غضبناک ہو کر بیٹے کو تنبیہ کر کے اور بعد از سوں
کنار سے لاہوت شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل شادیانی بجے اور سپہ سردار دو کلان استقبال کر کے
عنقویل دیو پرور کو لائیں تمام سردار گئے اور استقبال عنقویل کا کر کے لائے عنقویل نے آکر قدموں کو خداوندوں
کے چوما دل بہ جذبہ صحبت منٹی کی برپا ہوئی بختیارک سے عنقویل نے پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں اسنے کہا کہ ایک نقابدار
یہاں سے سات کوس پر ہے وہ خداوند اور یاقوت شاہ اور سہیل خان کو پکڑ لیگیا ہے پھر بختیارک نے حال نور الدہر کے
ہاتھ سے طماس کے مسلمان ہونے کا بیان کیا اسنے پوچھا کہ نور الدہر کہاں ہے اسنے کہا کہ لشکر حمزہ میں اور قاسم بھی
اسی سے نہیں ہو جیسا اس سے نور الدہر سے سمجھ لینا عنقویل بولا ایسا ہی ہو کہ تم طبل جنگ بجواد کل دیکھو کہ خدا ایسے
کو کس طرح قتل کرتا ہوں دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجے رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا
ہوئے معون خال وجہال پیراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے لشکر کفار میں طبل سکوک پیکر جلوہ گری پر اسکے
عنقویل سامنے لاہوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا جاؤ سپہ کو زمرد شاہ باختری کے

خدمت امیر میں آیا حال بیان کیا ہنوز بیان نہیں کر چکا ہے کہ ملکہ جادو بحال پریشان آئی خدمت امیر میں آداب بجالائی اور
عرض کی کہ یا امیر دادی اس شخص کی بیٹے مالک بن زرد ہشت جادو کی مان کہ نام اسکا لعل جادو ہے جس وقت آپ نے
قتلی آباد کو فتح کیا تھا وہ ظلمات میں تھی اب وہ آئی اور مالک کے مارے جانے کی خبر پائی ہے تمام سرداروں کو میرے قتل کیا
اور مجھے کہا کہ تو میرے بیٹے کی قاتل ہے میں تجھے سمجھونگی میں تو بھاگ کر یہان آئی اور اسنے قلعہ مینا بنایا ہے اسمین سب اپنے
ہمراہ لوگوں کو لا کر آپ کے فرزندوں کی صورتیں بنا کر انکو قتل کیا ہے اور سر انکے قلعہ کے کنگروں پر چڑھائے ہیں آپکے فرزند سب
زندہ ہیں مگر قید ہیں اور لعل جادو دور دشمن تن ہے امیر نے یہ سنا کر نور الدہر وغیرہ زندہ ہیں بہت خوش ہوئے ملکہ جادو
نے کہا کہ شہریار حضور اسم اعظم پڑھا کرتے ذکر ہیں کہ لعل جادو آپ کی اور عمرو کی نظر میں ہے عمرو و نگیر عیاری [...] غائب
ہوگیا امیر نے بارگاہ سلیمانی واسطے حفاظت [...] کے ہمراہی آپ بارگاہ شاہی میں مع سرداران لشکر کے جلوہ فرما ہوئے
اور ملکہ جادو سے باتیں کر رہے ہیں کہ لعل جادو اڑتی ہوئی مثل بلاے آسمانی و آفت ناگہانی آئی اور چلائی کہ او حمزہ
تو ساحران قتلی آباد کو مار کر فراغت سے بیٹھا ہے سمجھا تھا کہ اسکا کوئی وارث نہیں رہا جو دعوی خون کا کریگا اب دیکھ تو
تجھے کیا سلوک کرتی ہوں پہلے اس گیسو بریدہ ننگ خاندان ملکہ جادو کو قتل کر لوں بعد اسکے تجھے سمجھونگی یہ کہکر ملکہ جادو
کی طرف بڑھی ملکہ جادو نے بھی سپر ایک تیغ اور لعل جادو غضب ہڑی اور ہاتھ سے تیغ کو پکڑ کر اشارہ کیا ملکہ جادو بیہوش
ہو کر دم سے زمین پر گری لعل جادو کمر میں پکڑ اسکو [...] بلند ہوئی کہ [...] عمرو دوڑنے لگا اور جلدی سے
کمر اوڑھ کر پیچھے پیچھے چلا جب قریب قلعہ پہنچا دیکھا کہ کنگرہ قلعہ پر سر ملکہ جادو کا بھی چڑھا ہے یہ کیفیت دیکھ کر روتا ہوا امیر اور
خدمت امیر میں بحال تباہ پہنچا امیر نے جو عمرو کا حال ابتر دیکھا فرمایا کہ خواجہ ملکہ جادو کیا ہوا [...] زندوں میں [...]
عمرو ہے اور تم تو کہتے ہو سب زندہ ہیں مگر قید میں اسی طرح ملکہ جادو بھی زندہ ہوگی تم کیوں اسقدر حال اپنا غیر کرتے ہو جو [...]
ہو وہ کارکنی دیکھو کیا ہوتا ہے ادھر آپ یہ کہہ رہے تھے قلعہ کوہ مینا کے آگے غبار ہوا ہے [...] سیر قلعہ مینا کو
[...] مقبل ساتھ تھا شعلہ آتش نکلنے برسنے لگا اور مقبل کو لپیٹ کر لیگیا اللہ صور نے فضا میں اگر ہاتھی کو پڑ جاکر ایک
گرز اس قلعہ مینا پر مارا بس گرتے ہی ایک شعلہ آتش نکلا اللہ صور کو اسکی بہت جلا دیا امیر کو اس سے پریشان ہیں کہ عمرو جس
آنے لگے سبب [...] کے کہا ابھی دکھایا پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے یہ خیال بندھا ہوا تھا کہ لعل جادو ملاعنہ زبان و آفت
جہان سے ہم دیکھے کیا ہوتا ہے ناگاہ لعل جادو نیچے میں آئی اور کھڑی ہو کر اسم سحر پڑھنے لگی امیر نے اسم اعظم پڑھنا شروع
کیا ادھر لعل جادو نے اسم کو تمام کیا ادھر امیر نے اسم اعظم ختم کر دیا لعل جادو امیر کے پلنگ پاس آئی ہاتھ بڑھا کر چاہا
کہ امیر کو اٹھا لوں امیر نے ہاتھ اسکا پکڑ کے جھٹکا دیا کہ منہ کے بل گری امیر نے [...] ایک طمانچہ مارا کہ اگر [...] تو دم
[...] سر اڑ جاتے مگر دو انگلیاں پڑی تھیں کہ جیسے زمین ہو تو ٹوٹ جاتا [...] صاحبقران نے نعرہ کیا کہ لیا اس
مکارہ کو بہرام گرد بن خاقان چین [...] کے امیر کے سامنے آیا دیکھا کہ ایک ساحر [...] نام زشت اندام
لوٹ رہی ہے بہرام نے چاہا کہ اسکو گرفتار کرے لعل جادو اسم سحر کا پڑھ کر شکل [...] بہرام کو پکڑ لیگئی امیر دوڑے کہ
بہرام کو چھڑا لیں مگر وہ کب ہاتھ آئی ہے کف افسوس ملکر رہ گئے ادھر لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا بختیارک وغیرہ تمام سردار
گرد و اطراف میں بیٹھے تھے کہ ہرکارے نے [...] قلعہ کا [...] شکست [...] ساحران [...]
گئے آتش [...] بختیارک نے کہا [...] خبر لائے وسواس خناس
خوش آمدید آمد [...] نے نور الدہر و بدیع الزمان اور قاسم و علمشاہ وغیرہ کے سر کٹنا
اور لعل جادو کا ظاہر ہونا اور قلعہ مینا بنانا اور سرداران لشکر اسلام سے سر کاٹ کنگروں پر چڑھانا اور لشکر اسلام کا ساتھ

اس قلعہ مینا کے آہ لنہ صورہ کا گزر ہدر گر چلا تا سب بیان کیا بس یہ خبر سنتے ہی لقا پکارا ای بندگان من بہ بیند قدرت مرا وہ
شخص دہ مگیر ہو گر سخت ملکبر ہی دیکھا تحفہ بنایا ہیں سے اپنی بندی خاص الخاص کو کہ سب خداپرستوں کا کام تمام کرے اور تقدیر
کی ہیں سے زبان سے کچ ہو جب حکر کے لشکر اسلام کی ہو کرکے برابر لشکر امیر کے آکر اترا لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان
درگاہ وہ تقدیر کی ہیں سے کہ تم ہماری طرف سے تحفہ لیکر لعل جادو کے پاس جاؤ اور اُسے لیکر ہمارے پاس آؤ وہ اُٹھا اور
خلعت پہنکر کشتیاں تحفوں کی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا جب برابر قلعہ مینا کے پہونچا دست ادب باندھکر کھڑا ہوا لوگوں
نے جاکر لعل جادو سے بیان کیا کہ ایک شخص کشتیاں لیے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہتا ہے کہ وہ شخص مارا الہام خداوند
لقا کا ہے لعل جادو کے پاس آیا ہوں یہ خبر ہی لعل جادو قلعہ سے باہر آئی دیکھا کہ ایک شخص زرد رو ضعیف ہو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی شیطنت کی نشانی دست بستہ کھڑا ہے اور کشتیاں اسباب کی رکھی ہیں جانا کہ کسی کا فرستادہ ہے پوچھا کہ کون
ہے اور کیا لایا ہے بختیارک نے کہا کہ وہ شخص فرستادہ زمردشاہ خداوند لقا کا شیطان درگاہ ہوں خداوند نے کہ کشتہ شدن
حمزہ کو قتل کیا ہے تم تھا رابلہ ہوا ہے خداوند کو آرزو ہے تمھارے دیکھنے کی اسواسطے آیا ہوں اور یہ کشتیاں تحفے کی خداوند
کی طرف سے لایا ہوں آپکو منت سب ہے کہ خداوند کی خدمت میں چلیے آپ اور وہ ملکر خداپرستوں کا کام تمام کریں لعل جادو
نے کہا اچھا تم قلعہ میں آؤ بختیارک کو اندر قلعے کے لیگئی بہت بھی طرح سے اسکی دعوت کی بختیارک ضیافت میں بسر
کی صبح کو لعل جادو بختیارک کے ساتھ خدمت لقا میں آئی لقا نے سنا کہ لعل جادو آتی ہے سرداروں کو استقبال کیواسطے
بھیجا وہ لعل جادو کو ساتھ لیکر آئے لعل جادو نے پایہ تخت کو بوسہ دیا لقا نے اسکو گلے سے لگایا خلعت دیکر حکم کیا کہ طبل
شادمانی بجے اور لعل جادو سے بیان کیا کہ میں خداپرستوں کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا ہوں انکو دام مستی و خواب
میں میں نے پیدا کیا ہے اور تقدیر کر انکے حق میں بھیج کیا ہوں اب یہ مجھ پر غالب آتے ہیں مجھسے کچھ نہیں ہو سکتا ہے لعل جادو
نے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے میں سب کا کام تمام کردونگی لیکن مجھے خداپرستوں کی لڑائی دیکھنے کا کمال اشتیاق ہے
لقا نے حکم کیا کہ طبل جنگ بجے لعل جادو رخصت ہوکر اپنے قلعے میں چلی گئی ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو دی کہ لشکر
لقا میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے بھی طبل جنگ بجایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لعل جادو
قلعے کے برج پر آکر زیر سایبان زرنگی بیٹھی اور شراب خواری میں مصروف ہوئی یہاں جب طرفین سے صفیں آراستہ ہو چکیں
اور نقیب و چرکی لگے لشکر کفر میں طبل سے خوک پیکر جلوہ گری برآئے خرچال مردم در گینڈے کو اڑا کر لقا کے سامنے
آیا اجازت میدان مانگی لقا نے کہا جا تجکو بہ قدرت کے سپرد کیا خرچال حیرت آئی گینڈے کی طرح بپھرا گینڈے کو اڑا کر
میدان میں آیا مبارز طلب کی لشکر اسلام سے قرادین صفشکن اسلام کرب پرغضب نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق و غرب
مرکب کو اڑا کر سامنے تخت شاہی کے آئے گھوڑے سے اترکر مجرا کیا اجازت خواہ ہوئے بادشاہ نے کہا خدا تمھارا
نگہبان ہے جام کلہ عزیمت عنایت ہو اس جام کو پیکر یاد کر مرکب پر سوار ہو کر مقابل خرچال کے آئے تکاور زن ہوئے
کوئی تین قدم پیچھے مرکب کرب کا ہٹا اور سات قدم مرکب خرچال کا پسپا ہوا خرچال گینڈے کے شیچے پر جا پڑا گرتے گرتے
سنبھلا اصل کرزالزون میں جھانک مارکر گینڈے کو آگے بڑھایا مقابل کیا پوچھا کہ تو کیستی وچہ نام داری کرب نے جواب دیا
کہ نام میرا ملک الموت قابض ارواح کفار ہے خرچال برہم ہوا نیزہ کرب پر مارا کرب نے نیزہ اسکے ہاتھ سے چھین لیا
اُسنے تلوار ماری کرب نے اسکی تلوار سنگ زیر ابر ماری مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوئے بعد اسکے کرب نے نعرہ کیا
کہ ای کافران بیدین جسکو تم میں سے تمنا مرگ کی ہو میرے سامنے آئے ازرجال مردم درمقابلہ کو آیا ہاتھ سے کرب کے مارا
گیا اسی طرح ساٹھ جس کافروں کو کرب نے واصل جہنم کیا اور سات زخمی ہوئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے

غرض وہاں سے لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ لعل جادو لقا کے پاس پہنچی بختیارک نے کہا اے ملکہ لعل جادو تونے
لڑائی خداپرستوں کی دیکھی لعل جادو نے کہا کہ واقعی یہ خداپرست بلاے بیدرمان آفت جہان ہیں اُنسے کوئی عہدہ برآ
نہوگا مگر میں ان سب کو غارت کرونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی بختیارک نے کہا اے لعل جادو تم عیاران لشکر اسلام سے
واقف ہو کہ کیسے ہیں مرشد نے کیسے کیسے جادوگرون کو مارا ہے لعل جادو نے ہونٹ دبا کر کہا میں اُس ساربان زادے سے
واقف ہوں کہ اغلب بہت سے ساحران عظیم آباد کو مارا ہے میں اُسکی فکر میں ہوں جس وقت وہ ہاتھ لگا میں بے تامل کباب کر
ڈالونگی کہ آج دیکھو تو میں ان خداپرستوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں اور قلعۂ مینا کو کسی ہرکارے نے خبر آکر امیر کو دی کہ
لعل جادو دعوی کرکے گئی ہے صاحبقران نے فرمایا کہ رضینا بالقضا و تسلیما بقدرہ جو مرضی الٰہی اور فرمایا کہ تمام لشکر میں جا بجا
پکار دے کہ رات بھر کوئی نہ سوئے ہر ایک صحیفۂ ابراہیم کی تلاوت شب بھر کرے یہی ہوا تمام لشکر میں سب صحف
پڑھنے میں مصروف ہوئے صبح کو غلغلہ ہوا کہ سر پسران بزرجمہر کے کٹ گئے پھر خبر پہونچی کہ جمشید بن قباد کا سر کٹ گیا پھر
گردبان خراسانی کا سر کٹا ہے اور نقش میں گیا ہوا اور ورقا سے زنجیر خوار اشکار میں تھے انکے بھی سر کسی نے کاٹ
ڈالے امیر کو یہ خبر سنکر نہایت وحشت ہوئی اور رو رو دعا مانگنے لگے کہ اے پروردگار اس ساحرہ کا زور کے شر سے تو ہی محفوظ
رکھنے والا ہے اس بلا کو تو ہی سے دور کر نیوالا ہے صاحبقران تو مصروف دعا تھے لیکن عمر قران کا حال سنئے کہ وہ
قلعۂ مینا کے پاس آیا اور نقب کھودنا شروع کی کھودتے کھودتے دیوار تلک پہونچا تھا کہ خبر دیوار قلعہ پر جا لوگ خبر
سے ایک شعلۂ آتش نکلا قران بہت ڈرا قران بھاگا نقب سے باہر نکلا تو کیا سنا شعلۂ آتش پیچھے پیچھے تھا لشکر
والوں نے جو دیکھا کہ قران کے کمین میں آگ لگی ہے ہل چل مچا وہ آگ نہ بجھی قران دروازۂ بارگاہ پر پہونچا وہاں
حوض تھا اس حوض میں کود پڑا غوطہ لگایا شعلۂ آتش پانی سے اوپر بھڑکنے لگا یہ خبر امیر کو پہونچی کہ قران کو آگ
میں چھوڑ کر امیر بارگاہ سے باہر آئے اُس شعلہ کو دیکھا اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ شعلۂ آتش ایک جانور بنکر اڑ گیا قران
اس حوض سے باہر نکلا مگر آبلے بدن میں پڑ گئے تھے صبح کو لعل جادو لقا کے پاس آئی کہا کہ یا خداوند شاید آپ نے کہ رات
کو کیا ہوا خداپرستوں کے لشکر میں لقا نے کہا اے لعل جادو مجھ کو سب سے پہلے خبر ہو گئی تھی کہ بہت سے لوگوں کے سر کٹ گئے
ہیں اور اے لعل جادو میں تو ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا تھا تو میری بندی خاص الخاص ہے اور اب تیرا ہی بھروسا
ہے لعل جادو نے کہا کہ خداوند آپ خاطر جمع رکھیں ایک خداپرست کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی لقا خوش ہو کر مصروف عیش و
عشرت ہوا قضاے کار عمرو بصورت مبدل دروازۂ بارگاہ پر کھڑا ہوا تھا تمام لشکر لعل جادو کی ہنسی اڑا رہا تھا
دیکھا کہ دروازۂ بارگاہ سے ایک شخص نمودار ہوا عجب شکل تھی کہ سر شانوں پر اور گردن نہ تھی جب قریب آیا عمرو نے
پہچانا کہ ادولوس حبشی ہے حیران ہوا کہ یہاں کیوں آیا ہے لیکن کافر اسکو دیکھ کر نہایت متحیر و متعجب اور خائف و پریشان
ہوئے کہ ادولوس لعل جادو کے پاس آیا اور ایک نامہ اسکے ہاتھ میں دیا لعل جادو نے نامہ پڑھا بہت خوش
ہوئی کہا کہ یا خداوند یا خبر عجیب خبر خوش آئی ہے لقا نے کہا کہ کہو تو سہی کیا تقدیر ہے لعل جادو نے کہا اے لقا بادشاہ
طلسم گوہر بار منگل خان جادو آپکی مدد کو آیا ہے اب ان خداپرستوں کا استیصال بخوبی ہوجائیگا ہم اور منگل خان
ملکر خداپرستوں کو مار لینگے اور یا خداوند منگل خان بحد زبردست ساحر ہے اور سب ساحر اسکی عزت کرتے ہیں لقا نے
کہا اے لعل جادو میں تو ستر ہزار برس آگے ہی تقدیر کر چکا ہوں کہ منگل خان آکر خداپرستوں کو قتل کریگا لعل جادو
نے ادولوس سے کہا کہ تم جلد جاکر منگل خان کو لاؤ ادولوس سلام کرکے بارگاہ لقا سے باہر نکلکر چلا عمرو پیچھے پیچھے روانہ ہوا
جب لشکر لقا سے نکل آئے عمرو نے کہا کہ اے ادولوس حبشی ٹھہرو تو سہی مجھ کو کچھ کہنا ہے ایک بات سن لو ادولوس نے جواب

کو دیا عمرو نے کہا اے ادلوس آج کیا ہو کہ تم بات تک نہیں کرتے اور یہ بھی سچ ہو کہ مصیبت میں کوئی کسی کا شریک نہیں ہوتا ہو یا تو
وہ تمہاری دوستیاں یا یہ کج ادائیاں ادلوس نے کہا تو کون ہو نام تو اپنا بتا میں تجھے پہچانتا نہیں ناحق بک بک کر میرا مغز
کھا گیا عمرو نے کہا سبحان اللہ آپ اسوقت مجھے پہچانتے بھی نہیں کل کا ذکر ہو کہ گلشن جادو اور گلستان جادو کے مکان
میں مجھے پکڑ لائے کیا آپ نے تم بھی گرفتار ہوئے تھے پھر ان نے مارا گلشن جادو کو مارا میں عمرو بن امیہ ضمری ہوں
ادلوس نے کہا کہ عمرو تو ہی ہو خوب میرے ہاتھ لگا ہے لیکن عمرو کے پشت کی مشکیں باندھیں اور قہقہہ مارکر ہنسا کہ میں تیری
تلاش میں تھا بغیر محنت و مشقت تو میرے ہاتھ لگ گیا یہ کہکر باندھکر لیچلا عمرو روتا چلا جاتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ لعنت
ہو انکے قول و فعل پر کہ ادلوس ایک صحرا میں پہونچا وہاں ایک لشکر اترا ہوا تھا وسط میں لشکر کے ایک خیمہ مخمل سبز کارچوبی
کام کا استادہ تھا اور قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتا تھا ادلوس اس خیمے کے اندر عمرو کو لیگیا عمرو نے دیکھا کہ ایک جادوگر
ماریش سفید تاج شہریاری بر سر و چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پر پھر رہا ہو تخت پر بیٹھا تھا اور جادوگر گرد و
اطراف میں حلقہ کیے تاج ہوئے بیٹھے تھے کہ ادلوس نے سلام کیا اور کہا کہ اے پیر بزرگوار لعل جادو نے آپکو بلایا ہو جیسے اور یہ عیار بھی
ہاتھ لگ گیا میں پکڑ لایا ہوں مکلل خان نے کہا اے فرزند مبارک ہو کیوں عمرو کا سر کاٹ کر کیوں نہ لائے عمرو نے جو یہ کلمہ اسکی زبان
سے سنا اپنے دل میں کہا لعنت ہو ان جادوگروں پر اور انکے اطوار پر مگر ادلوس نے کہا کہ اے پیر بزرگوار اب کہیں اسکا سر کاٹ
لوں مکلل خان نے کہا کہ اب اسکو ساتھ لعل جادو کے قتل کرینگے اب اسکو پنجرے میں بند کرو عمرو کو بطوق و زنجیر میں گرفتار
کیا پھر پنجرے میں بند کرکے طرف لشکر لقا کے روانہ ہوا جب قریب پہونچا تو لقا اور لعل جادو استقبال کے واسطے نکلے راہ
میں ملاقات ہوئی مکلل خان نے لقا کے قدموں کو بوسہ دیا اس کافر نے بہت شفقت سے اپنی بارگاہ میں لیجا کر دعوت کی
مکلل خان نے لعل جادو سے کہا کہ کیا اقبال تمہارا ہو میں عمرو کو پکڑ لایا ہوں لعل نے کہا کہ لاؤ تو پنجرا عمرو کا ادلوس نے پنجرا لاکر
رکھدیا بختیارک نے جو دیکھا تو بہت خوش ہوا اور اشارے سے کہا اے بادشاہ مکلل خان نے کہا کہ ملک جی تمام عمرو میرا ہو ہر جگہ
میں سر مارکر نہیں پکڑ لیتا ہوں اسکے لوگوں سے نہیں ڈرتا ہوں حمزہ کو گرفتار کر لوں تو اسے قتل کروں بختیارک نے کہا اے
مکلل خان یہ ذات بابرکات جھوٹ جانئے مکلل خان نے کہا کہ ملک جی کیا مجال جو یہ جھوٹ ہے لعل جادو مکلل خان کو لیکر
قلعہ مینا میں آئی لیکن ہرکارے خبر لیکر امیر کے پاس آئے اور حال عمرو کے پکڑے جانے کا اور مکلل خان کے آنے کا بیان
کیا امیر بہت رنجیدہ ہوئے کہا کہ رضینا بالقضا تقدیر پر جو مرضی الہی ہو ہم بھی تو آمادہ مرگ ہیں اسے قضا بیٹھے میں دیکھیے پردہ غیب سے
کیا جلوہ ہو بیان لعل جادو نے مکلل خان کی دعوت بہت دھوم سے کی شب کو لعل جادو نے بہت سے سرداران جادو کو
کو امیر کیا لشکر اسلام میں ایک تلاطم ہو سوائے امیر اور بادشاہ اسلام اور جنہیں سلطنت اور کرب غازی کے کوئی باقی
نہیں ہو سب کے سر کٹ چکے میں لقا بہت خوش ہو بختیارک بغلیں بجا رہا ہو کہ اب یہ خدا پرست سارے تھے اب نہیں بچیں لقا سے
لعل جادو نے کہا کہ تم طبل جنگ بجوا دو کل ان سب خدا پرستوں کا خاتمہ ہو لقا نے طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے امیر کو خبر دی
کہ طبل جنگ لشکر لقا میں بجا ہو امیر نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ جنگ بجے جو منظور الہی ہو لیکن امیر نے کرب غازی
سے کہا کہ تم ہمارے موسی کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ کہ میں قتل ہو جاتا ہوں موسی ابھی بچہ ہو غرض کرب نے عرض کیا کہ مجھے منظور
کہ میں اس زمانے سے جان بچا کر چلا جاؤں لوگ مجھے کیا کہیں گے آپ مجکو نامرد سمجھیں میں نہ جاؤنگا امیر نے بادشاہ اسلام سے
کہا کہ آپ اس امر پر کمر ہمت باندھیں بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ آپ نے مجھے بادشاہ مقرر کیا اور مرتبہ جہانبانی دیا اب جو میں
اسوقت آپکو تنہا چھوڑکر چلا جاؤں تو تمام زمانے کا مورد طعن ہوں کہ اپنی جان بچا کر اس زمانے سے چلے گئے کیا حال تھا
مجکو یہ ننگ گوارا نہیں جو سب کا حال وہ میرا حال امیر ادھر سے بھی مایوس ہوئے سلطان شاہ فارسی نے عرض کیا کہ

ای شہریار حضور نادرس و پریشان ہوں کہ یہ وہ کا ساحر ایکدم میں پھونکا کر دیتا ہو وہ بھی رحم کریگا رات کو لعل جادو جنم میں
ہوئی سب اسکی شہرت سنکر خود بخود جینگے امیر نے کہا کہ میں اسکی ذات پر تکیہ کیے بیٹھا ہوں ماضی برضا ہوں غرض سب گریہ وزاری
کرتے تھے اور دعا مانگتے تھے اور کہ سب سنا رہی اپنے مولا علی ابن ابی طالب غالب کل غالب کو پکارتا تھا کہ آ تا
مقام باری اور مدد کا ہو گر اس طرف کا حال سنیے کہ منگل خان نے لعل جادو سے کہا کہ آج تمہاری دعوت ہمارے
یہاں ہو لعل جادو نے کہی اے منگل خان ان خدا پرستوں کو مارلیں پھر دعوت کرنا منگل خان نے کہا کہ یہ تو ہونا ہی ہو گا
ان مفسدوں کو مار کر خوب فراغت سے دعوتیں کھا بیٹھے مگر بے کچھ شراب و کباب تحفہ منگوائے ہیں اور کھانے دو ایک طرح کے
تیار کروائے ہیں چاہیے ہو کہ ہم تم سب ایکجگہ کھائیں لعل جادو نے جواب دیا کہ کیا مضائقہ ہو منگل خان سے کہا کہ لعل جادو
ان خدا پرستوں کے ہاتھ سے تو دل پر داغ در داغ ہیں جگر خون ہو رہا ہو اول تو ہر دو دربار یکدگر ان کرا کے شہر کے
شہر جادوگروں کے غارت کر دیے تھا اقبال تھا کہ عمرو میرے ہاتھ لگ گیا نہیں تو یہ آفت کا پرکالا ہو کیسے کیسے ساحروں
کو اسنے مار ڈالا ہو ہائے کیا عشق آباد کو غارت کیا ہو اور اب لعل جادو ہو تا حمزہ کا جیسا سر پر چلے تھے کاٹا ہو اسنے تمام
طلسم کو ہر بار لوٹا تباہ کر دیا بلکہ ساحران زبردست قتل ہوئے سب عزیز و اقارب میرے ڈر سے اسکی اطاعت قبول کی
جب دیکھی یہی اور یہ سارا بال زادہ مگر اپنا دوست جانتا تھا ہم تو وقت کے منتظر تھے اب خداوند سامری جمشید نے اسکو لایا
ہم آپ کے شریک ہوئے اور کیوں اور اب سب ان نادانوں سے دن بھی یاد تھا اب دیکھو ذبح کسطرح مارتا ہوں عمرو نے
کہا اے منگل خان خوب کہتے ہو پر یہ تو نے نکالا خیر پر دور دگار کا در دانہ ہے اگر ہم گیا تو مجھ کو نکالا باتیں ہو رہی تھیں کہ کھانا
اور شراب و کباب منگل خان کے گھر سے آیا کھانا کھایا جاتا ہو اور شراب پی رہے ہیں ناچ دیکھ رہے ہیں عمرو ساحر وں کی
سے فرمائش کی ہو کہ خواجہ مجھے کچھ کام نہیں ہو تم کو ارادہ ہے عمرو پیچھے میں بند ناچار مجبور کا رہا ہو اور رو رہا ہو کہ دفعتاً آثار بیہوشی
کے ظاہر ہوئے کہ کوئی نظر نہ پڑتے تھا اور کوئی اسنے کہا کسی سے کہا کہ تمہاری گود میں کھانے پینے میں اور تم کو خبر نہیں اسنے
جواب دیا کہ ابھی تم کیسے دوست ہو کہ بیٹھے تماشہ دیکھتے ہو اسنے آنکھ کو ت دی کہ اسے کر سلگا اور کہا کہ میاں سنتے تو
مجھ کو ماہی ڈالا اور صراحی دو بھی گرا دی اور وہاں بیہوش ہو گئے کہیں کوئی کسی سے مخاطب ہو کر بولا کہ میاں تمہاری موچھ پر
کیا بیٹھا ہو اور تم کو اطلاع نہیں ہو اسنے کہا کہ کیا اس نامعقول نے مذاق کیا ہو اور مجھے اتنا بھی نہیں ہو سکتا ہو کہ اسکا دو
بس اسنے مونچھ کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ کچھ بال مونچھ کے اکھڑ آئے اسکو انہوں ایک طمانچہ مارا کہ ارے او بے تمیز میری
مونچھیں اکھاڑ لیں اسنے کہا کہ سمجھ نہیں ہو کہ کیا اکڑ گیا اسکی پونچھ میرے ہاتھ میں رہ گئی وہ بولا ایسی لوچ باتیں ذکر غرض
وہ دونوں زور قضا کے گھر سے بیجا ان کا عکس ایک شخص کے سر پر پڑا وہ جو انکے برابر بیٹھے تھے وہ بھی کر سامنے اسکی
کاٹنے آیا ہو کہا کہ ابھی چپکے بیٹھے رہنا ہے اور مارے گئے بلکہ خدمتگار سے ارجحانی تھے کا جو تا لیا اور بقوت تمام اسکے سر
پر دیا چوٹ انکے جو ڈر سا گئی بس انھوں نے بھی جوتی اٹھائی اور کہا کہ اسے سر مخمل کش کاری کرتا ہو کہ بیہوشی
نے انکو زمین پر دے مارا ادھر لعل جادو پکاری کہ اے عمرو وہ کیا خوب کا ہو جانتا ہو کہ سامنے تیر سے کٹتا ہوں
یہ کہکر کھڑی ہوئی آنچی کی رہے لگی ہو کر گری اور ساحرین جو تھیں جو انکے اسنے ادکھڑ آئی وہ گویا یہاں ساقی عمرو عیار
تھا کہ کیا ہوا سکتے سکو بیہوش کیا کہ اوس سے اور عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا اور مقدموں کو عمرو کے چل اور منگل خان
دونکو عمرو سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ بے ادبی تو میں نے آپکے ساتھ کی لیکن مصلحت یہی تھی کہ لعل جادو کو میرا اعتبار ہو
اور اپنا دوست جانے تھیں تو یہ لعل جادو طلسم زمانہ ہو میرے فریب میں آئی اور سب ساحروں کو مع حمزہ قتل کرتی
اب یہ بیہوش پڑی ہے جسطرح چاہیے قتل کیجیے آپکو اختیار ہے بس عمرو اور ادلوس جنی نے فکر سر لعل جادو کا مع اسکے

انکو منظور نہیں ہے نقابدار لقا کے ساتھ ہوا لقا پھر کشتری حصار میں آیا اور نقابدار کی دعوت کی دوسرے دن نقابدار نے
لقا سے کہا کہ تم نوشتہ لکھ کر دو کہ بعد اختتام جنگ خدا پرستوں سے جو میں کہوں اسے قبول کرو اور اگر قبول نہ کرو گے تو تمکو باندھ کر
خدا پرستوں کو دیدونگا لقا نے نا چار اور بلا تامل قبول کیا غرض اسی مضمون کا ایک نوشتہ لکھوا کر نقابدار نے اپنے پاس
رکھا اور لقا سے کہا کہ اب طبل جنگ بجوائیے کہ میں کل صبح کو خدا پرستوں سے لڑونگا لقا نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجاؤ لیکن بختیارک
حیران ہو کر یہ فقرہ کہا اہل اسلام سے لڑیگا کچھ سحر کر لیگا کیا ہوگا لیکن ادھر ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت امیر میں
آئے اور ماجرا آنے کے حال نقابدار قلندر و فیل سوار قہقہہ کے آنے کا اور نوشتہ لقا سے لکھوانے کا اور طبل جنگ بجوانے کا
بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں کہدو کہ ہماری طرف سے بھی طبل جنگ بجے جابجا رات جانبین میں تیاری رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آئے لشکر لقا سے نقابدار شنگرفی پوش ہاتھی پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا مبارز طلب کیا ادھر
معدی کرب سامنے تخت بادشاہی کے آیا چاہا کہ گھوڑے پر سے اتر کر اجازت خواہ ہو بادشاہ نے فرمایا آپ مرکب پر سوار رہیے جانے
کا قصد نہ کیجیے پھر سوار ہونا مشکل ہو جائیگا اور یہ بھی خدا حافظ و نگہبان ہے جام عنایت ہوا پہلوان عادی جام پیکر سلام کر کے
میدان کو چلا تخت شدادی گھوڑے پر بار اسے معلوم ہوا میدان دن کو چلے گھوڑے کا یہ عالم ہے کہ پیٹ تو جھک کر زمین بوس
ہو گیا ہے اگلا پاؤں اٹھا کر رکھتا ہے اور پچھلا پاؤں گھسیٹ کر رکھتا ہے اور خود حضرت کی اسقدر بڑی ہوئی ہے کہ مرکب کی
آنکھوں کو ڈھانپ لیا ہے اور پیچھے چوتڑوں سے باہر گذرے ہوئے ہیں غرض با این ہیئت آپ آکے مقابل نقابدار کے
ہوئے نقابدار نے دیکھا کہ ایک دیو مہیب سے مقابلے کو آیا ہے پچپن اینچ کا قد ہے چالیس گز کا دور ہے تند کا سنگ جاں سر پر
بندھی ہوئی جیسے ہو تیس ٹکے جھوٹے ہوئے نقابدار متحیر ہوا نام پوچھا کہا عمرو بل عادیان پور شداد بان عمر معدی کی
لشکر میں بہتر شریک بھائی حمزہ صاحبقران کا اور وزیر بارگاہ دیلمانی کا ہوں نقابدار نے کہا اگر لقا کی اطاعت کرے تو میں
سفارشی ہوں پہلوان عادی نے جواب دیا کہ ہم کبھی اس بجو لے کی اطاعت نہ کریں گے نقابدار بولا خیر لاؤ حملہ کرو بڑھ
ہو پہلوان عادی نے کہا ہم مسلمان ہیں ہمارا اصول حریف پر پیش دستی کرنے کا نہیں ہے تو اپنا وار کر نقابدار نے کہا کہ میرے
پاس کوئی حربہ دیکھتے ہو نہیں بہتر ہے کہ پہلوان عادی نے پوچھا کہ پھر کیونکر لڑیگا نقابدار نے جواب دیا کہ میں
کسی طرح لڑونگا کہ تجکو باندھ لیا جاونگا پہلوان عادی نے پوچھا کہ تم میں کیا چاہتا ہے یہ سنکر نقابدار نے بند نقاب کا
منہ پر سے دور کیا اور پکارا کہ ع بریں منگر بمن بنگر شاید که نشناسی مرا پہلوان عادی کی جو نگاہ اسکے چہرے پر پڑی
ہنسنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے قہقہے مارنے لگا بعد ایک ساعت کے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور منہ کھلا رہ گیا اب
یہ عالم ہے کہ اشارے سے ہنس رہا ہے اور گھوڑے کی پیٹھ پر لوٹا جاتا ہے یہانتک کہ ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا اور گرا نقابدار
نے پہلوان عادی کو باندھ کر عیاروں کے حوالے کیا کہ لیجاؤ عیار لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا دن بھر میں
چار دن بھائی عادی کے گرفتار ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے لقا نقابدار پر سے درنثار کرتا ہوا
بارگاہ میں لایا صحبت جشن برپا ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ان خدا پرستوں کو قتل کیجیے لقا نے نقابدار سے
خدا پرستوں کو طلب کیا کہ انکو میرے حوالے کرو قتل کروں نقابدار نے جواب دیا کہ ابھی مجھے قتل کرنا کسی کا منظور
نہیں جب سبکو میں گرفتار کر لونگا تو تمکو دونگا پھر تم اپنے عہد نامے پر قائم رہنا پھر تمکو اختیار ہے چاہنا انہیں قتل کرنا
چاہے مت کرنا لقا سنکر چپ ہو رہا نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکاروں نے یہ خبر امیر کو دی یہاں بھی طبل جنگ
بجا صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے اس روز مرزبان خراسانی اور منظر کو نقابدار پکڑ لیگیا شام کو
طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے لقا بصد شادان و فرحان نقابدار کو لیکر داخل بارگاہ ہوا امیر نہایت اداس

اور پریشان ہو کر اپنی بارگاہ میں آئے چپ اور اداس ہو کر بیٹھے بادشاہ اسلام نے فرمایا کوئی ایسا ہو جو نقابدار کو پکڑ لائے
یا یہ حال دریافت کر آئے کہ کیا اسکے رو سے نقاب میں ہے جو لوگ دیکھتے ہی ہنسی کے مارے بیتاب ہو جاتے ہیں اور پھر کچھ
ہنسی نہیں تھمتی خدا جانے یہ نامعقول کا ز ساحر ہے یا غیر ساحر ہے جو شخص اس امر کا تفحص کرے بہت کچھ انعام میں اسے ملے
عمرو و چالاک عیار بادام بھی نہ ملا مگر سمک یلطاقی خشت زرین پر سے کود بادشاہ سے عرض کی کہ شہریار میں کام پر تو جاتا
ہوں ابھی راہ دشوار میں کوئی نہیں قدم مارتا غلام جا کر اسے گرفتار کر لاتا ہے یہ کہکر روانہ ہوا اور آہستہ لشکر لقا میں پہنچا
نقابدار کے خیمے میں بصورت مبدل آیا خادموں اور خواصوں کو بیہوش کر کے بند نقاب کا رو سے نقابدار کے دور کیا
کہ بیہوشی کھاتے منہ پر جو نظر پڑی ہنسنے لگا یہاں تک کہ نقابدار بیدار ہوا سمک کو پکڑ لیا صبح کو لقا کے سامنے لایا لقا نے
باشارہ بختیارک کہا کہ اسے مار ڈالو نقابدار بولا کہ ہرگز نہ ہوگا جو میں کسی کو قتل کردوں اور جاسوس تم بھی جو سکو تو ابھی
ہم سب کی مشکیں باندھکر حمزہ کے حوالے کر دونگا خبردار باید کہ اس امر میں تکرار نہ کرنا اس کلام سے نقابدار کے لقا اور
بختیارک دم بخود ہو رہے ڈر کے مارے ایسا نہ ہو کہ نقابدار مجھے پھر جائے خیر کو لیا جائیگا نقابدار نے پھر طبل جنگ بجوایا میدان
میں آیا مبارز طلب لیا اس روز بہرام گردن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر میدان کو چلا امیر نے اسم اعظم
پڑھکر دم کر دیا کہ اگر کچھ ہو تو کچھ نہ ہو نابیر شیرگیر ہونگا اور کہا کہ ای بہرام ہنسنا نہیں بہرام نے عرض کیا اے شہریار میں ہنسنے میں
بہادروں کو ہنسنے سے کیا غرض دیکھیے اسکو باندھ لاتا ہوں اور رخصت ہوکر سامنے نقابدار کے آیا بعد گفتگو کے نقابدار
نے بند نقاب کا منہ پر سے ہٹایا بہرام ہنستے ہنستے بیہوش ہو گیا نقابدار نے باندھ لیا ہاشم تیغ زن گیا وہ بھی گرفتار ہوا
عمرو بن رستم بھی اسیر بلا ہوا شام تک تیس بہادروں کو نقابدار باندھ کر لیگیا دونوں لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان خاطر
بارگاہ میں آکر بیٹھے فرمایا کہ کوئی ایسا نہیں کہ نقابدار کو گرفتار کرے عمر گلباد عراقی عمر برق فرنگی عمر بحجو حلبی عمر ترک
خطائی ابوالفتح اصفہانی امیہ ساربان سات عیار روانہ ہوئے کہ ہم نقابدار کو گرفتار کیے لاتے ہیں جب قریب
لشکر کفار کے پہنچے صورتیں بدلیں داخل لشکر ہوئے نقابدار کے خیمے کے پاس آئے پاسبانوں کو بیہوش کر کے اندر گئے
دیکھا نقابدار سوتا ہے آپس میں صلاح کی کہ سبھی آنکھیں بند کر کے اسکے پاس چلو بات ٹھہرا کے سبھوں نے آنکھیں بند کر کے نقابدار
کیطرف چلے کہ نقابدار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ سات اندھے چلے آتے ہیں پکار کہا ارے تم کون ہو کہاں چلے آتے ہو کیا کچھ سوجھتا
نہیں یہ خبردار ہو گئے دہشت زدہ میں عمرو عیاروں نے مارے خوف کے آنکھیں کھولدیں نقابدار نقاب منہ پر سے اٹھائے ہوئے
تھا ساتوں عیار ہنستے ہنستے بیخود ہو گئے نقابدار نے ساتوں کو باندھ لیا امیر ان کی گرفتاری کی خبر سنکر بہت پریشان ہوئے
نقابدار نے صبح کو جیسا اندازہ کی طاس کو تیس سرداروں سمیت پکڑ لیگیا امیر نے کہا کہ یا الٰہی اس نقابدار کو جو کوئی
مارے میں بہت خوش ہونگا قاسم و علمشاہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے کہ شہریار ہم اسے قتل کرینگے خواجہ عمرو ہمارے
ساتھ چلیں عمرو نے کہا کہ میں تمہارے ہمراہ ہوں جلد قاسم و علمشاہ روانہ ہوئے وضع اپنی بدلے ہوئے کو روانہ بارگاہ
لقا پر آئے ایک گوشے میں کھڑے ہوئے جب دربار لقا کا برخاست ہوا نقابدار نکلا اپنے خیمے کو جاتا تھا قاسم نے
نعرہ کیا کہ او گنہگار تو ہزار کہاں جاتا ہے اور تلوار کھینچکر آنکھیں بند کر کے نقابدار پر حملہ آور ہوا اگرچہ آنکھیں صاف اسکی
ہوں پر سے اچٹ گئیں مگر قریب سے پکار کہ یا رب مجھے ان ظالموں نے مارا قاسم و علمشاہ نے آنکھیں کھولیں کہ دیکھیں
کہاں نقابدار کے تلوار لگی نقابدار نے نقاب کو منہ پر سے دور کیا عمرو تو کودکر نکل گیا یہ دونوں ہنستے ہنستے بیہوش ہوگئے
نقابدار نے گرفتار کر لیا جہاں سب سردار اسیر تھے وہاں قاسم و علمشاہ کو بھی قید کیا بختیارک نے کہا کہ ابخدا اس
نے از سر دغابازی پر کمر باندھی ہے نقابدار نے تنفر ہو کر بولا کہ یہ بھی ہمارا گرفتار کر لینا کچھ ہنسی نہیں ہے یہاں دغابازی پیش نہ جائیگی

لیکن عمرو عیار وہاں سے بھاگا بارگاہ سلیمانی میں آیا تمام حال بیان کیا صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے خواجہ بزرجمہر نے جوتشیون
کو بلایا فرمایا کہ آپ دریافت کیجیے کہ میں نقابدار سے سامنا کروں امیر فتح پاؤنگا یا ماندہ اور دون سے گرفتار ہو جاؤنگا کوئی
بھی اسپر غالب آئیگا یا خاتمہ تمام لشکر کا یونہیں ہو جائیگا خواجہ زادون نے زمین کو لیا اصطرلاب کو زمین سے مقابل کیا
اور پیکر زائچہ کھینچا ع برج حمل برج ثور برج جوزا و سرطان و اسد سنبلہ میزان عقرب قوس جدی
دلو حوت قمر عطارد زہرہ شمس مریخ مشتری زحل ساتوں ستارے بارہوں برج سولہوں خانہ رمل میں نگاہ کرکے ساڑھے
کو طرح و ملاحظہ کر کے دست بستہ عرض کیا کہ یا حمزہ صاحبقران نقابدار سے قصد مقابلہ فرمائیے گا آپ سے مغلوب
ہوگا نقابدار کسی سے مغلوب ہوگا لیکن ہمکو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعد ہفتے عشرے کے یہ بلا خود بخود دفع ہو جائیگی
آپ نقابدار پر غالب ہونگے امیر نے فرمایا معلوم ہوا کہ یہان سب کا خاتمہ ہے مگر آپ ہماری تسکین کو کہتے ہیں خواجہ بزرجمہر
نے قسم کھائی کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے ہیں خیر حضور کو معلوم ہو جائیگا غرض یہ چاروں منجم ہو کر رخصت ہوئے شہر کا
نے آکر خبر دی کہ لشکر لقا میں طبل جنگ بجا ہے امیر نے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے شب بھر ہر ایک سامان
جنگ میں مصروف رہا صبح کو دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے نقابدار نے میدان میں نکلکر مبارز طلب کیا
رستم زمان لندھور بن سعدان مقابلے کو چلا امیر نے لندھور کو گلے سے لگایا کہ بھائی تم بھی چلے اور یہ فرمانے
لگے لندھور نے عرض کیا کہ شہریار میں نقابدار کی طرف نہ دیکھونگا آنکھیں بند کر کے ایک ہی گرز مارونگا کہ یونہیں
ہو جائیگا امیر نے کہا کہ بھائی خدا تمہارا ارادہ پورا کرے جا خدا حافظ و ناصر لندھور آداب بجا لا کے ہاتھی پر سوار ہو
اور وہیں سے گرز ہاتھ میں اٹھا کر چلا نقابدار نے بند نقاب منہ سے اٹھایا اور چاکہ گرز ادھر رہا ہی کہ لندھور نے
قریب نقابدار پہونچکر آنکھ کھولی کہ دیکھے نقابدار کدھر ہے جو آنکھ کھولے کے نقابدار کے منہ پر نگاہ پڑی بس اسکی
بھی وہی صورت ہوگئی جو اور سرداروں کا حال ہوا تھا نقابدار نے باندھ لیا تیغ بابیس سردار اسدن اس روز گرفتار
ہوئے شام کو دونوں لشکر پھر گئے امیر نہایت پریشان بارگاہ میں آئے اداس بیٹھے عمرو کے خیال میں گذرا کہ چلکر
بختیارک سے حال نقابدار کا پوچھنا چاہیے کہ جو لوگ اسکو دیکھتے ہیں بیخود ہو جاتے ہیں اسکا کیا سبب ہے شاید
اسکو معلوم ہوگا یہ سوچکر روانہ طرف لشکر کفار کے ہوا بختیارک بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکی رگ شقیقہ جنبش میں آئی
حیران ہوا کہ یہ کیون پھڑکی اور کیا مرشد میرے پاس تشریف لاتے ہیں عمرو کا نام جو لیکر ہاتھ رگ پر رکھا رگ تھم گئی پھڑک کے
موقوف ہو گیا حیران ہوا کہ مجھے کیا کام ہے ساتھ ہی ذہن میں آیا کہ حال نقابدار کا پوچھنے تشریف لاتے ہیں اور مجھکو کچھ
معلوم نہیں کہ نقابدار کون ہے اور کہاں سے آیا ہے آج جان نہیں بچتی یہ جو خیال آیا گھبرا گیا اپنے دل میں کہا کہ یہاں مجھے بند
ہونگے گا اپنے خیمے میں چلا پھر یہ سوچا کہ جہاں سے بچ کر کوئی جانے ہمکو دیکھکر جلا کیا چاہیے ایکمرتبہ بیٹھے بیٹھے پیٹ
پکڑ کے لوٹ گیا کہ ہائے درد ہوتا ہے جان گئی لقا نے کہا دوسرے جلد حکیمون کو لاوے اسکا علاج کریں بختیارک بولا کہ میں علاج
اپنے خیمے میں جا کر کرونگا یہ کہکر اٹھا باہر نکلا سواری طلب کی تیار موجود ہوا بختیارک سوار ہوا لوگوں سے کہا کہ خبردار
کوئی میرے پاس نہ آنے پائے دیکھنا خبردار تو پکڑ لینا سمجھوں نے عرض کی کہ آپ ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم آگے سے
پکڑ لینگے کہا کہ ان معنوں جب ملک الموت میرے سر پر آجائیگا تو پھر مجھے آواز بھی نہ نکلیگی اور سب تم لالچی ہو تمہیں میں بیدرد
کر دونگا جلد دکان پر پہونچا ہوا چلا تھا کہ میں عمرو بیٹھا تھا بختیارک کو جاتے ہوئے دیکھا بجلدی تمام چیلی کی شکل بنکر
دستی پوشش کر کے زبردستی ساتھ ہوا اور [illegible] مسند تک قریب تھا کہ فارغ مجلس جانے بختیارک نے کہا کہ
ارے تو کیا اندھا ہی عمرو نے پاؤں اٹھا کے دکھایا بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد ہیں ابھی بیچے جان نکل گئی اور ہاتھ

باندھکر عرض کیا کہ حضور پیدل ہیں اور میں سوار ہوں یہ کمال بے ادبی ہے عمرو نے کہا کہ یہ ذاتی نوکر چپکے چلے چلو شامت
آئی ہے تو ویسا کرو بختیارک چپکا ہو رہا مگر خوف سے تاب بیجان ہے اسکے ساتھ والوں نے اشارے سے کہا کہ ملک جی
اگر کچھ کھٹکا ہو تو ہمیں فرمائیے ابھی سویرا ہے بختیارک بہرہ بیٹا تو کھٹکا کیسا انھوں نے جواب دیا کہ ملک جی جو آپ
کہیے گا کہ عمرو آیا تھا مجھے لوٹ لیگیا تم سب غلام ہو بختیارک نے یہ باتیں سنکر کہا اسے عمرو کے تو آنے کی آرزو ہی
مجھے وہ کبھی جوتی مارنے کو بھی نہیں آتے غرض یہ باتیں کرتا ہوا اپنے خیمے کے پاس آیا سب کو باہر چھوڑا عمرو کو اندر
خیمے کے لیگیا دروازہ بند کر دیا لوگوں نے کہا ملک جی یہ مشعلچی بھی اندر جائیگا بختیارک نے کہا کہ یہ میرے باپ کے وقت
کا ہے میرا محرم راز ہے یہ کہکر اندر آیا اکیلا پاکر قدموں پر گر پڑا اور پوچھا کہ آج کیونکر آئے عمرو نے کہا کہ ملک جی دیکھتے ہو لشکر میں
کیا پریشانی ہے ہم بہت مقروض ہو گئے ہیں کپڑے پھٹ گئے ہیں بختیارک نے عرض کیا کہ دو ہزار روپیہ اور دو جوڑے
غلام نے حضور ہی کے لیے رکھے تھے اور صندوق سے وہ دونوں توڑے اور جوڑے نکال کے عمرو کو دیے عمرو نے ہنس کے
کہا کہ تجھی سے زیادہ کون ہمارا دوست ہے تمہاری ذات سے تو اس سے بھی زیادہ امید ہے یہی لا دیکھے وہ روپیہ اور جوڑے لیلیا
غرض اصطلاح کی باتوں سے فرش اور پلنگ سب لیا ایک طرف بڑا سا صندوق رکھا تھا پوچھا کہ ملک جی اسمیں کیا ہے بختیارک
نے کہا کہ پیر و مرشد اسمیں چاندی سونے کے ظروف ہیں مگر کس کام کے جو کمالات حضور میں ہیں وہ اسمیں کہاں یہ کہکر صندوق
کھولا برتنوں کو نکالکر دکھانے لگا عمرو نے کہا ملک جی یہ تمہارے کام کے نہیں ہیں مجھے دو یہ کہکر مع صندوق زنبیل
میں ڈال لیا پھر اسنے کہا کہ ملک جی تمھیں معلوم ہے کہ میں کس کام کے واسطے آیا ہوں بختیارک نے کہا کہ ارشاد
فرمائیے میں فقط حضور کا خیمہ نویس ہوں عمرو بولا سنو ملک جی مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا جب ہم رہینگے دسکو مدد کرینگے
بختیارک نے جواب دیا درست ہے مگر حضور کو کون مدد سکتا ہے فرمائیے تو کیا امر ہے غلام بجا لاے کہا سنو ملک جی سچ سچ بتانا
تو خیر نہیں تو آج تمھیں مار ہی ڈالونگا بختیارک نے کہا ارشاد تو کیجیے عمرو نے کہا کہ ملک جی یہ بتاؤ کہ نقابدار قلندر کون
ہے کہاں سے آیا ہے لوگوں کے ہنسنے کا سبب کیا ہے جہاں اسکا ذکر ہو کہا ہنسنے لگے یہ سنتے ہی بختیارک قدموں پر گر پڑا کہ پیر و
مرشد غلام کو اصل حال اسکا نہیں معلوم چاہے حضور غلام کو قتل کریں چاہے بخشیں حضور مالک ہیں عمرو کو دریافت ہوا
کہ یہ نہیں بتاتا کہا خیر کہا جائیگا اور کچھ خرچے نکالکر دیے کہ یہ بتاؤ کہ یہ شریف ہے آنے میں مجھے بھی دسکے واسطے رکھے تھے
اسے کہا تو بختیارک نے کہا کہ اگر حضور کو غلام کا مار ڈالنا منظور ہے تو مانع کون ہے مار ڈالیے عمرو نے خنجر پر ہاتھ ڈالکر کہا
کہ کیوں ملک جی ہم تمہارے دشمن ہیں مجھے اسمیں زہر ملایا ہے جو تم نہیں کہاتے بختیارک کانپنے لگا جلدی سے عرض کیا کہ
ہر چہ بادا باد جو کچھ ہو سو ہو یہ کہکے سونگھتے ہی چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمرو نے بختیارک کو صندوق میں ڈالدیا آپ بختیارک
کی صورت بنکر دروازے پر آیا اور آواز دی کہ ارے سواری لاؤ لوگ اسکے گھر لیگئے میں کھانا پکانے کی فکر میں ہیں کو قتل ہوا تھا بھی
سوار ہو ... سب جلدی جلدی کپڑے پہن کر دوڑے بختیارک کی سواری ... آیا ... پوچھا ملک جی
کیوں درد شکم کیسا ہے جواب دیا کہ اب بہت اچھا ہوں ایک دوا لکھی ہوئی تھی اسکے کھاتے ہی بارے قبض ہوا اچھا ہو گیا سب
بولے کہ ملک جی تمہارے بغیر صحبت میں سناٹا تھا کسی کا جی نہیں لگتا تھا مثل نمک خوان صحبت ہو بختیارک نے کہا مہربانی تمہاری
ہے میں تو کسی قابل نہیں ہوں اور کیوں بھائی نقابدار خندان یا ہو تم ہو اور بادشاہ اسلام رکھتے ہیں انکا بھی خاطر ہے نقابدار
خندان نے کہا کہ ایسا ہی ہو گا طبل جنگ بجا ہو گا بختیارک نے کہا آج کی شب بہت خوشی کی ہے رقص برپا کرو میں
ناچونگا اور سب کو آپ شراب پلاؤنگا ... بختیارک نے تمام شراب میں بیہوشی ملائی
تمام محفل کو شراب پلاکر بیہوش کیا ... عمرو نے پہلے سب کا فرعون کو برہنہ کیا ...

نزدیک پہونچا عاشق ہوا ایک عیار نے بھی دکھائی دی کہ تاج عراقی سر پر ہے تمتمے ہیں جوڑی خنجر کی کمر میں لگی ہوئی اٹھا کہ جس کا سرخ
پہنے ہوئے گلنار باندھے بندھی ہوئی قطورہ زرنگین کمر میں تنگ کیلے زانو پر ہاتھ بلے بانوؤں میں جستی دوچار کی رکھے ہوئے
وشرارت چہرے سے پیدا قریب نقابدار آئی اور ایک نامہ دیا نقابدار نے نامہ پڑھا بعد ان سے پھر کر لقا سے سامنے
آیا کہا کہ میرے مالک نے مجھے بلایا ہے میں اب یہاں ایک دم ٹھہر نہیں سکتا گر جلد آتو نگاہ تم پر ستون کو اسی طرح قید رہنے دینا
میں اگر ہم لوٹ آئے لشکر روانہ ہوا عیار دونوں لشکروں کی جاسوسی کو پیچھے پیچھے جاتے ہیں وہ کوہ میں پہونچے دیکھا کہ
بلندی پر لشکر عظیم اترا ہوا ہے تیس سو علم نشان میں لاکھ سوار کا معلوم ہوتا ہے ایک طرف کو ساٹھ ہزار سرخ پوش کہ اس کی صف
علاوہ ہے ایک طرف ساٹھ ہزار سیاہ پوش افسر انکا نقابدار سیاہ پوش گریبان ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرد پوش کہ
ان سب کا نقابدار زرد پوش مقرر ہے ایک جانب ساٹھ ہزار زرہ پوش ہیں سردار انکا فریمان فیل سوار ہے
انکے منہ پر نقاب نہیں ہے ایک سمت ساٹھ ہزار سبز پوش ہیں کہ نقابدار قطورہ پوش انکا مالک ہے غرض یہ چاروں نقابدار
آگے تخت کے قائم ہیں نقابدار خندان کو بلایا اور کہا تو جو مجھ سے پیشتر سیر کو آیا تھا کیا بنا یا نقابدار خندان نے جواب دیا کہ
میں لقا سے خداوند باختر کے سامنے ہو کر غدار پرستوں سے لڑا اور تمام غدار پرستوں کو گرفتار کیا ایک حمزہ اور بادشاہ لشکر باقی تھا کہ
انکو کچھ لیتا اور لقا سے عہد نامہ لکھایا تھا کہ جیسے میں کہونگا جلد قبول کرتا ہوگا اب بہت قدر پرست لشکر لقا میں قید ہیں
نقابدار قطورہ پوش یہ سنتے ہی برہم ہوا کہا کہ تونے بہت برا کیا ایسا خود مختار ہو گیا کہ آپ سے آپ لوگوں سے لڑنے
لگا ہمارے مالک نے کب یہ حکم دیا ہے کہ کسی سے لڑنے بھڑنے بس جلد جاکر تمام غدار پرستوں کو کھول لقا پرستوں سے
تمام غدار پرستوں سے سردار نقابدار خندان یہاں سے چلا لیکن عیاران لشکر اسلام و لشکر کفار جو خبر کو آئے تھے اس
عیار نے سب کو گرفتار کر لیا سامنے نقابدار قطورہ پوش کے لائی کہ یہ عیار غدار پرستوں کے ہیں اور یہ عیار لقا کے ہیں
نقابدار قطورہ پوش نے کہا کہ سچ بتاؤ تم میں سے عمرو کونسا ہے کہ میں اسکا بہت مشتاق ہوں اور بڑی تعریف سنی ہے عمرو
نے اپنے دل میں کہا کہ اگر اپنا نام ظاہر کرتے ہو تو خدا جانے کس طرح مجھ سے پیش آتے ہیں نقابدار قطورہ پوش نے پھر
کہا کہ خواجہ تم اپنے تئیں ظاہر کرو اور کسی طرح کا وسواس اپنے دل میں نہ لاؤ میں کمال تمہارا مشتاق ہوں بہت دور سے
مجھے تمہارا اشتیاق لایا ہے اسوقت خواجہ نے کہا کہ میں عمرو ہوں نقابدار قطورہ پوش نے عمرو کی مشکیں کھلوادیں اور اپنے
پاس لاکر بٹھایا باقی جو عیار لشکر اسلام کے تھے انسے کہا کہ تم جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے بعد سلام کے عرض کرو کہ حضور میری
بارگاہ میں قدم رنجہ فرمائیں کہ میں بھی شرف ملازمت حاصل کروں اور عیاران لقا سے کہا کہ تم لقا کے پاس جاؤ اور سامنے
بلالاؤ سب عیار اپنے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے لیکن نقابدار قطورہ پوش نے کشتیاں جواہر کی عمرو کو دیں اور کہا کہ میں
تمہارے علم موسیقی کا شائق ہوں اب کچھ سرائیدگی کرو عمرو نے جوڑی صفت بیچندی (ای) زنبیل سے نکال کر بجانا شروع کی
خوب بجائی الغرض کہ قطورہ پوش عاشق ہو گیا اور عمرو کو اپنا بھائی بنایا اور گلے سے لیکر بند نقاب کا اٹھا کر اپنی صورت
دکھلائی عمرو کو ایک نازنین نظر آئی بصورت حیران ہو گیا مگر قطورہ پوش نے منع کیا کہ خواجہ خبردار کسی سے میرا حال
نہ کہنا انہوں نے قسم کھائی الغرض کہ عمرو کو تو یہاں چھوڑیے اب حال نقابدار خندان کا سنیے کہ بارگاہ لقا میں گیا
سب کیفیت لقا نے پوچھی نقابدار نے کہا کہ قیدی تمام غدار پرستوں کی لینے آیا ہوں میرے مالک نے مجھے طلب کیا ہے لقا
چاہتا ہے کہ تکرار کرے بختیارک نے منع کیا کہ کچھ تکرار نہیں ہے جو ابھی قیدی حاضر ہیں لیجائیے ہمکو انسے کیا سروکار ہے آپ
کے قیدی ہیں آپ کو اختیار ہے خندان تمام سرداران لشکر اسلام کو قطورہ پوش کی خدمت میں لایا قطورہ پوش
نے سب کو قید سے رہا کیا اپنے پاس بٹھایا لیکن عیاران لقا جو آئے تمام احوال نقابداروں کا بیان کیا اور کہا

سہیل خان نے جواب دیا کہ اب میں تیرے دام تزویر میں نہیں پھنسنے کا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ حال اچھا تقدیر کی تو اُس نے
کہا تم پر بحر و بر غرض لقا بامات کو اپنے لڑکوں سمیت یہاں سے شہر مرصع نگار کو بھاگا جب وہاں پہونچا شہنشاہ مرصع پوش
شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش جو وہاں کے حاکم تھے انھوں نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور لقا سے کہلا بھیجا
کہ تیرا کام ہمارے یہاں نہیں ہے تو یہاں سے چلا جا نہیں تو ہمارے ہاتھ سے ایذا ہوگی لقا یہ سنتے ہی خوف زدہ ہو کر بھاگا اور
راستہ قلعہ اختم کا لیا بختیارک نے لقا سے کہا کہ میں نے کتاب ہندی میں دیکھا ہے کہ شہر اختم میں حمزہ پر قران عجب
ایسا ہی کر جو وہ ملک روحانی حمزہ کے ہیں وہ دشمن جانی ہو جائینگے لقا خوش و خرم شہر اختم کو چلا جاتا ہے جب قریب اختم
کے ہو پہونچا ہرکاروں نے جا کر جمشید اختمی اور خورشید اختمی کو خبر دی کہ لقا خداے باخبر آتا ہے یہ خبر سنتے ہی وہ بھی استقبال
شہر سے نکلے اور لقا کو اعزاز و اکرام سے شہر میں لیگئے نہایت توقیر و عزت کی جشن عظیم و شان سے دعوت کی دوسرے دن
نجومی پنڈت رمال جمع ہوئے اور سبھوں نے اپنے علم سے دریافت کر کے عرض کیا کہ سرزمین اختم میں حمزہ بہت ایذا اٹھائیگا
تمام لشکر تباہ ہو جائیگا یہ سنکر لقا نے نجومیوں کو خلعت دیا عیش و عشرت میں مصروف ہوا لیکن یہاں صبح کو سہیل خان
مشتری حصاری نے سنا کہ شب کو لقا بھاگ گیا نہایت رنج ہوا غرض حمزہ صاحبقران کو خط اس مضمون کا لکھا کہ
شہریار میں چاہتا تھا کہ لقا کو باندھ کر خدمت عالی میں لے آؤں وہ کافر خاسر شب کو بھاگ گیا اب یہ غلام شرمندگی سے
خدمت والا میں حاضر نہیں ہو سکا نہایت آرزوے قدمبوسی ہے جسوقت عرضی خدمت امیر میں پہونچی اور مضمون سے آگاہی
ہوئی بہت خوش ہوئے کہلا بھیجا کہ ای سہیل خان ہم خود تمہارے مشتاق ہیں جلد آؤ اور وہ کافر کہاں جائیگا تم اسکا خیال
نہ کرو سہیل خان یہ پیغام سنکر مع تحفے شہر مشتری حصار کے لیکر روانہ ہوا امیر نے جو آمد سہیل خان کی سنی سرداروں کو استقبال
کے واسطے روانہ کیا وہ پیشوائی کر کے بارگاہ شہنشاہی میں لائے سہیل خان نے مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور بادب امیر
عالیمقام کو نذر دی قدموں پر سر رکھا امیر نے گلے سے لگایا کلمہ ارشاد فرمایا سہیل خان کلمہ پڑھ کر از صدق مسلمان ہوا اور
ایک شیشہ [illegible] نذر گذرانا امیر آپ بحکومت خوش ہوئے [illegible] سہیل خان نے پھر نذر دی بعد اسکے سہیل خان
نے اپنے شہر کو آئینہ بند کروایا اور امیر کو مع سرداران بلند مقام اور بادشاہ اسلام کے مشتری حصار میں بلوا لیگیا اور
حکم دیا بتخانے توڑے جائیں مسجدوں کی بنا پڑ جائے اسوقت بتخانے ڈھائے گئے مسجدیں بننے لگیں سکہ بادشاہ اسلام کے
نام پر جاری ہوا بانگ صلوۃ بلند ہوئی شہنشاہ اور حمزہ مشتری حصار میں رہے سہیل خان نے شہر مرصع حصار اور
زہرہ حصار نقرہ حصار والوں کو نامہ لکھا کہ تم سب آکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو میں تمہاری بحالی ملازمت
کرادونگا تینوں بادشاہوں نے اسکا جواب لکھا کہ ای سہیل خان اگر ہمکو اشتیاق قدمبوسی صاحبقران کا نہوتا تو ہم لقا
سے کیوں بگڑ جاتے ہم نہایت مشتاق زیارت صاحبقران ہیں جسوقت وہ شہریار یہاں رونق افزا ہوگا ہم سب شرف
ملازمت سے مشرف ہونگے جواب نامے کا پڑھکر سہیل خان بہت خوش ہوا اور وہی نامہ خدمت صاحبقران میں گذرانا
اور عرض کیا کہ بغیر حضور کی اطلاع کے غلام نے انکو نامہ لکھا تھا انھوں نے یہ جواب بھیجا ہے امیر یہ حکایت سنکر خوش
ہوئے سہیل خان کی بہت تعریف کی کہ بہت بہتر ہوا انشاء اللہ [illegible] کوچ کر کے مرصع حصار کو چلے جب قریب پہونچے
شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش اور شہسوار مرصع پوش یہ تینوں بھائی سہیل خان کے پاس گئے وہ انکو
خدمت امیر میں لایا شرف قدمبوسی سے مشرف کرایا امیر نے کلمہ تلقین کیا یہ تینوں کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے اور عرض کیا کہ
ہماری آرزو ہے ہم بھائیوں کو میسر ہو تناول فرمائیے اور شہر کو قدم مبارک سے منور کیجئے امیر نے قبول کیا اور ساتھ قلعہ کو چلے
انھوں نے پہلے ہی سے شہر کو سجا رکھا تھا اور دروازۂ شہر سے تا ایوان بادشاہی پانداز ڈلوایا تھا اہتمام کرتے ہوئے لائے

قریب تخت گاہ و بادشاہی کے پہونچا سکندر رسول شوری دکھا کے جست کرکے بارہ ہزار عیاروں میں جا پڑا کچھ پتے نہ لگا جیسی اُن
عیاروں کی پوشاک تھی ویسا ہی اسکا لباس ہو گیا کوئی نہ پہچان سکا کہ سکندر ان میں کون ہے جب غائب ہوا سب کو معلوم ہوا
کہ یہ سکندر ہے ہوا غلغلہ تحسین و آفرین بلند ہوا لیکن چالاک دستیارہ و امیر نے کہا ایسی جنگ زرگری بہت دیکھی ہے سب
اپنی جگہ کسی سے مقابلہ ہو تو حال معلوم ہو جائے سکندر یہ سنکر سامنے آیا وہ کہا کہ جسکا جی چاہے مجھ سے مقابلہ کرے یہی
گوئی میدان ہے بلکہ تم تینوں ایک طرف میں اکیلا ایک طرف معلوم ہو جائیگا کہ سازش ایسی ہوتی ہے اور قسم دی کہ تم سب اگر
مجھے تنہا کرو سمک چالاک دستیارہ و امیر سکندر پر گرے عمرو و مسطر بانہ و چالاک تماشا کر رہے تھے کہ سکندر کی عزت رہ گئی
چالاک ہوئی لیکن سکندر نے ایک ایک نشان چاروں پر دیا اور جست کر کے آسمان پر گیا چالاک بھی ساتھ ہی پہونچا سکندر نے وہان
پھر بازی شروع کی دو ساعت تک نیچے نہ اترا جب گرنے لگتا تھا پھر جست کرکے پاؤن رکھتا تھا اور اتنے سوار سنہ مین پھر آسمان
پر اڑ جاتا تھا ایک ساعت کے بعد سامنے بادشاہ اسلام کے اترا بادشاہ نے اسکے خلعت دیا اور اپنا عیار کیا غرض اس
دھوم سے سرو قامت اور ملکہ جادو داخل لشکر ہوئین اور امیر سامنے شہر اختر کے اکڑا ادھر لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا
کہ ہرکارے آکے اداب بجا لائے اور گزارش کی کہ قطعہ ای خداوند جہان نورانی و کیسا تھا [illegible]
دشمنان زرح تعالی خداوند ہر [illegible] بختیارک نے [illegible] بادشاہ کہا خوشخبری لائے انھون نے
عرض کی کہ حمزہ مع لشکر آ پہنچا اور سکندر خلیل [illegible] عمرو کا جو سرو قامت پیدا ہوا ہے وہ بھی بہت دھوم سے آکر داخل
لشکر ہوا بختیارک نے کہا یہ لو گرد دوسرا عمرو آیا لیکن لقا نے جو نام حمزہ صاحبقران کا سنا جام شراب ہاتھ مین تھا اور نجمہ انجام
سے بیہوش ہوا کر جو رہ گیا تمام بدن مین رعشہ پڑا جمشید اختمی بخورشید اختمی نے جو یہ حال دیکھا کہا کہ یا خداوند اس وقت
عجب کیفیت آگئی ہے اسقدر آپ خدا پرستون سے ڈرتے ہیں اور خوف کرتے ہیں لقا نے کہا اے جمشید و خورشید اگر زمانہ بھی
ایک طرف ہو تو مجھکو اندیشہ نہیں مگر جان اس عرب کا نام سنکر کانپ جاتا ہوں اور ڈرتا ہوں جمشید و خورشید نے
تسلی دی اور کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے دیکھیے یہاں حمزہ کیسا تباہ ہوتا ہے غرض دوسرے دن آمد لشکر اسلام شروع ہوئی یہ
سب تماشا دیکھنے بیٹھے کہ گرد و غبار کا تتق آشکار ہوا اول لشکر [illegible] صورت دیو پیکر [illegible] عادی اپنے چالیسون بھائیون
سمیت بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آیا بعد اسکے کرتیت سپر گردان چالیس ہزار کی جمعیت سے پہونچا پھر نعمان بن مظفر اور
مظفر شاہ بھی لاکھ سوار سے آئے اور پھر گرد اٹھی عامر شاہ رود باری سیف ذوالیدین بدخشان عنبر قلم عیار در فرح دو
لاکھ سوار سے دکھلائی دیے پھر گرد اٹھی فریدون شاہ زنجیر ودی ہلالی طالع اٹھی سلطان بخت مغربی قار نقار مغربی
نو لاکھ سوار کے مجمع سے وارد ہوئے بختیارک ایک ایک کا حال جمشید و خورشید سے کہہ رہا ہے کہ لاکھ کشتی بن حمزہ نے زیر
کیا تھا اور ہشام بن علقمہ خیبری کو مارکر تاج و تخت نوشیروان کا لاکر نوشیروان کو دیا تھا بعد اسکے اور گرد اٹھی اسد
مارگیر اسد اژدہا پیکر اسد شیر پنجہ گیر مردان و لاور تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے بختیارک نے امیر کا [illegible]
عاشق ہوا اور کل میں جا [illegible] قارن دیوبند کے ہاتھ سے زخم کھایا اور جبشہ [illegible] بن کرجان [illegible] سالم اژدہا [illegible]
مدد کو آئی [illegible] کے ہاتھ سے [illegible] اژدہا پیکر خواجہ بزرجمہر کا بنا کر [illegible] جان بچایا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ اسد [illegible]
پیچھے اسکے بہرام گرد بن خاقان چین آیا پھر گرد اٹھی جب وہ قریب آکر روشن ہوئی اسمین دو سو علم نشان نو لاکھ سوار کا [illegible]
بعد [illegible] نایب [illegible] نقیبان آگے کی پیدلون کے دل کے دل [illegible] نفیری کی آواز بلند خاص بردارون کے غول
کے غول بعد مرکب تازی ترکی لیبی عراقی عربی ہندی [illegible] مع زین زرین [illegible] جو ریان ہاتھون میں لیے ہوئے [illegible]
[illegible] بعد اسکے [illegible] ہاتھی [illegible] ہندی [illegible] گیندین [illegible] کے [illegible]

چلا جب دروازے پر پہونچا پاسبانوں نے دوسرا بختیارک دیکھا حیران ہوئے ایک نے دوڑ کر انس سے کہا کہ ایک
بختیارک اور آئے ہیں عمرو جو بختیارک کی صورت بنا بیٹھا تھا انس بن الوس سے خطاب کیا کہ دیکھیے عمرو ایسا عیار
ہے کہ میری صورت بنا ہوا آتا ہے شاید کہتا ہے کہ میں یہاں نہیں ہوں اب میں نیچے تخت کے چھپا رہتا ہوں جب وہ آکر بیٹھے
اسے پکڑ لینا اسوقت وہ گرفتار ہو جاویگا میں باہر آؤنگا پھر دیکھیے گا کیسی مکاری بیان کرتا ہے مگر کیا ہو سکیگا آپ اسکی کسی
بات پر عمل نہ کیجیے گا آخر اقرار کریگا انس نے کہا کہ اچھا تو چھپ رہ عمرو تو تخت کے نیچے گیا بختیارک اندر بارگاہ کے آیا پہلے تو تمام
صحبت کو دیکھا پھر سلام کیا انس بن الوس نے کہا کہ آؤ ملک جی کہاں گئے تھے کہا کہ کیا بتاؤں عمرو مجھے لوٹ لیگیا میں واسطے
رفع حاجت کے گیا تھا یہ دیکھا تھا کہ یہ بلا کی ہوئی ہے مجھکو ڈرایا اور عطر بیہوشی کے دیتے ہیں کہا کہ بیہوش ہو گیا عمرو سب
اسباب لیکر چلا گیا بختیارک قریب انس کے بیٹھا تھا کہ انس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ بد معاش رند باریک گردن کیا میں
تجھے نہیں پہچانتا تھا خوب تو نے مکر کیا بختیارک چاہتا ہے کہ کچھ کہے اتنے میں عمرو نے پیچھے سے نکل ایک دھول ماری
اور کہا او رند باریک گردن تو جانتا تھا کہ یہاں بختیارک نہیں ہے میری صورت بنکر آیا بختیارک نے کہا میں تیری
صورت ہوں یا تو میری صورت ہے عمرو نے کہا کہ تو میری صورت بنکر آیا ہے اور مکاری کرتا ہے انس خوب پہچانتا ہے اے
انس ہم دونوں میں سے ایک بیشک عمرو ہے تو دونوں کو قتل کر عمرو مارا جائیگا اور اسکی خرابی کا مزہ دیکھے بختیارک
نے کہا مجھے قبول ہے غرض بختیارک ہر چند کہا کیا کہ میں بختیارک ہوں کسی نے نہ سنا اور اسکی مشکیں باندھیں انس نے
کہا اسے قتل کرو چار جلاد کو بلانے چلا تھا کہ عمرو نے بختیارک سے کہا کیا خونبہا دیتا ہے میں تجھے بچا لوں بختیارک
نے دو ہزار روپیہ کا اقرار کیا عمرو نے کہا اے انس اسے صبح کو قتل کرنا انس نے قبول کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی بختیارک
گلی نے انس سے خطاب کیا آج بڑی خوشی مجھے حاصل ہے کہ یہ سارا بان زادہ گرفتار ہو گیا چاہتا ہوں کہ میں ناچوں اور شراب
مجھے پلا دیں انس بن الوس بہت خوش ہوا کہا بہتر ہے عمرو نے تمام شراب میں بیہوشی ملا دی اور ساقی بنکر تمام صحبت کو شراب
پلائی سب کو بیہوش کیا انس کی ڈاڑھی مونچھیں مونڈیں اور بجائے کے اسکی عورت حسنہ کی صورت بنا کر پریشان کیا اسباب
جو مال و زر وغیرہ جو تھے انکا صفایا کیا بختیاں ناکوں میں کہیں جو تھا ان بانسوں میں وہیں ایک رقعہ لکھکر ایک کی مونچھ میں
باندھ کر راہی ہوا صبح کو انس بن الوس جو ہوش میں آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت پاس لیٹی ہوئی ہے اپنے دل میں
کہا کہ کیا یہ مجھکو نامرد سمجھی ہے اپنے تئیں اور ارادہ کیا اسکے ساتھ نے ایک طمانچہ دیا اور کہا کہ او نادان تو کون ہے اسنے کہا کہ صاحب
ابھی بات باقی ہے اور وہ شخص نامرد نہیں ہے جب ذرا غور سے صاحب کی انسی جیسی کی ملخ بختیارک نے کہا کہ اے انس دیکھا
تو نے کیا خرابی ہوئی تو مجھے عمرو کہتا تھا عمرو تجھے یوں ذلیل کرکے چلا گیا انس بن الوس سمجھا کہ یہ بختیارک ہے اور وہ عمرو
تھا بختیارک کو قید سے رہا کیا اور بہت سی دلداری کی ادھر جو دیکھا اسباب میں جو تھی چل رہی تھی نکلوا باہر نکالا کہ جلدی سب کو
ہم غرض اسوقت تو سب اپنے اپنے گھر گئے شام کو پھر دربار آراستہ ہوا بختیارک نے عمرو کو دیکھا کہ ایک چوبدار کی صورت
بنا کھڑا ہے ایک جب اٹھا کر اسیر لکی کہا اے انس وہ جو چوبدار سیاہ فام چوبداروں کی صف میں کھڑا ہے زرد لباس پہنے وہ
عمرو ہے جسطرح ہوا اسکو پکڑ لو یہ سنکر سب اسکے ہاتھ میں دیکر دوڑے کہا اچھا جب ہوا تب یہ دیکھا اور جو تھا سپید لکی تھا
وہ بے چارہ گنہگار تھا عمرو کو دیکھا ایک کاغذ اٹھا کر دیکھے تھے اور کاغذ لپیٹا سر اٹھا کر عمرو کی طرف خطاب کیا کہ اے چوبدار
سپید قد خوبصورت دام کے پاس گیا اور کہا فلاں جوہر کا صندوقچہ لاؤ کہ بہت عمدہ وہ صندوقچہ ہے میں نذر دونگا عمرو
طماع تو ہی ہوتا گیا صندوقچہ ہاتھ سے لے اور ہاتھ بڑھایا کہ لاؤ انس نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور کہا کہ او باریک گردن
یہ دن یاد ہے کہ کل مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا آج دیکھ تجھے اس طرح سے اڑاؤں کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تجھ سے حالی ہوں

پس امیر نے باعزت کرنے کے بٹھا دیا اور کہا کہ بادشاہ اور فقیر ہیں یکسان اور دن جمعی خاطر کی کاسے کا ایک خیمہ لگا اُس کے پاس موجود ہو
لگا عمرو کو باندھ کا اُس سے خواب کیا کہ لیجا جو چاہے سو کرو اُس عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ امیر سے باہر آیا گھوڑے پر سوار ہو کر
بارگاہ ولقا میں پہونچا بختیارک سے کہا کہ عمرو کو میں لایا بختیارک نے کہا کہ آپ اسے انبار ہیزم میں پھونک دیجئے امیر فوج
انبار ہیزم جمع ہوا اور عمرو کو اُس پر بٹھا کے چاروں طرف سے آگ لگا دی عمرو انبار ہیزم پر بیٹھا ہوا تھا جب دیکھا کہ آگ جلنے لگی
بس چلا کر پکارا کہ ای پروردگار عالم تو نے مجھے کوہ سراندیپ پر وعدہ کیا تھا کہ جنگل میں بغیر حکم کے موت نہ ہوگی
ملک الموت میرے پاس نہ آئینگے اب یہ کیا ہے کہ ایسا سنگ موت کا سامنا ہے جلد میری مدد کر اے خدا تو نے آگ کو حضرت خلیل پر گلزار کیا
ہو میں بھی اُسی خاندان کا خدمتگار ہوں میری بھی مدد کر شعر امیر خلیل تا سین کی ہے یونس کو نجات حوت سے دی ہے اور
پکارا کہ یا علی ابن ابیطالب اسد اللہ الغالب مجھے اس آگ سے نجات دو کہ بیت

ہو سنئے کہ گردوں پہ روشنی دکھائی ہے	خلیل کو آگ بیچ بہشت دکھا دیو	یوسف کو کنوئیں تے تمہیں بادشاہ کیو
نوح کا طوفان سے تمہیں بیڑا پار کیو	یونس کو جیں پیٹ میں راہ تیں بتائی ہے	حضرت سلیمان شاہ کو سو خدائی دی
کہی تو شاہ مردان میری بار آئی ہے		ابنے اور بنگنے نستار ہیں اتار ہار کیو

اور اب یہ حال ہے کہ آگ دمبدم بلند ہوتی ہے اور عمرو بے اختیار رو کر دعا مانگ
رہا ہے قریب ہے کہ آگ عمرو کو جلا دے کہ ایک نیزہ پیدا ہوا عمرو کو اٹھا لیگیا جب ذرا ہوش آیا دیکھا تندک دیو کھڑا ہوا ہے
عمرو نے کہا ای تندک کیوں مجھ کو تو نے مجھے بچایا ہے وہ بولا کہ خواجہ کیا بیان کروں میں بہار پری کی بیٹی پر عاشق ہوا اور وہ بھی
عاشق ہوئی الغرض ہم دونوں باغوں میں صحبت رہتے تھے کہ بہار پری اس حال سے آگاہ ہوئی آسمان پری سے جا کر یہ کہا
کہ تندک میری بیٹی کو رسوا کرتا ہے آسمان پری نے صلاح دی کہ اُسکو کسی پریزاد کے ساتھ بیاہ دے غرض اُسکی شادی ایک
پریزاد کے ساتھ کر دی ہے میں نے اُس پریزاد کو مار ڈالا پریزادوں نے میری لاش آسمان پری کے پاس لیگئیں وہ بہت غضبناک
ہوئی چاہا کہ مجکو قتل کرے میں بھاگ کر آپکی خدمت میں آیا آپکو انبار ہیزم پر پایا گرد کند کا ہجوم تھا اور آگ لگی ہوئی تھی میں نے
اٹھا لایا آپ میری تدبیر کیجئے نہیں تو میں مر جاؤنگا عمرو نے کہا ای تندک تو خاطر جمع رکھ میں تجھے اُس پریزاد کو دلادونگا مگر جلد
سپر کر کہ جلد تو مجھ انبار سے نجات دی ہے اور تمام ہوں سکندر رہنما گذر کا آس کھا جو سے مارا جاتا اور وہ اُسکی ناک کاٹ
کر امیر کا باندھ کر اُسکو دیدیا اور انبار ہیزم پر لشکر میں گیا سب بیان کیا اور کہا کہ مجھے حمزہ سے ملاقات ہو جائے تو تیرا معشوق تجھے
دلادوں مگر مجھے غافل ہوا تندک نے اپنا بال دیا کہ اسکو باندھ رہئے جب آپ اس بال کو آگ پر رکھیگا دیکھے گا میں آ کر
موجود ہو جاؤنگا یہ کہکر چلا گیا عمرو پہاڑ پر سے اُترا اور بصورت بدلے لشکر امیر کو روانہ ہوا اگر بیان امیر کو خبر پہونچی کہ عمرو کو انبار ہیزم
میں جلانے کو لیجا رہے ہیں سنکر غضبناک ہو کر فرمایا کہ خبر دار کوئی اُس کمبخت کا ذکر میرے سامنے نہ کرے اور جو کوئی اُسکا نام میرے
سامنے لیگا میں اُسکو اپنے لشکر سے نکال دونگا وہ حبشی مر جانا ہو کہ جسکے باعث سے اس طرح کی ذلت مجکو میسر ہوئی کہ ایک
کا فرزادہ جو کہ میرے سامنے شعر کھلا کے بیٹھے مجھے فرمایا کہ ابھی تمام لشکر میں منادی کرادو کہ عمرو کا نام ہمارے
لشکر میں کوئی نہ لے اور جو کوئی نام عمرو کا زبان پر لائیگا اُسکی گدی سے زبان کھینچی جائیگی تمام لشکر میں یہی واقعہ مشہور ہوا کہ
کمال جو کوئی عمرو کا نام لے گا عیار جمع ہو کر روتے ہوئے دربار گاہ پر آئے امیر نے پوچھا کیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ تمام عیار
عمرو کیواسطے رو رہے ہیں کہ بہار فرمایا گیا ہے کہ جس سے عمر تین ہو سکتا ہم سو نہیں امیر نے کہا کوئی عیار میرے لشکر میں
نہ رہے سب کو نکال دو اور اگر نہ جاویں تو اسباب اُنکا لوٹ لو اور سب کو نکال دو غرض تمام عیاروں کو لشکر سے نکال دیا عمرو یہ
دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا مگر صبر کیا رات کو جب دربار برخاست ہوا بادشاہ اسلام تنہا بیٹھے اور دو ایک مصاحب رہ گئے
بادشاہ نے کہا عمرو کیا شخص تھا کہ ہر مقام پر سینہ اپنا سپر کرتا تھا ہر ایک کو بلا سے بچاتا تھا افسوس کہ ایسا خانہ زاد ہو گیا یہ کہکر رونے لگا

اور خوب رو ئے عمرو گیم عیاری اوڑھے کھڑا تھا بس گیم دور کر کے سامنے بادشاہ کے آیا اور کہا کہ ای شہریار غلام زندہ ہے اور
شتدک مجھے انبار ہیزم پر لے گیا تھا میں بچا اور کہا ای شہریار دیکھا حضور نے کہ حمزہ نے عیاروں کو جلا مارا تم بھی ذکر نے دیا اور
نکلوا دیا ایک کافر کی ناک کاٹنے پر ہماری تمام خشتین خاک میں ملا دین میرا ایسا بیٹا اسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے عوض میں ناک
کاٹی تو کیا گناہ ہوا جو یہ کہ مجھے اسکو دیا اسی پیر و دل کوئی بھی کسی کے ساتھ کرتا ہے جو اس عرب نے میرے ساتھ کی خیر جو کچھ
ہوا سو ہوا آپ مجھے قدموں پر گروا دیجیے تقصیر میری معاف کرا دیجیے بادشاہ نے فرمایا کہ فرا بن جبل و جان موجود ہوں
اگر اندنون نور الدہر کا بڑا جادو بیمار ہے تو نور الدہر کے پاس جاؤ اس سے سعی اُٹھاؤ میں بھی شریک ہوں عمرو یہ لا اچھا اور
وہاں سے روانہ ہوا نور الدہر بیٹھا ہوا تھا اس و اسد سے کہہ رہا ہے کیوں صاحبو دیکھا کہ کیا گردش فلکی ہے عمرو سا ایسا شخص یوں
انبار ہیزم پر جلا دیا گیا اور ہم سب تماشا دیکھا کیے عمرو نے کیسے احسان نہیں کیا لیکن اسکا کیا بدلہ ہوا نہیں ہے کل کا ذکر ہے کہ
معل جادو نے غارت کر دیا تھا کسطرح ماری گئی اور لقا بار خندان کے ہاتھ سے کیا خوب بچایا تھا نہیں دلکو انہیں بچایا اس
نے کہا کہ خشلی آباد میں سات لاکھ ساحر تھے کیسا ہم کو مارا اہل اسلام کو بچایا افسوس کیسا شخص اُٹھ گیا ای شہریار میں
ہوا اس بن الوزہ کے گریہ کر رہا تھا اسد نے کہا بھائی صاحب جو مجھے رنج ہے وہ کسے کہوں گا اور میرے تو دادا تھے باسے ایسا
شخص یوں مارا گیا شیر جنگ عیار نور الدہر کا کھڑا ہوا تھا اُس نے کہا کہ شہریار میرا دل گواہی دیتا ہے کہ عمرو زندہ ہیں بھائی
نے کہا کہ خدا ایسا کرے مگر کوئی مر کر بھی جیتا ہے لیکن نور الدہر اور اسد رونے لگے کہ ہچکی بندھ گئی عمرو موجود تھا گیم عیاری دور
کر کے سامنے آیا کہ صاحبو میں زندہ ہوں تم کیوں روتے ہو اسد دوڑ کر لپٹا نور الدہر بھی دوڑ پڑا ایک ایک عمرو سے لپٹا جاتا تھا
ہر کہہ رہا تھا کہ مجھکو شتدک انبار ہیزم پر لے اُٹھا لیگیا میں اسطرح بچا غرض نور الدہر نے اٹھا لیا اور کہا کہ اب کوئی خواہش نہیں کیا
منظور ہے عمرو نے کہا کہ جیتا ہے دستان حمزہ کی دیکھیں کہ ما بکمیر انہوں نے عیاروں کو نکلوا دیا نور الدہر نے کہا کہ میاں یہ
سب بیان اور جو کچھ آپ انکی طبیعت سے واقف ہیں ہم نہیں واقف عمرو نے کہا سچ ہے ذکر نور الدہر میں کیا اس عرب طولاچشم
کی ہم دستان بیان کروں مہر نگار ایسی معشوقہ دوم بھر میں لشکر سے نکالدیا تھی خطا یہ کہ عمرو بن حمزہ جب شریک لشکر ہوا تو
مہر نگار نے کہا کہ آپ سے مجھے وعدہ کیا تھا کہ جنگ سے فارغ ہو کر لونگا تمام زمانے کی عورتیں مجھپر حرام ہیں یہ بیٹا کہاں سے
پیدا ہوا اسی بات پر مہر نگار کو نکالدیا پھر بعد چند روز کے عمرو بن حمزہ کابل و زابل پر گیا وہاں رو میں دو بیٹیاں کو گرفتار
کیا اور لڑکے بھیجا کہ میں نے ایک رضیعوں کو پکڑا ہے بس اسقدر لکھے پر بیزار ہو گیا کہ میں کسی صورت نہ دیکھونگا علشاہ کے دو اسطے کے رب دو
کے مقدمے میں فرامرز بن قارن عدی نے جن کو کہ مارے اٹھارہ برس تک علشاہ لشکر میں نہ آیا ہے تو ہمیشہ کا ہمیر دشمنی
کر میں کیا کروں کہ مجھے محبت نہیں چھوڑتی ای نور الدہر جسطرح ہو سکے تم حمزہ سے صلح کرا دو نور الدہر نے عرض کیا میں بجز جو
موجود ہوں مگر بادشاہ اسلام شریک ہوں تو اچھا ہے عمرو بولا کہ میں اسقدر شہ سے تمہارے پاس آیا ہوں نور الدہر
نے کہا خیر ہے کل خدا چاہتا ہے تو صفائی ہو جاتی ہے آپ ایک کام کریں کہ دو گھڑی رات رہے سے تخت بادشاہی کے تلے
بیٹھ رہیے ہم ذکر آپ کا چھیڑیں گے جب آپ دیکھیے گا کہ موقع صفائی کا آیا آپ تخت کے نیچے سے نکل کے قدموں پر صاحبقران کے
گر پڑیے گا صفائی ہو جائیگی عمرو بولا بہت خوب ایسا ہی ہو گا یہ کہکر چلا گیا اور تخت بادشاہی کے تلے سو رہا صبح کو بادشاہ
آکر تخت پر بیٹھے امیر حمزہ کے دنگل پر بیٹھے سردار تمام جمع ہوئے ناچ ہونے لگا ہر طرف شراب گردش میں آیا ایک کسبی کی
آواز بہت اچھی تھی یہ غزل گانے لگی غزل

کب تک ملک کون سے دن نیچے مژگان میں نہین
عہد بین عہد یہ پیمان کسی پیمان میں نہین

دست وحشت سے بچے تاب رگ جان میں نہین
جس نے وہ پھول پہنے ہیں جو گلستان میں نہین
بے غنائی سے سوا اور کوئی کیفیت

ہاتھ اس نے ہمیں کی جو گریبان میں نہین
خبر سے فراق میں اقرار جو کہ ہان میں نہین
میری تو ہر ہمین ایک بیان میں نہین

بیہوش ہو کر گرا عمرو نے معقبل کو لا کر معقبل کے خیمے میں ڈالا اور چہرہ پوش اوڑھا جاما اور آب رنگ سے روغن عیاری کا ملکر
اپنی صورت معقبل کی سی بنائی اور پاس امیر کے آیا سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای معقبل کباب لاؤ عمرو باہر گیا ایک
مرغ ذبح کیا اور سامنے امیر کے لا کر کباب بھونے نمک مرچ چھڑک کر لیموں نچوڑ کے پلیٹ میں رکھا امیر کے آگے رکھے امیر نے
ارشاد کیا کہ ای معقبل پاس ساربان شاد سے کیا گواہی ہے مگر بندی ہوئی نمک کی تیغ کر دی ہے معقبل عمل نے عرض کیا کہ حضور کباب
نوش جان فرمائیں نمک آ گیا اسکو خراب کریگا امیر نے کہا اچھا میں کھاتا ہوں تم نشان بتاؤ کہ میں کباب کھاؤں عمرو یہ
لفظ سنتے ہی گھبرایا کہ نشان کیسا اسوقت یہ عرب بڑا ہوشیار ہے میرے ساتھ عیاری کر رہا ہے چاہئے دلمیں سوچ کر کہا کہ میں نشان
گھر میں بھول آیا ہوں حاضر کرتا ہوں آپ کباب تناول فرمائیے امیر نے کباب عمرو کے سر کو دے مارے اور کہا کہ بچہ تو گھر میں [illegible]
آیا ہے عمرو بولا نشانی امیر نے نعرہ کیا کہ او دزد مکار میں تیرے فریب سے خوب واقف ہوں یہ کہکر دوڑے کہ عمرو کو پکڑیں
عمرو جست کر کے نکل گیا امیر معقبل کے خیمے میں گئے معقبل کو دیکھا بیہوش پڑا ہے لخلخہ سونگھا کر ہوش میں لائے اور بہت سی تاکید کی
اب کسی کے فریب میں نہ آنا اور سب احوال عمرو کا بیان کیا کہ بجائے کباب کھلا کر بیہوش کیا تھا میں ایسا ہوشیار ہوں معقبل بولا کہ خیر
میں نے کسی کے ہاتھ سے کوئی چیز کھائی بھی نہیں مگر عمرو نے خنجر کا زخم کیا تھا اسی کی وصل سے بیہوش ہو گیا تھا اب بہت ہوشیار
رہو معقبل نے عرض کیا میں کب غافل ہوتا ہوں مگر اسکی مکاری کے سامنے میری ہوشیاری پیش نہیں جاتی امیر نے کہا سچ کہتے
ہو وہ بڑا قابل ہے خدا اسکے ہاتھ سے بچائے اور نشانیاں بھی اسکو خوب [illegible] کہ وقت پر بیان کرے گی لیکن عمرو جو چھپنے کو
تمام حال سر سنگ کی وغیرہ سے بیان کیا کہ حمزہ بڑا سیانا ہے مجھسے عیاری کرتا ہے اگر یہ حال مجھے معلوم ہوتا تو ہرگز نہ جاتا لیکن
مجھے یوں گزرا تھا آج تو عیاری بھی کہا تھا اس [illegible] کو پہنچاتا مگر [illegible] کہاں ہے اپنے ہنر میں استاد ہوں وہ میرا شاگرد ہے
سر سنگ بولا کہ آپ درد ایک [illegible] میں پڑ رہیے [illegible] عمرو [illegible] جب [illegible] ہوا [illegible] باہر [illegible]
اور پھر امیر کے پکڑنے کی فکر میں روانہ ہوا مگر حیران تھا کہ نشانی کیا چیز ہے رات کو خیمے میں آزاد غلام [illegible] آزاد معقبل کی طرف
سے آ کر [illegible] آزاد نے عمرو کو سلام کیا کہا کہ آئیے خواجہ عمرو نے کہا او آزاد [illegible] اس عرب [illegible] آزاد
نے کہا خواجہ آپ تو اسکے مزاج سے خوب واقف ہیں کہ [illegible] اپنی [illegible] میں شکست [illegible]
مگر خواجہ وہ تو بے مروت ہیں لیکن آپکو بھی ایسی حرکت نہ کرنی تھی کہ انسے دشمنی کرتے چند روز صبر کرتے آپ سب صفائی ہو جاتی
اثنائے گفتگو میں خواجہ نے کہا کہ تھوڑا سا پانی مجھے دے آزاد نے جلدی سے کٹورا دھو کر پانی بہت اچھا صاف ان
کے پینے کا عمرو کو دیا عمرو نے تھوڑا سا پانی اسمیں سے پیا اور پانی میں بیہوشی ڈالکر کہا کہ پانی کیا مزہ ہو گیا ہے [illegible]
پیالہ [illegible] بہر گیا کسی چیز میں [illegible] آزاد نے عرض کیا کہ وہی میں [illegible] یہ پانی [illegible]
تو سہی عمرو نے کٹورا اسکے ہاتھ میں دیا اسنے تھوڑا سا پیا اور کہا کہ واقعی یہ پانی تو [illegible] ہے عمرو نے کہا کہ اور بھائی خدا حافظ ہم
جاتے ہیں آزاد نے کہا کہ بیٹھیے تو عمرو نے کہا کہ جی نہیں لگتا یہ کہکر چلا آزاد بھی اٹھا دو چار قدم خواجہ کو پہنچا آیا
ساتھ ہی [illegible] بیہوش ہو کر گرا عمرو نے اسکے کپڑے پہن کر [illegible] کی صفائی [illegible] آپ اسکی صورت بنا [illegible]
[illegible] معقبل آیا [illegible] بیہوش کیا [illegible] آپ معقبل کی صورت بنکر سامنے امیر کے
سلام کر کے کھڑا ہوا امیر نے کہا معقبل [illegible] عمرو [illegible] جلدی سے جام [illegible] حاضر ہوا اور جام بھر کر کے
امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نے کہا کہ ای معقبل نشانی عمرو حیران ہوا کہ یہ نشانی کیسی بلا آفت ہے [illegible] امیر نے کہا
کہ باش او دزد مکار کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے عمرو نے جام امیر کے منہ پر مارا اور بھاگا امیر نے نعرہ کیا کہ لینا اسی مکار
جانے نہ پائے ادھر سے لوگ دوڑے عمرو نے دیکھا کہ اب تو پکڑا جاتا ہوں ایک ہی شمع امیر کے سامنے جلتی تھی اسے گل کر دیا

نہیں کر سکتے چلو اُنکی خدمت میں حاضر ہو جیسے دونوں لشکر عمرو کے پاس آئے دونوں افسروں نے جا کر زمین کو ادب چوما عمرو نے انکو خلعت سے
سرفراز کیا اور کہا مجھے تمہارے دین و مذہب سے مجھے سروکار نہیں ہے میں تمہارا آقا ہوں تم میرے نوکر ہو ان دونوں نے قبول کیا عمرو نے
خزانہ انکو دیا کہ وہ یہ سب کو تقسیم کریں بعد اسکے حکم دیا کہ صبح کو بارگاہ سلیمانی استادہ ہو اور تخت بادشاہی تین پایہ بلند ہو یہ حکم دیکر گیا
کہا بادشاہ صبح کو جو پیدا ہوا بارگاہ سلیمانی میں آکر بیٹھا سرخ پوشاک پہنے ہوئے تھا عمرو ان کو جیسے سامنے مقبل اور مشتری شاہ
کو صاحبقران کے دنگل پر بٹھایا اور تمام عیاروں کو خان کا خطاب دیا اسپہان کو دنگل پر بدیع الزمان کے بٹھایا سیار خان
کو قاسم کے دنگل پر بٹھایا غرض ہر عیار کو انکے آقا کے دنگل پر بٹھایا اس عرصہ میں نظر کردہ علی عمران صاحب بند و گران مہتر قران حبشی
سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور کہا کہ کیسے امیر کا اور آپکا مقدمہ ہے کیسا اگر زا عمرو نے کہا کہ میں اسے پکڑ لایا قران چپ ہو رہا عمرو نے حکم دیا
کہ تمام اہل اسلام کو میرے سامنے لاؤ اور لقا و بختیارک وغیرہ کو بھی طلب کیا اور حکم کیا کل اسباب سیاست لاکر موجود کرو یہ جب حکم
کہ دو ہزار سولیاں اور تیغیاں نشستگاہ سے تا دروازہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہو گئیں جیسے دو ہزار گیا پیشگی جلاد ان ہی کاتیغ زن
ایستادہ ہزاروں ہاتھ کے ہوئے اس عرصہ میں ایکطرف سے سرداران لشکر اسلام آئے جنسوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں
امیر اور بادشاہ اسلام آگے آگے اور تمام سردار پیچھے سامنے عمرو کے لائے گئے صاحبقران کی چہری پر بل پڑا ہوا تھا شکرہ پر دل رنجیدہ
تھے کہ اہل فلک معلوم ہوا تو سنا ہو دریا کی موج سے ایکجانب سے لقا و بختیارک آگے آگے باقی سرداران کفار پیچھے مع
بختیارک کے سامنے عمرو کے آئے تھے ہی سلام کیا بختیارک دونوں کانوں پر ہاتھ رکھکر بولا راشدان والا لا اعتدا عمرو
نے کہا او منافق دورنگی مجھے میں خوب جانتا ہوں قطعہ ہر کہ چون کاغذ قلم باشد بدو زبان و دو رو یہ گاہ سخن ہم بگو کاغذ
سیاہ کن سر لیش ، چون قلم گردنش بہ تیغ بزن ، میں تجھے خوب پہچانتا ہوں بختیارک نے کہا وہ شخص تو غلام ہے بلکہ غلام
کا غلام غلام کا اقلام ہے جس طرح آپ ہی کہتا ہوں عمرو نے کہا چپ رہ ملعون تیرے ہاتھ سے کلیجہ میرا جلا ہوا ہے اور جو ظلم کیا تو
نے دنگل پر رہ جانے مجھے سمجھتا ہوں اور لقا سے کہا او نابکار میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تیرا شریک ہوا تھا شیخ کے
ساربان کے پلہ پڑ گیا اور میری قدر منزلت نہ جانی اور جادو کی تیری کیا حالت کرتا ہوں اور حکم دیا کہ بان رسے مارو اس حرامزادہ کو اور بختیارک
کو بھی حکم کیا کہ خوب چوبکاری کرو ایسا بختیارک کو پٹوایا کہ قریب تھا ہو گیا بعد اسکے لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھے ہی جمعیت
سے لگیا تھا اسی طرح کوئی کسی کے دھیان میں پڑتا ہے مگر خوب اسکو بھی پٹوایا امیر یہ حالت دیکھتے تھے اور رنگت امیر کی زرد
تھی خدا کو یاد کر رہے تھے عمرو کافروں سے فراغت حاصل کر کے امیر کی طرف مخاطب ہوا کہا کہ او عرب سوسمار خوار دیکھ تو نے
مجھے کس رنج کو پہنچایا اور لقا ایک کافر کی ناک کاٹنے پر مجھ سے بگڑ گیا میری وہ جانفشانیاں کہ اٹھارہ برس تک پردہ قاف
میں رہا اور میں تیری جورو اور سرداروں کو لیکر شہر بشہر پھرا کیا اور گردسوار کے بادشاہ سے لڑا کیا اور پھر کسی سردار کی
نکسیر تک نہ پھوٹنے دی جب تجھکو ہندوستان میں زہرہ باغبان ملی جیسے کہ راستہ چین میں ہی لیکے حکیم اقلیمون کو لایا
اور تجکو اچھا کیا پھر تجکو ہفت ملک میں شہر مصر کے اندر چاہ یوسفی میں قید کیا تھا میں مردہ بنا تیری چاہ میں ہو کے نکالا
بختیارک نے جتنا جو الو ہا میری چھاتی پر رکھوایا میں ان اقلیموں میں جتنی جو مشکلیں تھیں میں نے اتنی بڑی اذیت اٹھائی
اور تجھے زندان سے رہا کیا جادو گروں سے تجکو اور تیرے رفیقوں کو کیسا بچایا میرا بیٹا آس بن الوس ہاتھ سے مارا گیا
میں نے جا کر اسکی ناک کاٹی تو اس مقدمہ میں مجھ سے بگڑ گیا اب میں تجھے بھی اسی رنج کو پہنچاؤنگا کہ ہی مجادری تجھے مل رہیگی
نہیں تو اگر میرے پاؤں تخت کو بوسہ دے اور اطاعت میری قبول کر تقصیریں معاف کردونگا کہ آج زمانہ میرا ہے اور میں
شہنشاہ ہوں امیر نے کہا او دزد مکار کیا بکتا ہے اگر تیرے باعث سے میری صاحبقرانی ہو تو میں نے صاحبقرانی سے
ہاتھ اٹھایا پس عمرو عیار غضب میں آکر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ او دُنبالش پھر کہا او عرب تو نے ایک کوڑا میرے ادھر مارا تھا کہ انسانیت

چتر سر پر پھر رہا ہے دیکھکر حیران ہوا جھک کے سلام بجا لائے بحکم نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کیا کہ میں جبیل غلام
حمزۂ صاحبقران کا تھا اسی طرح سے آپکا بھی تابعدار ہوں عمرو نے لراسپ کو خلعت دیا اور کرسی جواہر نگار پر جگہ دی بہت
دعوت ساتھ مدارات کیے اور کہا اے لراسپ میں حمزہ کی جو ذبان مجھسے کیا بیان کروں میں نے حمزہ کو خاک سے پاک کیا جو
صاحبقرانی ہوئی پہنچایا ہر مقام پر اسکی اور اسکے لشکر کی مدد کی ہر جگہ جان بچائی تمام کیفیت گذشتہ لراسپ کے سامنے بیان
کی لراسپ نے جواب دیا کہ حمزۂ صاحبقران نے برا کیا جو آپ سے بگاڑی غرضکہ لراسپ نے عمرو کی بہت کچھ خوشامد
چاپلوسی کی عمرو لراسپ سے بہت راضی ہوا اور دنگل لراسپ کا جو بارگاہ سلیمانی میں بچھا رہتا تھا وہ بچھنے کیواسطے عطا
کیا لراسپ نے عرض کیا کہ اے شاہ عمرو اگر ارشاد عالی ہو تو غلام بھی اپنا خیمہ قریب بارگاہ آسمان پایگاہ استادہ کرے عمرو
نے فرمایا کیا مضائقہ ہے اور اے لراسپ جہاں تمہاری جگہ ہے دل میں ہو جہاں تمہارا جی چاہے وہاں اپنا خیمہ استادہ
کرو یہ سب باتیں بسبب طمع زر کے تھیں منہ سے نکلتی تھیں نظم طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی ❊ ازان طامعان را نباشد بہی ❊ ہر وزیر
طمع فیروز بخت ❊ ... ❊ غرض لراسپ نے قریب خیمۂ عمرو خیمہ اپنا برپا کیا جسوقت عمرو نے دربار برخاست
کیا اور سب لوگ اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے خیموں کی طرف گئے لراسپ اپنے خیمے میں آیا چالاک بن عمرو کا شکل بنا ہوا اسکے خیمے میں موجود
تھا اسکو اپنے قریب بلایا اور کہا اے چالاک جو کچھ کہ تو نے کہا تھا وہی میں نے کیا اور خیمہ اپنا قریب خیمۂ عمرو کے برپا کیا اب کوئی تدبیر ایسی
کرو کہ جس سے حمزۂ صاحبقران قید سے نجات پائیں چالاک نے کہا کہ اے لراسپ تم کچھ فکر مت کرو میں خود اسی تدبیر میں ہوں اور میرے
تو دل کو لگی ہوئی ہے یہ کہکر چالاک نے لراسپ سے کہا کہ تم دروازہ خیمہ بند کرو اور خبردار کسی کو اندر خیمے کے نہ آنے دینا میں یہاں سے
نقب کھود کر امیر کو جہاں قید ہیں لراسپ نے دروازہ خیمے کا بند کر لیا اور حکم دیا کہ خبردار کوئی ہمارے پاس نہ آنے پائے اور یہاں
چالاک نے بیچ خیمے میں بیٹھ کے نقب کنی شروع کی اسقدر گہری نقب کھودتا ہوا چلا کہ ایک آدمی برابر تمام کھڑا ہو سکے اسی نقب
کے اندر سے نکل جانے غرضکہ کھودتے کھودتے دوسرا سرا نقب کا اس جگہ پر پہنچایا کہ جہاں امیر قید ہیں اور یہاں امیر بالائے قبر نگاہ
پرواز جو طائر ہیں کہ کیوں اے فلک کج رفتار اے گردون غدار وقت گرد و سفلہ پرور و نا اہل پرست او تیز دست ادبانی نواز او
ابلہ ارسا ناساز یہ کیا بگڑ وی تو نے ہمارے ساتھ کی کیا تو ہم اس مرتبے اور درجے پر تھے کہ تمام عالم ہمارا تابع فرمان
اور مطیع ہر ملک گردنکشو رستان تھا یا آج ہم اس ساربان زادے کی قید میں ہیں اسی گفتگو میں تھے کہ ذرک ذرک کی آواز امیر کے
نیچے سے کھودنے میں آئی صاحبقران نے پاؤں ہٹایا اور کہا کہ زمین بھی آج ہمیں نہیں بچنے دیتی خدا جانے سانپ ہے کیا بلا ہے بچھو ہے دیکھ بھال
یہ کہتے ہی تھے کہ طبقۂ زمین کا اڑا اور سرا نقب کا نمودار ہوا ایک شخص خاک آلودہ سمیں دکھائی دیا امیر نے پہچانا کہ چالاک
بن عمرو ہے پوچھا کہ اے چالاک تو کیونکر زندہ ہوا اور یہاں کیونکر آیا عرض کیا کہ مقام گفتگو کا نہیں ہے جلد تشریف لیچلیے امیر اٹھ
کھڑے ہوئے اور تمام سردار ہمراہ ہوئے چالاک نقب کی راہ سے امیر کو مع سرداران گرامی کے لراسپ کے خیمے میں لایا لراسپ
اٹھ کھڑا ہوا امیر کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور کہا کہ لائیے ہتھکڑیوں کو کہ قید میں ہیں امیر کے اور سب سرداروں کے دو کیں
اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ تکلیف کی حاجت نہیں ہے قید کا توڑنا وقت پر موقوف ہے یہ کہکر جھٹکا دیکر بیڑی طوق جو کچھ کہ تمام جسم
کے تھے توڑ کر پھینک دیے اسی طرح جو جو سردار زبردست تھے انھوں نے اپنی بیڑیاں توڑ کر پھینکدیں اور جو سردار کمزور تھے انکی
کی قید ہیں سرداران زبردست نے توڑ ڈالیں غرض سب کے سب قید سے چھوٹے لراسپ نے کھانا پانی شراب کباب جلاد قسم
کے اسباب صاحبقران کے سامنے لاکر موجود کیے امیر نے کھانا کھایا اور شراب پیکر سو رہے صبح کو جو بیدار ہوئے نماز سے
فراغت کی اور لراسپ سے کہا کہ میں جا کر اس ساربان زادے کو پکڑتا ہوں لراسپ نے کہا کہ میں بھی ہمراہ ہوں امیر مع
سرداروں کے عمرو کو پکڑنے کے لیے روانہ ہوئے یہاں عمرو بارگاہ سلیمانی میں تخت بادشاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور تمام

قدرت کو عمرو اپنا بسکہ مغرور ہو گیا تھا کسطرح اسے حمزہ کے ہاتھوں بہانے بچوا دیا اور میں اپنی قدرت کا اسے کسطرح معجزہ دکھاؤں
چلا آیا وہ جو احمق اسکے سامنے سے آنکھوں سے آنسو ڈھلکتا تھا غرض لقا اپنے لشکر میں داخل ہوا اور روانگی کی کرکے شہر اختم کو چلا جب
قریب شہر اختم کے پہونچا شاہان اختم خورشید اختمی جمشید اختمی استقبال کرکے لقا کو اندر قلعہ کے لیگئے اور دعوت ضیافت
میں مصروف ہوئے اس جانب حمزہ صاحبقران ایکروز شہر مشتری حصار میں رہے بعد اسکے مرصع حصار زمرد حصار
نقرہ حصار میں ایک ایک روز رہے شہنشاہ مرصع پوش شہریار مرصع پوش شہسوار مرصع پوش کو خلعت دیکر امیر کوچ
کرکے شہر اختم پر گئے اور جس مقام پر خیمہ پہلے تھا اسی جگہ بارگاہ دلیمانی استادہ کی اور اسی با اقبال نے نزول اجلال فرمایا

اب داستان مذرت بیان لقا بدار تنظورہ پوش سے آنے میں اور شریک عمرو ہو کر امیر سے لڑنے میں بیان ہوتی ہے

اول حال عمرو کا سنیے کہ اسکو جو بچہ اٹھا کر لیگیا تھا عمرو دیر تک تو اپنے ہوش میں رہا بعد اسکے بیہوش ہو گیا مطلق اسے خبر نہ تھی کہ میں
کہاں جاتا ہوں اور کون مجھکو لیے جاتا ہے جب اسکی آنکھ کھلی اور ہوش آیا آپکو ایک پہاڑ پر پایا اور دیو تندک کو دیکھا کہ ہاتھ
باندھے کھڑا ہے عمرو نے پوچھا کہ اے تندک تو کہاں تھا اسنے عرض کیا کہ میرا کون کہاں ہے کون کون سو کو پہنچانے والا
کا سا سینا بھیرا مجھ پر بجا ہے ❋ شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ❋ وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
غرض یہ اشعار دردناک پڑھ کے گریہ کیا اور کہا یا استاد کیا بیان کروں عجب آفت میں مبتلا ہوں دام الفت میں پھنس گیا ہوں مثل
عشاق ہے صدمہ فراق ہے مجھ غم پیدا کرتے لتا ہے مجھکو ملال نہ تھا شعر ابر کی طرح اشکباری ہے ❋ صورت برق بیقراری
ہے ❋ جدائی میں دختر بہار پری کی یہ حالت میری ہے عمرو نے کہا کہ اے تندک زیادہ باتیں نہ بنا کہ میں خود گرفتار مصیبت ہوں

نظم
میں دکھوں ہزار انکو آرام | نا شاد ہے میں دل خود کام | لشکر عشق کی ہے یلغار | دشمن جان غم جدائی ہے

اور تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حمزہ سے عداوت مجھے کیسی عداوت ہے اگر تو جب اکر تو وہ مثل یار پاتا چند سال سے اور
حمزہ سے صفائی ہو جائے تو پھر میں تیری معشوقہ کو تجھے ملادوں تا تندک نے ایک آہ کا نعرہ کیا اور کہا شعر دل بیتاب
کو دو گھڑی نہ بیتابی صبا ❋ صبر کرتے ہیں سے اور تحمل کسکو ❋ یا استاد اب ذرا پردہ قاف میں تشریف لیچلیے آپ کے
سبب سے میری معشوقہ مجھے ملجائیگی عمرو نے سنکر جواب دیا کہ او احمق ہماری کیا حالت ہوگی حمزہ کی جدائی میں دا بجداب
دیکھا کیا وہ اور ہم مثل عاشق و معشوق کے رہتے ہیں اسکو میرا رنج گوارا تھا نہ مجھکو اسکی آزردگی منظور تھی میں ہمیشہ اسپر مرتا تھا وہ
اپنی جان مجھ پر نثار کرتا تھا اور اب دیکھ کر کیا اسکو مجھسے دشمنی ہے کیسی مجھ پر سختی ہے تو ذرا تامل کر کہ مجھسے اور اس سے مطلب
ہو جائے اور بار ہوں تو مجھے غافل نہ رہنا تندک نے کہا میں تو ہر وقت آپکے ساتھ موجود ہوں الغرض کار بعد گفتگوے
بسیار عمرو نے تندک کو رخصت کیا اور آپ حیران و پریشان سرگشتہ و سرگردان پہاڑ سے اترکر جانب بیشہ شمشاد روانہ
ہوا اور وہاں تمام عیار عمرو کے واسطے مغموم و فکرمند بیٹھے تھے اور آپس میں کہ رہے تھے کہ خدا جانے خواجہ کو کون اٹھا
لیگیا اسلام تمام ہے بعض کہتے تھے کہ یہ کسی دوست کا کام ہے یہی باتیں تھیں کہ عمرو آپہونچا عیاروں نے جو عمرو کو حیران و
پریشان دیکھا تسلی و تسکین کرنا شروع کی اور کہا کہ خواجہ بہتر یہی ہے کہ ان بلاؤں کو جانے دیجیے آپ تجارت کیجیے اسمین
بفراغت تمام آپکی اوقات بسر ہوگی بعد بیان سے شہر آس بن الوس کا نزدیک ہے نہایت آباد ہے کمال رعایا وہاں کی
خرم و شاد ہے اور آبادی بھی اسمیں بہت ہے عمرو نے کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ اس ملعون کے باعث حمزہ سے اور
مجھسے عداوت ہے اور اب میں اسکے شہر میں جاکر تجارت کروں میری تجارت میں کب لگیگا میں اس عرب کو میں سے
بیٹھنے نہ دونگا اگر چاہے کہ مجھکو اپنے لشکر سے نکال سکے آپ عیش کرے ہرگز نہ ہوگا جس طرح سے میں بیزار ہوں اسکو بھی

شل غلامان حلقہ بگوش ہو کے حاضر ہو اگر میرے کہے پر عمل نہ کیا تو اپنی سزا کو پہنچیگا اور عذاب الیم میں گرفتار ہوگا منشی جادو رقم
عنبر قلم اس مضمون کا نامہ لکھکر اسوقت دیا عمرو نے زریان فیل سوار کو دیا کہ تم اسکو لیکر حمزہ کے پاس جاؤ زریان بموجب حکم
عمرو کے نامہ لیکر روانہ ہوا بعد اسکے ایک نامہ اس مضمون کا لقا کو نقابدار شجرفی پوش کے ہاتھ بھیجا کہ لقا بہتر یہ ہے کہ جو نامہ
پہنچے کے خاشیۂ قلم کو دوش ہوش پر رکھکر دربار میں حاضر ہو نہیں تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا یہ نامہ نقابدار شجرفی پوش کو دیکر
روانہ کیا لیکن پیشتر کاسون نے اگر امیر کو خبر دی کہ ایلچی عمرو کا زریان فیل سوار آتا ہے فرمایا کہ خبردار اسکو کوئی ایذا نہ دے
زریان داخل لشکر اسلام ہوا اور تمام لشکر کی کیفیت دیکھتا بازارون کی سیر کرتا دروازۂ بارگاہ سلیمانی پر آیا پہلوان عادی
کو دروازۂ بارگاہ پر بیٹھے پایا بعد رسم سلام کے کہا جاکر عرض کرو کہ بندہ شاہ عمرو کا حاضر ہے پہلوان عادی نے کہا کہ کچھ عرض کرنے کی ضرورت
نہیں ہے بے تکلف اندر جائیے آپکے واسطے پہلے ہی حکم پہنچ چکا ہے زریان داخل بارگاہ عرش اقتدار ہوا جو آگاہ درست جو الباعث
امیر کی دیکھکر وجد کرنے لگا اور اپنے دل میں کہنے لگا سبحان اللہ کیا کیا پہلوان ہیں کیسے کیسے بہادر بے نظیر بیٹھے ہیں کہ جنکا ثانی جہان میں
نہیں امیر نے جو زریان کو دیکھا کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی زریان کرسی پر بیٹھا امیر کشور گیر نے فرمایا کہ جام شراب ارغوانی
کو دو ساقیان سیمین ساق نے جام جواہر نگار … کیا جبکہ دو تین جام شراب کے اسنے پیے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اسوقت یہ کہا کہ اے شہنشاہ عالم تمام سردار امیر باتوقیر نے پوچھا تو کسکا نامہ لایا ہے اور کسنے تجھے بھیجا ہے کہا کہ میں شاہ اندران کا بھیجا
ہوا آیا ہوں شاہ عمرو کا نامہ لایا ہوں امیر نے نامہ طلب کیا اسنے نامے کو سر سے لگا کے دونوں ہاتھوں پر رکھکر دیا اور یہ کہا کہ
اس بارے کاغذ پر حضرت فرمائیے کا اسکے ساتھ … امیر نے خود دار سیف ذوالیدین کو عنایت کیا کہ تم اسے پڑھو سیف
ذوالیدین نے آواز بلند پڑھا جسوقت امیر مضمون نامہ سے مطلع ہوئے غیظ و غضب طاری ہوا فرمایا کہ جواب میں جنگ مرا لکھی
پشت پر لکھدو سیف ذوالیدین نے لکھکر زریان کو دیا زریان نامہ لیکر اٹھ کھڑا ہوا اور امیر سے کہا کہ آپ … میں حاضر
جنون بیجے ورنہ پچھتائیے گا امیر نے کہا خدا سے … عمرو میرا کیا کر سکتا ہے وہ سامان … نہیں معلوم کیا کہتا ہے حیف اگر تجھ
عالم بلند جاہ سے … زریان نے کہا آپکو اختیار ہے یہ کہکر روانہ ہوا اگر اب حال نقابدار شجرفی پوش
کا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نامہ عمرو کا لیکر جسوقت بارگاہ لقا کے قریب پہنچا نمرود شاہ کو خبر ہوئی کہ نقابدار شجرفی پوش فرستادۂ عمرو
آتا ہے نمرود شاہ نے بختیارک کیطرف دیکھکر کہا کہ ای شیطان درگاہ میں نے سنا کہ ایلچی عمرو کا نامہ لیکر آتا ہے اب اسکے بارے میں
کیا تدبیر کروں بختیارک نے کہا بجز تدبیر اطاعت اور کوئی تدبیر مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ بندہ آپکا منہ زور ہے اگر اس سے
مخالفت کیجیے گا تو وہ آپکو ایذا پہونچائیگا دوسرے یہ کہ نقابدار شجرفی پوش بیٹے نقابدار خندان کا حال معلوم ہے کہ اگر ابھی
وہ بند نقاب کا دور کرے تو سب بیٹھے بیٹھے بیہوش ہو جائیں اور وہ سب کی مشکیں باندھکر لیجائیگا اس سے عزت ہی سے چلنا
بہتر ہے لقا نے بختیارک سے کہا کہ میں یہی ہزار برس آگے ہی تدبیر کر چکا تھا لیکن نقابدار خندان سے کہکر تم جلد میں کل
شاہ عمرو کی خدمت میں حاضر ہونگا نقابدار چلا گیا اور جاکر شاہ عمرو سے جو کچھ لقا نے کہا تھا سب عرض کیا عمرو چپ ہو رہے
دوسرے دن لقا سرداروں سمیت دربار عمرو میں حاضر ہوا عمرو نے بہت عزت و آبرو کی بعد اسکے زریان نے طبل جنگ بجوایا
ہرکاروں نے جاکر صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا کہ نقابداروں کے لشکر میں طبل جنگ بجا ہے اور کل ارادہ ہے کہ میدان میں
قتال ہوگا … امیر نے سنکر ایک آہ سرد کھینچی اور فرمایا جو مرضی الٰہی خبر کہدو کہ … سبحانی … صاحب جان … جنگ
بجے رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جسوقت کہ صبح جدال و قتال طالع ہوئی … نے … شد
بڑے لشکر نقابدار قطوہ پوش کے ساتھ … جلوہ گری ہوا نقابدار خندان اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے تخت
شاہ عمرو کے آیا ہاتھی سے اترکر سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت میدان چاہی شاہ عمرو نے کہا کہ ای نقابدار خندان جلد

زبانی امیر نے نہ مانا اور بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر زریان فیل سوار سے مقابل ہوئے زریان نے جو اُسنے دیکھا
حمزہ صاحبقران سے نکالو ریان چہار ضرب دونون کے بر ہمت ٹوٹے سپرون سے چھٹا۔ یان آگ کی گرد پڑی ہر گوپ
کو ماتون میں سلکہ ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا زریان نے پوچھا کہ یا حمزہ صاحبقران آپ سے اور عمرو سے کیا باعث
بگاڑ کا ہوا یا تو باہم وہ محبت تھی کہ ایک جان دو قالب تھے یا اب کہ آپ اُنکے تشنۂ خون ہیں اور وہ آپ کے دشمن جان
ہیں امیر نے جواب دیا کہ ای زریان تھے اس جھگڑے کو عمرو کی زبان سے کیونکر سنا ہو زریان نے کہا یون سنا گیا ہو کہ آس
بن الوس نے سکندر عیار کا تمیز فرزند شاہ عمرو کو کہ شاہ عمرو نہایت اُسے پیار کرتے تھے مار ڈالا شاہ عمرو کو کمال
صدمہ و ملال ہوا اور اُسی صدمے میں بیمار ہی شاہ عمرو نے کہ آس بن الوس کو قتل کرین لیکن آپ کے خوف سے فقط اُسکی
ناک کان جان سے ہلاک کیا اُسکو آپ نے جرم تصور کیا اور شاہ عمرو کی مشکیں باندھ کر آس بن الوس کے حوالے کر دیا مگر
اُس پر بھی شاہ عمرو کو کچھ خیال نہ آیا اور اپنی تقصیر معاف کرانے کو آپ کی خدمت میں آئے اور آپ نے پھر بھی خطا معاف نہ کی بلکہ بہجا
عذر و قصور آپ سے کانپا نے اُنپر اسے ہو اپنا ایسا عاشق ہو اُسکو کوئی الیون بیزار کر دیتا ہو جسنے آپکو خاک سے پاک کیا ہو تو صاحب
ہو بچا یا عمرو ہی ایسا شخص تھا کہ سب بلاؤن کو آپ پر سے اور آپکے لشکر پر سے دفع کرتا رہا اور ہر جگہ تیغ حوادث کی سپر رہا
بلاؤن سے آپکو محفوظ رکھا امیر نے کہا کہ ای زریان ہم کیا لکھتے ہو ملازم و خادم اسواسطے ہوتے ہین اُسنے اگر یہ کام کیا
تو لاکھون روپیے بخش دیتے اور ہم سے اس سے تو عہد و پیمان تھا کہ کسی پہلوان کو سوتے میں ذلیل نہ کرنا اُسنے آس
بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی اور وہ سرحد بار ہمارے سامنے تھا اور چوڑیون کی کشتی لیکر آیا کہا کہ آپ جسکو پہلوان زبردست
دیکھتے ہین اُسکو عیار کے ہاتھ سے ذلیل کراتے ہین اگر جرأت و مردی سے کچھ کام نہین ہو یہ جوڑا چوڑیون کا اور تم موجود
ہو اسے پہنکر محل میں بیٹھیے ای زریان ہم نہ لائق ایسی حرکت کرنا نہین ہے مگر وہ کلام سنتا زریان نے کہا کہ یا صاحبقران
خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جانے دیجیے آپ صفائی کر لیجیے امیر نے جواب دیا کہ یہ بھی نہوگا اپنی جان دونگا مگر اس بات
سے صفائی نہ کرونگا زریان بولا کہ ہمارا تو وہ بادشاہ ہو اور آپ اُسے پر یار ہی کہتے ہین بس معلوم ہوا کہ آپ بے مروتی
این مگر شاہ عمرو کو کسی کی پروا نہین ہر شخص آپکے ملازم اُنکے موجود ہین وہ سب عہد ہیں اپنا امیر نے کہا کہ ہمارا دستور حریف
پر پوشیدہ سی کرنا نہین زریان نے خبردار خبردار کہکے اپنے ہاتھی کو پیچھے ہٹا کر برچھا صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو
نیزے پر روکا غرض نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی نیزہ بازی رہی سنانین ہتھیار نین ناکارہ ہو گئین چھڑ پر چھڑ لگی پرندے مانند
خلال فرشتان ہر بیچے پرے اُڑنے لگے زریان نے کہا کہ نیزہ بازی مین تو آپ مجھ سے برابر ہے لیکن یہ گرز ما مجھ ملک الموت
کا ہر لیجیے یہ کہکر خواصی میں سے گرز گران سنگ اٹھا کر امیر پر مارا امیر نے قربوس زین سے گرز سام بن زریان اُٹھا کر
چہرے کی پناہ کیا اور بہا ہے اسے پروردگار عالم چیرہ دوم اندکی بازک تر ست پناہ دست ندارم پناہ تو دارم زریان کے
گرز دوستی مارا کہ نہ پر گرز پڑا دھماکے کی آواز گنبد گردون میں پہنچی ہوئی اور دونون گرز دو پیل پڑنے لگے شرارے آتش کے
نکل گئے جگہ زمین پہول سے شق ہو گیا مرکب تا تنگ زمین میں غرق ہو گیا امیر کی آنکھیں بند ہو گئیں ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا
تیق گرد میں پوشیدہ ہو گئے زریان فیل سوار پیلا ارزم و سبت کرم چالاک بن عمرو دوڑا اور ایک گرد و ہرج مارا اُسکو گرد
لشکر و کیا تو امیر بیہوش کر نے سے مین آواز دی کہ یا امیر یا تو بیہوش مین آ بیٹھے اُسکو امیر کی گمل کر کی امیر نے پوچھا کیا ہو چالاک
نے کہا کہ ای شہریار ہر بعد یاد کی کرتا ہر اور حضور کا کیا عالم ہر امیر نے فرمایا کہ بچا یا ہر ورنہ گرز سام نے مگر بلاکی ضرب تھی اس کافر
نامرد نے پکارا مرکب کو اشارہ کیا ایسا ہی گھوڑا تھا کہ زمین کا طبقہ لیکر نکلا حمزہ صاحبقران تیق گرد سے باہر آئے حریف
نے دیکھا کہ حمزہ صاحبقران زندہ و سلامت ہین جی میں اپنے کہنے لگا کہ ای زریان حمزہ بچ گیا اور اُدھر حمزہ صاحبقران نے

آوازہ دی کہ باش اوگا فرخ سر شعر و شوکت زری ہر جا میں نوبت ہے ÷ ہمہ شادی انفعل فراموش کن ÷ دیگر وعدہ مجنون گوش
نوبت ماست بہر کرا پنج روز نوبت اوست ÷ ہوشیار ہوشیار لشکر در جنگ گزاف ما تیار بہ کرد و از زریان فیل سوار پر
ملا کہ شکی یہی حالت ہوئی جو کیفیت امیر کی ہوئی تھی اور اسکے ہاتھی کی ٹوٹ گئی ادھر امیر نے بھی آوازہ دی کہ صاحبو دوڑو اور
زریان کی خبر لو عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ارے جلد جاؤ عیار دوڑے اور پکارے کہ ای پہلوان زمان وای گرشاسپ دوران
کیا کیفیت ہے صاف یہی نہ ہاتھی پچھاڑ گرا ہے پانی نکال کے چھینٹا دیا گردینی دیکھا کہ زریان فیل سوار بیہوش پڑا ہے دونوں
کلنے اسکے آنسو بھرے ہیں آنکھیں بند ہیں بہروں ہو سے بسینا جاری غشی طاری ہے گرد و فرد و اس کے ستون گرز میں اصل خلل
دل نہیں آوازہ دی عیاروں نے کہ ای پہلوان قدرت ہوش میں آ زریان کی آنکھ کھل گئی حیران ہوکر ہر چہار جانب دیکھنے لگا
عیاروں نے پوچھا کہ کیا کیفیت ہے زریان نے جواب دیا کہ یا خداوند فرعون شاہ نے بلکہ ہاتھی کو اٹھے ہوئے سلام تمام
ہو چکا تھا ہاتھی پر سے کود پڑا اور سرود کر اشقر دیوزاد کو مارڈالے امیر نے جو زریان کو بار اوٹھا سے دیکھا گرز سے
ہم سے کو نہ مارا زریان نے امیر کو پیدل دیکھ کر سپر اور تلوار اٹھا کر پھینک دی اور حمزہ صاحبقران پیدل تھا امیر بھی تھے
ہوکر جھپٹے دونوں باہم بغل گیر معروف کشتی ہوئے امیر اسم اعظم پڑھ پڑھ کر دم کرتے جاتے ہیں چار پہر دن کشتی رہی امیر کا جامہ
گو بند بند میں درد پڑ گیا اور زریان کو کچھ معلوم ہوتا تھا شام کو زریان نے کہا کہ اب آپ پھر جائیے صبح کو ہم اور آپ پھر تشریف
لاکر یہ معمول امیر کا نہ تھا کہ میدان سے بے تصفیہ پھریں لیکن زریان نے جو کہا کہ اب شام ہوئی پھر جائیے امیر غنیمت سمجھے
کہ آبرو دہری رہ گئی غرض امیر اشقر پر سوار ہوئے پھر کر بارگاہ میں آئے اسطرف زریان پھرا عمرو امیر نثار کرتا ہوا کمال
مسرور و خوشنود ہوکر بارگاہ میں آیا صحبت عیش برپا ہوئی لنقا بہار قلندوره پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ صاحب جی چاہتا ہے
تم سرا ینہ کی کرو اور بانسری بجاؤ ہم نہیں عمرو نے کہا کہ بدل و جان میں حاضر ہوں سازندوں سے خطاب کیا کہ تم سانگت
میں ملاؤ اور خود جوڑی زلف ہفت بیونہری نکالکر سانوں ضلیان اسکی ملاکر بجانا شروع کیا تمام صحبت مسرور و خوشنودی
دم جا کی صدا بلند تھی یا یہ آواز تھی دھرا دھر گری جنوق ہوں گولی جاکے نان ÷ کان ہو ہو دے بسے کہ آنکھیں سے ان
عجیب سمان بندھا تھا عجب رنگ ہوا تھا یہاں تو یہ رنگ ہے مگر دل حمزہ صاحبقران کا بیچ کر ز د اس دریہ پنہان
بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ اسلام سے کہ رہے ہیں کہ کل جو زریان سے سامنا ہو تو یقین ہے کہ مجھپر غالب ہو گا ہمیشہ
پروردگار نے آبرو کی گر اب بات بچتی نہیں معلوم ہوتی بادشاہ اسلام فرماتے ہیں کہ آپ گھبرائیے نہیں پریشان نہوجیے رب العا
عالم مدد کرنیوالا کارساز ہے سبب ایسا نکالیگا کہ یہ بلا آپ پر سے دفع ہوگی یہی باتیں تھیں کہ پہلوان مادی سامنے آیا اور صاحبقران
سے دست بستہ عرض کی کہ ایک بنا میں غلام کا نام امروز نوبت طلایہ شناست لشکر میں امیر کے معمول ہے کہ جتنے سردار ہیں مع
امیر اور بادشاہ اسلام کے سب کا ایک ایک دن علاوہ قرار اور وقت کے نام کی تھی ہوئی پہلوان مادی کے پاس ہی
جس روز جسکی باری ہوتی ہے پہلوان مادی اسے آگاہ کر دیتا ہے چنانچہ اس روز نوبت امیر کی تھی امیر نے فرمایا کہ مجھے قبول
ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ چلینگے صاحبقران بولے کیا مضائقہ ہے مگر حضور کو تکلیف ہوگی بادشاہ
اسلام نے نہ مانا غرض بوقت شب حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے علاوہ پھرنے لشکر کے گرد پھرتے ہوئے
برابر ایک بلندی کے پہونچے اور بلندی سے حمزہ صاحبقران چڑھ گئے اور بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ ای شہریار آئیے ہم
اور آپ یہاں بیٹھیں کہ کچھ شب ماہ ہے چاندنی کی بہار ہے سامنے سبزہ زار ہے اور ادھر لشکر ہے یہاں بیٹھے رہیں تمام کیفیت نظر
آئیگی بلطف رات بسر ہو جائیگی بادشاہ اسلام نے اس امر کو بہت پسند کیا حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے اس
ٹیلے پر جاکے بیٹھے اور شراب تھوڑی منگوا کر میکشی میں مشغول ہوئے شراب پیتے جاتے ہیں اور چاروں طرف دیکھتے جاتے ہیں

کہ ایک طرف سے آواز نقاروں کی بلند ہوئی امیر اسی جانب کو دیکھنے لگے دیکھا کہ چالاک بن عمرو چلا آتا ہے آواز دی کہ اے چالاک
کہاں چلا چالاک نے آواز امیر کی پہچانی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک بلندی پر صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے جلوہ فرما ہیں
اوپر آیا قریب حمزہ صاحبقران کے پہونچکر دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے شہریار بادہ خوار میں جاتا ہوں عمرو بن امیہ ضمری
کے لشکر میں ارادہ ہے کہ وہاں پہونچکر کچھ دست بردی کروں امیر اور بادشاہ اسلام نے کہا کہ ہم بھی تیرے ساتھ چلتے ہیں
اسنے کہا کیا مضائقہ ہے غرض حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور چالاک بن عمرو جانب لشکر شاہ عمرو روانہ
ہوئے آتے آتے دیکھا انھوں نے کہ ایک سیاہ پوش چلا آتا ہے جسوقت سیاہ پوش قریب امیر کے پہونچا امیر نے
بنگاہ اول پہچانا کہ یہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی ہے ادھر اسد نے پہچانا کہ امیر ہیں عرض کیا اسنے کہ اے جد بزرگوار
آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں امیر نے جواب دیا کہ میں برائے سیر جاتا ہوں اسد نے کہا کہ میں بھی اسی قصد سے نکلا
تھا خوب ہوا کہ حضور سے ملاقات ہوگئی اب میں بھی حضور کے ہمراہ ہوں حمزہ صاحبقران نے کہا کہ آؤ غرض صاحبقران
مع بادشاہ اسلام و اسد و چالاک کے سیر کرتے ہوئے لشکر میں عمرو کے داخل ہوئے بصورت صندل چلے آتے ہیں
آتے آتے دروازہ بارگاہ شاہ عمرو پر پہونچے صاحبقران نے دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری تخت سلطنت پر بیٹھا ہے تاج
شہریاری سر پر رکھا ہے لوگ گرد و اطراف میں دست ادب بستہ کھڑے ہیں چاروں نقابدار کرسیوں پر بیٹھے ہیں حمزہ
صاحبقران نے جیسے ہی صورت عمرو بن امیہ ضمری کی دیکھی ایک غیظ و غضب طاری ہوا آتش غضب کا شعلہ سینے
میں مشتعل ہوئی شمشیر پر ہاتھ ڈالا اور چاہا کہ حسام کو نیام انتقام سے کھینچکر عمرو پر جا پڑیں بادشاہ اسلام قریب تھے انھوں
نے نگاہ غضب آلود حمزہ صاحبقران کو دیکھا تو کہا کہ یا امیر کیا ارادہ ہے کھینچنے پر کیوں ہاتھ ڈالا ہے امیر نے جواب
دیا کہ حضور قصد ہے اس سارباں زادے کے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردوں بادشاہ اسلام مانع ہوئے
کہ یا امیر یہ امر اچھا نہیں ہے اس ارادے سے آپ باز آئیے موجب بدنامی کا ہے تمام جہان میں مشہور ہو جائیگا کہ حمزہ
نے عمرو کو بہ غداری قتل کیا دوسرے یہ کہ نقابدار خنداں اور گریاں دونوں موجود ہیں جسوقت وہ نقاب اپنے اپنے
منھ پر سے دور کرینگے آپ روتے روتے اور ہنستے ہنستے بیہوش ہو جائینگے عمرو کی کیا اصل حقیقت ہے کہ حضور سے مقابلہ کرے
یہ احتشام اسکا چند روزہ ہے حمزہ صاحبقران کو نصیحت بادشاہ اسلام کی پسند آئی کہا کہ خیر یہ بہتر ہے جو کچھ آپ نے
فرمایا وہ میں نے قبول کیا اس سارباں زادے سے پھر سمجھ لونگا واقعی اسے قتل کرنا ابھی مناسب نہیں ہے بقول حضور کے
زمانہ یہی کہیگا کہ حمزہ نے دغا سے عمرو کو مارا یہ کہکر حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام کے آگے بڑھے تماشا دیکھنے
لگے اور بیان ترجمان فیل سوار نے داراب ایک سردار ہے اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے داراب اٹھ اور یہ
قرابہ شراب ناب کا سمک فرعونی کے واسطے لیجا اور اس سے کہنا کہ اے سمک خدا پرستوں کی نگہبانی سے غافل
نہ ہو جیو اور اپنے ہمراہیوں سمیت ہوشیار رہیو داراب یہ سنکر باہر بارگاہ سے آیا ادھر آواز دی کہ میاں کوئی مزدور
ہے چالاک نے جو سنا کہ مزدور کی خواہش ہے جلدی سے اپنے تئیں ایک شہدے کی شکل بنایا ٹوپی سر پر ہے چندوا اسکا
غائب گوٹ فقط لگی ہے عجب قطع بنی ہے دونوں جوتے گلے میں ایک پھٹی چادر بغل میں ہے پکارا کہ خداوند حاضر ہوں
کیا مزدوری دیجیے گا اسنے کہا جو تو مانگے گا وہ دینگے یہ بولا کہ خداوند میں تو گنڈے سے کم نہ لونگا اسنے کہا کہ اچھا تو اٹھا
تو سہی گنڈا ہی دینگے اسنے کہا کہ واہ بے چلے دو پیسے کہ خداوند آپ کی بدولت کھوب جھکا پھیلیں گے غرض داراب
نے چار پیسے خوشنما سے دلوا دیئے یہ دعائیں دینے لگا اور کہا خداوند اب جتنا بوجھ آپ چاہیں اٹھوا لیں
اسنے خطاب کیا کہ قرابہ شراب کا اٹھا لے چالاک نے قرابے کو سر پر رکھا اور روانہ ہوا راستے میں تمام شراب

تو بیہوشی آمیز کیا ہم یہ جانتے کہ جہاں زندانخانہ تھا وہاں پہنچا داراب نے سمک فرعونی کو شراب دی اور کہا اے میان
دروان زندان قبل سوار ہونے یہ شراب تم کو بھی پر کرات رات بھر پیو اور تمام شب نگہبانی میں مصروف رہو یہ کہکر
داراب چلا گیا سمک فرعونی نے تھوڑی شراب تو اپنے لیے رکھ لی باقی تمام اپنے ساتھ والوں کو بانٹ دی سب نے
پینا شروع کی اور راتے اپنے کھیل میں مشغول ہوئے کوئی تو گیتی کھیل رہا تھا اور کوئی نوزری پھینکتا تھا کہیں غلی جھنک
رہی تھی ساعت پانچ کی صدا بلند تھی کسی طرف چپقلش قبقہ کی آواز بھی آئی تھی کسی جانب سوختہ ہو رہا تھا کوئی سرسوت
کھیلتا تھا اور کوئی ہوتاش گنجفہ بازی میں مصروف تھا کوئی شطرنج دشتر کا منبرش تھا کوئی اچھو سر لئے رنگ میں خود فریفتہ
تھا بیہوشی نے جو اثر کی تو چاہا جاب چیتی ہو سنے لگی لات کی دھول دھپا ہونے لگا اور بیہوشی سے طمانچہ مارا بیہوش
ہو ہو کر گرے چالاک دور کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب اسنے دیکھا کہ کوئی ہوش میں نہیں ہے چالاک نے تمام دروازے زندان
کا دروازہ کھولا جتنے سردار کہ نقابداروں کے ہاتھ سے اسیر ہوئے تھے اُن سب کو قید سے رہا کیا سبھوں نے قید اپنا اپنے
بدن کی توڑ ڈالی چالاک ان سب کو ساتھ لیکر امیر کی خدمت میں آیا امیر انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے چالاک کو گلے سے
لگایا کمال تحسین و آفرین کی اور جملہ سرداروں کو لیکر داخل لشکر ہوئے صبح کو دربار فرمایا سب سردار جا بجا آکر بیٹھے سمجھ تر
ہوا چاہو اب اس طرف کا حال سنیے کہ صبح کو زندانخانے والے لوگ بیدار ہوئے دروازہ زندانخانے کا کھلا ہوا پایا
اور کسی قیدی کو نہ دیکھا آکر خدمت شاہ عمرو میں عرض کیا کہ رات کو تمام قیدی چھوٹ گئے شاہ عمرو نے کہا کہ ای
نقابدار فطورہ بیہوش تھے مجھے کہا تھا کہ عیاری ذکر نہ میں سے تمہارے کہنے پر میں کیا شیوہ عیاری چھوڑ دیا اب دیکھو کہ
عیاران لشکر اسلام میرے ساتھ عیاریاں کرتے ہیں تم بھی اب مجھکو منع نہ کرنا میں بھی اپنے عیاری کرونگا نقابدار فطورہ چپ
نے کہا او شاہ عیاران سردار لشکر اسلام کے چھوٹ گئے تو کچھ پرواہ نہیں ہے اب گھبرائیے نہیں دو ایک دن میں وہ سب
گرفتار ہو جاوینگے رہی نقابدار انکو پکڑ لاوینگے یہاں تو یہ گفتگو رہی ادھر امیر بارگاہ میں بیٹھے ہوئے بادشاہ
اسلام سے عرض کر رہے ہیں کہ ای شہریار آج سردار چھوٹ آئے کل پھر گرفتار ہو جاوینگے بے چارہ کیا تدبیر ہوگی بادشاہ
اسلام نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو بلواکر اُنسے احکام نکلوا کر دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہیں حکم دیا کہ جلد
خواجہ زادوں کو بعد دم بھر کے خواجہ بزرگ امید و دریادل و وہ لالکر و سیاوخش آکر موجود ہوئے چاروں بھائیوں
نے سلام کیا صاحبقران با اقبال مع سرداران فرخ فال کے تعظیم کو کھڑے ہوئے بادشاہ نے بھی حد امکان تعظیم کی زیر تخت
ہر چاروں بھائی بیٹھے عرض کیا کس واسطے حضور نے یاد فرمایا ہے ارشاد ہوا کہ علم نجوم سے دریافت کیجیے کہ ان نقابداروں پر
ہم فتحیاب ہونگے یا نہیں خواجہ بزرگ امید حضور ہے سنتے ہی تختہ زمین کو لیکر اسطرلاب کو مقابل آفتاب کرکے تختہ نقش
پر قرعہ لکڑ کو پھینکا ساتوں ستاروں بارہ برج شمس قمر زہرہ و مشتری عطارد مریخ زحل اور حمل ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ
میزان عقرب قوس جدی دلو حوت اور سولہ خانے رمل کے نگاہ میں کرکے احکام کو طرح دیکے حکم نکالا اور ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ یہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ مع حمزہ صاحبقران کے کوئی ان نقابداروں پر غالب نہ ہوگا اندنوں کمال نحوست
پر کوکب بخت ہر ایک ہے نہ تو نہایت ہی سخت ہے بہتر یہ ہے کہ صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائیں بعد چند روز کے یہ آفت
دور ہوگی طبیعت شاد و مسرور ہوگی پروردگار رحم فرمائیگا فضل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ معقول اُنکا دو چار دن خواجہ زادوں
کو خلعت ہوئے چار توڑے اشرفیوں کے مرحمت ہوئے وہ بزرگ رخصت ہو گئے بادشاہ نے امیر سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ
کی مہلت عمرو سے لیکر صید افگنی کو جائیے امیر نے عرض کیا کہ وہ بھی مہلت نہ دیگا بات میری ضائع ہو جائیگی سرداروں
نے عرض کی کہ حضور شکار کے واسطے سوار ہوں اگر ادھر طبل جنگ بجیگا ہم مقابلہ کرینگے جو کچھ ہوگا پھر بیٹھے امیر کو بیچ

پسند آئی فرامرز عاد مغربی سے کہا کہ جانوران صید گیر تیار ہیں اُنسے فرصت کی تیاری میں غرض صبح کو صاحبقران بیٹھے
قراول میر شکار نے یونہایتی اپنے سامنے لیکر شکار کو روانہ ہوئے ادھر شاہ عمرو نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لشکر اسلام میں
بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو میدانداری ہوئی زریان فیل سوار شاہ عمرو سے اجازت
لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ خاور سپاہ بادشاہ سے حکم لیکر مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی گرز بازی بھی
برابر رہے مطلب حاصل نہوا تلوار کی نوبت آئی جب بھی کار برآری نہوئی دوپہر کی کشتی میں زریان نے زیر کیا اور پھر مبارز
طلب کیا بدیع الزمان نے مقابلہ کیا شام تک زریان نے بدیع الزمان کو بھی پکڑ لیا شام کو دونوں لشکر پھرے پھر طبل جنگ
بجا صبح کو پھر وہی سامنا ہوا اُس روز کی میدانداری میں لندھور اور نوشالد پیر کو گرفتار کرکے لیگیا تیسرے دن مالک اشدر
صاحب ہزار دو سر غلام نبی چالاکر حیدر مقابلے کو زریان فیل سوار کے نکلا دوپہر کی کشتی میں یہ مغلوب ہوا اسی طرح پھر چوتھے
روز کی میدانداری میں زریان تمام سرداروں کو گرفتار کر لیگیا سوا بادشاہ اسلام کے اور کوئی لشکر اسلام میں باقی نہیں
اسوقت عمرو نے زریان سے کہا اے زریان فیل سوار جنگ حمزہ نامدار سے پھر کیا نے تو سرداران زمرد شاہ کو گرفتار
کرا نے عرض کیا کہ بہت خوب آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں ہون اور زمرد شاہ باختری ہے یا فقاسر ہے کہان ہی
اسی وقت شاہ عمرو نے طبل جنگ بجوایا جاسوسان لشکر اسلام نے بادشاہ اسلام کو خبر پہنچائی کہ لشکر عمرو میں طبل جنگ
بجا ہے اور کل ارادہ زریان کا یہ ہے کہ سرداران لقا سے مقابلہ کرے ادھر بہر کارے زمرد شاہ باختری کے سواس
قناس خوش آمد در آمد بر آمد کاسحت جو لشکر عمرو میں بامر جاسوسی موجود تھے انہوں نے آکر زمرد شاہ
باختری کو اطلاع دی کہ زریان فیل سوار کا یہ ارادہ ہے کہ سرداران خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش عناد و
فساد کو دوبالا کرے زمرد شاہ نے کہا تجھے بھی فقد یہی کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی خروش میں آئے غرض تمام رات
تینون لشکروں میں ایک غلغلہ رہا صبح کو میدان کارزار میں آئے بعد صفوف آرائی میدان قتال و جدال و نقابت
نقباے بلند آوازہ کے زریان فیل سوار اپنے لشکر سے نکلا اور رزمگاہ مصاف میں جوہر نسب دی کہا او زہرہ
پرستو تم میں سے جسے تمنائے مرگ ہو میرے مقابلے کے واسطے آئے غرض گران ہر گرا بار سبر ہر تن ست جگیر جنبش
بدست من ست، سب نگران تھے کہ دیکھیں کون نکلتا ہے اتنے میں ضیغم خون آشام خالصے قدرت زمرد شاہ
سے اجازت لیکر مقابل زریان کے آیا زریان نے دو گھڑی کے عرصے میں اسکی مشکیں باندھ لیں پھر زنگار خون آشام
نکلا وہ بھی گرفتار ہوگیا کلکال خون آشام نکلا وہ بھی اسیر ہوا جب یہ تینون سردار گرفتار ہوگئے اسوقت لقا
نے حکم دیا کہ بجے طبل بازگشت کل ہم خود مقابلہ کرینگے لشکر میں زمرد شاہ کے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے
عمرو بن امیہ ضمری تعریفیں زریان کی کرتا ہوا سرداران تینوں کو حکم دیا کہ لیجاکر قید کرو پھر طبل جنگ بجا لقا کے
لشکر میں بھی نقارۂ رزمی گرجا صبح کو دونوں لشکر عرصۂ کارزار میں آئے ادھر سے زریان فیل سوار نکلا اور
ادھر سے زمرد شاہ سے اور وہ کہا کہ مقابلے کو جائے بختیارک نے منع کیا کہ یا خداوند آپ نہ جائیے لقا بولا کہ او شیطان
تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہے میں ابھی اس بندۂ گستاخ کو باندھ لاتا ہوں یہ کہا اور سکردن پر سوار ہو کر میدان
میں آیا بعد ارشاد و رزمی لقا نے زریان سے کہا کہ او بندۂ بے ادب تو مجھسے مقابلہ کرتا ہے جرأت ہو کر مجھے آکر سجدہ
کر کیونکہ فرعون شاہ میرا چھوٹا بھائی ہے زریان غضب میں آیا کہا او زیادہ گو کیا واہی بکتا ہے لقا نے برہم ہو کے کہا کہ
او زریان مجھے تو جھوٹا جانتا ہے نہیں ڈرتا میرے غضب خداوندی سے زریان بولا تو جھک مارتا ہے او
جو کچھ حربہ رکھتا ہو لگا لقا نے گرز بعد از زریان نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوا لیا لقا غیظ و غضب میں آیا گرز ہاتھی

ہزبیان نے فوراً سپر لی اور دوپہر کی کشتی مین لشکر لقا کا توڑا ایچ دیگر زمین پر رہا بھاگ پر جعفر مشکین باز مین لقا بکا گیا
گرد سیاہ قدرت پروردگار دکھلاتا نہیں آسمان تجھ پر گرا دون زمین مین غرق کر دون اب بھی باز آ مشکین نہ بادہ ہزبیان ہنسا گیا
اور لعنت اکر باندھ دیا طبل بازگشت بجا تمون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین گئے شاہ عمرو آکر تخت پر بیٹھا کہا کہ زمرد شاہ کو
لقا کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے لے آوے لقا سے کہا کہ سلام میرا اسپر ہو مجھے خداوند برحق جانے کسی نے جواب نہ دیا ہزبیان
پکارا کہ او گیدی کیا بکتا ہے اس کرو فر ور کو جھپٹ شاہ عمرو کے قدمون کو بوسہ دے لقا نے کہا کہ یہ گستاخ ہے عمرو نے کہا کہ
ہاں اس مرتد کو لوگون سے دو دو چار چار طمانچے لقا کے مارے ہزبیان نے ہنس کر کہا کہ ای لقا تو بڑا بیحیا ہے دیکھ و ابیات
کو چھوڑ شاہ عمرو کی اطاعت کر لقا بولا کہ قسم ہے اپنی خدائی کی سب کامون کی تقدیر مین نے شیطان درگاہ ملک بختیارک
پر مقرر کی ہے وہ پکارا جواب دیگا شاہ عمرو نے کہا او بختیارک کو لقا بدار فند رفیل سوار گیا بختیارک کو سلام بائے
آتے ہی شاہ عمرو کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ مین تو آپ کے غلام کا غلام ہون غلام بلکہ احترام ہون کیا کی
طلعت قدوسی کی حضور کر اس شوکت سے دیکھے خوش ہوتی ہے عمرو بولا بس باتین نہ بنا دیکھ تو لقا کیا کہتا ہے بختیارک لقا کی
جانب پھرا اور کہا کیا ہے کیون نہین شاہ عمرو کی اطاعت کرتا اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ جلد قدمون کو بوسہ دے کہ اس جناب
سے جو پھرا ہے وہ خراب ہوا ہے کسی خداوند مین یہ کرامات نہین دیکھی جو شاہ عمرو مین ہے لقا بکا ہان مین نے تقدیر کی کہ
قدمون کو عمرو کے بوسہ دون یہ کہکر آیا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا شاہ عمرو نے حکم کیا کہ قید لقا کی دور کرو الغرض لقا نے
قید سے رہائی پائی اور تمام اپنی فوج و لشکر ہوا اور شریک عمرو ہوا بعد اسکے عمرو نے حکم دیا کہ سرداران لشکر اسلام کو
لاؤ سب آکر سامنے حاضر ہوئے شاہ عمرو نے کہا کہ تم سب میری اطاعت کے بارے مین کیا کہتے ہو سبھون نے عرض کیا کہ ہم
آپ کے دل و جان مطیع ہین مگر بے صاحبقران سے فیصلہ کر لیجیے تو بہتر ہو لیکن پہلوان عادی کرگئی دن کا بھوکا تھا پکارا
کہ بابا یہ امن غلام تو خادم شکم ہوا ہر کہ سیر کند نوکر او ہستم شاہ عمرو نے فرمایا کہ کھانا پہلوان عادی کے واسطے لاؤ فوراً خوب
کھلاؤ بموجب کہ پہلوان عادی کا شکم سیر ہوا قدمون کو عمرو کے بوسہ دیا تخت شہزادی لیکر دوڑا اور تخت پر بٹھا کر شاہ عمرو
کی اختیار کی باقی جتنے سردار تھے سب شنا خانے مین بھیجے گئے لیکن چالاک بن عمرو بصورت مبدل بیان موجود تھا تمام
حال جاکر بادشاہ اسلام سے بیان کیا فرمایا کہ خیر بیان تو لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا اور امیر ابھی تک نہین پھرے ایک پنجہ
کا وعدہ کرکے گئے تھے وہ بھی گذر گئے ای چالاک تم جاؤ اور صاحبقران کو ڈھونڈھ کے لاؤ الغرض چالاک بن عمرو
صاحبقران کی تلاش مین روانہ ہوا

اب چند کلمے امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

شکار اندازان صحرائے معانی و صیادان صیدگاہ خوش بیانی وادیٔ تحریر مین شکار تحریر یون کھیلتے ہین کہ جب امیر
با توقیر بہر شکار چلے تمام جانوران صید گیر ہمراہ تھے باز جرہ ترمتی شکرہ قوش چرغ چپک باشا تیری وغیرہ و ابیات

سیہ گوش چیتے وہ لائے شکار کسی سمت جو سکین ہیں ہیان	ہرن دوڑ کر جیسے ہون کا گرمی شکار پرندون کا جھرمٹ تھا ہمراہ شاہ	وہ کتون کی جس جوڑیان ہیں یہاں لیے باز ہاتھون پہ تھے باردار	ال شیر دشت عجب تھی آب کہ ہو جا دو روح جنکا شکار

پیچھے ترا اول ہر شکار پر زنبا شی راہ مین شترون کے بار کھانے پچھے ہاتھی پر گجراتی باندھے گلون مین ہو ملے کے چیتے جانور ہاتھون
مین لیے ہوئے سامنے ساتھ چلے وقت صبح صادق کا تھا صحرا مین جو پہونچے پہلے صاحبقران نے نماز پڑھی وظیفے سے
فارغ ہوئے بعد اسکے حکم دیا کہ شکار ہو چلے ہر شکار سب حاضر تھے انھون نے جب حکم اپنے آقا کے سنا رسالے بجا دی
جھنڈی کو صحرا مین شروع کیا تیر تو سے شیر کا شکار ہونے لگا جب پرندون کا شکار بھی ہو چکا اسوقت حمزہ صاحبقران

حکم دیا کہ اب چرندوں کی تلاش کرو بموجب حکم خالی ہوا ما حد جا دسے تخمیں میں پرندوں سے سرداد ہوئے ایک ساعت ابھی نہ
گذری تھی کہ جوڑی ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں غرق حاضر ہوئے اور لب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر
عرض کیا کہ یہاں سے تھوڑی دور پر ایک چراگاہ ہے وہاں سب طرح کے جانور مانند چیتل اور نیل گاؤ کے چرنے میں مصروف
ہیں امیر عالیشان اُنکو انعام دیکر موافق اُنکے مع حشمت زمانے کے اُس جانب کو روانہ ہوئے تمام لشکر بھی اُس طرف کو چلا جس وقت
کہ قریب اُس چراگاہ کے پہونچے اندازے سے معلوم کیا کہ ان چرندوں نے اپنے کمین گاہ سے خبر کیا اور ارادہ کیا کہ چوکڑی بھر کر فرار
ہوجائیں اُسوقت امیر گیتی ستان نے تمام لشکر کو اپنے حکم دیا کہ یہ چرند جانے نہ پائیں بموجب فرمانے کے سواروں نے گھیر
لیا حمزہ صاحبقران نے بھی ایک ہرن کا تعاقب کیا وہ ہرن سامنے سے بھاگا جاتے جاتے ایک مقام پر جو نمودار ہوا
ہرن پانی کو دیکھکر بھاگا اُسی وقت امیر نے تیر کو کمان میں پیوستہ کرکے ہرن پر مارا آواز زہ کی بلند ہوئی مصرع زہ فلک گفت
احسن ملک گفت زہ * تیر ہرن کے شانے پار ہو کر دوسرے شانے کو توڑ کر پار نکل گیا ہرن گرا صاحبقران نے
اشقر دیوزاد سے اُتر کر جیسے وہ تڑپ رہا ہی تھا کہ تکبیر کہکر ذبح کیا چقماق پتھر سے آگ نکالی اور خشک گھاس جنگل سے جمع کر
جلادیں جب اُسمیں سے دھواں نکل گیا آگ باقی رہ گئی تھوڑے عرصے میں حمزہ صاحبقران نے ہرن کے گوشت کو صاف کیا
سیخ پر کباب لگا کر تیار کئے اور دو دو تین آگ پر بھون بھون کر کھانے لگے چونکہ بھوک کی شدت تھی دن بھی قریب دوپہر کے آگیا
تھا اور لشکر تمام پیچھے رہ گیا تھا کوئی ساتھ کب کے نہ تھا جس وقت کباب کھا کر خوب شکم سیر ہو چکے دریا سے جا کر پانی پیا دل میں
ارادہ کیا کہ یہاں تھوڑی دیر استراحت کیجیے اگر اس عرصے میں لشکر ڈھونڈھتا ہوا آگیا تو بہتر ورنہ پھر چلیے یہ اسی خیال
میں تھے کہ سامنے سے ایک ہرن اور نہایت خوبصورت پیروں میں گھنگرو سینگوں پر طلائی غلاف زبان چڑھی اُس پر کار بنا ہوا
تمام جسم پر نقش و نگار عجیب و غریب کہ کبھی چشم فلک نے ایسا ہرن نہ دیکھا ہوگا پیدا ہوا صاحبقران اُسکو دیکھکر عاشق ہو گئے
دلمیں کہا کہ اگر زندہ پکڑ لیجیے تو اسکی پرورش کیجیے یہ سوچکر اشقر دیوزاد پر سوار ہو کر تعاقب میں روانہ ہوئے اور ہرن بھی بھاگا
چلا جاتا ہے راستے میں ایک دریائے ریگ ظاہر ہوا ہرن اُسمیں غائب ہوگیا امیر حیران و سرگردان ہوئے اب جو دیکھا تو ایک
ہولناک بیابان دور تک ہے گلستان ہیں اشقر کا یہ عالم ہے کہ چپ نہیں سکتا ریگ میں غرق ہوا جاتا ہے خاک اُڑ رہی ہے کوئی آدمی
دکھائی نہیں دیتا حاصل کلام چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُس بیابان ریگ سے نکلے ایک باغ نظر آیا امیر داخل باغ ہوئے
باغ نہایت شاداب و خرم پھول رنگ رنگ کے پھولے ہوئے درخت میوہ ہائے گوناگون سے بھرے ہوئے چار چمن آراستہ
و پیراستہ اشجار نو خاستہ طاؤسوں کا شور قمریوں کا غلغلہ بلبلوں کا چہچہہ طوطیوں کا طوطی بول رہا ہے قمریوں کی کوکو کی
صدا بلند ہے طاؤس خروش میں ایک طرف خوش نمایاں کر رہا ہے امیر بیٹھے تھے میوہ توڑ کر کھایا اس وقت صدائے طبلہ اور ستار کی
کی کان میں پہونچی امیر اُسی طرف چلے قریب ایک نشست پہونچے دیکھا کہ اسکے ہر در و دیوار پر جال لگا ہوا ہے مکان نہایت پاکیزہ
ہے ایک سمت ہجوم پریرویان با ملاحت بصد حسن و خوبی صحبت رقص و سرود گرم ہے اور درمیان میں ایک تخت مرصع کار پر ایک
نازنین جو روش بصد عشوہ جلوہ گر ہے صاحبقران نے جو وہ صورت دیکھی ہزار جان سے فریفتہ ہو گئے اور اُس
نازنین نے بھی جو امیر کا جمال بے مثال دیکھا بصد جان و دل مائل ہوئی اور بعزاز تمام و اکرام کیا استقبال کو اٹھی اور دوڑکر
ہاتھ امیر کا پکڑ لیا امیر از بسکہ وارفتہ ہو چکے تھے بے تکلف اسکے ساتھ جا کر مسند پر بیٹھے اُس مہ جبین کے اشارے سے کل اسباب
دعوت مہیا ہوا اطعمات پلاؤ چلیمے چنے گئے یہاں شراب کی پیچیں کباب کی اور کل سامان شاہانہ موجود ہوا اُس نازنین
نے جام شراب لبریز کرکے امیر کے ہاتھ میں دیا امیر نشۂ بادۂ الفت میں چور تھے بے اندیشہ انجام وہ جام پی لیا اور پیچھا
اسے ایک ساغر اُسکو تواضع کیا وہ نازنین پکاری شعر الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا * کہ عشق آساں نمود اول ولی

ایک فقط ہوا اور العیار نے پہونچ کر سلام کیا اور کان میں قنطورہ پوش کے چند کلمے کہے قنطورہ پوش نے آہ سرد کھینچی اور
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب ہم ایک دم نہیں ٹھہر سکتے کل ملک فرحونیہ کو جا پہنچے یہ سنکر عمرو رونے لگا کہ اب معاملہ میرا ابتر ہوا
پھر خواجہ نے نہایت لجاجت سے کہا کہ اگر آپ دو چار روز ٹھہر جاتے تو حمزہ کا بھی استقبال ہو جاتا قنطورہ پوش نے
کہا فقط تمہاری خاطر سے دو ایک روز میں ٹھہر جاؤنگا اسنے میں خبر آئی کہ حمزہ داخل لشکر ہوئے یہ سنکر نقابدار قنطورہ پوش
نے کہا کہ میں عمرو کو تخت پر بٹھا کر اور دشمنوں کو انکے مار کر جاؤنگا غرض طبل جنگ بجا ادھر امیر کو معلوم ہوا ایمان کی
نقارہ گرگرایا شب گذری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے لشکر نقابدار آراستہ زریان فیل سوار میدان میں آیا مبارز
طلب کیا چالاک نے میدان کو فرق کیا تمام لشکر میں علم جلوہ گری بپا کئے امیر اشقر کو مہمیز کر سامنے تخت بادشاہ اسلام
کے آئے اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ ارادہ نہ کیجیے مجکو جانے دیجیے میں مقابلہ زریان فیل سوار
سے کرون امیر نے عرض کیا ای شہریار خدا رحمت بادشاہی کو کم نہ کرے آپ چراغ لشکر اسلام ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ
میرے ہوتے آپ میدان میں جائیں مجکو رخصت دیجیے اور میرے حق میں دعا کیجیے کہ آبرو میری پروردگار عالم رکھے اور
اس کافر پر فتحیاب کرے کہ اتنے میں زریان نے پھر نعرہ کیا کہ ای حمزہ کیا دیر لگائی ہو امیر کو غیظ و غضب طاری ہوا اور
بادشاہ اسلام سے کہا کہ حضور نے دیر لگا کر بیگی سنوا سے اب میں جاتا ہوں خدا حافظ و ناصر ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ سپرد بپروردگار کیا امیر اشقر پر سوار ہو کر میدان کو چلے جب برابر زریان فیل سوار کے پہونچے تو زریان کا حملہ
ہوا پہلے نیزہ بازی ہوئی برابر رہے گرز چلے اس میں بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا شمشیر زنی موقوف رہی کشتی ہونے
لگی امیر لڑ رہے ہیں اور پروردگار عالم کو یاد کر رہے ہیں تیسرے دن کشتی کو پہر کہ ایکبار آسمان پر گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی
بجلی چمکی ابر باران ہوا قنطورہ پوش نے عمرو سے کہا کہ خواجہ غضب ہوا خداوند فرعون شاہ نازل ہوا اسنے
میں وہ ابر پھٹا اور چالیس زنگی سیاہ فام سرخ پوش کلاہ جادو سروں پر رکھے ہوئے دکھائی دیئے چلے زریان سے آگے
پہنچے اور اسکی شکلیں بادہ میں تازیانے مارے غل و زنجیر میں گرفتار کیا پھر قنطورہ پوش اور دشمنوں نقابدارون
کو اسیر کر کے لیکر سب آسمان روانہ ہوئے اور لشکر سے پکار کر کہا کہ جلد جلد فرحونیہ کو جاؤ خبردار ایک دم یہان نہ
ٹھہرنا اور اگر کوئی شخص تمہارے شریک ہو کر آئیگا وہ مارا جائیگا یہ سنکر قنطورہ پوش نے آواز دی کہ ای خواجہ
عمرو خبردار ہمارے پیچھے نہ آنا اور لشکر میں ہمارے شریک نہونا یہ سنکر عمرو نے آہ سرد کھینچی اور وہان سے بھاگا
امیر کے سردار سب قید سے رہا ہوئے ادھر زمرد شاہ یہ حال دیکھکر پکارا کہ تقدیر کی میں نے کہ اب عمرو سے
منحرف ہو جاؤ یہ کہکر اپنے لشکر کی طرف چلا ادھر پہلوان عادی کٹ شد آدی پکڑ کر عمرو پر دوڑا عمرو پکارا کہ او
نمک حرام اسی روز قدمون پر میرے گرا تھا اور نوکر میرا ہوا تھا آج میرے قتل کے درپے ہو عادی نے کہا کہ
ہو آقا میرا حمزہ ہو اور ایک طرف سے تمام سردار قید میں جو تھے اپنی اپنی قید توڑ کر دوڑے بلکہ سارا لشکر امیر کا
دوڑ پڑا عمرو بھی خنجر ایک ہاتھ سے پکڑ کر لڑنے لگا اور دوسرے ہاتھ سے حقہ ہائے آتشبازی مارتا ہوا ایک سمت
بھاگا تمام سرداروں اور امیر نے عمرو کا تعاقب کیا عمرو گھبرا کر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور وہاں جا کر چقماق سے آگ
نکال بال دیو شندک کا آگ پر رکھا بس اسی وقت ایک نجم پیدا ہوا اور عمرو کو اٹھا لیگیا امیر پکارے او مکار کہاں
جائیگا عمرو نے کہا کہ او عرب جہان جاؤنگا تیری طرف سے غافل نہ رہونگا آنکھوں سے بچھنے نہ دونگا امیر مجبور ہو ناچار
پھر کر داخل لشکر ہوئے جشن شاہانہ کیا کہ خدا نے یہ بلا دفع کی لقا جمشید باختری اور خورشید باختری کے پاس گیا اور کہا
بندگان میں دیدی قدرت مراد کیا فتنے کہ کیونکر اس دزد نے ایک گردن کو بچایا اور حمزہ کا بھی اب خاتمہ کر دیا

سب امیدوں نے کہا کہ یا خداوند جو تو چاہیگا سو کریگا تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے جان لقا اور حمزہ صاحبقران کو اسی طور پر چھوڑ دیجیے

چند کلمے داستان عمرو کا شہر فرنگ کو شہ میں جانا اور ایرج نوجوان کو صاحبقران بناکر لانا شہر اختم پہ اور امیر بالو تیر سے لڑوانا بیان کیے جاتے ہیں مخمس

اپنی ہمت پہ نہ مغرور رہیں ہمت والے
بے حقیقت ہیں کہیں در حقیقت والے
کچھ مقدر تو نہیں حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے
ان کا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے

تحت دہر سے فرصت کسی صورت نہ ملی
رخ رفتہ پہ مرے شوق کی نوبت پہنچی
خط جو لکھا ہوں ان نیر فلک کو ہیں کبھی
ہائے ساری حسرت دیدار مری یاس کو بھی
لکھتے ہیں ہاے وہ خوش قسمت کتابت والے

نہ بجوگے نہیں دریا کو گھڑی بھر فرصت
کرتی دم فکر طلب سے نہیں مل راحت
غیر گلشن کی ترقی سے بڑھی کم ہمت
جرس سے بھیل گئے پاؤں بقدر وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

جیتے جی سب تھے شریک گردش نہ زمانہ
ہمدم و مونس و دلسوز و یار و غمخوار
اپنی مردن پہ ہوا جس و تنہا ناچار
سینہ پہ شمع تھا در مرے بالیں مزار
سینہ جز حسرت پروانہ زیارت والے

شکل تصویر میں رکھتے نہیں کوئی خواہش
اور سر کشتہ ہیں ستے دہر میں کیسی خواہش
رہی مرنی کی وہی جو تری مرنی خواہش
ہم کو کبھی تھی نہ کرم کی خواہش
وہ تیرہ تو ہم ہی ہیں کہ صبر و قناعت والے

بلبل و گل ہیں رہے ہر گلشن رہ دونوں
خاک میں اپنا سا خاک اڑاتے ہیں پھرے آخر دونوں
سونے جاتی کسی طرح گھڑی بھر دونوں
رہتے جوں شیشہ ساعت وہ مکدر دونوں
کبھی تھے گئے دو دل جو کدورت والے

چشم بیمار تری دشمن آرام و شفا
لب جان بخش سے اعجاز مسیحا پیدا
کہا سے جاتے ہیں مری جان حزیں بہر خدا
تو جدا جائے تو ہر درد محبت کی دوا
ہم سے ہمدرد ہوں بیدرد محبت والے

اسقدر شعلہ فشاں ہر اثر سوز دگداز
ہر سر موسے ہے پیدا ہر شرر کا انداز
سمجھوں کیا خود تجھے ای گرم ادا آفت ناز
بھوڑ دیتے ہیں قلم چوں قلم آتش باز
میری شرح تپش دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشاں ہے نہ مسیحا کا پتا
سر بالیں نہیں اب ایک بھی جیتا مرتا
خوش رہتے کہو خدا ہی تو بھلتا ہی مرا
کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا
دل بیمار رہتے ہیں روہی عیادت والے

سب لے تو سر بستر غم یہ بت بے رحم وفا
کیا کسی کرتے ہیں کس طرح بسر صبح و مسا
کبھی افسانہ عسرت کبھی قسم کا قصہ
ول سے پھر انجمن میں ہم تجھے ہو گھبر دل کیا
دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت والے

شکل تسلیم نہ دو بانہ دہن میں ا ذوق
لکتے مدد جو سکے گر بیچ دل میں باہ ذوق
سلیقہ سکھو ہر رنج دل میں ای ذوق
اندر گل کو نزاکت پہ چمن میں ہے ذوق
وہ اصد تجھے ہی چمن نازو نزاکت والے

ساکیان حکایت عجیب اور راویان روایت غریب یوں روایت کرتے ہیں کہ دیو تندک جو عمرو کو اٹھا کر لیگیا تو ایک سی کوہ میں لا کر اتارا اور عمرو کے سامنے اپنا سارا حال بیان کیا عمرو نے کہا ای تندک تو دیکھتا ہے کہ میں کس حال میں گرفتار ہوں صبر کر میں تجھے تیری معشوقہ کو لاسے دیتا ہوں دیو تندک تو چلا گیا اور عمرو اپنے حال پر گریہ و زاری کرنے لگا اور بیک غمگین و ملول بیٹھا رہا اور اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں جو اس عجب رنج سے نجات پاؤں سوچتے سوچتے خیال میں گذرا کہ ای عمرو تو ذخ شہسوار قلندر کا سر لینے جو ملک فرنگ شہ کو گیا تھا اور ایک بڑھے کو دکان پر بیٹھے دیکھا تھا اسکے چہرے سے

اولاد ابراہیمی کی نشانیاں اور علامتیں عیاں تھیں اگر اُسکو توجہ کر صاحبقران بنا کر لاتے تو کلہ مرو اُس عرب کا
ہو رہیگا بس یہ تصور کر کے جانب شہر گوشیہ صبح کو چلا تھا سے پھر کو شہر میں پہونچا ڈھونڈھنا شروع کیا کہ وہ لڑکا کہاں
ہے تلاش کرتے کرتے چار سوق چوک میں دیکھا کہ وہ لڑکا پائندہ ماہ شب چہاردہ کے جلوہ آرا ہے اور جواہر کا ڈھیر
آگے اُسکے لگا ہے خرید و فروخت ہو رہی ہے دکان پر عجب تماشگی ہے نزدیک جاوہ اور پہچانا کہ یہ وہی جوان رعنا ہے جلدی
سے کنارے جا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور دوکان پر آکر کھڑا ہوا دیکھا کہ ایک لعل اُسکے آگے رکھا ہے عمرو
نے قریب آکر کہا کہ یہ لعل مجھے ذرا میں دیکھوں وہ طفل ماہ سیما کہ ایرج اُسکا نام ہے اُسے دیکھکر کہا کہ اے عزیز میں نے
اسے دس ہزار کو مول لیا ہے اور تو لعل ہی کہتا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبزادے لعل تمنے نہیں دیکھا ہے ایرج نے
برہم ہوکر کہا کہ اے سوداگر اگر تیرے پاس لعل ہو تو دکھا عمرو ہنسا اور بکر میں ہاتھ ڈال کر ایک ڈبیا نکالکر کھولنے
لگا جب وہ ڈبیا کھلی اُسمیں سے ایک لعل درخشاں ایسا نکلا کہ چھوٹ پڑنے لگی جو جو دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے
سب اُس لعل کو دیکھکر دریاے حیرت میں غرق ہوئے ایرج نے کہا کہ واقعی یہ کچھ اور ہی چیز ہے اور وہ
اسکے سامنے لعل ہی ہے پوچھا خواجہ صاحب اسکی قیمت کیا ہے عمرو نے کہا ساٹھ ہزار کا ہے ایرج نے کہا میں
ہزار تو میں دیتا ہوں اگر تو بیچے تو ابھی مول لیتا ہوں عمرو نے کہا کہ لیجیے لائیے روپیہ دیجیے ایرج روپیہ
دینے لگا تو عمرو نے کہا کہ اے طفل مہ جبین یہ لعل بنا ہوا ہے تمکو شناخت نہیں ہے یہ سنکر ایرج نے ہنسکر کہا کہ اے
عزیز میں ایسا ہوں کہ اصلی اور مصنوعی میں تمیز نہیں ہے عمرو نے کہا کہ تم سب کو یقین کلی ہے کہ یہ لعل اصلی ہے سب
نے کہا ہاں یہ اصلی ہے عمرو نے پانی ایک پیالے میں منگوا کر وہ لعل اُسمیں ڈال دیا اور اُسے بند کر دیا پھر
تھوڑی دیر کے بعد جو کھولا تو شربت تھا یہ تماشا دیکھکر سب کو ایک حیرت ہو گئی لیکن ایرج کو خواجہ سے عقیدت
ہوئی پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ خواجہ سعد شامی میرا نام ہے ایرج نے کہا کہ آپ کس مقام
پر تشریف رکھتے ہیں عمرو نے جواب دیا کہ سرا میں اُترا ہوں ایرج نے کہا کہ اسباب سرا سے اُٹھوا
لائیے میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیے اور فرخ بازار گان ایرج کا باپ وہ بھی کمال گرویدہ
ہوا اور منت کرنے لگا کہ حضور چلکر غریب خانہ کو رونق دیجیے یہ آپ کا خادم ہے اسکو کچھ تعلیم کیجیے عمرو نے کہا کہ بسر و چشم
میں چلنے کو موجود ہوں غرض کمال انکسار سے پیش آیا عمرو بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لڑکا کالا تا اندر ساز بجاتا ہوا
مکان کے اندر آیا عمرو دیکھنے لگے ایرج سے کہا کہ بھائی یہ پیر مرد جو آپ کے پاس بیٹھا ہے یہ نہایت مکار
اور فریبی ہے اسکے فریب میں نہ آنا زیادہ رابطہ نہ بڑھانا عمرو نے یہ سنکر اپنے جی میں کہا کہ بیشک یہ لڑکا
منتی ہے ایرج سے پوچھا کہ یہ کون ہے ایرج نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے گر مدد عیار ہے نہایت ذوفنون و
مکار ہے کالا خوب ہے اسکا نام سب کو مرغوب ہے عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ اگر تو عیاری سکھایا گیا تو یہ
بے عیار بے بدل ہوگا عمرو نے کمال محبت سے اُسے بلایا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے اُسنے کہا کہ شاپور
عمرو نے کچھ ایسی دو ایک باتیں اس سے کیں کہ شاپور کو بھی عمرو کے ساتھ الفت پیدا ہوئی کہ کہا
کہ مجھے قبلہ وہی ذکر دو میں تمہارے دم میں نہ آؤنگا ایرج نے کہا کہ بھائی تم ایسے بزرگ سے ایسی بیہودہ
باتیں کرتے ہو خدا سے نہیں ڈرتے ہو شاپور شیردل نے کہا کہ انکے کرتب سے خدا ہی بچائے انکے دام فریب
میں نہ پھنسائے غرض ایرج اُٹھا اور ہاتھ پکڑ کر لے آیا پاس بٹھایا عمرو نے کہا کہ میاں کیا کرو گا ابھی دیتا ہوں
استاد شاپور شیردل نے کہا کہ میں کیا گدا ہوں جو کسی کی خواہش سے آؤں جب خود میرا جی چاہیگا تو میں کچھ

گا دکھاؤ عمرو نے کہا کہ کیا بہری گرمیان کا ابھی کچھ پاس دفاع ہوا آخر کار شاپور شیر دل نے چو کارہ بجا کر با الحان مطبوع
یہ غزل گانا شروع کی غزل

کوئی جو آئینہ پر رشک ماہ دیکھتے ہیں
ہمارے منہ کو ہمارے گواہ دیکھتے ہیں
کوئی بھی مجھ سے غضب وعدہ پہ نہیں کرتا
گناہگار ہے سب گناہ دیکھتے ہیں
غرض نہیں ہے انہیں طور کی تجلی سے

نگاہ دیکھنے والے نگاہ دیکھتے ہیں
ہمیشہ کسی نہیں وعدہ کسی نبھتی ہے
اٹھو چلو کہیں جلدی وہ راہ دیکھتے ہیں
اسی کے واسطے آنکھیں خدا نے دین ہمکو
جو خوش نصیب تری جلوہ گاہ دیکھتے ہیں

پھر اسطرح کے وہ قائل سوال کرتا ہے
خراب جاتے ہیں جب حال تباہ دیکھتے ہیں
خدا کا خوف نہیں پر بتوں سے ڈرتا ہوں
کہ روز و شب یہ سفید و سیاہ دیکھتے ہیں
خدا کے واسطے لو داغ کی خبر جلدی

ہم اسکا حال نہایت تباہ دیکھتے ہیں
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے گل پردہ کب کھینچ غنچہ جار ہمیرون نکات
و ہم بھی گاتا ہی بہاگ سوہنی وغیرہ کے تعلیم کیے شاپور نے کہا ہو تو بندے کے گر دل جوان ہو اور صاحب مذاق
آپ کی پہچان ہو الا اتنا جانتا ہوں ایک عالم کھینچے فریب دیا ہو عمرو اسکی باتوں پر ہنس رہا ہو کہ اسمیں فرخ بازرگان
آیا عمرو اسکی تعظیم کے واسطے اٹھا ایرج نے استقبال کیا عمرو نے دیکھا کہ خواجہ فرخ آزردہ کمال ہو چہرے پہ گرد
ملال ہو عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب اسوقت خاطر عاطر پر کچھ مکدر پایا جاتا ہو اسکا سبب کیا ہو کچھ بیان کیجیے
رنج پوشیدہ کو عیان کیجیے خواجہ فرخ نے کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آپ کہاں ہیں میں آپ سے
کیا کہوں عمرو نے کہا کہ آپ فرمایئے تو سہی اسوقت نہایت آپ کو صدمہ ہو میں علم نجوم و رمل میں بھی
دخل رکھتا ہوں کیا کچھ جاتا رہا ہو حال اشیائے گم شدہ خوب بتاتا ہوں خواجہ فرخ نے یہ سنکر آبدیدہ
ہو کر کہا کہ اے خواجہ سعد شامی آج ایک نگینہ الماس جواہر بادشاہی میں سے مع درج غائب ہو گیا ہو
اور پتا نہیں لگتا عمرو نے کہا کچھ تشویش کا مقام نہیں ہو ابھی معلوم ہوا جاتا ہو اسکا حال ذرا تامل کیجیے
ہو عمرو چونکہ علم رمل میں شاگرد رشید خواجہ بزرجمہر کا ہو اسی وقت زنبیل سے قرعہ نکالا اور تختے پر
پھینک کر کچھ کاغذ پہ لکھا بہت غور سے دیکھا اور سر اٹھا کر خواجہ فرخ سے کہا کہ ابھی وہ نگینہ نہیں ہو کہیں گیا نہیں
گھر ہی میں کسی نے لیا ہو ایک طفل نے پوشیدہ کیا ہو خواجہ فرخ نے کہا کہ آپ یہ بھی بتا سکتے کہ اس
لڑکے نے لیکر کس مقام پر رکھا ہو عمرو نے پھر کاغذ کو دیکھنا شروع کیا اور بعد گھڑی بھر کے
سر اٹھا کر کہا کہ فلان کوٹھری میں صندوق کے تلے زمین کھود کر گاڑا ہو آپ وہاں جایئے اور
بے تکلف نکال لائیے یہ سنکر فرخ بازرگان اسی وقت اندر مکان کے گیا واقعی جہان عمرو نے
بتایا تھا وہیں نگینہ ملا خواجہ فرخ بہت مسرور ہوا اور وہ نگینہ لیکر آیا ایرج کو اعتقاد دوچند ہوا لیکن
شاپور نے دل میں کہا کہ خدا کرے افشائے راز نہو گر خواجہ فرخ خواجہ سعد شامی سے بہت خوش
ہوا اور کہا کہ آپ ایرج کو اپنا غلام جانیے اور جو کچھ آپ کو آتا ہو وہ سکھائیے خواجہ سعد شامی نے کہا
کہ میں اسے ایسا تعلیم کروں گا کہ ہر فن میں یکتائے آفاق کروں گا مگر سیکھنا اسکا کام ہو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ چوبدار
آیا اور کہا کہ اقبال شاہ نے ایرج کو بلایا ہو راوی کہتا ہو کہ بادشاہ شہر فرنگوشیہ کا مالک
ہیں ملکوت شاہ کمال جہان پرور و رعیت نواز ہو اقبال شاہ اور ارسلان شاہ اسکے دو فرزند
نہایت جانباز و ہمت لشکری ہیں چنانچہ اقبال شاہ سے اور ایرج سے باہم کمال محبت ہو انتہا کی الفت ہو لفرطی
اقبال شاہ کے ملازموں سے ہو اور کشتی میں بے نظیر ہو اور ارسلان شاہ کا پہلوان عراب ہو زور آزمائی

میں وہ جواب ہے کہ ان دونوں میں کشتی ٹھہری ہے اسی سبب سے ایرج کی بھی طلب ہوئی ہے ایرج نے خواجہ سعد شامی
کو ساتھ لیا اور خدمت میں اقبال شاہ کی آیا خواجہ سعد شامی کو اقبال شاہ سے بغلگیر کر دیا اور کہا کہ یہ میرے
استاد ہیں اور بھی فنون سپہ گری کے انہیں سے پائے ہیں اقبال شاہ ایرج کو ساتھ لیکر سوار ہوا اور حضرت باہر ایک بلند
تماشا گاہ پر آیا دیکھا کہ کشتی گیر تو میں جانگھیا لنگوٹ کسے ہوئے بیٹھے ہیں ڈھول بج رہے ہیں اور تماشائی جمع ہوتے جاتے ہیں اتنے
میں سواری ارسلان شاہ کی آئی دونوں بھائی ایک جگہ پر بیٹھے ایرج نے ارسلان شاہ کو سلام کیا اتنے میں عمرو بھی
ایرج و تماشا دیکھنے کو بخواہش تمام آکر موجود ہوئے [illegible] ارسلان شاہ نے کہا کہ کیوں بھائی اب کشتی ہو اقبال شاہ
نے کہا کہ اچھا پانچ پانچ ہزار روپے ایک نے دوسرے کے سامنے منگا کر رکھ دیئے اور شرط ہوئی کہ جسکا پہلوان غالب ہو
وہ ان توڑوں کو اپنے صرف میں لائے جب شرط مقرر ہو چکی تو دونوں پہلوانوں کو حکم ہوا کہ اکھاڑے میں
آؤ اور مصروف کشتی ہو پس ادھر سے نظر طراول چلا اور ادھر سے عزاب بڑھا اکھاڑے میں کودے اور کشتی لڑنے لگے
اب ہجوم عام خلائق کا ہو گیا دونوں کشتی گیر دونوں میں داؤں پیچ ہو رہے ہیں اور دونوں شہزادے تماشا کشتی کا دیکھ رہے
ہیں تین پہر تک برابر کشتی ہوتی رہی آخر کے دونوں پیچ ہو ایسے پھر [illegible] آخر کار نظر طراول علیحدہ ہوا اور آکر اقبال شاہ
سے کہا کہ میں عزاب سے نہیں لڑ سکتا عزاب نے للکار کر کہا کہ وہ مارا میں نے خبر دی کیا مجال ہے کسی کی جو مجھ سے مقابلہ کرے
اگر رستم بھی ہوتا تو وہ میری غلامی کا حلقہ کان میں پہنتا کہاں ہے سام و نریمان اور کہاں ہیں بدیع الزمان کشتی گیر اور
حمزہ صاحبقران یہ کہکر پکارا کہ آئے برابر اور [illegible] اخبار عمرو کو [illegible] اسکا برا معلوم ہوا
اور ایرج سے خطاب کیا کہ تم سنتے ہو یہ کیا خرافات بکتا ہے استاد جا کر زمیندوز کر دیتے ہو سکتا ہے ایرج از بسکہ
اپنی طاقت و قوت سے آگاہ نہ تھا جواب دیا کہ خواجہ صاحب آپ کیا فرماتے ہیں مجھے اس سے کیا سروکار ہے میں کشتی
لڑنا کیا جانوں یہ میرا کب شغل ہے عمرو نے کہا کہ اے ایرج تیرے بادشاہ کا پہلوان ذلیل ہوا اور شاہزادہ منفعل اور
سرنگون ہو جائے غیرت کا مقام ہے ایرج نے برہم ہو کر کہا کہ خواجہ میں بچہ ہوں ناحق آپ مجھ سے یہ گفتگو کرتے ہیں میں لڑنا کیا
جانوں یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اگر تم کو مجھ سے اعتقاد ہے تو یہ جان لے کہ میں عامل فن عملیات میں بھی کامل ہوں اگر کچھ
کم قوت ہو میں تعویذ لکھ کر اسکے بازو پر باندھ دوں تو وہ دیو کو پچھاڑ دے اور تمام زمانے کے پہلوانوں کو زیر کرے
یہ کہکر ایک تعویذ لکھ کر ایرج کے بازو پر باندھ دیا ایرج نے کہا یا استاد میں داؤں پیچ کشتی کے نہیں جانتا عمرو نے
کہا ارے بچا کر جدھر پیچ کشتی کے جانے اور [illegible] ایرج پر دم کیا اور سامنے اقبال شاہ کے آیا اور کہا کہ
ابھی روپیہ شرط کا نہ دیجئے گا اقبال شاہ نے کہا کیوں نہ دینے کا سبب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ ایرج اس سے لڑیگا
اور آپ کے اقبال سے اسے پچھاڑیگا اقبال شاہ نے کہا کہ خواجہ کچھ نہیں خیر ہو اور ایرج سے ہنسکر کہا کہ کیوں تم
لڑوگے اس بچہ پن پر کیونکر عہدہ برآ ہوگے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے شہریار آپ تماشا دیکھئے اور ایرج سے
کہا کہ جا کر لڑو ایرج عزاب کشتی گیر کی طرف چلا جب سامنے آیا اور خواجہ بھی ساتھ تھے عزاب نے کہا کہ ارے لڑکے
تو مجھ سے لڑنے آیا ہے خواجہ نے کہا کہ تجھے زیر کرنے آیا ہے عزاب نے غضبناک ہو کر ایک شاگرد کو اشارہ کیا کہ اسکو ذرا
گوشمالی دیدے بل اسکا نکالدے شاگرد اسکا ایرج پر چلا جب قریب آیا اور ہاتھ ملایا ایرج نے جھٹکا دیا کہ وہ دور
جا پڑا ایرج للکارا کہ اور کسی کو بھیج دوسرا شاگرد آیا اسکو کولے پر لاد کر مارا کہ چاروں شانے چت گرا عزاب یہ حالت دیکھ کر
پکارا کہ بچہ کرتے ہیں آیا یہ کہکر دوڑا جب ایرج کے پاس آیا نعرہ مار چاہا کہ پکڑے ایرج بھی اس موذی سے لپٹ گیا اور
پیچ ہونے لگے خواجہ سعد شامی کھڑے دیکھ رہے ہیں عزاب ایرج پر چھایا ہوا ہے اور چاہتا ہے کہ ایرج کو پیس ڈالے مگر میں

خواجہ سعد شامی بار بار حرف رخصت زبان پر لاتے ہیں شاید برخاستہ خاطر ہیں یہ سنکر فرخ لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ رخصت
طلبی کا کیا سبب ہے تمہارا جانا بڑا غضب ہے خواجہ سعد شامی نے کہا کہ اے فرخ بازارگان تمکو ایرج جس طرح پیارا
ہے وہ نہیں سمجھو کہ سب کو الفت عیال کی ہوتی ہے ایرج نے کہا کہ میں بادشاہت اگرچہ ہماور سوار یہاں یہا تمہے سمجھو گا
آپ کے عیال و اطفال کو بھولونگا مگر آپ نہ جائیے خواجہ نے جواب دیا کہ ایرج قطع نظر اسکے کہ تمہیں سے حساب سمجھنا ہے اور بہت
سے کار ضروری ہیں ایرج نے کہا کہ ابھی کب جلدی ہے چلے جائیے گا معلوم نہیں آپ جا کر آئیے گا یا نہ آئیے گا خواجہ نے قبول کیا
مگر ایرج کو مطلع کر دیا کہ اگر میں چلا جاؤں تو تم پریشان ہونا خوش خوش بات کرو یہ گفتگو ہوئی اور صبح کو جو ایرج بستر خواب
سے اٹھا تو خواجہ سعد شامی کو نہ پایا کف افسوس ملنے لگا سمجھا کہ خواجہ تشریف لے گئے ہر چند تجسس کروایا لیکن کہیں سراغ نہ
پایا ایرج اسی رنج میں بیٹھا تھا کہ چوبدار شاہی آیا اور کہا کہ چلیے آپکو بادشاہ نے یاد فرمایا ہے اسی وقت ایرج خدمت
بادشاہ میں گیا مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھا دیکھا کہ سامنے ایک ایک سپاہی
گھوڑا کداتا ہے اور چابک سواری دکھاتا ہے کوئی برچھی کو بکر جال رہا ہے کوئی نیمچہ کے ہاتھ نکال رہا ہے کہ ایک
سوار منحوک روزگار دکھائی دیا شامت دبلا پتلا فقط تکمیں دکا ہے بوڑے کی جگہ سے کپڑا اسکا اڑ گیا ہے روئی
دکھائی دیتی ہے اور سر پر ٹوپی بندھی ہوئی ہے وہ بھی میلی پھٹی ہوئی ہے پاؤں میں پائجامہ گاڑھے کا زردی سے رنگا ہوا
پہنے ہوئے ہے ضعف و نقاہت کا یہ عالم ہے کبھی زمین پر کبھی دہنے بائیں جھکا جاتا ہے اور سپر کہنہ اسکی پشت پر لگی ہوئی ہے پر تلے
میں تلوار چمڑے کی مرصع کی بڑی ہوئی ہے کر کی کرتی کی ٹی ای پیٹ باہر نکلا ہوا اور گھوڑے کی یہ کیفیت ہے کہ ہڈی پسلی سب
پسلیاں نظر آتی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوار یہاں گرا وہاں گرا چلا آتا ہے جب قریب آیا دیکھا کہ اے بادشاہ میں نوکر
میرزا اعظم آفتاب تاباں ہوں کہ ایرج کو فن سپہ گری سکھاؤں اور نام آفاق بناؤں یہ سنکر مالک بن
ملکوت شاہ ہنسا اور لوگوں نے قہقہہ مارنا شروع کیا ایک آدمی نے پاس آکر کہا کہ آپ ایرج کو تعلیم کیجیے گا
آپ سے بڑا کوئی احمق نہیں اگر عقل مطلق نہیں یہ ہیئت یہ افلاس یہ صورت یہ لباس اسپر دعوے اتنا بڑا کرتے ہو
یہاں سے چلے جاؤ یہ سنتا تھا کہ آگ بگولا ہو گیا اور پکار کر کہا کہ تم سب مجکو ذلیل جانتے ہو ہم گدڑے کے لعل ہیں صاحب
کمال ہیں یکہ تاز میدان امتحان ہیں بندہ خاص میرزا اعظم آفتاب تاباں ہیں ایسے شجاع کم تر ہے ہیں بھلا کوئی آگے
تو بڑھے مجھ سے مقابلہ کرے سچ پر تو میرے اسوقت کیفیت کا حال معلوم ہو جائے ایک شخص برچھا پکڑ کر سامنے
آیا اور کہا کہ بڑا کرتا ہے بیہودہ بکتا ہے بہادروں کا سامنا دکر ملا تو نظر سے تنز عمرو نے گھوڑے کو پھیر کر للکارا اسنے نیزہ مارا
عمرو نے نیزہ کے نیزہ سے پہرو کا اور رد و بدل میں رد و بدل ہوئی تھی کہ عمرو نے ایک ڈنڈا اسکی کمر پہ مارا کہ وہ گرا اور بیہوش
ہو گیا مالک بن ملکوت شاہ نے ایک دلاور کو کہ نام اسکا پیلان بہادر تھا اشارہ کیا کہ اسکو سزا دو پہنچا پیلان عمرو
پر دوڑا اور تلوار کا وار کیا عمرو نے بفنون سپہ گری تلوار اسکی چھین لی بعد اسکے ایک کشتی گیر تھا وہ پکارا کہ میں اسے
سزا کو پہنچاؤنگا وہ بھی کوئی دو پہر گھڑی اسکا انجام کار اسے بھی عمرو نے دے پٹکا اور رفتہ رفتہ بیت اور بکیت اور
تلوار یے وہاں تھے سب عمرو سے مغلوب ہوئے ہر ایک نے حوصلہ اپنا اپنا نکال لیا کوئی اس سے عہدہ برآ نہ ہوا
مالک بن ملکوت شاہ نے نہایت اسکو پسند کیا اور نام پوچھا انھوں نے کہا کہ آقا کرک مست قلماق میرا نام ہے
بادشاہ نے حکم دیا کہ خلعت دو اور آقا کرک مست قلماق کو درجہ بخوت بنکر آئے تو بادشاہ نے ایرج
کو انکے سپرد کیا آقا کرک مست قلماق نے ایرج کو فنون سپہ گری سکھانا شروع کیے چند روز میں کل فنون تعلیم
کر دیے اسطرح پر کہ پہلے نیزہ بازی سکھائی پھر شمشیر زنی سکھائی اور تیر اندازی بتائی بعد اسکے گھوڑے پر چڑھنا

بنایا تھا سوار بے دل بنا دیا پھر کشتی کے داؤن پیچ سکھا کر طاق کر دیا علم فنون میں یگانۂ آفاق کر دیا ایرج کی قلیبر بن آقا کرک
مست قلماق نے نہایت اہتمام کیا ہے اب کسی کی یہ قدرت نہیں ہو کہ ایرج پر غالب آئے بہرام فلک کی مجال نہیں ہے
کہ آنکھ ملائے ایک دن کا ذکر ہے کہ بیرون شہر باغ بہشت آئین ہے وہاں ایرج ورزش کرتا تھا اور سوائے آقا کرک مست
قلماق کے اور کوئی وہاں نہیں تھا اتفاق کا ارسلان شاہ ادھر سے شکار کھیلتے ہوئے آتا تھا اور ایرج در باغ پر کھڑا تھا
ارسلان شاہ غراب کے مارے جانے سے ایرج کا دشمن ہو گیا تھا قریب ایرج کے آکر کہا کہ او کریں فروش بچہ بازاری
تو نے کیا یہ جگر میرے پہلوان کو مار ڈالا اب تجھے میرا خوف نہ آیا یہ کیا سرکشی ہے بڑا اترا بیٹھا ہے ایرج یہ سنکر خشمناک ہوا اور غصہ کو
روکا اور کہا یہ کیا انداز گفتگو ہے میں تجھ کو اپنا شاہزادہ جانتا ہوں کیا کروں اگر کوئی اور اسطرح سے کلام کرتا تو اسکو سزا پہونچتی
ارسلان شاہ نے کہا کہ تو سزا دیکھا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ لے جیسے ہی شاہزادے نے تلوار کا وار کیا ایرج نے دامن
تلوار کی بچا کر ہاتھ قبضہ میں ڈالکر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ ہے شہزادہ تو یہ تیغ دن کی نشان زمین ہو جائے
اور ہمیشہ کا درد ہر یاد آجائے پھر ایک سے زبان درازی کرتے ہوئے ڈرنا مگر دانا مصلحت کا کلام کرتا تھا لکر چھوڑ دیا کہ اس
عرصہ میں اقبال شاہ بھی آیا اسنے بھی ارسلان شاہ کو سمجھایا اور لوگوں نے کہا کہ آپ سے بہت برا کیا ارسلان شاہ
خفت زدہ ہو کر چلا گیا ایرج کو آقا کرک مست قلماق نے خدمت میں مالک بن ملکوت شاہ کی پہونچایا مالک نے
برہم ہو کر کہا کہ اس بچہ کی یہ ہمت غراب کے توڑنے مار ڈالا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ہے دم شدہ وہ میرا شہزادہ تھا جو
میرے ساتھ کیا اچھا کیا مالک نے ارسلان شاہ کو بلایا اور کہا یہ کیا تمہاری نالائقی مرکس میں لوٹا اسی حالت میں تھا کہ چپان اسپر
مارین وہ روتا ہوا سامنے سے چلا گیا اور شہر فرنگوشیہ میں بھی خبر اچند آدمیوں کو ساتھ لیکے سوار ہو کر ملک زرنگوشیہ
کو روانہ ہوا وہاں اسکے والد کی شکارگاہ ہے اس شہر کا ملکوت شاہ بادشاہ ہے جب زرنگوشیہ میں پہونچا تو ملازمت
ملکوت شاہ کی حاصل کی نذر دی چونکہ ملکوت شاہ نے اسکو فرزند کیا ہے آزردہ جو دیکھا پوچھا کہ باعث رنجیدگی کا کیا
ہے ارسلان شاہ نے کہا کہ میں حضور سے رخصت ہونے آیا ہوں کہ کسی طرف کو نکل جاؤں بے عزتی گوارا نہیں سواے
جلا وطن ہونے کے چارا نہیں ایک تاجر بچہ کے واسطے ابا جان نے مجھ سر دربار خود بے ذلیل کیا اسکی نظروں سے بھی اتار
کر … ملکوت شاہ نے پوتے کو گلے سے لگایا اور کہا تم جمع رکھو میں اس تاجر بچہ کو سزا پہونچاتا ہوں یہاں
پکڑوا کے بلاتا ہوں یہ لکھ ایک نامہ مالک کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ایرج کو باندھ کر ہمارے پاس بھیجدے اور اقبال شاہ
کو دو چار چپان مارنا اور اگر یہ نہ کریگا تو میں بری طرح پیش آؤنگا اور تمہاری صورت سے بیزار ہو جاؤنگا جب وہ نامہ
لکھا گیا تو طلیسم زنگی اور فطلیسم زنگی کو دیا کہ تم لیجاؤ اور اگر مالک ایرج کی مشکیں باندھکر تمہارے حوالے کر دے تو
تنہا نہیں تو تم اسکے باندھ کر لے آؤ یہ دونوں نامہ لیکر روانہ ہوئے جب نزدیک شہر فرنگوشیہ کے پہونچے تو مالک نے
خبر سنکر اپنے سرداروں کو کہا کہ جاؤ اور استقبال کرکے انکو لے آؤ … جب وہ زنگی داخل بارگاہ ہوئے دونوں نے انکو
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور کرسیوں پر جا کر بیٹھے مالک نے حکم دیا کہ انکو جام شراب کا دو حکم مالک بن
ملکوت شاہ ساقی نے جام بھر کر دیا جب دو تین جام شراب کے پیے اور دماغ انکا نشہ میں آیا اور ادھر آقا کرک مست
قلماق ایرج کو مسلح و مکمل کرکے لایا اور راستہ بھر کہتا ہوا آیا کہ اے ایرج خبردار ان زنگیوں سے ڈرنا ہرگز انہیں کچھ
نہ سمجھنا غرض ایرج آکر اپنے دنگل پر بیٹھا طلیسم اور فطلیسم نے نامہ مالک بن ملکوت شاہ کو دیا کہ تمہارے باپ نے
یہ نامہ بھیجا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے دبیر کو طلب کر دیا اور کہا کہ اسے پڑھ کر اسمیں کیا لکھا ہے اسنے باواز بلند پڑھنا
شروع کیا مالک بن ملکوت شاہ مضمون سے آگاہ ہوا اور کہا کہ اے طلیسم اور فطلیسم ایرج بیگناہ ہے تقصیر وار ارسلان شاہ

یہ سنکر ان دونوں نے کہا کہ ہم کچھ نہیں جانتے آپ ایرج کو اسیر کر کے ہمیں دیدیجئے نہیں تو ہمیں جیسا ہمارے بادشاہ کا حکم
ہے ہم عمل میں لاینگے خود ہم اسے باندھکر لیجائینگے یہ سنکر مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج کی طرف دیکھا ایرج نے عرض
کیا کہ ای شہریار میں آپ کا تابع حکم ہوں مجھکو کچھ عذر نہیں ہے جیسے تو ابھی سر کاٹ کر دیدیں اور اگر آپ فرمائیں تو زندہ جہد جا
ہوا چلا جاؤں اور اب آپ یہ سمجھیں میں تو کہتا ہوں یہ کیسی جو تجھے سمجھ رہے ہیں اور باندھکر لیجایا تو بڑی مشکل ہی بلکہ ساکر سر پہنچا دو
کر دو بھی تمام عمر یاد کرے اور میں کیا کسی سے کم ہوں بس یہ کہہ جو ایرج نے کہا طلسم اور طلسمی آگ ہو گئے اور غصہ نہایت ناگوار ہوا
اور کہا کہ او کر پاس فروش بچہ بازاری تیری کیا ہی یہ مجال ہوئی کہ شاہزادوں سے برابری کرتا ہی اور جلدی دونوں سے آنکھ ملاتا ہی تو
تو بادشاہوں میں باعث فساد ہی تیرا ہی یہ فتنہ و فساد ہی یہ کہکر اور خنجر کھینچکر ایرج پر دوڑے جب قریب پہنچے ایرج نے
دونوں کے خنجر چھین لیے اور دونوں کی گردن میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ ہر چند کہ تم دونوں کو زمین پر دے ماروں کہ دم نکل
نکل جائیں دونوں نے کہا کہ تا زندہ ہیں بندہ ایم چاہے قتل کیجیے چاہے بخش دیجیے ایرج نے دونوں کو ہاتھ سے رکھدیا انھوں نے
دوڑ کر قدموں کو چوم لیا اطاعت گزین ہوئے غلام حلقہ بگوش ہوئے اور اپنے ساتھ والوں سے کہا کہ ہم نے تو ایرج نوجوان کی اطاعت
کی ہم یہیں رہینگے جسکا جی چاہے ہمارے پاس رہے اور جسکا جی چاہے چلا جاوے اکثر نے انکا ساتھ دیا اور باقی لوگ بھاگ کر ملکوت شاہ
کے پاس گئے حال بیان کیا یہ سنکر ملکوت شاہ نہایت برہم ہوا ملکوت شاہ کے دو سپہ سالار میں عوجان دریا باری
اور مرجان دریا باری دونوں نے کہا کہ ہم جاکر مالک کو مع اقبال شاہ اور ایرج کے پکڑ لاوینگے غرض عوجان نے
چالیس ہزار سوار ساتھ لیکر کوچ کیا اور برابر قلعہ فرنگوش کے آیا اور پیغام بھیجا کہ ای مالک ایرج اور اقبال شاہ کو باندھکر میرے
پاس بھیجدو کہ میں انھیں لیجاؤں اگر تو ایسا نہ کرے گا تو سر زمین فرنگوش میں فساد کرتا ہوں جب یہ پیغام مالک کو پہنچا تو
مالک نے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ ای فرزند سنا تو نے اب میں کیا کروں عوجان کمال زبردست ہی اس سے کیونکر مقابلہ
کرونگا یہ تدبیر سوچا ہوں کہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں ایرج نے کہا کہ ای شہریار آپ قلعہ بند ہو جئیے باطمینان بیٹھے رہیئے
میں قلعہ سے باہر نکلکر عوجان سے مقابلہ کرونگا اگر اسپر غالب آ گیا تو اچھا ورنہ آپ ہمارا سر کاٹ دیجئیگا میری گرفتاری کا
کچھ ملال نہ کیجئے گا یہ سنکر مالک نے کہا کہ ای ایرج میں تجھے اپنے فرزندوں سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں تجھے ہزار روزہ بھی نہ کیا
جائیگا آنکھوں میں خون اتر آئیگا بہتر یہ ہے کہ تم یہاں سے کسی طرف کو نکل جاؤ میں عوجان سے عذر معذرت کر کے اپنے باپ کے
پاس چلا جاؤنگا ایرج ہاتھ باندھکر بولا کہ میں گریزان ہرگز نہونگا اپنی جان دیدونگا انجام کار مالک قلعہ میں رہا اور ایرج
پانچ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا عوجان کو خبر ہوئی کہ ایرج بقصد جنگ آتا ہی عوجان قہقہہ مارکر ہنسا کہ اسکی
قضا آئی ہی اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ایرج کو خبر ہوئی اس نے بھی
طبل جنگ بجوایا دونوں طرف درستی آلات حرب ہونے لگی ایرج کے لوگ بہت پریشان تھے صبح ہوتے ہوتے تین ہزار
آدمی بھاگ گئے دو ہزار کی جمعیت سے ایرج عرصہ کارزار میں آیا ادھر سے عوجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے
نمودار ہوا اور صفیں آراستہ ہوئیں عوجان دریا باری للکارا کہ او ایرج اسیر سے مقابلہ کر ایرج مرکب اڑا کر عوجان
کے برابر آیا عوجان نکالا وزنی ہوا ایرج کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا اور عوجان کا گھوڑا سات قدم پسپا ہوا عوجان
حیران ہوا اور نگاہ غضب سے ایرج کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا فساد شاہوں میں تو نے ڈالا ہی اب بھی کچھ نہیں گیا ہی تو
میرے ساتھ چلا چل میں ارسلان شاہ سے تیری خطا معاف کروا دونگا ایرج نے کہا کیا بکتا ہی میں تجھے اور تیرے بادشاہ
کو بھی سزا دونگا عوجان برہم ہوا اور کہا کہ اپنی شجاعت پہ بڑا غرور ہی ارسلان شاہ سچ کہتا تھا کہ حرام کے نطفے کہا کرو تا
ہوا جو اپنے کو بھول گیا ہی کیوں غرور فتنہ ہو گیا ہی مارا جائیگا ایرج نے کہا کہ بانا دنی کیا کہتا ہی سزا پائیگا تو کیا بکتا بادشاہزادوں

ہی جوا اور کسی کو بے حقیقت جانتا ہے ایرج کی گفتگو سے عوجان نہایت برہم ہوا اور کہا کہ خیر اب دست و بازو سے گفتگو
کر جو ہو بہتر ہے پاس ہو وہ وار ایرج نے کہا کہ میرے استاد نے مجھکو پیشدستی کبھی بتائی ہی نہیں تو ہی پہلا وار کر جب خطا تیرے وار سے
ہو جائیگا اسوقت سمجھ لیا جائیگا پس عوجان نے خبردار خبردار کہکر نیزہ ہاتھ میں اٹھا کر ایک بیتاب اپنے گھوڑے کو چمکا
کر ایرج پر دوڑ کر نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے پر روکا سنانیں شرر افشان ہوئیں دونوں لشکر گران میں کہیں سنان
پر سنان اور بنان پر بنان رکی رہی ہے عجب لطف سے نیزہ بازی ہو رہی ہے چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی ایک مرتبہ ایرج
نے نیزہ عوجان کا گانٹھ کر جو ہاتھ نیزے کا مارا نیزہ عوجان کا ہوائی ہوا عوجان کا منہ سرخ ہو گیا اور کہا کہ خوب ضرب
کیا کہ میرا نیزہ نکالدیا یہ کرکے پھر طمانچہ ملک الموت کا ذرا خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ مجھکو خبردار نہیں کیا تھا یہ کہکر وہ گرز مارا ایرج
نے ہاتھ بڑھا کر گرز ہاتھ سے چھین لیا عوجان آگ ہو گیا اور تیغ شرربار میان سے لیا ایرج نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
جب تلوار نزدیک آئی ایرج نے سپر ہاتھ سے چھوڑ دی کہ بلی بند سپر کا پشت پر جا کر جھولا اور پنجہ کو دراز کر کے بجلی دی
کہ تلوار پھڑکی جھٹ سے قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور اسکے قبضے کو اپنے قبضہ میں کیا عوجان کے ہوش اڑ گئے ساری بہادری
بھولا شرم سے کٹ گیا لیکن پھر بھی وہ بھیا بار [illegible] کشتی ایرج سے لپٹ گیا دور کشمکش کے ہونے لگے مرکب بیٹھ گئے لوگ
پکارے کہ ان بیزبانوں نے کیا کیا ہے نیچے اتر کر لڑو مرکبوں پر سے کود پڑے الحاصل دونوں پشت زین سے علٰحدہ ہوئے
دامن گردانے آستینیں چڑھا کر دوڑے ایک ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا اور دوسرا ہاتھ گردنوں پر رکھ دیا اور سر ملا کر ایک کلائی
اور دست ابتوں کا اڑنگا دستیاں ساتھ زبردستیوں کے چلنے لگیں دالون پیچ ہونے لگے آوازیں خموں کی بلندی پر جمع تماشائیوں
سے گونج نگاہ کا بھی مشکل ہو رہا ہے بعد ہر جان گھڑی دو گھڑی تک جستی میں پہچان [illegible] ہوا اسعد یہ آئے میں چار پہر دن کشتی
رہی شام کو عوجان نے کہا شاباش ہو تجھے اور تیرے کو دن بھر تو مجھ جیسے شخص سے لڑا اب رات ہوئی جاتی ہے آرام کرو صبح
کو ہم تجھسے پھر لڑینگے جیسا کچھ ہو گا دیکھا جائیگا ایرج چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے کہ آقا کرک مست قلماق پاس کھڑے ہوئے
تھے بولے کہ او عوجان تو اپنی جان بچاتا ہے ایرج میدان سے تیرے روبرو کے ہرگز نہ جائیگا عوجان نے کہا کہ او بدھے
کیا کچھ میں دب گیا ہوں فقط اسواسطے کہتا ہوں کہ رات کو جو ہم پالشان کر بیٹھے اسکا کون تماشا دیکھیگا کسی کو کچھ نظر
نہ آئیگا آقا کرک مست قلماق نے کہا کہ بادشاہوں کو بات مصروف کرتے ہوئے دیر نہیں لگتی ابھی تمام میدان روشن
ہو جائیگا تم بھی اپنے لشکر سے روشنی طلب کرو ہم بھی روشنی منگواتے ہیں فقط حکم کی دیر ہے ابھی ہزاروں جھاڑ فانوس روشنی کے
آئے جاتے ہیں یہ سنکر عوجان نے حکم کیا کہ روشنی لاؤ اور ایرج سے کہا کہ ہم بھی کچھ کھاتے ہیں تم بھی کچھ کھا لو منگوا کر
کھاؤ جبتک جھاڑ فانوس آئیں اور روشنی ہو پھر ہم تم کشتی لڑیں یہ کہکر عوجان دریا باری کو کھانا کھانے میں مصروف
ہوا اور ادھر آقا کرک مست قلماق نے ایرج سے کہا کہ ہرگز تم کچھ نہ کھانا اور اگر کھاؤ گے تو پھر لڑنا دشوار ہوگا غرض
ایرج نے کچھ نہ کھایا عوجان کھانے سے فارغ ہو کر آیا اتنے میں روشنی بھی خوب ہو گئی اور کشتی ہونے لگی اور لوگوں
نے دیکھا کہ لڑائی اٹک گئی کمریں کھولکر اور زین پوش بچھا بچھا کر اپنے رسالداروں اور جمعداروں پاس آ کر بیٹھے
خوانچہ والے آکر موجود ہوئے شتربان اور گھوڑوں کو پانی لگا نے پانی پلانے لگے اور ادھر ایرج و عوجان مصروف
کشتی ہیں اور خلق خدا تماشائی ہے فراش ماہتاب نے چاندنی کا فرش گسترده کر دیا ہے اور سپہر فلک ایرج نوجوان پر گوہر
انجم نثار کر رہا ہے آقا کرک مست قلماق تحسین کر رہے ہیں غرض چار پہر رات کشتی رہی حتی کہ ماہ شب نشیمن راہ
انحطاط گزین گوشہ ہوا اور ترک خاور نے علم نورانی ہاتھ میں لیکر سمند فلک پر سوار ہو کر ظہور کیا صبح ہوئی وہی عالم
تھا کہ دست ہاتھی باہم لگا رہے ہیں غرض چار پہر دن بھی یوں ہی گذر گیا پیچھے علم لشکر اور سے سرخون کیا اور بہادت بہادر شب

دکھائی دیا بدستور سابق رات بھر بسر ہو گئی دن ہوا اب یہ حال ہو چکا کہ جہاں ایرج عوجان کو پکڑ لاتا ہے عوجان کا نکلنا
مشکل ہو جاتا ہے اور جہاں ایرج کو عوجان پکڑ کھینچتا ہے ایرج صاف مانند برق نکل آتا ہے پہر دن باقی تھا کہ عوجان نے
پکار کر کہا کہ اے ایرج میں ایک زور آخر کرتا ہوں ذرا خبردار رہنا ایرج نے کہا کہ یہ زور کہاں رکھ آئے تھے
اب تک نہ کیا عوجان پکارا کہ میرے بدن میں وہ زور موجود ہے وقت پر موقوف تھا ایرج نے ہنسکر کہا کہ میں خبردار
ہوں آپ شوق سے زور کیجیے دل کا حوصلہ نکال لیجیے عوجان دونوں بازو ایرج کے پکڑ کر چھاتی میں سر اڑا کر
لے دوڑا ایرج دم کے بھر دس پندرہ قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتا چلا آتا ہے دونوں پاؤں پر لنگر رکھنے کا ارادہ کیا تھا کہ عوجان
سنبھلنے کا ارادہ کر کے پاؤں نہ جما پھر بائیں قدم پر قیام چاہا تھا وہاں بھی رنگ سا غرض پانچ یا چھ قدم تک عوجان کھینچ
لے گیا تھا کہ آقا گرگ مست قلماق پکار سکا کہ اے ایرج خبردار فنا دیکھے جاتے ہو ایرج نے کہا کہ ہرگز نہیں تجھے دیکھ
ذرا نگاہ کا چوکنا تھا کہ عوجان نے جھٹکا دیا کہ بایاں گھٹنا ایرج کا زمین سے جا لگا پھر جو ایرج نے لنگر مارا پشت پھک
غرق ہو گیا تھا اتنے میں عوجان نے گرز زنجیر میں ہاتھ ڈالکر زور دیا لیکن ایرج نے جنبش نہ کھائی عوجان نے ہاتھ
اٹھا لیا ایرج نے کہا کہ کیوں کچھ چھوڑ دیا عوجان نے جواب دیا کہ جتنا دم مجھ میں تھا میں کر چکا اب کچھ تجھ سے ہو سکے تو بھی
قصور و کوتاہی نہ کر یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا ہوا اور عوجان نے ہر چند لنگر قائم کیا مگر ایرج نے قائم نہ ہونے دیا جس طرح
آندھی میں پتا اڑتا ہے یا تاتا ہوا چلا جاتا تھا دس گیارہ قدم تک ایرج ریل لایا اور لوگ پکارے کہ اے عوجان سنبھل
بہت پیچھے ہٹ آیا عوجان نے کہا کہ حریف زبردست ہے میں کیا کروں کیونکر قیام کروں ذرا ادھر مڑنا تھا کہ ایرج
نے جھٹکا دیا کہ دونوں گھٹنے عوجان کے آشنائے زمین ہوئے عوجان نے چاہا کہ لنگر قائم کرے مگر ایرج نے کمر میں
ہاتھ ڈالکے بہ نیر اعظم آفتاب تاباں کہکر زور کیا پہلے زور میں تا بزانو دوسرے میں تا بکمر تیسرے زور میں تا بسینہ لا کر
طاقت بازو کا دیکر سر سے بلند کیا عوجان نے چاہا کہ پاؤں بغلوں میں اڑا کر دانوں پیچ کرے ایرج نے جھنجھوڑ دیا کہ پاؤں
لٹکے ہونے کہیں ہاتھ کے دستانے کہیں زرکش کہیں خنجر برق پیکر کہیں مانند طاؤس آتشبازی کے چکر کھانے لگا ایرج
نے چاہا کہ زمین پر مارے کہ عوجان نے کہا کہ اے ایرج نوجوان میں نے غلامی آپکی اختیار کی مجھے دار سلطان شاہ سے
علاقہ نہ ملکوت شاہ کی پرواہ تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نے عوجان کو آہستہ زمین پر رکھا عوجان قدموں پر
ایرج کے گر پڑا ایرج نے اسکے سے لگایا اسنے کہا کہ اگر حکم ہو تو اپنے لشکر کو جاؤں اور اپنے بھائی کو بھی کر لاؤں ایرج
نے کہا کہ اچھا جاؤ عوجان روانہ ہوا اور چاروں طرف ایک غلغلہ تھا کہ ایرج نے بہت بڑے پہلوان کو زیر کیا کار نمایاں
کیا اور عوجان جو اپنی بارگاہ میں آیا تو اپنے بھائی مرجان اور افسران فوج سے کہا کہ بھائی میں تو ایرج کا غلام حلقہ بگوش
ہوا اب مجھکو ملکوت شاہ سے کچھ غرض نہیں ہے میں ایرج کے پاس رہونگا تمہیں اختیار ہے چاہو میرے ساتھ چلو چاہو چلے جاؤ تمام
سپاہ نے کہا کہ ہم آپکے ہمراہ ہیں ہم محکوم آپ ہمارے بادشاہ ہیں صبح کو عوجان اپنے بھائی اور افسران فوج کو لیکر ایرج
کی خدمت میں آیا قدمبوسی حاصل کی آقا گرگ مست قلماق کو عوجان کے مطیع ہونے کی کمال خوشی ہوئی اور مالک بن ملکوت
شاہ نے جو سنا کہ ایرج نے عوجان کو زیر کیا پہلے تو اسے یقین نہ آیا جب متواتر یہی خبر آئی تو نہایت مسرور ہوا اور خوشی
سے پھولوں میں نہ سماتا تھا اور اقبال شاہ تو سوار ہو کر پہلے ہی ایرج کے پاس گیا ایرج قدمبوس ہوا عوجان بھی
قدموں پر گرا اب یہاں سے سب جانب شہر روانہ ہوئے مالک بن ملکوت شاہ دروازہ شہر تک آیا کہ ایرج آ کر پہنچا اور
قدموں کو بوسہ دیا بادشاہ نے گلے لگایا عوجان اور مرجان نے بھی عزت حاصل کی مالک خوشی خوشی ایرج کو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا
جشن کی تیاری ہونے لگی اور یہ خبر ملکوت شاہ اور ارسلان شاہ کو ہوئی قریب تھا کہ مارے صدمہ کے جانیں نکل جائیں

کے آنے سے قطب دوران کی صورت بگڑ اپنے خیمہ میں آیا اور مالک بن ملکوت شاہ اور اقبال شاہ آکر جمع ہوئے حال ایرج
کی ایلچی گری کا انکو سنایا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایرج بھی داخل خیمہ ہوا قطب دوران غضبناک ہو کر بولا کہ ای ایرج تو ہمارا نامہ لیکر
گیا تھا تو دوالہبر سے صحبت ہوا اسکا کیا سبب مجھے خدا پرستوں کی عاقبت سے کیا مطلب ایرج نے کہا کہ اے قطب دوران مجھے خدا
ہوئی وہ تجلی چمکی آیا میں سے شرمندہ ہو کر انکی دعوت قبول کی پھر آوازی آئی اوس سلسلہ رسالت پناہ [illegible] کو دیکھ خود بخود
نہ جاؤ اور یہ سب ایک طرف حمزہ نے مجھکو بات تا سزا کے اپنا عیار بنایا تو نے مجھکو سزا دی تو چیلا چلا آیا یہ کہا کیا بس تازیانہ
اٹھا کر چاہا کہ ایرج پر مارے ایرج نے قطب کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور مالک بن ملکوت شاہ اٹھ کھڑا ہوا دوسرے
اقبال شاہ اٹھ کھڑا ہوا کہا اب ایرج سے ایسی خطا نہیں معاف فرمایئے قطب دوران نے تازیانہ ہاتھ سے پھینک دیا اور کہا
کیا اعظم آج انکو جلا دیتے جو میں مانع ہوا تھا ایرج نے کہا کہ واقعی آپ نہ بچاتے تو کون بچاتا آپ مالک ہیں قطب دوران نے کہا
کہ حمزہ نے کیا جواب جنگ دیا پھر تو نے کیوں نہ مقابلہ کیا ایرج نے کہا کہ میں اب موجود ہوں جیسا ارشاد ہو وہ کروں پھر قطب دوران
نے آواز دی کہ ای ایرج اب تم بیان کرو کہ تجھے کیا کہا ایرج نے کہا کہ اب غلام کی عرض یہ ہے سب تو آپ نے ارشاد کر دیا ہیں آپ
طبل جنگ بجوائیے میں حمزہ سے لڑوں اور انکو جو برائی کی ہے اسکا عوض لوں قطب دوران نے حکم دیا کہ طبل جنگ نوازش میں
آئے ہرکاروں نے امیر نامور اور زمرد شاہ باختری کو خبر دی ان دونوں لشکروں میں بھی نقارہ غازی گرگرایا تمام رات
تیاری رہی صبح کو میدان داری ہوئی ایرج مرکب پر سے اتر کر سامنے قطب دوران کے آیا اجازت میدان کی چاہی
قطب دوران نے کہا کہ تجھے سپرد بخدا اعظم کیا ایرج میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے پہلوان عادیان پور شدادیان
عمر و معدی کرب سے عزم میدان کیا لخت شدادی اٹھا کر بیچ پر گھوڑے کے مار کو دے کہ معلوم ہوا کہ میدان زمین کو چلے
گھوڑے سے لگے پاؤں اٹھا کر کھینچے پاؤں گھسیٹکر پڑے اس صورت سے انکو لیکر چلا کہ ایش نہ تھا ایسے گھوڑے کا نام
اور رخش کی اولاد میں ہے کوہ پا موں نورد نام ہے اسواسطے کہ پیشتر ایرج کا گھوڑا ہے اکیس گز کا [illegible] کا دورہ [illegible]
بڑی ہوتی ہے کہ گھوڑے کے چشم و گوش ذرہ تک چھپے ہیں [illegible] سے ہر گز رستے ہوئے ہیں وصل کلام پہلوان عادی
و عادی کار زار میں آئے ایرج کا دوران ہوا کوئی دو تین قدم عادی کا مرکب ہٹکر رہ گیا ایرج نے نام پوچھا بعدہ حربے
کا خواستگار رہا عادی کی معرفت سے انکار ہوا ایرج نے خبردار [illegible] ضرب نہ عادی نے تیر سکو زرب پر لیا آخر کار ایرج
نے چند طعن سے عادی کا نیزہ ہوائی کیا عادی نے تلوار کا وار کیا ایرج نے انھوں سپاہ گری [illegible] کی بچا کر قبضہ پر ہاتھ
ڈالا بیانہ زور کشتی کے ہونے لگے گھوڑے پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونوں مرکبوں سے کودے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر پھر دست و
گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی تین دن تک کشتی رہی تیسرے دن ایرج نے پہلوان عادی پر زور آزمائی کی لشکر نہ اکھڑا
ایرج حیران ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب حریف عادی کے کمربند کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو عادی پیٹ پھلا لیتا ہے کمربند
غائب ہو جاتا ہے حریف کو کچھ نہیں آتا لشکر سی طرح نہیں اکھڑتا اور امیر سے بھی جب اس سے کشتی ہوئی تھی تو امیر بھی پیچ
لگ پوچھنے میں حیران تھے کمال پریشان تھے اسوقت بھی عمر نے حکمت بتائی تھی اسکے گدگدی کرو اور امیر نے انگلی کہ
میں ماری کہ تیغ شکم ہو گیا [illegible] ہوا کمربند نظر آیا اسوقت امیر نے کمربند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا تھا ایرج بھی حیرت میں تھا کہ
کیا کیجیے مگر قطب دوران نے ایک پرچہ لکھکر ایرج کو بھیجا کہ تو اسکے گدگدی کر جب کمربند نظر آئیگا تو اٹھا لینا قصہ مختصر ایرج
نے قطب دوران کی تعلیم سے پہلوان عادی کو اٹھا لیا قطب دوران نے رومال ہلایا تمام آفتاب پرست پکارے
کہ جو قطب دوران کا دشمن اور بد خواہ ہو اسکا رو سیاہ ہو یہ سنکر امیر بہت آزردہ ہوئے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر انتقام
بہا لینے بھی نہ بھگایا ہو تو ہم ابن حمزہ نہ کہا ہو گا طبل بازگشت بجا ہر ایک اپنے خیمے کو گیا امیر بھی میدان سے سب

دور تھی دور تھی جب نزدیک آگیا سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا علی جد ہم کا پشت پر جا مجوا پنجہ خورشید دراز کرکے جھپٹی دی کہ تلوار
چھٹ پڑی اُسکے قبضہ کو اپنے چنگل میں لیا اور چاہا کہ ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لے ممکن نہوا دونوں پہلوان زور شکش کرکے ہو سنکے
گھوڑے پیٹھ کے بل بیٹھ گئے یہ دونوں رکیبون سے کود پڑے دامن گردان کر دو دو کشتی ہونے لگی تین پہر تک کشتی ہوئی
پہر دن باقی تھا کہ ایرج نے لنگر منار کا توڑ کر نکالا اور ہوا پر زنجیر فولادی کا کمر شکن باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا جنے
منار کی چاہا کہ جنگ مغلوبہ کرین بختیارک مانع ہوا طبل بازگشت بجا چوب پڑی دونوں لشکر پھرے دوسرا امیر بیٹھا دیں
بارگاہ سلیمانی ہوئے اور قطب دوران نے حکم کیا کہ منار کو طوق و زنجیر مین گرفتار کرو اور ہمارے سامنے لاؤ جب حکم
منار کو سامنے لائے منار نے بطریق لقا پرستان سلام کیا جواب سلام کا کسی نے نہ دیا قطب دوران نے بیٹھنے کا اشارہ
کیا وہ کرسی کا احمق کرسی پر بیٹھا ساقی کو اشارہ ہوا کہ جام شراب کا دے جب منار نے دو تین جام شراب کے پیئے دماغ ہوا
تاب سے گرم ہوا قطب دوران نے پوچھا کہ او منار تجھے ایرج نے کیونکر زیر کیا منار بولا کہ جسطرح بہادر کو بہادر زیر کرتے ہیں
قطب دوران نے کہا اب تو آفتاب پرستی اختیار کر اور بہت سا سمجھا کر کہا کہ لقا نہایت دروغگو اور کاذب ہے اسکو خدا
جاننا غیر مناسب ہے اور وہ ایسا ذلیل ہے کہ ایک ادنی عیار حمزہ نے اُسکی ڈاڑھی کا اپنے موت سے مجبور کر مونڈی اور اوسکو
خبر بھی نہوئی وہ قابل خدائی نہیں ہے منار نے کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور دین آپکا قبول کیا قطب دوران
نے کہا کہ نیر اعظم آفتاب تابان برحق ہے منار نے کہا کہ آفتاب پرست ہوا مجلس رنگا رنگ دیں ست تھا سونے میں جا خبر لقا کو
ہوئی بہت حیران ہوا اُسکے افسران فوج نے کہا کہ کبھی وہ کسی کا خیر نہ کریگا بختیارک بھی بولا کہ منار ایسا نہیں معلوم ہوتا
اور یہان منار نے دو ایک روز تامل کیا ایک دن شب کو دو پہر رات گئے زندانخانہ لاہوت شاہ پر آیا بہرام
آفتاب پرست نے کہا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میں ہون منار خارا شکن اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں خداوند کی
کو رہا کرکے لیجاؤنگا بہرام نے نعرہ کیا کہ میں تجھکو کب چھوڑتا ہوں اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ لینا جانے نہ دینا اور خود بھی تلوار
کھینچکر دوڑا منار دو چار آدمیون کو مار کر بہرام سے مقابل ہوا بہرام نے تلوار ماری منار نے وار اسکا روک کر جو
تلوار ماری بہرام کے دو ٹکڑے ہوئے پھر تو لاشے لاش پر لاش گرا دی کوئی موکل زندانخانہ اُسکے مقابلہ میں نہ ٹھہرا سب
بھاگ گئے منار اندر گیا لاہوت شاہ کی قید توڑی اور گھوڑے پر سوار کرکے روانہ سمت لشکر لقا ہوا صبح کو
لقا اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہے اور تمام لقا جمع ہوئے ہیں بختیارک مسخرہ پن کر رہا ہے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ منار
خداوندزادے کو چھڑا لایا لقا بہت خوش ہوا سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کو جاؤ اسی اثنا میں منار مع لاہوت
آیا لقا کو سجدہ کیا لقا نے منار کو خلعت دیا لاہوت شاہ کو گلے سے لگایا بعد اُسکے منار سے بختیارک نے پوچھا کہ
تم کیونکر آئے اور لاہوت شاہ کو کس طرح چھڑا کر لائے اُسنے سارا احوال بیان کیا کہ بہرام آفتاب پرست
کو مار کر اور چند آدمیون کو قتل کرکے خداوندزادے کو چھڑا لایا اور راتون رات وہانسے بھاگ کر آیا بختیارک نے
جواب دیا کہ وہ آفتاب پرست تمہیں چین نہ لینے دیگا قیامت برپا کریگا آتا ہی ہوگا لقا نے کہا کہ او شیطان کیا بکتا ہے
بھلا وہ یہان کیا آئیگا بختیارک نے کہا کہ معلوم ہو جائیگا اور ادھر صبح کو قطب دوران دربار میں آکر بیٹھے ایرج آیا
مجرا کرکے اپنے دخل پر بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی کہ ہرکارون نے آکر یہ خبر دی کہ رات کو منار
خارا شکن بہرام کو قتل کرکے لاہوت شاہ کو چھڑا کر لیگیا ایرج نے جو یہ سنا آتش غضب کا اوسکے سینہ میں مشتعل ہوئی
تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جاکر منار کو بسزا پہونچاتا ہون لاہوت شاہ کو لاتا ہون قطب زمان نے منع کیا کہ
زبدۂ آفتاب پرستان تم قصد دیگر دیگر نیر اعظم اُسے سزا دیگا اور منار سے قیدی کو بھی منگوا دینگے ایرج نے عرض کیا کہ یا

لیے ساتھ تھے جب صحرا مین پہونچے تو قراولون نے جھنڈی جھاڑی کا جھاڑنا شروع کیا تیتر اور بٹیر اُٹھنے لگے باز بہری
شاہین چھوٹنے شکار ہونے لگے عجب لطف تھا اشعار

کسی سمت چلین کہین ہیر ہان
ہر نردون کا جب کریگی تکلم
کیا شیر چونکا خمشیر سے

ہر نردون کا جو نرادہ ہو شکار
چہ نردون کی جانب پھر ارا ہوا
بجا تیغ سے تو گرا تیر سے

لگے باز ہا شون مین تھے باز دام
وہ کنجوں کی کہین جھڑپان جواب
لگے صید سب صبح سے جانور

کہ ہو طائر روح بھنے شکار
دل شیر وحشت سے ہو جگی آب
نہ چیتا بچا ایک بھی شیر نر

ایرج تو بیان سیر و شکار مین مصروف تھا کہین ہرکارون نے
نورالدہر کو خبر دی کہ ایرج برائے شکار گیا ہے شاہزادہ نورالدہر کو اشتیاق ہوا کہ چلکر ایرج سے ملاقات کیجئے حکم دیا کہ
ہم بھی شکار کھیلنے چلین گے بھلا ابھی ارادہ ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ہمراہ ہون نورالدہر نے کہا کہ
تمھارے اطوار سے آگاہ ہون تم ایرج سے عداوت رکھتے ہو کبھی ہزار بیجا نے ہو کبھی باتین کرتے ہو خاموش نہین رہتے ہو
تمھارا ساتھ لیجانا مناسب نہین ہے تم اگر جاؤ گے تو میرا لطف شاذ کرو گے اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب مجھے اس سے
کی دشمنی نہین مگر مین تو صاف گو ہون صاف صاف کہتا ہون فرخ بازارگان اسکا باپ موجود ہے ہزار بیجا خلاف کہتا ہون نورالدہر
نے کہا کہ تمھی بہتے تو ہمین سے واہیات بکنا شروع کیا مین تمکو کسطرح ساتھ نہ لیجاؤنگا اسد نے کہا کہ مین عہد کرتا ہون کچھ نہ بولونگا
بلکہ اسکی خدمت کرونگا اور سرد و گرم جاؤنگا غرض نورالدہر بھی شکار کھیلنے ہوا چلا جاتا ہے ادھر سے ایرج آتا ہے دونون
مین ملاقات ہوئی ایرج نے سلام کیا نورالدہر کی بلکہ وہ بھی مرکب سے اترا یہ بھی پیادہ پا ہوا اور ایک جھیل کے کنارے
فرش استادہ ہوا دونون آکر بیٹھ جاتے آگر موجود ہونے تابع ہوتے لگا جام جو گردش مین آیا کباب گوشت شکاری کے تیار ہو کر
آنے جاتے ہین اور یہ دونون کھاتے جاتے ہین اسد بھی اپنے رفیقون سمیت بیٹھا ہوا ہے سر نیچون پر ہاتھ پھیر رہا ہے ایرج نے
اسد سے بھی صاحب سلامت کی اسد نے یون سلام کیا جیسے کوئی اُٹھی ارادتا ہے ایرج نے کچھ اسکا خیال نہ کیا اب باہم صحبت
گرم ہے تھنڈی ہوا چلی آتی ہے صحرا کی فضا عجب لطف دکھاتی ہے ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار وہ کونسا دن ہوگا کہ آپ
مجھے سرمیدان زیر کرکے بٹھائینگے اور مین آپکی اطاعت اختیار کرونگا یا مین آپ پر غالب آؤنگا اور اپنے لشکر کا شہریار کرونگا نورالدہر نے کہا کہ
مجھکو بھی یہی تمنا ہے کہ تجھ سے مقابلہ کیجئے دل کا حوصلہ نکالیے لیکن اسد یکلخت نہایت برہم ہوا اور قبضہ پر ہاتھ ڈالا نورالدہر
کا دھیان اسد کیطرف تھا کہا کہ بھئی خیر تو ہے کیا ارادہ ہے قبضہ پر کیون ہاتھ رکھا ہے اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ نے
فرمایا تھا کہ ایرج کے معاملہ مین دخل نہ دینا کچھ منہ سے نہ کہنا چپکے بیٹھے رہنا سو اب تک تو مین خاموش رہا مگر یہ تو نہین سنا جاتا
یہ ہزار بیجا کہے کہ مین تجھپر غالب آؤنگا یہ واجب القتل ہے مین اسے اسوقت خوب درست بناؤنگا نورالدہر نے کہا کہ بھئی جو مجھ
سے کہا مجھے کہا تمھارا کیا نقصان ہوا اور قطع نظر اسکے کوئی لفظ نا شائستہ نہین کہا فقط یہی کہا کہ مین غالب ہون تو آپ کا
بادشاہ کرون خدا نے ایک کو ایک پر غلبہ دیا ہے ایک سے ایک کو مغلوب کیا ہے فضلنا بعضکم علی بعض پانچون انگلیان برابر نہین
ہین مصرع خدا پنج انگشت یکسان نکرد * تمکو بگڑنا کب سزاوار ہے بیچارہ ہے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب سب انسان
برابر نہین ہوتے اگر میری نسبت مین ایسا کلمہ کہتا تو مین جیتا اسکو چھوڑتا یہ ہزار بیجا آپکو بھول گیا بہت بھول گیا سر پر چڑھ
گیا ہے خدا کو بھول گیا ہے انسان کو چاہیے کہ خود کو سمجھے رہے کہ مین کون ہون مثل مشہور ہے کہ اپنا اپنا مقدر ممتاز نورالدہر نے کہا
کہ لیکن تم بہانے سے میری صحبت کو برہم کروگے سارا لطف کھو دوگے اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آپکو اختیار ہے مین دخل نہ
دونگا اب کچھ نہ بولونگا لیکن ایرج ان باتون پر کمال برہم ہوا تھا کہ نورالدہر نے کہا کہ ای زبدہ آداب یہ تو سودائی ہے
اسکی باتون کا برا ماننا خلاف دانائی ہے ایرج نے کہا کہ مجھے آپکے سبب سے کسی سے تعرض کب ہے مگر اسد کا عالم ہے کہ آواز کسے
ہے کچھ کہتا ہے اپنی شجاعت سے نہین چوکتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جو مجھکو دیوانہ جانتا ہے وہ خود سودائی ہے تم دیوانے کو سمجھ

ہرن بخود کو ہوش میں لاتے ہیں کہ طماس نے کہا کہ صاحبزادے چپکے رہو ان باتوں سے کیا حاصل ہے اسد بولا ای طماس تم بھی کچھ کو
بھی سنتے ہو دیکھو یہ بابی بھائی صاحب سے برابری کرتا ہے ای طماس یہ جب ہاتھ سے مارا جائیگا سر میں ان سے ہانکا دوں غلام
ایرج کو باتوں میں ٹالتے ہوئے ہیں مگر ایرج اسد کی باتیں سنتا ہے اور خاموش ہے بس ہے خیر نورالدہر کچھ نہیں کہتے کہ اس اثنا
میں دیکھا کہ ایک ہرن بڑا عظیم پیکر سامنے سے بھاگا جاتا ہے ایرج نے تیر و کمان اٹھا کر ایک تیر اس ہرن پر مارا کہ بائیں پہلو پر
لگ کے نکل کر باہر گذر گیا سامنے ایک شاہزادہ نورالدہر نے تیر مارا کہ وہ بھی نشانہ ہوا اسد نے تیر کمان میں پیوست کر کے سینہ ایرج
کا تاکا نورالدہر بہت مانع ہوا کہ اسد یہ کیا اسد بولا بھائی صاحب اپنے ہرن کو شکار کیا میں نے اپنے صید کو تاک لیا
نورالدہر غضبناک ہو کر زیادہ باتیں نہ بنا اتنا جہالت کو کام نہ فرما القصہ لوگ جا کر اس ہرن کو اٹھا لائے ذبح کیا ابھی وہ
ہرن سامنے پڑا تھا کہ گرد اٹھی اور عمرو بن رستم تیر و کمان ہاتھ میں لیے ہوئے پہونچا دیکھا کہ ہرن ذبح کیا ہوا پڑا ہے پکارا کہ یہ
شکار کسنے صید کیا نورالدہر آگے بڑھ کر بولا کہ ہمیں کچھ بے جا سرزد ہوئی ہیں نے تیر مارا اسد نے کہا کہ ای عمرو بن رستم شکار
صید کر دا ایرج نے نشانہ کیا نورالدہر نے گھور کر اسد کی طرف دیکھا اور عمرو بن رستم سے کہا کہ تم آدمی بڑا فسادی کہ کیونکر ایسی
باتوں پر زیادہ ہی باتیں کیں کہ درست شاہزادہ خاور سپاہ دکھائی دیا اسد نے دوڑ کر کہا کہ بھائی صاحب اس جزا رپچھ
سے قیامت برپا کی عمرو بن رستم کے صید کو صید کیا ابھی اسد یہ کہہ رہا تھا کہ سامنے سے نورالدہر اور ایرج دونوں آئے
قاسم کو سلام کیا اور پھر کب برے اثر کر ادبی صحبت میں آئے ایرج نے عذرخواہی کی کہ میں نہ جانتا تھا کہ آپکے بھائی کا شکار ہے
قاسم بولا کہ بھئی خوب کیا نادانستہ کیا خطاوار ہے اور اسد سے کہا کہ بھئی یہ تجھے صید کرنا تو گوارا تھا تم خفا ہو اسد علاج خاک
ہو گیا اپنے دل میں کہنے لگا کہ جانے بس کہ خوبصورت ہے اسی سبب سے سب طرح دیتے ہیں عوض نہیں لیتے ہیں اور عمرو بن رستم سے
خطاب کیا کہ بھائی ہم تم چلکر ایک گوشہ میں بیٹھیں جب ایرج سامنے جائے تو اسے قتل کریں عمرو بن رستم نے کہا اچھا غرض یہ
دونوں علیحدہ ہو رہے اور بیٹھے نورالدہر ایرج قاسم یہ تینوں ایک جگہ ہم صحبت ہوئے ناچ شروع ہوا دورہ جام گردش میں
آیا اگر کہ کہانے لگے کہ اب تیار ہو کر آنے لگے قاسم کا یہ عالم ہے کہ ہر بار یہ قصد کرتا ہے کہ ایرج کو اپنے کلیجے میں رکھ لیجیے تصدق
ہو جیے گرد پھر جیے اور ایرج کا بھی یہ حال ہے کہ دست بستہ عرض کر رہا ہے کہ مجھکو بھی آپکی قدم بوسی کی نہایت آرزو تھی اور میں تو
یہ چاہتا ہوں کہ اگر کسیطرح سے دین و مذہب کا فیصلہ ہو جائے تو ہم آپ یکجائی ہو جائیں اور قاسم کبھی ایرج کو جام شراب دیتا ہے
کبھی گزک کباب دیتا ہے کبھی کیا اچھے ہیں اور تحسین حال قطب دوران بار بار ہے کہ ملک بحر گوشہ سے کیونکر آئے اسی کا
استفسار ہے ایرج حال ترک لوش کے مارے جانیکا پوچھتا ہے غرض ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتا ہے نورالدہر بھی ایرج
نوجوان سے مخاطب ہے اور کہتا ہے کہ شاہزادہ خاور سپاہ میرے قبلہ و کعبہ ہیں انکی کیا تعریف کروں جو جو کہ کام انھوں نے کیے
ہیں بشر سے نہیں ہو سکتا کیا کہوں لشکر لقا خدا سے باخبر ہیکہ جہان چونسٹھ لاکھ سوار کی چھاونی پڑی رہتی ہے بشخون بہم پارہ
انکے سامنے کیا کچھ بی شجاعت کا نام لے لیا شوری کا دم بھرے اور قاسم نورالدہر کے اوصاف بیان کر رہا ہے کہ جالیسا بہادر ہے
کہ طماس ایسے شخص کو فرزند امیں میں زیبا لقا ایسا مند آور کو قلعہ مغربی حصار سے قلعہ شام دوزنک کے ساتھ کوس کا کا
ہر ایک ہاتھ پر اٹھا لائے ہوئے یہ کیا ہی باتیں تھیں ناچ ہو رہا تھا کہ ایک طرف سے شاہزادہ عالم گرد و رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
رشک سہراب دشمن بدیع الزمان گرد و لشکر شکن شکار کھیلتا ہوا نمودار ہوا نورالدہر بواسطہ استقبال دوڑے اور ایرج
ساتھ نورالدہر کے چلا قاسم تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا بدیع الزمان بھی صحبت میں آ کر بیٹھا سب نے استفسار مزاج کیا پھر قاسم
کو ناچ کا حکم دیا اب باہم شراب چل رہی ہے جلسہ پر شباب جم رہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک اژدہا مے آتشفشاں پیدا ہوا اور اس
صحبت کی طرف رخ کیا یہ سب شیر بیشۂ شجاعت اٹھ کھڑے ہوئے قاسم تلوار کھینچکر دوڑا بدیع الزمان بھی بڑھے قاسم نے تو یہ بچہ

لشکر سپاہ میں اور تمام سرداران ذیشان ہمراہ ہیں پر تا صاحبقران زمان کا کہ نام اُسکا قاسم تھا اسکا اژدہا نگل گیا ہے
سب اژدہے کے پیٹ میں بیٹھے ہیں فلک کے ستائے ہیں سعادت شاہ یہ خبر سنکر پیادہ ہوا اور ملازمت کے واسطے چلا اور ہوش
پر حمزہ صاحبقران کے سر جھکایا امیر بالتوقیر نے گلے سے لگایا حال اژدہے کا پوچھا اُسنے عرض کیا کہ حضور شہر میں
تشریف لے چلیں جو کچھ کہ معلوم ہے بیان کرونگا جو کچھ کہ اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہے تناول فرمائیے فقیر خانے کو رشک
باغ ارم بنائیے صاحبقران نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے ہمراہ سعادت شاہ کے روانہ ہوئے سعادت شاہ نے
مسند زرنگار بچھائی تا ایوان بادشاہی پا انداز زربفت کا [illegible] جواہر کی نثار کرتا ہوا بکمال عزت و حرمت و با مصاحبان
بادشاہی میں لایا دعوت کا سامان آراستہ کیا محفل عیش و طرب برپا ہوئی بعد کھانا کھانے کے امیر نے احوال اژدہے
کا پوچھا سعادت شاہ نے کہا او شہریار جہان سے قریب ایک پہاڑ ہے کہ مشہور کوہ اسکا نام ہے عجب کیفیت کا مقام
ہے اور وہاں ایک غار عظیم الشان ہے اسمیں سے ہر وقت دھواں نکلا کرتا ہے اور یہ اژدہا اُس غار سے نکلکر شہر میں
آتا ہے ہر طرف جاتا ہے لوگ اُسکے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا ہے اور یہ طرفہ تماشا کہ اکثر باشندگان یہاں
کے باتیں کرتا ہے امیر نے فرمایا او سعادت شاہ یہ اژدہا میرے بیٹے کو نگل گیا ہے میں اسکو بغیر مارے ہرگز نہ چھوڑونگا
جہان ہے وہیں جاکر مارونگا اپنی جان دونگا سعادت شاہ نے ہاتھ باندھکر عرض کیا حضور کو اختیار ہے مگر وہ
اژدہا مہینوں نا معلوم ہوتا ہے اب نکلے یا دن نکلے کیا اعتبار ہے امیر نے فرمایا کبھی تو نکلیگا سعادت شاہ نے کہا او
شہریار جہان ایک چیز عجائب و غرائب اور ہے ارشاد ہو تو عرض کرون حکم ہوا بیان کر سعادت شاہ نے کہا کہ
حضور منصور کوہ پر ایک قصر [illegible] مثل آسمان بلند ہے مانند ایوان شاہی کے بنا ہے سقف و ستون طلائی آئینہ جواہر نگار
جڑا ہوا ایک دریچہ طلائی ہے اُس قصر میں نمایان ہے صبح کو جب آفتاب نکلتا ہے عکس آفتاب کا اس دریچے پر پڑنے سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ دوسرا آفتاب نکل آیا عجب لطف نظر آتا ہے پھر ایک ہوا آتی ہے وہ پردہ سرکا اُٹھا ہے [illegible] عجب
ہو جاتا ہے چالیس دروازے اس دریچے کے دکھائی دیتے ہیں اور بجتے ہیں وہ بھی وا ہو جاتے ہیں ہر دروازے میں ایک ایک
عورت حسین منقش آتشین پیرہن [illegible] نظر آتی ہے بعد اسکے ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین [illegible]
ادا [illegible] جواہر میں غرق اُس دریچے طلائی میں کرسی جواہر کی بچھا کر بیٹھتی ہے کہ شہزادہ تماشا [illegible] حسن و
جمال میں شہرۂ آفاق قطعہ زہے رنگین ادا و جامہ زیب ⁂ نگار جانستان و دلفریب ⁂ کہ جبار اژدہا [illegible] ہرگز نہ [illegible]
پارسایان را شکیبہ [illegible] گلے میں ہیکل الماس کے نگینون کی پڑی ہے کہ جسکے دیکھنے سے جی بیکل ہو جاتا ہے ہاتھ میں اسکے ایک
ترنج ہے کہ ہر شخص اس سے صدمہ اُٹھاتا ہے حاصل کلام جو اس نازنین کو دیکھتا ہے دلدادہ و شیفتہ و فریفتہ ہوتا ہے دمبدم ولولہ
شوق بڑھتا ہے پھر ایک شعر عاشقانہ پڑھتا ہے وہ نازنین اُسی ترنج کو مجمع عشاق میں پھینکتی ہے جو شخص اُس ترنج کو اُٹھا کر
سونگھتا ہے گریبان چاک کرتا ہے اپنے کو ہلاک کرتا ہے ایک سمت ایک برج نظر آتا ہے اُس برج پر ایک کبوتر باندہ بیاض رنگ
پنجے جیسی طلائی [illegible] میں کبوتر اڑتا ہے ایک زنجیر طلائی اُس برج سے لٹکی رہتی ہے ہر شخص اُس ترنج کو سونگھ کر دیوانہ
ہو جاتا ہے جوش جنون میں بڑھتا ہے زنجیر طلائی کو پکڑ کر چڑھتا ہے جب قریب برج کے پہنچتا ہے کہ اوپر چڑھ جاوے
اپنے کو اُس نازنین تک پہونچاوے اُس برج میں ایک سوراخ پیدا ہے اُس سوراخ سے ایک ہاتھ نکلتا ہے اُس
شخص کو اندر سوراخ کے کھینچ لیتا ہے بعد ایک ساعت کے اُس شخص کا سر کٹا ہوا سوراخ سے [illegible] باہر پھینکدیتا ہے
پھر وہ نازنین وہاں نظر نہیں آتی ہے کھڑکی بند ہو جاتی ہے یہ تماشا ہے دیکھتے ہیں حال نہیں کھلتا کہ کیا بھید ہے
صاحبقران عالیشان نے کہا مجھے یہ طلسم معلوم ہوتا ہے وہ اژدہا بھی کوئی ساحر ہوگا ہم وہاں ضرور جاکر اُس مقام کی

دیکھنے لگے تعاقب کار عمرو بن امیہ ضمری کی وہاں گلیم عیاری اوڑھے ہوئے پہونچ گئے سنا کہ حمزہ صاحبقران طلسم کیونکر جائینگے
سوچے ایسا نہو ایرج بھی ساتھ حمزہ کے جائے گرفتار طلسم ہو جائے آج شب کو اسے کسی طرح بہانے سے لیچلو یہ سوچکر خاموش ہو رہے
جب رات ہوئی ایرج نوجوان کو مع رفقا بیہوش کر کے زنبیل میں ڈالکر لیگئے دوسرے روز ایک صحرا میں پہونچے
اتفاقاً ایک سوداگر کا قافلہ وہاں اترا ہوا تھا دیکھا کہ غلام اس سوداگر کا گھوڑوں کو پانی پلا رہا ہے عمرو نے حکمت عملی
سے اس غلام کو قتل کیا گھوڑوں کو چند قبضے میں لیا ایرج کو مع رفقا زنبیل سے نکالکر فتیلہ رفع بیہوشی روشن کردیا
خود گلیم عیاری اوڑھکر غائب ہو گیا ایرج کی جو آنکھ کھلی اپنے کو مع رفقا ایک صحرا میں پایا چند آدمی اتنے ہی گھوڑے دیکھ
کے بندھے دیکھے ایرج نوجوان نہایت حیران و پریشان دل میں سوچا کہ میں تو ہمراہ حمزہ صاحبقران شہر زرافشان چلا تھا
میں یہاں کون لایا اسی فکر و تردد میں ارادہ کیا گھوڑوں پر مع رفقا سوار ہو کر روانہ ہو کہ آسمان پر روشنی ہوئی دیکھا
قطب دوران چلے آتے ہیں لیکن تیوری چڑھی ہوئی خشم و غضب میں بھرے ہوئے ایرج واسطے قدمبوسی کے دوڑا
جب قریب پہونچا قطب دوران للکارے ای ایرج جگر بند لاکھوں مرتبہ کہا کہ خبردار خدا پرستوں سے ملاقات نہ کر
یہ دشمن دین و ایمان ہیں ہم ہے قطب دوران ہیں لیکن تو نے کچھ ساعت نہ کی شکارگاہ میں لزال الدہر و قاسم
بدیع الزمان یہ سب کے سب موجود تھے تو نے کسی سے کچھ پرہیز نہ کیا یہانتک تو نے سنا جب قاسم کو اژدہا نگل گیا
عزیز سب روتے ہوئے ساتھ ہو گئے تو انکے ساتھ کیوں گیا اور ایسا از خود رفتہ ہوا کہ ہمارا خوف کیا نیر اعظم کے غضب
دماغ لشکر کو اڑا اٹھایا ایرج چلایا ای قطب دوران جو کچھ آپ فرماتے ہیں بجا ہے فی الحقیقت میری خطا ہے اب اس جرم کی
ایسی تقصیر نہوگی حضور میرا قصور معاف فرمائیے غضب نیر اعظم سے بچائیے یہ کہکے دوڑکر قدموں پر قطب دوران کے
گر پڑا قطب دوران نے ایرج کو گلے سے لگا لیا کہا ای ایرج خبردار کبھی خلاف نیر اعظم کوئی امر نہ کرنا آفتاب تابان
فرماتے ہیں کہ اسکو ابتدا آ کر کے مستغلاق جلا دوں مگر میں نے بہت سی سعی کی اب ایرج سے ایسا قصور نہوگا
تب حضرت نیر اعظم کا غصہ فرو ہوا پھر کہا کہ نہیں معلوم اس عرصہ میں لشکر پر کیا گذری جلد جانا چاہئے چلو اہل لشکر کی خبر دیں
خدمت میں آفتاب تابان کی جاتا ہوں یہ کہکر طرف آسمان کے بلند ہوا وسط سما پہ جاکر صدائے آتشبازی مارا روشنی ہوئی
بلکہ خوشبو پھیلی تمام صحرا معطر ہو گیا ایرج نے اپنے رفیقوں سے مخاطب ہو کر کہا کیوں صاحبو قطب دوران کی کرامت
کو دیکھ لیا یزدان پرست انکو عمرو بتاتے ہیں کہاں عمرو بد ذات کہاں یہ صاحب کشف و کرامات سب نے کہا آپ ان
خدا پرستوں کی باتوں پر نہ جائیے کسی کے کہنے کو خیال میں نہ لائیے یہ تو سب کو برا جانتے ہیں سوا خدا کے تا دم مرگ
کسی کو نہیں مانتے ہیں سمجھتے تو آفتاب پرستی سے کوئی دین روشن نہیں ہے یاد کیجئے آپ نے نیر اعظم نے ہم سب کو شہر زرافشان
سے فرشتوں کے بیچ گرا ہمکو اٹھوا لیا انکو اسلام خبر بھی نہوئی کہ کون لیگیا غرض یہ سب تو اسی طرح باتیں کرتے ہوئے طرف شہر

اختر روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑئیے

اب کچھ احوال لشکر اسلام و لقا بد انجام کا سنئے غزل

داغ داغ ای گل تری فرقت میں ہم سینہ ہیں
منہ چھپائے ہم کفن سے آج کس دن کے ہیں
کنکر ہو رہے بیت کوئی خالی نہیں
آرزو سے دوست ہے لیکن دل افسوس میں ہیں
مگر جدائی بیقراری کیوں بتائی ہر گھڑی

پھر کہیں نہ انکو ہے وا سینہ میں
دست گل میں ہیں بلبل کی ہے یاد صحت
دست و ہیں مرتے تم جان و دل سے خوش نہیں ہیں
شورش مختصر سال کو تکلیف فقط نہ
چند خط اشک خواہید سر ہاں ہیں ہو گیا

بعد مردن اسقدر ہم کو گناری بڑی
آپ بیمار ہیں اس جنوں جنگل پر پریش
انکو ہوا اپنی تنہا منع وصلت ہیں قبر
سو طرح کی آفتیں باقی ابھی مرض ہیں ہیں
حضرت حیرانگی دست جنوں سے پہ چھپے

تیسرے دم شمشیر میں سب خدا پرستوں کی موت لقد پر کر دی کوئی آفتاب پرست جیتا رہے یا ہوسکے زندہ نہ بچیگا اُس نے اپنے
گینڈے کو جولان کیا ایک بار گرد میدان میں آیا سارا میدان کا دکھایا خوب عرق عرق ہو گیا ابھی اُس کا عرق کر لایا اُس
گینڈے کو روک کر کھڑا ہو گیا اپنے دم کو آراستہ کرتے تھا بعد دم بھر کے آواز دی ای آفتاب پرستو جلد میرے مقابلے
کو نکلو یا آکر لقا کو سجدہ کرو آس صابر نے جلدی کر رہا پر کہ میدان میں فتوت آفتاب پرست برائے مقابلہ نکلا بعد تھوڑی
سی گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی آس نے نیزہ دکھا لیا اسکے تلوار ماری اسنے تلوار کو روک کے خود ضرب لگائی سپر کو کاٹا
سر پہ پڑی خود و بلند عرق چین زرہ دوپ کو کاٹ کر دو ابرو درآئی فتوت نے داستانہ مارا گھوڑا اور تل کی کمر سے
دریا سے خون جاری ہوا اشق طاری ہوا الغرض دوپہر تک کئی آفتاب پرست ہاتھ سے آس بن الوس کے مارے
گئے اب پر ابعد ہو گیا کسی کی آواز میں آس نے دین کوئی مقابلے کو نہیں آیا اُسوقت آس گینڈے کی ہزار گی آفتاب پرستان کا
لشکر بے گھوڑا تو در پھٹنے لگی لقا نے فوج کو اشارہ کیا تمام فوج عم لقا سے بڑھے لگے آس دوڑے بڑی جنگ مغلوبہ ہوئی اُس کا
[illegible] قریب اقبال شاہ کے پہونچا اقبال شاہ برابر مقابلہ ہوا آس نے اسکے حربے کو روک لے کمر میں ہاتھ ڈالا کر
اٹھا لیا علم کو قلم کیا آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے کوہ اختر پر چڑھ گئے آس فتح پا کر خدمت میں لقا کی آیا لقا نہایت
خوش ہوا سو جواہر نثار کر دیا اقبال شاہ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کر کے دمدمہ کے تہخانے میں بھیجا بختیارک نے کہا دو بیان
دوران ای آس بن الوس عالیشان اب کل خدا پرستوں کا خاتمہ کر دو آس نے جواب دیا وہ کل بھی ایسا ہی ہوگا لقا
سے کامل جنگ بجوا دے لقا نے حکم دیا کہ جلد طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی ہر کاروں نے خبر لشکر اسلام
میں پہونچائی یہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑی کہ شب تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آ کے
صف آرائی ہونے لگی طرفین سے ابھی کوئی نہیں نکلا نقیبوں نے نقاب لیلی شب کی رخ کر گرد صحرا سے اُٹھی ہر کارے
واسطے خبر کے پروانہ ہوئے جب واضح ہوا کہ دیکھا کہ تین سو علم سنہری و نشان جس کہ سواروں کے نمایاں ہونے
اور ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف خدائی لقا کی تحریر بعد اُسکے خاص برداروں کے غول بعد اسکے مرکب تتاری و زنگی و
حبشی و چینی و عراقی و عربی با ساز و سامان مرصع کار بعد اسکے ہزار بار سرجوان بادلے کی قلعیان کمر میں بندھی ہوئیں
کتبہ دن سے پاجامے چوڑی دار پہنے ہوئے گھٹنوں تک مخمل دبے ہوئے ہزار سے خچروں کے دالوں پر چڑھے ہوئے
چہرہ کا ذکر ہوئے اس سامان سے چلے آتے ہیں بعد اسکے جدہ زنار سلسل کھینچی کر گردن پر سوار چلا آتا ہے جس کی سواری
پشت پر ایک چتر پوش بجز پوش بصد جوش و خروش چار آئینہ لگائے سامنے نمودار ہوا آدمی کہتا ہے کہ نور الدہر
بدر کو پکڑ کر شہر سحاب میں قید کیا تھا پر بھی جادو قید سے ہا کے جزیرہ فندق میں لائی اور ایک تختی فولادی اسکے بدن پر
تھا سکی آنکھ پر بند کیے تھے ہیں بدر کے بھتائی اور بچا دیا بسبب اس تختی کے کوئی حربہ جیتے بدن پر تاثیر نہ کرتا اس کام
جزیرہ فندق سے اس کا فرنے خروج کیا پہلے ملک سنجان کا راستہ لیا جب وہاں پہونچا کامل خان بن کتاب سے
اُسکا مقابلہ کیا بسبب اس تختی سحر کے کہ ہم اُس تختی کا خفتان مرصع بند ہو کوئی حربہ واسطے بدن پر کارگر نہ ہوا آخرکار
کامل خان بدر کے ہاتھ سے زخمی ہوا یہ ہوئے گرفتار کر لیا ملک سنجان پر اپنا قبضہ کیا اب یہاں اس قصد سے آیا
ہے کہ اہل اسلام کو قتل کر دوں لقا اسکے آنے سے بہت خوش ہوا اور یہ ہوئے لقا کو پیر اکیا لقا نے آواز دی ای بدر
تیرے آنے سے خدائی کو بڑی قوت ہو گئی اب تو ان بندگان خوابی کو سزا دے اور مجھکو لیکر قتلول پر پہنچا بدر نے وہیں
کیا خداوند ایسا ہی ہوگا یہ کہکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا جمشید بن قباد مرکب کو پھیر کر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہو جب ہم کلاہ عزیمت عنایت کیا جمشید

اُس جام کو پیکر بادہ گلگون کی پر سوار ہو دونوں مقابلے پر آکر نگاورزن ہوئے مرکب دونوں کے پانچ پانچ سات سات قدم
پیچھے ہٹ گئے پھر رانوں میں مسل مسل کے دونوں سامنے آئے بدر نے نام پوچھا جمشید نے کہا کہ میں بھائی ہوں بادشاہ لشکر
اسلام کا بدر نے کہا بہتر یہ ہو لقا کو سجدہ کر جمشید نے کہا او نابکار قابل لعنت بدر یہ کلمہ سنکر نہایت درہم برہم ہوا کہا خیر معلوم
ہوگا قضا تم سب کی دامنگیر ہے میں تم سب کے لیے ملک الموت ہوں ای بدر جو کچھ فن سپہگری سے جانتا ہے ظاہر کر تاکہ دل میں کوئی
حسرت تیرے دل میں باقی نہ رہ جائے جمشید نے کہا ہم کبھی پیشدستی نہیں کرتے جب تیری طرف سے وار ہوچکیگا ہم بھی جوہر تجھ پر کھولینگے
بدر نے کہا خیر اور برچھا لیکر نیزہ ہلایا جمشید نے نیزے پر نیزہ روکا نیزہ بازی ہونے لگی جمشید نے بدر کا نیزہ ہوا کیا بدر
نے تلوار ماری جمشید نے سپر پر روکی تلوار رد کرکے بدر پر تلوار ماری بدر نے بیٹھنے پر روکی تلوار جمشید کی اُچٹ
گئی بدر نے تبرز مارا جمشید کے سر پر چار آئینہ کا گرچہ دو ابرو در آیا جمشید نے دستانہ مارا تبرز تو سر سے نکل گیا لیکن دریا سے
خون سر سے جاری ہوا غش طاری ہوا بدر نے جمشید کو گرفتار کیا طبل بازگشت بجاکر پھرا صحبت میں لقا کی آیا بہت کچھ
لات و گلات بکھتیارک سے کہا ای بدر جب وقت پر تم یہاں آکر جو پیچھے کہ لشکر اسلام میں کوئی سردار نامی نہیں
سب کو بلا خوف و خطر قتل کرو کسی سے نہ ڈرو بدر نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ کہکر طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ادھر لشکر اسلام حیران
و پریشان اداسی چہروں پر چھائی ہوئی بیٹھا تھوڑے ہی عرصہ میں ہرکارے خبر لائے عرض کی حضور بدر نے طبل جنگ
بجوایا کل ہی ارادہ اُسکا مقابلہ کرنے کا ہے ادھر بھی نقارہ خانہ پر چوب پڑی چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
دم سحر دونوں لشکر میدان کارزار میں آئے صف آرائی ہوئی بعد آراستگی صفوف کے نقیب نسب دلیر چلے گئے
بدر یک و تنہا رزمگاہ میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شمشیر زن و شیر بیشہ وغا ہم سر شجاعت شعار
صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور نے گھوڑے کو اُٹھایا جب سامنے پہونچا بدر نگاورزن ہوا بدر نے اُدھر یاد دیکھا
ایک جوان ماہ طلعت خورشید صورت آنکھوں میں لال لال ڈورے نشہ وحشت کے بڑھے ہوئے گریبان مانند صبح صادق چاک زرہ
آستین تک کھلی ہوئی نہایت شوخ و چالاک بدر نے کہا شعر بگو نام خود را درین انجمن * کہ بسیار شد آدمی سوختہ من * اسد نے
دو کہا نعرہ اسد ناصر اسلام جری و دلیر * کہ آب در شیر شود طعم خیر * بدر نے کہا آج لوگوں نے تیرے نام پیدا کیے لیکن اب تمہارے
اقبال پر زوال آیا ادبار میں تم سب گرفتار ہو حمزہ مع فرزندان نامی و سرداران گرامی غضب خداوندی میں گرفتار ہے تم کو زانسب
دوزمہ ہو زمرد شاہ کو سجدہ کرو تمہاری خطا معاف ہوجائیگی اسد للکارا ای گبر ناحق شناس ای کندہ ناتراش یہ تو کیا فضول
بکتا ہے ہم اس بیجگو جسکو سجدہ کرینگے سوا لعنت کے اور کیا اسکے حق میں نکلینگے لاکھ لاکھ لعنت ہو لقا پر اور اُسکے
پرستاروں کے یہ سنکر بدر کا سنگر نعل در آتش ہوگیا آواز دی ای جوان بد بخت اپنے منہ سے نکال زبان کو تھام
دیکھ تجکو مزا اسکا ابھی دیتا ہوں شعر بیار آنچہ داری ز مردی نشان * کمان کیانی و گرز گران * اسد نے کہا او دشمن دین
ہم ہمارا دستور نہیں کہ پہلے حریف پر ہم وار کریں بدر نے پھر وار کیا گرز سب آیا بزور سر شور بر نیزہ اسد پر مارا اسد نے تیزی سے
بدر کا نیزہ بازی ہونے لگی بعد دو ساعت کے نیزہ اسد نے ہاتھ سے بدر کے نکالا بدر آگ ہوگیا تلوار کا وار کیا اسد
نے رد کی باہم تلوار چلنے لگی بدر جب تلوار مارتا تھا اسد سپر کو بچا جاتا تھا اور جب اسد نامدار کا وار چلتا تھا بدر بھی
سپر کرتا تھا صاف تلوار اچٹ جاتی تھی غرض اسد نے بہت سے وار بچا کر اسپر کرسی کا گرز خوار کا مارا اسد نامدار زخمی
ہوا حالت زمزاری میں تن بدن بے سر تلوار ماری بدر نے وار کو رد کرکے اچھلا اسد نامدار چوپایا ہوگیا بیہوشی طاری
ہوگئی بدر نے اسد کو باندھ لیا خدمت میں لقا کی بھیجدیا پھر مبارز طلب کیا عمرو بن رستم مقابلے کو آیا بدر نے اُس
شجاع جوان کو دیکھکر نام پوچھا اُس جوان نے کہا میرا نام عمرو بن رستم ہے چھوٹا بھائی قاسم کا ہوں جد اکثر کے خوب

مرتا ہوں ولی بیکسی و غم پہ نظر ہے / تسکین ہے کوئی اسکا موقع نہ یہاں ہے	اسواسطے یارو یہ غضب جاگزیں ہے / اودہم کہ خبر بھی نہیں کچھ فکر قدم ہے	ایسی آہ و فغان کبھی نہ کچھ ہم کو / مشہور ہے تسلیم سے باقی تنہا	ابتک ہیں کہ روئے ہیں ہم کہتے ہیں / ابھی نشہ سے مئے شرب دہر ادا ہے

در عشق وہیں باز دنیا ہوسا گئے	غالب کو ہرا کیوں نہ ہوا جان اسکے

سیاحان تماشاے غرائبات عجیبہ و سیر کنندگان قصص پر برکات لطیفہ نے یوں بیان کیا ہے کہ صاحبقران با وفا مع سرداران نامدار شہر درافشان حصار میں جلوہ فرما ہیں اور حال طلسم جان بحیات کہ اسکو طلسم فنتری دیوانہ بھی کہتے ہیں سعادت شاہ کی زبانی معلوم ہو چکا ہے صبح کو وہاں جانے کا ارادہ ہے القصہ جب شب گذر کر وقت سحر نمودار ہوا تب امیر مع اپنے سرداروں کے بستر خواب سے اٹھے ہیں امیر نے فرمایا کہ یہ کام بھی درد کا ہے اسکو یہ کب گوارا تھا کہ ہمیشہ ہمارے ساتھ رہتا ہر دم کہ وقت پڑا تھا ہم اپنا ہمارے سامنے سے اٹھ گیا ہم تم دو ساعت بیٹھے رہے یہ کہکر آبدیدہ ہوئے نادر علم شاہ سعدی چین نے بلکہ رونے لگا تمام دوست ہیں کا حال تباہ ہوا بدیع الزمان مشغول گریہ وزاری اور غم و الم کے جلسے بیقراری ہوئے صحبت بھر میں سناٹا پڑ گیا سعادت شاہ نے عرض کیا اے شہریار عالم کو معلوم ہوا ہے کہ یہ اژدہا تو نہیں ہے جادوگر ہے شاہزادہ خاور سیاہ زندہ ہیں صاحبقران نے فرمایا اے سعادت شاہ تم سچ کہتے ہو کس واسطے کہ یہ اژدہا بزبان انسان گویا تھا اب ہمارے ساتھ آؤ ہمکو وہ پہاڑ دکھاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تشریف لیجئے امیر اسیوقت سعادت شاہ کے ہمراہ سرداروں سمیت روانہ ہوئے چار گھڑی دن باقی تھا کہ دامن کوہ منصور میں پہنچے دیکھا ایک کوہ نہایت ذی شکوہ گلہائے گوناگوں شگفتہ جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ایک ندی کا تختہ طاؤسوں کی رفتار مستانہ چادر آبشار پہاڑ سے گر رہی ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکے عجب کیفیت کی جا نہایت مقام پر فضا ایک طرف ایک قصر عالیشان فلک نشان اور وہی برج جو کبوتر باز وہاں کبوتر اڑا رہا ہے امیر سامنے اس قصر کے جو ہیں دیکھا جہاں کا ایک جوان پر دو دریچہ ہیں سے قصر پر چھپے تھے وہ اسکے نازنینان مہ جبین و مہرویان نازنین نمودار ہوئیں سب کی سب حور تمثال غضب کا حسن و جمال تمام زعفرانی جوڑے پہنے ہوئے ساتھ نازو ادا کے کرسی جواہر نگار پر جلوہ گر ہوئیں شوخ و طرار ایک رخسار جو بن کا ابھار شعر جسے

گردو میں آن شکل ورفتار + بہ بندہ زاہد صد سالہ زنار

غرض صاحبقران مع سرداران عالیشان دلدادہ و فریفتہ ہوئے ایک نازنین سردار مہ جبین اسکے ہاتھ میں ایک ترنج ہے اس نازنین نے ترنج کو امیر کی طرف پھینکا امیر بانوفرست اٹھا کر اس ترنج کو سونگھا بیہوش ہو گئے اس ترنج کے حالت دیوانگی ہم پہنچی ترنج ہاتھ سے پھینکا گریبان چاک کیا شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے زیر قصر جا کر بیٹھے وہ نازنین پکاری جو ہماری آرزو رکھے وہ اس ترنج کی بو سونگھے یہ سنتے ہی بدیع الزمان نے اٹھا کر اس ترنج کو سونگھا یہ بھی دیوانہ بنکر زیر قصر جا کر بیٹھا پھر اس نازنین نے آواز دی جو جو چاہے وہ اس ترنج کی اٹھائے علم شاہ نے اٹھا کر سونگھا وہی حالت ہوئی پھر تو تمام سرداران نامدار بیقرار ہو کر ترنج سونگھ سونگھ کے دیوانے ہوگئے ہوش و حواس کھو گئے دامن صبر و تحمل ہاتھ سے چھوٹا ہر ایک پکارنے لگا کہ یوں ہی چاہی یہ بار کی جدائی جان تیری جدائی بعد مفارقت دید سے تکلیف اشتیاق پر صبر اختیار کیا بیمار ہوا دل میں + دل میں وہ ماند ہی سا جو و ماتم دل میں + سب سردار مع صاحبقران نامدار گرفتار دیوانگی کی رہے ہیں بلکہ جسقدر مومنان و مسلمان اس لشکر میں صاحبقران مخل بوستان بدیع الزمان نور الدہر عالیشان نے جو دیکھا کہ صدہا گروہ پہ سردار مع سرداران ذوی الاقتدار مسخر ہیں ہوئے دل میں خیال کیا یہ قصر بہ سبب اسی نازنین کو لیجا یہ جادوگر یہ لکا ساحرہ معلوم ہوتی ہے اے نور الدہر جب تک اسے قتل کرو گے کوئی تدبیر نہ ہوگا سب کام ہاتھ سے جاتا اور کیا عجب ہے یہی اژدہا بنکر خاور سیاہ کو نگل گئی ہو بس نور الدہر سوچکر آگے بڑھا وہ نازنین

رہی تھی اُسے پکڑ کے جیدھر جاتے کہ وہاں پہونچا جہاں ایک سوراخ روشندان کے مانند بنا ہوا تھا اُسمین سے ایک بادِ تند
سا آکر مین نورالدہر کی پڑا شاہزادے نے ہر چند زور کیا لیکن وہ ہاتھ جدا نہوا آخرکار شاہزادہ بیہوش ہو گیا اپنے
کو کچھ خبر نہ تھی کہ تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک باغ بے مثل و نایاب ہے نہایت سرسبز
و شاداب ہے گل پھلک رہے ہیں غنچے چٹک رہے ہیں بلبلیں شاخون پر زمزمہ سرا طرح طرح کے پھول شگفتہ ہیں نظم

یاسمین چنپا گل چمبیلی گڑھل
سیوتی داؤدی نرگس جعفری
پھول بنے فوارے میں یوں بار بار

لالہ و صد برگ زعفران کنول
اگر رہے تھے سارے گل جلوہ گری
جسطرح سونوں میں پہنچی ہے بہار

نسترن سیوتی چنبیلی موگرا
کیا درخت بے ثمر کیا میوہ دار
تھا ہر فرحت بخش دل وہ بوستان

رائی بیل اور جاہی جوہی
اپنے اپنے طور کی سب پر بہار
جسکو کہیے ثانی باغ جنان

ہر ایک عمارت پاکیزہ بنی ہوئی ہے ایک قصر عالیشان زمین تخت آسمان لوگون کو دیکھا جیسے پھول چنون سے توڑ رہے ہیں بعضے
ہار بناتے جاتے ہیں جو لڑکے کہ مکانون میں بیٹھے ہیں کوئی سوت کھول رہا ہے کوئی تاگے بٹ رہا ہے کوئی ڈلیان کتر رہا ہے
بعضے ہیں اپنے اپنے کام مین سب مصروف ہیں کوئی بیکار نظر نہیں آتا ان لوگون نے جو نورالدہر کا وہ حسن و جمال و دبدبہ
و جاہ و جلال دیکھا ہر ایک نے سلام کر کے کہا اے شہریار آئیے آپ بھی مانند ہمارے گرفتار ہوئے اب تا دم حیات یہان
سے نجات نہوگی شاہزادہ بولا خیر جو خدا کی مرضی رضینا بالقضا جو خواہش الٰہی ایک نے عرض کی اے شہریار آپ بھی کچھ کام
کیجیے کس واسطے کہ بے مزدوری یہان کھانا کسی کو نہیں ملتا ہے نورالدہر برہم خاطر ہوکر بولا دور ہو میرے سامنے سے مین کیا
مزدور ہون جو مزدوری کرون اُسنے جواب دیا آپکو اختیار ہے آپ جانیے آپکو آگاہ کر دیا چاہیے مانیے چاہے نہ مانیے
القصہ دن بھر اسی طرح گذرا ہر ایک اپنے اپنے کام مین مصروف رہا نورالدہر سیر کنان پھرا کیا جب شام ہوئی وہی
نازنین آکر قصر عالیشان مین بیٹھی اور وہ پھول جو سب نے توڑ کر ہار بنائے تھے اُس نازنین کے سامنے لیجا کر
کھڑے ہوئے وہاں سے خوامین آئین تمام ہار پھول لیگئین بعد گھڑی بھر کے وہ نازنین اُٹھ گئی یہ سب وہاں سے پھر کر اپنے
اپنے مقامون پر پہنچے چراغ روشن کیے تھوڑی دیر کے بعد خوان کھانے کے لوگ لائے آگے آگے داروغہ مطبخ اُسنے
سب کو کھانا تقسیم کیا نورالدہر سے بات تک نہ کی سبھون نے کھانا کھایا شاہزادے کی صلاح بھی نہ کی بعد کھانا کھا چکنے
کے سو رہے صبح کو پھر اُٹھ کے گلچینی مین مصروف ہوئے وہ دن اُسطرح سے گذرا نورالدہر کا نہست بیحال ہارا رات کو
بدستور سابق وہی داروغہ آیا سب کے واسطے کھانا لایا ہر ایک کو دیا لیکن نورالدہر کی طرف التفات نہ کی
نورالدہر کو از بسکہ بھوک کمال تھی تاب باقی نہ رہی پکارا اے شخص مجھ پر کیسا افاقہ ہے تو سب کو کھانا کھلاتا ہے مجکو نہیں دیتا
مین بھوکے مارا جاتا ہون کہا تا مزدور لگا یہ لکڑی دی اُس سے پیٹا اُسنے دو گھڑی کے بعد نورالدہر کو چار دن شانے
چت دے مارا مشکین باندھ لین کہا اے عزیز بیٹھے اور کیا سزا دون تو قیدی مجسم ہے بلکہ آگاہ کرتا ہون جبتک تو کچھ
محنت ذکر لگا کھانا نہ ملیگا یہ کہکر مشکین کھولکر چلا گیا لوگون نے شاہزادے کو کھانا شروع کیا کہ ہم تو روز اول آپ سے
کہتے تھے آپ کچھ مزدوری کیجیے آپ سنتے نہ مانا داروغہ سے بھی جھنجھٹ اُٹھے شاہزادہ بولا مجھے تو کچھ بھی نہین آتا ہے مین کیا کرون
ایک شخص پکارا ہم کیا قوم کے مزدور ہین مگر کیا کرین فلک سے مجبور ہین ایک بولا ہم سوداگر بچے ہین مگر یہان مزدوری سے
نہین بچے ہین نورالدہر سب کی باتین سن رہا ہے اور اپنے حال پر رو رہا ہے کہتا ہے اے نورالدہر کیا انقلاب ہے ہو گئی
ہوکر ہمارے ہاتھ کی ملازم خوان کھانے کے تقسیم کر دیتے تھے یا اب ہم خود بار روٹی کو محتاج ہیں لوگون نے جو رو روتے دیکھا
کہا اے شہریار آپ بیٹھے بیٹھے پھول ہی توڑ لیجیے اور کچھ نہ کیجیے آپکو وقت شام کھانا تو ملیگا شاہزادے نے کہا اچھا
کیا مضائقہ ہے اتنا تو ہو سکیگا بھوک کے مارے عجیب حالت تھی عرش کی ڈنڈی تھی القرض چمن مین جا کر پھول توڑے

جب شام ہوئی تو آج نور الدہر کو بھی کھانا ملا شاہزادے نے خوب سیر ہو کر کھایا پھر سو رہا صبح کو بہت سے پھول درختوں
سے چن کے اسی طرح کھانا کل سے زیادہ خوب کھایا اسی طرح ایک ہفتہ گذرا اب نور الدہر نہایت پریشان کمال حیران دل
میں سوچا کہ اس طرح روز کیطرح نوبت رہنے سے تو موت بہتر بس یہ خیال کر کے دو گھڑی رات رہے سے ایک طرف کو
روانہ ہوا جب اس باغ سے نکلا جاتا [illegible] سے قریب ایک گنبد سے یہ نجا دیکھا کہ وہ گنبد سنگ سبز کا ہے اور دروازہ اسکا بند
ہے چاہا کہ دروازہ کھولے اندر رونق [illegible] پیدا ہوئی کہ ای فلک کج رفتار وای گردون غدار چلایا کہ کوئی تو نہ
میرے ساتھی کی اب مجھے ایذا دیتا ہیں [illegible] درد کا یا تو اس قید سے مجھے نجات دے یا عزرائیل کو حکم
کر کہ قبض روح کرے اب تو دم [illegible] اسوقت [illegible] پھر یہ صدا آئی کہ کون یہاں مجھ جیسے کو آئیگا بس
یہیں قتل [illegible] سے موت افسوس [illegible] بھی نصیب نہ ہوگا یہ سنکر نور الدہر کہا کہ کوئی مرد مسلمان یہاں گرفتار بلا
ہو آفت میں پھنسا ہو گنبد کی طرف [illegible] سامنے میں کچھ لوگ دکھائی دیے پکارے کہ خبردار گنبد میں نہ جانا نور الدہر نے
انکے کہنے پر مطلق التفات نہ کی اسوقت لوگ [illegible] دے کہ ہم یہاں کے نگہبان ہیں مجھے دیکھنے نہ دینگے یہ کہکر شاہزادے
پر دوڑے نور الدہر بھی ابر مستور ہوا اور ایک طمانچہ دیا ایک آدھ کا گلا [illegible] سے بہت پریشان کیا دس پانچ کو مار
ڈالا باقی جو تھے فرار ہوئے نور الدہر دروازہ گنبد کا کھول کر اندر گنبد گیا دیکھا کہ گنبد نہایت وسیع ہے اور ایک
طرف قمر زاد جل [illegible] زنجیر میں گرفتار ہے [illegible] بدن میں [illegible] نور الدہر پکارا کہ ای عم بزرگوار آپکو کیسے
قید کیا قمر زاد [illegible] زندہ ہو [illegible] ساحر [illegible] نور الدہر نے کہا میں [illegible] مارونگا وہ پکارا کہ یہ خیال تمہارا
[illegible] اور [illegible] زنجیر [illegible] ساحر [illegible] انھوں نے بھی باتیں [illegible]
[illegible] کی [illegible] بلند ہوئی [illegible] سروں کے بال [illegible] ہوئے زنجیریں کمر میں
بندھی [illegible] آنکھوں میں لال لال [illegible] وحشت سے پھٹتے ہوئے وہ سب شاہزادے پر دوڑے نور الدہر ہر چند
انسے لڑا [illegible] آخر کو گرفتار ہوا وہ دیوانے اسکو باندھ کر لیگئے اور ایک چاہ تاریک میں شاہزادے کو قید کیا تھا
اور دو روٹیان جو کی اور ایک آبخورہ پانی کا شاہزادے کو ملتا تھا عجب حال میں وہ یوسف صاحبقرانی گرفتار تھا اپنے
حال [illegible] الاختلال پر روتا تھا کہ ای نور الدہر کس بلا میں تو پھنسا دن اوقات ایسی طرح بسر ہوتی تھی کہ دن بھر بھوکے پیاسے
رہتے شام کو [illegible] دیتے تھے یہاں تو کسی آدمی کی صورت دکھائی دیتی نہ کسی کی آواز سنائی دیتی ہر زندہ در گور میں [illegible]
میں قید ہوئے [illegible] دن تھا شاہزادہ نہایت غمگین [illegible] ملول بیٹھا ہوا [illegible] رہا تھا کہ ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اور ایک
شخص کہ اسکی تین آنکھیں [illegible] گردن [illegible] شانوں پر رکھا ہوا [illegible] ہاتھ میں روشن دکھائی دیا نور الدہر نے پہچانا کہ یہ تو
ادلوس جن ہے نہایت خوش ہوا کہا کہ بھائی خوب وقت پر پہنچا تو مجھے یہاں سے نکال کہ میں قریب ہلاکت ہوں عجب
عذاب میں مبتلا ہوں گرفتار مصیبت ہوں ادلوس نے عرض کی کہ میں فقط آپکی رہائی کے واسطے آیا ہوں آپ خاطر جمع
رکھئے میں لیے چلتا ہوں یہ کہکر [illegible] اور کباب [illegible] شاہزادے کے سامنے رکھا کہ اسے نوش جان فرمائیے آپ نے کچھ کھایا بھی نہ
ہوگا نور الدہر نے کھانا کھایا ادلوس نے پانی لا کر پلایا بعد اسکے [illegible] میں پڑا تھا اسکو بلند ہوکر [illegible] جب وہ
چاہ کھولا اس [illegible] کہ اپنی پشت پر سوار کر کے باہر لایا نور الدہر نے پوچھا ای ادلوس تو مجھے کہاں لیجائیگا
کہا جہاں فرمائیے نور الدہر بولا ای ادلوس میرے تمام عزیز مع حمزہ صاحبقران طلسم میں گرفتار ہیں اور قاسم کو
اژدہا اسی طلسم کا باشندہ نگل گیا ہے میں بغیر طلسم کے فتح کئے نہ جاؤنگا یا طلسم میں اپنی جان دونگا شعر یا تن رسد بجانان یا جان
ز تن برآید ❖ دست از طلب ندارم تا کام من برآید ❖ ادلوس نے عرض کیا ای شہریار طلسم کا فتح ہونا دشوار ہے ہر

لوح کا حال معلوم نہیں کہ کسکے پاس ہے کہ مرد نور الدہر نے قسم کھائی کہ اے ادلوس میں یہان سے دیجا ونگا ادلوس
نے عرض کی کہ اس مقام پر ست تو بیٹھئے کسی جا سے میں بیٹھنے میں جانفشانی کرونگا لوح کا پتا لگاونگا یہان ہر ایک
دشمن جان تشنہ خون ہے اگر کوئی ساحر آئیگا آپ بھی گرفتار ہو جائیگے میں بھی آپ کے ساتھ گرفتار ہونگا جان بچا کر نکل
ہو جائیگی نور الدہر نے کہا اچھا جہان جی چاہے چلو مگر طلسم سے باہر نہ لیجانا ادلوس نے کہا کیا مجال وہان سے شاہزادہ
نور الدہر کو کاندھے پر بٹھا کے اڑا اور صحرا سے بہ فضا میں اتار کر کہنے لگا شاہزادہ عالم آپ جبتک یہان سیر صحرا ملاحظہ
فرمایئے میں تلاش لوح میں جاتا ہون یہ کہکر ایک طرف کو روانہ ہوا بعد پہر بھر کے آیا کہا کہ اے شہریار لوح طلسم دیو دوسر
کے پاس ہے نور الدہر نے کہا کہ مجھے وہان لے چل میں اس دیو کو قتل کرون اور لوح اس سے لون ادلوس پکارا شہریارا آپ
اسکا کیا کر سکینگے اسکا مارا جانا دست دشوار ہے قضا اسکی تیغ خار اشگاف سے ہے اور تیغ خار اشگاف الماس پری
کے پاس ہے اور الماس پری دیو دوسر کی قید میں گرفتار ہے وہ چھوٹے تو تیغ خار اشگاف لائے دیو سر مارا
جائے تو لوح ہاتھ آئے شاہزادے نے جواب دیا اے ادلوس مجھی سے سب کچھ ہوگا تجھے زیادہ دوست رکھون
ہے ادلوس نے عرض کیا کہ میں جانبازی میں قصور نہ کرونگا اے شہریار چلئے قسمت آزمائی کیجئے یہ کہکر پھر نور الدہر کو
اپنے کاندھے پر سوار کر کے لیچلا بعد پہر بھر کے ایک صحرا میں پہونچا اور ایک گنبد سبز زمردنگار دکھائی دیا آگے اس گنبد کے
دیو دوسر کو دیکھا کہ غافل سوتا ہے ادلوس نے کہا کہ شہریار یہی دیو دوسر ہے وہ لوح اسکے گلے میں پڑی ہے جلد اسے
قتل کیجئے مگر سوائے تیغ خار اشگاف کے کوئی حربہ اثر نہ کریگا اور لوح تو میں آپ کو ابھی لائے دیتا ہون یہ کہکر دیو کے پاس
گیا دارو بیہوشی اسے نکال کر سنگھائی کہ وہ اور زیادہ غافل ہوا عراقش سے ڈور الوح کا کاٹ کر لوح لاکر شاہزادہ
نور الدہر کو دی اور کہا کہ اے شہریار اسے دیکھئے کیا اسمین لکھا ہے نور الدہر نے لوح کو پڑھا اسمین یہ مضمون لکھا کہ اے
شکنندہ طلسم تجھے لائق و لازم ہے کہ اگر قسمت تیری یاوری کرے اور لوح طلسم تجھے ملے تو پہلے دیو دوسر کو مار کہ بعد بے
طلسم ہرگز کوئی حربہ اسکے بدن پر تاثیر نہ کریگا اور یہ کسی طرح نہ مریگا جبتک کہ تیغ خار اشگاف الماس پری سے نہ لیگا
اور الماس پری اسی گنبد سبز میں قید ہے دیوت پوشیدہ ہو کر اندرون گنبد جا اور اسے چھڑا دے تو تجھکو تیغ لا دیگی مگر چھوٹتے
کر اسے قید سے مخلصی دینا گوشوارہ اسکے کان کا لے لینا اور کہنا کہ جب تو وہ تیغ لا دیگی تو گوشوارہ اپنا پائیگی نور الدہر
نے تمام حال ادلوس سے کہا وہ بولا کہ ایسا وقت پھر نہ ملیگا کہ دیو دوسر جو شاہزادہ خواب مرگ میں گرفتار ہے جلد
گنبد میں جائیے اس پری کو چھڑائیے نور الدہر گنبد کے پاس آیا دیکھا تو دروازہ اندر سے بند ہے شاہزادے نے لوح
کو ملاحظہ کیا تو لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر دروازہ کھل جائیگا نور الدہر نے اسم پڑھکر دم کیا دروازہ وا ہو گیا شاہزادہ
اندر گنبد کے آیا دیکھا کہ ایک پری نازنین وضعدار حسین خوبصورت ستون سے بندھی ہوئی طوق و زنجیر میں گرفتار اپنے حال پر
گریان ہے نور الدہر نے اسکے پاس جا کر پوچھا کہ اے نازنین اگر میں تجھے رہا کرون تو تو تیغ خار اشگاف مجھے لا دیگی جا کر
تو اسنے انکار کیا کہ میں تیغ کب جانتی کہان ہے نور الدہر بولا خیر اگر تجھے قید سے چھوٹنا ہے تو تیغ لا دینے کا اقرار کر دو
نہیں تو خیر قید میں پڑی رہو وہ بولی کہ بہت اچھا تیغ میں لادونگی آپ مجھے رہا کیجئے نور الدہر نے اسم لوح کا پڑھکر
اسپر دم کیا قید اسکے بدن پر سے دور ہو گئی جس رسی میں بندھی ہوئی تھی اسے نور الدہر نے کاٹ دیا الماس پری نے
شاہزادے کے قدمون کو چوم لیا بعد اسکے عرض کیا کہ حکم ہو تو تیغ جا کر لاؤن نور الدہر نے کہا کہ گوشوارہ اپنا مجھے دیدو
تو تمہارے آنیکا یقین ہو الماس پری نے عرض کیا کہ شہریار میں دغا نہ کرونگی آپ کچھ وسواس نہ کیجئے اور پھر اگر میرے آنیکا
یقین نہیں ہے تو گوشوارہ لے لیجئے میں اب آپکی کنیز ہو چکی کبھی یہ احسان نہ بھولونگی کہ اپنے عذاب الیم سے مجھے نجات دی یہ کہکر

گوشوارہ کان سے اتار کر شاہزادے کو دیا اور پروانہ کے بسوے آسمان روانہ ہوئی نور الدہر اس گنبد سے نکلا ایک
درخت کے نیچے بیٹھا ادلوس نے کھانا لاکر کھلایا پانی پلایا شاہزادہ لیٹ کر سو گیا ادلوس نگہبانی میں مصروف رہا جب
صبح ہوئی نور الدہر بیدار ہوا وضو کیا نماز صبح کی اسمیں وہ دیو بیدار ہوا دیکھا دروازہ گنبد کا کھلا ہے اندر آیا پریزاد کو نہ پایا
گرا باہر نکلا لوح بھی گلے میں نہ دیکھی بہت پریشان ہوا کہ یہ کون تھا کہ پریزاد کو بھی چھڑا لے گیا اور لوح بھی لے گیا سامنے جو دیکھا نور الدہر
کھڑا ہے اور لوح گلے میں پڑی ہے دوڑا کہ او جوانمرد تو نے غضب کیا کہ پری کو میرے پنجہ سے چھڑا لیا میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ
کہکر حملہ آور ہوا نور الدہر نے حملہ اسکا رد کیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے کشندۂ طلسم اگر دیو پر وار کریگا تو اسکے خون کا
قطرہ زمین پر گریگا اس سے دیو بچے تیار ہو گا ہزار دیو پیدا ہونگے تجھکو جان بچانا مشکل ہو جائیگا بے تیغ غدار انکاث
اسکی اجل نہیں ہے یہ دیکھکر شاہزادہ حیران ہوا کہ کیا کروں حملہ اُسکے رد کرنے لگا اسی طرح پر دو دن گذری نور الدہر
اپنی زندگی سے مایوس ہوا دعائیں مانگنے لگا کہ اے پروردگار اگر حیات مستعار باقی ہے تو تیغ غدار انکاث مجھ تک
پہنچا دے یہ دعا شاہزادے کی بدرگاہ خدا قبول ہوئی الماس پری آن پہونچی تیغ شاہزادے کے پاس پھینک
دیو دوسر الماس پری پر دوڑا کہ پہلے تجھے مار دوں بعد اُسکے اس سے سمجھوں شاہزادہ پکارا او بدکار میں
تجھے کب چھوڑتا ہوں دیو دوسر نے وار کیا شاہزادے پر مارا شاہزادے نے خالی دی ضرب زمین پر
پڑی ایک سخت گرد بلند ہوا شاہزادہ اسمیں پوشیدہ ہو گیا دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہو گیا نور الدہر
نے نعرہ کیا کہ او آدم خوار تجکو تو نے مارا خبردار ہو اور تیغ غدار انکاث اسکی کمر پر مارا دو ٹکڑے اس دیو کے
ہونے شور قیامت نمایاں ہوا تاریکی پیدا ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من دیو دوسر بود جب روشنی ہوئی
ادلوس نے قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ رازداں آپ نے کی پریزاد کو دم پر نے کی بات شاہزادے نے چہرہ
شاہزادے نے گوشوارہ دے کر اسکو رخصت کیا بعد اسکے شاہزادے نے ادلوس سے کہا کہ تم بھی جاؤ میں طلسم کشائی
کو جاتا ہوں ادلوس نے عرض کیا کہ لوح سے ہوشیار رہیے گا غافل نہ رہیے گا اور جو کوئی پیچ پڑ گیا لوح چھین گئی تو پھر ملنا مشکل
ہو گا شاہزادے نے کہا کہ اے ادلوس پروردگار حافظ ہے جو چاہیگا وہ ہو گا حتی الامکان تو لوح سے غافل نہونگا
یہ کہکر ادلوس کو رخصت کیا آپ نیز طلسم دیکھکر ایک طرف روانہ ہوا تھوڑی دور گیا تھا ایک مکان دکھائی دیا
شاہزادہ اندر داخل ہوا ایک اژدہے کو دیکھا کہ رنگ بدن کا سیاہ زرد دونوں آنکھیں سرخ منہ سے شعلہ آتشیں نکلتے
ہوئے بیٹھا ہے اور پیچ مار رہا ہے اسکی جو نگاہ شاہزادے پر پڑی دو شعلہ آتشیں چھوڑا نور الدہر ایکطرف الگ
ہٹ گیا لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اژدہا شرر انگیز جادو ہے کوئی حربہ اسپر نہ کرنا یہ اسم سو بار پڑھکر اسپر دم کرکے یہ
جستی و چالاکی اسکی موقوف ہوا اسوقت یہی اسم تلوار اسکی پار ضرب دم کرکے تلوار مار تاکہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے
نے موافق حکم لوح کے اسم پڑھکر اسپر دم کرنا شروع کیا اسکا یہ عالم تھا کہ کمال چالاکی سے شاہزادے کے ستانے کا
ارادہ کرتا شعلہ آتشیں چھوڑتا تھا مگر اسم کی برکت سے چالاکی اسکی کم ہوئی جاتی تھی جب اسم مقدار معین پر پہنچا
شاہزادے نے اسپر دم کیا اُسکے دم کرتے ہی مانند رسن کے بیدم نظر آنے لگا ساری چالاکی جاتی رہی سست ہوگیا
نور الدہر نے اسم دم کرکے تلوار ماری اسکے دو ٹکڑے ہوتے غلغلۂ محشر انگیز ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من شرر انگیز جادو بود جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ اس اژدہے کا نام و نشان نہیں ہے وہ مکان ہے
ایک جادوگر کا ہوا پڑا ہے سامنے ایک دریا معلوم ہوتا ہے اور ایک کشتی کنارے لگی ہے لوح کو دیکھکر کشتی پر سوار
ہوا ہنوز اچھی طرح بیٹھا نہ تھا کہ کشتی مانند باد صرصر کے روانہ ہوئی شاہزادہ ہوا کے زنانے سے بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی

دیر کے ہوش آیا دیکھا کہ ایک گنبد سبز ہے اسکے گرد کشتی پھر رہی ہے اور ایک کبوتر گنبد کے اوپر بیٹھا ہے ایک ڈور اسی طرح اسکے پانوں
میں بندھا ہے کہ اس کبوتر نے شاہزادے کو دیکھکر پرواز کی جب گنبد سے قریب صد سو گز کے بلند ہوا وہاں سے تین بار افسوس افسوس
افسوس ہیہات ہیہات ہیہات کی آواز دیکر پھر آکر اسی گنبد پر بیٹھ گیا نورالدہر گھٹنوں تک پتھر کا ہو گیا اتنے میں پھر کبوتر اڑا
اور صدا افسوس و ہیہات کی بلند کی شاہزادہ تا کمر پتھر کا ہو گیا دل میں اپنے کہا کہ برا ہوا مقدر مجھے کہاں لایا بڑی جو گشت سے
پھنسا ناچار ہو کر لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تیسری مرتبہ کبوتر نے ہیہات کہی تو تو بالکل پتھر کا ہو جائیگا اور تا قیامت
نجات نہ پائیگا تجھے لازم ہے خیال کر کے دیکھ کہ کبوتر کے سینہ پر ایک گل سرخ رنگ ہے اسپر ایک تیر اسم کا پڑھکر مار اگر تو اس
گل پر تیر لگانے میں کامیاب ہوا نہیں تو خراب ہوگا یہ دیکھکر تیر کمان میں پیوستہ کرکے اسم پیکان پر دم کرکے مارا کہ وہ اس گل پر پڑا کہ پشت
کر اسکی چھاتی پار نکل گیا ایک آندھی چلی زمین تیرہ و تار ہو گئی غل دار و گیر کا اٹھا آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز
ہوئی کہ کشتی مرا نام مرغان جادو تھا جب روشنی ہوئی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نہ وہ گنبد اور نہ کبوتر جب غائب ہو گئے صرف
دریا میں کشتی چلی جاتی ہے اتنے میں ایک موج پانی جوش مار کر چند لہریں اس دریا میں اٹھیں اور کشتی غرق کیا شاہزادہ تیر چلے پر
چڑھا کر کمان ہاتھ میں جب ہوش آیا اپنے کو ایک میدان میں پایا ایک سمت کو چل نکلا قریب ایک باغ کے پہنچا اندر جاکے داخل
ہوا سیر کرتا ہوا چلا آگے ہشت باغ میں پہنچا دیکھا کہ بارہ دری عالیشان ہے فرش ... بچھا ہے اور ہر ایک خادم
خدمتگار چلتے پھرتے معلوم ہوتے ہیں اور ادلوس جنی ایک مقام پر بیٹھا ہے نورالدہر نے آواز دی کہ اے ادلوس
یہ کیا ماجرا ہے تم یہاں رہتے ہو ادلوس نے جو شاہزادے کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گیا عرض کیا اے شہریار غلام کا مکان
یہی ہے آئیے قدم رنجہ فرمائیے شاہزادے کو مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا کھانا کھلایا صحبت عیش ... ہوئی
ہونے لگا نورالدہر نے کہا اے بھائی ادلوس جب سے طلسم میں آیا ہوں سویا نہیں اس نے کہا آپ آرام کیجیے غلام خدمت میں
حاضر ہے شاہزادہ غافل شعبدہ بازی فلک کج رفتار سے سو گیا وہ حرامزادہ ذوفنون جادو تھا اسکا ہم
نہایت مکار پہلے شاہزادے کو بیہوشی دی بعد اسکے لوح ... لے لی اور گرفتار کرکے نورالدہر
کو خدمت میں مجنون اختر شمار بادشاہ کے کہ وزیر اعظم بادشاہ طلسم ہے لایا مجنون اختر شمار نے نورالدہر کو اسی طرح
بیہوش بارگاہ انجم شاہ جادو میں بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اسی مفسد نے طلسم کو درہم برہم کیا ہے اور یہ لوح طلسم کی
حاضر ہے بڑی محنت سے ذوفنون جادو اسے گرفتار کرکے لایا اور میں نے آپکے پاس بھیجا انجم شاہ نے لوح کو بجلدی
تمام گلے میں ڈال لیا اور حکم دیا کہ اس نقش کو بیہوشی میں سے شاہزادے کو ہوشیار کیا نورالدہر نے آنکھ بارگاہ کو ... دیکھا
لوح کو بادشاہ کے گلے میں پایا مگر اس شیر بیشہ شجاعت کو کچھ خوف نہ آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا کہ سلام میرا اسپر ہے جو خدا کو
برحق جانتا ہے اور اسکے پیغمبر کو مانتا ہے یہ سلام نہ تھا کہ ایک تیر دل دوز تھا کہ کافروں کے جگر پر سو ز ہے جیسا پھر ایک نے ماتھے پر
بل دے کے بل کھایا کہ چار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ ہاں ہاں اے خدا پرست دیکھتا ہے کہ بادشاہ جلوہ فرما ہے اور تو آسمان کے
خدائے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے غیرت کا مقام ہے کیا کلمہ کلام ہے تو جیسا اسیر ہوکر آیا ہے مگر شجاعت کا دعویٰ ویسا ہی ہے جب
اس مثل کے رسی جلگئی بل نہ گیا نورالدہر پکارا کہ رسی جلگئی اور کسا بل نہیں گیا تیرے بکاری لوح مجھ سے لی اور بدمعاش
کیا جسطرح ایک روباہ حیلہ گر شیر ژیان کو فتنہ سے بدلہ لیتی ہے یوں مجھے پکڑا اگر لوح مجھے دیدے پھر مجھ سے سامنا کرو تو میں
جانوں بادشاہ ہو اور مفسد مجھکو بھی تو نہیں لوح طلسم ہاتھ آئی تھی سنا ہے میں نے کہ ایک شخص مکار تیرے شریک تھا اُسنے
لوح تجھے دلوادی تھی ذوفنون پکارا کہ ادلوس جن اسکے شریک تھا میں نے اسی کی صورت بنکر اسے پکڑا مگر تجھے معلوم
نہیں کہ وہ کہاں ہے انجم شاہ بولا کہ اے طلسم کشا شاہزادہ تیرا رفیق کدھر گیا نورالدہر نے جواب دیا اول تو مجھے معلوم

اگر شاہزادے سے روٹی چور کی کہانی کب جاتی ہری بیلی پالی تھی اور کچھ نہ کہا تھا اپنی زندگی سے بیزار تھا پروردگار کی عنایت شامل حال تھی کہ خواستگار
تھا تیسرا روز تھا کہ اس حصار آتشین میں سے ادلوس دکھائی دیا نور الدہر کو سلام کیا نور الدہر نہایت خوش ہوا پوچھا کہ بھائی تو کس طرح
یہاں آیا ہے تو واقف نہ تھا پھر کیونکر اس آگ سے جسم کو بچایا ادلوس نے عرض کیا کہ شہریار یہ آتشین ہی بلکہ آگ نہیں جلاتی
مگر آپ کو نکال کر لیجانا مشکل ہے کہ آپ جل جائینگے یہ کہکر بیٹھا اور مرغ بھنا ہوا مع خبر حال شاہزادے کے سامنے رکھدیا نور الدہر نے
تیسرے دن کھانا سیر ہو کر کھایا اور خدا کا شکر بجا لایا کہا اے ادلوس اب کوئی رہائی کی صورت نکال واسطے کہ شہریار آپ نے
تو غضب کیا کہ ذو فنون جادو کے قریب میں آگئے میں نے آپکو آگاہ کر دیا تھا کہ یہ کارخانہ طلسم ہے آپ مجھ پر بھی اعتماد نہ کیجیے گا طلسم
کو ہر دم دیکھتے رہیے گا آپ نے کمال نادانی کی نور الدہر بولا بھائی سچ ہے مگر از بسکہ تم کو دوست جانی جانتا تھا اس باعث سے
غافل ہو گیا اب تدبیر کرو کہ میں رہائی پاؤں ادلوس نے کہا کہ میں کیا عرض کروں مگر اب لوح طلسم کا ہاتھ آنا اور حضور کا یہاں سے نکلنا بہت
مشکل ہے اے شہریار میں بھی زیادہ نہیں ٹھہر سکتا اگر جو کوئی ساحر مجھے دیکھیگا فوراً گرفتار کر لیگا اصلح یہی ہے کہ روز کھانا دے جایا کروں
ادلوس آتا ہے شاہزادے کو کھانا کھلاتا ہے گھڑی دو گھڑی بیٹھتا ہے چلا جاتا ہے ایک روز قلزم جادو جو نور الدہر کے دیکھنے
کو آیا یہاں مرغ کی ہڈیاں پائیں پوچھا کہ اے قیدی یہ ہڈیاں مرغ کی کہاں سے آئیں سچ بتا کہ کباب مرغ کے کون تیرے واسطے لایا
شاہزادہ بولا میرے خدا نے مجھکو عنایت فرمایا یہاں میرے پاس آنیوالا کون ہے قلزم نے پاسبانوں کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا
تم میں سے کوئی اسکے ساتھ دوستی رکھتا ہے جو کباب مرغ کے اسے کھلاتا ہے ان سب نے عرض کیا کہ ہماری کیا مجال جو ہم اس سے میل کریں
اور اگر ہم میں سے کوئی اسکا شریک نکلے تو جو سزا چاہیے دیجیے بلکہ قتل کیجیے خداوند ہم تو یہیں بیٹھے رہتے ہیں آسمان پر سے کوئی اسکے
پاس آتا ہوگا اور کباب کھلا جاتا ہوگا قلزم جادو نور الدہر کو مجنون اختر شمار کے پاس لایا اور حال بیان کیا مجنون
جادو نے نور الدہر کو بہت سا ڈرایا دھمکایا کہ بتا دے کون تیرے واسطے کباب مرغ لاتا ہے شاہزادے نے نہ بتایا محض انکار
کر دیا مجنون نے قلزم سے کہا کہ اسے وہیں لیجا کر قید کرو اور ساحروں کو کمینگاہ میں بٹھا دو جو اسکا دوست اسکے پاس آتا ہوگا
معلوم ہو جائیگا قلزم نے نور الدہر کو اسی قصر میں پھر لا کر قید کیا اور گماشتوں کو بٹھایا اسنے تاکید کی کہ جب اسکے پاس آئے تو
دیکھنا گرفتار کر لینا جادوگر چار طرف کو چھپ چھپ کر بیٹھے دو پہر رات گئے ادلوس آیا نور الدہر نے دیکھتے ہی باہر سے اشارہ
کیا کہ چلا جا وہ بھی آگئے ہیں جلد آ دوڑ کر قریب آیا کہا یہ وہ باتیں سامنے رکھا نور الدہر نے سرگذشت بیان کی اور کہا کہ جلد بھاگ جا
ادلوس جس گھڑی چلا تھا کہ جادوگروں نے شور کر کے پکڑ لیا کہا کہ دیکھو صبح کو کیا حال تیرا ہوتا ہے رات کو وہیں قید رکھا علی الصباح
مجنون اختر شمار جادو کی خدمت میں لائے اسنے چاہا کہ یہ تو قتل ہو شاہ طلسم گوہر بار مغل خان جادو کا ہے کہا کہ اے
آج معلوم ہوا کہ تو بھی اب دشمن سے ملا ہوا ہے یوں تو ہمیشہ شادی غمی میں شریک رہتے تھے مگر یہ حال معلوم نہ تھا رہ تجھکو بھی
قتل کرینگے اور جا کر تمام حال انجم شاہ جادو سے بیان کیا اسنے کہا کہ اسے مغل خان کے پاس بھیجدو مجنون نے
عرض کیا کہ شہریار وہاں کیونکر بھیجا جائے وہ بھی ہمارے دشمنوں کا دوست ہوا انجم شاہ نے کہا اچھا رہنے دو مجھکو خبر
اسکو بھی نور الدہر کے پاس قید کیا شاہزادے سے کہا اے ادلوس ایک تو یہاں دوست تھا تجھکو بھی ظالم نے گرفتار کر دیا
میں تجھکو اشارے سے منع کرتا تھا کہ یہاں نہ آ تو نہ سمجھا ادلوس بولا کہ میں بخت کا کھوٹا تھا خیر قسمت میں یہی گرفتار رہنا
ہوا تھا اب یہ دونوں شب و روز دعائیں مانگتے ہیں اور گریہ و زاری کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے نجات دے حتی کہ دو دن
انکے قتل ہونے میں باقی رہے اب اضطراب زیادہ ہوا شاہزادے نے دعائیں مانگنا شروع کیں پکارا کہ اے کس بیکسان و ای
یاور مظلومان یہ وقت مددگاری کا ہے شعر خداوندا شبم را روز گردان * چو روزم نامہ جان افروز گردان * شبے دارم سیاہ
بخت امید * درین شب روسفیدم کن چو خورشید * آدھی رات کا وقت تھا زلف لیلائے شب کمر تک پڑی تھی کہ ایک نازنین

نہایت خوبصورت حسین نمودار ہوئی اشعار جبین مطلع صبح ایجاد حسن * کمر جی دست و پا بند سے عاجز حسن جفا قیامت نکیلا
مژہ کے خدنگ * نگہ برق شمشیر الماس رنگ * قیامت نشان گوشۂ چشم میں * اجل کا مکان گوشۂ چشم میں * بلا سے جہان نرگس
شوخ و شنگ * قیامت کی آمد وہ چتون کا ڈھنگ * جبیں رعد پر قہقہے کا خروش * تبسم میں زاہدان کی گئی سے ہوش * وہ
غبغب میں اک موج آب زلال * دکھاتے تھے ایجاد پر رو بلال * وہ بھاتی کی زلفت دو گیسوی سیاہ * کمین دیگر جسکو
اہل نگاہ * زنبیں آئینہ ساں جوہر حسن کی صفا * وہ سینہ ہو بنانا جز عکس آئینہ کا * بس یہ عالم دیکھتے ہی صد ادل سے دفعتہً
اشتیاق * کہا مرحبا الفراق الفراق * ایک جوش محبت نورالدہر کے دل میں پیدا ہوا ہزار جان سے عاشق و شیدا ہوا
اس ماہ طلعت نے آکر سلام کیا شاہزادے نے تعظیم کو قیام کر کے پوچھا کہ صاحب تم کون ہو کیا نام ہے اُسنے کہا کہ شہریار کیا آپ
پوچھتے ہیں گم نام ہوں بے نشان ننگ خاندان ہوں تیر عشق کی نسبل تیغ محبت کی گھائل اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو مورد آفت و بلا
آپ کی مبتلا آپ کے عشق نے یہ حال ہم ہوتا ہو آپکا اشتیاق بیقرار و بیتاب کر کے یہان تک لایا ہو جو مرحلہ دل کا تھا یا
جب دل نے نہ مانا تو باس رسوائی بلکہ ضر با خدمت میں حاضر ہوئی آپ اپنی کنیز مجھے تصور فرمایئے اور مجھسے ملطف پیش آیئے
تو میں آپکی ہو رہا کرون نورالدہر نے کہا کہ اپنے نام سے آگاہ کرو اپنا نشان تو بتاؤ وہ بولی کہ ای شاہزادہ عالی وقار میں
مجنون اختر جادو کی بیٹی ہوں ناہید جادو میرا نام ہے آپکو جس روز دو فنون جادو اسیر کر کے لایا تھا میں نے بھی اُسی
روز کمین سے دیکھ پایا تھا اُسی دن سے میں محبت عاشق ہوئی ہوں جان جاتی ہمرہی ہوں اب جو مجھکو معلوم ہوا کہ ایک آدم
روز میں دشمن آپکے قتل ہونگے یہ خیال گذرا کہ پھر اس شہریار کے زندگی دشوار ہے جیتا بیکار ہے چلو اس رشک یوسف کو
قید سے رہا کیجیے یا اپنی جان دیجیے سواسے شہریار نگہبانون کو بعلم سحر غافل کر کے آئی ہوں کہ یہ جانتے جو ابجلوگی نورالدہر
نے کہا کہ ای نازنین اگر تو سعد وصل اپنے دل سے نکال ڈال کیونکہ ہمارے خاندان میں کوئی ساحرہ سے ہم صحبت نہیں ہوتا ہے
اُسنے عرض کیا کہ شہریار میں وصل کی خواہان نہیں ہوں فقط یہ چاہتی ہوں کہ صحبت میں حاضر رہوں نظارہ گلشن جمال کا کیا کرون
جب میں آپکی خدمت میں حاضر ہوں کوئی بلا روک نہیں مجھے شیر بات نہ کیجیے نورالدہر بولا کہ یہ سب مجھے گوارا
ہے مگر اس شرط سے کہ لوح طلسم مجھے لا دے ناہید نے عرض کیا شہریار میں اپنی جان لگا دونگی سعی و کوشش کرونگی حتی المقدور
لوح آپکے واسطے لاؤنگی مگر لوح بادشاہ طلسم کے گلے میں پڑی ہے یا ہاتھ آنا لوح کا بہت دشوار ہے خیر جیسا ہوتا ہوگا سو ہوگا آپ
یہان سے تو چلیے نورالدہر نے فرمایا چلو پس ناہید تخت پر سوار کر کے بند سے اپنے باغ میں لائی اور تہخانے میں چھپا کر کہا
کہ اب تو یہان بیٹھے صبح کو آپکے چھوٹنے کا غل ہوگا یہان سے باہر نکلیے گا آگے حال کیا ہوگا بہتر ہوگا نورالدہر تو یہان
بیٹھا لیکن صبح کو قلزم جادو خبردار ہوا کہ طلسم کشا چھوٹ گیا ڈھونڈا نہ آیا ایسا طوق و سلاسل کو شکستہ پا کر نگہبانون پہ بہت
برہم ہوا کہ ارے ستم ہوا تم لوگ غافل ہوئے کیا اسکو کوئی چرا لے گیا مگر مجنون اختر شمار کے پاس آیا تمام حال سنایا
اُسنے کہا کہ سن تو او ناہنجار ایک دفعہ یہ سانحہ ہو چکا تھا معلوم ہوا کہ ادلوس کا کام ہے اور وہ گرفتار بھی ہو گیا تھا پھر تو نے
غفلت کی اسی حالت غضب میں بادشاہ کی خدمت میں چلا قلزم جادو کو ساتھ لیا جب وہان پہونچا حال طلسم کشا کے چھوٹنے
کا عرض کیا انجم شاہ جادو بولا کہ ای مجنون میں نے تو اسکو مر ڈالنے کا قصد کیا تھا تونے اُسکو بچا دیا اپنے مقام پر قاعدہ
طلسم کا کب دخل تھا اب جو وہ چھوٹا ہے تمام طلسم کو برباد کریگا ایک ایک ساحر کا دم ناک میں کریگا کوہ و یاد کریگا قسم ہے خداوند
سامری و جمشید کی اگر ایک ہفتہ میں تو نے اُسکو ڈھونڈھ کر لا دیا تو خیر نہیں تو تجکو مع ذریات تیرے قتل کرونگا مجنون
یہ سنکر مجنون ہو گیا خوف بادشاہ سے سینہ میں دل خون ہو گیا عرض کیا کہ حضور تو حفاظت لوح میں معروف رہیں
غلام اُسے ڈھونڈھنے کو جاتا ہے لیکن اے شہنشاہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی ادلوس کے دوستوں میں ہے اسی کا یہ کام ہے

کہا کہ بے شبہ سوائے جنات کے اور کوئی طلسم کے اندر آ نہیں سکتا یہیں کہیں انکا کام ہے غرض بہ جلد تلاش کرو کہ وہ ابھی طلسم سے
باہر نہیں گیا مجنون نے چاروں طرف ساحروں کو بھیجا کہ تمام طلسم میں ڈھونڈھو جو کوئی اسکا سراغ لگائیگا میں اس سے بہت خوش
ہونگا مال دنیا سے مستغنی کر دونگا جملہ ساحر تلاش میں روانہ ہوئے ہر چند ڈھونڈھا کہیں پتا نہ لگا تھا پھر پھر کے آئے عرض کرنے
لگے کہیں اسکا ٹھکانا نہیں لگتا کون ایسا مقام طلسم میں ہے کہ جسے ہم جانتے نہیں مجنون جا کر قدموں پر انجم شاہ جادو کے
گر پڑا کہ آپ چاہیں قتل کریں چاہیں معاف کریں مجھے کہیں وہ ملتا نہیں ہے انجم شاہ غضبناک ہو کر بولا کہ ای مجنون میں تو
تیرے بھروسے پر غافل تھا اور سب کام تجھ پر چھوڑ رکھے تھے تو ایسا عیش میں پڑا کہ تو نے طلسم کو برباد کیا تھا انجم شاہ جادو
کا ایک عیار ہے کہ نام اسکا عنصر جادو ہے اسکو بلا کر کہا کہ ای عنصر میں تجھے دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا اگر تو میری سعی کر کے
ڈھونڈھ دیوے وہ حرامزادہ مستعد ہوا اور جستجو کرنا شروع کی ایکدن بارگاہ میں سب جمع ہیں اور ناہید جادو بھی آئی ہوئی
ہے اور ذکر نور الدہر کا ہو رہا ہے کہ نہیں معلوم کون دوست اسکا ایسا پیدا ہوا کہ طلسم کشا کو چرا لیگیا مگر غریب تو ہے کوئی اسکے
پاس نہیں ہے اتنا مقام وسوا نہیں ہے خیر کہیں تو ظاہر ہوگا جسے پوشیدہ کیا ہے معلوم ہی ہو جائیگا جو کوئی ساحر یا غیر ساحر ہوگا
آپ ہی ظاہر ہوگا ناہید یہ سنکر بہت پریشان خاطر ہوئی رنگت اسکی زرد ہو گئی عنصر نے جو یہ کیفیت ناہید کی دیکھی خیال گذرا کہ
طلسم کشا خوبصورت تو بہت ہے شاید یہ عاشق ہو کر چرا لے گئی ہو ادھر انجم شاہ نے عنصر سے پوچھا کہ کیوں تو نے طلسم کشا کو ڈھونڈھا
اسنے عرض کیا کہ خداوند ڈھونڈھ رہا ہوں ابھی نہیں ہے یہ کام کسی موت کا ہے غریب کی مجال نہیں ہے حضور جلدی نفرمائیں دو ایک روز میں غلام
سراغ لگاتا ہے ناہید تو قبل دربار برخاست ہونے کے مضطر و پریشان چلی گئی جا کر نور الدہر سے کہا کہ شہریار غضب ہوا کہ عنصر
عیار اب نظر میں آ گیا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے نور الدہر نے کہا ای ناہید مجھکو تو اپنے گھر سے نکالدو تا سبب بدنامی ہے تم ہو نا ہو
ناہید نے عرض کیا کہ کنیز کی لاکھ جان ہو اسلام میں نثار ہے یہ بڑا ہو آپکی دوستی میں جو کچھ میرے اوپر گذریگی وہ گوارا ہے
جان سے زیادہ مجھے کون پیارا ہے نور الدہر نے کہا تو ناہید کوئی تدبیر نجات کی کرو ناہید نے عرض کیا شہریار لیجئے بادشاہ
لگے ہیں اسکا باہر لیجانا دشوار ہے شاہزادے نے فرمایا تو بس ہم قید ہوں کسطرح سے میں جب افشا ہوگیا تم بھی رسوا
ہوگی ہم بھی گرفتار ہو جائینگے ناہید بولی ای مالک قادر میرا کیا اختیار ہے مگر تدبیر کرتے ہیں کہ آپکو لا دونگی مگر اسے نہیں خطرہ کا
عنصر جادو یہ شاہزادہ ایک خواص کی صورت بنا ہوا ساتھ ناہید کے آیا تھا نور الدہر اور دلبر کو دیکھا
سب باتیں سنیں خیال میں گذرا کہ سے ہمیں رسوا کرے سوچا کہ جانے کیا فساد ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ چلکر بادشاہ سے
حال بیان کرو یہ سمجھ لیا بس یہ خیال اپنے دل میں کر کے وہاں سے سیدھا انجم شاہ جادو کے پاس آیا جو کچھ آنکھوں سے دیکھا
تھا اور کانوں سے سنا تھا وہ سب کہا اور آگاہ کیا کہ اب ناہید جادو اپنے باغ میں طلسم کشا کو لیے بیٹھی ہے بس یہ سنتے ہی آتش
غضب کا شعلہ سینہ میں مشتعل ہوا دود بدو مانی دماغ میں تھا کہا کہ ای عنصر سچ کہتا ہے اگر یہ غلط ہوا تو تجھے بری طرح
مرواونگا اسنے کہا میں تو آنکھوں سے دیکھی کہتا ہوں اگر ذرا بھی جھوٹ نکلے مجھکو قتل کیجیے گا یہ مجال کس کی ہے کہ خدمت بادشاہ میں جھوٹ
بولوں کہا خیر انجم شاہ کی رات تو جب اضطراب میں بسر ہوئی صبح کو بارگاہ میں آ کر تخت پر بیٹھا جادوگر جمع ہوئے مجنون
اختر شمار نے آ کر مجرا کیا چاہتا ہے کہ بیٹھے انجم شاہ نے حکم کیا کہ پکڑ لو اس حرامزادہ کو لوگوں نے مجنون کی مشکیں باندھ
لیں انجم شاہ نے کہا کیوں ظاہر میں تو ہمسے ملا ہے اور باطن میں طلسم کشا کا دوست ہے بربادی طلسم کی فکر میں لگا رہتا ہے کہ
ساحران طلسم مارے جائیں تجھکو میں دوست جانتا تھا اعتبار کرتا تھا تو دشمن نکلا مارنے لگے مجنون کو خوب مارتے
مجنون نے کہا شکر ہے تقصیر میری ثابت نہ ہو کہ آپ نے مجھکو کیوں سر دربار ذلیل و رسوا کیا انجم شاہ نے کہا ارے مفسد
تیری ناہید جادو طلسم کشا کو چرا کر لے گئی اپنے باغ میں لیے بیٹھی ہے اور تو نے ہمسے پوشیدہ کیا ہے سازش تیری ہے ورنہ کسکی

جاسکے آواز آئی خبردار دریا میں نہ جانا غرق ہو جاؤ گے لوح کو دیکھ شاہزادہ رک رہا مگر بڑا صدمہ ہوا کہ ایسا دست گرفتار ہو گیا
لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھ کر دریا پر دم کر ایک کشتی پیدا ہوگی اس پر سوار ہو کر روانہ ہو شاہزادے نے موافق حکم اسم
پڑھ کر دم کیا کشتی پیدا ہوئی سوار ہو گئے روانہ ہوا کشتی برابر گنبد کے پہونچی وہ کبوتر شاہزادے کو دیکھ کر اڑا ایک رشتہ طلائی
اسکے پاؤں میں بندھا تھا کبوتر نے بلند ہو کر آواز دی کہ ہیہات ہیہات افسوس افسوس اور پھر آ کر گنبد پر بیٹھا نور الدہر زانو
تک پتھر کا ہو گیا یہ کیفیت اپنی دیکھ کر جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے عزیز اگر تین دفعہ اس کبوتر نے بلند ہو کر صدا دی تو تو
بالکل پتھر کا ہو جائیگا پھر تا دوام الحیات رہا نہو گا تجھے لازم ہے کہ جب کبوتر پرواز کرے خیال کر کے دیکھ کہ ایک رشتہ طلائی اسکے
پاؤں میں بندھا ہے جب وہ بلند ہو اور ہیہات کہے تو ایک تیر پر اسم دم کر کے رشتہ پر مار اگر تیرا رشتہ پر پڑا تو تو کامیاب
ہوا نہیں تو نہیں۔ یا شاہزادہ جب تک لوح دیکھے اتنے عرصے میں وہ کبوتر پھر بلند ہوا اور ہیہات اور افسوس کی صدا دی
اور نور الدہر سینہ تک پتھر کا ہو گیا غرض تیسری دفعہ کبوتر اڑ کر آسمان کو چلا تھا رشتہ کھلا یا تھا کہ شاہزادے نے خدا کو
یاد کر کے تیر کمان سے چھوڑا کہ اس تیر سے اس رشتہ طلائی کو توڑا کبوتر گنبد میں گرا تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا بعد اسکے دیکھا
کہ نہ کشتی ہے نہ دریا ہے سامنے گنبد معلوم ہوتا ہے آواز رونے کی چلی آتی ہے شاہزادہ اندر گنبد کے گیا کسی کو نہ پایا حیران ہوا کہ کسکے
رونے کی آواز آتی ہے ایک طرف چھوٹا نقب تھا دیکھا حکم لوح سے اس نقب میں داخل ہوا جب باہر نکلا تو ایک مکان عالیشان
دکھائی دیا اسمیں سے آواز فریاد و الغیاث کی آتی تھی شاہزادے نے چاہا کہ اندر اس مکان کے جائے کہ ایک اژدر آتش فشان
نظر آیا غضبناک آتشیں شاہزادے پر چھوٹا نور الدہر نے حکم لوح سے اسم پڑھ کر دم کیا کہ وہ اژدہا بصورت انسان بنگیا اور
چاہا اٹھ کر بھاگے شاہزادے نے اسم پڑھ کر شمشیر پر دم کیا اس جادوگر پر ایسا ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے غل و شور ہوا زمانہ
تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ کشتہ ہوا نام میرا اژدر جادو بود جب روشنی ہوئی اندر مکان کے گیا اور لوح میں دیکھا کہ جو تیر
بند ہوا ہے نور الدہر نے اسکو کھولا وہ قدموں پر گرا نور الدہر اسے ساتھ لیکر باہر آیا ایک طرف کو ایک حجرہ نظر آیا اور
ایک دروازہ مقفل پایا شاہزادہ قریب اسکے گیا قفل کو کھول دروازہ دیکھا ایک جادوگر اندر سے پکار نکلا کہ او رستم فریدون کے بچے
میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر اسم سحر کا پڑھ کر بجلیاں چمک کر شاہزادے پر چلیں نور الدہر نے لوح دکھائی بجلیاں جدھر سے
آئی تھیں اسی طرف پھر گئیں نور الدہر نے تلوار اس جادوگر پر ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے دو ٹکڑے دو جادوگر ہو گئے دو ٹکڑے چار ٹکڑے ہو کر دو سے
چار ہو گئے غرض اسی طرح ایک دو گھڑی میں دو سو جادوگر پیدا ہو گئے اور غل ہوا کہ پکڑو اس طلسم کشا کو جانے نہ پائے نور الدہر انکو
قتل کرتے کرتے تھک گیا ناچار لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ تو اسے اندیشہ نکر یہ جادو طلسم ہیں تا مدام اس دروازے سے چلا جا ایک شخص کو کہ
سر سے پاؤں تک اسکے بدن پر بال ہیں تمام جسم اسکا بالوں میں پوشیدہ ہے اور لنگڑا ہو کر آہ کر رہا ہے اور سینے پر اسکے کچھ بال
سفید ہیں تو یہ اسم پڑھ کر تیر پر دم کر کے ان سفید بالوں پر مار کہ کام اسکا تمام ہو شاہزادے کو جیسا لوح سے حکم ہوا تھا ویسا
ہی کیا جب اسکے سینے پر تیر پڑا پشت کو توڑ کر پار نکل گیا غل و شور ہوا آتش بازی ہونے لگی زمانہ دھواں دھار ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے آواز آئی کہ کشتہ ہوا نام میرا غول ان جادو بود جب روشنی پھیلی اور تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ ایک قلعہ سامنے ہے اور کوئی
پکارا کہ شہریار مبارک ہو کہ تمام دربند طلسم کے فتح ہوئے اب لڑائی بادشاہ سے جنگی ہے یہ باتیں کر رہے تھے کہ آمد فوج جادوگران سے
گرد بلند ہوئی اور فوج ساحران قریب کی نظر آئی کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر سوار کوئی کرگدن آتشیں پر کوئی فیل آہنی پر
اژدر آتش فشاں پر بیٹھا ہوا ہے سنکھ گھنٹے تری کی ہوتی ناقوس نوازی ہوتی ہے دھوم ہر دوں کی صدا بلند تھا مجنون کا شور
بیچ میں تخت انجم شاہ جادو والا آگے تخت کے مشعل آتش روشن پھر دو رو لشکر جادوگروں سے چار طرف سے نرغہ کیا
ہر ایک سحر میں مصروف ہوا کوئی آگ برساتا تھا کوئی پتھروں کی بوچھار کرتا تھا کوئی اژدہا بنکر جلاتا تھا کوئی خنجر لیکر دوڑتا تھا

کوئی بارش تیغ و تبر کرتا تھا مگر شاہزادہ اسم لوح کا پڑھ کر دم کر رہا تھا کسی کا سحر نہ تاثیر کرتا تھا بلکہ ساحر اسی پر پلٹ جاتا تھا
شاہزادہ جو سحر کرتا ہوا ساحروں کو قتل کرتا جاتا برابر انجم شاہ جادو کے ہو پہنچا اسنے سحر کرکے ہاتھ کو جنبش دی کہ دیکھ لو
چمکا کر شاہزادے پر طلسم قریب آکر افسردہ ہو کر تھر تھر کانپنے لگا نورالدہر نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے
طلسم کشا یہ اسم پڑھتا ہوا قریب شاہ طلسم پہنچے اتنے میں انجم شاہ نے سحر کیا ایک رعد کی ایسی آواز پیدا ہوئی شعلے
شاہزادے سے لپٹ گئے شاہزادے نے اسم لوح پڑھا ایک راکھ ہو گیا شاہزادہ برابر تخت کے پہونچ تلوار ماری
انجم شاہ جادو نے سحر کیا کئی سو سپریں سحر کی سر پر آئیں مگر تلوار نے قبہ سر پر پہنچتے ہی کاٹ کے تخت زمین کو بوسہ دیا دو
ٹکڑے ہوگئے لاش شاہ اسلام چہ ناگہان تیرہ و تاریک ہو گیا آوازیں عجیب بلند ہوئیں اور ایک صدا پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام
تھا انجم شاہ جادو بود جس وقت کہ انجم شاہ جہنم واصل ہوا مجنون اختر شمار جادو نے آواز دی کہ اے ساحران طلسم
بادشاہ مارا گیا میں نے تو اطاعت طلسم کشا اختیار کی تم کیوں اپنی جانیں دیتے ہو غلامی اس شہریار کی قبول کرو نہیں تو مارے
جاؤ گے سب جمع ہو کر آئے قدموں پر گرے مطیع اسلام ہوئے شاہزادے کو تخت پر بٹھایا شہر میں لائے کنجیاں خزانے کی
خزانہ داروں نے سامنے لا کر رکھیں نورالدہر نے مجنون اختر شمار کو بادشاہ کیا ادلوس جنی کو نائب گردانا ناہید جادو
کو بالکل اختیار دیا اور کہا کہ ترک سحر کرو مجنون و ناہید نے عرض کیا کہ ہم ترک سحر کرنے کو موجود ہیں مگر ابھی دمامہ جادو اور
ساحر خشمش زندہ ہیں جس وقت انسے مقابلہ ہوگا ہم کو آپ کے شریک ہونگے جب وہ واصل جہنم ہو لینگے تو ہم ترک سحر کرینگے
آگے بیان شاہزادہ نورالدہر پولاک مقابلہ کی اور خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا یہاں امیر بارگاہ میں
بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آندھی چلی [illegible] تاریک ہو گئی پھر اسکے دیکھا کہ وہ قصر چونہ گچ قائم سامنے نظر آتا ہے
صاحبقران نے پوچھا کہ نورالدہر کہاں ہے لوگوں نے بیان کیا کہ وہ طلسم کشائی کو گئے ہیں فرمایا کہ وہ انشاء اللہ طلسم کشائی
کی اور ہم سب کو رہائی دی یہی باتیں تھیں کہ شاہزادہ دکھائی دیا صاحبقران اور بدیع الزمان کے قدموں کو بوسہ
دیا امیر نے کمال شفقت فرمائی پوچھا کہ جان نثار درسیادہ کا کچھ معلوم ہوا نورالدہر نے مجنون اختر شمار سے جو کہ قیدیان
طلسم کو بلوایا اسوقت سب اسیر طلسم آئے ایک مجمع اسیروں کا نظر آیا بلکہ انہیں قمرزاد کو بھی دیکھا مگر قاسم کا نام و نشان
بھی نہ پایا سب کو خلعت دی فرمایا جہاں تمہارا جی چاہے جاؤ قمرزاد کو بھی رخصت کیا لیکن قاسم کے نہونے سے کمال صدمہ
ہوا مجنون سے اس اژدہے کا حال پوچھا اسنے عرض کیا کہ وہ طلسم کا رہنے والا نہ تھا خدا جانے کہاں سے آیا تھا اسکا حال
معلوم نہیں امیر بہت آزردہ خاطر ہوئے فرمایا کہ خدا اسکا نگہبان ہے دوسرے شہر میں آئے سعادت شاہ نے دعوت
و ضیافت کی دوسرے دن ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ لقا نے آمن بن الوس کو بھیجا اور بعد ازاں ہلال حبشی بھی
بھی آیا لشکر اسلام کو شکست دی بادشاہ زخمی ہو کر مشتری حصار کو گئے جسوقت ہم وہاں سے چلے تھے لقا پرستوں کا غلبہ
پرستوں پر یہ حال تھی لشکر اسلام سے لڑائی تھی یہ سنتے ہی فرمایا کہ کوچ کی تیاری ہو صاحبقران مع سرداران کے
لقا پر روانہ ہوئے سعادت شاہ زرافشان حصاری ہمراہ ہوا دوسرے دن صبح کا وقت تھا شاہزادہ نورالدہر
چلا آتا تھا کہ ایک ہرن آگے سے گذرا نورالدہر نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا صاحبقران منتظر رہے کہ نورالدہر آئے تو چلیں
تمام دن انتظار کیا حتی کہ رات ہو گئی مگر نورالدہر نہ پھرا صبح کو امیر نے چار طرف ڈھونڈھا مگر کچھ سراغ نہ معلوم ہوا
نہایت رنج ہوئے فرمایا کہ اگر میں انتظار نورالدہر کا کروں تو ادھر لقا تمام لشکر کو قتل کر ڈالیگا خیر حافظ حقیقی نگہبان شہزادہ
نورالدہر کا ہے مجکو لقا پر جانا ضروری ہے یہ کہکر کوچ کیا

اب داستان حیرت مآل لقا سے بیقرار راندۂ درگاہ خدا کی بیان کیجاتی ہے مخمس

دبنگ آمنے ہیں عجب دن کیسے کیسے | بیان کرتے ہیں خوش بیان کیسے کیسے | اٹھا کرتے ہین کلام و زبان کیسے کیسے
وہن ہیں غنچے گمان کیسے کیسے | آرام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

بہار آکے چمن دکھاتی ہی کیا کیا | خزان شرم سے منہ چھپاتی ہی کیا کیا | صبا مرغ بلبل اڑاتی ہی کیا کیا
زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا | بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے

شگوفون کے جب سے نئے مرتبے ہین | ہزارون گلستان مین بلبل بنے ہین | لگا کر لہو سینہ ہین ترستے ہین
تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین | گل و لالہ تا ارغوان کیسے کیسے

ارادے خراباتیون کے بڑھے ہین | برابر سے لالہ گون پی رہے ہین | آنکھون پہ ہر جوش مستی چڑھے ہین
سہارا ہی ای نشہ مین جھومتے ہین | امر پہ ان پیر مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اُکلی برچھیون کا | رہی دل کی دل ہی مین سب کی تمنا | خدا جانے کیا دشمنون نے پڑھایا
دھر کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا | تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے

دم چند تھا دور دورادہ سارا | کمان روم و ایران سے وہ لشکر آرا | پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا
نہ گور سکندر رہی نہ سر دارا | مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

ظلمت سفیدی رہ شام و سحر تھا | دو شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہی | زمانہ بنا نہ بیگانہ مین نظر ہی
دل و دیدہ اہل عالم مین گھر ہی | تمھارے لیے ہین مکان کیسے کیسے

جدائی کے صدمے محبت کے غم ہین | رقیبون کے دہ نرات کیا کیا ہین احسان | زیادہ دیکھو تو آسکے او دشمن جان
غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان | ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

بہانے عدم تک ہزارون ہین رہزن | دل و جان و اسلام و ایمان کے دشمن | وطن کو گیا کون بے چاک دامن
عجب کیا ہمارا رہے جان رہزن | لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

بشر سے بیلے نا سپاسی ستم ہی | سکوت آگے منہ کے تسلیم سم ہی | بہت خوب ارشاد آتش رقم ہی
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہی | مزے لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

یہان ملک بن ملکوت شاہ مع سرداران آفتاب پرستان پہاڑ پر کھڑا ہوا ہی اور گرد لشکر لقا کا کھڑا ہوا ہی بدرین دلازل باختر کو جا چکا ہی اور آس بن الوس طبل جنگ بجوا چکا ہی کہ کل مین آفتاب پرستون کو پہاڑ پر جا کر قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا القصہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو لشکر لقا نے یورش کی اور اقبال شاہ کو زندان مین سے بلا کر کہا کہ تو آفتاب پرستون کا بادشاہ ہی انھین سمجھا کہ لقا کو سجدہ کرین اور ہمارے شریک ہون کہ ہم وہ ملک خدا پرستون کا کام تمام کرین شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را * اقبال شاہ نے کہا کہ تمام آفتاب پرست حکم خلیفہ آفتاب تا ابن قطب دوران کا مانتے ہین اور مجکو ہیچ کارہ جانتے ہین کوئی میرے لکھنے پر عمل نہ کریگا آپ مجھے چاہین قتل کرین چاہین بخشین بختیارک نے کہا کہ یا خداوند آس بن الوس کو حکم دیجیے کہ اقبال شاہ کو اپنے چہرے کی سپر کرکے پہاڑ پر چڑھے کوئی اسپر تیر نہ ماریگا نہ پتھر برسائیگا ایک مرد الہین مین پہاڑ ہاتھ آجائیگا لقا بولا یہی تدبیر مین سنکے بس اسیوقت آس بن الوس اقبال شاہ کو ہمراہ لیکر پہاڑ پر چلا آفتاب پرست پہاڑ پر تیر و کمان ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے تیرون کے ڈھیر آگے لگے ہوئے تھے اقبال شاہ کو جو اس صورت سے دیکھا تیر و سنگ پارہ سنگ ہاتھ سے رکھدیے اپنی زندگی سے مایوس ہوسے دعا مانگنا شروع کی کہ یا خبیر اعظم

یہ وقت مددگاری کا ہے ادھر مالک بن ملکوت شاہ پکارا کہ یا آفتاب تابان بھیج اپنے ہمنے قطب زمان کو ادھر
آس بن الوس پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہے آفتاب پرستون میں غل ہے تلاطم مچا ہے ہرگز آسمان پر ایک روشنی ہوئی اور
قطب دوران نمودار ہوئے اتفاق کار قطب دوران کی جو نظر اقبال شاہ پر پڑی کہ آس بن الوس بھاگے
سپاہ اسکو اپنے چہرے کی پناہ کیے ہے چند حصے آتشبازی کے داغ کر مارے کہ زمانہ تاریک ہو گیا ایک پتھر آہن کا اسکے بند
پر مارا کہ ہڈی ہڈی ضرب ہو گئی اقبال شاہ ہاتھ سے بیوتا اور دو چار پتھر اسکے سینہ و سر پر مارے کہ آس بن الوس بھاگا
آفتاب پرستون سے جو یہ شکستہ دیکھا اسقدر تیر مارے کہ جسم آس بن الوس کا جابجا سے شق ہو گیا کا اسکو لیکے
گئے قطب دوران نے اقبال شاہ کو مالک بن ملکوت شاہ سے ملایا اور کہا کہ میں جا کر اب ایرج کو لاتا ہوں
کہتا آس بن الوس کی اسکے ہاتھ سے بری ہو کر سوار ہوئے اور جہان آس بن الوس کو لوگوں سے لا کر خیمے میں
ڈالا جہاں جہاں ضرب پہونچی تھی سینکا اور کہا کہ اے آس بن الوس تجھے سمجھا تا کہ یہ قطب کون ہے یہ وہی ہے جسنے ناک
تمہاری کاٹی تھی بیٹے عمرو عیار نے جو سنا پکارا کہ قسم ہے لقا خداے باختری کی کہ صبح کو آفتاب پرستون کو مع قطب دوران
قتل کروں گا یہ کہکر طبل بجایا صبح کو پھر پیادہ بیہوش کی آفتاب پرست مشغول دعا تھے اتنے میں ایک گرد اٹھی اور ایرج نوجوان
دکھائی دیا اور قطب دوران ساتھ ساتھ آسمان پر چلے آتے تھے ایرج نے نعرہ کیا کہ او آس بن الوس نکل اے مردکان
لشکر بے سردار ہے جاتا ہوں میں تیری خدمت کرنے کو آیا اور مرکب کو اڑا کر قریب آس بن الوس کے پہونچا آس بھی ایرج پر چلا
بعد تکاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار رد کر کے ایسا وار کیا
کہ سپر کاٹ کر کے تا دو ابرو تلوار اتر گئی آس بیہوش ہو کر گرا ادسان بن الوس نے جو یہ صورت دیکھی لقا سے کہا کہ یا
خداوند یہ کیا تقدیر کی ہے کہ جسکے ناک عمرو سے کٹوائی اب ایرج سے زخمی کر دیا لقا جواب نہ دینے پایا تھا کہ
بختیارک نے کہا لقا نے تقدیر کی ہے کہ تو اس آفتاب پرست کو مار یگا یہ ہر ناشخص بہت خوش ہوا اور ایرج
کے مقابلے کو للکارتا ہوا چلا جب میدان میں آیا کہا او بزاز بچے کہاں جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے تلوار ایرج پہا کی
ایرج نے رد کی بعد اسکے ایرج نے تلوار ماری کہ تلوار ادسان کے سر پر چلی تھی یا زیر تنگ مرکب جا کر دم لیا
گھوڑے سمیت چار ٹکڑے اس کافر کے ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے تمام آفتاب
پرست پہاڑ پر سے نیچے اترے خیمہ برپا ہوا قطب دوران آکر تخت پر بیٹھے ایرج داخل پرچم ہوا صحبت عیش کا سامان
ہوا لیکن لقا جو پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا بختیارک نے کہا کہ یا خداوند بدر بن زلزال کو بلوا لیجئے اور ایرج
سے لڑوا لیجئے لقا بولا کہ بس یہی تقدیر کی اور دو سو اس عیار کو روانہ کیا کہ جا کر بدر کو اوسے سپہر کرنے آؤ دو سو اس
روانہ ہوا لیکن آس بن الوس لقا کے سامنے آیا کہ یہ کیا تقدیریں بری ہیں کہ پہلے میری ناک کٹوائی اور اب بھائی
کو میرے قتل کروایا باوجود کہ میں بھی زخمی ہوا لقا بولا اے آس تو غم نہ کر یہ تقدیر میں نے نہیں کی تقدیر بالائی ہو دقالع میں
سکر تیرے بھائی کو بھی زندہ کر دونگا اور میں ناک تیری درست کر دونگا آس یہ کلمہ سنکر بیٹھا اس ہوا لیکر کوچ کر کے چلا گیا مگر
لقا حیران و پریشان بیٹھا ہے بختیارک کہ رہا ہو کہ یا خداوند کل ایرج سے کون سامنا کریگا لقا خاموش ہے کچھ جواب نہیں
دیتا ہے کہ جو مہی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی ہاتھ اٹھا کر بددعا دی اور عرض کیا کہ بلوط کج گردن آپکی مدد کیواسطے آتا ہے
لقا بہت خوش ہوا اور سرداروں کو استقبال کیواسطے بھیجا بلوط آیا لقا کو سجدہ کیا صحبت میں آکر بیٹھا بیٹھا حال خدا
کے بے بلو ہونے کا پوچھا بعد اسکے کہا یا خداوند گردن میری سیدھی کر دیجئے لقا بولا کہ تو ان خدا پرستون کو قتل کر میں
گردن سیدھی کر دونگا بلوط نے عرض کیا کہ طبل جنگ بجوا دیجئے اسی وقت نقارہ زنی لوازش میں آیا ہرکارہ دن

ہوکر خدا پرستون سے لڑین انکا کام تمام کرین لیکن ہے کہ قطب دوران راضی ہو جائین بس آفتاب پرستون کو غضب آتون
بلوا لیجے اور آپ بیٹھے ہوئے تماشا دیکھیے اگر ایرج نوجوان غالب ہے امیرزادہ ہے جو حمزہ غالب ہوا تو سمجھے گا کہ بکبلا
دفع ہوئی لقا بولا اے بختیارک بس یہی تقدیر میں ہے تو اپنے ساتھ بلوطا کو لیجا بختیارک بہت سی کشتیان تحائف کی
اور بلوطا کو ساتھ لیکر چلا ہرکاسون نے بختیارک کے آنے کی خبر قطب دوران کو دی قطب دوران نے
لوگون کو حکم دیا کہ بختیارک کو لاؤ اور ایرج نوجوان سے کہا کہ تم اس روز بلوطا کو چھڑوانے جاتے تھے تمنے قدرت خدا کی
کی دیکھی کہ بلوطا کو بغیر کوشش کے تمہارے پاس بھیجدیا ایرج نے قدمون کو چوم لیا اور کہا کہ بیشک حضرت آپ واقف اسرار
ہین کہ اس اثنا میں بختیارک آیا اور دعا و ثنا قطب دوران بجالایا بلوطا کو سامنے کیا اور پیغام لقا کا دیا بلوطا
نے پایۂ تخت قطب دوران کو چوما ایرج نوجوان کے قدمون پر گرا ایرج اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے پہلو میں
جگہ دی لیکن قطب دوران نے بختیارک کو کرسی پر بٹھایا بختیارک نے مضمون گذشتہ مثل صلح بیان کیا قطب دوران
نے کہا کہ ہم بھی صلح چاہتے ہین اور ہرگز ایرج کو شکستہ ہونے دیتے مگر تم لقا کے لشکر میں نہایت معقول معلوم ہوتے ہو
تمہارے پاس کیا عہدہ ہے کونسا کام ہے اور تمہارا کیا نام ہے بختیارک نے نام اپنا بتایا اور کہا وہ شخص شیطان مجسم
مشہور ہے شیطان درگاہ لقا ہے قطب دوران نے کہا کہ پیدائش تمہاری باختر کی ہے عرض کیا کہ نہیں میں ایرانی ہون
بختیارک سے پوچھا کہ پھر باختر میں تمکو کون لایا اسنے کہا کہ گردش فلک سے یہان پہونچا قطب دوران نے کہا کیا
حمزہ نے تمہین کچھ رنج دیا بختیارک رو کر بولا کہ قطب دوران میں کیا کہون حمزہ نے مجھسے سلوک نہیں کیا ایک
ملک کا وزیر زادہ ہون ایک گردن ساربان زادے سے مار کھا کر عصا ہو گیا قطب نے پوچھا کہ کون ہے وہ نمک حرام اسنے کہا کہ عمرو
عیار کہا عمرو کون ہے بولا امیر حمزہ صاحبقران کا ایک عیار ہے بلاے بد سان آفت جان ہم سب اسی کے سبب سے خراب
ہوئے ہین اسنے ہم سب کو دربدر کر کے خاک بسر کیا ہے قطب نے کہا کہ وہ عیار لشکر حمزہ میں ہے بختیارک بولا کہ خلیفہ
خدا اسنے اسکا منہ سیاہ کیا چند روز ہوئے کہ حمزہ سے اور اس سے بگاڑ ہو گیا حمزہ نے اسے نکال باہر کیا ہے پھر خدا جانے کدھر گیا اور
خوب تھا کہ بختیارک عمرو کو گالیان دینے لگا اسوقت عمرو نے یہ باتین کرتے بختیارک کی ایسی باتین آنکھ کا تل دکھا دیا بختیارک
کی النظر جو پڑی سمجھا کہ یہ تو مرشد خود ہی یہین میں اسنے کیا یہ باتین کر رہا ہون دل سنسنا گیا ہاتھ پاؤن میں رعشہ پڑ گیا زبان بند
منہ سے کچھ نہ نکلا کہ جان نکل گئی دل میں کہا کہ اے بختیارک تو جانتا تھا کہ عمرو یہان نہیں ہے وہ تو سبھی جگہ موجود ہین
گھبرا کر کہا کہ قطب دوران خلیفہ زمان عمرو سب طرح سے برا ہے اور لشکر دہ ہفت پیغمبران ہے اور دوسرے جو کرامت
کی تمہین ہے پہلے دو سو خداوندون میں سے ایک بھی ویسا نہیں ہے اور ہر سرکش بد گمراہ کو خوب درست کیا ہے بڑے بڑے جلسہ کو
کے سر کاٹے ہین بچہ بڑے دیر پرستون کو تہ تیغ کیا ہے اور میں تو انکا غلام ہون قطب بولے کہ ادھر دیکھ منافق دو رنگے کبھی بہت
اور کبھی تعریف اس حرامزادے کو خوب جوتیان مار کر نکالدو گے بختیارک پر پاپوش کاری ہونے لگے خوب مار کر
سے نکالدیا بختیارک اسطرح منہ سوجا ہوا پیٹ پیٹتے ہوئے لقا کے پاس آیا اسنے کہا کہ کیا ہوا اسنے تمام احوال بیان
کیا کہ مرشد کو بھلا برا کہا تھا اسپر قطب دوران نے مجھے خوب پٹوایا اور دربار سے نکلوا دیا لقا نے کہا ابے مرشد کون
ہے بختیارک بولا کہ جسنے آپکی ریش مبارک کو پیشاب سے مونڈا وہی مرشد کامل وہی ہادی آگاہ دل خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری ہے لقا برہم ہوا کہ میں نے تقدیر کی ہے وہ اب بیان نہ آتا کچھ مگر وہ بیان کر سکتا ہے تو تجھ کو تماشا
کی ہوگی کہ خلیفہ مر گیا اور تجھے مار پیٹ کر نکلوا دیا اس خبیث کے جوتیان لگین بختیارک پر خوب گردش کاری رہی
ہین کہتا ہو کہ اے بختیارک قسمت میں یہ تری تھا جوتیان کھانا لکھا ہے اب احوال ایرج نوجوان سے سنیے

بجنے کا حکم دیا ادھر لشکر امیر اور لشکر لقا میں بھی نقارہ جنگ بجا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو تینوں لشکر میدان میں آئے
صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان قطب دوران سے اجازت لیکر مرکب اڑا کے ہمراہ تیرہ جوان
مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن مرکب پر سے اتر کر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا
کہ خدا کے سپرد کیا جام عنایت ہوا ہاشم اسے پی کر مرکب پر سوار ہوا آگے مقابل ایرج نوجوان ہوا بعد نگاہ ورزی نیزہ
نیزہ بازی شروع ہوئی خوب نیزے چلے ایرج نے سنان نیزہ ہاشم کی کاٹ دی ہاشم نے دستہ نیزہ مارا کہ نیزوں کے
ٹکڑے اڑ گئے نوبت تلوار کی پہنچی دن بھر تلوار چلی آخر کو ہاشم تیغ زن ایرج نوجوان کے ہاتھ سے زخمی ہوا آفتاب پرست
کماریں جنگی بجے لشکر امیر کیطرف رخ کرکے پکارے کہ تا قصد دانستہ انصاف کا دونوں جہان میں رہا ہے اس کے سے چھوڑ
صاحبقران پیچ و تاب کھا کر رہ گئے آخر طبل بازگشت بجا تینوں لشکر اپنے اپنے مقام پر پہنچے رات کو ایرج نے پھر طبل جنگ
بجوایا اور صبح کو عرصہ کارزار میں آیا جمیل ماہرو نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی ایرج نوجوان نے نیزہ جمیل کا توڑ کر [illegible]
ہوا جمیل بھی زخمی رہا پھر طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے اب حال اسد بن کرب غازی اور عمرو بن رستم کا
سنیے کہ ان دونوں کو بدر بن زلازل نے زخمی کرکے پکڑ لیا تھا اور قید خانے میں بھیجا تھا خورشید زخمی اور جمشید زخمی کا
جمشید کا بیٹا فریدون باختری ایک زمانہ تھا زندانخانے میں اکثر آیا کرتا تھا اسکی باتیں دیوانگی کی سن کر بہت خوش ہوتا
تھا اور کمال خدا پرست تھا ایک روز اسد نے فریدون سے کہا کہ اے فریدون تم کیسی طرح ہمارے ساتھ محبت ہی کیا کرو
بہروپی ہو کہ تم شراب پیتے ہو اور ہمکو نہیں دیتے ہو ہمارے واسطے اب لازم ہے قرابہ شراب کے دے ڈالے
ہیں اب ہم زندان میں ہیں مگر خدا ہیں فلک نے مجبور کر دیا ہے ناچار ہیں اور کیا کہیں کہ ہمارے دادا باپ سے اور حمزہ صاحبقران
سے نااتفاقی ہے نہیں تو تا بک ہم قید کا جبر رہتے وہ ہمکو چھڑا لیجاتے فریدون باختری بولا اے شہریار میں جانتا تھا کہ آپ
شراب نہیں پیتے آپکو شوق نہیں ہے اسد نے کہا کہ کبھی ہم شراب تو ضرور پیتے ہیں مگر کسی سے سوال کرنا نہیں جانتے
ہیں مانگنا عیب سمجھتے ہیں تم از بسکہ بعجز پیش آتے ہو اس باعث سے تمسے اس وقت طلب کی اور نہیں تو مانگنے کی کیا حاجت
تھی فریدون بولا کہ شراب حاضر ہے پیجیے اور پینگا اسد کو شراب دی اسد نے خود ہی پی اور عمرو بن رستم کو نہ
دی فریدون بولا کہ شہریار یہ کیا نااتفاقی ہے کہ آپ اکیلے ہی پی گئے اور کسی کو نہ دی اسد نے کہا کہ تم جسکو چاہو دو میں کیوں
دوں فریدون نے عمرو بن رستم کو بھی جام شراب دیا عمرو بن رستم نے بھی پی لیا لیکن اسعاب شراب پی [illegible]
ہر کہ باتیں بنا رہا ہے کہ فریدون نے پوچھا اے شہریار وہ دادا جان آپ کے کون ہیں کہ جنکا ذکر آپ ابھی کر رہے تھے جاسے بہت [illegible]
وہ کیونکر آپکو اس چاہ بہ سے چھڑا لیجاتے کس طرح بیان کیجئے اسد نے کہا اے فریدون تم انکے وصف سے نہیں واقف
ہو وہ نظر کردہ حضرت پیغمبران بر ہم زنندہ دولت کافران بر باد کنندہ خدائی بتان وہ جو تمنے سنا ہو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
ولی اللہ عیاروں کے بادشاہ وہ میرے دادا ہیں لقا خدا سے باختر کر جب ملک سبائل میں رہتے تھے اور
ہر سوں روز روزہ قدرت سے سر باہر نکالتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کی خلقت سجدہ کرتی تھی خدائی اسکے دور شور
تھا اسوقت انھوں نے ساز طبول پر چڑھکر لقا کو بیہوش کیا اور پیشاب سے ریش قدرت کو تر کرکے [illegible] اور وہ اب
بھی آفتاب پرستوں میں قطب دوران ہیں جن کا ذکر ہو کر صلح کا ذکر کرنے گیا تھا انکو جوتیاں لگوا کر نکلوا دیا
فریدون نے کہا اے شہریار سچ ہے کہ عمرو نے لقا کی ریش زخمی اسد نے کہا اے فریدون یہ بات تو اظہر من الشمس اور ابین
من الامس ہے ایک زمانہ جانتا ہے اور سنا ہی میرا شاہزادہ رخ خادم سیاہ لقا کی بیٹی خدنگستی افروز پر عاشق ہوا اور
اسکو صاف باغ بہشت سے نکالے لیے چلا گیا یہی خدائی ہے کہ لقا کو خبر تک نہ ہوئی اور ماموں میرے بدیع الزمان لقا کی

بڑی بی جان اقرونز کو عاشق ہو کر لگے ہیں یاقوت شاہ کی بیٹی پر مائل تھا اور لقا شہر لشکر میں ہو گئیں سب بھاگا پھرا اسکو
تم بخدائی مانتے ہو غرض اسطرح بہت سی مذمت لقا کی کی اور چند کلمے وحدانیت الٰہی میں بیان کیے کہ زنگ کفر دل سے
فریدون کے دور ہوا آئینہ اسلام قلب پر پرتو فگن ہوا کہ اسی شہر یار میں سے لعنت کی لقا پر اسعد نے کلمہ طیبہ تلقین کیا
فریدون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور دو پہر رات گئے دروازہ زندانخانہ کا کھولکر اسعد اور عمرو بن رستم
کو فیصت رہا کرکے لشکر امیر کیطرف چلا ادھر امیر کا حال سنیے کہ انھوں نے چالاک بن عمرو سے کہا کہ تو جا کر اس کا کچھ
حال کہ ہر روز مجھپر طعنہ زنی کیا کرتا ہے قطب دوران نابینا ہے چالاک نے عرض کیا بہت خوب اور اسباب عیاری اپنے بدن
پر آراستہ کرکے روانہ ہوا یہانتک کہ دروازہ بارگاہ قطب دوران پر پہنچا دیکھا کہ قطب دوران تخت پر بیٹھے ہیں اور ایرج
نوجوان داخل مجلس ہے شراب پی رہا ہے چالاک بصورت مبدل پھرا کی رات کے وقت جب دربار برخاست ہوا اور ایرج
اپنی خوابگاہ کیطرف گیا قطب دوران اپنی خلوتسرا میں آئے اپنے دل سے باتیں کرنے لگے کہ اے عمرو اس عرب نے
بڑی بیوفائی تیرے ساتھ کی کہ بغیر خطا کے ایرج ایسا جوان بگاڑ دیا ہے اسکا غم ابدل عطا کیا ہے … دن کو تسکین دیتی
بعد اسکے کھانا کھاکر سو رہا چالاک نے کیفیت دیکھا … نکال کر … بیہوش کیا بعد عمرو کو بیہوش کرکے پشتارہ میں
باندھکر روانہ ہوا حمزہ صاحبقران بارگاہ میں بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو کا ذکر کر رہے ہیں کہ اس نمک حرام نے آدمی
کس کس کو سخت تنگ کیا ہے ہم نے چالاک کو بھیجا ہے کہ جاکر پکڑ لاوے دیکھیے لاتا ہے یہی باتیں تھیں کہ چالاک پشتارہ
لیے پہونچا امیر پکارے کہ اے چالاک اس نمک حرام کو لایا عرض کیا کہ حاضر ہے اور پشتارہ سامنے رکھدیا امیر نہایت خوش ہوئے
فرمایا اسے ہوش میں لاؤ چالاک نے خوب دست و پا عمرو کے باندھکر فتیلہ رفع بیہوشی کا دیا خواجہ عمرو کو ہوش آیا اپنے
دست و پا کو بندھا ہوا پایا سامنے امیر حمزہ صاحبقران کو مع سرداران با توقیر اور بادشاہ اسلام کے بیٹھے دیکھا پکارا کہ اے
آفتاب تابان جو تیرے قطب کے ساتھ برائی کرے اسکو تو جلادے امیر یہ کلمہ سنکر بہت برہم ہوئے اور کہا کہ او حرامی
نمک … گردن سامانی زادے کی … یہ نمک حرامی کا عوض ہے کہ وہ تم نے وقت کا … خواجہ عمرو
پکارا کہ اے عرب تو تیر اعظم سے نہیں ڈرتا اسکے خلیفے سے بے ادبی کرتا ہے … امیر پکارے ہاں اس نمک حرام کو
سر لے جو مجھے دوست رکھتا ہے امیر کا ارشاد سنتے سب سرداروں نے تلواریں برہنہ کرکے اٹھے خواجہ عمرو کی طرف چلے تھے کہ
عمرو پکارا ایہا الناس تم مجھپر تلواریں کھینچ کھینچ کر آتے ہو میں وہی ہوں کہ لعل جادو کے شہر مشتری حصار میں تم سب کو
… قلعہ کے کنگروں میں جو جادو کیے تھے میں نے لعل جادو کو مارا اور تم سب کو چھڑایا اور عقل آباد میں تم سب جانور بنائے تھے
میں نے تمکو انسان بنایا اور کس کس جگہ پر میں نے خدمت … نہیں ہوا آج حمزہ نے … تم سب بھی
پھر گئے تمکو … باقی نہیں رہی شعر … کے قابل ہے گردش چرخ کی ✦ پھرتے ہی انکی نظر جیسے زمانہ پھر گیا ✦
سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہے شعر … ✦ … ✦ یہ کہکر تمام سرداروں تلواریں
میان میں کرکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے دل میں کہنے لگے کہ جناب صاحبقران جیسے خوش ہوں …
… امیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ سب سردار سر جھکائے بیٹھے ہیں عمرو کیطرف … کرکے
ہاشم تیغزن کی طرف خطاب کیا کہ اے ہاشم تو جاکر اس … کرے …
عمرو کیطرف چلا عمرو پکارا کہ اے ہاشم تیغزن کیا ارادہ ہے …
مرگ … پاس … دل کو خدا کی طرف رجوع کیا …
صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھو تو کیا … قضا سے … اتفاقات زمانہ کا جسوقت عمرو کو … اسی وقت

سرکار سے آفتاب بہ سرخون کے جوگی ہونے تھے انھوں نے ایرج نوجوان کو خبر پہنچائی کہ قطب دوران کو عیار لشکر حمزہ
کا پکڑ لیگیا اور خلیفہ سے جواب وسوال سخت و سست ہوئے ہیں ایرج نوجوان یہ سنتے ہی خشمگین مرکب پر سوار ہوکر جلد گیا
اور مانند شیر جوان کے اندر بارگاہ کے آیا بطریق آداب پریشان سلام کی اور نعرہ کیا کہ ای حمزہ صاحبقران میں ایسا
آپکو دعا نتا تھا کہ آپ قطب دوران کو عیار بھیجکر پکڑوا منگوائینگے آپکو شرم نہیں آتی کہ آپ نائب نیر اعظم کے ساتھ ایسی
حرکت کرتے ہیں باوجود دیگر کرامات خلیفہ کے آپ دیکھتے جانتے ہیں پھر اعتقاد نہیں لاتے ہیں اور اسپر طرہ یہ ہے کہ اسے قتل
کرنے کا ارادہ کیا ہے اگر ایک رونگٹا قطب دوران کا میلا ہوگا تو میں ابھی یہاں دریاے خون بہادونگا اپنی جان پر کھیل
جاؤنگا اور قطب دوران کو چھڑا لیجاؤنگا امیر ایرج کی باتیں سنکر ہنسے اور فرمایا کہ ای ایرج نوجوان یہ تمہارا دشمن ہے جو
تمہارے قطب کو مارکر آپ قطب کی صورت بنا ہے رنگ و روغن عیاری کا چہرے پر ملا ہے ابھی گرم پانی سے دھلواؤ
صورت بدل جاے ای ایرج نوجوان نہایت خفا ہوا کہ جو کچھ ہو میں قطب دوران کو لیجاؤنگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا
کہ ای ایرج اگر یہ تمہارا قطب ہو تو لیجاؤ اور جو یہ عیار ہو تو لیجا کر مزدوری لے ایرج بولا کہ یہ کیونکر معلوم ہوا امیر حمزہ نے
فرمایا کہ ابھی تجھپر ظاہر ہوا جاتا ہے حکم دیا کہ دو گرم پانی میں اس عیار کا منہ دھلاؤ کہ ایرج کو صورت اسکی دکھادو ایرج اپنے قطب
کو پہچان لے لوگ اسوقت آب گرم لینے کو چلے لیکن اب ایرج بھی حیران ہوا اور عمرو بھی خیال افشاے راز سے پریشان اور مضطرب
ہوکر دعائیں مانگنے لگا کہ ای پروردگار جلد اس عیار کو عرب کے ہاتھ سے نجات دے کہ لوگ گرم پانی لیکر آئے امیر نے حکم دیا کہ اسے
نہلاؤ لوگون نے چاہا کہ خواجہ عمرو پر پانی ڈالیں اور عمرو عالم یاس ہی میں تھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کو اٹھا کر آسمان کو
لیگیا امیر نے چاہا کہ تیر ماریں ایرج نے دوڑ کر کمان پکڑلی عمرو پکارا کہ ای ایرج مجھے فرشتہ سمجھ یہ مجھے لیجاتا ہے اور ساتھ یہاں ہو
حمزہ اپنے لشکر کیا یہ سب بے اعتقاد ہیں ایرج نوجوان سجدے میں گر پڑا اور امیر سے کہا کہ ابھی آپکو اعتقاد نہیں آیا امیر
نے فرمایا کہ ای ایرج یہ فرشتہ نہیں ہے دیو تندک عمرو کا شاگرد ہے جو عمرو کو لیجاتا ہے ایرج بولا کہ سبحان اللہ کیا بے اعتقادی ہے
یہ کہکر باہر نکلا مرکب پر سوار ہوکر اپنے لشکر میں آیا لیکن دیو تندک نے عمرو کو ایک دامن کوہ میں لاکر اتارا اور سامنے عمرو
کے شکر ادا کرنا شروع کیا اور کہا کہ خواجہ میں ان دنوں بیمار ہوں کہ میرا بہت حال ہے آسمان پری میرے اوپر ظلم کرتی ہے میری معشوقہ کو
کسی کے ساتھ منسوب کیا چاہتی ہے حالانکہ ان بہار پری کی شادی کرنے میں راضی نہیں ہے مگر دغا کیا کرتی ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای
تندک تو اپنی معشوقہ کو لیجاکر پوشیدہ کر اس سے عیش میں مصروف رہ اور مجھے ان دنوں میں غافل نہ سمجھ بارگاہ ایرج
میں پہونچا دے اور جب بارگاہ میں پہونچا یہ ملک تماشا کر اور پلنگ تخت پر بٹھا دیا میں کہونگا ای [illegible] مقرب نیر اعظم
چند روز میرے پاس رہ تو جواب دینا کہ ان دنوں میں آفتاب تابان شکار کو جایا چاہتے ہیں میں ہمراہ انکے جاؤنگا نہیں
تو آپ پاس حاضر رہتا ہوں غرض تندک نے موافق عمرو کی خواہش کے اسکو بارگاہ ایرج میں پہونچایا اور بعد گفتگو
وارد ہوکے چلا گیا ایرج نے قطب دوران کے قدموں کو بوسہ دیا اور گرد پھرا قطب دوران نے اسکے گلے لگایا
اور کہا کہ ای ایرج دیکھا تونے کہ عرب کیسا بے اعتقاد ہیں مجھے اسی واسطے جمع کرتا ہوں کہ ان لوگون سے عہد لوں یہ لوگ
بہت برے ہیں ایرج نوجوان نے کہا کہ یا قطب دوران آپ طبل جنگ بجوائیے قطب دوران نے حکم دیا امیر فقا
نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی ہرکاروں نے سنکر امیر کو خبر دی کہ اسطرح سے قطب دوران آسمان پر سے بارگاہ ایرج میں آگیا
اب ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر حمزہ نے فرمایا کہ اس عیار نے خوب فریب کیا ہے خیر کیا مضائقہ ہے کل دیکھ لیا جائیگا ہمارے
یہاں بھی طبل جنگ بجے ادھر لشکر اسلام میں بھی کوس حربی نوازش میں آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقیب جا کر کے نکل گئے ایرج قطب دوران سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب

اے یہ تو پہلے ہی کہہ سے تھی کہ عمر کو ہی نہ ملا | مجنون ہم اس شعر میں نہیں ہے کچھ کے تخلص | اگر یہ فیض رہا تجھ حضرت عشق سخندان کا

شاہزادہ نور الدہر عالیشان ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈال کر روانہ ہوا اور تعاقب میں ہرن کے پیچھا تاہر جان رکھ رہتا ہے کہ اب
نہ جانے تو ہرن اشارہ کرتا ہو کہ آ پھر نور الدہر ہرن کی ادا پر حیرت کر قریب ایک باغ کے پہونچا ہرن تو جست کر دیوار کو پھاند
کے داخل باغ ہوا نور الدہر دروازے سے باغ کے آیا وہاں ہرن کو نہ دیکھا نہ کسی آدمی کو پایا اس کی جستجو کی مگر کہیں پتہ
نہ لگا چاہا کہ باغ سے باہر نکلے دروازہ باغ کا مقفل دیکھا دیواروں کو بہت بلند پایا شاہزادے نے دروازے کا قفل توڑا
دوسرا قفل پیدا ہوا دوسرے کو توڑا تیسرا پیدا ہوا یہ قفل توڑتا جاتا ہے اور پھر قفل پیدا ہوتے جاتے ہیں اب شاہزادہ دریا
سے ششدر ہو کر کچھ فکر جانے ایک آواز آئی ماندی ہو ور قیامت ہیں جا نمک وہ آواز سنکے اور زیادہ پریشان و ملول ہوا اور سیر
باغ میں مشغول ہوا سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اس اثنا میں ایک آواز گریہ و زاری کی ایک طرف سے بلند ہوئی کہ اے پروردگار
اگر زیست ہماری ہو تو ہمیں اس عذاب سے نجات دے نہیں تو عزرائیل کو حکم کر کہ ہماری قبض روح کرے اب یہ اذیت نہیں
کی جاتی اٹھائی نہیں جاتی ہے مجبور شخص اس آواز درد ہو کے شاہزادہ نور الدہر بیچین ہو گیا اس آواز کی طرف چلا جب قریب پہنچ
گیا دیکھا کہ ایک دروازہ بند ہوا اسی میں سے یہ صدا بلند ہے نور الدہر نے دروازہ کھولا اندر گیا دیکھا کہ اولوس جنی اور
ناہید جادو اور مجنون اختر شمار قید سخت میں گرفتار ہیں شاہزادے نے حال پوچھا انہوں نے جواب دیا غزل

ہیں قید عشق گیسو و رخسار یار میں
اب بقا ہو آب و ضو الفت یار میں
الجھے ہیں عشق عارض و گیسو میں روز و شب
لاکھوں ہی بکھیاں ہیں دل بیقرار میں
دل میں ہزاروں داغ ہوئے آتش عشق کے
باقی ہو اب بھی منت یہ میرے غبار میں
بستان عشق کا گل یک رنگ ہے جنون

ہم مبتلا ہیں گردش لیل و نہار میں
بعد فنا بھی ہیں جو نہیں ہوں قرار میں
دن کو ہیں ہم طلب میں تو شب کو تلاش میں
جانے ہیں ہر دم ان مدام کس طرح سے
کیا گل کھلے ہیں آہ قفس بہار میں
یہ کس سیاہ بخت سے پڑ رہی ہے انہیں
اے عندلیب کہ دوں یہ سوسن ہزار میں

بیٹھے ہیں ہم تصور ابروئے یار میں
کیا تیر سے ساتھ دل ہو بجلی مزار میں
ہیں چشم تر میں سیکڑوں بادل بھرے ہوئے
نقش قدم ہی تو نہیں اس رہگذار میں
آنکھیں دی زمین سے لاکھ آئینہ سیاں
گیسوئے یار آج جو ہیں انتشار میں

اے شہریار انجم جادو کا بھائی ابجل جادو
ہمیں یہاں پکڑ لایا ہو کہتا ہو کہ عوض انجم جادو کے خون کا تم سے لونگا کہ تمہاری سازش سے انجم جادو مارا گیا ہے اور یہ بہت تنگ
کرتا ہے طلسم کشا کہ مر گیا جادو بنا دیتے لیکن ہم نہیں جانتے انہوں نے ہمکو تو یہاں قید کیا اور یہ کیا عمر بیگ یا ہو ہمیں معلوم آپکا قدم یہاں کیونکر آیا
جادوگر آپکو کسی فریب سے اس مقام پر لایا ہوگا نور الدہر بولا کہ یہ کیفیت تو بیان کر دکھا ہے انہیں قید سے رہا کر دوں ان سب نے کہا اے
شہریار یہ قید ہم پر ہے ہم نہ نکلیں گے ناحق آپ بھی گرفتار ہو جائینگے خبردار ہمیں ہاتھ نہ لگائیے گا یہی باتیں تھیں کہ ایک آندھی بڑے
زور شور سے چلی سناٹا ہوا اور ایک جادوگر عجیب صورت نمودار ہوا اس نے نعرہ کیا کہ باغی اے قاتل انجم شاہ جادو
میں ہی تجھے ہرن بنکر لایا ہوں اب تو میرے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائیگا تجھے اسطرح مارونگا کہ یہاں بہ یاد مرغان ہوا تیرے حال
پر گریہ وزاری کرینگے یہ سنکر غصہ آیا نور الدہر کو تلوار کھینچ کر وار کیا جھک مارتا ہے میں تجھے زندہ کب چھوڑتا ہوں اولوس پکارا اے
شہریار یہی ابجل جادو جسکی اس ستم سے ہم گرفتار کیا ہو نور الدہر بیشک تلوار کھینچ کر دوڑا ابجل جادو نے سحر کیا کہ ہاتھ شاہزادے کا
خشک ہو کر رہ گیا ابجل جادو نے ہاتھ نور الدہر کا پکڑ کر کھینچا اور جال زمین کا ڈالکر جو بند باندھا اور آواز دی کہ اے جلادو
لاکر سلگاؤ اور سیخ پھیر یہاں تک مرچ لاؤ میں اسکا کباب کرکے کھاؤنگا سب اسباب آکر موجود ہوا آگ دہکنے لگی شاہزادے کا
بدن جلنے لگا اور وہ حرامزادہ چھری ہاتھ میں پکڑ کر قریب بیٹھا کہ گوشت کاٹکر کباب کرے نور الدہر دعا مانگنے لگا کہ اے خلاق عالم
تصدق اپنے بندگان خاص کا مجھے اس ظالم کے پنجے سے نجات دے قطعہ اے اکہ ملک خویش پایندہ تو فی زوال شب صبح

کوچے میں اسکے نام کو زینت ہوئی تو کیا
کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منہ چلے
روز جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا
گلچیں نے سب کو پھول دیئے مجکو داغ دل
تسلیم یوں ہی صرف شب فرقت ہوئی تو کیا

ہر حال میں جلے صفت شمع رات بھر
مر کر بچے ہوئے سے ندامت ہوئی تو کیا
محروم دید و رہ گئے اعمال کے سبب
باغ جہان میں ایسی ہی قسمت ہوئی تو کیا

خلوت ہوئی تو کیا ہمیں جلوت ہوئی تو کیا
ہو جو عذاب قبر میں ہو سکتے ہیں بچے
برگشتہ قسمتوں کو قیامت ہوئی تو کیا
کیا مر کے شکل روز تمنا میں دیکھنا

اس طرف کو زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ میں حیران و پریشان بیٹھا تھا اور
بختیارک کہہ رہا تھا کہ یا خداوند اب ان غذا پرستوں سے کون سامنا کریگا آفتاب پرستوں کو کون جواب دیگا لقا کہہ رہا تھا
کہ تجھے کارخانہ خدائی میں کیا دخل ہے نہیں معلوم کہ میں اپنی خدائی کے کیا کھیل دیکھتا ہوں یہی باتیں تھیں کہ آسمان پر شور و غل برپا
ہوئے برہمن جادو تخت زرنگار پر سوار ہوا سے اترا میں غرق ساعت سے آکر لقا کو سجدہ کیا بیٹھ کر چاروں طرف دیکھا اپنے حریف
بدر بن زلازل کو نہ پایا پوچھا کہ یا خداوند بدر کہاں ہے لقا بولا کہ اے برہمن جادو اسے ایرج آفتاب پرست پکڑ لیگیا ہے اور
میں بہت پریشان ہوں اب تم آئے ہو تو ان غذا پرستوں سے اسکا کام تمام کرو اور آفتاب پرستوں کو وعدہ دو بار یک گردن
عمرو بن امیہ ضمری لیکر آیا ہے انکو بھی شاہ دے بات تیرا ہے اور داس تمہارا ہے برہمن جادو نے کہا کہ یا خداوند میں کوئی پہلوان
نہیں ہوں کہ لشکر حمزہ سے لڑوں مجکو حرب میں دخل ہے سوا اسکی صورت یہ ہے کہ حمزہ اسم باطل السحر جانتا ہے مجکو کب مانتا ہے سوت
میں حمزہ کے ہاتھ سے ساری جادوگری لیا اگر آفتاب پرستوں سے لڑوں تو وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہے کہ جسنے شہر کے شہر جادوگروں
کے غارت کر دیئے کل کا ذکر ہے کہ عشقطلی آیا اور کس طرح برباد کیا میری اسکے سامنے کیا حقیقت ہے میں اپنی جان مفت نہ دونگی مگر
بدر بن زلازل کو البتہ چھڑا لاؤنگی اور ملک کوچک باختر کو اسے مسخر کر دونگی فوج فراوان لشکر لیے یا بان جمع کرکے آپکی
مدد کیواسطے بدر کو لاؤنگی لقا نے کہا کہ کئی ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی غرض برہمن جادو نے رات کے وقت جا کر جنگ
کر موکل زمان سب سو گئے برہمن جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کر لے آئی اور لقا سے رخصت ہو کر مع بدر روانہ
ہوئی مگر لقا نہایت آزردہ و ملال رنجیدہ بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ارجنگ ماہی خوار تین لاکھ سوار کی جمعیت سے
آپکی مدد کیواسطے آتا ہے لقا یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ جبل شادمانی بجے اور سردار استقبال کیواسطے جائیں اور
ارجنگ کو لائیں ارجنگ ماہی خوار ایک مدت سے لاہوت شاہ پر عاشق ہے اسنے جو سنا تھا کہ ایرج آفتاب پرست
لاہوت کو پکڑ لیگیا ہے یہ ہجوم کر کے آیا ہے کہ جاکر ایرج نوجوان کو سزا دے اپنے معشوق کو چھڑا لیجئے دوسرے کا ایک مجرا کرنا
آیا ہے جب بارگاہ لقا میں پہونچا لقا نے صحبت رقص و سرود آراستہ کی جمع ہوئے تو گانے والی نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

اب میں گم ہوں کسی کی جستجو سے کیا غرض
آرزو کشی ہے مجکو آرزو سے کیا غرض
کیسوں میں ہم خاک میں تعظیم صنم کے لیے
رند مشرب ہوں مجھے اس گفتگو سے کیا غرض
عندلیب گلشن جنت ہوں مجکو ای صبا
وردھی گردوں کو خوئے گلرو سے کیا غرض
میں تو ہوں تسلیم شاگرد نسیم دہلوی

جب دہن مثل ادا ہے گفتگو سے کیا غرض
بحر ہستی میں حباب آسا تقدر مثل میں ہم
اہل زر کی اعتبار آبرو سے کیا غرض
شکل قاتل کی طلب محشر میں ہو لا زخم دل
تو ہی جنا ان نگوں رنگ و بو سے کیا غرض
سرخوش جوش محبت ہوں مجھے تشنہ میں
مجکو خم شاہ واں کا سبو سے کیا غرض

دیکھکر جل فلک کو حوصلہ جاتا رہا
ابتری سے کام کیا طوق گلو سے کیا غرض
ذکر کعبہ ہو کہ دست دیر دونوں کو سلام
میں تو راضی ہوں جہاں بیرے صدیقے
ہر کسی مجبور دوران کا سہو یادگار
ساقیا تیرے ہی جام و سبو سے کیا غرض

جب اسنے دیکھا کہ سب محبت میں گرا ہوتا ہے
نہیں ہے اور لاہوت شاہ پر شک ہے لے گیا ہوا تھا غرض ارجنگ ماہی خوار نے لقا کو سجدہ کیا دخل پر بیٹھا پوچھا یا خداوند
تو خالص لاہوت شاہ کہاں ہیں بختیارک نے کہا آتے ہیں حمام کرنے گئے ہیں بعد دو گھڑی کے لاہوت شاہ کی

آیا مثل گل کے اوپر سر پر رکھے ہوا پیراہن آب رواں کا گلے میں پہنے سر پا موتی ٹنکے ہوئے تخت الماس کا کشتی یاقوت کی لگی ہوئی تھی
پاجامہ سبز گلبدن کا پاؤں میں نورتن بازوؤں پر بندھے ہوئے دونوں گال مانند چقندر رنگ کے سرخ آنکھیں نیند بھری ہوں رخسار جنگ
نے جو لاہوت کو دیکھا تو کھڑا ہو دوڑ کر لپٹ گیا رخسار جس کا بوسہ لیا پاس اپنے بٹھا لیا اور پوچھا کہ میں نے سنا تھا کہ ایرج آپکو
پکڑ لیگیا تھا بختیارک بولا کہ یہ حال مجھسے پوچھیے اسنے تو غضب کیا پہلے روز جو ایرج آیا سلیمان کو قتل کیا کہ جنگ طلوع میں لاہوت
شاہ کو پکڑ لیگیا منشار خوار آتش بین مروار خوار لاہوت شاہ کو چھڑا لایا تھا کہ ایرج تنہا بارگاہ میں خداوند کے گھس آیا اور منشار
کو مار کر لاہوت شاہ کو اسیر کر لیا اور خیمہ شبیہ میں گرفتار کیا کر دیکھیے اب تک ہتھکڑی بیڑی کے نشان دست و پا میں ہیں
بس بیہودی سے خداوندزادے کو قید کر رکھا ہو اور کہا اذیتیں دی ہیں پاسے وہ جنگی روٹی کھلتا اور خداوند زادے کا کھانا
اور بھوکا مرتے تو بنا اور پیاسا مرتا القصہ ایسا بختیارک نے حال لاہوت شاہ کا بیان کیا کہ ارجنگ ماہی خوار رونے
لگا اور کہا کہ جبتک اس آفتاب پرست کو نہیں مارتا ہوں مجھے چین نہیں ہو لقاسے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے میں کل ایرج
کو قتل کرونگا لقانے طبل جنگ بجوایا ادھر ایرج کو خبر ہوئی انسے بھی حکم دیا نقارہ رزمی نوازش میں آیا ادھر امیر حمزہ
صاحبقران کو جا کر ہرکاروں نے ارجنگ ماہی خوار کے آنے کی اور طبل جنگ بجانے کی خبر دی امیر نے بھی فرمایا کہ [illegible]
بجے تینوں لشکروں میں چار پہر رات تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نسب دیکر بیٹھ گئے
ارجنگ اپنے گینڈے سے کودا اور سامنے لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقانے کہا جا تجھکو سپرد کیا اپنے یہ قدرت کے تیری دم
شمشیر میں سب کی موت تقدیر کر دی ہو ارجنگ وہاں سے پھرا لاہوت شاہ کے گلے سے لپٹا گئی بوسہ اسکے لیا اور کہا کہ ایک
شب کو اپنے دل سے مجھکو شاد کیا ہو میں بھی جان اپنی نثار کرنے جاتا ہوں لاہوت شاہ نے بسکر ایک طمانچہ اسکے مارا اور
کہا کہ جا اگر تو نے جاکر اس آفتاب پرست کی مالا آج مجھے بہت خوش کر دیگا بس ارجنگ میدان میں آیا نعرہ کیا کہ او کرد
فروش بچہ بازاری بے ادب نکل میدان میں تو تجھے اس بے ادبی کا حال معلوم ہو کہ خداوندزادے کو تو پکڑ لیگیا اور قید
رکھا ایرج مرکب کو اڑا کر قطب دوران کے سامنے آیا اجازت چاہی قطب دوران بولے سپرد کیا تیرا اعظم کو ایرج
مقابل ارجنگ ماہی خوار ہو کر [illegible] ارجنگ نے کہا کہ سن تو او آفتاب پرست تو نے کیا غضب کیا تھا کہ تو
خاص میکائیل قدرت کو زندان میں بند کیا تھا ایرج بولا او بدمعاش کیا بیہودہ بکتا ہو جلد کیا چھوڑ دیگا دیکھ کس طرح مارتا ہوں
بس یہ سنکر ارجنگ آگ ہو گیا اور کہا او آفتاب پرست زبان درازی جو کچھ کرو یہ رکھتا ہوں ایرج نے کہا کہ تو اپنا وار پہلے کرلے
ارجنگ نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ ارجنگ کا ٹکڑے کر دیا جہاں آنکھوں میں ارجنگ کی تاریک ہوگیا تلوار
کھینچکر ایرج پر ماری اسپر کو [illegible] کرکے سر پر ایرج کے [illegible] کہ تلوار دو برابر ہوگئی ایرج نے [illegible] سر سے ایک بوند
خون جاری ہوئی ایرج نے [illegible] تلوار ارجنگ پہ ماری کہ [illegible] اسکی قلم ہوئی اسنے سر بچایا تلوار گینڈے کی گردن [illegible]
[illegible] قلم ہو گینڈا اور ارجنگ دونوں گرے آفتاب پرست [illegible] دونوں [illegible]
میں سیاہ صاحبقران کو [illegible] ارجنگ کا گرز [illegible] ارجنگ
کی ایرج پر دوڑی ایرج بھی پیادہ ہوا آفتاب پرست [illegible] خوب تھا ابھی ارجنگ کو گینڈے سے [illegible] یہ بھی اور
گینڈے پر سوار ہو کر لڑنے لگا [illegible] شام کو طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی آرامگاہ میں پھر گئے نور الدہر ایرج
کے دیکھنے کو آیا ایرج نے [illegible] استقبال کیا [illegible] جب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوا ایرج چاہتا تھا تعظیم کو اسکے اٹھے
نور الدہر بولا اے ایرج خبردار [illegible] اگر اٹھوگے تو زخم سے [illegible] ایرج نے کہا [illegible] نور الدہر [illegible]
اور کہا اے ایرج زخمی ہونے کا افسوس نہیں ہو زخم [illegible] بہادری کا جوہر [illegible]

نہایت غضبناک ہو کر دو تھا کہ یارا بھی اس کے پاس قدرت بچہ بازاری کو پکڑ لاتا ہوں یہ کہکر چلا ہر چند بختیارک نے منع کیا ارجنگ
نے نہ مانا اور جانب لشکر آفتاب پرستان روانہ ہوا ہرکاروں نے خبر قطب دوران کو پہنچائی کہ ارجنگ بارادہ فاسد آتا
ہے سرداروں نے کہا کہ ایرج نوجوان تو زخمی ہیں مگر ہم اس سے زیر نہ ہونگے قطب دوران نے کہا کہ تم جا کر
آگے استقبال کر کے لاؤ سب سردار گئے پیشوائی کر کے ارجنگ کو لائے قطب دوران نے تعظیم کی بہت عزت سے بٹھایا مجلس
اسباب عیش کا مہیا کیا جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بیہوشی ملا کر اسے پلایا دو تین جام متواتر دیئے ارجنگ کو نشہ خوب ہوا کہا
یا قطب دوران میں آیا ہوں کہ ایرج کی تسکین کروں حکم لیجیو وہ کہاں ہے قطب دوران نے کہا کہ جلدی نہ کیجیے ایرج
اچھا ہو ارجنگ بولا کہ ان باتوں سے کچھ فائدہ نہ ہوگا جلد اسے بلاؤ قطب دوران نے جو بہت چاہا کہ ایرج کو لاوے اتنے میں
اور ایک جام بیہوشی آلودہ ارجنگ کو دیا یہانتک کہ خوب نشہ سر کا رہے اثر کیا ایک مرتبہ ارجنگ بولا کہ قطب دوران تو
بڑا دغا باز معلوم ہوتا ہے ابتک ایرج نہ آیا میں جا کر بند کر لیتا ہوں قطب دوران نے دیکھا کہ بیہوشی ارجنگ میں تاثیر کر چکی تو
کہا کہ او ماہی خوار کیا بکتا ہے یہ کیا پوچ گو و کلام میں ہے مجھکو کیا لقا کیطرح سمجھا ہے کہ اسکے بیٹے پر عاشق ہو اور سامنے لقا کے تو اسکے دست
بستہ کھڑا ہو ناپاک بیہودہ کیوں تیری شامت آئی ہے میں طرح دیتا ہوں کہ تو میرے لشکر میں آیا ہے ارجنگ یہ سنکر غضبناک
ہو کر دوڑا قطب نے ایک طمانچہ مارا کہ ارجنگ بیہوش ہو کر گرا اور لوگوں نے گرفتار کیا [illegible] کر کے
زنجیر میں اسوقت آنکھ کھلے اور ارجنگ کو طوق و زنجیر میں گرفتار کیا اس اثنا میں ایرج بھی پہنچا دیکھا کہ ارجنگ بیہوش پڑا ہے
احوال پوچھا قطب دوران نے بیان کیا ای ایرج میں اس سے [illegible] تھا یہ مجھے [illegible] لڑائی میں
ایک طمانچہ مارا کہ ابتک بیہوش پڑا ہے ایرج بولا درست دیکھا ہے قطب نے کہا کہ اسے ہوش میں لاؤ کچھ اسباب دفع بیہوشی اسکی ناک
میں ڈالے گرد وہ چھینک مار کر ہوش میں آیا اپنے کو بندہ ہوا پایا قطب دوران نے کہا ای ارجنگ دیکھا مجھ بوڑھے کا زور
کہ ایک طمانچہ میں تیری کیا حالت ہوئی ارجنگ نے پوچھا کہ مجھے کسنے پکڑا قطب دوران نے کہا میں نے ارجنگ بولا
کیا بک مارتا ہے [illegible] میں گر پڑا قطب بولا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کہکر جام شراب کا ارجنگ
کے منہ پر مارا سینے پر ارجنگ کے پڑ کر ٹوٹا شراب اسکے بدن پر پڑی جہان جہان پہنچی ارجنگ کی سیاہ ہو گیا قید کو تار
عنکبوت سے تو نہ توڑا قطب پھر بولا کہ او [illegible] معلوم کیے دیتا ہوں تھا اور تجھ کو پکڑ لیا قطب نے دیکھا کہ غضب
ہوا اگر تو بھاگ گیا ہو تو [illegible] ایرج نے دشمن قطب کو ایرج نوجوان اس حالت
زخمداری میں دوڑا کہ کہاں جاتا ہے بس ارجنگ ماہی خوار کا ہاتھ پکڑا ارجنگ بھی لپٹا کشتی ہوئی ایک پہر [illegible]
ایرج نوجوان نے [illegible] زمین پر مارا چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا [illegible] اختیار کر [illegible] ایرج نوجوان
کے [illegible] دیا ایرج نے سر اسکا پکڑ کر [illegible] سے کھینچ لیا اور قطب دوران سے کہا قطب دوران بجلے آپنے
ارجنگ ماہی خوار کو ایک طمانچہ مار کر گرفتار کیا تھا آپ نے مجھے مدد چاہی [illegible] تھا مجھ پر ظاہر کیجیے
قطب دوران نے کہا ایرج نوجوان میں بے حکم شیر اعظم کوئی کام نہیں کرتا ہوں اور تم اسوقت بارگاہ میں نہ
تھے میں نے بحکم شیر اعظم اسے پکڑ لیا اب شیر اعظم کو منظور ہوا کہ اس زخمداری میں شوکت تمہاری سب پر ظاہر کرے یہ سبب تھا
کہ ارجنگ ماہی خوار تمہارے ہاتھ سے مارا گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ درست ہے اتفاق کار جہانگیر [illegible]
یا تو خبر دونوں وقت ایرج نوجوان کی خبر لیوا سے آیا کرتا ہے اسوقت بھی موجود تھا قطب دوران نے کہا ای جہانگیر
دیکھا تو نے کہ ایرج نوجوان نے حالت زخمداری میں کیسے پہلوان کو [illegible] کر پھینکا جا کر حمزہ سے کہنا کہ اگر ایرج نوجوان
کی اطاعت اختیار کرے صاحبقران شاہزادے نے اور آفتاب تابان کو خدائی مانے جہانگیر نے سنتے ہی جا کر امیر

آتا ایرج نے کہا شام تک پھر آؤنگا رات وہاں نہ ہونے دوں گا قطب دوران بولے اچھا جاؤ ایرج شہزادہ نے
گھر جا کر حکم دیا کہ یا نوسان صید گیر صبح کو تیار رہو کل آئینگے یہ کہکر کھانا کھا کر سو رہا صبح کو بیدار ہوا سبز لباس پہنکر باہر نکلا
بیٹھے قراول میر شکار یوز باشی جانوران صید گیر لیے ہوئے در دولت پر حاضر تھے سب نے سلام کیا ایرج وہاں سے
صبح کو جانب صحرا روانہ ہوا جہانگیر بیٹے نے یہ خبر نورالدہر کو پہنچائی کہ ایرج شکار کیواسطے گیا ہے نورالدہر نے بھی مع اپنے
رفیقوں اور طماس کے تیاری صید افگنی کی کی اسد نے کہا بھائی صاحب میں بھی آپ کے ساتھ ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ
ای اسد میں فقط ایرج سے اخلاص کیواسطے جاتا ہوں اور تم اُس سے دشمنی رکھتے ہو اسد نے کہا بھائی خدا نکرے جو
میں کسی کا دشمن ہوں اور جو دشمن ہوتا تو اب تک زندہ نہ چھوڑتا نورالدہر نے کہا ابھی بیٹے سمک کو بھیجکر ایرج کو پکڑوا
بلوایا تھا اگر مجھسے ملاقات نہوتی اور سمک سے ایرج کو نہ لیتا تو غضب ہوا تھا تم اب بار دگر عیاروں
کے بلوانے میں مصروف کیا تھا مگر میں نے اس آفت سے سب کو بچایا اور ایرج کو میں نے بچایا اور تم تو کچھ
اپنی آبرو کا پاس نہیں ہے نہ کچھ ماما دادا جان کے ضرر کا خیال ہو جانتے ہو کہ لاولد ایسا ہوں کچھ نہ کہیں گے تم یہیں
چھوڑ جاؤ نگا بھی میرے ساتھ تم نہ چلو اسد بیٹے نے کہا کہ بھائی صاحب مجھے قسم لے لیجیے جو میں کچھ عداوت ایرج کے
ساتھ کروں آپکو اُس سے محبت ہے میں کیوں دشمنی سے پیش آؤں نورالدہر نے کہا کہ بھی کسی کو ضامن دو اسد چاروں طرف
دیکھنے لگا کہ کسے ضامن دوں شاہزادے نے طماس سے اشارہ کیا کہ تم ضمانت کرو طماس نے کہا کہ ای شہزادے میں ضامن
اسکا ہوتا ہوں نورالدہر بولا اچھا بھئی تم جانو القصہ نورالدہر جانوران صید گیر اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا اسد بھی
نورالدہر کے پیچھے گھوڑا ڈالے الاپ یہ دونوں مرکب دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں تھوڑی دور کا سا ایرج درخت کے
سایہ میں بیٹھا تھا کہ باز نورالدہر کا شکار کو پہنچے ہیں دیا ہے سامنے ایرج کے گرا ایرج نے باز کو ہاتھ پہ اٹھا لیا اُسے
پیار کر رہا تھا اس عرصہ میں اسد پہونچا باز کو ایرج کے ہاتھ میں دیکھکر آگ ہو گیا پکارا او کمبخت بچہ بازاری
ہمارا باز تو نے کیوں ہاتھ پہ اٹھا لیا ہمارے ہرسے ہر خلل لاؤ یا ہم کا ٹانے انکے پیچھے خراب پڑے آتے ہیں ایرج
نے کہا کہ میں تیرا باز دیکھا تھا یہ باز سامنے صید کو دبا کر بیٹھا میں نے باز کو اٹھا لیا باز بھی موجود ہے شکار بھی پڑا ہے
ہو اسد للکارا او پاجی اب تو عذر کرتا ہے میں تجھکو شکار کرونگا تلوار کھینچکر ایرج پہ ماری ایرج نے وار تلوار
کی بچا کر چھلکی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکر اسد کو اٹھا لیا کہا ہر خیرہ ماروں زمین پر
کہ جیسا تیر نکل پڑے اس اثنا میں نورالدہر پہونچا دیکھا کہ ایرج نے اسد کو ہاتھ پہ اٹھا لیا ہے نورالدہر پکارا
او ایرج یہ کیا ہوا ایرج نے اسد کو تو ہاتھ سے رکھدیا اور دوڑ کر نورالدہر کے پاس آیا کہا ای شہریار یہ مجھے
یہ مارے ڈالتے تھے ہر چند عذر خواہی کی نہ مانا نورالدہر نے اسد سے کہا کیوں یہ کیا بیہودگی تھی یہ کہکر اسد
کو ایرج سے بغلگیر کرایا دونوں آپس میں ملے ایک جگہ بیٹھے گوشت شکار کے کباب تیار ہوکر آنے لگے یہ دونوں
کھانے لگے خیمہ نورالدہر اور ایرج کا ایک مقام پر برپا ہوا دونوں باہم بیٹھے ناچ ہونے لگا شراب چلنے لگی
رات کو کھانا کھا کر دونوں خیموں میں آرام فرمایا مگر اسد اس خیال میں تھا کہ ایرج کی آنکھ لگ جاوے اور یہ غافل ہو جاوے
تو اسے قتل کروں جسوقت اسد نے سمجھا کہ ایرج اب سو گیا تلوار کھینچکر ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج بھی
اسد کے اندیشے سے سویا نہ تھا دیکھا کہ اسد با تیغ برہنہ آتا ہے خیال میں گذرا کہ ای ایرج اگر تو نے دیو اسے
کو مار ڈالا تو نورالدہر سے شرمندگی ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکو اسکی بدکرداری سے آگاہ کر دے بس آواز
دی کہ ای اسد تلوار کھینچے کدھر آتا ہے کیا ارادہ ہے اسد پکارا او ایرج مجھکو لوگوں نے تیرا دشمن مشہور کیا ہے

مین ذرہ برابر کوئی اور اگر حرکت دشمنی کی کرے تو مین مفت مین بدنام ہوں اس سے تمہاری نگہبانی
کے واسطے تلوار کھینچے پہرا دیتا ہوں یہ باتین جو بآواز بلند ہوئین نورالدہر بیدار ہوا پوچھا کہ اے ایرج کیا ہے
ایرج نے کہا شہریار مین خوف کے مارے سو نہ سکا تھا اسد تلوار کھینچکر میری طرف آتا تھا مین نے پوچھا کیا ارادہ ہے
تو جواب دیا کہ تمہاری چوکی کے واسطے تلوار کھینچے پہرا دیتا ہوں نورالدہر یہ سنکر بہت برہم ہوا بولا کہ مجھکو کسنے ایرج
کی چوکی کے واسطے کہا تھا یہ کیا حرکت لغو ہوا اور کہنے ایرج مین اب دستور نکلا صحبت آراستہ کرو یہ کہکر مسند پر بیٹھا
ناچ ہونے لگا صبح ہوگئی ابر خوب تھا پھر شکار کے واسطے ایرج اور نورالدہر چلے خوب شکار کھیلا وہ صحرا سبز
سبز و شاداب تھا وہین خیمہ ہوا ایرج سے نورالدہر نے کہا کہ قطب دوران سے بھی کہلا بھیجیے اگر وہ بھی جلوہ دیتے
ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ تو جا کر قطب دوران سے کہہ کہ آپ بھی تشریف لائیے یہ میرا قبلہ دین ہے اور ملک
مین ملکوت شاہ اور اقبال شاہ کو بھی لیتے آئیے شاپور نے جا کر قطب دوران سے کہا قطب دوران سوار
ہوئے مالک اور اقبال شاہ دونوں ساتھ ہوئے جب وہان پہونچے ایرج استقبال کے واسطے آیا اور از راہ
تعظیم کی قطب دوران آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا کباب کھاتے تھے کیفیت صحرا کی اٹھاتے تھے مگر جب قطب دوران
کو شاپور بلانے گیا تھا نورالدہر نے جہانگیر کو امیر کی خدمت مین بھیجا تھا کہ آپ بھی رونق افزا ہوجیے یہ سنکر امیر
بھی سوار ہوئے اور سرداران نامدار بھی ہمراہ تھے امیر آتے آتے وہان پہونچے جہان قطب دوران بیٹھے
تھے امیر نے چالاک سے کہا کہ آج جو تو عمرو کو بیہوش کرے تو مین ایرج کے ہاتھون اسے ذلیل کروا کے نکلوا دوں
چالاک نے عرض کیا بہت اچھا مین بیہوش کر دونگا باتین کرتے ہوئے قریب صحبت پہونچے جہان قطب دوران
بیٹھے ہوئے سیر صحرا کی دیکھ رہے تھے کہ دور سے سیاہی نظر آئی شاپور سے کہا کہ دیکھ تو یہ سپاہی کیسی ہے شاپور نے جا کر دیکھا
اور قطب سے آکر عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین قطب دوران نے کہا او لعین جو شخص صاحب اسم اعظم آتا ہے
قطب بیٹھنے کا نہین مین تو جاتا ہوں نورالدہر نے ایرج سے کہا کہ قطب دوران تمہارے صاحبقران کے
ڈر سے مین جو بھاگے جاتے ہین میرا دم ہے جو امیر کسی طرح تمہارے قطب سے بولین ایرج نے قطب سے کہا کہ آپ
حمزہ سے کیون خائف ہوتے ہین اور مجکو ذلیل کرواتے ہین ایسا ہی تھا تو آپ یہان کیون آئے آپ سے اور حمزہ
سے کیا علاقہ ہے آپ بیٹھے رہیے حمزہ کیا آپ کا کر سکے گا اصلح سے ایرج نے بگڑ کر کہا کہ عمرو نے خیال کیا ایسا نہو کہ ایرج
مجھسے ابھی برگشتہ ہو جائے ناچار بیٹھا رہا اس عرصہ مین امیر اور قریب آئے نورالدہر استقبال کے واسطے
چلا ایرج نے تعظیم کی بڑھکر سلام کیا امیر آکر رونق افزائے محفل ہوئے مگر عمرو کی طرف دیکھتے بھی چین بجبین کر
بیٹھا ہوا اور قطب دوران دمبدم سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہین اور کہتے ہین کہ اے آفتاب تابان
جو تیرے تاب قطب دوران سے بدی کرے تو اسے جلا دے امیر یہ سنتے ہین منہ آتا ہے مگر ضبط کر کے
رہ جاتے ہین لیکن چالاک بن عمرو اور سمک اور ابوالفتح اور اعیہ اور سیارہ اور شاپور سب ایک طرف
بیٹھے شراب پی رہے ہین گزک کھا رہے ہین چالاک نے اور عیارون سے کہا کہ تم شاپور کو باتون مین لگائے
رہو مین آتا ہون یہ کہکر اٹھا اور ساقی کیسری کی صورت بنکر شراب مین بیہوشی ملا کر کئی جام عمرو کو پلائے کہ عمرو
بیہوش ہو کر تکیہ سے لگ کر رہ گیا چالاک نے امیر کو شراب پلانے مین آگاہ کر دیا کہ عمرو بیہوش ہوا امیر ایرج
کی طرف مخاطب ہوئے پہلے مزاج پوچھا پھر کہا اے ایرج یہی تمہارے قطب دوران ہین ایرج نے کہا کہ
ہان تین سو برس کا سن ہوا اور کیا کیا کرامتین انکی دیکھی ہین بڑے صاحب کشف و کرامات ہین جو انھون نے

بعد اسکے کوچ کرکے راہی شہر ختم ہوئے

دلان اول اب دوسرے داستان حیرت مآل لقائے بے وقار رانده درگاه خدا کے بیان ہوتے ہیں
لقا شہر ختم میں پہنچا تھا کہ ایک عیار ازرق چشم آمد بارگاه کے آیا لقا کو بد دعا دی بختیارک نے پوچھا کہ تو کون ہے
اور کسکا پیغام لایا ہے ملک مسمار دریابار نے کہا کہ یہ عیار ملک زادے کا ہے نام اسکا فیروز غول بچہ ہے اور پوچھا کہ اے
فیروز کیوں تو آیا کیا خبر لایا ہے کہا خسرو شیر دل جو تمہارا خداوند زاده ہے وہ کمک کو آتا ہے ملک مسمار خوش ہوا اور لقا سے
کہا کہ یا خداوند وه بہت بہادر ہے زمرد شاه نے کہا کہ جاؤ استقبال کرکے لاؤ تمام سردار گئے اور اسے لائے اسنے لقا کو
سجده کیا اور حال خدا پرستوں کا پوچھا بختیارک نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا خسرو نے کہا کہ میں سب کو دیکھونگا
لقا سے عرض کیا کہ یا خداوند اب طبل جنگ بجوایئے دیکھئے میں صبح کو کیا کرتا ہوں اسی وقت طبل جنگ بجا ہرکاروں نے
جا کر لشکر اسلام میں خبر پہنچائی شہنشاه گیتی ستان نے فرمایا کہ یہاں بھی نقاره رزمی پر چوب پڑے رات بھر تیاری جنگ
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیب نسب دیکر ہٹے کہ خسرو شیر دل لقا
سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مبارز طلب ہوا تھا کہ جانب صحرا سے گرد اٹھی ہرکارے دونوں لشکروں کے خبر لینے
دوڑے جب دامن گرد شگافتہ ہوا نشان کے چالاک بن عمرو اور پیچھے حمزه صاحبقران و نورالدہر و بدیع الزمان مع عقیل
و بہرام چالیس ہزار سوار سے پہونچے بیٹے قدمبوسی بادشاه کی حاصل کی بعد اسکے نورالدہر نے اجازت لیکر مقابل ہوا خسرو نے
بعد نگاوری اور استفسار نام کے کہا کہ لا اپنا حربہ شاہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا دستور نہیں ہے کہ حریف پر پیشدستی کریں
اسوقت خسرو نے نیزه مارا شاہزادے نے نیزه اسکا توڑ کے پھینکا گے نیزه بازی ہوئے چند طعن میں نیزه خسرو کا گرا دیا خسرو
نے تلوار ماری نورالدہر نے روکا تلوار اسکی بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی غرض کشتی ہونے
لگی دن بھر کشتی رہی شام کو نورالدہر نے اسے زیر کیا اور مشکیں باندھ کر لے آیا ملک مسمار شاه نے کہا کہ اے زمرد شاه
یہ کیا ہے وہ تقدیر ہے کہ بیٹے کو میرے گرفتار کروادیا لقا بولا کہ اے مسمار شاه میں نے خدا پرستوں کو بہ زور پیدا
کیا ہے تقدیر کردی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو انسے لڑیگا وه مغلوب ہوگا بختیارک نے کہا کہ لقا سچ کہتا ہے
ہم ہمیشہ سے یہی دیکھتے ہیں ملک مسمار چپ ہو رہا غرض دونوں لشکر پھر کر اپنی بارگاه میں گئے صبح کو امیر نے دربار کیا
خسرو کو بلایا وه آیا بطریق لقا پرستان سلام کیا امیر نے بہت عزت و حرمت سے اسے بٹھایا اور کہا اے خسرو تجھے نورالدہر
نے کیونکر زیر کیا وه بولا کہ جسطرح بہادر بہادروں کو زیر کرتے ہیں امیر نے فرمایا کہ لقا میں تو نے کیا خوبی دیکھی جو اسکی
خدائی مانتا ہے اور یزدان پاک کو نہیں پہچانتا ہے خسرو نے تعریفیں لقا کی کیں امیر نے اسکی مذمت بیان کی اور تعریف
پروردگار عالم کی کی خسرو دل سے مسلمان ہوا اور عرض کیا اگر ارشاد عالی ہو تو میں جا کر اپنے باپ کو مسلمان کر کے
لے آؤں فرمایا اچھا جاؤ خسرو مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہوا اپنے باپ کے خیمے میں آیا اور اس سے کہا کہ میں دل سے مسلمان
ہوا ہوں اپنی جان بچا کر آیا ہوں اور ان خدا پرستوں سے کوئی سرکش ہوکر سامنا نہیں کرسکتا اب میرا اراده یہ ہے کہ حمزه کے
لشکر میں رہوں اور فیروز غول بچہ سے سرداران لشکر اسلام کو پکڑواؤں جب سب سردار گرفتار ہوجائیں تو انکو لیکر سمندر
میں قتل کروں ایک عیار دور کھڑا تھا اسکی یہ بات سنی ملک مسمار دیتے رہے اسکی بہنیکی اور رات کو لقا سے آکر یہی کہا
بولا کہ میں نے یہی تقدیر کی ہے جاؤ غرض صبح کو خسرو ملک مسمار کو ساتھ لیکر آیا قدموں پر صاحبقران کے گرا ملک مسمار
بھی دل سے مسلمان ہوا ایک طرف خیمہ اسکا بھی استاده ہوا فیروز غول بچہ رات کو جا کر ہاشم تیغزن کو چرا لایا
ملک مسمار نے چاہا کہ ہاشم کو اسیطرح بیہوش قتل کرے خسرو نے کہا کہ ابھی تامل کیجئے اور یہاں صبح کو غلغلہ ہوا کہ رات کو

بستر خواب سے غائب ہو گیا امیر نے فرمایا تلاش کرو عیار تلاش میں مصروف ہوئے دوسرے دن غلغلہ ہوا کہ آج بہرام گرد ہی
خاقان چین چوری گیا کہیں پتا نہیں معلوم ہوتا اور یہی حال ہوا امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہ عجب لطیفہ ہے ہو لوگ کام اپنا
جانتے ہو اور شخص پکڑا نہیں جا سکتا جب تک تم لوگ لشکر میں نہ تھے پھر ایسا کوئی عیار ہمارے یہاں نہیں ہوا اب یہ کیا آفت ہے معلوم ہوتا ہے
کہ تمہاری سازش سے یہ لوگ چوری جاتے ہیں شاید یہ کام عمرو کا ہو تم لوگ سب اُس سے ملے ہوئے ہو سرداروں کو پکڑ کے
دے آتے ہو عیاروں نے عرض کیا شہریار اگر یہ بات سچ نکلے تو آپ ہم سب کو قتل کیجیے گا ہم اپنی جانیں فدا کئے ہوئے ہیں رات
دن مانند دیدۂ مہتاب کے آنکھیں بیدار رہتی ہیں چار طرف پھرتے ہیں خدا جانے کون آسمان پر سے آتا ہے یا زمین میں سے
پیدا ہو کر لیجاتا ہے ہم تو حتی المقدور سعی و تلاش کرتے ہیں گشت میں بیدار ہو تو کیا کریں تیسرے دن ابراہیم بن
مالک و مرزنگ بن مرزبان چوری گئے امیر عیاروں پر بہت خفا ہوئے کہا کہ میں سب کو لشکر سے نکالدونگا غرض ہر شب
دو سردار یا تین سردار غائب ہو جاتے ہیں اور امیر عیاروں پر خفا ہوتے ہیں مگر اُس فیروز غول بچہ صحرائی نے کام یہ
کیا ہے کہ اپنے خیمے میں سے نقب کھود کر ہر سردار کے خیمے میں پہنچا اور جس سردار کے خیمے میں گیا خدمتگار اور پہرے والوں
کو بیہوش کیا اور اُس سردار کو پشتارے میں باندھ کر اپنا پشتارہ شانہ پر رکھ نقب کا منہ بند کر کے اپنے خیمے میں لے آیا اور پھر لخلخہ
بیہوشی کی دماغ پر چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا یہاں تک کہ ایک سو چالیس سردار امیر کے چوری گئے ادھر امیر نے فرمایا کہ یہ
کام اسی ناپاک گردوں کا ہے کہ ہم عیاروں کی حد عبور کر آتا ہے اور سرداروں کو پکڑ لیجاتا ہے یہ خبر کبھی تمہارے ہاتھ لگتا ہے جب یہ
خبر ایرج کو پہنچی عمرو کو اسے بہت افسوس کیا کہا ہے حمزہ و پور زال بہرے جب عمرو کو تیرے یہاں سے نکلوا
غضب کیا عجب نایاب شخص تیرے ہاتھ سے کھو دیا ای ایرج اگر وہ تجکو نہ بتاتا تو وہ بھی بڑا بچہ تھا اور ای ایرج وہ
تجھے خدا پرستوں سے ملنے کو اسی واسطے منع کرتا تھا مگر اب پچھتانے سے کیا ہوتا ہے یہ کہکر آہ سرد کھینچی رونے لگا اور مالک
بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ نے قطب دوران میں بھی یہ کشف و کرامات کبھی نہ دیکھی تھی جو کہ عمرو میں تھی مالک نے
کہا اللہ رے یہ باتیں بھلا وہ کیا جانے عمرو ایک بلاے بیدرمان آفت جہان تھا عمرو وہ بزرگ ہے کہ جسنے تمرد کو حمزہ بنایا فلک سے
کیلکر ترنہ علی کو پہونچایا ایسی باتیں بڑی دور تک ہیں لیکن ملک مسمار دریا باری نے خسرو سے مشورہ کیا کہ استے سردار امیر
کے ہمارے ہاتھ لگ گئے ہیں انکو لیکر مسمار کوہ میں قتل کیجیے ادھر آکر اور سرداروں کو پکڑ کے خسرو نے کہا اچھا لیکن ملک
مسمار نے صاحبقران میں آیا عرض کی کہ غلام تو مسلمان ہو چکا ہے لیکن لوگ مسمار کوہ کے ابھی تک لقا پرست ہیں جو
غلام کو رخصت ملے تو جاکر تمام شہر کو مسلمان کر دوں اور پھر خدمت شریف میں اگر حاضر ہوں فرمایا کہ جاؤ تجھے رخصت دی
ملک مسمار سب سرداروں کو صندوقوں میں بند کر کے اونٹوں پر لدوا کے مسمار کوہ کیطرف روانہ ہوا لشکر اسلام سے کئی
کوس پر جا کے عرضی زمرد شاہ کو لکھی کہ یا خداوند میں نے ایک سو چالیس پہلوان حمزہ کے گرفتار کیے مسمار کوہ کیطرف جاتا
ہوں آپ کچھ لشکر راستے سے آدمی اپنے ساتھ لیکر یہاں قدم رنجہ فرمائیے خدا پرستوں سے جس طرح سے چاہیے پیش آئیے چاہیے قتل
کیجیے چاہیے بخش دیجیے اور مسمار کوہ کی سیر بھی کیجیے وہ عرضی عیار نے رات کے وقت بختیارک کے ہاتھ میں دی اسنے
بہت خوش ہوا لقا کو اسکے مضمون سے آگاہ کیا لقا نے کہا کہ ای شیطان درگاہ بعض امور خدائی کے میں نے تیری رائے
پر رکھے ہیں جو تو بتا وہ کیا جائے بختیارک نے کہا کہ خداوند ہم تو نہ جانتے نہیں مگر خیر چلیے تو سہی شاید قضا آگئی ہو
لیکن شکار کھیلنے کے بہانے یا نصیحت کے کر کوئی آگاہ نہ ہو کہ آپ کہاں جاتے ہیں لقا نے کہا کہ کوئی دکھ درد آنکھوں میں سے
تقدیر کی تھی اور جمشید و خورشید احمقی سے کہا کہ صبح کو ہم شکار کھیلنے جائینگے جانوران صید گیر تیار ہوں انھوں نے عرض
کیا کہ بہت اچھا حکم دیا کہ سب جانور صبح کو آئیں غرض لقا نے تمام لشکر اپنا جمشید و خورشید کے سپرد کیا اور کاقا خون آشام

تم میرے پاس رہو دھوم میں تمھارے دونوں لڑکوں کی تماشا کشتی کا دکھلا دوں اُس نے کہا کیا مضائقہ ہے چلیے عمرو عیار کو
ساتھ لیا بادشاہ چلا سیر کرتا ہوا ایک میدان وسیع میں پہونچا دیکھا کہ کوسوں تک سبزہ ہی اور زمین کا سب منتظم ہے بیچ
میں میلہ لگا ہوا ہے خلق اللہ کا ہجوم ہے کشتی کی دھوم ہے اور ایک بہت بڑا تالاب ہے پانی اُسمیں صاف وشفاف بھرا ہوا
تالاب میں چار ستون نصب ہیں اور اُن ستونوں پر عمارت بنی ہے آگے کرسی پر بادشاہ بیٹھا ہے کوئی ہزار بارہ سو
بیٹھے رفیق و ملازم خدمتگار و خادم گرد و پیش حاضر ہیں کہ اس اثنا میں بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھیوں کو لاؤ دو سوار دو فیل
ہاتھیوں کو لڑا کر لائے جب دونوں ہاتھی مقابل ہوئے خوب ٹکریں چلیں دونوں لڑنے لگے یہانتک لڑے کہ گوشت
دانتوں سے بچ بچ گیا خون بہنے لگا اُسوقت حکم دیا کہ انھیں الگ کرو فیلبان گھبرا گئے میں مارے گئے وہ الگ نہو سکتے
پانی برداروں نے ہوائیاں باندھ کی داغیں دونوں ہاتھی علحدہ ہو کر بھاگنے طاقت تھے اور جو لوگ ہر طرف کھڑے
ہو گئے دوسری جو بڑا ورتی کی بھیر گنبد سے اور میں تھے لڑنے لگے اور شہر میں غل پڑ گیا قضا سے کا نقشہ شاہی
ایک طرف کو جب لوگوں کا ہجوم ہوا ستون اُدھر کا جھکا عمارت گرنے لگی لوگ اُدھر سے بھاگنے غل ہوا کہ بادشاہ بھی
گرا چاہتا ہے عمرو دیکھتا تھا کہ داراب نے دوڑ کر اس ستون کو تھاما کہ جھکتا اُسکا موقوف ہو گیا جتنے لوگ اوپر تھے
اترنے لگے اس آن میں خود بیٹا داراب کے شانے سے گرنے لگا داراب نے ایک ہاتھ سے اُسے پکڑ روکا دوسرے
ہاتھ سے ستون تھامے رہا جب سب لوگ مع بادشاہ اُسپر سے اتر گئے داراب نے ستون چھوڑ دیا وہ عمارت تالاب میں
گری عمرو نے جو یہ طاقت داراب کی دیکھی اپنے دل میں کہا کہ اے عمرو اگر اسکو تو تیار کرے تو یہ چلے ذرہ اور ایسے ہی
دونوں کو یہ ٹھیک بنائے مگر بادشاہ یعنی کشور شاہ جسوقت اس شہر پر سے اترا تھا کہ سکندر گاذر کے بیٹے نے سب کی
جان بچائی اور اسی ستون کو تھامے رہا کہا کہ اس لڑکے کو لاؤ اور اُسکے باپ کو بھی بلکر سوار ہوا ایوان بادشاہی میں آکر
تخت پر بیٹھا چوبدار داراب کو لایا بادشاہ نے اُسے خلعت دی اور کہا ای لڑکے تم ہمارے پاس رہا کرو داراب نے
عرض کی کہ بابا جان کو اختیار ہے آپ اُنسے پوچھیے کہ اس اثنا میں چوبدار سکندر گاذر کو بھی لایا اُسنے بادشاہ کو سلام کیا
داراب اُسکی تعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا اگر سکندر پہلے راہ میں حال داراب کا سنا کہ ایسا زور کیا کہ بادشاہ کی جان بچی
اب یہاں آ کر بیٹے کو خلعت پہنے دیکھا بہت خوش ہوا اور چار طرف سے انگلی اٹھ رہی تھی کہ اسی کے بیٹے نے دیو کا زور
کیا بعض کہتے تھے کہ بھلی نصیبا اسکا یہ کہا بعضے کہتے تھے کہ یہاں یہ لڑکا اس دھوبی کا نہیں معلوم ہوتا ہی بعضے جاسوس
کہتے تھے کہ بالفعل بادشاہوں کا زور یہی کیا ہوا اگر کشور شاہ نے سکندر گاذر کو خلعت دیا اور کہا اے سکندر اب تم کپڑے
دھونا موقوف کرو اور داراب کو بھی دو درہم اپنا بیٹا کر رکھو گے اُسنے کہا خداوند سوا اسکے میرا اور نہیں ہے کشور شاہ
نے کہا کہ میں تجھے اس سے ملنے کو منع نہیں کرتا ہوں تو اسکے پاس رہ اُسنے کہا کہ میں غلام ہوں یہ بھی خانہ زاد ہے کشور شاہ نے
ایک مکان اسکے رہنے کو دیا خادم نوکر رکھدیے دو ہزار کا جیب خرچ کیا داراب ہر روز دربار میں آنے لگا یعنی
ایک دیو ہے کہ نام اُسکا دیو ہوشنگ ہے اور کوہ کشور میں رہتا ہے اور کشور شاہ اُس سے دبا ہوا ہے ہر روز
دعوت اُسکے واسطے بھیجتا ہے قضا سے کا کشور شاہ کی بیٹی ہے کہ نام اسکا ماہ کشور ہے ایک دن دیو ہوشنگ
جو محل پر سے کشور شاہ کے گذرا ماہ کشور کو دیکھا عاشق ہو گیا کشور شاہ سے کہلا بھیجا کہ اپنی بیٹی کو مجھے دے کشور شاہ
نہایت آزردہ ہوا اپنا سر پیٹ لیا کہ دیو جو مجھ سے ایسا کہے اور کہلا دیا کہ یہ بات نہ ہوگی دیو آزردہ ہوا اور رات کو کشور شاہ
کو پکڑ لیا اپنے پاس پنجرے میں بند کر کے لٹکا دیا سرداران کشور شاہ کے بہت پریشان ہوئے داراب نے سبھوں سے کہا
تم لوگ بیٹھے ہو تم بادشاہ کا کہنا نہ ہو جکڑ دو اور بادشاہ کو چھڑا لاؤ سب نے جواب دیا کہ ہماری مجال نہیں کہ دیو سے

زمین وہ ہم سب کو کھا جائیگا دہشت سے نیم جان ہو رہے ہیں مگر آپ بڑے مرد ہیں تو بیگار سے بچا لیجیے داراب نے کہا اگر ہمت ہو تو جائیے فقط
تم آزمانے تھے کہ تم کتنے ہو معلوم ہوا کہ تم سب بزدلے نامرد ہو پھر ایک بولا کہ آپ سچ کہتے ہیں واقعی ہم سب بودے ہیں جا کر تم
دیو سے لڑو گے داراب اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا کہ میں جا کر اس دیو کو مارتا ہوں سبھوں نے کہا کہ جائیے خداوند آپکی حیات
زیادہ کرے مگر بن عمر دیکھا کہ لوگ آپ پرستے ہیں غرض داراب چلا عمرو بھی ساتھ ہوا داراب نے کہا کہ تم کہاں جاؤ گے
عمرو بولا میں بھی تمہارے ساتھ ہوں داراب چپ ہو رہا سکندر دیگا ذر ہر چند بلایا کئے کہ بیٹا تو نہ جاؤ داراب نے نہ مانا
سمت کو روانہ ہوا شہر سے نکلا پھر لوگ اسکے پیچھے پیچھے تھے بعضے تو افسوس کرتے تھے کہ مفت میں یہ جوان دیو کے ہاتھ سے
مارا جائیگا بعضے کہتے تھے کہ یہ لڑکا بھی بہت زبردست ہے دیکھا کہ تالاب کی عمارت گرنے لگی تھی ایک ہاتھ پر کیسا روک
لیا ستون کو تھامے رہا اگر نے مزہ پا کیا عجب دیو کو بھی مارے بعضے بولے کہ اب دیکھ ہی لینا کیا ہوتا ہے لوگ تو یہ باتیں بناتے
تھے داراب چلا جاتا تھا جب وہاں پہونچا کہ جہاں ہوشنگ دیو رہتا تھا دیکھا کہ کچھ درخت گنجان ہیں چاروں طرف بیابان
جانوروں کی ہڈیاں ہیں اسمیں سے بو سڑی آتی ہے ایک پنجرے میں کشور شاہ لٹکا ہوا ہے دیو ہوشنگ پتھر کے
چٹان پر بیٹھا ہے اور کشور شاہ سے کہ رہا ہے کہ کیوں تو اپنی بیٹی مجھے نہیں دیتا ہے جس وقت بہت خفا ہونگا تجھے کھا جاؤنگا
وہ کہتا ہے کہ تو کھا کیوں نہیں جاتا مجھے عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتا ہے ارے تو اپنا قد و قامت دیکھ اور آدم زاد
کو دیکھ تو بڑا نا انصاف ہے یہ سنکر دیو چلا دو کہا کہ او کشور شاہ پہلے تجھے کھا جاؤنگا پھر اس سے اپنے صرف میں لاؤنگا
کشور شاہ نے کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر میرے بعد جو ہو سو ہو مصرعہ بعد از سر من کن فیکون شد شد و باشد شد
جب ہمارا فاقہ ہو جائیگا تو پھر آنکھوں سے یہ حالت دیکھیں گے دیو پکارا کہ رہ میں تجھے بھون کے کھائے لیتا ہوں
یہ کہکر اٹھا کر پنجرے سے نکالے کشور شاہ رونے لگا اتنے میں داراب پہونچا للکارا کہ او نابکار کہاں جاتا
ہے خبردار ہو میں تجھے سزا دینے کو آیا ہوں دیو نے آواز سنی پھر کر دیکھا ایک آدم زاد کو پایا کہ نہایت حسین و حسن
ہی پکارا کہ او آدمزاد تو مجھے سزا دیگا داراب نے کہا کہ ہاں تجھے اور بادشاہ کو چھڑا لیجاؤنگا دیو ہوشنگ نہایت
غضبناک ہو کر داراب پر دوڑا مگر کشور شاہ نے جو داراب کو دیکھا آواز دی کہ ای داراب تو بچہ ہے اپنی
جان دوست ہی سے جانا کہ تو جانباز سر فروش ہے لیکن دیو نے داراب کے قریب آکر ہاتھ دوڑایا کہ اٹھا کر حلق
میں ڈال لے ہاتھ دیو کا جب قریب داراب کے پہونچا داراب نے ہاتھ اسکا پکڑا کہ انگلیاں ہڈی تک پیوست ہو گئیں
بلبلا گیا اور چلایا کہ او آدمزاد ہاتھ میرا چھوڑ دے داراب نے کہا مردود تجھ میں طاقت ہو تو چھڑا لے یہ کہکر جھٹکا دیا
دیو منہ کے بھل آرہا بس داراب نے ایک گھونسا اسکے دماغ پر مارا کہ مغز اسکا پھٹ گیا ہاتھ کہنی تک سر میں
گھس گیا اور دیو چیخ کہا کر گرا تڑپ کے واصل جہنم ہوا داراب نے کشور شاہ کو پنجرے سے باہر نکالا کشور شاہ
نے داراب کشور کشا خطاب دیا وہاں سے بادشاہ شہر میں آیا اور جارچی کو بلا کر حکم دیا کہ تمام شہر میں ڈھنڈورا
پیٹے کہ داراب کو کوئی سکندر دیگا ذر کا بیٹا نہ کہے داراب ہمارا فرزند ہے اور محل اسکے واسطے علیحدہ تو کر رکھا گیا
مکان بہت بڑا بادشاہی رہنے کو ملا اب جو نام لیتا ہے شاہزادہ داراب یا داراب کشور کشا کہتا ہے اور
داراب دونوں وقت دربار بادشاہ میں حاضر رہتا ہے عمرو نے جو یہ طاقت و زور داراب کا دیکھا اس فکر
میں ہوا کہ اسکو صاحبقران آپ پرستان بنا کر جسطرح سے ہوسکے بیاہ نے لیجیے مگر یہ سوچا کہ کیا تدبیر کیجیے اور کب
تدبیر کیجیے ادھر داراب کی واسطے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے شکل یہ نظر آتی ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ آواز نقارہ کی
بلند ہوئی عمرو نے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے نقارہ کیوں بجا ہے لوگوں نے بیان کیا کہ کل میلہ ہے تمام عالم سیر لالہ رود شغبیر

کی زیارت کیواسطے جائیگا اور پیر زلال روشن ضمیر نائب خداوند آبحیات ہیں عمرو نے سنکر اپنے دل میں کہا کہ خیر یہی جائیگا القصہ
وہ دن گذرا رات ہوئی دوسرے روز صبح کو عالم عالم اور دستہ دستہ ایک طرف کو چلے عمرو بھی راہی ہوا آتے آتے ایک
کوہستان میں پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد بلوریں ہے جس کے گرد لالہ و ریحان رنگ رنگ مرد و زن پر شور اور چاروں طرف گنبد کے میلہ لگا ہوا
ہے تماشائیوں کا جوش ہے اہل حرفہ کا خروش ہے کسی طرف سے آواز آ رہی ہے مزہ انگور کا ہے رنگترون میں کوئی پکارتا ہے
گنڈیریاں ہیں پونڈے کی کوئی صدا دیتا ہے کہ ریوڑیاں گلابی کوئی کہتا ہے قند کا مزہ ہے پیڑوں میں کوئی پکارتا ہے کہ
مزہ ہے بالوشاہی میں اور دروازہ پر گنبد کے کشیش رہبان کہ جنکے گلے میں پڑے ہوئے دھوتیاں بندھی ہوئی
سر کھلا ہوا جٹا جوان ہوا سے اڑتی ہوئی لنگوٹی دار کھڑے ہیں بالاخانوں میں نوبت بج رہی ہے سنکھ پھنک رہا ہے جھانجھ
کی آواز بلند ہے گلفروش صف بصف بیٹھے ہیں الائچی دانے والے ایک طرف بیٹھے ہیں یا خداوند آبحیات اور یا
پیر زلال روشن ضمیر کا غل ہے جا بجا استادہ ہیں تکبیر نعرے پڑھتے ہیں امرا خیموں میں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے ہیں ابھی
کوئی اندر گنبد کے نہیں جانے پاتا پہر دن چڑھا باقی تھا کہ کمال عظم و شان سے سواری کشور شاہ کی آئی رسالے
ساتھ تھے پلٹنیں ہمراہ ڈنکا بجتا ہوا حجاب اہتمام کرتے ہوئے داراب کشور کشا مرکب پری پیکر پر سوار مرکب سر تا پا
جواہر میں غرق جلو میں ہزار ہا خاصبردار غرض کشور شاہ اگر خیمے میں اترا کشتیاں نذر کی خوان شیرینی ہار پھول کے
ساتھ لیکر مع داراب کے اس گنبد کیطرف آیا اب مجاوروں نے دروازہ گنبد کا کھولا بادشاہ و داراب کو ساتھ
لیے ہوئے داخل گنبد ہوا عمرو ہمراہ تھا اندر جا کر دیکھا کہ پانچ پانچ گز زمین چاروں طرف سے چھوڑ کر بیس گز سے حوض لگا
ہوا ایک چشمہ ہے اسمیں پانی صاف و شفاف بھرا ہوا کہ آب گوہر [illegible] اسکے سامنے آب خجالت میں غرق ہے عجب آب لطیف
ہے شور نہر کو دیکھ کر اپنے منہ میں کوثر کے پانی بھر آتے تھے اور کنارے کنارے اس نہر کے گلدستے پھولوں کے رکھے ہوئے ہیں
لب گرداں تمام بلوری ہیں مچھلیاں نقرہ مصقول کی پانی میں اچھل رہی ہیں کنارے پر تخت طلائے احمر کا بچھا ہوا اسپر ایک مرد پیر بیٹھا
سفید پیراہن گلے میں عمامہ سر پر بندھا ہوا بیٹھا ہوا ہے جو نذر و نیاز کہ واسطے خداوند آبحیات کی آتی ہے اس حوض میں ڈالی جاتی ہے
نقدی سامنے پیر زلال کے رکھتے ہیں اور پیر زلال اسمیں سے دو ہی آپ لیتے ہیں باقی وہاں کے خادموں کو دیتے ہیں اور بہت سے
بیٹھے جام بلور کے رکھے ہیں انمیں پانی بھرا ہوا ہے ایک ایک دو دو مچھلی ہر جام میں تیر رہی ہے اور انگیٹھیاں جا بجا سونے کی رکھی
ہوئی ہیں انمیں آگ بھری ہے اسپر جواہرات سنگ [illegible] رہے ہیں عود و عنبر جل رہا ہے خوشبو پھیلی ہوئی ہے غرض کشور شاہ نے نذر چڑھائی
داراب کو پیر زلال کے قدموں پر ڈالا حال دیو کے مارنے کا بیان کیا پیر زلال نے دست شفقت داراب کی پیٹھ پر پھیرا
اور کہا کہ اے کشور شاہ یہ بڑا بہادر ہوگا دین خداوند آبحیات کا جاری کریگا اور ہار داراب کے گلے میں ڈالا پانی چھڑکا
اٹھا کر ہاتھوں میں انکے دیدیے کشور شاہ باہر آیا عمرو نے بمقتضائے عیاری اور مکر دل میں رنگیا خیال ہیں گذرا کہ اے عمرو اسے پیر زلال
کو قتل کرکے آپ اسکی صورت بنیے اور داراب کو بیانئے پیچھے ایک کونے میں کھڑا ہوا سیر دیکھ رہا تھا کہ ایک اژدہام
ہوا انبوہ عام ہے نذر و نیاز چڑھ رہی ہے سہ پہر رات گئے تک بڑا ہجوم رہا بعد اسکے لوگ کم ہونے لگے دو پہر رات گئے سناٹا
ہوگیا پیر زلال اور تمام کشیش رہبان اٹھے اور ایک طرف اس حوض میں زینے بنے ہوئے تھے اور ایک دروازہ
لگا ہوا تھا اسمیں چلے گئے عمرو بھی ساتھ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک مکان بہت پاکیزہ بنا ہوا ہے وہاں پیر زلال آکر بیٹھا
اور مال جو کچھ کہ چڑھا تھا آپسے باہم تقسیم کیا بعد اسکے سو رہے عمرو نے پیر زلال کو پکڑ کر دمہ درگور کیا اور آپ اسکی
صورت بنکر سو رہا صبح کو اٹھکر تالاب کے کنارے تخت پر بیٹھا اور کہلا بھیجا کہ کشور شاہ کو ایک منت دو
کشور شاہ کو بلوایا وہ فوراً حاضر آیا سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا ہاتھوں کو چوما پیر زلال نے کہا کہ اے کشور شاہ

خداوند آبحیات تجھسے بہت خفا ہین نہایت آزردہ ہین کشور شاہ نے کہا کہ گناہ میرا کیا ہے پیر زلال بولے کہ پہلے
تو تالاب مین مع عمارت غرق ہوا تھا بچایا بعد اسکے دیو ہوشنگ تجکو لیگیا تھا اس ظالم کے پنجے سے تجھے چھڑایا اور
داراب سا بہادر تجکو دیا تو نے آپکی قدر نکی زمانے مین بہت سے دین ہین کوئی آسمان کو خدا سمجھتا ہے کوئی دیو کو مانتا ہے
کوئی لقا کو خدا جانتا ہے کوئی لات ومنات کو سجدہ کرتا ہے کوئی آفتاب پرست ہے خداوند آبحیات کو منظور ہے کہ ایک
زمانے مین ایک دین ہوجائے پس تجکو لازم ہے کہ جاکر فوج بہت سی نوکر رکھو چالیس روز ہمارے پاس نہ آنا کہ ہمسے
ملاقات نہوگی مگر کل صبح کو اس کوہ کیطرف سے ایک سوار قدرت خداوند آبحیات سے پیدا ہوگا وہ داراب کو
فن سپاہگری سکھائیگا خیر مین نے تیری خطا کو خداوند آبحیات سے معاف کروایا ہے مگر اب ایسی حرکت نہ کرنا یہ کہکر غائب ہو
گیا دوسرے دن صبح کو داراب دامن کوہ کیطرف چلا قریب پہاڑ کے پہونچا تھا کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی آگے
بڑھا دیکھا کہ ایک سوار بوڑھا لباس سبز پہنے اور گھوڑا ابلق زیر ران بلا تکلیف صورت پیدا ہوا داراب سے کہا کہ مین حکم
آبحیات سے جو سو سات فرسخ سے آیا ہون کہ تجھے فن سپاہگری مین تیار کرون اور نام میرا سوار قدرت ہے داراب
اسے اپنے ساتھ کشور شاہ پاس لایا خلعت دلوایا مکان رہنے کو دیا دوسرے روز سے تعلیم کرنا شروع کیا پہلے تین سو
ساٹھ فن نیزے کی داراب کو سکھائی اور نیزہ حریف کا توڑ ڈالنا اور چھین لینا اور نیزے سے نیزہ لڑا کر حریف کے
ہاتھ سے نکال دینا بتایا بعد اسکے گرز ہاتھ مین پکڑنا حریف پر مارنا اور آپ حریف کے گرز سے بچنا اور گرز لے کر جانا اور دامن
کا مرکب چھین لینا بعد اسکے شمشیر زنی اور ہاتھ سے حریف کے تلوار چھین لینا اور تلوار سے تلوار حریف کی توڑ ڈالنا اور حریف
کو مرکب پر سے اٹھا لینا تعلیم کیا بعد اسکے تیر اندازی اسپ بازی کمند اندازی بتائی چالیس روز مین داراب کو یکتائے
آفاق کردیا داراب اور فتح دونون بہت خوش ہین کشور شاہ ہر روز خلعت وجواہر وپوشاک ولباس دیا کرتا ہے
جب خوب یہ دونون علم سپاہگری اور فن عیاری مین پختہ ہوچکے سوار قدرت نے کہا کہ اب مین جاتا ہون اور خداوند
آبحیات کو تعلیم کردون ہر چند کشور شاہ نے روکا کہ ابھی نہ جایئے اور داراب بھی مانع ہوا مگر سوار قدرت نے نہ
مانا اور کشور شاہ سے کہا کہ صبح کو تم زیر گنبد پر جانا جہان میلہ ہوا تھا پیر زلال سے ملاقات ہوگی جو کچھ وہ کہین اسپر
عمل کرنا یہ کہکر پشت مرکب پر جھک کر سمت صحرا روانہ ہوا اور کشور شاہ دوسرے دن صبح کو سوار ہوکر خدمت پیر زلال
مین گیا دیکھا کہ پیر زلال بیٹھا ہے کشور شاہ قدمون پر گرا ہاتھ چومے پیر زلال نے ایک کاغذ سفید کشور شاہ کے
ہاتھ مین دیا کہ اس کاغذ کو حوض مین ڈالدو جو اسمین لکھا ہوا دکھائی دے اسپر عمل کرو کشور شاہ نے ویسا ہی کیا کاغذ
پر لکھا ہوا دکھائی دیا کہ مین خداوند آبحیات ہون خزانہ آبحیات کا جو کچھ کہ پیر زلال روشن ضمیر سے لے اور چتر اور
تخت اور وردیان خاصبرداروں کی اور علم ونشان سب آبی رنگ کے بناؤ اور لشکر بیکران ساتھ لیکر خدا پرستون پر
جا اور پیر زلال روشن ضمیر نے نقشہ تخت کا دیا کہ ایسا تخت بنے کہ درجہ بالا لاجوردی اور بیچ کا درجہ طلائی اور درجہ پائین
نقرئی ہو درجہ بالا پر ہم بیٹھینگے اور آگے پیچھے درجون مین ہمارے خدمتی اور نوبت نواز نشان نواز رہینگے اور جب لشکر
حمزہ پر پہونچین تو طوائف کی کرسی کے [illegible] پیر زلال کا دونون جہان مین روسیاہ ہوا اور روپیہ اشرفیان
جواہر اپنے پاس سے دیا کہ جلد بارگاہ اور تخت اور وردیان سپاہ کی بنوا کشور شاہ نے بموجب حکم پیر زلال
روشن ضمیر سب کچھ بنوایا اور چند لاکھ [illegible] آبی کا تیار کروایا اسپر دردوزی کام ہوا اور چند لاکھ سوار سب آبی پوش
اور مرکبون کا اسباب بھی سب لاجوردی تخت پر درجہ بالا مین پیر زلال متمکن ہوئے اور دوسرے درجے مین غلامان
ماہ طلعت جام لاجوردی ہاتھون مین لیے ہوئے [illegible] ہر مرتبہ جام اچھالتے مین [illegible]

ساغر کا پانی اس ساغر میں اور اس جام کا پانی اس جام میں گرتا ہے اور یا خداوند آبحیات یا پیر زلال روشن ضمیر
کا قل ہوتا ہے اس علم و شان سے پیر زلال روشن ضمیر مع داراب کشورکشا اور کشور شاہ لشکر اسلام کی طرف روانہ
ہوئے کوچ بکوچ چلے

اب دو کلمے داستان مسمار دریا باری نابکار اور خسرو نا ہنجار کے بیان کیے جاتے ہیں

ادھر سے جب ملک مسمار دریا باری اور خسرو ایک سو چالیس سردار حمزہ صاحبقران کے پکڑ کر صندوقوں میں
بند کر کے مسمار کوہ کو چلا تھا اثنائے راہ میں تیسری منزل میں سرداروں کو صندوقوں سے باہر نکالا غل و زنجیر میں
گرفتار کر کے سب کو اونٹوں پر ڈال کر لیے جاتا ہے پانچویں منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا جب گرد شق ہوئی تو دیکھا
کہ چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف خداوند آبحیات اور پیر زلال روشن ضمیر کی
مرقوم تھی اور تخت پر پیر زلال سوار ہے برابر کشور شاہ بیٹھا ہوا اور داراب مانند شیر کے آگے آگے ادھر آب بے ستون
نے بھی لشکر دیکھا اور وغیرہ ہاتف کر ڈالی کہ ملک مسمار اور دو سو ترس جان مسلمان ہو کر سرداران حمزہ کو عیار کے ہاتھ
سے پیچ وار لیے جاتا ہے کہ مسمار کوہ میں انہیں قتل کرے پیر زلال یہ سنکر غضبناک ہوئے داراب سے کہا پکڑ لے انکو جانے
دے کہ سب آبحیات کے بندے ہیں داراب اسوقت گھوڑا بڑھا کر لشکر مسمار دریا باری کے گرد اور آب بے ستون
بھی دوڑے تلوار چلنے لگی عین گرمی جنگ میں داراب اور خسرو سے مقابلہ ہوا خسرو نے تلوار ماری داراب
نے سپر کو چہرے کی پناہ لیا چونکہ تلوار کے سامنے لڑی تھی جب تلوار نزدیک پہنچی بجلی وار اد کر کے ٹہنی دی کہ
تلوار بت بڑی قبضے پر ہاتھ ڈال دیا اسکے قبضہ کو اپنے قبضے میں کر لیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور سکر زنجیر میں
ہاتھ ڈال کر خسرو کو اٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھیں فتاح کشوری کے
حوالے کیا کر لیا ملک مسمار نے جو دیکھا کہ بیٹا اسیر ہوا خود تلوار کھینچ کر داراب پر آیا حملہ کیا داراب نے
انکو بھی گرفتار کر لیا جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کو لوگ ملک مسمار کے بھاگے شکست ہوئی مال و خزانہ آب بے ستون نے
لوٹ لیا سب سرداران حمزہ کو پیر زلال روشن ضمیر کے سامنے لائے پیر زلال نے کہا کہ انکو قید رکھو جب حمزہ سے
سامنا ہوگا اسوقت انکو قتل کرینگے سب کو لیکر قید کیا دوسرے دن صبح کو ارادہ کوچ کرنے کا تھا کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا
اور لقا مع لاہوت شاہ اور بختیارک دلکال خون آشام وغیرہ کے پہونچا لشکر آ کر برج آب بے ستون کی ہمراہ
ملک مسمار و خسرو گرفتار ہوگئے اور قید سرداران لشکر اسلام کی آب بے ستون سے چھین لی لقا نہایت غضبناک ہوا
اور لاہوت سے کہا کہ جا ان آب بے ستون کو قتل کر جس سے کہ گوسفند دھویا جاتا ہے وہ خدائی مانتے ہیں پانی بھی
بندہ ہو لاہوت شاہ نے میدان کا راستہ لیا مبارز طلب ہوا داراب کشورکشا مقابلے کو آیا اور بعد گفتگو کے لاہوت
نے نیزہ مارا داراب نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوا میں کیا لاہوت نے گرز مارا داراب نے گرز چھین لیا کشتی ہونے لگی
آشام کو داراب لاہوت شاہ کو پکڑ کر لیگیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھرے لقا خیمے میں آکر داخل ہوا
یاقوت شاہ سے کہا کہ یا خداوند آپ نے کیا تقدیر لکھی ہے کہ آپ کے دوست اور فرزند خالص گرفتار ہوگئے لقا
بولا کہ یہ تقدیر آسمانی ہے میری نہیں ہے بختیارک نے کہا کہ اگر آپ فرمائیے تو میں ان آب بے ستون کو بلا لوں اور پیر زلال
کو پابہ دست بنالوں لقا بولا اے شیطان دکھا دے تقدیر کی وہ تدبیر دوسرے دن صبح کو بختیارک جانب لشکر آب بے ستون چلا
پیر زلال روشن ضمیر کو خبر ہوئی کہ بختیارک آتا ہے کہا کہ اسے استقبال کر کے لاؤ لوگ گئے پیشوائی کر کے لائے
بختیارک نے پیر زلال کو کمال شان و شوکت سے پایا اور دیکھا کہ ایک طرف کشور شاہ بیٹھا ہے دوسری جانب داراب

ضرب اسکی خالی دی وہ ٹکر گریبان اسکا پکڑا جھٹکا دیا کہ زرہ دے کے بیچ آیا ایک گھونسا ماتھے پر مارا کہ مغز اسکا پریشان
ہوا چرخ کھا کر گرا ترپ کر مر گیا کہ لاش اسکی پھنکوا دو عیاران لشکر صاحبقران نامدار و سرداران لشکر آفتاب
پرستان اور لشکر لقا نے یہ تماشا دیکھکر جانا کہ امیر اور ایرج اور جمشید و خورشید کو خبر دی کہ داراب نے یون طرح کر
مارڈالا امیر و صاحبقران ایرج حیران ہوئے جمشید و خورشید سنکر نہایت پریشان ہوئے لیکن امیر کو نہایت محبت داراب
کو دیکھکر پیدا ہوئی تو سالدہر نے بھی تعریفین داراب کی بہت سی کین اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ دعوی بیجا ہے
تو سالدہر نے کہا کہ بھی تم تو نہین جسکو چاہتے ہو بنا دیتے ہو اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب مین خلاف نہین
عرض کرتا ہون مگر لشکر کفار مین شام کو لقا بھی پہونچا حال طرح کا سنا بہت رنجیدہ ہوا ادھر پیر زلال غفیر کو بلاکر
کہا کہ نامہ حمزہ کا لکھو اور قلم لیکے آپ مسودہ کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے حمزہ خداوند آبحیات برحق ہے ایکدم
اگر اپنے بندون سے منہ موڑین تو سب پیاس سے ہلاک ہو جائین اور سب اسی پانی سے زندہ ہین اور مین کہ پیر زلال
غفیر نائب خداوند آبحیات ہون آگاہ ہو کہ کیا کیا احسان ہم نے تجھ پر کیے ہین اور تو نے قدر میری نہ جانی
اب خداوند آبحیات کا غضب نازل ہوا ہے داراب اسپاہبد ست تیرے قتل کو بھیجا ہے اگر قدمون کو پیر زلال
کے بوسہ دے یا کسی گوشہ مین بیٹھکر عبادت کر اور جو یہ نہ کریگا تو داراب سے بمضمون ذیل داراب روانہ ہوا جب نامہ
امیر صاحبقران کو لے کے لایا پیر زلال نے داراب کو دیا کہ تم یہ نامہ لیکر جاؤ اور جب حمزہ تمسے نامہ مانگے تو پہلے زنار کو کھلا
جب اسکے سات قدم پیشوائی کروانا تب اسکے ہاتھ مین نامہ دینا اور یہ کہدینا کہ یہ نامہ ہے ایمن دو ملکی تخت وہ رشت
مین زمین پر منہ رکھ کر سر میرا اسکے سامنے لکھا ہوا ہے جب حمزہ نامہ پڑھیگا تو سمجھ لے گا کہ اے داراب یہ پیر زلال ہمارا
عیار ہے جو اسکو اپنے لشکر سے ظاہر کر نکالا ہے یہ ہمارے پیر زلال کو مار کر آپ پیر زلال بنکر تمہین مجھے لڑوانے
لایا ہے اے داراب تم حمزہ پر بہت خفا ہو اور بہت سی باتین داراب سے کہدین کہ وقت پر بیان کیجائیگی داراب
بہت سا جلوس اپنے ساتھ لیکر سوار ہوا طرف لشکر اسلام چلا آتے آتے داخل لشکر ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازہ
بارگاہ سلیمانی پر آیا امیر نے داراب کے آنے کی خبر سنکر پہلے ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ داراب آئے تو اسے
نہ روکنا پہلوان عادی نے داراب سے کہا کہ آپ بے تکلف جائیے کیونکہ واسطے آپکے حکم آچکا ہے داراب نے اندر بارگاہ
سلیمانی کے قدم رکھا سامنے بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا اور صاحبقران کو ذیل شوکت پر جلوہ گر پایا باقی سردار
اپنے اپنے مقام پر متمکن تھے داراب نے سلام کہا کہ جو خداوند آبحیات کو برحق جانتا ہو اسپر میرا سلام ہے جواب
سلام کا کسی نے نہ دیا امیر نے فرمایا کرسی داراب کے بیٹھنے کو لاؤ جبتک کرسی آئے داراب لندھور کے پاس
آیا کیسا لندھور تخت کے قریب سب سے بلند بیٹھا تھا اور کہا اے پہلوان دم بھر کے لئے جگہ اپنی خالی کر دے تو مین
بیٹھکر نامہ پیر زلال کا دکھاؤن لندھور یہ چاہتا تھا کہ کچھ کہے کہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو بلاد ہند نہین
چاہیے سر کی قسم دنگل اپنا خالی کر دو جو وہ تخت پاکر بیٹھے لندھور اٹھ کھڑا ہوا داراب لندھور کے دنگل پر بیٹھ گیا
ساقی نے جام شراب کا دیا داراب نے لیا اور امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بخت تمہارا سیاہ ہے کہ تم اپنے خالق خداوند
آبحیات کو نہین پہچانتے امیر یہ سنکر آزردہ ہوئے مگر کچھ نہ کہا فرمایا کہ اے داراب تمہارے آنے کا سبب کیا ہے کہا
کہ نامہ پیر زلال کا لایا ہون مگر بغیر زنار کے اور استقبال کے نامہ نہ دونگا امیر نے زنار بھی کرایا اور استقبال بھی کیا
اور دونون ہاتھون سے نامہ لیا اسکے نامے کو کھولکر دیکھا خط عمرو کا پہچانا اور مضمون سے آگاہ ہوئے نہایت
رنجیدہ ہو کر کہا کہ اے داراب یہ پیر زلال نہین ہے یہ ہمارا عیار ہے عمرو اسکا نام ہے تمہارے ساتھ مکر کی ہے کہ پیر زلال بنکر

ہاتھ ہوا امیر یہ سب حال سنکر چپ ہو رہے لیکن جو لوگ کہ ماہ کشوری کے ورمین رہگئے تھے انھون نے لشکر کشور شاہ
کا راستہ لیا اور جاکر تمام حال ماہ کشوری کا بیان کیا داراب سنکر نہایت غضبناک ہوا آتش غضب کا دل
سینہ میں مشتعل ہوئی دود دماغی دماغ جان سے اٹھا حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اس ہندی کو سر میدان ہمراہ لیجایا
ہوگا تمام اپنا داراب نے رکھا ہوگا اسی وقت کوس حربی نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر امیر اور لندھور
اور تھا کو پہنچائی یہان بھی نقارہ دارزی گرگرانے لگا پہر رات تیاری رہی صبح کو جا بدون لشکر میدان میں آکر
صف آرا ہوئے طرفین سے صفین آراستہ ہوئین میدان درست ہوا نقیب نسب دیکر چلے گئے داراب کشور کشا
گھوڑے سے اترکر پیر زلال کے سامنے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی پیر زلال نے کہا کہ ای داراب
لندھور قوت بازوے حمزہ اور جانشین حمزہ ہوا اسپر اگر تو غالب ہوگا تو حمزہ پر بھی غالب ہوگا داراب نے کہا کہ خداوند
آبحیات چاہتی سے تو سب کچھ ہوگا پیر زلال نے کہا کہ جاؤ سپرد خداوند آبحیات کو کیا داراب بارد گھوڑے
پہ سوار ہوکر میدان میں آیا خوب برچھے کے ہاتھ نکالے گھوڑے کو گرمایا جب پسینے پسینے ہوگیا لگادم آراستہ کرنے
اور پکارا کہ کمان ہے وہ ہندی نکلے میرے مقابلے کے واسطے بس پوری بات منھ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ لشکر ہندوستان
مین طمطراق سے فیل پیکر جلوہ گری پر آئے آوازکوس دم گاؤدم نفیری کشتری دماموں کی بلند ہوئی لندھور ہاتھی کا حلقہ
سامنے تخت بادشاہ کے آیا اترکر ہاتھی پر سے سلام کیا اجازت میدان چاہی بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سپرد
کیا پروردگار عالم کو اور جام کا حضرت عنایت کیا لندھور نے اسے پیا اور بارہ سو بادشاہ ہندوستانی
کہ تیجے اور جیلے انکے گلوں میں پڑے ہوئے کو شعنا نیان کٹار یان گردن میں لگی ہوئین تھین لندھور
نے اُن سبھوں سے کہا کہ ابھی میدان میں ایک سے ایک لڑتا ہو تم سبھین رہو میرے حق میں دست بدعا ہو کر خدا
اس آب پرست پر مجھے ظفر دے میری آبرو رکھ لے سب وہیں رہ گئے لندھور نے فیلبان کو اشارہ کیا کہ وہ
تو ادھر گیا آپ ہاتھی پر سوار ہوا گرز کو اٹھاکر ہاتھی کی مستک پر رکھا اور جنگ دیدی ہاتھی آگے کہ پہلی کلیلیں چھاڑکر
فلک پامسک بھاگی سونڈ جھک گئی ادھر لندھور ہاتھی کو چپکاتا ہوا برابر داراب کے آیا داراب کا دونون
ہوا برابر سے مرکب ہٹ گئے رانون میں مسکر مقابل یکہ جگر ہوئے داراب نے کہا ای ہندی یہ کیا تونے
کیا کہ بدارے ناموس کو ڈالکر لیگیا لندھور بولا کہ وہ مسلمان ہوئی ناموس میرا ہو چکا میں اپنے ناموس کو لیگیا
تجھے کیا داراب یہ سنکر آگ ہوگیا برچھا لندھور پر مارا لندھور نے نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی لیکن
کسی کا حاصل نہ ہوا سنانین اور بانین نا کارہ ہوگئین ہاتھ سے نیزے پھینکدیے داراب نے گرز پہ ہاتھ ڈالا غصہ
بھر دا رکھکر مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا گرز پر گرز ہوا اخراج آتش کے نکلے دونون گرزون میں پھل پڑ گئے
جگر زمین شق ہوگیا ہاتھی چار بند تک فرق ہوگیا پلک سے پلک بند ہو گئی ہر ایک بن مو سے پسینا جاری ہوا مگر
دونون ہاتھ جس طرح ستون گرز نے اسمین خلل واقع نہوا لندھور ذرا تھوڑا گرد میں چھپا اور داراب کلاہ کج
کر کے پکارا کہ دم مدست کردم عیار لندھور کے دو ضرب گرز کے ہیچ مارا لندھور کے لشکر دیکھا کہ لندھور
بیہوش گھوڑا ہو چلا رستم کا شہر یار حریف زیادتی کر رہا ہو لندھور کی اگر کچھ نہ لی اپنے عیاروں کو دیکھا عیاروں
نے پوچھا کہ خیریت تو ہو کہا کہ پروردگار سلامت نے بچایا انھون نے عرض کیا کہ حریف زیادتی کر رہا ہو لندھور نے
ہاتھی کو اشارہ کیا ہاتھی طبقہ زمین کا لیکر نکلا اس برج خاکی سے پھر ایک آفتاب طالع ہوا محمودی کا رومال ہاتھ میں
گرد منھ کی جھاڑتا ہوا باہر آیا مگر گرز ہاتھ میں سنبھالے ہوئے امیر نے کہلا بھیجا کہ ای داراب اے جند گرز کہا

عمرو نے کہا ای تندک وہ جوان بیشک داراب ہی تو اُس ساحرہ کو جا کر مار اور داراب کو یہاں [illegible]
مین تو او مرنے بھی نہ دونگا عمرو نے کہا اچھا اتنا کر کہ مجھے اُس باغ تک پہونچا دے تندک نے کہا [illegible] اگر اُسنے
مجھے دیکھ لیا تو مار ڈالیگی عمرو نے کہا ارے کمبخت رات کے وقت لیچل تندک نے وقت شب عمرو کو لا کر کشمات جادو
کے باغ کے پاس اُتار دیا کہا کہ یہی باغ اُس فتالہ کا ہی اور مین تو جاتا ہون یہ کہکر بھاگا عمرو نے رات تو بسر کی صبح
صورت اپنی ایک گوشہ کی بنائی اور زیر دیوار باغ جھگڑ گانا شروع کیا یہان کشمات جادو جیسے داراب کو لائی
ہی یہ کیفیت صورت ہوئی کہ داراب اُس سے مشغول اختلاط ہوا جب نوبت بوس وکنار کی آئی تو گندہ دہنی سے اُس
بدکارہ کی دماغ داراب کا پریشان کر دیا داراب کو نفرت کلی ہوئی دور ہٹکر بیٹھا اور رو رو کر [illegible] داراب نے
طمانچہ مارا کہ او گندہ دہن الگ ہٹ ہی منہ اُسکا پھٹ گیا خون بہنے لگا اُسنے سمجھا کہ داراب جیسی حرکت ہو گیا کشمات
نے کہا کہ ای عزیز مجھے وصل سے اپنے شاد کر تجھے بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی داراب نے کہا کہ مجھے مر جانا قبول مگر تجھسے
صحبت ہونا نہین قبول منہ تیرا [illegible] کشمات بولی کہ سواے اسکے کوئی اور عیب تو مجھ مین نہین ہی [illegible]
مین [illegible] کا ہی اور ایسی صورت ہی جسپر تجھکو رغبت نہین ہی داراب نے کہا کہ مین تیری طرف نظر کو لگا بھی نہین
یہ سنکر کشمات جادو جھنجلائی کہ رہ دیکھ تیری حالت کیا کرتی ہون اور خوب چوب کاری داراب پر کی اور
حکم کیا کہ لیجا کے اسے قید کرو دانہ پانی بند کرو دو روز داراب بے دانہ و آب قید رہا آخر کو خود ہی اُس کا [illegible]
[illegible] تیسرے دن داراب کو پھر بلا لیا کہا کہ کیون اب تو مجھے کہا راہ راست پر آیا داراب بولا کہ اگر
لاکھ بار مجھے مارے اور جلاے تو بھی مین تجھسے ہرگز ملتفت نہونگا کمال آزردہ ہوئی آخر [illegible] ساحرہ والیون سے
کہا کہ بلا لون [illegible] ہو دیکھنے کا ہی [illegible] نہین ہو [illegible] اور [illegible] آپ کے واسطے لاتے ہین
کشمات نے کہا کہ [illegible] نہین ہی [illegible] مگر بری بو [illegible] دہن سے اسکو انکار ہو گیا ہی مین تو اسے [illegible]
مگر دل نہین [illegible] میرا دل [illegible] اور کسی کو لیکے کیا کرونگی یہ باتین [illegible] ہو گئی ہی
باغ کے آئی دیکھا کہ ایک مرد ضعیف بیٹھا بانسری بجا رہا ہی قریب آکر کھڑی ہوئی عمرو نے ہاتھ سے بانسری رکھدی کشمات
نے کہا کہ ارے تو کون ہی عمرو بولا مجکو طیفور [illegible] نواز کہتے ہین آپکے باغ کے پاس ہو [illegible] خیال مین گذرا کہ آپ کی
ملازمت سے مشرف ہو جیے کشمات بہت خوش ہوئی ہاتھ پکڑ کے اندر باغ کے لائی [illegible] آکر بیٹھی مگر کمال [illegible]
نہایت دل افسردہ عمرو نے پوچھا ملکہ [illegible] حال تو کچھ بیان کرون آپ آزردہ کیون ہین رنج و ملال کا
کیا سبب ہی کشمات جادو نے آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا طیفور دل کا آنا بڑے غضب کی بات ہی بیت
آہ آفت ہی وہ عشق کی روگ ❊ واے ہوئی [illegible] ہی دل کی لاگ ❊ شعر محبت است کہ یک دم نمی دہد آرام ❊ وگرنہ
کیست کہ آسودگی نمی خواہد ❊ طیفور بولا کہ چراغ خاندان سامری و جمشید کا ہمیشہ روشن رہے کیا آپ
جیسی عاشق و شیدا ہین [illegible] نہین آپ کیسی ہین وہ کیسی کشمات بولی کہ وہ آفت جان میرے
پاس ہی مگر مجھسے التفات نہین کرتا ہرگز بات نہین کرتا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ وہ ایسا کون سنگدل ہی کہ جسکو
تم ایسی نازنین سے محبت نہین ہی ارے ظالم کیا عالم ہی تیرا بھی کچھ پتا ہی کشمات نے کہا چپ [illegible]
مجھے ہنستا ہی طیفور بولا [illegible] اسکا کچھ حال تو بیان کرو کہ وہ کون ہی کشمات پکاری کہ ای طیفور مین تخت پر
سوار شہر اختر کی طرف سے چلی آتی تھی کہ میدان رزم مین دو شخصون کو گرم جنگ دیکھا انمین ایک جوان [illegible]
تھا میرا دل اسپر آگیا مین اسے یہان اُٹھا لائی مگر یہ بھی تقدیر کی خوبی ہی کہ مجھے تو اُس سے محبت ہی اور اسکو

سبب مجھے نفرت ہو میرا تو دل اُسکے عشق میں بیزار ہے اور اس کمبخت کو اپنے پہلو میں بٹھانا نا گوار ہے عمرو نے
کہا کہ ملکہ مجھے تم قبول کرو میں رات دن تمہیں خوش کیا کروں گا تمہارا مطلب دلی خوب نکالونگا اُسنے کہا کہ دیکھیے
پھر وہی باتیں لایا طیفور بولا ملکہ اگر ایک مرتبہ میری بھی ہوس تم بجھاؤ تو میں اُسے راضی کر دوں پاسے کیا بڑا کا
ابھار ہو گیا جیسا جیتوں کا تماشا ہی کیا گات ہو کیا بات ہو کشمات نے کہا کہ ارے مسخرو ہیں تو مکر تو یہ کہ کرا سے رسمی
کرا دینگا عمرو نے کہا کہ ابھی اسی وقت آپ وہاں مجھے بھیجیے غرضکہ اسنے عمرو کو داراب کے پاس بھیجدیا
عمرو کہہ گیا تھا کہ تم صحبت عیش آراستہ کرو میں ابھی آتا ہوں کشمات جادو بزم آرائی میں مصروف ہوئی
عمرو جو داراب کے پاس آیا اس سے کہا کہ اے داراب تم مجھے پہچانتے ہو داراب نے کہا کہ نہیں عمرو
نے کہا کہ میں کلانوت ہوں خداوند آبحیات کا مجھکو پیرزلال روشن ضمیر نے بھیجا ہے عیار آبحیات مجھے یہاں
لایا ہے میں اسواسطے آیا ہوں کہ تجھے جادوگر کا مارنا تعلیم کروں اے داراب جادوگر کو مکر بارنے میں تو اس رسم
صحبت کرا اور خوب شراب پلا کر اُسے مدہوش کر کے چھاتی پہ چڑھ کے گلا گھونٹ ڈال داراب نے کہا کہ اب ایسا ہی
کرونگا بس عمرو کشمات پاس آیا اور کہا کہ اب آ صبح لا سپنے دیکھیے کہ میں نے کیا افسون کیا ہے کشمات نے حکم دیا کہ
لاؤ داراب کو لوگ گئے داراب کو لیکر آئے کشمات نے کہا اے عزیز اب بھی تو راضی ہوا یا نہیں داراب
نے کہا کہ جان جہان میں تو تمہیں آزماتا تھا کہ تم مجھے کسقدر چاہتی ہو معلوم ہوا کہ تم اپنے مطلب کی غرضی ہو اور صحبت
غرض دیگر ہے جو کسی کو چاہتا ہے وہ معشوق کو اپنا بھی دیتا ہے آپ رنج اُٹھاتا ہے معشوق کا رنج گوارا نہیں کرتا تھے تو مجھے
دو دو روز بھوکا رکھا فاقہ تاریک میں جبکہ یاد و کیا محبت ہے کشمات جادو یہ سنکر دوڑکر لپٹ گئی کہا کہ میری جان
حقیقت میں مجھے خطا ہوئی اب ایسا نہوگا اور اپنے دل میں کہا کہ سب کرامات اسی کرنے کی ہے اور طیفور کو خلعت
دیا غرض اس سے صحبت ہوئی اور داراب نے اُسے خوب شراب پلائی جب وہ بدمست ہوئی اُسے گود میں
اٹھا لیا وہ بھی لپٹنے لگی کہنے لگی موسے موتی چیکاتے ہیں کسی چیز کی غرض نہیں ہوں تیرا شیدا ہوں جانے مجھے جیرو دست
ظاہر میں تو یہ گفتگو تھی اور باطن میں مستعد خاطر مائل بخفگی تھا کہ اب مطلب تیرا حاصل ہوا داراب نے اُسے لا کر پلنگ پہ
ڈالا چھاتی پہ چڑھ کر اسقدر گلا گھونٹا کہ روح جسم سے اسکی جد مرے راستہ پا کر نکل گئی غل اور شور برپا ہوا تاریکی کل
مکانات پر چھا گئی حیران ہو کر اُڑنے لگے چار گھڑی کے بعد آواز آئی کہ قتل ہوا نام میرا کشمات جادو بود افسوس کہ ہنوز
میرا ابھی تین سو برس کا بھی نہوا تھا جوان مری اور اپنے مطلب کو نہ پہنچی غرض جبکہ روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ایک
پیرزال کا پڑا ہوا ہے رنگ سیاہ ہے اب اس کو چھوڑئے داراب سے کہا کہ تم گھوڑے پہ سوار ہو کر جاؤ کہ پیرزلال
دامن کوہ میں بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں اور میں اب خداوند آبحیات کی خدمت میں جاؤنگا اب داراب
تو مرکب پہ سوار ہو کر روانہ ہوا عمرو نے تمام مال و اسباب کشمات جادو کا زنبیل کیا اور لوگوں سے کہا کہ جبتک
تمہارا جی چاہے وہاں جاؤ اور آپ پیرزلال کی شکل بنکر داراب سے پہنچنے سے پہلے دامن کوہ میں آ بیٹھا بعد
تھوڑی دیر کے داراب پہونچا پیرزلال کی ملازمت حاصل کی پیرزلال نے کہا کہ اے داراب دیکھا کہ تجھے کیونکر
تمہیں چھڑایا کیسے جادوگر کا مارنا تمہیں تعلیم کرایا داراب بولا آمنا بعد اسکے پیرزلال نے آسمان کیطرف
دیکھکر کہا اے یک آبحیات تم ہمارے لشکر میں جا کر کشور شاد سے کہنا کہ لشکر کو سیار کرے پہونچیں اور داراب کشور کشا
اور پیرزلال ابھی پہونچے آواز آئی کہ بہت اچھا پیرزلال نے خطاب کیا کہ اے شاطر آبحیات گھوڑا داراب کا لشکر سے
پہلے آ کے تمہد کر روانہ ہوا اور رجبہ کہ پیرزلال نے کہا تھا دیکر لشکر آب پر شان میں بیان کیا اور گھوڑا داراب کا

وہاں سے لیکر راہی ہوا کشور شاہ نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے اور فتاح کشوری کو صاحبقران نے پاس بلاکر کہا کہ
کہ ہم پہاڑ کے نیچے آئینگے آپ اپنا لشکر ہٹا لیجیے کہ داراب کشور کشا آتا ہی امیر نے حکم دیا کہ فوج ہماری پہاڑ کے گرد و نواح سے
ہٹ آئے جب فوج اسلام ہٹ گئی کشور شاہ پہاڑ سے نیچے آیا جہاں لشکر چل شتا وہاں اترا لیکن صاحبقران نے فرمایا کہ معلوم
ہوتا ہی کہ داراب کو کوئی ساحرہ اٹھا لے گئی تھی یہ ساربان زادہ اسے مار کر داراب کو چھڑا لایا عمرو نے عرض کی کہ درست
ہی گرد داراب کشور کشا مرکب پر سوار شہر اختم کو چلا آتا ہی کہ ایک طرف سے گرد و غبار کا سیاہ اٹھا جب گرد پھٹی تو ہلال
سو علم نشان لاکھ سوار سے دکھائی دیے اور جلوس سواری کا ہمراہ ہیں ایک جوان کرگدن سیاہ رنگ پر سوار
گرد اسکے سوار اور پیادے سے چلے آتے ہیں اور اس جوان نے بھی داراب کو دیکھا کہ دبدبہ و شوکت و شان چہرہ سے
سے ظاہر ہو مرکب کو اڑاتے ہوئے چلا جاتا ہی بس دو چار گھوڑے کو جگہ مار کر پاس داراب کے آیا اور کہا کہ کیا نام ہی
تیرا اور کیا مذہب رکھتا ہی یہ پکار کر کہا داراب کشور کشا صاحبقران آب پرستان کہتے ہیں اور وہ دیکھ خلیفہ خداوند
آبحیات پیر زلال روشن ضمیر میرے ساتھ ہیں اسنے دیکھا کہ ایک پیر بارشی سفید عمامہ سر پر بندھا ہوا پیراہن زریں پہنے
ہوئے کبھی زمین پر قدم قدم چلتا ہی اور کبھی آسمان پر اڑتا ہوا جاتا ہی یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور داراب نے اس سے
پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی کہاں سے آتا ہی اور کہاں جائیگا اسنے کہا کہ نام میرا سلیمان زریں زرہ ہی بادشاہ ہوں سلیمان کوہ
کا لقا پرست ہوں اور اسی کی مدد کے واسطے جاتا ہوں داراب بولا کہ اے سلیمان تیری لعنت کہ عمرو عیار نے
جسکی موت سے کی آزمی سونڈی اور اسکو خبر نہوئی اور ہاتھ سے اہل اسلام کے شر بشر بھاگا پھرتا ہی اچھے جگہ و ہیں
خداوند کو جا بخشا ہوا اے سلیمان خداوند آبحیات کو سجدہ کر دکہ ہر شی کا یہی باعث حیات ہی اسی سے سرسبزی ہی
نباتات ہی دیکھو تو کیا پانی لطیف و صاف ہی کوئی شی بھی اس سے زیادہ شفاف ہی چشمہ فیض خداوند آبحیات ہی جا بجا
ہی دریاے رحمت ہر سمت پر جاری ہی غرض یہاں تک تلقین پانی کی کی کہ سلیمان نے کہا لعنت ہی لقا پر اور اسکے
پرستاروں پر یہ کہکر مع فوج آب پرست ہوا داراب وہاں سے چلا گیا جب قریب اختم کے پہنچا کشور شاہ
مع سرداران ذیجاہ استقبال کیواسطے آیا اور داراب کو بڑی شان و شوکت سے لشکر میں لایا داراب آکر صحبت میں
بیٹھا پیر زلال تخت پر بیٹھا بھرے مجلس ہوئے تو کشور شاہ نے بیان کیا کہ عیاران لشکر اسلام سرداران لشکر اسلام کو پکڑ لیگئے داراب نے
کہا پیر پکڑا جائیگا اور حمزہ صاحبقران سے کہا بھیجا کہ آپ چاہتے ہیں کہ لشکر میرا ہم کریں اب میں بھی آپہنچا ہوں مگر آپ کی
صاحبقرانی سے لشکر بے سردار پر زیادتی کرنا بعید ہی امیر نے داراب سے کہلا بھیجا کہ اے داراب تجکو تمہارے لشکر
سے کچھ سروکار نہ تھا مگر میں نے اس نمک حرام پر پرورش کی تھی اگر وہ ہاتھ لگتا تو اسکو پکڑ لیتا داراب نے جب یہ سنا ہنسا
اور کہا کہ سبحان اللہ حمزہ کو پیر زلال پر اپنے عیار کا گمان ہی پیر زلال نے کہا کہ اے داراب عمرو کا عیار بھی جادو ہی غضب
ہی بہت سی خدایان آتش پرست کو برباد کر دیا میں داراب نے کہا یا پیر زلال آپ طبل جنگ بجوائیے کل میں لشکر حمزہ سے
مقابلہ کرونگا پیر زلال نے طبل جنگ بجوایا ہرکارون نے خبر لشکر امیر کو پہنچائی طماس بن عنقول دیو بچہ ور نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ حضور غلام کے نام پر طبل جنگ بجوائیے کل میں داراب سے مقابلہ کرونگا امیر نے فرمایا
اچھا اور حکم دیا کہ نقارہ سوزی نوازش میں آئے یہ خبر پیر زلال کو پہنچی اپنے دل میں کہا کہ اے عمرو یہ وہی طماس ہی
کہ جسکے ہاتھ سے حمزہ بہت زخمی ہو گیا تھا اور دو جیتے حمزہ نے اسکے ہاتھ سے اسے گئے تھے یہ پاس بہت وہاں عمرو نے امکان
تو کہاں ہی جو مطلع نور الدہر ہی کا تھا کہ اس مادی کا کام تمام کیا ایسا نہ ہو کہ داراب طماس کے ہاتھ سے صدمہ اٹھائے
اسے کی دشمنی ہی اگر وہ بھی ٹوٹ گئی تو پھر کیا ہوگا یہ سوچکر فتاح کشوری کو بلا کر کہا کہ تو حکم خداوند آبحیات سے

طماس کرکے لقا پرست کرے طرماسپ لقا پاس آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی بختیارک نے طرماسپ کو بہت
پسند کیا لقا سے کہا کہ اس سے ضرور کام نکلیگا پہلے توشیع کیا کہ ابھی تازہ آئے ہو میدان میں نہ جاؤ طرماسپ نے نہ مانا
لقا نے کہا کہ جا تیرے دم سے اور میں سب خدا پرستوں کی موت تقدیر کر دی ہے طرماسپ میدان میں آیا مبارز طلب
کیا شاہزادہ بدیع الزمان مرکب تو ام اٹھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اتر کر مجرا کیا ہاتھ باندھکر اجازت
میدان چاہی بادشاہ نے سرفراز کر کے سپرد کیا پروردگار عالم کو جامہ کلاہ عفریت عنایت ہوا بدیع الزمان اسے لے کر نیا لباس کر
مرکب پر سوار ہوا کہ بیت چو شیر یکہ گردیدہ آہوئے کمین کہ جست از زمین و بیامد بزین پر دعا پاک کالبد گھوڑا اڑا کر
مقابل طرماسپ ہوا طرماسپ نگاہ درخشان ہوا مرکب برابر سے ہٹنے لگے مسل کر رانوں میں مرکبوں کو مقابل کر کے
ہو گئے طرماسپ نے نام پوچھا کہا کہ مجھے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کہتے ہیں بیٹا ہوں حمزہ صاحبقران کا باپ تیرا
میرے بیٹے کا رفیق ہے طرماسپ نے کہا کہ تم خدا پرستوں نے اسے سحر میں گرفتار کیا ہے نہیں وہ کیا مسلمان ہوتا آیا ہوں
کہ تمہیں مقتول کروں بدیع الزمان بولا کہ بس زیادہ زبان درازی نہ کر طرماسپ بولا کہ لاؤ حربہ لینا بدیع الزمان
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے طرماسپ بولا کہ ہمارا تو دستور ہے اور یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا بدیع الزمان نے نیزہ
نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوا کیا ایسا مارا
نیا جو برہم ہوا اللہ نکالا کہ بدیع الزمان غضب کیا تو نے کہ دو دریا سے لشکر کے درمیان میں نیزہ میرا ہوا کی طرح
تیر میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا یہ کہکر اپنے اوپر سے ساڑھے سات سو من کا ساطور گران سنگ اٹھا کر بدیع الزمان پر
مارا۔ شاہزادے نے چاہا کہ سپر کی اوجھل سے کر قبضے پر ہاتھ ڈالے اتفاقاً پاؤں گھوڑے کا موش خانے میں
جا پڑا اور پہلے سے ساطور پڑا اچھا آنگل سر میں آیا بدیع الزمان نے رستانہ وار ساطور تو جھٹکا سر سے نکل گیا لیکن
ایک جانور کی طرح جاری ہوئی غشی طاری ہوئی نقش بن گیا مورز نکلا زخمی ہوا قارن بلند کمان نکلا زخمی ہوا
تا شام گیارہ آدمی مجروح ہوئے اور چار سردار شہید ہوئے شام کو لقا طرماسپ کو ساتھ لیکر زر نثار کرتا ہوا
نور مکان سے کہتا ہوا کہ اے بندگان من وہ مفسد جس نے میرا بنایا ہے بندۂ خاص کر کے سب خدا پرستوں کا کام
تمام کر دیگا بختیارک نے کہا کہ اے خداوند لقا اپنی بارگاہ میں آیا طرماسپ لباس رزم اتارکر بزم میں بیٹھا ناچ ہونے لگا
دور جام گردش میں آیا طرماسپ مست شراب ہوکر بلا کرتے جس وقت آئی اسی وقت نقارہ بجا ہرکارے خبر لیکر چلے
ادھر حمزہ صاحبقران بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ میں آئے ہیں زخم میں ٹانکے لگوا رہے ہیں کہ ہرکاروں نے
خبر دی کہ پھر طرماسپ نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی نقارۂ جنگی نوازش میں آئے
ادھر ایرج اور داراب کے لشکر میں بھی کوس حربی پر چوب پڑی چار پہر رات چاروں لشکروں میں تیاری رہی
صبح کو میدان میں آئے جب صف آرائی ہو چکی طرماسپ رستگار میدان میں آیا مبارز طلب کیا مالک اژدر حب
نیزہ و دو سر غلام بنی آدم جا کر حیدر بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل طرماسپ ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی شروع
ہوئی مالک نے نیزہ طرماسپ کا تالال دیا طرماسپ نے طیش میں آکر ساطور مارا کہ سر کو کاٹ کے تا دوا بیدا ہو کر
زخم کاری لگا ابراہیم بن مالک نکلا زخمی ہوا ابو الفضل عرب جمشید و کیس بقیس چار پانچ سردار شہید ہوئے شام
کو لشکر پھر گئے شب کو پھر طبل جنگ بجوا کر صبح کو طرماسپ میدان میں نکلا مبارز طلب کیا لندھور اپنے
ہاتھی کو بڑھا کر شاہ اسلام سے اجازت لیکر حرکتا ماسے جو ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی لندھور نے نیزہ
طرماسپ کا ہوا کیا طرماسپ نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے روک کر کہا کہ گرز اپنا طرماسپ پر

اور ہو جائے ہو تو بات ہو ہاں ذکر کرنا اور خبر پرستوں سے صحبت ہونا کہ وہ دونوں دین و آئین میں داراب سے کہا
کہ جواب فرماتے ہیں ایسا ہی ہوگا یہ کہکر چابک زور دار صید گیر سا تو لیکر وہ بھی چلا فضا سے کا۔ نورالدہر نا داراب سب
پہلے بقصد شکار جا چکا تھا اور صید افگنی کرکے مع رفقا ایک چشمے پر بیٹھا ہوا آرام دیکھ رہا ہے کہ داراب کھڑا ہے دیکھا کہ
ایک ہرن بھاگتا ہوا سامنے آیا اور پیچھے اسکے ایک سوار ہو تھا اور تیر جو کمان میں جوڑا تھا اسے مارا کہ ہرن گرا اور
سوار آگے اٹھانے کو اترا نورالدہر نے یہی تاکہ یہ داراب ہے اٹھ کھڑا ہوا کہا کہ اے داراب کشور کشا آؤ صحبت
تمہاری ہو اور دو دو گھڑی ہاتھ پکڑ لیا لا کر بٹھایا اسد بن کرب غازی نے ابراہیم بن مالک سے کہا کہ اے ابراہیم
داراب کی عجب طبیعت ہو گئی ہے کہ پہلے اس بزادے سے دوستی کی تھی اب اس ادھر بیجے سے محبت بڑھائی ہے ابراہیم نے
آہستہ کہا آپ چپکے بیٹھے اسد نے اور بھی کہا کہ تم بھی بڑے ہو بھائی صاحب اپنے کو سبک کرتے ہیں بڑی محبت یہی
کی کہا ہو کہ ذرا اپنے باپ کو بیچ دے نرم گرم سے اپنے اس سے وعدہ میں نہ کر دو کہ اسکو اپنے پاس بٹھلایا
لے کہا کہ ہر دو شہزادے کی آنکھ اٹھائی میں تماشا دیکھے کچھ بولے نہیں یہ سب باتیں داراب نے سنیں اسد کی
دیکھا کہ ایک دبلا پتلا آدمی تاج کج سر پر رکھے ہوئے گریبان چاک زرہ آستین تک لٹکتی ہوئی آنکھوں میں لال
ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے چہرہ ماہتاب کمال کے روشن ہے اسکی وضع سے خوش ہوا نورالدہر سے
پوچھا کہ یہ آپ کا کون ہے کہا کہ یہ نواسا حمزہ صاحبقران کا ہے اور میرا بھائی ہے مدت اسکے شوق میں ہو صاحبقران
کو ہر جا رہا ہے یہ کہتا ہوں اسکے کہنے کا برا نہیں مانتے اور تم بھی اسکے کہنے کا برا نہ مانو تم موجہ ہو سمجھے کہ داراب
بولا یہ ہو جانا ہیں مجھے کیسی میں برا مانا انکا جولہ نہ دونوں کی یہی باتیں تھیں کہ ایرج بھی شکار کھیلتا ہوا ادھر ہی ہوا
دور سے نورالدہر اور داراب کو بیٹھے ہوئے دیکھا شاپور سے کہا کہ جا کر دیکھو کون بیٹھا ہے شاپور چلا
جب قریب آیا اسد نے چاہا کہ مارے نورالدہر نے منع کیا شاپور سے کہا کہ تم جاؤ ایرج کو لاؤ شاپور پھر کر
آیا تمام حال بیان کیا ایرج داراب کی محبت کا کمال مشتاق ہو گھوڑا اٹھایا جلدی ملنے سے شہزادے کے
گذرا نورالدہر داراب سے باتوں میں مصروف تھا ایرج کی طرف خیال نہ کیا مگر ادھر سے گھوڑے کو ادھر
پھیرا دو تین مرتبہ ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر گھوڑے کو چکر کرکے آیا کہ نورالدہر چاہتے تو جا دیں مگر نورالدہر
داراب نے نہ دیکھا کہ اسد نے للکار کر کہا کہ او بزادے تو سو مرتبہ آئے جائیگا تو تجھے کوئی نہ بلائیگا اب وہ دن بیت
گئے ایرج نے کہا کہ او دیوانے مجھکو کیا لحاظ نورالدہر کا ہے نہیں تجھے سزا دیتا اسد اٹھ کھڑا ہوا کہ او پاجی تو کیا
سزا دیگا سامنے آ یہ کہکر اٹھا ایرج پر چلا نورالدہر ہاں ہاں کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا کہ او دیوانے یہ کیا سودا ہے اور
ایرج سے کہا کہ آؤ بھی خوش آدمی ہو اور یہی وقت جنگ جدل کا ہے آشتی آشتی داراب نے بھی تعظیم کی اور
ایرج سے خطاب کیا کہ آئیے جناب شہزادہ صاحب آپ کو کھینچ لایا اور گھوڑے سے اتار کر صحبت میں لا کر بٹھایا صحبت
گرم ہوئی لیکن اسد نے کہا کہ اس وقت بھائی صاحب نے اس بزادے کو میرے ہاتھ سے بچا لیا نہیں تو ٹکڑے
ٹکڑے کرتا خیر کہاں جائیگا ایک نہ ایک دن سزا پائیگا ایرج نے نورالدہر سے کہا کہ آپ گفتگو میں بولنے کی منع
ہیں نورالدہر بولا اے ایرج تم دوست و عزیز دو ہو یہ دیوانہ ہیں کیا کروں خدا جانے تمہیں کہاں کا اسے بغض ہے
داراب بولا اے نورالدہر آفتاب پرستان بہتر یہ ہے کہ ہم اسکے شر سے محفوظ رہیں تم بھی ایسا ہی کرو ایرج نے پوچھا کہ
بھائی نے کیا حکمت کی داراب بولا کہ میں نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران کو بھی جو منہ میں آتا ہے کہتا ہے اور وہ اسے
سنک مجھتے جانتے ہیں ہم نے بھی ایسا ہی کچھ سمجھ لیا آوازوں پر اسکے خیال نہیں کرتے ایرج بولا کہ خیر اب

بھائی بھی بات ظاہر کرنا ہی باتون کا بُرا نہ مانونگا اسد نے یہ سنکر قبضۂ تیغ پر ہاتھ ڈالا دارا نے للکار کر کہا او آفتاب پرست بزدل
تو مجھے سمجھا کیا ہے ابھی ذلیل کرونگا نور الدہر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ او کمبخت یہ تیرے مہمان ہین اسکے ساتھ ایسی گفتگو
کرا اسد نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ بھی تو ہر کس و ناکس سے ایسی باتین سنو نسے مین خیر مین نہ بولونگا آپ نہ بولیے
خاطر و مدارات کیجیے غرض صحبت گرم ہوئی قہقہے ہونے لگے دورۂ شراب چلنے لگے کباب گوشت شکار کے کھانے
لگے قضائے کار اتفاقات روزگار یہ خبر پیر زلال کو ہوئی کہ داراب نور الدہر اور ایرج سے ہم صحبت
ہے پس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور کہا کہ اس نابکار کو منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے نہ ملنا اسنے نہ مانا خیر کیا مضائقہ
ہے یہ کہکر جست کی اور آسمان پر چلا ایک لمحہ مین وہان پہونچا جہان یہ سب صحبت آرا تھے آسمان پر سے پکارا
کہ کیون او داراب تونے کہنا ہمارا نہ مانا اور دشمنون سے ہم صحبت ہوا داراب نے جو آواز سنی کانپ گیا
پیر زلال کو آتے دیکھا سجدے مین گرا کہ مین تقصیر وار ہون جو چاہیے وہ سزا دیجیے پیر زلال نے دو دھپ
مارے اور کہا کہ کیون انکی صحبت مین بیٹھا نور الدہر ہاتھ باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا کہ یہ نہ بیٹھتا تھا مین نے اسکو بہ جبر
بٹھایا پیر زلال نے کہا خیر اسکی مرتبہ تو خداوند آبجات سے کہکر ان اسکا معاف کروا دونگا لیکن بار دیگر یہ
تم لوگون سے ہم صحبت ہوا تو اسکے حق مین اچھا نہ ہوگا اور یہ کہکر خطاب کیا کہ او داراب اٹھ چل یہان سے داراب
چاہتا تھا کہ اٹھے نور الدہر نے دست بستہ عرض کی کہ یا پیر زلال مین آپکا خادم ہون آپ بھی بیٹھیے
سبزے کی سیر کیجیے اور جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیجیے تب کہیے پیر زلال نے کہا کہ او داراب تم بیٹھو مین
جاتا ہون داراب نے کہا کہ مین بے آپ کے ہرگز نہ بیٹھونگا ناچار پیر زلال بھی بیٹھے صحبت گرم ہوئی مگر نور الدہر نے
شبرنگ عیار کے ہاتھ خدمت حمزہ صاحبقران مین عرض کر بھیجا کہ آپ جلد یہان تشریف لائیے مین نے
داراب کو مع پیر زلال صحبت مین بٹھایا ہے شاید کسی تدبیر سے افشائے راز پیر زلال ہو جائے امیر یہ پیغام سنتے ہی
اسی وقت سوار ہوکر چلے یہان صحبت گرم تھی سب بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک گرد نمایان ہوئی کہ سوار دکھائی دیے
اور حمزہ صاحبقران چند سردارون سے پیدا ہوئے پیر زلال امیر کی صورت دیکھتے ہی پیر زلال اٹھ کھڑے ہوے
اور داراب سے کہا کہ چل اب ٹھہرنے کا موقع نہین ہے کہ دشمن خداوند آبجات آیا نور الدہر نے کہا کہ آپ
نائب خداوند ہو کر بندون سے ڈرتے ہین اور داراب بھی بولا کہ یا پیر زلال آپ بیٹھے حمزہ سے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر
حمزہ آپ کے ساتھ کچھ بے ادبی کریگا تو مین سمجھ لونگا اور مین کسی طرح حمزہ سے دبنے کا نہین اور آپکے اٹھ چلنے مین
ہے پیر زلال ناچار مجبور بیٹھ گئے کہ اسمین امیر آئے سب نے تعظیم کی حمزہ نے داراب کو نہ اٹھنے دیا امیر کو بہت برا
معلوم ہوا مگر صحبت مین آکر بیٹھے تو ہونے لگا دورۂ جام گردش مین آیا دمبدم پیر زلال کہ رہے ہین کہ یا خداوند
آبجات وہ رنگ کرتے ہین اور تجکو خداوند برحق نہین جانتے ہین اسکو سزا دیجیے اور جو تیرے تئین سے منکر
ہین اور اعتقاد نہین لاتے انکو مٹا دے امیر یہ آوازے سنتے ہین اور ہنستے ہین آخر کو داراب سے کہا کہ شیخ
یہ تمہارا پیر زلال کیا کہ رہا ہے یہ بہیر آوازے کس رہا ہے ای داراب یہ ہمارا پیار ہے تمہارے پیر زلال کو کہ
آپ یہ پیر زلال بناہو تم اس سے انتقام نہین لیتے داراب نے کہا کہ مجکو اسکی گفتگو مین کیا دخل ہے مگر یہ شخص بہت
بزرگ ہین مین نے بہت سی کشف و کرامات انکی دیکھی ہین یہ آبجات اسکے ساتھ تھا امیر نے فرمایا کہ وہ
دیو سندک اسکا شاگرد تھا اور ای داراب ایرج سے پوچھو کہ ہم نے اسکے پیر قطب کو مار کر آپ قطب بنکر سب مجمع
ملک نے لایا تھا ایرج کو شکار ہو کہ تیرے پاس سے عمرو چلا گیا داراب یہ سنکر ایرج بولا کہ حمزہ صاحبقران

پاس سے ایسا شخص جاے اور دوسری جگہ رہے وارداب بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ ای کشور شاہ خراب کیا ہو سکتا ہی
اور کس افسوس ملا کہ ت معلوم ہوا ہی کہ یہ خدا پرست بڑے مکار ہیں میں انکے فریب میں آگیا اور پاس پیرزلال
وہاں بیٹھے ہر راضی نہتے میں نے پھر ادھر اٹھایا اب انکو کہاں ڈھونڈھوں مفت اپنے ہاتھ سے گنوایا یہ کہکر رونے لگا
ادھر فتاح کشوری آمید و تھا کالی رنج میں وارداب نے کشور شاہ سے کہا کہ طبل جنگ بجوا بیے کل صبح کو ان خدا
پرستوں سے سمجھ لونگا اسی وقت کوس رزمی نوازش میں آیا یہ خبر تینوں لشکروں میں پہونچی وہاں بھی نقارہ کوچ گردایا
چار پہر رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو لشکر لقا میں غلغلہ ہوا کہ زمردشاہ بستر خواب پر سے غائب ہو گیا
ادھر آفتاب پرستوں میں شور اٹھا کہ ایرج کو کوئی لیگیا ادھر لشکر آب پرستان میں فریاد ہوئی کہ وارداب کشور کشا
کا نا ئین اسی طرف لشکر اسلام میں تباشت بر پاتھی کہ نورالدہر اور حمزہ صاحبقران نہیں معلوم ہوتے چاروں
لشکروں میں ایک کہرام مچا تھا بعد ہر طرف سے ہر جنس روانہ ہوئے کہ خبر معلوم کریں انہیں تو یہیں پر رہنے دیجیے

داستان مدرت بیان جانا خواجہ عمرو کا پردہ قاف میں اور عادل قاف بنکر فوج دیودن کی امیر حمزہ صاحبقران پر لیکر آنا

راوی بیان کرتا ہی کہ جسوقت عمرو لشکر وارداب کشور کشا سے نکلا حیران و پریشان تباہ و سرگردان شکوہ پرداز
بے صبر تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہاے اقبال حمزہ و کیا ادبار ہی طالع اسکے مددگار ہیں تو نے لاکھ چاہا کہ حمزہ کو ذلیل و زبون
کیجیے اس بدنہاد و مکہ کو ذلت دیجیے لیکن کچھ نہوسکا اسی رنج میں رو رہا تھا کہ تندک پری نے سلام کیا حال پوچھا
عمرو نے کہا کہ کیا کہوں کیا گردش پیچ سفلہ پرور کی بیان کروں کہ وارداب کو تیار کرکے لایا تھا حمزہ نے اسکو بھی مجھسے چھین لیا
میں حیران و سرگردان ہوا تندک خوب ہنسا کہا کہ اُستاد اندنوں میں بن بہار پری کے بیٹے کو لیکر کوہستان
میں چلا گیا تھا اُسے بھی مجھے کمال الفت تھی چند سے میں وہاں رہا تھا کہ دیو دن نے آسمان پری کو جاکر میری خبر
پہونچائی وہ میری تلاش میں تھی بہت سے دیووں کو بھیجا کہ اُسے پکڑ لاؤ دیو آے میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا مخدوں کو
بہت زبردستی ظلم و تعدی سے لیگئے گھر میرا لوٹ لیا اب میں حیران ہوں کہ کیا کروں عمرو نے کہا میں آپ پشیمان
ہوں کوئی تدبیر سوجھ نہیں پڑتی کہ اس عرب پر غالب آؤں ارے کچھ حال پردہ قاف کا تو بیان کر کہ اب آسمان پری
کسی سے لڑائی تو نہیں ہی تندک نے کہا کہ خواجہ اندنوں میں دریائے خون کے پرے جا رہے ہیں وہ دیو کہ حمزہ
کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں اُنکی اولادیں سب جمع ہیں چنانچہ نفریت بن عفریت اور غرجال بن [illegible] پال
اور سمنش انکل بن زند [illegible] اور جوان بن رعد شاطر اور ذوالخنیف بن خیفنت بن عفوان جادو اور ان
سب کا لشکر دو پر جمع ہی آسمان پری سے قریشیہ سلطان کر اثر بھجا ہی بڑی لڑائی ہو رہی ہی عمرو نے کہا ای
تندک تو مجھے پردہ قاف تک لے چل کریں ان سبھوں کو اپنا مطیع کرکے حمزہ سے لڑانے کو لاؤں اور
آسمان پری اور قریشیہ کو قید کرکے تیرے مخدوں کو چھڑاؤں تندک بولا کہ اُستاد ایسا شوق کوئی بھی
آپ کو کہا جاے عمرو نے کہا کہ ای دلو تندک تو مجھے اب لے تو چل دیکھ تو میں کیا کرتا ہوں تمام دیووں سے
سجدہ نکراؤں تو نام میرا عمرو نہ رکھنا تندک نے عمرو کو کاندھے پر سوار کیا روانہ پردہ قاف ہوا چوتھے روز
وہاں پہونچا جہاں لشکر دیووں کے جمع ہیں لڑائیاں بہت سی ہو چکیں ہیں قریشیہ سلطان کے ہاتھ سے دیوان
زبردست زخمی ہو چکے ہیں نفریت بن عفریت بھی زخمی ہوا اور دہ جانے کا ہی عمرو نے سب حال دریافت
کرکے صورت اپنی ایک پری کی بنائی جامہ زندہ تار گلے میں پائجامہ اطلس سبز کا پاؤں میں تاج مکلل بجواہر سر پر

نفریت کے نیچے کے برابر آیا گھبرا اوٹھے ہوے اور آسمان کی طرف جست کی سو ہاتھ اُڑ گیا وہان جاکر گلیم تو زنبیل
مین ڈال لی اور حقے آتشبازی کے نکالکر داغے کہ آگ کی روشنی ہوئی لشکر نے دیکھا کہ خوب پھیلی اور حلاق
نکالا نفریت بن عفریت کو آیا اور پکارا کہ ایہا الناس وہ شخص نائب خداوند ابلیس پر تلبیس راس الشیاطین ہو عادل
قاف میرا نام ہے مین ایک جگہ بیٹھا عبادت مین مصروف تھا کہ خداوند ابلیس میرے پاس آئے اور کہا کہ آگے
آسمان پری نے آدمزاد کو بندۂ دنیا سے بلا کر تمام ہمارے بندگان سرکش قاف کو قتل کروایا اور آپ کل قاف
کی مالک ہوئی اب انھین دیوون کی اولادین پیدا ہوئین ہین اور آسمان پری پھر چاہتی ہو کہ انکو بھی قتل
کرے اب وہ باسے فیراق چلا ہو جوان ہو تم جاکر سب دیوون کی مدد کرو مین تمھاری مددگاری کے واسطے
آیا ہون نفریت نے دیکھا کہ ایک آدمی زرق برق لباس پہنے ہو سب دیو نے تعظیم و توقیر کی تخت پر بٹھایا
اور کہا کہ اے نائب ابلیس ہم سب تو قرلیشیہ سلطان کے ہاتھ سے عاجز آ گئے ہین اسکا علاج پہلے کیجیے عمرو نے
جواب دیا کہ قرلیشیہ کو مین پکڑے لاتا ہون تم خاطر جمع رکھو یہ کہکر سمت آسمان جست کی گلیم عیاری اوڑھ کر غائب ہوگیا
اور لشکر قرلیشیہ سلطان کی طرف روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا گلیم اتار ڈالی دیوون نے عمرو کو دیکھا پہچانا اور
قرلیشیہ کو خبر دی کہ عمرو آتا ہے قرلیشیہ استقبال کے واسطے آئی عمرو کو ساتھ عزت و توقیر کے لاکر تخت پر بٹھایا کثیر
جواہر کی نذر دی احوال پوچھا کہ خواجہ کیونکر آئے ہو عمرو نے کہا کہ تندک نے مجھے لایا ہے کہ اسکا تصور بخشوا دون
قرلیشیہ نے کہا آپ امان جان کے مزاج سے واقف ہین کیونکہ آنکی ضد ہو جاتی ہے مرمی کرتی ہین مگر بہ سبب
دیوان مین تقصیر دیو تندک کی معاف کرا دونگی آپ خاطر جمع رکھیے عمرو بولا کہ اچھا غرض صحبت ہوئی حال طعام ان
کو پوچھا کی عمرو دیو کا تجربہ تھا ایک رات کو کھانا کھا کر قرلیشیہ سوئی عمرو دو پہر رات گئے اٹھا قرلیشیہ کو بیہوش کر کے
زنبیل مین ڈال لیا اور آہستہ وہان سے رہی ہوا گلیم عیاری اوڑھے تھا آسمان کی طرف سے بارگاہ مین
نفریت بن عفریت کی آیا اسی صورت بنکر کہا کہ قرلیشیہ سلطان کو او زنبیل مین سے نکالکر سامنے کیا
جتنے دیو تھے سب قدمون پر عمرو کے گر پڑے ہاتھ چومے ہر ایک نے کہا کہ آپ بیشک نائب خداوند ابلیس
ہین اور چاہا کہ قرلیشیہ سلطان کو ہوش مین لائین عمرو نے کہا کہ پہلے اسے قید کرو پھر ہوشیار کرنا غرض آہنگران کو
بلوا کر قرلیشیہ کو اسیر طوق و زنجیر کیا بعد اسکے فیلسوف دفع بیہوشی دیا قرلیشیہ ہوش مین آئی اپنے کو بارگاہ کفار مین بیٹھے
ہوے پایا پہلے تو خواب کا خیال ہوا عادل قاف پکارے کہ او قرلیشیہ آگاہ ہو کر جتنے زشتہ غضب کو بھڑکتے
تیرہ و تاریک ہو بہتر یہ ہے کہ خداوند ابلیس کو سجدہ کر قرلیشیہ پکاری کہ تو تو کافر لعنت ہو ابلیس اور اسکے چاہنے
نفریت نے چاہا کہ قرلیشیہ کو قتل کرے عادل قاف مانع ہوے کہا سے ابھی قید کرو پھر سمجھا جائیگا قرلیشیہ کو جا
بھیج دیا نفریت نے کہا کہ اب جو آپ فرمائین وہ ہم کرین عمرو بولا کہ مین آسمان پرسے آگ لشکر قرلیشیہ پر برساتا
ہون تم جاکر قتل کرو یہ کہکر تندک پر سوار ہو کر لشکر قرلیشیہ پر گیا اور حقے آتشبازی کے چلانا شروع کیے ہنگامۂ جنگ
آگ آسمان پر کھل گئی ریتی بھی خوب جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا مال اور اسباب
سب لوٹ لیا ... عادل قاف تخت پر بیٹھا ... سب دیوون کو بخشا اور کہا کہ تیاری کرو کہ
لشکر آسمان پری پر چڑھ جائینگا اور بعد وہ ... کے تمام لشکر لیکر چلا لیکن آسمان پری شہر گلستان ارم مین بیٹھی تھی
کہ لشکر قرلیشیہ کا شکست کھائے ہوے پہنچا اور تمام حال عمرو کے یاری پہچاننے کا صاحبقران سے اور پردہ
مین آنا اور قرلیشیہ کا پکڑ لیجانا اور شیرزن ... فوج کو شکست دینا بیان کیا آسمان پری یہ سنکر نہایت پریشان

خوش ہوا کہا کہ ای شاہ دیوان قاف مرحبا صد مرحبا اور خلعت منگوا کر پہنایا عفریت کو تخت تلے سے نکالا کہا کہ ای شقیرا لجبل
شہزادہ قاف ہو اسکو اپنا فرزند کیجیے بلا کر قدم پر ڈال دیا شقیرا نے سر اٹھا کر گلے سے لگایا اور پسر خواندہ کیا
عمرو نے حکم کیا کہ جشن شادمانی سجے اور شقیرا کی خاطر و مدارات مین مصروف ہوا شقیرا نے اپنے لشکر کو طلب کیا الغرض
کلامین نے اطاعت عادل قاف کی اختیار کی تمہی چلے آؤ تمام لشکر شقیرا کا لشکر آسمان پری سے علیحدہ ہو کر علاقہ
یہ تمام خبرین آسمان پری کو ہوئین آسمان پری نے خواجہ عبد الرحمن سے کہا کہ غضب ہوا شقیرا عمرو کا شریک ہوا
خواجہ عبد الرحمن کو سکتہ سا ہو گیا ادھر عمرو نے حکم کیا کہ اطراف و جوانب نامے لکھو کہ سب بادشاہان قاف آ کر ہمارے حضور
مین حاضر ہون چار طرف سے دیوان ابلیس پرست آ آ کر جمع ہوئے عادل قاف کو نذرین دین لیکن قہقہہ حبشی
بادشاہ سندون ہزار دست کا نہ آیا عمرو نے حکم کیا کہ نامہ قہقہہ کو لکھو کہ بادشاہی قاف کی تمکو مبارک ہو آ کر تخت پر
بیٹھو حکمرانی کرو جلد یہان آؤ مطلب اس مضمون کا نامہ قہقہہ کو پہونچا اسی وقت لشکر فراوان ساتھ لیکر پردۂ تاریکی سے
روانہ ہوا جب قریب شہر بلور کے پہونچا عمرو کو ہرکارون نے آ کر خبر دی کہ قہقہہ حبشی آ پہونچا شقیرا نے یہ سنکر
کہا کہ یا عادل قاف مین اپنے باپ دست قہقہہ کو نہ جیتنے دونگا اور جو لڑیگا تو مین آپ سے لڑونگا عمرو نے کہا
کہ تم خاطر جمع رکھو مین اسکو گرفتار کر لونگا تم تماشا دیکھا کرو اور دیوون کو حکم دیا کہ جا کر قہقہہ کا استقبال کر کے لاؤ
دیو گئے قہقہہ کو لائے عمرو نے تعظیم کی بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی عمرو نے شراب بیہوشی آلودہ قہقہہ کو پلوائی جب
قہقہہ اپنے فرزندون اور سردارون سمیت بدمست ہوا عمرو نے کہا کہ ای قہقہہ بادشاہی قاف کی تمکو سزاوار ہی
قہقہہ نے کہا کہ سوا میرے کون بادشاہی کر سکتا ہے عمرو نے کہا کبھی تمہارے بزرگون مین کل قاف کا کوئی بادشاہ
ہوا ہی مگر دیو عفریت کہ مالک کل قاف کا ہمیشہ رہا اور مین نائب حضرت ابلیس ہون جسکو بادشاہ کرون جسکی
وہ بادشاہ ہو سکتا ہے تجھے لازم ہی کہ تو مددگار شاہان قاف کا رہے اور میرے حکم سے خلاف نہ کرنا چاہیے قہقہہ یہ سنکر
نہایت برہم ہوا اور کہا کہ او عادل قاف یہ کیا بیہودہ گفتگو ہی شاید تو نے اسی واسطے مجھے بلایا تھا کہ مین تجھے سزا
پہونچا دون یہ کہکر عمرو پر دوڑا ادھر عمرو دوڑا اٹھا قہقہہ پر مارا بیہوشی تو اسکا کام تمام کر چکی تھی قہقہہ بیہوش
ہو کر گرا بیٹے قہقہہ کے عفریت بن قہقہہ کریت بن قہقہہ گراب بن قہقہہ زنخانے کو اٹھے تھے سب
بیہوش ہو کر گرے عمرو نے سب کی مشکین بندھوا کر زندان خانے مین بھیج دیا اور انکے لشکر کو کہلا بھیجا کہ تم
اگر ہماری نوکری کرو تو بہتر ورنہ جہان چاہے چلے جاؤ بہتون نے نوکری کی اور بہت سے اپنی جان بچا کے تحت
پردۂ ظلمات بھاگے

داستان حیرت بیان در سلطنت عمرو کا بعیاری ملکہ ولشیہ سلطان کو گرفتار کرنا اور پھر ملکہ آسمان پری کا
مع ملکہ ولشیہ بمقابلہ عمرو فوج بے پایان لیکر نکلنا جنگ مغلوبہ ہونا آخر کار بوجہ مجروح ہونے ملکہ
ولشیہ کے شکست کھانا اور بھاگ کر طلسم خارستان مین جا کے کوہ گرا دینا و فتح رکھنے ناظرین والا تمکین
کہ اکثر جلدون مین بلکہ فارسی ایرج نامہ مین بھی یہی لکھا ہی کہ ملکہ آسمان پری عمرو سے شکست کھا کر اسی طلسم
خارستان ہو مین عمرو مع فوج قاہرہ بمقابلہ امیر آباد وہان لقا جبار یاقوت پوش نے طلسم خارستان کو فتح کر کے
ملکہ آسمان پری کو مع ملکہ ولشیہ و عبد الرحمن جنی در سلسلہ کیا بلکہ آسمان پری مع فوج بے پایان امیر حمزہ
صاحبقران کی مدد کو آئین مگر طلسم خارستان کے مہمات کا مفصل حال کسی نے نہیں لکھا لہذا اس حقیر کمترین میر
تصدق حسین داستان گو نے حسب ایماء شیخ حامد حسین صاحب کے اس طلسم کو اپنی بلاغت سے درست کر کے لکھا

نو بہار بوستان سخن | تازگی بخش داستان کہن
شاخسار بیان پہ بلبل سان | اس طرح چہچہے میں لا کہن

کہ جب پری قاف بدست خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تباہ و برباد ہو چکا اور وہ بوستان بے بہار سیدان خار زار ہو گیا ملکہ قرلیشیہ مقید بقید شدید ہوئی اور ملکہ آسمان پری تباہی کی ملی وگم وہ دو کی ستائی گلزار گلستان ارم میں بھاگ کر آئی اب سنیئے کا ادھر تو ملکہ آسمان پری اپنی تباہی و بربادی اور فراق ملکہ قرلیشیہ میں جان کھو رہی ہے اور ادھر ملکہ قرلیشیہ اپنی قید کے صدمے اور جدائی ملکہ آسمان پری میں بیتاب ہو رہی ہیں لیکن ملکہ آسمان پری کا حال ہر اختلال اور قلق و ملال جیسے قریبا و میدان تقریر سے باہر ہے نظم کہ کبھی لب پہ نالۂ و فریاد

کبھی زانوے غم پہ سر دھرنا | کبھی آنکھوں سے اشکباری ہے
اے کسی پاس میں کہاں کی | کبھی دل سے یہ مشورہ کرنا
کبھی پہ شور لب پہ جاری ہے | کبھی وہ دوسری فلک نے دکھلائی
نہ کوئی خوشی نہ رنج نہ غم | ہائے افسوس ناکسانی بلا
شکست حق سرائے خالی پر | دل کا جلنا کسی سے کہا گیا
اٹھا کے کچھ چیز کے رہے

اور کبھی کہتی تھی کہ ہائے افسوس اس باغ پر بہار پر کیسی تباہی آ گئی اور اس ملک عشرت پر کیسی برق گری کہ تباہ ہو گئی ہائے افسوس میری قرلیشیہ مجھ سے کیسی جدا ہو گئی کہ مجھکو دین و دنیا سے کھو گئی ہائے کیونکر قرلیشیہ تک پہونچ جاؤں اور ایک نظر اسے دیکھ آؤں کبھی بیقرار ہو کر فراز صحن ملال کے صدقے ہو اور کبھی در و دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر اسے حال زار پر اور فراق قرلیشیہ میں جان کھوتی ہے کبھی باغ و صحرا اور سبزہ زار اور مرغان ہوا سے مخاطب ہو کر کہتی ہے کہ تم میں بھی کوئی ہمدم دل نشین ہے کہ جو میرے حال زار پر رحم کھا کر خبر قرلیشیہ کی لاوے اور میرے دل کو ٹھنڈا کرے کبھی کہتی ہے کہ ای قرلیشیہ میں تجھکو کہاں ڈھونڈنے جاؤں اور کہاں سے لاؤں ای ملکہ جہاں اس مصیبت میں سب نے ساتھ چھوڑ دیا تھا وہاں ہوش و حواس بھی رخصت ہو گئے اور آنکھوں نے بھی جواب صاف دے دیا کہ کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور کوئی فکر پیش نہیں جاتی ہائے کہاں تک دیکھیے یہ لوح قسمت کی نیرنگی اور تو کب اس مصیبت سے چھوٹیگی کبھی کہتی ہے کہ ہائے ای ملکہ تم اگر ہمارے پاس ہوتیں اور اس بلا میں نہ مبتلا ہوتیں تو ہم اس بلا سے لاوا میں کیوں جلا ہوتے اور کیسے کہ اس تباہی میں سسک کر جان کھوتے اشعار

کیوں وطن سے نکالے جاتے ہم | حال بیاں اپنا کیوں بتاتے ہم
پر دو عالم ہے کیوں چھٹتا | ہائے یہ ریاض اپنا کیوں کھتا

اور کبھی دل میں یہ خیال کرتی ہے کہ ہمارا تو یہاں یہ حال ہے اور وہاں قرلیشیہ کو ہمارا دھیان بھی ستاتا پھر سوچ کر کہتی ہے کہ تو یہ میرا خیال اس وقت کہاں ہے دل را بدل رہے است یہ میرا حال ہے کیا عجب ہے کہ اس سے زیادہ قرلیشیہ کا حال ابتر ہوا ہو جیسے زیادہ قلق و اضطراب ہو ہم تو یہاں بھی گویا ایک آزادی سے ہیں اور وہ غریب مصیبت زدہ تو ایک بیابان زادے کی قید شدید میں مبتلا ہے معلوم نہیں کہ اسکا کیا حال ہوگا اور دل پہ کیسی گذرتی ہوگی کیا تدبیر کریں کہ وہ نجات پائے یا ہم دل میں سوچتی ہے اور جب زیادہ دل قلق کرتا ہے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تو بے اختیار رونے لگتی ہے ہر چند رسالت عمرو سمجھا رہی ہے کہ ای ملکہ صبر و سکون سے کام رکھیں تمہارے لئے یہ مصیبت نہیں پڑی ہے سلف سے آجتک ہر ایک شاہ و شہریار پر ایسے ہی مصائب گذرتے آئے ہیں اور تمام شاہان سابق ایسے ہی اور اس سے زیادہ و زیادہ مصائب میں گھرتے آئے ہیں وہ سلاطین اولوالعزم کہ جنکی شاہی کا ڈنکا ہفت اقلیم میں بجا کیا کبھی وہ بھی بلا ایسی بلاؤں میں گھر گئے ہیں کہ جنکے بیان میں زبان عاجز ہے لیکن حق تعالی مسبب الاسباب اور منعم و وال ہے کوئی بہار ایسی نہیں ہے کہ جسکے بعد خزاں نہ آئے اور کوئی خزاں ایسی نہیں کہ جسکے بعد بہار نہ آتی ہو لہذا گھبرائیے نہیں حق تعالی اس مصیبت کو رفع کر دیگا اور آپ کو ضرور اس بلا سے نجات ہوگی ان مع العسر یسرا مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے نہ کسی کی راحت یکسان رہتی ہے نہ کسی کی مصیبت ایک حال پر رہتی ہے اگر منظور باری ہے تو

آپ کو پاس ہو سے ضرور نجات ہوگی مثل مشہور ہے کہ دنیا میں کسی کی کبھی یکساں نہیں رہی خدا کو یاد کیجیے اللہ تعالیٰ سے اس کی
رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہونا چاہیے دل کو سمجھائیے بیقراری کو کم کیجیے اور اے ملکہ اگر دل ہی قابو میں نہ رہا اور خدانخواستہ
شیطان کے کان بہرے دشمن مجنوں ہوگئے تو پھر کیسی پڑیگی آپ کے ساتھ ہم بھی کدھر دھکے نہ بچینگے کوئی تدبیر نہ
بنیگی انسان کو چاہیے کہ مصیبت پر صبر کرے اور اسکے دفعیہ کی تدبیر کرے نہ یہ کہ اسکے سوچ میں انتہا سے جا میں ایسا
بیخود ہو جائے کہ دشمنوں کو دیوانہ بنا دے اور دل کو گنوا دے آدمی کے قابو میں دل ہو دل کے قابو میں آدمی نہیں
ہو دل کو کبھی اس وقت کو تھامو سنبھالو ہاتھ پاؤں کے ہوتے نہیں اٹے گیا کتنا ہی ماتے ہیں اے ملکہ ہمارا بھی کتنا تو کچھ
کہنے پر عمل کرو اے ملکہ یہیں جو کچھ کہا سنا ہو سکتے ہیں ہو سکا اور کہتے جائینگے تم ہو نہ ہو اس کا نہیں اختیار ہے
ہم نیک بد ضرور کو سمجھاتے ہیں لیکن بلکہ آسمان پر ہی آخری حال نہ اسے ہوگی تو اپنا نقصان کروگی اپنے ساتھ ہمکو
بھی ڈبا سے ٹھوڑ گی ہم بھی کسی طرف کے نہ رہینگے اگرچہ سچ تو یہ ہے کہ جیسے تمہارے دشمنوں پر پڑی ہے خدا دشمنوں پر
بھی نہ ڈالے مگر کیا ایسے اوقات میں لوہان حالات میں جان دے دیتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کر دیتے ہیں ان
ذرا حالات سلاطین سابقہ کو غور سے ملاحظہ کیجیے کہ کبھی وہ لوگ وقت مصیبت گھبرائے اور ہمت ہارے نہیں ہمیشہ کر
تدبیر سے اپنے نتائج پیدا کیا کیے اور جو لوگ گھبرا گئے اور ہمت ہار گئے اور مثل آپ کے ہائے کیا کروں کیا کروں
کرنے لگے انکا ہمیشہ یہ انجام ہوا کہ ڈبائے گئے اور سکر مرے کے ڈھیے اے ملکہ صبر و سکون سے کام لو اے ملکہ یہ تو ممکن نہیں
کہ ملکہ قریشیہ سلما کو قید سے رہائی نہ ہو اور نہ پھر سے یہ مصیبت دفع نہ ہو اور یہ جانے کئے جیسا کہ میں تقریر بالا سے ثابت کرچکی
ہوں لیکن اگر اس بیقراری لو گی یہ و زاری میں تم نے اپنی جان دیدی تو پھر ملکہ قریشیہ کی رہائی کو دیکھکر کون خوش ہوگا
بھی تاکہ دشمن ہنسینگے اور خدانخواستہ ملکہ قریشیہ جیتے جی ہی قید سے نہ چھوٹینگی اور ہماری تو جان و مال سب ہی تمہاری
جان و مال کے ہمراہ ہے جہاں تمہارا پسینہ گرے وہاں ہم اپنا خون گرادیں تمہاری زندگی سے ہماری زندگی اور تمہاری آرام
سے ہماری راحت وابستہ ہے اگر خدانخواستہ تمہارے واسطے کوئی امر نزع دگر ہو گیا تو یہ سمجھو کہ ایک تمہاری جان کے
ساتھ تین جانیں جاینگی اور تین خون ہو جاینگے پھر اس سے کیا فائدہ اور کیا نتیجہ ہے اس سے بہتر یہی ہے کہ اب جیتابی
و بیقراری اور نوحہ زاری کی حد گذر چکی دشمنوں کی جان میں حال باقی نہیں ہے اب تو بلائے خدا و رسول دل کو ٹھہرائیے
ہمارا کہنا مان لیجیے وہ بڑا ارحم الراحمین ہے رجوع الی اللہ کیجیے اور اے ملکہ آپ کے دل کو قرار آئے تو پھر کوئی تدبیر ہم میں
آئے اور کوئی بات سوچیں آگے خدا کو اختیار ہے اسی کی ساری تمام من اللہ ہمارا کام سعی کا اور خدا کا کام انجام کا ہے اے ملکہ تمہاری
گھبراہٹ نے ہمارے ہوش و حواس بھی بجا نہ رکھے اور ہم بھی از خود رفتہ ہو گئے دل ہی بیٹھا جو گیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا
کہ تمہاری یہ حالت ہو جاتے اور ہم کوئی تدبیر نہ سوچیں اور آپ کے دشمنوں پر یہ حالت گذر جاتے اور ہم چپکے چپکے
دیکھا کریں کوئی بات سوچیں کوئی تدبیر کریں ورنہ ہم مجبور ہیں کیا کر سکینگے تمہاری اس حالت نے ہمارے ہاتھ پاؤں
کے بھی توڑ دئیے ہیں مگر کسی طرح ملکہ کو قرار نہیں آتا تھا اور بیقراری کسی طرح کم نہیں ہوتی جب نواب عبد الرحمن نے
یہ دیکھا کہ مرسلہ کا بھی نا خیر تدبیر نہیں ہوتا تو عبد الرحمن بھی مرسلہ کے ہمزبان ہو گئے الغرض مرسلہ اور عبد الرحمن
کے سمجھانے بجھانے سے ملکہ کا جی بہل گیا اور کچھ رفت کچھ حواس درست ہونے لگی کہ اے مرسلہ میں اپنے
کو ہی انصاف کر کہ جبا ڑے بھاگ سلطنت و شاہی یوں مٹ جائے یوں دل سے بے دلی ہو جائے
عزیز و اقربا اپنے بیگانے سے چھٹے رنج و ستم حکومت و سطوت لٹی اگر اسکا بھی ملال ہو جائے تو کیا بجا ہے اے مرسلہ
سلطنت کا مٹنا حکومت کا مٹنا اقبال کا بگڑنا کس کس بات کا خیال کروں اور کس کس کو رووں بھیجدروں

بجا لایا اور ہرمسلہ سے کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہے ہرمسلہ نے کہا کہ ایک مرتبہ سلطانی کو قید کرنے لائے ہیں دروازہ قید خانہ
جلد کھلوا دو فوراً دربانوں نے دروازہ کھلوا دیا اور ہرمسلہ کو داخل زنداں کیا ہرمسلہ نے کہا مٹھائی دربانوں کو تقسیم کی کہ
شاہی مخدرہ کی تقصیر کی ہے یعنی نذر مانی تھی کہ جب میں اپنے باپ سے ملونگی تو فوراً کو شیرینی تقسیم کرونگی سو تم بھی لیکر کھاؤ
لیکن اس مٹھائی کا کھانا تھا کہ دربان تو سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑے ہرمسلہ نے بیہوشوں کے سر کاٹ ڈالے اور خود
داخل قید خانہ ہوئی ملکہ قرلشیہ کے ہاتھ پاؤں سے ہتھکڑی بیڑی کاٹ کے دیوار قیدخانہ کی اطراف سے نکلنے کے قریب ہی تخت
نکالی جو پہلے سے ملکہ آسمان پری بھیج چکی تھی ہرمسلہ مع اس معنوی آسمان پری اور ملکہ قرلشیہ کے اس تخت پر
بیٹھکر نہایت جلد روانہ ہو کے تعلقہ گلستان ارم میں پہونچی اب سنئے کہ ہرمسلہ جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ملکہ آسمان پری بیہوش
ایک درخت کے نیچے پڑی ہوئی ہے نقدوم کی آمد شدنی ہے اور یہ حال ہے کہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ اب کوئی دم کی ہوا کھاتی
ہیں ہرمسلہ نے جا کر کیوڑے گلاب کے چھینٹے دے کر ہوشیار کیا جب فی الجملہ ملکہ آسمان پری ہوشیار ہوئی تو ہرمسلہ نے
کہا کہ اے ملکہ مبارک ہو کہ ہرمسلہ ملکہ قرلشیہ کو چھڑا لائی آنکھ کھولو اور ملکہ قرلشیہ کے گلے سے لپٹ جاؤ یہ سنتا تھا کہ ملکہ آسمان پری
کہاں کہاں کرتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی ادھر سے ملکہ قرلشیہ بڑھی دونوں آپس میں گلے ملکر بیہوش ہو کر گر پڑیں ہرمسلہ
نے کیوڑا گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا تمام حالات ملکہ آسمان پری نے اپنے اور ملکہ قرلشیہ نے اپنے بیان کیے جب یہ سب
باتیں ہو چکیں تو ملکہ قرلشیہ نے کہا کہ ایک تو جو کچھ ہونا تھا ہوا مگر اب تو جی چاہتا ہے کہ زندہ بلبک گردن سے بدلہ لے نہ پا
آؤں اور بغیر باپ کے پچھوڑیں ہرمسلہ نے کہا کہ اور لڑائی سے کیا فائدہ ہے جو مطلب تھا حاصل ہو گیا اب رضامندی سے قید سے
رہائی دی دونوں آدمی آپ ہی سے ملے ملکہ قرلشیہ نے کہا کہ اے ہرمسلہ تم نے جو احسان مجھ پر کیا اس کا شکریہ کسی طرح ہم ادا نہیں
کر سکتے اگر ہر بن مو میں ایک ایک زبان پیدا ہو تب بھی تمہارا شکریہ نہیں ادا ہو سکتا لیکن اے ہرمسلہ اس امر میں مجھے اپنی نمو
کی حسرت بھی دل ہی میں رہ جائے یہ تو ممکن نہیں کہ خواجہ آئے کے ساتھ ہی ہمارا قید کرے ہم بھی دو چار کو ضرور ہی فی النار کر
مرینگے اگر خدا نے فتح دی تو سچائی دشمن پر کیا کہنا ہے اور اگر خدانخواستہ شیطان کے کان بہرے اور نوبت دگر ہو گئی تو غم
یہ ذکر ہی باقی رہ جائیگا کہ ایک عورت بھی کس طرح لڑی یہ کہکر تمام اسباب جنگ مہیا کرنا شروع کیا اب ادھر کی سنئے کہ
خواجہ کو خبر ہوئی کہ ہرمسلہ بڑا مکر کر گئی اور بڑی زبردست عیاری کر گئی ملکہ قرلشیہ کو چھڑا لے گئی کل زنداں خانہ کے
دربانوں کی گردنیں کاٹ کر ڈال گئی خواجہ نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہنے لگا افسوس بڑا دھوکا دیکر بھاگ گئی خیر بھاگ جائیگی اپنے
ملازمین سے کہنے لگا ذرا دریافت تو کرو کہ ہرمسلہ کدھر گئی اور قرلشیہ کو کہاں لیکر پہونچا آئی معلوم ہوا کہ قرلشیہ اور ہرمسلہ
اور آسمان پری سب کی سب تعلقہ گلستان ارم میں ہیں اور تیاری جنگ کر رہی ہیں خواجہ یہ سنکر نہایت متردد ہوا
کہنے لگا کہ اب کیا کروں ایک عورت کا کیا مقابلہ کروں اگر مقابلہ نہیں کرتا تو خلاف مردانگی ہے اور اگر مقابلہ کیا
اور قرلشیہ میرے ہاتھ سے ماری گئی تو خلق خدا کہیگی کہ ایک عورت کو مارا تو کیا مارا بڑی دیر تک خواجہ اسی
کشمکش و پیچ میں نہایت متردد و متفکر رہے کہ کیا کروں کیا نہ کروں آخرکار اسی امر پر رائے خواجہ کی مستقل ہوئی
کہ اب تو جو کچھ ہو سو ہو مقابلہ ملکہ کو ضرور ہی اگر فتح میسر ہوئی تو قرلشیہ اور آسمان پری اور اس ہرمسلہ کو ناکہ ڈال
کر دو کو قید شدہ میں سزا سزا کر بار ڈالوا اور اگر خدانخواستہ شکست ہوئی اور مارے گئے تو مصرع بجا مرین کن چگون
شد شدہ باشد ... دست ہو کر ملکہ قرلشیہ کا مقابلہ ضروری ہے فتح و شکست نصیبوں سے ہے لیکن
مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا ہے جو کچھ ہو مقابلہ خوب ہی کرنا ہے آگے وہ مالک ہے یہ سوچ کر خواجہ
نے بھی تمام جنگ کا سامان مہیا کیا اور قریب صبح متصل تعلقہ گلستان ارم پہونچکر نقارہ جنگی پر چوب پڑی نقارہ

اس حجرے میں اترے شب بھر اس مکان میں قیام کیا مصروف عبادت رہا اور اسی میں بسر کی ہر رتبہ یہی دعا تھی رہا یعنی مناجات کرم
بر من در دلیش نظر با برحال من خستہ و درویش نگر ہر چند ہمہ جرم و جفا اندیش توام بر من منگر بہ کرم خویش نگر یا خدایا اگرچہ میں بندہ
گنہگار ہوں لیکن تیری رحمت و کرم کا امیدوار ہوں ع سبکے فضل کرنے میں کمی بار خدایا بوحدتیت والوہیت تیرے اس
ذلیل بندہ کے حال پر مہربان رہے اسکا شکر میں کسطرح ادا کروں شعر اگر بر تن من ہر موے گردد زبانے یک ازان حرفے از
شکرش نیابد نے اگر تو فضل کرے اور تیری نصرت شامل حال ہو جاے تو یہ حقیر اس طلسم کو بھی فتح کرلے خداوندا تیرے آگے
تو ہر ایک مشکل آسان ہے ادنی سی شکل کی کیا حقیقت ہے ع تو دستگیری کرے تو دل میں بھروسا رہے بار الہا تیرے آگے
تو کوئی مشکل نہیں ہے مجھکو تیری کرامت و رحمت پر التماس رہا نہیں ہے کہ کبھی کسی شکل کو لا ینحل نہیں سمجھا خداوندا میں صرف تیرے
افضال کے بھروسے پر اتنا بڑا دعوی کرکے چلا ہوں تیرے ہاتھ اس عبد ذلیل کی سرخروئی ہے اور یہ نقطہ اس طلسم کی
فنا پر منحصر ہے غرض اسی طرح سے مناجات کرتے کرتے قریب صبح آنکھ لگ گئی کہ عالم رویا میں حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ
علیہ السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف لاے ہیں فرماتے ہیں کہ اے نقابدار یا قوت پوش اٹھ کہ گریہ و زاری تیری بارگاہ قاضی الحاجات
در بارگاہ مجیب الدعوات میں باعث رحمت ہوئی اور دعا تیری قبول ہوئی اب تو ہر آسانی فنا اس طلسم کی تیرے ہی ہاتھ
مقدر ہوئی ہے تیرے ہی حصے میں یہ نام آوری بدی ہے مجھکو حکم ہوا ہے کہ میں کلید طلسم تجھے تعلیم کروں یہ آواز جو نقابدار
کے کان میں پہونچی اسی عالم رویا میں آنکھ کھولکر مصافحہ کیا اور عرض کی کہ یا حضرت ارشاد ہو کہ کلید اس طلسم کی کہاں ہے
فرمایا کہ یہ میں تیرے سرہانے رکھے دیتا ہوں صبح کو اس پرچہ کو دیکھنا جو کچھ اسمیں لکھا ہے اسپر عمل کرنا یہ کہکے دونو
غائب ہوگئے نقابدار کی آنکھ کھل گئی غور سے دیکھا تو وقت نماز صبح تھا اٹھکر وضو کیا نماز پڑھی شکر الٰہی بجا لاے کہ بار الہا
شکر ہے تیرا کہ تو نے دعا میری مستجاب کی اور کلید طلسم مجھے مرحمت فرمائی بعد فراغت دعا جو اس پرچہ کو سرہانے سے نکالکر دیکھا تو لکھا
تھا کہ ای فاتح طلسم اس پرچہ کو لیکر داہنی جانب چند قدم تھوڑی دور کے بعد ایک ٹیلہ ملیگا سر بلند سنگ آسی ٹیلہ پر مٹی پر نشان
ملتے گئے ایک شخص کہ نام اسکا رضوان جادو ہے ایک قبر سے نکلیگا تمام صحرا میں سیر کریگا ہر چہار جانب پھریگا جب تجھے
دور ہو جائے اور اپنی قبر سے فاصلے پر چلا جائے تو فوراً اس قبر میں جا کر لیٹنا ہر چند کہ وہ تجھے انتہا کی ملامت کرے ڈرانے
دھمکانے بہکانے مگر تو کسی بات پر عمل نکرنا اور فوراً قبر میں کود پڑنا کسی طرح کا خوف نکرنا اور یہ اسمار پڑھکر کہنا کہ اے قبر
تو زندہ قبر بند ہو جا تیری یہ حالت دیکھکر نقابدار نامدار اس پرچہ کو پڑھ کر حسب تحریر اس پرچہ کے داہنی طرف کو روانہ ہوے
جاتے جاتے بعد تھوڑی دور کے ایک سر سبز لق و دق میں ایک ٹیلہ ملا کہ اسمیں چند قبریں بنی ہوئی تھیں نقابدار نامدار
حسب تحریر اس پرچہ کے وہاں ٹھہر گئے نماز مغرب کا وقت آگیا نماز پڑھی پہر رات تک وہاں ٹھہرے رہے جب پہر رات
گئی تو ایک مرتبہ سائیں سائیں ہوا چلنا شروع ہوئی اور ایک عجیب قسم کا خوف پیدا ہوا اور وہ ٹیلہ نہایت بھیانک ہوگیا
اب نقابدار نامدار ایک درخت کے نیچے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دفعتاً ایک قبر شق ہوئی اور ایک شخص نہایت کریہ منظر و شکل
شعلہ آتشیں منہ سے نکلتے ہوے تمام جسم پر بڑے بڑے بال تھے اندر زاغ شتر بے مہار کے اس قبر سے نکلا اس صحرا میں
پھرنے لگا چہار طرف کی سیر کرنے لگا جس درخت کے قریب جاتا ہے وہ اسکے منہ کے شعلوں سے جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہے جب
دور سے وہ شعلہ اسکے آتشین منہ سے نکلتا ہے جانور وہاں صحرائی کباب ہو کر گر پڑتے ہیں یہ تو آگ نکلے کھڑے ہی تھے
جیسے ہی کہ وہ شخص ایک میل کے فاصلے پر اس قبر سے ہٹا نقابدار نامدار اس قبر کی طرف بڑھے انکا بڑھنا تھا کہ اسنے بھی دیکھ لیا
دور ہی سے دوڑتا دھمکاتا آگے بڑھا کہ او جوان کہاں جاتا ہے خبردار اپنے ارادہ سے باز آ کدھر کا قصد ہے اگر اس قبر کی طرف
نظر بھرکے دیکھیگا تو فوراً جلکر ہوجائیگا مگر یہ کسکی سنتے ہیں اس قبر کی طرف لپکے چلے جاتے ہیں اور وہ بھی بڑھتا ہوا چلا آتا ہے جب

کہاں تک تیری شکایت کریں اور اپنے حال زار پر نوحہ و بکا کریں ہائے ہم نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تجھکو یکبارگی ہماری ناگوار ہوئی کہ
ای سپہر ناپاک ستمگر بے مہر ظالم بد رواں تجھے تو نے کیونکر جائز کر لیا ہائے تو نے ہمارا وہ حال کر دیا کہ رخسار ہوا اور جانوران صحرا تک
نالاں و گریاں ہیں اور ہماری چشم پرنم تو گویا ابر رونے ہی کو خلق ہوئی تھی غرض کہ اس درد و حسرت کی آوازیں آ رہی ہیں کہ خود
کلیجا منہ کو چلا آتا ہے اور جی لیا جاتا ہے آنسو نکلے آتے ہیں اور ایک عجیب عالم بیقراری و یاس کا سا سماں ہے اب لقابدار
یہ خیال کرتے ہیں کہ بار الٰہا یہ ماجرا کیا ہے جب سے میں آیا ہوں میرے آنسو نکلے آتے ہیں اور خود بخود گریہ گلو گیر ہوتا ہے
خداوندا جلد اس راز کو مجھ پر افشا کر دے کہ اب مجھسے یہ حال بیقراری و یاس دیکھا نہیں جاتا خداوندا یہ ماجرا جبتک مجھ پر منکشف
نہ ہوگا میری یہی حالت بیقراری کم نہ ہوگی اور کیونکر کم ہو کہ اس جگہ عجب ایک تاثیر تو نے ودیعت فرمائی ہے اس مقام کی
دلگیری نے میرے قلب پر پورا پورا اثر کر لیا ابھی لقابدار یہ خیالات کر رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ یکایک کیا
دیکھتے ہیں کہ ایک طوطی نہایت خوشرنگ و خوبصورت اُس درخت کی ایک شاخ پر آ کر بیٹھی اور بیٹھنے کے ساتھ ہی اس نے نہایت
اور بیقراری سے اُس طوطی نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہ جسکو سنکر لقابدار کا کلیجا بیٹھنے لگا اور دل الٹنے لگا اب
جو لقابدار سر اُٹھا کر دیکھتے ہیں تو وہ طوطی نہایت بیقراری سے زار زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہے اور کہتی ہے کہ ہائے ای
بیٹی ای ماہ رخ پری اب تجھسے حشر میں ملاقات ہوگی کیونکہ فلک سے اتنک نہ آیا اور ہائے ای ماہ رخ تیرے فراق میں
میرے کیا کیا حال ہو رہے اور تجھکو خبر بھی نہ ہوئی ہوگی ای ماہ رخ پری تجھے کس دیس میں ڈھونڈھنے جاؤں اور کہاں
سے لاؤں دل تڑپتا ہے اور کچھ قابو نہیں چلتا ہائے بیٹی کون سی تدبیر کروں یا تیری صورت نظر آئے ہائے بیٹی جب سے تو
آنکھوں سے پوشیدہ ہوئی تیری صورت کی بھی کوئی تصویر نہیں گذری غرض اس شدت سے بین کر کے وہ طوطی روئی
کہ لقابدار کا بھی کلیجا منہ کو آ گیا اور وہ طوطی بھی روتے روتے غش کھا کر زمین پر گری لقابدار کو بھی سکتہ سا ہو گیا مگر دوڑ کر
جلدی سے اُس طوطی کو اٹھا لیا اور اسکو پھونکنے لگے جب ہوش و حواس اُس طوطی کے درست ہوئے تو وہ طوطی حیران ہو کر
لقابدار کی طرف دیکھنے لگی لقابدار نے اُس طوطی سے کہا کہ ای طوطی تو خوف نہ کر اور کل ماجرا اپنا بیان کر کہ تو کیسے بیقرار ہے
اور بسبب تیرے اسقدر گریہ و بکا کا کیا ہے اُس طوطی نے کہا کہ تم کون شخص ہو اور نام تمہارا کیا ہے اس صحرا میں تو مدتوں سے
انسان و جن جانور کا نام بھی نہیں آیا لقابدار نے کہا کہ ای طوطی تو پہلے اپنی حقیقت بیان کر کہ تیری بیقراری نے میرے حواس
باختہ کر دیئے تو اپنی کیفیت مشرح بیان کر دے تو میں اپنا حال بیان کروں اُس طوطی نے کہا کہ ای شخص میری سرگذشت
اور میری کیفیت تو کیا پوچھتا ہے ای شخص ع عجیب سانحہ و طرفہ ماجرا ہے ہست ای شخص بر من حالتیست کہ برکس مباد
بلکہ بعکس مبینا و لیکن مجھکو جو استفسار حال پر اصرار ہے تو سن کہ میری ایک دختر تھی ماہ پیکر ماہ رخ پری نام تھا اور اسکے
حسن خداداد کی تعریف و توصیف کس سے بیان ہو سکے کہ ماہ تاباں اور مہ کنعانی دیکھ کر اُسے شرماتا تھا بلکہ بعض اوقات
جسوقت وہ ناز و انداز سے جلوہ گر ہوتی تھی تو مہر شرم سے چھپتا تھا مگر ای شخص دل پر تو کسی کا اختیار ہوتا نہیں ایسی حسین و مہ جبین
پری ایک آدمزاد پر عاشق ہو گئی اور بجائے اسکے آفتاب آسمان اور اسیر شب و روز پروانہ تصدق ہونے لگی ای شخص یہ عشق
عجب بلا ہے جو اس کمبخت کا ستیا ناس ہو جائے یہ حضرت جس دل میں گھر کرتے ہیں اسکی بنیاد اس ہی اٹھا کر چھوڑتے ہیں
اور انسان سے جب حیوان کر لیتے ہیں تب اُس سے منہ موڑتے ہیں ہائے اب میں آگے کی داستان حیرت و عبرت نشان کیا
بیان کروں کہ شب و روز ماہ رخ پری اُس سے اپنا دل بہلایا کرتی تھی کہ دفعتاً اس چرخ بے مدار اور فلک کج رفتار کو عاشق
معشوق کا بیٹھنا ایک جگہ ناگوار ہوا اور یہ کمبخت درپے آزار ہوا یعنی یہ ایک کے باپ کو یہ حال مفصل معلوم ہو گیا تو اُس کمبخت نے
اُس آدمزاد کے قتل کا ارادہ مصمم کر لیا کہ میں اس کمبخت کو قتل کیوں نہ کر ڈالوں جو اس تمام عمر کی بدنامی سے چھوٹوں اور

ملک کا تماشا دیکھنے سے پہلے یہ قصہ کرکے کہ ساحر جادوگر جو مالک طلسم ہو طلسم سے باہر آیا اب اس روز کی کیفیت کیا
بیان کروں کہ ایک انبوہ کثیر اور ایک ہجوم غفیر اس روز جمع تھا گویا تمام خلقت خدا اکٹھا آئی تھی ایک غلغلہ تھا اور ایک
شور محشر انگیز برپا تھا کہ آج ایک نیا تماشا اور ایک نیا سانحہ ہونے والا ہے یہ فلک تفرقہ ساز نیا انقلاب دکھلایا چاہتا
ہے کہ عاشق کے سامنے معشوق مارا جاتا ہے سلف سے آجتک یہ رنگ نہ کسی نے دیکھا نہ سنا آج یہ انقلاب نمود کھلاتی دیکھا
گویا نقارۂ قدرت سے تمام خلق خدا میں یہ ادہر منادی ہو گئی تھی کہ آج ایک نیا رنگ یہ فلک دکھائیگا جسکو دیکھنا ہو چلا آوے
تمام خلق خدا جمع ہوئی جب تمام خلقت جمع ہو چکی تو شوکت حکم ہوا جلادوں کو کہ آکر تمام اس جوان کو تمام کرے جب اس
عاشق جانباز نے یہ دیکھا کہ اب کام اسکا تمام ہوا چاہتا ہے تو کہنے لگی کہ اب تو یہ حسین مارا جاتا ہے تمام زندگی سو رہے
روز قیامت کے ملاقات ہو گی اگر اجازت ہو تو میں اس جوان سے ایک مرتبہ اور بغلگیر ہو لوں الغرض بعد عجز بسیار ماہرخ
پری کو اجازت حاصل ہوئی اور ایک کٹارا اپنی بغل میں سے لی اور جا کے بغلگیر ہوئی ایک کٹارا ماہرخ پری نے اپنے ماری
اور وہی کٹارا اس جوان نے اپنے ماری اور دونوں آتش عشق سے جلکر خاک ہو گئے اے شخص اُس روز سے یہ دونوں
درخت پیدا ہوئے ہیں اور شکل عاشق و معشوق کے گویا شکل عاشق و معشوق کا نشان دیتے ہیں اے شخص اس دن سے
باغ کی ویرانی اور حسرت پر جو یہاں آتا ہے بغیر روئے نہیں جاتا ہے اے شخص مجھے ایک جوگی نے باغ کا چوکیدار کیا ہے میں شب و روز
اسیر رہا کرتی ہوں جب فاتح طلسم آئیگا تو ان دونوں کو زندہ کریگا اور یہ بیت اصلی شکل پاویں گے باپ ماہرخ پری کا اس
پر بیزار ہوا اور اب وہ بیرون طلسم رہتا ہے نقابدار یہ حال زار سنکر بہت شدت سے روئے اور کہنے لگے کہ اے طوطی
تو گھبرا نہیں کہ میں ہی فاتح طلسم ہوں بقدرت خدا اس طلسم کو فتح کرونگا تو اب طلسم کا پتہ مجھے بتا دے اُس طوطی نے
کہا کہ اس طلسم کا حال مجھے معلوم نہیں ہے لیکن وقت فتح کا تم آنے رہو نگی نقابدار سنکر آگے جانے کا ارادہ کیا ایک تھوڑی دور
چلے تھے کہ زمین نرم ہو کر دھنسنے لگی اور نقابدار کے قدم رکھتے ہی وہ سب زمین پانی پانی ہو گئی ناگہان وہ ایک عظیم الشان
دریا ہو گیا جہاں تک نظر کام کرتی ہے بجز سطح آب کے تختہ زمین نظر نہیں آتا نقابدار نامدار مجبور ہو کر پھر اسی باغ میں واپس
آئے اور اُس شب کو تضرع و زاری بدرگاہ جناب باری دعا کیا کیے قریب صبح آنکھ لگ گئی دیکھا کہ حضرت سلیمان علی نبینا
و علیہ السلام پیغمبر تشریف فرما ہیں نقابدار اٹھے اور مصافحہ کیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے نقابدار ہراسان نہو اور کسی طرح
کا خوف نہ کر یہ دریا جو تجھے نظر آتا ہے قریب اس دریا کے جا اور یہ اسمائی سپر پر دم کر کے دریا میں ڈالدینا سپر تیری ایک
کشتی سی ہو جائیگی اس کشتی پر بیٹھ جانا وہ کشتی جاتے جاتے ایک مقام پر غرق ہو جائیگی تو خوف نہ کرنا جب وہ کشتی تہ دریا
پہنچ جائیگی تو تجھکو سامنے ایک دروازہ دکھائی دیگا مگر مقفل تو اس دروازے کو زور کر کے اسما پڑھتا جا وہ خود بخود
وہاں سے چلے جانا جب تو اندر اس مکان کے جائیگا تو ایک گرز آہنی بکمال زور دو حضرت ایک تخت پر رکھا معلوم ہوگا اور جب
تجھے دیکھیگا تو باتیں باتیں کر کے تیغ اجابا ہاتھ میں لیکر پھر چلا آور ہوگا تو فوراً اس وار کو خالی دیکر اسکی تلوار اسکے ہاتھ سے چھین لینا
اور وہی تلوار اسکے بیچ میں سے مارنا وہ برابر دو ٹکڑے ہو جائیگا پھر دریا نہایت جوش کریگا اور نہایت سے کام کرتا اگر ذرا بھی
غافل ہو گیا اور اسکی تلوار تجھ سے پڑ گئی تو پانی پانی ہو کر بہ جائیگا یہ خواب دیکھکر نقابدار نامدار اٹھے دیکھا تو وقت نماز صبح
ہو گیا تھا نماز صبح ادا کی بعد اسکے وظیفہ نقابدار نامدار شکر خدا کرتے ہوئے قریب اس دریا کے جا پہنچے اور جو اسما حضرت
نے تعلیم کیے تھے وہ پڑھکر سپر پر دم کیے اور وہ سپر کو دریا میں ڈالدیا بقدرت خدا وہ سپر کشتی ہو گئی اور نقابدار بسم اللہ
مجریہا و مرسٰہا کہتے ہوئے اس کشتی پر بیٹھ گئے اور وہ کشتی اس پانی میں بہی نقابدار نامدار بخوف وہاں اس کشتی پر
بیٹھے چلے جاتے ہیں کہ جاتے جاتے وہ کشتی ایک مقام پر پہنچکر ڈگمگائی اور ڈگمگا کر غرق ہو گئی اور ایک تھوڑی سی

دیر میں تو پہونچی لیکن نقابدار دیکھتے ہیں تو آنکھ سامنے سے ایک دروازہ معلوم ہوا جاکر قریب دروازے کے دیکھا تو
بموافق ارشاد و نقش بنیاد حضرت کے وہ دروازہ مقفل تھا قریب اس دروازے کے جاکر اس قفل کو توڑا اور قفل توڑ کے وہی کلام
پڑھتے ہوئے دروازہ بخوف دہراس اس مکان کے اندر چلے گئے جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ایک گبر ناہنجار بدکردار ناخن بہ
سینہ سا فتنہ لٹین چھوٹی ہوئی بڑا برج میں بندھا ہوا ننگا دھڑنگا معقول ایک لنگوٹہ باندھے ہوئے گرز بڑا گرز تخت پر
ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور دست بستہ ملازمین بھی آس کے آگے مثل سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور کچھ اسباب سحر
وساحری بھی سامنے رکھے ہوئے ہیں نقابدار کو دیکھتے ہی بڑے غیظ و غضب سے ہاتھ پاؤں کتا ہوا تلوار پکڑ کے
نقابدار کی طرف بھاگ کے لگا اور ہو ہو کر شور کرتا تو رہ کمان جاتا ہے ماندی تا بعد تعاقب اپنا ماندی اور قریب آکے نقابدار
پر بڑے غیظ و غضب سے جھپٹا اور ہوا اور چاہا کہ ایک ہاتھ تلوار کا نقابدار پر چھوڑے فوراً نقابدار بے ان کو
بچا کر چوٹ اسکی خالی دے کر اپنے تیغے کو اٹھا کر پاٹلی ہو گئے اسکی طرف لپکے اسنے جو دیکھا کہ اب اس جوان نے بھی چوٹ
اٹھائی ہے فوراً ڈھال اپنی اٹھائی کہ میں ڈھال پر وار اسکا روک لوں جیسے ہی سپر اسنے منہ پر روکی کہ نقابدار نے
آگے بڑھکر ہوشیاری سے لپک کے ہاتھ اپنا اسکی کلائی پر ڈال دیا اور بائیں مدد سے لیکر تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر ایسی
تلوار برج پر چھوٹے پر جو اسکے ماری تو برابر سر سے لیکر ناخن پا تک دو ٹکڑے کردیے بس اسکا دو ٹکڑے ہونا تھا کہ
ایک شعلۂ آتشین ایسا بلند ہوا کہ تمام مکان اور سب آس کے ملازم جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور اسکے سر ساری تدبیر ہوکر
برابر یہ شور مچا رہے تھے کہ مارا جوان گستی نام میں آمیز جادو کو جو جبو قت آب ریز جادو اور اسکے ملازم اور یہ
مکان بالکل جلکر خاک سیاہ ہوگیا تو اب کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ صحرا ہے نہ دریا ہے نہ وہ مکان ہے بلکہ ایک میدان لق و دق
ہولناک ہے جانوران صحرائی اور درندے چاروں طرف پھر رہے ہیں ہوا کے جھکڑ سائیں سائیں چل رہے ہیں خاک اڑ رہی
بگولے خاک کے اٹھکر تا فلک جا رہے ہیں کہ جسے دیکھ دیکھکر ایک عجیب قسم کی دہشت پیدا ہوتی ہے الغرض وہ سب جو
دیکھا تو معلوم ہوا کہ سامنے ایک سہ دری بنی ہوئی ہے جب نقابدار اس سہ دری کے اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے
ایک طاق ہے اور اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوا ہے اب نقابدار تماما حیران ہوئے کہ اس مقام پر کیا کرنا چاہیے فوراً
اس پرچہ کو نکالکر دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم پیدا اسکے مرجانے کے اور اس مکان کے جلنے کے بعد ایک سہ دری
معلوم ہوگی جب تو اس سہ دری میں جائیگا تو ایک طاق ملیگا اس طاق پر ایک گلدستہ رکھا ہوگا پشت گلدستہ پر لوح طلسم
ہے بخوف دہراس جاکر پشت گلدستہ سے اس لوح کو اٹھا لینا اور جو کچھ اسمیں لکھا ہوگا اسپر عمل کرنا خبردار خلاف اسکے کرنا
اور اگر اسکے خلاف کروگے اور خیال نہ رکھوگے تو پھر اسیر طلسم ہوجاؤگے بہت مصیبت اٹھاؤگے اور دیدہ و دانستہ پھنس جاؤگے
یہ حال اس کاغذ میں دیکھکر بخوف دہراس قریب اس طاق کے گئے اور اس گلدستے کو اٹھا کر اس لوح کو اٹھا لیا اور
شکر الہی بجا لائے اور اس لوح پر ایک سو دس مرتبہ درود شریف پڑھ کے دم کیا اور پھر دیکھا تو اسمیں لکھا تھا کہ اے فاتح
طلسم اس لوح کو اپنے پاس بحفاظت تمام رکھنا خبردار اس سے غافل نہ ہونا اور لوح کو لیے ہوئے سیدھے کنارے چلا جا
سامنے ہی چلا جانا چلتے چلتے تھوڑی دور پر ایک صحرا ملے گا لق و دق صحرائے محشر سے زیادہ ہولناک تجھکو ملیگا جب
وہاں پر پہونچیگا تو تجھے ہزار ہا کوے گھیر لینگے اور گویا ہزار لعلن مارنا خاک کے تجھپر گرینگے اور غبار و خاک ان
کی بارش ہوگی لیکن تو ڈرنا نہیں اور خبردار یہ اسم ورد زبان رکھنا بفضل الہی تجھپر کچھ اثر نہ ہوگا اور بعد
دو گھڑی کے انہیں کوؤں سے ایک ساحر پیدا ہوگا اور کہیگا کہ او بدبخت بیکار تو نے اس صحرا میں آکر اپنی جان
دینے کا قصد کیا ہے اور بہت شدت سے ڈرائیگا اور نعرہ مارتا تیرے قریب آئیگا جب وہ تیرے قریب آجائے

تو یہ اسم پڑھکے اپنے تیغے پر دم کرکے اُسکے بیچوں بیچ بڑھے مین تیغہ مارنا کہ وہ برابر دو ٹکڑے ہوجائیگا جب وہ مرجائیگا تو یہ باغ
صاف ہوجائیگا صرف سبزہ نمایاں رہیگا بعد تھوڑی دیر کے ایک مکان شاہانہ دیکھیگا تو تجھے لازم ہو کہ نہایت ہوشیاری
سے کام کرنا اور طرح سے غفلت نہ کرنا غرض نقابدار نامدار عبارت لوح کو پڑھکر سامنے چلے جاتے جاتے ایک مقام سے
ہوائیت شروع ہوئی اور بعد چند منٹ کے ایک طرف سے ق دق شروع ہوا کہ جسکی ہیبت نقابدار پر بھی طاری
ہوگئی مگر دل مضبوط کرکے نقابدار نامدار آگے بڑھے بعد تھوڑے سے فاصلے کے وہ صحرا پر پہونچے تھا کہ خاک
کے بگولے اُٹھنا شروع ہوے اور تھوڑی ہی دیر مین ہزار ہا بگولون نے نقابدار نامدار کو آکر گھیر لیا ابھی
نقابدار ان بگولون ہی سے حیران ہو رہے تھے کہ دفعتہً کانٹون کی بارش ہونا شروع ہوگئی کہ نقابدار کا
جی الٹ پلٹ ہوگیا کہ اب کیا کرون کیا نہ کرون کہ فوراً وہ اسما یاد آگئے بس نقابدار نامدار نے جیسے ہی
وہ اسمار شروع کیے ویسے ہی وہ بگولے اور گھبراہٹ بھی قلب نقابدار سے کم ہوئی اور وہ بگولے اور کانٹے بھی
فی الجملہ کم ہوے کہ دفعتاً انھین بگولون سے ایک ساحر زبردست نہایت کریہہ منظر اور بدشکل پیدا ہوا قشقہ سیندور کا
ماتھے پر دیا ہوا جوڑا بیچوں بیچ سر مین باندھے ہوے کچھ جلی جگنی نہین ادھر ادھر گردن پر لٹکی ہوئی دو زرد زرد لمبے
بڑے بڑے دانت تمام جسم سیاہ برہنگی لی ننگا دھڑنگا فقط ایک لنگوٹہ باندھے ہوے ترشنا ہاتھ مین اسباب ساحری
سے پر آراستہ کیے ہوے چیختا چنگھاڑتا ڈکارتا نقابدار نامدار کی طرف بڑھا اور کہنے لگا کہ بلش باش کہان جاتا ہو منم
خاں غدار بن خاکسار جادو قضا تیری یہان لائی ہو اے بدبخت تو کیون یہان آیا اور کیون اپنی جان دینے کا قصد
کیا ہو جیسے ہی وہ ساحر چیختا پکارتا نعرہ زنان نقابدار نامدار کے قریب آیا بس فوراً نہایت پھرتی سے نقابدار
نامدار نے وہ اسمار تیغہ پر دم کرکے تیغے کو دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے بالکل لپک کے بیچوں بیچ
جوڑے مین تیغہ مارا تو برابر سر سے پانون تک دو ٹکڑے کر دیے بس اُسکا مارا جانا کہ ایک غل و شور قیامت آثار
بپا ہوا کشتی مار ایران کہ نام من خان غدار بن خاکسار جادو بود اسکے مرنے کے بعد نقابدار دیکھتے ہین تو نہ
وہ گرد ہی نہ غبار نہ کانٹے ہین صحرا ملکا ایک طرح سبز اور تماشا کا نظر فرحت افزا ہو گیا ہر ایک جا پر بھی جو جنگی ہو اور اس
مکانس مین قدرتی پھول کھلے نہ وہ سبزہ لگے ہوے ہین صحرائی میوون کی بیلین لگی ہوئی ہین جابجا درختون پر بیلین اسقدر
خوشنما ہین غرض عجیب قسم کا طرب خیز صحرا ہو کہ جسے دیکھکر انسونے آدمی کا بھی لگے غرض اسکی کیفیت صحرا کی اپنی کیا تھا
کہ سامنے سے ایک مکان نہایت جلیل القدر عظیم الشان قابل بود و باش شاہان والا شان نظر آیا اُس مکان کو دیکھکر
نقابدار نامدار آگے بڑھے آگے بڑھکر کیا دیکھتے ہین کہ سونے کا دروازہ ہے ہیرے کی پرچین اسپر لگی ہوئی ہین اور مرصع
کا بنا کیا ہوا ہو کہ جیسے فلک اُس سے شرمایا ہو چہار دیواری اُسکی نقرۂ مصقول کی ہو اور چند غلامان زرین
ہاتھون مین سونے کے عصے لیے ہوے دربان نہ رخت زرکار کی پہنے ہوے ہین اور اُس دروازے پر کھڑے
پہرا دیتے ہین غرض کچھ اس نمط کا مکان ہو کہ نقابدار نامدار کو ایک حیرت و سکتہ ہو گیا کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ ایک
دروازہ مکان کا کھلا اور جلوس شاہانہ اُس مکان سے نکلنا شروع ہوا اور غلامان جو چار چار ہوے ہاتھون مین لیے ہوے
ڈنکا بجتا ہوا نقیب بولتے ہوے اور سامنے سب جلوس کے پیچھے ایک تخت جواہر نگار کچھ پریان نہایت با آب و تاب
ہیرے اور زمرد کی جالیان ہر طرف لگی ہوئی اور تمام لباس زرتار پہنے ہوے اُس تخت کو اپنے کاندھے پر اُٹھائے ہوے
چلی آتی ہین نقابدار نامدار یہ ماجرا دیکھکر اور بھی متعجب ہوے کہ بار الٰہا آخر یہ ماجرا کیا ہے اور یہ کس طلسمات کا کارخانہ ہو کس
بادشاہ اولو العزم کا یہ مکان ہو کہ کبھی خواب مین بھی نہین نظر آیا اسی حیرت مین کھڑے ہوے نقابدار سوچ رہے تھے کہ ایک بار

اور وہ طوطی لقا بدار نامدار کی پشت پر آ کر گری لقا بدار نے اُس طوطی کو اٹھا کر اپنے دامن میں چھپا لیا اور لوح اُس بیری کی عبارت اُٹھائی کہ اُس لوح کے سامنے ہوتے ہی بیری گری اور شکل اژدر شکل ہو گئے لقا بدار کی قوت لیلی اور جا کہ لقا بدار پر حملہ کرے تب تو لقا بدار لوح کو دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ صاف لکھا ہوا ہے کہ اے لقا بدار نامدار جب تجکو یہ واقعہ پیش آئے اور وہ بیری شکل اژدر شکل ہو جائے تو ہرگز ہرگز خوف و ہراس نہ کرنا اور مطلق نہ ڈرنا بلکہ ان اسماے اعظم کو پڑھنا شروع کرنا اور اپنے تیغ بے دم کرکے دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے یا علی ولی کہکے مارنا وہ اژدر فوراً ہلاک ہو جائیگا بس یہ دیکھکر لقا بدار عالی وقار نے وہ اسما پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو اُس تیغ بے دم کو لیکے تیغ کا ایک ہاتھ یا علی ولی کہکر اس اژدر کے مارا تو برابر دو حصے کردیئے اسکا مرنا تھا کہ ایک شعلہ آگ کا بلند ہوا کہ آگ نے اس قصر اور باغ کو بالکل سوختہ کر دیا اور تودے اور تیرہ خاک کے اُڑنا شروع ہوئے اور ایک آواز ہولناک بڑے زور و شور سے پیدا ہوئی کہ مارا وان کشتی نام ساحرہ شیر زنگی شہزادہ ہفت خار خار بن خاکسار جادو بادو کے جب بگڑے اور تیرہ خاک کے اپنی جگہ تھم گئے تو اب جو دیکھتے ہیں تو وہ طوطی اور وہ لوح اور وہ تیغ سب انکے پاس حاضر و موجود ہیں نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ وہ درخت ہیں نہ وہ چوبدار نہ وہ حاضر وارث مہربان نہ تخت کسی چیز کا پتا نہیں ہے سب غائب ہو گئے اب فقط لقا بدار نامدار ہیں اور وہ طوطی و تیغ اور لوح انکے پاس ہیں اکیلے کھڑے ہوئے ہیں اور ایک صحرائے وسیع ہے کہ جہانتک نظر کرتے ہیں سوائے میدان کے کچھ نظر نہیں آتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا سلسلہ سحر کا تھا اور وہ کاشین سحر کی پتلیاں تھیں اور وہ سب ملازم سحر کے پتلے تھے لقا بدار نامدار نے جو لوح کو دیکھا تو اسمیں لکھا تھا کہ اے فاتح طلسم بعد اس واقعے کے تو اس صحرا کی داہنی جانب جانا جاتے جاتے تجکو ایک میدان وسیع پر فضا نظر آئیگا تو سیدھا منہ اٹھائے برابر چلا جانا تو سامنے تجکو ایک کوہ زمردین ملیگا تو وہ اسماے الٰہی پڑھکر ایک مٹی خاک کا پتلا بنا کر اسپر دونوں پاؤں جما کر کھڑا ہونا قدرت خداوند تجکو آناً فاناً اُس پہاڑ پر پہنچا دیگا اور جب تو اس پہاڑ پر پہنچیگا تو ایک چبوترہ سولہ لڑکے ایک تخت پر تکلف پر بیٹھے ہونگے اور بیچ میں انکے ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت جلوہ گر ہوگا پیشانی پر اسکی ایک خال سیاہ ہوگا اور ایک زمرد کے پیالے میں صابون کا پانی بھرا ہوگا اور ایک سنبلورین نے منہ میں لیئے ہوئے بلبلے چھوڑتا ہوگا اور جب وہ حباب بہت سے ہو جائینگے تو بالاے ہوا باہم ٹکرا کر ٹوٹ جائینگے اور ان حبابوں میں سے نہایت حسین و خوبصورت پریاں پیدا ہونگی اور بالاے ہوا باہم رقص کرینگی اور وہ لڑکا یہ تماشا دیکھ دیکھکر قہقہے لگائیگا اور خوش ہوگا اور جو اور لڑکے اور ہونگے وہ بھی ہنسینگے جب وہ لڑکے تجکو دیکھینگے تو نہایت مہیب آواز سے مدارات کی بلند کرینگے مگر تو ہراسان نہ ہونا اُس طفل حسین کے آگے بڑھا چلا جانا جب وہ لڑکا تجکو اپنی جانب آتے دیکھیگا تو تیر کمان لیکے تیری جانب دوڑیگا تو بے خوف و خطر تیر چلہ کمان میں جوڑ کر اُسکی پیشانی کا خال تاک کے مارنا اگر تیر اسکے اُسی خال پر پڑگیا تو خوب اچھا ہے اور اگر نشانہ تیر خطا کر گیا تو نقصان دھرا ہوا ہے بیشک خطا پائیگا دیکھ خبردار بہت ہوشیاری سے کام کرنا چوکنا نہیں الغرض لقا بدار یہ حال دیکھکر اس صحرا سے آگے بڑھے اُس صحرا کی داہنی جانب چلتے جاتے تھوڑی دور گئے تھے کہ ایک پُر فضا اور طرب خیز نہایت وسیع صحرائے سبزہ زار ملا کہ جسے دیکھکر لقا بدار کی آنکھوں میں طراوت اور دل میں سکون پیدا ہوا کیسی ہری ہری گھاس بچھی ہے اور قریب چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے سلسلے اور چشموں سے پانی رواں ہے ایک عجیب بہار اور سیر دیکھنے کی جگہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ اور سامنے ایک نہایت بلند کوہ زمردین ہے کہ جسکی چمک سے آنکھوں میں چکاچوند آئی جاتی ہے غرض لقا بدار نامدار نے موافق تحریر لوح کے ایک پتلا مٹی کا بناکر اسپر دونوں پاؤں جما کر وہ اسماے الٰہی پڑھنا شروع کیے جب لقا بدار نامدار وہ اسما کو پڑھ چکے تو خود بخود وہ پتلا بقدرت خدا حرکت میں آیا اُس پتلے کا حرکت کرنا تھا کہ بڑے زور و شور سے ہوا چلی اور وہ پتلا اُٹھا لقا بدار بھی اُس پتلے پر دونوں پاؤں

جلسے آنسے ہوئے چلے جاتے ہیں اور وہ بلند ہوتا جاتا ہی تا اینکہ نقابدار عالی وقار اس پہاڑ پر پہونچے جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ اس پہاڑ پر عجیب بہار طرب خیز ہی میوہ دار درخت بار دار کھڑے ہوئے ہیں نہر مصفا جاری ہی گوزستان کھلی ہوئی ہیں روش اس نہر کے بھوائی پھول نہایت ہی خوش وضع لگے ہوئے ہیں اور سامنے اس نہر کے ایک تخت نہایت ہی پر تکلف بچھا ہوا ہی اور ایک لڑکا حسین و خوبصورت تمکنت سے درست نظم

تھی جبین اسکی غیرت خورشید	جس سے روشن تھا خانۂ امید
زلف تھی اسکی مثل مار سیاہ	جسکو کاٹا ہوا وہ جی سے تباہ
اسکے دندان تھے گوہر نایاب	روبرو اسکے ہو گہر بے آب
کف دست اسکے مثل بدر منیر	بلکہ بدر اسکے آگے مثل فقیر
سینا اسکا فقط غزال بلا	شوخی و دلبری تمام بلا
دیکھکر اسکے سرو قد کی نمود	باغ میں سرو ہو گیا بے نمود
اسکے ابرو کمان تھے مژگان تیر	دل عشاق تھے جہان نخچیر
کیا منور تھے اسکے رخسارے	مطلع نور کے تھے سیارے
چاہ غبغب کا تھا وہاں پیدا	ڈوب جاتا اسمین تھا دل شیدا
تھی کمر اسکی وہم بلکہ گمان	ہو جو دیکھا اس کمر کا نشان
پاس اگر جائے باختہ از زہد	ہو رمیدہ ز ہر کی لشنیدہ از زہد

ایک مسند زرتار پر نہایت ہی ناز و انداز سے بیٹھا ہوا ہی اور ایک خال سیاہ اسکی پیشانی پر ایسا حسن دے رہا ہی کہ واہ واہ واہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ خال دل عشاق سمٹ کر ایک جا جمع ہو گیا ہی اور ایک سو سو لڑکے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے گورے گورے گرد اگرد اس طفل حسین کے بیٹھے ہوئے ہیں باتیں طرح طرح کی ہو رہی ہیں وہ طفل حسین بھی ہنس رہا ہی وہ لڑکے بھی قہقہے مار رہے ہیں کچھ راگ رنگ ہو رہے ہیں چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہی ایک عجیب طرح کی صحبت ہی عجیب قسم کا سماں ہی کہ نقابدار کے بھی دل میں یہ بات مرتکز ہونے لگی کہ کیونکر اس صحبت عشرت میں جاکر شریک ہو جاؤں اور اپنا دل بہلاؤں پھر خیال آگیا کہ ای نقابدار یہ خیال بد اور کس قسم کا ہی اس خیال خام سے باز آ دیکھ کیا کرتا ہی اور سبکے سامنے اس تخت کے بیچ اب جا کر کیا تماشا دیکھتے ہیں کہ زمرد کے پیالے میں صابون کا پانی بھرا ہوا ہی بلور کی نالی اسمیں پڑی ہوئی ہی وہ طفل جو بیٹھا ہی اور وہ حباب بلاتے ہوا جب بہت سے جمع ہو جاتے ہیں تو باہم ٹکرا کر ٹوٹ جاتے ہیں اور انہیں سے نہایت حسین و خوبصورت پریاں پیدا ہوتی ہیں اور باہم ہالاسے ہوا اڑتی ہیں وہ طفل حسین اور وہ سب لڑکے ہنستے ہیں اور قہقہے مارتے ہیں نقابدار نامدار یہ تماشا کھڑے دیکھ رہے تھے کہ دفعتہ ان لڑکوں کی نظر جو اس طفل حسین کے گرد اگرد بیٹھے ہوئے تھے نقابدار نامدار پر پڑ گئی ایک مرتبہ وہ سبکے سب آوازش باش بلند کرکے اٹھ کھڑے ہوئے کہ کہاں جاتا ہی ٹھہر او انسان ظلم ہو گیا قضا تیری یہاں لائی ہی لیکن نقابدار حضرت اس طفل حسین کی طرف چلے کہ وہ لڑکا بھی نقابدار نامدار کی طرف چلا اور چاہا کہ تیغ کھینچ کے نقابدار پر حملہ کرے اور تیغ پر ہاتھ رکھکے نقابدار کی طرف بڑھا کہ فوراً نقابدار نامدار نے تیر جلد کمان میں رکھکر اسکی پیشانی کے خال کو تاک کر اس زور سے مارا کہ میں پیشانی کے خال پر جا تیر کے پڑتے ہی وہ لڑکا تخت کے نیچے گرا اسکا تخت سے گرنا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای کمبخت کہاں جاتا ہی ٹھہر تو جا اور بعد تمام پریاں شعلۂ آتشیں منہ سے چھوڑتی ہوئی نقابدار کی طرف چلیں اور ایک تاریکی پیدا ہونی شروع ہوئی اب نقابدار حیران ہوئے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں فوراً لوح کو دیکھا اسمیں لکھا تھا کہ جب تو اس لڑکے کو مار چکے اور یہ پریاں تیری طرف شعلہ ہائے آتشیں چھوڑتی ہوئی دوڑیں اور ظلمت پیدا ہو تو یہ اسما پڑھکر اس تاریکی کی طرف پھونک دینا وہ ظلمت رفع ہو جائیگی اور بلا رفع ہو جائیگی پس فوراً وہ اسما پڑھکر نقابدار نے اس ظلمت کی طرف پھونک دیا ان اسما کا دم کرنا تھا کہ وہ ظلمت رفع ہونا شروع ہوئی اور اسکے ہر ساری تدبیر ہو گئی آواز دینے لگے مارا ہوا کشتی ہم حباب جا دو بادر فتہ رفتہ وہ ظلمت سب رفع ہوئی جب وہ تاریکی دفع ہو گئی تو اب نقابدار کیا دیکھتے ہیں کہ نہ وہ پہاڑ ہی نہ نہر ایسی نہ وہ تخت نہ وہ مجمع طفلان بلکہ ایک میدان وسیع ہی اور ایک بڑا عظیم الشان قلعہ نہایت مستحکم اور زبردست سامنے معلوم ہوتا ہی

اور اس قلعے سے ایسی جلالت اور رعب ساطع ہو کہ نقابدار سے بہادر جبار کہ وہ اس باختہ ہو گئے لوح کو جو اٹھا کر دیکھتے ہیں
تو اسمیں لکھا تھا کہ ای نقابدار نامدار ہوشیار ہو کہ حباب جادو شاہ جو قدرت خدا تیرے ہاتھ سے مارا گیا اور یہ قلعہ طلسمی
محشر جادو کا ہے حباب جادو کے مارے جانے کی خبر محشر جادو کے مریدوں نے اسے پہونچا دی ہے اب وہ تیرے
مقابلہ کو ہزار ساحروں سے نکلیگا خبردار گھبرانا نہیں اور یہ ساحر ان شونا جو ایک ساحر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو اسکے
خون سے دس ساحر پیدا ہونگے تو کسی طرح کا خوف نہ کرنا اور لڑتا بھڑتا مارتا پیٹتا محشر جادو کے قریب پہونچ جانا اور جاکر
قریب محشر جادو کے کھڑا ہونا اور یہ لوح طلسم جو تیرے پاس ہے وہ اسکے سامنے ڈال دینا اور کہنا کہ ای محشر جادو اگر
تم مجھے صرف اس لوح کے لیے ستاتے جنگ جدل کرتے ہو تو لوح حاضر ہے بسم اللہ لو مجھے اس سے کوئی کام نہیں ہے بلکہ
اگر تمہاری مرضی ایسی ہو کہ میں تمہارے ساتھ رہوں تو میں اسمیں بھی موجود ہوں تمہارے ہمراہ چلوں ای نقابدار جب
تو لوح اسکے سامنے ڈال دیگا تو وہ علامتیں جتنی ہونگی سب برطرف ہو جائینگی اور پھر جو اسکا تیر کارگر نہو گا جب سب علامات
سحر کے برطرف ہو جائیں تو تیغہ اپنا دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے پہونچ جوڑ سے پر مارنا کہ وہ برابر دو حصے ہو جائیگا
اگر تمہارے تیغے سے خطا کی اور پہونچ جوڑ سے پر نہ پڑا تو یاد رکھنا کہ ہرگز تا قیامت نہ مریگا اور تم اسیر طلسم ہو جاؤگے
بہرحال نقابدار نے اس لوح میں ملاحظہ کر کے اسے اپنے پاس رکھا اور نظر اونچی کر کے جو دیکھتے ہیں تو دیکھا کہ ایک نہایت
ہیبت اور مہیب لشکر ساحروں کا چلا آتا ہے شعلے آگ کے منہ سے نکل رہے ہیں اژدہے گرز ہاتھوں میں لیے ہوئے لنگوٹا
پشت ننگ کاندھوں پر رکھے ہوئے صندل کے قشقے پیشانیوں پر لگے ہوئے لوہے کے کڑے پہنے ہوئے تھوڑی
ملے ہوئے زعفران زرد آنکھیں میچتے ڈکارتے آواز باش باش آدمی نابود قیامت انجام مارو اور بلند کرتے ہوئے قریب آگئے
نقابدار نے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ہزار ساحر سے کم زیادہ نہیں ساحر ہیں اور سب کے آگے محشر جادو بیٹھے
گرو پنجر سے چلا آتا ہے اور قریب نقابدار کے آ کر ایک نعرہ مارا کہ بگیرید نقابدار را گرد اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ وہ بتقد
وہ ہزار ساحر نقابدار پر گرے اور علا ہے تیر سول وغیرہ وصول کرنا شروع کیے مگر بہ برکت اس لوح کے کوئی حملہ اثر خاطر خواہ
اور نقابدار نے جو تیغہ پکڑ کے وار کرنا شروع کیا تو ایک ایک ہاتھ میں دس دس گرنا شروع ہو گئے مگر جو ساحر
زمین پر گرتا ہے اس ساحر کے خون سے دس دس ساحر اور پیدا ہو جاتے ہیں خلاصہ اینکہ جیسا اس لوح میں لکھا تھا تو
اسپر ظفریاب نہو سکیگا ویسا ہی نظر آیا کہ نقابدار نامدار اسی طرح ساحروں کو چیرتے پھاڑتے ہوئے اس ساحر نابکار محشر
جادو کی طرف چلے ہر چند وہ ساحر وار کرتے تھے لیکن بہ برکت لوح اثر کوئی نہ جا کر تا تھا اور بہ برکت اسم صحیح وسلم
ان ساحروں کو چیرتے پھاڑتے محشر جادو کے قریب چلے جاتے ہیں کہ بعد چند منٹ کے قریب محشر جادو کے پہونچے
ویسے ہی متصل انکے پہونچے کہ محشر جادو نے ایک وار گرز آتشین کا اپر کیا اس وار کو نقابدار نامدار نے تیغ
ہی پر خالی دیکر محشر جادو سے کہا کہ ای محشر جادو پہلے تم میری دو باتیں سن لو بعد اسکے جو تمہارا جی چاہیگا میرا
حال کرنا میں تو خود تمہارے پاس چلا آتا ہوں یہ کہکر لوح انکے سامنے پھینک دی اور کہنے لگے کہ سنو ای محشر جادو اگر
تم مجھے اس لوح کے لیے لڑتے ہو تو میں نے یہ لوح حاضر کر دی بسم اللہ اٹھا لو اور اگر تمہاری یہ مرضی ہو کہ میں تمہارے ساتھ
ہو رہوں تو مجھے بھی کچھ عذر نہیں ہے میں تمہارے ساتھ ہوں تم کیوں اسقدر برہم ہو گئے اور مجھ ایک شخص کے لیے اسقدر فوج
بدحواس لیکر نکل پڑے میں ہرگز تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا کہ اس قسم کی باتیں نقابدار نے کیں کہ محشر جادو بھی سننے لگا یہ
باتیں سنتے سنتے محشر جادو کی نظر جو اس لوح پر پڑ گئی تو ساری شیخی کل ہی بھول گئے اور وہ سب سحر و ساحری دیا برد ہو گئی
ساری حقیقت ساحری دماغ سے رفوچکر ہو گئی اب نقابدار جو غور کرتے ہیں تو وہ الٹ پلٹ کریان محشر ہی کے

مسرور ہو جاتا ہے نقابدار اور کوئی چیز اخذ نہیں کرتی بس یہ حالت جو محشر جادو نے دیکھی اپنے ساحروں کے تئیں آواز دی کہ لینا اس
جوان کو یہ تو کچھ مجھ سے بھی زیادہ تر زبردست ساحر معلوم ہوتا ہے بس یہ آواز سنتے ہی تمام ساحر نقابدار پر ٹوٹ پڑے یہ کیفیت
جو نقابدار نے دیکھا تو فوراً اُس لوح کو ہاتھ میں اٹھا لیا اور چاروں طرف اُسکو پھرانا شروع کیا جس کی آنکھ اس لوح پر پڑ گئی
سارا جادو بھول گیا غرض جتنے ساحر تھے اُن سب کے سحر بیکار ہو گئے اور کوئی بات کارگر نہ ہوئی بس جیسے ہی یہ حال نقابدار
نے دیکھا فوراً تیغ سلیمانی کو یا علی کہکر جو بیچ جوڑ سے پر جو ہر ہوناک کر ہاتھ مارا تو از سرتا ناخن پا دو پارہ ہو کر گرے
بس یہ کام کیا جاتا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہوا اور ایسے پرسان تم پر تو کا چلانے لگے کہ مارا جوان گستاخ نے نامی محشر جادو کو
اور ایک ہنگامہ نہایت انگیز برپا ہوا انجام ساحر جلنے لگے جیسا تماشے ر جتنے جلتے تھے ویسے خاک سیاہ کے ڈھیر ہوئے اور کوئی شکل
ہو رہی تھی گرد و غبار اتنا سے زیادہ اٹھا کہوے اور تین گردش کے بے انتہا اٹھے جب دو پہر کٹ اس لوح اور دوا سے الٰہی سے
برطرف ہوئے تو اب میدان صاف ہوا نقابدار نے جو اس لوح کو دیکھا تو آئین لکھا ہوا تھا کہ اے نقابدار شاعر کو تو سنم
گیا سارے برجوں کی سوئیاں نکل گئی ہیں فقط آٹھوں کی سوئیاں باقی ہیں اے نقابدار نامدار اس قلعے کے اندر چلا جا اور جس جگہ
محشر جادو کا تخت شاہی رکھا ہوا ہے اُسکے نیچے ایک تہ خانہ ہے اُس تہ خانے کے اندر چلا جا تو ایک جوگی تجکو ملیگا کہ نہایت کرو تجر سے
ایک پتھر کی چوکی پر بیٹھا ہوا اور سامنے اُسکے چھت میں اُس تہ خانے کی ایک دو پنجرے لٹکے ہوئے اے نقابدار نامدار وہ دو
جانور خوش رنگ جو اُن پنجروں میں بند ہیں تیرے وہ وہی عاشق و معشوق ہیں کہ باہم تھے مگر آتش عشق سے جلکر خاک ہو گئے تھے
اور انکے نشان رہنے ہو دو دونوں درخت پیدا ہوئے ہیں جو تجکو باہم چسپیدہ ملے تھے بس جب تو اُس جوگی کو مار ڈالیگا تو وہ دونوں
بالکل اصلی شکل ہو جائینگے کہ ایک کا نام ماہ رخ پری ہے اور وہ معشوق ہے نقر جب جسر ماہ رخ پری عاشق ہوئی ہے یہی سلطان
غیاث الدین ہے اُن دونوں کو باہر نکال دینا الغرض نقابدار نامدار یہ حال زحمت اشتمال لوح میں دیکھ کر آگے بڑھے
ہیں تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ طوطی بھی بہ ہیئت اصلی شکل ہو کے اُنکے ساتھ ہولی نقابدار نے اُس سے استفسار حال کیا
اُسنے بیان کیا کہ اے نقابدار اسی محشر جادو نے مجھے اسی حالت پر کیا تھا جب وہ مرا تو اسکا سحر بھی برطرف ہوا مجھے صورت
اصلی عنایت ہوئی اب میں آپکے ساتھ جہاں جہاں جاؤ گے چلونگی نقابدار نے کہا کہ اب اُن دونوں عاشق و معشوق کو جا کے
بلا سے اسیری کی رہائی کرتے ہیں وہ بھی اُنکے ہمراہ ہولی یہاں تک قلعے کے داخل ہوئے دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ باہر سے
اس قلعے کی کیا ہیئت تھی جو یہ اندر ہے محشر جادو کے مرنے کے بعد بھی یہ کیفیت ہے کہ ثابت ہوتا ہے کہ ہزاروں ساحر بیٹھے ہوں
چلے آتے ہیں غرض نقابدار نے اُس تخت کو ڈھونڈھا اور قریب اُس تخت کے گئے وہاں جا کر جو دیکھا تو ایک چار جوگی
بیٹھے ہوئے ہیں لوہے کے بڑے بڑے دست اپنے ہاتھوں میں لیے تو جیسا لگے سکے جیسے زندہ ہیں مگر آنکھیں بند
کیے بیٹھے ہوئے چاروں کونوں پر تخت کے بیٹھے ہیں جب ہی نقابدار کو دیکھتے ہی سب کے سب نقابدار کی طرف دوڑے
نقابدار نے فوراً لوح کو نکال کر دیکھا لکھا تھا کہ اے نقابدار جب یہ جوگی تیرے پیچھے دست لیکر دوڑیں تو تو خوف نہ کر
اپنے تئیں کو بچا کے اور یہ اسماء اعظم پڑھ کے پھونک کے ایک جوگی پر جو مشرق رو ہو کر دم ابجد کا جب وہ مر جائیگا تو اثر ہو اُن تینوں
بھی باطل ہو جائیگا انکو بھی مار ڈالنا ویسا ہی کیا نقابدار نامدار نے کہ وہ اسماء پڑھ کر اُس جوگی کے جو مشرق رو تھا ایک
ضربت تیغ دونوں ہاتھوں میں مضبوط پکڑ کے ماری تو اُسکے دو حصے ہوئے اُسکا مارا جانا تھا کہ اُن تینوں جوگیوں کا بھی سحر باطل
ہو گیا بس لیکے تیغ اُن تینوں کو بھی واصل جہنم کیا جب وہ مر چکے تو نقابدار نامدار اس تخت کو ہٹا کر اُس نقب میں داخل ہوئے
جب اندر گئے تو کیا دیکھتے کہ ایک بہت بڑا تہ خانہ ہے کہ جسکا اور چھور نہیں معلوم ہوتا ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے تہ خانہ ہی تہ خانہ
معلوم ہوتا ہے اور ایک سنگ مرمر کی چوکی پر ایک گرنا بھی جا بڑے کرو تجر سے بیٹھا ہوا ہے آگے اُسکے کچھ اسباب

اور سامری بھی رہتے ہیں ایک بار اتم میں بھیجا پڑھ ۔ اسی نقابدار کا دیکھتا تھا کہ وہ اسکے سر میں نگاہوں بڑھا کے
اگر نشستیں نقابدار کی طرف بیٹھا اور کہنے لگا کہ ای فرزند اصل تو بیان کہاں آیا ہے تیری قضا تجھکو گھیر لائی ہے غرض تو بھی دیکھ
کیا سزا پاتا ہے نقابدار نے یہ سنکر جواب دیا کہ ارے کیا سحر ہے بدبخت تو ابھی تیرے ساتھیوں کو جو بنا ختم تحت محشر جادو سے مار کر آیا
ہوں اور سب سے پہلے کو بھی سینا ناس کر دیا محشر جادو کے تیغ سے اسکی روح کے واصل جہنم کر چکا تو ابھی کیا ہستی ہے جو
میرے مقابلے کو آتا ہے تو جانتا بھی ہے کہ میرے ہاتھ میں کو نسا تیغ ہے اور میں کون ہوں آگاہ ہو کہ یہ تیغ سلیمانی ہے ایک
وار میں تیرا کام بھی تمام ہے اور میں قاتل طلسم نقابدار نامدار ہوں بس یہ سنتا تھا کہ اس جوگی کے چھکے چھوٹ گئے اور سحر
سارا بھول گیا مگر چونکہ دم کی مہلت جاکر بھاگا تھا کہ نقابدار نامدار کی آن پہنچا بس نقابدار نامدار نے تیغ کھینچ کر ایک دیا
تو اس جوگی کے سر سے ناف تک برابر دو ٹکڑے کر دیا بس اسکا مارا جانا تھا کہ ایک غل و شور برپا ہوا اور آگ نکلنے لگی کہ وہ سارا
کارخانہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا مگر نقابدار بفضلہ تعالیٰ آنچ بھی نہ آنے پائی جب وہ سب سامان جل چکا تو دو پنجرے خود بخود ٹوٹ گئے
اور وہ دونوں جانور ان خوش رنگ ان پنجروں سے نکلکر اپنی اصلی شکل ہوئے اور نقابدار کے پاؤں پر گر پڑے کہ اے
نقابدار نامدار افتخار بندہ عالم آپ کو آپکے مقاصد دلی میں فائز فرمائے کہ ہم نے آپ کے صدقے سے اس قید ستم سے نجات پائی
نقابدار نے پوچھا کہ تم اپنی کیفیت تو بیان کرو ان دونوں نے عرض کی کہ جب ہم دونوں گئے تھے تو ایک دیوان بجنسہ
ہوا تھا ظاہر میں سب لوگ یہ سمجھے کہ ہم دونوں جل گئے ہیں مگر اصل میں اس محشر جادو بدبخت نے ہمکو اس جگہ جانوروں
کی شکل کر کے اور ان پنجروں میں بند کر کے اس جوگی کی حفاظت میں دیدیا تھا اور یہاں جو پری ہے اسکو ایک طوطی کی
شکل بنا دیا تھا حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو زندہ و سالم مقصد دلی پر فائز فرمائے کہ آپکی بدولت ہم نے بھی اس مصیبت سے نجات
پائی اور یہاں بھی پری اس ہیئت سے ہیئت اصلی بن گئی اب جو نظر اٹھا کر نقابدار نامدار دیکھتے ہیں زندہ تو کارخانہ جلکر
خاک ہوگیا ہے بلکہ ایک میدان پر فضا اور صحرائے دلکش نظر آتا ہے کھڑے ہوئے ہیں یہ سب کے سب بھی کھڑے ہوئے
تھے کہ باپ ماہ رخ پری کا اس پر نہایت خوش تھا اور نہایت ادب سے مجرا کی نقابدار نے نام پوچھا اسنے عرض کیا کہ
اے قاتل طلسم حق سبحانہ تعالیٰ بجاہ مروت و سطوت میں ترقی عنایت کرے نام میرا ارماس پریزاد ہے ماہ رخ کا باپ
ہوں نقابدار نے ارشاد کیا کہ اچھا کہو اپنی حقیقت بیان کرو اسنے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ تابعدار بھی اس محشر جادو
بدبخت کے پھندے میں تھا جو وہ کہتا تھا اسپر عمل کرتا تھا اگر اسکے حکم کی تعمیل نہ کرتا تو معلوم نہیں میرا بھی کیا حال کرتا اور غرض
طلسم اسی کمبخت کے کہنے سے میں اسی دم زلف کے قتل پر بھی راضی ہو گیا تھا اور خدا جانے میرا بھی کیا حال کرتا الغرض خدا اسکے
محشر جادو کے ہاتھ سے یہ سارا جھگڑا ہوا آپ نے فرمایا اس ماہ رخ پری کی زبانی اور اس کنیز کی زبانی سنا ہوگا جو ہوا
اور اس کمبخت محشر جادو نے بعد اس واقعے کے مجکو اسیر طلسم کر دیا تھا اب جو وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم سب کو رہائی
ہوئی یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ اچھا ہم نے تمہیں اپنی جانب سے اس سرزمین کا بادشاہ معین کیا اور بخیر و ارشادی ان دونوں
کی جلد کر دینا اب ہم آگے جاتے ہیں کہ ابھی بڑا مرحلہ طے کرنا ہے یہ کہکر انہوں نے لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا کہ ایک تھوڑی دور
کے بعد ایک گنبد تجھے معلوم ہوگا کہ اسی گنبد میں ملکہ آسمان پری اور ملکہ فرشتہ اور مرسلہ اور عبدالرحمن جنی قید
ہو گئے تو بے تامل چلا جانا اور جا کر قفل اسکا توڑ کر ان سب سے لیجانا کہ یہی طلسم خارستان سلیمانی ہے یہ حال دیکھکر
نقابدار آگے بڑھے موافق تحریر لوح کے وہ گنبد ملا نقابدار اس گنبد کے قفل کو توڑ کر اندر گئے دیکھا کہ مرسلہ و عبدالرحمن دیو
ملکہ فرشتہ اور ملکہ آسمان پری مقید قید شدہ میں ان سب کے ہاتھ پاؤں سے بیڑیاں ہتھکڑیاں کاٹکر الگ کر دیا کہ ملکہ آسمان پری
نے گلے سے لگایا ادھر مرسلہ اور عبدالرحمن نے آکر قدمبوسی کی ادھر ملکہ فرشتہ لپٹ گئی بعد ملکہ آسمان پری نے ارشاد کیا

ہرکاروں نے فرہاد شاہ کو خبر پہونچائی کہ ای شہریار کئی برس کے بعد شاہزادہ خوش اطوار واصل شہر ہوا چاہتا ہے کچھ دیر
شہر کے قریب نزدیک ہے یہ سنتے ہی فرہاد شاہ بخت چندی سے بیتاب ہوا اور جوش مسرت و سرور سے پھولا نہ سماتا تھا
اسپ تیز رفتار پر سوار ہوا اور خوشی کے مارے تنہا بے سوار و پیادہ دو گھڑ تھوڑا سا جاروس سوار ہی ہمراہ لیکر شہر سے باہر
چلا جب قریب اس مقام کے پہونچا کہ جہاں فرامرز خیمہ زن تھا اُدھر فرامرز نے سنا کہ باپ اس تخفہ کا آتا ہے سوار
ہو کر ہمراہ طہماس کے چلا تھوڑی سی راہ قطع کی تھی کہ فرہاد شاہ نے دیکھا کہ فرامرز ایک جوان خورشید طلعت و مہ صورت
کے ساتھ چلا آتا ہے قریب آتا تھا کہ فرہاد شاہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور فرط محبت سے دوڑ کر بیٹے کو سینہ سے
چپٹا لیا اور سر و چشم کے بار بار بوسے لیتا تھا فرامرز بھی آداب تسلیمات بجا لاکر باپ کے قدم پر گرا قدم اپنے باپ کے
آنکھوں سے ملتا تھا اور کہتا تھا کہ او یہ فرزند گوار اس شہریار کا بھلا ہو کہ جس بہادر نے آپ کی زیارت سے مجھ سر فراز کر دیا
جناب عالی غلام کو ایک غول صحرائی پکڑ کے لیگیا تھا اور ایسی ایسی ایذا رسانی کرتا تھا کہ غلام کو اپنی زندگانی سے یاس تھی
خدا اس شہریار کا بھلا کرے کہ اس دشمن سخت کو مارا اور غلام کو اسکی قید سے چھڑوایا آپ بھی اس شہریار کے قدموں
کو بوسے دیں اور خلاصی حاصل کریں یہ سنتے فرہاد شاہ فوراً قریب طہماس کے آیا قدموں کو آنکھوں سے لگایا اور بلائیں لیں
گرد پھرا اور پھر رکاب داری کر کے طہماس کو مرکب پر سوار کیا اور آپ بھی سوار ہو کر شہر میں آیا اور ایک دو دری جو خاص
اپنے رہنے کی تھی اسمیں لا کے اتارا اور نہایت اس کوٹھی کو زینت تازہ سے آراستہ و پیراستہ کیا اور فرش و شیشہ آلات
سے زینت کمال دی غرض کہ طہماس نے آکے یہاں آرام سے بیٹھے فرہاد شاہ نے اُدھر آکے دعوت ضیافت کا
سامان کیا اور بڑی دھوم دھام سے مہمانداری میں مصروف ہوا ایک روز فرہاد شاہ نے آکے عرض کیا کہ او شہریار اب
غلام کو دولت اسلام سے مشرف کیجئے حضور کا احسان تا دم مرگ یاد رہیگا کہ غلام زادہ کو اس بلا سے بچایا اور جان بخشی
فرمائی یہ سنکے طہماس نے اسکو بھی کلمہ طیبہ پڑھایا یہ بھی صدق دل سے مسلمان ہوا اور تمام شہر اسلام آباد ہوا رات بھر
رقص دیکھا کیا جب پہر رات باقی رہی پھر تخت پر اسکے آرام کیا اور چونکہ مدت سے غم اٹھائے ہوئے تھے پہر دن چڑھے
تک سوتے رہے جب بیدار ہوئے ضروریات سے فراغت کی اب مسند پر تکیہ سے لگے بیٹھے ہیں اور منتظر ہیں
شاہزادہ نورالدہر کی خدمت ہو کر ارادہ جانے کا ظاہر کر چکا ایک چڑی ہرکارے کی گردن میں آ بیٹھ کے ہوا گاہ پر کھڑی
ہوئی اور بطرح دعا دینے لگی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا اختر دولت ہمیشہ یار بادا و گل اقبال تو دایم شگفتہ بچشم
دشمنانت خار بادا ایک شاہزادہ والا تبار فرامرز نامدار خبر ہو کہ بادشاہ مناق میں سکندر عادین عادان
بہ ارادہ جنگ ادھر کی طرف لشکر لیے ہوئے یلغار کیے ہوا آتا ہے بڑی حیرت ہے جو سنتی یہ خبر وحشت اثر زبان سے
ہرکاروں کی فرہاد شاہ و فرامرز نے سنی دونوں کے رنگ مثل زعفران کے زرد سے ہو گئے اور کہنے لگے کہ اب
کون ہے جو اس جادو سے مقابلہ کرے عادین عادان ایک ہی زبردستان روزگار سے ہے ہم تو کیا ہیں بڑے بڑے
پہلوان اسکے سامنے ایک مور ضعیف سے کم ہیں بس ایسے کا مقابلہ کرنا اپنا تم خون میں نہانا ہے کہ طہماس نے جو دیکھا
ان دونوں کو ایسا خوفناک و پریشان دیکھا کہا ہر چند میرا ارادہ پاس نورالدہر کے جانے کا تھا اب روز قریب آیا
نہیں ہو سکتا کہ اس لڑائی کو بے فتح کیے چلا جاؤں تم دونوں عبث پریشان ہوتے ہو خدا چاہتا ہے تو میں اس جنگ
کو بہت جلد فتح کرتا ہوں تم بھی اپنی فوج کو آراستہ کر دو میں بھی لونگا چنانچہ فرہاد شاہ نے حکم آراستہ ہونے فوج ظفر موج کا
دیا تمام لشکر سوار و پیادہ اپنے ہتھیار و آلات جنگ و جدل کی صفائی اور آراستگی میں مصروف ہوے اس طرف سے
نوبت بجا ہم کوس کے نقطے بجانے لگے سکندر عادین عادان نے اپنا لشکر کو اتارا اور پڑاؤ کیا اور آپ بھی اپنے خیمے میں

کافر نے پکارا کہ اے گبرو کیا کیا کہتا ہی قتل ہوگا بے سود ہے نہیں اور جو کہتے ہیں کرتے نہیں اور ہے میں نے تمام ادیان
باطل پرستوں کی پرستش سے خدائے یکتا کو جو وحدہٗ لاشریک ہے اور کسی کو نہیں جانتا ہوں اُسدم وہ کافر بہت خفا میں
آیا اور کہنے لگا کہ خیر معلوم ہوا جب تک جنگ میں جنگ معقول نہ دیکھا یگی تو کسی طرح سے نہ مانیگا خیر لاو کچھ حربہ رکھتا ہو طہماس
نے جواب دیا کہ او بدکردار ہم اہل اسلام ہیں جنگ میں سبقت نہیں کرتے جب حریف اپنا حربہ کر لیتا ہے اور خداوند عالم اسکے
حربے سے بچاتا ہے اُسوقت ہم اپنا حربہ کرتے ہیں یہ سُنکے سکندر عاد نے کہا کہ اے خبردار ہو یہ کہتا کہ خبردار نہیں کیا یہ
کہکر نیزہ سینہ بے کینہ طہماس پر تاک کے مارا شاہزادے نے نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا اور آپس میں نیزہ بازی ہونے
لگی ایک ہی بار میں تین نیزے کی رد و بدل ہوئی تھی کہ طہماس نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کر دیا اور یہ کافر نیزہ
بعہر آب رہ گیا خجالت میں غرق ہوا اور کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلاف بازی تیغ بازی راستبازی یہ کہکر تلوار میان سے نکالی طہماس
پر پے در پے ضرب پر ضرب لگانے لگا اس اثنا میں ایک ضرب سپر پر طہماس کے ایسی پڑی کہ دو ٹکڑے ہو گئے طہماس
نے سپر گردن پشت کی طرف پھینکی طہماس تو بچ گیا مگر تلوار گردن پر لگتے ہی اس زور سے پڑی کہ گردن اُسکی قلم ہوئی طہماس
نیزے کا سہارا کر کے چلا اُسوقت گردن بچی تھی لگتے گے طہماس کا پاؤں گھوڑے کے نیچے دب کر اکڑ گیا سکندر عاد
بن عادان نے اپنے مرکب سے اُتر کر طہماس کی مشکیں باندھ کر اپنے عیاروں کے حوالے کیا وہ عیار طہماس کو اپنے
لشکر میں لیگئے یہاں سکندر عاد بن عادان مبارز طلب ہوا فرامرز عادل زرودی اپنے گھوڑے کو جولانی کرکے
میدان میں آیا اور مقابلہ کیا نیزہ بازی ہونے لگی دونوں کے نیزوں کی ڈانڈیں ٹوٹ گئیں نیزے ہاتھ سے پھینک دیے اور
تلوار پکڑ کر مقابلہ کیا فرامرز نے تلوار ماری سکندر عاد بن عادان کے جب قریب ہوئے تلوار بچا کھینچ لی اور سے کے ملا
فرامرز کے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور مشکیں باندھ کے عیار کے حوالے کیا پھر مبارز طلب کیا فرہاد
زنیل زرودی نے مقابلہ کیا وہ بھی بعد کشش بسیار کے ہاتھ سے سکندر عاد بن عادان بدکردار کے زخمی ہوا اب پانچ گھڑی
کو دن باقی ہے اور مقابلہ سکندر عاد کے نہیں آتا یہ نعرہ سن کے دیر تک رہا ہو مگر کوئی مقابلے کو نہیں آتا سکندر عاد بن عادان
نے ارادہ کیا کہ لشکر فرہاد پر جا پڑے اور تمام لشکر کو درہم برہم کر دے ناگاہ ایک گرد سامنے سے اُٹھی تیر و تبر و خنجر
جب اس گرد کا چاک ہوا طرماسپ آئے پیر جوان تو حال قریب کا دریافت کرکے آکر مقابلہ کیا سکندر عاد بن عادان نے چاہا کہ
تلوار طرماسپ کو مارے اس اثنا میں یہ بہادر ہوشیار ہو گیا تھا تلوار کو اُسکی رد کیا اور ایک تلوار ایسی سکندر عاد بن
عادان کے ماری کہ دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا عادان نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ سے طرماسپ کے واصل جہنم ہوا دیکھ کر
فوج نے اُسکی طرماسپ پر حملہ کیا اب تلوار چلنے لگی کشتوں کے پشتے اور مردوں سے پیلوں کی لاشوں سے انبار میدان کارزار میں لگائی
گئے نالے خون کے بہنے لگے جس سوار کے سر پر بہادر کا وار لگا مع راکب و مرکب کے صاف دو
ٹکڑے کیے اور جس پیدل کے پڑ کر ہاتھ مارا جنبر دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شور و داد و گیر برپا ہوا یہ حال دیکھ کر لشکر
سکندر عاد بن عادان کے قدم اُٹھ گئے اور لشکر میں بھگدڑ پڑ گئی سب اُلٹے پاؤں بھاگ گئے اب میدان جنگ میں سوائے
لاشوں کے ڈھیر کے اور کچھ نظر نہیں آتا ہے مال اسباب بہت سی غنیمت ہاتھ آئی طرماسپ مع فتح و فیروزی کے ہمراہ فرہاد
شاہ زنیل زرودی و فرامرز شاہ زنیل زرودی ساتھ لیکے مکان پر آئے تمام باجے خوشی کے بجتے ہوئے اور طرماسپ
پر سے زر و جواہر نثار ہوتے لاکے بارگاہ میں زنگی سلطانی پر بٹھایا تاج رنگ ہونے لگا دور عیش و نشاط و ساغر
لا بٹھایا کیا طرماسپ کے سامنے جواں جواہر نگار رکھا گیا ہو اور رقاصان گلرویان نے جلسا سامنے موجود کیا طرماسپ کا
سارا زرہ سرداران فرہاد شاہ نشیب اپنی جگہ پر متمکن ہیں ذکر جنگ جدال کا بیان ہوتا ہے کہ ایک عالم طرماسپ کی جرات بہادری

کی مدح و ثنا کیا ہی طرماسپ بھی بہت خوش ہی فرہاد شاہ نیل رودی و فرامرز نیل رودی بھی سامنے کرسیون
بیٹھے ہیں اور سامان دعوت و ضیافت کا تیار ہو رہا ہی اسوقت طرماسپ نے فرہاد شاہ نیل رودی اور فرامرز
نیل رودی سے کہا کہ میں جو دین رکھتا ہون مین چاہتا ہون کہ تم دونون بھی قبول و اختیار کرو اگر سبب عذر سے سرتابی
یا انکار کرو گے تو میں دونون کو ابھی قتل کرونگا اور تمام شہر کو تمہارے تاراج و برباد کر دونگا بلکہ ایک آدمی زندہ و
وسلامت نہ چھوڑونگا دونون نے عرض کی اے شاہزادہ عالی مقدار ہمکو کیا عذر ہی جس طرح حضور ارشاد کریگے دین کا
آئینا اسوقت ان دونون کو طریقہ آفتاب پرستی تعلیم کیا اور ان دونون نے دین آفتاب پرستی قبول کیا بعد ازان حکم
کیا کہ طہماس کو بلاؤ چونکہ طہماس زخمی تھا جسوقت آیا بطریق اسلام سلام کیا طرماسپ جو دیکھا نہایت آزردہ دل ہو
اور کہا کہ او حرامزادہ کیا بیکار کلام ہین اب تُو نے عشق مین پیرو حمزہ کے دین و مذہب و ملت اپنا سب
برباد و ضایع کر دیا اور نام شجاعت کا ڈبو دیا اب آپ کے حق مین بہتری معلوم ہوتا ہی کہ دین آفتاب پرستی
قبول فرمایئے مین آپ کو خدمت زمرۂ آفتاب پرستان سے عہدہ سپہ سالاری دلوا دونگا کہ جسمین دونون جہان کا فائدہ
متصور ہی اور بہت زر و جواہر کے پاس بھیجونگا مجھسے زیادہ وہ آپ کی عزت و حرمت کریگا طہماس نے کہا کہ او احمق یہ تو
کیا بکتا ہی ایسا برا مجھی بیہودہ بیہودی جلوائی کرتا ہی مین غلامی گل پرستان سریع الزمان جہان وہ مہان حمزہ صاحبقران
نورالدہر عالیشان کی چھوڑ کر ایک [illegible] فروش بچہ بازاری کی اطاعت اختیار کرون یہ ہرگز مجھسے نہوگا اگر تو بہتر
چاہے ہی تو دین اسلام قبول کر اور میرے ساتھ نورالدہر کی خدمت مین چلا چل وہ تجکو بہت آبرو سے رکھیگا اور نعمت
دین و دنیا کی تجھے حاصل ہوگی یہ کلمات طہماس کے سنکر طرماسپ نہایت درہم برہم ہو کر کہنے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ تو
راست پر نہ آئیگا اب مجکو تیرے واسطے ایک سخت کرنا پڑا کس واسطے تو ملک [illegible] کو تاجر زیادہ کہتا ہی اور نورالدہر
کو بھی تو خدمت مین ہو اسکی تعریف و توصیف اسقدر زیادہ اور فضول میرے سامنے کرتا ہی مین تجکو قتل کرونگا جبکہ طہماس
نے یہ کلام طرماسپ کا سنا اسوقت نہایت غیظ و طیش مین کہا کہ اے طرماسپ جلد مار ڈالنا تو اسوقت مین کری [illegible]
بہادری اور دلاوری کا کام نہین کیونکہ اول تو مین زخمی ہون اور شدت درد دست نہایت بیتاب ہو رہا ہون دوسرے
یہ کہ از بس بوجہ جانے خون سے ضعف اور کم طاقتی مجھ مین اسقدر ہی کہ اگر ایک پیر زال یا کوئی بچہ دس سال بھی اگر مجھے
قتل کرنے کو مستعد آمادہ ہو تو چشم زدن مین بے جد و جہد کی سلاح اور زور و قوت کے اگر اشارہ ایک انگشت کا بھی
کرے تو مثل تیر کے میرے جسم سے پار نکل جائیگی اور مین مر جاؤنگا ہان اگر مین صحیح و سالم اور تندرست ہوتا اور وقت
حالت صحت نفس کی کچھ بھی میرے جسم مین ہوتی تو البتہ تجکو میرے قتل کرنے کا اور اس طرح سے روبرو سخت کلامی کرنیکا
لطف مین تجکو دکھلاتا مگر بالفعل تو مجبور ہون یہ کلام اسکا طرماسپ نے سنکے طہماس زخمی شدہ لیجانے والا [illegible]
سے کہا کچھ کیا مضایقہ ہی جبکہ تجکو اندمال زخمون سے صحت کلی حاصل ہوا اور طاقت بدستور تیرے جسم مین آ جاے
تو اسوقت مین تجکو سزا اس کلام زشت اور سخت دست کی قرار واقعی دونگا اور ایک ضرب شمشیر سے تجکو جہنم واصل
کرونگا اور تیری حالت و قوت اور شجاعت و لاف زنی دیکھونگا یہ کہکے طہماس کو زندان خانے مین بھیج دیا
اور بعد اسکے تمام شہر جبل رود کے باشندون کو آفتاب پرست کرکے وہان سے روم کا قصد کیا

اب دیکھیے داستان عشرت بیان لشکر فیروزی اثر موج در موج سلطان صاحبقران
شہر سیقولہ کے امیر و نقاد نورالدہر و ایرج و داراب لشکر کشا کا طلسم آذر سلیمانی مین اسیر ہو جانا
اور نقابدار یاقوت پوش کا آنا اور طلسم کو توڑنا اور ان سب کو قید سے چھڑانا

کہ امیر حمزہ صاحبقران دوران اپنی بارگاہ عرش اشتباہ میں بیٹھے مصروف جشن و طرب تھے کہ ناگاہ ایک ہرکارے نے
آکر پائے تخت سلطانی کو بوسہ دے کر بعد دعا و ثنائے شاہنشاہی کے عرض کی کہ سلطان عالم کی عمر دراز لشکر حریف
میں طبل جنگ بجا ہے کہ فوج حریف بعزم رزم و جنگ میدان ستیز میں آئیگی یہ خبر حمزہ صاحبقران نے سماعت فرمائی
جملہ سرداران لشکر اسلام سے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی اور تائید ربانی طبل جنگ بجے چنانچہ حسب الحکم
صاحبقران دوران لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بیدرنگ بجا القصہ رات کو تو سب مستعد جنگ ہوکر
سو رہے وقت علی الصباح جب خواب سے بیدار ہوے تو دیکھا کہ تمام سرداران یعنی حمزہ صاحبقران اور
لقا اور نورالدہر و ایرج و داراب کشورکشا سب کے سب غل و زنجیر میں مقید گرفتار ہیں اور ایک
زندان خانے میں اسیر ہیں یہ حال دیکھکر امیر باتوقیر نے پوچھا کہ اے ایرج تم بیان کرو کیونکر قید ہوے ایرج نے
جواب دیا کہ یہ کیا آپ مجھے پوچھتے ہیں آپ ہی نے تو مجھے پکڑوا بلوایا ہے یہ سنکے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ بڑے تعجب
کا مقام ہے کہ میں تو خود قید بغل و زنجیر ہوں تمکو میں نے کس طرح قید کروایا تو مفت بہتان کہتا ہے ایرج نے نورالدہر
سے استفسار کیا کہ کیوں صاحب آپ کس طرح سے اسیر ہوے نورالدہر نے لقا سے پوچھا داراب نے لقا
سے کیفیت پوچھی لقا نے کہا کہ سب یہ میری قدرت ہے کہ تم سب کو گرفتار کروا کے مبتلائے صد گونہ آفات کیا ہے
مگر تقدیر بخت کی ہے کہ خود بھی قید میں گرفتار ہوں یہ بات سنکے امیر باتوقیر نہایت غیظ و غضب میں آئے اور بحالت غیظ
غضب میں کہا کہ او کیدی مردک کیا بکتا ہے اور جھک مارتا ہے ایسی باتیں یہی ہو رہی تھیں کہ دروازہ زندان خانہ
کا کھلا اور اسباب عیش و نشاط لا کر لوگوں کے سامنے چنا اور کہا کہ آپ سب صاحب اپنے دل میں کسی طرح کا
فکر و اندیشہ نہ کریں آپ سب صاحبوں کو کسی نے از راہ عداوت کے نہیں بلوایا ہے یہ کہکے صاحبقران کو مع
ایرج و نورالدہر و داراب و لقا وغیرہ کے حمام کروایا اور خلعت فاخرہ پہنایا بعد اسکے بارگاہ شاہی میں لائے
انہوں نے بارگاہ میں کئی بادشاہوں کو تخت پر بیٹھے دیکھا ہر ایک نے موافق اپنے دین و مذہب کے سلام کیا
اور لقا بولا کہ سلام میرا ان صاحبوں کو ہو کہ جو مجھے خدائے برحق جانتے ہوں یہ بات سنکے کسی نے اسکے
سلام کا جواب نہ دیا مگر تینوں بادشاہ باادب تعظیم کے واسطے اپنی اپنی جگہ پر سے اٹھ کھڑے ہوے اور اپنے برابر
ان سب کو بٹھلایا اور عطر و پان پاندان چنگیر و گلدستے شراب و کباب اور جو جو سامان تکلفات کے تھے مہیا کیے اور
سامان رقص و سرود کا کرکے مصروف تماشائے رقص و سرود ہوے بعد اسکے ایرج نے پوچھا کہ تم نے ہمیں یہاں
کیوں بلوایا ہے اور یہ شہر کونسا ہے اور اسکا نام کیا ہے انہوں نے کہا کہ اس شہر کا نام اس شہر کا سیقولہ ہے اور نام
ہم لوگوں کا سیقول شاہ و عقول شاہ و مقبول شاہ ہے اور ہم سب لوگ ماہ پرست ہیں اور یہاں ایک
بہادر بڑا دلاور ہے کہ نام اسکا تورج ماہ پرست ہے وہ دعویٰ صاحبقرانی رکھتا ہے اسنے اپنے عیاروں کو بھیجکر
آپ سب کو بلوایا ہے کہ قریب ہمارے شہر کے ایک باغ ہے اور اس باغ میں ایک درخت چنار کا لگا ہوا ہے اسکے
تنہ میں ایک خط سفید کھنچا ہے اور ایک دیو اک سمے دیدبان رہتا ہے اسکے پاس ایک نازنین سرجبین بے
مثال سراپا حسن و جمال پری بدن و ملک کا سن و سال کہ جسکی تعریف میں زبان سخنوران جہان کی لال ہے قطعہ زین
سر پایہ عابد فریبے · طاؤس زیبے · کہ بعد [illegible] صورت [illegible] وجود پارسایان را
شکیبے · اسکے ہاتھ میں جام شراب پیا کرتا ہے اور ایک دیوار آہنی بہت بلند اس سرے سے اس
سرے تک باغ کے کھنچی ہے اس طرف دیوار کے آتش سوزاں شعلہ سر بفلک رساں روشن ہے اور چاروں طرف

ہیں اس باغ کے گملے رنگارنگ اس کثرت سے بھرے ہوئے ہیں کہ وہ تختۂ لالہ زار رشک گلزار ارم معلوم
ہوتا ہے اور نام اسکا طلسم آذر سلیمانی ہے اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ جو صاحبقران وقت ہوگا وہی اس طلسم کو فتح
کریگا یہ مقرر ہے کہ خط سفید جو اس درخت چنار میں ہے اسپر تلوار مارے اگر چنار قائم ہوا تو طلسم فتح ہے اور جو قلم ہوا تو
ایک دیو اسمین سے نکلکر اسکو پکڑکے دیوار آہنی پر بٹھلا دیتا ہے اگر آپ کو دعوی صاحبقرانی ہے تو آپ جاکر اس
درخت پر تیغ آزمائی کیجیے یہ بات سن کے امیر نے فرمایا کہ مجھے اس باغ میں لیچلو دیکھوں تو کیا ہوتا ہے مقبل
شاہ اسی وقت سوار ہوکے اپنے ساتھ ان سب کو اس باغ میں لایا امیر نے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے
گملے رنگارنگ بوقلموں کھلے ہیں نہریں سنگ مرمر کی بہت صاف و شفاف اور پھر چار طرف نہروں کے فوارے
مثل ابر بہاری رواں طائران نغمہ سنج رنگارنگ اشجار پر زمزمہ سنج ہیں میوہ سبز ڈالیوں میں لگا ہے اور سبزہ مخملیں
زمین میں پڑا ہے ٹٹیاں مہندی کی روشوں پر سنگت مینا سے سبز دکھلا رہی ہیں کہیں گل مہندی اور لالہ پھولا ہے
قدرت کا نمونہ عیاں ہے گل خوشبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت ایک تخت بار کے بار سے سرنگوں
اور درخت سر کشیدہ پھل لطیف اور خوشگوار پھول نازک و عطر دار اور ایک طرف انگور کے خوشے مثل دل آبدار
لٹکے ہوئے ہیں انمیں نہ لعبت کی تھیلیاں چڑھی ہوئی اور ایک طرف درخت گلنار منبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا
موگرا مدن بان جوہی کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن کی نرالی آن بان اور ایک طرف لالہ نوبت نمو ان سے باد دل داغدار
کھلا ہے اور کہیں سرو و شمشاد لب جو فاختہ و قمری کی اسپر کو کو اور شور حق سرہ اور فاختہ سے گل پر بلبل شور مچا رہی
ہے اور کہیں مور ناچ رہے ہیں اور ایک سمت سیب و بہی و ناشپاتی سے عجب کیفیت نظر آتی تھی القصہ خراماں خراماں
سیر کرتے جب درخت چنار کے پاس آئے دیکھا کہ درحقیقت ایک خط سفید مانند برق کے چمک رہا ہے مقبل
نے پکار کے کہا کہ لیجا التماس میں نے اس درخت کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور پہلے نمودار ہیں اسپر بارہا
امیر نے فرمایا کہ او ملعون مزخرفات کیا واہیات مزخرفات بکتا ہے اگر مجھکو تلوار لگانا ہے تو کون مانع ہوتا ہے یہ کہکے لقا
نے تلوار کمر سے کھینچکر کہا کہ دیکھو کس بہادری و مردانگی سے ایک ہی ضرب میں اس درخت کو جو کہ قدرت کاملہ سے
اپنی میں نے پیدا کیا ہے دو پرکالے کرکے تمہارا زمین پہ دیتا ہوں اور طلسم کو شکست کیے دیتا ہوں بس اتنا کہہ کے
ایک ضرب تیغ جوہر تیغ اپنے ہاتھ سے درخت چنار پر ماری اس خط سے اسکی تلوار اسطرح اچٹ گئی جسطرح سے گھڑیال
پر سے موگری اچٹ جاتی ہے تلوار علیحدہ جا پڑی اسیوقت ایک دیو پیدا ہوا اور لقا کو اٹھا لیجا کے دیوار آہنی پر بٹھا دیا
بعد اسکے ایرج حملہ در ہوا مگر اس درخت کو مطلق جنبش نہوئی اور تلوار اس خط سے اچھل گئی اور وار خالی گیا پس ایک
دیو پھر نکلا اور ایرج کو بھی گرفتار کرکے دیوار پر قریب لقا کے بٹھا دیا تب داراب کشور کشا نے بکمال جرأت
آمادہ ہوکے قبضۂ شمشیر کو ہاتھ میں لیا اور کہا کہ دیکھو میں خط سفید پر اس درخت کے نشانہ کرتا ہوں اور کس صفائی
سے دو ٹکڑے کرکے اس طلسم کو فتح کرتا ہوں بس یہ کہکے ایک ضرب اس خط سفید پر اس زور سے لگائی
کہ اگر کوہ روئین بھی ہوتا تو اسکو بھی وہ تلوار دو ٹکڑے کرکے اس پار نکل جاتی مگر اس خط سے نشانہ اسکا بھی خطا
کر گیا اور فی الفور وہی دیو پھر نکلا اور اسکو بھی اسیر کرکے لے گیا اور اسی دیوار آہنی پر برابر لقا کے بٹھا دیا
جبکہ داراب کشور کشا بھی اسیر ہوگیا تو نور الدہر نے یہ خیال کیا کہ تین شخصوں نے تیغ آزمائی کی مگر
کوئی کامیاب نہوا چونکہ یہ بھی فن سپہ گری و تیغ بازی میں نہایت تیز اور مشاق تھا جھٹ پٹ تلوار کو لیکر سمت اس
درخت کے دوڑا ہوا اور خوب سنبھلکر اس خط سفید پر ایک وار کیا قضا سے کار اسکی بھی تلوار خط پہ نہ لگی

بس دم میں وہ دیو آیا اُسکو بھی لیجا کے اُن سب کے برابر بٹھلا دیا اور غائب ہوگیا تب تو امیر کو نہایت تعجب ہوا اور
سوچے کہ چار شخصوں سے کہ وار ہوئے مگر سب کے خالی گئے نشان پر ضرب کسی کی نہ پڑی اور نہ یہ معلوم ہوا
کہ یہ دیو کہاں سے آتا ہو اور گرفتار کرکے ان سب کو لیجاتا ہو کہ کسی کا منہ نہیں پڑتا ہی جو اُسکا مقابلہ کرے اور اُسکے
ہاتھ سے بچا سے غرض کہ امیر یاقوت قبر بھی شمشیر عریان بکف اُس درخت کی جانب چلے اور جبکہ اُس درخت کے
پاس پہونچے اُس خط کو دیکھکر ایک تلوار اُنہونے بھی حتی الوسع نشان دیکھکر لگائی مگر ضرب اُنکی بھی خط پر نہ پڑی
اور بدستور سابق اُس دیو نے آکر اُنکو پکڑ لیجا کے اُسی آہنی دیوار پر سب کے برابر بٹھلا دیا اور کہا کہ بعد چالیس دن
کے اُسی آتش سوزان میں تم سب جلا دیے جاؤگے یہ حال زبانی دیو کے سنکے سب کے سب بخوف جان ہراساں
و ہراساں ہوکے رونے لگے اور دست بدعا ہوکے امیر نہایت عجز و انکسار بارگاہ جناب باری میں کرکے ملتجی
ہوئے کہ یارب تو کریم و رحیم ہو اور میں اس وقت ناچار و مجبور ہوں بجز تیرے اور کسی کا آسرا نہیں ہے۔ شعر
بہ عاجزی ماندہ دانم ترا ۔ دریں عاجزی چون نخوانم ترا ۔ بس یہ دعا کرتے تھے تین شبانہ روز اسی طرح
بجز ورد لب اُسی دیوار پر گذرے تھے کہ دن کی دھوپ اور رات کی اوس اُن پر پڑتی تھی اور ایک وقت کا نا
کھانے کو وہی دیو سب صورت دوپہر کے وقت دے جاتا تھا روز بعد لقا مے نابکار شیطان لعنت نے کہا کہ
تم سب لوگ اب بھی اگر بصدق دل و پاک طینت مجھکو سجدہ کرو تو میں تم سبکو ابھی نجات دوں امیر نے نہایت غیظ
و غضب میں آکر کہا کہ او مردود گمراہ نابکار تجھ پر خدا کی مار یہ کیا کلمات کفر آمیز بکتا ہے او اسے او خوک بیکار فرس
بادیہ ضلالت تیری کیا اصل و حقیقت ہو جو میں تجکو سجدہ کروں تیری تو وہی کیفیت ہو کہ جو مثل کہتے ہیں مثل
پیر خود درماندہ شفاعت کسکی کرے یعنے جبکہ تو خود بحال خستہ خراب بر سفید دیوان بیٹھا ہوا ہی تو تو پہلے اپنے
تئیں سے نجات دے پھر ہم سب کو سجدہ کراکے نجات دلوا تا لقا یہ گفتگو سنکے پیچ و تاب کہا کے خاموش
ہو رہا الغرض امیر یاقوت قبر پھر بجناب باری مستدعی ہوئے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی واسطہ اپنے بندگان
خاص کا اس عذاب الیم سے خلاصی کر دے ہنوز امیر یاقوت قبر دست بدعا تھے کہ سلطان ماران تاج الماس زیب سر کیے
سکے ہوئے علم گرز باد پیلان کو بیکر سحاب پر آراستہ کیے ہوئے قطرہ زنان سامنے سے نمایاں ہوا اور قریب
ساٹھ ہزار پیر زادوں کے پرے جمائے ہوئے اپنے ہمراہ لیے تخت پر بیٹھا ہوا اور گرد اُسکے ہزاروں لاکھوں
دیو ہمراہ اور چالیس ہزار سوار یاقوت پوش علاوہ اسکے بہت سامان شاہی ہمراہ تھا اور لقا بھی جابر
یاقوت پوش شتر پرند پر سوار آتا نظر آیا جب سب لشکر قریب اُس باغ کے جہان وہ درخت چنار سفید خط کا
لگا تھا پہونچے اُسوقت سب نے مودب باداب شاہنشاہی جھک کر امیر یاقوت قبر کو سلام کیا اور کہا کہ حضور گھبرائیں نہیں
انشاءاللہ تعالے میں اسی طلسم کو ایک دم میں فتح کرتا ہوں اور تم سب کو یہ جہان مقید ہو رہا کراے دیتا ہوں
امیر نے جو اُس نقابدار کو دیکھا تو خون عزیزی نے رگون میں جوش مارا اور ایک محبت سی اُسکی دل میں پیدا
ہوگئی اور سب نے پکار کر کہا کہ ای نقابدار خدا تجھے فتح یاب کرے غرض نقابدار نے ایک لوح اپنی بغل سے
نکالی اُسوقت امیر کے دل کو یقین کامل ہوا کہ لا شک وہ ارب یہ طلسم کو فتح کر لیگا پھر نقابدار نے اُس لوح
کو دیکھکر تلوار اپنی بغل سے نکالکر ایک اسم اُس لوح سے پڑھ کر تلوار پر دم کیا اور اُس درخت کے پاس جاکے
بسم اللہ تمام نشان خط سفید کا تاک کر بھر پور ایک وار تلوار کا کیا کہ وہ درخت خط سے دو ٹکڑے ہوکر گرا اور وہ
دیو نہایت مضطر اور پریشان گھبرایا ہوا اور چلاتا ہوا کہا کہ ہائے اب تیرہ روز گار اب میرے ہاتھ سے بچکر

کمان جا نکلیگا لنگر وارتشناد لقابدار پر ماری لقابدار نے غیر بیاس دیو کا خالی دیا اور وارتشناد زمین پر گری یہ دیو
گرز بھی گھیر اگر جادوں شانے چت گرا اُس وقت لقابدار حبشی و چالاک تمام دو لنگر اُس دیو سے پٹ گیا باہم زور کشی
ہونے لگا دو گھڑی تک خوب زور و کشمکش کا رہا آخر بعد دو گھڑی کے لقابدار نے لنگر اسکا زور کر کے اُٹھا لیا اور بلا کا
خوب سا چرخ دے کر دے مارا وہ دیو ہر چند چاہتا تھا کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آوے کہ بھاگ جاؤں مگر لقابدار
سرخ پوش نے خنجر آبدار میان سے نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ کے بیٹھ گیا اور سینہ اُس دیو سیاہ دل کا چاک
کیا تو ایک مرغ سیاہ اندرون سینہ سے اُس ناپاک کے نکلا اُسوقت ایک شور یوم النشور برپا ہوا اور چاروں طرف
تاریکی چھا گئی اور ایک آواز مہیب گوش زد ہوئی کہ کشتی مرا نام من طلاق جادو بود بعد لحظہ وہ تاریکی رفع ہوا اس
دیو کے پاس تھی فوراً کہنے لگی کہ ہاش او کشندہ طلاق اب تو میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جا سکتا ہے بڑا غضب تونے
کیا کہ میرے معشوق کو قتل کیا یہ کہکے پھر اُسنے ہاتھ دہر سولہ کے اُسپر ایک اسم جو دم کر کے لقابدار پر پھینکا اور
فوراً زمین پر لوٹ پوٹ کے ایک صورت اژدہے کی بنکے لقابدار کی طرف دوڑی لقابدار نے اُس طرح کو دیکھکر جلد
اُسکے عکس اِس طرح کا اُسکے منہ کے مقابل ہو گیا تو صورت اُسکی تبدیل ہو گئی اور ایک زن پیرہ ساحرہ کریہ منظر
زشت رو سیہ فام بد اسکل درخت ناز با گھبرا کے چند قدم اُسکی طرف دوڑی لقابدار نے پکار کے کہا کہ او
ملعون ناپاک ذرا اپنی شکل بد کو دیکھ تو سہی کہ تیری صورت کیا ہے اور کس طرح تو انسان و خدا ان چلی آتی ہے اُسنے جو
اپنی صورت کو دیکھا تو نہایت نادم اور شرمندہ ہوئی اور ایک اسم دوسرا جو کا پڑھ کے اپنے اوپر دم کیا اور کبوتر
کی صورت بنکے پرواز کر گئی لقابدار نے ایک تیر اپنی کمان میں پیوست کیا اور زور سے زہ کو کھینچ کے پرتاب کیا وہ تیر
اُسکے سینہ پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر اُس پار نکل گیا وہ کبوتر بلی سا مرغ نیم بسمل ہو کر زمین پر گری اور ایک غبار وحشت
چاروں طرف سے بلند ہوا کہ لینا لینا جانے نہ دینا خبردار اور تاریکی سی چھا گئی بعد دو گھڑی کے وہ تاریکی جب رفع ہوئی
اور روشنی نمایاں ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من پردین جادو بود لقابدار یہ سب تماشا دیوار الٰہی
دیکھ رہا تھا بیساختہ آنحضرت جل شانہ طلسم کی جانب متوجہ ہو کے کہنے لگا کہ اے خداوند میں دیکھا کہ میں نے
اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ایسے بندے پر زور دلاور با زور دشمن اسفندیار توان روئے زمین پر خلق کیے ہیں
اور اس بندے نے پہلے اپنے دل میں بعد ہزار عجز و انکسار کے یہ دعا کی تھی اور جب دریائے رحمت کا میری روشنی میں
آیا تب اُسنے دیو اور ساحرہ کو مارا اور درخت کو سفید خطے سے دو ٹکڑے کیا ہے یہ کہکر لقا کی لقابدار شکر نہایت غضبناک
ہوا اور لقا کو للکار کر بآواز بلند کہا کہ او نامعقول دل آزار بے نابکار یہ کیسا واہیات خرافات بکتا ہے چپک رہ تا ہو
بس لقا سکتے کے عالم میں محو حیرت ہو کر چپ ہو رہا لیکن لقابدار نے جو ہر طرح کو ملاحظہ کیا تو اُسمیں بیدم تھا کہ
اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ لگا تو نیچے اُس درخت کی جڑ کے ایک چٹان سنگ مرمر کی زیب دہ گرہ کے بھی پڑی
نہایت صاف و شفاف رکھی تھی اُسکو اُٹھاتا تو اُسکے نیچے ایک نقب ہے اُسکے اندر تو بجز ظلمت و خطرہ چلا جاتا
تو لوح دوم سا کہ جب تو اُسمیں جاویگا تو داہنی اور بائیں طرف دو راستہ بنکر ملینگے تو داہنی طرف کے راستہ میں
قدم زن ہوتا چلا تو وہاں آگے دو ایک قدم جاویگا اُس وقت ایک اژدہا سے غزاں ملیگا اور
منہ سے شعلے آگ کے سر فلک رسان نکلتے ہونگے تو بے خوف و خطر اُسکے منہ میں کود پڑنا پھر آگے
جو لوح میں لکھا ہو مطابق اُسکے عمل کرنا بس لقابدار نے جو اُس درخت کو جڑ سے اکھاڑا تو ایک چٹان سفید
سنگ مرمر کی جو وہاں رکھی تھی اُٹھائی تو وہاں وہ اژدہا سے آتش فشاں وہ لقابدار اُسکے منہ میں کود پڑا

ادا نہ سبب پیدا ہوئی اور بہت زمین تنگی بجلی چلی اور مثل ابر باران نیساں سے آگ برسنے لگی لقا نے کہا کہ یہ بیرا لاجوردا
تھا جو لقا بدار کے زنگی کیا امیر نے اُٹھا ہاتھ لقا کے منہ پر ایسا زور سے مارا کہ ہونٹ اُسکا پھٹ گیا اور کہا کہ او ملعون خبردار
اب کبھی ایسے کلمات کفر و کافری کے زبان پر نہ لانا لقا نے ڈر کے کہا کہ میں نے بڑی تقصیر کی اب مجھ سے کبھی ایسی
تقصیر نہ ہوگی اور بخار وش ہو رہا اور دیو و دیو اُنا ہی جیسے امیر و لقا بیٹھے تھے اور شعلہ ہائے آتش اور باغ سبزہ زار
وغیرہ مفقود ہوگئے تیسرے دن ایک گنبد سبز دکھائی دیا اور لقا بدار نے آکر دروازہ گنبد کا کھولا اور مال و خزانہ
زر و جواہر بے شمار اسمیں بھرا تھا اور ایک تختہ زرنگاری ایک طرف رکھا تھا وہ سب مال و اسباب وغیرہ ازدر لقا نے
تو ہمراہ لیکے اس طلسم سے باہر نکلا اور صاحبقران کو اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ ہوا اور بہت عزت سے بٹھا کے
لوازم پان وغیرہ چکنی کیے اور عطریات نفیس نفیس اور رنگ خوشبودار تباسے امیر باتوقیر پر ملے با ادب سامنے بیٹھا
اور حکم تیاری دعوت اور سامان رقص و سرود کا اپنے سرداروں سے کیا بعد اسکے نورالدہر و ایرج اور داراب
و اقلاطب گیا وہ سب آکے حاضر ہوئے پہلے نورالدہر نے سلام برسم اسلام کیا لقا بدار نے جواب سلام کا دیا بعد
ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا لقا بدار نے کسی کے سلام کا جواب نہ دیا مگر ہر ایک کو نہایت عزت
و توقیر سے بٹھایا اور سامان عیش و طرب مہیا کیا جام شراب کا گردش میں آیا اُس وقت لقا بدار نے مسخرہ
صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے طلسم آذر سلیمانی کو فتح کیا ہے صاحبقران میں ہوں آپ اے صاحبقرانی
کے زیبے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای لقا بدار تو نے تو صرف اتنا ہی کام کیا ہے کہ ایک طلسم کو فتح کیا ہے جس پر اترا نا مغرور
ہوتا ہے اور لاف زنی کرتا ہے کہ گویا تو نے جھنڈا اقبال کا عرش پر گاڑ دیا میری اولاد نے تو ایسے ایسے کام بہادری
کے کیے ہیں اور ایسے ایسے طلسمات زبردست اور دشوار اور مشکل فتح کیے ہیں کہ تو نے کبھی خواب میں بھی
نہ دیکھے ہونگے اور نہ سنے ہونگے اگر تو اس ایک طلسم کشائی پر اتنا نازاں ہوتا ہے اور دعوی صاحبقرانی کرتا ہے
تو اچھا ایک کام کر کہ مجھ سے تو لنڈھور سے کہ کرزم و پیکار خواہ زور کشتی کر اگر تو مجھکو زیر کرے اور آپ غالب
ہو تو البتہ اسباب صاحبقرانی کا آج سے میں نے تجھکو دیا امیر لقا بدار نے جواب دیا کہ اچھا ایسا ہی ہوگا
بعد ازاں لقا بدار نے پوشاک پوش نے ایک تخت پر نورج کو سوار کرا کے رخصت کیا اب نورج تو شہر ستونیہ میں آیا
اور وہاں سے اپنے لشکر کو ہمراہ لیے شہر اسفرگر روانہ ہوا اسی طرح امیر باتوقیر اور نورالدہر سوار ہوکے اپنے
لشکر میں داخل ہوئے ایرج اپنے خیمے میں آیا لقا اپنے لشکر میں گیا داراب اپنی فوج میں داخل ہوا نورالدہر
اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ عالاک بن عمرو آیا بعد سلام کے یہ دعا دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا * ترا دولت
ہمیشہ یار بادا * گل اقبال تو دائم شگفتہ * بچشم دشمنت خار بادا * یہ عرض کی کہ شہنشاہ عالم کی عمر دولت میں
غلام واسطے یا دوی کے گیا تھا ایک لشکر دیکھا تحقیق جو کیا تو معلوم ہوا کہ عرماسپ تھا کہ پیچھے طہماس کے گیا
تھا اور طہماس تعاقب میں ایک ساہی کے گیا تھا وہ ساہی غول کی تھی طہماس سے غول کہا اور اس غول کے
بیاباں بہت سے لوگ قید تھے اسمیں شاہزادہ نیل رودی تھا وہ طہماس کو اپنے شہر میں لے گیا شہر نیل رود میں بادشاہ
ہر وہ آیا الحاصل وہ جنگ ہوا آخر کو طہماس اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا دوسرے دن عرماسپ وہاں پہونچا اس سے بھی
سخت جنگ ہوئی اور بعد جنگ جعل لیا کے عرماسپ نے عاد خاوہ کو مارا اور فرہاد نیل رودی کو آفتاب پرست
بنایا اور طہماس کو زخمی قید کرکے ساتھ لایا ہوا اب ایرج کے پاس لیے جاتا ہے نورالدہر نے یہ احوال جالاک
بن عمرو سے سنا نہایت غیظ و طیش میں آیا اور مثل شعلہ آتش بھڑک اُٹھا اور کہنے لگا دیکھو تو سہی میں کیا زخم

ہوشیار باش کی بلند تھی لوگ اپنے ہتھیاروں کو نکال کر صاف کرتے تھے کچھ لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کل
صبح کو کون ہراول لشکر ہوتا ہی کوئی کہتا تھا کہ دیکھئے کل میدان کارزار میں کسکا بول بالا ہوتا ہی اور کون مورد
فتح وظفر ہوتا ہی اور کسکو شکست ہوتی ہی غرض اسی طرح سے تمام شب گذری جب کہ وقت صبح کا ہوا طرماسپ اپنی
فوج سے نکل کر مرکب پر سوار ہوا اور وسط میدان میں آکر پکارا کہ اے لشکر اسلامیان از شما ہر کرا آرزوے مرگ
باشد بیا در میدان جنگ کہ ارادہ دست یازی دارم ابھی آواز کے سنتے ہی طہماس چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے
کہ نقابدار مانع ہوا اور اپنے مرکب کو گرم ناز کرکے میدان جنگ میں آیا اور پکارا کہ اے طرماسپ تیرو دوگا
گذارم کہ از دست من زندہ وسلامت بدر روی یہ سنکر طرماسپ نے ایک وار نیزے کا سینۂ نقابدار
پر کیا نقابدار نے سنان نیزہ سے نیزہ اسکا جدا کر دیا طرماسپ نے دوڑکر تیغ آبدار کا وار کیا نقابدار نے سپر
اوپر روک کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو تا ابرو اترا طرماسپ نے دست مارا تیغہ جھکاکر نکل گیا پھر دوسرا وار طرما
نقابدار پر کیا نقابدار نے پھر وار اسکا رد کرکے پھر ہاتھ مارا تو زخم سر طرماسپ کا دو پارہ ہوگیا ہمراہیان طرما
سپ نے گھوڑوں کو دوڑاکر نقابدار کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی اب نعرہ طہماس بلند ہوا نعرہ منم طہماس شیر بیشۂ نبرد
گلستان و بدرمن مشغول دیو بر روستم ثانی و غلام حمزہ ام شاہم منم طہماس عالی شان و دودے کافرانم کرد عاشق
دین مسلمانی تلوار چلنے لگی اسی ہنگامۂ جنگ میں گھوڑا طرماسپ کا بھڑک کر نکل گیا فرار بذلیل دی ہی شکست لشکر کے
بھاگا بھاگی دیکھکر طہماس دوڑتا ہوا نقابدار کے پاس آیا قدموں کو بوسہ دیا عرض کی تا بداتا بیدو امیر کہ حضور اپنے
نام نامی اسم گرامی سے آگاہ فرمائیں کیونکہ آپ میرے بڑے محسن ہیں کہ ایسے غلام نوازا کے پنجۂ قہر سے نجات
دی اور جانبری کی پس نقابدار نے اٹھا کے نقاب اپنے چہرے سے اٹھا دی تب طہماس نے پہچانا کہ یہ سرمایۂ زندگانی
نور چشم مومنان نور دیدۂ مسلمانان یعنی شاہزادہ نورالدہر عالی شان ہیں پس دوڑکر قدموں کو بوسہ دیا سر وچشم
سے لگائے الحمد قد دالشتہ شعر منور روبہ ام گردیدہ از نور سراپایت + کہ نور تو بت جان از تقد اصل شکر عنایت + اے
شہریار لاکھ لاکھ جان میری آپ پر سے نثار شعر ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب + ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبست
تربات شوم حضور کو میرے حال پر ملال سے کیونکر آگاہی ہوئی جو اسقدر تکلیف اٹھاکر راہ دور و دراز کو طے کرکے
اس خانہ زاد کے حال پر عنایت مرزا کے سرفراز کیا نورالدہر نے کہا کہ چالاک بن عمرو نے مجھکو خبر دی کہ طہماس
کو طرماسپ گرفتار کرکے بہزار ذلت و خواری سمت ایرج لیے جاتا ہی مجکو یہ حال سنکر نہایت غصہ آیا اور میں نقابدار
سفید پوش بنکے مع بارہ ہزار سوار اور سرداروں وہمراہیوں کے یہاں پہونچا اور تجکو رہا کیا طہماس نے کہا
اے شہریار یہ نابکار میرے تعاقب میں آیا اور مجکو اسنے نامردی سے گرفتار کیا تھا مگر ہزار ہزار شکر اس رب کا
اور ہزار ہزار احسان حضور کا کہ اسقدر سفر دور و دراز سے تکلیف کرکے آپ میری رہائی کو تشریف لائے اور
عذاب الیم سے مجکو نجات دی اور آپ میری اعانت نہ کرتے تو رہائی میری غیر ممکن تھی نہیں معلوم وہ مجکو ایرج
کے پاس لیجاکے کس کس مصیبت میں مبتلا کرتا یہ آپکی عنایت سے میری جان بچی گویا از سر نو زندگی ہوئی اور
اے شہریار مجکو لازم ہی کہ میں بھی اسکا تعاقب کروں اور اسکو جہاں ملے گرفتار کرکے لاؤں اسنے جو مجکو قید کیا
تھا اور ایرج کے پاس لیجاتا تھا تو اسکے عوض میں اسکو گرفتار کرکے جلد سے قید کروں بعد ازاں اسکو
قتل کرکے جہنم واصل کروں نورالدہر نے کہا کہ اے طہماس طرماسپ جب پھر ادھر آئیگا تب سمجھ لینا
طہماس نے کہا جو مرضی شہریار کی بہت خوب نہ جاؤنگا یہ کہکے خاموش ہورہا جب کہ قریب نصف شب کے گذری

تو طہماسپ بے اطلاع نور الدہر کے پوشیدہ طرماسپ کی تلاش مین روانہ ہوا صبح کو شاہزادہ نور الدہر جب
خواب راحت سے بیدار ہوا اور طہماسپ کو نہ دیکھا تو نہایت بیتاب ہو کر لوگون سے پوچھا کہ طہماسپ کہان ہے
جلد بتاؤ خدمتگارون نے عرض کی خداوند نعمت آج نصف شب سے اسکا کچھ حال نہین معلوم کہ کہان چلا گیا ہے تب
نور الدہر نے سوارون کو حکم دیا کہ دس دس سوار ہر چہار طرف جا کر تلاش کرین جہان اسکا پتا اور نشان ملے
وہان سے اسکو مع الخیر میرے پاس حاضر کرین دس دس سوار ہر سمت کو روانہ ہوے اور تمام دن سرگردان
حیران و پریشان اسکی تلاش مین رہے جب اسکا کچھ پتا نہ لگا تو مجبور ہو کر واپس آے عرض کی اے شہریار ہم لوگون
نے تمام دن اسکو تلاش کیا اور بہت لوگون سے اسکا پتا بھی پوچھا مگر نہ وہی ملتا ہو اور نہ کسی سے اسکا کچھ پتا
نشان معلوم ہوتا ہے نور الدہر نہایت متردد اور متفکر ہو کر اس شب بھر منتظر طہماسپ کا رہا کہ شاید وہ کہین چلا گیا
ہو کوئی ضرورت ہوگی مگر شب کو کسی وقت ضرور آئیگا مگر جب وہ نہ آیا اور صبح ہوگئی جانا کہ طہماسپ ضرور بتلاش
طرماسپ گیا ہو اگر اور کہین گیا ہوتا یا کسی کام مین مشغول ہوتا تو اب تک آجاتا کیونکہ آج تیسرا دن ہے ضرور آتا یا کچھ
حال معلوم ہوتا کہ فلان جگہ پر ہے القصہ لشکر طرماسپ کا جو شکست کھا کر شہر جل رود سے بھاگا تھا تو وہ لشکر
پاس ایرج کے گیا اور سارا حال آسے طرماسپ کے شکست کھانے کا روبرو ایرج کے بیان کیا اور فرہاد جل
رودی سے بھی تمام حال کہا ایرج نہایت آزردہ ہوا اطوغل دریا باری سے کہا کہ یہ خدا پرست عجب طرح
کے لوگ ہین کہ مروت مطلق نہین کرتے ہین ہر چند مروت کرتا ہون وہ اپنے طریقے سے باز نہین آتے انہون نے میرے
ساتھ اس طرح پیش آے ہین اگر طرماسپ میرے پاس طہماسپ کو لے آتا اور نور الدہر میرے پاس کہتا
تو مین طہماسپ کو نہ بھیج دیتا کیا فائدہ ہوا کہ نور الدہر نے جا کر طرماسپ سے جنگ کی اور ایک اسکو زخمی کیا مین جنگ
اسکو مزا اسکے معقول ضرور دونگا اور دماغ سخت نہ کرونگا اب تک وہ لوگ اپنے عمل بہت باز نہ آئے ہین یا کہ
ہو رہا تھا یقین کرتا اور طبل جنگ کی لشکر لقا مین بلند ہوئی ایرج نے شاپور کو حکم دیا کہ تم جا کر دیکھو کہ کہان یہ
صداے طبل جنگ بلند ہے حسب الحکم اسکے شاپور نے حال دریافت کیا پھر یہ خبر لیکے شاپور آیا اور
بارگاہ مین حاضر ہو کر بعد دعا و ثنا کے کہ شاہی کے یون کہنے لگا کہ تاجدار حسب الحکم حضور کے لشکر مین جاکے صداے
طبل جنگ بلند تھی گیا دیکھا کہ آصف بن الوس زانوے تخت لقا کے دست بستہ کھڑا ہوا عرض کر رہا ہے کہ غلام کی تقصیر
معاف ہوتا بعد ازین ہم نے جنگ کا نام نہ لیا ابتک دشمنان حضور کو غارت نہ کر دیا جس وقت فوج دشمن کو شکست فاش دیکر
بھگا دونگا اس وقت میری ناک درست کر دیجیے گا لقا نے اقرار کیا اور کہا کہ اچھا جس وقت تو لشکر حریف کو شکست
و ہزیمت دے کر آئیگا اس وقت تیری ناک بہ دستور سابق درست کر دونگا یہ صداے طبل جنگ جو بلند تھی آصف بن الوس
کے لشکر مین تھی اور ادھر لشکر وارد ایک سمت میدان مین فرو کش تھا وہان سے بھی آواز طبل جنگ کی آنے
لگی تب امیر بادر تو نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا اور حسب الحکم امیر بادر تو کے طبل جنگ
بجنے لگا طرفین مین درستی آلات حرب کی ناگاہ روز روشن ہوا اور ہنوز لشکر جانبین سے کوئی میدان وغا مین نہین آیا
تھا کہ ناگاہ کچھ گرد و غبار ایک سمت سے اٹھتا ہوا نظر پڑا کہ جسکی بلندی سے قرص خورشید تیرہ و تار نظر آتا تھا
بادر تو نے چند ہرکارون کو طلب کر کے حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ یہ گرد سر بفلک رسان کیسی ہے کہ جسکی تاریکی سے
آسمان تک چھپا ہے حسب الحکم امیر بادر تو کے ہرکارے روان دوان وہان پہونچے تو دیکھا کہ تخمیناً چار سو علم
نشان چار لاکھ سوار کا اور ہر علم کے پھریرے پر ایک ایک تصویر آفتاب کی منقش طلاکار و زر دوزی

برہمن کو نامہ دے کر لشکر لقا میں بھیجا شقیرا نے وہ نامہ سر سے پیٹا اور رخصت پایا ۔ لقا سوار ہوا ۔ القصہ جو قطع راہ
بارگاہ لقا میں پہونچا مگر چونکہ لقا نے کبھی اس قدوقامت کا دیو نہ دیکھا تھا دیکھکر ڈر گیا اور کانپنے لگا تمام اہل دربار بھی
کانپنے اور تھرانے لگے اور بختیارک بھی خوف سے بیہوش ہوکر گر پڑا تب شقیرا نے کہا کہ تم لوگ کچھ خوف و دہشت نہ
کرو میں تمکو کسی طرح کی تکلیف دینے کو نہیں آیا ہوں میں نامہ عادل قاف کا لیکر آیا ہوں بس یہ کہکر نامہ سر سے
لیکر لقا کی حضور میں پیش کیا لقا نے نامے کو دونوں ہاتھ سے اٹھایا اور سر پر رکھ کے بوسہ دے کر دبیر کو دیا اور
حکم کیا کہ مضمون اسکا پڑھے جب دبیر نے نامہ لیکر کھولا اسمیں یہ مضمون مرقوم تھا کہ اے لقا اگر تو بہتری اپنی چاہتا ہے
تو آکر میری خدمت میں حاضر ہو میں تجکو بڑی عزت سے رکھونگا اور اختیارات سابق سے دو چند اختیارات تجکو دونگا
اور جو انکار کریگا تو دیوان لشکر کو حکم دونگا وہ وہاں آکر تجکو مع زن و بچہ و تمام سپاہ سب کو کھا جاینگے لقا نے سنکر
بختیارک سے جواب نامہ یوں تحریر کیا کہ اے بادشاہ دیوان قاف آپ چلئے میں بھی حاضر ہوتا ہوں شقیرا نے کہا کہ اگر تو
میرے ساتھ چلیگا تو خیر ورنہ میں خود ہی سمجھوں کہ کھا جاونگا لقا یہ سنکر اپنے دل میں کچھ دیر تک سوچا کیا مارے خوف
جان کے کانپنے لگا اور کہا اے شقیرا اے برہمن میں نے بہت ہزار برس پیشتر ہی تقدیر کی تھی کہ میں ابھی تیرے ساتھ چلونگا جسکا
جی چاہیگا وہ میرے ساتھ چلیگا بس اتنا کہکر اسی وقت لقا اٹھ کھڑا ہوا اور سب اوسکے چلنے کا کہا کہ ساتھ ہی اسکے
یاقوت شاہ و ملک بختیارک اور نسیم خون آشام زہیر بن ملک سما و ریاہ بادیہ و مالک زرد لقا جمشید و خورشید
اسی طرح سب ہمراہ لقا کے اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے کو آمادہ ہوئے شقیرا نے برہمن آں سب کو اپنے ہمراہ
لیکر سمت عادل قاف روانہ ہوا جب قریب لشکر عادل قاف کے پہونچے تو عادل قاف نے لقا کی آمد کی خبر سنکر
کشور شاہ اور اقبال شاہ وغیرہ اور جملہ سرداروں کو حکم کیا کہ تم سب صاحب جاکر استقبال کرکے لقا کو باعزاز و اکرام
میری بارگاہ میں لے آؤ الغرض بڑی تعظیم و تکریم سے لقا کو بلوایا اور بڑی عزت و حرمت کی کمال عظم و شان سے دعوت
کی بعد اسکے دیو صارہ کے ہاتھ نامہ امیر کو بھیجا وہ دیو اس نامے کو لیکر بارگاہ سلیمانی میں آیا امیر نے جو دیکھا تو اسے بٹھایا اور
اسکے نذر نثار کرکے ہاتھ میں لیا خط عمرو کو دیا عمرو نے پڑھا تو لکھا ہوا تھا کہ اے عرب بیوفا ہم دو ہزار دیوان سے جو تو نے میرے ساتھ کئے ہیں
سب سے درگزر ہو اسے کر دیکھتے ہی میری خدمت میں جلد آ تیرے گناہ معاف کر دونگا اور بسر اوقات کے لیے
بھی دیدونگا اور اگر اسکے خلاف کیا تو یہ دیکھ لے کہ بیٹے باپ دادا تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں وہ سب میرے پاس جمع
ہوکر آئے ہیں اگر ایک ادنیٰ اشارہ بھی کردونگا تو تیری کل فوج کو کھا جاینگے بس یہ مضمون پڑھکر امیر بہت زیادہ آزردہ
ہوئے اور نامے کو پھر کر پھینک دیا یہ حال دیکھکر دیو صارہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا اے حمزہ تو نے غضب کیا کہ نامہ عادل
قاف کا پھر کر پھینکدیا اے حمزہ بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہ کہکر امیر کی طرف جھپٹا نورالدہر نے جو یہ دیکھا کہ دیو گستاخی
کرتا ہے فوراً آستین سے نکل پڑے اور دوڑ کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور للکارا کہ خبردار صارہ دیو نے کہا او کمین پرے ہٹ تو معاف کر دیا ہوں بعد اسکے
حمزہ سے سمجھونگا یہ کہکر چاہا کہ نورالدہر سے دست و گریبان ہو فوراً نورالدہر نے ہاتھ اسکا پکڑ کے آگے کھینچا ایک طمانچہ
ایسا منہ پر مارا کہ وہ زمین پر لوٹنے لگا نورالدہر نے چاہا کہ سر اسکا جدا کرکے پھینکدے کہ امیر نے ممانعت کی کہ اے
نور دیدہ نورالدہر یہ فعل بہادروں کی شان سے خلاف ہے ایلچی کو مارنا نہ چاہیے نورالدہر نے یہ سنکر عرض کیا کہ اگرچہ یہ
سزا اسکے قابل نہیں ہے مگر حکم حضور فیض الاعظم جناب سے عمل کیا ہے یہ کہکر دیو صارہ کو بارگاہ سے نکلوا دیا دیو صارہ وہ نامہ
پارہ پارہ لیے ہوئے عادل قاف کے پاس آیا اور کہا کہ لیجیے میں امیر حمزہ کے پاس ہو آیا آپکے نامے کی تو یہ توقیر کی کہ پھاڑ کے پھینک
دیے یہ پرچے اس خط کے میں سمیٹ لایا ہوں اور میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ بذلت تمام بارگاہ سے نکلوا دیا

نے لندھور کو دیکھکر نعرہ کیا اور آدمزاد سر سیاہ و دندان سفید تو میرے مقابلے کو آیا ہے لندھور نے کہا ہاں میں تیری
جان کا ملک الموت ہوں یہ سنکر لفریت بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ خیر لندھور ہوشیار ہو یہ کہکر ایک وار شمشاد کا
کیا لندھور نے وار اسکا خالی دیا وہ شمشاد زمین پر پڑی زمین سے تا گرد بلند ہوا یہ دیکھکر کہ لندھور مارا گیا
اٹھا افسوس اس آدمزاد کا گوشت ہی میرا خاک آلودہ ہوگیا لیکن عمرو اپنے جی میں کہتا ہے کہ لندھور تو بلا سے بچ گیا
ہو لفریت جلا اٹھے اتنے میں کیا بچا کر دفعۃً نعرہ لندھور کا بلند ہوا کہ او تیرہ روزگار کیا بکتا ہے کہ تو نے ملا اور
گوشت قابل کھانے کے تیرا میں تو ابھی زندہ و سالم موجود ہوں یہ کہکر دو دستی گرز لفریت کے سر پر مارا کہ بھیجا
اسکا اڑ گیا اور خون اسکے سر سے جاری ہوا لفریت نے ایک نعرہ کیا اور اپنی ٹوٹی ہوئی شاخ اٹھا کر لندھور
کے سامنے سے بھاگا خون سر سے بہتا جاتا تھا اسے پونچھ پونچھ کے چاٹتا جاتا تھا تا اینکہ سامنے عادل قاف کے پہونچا اور
کہا کہ میں اس آدمزاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا عمرو نے اسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اے شاہ دیوان قاف وہ [illegible]
روز مصاف میں راضی ہی نہ تھا کہ تو میدان میں جاوے تو کیوں گیا اسنے کہا کہ خیر جو کچھ ہونا تھا سو ہوا آپ نائب خدائے
ابلیس ہیں میری شاخ شکستہ کو ہرا کیجیے عادل قاف نے کہا کہ اے فرزند ہمارے تو خاطر جمع رکھ میں تیری شاخ اصلی درست
کیا دونگا کہ کسی کی ایسی نہ ہوگی یہ کہکر طبل بازگشت دے کر واپس گیا اپنے خیمے میں داخل ہوا اور ایک شاخ طلائی
بنوا کر یاقوت و مروارید اس پر نصب کر اسکے لفریت کے سر پر جڑوا دی اس احمق نے جو اس شاخ کو آئینے میں دیکھا بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا یا عادل قاف میری دوسری شاخ بھی ایسی ہی بنوا دیجیے عادل قاف نے کہا اچھا خاطر خواہ ستون سے فیصل ہو
تو میں تیری دوسری شاخ بھی ایسی ہی بنوا دونگا بعد اسکے دربار برخاست ہوا اور لوگ اپنی اپنی خوابگاہ کو گئے عمرو نے دیو تلک
سے کہا کہ تو مجھکو لشکر اسلام میں لے چل کہ اس ہندی نے میرے فرزند کی شاخ کو توڑ ڈالا ہے میں اسکو دنیا ہی سے مٹا دونگا اور
ایک نقارہ پرست کو بصورت لندھور تشکیل کر کے ہمراہ لیا اور لندھور کے خیمے میں آ کر اسے بیہوش کر کے زنبیل میں ڈالا
اور اس نقارہ پرست کا سر کاٹ کر لندھور کے پلنگ پر ڈالدیا اور لندھور کو لا کر پورا الدہر کے پاس قید کیا یہاں لشکر
اسلام میں ایک غل پڑ گیا کہ رات کو کوئی لندھور کو قتل کر گیا امیر نے یہ غل سنکر ارشاد فرمایا کہ سوا اس ولد زنا کے اور کسی کا
کام نہیں ہے اور فرمایا کہ [illegible] کیا ہے اور ہر ایک سردار سے فرمایا کہ ہر ایک اپنے خیمہ میں جاگتا رہے جبتک [illegible] کیا دشمن
آئندہ ایسا ہی کیا جائیگا ادھر شیقرالے پر مین نے حکم کیا کہ طبل جنگی بجے اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہزاروں نے [illegible]
عادل قاف کے لشکر میں طبل جنگ بجا دیا گیا امیر نے بھی یہ سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارہ رزمی آوازش میں آئے غرضکہ
اسیوقت نقارہ جنگی بجا رات بھر سامان حرب میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان نبرد میں صف آرا ہوئے شیقرالے پر مین کو
اسکا چراسی کرتا ہوا سامنے تخت عادل قاف کے آیا اجازت میدان چاہی عادل قاف نے کہا کہ اچھا جا خداوند ابلیس [illegible]
ابلیس [illegible] شیقر اسلام کرکے میدان کی طرف چلا اس جوش و خروش سے راستہ چل رہا تھا کہ زمین ہل رہی تھی میدان
میں پہونچکر لشکر اسلام کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ غصے کا [illegible] پہلوان عادی تخت شدادی کے گرد [illegible] ہوئے
صف آرائی کر رہا تھا جیسے ہی شیقرالے پہلوان عادی کو دیکھا جست کرکے قریب آیا اور عادی کو بغل میں
دبا کر میدان سے لے بھاگا اور عادل قاف کے سامنے لیچلا پہلوان عادی بہتیرا چلاتا رہا کہ ارے کمبخت مجھے کہاں
لیے جاتا ہے مگر شیقرالے نے ایک نہ سنی اور عادل قاف کے پاس پہونچکر [illegible] ہوا کہ حضور یہ [illegible] چرب [illegible]
ہو اگر عادل قاف اس آدمزاد کو مجھے عنایت کریں تو میں اپنا دانت اسپر تیز کروں خداوند میں نے آجتک آپ سے
کوئی چیز نہیں طلب کی آج آپ سے اسکی درخواست کرتا ہوں اگر حکم کی اجازت ہو تو میں اسے کھا کر اپنا شکم سیر کروں عادل قاف نے

اور بہت آبرو سے آپ کو کیوان سے ملاؤں گا نورالدہر یہ سنکر خوش ہوا اور کہا اچھا چلو مجھے ہفت منظر سلیمانی پر پہونچا دو خسرو نے
کہا آپ سوار ہوکر چلیے نورالدہر نے کہا کہ تم کو سواری سے کیا غرض خسرو نے کہا کہ میں اس ذلت سے آپ کو ہفت منظر میں نہیں لیجاؤنگا
ہاں جو آپ گھوڑے پر سوار ہوں تو میں آپ کو ہفت منظر میں پہونچا دوں نورالدہر لاچار ہوکر مرکب پر سوار ہوکر خسرو کے ساتھ روانہ ہوا
خسرو شاہزادے کو شہر میں لایا حمام کروایا لباس پہنایا اور ضیافت کی نورالدہر نے پوچھا کہ اے خسرو ہفت منظر یہاں سے کتنی
دور ہے اُس نے کہا کہ سلطنت سنگسر ہے اور یہاں سے دس فرسنگ کہتے ہیں شاہزادے نے فرمایا کہ مجھے جلد وہاں پہونچا خسرو نے کہا کہ میں غلام
ہوں وہ ایک وزیر شہر ہے میں آپ کو لیے چلتا ہوں نورالدہر نے کہا کہ تم ایک ہمراہ میرے ساتھ کر دو خود جانا تمہارا ٹھیک نہیں کہ شان و شوکت
سے جانا منظور نہیں ہے خسرو نے عرض کیا کہ میں تنہا آپ کے ساتھ چلونگا شاہزادے نے فرمایا میں تمہیں ساتھ نہ لیجاؤنگا میں اکیلا جاؤنگا
خسرو نے کہا کہ جس طرح مرضی آپ کی ہو اور ایک نامہ کیوان فلک رفعت کو لکھا کہ مضمون اُسکا یہ تھا کہ اے کیوان فلک رفعت آگاہ ہو کہ
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران جوان وجیہ شکیل حمیدہ و خجستہ عاقل دانا بہادر بے نظیر یگانۂ آفاق
تمہاری بیٹی کے عشق میں دیوانہ ہوکر نکلا ہے اور تمہارے ملک کی راہ لی ہے تم اپنی سعادت و افتخار سمجھ کر ملازمت اُسکی کرنا بڑا نصیب سمجھنا کہ
ایسے عالی نسب کے ساتھ تمہاری دختر منسوب ہو اور وہ ایسے ہی شوہر کے قابل و لائق ہے جس وقت شاہزادہ وہاں پہونچے بیٹی کو اپنی شاہزادے
کے ساتھ منسوب کرنا اور جہیز ہم اُسکو دینگے یہ نامہ ایلچی کو دے کر روانہ کیا بعد اسکے نورالدہر کو خلعت فاخرہ پہنا کر مرکب پر سوار کر کے بدرقہ
کیا اور بارہ ہزار سوار شاہزادے کے پیچھے روانہ کیے اُنسے کہا کہ تم دور دور شاہزادے کے تعاقب میں چلے جانا تا اپنی مرضی کا
اس طرح سے شاہزادہ چلا لیکن ایلچی نے تیز جاکر کیوان فلک رفعت کو دیا وہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور
خلعت و ساز رخصت کیا کہ ہرکارے نے خبر دی کہ شاہزادہ نورالدہر آپہونچا کیوان فلک رفعت سامنے آیا گھوڑے سے اتر کر
سلام کیا کیوان بھی پیادہ ہوکے دوڑ کر شاہزادے سے بغلگیر ہوا اور شاہزادے کو اپنے ساتھ لیکر داخل شہر ہوا اور شہر سے ایوان بادشاہی
کا آراستہ کروایا کشتیاں جواہر کی نثار ہونے لگیں شاہزادے نے دیکھا شہر آراستہ ہے ہر طرف خلقت کی آمد و رفت ہے عجب رونق ہے وہاں
اُسکے بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ دیکھا کہ ہر کوچہ میں تصویر ملکہ قمر چہرہ کی لٹکی ہوئی ہے نورالدہر ہر جگہ کھڑا ہو جاتا تھا مگر ویسی تصویر دیکھا کرتا
تھا اور وہ تصویر جو اُس نے پہلے خواجہ منصور سے لی تھی وہ ہر وقت سینے پر رکھی تھی شعر سینے پر ہر وقت تھی تصویر یار دل سے جب جاتا تھا
اُٹھا کے دیکھ لی وہ تصویر کو دیکھتا تھا اور سجدہ کرتا تھا لوگ شاہزادے کے حسن و جمال کی تعریفیں کرتے تھے کہ جہاں نورالدہر کو کھڑا دیکھا
اور سب کا ہجوم ہو جاتا تھا کہ دیکھنے والے دیکھا کیے ہیں حیا ہو دانشمند ہو جاتے تھے جدھر ہو کر نکلتا تھا در و دشت بند ہو جاتے تھے چاروں طرف
غلغلہ تھا کہ یہی بیٹا صاحبقران کا یہی نورالدہر عاشق ملکہ قمر چہرہ ہے ہر طرف سے انگلی اٹھ رہی تھی مثل ہلال انگشت نمائی خلق تھا
شاہزادہ تمام شہر کو دیکھتا ہوا ایوان بادشاہی میں پہونچا کیوان تخت پر بیٹھا نورالدہر کو لیکر بیٹھا جشن برپا ہوا اور نورالدہر
نے تمام محل کی سیر کی اور کہا کہ اے کیوان ہفت منظر بھی دیکھ لوں اس نے کہا کہ کل میں لیجاؤنگا اور اسی وقت وزیر کیوان کا کشتیاں
لی ایک زبانی خبر خوش شاہزادے کی چاپلوسی سب میں مشہور ہوا کہ کیوان فلک رفعت نے ملکہ قمر چہرہ کو نورالدہر کے ساتھ منسوب
کیا مبارک سلامت کی آواز ہر طرف سے بلند تھی میں دل و جان سے وہ رات گذری صبح کو نورالدہر کو سوار کرکے ہفت منظر سلیمانی پر لے گیا
شاہزادے نے دیکھا کہ دریا سے متصل ایک عجب طرح کا تخت زمرد کا ہے ایک شجر سا کی شکل کہ اُٹھا ہوا ہے اور جہاں میں ایک رشک فلک
ہوا ہزار نگار ہر سات درجے کی ہیں اور درجہ الماس کا دوسرا درجہ زمرد کا تیسرا یاقوت کا چوتھا پکھراج پانچواں درجہ فیروزہ کا
درجہ صندلی رنگ کا ساتواں درجہ مینا کا اور ہر درجہ نگار پر انواع طرح کا بیل بوٹا ہوا کہ ایسا قصر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا تھا

تھا بلند ایک قصر نادر کار
صنعت نقاش چین اگر دیکھیں

تھے جو اُسکے سب در و دیوار
دنگ ہوں آنکھیں سکر رنگ جالیں

طاق کسرے سے طرح میں دو چند
شش آفتاب تھا وہ مکان

قصر تھا مسجد سے میں بلند
پھیری تھی صبح کی سفیدی وہ

دوالکمہ زنگی ساتھ لیکر قلعہ برقان کو وی طرف حمید اور حامد بن حمید کے تعاقب کو روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا اور یہ خبر حامد بن
حمید کو پہونچی تو سخت برہم ہوا اور کہا کہ خیر آتا ہے تو آنے دو دیکھو تو کیا سزا اسے معقول دیتا ہوں اور اس دیلم کو
زندہ ہی سے مار ڈالونگا اور یہ کہکر حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے بموجب حکم فوج قلعہ سے باہر نکلی اور طبل جنگ بجایا
ادھر ایرج کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ حامد بن حمید نے بجوادیا ہے لشکر ایرج نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئے نقیبوں نے نقابت کی بعد اسکے حامد بن حمید زنگی میدان میں آیا
اور مبارز طلبی کی اس طرف ایرج نوجوان نے رکب کو جنبش دی اور مقابل حامد کے آیا اگر دو زنگی ہوتی ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور حامد
کا گھوڑا بھی قدم پیچھے ہٹا اور دونوں نے مرکبوں کو رانوں میں مسلکر مقابلہ کیا حامد کی نگاہ جو چہرہ ایرج پر پڑی ایک آفتاب جلوہ گر
دیکھا آنکھیں خیرہ ہوگئیں لیکن حامد نے حیران ہوکر پوچھا کہ ای جوان تیرا کیا نام ہے ایرج نے کہا کہ مجھکو ایرج نوجوان کہتے ہیں حامد
نے کہا کہ خیر میں نے تو تیرا بڑا نام سنا تھا یہی سمجھا تھا کہ ایرج کوئی بڑا پہلوان زبردست اور قدآور ہوگا مگر واہ واہ اسی قد و قامت پر یہ
دعوی ہے اور ابھی ہاتھ پاؤں ہلانے کو صاحبقران کہتا ہے ایرج نے کہا کہ خیر اس بک بک سے کیا حاصل ہے جب ہاتھ ملیگا تو
آپ ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون قوی ہے اور کون ضعیف حامد نے کہا کہ اچھا وار کرو ایرج نے کہا کہ پہلے تمہی اپنا حوصلہ نکال لو پھر میں بھی
وار کرونگا پس حامد نے ایرج پر نیزہ مارا ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کردیا حامد نے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی بیکار کی پھر ان
ہاتھ پڑ گئے زور ہونے لگے مرکب دونوں کے تھک گئے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی چار شبانروز
کشتی ہوئی پانچویں روز ایرج نے اسکو زیر کیا اور کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ ایک شرط سے ایرج نے کہا کہ وہ شرط
بیان کر حامد نے کہا کہ میں دختر کیوان فلک نعمت ملکہ مہر پر عاشق ہوں اسے دلوا دیجئے تو میں اپنے لشکر سمیت آفتاب
پرست ہوتا ہوں ایرج نے کہا کہ میں تیری محبوبہ تجھے دلوا دونگا مگر اپنی بہن کو دیلم کے ساتھ منسوب کردے اسنے کہا کہ بسر و چشم
منظور ہے غرض ایرج نوجوان نے تمام قلعہ اور شہر برقان کو وکر آفتاب پرستی اور شادی دیلم کی زرنگار بانو کے ساتھ
کردی بعد اسکے فوج زنگیوں کی جمعیت فراہم کرکے حامد بن حمید کو بادشاہی تخت زرنگار پر بٹھایا اور فوج کثیر زنگیوں کی
اپنے ہمراہ لیکر بعد کوچ جانب ہفت منظر سلیمانی کے روانہ ہوا

اب بیان سے چند کلمے داستان طہماسپ کے بیان کئے جاتے ہیں

کہ طہماسپ جو نور الدہر کے ہاتھ سے زخمی ہوکر بھاگا تو علی الفور اسکو لیکر علی الصبح ایک صحرا پر فضا میں پہونچا اور گھاس جو اسکا
مرہم تھی ایک ہی سو مرہم ہوتا ہے تو طہماسپ زمین پر تھا اور گرتے ہی بے ہوش ہوگیا ہوش جو آیا تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا کہ
جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے صحرا کے اور کچھ نظر نہیں آتا مگر زخم سے خون جو علی الاتصال جاری تھا وہ بند ہوچکا ہے طہماسپ
اٹھا دیکھا کہ ایک درخت پر بڑے بڑے پھل ہوئے چلے جاتے ہیں اور سامنے ایک چشمہ آب ہے پہلے زخم لیا دھویا بعد اسکے دو
پکڑ کر اپنے زخم میں ٹانکے لگائے بعد اسکے گھوڑے کو پکڑا زین اسکا درست کرکے اسپر سوار ہوا اور ایک گاؤں میں پہونچا اور
کھانا کھایا زمیندار سے وہاں کے جاکر ملاقات کی پوچھا کہ یہ کونسا شہر ہے یہاں سے قریب ہے اسنے کہا کہ یہ شہر اشرق یہاں سے
دو تین کوس ہے غرض کوئی دو چار روز وہاں قیام کیا جب زخم کچھ اچھا ہو لیا تو جانب شہر اشرق کے روانہ ہوا جب داخل شہر ہوا تو
شہر کو نہایت آباد دیکھا ایوان شاہی کا پتا پوچھتا ہوا دروازہ بارگاہ پر آیا گھوڑے پر سے اترکے اندر جانے کا قصد کیا دربان
نے روکا اسکے اس ہاتھ سے طمانچہ لگا کر سر توڑ دیا آڑ کیا طہماسپ بے تحاشا ایوان شاہی کے اندر چلا گیا کہ شرق شاہ
تخت پر بیٹھا ہے سرداران فوج افسران سپاہ گرداگرد اسکے تمکین ہیں طہماسپ پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر کہ جو نیر اعظم
آفتاب تاباں کو برحق جانتا ہے شرق شاہ متحیر ہوا کہ پہلے دروازہ بارگاہ پر غل و شور ہوا کہ اسنے دربان کو مارا اور بعد اسکے

طرماسپ کو دیکھا کہ اندر گیا اور بطریق آفتاب پرستان سلام کیا پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے کہ بارگاہ میں بے اطلاع چلا آیا اور یہاں
کس واسطے آیا وہ دین آفتاب پرستی کا نام لیتا ہے تو ایسا گمان کا زبردست ہو رہی ہے ایسی باتیں کرتا ہے اگر تو سودائی ہوا ہے تو اپنا علاج کر ورنہ
ہو یاد ہے تیرے مجھکو خرابی میں ڈالیگا طرماسپ نے کہا کہ سن اے بادشاہ نام میرا طرماسپ بن طہماس بن جنقول ہے ہم پہلے ہی رفیق
بالتخصیص میں زبدۂ آفتاب پرستان فخر گروہ پیر قطب دوران صاحبقران آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا آیا ہوں تجھکو
آفتاب پرستی کی جانب ہدایت کرنے آیا ہوں اور میں ہاتھ سے ہیرہ حمزہ کے زخمی ہوا تھا کہ بیدا ایمان لیکر نکل آیا یہ تقریر سنکر شرق شاہ
اور بھی برہم ہوا اور پکارا کہ اسے جلد اسے گرفتار کرو سودائی ہو گیا ہے مجھکو آفتاب پرست کرنے آیا ہے یہ حکم سنکر بہت سے لوگ
دوڑ پڑے طرماسپ اُنکی جانب جھپٹا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور لاش پر لاش گرا دی جسپر ساطور بیدا اسکے دو ٹکڑے تھے
ایک تلوار کا ٹکڑا بادشاہ شرق شاہ نے یہ رنگ دیکھا بارگاہ سے باہر نکل آیا تخت پر سوار ہوا چالیس ہزار سوار اسکے ہمراہ ہیں سب نے
اسکو گھیر لیا چاروں طرف غلغلہ ہے کہ لینا ہے مردود کو طرماسپ بھی خوب ہی لڑ رہا ہے تا اینکہ بہت سے لوگ طرماسپ کے ہاتھ سے
مارے گئے اب عجب تماشہ ہو رہا ہے کہ بازار میں لڑائی ہو رہی ہے دکاندار دکانوں میں الگ شور کر رہے ہیں راہگیر الگ چلا
رہے ہیں تو جدھر طرماسپ کا گذر ہوتا ہے لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کوئی دیوزاد ہے بعضے کہتے ہیں کوئی رئیس ہے بعضے جو جسکے جی میں
میں آتا ہے کہتے ہیں کہ دیوتا ہیں مہربانی کیجیے ہم تو آپ ہی کے ہیں واسطے خدا کے ہمکو قتل نہ کیجیے اور طرماسپ برابر ساطور
مار رہا ہے جسپر چل پڑتا ہے اسکے دو ہی ٹکڑے تھے جسپر پڑ گیا اسکا بھیجا پاش پاش ہو گیا کسی محلے سے کوئی باہر نہیں نکلتا کوئی اپنا
گھر چھوڑ کر کہاں جائیں کسی محلے میں کل اہل محلہ ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں کہ وہ بلا ادھر آئے تو اسکو مار لینگے ایک ہلڑ تمام شہر میں
مچا ہوا ہے جس طرح مست ہاتھی سے لوگ بھاگتے ہیں اسی طرح طرماسپ سے لوگ گریزاں ہیں جس طرف طرماسپ نکل جاتا ہے
لاش پر لاش گرا دیتا ہے اور ایک قتل ہو رہا ہے کہ جہاں وہ طرماسپ پہونچا بھاگو یہ لوگ بھاگا مار کر تتر بتر ہو گئے ایک قتل عام
ہو گیا آدمی پر آدمی گرنے لگا لیکن طرماسپ نے جو بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور یکساں آخر بہت تک لڑا کیا تو اسکے زخم کھلنے لگے
ٹوٹنے لگے خون بہت جاری ہوا اور غش طاری ہو گیا عیاروں نے کمندیں مار کر پکڑ لیا طرماسپ تو بیہوش تھا ہی اسی حالت میں
طوق و زنجیر میں گرفتار کر لیا شرق شاہ نے حکم دیا کہ اسے بندی خانے میں لیجاؤ اور سب لاشیں اٹھوا کر دفن کراؤ یہ حکم دیکر چلا گیا
دوسرے روز پھر بارگاہ میں آکر بیٹھا تھا اور حکم دیا کہ جلد اس قیدی کو لاؤ میں اسے قتل کرونگا وزیر نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ
اسے رہنے دیجیے اور اسکے زخم کا علاج کرائیے شاید کسی وقت میں اس سے کوئی کام نکلے کیونکہ اسکے لیے تقریر کیجیے اور تاکید فرمایئے
کہ کسی طرح کی تکلیف اسے نہ پہونچنے پائے کہ خداوند تعالیٰ پہلوان دھاڑ کہتے میں وزیر کے کہنے سے بادشاہ خاموش ہو رہا
اسکے زخم کا علاج شروع کیا جب زخم اسکا اچھا ہو گیا تو شرق شاہ نے اسے بلایا اور کہا کہ اے طرماسپ تیں لقاپرستی اختیار کر
طرماسپ نے کہا کیا خوب میں ایسے دین روشن کو چھوڑ کر اس بھکوٹے لقا سے بھاگ کر سجدہ کروں مجھسے یہ امر ہرگز نہ ہوگا مجھے
مرگ گوارا ہے اور لقاپرستی منظور نہیں شرق شاہ نے کہا کہ پھر اسے قیدخانے میں رکھو چنانچہ طرماسپ کو پھر حسب الحکم شاہ
قید کیا مگر کھانا پانی شراب و کباب وغیرہ سب طرح سے پہونچتا رہا چند ہی روز گذرے تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ اے
شرق شاہ بادشاہ خلق سکندری سکندر شاہ عاد اور سعادت شاہ بن سکندر فوج کثیر لیے ہوئے تیرا تا ہی چاہتا ہے یہ خبر
سنکر شرق شاہ کانپ گیا اور اپنے وزیروں سے مشورہ کرنے لگا کہ میں تو سکندر سے ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتا اب تمہاری
کیا رائے ہے بھاگ چلوں یا قلعہ بند ہو جاؤں اکثر نے قلعہ بند ہونے سے بھاگ جانے کو پسند کیا اور کہا کہ خداوند اسکی فوج
کو ٹھیلنے کا کسکو طاقت ہے ہم میں قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا بعضوں نے قلعہ بندی ہو جانا پسند کیا اور کہا کہ خداوندی ناکرا جاتے
دل کا حوصلہ تو نکل جائیگا بھاگ جانا نامردی ہے مردانگی کا کام ڈوبنا ہے مگر ایک وزیر جو نہایت ہوشیار اور دانشور تھا

عرض کرنے لگا کہ طرماسب کو زندانخانے سے طلب کیجے اور اس سے کہیے کہ وہ سکندر کا مقابلہ کرے اگر وہ مقابلے کو قبول
کرے تو اُسے چھوڑ دیجیے اور اگر وہ حریف کو مارے تو آپ اُسکا دین بھی قبول کیجیے شرق شاہ نے کہا کہ اچھا بلاؤ طرماسب کو
القصہ طرماسب کو زندانخانے سے طلب کیا جب وہ آیا تو اُس سے کل کیفیت بیان کی اور کہا کہ اگر تو سکندر پر غالب آیا تو میں
دین آفتاب پرستی قبول کرونگا طرماسب نے کہا کہ ہاں میں سکندر رعادت سے لڑونگا آپ نے بہت خوب کیا اور منہ کو کی تشویش نہ کیجیے
شرق شاہ نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلوا کر قید اسکی کٹوا دو طرماسب نے کہا کہ اے بادشاہ کچھ آہنگروں کی حاجت نہیں ہے یہ کہکر
کل قیدیں مثل ریسمان کے توڑ ڈالیں شرق شاہ بہت خوش ہوا طرماسب کو حمام کروا کر لباس فاخرہ پہنایا اور دوسرے ہی روز
خبر آئی کہ پھر سکندر رعادت آیا ہے پھر طرماسب نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے تم بھی لشکر اپنا باہر نکالو شرق شاہ کا بھی لشکر باہر نکلا
ادھر لشکر سکندر شاہ میں طبل جنگ بجا ادھر شرق شاہ کے لشکر میں نقارہ رزمی نوازش میں آیا رات بھر دونوں
لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر سج کر آمادہ میدان نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے
نقابت کی ادھر سے سعادت شاہ اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے طرماسب شرق شاہ
سے اجازت لیکر میدان میں آیا سعادت شاہ کے سامنے آکے لگا درندوں ہوا بعد تگاور زنی کے سعادت شاہ نے پوچھا
کہ تو کون ہے نام و نسب اپنا بیان کر اُسنے کہا کہ مجھے طرماسب بن طہماس بن عقوبل دیو بردوش کہتے ہیں میں صاحبقران
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہوں اُسنے کہا کہ اے طرماسب دین لقا پرستی اختیار کر میں تجھکو اپنے لشکر کا افسر
کرونگا طرماسب نے کہا کہ اے سعادت شاہ پہلے میں بھی لقا پرستی تھا جب میں نے دیکھا کہ وہ لائق خدائی اور قابل پرستش
نہیں ہے تو میں نے اُسپر لعنت کی اور دین آفتاب پرستی قبول کیا یہ سنکر سعادت شاہ نے کہا کہ ہاں یہ کہ تو لقا کو برا
جانتا ہے ابھی معلوم ہو جائیگا اور جو وار تیرے پاس ہو طرماسب نے کہا کہ تو پہلے وار کرلے تو میں حربہ کرونگا یہ سنکر
سعادت شاہ نے نیزہ مارا طرماسب نے چند اول ہی میں ہوائی کر دیا سعادت شاہ نے تلوار ماری طرماسب نے وار
بچا کر تلوار اسکی پکڑ لی زور ہونے لگے ورک زین سے بل میں ٹھے دونوں گھوڑوں سے کود پڑے کشتی ہونے لگی
طرماسب نے قریب شام اُسے زیر کرکے مقید کر لیا دوسرے روز سکندر خود میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا
طرماسب نے اُسکا بھی مقابلہ کیا شام تک مقابلہ رہا آخر کار طرماسب نے اُسے بھی زیر کرکے مقید کیا صبح کو دونوں کو
لے سامنے طلب کیا اُنھوں نے سامنے آتے ہی بطریق آفتاب پرستان سلام کی طرماسب نے اُنھیں بٹھایا اور مذمت لقا
اور مدحت آفتاب پرستی بیان کرنی شروع کی اور کہا کہ اگر تم نے آفتاب پرستی اختیار کی تو بہتر ہے ورنہ میں تمھیں زندہ نہ چھوڑونگا یہ سنکر وہ
دونوں بھی آفتاب پرست ہو گئے اور شرق شاہ بھی آفتاب پرست ہوا سکندر رعادت نے جا کر اپنے تمام لشکر کو آفتاب
پرست کیا اور طرماسب کو شہر زرنطاق سکندری میں لے گیا دو وقت ضیافت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرض

طرماسب مع لاکھ سوار اور سہارے سالنے ہمراہ ہو کر خدمت ایرج نوجوان میں روانہ ہوا

اب بیان سے چند لیے داستان اُس درویش کے حال میں بیان کیے جاتے ہیں کہ جسنے ملکہ قمر چہر کی
تصویر نور الدہر کو دی تھی اور نور الدہر نے اُسے اپنا خنجر دیا تھا کہ تو لشکر اسلام میں اسکے جا

راویان حکایات عبرت آیات و محرران صفحہ عبرت نشان کو سمند قرطاس پر یوں تحریر تسلیم کرتے ہیں کہ جب وہ فقیر
اس خنجر کو لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوا تو بہت جلد جلد طے مراحل کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ ہیئت چند لباس فقیرانہ پہنے
ہوئے ایک جانب سے ملا ہے اور خواجہ منصور اُس خنجر کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے اپنے گلے سے لگائے ہوئے چلا جاتا
اُن بہروپیوں نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کے پاس کوئی نایاب چیز ہے جسے چھپائے ہوئے چلا جاتا ہے

رخیوں کا حساب نہیں اور ایرج جب قصد جانے کا کرتا تھا حامد بن حمید کی بانع ہوتا تھا القصہ علاوہ کم تدبیرین کین مگر قلعہ کسی
طرح ہاتھ نہ آیا ایرج کمال ہی رنجیدہ ہوا اور کمال فکر و تشویش لاحق حال ہوئی شاپور شیر دل سامنے کھڑا ہوا تھا اُس سے ایرج
نے کہا کہ ای شاپور عمرو و نذر قلعہ گیر جنگ مشہور ہی اور اُسکی اولاد نے بھی بڑی بڑی لاجواب عیاریاں کی ہین تو بھی شاگرد ہی
عمرو کا مگر اب تک کوئی عیاری نہ کی شاپور نے کہا کہ آپنے کا ایک حکم بھی نہین بجالایا جو ارشاد فرمایئے بجا و درجہ علم مجھے بجالاؤن ایرج
نے کہا کہ ای شاپور اگر تو کیوان کو گرفتار کرے تو مین بہت خوش ہون شاپور نے کہا کہ مجھے کیوان کو پکڑنا کتنی بڑی بات ہی اگر کیوان کو
نہ لاؤن تو آج سے عیاری کرنا چھوڑ دون بعد نام عیاری کا نہ لون ای خداوند اپنا نام شاپور نہ رکھون یہ کہکر ایرج سے رخصت ہو
رنگ و روغن عیاری اور کل سامان شب دری مہیا کرکے رات کو قلعہ کے سامنے آیا اور کیا دیکھتا ہی کہ بہت بڑی بڑی مشعلین
جل رہی ہین اور فصیل اور برج مین چراغ روشن ہین جو ادھر اُدھر کر رہی ہین چار طرف لالہ ٔ قلعہ طلایہ پھر رہا ہی آواز بیدار باش
ہشیار باش حاضر باش کی بلند ہی ہر طرف جاگ ہو رہی ہی اور سواران زرہ پوش چار طرف گرد اگرد قلعہ توڑے بندوقون کے لگا کے
ہوئے بندوقین کاندھون پر رکھے ہوئے مستعد کھڑے ہین غرض چار طرف قلعہ کے پھر اُسکی طرف سے راستہ نہ پایا کہ کمند مار کر
اوپر جائے آخر کار رونشا ہو اُسکی نہ کسی طرح لب خندق تک پہونچا اور مشک کو نکالا کر پیٹ سے لگا کر شناوری کرکے پار گیا اور موری
کے راستہ سے داخل قلعہ ہوا صورت کو بدل کر رات تو بسر کر دی صبح کو ایک فقیر کی شکل بنکر شہر مین پھرنا شروع کیا جائے نشست
و برخاست اور خوابگاہ کیوان وغیرہ کو دریافت کیا شب کے جو کیوان اپنی بارگاہ مین جا کر سویا شاپور نگہبانون کو بیہوش
کرکے سرہانے کیوان کے آیا اور اُسے بھی بیہوش کرکے طفت کمند مین گرفتار کرکے وہان سے نکالا اور اُسی موری کی راہ
راستے سے نکلکر لشکر ایرج کا راستہ لیا جب بارگاہ ایرج مین داخل ہوا تو ایرج نے پوچھا کہ ای شاپور شیر دل کیا لایا اُسنے عرض
کیا کہ حضور کے اقبال سے شیر ہی چہرن رہا کیا ایرج نے کہا کہ کیوان کو لایا اُسنے عرض کیا کہ لایا اور پشتارہ سامنے
ایرج کے رکھدیا اور اُسی وقت گرہ پشتارہ کی کھولکر غلیظ دفع بیہوشی دیا کیوان کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک شخص
بلند تخت پر جیسے سامنے ایرج کے بیٹھا ہی اور کنیزان اور خواص جمع ہین خیال کیا کہ تو یہ کیا برا خواب دیکھا ہی اور آنکھین ملنے لگا شاپور نے
کہا کہ ای کیوان تو خواب سمجھا ہی ارے یہ عین بیداری ہی مین تجھے قلعہ سے پکڑ لایا ہون یہ بارگاہ ایرج ہی یہ آواز جو کان مین گئی
جلدی سے اُٹھ بیٹھا ایرج کو سلام کیا ایرج نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی اور حکم دیا کہ ای شاپور اُسے کھولدے شاپور نے
حلقہ ہائے کمند کھولدیے صحبت عیش برپا ہوئی شراب کا دورہ شروع ہوا ایرج نے ساقی سے کہا کہ کیوان کو بھی جام دے بعد
اُسکے کیوان سے کہا کہ ای کیوان مین سنتا ہون کہ اسلیے طلب کیا ہی کہ تو اپنی بیٹی کو شاہزادہ زنگبار حامد بن حمید کے ساتھ منسوب
کرے کیوان نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ای زمرۂ آفتاب پرستان میری ایک ہی بیٹی تھی کہ اُسے شاہزادۂ عالی قدر نور الدہر کے
ساتھ منسوب کر دیا اب دوسری بیٹی کہان سے لاؤن جو شاہزادۂ زنگبار کے ساتھ منسوب کردون ایرج بہت غضبناک ہوا اور
پکارا کہ ای دیلم شاہ جلد اسے پکڑ کر کہا بے دیلم شاہ دوڑا کیوان کی جان نکلنے لگی چاہا کہ ایرج کے قدمون پر گرے دیلم شاہ نے
گردن ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا چاہا کہ اُسے چیر ڈالے کیوان نے پکارا کہ مین نے مہر چہر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا ایرج نے کہا
کہ ای دیلم شاہ اسکی جان بخشی پر سوچ کیا دیلم شاہ نے اُسے زمین پر پٹکدیا کیوان ایرج کے قدمون پر گرا ایرج نے خطا اُس
کی معاف کی کیوان نے خوف جان سے نوشتہ لکھدیا کہ مین نے بخوشی خاطر مہر چہر کو شاہزادہ زنگبار کے ساتھ منسوب کیا اور اگر کوئی
دعویدار دعوی کرے تو باطل ہی اور مہر اپنی اُس نوشتہ پر ثبت کر دی ایرج نے کیوان کو رخصت کیا کیوان چشم گریان با دل بریان
قلعہ مہر بخش کو چلا اب بیان کا حال سنیے کہ قلعہ مین کہرام ہی ہر طرف غل شور ہو رہا ہی کہ کوئی کیوان کو پکڑ لیگیا اور سوا اسکے
ایرج کے یہ کام کسی کا نہین ہی وزیر نے سبھون کو تسلی دی اور کہا کہ مین ابھی خبر منگواتا ہون اور اُسی وقت ہرکارون کو روانہ کیا

ضبط کیا کہ اے نور الدہر تو عاشق ہے اور دلدار پر شیدا ہے تجھے غصہ بکار آیا ہے ہرگز غصہ نہ چاہیے اور جو عاشق ایسے کیے تو وہ عاشق
صادق نہیں عاشق [illegible] کہ اسکے تحمل ہو سکے گر تو تو یہاں سے نہ جا وہ جا تو مرکے جا جواب نہ دیا چپ ہو اٹھا پھر بولا ایرج
سے اتنا کہا کہ اے ایرج میں تجھکو نہایت اچھا اور بامروت و آدمیت سمجھا تھا مگر گمان میرا غلط نکلا اور افسوس ہے کہ کمال درجہ
پاجی اور نامرد و بے مروت نکلا کہ مطلق میرا پاس نہ کیا اسے زندگی کے لیے مجھے اٹھاتا ہے اور ہم تو یہاں سے نہ اٹھینگے جو ہم سچے
ثابت قدم کرسے محبت میں ہیں رہینگے جان سے جائینگے یہاں سے نہ جائینگے یہ کہکر رونے لگا اور دیوانہ وار ہفت منظر کی
طرف دیکھنے لگا بس یہ سنکر ایرج نے دیدہ و دانستہ ایک کوڑا نور الدہر کے مارا اور ایک راوی کہتا ہے کہ ایک خیمہ نور الدہر
کے برابر چھپا تھا کوڑا اسکے [illegible] لگا اچٹکر نور الدہر کے لگ گیا نور الدہر آنکھوں میں آنسو بھر لایا غصے کو ضبط کرکے
آسمان کی طرف نگاہ یاس دیکھکر چپ ہو رہا کہ ایرج نے پھر کوڑا اٹھایا کہ نور الدہر پر مارے کہ دفعۃً ایک نعرہ بلند ہوا کہ او
آفتاب پرست خبردار کیا کرتا ہے اس طرح غفلت کا پردہ آنکھوں پر ڈالا ہے کہ کچھ سوجھتا ہی نہیں اسے کیا تو نہیں پہچانتا کہ یہی
حمزہ صاحبقران زینت لشکر اسلامیان فرزند شاہزادہ بدیع الزمان ہے قسم پروردگار کی بات کہتے مار ڈالونگا اب
جو ایرج نے مڑکر دیکھا تو دیکھا کہ چالاک بن عمرو ہے کہنے لگا کہ اے چالاک مجھے ڈراتا ہے پھر اسوقت تو میں پھرا جاتا ہوں کہ
یہاں سے تو اٹھائے جاؤ ورنہ بیشک میرے ہاتھ سے ایذا ہوگی یہ کہکر اپنے دل میں کچھ سوچکر چلا گیا دوسری روایت یہ ہے کہ
شہرنگ بن عمرو نور الدہر کو ڈھونڈھتا ہوا ہفت منظر پر آیا تھا شاہزادے کو تیر دیکھکر وہ اسباب تک کا سنوار دیا کرتا تھا
اسنے ایرج کو منع کیا غرض ایرج تو چلا گیا اور یہ دونوں باہر خدمت صاحبقران میں روانہ ہوا ملکہ جو حریق آتش فراق و ذوق
و اشتیاق ہو رہی تھی [illegible] بے مہر ملکہ قمر چہر ہفت منظر سے ایرج کی حرکت دیکھ رہی تھی کہ [illegible]
جو لوگ [illegible] سے بیٹھے دیکھ رہے تھے بھاگے چلے جاتے ہیں کہ جب نور الدہر کے پاس پہونچا اور پھر کوڑا اٹھایا تو ملکہ ایرج کو
کہنے لگی کہ اے اللہ [illegible] آسمان [illegible] اور [illegible] قدرت ہو گیا [illegible]
[illegible] سہیلیوں نے کہا کہ حضور یہ کیا ایسے کیوں [illegible] سے [illegible] لڑکے کہ ایک
شاخ نمک اسکی [illegible] کہ اسنے پھر ادھر کا رخ نہیں کیا ملکہ نے کہا کہ صاحبو تمہاری عجب باتیں ہیں [illegible] جب وہ ہوشیار
بھی ہوں انھیں تو خدا جانے کیا ہو گیا ہے وہ تو اپنے ہوش ہی میں نہیں ہیں [illegible] کچھ بس نہیں چلتا مجھے
کو فلک کی دکھاتا ہے اسے وہ تو [illegible] صاحب غیرت ہیں ایسا نہ ہو کہ [illegible] اور وہ غیرت میں آکر اپنی جان
دیدیں [illegible] انکا حمایتی کوئی نہیں [illegible] اے پروردگار تو ہی انکی جان کا نگہبان [illegible] ملکہ تم کچھ نہیں
کچھ تو خدا کیا کرتا ہے اسی اثنا میں شہرنگ [illegible] چالاک نے ایرج کو [illegible] اور ایرج چلا گیا اور ملکہ بھی اٹھکر چلی گئی اسلیے کہ دو
کے آنے کا وقت قریب تھا اب سنیے کہ شہرنگ جو لشکر اسلام میں پہونچا حمزہ صاحبقران نوشکار کو چلے گئے تھے
بدیع الزمان سے کل حال نور الدہر کا بیان کیا بدیع الزمان حال فرزند کا سنکر نہایت غمگین ہوا اور اسی وقت [illegible]
اور فوج سمت ہفت منظر کی طرف روانہ ہوا جب امیر لشکر میں آئے بادشاہ اسلام نے کل کیفیت عرض کی صاحبقران
نے فرمایا کہ غضب کیا [illegible] بغیر میری اجازت کے چلا گیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے امیر بدیع الزمان کا حق بجانب ہے ایسا
سخت حال فرزند کا سنکر کیونکر آپ میں رہتا اور فرزند بھی ایسا صاحب لیاقت [illegible] بجا نہ تھا امیر [illegible] سنکر خاموش ہو رہے [illegible]
سے کہا کہ اے بھائی [illegible] نور الدہر کی کمک کے لیے جلد [illegible] لشکر ساتھ لیکر روانہ ہفت منظر
قضائے کار [illegible] وقت [illegible] غازی بھی بارگاہ میں موجود [illegible] حال نور الدہر کا سنکر نہایت غیظ و غضب میں آکر
بارگاہ سے باہر آیا تمام امیرزادے جو اسکے ساتھ تھے مثل ابراہیم بن مالک علمدار [illegible] بہرام [illegible] قتیل

دلآرام ور کشم ترسم کہ سزا ستوان سوزندہ دو پہرہ کا کہون کا ہے کہون اور کہون ہو کہ غیاب ۔ گر گئے کا سینا بھیو کو مجھ کچھ سبب بتا
ملکہ اس درد سے روئی اور بے کلی کر در و دیوار رونے لگے اور سننے والے بیخود ہو گئے اور کلیجے پھٹنے لگے اور جان کھونے لگے اور روتے روتے
اور پیٹتے پیٹتے گر پڑی اور بیہوش ہو گئی دیو حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور کچھ تاریا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ ہائے افسوس تو نے کیا کیا
کیسی بڑی نادانی اور حماقت کی بات کا ہے کو زندہ رہیگی اور کیونکر اسکی جان بچیگی ملکہ کے بیہوش ہونے ہی اور بھی ہوش و حواس
اسکے باختہ ہونے اور عقل بالکل دور ٹھکانے ہو گئی انتہا سے زیادہ حیران و مضطر ہو کر اسی سرعت سے دوڑا اور آغا لبیل سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ اے آغا لبیل ایک ذرا تو دیکھ کہ ملکہ زندہ ہے یا مر گئی کچھ بھی دم باقی ہے یا نہیں یہ سنکر آغا لبیل نے کہا کہ اے شاہ دیوان تجھے
کیا بدبیر ہوا کہ تو نے اتنا کر بے سمجھے بوجھے یکایک آسکے پاس یہ خبر عقل و دانش کیا یہ بات تمکو کسی طرح زیبا نہ تھی کہ تم کچھ آ بجہ
اور پریشان خاطر ہو کہ ملکہ ہوش میں آ جائیگی اور اچھی ہو جائیگی کوئی بات گھبراہٹ کی نہیں ہے اب تمہیں مناسب ہے کہ
کہ تم اسکی دلداری کرو اور ہاتھ باندھو اور خوب طرح اطمینان دو کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں اور مضطر نہو جبکہ ہوش میں درد بیقراری
نہ کرو جان کو جان سمجھو اور اس طرح بیخود ہو ہو کر نہ رو ؤ اور یوں مفت جان نہ کھوؤ اب تو مجھسے ایک خطا ہو گئی میں اپنی تقصیر پر
نادم و شرمسار ہوا ہوں ایک ذرا حواس درست کرو اور ایک تھوڑا سا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ میں اپنے کئے کو بھوگونگا اور جس طرح ہو گا تجھے
ملکہ ڈھونڈھ لادونگا یہ کلام آغا لبیل کا سنکر دیو قطبیاس نے کہا کہ اے آغا لبیل یہ تو سب کچھ ہو گا اور جو تم نے کہا ہے وہ کیا ہی بجا ہے لیکن
اسوقت جس طرح ہو سکے تم ملکہ کو زندہ کرو یہ سنکر آغا لبیل تیز سے تیز چلا اور ملکہ کے منھ پر پانی چھڑکوایا خلخلہ سنگھایا ہوا دی اور
تلوے سہلائے دونوں بازو کسکر باندھ دیئے بارے ایک تھوڑی دیر کے بعد ملکہ نے ایک انگڑائی لی اور ہوش میں آئی
اٹھکر بیٹھی ہوش میں آنا تھا کہ پھر وہی بیقراری تھی اور رو رہی گریہ وزاری اس طرح بلک بلک کر اور دھاڑیں مار مار کر رونی تھی
کہ ہاتھ پاؤں کچھ سے جاتے تھے اور روتی ہر من کے ٹکڑے ہو جاتے تھے اور کسی میں ہوش و حواس باقی نہ تھے یہ دیکھ کر قطبیاس
کہنے لگا ہاتھ باندھ کر نہایت ادب سے گڑگڑا کر کہا کہ اے ملکہ میری خطا معاف کرو اور جو چاہے تقصیر وار میں ہوں نہ جانتا تھا کہ تم
واسطے ایسی بیقراری اور نوحہ وزاری کرو گی اور خدا نخواستہ یوں اپنے تئیں ہلاک کرو گی ایک ذرا صبر کرو دل کو ٹھہراؤ اس نالہ و
بیقراری کو کم کرو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے دیو قطبیاس تو نے میرے ساتھ وہ سلوک کیا کہ میری جان ہی لینے کی فکر کی تھی اور یہی منظور تھا
کہ میری جان بھی جائے تو غرض میں بھی اب اپنی جان ہی دونگی زندہ رکھنا کیا اکی یہ نہ پانی ہو گی اور نہ میں روئے روئے اپنی جان دونگی
جب دیو قطبیاس نے دیکھا کہ اب کسی طرح ملکہ سمجھے نہیں سنتی اور اپنی جان ہی دینے پر آمادہ ہے تو اور بھی زیادہ مضطر ہوا
چلا اور آغا لبیل سے کہنے لگا کہ اے آغا لبیل میری فہمائش کا کچھ اثر نہیں ہوتا اب تم ملکہ کو سمجھاؤ کہ اپنے اس ارادے سے
باز رہیں اور کسی طرح ملکہ کی جان بچے اسلئے مجھسے خطا ہو گئی میں اپنی خطا پر نادم ہوں اور حد سے زیادہ شرمسار ہوں آغا لبیل
نے ملکہ سے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ اب شاہ دیوان عذر خواہی کرتے ہیں اور عفو تقصیر چاہتے ہیں اے ملکہ صبر کرو جی کو ٹھہراؤ دل کو
سمجھاؤ اسقدر بیتابی اور بیقراری سے کیا فائدہ ہے اور اپنی جان دینے اور اس حرام موت سے کیا حاصل ہے بھلا کوئی بھی ایسا
عاقل ہو کہ اپنی جان عزیز کو یوں رائیگان کرے کیا یہ موت سے بھی کوئی دنیا میں آ سکتا ہے اور کیا تمنے اپنی جان تڑپ تڑپ کر دیگی
تمہیں سوائے اسکے کہ تمہارے دشمنوں کی تو کلیجی جان جلی رہیگی اور ہنسنے والوں کو ہنسی کا موقع ملیگا یہ سنکر ملکہ نے جواب
دیا کہ اے آغا لبیل یہ تو نے سب بجا اور درست کہا اور جو تو نے کہا سب ٹھیک ہے مگر اے آغا لبیل دل کو کیونکر سمجھاؤں بلکہ اپنی جان
کیونکر ٹھہراؤں ہر لحظہ اور ہر گھڑی بیقراری بڑھتی جاتی ہے اور کسی طرح جی نہیں ٹھہرتا ہر مرتبہ یہی جی میں آتا ہے کہ اپنی جان دیدیجئے
اور ذرہ بیقراری بڑھے اے آغا لبیل جب کچھ دیر روتی ہوں تو دل کا بخار اس نکلتا ہے اے آغا لبیل جب خیال کرتی ہوں تو ایک
دھواں سا دل سے اٹھتا ہے کہ تن بدن کو جلا دیتا ہے اور ایک ایسی بیکلی سی پڑتی ہے کہ گویا کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے یہی تمنا

افسوس صد افسوس نور الدہر کیا صاحب خلق و مروت اور با صولت و ہیبت تھا اور کیا یار شاطر تھا کسی کسی کچھ بیچ کر سے اسکے ای
مین باقی تھی اور یہ ہی کہ نور الدہر کے مرنے سے لطف صحبت ہی جاتا رہا افسوس یہ تھا کسی کو نہ چھوڑ گی انا للہ و انا الیہ راجعون کسی شے
کو بجز فنا کے بقا نہیں ہی مگر جامہ بن جمشید زنگی یہ حال سنکر نہایت خوش ہوا کہ خوب شد رقیب ہمارا مارا گیا اور وہ غلط جا اندیشہ جو ہمکو
تھا وہ سب برطرف ہو گیا اب کوئی خوف باقی نہ رہا اور معشوق خوب بے کھٹکے ہاتھ لگیگا اور حکم دیا کہ طبل شادمانی بجایا جاسکے
یہ سنکر ایرج نے منع کیا کہ ای جامہ دیکھو خبردار طبل شادمانی نہ بجوانا خیر جو کچھ ہونا تھا وہ ہوا اگرچہ تمھارا رقیب سہی مگر ای جامہ بن
جمشید زنگی مرنے کی کسی کے خوشی نہ چاہیے لہذا اصل مزہ یہ ہی کہ مجھکو بہت برا صدمہ رنج ہوا اور نہایت قلق ہوا اور اسکی
یہ ہی کہ ایسا بہادر نہ پیدا ہوا ہی نہ ہوگا انتہا کا جری و دلاور اور نہایت صاحب صولت تھا یہ سنکر جامہ بن جمشید خاموش ہو رہا

اب دو کلمے داستان حیرت بیان شاہزادۂ بدیع الزمان اور محفل ایرو کے سنیے

کہ ہر دو جوان جب روانہ ہوئے وجہ ہو رہا اور قطع منازل کر کے کوچ قریب معرفت منزل کے پہونچے جب کیوان فلک رفعت آگاہ
ہوا تو آگے استقبال کیا شرف ملازمت حاصل کیا ہمراہ رکاب فلک انتساب ہو کر قلعۂ قمر بخش میں آیا خوب تمہ ساماں کیا اور بغایت
تکلف سے دعوت کی اور جو کچھ زبادشان ایرج نے کین حقیقت وہ سب نہ حیرت بیان کین اب بدیع الزمان نے خیال کیا تو
دیکھا کہ سب کے سب سیاہ پوش ہیں صورت ماتمداران اور غمزدگان کی بنائے ہوئے ہیں کوئی آنکھ ایسی نہیں ہی کہ جس میں اشک
حسرت نہ ڈبڈبائے ہوئے ہوں کوئی لب ایسا نہیں ہی کہ جس پر آہ جگر خراش نہ ہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال و رنج و الم
مین مبتلا ہی اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہی شعر تصویر غم و ملال ہیں سب یکسر بجا ملال ہیں سب یہ حال دیکھکر بدیع الزمان
نہایت متحیر اور کمال حیران و مضطرب ہوئے کہ سب کے سب کیا معرکہ ہی اور کیا واقعہ ہی کہ ایک سرے سے سب کے سب سیاہ پوش
اور غم زدہ ہیں کیوان سے پوچھا کہ ارے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیسا سانحہ گذرا کس غم میں مبتلا ہو کس رنج میں گھرے ہو
اور کیسی آفت آسمانی ٹوٹی کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہی ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر آہ و افغان ہی جسے نظر اٹھا کر
دیکھتا ہوں وہ سیاہ پوش ہی اور صورت ماتمدروں کی بنائے ہوئے ہی دل بیٹھا جاتا ہی اور کلیجا شق ہوا جاتا ہی اور خود بخود جی امڈا
آتا ہی اور آپسے آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہی تم برائے خدا جلد بیان کرو اب مجھے تحمل اور تاب ضبط باقی نہیں ہی یہ سننا تھا کہ کیوان نے
ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ حضور جو حال پر ملال ہی اور جو صدمہ دل پر ہی اسکا اظہار غیر ممکن ہی
اس فلک کج رفتار اور چرخ دود ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہی اور وہ دل پر درد و غم و الم کا پہاڑ پھٹ پڑا ہی کہ دشمن
کے سر پر بھی ایسی مصیبت نہ پڑے بدیع الزمان نے کہا اچھا کہو تو سہی میں بھی تو سنوں کیوان نے عرض کیا کہ ای شہریار
آج کئی روز کا زمانہ ہوا کہ نور الدہر شاہزادۂ بلند مرتبہ کو اٹھا کر لیگیا اور وہ دودریا مین نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ
بدیع الزمان میں تاب ضبط و تحمل باقی نہ رہی اور ایک نعرہ جگر شگاف کیا کہ ہائے ای فرزند دلبند ای جیب سعادتمند جگر پیوند
باپ جیتا رہا اور تو دنیا سے اٹھ گیا ای بیٹا دیدار بھی نصیب نہ ہوا ہائے ہماری قسمت میں یہ داغ بدا تھا اور تمہیں اسی
سن میں دنیا سے سدھارنا مقسوم ہوا تھا ہائے ای بیٹا میں اب کدھر جاؤں اور کہاں سے تمہیں ڈھونڈھ لاؤں ہائے ای
بیٹا باپ کی آنکھوں میں عالم سیاہ ہو گیا ہائے ای روشنی چشم میری مجھے کچھ نظر نہیں آتا ای بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دو
کہ دل کو چین آئے ای بیٹا تمہارے مرنے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی ہائے ای بیٹا یہ تمہاری مصیبت نہ تھی کہ تم ہمیں تنہا چھوڑ کر چلے گئے
اور ہمیں کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اور یوں اپنے بلکنے سے تم ہوئے [illegible] لازم تو یہ تھا کہ تم ہمیں مٹی دیتے اور ہماری
قبر بنا کر روتے کہ یہ ہماری شادی ہوتی نہ کہ یہ انقلاب کہ آج ہم تمہیں روتے پیٹتے ہیں اور تمہارا ماتم کر رہے ہیں کیوں ای فلک
کج رفتار اور ای چرخ دوار تو نے یہ ظلم کیا ڈالا یارو ہمارے بیٹے تڑپ تڑپ کر مرگیا اور ہم اسکے لیے تڑپ تڑپ کر رہ گئے

ایرج میں بوئے شرافت ہوتی تو کبھی ایسی دریدہ دہنی نہ کرتا اب تجھے قتل کروں اسکے قتل سے کیا فائدہ وہ خیال اگر کوئی شخص
برابر کا ہو تو خیر اگر تمنے اسے قتل کیا خلائق کیا کہیگی اے اسد اب جانے دو اور تمکو خود بھی خیال کرنا چاہیے کہ ایک
ایرج اولاد صاحبقران سے ہے اور دوسرے یہ کہ اگر تمنے اسے قتل کر ڈالا تو یہی مشہور ہوگا خلائق یہی کہیگی کہ ایرج تن تنہا
بارگاہ میر ملیح الزمان میں گیا تھا انسب نے مل کر اسے مار ڈالا یہ بالکل خلاف مروت اور عقل مخالف مردی بعید دانائی کے
تھا یہ بات بھی نہیں ہو سکتی سنبھل کے اسد نے کہا کہ آپ نے دیکھا اس پاجی کی حرکات کو اور اسکی دریدہ دہنی کو کہ
اپنی اصالت اور حقیقت کو خیال نہ کرکے ایسی لفت خیالی کی کہ شرم سے میں مر گیا اگر اسوقت یہ چھوڑ دیا گیا تو بد طینتی اپنا
کیا لیگا اور بہت فساد برپا کریگا اسے چھوڑنا مصلحت نہیں ہے نانا جان اگر آپکو کہ یہ مردود ہیں ارزاں ہے تو اچھا ہے ہم اسے قتل ہی کرینگے
اور کہا کہ او نمک حرام دیکھ تو سہی تجھے کس طرح قتل کرتا ہوں اسی دم میں تیرا سر کاٹ کے نیزہ پر چڑھا کے گھر گھر لیے پھرونگا کہ
لوگوں کو عبرت ہو کہ محسن کش اور دریدہ دہن کی ایسی ہی سزا ہوتی ہے یہ سنکر ایرج نے پکار کر کہا کہ او اسد دیوانے چھوڑ دے تو جانتا
تو جا اور دیکھ تو کیسا مزا دیتا ہوں یہ سنکر اسد غضبناک ہوا اور دانت کٹکٹا کر صراحی شراب کی اٹھا کر ایرج پر دے ماری
کہ وہ صراحی ایرج کی پیشانی پر پڑی اور ٹوٹ گئی اور ساری شراب ایرج پر گر پڑی بس غصہ ہوتا ہی تھا ایرج نے زور کر کے سب
قید و زنجیر توڑ ڈالی اور اٹھا کر اسد کی طرف دوڑا اور کہنے لگا کہ او اسد دیکھ تو اب تمہارا میں کیا حال کرتا ہوں اسد نے عمرو عیار
سے کہا کہ دیکھا نانا جان آپکے روکنے سے میں خاموش ہوا اب بھی ہوا کہ یہ چھوٹ گیا اور مجھے اب اسنے پھر دریدہ
دہنی شروع کی ہے اور اپنی اصالت پر کیا کس شقاوت و نخوت سے زمین سے اٹھ کر گنہگار کیا تھا اب یہ کیا ہے کرتا ہے
آئیگا دیکھ کیا اسنے کیا اگر آپ مجھے نہ روکتے تو یہ نوبت نہ ہوتی تو میں کبکا قتل کر چکا تھا اب میں چھوڑنا بھی گوارا کیا ہو سکتا ہے
کہ وقت اضطرار میں حضرت عمرو بھی آئے اور اپنے نیفوں سے کہا کہ دیکھو تم دیکھ ہی رہے ہو وہ ستے پاجی ایرج کو جلد گرفتار کرو
کس بات کا ہے تم کیا دیکھتے ہو یہ حکم تمام لشکر نے تمام رفقائے اسد و نیز سپہ نے اگر ہجوم کر لیا لندھور بن سعدان پور
کے چاق چابک تھا کہ ایرج کو دے کر ایک کو ایرج نے ہاتھ بازو میں سمیٹ کر زمین پر دے مارا کہ سر لندھور بن سعدان کا دو ٹکڑے
ہو گیا اور لندھور جان بحق ہوکر زمین پر گرا اور ایک دیت ہو کر گیا اسکے گرتے ہی چاروں طرف سے ایرج پر مار پڑنے لگی کہ ایرج
زخمی ہو کر تا بہ سر کٹا ہوا بارگاہ سے باہر نکل آیا اور رستے میں گرتا پڑتا اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا راستے میں دیو شاہ زنگی
سے ملاقات ہوئی ایرج نے بعد صاحب سلامت کے استفسار کیا کہ اے دیو شاہ زنگی کہاں جاتا ہے دیو نے کہا کہ بابا میں تمہیں
گرفتار ہو جانے کی خبر سنی تھی کہ آپ بارگاہ میر ملیح الزمان میں گرفتار ہو گئے تھے آپ کے چھڑانے کے لیے جاتا تھا ایرج نے جواب دیا کہ ان
دنوں اسد دیوانے نے سخت عاجز و پریشان کیا ہے میں بیہوش ہو گیا سر پر زخم لگا اور میں نے بھی لندھور بن سعدان
کا کام تمام ہی کر دیا مگر کل میدان میں کچھ دکھاؤنگا اور اس دیوانے سے بہت سا حساب لینا ہے اسکو بھی کبھی یاد کرے گا
کسی سے مقابلہ ہوا اسکا دیکھو تو دیو تن ہی کیسی گت بناتا ہوں یہ جا رہی کہاں ہے اپنے دیوانے پن پر بہت بھولا ہوا ہے اور ہی
دیکھ تماشا بہت دکھاؤنگا پہاڑ و صاحب تیغ و سپر و مسند پر دانا ہو اسکا چل گیا ہے کسی کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتا ہے وہ اسکے
تنگ آ گیا اور حقیقت اور بہ اصالت اور ملک و فوج کی عجب دھوم ہے کہ اسے دماغ میں جرأت گئی ہے کر کچھ بھی میں نہیں آتا دیو سے
یہ باتیں کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف راہی ہوا لیکن یہاں کا حال سنیے کہ اسد نے لندھور کو دیکھا کہ کام اسکا تمام ہوا یہ حال
دیکھا عمرو عیار سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے نانا جان لندھور کا کام تمام ہوا اب تو قبلہ و کعبہ آپکی خوشی ہوئی اور آپ نے
چھوڑ دیا کہ وہ پاجی مار پیٹ کر چلا گیا اور آپ یہی بات بار بار فرمایا کرتے ہیں کہ ایرج اولاد صاحبقران سے ہے یہ بدبخت مردک
اولاد صاحبقران سے کب ہے اگر صاحبقران کی اولاد ہوتا تو یہی حرکتیں کرتا کیا صاحبقران کی اولاد کی یہی عادت تھی کہ ایسی

حرکات ہوتے ہیں میں تو ہرگز نہ لونگا اور بھی تجھے یقین ہیں یا کہ یہ لڑکا بھی صاحبقران کی اولاد سے ہے پوچھا اسکا فرخ ناجر مردود
ہے آپ صاحبقران کی اولاد بتلاتے ہیں سبحان اللہ بعد اسکے لندھور کی لاش کو بڑی تیاری سے اٹھایا تمام رفقاے اسد اور
بدیع الزمان اور تجمیل امیر و سالتوں ساتھ تھے اور خود بدیع الزمان اور تجمیل نے بھی اسد کی خاطر سے شائستہ جنازہ کی اور
بڑا افسوس کیا اور بعد غسل و کفن بہ ادب تمام دفن کیا اور اسد بہت رویا خوب ماتم کیا قبر پہ فاتحہ پڑھا اور یہ وعدہ کیا کہ اے
لندھور جاؤ تم تو قبر میں سو رہے لیکن اگر میری زندگی نے وفا کی تو دیکھو گے کیسا تمہارے خون کا عوض لیتا ہوں تمہیں تو اپنی جان
دے دی حق تعالیٰ جزائے خیر دے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے بعد دفن قبر لندھور پر مقبرہ استادہ کرایا حفیظ خوان قبر پر معین کیے
اور روانہ ہوا لشکر بدیع الزمان میں پھر وہاں ایرج اپنے لشکر میں داخل ہوا اور اپنے دنگل شوکت پر جلوہ افروز ہوا کر
حامد بن حمید نے پوچھا کہ اے زندہ آفتاب پرستان زمان ایرج نامدار یہ کیا حال گزرا میں نے سنا ہے کہ آپ پر اسد نے
دھاوا کیا تھا اور گرفتار کیا تھا مجھے تو سچ ہی نہیں ہو سکتا ایرج نے کہا اے حامد بن حمید کیا کہوں کیسا وہ اس دیو نے
کیا مار مار کر مجھ کو دیوانہ بنا دیا بیہوش آدمیوں نے ایک دم مجھ پر دھاوا کیا اور سب سے پہلے لندھور جاوداں نے جماق کا وار کیا
کہ میں زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اسد نے میری مشکیں بند کیں لیکن جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اپنے تئیں گرفتار پایا اسد نے
سامان قتل کیا تجمیل نے منع کیا اگرچہ کب شتاب جلادوں کو طلب کیا مجھ کو بھی غصہ آگیا اور جو میرے ساتھ میں آیا میں نے بھی
کیا اسنے غصے میں آکر شراب کی صراحی میرے سینے پر ایسی ماری کہ ساری شراب بکھر گئی میں نے بھی جو غصے میں آکر دیکھا تو مشکیں
سب ٹوٹ گئیں اور اٹھ کھڑا ہوا جسقدر بس چل سکا میں نے بھی خوب مارا یہانتک کہ لندھور جاوداں کا تو خاتمہ ہی کر دیا
اسپر بھی زندگی تھی کہ بچ گیا جس طرح ہوا بارگاہ بدیع الزمان سے نکل آیا لیکن اب میں ان بد اختروں کو زندہ نہ چھوڑونگا
شراب پی نشے میں بدمست ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل میں ہوں اور یہ بد اختر دیکھو کیا حال کرتا ہوں ان بد اختروں کا
حسب حکم ایرج اسی وقت طبل جنگی بجا ہر کاروں سے اطلاعات تمام بدیع الزمان کو خبر پہنچی کہ ایرج نے طبل جنگی بجوا دیا
اور کل اسکا ارادہ مقابلے کا ہے فوج تیار کر رہا ہے لشکر درست ہو رہا ہے یہ سنکر تجمیل امیر نے کہا کہ ہم ہرچند چاہتے ہیں کہ ابھی لڑائی
نہ ہو اور فساد نہ بڑھے مگر کمبخت ایرج آمادہ فساد ہے کسی طرح نہیں مانتا بدیع الزمان نے کہا کہ ہم کو اندیشہ نہیں ہے خوف کیا ہے
اگر وہ آمادہ جنگ ہے تو ہم بھی فساد پر آمادہ ہیں تو خیر باشد جلدی یہاں بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم بدیع الزمان نقارہ سندی بجایا گیا
ادھر بھی فوج درست ہونے لگی چار پہر رات تیاری ہی میں تمام ہوا طرفین کی درستی ہوتی رہی جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر میدان
میں آئے نظم دو ابر از دو سو در خروش آمدند ۔ دو دریائے لشکر بجوش آمدند ۔ رسیدند ایں ہر دو لشکر بجا ۔ ہمہ رزم جو و
کینہ خواہ ۔ ہمہ مست لیک از شراب نبرد ۔ بہ پیکار ہر یک ز ملبوس ورد ۔ [illegible] ۔ زمین در تزلزل فلک در
ہراس ۔ حفیظ زمین چون فلک ایرج بود ۔ [illegible] صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب
نقابت کر کے ہٹ گئے جب اچھی طرح لشکر آراستہ ہو چکے ایرج مرکب کو جھکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا کہ جسکو جو
دلیری اور مردی ہو وہ میدان میں آئے اور اپنی شجاعت جرات دکھائے یہ سنکر خود بدیع الزمان مرکب بڑھا کر مقابل ایرج
ایرج نے جو دیکھا کہ غصہ میں خود بدیع الزمان آگیا یہ کہنے لگا کہ اے بدیع الزمان تم تو غم میں لندھور کے گھل کے حیران پریشان
ہو جاؤ میدان کارزار سے ہٹ جاؤ اور اپنی جان کی خیریت مناؤ میں نے تمہیں عفو کیا بہتر یہی ہے کہ میدان سے ہٹ جاؤ
یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او مغرور و متکبر بس خاموش زیادہ زبان درازی اور بیہودہ گوئی اچھی نہیں ہوتی اپنی زبان کو تھام
جو تجھ سے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کرو جو تجھ سے ہو سکیگا [illegible] شعر [illegible] تیغ کش از غلاف وگرنہ سخن نیست
[illegible] معاف یہ سنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ میں تھاما اور پکار کر کہا کہ اے بدیع الزمان ہوشیار و خبردار یہ کہکر ایک نیزہ بدیع

پہاڑ سے اتر آیا اب جو دیکھا تو دیو قریب آگیا اور آتے ہی حملہ ایرج پر ہاتھ لگایا جب تک یہ سے اور ایرج سے فاصلہ رہا جب تک
تیر ایرج خاموش رہا جیسے ہی دیو ایرج کے مقابل ہوا بس جھٹ ایرج نے دیو کا ہاتھ پکڑ کے جو پوری قوت سے جھٹکا دیا تو دیو
قطیاس منہ کے بل سامنے آیا ہیں یہ کہا کہ ایرج اٹھے اور پنجہ ڈالے گتھ گئے کشتی ہونے لگی کبھی دیو اوپر تھا تو ایرج نیچے اور کبھی دیو
نیچے اور ایرج اوپر تا اینکہ تین پہر کامل کشتی رہی اب جو دور سے اہل لشکر نے یہ معرکہ دیکھا سب ہمہ تن قریب آگئے اتنے میں ایرج
کے ہاتھ سے بائیں شاخ دیو کی ٹوٹی ایک شاخ داہنی تو نور الدہر پہلے ہی توڑ چکا تھا اب دونوں شاخیں ٹوٹ گئیں بائیں
شاخ کے ٹوٹتے ہی دیو قطیاس تڑپ کر نکلا اور روتا چیختا چلاتا ہوا بھاگا اور گھبرایا ہوا ملکہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ملکہ
رقیب بڑے زور آور ہیں میں نے آپ کبھی نہ جانا تھا ایک شاخ تو نور الدہر توڑ چکا تھا ایک شاخ اسنے توڑ ڈالی معلوم ہوا آدم زاد
بہت زبردست ہوتے ہیں اور خواجہ عمرو سے پوچھا کہ آغا جبل جب نور الدہر نے میری داہنی شاخ توڑ ڈالی تھی تو تم نے درست کر دی
تھی اب یہ بائیں شاخ ایرج نے توڑ ڈالی ہے وہ بھی درست کرو گے خواجہ بولا کہ ہاں دیو قطیاس درست کر دیں گے اب ایرج کا حال
ملاحظہ فرمائیے کہ اس کشتی میں شام تو ہو ہی گئی تھی ایرج نے دیکھا کہ اب تو شام ہو گئی اب رات کو کہاں پہاڑ پر چڑھیں صبح کو
کہاں جائیگا پس حملہ اہل اسلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے پیاروں آج تو تم دیو قطیاس کی بدولت بچ گئے کل بھلا میرے ہاتھ سے
بچ کر کہاں جا سکتے ہو بہ دنیر اعظم کل صبح کو تم سب کا خاتمہ ہی کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجا کر افسوس کرتا ہوا وہاں سے پھرا
کہ اے افسوس آج وہ بہت ہاتھ سے نکل گیا اگر اسکو گرفتار کر لیتا تو پھر کیا تھا فتح مجھ ضروری ہاتھ لگ جاتی یہ لشکر عادل جمشید
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان دنیر اعظم نے تمہاری جان بچائی وہ جو افراسیاب زادہ تمہارا آیا تو نہیں کسی ہمکو تمہاری جان کے لالے پڑ گئے
تھے دنیر اعظم نے تمکو فتحمند کیا اور وہ مردود بے مقدور ہوا اور نہ کیا دیو اور کیا آدم زاد بھلا تمہارا اسکا کیا مقابلہ تھا مگر خیر چلیے
لشکر کا انتظام ہو یہ باتیں کرتے ہوئے داخل خیمہ ہوئے صحبت عیش میں جلوہ افروز ہوئے شراب ارغوانی کی نوبت ہونے لگی خوشی کی نذریں
سرداران لشکر دینے لگے کہ آج ایرج نے دیو سے مقابلہ کیا اور دنیر اعظم نے فتحمند کیا ایرج بھی ہنس ہنس کر نذریں لیے جاتا
اور کہتا ہے کہ ہاں آج دنیر اعظم ہی نے جان بچائی ورنہ بچنے کی کون صورت تھی کہا جائیگا کل معرکہ بہت خوب ہو اسلیے کہ کل
میرا قصد یہ ہے کہ جس طرح ہو اس پہاڑ پر قابض ہو جیے اور وہاں اہل اسلام کو گرفتار کر لیجیے الغرض ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ
بجوا دیا جاے بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا شب بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی جب صبح طالع ہوئی تو آدم شاہزادہ
بدیع الزمان اور جمیل ابرو اور طہماس مع چند رفیقان خاص تلکرہ پر متمکن ہوئے اور افسران و سرداران فوج مردانگی سے
گھاٹیوں پر مستعد ہو کے بیٹھے اور ادھر سے ایرج بھی مع فوج زیر کوہ آیا اور اسطرف ملکہ قمر چہرہ سامنے آکر بیٹھی اور ان آفتاب پرستوں
کی یورش خدا پرستوں پر دیکھ کر کمال قلق و ملال ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کے خواجہ سے کہنے لگی کہ کیوں خواجہ تم تو کہتے تھے کہ
حضرت امیر حمزہ صاحبقران آ پہنچے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ اب تک وہ تشریف نہ لائے اور آج یہ بیچارے سب اہل اسلام اس
تشنہ کے ہاتھ سے کاہے کو بچیں گے افسوس صد افسوس خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم کوئی خوف نہ کرو ای ملکہ حق سبحانہ تعالی ان
سب کا حافظ و معین ہے اگرچہ اہل اسلام ایسی پریشانیاں کھینچ رہے ہیں اور اس سے زیادہ زیادہ مصائب میں مبتلا ہوئے ہیں مگر
پھر بفضل ایزدی بلا دفع ہو گئی ہے اور صحیح سلامت رہے ہیں ای ملکہ تم قدرت خدا کا تماشا دیکھو اور کسی طرح کا غم
و ملال نہ کرو ملکہ نے کہا کہ ای خواجہ ہماری قسمت میں تو غم و رنج کھانا اور قلق و ملال اٹھانا ابتدا سے مقدر ہوا ہے ہم کیا کریں
کیا کریں جب سے ہوش آیا اس عرصہ میں اس دیو کی قید میں مبتلا رہے اور طرہ یہ ہے کہ اس شہزادہ پر عاشق ہوئے اگر وہ کچھ دن
نہ تھی گر دیکھ تو لیتے تھے دل کو تسکین ہو جاتی تھی ای خواجہ دیکھیے سفلہ گردی اس طرح بیداد دل پر بھی نے منظور نہ ہوا اس شیفتہ
کو بھی جدا کر دیا اور اسکا فرزندوں پر مبتلا دل ہوں ہوئے دیکھ کر کلیجا پھٹتا ہے ای خواجہ یہ رنگ کیونکر اس خدائی کے

سکا تو تم سے بھی بچیگا خواجہ نے کہا کہ ملکہ اطمینان رکھو میں خبر کردوں اللہ کی ذات پر بھروسہ یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا خواجہ یہ بیچ تو بہار
بھی دور ہوگا کہ جب ہم رہا ہو جائینگے یہ سنکر عمرو کچھ ہنسنے لگا کہا اچھا دیکھو حق سبحانہ تعالے لوگوں کی نصرت کرتا ہے کس طرح انکو بچاتا ہے
الغرض ایرج نے دامن کوہ لیکر جتنے چینی تھے جاتے تیغ و سپر ہاتھ میں لیکر پیدل چلا اور پکار کر کہا کہ ای مدعیان حق آج ہمارے
ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گے میں آیا یہ کہکر چلا اور ادھر سے تیر چلنے لگے ایرج تیر زن کو تیغ سے کاٹتا ہوا آگے بڑھا اور ہر ایک
کو پہلوانان نے لیں اب ایک غل ہوگیا کہ آج ایرج آپہونچا اور ایرج برابر پہاڑ پر چڑھتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے ایرج کے دلیر شاہ
زنگی اور کلیہ قہقہ وغیرہ بھی پہاڑ پر چڑھے آتے ہیں ادھر ادھر ملکہ قمر چہر صفت منتظر پرست دعا میں مانگ رہی تھی کہ پروردگار
تو ہی ان بیکسوں کا حامی و کفیل ہے اور تو ہی بچانے والا ہے ای مالک میرے تیرا ہی سہارا ہے ای خدا یہ خاص تیری پرستش
کرنے والے تیرے ہی حوالے ہیں اس وقت بیکسی میں تو ہی انکا حافظ ہے پروردگار ان سب کے حال پر فضل
پر ترحم فرما اور اس بلائے بد سے انکو نجات عطا فرما اور ادھر شاہزادہ بدیع الزمان اور عجیل اور اہد طہماس اور جملہ
اہل اسلام دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای مولی حقیقی و ای مالک تحقیقی تیرے سوا اس وقت بیکسی میں کسکو پکاریں اور کسکا
سہارا ڈھونڈیں ای مالک ہمارے تو ہی ہمارا حامی و کفیل ہے اور تو ہی ناصر و معین ہے تو ہی خالق ہے اور تو ہی حافظ ہے بلا اب ہم سخت
بیکسی میں ہیں نہ کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار اس پہاڑ پر بیکس پڑے ہوئے ہیں اور چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں خداوندا واسطے
اپنی کبریائی کا اور واسطہ اپنی خدائی کا ہم سب کو اس بلا سے نجات دے خداوندا واسطہ اپنے بندگان خاص کا اور واسطہ
اپنے پیغمبران اولو العزم کا تو ہم سب کو اپنے دامن رحمت میں امان دے کہ اس وقت ہم کسی طرف جا نہیں سکتے تیری ذات سے
امید ہے اور تیری ہی طرف راجع ہیں اشعار خداوندا منم یار و مددگاران ۔ چو روز از ماہ ہجران تیرہ روزگاران ۔ سپیدی دارم سیہ روزان
بکن نومید دریں شب روسفیدم کن ۔ یہ دعا کر رہے تھے اور برابر گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہے تھے
کہ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ جانب صحرا سے گرد کا اٹھا کہ سپہر از آن چرخ ہمہ از گرد تاریک کر دیا شعر گرد اس دشت
کوہ و دار رنگ ۔ کہ زمین بر خاست طوطیا رنگ ۔ القصہ جس وقت چادر گرد کی پھٹی اور میدان صاف ہوا تو کیا دیکھتے ہیں کہ
شاہزادہ چین و ماچین خاقان ابن الخاقان بہرام بن خاقان چین رفیق قدیم حضرت امیر حمزہ صاحبقران اسی ہزار
چینیوں سے پہونچا اور قریب آن کر نعرہ کیا کہ باش او آفتاب پرست باش او مدعی خدا پرست ایرج بدنہاد مالکی
بے بنیاد اب جلد بھر وہاں سے اور جلد قدم ہٹا وہاں سے ورنہ تیرے کل لشکر کو تباہ و برباد کر دونگا اور ایرج اس وقت تک
مورچہ پہلے چکا تھا کہ بہرام قریب آپہونچا ایرج نے جو مڑ کے دیکھا کہ بہرام بالکل قریب آگیا بس یہ دیکھ ایرج نے پشت
دو دست دانتوں سے کاٹ لی کہ افسوس صد افسوس بہرام کس وقت پہونچا ہے کہ جب میں پہاڑ پر چڑھا تھا اسے دل کی
آرزو دل ہی میں رہ گئی مصرع غم رہا کہ شاں را دلدار اگر خبر کردہ یہ کہتا ہوا پہاڑ سے اترا اور طبل بازگشت بجا کر وہاں سے بھاگ
آیا اور اپنے خیمے میں داخل ہوا بہرام نے پہلے کچھ آنکو تو پہاڑ پر بھیجا اور بعد انکے خود پہاڑ پر گیا بدیع الزمان کا سامنا ہوا دونوں
رسم مودت و محبت بجا لائے باہم بغلگیر ہوئے مزاج پرسی کے بعد کرسیوں پر بیٹھے نور الدہر کا حال پوچھا بدیع الزمان نے
کل حال نور الدہر کا بیان کیا بہرام سنکر نہایت متاسف و متالم ہوا بعد انکے بدیع الزمان نے کل حالات ایرج کی بیوفائیوں
اور گستاخیوں کے بیان کیے یہ سنکر بہرام نے کہا کہ خیر یہ آفتاب پرست بڑا بے مروت نکلا جائیگا کہاں دیکھو تو کیسی سزا
دیتا ہوں کہ یہ آفتاب پرست تمام عمر یاد کرے اور بطور کافی تسلی و دلاسا دے کر پہاڑ پر سے اترکر اپنے خیمے میں داخل
ہوا یہ حال دیکھ کر عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ای قمر چہر دیکھا تو نے قدرت خدا کو وہ بچاتا ہے تو یوں بچاتا ہے دیکھو اس نے بدیع الزمان
وغیرہ کو بچا لیا اور دفعتہ کیسا سامان پیدا کر دیا کہ جسکی صورت دیکھکر ان آفتاب پرستوں کے قدم اکھڑ گئے

ملکہ قمر چہر نے ایسے کام غضب بہت دیکھے ہیں کہ اکثر اہل اسلام اس سے سخت تر مصائب میں مبتلا ہو ہوگئے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے
ہمیشہ ان سبکو بچا بچا لیا اور کسی طرح کی کوئی گزند نہیں پہونچی ملکہ قمر چہر نے پوچھا کہ اے خواجہ آخر یہ کون شخص ہے مجھے کچھ بتلاؤ تو
عمرو نے کہا کہ اے ملکہ یہ بادشاہ زادہ چین ہے بہرام اسکا نام ہے یہ صاحبقران کا نواسہ بالتخصیص ہے مگر اتنا ضرور ہے اور نہیں ہے کہ ایرج
پر غالب آئے اور اسپر فتح حاصل کرے یہ سنکر ملکہ قمر چہر کو انتہا کا رنج گذرا اور کمال قلق ہوا ادھر ایرج جو ہجوم کرنے میں آیا ہے تا
رزمی اتار کر لباس بزمی زیب بدن کیا اور صحبت میں بیٹھکر حامد بن حمید سے کہا کہ اے حامد میں یہ روز جاتا ہوں اور یہ جو
کوشش کرتا ہوں کہ ان خدا پرستوں کو قتل کروں مگر عجب طرح کی بات ہے کہ ایک ایک خدا اس قسم کا ہو جاتا ہے کہ میں تنگ
ہو جاتا ہوں اور مجبوری ہو جاتی ہے اور یہ بچ جاتے ہیں مگر خیر کہاں تک بچینگے اور کہاں تک چھپینگے ایک ایک دن سبکو
قتل کرونگا چھوڑونگا نہیں یہ سنکر حامد بن حمید نے کہا کہ اے ایرج پھر ان خدا پرستوں کے قتل کی کیا جلدی ہے اور اتنے متوحش
ہونے کی کیا وجہ ہے اور کیا حاصل ہے مطلب تو دیو قلیاس سے ہے اگر وہ ہاتھ لگ جائے تو ملکہ قمر چہر ابھی دستیاب ہو جائے اور یہ
کوئی وقت نہیں ہے اسی کی فکر کیوں نہ کیجائے اور ان ساری کوششوں کا اثر دیو قلیاس ہی پر کیوں نہ ڈالا جائے فوجوں
ایک ذرا سی ابتدائی بات کے لیے پہلے انکا مقابلہ کر کے قوت کو کم کیا جائے اور جبکہ دیو قلیاس سے کچھ ذرا بھی مقابلہ کیا جائے
کیونکہ جب پہلے ان خدا پرستوں سے مقابلہ ہوگا تو ضرور فوجی قوت کم ہو جائیگی پھر کم قوت سے دیو قلیاس کا مقابلہ کیونکر ممکن ہے
بہتر یہ ہے کہ پہلے دیو قلیاس ہی کی خبر لیجائے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم نے خود دیکھ لیا کہ وہ بھی میرے ہاتھ سے نکلگیا اور جبتک
میں اکو جھوٹ کیا کہ خبر ہے مجھ کو لیا جائیگا اگر امیر اعظم نے اعانت کی تو اسکو بھی گرفتار کرتے ہیں اور جیسے وہ ہاتھ آگیا تو پھر ملکہ قمر چہر کو
لینا کتنی بڑی بات ہے مگر جب تک ان خدا پرستوں کو قتل نہ کرونگا مجھ میں نہ ہوگا میں لیتا ہوں اب ان سبکو نیچا دکھاؤنگا یکایک جب
نشہ شراب میں چور ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا ہرکاروں نے یہ خبر بہرام کو پہنچائی کہ ایرج
نے طبل جنگ بجوا دیا ہے یہ سنکر بہرام نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا دیا جائے بموجب حکم اسی وقت طبل
جنگ لشکر بہرام میں بھی بجایا گیا تمام شب دونوں لشکروں میں غلغلہ رہا جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر صف آرا ہوئے
تو ہوئے ایرج خود میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی اسطرف خود بہرام مرکب شبرنگ پر سوار ہو کر مقابل ایرج ہوا ایرج
لگا وزن ہوا اور جو خنجر سیر کی سر پر پڑی مرکب بہرام کے آگے سے ہٹ گئے راتوں میں سنکر کہ ایک دم سے مقابل ہو اور
کہا کہ اے ایرج خیال تو کر کیسے اور شاہزادہ نور الدہر سے کیا ارتباط محبت اور کیسی ملاقاتیں رہی ہیں یا مجھے ایک دم سے
ہیبے ہیبرس کے پردے آنکھوں پر ڈال لیے کہ بالکل خیال باقی نہیں رہا اگر یا نور الدہر سے قنفذ بھی نہ تھی ایرج نے کہا کہ
اے بہرام تجھے خود خیال نہیں کیا یہ معاملہ ناموس کا ہے میرے ملازم کا ناموس ہے بدیع الزمان کے سامنے تھا میں نے بدیع الزمان
سے پرچہ کیا اور کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ یا دو چار کوس ہٹکر اپنا خیمہ برپا کرو بدیع الزمان نے ایک نہ مانا اور نہ تعمیل ہو سکی
سماعت کی اسوقت میں مجبور ہو گیا اور تاب و تحمل ہاتھ سے جاتا رہا اور سنو اے بہرام کسی کو اپنا ناموس کھونا گوارا ہو گا اور
حامد بن حمید ملازم کیسا میرے لشکر کا بادشاہ ہے اسکا ناموس تھا مجھے کیونکر گوارا ہوتا یہ سنکر بہرام نے کہا کہ اے ایرج کچھ خیال
کر اور دماغ کو درست کر جبکہ نور الدہر عاشق ہوا اسکی نسبت تو یہ کہ میرے ملازم کا ناموس ہے اور سب تمہیں خود دو آنسو ف
نگاہ اٹھا کر دیکھنا سخت نازیبا ہے نہ کہ تیرا ابھی ایک ملازم ہے کلام بہرام کا سنکر ایرج برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے بہرام کیا میں کوئی
نور الدہر کا ذلیل بنا جو اس سے دب جاتا اور اول تو مجھے خبر ہی کب تھی کہ نور الدہر یہاں عاشق بنا ہوا بیٹھا ہے حامد بن
حمید زنگی ملکہ قمر چہر کی تصویر پرست سے عاشق تھا جب میں نے حامد کو زیر کیا تو حامد نے یہ شرط کی کہ اے ایرج اگر
تو میری معشوقہ کو مجھے دلوادے تو البتہ میں آفتاب پرست ہوتا ہوں میں نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور اسی

اور وہ پری اسکو بیان ہو دیا ہے جن دیو کو مار کر ملکہ قمر چہر کو دلوا دونگا خراب بہتر یہ ہے کہ تو ان جیوں کی پہاڑ سے اتار کے جہان جا
لیجا جہان معترض اور مزاحم نہ ہونگا اور نہیں تو ای بہرام یہ نہ ہی رکھنا کہ پھر اگر امیر حمزہ صاحبقران بھی آئینگے تو انکو بھی
نہ چھوڑونگا بہرام یہ سنکر نہایت خشمناک ہوا اور نہایت غصے سے کہنے لگا کہ ای آفتاب پرست تجھے بڑا غرور ہے تجھے
معلوم ہو جائیگا ایرج نے کہا کہ بہرام سنبھل ابھی ان سب کے سامنے جاہل بنتا ہے جا لیجا کر تیرے پیچھے رہو اور اپنی خیر منا کیوں
شامت آئی ہے جو ایسا کرتا ہے اگر کچھ دم داعیہ ہو تو آگے بڑھو اور جو حربہ تیرے پاس ہو لگا بہرام نے کہا کہ ہمارا معمول نہیں ہے
اگر تیرا ہی جی چاہے تو تو پہلے وار کر اگر تیرے حملے سے خدا نے بچایا تو پھر میں بھی حربہ کرونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر بہتر ہے خبردار
ہو ہوشیار رہ کہکر ایرج نے بہرام کے نیزہ مارا بہرام نے نیزے کو نیزے پر روکا لیکن گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار ایرج
نے نیزہ بہرام کا نکالدیا عمود بازی ہونے لگی گھنٹے تک عمود بازی ہوا کی کسی عمود بازی میں کچھ بہرام کا مارا گیا آخر کار
نوبت بہ تیغ زنی رسید شام تک تیغ زنی ہوا کی نتیجہ یہ ہوا کہ بہرام ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا کہ ابھی نیچے جو بہرام نے زور
قوت سے تلوار ایرج کے ماری تو سپر کو کاٹکر ایرج کے سر پر پڑی کچھ دو انگل کا زخم آیا ایرج نے جھنجلا کر دستانہ … مالا
تو سر سے نکل گئی اور چار دھار خون کی سر سے جاری ہوئی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی طبل بازگشت بجا دیا گیا دونوں لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ میں واپس آئے بہرام تو بیہوش تھا لوگ اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے لیکن ایرج تو سب ان کا رزو سے نہایت ہی خوش
خوش اپنی بارگاہ میں آیا جلدی جلدی زخم میں ٹانکے لگوا لئے اور پھر حکم دیا کہ طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم طبل جنگ بجایا
ہرکاروں نے مہربع الزمان کو خبر پہونچائی مہربع الزمان نے بھی حکم دیا کہ اس طرف بھی نقارہ زنی بجایا جاوے بموجب
حکم اس طرف بھی نقارہ زنی بجایا گیا رات بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو ایرج پہاڑ کے نیچے آیا کہا کہ ای خدا پرستو
تم میرے ہاتھ سے مجبور کمان بانڈے گئے روز نکلتے چلے آتے ہو اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ اگر زندگی ہے تو آج بھی اسی طرح
پہنچیگا اگر قضا ہوگی تو تو کیا دنیا کا رستم بھی کچھ نہیں کر سکتا تو ہے کس کھیت میں اور ادھر ملکہ قمر چہر مغفرت منظر سے بھی
انکو یہی تھی خواجہ سے کہنے لگی کہ اس موئے کا سر کوئی نہیں کٹتا اور کوئی اسے سزا نہیں دیتا یہ سب ان بیچاروں پر ظلم
کر رہا ہے ای خدا واسطہ اپنی خدائی کا جلد اس موئے کے تو زور کو غارت کر دے تیری لاٹھی بے آواز ہے خدایا اس مردود کو کھونے
نے کیسا اندھا دھند مچا رکھا ہے … سب جس شہزادے کے … سب زخمی ہیں اور اب میں اس کمبخت کو کسی طرح
رحم نہیں آتا اے کمبخت خدا ہی تجھسے سمجھے اور … استغنا اس بلے … خاطر جمع رکھو یہ سب زندہ
رہینگے کوئی بال بھی انکا نہ بیکا کر سکیگا تم ناحق رنج و ملال کرتی ہو القصہ ادھر تو ایرج نے جانب کوہ رخ کیا اور اس کو دیکھ
ابھی نہیں چڑھا کہ سپر تلوار ہاتھ میں لیکر پہاڑ پر چلا اور ادھر اہل اسلام دعائیں مانگنے لگے کہ خداوند ابار حم ہم مسلمانوں کے
حال پر شامل فرما ہمکو اس بلاے بد سے نجات دے اسوقت بیکسی میں سوا تیرے کسکو پکاریں اور کسکی حمایت اور دامن
رحمت میں چھپیں نہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل ابھی پوری دعا اہل اسلام کی تمام نہ ہوئی تھی کہ یکایک ایک گرد جانب صحراے نمودار
ہوئی مہربع الزمان نے چند ہرکاروں کو استفسار و استخبار کے لیے روانہ کیا کہ دیکھو جاکر یہ گرد کیسی ہے اور کون آتا ہے اور
ایرج بھی ٹھہر کے دیکھنے لگا کہ خداوند یہ گرد کیسی ہے اور کیا معرکہ ہے کہ یکایک اس گرد کا شق ہوا دیکھا کہ پچاس علمدار
با علمہاے زر افشان چلے آتے ہیں پھر پھریرے انکے آبی رنگ کے ہیں مچھلیاں سنہری اور سنہری پھریرون پر ہیں … علمدار
بھی آبی لباس پہنے ہوئے ہاتھیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور جھولیں ہاتھیوں کی بھی آبی مخملی زردوزی کام … ہوا …
پر آئینے حلبی بندے ہوئے جسم موندون میں زنجیرین بندھی ہوئی خرامان خرامان کھیلتے ہوئے آتے ہیں اور پیچھے
انکے ہاتھیوں … ہیں انکی غول کا … ہودوں کے نہایت ترک و احتشام سے چلے آتے ہیں اور آگے

فوج کے سپاہی چہرہ کا دوڑے ہوئے فوج کی تکل ہوتا ہوا چلے آتے ہیں اور اُنکے آگے داراب کشور کشا پیچھے پیچھے تخت پر کشور ستان
شل زنجیر میں گرفتار چلا آتا ہے جو پکارے مربع الزمان نے پیچھے سے اُنھوں نے فوج سے استفسار کیا کہ یہ کون بزرگ ہے جو
پابند کو ور تخت شاہی پر چلا آتا ہے اور کسواسطے مسلسل ہونے کی کیا وجہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ یہ داراب کشور کشا ہے جو آگے
آگے چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے کشور شاہ ہے کہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا ہے اور جوش عشق میں آپ سے بے آپ ہو گیا
ہے اسواسطے اسکو مسلسل کر لیا ہے داراب شاہ اسکو لیکر اسلیے آیا ہے کہ ملکہ قمر چہر کو اُس سے ملا دے کہ یہ جنون اسکا جاے
الغرض جب داراب قریب کوہ آیا تو آواز گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کی سنی دریافت کیا کہ اس پہاڑ پر کون ہے اور اسقدر
بیقراری کی کیا وجہ ہے معلوم ہوا کہ شاہزادہ مربع الزمان اور تحمیل ماہرو اس پہاڑ پر ہیں نہایت درجہ زخمی ہو رہے ہیں اور
ایرج نے لشکر چڑھائی کی ہے وہ بیچارے نہایت اضطرار میں بدرگاہ جناب باری بعجز بیقراری مناجات کر رہے ہیں داراب
جو غور سے دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ فی الواقع ایرج مع فوج زیر کوہ کھڑا ہوا ہے اور چین جبین سے آشکارا ہے کہ اسکا قصد ہے
ہوکہ پہاڑ پر چڑھ کے اُن جوانان گروہ کو قتل کرے پس یہ حالت ملاحظہ فرما کے مرکب کو جہکا کر آگے بڑھا اور پکارا کہ اے ایرج مجھکو
بہت افسوس ہے اور جلد پھر وہاں سے یہ کیا طریقہ بہادروں کا نہیں ہے کہ زخمیوں پر چڑھائی کریں اور حالت بے بسی میں
کسی سے مقابلہ کریں ارے تجھ میں کچھ بھی بوے غیرت و حمیت ہے یا نہیں یہ کلام داراب کا سنکر ایرج اُدھر سے پھرا
اور کہنے لگا کہ اے داراب مجھے تجھ سے سخت تعجب ہے کہ تم کب سے انکے دوست بن بیٹھے اے داراب خیال تو کرو کہ یہ کون لوگ
ہیں ارے یہ وہی تو ہیں کہ جنھوں نے عمرو ایسے محسن کو ہمارے تمھارے پاس سے نکلوا دیا ارے انکو تو وہاں مارے سے جان
بحالی بھی دستیاب نہ ہو اور تم انکے ساتھ یہ دوستی کا برتاؤ کرتے ہو تمھاری دانش و فراست سے بہت بعید ہے داراب نے کہا کہ
میں تو انکی طرفداری ہرگز نہیں کرتا اور نہ انکے سبب دوستی ہے نہ کوئی غرض مطلب ہے مگر یہ نہ ہوگا کہ ایسی حالت میں جبکہ وہ
بے بس اور مجروح ہیں تو انکو ایذا پہونچاؤ کیونکہ یہ آداب سپاہیانہ کے بالکل مخالف ہے اور کوئی جوانمرد اور سپاہی ایسی
حرکت نکریگا کہ کسی سپاہی کو حالت مجبوری میں قتل کرے یا گرفتار کرے اسلیے کہ اگر حالت مجبوری میں کسی سپاہی کو قتل کیا یا
گرفتار کیا تو سواے اسکے کہ لوگ نامرد اور بزدل کہینگے اے ایرج اس ارادہ سے باز آؤ جس وقت وہ اچھے ہو لینگے اور یہ
حالت بیکسی انپر سے رفع ہو جائیگی اُسوقت تمھیں اختیار ہے پھر ہم مانع نہ ہونگے مگر اسوقت تم انھیں پہاڑ پر نہ جانے دینگے اور
اگر تم انصاف سے خیال کرو تو میں تمھاری ہی دوستی کرتا ہوں اسواسطے کہ تمکو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہوں
کہ جسکو خلقت بد کہتی ہے اور لیکن اگر خیال کرو تو وہ بھی بڑے بہادر لوگ ہیں تمسے کوئی بات کم نہیں رکھتے ہیں اتفاقات روزگار
اسوقت وہ ناچار ہو گئے ہیں بس تمکو بھی ایسے وقت میں مزاحمت کرنا خلاف ہمت و جرات ہے اسوقت انکے قتل سے باز آؤ
یہ کلام داراب کا سنکر ایرج نے کہا کہ سنو اے داراب میں نے ہر چند انکو منع کیا اور کہا کہ دیکھو تم یہاں سے چلے جاؤ دو چار کوس
ہٹکر خیمہ استادہ کرو کہ میرے ملازم کا ناموس یہاں ہے انھوں نے مطلق خیال نہ کیا اور ایک لڑکی کو بھگا لیے
یہ سنکر داراب بولا کہ کیا خوب یہ بھی نئی بات ہے اور نئی لیکن ہے آپ جنگل پر اپنی حکومت سمجھتے ہیں اور صحرا پر علاوہ دخل کرتے
ہیں لیجیے اب ایک میں بھی آیا ہوں میرا ٹھہرنا بھی تمکو ناگوار ہوگا اور مجھکو بھی یہاں نہ اترنے دوگے اے ایرج یہ تمھیں کیا
سوجھی ہے ایک ذرا ہوش میں آؤ حواس درست کرو عقل کے ناخن لو یہ کیا سوجھی ہے میں تو صاف بات خوب جانتا ہوں اور
کسی کی لگی لپٹی نہیں رکھتا اور صاف ہی صاف کہونگا تم چاہے خوش ہو یا ناخوش تمکو تو انسے کینہ دیرینہ ہے اچھا اگر تو ہو
اس وقت تو میں تمکو ہرگز انپر نہ جانے دونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تم بھی ہمسر فساد ہوتے ہو میں تو یہ جانتا
تھا کہ میرے تمھارے دوستی ہی ہی ہے اور دریغ ہے مگر تمکو تو دوستی منظور اور تمھاری بھی خواہش ہے کہ

سے بگڑے اور رنج و ملال ہو تو خیر میں مجبور ہوں کیا کروں میں تو ہرگز تمھارے کہنے کو نہ مانونگا اور لیکن سنونگا یہ سنکر دلاراب نے
کہا کہ سنو اے ایرج تم ہو ابو ترین ہو کہ کوئی بہادر اور کوئی دلاور ہو بیشک یہ نہ سکیگا کہ کسی غریب و بیچارے پر کوئی ظلم کرے اور میرے برا
میرا بادشاہ بھی تو ملکہ قمر چہرہ کا عاشق ہی نہ کوئی کب گوارا ہوگا کہ رقیب بیچاں رہے پر ساتھ ہمارے تو فساد اور رنج ہر طرح رکھا جاتا
لیکن لیجیے تھوڑے دنوں ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اگر یہی بات ہی تو میں بھی کوئی پابندی کا نہیں رکھتا اور کسی قسم کا خوف نہیں رکھتا
دو آپ میں کسی کو بیان نہ اترنے دونگا نہ غم نے دونگا اسکا کہنا کیا ہی اب ایک بات ظاہری ہی یہ سنکر دلاراب نے کہا کہ قبول
بہتر ہو جو تجھسے ہو سکے تو قصور نہ کر اور جو بنا سکے تو بن سکے ہم میں کوتاہی نہ کر لیجیے میرے ہی تیر سے مشغول ہو جائیگے تو اچھا ہی اور
بہت انسب ہی ایرج نے کہا کہ ہم تو ہر چند چاہتے ہیں اور جیبر اعظم بھی خواہش ہی کہ جیسے تمھے نہ بگڑے اور لڑائی نہ ہو کیونکہ
تمھارے ارادے میں تو خیر کیا مضائقہ ہیں کو دونوں میدان میں جا گئے یہ سنکر دلاراب نے بھالا اپنا اٹھایا لیکن اس طرف
عمرو اور ملکہ قمر چہرہ بھی سامنے سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ملکہ قمر چہرہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ کون شخص ہی جو ایرج سے یوں گفتگو کر رہا
خدا ایسا کرے کہ اس مردے کا یہی سر لیکر تحت الثری کو پہونچا دے خواجہ نے کہا کہ ملکہ یہ دلاراب ہی اور دوسرا شخص کشو
ست شاہ ہی جبکہ میں ایرج کے پاس سے نکلا ہوں تو میں اسی کو صاحبقران بنا کر مردے لڑانے لایا تھا اور ابھی
و صاحب بہت دو صلہ جو اور نہایت ہی حسین و خوبصورت ہی ایسا بہادر کہ دیکھا گیا ہی تمھاری طبیعت تو اسپر فریفتہ نہیں ہوئی
ہوئی ملکہ نے کہا کہ بس خواجہ بس ایسی باتیں مجھسے نہ بنایا کرو یہ تو سے کسی اور ہی سے کیا کرو واہ خواجہ تمھاری بھی جو جو کہنی ہیں
بفضل خدا ایسی ہی ہیں واہ واہ والے خواجہ میں تو ایسے ایسے ہزار حسین و خوبصورت شاہزادہ نور الدہر کے
ناخن پا پر سے صدقے کرتی ہوں خدا اسکو بھی زندہ و سلامت جیتی زندگی میں دکھلاے تو جانوں یہ کہکر ملکہ قمر چہرہ آنکھوں میں آنسو
بھر لائی اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کے کہنے لگی کہ ای خدا مجھے جیتی زندگی شاہزادے کے دیدار سے مشرف کر دے تو میں جانوں
ادھر تو یہ گفتگو ہی ادھر دلاراب نے ایرج سے خوب نیزہ بازی کی اور دونوں برابر رہے کیونکہ یہ دونوں ایک ہی استاد کے
سکھائے ہوئے ہیں لیکن ان دونوں کو فنون سپاہ گری میں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے تلمذ ہی الغرض بعد گرز بازی کے
تیغ زنی ہونے لگی تا اینکہ ایرج نے خوب پھلا دا دے کر خوب پوری چوٹ تاک کر ایک تلوار ماری تو سپر کو کاٹ کر دلاراب کے
سر پر اتری اور تا دو ابرو کاٹ گئی زخم بہت کاری لگا دلاراب نے دست نہ مارا تلوار تو چبا کر نکل گئی گر خون کی چادر سر سے
جاری ہوئی دلاراب نے نہایت پھرتی سے بحالت تمام اپنے زخم کو باندھا اور ایرج پر تلوار لگائی تو سپر کو کاٹ کر سر پر آ لگی
تھی کہ ایرج نے خالی دی اور سر اپنا بچالیا تلوار گردن مرکب پر آئی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج گھوڑے پر سے کود پڑا
دلاراب بیہوش ہو گیا ایرج نے آواز دی کہ زخم دست کر دو جلد دلاراب کو اٹھا لے جاؤ یہ آواز سنکر لوگ دلاراب کو
پالکی پر ڈال کر لے گئے یہ حال دیکھکر ملکہ قمر چہرہ بہت اداس ہوئی اور ایرج کو کوسنے لگی کہ خداوندا اس موذی کا کام
جلد تمام کر اسے یہ موا سنتا ہی کسی طرح نہیں مارا جاتا اور کوئی اسکا نہیں چل سکتا جو اسکا مقابل ہو کیا ہی کیا ہی جو ہوا کہ
خداوندا یہ کیا معرکہ اور کیا سانحہ ہی خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ تم پریشان نہ ہو اور گھبراؤ نہیں انشاء اللہ العزیز شاہزادہ
نور الدہر ہی آکر اسکی درستی کریگا اور وہی اسکا سر کاٹیگا اور حضرت امیر حمزہ صاحبقران بھی اب آتے ہی ہونگے لیکن
ایرج دلیر کوہ نے کہا اہل اسلام کو پکارا کہ ای خدا پرستو آج بھی تم دلاراب کے سبب سے بچ گئے پھر کل کہاں میرے ہاتھ سے
بچ جاؤگے یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ جادو رنگی ہوا نہ خدا سے بزرگ است وہی بچانے والا ہی اگر ہماری حیات
ہی تو وہ ہر طرح ہمیں بچا لیگا اور تو ہر روز دیکھ جائیگا یہ سنکر ایرج نہایت ہی غیظ و غضب میں پیچ و تاب کھاتا ہوا
لشکر اپنا لے خیمے میں پہنچتے ہی حکم دیا کہ نقارے طبل جنگ بموجب حکم طبل جنگ بجایا گیا رات تو جوں توں

کہ قمر چہرہ نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھیے آج کیا ہوتا ہے مجھکو بڑی بے چینی و سراسیمگی ہوتی ہے کہیں لشکر میں [illegible]
کوئی آسیب نہ پہونچے خواجہ نے کہا کہ ملکہ میں نے سو بار کہا کہ تم اطمینان رکھو آخر کوئی آسیب نہ پہونچیگا آخر روزمرہ
دیکھتی ہی رہتی ہو کہ خدا اُنکو کئی دن سے کیونکر بچا رہا ہے اور کیونکر اُنکی محافظت کر رہا ہے برابر کئی روز سے ایرج کس کس زور میں
آتا ہے اور کیسی کیسی سخت کوششیں کر رہا ہے کہ کسی طرح اپنی فتح حاصل کرے مگر آج تک ایک ایسی تائید غیبی کہ جسکا سان گمان بھی
نہیں ہوتا پیدا ہو جاتی ہے کہ ایرج اپنے ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا ہے ملکہ جیسے اب تک بچایا وہی آج بھی بچائیگا یہ سنکر
ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو سب سچ ہے کچھ تو بتاؤ کہ اسکا انجام کیا ہونا ہے یہ موا باوجود ان [illegible] کے کسی طرح نہیں چوکتا اور
کسی طرح اپنے ارادے سے باز نہیں آتا خواجہ مجھکو تو جبھی اطمینان و تسلی ہوگی کہ جب یہ موا [illegible] مارا جائیگا اور اسکا کلّہ
سر کاٹکر اسکا ستیاناس کر دیگا خواجہ نے کہا کہ گھبراؤ نہیں انشاء اللہ شاہزادہ نور الدہری ٹکڑے ٹکڑے ٹھیک کریگا اور جیسے
جیسی دوستی اُنکی ملیگا ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ دعا تو یہی ہے مگر خواجہ جیتے گا وہ دیکھیگا جو اپنی زندگی سے مایوس ہو خواجہ نے کہا
کہ ہاں ہاں ملکہ ایسی فال بد تو منہ سے نہ نکالو تمکو تو سمجھ ہی نہیں آتا القصہ یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں ایرج بد کردار ناہنجار
کمانشیان فتح کرتا ہمارا بڑھا چلا جاتا ہے اور اہل اسلام حالت بیکسی و بے بسی میں کس کس طرح تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگ رہے
ہیں کہ خداوندا کب تک یہ [illegible] ہوا کریں کہ آج تک تو نے کیونکر اس بلا سے نجات دی اور ہم سب کی محافظت کی مگر
اے خداوند کریم و کارساز ہماری بیکسی تو تجھ پر ظاہر ہے کہ ہم کس حالت میں ہیں خداوندا آج بھی ہمپر [illegible] اور اس بلا سے
نجات دے کر زندگی رکھ ہے کہ ہم اس وقت بالکل بے دست و پا ہیں کدھر جائیں اور کسکے دامن امن میں سوائے
تیرے چھپیں ابھی اہل اسلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ یکایک گرد جانب صحرا سے نمودار ہوئی کہ جسنے آسمان کو چھپا دیا خواجہ
نے ملکہ سے کہا کہ دیکھو گرد لشکر نمودار ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مددگار اہل اسلام آتا ہے انشاء اللہ العزیز بڑے معرکے کی
کو دیکھا ملکہ نے کہا کہ خدا بہتر کرے خواجہ تمہارے منہ میں گھی شکر اے کاش کوئی تو غیبی ایسا پیدا ہو کہ جو اس مردود
کا سر کاٹے کہ یکایک چادر گرد شق ہوئی اور سامنے سے نقابدار یاقوت پوش چالیس ہزار سواران جرار سے پیدا ہوا اور
آتے ہی نرغہ کیا اور [illegible] لشکر جادو جلد آ پہنچا اور جلدی پھر وہاں سے [illegible] میں تیر سے گل لشکر
کو تباہ و برباد و قتل و قمع کر ڈالا یہ [illegible] لشکر ایرج نے [illegible] اور پشت دست کو دانتوں سے کاٹ لیا اور کہا
کہ ہائے افسوس آج تک یہ خدا پرست بچے جاتے ہیں اب کیا کروں اور کیا نہ کروں یہ کہکر پہاڑ سے نیچے اترا نقابدار سے
[illegible] ہوا اگر چہ اسوقت دونوں کم [illegible] غرض ایرج اپنے خیمے میں داخل ہوا اور نقابدار اپنے خیمے میں فروکش ہوا
دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا تیاری ہونے لگی مگر اب یہاں سے دو کلمے عیاری شمائل نقطہ انداز عیار نقابدار یاقوت
پوش کے بیان کیے جاتے ہیں اُسے بھی گوش دل سے سماعت کیجیے کہ ادھر تو دونوں لشکروں میں تیاری ہونے لگی اور ادھر
شمائل نقطہ انداز کے دل میں یہ خیال گذرا کہ اے شمائل نقطہ انداز اگرچہ نقابدار یاقوت پوش بڑا بہادر ذی حوصلہ
ہے مگر ایرج بھی کسی طرح [illegible] کا نہیں رکھتا وہ بھی نہایت زبردست اور طاقتور ہے خدا جانے کیسی گذرے جنگ ہزاروں
برابری کی مگر ہو اے شمائل اگر تو اسی رات ایرج کو کسی طرح گرفتار کر لائے تو کیا اچھی بات ہو یہ خیال اپنے دل میں سوچکر
اُسنے لشکر نقابدار سے نکلکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر پہونچا تو اُسنے اپنی صورت تبدیل کرکے
ایک سپاہی کی شکل بنا ایک ٹوپی سر پر لپیٹی مٹی کا رنگا انگرکھا گلے میں پہنا نیلا پاجامہ پاؤں میں [illegible]
[illegible] کمر میں [illegible] جیسا لگا ہوا بندوق کاندھے پر پشت پر سپر
کمر میں [illegible] ایک [illegible] باقی ہو [illegible] پاؤں میں اس صورت سے داخل لشکر ایرج ہوا

تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ ایرج پر آیا معلوم ہوا کہ ایرج بیٹھا ہوا ہی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ایرج تخت
زرنگار پر بشوکت بیٹھا ہی گرد ایرج کے تمام سردار اور افسران فوج رفقاے خاص بیٹھے ہوئے ہیں ناچ ہو رہا ہی شراب اڑ
رہی ہی ایک جشن عیش و عشرت برپا ہی اور ایرج حامد بن حمید سے کہہ رہا ہی کہ اے حامد میں ہر روز چاہتا ہوں کہ ان خدا
پرستوں کو قتل کروں اور کسی طرح ان پر فتحیاب ہوں مگر عجب طرح کی بات ہی کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر روز ایک نہ ایک فتنہ
ایسا پیدا ہو جاتا ہی اور ایک نہ ایک نیا مددگار انکا ایسا پیدا ہو جاتا ہی کہ جسکے باعث سے یہ خدا پرست ہر روز بچ جاتے ہیں خدا
جانے کوئی تدبیر نہیں چلتا اب دیکھیے نقابدار یاقوت پوش کیا ہی اور وہ مدد کر رہا ہی دیکھیے اس سے اور ہمسے کیسی بنتی ہی
اور کیا نتیجہ ہوتا ہی حامد بن حمید نے کہا کہ یہ مقام تردد نہیں اگر وزیر اعظم شمائل بحال رہے تو نتیجہ کچھ اچھا ہی ہوگا مثل
آپ نقابدار پر بھی فتحمند ہونگے گھبرانے کی بات نہیں ایرج نے کہا کہ ان حالتوں میں [illegible] غرض شمائل یہ سب ماجرا بیان کر
ہوا ایرج سنتا گیا تا اینکہ دربار برخاست ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے گھر گئے اور ایرج نے کھانا طلب کیا بس
فوراً شمائل وہاں سے چلکر ایک حرم سرا کی [illegible] رکھا [illegible] جاتا تھا انکے ساتھ ہو لیا اور باورچی خانے میں آیا جلد جلد
کھانا نکالا اور خوانوں میں لگوایا اور کل کھانے کو آشفتہ بیہوشی سے بیہوشی کر کے خوان کسواکر داروغہ باورچیخانہ کی مہر کروائی اور
کہاروں کے سر پر رکھوا کر ایرج کے سامنے لایا اور مہر توڑ کر دستر خوان چنا ایرج نے ہاتھ دھوئے اور کھانا کھایا اور جام
شراب کے پی کر پلنگ پر لیٹ رہا ایک تو کھانا اثر کر گیا دوسرے چڑھا جام ایک تو کھانا بیہوشی آور تھا دوسرے دو چار جام
اور پیے اور خوش جان لیے تھے پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا اور جو کھانا بچا تھا وہ شمائل نے خدمتگاروں اور
خاص برداروں کو تقسیم کر دیا اور آپ کچھ نہیں کھایا جسنے کھانا کھایا بیہوش ہوا سب کے سب خاص بردار اور پہرہ دار خدمتگار سپاہی بیہوش
ہو گئے اب جب عیار شمائل نے دیکھا کہ سب کے سب بیہوش ہو گئے اور کسی میں حواس باقی نہیں ہیں بس فوراً
شمائل نے جلد سے کمند نکالکر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن
باندھکر ساتوں حلقے [illegible] کی گٹھری میں باندھ [illegible] بیہوش ہو کر اوپر سے [illegible] اور صبح و سلامت با
سے نکلا دروازے پر بھی سب کو بیہوش پایا صاف نکلا ہوا چلا گیا اور لشکر کو طے کرتا ہوا چلا طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا اس
جگہ جانے کا مقام تھا وہاں پہنچ جاتا تھا جہاں دوڑنے کی جگہ پاتا تھا وہاں دوڑ کر نکل جاتا تھا جہاں چھپ جانے کا مقام تھا
وہاں چھپ جاتا تھا الغرض اسی طرح تمام لشکر کو طے کرتا ہوا اپنے لشکر کا راستہ لیا بارگاہ میں اسوقت پہنچا کہ نقابدار
ہو کر میدان کو جایا چاہتا تھا سامنے سے دیکھا کہ شمائل نقطہ انداز پشتارہ بدوش چلا آتا ہی پوچھا شمائل کہاں گئے
تھے آتے ہو اور یہ پشتارہ تمہارے کاندھے پر کیسا ہی شمائل نے عرض کیا کہ خداوند ایرج کو گرفتار کر لایا ہوں نقابدار کے
[illegible] جیسی سی انگلی اور دانتوں سے کاٹی [illegible] لگا کر اسے پوچھنے کی [illegible] ایرج کو گرفتار کر لایا شمائل نے کہا
آپنے تو نہیں ارشاد فرمایا تھا غلام اپنی طبیعت سے گرفتار کر لایا ہی اب آپکو اختیار ہی جو چاہیے سو اسکے حق میں کیجیے نقابدار نے
[illegible] کہنے لگا کہ اسے [illegible] تخت [illegible] کیا اور بہت ملعون کرایا [illegible] شمائل [illegible] نقابدار کیا
اور بولا [illegible] میدان میں [illegible] عیار سے [illegible] شمائل نے عرض کیا کہ [illegible]
غلام نے تو اچھا ہی [illegible] خلاف [illegible] نقابدار نے کہا [illegible] ایرج کا پشتارہ ساتھ لیکر
آیا اور یہاں صبح کو ایرج کے خیمے میں ایک غل ہو گیا کہ ایرج غائب ہو گیا یہ غل اور شور [illegible] نے بھی سنا اور
ایرج میں آیا اور [illegible] کہنے لگا کہ عیار نقابدار چرا لیگیا اور [illegible] جانب بارگاہ نقابدار چلا اور اتفاقاً [illegible]
اسد بن کرب غازی کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ نقابدار یاقوت پوش کا مدد شمائل نقطہ انداز ایرج کو پکڑ لایا ہی اسی وقت

ہرگز نہیں چھوڑونگا سنے وہ تو آپ ہی کا شکار میرے ہاتھ سے نکالدیا نقابدار نے ہنسکر کہا کہ بہت اچھا بہت اچھا اب سنئے
لیجیے میں کل آپ کو اچھا شکار پکڑوا دونگا خفا نہ ہوجیے بیٹھیے بیٹھیے غرض جس طرح سے ہوسکا اسد کو روک لیا اور جانے
دیا اسد ناچار و مجبور ہوکر نقابدار کے خیمے میں رہ گیا مگر ایرج نہایت ہی پژمردہ و آزردہ ہوکر اپنی بارگاہ میں آیا حامد
بن حمید بہت خوش ہوا کہ خدا نے ایرج کو نجات دی ایرج نے تمام سرگذشت بیان کی اور کہنے لگا کہ ہائے افسوس ہم
عیار ایسے غافل و سرشار ہوگئے کہ نقابدار کا عیار ہمیں پکڑ لیگیا اور افسوس کسی کو خبر نہ ہوئی کیوں حامد بن حمید کہیں
اگر شاہ پور اُسوقت یہاں موجود ہوتا تو کاہے کو کوئی عیار ہمیں پکڑ سکتا اور کیوں ہمیں یہ ذلت ہوتی ارے تم ابھی تک مشہور
ہوگیا کہ نقابدار یاقوت پوش نے ایرج کو گرفتار کروا کے ایک بزرگ سمجھکر چھوڑ دیا خیر ہو جو کچھ ہونا تھا سو ہوا مگر واہ
نیر اعظم کی نصرت و اعانت ہمارے شامل حال ہے اور آپنے فضل و کرم کیا تو کل کا دن بھی کچھ دور نہیں ہے نقابدار بھی
درمیان میں ہے ہم بھی نقابدار یاقوت پوش کا سر میدان گرفتار کرکے چھوڑینگے یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجوادیا جائے بموجب
حکم نقارہ پھر زمین پر چوب پڑی ہرکارون نے جاکر نقابدار کو خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے یہ سنکر نقابدار نے بھی
حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے یہاں بھی طبل جنگ بجایا جائے بموجب حکم لشکر نقابدار میں بھی کوس حرب بجایا گیا مگر ان سب کو تو
حالت میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ نورالدہر کا ملاحظہ فرمایئے

داستان عبرت نشان و حیرت بیان شاہزادہ نورالدہر بن شاہزادہ بدیع الزمان بن امیر حمزہ صاحبقران ناشاد

پلا ساقیا دو دے لالہ فام
کہ جیب جگر کے تو دے سو ...
بیاں ہو داستاں ہے عجیب و غریب

پلا کر مجھکو بھی جو زمین کلام
کہ شیخ بھی خوش ہو شاعر ہوا
کہ خوش ہو گئے زہر کا ہر غریب

دو وہ مستی کہ جو مجھکو مرغوب ہے
پلا جلد عرصہ بہت ہے قلیل

جو آغاز و انجام میں خوب ہے
کہ لکھنا ہے قصہ بھی طول طویل

نگاران عبارات رنگین و نوسینہ کاران اخبارات ... و
معنی یعنی ان عبارات پربہار بہار آور ان میدان خامہ نگار زادہ گان معنا میں مثل ہما مضمون زلیخان قصہ ہائے پرنیاد بصد
پر نسطیر و تحریر این داستان عجیب بقصہ غریب عنان خامہ عنبر شمامہ کو میدان قرطاس پر یون منعطف کرتے ہیں کہ جب
حلقاس بے اساس نے شاہزادہ نورالدہر کو دریا میں پھینکدیا تو چلتے وہ شہریار باوقار پانی کی تہ پر پہونچا اور جب پانی
نے اچھالا کر وہ شاہ عالیجاہ اوپر آیا اور اس تلاطم میں شناوری کرنے لگا تیرتا ہوا چلا جاتا ہے مگر یقین کامل ہے کہ اب کوئی دم
میں راہی ملک بقا ہیں بس واسطے کہ اس دریائے بے پایان سے یقین نجات تو فرض امور محالات سے ہے خدا ہی بچاوے اس
پرشور انگیز اور تلاطم خیز سے برکت ہو لیکن ما تو دل کہنتیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا خدا کے بفضل اللہ و تسلیما نامرد و ملک
کی خوشنودی بندے کو کیا اختیار اور سوائے سر تسلیم خم کرنیکے کیا چارہ کار ہے لیکن افسوس صد ہزار افسوس کہ دل کی حسرت
دل ہی میں رہ گئی اور سب امیدیں زیر خاک میں ملگئی وصل محبوب سے ناکام ہوکر طعمۂ نہنگان اور خوراک ماہیان ہوئے
اور بار بار فلک کج رفتار اور زمانۂ غدار سے مخاطب ہو ہو کر کہتا ہے کہ کیوں ای فلک نیلگون وای زمانہ دگرگون دل کو
میں یہی ہوا ہے کہ آدمی اپنی جان کو کھو اے ہے میں نے تیری کیا خطا کی تھی جسکی تو نے یہ سزا دی کہ اپنے محبوب کے دیکھنے کو بھی
ترس گئے اگرچہ وصل نصیب نہ تھا لیکن دور ہی سے نظارہ حسن محبوب کرکے اپنے دل کو خرسند کر لیتے تھے مجھکو یہی
ناگوار ہوا اور تیری یہی خواہش ہوئی کہ ہم اس بلا میں پھنس جائیں اور تو تماشا دیکھے ہائے افسوس ساری تمنا بھی
شہادت پر فائز ہوکر خاک میں ملگئیں الغرض تو نہیں گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرتا ہوا چلا جاتا ہے اور حق سبحانہ تعالی سے
دعا کرتا ہے کہ بار الہا تو نے مرنے سے تو نجات دی اور تہ آب سے اس تختہ آب پر پہونچا دیا مگر اتنی امید اور ہے کہ اس بحر
تلاطم خیز سے نجات دیکر ساحل مراد پر پہونچادے اور اس ورطۂ ہلاکت سے بچاکر کے محبوب دکھادے

شہریاری پر یہ جاتب شاہنشاہی در بدر گرفتار غل و زنجیر اسیر پنجۂ تقدیر آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اور لبہائے خشک
پر آہ و نالہ ہے سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور زار و قطار رو رہا ہے آنکھیں شدت بکا سے ورم کر آئی ہیں اور ایک دریا آنسو کا
قریب اسکے موج زن ہے گریبان ہی نورالدہر نے گھورا تھا تو اسکو یقین ہو گیا تھا کہ کوئی زنگی کھانے کو آتا ہے تو اور بھی زیادہ
ہراساں چہرے پر اڑنے لگی تھیں مگر جب نظر اسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی دل میں اپنے یہ خیال کیا کہ یہ بھی کوئی مثل میرے
آدمزاد ہے معلوم ہوا کہ یہ بھی مثل تیرے گرفتار رنج و آزار ہوا ہے مگر حیف ہے کہ ایسا حسین و خوبصورت کہاں سے ان زنگیوں
کے ہاتھ لگ گیا اور یا یہ کہ زنگی کسی طرف کو چلے گئے ہیں اور یہ بسبب ناواقفی کے یہاں چلا آیا ہے بے اختیار ہو کر پکارا
کہ ای عزیز جلد چلا جا ان زنگیوں سے بچکر یہاں کیونکر آیا اور انہوں نے تجھے کیونکر چھوڑا ہے وہ ابھی خواب میں ہیں یہ سنکر نورالدہر
نے آواز دی کہ آگاہ ہو ای بھائی کہ میں نے ان سب کو مار ڈالا اگر یقین نہ ہو تو باہر نکلکر دیکھ آ کہ لاشیں انکی پڑی ہوئی ہیں
اس جوان نے کہا کہ ای شخص بھاگ یہاں سے دور ہے یہ سب جھوٹ ہے زنگیوں کا یہ حیلہ ہے نکل جا یہاں سے ورنہ ضایع ہوگا
یہ سنکر شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ای شخص میں تو جادو نگاہا ہوں نکالونگا مگر تم تو اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور کس قبیلے سے
ہو کیا نام و نسب ہے تمہارا ہو کہاں کے رہنے والے ہو اور یہاں زنگیوں کے ہاتھ کیونکر لگ گئے یہ سنکر وہ شخص ایک چیخ مار کر رو دیا
اور کہنے لگا کہ ای شخص شعر من ملک بودم و فردوس برین جایم بود ۔ آدم آورد درین دیر خراب آبادم ۔ یہاں سے نزدیک
شہر ہے کہ نام اسکا شہر انوریہ ہے میں وہاں کا بادشاہ ہوں اور میرا نام انور شاہ ہے یہ تیرہ درون زنگی ہے کہ نام اسکا شماس
بن دلیمان زنگی ہے بڑا بدذات اور نہایت حرامزادہ ہے میں اسکا خراج گذار تھا ایک روز اسنے مجھے کہلا بھیجا کہ
انور شاہ ایک لونڈی پریزاد میرے گھر کے واسطے بھیجا کر یہ سنکر مجھکو نہایت غصہ آیا اور اسکے پیغامبر کو نکلوا دیا جب
پیغامبر نے جا کر کل حال بیان کیا تو شماس بن دلیمان زنگی نہایت آزردہ اور رنجیدہ ملول ہوا سامان جنگ کیا اور فوج
و سپاہ بیشمار بھیجے پس تھی وہ بھی کسی طرح فتحیاب نہ ہو سکا اب میری گرفتاری کی فکر میں رہنے لگا اتفاقات روزگار سے ایک
روز میں تھوڑے سے آدمیوں سے شکار کھیلنے ہوا صحرا میں نکلا شماس زنگی وہاں پہنچ گیا اور مجھے گرفتار کر کے
اور اب یہاں قید کیا ہے اس حالت میں مبتلا ہوں کہ مرغان ہوا بھی میرے حال زار پر گریاں ہیں ای شہزادے یہاں تو میرا حال
ہے اور معلوم نہیں وہاں شہر انوریہ میں میرے فرزند منصور شاہ پر کیا گذری ہوگی اور وہ زنگی اس طرح پیش آیا ہوگا
نورالدہر نے یہ سنکر کہا کہ تو لقا پرست ہے یا خدا پرست انور شاہ نے کہا کہ لقا پرست نورالدہر نے کہا کہ اگر تو لقا پر لعنت کرے
اور مسلمان ہو جائے تو میں شماس زنگی کو تیرے سامنے جلد ابھی قتل کرتا ہوں اور تجھے اس قید سے رہا کرتا ہوں انور شاہ نے
کہا کہ میں نے لعنت کی لقا پر اور بصدق دل مسلمان ہوتا ہوں آپ مجھے رہا کیجیے فوراً نورالدہر نے اسکی زنجیر ڈالی اور انور
شاہ کو رہا کیا اور جتنے اسکے کل ہمراہیوں کو بھی قید سے رہائی دی انور شاہ نورالدہر کے قدموں پر گر پڑا اور کلمہ پڑھ کر
مسلمان ہوا شاہزادہ اسکو ساتھ لیکر شہر انوریہ کو روانہ ہوا اور یہاں شہر انوریہ کا حال سنیے کہ منصور شاہ بن انور
شاہ خوف شماس زنگی سے قلعہ بند ہو گیا اور شماس بن دلیمان نے قلعہ پر حملہ کیا اور خندق پر پہنچ گیا تو وہ کیا کرتا
ہے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اس قلعہ کی کیا حقیقت و ہستی ہے جو میں تم سب کو [illegible] شماس زنگی یہ نعرہ کر رہا تھا کہ
یکایک نعرہ شاہزادہ نورالدہر کا بلند ہوا کہ باش ای دگر ناہنجار [illegible] کہاں ہے جو آدم ہے کہ میں تیرے
قد [illegible] سنکر شماس زنگی [illegible] شماس بن دلیمان کے پاس لے گئے اور کہا [illegible] انور شاہ کو [illegible]
[illegible] شاہزادہ [illegible] شماس بن دلیمان نے [illegible] نورالدہر [illegible] آتا
[illegible] غیظ و غضب میں آگ بگولہ [illegible] کی طرف سے ہوا ادھر شاہزادے کی طرف دوڑا اور للکارا کہ اور آدمزاد [illegible]

تو نے میں سفیدی کو رنگ کیا ہے اور ان قلعہ والوں کا حمایتی بنکر آیا ہے کہاں بھاگتا ہے سینہ ہاتھ سے رکھکر قریب نور الدہر آکر
پشت نہنگ کا وار کیا نور الدہر نے اسکو خالی دیکر کے ایک کھنچی دی کہ وہ چت پڑا اور اسکا پیٹ پکڑ کر نور الدہر
نے پنجے پر ہاتھ ڈالدیا اور پنجہ مروڑکر اسکو چھین لیا اور کمر میں ہاتھ ڈالکر زمین سے اٹھا لیا اور بالا سے سر چرخ دیکر
زمین پر دے مارا زنگی نے چاہا کہ سو دفعہ کی کھاکر سنبھلے مگر نور الدہر چالاک سنبھلنے دیتا تھا گرتے ہی ایک ٹھوکر
ماری تو وہ چت ہو گیا بس جھٹ نور الدہر چھاتی پر بیٹھا اور تلوار کھینچکر گلے پر لگا کر کہا او مردود دشمن کر ابلیس پر لعنت بھیج اور
ملت حنیفیہ اسلامیہ کو بصدق دل اختیار کر شاطون دلیمان زنگی نے اُس حالت خوف میں ڈر کے مارے استغفار
کیا کہ آپکو قسم ہے لیجئے میں وہ زمین کی بیلے تو یہ بتلائیے کہ آپ کون بزرگ ہیں نور الدہر نے اپنا حسب و نسب بالتفصیل جلد جلد
بیان کیا شاطون دلیمان نے کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو تھی کہ کوئی آقا اور مالک تب ایسا بچے کہ مجھے شکر صد شکر خدا
نے آپکو بھیجا اور آپ یہاں تک آگئے اب میں نے بصدق دل یا دہان بالا پر لعنت کی اور میں آپ کے ساتھ ہوں نور الدہر
نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا شاطون زنگی نے از سر صدق کلمہ طیبہ پڑھکر مذہب اسلام اختیار کیا نور الدہر اُسکی چھاتی پر سے اترا
اور شاطون دلیمان کو شاباش و مرحبا کہا ادھر انور شاہ قلعے میں گیا اور جیٹے سے جاکر کل حالات بالتفصیل بیان کیے
اور ان کو اپنے ساتھ لیکر قلعے سے باہر آیا اور شاہزادہ نور الدہر کے قدموں پر گرا دیا نور الدہر نے سر اسکا قدموں سے اٹھاکر
اپنی چھاتی سے لگایا اور بہ نہایت خندہ پیشانی کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوا اور ان دونوں کے اسلام
لاتے ہی تمام فوج اور کل اہل قلعہ بھی مسلمان ہو گئے بعد اسکے انور شاہ نور الدہر کو تمام شہر میں لیگیا نور الدہر نے تمام
شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے توڑ کر واسطے مسجدوں کی بنا ڈالی سکہ بنام قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اسکے انور شاہ
نور الدہر کو دربار عام میں لایا جشن تخت نشینی برپا کیا تمام امراکین سلطنت اور ارکان مملکت جمع ہوئے جس وقت تمام جلسا
ملو ہو چکا تو اسوقت انور شاہ دست بستہ شاہزادہ نور الدہر کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کیا اے سلطان اقلیم شجاعت و جہانبانی
ملک جرأت شہریار جہان پناہ شاہنشاہ و تاج بخش ظل اللہ مناسب ہے کہ اب حضور اس تخت سلطنت کو اپنے قدوم
میمنت لزوم سے جلوہ افروز فرمائیں میں ہر طرح آپ کا تابع فرمان ہوں آپ حکومت فرمائیں اور مجھے جس خدمت کو حکم
ہوگا اسے بدل و جان بجا لاؤنگا کہ لائق تخت و تاج آپ ہی کی ذات فیض آیات ہے یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر نے انور شاہ کو
گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہیں صاحب تخت تمہارا تمہیں مبارک ہم لوگ تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں یہ کہکر ہاتھ انور شاہ کا
پکڑکے تخت پر بٹھا دیا اور فرمایا کہ میں نے انور شاہ کا تخت انہی انور شاہ کو بخشا تمام حاضرین مجلس نے نور الدہر کو تعریفیں دین اور ہر
طرف صدائے تہنیت و مبارکباد دربار میں بلند ہوئی نوبتیں گونجنے لگیں بام و در و دیوار سے آواز آنے لگی اشعار الہی دو جہاں
باشی باقبال - جوان بخت و جوان دولت جوان سال - گل اقبال تو دائم شگفتہ - بچشم دشمنانت خار بادا - بعد اسکے تو میں جشن
شروع ہو گئے تمام شہر میں اچھی طرح سے روشنی ہوئی اور کل شہر انور شاہ میں بحمد زمت اثر شائع ہو چکی تو انور شاہ
نے سامان ضیافت و اسباب ضیافت مہیا کیا بیس روز تک صحبت جشن برپا رہی تمام عمال و افسران ملک کو خلعت و انعام
تقسیم ہوا ہر ایک شاد و خرم اور مسرور و محظوظ ہوا بعد اس جشن کے انور شاہ نے ایک نہایت پاکیزہ اور نفیس قصر شاہزادہ
نور الدہر کے لیے مہیا کیا اسمیں نور الدہر قیام پذیر ہوا ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال ملکہ قمر چہر کا آگیا تصویر اسکی آنکھوں کے
سامنے پھر گئی بے اختیار ہو ہوکر دھاڑیں مار مار کر رونے لگا کہ ای پاک پروردگار اب تو اس عبد عاصی کی مشکل حل کے
لیے حکم فرما اور یا رب بہت جلد دیدار محبوب سے خوش و مسرور فرما کہ اب نور الدہر سے صدمہ مفارقت اُس محبوبہ
دلفریب کا اٹھ نہیں سکتا کلیجہ شق ہوا جاتا ہے اور دل بیقرار کسی طرح صبر و قرار نہیں آتا خداوندا تو عالم الغیب ہے تجھسے زیادہ

عرض کرنے کی حاجت ہے آپ خود خوب واقف ہیں کہ جو میرے قلب کا حال ہے خداوند لا اب کرم فرما الغرض یہ خبر انور شاہ کو بھی پہونچی
کہ آج شہریار عالم پناہ شاہزادہ نور الدہر بہت نالان و گریان اور حد سے زیادہ بیقرار و مضطر ہیں لیکن کوئی سبب
نہیں معلوم ہوا کہ کیا باعث ہے یہ سنکر انور شاہ کو بھی استعجاب ہوا کہ معلوم نہیں کیا امر ایسا وقوع میں آیا ہے جسکے باعث
سے شاہزادہ نور الدہر اسقدر بیقرار ہو گیا یہ سنکر انور شاہ اور شباط ابن دیلمان زنگی نہایت حیران و پریشان اور
بیقرار حاضر خدمت نور الدہر ہوئے تو دیکھا کہ شاہزادہ زار و قطار رو رہا ہے دست بستہ عرض کیا کہ اے آقا سے نامدار خیر باشد اس
وقت آپ کی اس بیقراری کی کیا جہت ہے اور اس نوحہ زاری کا کیا باعث ہے کچھ ارشاد تو فرمائیے ادھر انور شاہ اور شباط
زنگی دونوں دست بستہ عرض کر رہے ہیں مگر نور الدہر کی بیقراری کسی طرح کم نہیں ہوتی اور کچھ جواب نہیں دیتا جب بہت
اصرار کیا تو ارشاد کیا کہ میں اپنی حقیقت کیا بیان کروں اے انور شاہ وہ مرض لاعلاج رکھتا ہوں کہ خدا ہی اسکا علاج کرے
تو اچھا ہو انور شاہ نے عرض کیا اچھا حضور ارشاد تو فرمائیں یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر ارشاد کیا شعر
گر بیست مرا فتادہ بر دل مہر و آتش بس است مشکل ۔ میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ ایک محبوبۂ دلفریب اور معشوقۂ
پری پیکر پر عاشق ہوں اسی کے تیر عشق نے میرے دل کو چھید ڈالا ہے میں کیا بیان کروں کہ جو جو رنج و صدمات اسکے
عشق میں اٹھائے ہیں اور جو حالات گذر گئے ہیں وہ تمام حال پہنچنے کا اور دیو کا حالت غفلت میں دریا میں ڈال آنے کا
تفصیل وار بیان کیا اور کہا کہ اے جان قیامت اور آفت تو یہ ہے کہ بمصداق دل را بدل رہیست وہ بھی میری عاشق ہے
اے شباط ابن دیلمان بھائی تمہارا رنج تو اسی کا ہے کہ معلوم نہیں اسکا میری جدائی میں کیا حال ہوا ہوگا اور کیا رنج و ملال
گذرا ہوگا اگرچہ بسبب ہماری مجبوری کے بجز اسکے کہ صرف دور ہی سے دیکھ لیتے تھے اور کچھ علاقہ نہ تھا وہ مجھے دیکھکر شاد
و مسرور ہوتی تھی میں اسے دیکھکر زندگی بسر کرتا تھا اور شاد و بشاش ہوتا تھا مگر فلک تفرقہ انداز و حیلہ باز کو یہ بھی ناگوار
ہوا اور اس نسبت کو اتنی ملاقات بھی کھلتی اور وہ تفرقہ ڈالدیا ہے کہ دیکھیے زندگی میں ملاقات ہوتی بھی ہے یا نہیں اور
بڑا خیال تو یہ ہے کہ جب دیو قلیاس بد اساس نے جاکر ملکہ سے بیان کیا ہوگا کہ میں نور الدہر کو جاکر دریا میں ڈال آیا
تو اسکا کیا حال ہوا ہوگا معلوم نہیں کہ زندہ بھی ہوگی یا دکھ اسکے ہلاک ہو گئے ہونگے اسلیے کہ وہ دن بھر مجھکو سی دیکھا کرتی تھی
اور میں بھی دن بھر جو ہوں میں اسکے لیے گذارتا تھا اور اے انور شاہ اور اے دیلمان میں اسکے حسن کی تعریف تمہارے
سامنے کیا بیان کروں سراپا ایسا قدرت حق تعالی پر دال تھا گویا صانع قدرت نے برق کے خمیر کو سانچے میں ڈھال کر اسکے
اسکے بدن کو ڈھالا تھا ایک نور جس سے اس دالان کی ایسی ہو رہی تھی کہ تمام در و دیوار روشن ہو جاتے تھے میں نے
اسے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ میری آواز اس تک پہونچنا دشوار تھی بیچ میں دریا ہے حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا
علیہ السلام نے ایک قصر بنوایا تھا اسمیں اس دیو قلیاس حرامزادے نے ملکہ کو قید کر رکھا ہے اس وقت اسکا خیال
کامل بندھا ہوا ہے ان دونوں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور بات کیا ہے پہلے ہفت منظر سلیمانی کی جانب قدم
سے کہا کہ میں چلنے کو تو چلا چلوں مگر انتظار اسکا ہے کہ کوئی شخص اس طرف کا اسطرف آئے کچھ احوال وہاں کا معلوم ہو تو
قصد کروں ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ کچھ سوداگر ہفت منظر کی طرف سے آکر اس شہر میں
اترے ہیں انور شاہ نے کہا کہ جلد ان سب کو بلاؤ بموجب حکم ہرکارے اسی وقت گئے اور ان سوداگروں کو بلا لائے جب
سوداگر سامنے آئے تو ان سبھوں نے نہایت ادب سے مجرا کیا تحفے گذرانے انور شاہ نے نذریں انکی قبول کر کے خلعت و
انعام سے سرفراز و ممتاز کیا اور حکم بیٹھنے کا دیا جب سوداگر بیٹھے تو شاہزادہ نور الدہر نے ان سے کہا کہ کچھ حال ہفت منظر کا
بیان کرو ان سوداگروں نے عرض کیا کہ حق جل شانہ شاہزادہ والا قدر نور الدہر کو سلامت با کرامت رکھے وہاں کسی کی

توقع آپ کی زندگانی کی نہ تھی ہر ایک کو یقین تھا کہ حضور کے دشمن ہلاک ہو گئے ہونگے مگر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے حضور کو زندہ
سلامت دکھلایا اب حضور ارشاد فرمائیں کہ حضور پر کیا واقعہ گذرا نور الدہر نے کل اپنا حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور وہ تمام
کہ تغییر احوال تو سنا اب کچھ حال میری معشوقہ جانستان ملکہ قمر چہر کا تو بیان کرو کہ وہ بھی بقید حیات ہے ان سب نے عرض کیا
کہ جہان حضور زندہ تو ہے مگر گریہ و زاری سے دن رات گذرتی ہے اگر خواجہ عمرو آپکے پاس نہ ہوتا تو کب کے دشمن ہلاک ہو گئے ہوتے کہ حضور
وہ حال بنا رکھا ہے کہ دیکھا اور سنا نہیں جاتا سوائے اسکے یہ ہے کہ لباس سیاہ آپ کے ماتم میں جو اسنے پہنا تھا اب تک جسم سے
نہیں اتارا اور ای شہریار جب حضور کے والد ماجد مظفر الملک اور تحمیل ابن ہیرو اور اسد بن کرب غازی اور طہماس ابن
عنقوہیل لوہور رسالے ہفت منظر کے آئے ہیں تو ایک عجیب طرح کا ماتم برپا ہوا تھا مگر اس ایرج بدنہاد نے ان سب کو
قصر ہفت منظر کے سامنے سے ہٹانے کا قصد کیا تھا سو بڑی لڑائی ہوئی سب کے سب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر
ہوا بایں سبب مجبور ہو جانے کے ایک پہاڑ پر جا بیٹھے ہیں لیکن ایرج ہر روز جا جا کے پہاڑ پر چڑھکے اہل اسلام کو قتل
کرے مگر بقدرت خدا ہر روز ایک نہ ایک مرد کار ان سب کا ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ ہر روز بچ جاتے ہیں اور جو آتا ہے ا
سے ایرج سے لڑائی ہوتی ہے لیکن ایرج پر کوئی غالب نہیں آتا اور ای شہریار قابل صد ہزار آفرین و تحسین اسد دلاور
ہے کہ وہ اپنی جان لگائے ہوئے ہے اور سینہ سپر کئے ہوئے ہے پس یہ حال سنتے ہی نور الدہر آگ ہو گیا سو دوا کر دن کو
رخصت کیا اور انور شاہ اور منصور شاہ کو وہاں کا سردار ان جراتمند اور دلیمان زنگی کو ساتھ ہزار سوار سے ہمراہ لیکر
جہازوں پر سوار ہو کے ہفت منظر کو روانہ ہوا کوئی تیسری منزل تھی کہ یکایک ایک غل و شور برپا ہوا نور الدہر نے
پوچھا کہ اے یہ کیسا غل ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ای شہریار ایک نہنگ نے دریا سے سر ابھارا ہے اور جہازوں کی طرف
آتا ہے ای شہریار معاذ اللہ اگر نزدیک آ ہو گا اور ان جہازوں پر ایک دم مارے گا تو خدا نخواستہ یہ سب جہاز ٹکڑے ٹکڑے
ہو جاوینگے اور ایک تو زندہ نہ رہیگا کیونکہ وہ نہنگ بہت بڑا ہے نور الدہر نے کہا کہ اچھا پھر اسمیں خوف کا ہے کا ہے جہازوں کا
رخ دوسری طرف پھیر دو اس جانب سے چلنا کیا ضرور ہے بحکم شہریار ملاحوں نے چاہا کہ رخ جہازوں کا اس طرف سے پھیرین
مگر ہوا اتنی تیز تھی کہ جہاز اس طرف سے نہ پھر سکے پس ایک چار گھڑی نہ گذری تھی کہ ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا کہ وہ
نہنگ آ پہونچا سب کے سب آمادہ مرگ ہو گئے یہ آواز سنکر ہر ایک رونے لگا اور ایک نے دوسرے کو اپنے گلے کا تا
لیا کفن سروں پر باندھ لیے صد لشکر یہ زاری بلند ہوئی ادھر ملاحوں نے سر کو ننگا کر کے دعا شروع کی کہ ای خالق بحر و بر وای
خشک و تر تو ہی اس نہنگ بلا سے بچانے والا ہے اور تو ہی ہر بلا اور ہر آفت سے محافظت کرنے والا ہے مدد ایا واسطے اپنے
انبیاء کرام اور اپنے بندگان خاص ذو الاحترام کا کہ ہماری جان کو اس بلا سے بچا کر ساحل مراد تک پہونچا دے تا اینکہ وہ
نہنگ سامنے دکھائی دیا سب کے چہروں پر زردی سی پھر گئی اور بعضوں کی مثل مشہور و معروف کہ زیادہ مارین تو پھول
جاتی ہے انسیں ہی سب کے خشک ہو گئے اب سب کے سب اپنے گناہ رشک ہیں ہو گئے اور یقین ہو گیا کہ اب مثل کسی طرح ممکن نہیں
ہے مگر شاہزادہ نور الدہر نے یہ تفسیر جو ملاحظہ فرمایا تو ملاحوں سے حکم کیا کہ ایک کشتی چھوٹی سی ہمارے جہاز کے برابر لگا دیجئے
حسب الحکم ایک چھوٹی سی کشتی شاہزادہ نور الدہر کے جہاز کے پاس لگا دی گئی نور الدہر اس کشتی پر سوار ہو اور ملاحوں سے
کہا کہ یہ کشتی اسی نہنگ کی طرف لیچلو رستہ توین دل کی آرزو دل میں کیون رہ جائے اور ملاحوں نے جو حکم کشتی کا رخ ادھر
نور الدہر لیکر چلے ہر چند شاطران و دلیمان نے منع کیا انور شاہ و منصور شاہ سمجھاتے رہے مگر شاہزادہ نے کسی کی نہ سنتا ہے
کشتی کو برابر دوڑائے لیئے چلا جاتا ہے اور وہ نہنگ بھی برابر بڑھتا ہوا قریب چلا آتا ہے جیسے ہی وہ نزدیک آیا بس جلدی سے
ایک تیر تاک کر مارا تو وہیں آنکھ میں اس نہنگ کے مع سوفار پیوستہ ہوا اور ساتھ ہی اسکے دوسرا تیر چھوڑا کہ آنکھ تین

ارادہ وہ بھی اُسپر سوار ہوگیا دونون نہنگین اُسکی ہیبت سے پرفضا ہوگئین اُس نہنگ نے گھبراکر جلدی سے دم اپنی اُٹھائی کہ مار
پر مارے بس جیسے ہی دم اُسکی اونچی ہوئی نور الدہر نے بہت ہی پھرتی سے ایک تلوار آبدار دونون ہاتھون مین پکڑ
کر ایسا ہاتھ مارا کہ اُسکی دم برابر ترچھات ہو دو ٹکڑے ہوگئی اور وہ نہنگ اُس دریا مین گرا ایک تلاطم قیامت خیز
دریا مین برپا ہوا تمام پانی خون سے اُسکے رنگین ہوگیا چہار طرف سے صداے آفرین و تحسین کا ایک شور ہوا ہر ایک شخص کی
زبان پر صداے احسنت جاری تھی الغرض شاہزادہ پھر جہاز پر آیا انورشاہ تو دوڑکر گلے لپٹ گیا خواجون و غلمان نے
دست بوسی کی ادھر منصور شاہ نے شاہزادے کے قدم لیے اور انورشاہ نے عرض کیا کہ حضور آپ جیسے مؤید من اللہ مین اور
بیشک آپ حق جل و علا کے خاص بندے اور اُسکے پیارے ہین سواے حضور کے اس نہنگ کا مارنا کسی دوسرے کا کام تھا
در اصل تو یہ ہے کہ ایسے وقت اضطرار مین ہوش و حواس کب بجا رہتے ہین جو کوئی بات سوجھے مرحبا صد مرحبا آپ کی ہمت
و جرات اور استقلال و اطمینان جمع کر نور الدہر نے کہا کہ ہان مین تو اُسکا ایک بندہ ناچیز ہون جو اُسکے الطاف و اعطاف اور
رحمت و مکرمت میرے شامل حال رہی اور ہین کہان تک اُسکا شکر ادا کرون بعد اُسکے ہر ایک نے آکر دست بوسی او
قدمبوسی کی تصدق اُتارنے لگے الغرض کئی پہر تک اُس دریا مین لنگر پڑا رہا بعد اُسکے نور الدہر نے حکم دیا کہ لنگر اٹھایا جاے
جہاز یہان سے روانہ ہون بموجب حکم لنگر اٹھا دیا گیا اور جہاز وہان سے روانہ ہوے مقامات معین پر لنگر کرتے ہوے اور
ضروریات بہم پہونچاتے ہوے بعد چند روز کے کنارے پر پہونچے ملاحون نے جہازون کے لنگر ڈالدیے ناخداے جہاز نے
تھال مین رکھکر تحفہ گذرانی اور عرض کیا کہ حضور سفر دریا تمام ہوا شاہزادے نے اُسے خلعت دیا مبارک سلامت کی دھوم
دھام ہوئی نذرین خوشی کی گذرنے لگین الغرض اسباب اُتارا گیا خیمے ڈیرے استادہ ہوے سب کے سب خیمون مین قیام پذیر
ہوے اور ہاتھ منھ دھوے اور نہاے دھوے تین دن تک آرام کیا چوتھے روز شاہزادہ واسطے شکار کے سوار ہوا شکار
کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا جاتے جاتے ایک بیابان ہول خیز اور صحراے وحشت انگیز مین گذر ہوا دیکھا کہ ایک گنبد سامنے نمودار
ہے شاہزادہ اُس گنبد کے قریب آیا دروازہ بند پایا اور دیکھا ایک پتھر کی چٹان بہت بڑی دروازے پر رکھی ہوئی ہے اور
اُس گنبد مین سے ایک آواز دردناک نحیف و ضعیف سنائی دیتی ہے کہ کوئی شخص نہایت دلخراش آواز سے کہہ رہا ہے کہ ہاے
افسوس اور دردا بیکسی و بے بسی کہ مفت جان گئی اور ایک کوئی فریادرس نہ آیا کہ ہماری فریاد سنکر ہم پر توجہ کرتا باہر
نکالتا یا اس عذاب سے نجات دے اس طرح بلک بلک کر کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ شاہزادہ بیچین ہوگیا اور چاہا کہ اُس گنبد
کو کھولکر دیکھے کہ یہ گنبد کس قسم کا ہے اور یہ کون شخص ہے جو اس طرح فریاد کر رہا ہے اور کس بلا مین مبتلا ہے خواجین و غلمان
نے اور انورشاہ اور منصور شاہ نے ہر چند منع کیا کہ اے شہریار آپ کو کیا غرض ہے اور کیا مطلب ہے جو حضور اس گنبد مین
تشریف لیے جاتے ہین اس ارادے سے باز رہیے اور اپنے کو معرض ہلاکت سے بچائیے معلوم نہین اسمین کیا بھید ہے اور
کیا امر ہے اور یہ کس نمایش کی ہے اگر کوئی بات تحقیق ہوئی تو یہ بھی سہی ورنہ کیا ضرورت ہے آپ اس گنبد مین ہرگز نہ جائیے
مگر شاہزادہ کب سنتا ہے ایک کی بھی نہ مانی اور کہنے لگا کہ معلوم نہین تم لوگ کیا باتین کر رہے ہو اور تمھارا خیال
کس طرف ہے ارے صاحب مجھکو جو پروردگار عالم نے حلال مشکلات پیدا کیا ہے تو مجھکو یہ کب زیبا ہے کہ ہم سنین کہ کوئی شخص
مصیبت مین ہے اور کسی آفت مین مبتلا ہے اور ہمارے کان تک فریاد پہونچے اور ہم نہ سماعت کرین نہ دیکھین یہ بات
مجھسے ہرگز ممکن الوقوع نہین ہے خدا جانے تم لوگ کیسی باتین کر رہے ہو یہ کہکر بہت جلد دروازے کے پاس آیا اور
اُس سنگ گران کو جس سے دروازہ بند تھا ہٹایا اور دروازے کو ٹھوکر مارکر اندر گیا جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک جوان حسین و
خوبصورت کہ آثار شجاعت و دلیری اور مردمی و مروت اُسکے چہرے سے ظاہر و آشکار ہین غل و زنجیر مین

افتادہ بیتاب بیٹھا ہوا ہے اور زار زار زاری اور نوحہ و بیقراری کر رہا ہے ایک سنگ گران اُسکے سینے پر رکھا ہوا ہے اور قریب
مرگ پہنچ گیا ہے کہ سانس لینے کی بھی قوت باقی نہیں رہی اور بوقت دم کی آمد و شد ہو رہی ہے اور حال یہ ہے کہ پانوں میں مہندی
لگی ہوئی ہے سہرا سر پر بندھا ہوا ہے ایک اُنگلی میں چاندی کا چھلا اور ایک سونے کی انگشتری یاقوت سرخ کا نگ اُس پر جڑا
ہوا پہنے ہوئے ہے ہاتھوں میں بھی مہندی لگی ہوئی ہے اپنے ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا گلے میں ہیکل پڑی ہوئی وہ غافل پڑا
ہوا ہے نورالدہر نے بیٹھنے تو لپک کر پتھر اُسکی چھاتی سے اُٹھا لیا اُسکے قید اُسکے بدن سے جدا کی جیسے تو وہ جوان اُٹھکر نور
الدہر کے گرپڑا نورالدہر نے قدموں سے اُٹھا کر اُسکا چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ بتلا کہ تو کون شخص ہے اور کیسے
یہاں قید کیا گیا تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور ایک ساحرہ مکارہ مجھپر عاشق ہے اور مجھکو اُس سے کمال درجہ تنفر ہے جس روز کہ
میری برات ہوئی اُسی شب کو وہ کمبخت مجھے یہاں اُٹھا لائی اور مجھ سے کہا کہ اگر تجھے اپنی زندگی منظور ہو تو مجھے اپنی زوجیت
میں قبول کر اور اس ارادے سے اپنی دست بردار ہو ورنہ تجھے بعذاب شدید مبتلا کرونگی کہ زندگی تیری دشوار ہو جائیگی اے
شہریار اس طرح کی بوسے بدبو اُسکے منہ سے آتی تھی اور اس درجہ کریہ منظر اور بدشکل تھی کہ مجھے اپنی جان عزیز کا دینا اور
ملک الموت ہو نا گوارا اور منظور تھا اگر کسی طرح اُس سے مواصلت تو درکنار پاس بیٹھنا بھی نہ گیا جب میں کسی طرح
راضی نہ ہوا تو اُس بلا نے مجھے قید کر دیا اور اس عذاب شدید میں مبتلا کیا اے شہریار وہ بلا کہ عجیب طرح کی بلا ہے جیدیان
ور قت یہاں ہے کہ اُس سے مفر نا دشوار ہے حضور نے کیلئے اسقدر تکلیف گوارا فرمائی اور اپنے کو زحمت میں ڈالا نورالدہر
نے کہا کہ بھائی ہمکو حق تعالی نے خلق ہی اسی واسطے کیا ہے کہ درد رسیدوں اور مظلوموں کی فریاد رسی کریں اور انکو ظلم
سے نجات دیں یہ سنکر اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار حق سبحانہ تعالیٰ آپ کے ارادوں میں برکت دے اگر آپ نے اسقدر
زحمت گوارا کی ہے اور اتنی تکلیف ما لا یطاق اُٹھا کر مجھے اس مصیبت عظیم سے چھڑایا ہے پھر کسی طرح اگر کسی طرف
یہاں سے لیکر نکل جائیے تو بہت انسب ہے نورالدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہیں ایسا ہی ہوگا ابھی نورالدہر اور اُس مظلوم میں یہ
باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک مرتبہ سیاہ آندھی چلی اور گرد و غبار اُٹھنا شروع ہوا کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا ہاتھ کو
ہاتھ نہیں سوجھتا تھا شاہزادگی لشکر شاہ منصور شاہ و بیجے سب بھاگے اور شاہزادہ نورالدہر بھی ایک درخت کی آڑ
میں خاموش کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ ایک شیر ببر سامنے سے چلا آتا ہے اور ایک
عورت زشت رو تیرہ رنگ کریہ منظر اُس پر سوار چلی آتی ہے جب قریب گنبد کے آئی دیکھا کہ دروازہ گنبد کا کھلا ہوا ہے نہایت متعجب
ہوئی کہ یہ دروازہ کسنے کھولا اور اسقدر سنگ گران کیسے ہٹائے یہاں سے بہا الغرض متحیر و متفکر اندر گنبد کے آئی دیکھا
کہ معشوق نامرد ہے بس آگ بگولا ہو گئی کہ یہ کون شخص یہاں آیا ہے کہ جسنے دروازہ بھی کھولا اور میرے معشوق کو چھڑا لیگیا اور
مارے غصہ کے دوڑتی ہوئی اُس طرف ہوئی کہ جہاں شاہزادہ نورالدہر کھڑا ہوا تھا شاہزادے کو دیکھکر پکاری کہ ہاں میں بھی
تو ہی نے میرے محبوب کو رہا کیا ہے نورالدہر نے کہا کہ ہاں میں ہی نے رہا کیا ہے یہ کہکر ایک تیر جلد کمان میں جوڑ کر اُس
عفریت ناک کے ادا کی اُسکے بدن پر سے اُچٹ گیا کئی تیر اُس پر متواتر مارے مگر کسی نے اثر نہ کیا اور وہ ساحرہ قریب نورالدہر
کے آئی اور شاہزادے کو دیکھکر ایک جان کیا ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گئی کہ ایسا جوان حسین کاہے کو دیکھا تھا کہنے
لگی کہ اے عزیز تو نے جو اسکو رہا کیا بڑا کیا گو خراب تو جو ہوا سو ہوا جو تو نے کیا خیر خوب کیا مگر اب میں تجھپر عاشق و فریفتہ
ہوئی ہوں تو اپنے وصل سے مجھے محظوظ کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر کے شاد کام دستہ ہوکر یہ سنکر نورالدہر نے
کہا کہ چپ رہ او مردار کیا واہیات اور ہذیانات اور مہملات واہی تباہی کلمات فضول اور بیہودہ بک رہی ہے بس چپ رہ او مردار
کیا کلمہ بد زبان سے نکالتی ہے دیکھ ایسا نہ ہو کہ زبان تیری عقب گردن سے کھینچ لیجائے اور یہ کہکر ایک تلوار

اُسپر ماری وہ بھی اُسکے بدن سے اُچٹ گئی شاہزادے نے جھنجھلا کر ایک خنجر بہت زور سے مارا وہ بھی اُچٹ گیا اب وہ ساحرہ
بالکل قریب شاہزادے کے آکر کہنے لگی کہ اے شہریار بس کیوں اپنے ہاتھ کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نفس کو ایذا پہونچاتا
ہے اور اپنے کو مشقت بیجا میں ڈالتا ہے اور فوراً اسم سحر کا پڑھکر جو شاہزادے پر دم کرتی ہے تو معاً شاہزادہ بے حس و
حرکت ہو گیا مگر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پھر اسم سحر پڑھکر سپر ایمان نورالدہر پہ جو دم کیا وہ سب حصار آہنی میں گرفتار
اور وہ ساحرہ مکارہ نورالدہر کو لیکر بالا سے ہوا جانب آسمان روانہ ہوئی اور بہت بلندی سے جاکر نورالدہر کو زمین
پر پھینک دیا نورالدہر بہت زور سے زمین پر گرا یقین تھا کہ استخوان سرمہ ہو جائینگے مگر بقدرت خدا چوٹ تک نہ لگی اور اٹھ
کھڑا ہوا تو شاہزادہ بالکل صحیح و سالم فقد ابھی کہیں چوٹ کا نام و نشان نہیں ہے شکر خدا بجا لایا اپنے تئیں ایک دشت سبز و
شاداب میں پاکر سجدہ کیا اور حمد جناب باری زبان پر لایا اور سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ گھاس رنگا رنگ لگے ہوئے
ہیں سبزہ لہک رہا ہے چشمے جا بجا جاری ہیں جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے سرسبزی اور شادابی کے کوئی زمین کی
نہیں معلوم ہوتی کہ جو سبزہ سے خالی ہو ایک عجب طرح کی فرحت اور سرور حاصل ہوا گویا جسم بیجان میں جان آ گئی
شاہزادہ نورالدہر نے یہ خیال کیا کہ تو مسلمان تھا بعد مرنے کے مجھے بہشت میں سرشت ملا ہے سیر کرتا ہوا چلا جاتا ہے
کہ جاتے جاتے ایک باغ عجیب سے متصل ہو جا کہ عقل حیران ہو گئی چاردیواری اُسکی اینٹ کی نہیں بلکہ خشت سونے کی اور ایک
چاندی کی پرچین کاری جواہر کی ہوئی جھلک جھلک کر رہی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دیواروں
نے ہزاروں آفتاب نصب کر دیے ہیں نورالدہر کو نہایت تعجب و تحیر ہوا کہ یہ عمارت کسکی بنوائی ہوئی ہے اور اسکا
مکین کون ہے الغرض آگے بڑھکر جانب شرق جو ملاحظہ کرتے ہیں تو دروازہ اس باغ کا کھلا ہوا ہے اندر باغ کے گیا جاکر عجب
قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ وہ باغ لگا ہوا ہے کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا نمونہ باغ بہشت معلوم ہوتا ہے شاہزادہ
سیر کرتا ہوا چلا جاتا تھا ایک طرف جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک قصر نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہے کل چاردیواری اُسکی نقرئی طلائی
کی ہے زردوزی پرچین کاری کی ہوئی ہے سامنے اُس قصر کے ایک نہر نہایت مصفا سنگ مرمر کی فوارے لگے ہوئے ہیں
گرداگرد اُسکے درختان میوہ لگے ہوئے ہیں اور بلبلیں ہر درخت پر چہچہے کر رہی ہیں نیچے اُن درختوں کے بادلہ کا فرش
بچھا ہے ایک عجیب و غریب کیفیت نظر آتی ہے غرض شاہزادہ پردے کو اٹھا کر اُس قصر کے اندر گیا جاکر کیا دیکھتا ہے کہ
نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان مہر تمکین جمع ہیں ناچ ہو رہا ہے جلسے پر شباب پڑ رہی ہے تمام نازنین لباس پر تکلف
پہنے ہوئے جلوہ گر ہیں ایک عجب نور کا سماں بندھا ہوا ہے اور تخت جواہر نگار پر ایک معشوقہ پریوش دلربا و محبوبہ بےبدل
بیٹھی ہوئی ہے شعر دیکھے جو ملک نہ تاب لا سکے ۔ زاہد کی نگہ تو وہ لوٹ جائے ۔ وصال لباس زیب بدن ہے سر پر تاج جڑاؤ
ہوئے ہے قریب جاکر جو دیکھا تو قریب چار سو حسینان مہر طلعت کے گرد اُس ماہ سپہر حسن کے مثل پروانہ جمع ہیں اور بیچ
میں وہ شمع انجمن حسن تخت پر اس طرح جلوہ گر ہے کہ جس طرح ستاروں کے بیچ میں ماہ شب چاردہ جلوہ گر ہوتا ہے ایک
نور اُسکے حسن خداداد کی اس طرح بلند ہے کہ جسنے در و دیوار کو روشن کر دیا ہے اسکو دیکھتے ہی نورالدہر کے دل سے خیال
ملکہ قمرچہر سہو و محو ہو گیا اور اُس ماہ تابان پر بدل و جان عاشق و شیدا ہو گیا لیکن ضبط سے کام لیا اُسی جگہ ٹھہر گیا اور دل
میں یہ خیال کیا کہ اے نورالدہر خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے یہیں کھڑے رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے لیکن آنچ دیکھتے دیکھتے
جب اُس نازنین مہ جبین کی نظر نورالدہر پر پڑی تو بے اختیار ہو کر پکار اٹھی کہ اے شہریار حسن و خوبی و اے بادشاہ جمال
و کمال محبوبی مرحبا خانہ خانہ شماست اور یہ کہکر تعظیم کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی اور تخت سے اُتر کر شاہزادے
کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب لا کر بٹھالیا مزاج پرسی کی نہایت تعظیم و تواضع سے پیش آئی جام شراب گلرنگ بھر کر

لیے ہاتھ سے نورالدہر کو دیکر کہا کہ اے شہریار نوش کیجیے شاہزادے نے ہر چند انکار کیا مگر جب اُسنے اصرار کیا اور
گلے میں ہاتھ ڈالکر قسمیں دیں کہ اے شہریار آپکو قسم ہے ہماری جان کی اسکو پیجیے اگر نہ پیجیے تو شاہزادے نے وہ
جام نوش فرمایا بعد اسکے اُسنے خود بھی شراب پی گانیکی پھر گانے لگیں طبلے پر تھاپ پڑنے لگی ناچ ہونے لگا اور نشہ
شراب میں دست درازی شروع ہو گئی نوبت یہاں تک پہونچ گئی یہ رنگ دیکھکر کل حاضرین محفل رفتہ رفتہ چلے
گئے اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے جب جگہ خالی پایا تو شاہزادے نے بھی گلے میں ہاتھ ڈالے اور چاہا کہ بوسے کہ ایک ایسی بو
اسکے منہ سے نکلی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا اور جلدی سے دور ہٹ گیا اور کہنے لگا کہ ارے سچ کہہ تو
کون اور نام تیرا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ اے شاہزادہ بلند قدر یہ کنیز وہی ساحرہ ہے کہ جسنے آپکو اُٹھاکر آسمان پر سے
پھینکدیا تھا اے شاہزادے واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ تو مجھکو اپنے وصل سے مسرور کر اور اپنی زوجیت میں قبول کر
نورالدہر نے کہا کہ سُن اے ساحرہ تو ناحق مجھے پھنساتی ہے اور بیکار اس ہوس میں مبتلا ہے ارے کمبخت ہمارے خاندان
میں تو جادوگر سے اختلاط تک نہیں ہوا کرتے مواصلت تو درکنار ہے تو بیکار اسقدر جد وجہد کرتی ہے مجھسے ہرگز تیرا
مطلب کبھی نہ حاصل ہوگا یہ سُنکر اُس ساحرہ نے کہا کہ دیکھو میرا کہنا مانو اور مجھکو نہ جلاؤ ورنہ بہت پچھتاؤ گے شاہزادے
نے کچھ جواب نہ دیا اور یہ سُنکر اُس ساحرہ نے شاہزادے کو گرفتار کیا اور درخت آب و طعام بند تھا اور تیسرے روز
پھر سامنے جا کر بہت خاطر سے پیش آئی ہاتھ منہ دھلا کر کھانا کھلایا پانی پلایا شراب دی اور بعد اسکے ہاتھ جوڑ کر قدموں
پر گر پڑی اور کہا کہ اے شاہزادے واسطے اپنے دین و مذہب کا کہ مجھے اپنے وصل سے شاد و خرم کرو اور اس آتش
عشق کو بجھاؤ شاہزادے نے سر اسکا اپنے قدموں سے جھٹک دیا اور کہا کہ دور ہو ملعونہ اگر تو مجھے ہلاک بھی کر دیگی تو
بھی میں تجھسے ہم صحبت نہ ہونگا اور مواصلت کیسی تیری جانب رخ نہ کرونگا یہ کلام نورالدہر کا سنکر وہ ملعونہ جل کر
کباب ہو گئی اور اسی طرح پھر نورالدہر کو قید کیا ہر روز اُسکے سامنے بلاتی تھی اور بالحاح و زاری اور منت سماجت
کرتی تھی مگر نورالدہر کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا ایک شاہزادہ تنگ آگیا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگار اب یہ
صدمات نہیں اُٹھائے جاتے یا اُٹھالے یا اس عذاب سخت سے نجات دے اتفاق سے ایک روز اولوس جنی
اس ساحرہ کے پاس آیا اور سلام کیا دیکھا کہ وہ ملعونہ نورالدہر کے سامنے ہاتھ جوڑے ہوئے بیٹھی ہے اور منت سماجت
کر رہی ہے مگر شاہزادہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا یہ دیکھکر اولوس جنی نے کہا کہ اے ملکہ تم کس واسطے اسقدر رنج کرتی ہو
اور کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہو میں اسے راضی کر دونگا اس ساحرہ نے جواب دیا کہ اے اولوس جنی تمہارا بڑا احسان
ہوگا اگر تم اسے راضی کر دو تو گویا میری جان بچائی اولوس جنی نے کہا کہ بات ہی کیا ہے آپ ایک ذرا ہٹ جائیے
میں ابھی اسکو راضی کیے دیتا ہوں اے ملکہ یہ تو از خود راضی ہو جائیگا تم بیکار اسقدر فکر کرتی تھیں اور اس کی وعدہ بھی ہو
اور آپ بھی رنجیدہ ہوئیں یہ سنکر وہ ساحرہ تو ہٹ گئی اولوس نے نورالدہر سے کہا کہ اے شہریار آپ محض نادانی کرتے
ہیں جادوگر سے کوئی بھی بغیر فریب کے ہوسکے جو عمدہ ہوا ہو آپ اس سے ہنسیے بولیے اختلاط کیجیے میں ابھی تدبیر
سے ڈالتا ہوں کہ اس ساحرہ نے ہر ایک کا جینا میں ہم بھی تنگ کیے ہیں نورالدہر نے کہا کہ اے اولوس میں کیا کروں
ہر چند میں چاہتا ہوں کہ اسکے پاس بیٹھوں اختلاط کروں اور کوئی نہ کوئی فریب کر کے اس سے مخلصی حاصل کروں لیکن
اسکے منہ سے ایسی بو سڑی آتی ہے کہ پاس ٹھہرا نہیں جاتا جان دینا گوارا ہے مگر یہ امر گوارا نہیں ہے اولوس جنی نے کہا
کہ اے شہریار ناچاری کو گوارا کیجیے نورالدہر نے کہا کہ خیر اچھا یہ بھی سہی بعد ان باتوں کے اولوس جنی نے اس ساحرہ
کو بلالیا اور نورالدہر کے پاس بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا شاہزادہ ہنسنے لگا اس ساحرہ نے

جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر شاہزادے کو دیا شاہزادے نے اُس ساحرہ کو پلایا الفت و محبت کی باتیں ہونے لگیں ساحرہ بھی
مزاج شاہزادے کا دیکھکر بہت مسرور ہوئی اور دل میں خیال کرنے لگی کہ اتنی دیر میں اولوس حبشی نے اسکو کیا پٹی پڑھا دی
جو شاہزادہ یون رام ہو گیا متحیر ہو کر اولوس کی طرف دیکھنے لگی اولوس بھی ہنس دیا اُس ساحرہ نے اولوس کی بڑی
خاطر و مدارات کی اور پھر دورہ شراب کا رنگ شروع ہوا اولوس نے آنکھ بچا کر اُس ساحرہ کے جام شراب میں
دارو بیہوشی ڈالدی اور وہ پیتے ہی بیہوش ہو گئی اولوس حبشی نے خنجر کھینچکر اُسکی گردن پر پھیر دیا گردن اُسکی نہ کٹی زلزلہ
نے کہا کہ ای اولوس یہ طلسمات دو طلسمات اور اسکی جان ہے اثر جسکا اسیر بھی نہ ہو گا لاکھ دو لاکھ دم بھر میں کر دے گے اور پھر نہ ہو گا
اولوس حبشی نے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کیسی باتیں کرتے ہیں میں تو شاگرد ہوں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا بھلا
میرے ہاتھ سے بچ بھی سکتی ہے اگر خنجر سے کام نہیں کیا نکیا میں اور تدبیر اسکی موت کی کرتا ہوں اور یہ کہکر ایک دو پتھر بڑے
بڑے بھاری اُٹھا لایا ایک پتھر اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرا پتھر جو پھرا کر اُسکے سر پہ مارا ہے تو سر اُسکا پھٹ گیا اور بھیجا
نکل آیا اُسکے مرتے ہی نہ وہ عمارت تھی نہ باغ تھا نہ نہر تھی غرض سب فنا اور نابود ہو گیا جو کہ وہ سارے کارخانے
تھے ہی نورالدہر نے اُس بلا سے نجات پائی اور جتنی عورتیں تھیں وہ کئی روز سے تھیں اور بھی قید میں گل رہی تھیں آنکھ اُٹھا کر
جو دیکھا تو سامنے سے انور شاہ اور منصور شاہ اور شباط بن دیلمان بھی چلے آتے ہیں شاہزادے نے کہا کہ ای تم
کہاں تھے اُنھوں نے عرض کی کہ حضور ہم لوگ بھی سب یہیں مقید تھے یہ کہکر شاہزادے کے قدموں سے لپٹ گئے
نورالدہر نے گلے سے لگایا دلاسا دیا بعد اُسکے دیکھا کہ وہ شاہزادہ جسکو نورالدہر نے رہا کیا تھا وہ بھی چلا آتا ہے اور
دوڑ کر قدموں پر نورالدہر کے گر پڑا اور عرض کیا کہ حضور کی بدولت ہم وہاں سے بھی رہا ہوئے تھے اور پھر یہاں سے بھی
حضور ہی کی بدولت چھوٹے نورالدہر نے اُسکو بھی گلے سے لگایا تسلی دی پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اُسنے عرض کیا
کہ حضور نام میرا ملک زادہ ہے سعادت شاہ کا بیٹا ہوں شہر میرا یہاں سے قریب ہے حضور میرے جان بخش اور آقا
مالک ہیں امیدوار ہوں کہ تشریف لے چلیے اور اُس شہر کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرمائیے غلام شکر و احسان
بجا لائیگا اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب خدمت کرتا ہوا چلیگا شباط بن دیلمان نے عرض کیا کہ حضور اسکی
خاطر بھی لازم ہے اور اُسکے ملک میں بھی چلنا ضرور ہے نورالدہر نے پوچھا کہ کیوں شباط بن دیلمان تو اسکے باپ
کو جانتا ہے شباط نے عرض کیا کہ حضور یہاں میں خوب واقف ہوں کیسے اور سعادت شاہ سے ہمیشہ لڑائی رہا کی
کبھی میں اُسکے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا اور کبھی سعادت شاہ میرے ملک پر قبضہ کر لیتا تھا ایک مدت تک یہی کیفیت
رہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ خوب پھر اب تو میں ضرور چلونگا اور تمھارے اور سعادت شاہ کے صفائی
کرا دونگا سامان سفر درست کر رہے تھے کہ وہ سب عورتیں جو اُس ساحرہ بدزبان جادو کی قید میں تھیں آکر شاہزادہ
نورالدہر کے قدموں سے لپٹ گئیں کہ حق تعالی حضور کو سلامت با کرامت رکھے ہم سب نے آپ کی بدولت
رہائی پائی اب ہماری نسبت کیا حکم ہوتا ہے نورالدہر نے کہا کہ جس طرف تمھارا جی چاہے چلی جاؤ مجھے تم سے کوئی غرض
نہیں اور اُس ساحرہ کے اسباب میں سے جو چیزیں بہتر تھیں اُن سب کو دے کر رخصت کیا اور باقی مال و اسباب اپنے
قبضے میں کیا اور ملک زادے سے کہا کہ ای ملک زادے پہلے تم اپنے ملک میں چلے جاؤ اپنے باپ سے ملو اور
اُسکے دل کو تسلی کرو معلوم نہیں تمھاری جدائی میں اُسکا کیا حال ہوا ہو گا اور ہمارے آنے کی اُسے خبر دو کہ اُسکی
پریشانی دفع ہو اور اگر ہم یکایک وہاں مع فوج کے چلیں گے تو باپ تمھارا پریشان ہو گا اور یا گھبرا جائیگا خیال ہوگا
کہ کوئی حریف آگیا یہ صلاح دے کر ملک زادے کو روانہ کیا اور پیچھے پیچھے آپ بھی روانہ ہوا ملک زادہ بہت جلد

گھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا تھا جب قریب شہر کے پہونچا تو ہرکاروں نے جاکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ حضور مبارک
ہو شاہزادۂ عالی جاہ آگیا سعادت شاہ تو بیٹے کے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا ہر روز ملک زادے کو یاد کر کے
رویا کرتا تھا اور جان کھویا کرتا تھا یا ایک دفعہ جو خبر بیٹے کے آنے کی سنی یقین نہ آیا ہرکاروں سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ تم
مجھ سے مزاح کرتے ہو یا میری تسلی کے لیے کہتے ہو تم میں ایسا کوئی نادان نہیں ہوں مجکو تو اپنے بخت برگشتہ سے یہ امید ہرگز
نہیں ہر گز میں جیتی زندگی بیٹے سے ملونگا اور اسکی صورت دیکھونگا ہرکاروں نے عرض کیا کہ حضور بھلا اتنی مجال ہے ہماری
کہ ہم حضور سے خلاف واقعہ عرض کریں۔ نہ دیکھو تم اپنی آنکھوں سے شاہزادے کو دیکھ آئے ہیں کہ وہ حضوری میں حاضر ہوتے
ہیں جب ہرکاروں نے یقین دلایا تو سعادت شاہ بے تحاشا اپنی جگہ سے اٹھ کر بانکے طرف دوڑا اب سنیے کہ ادھر
سے سعادت شاہ چلا اور ادھر سے ملک زادہ چلا آتا تھا کہ ملک زادے کی نظر باپ پر پڑ گئی بہت جلد گھوڑے
سے اتر کر دوڑا اور آگے باپ کے قدموں سے لپٹ گیا سعادت شاہ نے سر بیٹے کا قدموں سے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا
اور گلے ملکر خوب رویا اور خوش و خرم بیٹے کو ساتھ لیکر داخل شہر ہوا زر و جواہر بیٹے پر سے نثار کرتا ہوا چلا آتا ہے اہل
شہر اپنی جان تک نثار کرنے کو موجود تھے ہر ایک شاہزادے کے قدموں سے لپٹا جاتا تھا ہر گلی کوچے میں ایک شور برپا
تھا کہ شاہزادہ آگیا غرض سعادت شاہ بیٹے کو لیکر محل میں آیا ماں سے اور بیٹے سے ملاقات ہوئی بیٹا دوڑ کر ماں
کے قدموں سے لپٹ گیا ماں نے سر بیٹے کا چھاتی سے لگایا بلائیں بیٹے پر سے واریں کیا سات بار گرد بیٹے کے پھری احوال پوچھا
ملک زادے نے کل حال اپنا مفصل بیان کیا شاہزادہ بھی خوش ماں باپ بھی خوش ہوئے سعادت شاہ
نے کہا کہ بیشک یہ کام خدا پرستوں کا ہے کہ وہ ہر ایک کی مشکل میں کام آتے ہیں اور ہر مظلوم کی فریاد رسی کرتے
ہیں سوا انکے یہ کام کسی کا نہیں ہے اے فرزند وہ شہریار کہاں ہے مجھے بھی اس تک پہنچا کہ میں بھی شرف قدمبوسی حاصل
کروں ملک زادے نے عرض کیا کہ حضور وہ شہریار بھی مع شباط بن دلیمان زنگی کے آتا ہے آپ دعوت کی
تیاری کریں شہر کو آراستہ کریں سعادت شاہ نے کہا کہ کیا شباط بن دلیمان زنگی بھی اسکا مطیع ہوا ہے ملکزادے
نے کہا کہ حضور ہاں وہ بھی اس شہریار کا تابع فرمان ہوا ہے یہ سنکر سعادت شاہ نے سامان دعوت مہیا کیا تمام شہر
میں آراستگی کی آئینہ بندی کرائی روشنی کے لیے مشعلوں بندی کا حکم دیا آتشبازی اور ناچ رنگ ہر چیز کا سامان درست
کر کے استقبال نورالدہر کے واسطے ادھر کی طرف روانہ ہوا اس طرف سے نورالدہر بھی آ ہی رہا تھا سعادت شاہ
کی نظر جو نورالدہر پر پڑی دوڑ کر نورالدہر کے قدموں پر گر پڑا اور گرد نورالدہر کے پھرا نورالدہر نے گلے سے
لگا لیا بعد اسکے سعادت شاہ نورالدہر کو اپنے ساتھ لیکر قلعہ شاہی میں لایا فوج کو اتروا دیا تمام سامان
اسباب بہت احتیاط سے اتروا کر رکھا اپنے ہاتھ سے نورالدہر کے ہاتھ پاؤں دھلائے نورالدہر نے دن بھر آرام کیا
شب کو تمام شہر میں روشنی ہوئی قلعہ میں جگہ جگہ آئینہ بندی ہوئی روشنی کی گئی بعد فراغت کل و شرب آتشبازی چھوٹی نورالدہر
بعد تماشائے آتشبازی مسند پر آ کے بیٹھا اور سعادت شاہ ملک زادہ سامنے نورالدہر کے حاضر ہوئے شباط بن
دلیمان اور انور شاہ و منصور شاہ کو پہلو میں نورالدہر کے جگہ ملی نورالدہر نے شباط بن دلیمان زنگی اور
سعادت شاہ سے کہا کہ تم دونوں میں ایک مدت سے رنجش چلی آتی ہے آج تم دونوں ہماری خاطر سے بھائی اور بہم
گلے ملکر غبار فساد و رنج کو دلوں سے دھو ڈالو پھر جب حکم شباط بن دلیمان اور سعادت شاہ اٹھے باہم بغلگیر ہوئے
دل دونوں کے صاف ہوئے بعد اسکے صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ناچ گانا شروع ہوا جام شراب گلرنگ
گردش میں آیا الغرض اسی طرح تین روز تک دعوت و ضیافت رہی بعد اسکے نورالدہر نے سعادت شاہ

ارشاد کیا کہ ای سعادت شاہ چونکہ نام تمہارا سعادت شاہ ہے مین چاہتا ہون کہ اسم بسعادت اسلام سے بہرہ
فائز و مشرف ہو اور ادیان باطلہ اور مذہب لاطائلہ پر لعنت کرو سعادت شاہ نے عرض کیا کہ حضور مین تو آپکا
ایک ادنی غلام و تابع فرمان ہون مجھے آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہے ای نور الدہر والا قدر غلام کو کچھ عذر ہو گر مجھے
عذر نہین ہے حضور ہو نور الدہر ہو سنے تو اس غلام کی زندگی کر لی ورنہ مین مع فرزند مین قتل ہو کر تمام ہو جاتا مین نے بصدق
دل القلب بقا پر لعنت کی آپ تلقین اسلام فرمائیے مین بصدق دل مسلمان ہوتا ہون یہ سنکر نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد
فرمایا سعادت شاہ کلمہ پڑھکر بصدق دل اسلام لایا بعد اسکے تمام شہر کو باسلام آباد کیا بتخانے توڑ ڈالے مسجدون کی
بنا ڈالی سکہ بنام سعد بن قباد جاری کیا بعد اسکے کوچ کر کے جانب منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوا تیسری ہی
منزل تھی کہ سامنے سے ایک گرد تیرہ و تار اٹھی جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ جم غفیر اور فوج کثیر مع چار سو علمہاے
درفشان و چار لاکھ سواران جرار کے چلی آتی ہے آگے آگے سنے خنجر کاد کرتے چلے آتے ہین اور ایک بادشاہ ذیجاہ نہایت
کو فیل تخت پر سوار اور ایک دیوانہ جو بدست گران ہاتھ مین لیے ہوئے زنجیرین کمر مین بندھی ہوئی سب کے آگے آگے ہے
نور الدہر اس لشکر کو دیکھکر بہت متحیر ہوا ہرکارون سے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکا لشکر ہے دریافت کرو ہرکارون نے
بعد دریافت حال عرض کیا کہ حضور یہ ایرج تاج بخش ہے اور چار سو بادشاہون کو اسنے زیر کر کے تاج بخشی کی ہے کہ
اپنے کو صاحبقران زمانہ جانتا ہے یہان سے کئی منزل پر ایک پہاڑ ہے قائم کوہ اور ایک شہر ہے مرصع حصار کہ بادشاہ
وہان کا فریدون شاہ ہے یہ ایرج تاج بخش اسی کا فرزند ہے ایک مدت قبل اسکی ولادت کے نجومیون نے خبر دی
تھی کہ اس شہر مرصع حصار مین ایرج نام ایک جوان زبردست پیدا ہوگا کہ وہ صاحبقران زمان ہوگا زمانے مین
بہت بڑا نام پیدا کریگا بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کو زیر کریگا اکثر ممالک پر قبضہ کریگا اور بڑے بڑے زبردست
پہلوان اسکے نام سے لرزہ براندام ہونگے جب ایرج تاج بخش فریدون شاہ کے متولد ہوا اور ذی ہوش و صاحب
عقل ہوا اور یہ اخبار ان نجومیون کا سنا تو اسنے دعوی کیا کہ وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ مین ہی ہون
اور جب یہ جوان ہوا چار سو ملک اسنے بزور شمشیر اپنے تابع کر کے وہان کے بادشاہون کو تاج بخشی کی ایرج تاج بخش
نام پایا بعد اسکے اسنے چاہا امیر حمزہ صاحبقران پر خروج کرے اور انسے جا کر مقابلہ کرے تو فریدون شاہ مانع ہوا
اور کہنے لگا کہ ای فرزند تو ایسے ارادے سے باز آ اور مقابلہ امیر نہ جا اور اے میرے بیٹے وہ ایرج جسکی نجومیون نے خبر دی تھی وہ
کوئی دوسرا ایرج ہوگا جب اسنے کسی طرح نہ مانا تو فریدون شاہ نے کہا کہ اچھا اگر تجھے دعوے صاحبقرانی کا ہے تو ایک
دیوانہ عفریت سیہ پوش خون آشام صحرا مین رہتا ہے اگر تو جا کر اسکا مقابلہ کرے اور اسکو زیر کرے تو البتہ مین جانون
کہ تو صاحبقران ہے یہ سنکر ایرج تاج بخش نے جا کر عفریت سیہ پوش خون آشام سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا حلقہ بگوش
کر لیا اس وقت فریدون شاہ نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ بیشک اب مجھکو یقین کامل ہوا کہ تو صاحبقران
ہے اب شوق سے جا کر امیر کا مقابلہ کر تو اب یہ ملک گیری کرنے چلا ہے اور آپ کے آنے کی خبر سنکر بہت خوش
ہوا ہے اور اسی مقام پر ٹھہر رہا ہے کہ پہلے نور الدہر نبیرۂ حمزہ کو زیر کرون تو آگے بڑھنے کا قصد کرون اور صاحبقرانی کا ڈنکا
بجا دون اور حضور چار لاکھ جبل و سوار اور ساٹھ ہزار دیوانے اسکے ہمراہ رکاب ہین بڑے کر و فر سے چلا آتا ہے
نور الدہر یہ سنکر بہت ہی خوش ہوا اور ساط ابن دلیمان زنگی سے کہا کہ کیونکر شاہا اگر یہ زیر ہو گیا اور میرے قبضہ
مین آکر مسلمان ہو گیا تو البتہ قوت زیادہ ہوگا ساط ابن دلیمان نے عرض کیا کہ خدا بخشین گستہ ہمت مردان مدد خدا
اور ادھر ایرج تاج بخش سے جا کر ہرکارون نے خبر دی کہ نور الدہر اس طرح اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ہے ایرج نے کہا

خیر پہلے اسی سے سمجھو لگا بعد اسکے حمزہ کے مقابلے کو باد نگا اور شراب کے نشے مین حکم دیدیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاے
اور لشکر جا بجا میدان مین اتر پڑے کہ نبیرۂ صاحبقران سے مقابلہ ہے ادھر نور الدہر کو خبر ہوئی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا
نور الدہر نے حکم کیا کہ بہت جلد لشکر بھی میدان مین اتر پڑے اور طبل جنگ بجا دیا جاے الغرض اسی طرح دونون لشکر فرود گش
ہوے کہ نور الدہر کے لشکر مین نقارہ رزمی بجایا گیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی نور الدہر تمام
رات مناجات کیا کیا ہر بار یہی عرض کرتا تھا کہ خداوندا مین کہان تک تیرا شکریہ ادا کرون کہ تو نے کس کس امر عظیم
پر اس عاصی کو کامیاب کیا خداوندا واسطے اپنی کبریائی کا کہ تو اس معرکے مین بھی مجھکو مظفر و منصور فرما اور ملت حقہ کو
ترقی دے الغرض اسی دعا و مناجات و تیاری جنگ مین صبح ہو گئی دونون لشکر صف آراے میدان جنگ
ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین ایرج تاج بخش کے لشکر سے عفریت دیوانہ میدان مین آیا اور مبارز
طلبی کی شاہزادہ نور الدہر بے عسکر و فرا اپنے لشکر سے باہر آیا اور عفریت دیوانہ کے مقابل ہوا پہلے تو نیزہ بازی ہوئی
جب بعد تھوڑی دیر کے نور الدہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا پھر عفریت دیوانہ نے تلوار ہاتھ مین لیکر نور الدہر پر
ادر مین ایک وار کیا نور الدہر نے دھاسے تلوار کی بچکر تلوار پر قبضہ کیا عفریت دیوانہ نے نور الدہر کی کمر مین ہاتھ
ڈالدیا اور اپنی طرف کھینچا نور الدہر نے اسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اپنی طرف کھینچا غرض زور ہونے لگے اور کشمکش شروع
ہوئی دونون گھوڑے سے اتر پڑے اور کشتی ہونے لگی اسوقت سے لیکر شام تک کشتی ہوئی قریب شام نور الدہر
نے عفریت دیوانہ کو زیر کیا اور طبل بازگشت ہوا اپنے خیمے کو واپس گیا اور خیمے مین جاکر شکر باری تعالے بجا لایا اور
پھر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجایا جاے بموجب حکم نور الدہر نقارۂ رزمی بجایا گیا ہرکارون نے جاکر ایرج تاج بخش
کو خبر دی کہ نور الدہر نے طبل بجوا دیا ہے یہ سنکر طبل جنگ ایرج تاج بخش نے بھی بجوایا دونون لشکرون مین رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے نور الدہر اپنے لشکر سے باہر آیا اور ایرج تاج بخش بھی
اپنے لشکر سے باہر آیا نور الدہر اسکی صولت و حشمت دیکھکر لوٹ ہو گیا اور خداوند کریم سے دعا کرنے لگا کہ ای پروردگار
واسطے اپنے بندگان خاص انبیاے ذوالاحترام کا مجھکو اس پر فتحمند فرما اور اسکو توفیق نیک عطا فرما کہ یہ مسلمان ہو
کر اس دین حق اور ملت بیضا کے شرف سے مشرف ہو الغرض دونون صفین آراستہ ہو چکین لقب نقیب پکارنے
لگے اب سب نگران ہین کہ دیکھین لشکر ایرج تاج بخش سے کون مقابلے کو نکلتا ہے کہ دفعۃً ایرج تاج بخش نے مرکب
کی باگ لی چار سو تاجدار ہمراہ رکاب ہوے ایرج نے سبھون کو رخصت کیا کہ تم سب پھر جاؤ مین تنہا اس سے مقابلہ کرونگا
سب یہین ٹھہرے رہو اور دعا کرو کہ ایرج نبیرۂ حمزہ پر کامیاب ہو سبھون نے عرض کیا کہ حضور ہمارے دل دعائین کرتے
ہین یہ کہکر وہ سب تو وہین ٹھہر گئے ایرج تاج بخش مرکب کو جھکاکر میدان مین آیا خوب مرکب کو جولان کیا پھر تھے کے
پانچ نکالے بعد اسکے مبارز طلبی کی شاہزادہ نور الدہر مرکب کو جھکاکر مقابل ایرج ہوا اور نگاہ ورزی ہوئی کوئی چار
قدم مرکب نور الدہر کا پیچھے ہٹا اور کوئی سات قدم مرکب ایرج کا پسپا ہوا مرکبون کے زانون مین بسکہ اگلے ...
کا سا سماں کیا جب گھوڑے ایرج نے نور الدہر کو دیکھا تو دیکھتے ہی دنگ ہو گیا کہ ایسا جوان حسین و جمیل خوبصورت و
زبردست تمام عمر کاہے کو دیکھا تھا اور پکارا شعر بگو نام تو دریں انجمن * کہ بسیار تند آمدی سوے من * یہ سنکر
شاہزادۂ نور الدہر نے آواز دی شعر منم ماہ رخشان صاحبقران * بن شاہ گیتی بدیع الزمان * آگاہ ہو اے ایرج
تاج بخش کہ مین نور الدہر ابن شاہزادہ بدیع الزمان نبیرۂ حضرت امیر حمزۂ صاحبقران مد ظلہ الرحمن ہون مجھکو
ہوشیار و خبردار ہو اور اپنی جان کو جان سمجھ اور شرف اسلام سے مشرف ہو ورنہ تجھے وہ سزا دیکر مقتول و زخمی

کہ تو تمام عمر کو یاد کرے ایرج تاج بخش نے کہا کہ خیر یہ تو سب کچھ میں نے سنا مگر یہ کہ تجھے صرف باتیں ہی بنانا آتی ہیں یا
میدان جنگ میں آکر بہادروں کا مقابلہ بھی کر سکتا ہے اگر صرف حرب زبانی اور باتیں ہی بنانا یاد ہیں تو جا اپنے گھر بیٹھ اور
اگر تاب مقاومت ہے تو لا اپنے حربے کو پہل مقابلتاً اقرار کرے کہ اگر میں نے تجھکو زیر کر لیا تو دین لقا پرستی اختیار کریگا
نور الدہر نے کہا کیا مضائقہ یہ سنکر ایرج نے کہا کہ پھر کیا ہے اٹھا حربہ نور الدہر نے کہا کہ یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے
کہ حریف پر پیش دستی کریں پہلے تو اپنا حربہ کر لے پھر میں بھی ہاتھ اٹھاؤنگا یہ سنکر ایرج نے نیزہ ہاتھ میں لیکے ایک تیر کے
فاصلے پر اپنے مرکب کو جما کر سینہ نور الدہر کو تاک کر چاہا کہ لپک کر نیزہ لگائے نور الدہر نے آگے بڑھ کر جھپٹ
نیزے کو اپنے نیزے پر روکا سنانوں سے چنگاریاں آگ کی جھڑنے لگیں نیزہ بازی ہونے لگی کئی گھڑی تک چار ضربے کا عمل نیزہ بازی کا
آخر کار نور الدہر نے نیزہ ایرج تاج بخش کا ہوا کیا یہ ایرج تاج بخش نے نہایت غیظ و غضب میں آکر گرز سو من کا گرز
اٹھا کر نور الدہر پر مارا نور الدہر نے گرز اسکا گرز پر روکا آواز تراقے کی پیدا ہوئی کہ جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا
اور شق گرد کا بلند ہوا نور الدہر تو خورہ گرد میں غائب ہو گیا اور ایرج نے آواز دی کہ جلد نور الدہر کی خبر لو کہ میں نے
ولیست کردم نور الدہر پایا آواز سنکر عیار نور الدہر کا دھبڑا اور گرد کے گرد چیخ مار کر آواز دی کہ ای شہریار خود
زیادہ کرتا ہے ہوشیار ہو جیسے نور الدہر نے جو یہ آواز سنی ہوشیار ہو کر مرکب کو جنبش دی مرکب نور الدہر طبقہ زمین کا
لیکر نکلا اور گرد شنگ کی پھاڑتا ہوا نور الدہر باہر آیا اور آواز دی کہ گرز اپنی دیکر الٹ کر دی ہوشیار باش یہ کہکر چاہا
کہ گرز ایرج پر مارے کہ ساتھ ہی اسکے یہ خیال آگیا کہ ایسا نہ ہو ایرج میرے گرز کی تاب نہ لا سکے اور مر جائے تو پھر تجھکو
بڑا رنج ہوگا یہ سوچکر چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھکر دوسرا وار کرے کہ ایرج تاج بخش نے آواز دی کہ ای خبیرہ حمزہ تجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تو شوق سے وار گرز کا پھر کر اور میری جرأت کو دیکھ کہ میں بھی کیا گرز رہا ہوں اگر تیرے گرز کا
صدمہ نہ اٹھا سکا تو میں صاحبقران کاہے کا ہوں تو اپنے خیال سے درگذر کر اور ضرور گرز کا وار اپنی پوری قوت
سے پھر کر بس یہ سنکر نور الدہر مجبور ہو گیا اور وار گرز کا کیا گو کہ سستی لیکن ایرج کی اس قدر سستی گرز سے بھی یہ کیفیت
ہوئی کہ گو گرز کو روکا مگر دودھ چھٹی کا یاد آگیا ہرق ہوا اور سر سے پسینا جاری ہوا اور ٹیلے عرق میں غرق ہو گیا اور ایک
شق گرد اس طرح کا بلند ہوا کہ ایرج تاج بخش اس شق میں غائب ہو گیا عیار دوڑ پڑے چھاگل سے پانی نکالکر منھ پر
چھینٹے دیے جب گرد چھٹی تو دیکھا ایرج بیہوش پڑا ہے پھر پانی ایرج کے منھ پر چھڑکا ایرج کی آنکھ کھلی ہوش میں آکر کہنے
لگا کہ میں نے کبھی ایسی ضرب نہ اٹھائی تھی اگرچہ نور الدہر نے وار کیسا سستی کیا مگر میری یہ حالت ہو گئی اور گھوڑے کو
جو دیکھتا ہے تو گھوڑا ابھی قریب مرگ ہے ٹنک تلے ہاتھ دیکر اسے اٹھایا مگر اسپر جو بیٹھے زندگی تنگ ہو گیا تھا تنگ ہو کر
اسے وہیں چھوڑا اور پیدل تلوار کھینچکر دوڑا اور کہ مرکب شاہزادہ نور الدہر کو بھی پیدل کرے یہ عزم اسکا دیکھکر نور الدہر
نور الدہر گھوڑے سے کود پڑا ایرج نے کہا ای نور الدہر خوب مرکب اپنا بچایا لیکن اب میرے تمھارے کشتی ہو تو
ہے نور الدہر نے کہا ای ایرج بہت ہی مناسب ہے میں کسی لڑائی میں بند نہیں ہوں جس طرح تیرا جی چاہے اپنا حوصلہ نکال لے
بس یہ سنکر ایرج نے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور نور الدہر کی طرف چلا ادھر سے نور الدہر بھی آلات حرب اپنے
جسم سے دور کر کے بڑھا اور کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی جب شام ہوئی تو ایرج تاج بخش نے چاہا کہ
پھر جاے نور الدہر مانع ہوا اور تمام میدان میں روشنی کرا دی ایرج نے میر دکھی یا دودم پیادہ دونوں لشکروں سے
افسر کرسیاں کھول کھول کر بیٹھے شب بھر گرم بازاری رہی غرض میں شبانہ روز برابر کشتی ہوا کی چوتھے روز دوپہر
دن باقی تھا کہ ایرج تاج بخش نے نور الدہر سے کہا کہ ای نور الدہر آج چھٹا دن ہے کہ دونوں لشکر سے دانہ

واب اور سیے فوری خواب میں ہیں اب ایک روز اور ہے مگر آخری روز ہے خبردار ہوشیار رہنا اور یہ کہکر دونوں بانہ
شاہزادے کے کمر پکڑ کے ہو دونوں شاہزادے نے دم کے عورت سے زور قدم کے شور میں پھینکنا شروع کیا کرائی جو سا
ساتھ قدم تک ریل کر لیگیا اور ایک جھٹکا دیا کہ داہنا تو شاہزادے کا زمین سے الگ کیا مگر تڑپ کر سنبھلا اور پاؤں پشت
تک غرق ہوگیا ایرج تاج بخش نے ہر چند چاہا کہ نور الدہر کو ہٹا دے اور انتہا کا زور کیا مگر اس کوہ وقار نے جنبش بھی
نہ کھائی پس ایرج نے ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ اب جو تم سے ہو سکے قصور نہ کرو پس اسوقت شاہزادہ اٹھا اور ایرج
دونوں بانہ پکڑ کے لیکے دوڑا مگر اب ایرج ہر چند چاہتا ہے کہ زور کرے مگر کسی طرح نہیں رک سکتا مثل پرکاہ کے اڑا جاتا ہے
گری گیارہ بارہ قدم تک شاہزادہ ریل لے گیا یہ دیکھ کر لشکریان ایرج نے آواز دی کہ اے ایرج ہوشیار ہو اے ایرج
خبردار ہو حریف زبردست ہے کہ ایرج تاج بخش نے جواب دیا کہ میں مجبور ہوں میرا کیا اختیار ہے حریف زبردست ہے
پس اتنی باتوں میں ایرج کا خیال ہوا ادھر ہٹتا ہے فوراً نور الدہر نے غنیمت جان کر جو ایک جھٹکا دیا تو دونوں پاؤں
ایرج کے زمین سے جا لگے ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نور الدہر کب سنبھلنے دیتا ہے اور زنجیر کمر میں جو ہاتھ ڈالکر
زور کرتا ہے تو لنگر ایرج تاج بخش کا اکھڑ چلے زمین تا بزانو دوسرے زور میں تا کمر تیسرے زور میں تا پسینہ لاکر
پکڑ بازو کا دھکا ایرج کو سر سے بلند کیا ایرج نے چاہا کہ بغلوں میں پاؤں اڑا کر داؤں پیچ کرے پس ساتھ ہی نور الدہر
نے بالائے سر اس طرح چرخ دیا کہ ہاتھ کے دستانے پاؤں کے موزے اتر اتر کر ادھر ادھر گرے اور ایرج مثل چرخ
آتشبازی کے چرخ کھانے لگا نور الدہر نے ایرج سے کہا کہو اے ایرج تجھے صاحبقرانی معلوم ہوئی ہوگی اور
تاج بخشی کا حال اس وقت خوب منکشف ہوا ہوگا اے ایرج دیکھ میرے کہنے کو سن اگر بقا ہے تو بیعت کر ملت
بیضائے دین اسلام کو اختیار کر حلقہ میری غلامی کا اپنے کان میں پہن ورنہ بہت پچھتائیگا یہ کلام نور الدہر کا سنکر ایرج نے
کہا کہ اے شہریار عالم پناہ تا زندہ ایم بندہ ایم حقا کہ آپ مرد میدان اور شیر نر زمانہ میں صاحبقرانی آپ ہی کے لئے مخصوص
ہے اور آپ ہی سے کلاہ اسکے برقرار ہے یہ سنکر نور الدہر نے ایرج کو زمین پر رکھ دیا ایرج نور الدہر کے قدموں پر گر پڑا
شاہزادہ نور الدہر نے اسے گلے سے لگا لیا ایرج نے حلقہ بگوش ہو کر القاب سے بنایا بعد تشکیل نور الدہر نے کلمہ طیبہ
تعلیم کیا ایرج کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا بعد اسکے عرض کیا کہ اگر اجازت پاؤں تو اپنے لشکر میں جاؤں
اور کل فوج کو تلقین اسلام کروں اور سمجھا بجھا کر مسلمان کر لاؤں نور الدہر نے ارشاد کیا کہ بہت مناسب ہے جاؤ ایرج
تاج بخش اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہزادہ نور الدہر شکر خدا کا بجا لاتا ہوا نہایت مسرور اور کمال وجہ خوش و خرم
اپنے لشکر ظفر پیکر میں داخل ہوا اپنے خیمے میں بآرام بیٹھا اندر میں خوشی کی افسران فوج دینے لگے صحبت جشن برپا ہے
بعد برخاست دربار نور الدہر نے کچھ غذا نوش فرمائی بعد آرام کیا ادھر ایرج بھی اپنے خیمے میں گیا کھانا کھا کر سو رہا صبح
کو جو بیدار ہوا تو پہلے عفریت دیوانہ کو بلایا اور اس سے کہا کہ اے عفریت میں نے تو غلامی نور الدہر کی اختیار کی اور دین
اسلام کو قبول کر لیا تم کیا کہتے ہو عفریت دیوانہ نے کہا کہ حضور مجھکو تو پہلے ہی وہ پکڑ لیگیا تھا اب مجھکو اپنے ساتھ
لیجاتے تھے جب آپنے اسلام اختیار کیا تو مجھے کیا عذر ہے میں پہلے ہی مسلمان ہوا بعد اسکے ایرج نے کل افسران فوج
کو طلب کیا اور تلقین دین اسلام فرمائی وہ سب بھی بمصداق الناس علی دین ملوکہم کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئے ایرج تاج بخش
سبھوں کو لیکر خدمت فیضدرجت شاہزادہ نور الدہر میں حاضر ہوا سبھوں نے اس سرتاج عالم کے قدموں پر گر پڑے پاؤں
شاہزادہ نے سبھوں کو گلے سے لگایا خلعت و انعام عنایت کیا بعد اسکے ایرج تاج بخش شاہزادہ نور الدہر کو اپنے
شہر میں لیگیا باپ بھی ایرج کا مشرف بشرف اسلام ہوا اور تمام شہر کو با اسلام آباد کیا کھانے تو ڈالے اور

مسجدوں کی بناڈالی سکہ بنام بادشاہ اسلام جاری ہوا فریدون شاہ نے بڑے تزک و احتشام سے شاہزادہ نورالدہر
کی دعوت کی بعد دو روز کے شاہزادے نے ارشاد فرمایا کہ اب ہم یہاں سے ہفت منظر سلیمانی کی طرف جلد جانا چاہتے
بالجزم بیچ ہیں اسباب سفر درست کرو غرض تیسرے روز شاہزادہ نورالدہر فریدون شاہ سے رخصت ہو کر ساتھ ہزار
سوار اور پیدل کی جمعیت کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کو روانہ ہوا اشتیاق محبوب میں جلد جلد طے منازل اور قطع
مراحل کرتا ہوا برابر قدم بڑھائے اور گھوڑا اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہے اور یہ بھی دعا ہے کہ خداوندا اب جلد منزل مقصود کو
پہونچادے اب نورالدہر کو یونہیں اثنائے راہ میں چھوڑیئے

دو کلمے داستان والی امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کے بسمت ہفت منظر سلیمانی جانے کے بیان میں

محرران اخبار صداقت طریقہ و راویان روایات تحیر آگین داستان ہمت بیان کو یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں کہ جیسے امیر نامدار
نے ملک ... الشرع سے کوچ کر کے عنان عزیمت کو طرف ہفت منظر سلیمانی کے منعطف فرمایا تو اثنائے اشتیاق میں دو دو
منزل کو ایک کرتے خبر نورالدہر و بدیع الزمان اور عمیل ہر دو کی پوچھتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ ایک شخص مخبر سے اثنائے راہ
میں دریافت ہوا کہ نورالدہر کو دیو قلماس اٹھا کر دریا میں پھینک آیا اور بدیع الزمان اور عمیل ہر ایرج کے ہاتھ سے
زخمی ہو کر ایک پہاڑ میں چھپے ہیں کہ ایرج اگر تخت ... ہو چکا ہے ارادہ قتل اس پہاڑ کی جانب جاتا ہے کہ ہنوز
ایک نہ ایک مددگار ان بیچاروں کا ہر روز ایسا پیدا ہو جاتا ہے کہ ایرج سے نیل مقصود پھر آتا ہے امیر باتوقیر یہ خبر وحشت
اثر سنکر نہایت ملول ہوا ... گذر ... خاطر ہوئے اور بہت تیزی میں شروع کیا چار چار منزلوں کو ایک ایک دن میں طے کرتے
ہوئے ایک پہاڑ کے قریب پہونچے اس پہاڑ کو دیکھا تو نہایت سرسبز و شاداب پایا اور ایک جانب کو ایک گنبد بھی نہایت
پُرتکلف دکھائی دیا امیر باتوقیر جب اس گنبد کو دیکھ کر قریب اس گنبد کے آئے تو دیکھا کہ ایک مرد پیر بڑا
معمر نورانی شکل ہزار دانے کی تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے سجادے پر بیٹھا ذکر کر رہا ہے دیکھتے ہی امیر باتوقیر اس مرد پیر کے
سامنے آئے اور نگاہ چار ہوئی وہ مرد پیر بیتاب ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم یا حمزہ صاحبقران آئیے خانہ ما خانہ شما
یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان میں لے گئے امیر اس کے برابر بیٹھے اور وہ پیر مستفسر حال ہوا امیر نے کیفیت اپنی بیان کی اور کہا کہ اب میں چاہتا ہوں
کہ بہت جلد ہفت منظر سلیمانی پر پہونچ جاؤں یہ سنکر اس مرد پیر نے کہا کہ یہاں سے ہفت منظر سلیمانی کے دو
مشہور راستے ہیں ایک راستہ بہت ہی قریب ہے مگر بالکل بے آب و دانہ دوسری راہ بہت دور ہے مگر نہایت خرم
مگر اے امیر میں آپ کو تیسری راہ سے لیچلونگا کہ آپ بہت جلد اور بہت آرام سے پہونچ جائینگے امیر نے کہا کہ اگر آپ ایسا
کرینگے تو میں آپ کا بہت ہی ممنون ہونگا اس مرد پیر نے کہا کہ یا امیر احسان کاہے کا آخر ہم ہیں کس واسطے اسی کام
اسی لئے یہاں جا کر رہے ہیں کہ بھولے بھٹکے کو راہ بتائیں بھوکوں کو روٹی کھلائیں مسافروں کو ہر طرح کا آرام پہونچائیں
یا امیر آپ پریشان نہ ہوجیے آج یہیں شب باش ہو جیے اور آرام کیجئے کل صبح کو میں آپ کو آسایش تمام پہونچا دونگا اس پیر کے
کہنے سے اس روز شب امیر نے وہیں قیام کیا صبح کو اس پیر مرد کے ہمراہ ہفت منظر سلیمانی کی طرف روانہ ہوئے
الغرض جب صاحبقران اس کوہ سے آگے بڑھے ایک بیابان ہولخیز دشت وحشت انگیز نظر آیا کہ اگر رستم بھی ...
لیتا ہوش اس کا بھی ... بیابان نایاب ... چشمہ آفتاب ... اگر کوئی چشمہ نظر بھی آیا تو مثل چشم گور کے پانی کا نام
و نشان نہیں اور اگر کسی چشمے میں پانی ہو بھی تو ... اس قدر بے ... ہے کہ پانی بالکل نیلا ہو گیا ہے
چکا ... ریت ... پہاڑوں کے سلسلے تمازت آفتاب سے تپ رہے ہیں جب کسی
پہاڑی کی طرف سے گذر ہو گیا تو یہ معلوم ہوا کہ ... اس طرح کی زمین جل رہی تھی کہ جیسے تنور سے

کیفیت وہی حالت ہے دیکھکر امیر باوقر نے ارشاد کیا کہ سبحان اللہ یہ منزلیں معلوم نہیں کیسے جوا ہیں ہیں کہ سب ایک سا درخت
کی معلوم ہوتی ہیں جو کیفیت وہان تھی اُس سے یہان کچھ کم نہیں ہے سبھون نے عرض کیا کہ حضور کیا ارشاد ہوتا ہے غرض
شب کو پھر قیام کیا جب صبح کو وہان سے کوچ کیا تو فرمایا کہ آج کوئی نشان یہان سے دیکھیں کہ جس مقام سے چلیں
شام کو وہین پہونچتے ہیں یا نہیں کہ اگر یہ کوئی طلسم ہے تو معلوم ہو جائیگا اور اگر منزلیں ایک ہی صورت کی ہین تو ہم
مین آ جائیگا غرض چلتے وقت ایک درخت میں ایک تیر مار دیا اور چل کھڑے ہوئے دن بھر چلکے شام کو پھر اُسی صحرا میں جو
عرض میں نگر سے قیس کے رنگ کا مدرہ وہی سبزہ وہی درختان میوہ دار گل وہی کیفیت امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا جو
نے مجھکو تو وہی صحرا معلوم ہوتا ہے ذرا دیکھو تو کہ وہ تیر بھی کسی درخت میں لگا ہے یا نہیں ہے اب جو دیکھتے ہیں تو وہ تیر جس
درخت پر لگا دیا تھا اسی طرح درخت پر لگا ہوا ہے یہ دیکھکر امیر نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا تم نے جو ہم کہتے تھے وہی امر ہوا یہ
کوئی طلسم ہے یا صحرا جادو ہے کوئی جادوگر تھا کہ سد باندھکر چلا گیا اور ہمکو حیران و پریشان کر گیا سبھون نے عرض کیا کہ پھر حضرت
تو وہ کس طرح کا ہے کل صبح کو اسم اعظم پڑھکر چلیے گا امیر نے ویسا ہی کیا اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلے جب شام ہوئی تو جہان صبح
چلے تھے پھر اسی جگہ پہنچے امیر یہ ماجرا ملاحظہ کر کے نہایت پریشان ہوگئے اور مجبور ہو کر ارشاد کیا کہ خیمۂ عبادت برپا
کرو کہ اب عقل اس جگہ پریشان ہے درگاہ ایزدی میں التجا اور رجوع کرنا چاہیے القصہ خیمۂ عبادت برپا ہوا امیر اس خیمے مین
تشریف لیگئے نماز مغرب سے فارغ ہو کر دو رکعت نماز حاجت پڑھکر جا نماز پر تمام شب گریہ و زاری اور نوحہ و بیقراری
دعا و مناجات میں بسر ہوئی قریب صبح امیر باوقر کی آنکھ لگ گئی صدا سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہوئی کہ
بعد اس صدا کے حضرت خضر علی نبینا علیہ السلام دفعۃً نمایان ہوئے امیر اسی عالم خواب میں تعظیم کو کھڑے ہوئے تسلیم عرض کی
حضرت نے جواب سلام ارشاد فرمایا اور کہا کہ اے حمزہ صاحبقران افسوس کہ تم اس غرض بادہ ضلالت فرنگ کے
بہکانے میں آگئے اور اس بلا میں مبتلا ہوئے اے حمزہ تم طلسم میں گرفتار ہوگئے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر آپ تو واقف
ہیں کہ میں صاف دل ہون اُسکے فریب میں آگیا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے حمزہ تم جانتے بھی ہو کہ یہ کون سی جگہ اور
کونسا بیابان ہے اے حمزہ یہ وہ جگہ ہے اور وہ بیابان ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے یہان طلسم بنوایا تھا
کہ تمام فوج اس طلسم میں رہے مخلوق اللہ کو ایذا نہ پہونچا سکیں نام اس طلسم کا سموم سلیمانی ہے اور یہ وہ عرصہ ہے کہ اگر تمام عمر
پھرو گے تو یہیں رہو گے یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ پھر یا حضرت کچھ ایسی ہدایت فرمائیے کہ خادم اس طلسم کو توڑے حضرت
نے ارشاد فرمایا کہ اے حمزہ فاتح اس طلسم کے تم نہیں ہو بلکہ اس طلسم کا فاتح ایک شخص تمہاری ہی اولاد سے بدیع الملک
نام نور الدہر کا بیٹا ہے بعد تمہارے صاحبقرانی کے ایک شخص تمہاری نسل سے ہزاکو فرما پیدا ہوگا کہ اُسکے ہاتھ سے بہت
اہل اسلام قتل ہونگے بلکہ اولاد تک تمہاری قتل ہوگی اور تمام اہل اسلام کو اُسکے ہاتھ سے بہت ایذا پہونچے گی جب
وہ لڑکا شیر خصلت رستم ہیبت شجاع دلاور پیدا ہوگا تو سب سے اُسکی شمشیر کے وہ کافر ناہنجار مفرور ہوکر طلسمون مین
پناہ لیگا اور وہ بہادر ان سب طلسمون کو فتح کریگا بمجرد فتح اُسکے وہ کافر اس طلسم میں بھی پناہ لیگا اور وہ فرزند تمہارا اس طلسم کو
بھی بقدرت خدا توڑیگا یہ سنکر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت میں بھی اُسے دیکھونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکا عالم علام
ہے امیر نے عرض کیا کہ کیا میں اُسکے خروج تک اس طلسم میں مبتلا رہونگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہیں میں تمہین یہ
دعا سکھائے دیتا ہون تم صبح کو اسے پڑھنا ایک طاؤس سبز رنگ پیدا ہوگا اور ایک درخت پر آکے بیٹھیگا تم اُس طاؤس
سے کہنا کہ اے طاؤس زرین بال مجھکو حضرت کا حکم ہے کہ طاؤس کے ساتھ اس طلسم سے نکلو اے طاؤس تو میرا رہبر
ہو مجھکو اس طلسم سے نکال دے یہ کلام تمہارا سنکر وہ طائر زرین بال ایک طرف کو پرواز کریگا تم مع لشکر بھی

کہ یہ مکار میرے آقا کے ہاتھ پاؤں باندھنے کا قصد کرتا ہے بس دم لگا کر اُٹھے دانتوں کو چمکا کر آنکھوں کو نکال کر جھنجھلا
ہوا اس عیار مکار کی طرف دوڑا اس طرح سے کہ آئے کھا ہی جاتا عیار نے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا کر آدم خوار ہو اُسکے
پاس سے بھاگا اور دور جا کر کھڑا ہوا اشقر پھر چرنے لگا مگر چرتا جاتا تھا اور گوشۂ چشم سے دیکھتا جاتا تھا کہ پھر وہ عیار مکار
بارادۂ فاسد امیر کے پاس آیا اشقر پھر امیر پر دوڑا پھر وہ مردود بھاگا کئی مرتبہ ایسا ہی واقعہ ہوا آخر کار مجبور ہو کر وہ
کھڑا ہوا حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے اسی اثنا میں شاگرد اس عیار کے پہونچ گئے اُس عیار نے اپنے شاگردوں سے کہا
کہ میں تو اس گھوڑے کا سامنا کرتا ہوں تم اس شخص کا پشتارہ باندھ لیجاؤ شاگردوں نے امیر کو پشتارے میں باندھ کے بعد
اُٹھا لیا وہ مکار بھی جست و خیز کر کے چلا گیا اشقر تو ادھر ہو کر رہ گیا اور وہ عیار مع شاگردوں کے نکلا ہوا چلا گیا لیکن اس جگہ
براے آگاہی ناظرین و ذہن صحیح سامعین اتنا لکھدینا بھی ضرور ہے کہ ایک بادشاہ ہے شہنشاہ مرصع پوش بادشاہ
ہے اس قلعۂ مرصع حصار کا جب اُسنے سنا کہ حمزہ صاحبقران اس نواح میں آئے ہیں تو اپنے مشیران کار کو جمع کر کے
یہ بیان کیا کہ اگر کسی طرح یہ عرب ہاتھ آجائے تو اُسے خوب سزا دوں اور اتفاق کار یہ عیار بھی کہ نام اسکا طرار تیز رفتار ہے
وہاں موجود تھا اس نے کہا کہ اگر حمزہ کو گرفتار کر لاؤں تو قسم ہے زمرد شاہ باختری کی ہیں اُنکے برابر انعام قبول کر
مجھکو دیجئیگا یہ کہکر مکار وہاں سے چلا اور امیر کو اسیر کر کے اب یہیں لیے جاتا ہے الغرض بہت جلد پشتارے کو داخل دربار شہنشاہ
مرصع پوش ہوا پشتارے کو دیکھا شہنشاہ مرصع پوش نے پوچھا کہ لایا حمزہ کو اُسنے عرض کیا کہ حضور ہاں باقبال خداوندی
اسیر کر لایا اور پشتارہ سامنے بادشاہ کے رکھدیا گرہ پشتارے کی کھولی امیر تو بیہوش تھے بادشاہ نے کہا کہ کیوں اے طرار
یہ زندہ ہے یا مردہ طرار نے کہا کہ حضور زندہ ہے میں نے بیہوشی دے دی ہے اس وجہ سے یہ بیہوش ہو گیا ہے شہنشاہ نے
کہا پھر اسے ہوش میں لا عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ قید آہنی کو تو خیال میں لاتا نہیں ان طلسمات گنبد کی کیا
حقیقت ہے ایک ادنے سے زور میں تو ٹوٹ جائینگے تو پھر کون اسکا سامنا کر سکیگا بہتر یہ ہے کہ پہلے اسے قید
آہنی میں گرفتار کروا دیجئے پھر ہوش میں لائیے تو مضائقہ نہیں ہے یہ سنکر شہنشاہ نے کہا کہ بلاؤ آہنگروں کو اُسی وقت آہنگر
حاضر ہوئے صاحبقران کو غل و زنجیر میں گرفتار کیا بعد اُسکے عیار نے فتیلہ رفع بیہوشی دیا امیر کی آنکھ جو کھلی تو اپنے کو بد [illegible]
[illegible] خصلت شوم سیرت بادیہ ضلالت میں گرفتار غل و زنجیر پایا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ بھی تقدیر عیاری کر کے مجھے گرفتار
کر لایا مجبور و ناچار کہیں کیا لیکن ایک ایسی انگڑائی اور زور سے اُٹھے کہ حلقۂ زنجیر میں فغان ہونے قریب تھا کہ زنجیر کی صدا
سنکر اہل دربار دیوانے ہو جاتیں بلکہ ہر شخص کو یہ گمان پیدا ہوا کہ صاحبقران نے قید توڑ ڈالی مگر قید کا ٹوٹنا وقت اور
ساعت معینہ پر موقوف ہے اُسکو پکارے کہ سلام ہو میری جانب سے اُس شخص پر جو خدا کو واحد و لاشریک جانتا ہے
اور اُسکے نبی مرسل جناب رسالتمآب حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق اور رسول آخر الزمان جانتا ہے
بس یہ سلام کیا تھا کہ ایک تیر دلدوز اور جگر سوز تھا کہ اُنکے دل و جگر میں پیوست ہو گیا اور کل حاضرین بارگاہ نے
مار سرو دم کو نہ دے بیتاب ہو کر آواز دی کہ آیا اے خداپرست اگرچہ تو اس وقت گرفتار قید شدہ ہے مگر کلمہ وہی
فرما جو تونے بغیر خوف و خطر کہا تھا رسی جل گئی مگر بل ابھی باقی ہے یہ سنکر امیر نے آواز دی او تیرہ روزگار او
بے تمیز رسی بھی جل گئی اور بل بھی جل گیا اسے ایک مکار کو میرے لیے بھیجا تھا وہ مجھے مکر و فریب گرفتار کر لایا اپنے
پر یہ مناسب ہے اسے اگر کسی بہادر کو بھیجتا اور وہ مجھے زور و جرأت دکھا کر گرفتار کر لاتا تو البتہ مقام فخر تھا
اس قسم کے کلمات زبان سے اور اب تم سب اپنے گریبان میں منھ ڈالو کہ تمنے وہ حرکت کی کہ جو کوئی بہادر دلیر
شجاع ہو اور اسکے ساتھ نہ کرتا اور اب بھی میں یہ کہتا ہوں کہ تم سب میں اب بھی کوئی ایسا ہے جو میرے ہاتھ سے جھگڑی

دیکھا کیا ہی کہ دونوں سنگ و دل بیٹھے ہوئے شب اوس کی کیفیت دیکھ رہے ہیں اور شاہزادی حمزہ سے لگی ہیں باتیں ہو رہی ہین رنگین مجلس ہو رہی ہی بیچ لگا ہوا رہا ہی اگر حضور کو یقین نہ ہو تو خادم چلکر حضور کو دکھلا دے یہ حال سنکر شہنشاہ مرصع پوش کی ہو گیا اور کہنے لگا طرار تو سچ کہتا ہی طرار نے عرض کیا کہ خداوندا اگر اسمین ایک سر مو فرق ہو تو خادم کو اسی وقت قتل کیجئے گا یہ سنکر شہنشاہ اسی وقت طرار کے ساتھ روانہ ہوا اور دیوار باغ کے برابر آکر کمند پھینک کر داخل باغ ہوا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران ملکہ کے ساتھ معروف بوس و کنار ہین صحبت رقص و سرود ہو رہا ہی یہ کیفیت دیکھکر شہنشاہ مرصع پوش مثل شعلۂ آتش کے برافروختہ ہوا اور کہا کہ باش ای حمزہ صاحبقران ذرا دم تو لے کہ ان دست سے بیدردی غضب کیا کہ میرے ناموس مین تو خلل انداز ہوا گذار کہ ازدست من زندہ و سلامت رہی اور تلوار کھینچ کر دوڑا ملکہ نے جو باپ کے غیظ کی آواز سنی حالت تباہ ہو گئی تمام جلسہ پریشان ہو گیا کوئی کسی طرف بھاگا کوئی کہیں چھپا کسی کا پیشاب خطا ہو گیا کوئی کانپنے لگا مگر صاحبقران جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح بیٹھے رہے اور شہنشاہ نے قریب پہونچکر تلوار ماری صاحبقران نے وار کو ڈھالکر پیچھے کیا اور دونوں مٹھیوں کو ٹیک کر بسم اللہ کہکے اٹھ کھڑے ہوے اور ایک ہی جھپکی جو دیتے ہین تو تلوار اسکی چھٹ پڑی اور صاحبقران نے قبضے پر اسکے ہاتھ ڈال دیا اور تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور کہا کہ او مردود دین حق اسلام کو اختیار کر ورنہ اس زور سے پٹکونگا کہ سر تیرا پاش پاش ہو جائیگا اور ابھی تو واصل جہنم ہوگا اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران مین نے ادیان باطل پر لعنت کی آپ کلمہ تعلیم کیجئے مین مسلمان ہوتا ہوں امیر نے اُسے زمین پر رکھ دیا وہ امیر کے قدموں پر گر پڑا اُس صاحبقران نے اسکو کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا بعد اُسکے اُسنے عرض کیا کہ یا صاحبقران ملکہ کو تو مین نے آپ کی کنیزی مین دیا اب آپ بارگاہ مین تشریف لیجیے کہ اور لوگ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوں کل مین حضور کی دعوت کروں امیر نامور نے فرمایا کہ اچھا میں صبح کو آونگا یہ سنکر شہنشاہ تو چلا گیا ملکہ نے امیر سے کہا ای شہریار دیکھیے مین آپ کو مطلع کیے دیتی ہوں مجھے الزام نہ دیجیے گا ای شہریار باپ میرا بڑا مکار اور بے انتہا کا فریبی ہی آپ ہرگز اُسکے فریب اور مکر مین نہ آئیگا مجھے تو اُسکے اسلام لانے کا بالکل یقین نہیں ہی میری دانست مین تو آپکے خوف سے حفاظت جان کے لیے بظاہر ایمان لے آیا ہی اور دل مین اُسکے وہی مکر اور ادیان باطل کی پیروی راسخ و مضبوط ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ای ملکہ کچھ مقام خوف تو ہی نہیں ہی خدائے بزرگ است حق تعالے میرا حافظ و معین ہی اگر وہ نبی ہی تو وہ مسخرہ میرا کیا بنا سکتا ہی اور میرا کیا کر سکتا ہی جو امر پروردگار عالم میرے حق مین بہتر و مناسب جانے گا وہ کریگا مجھے اُسکے مکر و دست کم اندیشہ نہیں ہی القصہ رات تو یہیں گذری اور انھیں باتوں مین کٹی جب صبح ہوئی تو صاحبقران عالیشان بارگاہ شہنشاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں شہنشاہ امیر کا انتظار کر رہا تھا بارگاہ کو آراستہ کیا ہی سب انتظام کر رہا ہی کہ اس اثنا مین صاحبقران بھی جا پہونچے سب کے سب تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے شہنشاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور تخت شاہنشاہی کو جلوہ افروز فرمائیں کہ آپ ہی لائق تخت و تاج ہیں یہ سنکر امیر نے ارشاد کیا کہ ای شہنشاہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمھارا تخت و تاج تمکو مبارک رہے ہمیں تمھارے تخت و تاج سے کچھ غرض نہیں یہ کہکر شہنشاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود دوسری کرسی پر بیٹھے صحبت عیش برپا ہوئی شراب و کباب چلنے لگے اس کمبخت نے ان سب چیزوں کو پہلے سے آغشتہ بدارو سے بیہوشی کر رکھا تھا امیر انکے کھاتے اور پیتے ہی بیہوش ہو گئے چار سو زرہ پوش چھپے ہوئے بیٹھے تھے وہ صاحبقران کے بیہوش ہوتے ہی نکل آئے اور امیر کو طوق و زنجیر مین مقید کر لیا اور جلاد کو بلا کر چاہا کہ امیر کو تہ تیغ کرے کہ قضائے کار

اتفاقات روزگار منظر کردہ علے عمران صاحب بندہ کہ ان مہتر قران حبشی امیر کو ڈھونڈھتا ہوا ایکبارگی ان پہونچ گیا شاہ
کہ امیر کو تیغ بیجا بپا ہی اور ارادہ قتل کا کیا ہو یہ سنتے ہی مہتر قران حبشی بتقید کھینچ دروازہ بارگاہ پر پہونچا اور جو
دربان دروازے پر تھے پھر آنکھ ادھر کر بارگاہ کے اندر آیا اور قریب سواد میون کے جو اسکے سامنے آگئے انکو قتل کرکے
شہنشاہ کے سامنے آکر پکارا کہ او نا معقول خبردار اگر ایک رونگٹا بھی امیر کا تو قہر کا سیلاب ہوا تو یاد رکھو نا کہ تو ہی
مارا جائیگا یہ کہکے جست کرکے بارگاہ سے نکلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے غائب ہو گیا شہنشاہ نے قران کے
تعاقب مین کچھ لوگ روانہ کیے مگر سب ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر تھک گئے اور آکر شہنشاہ سے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
تو مثل باد صرصر کے نکلا ہر چند اسکا تفحص کیا مگر کہین پتا نہ لگا ہم ہارتے کے اور کرتے کے یہ سنکر شہنشاہ
کانپنے لگا اور طرار سے کہا کہ دیکھا تونے عیار ایسے ہوتے ہین آپنے کہا کہ شہنشاہ یہ عیار کا سبب کوہی بلاے بے درمان
آفت جان ہے مگر حضور کے اقبال سے مین ضرور اسے گرفتار کرونگا شہنشاہ کا ذہن کسی طرح کم نہین ہوا اور اسے دہشت
کے کانپنے جاتا ہے اور کہا کہ جب تک یہ بلا گرفتار نہ ہوئے حمزہ کا قتل کرنا مناسب نہین ہے اسے زندانخانہ
مین لے جاؤ اور قید بشدید کرو ادھر تو صاحبقران کو قید کیا اور ادھر ملک کو نظر بند کیا مگر قران حبشی نے
دو تین روز تامل کرکے جب خبر اسیری حمزہ کی سن لی تو قصد کیا کہ جا کر امیر کو رہا کرے بایں قصد کے جانب زندانخانہ روانہ ہوا
زندانخانہ پر پہونچکے وہ پاسبانی اور حفاظت دیکھی کہ عیاذاً باللہ جو شخص ادھر سے نکلتا تھا انسے رفع شک کے
لیے نہلاتے تھے اور اگر کوئی عیار ان عیارون مین سے جو زندانخانے پر تعین تھے کسی ضرورت کے لیے ادھر ادھر نکلتا
تھا تو اسکا بھی خوب امتحان کر لیتے تھے جب اپنے گروہ مین شریک کرتے تھے اور طرار تیز رفتار بھی ہر وقت وہین بیٹھا
رہتا تھا اور اندرون زندانخانہ چار عیار باشمشیر برہنہ امیر کے سرپر کھڑے رہتے تھے قران نے جب یہ نقشہ دیکھا
اپنے دل مین کہا کہ یہان کچھ نہ ہو سکیگا اور ایک مرتبہ خواجے والے کی صورت بنکر آیا تھی تو پہچان لیا گیا تھا لیکن چند
عیارون کو قتل کرکے نکل گیا اور اپنے دل مین کہا کہ ای قران لشکر اسلام مین چلکر خبر کر دیجو تو کیا بہتر ہے یہ بات اپنے
دل مین ٹھہرا کر روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار اسفندیار گیلانی اور فرخ بخت قلندر شکار کھیلنے کو آئے
ہوئے تھے کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی مہتر قران نے حال صاحبقران کا من وعن بیان کیا یہ حال سنکر دونون
لشکر دونون شاہزادے کمال دل ملول ہوئے اور وہان سے پھر کر لشکر اسلام مین آئے تمام حال صاحبقران
من وعن بادشاہ سے گذارش کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی شرف اصدار پائے تو ہم جا کر بزور امیر کو قید سے چھڑا لاوین
بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اچھا جاؤ معاذ اللہ ہر حق سبحانہ تعالے تمھارا حافظ و نگہبان ہو الغرض پھر یہ دونون
لشکر فوج بیکران ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور سامنے شہر مرصع حصار کے پہونچکے خیمے اپنے برپا کیے جب یہ خبر
شہنشاہ کو پہونچی کہ فرزندان صاحبقران عالیشان بارادۂ پیکار و رہائی امیر بادشاہ شہر مرصع حصار کے
سامنے آگئے ہین اور خیمے اپنے برپا کیے ہین تو اسنے بھی لشکر اپنا باہر نکالا اور نقارہ زنی ہوا دیا یہ خبر سنکر شاہزادون
کے لشکر مین بھی نقارہ زنی ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ رہی آواز بیدار باش ہشیار بلند رہی علی الصباح
دونون لشکر میدان نبرد مین معرکہ آرا ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے گئے
شہنشاہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا شاہزادہ اسفندیار گیلانی مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہونے
لگی پہلے ہی وار مین اسفندیار نے نیزہ اسکا جدا کیا شہنشاہ نے تلوار ماری اسفندیار نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا مگر ناگاہ تلوار سے آرہی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک پہونچی سپر کو اشارہ کیا کہ علی بند سپر کا

پشت پر جا کھڑا ہوا بختیار کو دراز کر کے جگہ دی کہ کمر اپنے پڑی لیس اسفندیار نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی
اور گرز بگیر بن با ہم ڈال کر فرش زمین سے اٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور عجب تماشا ہے کہ چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہ جلد
لقائے بے لقا پر لعنت کر اور ملت بیضائے اسلامیہ کو اختیار کر ورنہ ابھی واصل جہنم کروں گا شہنشاہ نے عرض کیا کہ ای
شہریار میں نے بصدق دل لقا پر لعنت کی آپ کلمہ طیبہ ارشاد فرمائیں میں بصدق مسلمان ہوتا ہوں اور تصدیق کرتا
کہ دین آپکا دین حق ہے اور لقا کاذب و مکار ہے ہرگز لائق خدائی اور پرستش کے نہیں ہے پس شاہزادہ اسکی چھاتی
سے اترا وہ قدموں پر گر پڑا شاہزادے نے گلے سے لگا لیا اور کلمہ طیبہ تلقین کی شہنشاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوا اور دونوں شاہزادگان عالی وقار گلگشت سیر بوستان امیر با وقار کو شہر میں لایا اسیر حمزہ
صاحبقران کو قید سے نجات دی عفو تقصیر کرائی حمام کروایا لا کر بارگاہ میں بٹھایا دونوں شاہزادوں نے قدم
ہمت لزوم امیر کشور گیر کو بوسہ دیا امیر نے شاہزادوں کو گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا شہنشاہ نے امیر بانوفرزاد
دونوں شاہزادوں کی بڑے تزک و احتشام سے دعوت کی تمام شہر کو اسلام آباد کیا تمام فوج و لشکر مسلمان ہوا تخت شاہی
بڑوا دائے مسجدوں کی بنا ڈالی سکہ بنام سعد بن قباد کے جاری ہوا آواز اذان چار طرف سے بلند ہوئی بعد اسکے
شہنشاہ نے ملکہ کو امیر بانوفرح کے ساتھ منسوب کیا صحبت عیش برپا ہوئی بعد تین روز کے امیر کشور گیر شہنشاہ کو
ساتھ لیکر لشکر اسلام میں رونق افروز ہوئے بادشاہ اسلام کی ملاقات ہوئی کل حال اپنا بیان کیا بعد اسکے شہنشاہ
کو بادشاہ اسلام سے قدمبوس کروایا بادشاہ اسلام نے شہنشاہ کو خلعت سے سرفراز و ممتاز کیا بعد چند روز
کے امیر بانوفرح ہفت منظر سلیمانی کی جانب روانہ ہوئے اب امیر کو اثنائے راہ میں چھوڑیے

دوسری داستان صداقت بیان لندھور بن سعدان کے ملاحظہ کیجیے

کہ جب ارشاد امیر حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے قلعہ فولاد پر حملہ کیا اور عوجان دریا بار کی سے کہلا
بھیجا کہ ای عوجان دریا بار تجھکو چاہیے کہ اپنے باطل مذہب کو ترک کر اور ملت حقہ اسلام کو اختیار کر ورنہ
مقتول کیا جائیگا یہ سنکر عوجان نے اسکے جواب میں کہلا بھیجا کہ ای ہندی تو سمجھا کیا ہے زبدۂ آفتاب بستان
ایرج نوجوان جو یہاں موجود نہیں ہیں تو تو میرے دباؤ ڈال رہا ہے ہم کوئی بات تیری نہ مانینگے جو تجھسے ہوسکے وہ کر
ذرا بھی قصور نہ کر ہم بھی کسی طرح تجھسے کم نہیں ہیں مگر بہتر یہ ہے کہ اب تو یہاں سے چلا جا جس وقت ایرج نوجوان
یہاں آئیگا اسوقت سمجھ لینا جب یہ پیغام لندھور کو پہونچا تو لندھور نے پھر کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ان عذرات
بارد کو نہیں سنتے بہتر یہ ہے کہ تو قلعہ کو خالی کر دے ورنہ بہت پچھتائیگا جب یہ پیغام عوجان نے سنا تو کہلا بھیجا کہ ای
لندھور اگر تیرے یہ ارادے ہیں تو ہم بھی آمادہ مرگ اور مہیائے قضا ہیں یہ نہیں کہ مر آئی تو تجھکو قلعہ سپرد کر جائیں
اور میں تجھکو دست دوں جب یہ پیغام عوجان کا لندھور نے سنا تو نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
طبل جنگ بجا دیا جائے کل ہم قلعہ کو لے لینگے فرمانا لشکر لندھور میں طبل جنگ نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر
لشکر عوجان میں پہونچائی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی آواز بیدار
باش ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی عوجان فیلسند دروازے پر آ بیٹھا اور ادھر سے لندھور بھی فوج
ظفر موج لیے ہوئے سامنے آ موجود ہوا [illegible] نے لگا تمام ہندی تو کٹنے کی غرض سے منتظر کھڑے ہوئے مگر لندھور گرز
سنگ انسان رنگ ہاتھ میں لیکر یکہ و تنہا قلعہ کی طرف چلا لندھور کا آگے بڑھنا کہ اس طرف سے گولہ برسنے لگا مگر
لندھور ساتھ [illegible] بالکل رد کرتے ہوئے گولوں کو رد کرتے ہوئے لب خندق پہونچ گئے جب فیلسند بارہ کے داغ [illegible]

تو ہاتھ کو روک لیا دھواں برطرف ہوا اور روشنی ہوئی دیکھا کہ لندھور لب خندق کھڑا ہوا ہے یہ دیکھتے ہی قلعہ پر سے ماہ منیر
پڑھنے لگا مگر لندھور ان سب بلاؤں کو رد کرتا ہوا خندق کے پار پہنچ گیا گرز سے دروازہ شہر کا توڑ ڈالا اور داخل
شہر ہوا دروازے کے ٹوٹتے ہی فوج لندھور بھی گھس پڑی اور لندھور کے پیچھے پیچھے جنی غوجان دریا باری سے اور لندھور
سے لڑائی ہوئی آخر کار غوجان دریا باری لندھور کے ہاتھ سے زخمی ہو کر بھاگا لندھور نے حکم دیا کہ تین پہر تک قتل عام
ہو سلسلہ قتل کا بے تحاشا گوشہ مارو جب تین پہر تک خوب شہر قتل ہو چکا تو دہائی امیر حمزہ صاحبقران کی بلند ہوئی
اور شور الامان الامان کا آسمان تک جانے لگا لندھور نے سب کو امان دی اور شیرون پریزاد کو مالک شہر کر کے
روانگی خدمت حمزہ صاحبقران کا قصد کیا دیو چہر عیار طرار نے جو یہ رنگ ڈھنگ دیکھے تو اپنے ذہن میں یہ خیال کیا
کہ ایرج کو بھی اس واقعہ سے اطلاع کرنا بہ ضرور ہے پھر یہ خیال کیا کہ نہیں پہلے اس ہندی کو گرفتار کر لینا چاہیے
بعد اُسکے ایرج کو خبر کرنا چاہیے اسواسطے کہ اگر ایرج یہ خبر سنکر آگیا تو پھر اس ہندی سے معرکہ درپیش ہو جائیگا یہ خیال
اپنے دل میں مضبوط کر کے لندھور کے خیمے کی جانب روانہ ہوا اور تیتان کا حال سُنیے کہ لندھور آکر اپنے خیمے میں
بیٹھا ہے اور سامان کوچ کا تیار کر رہا ہے کہ کل حمزہ صاحبقران کی خدمت میں روانہ ہونگے الغرض جب شب ہوئی
تو لندھور اپنے خیمۂ خاص میں جاکر سو رہا اور بہرام زادہ دیو چہر صورت اپنی تبدیل کر کے بانے عیاری کے ہمراہ لیکر
خیمۂ خوابگاہ لندھور پر آیا چار طرف خیمے کے گردش کی کسی طرف سے راستہ جانے کا نہ پایا دیکھا جاتا ہے چاہتا ہے پشت خیمہ پر آیا
وہاں پہونچکر دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے آپس میں چہلیں کر رہے ہیں اور چار پچیس تیس کا غل ہو رہا ہے یا غل
غپاڑہ مچائے ہوئے ہیں خوش فعلیاں کر رہے ہیں بس دیو چہر بھی بہیئت فراش کی صورت بنکر انہیں میں مل بیٹھا ہوا
کا رنج دیکھکر تعجب سے بیہوشی اڑا دی بو سے تازہ اور عجیب جو ان سب کے دماغ میں پہونچی خوب ناک پھلا
پھلا کے سونگھی ایک نے دوسرے سے کہا کہ بھائی دیکھنا کیا بو سے عجیب آ رہی ہے جسنے سونگھی اُسنے کہا کہ بھائی ہاں کچھ
عجب طرح کی بو آرہی ہے معلوم نہیں کس طرف سے آتی ہے غرض خوب طرح سب نے سونگھی اور باتیں کرتے کرتے سب کے
سب وہ اس ہو گئے کئی آپس میں تکرار ہونے لگے ایک کہتا تھا کہ چار چت پڑی تھیں پہلے پیچ چار کو دکھا کر اٹھایا ہے اور تم کہتے ہو
پچیس پڑے تھے کوئی ایسی چینچی کرتا ہے واہ بھائی ارے جو بیت سا ہو تو اسے بے ایمانی پر کمر باندھی ہے اس سے ہو کیا
کچھ ہم اپنے کمزور نہیں ہیں کہ تم جیسے داؤں لے اوسکے اوپر دوسرے نے کہا کہ ہم تو اپنے پچیس لینگے دیکھیں تو کیونکر نہیں
دیتے تم ہمیشہ یونہیں کوڑیاں جیت لیجایا کرتے ہو اور ہم جھک کے رہجاتے ہیں مگر آج کی ہم نہیں چھوڑینگے اپنا داؤں لے لینگے
دیکھیں تو تم کیونکر نہیں دیتے ہم تو رستم سے بھی لینے والے ہیں یہاں تک کہ آپس میں جوتیوں پیزار سے گستاخ ہونے لگی اور وہ
لڑتے لڑتے بیہوش ہو کر سب گرے یہ رنگ دیکھکر مہتر جی اُٹھے کہ یہ لوگ عجب طرح کے پاجی ہیں اور انتہا کے بیوقوف
ہیں مگر جوا اکثر کھیلتے ہیں اور دھینگا مشتی کرتے ہیں مارے جلد انکو الگ کرو یہ کہکر اُٹھے ہی تھے کہ بیہوش ہو کر وہ بھی گر
گرے اور جو فراش کہ مہتر جی کو اٹھانے آئے تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو ہو کر گرے کوئی ذیہوش باقی نہ رہا پس اس
حرامزادے نے جھٹ خنجر نکالکر سبھوں کو ذبح کیا اور قنات خیمہ کو چاک کر کے اندر خیمے کے جاکر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ تکیہ ساہی کا
استادہ ہے جالی کا پلنگ بچھا ہوا ہے اوپر پردہ تشالی پڑا ہوا ہے گرد پلنگ کے کافوری شمعیں جل رہی ہیں شیشہ ہائے
عطر کے منہ کھلے ہوئے ہیں دو غلام بردار سونے کی خاصیاں ہاتھوں میں لیے ہوئے کھڑے ہیں نہایت نفیس زرین کمر
پہرے پر کھڑے ہوئے ہیں دو دفعہ نگار پچی پر بیٹھے ہوئے ہیں بس اس حرامزادے نے فلنگ میں بو دانہ بیہوشی کا جو پھینکا
تو وہ شمع کی لو پر گرے اور جلے دھواں اٹھا جو تمام سرد ماغوں اور دفعہ نگاروں کے دماغ میں گیا سب بیہوش ہو کر گرے

اور اسی طرح بیہوش اور بند کر کے ایرج کے پاس لیجا چکا ہے مگر لندھور کو زندان خانہ میں بھیجا اور تب وہاں سے
کوچ کر کے شہر فرنگو شیہ کو روانہ ہوا دوسرے دن شہر فرنگو شیہ پہونچا جس وقت کہ فرہاد خان بیگفر پلی اور
رفقائے لندھور لندھور کے غائب ہونے سے مطلع ہوئے تو نہایت متردد ہوئے اور اس کا قلق ہوا لیکن داناب
گلبرگی نے دیو چہر کا پتا پہچان لیا اور سب سے کہا کہ یہ کام کسی کا نہیں ہے دیو چہر عیار لندھور کو چرا لے گیا۔ یہ باتیں
ہو رہی تھیں کہ یکایک گرد لشکر نمودار ہوئی اور طرماسپ مع فوج و سپاہ آ پہونچا اور لشکر اپنا مقابل لشکر لندھور کے اتارا
اور اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجا دیا جاوے اس وقت لشکر طرماسپ میں نقارۂ رزمی نوازش میں آیا جب یہ خبر
ہرکاروں نے فرہاد خان کو پہونچائی تو اس نے بھی اپنے لشکر میں طبل حربی بجوا دیا ساری شب دونوں لشکروں میں تیاری
رہی اور دلاوران بیدار رہ کر ہوشیار باش ہوتے رہے صبح کو دونوں لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے جب کہ صفوف
جدال و قتال آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے نکل گئے تو طرماسپ میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی فرہاد خان گھوڑا جھپٹا کر طرماسپ
کے مقابلے کو نکلا بعد از گفتگوئے بسیار طرماسپ نے نیزہ فرہاد خان پر نیزہ مارا فرہاد خان نے نیزہ دے کر روکا کہ نیزہ بازی
ہونے لگی کامل دو گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی سنانیں نیزوں کی ناکارہ ہو گئیں جب برچھے چڑھنے کی باری طول پکڑا
ریشے پر پنجے اڑ گئے برچھے ہاتھوں سے نکل دیے طرماسپ نے فرہاد خان کے ساطور مارا ہر چند کہ فرہاد نے سپر
دوا کے روکا مگر ساطور طرماسپ کا سپر کو کاٹ کر تا خود اتر گیا فرہاد خان کے دستار و خود ساطور تو بچا کر کٹ گیا
اور سر سے چادر خون کی جاری ہوئی فرہاد خان نے بڑی پھرتی سے زخم سر کو نہ دیکھ کر طرماسپ پر تلوار ماری طرماسپ
نے وار فرہاد کا سپر پر روکا کہ سپر دو ٹکڑے ہو گئی طرماسپ نے سر جا پیچھے ہٹا لیا تلوار گیندے کی گردن پر پڑی
گردن اس کی قلم ہو گئی طرماسپ گیندے پر سے کود پڑا یہ رنگ دیکھتے ہی جمیع پہلوان طرماسپ دوڑے بعض سردار
ہندی بھی بڑھا کر کے دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہو گئی خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار قریب شام لشکر فرہاد کا
بھاگا طرماسپ نے طبل شادمانی بجوایا اپنے خیمے میں گیا صحبت عیش برپا کی افسران فوج نے نذریں خوشی کی دیں
جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ملوچ کا ناشروع ہوا شب بھر صحبت عیش و عشرت برپا رہی۔ علی الصباح طرماسپ نے قلعۂ
فرنگو شیہ کا قصد کیا جب یہ خبر وحشت اثر ارشیون پریزاد کو پہونچی کہ لندھور طرماسپ کے پاس قید ہوا اور فرہاد خان نے
مع فوج طرماسپ سے شکست کھا کر فرار اختیار کیا اور طرماسپ اب قلعۂ فرنگو شیہ پر آتا ہے تو نہایت متفکر اور متردد ہوا کہ اب کیا
کرنا چاہیے رفقائے ارشیون نے صلاح دی کہ آپ بیکار تردد کرتے ہیں طرماسپ سے قلعہ بند ہو کر رہیے قلعہ کا لے لینا
کوئی ہنسی کی بات نہیں ہے یہ سنکر ارشیون نے جواب دیا کہ ان سب کو سچ ہے لیکن میں اگر حصاری ہو کر لڑتا ہوں تو مجھے یہاں کی
رعایا پر اعتماد نہیں اور انکے اسلام پر [illegible] شہر آفتاب پرستوں کا ہے ادھر سے طرماسپ یورش کریگا اور
ادھر سے اہل شہر بلوا کریں گے تو میں بالضرور بیچ میں گرفتار ہو جاؤنگا ایک خوف تو یہ ہے دوسرا خدشہ یہ ہے کہ لوگ طعن کرینگے
کہ ارشیون طرماسپ سے خائف و ترسان ہو کر قلعہ بند ہو گیا اور دوبدو میدان تاب مقاومت نہ لا سکا میں تو ہرگز قلعہ بند
ہونا پسند نہیں کرتا بہتر یہی ہے کہ میں قلعہ سے باہر نکلکر مقابلہ کروں یہ کہکر حکم دیا کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکلے اسی وقت
لشکر ارشیون کا قلعہ سے باہر نکلا جب یہ خبر طرماسپ کو پہونچی تو اس نے اسی وقت نقارۂ رزمی بجوا دیا ہرکاروں نے یہ
خبر لشکر ارشیون میں پہونچائی اس طرف بھی کوس حربی پر چوب پڑی ساری شب دونوں لشکروں میں تیاری رہی علی الصباح
دونوں لشکر صف آرائے میدان کارزار ہوئے جب صفوف جدال و قتال ہو چکیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو
طرماسپ میدان میں آیا اور مبارز طلبی کی ادھر سے ارشیون پریزاد مقابل ہوا طرماسپ نے کہا کہ ارشیون تجھے اپنی خیریت منظور ہے کہ

اور اپنی جان عزیز ہو تو میرے سامنے سے چلا جا اور قلعہ میرے حوالے کر دے ورنہ بہت ہی سخت سزا پائیگا کیون اپنی
جان کے پیچھے پڑا ہے ارشیون نے کہا کہ اگر مجھکو اپنی جان ہی کا خیال ہوتا تو مین تیرے مقابلے کو کیون نکلتا مین ہرگز
تجھسے خائف نہین ہون جو تیرے بہانے مین پڑے اسمین قصور کوتاہی نہ کر میدان جنگ مقام گفتگو و رفع خلش نہین ہے
یہ سنکر طرماسپ نے نیزہ اٹھاکر ارشیون کے مارا ارشیون نے نیزے کو نیزے پر روکا کچھ نیزہ بازی ہونے کامل
تین گھنٹے تک نیزہ بازی ہوا کی تا اینکہ سنانین اور بازین اکارہ ہو گئین دونون نے نیزے ہاتھ سے پھینک دیے اور گرز بازی
ہونے لگی جب گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے تو شمشیر زنی ہونے لگی خوب ہی تلوار چلی مگر اسمین بھی دونون برابر رہے
آخر کار طرماسپ نے ساطور اٹھاکر دو دستی ضرب لگائی تو سپر کو کاٹ کر ساطور تا دو میر دوڑ گیا ارشیون کے زخمی ہوتے
ہی ہمراہیان ارشیون دوڑ پڑے اسطرف سے طرماسپ کے ساتھی دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خوب ہی کھیت پڑا
آخر کار لشکر ارشیون کو شکست ہوئی کہ مفرور ہوا طرماسپ وہان سے مراجعت کرکے قلعہ زنگوشیہ پر آیا آفتاب پرستون
نے دروازہ قلعہ کا طرماسپ کے آتے ہی کھولدیا اور سب کے سب طرماسپ کے قدمون پر گر پڑے طرماسپ نے
سبھون کو گلے سے لگایا تسلی اور دلاسا دیا اور عوجان دریا باری کو ماتحت کے اپنے ہمراہ لیا اور اسی کو قلعہ زنگوشیہ کا
مالک کرکے کل اہل قلعہ کو امر بہ اطاعت عوجان دریا باری کیا اور خود خدمت ایرج نوجوان مین روانہ ہوا

دوسرے داستان ایرج نوجوان کے میدان مین جانے مین

جسوقت ایرج نوجوان نقابدار کے خیمے سے نکلکر اپنے لشکر مین صحیح و سلامت پہونچا تو سرداران لشکر نہایت
مسرور ہوئے اور حال استفسار کیا ایرج نے تمام سرگذشت اپنی ابتدا سے انتہا تک بیان کی کہ اس بوڑھے نامعقول
نے زہر سے قتل کرنے مین کسی طرح کی کوتاہی نہ کی تھی مگر نقابدار یاقوت پوش نے نہایت بلند ہمتی کو صرف کیا اور دلاوری و جرأت و
بہادری دے دی اور مجھکو چھوڑ دیا کسی قسم کا ضرر نہ پہنچنے دیا مگر مجھسے اوس سے لڑائی کا وعدہ ہو چکا ہے یہ کہکر حکم دیا کہ اسی وقت ہمارے
لشکر مین نقارہ رزمی بجایا جاوے اسی وقت حسب الارشاد نقارہ رزم جلی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر لشکر نقابدار مین
پہونچائی نقابدار نے بھی فوراً حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی پر چوب پڑے اسطرف بھی اوسی وقت طبل جنگی نوازش
مین آیا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی اور دیدہ بانی ہوشیار باش کی بلند رہی جب صبح طالع ہوئی تو
دونون لشکر میدان کارزار مین صف آرا ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہوچکین نقیب نقابت کرکے چلے گئے
تو ایرج نوجوان مرکب اوڑاکے میدان نبرد مین آیا اور طلب کیا نقابدار یاقوت پوش اپنے لشکر سے نکلکر مقابل ایرج ہوا ایرج
نے کہا کہ او نقابدار یاقوت پوش مین صرف حسب وعدہ میدان کارزار مین نکل آیا ہون لیکن خدمت سامی مین التماس یہ ہے کہ اے نقابدار
مناسب یہ ہے کہ آپ مجھسے نہ لڑین اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ آپ سے ہرگز نہ لڑون اور آپ کا مقابلہ نہ کرون آپ مجھسے درگذر
فرمائین مین تو آپکا ہر طرح ممنون منت ہون اور آپکے احسان اور عنایت سے کسی طرح سرخرو نہین ہو سکتا کہ آپ نے طلسم
آذر سلیمانی سے میری جان بچائی اور اس طلسم کو فتح کرکے مجھے چھڑایا اگر آپ میرے حال پر عنایت نہ کرتے اور طلسم آذر سلیمانی
کو فتح نہ کرتے تو ہرگز میری رہائی ممکن نہ تھی اگر آپ مجھے نہ چھیڑینگے اور مجھ سے درگذر کرینگے اور ان خدا پرستون کے درمیان مین
دخل نہ دینگے تو مین اس سے بہت زیادہ آپ کا احسانمند ہونگا یہ تقریر ایرج کی سنکر نقابدار نے جواب دیا کہ یہ ہرگز ممکن نہین ہے
کہ مین خدا پرستون کو تمہارے ہاتھ سے ایذا اوٹھاتے دیکھون اور کسی بات مین دخل نہ دون تم اونکو قتل کرو اور مین اپنی آنکھون سے
دیکھون لیکن ہان یہ ممکن ہے اور اس شرط پر مین تم سے دست بردار ہو سکتا ہون کہ تا وقتیکہ ان سب کے زخم اچھے نہ ہولین اور
وہ اچھی طرح تندرست ہوکر بیمار ہے سے نہ اوٹھین اوسوقت تک تم ان سے تعرض اور مزاحم نہ ہونا اور جب وہ سب اچھے ہو جاینگے اور

اور برابر پلنگ کے آگ کا نٹے سے دو مشال ایرج کے منہ سے لگایا اور دوا روے بیہوشی کا گرم کر کے چھری میں رکھ کر ایرج
کے دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے دو ہی سانس لی اور بیہوشی دماغ میں چڑھی تو ایرج کو چھینک آئی آنکھ کھلی جالسوز
پلنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے ادھر ادھر دیکھ کر جب کسی کو اپنے قریب نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھ کے سو رہا اور بیہوش ہو گیا پس
فوراً جالسوز نے کمند ابریشم نکال کر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر باندھ
ساتویں حلقے سے گٹھڑی کر کے پشتارہ سے میں رکھ کر دروازہ خیمہ کی جانب پشتارہ پیٹھ پر رکھے ہمہ دم دست [illegible] ہوا اب
ہر ایک کی نگاہ سے بچتا ہوا جلد جلد راستہ طے کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ لشکر ایرج میں پہنچا طلایہ پھر رہا تھا آواز بیدار باش
ہوشیار باش اور حاضر باش کی بلند تھی سیقل سپر گردان طلایہ کی گشت پر تھا اور ہر چہار طرف دیکھ بھال لگا ہوئے
دیکھ رہا تھا جب جالسوز اس طرف سے گزرا اور سیقل نے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بردوش جاتا ہے سیقل نے بڑھ کر ٹوکا کہ ارے
کون جاتا ہے اور کیا لیے جاتا ہے گٹھڑی رکھ جا اور دیتا جا یہ سنکر جالسوز نے للکارا کہ ارے تو مجھے نہیں پہچانتا کہ میں کون ہوں میں
جالسوز بن فراں اور اس پشتارہ میں ایرج نوجوان ہے اسد غازی کے حکم سے گرفتار کر کے لیے جاتا ہوں اور حضرت اسد
کے حوالے کرتا ہوں یہ کلمہ جو سیقل نے سنا للکارا کہ اے جالسوز کمزاد تو میں آن پہنچا تو قریب آ تو لیے جاتا ہے دیکھ کس طرح
قتل کرتا ہوں یہ کہکر بے تحاشا دوڑا مگر جالسوز نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر میں نہیں بھاگا تو ابھی لشکر ایرج سے لوگ
نکل آئینگے اور دستی لڑائی ہوگی ایرج ہاتھ سے مفت میں نکل جائیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ جلد لشکر سامنے نکال لے چلو اور دو
چار کوس بھاگ سے ہٹ کر دو دو ہاتھ کر لوں یہ سوچ کر سیقل کے سامنے سے بھاگا سیقل نے اسکا تعاقب کیا
آگے آگے جالسوز پشتارہ بردوش پیچھے پیچھے سیقل تعاقب میں جالسوز کے چلا جاتا ہے جب دو تین کوس لشکر سے نکل آیا
اس وقت جالسوز پھرا اور کہنے لگا کہ ادھر مرد و سے تو اپنے دل میں یہ نہ سمجھنا کہ جالسوز بھاگ گیا میں تجھ سے ہرگز نہیں
بلکہ میں سامنے تیرے لشکر سے ہٹ کر ذرا آیا کہ وہاں تیرے ساتھی بہت سے تھے اور میں تنہا تھا ایک دو کی وہ ہو سکتی ہے دیکھو کہ ایک تیغ
پر اسقدر لوگ ٹوٹ پڑے گویا تو بھی اکیلا ہے اور میں بھی تنہا ہوں جسطرح تیرا جی چاہے مجھ سے دیکھو میں بھی تیری کیا حالت
کرتا ہوں اور کیا گت بناتا ہوں دوسرے یہ کہ میں گراں بار بھی تھا اگر وہاں میں ٹھہرتا تو اکیلا آدمی لڑتا بھی اور بوجھ کی حفاظت بھی
کرتا یہ کیونکر ممکن تھا میں لڑنے میں مصروف ہوتا اور کوئی صاحب اس بار گراں کو میری پشت پر سے اٹھا لیجاتے اب یہاں تو میں ہوں
اور تو ہے جو کچھ ہو سکے کر اور مجھے بھی جو کچھ کرنا ہوگا میں کر دونگا تو جانتا کون ہے اگر خدا نے فضل کیا تو آج خوب ہی دکھا کر
نکالتا ہوں اور تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہوں سیقل یہ سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اچھا جب تیرے ہاتھ سے بچا تو سب کچھ کر لینا یہ کہکر
ایک ہاتھ تلوار کا اپنے زعم میں ایسے زور سے مارا کہ ابھی آخر میں فیصلہ ہے مگر جالسوز نے نہایت پھرتی سے پشت شمشیر پر روک کے ایک
ہاتھ جو سیقل کے رسید کیا تو تلوار اسکی پھر کاٹ کر چار انگل میں سیقل کے در آئی دوسری تلوار ماری کہ شانہ بھی سیقل کا زخمی ہوا
سیقل نے باگ پھیری کہ جالسوز کے سامنے سے بھاگ جائے کہ جالسوز نے اپنی گیند کو ایک کر اس زور سے کھینچ کر مارا کہ سر گیند
کا زمین سے لگ گیا سیقل جھٹ کود کر اپنے لشکر کی جانب بھاگا گویا تھا کہ اسی اثنا میں پھر یہاں سیقل دوڑ آئے سیقل آگے دوڑ
ہو کر بھاگ گیا جالسوز نے گیند کو ہلا کے پھر چرخ دے کر جو پھر ایک بار سیقل پر کھینچ مارا تو کوئی دس بارہ آدمی کچل گئے اس عرصے
میں صبح تو طلوع ہو ہی چکی تھی جالسوز جانب کوہستان اسد بن کرب غازی کی خدمت میں روانہ ہوا جلد جلد راستہ طے کرتا ہوا
چلا جاتا تھا کہ دفعۃً سامنے سے ایک تیرہ گرد کا بلند ہوا اور سات سو علم ستارہ پیکر نشان سات ہزار سواران جرار کے ہویدا ہوئے
جب علم گزر گئے اور لشکر بھی ہویدا ہو گیا تو دیکھا کہ بیچ فوج میں ایک شخص کو تخت پر دیکھا کہ ہاتھوں میں [illegible] بالوں میں
[illegible] لگے ہیں طوق کمر میں [illegible] خنجر [illegible] اور ایک علم ستارہ پیکر کے سایہ میں ایک جوان حسین خوبصورت

ایرج سے کہا کہ کیوں صاحب میں نے تمکو اسی واسطے قید آہنی میں گرفتار نہیں کیا تھا اسی واسطے تمکو اسد کے
پنجے سے چھڑایا اب تم اپنے لشکر میں جاؤ وہاں ٹھہرنا تمہارا مناسب نہیں ہے اسد سے اور تمسے ہرگز نہ بنیگی اور
ایرج کو مرکب دے کر رخصت کیا ایرج گھوڑے پہ سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا بعد روانگی ایرج کے اسد غازی
نے بھی خورشید کے خیمے سے جانے کا قصد کیا خورشید ستارہ پرست مانع ہوا اور کہا کہ اے اسد غازی میں ابھی تو تمہیں
نہ جانے دونگا اسواسطے کہ میں نے تو ایرج کو تمہارے عیاروں سے چھین کر چھوڑ دیا اب میں جبتک اُسے گرفتار نہ
ہولے نہ کر دونگا اسوقت تک تمہیں نہ جانے دونگا یہ کہکر اسد سے لپٹ گیا اور کہا کہ بھائی خانہ بخانہ شہامت تم آج رات
کی رات میں قیام کرو کل کی لڑائی تو میری اور آفتاب پرست کی دیکھو کہ کس طرح ہوتی ہے اسد غازی کو بھی خورشید کے ساتھ
محبت ہو گئی تھی اسواسطے کہ خورشید کی بول چال نورالدہر کی گفتگو سے بہت مشابہ تھی اور صورت شکل بھی نورالدہر سے مشابہ
تھی اور دوسرے خورشید کی خبریں کلاہی نے اسد کے دل میں گھر کر لیا تھا کہنے لگا کہ اچھا اے خورشید میں آج
نہ جاؤنگا تمنے واسطے میں تیرے ساتھ رہتا ہوں اور وہ محبت کی کہ مجکو تمہارے کہنے سے انکار کرتے ہوئے حجاب آتا ہے
بہر طرح تمہاری خاطر مجکو منظور ہے کل تمہاری اور ایرج کی لڑائی کا بھی تماشا دیکھ لیں یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں ایرج
کا حال سنیے کہ یہ جا پہنچے تھے ادھر اسکے لشکر میں شادمانی کے طبل بجنے لگے ہر طرف خوشی کی دھوم ہو گئی ہر ایک
اکر قدموں ہوا استفسار حال کیا ایرج نے تمام حال شروع سے بیان کیا سب نے عرض کیا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ہم
بھی بہت متردد تھے کہ ایسا کون بہادر ہوا اور تمہارا اس چوکی پہرے سے اس بلا کی گشت سے آپ کو چھڑا لیگیا مگر خیر شکر صد شکر
نیر اعظم کا کہ اسنے بڑی بلا آپ پر سے ردّ کی اور مصیبت بڑے شکنجے سے نجات دی نیر اعظم نے بارہا ہرگز زندگی عطا فرمائی ایرج
نے کہا کہ واقعی یہی ہے کہ نیر اعظم کا افضال تھا ورنہ ایسے وسے جیسے درمان کے پنجے سے چھوٹ جاتا کوئی آسان امر نہ تھا یہ
کہکر حکم دیا کہ اچھا اب طبل جنگ بجایا جائے حسب الحکم اسی وقت نقارہ زری نوازش میں آیا ہرکاروں نے یہ خبر لشکر
خورشید میں پہنچائی خورشید نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے خورشید کے لشکر میں بھی کوس حربی نوازش
میں آیا یہ خبریں ہو دار اب سے لشکروں میں ہر چند نے بھی کوس حربی بجوایا شب بھر تینوں لشکروں میں جنگ کی تیاری
رہی آواز بیدار باش و ہوشیار باش کی بلند رہی علی الصباح تینوں لشکر میدان نبرد میں صف آرا ہوئے جب صفوف
جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو اس وقت خورشید اپنا مرکب چمکا کر میدان میں آیا مبارز طلب
کیا ایرج نے چاہا کہ خورشید کے مقابلے کو جاے مگر دیلم شاہ زنگی پھاند کر گردن جھکا کے آگے آیا اور ایرج سے کہا کہ
اے زبدۂ آفتاب پرستان جہان اے ایرج نوجوان آپ کیوں اسکے مقابلے کو نکلے ہیں جب یہ ایسا لازم آیا حاضر رکاب
سعادت انتساب ہو تو پھر بلا کی فرض ہو اور آپ کو کیا ضرورت ہے کہ ہر کس و ناکس سے مقابلہ کریں آپ ایک دم صبر توقف کریں
میں ابھی تو جا کر اس ستارہ پرست کو گرفتار کیے لاتا ہوں آپ کھڑے تماشا دیکھیے کہ نیر اعظم کیا کرتا ہے ایرج نے کہا کہ
اچھا جاؤ نیر اعظم تیرا حافظ ہے یہ دیلم شاہ زنگی سلام کر کے مرکب اڑا کر سامنے خورشید کے آکر گالی دینے لگا اور وزن ہوا
دیلم شاہ کا گنبد کا سا گرز سے کئی قدم پیچھے ہٹا کر دیلم نے پھر وار کیا اور خورشید کا بھی مرکب دو ایک قدم پیچھے ہٹ گیا غرض
دونوں کے دونوں بھنا کر ایک دوسرے سے مقابل ہوئے خورشید نے کہا کہ اے اشقی دیو روسیاہ بخت و سیاہ دل
کیا تیری قضا آئی ہے اور موت دامنگیر ہوئی ہے جو میرے مقابلے کو نکلا ہے اگر اپنی جان بچانا اور اپنی خیریت منانا منظور ہے تو
جا پھر ان سے بھی جا اور وہاں کسی آفتاب پرست کو بھیج سے وہ کمبخت ہی چڑا کی غیرت ہوا اور سر میدان مقابلے کو نکلا دیلم نے
کہا اے ستارہ پرست تو اپنے زعم میں ایرج کو سمجھا کیا ہے ارے وہ صاحبقران زمانہ ہے جسکے ملازم ایسے موجود ہیں

میں بھی جاتا ہوں اور ایرج کو دیکھتا ہوں کہ اسکی حقیقت کیا ہے مگر بارگاہ خورشید سے نکلکر اسنے عیاری کے اپنے
بدن پر آراستہ کرکے لشکر ایرج کا راستہ لیا غرض اسے کا اتفاقات روزگار شاپور شیر دل اپنی صورت تبدیل کیے ہوے
دریافت حالات کیلیے بارگاہ خورشید میں موجود تھا کل گفتگو اسد اور خورشید کی سن رہا تھا جب اسنے یہ کہا کہ کوکب
ایرج کو جوان کے گرفتار کرکے لاویگا تو شاپور نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ای شاپور اگر کوکب ایرج کو گرفتار کر لایا تو بڑی دقت
ایرج کو اٹھانا ہوگی اوسکا ہرگز تو بہر جا نہیں اس سے بہتر یہ ہو کہ تو راستے ہی میں جاکر کوکب ہی کو پکڑلے یہ خیال اپنے دل
میں مستقل کرکے کوکب کے تعاقب میں چلا اور آگے بڑھکر تمام حرکات کا تجزیہ کرکے واسطے اسکے زمین میں بچھا کر خود
ایک جھنڈی کی آڑ میں جا بیٹھا جب کوکب یہان پہونچا اور جنون کوکب کے حلقہ میں کمندین اپنے بس غرض شاپور
نے لی ہوئی تو کوکب گھبراکر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ شیر کی آواز کسطرف سے آرہی ہے اور یہ بالون کا ہے میں
الجھا ہے بس کوکب کا بھیجنا تھا کہ شاپور نے ایک جھٹکا اس زور سے مارا کہ کوکب اوندھے منہ گر پڑا بس اسکو گرفتار کرکے شاپور
اس جھاڑی میں سے نکلا اور جھپٹ کوکب کی مشکین باندھ لین اوسی طرح ایرج کے پاس لے آیا اور تمام حال
ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا کہ ای شاپور تمنے خوب کیا کہ اسے پکڑ لائے کہ اگر یہ یہان آ بھی جاتا تو کیا بنا سکتا تھا مگر ہاں
اسے سرزنش کامل ہوگئی کہ راستے ہی سے پکڑ لیا گیا اور اسکا ارادہ پست ہوگیا اب کبھی ایسی جرأت نہ کریگا ای شاپور
اسے چھوڑ دینا چاہیے کہ کل مجھکو بھی خورشید نے چھوڑ دیا تھا اب میں نا مناسب سمجھتا ہوں کہ اسکو گرفتار رکھوں یہ کہکر کوکب کی مشکین
کھلوا دین اور کہا کہ ای کوکب جا تو بھی کیا یاد کریگا تو اپنے سردار کے پاس جا میں بھی آتا ہوں جسطرح دل چاہے مجھسے پیش آئے
یہ کہکر کوکب کو تو رخصت کیا اور سوار ہوکے روانہ ہوا اسکے عقب میں ایرج بھی بارگاہ خورشید کی طرف چلا جب
کوکب بارگاہ خورشید میں آیا تو اسد نے پوچھا کیون کوکب ایرج کو لائے کوکب نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ ایرج
بھی آتا ہوگا اسی اثنا میں ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج آپہونچا اسد نے کہا کہ اچھا جب وہ آئے تو دروازے پر ٹھہرائیں
ہم اسکا استقبال کرکے لے جائینگے القصہ جب ایرج دروازہ بارگاہ پر پہونچا تو دربانون نے روکا کہ آپ یہان توقف کرین
لوگ آپ کے استقبال کے واسطے آتے ہیں یہ سنکر ایرج ٹھہر گیا کوئی آدھ گھڑی گذر گئی تو ایرج نے پکار پکار کر
باتین کرنا شروع کین جب ابھی بھی کوئی خبر نہوا تو ایرج اپنے دل میں سمجھا کہ اسد نے میری باتین ضرور سنی ہونگی مگر
سنتا ہی اور غفلت کرتا ہے اور کسی کو بہر استقبال نہیں آنے دیتا اب خود ہی چلنا چاہیے یہ کہکر بارگاہ کے اندر قدم رکھ
صاحب سلامت کی خورشید ایرج کی صورت دیکھتے ہی جلدی سے تعظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جلد ایرج کیلئے
کرسی لاؤ اسد نے کہا کہ ای خورشید یہ جو ایرج کے واسطے کیا کرسی دیکر کیسی کہے یہ سنکر تم تو ایرج بھی اس لائق ہے کہ اسے
کرسی دیجائے ہرگز کرسی کے قابل نہیں ہے کہیں ادھر ادھر فرش جوتیون کے برابر بچھا جائیگا جیسی اسکی حقیقت ہے ویسا ہی
اسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہیے یہ سنکر ایرج نے کہا کہ او اسد میں تجھسے بہت ناخوش ہوں تو اپنی آن بان سے کہیں نہیں
ہوگا نور الدہر کی خدمات میں بھی تو نے بہتیری رخنہ اندازی کی تھی اور یہان بھی تو وہی حرکت کرتا ہے ای اسد طرح برتن نشست
اور ہر جگہ مقابلے ... یہ باتین تجھکو زیبا نہین ہین یہ سنکر اسد کہنے لگا کہ اوایرج ابتو نے بچا جب ہی کہ اس بچاؤ سے
میں نے تجھے معاف کیا اور تیری منہ پھیری کی خبر تو بھی کیا یاد کریگا ... خورشید نے اسی وقت کرسی جواہر نگار منگوا کر ایرج
کو کرسی پر بٹھا دیا خورشید نے حکم دیا کہ صحبت عیش برپا کی جائے اسی وقت بزم کا ناچ ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش میں
آیا میں گرمی صحبت میں ایرج نے کہا کہ اے اسد تو نے اپنے عیار کوکب کو بھیجا تھا کہ مجھے پکڑ لائے اسکو تو میں نے گرفتار
کرکے چھوڑ دیا اب میں خود ہی چلا آیا ہوں موجود ہوں جو تیرا جی چاہے مجھے برتاؤ کر یہ سنکر اسد غازی نے کہا کہ ای

ایرج آج تو تیری منت و سماجت پر مجھے رحم آگیا خطا تیری بخش دی اب ایسی بدزبانی کبھی نہ کرنا ورنہ اگر تو سمجھ
ایسی جسارت کی تو بے موت مارا جائیگا۔ یہ باتیں سنکر خورشید نے کہا کہ ای واسد اب ان باتوں کو موقوف کرو آخر اس وقت ان باتوں
سے کیا حاصل ہے اب سے بجائی روز جنگ جنگ و روز آشتی آشتی۔ یہ کہکر اپنے ہاتھ سے جام شراب بھرکر ایرج کو دیا کہ ذرا ان پر
بھی اسوقت ایسی باتیں نہ چاہیئیں ایرج نے سلام کرکے جام شراب ہاتھ سے لیکر پی لیا اور کہا کہ اے خورشید مجھے تجھے
کچھ اسوقت التماس کرنا ہے اگر قبول کرو خورشید نے کہا کہو ایرج نے کہا کہ ای خورشید کل کی میدان داری میں تم دیلم شاہ کو بھی
گرفتار کر لے گئے ہو اگر تم اسے مجھ کو دے دو تو میں تمہارا بہت ممنون ہونگا اسلیے کہ اسکے قید رہنے سے تضیع ہو جائیگا
خورشید نے کہا کہ ابھی ابھی اور دیلم شاہ کو بلواکر ایرج کے حوالے کردیا ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ای خورشید کل کے
میدان میں اب ہمارے تمہارے مقابلہ ہونا چاہیے خورشید نے کہا کہ ہاں ایرج میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ ہمارے تمہارے
مقابلہ ہو تو البتہ لطف ہے ایرج نے کہا بہتر ہے اب میں رخصت ہوتا ہوں اجازت ہے اسد نے کہا کہ بس بیٹھے بیٹھے بات
ہو چکی مطلب تمہارا نکلگیا ہم کہاں تمہاری چلے ہی بجھ گئے تھے کہ تمہارا آنا خالی از علت نہیں ہے دیلم کو چھڑانے
آئے تھے بہت اچھا تشریف لیجائیے ایرج نے کہا کہ جی نہیں اگر آپ کی مرضی نہ ہو تو میں اور تھوڑی دیر ٹھہر جاؤں جو آپکے
مزاج مبارک میں آئے ارشاد کیجیے اسد نے کہا کہ جی نہیں اب آپ کو تکلیف ہوگی تشریف لیجائیے یہ سنکر ایرج اٹھ کھڑا
ہوا خورشید دروازے تک پہنچانے آیا القصہ ایرج دیلم کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں آیا ملکہ میں پھر صحبت عیش
برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش میں آیا نشے میں آکر حکم دیا کہ نقارے جنگ اسی وقت نقارہ سدری پر چوب پڑی
ہرکاروں نے یہ خبر خورشید کو پہنچائی وہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑی شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کرکے چلے گئے تو ایرج میدان میں آیا مبارز
طلب کیا خورشید ستارہ پرست مقابلے کو نکلا گداوں کے بعد نیزہ بازی ہونے لگی اسد بھی ایک طرف کھڑا ہوا تماشا
دیکھ رہا ہے القصہ بعد چند طعنوں کے ایرج نے سنان نیزہ خورشید کی کمالی کہ دہر فانوس پٹخنے لگی جب سنانیں نیزوں کی
ملکئیں تو نیزوں کو ہاتھ سے پھینک دیا دونوں نے گرز نکالے پہلے خورشید نے گرز ایرج پر مارا ایرج نے خورشید کا وار
رد کرکے اپنا وار کیا خورشید نے بھی وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا ایرج نے پھر رد کیا اور نہایت پھرتی سے گرز
پھینک کر تلوار خورشید پر ماری کہ سپر کو کاٹ کے سر پر پہنچی اور شانہ دو ابرو آ گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار کی
جھنکار کی گئی گرز سے چادر خون کی جاری ہوئی خورشید نے جیب سے سر انگشت المسک کا گولی کر زخم سر کو باندھا اور
اسی حالت زخمداری میں ایک وار تلوار کا پوری قوت سے ایرج پر مارا ہر چند ایرج نے سپر کو پناہ کیا مگر تلوار خورشید
کی سپر کو کاٹ کر خود و مغفر غرق جیسی زرہ و خود کو کاٹ کر سر میں رسائی کرتا ہوا ابرو آگئی ایرج نے سر اپنا کھینچ لیا
تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج مع مرکب زمین پر آیا آفتاب پرست ایرج کے گرنے
ہی پر بھاگے کہ ایرج مارا گیا ایرج جھنجھکر دوڑ پڑے آفتاب پرستوں کو دیکھکر خورشید ستارہ پرست کی فوج بھی ٹوٹ پڑی
باہم ہتھیار چلنے لگے جنگ مغلوبہ واقع ہوئی ایرج کو لوگ اٹھا لیگئے اور مرکب پر سوار کرکے لشکر میں لے گئے مگر ایرج
نوجوان پھر سنبھل سنبھلکر خورشید ستارہ پرست کے لشکر میں آیا اور خونریزی کرنے لگا خورشید یہ رنگ دیکھکر ایرج
کے لشکر میں گھس پڑا اور شمشیر آزمائی کرنے لگا فوجیں تلوار دونوں جانب چلی اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت
دیکھا بس ایک جانب سے آکر ایرج کے لشکر پر گرا اور تلوار لیکر بے دریغ قتل و قمع کرنا شروع کیا لاش پر لاش
گرانا شروع کی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دیے ایک تلاطم مچگیا دہائی پڑ گئی آفتاب پرست بھاگ نکلے

لالٹین سرخی نے ہوش سرخ کرن کز کرکے بچھائی گئی بیچون بیچ میں ایک خیمہ رشک بیچوبۂ فلک بلکون بجائے بارگاہ کھڑا
قائم کیا گیا گرداگرد اس خیمے کے نقرئی نشان روشنی کے لیے باندھی گئیں اور خیمے کے مخمل کاشانی کا فرش کرکے فرش
سوزنی سے فانوسیں اور مردنگیں رنگی گئیں سقف خیمہ میں جھاڑ اور سے لنتھے لگائے گئے بیچون بیچ میں ایک تخت جواہر نگار
بچھا کر دو کرسیاں طلائی خورشید و اسد کے بیٹھنے کے لیے نصب ہوئیں تخت کے گرداگرد دو دو کرسی زرین رفقائے اسد و
خورشید اور افسران فوج کے لیے بچھائے گئے غرض ہر طرح کا سامان جشن دلنشیں مہیا ہوا دن بھر تو یہ سامان ہوا کیا
سر شام سے روشنی ہونے لگی جب روشنی ہو چکی اور بارگاہ درست ہو چکی فوجداروں نے اسد غازی کو اطلاع کی
کہ حضور آپ تشریف لے چلیں باقبال حضور موفور السرور تمام سامان درست ہو گیا یہ سنکر اسد خورشید کو ہمراہ لیکر
مع چند رفقائے خاص کے بارگاہ کی طرف چلا آکر کیا دیکھتا ہے کہ تین چار کوس کے گرد میں تمام صحرا صاف و شفاف
کیا ہوا ہے روش پڑی ہوئی گیا وہیں اسطرح قائم ہوئی ہے کہ جسے دیکھ صانع کبریا کی قدرت یاد آتی ہے بادلہ کترا ہوا
بچھا ہے تمام سرخ سرخ کرن کز کرکے بچھائی ہے روشنی کے لیے جو نشان لگائی گئیں ان میں نقرئی چراغ روشن ہیں
تمام صحرا جگمگا رہا ہے ... باوجود سہانے بیابان کے بے روپ معلوم ہوتا ہے جو صحرائی درخت
انار و انگور کے بیچ میں لگے ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر بھوک پیاس جاتی رہی ہے خوشے پر تاک کی تھیلیاں جو نظر
دی ہیں خندان نقرہ معقول کے رکھے ہوئے ہیں جا بجا پھولوں کے انبار لگے ہوئے ہیں کہ دماغ جان معطر
ہوا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اسطرح کا ساز و سامان اس صحرا میں فراہم کیا ہے کہ وہ صحرا باغ شداد بلکہ جنت عنبر سرشت کا
نمونہ معلوم ہوتا ہے اسد علا دراز و خورشید ستارہ پرست اس سامان کو دیکھ کر نہایت مسرور ہوئے خورشید نے
اسد سے کہا کہ بھائی واقعی عجب سامان تمہارے ملازمین نے اس جنگل میں فراہم کیا ہے کہ جسے دیکھ کر ایک
عجب طرح کا استعجاب دامنگیر ہوتا ہے اسد نے کہا کہ بھائی یہ سب تمہاری عنایت و کرم ہے ورنہ یہ سامان کیا چیز
ہے اگر یہ جشن کسی شہر میں قائم ہوتا تو پھر البتہ تم دیکھتے کہ ان ملازمین نے کیا کام کیا اور اس جنگل بیابان لق و دق
میدان میں کیا سامان ہو سکتا ہے خیر جو کچھ ہو گیا ہو گیا رفقائے اسد نے عرض کیا کہ حضور واقعی یہ ہے کہ اس صحرا میں جو
جو سامان اقبال حضور سے مہیا ہو گیا وہ بڑے بڑے شاہنشاہوں کو انکے پایہ تخت میں مہیا ہونا محال اور
دشوار ہے خداوند سبحانہ تعالے حضور کے اقبال اور اجلال کو روز افزوں مضاعف فرمائے بمحمد و آلہ الامجاد شعر
الٰہی تخت تو بیدار بادا - بچشم دشمنانت خار بادا - حق جل و علی حضور موفور السرور کو سلامت و با کرامت رکھے
دشمنوں کو پامال اور دوستوں کو با مسرت رکھے الغرض جب خوب سیر کر چکے تو خورشید نے کہا کہ بھائی اب بیابان کی
تو سیر کر چکے اب بارگاہ کے اندر چلیں اسد نے کہا کہ بھائی آتشبازی کی تو سیر ہو اسی وقت آتشبازی چھوٹنا شروع
ہوئی جب آتشبازی بھی چھوٹ چکی تو اسد خورشید کا ہاتھ پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر آیا دیکھا کہ عجب بارگاہ
عرش اشتباہ نہایت عالی شان مرصع کار جواہر نگار قائم کی گئی ہے کہ شعر ... کرسے سے جس میں وہ چند
قسم قسم سے مرتبے میں بلند مگر گرداگرد بارگاہ کے نقرئی نشان لگی طلائی چراغ جلے ہوئے عطر کثیر بھرا ہے
روشن ہیں خوشبو اس طرح کی آ رہی ہے کہ دماغ کو تقویت اور قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور اتفاقاً شب
شب چار دہ تھی ماہتاب سر شام سے نکلا ہوا تھا آسمان کی وہ چاندنی اور زمین کی یہ روشنی عجب
طرفہ بہار دے رہی تھی اشعار وہ صفائی وہ روشنی کا روپ * چاندنی پر گمان تھا کہ ہے دھوپ * وہ
شب چار دہ وہ جلوۂ بدر وہ زیب ہو گر اسے کہوں شب قدر * کہ جسکا جلوہ میں ماہ شب برات روشنی شرماتی تھی

سنگار کی اسد نے کہا کہ بہتر ہے کل کو کرو ہوا دربار برخاست ہوا سب رفقا و افسران فوج اپنی اپنی قیامگاہ کو سدھارے اور
اسی بارگاہ میں ایک جانب ایک خیمہ علیحدہ استادہ تھا اسد اور خورشید اس طرف سے آ کر کیا دیکھے کہ اس خیمے
میں کار چوبی کام نہایت پر تکلف کیا ہوا ہے بچھا ہے کا مدانی کا فرش کیا ہوا ہے دو پلنگ الماس کے پایوں کے برابر
بچھے ہوئے پلنگ کے برابر ایک مسند بیند بادلے کا کام زر کیا ہوا موتیوں کی جھالر لگی ہوئی بچھی ہے آفتاب بستہ آسمان پر
لگی ہوئی پلنگوں پر اودے رنگ تاب پڑے ہوئے زر جیب تکیہ میں مخملی پھولوں کی کلیاں گردہ پلنگ کے رکھی ہیں
اور پھول بھی پلنگوں پر پڑے ہوئے ہیں خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے القصہ اسد اور خورشید اس مسند پر آکے
بیٹھے سامنے چوبدار کھڑے ہوئے تھے اسد نے اُنسے حکم دیا کہ جلد کھانا منگاؤ اسی وقت چوبدار باورچیخانہ میں سے
بار دفعہ باورچیخانہ کھانے کے خوان لے کر حاضر ہوا جبل نے دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اسد اور خورشید نے بہم کھانا کھایا
کھانا کھا چکے تو دو ایک جام مے گلگون کے پی کر پلنگوں پر بیٹھے آرام کی خواہش ظاہر کرنے لگا کوئی پنکھا جھلنے لگا غرض
دونوں سو گئے جب صبح کو اٹھے پھر وہی سامان اور وہی تیاریاں تھیں غرض اسی طرح تین شبانہ روز انجمن جشن و عشرت
برپا رہی زمین و آسمان سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند رہی اب ذکر تو اس حالت پر چھوڑیئے اور وہاں ایرج کا
حال سنیے کہ اسکے ہرکاروں نے آکر خبر پہنچائی کہ اسد نے خورشید ستارہ پرست سے رشتہ بیاہ کیا اور بھائی
بنایا ہے سنکر ایرج نے اپنے رفقا سے کہا کہ دیکھا تم نے اس دیوانے نے کیا تماشا کیا ہے خود تو ہم کو اور خورشید کو
زبردست دیکھ کر رشتہ بھائی چارہ کا اور بھائی بنایا ہے خیر ہمیں بھی بنانا دیکھو تو اس دیوانے کی کیا گت بناتا ہوں ہمیں خورشید
ستارہ پرست تین روز کے بعد اسد غازی کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمے میں آیا دونوں کے دونوں باہم
بیٹھے ہوئے تھے کہ امیر بن عمرو نے آکر اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ کو بدیع الزمان نامور نے بلایا
ہے اسد اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور خورشید سے کہا کہ بھائی میں ابھی آتا ہوں خورشید نے کہا کہ بھائی میں بھی چلوں
اسد نے کہا کہ نہیں بھائی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ابھی تو آتا ہوں یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلا اور امیر کے ساتھ بیمار
پر آیا بدیع الزمان کو سلام کیا کہا کہ ماموں جان کیوں مزاج آپ کا کیسا ہے فرمایئے کیا کام ہے میں آنکھوں سے
بجا لاؤں گا بدیع الزمان نے آہ سرد کھینچ کر کہا کہ کیوں اسد بھی تم تو عیش کر رہے ہو جشن و تعیش میں مصروف ہو
اور یہاں ہم سب زمانے سے ہیں مٹے کا نام و نشان نہیں ہے آفتاب پرستوں نے نہ کوئی رہائی دی نہ چین آنے
دیتے ہیں سب ہم کو ان مر رہے ہیں جلد کوئی تدبیر نکالو کہ ... اسد غازی نے کہا بہت خوب ماموں جان آپ گھبراتے
کیوں ہیں تردد کا ہے کا ہے میں جلدی یا دیکھوں تو کون روکتا ہے یہ کہہ کر بیمار سے اتر کر روانہ ہوا آفتاب پرستوں
نے اگرچہ آتے بھی دیکھا اور جاتے بھی دیکھا مگر رعب اسد سے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اسد کو کوئی روکتا یا کوئی بکتا بلکہ
اسد کا آنا جانا بھی اور گیا بھی نہ معلوم ہوا آفتاب پرستوں کے سردار ... خود دیکھا کہ مسند سے ہو ہی
میں مزے اڑاتے ہیں اور ہمارے ماموں جان سے پاس لشکر تک نہیں آنے دیتے اناج کی بھی بندی کی ہو دیکھو تو
ہم جا کر غلہ لاتے ہیں دیکھیں تو کون مدد کرتا ہے اور جو یہ ارادہ ہم کار ہو تو کہا دے دو تم میرے سامنے تو کوئی آجاے اور
مجھ روکے دیکھیے تو کیا سزا ملتی ہے یہ کہتا ہوا خیمے بارانداز سے ہوتے چلا گیا ہرکاروں نے یہ خبر ایرج کو پہنچائی
کہ اسد کو بدیع الزمان نے بلا کر کہا تھا کہ ہم بھوکوں مر رہے ہیں غلہ کی فکر کرنا چاہیے تو اسد غلہ کی تلاش میں گیا ہے
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ رے یارو اس دیوانے کے بہتیرا کی کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی ہے کیا کیا جائے جاتا ہو جب تک یہ دیوانہ
مارا نہ جائیگا یا گرفتار نہ ہوگا اس وقت تک کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی اگر میں اپنی کرہ کا کچھ نہ بنا سکونگا یہ لشکر شاہ پور

چوری چھپے کی کارروائی کو پسند نہیں کرتے یہ سنکر اسوقت فتاح چپ ہو رہا اور داراب کے سامنے سے ہٹ آیا
مگر دل کو قرار نہ تھا آخر کار اپنی صورت بدل کر شب کو خوابگاہ ایرج پر آیا دیکھا کہ گرد اگرد خیمے کے عیار بیٹھے ہوئے ہیں
علاوہ پہرہ رہا ہے اندر عیار ہاشم ہوشیار باش کی صدا ہو رہی ہے اور شاپور شیر دل بھی گرد خیمۂ ایرج کے پھر رہا ہے
فتاح نے جو یہ رنگ دیکھا دل میں اپنے سوچنے لگا کہ یہاں تو بے انتہا جاگ ہو رہی ہے چاروں طرف چوکی پہرا ہے کوئی تدبیر ایسی
کرنا چاہیے کہ یہ لوگ دم بھر کو بھی غافل ہو جائیں یا کسی طرح یہاں سے ہٹ جائیں تو میرا کام آسانی سے انجام دے
یہ خیال کرکے تھوڑی دیر تک سوچا کیا بعد تھوڑی دیر کے سر بالائے قنات اٹھا کر جھپٹ ایک آدمی بیت نوبی ہیکل جیسا بنا
بنا کاغذ کا بناکر اسکے پاؤں میں پہیے لگا کر دور سے شاپور کو دکھلایا اور آہستہ آہستہ تھوڑی دور تک اس پتلے کو لیکر چلا
شاپور نے جو نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ ایک سیاہ پوش آدمی آہستہ آہستہ چلا جاتا ہے وہیں سے آواز دی کہ بھلا عیار بچ کے
مجھے دیکھ پایا کہاں جاتا ہے ٹھیر جا اور دوڑ میں آ پہنچا مگر دو قدم فتاح نے ہوا کے رخ پر اس پتلے کو اڑا دیا اور پتلا اڑتا ہوا
چلا جاتا ہے اور شاپور اسکے پیچھے دوڑا جاتا ہے جب شاپور اور شاگردان شاپور اس پتلے کے تعاقب میں گئے تو جب
فتاح شاپور شیر دل کی صورت بنکر ایرج کے خیمے میں آیا پہلے تو خدمتگاروں اور خاصبرداروں کو کچھ میوہ آغشتہ
بدارو بیہوشی کھلا کر بیہوش کیا بعد اسکے جتنی شمعیں جل رہی تھیں ان سب کو گل کیا ایک آدھ شمع جو قریب پلنگ تھی
اسکو رہنے دیا کہ بالکل اندھیرا نہ ہو جائے اور قریب پلنگ کے جا کر چاہتا تھا کہ ایرج کے دوشالہ ہٹائے اور دارو
نکال کر کنور عیاری میں سے لکھلکھہ دماغ کے برابر لگا دی جب ایرج نے دم لیا ہو بیہوشی دماغ کو چڑھی چھینک آ گئی آنکھ
کھولکر ادھر ادھر دیکھنے لگا فتاح تو جب پلنگ کے نیچے چھپ رہا ایرج نے جب کسی کو نہ پایا تو پھر تکیے پر سر رکھ کے
سو رہا بس فتاح پلنگ کے نیچے سے نکلا اور دوبارہ سکتے میں گرفتار کرکے چادر عیاری میں لپیٹا اور پیٹھ پر لادا اور
خیمے سے صحیح و سلامت نکلکر روانہ ہوا ادھر شاپور اس پتلے کے پیچھے تلوار کھینچے ہوئے چلا جاتا تھا اور اپنے شاگردوں
سے کہتا جاتا تھا کہ اوسے تم سب لوگ داہنی بائیں جانب سے رہنا پھر کسی اور طرف سے بھاگ نہ جائے
اتفاق وہ پتلا اڑتے اڑتے ایک درخت میں جا کر اٹک رہا شاپور نے لپک کر تلوار ماری تو آواز کھڑاک کی پیدا ہوئی شاپور سمجھا
کہ پتلا کٹ گیا ہوا اور یہ شخص کیسا شیر آیا تھا کہ میرا وار کھا کر چپ ہو رہا اور کوئی حربہ نہ کیا یہ خیال کرکے اس پتلے کے
قریب جاکر دیکھنے لگا یہ بولا کیا ہی کہ اس اثنا میں اسکے شاگرد بھی آ پہنچے اور تلواریں مارنا شروع کیں جو تلوار چلتی تھی تو آواز
کھڑاک کی پیدا ہوتی تھی وہ شاگرد بھی متحیر تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے آخر کار تلواریں پڑتے پڑتے وہ پتلا زمین پر گرا اور
ایک شخص نے جو آ کر قریب سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کاغذ کا پتلا تھا ہوا پر اڑتے اڑتے یہاں تک آ گیا تھا مجبور ہو کر
اپنی بیوقوفی پر افسوس کرتے ہوئے واپس آئے یہاں جو آ کر خیمے کے اندر دیکھا تو کل خدمتگار اور خاصبردار بیہوش پڑے ہوئے
ہیں اور ایرج کا پلنگ بھی خالی پڑا ہے ہر چہار جانب دیکھا کہیں پتا نہ لگا مجبور ہو کر خیمے سے نکلا ایرج کی تلاش میں
چلا اب فتاح کشوری کا حال سنیے کہ جب شہزادہ ایرج کو لیکر خیمے سے نکلا تو جلد جلد پائے شاطری بڑھاتا ہوا چلا جاتا تھا
جاتے جاتے قریب اس پہاڑ کے پہنچا کہ جس پر سپہ سالار خسرو آیا ہوا تھا اور جالنوز بن قران اپنے شاگردوں سمیت
سامنے پہاڑ کے منتظر رہا تھا کہ سامنے سے ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش کو جاتے دیکھا دوڑ کر آواز دی کہ او لوگ
ہو اور پشتارہ کا ہے کا لیے جاتا ہے ٹھیر رہو کہ ہم آتے ہیں یہ سنکر وہ ٹھہر گیا جب جالنوز اسکے قریب گیا تو اسنے کہا کہ اے
جالنوز بن قران میں داراب کشور کشا کا عیار ہوں فتاح کشوری میرا نام ہے جالنوز نے پوچھا اس پشتارے
میں کیا ہے فتاح نے کہا کہ اس پشتارے میں ایرج ہے میں اسکے خیمے سے اسے بیہوش کرکے پکڑ لایا ہوں یہ سنکر

جانسوز بن قران اپنے جی میں سوچا کہ اسوقت فتاح اکیلا ہے اس سے پشتارہ چھین لیجئے کہ میری محنت میں برباد
نہ گئی یہ سوچ کر فتاح سے کہا کہ ای فتاح پشتارہ مجھے دے دے کہ میرا آقا اسد غازی کہ بیٹا اور ایرج کا دشمن
جان ہے ایک مرتبہ میں بھی اسے گرفتار کر لایا تھا اور راستے سے خورشید نے چھین لیا تھا اسی دن سے میں اسد سے نہایت
نادم ہوں اور آنکھ میری شرم سے چار نہیں ہوتی اگر تو مجھکو دے دیگا تو میں بہت ممنون ہونگا اور لیجا کر اپنے مالک کو دیکر
سرخرو ہونگا فتاح نے کہا کہ ای جانسوز بھلا یہ کیا بات ہے کہ میں تو اتنی محنت سے اسے لایا ہوں اور تمہیں مفت خواہ دیدوں
میں تو ہرگز نہیں دونگا جانسوز نے کہا کہ بھلا بھائی فتاح تم ہماری کب کے مجھ سے نکل بھی جاؤ گے تم یہ نہیں سمجھتے کہ میں
اکیلا ہوں اور سب سے سارا مقدور شاگرد ہیں اور میں اکیلا بھی کسی سے کم نہیں ہوں تم تو دیدو بہتر ہے بھلائی ہے اگر تم نہیں
بسہل میں دے دو گے تو میں تمہارا ممنون ہونگا تمام عمر احسان مند رہونگا اور نہیں تو جس طرح دو گے اسطرح لونگا جو
نہیں اور بے اس پشتارہ کے لیے ہوئے تمہیں جانے نہیں دونگا یہ سنکر فتاح نے خیال کیا کہ ای فتاح اگر تو نہیں دیتا
اور اس سے مقابلہ کرتا ہے تو اسکے ساتھ بہت سا مجمع ہے اول تو یہی مجھ سے نپٹ لیگی دوسرے اگر دیا دو غل غپاڑا ہوا تو
تو اسد غازی بھی دوڑ پڑیگا تو مفت میں مارا جائیگا یا گرفتار ہوگا اس سے بہتر یہی ہے کہ پشتارہ اسکو دے ہی دے
ورنہ انجام اسکا اچھا نہیں معلوم ہوتا یہ سوچ کر پشتارہ جانسوز کے حوالے کر دیا اور خود داراب کی خدمت میں روانہ
ہوا اب سنیے کہ جب فتاح پشتارہ دے کر چلا گیا تو جانسوز نے جلدی سے ایک گڑھا کھودا اور پشتارے
کو اس غار میں رکھکر منہ گڑھے کا پتھر کی چٹان سے بند کر دیا اور اسد کی خدمت میں روانہ ہوا اور فتاح
نے داراب کے پاس پہونچکر سب حقیقت حال گذارش کی داراب یہ قصہ سنکر بہت برہم ہوا اور کہا کہ او بخت
میں نے تجھے منع کیا تھا کہ خبردار تو ایرج کے گرفتار کرنے کا قصد تک نہ کرنا اور تو نے یہ غضب کیا کہ جا کر اسے
گرفتار کر ہی لایا اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا ارے بدبخت اگر تو نے اپنی شرم پر درپے ہی کی تھی اور اسے
گرفتار کر لایا تھا تو کاش یہاں اسی طرح لیے چلا ہی آتا کہ وہ زندہ تو بچ جاتا ارے تو تو اسے شہر کے منہ میں
دے آیا اسد تو اسکا دشمن جانی ہے وہ کاہے کو زندہ چھوڑیگا جسوقت جانسوز ایرج کا پشتارہ اسے جا کر
دیگا وہ اسی وقت تو ایرج کو تہ تیغ کریگا میں تمام زمانے میں تیری وجہ سے مفت بدنام ہوا اور ناحق سلطان حلیم
پیرایہ تو نے جو کچھ کیا سو کیا اور جو ہوا سو ہوا اگر اب تو یہ کر کہ اسی وقت جھپٹا ہوا بدیع الزمان کے پاس جا اور میری
جانب سے بدیع الزمان کی خدمت میں بہت بہت سلام کہنا اور کہنا کہ ای بدیع الزمان میں ہر چند چاہتا ہوں کہ میری
جانب سے کوئی فساد نہ نکلے اور اس بدنامی سے بچ رہوں مگر یہ گروہ ناحق مجھ سے بر سر فساد ہے اور لڑائی پر آمادہ ہے میرا
عیار آج ایرج کو اسکے خیمے سے پکڑے ہوئے پشتارہ میں باندھے لیے آتا تھا کہ راستے میں عیار اسد سے
ملاقات ہوئی اسنے پشتارہ زبردستی چھین لیا بہتر یہی ہے کہ پشتارہ ایرج کا بہت جلد میرے پاس بھجوا دیجیے ورنہ اب سب
آپ کے فساد رکھا ہوا ہے فتاح حسب حکم اسی دم جھپٹا ہوا گیا اور پیغام داراب کا بدیع الزمان سے آ بیان
کیا بدیع الزمان یہ پیغام داراب کا سنکر بہت متوحش ہوئے اور فتاح سے کہا کہ ٹھہرے رہو میں ابھی اسد کے
پاس آدمی روانہ کرتا ہوں اور اسی وقت امیہ کو اسد کے پاس روانہ کیا کہلا بھیجا کہ ای اسد یہ کیا حرکت تم نے
اختیار کی ہے مدت میں ایرج کے ہاتھوں سے تو پریشان تھا ہی اب تمہاری مرضی یہ ہے کہ داراب سے بھی
بگڑ جائے اور اس سے بھی مجھ سے بگاڑ رہے اور وہ بھی میرا دشمن ہے داراب کا عیار ایرج کو گرفتار کیے
لیے آتا تھا کہ تمہارے عیار نے اس سے چھین کر پشتارہ ایرج کا چھین لیا بھلا یہ کون سی مصلحت اور کونسی شجاعت تھی

یہ باتیں ابھی نہیں ہیں بہتر یہ ہے کہ تم اسی وقت لبنتارہ و ایرج کو ڈھونڈ لا سکے یہ سن کر امیہ اسی وقت اسد کے
پاس روانہ ہوا جلد جلد راہ طے کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ جالنسوز بن قران سے ملاقات ہوئی جالنسوز نے پوچھا کہ امیہ
اس وقت تم کیسے ہوئے کہاں جاتے ہو امیہ نے ساری حقیقت جالنسوز سے بیان کی جالنسوز نے کہا کہ تم اسد کے
پاس بیکار جاتے ہو اسد کے تو فرشتوں کو بھی اس معرکے کی خبر نہیں ایرج کا تو لبنتارہ میں ہی نے چھینکر غار میں چھپا
دیا ہے تم میرے ساتھ چلو میں دکھا دیتا ہوں اسد سے اور اس معرکے سے کوئی غرض نہیں ہے میں نے ابھی تک اسد
سے ذکر بھی نہیں کیا امیہ جالنسوز کے ساتھ ہوا جالنسوز امیہ کو لیے ہوئے اس غار پر آیا دیکھا کہ غار کا منہ کھلا
ہوا ہے پتھر کی دور پڑی ہوئی ہے لبنتارہ کا نشان بھی نہیں یہ دیکھکر زانو پر ہاتھ دے مارا اور کہا کہ ہائے افسوس
یہ کیا سانحہ ہوا کہ لبنتارہ و ایرج کا غائب ہو گیا امیہ یہ سمجھا کہ جالنسوز نے مجھ سے دل لگی کی کہا کہ واہ جالنسوز بھلا
ایسی دل لگی ٹھیک نہیں ہے جالنسوز نے کہا کہ اے امیہ واللہ میں دل لگی نہیں کرتا سچ یہ ہے کہ میں نے لبنتارہ و ایرج
کا فتاح سے چھینکر اس غار میں رکھ دیا تھا معلوم نہیں یہاں سے کون اڑا لے گیا اور میں نے اسی چھپانے کے لیے
اتنا بڑا بھاری پتھر اس غار کے منہ پر رکھ دیا تھا لیکن معلوم نہیں کہ کون شخص ایسا آیا کہ جس نے اتنا بھاری پتھر اٹھا کر
پھینک دیا اور لبنتارہ لے بھاگا اور بھائی امیہ مجھے جھوٹ بولنے کی تو کوئی وجہ نہیں ہے یہ سنکر امیہ وہاں سے پھرا
بدیع الزمان کی خدمت میں آکر تمام حقیقت بیان کی بدیع الزمان نے فتاح سے کہا کہ اے فتاح سنا تم نے
جو کچھ حال تھا وہ امیہ نے بیان کیا اب میں مجبور ہوں کیا کروں کہ لبنتارہ ہی غائب ہو گیا فتاح بھی سنکر ساکت ہو گیا اور
داراب کے پاس آکر ساری حقیقت حال گذارش کی کہ بدیع الزمان کے خلاق و مروت اور کرم و حمیت کی بہت تعریف
بیان کی کہ خداوند یہ تو قصہ آپ سے گذارش ہی کر دیا گیا مگر واقعی یہ امر ہے کہ بدیع الزمان کیا صاحب عدل و انصاف
ہے اور کس قدر با مروت شخص ہے آپ کا پیام سنتے ہی امیہ کو اسی وقت اسد غازی کے پاس روانہ کیا اور بہت تاکید
کی مگر ابھی تم اس وقت مجبور تھے کہ لبنتارہ ہی غائب ہو گیا یہ حال سنکر داراب بھی چپ ہو رہا اور ادھر جالنسوز بن قران
نے آکر ساری کیفیت اسد سے بیان کی اسد نے خوب ہی لعنت ملامت کی کہ ایک مرتبہ تو ایرج کو گرفتار کر کے لایا تو تم
کے لوگوں سے چھڑوا دیا اب دوسری مرتبہ جو بے مشقت وہ چیز ہاتھ لگ گیا تو یوں کھو دیا تجکو اسی وقت
میرے پاس لے آنا تھا اسے غار میں چھپانے کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوا کہ تم بیاد امیدی کے ہی ہو گئے ہیں کسی نے تجکو
اس غار میں رکھتے دیکھا ہوگا وہ تیرے آنے کے بعد نکال لے گیا جالنسوز اپنی خطا پر نادم ہو کر خاموش ہو رہا اسکی
خاموشی پر اسد کو خیال گذرا کہ اس نے مجھ سے غرور کیا تھا اپنی سرخروئی جتلانے کے لیے اس نے کہا تھا اسلیے کہ اگر لبنتارہ
ایرج کا اسکے ہاتھ لگ جاتا تو اسکو غار میں رکھنے کی کوئی وجہ نہیں تھی ضرور میرے پاس لے آتا یہ سوچکر جالنسوز سے
کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب جھوٹی باتیں ہیں تو نے مجھ سے اپنی خجالت مٹانے کے لیے تقریر کیا اس امر کی کوئی اصلیت نہیں محض
کذب ہے اور بالکل جھوٹ ہے یہ سنکر جالنسوز نے قسم کھا کر بیان کیا کہ اے اسد میں سچ ہی بیان کرتا ہوں اول تو میں
جھوٹ نہیں بولتا دوسرے اگر جھوٹ بولتا بھی تو آپ سے یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا اگر سچ ہے تو وہ مقام تو مجھے چلکر
دکھا دے کوئی نشان کسی قسم کا تو ہو گا جالنسوز نے کہا کہ بہت اچھا چلیے اور اپنے ساتھ لے کر اس غار پر آیا کہ جہاں
لبنتارہ ایرج کا پوشیدہ کیا تھا اور اسد سے کہا کہ دیکھیے اسی غار میں چھپا دیا تھا اب جو وہاں نظر سے ہو کر اسد
نے چاروں جانب نظر دوڑائی تو ایک جانب خورشید کا لشکر تھا ایک طرف بدیع الزمان کا اور ایک جانب لشکر
داراب کی فوج چوتھی طرف ایرج کا لشکر تھا بس اسی طرف اسد نے گھوڑا بڑھایا جالنسوز بن قران سے بھی

ساتھ سے تو کوئی دو ہی تین کوس آیا ہوگا کہ دور سے ایک سیاہ پوش کو دیکھا کہ بے تحاشا بھاگا ہوا چلا جاتا ہے بس جانسوز نے
نعرہ کیا کہ او مردود کہاں بھاگا جاتا ہے ٹھہر جا اور ادھر اسد غازی نے آواز دی کہ او نابکار کہاں جاتا ہے اگر زندگی اپنی چاہتا
ہے تو پشتارہ رکھدے ورنہ بغیر مارے نہ چھوڑونگا میں یہ لقمۂ اجل ہو جائیگا یہ پکارتا ہے اور اس سیاہ پوش کے پیچھے
گھوڑا اٹھائے چلا جاتا ہے جاتے جاتے جب اسکے قریب پہونچا تو دیکھا کہ دیو چہر عیار پشتارہ لیے چلا جاتا ہے نعرہ کیا
کہ بس ٹھہر جا میں آپہونچا اور تیر چلہ کمان میں جوڑ کر چاہتا تھا کہ دیو چہر کا اسنے پلٹ کر دیکھا کہ اسد چلا آتا
ہی چاہتا ہے بسبب خوف جان کے پشتارہ چھوڑ کر بھاگا اب اسکی حقیقت حال سنیے کہ اسکے ہاتھ پشتارہ کیونکر لگا کہ جب
جانسوز پشتارے کو غار میں چھپا رہا تھا تو اتفاقات روزگار دیو چہر ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا شہر فرنگو شیہ سے
نکلا تھا اس مقام پر بھی اسی وقت پہونچا جانسوز کو چھپاتے ہوئے دیکھ پایا دیکھکر ایک گوشے میں چھپ رہا جب جانسوز
چلا گیا تو یہ اس گوشے سے نکل پشتارہ کو لے بھاگا الغرض اسد نے اس پشتارہ کو کھولکر دیکھا تو ایرج بندھا پڑا تھا
بس جانسوز سے کہا کہ اٹھائے اس پشتارے کو جانسوز نے اس پشتارے کو اٹھا لیا اسد ساتھ لیکر اپنی فرودگاہ
میں آیا اور پشتارے سے نکالکر درخت سے خوب جکڑ کر بندھوایا اور جانسوز نے قرابے سے کہا کہ اسے ہوش میں
لا جانسوز نے دارو بیہوشی سے کہ اسے ہوش میں دیا اب جو ایرج کی آنکھ کھلی ہے تو دیکھا کہ ایک درخت سے جکڑا ہوا
بندھا اور اسد کو سامنے کھڑا ہوا دیکھ خیال کیا کہ شاید میں خواب دیکھ رہا ہوں یہ سوچ کر آنکھیں بند کر لیں اسد نے جو دیکھا
کہ اسنے آنکھوں کو بند کر لیا ہے کہا کہ او بدبخت اس حالت کو عالم خواب سمجھا ہے آواز دی کہ او بد ذات بچے یہ خواب نہیں ہے بلکہ
میں بیداری اور امر واقعی کا سامنا ہے خواب خرگوش سے بیدار ہو دیکھ تو میں نے تیری کیا حالت کی ہے تجھکو تیرے بچے
سمیت پکڑوا لیا اور اس درخت سے جکڑ کر بندھوا دیا ہے اب تو میرے ہاتھ سے نکلکر کہاں جائیگا دیکھ تو کیسی سزا دیتا ہوں
ارے کمبخت یہ وقت تجھکو یاد نہ تھا خرابات رسوخ میں تو نے یہ آفت برپا کی اور اس طرح محسن کشی پر کمر باندھ لی
شاہزادہ نور الدہر کے احسانات اور مراحم و عنایات کو بھولکر عالم عشق اور حالت بیہوشی میں تو نے کوڑا مارا اور
وہ قرۃ العین حسن نور حدیقہ سلطانی تاجدار کو دیکھکر اس سرو دل پر دو دست کھینچ کر ناخوش ہو رہا او مردود تو نے یہ بھی
خیال نہ کیا کہ ہم کسکے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہیں اور کس محسن کے ساتھ یہ بدسلوکی کرتے ہیں ارے بے حیا اس نے تجھکو خاک
سے پاک کر دیا اسکے ساتھ تو نے بیمروتی کی آخر اپنی حالت پر گیا تا گرفتار دیکھ تو اب میں بھی تجھے کس گت کو پہونچاتا ہوں
تو ہی جو مستحق جزا ایسے نمارے ہیں کہ بند بند تیرا الگ ہو جائے اور گوشت تیرا آتش ہو جائے یہ سنکر ایرج
نے کہا کہ او دیوانے بھول الفعل جو بکے ہو گئے اور جو تیرے بنائے بنے ہیں اس میں قصور و کوتاہی ذرا کر کہ اب تو میں
تیرے قابو میں ہوں میرا بس ہی کیا ہے لیکن اگر نیر اعظم کی نظر میرے حال پر عنایت ہے تو تجھ جیسے دو کروڑ
بھی میرا کچھ نہیں کر سکتے اور سر سوئے آسمان بلند کر کے کہنے لگا کہ ای نیر اعظم اے آفتاب جہان تو ہی
بچانے والا ہے اور اس دیوانے کے ہاتھ سے چھڑانے والا ہے یہ سنکر اسد غازی کو ہنسی آ گئی کوڑا ہاتھ میں لیکر اٹھا اور کہا
کہ رکھے ہی تو ہی کو نیر اعظم تجھکو کیونکر بچاتے ہیں بڑا آفتاب پرست بنا ہے یہ کہکر پہلے خوب زور سے ہاتھوں پر
کوڑے مارے اور کہا کہ کیوں مردود انہیں ہاتھوں سے شاہزادہ نور الدہر عالی قدر پر کوڑا مارا تھا ہو خسرو
کہ تیر سے ہاتھ بند دست سے قلم کر دوں یہ کہکر اس قدر مارا تھوڑی سی دیر میں کوڑا دونوں کوڑا مارتے مارتے
بیحال کر دیا اسکا بند بند ایرج کا شق ہو گیا اور ہزاروں خون بہ گیا آخر تو بے اختیار ہو کر پکارنے لگا کہ ای اسد
تو بھائی اسد تو بھائی اسد از برائے خدا واسطے تجھکو اپنے دین و مذہب کا اب میری خطا کو معاف کر

اب کبھی ایسی خطا اور گستاخی نہ ہوگی یہ سنکر اسد نے کہا کہ ہاں اب تو یہ سوجھتی ہے تو یہ بھولی تھی پہلے تجھے اس دن کا خیال
نہ تھا کہ یہ جو ایسی بیہودہ حرکت کرتے ہیں تو اسکا انجام بھی بد ہے اور اسکی پاداش بہت سخت ہے مصرع چہ کار
کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔ ارے مردود ابھی کیا ہے دیکھ تو تجھکو کیسی کیسی تکلیف اور کیسی کیسی ایذائیں پہونچاتا ہوں اور
اس طرح تجھکو مارتا ہوں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و زاری کریں یہ باتیں باتوں میں جو ذرا ہاتھ اسد
کا ٹھہر گیا اور جان میں جان آئی تو پھر وہی اپنی گانے لگا کہ اب تو جو چاہے سو میرا حال کر دے جس قدر تیرا جی
چاہے مجھے ایذا دے مگر قسم ہے نیر اعظم آفتاب تابان کی جس وقت چھوٹا اور تیرے پنجے سے نجات پائی تجھے جان ہی
سے مار ڈالونگا یہ کلام ایرج کا سنکر اسد ہنسنے لگا اور کہا کہ ہاں ابھی او بنا ہے اب تجھے چھوٹنے کی بھی امید ہے کہ میرے
ہاتھ سے صحیح و سلامت چلا بھی جائیگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ ارے کمبخت مجھ کس دینا ابھی تو جب تجھے تہ تیغ کرتا ہوں تو جائیگا کہاں
جب میں تجھے چھوڑ دونگا تو جو سلوک چاہنا میرے ساتھ کر لینا اور جب میں تجھے مار ہی ڈالونگا تو تو میرا کیا کر سکیگا:
مصرع از مرغ سر بریدہ صداے نمی شود۔ یہ کہکر تو پھر ایرج پر مار ہی قضاے کار اتفاقات روزگار ابھی زندگی
ایرج کی باقی تھی وہ جلوا اس رسی پر پڑی کہ جس سے ایرج کو درخت میں باندھا تھا اور وہ رسی کٹ گئی ایرج کے ہاتھ پاؤں جو ڈھیلے
ہوئے زور کر کے قید آہنی بھی توڑ ڈالی اور مانند شیر کے اسد پر جھپٹا اسد نے غور کی کہ یہ مردود چھوٹ کیا خوف تو ہو وہ بھاگ
کھڑا ہوا اور اپنے رفیقوں سے کہا کہ اسے جلد مار ڈالو یہ مردود تو چھوٹ گیا خبردار ہونے نہ پائے اسد کی یہ آواز
سنکر سب کے سب دوڑے قریب تو کوئی آتا نہیں دور سے لگے پتھر مارنا شروع کیے ایک تو بدن ایرج کا کوڑوں سے
شق ہو ہی رہا تھا دوسرے خشت و سنگ کی جو بوچھار ہوئی تو اور بھی زیادہ مجروح ہو گیا مجبور ہو کر سامنے بھاگ کھڑا ہوا
سامنے ایک جھیل تھی گھبرا کر اس جھیل میں کود پڑا مگر رفقاے اسد ہر چہار طرف سے پتھر برسا رہے ہیں یا اسد کہہ رہا ہے
کہ زندہ بچ جانے نہ پائے جس طرح ہو مار ڈالو اب ہر طرف سے ایک غل ہو رہا ہے ہر ایک چلا رہا ہے کہ وہ پانی سے نکلا پانی
میں سے وہ پانی کی جھیل میں سے وہ نہ جھیل ہی کے اندر تیرا جاتا ہے اور جب ایرج پانی سے سر باہر نکالتا ہے تو ہر طرف سے
پتھروں کا مینہ برسنے لگتا ہے پھر ایرج ہو کو پانی کے اندر غوطہ مار لیتا ہے گھڑی دو گھڑی کے بعد پھر جب دم گھٹنے لگتا ہے
وہ پانی سے سر نکالتا ہے پھر وہی بلا دیکھتا ہے آخرکار اس بلاے شدید سے ایرج کو یقین ہو گیا کہ اب تو زندہ نہ بچونگا
اس دیوانے کے ہاتھ سے آج نجات نہایت ہی دشوار ہے یہ خیال کر کے بلبلا بلبلا کر دعائیں مانگنے لگا کہ اے نیر اعظم
اے آفتاب تابان اس وقت بیکسی میں سواے تیرے میں کسکا نام لوں اور کسکو پکاروں بچا لے مدد کر
تو ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے نجات دیگا تو نجات ملیگی یہ تو اس حالت میں ہے اور ادھر کا حال سنیے کہ دیو چہرہ جادو
جو پشتبان ایرج کا پھینک کر بھاگا تو بجلد مستقر طرماسپ کے پاس پہونچا طرماسپ نے پوچھا کہ دیو چہرہ تجھے کیا ہوا
اس قدر متردد اور پریشان کیوں ہو دیو چہرہ نے ساری حقیقت ایرج کی بیان کی اور کہا اے طرماسپ جلد چلو ورنہ
وہ دیوانہ ضرور ایرج کو مار ڈالیگا یہ سنکر طرماسپ اسی وقت اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی فوج کو ساتھ لیکر اسد غازی
کی جانب چلا بہت ہی جلدی راہ طے کرکے اس وقت پہونچا کہ ایرج پھر اوہ ہو کر دعائیں مانگ رہا تھا اور رفقاے
اسد پتھروں کا مینہ برسا رہے تھے جاتے ہی نعرہ مارا کہ ہاں او دیوانے مجہول بخت برگشتہ طالع کے گزند کا زدست
من زندہ و سلامت رہے پہلے تو اسد کو یہ خیال گذرا کہ یہ کیا ہو گئی ہی اسکو بھی مار لوں مگر آنکھ اٹھا کر جو دیکھتا ہے تو گرد
و غبار کا سلسلہ اٹھتا ہوا معلوم ہوا فوج کثیر کی علامت پیدا ہوئی اسد غازی نے یہ خیال کیا کہ تنہا نہیں ہے
فوج کثیر اسکے ساتھ ہے جب جنگ میں اس سے الجھونگا اس وقت تک فوج بھی اسکی آپہونچیگی یہ سوچ کر اپنے خدا میت

چمکتا ہوا جا لگا خنجر ماہ آفتاب بدست یار زندہ و صحبت باقی تو میرے ہاتھ سے جائیگا کہاں طرماسپ تیرا مقابل آ پہونچا
اس سے آج تو بچ گیا مگر خیر کبھی تو بچیگا اگر میں زندہ ہوں تو تیرا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہتا ہوا صاف نکلا ہوا چلا گیا اتنے
میں طرماسپ بالکل نزدیک آگیا اور چاہا کہ اسد غازی کا تعاقب کرے مگر ایرج نے اُس جھیل میں سے رینگ کر
طرماسپ کو آواز دی کہ اے طرماسپ کہاں جاتا ہے خراب ہوگا پہلے میری تو خبر لے کہ میں اس حالت زار میں
مبتلا ہوں پھر اسد کا تعاقب کرنا یہ آواز ضعیف ایرج کی سنکر طرماسپ پھر پڑا اور ایرج کو جھیل میں سے آکر نکالا
عجب حالت دیکھی ایرج کی کہ سر سے پانو تک زخمون سے چور ہے اور زخموں میں پانی بھرا ہوا اور چہرون سے سب زخم لگا ہوا پوچھا
کہ ای ایرج یہ کیا حالت ہو گئی تیری ایرج نے کہا کہ اب یہان سے لے تو چلو جو اس میرے درست ہولین تو پھر ساری حقیقت
بیان کرون غرض طرماسپ ایرج کو پالکی پر سوار کر کے لشکر ایرج میں لایا اور بیان کا حال سُنئے کہ حامد بن حمید زنگی
نہایت متفکر اور متردد اپنے خیمے کے آگے ٹہل رہا ہے شاپور شیر دل چار جانب دیکھ رہا تھا کہ طرماسپ ایرج
کو لیے ہوئے پہونچا سب کے سب کمال درجہ خوش و مسرور ہوئے حامد بن حمید بھی دوڑتا ہوا آیا سلام کیا مزاج پرسی کی
جو حالت ہوا ایرج کی دیکھی زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ ای نبیرہ آفتاب پرستان ہو ای ایرج نوجوان یہ کیا حادثہ مصیبت
گذرا جو آپ کا یہ حال ہوا ایرج نے کہا کہ ای حامد کیا میرا حال زار پوچھتے ہو اے بھائی آج تو تیر اعظم
سے وہ ماہ مرحالی ورنہ کیا بچنے کی امید تھی آفتاب تابان طرماسپ کا بھلا کرے اور اسکے مقاصد پر اسکو کامیاب
کرے کہ اسنے آج جان میری بچالی ورنہ وہ دیوانہ مقتول آج مجھکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑتا وہ تو کہیے کہ طرماسپ
پہونچ گیا کہ اسکے خوف سے وہ دیوانہ مجھے چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اگر نہ آتے تو میری ہلاکت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں
کیا تھا مارے کوڑون کے تمام بدن میرا مجروح کر دیا اور اسپر سے تھپڑون کی بوچھار پڑی کہ سب زخم شگفتہ ہو گئے
اور بھائی اس حالت زار میں اب بھی کوئی امید نہ رکھنا چاہیے اگر زخم میرے اچھے ہو گئے تو ہو گئے ورنہ موت کا تو سامان
ہی ہے غرض ایرج کو خیمے میں لیجا کر پلنگ پر لٹایا زخمون میں ٹانکے لگوائے علاج شروع ہوا جب ذرا افاقہ ہوا تو ایرج
نے شہر فرنگوشیہ کا حال استفسار کیا طرماسپ نے کل حال فرنگوشیہ کا بیان کیا کہ میں نے از سر نو فرنگوشیہ کو
مسخر کیا اور لندھور کو گرفتار کیا آئین آفتاب پرستی کو رواج دیا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تمنے بڑا
کام کیا آفتاب تابان کا فضل و کرم تمہارے شامل حال رہے بعد اسکے شاپور سے کہا کہ ای شاپور اس دیوانے نے مجھے
سخت عاجز کیا اور بہت ذلیل کیا اگر تو جا کر اسد کو گرفتار کر لاوے میں اسکے برابر تجھے جواہر تول دونگا اور اسقدر انعام دونگا
کہ تیرے اولاد سے زندہ رکھیگا شاپور نے کہا کہ بہت اچھا میں آپ کے کہنے سے اسے گرفتار کیے لاتا ہوں مگر آپ سے کبھی کچھ
نہ ہو سکیگا اور آپ اسکا بال بھی نہ بیکا کر سکینگے پھر وہ صحیح و سلامت نکل جائیگا ایرج نے کہا کہ تمہیں اس طعنہ زنی سے
کیا فائدہ ہے تمہے جتاتے کہتے ہیں اُسکو گرفتار کر لاؤ اس بحث سے تمہیں کیا ہے شاپور نے کہا کہ بہت اچھا تو آپکی تعمیل ارشاد
سے غرض ہے میں گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکر شاپور بفکر گرفتاری اسد میں روانہ ہوا اور بیان کا حال سنیے کہ جس
روز ایرج کو زنے کہا کہ اسد غازی کے ہاتھ سے چھوٹا اسی روز بدیع الزمان نے غسل صحت کیا اور امیر اکرم اسد
غازی کو لیگیا اسد غازی نے صبح کو جشن کیا اور خورشید ستارہ پرست اور داراب کشور کشا سے کہا کہ میرے بھائی
جان نے غسل صحت کیا ہے اس لیے میں نے اس خوشی میں جشن اور دعوت احباب کا سامان کیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ کرم
کو سرفراز فرمائیے اور شاہزادہ بدیع الزمان نے بھی کہا کہ میں بھی تم دونوں کا مشتاق ملاقات
ہوں اور ممنون منت ہوں کہ تم دونوں نے خوب خوب میری امدادین کین اور خوب میری کمک کی اب

میری خواہش ہے یہ کہ اک صحبت جشن و عیش میں شریک ہوں جس وقت پیغام اسد اور بدیع الزمان کا داراب و خورشید نے
سنا پیغامبر کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور کہلا بھیجا کہ ہمیں آپ کے ارشاد سے عذر نہیں ہے بسر و چشم حاضر ہونگے پیامبر رخصت
ہوا داراب و خورشید نے جانے کا سامان کیا الغرض بعد تھوڑی دیر کے داراب و خورشید دونوں حاضر خدمت بدیع الزمان
ہوئے صحبت عیش و عشرت مہیا ہوئی ناچ ہونے لگا جام شراب گلرنگ گردش میں آیا اسد غازی نے اپنے ہاتھ
میں جام و صراحی لیکر شراب پلانا شروع کی تین شبانہ روز صحبت عیش برپا رہی بعد اسکے سب کے سب رخصت ہوکر اپنے
خیموں میں آئے خورشید و داراب اپنی اپنی فرودگاہ کو گئے اسد اپنے مقام پر آیا رات کو بیٹھا ہوا شب ماہ کی کیفیت دیکھ
رہا تھا کوئی دو پہر رات گذر گئی تھی کہ اسد نے جانسوز سے کہا کہ اے جانسوز اسوقت مرغ کے کباب کھانے کو جی چاہتا
ہے کہیں سے مرغ تلاش کر کے لاؤ جانسوز نے کہا کہ بہت اچھا آپ یہیں بیٹھے رہیں ابھی آتا ہوں چلا جاتا ہوں ابھی لاتا ہوں
یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہوا کوئی کوس بھر گیا ہوگا کہ ایک مرد کہنہ سال زیر درخت بیٹھے دیکھا سلام کیا اور کہا کہ اے عزیز یہاں کہیں
مرغ بھی ملیگا اسنے کہا کیا خوب آپ نے بھی پاؤں پھیلائے دو پہر رات گئے مرغ تلاش کرنے چلے ہو اور ایسا کون منچلا ہے
کہ جسکو اتنی رات گئے مرغ ملتا ہے جانسوز نے تمام حال بیان کیا اور کہا کہ میں اسد کا عیار ہوں جانسوز میرا
نام ہے اگر نہ لاتا تو وہ خفا ہوتا اس مرد پیر نے کہا کہ اچھا وہ جو درخت معلوم ہوتے ہیں اس طرف ایک چھوٹا سا گاؤں ہے
وہاں مرغ ملیگا یہ سنکر جانسوز تو اس گاؤں کی طرف روانہ ہوا اور یہ مرد پیر دراصل شاپور شیر دل تھا اسد
کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے قریب شام یہاں پہونچا رات ہو جانے سے اسی مقام پر ٹھہر رہا موقع غنیمت جانکر جانسوز کو
دھوکا دیکے اس طرف روانہ کیا اور خود جانسوز کی صورت بنکر کچھ سموسے اور کچھ دال موٹھ ملکی دارو بیہوشی
میں آغشتہ کرکے اسد کے پاس آیا اور کہا کہ چاروں طرف ڈھونڈھ پھرا مرغ تو کہیں نہیں ملا مگر یہ سموسے اور دال موٹھ ملکی ہے
اسے نوش فرمایئے صبح ہوگیا سمجھے آیا اسد نے اسے لیکر کھایا اور رفیق تو سب کے سب جا جا کر پہلے ہی سو رہے تھے اسد
تنہا تھا القصہ اس دال موٹھ اور سموسوں کے کھاتے ہی سر پھرنے لگا اور آثار بیہوشی کے نمایاں ہونے لگے کہا کہ اے جانسوز
یہ دال موٹھ اور سموسے تو کہاں سے لایا تھا مجھے تو اسمیں کچھ بیہوشی آمیز معلوم ہوتی ہے تو دیکھ کر کون کہ تونے دغا کی ہو
ہو نہ ہو شاپور نے کہا کہ اے شہریار آپ کے بھی کیا کیا خیالات ہوتے ہیں کہ جسکا نہ سان نہ گمان رات زیادہ جا چکی ہے
اور آپ نے اب تک دم بھر بھی آرام نہیں فرمایا اس وجہ سے دوران سر ہونے لگا ہے اب جاکر آرام فرمایئے صبح کو صحیح
و سلامت اٹھیئے گا یہ سنکر اسد اٹھا کہ پلنگ پر آرام کرے کہ دفعتہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور وہ حضرت زمین پر گرے شاپور
نے جھٹ مشتاب کمند نکالکر دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن اور
ساتویں حلقے سے گٹھری کرکے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر روانہ ہوا مگر جانسوز جو مرغ لیکر پھر آیا تو اسد کو وہاں
نہ پایا بستر اسد کا پڑا پایا اور رفقائے اسد غازی کو بیدار کیا حال بیان کیا کہ غضب ہوگیا تم سب سوتے کے سوتے
رہے اور اسد غازی کو ایرج کا عیار شاپور چرا لیگیا مگر خبردار تم سب تیار ہوکر پیچھے پیچھے آؤ اور پوشیدہ
ہوکر گوش بر آواز کمر بستہ رہو یہ کہکر سب قزاقوں سمیت مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہوا اور یہاں صبح کو ایرج نوجوان
بارگاہ میں بیٹھا حامد بن حمید زنگی تخت پر متمکن ہوا امرا اور ارکان دولت اور افسران فوج جمع ہونے لگے تھے ایرج
طرماسپ سے بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا کہ شاپور سے ابھی کچھ بھی خبر نہ آئی کئی روز ہو چکے ہیں کہ وہ اسد کی
کوشش میں گیا ہوا ہے اب تک تو خبر آیا نہ اسد غازی کو لایا وہاں اسد غازی اور بدیع الزمان نے جشن کیا
صحبت عیش برپا ہے جب اس جشن میں شاپور کا قابو نہ چلا تو اب کیا ہوگا مجھے تو قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہے

ونیاز عرض کیا کہ اے رب العزت تو ہی اس وقت بیکسی میں میرا حامی و کفیل ہے خدایا تو خوب واقف ہے کہ اس مجمع میں سوا
میرے دشمن جان اور تشنہ خون کے ہواخواہ و مددگار کوئی نہیں ہے ... آنسو شدت الم سے آنکھوں سے جاری ہیں
اور جی ہی جی میں متفکر تھا آخر کار ایرج نے حکم دیا کہ جلد اس شخص کی گردن ماریں اور لٹکائیں یہ حکم سنتے ہی جلاد نے اسکا
کھینچا اور تیغہ کھینچ کر چاہا کہ اسد کو قتل کرے کہ دفعتاً ایک پتھر جلاد کے سر پر پڑا کہ سر جلاد کا پھٹ گیا اور زمین پر گر کے مر گیا غل ہوا
کہ وہ مارا ایرج نے آواز دی کہ اسد مارا گیا شاپور نے کہا کہ نہیں اسد تو زندہ و سلامت ہے جلاد دوسرا سودائی ہو گیا تھا
پھر اپنا پھر اکر زور سے اپنے سر پر مارا کہ سر اسکا شق ہو گیا وہ مر گیا ایرج نے حکم دیا کہ خیر ایک سودائی ہو گیا ہوگا جلد دوسرے
جلاد کو بلاؤ حسب الحکم دوسرا جلاد آیا وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گیا تیسرے جلاد کو بلوایا وہ بھی اسی طرح مارا گیا اب تو ایرج
نے یہ رنگ دیکھا کہ جو جلاد آتا ہے ... جھنجھلا گیا اور کہنے لگا کہ یہ سر کیا ہے جو جلاد آتا ہے وہ آپ ہی لقمۂ اجل ہو جاتا ہے
ارے اب کسی ہوشیار شخص کو بلاؤ کہ جو بہت قوی دل اور آزمودہ کار ہو وہ آکر اسے قتل کرے اب جسے بلاتے ہیں
وہ شخص انکار کر دیتا ہے یا کوئی عذر ... کوئی کہتا ہے کہ صاحب میں جلادی کیا جانوں میں ہمیشہ گھانس
کھودا کیا مجھے اور جلادی سے کیا علاقہ کوئی کہتا ہے میں تو ماشی کرتا ہوں کوئی کہتا ہے کہ میں تو ہمیشہ لکڑیاں کاٹتا ہوں
غرض جس شخص کو طلب کرتے ہیں وہ یہ سوچ کر کہ کون جائے جو اس کے قصد سے جاتا ہے وہ ہلاک ہوتا ہے انکار کر دیتا ہے نہیں
معلوم کیا بلا ہے مگر ایک شخص قوی ہیکل قوی بازو و بلند بالا بھاری تیغہ ہاتھ میں لیے ہوئے اتفاق سے ملا اُس سے کہا کہ
زبدۂ آفتاب پرستان نے ہے ایک دشمن قوی ہیکل کو گرفتار کیا ہے کوئی شخص اُسکے خوف سے اسکے قریب نہیں جاتا
اگر تو چلکر اسکو قتل کریگا تو سرکار ایرج تو جوان سے بہت کچھ انعام پائیگا یہ سنکر اُسنے کہا کہ حضور ہاں غلام اس کام کو انجام
دیگا اور یہ لوگ جلادی کیا جانیں ایک ہاتھ میں تو کام اُس ... زبان اور ... زبدۂ آفتاب پرستان کا تمام
کر دونگا القصہ اُس شخص کو ایرج کے پاس لائے ایرج نے کہا کہ میں تجھے بہت کچھ انعام دونگا جلد اس دیوانے کا کام تمام
کر یہ حکم سنکر جلاد اسد غازی کے قریب آیا اور کہا کہ یاد کیجے خدا کو بہت جلد اب تیرا فیصلہ ہوا جاتا ہے اور پیچھے سے کہا
کہ اے آقا میں جانسوز بن قزان ہوں آپ جلدی سے میری گردن پر اُچک کے چڑھ جائیے اور خوب مضبوط بیٹھے
رہیئے میں آپ کو نکالے لیے چلتا ہوں یہ کہکر تیغہ ہاتھ میں لیکر بہ ارادۂ قتل میں بڑھا بس اسد غازی سے
جس طرح ہو سکا پانوں اُچھالکر گردن جانسوز بن قزان پر جا بیٹھا اور دونوں ہاتھوں سے خوب مضبوط سر جانسوز
کو پکڑ لیا اور جانسوز لیکر بھاگا اور بھاگتے وقت ایرج سے پکار کر کہا کہ اے ایرج ہوشیار ہو جا کہ میں جانسوز بن
قزان اپنے آقا کو لیے جاتا ہوں ہے کوئی تیرے لشکر میں ایسا صاحب حوصلہ جو مجھسے میرے آقا کو چھین لے بس پھر تو
ایرج اسے دیکھکر کانپ گیا اور پکارا کہ ہے کیا غضب ہو گیا آؤ لوگو ہاتھ سے نکل گیا اسے لینا خبردار خبردار
بلا سے جلد نہ جانے پائے پھر تو لوگ دوڑ پڑے مگر جانسوز کو کب پاتے ہیں جانسوز جب سراپچہ کو پھاڑ
کر باہر نکل گیا اور تھوڑی دور جاکر اسد غازی کو اتار ... اسد غازی نے قید آہنی کو توڑ ڈالا اور جانسوز
نے کسی جنگل کا گھوڑا ... کر دیا اسد غازی اُس گھوڑے پر سوار ہوا اور جانسوز ساتھ ساتھ
ہوا چند قدم پر جاکے رنگیل جاری ... قزاق تو حسب ہدایت جانسوز ... آواز ... ہی ہوے تھے
جیسا کہ سابقا گزارش ہو چکا ہے تو فوراً بھاگ کر دوڑ پڑے اور بہت سے آفتاب پرستوں کو قتل کرکے صاف اسد غازی
کو نکالے لیے چلے گئے اسد نے جاکر ... اور یہاں شاپور شیردل نے ایرج سے کہا کہ آپ
بہت مجھے کہا کرتے تھے کہ تجھسے کبھی کچھ نہیں ہو سکتا میں نے تو تعمیل ارشاد کی اور اس دیوانے کو جا کر پکڑ لایا

بس جب دیوچہر طلوع ہوئے کمر میں کہکے پشتارہ باندھ کر اُسی نقب کے راستے سے روانہ ہوا اور صبح ہوتے ہوتے
بارگاہ ایرج میں داخل ہوا اور ایرج کو شب بھر نیند نہ آئی تھی منتظر دیوچہر میں بیٹھا تھا کہ دیوچہر سامنے سے
نمودار ہوا ایرج کو سلام کیا اور پشتارہ سامنے رکھ دیا کہ خداوند یہ خورشید حاضر ہے یہ سنکر ایرج فرط مسرت سے اچھل
پڑا اُسی وقت دیوچہر کو خلعت دیا اور حکم دیا کہ آہنگر ابھی اسی وقت آہنگر حاضر ہوئے اور خورشید کو طوق و زنجیر میں گرفتار
کیا بعد اُسکے ایرج نے حکم دیا کہ اس ستارہ پرست کو ہوش میں لاؤ کہ اپنے کردار کی سزا سے بدپائے دیوچہر نے
بموجب حکم قید اور رفع بیہوشی دیا خورشید کی آنکھ کھلی دیکھا کہ بہ طوق و زنجیر بارگاہ ایرج میں کھڑا ہوا ہے نہایت دل
ملول اور آزردہ خاطر ہوکر ایرج سے کہا کہ اے ایرج کیا اسی طرح دلاور و شجاع بہادروں سے سلوک کرتے ہیں
جو تو نے کیا باوجود اسکے کہ میں نے تیرے ساتھ بہت بڑا احسان کیا تھا کہ عیار اسد غازی تجھے پکڑے لیے جاتا تھا میں نے
اُس سے چھین لیا اور پھر اسد کس کس طرح مجھے مانگا کیا مگر میں نے نہ دیا اور تجھے چھوڑ دیا مگر تو نے اُسکے عوض میں
میرے ساتھ یہ مکر کیا کہ مجھکو میری خوابگاہ سے چروا منگایا ایسے افعال قبیح بہادروں کی شان سے بہت
بعید ہیں ایرج نے کہا کہ اے خورشید تو مانع قتل خداپرستان ہوتا ہے اس واسطے تجھے گرفتار کر لیا تا استیصال
اہل اسلام تجھے قید رکھونگا اور اس امر سے اطمینان رکھ کہ میں تجھے کسی طرح کی ایذا نہ پہونچاؤنگا جس وقت
کہ ان اہل اسلام کا کام تمام کر لونگا اُس وقت تجھے چھوڑ دونگا یہ سنکر خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اے
ایرج تو انتہا کا بزدل اور بے حمیت ہے تو نے ہم مردی و مردانگی کا خراب کیا کوئی حرکت تیری قابل تحسین و
آفرین نہیں ہے جو حرکت تیری ہے وہ نامردوں کی ہے تجھسا نامرد اور بے حمیت اور بزدل شاید ہی دنیا کے پردے پر
کوئی ہوگا جسے زبردست پایا اور جس سے تاب مقاومت نہ لا سکا اُسے اسی طرح پکڑوا بلوایا اسے او نامرد و بے
حمیت اول تو نور الدہر ایسے شخص کے ساتھ وہ نالائق حرکت کی کہ ایک عورت زنگی بچے کے واسطے تو نے اُس شاہزادہ
عالیقدر پر کوڑا مارا اور پھر اُسکے عوض میں تو اسد غازی نے تجھپر وہ کوڑے بدلے کہ کمال تیری اور مرتبے کی دوسری
حرکت یہ وہ ہوئی کہ بدیع الزمان اسمٰعیل ماہرو کو حالت زنداری میں تکلیف دہی کا قصد کیا اور اب بھی
خواہ مخواہ تو اُن لوگوں کے قتل کا درپے ہو گرتا ہے بھی اُن سب کے شامل حال ہے اول ہے اس سے وہ سب بچ بچ جاتے
ہیں اور تو انکا کچھ نہیں بنا سکتا تیسری نالائق حرکت یہ کی کہ مجھے چروا منگایا اب اس سے زیادہ کونسی نالائقی ہوگی
اور تجھے زیادہ کون نامرد ہوگا لعنت ہے تیری حمیت اور دلاوری پر القصہ خورشید نے سب کچھ کہا مگر ایرج
غیرت کے ایسے گھونٹ پی گیا کہ خاموش ہو رہا بعد اُسکے حکم دیا کہ اسے زندانخانے میں لیجا کر قید کرو بختیارک
نے کہا کہ اے ایرج اسے قید رکھنا مناسب نہیں ہے بلکہ اسے قتل ہی کر ڈال تو اچھا ہے اس وقت اس نے وہ سخت
کلمات کہے ہیں کہ میں کانپ کانپ اٹھا اگر تیرا لحاظ مانع نہ ہوتا تو میں اثنائے کلام ہی میں اس ستارہ پرست
کو ایک ہاتھ ایسا مارتا کہ یہ ہلاک ہو جاتا ایرج نے کہا کہ تُو سچ کہتا ہے میں بھی تیرا مشکور ہوں مگر اس امر میں دخل
نہ دے یہ امر مجھسے ہرگز سرزد نہ ہوگا اور یہ بے حمیتی ہرگز مجھے دنیا میں نہ آئیگی اور خورشید ستارہ پرست
کو زندانخانے میں لیجا کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت بموجب حکم ایرج لوہاں نقارہ رزمی پر
چوب پڑی اور ایرج نے افسران فوج کو بلا کر حکم دیا کہ آج شب بھر بہت اچھی طرح کل فوج چست
و چالاک کر دو اور اسباب جنگ خوب درست کر لو کہ کل صبح کو میں ان خداپرستوں کا کام ضرور تمام کرونگا
جب یہ خبر بدیع الزمان کو پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوا دیا اور کل ارادہ یورش کا ہے تو

بدیع الزمان نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ افسوس زخم تو میرا اچھا ہو گیا ہے مگر ابھی اتنی طاقت مجھ میں نہیں آئی کہ
اس آفتاب پرست سے اچھی طرح مقابلہ کر سکوں گا۔ مرطماس اور مجیل نے بھی یہی کہا کہ ہم میں بھی ابھی پوری
طاقت نہیں آئی مگر خیر نقارہ رزمی بجوا دینا چاہیے اور روبرو لڑنا کرنا چاہیے اس آفتاب پرست سے عاجزی
یا فرار کرنا ہمارا مذہب ہے اور عزت کے بہت خلاف ہے۔ اُسی وقت بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوا دیا اور وضو
کر کے سب نے نمازیں پڑھیں بعد فراغ نماز سب کے سب دعا و زاری میں درگاہ جناب باری مصروف ہوئے
چار پہر رات مناجات و دعا میں بسر ہوئی۔ علے الصباح ایرج زیر کوہ آیا اور پکارا کہ اے خدا پرستو آج تک
تو تم بچتے چلے آئے مگر آج تم سب کو ضرور قتل کروں گا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ ملکہ قمرچہر بھی اپنے برآمدے
پر بیٹھی ہوئی یہ رنگ دیکھ رہی تھی اور کمال درجہ تڑپ تڑپ کر اور بلک بلک کر دعائیں مانگ رہی تھی کہ اے پروردگار
تو ہی ان اہل اسلام کا حافظ و نگہبان ہے اور تیری ہی جانب رجوع ہے خداوندا جلد امیر حمزہ صاحبقران کو روانہ
کر کہ وہ ان دکھیاروں کی کمک کریں ابھی یہ دعا ملکہ قمرچہر کی تمام نہ ہوئی تھی اور ایرج پہاڑ پر جانے نہ پایا تھا
قصد کرتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ یکایک تیغ گرد و غبار بلند ہوا اور آواز طبل سکندری کی زمین و آسمان کو ہلانے
لگی آواز طبل سکندری سنکر خواجہ عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ قمرچہر اٹھو اور کہو کہ در شکر ہے خداوند عالم
کا کہ امیر کشور گیر آپہنچے اے ملکہ تم ذرا کان لگا کر سنو تو دیکھو وہ آواز طبل سکندری کی آتی ہے اور وہ
تیغ گرد و غبار کا اڑتا ہے یہ سنکر ملکہ قمرچہر فرط مسرت سے اچھل پڑی اور کہا کہ اے خواجہ عمرو تمہیں میرے
سر کی قسم ہے کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ اے ملکہ تمہاری بھی عجب باتیں ہیں ارے میاں سامنے یہاں تم ذرا نظر دوڑا کر
دیکھو تو اور کان لگا کر سنو تو وہ تیغ گرد بلند ہوتا آتا ہے اور وہ آواز طبل سکندری کی آرہی ہے ابھی یہ باتیں
ہو ہی رہی تھیں کہ لشکر امیر حمزہ صاحبقران قریب آپہنچا خواجہ عمرو نے کہا کہ ملکہ دیکھو یہ لشکر ہے امیر حمزہ
صاحبقران کا ملکہ نے کہا کہ کہاں کہاں ارے مجھے امیر حمزہ صاحبقران کو تو دکھا دو خواجہ عمرو نے کہا کہ
ٹھیرو ابھی دیکھو یہ صاحبقران ہیں یہ فلاں سردار ہے یہ فلاں افسر ہے غرض کہ ہر ایک افسر و سردار کو مع صاحبقران
ملکہ قمرچہر دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے دل میں کہا کہ خدا اُس شہریار کو بھی لائے تو میں اُس خاندان
عالیشان میں شریک ہوں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے پروردگار عالم دو مہینے ہو چکے ہیں کہ اُس
شہریار عالیجاہ کی کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی تو چاہے تو وہ یہاں تک پہونچ جائے اور آنکھوں سے ملکہ کے
اشک حسرت جاری تھے خواجہ عمرو نے تسلی و تشفی دی کہ گھبراؤ نہیں خدا کو یاد کرو امیر حمزہ صاحبقران
کو تو خدا نے بھیجا نور الدہر بھی عنقریب آیا چاہتا ہے تم گھبراؤ نہیں مضطر و پریشان نہ ہو مگر ایرج نے جو یہ
رنگ دیکھا کہ صاحبقران آپہنچے تو گھبرا کر ادھر سے بھاگا اور اُدھر سے اسد بن کرب غازی
نے جو سنا کہ ایرج پہاڑ پر گیا ہے تو اپنے قراقوں سمیت لشکر ایرج پر گر کر قتل و غارت کرنا شروع کیا
خورشید ستارہ پرست کو زندہ اٹھا لے گیا ابھی اسد قتل و غارت میں مصروف تھا کہ ضرغام نے آکر
خبر دی کہ اے اسد خبردار ہو جاؤ حضرت امیر کشور گیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپہنچے اور ایرج پہاڑ سے
پھرا چلا آتا ہے بس یہ سنکر خورشید کو لشکر خورشید کی طرف روانہ کیا اور خود خیمہ و ڈیرہ جلا کر اپنا لشکر لیکر جانب
کوہستان روانہ ہوا اور یہ جو چہرے نے آکر ایرج کو خبر دی کہ اسد خورشید کو آکر چھڑا لیگیا جلد چلئے ایرج یہ خبر
سنکر بہت آزردہ ہوا اپنے دل میں کہا کہ افسوس صد افسوس مفت میں خورشید سے بھی ندامت ہوئی اور ملکہ بھی

نہ حاصل ہو مگر اب وہ ہر طرح جانا چاہیے شاہ اسد تمام یہ باتیں اپنے دل سے کر کے جانب لشکر آیا دیکھا کہ خیموں میں آگ
لگی ہوئی ہے لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں سر دھنتا ہوا بارگاہ میں داخل ہوا اور وہاں بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی
حضرت امیر کشور گیر داخل بارگاہ ہوئے بدیع الزمان و مقبل باہر و طاس و بہرام سب پہلوان نامدار کے
حاضر خدمت صاحبقران ہوئے شرف قدمبوسی سے مشرف ہوئے امیر نے حال شاہزادہ نور الدہر کا استفسار کیا
بدیع الزمان نے سب وہ حال نور الدہر کا بیان کیا پھر از سر نو ماتم نور الدہر کا برپا ہوا سبھوں نے گریبان چاک کیے گرد راہ
اور نوحہ و بیقراری شروع ہوئی اب نور الدہر کا غل بلند ہوا ملکہ قمر چہر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ
یہ شور و غل کیسا بلند ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ بارگاہ صاحبقران میں نور الدہر کا ماتم ہو رہا ہے یہ سنکر
قمر چہر بھی رونے لگی حال اپنا بہت تباہ کیا عمرو نے سمجھایا اور تسلی دی کہ اے ملکہ گھبراؤ نہیں ذرا دل کو ٹھہراؤ بیقراری کو
کم کرو خدا نے چاہا نور الدہر ایک ہی آدھ دن میں آیا چاہتا ہے وہاں لوگوں کے حال پر خیال نہ کرو ایسے کام کی
تو اولاد کا غم ہر آنکھ سے ہوتا ہے قیامت برپا کر دیتا ہے ذرا کتنے دن ہو گئے اگرچہ وہ سب بھی ضرور واقف ہیں
کہ نور الدہر سلامت ہے لیکن لشکر بدیع الزمان اور صاحبقران میں بڑے بڑے کامل اہل نجوم ہیں ضرور
انھوں نے حالات نور الدہر کا معلوم کر کے بیان کر دیے ہوں گے مگر پھر بھی باپ بیٹے کی محبت کا کیا بیان ہے یہ باتیں
ہو رہی تھیں اور وہاں داراب کشور کشا گریبان چاک سر پر خاک خدمت بالسعادت امیر میں حاضر ہوا
داراب کے آنے سے اور بھی زیادہ ماتم برپا ہوا بعد ادائے رسم تعزیت داراب نے کہا کہ حضور الیاس نجم
جبر نے اہل نجوم سے حال شاہزادہ نور الدہر کا دریافت کیا تھا نور الدہر زندہ اور صحیح و سلامت ہے بہر حال کسی
طرح صدمہ نہ ہو مگر امیر نے کہا کہ اے داراب اندھا جب جانے جب دو آنکھیں پائے نور الدہر کو آنکھوں سے دیکھ لوں
تو قرار آئے داراب نے کہا کہ اچھا حضور کے لشکر ظفر پیکر میں بھی تو بڑے کامل نجومی خواجہ بزرگ امید موجود ہیں
اُنسے بھی بلا کر پوچھئے اسی وقت امیر نامور نے خواجہ بزرگ امید کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوئے تو اُنسے کہا کیا
کہ ذرا نور الدہر کا حال تو دریافت فرمائیے اسی وقت خواجہ بزرگ امید نے زائچہ کھینچکر حال نور الدہر کا معلوم
کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیمقدار آپ ہر طرح مطمئن رہیے نور الدہر زندہ و سلامت ہے اور عنقریب اسکی خبر صحت
و سلامتی آیا چاہتی ہے ہنوز یہ باتیں تمام نہ ہوئی تھیں کہ عمرو معدیکرب صاحبقران کے سامنے دست ادب بستہ حاضر ہو
اور عرض کیا کہ اے شہریار عالیمقدار ایک سوار سر سے پاؤں تک گرد و غبار میں اٹا ہوا معلوم ہوتا ہے کہیں دور سے چلا آتا ہے
مگر آثار سرداری و سالاری چہرے سے ظاہر ہیں دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہے اجازت حضوری کا امیدوار ہے اور
کہتا ہے کہ مجھے امیر کشور گیر شہریار عالیمقدار سردار سلاطین حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے کچھ مطلب
ضروری عرض کرنا ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا بلا لو یا مشافہ ہو یہ سنکر پہلوان عادی باہر گیا اور اپنے ساتھ لیکر اُس جوان کو
بارگاہ کے اندر لایا اُسنے مجرا کیا امیر نامور نے جو اُسکے چہرے پر نظر کی تو واقعی آثار سرداری اُسکے
چہرے سے نمودار تھے اپنے قریب بلا کر پوچھا کہ اے بھائی تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے اُس جوان نے عرض کیا
کہ اے شہریار عالیمقدار میں شہر انوریہ کا شاہزادہ ہوں منصور شاہ میرا نام ہے انور شاہ بادشاہ شہر انوریہ کا فرزند ہوں
اور شاہزادہ عالم و عالمیان نور الدہر عالیشان کے پاس سے آتا ہوں یہ سنتے ہی امیر فرط مسرت سے کھڑے ہو گئے
اور اس جوان کو گلے سے لگا لیا کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا منصور شاہ سلام کر کے اُس کرسی پر بیٹھ گیا امیر نے فرمایا کہ
اے منصور شاہ جلد حال نور الدہر کا بیان کر منصور شاہ نے کل کیفیت شاہزادہ والا قدر کی بیان کی اور کہا کہ

ای شہریار عالیمقدار شاہزادہ عالیجاہ بہت قریب آگئے ہیں مجھے حکم ہوا ہے کہ میں پہلے جاکر خبر نورالدہر والاقدر کے آنے کی
عرض کروں یہ سنتے ہی امیر باتوقیر نے دوبارہ اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای منصور شاہ حقتعالے جلشانہ تیری عمر دراز
میں برکت دے کیا مژدۂ جانبخش اور روح افزا اس وقت تو نے سنایا ہے بعد اُسکے بدیع الزمان عالیشان اُٹھکر
بغلگیر ہوئے بعد اُسکے اسد نے معانقہ کیا پھر تو ایک ایک سردار اپنی اپنی جگہ سے اُٹھتا تھا اور منصور شاہ سے معانقہ
کرتا تھا پیشانی کے بوسے لیتا تھا یہانتک منصور شاہ گھبرا گیا امیر نے فرمایا کہ بھائیو اب بیٹھے بھی رہو گے یا نہیں یہ سنکر لوگ
ساکت ہوئے امیر نے طبل شادمانی بجنے کا حکم دیا اُسی وقت نقارۂ شادمانی پر چوب پڑی داراب نے عرض کیا کہ ای
امیر کشورگیر میرا آنا مبارک ہوا کہ خبر رحمت نورالدہر عالیقدر کی پہنچی اور آپ خوش و مسرور ہوئے خلق اللہ مبارک
کرے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ ای داراب تجھے بھی تہنیت ہو تجھے بھی مبارک کرے بعد اُسکے خواجہ زادوں کو بہت کچھ انعام واکرام
دیا شہنائی نقارے موتیوں سے بھر دیا سب کے سب کمال خوش و مسرور ہوئے ملکہ قمرچہر تو دمبدم آکر دیکھتی ہی تھی ایکی مرتبہ
جو آکر دیکھتی ہے تو پایا تو ماتم ہو رہا تھا آوازۂ خوشی بلند ہونے لگا طبل شادمانی کی آواز آنے لگی ہر چہار طرف ناچ اور رنگ
رنگ نظر آیا حیران ہو کر خواجہ سرو سے پوچھا کہ خواجہ یہ کیا ہے ابھی تو صدائے ماتم بلند تھی ہر ایک رو رہا تھا
آنسوؤں سے منہ دھو رہا تھا دفعۃً آوازۂ خوشنودی بلند ہونے لگا طبل شادمانی بجنے لگا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ خدا کا
شکر کرو معلوم ہوتا ہے کہ خبر نورالدہر عالیقدر کے آنے کی ملی اسی سبب سے شور تہنیت بلند ہے یقین ہے کہ کل تک وہ شہریار بھی
آجائے ملکہ قمرچہر نے کہا کہ خواجہ تمہارے منہ میں گھی شکر خدا چنین کند ای خواجہ اللہ نے صحیح و سلامت دکھائے تو دل کو
چین آئے خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ اب تم یقین ہی مانو کہ نورالدہر آہی پہونچا ہے اور صحیح و سلامت ہے میں تو تجھے کہتا ہی
تھا کہ یہ اولاد صاحبقران ہے گو کیسے ہی سخت مصائب میں مبتلا ہو مگر پھر صحیح و سلامت رہتی ہے کوئی گزند انکو نہیں
پہونچتا فضل خدا ہر وقت شامل حال رہتا ہے یہان تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہان اسد غازی بارگاہ سے نکل کر جب
گھوڑے پر سوار ہو کے نورالدہر کی خدمت میں روانہ ہوا اثنائے راہ میں ملاقات ہوئی صورت دیکھتے ہی نورالدہر
اور اسد دونوں مرکبوں سے اُتر پڑے اور بغلگیر ہوئے اسد قدموں سے نورالدہر کے لپٹ گیا نورالدہر نے سر
اُسکا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے لگایا اور حکم دیا کہ آج خیمے ہمارے یہیں نصب کرو بموجب حکم اُسی وقت خیمے نصب ہوئے
لشکر اُتر پڑا نورالدہر اسد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے خیمۂ خاص میں داخل ہوا نورالدہر نے اپنی کیفیت مجملاً بیان کی
اسد نے اپنی کیفیت مختصر گذارش کی ایرج کا حال عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے سنا تھا کہ اس بدذات بچے نے حضور کے
دشمنوں پر گرز مارا تھا تو اسکے عوض میں نے اُس مردود کو گرفتار کر کے اسقدر کوڑے لگائے کہ بند بند اُسکا شق ہو گیا
نورالدہر نے کہا کہ بھائی مجھے مطلق خبر بھی نہیں ہوئی کہ کسنے گرز مارا ایرج نے کیا حرکات ناشائستہ کی ہیں تو جیسا
بعد وہ بیہوش ہو گیا تھا کہ اپنی آپ ہی خبر نہ تھی خیر جو کچھ تم نے کیا خوب کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب میں نے تو کوئی
دقیقہ اُسکی ہلاکت کے لیے باقی نہیں رکھا مگر یہ کیسے کوڑے ... گی تھی جو بچ گیا یہ باتیں اسد اور نورالدہر میں ہو ہی رہی تھیں
کہ شاہزادہ بدیع الزمان بھی پہونچ گئے شاہزادہ نورالدہر بدیع الزمان کی صورت دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا
سلام کر کے باپ کے قدموں پر سر رکھ دیا بدیع الزمان نے سر اُسکا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور دونوں باپ
بیٹے خوب گلے لگ کر روئے بعد اُسکے نورالدہر نے عرض کیا کہ قبلہ و کعبہ میں تو خود ہی حاضر ہوتا تھا آپ نے کیوں زحمت و تکلیف
گوارا فرمائی بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا محبت پدری نے جوش مارا صبر نہ ہو سکا دل نے نہ مانا ہی بیتاب تھے میں کہیں کا نہ رکھا اگر دیدار
سعادت آثار تمہارا نہ پاتے تو ہم بالکل ہلاک تھے اور قسم ہے اس بدذات بچے محسن کش نے زیادہ تکلیفیں دیں وہ تو کہیں جیسا تو وہ ہلاک کیا

انو شاہ و ایرج تاج بخش وغیرہ نور الدہر کے ساتھ تشریف آور ہوئے امیر نے سبھوں سے معانقہ کیا اور ازراہ پرسش
کی نہایت عطوفت اور شفقت سے پیش آئے سبھوں کا حال استفسار کیا نور الدہر نے سب کی حقیقت حال سے مطلع کیا
یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ادھر اثنائے راہ میں تورج ماہ پرست بہت چار لاکھ سوار لیکے معقول اور عقیقول کو لیے ہوئے
آیا اور ساتے جبفت منظر کے مقام کیا اور حقیقت اسکی یہ ہے کہ معقول ملکہ قمر چہر کی تصویر دیکھکر دیوانہ ہو گیا تھا تورج
ماہ پرست نے عمل وہ نذر میں گرفتار کرکے ملکہ قمر چہر کے لینے کے لیے تو یہ عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایک اور دیوانہ ہو رہا
بھاگ کر یہ بھی ملکہ قمر چہر کے عشق میں مبہوت ہو گیا ہے اور کوئی شخص فوج تیر لگا اس دو سے کو انکی معشوقہ وسنائی
بھیج کر ملکہ سے کہا کہ او ملکہ ایک اور چاہنے والے تمہارے پیدا ہوئے بفضل الٰہی اب آپ کے عشاق کی تعداد میں ترقی
ہو رہی ہے جواب کیا ہے ملکہ نے کچھ تیوری چڑھا کر کہا کہ خواجہ تمہیں تو ایسی دل لگی نہ چاہیے خواجہ نے کہا کہ نہیں ملکہ
تمہارے سر کی قسم میں سچ ہی کہتا ہوں دل لگی نہ سمجھو اور جو تمہیں یقین نہ ہو تو تم خود ایک ذرا جھانک کر دیکھو یہ سنکر ملکہ برقعہ
پہ آئی اور جھک کر دیکھنے لگی جب نظر ملکہ کی معقول پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص عمل و نذر میں گرفتار مبہوت اور مجبور سا
بیٹھا ہوا ہے ملکہ نے ادھر دیکھکر خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ واہ یہی تو تم کہتے تھے کہ ایک نئی چاہنے والا پیدا ہوا ہے ای
خواجہ میں تو کبھی اس صورت کا جادوی نہ پاؤں اور علاوہ اسکے اس ایسے دو لاکھ اور ہوں گر دور رہوں تو نقش پائے
نور الدہر پہ نثار کر دی ہوں میں تو لاکھ جان سے نور الدہر کے قدم پر نثار ہوں فخر سمجھتی ہوں چند اور نہ عالم سوائے
نور الدہر کے کسی اور کے پہلو میں بیٹھنا نصیب نہ کرے حق سبحانہ تعالیٰ ایک جان میں نور الدہر کی خیر و عافیت
کرے مجھکو سوائے اس مالک کے اور کسی سے کام نہیں ہے ای خواجہ خدا اس دن کو سنے زمین کا پیوند کر دے جس دن
اور کسی کا پہلو دیکھنا پڑے خواجہ نے کہا کہ اے ملکہ جب تک میں زندہ ہوں مجال ہے کسی کی جو تمہاری طرف نظر اٹھا کر دیکھ بھی
سکے حق سبحانہ تعالیٰ بہت جلد نور الدہر کے پہلو میں بیٹھنا نصیب کرے ملکہ نے کہا کہ خواجہ تمہارے منہ میں
گھی شکر ای خواجہ اب مجھ میں تاب مفارقت باقی نہیں ہے اور صدمہ ہجر اٹھانے کی تاب نہیں ہے اب کہیں جلد اس دیو
حرامزادے کو مار کر مجھکو نور الدہر سے ملا دو عمرو نے کہا کہ ملکہ دو چار روز اور صبر کرو میں اس دیو کا کام تمام کیے دیتا
ہوں اسکا مارنا کچھ بات نہیں ہے مگر کل امر مرہون باوقاتہا ہیں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر کیوان فلک
رفعت کو نور الدہر کے آنے کی خبر ہوئی اسی وقت مع فوج و لشکر سوار ہو کر خدمت امیر کشور گیر میں روانہ ہوا امیر
باتوقیر نے کیوان فلک رفعت کے آنے کی خبر سنکر سرداران لشکر کو استقبال کے واسطے روانہ کیا وہ سب جا کر بعزت
و حرمت تمام کیوان فلک رفعت کو خدمت امیر باتوقیر میں لائے کیوان نے نہایت ادب سے سلام کرکے قدوم
میمنت لزوم صاحبقران کو بوسہ دیا امیر باتوقیر نے معانقہ کرکے جواہر نگار کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ ای کیوان
یہ کیا غلغلہ یہ کیا ہنگامہ ہے کہ ہزاروں عشاق ملکہ قمر چہر مجتمع ہیں آخر تم تو اپنے دل کی بات کہو کہ آخر بیٹی کو کسکے
ساتھ منسوب کیا ہے اور کسکی طرف منظور ہے کیوان نے کہا کہ حضور تمام زمانہ مجتمع ہے اور ساری خلقت اکٹھا
ہے مجھکو کیا میں تو قمر چہر کو شاہزادہ نور الدہر کی کنیزی میں کب کا دے چکا جس وقت ایرج یہاں آیا تو اسوقت
اس نے مجھے گرفتار کرنے کے جبراً قہراً اقرار نامہ لکھا لیا میں نے بخوف جان اقرار نامہ لکھ دیا اور اگر یہ امر بخوف
جان نہ ہوتا تو جب کل سیر کے گرفتار کرانے کے ایرج نے میرے پاس پیام بھیجا تھا کہ ای کیوان ملکہ قمر چہر کو عامر
بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر دے کسی میں اقرار کر لیتا حضور میں لپٹ کر ایک ادنیٰ غلام اور قمر چہر کو ادنیٰ کنیز
شاہزادہ نور الدہر کی جانتا ہوں مجھے اور کسی سے کیا غرض ہے یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان اب تم دین اسلام

قبول کر لو کیوان نے کہا کہ حضور غلام تو مدت سے مسلمان ہو چکا اور اسلام کا حلقہ بگوش ہو چکا ہے جس وقت قمر چہر کو شاہزادہ
نور الدہر کے ساتھ منسوب کیا تھا اُس وقت سے ایمان لایا طلسم پر لعنت کر دی تھی یہ سنکر امیر نے فرمایا کہ ای کیوان
تیرے اعتقاد اور دانش پر ہزارہا آفرین ہے اور اسی وقت شربت منگوا کر کیوان فلک رفعت کو پلوایا اور طبل شادمانی
بجوایا بعد اُسکے فرمایا کہ سنو ای کیوان میں صاحب انصاف ہوں ہرگز راہ عدالت سے کنارہ کشی نہ کرونگا تمہاری
مرضی تو میں نے دریافت کر لی اب اصل میں صاحب معاملہ قمر چہر ہے اُسکی خوشنودی کا استفسار ضرور ہے اگر وہ بھی راضی
ہو تو پھر بسم اللہ یہ کہکر عیاروں سے حکم دیا کہ اسی وقت جا کر سب لشکروں میں خبر کر آؤ کہ جس کسی کو عشق ملکہ قمر چہر کا
ادعا ہو وہ صبح کو سامنے قصر ہفت منظر سلیمانی کے آئے اور میں بھی نور الدہر کو لیکر آؤنگا دیکھوں کہ ملکہ کسکی طرف
مائل ہے جسکی طرف ملکہ مائل ہو اُسی کا عشق سچا ہے اور وہی ملکہ کا دعویدار ہو اور باقی سب لا دعوی اور کاذب اور لاف
زن ہیں یہ حکم قضا شیم سنکر اُسی وقت عیار سب روانہ ہوئے اور بہت جلد جلد جا کر فرمان واجب الاذعان امیر حمزہ
صاحبقران ہر ایک لشکر میں پہونچا آئے یہ حکم گشتی ہی ہر لشکر میں ایک کھلبلی سی پڑ گئی کہ دیکھیے اس امتحان کا نتیجہ
کیا ہوتا ہے اور دعوی عشق میں کون سچا نکلتا ہے غرض شب تو اسی کشمکش و پیچ میں گذر گئی علی الصباح حامد بن حمید
زنگی بہیئت ایرج نوجوان اور ناہید اختری بہیئت خورشید ستارہ پرست اور معقول شاہ بہیئت
تورج ماہ پرست اور کشور شاہ بہیئت داراب کشور کشا اور نور الدہر بلند قدر ہمراہ امیر گیتی ستان
سامنے ہفت منظر کے جمع ہوئے اور باقی عشاق تقریبًا جو تھے وہ تو موجود ہی تھے اُنکا کیا
ذکر ہے لیکن سب سے زیادہ حامد بن حمید کی ہیئت قابل دید تھی وہ سیاہ سیاہ رنگ زرد زرد آنکھیں بڑے بڑے بال
دو دانت مانند گراز کے منہ سے باہر نکلے ہوئے ہاتھوں میں کڑے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے دو ستون بھاری جیسے پیچ کا جوڑا ناک جیسے
وثیت کا منبر بال باہر نکلے ہوئے [illegible] غرض جس شخص کی آنکھ حامد بن حمید زنگی پر پڑتی تھی وہ ایک عجب
نگاہ حیرت سے دیکھتا ایرج کی حالت پر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ ایرج کو کیا حالت سوجھی ہے جو ایسے قطعدار کو لیکر
ملکہ قمر چہر کے لیے آیا ہے غرض جب ملکہ قمر چہر صبح کو سو کر اٹھی اور دو طلیاس شکار کو چلا گیا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ ملکہ
آج کے واقعے کی خبر بھی ہے ملکہ نے کہا کہ کیا کچھ بیان تو کرو عمرو نے کہا کہ ملکہ آج صاحبقران نے سب کو جمع
کیا ہے اور تمہارا امتحان ہے کہ ملکہ کس سے مانوس ہے جو پر مائل ہو وہی قمر چہر کا مالک ہو ملکہ نے کہا کہ خواجہ اچھی بات ہے
ہو جاؤ تو سچ نکالیگا اور ہم تو جو مدت سے کہ چکے ہیں سوا شاہزادہ نور الدہر کے اور کسی سے کام نہیں یہ کہکر اُٹھی اور
شاہراہ کے ایک ساوا سا جھروکا اچھکر انیسوں سے کہا کہ دیکھو تو کیا جمع ہے وہ انیسیں گئیں اور جا کر دیکھ کر ایک جماؤ تھا آ کر ملکہ
سے کہا کہ حضور ایک عالم جمع ہے تمام خلقت خدا امیدوار ہے ملکہ نے کہا کہ شاہزادہ نور الدہر کس طرف ہے انہوں نے عرض
کیا کہ حضور وہ شہریار جس طرف کھڑا ہے [illegible] یہ سنکر ملکہ قمر چہر اُٹھی اور جس طرف نور الدہر کھڑا تھا اُسی
طرف کا دروازہ کھلوا کر کرسی بچھا کر بیٹھی شاہزادہ تو انتظار میں کھڑا ہی تھا دیکھتے ہی ہزار جان سے تصدق ہونے لگا
اشاروں میں باتیں ہونے لگیں نور الدہر نے کہا کہ ملکہ آج تمہارا امتحان ہے یہ سب عشاق جمع ہیں ملکہ نے کہا کہ ہوں مجھ
کو سوائے تمہارے کسی سے سروکار نہیں ہے ان باتوں سے سب کو معلوم ہو گیا کہ ملکہ قمر چہر کو سوائے نور الدہر کے اور
کسی طرف میلان نہیں ہے سب کے سب مایوس و نا امید ہو کر پھر گئے مگر ایرج پیچ و تاب کھاتا ہاتھ ملتے ہوئے کہتا ہوا پھرا کہ اگر میری
جان میں جان ہے اور میں زندہ ہوں تو ملکہ کو حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر دونگا جب سب کے سب چلے گئے نور الدہر بھی
پھر کر داخل لشکر صاحبقران ہوا اور عیاروں نے ایرج کو خبر دی کہ کیوان فلک رفعت بارگاہ حمزہ صاحبقران

سو جو ہوا اور اُسنے صاف صاف کہا کہ بے کسی سے کوئی مطلب نہین ہے مین نے قمر چہر کو نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا
اور دو دل شربت بھی پی چکا بس یہ خبر سنتے ہی کہا کہ وہ مردود مجھسے اقرار کر کے اور اقرار بدل گیا لشکر ہو گیا دیکھو تو کیسی
سزا دیتا ہون ایسا کیا ہے کہ قمر چہر کو اُس روز حامد بن حمید کے ساتھ منسوب کر چکا ہے نوشتہ سر مہر میرے پاس موجود
ہے آج حمزہ کے یہان شربت پیا اپنی بیٹی کو چار چار خصم کرے دیگا یہ کہکر سوار ہوا اور مانند شعلہ جوالہ کے بارگاہ سلیمانی مین
پہونچا امیر نے تعظیم کر کے جواہر نگار کرسی پر بٹھایا جام شراب ساقی نے ایرج کو دیا دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
اُس وقت ایرج نے کہا کہ مین آپ سے مستفسر ہونے آیا ہون کہ کس ملت و مذہب مین یہ روا ہے کہ جس عورت
کو ایک شخص کے ساتھ منسوب کر دیا ہو اور وہ شخص منسوب الیہ بقید حیات ہو تو اُس عورت کو دوسرے کے ساتھ بیاہ
کر دین یہ سنکر امیر با توقیر نے فرمایا کہ ای ایرج مجھسے اس امر کا استفسار بیجا ہے کیوان فلک رفعت موجود ہے اُسی
سے پوچھو کہ وہ مالک و مختار ہے جسکو چاہے دے جسے چاہے نہ دے مجھے اس امر مین دخل نہین ہے اور کیوان سے کہا
کہ ای کیوان خبردار ڈرنا نہین جو کچھ بات راست ہو اور جو امر فی الواقع ہوا ہے بیان کرو ایرج کیوان کیطرف
متوجہ ہوا اور کہا کہ ای کیوان سچ سچ کہو کہ تمنے ملکہ قمر چہر کو کسکے ساتھ منسوب کیا ہے کیوان نے کہا کہ تمہین اس امر سے
خوب واقف ہو مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے یہ سنکر ایرج بہت برہم ہوا اور آنکھین نکالکر کہنے لگا کہ کیسی پھیر کی
بات کہتے ہو صاف صاف نہین بیان کرتے یہ سنکر اسد نے کیوان سے کہا کہ ای کیوان تم ڈرتے کیون ہو یہ بارگاہ
صاحبقران کی ہے یہان کوئی کسی پر زیادتی نہین کر سکتا کیا مقدور ہے کسی کا کہ کوئی کسی کو آزار پہونچا سکے تم صاف صاف
کیون نہین کہتے اُس وقت کیوان نے آواز بلند پکار کر کہا کہ ای ایرج سنو حقیقت حال یہ ہے کہ مین نے پہلے ہی قمر چہر
کو برضا و رغبت شاہزادۂ عالم و عالمیان نور الدہر بدیع الشان کے ساتھ منسوب کر دیا تھا اس مین حجت و بحث کس
امر کی ہے جب تمنے مجھپر جبر کیا اور زیادتی کی تو مین نے بخوف جان یہ کہدیا تھا کہ ملکہ قمر چہر کو مین نے حامد بن حمید کے
ساتھ منسوب کیا اور اسی طرح مجھسے یہ نوشتہ پر مہر کروی تھی خوشی خاطر سے یہ امر نہین کیا تھا اب مین صاف صاف
کہے دیتا ہون کہ مجھے مطلق کسی سے سروکار نہین ہے قمر چہر کو تو مین نور الدہر کی کنیزی مین دے چکا یہ سنکر امیر نے فرمایا
کہ ای ایرج اب تمنے سن لیا یہ عورت کا مقدمہ ہے کوئی کسی پر جبر نہین کر سکتا جب دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی اور
اگر دو دل ناراض ہین تو بادشاہ ہفت کشور کیا کر سکتا ہے اسی لحاظ سے مین نے خود کوئی امر نہین کہا کیوان کے منہ سے
خود سن لو بس ایرج یہ سنتے ہی پیچ و تاب کھا کر اٹھا اور کیوان سے کہکر کہ ای کیوان سمجھا جائیگا تو جاتا کہان ہے اور
بارگاہ سے نکلکر اپنے لشکر کا راستہ لیا جب داخل بارگاہ ہوا تمام حال حامد بن حمید زنگی سے بیان کیا حامد نے کہا کہ ای
ایرج نوجوان ای زیبندۂ آفتاب پرستان آپ اسقدر پیچ و تاب کیون کھاتے ہین اور اپنے دل کو اسقدر کاہش
مین کیون ڈالتے ہین قمر چہر کیوان کے اختیار مین نہین ہے قمر چہر تو دیو کیا اس کے قبضے مین ہے جو دیو کو مار لیگا گرفتار کریگا
وہی قمر چہر پر قابض ہوگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ بیشک تم سچ کہتے ہو اب ہم اسی کی فکر کرینگے مگر شاہپور شیردل ساتھ
کھڑا ہوا تھا اُس سے بگڑ کر کہا کہ ای شاہپور کیوان فلک رفعت تو اپنی بیٹی کو حامد بن حمید زنگی کے ساتھ منسوب کر کے
مکر گیا ہے جس وقت میرزا ہو چلے اور موقع ملے اُس وقت کیوان کو گرفتار کرا شاہپور نے کہا کہ بہت مناسب مین ابھی جاتا
ہون یہ کہکر اُسیوقت روانہ ہوا کرسی اختیار پر گند عیار آسمان پر چھایا ایرج بھی سیر و شکار کو روانہ ہوا اور ادھر شاہپور شیر دل
عیار نور الدہر کی صورت بنکر کیوان کے خیمہ مین آیا اور کہا کہ ای کیوان مین نور الدہر کا عیار ہون نور الدہر نے
آپکی نگہبانی کیواسطے مجھے بھیجا ہے یہ سنکر کیوان فلک رفعت بہت خاطر سے پیش آیا جب فلک رفعت سو رہا تو پہلے اُسنے

اسپانون کو کچھ بیہوشی کو میں پیش کیا بعد اُسکے کیوان فلک رفعت کو دارو بیہوشی دیکر بیہوش کیا اور چادر عیاری
میں پشتارہ باندھ کر بقیہ پردہ کے راہی ہوا صبح کو یہ خبر نور الدہر بیقدر کو پہونچی کہ رات کو شاپور شیر دل کیوان کو
پکڑ لے گیا نور الدہر یہ کلمہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور کہا کہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ وہ آفتاب پرست ناحق کیوان فلک رفعت
کو ذلیل کرے اور مرگ اوس عیار اُسے پکڑے جاتے اور ہم پیچھے بیٹھے تماشا کریں ہم ابھی جا کر کیوان کو لیے آتے ہیں اس
آفتاب پرست نے اب بہت سر اٹھایا ہے کیوان کو چھڑا لاؤں تو پھر اسکو سزا دونگا یہ کہکر کب عیار رفتار پر سوار ہوا
اور لشکر ایرج کا راستہ لیا جب یہ خبر اسد کو پہونچی تو وہ بھی فوراً پیچھے پیچھے روانہ ہوا اسد کے جانے کے بعد خورشید
ستارہ پرست کو یہ حال معلوم ہوا وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف راہی ہوا بعد روانگی خورشید داراب کو یہ
خبر معلوم ہوئی کہ نور الدہر کے پیچھے پیچھے خورشید ستارہ پرست گیا ہے وہ بھی سوار ہو کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا
ایرج تو ... پر چلا گیا ہی تھا اور مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ بیٹھے ہوئے ہیں کہ شاپور شیر دل پشتارہ بدوش
پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے پوچھا کہ کیوں شاپور کیوان کو لایا شاپور نے عرض کیا کہ حضور حاضر ہے دیکھیے اور یہ کہکر
پشتارہ کیوان کا سامنے رکھدیا مالک بن ملکوت نے شاپور سے کہا کہ اے شاپور شیر دل اس مکار و دغا کو ہوش
میں لاؤ اسی وقت شاپور نے پشتارہ رفع بیہوشی دیا کیوان ہوش میں آیا آنکھ کھولکر دیکھا کہ بارگاہ ایرج میں بحالت
اسیر ہے تحیر ہوا کہ خواب ہے یا بیداری دفعۃً شاپور شیر دل پر نظر پڑگئی دیکھا کہ وہ سامنے کھڑا ہوا ہے اُسے دیکھکر یہ خیال
گذرا کہ بغرض ... ایرج یہی ملعون گرفتار کر لایا ہے جبراً و قہراً لشکر طریق اہل اسلام سلام کیا مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ اے کیوان تیری لیاقت اور حمیت سے یہ دو رنگی بہت بعید تھی جو تو نے اختیار کی ہے تیری حمیت کو کیا ہو گیا ہے
یہ کونسی غیرت اور حمیت تھی کہ تو اپنی بیٹی حسانہ بن حمید کے ساتھ منسوب کرکے اور نوشتہ پر مہر کرکے حمزہ کے خوف
سے پھر گیا اور کہدیا کہ میں نے نور الدہر کے ساتھ منسوب کر دیا اگر اب تو آمادۂ مرگ اور حیات تقضا ہو جو ایرج آئے
تو تجھے قتل کرے یہ سنکر کیوان نے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ جب تک میری حیات تھی غضب حمزہ باقی ہے اس وقت
تک تو کیا ہے اور ایرج کیا ہے اُسکی کیا مجال ہے اور تیری کیا طاقت و قدرت ہے کہ ایک رواں بھی میرا بیکا کر سکے اور
تو مجھے سمجھا کیا ہے تنہا سمجھ کر تجھے دبا لیا ہے تو میں بفضل خدا تنہا نہیں ہوں ابھی میرے بڑے بڑے حامی اور معین موجود ہیں کہ اگر
کوئی میری طرف آنکھ بھی ٹیڑھی کرے تو آنکھ نکال لی جاسکتی ہے کیا مردود یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اے کیوان بہت
سچ ہے اور ایک سر مو فرق نہیں ہے بیشبہ تمہارا ایک بال بھی کوئی نہیں بیکا کر سکتا وہ تھا ان سب کی کوئی حقیقت نہیں ہے
یہ سنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ کیا خوب یہ کیا کہا تم نے کہ ہم اسکا کچھ نہیں کر سکتے بختیارک نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں
دل لگی سے نہیں کہا ہے واقعی تم اسکا کیا بنا سکتے ہو اور تم لوگ کیا ہو اور کیا حقیقت رکھتے ہو دو یہ صفت مرتی اسکا کچھ نہیں
اسکا زیادہ بیکر یاں نہیں ابھی ہو میں یہ سنکر مالک بن ملکوت نے کہا کہ اور سے کوئی حاضر ہے مار دو اس نا اہل کو دیکھی حقیقت
کیا ہے لوگ دوڑنے تھے کہ یکایک ایک شور اور ہنگامہ بلند ہوا کہ شاہزادہ نور الدہر بے تحاشا گھوڑے کی باگ
اُٹھائے ہوئے بارگاہ کی طرف چلا آتا ہے جسکو اپنی جان بچانا ہو ہٹ جائے کہ یکایک نعرہ شاہزادہ نور الدہر کا بلند
ہوا کہ اے کافران دغا باز و ناحق کوشان حیلہ ساز جلد بیان کرو کہ کیوان فلک رفعت کو کون پکڑ لایا ہے اور وہ کہاں ہے جلد
حاضر کرو اور ساتھ ہی اسکے اسد غازی کی آواز آئی کہ بھائی صاحب میں بھی پہونچا چھوڑے گا نہیں ان مکاروں کو
ان نعرہ ہاے کو شنکات کی آواز سنکر شاپور فوراً تہ وقت پوشیدہ ہو گیا اور کیوان کو چھپا دیا ادھر نور الدہر بارگاہ میں
مع مرکب داخل ہوا اتفاقاً تو گویا دم نکل گیا جانب ... پکار کر کہا کہ شاہزادہ نور الدہر خوش آمدی و صفا آوردی یہ سنکر

نور الدہر نے آواز دی کہ او خرس بادیہ ضلالت چپ رہ کیا بکتا ہے تیری یہ خوشامدیں مجھکو نہیں بہکا سکتی ہیں جلد بتا
کیوان فلک رفعت کو وہ کس طرف ہے اور نہیں تو ابھی بے تیغ کروں گا لقا نے کہا کہ ای نور الدہر ما بیقدر
تم مجھسے کیوں برہم ہوتے ہو اور پھر کیوں خفا ہوتے ہو میری کوئی خطا نہیں ہے مجھے قسم ہے اپنی خدائی کی کہ میں نے کیوان کو
نہیں منگوایا بلکہ میں اس مشورے میں بھی شریک نہ تھا شاپور شیر دل جب اُسکو ایرج نوجوان اُسے گرفتار کر لایا ہے
اور وہ حاضر ہو تو آپ لیجائیے اس وقت نہ ایرج ہے نہ شاپور ہے مجھے کیوان کے دیتے دیتے میں کیا اندر بختیارک نے کہا
کہ ای شہریار میں تو آپ کا عابد ہوں آپ کے ارشاد سے کیا عذر ہو سکتا ہے میں کیوان کی مشکیں کھولے دیتا ہوں آپ
شوق سے لیجائیے اسد نے کہا کہ چپ رہ او خوشامد خورے زیادہ باتیں نہ بنا جلد کیوان کو حاضر کر اور یہ کہکر تلوار کھینچ
حامد بن حمید زنگی اور مالک بن ملکوت شاہ پر دوڑا اور نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپ کیوان کو لیکر چلیے
میں ان دونوں کا کام تمام کرتا ہوں یہ رنگ دیکھا تو ان دونوں کے تو ہوش اڑ گئے خفا ہو گئے کیوان کو حاضر کیا گو نور الدہر مانع
ہوا نہ بھائی ہرگز ایسا قصد نہ کرنا صاحبقران سنینگے تو بہت خفا ہونگے بھائی ہر بات ہر موقع اور ہر وقت کے واسطے
مخصوص ہے شعر نہ ہر جای مرکب توان تاختن * کہ جاہا سپر باید انداختن * اپنے کام سے کام ہے اس وقت کیوان کو
تو لیجاؤ آیندہ سمجھا جائیگا کیوان کا یہ حال ہے کہ مارے خوشی کے رنگت سرخ ہوئی جاتی ہے پھولا نہیں سماتا ہنسی
آئی جاتی ہے اور کہہ رہا ہے کہ ای شہریار یہی دونوں حرامزادے مجھے دھمکاتے تھے اور ڈراتے تھے اگر انکو قتل نہ کیجیے تو
ناک اور کان تو انکے کاٹ ڈالیے کہ میرا دل ٹھنڈا ہو جائے اسد نے کہا کہ ہاں بھائی صاحب میں بھی یہی چاہتا ہوں
اگر مجھے حکم ہو تو میں انکے ناک اور کان کاٹ دوں کہ ذرا تو دل ٹھنڈا ہو نور الدہر نے کہا کہ بھائی تمہاری بھی عجب باتیں ہیں
ہم منع کرتے ہیں اور تمہیں اثر نہیں ہوتا اپنی ہی باتیں کہے جاتے ہو بہت دیوانے ہو اچھا نہیں ہے چلو چلیے اور کیوان کو
چھڑا کر اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ ایرج سے باہر آیا اس دن کفار تیرہ شعار بدکردار ناہنجار کے مرکب جو موجود تھے انمیں
میں سے ایک مرکب پر کیوان کو سوار کرکے اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ امیر کی طرف روانہ ہوا قضائے کار و اتفاقات روزگار
زندانخانہ لندھور کی طرف سے گذر ہوا اسد غازی نے آگے بڑھکر حال لندھور کا دریافت کرکے نور الدہر سے
کہا کہ بھائی صاحب چھوٹے نانا اسی مقام پر قید ہیں انکو بھی چھڑا کر ہمراہ لیتے چلیے تو بہت مناسب ہے نور الدہر نے کہا
کہ بھائی اسد خوب یاد دلایا ازیں چہ بہتر و خوشتر انہیں چھڑا لینا چاہیے کیوان نے جو یہ کلمہ سنا اُس کی تو جان
نکل گئی اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ ای شہریار عالیجاہ پہلے مجھے کسی مکان میں چھپا دیجیے مبادا کچھ پیچ پڑے
لڑائی جھگڑا ہو اور آپ عالم جنگ و جدال میں مجھے بھول جائیں اور ایرج جو نہاد آپہنچے تو میں تو کہیں کا نہ رہوں
وہ میرا دشمن جانی ہے کاہے کو زندہ چھوڑیگا یہ سنکر شاہزادہ نور الدہر کو ہنسی آگئی اور کیوان فلک رفعت
سے مسکرا کر کہا کہ تم گھبراؤ نہیں ہمارا ساتھ نہ ہو تم میرے ساتھ ہو کوئی تمہیں آنکھ نہ لگا سکیگا ایرج کے گھر سے تو
میں لے آیا اور یہاں لا کر تمہیں اس پاجی کے سپرد کروں گا یہ کہکر در زندان پر جا کے زندان بانوں سے کہا کہ تم سب
یہاں سے ہٹ جاؤ کہ میں لندھور کو رہا کرکے لیجاؤنگا زندان بانوں نے کہا کہ سنیے تو سہی بھلا ہم اپنے آقا کو کیا
جواب دینگے آپ تو اس طرح حکومت سے کہتے ہیں کہ گویا ہم آپکے نوکر ہیں یا آپ کے چچا کے نہائے ہیں ہم ہرگز
یہاں سے نہ ہٹینگے دیکھیں تو کون ہٹا دیتا ہے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نور الدہر کو غصہ آگیا تلوار کھینچکر ان سب پر
گرا یہ دیکھکر اسد غازی نے بھی تلوار کھینچ لی اور تلوار برسانا شروع کی کچھ لوگ بھاگ گئے کچھ مارے گئے
شاہزادہ نور الدہر قفل زندان کو توڑ کر اندر گیا لندھور فرط مسرت سے اچھل پڑا اور یا علی کی لمکر

قید کو شل تار عنکبوت توڑ کر شاہزادہ نور الدہر کے پٹ گیا شاہزادہ قند حور کی بیٹی ہمراہ لیکر باہر آیا اور گھوڑے
پر سوار کرکے اپنے ساتھ لیچلا شاپور شیر دل نے پہلے ہی کیوان فلک رفعت کے حال کا اظہار کرنے ایرج کے پاس
چلا گیا تھا اب دیو چہر عیار لند حور کا حال بیان کرنے ایرج کی خدمت میں روانہ ہوا اوریہاں ایرج مع وزیر شاہ زنگی
اور طرماسپ مشغول مینا نوشی تھا کہ ہی شاہین شاپور شیر دل بھی پہنچ گیا تمام حال کیوان فلک رفعت کے گرفتار
کرانے اور نور الدہر کے پکڑے جانے کا ایرج سے بیان کیا اور کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان ہر مرتبہ میری محنت
یونہیں ضائع و برباد ہو جایا کرتی ہے میں ہر مرتبہ آپ کے ارشاد کی تعمیل کرتا ہوں اور آپ حکم دے کر غافل ہو جاتے ہیں
جب آپ نے مجھکو کیوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا آپ کو شکار کے لیے آنا کیا ضرورت تھا اور کیا فرض لازم تھا
یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اے شاپور تمہاری مشقت اور محنت میں کوئی شک نہیں ہے مگر میں یہ تھوڑے ہی جانتا تھا کہ تم میرے
کہتے ہی چلے بھی جاؤگے اور آج ہی رات کو پکڑ بھی لاؤگے اگر میں یہ جانتا تو کاہے کو شکار کے لیے آتا اور علاوہ اسکے
یہ کارخانے قضا و قدر کے ہیں اسمیں کسی کا کچھ اختیار نہیں ہے یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ دیو چہر عیار بھی آپہونچا اور
اُسنے لند حور کے پکڑے جانے کا حال بیان کیا بس یہ سنکر ایرج بہت ہی برہم ہوا اور تاؤ پیچ کھا کر پشت دست
کو دانتوں سے کاٹ لیا اور باز شکاری جو ہاتھ میں تھا اُسے زمین پر دے مارا کہ وہ مر گیا اور کہا کہ ارے یہ کیا قیامت
آگئی میرے آتے ہی یہ سب آفتیں برپا ہو گئیں کس گھڑی سے میں شکار کو نکلا تھا طرماسپ نے کہا کہ اے شہریار
اگر میں بارگاہ میں موجود ہوتا تو نور الدہر یہ زیادتیاں نہ کر سکتا تھا کیوان فلک رفعت اور لند حور کو لیجا سکتا
تھا کیا مجال اور کیا طاقت رکھتا تھا ایرج نے کہا کہ اے طرماسپ تم کہتے کیا ہو عقل تمہاری کس طرف ہے
تمہارا جو وہی پیش نور الدہر کیا ہے وہ ایک چوسے بے درمان آفت جان دہقانیان ہے وہ کسی سے دبتا ہے اگر کچھ
دبتا ہے تو مجھ سے شاپور نے کہا کہ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب جلد چلئے ایسے کہ وہ دیوانہ اسد بھی نور الدہر کے ساتھ
ہو ایسا نہ ہو کہ وہ اور کچھ فساد برپا کرے حامد بن حمید اور مالک بن ملکوت شاہ کا تو وہ جانی دشمن ہے یہ سنکر ایرج
افسوس کناں اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب داخل بارگاہ ہوا تو مالک بن ملکوت اور حامد بن حمید نے کہا
کہ اے ایرج نوجوان تم اس طرف چلے گئے اور یہاں پھر ایک آفت برپا ہو گئی اسد دیوانہ سے ہی ڈرتا تھا
نور الدہر نے رحم کیا کو ہمارا نہیں تو لاش بھی ہماری نہیں ملتی ہر چند تمسے ہزاروں ہی مرتبہ کہا کہ تم ایسے
ہنگام میں اول تو لشکر سے نکل کہیں جایا ہی نہ کرو اور اگر جایا بھی کرو تو کسی کو ہماری حفاظت کے واسطے چھوڑ جایا کرو
مگر تمکو کسی طرح خیال نہیں رہتا اور کبھی اس امر کی جانب تمکو توجہ نہیں ہوتی اب ایک روز دیکھ لینا کہ اس غفلت کا
انجام یہ ہوگا کہ ہم سب کا کہیں نشان بھی نہ پاؤگے معلوم نہیں کسکے ہاتھوں مارے جائینگے اور کیا انجام ہوگا اور حامد
بن حمید نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان مجھے تو اب آپ رخصت ہی کر دیجیے تو اچھا ہے ایک مرتبہ میں
گرفتار ہو چکا تھا اور آپ سے کہہ دیا تھا کہ اب مجھے تنہا نہ چھوڑیے گا اسد میرا دشمن جانی ہے اور آپ نے وعدہ کر کے
فراموش کر دیا آج تو میرا کام تمام ہی تھا وہ تو کہیے کہ نور الدہر کو خود ہی کچھ رحم آگیا اس سے میں بچ گیا اب میں نے
عشق سے ہاتھ دھویا عاشقی کو سلام کیا اب مجھے آزاد کیجیے ملکہ قمر چہر کا میرے ہاتھ آنا صرف کہنے ہی کی بات ہے
جان نور الدہر سا شخص عاشق ہو وہاں اور کسی کا گذر کجا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اے حامد بن حمید زنگی اب کی تو تم
اور معاف کرو اب ایسی غفلت کبھی نہ سرزد ہوگی اول تو اب میں جاؤنگا نہیں اور جاؤنگا تو کافی بندوبست کر کے
جاؤنگا اور اے حامد بن حمید تم ہر طرح اطمینان رکھو اگر میری زندگی باقی ہے اور بدن میں جان ہے تو میں قمر چہر کو تمہارے

پہلو میں بٹھا دونگا یہ ترکیا گئے جو تا دم مرگ اس کوشش سے باز نہ آؤنگا اور اسی آرزو میں عمر دیا کر طبل جنگ بجا دو
بموجب حکم ایرج اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر اور لشکروں میں بھی پہونچائی وہاں بھی
نقارہ ہائے رزمی پر چوبیں پڑیں رات بھر تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح الصباح سپاہ آمادہ ہوئی جس وقت
صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو ایرج مرکب کو چمکا کر میدان کارزار میں آیا
مبارز طلبی کی عمرو بن رستم امیر ہا تو تیرے رخصت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد نگاہ رزمی کے ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی
اُسنے بیان کیا کہ ای ایرج آگاہ ہو میں چھوٹا بھائی ہوں شاہزادۂ خاور سپاہ کا عمرو بن رستم میرا نام ہی ایرج نے
کہا کہ ای خیرہ سر و بداندیش مجھکو شاہزادۂ خاور سپاہ سے کمال درجہ محبت ہی میں یہ نہیں چاہتا کہ تو میرے ہاتھ
سے مارا جاے بہتر یہ ہی کہ تو میرے سامنے سے چلا جا کیوں اپنے پاؤں سے کام اجل میں جاتا ہی اور مفت موت ہوتا ہی
مجھکو تیری جوانی پر رحم آتا ہی عمرو بن رستم یہ سنکر کمال آزردہ ہوا اور کہا کہ او آفتاب پرست ناحق کوشش کیا
بکتا ہی بس زبان اپنی بند کر زیادہ دہن درازی اور یاوہ گوئی کا انجام بخیر نہیں ہوتا میدان جنگ باتیں بنانے کا
مقام نہیں ہی دست کارزار میں آگر دوستی اور مروت کا کیا ذکر ہی اگر تجھے جنگ و جدل منظور ہی تو میں گوے میدان
اور اگر باتیں بناتا ہی اور اپنی جان کو عزیز سمجھتا ہی تو پھر جا اپنے خیمے کو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم ہوا کہ تجھکو موت
سے خطرہ نہیں ہی اور اپنے پاؤں سے جان دینے آیا ہی خیر جو حربہ رکھتا ہو لا عمرو بن رستم نے کہا کہ ہمارا یہ
دستور نہیں ہی کہ ہم تقدم کریں پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال ایرج نے کہا کہ خیر ہمارا تو دستور ہی یہ کہکر عمرو بن رستم
پہ نیزہ مارا اُسنے نیزے کو نیزے پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے سنان بہ سنان و زبان بر زبان پڑنے لگی جھنیں نکلنا
شروع ہوئیں نیزے مانند خلیلی کے گتھ گئے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہا کی آخر کار ایرج نے نیزہ عمرو بن
رستم کا ہوائی کردیا عمرو بن رستم نے جھنجلا کر تلوار ماری ایرج نے تلوار اُسکی رد کرکے جو اپنا وار کیا تو عمرو بن رستم
زخمی ہوا لوگ اُسے میدان سے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلبی کی علم شاہ چاہتا تھا کہ مقابلے کو نکلے کہ خورشید
ستارہ پرست مانع ہوا اور گھوڑے کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا مگر قمر چہرہ کیفیت منظرے دیکھ رہی تھی عمرو سے
کہنے لگی کہ خواجہ اب کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای لکہ تم تماشا دیکھے جاؤ یہ سب آپس میں یوں ہی لڑا کرتے ہیں ان سب
میں ایسی طرح جب جا کرتی ہی مگر شاہزادۂ والا قدر و الا تبار نوشاد الدہر با توقار کو کچھ ضرر اور خوف نہیں ہی تم ہر طرح
اطمینان رکھو غرض جب خورشید ایرج کے سامنے آیا تو ایرج نے کہا کہ ای خورشید مجھے ان خدا پرستوں سے
سروکار ہی اور تم سے نہیں ہی دریں جنگ و پیکار ہی تو میرے مقابلے کو کیوں نکلا ہی مجھے لڑنا پسند نہیں کرتا خورشید
نے کہا کہ اول تو میں خدا پرستوں کا طرفدار ہوں دوسرے مجھے تو نے کون سی بھلائی کی ہی میں نے مجھکو اسد
کے پنجہ سے چھڑا دیا مگر تو نے اُسکے بدلے اپنے خیامے گرفتار کرکے مجھے قید رکھا اُسکا عوض لینا منظور ہی اگر
مجھکو خوف جان ہی اور ہمت آگئی ہی تو اسلحہ اپنے مجھکو دے دے اور میدان سے پھر جا ورنہ نہیں تو میرا مقابلہ کر
یہ کلمہ سنکر ایرج آگ ہو گیا اور کہا کہ خیر ساری حقیقت تجھپر منکشف ہو جائیگی جو تجھسے ہوسکے تو قصور نہ کر یہ سنکر
خورشید نے نیزہ ہاتھ میں اُٹھایا اور خبردار کہکر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اُسکا رد کیا نیزہ بازی ہونے لگی
چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوا کی آخر کار نیزہ خورشید کی سنان ایرج نے نکال دی خورشید ستارہ پرست نے
برہم ہو کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر بہ تو ہ ایرج پر مارا ایرج نے خورشید ستارہ پرست کا
وار روک کے اپنا گرز خورشید پر مارا کئی گرز خود ترچلے مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخر کار دونوں نے

گرز ہاتھوں سے پھینک دیے خورشید نے ایرج پر تلوار ماری ایرج نے وار اسکا روک کر اپنا وار کیا خورشید نے
وار اسکا پشت تیغ پر رد کا غرض چار ہاتھ گھڑی بھر تک خوب ہی تلوار چلی اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے یا
شیر اعظم مدد کہکر پوری قوت سے جو خورشید پر وار کیا تو تلوار ایرج کی سپر کو کاٹ کر خورشید کے سر پر چلی تھی کہ خورشید
نے بعجلت تمام سر اپنا سرکا لیا اور خود مرکب کے پیچھے پر جا رہا تلوار ایرج کی گردن مرکب پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہوئی
خورشید مع مرکب زمین پر آیا یا نہ خورشید کا ایک پیر پاس زدہ سے ٹانگ کر گر گیا ایرج نے جھپٹ کر دوسری تلوار
خورشید پر ماری خورشید نے دیکھا کہ ایرج نے نامردی اور بیدلی پن کرکے زخمی پہ ہاتھ اُٹھایا بس اپنی جان پر کھیل کے
زمین ہاتھ سے گھوڑے کو اُٹھا کر سپر کیا تلوار ایرج کی گھوڑے کے پیٹ پر پڑی کہ پیٹ اسکا کٹ گیا اور سب آنتیں
اور دل وجگر اسکا نکل کر خورشید پر پڑا ایرج نے یہ سوچ کر کہ زندہ رہا میں تو ان زندہ اب اسے مار ہی لینا چاہیے دوسری
تلوار اور اُٹھائی تھی کہ خورشید پہ مارے اور کام اسکا تمام کرے مگر اسد غازی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور تیغے کو چمکا
للکار کر اوکر پاس زر دغل بچہ بازاری یہ کیا نامردی ہے او کیا بزدلا پن ہے کہ تو زخمی کو مارے ڈالتا ہے خبردار او مردود
نا بکار ہٹ جا خورشید کے پاس سے اگر اب تو نے خورشید کی طرف نظر بھی اُٹھا کر دیکھا تو آنکھ تیری نکال لیجائیگی اور
طہماس سے کہا کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو اور یہ پاجی نامردی کر رہا ہے خورشید کو حالت زخمداری میں ہلاک کیے
ڈالتا ہے جلد سے جا کر سزا دو فوراً اللہ ہر بھی یہ سمجھا کہ یہ دیوانہ ایرج سے کیا ہو سکیگا کہ زور مارکھانے کی نشانی طہماس
کو اشارہ کیا کہ جاؤ طہماس یہ للکارتا ہوا دوڑا کہ خبردار او آفتاب پرست دست خود را نگہدار کہ بتنگ دور میدیم
اور جھٹ پٹ اپنے گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ او بزدلے یہ کیا حرکت نامردانہ ہے اور کون سی
جوانمردی ہے اس جوان کا تو ہاتھ ٹوٹ گیا زخمی پڑا ہوا ہے اپنی حالت بدین گرفتار ہے تجھے اسے آزار دیتے ہوئے شرم
نہیں آتی اگر تیری تلوار میان سے نکل ہی پڑتی ہے تو آ مجھ سے مقابلہ کر دیکھ تو تجھے کیسی سزا دیتا ہوں طہماس اور ایرج
سے تو یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اسد غازی نے آگر خورشید کو پکارا کہ بھائی خورشید میری جان تجھ پر نثار کیا حال ہے کچھ
بیان تو کرو مگر خورشید تو بیہوش تھا کچھ جواب نہ دیا اسد غازی نے پالکی منگوائی اور خورشید کو سوار کرکے لیگیا طراسپ
نے جو دور سے یہ نقشہ دیکھا کہ طہماس ایرج سے مقابل ہوا ہے اپنے دل میں سوچا کہ طہماس نور الدہر کا رفیق ہے اور
تو ایرج کا مصاحب ہے مناسب یہ ہے کہ تو ہی چلکر طہماس سے مقابلہ کر اور ایرج کو میدان سے ہٹا لا یہ سوچ کر اپنے
گینڈے کو بڑھا کر ایرج کے برابر آیا اور کہا کہ آپ ہٹ جائیے میں ہی اس بدر نام بیان کو سزا دونگا اسلیے کہ یہ
نور الدہر کا رفیق ہے اور میں آپ کا مصاحب ہوں مجھی کو لڑنے دیجیے ایرج طراسپ کے آنے سے بہت
خوش ہوا اور اپنے لشکر کو پھر گیا اور طراسپ نے طہماس سے کہا کہ او بدر نام بیان تو ابھی تک اگر آج تجھے زندہ چھوڑ دیا
تو اپنا نام طراسپ نہ رکھا تمام زمانے میں تو نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا ساری خلقت پکار رہی ہے کہ باپ طراسپ
کا شاہزادہ نور الدہر پہ عاشق ہو کے مسلمان ہو گیا یہ کلام سنا تھا طراسپ کا شکر طہماس نے کہا او نطفہ حرام
معلوم ہوا کہ تو میرے صلب سے نہیں ہے ارے بیٹا وہی ہے جو باپ کے طریقے اور روش پر ہو تو نے مجھے بدنام کیا تھا ہی
کہ طہماس کا بیٹا نالائق ہوگیا یا میں نے تجھے بدنام کیا میں آج بغیر تیرے قتل کیے ہوئے باز نہ رہونگا تو جاتا کہاں
ہے غرض بعد از گفتگوئے بسیار طراسپ نے ساطور اُٹھایا کہ طہماس پر مارے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ ایک پنجہ آسمان کی طرف
سے پیدا ہوا اور کمر زنجیر طراسپ کو پکڑ کے آسمان کی طرف لے اُڑا طہماس دیکھتا رہ گیا اور نا چار مجبور ہو کر
اپنے لشکر کی جانب پھر گیا ایرج نے طبل بازگشت بجا دیا ایرج کا لشکر اپنے مقام پر پھر گیا اور ادھر لشکروں نے بھی

اپنے اپنے مقام پر معاودت کی ایرج اپنی بارگاہ میں کمال آزردہ اور نہایت پژمردہ ہو کر بیٹھا اور مالک بن ملکوت
سے کہا کہ اے مالک تم دیکھتے ہو کہ کیا کیا پیچ پڑ رہے ہیں بن بن کے لڑائی بگڑ بگڑ جاتی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اب ان
خدا پرستوں کی کیا فکر کرنا چاہیے اور کون سی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ خدا پرست مغلوب و مفتوح ہوں مالک بن
ملکوت نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان آپ متردد نہ ہوں یہ اتفاقات زمانہ ہیں ایسا خوفناک نہ ہونا چاہیے
اور ایسے ایسے حوادث فلکی سے مایوس نہ ہونا چاہیے ہر حالت میں نیر اعظم سے مدد کے طلبگار اور فتح کے خواستگار رہیے
اور پھر طبل جنگ بجوایئے آفتاب تابان حامی و مددگار ہے یہ سنکر ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے یہ
خبر اور لشکروں میں پہونچائی وہاں بھی نقارہ ہاے رزمی گرگرائے رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج میدان میں
آیا مبارز طلب کیا ہنوز لشکر اسلام سے کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا کہ ایک جانب سے ایک گرد تیرہ و تار کہ تا فلک اُٹھا
کہ جسنے آسمان تیرہ رنگ کا ڈھنگ دگرگوں کر دیا جب دامن گرد شق ہوا تو بارہ سو علم بنفشئی رنگ کے بارہ ہزار سوار کے
نشان کہ ہر علم کے پھریرے پر صفاتی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی دکھائی دیے بعد اُسکے ہتھنالین شترنالین
بانوں کی ہتھیان کہ سواران زرہ پوش مرکبان زرین پوش پر سوار انتظام درست کرتے ہوئے خاص برداروں کے
غول کے غول انکے ہمراہ آگے آگے سے چہرہ کا ذکر تے ہوئے اور ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر سوار
زیر سایۂ علم شیر پیکر چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اُسکے بارہ ہزار سواران بنفشہ لباس چلے آتے ہیں القصہ جب یہ نقابدار
قریب میدان کارزار کے پہونچا تو آکر ایک جانب کو کھڑا ہو رہا اور چہار طرف دیکھنے لگا جب نظر اُسکی ایرج پر پڑی
تو سجدۂ شکر الٰہی گھوڑے سے اُتر کر بجالایا اور سجدے سے سر اُٹھا کر بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مرکب کو مہمیز کر کے
ایرج کے مقابل ہوا بعد تکاور زنی کے جب نظر ایرج نقابدار پر پڑی تو چہرۂ نقابدار سے عجب رعب و شکوہ
اور جلالت و شوکت اور دبدبہ و عظمت ظاہر ہوئی کہ کسی پہلوان اور کسی سردار اور کسی بادشاہ میں نہ دیکھی تھی متحیر
و متردد ہو کر نقابدار سے کہنے لگا کہ اے نقابدار میں تو ان خدا پرستوں سے تنگ آ رہا تھا تو کون ہے جو بیچ میں آکر
حارج و حائل ہوا بعد مرے آیا ہے اُسی طرف چلا جا کیوں اپنے پانوں سے مرا اے اجل میں جاتا ہے اور
کیوں بلا وجہ بیابان موت میں شناوری کرتا ہے جا چلا جا نہیں اس بیدردی سے قتل ہوگا کہ بیابان و دریا اور
مرغان ہوا تیرے حال پر نوحہ و زاری کرینگے تو مجھے جانتا بھی ہے کہ میں کون ہوں میں صاحبقران آفتاب پرستان
ایرج نوجوان ہوں یہ سنکر نقابدار نے کہا کہ الحمد للہ والمنۃ اے خیرہ سر دیدہ ادراک میں مروی و مردانگی سے تجھ
میں تو تجھے مدت سے ڈھونڈ رہا تھا شکر ہے خداے لا یزال کا کہ میں نے تجھے پایا تو سر میدان پایا دیکھ تو اب
تجھے کیسے آئین شجاعت و دلاوری کے تعلیم کرتا ہوں کہ تو بھی تمام عمر یاد رکھے انشاء اللہ العزیز الجبار یا تو آج میں تجھے
تہ تیغ کرتا ہوں یا اپنی غلامی کا حلقہ تیرے کان میں ڈالکر باندھے لیے جاتا ہوں بس یہ کلمات سنکر ایرج آگ
بگولا ہو گیا اور بگڑا کہ او نقابدار مفلوک روزگار ناہنجار روبہ کردار فند او دمکار تجھے اپنی شجاعت پر بڑا گھمنڈ
ہے اپنے کو بہت بڑا بہادر و دلاور جانتا ہے تو مجھے آئین بہادری کیا تعلیم کریگا مجھے بھی کوئی کم نہ سمجھ تیرے جیسے ابھی
میں بہت ہوں تو اپنے دل میں کیا کیا ہے خیر جو حربہ رکھتا ہو لا نقابدار نے کہا کہ یہ دستور اہل اسلام کا نہیں کہ پہلے
وہ پیشدستی کریں تو پہلے اپنا حربہ کرے تو پھر میں بھی سمجھ لونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ اچھا خبردار خبردار کہکر
نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا تھی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی
ہوا کی سنانین بنانین ناکارہ ہو گئین برچھوں کو ہاتھوں سے پٹک دیا ایرج نے نقابدار پر گرز مارا نقابدار نے

گرز اسکا رد کیا اور اپنا گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا گرز بازی مین بھی دونون برابر رہے
ایک دوسرے پر غالب نہ آیا آخرکار ایرج نے نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کرکے کہا کہ دیکھ او
آفتاب پرست خبردار رہو ہوشیار باش یہ کہکر بڑی قوت سے جو تلوار ایرج پر ماری تو ایرج نے سپر پر روکی تلوار
جو سپر پر پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ایرج نے سر اپنا ہٹایا تلوار مرکب کی گردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی
ایرج نے چاہا کہ مرکب سے کود پڑے پیر جو رکاب مین الجھا ہی تھا مرکب دم سے زمین پر گرا پاؤن ایرج کا
گھوڑے کے نیچے دب گیا ہر چند ایرج نے چاہا کہ سنبھلے مگر نقابدار کب سنبھلنے دیتا تھا جھپٹ کر گھوڑے سے کود کر ایرج
کی چھاتی پر سوار ہوا اور دونون کان پکڑ کر خوب گوشمالی دی اور کہا کہ اے ایرج تو خوف نکر ہم بہادرون مین شجاع ہو تیری
طرح نامرد نہین ہین مگر یہ گوشمالی اس واسطے دی ہی کہ خبردار اب کسی زخمی کو نہ پکڑنا زخمی کا گرفتار کرنا نہایت نامردی ہی
اور تونے مجھے پہچانا بھی کہ مین کون ہون تم تیرہ دین ستون اسلام کرب پرحرب لشکر کشا شاہ ولایت امیر شرق
و غرب یہ کہکر جب نقاب کا منہ پر سے ہٹایا ایرج نے دیکھا کہ فی الواقع کرب غازی ہو صورت دیکھکر کانپ گیا
کرب نے کہا کہ اے ایرج تجھے یاد ہی کہ میدان اشتر مین تجھسے اور مجھسے کشتی ہوئی تھی اور کوہ پیرا اکمر گیا تھا اور تو نے
مجھے گرفتار کر لیا تھا اور مین نے کہا تھا کہ اسکا عوض تجھسے لونگا اے ایرج آج میرا موقع بنگیا اور بہ تائید ایزدی
آج اسکا عوض تجھسے لیا اب خبردار دیکھ آج کی سزا کو یاد رکھنا اور کبھی کسی زخمی کو نہ قتل کرنا نہ اسپر کسی طرح کی
زیادتی کرنا کہ اسی اثنا مین اسد غازی نے اپنے باپ کو دیکھا وہین سے یہ کہتا ہوا دوڑا کہ بابا جان مین آپہونچا
اسے چھوڑیے کا نہین مگر ایرج بہت شرمندہ اور انتہا کا نادم ہوا اور کرب سے کہا کہ مجھسے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی
اور واقعی یہ حرکت میری قابل ملامت ہی اور اب مین یہ عہد کرتا ہون کہ کبھی کسی زخمی پر زیادتی نہ کرونگا علی الخصوص جبکہ
گرا ہو اگر چہ جاے پاؤن مین فرق آجاے یہ سنکر کرب غازی نے ایرج کو چھوڑ دیا ہر چند اسد غازی کہتا رہا
کہ بابا جان یہ پاجی ہی اسکے اقرار پر عمل نہ کیجیے اور اس مردود کو گرفتار ہی کر لیجیے اس سے وفا کی امید رکھنا سخت نادانی ہی
مگر کرب نے یہی جواب دیا کہ نہین بیٹا جو اپنے سے لجاجت کرے اور عہد کرے اسکو ایذا دینا اور آزار پہونچانا مردی و جوانی
کے بہت خلاف ہی القصہ ایرج تو اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور کرب بہ حرب اسد غازی کو اپنے ہمراہ لیکر یہ
باتین کرتا ہوا جانب لشکر اسلام روانہ ہوا کہ بیٹا تم گھبراے کیون ہو یہ آفتاب پرست جاتا کہان ہی مین بغیر مارے
اسے چھوڑتا تھوڑی ہون اس وقت سے مارنا یا گرفتار کرنا شان بہادری کے بہت خلاف تھا اسلیے کہ اسنے
لجاجت و منت کرکے شرط کی اور عہد کیا اسد غازی نے کہا کہ بابا جان یہ سب سچ ہی مگر اسکے قول کا اعتبار کیا ہی
کرب نے کہا کہ بیٹا یہ مین بھی جانتا ہون مگر یار زندہ صحبت باقی اسوقت چھوڑ دیا پھر کسی جائیگا کہان اب کی یہ کوئی
ناشایستہ حرکت کرے تو پھر اسکو قرار واقعی سزا دینا چاہیے القصہ یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ صاحبقران
ہوئے امیر با توقیر کی قدمبوسی حاصل کی امیر کشور گیر بہت خوش و خرم ہوئے کرب سے معانقہ اور مصافحہ کیا
کرسی زرنگار پر بٹھایا بعد اسکے شاہزادہ بدیع الزمان نامور اور نور الدہر والا قدر آکر بغلگیر ہوئے فرح بیحد
ہوئی کرب نے نور الدہر کا حال استفسار کیا نور الدہر نے کرب کا حال استفسار کیا کمال خوشی حاصل ہوئی
طبل شادیانی بجنے لگا ادھر ایرج جو اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کمال دل ملول اور پژمردہ خاطر ہوکے اپنا سر جھکا کر
بیٹھ رہا ہر مرتبہ اپنے دل سے یہ کہتا تھا کہ افسوس ایسی ذلت و خواری آج نصیب ہوئی کہ اب کسی سے آنکھ
چار کرنا نہ چاہیے اور ذلت بھی کیسی سر میدان کیا کرون کیا نہ کرون اسی سوچ مین بیٹھا ہی تھا کہ کچھ صاحب آکر

بیٹھے عرض کیا کہ خداوند کیون سوچ کا ہے کا ہی بادشاہون کو ایسے اتفاقات اکثر ہوا کرتے ہین نیرِ اعظم سے مرد کے
قالب بیسے ناج دیکھیے خوش وبشاش ہو بیٹھے کل پھر سمجھا جائیگا آپ کے لشکر مین بھی بڑے بڑے پہلوان ہین کل خود
شجاع نیئے گا کسی ملازم کو بھیج دیجیے گا کہ ایرج گرفتار ہو آئیگا یہ بھی اتفاقات زمانہ ہے کہ جسے آپ گرفتار کر لائے تھے اُس سے
آپ پست ہو گئے یہ مقام تردد نہین ہے غرض اس خوشامد سے ایرج کو بھی کچھ تسکین ہوئی دَور ہونے لگا جام شراب
گلرنگ گردش مین آیا جب ایرج کو خوب نشہ ہو لیا اور دماغ گرم ہوا تو اسی حالت نشہ مین طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر
ہرکارون نے لشکر امیر مین پہونچائی وہان بھی اُسی وقت کوس شبلی پر چوب پڑی رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی
علی الصباح دونون لشکر سر کر آراستہ میدان نبرد ہوئے جب صفوف جدال و قتال آراستہ ہو چکین نقیب نقابت کر کے
چلے گئے تو ایرج میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر صاحبقران سے رستم پیلتن کشندۂ قویل ہندی عادول ہندی
وکیستان فرنگی علمشاہ رومی امیر سے رخصت حاصل کر کے بادشاہ اسلام کو سلام کر کے مرکب اڑا کر مقابل ایرج ہوئے
بعد بگاوزدنی کے ایرج نے کہا کہ ای شہریار والا تبار آپ شاہزادۂ خاور سیاہ شاہزادہ قاسم کے چچا بزرگوار ہین
اور مجھے شاہزادہ موصوف کی خدمت مین کمال درجہ نیاز ہے مین یہ نہین چاہتا کہ آپ سے مقابلہ کرون اور شاہزادۂ
خاور سیاہ سے ندامت حاصل کرون آپ یہان سے تشریف لیجائیے اور مجھسے مقابلے کا قصد نہ کیجیے لشکر صاحبقران
مین کیا سوا آپ کے اور کوئی نہین ہو میرے مقابلے کو آئے علمشاہ نے یہ سنکر کہا کہ ای ایرج اگر یہ بات
سچ ہے اور تجھکو قاسم کے ساتھ محبت ہے تو مین بھی یہ نہین چاہتا کہ تجھکو ذلیل کرون اور سر میدان گرفتار کر کے لیجاؤن
چل میرے ساتھ خدمت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران مین اور قدمبوسی کا شرف حاصل کر کے کلمہ پڑھ اور بصدق
دائرۂ اسلام مین داخل ہو اور اگر یہ امر راست نہین ہے اور صرف مغالطہ ہے تو میرا سامنا کر اور تلوار ہاتھ مین لے کہ
مین تجھکو باندھ کر لیجاؤن اور اپنا حلقہ بگوش کرون یہ سنکر ایرج نے کہا کہ کیا خوب آپ یہ سمجھے ہین کہ مین آپ سے
دبگیا اور ڈر کر یہ کلام کرتا ہون تو یہ تعریف ہے مین آپ سے دبا نہین اور کچھ آپ سے کم نہین ہون آپ سے جو کچھ ہو سکے
قصور و کوتاہی نہ فرمائیے لائیے جو حربہ آپ رکھتے ہون علمشاہ نے کہا کہ تقدم کرنا ہمارا دستور نہین ہے تم اپنا حربہ پہلے
کرو جب تمہارے حربے سے خدا بچائیگا تو پھر ہم بھی حملہ آور ہونگے یہ سنکر ایرج نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے
پر روکا پھر تو طرفین نیزے کی نکلنے لگین سنان سے سنان جان سے جان جھڑنے لگی دونون نیزے مثل بلبلون کے گتھ گئے
چار گھڑی تک خوب نیزہ بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ ہوا اور کچھ مطلب نہ حاصل ہوا نیزے ہاتھون سے
پھینک دیے گرز ہاتھون مین اٹھا لیے اُسمین بھی برابر رہے اور کوئی مطلب نہ حاصل ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا شام تلوار چلا کی آخر کو علمشاہ زخمی ہوے اور روک علمشاہ کو لیگئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا صاحبقران
علمشاہ کو بارگاہ مین لائے زخمون پر ٹانکے لگوائے کہ دفعۃً ہرکارون نے خبر پہونچائی کہ ایرج نے طبل جنگ
بجوا دیا یہ سنکر صاحبقران نے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان
مین صف آرا ہوئے ایرج نے اپنے لشکر سے نکلکر مبارز طلبی کی لشکر صاحبقران سے مرزبان خراسانی مقابلے
کو نکلا ایک تھوڑی ہی دیر مین مرزبان زخمی ہوا بعد اُسکے صندل اصفہانی وغیرہ کل اُنیس آدمی ایرج کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے شام تک لڑائی رہی شام کو ایرج طبل بازگشت بجا کر اپنے لشکر کی جانب پھر گیا اور اپنی بارگاہ
مین پہنچکر عیش و عشرت مین رات گذاری اور صبح کو پھر ایرج میدان مین صف آرا ہوا اور نعرہ کیا کہ جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو نکلے یہ نعرہ سنکر داراب کشور کشا اپنا مرکب جھکا کر ایرج کے مقابل ہوا شام تک خوب نیزہ بازی

اور گرز بازی ہوئی آخر کار وار اب ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور اب کو تو رنگ اُڑتا دیکھے اور نورالدہر نے
پنا مرکب بڑھا کر کہا کہ اے ایرج آج تو شام ہو گئی تم بھی اپنے خیمے کو جاؤ اور ہم بھی جاتے ہیں کل ہمارے اور تمہارے سامنا
ہوگا ایرج نے کہا کہ میں بھی مدت سے اسی کا اشتیاق ہوں خیر ایک مرتبہ تو دل کھول گرز بازی کے صدمے سے ٹوٹ گیا مگر
اب تو کوئی یہاں اور ہمارا اس جگہ نہیں ہوا اور جس مرتبہ تو دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی تھی کل خوب آرزو سے دل نکلے گی یہ کہکر
ایرج اپنے خیمے کو گیا اور نورالدہر پھر کر اپنے لشکر میں آئے اُدھر ایرج نے طبل جنگ بجوایا ادھر شاہزادہ نورالدہر نے
نقارۂ رزمی پر چوب دلوائی رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر صف آرا ہو کے میدان میں برد ہوئے اور وہاں قصر ہفت منظر
میں بھی یہ خبر کسی طرح ہو گئی کہ آج ایرج اور نورالدہر سے مقابلہ ہوگا دیو قلیاس نے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ آج شاہی
نورالدہر اور ایرج سے مقابلہ ہوگا اگر وہ بات سچ ہو تو آج کی لڑائی قابل دید ہوگی میں بھی شکار کے لیے نہ جاؤنگا اور
ان دونوں کی لڑائی کا تماشا دیکھونگا دیکھیے کون غالب ہوتا ہے اور کون مغلوب یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے دیو قلیاس
میں آدمزاد ہوں کی بھی کوئی لڑائی ہے تم حسب معمول شکار کے لیے جاؤ وہ لڑائی ہی کیا ہے جسکا تم تماشا دیکھوگے مگر
دیو قلیاس نے نہ مانا اور کہا کہ میں آج شکار کو نہ جاؤنگا تو کیا ہرج ہے مقصد یہ کہ ان دونوں کی جنگ دیکھنی ضرور دید
کے قابل ہے جب دیو قلیاس نے کسی طرح نہ مانا تو عمرو نے ملکہ سے کہا کہ اچھا ملکہ تم کیوں مصر ہوتی ہو تم بھی آج
کی لڑائی کا تماشا دیکھو اور میں بھی دیکھوں یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ ہاں ہاں اچھی بات ہے یہ کہکر دیو سامنے بیٹھا
اور ملکہ کے پہلو میں جاکر کھڑی ہوئی عمرو کا قفس بھی اسی جگہ رکھوا دیا گیا اور سب کے سب تماشا دیکھنے لگے کہ
یکایک ایرج اور نورالدہر اپنے اپنے لشکر سے نکل نکل میدان ہوئے دونوں کے مرکب برابر سے ہٹ گئے
پھر نکادرزنی کے دونوں نے نیزے ہاتھوں میں اٹھائے دیر تک نیزہ بازی ہوئی دونوں کے نیزے مثل نیلوں کے
کٹ گئے ملیں پہلیں ہونے لگی نہ دونوں نیزے دونوں کے نالا رہ ہوگئے دونوں نے بچھے ہاتھوں سے پٹک گرز اٹھائے
بڑی دیر تک گرز بازی ہوئی مگر ایک دوسرے پر غالب نہ آیا بلکہ اثنائے گرز بازی میں ایرج کا گھوڑا صدمہ گرز
نورالدہر سے ہلاک ہو گیا اور ایرج گھوڑے سے کود کر الگ ہوا گرز ہاتھ سے رکھکر تلوار لیکر نورالدہر کی طرف
جھپٹا کہ نورالدہر کا مرکب پا کر دے شاہزادے نے جو یہ رنگ دیکھا کہ ایرج اس قصد سے آتا ہے جھپٹ گھوڑے
سے کود پڑا اور پیادہ ہوکر ایرج کی جانب لپکا ایرج نے جب نورالدہر کو پیادہ آتے دیکھا تو تلوار ہاتھ سے
رکھدی اور عزم کشتی نورالدہر کی طرف بڑھا یہ دیکھکر نورالدہر نے بھی کشتی کا تہیہ کیا غرض جب دونوں برابر آگئے
خم ٹھونک کر کشتی لڑنے لگے دیو قلیاس نے جو یہ تماشا دیکھا اپنی جگہ سے اُٹھا ملکہ نے پوچھا کہاں جاتے ہو
کہنے لگا کہ کہیں نہیں ابھی آتا ہوں ملکہ نے کہا آخر کچھ بتاؤ تو تب دیو نے کہا کہ جاتا کہاں ہوں یہ دونوں کشتی لڑ رہے
ہیں میرا قصد یہ ہے کہ ان دونوں کو اٹھا کر دریا میں پھینک آؤں یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے دیو تیری عقل کہاں جاتی ہے تو
بیٹھا ہوا تماشا دیکھے جا تجھے ان سے کیا مطلب غرض ہے ایک مرتبہ تو شاہزادہ نورالدہر کو دریا میں پھینک آیا تو کیا ہوا
وہ پھر صحیح وسلامت چلا آیا اور اگر اب پھینک آئیگا تو کیا ہوگا خبردار نہ جانا مجھے خوف یہ ہے کہ تیرے دشمنوں کو کوئی
چشم زخم نہ پہونچے دیو یہ سنکر ہنس پڑا اور کہنے لگا اے ملکہ تمہاری عقل کیا ہے تم میں یہ آدمزاد اس حالت میں میرا
کیا بنا سکتے ہیں القصہ ہر چند ملکہ منع کرتی رہی کہ تو نہ جا مگر اسنے نہ مانا اور قصر ہفت منظر سے اتر کر دوڑا ہوا ان
دونوں کے قریب گیا چاہتا تھا کہ دونوں کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھائے کہ ایرج نے دیکھ پایا اور نورالدہر کو
آگاہ کیا کہ اے نورالدہر آگاہ ہو جیسے کہ دیو قلیاس آ پہونچا ہوشیار ہو کہ یہ کمبخت ہم آپ دونوں کو

اٹھا لیجائے اور پھر دل کی آرزو دل ہی میں رہ جائے پہلے اسکا کام تمام کر دیجیے۔ شمشیر نور الدہر نے جو اپنا ہاتھ دوڑایا تو
ایک ہاتھ دیو کا نور الدہر کے ہاتھ میں آ گیا ایک جھٹکا جو دیتے ہیں تو سر دیو کا جھک گیا اب شاخ نور الدہر نے
پکڑ لی اور دوسری کا ایرج نے پکڑ لی اب ایرج تو اپنی طرف کھینچتا ہے اور نور الدہر اپنی جانب کھینچتے ہیں اب اس
کشمکش میں دیو کی جان پر آ بنی اپنے دل میں خیال کرتا ہو کہ اب کیا کروں اور کیا نہ کروں ہزار ہزار لعنتیں اپنے
اوپر دیتا ہو کہ تو یہاں آیا ہی کیوں ایک شاخ تیری پہلے ہی ایرج کے ہاتھ سے ٹوٹ چکی تھی مگر پھر بھی خیال نہ آیا تو
اپنے دل میں یہ باتیں سوچ سوچ کر پچتا رہا ادھر ایرج اور نور الدہر نے جو یہ دیکھا کہ نہ ہم کھینچ سکتے ہیں نہ یہ کھینچ سکتا تو
اب کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ دیو کسی طرح ہلاک ہو جائے یہ خیال نور الدہر نے ایرج سے ظاہر کیا اور ایرج
نے بھی نور الدہر سے یہی کہا آخر کار یہ بات قرار پائی کہ اس کمبخت کو بیچ سے چیر ڈالو یہ سنکر دیو کی جان نکلی
اور اپنے دل میں خیال کیا کہ افسوس تو مفت میں مارا گیا یہ کیا غضب ہوا آخر اپنا دل تو کرکے پھر جا بے جو کچھ ہو جائے
یہ سوچ کر دونوں ہاتھوں سے جو ایرج کے دونوں ہاتھ ہلائے تو دونوں ہاتھ ایرج کے مڑ گئے اور انکے صدمے
سے شاخ دیو کی ہاتھ سے ایرج کے چھوٹ گئی بس ایرج کے ہاتھ سے شاخ کا چھوٹنا تھا کہ فوراً اپنے مخود بڑھ کر
نور الدہر کے ہاتھ پر اس زور سے لات ماری کہ ہاتھ نور الدہر کا زخمی ہو گیا اور شاخ دیو کی ہاتھ سے چھوٹ
گئی بس شاخوں کے چھوٹتے ہی وہاں سے اڑتا ہوا بھاگا اور ہفت منظر سلیمانی میں آ کر دم لیا اور ملکہ سے
کہا اے ملکہ حقیقت یہ ہو کہ یہ لوگ آدم زاد کاہے کو ہیں اژدہے ہیں قریب تھا کہ مجھکو چیر ڈالیں مگر زندگی تھی جو بچ گیا اے
ملکہ میں سمجھا کہ نہ ان کے بستر پہ چڑھا یا شمشیر ملکہ نے کہا کہ او مردے [illegible] تیری منع کرتی تھی کہ نہ جا مگر تو نے نہ سنا
تو مارا جاتا تو میں خوش ہوتی اور [illegible] ایک دفعہ شاخ تڑوا چکا تھا اور پھر بھی خیال نہ آیا خوب ہوا کہ
بچکے آیا اب پھر جا اور [illegible] تیرے ٹکڑے ٹکڑے کرے تو میرے دل میں ٹھنڈک پڑے [illegible]
لوگوں کو منع کرتی ہوں کہ تجھے ساعت ہی نہیں ہوتی اپنی دن ہی میں مرا جاتا ہے دیو قطیاس نے کہا اے ملکہ جو تم کہتی ہو
سب سچ ہے اب مجھ سے کبھی ایسی خطا سرزد نہ ہوگی اے ملکہ قسم ہو ابلیس پرتلبیس راس الشیاطین کی جو اب کبھی بھی
ان آدم زادوں پر جاؤں اے ملکہ ان آدم زادوں کے مردے سے بھی حذر کرنا چاہیے معلوم نہیں یہ کون بلائیں ہیں اب اگر
انکا مردہ بھی دیکھونگا تو دور بھاگونگا دیو قطیاس تو اس طرف بھاگا اور ادھر نور الدہر اور ایرج میں یہ باتیں
ہوا کہ دیو ہم تم دونوں ایک بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے ہمارا ہاتھ زخمی ہو گیا تمہارے بھی ہاتھ مڑ گئے اب کل
رخصت نور الدہر اپنے خیمے کو گیا ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا امیر نے نور الدہر کے ہاتھ میں مرہم پٹی کرائی ایرج
نے اپنے ہاتھ میں مالش کرائی دوسرے دن ایرج نے حامد بن حمید زنگی کو تخت پر بٹھانے کا سامان درست کیا
اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ آپ برا نہ مانیے گا کہ میں حامد بن حمید کو بادشاہ لشکر قرار دیتا ہوں میں فقط
ملکہ قمر چہر کے دکھانے کے لیے حامد بن حمید کو تخت نشین کرتا ہوں مالک بن ملکوت نے کہا کہ مجھے اس امر میں
برا ماننے کا کوئی باعث نہیں ہے تمہیں اختیار ہو میں مانع نہیں ہوں غرض سارا دن تو درستی سامان میں بسر ہوا
وقت شب حامد بن حمید زنگی کو سر سے پا تک جواہر اور لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرنگار پر بٹھایا اور پہلے خود نذر
دی پھر انکے اپنے رفقا اور افسران فوج نے نذریں دیں اور شادیانے طبل شاہانی بجنے کا حکم دیا کوسوں تک اپنے لشکر
کے گرداگرد روشنی کرائی مالک بن ملکوت شاہ وزیر اقبال شاہ گرداگرد تخت کے متمکن ہوئے ایرج خود
مع تجمل شوکت پر شکن ہوا [illegible] آ کر حاضر ہوئے [illegible] ہونے لگا دور شراب گلرنگ گردش میں آیا بجتیا رک

خوب ہی سیر و تفریح کرنے لگا اور تماشبینی کو دینے لگا خواصوں نے کہا کہ آج تو لشکر ایرج میں بڑی ہی روشنی
ہو رہی ہے کہ سوتوں تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکل آیا ہے دیو قلیاس اور عمرو اور ملکہ قمر چہرہ سامنے آکر بیٹھے اور
تماشا دیکھنے لگے دیکھتے دیکھتے عمرو کی نگاہ بختیارک پر پڑ گئی دیکھا کہ وہی حرامزادہ ہے غصہ سے بدن میں آگ لگ گئی
آگ ہو گیا اور اپنے دل میں کہا کہ افسوس یہ حرامزادہ تو اس طرح زعفران و شادمان ہو اور تو اس طرح بلا میں گرفتار رہے
ای عمرو یہی حرامزادے کی بدولت تجھسے اور امیر سے جدائی ہوئی اور تو اس زندان میں مبتلا ہوا کسی طرح تو اس
مردود کو بھی گرفتار بلا کر یہ باتیں دل میں کر رہا تھا کہ دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا جبل کچھ گاؤ اس وقت جی
گھبرا رہا ہے عمرو نے اس موقع کو غنیمت جان کر دیو سے کہا کہ ای شاہ دیوان گانے کو تو میں گاؤنگا اور جب آپ نے
کہا میں نے گایا مگر گانا میرا بغیر سازندے کے اچھا ہو اگر سازندہ کوئی ملجائے تو اور بھی لطف زیادہ ہو اور میں گانا
میرا رونق پکڑے اور آپ بھی بہت زیادہ محظوظ ہوں دیو قلیاس نے کہا کہ ای آغا جبل پھر سازندہ کہاں سے
عمرو نے کہا کہ میں آپ کو بتلائے دیتا ہوں اٹھا لاؤ تو آپ کا کام ہو دیو نے کہا کہ بتلاؤ خواجہ نے دور سے بختیارک
کو دکھایا اور کہا کہ دیکھو وہ سازندہ بیٹھا ہوا ہے کمبخت نام اسکا حافظ بختیارک ہے سازندہ بے مثل و بے نظیر
ہے کہ جب اسے اٹھالاؤ تو پھر میرے گانے کا حظ ہے یہ سنکر دیو قلیاس نے کہا کہ میں جانے کو تو جاؤں مگر یہ بتلاؤ کہ
وہاں بھی شمع نور الدہر و ایرج کے زبردست تو نہیں ہے کہ مجھکو ایذا پہونچائے عمرو نے کہا کہ نہیں وہ ایک سازندہ
ہے اسکی حقیقت کیا ہے جو تمھیں آزار پہونچائے تم کچھ خوف نہ کرو دل کڑا کرکے اٹھا بھی لاؤ دیو نے کہا کہ اچھا تم مجھے
اچھی طرح پہنچوا دو تو پھر میں جاؤں خواجہ عمرو نے بختیارک کو اچھی طرح پہچنوا دیا جب دیو خوب پہچان گیا تو
قصر ہفت منظر سے اڑکر جانب بارگاہ ایرج روانہ ہوا وہ اس طرف گیا اور یہاں عمرو نے ملکہ قمر چہرہ سے کہا
ای ملکہ تم مجھسے اکثر کہا کرتی تھیں کہ کسی طرح اس دیو کا کام تمام کرو اب کیا کہتی ہو قمر چہرہ نے عمرو سے کہا کہ ای
خواجہ بہت جلد اس مردود کا کام تمام کرو کہ میرا پیچھا چھوٹے یہ کہکر خواجہ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بہ سعی خواجہ
تم ساحت ہو جلد کسی طرح اسکا کام تمام کرو یہ سنکر خواجہ عمرو نے ایک پڑیا دارو بیہوشی کی نکالکر ملکہ قمر چہرہ کو
دی اور کہا کہ ای ملکہ اس پڑیا کو تم اپنے پاس رکھو جب دیو شکار کو جائے تو تم یہ پڑیا شراب میں ملا رکھنا جب وہ
شکار سے واپس آئے تو تم وہی شراب اسے پلا دینا وہ پیتے ہی بیہوش ہو جائیگا پھر سمجھ لینگے یہ لیکر پڑیا ملکہ کو
سے دی ملکہ نے اسے اپنے پاس بحفاظت تمام رکھا اور ادھر جیسا ہوا دیو قلیاس بارگاہ ایرج میں داخل
ہوا اور بختیارک کو اٹھا کر لیا بختیارک چلایا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان جلد میرے پیچھے دیو مجھے
پکڑے لیے جاتا ہے ایرج جب تک اٹھے ہی اٹھے دیو قلیاس بختیارک کو لے بھاگا اور قصر ہفت منظر
میں آکر آسمان سا ہر چند بختیارک چلاتا رہا کہ آزاد دو میں ملکہ قمر چہرہ کا عاشق نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مگر دیو قلیاس کب
سنتا ہے القصہ جب نظر بختیارک کی ملکہ قمر چہرہ پر پڑی یہ معلوم ہوا کہ ایک برق تجلی تھی جو دفعتہ چمکی قریب تھا
غش کھا کر گر پڑے مگر ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ معشوقہ دلفریب حامد بن حمید زنگی کو ملجائے تو کیا ہی
خوب ہو مگر یہ تو نور الدہر پہ مائل ہے حامد بن حمید زنگی کے ہاتھ لگنا بہت مشکل ہے مگر خیر اگر زندہ رہا تو پھر کوئی
تدبیر سوچونگا یہ باتیں بختیارک اپنے دل میں کر رہا تھا کہ خواجہ عمرو نے کہا کہ کہو اچھی طرح ہے بختیارک
نے جو خواجہ عمرو کو دیکھا تو سمجھ گیا کہ یہ انھیں مرشد کی کارستانی ہے جلدی سے اٹھکر سلام کیا اور کہا کہ میں تو
آپ کا غلام ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ خیر سمجھ لیا جائیگا دیو قلیاس نے کہا کہ ای حرامزادہ تیرا کیا نام ہے

بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو مجھے بختیارک کہتے ہیں دیو قلیاس نے کہا کہ تو نے حافظ بختیارک
کیوں نہ کہا میں نے تیرا نام حافظ بختیارک رکھا ہے یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر بختیارک کو دیا اور
کہا کہ لو حافظ بختیارک پیو آج تمہیں سے صحبت گرم ہوگی بختیارک نے کہا کہ اے آقا دیو میں تو شراب نہیں پیتا
مجھے تو معاف رکھو دیو قلیاس نے برہم ہو کر کہا کہ پیتا ہے یا نہیں نہ پیے گا تو کچا ہی چبا جاؤنگا بختیارک نے چار ناچار
ہاتھ سے لیا گر وہ جام دھوبی کے نادسے سے کم نہ تھا ایک مرتبہ میں تو پینا دشوار ہی سے خالی نہ تھا دو تین مرتبہ میں کچھ
چھلکی کچھ گرائی کچھ پی غرض بہ ہزار خرابی وہ جام شراب خالی کر کے دیو کو دیا دیو نے بھی کئی قدح شراب زہر مار کیے جب خوب
مست ہوا تو بختیارک سے کہا کہ اے حافظ بختیارک میرے سامنے آج تمہیں گانا پڑیگا یہ سنکر بختیارک بہت ہی
پریشان ہوا اور سمجھا کہ یہ خواجہ عمرو کی کارستانی ہے اسی کمبخت نے دیو سے کہکر اس تقریب سے الجھوایا ہے موت
مجھے قتل کروایا کانپ کانپ کر کہنے لگا کہ اے شاہ دیوان میں تو گانا نہیں جانتا دیو نے کہا اے حرامزادے صبح سے جناب
ملکہ کو گایا کیا اور ناچا کیا اچھلا کودا کیا اور مجھے کہتا ہے کہ میں گانا نہیں جانتا یہ سنکر بختیارک نے کہا اے شاہ دیوان میں
سچ ہی کہتا ہوں کہ مجھے بالکل ناچنے گانے میں تمیز نہیں ہے یار گا: ایرج بن تخت نشین حامد بن جمید کا جشن تھا ایرج
ہو رہا تھا میں بھی بوجہ مسخرا پن کے اچھل کود رہا تھا دل لگی کر رہا تھا میں یہ سنتا تھا کہ دیو آگ ہو گیا اور کہنے لگا او مردک کیوں
جھوٹ اور صلوات و واہیات بکتا ہے گاتا ہے تو گا نہیں تو سزا سے مقتول پائیگا بختیارک نے کہا کہ اے شاہ دیوان میں
کیا گاؤں مجھے فن موسیقی میں بالکل امتیاز نہیں ہاں اگر کہیے تو کچھ اپنی مصیبت کا گانا شروع کر دوں یہ سنکر دیو قلیاس
نے کچھ جواب نہ دیا اور اٹھنے کے ساتھ ہی بختیارک کو پکڑ کر اُلٹا لٹکا دیا اور ملکہ قمر چہرہ کی پاپوش اُٹھا کر
اسقدر بختیارک کے سر پر ماریں کہ سر کے بال جھڑ گئے تب تو بختیارک بلبلا گیا اور خواجہ عمرو کی طرف دیکھکر
ہاتھ جوڑ کے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب تمہیں بچاؤ گے تو بچونگا اور تمہیں جان بخشی کرو گے تو جاں بری ہوگی یہ حال
بختیارک کا دیکھکر اور اسکی لجاجت و منت کرنے پر خواجہ کو رحم آ گیا اور دیو سے کہا کہ آقا قلیاس معلوم ہو
کہ حافظ بختیارک گاتے گاتے تھک گیا ہے آواز اسکی پڑ گئی ہے اسوقت اسے معاف کرو پھر کسی وقت گائیگا مگر
تمہاری دل لگی اور اشتعال طبع کے لیے میں گاتا ہوں اور حافظ بختیارک مسخری کریگا دیو نے کہا اچھا ہے اسکو
اپنا مسخرہ مقرر کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ تمام قصر میں روشنی کرا دو جب روشنی ہو چکی تو خواجہ عمرو نے گانا شروع کیا
اور بختیارک اچھلنے لگا عمرو کوئی دو پہر رات تک گایا کیا اور اُسکے ساتھ ہی ساتھ بختیارک اچھل کود مچایا کیا جب
دو پہر رات گذر گئی تو صحبت برخاست ہوئی دیو قلیاس بھی سو رہا اور ملکہ نے بھی آرام کیا عمرو بھی سو رہا بختیارک
کو بھی سونے کی اجازت ملی جب صبح کو دیو سو کر اُٹھا تو عمرو کو پنجرے میں بند کیا اور بختیارک کو ستون سے باندھکر
شوشہ اسکی زبان میں چبھو دیا اور خود شکار کو چلا گیا جب شکار سے واپس آیا اور جانوران شکاری وغیرہ کھا پی چکا تو
عمرو کو پنجرے میں سے نکالا بختیارک کو بھی رہا کیا ملکہ کو بلا کر اپنے پاس بٹھایا جام و صراحی شراب گلرنگ کی
خواصوں نے سامنے لا کر رکھ دی ملکہ نے پہلے ہی سے دارو بیہوشی شراب میں ملا رکھی تھی اور اس سبب سے اطمینان
تھا کہ آج تو اسکا کام تمام ہی ہو جائیگا برخلاف ایام گذشتہ ملکہ نے دیو سے خوب ہی اختلاط کرنا شروع کیا بظاہر خوب ہی
شادمان و فرحان ہوئی خوب ہی بشاشت ظاہر کی کبھی تو مونچھ پکڑ پکڑ کے ہلاتی ہے کبھی سر پر ہاتھ پھیرتی ہے کبھی شانہ میں
پکڑ پکڑ کے دھولیں مارتی ہے اور کہتی ہے کہ ارے میں تیرے سر کی خاک جھاڑتی ہوں دیو قلیاس بھی یہ حرکتیں دیکھکر
بہت ہی خوش ہوا اور اپنے دل میں کہتا ہے کہ خیر آج ملکہ خوش تو ہے کبھی اپنے ہاتھ سے شراب انڈیل کر پیتا ہے کبھی ملکہ

اور بڑا بیگر بیٹھا ہی ہے غرض دیو قلیاس شراب پی کر خوب مست ہوا جب عمرو نے دیکھا کہ بیہوشی نے خوب اثر کیا
تو دیو قلیاس سے کہا کہ ای آقا قلیاس اب میں دائرہ بجاتا ہوں تم ٹھمکا دو اور حافظ چھیارک تمہارے ساتھ
گاوے تو بڑا لطف ہو اور مجلس میں بہت ہی خوشی ہو۔ دیو نے کہا کہ ای آقا بلبل بہت بہتر ہی بجا بجاتا ہوں یہ سنکر خواجہ عمرو نے
دائرہ بجانا شروع کیا دیو ٹھمکا دینے لگا چھیارک اچھلنے لگا جب خوب بیہوشی نے اثر کیا تو چکر کھا کر دھڑسے گرا
تب عمرو نے خنجر نکالکر اسکے گلے پر پھیرا لیکن ایک رونگٹا بھی اسکا نہ کٹا سمجھا کہ یہ کمبخت ایسے ہی روئین تن ہی خنجر
سے اسکا کام تمام ہونا دشوار ہی بس یہ سوچ کر کمند آصفا سے باصفا نکالکر پھندا اسکا دیو کے حلق میں ڈالدیا اور
دعا نے بلقاں کی کہ اے کمند تجھے قسم رسول ای آصفا سے باصفا کی کہ تو ایسی تنگ ہو جا کہ اس مردود کا دم گھٹکر نکلجاے
یہ کہکر کمند کو ستون سے باندھ دیا اور ایک جھٹکا دیا کہ آنکھیں اسکی نکل پڑیں اور پھڑک پھڑک کر مرگیا عمرو
نے پھر کمند میں باندھکر قصر ہفت منظر کے نیچے لٹکا دیا رات بھر لٹکا رہا صبح کو ہرکاروں نے شاہزادہ
نورالدہر اور ایرج سے خبر کی کہ آج دیو قلیاس ہفت منظر کے نیچے دریا کے کنارے کھڑا ہی یہ خبر سنکر
دونوں کے دونوں مرکبان تیز رفتار پر سوار ہوکر ہفت منظر کی جانب آئے اور داراب و خورشید و تورج
بھی یہ خبر سنکر ہفت منظر کی جانب دوڑے آکر دیکھا کہ واقعی دیو قلیاس ہفت منظر کے سامنے کھڑا ہی
نورالدہر اور ایرج تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے جب دیو کے نزدیک پہونچے تو عمرو نے آواز دی کہ سبحان اللہ
مرے مرائے آئے ہو واہ واہ واہ کیا بہادری ہی اور کیا دلاوری ہی اسے تو میں نے مارڈالا یہ مردہ ہی ناحق اسپر
تلواریں کھینچے ہو یہ کہکر کمند سے معجزہ طلب کیا کہ دیو کو کھینچ لاے کہتا تھا کہ دیو ہفت منظر پر آگیا عمرو نے کمند
اسکے گلے سے کھولکر دریا میں پھینکدیا سب نے آواز تحسین و آفرین کی بلند کی اور ایک ایک پوچھنے لگا کہ خواجہ
اب ملکہ کو کسے دیجیے گا عمرو نے کہا کہ تم لوگ یہ کیا کہتے ہو کہ ملکہ کو کسکے بیچیے گا ارے صاحبو میں خود ملکہ پر
عاشق ہوں دونگا کسے میں تو کسی کو بھی نہ دونگا اور جو دونگا بھی تو ایسے شخص کو جو مجھے روپیہ بہت سا دے میں
تو روپیہ کا میت ہوں جو مجھے خوش کرے سو یہ سنکر داراب و خورشید و تورج نے یہ خیال کیا کہ اب ملکہ
عمرو کے قبضے میں ہی اور نورالدہر پہ عاشق ہی سواے شاہزادہ نورالدہر کے اور کون پاسکیگا یہ سوچ کر
نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار اب تو ملکہ عمرو کے قبضے میں آگئی اور عمرو کو آپ کے ساتھ جو خصوصیت ہی وہ
ظاہر ہی سواے آپ کے اور کون ملکہ کو لے سکتا ہی ہمنے ملکہ سے ہاتھ اٹھایا ملکہ آپ ہی کو مبارک رہے یہ کہکر
داراب و خورشید و تورج تو پھر گئے مگر ایرج وہیں کھڑا رہا جب یہ سب چلے گئے تو عمرو سے پکار کر کہا کہ آقا
کرک مست قلماق بابر قطب دوران شاہنشاہ عیاران زمان میں آپ کا ایک ادنے تابعدار ہوں میری
بات آپ کے ذمہ ہی حامد بن حمید زنگی سے میں وعدہ کرکے لایا تھا کہ تمہیں ملکہ قمر چہر کو دلوادونگا آپ ہی نے
مجھکو یہ عزت دی آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچا اگر نہ دیجیے گا تو ساری کی ہوئی میری کرکری ہو جاویگی
جسقدر روپیہ آپ کو مطلوب ہو وہ مجھسے لیجیے اور ملکہ کو میرے حوالے کردیجیے یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ اچھا پہلے تم
روپیہ تو جمع کرو ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دفعتاً آسمان پر ایک ابر نمودار ہوا اور اسمیں سے ایک آواز نوبت
اور نقارے کی بلند ہوئی جب وہ ابر شق ہوا تو بہت سے دیو نادار اور پری زاد نمایاں ہوئے اور کچھ افراد دیو کی
گردنوں پر سوار نمودار ہوئے اور ایک نقابدار سرخ پوش تخت جواہر نگار پر بیٹھا دکھائی دیا جب وہ تخت
قصر ہفت منظر پر پہونچا تو وہ نقابدار تخت سے اترا اور عمرو سے پوچھا کہ ای خواجہ ملکہ قمر چہر کے دو گ

نور الدہر کے نقش ناخن پا پر نثار کروں اور ایسے جیسے کہ تیری شان میں آئی ہیں یا اپنی جان کے پیچھے پڑا ہی تو اس بھی تیرے
درست ہیں یا کچھ تھوڑی سی بھنگ پی گیا ہے ارے موذی کاٹنے کسکی نسبت تو نے یہ کلمہ کہا تو جانتا بھی ہے کہ خواجہ
عمرو کون شخص ہے اور میں اُسے کیا سمجھتی ہوں ارے وہ میرا باپ ہے میرا محسن ہے اُسنے مجھے دیو کی قید سے چھڑایا اور ہی
میرا ہر وقت ہمدم و ہمراز رہا اُسنے میری زندگی رکھوالی اگر خواجہ نہ ہوتے تو میں اسی قید بخت میں تباہ ہوتی اور گھٹ
گھٹ کر جان بحق تسلیم ہوتی او گھوڑے مارے عمرو کو تو میں بندہ ہوں اور تجھے زندہ رکھوں اور مرنے جوگے
تجھے میں خاک میں ملاؤں تجھے عمرو کے نقش پا پر سے صدقے کروں رہ تو جا مردے دیکھ تجھے کیا سزا دلواتی
ہوں اور کیا تیری حالت بناتی ہوں یہ کہکر جشنوں سے کہا کہ ارے مارو تو اس نالائق کو بس سنتے ہی
جشنیں دوڑ پڑیں اور بختیارک کو اسقدر جوتیاں اور لاتیں ماریں کہ توبہ توبہ پکارنے لگا لیکن جشنیں
کب کاری کر رہی ہیں اور ملکہ نے خود بھی خواجہ عمرو کو کھولا بختیارک کے پٹنے اور توبہ کرنے پر عمرو
کو رحم آگیا اور ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ اب اسے چھوڑ دو ملکہ نے کہا کہ نہیں خواجہ اسے اور پٹنے دو اسلیے کہ اس
مردے نے تمہاری شان میں بڑی گستاخی کی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ نہیں ملکہ میں نے اسے معاف کیا تم بھی
معاف کرو میرے سر کی قسم اب اسے چھوڑ دو یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ اے خواجہ اگرچہ یہ موذی قابل عفو نہیں ہے مگر تمہارے
سر کی قسم سے مجبور ہو گئی خیر چھوڑے دیتی ہوں اور جشنوں سے کہا کہ خیر اب اسے چھوڑ دو جشنوں نے بختیارک
کو چھوڑ دیا مگر حالت بختیارک کی مار کھاتے کھاتے یہ ہوئی کہ منہ سوج گیا بال گر گئے جا بجا خون چھلک آیا گھٹنے
چھل گئے سر میں گومڑے پڑ گئے ہفر ہفر کرنے لگا کتے کی طرح ہانپنے لگا جب ذرا حواس درست ہوئے اپنی
موقوف ہوئی تو خواجہ نے کہا کہ کہو ملک جی کیا نقشا ہے مزاج کیسا ہے بختیارک نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے خواجہ
خدا آپ کو سلامت رکھے جو حالت ہے وہ ظاہر ہے اگر آپ اس وقت نہ بچاتے تو کام ہی تمام تھا عمرو نے ہنسکر
کہا کہ ملک جی خوشامد تو موقوف کیجیے آپ تو میرے دشمن جان ہیں ابھی مجھے قتل کرواتے تھے اب فرمایئے کہ آپکے
ساتھ کیا سلوک کروں اور آپ کی کیا حالت بناؤں بختیارک نے ہاتھ جوڑ کے کہا کہ اے خواجہ غلام آپ کے قبضہ میں
ہے بیچارہ بندہ کو اختیار ہے جان میری آپ کے قبضہ قدرت میں ہے چاہیے ہلاک کیجیو چاہیے معاف کیجیے گو میں اپنے
کردار بد کی سزا کو پہونچ گیا ایسی مار کھائی کہ تمام عمر یاد رہیگی فقط جان نکلنا باقی تھا ادھ موا تو ہو گیا عمرو نے کہا کہ
خیر گذشتہ را صلوٰۃ اب میں تجھے کیا سزا دوں مگر اس شرط پر تیری خطا معاف کرتا ہوں کہ جو میں کہوں سو تو کر
اتنا سمجھ لے کہ اگر ایک سر مو تو نے فرق کیا تو پھر میں عمرو ہوں خوب سمجھ لے کہ جان تو جائیگا بغیر مارے نہ چھوڑونگا
بختیارک نے کہا کہ میں حضور سے خوب واقف ہوں کیا مجال جو آپ کے ارشاد سے ایک سر مو فرق کروں
جو حکم دیجیے گا اسے بجا لاؤنگا جب عمرو نے اسے خوب بگاڑ لیا اور یہ سمجھ لیا کہ بختیارک خلاف نہ کریگا تو
اس سے کہا کہ اے بختیارک میں نے ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر حامد بن حمید کے حوالے کر دیا تھا اور اس سے
یہ کہدیا تھا کہ اے حامد یہ ملکہ قمر چہر حاضر ہے میں نے تمہارا بیچ تیرے واسطے اسقدر مشقت گوارا کرکے
یہ کام کیا ہے اور شاہزادہ نور الدہر سے انحراف کیا ہے تو جلد اسے لیکے یہاں سے چلا جا اور ایک دم بھی یہاں
توقف نہ کر ورنہ اگر نور الدہر اس حقیقت حال سے مطلع ہو گیا تو ملکہ قمر چہر تیرے ہاتھ سے چھن جائیگی
اور وہ اسکے بیری اور تیری جان بھی مفت میں جاتی رہیگی دو منزل یہاں سے لیجا کر اسے ہاتھ لگانا کیونکہ یہاں
تو اس سے بولا ہو… ہاتھ لگایا تو یہ چلا اٹھیگی اور سارا کھیل بگڑ جائیگا الغرض جب حامد بن حمید

بھیجے جان سے لیکر نکلجائے تو تو اسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور ہرگز ہرگز جب تک وہ تجھسے مشغول اختلاط نہ ہو
اور جب تک وہ تیرے اختیار میں نہ آجاوے اسوقت تک اپنا حال ظاہر نہ کرنا اور جس طرح اطمینان رکھنا تجھکو
ہرگز نہ پہونچے پائیگی یہ کہکر قصر ہفت منظر کے برآمدے پر آیا دیکھا کہ ایرج اور نورالدہر دونوں کھڑے ہوئے
ہیں ایرج سے پکار کر کہا کہ ای ایرج نوجوان مجھے تیری خاطر بہت عزیز ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ تیری بات خالی جاوے
اور تجھے رنج پہونچے میں ملکہ قمر چہر کو اس شرط پر تیرے حوالے کرتا ہوں کہ تو مجھے چار لاکھ روپیہ ہم پہونچادے
یہ سنکر ایرج کے دانت کھل آئے اور کہا کہ ای خواجہ خواجگان ای شاہ عیاران زمان اس حقیر کو آپ کی
ذات فیض آیات سے اس سے زیادہ توقع ہے آپ ہی نے مجھکو خاک سے پاک کردیا آپ کے باعث سے
میں اس اعزاز کو پہونچا آپ ہی کی بدولت میں اس مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچا ورنہ میں اور صاحبقرانی کہاں میں
تو ایک تاجر زادہ تھا یہ دولت اور حکومت یہ جاہ و مرتبت کہاں سے پاتا سب آپ ہی کے تصدق میں حاصل
ہوا کہاں تک آپ کا شکریہ ادا کروں شعر اگر بہر موے من گردد زبانے ۔ نباشد حرفی از شکرت بیانے ۔ ای خواجہ
اس احسان سے تو آپ کے میں تمام زندگی سر نہ اٹھا سکونگا اگر میری جان بھی آپ کے کام آئے تو حاضر ہے تو روپیہ پیسہ
کیا چیز ہے میں ابھی تو جاکر روپیہ لاتا ہوں یہ کہکر ایرج تو چلا گیا اور خواجہ عمرو نے نورالدہر سے کہا کہ ای شاہزادہ
عالیقدر تم اطمینان رکھو اس مردک سے صرف روپیہ مقصود تھا وہ دے تو نگا مگر ملکہ کو تھوڑی ہی اسکے حوالے کرونگا
ملکہ تمہاری ہے تم ملکہ کے ملکہ کو میں تمہاری خدمت میں حاضر کرونگا اور اب تم جاؤ کیوں زحمت اٹھاتے ہو
شب کو میں تمہارے پاس آؤنگا یہ سنکر نورالدہر تو اپنے خیمے کو چلا گیا عمرو پھر کر قصر میں آیا ملکہ کے پاس آکر
بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی عمرو نے بختیارک کو بھی لاکر بٹھایا ملکہ نے کہا کہ کیوں خواجہ ہمارے لیے تم نے
کیا تدبیر سوچی ہے اب بھی ہم اس شہزادہ تک پہونچینگے یا اسی طرح گھل گھل کے مرینگے خواجہ عمرو نے کہا کہ ای ملکہ گھبراؤ
نہیں ظلم رعونت ایام کٹ گئے اب وہی ایک مہر اور رات ہیں بعد وہ ایک روز کے میں تمہیں نورالدہر کے
چلہ میں بٹھا دونگا آج رات کو میں شاہزادہ نورالدہر کے پاس جاؤنگا اور تمہارے ہی ذریعہ سے حمزہ
سے صفائی کرونگا اور سوائے اس ذریعہ کے اور کوئی ذریعہ نہیں ممکن ہے میں آج ہی تمہیں نورالدہر سے ملادیتا
مگر میرا کام بگڑ جائیگا مجھے اور امیر حمزہ صاحبقران سے صفائی نہ ہوگی ملکہ قمر چہر نے کہا کہ خیر خواجہ جو
تمہاری مرضی مگر یہ سمجھ لو کہ اگر شاہزادہ نورالدہر کے سوا تم نے اور کو مجھے دیا تو میں اپنی جان ہی دیدونگی میں نے
سنا ہے کہ تم نے ایرج سے وعدہ بھی کرلیا ہے کہ میں ملکہ کو تجھے دونگا عمرو نے یہ سنکر کہا کہ ملکہ تمہیں کچھ خبر ہی اس
بات سے میں نے روپیہ کے لیے یہ کہدیا ہے ورنہ میں اور تمہیں ایرج کو دیدونگا تمہاری بھی کیا باتیں ہیں بختیارک
کو اسلیے میں نے زندہ رکھا ہے کہ اس سے روپیہ لیکر اسے تمہاری صورت بناکر حامد بن حمید کے حوالے
کردونگا اور اب تو میں شاہزادہ نورالدہر کے پاس جاتا ہوں ملکہ نے کہا کہ خواجہ بھلا کیونکر وہاں تک پہونچوگے
خواجہ نے کہا کہ ملکہ تم تماشا دیکھو یہ کہکر کمند تھا اور برآمدے پر سے آسمان کی جانب پھینکی کہ زمین کی
طرف گرنے لگا تلوار پٹ کرکے پانوں کے تلے رکھکے پھر زمین پھری اسی طرح اڑتا ہوا دریا کے پار گیا اور بعوض
اصل لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا نورالدہر اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا تصور ملکہ قمر چہر میں رو رہا تھا اور
اپنے دل میں کہتا تھا کہ دیکھیں اب ملکہ کسکے قبضہ میں ہے وہ تو عمرو کے قبضے میں ہے اور عمرو اور حمزہ سے
نااتفاقی ہے وہ ملکہ کو مجھے کیوں دینے لگا فقط اُسنے مجھے بہلا دیا ہے اور کبھی دل میں یہ خیال کرتا تھا کہ نورالدہر

اگر خواجہ نے سچ کہا ہے اور حمزہ سے صفائی کی خواہش رکھتا ہے تو وہ میرے پاس ضرور جاتا لیگا اور اسی شرط کو
پیش کریگا کہ حمزہ سے مجھے صفائی کرا دو تو مین ملکہ کو دیدون بس تو بھی جا کر صاحبقران کے قدمون پر گر پڑنا اور
عمرو کی صفائی کرا دینا ای نور الدہر اگر آج وہ تیرے پاس چلا آئے تو سب کام بن جائین ابھی نور الدہر اپنے
دل سے یہ باتین کر رہا تھا کہ خواجہ سامنے سے دکھائی دیا نور الدہر عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور تعظیم کے
لیے اٹھ کھڑا ہوا اور دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے پاس مسند پر بٹھا لیا اور عرض کیا کہ اے دادا جان آپ فی الواقع بڑے
صاحب محبت اور صادق الاقرار ہین مین تو واقعی آپ کے آنے سے ناامید تھا کہ آپ یہانتک کیون آئینگے عمرو نے
کہا نہین شاہزادے بھلا مین آپ سے وعدہ کرکے خلاف وعدہ کرتا ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ اسد بھی آگیا اور
دادا دادا کہکر عمرو سے لپٹ گیا عمرو نے اسے گلے سے لگا لیا نور الدہر نے سامان دعوت خواجہ مہیا کیا اور خوشامد
کرنا شروع کی کہ خواجہ میری زندگی اور آبرو آپ ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے آپ ہی چاہیے گا تو میری زندگی ہوگی
ورنہ چند روز مین کام تمام ہے آپ واقف ہین کہ مین ہمیشہ سے عشق عاشقی کو برا جانتا تھا اور اُسپر لعنت کیا کرتا
تھا گر خدا جانے اُسکے حسن خداداد نے میرے دل پر کیا تاثیر کی کہ مین از خود رفتہ ہو گیا اور اب یہ حالت
ہم ہو گئی ہے کہ اگر دو چار دن اور وصل اسکا حاصل نہ ہوا تو جان میری تمام ہے اور اے خواجہ آپ مجھے ہر طرح
اطمینان رکھیے گا آپ کے ارشاد سے مین کبھی باہر نہ ہونگا اور مال و اسباب جو کچھ میرے پاس ہے وہ تو آپ ہی کا
ہے جو طلب کیجیے گا سو حاضر کرونگا از برای خدا اب آتش فراق سے نہ جلایے اور صدمۂ ہجر سے نہ تڑپایے
وصل ملکہ قمر چہرہ سے شادان و فرحان کر دیجیے جو جو احسان آپ نے لشکر اسلام پر علی الخصوص مجھ پر کیے ہین
اُسکا اظہار میرے امکان سے تو باہر ہے کہان تک آپ کا شکریہ ادا کیا جاے اکثر مقامات پر آپ ہی کے
باعث سے میری جان بخشی ہوئی ہے یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اے نور الدہر مین ایک کوڑی کا آپ سے خواستگار
نہین ہون ملکہ قمر چہرہ آپ کی خدمتگذاری کے لیے حاضر ہے مگر ہان اتنی شرط ہے کہ صاحبقران سے قصور میرے
معاف کرا دیجیے اور ملکہ قمر چہرہ کو مجھ سے لیجیے نور الدہر نے ہاتھ باندھ کر جواب دیا کہ خواجہ آپ تو دادا جان کے مزاج
سے بخوبی واقف ہین روپیہ اشرفی جسقدر مطلوب ہو دو لیجیے مگر اس امر مین معترض نہ ہو جیے ملک باختر کا خراج
سالانہ تک آپ کو دے سکتا ہون مگر اس امر کا اقرار نہین کر سکتا یہ سنکر خواجہ عمرو نے کہا کہ مین ملکہ قمر چہرہ کو
صاحبقران کی ملاقات کا وسیلہ جانے ہون بغیر اس امر کے ملکہ کو نہ دونگا یہ سنکر نور الدہر بہت رنجیدہ
ہوا اور سر اپنا جھکا کر رونے لگا قریب تھا کہ روح پرواز کر جاے مگر اسد غازی نے جو یہ حال دیکھا نور الدہر
سے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ آزردہ نہ ہون اور کسی طرح کا رنج و صدمہ نہ کرین مین اس امر مین سعی کرونگا
اور دادا کی تقصیر معاف کرا دونگا اور عمرو سے کہا کہ دادا جان مین آپ کا ذکر خیر حضور صاحبقران ضرور
کرونگا گر لندھور اور بادشاہ اسلام کی بھی شرکت ضرور منظور ہے اور نور الدہر سے کہا کہ بھائی صاحب
آپ بھی اتنا کیجیے گا کہ علی الصباح نانا جان کے سامنے بہت ہی غمگین ہو کر بیٹھیے گا آخر نانا جان آپ سے
پوچھینگے اُسوقت مین گفتگو کرونگا آپ خاموش رہیے گا مین سب باتین طے کر لونگا اور سردارون کو بھی
مین کسی نہ کسی طرح شریک کرونگا غرض طرح صفائی ہو جائیگی یہ سنکر عمرو بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے اسد مین بھی
تخت بادشاہی کے تلے بیٹھونگا اور شاہزادہ نور الدہر سے کہا کہ اے نور الدہر مین ہفتاد شاہ کو جاکر راضی
کیے لیتا ہون اور تم یہ کرو کہ اور سرداران کو اسی وقت اس مضمون کے رقعے لکھوا کر روانہ کرو کہ وصل

ملکہ قمر چہرہ کا مجکو اس صورت سے ممکن ہو سکتا ہے کہ خواجہ عمرو سے اور حمزۂ صاحبقران سے صفائی ہو جائے
اسواسطے ذکر کو صاحبقران کے سامنے چھیڑیگا تم اُنکے ہمزبان ہو کر اس مقدمے مین ساعی ہو تا نورالدہر نے
اسی وقت کل سردارون کو رقعے لکھوا کر اپنی مہر و دستخط سے مزین کرکے روانہ کیے اور عمرو وہان سے اُٹھکر بادشاہ
سلام کی خدمت مین گیا اور جاتے ہی مجسے بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا شہنشاہ گیتی پناہ نے فرمایا کہ اے
عمرو کیا ہے کچھ کہو تو سہی عمرو نے کہا کہ حضور مین ایک حاجت لیکر آیا ہون بادشاہ نے کہا کہ اچھا سر تو اُٹھاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور آپ جب تک اقرار حاجت روائی نہ کرینگے تابعدار قدمون سے آپ کے سر نہ اُٹھائیگا مجبوراً
بادشاہ نے کہا کہ اچھا جو کچھ تم کہوگے مجھے قبول ہوگا اور تمھاری حاجت برآری مین سعی کرونگا جب بادشاہ
نے اقرار کر لیا تو عمرو نے قدمون سے سر اُٹھا کر ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور تو حال شاہزادۂ نورالدہر
سے خوب واقف ہین کہ وہ شاہزادہ ملکہ قمر چہرہ پر عاشق ہے اور اُس حالت عشق مین اُس والا قدر پر کیا کیا مصیبتین
گزر گئین بادشاہ نے کہا کہ ہان مین خوب جانتا ہون صاحبقران آخر یہان کسلیے آئے اسی لیے آئے کہ نورالدہر
کا تدارک کرین یہ سنکر عمرو نے کہا کہ اب مین نے اُس دیو کو مار ڈالا اور ملکہ میرے قبضے مین ہے مین نے اُسے
صاحبقران کی صفائی کا وسیلہ سمجھا ہے اور قصد مصمم ہے کہ بعد صفائی صاحبقران ملکہ کو نورالدہر کے حوالے کردون
کل اسواسطے حضور حمزۂ صاحبقران سے ملکر چھیڑیگا تو حضور بھی اُنکے ہمزبان ہو کر میری سفارش فرما دیجیے گا اور صاحبقران
سے صفائی کرا دیجیے گا یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا تم خاطر جمع رکھو مین ضرور اس امر مین ساعی ہونگا بس عمرو
یہ سنکر بادشاہ کو سلام کرکے بارگاہ ایرج مین آیا ایرج تعظیم عمرو کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا اور بکمال عزت و توقیر
سے پیش آیا اور کہا کہ اے خواجہ مین آپ سے نہایت نادم و پشیمان ہون کہ مین نے حمزہ اور نورالدہر کے کہنے
سے آپ کو اپنے پاس سے جدا کیا مگر اے خواجہ ویسا ہی پچھتاتا بھی ہون اور ہر دن آپ کی جدائی مین یاد کرتا ہون
دیکھیے یہ مالک بن ملکوت شاہ بیٹھا ہے اس سے پوچھیے مالک نے کہا کہ واقعی خواجہ ایرج سچ کہتے ہین عمرو
نے کہا کہ ہان مین بھی خوب جانتا ہون کہ ایرج کو مجھسے کمال محبت ہے اور مجھکو بھی ایرج سے جیسی محبت ہے خدا ہی
خوب جانتا ہے ایرج نے کہا کہ اے خواجہ آپ کے احسانات بے پایان کا مین کہانتک شکریہ ادا کرون اگرچہ ان
آپ کے وہ سب احسانات ہین وہان ایک احسان یہ بھی کیجیے کہ ملکہ قمر چہرہ کو حامد بن حمید کے حوالے کر دیجیے
خواجہ نے کہا کہ سنو ایرج تمکو خوب معلوم ہے کہ مین ایک مدت سے ہفت منظر سلیمانی مین دیو قلیاس کا مقید
رہا بے روپے کی صورت مین رہ گئی اور اسپر کیا منحصر ہے قید کو تو تھوڑا ہی زمانہ ہوا اصل مین جب سے کہ حمزہ
صاحبقران سے مجھسے بگاڑ ہوا جب سے ایک کوڑی کہین سے ہاتھ نہین لگی اب دیو کو مار کر قید سے رہا ہوا تو
سواے ملکہ کے اور کوئی مایہ و بساط نہین رکھتا اگر تم مجھے سہ سالہ خراج شہر فرنگوشیہ کا ہبہ کردو تو مین ملکہ کو
تمھارے سپرد کر دون ایرج نے یہ سنکر تامل کیا اور مجبورانہ کہا کہ اچھا دونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ دونگا کیا
ابھی دو اور ملکہ کو لو غرض اسی وقت ایرج نے عمرو کو زر مطلوبہ دیا عمرو نے روپیہ کمر مین رکھا اور کہا کہ کل کو دو
گھڑی رات گئے تم آکر ملکہ کو لیجانا اور وہان سے اُسی وقت کوچ کرکے چلے جانا لیکن اتنا کہے دیتا ہون کہ مین
ملکہ سے تمھارا نام نہین لونگا اور تم بھی یہان سے دو تین منزل پر نکلے ملکہ کو ہاتھ لگانا ورنہ اگر یہین سے ہاتھ لگاؤ
تو وہ تمھین پہچان کر شور و غل کریگی تو نورالدہر اپنے خیمے سے نکل ملکہ کو لیجائیگا یہ کہکر ایرج کے پاس سے
چلا داراب کے خیمے مین آیا داراب عمرو کو دیکھکر بہت خوش ہوا نہایت اعزاز و اکرام سے اپنے پاس بٹھایا

سامان عیش مہیا کیا کشور شاہ نے کہا کہ ای خواجہ میں ملکہ پر بہت مائل ہوں کہاں سے کہاں تصویر دیکھ کے عاشق ہو گیا
ہوں اب آپ کے ہاتھ میری زندگی ہے عمرو نے کہا کہ میاں بغیر کام زر کا روپیہ بڑی چیز ہے کشور شاہ نے کہا کہ
کس قدر روپیہ دوں گا ہے عمرو نے کہا کہ شہر کشور پیہ کا سالانہ خراج غرض بڑی چیز ہوتی ہے مجبور ہوا عمرو نے وہ
بھی روپیہ گرہ میں رکھا اور کہا کہ تم بےپرواہ رہو کہ ٹالو نہ لیکر آتا ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دوں گا مگر شرط یہ ہے کہ اپنے شہر
میں جاکر ملکہ کو دیکھنا اسلیے کہ میں ملکہ سے تمہارا نام تو نہ لونگا نہیں ملکہ سے بھی کہونگا کہ یہ لشکر شاہزادہ نورالدہر کا
ہے اگر راہ میں ہو لوگے تو افشا سے راز ہے جو خرابی متصور ہے وہ ظاہر ہے یہ کہکر وہاں سے اٹھ کے خورشید و توج
کے پاس گیا اُنسے بھی زرخطیر لیکر بارگاہ سلیمانی میں آیا اور زیر تخت بادشاہ اسلام آکر بیٹھ رہا جب صبح ہوئی بادشاہ
اسلام آکر تخت پر بیٹھے صاحبقران نے آکر مجرا کیا و گل شوکت پر متمکن ہوئے بدستور سرداران حاضران
فوج حاضر دربار ہوئے سلام کرکے اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے دربار معمور ہوا ناچ ہونے لگا
اور دور جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ہر شا ہوش نوشانوش کی صدا بلند ہوئی مگر امیر کی نگاہ نورالدہر پر
پڑی تو دیکھا کہ چپکا بیٹھا ہوا رو رہا ہے بس دیکھنا تھا کہ امیر بیقرار ہو گئے اور دوڑ کر نورالدہر کو گلے سے لگا لیا
اور پوچھا کہ کیوں بیٹا تم کیوں روتے ہو باعث ملال کیا ہے آزردگی کی وجہ تو بیان کرو نورالدہر تو آہ سرد
کھینچکر چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا مگر اسد غازی نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ نانا جان آپ سب حال
تو نورالدہر عالیقدر کے عشق کا سن چکے ہیں اُسکے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے کہ بھائی صاحب کا ملکہ قمرچہر
کے عشق میں کیا حال ہو گیا تھا بلکہ اسی حالت مدہوشی میں اُس پاجی بدکار بیکسے کو بھی مارا کہ جسکے عوض میں
میں نے اُس مردود کو کوڑوں کے مارے ادھیڑ دیا خیر وہ تو جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب بھائی صاحب کی عجب
حالت ہے جلد تدبیر کیجیے اور قمرچہر کے وصال کی کوئی فکر سوچیے ورنہ دشمنوں کی ہلاکت کا خوف ہے امیر نے
فرمایا کہ ای اسد پھر میں کیا تدبیر کروں پہلے تو ملکہ دیو قلیاس کے قبضے میں تھی اب سنا ہے کہ عمرو نے
اُسے مار ڈالا اور ملکہ عمرو کے قبضے میں ہے وہ جسے چاہیگا اُسے دیگا اب رہا یہ کہ میں اُس نمک حرام سے التجا کروں
اور اُسکی خوشامد کرکے ملکہ کو لاؤں تو یہ مجھے ناممکن ہے میں اُسکی التجا اور خوشامد ہرگز نہ کرونگا اسد نے
کہا کہ اجی نانا جان اگر عمرو خود آکر آپکے قدموں پر گر پڑے اور عفو جرائم چاہے تو آپ کو تو کوئی عذر
نہ ہوگا اور تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے گا امیر یہ سنکر خاموش ہو رہے اور سر نیچا کیے فکر پر جھکا کر سوچنے لگے کہ
اس معاملے میں کیا کرنا چاہیے کہ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای صاحبقران اب آپ کچھ عذر نہ فرمائیے عمرو
آپ سے تقصیرات کی معافی کا خواہشمند ہے تقصیر اُسکی معاف کر دیجیے اور ملکہ قمرچہر کو بخاطر نورالدہر عمرو سے
لے لیجیے آپ کی اور اُسکی تفریق کو ایک زمانہ ہو چکا اب آپ درگذر فرمائیے جب بادشاہ اسلام چپ ہوئے
تو لندھور نے کہا کہ ای شہریار عمرو کے بغیر تو بارگاہ میں بالکل سناٹا ہے ادھر مالک اژدر پکارا کہ ای شہریار
ہم سب تو عمرو کے احسانمند ہیں اور وہ ہمارا محسن ہے اب اُس سے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی پھر تو تمام سردار
عمرو کی سفارش کرنے لگے امیر نے جو اصل عاشق عمرو ہیں فرمایا کہ صاحبو وہ کہاں ہے جسکی تم سب کے سب
سفارش کرتے ہو اُسے بلاؤ تو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ صاحبقران آپ کے مزاج سے تو معلوم ہوتا
ہے ایسا نہ ہو کہ آپ اسے دیکھکر غیظ و غضب میں آجائیے اور مزاج آپ کا برہم ہو جائے امیر نے فرمایا کہ نہیں
میں برہم نہ ہونگا آپ کے ارشاد سے اور ان سب کی سفارش سے میں نے تقصیر اُسکی معاف کر دی

یہ سب کہیں پر ہجوم ہو رہا تھا اسے بلواؤ یہ لشکر بادشاہ نے آواز دی کہ خواجہ آؤ اور اپنے عفو جرائم کراؤ بس فوراً عمرو
تخت کے نیچے سے نکلا امیر کے قدموں پر گر پڑا اور رونے لگا امیر نے سر اُسکا قدموں سے اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا
اور فرمایا کہ خواجہ خطا تو تمہاری سب نے معاف کر دی مگر یہ بتاؤ کہ مین نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مین ایک سو ایک بانس
عمرو پر نہ توڑونگا جب تک قرار نہ آئیگا اور اگر عمرو پر بانس نہ توڑے تو حمزہ نام نہ رکھا اور تمنے قسم کھائی تھی کہ مین
جلولیلو پیونگا صفائی تو میرے تمہارے ہو گئی مگر یہ قسمین کیونکر ادا ہونگی اب عمرو بھی متفکر ہے صاحبقران بادشاہ
اسلام تمام سردار بھی متحیر ہیں کہ یکایک آواز سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح کی بلند ہوئی اور بہ قدم حضرت
خضر علے نبینا وعلیہ السلام کا نمودار ہوا امیر اور جملہ سرداران اسلام مع بادشاہ تعظیم کے اُٹھ کھڑے ہوئے اور
دوڑ کر ہاتھ حضرت خضر کے چوم لیے قدموں کو بوسہ دیا اور پوچھا کہ یا نبی اللہ ہم سب حیران ہیں کہ ان دونوں کی قسمیں کیونکر
ادا ہونگی حضرت نے جواب دیا کہ تردد کس امر کا ہے دونوں قسم بہت سہل و رسل ہے امیر سے فرمایا کہ تم سو بانس کے
عوض سو سرکنڈے منگا کر عمرو کے مارو اور عمرو سے کہا کہ تم حمزہ کی نصیحت لکھ کر پیو جلولیلو امیر اور عمرو نے قدم
حضرت علی نبینا وعلیہ السلام کو بوسہ دیا حضرت خضر تو غائب ہو گئے امیر با توقیر اور عمرو نے حسب الارشاد
فیض بنیاد حضرت خضر قسمیں ادا کین بعد اُسکے عمرو نے امیر سے عرض کیا کہ ابھی اس امر کو مشہور نہ فرمائیے گا کہ مین نے
خطا عمرو کی معاف کر دی اور ممانعت فرما دیجیے کہ لشکر مین بھی ابھی کوئی منھ سے نہ نکالے مین داراب و خورشید و ایرج وغیرہ
کو یہان سے ٹالدون تو پھر اختیار ہے فرمایا کہ بہت مناسب یہ کہکر عمرو وہان سے اُٹھا اور امیر حمزہ صاحبقران کو
سلام کرکے ہفت منظر سلیمانی کا راستہ لیا اور سارا کل حال ملکہ قمر چہرہ سے بیان کیا ملکہ کمال مسرور ہوئی اور کہا کہ اے
خواجہ پھر اب کب مجھے لیجاؤگے عمرو نے کہا کہ اے ملکہ مین ایرج وغیرہ کو یہان سے ٹالدون تو پھر تمہین لیچلون ملکہ
نے کہا کہ پھر کب تک ان سب کو نکالیے گا عمرو نے کہا کہ آج ہی شب کو یہ کہکر اُسی وقت بختیارک کی داڑھی مونچھین
مونڈ کر رنگ روغن عیاری منھ پر ملے آنکھون مین سرمہ لگایا بالون مین کنگھی کی لباس زنانہ پہنایا ٹھیک ملکہ قمر چہرہ کی
صورت پر شکل کرکے ملکہ کو دکھایا ملکہ نے جو اُسے دیکھا تو اپنی صورت سے سرمو فرق نہ پایا ہو بہو اپنی صورت پائی
خواجہ سے کہا کہ واہ خواجہ سبحان اللہ کیا صورت بنائی ہے کہ سرمو میری صورت سے فرق نہین ہے اے خواجہ تو بھی تمہارا
مثل و نظیر نہین ہے ان باتون چیتون مین کوئی دو گھڑی رات آئی ہوگی کہ ایرج مع لشکر کانڈیکر دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
عمرو نے جو ایرج کو دیکھا ملکہ معشوقی کو زنبیل مین ڈالکر جست و خیز کرکے ایرج کے پاس آیا اور ملکہ کو نکالکر کجاوے مین
سوار کرکے ایرج سے کہا کہ جلد مع لشکر یہان سے چلے جاؤ ایرج نے نہایت مسرور ہو کر ملکہ کو اپنے ساتھ لیکر مع لشکر
کوچ کیا بعد اُسکے عمرو نے اور تین شخصون کو ملکہ قمر چہرہ کی صورت مشکل کیا کوئی دو پہر رات گئے داراب آیا
ایک کو اُسکے حوالے کیا پھر کوئی تین پہر رات گئے خورشید آیا ایک کو اُسکے سپرد کیا پھر کوئی پہر رات رہے تورج آیا ایک
کو اُسکے حوالے کیا غرض ہر شخص کو باری باری ملکہ اسے معشوقی کو سپرد کرکے رخصت کیا اور ہر شخص سے کہدیا کہ خبردار خبردار
بیاہ اپنے شہر مین داخل ہوئے ملکہ کو ہاتھ نہ لگانا جب سب کے سب خوش و مسرور عمرو کو دعائین دیتے چلے گئے
عمرو نے کل مال و اسباب اور کنیزون اور خواصون سمیت ملکہ کو زنبیل مین ڈالا اور ہفت منظر سے جست و خیز کرکے
دریا پار آکر داخل لشکر اسلام ہوا اب اسکو تو لشکر اسلام مین چھوڑیے اور اب حال عبرت بیان ایرج نوجوان کا سنیے
کہ ایرج ملکہ معشوقی کو خوش و خرم اپنے ساتھ لیے ہوئے جلد جلد منزل طے کرتا ہوا چلا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ
فی الحقیقت خواجہ نے مجھپر وہ احسان کیا کہ تمام عمر اُسکے احسان سے سر نہ اُٹھا سکونگا فی الواقع اگر عمرو مجھکو مدد نہ دیتا

تو ہرگز ملکہ باعزت آتی القصہ جب جاتے جاتے وہ منزل طے کر چکا تو تیسری منزل پر پہونچ کے حامد بن حمید زنگی کو ملکہ
مصنوعی کے ساتھ منعقد کیا حامد بن حمید زنگی نہایت خوشی خوشی داخل حجلۂ عروسی ہو بیٹھے تو سجدے میں جاکر نیر اعظم کی حمد
کی اور کہا کہ اے نیر اعظم آفتاب تابان کرور کرور شکر ہے تیرا کہ تو نے مجھ ایسے روسیاہ نالائق روزگار کو ایسی ماہ طلعت
مہ صورت عنایت کی اے آفتاب تابان شعر اگر بر ہر سر موئے من گردد زبانے ٭ نیاید حرفے از شکرت بیاسے وجہ
کے سر سجدے سے اٹھا کر ملکہ مصنوعی کے گرد پھرا تصدق ہوا خوب اچھلا کودا خوب کود اب یہ تو خوش خوشی میں اچھل کود
رہا ہے اور بختیارک اپنے دل میں کہہ رہا ہے کہ واہ اس صورت پر ملکہ قمر چہر کے لیے یہ خوش خوشی کر رہا ہے اب کوئی
دم میں رو بیٹھا کہ حامد بن حمید نے دیکھتے دیکھتے ہی ہاتھ ڈالا ہے رخ انور کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ اے ملکہ مجھ سے تو بو
بات کرو اس قدر شرم و حجاب کیوں کرتی ہو آنکھ کھولو دیکھو یہاں سوائے میرے اور کوئی نہیں ہے ایک مدت ہوئی ہے
تمہارے فراق میں رویا کرتا تھا اور جان اپنی کھویا کرتا تھا آج آفتاب پرستوں کے طفیل میں نیر اعظم نے یہ دن
دکھایا کہ تمہارے وصل سے کامیاب اور شاد کام ہوا مگر بختیارک خوف عمرو سے خاموش بیٹھا ہوا ہے کیونکہ عمرو نے
کہہ دیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اس وقت تک تو خاموش رہنا اور اپنے کو ظاہر نہ کرنا
الغرض حامد بن حمید نے بوسہ لیکر اپنے ہاتھوں سے قسمیں دے کر مٹھائی کھلائی عطر لگایا ایک آدھ جام شراب کا نوش
کیا جب خوب مست ہو لیا اور خواہش نفسانی سے دیوانہ ہو گیا تو بقصد شہوت رانی بختیارک کے قریب گیا اب جو
خیال کرکے دیکھتا ہے تو بجائے علامت اناث کے علامت ذکور کی پائی متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اے نازنین مہ جبین یہ کیا
امر ہے کہ تو بجائے علامت عورت کے علامت مرد کی رکھتی ہے تب بختیارک بول اٹھا اور کہا کہ او مردود بتلا نازنین کون ہے
اور تو مجھے سمجھا کیا ہے ارے احمق میں ہوں بختیارک پہلے اپنا منہ تو دیکھ پھر ملکہ قمر چہر کی خواہش کرنا وہ سرداروں
کے لیے مخصوص ہے کہ تمام دنیا کے حسین اس کو نہیں لگتے ہیں اے حامد بن حمید ملکہ تو نور الدہر کے پاس گئی تو یہاں
کہاں سے آئی ہے یہ سنتا تھا کہ ایک تیر حامد بن حمید کے جگر پر پڑا اور روتا پیٹتا ہوا ایرج کے پاس آیا ایرج نے
کہا کہ کیوں حامد کیوں روتے ہو کیا بات ہے معلوم ہوا کہ عروس نہ بدست ہے تیرا قابو نہیں چلتا حامد نے کہا کہ آپ
چلکر دیکھیے تو وہاں سفر کر ہی وہ کون ہے کیسی عروس اور کیسی ملکہ ایرج نے کہا ارے کیا کہا تو سن حامد نے کہا کہ اے ایرج
میں کیا کہوں خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے میرے واسطے بڑی کوشش کی اور بڑی جانفشانی کی مگر آپ کیا کریں میری
قسمت ہی میں وصل ملکہ کا مقدر ہی نہیں ہوا محنت کی محنت ضائع ہوئی روپیہ کا روپیہ برباد ہوا ایرج حیران و پریشان
ہو کر حجلۂ عروسی میں آیا دیکھا تو ملکہ بیٹھی ہوئی ہے ایرج کو جو تنے دیکھا اٹھ کر سلام کیا ایرج نے کہا کہ اے ملکہ یہ کیا
امر ہے حامد بن حمید کہتے ہیں کیوں خفا کرتی ہو سچ کہو تو ملکہ قمر چہر ہو یا عمرو نے کسی اور کو بنا کر میرے حوالے کر دیا ہے
اس وقت بختیارک نے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستاں اے ایرج نوجوان ملکہ قمر چہر کا کیا ذکر ہے وہ یہاں
کیا وہ تو نور الدہر کے پہلو میں بیٹھی ہوگی میں تو بختیارک ہوں جب تو ایرج کو غصہ آگیا اور کہا کہ او نابکار
تو نے پہلے کیوں نہ اپنے کو ظاہر کیا تو نے مجھے اسقدر زحمت بیکار ہی کو دلوائی اگر وہیں تو ظاہر کر دیتا تو میں یہاں
کیوں آتا مگر اب جیسا تو نے مجھے پریشان کیا ہے ویسا ہی میں بھی تیری وہ حالت کروں گا کہ تو بھی تمام عمر کو یاد کرے
بغیر مارے تجھے نہ چھوڑوں گا کہ ور اور روپیہ میرا تو نے برباد کر دیا یہ سنکر بختیارک ایرج کے قدموں پر گر پڑا
اور کہا کہ میری کوئی خطا نہیں ہے میں بالکل بے گناہ ہوں اب چاہیے قتل کیجیے چاہیے عفو فرمائیے آپ کو صاحب
مروت جان کر اپنی جان بچانے کے لیے یہ حرکت کی ہے اگر میں یہ حرکت نہ کرتا تو وہ مرشد کامل مجھکو

مدہی ڈالا اور ایرج عمرو نے تھیلے کہدیا تھا کہ جب تک حامد بن حمید تشنہ شہوت رانی نہ کرے اُسوقت تک تو
اپنے کو ظاہر نہ کرنا ورنہ وہیں آکر تجھے مارڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا اے ایرج بن عمرو سے اس طرح ڈرتا ہوں کہ
جس طرح گائے قصاب سے اے ایرج عمرو وہ بلا ہے بدجو وہ آفت روزگار ہے کہ سپرت باپ نا حرامیہ مجھے پکار کر
کھلا دیا میں نہ ڈرون تو کون ڈرے عمرو سے تو میری روح بھی کانپتی ہے اور آپ بھی تو اُس مرشد سے خوب واقف
ہیں کہ جیسے وہ ذات بابرکات ہیں اور کیسے معقول آدمی ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ایک مدت کے بعد حمزہ نے
تقصیر عمرو کی معاف کردی اور حمزہ اور عمرو سے صفائی ہو گئی عمرو نے ملکہ قمر چہر کو نورالدہر کے حوالے
کردیا اس میں بھی تو باعث صفائی ہوا اے ایرج میں بھی بدولت عمرو ہی کے دیلو قلیا اُس کی قید میں رہا اور جو جو
میرا لکھا پورا ہوا کیا گذارش کروں آخرالامر وہ مرشد میرے قتل پر آمادہ ہوئے جب مجھے پر فرد جیش کی کہ میں تجھے
ملکہ قمر چہر کی صورت بنا کر ایرج کے حوالے کرونگا خبردار خبردار تو اُسوقت تک نہ بولنا اور اپنے کو اُس وقت تک ظاہر
نہ کرنا جب تک حامد بن حمید دست درازی نہ کرے اور کہا کہ اگر ایسا نہ کریگا تو میں عمرو ہوں وہیں پہونچکر تجھے
قتل کرونگا تو اے ایرج نوجوان میں نے مجبور ہو اس شرط کو قبول کیا اور آپکو صاحب کرم سمجھکر اور عفو قصور آپکا
معقول جانکر یہ حرکت کی اور عمرو نے تو ملکہ قمر چہر کو پیش کیا تھا اور قمر چہر نے اُس سے اقرار کر لیا تھا کہ آپ
مجھے سوائے نورالدہر کے اور کسی کو نہ دیجیے گا ملکہ تو نورالدہر کے نام پر ہزار جان سے نثار ہے جب یہ ساری
رام کہانی ایرج نے سُنی تو سر ہلا کر کہا کہ ہاں معلوم ہوا کہ اُن مرشد کلان نے مجھے دم دیا اور تجھے مسخرہ بن کیا مگر خیر
خواجہ عمرو سے تو کیا سمجھونگا کہ وہ میرا محسن ہے مگر نورالدہر کا عیش تلخ کردونگا ملکہ کو اُسکے پاس ہرگز نہ بیٹھنے
دونگا یہ کہکر وہاں سے کوچ کرکے جلد جلد اُسی راہ طے کرکے اُسی مقام پر آیا کہ جہاں پہلے اسکا لشکر اُترا تھا اور وہاں
پہونچ کر خیمے ڈیرے استادہ کرائے اور شاپور شیردل کو بلا کر چپکے سے کہا کہ اے شاپور شیردل تجھے جس طرح
ہوسکے نورالدہر اور قمر چہر کو باندھ لا میں ممنون منت ہونگا شاپور نے کہا کہ خداوند مجھے تعمیل ارشاد میں تو
عذر نہیں ہے آنکھوں سے بجا لاؤنگا مگر یہ تو سوچ لیجیے کہ آپ سے کچھ بنائے ہی بنی پڑیگا میں تو یہ جانتا ہوں
کہ کبھی بھی آپ کے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا اور بے تامل وہ چھوٹ جائینگے ایرج نے کہا کہ تجھے ان قصوں سے کیا
مطلب ہے تو کیوں دخل در معقولات دیے جاتا ہے تجھے ہمارے حکم کی تعمیل سے غرض ہے یا دنیا بھر کے قصیوں سے
تو جا گرفتار کر کے سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر اُسی وقت شاپور شیردل صورت اپنی تبدیل کرکے روانہ ہوا جب داخل
لشکر اسلام ہوا تو دیکھا کہ نورالدہر عالیقدر کے خیمے کے برابر ملکہ قمر چہر اور کیوان فلک رفعت کا خیمہ استادہ
ہے اور وہ نگہبانی اور پاسبانی ہو کر مجال کیا ہے جو پرندہ پر مار سکے اور درندہ دندہ کی تو کیا تاب وطاقت اور
مجال وقدرت ہو کہ وہاں پہونچ سکے تین پہر رات گرد اگرد خیموں کے پھرا پھر اگر کوئی تدبیر بن نہ آسکی مجبور
ہو کر وہاں سے پھرا راستے میں بدیع الزمان کا خیمہ ملا بس شاپور اُسی کو غنیمت جانکر ایک جگہ بیٹھ گیا اور خیمہ
کی سیدھ باندھ کر نقب کنی شروع کی اور ایک تھوڑی ہی دیر میں سرہ نقب کا خیمہ بدیع الزمان میں نکالا
خیمے کے اندر پہونچ کر بے ہوشی کے شمعوں کی لو پر مارے جب وہ جلے اور دھواں اُسکا خاصبرداروں اور
خدمتگاروں کے دماغ میں گیا تو وہ سب بیہوش ہو کر گرے شاپور شیردل بدیع الزمان کے پلنگ کے
پاس گیا اور جھپٹ پٹ بدیع الزمان کو بیہوش کر کے چادر عیاری میں پشتارہ باندھ کر وہاں سے چلتا ہوا اور
قریب طلوع آفتاب ایرج کے پاس پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھدیا ایرج نے پوچھا کہ شاپور کسے لایا

شاپور نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور نور الدہر اور قمر چہر پر تو کسی طرح قابو نہ چل سکا وہ زبردست پہرا تھا کہ پرندہ پر
نہیں مار سکتا تھا وہ تو بے کا تو کیا ذکر ہو ہم بہر بات گرد اگرد خیمے کے پڑا پھرا اور ہمارا سر مو چالاکیا کر کوئی فکر پیش
نہ جا سکی مجبور ہو کر وہاں سے پھرا راستے میں بدیع الزمان کا خیمہ ملا غلام نے بمصداق مصرع گندم اگر بہم نرسد جو
غنیمت است وہ اسی کو غنیمت جانا اور اندرون خیمہ نقب لگا کے پہونچ گیا اور بدیع الزمان کو بیہوش کرکے باندھ
لایا ایرج نے کہا خیر جو آیا وہی سہی جلد اسے جا کر قید کر دو سمجھا جائیگا شاپور نے اسی وقت آہنگروں کو طلب کرکے
بدیع الزمان کو مسلسل و مطوق کر کے زندانخانے میں بھیجدیا جب صبح ہوئی اور بادشاہ اسلام تخت پر رونق افزا
ہوئے سرہنگان درگاہ سے دربار مطلوب ہوا تو امیر نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سب ہیں مگر بدیع الزمان کا کسی طرف
پتا نہیں بہت متحیر ہوئے پوچھا کہ آج بدیع الزمان نہیں آئے لوگوں نے عرض کیا کہ خداوند ان ابھی تک تو
نہیں آئے یہ سنکر امیر بتوقیر نے لندھور سے کہا کہ جا کر دیکھو تو لندھور خیمۂ شاہزادہ بدیع الزمان میں
جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ خدمتگار اور خاصبردار بیہوش پڑے ہیں بدیع الزمان کا پلنگ خالی پڑا ہے مگر تیرا شاپور
معلوم ہوتا ہے سمجھا کہ وہی مردود آ کر لیگیا ہوگا جا کر امیر سے عرض کیا کہ خداوند بدیع الزمان کو تو شاپور عیار ایرج
کا پکڑ لیگیا امیر نے فرمایا کہ ایرج تو چلا گیا تھا پھر آ گیا لندھور نے کہا کہ حضور ہاں اگر نہیں آیا تو پھر شاپور
کو کسنے بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ آ گیا امیر نے فرمایا کہ اس کمبخت آفتاب پرست نے سخت جنگ کیا ہے میں نے
تو ارادہ کیا تھا کہ نور الدہر کی شادی کر دونگا مگر اب جب تک کہ بدیع الزمان چھوٹ کر نہ آئے کیونکر شادی
ہو سکتی ہے یہ سنکر نور الدہر نے کہا کہ حضور بغیر برادر بزرگوار کے ہمارے کیسی شادی اور کیسا بیاہ وہ چھوٹ کر
آئینگے تو پھر سب کچھ ہوگا نہیں تو سب ہیچ ہے اس گفتگو سے تمام حاضرین دربار میں ایک سکوت کا عالم ہو گیا گو
اسد غازی چپکے سے اٹھکر بارگاہ کے باہر آیا اور ضرغام شیردل کے ہاتھ ایک نامہ اس مضمون کا ایرج کو
لکھ بھیجا کہ او پاجی آفتاب پرست کبابفروش بچۂ بازاری تو نے اسقدر نامردی پر کمر باندھی ہے کہ جب تیرا
کچھ بس نہیں چلتا تو سرداران لشکر اسلام کو چوری سے منگاتا ہے او مردود کیوں تیری قضا آئی ہے اور موت سر پر کھیل رہی
ہے جلد اس نوجوان کو رہا کر دے ورنہ وہ شکست فاش دونگا کہ تمام عمر یاد کریگا جب ضرغام نامہ لیکر ایرج کے پاس
پہونچا اور ایرج نے اس نامے کو کھولکر پڑھا تو مسکرا کر کہنے لگا کہ وہ مسخرہ مجھے کیا شکست دیگا ہر مرتبہ تو دم دبا کر
بھاگ جاتا ہے اور پھر یہ لن ترانیاں کرتا ہے جس دن ہاتھ لگیگا مار ڈالونگا اور ضرغام سے کہا کہ جا کہدینا اُس
ابوالفضے کو کہ بدیع الزمان جب چھوٹیگا جب ملکہ قمر چہر میرے پاس آ جائیگی یہ جواب ایرج کا سُنکر
ضرغام وہاں سے واپس آیا اور تمام حال اسد سے گذارش کیا اسد نے کہا کہ خیر او ضرغام سمجھا جائیگا اسے
تو میں جو اس رذیل کو آگ ہی نہ دے دوں اور حامد بن حمید ہی کا فیصلہ نہ کر دوں تو مرا ہوگا نوآموز گردان کون
لی رفقا نے کہا کہ او شہریار خبردار ایسا قصد نہ کیجیے گا اگر آپ حامد کو مار ڈالینگے تو وہاں بھی تو بدیع الزمان
قید میں معلوم نہیں وہ مردک بدیع الزمان سے کیا سلوک کرے اسد نے کہا کہ صاحبو تمہیں کچھ خبر ہو اپنے
ہواس درست کرو وہ مردک اس نوجوان کا کیا بنا سکتا ہے یہ کہکر یکہ و تنہا سر شام سے روانہ ہوا اور کسی کو
ساتھ نہ لیا سبھوں سے کہدیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے دیکھو ہم تنہا جا کر جو کچھ ہو سو کھائے دیتے ہیں
یا نہیں القصہ جب دروازۂ بارگاہ ایرج پر پہونچا تو منھ اپنا ڈھاٹے سے لپیٹ دیا لوگوں نے چاہا کہ جہان
اور سوار اردلی کے پہرے پر کھڑے ہیں انھیں میں یہ بھی ہوگا یہ سمجھکر کوئی اس سے متعرض نہ ہوا

جب دربار برخاست ہوا اور حامد بن حمید بارگاہ سے نکل کر اپنے خیمے کو چلا تو اسد غازی نے جلدی سے آگے بڑھ کر کہا کہ
او بدکار بدشعار روسیاہ تو اور ملکہ قمر چہر کا عاشق ہو کمبخت تو۔ وہ کہاں جائیگا میں غضنفر روز ہیجا شیر بیشۂ وغا نیر سپہر
شجاعت دُرِ دریائے فتوت شہسوار میدان یکتاری اسد بن کرب غازی نعرہ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ،
بدرم دل شیر و چرم پلنگ ، شہنشاہ نام آور و کامران ، م اسد شیر دل ابن صاحبقران ، اور جو لوگ وہاں پھر رہے
تھے وہ تو اسد کا نام سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک غلغلہ پڑ گیا کہ ارے بھاگو شیر آگیا حامد جب تک
بھاگے ہی بھاگے اسد غازی نے لپک کر جو ایک ہاتھ جمشیدی کا رسید کیا تو مثل خیار دو ٹکڑے ہو کے
حامد کے دو ٹکڑے زمین پر گرا اور تڑپے اور دونوں ٹکڑے پھڑک پھڑک کر بالکل ٹھنڈے ہی ہو گیا جب حامد بن بالکل ٹھنڈا ہوا تو
اسد گھوڑا اڑاتا ہوا اور یہ کہتا ہوا راہی ہوا کہ زندگی میں تو ملکہ کی جدائی جلاتی تھی اب مرے پر دوزخ کی آگ
جلائیگی القصہ جب اسد چلا گیا اور حمید پدر حامد کو یہ حال معلوم ہوا تو گریبان چاک کر کے روتا پیٹتا ہائے حامد
ہائے حامد کے نعرے مارتا ہوا ایرج کے پاس آیا تمام حال ایرج سے بیان کیا آخر ہچکی لگی ہوئی تھی آنسو برابر
آنکھوں سے جاری تھے اور کہتا تھا کہ ہائے افسوس اس بڑھاپے میں یہ داغ ہوا تھا ہائے افسوس میں کہتا تھا
کہ ایک روز یہ دیوانہ اسے مار ڈالیگا اور ملکہ قمر چہر کا عشق اسکی جان لیگا اسی کا سامنا ہوا ہائے فرزند آفتاب مثال
اب کیا کروں یہ معلوم ہوتا ہے کہ کمر میری ٹوٹ گئی یہ حال سنکر اور حمید کی بیقراری دیکھکر ایرج کے بھی آنسو نکل آئے
اور حمید کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اے حمید اب صبر کرو حامد کا زندہ ہونا تو ممکن نہیں مگر اسکا عوض لینے کو اب
بدیع الزمان موجود ہیں اسے حاضر کرتا ہوں تم اُسے قتل کر کے خون کے بدلے کا خون لیاو اور دل اپنا ٹھنڈا
کرو یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ اے ایرج نوجوان یہ کیا ارشاد ہوتا ہے بدیع الزمان کا قتل کرنا امر سہل نہیں ہے نہایت
دشوار ہے جسوقت خدا پرستوں کو خبر ہوگی کہ بدیع الزمان قتل ہوتا ہے اسی وقت سب کے سب مستعد ہونگے نورالدہر
اور حمزہ قیامت ہی تو برپا کر دینگے مگر ایک تدبیر میرے ذہن میں آئی ہے کہ جس سے اسد بھی ہاتھ لگ جائیگا اور کوئی جنگ
اور فساد بھی نہ ہوگا ایرج نے کہا کہ اے بختیارک جلد بتاؤ وہ ترکیب کیا ہے بختیارک نے کہا اے فرزند آفتاب پیشانی
آپ تابوت حامد کا حمزہ کے پاس بھیجیے اور کہلا بھیجیے کہ اے حمزہ اس اسد مجہول العقل نے حامد کو دغا بازی سے
مار ڈالا ہے اور مار کر بھاگ گیا ہے یا تو آپ اسد کو باندھ کر میرے پاس بھیجدیجیے ورنہ بدیع الزمان سے ہاتھ
اٹھائیے ایرج نے اس رائے کو پسند کیا اور اُسی وقت تابوت حامد کا بنا کر صاحبقران کے پاس روانہ کیا اور شاپور
کے ہاتھ جو کچھ بختیارک نے کہا تھا حمزہ سے کہلا بھیجا شاپور راہی تابوت کے ساتھ لشکر اسلام کی طرف چلا جب دروازہ
بارگاہ سلیمانی پر پہونچا تو تابوت کو تو دروازے پر چھوڑا اور خود بارگاہ کے اندر جا کر صاحبقران کو سلام کیا
اور پیغام ایرج کا سنایا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور پہلوان عادی سے کہا کہ جلد جا کر اسد کو لاؤ کہ اُس نے
نہایت بیجا حرکت کی ہے پہلوان عادی اسی وقت اسد کے لینے کو روانہ ہوا جب اسد کے پاس پہونچا تو اسد تعظیم
کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا کہ دادا جان اسوقت آپ کہاں آئے اور اس حقیر کو سرفراز کیا پہلوان عادی نے کہا
کہ میں تمہیں لینے کو آیا ہوں صاحبقران عالیشان نے تمہیں یاد کیا ہے اسد ناواقف اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً پہلوان
عادی کے ساتھ روانہ ہوا اثنائے راہ میں ضرغام شیر دل نے اسد کے کان میں کہا کہ آپ جاتے کہاں ہیں آپکو
کچھ خبر بھی ہے کہ دادا جان آپکے آپ کو کیوں بلاتے ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تو کچھ نہیں معلوم تم بتاؤ تو کہ
کیا امر ہے ضرغام نے کہا کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ آپ کا جانا اصلاح وقت نہیں جو جائیے گا تو

پہنچا یگا اسد نے سنا کہ آخر کہتا کیوں نہیں خوف کاہے کا ہے کہ صاف صاف جو تو نے دریافت کیا ہو جب تو مختصر تمام
صاف صاف کہنے لگا کہ یہ کیا آپ نے جو حامد بن حمید کو مارا۔ خلاصہ ایرج نے امیر کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر آپ اسد کو
اندر کر بھیجینگے تو بہتر ورنہ میں بدیع الزمان کو مار ڈالونگا یہ سنکر صاحبقران بہت آزردہ ہوئے ہیں اور اسی
خفگی میں آپ کو طلب کیا ہے آپ سامنے گئے اور صاحبقران نے ایرج کے پاس کہلا بھیجا کہ ہرگز ہرگز تو جانیو کا بہت
خوب پایا کہ ایرج نے حامد کا تابوت تک بھیجا ہے اور وہ بارگاہ کے دروازے پر رکھا ہوا ہے بس یہ سنکر اسد
آگ بگولا ہو گیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ واہ واہ واہ واہ اے شکم بزرگ میرے قتل ہی کروانے کی فکر کی تھی
ارے لعنت ہے تیری بزرگی پر پہلوان عادی نے کہا کہ ارے بدیع الزمان جو تیرے سبب مارا جائیگا اسکا کیا
علاج ہے اسد نے برہم ہو کر ایک تلوار پہلوان عادی پر ماری کہ دو انگل کا زخم سر پہ آیا اور اسد گھوڑے سے
کود کر دروازہ بارگاہ سلیمانی پر آیا اور لوگوں سے کہا کہ تمکو قسم ہے صاحبقران کے نمک کی کہ میرے آنے کی خبر
صاحبقران سے نہ کرنا اور وہ جو لوگ تابوت کے ساتھ تھے انکو مار کر بھگا دیا اور حامد بن حمید کے تابوت پر روغن
رکھوا کے آگ لگوا دی اور وہاں سے چلتا ہوا اسد کے جانے کے بعد ایک غل ہو گیا کہ اسد نے حامد کا تابوت بھی جلا دیا
جب امیر کو یہ خبر پہنچی تو بہت خفا ہوئے اندر کرب سے کہا کہ جلد اسد کو جا کر پکڑ لاؤ اُسی وقت کرب اسد
کے گرفتار کرنے کے لیے تنہا بارگاہ سلیمانی سے روانہ ہوا مگر اسد جب تابوت حامد کا جلا کر چلا تو دل میں خیال کیا کہ
کسی طرف چلا جاؤں پھر سوچا کہ نہیں جانا مناسب نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ یہ آفتاب پرست امو بخان کو مار ڈالے تو مفت
میں رسوا ہو جاؤنگا پہلے امو بخان کو چلکر چھڑا لاؤں پھر مجھے اختیار ہے جدھر چاہے چلا جاؤنگا یہ سوچ کر لشکر ایرج کا راستہ
لیا اور ادھر ایرج سے شاہ پور نے آکر حال تابوت جلنے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نہایت غضبناک ہوا اور
اُسی وقت حکم کیا کہ جلد بدیع الزمان کو لاؤ میں انکو بعوض خون حامد بن حمید کے قتل کرونگا یہ سنکر اُسی وقت
لوگ دوڑے اور بدیع الزمان کو طوق و زنجیر میں گرفتار ایرج کے سامنے لائے جب بدیع الزمان اور
اسد سے سامنا ہوا تو بدیع الزمان نے پکار کر کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو بہادر ہو اور طرز شجاعت سے واقف
ہو سپاہی ہو یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ ہم بیشک شجاع ہیں اور بہادر ہیں اور نہیں تو اسکا نام بہادری
ہے کہ جس طرح اسد نے حامد بن حمید کو قتل کیا یہ سنکر بدیع الزمان نے کہا کہ او بد ذات آفتاب پرست مجھے
بھی جو کچھ ہو سکے تو بھی قصور نہ کر یہ سنکر ایرج نے بعوض خون حامد کے بدیع الزمان کو حمید کے حوالہ کر دیا
اور کہا کہ اے حمید اسے بعوض خون حامد کے بیرون بارگاہ لیجا کر قتل کر حمید بدیع الزمان کو لیکر بارگاہ کے
باہر لایا اور میدان خونی تیار کرا کے جلاد سے کہا کہ جلد اسکی گردن مار جلاد نے قصد ہی کیا تھا کہ بدیع الزمان
کی گردن پر تیغ لگائے کہ دفعتہ نعرہ اسد بن کرب غازی کی آواز آئی کہ او نابکار نابکار۔ دست خود را
نگہدار جلاد بیرحم یہ آواز سنکر جلاد نے گردن اٹھا کر دیکھا ہی تھا کہ اسد نے مثل برق کوند کر جا ایک ہاتھ مارا
تو سر اُسکا قلم ہو کر دور جا پڑا یہ دیکھکر حمید نے جو اسد کو تنہا دیکھا اور للکار کر کہا کہ او دغا باز تو ہی قاتل
ہے میرے بیٹے حامد کا آخر آج تو میرے ہاتھ آیا حمید بھی بڑا پہلوان تھا اسد نے پکار کر کہا کہ او
بدنہاد ٹھہر جا تجھے بھی تیرے بیٹے کے پہلو میں پہنچا دیتا ہوں جاؤ تم بھی اسکی مصاحبت کرو یہ سنکر حمید نے اسد
کے برابر آکر ایک تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک لیا وار روک کے جواب دیا تو ہاتھ ایسا مارا کہ
حمید کے مثل خیار تر دو ٹکڑے ہو گئے ادھر بدیع الزمان نے جو اتفاق دیکھا تو [illegible] اسد کے

شریک ہو کر لڑنے لگا اسد نے بدیع الزمان کو پیادہ دیکھا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اے عمو جان آپ تو
سوار ہو کر لشکر اسلام کا راستہ لیجئے بدیع الزمان نے کہا کہ بیٹا تم جو پیادہ رہ جاؤ گے اسد نے کہا کہ عمو جان
میں جو آپ سے کہتا ہوں آپ چلے جائیے اگر ایرج آ جائے گا تو پھر آپ کا نکلنا دشوار ہو جائے گا بدیع الزمان
نے کہا کہ بیٹا دل میں نہیں مانتا ہے کیونکر اکیلا چھوڑ دوں اسد نے کہا کہ اے عمو جان بات کو سمجھئے یہ وقت اس
قسم کا نہیں ہے تکرار نہ کیجئے چلے ہی جائیے اور میرا خیال نہ کیجئے میں عیار ہوں سو طرح سے نکل جاؤں گا غرض
بدیع الزمان چار ناچار لشکر اسلام کو راہی ہوا اور یہاں ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد آ پہونچا اور بدیع الزمان
کو چھڑا کر لشکر اسلام میں بھیج دیا اور خود زنگیوں سے لڑ رہا ہے حمید کو بھی مار ڈالا بس یہ سنتے ہی ایرج مرکب پر
سوار ہو کر دوڑا کہ یہ دیوانہ جاتا کہاں ہے جب وہاں پہونچا تو دیکھا کہ اسد پیادہ ہو رہا ہے اور زنگی بھاگے پھرتے ہیں
یہ دیکھ کر ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے بھول اجل کھڑا تو سامنے بھی آ پہونچا کہتا ہوا تلوار کھینچے ہوئے اسد کے برابر
پہونچا اسد نے جو ایرج کو با شمشیر برہنہ مرکب تیز رفتار پر سوار دیکھا للکار کے کہا کہ اے ایرج تو اپنے کو شجاع اور بہادر جانتا
ہے اور سپاہیوں میں منسوب کرتا ہے میں پیدل اور تو سوار اگر تجھے بہادری کا دعویٰ ہے اور ارادہ جنگ ہے تو تو بھی
پیادہ ہو جا ایرج نے کہا کہ ارے شغل میں کیا ہے لے میں ابھی پیدل ہوا جاتا ہوں یہ کہہ کر گھوڑے سے کود پڑا اور سب لوگوں
سے کہا کہ تم سب ہٹ جاؤ میں تنہا کافی ہوں اس اپنے دشمن پر بھاری ہوں ابھی تو میں اسے باندھے لیتا
ہوں سب لشکر سب ہٹ ہٹ گئے اسد ایرج کی طرف لپکا ایرج اسد کی جانب بڑھا جب دونوں برابر پہونچے
تو اسد پینترا بدل کے ایرج کے گھوڑے کی جانب دوڑا اور گھوڑے کے قریب آ کر یال فرس مضبوط پکڑ کے جست
پشت فرس پر تھا اور گھوڑے کو کڑا کر کے ایرج کے سامنے سے بھاگا ایرج پکارا کہ یہ کیا بزدلا پن تھا کہ تو فریب
کر کے میرے ہی گھوڑے پر سوار ہو کے بھاگ نکلا اسد یہ کہتا ہوا چلتا ہوا کہ سپاہی کے تئیں فریب بھی آئین سے
ایک فن ہے یہ سنکر بعجلت تمام ایرج دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کے اسد کی طرف لپکا اور پکارا کہ کھڑا تو رہ وہ
گھوڑا نہایت تیز رفتار تھا آن واحد میں اسد غازی کے برابر پہونچ گیا اب جو اسد مڑ کر دیکھتا ہے تو ایرج بالکل
قریب آ گیا جس کا ایک ہاتھ جمایا تو ایک اوچھا سا زخم ایرج کے سر پر آیا اتنے میں گھوڑے کو کڑا کر کے نیا ہوا ایرج
پھر اسی حالت میں اسکی طرف لپکا اور بہت تیزی سے اسد کے قریب آ کر ایک تلوار ماری کہ اسد بھی زخمی ہوا مگر
سر جو کھینچا تو تلوار ایرج کی گھوڑے کی گردن پر پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی اسد گھوڑے سے کود پڑا
اس عرصے میں تمام قزاق اور رفقائے اسد غازی آ پہونچے اور اسد کو بچا کر تلواریں مارتے ہوئے نکلے چلے
گئے ایرج نے ہر چند تعاقب کیا مگر اسد کی گرد قدم کو بھی نہ پا سکا مجبور ہاتھ مل کر رہ گیا اور اسد نے دامنہ کوہ
میں پہونچ کر زخم میں ٹانکے لگوائے زخم پر پٹی باندھے ہوئے بیٹھا ہی تھا کہ ایک سوار سامنے سے دکھائی دیا
اسد حیران ہوا کہ یہ کون سامنے سے گھوڑے کو گشت دوڑاتا چلا آتا ہے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا
قزاق واہمہ میں وہ سوار نزدیک آ گیا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فرزند دین مستعان اسلام کرب پیر حرب
نظر کردہ شاہ ولایت آپ امیر شرق و غرب تو نہایت غیظ و غضب میں تیر کمان میں پیوست کئے ہوئے دوڑا
چلا آتا ہے دیکھتے ہی جان نکلی یہ معلوم ہوا کہ ملک الموت کا سامنا ہو گیا کانپتا تھر تھراتا اٹھا اور چاہا کہ کسی
کونے میں چھپ جائے مگر کرب نے دیکھ پایا دور ہی سے آواز دی کہ بھلا مقتول میں نے دیکھ پایا بحق علی ابن ابیطالب
اگر تو سننے سے بھاگا اور دست بستہ میرے سامنے نہ آیا تو ایک ہی تیر میں کام تمام کر دوں گا اور بالکل اس

مرکا کام تمام کرو نہ کہا کہ تو میرا بیٹا ہو مگر صاحبقران کو تجھ سے زیادہ عزیز جانتا ہوں بہتر یہی ہو کہ ہاتھ باندھ کر چل
پس اسد گھوڑے پر سے اترا اور دست بستہ ہو کر کھڑا ہو گیا کرب نے قریب پہونچ کر مشکیں اسد کی باندھیں اور اپنے
ہمراہ لیکر خدمت امیر میں روانہ ہوا اب اتنی دیر میں بدیع الزمان بارگاہ سلیمانی میں پہونچے اور امیر با توقیر کو آگے
سلام کیا امیر نے کلیجے سے لگا کر بیٹھنے کا حکم دیا بدیع الزمان سلام کر کے اپنی جگہ پر متمکن ہوئے امیر نے پوچھا کہ اے
فرزند سعادتمند تم ایرج کے پھندے سے کیونکر رہا ہوئے عرض کیا کہ خداوند باقبال حضور موفور السرور اسد بن
کرب غازی نے نہایت محنت اور جانفشانی سے مجھکو رہا کیا اگر اسد نہ پہونچ جاتا تو میں قتل ہو جاتا کوئی بات قتل
ہونے میں باقی نہ رہی تھی فی الواقع آج اسد نے وہ کام کیا ہو کہ رستم و اسفندیار سے بھی ممکن الوقوع نہ تھا اگر سام
نریمان موجود ہوتے تو وہ بھی غلامی اسد کا حلقہ کان میں پہنتے حضور کیا حقیقت ہو کسی بہادر و جری کی خلاصہ یہ
کہ اسد لائق صد ہزار تحسین و آفرین ہو میری مقدور میں اسد کی تعریف کرنا محال بشری سے خارج ہو یہ سنکر
صاحبقران نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان تم چاہے جو کہو اور چاہے جتنی تعریف کرو مگر ممکن نہیں کہ میں آج اسد
کو زندہ چھوڑ دوں ضرور ہی قتل کر ڈالونگا یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اسد غازی کو کرب پہ مشکیں باندھے
ہوئے امیر کے سامنے لے آیا اور عرض کیا کہ یہ اسد حاضر ہو امیر نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو اسد نے کہا کہ سلام
ہو میرا اس شخص پر جو خدائے برحق کو واحد جانتا ہو یہ سنکر سب نے جواب سلام دیا مگر صاحبقران نے
فرمایا کہ او بیوفا نے کیا تو اس صحبت کو مجمع کافران سمجھا ہو جو اس طرح سلام کیا یا مجھکو کافر سمجھا اسد نے
کہا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں جو آپ نے ہم بیچارے زخم خوردہ پریشان حال بیگناہ کو ایک گوسالہ پرست کافر
نا سرکے عوض خون میں گرفتار کروا ڈالا اور اب آپ بیگناہ میرے خون کا بار اپنے سر پر لیتے ہیں امیر نے فرمایا
کہ یہ سزا اس کافر کے خون کرنے کی نہیں ہو بلکہ سزا تیری نامردی کی ہو کہ تو نے اسے نامردی سے قتل کیا اگر تجھے
قتل کرنا تھا تو سرگرم ہو کر قتل کیا ہوتا اسد نے کہا کہ اے صاحبقران اور سرگرم ہو کر قتل کرنا کس کا نام ہو جب وہ مردود
بارگاہ ایرج سے باہر نکلا تو میں نے اسکے سامنے جا کر اسے خبردار و ہوشیار کر کے ارادۂ قتل کیا اور جب وہ
آمادہ پیکار ہوا تو میں نے اسے دین اسلام کی طرف ہدایت کی جب اس نے فحش کلمات زبان سے نکالے اور
راہ پر نہ آیا تو میں اسے قتل کر کے چلا آیا اے صاحبقران انصاف فرمایئے اگر یہی نامردی ہو تو پھر بہادری کس کا
نام ہو مجھے بتلایئے تو سہی صاحبقران نے فرمایا کہ بس خاموش ہو زبان اپنی بند کر بس اب مردی یہی ہو
کہ کلمہ پڑھ اور مرنے سے نہ ڈر اسد نے کہا کہ میں نے علماے اسلام سے سنا ہو کہ اگر مظلوم کو ظالم قتل کرے
تو حاجت کلمہ پڑھنے کی نہیں ہو امیر یہ سنکر ہنس پڑے اور فرمایا کہ کیا میں ظالم ہوں اسد نے کہا کہ اب آگے
کہنا ترک ادب ہو یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ کیوں اے صاحبقران اگر کوئی شخص اسد کی سفارش کرے
تو اسوقت مقبول ہوگی یا نہیں امیر نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اسکو بھی اسکے ساتھ قتل کر دونگا اور اوروں کو عبرت ہو تا کہ
پھر کبھی کوئی شخص ایسی حرکت نہ کرے یہ سنکر بادشاہ اسلام خاموش ہو رہے اور اسد نے آواز دی کہ اے
جلاد تو کدھر ہو جلد آ اور مجھکو قتل کر کہ تا جان خوش ہوں میں مارا جاؤنگا تو اوروں کو فخر و عبرت ہوگی اور
جلد آ ایسا نہ ہو کہ کوئی سفارش میری کرے اور وہ بھی میرے سبب سے عذاب ہو یہ سنکر امیر با توقیر قہقہہ
مار کے ہنس پڑے پس امیر کا ہنسنا کہ نور الدہر اور لندھور اور رخشاہ وغیرہ سب کے سب امیر کے قدموں
پہ گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے امیر ایکی مرتبہ اسد کی تقصیر معاف کر دیجئے اب اس سے ایسی خطا نہوگی اور اگر ہو تو پھر

آپ کو اختیار ہے مگر کرب کی جان پر بنی ہوئی تھی کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اور اسد اپنے دل میں دعائیں کر رہا تھا کہ خداوند میری
آپ ہی اسکے پالنے والے ہیں آپ ہی بچا لیجیے تو اسد بچیگا اب جب صاحبقران نے یہ رنگ دیکھا کہ اسد کی
سفارش کی آواز ہر طرف سے بلند ہے تو فرمایا کہ اچھا ایک شرط سے میں اسد کو چھوڑتا ہوں کہ اب کبھی ایسی حرکت نہ کرے
بغیر میری اجازت کے کسی کو نہ مارے اسد نے کہا کہ خداوند مجھسے اقرار نامہ لکھا لیجیے اب میں کبھی کسی کافر کو قتل
نہ کرونگا امیر نے مسکرا کر فرمایا کہ کیا خوب یہ غضب میرا تھوڑے ہی ہے کہ تو کسی کافر کو قتل نہ کر جو تو خدا نے قاتل کفار
کیا ہے ہم لوگ یہ نہیں کہتے مگر ہاں بغیر مجھسے پوچھے ہوئے کسی کو نہ مارنا اسد نے کہا کہ بہت بہتر یہ سنکر امیر نے حکم دیا
کہ اسد کو چھوڑ دو اسی وقت اسد کی مشکیں کھولدی گئیں کرب نے بھی شکر کیا اسد امیر کے قدموں پر گر پڑا امیر
نے اسے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت و انعام سے سرفراز فرمایا اسد اپنے دل پر بیٹھا صحبت عیش
برپا ہوئی میں گرمی صحبت میں اسد اٹھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ صاحبقران حکم دیں تو غلام جا کر ایرج
کو قتل کر آئے امیر نے فرمایا کہ بیٹھو اپنی جگہ پر پھر یہ دیوانگی سوجھی اسد اپنے مقام پر بیٹھ گیا امیر نے کیوان
فلک رفعت سے کہا کہ اے کیوان میں چاہتا ہوں کہ نور الدہر و قمر چہر کو اس دھوم سے منعقد کردوں اور
اس دھوم سے شادی رچاؤں کہ کسی نے کبھی شادی نہ کی ہو یہ سنکر کیوان نے عرض کیا کہ خداوند نعمت تابعدار
تو اولاد ان والا شان کی بھی برداری نہیں کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ اے کیوان تم اطمینان رکھو تمہیں
جس قدر روپیہ پیسہ درکار ہو گا وہ ہم دینگے تم ملکہ کو لیکر قلعہ قمر بخش میں جاؤ ہم یہیں رہینگے کیوان فلک
رفعت نے عرض کیا کہ اے صاحبقران مجھکو ایرج بد نژاد سے اندیشہ ہے ایسا نہ ہو کہ وہ مردود کچھ خلل انداز ہو
اور شادی کو برہم کر دے اگرچہ حضور کے مقابلے میں وہ کچھ نہیں کر سکتا مگر خداوند شیطان مارتا نہیں ہے بہکا تو
دیتا ہے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم سب بندوبست کر دینگے کوئی اندیشہ کی بات نہیں ہے یہ کہکر مقبل کو طلب کیا اور فرمایا
جلد سنگ مرمر کی چوکی لاکر بچھاؤ اور جامہ و خلعت وغیرہ سب چوکی پر لاکے رکھو مقبل نے اسی وقت سب سامان
درست کیا جب حسب الحکم سامان مہیا ہو چکا تو امیر نے فرمایا کہ اے سرداران حق شناس و اے پہلوانان گردون
اساس آیا ہے تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس خلعت کو پہنے اور اس جام کو پیے اور اس بیڑے کو کھائے اور نور الدہر
و قمر چہر کی حفاظت کرے کہ شادی میں کوئی برہمی نہ ہونے پائے اور ایرج کسی طرح کی خلل اندازی نہ کرنے
پائے ابھی کہنے سب بس یہ سنتا تھا کہ وہ شخص اپنے دنگل پر سے اٹھا کہ جسے رستم زماں لندھور بن سعدان
کہتے ہیں اور آکر صاحبقران کو سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ اے شہریار بلند اقتدار یہ غلام شاہزادہ
نور الدہر والا قدر پر جان نثاری کریگا آپ شوق سے شادی رچائیے جب وہ مردود مجھے قتل کر لیگا تو پھر شادی
کو برہم کریگا میری زندگی میں تو وہ کچھ نہیں کر سکتا یہ کہکر خلعت پہن لیا جام پی لیا بیڑا اٹھا لیا اور اسی وقت بارگاہ سے
باہر نکلکر نواکہ بندی ساتھ لیکر مقابل لشکر ایرج اتر پڑا جب یہ خبر ایرج کو پہونچی کہ شاہزادہ نور الدہر کی شادی
کا سامان ہو رہا ہے تو کہنے لگا کہ اگر میں زندہ ہوں اور ہاتھ پاؤں میرے سلامت ہیں تو اس شادی کو بعد ملی پر غم کر دونگا
میں خسب عروسی کو رنگ چاندنی شب رحال نے کہا کہ خداوند ہم سب شریک ہیں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہوگی ہرکارہ
نے خبر لندھور کو پہونچائی کہ ایرج یہ کہتا ہے لندھور نے کہا کہ تجھے وہ وہ مسخرہ کریگا کیا کہا جائیگا جو خدا کو
منظور ہو گا وہی ہو گا اس مردک کی کیا قدرت ہے اور کیا تاب و طاقت ہے خداوند جل و علا مالک و مختار
و قادر و توانا ہے یہاں تو یہ باتیں تھیں اور وہاں کیوان فلک رفعت ملکہ قمر چہر کو عماری میں سوار کر کے

لکال فیروز شان سے قلعہ قمر بخش میں لایا تمام شہر کو آئینہ بند کرایا قلعۂ قمر بخش سے ۱۲ بارگاہ سلیمانی تک فرسنگ کا فاصلہ
تھا وہ فرش تمام قمر بندی کرائی چاندی سونے کے گاڑیں جڑوائے تیل کے بدلے عطر بھروا دیا پس پشت تمام [illegible]
کے خیمے ڈیرے استادہ کرائے ہر خیمے میں ہر قسم کا سامان تجمل جمع کیا ہر خیمے میں تاج اور رنگ رنگ کی تیاری ہوئی
فرش مکلف بچھوا دیا جمازہ قوس مروگیں سے تھے اپنے اپنے موقع سے چڑھوائے غرض ہر ایک خیمہ ایک بارگاہ شاہی
معلوم ہوتی تھی تمام شہر میں حکم عام تھا کہ بہ تقریب شادی تمام شہر یہاں سے کھانا پائے اور عیش و عشرت
میں بسر کرے جس قدر روپیہ درکار ہو خزانۂ شاہی سے لے غرض ایک جشن عام تمام شہر میں ہے یہاں کیوان بلند
کی تیاری میں مصروف ہوا تمام جوہری اور سنار طلب ہوئے رکابدار اور زرگر بلائے گئے ایک طرف جوہری بیٹھے
جس جوہر پیش بہا دولہا کے تصدق کے لئے فروخت کرتے ہیں وہ دفعۃً وہ تمام انکے کشتیوں میں لگوا رہے ہیں
ایک طرف زردوز بیٹھے جس دولہا کے کپڑے سی رہے ہیں تاج مرصع کار جامہ چکن پاجامہ وغیرہ جتنے
ضروری کپڑے تھے سب تیار کر کے کشتیوں میں چنوائے رکابداروں نے چینیاں تیار کر کے چاندی سونے
کے ورق لگا کر رکھیں سناروں نے سونے کے خوان تیار کئے غرض ہر طرح کے سامان اسکے درست ہو گئے
جب سامان درست ہو گیا تو کیوان سے جا کر عرض کیا کہ خداوند سب سامان تیار ہے فرمایا کل بھجوا دینا آج صرف چینیاں
چاندی کی بنگیوں میں رکھوا کر دولہا کے گھر پہ بھجوا دو اور کہلا بھیجو کہ کل باجا آئیگا اسی وقت داروغہ نے چینیاں چاندی
کی بنگیوں میں سجا کر چوبداران شاہی کو ساتھ کر کے بارگاہ سلیمانی کی طرف روانہ کیں اور جداگانہ دیوان خاص سے
ایک عرضی کیوان فلک رفعت کی جانب سے لکھ کر مہر شاہی ثبت کر کے ایک خاص بردار خاص کے ہاتھ خدمت
امیر میں بدین مضمون ارسال کی کہ حضور یہ مختصر آتا ہے امید ہے کہ شرف اجابت سے مشرف ہو اور کل شب کو باجا
آئیگا خاص بردار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ادھر تو چینیاں پہونچیں اور ادھر سے چوبدار پہونچا پہلے صاحبقران نے
عرضی کیوان فلک رفعت کی پڑھی نہایت خوش و مسرور ہوئے چینیاں محل خاص میں بھجوا دیں اور سامان
ضیافت پیش کیا اور خلعت و انعام دے کر خاص برداروں اور چوبداروں کو رخصت کیا وہ سب خوش خوش واپس گئے
رات بھر تو سب سامان درست ہوا کیا ادھر ادھر دونوں طرف تیاری رہی صبح کو کیوان فلک رفعت نے زینت
کے ساتھ ہی حکم دیا کہ سب سامان ہمارے سامنے لا کر رکھو اسی وقت سب سامان کیوان فلک رفعت
کے سامنے رکھا گیا خاص بردار چوبدار حاضر ہوئے کیوان نے حکم دیا کہ کپڑے نوشاہ کے کشتیوں میں لگائے جائیں
اسی وقت سونے کی کشتیاں حاضر ہوئیں پہلے سب کشتیوں میں تاش کے تھان اور کمخواب کے تھان لپیٹے گئے ایک کشتی
میں تاج جواہر نگار جسکی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں لگایا گیا ایک کشتی میں کنٹھا جسمیں موتی ٹکے ہوئے آبدار
[illegible] کسی صدف سے نہیں نکلے تھے ایک کشتی میں جامہ ایک میں خیمہ ایک میں چکن ایک میں زیر جامہ
ایک میں پائجامہ ایک میں پٹکا ایک کشتی میں دوشالہ اور کمخواب کی لنگی رکھی گئی غرض ایک ایک کشتی میں ایک ایک
کپڑا لگایا گیا مگر ہر کپڑا اسقدر بھاری اور بیش قیمت تھا کہ تمام کشتیوں میں ایک نور کی روشنی ہوتی
معلوم ہوتی تھی غرض جب سب کپڑے چنے جا چکے تو کیوان فلک رفعت نے نگینیں اور [illegible]
کشتی پوش ڈلوا دیے بعد اسکے پھولوں کا گہنا کشتیوں میں لگایا گیا بعد اسکے ایک سونے کی چوکی جسپر بڑا ابر
سے موتی ٹکے ہوئے تھے جواہر پیش بہا کی جھالر لگی ہوئی تھی کمخواب کا تھان بچھا ہوا تھا لا کر رکھی گئی سونے کا لوٹا
سونے کا کٹورا جسپر رکھا گیا سونے کے تاروں سے باندھا گیا انمیں عطر میں گھول کر رکھا گیا ایک اشرفی [illegible]

رکھی گئی جب یہ سب سامان درست ہو چکا تو چاندی کے خوانوں میں کشتیاں بنات و الاگو اب تک تھانوں میں لپیٹ کر
درست کیے گئے جب یہ بھی درست ہو چکا تو کھانے جوڑے اور دودھ پینے کے لیے اور سال کا داخل شہر قمر بخش کا
ہاتھیوں پر لدوا دیا بعد اُسکے محل میں کہلا بھیجا کہ دلہن کو مانجھا پہنایا جائے محلدار نے اندر جاکر یہ خبر سنائی کہ حسب حکم
بادشاہی یہ ہے کہ دلہن کو مانجھا پہنا کر سواریاں سوار کرائی جائیں اُسی وقت دلہن کو مانجھا پہنایا گیا شادیانہ بجا جب مانجھا
پہنا چکے تو محلدار نے آکر کہا کہ دلہن مانجھا پہن چکی جلوس تیار ہو سواریاں ڈیوڑھی پر لگائی جائیں اُسی وقت سواریاں
ڈیوڑھی پر لگائی گئیں جلوس آراستہ ہوا جب سواریاں سوار ہو چکیں تو ہزاروں رسالے ہزاروں پلٹنیں قریب
قریب کل جلوس شاہی خاص کیوان کی ہمراہی کا اور کل رفقائے خاص کیوان فلک رفعت کے بڑی تزک
و حشم سے نقارہ و نوبت بجتے ہوئے مانجھا لیکر جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے جب قریب بارگاہ پہونچے اور
خبر مانجھے کی آمد آمد کی امیر نے سنی تو بعض خاص خاص رفقا کو استقبال کے واسطے روانہ کیا کل سواریاں اور سامان
اندر محل کے بھیجا گیا جو لوگ ساتھ تھے وہ بارگاہ میں آکر اپنے اپنے مراتب سے بیٹھے سواریاں اندر اتر گئیں دولہا
بلوایا گیا جب دولہا مانجھا پہن چکا تو سمدھیوں کو شربت پلایا گیا شادیانہ دیا گیا ماہر امیر بانو قمر نے کل ہمراہیوں کو
خلعت و انعام دیا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے جب سب امور ضروری سے فراغت ہو چکی تو سواریاں ڈیوڑھی
پر لگائی گئیں سمدھنیں سوار ہوئیں خوش خوش قلعہ قمر بخش میں واپس گئیں جاکر کیوان فلک رفعت کو مبارکبادی
دی کیوان فلک رفعت نے روشنی کا حکم دیا اور یہاں صاحبقران نے جشن کی تیاری کی دولہا مانجھا پہن کر
باہر آیا سب بزرگوں کو سلام کیا امیر نے اُٹھکر گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بدیع الزمان نے بھی گلے سے
لگایا سب کے سب خوش و مسرور ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ ہونے لگا صدائے مبارک سلامت آسمان تک
جانے لگی رات بھر ناچ اور راگ رنگ رہا صبح کو امیر نے اُٹھتے کے ساتھ ہی تمام لشکر کو زر و جوڑے تقسیم کیے کل بالکل
زر و کپڑے سے منڈھی گئی ہر سردار کے خیمے پر زر و جھنڈیاں لگائی گئیں افسروں کو لاکھ لاکھ روپیے کے جوڑے
اور تمام فوج کو ہزار ہزار روپیے کے جوڑے پہنائے گئے غرض مانجھے کے دن سے ساچق تک دن عید رات شب برات
رہی حکم عام تھا کہ تا ختم شادی تمام فوج میں کھانا سرکار سے تقسیم ہو ہر سردار کے خیمے میں ناچ رنگ ہو جسکو جسقدر روپیے
کی ضرورت ہو خزانہ سرکاری سے لے غرض عجب دھوم دھام اور عجب مسرت کا سماں تھا اینکہ ساچق کا دن قریب آیا
ایک دن پیشتر ہاتھیوں پر لکھوکھا من تیل لدوا کے روانہ کیے اور کیوان فلک رفعت سے کہلا بھیجا کہ کل
ساچق آئیگی اور بعد اُسکے تمام لشکر کو لال جوڑے تقسیم ہوئے ساچق جانے کا سامان مہیا ہونا شروع ہوا آرائش
تیار ہونے لگی سناروں نے سونے کے کڑے جلد جلد تیار کیے اندر محل کے رت کے کپڑے درست ہونے
لگے چڑھاوے کا سامان مہیا ہونے لگا جب سامان درست ہو چکا اور ساچق کا دن آیا تو کل فوج میں تیاری
ہوئی جلوس شاہی ساتھ جانے کے واسطے مرتب ہوا جو گھوڑے سونے کے تاروں سے باندھے گئے جب سب
سامان درست ہو چکا اور سواریاں سوار ہو چکیں تو نہایت تزک و حشم سے ساچق دلہن کے گھر پہونچی آتشبازی
جو ساتھ تھی چلنے لگی وہ چھوٹی بعد اُسکے آرائش شہر گشت ہوئی کیوان نے سمدھیوں کو بارگاہ میں لا کر بٹھایا سواریاں
محل میں اُتریں دلہن کو چڑھاوا چڑھا صدائے مبارکبادی بلند ہوئی جب چڑھاوا چڑھ چکا شادیانہ بج چکا تو کیوان نے
سب کو جواہر کے ہار تقسیم کیے کشتیاں عطر اور پان پھول کی پیش کیں سب کے سب پھر کر بارگاہ سلیمانی میں
آئے امیر بانو قمر کو مبارکباد دی دوسرے روز کیوان نے بڑے تزک سے مہندی بھیجی دولہا کے مہندی

لائی گئی امیر با توقیر نے سب کو خلعت جوڑے تقسیم کیے دو مہینے روز برات کا سامان ہوا تمام اہل اسلام وضیع و شریف
سب کے سب خلعت پوش ہوئے بارگاہ سلیمانی سجی گئی دولہا کے مکان سے لیکر دلہن کے گھر تک دو رویہ چراغان
چاندی سونے کے گلاسوں میں شہر بھر کے روشنی ہوئی آتشبازی گاڑی گئی دعوت کا سامان مہیا ہوا سب اہل
لشکر سرداران و افسران لشکر کو کھانا کھلایا گیا جب کھانے سے فراغت ہوئی تو آتشبازی چھوٹنا شروع ہوئی جب
آتشبازی چھوٹ چکی سب لوگ بارگاہ میں بیٹھے امیر نے سبھوں کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور جواہر کی تقسیم
کے بعد اُنکے ناچ کا حکم دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی ایک مسند جواہر نگار بیچ بارگاہ میں بچھی
ہوئی تھی اُس پر نورالدہر آکر متمکن ہوا داہنی جانب بادشاہ اسلام بائیں جانب صاحبقران سامنے اسد و قارب
اور اور سرداران اسلام آکر بیٹھے پس پشت خاص بردار چنور ہاتھوں میں لیے ہوئے مگس رانی کر رہے تھے غرض اس قسم
کی صحبت عیش و عشرت برپا تھی کہ مشتری فلک صدائے مبارکباد بلند کر رہی تھی کوئی دو پہر رات تک صحبت عیش
برپا رہی بعد اُسکے پچھلے پہر رسومات طے ہوئی کہ دولہا کو حمام کے لیے لے چلے نورالدہر دولہا محل کے اندر گیا
پہلے منڈوے کے نیچے چوک پر بٹھایا گیا بعد اسکے گنگا جمنی چوکی مخمل کا گدا بندھا ہوا لاکر منڈوے کے نیچے بچھائی گئی دولہا
نہانے کے لیے بٹھا دولہا کی بہنوں نے روپے اور سونے کے دوب اور دودھ سر پر ڈالا نورالدہر کی والدہ نے
نیگ میں نورالدہر کی بہنوں کو ایک ایک دو شالہ نہایت گران قیمت اور ایک ایک توڑا اشرفیوں کا دیا بعد
اسکے باری باری آکر حاضر ہوئیں دو توڑے اشرفیوں کے نیگ میں لیے دولہا کو نہلا دھلا کر بارگاہ میں بھیجا امیر
با توقیر نے آکر اپنے ہاتھ سے سہرا باندھا خلعت پہنایا بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر صحبت رقص میں لائے ہر ایک نے مبارکباد
دی دولہا نے سب بزرگوں کو سلام کیا مسند پر بٹھایا مبارکباد گائی جانے لگی اس عرصے میں صبح قریب ہوئی
ناچ برخاست ہوا برات جانے کا سامان ہوا امیر نے پہلوان عادی کو بلا کر کہا کہ اے پہلوان عادی
جلد برات ہمراہ کل فوج اور جلوس شاہی تیار کروا پہلوان عادی سلام کر کے گیا اور نہایت جلد
جلد سامان درست کر کے خدمت امیر میں آکر عرض کیا کہ حضور سب سامان تیار ہو گیا جلوس وغیرہ مرتب
ہو چکا دولہا کا ہاتھی حاضر ہے سوار کرا لیجیے یہ سنکر نورالدہر کو لیکر امیر اُٹھے موتیوں کا سہرا اپنے ہاتھوں میں اُٹھائے
ہوئے پہنچا غرض نورالدہر کو سوار کیا بائیں جانب نورالدہر کے خود بیٹھے داہنی جانب بادشاہ اسلام کو بٹھایا خواصی میں
پہلوان عادی کو اشرفیوں کے توڑے دے کر بٹھایا بعد اُسکے اور سرداران عالی مقام افسران فوج نامدار
ہاتھیوں پر سوار ہوئے آگے آگے دولہا کا ہاتھی پیچھے پیچھے ان سب کے ہاتھی دولہا سے زر و جواہر نثار ہوتا
ہوا ہاتھی بھی سر سے پاؤں تک زیور جواہر میں غرق سونے کا ہودا رکھا ہوا چاندی کا مرصع جواہر آبدار کا سہرا
لگا ہوا طلائی زنجیریں سونڈ میں لپٹی ہوئی دُم میں موتیوں کے گچھے لگے ہوئے آتشبازی کے انار چھوٹتے ہوئے
نقارے اور نوبت باجے بجتے ہوئے روشنی اور انواع و اقسام کے باجے بجتے ہوئے تمام فوج صاحبقرانی
ہمراہ کوئی سوار اور کوئی پیدل ایسا نہ تھا جو برات کے ساتھ نہ ہو سوا توپ کی کشتی کے کہ وہ تو حفاظت بارگاہ کے لیے
رہ گئے تھے روشنی اس طرح کی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا اور کمال یہ تھا کہ بجائے تیل کے مشعلیں عطر مشعلوں پر
چھڑکاتے ہوئے جاتے تھے کہ وہ صحرا تمام معطر ہو گیا تھا غرض بڑی شان و شوکت سے برات دلہن کے دروازے
پر پہنچی کیوان فلک رفعت نے استقبال کیا کل ہمراہیوں کو محل میں لیگیا دولہا کو شربت پلاتے اور
بیڑے پان کے لیے اندر بلایا گیا جب دولہا شربت پی چکا تو باہر آیا اور صحبت رقص میں مسند پر بیٹھا نا

3

ہونے کا تھوڑی دیر تک ناچ ہوا کیا بعد اسکے خواجہ بزرگ امید اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے خواجہ
بزرگ امید دولہا کی طرف سے اور خواجہ عمرو دلہن کی طرف سے وکیل ہوئے عقد پڑھا گیا دو کرور روپے
خواجہ بزرگ امید کو دیے اور دو کرور روپے خواجہ عمرو کو دیے بعد عقد کے شربت پلائی ہوئی دلہن کا جو تھا
شربت دولہا کے لیے بھیجا گیا ... بعد اسکے دولہا کو زنانہ محل کے طلب کیا رسمیں ادا ہونے لگیں دلہن
کو دولہا کے برابر لا کے بٹھایا دلہن کی پشت پر دولہا نے ہاتھ رکھا ڈومنیوں نے دونوں کو آرسی مصحف دکھایا گئی تو باتیں
چھپوائی گئیں جب رسموں سے فراغت ہو چکی تو دلہن کو حجلۂ عروسی میں لا کر بٹھایا سب عزیز و اقربا بانٹنے کو اسکے
ڈومنیوں نے بھی گالی دولہا باہر آیا کیوان فلک رفعت کو سلام کیا کیوان نے سلامی میں خلعت قمر بخش
دولہا کو دیا اور جتنا سامان بیاہ کا کیوان کے پاس تھا سب جہیز میں دے دی دولہا پھر اندر گیا دلہن کو گود میں اٹھا کر
سامنے میں بٹھایا بارات رخصت ہوئی نور الدہر خوشی خوشی دلہن کو بیاہے ہوئے چلا جاتا تھا کہ ایرج کو خبر
پہونچی ایرج نے کہا کہ اسی کا تو انتظار تھا اب دیکھتا ہوں کہ نور الدہر کیونکر لیجانے پاتا ہے اور ایک روایت یہ ہے
کہ بعد شادی نور الدہر کے ایرج بدیع الزمان کو پکڑ کے ... اور اسد حامد بن حمید کو مارتا ہوا اور
عادت اسکی جلاتا ہوا ... لشکر ایرج سوار ہوا اور قصد کیا کہ برات کی طرف جائے لندھور تو اُسی واسطے
قریب لشکر ایرج آ رہا ہوا تھا للکارا کہ او آفتاب پرست ادھر آ ... بہتر یہ ہو کہ اپنے ارادہ فاسد سے
باز آئیں جب تک زندہ ہوں تیری ہوا کو بھی ادھر نہ جانے دونگا ایرج نے کہا کہ خیر پہلے تجھ کو ماروں تو آگے
بڑھوں اور عروس کو لوں یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالے لندھور کی طرف دوڑا اور ایک تلوار لندھور کے سر پر
لگائی کہ سپر کو قلم کرکے پار اُتر سر میں در آئی لندھور نے دستانہ ... تلوار تو بچا کر نکلی چاہ دو خون کی سر سے جاری
ہوئی مگر لندھور نے اُسی حالت زخمداری میں جو پوری قوت سے ایرج کے سر پر تلوار ماری تو سپر کو کاٹ
کر تا دو اور ... ایرج نے دستانہ مارا تلوار تو بچا کر نکلی مگر پانچ زخم کی کاری ہوئی اُسی حالت زخمداری
میں ایرج نے پھر وار کیا کہ بایاں شانہ لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پھر تلوار لگائی کہ داہنا ہاتھ ایرج کا
زخمی ہوا الغرض دونوں میں خوب لڑائی ہوئی قرار واقعی دونوں چور چور ہوئے اور بیہوش ہو کر گرے ادھر
آفتاب پرست کھڑے ہوئے تھے اُس طرف ہندی استادہ تھی وہ ایرج کو اُٹھا لیگئے یہ لندھور کو اٹھا لیگئے
ادھر امیر باتوقیر فرحان و شادان عروس کو لیے ہوئے لشکر اسلام میں داخل ہوئے خوشی خوشی دلہن کو اُتروا کر حجلۂ
عروسی میں بٹھایا چاندی کا ... تختے میں لگایا گیا دودھ سے پاؤں دھلوائے بعد اسکے نور الدہر دامن عروس
پر نثار کرکے باہر آئے امیر کو سلام کیا امیر نے گلے لگا کر خلعت دیا لوگوں نے مبارکباد دی خوش ہونے لگا کہ اس
اثنا میں ہرکاروں نے آکر خبر پہونچائی کہ لندھور اور ایرج میں خوب تلوار چلی آخر دونوں بیہوش ہو کر گرے
آفتاب پرست ایرج کو اٹھا لے ہندی لوگ لندھور کو اٹھا لائے یہ سنتے ہی امیر اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے
اور خیمۂ لندھور میں تشریف لائے لندھور کو ہوشیار کیا زخموں میں ٹانکے لگوائے فرمایا کہ مرحبا لندھور
تم نے بڑا کام کیا مرد ایسا ہی کرتے ہیں ای لندھور تم نے رفاقت کا حق ادا کر دیا تھوڑی دیر تک بیٹھے رہے تحسین و آفرین
فرمایا کیے بعد اسکے تشفی و دلاسا دے کر معالج مقرر کرکے بارگاہ میں واپس آئے اب اس عرصے میں رات تو ہو ہی چکی
تھی نور الدہر حجلۂ عروسی میں داخل ہوئے نوشاہ نے آتے ہی ملکہ کو آغوش میں لیا اب بیان یہ ہے دونوں
جانب کے اشتیاق شرم آمیز اور انکار اقرار خیز ایک عجیب لطف دے رہے تھے کہ جنکا تحریر کی قدرت

اس سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ کہ لشکر ایرج میں کیسا غل و شور کیسا بلند ہے جب سے یہ آواز سنی ہے دل خود بخود گھبرایا جاتا ہے اور بے
سبب آپ ایک وحشت سی پیدا ہوتی ہے چالاک تو اسی وقت سلام کر کے لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اور امیر با توقیر
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر متمکن ہوئے سرداروں نے آداب مجرا کیا اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے لیکن جو آتا ہے
وہی کہتا ہے کہ آج پچھلی گھڑی رات سے لشکر ایرج میں ایک غل مچا ہوا ہے امیر نے فرمایا کہ ہاں میں نے نماز پڑھتے
میں ایک شور سا سنا تھا اسی وقت چالاک بن عمرو کو روانہ کیا تھا اب وہ آتا ہی ہوگا حال معلوم ہو جائیگا یہ باتیں ہو ہی رہی
تھیں کہ چالاک آ پہونچا امیر نے پوچھا کہو چالاک کیا خبر ہے چالاک نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور سانحہ عظیم
ہو گیا امیر نے فرمایا کہ کیا جلد بیان کر انہوں نے کہا کہ کیا عرض کروں بڑا غضب ہو گیا ہے شہزادہ رات کو کسی نے ایرج کا سر کاٹ
ڈالا لشکر آفتاب پرستاں میں ایک قیامت بپا ہو رہی ہے یہ سنتا تھا کہ امیر کو سناٹا سا آگیا اور ایک آہ سرد بھر کر فرمایا
کہ افسوس صد افسوس نوجوانی ایرج پر ہائے ایرج واسا ایرج یہ سنکر نور الدہر بھی آبدیدہ ہو گئے اور تمام سردار بھی
غمگین ہوئے امیر نے عمرو سے کہا کہ اے خواجہ یہ کیا بتاؤ کہ یہ کس کی حرکت ہے عمرو نے کہا کہ حمزہ میں کیا بتاؤں یہاں آپ میں وہیں
میں بھی ہوں امیر نے فرمایا کہ یہ کچھ اٹکل ہی سے کہو عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ حمزہ خدا ہی خوب جانتا ہے میں کیے کہوں کہ یہ
حرکت کس نے کی امیر نے فرمایا کہ اچھا ایک بات تو سنو جب عمرو قریب آیا تو چپکے سے کہا کہ خواجہ یہ اسد کی تو حرکت
نہیں ہے عمرو نے کہا کہ جی نہیں اب وہ اتنا نادر نہیں ہے ابھی وہ ایک حرکت کر کے آپ کی خفگی اٹھا چکا ہے اب وہ کبھی ایسی
حرکت کا مرتکب نہ ہوگا یہ سنکر امیر با توقیر چپ ہو رہے مگر اب ایرج کا حال سنیے کہ علی الصباح مالک بن ملکوت شاہ
جو سوتا ہوا خیمہ ایرج میں آیا تو دیکھا کہ ایرج کا سر کٹا ہوا اپنے پر رکھا ہے بس یہ دیکھتے ہی ایک نعرہ کر کے شیون کیا اور زمین
پر گر کے پچھاڑیں کھانے لگا گریبان چاک کیا ڈاڑھی نوچ کر سر اپنا پیٹنے لگا غرض حالت تباہ کی کہ اس اثنا میں لقا
اور بختیارک بھی پہونچے ایرج کا لاشہ دیکھکر بختیارک بھی سر پیٹنے لگا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا جب لقا
نے بغور سے دیکھا تو عمرو کا خنجر پایا کہ خون بھرا ہوا پڑا ہے بس بختیارک نے مالک سے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ
ایرج تو اب زندہ نہیں ہو سکتا لیکن قاتل ایرج کا ملنا ہے مالک نے کہا کہ اے بختیارک ایرج کا قاتل
کون ہے اور تم نے کس نشان سے پہچانا بختیارک نے کہا کہ قاتل ایرج کا سوائے عمرو کے اور کوئی نہیں ہے دیکھو
یہ خنجر اسی کا ہے اگر تم یہ خنجر لیے ہوئے حمزہ کے پاس چلے جاؤ اور حمزہ سے کہو کہ سیمین اندام دلاور ہی اسی کو کہتے ہیں
کہ آپ نے اپنے عیار کو بھیجکر ایرج کو قتل کروا دیا دیکھیے تو یہ خنجر عمرو کا ہے یا نہیں پہچانیے تو سہی جس وقت حمزہ اس
خنجر کو پہچانیگا تو اسی وقت عمرو کو پکڑ کے تیرے حوالے کر دیگا تو اسے لا کر بعوض ایرج کے قتل کرنا مالک کو بھی
یہ رائے پسند آئی اور اسی وقت ایرج کی لاش مع خنجر خون آلود اپنے ہمراہ لیکر دروازہ بارگاہ پر آیا اطلاع کرائی کہ
مالک لاش ایرج کی لیکر آیا ہے امیر نے فرمایا کہ جلد لاؤ ہائے افسوس صد افسوس ایرج کے مرنے سے کمر میری ٹوٹ
گئی ہائے ایسا جوان خوبصورت صاحب شجاعت زمانے سے اٹھ گیا اور سب سردار بھی افسوس کرنے لگے مالک
بن ملکوت شاہ گریبان چاک سر برہنہ خاک پھینکتے پیٹتے ہوئے ہائے ایرج نوجوان وائے ایرج نوجوان
کا نعرہ بلند کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا کہ اے مالک کس نے ایرج کو مارا کچھ پتا بھی لگا اس نے
کہا کہ آپ جان بوجھکر پوچھتے ہیں آپ یہ سمجھے کہ میں ایرج سے عہدہ برآ نہ ہو سکونگا اس لحاظ سے عمرو کو بھیجکر
ایرج کو قتل کروا ڈالا اور پھر آپ یہ پوچھتے ہیں کہ کس نے ایرج کو مارا آپ سے یہ امر بہت بعید تھا اگر اور
کوئی ایسا کرتا تو مقام شکایت نہ تھا کہ حریف کا مطلب ہر طرح حریف کے قتل و غارت سے ہوتا ہے لیکن آپ سے

تو نہ دینا بہتر تھا یہ سنکر مالک بن ملکوت اُسی وقت خدمت صاحبقران میں گیا اور جو کچھ بختیارک نے نقل کیا تھا
امیر سے دُہرایا صاحبقران یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے اور فرمایا کہ ای مالک تم کہدو کہ عالم کہیں سے کچھ
نہیں بیچا یہ گمان تمہارا بالکل فضول ہے اگر تم اُس نقابدار کا پتا بتادو کہ وہ کدہر ہے تو میں ابھی جا کر
عمرو کو اُسکے پنجے سے چھڑا لاؤں اور تمہارے حوالے کردوں مالک بن ملکوت نے کہا پتا معلوم ہونا کیا ضرور ہے ہرکارے
تو اُسکا لشکر تک دیکھ آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ اچھا تم اُن ہرکاروں کو میرے ساتھ کردو میں ابھی جاتا ہوں یہ سنکر
مالک نے اُن ہرکاروں کو بلوا کر حاضر خدمت امیر کیا امیر باتوقیر اُسی وقت سوار ہو کر لشکر نقابدار کی طرف روانہ ہوئے اور
ادہر نقابدار نے عمرو کو اپنے لشکر میں لاکر استفسار کیا کہ ای خواجہ سچ کہو کہ تمنے ایرج کو قتل کیا ہے یا نہیں عمرو نے کہا کہ ای
نقابدار قسم ہے وحدہ لاشریک لہ کی ہرگز میں اس امر کا مرتکب نہیں ہوا مجھ پہ بالکل جھوٹ اتہام لگایا ہے اور مجھے بہت ایرج
کے ساتھ تعلق تھا شاید یہ وہ بات کسی کی ہو گی اسلیے کہ وہ تو میرا ہی ساختہ و پرداختہ تھا تم یہ نہیں سمجھتے کہ میرا ہاتھ تو باوجود ان
حالات کے ایرج پر کیونکر اٹھتا خدا جانے یہ بیہودہ حرکت کس ظالم مکار کی تھی اور بڑی حیرت تو یہ ہے کہ میرا خنجر ایرج
کے سر میں کسنے رکھدیا میں نے تو جب سے حال ایرج کا سنا ہے بے اختیار ہو کر رو رہا ہوں اور خود بخود مرا جاتا ہوں
نقابدار نے کہا کہ خواجہ مجھے تمہارے کہنے کا یقین تو آگیا مگر ابھی میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا اسلیے کہ ہرکارے حمزہ کے پاس گئے ہیں
دیکھوں حمزہ میرے پاس آتے ہیں یا نہیں اور اگر آتے ہیں تو تمکو طلب کرتے ہیں یا نہیں یہ کہکر عمرو کو پوشیدہ کردیا ایک
تھوڑی دیر کے بعد ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ صاحبقران آپہنچے نقابدار اسی وقت استقبال صاحبقران کیواسطے
خیمے سے باہر آیا امیر کو سلام کیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے کے اندر لیجا کر مسند پر بٹھایا خود دست ادب باندھ کے سامنے بیٹھا عطردان
پاندان چنگیروان جو کچھ تھے سب اسباب دعوت مہیا کیا صاحبقران نے فرمایا کہ ای نقابدار خوب تمنے مجھے رسوا کیا عمرو
کہاں ہے جلد اُسے بلاؤ میں بغیر قتل کیے اُسے نہ چھوڑونگا تھوڑی ہی مدت کے بعد وہ کمبخت میرے پاس آیا اور عذر تقصیر
کرائی اور پھر وہی حرکت کی بلکہ جب سے بدتر حرکت کی جب تو فقط آبس بن الوس کی ناک ہی کاٹ ڈالی تھی ابکی مرتبہ تو
اس حرام نے ایرج سے نوجوان کو جان ہی سے مار ڈالا اور ہائے اُسکی نوجوانی پر رحم نہ آیا جلد اسے بلاؤ نقابدار نے کہا کہ
ای صاحبقران عالیشان میں نے عمرو سے استفسار حال کیا تھا عمرو نے قسم کھائی کہ میں اس امر بیجا سے واقف بھی نہیں
ای صاحبقران عمرو تو نوجوانی ایرج پر خود ماتم اور متاسف ہے اور اپنی حیرت ظاہر کرتا ہے کہ میں خود اس امر سے متحیر
ہوں کہ ایرج کو کسنے قتل کیا اور میرا خنجر کسنے رکھدیا جب عمرو نے اپنی بیگناہی مجکو یقین کردی تو میں نے اُسے
بے گناہ سمجھکر چھوڑ دیا یہ سنکر صاحبقران بہت غضبناک ہوئے اور نہایت برہم ہو کر نقابدار سے کہا کہ اگر تو نے عمرو کا پتا نہ بتایا
اور نشان نہ دیا تو خیر ورنہ میں تجکو عمرو کے عوض میں قتل کرونگا نقابدار نے کہا کہ سر میرا حاضر ہو کاٹ لیجیے اور عمرو کو
مجھ سے نہ لیجیے کہ وہ آپ کا خادم قدیم اور یار ندیم ہے کیسی کیسی جانبازیاں عمرو نے آپ کے ساتھ کی ہیں ہمیشہ آپ کا سینہ سپر
رہا کیا اور وہ محض بے تقصیر ہے امیر نے کہا کہ ای نقابدار تو عمرو کو بے گناہ جانتا ہے اگر وہ بے قصور ہوتا اور ایرج کا
قاتل نہ ہوتا تو خنجر اُسکا ایرج کے سرھانے سے کیونکر نکلتا جلد عمرو کو بلاؤ میں ایک بات تو تمہاری مانونگا نہیں یہ سب خدمات
بارہا میں تم سے کہ چکا ہوں نقابدار نے جو امیر کو غضبناک دیکھا سمجھا کہ اب کوئی عذر میرا پیش نہ جائیگا اور کوئی سفارش
میری قبول نہ ہوگی اپنے عیار سے کہا کہ جلد جاکر عمرو کو لے آ عیار اُسی وقت آیا اور عمرو سے تمام حال بیان کیا اور کہا
کہ ای عمرو اب موت تمہاری آگئی ہر چند نقابدار نے تمہیں چھپایا اور بچایا اور بہت عذرات اور التماسے در بیچ
کی سفارش کی مگر کوئی بات صاحبقران نے نہ مانی بلکہ اُلٹے نقابدار سے برہم ہوئے اور فرمایا کہ اگر عمرو کو نہ دوگے

تو اپنی جان سے ہاتھ دھو ؤ میں عمرو کے عوض تمہیں قتل کرونگا یہ سنکر عمرو ساکت ہو گیا اور عیار کے ساتھ ہو عیار نقابدار
کا عمرو کو ساتھ لیے ہوئے چلا جاتا ہے اور عمرو اپنے حال زار پر روتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او نابکار و
نامراد و تباہ عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو کہاں لیے جاتا ہے یہ آواز سنکر عیار نے جو مڑ کر دیکھا تو دیکھا
کہ ایک شخص مثل برق کے چلا آتا ہے عیار کو تو مارے دہشت کے سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا وہ تو عمرو کو چھوڑ کر
بھاگ گیا اور عمرو کو وہ شخص اٹھا لیگیا عیار کانپتا تھرا ہوا نقابدار کے سامنے آیا اور عرض کیا کہ عمرو کو ایک شخص مجھ سے
چھین لیگیا نقابدار نے تو یہ سمجھا کہ عیار شاید بہانہ کرتا ہے خاموش ہو رہا مگر امیر ہاتوقیر نے فرمایا کہ اے نقابدار میں خوب
سمجھتا ہوں مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ عمرو کو کون لیگیا جان سے بے عمرو کو لاؤ نقابدار نے عیار سے کہا کہ اے
صاحبقران نہ مانیئے اور کوئی بات نہ سنیئے تو جانئے کہ عمرو کو جا کر لے آئے نے کہا کہ میں بہانہ نہیں کرتا آپ مراہیہ کو گردا اگر
خود دیکھ لیجیے جھوٹ ہے میرا کہا یہ سنکر نقابدار مع امیر خیمے سے باہر آئے دیکھا کہ کوئی شخص عمرو کو پیٹھ پر لادے ہوئے
جاتا ہے نقابدار نے کہا کہ ملاحظہ ہو وہ سامنے کوئی شخص عمرو کو لیے چلا جاتا ہے یہ ملاحظہ فرما کر امیر نے اسکا تعاقب کیا اور
نعرہ کیا کہ ہاں او دہستول کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے یہ آواز سنکر اس شخص نے پلٹ کر جو دیکھا تو دیکھا کہ امیر کشورگیر چلے
آتے ہیں سامنے ایک پہاڑ تھا عمرو کو تو شاگردوں کے حوالے کرکے کہا کہ تم اسے لیکر پہاڑ پر چڑھ جاؤ میں سمجھ لیتا ہوں
شاگرد تو عمرو کو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور یہ وہیں کھڑا ہو رہا جب امیر قریب آئے تو دیکھا کہ نظر کردہ علی عمران صاحب بندہ
کران مہتر قران حبشی کھڑا ہے کہا کہ ای چاہتے ہے کہ قران فوراً قدموں پر گر پڑا اور کہا یا صاحبقران میں حاضر ہوں
چاہے قتل کیجیے چاہے عفو فرمائیے میں بیشک عمرو کو عیار نقابدار سے چھین لایا ہوں اور اس پہاڑ پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے
اسکے سپرد ہے دیکھیں اے صاحبقران عمرو قسمیں کھاتا ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں میں نے ایرج کو نہیں مارا امیر نے فرمایا کہ اے
قران تو نظر کردہ شاہ ولایت امیر عرب ہے میں تیرا بہت لحاظ و پاس کرتا ہوں مجھے تو یہ پاس لکھتا ہے اے قران اگر عمرو
ایرج کو نہ قتل کرتا تو خنجر اسکا ایرج کے سرہانے سے کیوں نکلتا میں کیونکر یقین کروں کہ عمرو نے ایرج کو نہیں مارا اس
امر سے صاف ظاہر ہے کہ عمرو نے ایرج کا سر ضرور کاٹا ہے مگر جس وقت یہ اپنا کام کر چکا تو شاید جاگ ہو گئی وہ گھبراہٹ کے
مارے خنجر چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اے قران میں نہ مانونگا تو عمرو کو میرے حوالے کر دے قران نے عرض کیا کہ قیاس
حضور کا بہت بجا ہے لیکن میں عمرو کو جھوٹا نہیں کہہ سکتا اور جب وہ قسمیں کھاتا ہے تو میں اسکی تکذیب نہیں کر سکتا آپ میری
خاطر ایک شب کے واسطے عمرو کو میرے پاس رہنے دیجیے اور آج شب کو بعد فراغ نماز دعاے انکشاف حقیقت
کرکے سوئیے جو کچھ ہوگا آپ پر منکشف ہو جائیگا امیر نے فرمایا کہ اس امر میں کوئی کلام نہیں ہے اسے میں نے
قبول کیا مگر پہاڑ کو میں گھیرے رہونگا قران نے کہا کہ بہت مبارک اسکا مضائقہ نہیں ہے امیر نے اسی وقت اس مقام پر
خیمہ استادہ کرایا اور مقبل و بہرام سے بلا کر کہا کہ تم اپنے لوگوں سمیت اس پہاڑ کو شب بھر گھیرے رہو کہ یہ دونوں ایک
گردن کہیں بھاگ نہ جائیں فرمان مقبل وفادار بہرام سب کے سب گرد پہاڑ کے اتر پڑے القصہ دن تو
گذر گیا جب شام ہوئی تو امیر ہاتوقیر نے وضو کرکے نماز مغرب ادا کی اور وظائف معمولی پڑھکر دست دعا درگاہ قاضی الحاجات
بلند کرکے کہنے لگے کہ بار الٰہا واسطہ مجھکو اپنی کبریائی کا مجھ پر اس امر کی حقیقت کو منکشف کر دے یہ دعا بکمال الحاح و زاری
جناب باری سے طلب کرکے جادہ سے اٹھے اور ماحضر نوش فرما کر بستر خواب پر تشریف لیگئے خدمتگار خاص عمرو اور
وغیرہ سب اپنے اپنے عہدہ پر کھڑے ہوئے صاحبقران نے آرام فرمایا قریب صبح حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کو خواب
میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے فرزند ارجمند آگاہ ہو کہ اس مقدمہ میں عمرو بالکل بے قصور ہے

اسکا کوئی گناہ نہیں ہے وہ جو تجھی قسم ہرگز نہیں کھاتا ہے کچھ کہتا ہے وہ سب سچ ہے بیچارہ تُو نے منسوذ کیا ہے ای فرزند تم نظر کردہ
ہفت پیغمبران ہے اسکو ایذا نہ دے اور آپ اس علت مین منسوذ نہ کر آپ جا کر اس سے عذر خواہی کر بلکہ عفو تقصیرات
کر یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ پھر اس امر کی حقیقت ارشاد فرمائے کہ اسکی اصلیت کیا ہے ایرج
کو کسنے مارا ہے اور یہ خنجر کسکا ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای فرزند ایرج واصل نار نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے ایک ساحرہ مدت
سے ایرج پر عاشق تھی اور وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح ایرج میرے پاس آجائے اگر کوئی تدبیر اسکے بنائے نہین پڑتی تھی
اب کی مرتبہ اسکا موقع بن گیا اسنے ایک شخص کو بصورت ایرج شکل کے پلنگ پر لٹا کر سر اسکا کاٹ
ڈالا اور ایرج کو اٹھا لیگئی اور خنجر عمرو کا چرا کر اسکے سرہانے ڈالدیا ای فرزند ایرج بعد ایک مدت کے اس ساحرہ کو
مار کر خروج کریگا اور اپنے لوگون سے آکر ملیگا مدتون تک ممالک باختر مین لڑیگا یہ کہکر حضرت آنکھون سے پوشیدہ ہوگئے
حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وقت نماز صبح کا ہے اٹھے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ وظائف کل سردارون اور بادشاہون
وزرا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اب مین عمرو کے
لینے کو جاتا ہون یہ کہکر مرکب تیز رفتار پر سوار ہوکے جانب کوہ روانہ ہوئے وہان عمرو کا حال سنئے کہ شب کو جو عمرو سویا
تو اسنے بھی یہی خواب دیکھا کہ ای عمرو تو حمزہ سے آزردہ نہ ہو وہ تیرا آقا اور خاوند ہے پہلے تیری بے گناہی اسپر پوشیدہ
تھی اب اسے تیری بے گناہی معلوم ہوگئی اور وہ علی الصباح تیرے لینے کو آئیگا خبردار اس سے انحراف نہ کرنا جب
عمرو خواب سے بیدار ہوئے تو وضو کر کے نماز پڑھی اور انتظار امیر حمزہ صاحبقران مین بیٹھے کہ یکایک امیر
حمزہ صاحبقران نزد کوہ آپہنچے عمرو صورت امیر کی دیکھکر پہاڑ سے نیچے اترا اور امیر کو بصد ادب سلام کیا امیر
جواب سلام دیکر گھوڑے سے کود پڑے اور دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا اور فرمایا کہ خواجہ معاف کرنا مین نے
لاعلم تھا تمہاری بے گناہی مجھپر ثابت نہ تھی عمرو نے کہا کہ ای حمزہ مین خادم تم آقا خادم و آقا کا کیا مقابلہ مگر یہ خیال کرو
کہ مین نے تمہارے ساتھ کیا کیا جانبازیان کین کیا کیا نہ تمہین تمہاری بلا سے بچایا کیسے مقام پر سینہ سپر رہا ہمیشہ مثل
پروانہ کے نثار رہا اور تمہین ذرا بھی میرے مقابلے مین چشم مروت نہ آئی اور مجھکو اوچھا کر ایک کافر خونخوار
کے اسکے حوالے کر دیا کہ اسے قتل کر ڈالو اگر انتا بدار مجھکو نہ بچاتا تو اب تک مین دفن بھی ہو گیا ہوتا ای حمزہ اگر
میرے کہنے پر تمہین اعتماد نہ تھا تب بھی تحقیق جرم تو ضرور تھی مگر الحمد للہ والمنۃ کہ میری بے گناہی تم پر
ثابت ہوگئی صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ حقیقت مین مین تمسے شرمندہ ہون مجھے علم غیب تو تھا ہی نہین تمہارا
ہی خنجر اس امر کا اذعان ہوا تھا کہ تمسے یہ حرکت ہوئی ہوگی لیکن خواجہ اب مین عہد کرتا ہون کہ بلا تحقیق کوئی بات منہ
سے نہ نکالونگا اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا خطا میری معاف کرو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ صاحبقران تم آقا
مین خادم تمہاری خطا کیسی یہ کیا فرماتے ہو امیر نے فرمایا کہ نہین خواجہ عمرو اب خطا میری دل سے معاف
کرو اور میرے ساتھ چلو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای امیر حمزہ اصل یہ ہے کہ اب دل میرا پھٹ گیا اور دنیا
سے ہٹ گیا کہ جب مثل مالک یون دشمن ہو جائے اور یہ خیال نہ کرے کہ ابھی تو بعقدر الوس مین سے
اسکی خطا معاف کی ہے اب یہ ایسی حرکت ناشایستہ کیا کریگا مگر ای امیر حمزہ صاحبقران یہ تمہارا قصور نہیں
ہے میرے مقدر کا قصور ہے مشیت خدا ہی یون تھا شعر از خدا دان خلاف دشمن و دوست ۔ کہ دل ہر دو در تصرف
اوست ۔ اب مین تمہارے ساتھ چلکر کیا بناؤن اب تو دل مین یہ ٹھان لی ہے کہ یہ دنیا ہیچ پوچ ہے اور ناپائدار
بے ثبات ہے اب اس سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے فقیر ہو کر نکل جاؤنگا اور گوشۂ عافیت اور کنج عزلت

عرض رسا ہوئے کہ خداوند ہر چند ہمنے تلاش کی کہ کہیں پتہ نہ لگا یہ سنکر امیر نہایت غمگین ہوئے اور باشتاب مرتبہ آزردہ
خاطر ہوئے اور فرمایا کہ ہائے خواجہ عمرو نے ہی دغا دی گئے بعد اسکے حکم دیا کہ خزانہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار میں روانہ کرو
اُسی وقت روپیہ پیسہ عمرو کا قلعہ ارمنوس حصار میں بھیج دیا گیا بعد اسکے خواجہ عمرو کے ناموس کو قلعہ ذوالامان میں
روانہ کر دیا اور فرمایا کہ تم مطمئن ہو کر بیٹھو میں جس طرح ہو گا تمہاری خبر گیری کرتا رہونگا الغرض ناموس خواجہ عمرو کا قلعہ
ذوالامان میں جا کر مطمئن ہو کے بیٹھا مگر امیر نے اپنا حال بہت تباہ کیا کھانا پینا ترک کر دیا ہر دم یہ زبان پہ یہی جاری تھا
کہ خود کردہ را درمان نیست ہائے جو کچھ کیا میں نے اپنے ہاتھ سے کیا ہائے عمرو میں تجھے کہاں سے ڈھونڈھ لاؤں ہائے
عمرو تو مجھ سے کیا چھوٹ گیا ہائے عمرو اب میں تجھے کہاں سے پاؤنگا یہ عالم ہو کہ دیکھنے والوں کا دم قلق کرتا ہو کہ مرے
ہیں تو روتے ہیں بیٹھے ہیں تو روتے ہیں ہر چند سردار اور بادشاہ اسلام سمجھاتے ہیں کہ حضور گھبرائیے نہیں خواجہ
عمرو سے ملاقات ہو ہی جائیگی آپ کھانا تو کھائیے مگر امیر کو کسی طرح قرار نہیں آتا فرماتے ہیں کہ بھائیو کھانا پینا سب عمرو
کے ساتھ رہا ہو اب ایسا یار وفادار چھوٹ جائے تو پھر زندگی فضول ہے تا دنوں اسی طرح بے آب و دانہ متواتر ساعات
فاقے ہوئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا آنکھوں میں حلقے پڑ گئے اب جو اٹھکر کھڑے ہوتے ہیں تو پاؤں تھرتھرا گیا دھڑ سے
گر کر بیہوش ہو گئے سب سردار دوڑ پڑے صاحبقران کو اٹھا کر گلاب کیوڑے کے منہ پر چھینٹے دیے جب تھوڑی
دیر کے بعد ہوش آیا تو بادشاہ اسلام نے کھانا منگوایا اور پھر اپنے ہاتھ سے تھوڑا کھلایا اور بہت تشفی اور دلاسا دیا فرمایا کہ حمزہ
تم اتنے بڑے عقلمند ہو کر خلاف دانش باتیں کرتے ہو اسوقت عمرو آزردہ ہو کر چلا گیا ہے جسوقت اُسے روپے کی ضرورت
ہوگی خود بخود چلا آئیگا صفائی ہو جائیگی دل بھی بندہ تو نہیں غرض جب کھانا کھایا پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے
تو فی الجملہ تسکین ہوئی گو یہ مزا اسی کم ہوئی کاروبار ضروری میں مصروف ہوئے کھانے پینے لگے آخر متفکر رہنے لگے
امیر حمزہ صاحبقران کو صبر آگیا اور خیال خواجہ عمرو کا دل سے گیا لیکن اب حال لقا سے بختک کا ملاحظہ فرمائیے
کہ جب یہ راندہ درگاہ آل ایرج کی جانب سے مایوس ہوا تو بختیارک سے کہا کہ ای بختیارک اب میں کیا تدبیر کروں
باختر میں تو اب کوئی ملک میرے قبضے میں رہا نہیں کہ جہاں جا کر خلوت گزین ہوں ایرج کا دامن تھا بنا تھا وہ بھی جدا
ہو گیا اور حمزہ کے پاس جا کر اسکا دین قبول کرنا میت کے خلاف ہے کروں تو کیا کروں بختیارک نے کہا کہ یا خداوند
یہ رہ ظلمات میں آپ کا چھوٹا بھائی زریر چہرہ شاہ موجود ہے اور ملکہ دماسہ جادو خداوند ساحران اُسکی مددگار ہے
وہیں چلے چلئے اگر خداپرست وہاں آئینگے بھی اور آپ کا تعاقب کرینگے ہی تب بھی کچھ نہ بنا سکینگے اور مارے جائینگے
لیکن وہاں حمزہ صاحبقران بہ قران صعب ہے یہ سنکر لقا نے کہا کہ ای بختیارک تو بہت ٹھیک کہتا ہے میں نے بھی دو
لاکھ برس قبل ہی تقدیر کی تھی غرض لقا تو رلتی رہا اپنا سامان درست کر کے جانب ظلمات روانہ ہوا اور یہ حال
جب مالک بن ملکوت شاہ نے یہ خبر سنی تو سبھوں سے کہا کہ صاحبو سنو میں کسی طرح حمزہ سے مقابلہ نہیں کر سکتا
وہ دم ووہی ایرج ہی کا تھا کہ وہ حمزہ سے مقابل ہوا سب نے کہا کہ بجا ہے تب مالک نے کہا کہ میں نے نجومیوں سے
دریافت کیا تھا تو معلوم ہوا کہ ایرج زندہ ہی چند روز کے بعد خروج کریگا پس میں لشکر حمزہ صاحبقران میں
چلا جاتا ہوں کہ وہاں سے ایرج کی خبر اچھی طرح معلوم ہوتی رہیگی اور تم لوگ جا بجا چلے جاؤ جسوقت ایرج
کے آنے کی خبر سننا فوراً چلے آنا سبھوں نے کہا کہ بہت مناسب ہو آپ کی مرضی یہ سنکر مالک بن ملکوت
نے اقبال شاہ کو نطاق سکندری میں میاد رشک دراز گردن کے پاس روانہ کیا اور دیلم شاہ طاز نگی
کو جزیرہ کاخ کی جانب بھیجا خرجان اور مرجان کو شہر دیا بار کی جانب رخصت کیا ارسلان شاہ کو

ملک فرنگو شیہ میں جانے کا حکم دیا جب وہ سب چلے چلے گئے تو خود خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بظاہر اسلام
قبول کیا صاحبقران نے حال زمرد شاہ باختری کا استفسار کیا کہ رہ سندہ درگاہ ذوالجلال لقاے بد اقبال
خسران مآل کدھر بھاگ کر گیا ہے اسنے عرض کیا کہ بختیارک کے ورغلانے سے جانب ظلمات گریزان ہوا ہے امیر
نے فرمایا کہ چاہئیے اب دیکھیں جب تک اُسے تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہیں کھینچا یا اور ملک اسلام میں چین و اطمینان
قرار نہ ہوگا اس واسطے کہ اگر اسے اسکے حال پر چھوڑ دونگا تو وہ بادشاہ بزرگ ہے اور لشکر اسکا بہت ہے اسکے پاس وہ سب
جمع ہو جاینگے پھر خروج کریگا اور سر اپنا بلند کریگا تمام عالم مسخر کرنے کا قصد کریگا اور یہ محنت میری ضایع و برباد ہوجائیگی
پھر از سرِ نو اسکی شکست دینے کے لیے وہی محنت شاقہ لاحق ہوگی اسوجہ سے مجھے اسکا تعاقب کرنا ضرور ہے یہ فرما کر حکم
دیا کہ جہازوں کی تیاری کیجائے بعد اسکے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے جد امجد سے سنا ہے کہ ایرج زندہ ہے وہ عنقریب
خروج کریگا اور جہانگیر ہوگا ایک تو ایرج دوسرا تورج تیسرا خورشید ستارہ پرست چوتھا داراب کشورکشا
یہ سب میرے حریف ہیں اور ان سب سے بڑھا داراب کشورکشا کا اقبال ہے اے مقبل جلد سنگ مرمر کی چوکی
اور جام شربت اور خلعت لاکر رکھ مقبل نے اسی وقت تعمیل ارشاد کی جب چوکی پر جام و خلعت رکھا گیا تو صاحبقران
نے ارشاد فرمایا کہ آیا ہے کوئی ایسا بہادر کہ جاکر قریب ملک کشور جو کہ اترے اور داراب کشورکشا کو ہر بلا سے
محفوظ رکھے اور جب تک میں ظلمات سے واپس آؤں اس وقت تک داراب کی حفاظت کرے اور کوئی چشم زخم
نہ پہنچنے دے ہر آفت و ہر بلا سے محفوظ رکھے کس واسطے کہ داراب کشورکشا میں نشانیاں اولاد ابراہیمی کی ظاہر
ہو رہی ہیں مجھے ثابت ہوا ہے کہ داراب کشورکشا بیشک و بیشبہ میری اولاد میں سے ہے اس لحاظ سے اسکی
حفاظت ضروری اور واجبی معلوم ہوتا ہے ابھی امیر حمزہ صاحبقران کے منہ سے یہ کلام تمام نہ ہونے پایا تھا کہ صاحب
تیغ و سر غلام نبی چار حیدر یعنی مالک اژدر اپنے دل سے اٹھا اور امیر کشورگیر کے سامنے آکر دست ادب
بستہ عرض رسا ہوا کہ اے امیر باتوقیر اگر ارشاد فیض بنیاد حضرت صاحبقران ہو تو یہ جاں نثار احقر روزگار اس امر کو
انجام دے اور اس خدمت کو بجا لاکر عزت و افتخار حاصل کرے یہ سنکر صاحبقران نے ارشاد کیا کہ میں بھی یہی کہنا چاہتا
تھا تو ہی جائے تو بہتر ہے مجھے بڑھ کر اس کام کے لیے کوئی لائق نہیں ہے یہ فرما کر مالک اژدر کو خلعت دیکر جانب
شہر کشور جو روانہ کیا بعد اسکے فرمایا کہ اور کوئی بہادر ایسا ہے کہ دربار اختریہ اور سیقولیہ کا سرگروہ بنے عجیل ماہرو
اٹھا اور عرض کیا کہ اس خدمت کو کمترین بجا لائیگا صاحبقران نے عجیل ماہرو کو خلعت دیکر جانب دربار اختریہ
اور سیقولیہ روانہ کیا بعد اسکے سلیمان شاہ فارسی کو بلا کر فرمایا کہ اے سلیمان تم میرے بزرگ ہو اور نہایت عاقل
و متین اور صاحب حوصلہ ہو میں تمام زمانے کے عقلا سے تمہاری رائے کو پسند کرتا ہوں اور ترجیح دیتا ہوں تمہاری رائے
بہت صائب ہوتی ہے لہذا میں نے تمکو ممالک باختر کا ارشاد کیا تم جا کر بابل میں بادشاہی کرو اور اسی کے سامنے
قلعۂ ذوالامان واقع ہے اس قلعہ میں میرے ناموس رہتے ہیں ان سب کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اور تمکو خضر ای کی
مسند و امان میں دیتا ہوں سلیمان نے کہا کہ تعمیل ارشاد میں تو مجھے عذر نہیں ہے اور جانے میں بھی کوئی عذر نہیں ہے لیکن
اگر وہاں کوئی فتور اٹھا اور کوئی حریف زبردست آگیا تو اس وقت میں کیا کرونگا امیر حمزہ صاحبقران نے
فرمایا کہ اسکی تدبیر بھی تم سوچ لینا میری تعلیم کی کوئی حاجت نہیں ہے تم خود عقیل آدمی ہو فوج تمہارے ساتھ حسب
ضرورت رہے گی دیجائیگی یہ فرما کر لندھور بن سعدان کی طرف دیکھ کے فرمایا کہ اے بہادر بجان برادر تم بھی ہمراہ
بارگاہ سلیمانی اور خانۂ صاحبقرانی سب تمہارے واسطے ہے اگر ایرج نوجوان ظاہر ہو تو اسکی مخالفت

جان میں بہت کوشش کرتا کہ وہ میری اولاد میں سے ہے خبردار کوئی اُسے قتل نہ کرنے پائے جس طرح وہ خوش ہو
اُسے خوش رکھنا یہ سنکر لندھور بن سعدان آبدیدہ ہو کر عرض رسا ہوا کہ ای شہریار میں قدم بوسی سے آج تک
کبھی جدا نہیں ہوا اب آپ مجھے اپنی خدمت سے علحدہ کرتے ہیں یہ سنکر امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای رستم زمان
ہرچند کہ جدائی تمھاری مجھے کسی طرح گوارا نہیں ہے مگر کیا کرون کہ سوائے تمھارے اس امر کے لائق کسی اور کو میں
نہیں پاتا سوائے تمھارے کوئی ایسا نہیں ہے جو ایرج سے تاب مقاومت لاسکے کا تمھارا رہنا مثل میرے قیام کے ہے
میں تمھیں اپنا قوت بازو اور اپنا جانشین تصور کرتا ہون القصہ لندھور بن سعدان کسی طرح راضی نہیں ہوتا تھا جون تون
صاحبقران نے اُسے راضی کیا اور دوانے کو مشتری حصار میں قیام کا حکم دیا بعد اُسکے تمام رخاش شاہزادہ
خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے جو بے سردار تھے اُنکا سردار قیاس خان خاوری کو
معین فرما کے ملک فرنگوشیہ کا مالک کیا اور کہا کہ تم جاکر ملک فرنگوشیہ میں قیام کرو غرض جب سب کے سب
امور حسب منشا ہو چکے تو اسد غازی اقدام بوس ہو کر کھڑا ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کیا ارادہ ہے عرض کیا کہ ای شہریار میری خواہش ہے کہ میں بھی دارائے ہند رستم زمان کی خدمت میں رہون
آپ فرماتے ہیں کہ ایرج ظاہر ہوگا تو میں بھی اُنکی خدمتگاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای اسد شاید تو خیال
کرتا ہے کہ میں ایرج کو قتل کرونگا ہر ایک شخص ایرج کو قتل کریگا میں اُسکو مع اُنکی ذریات کے قتل کرونگا اسلیے
کہ ایرج میری اولاد میں سے ہے یہ سنکر اسد غازی نے کہا کہ نانا جان یہ خیال آپ کا ناحق ہے میں تو ایرج کا نام
بھی نہیں لیتا مطلب ایرج سے کیا مطلب ہے آپ بیکار خفا ہوتے ہیں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا کچھ بھی ہو مگر میں
تمھیں چھوڑونگا نہیں یہ سنکر اسد آبدیدہ ہو کر رہ گیا کہ صاحبقران جو اُس شب کو سوئے تو حضرت ابراہیم علی نبینا و
علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ارشاد فرماتے ہیں کہ ای فرزند ارجمند اسد غازی کا تمام ملک باختر
ہی میں خوب ہے اس واسطے کہ وہان ایرج کے ہاتھ سے تمھارے ناموس میں رخنہ پڑنے کا خوف ہے اگر اسد
وہان ہوگا تو حفاظت ناموس میں بہت کوشش کریگا جب صبح ہوئی اور صاحبقران بیدار ہوئے تو اسد کو بلا کر
گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ ای اسد میں تمھاری آزردگی گوارا نہیں ہے بہتر ہے کہ تم باختر ہی میں
رہو اسد یہ سنکر بہت خوش ہوا صاحبقران کو سلام کیا صاحبقران نے بھی اپنی خوشنودی اسد سے ظاہر کرکے
خلعت سے سرفراز کیا اسد وہان سے پھر کر کرب کے پاس آیا تمام حال بیان کیا کرب بھی بہت خوش ہوا اسد کو
گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فتاح چلیپنہ پوش کو بارہ ہزار قزاقون بیست ساتھ کیا اور مرکب ابرش
گل اندام سکندری اسد کو عنایت کیا اور فتاح سے بہت تاکید کی کہ ای فتاح اسد سے بہت ہوشیار رہنا
خبردار کسی وقت اسد سے غافل نہ ہونا فتاح نے عرض کیا کہ آپ مطمئن رہیے جس طرح میں آپکا مطیع ہون اور
آپکو اپنا پیر و مرشد جانتا ہون اسی طرح میں انکو بھی اپنا پیر و مرشد جانتا ہون جو بات خیرخواہی کی ہوگی میں بانسے عرض کرونگا
ماننا نہ ماننا انکے اختیار میں ہے غرض اسد بھی ملک سبائل کو روانہ ہوا اور صاحبقران بھی بساعت سعید و نیک جہازون
پر سوار ہوئے اور وقت روانگی کے ایک نامہ سر بمہر لندھور کے حوالے کیا اور فرمایا کہ ای لندھور اگر فلک کج رفتار
اور گردون غدار کوئی شعبدہ اُٹھائے اور تمکو انجام مرام میں وقت ہو اور کوئی تدبیر صائب ذہن میں نہ آئے تو
اس کاغذ کو کھولکر پڑھنا جو کچھ اسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا لندھور بن سعدان نے وہ نامہ اپنے بازو پر باندھا
اور امیر سے رخصت ہوا صاحبقران مع سرداران عالیشان و لشکر فراوان تعاقب میں زمرد شاہ باختری کے

جانب ظلمات روانہ ہوئے مگر لقا جو کوچ بکوچ جزیرۂ اخراسیہ میں پہنچا تو سامنے سے ایک پیر مرد آتا تھا اس سے
لقا نے پوچھا کہ اس جزیرے کے لوگ کسکی پرستش کرتے ہیں اُسنے کہا یہاں کے لوگ شجر پرست ہیں لقا نے پوچھا کہ شجر پرستی
کیسی اور یہاں کا بادشاہ کون ہے اُس مرد پیر نے جواب دیا کہ بادشاہ یہاں کا اخراس زحل پیشانی ہے اور اس جزیرے
میں ایک درخت ہے کہ اُس میں ایک ہزار ایک شاخ ہے اور ایک ہزار آدمی اُسکے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں تمام جزیرے
والے اُسی کی پرستش کرتے ہیں اور اُسی کو خدا مانتے ہیں لقا یہ سنکر چپ ہو رہا اور اُسی جزیرے میں بیٹھ کر ارادہ کیا اُسنے
اپنے لوگوں سے کہا کہ ایک آدھ روز یہاں قیام کرلو تو پھر آگے بڑھینگے الغرض لقا بے حیا نے وہاں قیام کیا جب خبر
زحل پیشانی کو اُسکے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو دوڑ کے اُسکے پاس آیا اور اُسی غرض بادب منزلت کے قدموں کو بوسہ دیا
ہاتھ جوڑے [illegible] کی نیتی ہے لقا نے کہا کہ اے اخراس زحل پیشانی تیری فراست سے سخت تعجب ہے کہ میرا
مخلوق ہو کر شجر پرستی کرتا ہے اور بے عقل [illegible] میں خالق جن و انس ہوں تجھکو لازم ہے کہ تو مجھے سجدہ کرے اخراس
زحل پیشانی نے کہا کہ اے الٰہی دو شرطوں سے آپ کو سجدہ کرتا ہوں ایک تو یہ کہ کشتی میں مجھکو زیر کیجیئے دوسرے یہ کہ یہ درخت
جو ایک ہزار ایک شاخ رکھتا ہے اور ہر فصل میں سرسبز و شاداب رہتا ہے ایک ہزار ایک آدمی اُسکے سایے کے نیچے بیٹھ سکتے ہیں
کم و زیادہ لوگ [illegible] ہو جاتے ہیں اُسکے بھید سے مطلع کیجیے لقا نے کہا کہ امر اول تو البتہ ممکن ہے لیکن امر ثانی کی نسبت
[illegible] اسرار قدرت سے ہے اس سے کسی کو مطلع نہ کرینگے اخراس نے کہا کہ اچھا ابھی کشتی ہی میں امتحان
ہو جائے غرض اُسی وقت اکھاڑا [illegible] آگیا اخراس [illegible] میں کشتی شروع ہوئی دن بھر کشتی ہوا کی شام کو اخراس نے
لقا کو زیر کیا اور کہا کہ بس ابھی [illegible] معاملہ ہے خدائی کا دعوی تو بہتر یہ ہے کہ اب ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں سے ہوا کھائیے اور
[illegible] ورنہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ ذلت اُٹھا کر نکالا جائیگا لقا یہ سنکر خائف و ترسان وہاں سے کوچ کرکے جانب
ظلمات روانہ ہوا لیکن حضرت امیر حمزہ صاحبقران جہازوں پر سوار راہ دریائی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ
ایک روز دریا متلاطم ہوا اور جہازوں پر شور و غل بلند ہوا کہ دریا متلاطم ہو گیا امیر نے فرمایا کہ یہ غل کیسا ہے ناخداؤں
نے عرض کیا کہ حضور اب نہنگ نکلا چاہتا ہے دریا متلاطم ہو رہا ہے صاحبقران نے کہا کہ پھر خوف کاہے کا ہے ناخدا نے
عرض کیا کہ حضور جب وہ اپنی دم کسی جہاز میں مارتا ہے تو جہاز پاش پاش ہو جاتا ہے یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ کچھ
پروا نہیں ہے یہ کہکر نور الدہر کو اپنے ہمراہ لیکر کشتی پر سوار ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے ہونگے کہ وہ نہنگ بلا
ظاہر ہوا اور کلا اپنا پانی سے باہر نکالکر جہاز کی طرف چلا بس صاحبقران نے بہت پھرتی سے ایک تیر اُسکی داہنی آنکھ
پر ایسا زور سے مارا کہ وہ پیوست ہو گیا ساتھ ہی اُسکے نور الدہر نے بائیں آنکھ پر تیر مارا کہ وہ بھی پیوست ہو گیا
دونوں آنکھیں اُسکی کور ہو گئیں اُس نہنگ نے دم اُٹھائی کہ جہاز پر مارے بس ساتھ ہی اُسکے نور الدہر نے ایک
تلوار اُسکی دم پر ماری کہ دم اُسکی دو ٹکڑے ہو گئی اور ایک تلوار صاحبقران نے ماری کہ وہ بیچ سے دو ٹکڑے ہو کر دریا
میں غرق ہو گیا نور الدہر اور امیر نے صدائے تکبیر بلند کی اور جہاز پر آبیٹھے سب کے سب خوش ہوئے اور جہاز
وہاں سے روانہ ہوئے جاتے جاتے بعد چند روز کے جزیرۂ اخراسیہ میں پہونچے جب اخراس زحل پیشانی کو خبر ہوئی
تو وہ تحف و ہدایا لیکر خدمت امیر میں حاضر ہوا امیر کو نذر دی صاحبقران نے نذر اور تحف اُسکے قبول کرکے خلعت
سے ممتاز کیا اور فرمایا کہ اے اخراس لقا تو یہاں نہیں آیا تھا اُسنے عرض کیا کہ ہاں حضور آیا تھا اور تمام سرگذشت اُسکی
بیان کی امیر نے فرمایا کہ اچھا اُس مردود پر تو لعنت کر دو مگر دین [illegible] اخراس نے عرض کیا کہ مجھے قبول اسلام میں
عذر نہیں ہے مگر وہی شروط جو میں نے لقا سے کیے تھے آپ کے سامنے بھی پیش کرتا ہوں اگر آپ مجھکو [illegible]

بیدرے مطلع کیجیے تو میں ابھی اپنے لوگوں سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہوں صاحبقران نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے پر
درگاہ باری تعالے میں عرض کرتے ہیں جیسا ہوگا دیا کریں گے یہ فرما کر حکم دیا کہ ہمارے جہازوں سے اتار کر کنارے
دریا کے نصب کر دیے جائیں اور ہماری عبادت کے لیے ایک بارگاہ الگ برپا کیجائے اُسی وقت خیمے اتار کر دریا کے
کنارے استادہ ہوئے اور صاحبقران کے واسطے ایک سفید کپڑے کی راوٹی علیحدہ استادہ کی گئی صاحبقران عالیشان
سر شام سے اُس راوٹی میں داخل ہوئے بعد فراغ نماز مغرب و وظائف معمولی سے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کے طلب
حاجت میں مصروف ہوئے اور درگاہ باری میں بصد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار عالم اپنے اگر اس جزیرہ
کے مسلمان ہوتے ہیں حال اس درخت کا مجھ پر منکشف کر دے یہ دعا مانگتے مانگتے کوئی چار گھڑی رات رہے دیدہ ظاہر بین
بند ہو گئے اور دیدہ باطنی وا ہو گئے عالم رویا میں حضرت سلیمان بن داؤد علے نبینا و آلہ علیہا السلام کو دیکھا کہ حضرت تشریف
لائے ہیں ملائک گرد و پیش ساتھ ہیں تخت حضرت کا سرہانے آکر اترا صاحبقران نے تعظیم سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑے
ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند پریشان و ہراسان کیوں ہو صاحبقران نے عرض کی کہ اس درخت
کے انکشاف حقیقت کی خواہش ہے کہ آخر اس درخت پر کیوں جانور سایہ فگن رہتے ہیں اور بیٹھتے نہیں بیٹ تک نہیں
کرتے اور اسکی عظمت و شان کس وجہ سے ہے حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند ایک انگوٹھی ہیری کہ جسپر نام نامی اور اسم
گرامی حضرت حبیب خدا ختم الانبیا احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع اسم مقدس حضرت ولایت مآب خلافت
مآب امیر المشارق والمغارب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا کندہ ہے ایک صندوقچے میں مقفل کی ہوئی اس درخت
پر رکھی ہے یہی باعث اسکی عظمت و شان کا ہے صبح کو یہی باعث تم اخراس سے بیان کر دینا اگر وہ تمہارے کہنے کا یقین لائے
تو بہتر اور نہ تم خود جا کر اُس صندوقچے کو اتار کر اپنے ہاتھ سے کھول کر وہ انگوٹھی نکالکر دکھلا دینا اور پھر اُس انگوٹھی کو کسی مقام
طاہر پر پوشیدہ کر کے دفن کر دینا اس طرح کہ اس حال سے کوئی دوسرا مطلع نہ ہو کیونکہ یہیں اسرار خداوندی مکتوم ہیں
یہ بیان کر کے حضرت تشریف لیگئے صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا تو اول وقت نماز صبح کا ہے اور ایک لمعہ نور زمین سے
عرش بریں تک بلند ہے خوشبو نہایت نفیس پھیلی ہوئی ہے ہوا نہایت خوش اسلوبی سے چل رہی ہے یقین ہوا کہ خواب سچا ہے
وضو کر کے نماز پڑھی اور اوراد معمولی سے فراغت کر کے بارگی سے باہر آئے اخراس زحل پیشانی کو طلب کیا
حقیقت حال سے مطلع کیا اُس نے عرض کیا کہ یہ امکن ہے کہ ایسا ہی ہو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ اے اخراس اگر
تمکو یقین نہ ہو تو میں ابھی تمہیں ساری حقیقت دکھائے دیتا ہوں اور ان جانوروں کو درخت سے اڑائے دیتا ہوں یہ
کہکر اُس درخت کے قریب مع اخراس تشریف لیگئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر درخت پر چڑھ گئے اور وہ
صندوقچے کو اتار لائے انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن لی جتنے جانور اُس درخت پر سایہ فگن تھے وہ سب درخت سے جدا
ہو گئے اور صاحبقران کے سر پر سایہ افگن ہوئے امیر نے اخراس سے کہا کہ اے اخراس دیکھا تو نے اخراس
اُسی وقت امیر حمزہ صاحبقران کے قدموں پر گر پڑا اور پیشانی اپنی صاحبقران کے قدموں پر ملنے لگا اور عرض کی
کہ اے امیر عالیشان اعتقادات اسلام تلقین فرمائیے میں از سر صدق مسلمان ہوتا ہوں امیر نامور نے اعتقادات اسلام تلقین
فرمائے کلمہ طیبہ تعلیم کیا اخراس کلمہ طیبہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور تمام اہالیان سلطنت و ملک جزیرہ کو تلقین کی
دن تو اس اہتمام میں گزرا کہ جوق جوق لوگ آتے تھے شرف قدمبوسی صاحبقران حاصل کرتے تھے صاحبقران انہیں
تلقین اسلام فرماتے تھے جب رات ہوئی تو اُس صندوقچے اور انگوٹھی کو لیے ہوئے صاحبقران جانب صحرا روانہ ہوئے اور
ایک گوشے میں صندوقچے سمیت اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا بعد چند روز کے ارادہ کوچ کا کیا حکم دیا کہ اسباب جہازوں پر

کیا کرو ارے یہ کوئی سردار زادہ یا کوئی شہریار زادہ ہی یا ستہ ہو کر یہاں نکل آیا ہی میں اسکو اپنا مہمان کرونگی سامان دعوت
اور اسباب ضیافت مہیا کرو ایرج تو اُس بہوئی جاتا تھا اُسکے کہتے ہی ایرج میں جان آگئی شرماتا ہوا اُس نازنین کے
قریب آیا اُس نازنین نے ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا اور لا کر مسند زرنگار پر بٹھایا اسباب عیش و راحت مہیا کیا ناچ گانا شروع
ہوا جام شراب گلگون گردش میں آیا اُس نازنین نے ایرج کو جام بھر کر دیا ایرج نے اُسے جام بھر کر دیا خوب شراب پی گئی
جب دونوں نے دو دو شراب پی کر خوب مست ہوئے تو آب کچھ مزہ کی باتیں ہونے لگیں وہ سب عورتیں تو بکھر
بکھر کر چلی گئیں ایرج نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالدیا اور چاہا کہ بوسہ لے جیسے ہی منہ اُسکے منہ کے برابر لیگیا ایک
ایسی بو بد اُسکے منہ سے آئی کہ دماغ ایرج کا پریشان ہوگیا قریب تھا کہ استفراغ ہو جائے بس جلدی سے الگ
ہٹ بیٹھا اور کہا کہ ارے یہ بو تیرے دہن سے کیسی آئی کہ دماغ میرا پریشان ہوگیا اُس نازنین نے کہا کہ ای شہریار قسم ہی تیری
جان عزیز کی کہ سوائے اس بو کے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں ہی ایرج نے کہا کہ جب تیرے منہ سے ایسی بو آتی ہو کہ میٹھا میں جا
تو میرے تیرے کیونکر صحبت برآر ہو گی اُس نازنین نے کہا کہ ارے شاید تیرا خیال یہ ہی کہ تو مجھ سے اب چھوٹ ہی
جائیگا ارے میں تو تجھ پر بچپن سے عاشق ہوں مگر کوئی موقع نہ تھا کہ تجھے اُٹھا لاتی اب جو تجھے عالم شباب پر دیکھا تو ایک
شخص کو تیری صورت بنا کر تیرے بستر پہ سلا دیا اور سر اسکا کاٹ کر تیرے پلنگ پر رکھ دیا اور خنجر عمرو کا بنا کر سینہ میں
ڈالدیا اور تجھے اُٹھا لائی اب تو اُن سب سے دست بردار ہو اور میرا کام دل بر لا اور بھلا اپنے وصال سے خط کر تیرے
ساتھ والے سب جان بچے کہ تجکو عمرو نے مار ڈالا اب تو اُن سب کی ملاقات کی امید نہ رکھ اگر میرا کام دل بخوشی خاطر
تو خیر ورنہ میں زبردستی اپنی آگ کو بجھاؤنگی اور کام دل اپنا حاصل کرونگی ای ایرج یہ جزیرہ مسخرہ ہی اور میرا نام الضروت جادو
ہی ای ایرج میں اپنے نام کی ایک ہی ہوں ہرگز تجھے نہ چھوڑونگی ای ایرج بہتر یہ ہی کہ اب اُن خیالات سے درگذر کر
اور میرے ساتھ عیش و عشرت تمام بسر کر ایرج نے یہ باتیں سنکر کہا کہ او ناکتخدا گندہ دہن غضب کیا تو نے کہ مجکو یوں تباہ
و پریشان کیا اور میرے سرداروں کو یوں آوارہ و خراب کیا اور مجھے پھر خواہش کرتی ہی کہ میں تیرا وصل حاصل کروں یہ کبھی
نہ ہوگا میں تو کبھی تیری طرف منہ کو نگا بھی نہیں یہ سنکر الضروت جادو آگ ہوگئی اور کہا کہ او موئے بدلے دیکھ تو تجھے کس
عذاب سے مارتی ہوں یہ کہکر آواز دی کہ ای فولاد زنگی اور ای رستم زنگی جلد آ کر اس مردوے بدذات کو پکڑ لیجاؤ یہ آواز
سنتے ہی ایک جانب سے دو زنگی پیدا ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا حکم ہوتا ہی الضروت جادو نے کہا کہ اس موئے کو پکڑ
لیجاؤ یہ حکم سنکر وہ زنگی ایرج کی جانب چلے ایرج نے چاہا کہ اُن زنگیوں کا مقابلہ کرے اور یہ قصد کر کے اُٹھا ہی تھا
کہ اُس ساحرہ نے فوراً سحر کیا ہاتھ ایرج کے خشک ہوگئے اُن زنگیوں نے بڑھ کر ایرج کو پکڑ لیا اور مشکیں باندھکر
لے گئے اور قید خانے میں لیجا کر بند کر دیا اور تین دن تک بے آب و دانہ رکھا بعد تین دن کے الضروت جادو نے
پھر ایرج کو طلب کیا جب ایرج اُس ساحرہ کے سامنے آیا تو وہ بہت شفقت سے پیش آئی اپنے پاس بٹھایا کھانا کھلایا
شراب پلائی اور کہا کہ او کمبخت کیوں اسقدر ہٹ کرتا ہی اور ستاتا ہی اور اپنی شامتیں بلاتا ہی ارے کمبخت اب بھی مجھے قبول
اور مجھے حاصل ہو ایرج نے کہا کہ او قحبہ اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تو میں تیرے پاس نہ جھوٹگا اور تجھے قبول نہ کرونگا
تو کیوں اسقدر اصرار کرتی ہی یہ سنکر وہ ساحرہ بہت برہم ہوئی اور پھر ایرج کو زندان خانے میں بھیجدیا اسی طرح سے
چار مہینے ایرج کو گذر گئے کہ ہر روز وہ قحبہ ایرج کو بلاتی تھی اور منت و زاری کر کے طالب وصل ہوتی تھی اور جب ایرج
انکار کرتا تھا زندان خانے میں بھیجدیتی تھی القصہ ایک روز ایرج اپنے حال پر روتے روتے جو سوگیا تو عالم
رویا میں کیا دیکھتا ہی کہ ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوئے ایرج کے پاس آئی اور

کہا کہ اے فرزند تو غمگین کیوں ہے اپنا حال تو بیان کر جو کچھ چاہے سو مجھ سے لے اسی عالم میں ایرج نے جو نظر بھر کر
دیکھا تو ایک تیر عشق جگر کے پار ہو گیا کہنے لگا کہ اے محبوب جانی اے ماہ پارہ جادو دانی چلا مرنے لگا اور ایک بوسہ
رخ انور کا دیدے تو پھر میں کچھ کہوں یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ پہلے دودھ تو میرا پی لے کہ تجھ میں کچھ قوت آئے اور ہوش
و حواس تیرے درست ہوں پھر مجھسے بات چیت کرنا تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں ارے میں تیری ماں ہوں محبت
تیری بیقرار کرکے مجھے لے آئی ہے یہ سنکر ایرج چاہتا تھا کہ ہم اُس نازنین کا پستان [illegible] کہ آنکھ کھلی دیکھا تو پھر وہی زندان ہے
اور وہی زندان بان بیقرار ہوکر زار زار ماں ماں کرکے رونے لگا زندان بانوں نے کہا کہ اے شہزادہ کیوں اپنی جان کے پیچھے
پڑا ہے کیوں اپنی حالت تباہ کرتا ہے اسوقت ملکہ النفروت جادو کا قبول نہیں کرتا مگر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا اپنے
حال پر روتا رہا جب علی الصباح النفروت جادو کو یہ خبر پہنچی تو آئی ایرج کو اپنے سامنے بلوا کر دیکھا کہ آنکھیں سوجی
ہوئی ہیں اور پیشانی بہتی ہیں آنسوؤں کے نشان رخساروں پر بہتے ہوئے ہیں ریش بستہ ہو کر رہی ہے رو دی اپنے
پاس بٹھایا کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ اے ایرج تو کیوں اپنے کو ہلاک کرتا ہے بہت تکلیفیں اٹھاتا ہے اسواسطے تو جسکے
واسطے اسقدر نالاں ہے اسکا نام تو بتا میں ابھی اسے بلوا دوں ایرج نے کہا کہ اے النفروت جادو میں نے ایک
نازنین کو عالم خواب میں دیکھا ہے اُسپر دلدادہ ہوا ہوں اور اُسی کے واسطے بیقرار ہوں اگر تو اُسے ڈھونڈ دے
تو یہ بیقراری میری ابھی کم ہو جائے بس یہ سنتے ہی النفروت جادو آگ بگولا ہو گئی اور کہا کہ یہی سبب ہم تجھپر مرین
اور تو اور پر جان دے اچھا جا اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ کے اُسکے فراق میں جان کھو اور اپنی ماں کو یاد کر کے رو وہ ماں کمین
تو یہ دودھ پلا گئی اور پستان اٹھا کر چل دی دودھ انکا ایرج پیا سے کہ بیہوش ہو گیا اور انہیں زنگیوں سے کہا
کہ اس موے کو اٹھا لیجاؤ اور زندان کوٹھری میں بند کرو بیٹھتے ہی وہ زنگی بد مزہ ایرج کو اٹھا کر لیگئے اور ادھر النفروت
بھی تخت سے گر کر بیہوش ہو گئی ساتھ والیوں نے عرق منگا کے چھینٹے دیئے بیکھوڑے گلاب کے چھینٹے دیے جب تھوڑی دیر
کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی آہ و زاری اور وہ بیقراری تھی نہ کھانا نہ پانی ہر چند ساتھ والیوں نے کہا کہ حضور آپ
کیوں اس انسان کے بچے کے واسطے بیقرار ہوتی ہیں یہ تو ادنی ہی کا ہوتا ہے کھانے کا نہیں ہوتا ہم آپ کے
واسطے اور اور جوان خوبصورت تلاش کر لائینگے دنیا میں ایک سے ایک حسین اور خوبصورت پڑا ہوا ہے اس موے کی
حقیقت کیا ہے وہ بھی بیچ النفروت جادو نے کہا کہ او کمبخت کیا بکتی ہو چپ رہو میں تو اُسپر دل سے عاشق ہوں اور
دم بھرتی ہوں قیمت اسکی کیا قدر ساتھ تم اس مزے کو کیا جانو جسپر پڑے سو جانے ہر چند کہ میں اسکو زبردستی راضی کر سکتی
ہوں مگر اسمیں کچھ لطف نہیں ہے اور کچھ مزا نہیں کیونکہ اگر میں نے اسپر جبر کرکے راضی کیا بھی تو یہ امر ایک زبردستی سے
ہو جائیگا خوشی کا سودا نہ رہیگا اور صحبت خوشی سے ہوتی ہے اسکا لطف ہی کچھ اور ہوتا ہے اسکا کچھ و اللہ و لذت ہی اور ہے
غرض یہی باتیں کرتی تھی اور روتی تھی بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر ساتھ والیوں نے کھانا کھلایا پانی پلایا اسکو سکون ہوا
اب حال ایرج کا سنیے کہ رات بھر قید خانے میں بیہوش پڑا رہا تو مطلق وہاں نہ ہوا کہ ماں کس پر ہے کس پر باتیں
کہتے رو رو کر پکارنے لگا کہ اے محبوب جانی اے ماہ پارہ جادو دانی یہ کیسا غضب کر گئیں کہ اپنی صورت دکھا کر بیقرار کر گئیں
اشعار یہ تو کیا غضب ہے کہ خواب میں ہمیں شکل اپنی دکھا گئیں • بیٹھے بٹھائے دل کو جلا گئیں نئے سرے آگ لگا گئیں نہ کسی کی
زلف سے کام تھا نہ کسی کی زلف کا دام تھا • میں تو فارغ عالم تھا مگر آپ کے پیچ میں آ گئے • اے ملا صاحب حسن و جمال ہم
تو نے آگاہ بھی نہ تھے نہ واقف بھی نہ تھے تم آپ ہی خواب میں آ کر اپنا عاشق بنا گئیں اور دل کو جلا گئیں اگر تمہیں
ہمسے کچھ محبت ہے تو پھر ایک بار خواب میں آ جاؤ اور اپنے نام و نشان سے آگاہ کر جاؤ اور اس رنج جدائی سے چھڑا دو

اسے نکاری بہت ظاہر کرنے مین بہرکیف وہ اُس پلنگ کے بیچ اُنکے پہلوون کی درمیان بیٹھا ای محبوبۂ دلفریب تمکو قسم ہی
اپنے دین و مذہب کی کہ پھر ایکبار اپنی صورت دکھا جاؤ یہ کہتے کہتے اور روتے روتے سو گیا گھڑی دو گھڑی کے بعد عالم
خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین مہ جبین سامنے سے چلی آتی ہی اور آتے ہی ایرج سے لپٹ گئی اور خوب پیار کیا اور
کہا کہ ہاے مین تیرے صدقے مین تیرے قربان اے تیرے بن نازنین ہے اُس لکانے نے اسقدر باتین ماری مین
کر بن تیرا انکار ہو گیا خدا اُس سے سمجھے اور خدا اُسے غارت کرے ایرج تو اسکی محبت مین بیقرار تھا ہی بس یہ کلمات
محبت اُس نازنین سے سنکر باغ باغ ہو گیا اور کھلکھلا کر ہنس پڑا چاہا کہ رخ انور کا بوسہ لے فوراً آنکھ کھلگئی اور چار
طرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی کو نہ پایا تو بے اختیار چیخین مار مار کر رونے لگا اس بیقراری اور ماس
شدت سے چیخین مار کر رو رہا کہ الضروت جادو کو بھی خبر ہو گئی اسی وقت ایرج کو طلب کیا اور اپنے کو خوب آراستہ
و پیراستہ کرکے بیٹھی جب ایرج سامنے آیا تو اُسے اپنے پاس بٹھا کر کھانا کھلایا شراب پلائی اور کہا کہ ای ایرج
نوجوان مین تیرے قربان تو کیون اسقدر بیقراری کرتا ہی اور اپنے کو معرض ہلاکت مین ڈالتا ہی اور مجھکو جلاتا ہی
ای ایرج میرے کہنے پر عمل کر اور اپنے وصل سے مجھے شاد و مسرور کر ای ایرج مین تیری عاشق زار ہون
اور تیری فرقت سے بیقرار ہی اور ہون ای ایرج تو اتنا بڑا عقلمند ہو کر بے عقلی کی باتین کرتا ہی ای ایرج تو اتنا نہین
سمجھتا کہ اپنا چاہنے والا کہین میسر ہوتا ہی اسے اس دن کی تو لوگ تمنا کرتے ہین کہ کوئی اپنا چاہنے والا پیدا ہو ای
ایرج دیکھ اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلہاڑی نہ مار میرا مطلب دل پورا کر دے پھر تو کیا آنکھون سے بجا لاؤنگی
جے لیگا اُسے تیرے پاس لا دونگی جو تیری آنند ہو گی اُسے ملا دونگی ایرج نے کہا کہ ای الضروت جادو مین اول ہی
وعدہ سے کر چکا ہون کہ جان دینا مجھے قبول ہی مگر تیرے پاس بیٹھنا گوارا نہین ای الضروت جادو اب تو بیکار اصرار
کرتی ہی جو منہ سے کہا سو کہا اگر تو مجھے مار بھی ڈالیگی تب بھی نہ مانونگا بلکہ اور تیرا ممنون ہونگا کہ تیرے ہاتھون اس کشمکش دنیا
سے نجات ملیگی یہ سنکر الضروت جادو آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ خیر ای ایرج قتل تو تجھے کیا کرونگی مگر ایسی قید شدید مین
مجھے مقید کرونگی کہ تو خود ہی گھل گھل کر مرجائے یہ کہکر پھر ایرج کو زندان خانے مین بھیجدیا وہان بھی تو ایرج یاد معشوق
مین رو رہا کیا جب شام ہو گئی تو روتے روتے سو گیا عالم خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ وہی نازنین سیاہ پوش عجب سج دھج
سے ایرج کے قریب آئی اور کہا کہ کہو ایرج کیون کیا حال ہی اور کیا خیال ہی ایرج نے کہا کہ ای جان جاے تیرے
خیال کے اور کوئی خیال نہین ہی ای نازنین مہ جبین مجھے واسطہ اپنے دین و مذہب کا کہ تو اپنے نام نامی سے آگاہ کر شعر
اگر ای ترا آخر چہ نام است ٭ وگر شاہی ترا منزل کدام است ٭ یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج تو مجھے واقف
نہین اچھا ہو کہ نام میرا ملکہ گیتی افروز ہی مقام سکونت میرا اکمہ ذو الامان ہی یہ سنکر اسی عالم خواب مین ایرج اٹھکر
چلا اور کہا کہ ای ملکہ مجھے گلے سے لگا لو کہ ذرا دل کو تسکین ہو مین دن بھر تمہاری جدائی مین تڑپتا ہون یہ کہکر جیسے ہی
اُسکے قریب آکر ہاتھ پھیلائے ویسے ہی آنکھ اسکی کھلگئی جب چارون طرف دیکھکر کسی کو نہ پایا تو ایک ہاے کا نعرہ مار کر
زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو پھر وہی گریہ و زاری اور وہی [illegible]
اور وہی چلاتا کہ ہاے ای محبوب جانی اور ہاے ای یار روحانی مین تمکو کہان ڈھونڈھون اور کہان سے اور کیونکر
لے آؤن ای قید شدید سے نجات پاؤن تو تمہارے منزل عالی مین پہنچون اسطرح چیخین مار کر رو رہا کہ پھر الضروت جادو
کو خبر ہو گئی فوراً کنیزون سے بلا کر کہا کہ لاؤ تو اس موے نگوڑے مارے کو ہم تو اسپر جان دین اور یہ کسی اور کا دلدادہ
ہو اور پھر ایسا بیقرار ہو کہ میرا بھی لحاظ نہ کرے اور یون اپنے تعشق کا اظہار کرے اسی وقت اُن کنیزون نے ایرج کو

اُسے ساکت کیا ملکہ نے اُسی وقت تمام اسباب عیش و عشرت مہیا کیا پہلے کھانا کھلایا پھر شراب پلائی ایرج نے اُسے
شراب پلائی جب خوب دونوں مست ہوچکے تو ایرج نے اُسے اٹھا کر گود میں بٹھا لیا اور گلے سے لگایا وہ ناقتہ اسکی گود میں
تڑپنے لگی اور کہنے لگی کہ ہائین ہائین یہ کیا کرتا ہے لیکن بظاہر تو انکار اور بباطن غنچہ دل اُس مشتاق کا اب مطلب دل حاصل ہوا تھا
وہ تو بظاہر انکار کرتی رہی مگر ایرج نے اُسے جون توں کر کے پلنگ پر لٹایا اُسنے بھاگنے کا قصد کیا ایرج نے اُسکے دونوں
پانوں میں رکھ کے خوب دبوچا اور ایسا زور سے ایک جھٹکا دیا کہ اسکی ٹوٹ گئی جب وہ بھاگنے سے مجبور ہوئی تو اُسنے
چاہا کہ اسم سحر کا ایرج پر دم کرے بمجرد اُسکے منہ کھلتے پایا تھا کہ ایرج نے اُسکے دہن نجس پر ایسا زور سے ہاتھ رکھا کہ روح
نجس اُسکی قالب تن سے پرواز کر گئی اور ایک غل و شور بلند ہوا سارے پریزاد اپنی اپنی تدابیر بھول کر ناک اُڑانے لگے
تمام مکان تیرہ و تار ہوگیا اور ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ ای نوجوان مارا جوان جنتی مارا جان کشتی نام من النصروت
جادو بود القصہ جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی بالکل رفع ہوئی تو ایرج نے کیا دیکھا کہ ایک پیرزال پشت خمیدہ سر کے
بال جیسے روئی کا گالا نہ منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت کوئی تین سو برس کا سن سیاہ فام زشت رو کریہ منظر کوئی سو گز
کا قد مری ہوئی پڑی ہے جب ایرج نے ایک لات مارکر اُسے دریا میں پھینکدیا اب جو اُس قصر میں چار طرف پھر کے
دیکھا اور کسی کو نہ پایا سوائے عالم آب کے اور کچھ نظر نہ آیا تو نہایت دم گھبرایا اور اپنے جی میں بہت نادم ہوا اور کہا
کہ ای ایرج غضب کیا تو نے کہ اس ناکتہ کو مار ڈالا اس ساحرہ کو یہاں ہرگز نہ مارنا تھا اسلیے کہ اب اس عالم آب سے نجات
کیونکر ہوگی اور کون یہاں سے نکالیگا القصہ تین روز تک اسی کشمکش و پیچ میں بسر ہوئی تیسرے روز ایک جانب
سے اُس قصر کے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز اور پانوں کی چاپ آئی چار طرف نظر پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا جب کسی
کو نہ پایا تو نہایت درجہ حیران ہوا کہ یہ سحر کیا ہے یہ صدا لوگوں کے بولنے کی اور چلنے پھرنے کی کیسی آرہی ہے اور
کوئی دکھائی نہیں دیتا اسی حیرت میں کھڑا ہوا تھا کہ ایک آواز سنائی دی کہ ارے اس جوان کا نام تو پوچھو کہ کون ہے
اور یہاں کہاں سے آیا ہے یہ سنکر ایک آواز پیدا ہوئی کہ ای جوان اپنا نام بتا اور یہ کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے
اور کون تجھے لایا ہے یہ آواز سنکر ایرج نے کہا کہ میں نہایت حیران ہوں کہ آوازیں تمہاری سنتا ہوں اور صورت
تمہاری نہیں دکھائی دیتی جب تمہیں دیکھوں تو کچھ جواب دوں جب ایرج نے یہ جواب دیا تو ایک نازنین کی آواز آئی
کہ اچھا اسکی دونوں آنکھوں میں سرمۂ سلیمانی لگا دو کہ یہ بھی ہمکو دیکھ سکے یہ حکم سنکر کسی نے ایرج کی آنکھوں میں
سرمہ لگا دیا کہ آنکھیں خنک ہوگئیں اب جو آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے تو پریزادوں کا ایک اکھاڑا جمع ہے کہ جس میں ہر ایک
پریزاد ایسی حسینہ ہے کہ آنکھیں اُسکی خیرگی کرنے لگیں اور ایک نازنین مہ جبین سر سے پانوں تک دریائے جواہر میں
غرق انداز جلوہ برق طور سراپائے کا ہر بیچ میں ان پریزادوں کے نہایت ناز و انداز سے کھڑی ہے جس اُسے دیکھتے ہی
ایرج کا یہ عالم ہوا کہ ہوش و حواس بجا نہ رہے شعر صد اول نے دی اشتیاق باشتیاق ۔ کہا صبر نے الفراق الفراق
ایک گھڑی بھر تو سکتے کے عالم میں کھڑا رہا بعد اُسکے اُس مہر طلعت کے قریب جا کر دست بستہ عرض کرتا ہوا کہ ای
نازنین مہ جبین آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ مجھے اپنے نام نامی اور اسم گرامی سے مطلع فرمائیے اُس نازنین نے
یہ سنکر ایرج کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ ارے صاحب تم تو پہلے اپنا نام و نسب بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ اس قصر میں
تمہارے آنے کا کیا باعث ہوا اور کون لایا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ ای نازنین ماہ طلعت و مہ جبین ہر صورت میں غریب
ایرج نوجوان صاحبقران لشکر آفتاب پرستان کے ہوں اتفاقات روزگار سے النصروت جادو کی قید میں
قید ہوگیا تھا اور دونوں بعذاب الیم مبتلا رہا آخر کار اُس ناکتہ سے مجھے بیان لاکر مقید کیا انجام کار میں نے بغرض

اُسے قتل کرکے اس دریا میں پھینکدیا اور اپنی حرکت پر کمال نادم تھا اور اپنے جی میں کہہ رہا تھا کہ اب یہاں سے کیونکر
نجات ہوگی اور کس طرح اس عالم آب سے رہائی پاؤنگا کہ نیر اعظم آفتاب تابان نے شہرستان سپہر پایاب قدم
رفتار کیا نام ہے اور کس آسمان کی ماہ اور کس گلستان کی سرو ہو اس نازنین نے کہا کہ ای ایرج کیا تو عجیل سے
واقف ہو ایرج نے کہا کہ ہاں ہاں میں خوب واقف ہوں اور اچھی طرح سے آگاہ ہوں وہ امیر حمزہ صاحبقران
کے چھوٹے بھائی ہیں یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ ای ایرج میں انھیں کی بیٹی ہوں اکثر اس شہر کی سیر کو آیا کرتی ہوں
ملک افروز پری میری ماں کا نام ہے عجیل اسپر عاشق ہوئے تھے میں انھیں کے بطن سے پیدا ہوئی ہوں نام میرا
عالم آرا بانو ہے آج جو سیر قصر مجمع البحرین کو آئی تو تجھے دیکھکر دل پر تابو نہ رہا اگر ای ایرج اگر تو میں آفتاب پرستی
ترک کرکے ملت بیضاے اسلامیہ کو اختیار کرے تو بیاہ منظور ہے ایرج نے کہا کہ بھلا میں اپنے دین و دشمن کو کیونکر چھوڑ دوں
اور مذہب اسلام اختیار کروں یہ ہرگز نہ ہوگا جو نام ہو انجام ایرج کو سنکر ملکہ عالم آرا بانو کو قہر ہو گیا اور پاس بیٹھنے کو
جی نہ چاہا مگر خلاف مروت جان کر صحبت شراب و کباب مہیا کرائی خود بھی شراب پی ایرج کو بھی پلائی جب ایرج کو
خوب نشہ ہو گیا تو اُسنے قصد کیا کہ ملکہ سے مختلط ہو ملکہ کو اگرچہ اسکی طرف میلان طبع تھا مگر یہ خیال کیا کہ ای عالم آرا
یہ مردود کافر اور تو ایک مسلمان مسلمان کی بیٹی تجھے حیف ہے کہ تو اس سے مختلط ہو یہ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا
کہ ای ایرج تو شاہزادہ اور نہایت نالائق معلوم ہوتا ہے میں تو جاتی ہوں اب تیری سزا یہی ہے تو یہیں پڑا رہ یہ کہکر
اپنے تخت پر سوار ہو گئی اپنی پریزادوں سمیت پرواز کرکے چلی گئی ایرج ہرچند چلایا کیا کہ ای جان جہان و ای
راحت جان ایرج نوجوان ہمکو تیغ ابرو کرکے چھوڑے جاتی ہو ای ملکہ یہ کیا ستم کیے جاتی ہو شعر مرا کشتی بکیری
نگرتی ای عجب سنگین دلے اللہ اکبر + ایضا تمہاں ہوں میں کوئی وار لگائے جاؤ + بجلی سے مجھے ای جان گرائے جاؤ
ہو کر کے تم اُمراء ہوں مر نہیں ہو کوئی دم بیچ تو دم واپسیں ہو مگر ملکہ نے پھر نہ سنا تخت پر سوار ہو کے چلی گئی ایرج
نہایت مضطر اور پریشان ہوا ادھر ادھر اُس قصر میں دوڑتا پھرتا تھا اور ٹکریں لگاتا پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ شعر
بس اپنا کچھ نہیں اب آہ چلتا + کہ دل کرلیگا ایک راہ چلتا + ہاے ای ملکہ عالم آرا بانو تم ہمیں مجروح تیغ ابرو کرکے
چلی گئیں ای ظالم ہم یونہیں تڑپتے رہے اگر تمکو یہ بیدردی کرنا تھی تو پہلے ہی اپنی صورت نہ دکھائی ہوتی اے ای مار جانی
محبوب جادو ادائی شعر سخت بے تیرے عشق دل کا ستاتا ہے مجھے + اُٹھاتا ہے مجھے گاہ بٹھاتا ہے مجھے + القصہ چار پہر
تو اسی بیقراری اور آہ و زاری میں بسر ہوئی بعد اُسکے گرسنگی نے غلبہ کیا تو ساری عشق و عاشقی بھول گئے اور اب
بھوک کے مارے دم نکلنے لگا لیکن سواے غم و غصہ کھانے کے غذا وہاں کیا دو شبانہ روز فاقے سے گذر گئے غش پر غش
آنے لگے اُٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا کہ یکایک اس دریا میں چند جہاز اور کشتیاں نمودار ہوئیں اور آن واحد میں قصر کے
قریب آگئیں ہرچند ایرج چلایا لیکن کسی نے سماعت نہ کی اسلیے کہ بسبب گرسنگی کے آواز میں اتنی قوت ہی کہاں تھی
کہ اہلیان جہاز کے کان تک پہنچ سکتی جب کسی نے جواب نہ دیا تو مجبور ہو کر اُسنے رومال ہلانا شروع کیا
قضاے کار اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد سوداگر کے تھے اور خواجہ فولاد خواجہ فرخ تاجر کا غلام ہو اُسکی
نظر جو ایرج پر پہنچی تو دیکھا کہ ایک شخص نہایت حسین خوبصورت قصر میں کھڑا ہوا رومال ہلا رہا ہے خواجہ فولاد یہ
منظر دیکھکر متعجب ہوا کہ اس قصر میں یہ کون شخص کھڑا ہے اور کہاں سے آیا ہے اپنے لوگوں سے کہا کہ ذرا اس جوان
کا حال تو دریافت کرو کہ یہ کون ہے یہ سنکر لوگ کشتی پر سوار ہو کے اُس قصر کے متصل آئے اور ایرج سے کہا کہ ای جوان
تو کون ہے اور یہاں کہاں سے آیا ہے ایرج نے اپنے نام و نشان سے مطلع کیا ان لوگوں نے آکر خواجہ فولاد سے کہا کہ

ایک شخص نہایت وجیہ بلند قامت جس کا چہرہ آفتاب درخشاں کے مانند چمکتا ہے اور پیشانی سے فرِ شاہی نمایاں ہے بسبب
ضعف و ناتوانی کے طالب امداد ہے تمام حال بیان کیا خواجہ فولاد ایرج کا نام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ صاحبو میں
ایرج ان کے باپ کا غلام ہوں انکی خدمتگاری میرے فخر و افتخار کا باعث ہوا ہے کیا فخر و افتخار کا باعث ہو کہ انکے باپ نے مجکو
بہت سا مال دیکر آزاد کیا ہے یہ کہکر جلد اپنا آگے بڑھایا اور پھر فوراً ایرج کو قصر سے اپنے جہاز پر اُتار لا اور ما
مستفسر احوال ہوا ایرج نے کل حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا خواجہ فولاد نے کہا کہ خیر اے شہریار جو تکلیف
آپ کو پہنچنا تھی وہ تو پہونچی مگر اب تو یہ غلام حاضر ہے جو ارشاد فرمایئے گا بجا لاؤنگا یہ سنکر ایرج کو کھانا کھلایا پانی پلایا
شراب پلائی اور کہا اب آپ دم بھر استراحت فرمایئے یہ سنکر ایرج لیٹ رہا دو آدمی چپی کرنے لگے ایک آدمی پنکھا
جھلنے لگا تا دیر ایرج سو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھلی تو حال اپنے لشکر کا استفسار کیا کہ اے خواجہ فولاد تمہیں
میرے لشکر کا کچھ حال معلوم ہو تو بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ ہاں کچھ کچھ معلوم ہے عرض کرتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا
بیان کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار سالک بن ملکوت شاہ نواب لشکر لندھور بن سعدان میں ہے اور حمزہ
بہ تعاقب لقا ظلمات کو گئے ہیں کہ وہ بعد انکے جانے کے ظلمات کی طرف بھاگ گیا تھا اب آپ یہاں سے میرے
ہمراہ شہر فرنگو شیہ کا راستہ لیجئے میں بآرام تمام آپ کو فرنگو شیہ میں پہونچا دونگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اچھا یہ تو
سب ہو رہیگا پہلے یہ تو بتاؤ کہ انتظام باختر کے واسطے امیر حمزہ صاحبقران کسے چھوڑ گئے ہیں خواجہ فولاد نے کہا
کہ لندھور بن سعدان کو ایرج نوجوان نے کہا کہ اسد دیو امیر حمزہ کے ساتھ گیا یا باختر میں رہ گیا
ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ وہ باختر ہی میں رہ گیا ہے امیر حمزہ صاحبقران کے ساتھ نہیں گیا یہ سنکر ایرج بہت
دل ملول ہوا اور کہا کہ اے خواجہ فولاد قسم ہے میرا عقل گم ہے کہ اگر حمزہ اپنے تمام لشکر کو چھوڑ جاتا تو مجھے اتنا رنج نہ ہوتا جتنا
کہ اس دیوانے کے باعث سے اندیشہ ہوا ہے اے خواجہ فولاد یہ دیوانہ بہت بے درمان آفت جان ہے مگر خیر اب جو کچھ
ہو سو ہو دیکھا جائیگا اچھا خواجہ اب تم بتاؤ کہ تمہارا کیا عزم ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ پہلے آپ کو ملک فرنگو شیہ میں پہونچا
ملک سبائل کو جاؤنگا ایرج نوجوان نے نام ملک سبائل کا سننا نہایت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ
وہی تو کوئے یار اور کوچہ دلدار ہے جہاں وہ ملکہ گیتی افروز ہے یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ فولاد میں شہر
فرنگو شیہ کو نہ جاؤنگا مجھے بھی ملک سبائل ہی میں پہونچا دو کہ میں بہت مشتاق ہوں سیر سبائل کا میں نے
ملک سبائل کی بڑی تعریف سنی ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار ملک سبائل میں آپ کا جانا نہایت نامناسب
معلوم ہوتا ہے اور میں آپ کو ہرگز نہ لیجاؤنگا اسلئے کہ شاید کوئی آپ کو پہچان لے تو قیامت ہی ہو جائیگی وہاں آپ تنہا ہونگے
نہ آپ کا لشکر وہاں موجود ہے نہ اور کوئی رفیق و یار ہے بے نوکر کیا صورت ہوگی ایرج نوجوان نے کہا کہ خواجہ فولاد
اس امر سے تم مطمئن رہو مجھے کوئی نہیں پہچانیگا میں اپنی شکل تبدیل کر ڈالونگا خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار
مجھے اطمینان نہیں ہے میں آپ کو نہیں لیجاؤنگا یہ سنکر ایرج نوجوان نے کہا کہ اے خواجہ فولاد اگر تم مجھے ملک سبائل
نہ لیجاؤ گے تو میں تمہیں بھی مار ڈالونگا اور اپنے کو بھی ہلاک کر ڈالونگا مجبور ہو کر خواجہ فولاد نے کہا کہ بہت اچھا جیسی
آپ کی خوشی لیکن فرمایئے کہ آخر ملک سبائل میں کون ایسی ضرورت اور اصل مطلب کیا ہے ایرج نوجوان
نے کہا کہ سوائے سیر و تماشے کے اور کچھ مطلب نہیں ہے خواجہ فولاد خاموش ہو رہا اور لنگر جہاز کا وہاں
سے اٹھوا کر ملک سبائل کا راستہ لیا ایک چند ہی روز کے بعد ملک سبائل میں پہونچ کر وہاں سرا
ضیغم خون آشام میں مقام کیا اور اسباب نذر مہیا کرکے دوسرے روز سلطان شاہ فارسی کے دربار میں جا پہنچا

قصد کیا ایرج نے کہا کہ ای خواجہ فولاد ہم بھی چلینگے خواجہ فولاد نے کہا کہ آپکا جانا میرے ہمراہ مناسب نہیں ہے آپ اور م
لازمین کو ساتھ لیکر تشریف لیجائیے گا ایرج نے کہا کہ اے خواجہ فولاد کیون تمہین اپنے ساتھ لیجانے مین کیا اندیشہ ہے
کیا یہ خیال ہے کہ مین وہان جاکر کوئی حرکت ناشایستہ کرونگا تو آپ ایسا ہی مین بیوقوف نہین ہون خواجہ فولاد
نے مجبور ہوکر ایرج کو اپنے ساتھ لیا ایرج اپنی وضع و شکل تجار تبدیل کرکے خواجہ فولاد کے ساتھ ہوا اور یہان
سلمان شاہ فارسی تازہ تازہ حاکم ہوکر آئے ہین ابھی کل چار ہی پانچ مہینے گذرے ہین کل شاہان باختر آئے
ہوئے ہین سلمان شاہ ہر ایک سے بکمال خلق و مروت پیش آرہا ہے ہر ایک کو اپنے گرویدہ کر رہا ہے ہر ایک
کا دل ہاتھ مین لے رہا ہے سب کے سب سلمان شاہ سے بہت خوشنود و راضی ہین بلا عذر زر خراج ادا کردیے سب ہین
خلعت و انعام سے ممتاز و سرفراز ہوے ہین تمام رعایا و برایا آباد کل علاقہ اور کارندے شاد و شاد ہین القصہ خواجہ
فولاد بارگاہ سلمان پہ اسوقت پہونچا کہ جس وقت سلمان شاہ دربار کیے ہے تہ سلمان شاہ ایک تخت مرصع نگار
پہ تمکن ہے دس بارہ ہزار شاہان باختر گرداگرد تخت سلطنت کے کرسیات جواہر نگار پہ بیٹھے ہوئے ہین خادم و
خدمتگار دست ادب بستہ دور دور کھڑے ہوئے ہین منشی اور محرر سامنے استادہ ہین کاغذات کی درستی
ہو رہی ہے ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور خواجہ فولاد سوداگر نذر دینے در دولت پہ حاضر ہوا ہے کیا حکم ہوتا ہے
فرمایا کہ بلا لو ہرکارے گئے اور خواجہ فولاد کو مع ایرج نوجوان بارگاہ مین لے آئے مجرا گاہ پہ سے مجرا کرایا جب سلمان
شاہ فارسی کی نظر ایرج پہ پڑی بے اختیار ہوکر تعظیماً کھڑا ہو گیا اٹھنا تھا کہ ایک چھینک آئی اور تاج سر سلمان شاہ
سے گر پڑا جو بادشاہ قریب بیٹھے ہوئے تہے انھون نے دوڑ کر تاج اٹھالیا اور سلمان شاہ فارسی کے سر پہ رکھا لیکن
سلمان شاہ بہت نادم اور متحیر ہوا کہ یہ کیا بیہودہ حرکت مجھسے سرزد ہوئی کہ ایک ادنے سوداگر کی تعظیم کے واسطے
تو اٹھ کھڑا ہوا اگر پھر اپنے دل مین خیال کیا کہ ای سلمان شاہ ضرور اس امر مین کوئی بھید ہے اور ادھر ایرج نے
جو سلمان شاہ کو اس رعب و دبدبے سے دیکھا ہاتھ پاؤن مین تھرتھری پڑ گئی رنگ چہرے کا متغیر ہوگیا رعب
شاہی نے غضب ایرج پہ بڑا اثر کیا القصہ خواجہ فولاد نے دو کشتیان جو نذر کے لیے لایا تہا پیشکش کین سلمان شاہ نے
نذر اسکی قبول کی اور خلعت و انعام سے ممتاز کیا اور بیٹھنے کا حکم دیا ایرج اور خواجہ فولاد دونون کرسیون پہ بیٹھے لیکن
سلمان شاہ فارسی ایرج نوجوان کو غیر و غیرہ نظرون سے دیکھ رہا ہے اور اپنے جی مین خیال کرتا ہے کہ ای سلمان اسکو
تو نے کہین دیکھا ہے اور سوچتا ہے کہ کہان دیکھا ہے آخرکار خواجہ فولاد سے پوچھا کہ کیون خواجہ فولاد یہ جوان
تمہارا کون ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ پیر و مرشد یہ میرا آقا زادہ ہے مین اسکا نمک خوار ہون جو کچھ مال و اسباب
میرے پاس ہے وہ سب اسی کا ہے سلمان شاہ نے پوچھا کہ اسکے باپ کا نام کیا ہے خواجہ فولاد نے کہا کہ حضور اسکا نام
خواجہ خورشید ہے فنون سپاہ گری مین اسکو دخل تامہ ہے یہ سنکر سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ خیر یہ تو معلوم ہوا
اب یہ بتاؤ کہ تم کیا کیا چیزین لائے ہو اور کہان سے پھرتے پھراتے یہان آئے ہو خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
خداوند ہر قسم کی چیز تابعدار کے پاس موجود ہے جو حکم ہوگا وہ حاضر کرونگا اور بالفعل تو مین ظلمات سے آیا ہون
سلمان شاہ نے کہا کہ حمزۂ صاحبقران اسیر گنج ستان سے تو رہائی نہین ہوئی خواجہ فولاد نے کہا کہ
پیر و مرشد وہ ہفت منظر سے گئے ہین اور مین دوسری جانب سے واپس آیا ہون سلمان نے کہا کہ آجکل
حاکم ظلمات کا کون ہے عرض کیا کہ نزہ بہ شاہ چہوٹا بھائی زمرد شاہ کا بادشاہ ہے اور خداوند بادشاہت کیسی
وہ ملعون تو خدائی کا دعوی کرتا ہے اور فی الحقیقت اسکا جاہ و جلال بھی بہت کچھ ہے اور اصل یہ ہے کہ مکر و جادو

شاہنشاہ ساحران اسکی سوداگر ہو گئی ہے سارا جادو جلال اسی کی بدولت ہوا ہے ایک تاج مرصع کار کمال بجواہر
آبدار دیکر جمشید شاہ کو بنا کر پہنا دیا ہے اور بیچون بیچ تاج میں ایک لعل درخشندہ ہمرے ترتیب دیکر لگا یا ہے کہ جب
وہ ملعون دربار میں بیٹھتا ہے تو شعاع آفتاب جوہر اسکی ضو پڑتی ہے جو شخص اسے دیکھتا ہے وہ بے اختیار اس کا سر
تسلیم کو جھکا دیتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور سجدہ باشندہ وہ ملعون گویا خدائی کرتا ہے اور کل ملک و ماہ جادو کے مشورے سے
سرانجام دیتا ہے لیکن اس راز سے کوئی مطلع نہیں ہے سلمان شاہ فارسی نے کہا کہ دیکھیے صاحبقران عالیشان
کی آمد خدا ہی ہے خواجہ فولاد سے کہا کہ ضرور وہ با اقبال ہیں اُنکا خدا اُنکا حامی و مددگار ہے سلمان شاہ
سے کہا کہ ان خدا ہی مددگار ہے الغرض بڑی دیر تک باتیں ہوا کیں جب دربار برخاست ہوا تو خواجہ فولاد رخصت ہو کر
کاروانسرا میں آیا جب خبر ورود تجار کی تمام ملک میں مشہور ہوئی اور رفتہ رفتہ ملکہ گیتی افروز کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی
کہ سوداگر بہت عمدہ عمدہ چیزیں لیکر آئے ہیں ملکہ نے کہا کہ میں کیا کرونگی جب میرا وارث ہی میرے پاس نہیں ہے تو اب
مجھے کسی شے سے سروکار نہیں ہے نہ مجھے احتیاج لعل و گوہر نہ تمنائے زر و زیور خورشید خاوری نے کہا کہ شاباش صدقے
گئی کیوں اسقدر رنج و الم کرتی ہو اور اپنے کو حیران و پریشان کرتی ہو اے گیتی افروز تو نے تو مجھے اور بھی ہلاک کر دیا
اپنی سوداگروں کو بلوا جو چیز چاہے خرید و اپنا دل بہلا شاہزادہ بخیر و سلامت اور حق تعالیٰ قایم ہے خواجہ زادوں کا
کہنا مجھ کو نہیں ہوتا ہم بہ ہر سن گذر چکے ہیں چھ سال اور باقی ہیں یہ بھی بات کہتے ہیں گذر جائینگے تم اسقدر ہراسان
کیوں ہوتی ہو یہ سنکر ملکہ گیتی افروز نے کہا کہ اچھا اماجان بلوا لیجیے مجھے اختیار ہے خورشید خاوری نے اسی وقت
مظفر بن ضیغم خون آشام سے کہ وہ صاحب ملک تمام قلعۂ ذوالامان کا مالک ہے اور حاکم کا مصاحب خاص ہے کہلا
بھیجا کہ اے مظفر میں نے سنا ہے کہ سوداگر کاروانسرائے ضیغم خون آشام میں آکر فروکش ہوئے ہیں اور بہت عمدہ عمدہ
اشیا لائے ہیں انھیں ہمارے پاس بھیجو مظفر بن ضیغم خون آشام نے اسی وقت چوبداروں کو کاروانسرا کی طرف
روانہ کیا جب قافلہ خواجہ فولاد میں پہونچے تو ایرج کو دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت باشوکت و شان بیٹھا ہوا
ہے حیران ہو کر لوگوں سے دریافت کیا کہ وہ سوداگر کہاں ہے جو جواہر و اسباب بیش قیمت لایا ہے سب نے شخص ایرج
کی طرف اشارہ کیا کہ یہی ہے وہ چوبدار ایرج کے پاس آئے اور نہایت ادب سے جھک کر ایرج کو سلام کیا ایرج نے جواب
سلام کا دے کر استفسار کیا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب و مدعا رکھتے ہو چوبداروں نے
عرض کیا کہ ہم مظفر بن ضیغم خون آشام کے جو قلعۂ ذوالامان کا مالک و حاکم ہے ملازم ہیں امیر حمزہ صاحبقران
کے حرم محترم نے سنا ہے کہ آپ جواہر بیش بہا لائے ہیں اور اُنکا پیام آپ کو منظور ہے لہذا مظفر بن ضیغم خون آشام
کا حکم ہے کہ آپ اپنا مال و اسباب لیکر در دولت صاحبقرانی پر تشریف لائیے یہ سنکر ایرج نوجوان اپنے دل میں بہت
خوش ہوا اور کہا کہ خیر وہاں تک رسائی کی صورت تو نکل آئی اور ان چوبداروں سے جواب دیا کہ ہاں ہمارے
پاس بہت عمدہ عمدہ اشیا اور نہایت نایاب جواہر صرف بیچنے ہی کے لیے ہیں چوبداروں نے کہا کہ جو تشریف لے چلیے ایرج نے
خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ فولاد چلنے کی تیاری اور اسباب درست کرو مظفر بن ضیغم خون آشام کے یہاں سے
طلب آئی ہے خواجہ فولاد نے اسی وقت جواہر و اشیائے نفیس شاہانہ صندوقچہ ہائے زرنگار میں بھروا کر اپنے
ہمراہ لیے اور ان چوبداروں کے ساتھ مع ایرج نوجوان قلعۂ ذوالامان کا راستہ لیا جب متصل مکان مظفر بن
ضیغم خون آشام کے پہونچے تو چوبداروں نے کہا کہ آپ مہربانی فرما کر ایک لمحے کو یہاں توقف فرمائیے ہم
عرض کر دیں پھر آپ کو بلا لیں خواجہ فولاد نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے چوبدار گئے اور خواجہ فولاد کے

آنے کی اطلاع کرکے اجازت حضوری حاصل کرکے خواجہ فولاد کو مظفر کے سامنے لے مظفر نے جو ایرج نوجوان کو
دیکھا بھوک اٹھا کہ کیا جوان رعنا ہے القصہ ایرج و فولاد نے سلام کیا مظفر نے جواب سلام دے کر بیٹھنے کا حکم دیا فولاد
و ایرج سلام کرکے کرسیوں پر جا بیٹھے بعد اسکے خواجہ فولاد نے ایک لاکھ یاقوت پیش بہا مظفر کو نذر دیا مظفر بہت
خوش ہوا اور نہایت نوازش سے پیش آیا اور کہا کہ تم یہیں بیٹھو اور اسباب اپنا یہیں دیدو ہم جا کر دکھائیں جو شے
پسند آئیگی اسکی قیمت بتائیگی اور جو ناپسند ہوگی واپس آئیگی یہ سنکر ایرج نوجوان نے اپنے دل میں کہا کہ واہ یہاں تو
مطلب ہی فوت ہوا جاتا ہے چاہتا تھا کہ ہم ملکہ گیتی افروز کی صورت ہی دیکھ کر دل کو تسکین دے لینگے اور یہ ہم سے
کہتے ہیں کہ آواز ہی سن لینگے سو یہاں تو وہ مضمون ہی تشریف لیے جاتا ہے یہ سوچ کر خواجہ فولاد سے کہا کہ اے خواجہ تم کہدو
کہ ہم یوں معاملہ نہ کرینگے بیچینگے تو دست بدست بیچینگے یہ سنکر خواجہ فولاد نے کہا کہ اے شہریار اس طرح تو معاملت میں
منظور نہیں ہے کہ جو اسباب ہم آپ کے ساتھ کردیں اور ہم نہ جائیں بیچینگے تو دست بدست ہی بیچنے کی مرتبہ
اس طرح وعدہ کا اٹھایا ہے آپ کا جہاں جی چاہے لیجائیے مگر ہم بھی ساتھ ساتھ رہینگے مظفر نے برہم ہوکر کہا کہ کیا تم
بے ایمان سمجھے ہو کہ ہمارا اعتبار نہیں کرتا ہم مرد مسلمان ہیں بڑا ہے اور ظلم کیا اور کروڑ ہا روپیہ کی چیز پر خیال نہیں کرتے
وہ اور ہی لوگ ہونگے جہاں تو نے دھوکا اٹھایا ہے ہمارے یہاں یہ ارزانی کہاں داخل خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ
حضور بجا ارشاد ہوتا ہے اور بہت صحیح و درست خداوند نعمت کی یہ مجال نہیں ہے کہ حضور کو معاذ اللہ ایسا کر سکے مگر
خداوند اگر درمیانی لوگ تبدیل کرلیں تو اس وقت ہم کیا کرینگے مظفر نے کہا کہ اے تاجر زمان اپنی سنجال ہو شامل ہو
درست کرا رہے یہ متعلقات ناموس امیر گیتی ستان حضرت امیر حمزہ صاحبقران ہیں یہاں کیا مجال ہے کہ کوئی غیر
شخص آنے پائے یہ سنکر خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ حضور اگر جب ایسا ہی ارشاد ہوگا تو کیا مضائقہ ہے میں ہوں اور
میرے ساتھ یہ لڑکا ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اور وہاں سے جو دار یہ جو وار خواجہ سرا ہے خواجہ سرا چلا
آتا ہے کہ جلد سوداگروں کو لاؤ آخر کار مظفر نے خواجہ فولاد و ایرج کو اپنے ہمراہ لیکر باغ یاقوت میں لایا وہ وہ
باغ ہے کہ شاہزادہ ملک قاسم نے تعمیر کرایا ہے ان سوداگروں سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرو ہم اطلاع کرتے ہیں اور یہ وہ
مقام ہے کہ سوائے شاہزادہ خاور سپاہ اور شاہزادہ بدیع الزمان ناموس کے اور کوئی نہیں آیا غرض خواجہ
فولاد اور ایرج نوجوان وہاں بیٹھے اور خواتین صاحبقرانی پس پردہ مع ملکہ گیتی افروز ہوئیں اور کہا کہ سوداگرین
کو لاؤ خواجہ فولاد اور ایرج کو پردے کے قریب لاکر بٹھایا اب جو ایرج غور سے دیکھتا ہے تو ایک لونڈی اٹھ رہی ہے
دل اسکا تڑپ گیا اور بیقرار ہوکر کانپنے لگا خواجہ سرا نے پر جاکر خواجہ فولاد یہ لڑکا کانپتا کیوں ہے خواجہ فولاد نے
کہا کہ بیمار کا مرتعش ہے لیکن ایرج نہایت دل ملول ہوا اور دل میں کہتا ہے کہ اے ایرج افسوس معشوق پس پردہ
بیٹھا رہے اور تو اسے نہ دیکھ سکے عیب ہے تیری ہمت پر کہ تو قریب آکر خالی پھر جائے اے ایرج ہر چہ بادا باد بغیر معشوق
کے دیکھے یہاں سے نہ جا اس عرصے میں خواصوں نے صندوقچہ جواہر بیش بہا کا خواجہ فولاد سے طلب کیا خواجہ
فولاد نے صندوقچے کھلوائے کیا وہ اندر لے گئیں ایک ساعت کے بعد پس پردہ سے آواز آئی کہ اے گوہر ملک تم
کیا لوگی کسی نے جواب دیا کہ یاقوت سرخ پھر آواز آئی کہ گیتی افروز تم کیا لوگی جواب دیا کہ زمرد چاہیے جس ایرج
نے جو گیتی افروز کی آواز سنی تو بے اختیار کہا کہ گرنے کو تھا بہت ضبط کیا اور اپنے دل میں کہا کہ اے ایرج تو گھبراتا کیوں
ہے جس نیر اعظم نے آواز سنائی ہے وہی وصل سے بھی کامیاب کردیگا صبر کر صبر کر گھبراتا کیوں دل کو سمجھاتا ہے ہوں
یوں بیقراری اور شدت کرتی جاتی ہے ہر مرتبہ ارادہ کرتا ہے کہ پردے کے اندر گھس چل اور معشوق کو اٹھا لی لا

اور پھر ضبط کر کے خاموش رہجاتا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے دلوں میں محبت کا وفور اور
جوش عشق کی شدت ہے یکایک خواجہ فولاد کی نظر جو ایرج کے چہرے پہ پڑی ہے تو دیکھا کہ آثار عشق کے ظاہر ہیں
رنگ زرد ہے لب پر آہ سرد ہے آنکھوں میں اشک بھرے ہیں منھ پہ ہوائیاں اڑ رہی ہیں ایرج سے کہا کہ شہریار خیر باشد
میں آپ کے اور ہی رنگ پاتا ہوں اے شہریار اتنا مجھے بتائیے کہ محرم محترم ہوں حیرانی ہے مضطرب ہیں قریب بیان نہیں آنے
پاتا کہیں ایسا غضب نہ کیجئے گا کہ کسی پہ مبتلا ہو بیٹھے نہ میرا ہی پتا لگیگا نہ آپ ہی کا نشان ملیگا کچھ تو کہیے آخر معرکہ کیا ہے شوق
ایرج نوجوان نے تمام کیفیت اپنی چپکے چپکے بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ فولاد میں تو ملکہ گیتی افروز کے لیے بے جان ہوا ہوں
ورنہ یہاں میرا کیا کام تھا اے خواجہ فولاد جب شہر فرنگو خیمہ میں میں نے لقا کو پناہ دی ہے تو اسنے اپنی انگشتری
اور اپنی دختر ملکہ گیتی افروز مجھکو دے دی تھی وہ انگشتری تو میں نے لے لی تھی اور کہا تھا کہ اے لقا ملکہ گیتی افروز تو قاسم
کے پاس ہے اُسے میں کیونکر لونگا تو اُسنے کہا کہ میں نے تمہیں دے دی تم جس طرح چاہو لیلو تو پہلے تو مجھے خیال
نہ تھا مگر جب الضرورت جادو کی قید میں میں نے ملکہ گیتی افروز کو خواب میں دیکھا تو اسپر ہزار جان سے عاشق
ہو گیا اب خیر اعظم کی امانت سے یہاں تک تو میں پہنچا اب اُس سے ملنا ہونی ہے دیکھیں وصل سے کامیاب کرو دیگا
اے خواجہ فولاد اب میں بغیر معشوق کے لیے ہوئے یہاں سے ٹلنے کا نہیں جاؤں گا خواجہ فولاد نے جو یہ حال سنا تو تن
سے جان نکلی اور اپنے دل میں کہا کہ اے خواجہ فولاد تو بھی مارا گیا اور ایرج بھی قتل ہوا اے خواجہ فولاد ہی گیا
جان بھی گئی ہائے فلک تفرقہ پرداز نے یہ کیا حادثہ دکھایا اسے میں تو کہیں کا نہیں رہا کہ اسی اثنا میں دوا ساز دوا
پیالہ لیے ہوئے آیا ایرج نے خواجہ سرا سے کہا کہ او نواب ناظر یہ دوا کسکے واسطے آئی ہے اُسنے کہا کہ یہ دوا ملکہ
گیتی افروز کے واسطے آئی ہے ایرج نے پوچھا کہ کیوں صاحب شہزادی کا مزاج کیسا ہے خواجہ سرا نے کہا کہ جس روز سے
شاہزادہ خاور سپاہ کا انتقال ہوا ہے اُس روز سے ملکہ کسی صورت اچھی نہیں رہتی ہر روز دوا پیا کرتی ہے ایرج
نے کہا کہ میں بھی تپ میں ہوں تھوڑی سی ہمیں بھی دینا خواجہ سرا نے کہا کہ اچھا ملکہ تو کہیں ایک گھونٹ بھر پی لیتی ہے باقی دوا
پھر آ جاتی ہے وہ تمہیں دے دینگے یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا الغرض تھوڑی دیر کے بعد ملکہ گیتی افروز نے کوئی گھونٹ دو گھونٹ پی کر
واپس کر دی خواجہ سرا نے وہ دوا لا کر ایرج کو دی ایرج نے وہ دوا پی لی اور پیالہ بغل میں دبا لیا غلاموں نے
کہا کہ دوا پی چکے پیالہ ہمارے حوالے کرو ایرج نے کہا کہ پیالہ تو میں نہ دونگا خواجہ سراؤں نے کہا کہ یہ کیا واہیات بات
ہے کہ تو پیالہ نہیں دیتا ایرج نے کہا کہ بھائی تم تو کچھ خلاف انصاف باتیں کرتے ہو بھائی جو کوئی بزرگ کسی کو کچھ دیتا ہے
اگر یہ ظرف دیتا ہے اور ظرف واپس نہیں کرتا اب وہ غلام اور خواجہ سرا سختی کرنے لگے کہ جلد پیالہ ہمارے کر نہیں
تو بری درگت بنائی جائیگی اور ایرج پیالے کو سینے سے لگائے ہوئے ہے اور یہی کہتا ہے کہ اے ایرج یہ پیالہ
معشوق کے منھ لگا ہوا ہے میں اس میں پانی پیا کرونگا اور اپنا دل ٹھنڈا کرونگا مجھے تو نہ دیا جائیگا ہر چند خواجہ
فولاد ایرج سے کہتا ہے کہ اے شہریار پیالہ دیدیجئے کیوں اپنی اور میری شامتیں بلواتے ہو مگر ایرج چپکا بیٹھا ہوا ہے
پیالے کو سینہ سے لگائے ہوئے ہے اور کسی طرح نہیں دیتا اب خواجہ سراؤں نے قصد کیا کہ اس سے
بہ جبر چھین لیں اور ایرج نے قصد کیا کہ اگر جبر کیا جائے تو بری نوبت جاوے جو ہو سو ہو خواجہ فولاد نے دیکھا کہ
اب بڑی قباحت ہوا چاہتی ہے اور فساد عظیم ہوا چاہتا ہے جلدی سے کچھ لعل و گوہر خواجہ سراؤں کو دیا کہ بھائیو تم یہ لیلو
اور پیالہ چھوڑ دو خواجہ سراؤں نے خوشی خوشی وہ لعل و گوہر لے لیے اور پیالہ چھوڑ دیا اور اپنے اپنے کام کو چلے گئے
اب ایرج تو بیٹھا ہوا دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے خیر اعظم اے آفتاب تابان دروازہ معشوق پہ بیٹھا ہوا ہوں

اور صورت دیکھنے کو ترستا ہوں پکتا ہے اور روتا ہے اور جب آتش عشق بھڑکتی ہے تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ اندر محل کے
گھس چلے خواجہ فولاد ہر چند روک رہا ہے اور ہاتھ جوڑ رہا ہے کہ ای شہزادہ کیوں آپ میرے قتل کے درپے ہوئے ہیں
مگر کسی طرح نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میں تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے نہ جاؤنگا یہاں تو یہ باتیں ہیں اور وہاں جواہر
پسند ہو رہا ہے کہ اسی اثنا میں ایک جھونکا ہوا سے تند کا چلا کہ ہوا کی تیزی سے پردہ اڑ گیا اور ایرج نے بخوبی تمام
ہر ایک کو دیکھا اپنے جی میں کہا کہ واہ واہ کیا حرم سرا ہے سراسر جنت ہے ہر ایک سے بہتر ایک یہاں موجود ہے اور ایک
نازنین سیاہ پوش بیچ میں ان پری وشوں کے جلوہ گر ہے اور ایک لو نور کی اُسکے چہرہ نورانی سے اٹھ رہی ہے شعر
بحالت دیدہ اند بشر ندیدہ ۔ نہ دیدہ اند بشر نشنیدہ انخوب تر است جو دیکھا تو خیال آگیا کہ وہی مہ جبین ہے کہ جسے
خواب میں دیکھا تھا بس تڑپ کے غش کھا کے زمین پر گر پڑا خواجہ سراؤں نے پوچھا کہ خواجہ اسے کیا ہوا خواجہ فولاد
نے کہا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے یہ مرض صرع میں مبتلا ہے اور اس مرض کا خاصہ یہ ہے کہ آب جاری کے دیکھنے سے زیادہ
کرتا ہے از بسکہ یہاں بہت نہریں جاری ہیں اس سبب سے اسکو دورہ ہو گیا یہ سنکر حکم ہوا کہ اسے یہاں سے لیجاؤ
خواجہ فولاد میں یہ سنکر جان آگئی اور اسکا اٹھا لیجانا بہت مناسب سمجھا اور سوچا کہ اگر ذرا بھی تو نے تامل کیا اور اسے
ہوش آگیا تو معلوم نہیں یہ کیا حرکت بیہودہ کر بیٹھیگا یہ سوچ کر جو جواہر کا تھا اسکی قیمت بھی نہ لی اور بجلدی تمام
ایرج نوجوان کو باغ سے باہر لایا اور سواری پر ڈال کے کاروانسرا میں لایا بعد تھوڑی دیر کے جو ایرج
ہوش میں آیا ہے تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ وہ حور و پری خواجہ فولاد اور اُسکے گماشتے بیٹھے ہیں بس اسے کو
غش رونے کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ ای فلک جفا کار ای گردون غدار یہ کیا کجروی تو نے کی کہ معشوق کو دکھا کر
پوشیدہ کر دیا شعر من جدا از یار و یار از من جدا افتادہ است ۔ زینچنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است اور ای
خواجہ فولاد یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ کی کہ مجھکو وہاں سے اٹھا لایا میں تو بغیر معشوق کے لیے ہوئے ہرگز وہاں
سے نہ ہٹتا کیا کروں کہ تو میرے باپ کا غلام ہے ورنہ بے تامل تجھے مار ڈالتا کہ تو مجھکو در محبوب سے پھیر لایا خواجہ
فولاد نے کہا کہ نہیں نہیں سر میرا حاضر ہے شوق سے کاٹ لیجئے ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھے کیا ماروں مگر سلمان شاہ
اور مظفر سے پوچھونگا اگر انھوں نے بسمل مجھے دیا تو دیا ورنہ بزور شمشیر لونگا میرے پاس لقا کی سند موجود ہے کہ
اسنے ملکہ گیتی افروز کو مجھے بخشدیا ہے یہ سنکر خواجہ فولاد اپنے جی میں ڈرا کہ ارے غضب ہی ہو گیا مفت میں یہ قتل
ہوا بہتر یہ ہے کہ تو اسے بیہوش کر کے یہاں سے نکال لیجا اور ایرج نے خواجہ فولاد سے کہا کہ ای خواجہ فولاد اب
میں سلمان شاہ فارسی کو تنبیہ کرنے جاتا ہوں کہ وہ مرد پیر ہے اور اس سے کچھ اندیشہ نہیں ہے خواجہ فولاد
نے کہا کہ ای شہزادہ جو بات سوچئے کر جاتے سمجھ کے تدبیر اور تحمل کے ساتھ کیجئے ایرج نے کہا کہ اچھا ایسا ہی
ہوگا غرض دن تو انھیں باتوں میں گذر گیا رات کو خواجہ فولاد نے ایرج کو بیہوش کر کے جہاز پر ڈالکے روانہ
کر دیا اور ایک پٹی دارو بیہوشی کی دماغ پر ایرج کے چڑھا دی کہ بیہوش میں نہ آنے پاوے اور جب نا
یہاں سے گذر گیا تو جہاز کو جلدی تو چلاتا ایک ہفتے میں جو بھی یہاں سے چل کر ہوا اور وہ سے آکر ... جب
صبح ہوئی تو جو جواہر بک چکا تھا اسکی قیمت حاصل کی اور جو نہیں بکا تھا اسے بیچ کر ایک ہفتے بعد وہاں سے کوچ
کیا اور جلد جلد جہاز ہانکتا ہوا چلا تا انکہ تیسرے دن قریب اُس جہاز کے ہو گیا جسپر ایرج تھا اب دونوں جہاز
ساتھ ساتھ روانہ ہوئے جب مقام لنگر جہازات پر پہونچے تو جہازوں کا لنگر کیا خواجہ فولاد اس جہاز
پہ آیا کہ جسپر ایرج تھا اور تمام رات ایرج کو ہوش میں لایا جب ایرج کو ہوش ہوا ہے تو اپنے

جہازوں پہ دیکھا خواجہ فولاد سے کہا کہ کیا تجھے سبائل سے لے آیا اُسنے عرض کیا کہ ہاں آپ تو بصورت عشق
پہونچتے جنون کا ولولہ تھا اور ہر مرتبہ یہ خیال تھا کہ سب کو مار کر معشوق کو لے لیجیے پیر و مرشد یہ امر بہت مشکل تھا
آپ اکیلے کیا کرتے مفت میں رسوا ہوتا اور آپ مارے جاتے پھر میں فرخ چہر کو کیا جواب دیتا ای
شہریار اب آپ لشکر جمع کیجیے اور ملک سبائل پہ چڑھائی کرکے بزور شمشیر معشوق کو لے آئیے اور اگر ایسی ہی
عجلی ہے تو سر غلام کا حاضر ہے شوق سے کاٹ لیجیے یہ سنکر ایرج دم بخود ہو رہا اور اپنے جی میں سوچا کہ خواجہ فولاد
سچ کہتا ہے کہا کہ خیر ای خواجہ فولاد جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا لیکن اگر وہ پیالہ دوا کا جو مجھے دیا تھا اپنے ساتھ لیتے آئے ہو
تو ہمین دے دو خواجہ فولاد نے کہا کہ حاضر ہے اور جلدی سے پیالہ نکالکر ایرج کو دے دیا ایرج نے اس پیالہ
کو لیکر سینے سے لگایا اور کہا کہ خیر اگر تیرا عشق ہے مدعی تو معشوق کو بھی لیجیے ہی آئیں ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں
کہ سامنے سے کچھ جہاز اور نمایاں ہوئے ایرج نے دریافت کرایا معلوم ہوا کہ یہ جہاز شہر فرنگیشیہ سے آتے ہیں
اور انھوں نے دریافت کرایا کہ ان جہازوں پہ کون ہے تو انکو بھی معلوم ہوا کہ ان جہازوں میں ایرج نوجوان ہے
الغرض دونوں باہم ملاقی ہوئے ایرج نے احوال اپنے لشکر کا دریافت کیا اُنھوں نے کہا کہ ای شہریار جب کہ یہ
حادثہ گذرا ہے تو مالک بن ملکوت شاہ نے اقبال شاہ کو دشت کافور میں روانہ کیا اور دیلم کو جزیرہ
کالج میں بھیجا اور خود لشکر امیر حمزہ صاحبقران میں چلا گیا اور لقا ظلمات کی جانب راہی ہوا اور حمزہ
صاحبقران اُسکے تعاقب میں گئے ہیں اور اب مالک بن حارث شاد لشکر لندھور بن سعدان میں ہے
ایرج یہ خبر سنکر بہت خوش ہوا اور وہین جہاز سے اتر کر دشت کافور کا راستہ لیا دوسرے روز حوالی شہر
اسکندریہ میں پہونچا باہر قلعہ کے ایک مینار بلند دکھائی دیا کہ طول اُسکا دو سو چھبیس گز کا تھا وہاں کے لوگوں سے
مستفسر حال ہوا اُن سب نے بیان کیا کہ ہمکو اسکی کیفیت مفصل نہیں معلوم مگر ایک پیر مرد اُس جگہ موجود تھا اُسنے
بیان کیا کہ اس قلعہ کو سکندر ذوالقرنین نے تعمیر کرایا تھا اور گرداگرد اس قلعہ کے تیغ دودمی اور خزانہ مدفون
ہے اور مینار کی پیشانی پر لکھا ہے کہ جو شخص صاحبقران ہو وہ اس مینار پہ جاے اور تیر و کمان
بالاے مینار رکھا ہوا ہے اسکو اُٹھاے اور تیر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے مارے جس جگہ وہ تیر گریگا وہیں خزانہ اور
تیغ دودمی ہے کھود کر نکالے اور اگر سواے صاحبقران کے کوئی دوسرا شخص اس قصد سے بالاے مینار جائیگا
تو ایک چمک بجلی کی سی پیدا ہوگی اور وہ شخص مر کر گر پڑیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ میں بھی اسے آزماؤنگا
اتفاقاً اُسی وقت کسی نے دارا شاہ بادشاہ اسکندریہ سے جاکر بیان کیا کہ ابھی ایک شخص آیا ہے اور بالاے
مینار جانے کا قصد کرتا ہے دارا شاہ اُسی وقت سوار ہوکر آیا اور ایرج نوجوان سے ملاقات کرکے احوال
پوچھا کہ آپ کون ہیں جب ایرج نوجوان نے اپنا حال بیان کیا تو دارا شاہ نے کہا کہ پہلے آپ شہر میں
تشریف لیجیے وزیر میرا علم نجوم میں دخل تام رکھتا ہے میں آپ کا حال اُس سے دریافت کرلوں تو پھر آپ
بالاے مینار جاکر تیر پھینکیےگا ایرج نوجوان نے کہا کہ اگر تم آفتاب پرستی قبول کرو تو میں تمہارے ساتھ
چلوں دارا شاہ نے کہا کہ میں آفتاب پرستی اُس وقت اختیار کرونگا کہ جب یہ خزانہ آپ کے ہاتھ لگیگا
اور حال اس مینار کا معلوم ہو جائیگا ایرج نوجوان نے یہ قبول کیا اور دارا شاہ کے ساتھ ہوا دارا شاہ
بعزت تمام ایرج نوجوان کو شہر میں لایا بعد دعوت و ضیافت کے سلیم اختر شمار اپنے وزیر کو
طلب کرکے حکم دیا کہ ای سلیم تو علم نجوم میں دخل کامل رکھتا ہے اس شخص کا تو حال دیکھ کہ صاحبقران

کہا نہیں اور اگر اُس مینار پر جسا کے تیر پہنچیگا تو کامیاب ہوگا یا نہیں اسی وقت حکیم اختر شمار نے فال
ایرج نوجوان کا بنام و نجوم دیکھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ بیشک تو صاحبقران ہے اور کامیاب ہوگا
مال تیرے ہاتھ لگیگا دوسرے روز دارا شاہ ایرج کو لیکر اُس مینار کے قریب آیا تمام خلائق شہر تماشے کے لیے
جمع ہوئی ایرج دامن گردان کے اور آستینیں چڑھا کر کمند فون پہ پاؤن رکھتا ہوا اور ترنجیرین جو اُس مین
نصب تھین اُنہین پکڑتا ہوا بالاے مینار چڑھ گیا دیکھا کہ ایک کمان آہنی کئی سو من کی بھاری اور ایک تیر آہنی
نیزے کے برابر رکھا ہوا ہے پس ایرج نوجوان نے تیر کمان اُٹھا کر تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے بقوت تمام مارا
وہ تیر سہ پہر کر اُس مینار کی جڑ مین غرق ہوگیا اور ایرج اُس مینار سے اُترا بیلدارون کو بلا کر کھودنے کا حکم
دیا ہرچند بیلدار انکار کرتے رہے کہ ہم ہرگز نہ کھودینگے معلوم نہین کہ کس بلا مین گرفتار ہو جاینگے مگر ایرج
نے نہ مانا اور خود بھی کدال ہاتھ لے کر کھودنا شروع کیا اور بیلدارون نے بھی بہ جبر کھودنا شروع کیا تا اینکہ کھودتے
کھودتے وہ مینار بلکہ گر پڑا اب جو دیکھتے ہین تو ایک تختۂ سنگ گران نمودار ہوا اور ایک قلابہ اُسمین لگا ہوا ہے ایرج
نے اُس قلابے کو پکڑ کر خوب زور کیا کہ وہ تختہ سنگ اُکھڑ آیا اور ایک نقب کا دکھائی دیا اور ایک ہواے گرم
وتند اُس نقب سے ایسی نکلی کہ ایرج تاب نہ لا سکا اور بہت گھبرا ہوا جب وہ ہواے گرم موقوف ہوئی تو ایرج
روشنی کراکے اُس نقب کے اندر گیا ہو ایک سو ساٹھ زینے کے ایک بڑی دروازہ دکھائی دیا مگر مقفل ایرج
حیران ہوا کہ اس قفل کو کیونکر کھولے چارون طرف دیکھنے لگا کہ ایک طاق پر کنجی سی دکھائی دی ایرج نوجوان نے
اُس کنجی سے قفل کھولکر دروازہ وا کیا اور اندر چلا گیا دیکھتا کیا ہے کہ چارطرف کو چار کوٹھے مقفل ہین اور کنجیان انکی
کسنہ ڈورون مین لٹک رہی ہین ایرج نے کنجیان اتار کر ان سب کوٹھون کو کھولا اور ان کوٹھون کے اندر
جاکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک مین روپیہ ایک مین اشرفیان ایک مین جواہر ایک مین زر سے صندوقچے مقفل رکھے
ہوئے ہین اور کنجیان انکے برابر رکھی ہوئی ہین اسنے ایک کنجی اُٹھا کر ایک صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ اس صندوقچے
مین ایک مار سیاہ کنڈلی مارے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اُس مار سیاہ کو دیکھکر بہت خائف ہوا کہ یہ بلاے بد ہے
مگر غور سے جو دیکھتا ہے تو اُسمین مطلق حس وحرکت نہین ہے اور بیچ مین اُس کنڈلے کے قبضہ شمشیر آبدار کا معلوم
ہوتا ہے ایرج یہ دیکھتے ہی خوش ہوگیا اور سمجھا کہ یہی تیغہ دودمی ہے پس اُس تلوار کو نکالکر جو میان سے ہاتھ
ڈالکے کھینچتا ہے تو وہ شمشیر آبدار نظر آئی کہ کبھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی کرمین لگا کر باہر آیا اور سب
مال وخزانہ نکلوانا شروع کیا یہ دیکھتے ہی بادشاہ و وزیر مع رعایاے شہر ایرج نوجوان کے قدمون پر
گر پڑے اور دو دن آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے دارا شاہ سے کہا کہ اے دارا شاہ اب مین دشت
کافور کو جاتا ہون کہ اقبال شاہ میرا بادشاہ وہان موجود ہے دارا شاہ نے کہا کہ مین بھی آپ کے ساتھ
ہون اور بارہ ہزار کی جمعیت لیکر ایرج کے ساتھ ہوا اور ایرج نوجوان نے وہان سے کوچ کیا اور منزل
بمنزل چلنا شروع کیا اب اسکو تو راستے ہی مین چھوڑیے اور کچھ حال اقبال شاہ کا سنیے کہ یہ جو قطع
منازل کرتا ہوا طاق سکندریہ مین پہونچا تو میعاد رشک درناز گردون نے بہت اچھی طرح اقبال شاہ کی
اور نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا احوال ایرج نوجوان کا استفسار کیا اقبال شاہ نے کل کیفیت
ایرج کی از ابتدا تا انتہا بیان کی اور کہا کہ اے میعاد رشک درناز گردون نجومی یہ کہتے ہین
کہ ایرج زندہ وسلامت ہے بالشوکت وجولت پیدا ہوگا میعاد نے بھی اپنے یہان کے اہل نجوم کو جمع کرکے

استفسار کیا اُن سب نے عرض کی کہ حضور اس مقام پر با شان و شوکت پیدا ہوگا اقبال شاہ نے کہا کہ
کتنی مدت میں اُنہوں نے کہا کہ اسکا جواب کل دینگے میعاد رشک دراز گردن نے اُن سب کو رخصت
کیا علی الصباح وہ سب پھر حاضر ہوئے اور اگر عرض کیا کہ ای شہریار چار مہینے کے بعد ایرج یہاں آئیگا اسی
ایسے وقت میں آئیگا کہ آپ کمال مصیبت میں مبتلا ہونگے اقبال شاہ یہ سنکر چپ ہو رہا اور ایک ایک دن
اُسنے گننا شروع کیا تا اینکہ چند روز کے بعد میعاد رشک دراز گردن کے بھائی معاد رشک دراز گردن
نے کہ اسکا ملک اُسکے ملک سے تین منزل تھا معلوم کیا کہ میعاد آفتاب پرست ہو گیا ہے ایرج مارا گیا اور
اقبال شاہ یہاں آیا ہے اپنے مشورہ کاروں سے کہا کہ ارے یہ تو بڑا غضب ہو گیا کہ میعاد آفتاب پرست
ہو گیا اور سچا دین چھوڑ کر برا دین اختیار کیا اس ملعون کو سزا دینا کافی اور نہ پروائی دینا ضرور معلوم
ہوتی ہے مشورہ کاروں نے عرض کیا کہ حضور اس ارادہ سے باز آئیے اور ہرگز ایسی جرأت نہ کیجیے
مفت میں آپکو ذلت حاصل ہوگی اور مآل کار کچھ بھی حاصل نہ ہوگا وہ آپ سے بہت زبردست اور اوس
کی فوج اُسکی آپکی فوج سے کہیں زیادہ ہے غالب آنا کیسا مساوات ہی تو دشوار ہو جائیگا یہ سنکر معاد نے
کہا کہ پھر کیا کیا جائے کوئی تدبیر تو ایسی چاہیے کہ وہ ملعون پھندے میں پھنسے اور میں اُسے اچھی طرح بسزا
پہونچاؤں یہ سنکر سبھوں نے اپنے اپنے سر زانوے فکر پر جھکا لیے اور غور کرنا شروع کیا بڑی دیر تک سب
غور و تامل کیا کیے مگر دُر مقصود ایک کے ہاتھ نہ آیا لیکن وزیر کی عقل لڑ گئی اور اُسنے دست بستہ عرض
کیا کہ خداوند اس غلام کے ذہن میں ایک امر آیا ہے اسے بتوجہ سماعت فرما کر غور فرمائیے اگر بندہ خاطر فیض آثر
ہو تو اُسیر کار بند ہوجیے معاد نے کہا کہ جلد بیان کر وہ کیا امر ہے شاید تیرا ہی تیر عقل ہدف مقصود پر جا پہنچے وزیر
نے عرض کی کہ حضور میری رائے ناقص میں تو یہ آتا ہے کہ آپ میعاد کو بہانہ دعوت طلب فرمائیے جب وہ یہاں
آجائے تو کھانے پانی وغیرہ میں بیہوشی دیکر اُسے گرفتار کر لیجیے یہ تجویز اس وزیر کی معاد کو بہت پسند
آئی اور بہت خوش ہوا اور اُسی وقت میعاد رشک دراز گردن کو پیام دعوت بھیجکر طلب کیا جب
وہ آیا تو اسی ترکیب سے اُسے گرفتار کر لیا اور جو لوگ اُسکے ساتھ آئے تھے اُنکو بھی مقید کر لیا اور حکم دیا کہ فوج
میں کمر بندی ہو میں اقبال شاہ پر فوج کشی کرونگا اور میعاد کو غل و زنجیر میں گرفتار کرکے اپنے سامنے طلب
کیا اور کہا کہ او میعاد رشک دراز گردن یہ تجھے کیا خبط اور جنون ہوا تھا کہ اپنے دین آبائی کو ایک ادنی
شخص کی تعلیم سے چھوڑ کر دین باطل آفتاب پرستی کو اختیار کیا اور پرستش لات اعلی اور منات معلی
کی چھوڑ کر آفتاب کی پرستش اختیار کی جلد لعنت کر دین آفتاب پر اور بت پرستی کو حق جان ورنہ تجھے
بعذاب الیم مار ڈالونگا میعاد نے کہا کہ او نامرد تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھکو بہ نامردی گرفتار کرکے یہ کلام بدانجام
پیش کرتا ہے مگر خیر اب تو میں تیرے قبضے میں ہوں چاہے مار ڈال اور چاہے چھوڑ لیکن میں دین آفتاب پرستی
ہرگز ترک نہ کرونگا یہ سنکر معاد نے کہا کہ خیر اب تو میں اقبال شاہ کو تنبیہ کرنے جاتا ہوں وہاں سے آلوں تو پھر تجھے
سمجھ لونگا تو یاد رکھیگا کہ ہاں اور یہ کہکر میعاد کو زندانخانے میں بھجوا دیا اور خود فوج و لشکر لیکر اقبال شاہ پر آیا ہرکاروں
نے یہ خبر اقبال شاہ کو پہونچائی کہ میعاد کو تو معاد نے بدغابازی بہانہ دعوت بلا کر گرفتار کر لیا اور اب تجھ پر فوج
کثیر لیکر آتا ہے یہ سنتا تھا کہ اقبال شاہ کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا لیکن
بمجبوری بہ خیال ننگ لشکر اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا یہ خبر ہرکاروں نے معاد کو پہونچائی کہ اقبال شاہ

لشکر تیر لیکر آیا یہ خبر سنکر معاد نے طبل جنگ اپنے لشکر میں بجوایا دوسرے دن دونوں لشکر صف آرا ہے میدان
نبرد ہوئے پھر تو معرکہ اندازیوں میں تمام سردار اقبال شاہ کے زخمی ہوئے اور بہت سی فوج کام آئی اور اقبال
شاہ خود بھی مجروح ہوا مجبور ہو کر قلعہ میں بھاگ آیا اور دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور خندق پر آب کروادی پل
تختہ اٹھوا لیا گولہ اندازوں کو برجوں پر بٹھا دیا جب یہ خبر معاد کو ہوئی تو وہ اپنا لشکر لیکر قلعہ پر آیا چار طرف سے قلعہ کو
گھیر لیا کئی روز تک قلعہ کو گھیرے ہوئے پڑا رہا آٹھویں روز بعد طبل جنگ بجا کر قلعہ پر یورش کی اور گولوں کو رد
کرتا ہوا لب خندق پہونچگیا اب اقبال شاہ گھبرایا اور اسکو یقین ہوگیا کہ اب قلعہ اترے جاتا ہے اسلیے کہ جب
لب خندق معاد پہونچگیا تو پل تختہ لگا کر دروازے پر آ جانا کیا بات ہے اسی گھبراہٹ میں نجومیوں سے کہا کہ تمنے
جو حکم لگایا تھا کہ ایرج نوجوان چار مہینے کے بعد پیدا ہوگا تو وہ چار مہینے تو گذر گئے اور اس مصیبت سے بڑھکر کون
مصیبت ہوگی کہ ہماری جان ہی پر بنی ہوئی ہے نجومیوں نے عرض کیا کہ حضور سترہ دنوں دل کو تسلی رکھیں ایرج نوجوان
آیا ہی چاہتا ہے اور نیر اعظم کی مدد ہوا ہی چاہتی ہے اقبال شاہ نجومیوں سے یہ باتیں کرہی رہا تھا کہ گولہ اندازوں
نے عرض کی کہ حضور دشمن بڑھتے بڑھتے دروازہ کے دن نکل آ پہنچا اب کیا حکم ہوتا ہے حکم دیا کہ اچھا اب ہاتھ روک لو دیکھو کہ اتنے
گولوں میں کوئی گولا تھا کہ اس حرامزادے کے لگا یا نہیں پس گولہ اندازوں نے ہاتھ روک لیا اور جب دھوان
برطرف ہوا اور روشنی ہوئی تو دیکھا کہ معاد مع فوج لب خندق کھڑا ہوا ہے تمام اہل قلعہ میں کھلبلی پڑگئی اور اقبال شاہ
سے گولہ اندازوں نے عرض کیا کہ حضور وہ ملعون تو سب گولوں کو روکتا ہوا لب خندق پہونچ گیا اقبال شاہ
بھی مضطر و پریشان ہو کر دعائیں مانگنے لگا کہ ای نیر اعظم ای آفتاب تابان اب وقت مدد ہے ابھی اقبال قلعہ
پہ دعا مانگ ہی رہا تھا کہ گرد و غبار جانب صحرا سے بلند ہوا اور ایرج مع دارا شاہ نمایان ہوا اہل قلعہ نے ایرج
نوجوان کو دیکھکر طبل شادمانی بجانا شروع کیا اور ایرج نے بعد دریافت حال مرکب کو آگے بڑھا کر نعرہ کیا کہ او ملعون
پھر قلعہ کی طرف سے ورنہ کل فوج تیری تباہ کیے دیتا ہوں ادھر سے تو ایرج نوجوان نے یہ نعرہ کیا
اور ادھر سے آواز طبل شادمانی کی سنائی دی معاد نے اسوقت پکار کر کہا کہ کیوں اہل قلعہ اپنے مارے جانے کی
یہ شادی کر رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ تیرے مارے جانے کی یہ خوشی کر رہے ہیں کہ پھر ایرج نے
نعرہ کیا کہ او مادی پھر قلعہ کی جانب سے ورنہ لشکر تیرا تباہ کیے دیتا ہوں معاد نے جو پھر کر دیکھا تو دیکھا کہ ایرج
ایک بت بنے گردن پر سوار چلا آتا ہے بس یہی اپنے مرکب کو بڑھا کر مقابل ایرج نوجوان ہوا اور اہل قلعہ سے
پکار کر کہا کہ بس اسی کا ہی کے آنے پر اسقدر پھولے ہو کہ طبل شادمانی بجانے لگے دیکھو ابھی میں اسکا کام تمام
کرتا ہوں اور اسے مار لوں تو پھر فرار واقعی تمہاری خبر لونگا القصہ ادھر سے معاد بڑھا اور ادھر سے ایرج
پکا دونوں مقابل یکدگر ہوئے ایرج تو پہلے ہی میاد کے گرفتار ہونے کا حال سن چکا تھا معاد سے کہا کہ
او مادی حیف ہے تیری جرأت پر کہ تو اپنے بھائی کو دغابازی سے گرفتار کر کے اسکے قلعہ پر چڑھ آیا ہے اور یہ
باوجودیکہ ان لوگوں نے تیرا مقابلہ کیا اور عاجز ہو کر فرار اختیار کر کے قلعہ بند ہوگئے اور تیرا پیچھا نہیں
چھوڑتا مفرور کا تعاقب کرنا کون سی بہادری ہے او نامرد لعنت ہے تجھ پر بس یہ کلمہ سنتا تھا کہ معاد آگ ہوگیا اور کہا
کہ میاد تو میرا بھائی تھا اسے میں نے گرفتار کر لیا کہ اسنے اپنے آبائی مذہب کو ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کی
تھی لوگوں پر کیا تیرا حق بگڑا ہے اور تو آیا ہے تو پہلے پکڑنا کاہے کے واسطے لیا ایرج نے کلمہ کہتے ہی
تردد سے جھٹکا دیا کہ اگر معاد چھوڑ دے تو تمہارا سکا اگر جائے بسبب خوف جان کے گرز کو ہاتھ سے چھوڑ کر

ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تلوار اُسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالدیا معاد بھی اُس سے لپٹ گیا اور زور دکھانے
لگے مرکب تو اُس کشمکش میں بیٹھ گئے اور یہ دونوں کے دونوں مرکبوں سے کود پڑے اور کشتی ہونے لگی سر شام
ایرج نے معاد کو زیر کر کے مشکیں اُسکی باندھیں یہ معرکہ دیکھکر اقبال شاہ نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور اپنے
لوگوں سمیت قلعہ سے باہر آکر ایرج سے ملاقات کی اور اُسے اندرون قلعہ لیگیا اور بہت تزک و احتشام سے
ایرج کی دعوت کی بعد فراغ طعام ایرج نے معاد کو اپنے سامنے بلوایا اور دین آفتاب پرستی کی جانب دعوت
کی معاد دین بت پرستی کو ترک کر کے بصدق دل آفتاب پرست ہوا ایرج نے اُسے قید سے رہا کیا اور حکم دیا
کہ میعاد کو طلب کر معاد نے میعاد کو طلب کیا وہ بھی آکر قدمبوس ہوا دو چار روز ایرج وہاں رہکر سبھوں کو
ساتھ لیکر جانب ملک فرنگوشیہ روانہ ہوا دوسری منزل پر ایک دیو پیدا ہوا اور اقبال شاہ کو اُٹھا کر یہ
آواز دیتا ہوا راہی ہوا کہ ای ایرج سنو دیو قہار تو نے میری معشوقہ کو قتل کیا یعنی النضروت جادو کو گود
کردسا میں ڈالدیا اب میں تیرے بادشاہ کو اُٹھائے لیے جاتا ہوں کہ تو بھی تو اسکے فراق میں اُسی طرح رہ کر
جس طرح میں النضروت جادو کے فراق میں تڑپ رہا ہوں اور ای ایرج میں نہ طاق سکندری میں رہتا
ہوں اگر تو چاہتا ہو کہ اقبال شاہ کو میرے پھندے سے چھڑا دے تو نہ طاق سکندری میں آنا اور یہ کہکر
پروانکے ہوئے چلا گیا ایرج اس واقعہ سے بہت پریشان ہوا اور وہیں سے عنان عزیمت کو طرف نہ طاق
سکندری کے منعطف کیا جب چند روز کے بعد وہاں پہونچا تب اپنے استادہ کرائے کل ہمراہی اپنے اپنے خیموں
میں گئے یہ اپنے خیمے میں داخل ہوا شب بھر استراحت کی علی الصباح نہ طاق سکندری کے دیکھنے کو چلا جا کر کیا
دیکھتا ہے کہ اوپر نو رنگ کے نو طاق بنے ہوئے ہیں اور ہر طاق ہزار ہزار گز کا رفیع و وسیع ہے اور اوپر
اُس نہ طاق کے ایک عمارت عالیشان رفیع المکان نظر آتی ہے اور ایک جانب کو زینے لگے ہوئے ہیں ایرج
اُس زینے پر چڑھتا ہوا اُس عمارت پر گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین بلکہ رشک فردوس بریں بنا ہوا ہے ہوائے
خوش اور طرب افزا چلی آتی ہے ایرج چاروں طرف سیر کرنے لگا چلتے چلتے ایک جانب کو گیا دیکھتا ہے کہ ایک اژدر
آتش فشاں منہ کھولے ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور شعلہائے آتشیں منہ سے چھوڑ رہا ہے ایرج نے اُسکے قریب جا کر
ایک تیر جلد کمان میں پیوستہ کر کے چھوڑا تو داہنی آنکھ اُسکی کور ہو گئی دوسرا تیر اندھا مارا بائیں آنکھ بھی اندھی ہو گئی
مگر اُس اژدہے نے بعد کور ہو جانے کے حبس نفس کشی کی تو ایرج زمین سے اُکھڑ کر اُسکے منہ کی طرف چلا جس وقت
ایرج وہاں اژدر کے پہونچا تو اپنے حواس درست کر کے تیغ دو دمہ سکندری کمر سے نکال کر ایک ہاتھ زور سے مارا کہ آدھا
منہ اُسکا کٹ گیا دوسرا ہاتھ جو مارا کہ بالکل سر اُسکا کٹ گیا پھر تو ایرج نے تلوار میں مار کر اُسکے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیے اور وہاں سے آگے بڑھا دیکھا کہ ایک ایوان بہت بلند ایک جانب بنا ہوا ہے اور اُس ایوان سے
ایک آواز دردناک آ رہی ہے کہ افسوس صد افسوس غریب فوت شدیم و بمطلب خود نرسیدیم ایرج
یہ آواز سنکر اُس ایوان کے اندر آیا دیکھا کہ اقبال شاہ ایک ستون سے بندھا ہوا غل و زنجیر میں گرفتار کھڑا
ہوا ہے اور ایک دیو بہت زبردست قوی ہیکل دالان میں سو رہا ہے یہ معرکہ دیکھکر ایرج ٹھٹک گئے [illegible]
اقبال شاہ سے کہا کہ ای شہریار آپ گھبرائیے نہیں میں آپہونچا دیکھیے کہ میں اس دیو کو مار کر آپ کو کس طرح
پنجہ اُسکے سے لیجاتا ہوں اقبال شاہ ایرج نوجوان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور ایرج نوجوان سے کہا کہ ای نبیرہ
آفتاب پرستان ای ایرج نوجوان ای صاحبقران زمان خوش آمدی و صفا آوردی آپ اچھے وقت پہونچے

تشریف لاوے کہ یہ بدبخت و نابکار نالائق روزگار بے اجواسو رہا ہے جلد اسے قتل کیجیے ورنہ اگر یہ جاگ اٹھا تو تمام
ہی برباد کر دیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اقبال شاہ سوتے مین کسی کو قتل کرنا تو مین نامردی کہتا ہون اسے
ہوشیار کرکے مارونگا یہ کہکر قریب دیو کے جا کر ایک ٹھوکر ماری اور کہا کہ ای خوابیدہ بخت اٹھ خواب خرگوش سے
جلد بیدار ہو کہ قضا تیری آن پہونچی یہ آواز سنکر دیو چونک اٹھا اور ایک چیخ ماری کہ ہان او آدمزاد تو آ پہونچا
تیر تو جانتا کہان ہے دیکھ تو کس طرح تجھے قتل کرتا ہون کہ مرغان ہوا اور حیوان دریا تیرے حال زار پر نوحہ کرینگے
یہ کہکر اٹھا اور دار شمشاد اٹھا کر ایرج پہ چلایا ایرج نے وار اسکا رد کرکے یا تیر اعظم آفتاب تابان ہو دوے
لگے کہ ایک وار تیغہ و ومہ سکندری کا اسکی کمر پر مارا کہ اُسی دیو کے دو حصے کر دیے اور اقبال شاہ
کو قید سے رہا کیا اب جو ادھر ادھر نظر دوڑا کر دیکھتا ہے تو دیکھا کہ ایک جانب کچھ کمرے ہین کہ قفلون سے مقفل
ہین ایرج نے جو قفل انکے توڑ کر دیکھا تو خزانۂ عظیم الشان نظر آیا بہت خوش ہوا اور سانڈنی شترون سے وہ خزانہ
نکلوا کر چار ہزار شترون پہ بار کرا کے وہان سے کوچ کیا اور راستے مین اقبال شاہ سے مشورہ کیا کہ ای
اقبال شاہ میرے ذہن مین یہ بات آتی ہے کہ مین خفیہ خفیہ بے ظاہر ہونے کی خبر مالک بن ملکوت شاہ سے کر دون
اور کہلا بھیجون کہ ای مالک بن ملکوت شاہ تم لندھور کو غافل کر کے وہان سے چلا آؤ اقبال شاہ نے کہا کہ ہان
ہان بہت اچھی بات ہے ضرور چاہیے جب اقبال شاہ نے بھی اس بات کو پسند کیا تو یکہ بہادر نام ایک شخص
اقبال شاہ کے ساتھ تھا اُس سے کہا کہ ای یکہ بہادر تو جا کر مالک بن ملکوت شاہ کو خفیہ میرا نامہ پہونچا دے
اور انکو جس طرح بن پڑے لے آ اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور جس طرح بنتا ہے اُنکو لیے
آتا ہون آپ ہر طرح خاطر جمع رکھیے کہ مین عیار پیشہ ہون جس طرح بنیگا مین مالک بن ملکوت شاہ
تک پہونچونگا اور آپ کا نامہ اُس تک پہونچا دونگا یہ سنکر ایرج بہت خوش ہوا اور اُسی وقت ایک نامہ
بنام مالک بن ملکوت شاہ بدین مضمون تحریر کر کے یکہ بہادر کے حوالے کیا کہ ای مالک بن ملکوت شاہ
آگاہ ہو کہ مین انصروت جادو کی قید سے چھوٹ کر اور اُس کافر کو مار کر طاق سکندری سے اقبال شاہ
کو چھڑا لایا ہون تم میرا نامہ دیکھتے ہی جلد اپنے کو مجھ تک پہونچا دو اسلیے کہ ابھی خدا پرست میرے آنے سے
مطلع نہین ہین ابھی تمہارا نکل آنا سہل ہے اور اگر تمنے ذرا بھی تعویق کی اور خدا پرست میرے ظاہر ہونے
سے مطلع ہو گئے تو پھر نکلنا تمہارا بہت دشوار ہو جائیگا بس یکہ بہادر اُسی وقت اُس نامے کو لیے ہوئے
راہی ہوا بعد چند روز کے قریب شہر مشتری حصار کے پہونچ کر قیام کیا کہ وہان سے لشکر لندھور بن سعدان
کا چار کوس پر تھا اور اُس گانون مین ایک پیرزال اور ایک پیر مرد اُسکا شوہر ایک مدت سے قیام
پذیر تھا یکہ بہادر نے اُنکے پاس جا کر ملاقات کی اور کہا کہ ای پیر مرد جلد میرے واسطے بیضۂ مرغ اور شراب مہیا کر
اُسنے کہا کہ صاحب یہ تو اُن چیزون کا نام بھی یہان نہین سنا روٹی اور تھالی البتہ ممکن ہو سکتی ہے کہیے تو
جا کر مہیا کر لاؤن یہ سنکر یکہ بہادر نے کئی دن سے کچھ نہ کھایا تھا جھلا اٹھا اور ڈانٹ کر کہا کہ نہین جس طرح
ہو سکے انڈے اور شراب میرے واسطے مہیا کر ورنہ مین بہت بری طرح تجھ سے پیش آؤنگا اور تیرے
ناموس مین خلل انداز ہونگا پھر تجھے رونے نہ بن پڑیگا مجھے تو ایسا ویسا نہ سمجھنا مین بہت بڑا آدمی ہون
اور اگر تو انڈے اور شراب مہیا کر لائیگا تو تجھے بہت کچھ انعام دونگا اور تجھ سے بہت خوش ہونگا یہ سنکر اُس
پیر مرد نے کہا کہ ارے صاحب ہم تو ایک کمزور اور بوڑھے آدمی ہین آپ کا کیا بنا سکتے ہین چند روز ہوئے ہین

جو چاہے وہ ہمارا حال بتائے لیکن جب یہ اشیا یہاں ممکن ہی نہیں اور ممکن ہوں کیسا ہے کبھی نام بھی ان چیزون
کا سوا آپ کے اور کسی کی زبان سے نہیں سنا تو ہم لوگ کہاں سے آپ کا غصہ بیکار ہے بس یہ سنتے ہی یکہ بہادر
نے اُس پیر مرد کے کئی کوڑے بہت زور زور سے مارے کہ وہ پیر مرد تڑپ گیا اور بلبلا کر دعا کرنے لگا کہ الٰہی تو دانا
تو خوب جانتا ہے کہ ہم مظلوم ہیں اس ظالم کو تو کوئی سزا دینے والا ہے یہ بالکل بے قصور ہے یہ سنکر یکہ بہادر
نے کہا کہ اب خدا تیرا تیری فریاد کو پہونچتا ہے اور یہ کہکر بارادۂ قتل جو اُس پیر زال کو اپنے آگے کھینچا یہ معرکہ دیکھکر
وہ پیر مرد اور بھی بلک بلک کر رونے لگا اور دعا کرنے لگا اتفاقات روزگار قضائے کار صبح روز بجا شیر بیشۂ وغا
نجم سپہر شجاعت وندیب قوت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور شکار کھیلنے کو نکلا تھا اور ایک ہرن
کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوئے چلا آتا تھا آتے آتے اس رباط کے پاس آکر اُس ہرن کو صید کیا مگر بسبب تمازت
آفتاب کے تشنگی نے غلبہ کیا ایک درخت سایہ دار کے نیچے کھڑا ہو کر خیال کیا کہ اس رباط کے اندر چلکر پانی
پیونگا چلکر سیراب ہوجیے یہ خیال کرکے آگے بڑھا اور یہاں اُس وقت پہونچا کہ یکہ بہادر اُس پیر زال کو عریان
کر چکا تھا۔ اور وہ عورت چلا رہی تھی اور یکہ بہادر منت کر رہی تھی کہ اے شخص از بہرائے خدا مجھے چھوڑ دے
اور بے عزت نہ کر اے میں نے تو تیرا کوئی قصور نہیں کیا اور دوسرے مجھ بڑھیا سے تجھے کیا حظ ہوگا لیکن
وہ کسی کی نہیں سنتا اور اپنے ارادے کو یہاں وقوع میں لایا چاہتا ہے اور جب وہ پیر مرد تڑپ کر فریاد کرتا ہے
تو یہ اکبر کوڑا اُٹھاتا ہے اور اُسے مارنے کا قصد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بس خاموش رہ نہیں تو مارے کوڑوں کے
اُدھیڑ دونگا کیوں تو نے میری نافرمانی کی اب تو نے میری عدول حکمی کی ہے تو اسکا خمیازہ بھگت بس
اسد غازی نے جو یہ فقرہ سنا دیکھا اسکی تڑپ اور بیقراری پر رحم کھا کر اُس پیر زال کو اس حرامزادے کے
پھندے سے چھڑا کر اُسے گرفتار کر لیا اور کہا کہ او مردود تو حکومت صاحبقرانی کے احاطہ میں ایسے مظالم
سخت کا مرتکب ہوا اب تو بھی اسکی سزا بھگت القصہ یکہ بہادر کو تو باندھ کر کھڑا کر دیا اور اُس پیر مرد سے
کہا کہ اے پیر مرد صاف صاف اور مفصلاً بیان کر کہ یہ کیا ماجرا تھا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار اصل حقیقت
یہ ہے کہ اس شخص نے آتے کے ساتھ ہی مرغ کے انڈے اور شراب مجھسے طلب کی اور کہا کہ اگر نہ لائیگا تو مین
بہت بُری طرح پیش آؤنگا جب مین نے انکار کیا اور اس سے کہا کہ مین نے تو یہاں ان چیزون کا نام بھی
نہیں سُنا اور آنکھ سے نہیں دیکھا مین لاؤن کہان سے یہ سنکر اُس شخص نے کئی تازیانے مارے کہ مین بلبلا گیا
جب مین نے فریاد کی تو اُسنے میرے ناموس مین دست اندازی چاہی اے شہریار یہ تو بڑی قیامت کا مقام ہے
کہ امیر حمزۂ صاحبقران کی عملداری مین ایسے مظالم سخت ہمپر گذر جائین یہ سنکر اسد غازی نے یکہ بہادر
سے کہا کہ اے شخص خوب کان کھولکر سُن مین حضرت امیر حمزۂ صاحبقران کا نواسا ہون اسد بن کرب
میرا نام ہے اور حرامزادے حلال زادے کو مین خوب جانتا ہون اگر تو نے اپنی کیفیت مشرح
و مفصل بیان کر دی تو تو خیر تجھے چھوڑ دونگا اور کچھ نہ کہونگا اور اگر تو نے ایک شمہ بھر بھی جھوٹ کہا تو قسم ہے اُسی
پروردگار عالم کی کہ جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ مین تیرے ٹکڑے ٹکڑے ہی نہ کر ڈالون تو اپنا
نام اسد غازی نہ رکھون یکہ بہادر نے کہا کہ اچھا اے شہریار مین بھی صاف ہی صاف بیان کیے دیتا ہون
اے شہریار مین ایرج نوجوان کا ملازم ہون یکہ بہادر میرا نام ہے ایرج نوجوان القروت جادو کی قید
مین تھا اب وہ اُسے مار کر چھوٹا ہے اور نہ طاق سکندری سے خزانہ کثیر اُسکے ہاتھ لگا ہے سنجے نامہ

نامہ دے کر مالک بن ملکوت شاہ کے پاس بھیجا ہے اسد غازی نے کہا نامے میں دیکھوں یکہ بہادر نے نامہ دیا اسد
غازی نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی مشکیں یکہ بہادر کی کھلوا دیں اور کہا کہ تو نے سچ سچ حال بیان کیا
اس سبب سے تجھے چھوڑ دیا اب جہاں تیرا جی چاہے وہاں چلا جا یکہ بہادر اسد کے پیروں پر گر پڑا اور عرض کیا
کہ اب غلام کہاں جائے میں حضور ہی کے پاس رہونگا اسد غازی نے کہا تو مسلمان ہو اور کلمہ طیبہ تلقین کیا
وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے کہا کہ اے یکہ بہادر مجھکو تو لشکر ایرج کی جانب لے چل اسنے
کہا کہ بہت اچھا اسد مع رفقا روانہ ہوا بعد کئی روز کے جہاں لشکر ایرج نوجوان کا تھا وہاں پہونچا اُن کو
تو دامان کوہستان میں رہا رات کو جہاں لشکر پڑا تھا شبخون مارنے کو روانہ ہوا لشکر ایرج نوجوان کا حال سنیے کہ
جس وقت قلعہ قمر بخش کے قریب پہونچا ہرکاروں نے عرض کیا کہ اے شہریار قارن قمر جبین خود پیدل
آپ کی قدمبوسی کے واسطے آتا ہے ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار اسے کوئی روکے نہیں جب قارن قمر جبین
ایرج کی خدمت میں آیا نذر دی گرد پھر اتصدق ہوا ایرج نوجوان نے کہا کہ اے قارن قمر جبین ہمارے واسطے کھانا
تیار کرو اُسنے کہا بہت اچھا غرض اسی وقت قارن قمر جبین نے زرہ پیشا حال دریافت کر کے عرض کیا کہ آپ صاحبقران
عالم ہونگے تمام ملک باختر میں آپ کا عمل ہوگا اور پیچھے سے کان میں کہا کہ ایک معشوق پر خواب میں عاشق
ہوئے ہیں اور ظاہر میں بھی اُسے دیکھا ہے جلد اُسکے وصل سے آپ کامیاب ہوا چاہتے ہیں ایرج یہ سنکر بہت
خوش ہوا قارن قمر جبین کو خلعت دیا وہ پہر رات گئی تھی کہ ادھر اسد بن کرب غازی شبخون لشکر ایرج
پہ گرا اور بارہ ہزار جوق بڑا بڑے بہے کی سوتے جاگتے کہا سپاہیوں کو قتل کرنا شروع کیا خیموں میں آگ
لگادی طنابیں کاٹ دیں اور لشکر والوں کی یہ کیفیت کہ کچھ لوگ اس خیمے سے نکلے اور کچھ اُس خیمے سے
باہر آئے وہ اُنکو حریف جانے اور وہ اُنکو حریف سمجھے باہم لڑنا شروع کیا اسد غازی یہ تماشا بھی دیکھتا جاتا
تھا اور قتل میں بھی مصروف تھا یہاں تک کہ تمام لشکر کو یوں نہیں آپس میں لڑوا دیا اور کٹوا دیا اور خود بھی
خوب قتل کیا تلواریں مارتا ہوا خزانے پر پہونچا جو نگہبان خزانے کے تھے اُنکو مار کر دو دو صندوق ہر قزاق
نے اُٹھا اُٹھا کر اپنے اپنے مرکب پر رکھ لیے اور صاف نکلے ہوئے چلے گئے صبح کو ایرج جو سو کر اُٹھا غل سنا کہ کوئی
شبخون آکر گرا اور خزانہ لوٹ لیگیا اور کئی ہزار آدمی مارے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ اسکے دریافت
تو کرو کہ کوئی اُنمیں کا بھی مارا گیا یا پکڑا گیا دریافت ہوا کہ کوئی حریف بالاتفاق سب آفتاب پرست مارے
گئے تھے ایرج حیران ہوا اور وہاں سے کوچ کیا جب منزل پر اترا جو کپسان پہرے پر مقرر کیے ادھر اسد جو
صندوق جواہر کے لوٹ لیگیا تھا جواہر تو اُنمیں سے نکال لیا اور دھجیاں کاغذ پر لکھیں ... اسپ وغیرہ تیار ان
بندوں کے بھیجتے اُن صندوقوں میں بھر کر لشکر ایرج پر نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرستان منحوس دار سے
صاحب راس سواد اعظم ہندوستان جانشین امیر حمزہ صاحبقران رستم زمان لندھور بن سعدان
کہاں جاتے ہو میرے ہاتھ سے یہ کہکر شبخون مارتا ہوا آپس میں اہل لشکر کو لڑواتا ہوا خزانے پر آ کر نگہبانوں کو
مار کر وہ صندوق جو لیگیا تھا رکھ دیتے اور اور صندوق جواہر لیکر اڑتا ہوا چلا گیا ایرج پچھلے پہر سوار ہوا
جدھر آتا تھا لڑائی موقوف ہو جاتی تھی آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتا اور تا دم صبح لڑائی موقوف ہو گئی ایرج
نوجوان نے پوچھا کہ کوئی حریف بھی مارا گیا یا گرفتار ہوا دریافت کیا تو کوئی نہ تھا نہایت متحیر ہوا خزانے پر
آیا حال خزانے کا دریافت کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ وہ جو کل صندوق غائب ہو گئے تھے وہی رکھے ہیں

آتے آتے پہاڑ قریب ہے بلکہ زمین معلوم نہیں ہوتی ایک تاریکی سی نظر آتی ہے بس اسد بہت پریشان ہوا کہ افسوس
وقت ایسا ہے کہ اب کسی طرح یہاں نہیں پہنچتی آپ اپنے بیرون سے اجل کے منہ میں آئے سنقا نے کہا کہ بیہوش
خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا آج کی شب تو جس طرح ہو بسر کیجیے صبح کو جیسا ہوگا سمجھا جائیگا اسد بولا کہ ہاں بھائی یہ
مرضی الہی لیکن ایرج جو منہ کو دیکھا جاتا اور پہاڑ کے پاس تمام رفیق مانع ہوئے کہ شام قریب ہے ایرج
نے کہا کہ یہ بھی اچھا ہے پھر سبب [illegible] قارن قمر جبین بولا کہ اے شہریار اس سے اطمینان رکھیے اور یہ
راستہ نکالا [illegible] اگر اسد رات کو چلا جائے تو آپ مجھکو جھوٹا جانیے گا
اس وقت میں [illegible] ایرج [illegible] کہ یہ دیوانہ نکل کر چلا نہ جائے تمام لشکر ایرج
اس پہاڑ کا محاصرہ کرکے اتر پڑا ایرج بارگاہ میں داخل ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا مگر یہاں اسد کمال
فکرمند ہے کہ افسوس ہاتھ سے اس بچہ بازاری کے تو مارا گیا اور ان سیمون کو بھی قتل کرایا سکوت میں بیٹھا
ہوا ہے اور خواص عقل کو بحر بے پایاں فکر میں غوطہ زن کیا ہے جو رفقا بھی حیران و پریشان بیٹھے ہیں کبھی اسد
کہتا ہے کہ چچا فتاح آپ تو بادشاہان کے ساتھ رہے ہیں بہت سے مجنون مارے ہیں کوئی تدبیر تو بتائیے فتاح نے کہا
کہ میری جان مجھکو اگر کوئی تدبیر سوجھتی تو میں بیان نہ کرتا سوائے مرجانے کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے سو پہلے ہم اپنی
جان نثار کرلیں تب تیرا آنچ آئے [illegible] اسد نے سر جھکا لیا اور پھر باغبان فکر کو گلشن سینہ پر لاکے کاسفر کیا ہر ایک
طرح کے گل سے تدبیر کے [illegible] کر اپنے سامنے لیے کوئی بھی پسند نہ ہوا پھر سر اٹھایا کہا کہ کیوں چچا اندلس تم
کوئی تدبیر کرو وہ بولا کہ صاحبزادے تم ہی تجربہ جوان کیا کروں اگر فرمایئے تو ایرج کو جا کر پکڑ لاؤں اسد
نے کہا کہ اس سے بہتر تو کوئی تدبیر نہیں ہے مگر ایرج ہاتھ نہ لگیگا آج کی رات وہ جاگ کر بسر کریگا اور اگر سو بھی جائیگا
تو بڑی نگہبانی اور پاسبانی رہیگی اور [illegible] نظر آتے قارن قمر جبین سا ہوشیار و دانا وہاں ہے تم جاؤ گے تو خطا اٹھاؤ گے
اگر ایسا نہ جانتا تو میں خود جاتا اور اس پاجی کو پکڑ لاتا یہ کہکر پھر سر جھکا لیا الہی نقاش خیال نے کچھ نقشے پیش کیے ایک نقش
انمیں سے پسند آیا اچھل پڑا اور پکارا کہ وہ مارا لگا کودنے لگا ٹوپی اچھالنے اور کہا کہ میاں تم سب خوش ہو کہ اس
بلائے خدا سے نجات ہی سب رفیقوں نے عرض کیا کہ فرمایئے تو کیونکر نجات ہوگی بولا کہ دیکھو کس طرح تمہیں بچاتا
ہوں اور کہا کہ ماجیو تم سب یارو ہزار ہو اور سب کے پاس کمندیں ہیں سب اپنی اپنی کمندیں مجھے دو سب کمندیں
اپنی اپنی دیں اسد نے ایک کمند دوسری کمند میں باندھی اور دوسری تیسری میں اور تیسری چوتھی میں اسیطرح
ہزار کمندیں [illegible] ہیں اب اسد نے پہلے ایک آدمی کو اتارا وہ نیچے اترا اور پھر چڑھ کر آیا کہا کہ شہریار نیچے زمین بہت صاف
و شفاف ہے خوشی سے پہلے اسد نے کئی کمندیں اسی طرح جوڑ کر پہلے سب مرکب اتارے بعد انکے تمام رفقا اور قزاقان
کو اتارا اور آپ کمندیں [illegible] جب سب اتر چکے ایک قزاق کہ زنجام ادہک اسکا نام تھا رہ گیا اسد نے کہا
کہ میں کمند پکڑے ہوں تم بھی اتر جاؤ میں کہیں چھپ کر بچ جاؤنگا اسے عرض کیا کہ شہریار مجھکو اپنی جان سے آپ کی جان
زیادہ عزیز نہیں ہے آپ اتر جایئے میں کمند پکڑے ہوں شہریار اگر میں ایک آپ پر سے نثار ہو جاؤنگا تو میں تو بوڑھا ہوا
آپ کے باپ کا رفیق ہوں آپ میرے بال بچوں کو بہت سا کچھ دینگے اور جو خدانخواستہ آپ کے دشمن مارے گئے اور ہم
بچے تو کس کام کے ہم ایسے ہزاروں تصدق ہو جائینگے اور جو آپ نہ مانیں گے تو میں اپنے تئیں ابھی ہلاک کرونگا اسوقت اسد
نے کہا ای زنجام مرحبا صد مرحبا رفیق جانباز ایسے ہی ہوتے ہیں خیر اچھا تم یہاں رہو کیا مجال ایرج کی جو تمہیں
قتل کرسکے ای زنجام صبح کو ایرج جوتے ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر آئے اور حال میرا پوچھے تو صاف صاف کہہ دینا

ستون سے بندھا ہوا ہے آگے آیا فرفرک کو پہچانا اُسکو اُسکا احوال پوچھا کہ کون تجھے باندھ گیا ہے فرفرک نے کہا کہ جسنے ہو بیکو
قتل کیا کوتوال نے پوچھا وہ کون ہے اُسنے کہا میں ہرگز نہیں کہونگا کیونکہ اُسنے مجھے قسم لی ہے کہ خبردار سوائے
ایرج کے کسی سے یہ نہ کہنا نہیں تو رات کو آکر مار ڈالونگا سو مجھکو جان اپنی دینا منظور نہیں ہے کوتوال نے کہا مفصل حال کہو
نہیں تو میں ابھی تجھے قتل کرتا ہوں فرفرک نے جب اختیار کی پرزہ بولا ہرچند ڈرایا دھمکایا کوڑا مارنے کو اُٹھایا مگر اُسنے
جواب نہ دیا اودھر صبح کو گھر میں قارن کے غلغلہ اُٹھا کہ کوئی رات کو آکر بہت سے لوگوں کو مار کر اقبال شاہ کو پکڑ
لیگیا اور اسباب بھی لوٹ لیگیا قارن گھر میں سر پیٹنے لگا کہ افسوس میں ایرج کے سامنے روسیاہ ہوا مشعل فرفرک کو
لیے ہوئے پوچھا اور کہا کہ اے حال معلوم ہے یہ نہیں کہتا قارن قدموں پر گر گیا کہ تو حال بیان کر اُسنے کہا کہ مفصل
حال ایرج کے سامنے بیان کرونگا اور مجمل یہ ہے کہ اسد بن کرب غازی اقبال شاہ کو لیگیا ہے قارن نے کہا
ارے کیوں لیگیا ہے فرفرک اب چپ ہوا تو پھر کچھ نہ کہا آخرکار قارن اُسے لیے ہوئے ایرج کے پاس آیا ایرج
اقبال شاہ کا حال پہلے سُن چکا تھا نہایت آزردہ خاطر بیٹھا تھا کہ قارن مع فرفرک و مشعل شب گرد پہونچا اور کہا کہ
یہ شخص حال اقبال شاہ کا جانتا ہے ایرج نے اُس سے پوچھا اُسنے جو کچھ کہ اسد کہ گیا تھا سب بیان کیا ایرج کو تسکین
ہوئی اُسیوقت زجام کو زندانخانے سے بلایا قید اُسکے بدن سے دور کی سرو قد تعظیم کر کے پاس بٹھایا اور کہا کہ ای
زجام تقصیر میری معاف کر اور خلعت دیا زجام سمجھا کہ اسد نے کچھ کارروائی کی جب تو یہ تیری تعظیم و توقیر کرتا ہے
زجام نے کہا ای ایرج میں نے پہلے سے کہا تھا کہ کچھ نہ ہوگا وہ تجھے تمام مارا اور اپنے بادشاہ کو گرفتار کرایا ایرج نے کہا کہ بیجا
کیا و بیا پایا اور قارن سے کہا کہ ای قارن تم زجام کو گھوڑے پر سوار کر کے اپنے ساتھ لیجاؤ اسد فلان پہاڑ پر بیٹھا ہے
پھر اس سے میرا سلام کہو اور زجام کو اُسکے حوالے کر کے اقبال شاہ کو لے آؤ قارن نے گھوڑے پر زجام کو سوار کیا گھوڑا
با ساز و یراق مع آراست تھا اور خلعت ہماری زجام کو دیا تھا قارن زجام کو لیے ہوئے وہاں آیا جہاں اسد پہاڑ پر بیٹھا تھا
قارن نے جھککر ادب سے سلام کیا ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جس طرح حضور نے فرفرک سے فرمایا تھا ویسا ہی ایرج نے کیا یہ
زجام حاضر ہے بس اسد نے زجام کو دیکھتے ہی کہا کہ اقبال شاہ کو بھی خلعت پہنا کر لاؤ اسیطرح اقبال شاہ کو گھوڑے پر
سوار کر کے قارن کے سپرد کیا اور کہا کہ کہو ایرج سے یہ کہ اُسنے نہ طاق سکندری میں سے چار چوڑا صندوق جو
دافسری کے پائے اور ایک صندوق بھی نہ بھیجا آخر کو بزرگ یہ ہے اُسکا دل کیا ہے ایسی بات اُسنے کہاں پائی کہا کہ
اچھا ہے لا ٹھوکی اصل پر پہنچی گی مگر خیر وہ یہی ہے تو اپنے واسطے یہ ایک صندوق ہماری طرف سے اُسے دینا
اور ملازموں سے کہلا بھیجا کہ لاؤ صندوق اُسی وقت صندوق اطلس سے منڈھا ہوا لاکر قارن کو دیا کہ یہ ایرج کو
ہماری طرف سے دینا اور ہماری دعا کہنا قارن اقبال شاہ کو اور اس صندوق کو لیکر روانہ ہوا ہر قدم پر
تعریف اسد غازی کی کرتا جاتا تھا بعد قارن گھر میں کے رخصت کرنے کے اسد نے کہا کہ ای بیجا و قاج و ای
بچا اندلس اب چلکر چھوٹے تا الند حور بن سعدان کو دیکھے اور مالک بن ملکوت شاہ کو چلکر بہ سزا
پہونچایئے اور جو میں نہ جاؤنگا تو مالک بن ملکوت شاہ صاف نکل جائیگا اُسکو زجر و توبیخ کر کے پھر اسرآفتاب بنا
کی نہ منظوری میں آؤنگا یہ کہکر اپنے رنگا اور قراقون بہت ملک سبائل کو روانہ ہوا اودھر قارن اقبال شاہ
کو ایرج نوجوان کے پاس لایا ایرج نے احوال پوچھا قارن گھر میں نے کہا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان جو اسد غازی
کو دیوانہ کہتا ہے وہ خود دیوانہ ہے اور جو اسد غازی کو نامرد کہتا ہے وہ خود نامرد ہے اسد مرد مردانہ اور شیر فرزانہ
ہے اور وہ دبدبہ اُسکے چہرے پر ہے معلوم ہوتا ہے کہ شیر بیٹھا ہے وہ باتیں کرتا تھا میں ہمہ تن کانپتا تھا میں نے ایک

بہادر نہین دیکھا اور گھر گیا ہے کہ آپ نے خزانہ پایا اور مجکو کچھ اُسمین سے نہ بھیجا اسد نے یہ صندوق آپکو بھیجا ہے
اور آپ ملک سبائل کو مالک بن ملکوت شاہ کی تنبیہ کے واسطے گیا ہے ایرج نے کہا لاؤ کہان ہے وہ صندوق
دیکھون قارن قریبن نے صندوق ایرج کے سامنے رکھا ایرج نے کہا کہ یہ صندوق تو میرے صندوقون مین
کا ہے اسنے کھلوایا تو اُس صندوق کو جو کھلوایا جواہر جس بہا اور اشرفیان کہ جنپر سکہ سکندر ذوالقرنین کا تھا نکلین ایرج
پکارا کہ یہ میرا صندوق ہے ارے بلاؤ خزانچی کو جب وہ آیا کہا کہ ہمارا خزانہ نہین ہے اسنے عرض کیا کہ آپکے صندوق
اسی طرح مقفل ہین ایرج بولا کہ ایک صندوق اُٹھا لاؤ مین دیکھون تو خزانچی بموجب حکم کے صندوق اٹھا لایا جو نہین
اُسے کھلوا کیا دیکھتے ہین کہ اندر اُسکے سرگین اور کنکر پتھر ہڈیان اور خاک بھری ہوئی ہے اور صندوق منگوا کر
کھلوائے اُسمین سے بھی یہی بلا نکلی بس ایرج نے سر پیٹ لیا اور کہا افسوس یہ دیوانہ مجھے لوٹ لیگیا اسے بیلوہ
اُسے دیوانہ کون کہتا ہے یہ تو لاکھ سیانون کا ایک سیانہ ہے اُسنے کیا میرا پکا دیا قسم ہے نیر اعظم کی کہ اگر حمزہ سے
سامنا ہوتا تو مجھے اندیشہ نہ تھا مگر اس دیوانے نے مجھے دیوانہ کر دیا خیر جائیگا کہان میرے ہاتھ سے جب ہاتھ لگیگا
سزائے مقتول دونگا پھر کہا کہ صندوق کو صاف کر دو مین اور ملک گیری کرکے خزانہ جمع کرونگا اور حکم کیا کہ کوچ
ہو طرف ملک سبائل کے ہے تو تعاقب مین اسد غازی کے روانہ ہوا لیکن اسد خدمت لندھور بن سعدان
مین آیا سلام کیا پاس آکر بیٹھا لندھور بن سعدان نے پوچھا اے شہزادے اسد بن کرب غازی کہان سے
آتے ہو اسد نے تمام حال ایرج کا بیان کیا اور کہا کہ نانا جان اُسنے جو خزانہ کہ نہ طاق سکندری مین سے پایا تھا
وہ سب مین لوٹ لایا چار ہزار صندوق طلائے خالص کے آپکے واسطے لایا ہون یہ لیجیے اور اسکا سکہ بنوا کر سب
لشکر مین بنوا دیجیے لندھور نہایت خوش ہوا اور سکہ کرکے لشکر مین بنوا دیا دوسرے دن اسد غازی نے لندھور
کو تنہا کرکے کان مین کہا کہ ہمنے یہ تھا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کر لیجیے کسواسطے کہ یہ اندر سے ترس جان
مسلمان ہوا ہے سے موافق نہین ہے جس وقت یہ سُنیگا کہ ایرج پیدا ہوا بھاگ کر چلا جائیگا لندھور بن سعدان نے
کہا کہ مجکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہ مسلمان نہین اور ایرج کے پاس کیونکر چلا جائیگا اسد غازی نے وہ نامہ ایرج کا کہ پیادے
سے لیا تھا وہ لندھور بن سعدان کو دیا کہ ملاحظہ فرمائیے لندھور نے اُسے پڑھا جب مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ
اگر مالک بن ملکوت شاہ اس نامے کو دیکھکے کہہ دے کہ مین نے تو ایرج کو کچھ نہین کہا ایرج نے اگر مجھے لکھا ہے
تو کیا کرے مجھے اُس سے کچھ کام نہین مین آپکے ساتھ ہون تو پھر شرمانا پڑیگا اس نامے سے مالک پر
گرفت نہین ہوسکتی اسد غازی نے کہا مین آپ پر اسکا کفر ظاہر کر دونگا اور نامہ لندھور سے لے لیا اور ایک
پیادے کو دے کر کہا کہ تو صورت آفتاب پرستون کی بنا کر جا اور یہ نامہ مالک بن ملکوت کو تنہائی مین
دے اور یہ کہ کہ یہ نامہ ایرج نے بھیجا ہے وہ بہت خوش ہوگا تجھے خلعت دیگا اور جو جواب اسکا وہ لکھکر دے
تو اسکو میرے پاس لے آ وہ پیادہ اسی طرح مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا وہ نامہ دیا وہ ایسا
خوش ہوا کہ چھپنے لگا اُس پیادے کو گلے سے لگا لیا اور ہر دفعہ اُس سے پوچھتا تھا کہ ایرج بہت اچھی
طرح سے ہے وہ کہتا تھا کہ ایرج نوجوان بڑی شان و شوکت سے ہے طلسم توڑا ہے خزانہ نکالا ہے اقبال شاہ
ساتھ ہے جو جو یہ باتین مالک بن ملکوت شاہ سُنتا تھا خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا آخرکار اُس پیادے کو
جواب نامہ لکھ دیا اور مخلع بخلعت کرکے روانہ کیا اور کہا کہ تو جلد یہان سے چلا جا القصہ وہ پیادہ جواب لیے
ہوئے اسد غازی کے پاس آیا اور سارا حال اسد سے بیان کیا اسد نے لندھور بن سعدان

کے پاس لایا اور جواب نامے کا دکھایا لندھور بہت خوش ہوا اسد غازی کو گلے سے لگا لیا اور کہا مرحبا صد ہا
آفرین صد آفرین صبح کو مالک بن ملکوت بہت خوش و خرم یہاں ارادہ کیا کہ آج شکار کی رخصت لیجے اور ادہر
سے ادھر چلے جائیے بارگاہ میں آیا اور سلام کر کے بیٹھا پہلو میں اسد کو بیٹھے دیکھا جی میں کہا کہ یہ بلا تو گئی تھی پھر کہاں
سے پیدا ہو گئی بس یا تو خوش تھا یا مرجھا گیا اسد نے پوچھا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ آج تم خلاف آئے تھے
کیا وجہ ہے کہ مجھے دیکھتے ہی پژمردہ ہو گئے میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا ایذا پہونچائی ہے پھر کہو تو مالک بن ملکوت
نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آج مجھ پر کیا اعتراض ہے حضور کلام فرماتے ہیں اسد غازی نے کہا کہ اے مالک
تو جانتا ہے کہ میں مجھ پر جس رات کو نامہ ایرج کا تیرے پاس پہونچا اور جواب میں نامے کے تو نے ایسا کچھ لکھا
میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی تھی کہ تو نے لکھا کہ اسد کے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہے آپ کے پاس پہونچونگا عرض
کرونگا ظاہر میں اسلام لایا ہے اور باطن میں بھاگنے کی فکر میں ہے مالک بن ملکوت شاہ نے عرض کیا کہ میں ان
باتوں سے آگاہ نہیں ہوں کسی دشمن نے از راہ بغض مجھ پر بہتان کیا ہے اسد غازی نے کہا اگر یہ بات سچ ہو تو تیرا ایک
حال مالک بن ملکوت شاہ سے لکھ کر جو ہرکارہ لیجاتا اسد بولا یہی بات مالک نے عرض کیا
کہاں اسد غازی نے کہا کہ سب شاہ رہین بعد اُسکے حکم دیا کہ وہ اُس پیادے کو اُسی وقت وہی پیادہ
جو رات کو مالک بن ملکوت شاہ کے پاس گیا تھا آ کر موجود ہوا اور اُسنے جواب نامہ کا جو مالک بن ملکوت نے
لکہا تھا دیا پس مالک اسکو دیکھتے ہی کانپ گیا اور دریا خوف غالب ہوا کہ مارے ڈر کے پیشاب خطا ہو گیا رنگ
زرد ہو گیا اسد غازی نے نعرہ کیا کہ باندھ لو اس حرامزادے کو پس لوگوں نے دوڑ کر مالک اور نیلم
زنگی اور اشتر صبا اور نصر طراول کشتی گیر وغیرہ سب کی مشکیں باندھیں ہتھکڑیوں کو لا کر طوق و زنجیر میں گرفتار
کروایا زندانخانے میں بھیجا اور لشکر جو اسکے ساتھ تھا اُسکا محاصرہ کر لیا خزانہ سب لوٹ لیا لندھور بہت خفا
ہوا کہا کہ اے شاہزادے اسد بن کرب غازی اب ایرج کے مقدمے میں کیا کہتے ہو اسد نے کہا کہ آپ
بزرگ ہیں جو بہتر جانیے وہ کیجیے میں آپ کے سامنے کل کا بچہ ہوں آپ پیر جہاندیدہ و کار آزمودہ ہیں میں
نا تجربہ کار ہوں البتہ آپ تو سات آدمی ہیں میں تیار ہوں لندھور بن سعدان بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی
شخص جا کر راستے پر شہر فرنگوشیہ کے ایرج کو روکے جب تک میں لشکر تیار کر کے آؤں اور اس آفتاب پرست
سے مقابلہ کروں اسد غازی نے کہا کہ میں موجود ہوں جا کر اُسے روکونگا لندھور نے کہا کہ صاحبزادے
میں تمکو کیونکر کہوں کہ جا کر اس زبردست سے سامنا کرو ایرج بلا ہے بے درمان و آفت جان ہے خدا نخواستہ
تمکو اگر گزند پہنچی تو میں روسیاہ ہوا میں اپنے سرداروں میں سے کسی کو بھیجونگا اسد بولا چھوٹے!! نا اُس
کرباس فروش بچہ بازاری کی کیا حقیقت ہے ایک گرز کی کے ساتھ ہی کا پیشاب خطا ہو جاتا ہے میں جا کر اُسے
تنبیہ کرونگا جب تک آپ آئیں میں اُسے آگے نہ بڑھنے دونگا اللہ جو آپ مجھے نہ جانے دینگے تو میں رنجیدہ
ہونگا اور ناحق جان بغیر موت آئے کوئی کسی کو مار نہیں سکتا ہے نہیں سنا ہے آپ نے شعر گر تیغ عالم بجنبد ز جائے
نبرد رگے تا نخواہد خدائے ۔ لندھور بن سعدان نے کہا کہ صاحبزادے اچھا جائیے خدا آپ کا نگہبان
ہے اسد بن کرب غازی اُسی وقت اپنے رفیقوں سمیت روانہ ہوا اور راستہ فرنگوشیہ کا لیا بعد اُسکے لندھور
بن سعدان نے کہا کہ رہنا میرا اس مقام پر لا حاصل ہے لشکر تو عادل شیردل کے حوالے کیا اور کہا
کہ تم پیچھے پیچھے آؤ میں آگے جاتا ہوں کس واسطے کہ اسد غازی جا چکا ہے اور چالیس ہزار سوار لیکر

تھا بہار سفید پوش بنکر روانہ ہوا لیکن ایرج نوجوان کا حال سنئے کہ بجلی پر کوچ چڑھا آتا ہے سمت فرنگو شیر سے
گرد و غبار کا حق ادا کر سپہر دوار کو تاریک کر دیا آواز بوق کے بجنے کی آئی ایرج نوجوان نے اپنے رفقا سے کہا
کہ یہ تو دیوانہ آتا ہے بہون نے عرض کیا کہ آمد تو اسی کی ہے یہ کہتے تھے کہ گرد شق ہوئی اور اسد بن کرب غازی
چوبیس ہزار قزاقوں سے پہونچا صف آرائی ہوئی میدان میں آکر نعرہ کیا کہ او ہزارہ بچے کہاں ہے فروش آمیرے مقابلے
کو حال تجھے معلوم ہو جائیگا مالک بن ملکوت شاہ کو قید کرکے تیری گوشمالی کرنے آیا ہوں ایرج نوجوان نے
اپنے دل میں کہا کہ یہ دیوانہ کیا بہادر و جری ہے از بسکہ مجھ سے عہدہ برا نہیں ہوتا اور پھر مانند شیر کے تیرے سامنے
آتا ہے مجھے ناحق کی عداوت و بغض رکھتا ہے اور اپنے سرداروں سے رخصت ہوکر فوراً مقابلے میں اسد
بن کرب غازی کے آیا بعد لگاوٹ زنی کے ایرج نوجوان نے کہا کہ ای اسد غازی تو جو مجھ سے عداوت رکھتا
ہے اسکا کیا باعث ہے اسے وضع چھوڑ دے کہ تو کسی طرح مجھ سے عہدہ برا نہ ہوسکیگا ناحق تو اپنے کو ہلاکت میں
ڈالتا ہے اسد بن کرب غازی نے کہا او ہزارہ بچے تو اپنے دل میں گھمنڈ رکھتا ہے کہ میں زبردست ہوں ملک
میں نے مارے تلواروں کے اڑا کر دیا تو کچھ کام نہ کیا اور نام اسد غازی شد کف دیکھوں
کیا بہادری اور کیا دلیری تو کرتا ہے قدرت خدا کی کل کا پڑا بچہ تھا آج بہادر بنتا ہے دیکھوں تو کو تو میرا کیا بناتا
ہے لاحول اپنا ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے بدبخت بھول العقل کیوں شامت تیری آئی ہے قسم ہے نیر اعظم
آفتاب تابان کی یہ سب زبان درازی تیری بھلا دونگا بہتر ہے کہ اطاعت اور فرمانبرداری میری قبول
کر ورنہ نوبت پہونچیگی اسد غازی غیظ و غضب میں آیا اور پکارا کہ او پاجی تلاش کیا بکتا ہے اس وقت
ایرج نوجوان نے کہا کہ خبردار رہ اور نیزہ اسد غازی پر مارا اسد بن کرب غازی نے تیر سے
رکھ وار سے قلم کیا اور وہی تلوار ایرج نوجوان پر ماری ایرج نوجوان نے تلوار سپر پر روکی اسد بن کرب
غازی نے دوسری تلوار ماری وہ بھی روکی اب اسد بن کرب غازی پر بس پڑا کہ ایرج
نوجوان کو وار اسکے روکنا مشکل ہوگئے اسد غازی نے سر سے پاؤں تک تلوار کا ریجھا باندھ
دیا پھرتا پھر تلوارین مار رہا ہے اور ایرج نوجوان کا بھی یہ عالم ہے کہ ہمہ تن چشم بنا ہوا ہے جہاں تلوار
ماری وہیں نگاہ ہوئی اور فوراً اسکے وار کو روکا دو گھڑی تک اسد بن کرب غازی نے تلوار کا مینہ برسایا
آخر کار ایک مقام پہ اسد غازی کا ہاتھ سست پڑا بس ایرج نوجوان نے چھکی دی کہ تلوار بیچ پڑی ایرج
نوجوان نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر میں ہاتھ ڈالکے یا نیر اعظم کہہ کے اٹھالیا
اور کہا کہ بتا تیرا اب کیا حال کروں اسد بن کرب غازی نے کہا کہ تو مجھے قتل کر قزاقوں نے ارادہ
کیا کہ اسد غازی کی مدد کریں اسد غازی نے آواز دی کہ خبردار تم لوگ میری مدد کو نہ
آنا اپنے اپنے مقاموں پر اور پہلے ہی اسد بن کرب غازی نے ان سب سے کہہ رکھا تھا کہ اگر میں
گرفتار ہو جاؤں تو تم سب چلے جانا اور میری مدد نہ کرنا بس قزاقوں نے پکار کے کہا کہ ای آفتاب پرست
اگر تو نے ایک رونگٹے کو ہمارے آقائے نامدار کے ایذا دی تو ہم تجھے بھی مار ڈالینگے مگر دوق بچا بچا کر صحرا کا
راستہ لیا یہاں ایرج نوجوان نے اسد بن کرب غازی کو زمین پر پچھاڑ کے مشکیں باندھیں اپنی بارگاہ میں
لایا کہا کہ او دیوانے یا تو دین آفتاب پرستی قبول کرکے میرے ساتھ رہ اور یا آمادہ مرگ و دنیا سے قضا
اسد بن کرب غازی نے کہا کہ او بیوقوف فلک سفلہ پرور ہے کہ تجھ نادان کے ہاتھ سے مجھے گرفتار کرایا

تو شوق سے میرا سر کٹوا کر فرخ تاجر کی جورو کے واسطے بھیجے کہ وہ بہت خوش ہوگی اور اگر مجھکو یہ خیال ہے
کہ میں تیری اطاعت کرونگا لاحول ولا قوۃ الا باللہ مجھکو جان دینا قبول ہے اور تیری اطاعت نہیں قبول
ہے ایرج نوجوان نے کہا او دیوانے کل تجھے قتل کرونگا آج تو شام ہوگئی اور آہنگرون کو بلا کر کہا کہ اسے
غل و زنجیر میں مسلسل کرو اور پیادو زندانخانے میں اقبال شاہ نے کہا کہ او نہ پدو آفتاب پرستان
اسد غازی کا نام کے چار پہر اگر بجا لینگے اور پہرے دیوانہ کبھی نہ ہاتھ آئیگا ایرج نوجوان نے کہا کہ میں اسکو
بہت احتیاط سے رکھونگا کوئی اسکا سراغ بھی نہ پائیگا یہ کہکر اسد بن کرب غازی کو صندوق میں بند
کیا اور خزانچی کے حوالے کیا اور کہا کہ صندوقون میں جواہر کے اسے بھی رکھو صبح کو میں منگاؤنگا خزانچی
صندوق اٹھوا لیگیا اور قفل دے کر جواہر خانے میں رکھدیا اور چوکی پہرے والون کو تاکید کی کہ خبردار
تم غافل نہ ہونا آج بڑی رقم یہان رکھی ہے انھون نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے ہم بہت ہوشیار رہینگے
قضائے کار و اتفاقات روزگار جہان لشکر ایرج نوجوان کا اترا ہے سامنے ایک پہاڑ ہے اس پہاڑ پر ایک
شخص رہتا ہے نہایت بہادر و شجاع بے بدل ہے یکتائے زمانہ قطاع الطریق مال مردم خوار نام اسکا ضرغام
شیر دل ہے ہمیشہ لوٹ مار پر اوقات بسری اسکی ہوتی ہے اور چالیس جوان اسکے ساتھ میں وہ بھی
علامہ دہر اور آفت روزگار ہیں اور ضرغام شیر دل تاک رہتا ہے سنا اسنے کہ لشکر ایرج نزد کوہ
اترا ہے اور طلسم نطاق سکندری توڑ کر مال و خزانہ بہت سا لایا ہے ضرغام شیر دل نے اپنے ساتھیون
سے کہا کہ یارو کبتک غریب آزاری ہم کریں اور روز لوٹ مار پر اوقات گذاریں اس سے بہتر ہے
کہ ایرج نوجوان کے لشکر میں چلو اور جواہر خانہ اسکا لوٹ لو ایک مدت تک کھائیں سبھون نے عرض کیا کہ ہم
بھی آپکے ہمراہ ہیں چلیے پس ضرغام شیر دل اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا سر شام سے لشکر
ایرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا چلا آتا ہے یہانتک کہ قریب خزانے کے پہونچا چہار طرف سبھون کو
پھیلا دیا اور جب رات زیادہ گئی تو بہ اقتضائے دیگر بیہوشی اڑانا شروع کی کہ سب پہرے والے اور خزانہ
دار بیہوش ہوئے پس ضرغام شیر دل نے اسد بن کرب غازی کا صندوق کہ سب سے بڑا تھا
اسے اٹھایا اور لیکر روانہ ہوا تمام طلایہ کی گشت سے بچتا ہوا اور اپنے کو بچاتا ہوا صحیح و سلامت لشکر سے نکل
اور پہاڑ پہ پہونچا کہ ضرغام شیر دل اپنے مکان میں آیا پیچھے ان چالیسون نے صندوق اپنے اپنے کھولے
اشرفیان اور جواہر نکالا ضرغام شیر دل نے کہا کہ بھلا لیو میرے صندوق میں سب سے اچھا
جواہر ہے دیکھو میں بھی کھولتا ہون یہ کہکر صندوق جو کھولا تو دیکھا کہ ایک آدمی مانند شیر کے بیہوش پڑا ہے نہایت
آزردہ ہوا سبھون سے کہا کہ ہائے ہماری محنت رایگان ہوئی سبھون نے عرض کیا کہ آپ ہمارے مالک ہیں
یہ مال آپ ہی کا ہے جو آپ دیجیے گا وہ ہم لینگے مگر اسے ہوش میں تو لائیے احوال تو پوچھیے کہ یہ کون
ہے کیا اس سے تقصیر ہوئی ہے کہ ایسے مقام پر اسے بند کیا تھا ضرغام شیر دل نے اسد غازی کو صندوق
سے باہر نکالا فقط دافع بیہوشی دیا اسد غازی کی ناک سے چند قطرے آب کثیف کے گرے چھینک آئی آنکھ اسد کی
کھلگئی اپنے کو ایک مکان میں دیکھا اور چند عیار وضع قطاع الطریق گرد و اطراف میں کھڑے ہوئے تھے ایک شخص
کو دیکھا چست و چالاک بہادر و شجاع کھڑا ہوا ہے مگر آزردہ ہے اسد نے کہا کہ تم لوگ کون ہو اور مجھے کون
پکڑ لایا ہے ضرغام شیر دل نے کہا کہ میں بد قسمت ہون کہ جواہر سمجھ لایا تھا جواہر تو نہ نکلا آپ نکلے اسد غازی جنگ

اسے بہت تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ اے مومن اقبال شاہ حواس درست کرو تم سے یہ اضطراب و تردد سخت تعجب خیز ہو ہنگام
اقبال شاہ نے کہا کہ اے نبیرہ آفتاب پرستان اب مجھ چراغ سحری کے مثل شمع کشتنی کی عمر بھی آج نہ تھی [illegible] اے ایرج
نوجوان ایک نہ ایک دن یہ دیو ضرور ہی مجھے مار ڈالیگا آپ تو یونہیں چھوڑ چھوڑ کر ہر سو نکل جاتے ہیں اور ہماری جان
ہر وقت سولی پر رہتی ہے آخر ایک نہ ایک دن سولی کا سامنا ہو ہی جائیگا ایرج نے کہا کہ اے اقبال شاہ اصل یہ ہے کہ آج میں خود
پھر تیں ہوں کہ پیچھے کیسے سردار زبردست کو تمہاری حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا وہ سب مارے گئے اقبال شاہ نے کہا کہ اے
ایرج نوجوان آپ اسے کچھ کیا ہیں انکا ایک ایک رفیق ایسا ایسا زبردست ہے کہ سو سو جوان پر بھاری ہے اے صاحبقران
آفتاب پرستان پہلے تو اُنکے رفقا ہی نے ستم کیا ہے اسد تو اُنکے بعد آیا ہے میں یقین کرتا تھا کہ آج کبھی نہ چھوڑیگا اور ضرور [illegible]
ہو دیوانہ آج نہ چھوڑیگا وہ تو یہ کہیے کہ زندگی تھی جو میں آج بچ گیا اے صاحبقران آفتاب پرستان اب قلعہ فرنگو شیہ ہاتھ سے نکلنے
اور اُسکے لینے کی تدبیر ہے اور آپ نے چلے ہی پہنچے وہ دیوانہ بہت پیچھے پڑا ہے جس روز اُسکا دسترس چل گیا وہ اس روز فیصلہ
کر دیگا اے صاحبقران آفتاب پرستان وہ ملک ہی آفت کا بنا ہوا ہے اور بلائے بے درمان ہے تیرا عظم ہی اُسکا شر سے بچائے
رکھے تو ہم بچیں اے نبیرہ آفتاب پرستان بہتر یہی ہے کہ آپ میرا کہنا مانیے اور یہاں سے چلے چلیے کیوں خواہ مخواہ سخت میں
آپ خود پریشان ہوتے ہیں اور ہم لوگوں کو بھی پریشان کرتے ہیں اس سے کیا حاصل ایرج نے کہا کہ اے اقبال شاہ یہ تم سے ہرگز نہ ہوگا
تسلی قلعہ کے لیے ہوئے یہاں سے چلا جاؤں اب اسمیں جو کچھ ہونا ہو وہ ہو مگر افسوس یہ ہے کہ ابتک کوئی صائب تدبیر ذہن میں نہیں آئی
کہ اس مقدمہ میں کیا کرنا چاہیے اور قلعہ کیونکر ہاتھ لگے یہ سنکر اقبال شاہ تو خاموش ہو رہا مگر قارن قمرین نے دست بستہ
عرض کیا کہ اے شہریار اس غلام کے ذہن میں ایک امر آتا ہے اگر حضور کا منشا ہو تو میں عرض کروں یقین تو ہے کہ اگر حضور اس
امر پر کاربند ہونگے تو بہت سہل و آسان طور سے قلعہ ہاتھ لگ جائیگا ایرج نے کہا کہ اے قارن قمرین اچھا جلد بیان کرو کہ
وہ کیا امر ہے اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار جب سکندر سد یاجوج سے پھر کر قلعہ فرنگو شیہ پر آیا اور بانی اس قلعہ کے لینے کی تدبیر
کی ہے تو وہ بھی اُنکا عاجز و پریشان ہوا تھا اسوقت حکیم ارسطو جو اُسکے ساتھ تھا اُسنے جوالک کے ذریعہ سے لڑکر اس قلعہ کو لیا تھا
میری رائے یہ ہے کہ آپ بھی یہی کیجیے اور جوالک کے ذریعہ سے لڑکر اس قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیجیے ایرج نے کہا کہ اے قارن بیان کرو
جوالک کسے کہتے ہیں قارن نے کہا کہ خداوندا ایک مکان بہت بڑا لکڑیوں سے تین درجہ کا تیار کیا جاتا ہے اسے جوالک کہتے ہیں پہلا درجہ
اُنکا اسقدر بلند ہوتا ہے کہ سب سے قلعہ کے کل برج محسوس ہوتے ہیں اور گنبد اُس درجہ میں بیٹھکر اہل قلعہ کا مقابلہ کرتے ہیں
دوسرے درجہ سے یہ بات ہے کہ بیچوں بیچ تمام قلعہ کا حال معلوم ہوتا ہے اور اسمیں گولہ بارود رکھا جاتا ہے اور تیسرا درجہ
اسقدر بلند ہوتا ہے کہ جیسے شہر کی گلیاں اور کوچے سب معلوم ہوتے ہیں ایرج اس تدبیر کو سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے
قارن قمرین ضرور یہ آلہ بنواؤنگا اور اسیوقت حکم دیا کہ نیزہ دار جاکر جلد جلد جنگل سے لکڑیاں کاٹیں اور مزدور جلد جلد اُٹھالائیں
یہ حکم سنکر اسیوقت نیزہ دار اور مزدور بجانب صحرا روانہ ہوئے لیکن قضائے کار اتفاقات روزگار عمرو نام شیر دل اپنی صورت
تبدیل کیے ہوئے یہاں موجود تھا وہ باتیں سنکر دوڑا ہوا اسد کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا اسد یہ سنتے ہی اپنے رفقا کو ہمراہ لیکر
صحرا کیطرف روانہ ہوا اور جلد جلد راہ طے کرتا ہوا اسوقت پہونچا کہ جب نیزہ دار لکڑیاں کاٹ چکے تھے اور چاہتے تھے کہ چھکڑوں اور اونٹوں
پر بار کرکے لیجائیں کہ اسد نے پہونچتے ہی خبردار ہوشیار کہکر اُن سب پر حملہ کیا کچھ لوگوں کو [illegible] دیر ہی کچھ لوگوں کو گھولے قتل
کیا کچھ لوگوں کو بیچ سے چیر ڈالا کچھ اپنی جان بچاکر بھاگ نکلے اور چھکڑے اور اونٹ لکڑیاں بار کیے ہوئے رکے تھے وہ سب اپنے قبضہ میں
کرکے چلتا ہوا جو لوگ بھاگ نکلے تھے وہ بھاگے ہوئے ایرج کے پاس آئے اور تمام کیفیت بیان کی ایرج یہ حال سنکر بہت آزردہ
ہوا اور خود سوار ہوکر جنگل کیطرف چلا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ گردنیں کٹی ہوئی پڑے ہیں اور بہت سے لنگڑے

داراب کے پہونچا داراب نے جو ایک شیر صولت قدر طاقت کا تھا دیکھا یہ بھی تیغ زن ہے تو دو ہاتھ اُدھر مالک نے
گرز و سپر کا ہاتھ میں لیا اور بڑے زور سے دونوں لگاور رزم میں ہوئے بہادروں کے سپر پہ سپر پڑی سپروں کے ہوا میں ٹکڑے اُڑے
آگ کی جھڑیں بندھیں گنبد سپہر شکل گلہائے آتشبازی کے شرر افشان ہوئے پانچ پانچ سات سات قدم دونوں کے مرکب
برابر سے ہٹ گئے مثل سنگ زرہ نوش ایک دوسرے کے مقابل ہوا داراب نے مالک کو دیکھا چہرہ ایک شیر شان
و دبدبہ و رعب داب معلوم ہوتا ہے ایک تکمہ خود کے نیچے چھپی ہوئی اور دونوں ہاتھ زانوں سے گزرے ہوئے موت سہمی
جاتی جاتی ہے بس داراب کو اس سے ایک الفت پیدا ہوئی اور مالک کی نگاہ جو داراب پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا
کہ صفت گردن بلند بالا کوہی سینہ چوڑا بعینہ صورت و شکل حمزہ صاحبقران کی صورت سے مشابہ معلوم ہوتی ہے مالک کو بھی یہ جی
کمال محبت پیدا ہوئی سامنا ہوتے ہی دونوں کے ہاتھ سلام کو اُٹھ گئے داراب نے کہا اے مالک تم کیوں میری سر میں آگئے
کروکشی ہوت ہو مالک نے کہا کہ میرا آقا تمہاری حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے اور حمزہ صاحبقران کا کہ جب تک میں نکلکے
واپس نہ آؤں تم داراب کا ساتھ نہ چھوڑنا اسلئے کہ داراب میری اولاد میں سے ہے داراب نے کہا یہ خوب عجب بات ہے جسکا باپ میرا چچا
اُسے داری نہیں کہتے میرا باپ تو مر گیا ہے حمزہ صاحبقران نے یہ سراسر غلط کہا ہے میں ہرگز اُنکی اولاد میں نہیں ہوں مالک
نے کہا کہ اے داراب بچے امیر حمزہ صاحبقران کے ارشاد کو کبھی جھوٹ نہیں پایا وہ ہرگز خلاف واقع امر زبان سے نہیں
نکالتے بدیع الزمان کشتی لڑتا پھرتا تھا اور باپ اُنکا رفیع کا دزد شہرہ تھا مگر جب حمزہ صاحبقران نے اُسے نظر کیا تو رفیع
کا دزد سے ثابت ہوا کہ بدیع الزمان حمزہ صاحبقران کا فرزند ہے کیا عجب ہے بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ ایسا ہی کچھ معاملہ تمہارا
بھی ہو جب تمہے اور صاحبقران سے ملنا ہوگا تو ثابت ہو جائیگا سرکردار نے کہا کہ خیر ایسی ہی باتیں مجھے بہت کہی گئی ہیں
میدان جنگ جائے قیل و قال نیست اب تمہے جو کچھ ہو سکے قصور نہ کرو مالک نے کہا اے شاہزادہ داراب ہم اہل اسلام ہمیشہ سبقت جنگ نہیں کر
سکتے سبقت جنگ اہل اسلام کے قواعد کے مخالف ہے داراب نے کہا کہ خیر بھلا تو تم سے ہو خبردار ہوشیار یہ کہکر مرکب کو پیچھے ہٹا
اور پھر خبردار خبردار کہکر مالک پر نیزہ مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا بس اب کیا تھا ان پر جان نکلے گی پھر تو چلنے
لگی سناں سے سناں لڑنے لگی دیکھنا یہ حال ہو کر لشکر و نیز مثل چھیوں کے چل بسے ہیں سنانیں مثل ستاروں کے درخشاں ہیں
خوب نیزہ بازی ہوئی یہ مالک اژدر صاحبقران نیزہ دار ہے داراب عمرو کا تعلیم یافتہ ہے عمرو فنون سپاہگری میں حمزہ
صاحبقران کا شاگرد ہے غرض دونوں نیزہ بازی تک رہے سب سنانیں ٹکڑے ہوگئیں نیزوں کو ہاتھ سے پھینک دیا نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی داراب نے مالک پہ تلوار ماری مالک نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جس وقت تلوار قریب پہونچی سپر کو چھوڑ دیا اور خود
پشت کے نیچے جا جھکا اور جو بجلی کی طرح لڑ کر کے چمک دی کہ تلوار پٹ پڑی قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور چاہا کہ تلوار چھین لے داراب نے
جھنجھلا کر کہا اے مالک میں ایسا نہیں ہوں کہ تم تلوار مجھ سے چھین لو گے مالک نے کہا کہ یہاں بہت سچ ہے گر مجھکو تو خود سے کوئی
لڑائی منظور نہیں ہے اسلئے کہ تلوار کی لڑائی واسطے بیارے کی ہوتی ہے اور میں تمہارا دشمن جان نہیں ہوں بلکہ میری تو جان بھی حاضر ہے داراب
نے کہا میں بھی کشت و خون کا خواہاں نہیں ہوں یہ کہکر مالک نے تلوار چھوڑ دی داراب نے تلوار میان میں رکھ لی اور مرکب سے اتر پڑا مالک بھی
بہ رنگ دیگر مرکب سے کود پڑا اور دونوں نے دامن کمر سے آستینیں چڑھا لیں باہم دست و گریبان ہو کر کشتی لڑنے لگے دن بھر صبح
زور آزمائی رہی جب شام کو بھی منہ وہ نہ ہوئے دونوں لشکر دیکھتے رہے کشتی ہوتی رہی آخر کشور شاہ نے بھی تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا
اور تمام لشکر کو اتر پڑنے کا حکم دیا اُدھر سے مالک بھی اتر پڑے القصہ وہ شبانہ روز کشتی رہی یہاں تک تیسرا دن ہوا دونوں
برابر لڑتے رہے میں کوئی آپس میں غالب و مغلوب نہیں ہوتا کہ ایک جانب صحرا سے ایک بگولا گرد کا اُٹھا اور ایک عیار کمال
چست و چالاک ایک ناسہ سر سے باندھے ہوئے مالک کے قریب آیا داراب و مالک کو سلام کیا مالک نے پوچھا کہ یہ شبرنگ ہے

تو خیر آپ کا کوئی ہمسر نہیں ہے لیکن اس دیو کو سبب تجربہ کار پر مطلق جرأت نہ آیا اور کہا کہ تمہارے واسطے سو قرابے شراب کے اور
ایک آدمی روزمرہ ہوا کرے جب میں نے اسکو قبول کیا تو وہ دیو چلا گیا اب میں ہر روز اسکے واسطے سو قرابے شراب کے اور ایک
آدمی بھیجا کرتا ہوں ایک روز مذکور ہے کہ ایک دن خراسان جہان سے انکے کھانے کے لیے بھیجا گیا تو اسنے دیکھکر بہت خفا ہوا اور
اس آدمی کو پھیر دیا تین دن ہوئے ہیں کہ اس دیو کی آمد نہیں ہوتی ہے اور ہر مرتبہ یہی کہتا ہے کہ تو نے آدم زاد کیوں
بھیجا ای شہریار اب میں بھی آمادہ مرگ اور بیٹھا ہوا تھا ہوں اور خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ وہ دیو کسی نہ کسی دن آکر مجھکو
ضرور کھا جائیگا لیکن اگر آپ میری حمایت کریں اور اس دیو کا کچھ تدارک کریں تو میں آپ کا مطیع ہوں داراب نے کہا
کہ تم کچھ اندیشہ نہ کرو اب جس وقت وہ آئیگا میں اس سے لڑونگا اور جب وہ آکر تم سے کہے کہ تو نے آدم زاد کیوں نہ بھیجا
آخر تو کس کی حمایت پر بیٹھا ہوا ہے تو میری طرف اشارہ کر دینا اور کہنا کہ یہ میرا حامی ہے اسی نے نہیں بھیجنے دیا ہمایل شاہ
نے یہ سنکر کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا لیکن یہاں دیو غراب نے چار روز تک انتظار کیا جب دیکھا کہ ہمایل شاہ نے
شراب و کباب اور آدم زاد نہیں بھیجا تو نہایت درہم و برہم ہو کر داخل بارگاہ ہوا اور نعرہ کیا کہ کیوں ہمایل شاہ تو اب
ایسا مغرور ہو گیا کہ آج چار روز گذر چکے پانچواں دن ہے کہ تو نے ہمارے لیے کچھ نہیں بھیجا اگر ہم برہم ہوں تو میں تجھکو مع شہر
غارت کر دونگا جلد کوئی آدم زاد تو لا اور میرے واسطے حاضر کر یہ سنکر ہمایل شاہ نے داراب کی طرف اشارہ کیا کہ ہمارے ڈر کے
بند بند کانپنے لگا ہاتھ پاؤں میں رعشہ پڑ گیا ہو رہا ہی اسکے تھر تھرا رہے ہیں اور ہر ایک یہی خیال کرتا ہے کہ آج
وہ سب کا ایک ہی لقمہ کر جائیگا مگر دیو نے جو داراب کو دیکھا کہ ایک جوان حسین و خوبصورت نہایت فربہ اور توانا بیٹھا
ہے اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ آج خوب لقمہ چرب ہاتھ لگا اور کہا کہ اے ہمایل شاہ تو ڈر نہیں میں نے خطا تیری
معاف کی بس ایسا ہی آدمی مجھے چاہیے تھا یہ سنکر ہمایل شاہ نے کہا کہ اے دیو غراب تم یہ کیا کہہ رہے ہو یہ تو تیرا
ارادہ رکھتا ہے اسکے منع کرنے سے میں نے آج چار روز سے کچھ نہیں بھیجا یہ سنکر دیو نے کہا کہ یہ کیا مال ہے ابھی اسے
کھائے لیتا ہوں اور داراب کی جانب متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھے لڑیگا یہ سنکر داراب نے کہا
کہ او حرامزادے مردم آزار تو کیا کہتا ہے میں تجھکو وہ سزا دونگا کہ تو مدت العمر یاد کریگا یہ سنکر دیو نہایت غضبناک ہوا
اور دونوں چنگل پھیلا کر داراب کی طرف بڑھا کہ اسے اٹھا کر کھا جائے لیکن داراب بغور دیکھ رہا تھا جب
دونوں ہاتھ اسکے قریب پہنچے تو داراب نے اسکے ہاتھ پکڑ کر ایسے زور سے جھٹکا دیا کہ دیو منہ کے بھل زمین
کی طرف جھک گیا بس دیو یہ سمجھ گیا کہ آدم زاد بہت زبردست معلوم ہوتا ہے کہنے لگا کہ اے آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے
اب میں تجھے نہ کھاؤنگا تو بہت سخت ہے داراب نے کہا کہ او مردک اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں اور ہاتھ اسکی
گردن میں ڈالدیا اور زور کرنے لگا دیو بھی داراب سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی ہمایل شاہ اور تمام اہل بارگاہ
کے مارے خوف چوب خشک کے کھڑے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہیں اور دیو کے مغلوب ہونے کی دعائیں مانگ
رہے ہیں کوئی دو پہر تک تو خوب زور ہوا کیا بعد دو پہر کے داراب نے دیو کو چار وناچار چت دے مارا دیو نے
چاہا کہ سنبھل کر اٹھے مگر داراب کب اٹھنے دیتا تھا جھٹ دیو کی چھاتی پر چڑھا اور زور سے سینہ کو دبا کر کہا کہ او مردک
دین آب پرستی اختیار کر اور مذہب ابلیس پرستی ترک کر اسنے کہا کہ اے داراب مجھسے ہرگز نہ ہوگا بس
یہ سنکر داراب کو غصہ آگیا اور ایک ہاتھ گردن کے نیچے اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھ کر جھٹکا دیا کہ زخمے سمیت
دھڑ سے گردن کھنچ آئی ایک غلغلہ بلند ہوا کہ آدم زاد نے دیو کو ہلاک کیا ہمایل شاہ نے آکر دونوں ہاتھ داراب کے
چوم لیے اور گرد داراب کے پھرنے لگا اور اسی وقت سے تائب ہو کر لعنت کی کیے دین آب پرستی اختیار کیا لاش دیو کی

انہوں کر باہر بھجوا دی لوگوں سے عرض کیا کہ خداوند دامنہ کوہ میں ایک دیو کا مکان بنا ہوا ہے کہ مال و اسباب وہاں
موجود ہے اور بہت سے آدم زاد وہاں قید ہیں داراب نے کہا کہ کل چلکر دیکھینگے رات تو وہیں بسر کی صبح کو ہابل شاہ و
داراب کشورکشا و مالک اژدر و کشور شاہ وغیرہ جانب کوہ روانہ ہوئے جب دامنہ کوہ میں پہونچے دیکھا
کہ دامن پہاڑ میں اسقدر گلہائے رنگین لگے ہیں کہ نگاہ خیرگی کرتی ہے لالے کا تختہ پھولا ہوا ہے درختان میوہ دار سے چشمے
بہتے پانی کے جاری ہیں چادریں آبشاروں کی گرتی ہیں کوسوں تک سبزہ معلوم ہوتا ہے ہوا سے سرو چل رہی ہے جانور
درختوں پر نغمہ سرا ہیں بزبان بیزبانی تعریف ذوالجلال کرتے ہیں القصہ تماشا دیکھتے ہوئے قصر دیو کے قریب پہونچے لوگوں کو
بھجوا کر دیکھا کہ وہی مال و اسباب و زر و جواہر کا ڈھیر لگا ہوا ہے بہت سے آدم زاد قفل و زنجیر میں گرفتار بیٹھے ہوئے ہیں
اتفاق کا زرطاسپ بن طماس بھی انہیں میں قید تھا مالک نے پہچان کر تمام حال داراب سے بیان کیا داراب نے
پوچھا کہ اے زرطاسپ تو کیونکر گرفتار ہوا زرطاسپ نے کہا کہ میں ہابل شاہ کا وزیر ہوں کہ اس دیو سے لڑ اٹھا پاؤں میرا
اکھڑ گیا دیو نے مجھے گرفتار کر لیا ایک مدت ہوئی ہے میں اس قید میں مبتلا ہوں داراب نے کہا کہ اگر دین آپ پرستی اختیار
کرو میں ابھی چھوڑا دیتا ہوں زرطاسپ نے کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا مالک نے کہا کہ اچھا باپ تیرا مسلمان ہے تو بھی اسلام
اختیار کر زرطاسپ نے کہا کہ میں مذہب آفتاب پرستی کو ترک کر کے کوئی مذہب نہ اختیار کرونگا مجھے یہ امر ہرگز ممکن الوقوع
نہیں ہے کہ میں رفاقت ایرج ترک کر کے کسی دوسرے کا مطیع ہوں یہ سنکر داراب بہت برہم ہوا اور تمام قیدیوں
کو تو رہا کر دیا لیکن زرطاسپ کو چاہا کہ قتل کرے کہ مالک مانع ہوا اور زرطاسپ کو بہت سمجھایا کہ اے زرطاسپ
ایرج ایک تاجر زادہ ہے وہ سامنے نورالدہر کے کیا لیاقت رکھتا ہے یہ سنکر زرطاسپ نے کہا کہ اے مالک تم
میرے محسن ہو میں تمہارا ممنون ہوں وہ بات نہ کرو کہ ملال کی صورت دکھائی دے تم سب سامنے میرے
آقا کو برا کہتے ہو اگر عقیدہ نہ تھا تو پھر اسکا نہ چلنا دیتا یہ سنکر داراب آگ ہو گیا اور مالک سے کہا کہ اے مالک
میں اسے اس عذاب شدید میں مبتلا کرتا ہوں کہ یہ خود ہی ہر رگ پھڑک کر مرجائے مالک نے کہا کہ نہیں اس میں بہت
بڑی بدنامی مشہور رہیگی لہذا چھوڑ دیجئے کہ مالک نے زرطاسپ کو دیدہ و دانستہ کشتہ کرا دیا یہ سنکر داراب نے کہا کہ اچھا
اے مالک میں اسکو قلعہ حصین قرطاس میں بھجوا دیتا ہوں کہ یہ وہاں قید رہے مالک نے کہا کہ اچھا اس میں کچھ
مضائقہ نہیں ہے یہ سنکر شیرزاد کشوری سے کہا کہ اے شیرزاد کشوری زرطاسپ کو قلعہ حصین قرطاس میں لیجا کر
مقید کرو اُسنے کہا کہ بہت اچھا اور اسیوقت دو ہزار سوار لیکر زرطاسپ کو لیکر جانب ملک کشوریہ روانہ ہوا
واضح رہے ناظرین ہو کہ یہ قلعہ بھی سرحد ملک کشوریہ میں ہے القصہ دوسری ہی منزل تھی کہ قافلہ خواجہ فولاد بازرگان
کا ظلمات سے آتے ہوئے ملا واضح ہو کہ یہ وہی خواجہ فولاد ہے کہ جسنے ایرج کو قصر تحریر سلیمانی سے قلعہ ذوالامان
پہونچایا تھا قصہ مختصر جب خواجہ فولاد کو یہ معلوم ہوا کہ زرطاسپ رفیق خاص ایرج نوجوان کا شیرزاد کشوری کی
قید میں ہے اور وہ قلعہ حصین قرطاس میں لیے جاتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہا کہ یہ سب ہی زرطاسپ ایرج نوجوان کی
جان و روح ہے ایرج اسے دم و ہوش بچا بتا ہے اسکا رہا کرنا بہت اچھا ہے لیکن خوش بختی میں لگو کو شیرزاد کشوری
کی خدمت میں نذر گذرانی شیرزاد نے اُسے خلعت دیا بعد اسکے خواجہ فولاد نے عرض کیا کہ غلام کی خواہش دلی
یہ ہے کہ فقیر کو جو کچھ آتش میسر ہے اگر اُسے بھی قبول کیجئے تو باعث افتخار ہے یہ سنکر شیرزاد نے کہا کہ خواجہ ہم بھی
سفر میں ہیں اور تم بھی سفر میں ہو یہ کونسا موقع ہے کہ تم میری دعوت کرو خواجہ فولاد نے کہا کہ میں غلام ہوں میری
یہی آرزو ہے کہ میں خداوند کی خدمت بجا لا کر فخر حاصل کروں اگر آپ قبول نہ فرماوینگے تو میری سخت دلشکنی

ہوگی خلاصہ یہ کہ جب خواجہ فولاد دست معہ ہو تو شیر زاد کشوری نے دعوت اُسکی قبول کی خواجہ فولاد نے اپنے مکان میں
جاکر سامان دعوت مہیا کیا اور طعام و شراب بیہوشی آلود تیار کر لیا جب شیر زاد اپنے رفقا سمیت خواجہ کے خیمہ میں آیا
اُسکو وہ طعام و شراب کھلا کر مع رفقا بیہوش کر کے قید کیا اور طرماسپ کو سامنے بلوا کر کہا کہ ای پہلوان دوران و ای سپہ
سالار لشکر ایرج نوجوان آپنے مجھے پہچانا بھی کہ میں کون ہوں طرماسپ نے کہا میں نے تو نہیں پہچانا خواجہ فولاد نے کہا
طرماسپ میں خواجہ فرخ بادرنگان کا غلام ہوں شیر زاد کشوری کو میں نے گرفتار کر لیا اور آپکو قید سے چھڑاتا
ہوں یہ کہکر آہنگروں کو بلوا کر کہا کہ جلد قید کو طرماسپ کی کاٹ دو طرماسپ نے کہا کہ ای فولاد آہنگروں کی کوئی حاجت نہیں
میں قید کو خود ہی توڑ سکتا ہوں یہ کہکر ہاتھوں کی جنبش دی اور بیڑی ہتھکڑی وغیرہ کو مثل رسن کہنہ کے جھٹکا دے کر توڑ ڈالا
خواجہ فولاد نے طرماسپ کو حمام کروا کے لباس فاخرہ پہنایا اور مسند مخمل میں لا کر بٹھایا طرماسپ نے کہا کہ جلد شیر زاد کشوری
کو بلواؤ اسیوقت خواجہ فولاد کے لوگ شیر زاد کو طرماسپ کے پاس لائے شیر زاد نے بطرز اہل پرستان سلام کیا طرماسپ نے
کہا کہ ای شیر زاد دین آفتاب پرستی قبول کر ورنہ مارا جائیگا شیر زاد نے کہا کہ بکتا کیا ہے ابھی تک تو تو میری قید میں تھا
اور آج یہ کلام درمیان میں لاتا ہے اسے لا کر جان میری خداوند آبِحیات پر عشق ہے تو جو چاہے میرے حق میں
حکم کر میں اپنا دین ہرگز نہیں چھوڑونگا لیکن اگر کچھ بھی غیرت رکھتا ہے تو آ سمجھ کہ جب تو میری قید میں تھا تو میں نے تجھے کوئی ایذا
نہیں پہنچائی ہر چند کہ جب میں چاہتا تجھے قتل کرتا بس یہ سنتے ہی طرماسپ نے ایک ساتھ شیر زاد کا سر تن سے جدا کیا
اور بعد اُسکے شیر زاد کے ہمراہیوں کو بھی جو خالک تھے قتل کیا اور جو بھاگ گئے اُنکا تعاقب نہیں کیا مال متاع اسباب سب
لیا بعد اُسکے خواجہ فولاد نے کہا کہ میں آپکو زنگو شہر میں پہنچا دوں آپ وہیں چلے جائیے طرماسپ نے کہا نہیں چلو
نہیں جاتا ہوں تم جاؤ میں چلا جاؤنگا خواجہ فولاد نے گھوڑا سواری کو دیا اور کچھ آدمی بھی ہمراہ کیے اور اصرار کر کے ساتھ لیا
اور خود ملک ظلمات کو روانہ ہوا ادھر طرماسپ شہر زنگو شہر کو چلا جاتا تھا کہ تیسری منزل پر کوئی چار گھڑی دن
رہے صحرا میں ایک خیمہ دکھائی دیا حیران ہوا کہ یہ خیمہ کسکا ہے اور کھڑا ہو کر تفحص کرنے لگا کہ یکایک ایک سواری
نمایان ہوئی اور ایک جوان قوی ہیکل قوی بازو شخص گردن بلند با تزک و احتشام نمودار ہوا ادھر طرماسپ
کی نگاہ اُسپر پڑی اور ادھر اُس جوان کی نگاہ طرماسپ پر پڑی دیکھا کہ ایک دیو قالب انسانی میں کھڑا ہوا ہے اپنے ساتھ
والوں سے کہا کہ یارو اگر یہ شخص میری نوکری کرے تو کیا اچھی بات ہو اسلیئے کہ یہ شخص بڑا ہی جری معلوم ہوتا ہے چوبدار
سے کہا کہ جلد جا کر اسے بلا لاؤ چوبدار ادھر گیا ادھر خیمہ استادہ کر کے داخل خیمہ ہوا چوبدار طرماسپ کی طرف چلا
اور طرماسپ بھی اُس جوان کے استفسار حال کے لیے آگے بڑھا چوبدار نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ چلئے آپکو
ہمارے مالک نے بلایا ہے طرماسپ اُسکے ساتھ داخل خیمہ ہوا دیکھا کہ وہی جوان مسند شوکت پر بیٹھا ہوا ہے رفقا اُسکے گرد
بیٹھے ہوئے ہیں طرماسپ نے بطرز اہل پرستان سلام کیا اور کہا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو نیر اعظم آفتاب کو
اور اُسکے نائب پیر فلک دوران کو برحق جانتا ہو بس یہ سننا تھا کہ اُس جوان نے کہا کہ ای عزیز مجھکو سخت تعجب ہے کہ تو
لقائے بے بقائے باختری کو جو ہیجدہ هزار ملک باختر کا خداوند ہے برحق نہیں جانتا طرماسپ نے کہا کہ تم پہلے
بیان کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اُسنے کہا کہ آپ بیٹھئے تو میں کہتا ہوں اور کرسی زرنگار طرماسپ کے لئے
طلب کر کے بچھوائی طرماسپ اُس کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا کہ اچھا بیان کرو کہ تم کون ہو اس جوان نے کہا کہ طوفان
سماک اژدر گیر میرا نام ہے سماک اژدر گیر ایک سردار ہے سرداران باختر سے لقا کا رفیق خاص ہے اُسکا بیٹا ہوں
میں نے سنا کہ ملا ہوت شاہ مصر سے خداوند زمین نے سخت کیا ہے اور سوا اسکے آذر کو میں آیا ہوں ارادہ ہے کہ اُسکی خدمت میں

جا کر کسب سعادت کروں اور حصول قدمبوسی سے مشرف ہوں اب آپ اپنی کیفیت بیان کیجیے طرماسپ نے کہا کہ مجھے
طرماسپ بن طہماس کہتے ہیں اور بندہ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا رفیق خاص ہوں طوفان بن سماک شدہ گیر
نے کہا کہ اے طرماسپ یہ تو بتا کہ ستون بارگاہ لقا مشہور تھا تو بھی خداوند زادے کے پاس چل طرماسپ نے کہا کہ اے
طوفان میں اپنے مالک کی خدمت میں جاتا ہوں مجھے کیا ضرورت کہ میں ایرج کی رفاقت ترک کر کے لاہوت شاہ کے پاس
جاؤں اے طوفان ایرج وہ شخص ہے کہ جب خداوند لقا نے بھی اُنکے پاس پناہ لی تھی شہر فنگوشیہ میں لقا سے جتر لیے بیٹھا
ہوا تھا جنگ فیل کا تماشا دیکھنے میں مصروف تھا کہ کشرہ ٹوٹا اور لقا سہمے گرا ایرج نے لقا کو بادے ہوا اس طرح ہوا کہ
کہ اُسکے فوراً ہی ہوش نہ رہے جب لقا کو ہوش آیا تو ایرج کو اپنی دختر اور تمام مالک بخش ہبہ کر دیے اور اپنے ہاتھ سے
انگوٹھی اُتار کر ایرج کو پہنا دی اور دونوں ایرج کے ساتھ رہا جب جادوگری نے سر ایرج کا کاٹ لیا اور اُسے اُٹھا
لے گئی تب لقا یوں ہو کر ظلمات کو چلا گیا اب ایرج پھر پیدا ہوا ہے جب لقا ست کا تو پھر میں آئیگا یہ سنکر طوفان نے
کہا کہ اچھا طرماسپ ہم تم دونوں باہم زور آزمائی کریں جو غالب آئے وہ اُسکا برحق ہے طرماسپ نے کہا کیا مضائقہ
ہے طوفان نے اُسیوقت اکھاڑا تیار کرایا طوفان اور طرماسپ دونوں آستینیں چڑھا کر دامن گردان کے اکھاڑے
میں کودے اور مصروف کشتی ہوئے دن بھر کشتی ہوئی شام کو طوفان نے کہا کہ اے طرماسپ اب تو رات ہو گئی شب بھر
آرام کرو کل پھر صبح کو لڑینگے اور تمہیں قتل ضرور کرینگے بہتر ہے تو مشہور ہو طرماسپ نے کہا کہ اے طوفان نہیں اب فیصلہ ہی
ہو جاے تو بہتر ہے بغیر فیصلہ کشتی دونوں نہ کریں گے یہ کہکر کہا کہ کھانا لاؤ اور روشنی کر دو یہ سنکر طوفان نے حکم دیا کہ جلد
روشنی کر دو اور کھانا منگواؤ بموجب حکم اُسیوقت چند نے مشعلیں روشن ہوئیں خوان کھانے کے آگئے دونوں نے تھوڑا
تھوڑا کھا کر کشتی پھر شروع کیا اب لوگ گرد کھڑے ہوے تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں کہ رہے ہیں دیکھو کیا اسلوب
ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے بعضے کہ رہے ہیں کہ بھئی طوفان ہی طوفان اُٹھائیگا بعضے کہ رہے
ہیں کہ نہیں طرماسپ جاسے بے دوران ہے باپ اسکا کیسا زبردست ہے یہی غالب آئیگا بعضے کہتے ہیں کہ میاں کیوں
سرگوشیاں کر رہے ہو جو کچھ ہونے والا ہوگا وہ ہوگا ابھی دیکھ لینگے غرض اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز
طرماسپ نے طوفان کو زیر کیا بس طوفان نے طرماسپ کے قدموں پر سر رکھدیا اور کہا کہ میں نے غلامی
آپ کی اختیار کی اب آپ جہاں چاہے چلیے میں آپ کے ہمراہ ہوں طرماسپ نے کہا کہ اچھا چلیے خیر مقدم خداوند
آفتاب پرستان ایرج نوجوان کہاں ہے طوفان نے اُسیوقت اپنے عیار ارقم کو بلا کر کہا کہ جلد جا کر ایرج کی خبر لا کہ
وہ کہاں ہے ارقم ایرج کی خبر لینے کے لیے اُسیوقت روانہ ہوا جاتے جاتے قریب لشکر داراب پہونچا تو اتفاق روزگار سے داراب
اپنے لشکر سے ہرن کے پیچھے لگا نکلا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑائے ہوے چلا جاتا تھا دور جا کر ہرن کو شکار کیا تھا
اس فکر میں بیٹھا ہوا تھا کہ کوئی شخص آجاے تو اسکے کباب بھنوا کر کھاؤں کہ اس اثنا میں ارقم ابن ازرق فقیر کی شکل
بنا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار کر نعرہ کیا کہ تجھے معبود کا دور ہے فضل و برکات سے جو کچھ تو کھاتا ہے ہو معاش
رب یہ چشمہ دو جہاں کا رب ہے جو معبود ہمیشہ تجھکو شاد و خرم رکھے اقبال تیرا بلند رہے داراب نے کہا کہ آؤ شاہ صاحب
تو کہاں سے آتا ہو اللہ عمر کا تصدق ہے اُس نے کہا کہ بابا جہاں سے سب آتے ہیں وہیں سے میں بھی آیا ہوں
اور جہاں سب جائینگے وہیں میں بھی جاؤنگا داراب نے کہا کہ اچھا آئیے بیٹھیے کرم کیجیے اس شکار کے کباب بنا کر نوش
فرمائیے مجھے بھی کھلائیے فقیر نے کہا کہ بابا تجھے آباد رکھے اپنے نام سے تو فقیر کو آگاہ کر کس والی کے اقبال کا
ظہور تجھ میں پایا جاتا ہے داراب نے کہا کہ شاہ جی میں تو ایک بندہ خداوند آب حیات کا ہوں

نام میرا داراب کشور کشا ہے دعوی صاحبقرانی کا رکھتا ہوں لشکر میرا یہاں سے قریب اترا ہوا ہے میں شکار کھیلنے کو نکلا
تھا لوگ میرے دور رہ گئے ہیں ابھی مجھ تک پہونچے نہیں ہیں یہ سنتے ہی ارقم بن ازرق نے خیال کیا کہ طرماسپ اسکی تلاش میں
تھا اگر تو اسکو پکڑ لیجائیگا تو طرماسپ بہت خوش ہوگا اچھا شکار ہاتھ آیا یہ سوچکر داراب سے کہا کہ بابا تو ہی نے طرماسپ
کو قید کر کے شہر کشور میں بھیجا تھا داراب نے کہا ہاں شاہ صاحب کیا تم نے کہیں دیکھا تھا اس نے کہا کہ بابا وہ تو قید سے
چھوٹ گیا تمہارا رفیق خود اسکو لیے جاتا تھا وہ مارا گیا افسوس کیا اچھا جوان تھا داراب نے پوچھا کہ شاہ جی کس نے
اسے مارا اور طرماسپ کیونکر چھوٹا فقیر نے کہا کہ بابا فولاد بازرگان غلام فرخ باد ارگان نے جنھے ایرج کو
قعر بحر سلیمانی سے نجات دی تھی اس نے شیرزاد کی دعوت کی طعام بیہوشی کھلا کر طرماسپ کو قید سے
نجات دی طرماسپ نے شیرزاد کو قتل کیا داراب یہ سنکر نہایت رنجیدہ ہوا اور پوچھا کہ اب طرماسپ اور بازرگان وہ
سوداگر بچہ کہاں گیا فقیر نے کہا کہ وہ ناسور آزر و ظلمات کو گیا اور طرماسپ بھی کسی طرف ہو گیا بابا اب وہ وہ اندر کس
میں فوراً کیوں کر تاہم صبر کر خداوند آب حیات اس سے بہتر رفیق تجھے عنایت کر دیگا یہ کہکر بغل سے قلیان اور کچھ
چقماق پتھری میں سے آگ نکالی ہرن کے کباب نمک مرچ بیہوشی آلود اس پر چھڑک کر کباب تیار کر کے داراب کو
کھلائے پانی پلایا ایک دم بھر کے بعد داراب کا سر گھومنے لگا فقیر سے کہا کہ بابا میرا سر گھومنے لگا فقیر نے کہا کہ بابا
زحمت شکار کے بعد کباب کھائے اور پانی پیا ہے اس وجہ سے دوران ہونے لگا ہے دم بھر لیٹ رہو یہ کہکر زمین پر پوش
بچھا دیا داراب اسپر لیٹتے ہی بیہوش ہو گیا بس اس حرامزادہ نے حلقہ کمند نکال کر داراب کو گرفتار کر کے
چادر عیاری میں پشتارہ باندھا پیٹھ پر لاد کے راہی ہوا تیسرے دن بارگاہ طوفان میں اسوقت پہونچا کہ وزیر
طوفان اور طرماسپ بیٹھے ہوئے ناچ دیکھ رہے تھے آکر سلام کیا طوفان نے کہا ہے تجھے بھیجا تھا کہ ملک
سے اس قدر جلد جا کر چلا آیا کیا خبر لایا عرض کیا کہ جی ہاں بہت خوشخبری لایا ہوں طوفان نے کہا کہ کیا
تیری مٹھی پر مہندی بندھی ہوئی ہے کہ کیا پہیلی سی کہتا ہے مفصل بیان کر اس وقت اس نے پشتارہ سامنے رکھدیا
اور حال داراب کے گرفتار کرنے کا بیان کیا طرماسپ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ واقعی تو نے
بڑا کار نمایاں کیا اس ابرست کو جلد ہوش میں لا اس نے عرض کیا کہ پہلے اسے غل و زنجیر میں گرفتار کیجیے
بعد اسکے ہوش میں لائیے طرماسپ نے کہا کہ جلاد آہنگروں کو اسیوقت آہنگر حاضر ہوے اور داراب
کو قید آہن میں مقید کیا بعد اسکے فقیر نے رفع بیہوشی کر کے داراب کو ہوش میں لایا داراب کی جو آنکھ کھلی
ہے تو اپنے کو طرماسپ کے سامنے مقید بہ قید آہن پایا سمجھا کہ یہ اسی فقیر حیا پیشہ کا کام تھا کہ مجھے بیہوش کر کے
پکڑ لایا جبراً قہراً بطریق ادب بہ ستان الحکر سلام کیا طرماسپ نے کہا کہ اے داراب دیکھا تو نے کہ کیا ملعم
حضرت اعظم نے عوض دیا ہے کل تو میں تیری قید میں تھا آج اب تو میری قید میں ہو گیا داراب نے کہا کہ کیا ہوا بہادر
اسیطرح بدلا بازی کے دن بدلا کرتے ہیں طرماسپ نے کہا کہ جسطرح میں تیرے ہاتھ لگ گیا تھا اسیطرح تو بھی میرے
ہاتھ آیا ہے تو نے مجھے بار ادوم حبس دوام قلعہ حصین قرطاس میں بھیجا تھا اگر میں تجھے ایرج کی خدمت
میں لیے جاتا ہوں جو وہ چاہیگا سو تیرے حق میں حکم دیگا مجھے تجھ سے سروکار نہیں ہے ہر چند داراب نے
کہا کہ تو مجھے ایرج کے پاس نہ لیجا بلکہ مجھے قتل کر ڈال تو بہتر ہے قتل ہونا گوارا ہے مگر ایرج کے سامنے جانا گوارا نہ
ہے لیکن طرماسپ نے سنا نا بلکہ حکم دیا کہ ابھی اسے قیدخانہ میں لیجاؤ کل لیا جائیگا اور یہاں سے کوچ کر کے
فرنگوشیہ کو روانہ ہوا اب یہاں سے حال ہمراہیان داراب سنیے کہ یہ داراب کو ڈھونڈتے ہوئے جب

نکلنا اسد کی زبان سے نکلتے ہی فیلبندوں نے پکار کر بتایا اسد حسب دستور سابق تلوار کھینچ کر کھڑا ہوا اور کہا کہ او نابکار دیکھ
مالک بن ملکوت شاہ کو تو نے آگے قدم بڑھایا اسی میں نے مالک کا کام تمام کیا ایرج نے تصور کیا ہی بیتاب
کہ خندق کو پھاند کر دروازہ قلعہ پر جائے کہ ایک ہی مرتبہ اسد کی یہ آواز سنکر اکٹھا ہوا اوپر کی دیکھتا ہی تو دیکھا کہ مالک
بن ملکوت شاہ قید آہن میں گرفتار سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہوا ہی بس یہ دیکھتے ہی ایرج بہت حیران ہوا کہ یکایا
سمرکر یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا محمود تو یہ ہو بہو مالک کی صورت تھا ہی کسی طرح اشتباہ نہ ہوا کہ مالک ہی
یا اور کوئی شخص ہی جب یقین کامل ہوگیا کہ بیشک یہ مالک ہی ہی پکار کر کہا کہ ای اسد مالک کو زندہ میں ابھی چھڑا
جاتا ہوں یہ کہکر قلعہ سے پھر کر اپنے لشکر میں آیا اور اسد نے کہا کہ مجھکو کسی اہل قلعہ نے بھگا دیا تھا یہ تیر و رقعہ باندھکر
انہیں قلعہ والوں نے پھینکا ہوگا یہ کہکر داخل خیمہ ہوا اور یہاں قیماس خان و تمغاج خان وغیرہ نے فرط مسرت
سے اسد کے ہاتھ چوم لیے اور کہا کہ سبحان اللہ سبحان اللہ کیا عقل عیاری کی ہی اصل یہ ہی کہ اس بدحواسی میں یہ تدبیر سوجھنا
آپ ہی کا کام تھا اسد نے کہا کہ ان بھائی مدبر ہی تو یہ سوجھ گئی مگر سخت اضطراب یہ ہی کہ لٹے جانے والا اب تک
معلوم نہیں ہوتا اور ہر چند اسقدر تلاش کی کہ ضرغام شل ہوگیا لیکن میں یہ خوب جانتا ہوں کہ ابھی مالک شہر کے باہر
نہیں جانے پایا ہی مگر تو بھی جو مالک بن ملکوت شاہ کو نہ پیدا کروں ضرور تلاش کرکے ڈھونڈھ نکالونگا اور یہ کہکر زانو
پر سر جھکا کے غور کیا کہ اس امر میں کیا کرنا چاہیے تھوڑی دیر کے بعد سوچتے سوچتے حکم دیا کہ اسم نویسی خانہ شماری
طلب کی جاوے حکم کے ساتھ ہی ہزاروں متصدی مقرر ہوگئے اور تمام کٹنے شہر کی مردم شماری ہونے لگی فردیں اسم نویسی
اسد کی نظر سے گذرنے لگیں لیکن حال نہروان کا سنیے کہ اسنے اب اپنے دل میں خیال کیا کہ ای نہروان غضب ہوگیا
اسد نے محمود حلاج کو مالک بن ملکوت شاہ بنا کر بٹھا دیا ہی اور اب مالک کو تمیں بطور کافی کر رہا ہی اب مجھکو
لازم ہی کہ ایرج کے پاس جس طرح ہو سکے چلا چلوں اور اسکو اس ماجرے سے آگاہ کروں بس یہ خیال کرکے براہ دروازہ قلعہ کے
باہر نکلا اور خندق کو پیر کر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا اسوقت پہونچا کہ جب ایرج اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہہ رہا ہی کہ سوا
نہیں الیاس قلعہ سے بہت قریب مجھے کس نے دیا ہی کہ یکایک خدمتگار نے عرض کیا کہ ایک شخص دروازہ کے باہر
کھڑا ہوا اجازت حضوری طلب کر رہا ہی کہتا ہی کہ مجھے زبدۂ آفتاب پرستان سے کچھ کہنا ہی ایرج نے کہا کہ اچھا بلا لو کیا
مضائقہ ہی یہ چوبدار گیا اور نہروان کو جاکر بلا لایا جب نہروان سامنے آیا تو اسنے سلام کیا ایرج نے کچھ پہچان کر کہا کہ
میں نے تجھے کہیں دیکھا ہی اسنے قریب آکر کان میں کہا کہ خداوند نعمت میں دیو چہر کا بھائی ہوں نہروان میرا نام ہی
مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ہوں وہ میرے مکان میں موجود ہی اور اسد نے کل محمود حلاج کو لباس شاہانہ
پہنا کر زیر تیغ بٹھایا تھا اسلیے کہ محمود حلاج مالک بن ملکوت سے بہت مشابہ ہی یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور فوراً
سوار ہوکر قلعہ کے سامنے آیا اور کہا او دیوانے کل تو نے خوب حکمت کی تھی کہ محمود حلاج کو مالک کی قطع پر شکل کرکے
زیر تیغ بٹھا دیا تھا اور میں فریب کھا کر پھر گیا تھا مگر آج میرے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی اور قلعہ کو کیونکر بچاتے گا اسد نے
یہ سنکر جواب دیا کہ او آفتاب پرست کیا کہنا خوب سمجھا خیر جو وقت بارادہ قلعہ گیری آئیگا اسوقت حال کھل جائیگا
ایرج یہ سنکر پیچ و تاب کھاتا ہوا پھر آیا اور آتے ہی طبل جنگ بجوا دیا اسد آواز طبل جنگ کی سنکر نہایت ہی مضطرب
و پریشان ہوا مالک بن ملکوت شاہ کو تلاش کرتا ہوا نکلا اور ہر ہر کوچہ میں ڈھونڈتا ہوا چلا جا رہا تھا نہروان کے
مکان پر پہونچا اور لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ مکان کسکا ہی لوگوں نے کہا کہ یہ مکان دیو چہر عیار کا ہی اسد نے
یہ سمجھا کہ وہ گھر میں بھی نہیں معلوم ہوا کہ وہ تو نہیں ہی مگر بھائی اسکا نہروان گھر میں ہی اور اسکی جان گل اندام

ہو اسد نے کہا کہ چہ مات بلاؤ تو اور دروازہ کھلواؤ یہ سنکر ہرچند لوگوں نے شور مچایا و دستکین دین مگر صدا نہ
نکلی نہ جواب دینے والے کسواسطے کہ نہروان تو ایرج کے پاس جاچکا تھا انکی گھر مین چلبلی مچی ہوئی تھی کہ جان
صد ستا کا اب کوئی صورت بچنے کی معلوم نہیں ہوتی بس ہاتھ جلدی سے مالک بن ملکوت شاہ کو تو بیہوش کر کے ایک
تہ خانہ مین کہ جو سات درجے کا تھا اور اُس مین گھاس بھری ہوئی تھی ڈالدیا اور خود دیوار پھاند کر بھاگ گئی جب اسد کو
بڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ مکان مین کوئی نہیں ہے یقین ہوا کہ مالک ضرور بالضرور یہین ہے حکم دیا کہ زینے لگا کر گھر
کے اندر اُتر جاؤ اُسیوقت لوگ سیڑھیان لگا کر مکان کے اندر گئے دیکھا کہ گھر مین کوئی نہیں ہے ادھر اودھر دیکھکر دروازہ
مکان کا کھولدیا اسد بھی مکان کے اندر گیا چار طرف ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اسد کی نگاہ ایک دروازہ پر
پڑی حکم دیا کہ یار دروازہ کھلواؤ مجھے یقین ہے کہ مالک اسی مین ہے میرا دل گواہی دے رہا ہے لوگوں نے اُسیوقت دروازہ
کھلوا دیکھا کہ ایک تہ خانہ سات درجے کا معلوم ہوتا ہے مگر تاریکی اسقدر ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا اسد کو اطلاع دی کہ
خداوند یہان تو تاریکی اس شدت کی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سوجھتا یہ سنکر اسد نے روشنی اپنے ساتھ لی اور اُس تہ خانہ
کے اندر گیا دیکھا کہ تمام تہ خانہ مین گھاس بھری ہوئی ہے جو درجہ کھولکر دیکھا سوا گھاس کے اور کچھ نظر نہ آیا اسد نے
حکم دیا کہ تمام گھاس یہ سب سے نکال لو گھوڑون کو کھلا دینگے اُسیوقت گھاس نکلنا شروع ہوئی بارے جب ساتوین
درجے سے گھاس نکالی تو اُس درجے مین ایک آدمی کو بیہوش پڑے ہوئے دیکھا اسد سے عرض کیا اسد نے کہا کہ اُسے
لے آؤ سب الکر لوگ اُسے باہر اُٹھا لائے فرصت دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ مالک بن ملکوت شاہ ہے بس ایک غل ہو گیا کہ مالک
بن ملکوت شاہ مل گیا اسد کا یہ حال ہوا کہ مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا تھا کبھی ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر جاتا تھا
کہہ رہا تھا کیوں علقمہ سچ کہتا تھا کہ اس کافر کو ڈھونڈھنا ہے علقمہ اور سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ بیشک یہ کام حضور ہی کا تھا
حضور کے کس مین یہ تھا کہ اس عالم اضطراب مین یون تلاش کرتے القصہ تھوڑی دیر کے بعد اسد نے کہا کہ اسے ہوشیار
لاؤ افسر قاسم نے جنہی دار وسے بیہوشی کی دماغ سے اتار کر تقدمہ رفع بیہوشی دیا مالک کو چھینک آئی آنکھ کھل گئی ہوش آیا
سرپر ملک الموت کو پایا جان نکل گئی اسد نے کہا کہ اے مالک تو ڈر نہیں مین تجھے قتل نہ کرونگا مگر سچ بتا دے تجھے کون
پکڑ لایا مالک نے کہا نہروان عیار اور اُسکی بہن گل اندام بدکردار اسد نے پوچھا کہ پھر وہ کہان چلی گئی مالک نے
کہا کہ نہروان تو میری رہائی کی خبر دینے ایرج کے پاس گیا ہے اور گل اندام آپ کے خوف سے بھاگ گئی اسد نے کہا
کہ خیر معلوم ہوا اور مالک کو پھر گرفتار غل و زنجیر کر کے زندان خانہ مین بھیجدیا لشکر ایرج مین جلیل جنگ تو بج ہی چکا تھا
جب شب گذر گئی اور صبح ہوئی تو ایرج بدستور قلعہ پر آیا اور نہروان کو ساتھ لایا قلعہ پر سے حسب معمول گولہ برسنے لگا جب
ایرج گولون کو دور کر کے لب خندق پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو خبردار ہو جاؤ مین آپہونچا جب اسد نے یہ نقشا
دیکھا تو کہا کہ جلد مالک بن ملکوت شاہ کو لاؤ اور زیر تیغ بٹھاؤ اُسیوقت لوگ مالک کو زندان خانہ سے لے آئے اور اسد
مالک کے سرپر تلوار کھینچکے کھڑا ہوا اور للکارا کہ اوکر پاس فروش بچہ ابھی مالک کو نہروان عیار پکڑ لے گیا تھا
گھر مین اُنکا میں اُستاد ہون مین نے مالک کو نہروان کے گھر سے ڈھونڈھ نکالا دیکھ یہ مالک بن ملکوت شاہ موجود
ہے لنگر چاہتا تھا کہ مالک کی گردن پر تلوار لگائے کہ مالک نے چلا کر آواز دی کہ اے ایرج کیا مجھے قتل کرانا چاہتا ہے
جب ایرج نے جو مالک کو دیکھا اور اُسکی آواز بھی سنی تو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ مالک ہے مجبور ہو کر کمال رنج و اندوہ سے
مایوس ہو کر جانب لشکر پھر گیا اور داخل بارگاہ ہوا اپنے لوگون سے کہا کہ میرے عجب بلا کا مقابلہ ہے کہ نہ اب طرح کسی
حیلے مین پھنستی ہے اور نہ قلعہ ہی ہاتھ آتا ہے اس دغا باز کے ہاتھ سے تنگ آ گیا ہون یہ سنکر قارن قہرمین نے کہا کہ خداوند

یہ خیال نہ فرمائیے قلعہ تو ضرور آپ کے ہاتھ آئیگا اور عنقریب آئیگا ایرج نے آزردہ ہو کر کچھ جواب نہ دیا اسی اثنا میں
جوڑی ہرکارے کی گردن کو پسینے میں غرق حاضر بارگاہ ہوئی اور دعا دے کر عرض کیا کہ خداوند نعمت طراسپ
بن طماس مع طوفان بن سماک اور گیر ساٹھ ہزار کی جمعیت سے داراب کشور کشا کو قید کیے ہوئے لاتا ہے
یہ خبر سنتے ہی ایرج بہت شاد اور فرحان ہوا اور تمام سرداروں کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور طبل شادیانی بجنے
کا حکم دیا اور خود بھی دروازہ بارگاہ تک استقبال کے لیے آیا اور بکمال عزت و تکریم طراسپ کو بارگاہ میں لایا بہت عیش
بہا ہوئی ایرج نے احوال پوچھا طراسپ نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج نے کہا کہ وقتی نیر اعظم لطف
جدا انتقام لیا یا تو داراب کی تقدیر میں تھے باب داراب تھا سفید میں ہی خسرو آپ بہت کہیں اٹے بلاؤ تو
اسیوقت داراب کو ایرج کے سامنے حاضر کیا جب داراب داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ گرداگرد ایرج کے تمام آفتاب پرست
جمع ہیں لندھور ایک جانب بیٹھا ہے ایرج بر تخت صاحبقرانی مسند شوکت پر تکیہ ہے طراسپ سپہ سالاری کے دنگل پر
بیٹھا ہوا ہے گرد اس زنگ بر شجاعت سے بانوں دخلر بطریق آب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر ایرج نے
تعظیم کر کے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی داراب کرسی پر بیٹھا ایرج نے کہا کہ اے داراب تو اتنا بڑا احمق ہو کر کس چیز کی
پرستش کرتا ہے کہ جس میں تمام دنیا کی نجاست بستی ہے بہتر یہ ہے کہ نیر اعظم آفتاب تابان کو سجدہ کر اور آگاہ ہو کہ حمزہ میری تلوار
کے خوف سے ظلمات کی طرف بھاگ گیا جانشین حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے میری بیعت کر لی آج میں صاحبقران
زمانہ ہوں داراب نے جواب دیا کہ اے ایرج صاحبقران ایسے نہیں ہیں کہ تمہارے خوف سے بھاگ جاتے وہ تو لقا کے
تعاقب میں جانب ظلمات گئے ہیں اور اگر صاحبقرانی شاہی لندھور کے بیعت کرنے سے مسلم ہوئی ہے تو دوسرے جانشین بالک
اگر دونے میری بیعت اختیار کی ہے میں بھی صاحبقران ہونے کا دعوی کروں تو کچھ بھی ہو جائیگا اور خیر اس گفتگو سے تو
کچھ حاصل نہیں ہے دین آفتاب پرستی تو میں جب قبول کروں کہ جب تم مجھ پر غالب آؤ اگر دعوے صاحبقرانی کا ہے تو وہ الک
شایان یہ امر ہے کہ مجھ کو چھوڑ دو اور سر میدان میرا مقابلہ کرو اگر مجھ پر غالب آجاؤ گے تو جو کہو گے قبول کرونگا ایرج نے کہا کہ اچھا
کیا مضائقہ ہے جو تم کہتے ہو ویسا ہی ہوگا قلعہ فرنگوشیہ کے معاملے سے جو فارغ ہو لے تو تمہیں چھوڑ دینگے اور شاپور سے
کہا کہ شاپور لے جاؤ داراب کو اور بہ آرام تمام رکھو خبردار کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے پائے شاپور اسیوقت داراب کو
زندان خانہ میں لے گیا اور یہاں ایرج نے صحبت جشن برپا کی ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی گردش میں آیا قضا کار
اتفاق روزگار ضرغام شیر دل بھی استماع لشکر ایرج میں آیا ہوا تھا یہ حال دیکھ کر اسد کے پاس گیا اور تمام حال اسد
سے بیان کیا اسد نے کہا کہ اس آفتاب پرست نے اس عادی کے آنے کا جشن کیا ہے تو پھر آؤ ہم تم چل کر اسے گرفتار کریں
قیماس خان نے طراسپ کا نام سنا کانپ گیا اور کہا کہ اے اسد دلاور جانے بھی دو لشکر ایرج کا بادشاہ جب تلک
اس موجود ہو تو پھر اس عادی کا گرفتار کرنا بے سود ہے اسد نے کہا اب تو ہمارے منہ سے نکل گیا یہ ممکن نہیں کہ کل کسی
کام کو نہ کریں اور اب اس عادی کو گرفتار کریں القصہ دن تو یونہیں گذر گیا جب شب ہوئی تو اسد نے لباس شب روی
زیب بدن کر کے اور اپنے عیاری سے جسم پر آراستہ کر کے صورت عیاروں کی بنا کر سپر تلوار بغل میں لیکر قفلی کمند کو
کھول کے خندق کو پیر کر لشکر ایرج کا رخ کیا جب متصل بارگاہ پہنچا تو دیکھا کہ تمام ہندی دروازہ بارگاہ پر پہرہ دیتے ہیں
طوفان بن سماک کے آگے ہی لشکر کا نقشہ دیکھ ... سے اسد سے بھی نہ پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو
اسد دروازہ بارگاہ پر پہنچ گیا اور بلا خوف و خطر داخل بارگاہ ہوا ایرج کو کمال شان و شوکت سے بجائے صاحبقران
پایا اور طراسپ کو برابر بیٹھے ہوئے دیکھا اسی ندامت غضبناک ہوا قبضہ پر ہاتھ ڈالکر چاہا کہ ایرج کو مارے ضرغام نے

اُسکے ساتھ ہو گیا ہے بیعت اسکی کرنی ہی بارگاہ سلیمانی اور درباشہ صاحبقرانی سب اسکے حوالے ہو چوتھا سالک نامی جن کا
اُسکے دستوں تباہ و برباد کر ڈالا ہے چنانچہ اس آفتاب پرست نے ترکوں کا قتل و قمع کرکے شہر فرنگوشیہ اسنے چھین لیا
ملک بن کنعان زنگی جی مارا گیا اب ارادہ ایرج کا یہ ہے کہ یہان سے کوچ کرکے قلعہ ذوالامان پر جائے اور ناموس صاحبقران
مین رخنہ انداز ہو آپ کو لازم ہے کہ عرضی دیکھتے ہی باختر مین تشریف لیجیے ورنہ ناموس صاحبقرانی مین
رخنہ اندازی کا خوف کیا بلکہ یقین ہے ہر چند کہ مین ہر طرح جان دینے پر مستعد ہون جو کچھ ہو سکیگا قصور نہ کرونگا ہی
نہ کرونگا مگر بغیر آپ کے کام نہ چلیگا یہ عرضی روانہ کرکے اسد تو قصر اعظم کو روانہ ہوا اور ترک خاوری
تتماج کا تابوت لیکر سیاہ پوش ہو کے خدمت صاحبقران مین روانہ ہوے اور یہان جب ایرج شہر فرنگوشیہ کو اپنے
قبضہ مین کر چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کو زندان سے بلوا کر حمام کرایا لباس فاخرہ پہنا کر تخت پر بٹھایا طرماسپ نے
ملک مین مصروف ہوا جو آفتاب پرست مارے گئے تھے انکی لاشون کو جلوا دیا لندھور نے ترکون اور خاوریون کی لاشوں
کو دفن و کفن کروایا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ دیکھی تم نے ان لوگون نے میرا کہنا نہ مانا آخر اپنی جانین دین اب زمانہ
بجز اسکے کیا کہیگا کہ لندھور موجود رہا اور اہل اسلام قتل ہوا کیے اور حالانکہ مین حالت مجبوری مین تھا اپنے آقا کے حکم
تابع تھا کیا کر سکتا تھا ساتھ والون نے کہا کہ بہت درست ہے بہت بجا ہے جیسا کیا ویسا پایا ان سب کا خون انہین کی
گردن پر ہے غرض لندھور تو اس رنج مین رہا اور ایرج نے تین دن تک جشن کرکے فتح نامہ بھیجا شہر فرنگوشیہ کا
مالک کرکے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو ہم ملک گیری کو چلینگے اسی وقت سامان سفر درست ہوا اور لشکر شہر سے باہر نکلا

چند کلمہ حال پر اختلال مالک اژدر اور کشور شاہ لشکر داراب کے بیان کیے جاتے ہین

کہ مالک اژدر اور کشور کشا کاہنون کی خبر دینے پر شہر فرنگوشیہ کو روانہ ہوے کوچ بکوچ اور منزل بمنزل جب علاقہ فرنگوشیہ
پہنچ گئے تو ہرکارون کو خبر لیجانے واسطے روانہ کیا حسب الحکم جاسوس گئے اور دوسرے دن آکر خبر دی کہ ایرج نے شہر فرنگوشیہ
لے لیا ترک اور خاوری مارے گئے باہر ہوکر شہر سے نکل گئے تتماج خان مارا گیا مالک نے پوچھا کہ شاہزادہ اسد بن کرب
غازی کی کچھ خبر معلوم ہوئی عرض کیا کہ وہ پہلے ہی نکل گئے تھے ... وہ کے ہاتھ لگے ہین مگر ... ترکون اور خاوریون کی کمال
کی حمایت کی ... کہ آفتاب پرستون کو قتل کر ڈالا مالک نے کہا کہ بیشک وہ سب ایسے ہی تھے وہ سب تھا
اور وہ سب کے سب شاہزادہ قاسم کے رفیق اور عزیز تھے ان لوگون کا نام لیکر تلوار باندھنا چاہیے افسوس اگر شاہزادہ
خاور سیاہ زندہ ہوتے تو کاہیکو یہ لوگ یون تباہ و برباد ہوتے اور خوب قاسم کو یاد کرکے رویا کشور شاہ نے کلمات
تسکین اور صبر کہکر ہرکارون سے پوچھا کہ جو خبر ہو تم سب باتین معلوم ہوئین کہ داراب کی بھی کچھ خبر لائے کہ وہ کہان ہے
ہرکارون نے عرض کیا کہ حضور یہان معلوم ہوا کہ ارقم بن ارزق طوفان بن سماک اژدر گیر کا عیار گرفتار کرکے
سے اُسے پکڑ لیگیا اور طرماسپ کے حوالہ کر دیا وہ ایرج کے پاس لے گیا ایرج نے بعد فتح فرنگوشیہ یہان سے کوچ کیا
داراب ابھی کے لشکر مین قید ہے یہ سنکر کشور کشا نے فتاح کشوری عیار داراب سے کہا کہ او فتاح اپنے آقا کا
حال تم نے سنا اب ... کے ... کہ اپنے آقا کو جا کر ... فتاح نے کہا کہ آپ اطمینان سے رہیے مین
گیا اور لایا یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اسباب عیاری درست کرکے لشکر ایرج کا رخ کیا جلد جلد پاے شاطری مارتا
ہوا چلا جاتا تھا کہ دوسرے ہی دن قریب لشکر ایرج کے پہونچ گیا رنگ و روغن عیاری اپنے چہرے پر ملا صورت بنائی
فقیر آزادون کی بنا کر ... کا صفایا کرکے ... آزادی کا تاک پر لگا چمڑے کا رومال ہاتھ مین لیکر داخل لشکر ہوا
کوڑی کوڑی مانگتا ہوا چلا جاتا تھا کہ لشکر ایرج کو انتہا سے زیادہ بے پایان دیکھ کر حیرت ہی ایک طرف اترا ہوا ہے

پڑھی گیا گھڑی بھر بجی میں کہنے لگا کہ اے فتاح حقیقتاً ایرج بڑا صاحب جلال ہے صاحبقران جہان اقبال ہے غرض جب
کہ تاجور داخل بارگاہ ہوا تو بجز دربان اور بادہ شان و شوکت نظر آئی ملک گیری کے منصوبے دکھائی دیے غرض واں سے
پھر کر زندان خانہ داراب کا تلاش کرکے ایک نالے میں مجہر رہا اور چپکے چپکے نقب کی شروع کی بہر رات رہے دوسرا سرا
نقب کا زندان خانہ میں نکال دیا کہ داراب بے خبر سو رہا ہے چنگا کا ہنباب جلا کر جگایا اور بیہوش کرکے چادر چادری
میں پشتارہ باندھ کر براہ نقب صحیح و سالم لیے ہوئے چلا گیا اور جلد قریب صبح دوسرے دن لشکر مالک میں پہونچ گیا اور
پشتارہ سامنے رکھ دیا اور کہا کہ میرا مالک دیکھ داراب حاضر ہے کشور شاہ نے کہا کہ اے فتاح بیشک تمنے کار نمایاں
کیا تجھ سے سوا اور کسی کا یہ کام نہ تھا اب اس پشتارے کو کھول فتاح نے پشتارہ کھولا اور دم میں بیہوشی دے کے بیہوشی برطرف کی
داراب ہوش میں آیا دیکھا کہ کشور شاہ اور مالک اژدر دم تمام سرداران لشکر بیٹھے ہوئے ہیں حیران ہو کر عالم خواب
تصور کرکے آنکھیں بند کرلیں مالک نے پکار کر کہا کہ اے داراب ہوشیار ہو یہ خواب نہیں ہے لشکر میں ہماری ہے کچھ غم
فکر نہیں ہے تمہارا عیار فتاح کشور ہی تمکو چھڑا لایا ہے یہ سنکر داراب شاداں و فرحاں ہو کر آغا کشور شاہ مالک اژدر دم
سے صاحب سلامت کی اور فتاح کو گلے سے لگا کر خلعت گراں بہا عطا کر دیا بعد اسکے حمام کرکے کہا کہ اطلاع (?) فرمایا اور کپڑے
پہنکر بارگاہ میں آکر بیٹھا صحبت عیش و عشرت برپا ہوئی داراب نے مالک سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سپہ سالار لشکر
صاحبقران وہ میرا رفیق خاص امیر تیغ ستان شہر فرنگو فیہ کا سامنے سنا کر ترک مارے گئے اسد چلا گیا اور ایرج وہاں بھی
نہیں رہا اور یہی کچھ رتبہ اور مرتبہ حاصل کیا ہے لشکر بیشمار جمع کیا ہے مال و خزانہ لا انتہا خداوند (?) آب حیات نے فنا سے (?) نکمہ ہے
تمام اسباب صاحبقرانی ایرج کے پاس موجود ہے آج کل نہایت شوکت ہے اب ہم کیا کریں جیسی تمہاری صلاح ہو ویسا
کروں مالک نے ایک گھڑی بھر تک تامل کیا بعد اسکے کہا کہ اے داراب ایرج مثل بالا باختر سے خراج لیتا پھرتا ہے تم
چلکر تاجداران کوچک باختر سے خراج لو اور ان سب کو اپنا مطیع کرو تمہاری شان و شوکت بھی قریب قریب ایرج کے ہو جائیگی
اس مشورے سے داراب بہت خوش ہوا اور دعا دی اور کہا کہ واقعی مالک میرا سچا خیر خواہ ہے کہا کہ اے مالک اژدر دم واقعی خوب
صلاح تمنے دی ابھی تو پہلے ملک سجان کو چلتے ہیں مگر دو ہی تین دن میں سامان درست کرکے ملک سجان کو روانہ ہوا اور
لشکر ایرج میں صبح کو ایک غلغلہ بلند ہوا کہ داراب کو کوئی پکڑ لے گیا جب ایرج کو یہ خبر پہونچی کہ داراب زندان خانہ سے
غائب ہو گیا اور نقب لگا ہوا ہے پھر ایرج نے شاپور کو بلا کر کہا کہ اے شاپور میں نے داراب کو تیرے حوالے کیا تھا اس
کا ایسا تامل ہو گیا کہ کوئی شخص نقب لگا کر اسے چرا لے گیا اور تجھے خبر نہ ہوئی جا جا کر معلوم کر کہ یہ کام کس بد انجام کا تھا
یہ سنکر شاپور زندان خانہ میں گیا بہتر اقسام سے پہچان کر ایرج کے پاس آیا اور کل حال بیان کیا یہ سنکر ایرج نے بہت
تاسف کیا اور کہا کہ افسوس اگر میں خود ہی اسکی درخواست کے موافق اسکو چھوڑ دیتا تو میرا اسکے اوپر بڑا احسان ہوتا شاپور
نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں پھر داراب کو جا کر گرفتار کر لاؤں آپ اسے اب کی مرتبہ چھوڑ دیجئے گا ایرج نے کہا کہ نہیں
اب کچھ حاجت نہیں ہے انشاء اللہ دو روز کے بعد کوچ کر دونگا کوچ کی تیاری کرو لندھور نے کہا کہ اے ایرج نوجوان اب تو تکلیف
سفر گوارا نہ کرو آخر اب کیا ضرورت ہے اگر یہ غرض ہے کہ ملک گیری کیجئے اور سب سے خراج لیجئے تاجداران باختر کو
اپنا مطیع کیجئے تو تمہارے سفر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے صاحبقران کی جانب سے کل ملک باختر جو قبضہ
میں ہے صاحبقران مجھے مالک کر گئے ہیں میں خراج ہر ملک کا گھر کو منگوا دونگا تم کہیں نہ جاؤ ایرج نے جواب دیا کہ
اے والا سے جد رستم زمان مجھے ملک و مال سے کچھ غرض نہیں ہے بلکہ مطلب میرا اور ہی کچھ ہے بعد چند روز کے
ظاہر ہو جائیگا لندھور نے کہا کچھ تو کہیے کہ میں آپکا خیر خواہ ہوں بد خواہ نہیں ہوں کچھ تو مجھے بیان سمجھے شاید میں

کی مہر کر کے کہون ایرج نے ... نہین ہے آپ ... جب لندھور بہت مضطر ہوا تو اُسوقت ایرج نے کہا کہ ای
لندھور بن سعدان تو اپنی معشوقہ کو جسمین جانتا ہی ای لندھور اول تو آفتاب خداوند با اختر تجھکو اپنی دختر
بخش دیگا یہ وہ سبب ہے میں خواب مین دیکھکر اُسپر عاشق ہوا ہون مگر تم چاہتے ہو اور تمہاری یہ خواہش ہو کہ مین یہان سے
جنبش نکرون تو ملکہ گیتی فروز کو تجھے منگوا دون اور نہین تو جسطرح تجھے معشوق سے ملا دونگا اُسطرح لونگا ہر چند ادا یا کبھو ملی
یار کمال مضطر و بیقرار ہون اور یہی سودا ہی کہ سلطنت جا کر اپنی جبہ ہو کرون بس ان کلمات سے لندھور کی بہت بھلی
اندیہ دار بلانے لگا قریب تھا کہ کوئی کلمہ سخت ایرج کو کہے مگر از بسکہ مرد جہاندیدہ تھا چپ ہورہا اور اپنے دل مین
کہا کہ ابھی بگاڑنے سے کیا فائدہ ہی وقت پر سمجھ لیا جائیگا لیکن پھر بھی اتنا منھ سے نکل گیا کہ ای ایرج یقین ہی کہ تمہی کو
اس امر مین بہت کچھ گفتگو ہوگی اور مین تو ایسا ہی تمہارا دوست ہون کہ سن کے چپ ہورہا اور دم نہ مارا لیکن یہ
خیال بہت محال ہی اس سے ... آیندہ تمہین اپنے فعل کا اختیار ہی یہ کہکر بارگاہ ایرج سے اٹھکر اپنے خیمہ مین چلا آیا
رفقا نے کہا کہ شہریار کیا ارادہ ہی لندھور نے کہا کہ یارو ابھی تو مین کچھ نہین ہوتا یہ آفتاب پرست جو علیہ
لیتا ہی بلا سے جس وقت دیکھون کہ یہ آفتاب پرست قصد ذوالامان پر پہونچ گیا اور کوئی رخنہ اندازی کیا چاہتا ہی
اور کوئی روکنے والا نہین ہی تو پھر اُس وقت جان دینے پر مستعد ہو جاؤنگا ابھی بگاڑنا مناسب نہین ہی یہ ہرگز ہرگز
ممکن نہین ہی کہ میرے بیٹھے ہی ناموس صاحبقرانی مین کوئی شخص رخنہ انداز ہو اگر تم سب میرے ساتھ ہو تو ساتھ رہو یاروں نے
کہا کہ آپکی بیعت سے تو ہم کیا کنارہ کشی کرینگے مگر سنا چاہتے ہین کہ آپ فرماتے ہین حرمت ہندوستان کی خاک مین ملانا
اب تو کچھ اسدی کا کلام ہی معلوم ہوتا ہی یہ سنکر لندھور نے کہا کہ یارو تم جو کچھ کہتے ہو مگر مین اپنے آقا کے حکم سے
سرتابی نہ کرونگا کہ میرے آقا نے مجھے اسکی حفاظت کا حکم دیا ہی حتی الامکان تو اس سے نہ بگاڑونگا اور جب ایسا ہی
پانی سر سے اونچا ہو جائیگا تو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر ہر ایک نے کہا کہ ای داراے ہند اچھا آپ نہ بولیے مگر ہمکو تو اجازت
دیدیجیے کہ ہم اس سے سمجھ لین لندھور ہر ایک کو مانع ہوا اور ہر ایک سے کہا کہ صاحبو ابھی توقف کرو جلدی نکرو
دیکھو تو کیا ہوتا ہی غرض ادھر تو ہر ایک بیتاب کہا کہ ساکت ہو رہا اور ادھر ایرج نوجوان نے ملک سبائل
کی طرف کوچ کا قصد کیا فوج سب تیار ہوئی لندھور بھی مع رفقا اسکے ہمراہ ہمراہ جاتے جاتے لشکر ایرج کا ایک
پیچ دار بے پر پہونچا عرض ہوئی کہ ای شہریار یہان سے چار راہین ہین جس طرف حکم ہو اُسطرف چلین ایرج نے
دریافت کیا لوگون نے عرض کیا کہ خداوند ایک راہ تو شہر اختم کو گئی ہی دوسری راہ شہر زریج آباد کو گئی ہی تیسری
جزیرہ نارون کو گئی ہی چوتھی بیت حصار کو گئی ہی یہ سنکر ایرج نے کہا کہ سب لشکر یہین قیام کرے اور ان سب
مقامات کے تابداروں کو نامے لکھے جائین کہ یہ سب آکر حاضر ہون اور جو خراج حمزہ صاحبقران کو دیتے تھے وہ مجھے
آکر دین اور میری بیعت کرین کسواسطے کہ حمزہ صاحبقران جنکو اپنی طرف سے حاکم کر گئے تھے یعنی دارائے ہندوستان
لندھور بن سعدان اُس نے میری بیعت کر لی ہی اگر تم سب میری اطاعت نہ کروگے تو جو حال مین نے ... کا
کیا ہی اُس سے بدتر تمہارا حال کرونگا غرض حسب الحکم منشیون سے نامے تحریر کرکے ... اور قاصد ایرج نے اپنی جانب سے
بہلانے لگے اور ادھر لندھور نے اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ حمزہ صاحبقران اپنی طرف سے مجھکو حاکم کر گئے ہین ...
تمہارا حاکم و مالک ہون تمکو تاکید ہی کہ لکھتا ہون کہ تم سب کے سب اگر ایرج سے بیعت کرو اور خراج اُس کی خدمت
مین گذرانو جسوقت کہ صاحبقران آوینگے اور نہ بہت باز پرس کرینگے تو تم سب میرا نوشتہ پیش کر دینا چنانچہ بنظر
زنگی ایرج کا نامہ لیکر چلا اور الیاس ہندی لندھور کا نامہ لیکر چلا اب حال شہر اختم کا سنیے کہ جسوقت

اسد بن کرب غازی شہر اختر میں پہونچا تو جمشید و خورشید اختمی استقبال کرکے اپنے ساتھ لائے ایوان شاہی
میں لا کر بٹھایا صحبت عیش و عشرت کی آراستہ کی حال حمزہ صاحبقران کا دریافت کیا اسد نے کہا کہ مجھے ٹھیک علم
نہیں کہ نانا جان کہاں ہیں پہلے انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ ایرج نے خروج کیا ہے اسد نے کہا کہ بھائی وہ کیا اور اسکا
خروج کیا ہے سارا لشکر عدالت بندی سے گیا ہے بارگاہ سلیمانی اٹھا دے کر آسمان پر چڑھا دیا اور مرتبہ صاحبقرانی کو
پہونچا دیا اور جلسہ میں بندی کے سامنے اہل حق ترکوں کو قتل کرتے اور یہ تماشا دیکھا کرتے ہیں جمشید اور خورشید میں کیوں
ہوں کہ فلک نے ہمکو زیر دست کر دیا ورنہ کس طرح ممکن تھا کہ یہ سب منظور ہو سکتا ہے افسوس اس وقت
بھائی صاحب بیٹھے ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان تو موجود نہیں ہیں کہ اسے سزائے مقتول اور تنبیہ فرما دیتے میں
یقین ہے کہ اب تمہارے پاس بھی ایرج آفتاب پرست کا نامہ و پیام آتا ہوگا جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ حسب
آنے دیجیے ہم لیا جائیگا اسد نے کہا کہ بھائی ہمدردی اس وقت یہ ہے کہ بغیر سر دیے عزت و آبرو کی حفاظت لازمی ہے
جمشید و خورشید نے عرض کیا کہ اے شاہزادہ نامدار آپ کیا فرماتے ہیں ہم آپ کے ارشاد سے سرتابی نہیں کریں گے جو حکم
دیجیے گا قبول کریں گے مگر ایرج کی بیعت قبول نہ ہوگی اسد نے کہا کہ صاحبو کا ہیکو جہالت کرتے ہو اور اپنی جانیں دیتے ہو
بالفعل بیعت کر لو بعد چند روز کے جب حمزہ صاحبقران آئینگے اسوقت پھر لینا چاہے ان دونوں نے وہی کہا
کہ اے شہریار ہمیں جان دینا قبول ہے اور قبول نہیں ہے اسد نے کہا کہ اگر یہی ارادہ ہے تو میں ہر حال میں تمہارا شریک
ہوں القصہ اسد بعد دو ایک روز کے صید و شکار کو چلا گیا اور پہر کا دن تھا کہ خبر دی کہ ایلچی ایرج کا آتا ہے جمشید
نے کہا کہ آنے دو دیکھیں کیا پیغام لاتا ہے جب ایلچی سامنے آیا سلام کیا جمشید خورشید نے کرسی بیٹھنے کو دی صحبت
عیش برپا تھی جام شراب گردش میں آیا جب نشہ بادہ ناب سے دماغ ایلچی کا گرم ہوا تو اس نے کہا کہ منم نامہ دار
ایرج نوجوان زندہ آفتاب پرستان جمشید نے کہا کہ نامہ لاؤ نیلم نے نامہ سر سے کھول کر دیا دبیر نے نامہ پڑھا
جمشید و خورشید مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے نامہ پھیر کر پھاڑ ڈالا اور کہا کہ جا کر اس بد نصیب سے کہدینا
کہ تو لندھور کی حمایت پر پھولا ہے ہم کبھی تیری بیعت نہ کریں گے تو ہمارا کیا کر لیگا میرا ابا اس شاہین لندھور کا بھی پہونچ گیا
اس نے بھی نامہ لیکر پڑھوایا اور کہا کہ تو بھی لندھور سے کہدینا کہ تو اس پیرانہ سالی میں ایرج پر عاشق ہوئے دیوانہ
ہو گیا ہے تو نے دیدہ و دانستہ تمام ترکوں کو قتل کروا ڈالا ہم ہرگز ہرگز تیرے قول و فعل پر اعتماد نہیں کرینگے غرض جو
کہ ایلچی تو خاموش رہا مگر ایرج کے ایلچی نے کہا کہ اے شاہان اختر تم نے کیا غضب کیا اور یہ ایک ابلہانہ حرکت کی کہ
صاحبقران زمانہ کے نامے کو پھاڑ کر پھینکدیا اپنے حق میں تیشہ زنی کیا بس یہ کہنا تھا کہ جمشید و خورشید
نے کہا کہ لینا اس حرامزادے کو یہ سنکر نیلم زنگی چاہتا تھا کہ تلوار کھینچے فوراً انہی لوگوں نے گرفتار کر لیا اور جو ہمراہی
اسکے بارگاہ کے باہر تھے انکی مشکیں بھی باندھ لیں اسکے بعد حکم جمشید نے نیلم زنگی اور ان سب روسیاہوں کو زنانہ
لباس پہنا کر گدھوں پر سوار کرکے سوانگ بنا کر شہر سے باہر نکال دو یہ سنکر جب کہ ملازمان جمشید نے اسی وقت
نیلم وغیرہ کی داڑھی مونچھیں منڈوا کر زنانہ لباس پہنا کر تیل توے سے منہ سیاہ کرکے گدھوں پر بٹھا کے شہر سے
نکال دیا ایلچی روتا پیٹتا ہمراہیوں کے اسوقت بارگاہ ایرج میں پہونچا کہ جب ایرج مع تمام اہل دربار کے
مصروف عیش و عشرت تھا آتے ہی ایک غل ہو گیا کہ اسے یہ کون مورت کہاں سے آئی جب نیلم ایلچی نے ایرج
کے پاس جا کر تمام سرگذشت اپنی بیان کی ایرج یہ سنکر مارے غصہ کے بید دار لرزنے لگا پوچھا کہ اسد وہاں تھا یا نہیں
وہاں موجود تھا نیلم نے کہا کہ نہیں ایرج نے لندھور سے کہا کہ سنا آپ نے جو کچھ جمشید و خورشید اختمی نے بیج

ایلچی کے ساتھ سلوک کیا لندھور نے کہا کہ میرے نانے کا بھی ایسا ہی جواب واہیات آیا ہے اب جس طرح چاہیں
انہیں تنبیہ کریں مجھے اُن سے سروکار نہیں یہ ایلچی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ ایلچی شہر زرنج آباد گیا تھا وہ بہت
بھاری خلعت پہنے ہوئے عرضی اسفندیار خان زرنج آبادی کی لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ والی شہریار اُس ایلچی کے
آنے کی بہت کچھ عزت و تکریم کی اور میری دعوت بھی بہت عمدہ طریقے سے کی انجام دار کہتا مناسب جیسا کہ ایلچیوں کے
ساتھ کیا جاتا ہے وہ سب عمل میں لایا ایرج نے کہا کہ اچھا وہ عرضی لاؤ ایلچی نے عرضی حاضر کی دیکھا کہ اُس عرضی میں
بکمال ادب یہ مضمون تحریر ہے کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج نوجوان مجھکو اسیر بار تیر و بست فرمائیے کہ میں
حاضر ہوتا ہوں اور لندھور کو بھی سلام کرتا ہوں جو وہ کہ اُنکے حکم سے سرتابی نہ کرونگا سو میں ہر طرح حاضر ہوں مجھے تمہاری
اطاعت ہر طرح منظور ہے غرض یہ مضمون سنکر نائرۂ غیظ و غضب ایرج کا فرو ہوا ایک تھوڑی ہی دیر کے بعد جو ایلچی
بستہ حصاری کو گیا تھا وہ بھی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مالک بستہ حصار کو بھی خراج گذار ہی ہیں کچھ عذر نہیں ہے
حضور دولت پر آستانہ بوسی کو حاضر ہوگا یہ سنکر ایرج نہایت خوش ہوا اور کہا کہ یہ لوگ بہت ذی فہم معلوم ہوتے ہیں
کہ میری اطاعت کرتے ہیں کچھ عذر نہیں کیا ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ ایلچی جو جزیرۂ ناروں کو گیا تھا وہ بھی آ موجود ہوا
اور والد لکھن بن لکمات کی عرضی حاضر کی ایرج نے جو اُسے پڑھوایا تو لکھا تھا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان اے ایرج
نوجوان پہلے حضور معمور السرور نے بنام کمترین شرف اصدار پایا غلام سر پر اُسے آنکھوں سے لگایا مضمون اُسکے سے اطلاع
کامل آگاہ ہوا فدوی ہر طرح تابع فرمان عالی ہے مگر التماس یہ ہے کہ جیسے یہ فدوی لکھن بن لکمات زنگی مارا گیا ہے سوائے میرے کوئی
نہ مجھکو مالک جانتا ہے غلام امیدوار ہے کہ حضور یہاں تشریف لاکر جزیرۂ ناروں کا بندوبست فرماویں پس اس عرضی کے
سے آگاہ ہو کر لندھور سے خطاب کیا کہ اے لندھور میں ضرور جزیرۂ ناروں کو جاؤنگا لندھور نے کہا کہ جیسا ارشاد
مبارک میں آئے مجھے کیا عذر ہے یہ سنکر ایرج نے سامان سفر درست ہو جانے کا حکم دیا اور طرماسپ سے کہا
کہ اے طرماسپ تم لشکر اپنے ساتھ لیکر شہر اختم پر جاؤ اور شاہان اختم کو سمجھاؤ اگر وہ مان جائیں تو بہتر ہے ورنہ بزور
شمشیر دائرۂ اطاعت میں لاؤ بعد اُسکے مالک بن لکموت شاہ اور لندھور کو بھی طرماسپ کی ہمراہی کا حکم دیا الحاصل
لندھور اور مالک اور طرماسپ تو مع فوج و سپاہ جانب شہر اختم روانہ ہوئے اور ایرج بارہ ہزار آفتاب پرست
لیکر جانب جزیرۂ ناروں روانہ ہوا لیکن بے چند کلمے داستان جزیرۂ ناروں کے ملاحظہ فرمائیے کہ جب لکھن بن لکمات
زنگی طرماسپ کے ہاتھ سے مارا گیا اور خبر اُسکے قتل کی جزیرۂ ناروں میں پہونچی تو لکھن کی دختر نے حال اپنا تباہ کیا
باپ کے ماتم میں سیاہ پوش ہوئی اپنے شوہر سے کہا کہ جبتک میرے باپ کے خون کا عوض ایرج سے لے نہیں لیں
اپنی جان دیدونگی اور تیری بھی جان لونگی یہ سنکر اُسکے شوہر طراقوس زنگی نے کہا کہ ایرج سے میں سرکشی ہو کر نہیں
لڑ سکتا الا یہ ہے اگر منظور حق تعالیٰ نے چاہا تو عوض لیلونگا تم گھبراؤ نہیں کہ اسی اثنا میں ایرج کا نامہ پہونچا یہ اُسے
غنیمت جانکر بہت عزت و تکریم کی اور مضمون مسطورہ کی عرضی لکھکر روانہ کی اور اپنی زوجہ سے کہا کہ اب وقت انتقام
آ پہونچا ہے اگر وہ آگیا اور میرے ہاتھ لگ گیا تو دیکھنا کیسا عوض لیتا ہوں اور اعیان جو عمرو کے وقت میں تیار کیے
تھے انکو بلا کر کہا کہ یار وہ آتا ہے اسی آفتاب پرست کے ہاتھ سے مارا گیا میں نے اب اُسے فریب بلایا ہے تمہیں لازم
ہے کہ جس وقت کشتی اُسکی وسط دریا میں پہونچے تو تم سب حسب معمول نیچے مار کر کشتی اُسکی غرق کر دینا اور اُسے
زندہ پکڑ لینا اُن سب نے عرض کیا کہ پیر و مرشد کشتی اُسکی دریا میں آئے تو ہم پھر دیکھیں وہ کیونکر بچ کر جاتا ہے غرض
ہم تو تیر کو سے ہیں بلکہ تین تین دن تک دریا سے باہر نہیں آتے اور خداوند یہ وہی ہے کہ خود طرارہ کیا بات ہے

ہو کر باپ اُسکا ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تو نہایت غضبناک ہوا اور اپنے نانا کے پاس آکر عرض کیا کہ نانا جان
باپ میرا ایرج کے ہاتھوں مارا گیا اب میری آنکھوں میں تیرہ و تار ہے جب تک دم میں دم ہے آرام نہ کرونگا جب تک
میں اپنے باپ کا عوض نہ لونگا مجھے آرام نہ آئیگا اور اگر آپ مجھے جانے نہ دیجیے گا تو میں پیٹ کر [illegible]
کر ڈالونگا [illegible] اسوقت نشہ شراب میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں الغرض
بن لکمن چالیس ہزار زنگی اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا اور ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا کہ دیکھو جلد ایرج کی خبر لاؤ
دو ہی چار روز کے بعد معلوم ہوا کہ ایرج جزیرہ نارون کو گیا ہے یہ سنکر اسیوقت الغرض نے عنان عزیمت کو طرف
جزیرہ نارون کے منعطف کیا جب قریب جزیرہ نارون کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ طرافوس زنگی نے ایرج کو
گرفتار کر لیا یہ سنکر الغرض نے طرافوس سے کہا چچا کہاں ہے جلدی خبر دو ابھی ایرج کو قتل نہ کرنا میں آپہونچا ہوں جب میں
آؤں تو پھر اختیار ہے طرافوس نے جو خبر آمد الغرض کی سنی بہت خوش ہوا خود استقبال کر کے لایا دعوت کی نہایت تعظیم و
تواضع سے پیش آیا اس روز تو عیش و نشاط [illegible] دعوت و ضیافت میں بسر ہوئی دوسرے روز الغرض بن لکمن
بارگاہ میں آیا طرافوس سے کہا کہ اے بھائی ذرا اس آفتاب پرست کو بلاؤ اسیوقت طرافوس نے چوبدار کو حکم دیا
چوبدار زندان خانے جا کر ایرج کو لے آیا ایرج نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور کہا کہ اس شخص پر میرا سلام ہو جو
نیر اعظم آفتاب تابان کو برحق جانتا ہو الغرض نے جو ایرج کو بغور دیکھا تو ایک جوان حسین خوبصورت پایا کہ آثار دلیری
اور شجاعت کے چہرے سے ہویدا ہے پوچھا کیوں ایرج تو نے لکمن زنگی کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ میں نے کب مارا بلکہ میرے
لازم نے اسے مارا کیونکہ جب دو لڑتے ہیں تو یک قتل ہوتا ہے اور ایک فتحمند ہوتا ہے وہ دونوں باہم لڑے لکمن
مارا گیا الغرض نے کہا کہ تجھے طرافوس نے کیونکر گرفتار کیا ایرج نے جواب دیا کہ جیسے شیر شکاری روباہ صید کرکے پھندے
میں آجاتا ہے الغرض نے کہا کہ خیر اگرچہ تو میرے باپ کا قاتل ہے لیکن مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے اگر تو اب بھی خداوند
لقا کو سجدہ کرے اور میری رفاقت اختیار کرے تو میں ابھی تجھے چھوڑ دوں ایرج نے کہا کہ اے لکمن لقا تو میرے ہی
پاس خائف ہو کر چھپ رہا تھا جب میرا [illegible] بظاہر [illegible] تو وہ مایوس ہو کر [illegible] کو چلا گیا اور میں نے تو آج
تو دو دو [illegible] کیا تھا کہ میں [illegible] اس سبب سے وہ خود ہی دین آفتاب پرستی قبول کرنے پر راضی ہوا
تھا پھر ایسا شخص بھی لائق پرستش ہوتا ہے کہ جو خود اپنے کاموں میں حاجتمند ہو اور اگر تو رفاقت کو کہتا ہے تو اس
میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اگر تیرا [illegible] ہے تو میں دل و جان تیرا رفیق ہوں بشرطیکہ تیرا دین قبول
کرنے پر راضی ہوں الغرض نے کہا کہ بیشک تو نے ایک امر معقول بیان کیا ہم تمہیں ابھی چھوڑے دیتے ہیں مگر اپنے
قول کو یاد رکھنا جب ہم تمہیں [illegible] کرینگے تو ہماری اطاعت سے سرتابی نہ کرنا ایرج نے کہا کہ کیا مجال جو ہم کہتے ہیں سو کرینگے
یہ سنکر الغرض نے کہا کہ بیڑیاں ہتھکڑیاں و قید اسکی دور کریں طرافوس زنگی نے ہر چند چاہا کہ اے الغرض یہ کیا غضب
کرتے ہو اے بھائی ہرگز اسے نہ چھوڑو میرا کہنا مانو یہ جوان بے ایمان آفت جان ہے الغرض نے کہا کہ تم تماشا دیکھو کیا
تو ہوتا کیا ہے [illegible] میں ابھی تو اسے [illegible] کر پھر گرفتار کر لونگا تم اسوقت ہو کہاں اور یاد رہے ایرج نے جو ہتکڑیوں کا نام
سنا انکار کر کہا کہ اے لکمن ہتکڑیوں کی طلب بیجا ہے قید کا تو نشا وقت پر منحصر ہے مگر ہاتھ کی ہتکڑی اور پاؤں کی
بیڑی گلے کا طوق سب ایک ہی جھٹکے میں توڑ ڈالا اور کل قید کو مثل تارہائے عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا یہ دیکھ الغرض
بہت متحیر ہوا اور دوڑ کر ایرج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھایا جام مے ارغوانی گردش میں آیا بعد اسکے ایرج کو
حمام کروا کے خلعت فاخرہ پہنایا اور کہا کہ دو چار روز تو آسایش کرو بعد اسکے پھر ہم تم دونوں لڑینگے اب ایرج

اس قلعہ کی کسی کو حقیقت نہیں ہو ایک حرف ہمیں یہی معلوم ہے کہ سرکار کے سروال بنانے ہو سے گئے ہو جمشید
کی خدمت میں عرض ہوئی کہ دو آدمی بھاگے کہتے ہیں [illegible] وہ سرکار کے سامنے [illegible] دروازے سے
پہونچے جمشید وخورشید کو سلام کرکے بیان طرماسپ کا پہونچایا خورشید وجمشید نے کہا کہ ہماری جانب سے بار
گو ہوا اور طرماسپ معلوم ہوا کہ وہ قطماس کے نطفے سے نہیں ہے نطفہ شیطان ہے اگر تو قطماس کا نطفہ ہوتا تو ہرگز
ہرگز دائرہ اسلام سے باہر نہ جاتا اہل اسلام کے قتل کا بیڑا نہ اٹھاتا بس جب تو نطفہ شیطان ہے تو فرزند ابلیس کے سے
عمل نہیں کرتے ہو [illegible] ہوئے قصور [illegible] شعر سر [illegible] شمشیر عجب [illegible] سر جیب
آید بر سرش [illegible] اگر زندگی ہماری باقی ہے تو بچینگے اور اگر قضا آئی ہے تو مارے جائینگے یہ سنکر ہرکارے وہاں سے
واپس آئے تمام حال طرماسپ سے بیان کیا طرماسپ یہ سنکر آگ بگولا ہوگیا اور [illegible] پناہ دوسے کر کے کہنے لگا کہ
سمجھانے کا حق تھا ہم اپنے [illegible] تمام [illegible] کو کل قتل نہ کیا تو کچھ کام نہ کیا یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا شراب کا دور
چلنے لگا [illegible] رنگ شروع ہوا جب [illegible] آفتاب سے گرم ہوا تو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل قلعہ پر یورش ہوگی [illegible] وقت
طبل جنگ نوازش میں آیا جاسوسوں نے جمشید وخورشید کو خبر پہونچائی کہ طرماسپ نے طبل جنگ بجوا دیا انہوں
نے کہا کہ خیر جو مرضی الٰہی ہمارے یہاں بھی نقارہ [illegible] پر چوب پڑے اہل قلعہ میں بھی صدائے کوس حربی بلند ہوئی
دونوں جانب جنگ کی تیاری ہونے لگی لشکر آفتاب پرستان میں یک غلغلہ بلند ہو گیا کہ بھائیو کل روز مجادلہ ہے پھر
سے کون بیٹھا ہمارا اپنی بے اختیاری پر بیٹھا اب لطف جنگ نہ اٹھائینگے مفت میں مارے جائینگے کہ [illegible] کا اقبال
ہوا کہ [illegible] تک آتے جلسا [illegible] تک ہرگز نہ جائینگا اور ادھر اہل قلعہ آپس میں کہ رہے ہیں کہ بھائی طرماسپ
ہمارے آفت جان ہو گئے اکثر قلعے لیے ہیں بہت سے سر کر لیے ہیں دیکھئے کیا فساد اٹھائیگا
آفت ڈھائیگا خدا ہی اسکے شر سے بچائیگا تو بچینگے اور ایک جانب جمشید وخورشید باہم باتیں کر رہے ہیں کہ اگر
طرماسپ آگیا ہے تو آجانے دو جب تک دم میں دم ہے قلعے کے اندر نہ آنے دینگے [illegible] کریں [illegible] کہ
پیر و مرشد آپ مطمئن رہیے جب تک ہم زندہ رہینگے آپ پر آنچ نہ آنے دینگے جب ہم مر جائینگے تو [illegible] آپ تک
نوبت آئیگی یہ سنکر جمشید وخورشید نے کہا کہ بھائیو جان دینا بہت مشکل ہے مگر تم سب صاحب [illegible] کہ طرماسپ
اندرون قلعہ آجائے اور لڑائی بڑھ جائے تو تم ہمارے ناموس کو لیکر کسی طرف نکل جانا اور انکی عزت
بچانا [illegible] مکان تو قلعہ ذو الامان میں پہونچا دینا بہر صورت ہمارے ناموس کی عزت تمہارے ہاتھ ہے
ساتھ جانے سے [illegible] بہتر ہے [illegible] نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ سب سچ ہے مگر دنیا کیا کہیگی یہی کہ اس
ہمارے سامنے سے اپنی جان بچا کر نکل گئے پھر [illegible] کون جمشید وخورشید نے کہا کہ بھائیو کوئی قسمین [illegible]
تم سب آمادہ رہو اور [illegible] تھے ان سب نے عرض کیا کہ شہریار یہ سب باتیں تو ہو چکیں وقت مشکل درپیش
ہے لے اللہ کیجیے یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے وضو کیجیے نماز پڑھیے دعا کیجیے کہ حق تعالیٰ مشکل آسان کریگا
یہ سنکر جمشید وخورشید نے حکم دیا کہ جانماز بچھواؤ اور وضو کے لیے پانی لاؤ ملازموں نے جانماز بچھائی
وضو کے لیے پانی حاضر کیا جمشید وخورشید نے وضو کرکے نماز ادا کی بعد الفراغ ہاتھ دعا کو اٹھا شروع کی اور مشغول
گریہ وزاری ہوئے کہ ای رب العالمین ای مالک آسمان وزمین ای خالق جن وبشر رزاق حقیقی ای کریم واکرم
[illegible] تو ہی اس وقت ہمیں حافظ ونگہبان ہو تو ہی ان کافروں کی شر سے بچانے والا ہے پروردگار سوا اس
تیرے کس سے التجا و درد دل بیان کریں خداوندا تو ہی حامی ومعین ہے مصرع عرض حاجت بر تو حاجت نیست

بھائی کو پہچانا یہ تو قلعہ میں بیٹھے ہوئے دعائیں مانگ رہے تھے اور سامنے سے اسفندیار خان زریخ آبادی
پسر خواندہ صاحبقران ایرج ملک زریخ آباد کا سے کر ایرج کی خدمت میں چلا جاتا تھا اسنے جو یہ معرکہ دیکھا کہ طرماسپ
فوج کثیر لیے ہوئے قلعہ کو گھیرے کھڑا ہوا اور جمشید و خورشید نے مجبور ہو کر بحالت تنہائی دروازہ قلعہ کا بند کر لیا ہے اور
طرماسپ تمام زور و کوشش کیے ہوئے ہے اگر اس حرامزادے نے قلعہ پر قبضہ پایا ماحصل کی ذرا فرق میں یہ ہزاروں بیکس
مسلمان مارے جاوینگے یہی یہ خیال کرکے عشرت نام اپنے عیار کو خلوت میں بلا کر کہا کہ اے عشرت تجھ سے ہو سکتا ہے کہ
طرماسپ کو عیاری گرفتار کرکے جمشید اور خورشید کو دے آوے کوئی اس مارے آگاہ ہوا اسنے عرض کیا کہ اے قبلہ ارشاد
نہیں ہو تجھے بہر طور آپ کی اطاعت ہرگز رہا ہوں تو اگر کوئی دشوار کام ہو تب بھی میں اس سے باز نہ آتا یہ کہکر روانہ ہوا
طرماسپ کے خیمے میں آکر ایک خدمتگار کی شکل بنا کر کھڑا ہو رہا جب طرماسپ وقت شب کھانا کھا کر سو رہا چوکی پہرہ
تمام ہو گیا تو اسنے اپنا دماغ جنگ کے بیہوشی (روا) شروع کی جب خدمتگار خاص برطرف کے سب بیہوش ہو گئے
تو اسنے ساری روشنی گل کرکے طرماسپ کے پلنگ کے برابر آکر طرماسپ کو بیہوش کیا اور بوجہ عیاری میں لپیٹا اور
باندھ کر پہلے بستر اٹھایا بجائے کے نقب کنی کرتا ہوا پیدا نقب طرماسپ کو لے چلا بوقت صبح لشکر سے باہر نکلا صبح
کا [illegible] پڑا اور وہاں بھی نقش پا کا نشان باقی نہ چھوڑا اور صحیح و سلامت بیشتارہ طرماسپ کو لیے ہوئے جانب قلعہ
راہی ہوا جب نزدیک قلعہ پہنچا تو زمین پر لیٹ گیا اور پیٹ کے بل خندق تک گیا اور کمند کو پھیلا کر [illegible]
[illegible] کرتا ہوا دروازہ قلعہ تک پہنچا اور پکارا کہ پہرے پر کون ہے جلد دروازہ قلعہ کا کھول دو کہ میں طرماسپ کو
گرفتار کرکے لایا ہوں [illegible] سنتے ہی پہرے والے نے جمعدار کو جگا دیا جب جمعدار آیا تو اسنے پوچھا کہ تو
کون ہے نام تیرا کیا ہے عشرت نے کہا کہ [illegible] عرض کرتا ہوں کوئی ہوں کر تمہارے دشمن کو گرفتار کر لایا
ہوں یہاں جمعدار نے اسی وقت جمشید و خورشید کو اطلاع دی کہ وہ دونوں اسی وقت دروازے پر آئے عشرت
نے جو دیکھا کہ روشنی بہت سی آئی اور [illegible] معلوم ہوا کہ بادشاہ آتے ہیں جب جمشید و خورشید
قریب دروازہ آئے تو خود پوچھا کہ تو کون ہے اسنے ایک کاغذ دراز کی راہ سے دیا کہ پڑھیے اور پہچان
لیجیے جمشید نے اس کاغذ کو پڑھ کر عشرت کو پہچانا اسنے کہا کہ طرماسپ کو پکڑ لایا ہوں اندر نہ آؤں گا
منتظر دروازہ کھول کر بیشتارہ لے لیا اور دونوں بھائیوں نے جو [illegible] تھے وہ عشرت کو دے کر رخصت کیا عشرت
تو اپنی طرف راہی ہوا اور جمشید و خورشید بیشتارہ [illegible] شکر جناب باری ادا کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم [illegible] ہوئے
[illegible] کہ پروردگار نے ہماری مدد کی اور دعا ہماری قبول کی خداوند [illegible] شکر [illegible]
[illegible] اپنے مقام پر آکر [illegible] حکم دیا کہ جلد طرماسپ کو طوق و
زنجیر میں گرفتار کرو [illegible] زنجیر ڈال دی اور جمشید
و خورشید سے عرض کیا کہ حضور اب اسکے حق میں کیا حکم ہوتا ہے جمشید و خورشید نے حکم دیا کہ اسے ہوش میں لاکر ہمارے
سامنے لاؤ لوگوں نے اسکو سامنے لاکر [illegible] بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اب جو طرماسپ کی آنکھ کھلتی ہے تو دیکھا
کہ طوق و زنجیر میں گرفتار مسلسل و مطوق سامنے شاہزادوں کے کھڑا ہے [illegible] حیران و پریشان ہوکر اپنے دل میں سمجھا کہ یہ خواب
پریشان دیکھتا ہوں جلدی سے آنکھیں بند کرلیں جب اسنے آنکھیں بند کرلیں تو [illegible] لوگوں نے پکار کر کہا کہ اے
طرماسپ کیا تو اسے خواب و خیال سمجھا ہے یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے ہوشیار ہو کر گرفتار ہو کر
آیا ہے [illegible] زنجیر میں [illegible] لوگوں سے کہا غضب ہوا [illegible] توڑ ڈالی

میں اور میں تیرا کام تمام کرنے کو موجود ہوں یہ کہکر داراب کے سامنے آکر داراب پر تلوار لگائی داراب نے تلوار
اسکا پشت شمشیر پر روک کے پھینک دیا کر کوہ سپیر کو قلم کرکے سنجیل کے شانہ پر چلائی کہ شانہ اسکا شگافتہ ہوا آخر سنجیل کا
جھول پڑا بائیں ہاتھ سے داراب پر خنجر مارا داراب نے بلطون سپر اگری جھکا کے خنجر اسکا چھین لیا اور سنجیل سپہر گردان
بیہوش ہو کر گرا سپہر سپہر گردان بھائی اسکا مقابلے کو آیا وہ بھی مجروح ہو تو ایک حیات زنگی نامی گرامی شام تک داراب کے
ہاتھ سے زخمی ہوئے اور تین چار جوان سے مارے گئے داراب نے طبل بازگشت بجوا کر آواز دی کہ او آفتاب پرستو اب تو
شام ہوگئی کل پھر تمہارا مقابلہ ہوگا میرے ہاتھ سے کہاں جاؤ گے کشور شاہ داراب کشور کشا پھر سے زرد جواہر نگار
بارگاہ میں آیا اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ کا حال کہ اداس اور نہایت پریشان زخمیوں کو اپنے سامنے کر داخل خیمہ ہوا
جراحوں کو بلا کر زخمیوں کو مرہم لگانے کے بعد اسکے منشی طلب کر کے حکم دیا کہ بہت جلد ایرج نوجوان کو یہ مضمون ایک
نامہ تحریر کر کے روانہ کرو کہ میں بحکم والا شہر اخستم پر مع طرماسپ وغیرہ لشکر کے پہونچا اور شاہان اخستم کو بہت کچھ سمجھایا
لیکن انھون نے کوئی بات نہ مانی اور آمادہ جنگ کا اظہار کر کے قلعہ بند ہو گئے اور طرماسپ بھی معلوم نہیں کس طرح
وہاں قید ہو کر جیسا گیا چنانچہ اب تک قلعہ میں مقید ہے سر کار ایک طرف اب سنئے کہ داراب کشور کشا مع فوج
و سپاہ کثیر آیا ہوا ہے مجھ سے مقابلہ کرتا ہے بہت سے سردار نامور کو قتل کر چکا ہے اور بہت سے مجروح ہو چکے ہیں
آپ کو لازم ہے کہ بمجرد ملاحظہ عریضہ ہذا افواج قاہرہ اس جانب منعطف فرمایئے ورنہ معلوم نہیں کہ ہم داراب کے ہاتھ سے
کس گت کو پہونچ جائینگے دبیر نے اسی وقت وہ نامہ لکھ کر مالک کے سامنے حاضر کیا مالک نے اپنی مہر اس پر ثبت کر کے
ایک ہرکارہ کو خدمت ایرج میں روانہ کیا کہ اسی اثنا میں ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ داراب کشور کشا نے
طبل جنگ بجوایا ہے کل پھر آمادہ ہے کہ معرکہ آراستہ میدان نبرد ہو مالک نے یہ سنکر حکم دیا کہ جو ہرمزی نیر اعظم آفتاب تابان
کی خبر ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجادیا جائے بموجب حکم مالک اسی وقت لشکر آفتاب پرستان میں کوس حربی نوازش
میں آیا شب بھر دونوں لشکروں میں جنگ کی تیاری ہی تیاری رہی یعنی صبح دونوں لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئیں بعد نقابت نقیبان کے داراب کشور کشا کشور شاہ سے اجازت طلب ہوا کشور شاہ نے کہا کہ جاؤ تم کو
خدا و خضر آب حیات کی حفظ و امان میں دیا کہ وہی تمہارا حافظ بخشیل اور مددگار ہیں یہ سنکر داراب سلام
کر کے میدان کارزار میں آیا اور مبارز طلب ہو پکارا کہ آج پھر جس کسی کو جوش مرگ اور خواہش جنگ ہو وہ میرے
مقابلے کو نکلے یہ سنکر عوجان درباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ جاؤ تمکو
نیر اعظم آفتاب تابان کے سپرد کیا یہ سنکر عوجان درباری سلام کر کے مقابل داراب ہوا اور پکارا
کہ او آتش پرست تو چند آدمیوں کو مجروح کر کے مغرور ہوا ہے بہت سے بہادر ایسے ایسے لشکر آفتاب پرستان میں
موجود ہیں کہ جو تیرے اور تیرے لشکر کے لیے بس ہیں داراب نے کہا کہ او عوجان کیا ہرزہ لایات خواہ مخواہ بک رہا ہے
میدان مصاف جائے گفتگو نہیں ہے اگر ارادہ جنگ آیا ہے تو اپنا حربہ دکھا عوجان نے یہ سنکر غضب ناک ہو نیزہ داراب پر
مارا داراب نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ پر روکا بس پھر کیا تھا کوئی دو گھڑی تک صحن پر چمن نکلوں کی خوب داد دیتا رہا اور
پھر پہ چپ دیکھائی آخر کار داراب سے نیزہ اسکا ہوائی کیا عوجان نے جھک کر تلوار ماری داراب نے تلوار اسکی
پشت شمشیر پر روک کے جواب وار کیا تو تلوار داراب کی سپر کو کاٹ کر سر پر آئی کہ تا دہانہ اتر گئی عوجان نے
دستار نہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی اور عوجان غش کھا کر گر پڑا آفتاب پرست آگے
اٹھا کر لیگئے داراب پھر مبارز طلب ہوا ہرجان درباری مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر مقابل داراب ہوا

وہ بھی مجروح ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی زخمی ہوا بعد اُسکے فیلم زنگی آیا وہ بھی مجروح ہوا القصہ جتنے سپاہیان ایران
میں لشکر مالک میں کوئی ایسا شخص باقی نہ رہا کہ جو داراب کا مقابلہ کرتا سبھی سپہ آزمودہ اور نام آوران لشکر سبھی یاور
مجروح ہوئے یا مارے گئے مالک نے مجبور و ناچار ہو کر قصد کیا کہ مقابلہ داراب سے فرار اختیار کرے اور یا داراب
سے امان طلب کرے قارن قمرین نے مالک بن ملکوت سے کہا کہ آپ ابھی فرار اختیار نہ کیجیے اور نہ امان مانگیے
پہلے آپ لندھور کے پاس جائیے اور اُن سے کہیے کہ اے خسرو زمان دارائے ہند لندھور بن سعدان اب ہم سب تمہارے
ہم کسکے پاس جائیں اور کس سے اپنا احوال بیان کریں لشکر ہمارا بالکل تباہ و برباد ہو گیا کوئی مقابل داراب کا
باقی نہ رہا اب آپ کا دامن ہے اور میرا ہاتھ ہے جس طرح ہو میری اعانت کیجیے آپ کی اس لجاجت سے اگر لندھور بھی
مالک کا مددگار ہو تو خیر و مراد ورنہ اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ مجھے تم سے اور تمہارے لشکر سے کوئی سروکار نہیں ہے
میں فقط ایرج کا محافظ جان ہوں تم جانو تمہارا کام جانے تو اسوقت آپ فرمائیے گا کہ پھر میں آپ کے قدوم میمنت لزوم
چھوڑ کر کہاں جاؤں جب آپ اسطرح کہینگے تو وہ ضرور آپکی مددگاری کرینگے مالک بن ملکوت شاہ کو یہ مشورہ
قارن قمرین کا بہت پسند آیا اسی وقت سوار ہو کر لندھور کے پاس آکر سلام کیا لندھور نے تعظیم کر کے اپنے
برابر بٹھایا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ کیوں مالک اسوقت تمنے کیوں تکلیف کی مالک نے کہا کہ اے دارائے ہند کیا تمکو
معلوم نہیں کہ داراب نے لشکر کی کیا حالت کر دی ہے کوئی سردار صحیح و سالم نہیں ہے کہ داراب سے مقابلہ کرے کل ہم
سب اُسکے ہاتھ سے مارے جائینگے میں اسواسطے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میری دستگیری کیجیے اور مجکو
داراب کے شر سے بچائیے اور جتنا کہ قارن نے تعلیم کیا تھا اُس سے بھی زیادہ لجاجت و منت کی لندھور نے کہا کہ مجھے کیا کام
ہے جو میں تمہاری طرف سے ہو کر آتش پرستوں سے مقابلہ کروں مجھسے یہ ہرگز نہ ہو گا میں فقط ایرج کا محافظ جان ہوں مجھے
دنیا بھر کے جھگڑوں سے کیا کام ہے کہ تمہارا اجلاس کر کے ہر ایک سے لڑتا پھروں تمنے دیکھ لیا کہ ترک کس طرح قتل ہوئے اور
میں خیر خواہ الخلق دخل نہ دیا ہر چند میں مسلمان ہوں اور وہ سب بھی ہیں اور میرے مسلمان ہیں تھے اعانت انکی مجھپر واجب
تھی مگر میں نے دم نہ مارا اور تمام زمانہ کی برائی کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھ لیا ہر ایک مسلمان نے یہی کہا کہ لندھور موجود تھا
اور ترک قتل ہو گئے اور اُسنے حمایت اسلامیہ نہ کیا مگر میں نے اس کان سنا اُس کان اُڑا دیا جب مالک نے یہ گفتگو
درشت سنی تو کہا کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ہماری جانب سے لڑیے مگر اتنی خواہش ہے کہ آپ چند روز کی مہلت دلوا دیجیے
جب ایرج آجائیگا پھر پروا نہیں لندھور نے کہا کہ یہ بھی مجھسے نہ ہو گا مالک نے کہا کہ اے دارائے ہند پھر میں آپکا
دامن چھوڑ کر کہاں جاؤں مختصر ہر چند لندھور نے چاہا کہ کسی طرح مالک چلا جائے مگر وہ کب ٹلتا ہے جب
لندھور نے دیکھا کہ مالک کسی طرح نہیں جاتا تو مجبور ہو کر کہا کہ اچھا میں داراب سے کہونگا اگر اُسنے مان لیا تو خیر
ورنہ میرا کیا اختیار ہے یہ کہکر سواری تیار کرنے کے واسطے حکم دیا اور کہا کہ اس وقت کوئی ہمارے ساتھ نہ چلیگا
لکر ہندی نے کہا کہ اے شہریار ہو آپ کو کیا سوجھی ہے آپ کیوں اپنی بات کھوئے جاتے ہیں داراب ہرگز نہ مانیگا
جب وہ آپ کا کہنا نہ مانیگا تو پھر خواہ مخواہ لڑائی ہوگی لندھور نے کہا کہ بھائی تو بھی تو کچھ نہیں جانتا صاحبقران
سبکے عذاب میں پھنسا گئے ادھر تو میں اسی مخمصہ میں ہوں اُدھر اسد بن کرب غازی پھر گیا طوفان
اُٹھا کے پھرتا ہے کیا کیا تمہیں پھر لگا ہے اُسپر ناک میں دم ہو گیا ہے مگر مالک نے کہا کہ اے دارائے ہند
انہیں باتوں سے آپ بدنام ہیں جو آپ کو سمجھاتا ہے اسپر آپ عمل نہیں کرتے لندھور نے کہا کہ ابھی ہو گا جو ہو گا یہ
یہ کہکر سوار ہوا اور جانب لشکر داراب روانہ ہوا جو ہرکارے داراب کے لگے ہوئے تھے انہوں نے جھپٹ کر داراب کو

پھر دل کی فضا و فند ہوشیار ہو جبکہ لندھور ہندی آتا ہے داراب نے پوچھا کہ کچھ بھی معلوم ہوا کہ آخر غرض آنے کی کیا ہے
ہرکاروں نے کہا کہ خداوند یہ ہمیں نہیں معلوم کہ کیوں آتا ہے اور کیا غرض رکھتا ہے مگر یہ جانتے ہیں کہ بہت قریب آگیا ہے یہ سنکر
داراب بہت برہم ہوا اور مالک اژدر سے کہا کہ اے مالک میں خوب جانتا ہوں اور خوب مجھے معلوم ہے کہ یہ ہندی
مالک بن ملکوت شاہ کی جانب سے مہلت طلب کرنے آتا ہے اور اے مالک میں ہرگز مہلت نہ دونگا ایک لندھور نہیں
سو ایسے لندھور آوینگے تو میں نہ سنونگا اور ہرگز ہرگز مہلت نہ دونگا اے مالک تم مجھکو تو یہی کہ میں مہلت دیکر
بنا بنایا کام بگاڑ دوں جب میں مہلت دے دونگا تو وہ اپنا سامان درست کریگا پھر مجھے اسکے زیر کرنے میں اتنی
ہی دقت ہوگی تو بھائی مجھے کیا غرض ہے کہ میں لندھور کی مروت سے اس دقت کو برداشت کروں
مجھے تو ہرگز منظور نہیں یہ سنکر مالک اژدر نے کہا کہ اے داراب کشور کشا بھائی ذرا عقل سے کام لو اور مجھکو سمجھو
بھائی یہ ہندی بڑا بہادر نہایت صاحب وصف ہے یہ ہندی دوسرا امیر حمزہ صاحبقران ہے یہ بڑے بڑے رستمان
وقت جہاں و جہانیان ہیں اسکے کہنے کو دور جہنیں ہیں لندھور کو مالک بن ملکوت جاہو رہ نہ سمجھنا یہ ہندی اپنی بات
کا بڑا دھنی ہے جو کہتا ہے وہی کرتا ہے اگر تم نے اسکے کہنے کو نہ مانا تو مجھے خوف ہے کہ وہ ابھی تم پر دوری کے واسطے خود
سے مستعد کارزار اور آمادۂ پیکار نہ ہو جائے اور اگر وہ ہندی آمادۂ جنگ ہو گیا تو آفتاب پرست تو ایک کونے میں
بیٹھ رہینگے ہندیوں سے مقابلہ پڑیگا اور جب ہندیوں سے مقابلہ پڑ جائیگا تو پھر بڑی دقت ہو جائیگی تم یہ خوب سمجھے
رہو کہ فوج ہندی تمام لشکر امیر حمزہ صاحبقران میں فرد ہے اور اپنی بہادری و ہمت و علو حوصلگی میں بے نظیر نہیں
رکھتی انمیں ایک ایک اپنے کو رستم وقت سمجھتا ہے اور اپنی بہادری کے نشے میں مستا ہے میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے
کہ اگر لندھور تم سے اگر مہلت طلب کرے تو تم یہی جواب دینا کہ اے دارا ہے ہند ہمیں تمہارے ارشاد سے عذر نہیں ہے یہ سنکر
داراب نے کہا کہ اے مالک میں لندھور سے خائف نہیں ہوں کیونکہ اسکا ذلیل نہیں ہوں اگر وہ قائم مقام
حمزہ ہے تو ہوا کرے میں خود حمزہ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں اور حمزہ سے لڑنے کا ارادہ رکھتا ہوں تو
وہ ہندی کیا مال ہے اور اسکی کیا ہستی ہے اگر مستعد جنگ ہو گا تو اس سے مقابلہ کر لینگے مالک نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر
کوئی اور تدبیر ایسی سوچنا چاہیے کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور اس ہندی
سے اور مجھ سے ہمیشہ سے دوستی و اخلاص چلی آتی ہے صرف خیال اس امر کا ہے کہ ہم مسلمانوں سے باہم مقابلہ نہ ہو جائے اور
مسلمان آپس میں نہ لڑ مریں اے داراب اتنا سمجھو کہ اگر عربوں اور ہندیوں سے لڑائی ہو تو پھر ایک بھی زندہ نہ بچیگا
سب ہی نوک کٹ کے مر جاوینگے اور ابد الآباد تک یہ بدنامی ہمارے نام رہ جائیگی داراب نے کہا کہ پھر کیا ہو
فتاح کشوری نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جب لندھور آکر گفتگو سے ترش کرے تو حلقہ سے کمند مار کر گرفتار
کر لیجئے اور ہندیوں سے کہلا بھیجئے کہ ہم نے لندھور کو ہمیشہ گرفتار کیا ہے کہ آفتاب پرستوں کا جھنڈا کرے جس وقت
ہم آفتاب پرستوں پر فتح پاوینگے اس وقت لندھور کو چھوڑ دینگے مالک نے کہا کہ واقعی یہ صلاح اچھی ہے مگر میرا
ٹھہرنا مناسب نہیں ہے میں یہاں سے چلا جاتا ہوں یہ کہکر مالک تو چلا گیا مگر لندھور جب قریب دروازے کے
پہنچا تو اس خیال سے ٹھہر گیا کہ شاید کوئی استقبال کو آئے جب تھوڑی دیر تک ٹھہرا رہا اور کوئی نہ آیا تو اسکے دل میں
یہ خیال گزرا کہ اے دل تو نے اپنے آنے کی اطلاع پیشتر سے کسی کو نہیں کی کیا معلوم کہ کون آتا ہے کون نہیں آتا اور دوسرے
اگر اطلاع پہنچ گئی ہے اور کسی نے کمر باندھی ہوگی تو اسکو تیرے استقبال کی وجہ کیا ہے وہ تجھے تو سخت مخالفت رکھتا ہے
ایرج نے اسے سخت تنگ کیا تھا ایک مدت دراز تک قید رکھا تھا وہ کیوں تیرا استقبال کریگا یہ سوچ کر دروازہ

بارگاہ پر آیا اور چوبدار سے کہا کہ جاؤ داراب سے ہمارے آنے کی اطلاع کرو کہ لندھور بن سعدان آیا ہے چوبدار
نے کہا کہ آپ شوق سے تشریف لے جائیے آپ کے آنے کی پہلے ہی اطلاع ہو چکی ہے کوئی ضرورت اطلاع کرنے اور اجازت
لینے کی نہیں ہے یہ سنکر لندھور بن سعدان بارگاہ کے اندر آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا داراب نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو
دی لندھور بن سعدان کرسی پر بیٹھ گیا داراب نے پوچھا کہ اے [illegible] اسوقت تمہاری تشریف آوری کی کیا
وجہ ہے یہ سنکر لندھور نے کہا کہ میں تمہارے ہی پاس بحث ضرورت سے آیا ہوں اور ایک نہایت ضروری التجا رکھتا ہوں
اگر تم میرے سخن کو رد نہ کرو اور جو میں کہوں اُسے قبول کرو تو میں بیان کروں داراب نے کہا کہیے تو آخر وہ امر
ہی کیا ہے لندھور نے کہا کہ اے داراب میں اسواسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ آفتاب پرست تمہارے ہاتھ سے
بہت عاجز و تنگ آگئے ہیں اور بشدت زخمی ہو چکے ہیں بہت سے آفتاب پرست جان سے ضائع ہو چکے ہیں اب کوئی
مقابلہ کرنے والا صحیح و سالم باقی نہیں ہے پس میری خواہش یہ ہے کہ ایک چند روز کیلئے انہیں مہلت دیدو تاکہ زخم انکے اچھے
ہو جائیں یا بیچ آجائے پھر انکو اختیار ہے لڑنا داراب نے یہ سنکر کہا کہ اے رستم زمان لندھور بن سعدان سنو جب میں قید
ہو کر ایرج کے ساتھ یہاں آیا تو تم بھی اُسوقت بارگاہ ایرج میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے تمہارے سامنے اُس بدطینت سے
یہ کہا تھا کہ مجھکو طوفان کا یہ [illegible] دیکر گرفتار کرلایا ہے تم مجھے رہا کردو اور اگر تمکو یہ منظور ہے کہ میں تمہاری اطاعت کروں تو
حسب قواعد اہل شجاعت تم مجھ سے مردانہ جو کرتا ہو مقابلہ کرو اگر میں تم سے زیر ہو جاؤنگا تو ضرور تمہاری اطاعت کرونگا مگر اُس مردود
نے میرے کہنے کی سماعت نہ کی اور مجھے بیکار قید رکھا اگر [illegible] عیار نہ ہوتا تو میں اب تک قید رہتا اسوقت تم نے میری سفارش
نہ کی اور اب آفتاب پرستوں کی سفارش کرنے آئے ہو میں ہرگز نہ مانونگا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اے داراب حق تمہاری
جانب ہے جو کچھ کہتے ہو بجا کہتے ہو واقعی مجھے آفتاب پرستوں سے کوئی غرض نہ تھی مگر مالک بن ملکوت شاہ نے مجھے
ایسا ہی تنگ کیا جو میں تمہارے پاس آیا مگر خیر اب تو میں آیا میرے آنے کا خیال کرو اور ایک ہفتہ کی مہلت دے دو یہ
سنکر داراب خشمناک ہو کر کہنے لگا کہ اے لندھور تم کیا کہتے ہو ایک ہفتہ تو بہت ہے میں ایک گھڑی بھر کی مہلت
نہ دونگا یہ سنکر لندھور نے کہا کہ اے داراب اب تو مالک بن ملکوت شاہ سے تمہیں مقابلہ ہو چکا اور اُسنے میرے پاس
آکر پناہ لی ہے اگر تم مہلت نہ دوگے اور طبل جنگ بجواؤگے تو پھر میرے تمہارے مقابلے کی ٹھہر جائیگی میں تم سے لڑونگا اور اُسے
قتل سے بچاؤنگا یہ کہکر درہم و برہم ہو کر اُٹھا ہی تھا کہ فتاح کشوری نے جو پہلے ہی سے چار سو کمند اندازوں کو لیے ہوئے بیٹھا
تھا حلقہ کمند لندھور کے گلے میں ڈالدیے بعض فتاح کا کمند مانا کہ چار طرف سے کمندوں کی بوچھار ہو گئی ہر چند لندھور
نے کمندوں کو کاٹا مگر کیا ہو سکتا ہے چار سو کمندوں کو کہاں تک کاٹتا اور کہانتک بچتا آخر مجبور و ناچار ہو گیا اور زمین پر گر پڑا
بس اُسکا گرنا تھا کہ چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اور لندھور کو گرفتار کر لیا اور اُسکے [illegible] کو جدا کرکے اسیر غل و زنجیر کر لیا اور
مسلسل و مطوق کرکے زندان خانہ میں بھیجا بعد اسکے آکر داراب سے عرض کیا کہ لندھور کو تو اسیر غل و زنجیر کرکے
زندان خانہ میں بھیج دیا اب جو لوگ کہ لندھور کے ساتھ آئے تھے اُنکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے لندھور نے ہر چند زور کیا اور
حلقہائے کمند کو [illegible] الا اسکی کسی طرح نہ چھوٹا اور قید کرلیا داراب نے کہا کہ بہت خوب کیا مگر پہلوان لندھور
کو میرے سامنے لاؤ فتاح جاکر پہلوان لندھور کو داراب کے سامنے لایا داراب نے کہا کہ تم لوگ کسی طرح
خائف نہو مجھے تم سے کوئی مطلب نہیں ہے تم شوق سے اپنی فرودگاہ کو واپس جاؤ رفقائے لندھور سے کہہ دیا کہ ہمنے
پہلوان لندھور بن سعدان کو فہمائش کی کہ تم آفتاب پرستوں کی حمایت نہ کرو اور انکے معاملے میں دخل نہ دو تمہیں
اس معاملے میں کوئی دخل و بحث نہیں ہے تم اپنے کام سے کام رکھو لیکن لندھور نے مطلق نہ مانا اور کوئی بات

جو تمہارا مخاری طرح سے نامردی نہیں کی کہ تشنے فرنگوشیہ کے قتل کرنے کی بیدلی۔ جو شاہزادہ تو خفہ دعا آ بجات سلامت
کی کہ میرا جبار تجھکو حیرت ہوگیا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہو سو ہو داراب اتنا تامل کرو کہ میں شہر ختستم کا فیصلہ کرون پھر
مجھے دیکھنا داراب بولا سبحان اللہ کیا بہادری ہے کہ وہ بیچارے قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہیں اور تم اُنکو مار دینا چاہتے
ہو بسبب ہونے لڑکی کی قلعہ ختستم لے نہیں سکتا ایرج نے کہا کہ میں ہر چند چاہتا ہوں کہ تیرے مارے
شاید جو تم نہیں مانتے اچھا جو کچھ ہو سکے قصد نہ کرو داراب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سیدھا کیا ایرج بھی اور پھر
نیزہ بازی ہونے لگی اب سنان بر سنان اور جان برجان نکل رہی ہے پھر گھوڑوں نے زمین کو کھود ڈالا ہے تیر گرد کا بلند ہے
سینہ سنانین اور جانین مانند ستاروں کے درخشاں ہیں گھوڑے اشارہ پر پھر رہے ہیں کہ بادل کے تلے بند
ہوئے ہیں ایرج بند باندھتا ہے داراب اُسکے توڑنے میں رد کرتا ہے داراب بند باندھتا ہے ایرج اُسکو رد کرتا ہے
دونوں برابر مصروف نیزہ بازی ہیں کوئی کسی پر غالب نہیں ہے کس واسطے کہ ایک اُستاد کے دونوں شاگرد ہیں ناگاہ
پھر دو پہر بجا ہے کہ [illegible] سنانین اور بانین بیکار ہو گئیں قبضوں سے ہاتھ جھٹکے تلوارین کھینچ لیں داراب ایرج
پر حملہ آور ہوا ایرج نے بھر کر تلوار روکی داراب نے بھی تلوار ماری ایرج نے ضرب شمشیر لگائی داراب
نے صاف پشت سپر روکی اب تیغ بازی [illegible] کرتا ہے وہ [illegible] کرتا ہے یہاں تک کہ ایرج نے داراب
کو مجروح کیا داراب نے تو بھی ماری ایرج نے تیغ پر روکی اسی طرح سے تمام دن تلوار چلی آخر کو ایک مقام پر ایرج
نے تلوار ماری تو سپر کو قلم کرکے [illegible] اور [illegible] دستانہ مارا تلوار تو بچا کر لگی مگر سے ایک چادر خون کی جاری
ہوئی داراب نے زخم سر پر ہاتھ رکھکر تلوار ایرج پر ماری مگر بسبب زخم کاری کے چشم بصارت پر چادر خون حائل
ہو دیکھتا ہے کچھ دکھائی نہیں دیتا ہے لیکن بجر چیدی کی ایک تلوار ایرج پر ماری ایرج نے ہر کب تر چھا کر کے خالی
دی ہاتھ جو تلوار کا خالی گیا نشان میں اُسکی آب بھی جو کا سر سے داراب کے ایک چادر خون کی جاری ہوئی
غشی طاری ہوئی ایرج پکارا اگر ای آپ بہ رستو داراب زخمی ہوا لیجا اسے کل تم سب سے سمجھ لیا جاویگا طبل
طبل بازگشت ہوا اگر پھر اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہن کر صحبت میں بیٹھا رفقا سے
کہا کہ دیکھا [illegible] آپ پرست سے [illegible] جواب در ماسرا ٹھایا تھا وہ آپ ہی پست ہوگیا سب نے عرض کیا کہ اس طرح
کسی کو آپ سے کیا نسبت ہے آپ کو بیٹر اعظم نے صاحبقران کیا ہے [illegible] ہوری تحسین دورہ جام [illegible] ہیں [illegible] کہ نشہ
شراب میں آکر ایرج نے حکم دیا کہ طبل جنگ کل صبح کو بسبب [illegible] کا استعمال کرو کہ اسی وقت نقارہ [illegible]
ہر کارے خبر لیکر روانہ ہوئے ادھر کشور شاہ داراب کو لیکر بارگاہ میں آیا زخم میں ٹانکے دلوا [illegible] خبر آئی
ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کشور شاہ نہایت متردد ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ آپ متردد نہ ہوجیے ہم سب لڑنے کو
تیار ہیں القصہ رات گزری صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرنے لگے
لشکر میں ایرج کے علم جلوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا
مبارز طلب کیا جو سردار لشکر داراب سے نکلا ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا مارا گیا کوئی پھر ن چڑھ جاتا کہ یہاں تک
ہو گیا ایرج نے زیادہ دنیا [illegible] کرنا شروع کیں اور چاہا کہ لشکر داراب پر آئے اُسوقت مالک [illegible] نے کہ
آفتاب پرست تامل کر آیا ہیں یہ لشکر گھبرا اٹھا یا جا رہا ایرج کے آیا [illegible] تھا ور جو ابھار سے مرکب [illegible] لگے
اُن رکیون کو پھیر پھیر کر مقابل کیے کھڑے ہوئے ایرج نے مالک سے پوچھا کہ آپ مقابلے کے واسطے آئے ہیں مالک نے
کہا کہ تم جو ہے داراب کی حفاظت کے لیے مشورہ کیا ہے کہ کوئی اُسے قتل نہ کرے میں نے کہا ہاں [illegible] داراب

زخمی ہوئے سلطنت دو ایرج سے گیا اور مالک اژدر اب بھی گیا کیونکہ جب لندھور ہماری طرف سے صف طلب
کرنے کو گیا اُسکو داراب نے سلطنت نہ دی بلکہ لندھور کو قید کر لیا اب میں کیونکر سلطنت دونگا مالک اژدر بولا
او ایرج داراب نے نقارۂ جنگ کے واسطے بجوا دیا تھا نہیں وہ کاہیکو اسکا مرتکب ہوتا ایرج نے کہا اچھا
لاؤ میں تمہاری مشکیں باندھوں رفع شر ہو جائیگا مالک بولا او آفتاب پرست لڑکے کیا میری مشکیں باندھیگا وہ بندی
کا زو جسکی حمایت سے صاحبقران بنا ہے وہ تو ہمیشہ مجھسے دبا کیا تیری کیا حقیقت ہے ایرج یہ سنکر دنگ ہو گیا کہا خیر
سمجھا جائیگا یہ کہکر نیزہ مالک پر مارا مالک نے نیزے کو نیزے پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ ایرج
دل میں تعریفیں کرتا جاتا تھا کہ حقا یہ نیزہ باز بے بدل ہے اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتا یہاں تک کہ دونوں نیزے ٹکڑے ہو گئے
نیزوں کو پھینک دیا تلواریں چلنے لگیں آخرکار مالک ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا بلیس اعرابی نے سامنا کیا مجروح
ہوا بلیس اعرابی مقابل ہوا وہ بھی گھائل ہوا قصہ مختصر پہروں کچھ لڑائی تھا کہ ایرج مثل آفتاب پرستاں پر گرا اور لگی تلوار
چلنے جلد گرادی آفتاب پرست اکثر آفتاب پرستوں سے اپنے انجام کار سے باہر ہونے لگے دیکھا عربوں نے کہ سامنا نہیں
کر سکتے اور وہ انکو مارے ڈالتے ہیں ناچار بھیس کا ایسا ہو کر داراب بھی مارا جاتے تو آج ہمارا برہم ہوگا جلد آگے ہٹائیں
اور داراب کو کہا ہے پیشرو دستکار وادیاں وادی کے نیچے داہن اور وادیاں کھینچ کھینچ کے رہ گئے تو
گر کے جو آفتاب پرستوں پر گرے لاش پر لاش گرا دی نیزوں پر جو چھید کر اٹھالیا ہزاروں آفتاب پرست
کیا سب تیغ آتش آفتاب میں پہنچ کر واصل جہنم ہوئے رخ انکے پھر گئے عربوں سے انکے آگے نہ بڑھ سکے اور وہاں
صاف آفتاب پرستوں کو مع مال و اسباب و خیمہ و خرگاہ نکالے لیے چلے گئے ایرج حیران ہو کر رہ گیا تعریفیں کرتا ہوا
پھر لشکر عرب کیا ہمارے ہوتے شوق داخل بارگاہ ہوا حکم دیا کہ جتنے آفتاب پرست مارے گئے ہیں انکی لاشیں جلا دو
اور آفتاب پرستوں کے کشتوں کو پانی میں بہا دو یہ کہکر دنگل پر بیٹھا محبت رقص و تماشہ شروع ہوئی دورہ شراب کا
چلنے لگا بعد اُسکے دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی آرامگاہ کو گئے صبح کو پھر دربار ہوا ایرج نے لندھور
سے کہا کہ اے برادر زمان معاملہ شہر اختسم کا کیا ہوگا لندھور نے جواب دیا کہ اے ایرج نوجوان میں انکے متعلق
میں کیا دخل دوں کہ وہ کسی میرا سنتے نہیں بلکہ طرماسپ بھی اُنکے پاس قید ہے معلوم ہوتا ہے اسنے انکو بھی ورغلا کر
خراب کر دیا ایرج لندھور سے یہ کلمہ سنکر خاموش ہو رہا اور بعد اُسکے حکم دیا کہ شہر اختسم پر حملہ کرنا سپہ
فوج نے چاروں طرف سے قلعہ کو گھیر لیا سپہ دار ایرج قلعہ کے سامنے آیا اور پکارا کہ اے ساکنان شہر اختسم بہتر ہے
تمہارے واسطے کہ طرماسپ کو قید سے رہا کر کے میرے پاس لے آؤ اور بیعت میری کرو میں تمہیں کچھ نہ کہونگا اور اگر
تم نے میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ ہوگا جو زوزان کے ساتھ میں نے کیا ہے اس سے بدتر تمہارا حال کرونگا قلعہ والوں نے جواب
دیا کہ اوکر دباس فروش بچہ ہمارا تو کبھی ہم تیری اطاعت نہ کرینگے جو تجھسے ہو سکے ضرور دریغ نہ کر ورنہ مارا جائیگا وہ دیکھا
ہی ایرج نہایت خشمناک ہو کر داخل خیمہ ہوا اور اسی فکر میں مصروف ہوا کہ کیونکر قلعہ کو لیجیے اگر یورش کر کے جاؤنگا
تو وہ طرماسپ کو زیر تیغ بٹھا دینگے ناچار پھر آفتاب جانگا یورش کرنا عبث ہے پھر آخر کیا کریں اب وہ سمجھے اور بیٹے کا اسد
سے ضرغام شیر دل کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ کیفیت دریافت کر کے خدمت اسد میں گیا ایرج کا جو برادر زادوں
سے جو داراب کو شکست دے کر بھاگا تھا بیان کیا اسد نے کہا کہ یارو یہ بات کسی سے منسوب نہیں ہو سکتا اچھا ہاتھ
سے کچھ ہو سکا یہ ضرغام سے خطاب کیا کہ اس طرح ہو سکے تو اسی بہانہ سے گرفتار کر لا ضرغام بولا بہت اچھا
ہماراں کی مددگار ہو تو جاتا ہوں یہ کہکر روانہ ہوا بھیس شاطری ادا کیا ہوا شب کو بہت دیر تک گیا اور شہر

افسوس کہ آرزو دل کی دل میں رہی قضا نے مہلت نہ دی دل کو خدا کی طرف رجوع کیا [illegible] ناگہانی غیب سے آواز آئی
کہ ہان تحقیق اس کافر کے ہاتھ سے تجھے بچا اور جو قضا ہی آئی ہو تو سب کے ہاتھ ہے اور اب کون ایرج پکار رہا ہو
تو تجھے کیونکر تیرا خدا بچاتا ہے اسد بولا او آفتاب پرست میں ایک ناچیز اسکا بندہ ہوں [illegible] جو چاہے وہی
البتہ اگر قضا نہیں ہے تو بچ جاؤنگا ایرج نے کہ کیونکر بچ جائیگا اور اگر حیلہ تھا کہ اسد کو پکڑے اور ہاتھ اس
کی طرف بڑھاے کہ ایک بجلی گری اور ایرج کو کہا کہ آسمان پر سے بجلی اسد نے [illegible] دیکھا تو کہ کس طرف
سے ہمارے خدا نے ہمیں بچایا کہ ایرج نظروں سے غائب ہوگیا اسد آگرہ اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا لیکن
ایرج کا حال سنیے کہ جب بہت بلند ہوا بیہوش ہوگیا اسکو کچھ خبر نہیں کہ کون ہوا اور کہاں جاتا ہوں اور کون مجھے
لیے جاتا ہے نہیں معلوم کہ کتنی دیر تک بیہوش رہا پھر جو ہوش آیا تو ایک باغ بہشت آئین میں اپنے تئیں پایا دیکھا کہ
ایک باغ ہے اور وہ باغ کیا ہے گویا نمونہ بہشت ہے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہیں درخت میوہ دار لگے ہیں نہریں
جاری ہیں جانوران خوش الحان بول رہے ہیں خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے ہوا سے مردے روح تازہ ہوتی
ہے اور وسط باغ میں ایک بارہ دری ہے اسمیں فرش بہت تکلف کا بچھا ہے اور پریزاد وہاں ملازمت کرتے ہیں ایک
پلنگ جواہر نگار پر جمیل ماہرو بھائی حمزہ صاحبقران کا لیٹا ہوا اور ادھر جمیل نے ایرج کو پہچانا پریزادون سے
کہا کہ ارے تم کسے لاے ہو میں نے تو تم سے کہا تھا کہ سرداران لشکر اسلام میں سے کسی کو لاؤ ارغون نے عرض
کی کہ شہریار ہم اسے زبردست جان کر لاے تھے اب کیسے یہاں سے واپس لے جائیں مجبور آئیں لیکن ایرج نے
جمیل ماہرو کو سلام کیا اور کہا کہ جو آپ کا کام ہوگا میں بجا لاؤنگا گو کہ مسلمان نہیں ہوں مگر آپ کی خدمت بدل و جان
بجالاؤنگا جمیل یہ سنکر خوش ہوا اور ایرج کو کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ میں بیمار ہوں اس سے تعظیم کو
اٹھ نہ سکا ایرج بولا کہ کچھ مضائقہ نہیں اب آپ اپنے مرض کا حال بیان کیجیے اور یہ فرمائیے کہ مجھے آپ نے بلایا
کیوں ہے جمیل نے کہا اے ایرج نوجوان مجھکو حمزہ صاحبقران خورشید ستارہ پرست اور [illegible] کی
مخالفت کے لیے چھوڑ گئے تھے کہ بھائی تم ان دونوں کی حفاظت کرنا میں [illegible] اور آخر [illegible] کے
درمیان میں جاکر [illegible] بسبب درد کمر کے پردہ قاف میں چلا آیا ابھی تک اچھا نہیں ہوا ہوں اور ستانے [illegible]
کا سبب یہ ہے کہ ایک دیو ہے افرنج نامے وہ مجھے بیمار جانکر بیہودہ [illegible] لیے لیتا ہے اور میرے لوگون پر ظلم کیا کرتا
ہے مارتا ہے اگر اچھا ہوتا تو اسکو سزا دیتا درد نے ناچار کر دیا ایرج نے کہا کہ میں اسکی تنبیہ کرونگا آپ مجھے وہان
بھیجیے جمیل نے ایرج کی دعوت اور ضیافت کی بعد اسکے فوج و لشکر ایرج کے ساتھ کرکے افرنج کی تنبیہ کو
روانہ کیا جب ایرج قریب پہونچا افرنج کو خبر ہوئی کہ جمیل ماہرو نے ایک آدمزاد مجھے لڑنے کو بھیجا ہے یہ سنکر
نہایت برہم ہوا لشکر لیکر باہر آیا نشہ شراب میں طبل جنگ بجوایا ایک غلغلہ ہوا ساری شب دونوں لشکروں میں تیاری
رہی صبح کو لشکر مرتب کرکے آراستہ ہوئے افرنج میدان میں نکلا مبارز طلب کیا ایرج نوجوان مقابلے کے واسطے
آیا افرنج نے جو ایرج کو دیکھا عاشق ہوگیا کہا اے آدمزاد تو [illegible] قاف کا کون ہے اور کیا نام ہے ایرج نے
کہا کہ میں کوئی عزیز جمیل کا نہیں ہوں اپنے لشکر کا صاحبقران ہوں نام میرا ایرج آفتاب پرستان لشکر [illegible]
پیر قطب دوران ایرج نوجوان ہے مجھے جمیل سے شناسائی تھی تو نے جمیل کو تنگ کیا اور [illegible] تھا اسنے پریزادون
کو بھیجا اور کہا کہ وہ صاحبقران میں سے کسی کو اٹھا لاؤ پریزاد مجھکو لے آئے افرنج نے کہا اے آدمزاد مجھکو جان کا بادشاہ
آیا مجکو اور جمیل سے سب علاقہ [illegible] افرنج نے کہا اے آدمزاد آفتاب پرست ہے کہا ہاں [illegible]

تیری اطاعت کرنی ہی بہتر ہے اعظم کی مانتا ہوں ایرج نے کہا کہ کبھی نہ ہو گا کہ میں تیری اطاعت کروں اور عجیل سے بہرحال میں
بلا تجھکو گرفتار کر کے عجیل کے پاس لیجاؤنگا یہ سنکر دیو بہت سا گرجا اور کہا کہ اے آدم زاد تو نہایت مغرور ہے پر عنقریب معدوم ہو جائیگا
و پناہ جو بہار ایرج ہو وہ میں چند ساعت نہ کرونگا بس یہ سنتے ہی افرنج پکارا کہ ایک حربے میں تیرا کام تمام کرتا ہوں
خبر دار ہو یہ کہکر زاغول کو گردش دیکر ایرج پر مارا ایرج نے خالی دیا زاغول زمین پر پڑا زمین سے
خاک اڑی ایرج خاک میں چھپ گیا دیو پکارا اے آدم زاد آخر تو میرے ہاتھ سے مارا گیا افسوس کہ کیا جوان خوبصورت تھا
ایرج نے خاک میں سے نعرہ کیا کہ حریف تیرا میں زندہ ہوں تو افسوس کرتا ہے اور دوڑ کر زاغول سے لپٹ گئی دیو اور ایرج
ایرج میں صدمت کر جان جو کشتی ہونے لگی خوب زور آزمائی ہوئی بعد اسکے ایرج نے لنگر دیو کا اٹھا کر اور چرخ
دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہے میری اطاعت کرنے میں اسنے کہا کہ میں نے غلامی آپ کی
اختیار کی ایک تو دین مذہب میرا اور آپ کا ایک ہے دوسرے آپ ایسا آقا زبردست میں کہاں پاؤنگا ایرج اسکے سینہ پر سے
اتر آیا وہ اٹھکر ایرج کے پیروں پر گرا حلقہ غلامی کا کان میں پہنا ایرج کو اپنے خیمے میں لیگیا دعوت کی بعد اسکے ایرج
افرنج کو عجیل ماہرو کے پاس لایا قدموں پر گرا دیا اور کہا خبر دار اب اپنے پر خاص نہ کرنا افرنج بولا کہ کبھی مجھسے ایسی خطا
نہو گی اب عجیل نے بڑی دھوم سے ایرج کی دعوت کی ناچ پریزادوں کا دکھلایا گانا سنوایا مگر ایرج نے ہر چند چاہا
کہ ملکہ عالم آرا دختر عجیل ماہرو کو دیکھے مگر دیکھ نہ سکا ایرج نے اپنے دلمیں کہا کہ جب حمزہ کا مقدمہ ہو جائیگا
صورت بھی ہو جائیگی القصہ جب عجیل ماہرو دعوت و ضیافت کرچکا ایرج نے رخصت طلب کی کہ میں پردہ دنیا کا [illegible]
عجیل نے کہا بہتر میں بھی [illegible] ہوں ایرج بولا اب افرنج ساتھ میرے ہو جائیگا عجیل نے بہت سا جواہر
اور تحفے دیکر ایرج کو رخصت کیا ایرج افرنج کے مکان میں آیا اور کہا کہ چلو ابھی ہمکو پردہ دنیا میں لیچلو
اسنے کہا کہ قہرمان پہلے آپ کو قلعہ آفتاب نگار پر لیچلونگا جہاں سے آفتاب تاباں برآمد ہوتے ایرج
بولا او افرنج میں بھی زیارت کا مشتاق ہوں مگر ایک دشمن میرا پردہ دنیا میں ہے کہ اسکے ہاتھ سے تنگ ہوں نہیں معلوم
اسنے میرے لشکر کا کیا حال کیا ہو گا افرنج نے کہا کہ اگر آپ صورت اصلی بتاتے ہیں اسے یہاں اٹھا لاؤں اور
آپ زیارت کو چلے ایرج نے اسد کی صورت کا نقشہ کھینچکر افرنج کو دیا اسنے ایک دیو کے حوالے کیا پردہ دنیا
میں خبر اختر ہو جا کر اس صورت کے آدمی کو اٹھا لاؤ وہ دیو نقشہ لیکر روانہ ہوا یہاں اسد بن کرب غازی نے
کئی شبخون لشکر ایرج پر مارے کہ لشکر آفتاب پرستوں کا تہ و بالا ہوا ہر چند چاہتے ہیں کہ اسکے ہاتھ سے نجات
ہو مگر ممکن نہیں ہزاروں آفتاب پرست روز قتل ہوتے ہیں کہ تمام شب لشکر ایرج کو سوا قتل ہونے کے سونا
نہیں ملتا ایک دن کا ذکر ہے کہ رات بھر اسد لشکر ایرج کو قتل کرتا رہا صبح کو کوہستان کا راستہ لیا فتاح جنگ ساتھ
سے باتیں کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دیو آیا اور اسد کو لیگیا فتاح اور جو لوگ ہمراہ تھے دیکھتے ہوئے رہ گئے کہ اسد
کو دیو لیے ہوئے چلا جاتا ہے وہ قاف میں پہنچا ہے کہ ایک دیو جسکا نام اسکا افغان کو جیک ہے رفیق شاہ
بدیع الزمان کا قلعہ زمرد نگار میں رہتا ہے وہ اب دریا پر بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہے دیو دریا طرف میں اسکے
گھر سے ہیں کرتا [illegible] اور وہ زور دیو کی آسمان پر سے آتی سر اٹھا کر دیکھا ایک دیو نے کہا کہ کسی آدمزاد کو کوئی دیو
اٹھا لیے جاتا ہے افغان نے حکم دیا کہ یہ حرامزادہ جانے نہ پائے مع آدمزاد اسے پکڑ لو وہاں سے دیو دوڑے
جا کر اس دیو کو گھیرا اسنے اسد کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور چاہا کہ بھاگ جائے مگر خدا دوستوں نے اس دیو کو گرفتار
کیا اور اسد کو بھی بردے جاروں کے سامنے افغان کو جیک کے لائے اسنے اسد کو دیکھا بدیع الزمان کی شکل سے

مشابہ پایا ہوش میں لایا اسد کی جب آنکھ کھلی دیکھا ایک دیو سامنے بیٹھا ہے اور گرد اسکے مجمع اور بہت سے دیوؤں کا ہے
اور ایک دیو کو دیکھا کہ بندھا ہوا کھڑا ہے اسد پکارا کہ مجھکو کون یہاں لایا افغان کوچک بولا کہ یہ دیو آپ کو لیے جاتا
تھا میں نے اس دیو سے آپ کو چھینا ہے آپ یہ فرمایئے کہ حمزہ صاحبقران اور شاہزادہ بدیع الزمان سے آپ کو علاقہ
ہے اسد نے کہا کہ نواسا ہوں ملک سلیمان کا اور ہمشیرہ زادہ ہوں بدیع الزمان کا یہ سنکر افغان کوچک اٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا اسد کو لا کر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا مجکو شاہزادہ بدیع الزمان نے
مسلمان کیا ہے اسد نے کہا کہ یہ دیو جو بندھا ہوا کھڑا ہے اسے ہمارے پاس لاؤ اُس دیو کو کھول کر سامنے لائے
اسد نے استفسار کیا کہ تو کون ہے اور مجھے کہاں لیے جاتا تھا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ مجکو دیو فرخ نے
تجھے ایرج کے پاس لیے جاتا تھا کہ تیری زندگی ختم کرے اگر میں جانتا کہ اسمیں میں تیرے دوست ہیں تو کبھی
ادھر سے نہ آتا اور راستے جاتا اسد بولا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب اگر تو مسلمان ہو تو میں تجھے چھوڑ دوں اسنے جواب دیا
کہ میں کبھی دین آفتاب پرستی نہ ترک کروں گا اسد پکارا کہ قتل کرو اس نابکار کو اسی وقت اس دیو کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے
کے لاش کو بھی پھکوا دیا افغان نے پوچھا کہ شہزادہ ایرج کو ان جناب سے عداوت کی کیا وجہ ہے اسد نے تمام
حال ایرج کا اور اپنی دشمنی کا بیان کیا اور کہا کہ اے افغان وہ باغی ناسپاس بدست ہے میں کسی طرح اُس سے عہدہ برآئی
نہیں کر سکتا لیکن پروردگار دنیا میں میں نے بھی اسے بہت تنگ کیا ہے اور وہ میرے ہاتھ سے نالاں ہے اور اے افغان
میں نے ایسے ایسے شبخون اسپر مارے کہ اسی کا دل جانتا ہے ورنہ تم بھی اگر شریک ہو تو یہاں بھی شبخون لشکر
افرنج پر ماروں افغان نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ میں غلام ہوں جان تک کام کے لئے موجود ہوں جو ارشاد
ہو بجا لاؤں اسد نے کہا کہ ہم بوقیں بنواؤ کہ تم ہی سامان جمع کرو اور دیوؤں کو ہم دو دو بنا میں بجا کر آہنگر اور
زرگروں کو طلب کرو افغان نے دیوؤں کو بھیجا وہ صد ہا آہنگروں اور ہزار ہا زرگروں کو اٹھا لائے وہ
سب سہمے ہوئے آئے اسد نے انہیں تسلی دی کہ تم کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو جس وقت ہمارا کام ہو چکیگا تم سب کو
بھجوا دینگے خاطر جمع رکھو مگر لقا برق کا اپنے ہاتھ سے بنا کر انہیں دیا کہ ایسی بوقیں تیار کرو انہوں نے چند روز
میں ویسی بوقیں تیار کیں اسد نے انکو انعام دے کر دیوؤں سے کہا کہ جہاں سے انہیں لائے ہو وہیں پہنچا دو
دیوؤں نے انکو مع انعام انکے گھروں میں پہنچا دیا اسد نے افغان کوچک کے دیوؤں کو بوق بجانا سکھایا اور کہا کہ
جب ہم بوق بجائیں تم برق کی صدا کر تیار ہو کر ہمارے پاس آ کر ساتھ ہمارے چلنا ہوگا لشکر دولت پر گرے تم
بے خوف انہیں قتل کرنا اور جس وقت ہم دوبارہ بوق بجائیں تم لشکر حریف سے نکلکر چلے جانا پھر نہ ٹھیرنا القصہ جب
دیوؤں کی تعلیم سے فراغت پائی پوچھا کہ قلعہ آفتاب نگار یہاں سے کتنی دور ہے انہوں نے عرض کی کہ بیس
پانچ منزل ہے اسد نے حکم دیا کہ جو فوج افغان کوچک بارہ ہزار دیوؤں سے اسد کے ساتھ روانہ ہوا اب حال
ایرج کا سنیئے کہ یہ دیو فرخ کے ساتھ قلعہ آفتاب نگار میں آیا تمام شہر یاقوت احمر کا پایا دیکھا کہ بروج و فصائل
اور مکانات و دکانیں اور سکانات یاقوت نگار ہیں ہمہ مردمان سرخ پوش ہیں سے شگفتگی وہاں کے لوگوں کا جوش ہے القصہ دیو افرنج
نے بہت تکلف سے ایرج کی دعوت کی بعد الفراغ دعوت کے ایرج نے کہا کہ اب مجھے نیر اعظم
کی زیارت کرا دو اسنے کہا بہت اچھا اور دوسرے دن ایرج کو لے کر کوہ بلند پر آیا نہایت فضا کا مقام نظر آیا
سامنے اسکے ایک دریائے عظیم الطغیان موج مارتا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی وہی دریا تھا ایرج سے کہا
ای افرنج یہ بڑا دریا ہے اسکا عرض کیا کہ شہریار یہ دریا ہمیں ایک کوس ہو کر بیس ہزار فرسخ کے دور میں ہے

وتا بید اختری تخت پر سوار اور پانچ لاکھ سوار اور پیدل پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں اور ہر ایک مقام پر قیام کرتے
جاتے ہیں ناگاہ لشکر نے ایک مقام سبزہ زار میں قیام کیا تھے قریب کے استادہ ہوئے ہرکاروں نے آگے داراب کو
خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست آیا ہے داراب نے نقارۂ کوچ بجوایا اور ادھر جب خورشید ستارہ پرست نے داراب
کا لشکر اترتے دیکھا تو کہا کہ خبر لاؤ کہ یہ لشکر کس کا آتا ہے اسی وقت ہرکاروں نے جاکر دریافت کیے عرض کیا کہ یہ
لشکر داراب کشور کشا کا ہے ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آئے ہیں اور آپ کو دیکھ کر بہت خائف ہیں اسباب سب
بیچ میں ڈال لیا ہے فوج سب گرد گھیری ہوگی ہے خورشید نے کہا کہ ہم بھی ہم کیا اتفاق ہے کہ جو مجھسے اسباب کی حفاظت کی ہے
اگر وہ زخمی ہے تو میں اسکی عیادت کو جاؤنگا اور اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا جب داراب کے تشکے میں پہنچا تو داراب
نے کہا کہ اے خورشید میں زخمی ہوں نہ تمہارا استقبال کر سکا نہ تمہاری تعظیم کو اٹھا خورشید نے کہا کہ آپ بیکار عذر کرتے
ہیں میں آپ کا حال پہلے ہی سن چکا ہوں خود آپکی عیادت کے واسطے آیا ہوں کہیے تو آپ کا حال کیا ہے داراب نے
کہا کہ اے خورشید حمزہ صاحبقران زلقا کے تعاقب میں ظلمات کو گئے ہیں اور ہم لوگوں سے انہیں بہت الفت تھی کہ ہم
کو ایرج کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں اور سالک اژدر کو میری نگہبانی کے واسطے متعین کیا اور عجیل اس کی تیمارداری
گرانی کے واسطے مقرر ہوا ہے تو بھائی مالک نے زہر سے سازدہ کیا کہ جو باپ بیٹے کے واسطے کرتا ہے ہر وقت میرے واسطے
سینہ سپر ہے پھر مجھے یہ کب لازم ہے کہ صاحبقران کے ملک سے علاوہ نکلوں مگر ایرج کی خواہش ہے کہ اس لائے کو صاحبقران
کے برباد کرے اور برباد کر رکھا ہے اور بلند حوصلہ ہے بالکل بعض نہیں ہے یہاں تک کہ شہر زنگو شیر ایرج لے لیا
اور زنگوں کو قتل کیا اور داسبزی مردہ مندی خبر نہ ہو ابیت کا بیٹا تو میں اطاعت ہو یا وہ جو اسد مشہور کرتا ہے کہ لنڈ حور
ایرج پر عاشق ہے ایسا ہی کچھ ہو میں ایرج کو سمجھتا کیا تھا جب اسے زمانہ از نوبت بہ جنگ پہنچی گردش فلک سے میں بھی
مجروح ہوا اور مالک بھی زخمی ہوا خورشید نے کہا کہ ایسا مضائقہ کیا ہے زخمی ہونے سے شجاعت میں فرق نہیں آتا حمزہ
صاحبقران بھی اکثر زخمی ہو گئے ہیں مگر تم مجھکو ایسا نامرد سمجھتے تھے اور افسوس کہ ایسا کو جانتے تھے جو مال و اسباب
اپنا حفاظت میں کیا اور یہ خیال کیا کہ میں تمہارا مال و اسباب لوٹ لونگا اور تمہیں حالت زخمداری میں ایذا دونگا اول مجھے
تم سے مخاصمت کی کوئی وجہ نہیں دوسرے اگر کوئی وجہ بھی ہوتی تو میں ایسا نامرد اور دیوانہ نہ تھا کہ حالت زخمداری میں تنگ کرتا داراب
نے کہا کہ بیجا ہوا تمکو ایسا گمان بھی نہ تھا خورشید نے کہا بس بس اب کچھ نہ کہیے مجھے دیکھتے ہی تو اپنے مال و اسباب کی حفاظت کا حکم دیا
داراب نے کہا کہ خورشید تم ایسی باتوں کا خیال نہ کرو اور دعوت میری قبول کرو خورشید نے کہا کہ مجھے کیا عذر ہے غرض ایک حالت
میں غرض دو دن تک خورشید کی دعوت کی تیسرے روز خورشید نے داراب سے کہا کہ اے داراب چلو جب کہ حمزہ صاحبقران
ظلمات سے واپس آئینگے تو پھر لیا جائیگا داراب نے کہا کہ بات ٹھیک ہے مگر میری حالت ظاہر ہے کہ زخمی ہوں اور میں تمہارے ساتھ نہیں
چل سکتا مگر فوج بند جانا چاہیے اسواسطے کہ ایرج اہل اسلام کا خاتمہ کیے دیتا ہے کہ جنگل ایرج شہر اختم ہی ہے تم پہلے
چل کر لے لو پیچھے میں بھی آتا ہوں خورشید نے کہا کہ اچھا آج میں اپنا سامان درست کرتا ہوں کل شہر اختم کو روانہ ہونگا
اور داراب سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آیا اور دوسرے روز روانہ ہوا اب اسے تو راہ میں چھوڑیے اور چند لمحے داستان
شہر اختم کے سنیے کہ جب یہاں ایرج بستر خواب سے غائب ہو گیا تو مالک بن ملکوت شاہ نے شاپور کو طلب کر کے کہا کہ اے
شاپور ہم کو دریافت ذکر کرو کہ ملک تمہارا شاپور اسی وقت گیا اور جا کر پتہ خبر تمام کا بیان کرنے لگا کہ غضب ہو گیا اسد
نے ایرج کو گرفتار کیا ہے اسد کو کہاں ڈھونڈھیے معلوم نہیں کہ وہ دیوانہ کہاں ہے غرض یہ ملکوت شاہ سے اگر
حال بیان کیا اور کہا کہ ہر چند مجھکو معلوم نہیں کہ اسد کہاں ہے مگر غالباً کسی پہاڑ میں ہوگا میں کوہستان کو ڈھونڈھتا

جاتا ہوں یہ لشکر روانہ ہوا اور جب نزدیک ایرج قریب لشکر مسمار دریا باری اور لب بستہ حصار کے پہونچا تو معلوم ہوا کہ
مجھ قائم سے ایرج کا بستارہ چھین لیا ہے اور اسد آیا ہوا ہے ایرج کو تنگ رہا ہے یہ سنتے ہی شاپور نے خیال کیا
کہ اگر لندھور آجائے تو ایرج بچ جائے یہ خیال کرکے لشکر لندھور کیطرف روانہ ہوا اور اسوقت پہونچا کہ جب لندھور
اپنے رفقا سے کہ رہا ہے کہ نہیں معلوم ایرج کو کون پکڑ لے گیا ہیکل طہماسپ غائب ہو گیا تھا اب ایرج کا پتہ نہیں خدا
جانے کون ایسا زبردست عیار ہے کہ ایسی ایسی چالاکیاں کرتا ہے اور کچھ حال نہیں کھلتا کہ شاپور نے بڑھکر
سلام کیا اور کہا کہ اگر آپ کی یہ خواہش ہو کہ ایرج زندہ رہے تو جلد چلیے ورنہ اسد دیوانہ ایرج کے ٹکڑے
ٹکڑے کر دیگا لندھور نے کہا کہ اچھا میں چلتا ہوں مگر کچھ حال تو بیان کر یہ سنکر شاپور نے کل حال بیان کر دیا جب
لندھور نے کل حال سن لیا تو سوار ہو کر اسی وقت روانہ ہوا مگر اسوقت پہونچا کہ ملک مسمار دریا باری بجائی کی
لاش پر رو رہا تھا استفسار حال کیا اس نے کل حال اور کیفیت بجائی کی بیان کی اس سے خاطر جمع ہوئی کہ ایرج تو چھوٹ گیا
شاپور ملک مسمار کو تشفی و دلاسا دیکر ایرج کے تعاقب میں روانہ ہوا تھوڑی دور آکر معلوم ہوا کہ ایرج کو
کوئی آسمان پر اٹھا لے گیا لندھور حیران و پریشان ادھر سے واپس ہوا ملک لب بستہ نے مسمار دریا باری کی لاش کو دفن
کروا دیا اور ایرج کی خبر کے واسطے ہرکاروں کو روانہ کیا اور وہاں ملک بن ملکوت شاہ نے سات ہزار سوار ایرج
کی تلاش کے لیے روانہ کیے اب اس قصے کو یہیں چھوڑ دیتے اور دوسرے کچھ حال طہماسپ کے ملاحظہ فرمایئے کہ جمشید اور
خورشید انتہی ہونے طہماسپ کو اپنے وزیر جیس اختر شناس کے حوالے کیا جیس نے اپنے قصر کے نیچے قید کیا
مقتضائے کار اتفاقات روزگار ایک روز جیس کی بیٹی حسن افروز بیٹھی تھی کہ یکایک طہماسپ پر نگاہ جا پڑی
بس دیکھتے ہی ایک جان مجبور ہزار جان سے عاشق ہو گئی تیر ابرو جگر کے پار ہو گیا دل سر مژگان سے فگار ہو گیا اشعار
تھی نگہ یار کی آفت تھی • وہ نگہ کی درد کی طاقت تھی • ہوسکی جانا راستہ کے ساتھ • صبر رخصت ہوا ایک
آہ کے ساتھ • بس ہوش و حواس رخصت ہو گئے عقل بالکل جاتی رہی حالت جنون کی طاری ہوئی ہر چند اپنے دل کو
سمجھایا کہ اری حسن عذار یہ تجھے کیا دیوانہ پن چھا گیا کیا دہشت سوجھی ہے اپنے دل کو سنبھال یہ کام عقل سے کام
اسقدر بیقرار و مضطر نہ ہو معلوم نہیں یہ کون شخص ہے اور کس مذہب کا آدمی ہے تو مسلمان اس کے دین و مذہب سے لاعلم
شخص دوسرے تو وزیر زادی ہے یہ مجرم پادشاہ اور معلوم نہیں کس علت میں مقید ہے تو جا سپردار وہ جوڑ ہی تو یہ کونسی
لا حاصل حرکت ہے سنبھل سنبھل ایسی حرکات تجھے زیبا نہیں ہیں انجام اسکا اچھا نہیں ہے مگر دل بیقرار کو کب قرار آتا ہے
ہر دم ولولۂ عشق بڑھتا جاتا ہے صبر و قرار رخصت ہوتا جاتا ہے اشعار پڑھنے لگا پاس ناموس و ننگ • گئی
عقل اور عشق میں ہونے جنگ • مسلط ہوئی دل پہ فوج جنون • علم عقل کے سب ہوئے سرنگوں • اب یہ حال ہے
کہ ملکہ حسن عذار کو نہ کھانے سے سروکار نہ پانی سے کام خواب و خور سب حرام شعر جیکی رہتی ہر لحظہ عالی سے گفتگو
صورت خیالی سے بیرون دل سے باتیں کیا کرتی ہے اکثر منہ ڈھانپ کر رویا کرتی ہے تنہائی پسند آتی ہے
اور جماعت سے نفرت ہوتی جاتی ہے تا اینکہ اگر کوئی خواص تنگ آجاتی ہے تو اس سے برہم ہو کر کہتی ہے کہ تو کیوں آئی
ہے تجھے کس نے بلایا تھا چل جا فورًا دور ہو خبردار بغیر ہمارے طلب کیے نہ آیا کر اور اگر بار دیگر پھر تو بغیر ہمارے
بلائے ہوئے آئی تو بہت سخت سزا پائیگی اور مادر زادان اسی قصر پر آکے بیٹھا کرتی تھی اور طہماسپ کو دیکھا کرتی
تھی یہ حالت ہوگئی کہ رات بھر دن تپ غم سے جلتا ہے اور ہر لحظہ ہر ساعت دل سلگتا ہے نہ کسی سے بات نہ چیت منہ پہ لپیٹے
دن بھر پڑے رہتا اور ہر وقت دل بے صبر ہو جاتے جنون کا سنا جب کوئی زیادہ مضطر ہوتا ہے تو کچھ کہا کرتی ہے اور پھر ٹھنڈی سانس بھر کر

جمدار کے اٹھانے کو آئے تھے وہ بھی دھرتے گئے جب کوئی ذی ہوش نہ رہا تو دایہ نے آکر کنجی جمدار کے سرہانے سے
اُٹھا کر دروازہ زندان کا کھولا روشنی ہاتھ میں لے کر اندر آئی طرماسپ اُسوقت سو گیا تھا دایہ نے آکر جگایا اور کہا کہ
جلد چلو میں تمہارے چھڑانے کو آئی ہوں سب پاسبانوں کو بیہوش کر چکی ہوں طرماسپ نے پوچھا کہ تم کون ہو جو مجھے
چھڑانے آئی ہو آخر کہاں لیجاؤ گی دایہ نے کہا کہ یہ وقت گفتگو کا نہیں ہے اب یہاں سے چلو تم پر سب حال خود ہی
منکشف ہو جائیگا طرماسپ اُٹھ کر دایہ کے ساتھ ہو لیا دایہ اسکو لیے ہوئے ایک خانہ باغ میں آئی طرماسپ نے دیکھا
چمن بیچ باغ میں ایک بارہ دری عالیشان بنی ہوئی ہے طرماسپ اس بارہ دری میں آیا دیکھا کہ فرش بہت ہی پرتکلف بچھا ہوا ہے
مسند زرنگار بچھی ہوئی ہے دایہ نے طرماسپ کو اس مسند پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا طرماسپ نے کہا کہ اے مادر مہربان دائی تم نے
تو وہ شفقت کی کہ میری حقیقی ماں بھی نہ کرتی مگر اب تک کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ تم کو میرے رہا کرنے کی وجہ کیا تھی دایہ نے کہا
گھبراؤ نہیں تھوڑی دیر میں سب حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ایک جانب پردہ پڑا ہوا تھا اُسکے پاس گئی اندر گئی اب کوئی پہر رات
باقی ہے ملکہ بیٹھی ہوئی دایہ کا انتظار کر رہی تھی بلکہ اسی وقت سے بیٹھی ہوئی سارے تماشے دیکھ رہی تھی دایہ کا حلوا لیجانا اور
زندان بانوں کو کھلانا انکا بیہوش ہونا اور دایہ کا طرماسپ کو لے کر نکلنا جب دایہ طرماسپ کو لیکر چلی تھی تو یہ تھوڑے سے
فاصلہ پر ہولی بیٹھی تھی کہ وہ سامنے سے نکلا ہوئی ملکہ نے پوچھا کہ لائی طرماسپ کو دایہ نے کہا کہ جی ہاں لائی ۔ غرض
گئی اسی واسطے تھی نہ کیونکر لاتی بس یہ سنکر قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے تو دل کو سنبھال کر اٹھی اور طرماسپ کی
طرف چلی تو آگے ہمکے ولیکن جلتی ہوئی ملکہ اپنے تئیں بنا سنوار کر ہوئی دل میں یہ خیال کرتی ہوئی مسکرائی چلی آئی کہ
اگر وہ ملکہ تو جانتی تو اور لیکن اس سے کیا بات کرونگی وہ ایک مرد اجنبی تو کبھی غیر عورت کی محبت سے واقف نہیں یا سمجھے
گا کہ اس ناداں دل نے کیا ہاے میں جو یکایک اُسکے سامنے جا بیٹھونگی اور آثار عشق میرے چہرے سے وہ مشاہدہ
کریگا تو بجز اسکے اور کیا کہیگا کہ یہ عجب بد عورت ہے نہایت ڈھیٹ بیوی کھی ہی جو مجھے اس قید سے چھڑایا ہاے افسوس تو سخت
میں ذلیل ہونگی ہاے وہ تو آفتاب پرست اور تو مسلمان جہاں اس سے مواصلت چاہیگی تو وہ مجھ سے دین آفتاب پرستی
قبول کرنے کا خواستگار ہوگا اور مجھے اس دل ناہنجار کی وجہ سے ترک مذہب آبائی کرنا ہوگا ہاے دین بھی گیا
دنیا بھی گئی پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ اے ملکہ بہتیرے عاشق کافر ہو گئے بہت سے مسلمان اس کے واسطے دین اپنا
کھو گئے شعر عشق این بسیار کرد است و کند ۔ سبحہ را زنار کرد است و کند ۔ ہر چہ بادا باد جان تو ہمری بیگی اوسے جان ہو تو
جہاں ہو القصہ یہ باتیں اپنے دل سے کرتی ہوئی طرماسپ کے سامنے آئی طرماسپ نے دیکھا کہ واہ واہ سورج بیچ
بادل نکل آیا ایک نازنین مہ جبین پر رنگین سامنے سے چلی آتی ہے کہ تمام عمر ایسی خوبصورت نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی بس دیکھتے ہی
بیقرار ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور پکار کر رباعی ازآمدنت جگر چو داغستہ ۔ و ز رنگ رخت گل چمن کاشتہ ۔ گفتا شنے کرباے
رخاک نہی ۔ خاک تو دست زیر مہ برداشتہ ۔ ملکہ نے قریب آکر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا وہ نجم خورشید فاحت نگارین
جو طرماسپ کے ہاتھ میں آیا گویا دولت جاوید پر قبضہ پایا بس ہاتھ پکڑے ہوئے آگے دونوں ایک مسند پر بیٹھے طرماسپ
نے پوچھا کہ او ملکہ تم کون ہو حال اپنا بیان کرو اور مجھے بلانے کی جہت ارشاد کرو ملکہ نے کہا کہ او طرماسپ میں ملک
دربار علم دستور معظم برجیس اختر شناس کی بیٹی ہوں اور نام میرا ملکہ حسن عنبر ہے جس روز تم یہاں آکر قید ہوئے تھے
میں اُسی روز تمہیں دیکھ کر عاشق ہوئی تھی ہر چند ضبط کیا اور صبر سے کام لیا مگر دل نے نہ مانا انجام کار تمکو دایہ سے چھڑوا منگایا
اب میں تمہاری کنیز ہوں بدل و جان تمہاری خدمتگزاری کو مستعد ہوں طرماسپ نے کہا کہ اچھا کیا بفضل القدیر تم
مجھے اس قید سے رہا کر دو میں جمشید اور خورشید کو جا کر قتل کر دوں شہر پر قابض ہوں تم کو تخت نشین کراؤں یہ سنکر ملکہ نے

کہا کہ صاحب تم تو یہ باتیں کرتے ہو دو رہم کوئی دم کے مہمان ہیں طرماسپ نے کہا کہ بھلا آخر کچھ تو کہو وجہ کیا ہے ملکہ نے
کہا کہ اب کوئی دم میں صبح ہوا چاہتی ہے کہ یہ میرا تمہارے چھوٹ جانے سے مطلع ہو گا تم ادھر جا کر جنگ و جدل میں
مصروف ہو گے باپ میرا اس بات سے مطلع ہو کر آتا وہ قتل ہو گا اور آخر تم بیکہ و تنہا کس کس سے لڑو گے آخر کار گرفتار ہو گے
اس سے بہتر یہ ہے کہ وہ تدبیر کیجائے کہ ہماری جان بھی بچے اور شہر بھی ہاتھ آئے طرماسپ نے کہا کہ پھر وہ کونسی صلاح ہے ملکہ
نے کہا کہ ابھی تھوڑی سی رات باقی ہے مجھکو اپنے ساتھ لو اور جس طرح ہو اپنے لشکر میں پہونچا دو اور بعد اسکے فوج و لشکر لیکر
آؤ اور دھاوا کر کے شہر کو شوق سے لو طرماسپ نے کہا کہ اچھا وہ راہ بھی تو بتلاؤ کہ آخر جائیں کس راہ سے ملکہ نے کہا کہ یہاں ایک
نقب ایسی کھدی ہوئی ہے کہ جسکا ایک سرا یہاں ہے اور ایک سرا صحرا میں نکلا ہے طرماسپ نے کہا اس سے بہتر کیا ہے ابھی چلو غرض
طرماسپ نے تو اپنی قید کو جھٹکے دے کر توڑ ڈالا اور ملکہ نے بہت کچھ مال و اسباب ہمراہ لیا اور کچھ کنیزیں ہمراہ لیکر
نقب کا منہ کھلوا کر اسی نقب کے راستے سے ملکہ اور طرماسپ نکلے ہوئے چلے گئے اور یہاں جو صبح کو پاسبان زندانخانے
کے ہوش میں آئے تو دروازہ زندان کا کھلا ہوا دیکھا اور طرماسپ کا نشان بھی نہ پایا بس ہر ایک نے گھبرا کے خود کہا کہ یہ
ساری فتنہ گری اسی دار عیار پیشہ کی ہے جس طولعلالا کر بیہوش کر دیا اور طرماسپ کو نکالکے چلے چلکر برجیس کو خبر کیجیے
یہ سوچ کر اسوقت یہ برگ برجیس اخترشناس کے پاس دوڑے ہوئے گئے برجیس دربار شاہ میں جانیکے لیے کپڑے پہن رہا تھا
انھوں کون زندی نے پہونچکر کل حال بیان کیا برجیس یہ سنکر دوڑا ہوا محل میں آیا معلوم ہوا کہ ملکہ بھی غدار ہوا نقب طرماسپ
کو لیکر نکلگئی بس یہ سنتے ہی سر سے پاؤں تک عرق انفعال میں غرق ہو گیا مارے غیرت کے پسینہ پسینہ ہو گیا اور چاہا کہ خنجر سے کام اپنا کرے
یک لخت پھر خیال میں گذرا کہ پہلے نقب تو بند کرا دے یہ خیال کر کے بہت سے مزدور لیکر نقب میں گیا اس سرے کو جو جا
کھدا تھا بند کروا دیا اسکے تمام نقب کو مسدود کر دیا اور بعد اسکے ایک عرضی جمشید اور خورشید کو اس مضمون کی لکھی
کہ اے شہریار آج شب کو اس شخص کی بیٹی یعنی میری بیٹی طرماسپ کو قید خانہ سے نکالکر براہ نقب نکال لے گئی جب صبح کو
میں مطلع ہوا نقب کو بند کروا کے اپنے حال سے مطلع کیا خدا وند اس شرمندگی سے اب یہ حقیر کسی کو صورت نہ دکھائیگا اور اس
دنیا سے وداع کیگا امیدوار ہوں کہ جرائم میرے عفو فرمائیے گا اور ورثا کو میرے قرار واقعی نوازئیے گا بس یہ عرضی لکھکر
جمشید و خورشید کی خدمت میں روانہ کر کے خود زہر کھا لیا اس بیچارے کو سوا اب دو عرضی جمشید و خورشید کے ملاحظہ سے
گذری فوراً سوار ہو کے برجیس کے مکان پر آئے مگر اسوقت پہونچے کہ جب کام برجیس کا تمام ہو چکا تھا دونوں بھائی
برجیس کی لاش سے لپٹ کے چیخیں مار مار کر رونے لگے اور پکار کے کہا اے او برجیس سنتے ہو کیا ستم کیا اگر ایک مرکوب
قتل ہو گیا تھا تجھے کیوں ہماری کمر توڑ ڈالی ہائے اے برجیس اب تجھسا رفیق ہم کہاں سے پائینگے القصہ بعد گریہ و زاری
لاش برجیس کی بہت دھوم سے اٹھا کر دفن کیا اب وہاں طرماسپ کا حال سنئیے کہ یہ جو ملکہ کو لیے ہوئے اپنے لشکر میں
آیا تو پہلے ملکہ کو خیمے میں داخل کیا بعد اسکے خود مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت میں آیا کہا کہ جلدی فوج کو تیار کروائیے
میں ابھی چلکر قلعے کو لیلونگا مالک نے اسی وقت تیاری فوج کا حکم دیا جب فوج تیار ہوئی تو طرماسپ فوج کو لیے ہوئے
نقب پر آیا اور نقب کا بند پایا مایوس ہو کر کف افسوس ملتا ہوا واپس آیا اور کہا کہ خیر یہ بدبخت جائینگے کہاں میں کل قلعے پر
یورش کر کے قلعے کو لیلونگا یہ کہکر مالک کے پاس آیا اور تمام حال اپنی رہائی کا بیان کیا اور کہا کہ اے مالک قلعے کو زمین
کے برابر کر کے جسطرح ہو گا لیتا مگر جسے پہرا دیا ہے اسکا کام تمام ہو جائے بعد اسکے طرماسپ رزمی اتار کر لباس بزمی پہنکر بارگاہ
میں بیٹھا تھا دیکھنے لگا میں حالت طرب حکم نوازش نقارہ رزمی نافذ کیا اسی وقت نقارہ رزمی نوازش میں آیا
جب یہ خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو وہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا القصہ شب بھر دونوں طرف تیاری ہی کی شکر

تا بیٹے کو زد آیا طرماسپ نے کہا کہ او ستارہ پرست جب میں آنے کا قصد کرتا تھا لوگ مجھے منع کرتے تھے اور جو یہی
کہ زندگی تیری ابتک باقی تھی جو میرا مقابلہ نہ ہوا مگر اب تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا خورشید نے کہا کہ خداوند پروردگار
ہمکو بچائیگا طرماسپ نے کہا کہ اچھا وار کر یہ اپنا خورشید نے کہا کہ میں صاحبقرانی ہوں سبقت نہ کرونگا تو اپنا حربہ کر سب
خداوند مجھے بچائیگا تو میں اپنا حربہ کرونگا طرماسپ نے نیزہ ہاتھ میں اٹھایا نعرہ دار خبردار کہکر نیزہ مارا خورشید نے نیزے
کو نیزے پر روکا سنانوں میں سے شرارے آتش کے نکل گئے نیزہ بازی ہونے لگی کوئی دو تین گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کو
خورشید نے نیزہ طرماسپ کا ہوائی کیا طرماسپ کی آنکھوں میں جہان تیرہ و تاریک ہوگیا کمال غضبناک ہو کر سولہ من
سات سو من کا ساطور کھینچ کر یہ کہتا ہوا چلا کہ او ستارہ پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کر دیا مگر اس ساطور سے بچکر
کہاں جائیگا اور جب وقت قریب ہوا نعرہ خبردار خبردار کہکر ساطور خورشید پر مارا خورشید نے بجز حکم سپر فولادی پر روکا مگر معلوم
ہوا کہ ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا مرکب خورشید کا ٹخنے تک زمین میں درآیا ہر بن مو سے پسینا جاری ہوا اور غش طاری ہوا
بہ غش گرد دیں آلودہ ہوئی اور طرماسپ پکارا کہ دم کشتم خورشید را یہ سنکر کوکب عیار گردکے جگر پارے کے اور کہا یا ہانکا
کہ شہریار حریف زبردستی کرتا ہے اگر خورشید کی کمک کی کوکب سے پوچھا شہریار حرج کیا ہے کہا اچھا ہے خداوند رحمن
نے رحم کیا یہ کہکر مرکب کو کڑکڑا باہر آیا اور تلوار کھینچکر کہا کہ او طرماسپ خبردار ایک ضرب میرے ہاتھ کی بھی اٹھا
طرماسپ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا خورشید نے جو وار ماری تو سپر کو کاٹ کر دو انگل سر میں در آئی طرماسپ دہشت
یا تلوار تو جھٹکا کر نکلی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی طرماسپ نے جلدی سے زخم سر کو باندھکر ساطور مارا خورشید
نے ساطور کا وار خالی دیکر ایسی پھرتی کی کہ زخم سر کا چوپارہ ہو گیا یہ رنگ دیکھکر مالک بن ملکوت شاہ نے کل فوج
کو حکم دیا کہ مار لو اس ستارہ پرست کو بس چاروں طرف سے تمام آفتاب پرست تلواریں لیکر دوڑے خورشید بھی مع فوج
دوڑ پڑا ادھر سے ستارہ پرست ادھر سے آفتاب پرست باہم تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی خورشید نے شام تک
کشتوں کے پشتے اور لاشوں کے انبار لگا دیے شام کو طبل بازگشت ہوا کہ دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں کو واپس گئے مالک
نے جراحوں کو طلب کر کے پہلے طرماسپ کے ٹانکے لگوائے بعد تیکے اندر خیموں کی دوا دارو کی بعد اسکے پوچھا کہ یارو ایرج کا
کچھ حال معلوم ہوا کہ کون لیگیا اور کہاں گیا اور اب یہاں خورشید سے کون مقابلہ کرنے والا ہے نا کل کیا ہوگا کسی نے کہا بھاگ
چلیے جب ایرج نہیں تو کیا ہو جائیگا کسی نے کہا کہ لندھور سے امانت طلب کیجیے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں
لندھور سے تو امانت طلب نہ کرونگا کس واسطے کہ سابق ایرج لندھور دار اب سے جب طلب کرنے گیا تھا اُس نے
لندھور کو قید کر لیا تھا اب لندھور ہرگز ہماری جانب داری نہ کریگا رات کو اسی صلاح و مشورے میں کٹ گئی جب
صبح ہوئی تو خورشید نے مالک سے کہلا بھیجا کہ او مالک اب مجھکو تمہاری حالت پر رحم آتا ہے میں تمکو مہلت دیے دیتا
ہوں جہاں جی چاہے چلے جاؤ مگر شرط یہ ہے کہ ملک کا سلیمانی اور اتنا ذ صاحبقرانی میرے حوالے کر دو یہ سنکر مالک نے
جواب بھیجا کہ او کوکب اتنا ذ صاحبقرانی میری ملک اور قبضے میں نہیں ہے بلکہ اسکا لندھور بن سعدان ہندی ہے وہ
جسے چاہے دے اور جسے چاہے نہ دے ہمسے کچھ علاقہ نہیں ہے جب یہ پیام خورشید کے عیار کوکب نے سنا تو مالک
سے کہا کہ او مالک یہ بہانہ اچھا نہیں ہے اگر خورشید گھر گیا تو پھر تمکو زندہ بھی نہ چھوڑیگا مالک نے کہا کہ او کوکب مجھے
قسم ہے نیر اعظم آفتاب تاباں کی کہ میں ابھی کچھ حیلہ گری نہیں کرتا خورشید سے جا کر کہہ دو لندھور سے طلب کرے
اگر لندھور دیدے تو شوق سے لیجاؤ مجھے کچھ دخل نہیں ہے کوکب نے کہا کہ بہت اچھا میں جا کر عرض کرتا ہوں یہ کہکر کوکب نے خورشید
پاس آکر جواب پیام سنایا خورشید اسی وقت سوار ہو کر لندھور کے خیمے میں آیا لندھور نے جو خورشید کو دیکھا مع

جو جو بات بات سو گز کی بڑھنے لگے آفتاب پرستوں کی جان نکل گئی پیچھے ہٹتے ہوئے قدم لینے لگے سب نے نعرہ
کیا کہ ای آفتاب پرستو اب ہم سے بچ کر کہاں جاؤ گے مالک بن ملکوت شاہ مع لندھور کے ڈر سے
ایک تہ خانہ میں جا کر پوشیدہ ہوا مگر ہاتھ پاؤں میں تھرتھری پڑی ہوئی یہ یقین ہو گیا کہ اب نہ بچیں گے اور اسد کے ہاتھ
آفتاب پرست لگی تاکہ دیووں کو کھلوا دیتا ہے در مالک بن ملکوت شاہ کو ڈھونڈھ رہا ہے اور کہتا ہے کہ ای
بے حرامزادہ کہاں گیا ایک غلغلہ اس شہر میں پڑا آفتاب پرست رو رو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ای نیر اعظم
آفتاب تابان یا پیر قطب دوران تیمن اس وقت ہم میں ہماری امداد کرتے تو بچیں گے ورنہ کونسی صورت رہائی کی نہ
کہ اسی اثنا میں ایک ابر سیاہ آسمان پر پیدا ہوا اور ایرج تو جوان مع دیو افرنج آ پہنچا اسد تحیر ہو کر دیکھ رہا اپنے
دیووں سے بھاگ گیا ایرج نے آکر تمام آفتاب پرستوں کو عجب حالت اضطراب میں پایا لیکن ان لوگوں نے
جو ایرج کو دیکھا جان میں جان آگئی پکارے کہ ای ذرہ نواز آفتاب پرستان اسد دیوانہ ہم سب کو دیووں سے کھلوائے
ڈالتا تھا نیر اعظم نے آپ کو اسوقت بھیجا کہ ہم سب کی جان بچائی ایرج نے پوچھا کہ مالک بن ملکوت شاہ کہاں ہیں
ہی یا دیو کھا گئے کہا کہ خوف جان سے بھاگ کر کسی طرف چھپ رہا ہے تا اینکہ مالک کو ایرج کے آنے کی خبر ہو گئی تہ خانے
سے نکل کر مع لندھور اور ارسلان شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے پاس آیا ایرج بھروں سے بغلگیر ہوا اگر [illegible]
شاہی میں متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے استفسار حال کیا اس نے کل سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور کہا
کہ خورشید کے جہاز تو سمندر میں مارے گئے ان کے تباہ کر دینے تھے اور ہمارے سب ڈوب گئے تھے تا اینکہ خورشید کا پتا بھی
نہ لگا مگر اس دیوانے نے آکر ہم سب کو ہلاک ہی کر ڈالا تھا کہ آپ تشریف لے آئے نہیں تو دیو اب تک کھا ہی گئے ہوتے یہ سنکر
ایرج نے بھی اپنی کیفیت ابتدا سے انتہا تک بیان کی مالک نے کہا کہ ای ایرج اب تک جو جو ماجرا ہوا مگر اب اس دیوانے کے
ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہے اسلیے کہ اب اسکی ہمراہی میں دیوان زبردست ہیں اور تمہارے علاوہ اسکے کچھ نہ کر سکینگے افرنج
بولا کہ ہاں بہت سچ ہے ایرج نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا اور لشکر اپنا قلعہ زرنگ شیر سے باہر نکلوایا خورشید ستارہ پرست
کے گم ہو جانے کا حال سنکر بہت افسوس کیا کہ افسوس خورشید مفت میں تباہ ہوا بعد اسکے ایک دیو سے کہا کہ تو جا کر
تلاش کر کے دیو افغان کو جا کے کہاں اترا ہے اسکو بھی اسکے پاس ہر کارہ دوڑ گیا اور ایک دو گھڑی کے بعد آکر بیان کیا کہ فلاں فلاں
کوہ میں اترا ہوا ہے اور اسکے رفیق بھی سب جمع ہوتے جاتے ہیں دیو سے سنتے ہیں یہ سنکر ایرج نے اسد کو ایک نامہ
اس مضمون کا لکھا کہ تم مرد مردانہ اور بڑے شیر زمانہ ہو بہادری اور دلاوری تم پر ختم ہو گیا تھا ہے امیر [illegible] کیسے بہادر
صفدر ہیں مگر انہوں نے کبھی دیووں سے مدد نہیں چاہی جب تک ہم تم بردہ قاف میں رہے دیو ہمارے تمہارے
دونوں کے شریک حال رہے لیکن اب ہم تم دونوں بردہ دنیا پر آئے ہیں ہم بھی دیووں کو رخصت کیے دیتے ہیں تم بھی
روانہ کر دو فقط ہماری تمہاری لڑائی رہیگی جو کچھ ہوگا وہ ہو رہیگا اور اسکے خلاف ورزی وقوع میں آئیگی تو خلاف عہدی
مردی و مردانگی ثابت ہو گی القصہ ایک دیو اس نامہ کو لیکر روانہ ہوا اور اسد کو جا کر دیا اسد نے اس نامہ کو پڑھ کر
جواب پشت نامہ پر تحریر کیا کہ ای آفتاب پرست اگر تو یہ نہیں لکھتا تو بھی میں اپنے دیووں کو رخصت کرنے [illegible]
ڈالتا مگر خیر تو بھی میرا مرد سمجھ کر اب میں اپنے دیووں کو رخصت کیے دیتا ہوں یہ جواب لکھکر اس دیو کو تو رخصت کیا
اور ملائف ان کو جیب سے کہا کہ دونوں تم اپنے دیووں کو لیکر [illegible] میں چلے جاؤ ہم نے تمھیں رخصت دی انہوں نے عرض
کی کہ ای شہریار پہلے ایرج کے دیووں [illegible] بھیجیے تو ہم بھی چلے جائینگے اسد نے کہا کہ نہیں پہلے تم ان دیووں کا
ڈر نہیں تم جاؤ آخر دونوں نے [illegible] دیووں کو لیکر اس کوہ میں پوشیدہ ہو رہا اور ایرج کے پاس جو

جیسا ہوتا اس حرامزادے نوی باندہ کا کیا کام تھا ہمارے زیب میں زنجیر ہیں سے کہ دیا کہ صبح منظور ہیں جمشید خورشید
نے کہا کہ بھائی صاحب مگر اسنے جلد سازی کی ہو تو آپ بھی اسے اسیر و ہم نزد دیجیے جمشید نے کہا کہ بھائی وہ کیا تو میرا ہی
خورشید نے کہا کہ آپ طرماسپ کو یہا بھیجے دروازہ نہ کھولیے بلکہ کوئی کے راستے بلا لیجیے جب وہ اسیر ہو تو اسکو بند
مارکر کو بیجیے جمشید نے اس رائے کو پسند کر کے اسیوقت کمندانداز ون کو بلا کر دروازے میں بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ
بھائی طرماسپ آؤ جو کچھ لکھو کہنا ہو کہ جاؤ یہ سنکر طرماسپ خوشی خوشی اپنے دل میں یہ کہتا ہوا کہ اب قلعہ لیا اور صاحب
قلعہ لیا الغرض جسوقت دروازے میں پہونچا چارطرف سے کمندون کی بوچھار ہوگئی طرماسپ نے دوچار جھٹکے تو
مارے مگر ہوش جاتا رہا کمان تک کہاں تک آخر کار گرفتار ہوگیا جمشید و خورشید نے اسی وقت آہنگرون کو طلب کر کے
اسیر طوق و زنجیر کر لیا جو لوگ طرماسپ کے پیچھے چلے آتے تھے انھون نے قلعے کے اندر داخل ہونا چاہا تو سپاہیون نے
قلعہ بند دروازے پر روک کے بٹھایا اور پکار کر کہا کہ اے آفتاب پرستو تمہارا قریب تمہارے کام نہ آیا اور آخر کار
طرماسپ قریب کو گرفتار کر لیا بس آفتاب پرست یہ سنکر ایرج کے پاس آئے جہان ایرج منتظر بیٹھا ہوا تھا کہ طرماسپ
قلعے میں جاکر دروازہ کھولے تو ہم بھی چلیں یہ لوگ چرچا کرتے ہوئے آئے ایرج نے پوچھا کہ خیر باشد کچھ کہو کیسی
گھبرائے ہوئے کیوں آئے ہو آفتاب پرستون نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا ایرج اس کیفیت کو
سنکر بہت آزردہ ہوا اور مالک سے کہا کہ اب کل میں قلعے پر حملہ کرونگا اور بغیر قلعہ لیے ہوئے نہ پھرونگا اب ایمن
ہوا طرماسپ کا بچا اور خواہ زندہ رہے اور بلکہ لشکر میں منادی کرادیا جب خبر شاہان اختر کو پہونچی تو انھون نے بھی اپنے
اپنے لشکر میں نقارہ تیاری بجوا دیا بات آج ہی انکے گذر گئی صبح کو جمشید و خورشید قلعہ بند دروازے پر آکے بیٹھے
ادھر رقاصے جانبازون کا دورہ بند تھا اور ادھر سے فوج آفتاب پرستون کی نمایان ہوئی قلعے سے گولے برسنے لگے ایرج
قلعے کی زد سے ہٹ کر کھڑے ہوئے ایرج نے مالک سے اجازت خواہ ہوا مالک نے کہا کہ جب دل چاہے طرماسپ کو زیر تیغ بٹھا کے
تو آپ کو بھی بے نیل مقصود پھرنا پڑیگا ایرج نے کہا کہ مجھے آفتاب تابان کی قسم ہے کہ میں بغیر قلعہ لیے نہ پھرونگا اب آمین جو
تھا جلسے مارا جائے جو بچ جائے بچ جائے بلکہ گرز گران سنگ آسمان رنگ پشت پیلو پر چھوڑ کر ہاتھ میں لے کر جانب قلعہ
روانہ ہوا ایرج کو اہل قلعہ نے آتے دیکھکر گولہ برسانا شروع کردیا مگر ایرج برابر گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے گولہ انداز
ہر طرف سے ایرج کو تاک تاک کر گولہ مار رہے ہیں تمام میدان دھوان دھار ہو رہا ہے تا اینکہ ایرج تمام گولون کو
رد کر کے لب خندق پر پہونچا جمشید و خورشید نے کہا کہ ایک ذرا ہاتھ کو روک لو دیکھو کہ اب آدھر گولہ اندازون کا نشانہ
انکار کے لگا ہی ہوگا بس گولہ اندازون نے ہاتھ کو روک لیا دھوان ہر طرف ہوا روشنی ہوئی دیکھا کہ ایرج برلب خندق
موجود ہے اور للکار رہا ہے کہ او اختیو اب میرے ہاتھ سے کہاں جاؤگے تمنے تو چھپا کر دیا ہے دیکھو تو اب تمہارا کیا
حال کرتا ہوں جمشید و خورشید نے یہ رنگ دیکھکر حکم دیا کہ جلد طرماسپ کو لاکر زیر تیغ بٹھا دو یہ حکم سنکر لوگ قید خانے
کی طرف چلے کہ طرماسپ کو جاکرے زنجیر طرماسپ نے جو سنا کہ ایرج تا در قلعہ آچکا ہے تو اپنے جی میں کہا کہ جو کچھ
ایرج قلعہ نہ لیلے تو یہان سے نہ چل یہ سبب کر کہ شکر مار کر بیٹھ گیا اب لوگ چلا رہے ہیں کہ ارے اٹھ یہان سے چل جلدی
کر یہ کب اٹھتا ہے چند لوگ تلوارین کھینچے سر پر کھڑے ہوئے ہیں اور دھمکا رہے ہیں کہ نہ چلیگا تو سر تیرا کاٹ ڈالینگے نہ
چلیگا تو تجھے ہم یہیں مار ڈالینگے کہ وہ سرکار لینگے مگر یہ کسی کی نہیں سنتا اسی طرح سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اپنی جگہ سے جنبش تک نہیں
کھاتا اور جمشید و خورشید کا حکم پر حکم چلا آتا ہے کہ جلدی طرماسپ کو لاؤ جلدی طرماسپ کو لاؤ آخر کو بدر رو غدار زندان
نے زنجیر پکڑ کر گھسیٹا دیا کہ اس جھٹکے میں خار دار تو بہت زور سے چبھ گیا اور طرماسپ کو سخت ایذا ہوئی بس غصے میں آکر

جو ایک جھٹکا مارتا ہے تو زنجیر داروغہ کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور داروغہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا بس اسنے بڑھ کر
طوق و سلاسل کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینکدیا اور داروغہ کو ایک گھونسا مارا کہ بھیجا اسکا پاش پاش ہو گیا پس
طرماسپ اُسکی صورت دیکھکر ہانپنے لگا ایکغل پڑگیا کہ بڑا غضب ہوا طرماسپ چھوٹ گیا جمشید و خورشید کے رنگ
فق ہو گئے مرگ کا یقین ہو گیا آنکھوں سے آنسو گر پڑے لیکن جمشید نے خورشید سے کہا کہ بھائی میں اب اپنی قلب برت
کا سامنا کرتا ہوں جب تک جان میں جان ہے کسی قطعہ میں گھسنے نہ دونگا اور اگر مارا گیا تو تم میرے فرزند کی جگہ ہو تمسے نام
نشان میرا قائم رہیگا مگر بعد میرے تم اتنا کرنا کہ میرے ناموس کو فوراً قتل کر ڈالنا اور اپنے ناموس کو نکال لیجانا کہ پھر
ہمارے ناموس اسیر ہوں اور یہ کوئی نہ کہے کہ جمشید و خورشید کا ناموس بندی میں آیا اسلیے کہ آدمی ہر وقت عزت و حرمت کا
خیال رکھتا ہے خورشید نے کہا کہ بھائی جو حال تمہارا ہے وہی حال میرا ہے تمنے تو مجھے فرزندوں کی جگہ سمجھا اور فرزندوں سے
زیادہ میری پرورش و پرداخت کی اب اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو زمانہ کیا کہیگا کہ یہ جوان ہو کر نہ لڑا اور اپنی جان بچا کر چلا آیا
مجھے رسوائے عالم نہ کیجیے آپ ناموس کے بچانے کی تدبیر کیجیے میں اس برج سے اترونگا یہ سنکر جمشید خورشید کے قدموں پر گر پڑا
کہا کہ بھائی یہ وقت تکرار کا نہیں میں نے تمہیں فرزندوں کی طرح پالا ہے تمہارا صدمہ مجھے نہ اٹھ سکیگا برائے خدا و رسول تم جلد
جاؤ اور جو میں کہتا ہوں اسپر عمل کرو اور جب حضرت حمزہ صاحبقران یا نور الدہر بن ربیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئیں
اور تمسے ملاقات ہو تو پہلے میرا سلام کہنا اور بعد اسکے عرض کرنا کہ میرے خون ناحق کا عوض اس آفتاب پرست سے
ضرور لیجے گا یہ سنکر خورشید روتا ہوا اپنے ناموس میں آیا سب کے سب خورشید کو تنہا دیکھکر پوچھنے لگے کہ کیوں تم روتے
کیوں ہو بھائی تمہارے کہاں ہیں خورشید نے کہا کہ ارے بھائی کا کیا پوچھتے ہو وہ جان دینے پر مستعد ہوئے ہیں مجھے
اسواسطے بھیجا ہے کہ تم جا کر سب کو قتل کر دو تا کہ بعد ہمارے مر جانے کے ہماری رسوائی نہ ہو یہ کوئی نہ کہے کہ ناموس خورشید
و جمشید کا اسیر ہوا اور کافر انھیں لیے جاتے ہیں زوجہ جمشید نے کہا کہ بھیا مجکو خود زندگی منظور نہیں کہ کوئی نامحرم بعد
تمہارے مجکو ہاتھ لگائے جلد مجکو قتل کرو اور ادھر خورشید کی زوجہ نے بھی آواز دی کہ مجکو بھی مار ڈالو مگر خورشید
کا یہ عالم ہو کہ آنکھوں سے علی الاتصال آنسو جاری ہیں خنجر برہنہ ہاتھ میں ہے اور ہاتھ کانپتے جاتے ہیں کہ اسی اثنا میں
خورشید کی زوجہ زیر تیغ آکھڑی ہوئی خورشید نے ایک ہاتھ اسکی گردن پر مارا کہ کام اسکا تمام ہو گیا لاش اسکی زمین
پر گر کے لوٹنے لگی تمام محل میں ایک کہرام عظیم برپا ہو گیا صدائے گریہ و زاری انسان کی کیا در و دیوار سے پیدا ہوئی یہ رنگ
دیکھکر جمشید کی زوجہ بھی سامنے آکھڑی ہوئی کہ بھیا لے بھی [illegible] اور لال خورشید یہ سنکر چیخیں مار مار کر رونے لگا اور کہا کہ
اے بھابی تم تو میری ماں کی جگہ ہو تمپر میرا ہاتھ ہرگز نہ اٹھیگا اب دیکھیے کہ خورشید کی زوجہ مذبوح تو سامنے لوٹ رہی
ہو خورشید کے خون سے لوہو ٹپک رہا ہے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں جمشید کی زوجہ زیر تیغ کھڑی ہوئی منتیں کر رہی ہے
کہ بھیا جان تو نے اپنی بی بی کا کام تمام کیا اب مجکو بھی قتل کرو کہتا ہے کہ اے بھابی وہ تو تمہاری خادمہ تھی مر گئی
مر گئی تمپر میرا ہاتھ نہ اٹھیگا اے بھابی [illegible] تھا یہ کلمات لکھ کر دل کے ٹکڑے ٹکڑے [illegible] جلد محمل پر سوار ہو
وہ کہتی ہیں نہیں بھیا اب مجھے زندگی کٹھن معلوم ہوتی ہے جسکو میں نے بیٹی کی طرح پالا اور بلکہ بیٹیوں سے
زیادہ سمجھا وہ تو مر جائے اور میں زندہ رہوں میں اپنے ہاتھ سے اپنے کو ذبح کرونگی اور یہ کہکر ایک خنجر ہاتھ میں
اٹھا کر چاہتی تھی کہ اپنے کو ذبح کرے کہ خورشید نے دوڑ کر خنجر ہاتھ سے چھین لیا اور حکم دیا کہ جلد اونٹ لاؤ کسیوقت
اونٹ اور محملیں اور کجاوے سب کے حاضر کیے گئے خورشید نے ہاتھ پکڑ کے ایک محمل میں سوار کیا اور جہاں تک
کہ مال و اسباب اٹھ سکا وہ سب بار کیا اور تمام عورتوں کو بھی سوار کر کے بجانب [illegible] دروازہ جانب ملک

سپاہان اور زنان کل کا قول کر صبح کا راستہ لیا اب زوجہ جمشید کا یہ حال ہے کہ روتی پیٹتی زوجہ خورشید کو یاد کرکے بین
کرتی ہوئی چلی جاتی ہے اور ادھر خورشید کا یہ حال ہے کہ آنکھیں لال آنسو جاری بیساختہ شب باری حفاظت کرتا ہوا
چلا جاتا ہے یہ لوگ ادھر روانہ ہوا اور یہاں کا حال سنئے کہ ایرج خندق کو پھاندکر پار آیا اور زینہ سے قلعہ کا دروازہ توڑ کر
اندر چلا اور جمشید بھی رفقاے جان نثار کو ساتھ لیے ہوئے للکارتا ہوا ایرج کی طرف بڑھا کر اوس کافر کہاں آتا کر
اور یہ کہکر ایک تلوار ایرج پر چلا ہی دی ایرج نے وار اوسکا رد کرکے جو ہاتھ وار کیا تو تلوار اوسکی سپر کو کاٹ کر جمشید کے
سر پر پہونچی کہ کوئی بیس انگل کا زخم آیا رفقا نے جمشید ماری ماری تلوار ہوئے کہ سب مارے گئے اب اس عرصے میں
اور لوگ بھی ایرج کے پہونچے تلوار چلنے لگی جمشید اور ایرج سے پھر مقابلہ ہوا ایرج نے شاہ جمشید کا نشانہ کیا
جمشید نے جو تلوار لگائی زرہ کو کاٹ کر ایرج کے سر پر پہونچی کوئی دو انگل کا زخم آیا ایرج نے پھر جو تلوار لگائی تو
زخم سر جمشید کا دو پارہ ہو گیا پھر جمشید نے جرأت کرکے پہلو ایرج کا زخمی کیا پھر ایرج نے تلوار لگائی کہ ہاتھ
جمشید کا اوڑ گیا تا اینکہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اب ایرج نے جانب شہر رخ کرکے حکم دیا کہ خبردار
کسی کو زندہ نہ چھوڑنا جو سامنے آ جاوے اوسکے قتل سے منہ نہ موڑنا یہ جب حکم ہوا اسی وقت شہر قتل ہونے لگا ایک جانب
ایرج قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے ایک طرف فرہاد بدست تعدی دراز کرتا ہوا چلا آتا ہے عورات حاملہ کے پیٹ چاک
کرواتا ہے بچوں کو نیزوں پر اچھال اچھال کر پرورش کر رہا ہے ہر چند رعایا چلا رہی ہے کہ اے صاحب ہم رعایا سے تمہیں
ہمارا کیا قصور ہے ہم پر رحم کرو لیکن کون سنتا ہے گھروں میں گھس گھس کر لوگوں کو قتل کر رہا ہے صداے یا رب الغیاث
تا فلک الافلاک بلند ہے اتفاقات روزگار تقضاے کار حارث بن سلطان سعد بادشاہ لشکر لندھور نے کہ یہ لندھور کی
میر باز بجانب مخلوقات لشکر لندھور کا بادشاہ ہوا تھا اپنے دل میں یہ خیال پیدا کرکے کہ افسوس اہل اسلام مفت
قتل ہو رہے ہیں لندھور سے کہنے لگا کہ اے والا مرتبہ جاے تعجب ہے کہ آپ دیدہ و دانستہ اہل اسلام کو قتل
کروا رہے ہیں اور جب اہل اسلام ہی قتل ہو رہے ہیں تو ہمارا سبب کرنا یا انکا مقتول ہونا جبکہ لفظاً سب کے بچانے کے
واسطے بیعت کی تھی نہ اسلئے کہ ہم یہیں سے بیٹھیں اور اہل اسلام قتل ہوں لندھور نے کہا کہ ہم بیٹھے کب گئے ہیں
ہر طرح موجود ہوں چلو ایرج کو منع کر دیں یہ کہکر لندھور اٹھ کھڑا ہوا اور حارث کو ساتھ لے کر داخل شہر ہوا حارث
اور لندھور آفتاب پرستوں کو قتل کرنے لگا لندھور منع ہوا اور کہا کہ اے حارث یہ کیا کرتا ہے چلو ایرج کے پاس
چلو یہ سنکر حارث نے تلوار میان میں رکھ لی اور مع لندھور ایرج کے پاس آیا ایرج برابر حکم قتل دے رہا تھا
کہ خبردار خبردار ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑنا یہ دیکھکر حارث کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور ایرج سے جھڑک کر کہا کہ اے زبدہ
آفتاب پرستان اب انپر رحم کرو یہ لوگ رعایاے شہر ہیں قابل رحم کے ہیں انکے قتل سے کیا حاصل جو تمہارے نزدیک
مفسد تھے وہ تو مارے جا چکے تم صاحبقران ہو تم کو سب کی پرورش و پرداخت لازم ہے اور منع قتل اسکے ابھی یہ فتح اول
ہے اگر ایسا ہی مظالم کرو گے تو تم سے کیوں کوئی گرویدہ ہونے لگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم عبث سی سفارش کرتے ہو میں
انمیں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا تم اپنی جانبری کو غنیمت سمجھو اور یہی سفارش ہے [illegible] یہ سنکر چہرہ حارث
پر آثار غیظ و غضب کے پیدا ہوئے لندھور نے یہ رنگ دیکھکر خیال کیا کہ کہیں در غضب ہوا اور یہ خیال کرکے
ایرج سے کہا کہ اے ایرج بس اب قتل و غیرہ موقوف کرو تمام شہر تمہاری دہائی دے رہا ہے اور بیعت کرنے پر آمادہ
ہے اور یہی ہمارے تمہارے اقرار تھا اب اگر تم نقض عہد کرتے ہو تو میں بری الذمہ ہوں ساتھ دونے میرے اب میں
مطلق اور نہیں سکتے اگر تم نہ مانوگے اور رد و بدل کر زیادہ جنگ ہو جائیگی تو پھر تم کہوگے کہ لندھور نے بیعت بھی توڑ دی

تلوار چلائی باہم ایک دوسرے کو حریف سمجھ سمجھ کر مارا کیا جب صبح ہوئی تو ہر ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑائی
موقوف ہوئی جب ایرج بیدار ہوا اور اُسنے یہ ہنگامہ عظیم دیکھا تو کہا کہ میں اس دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا
ہوں ہرکاروں نے عرض کیا کہ خداوند دیوانہ کیسا یہ تو ایک بڑا گیانی تھا ایرج نے پوچھا کہ وہ کون ہے ہرکاروں نے
عرض کیا کہ خداوند نعمت بادشاہ لشکر لندھور حارث بن سعد لندھور سے آزردہ ہو کر بارگاہ لندھور سے چلا آیا
اور رات کو آپ کے لشکر پر شبخون کر کے صاف نکلا ہوا چلا گیا ایرج نہایت حیران ہوا لاشے مقتولوں کے اٹھوا کر
بارگاہ میں آیا اہل دربار جمع ہونے لگے جب لندھور آیا تو ایرج نے کہا کہ اے دارائے ہند یہ کیا سبب کہ گزری رات حارث
بن سعد نے میرے لشکر پر شبخون مارا کیا تمنے میری بیعت فسخ کر ڈالی لندھور نے کہا کہ اے ایرج یہ والا د صاحبقران
ہیں جب بگڑ جاتے ہیں تو پھر کسی کا کہنا کہ خیال میں نہیں لاتے ہر چند میں نے سمجھایا نہ مانا میرے پاس سے چلے گئے میں کو
تمھے ادمکان تمھاری بیعت فسخ نہ کروں مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تمھیں نے اُسنے کچھ سخت کلامی کی ہوگی ایرج نے کہا
کہ وہ بگڑ کر میرا کیا کرینگے یا مفت میں اپنی آبرو کھو دینگے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا بہتر ہے تو اُسکا یہ ہو کہ نمر کم ہو کر سامنا
نہ کیا قزاقوں کی طرح لوٹ مار کر چلے گئے خیر سمجھا جائیگا اور وہ کمر اپنی جانب سے شہر استم میں حاکم مقرر کرکے
ایرج کی تیاری کی اور حارث بن سعد نے شبخون مار کے ملک زنداں کا راستہ لیا بعد چند روز کے کہ جب وہاں پہونچے
تو وہاں کے مجنون بادشاہ شہرزاد مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش شہنشاہ مرصع پوش استقبال کرکے بعزت تمام
توقیر قلعے میں لائے اسباب عیش کا مہیا کیا اور مستفسر حال ہوئے حارث نے کل سرگزشت اپنی بیان کی اور
حال شہر فرنگستان اور شہر اختر کا بیان کرکے کہا کہ بھائی مجھسے اس پاجی کی بیدادگری دیکھی گئی میں تو مجبور ہو کر
چلا آیا مگر لندھور نے اس آزاد پرست کا ساتھ نہ چھوڑا بیعت کو نہ توڑا اور اسی کے ہمراہ رہا اب میں خواہ قتل ہوں
خواہ فتحیاب ہوں اس سے ضرور لڑونگا اور اسکا حوصلہ نکالونگا ایسی زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ سنکر ان سب نے عرض
کیا کہ ہمارے پاس تو لندھور کا نوشتہ یہی مضمون پہنچ چکا تھا کہ تم بیعت کرنے سے آگے بیعت ایرج کی اختیار کرو
اور خراج اُسے دو ہم سب مستعد ہو گئے تھے کہ جب لشکر ایرج کا یہاں آئیگا تو ہم جا کر اُسکے شریک ہونگے مگر اے
شہریار اب تو ہم اُس ظالم کے پاس ہرگز نہ جائینگے کافر سے مسلمان ہوئے مسلمان ہو کر پھر کافر نہ کہلوائینگے ہر حال آپکے
شریک رہینگے پھر حارث نے کہا کہ مرحبا صد مرحبا الغرض حارث نے وہاں اقامت کی اور اپنے آغاز و انجام
کو سوچنے لگا ایک روز خیال کرتے کرتے یہ بات ذہن میں سمائی کہ اے حارث بن سعد تیرے پاس فوج نہ لشکر نہ مال
نہ زر تو کیونکر ایرج سے مقابلہ کریگا افسوس صد ہزار افسوس تو وہاں سے آ کر بھی ذلیل ہوا اسی سوچ میں متردد و متفکر
بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ابر سیاہ آسمان پر چھایا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی دل سیر و شکار کی طرف متوجہ ہوا حارث
نے شہریار مرصع پوش سے کہا کہ اے شہریار یہاں شکار بھی ملیگا اُسنے کہا کہ بکثرت آپ شوق سے تشریف لیجائیے جلو میں
صید گیر ہمراہ لے کر شکار کھیلیے یہ سنکر حارث نے شکار کی تیاری کی اور ان صید گیر ہمراہ لے کر جانب صحرا روانہ
ہوا صید و شکار میں مصروف ہو ہو ایک جا بہت سے ہرن اکٹھا چر رہے تھے سم مرکب کی آواز سے متفرق ہو کر بھاگ گئے
ایک ہرن کو حارث نے سب ہرنوں میں تیز پایا اور چالاک پاکے اسکے پیچھے گھوڑا ڈال دیا اور قصد کیا کہ اے حارث
اگر اس ہرن کو تم پا گئے تو ایرج پر فتحیاب ہو گے ایک پہر بھر کامل اس ہرن کا تعاقب کیا تا اینکہ وہ ہرن ایک
درہ کوہ میں جا کر غائب ہو گیا اور حارث نے ڈھونڈنا شروع کیا ہر چند تلاش کی مگر کہیں پتا نہ لگا جستہ جستہ
ایک مقام با فضا میں پہونچکر دیکھا کہ چند لوگ کھڑے ہیں اور چند بیٹھے ہوئے ہیں اور شکاری گوشت کے کباب

رہے ہیں اور ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ دیکھیے جان بچتی ہے یا نہیں مگر اسد کو تو فقط خزانہ لینے سے غرض تھی وہ پیدل
گھوڑا اٹھائے ہوئے خزانہ پر جا دھمکا اور ایک صندوق جواہرات فرنگی و جواہر گھوڑے پر لاد لیا اور ایک ہاتھ میں لٹکا لیا
اور لشکر سے صاف نکلا ہوا چلا گیا ادھر یہاں ایرج شکار کر کے خیمے میں بیٹھا ہے کہ اب بیتاب ہو رہے ہیں کہ اب کھانا آتا ہے مگر
ہماری کہ دل گرفتہ ہیں رفقا سے کہا کہ ہماری کیا صورت کچھ میرا دل گھبرا رہا ہے معلوم نہیں کیا سبب ہے لوگ عرض کرتے ہیں
کہ یہ دور خدا ابھی آپ شکار کھیل کے آئے ہیں زحمت شکار سے طبیعت پریشان ہے جلد تشفی ہو کے مزاج درست ہو جائیگا
ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شاید سامنے سے نمایاں ہوا اور اس نے عرض کیا کہ خداوند نعمت اسد تمام لشکر کو مارے ڈالتا ہے لوٹے
ڈالتا ہے ایک غل و ہنگامہ عظیم برپا ہے ایرج نے کہا کہ اطراف سب کیا ہو رہا اور نے کہا کہ اسکو تو اسنے بھاری بچے ہی نکلوا دیا
بعد اسکے خود لشکر پر آگرا یہ سنکر ایرج بہت پریشان ہوا غیظ اسکو آ گیا مرکب پر سوار ہو کے جانب لشکر روانہ ہوا جب
لشکر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ دیوانہ بھی ابھی خزانہ لوٹ کر لے گیا ہے اگر آپ تھوڑی دیر اور قبل آتے تو وہ سب مل جاتا
ایرج یہ سنتے ہی بہت رنجیدہ ہوا مالک بن ملکوت شاہ کی خبر نگ زبرجد بھی ادھر اسد کے تعاقب میں روانہ ہوا
مگر اسد اور ہمراہی اسکے گرد ہی سے چل نہ سکتے تھے اور مڑ مڑ کے پھر پھر کر جانب لشکر دیکھتے جاتے تھے کہ کوئی
آتا تو نہیں ہے کہ یکایک ضرغام نے آکر خبر دی کہ وہ ٹھہرو ایرج آپہنچا اسد نے دیکھا کہ خزانہ کے بوجھ سے مرکب چل نہیں سکتا اس
خود بھی اسکی وجہ سے تھکا ہوا تھا کہ اگر صندوق کو تو پھینکدو اور اپنی جان بچا کر بھاگ چلو ہم لیا جائیگا اسی وقت صندوق
تو پھینکدیئے اور آپ سبک ہو کر بھاگے ایرج جو دوڑتا ہوا وہاں پہنچا تو دیکھا کہ صندوق پڑے ہوئے ہیں تب اختر صبا
سے کہا کہ تم تو صندوق لیکر چلو میں اس دیوانہ کے تعاقب میں جاتا ہوں اختر صبا تو صندوق لے کر چلا اور ایرج اسد
کے پیچھے ہوا آگے آگے اسد پیچھے پیچھے ایرج بھاگا بھاگ گرتے پڑتے گھوڑے اٹھائے چلے جاتے ہیں ایک مقام پر پہنچے
تو دیکھا ایک جنگل تھا کہ ہزاروں درخت گھنیرے لگے ہوئے تھے اسد نے مرزنگ بن مرزبان سے کہا کہ میں تو اسی طرف درختوں
کی آڑ میں چھپا رہتا ہوں اور تم شاخیں درختوں کی کاٹ کر صندوقوں میں باندھ کر کھینچتے ہوئے جب جب ایرج تمہارے
پیچھے چلا جائیگا تو میں جا کر پھر ان صندوقوں کو لیلونگا مرزنگ بن مرزبان نے کہا کہ بہت اچھا القصہ اسد تو جا کر
درختوں کی آڑ میں چھپ رہا اور مرزنگ بن مرزبان درختوں کی شاخیں کاٹ کر کندوں میں باندھ کر گھسیٹتا ہوا
چلا ڈھیروں خاک اڑنے لگی ایرج تو اسکے تعاقب میں چلا اور اسد درختوں کی آڑ میں سے نکلکر صندوقوں کے
تعاقب میں چلا اختر صبا وہ صندوق لئے ہوئے تھوڑی ہی دور پہنچا تھا کہ اسد نے نعرہ کیا کہ او نابکار صندوق
کہاں لیے جاتا ہے ٹھہر تو جاتا کہاں ہے اور یہ کہکر تلوار کھینچکر اپنے فرق کی سمت اختر صبا پر گرا اختر صبا نے
صندوقوں کو تو پیچھے کر لیا اور آپ آگے ہوا اسد کے ہمراہیوں سے تلوار چلنے لگی میں گرمی جنگ میں اسد سے اور
اختر صبا سے مقابلہ ہو گیا اختر صبا نے اسد سے پوچھا کہ او دیوانے تو ایرج سے کیونکر بچ آیا اسد نے کہا ارے
تو کیا گنتا ہے میں نے ایسے ایسے لوگ بہت سے بچا دیئے ہیں اور ایسے گروہوں کو بہت راہیں بتائی ہیں پھر اختر صبا
کو غصہ آگیا بگڑا کہا او دیوانے کیا تیری قضا دامنگیر ہوئی ہے یہ کہکر اسد پر تلوار ماری اسد نے وار اسکا رد کر کے ایک
وار کیا کہ اختر صبا زخمی ہوا جس جگہ کیا تھا اسد بہ بس جڑا اسے تلوار دیں کے لوٹا رہا اختر صبا ساتھ سے اسد کے بھاگا
اسکے ساتھ والے بھی تاب مقاومت نہ لا سکے فراری ہوئے صندوق چھوڑ چھوڑ کر بھاگے اسد خزانے کو جانب کوہستان
روانہ ہوا اور مرزنگ بن مرزبان خاک اڑاتا ہوا آگے آگے اور ایرج پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا کہ ہرکارہ
نے اطلاع دی کہ خداوند آفتاب پرستان آپ کس کے تعاقب میں جاتے ہیں اسد تو پیچھے کر کے

ہچکر رہ گیا تھا جب آپ آگے نکل آئے تو آپ نے اختر صبا کو بھگا کر خزانہ بھی چھین لیا آپ ناحق اس قزاق کے پیچھے چلے
جاتے ہیں اسد اسمیں نہیں ہے یہ سنکر ایرج نے زانو پر ہاتھ مارا اور کہا کہ افسوس میں اس دیوانے کی کیا تدبیر
کروں اسکے ہاتھوں سخت عاجز آگیا ہوں اور یہ کہکر مرکب کو پھیر کر اس مقام پر آیا جہاں سے اسد اختر صبا کو زخمی
کرکے خزانہ لے گیا تھا وہاں بہو بکر کچھ نہ پایا تو ششدر رہ گیا اور وہاں سے پلٹ کر اپنی بارگاہ میں آیا اختر صبا کے زخموں
میں ٹانکے لگوائے مستفسر حال ہوا کہ سنے تمام سرگذشت بیان کی ابھی ایرج سے اور اختر صبا سے باتیں ہو رہی تھیں
کہ اسی اثنا میں لندھور بھی وارد ہوا استفسار حال کیا ایرج نے کہا کہ اے دارا سے ہند اس دیوانے نے مجھے دیوانہ بنا دیا
ہے کوئی تدبیر نہیں بن آتی لندھور نے کہا کہ اے ایرج اس مقدمے میں میں خود حیران ہوں کہ اسکی کیا تدبیر کروں کہ اسکے
جب مجھے رسوا کیا ہے میرا ہی دل خوب جانتا ہے ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ہرکاروں نے آکر یہ خبر سنائی کہ اسد فلاں
پہاڑ میں چھپا ہوا بیٹھا ہے ایرج یہ سنکر اسی وقت سوار ہو کر مع لشکر اس طرف کو روانہ ہوا جہاں اسد و ہمراہ کوہ میں
آرام سے بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک اک سمت گرد و غبار کا پیدا ہوا اسد گھبرا کر دیکھنے لگا کہ یہ گرد کیسی ہے ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا
کہ ایرج مع فوج چلا آتا ہے ادھر تو اسد نے ایرج کو دیکھا اور ادھر ایرج نے اسد کو دیکھ پایا ایرج نے
وہیں سے خوب پکارکر کہا کہ اے دیوانے خبردار ہو جا میں آپہونچا اسد نے بھی یہ سنکر وہیں سے آواز دی کہ او بدذات نیچے آتا ہے تو کیسا
بھاگیگا یہ کہکر اپنے لوگوں سے کہا کہ یار وہ آفت بے درست آپہونچا جلد بھاگنے کی تیاری کرو اور علقمہ سے کہا کہ اے علقمہ
تم تو خزانہ لیکر ایک جانب کو چلے جاؤ اور میں اور لوگوں کو لیکر ایک جانب چلا جاؤں اگر وہ بدذات میرا پیچھا کریگا تو تم
سب مال خزانہ چھوڑ کر بھاگ جانا میں سمجھ لونگا علقمہ نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا اور خزانہ لے کر ایک جانب کو راہی ہوا
اور اسد ایک طرف کو راہی ہوا ایرج نے خزانہ سے تو کوئی سروکار نہ رکھا اور اسد کا تعاقب کیا اسد نے جو دیکھا
کہ ایرج تیرے پیچھے چلا آتا ہے تو اپنے دل میں کہا کہ اس پاجی کو بھلاوا دیا چاہیے ابراہیم سے کہا کہ تم کل خزانوں
کے اس غول کو لے کے اس طرف بھاگ چلو ایرج کاہے کا ایک ہی غول کا تعاقب کریگا دونوں غولوں کا تو تعاقب
کرنے سے رہا ایک ہی غول پر جو کچھ آفت آنا ہوگی وہ آ جائیگی اور سب تو محفوظ رہینگے یہ مشورہ کرکے اسیطرح عمل کی لیکن
اتفاق کار جس غول میں اسد تھا ایرج نے اسی غول کا تعاقب کیا اور للکارتا ہوا چلا کہ او دیوانے آج تو میں تجھے
زندہ نہ چھوڑونگا تو جائیگا کہاں جہاں جائیگا وہیں پہونچونگا یہ سنکر اسد نے جواب دیا کہ او بدذات نیچے تجھے قسم ہے اپنے
دین و مذہب کی جو میرا تعاقب نہ کرے دیکھوں تو کہاں تک تو میرے پیچھے آتا ہے اسد یہ کہتا ہوا چلا جاتا تھا کہ سامنے
سے ایک جوے آب دکھائی دی کہ کوئی دس گز کی چوڑی تھی اور طول کا کوئی حساب نہ تھا اسد نے بے محابا مرکب کو
پانی میں ڈال دیا لیکن دفعتہ جو گرمی سے پانی کی سردی گھوڑے کو محسوس ہوئی تو وہ بالکل اکڑ گیا اسد گھوڑے
سے کود کر پیادہ ہو کے بھاگا ایرج نے کہا کہ او دیوانے اب تو کہاں جائیگا لے میں نے تجھے اسد نے جواب دیا کہ او
پاجی کیا مجال تیری جو مجھے پاسکے ایرج نے غضبناک ہو کر گھوڑے کو کدایا اور ایک ہی جست میں اسد کے قریب
پہونچگیا اسد نے جلدی سے ایک بڑا بھاری پتھر اٹھا کر گھوڑے کے منہ پر مارا کہ اسکا منہ پھر گیا ایرج نے پھر باگ
موڑ کر اسد کی جانب دوڑایا جب پاس اسد کے قریب پہونچا اسد نے پھر ایک پتھر مارکے اپنی ماد ولی اب ہر چند
ایرج گھوڑا مارتا ہے اچک کر رہ جاتا ہے گھوڑا اسد کی طرف رخ نہیں کرتا ناچار ایرج بھی گھوڑے سے کود پڑا اور
پیادہ ہوکر دوڑا لیکن اسد ایک بلاے بے درمان آفت جان دشمنان دوڑا چلا جاتا ہے ایسا آدمی ایرج اسے
کب پاسکتا ہے اسد چھلاوے کی طرح کودتا پھاندتا چلا جاتا تھا ایرج ہر چند کوشش کرتا ہے مگر اسد کے

کسی طرح نہیں پہونچ سکتا یہاں تک کہ اسد بھاگتے بھاگتے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج بھی جب قریب کوہ پہونچا تو دامن کوہ
پر پہاڑ پر چلا اور للکار کر اور بولا اے اب تو کہاں جائیگا اسد نے کہا کہ تو کیا بکتا ہے اگر قضا میری نہیں ہے تو کیا مجال تیری کہ
ایک رونگٹا بھی میرا میلا کر سکے اب آگے آگے اسد جو گا نہیں بھر رہا ہے اور پیچھے پیچھے ایرج جس کھوہ میں اسد جاتا ہے
ایرج بھی اس کھوہ میں چلا جاتا ہے مگر اسد ایرج سے بچ بچ کر نکل جاتا ہے تا اینکہ کوئی نصف ساعت کو اسد نے دیکھی تھی
کہ ایک غار دکھائی دیا اسد بھاگکر اس غار میں اتر گیا اور ایک بڑا سا پتھر پڑا ہوا تھا اسکی آڑ میں چھپکر کھڑا ہو رہا ایرج
کم دیکھا ہوا اپنے زور میں آگے بڑھتا چلا گیا جب ایرج کوئی سو قدم آگے نکل گیا تو اسد اس غار میں سے نکل کر پکارا کہ او
بزدل بیچ میں تو یہاں ہوں تو کہاں دوڑا بھاگا ہوا چلا جاتا ہے اب میں تیرے مرکب پر سوار ہو کر جاتا ہوں تو یہیں پڑا ہوا
جھک مارا کر ایرج مضطرب ہو کر چلایا کہ ای اسد تجھے قسم ہے میں تجھے کچھ نہ کہونگا تو میرا مرکب نہ لے اسد نے کہا کہ
او بزدل تیرے جیسے بچے تو دو دن میرے قریب [illegible] ایسے تو [illegible] بہت چھوڑا کرتا ہوں یہ کہکر جلدی سے اترکر جلدی تمام وہاں پہونچا
ایرج کا جہاں مرکب کھڑا ہوا تھا اور اس مرکب پر سوار ہو کر ایک طرف تو ایسی میں نظروں سے ناپید ہو گیا اب ایرج حیران و
پریشان ہو کر پیروی کرنے کا [illegible] پاؤں میں چبھے جاتے ہیں خون پاؤں سے بہتا جاتا ہے ہر مقام پر تھک تھک کے
بیٹھ جاتا ہے جب کوئی [illegible] سے چھوٹ جاتا ہے تو نیر اعظم کو بار ہے گھنٹے کوئی چار گھڑی کے بعد لشکر [illegible] آ پہونچے اور
گھوڑے پر سوار ہو کر پیچھے شاپور نے کہا کہ اے شہریار یہ دلاور ہمیشہ سے درین آفت جہان ہے آپ نے ناحق اسکا تعاقب
کیا کبھی آپ کے ہاتھ نہ لگیگا ہرگز اسکا تعاقب نہ کیا کیجئے پریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا جب تعاقب کیجئے گا
[illegible] تباہ و پریشان ہو جیے گا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ او شاپور اب [illegible] سے کیا فائدہ ہے زخم پر نمک نہ چھڑک
شاپور نے کہا کہ خداوند نعمت یہ تو کوئی برا ماننے کی بات نہیں ہے کیا میں نے کچھ خلاف عرض کیا ہے ایرج نے کہا غیر زیادہ
باتیں نہ بنا جو ہونا تھا وہ ہو چکا جلدی جا کر خبر لا کہ وہ دلاور کہاں ہے یہ سنکر شاپور خبر کے لیے روانہ ہوا اب اسکو تو سرگرم
تلاش اسد چھوڑیے اور حال اسد کا ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جو وہاں سے آیا تو سیدھا حارث بن سعدی کی خدمت میں ہو گیا
حارث وہ جوان ہے کہ شہر مرصع حصار میں رونق [illegible] وہاں ہو [illegible] جنگی [illegible] فوج بھاگ کر ناخروج کی تاکید
چندروز میں ساٹھ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر نقاب سبز منہ پر ڈالکے روانہ ہوا اور [illegible] چلا اور اُدھر سے ایرج نے
جانب شہر مرصع حصار کوچ کیا قریب پہونچا تو نقابدار سبزپوش سد راہ ہوا لشکر نے ایرج کو خبر دی کہ ایک نقابدار
سبزپوش سد راہ ہوا ہے ایرج نے کہا کہ خیر پہلے اس سے سمجھ لونگا تو آگے جاؤنگا یہ کہکر اسی جگہ خیمے برپا کروا دیئے
دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو صف آرائی ہوئی نقابدار سبزپوش مرکب کو جست کرا میدان
میں آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے خوب تماشے فنون سپاہگری کے اور گدہ بازی دکھائیں جب خوب [illegible] غرق ہو لیا تو
ہمارزطلبی کی طرماسب نے چاہا کہ مقابلے کو جائے ایرج اسے مانع ہوا اور خود میدان میں آیا جب برابر نقابدار کے آیا
تو پہلے لگا [illegible] ہوا دونوں کے مرکب بار بار [illegible] اسکے تیغوں کو [illegible] مقابل یکدگر ہوئے ایرج نے پوچھا کہ او نقابدار
تو کیوں میرا سد راہ ہوا ہے تجھے خیال نہیں آتا کہ میں وہ شخص ہوں کہ نانا حمزہ صاحبقران لندھور بن سعدان نے
یہ ہی صحبت اختیار کی ہے حمزہ میری تلوار کے خوف سے ظلمات کو بھاگ گیا بہتر یہ ہے کہ تو بھی صحبت میری اختیار کر ورنہ
پچھتائیگا نقابدار پکارا کہ او بدتمیز [illegible] کیا بکتا ہے حمزہ صاحبقران اسوقت لقا کے تعاقب میں گئے ہیں کہ جب تیرا
نام و نشان بھی نہ تھا ساحرہ [illegible] اٹھا لیگئی تھی اور لندھور کا کیا ذکر ہے وہ تجھپر عاشق ہو گیا ہے صاحبقران لندھور کو
[illegible] کے واسطے چھوڑ گئے تھے اسنے تجھپر فریفتہ ہو کر بارگاہ سلیمانی تجھے [illegible] بٹھایا اور تو نے ظلم و بیداد

جاتا ہوں تو منع نہ کرنا حارث نے یہ کلمہ سنکر کہا کہ ای ایرج یہ سب باتین بیکار ہین تو مجھے قتل کر ڈال مین ہرگز تیری اطاعت
نہ کرونگا اور لندھور سے کہا کہ ای ہندی تو کیون میرے قتل کا مانع ہوتا ہے مین ہرگز ایرج سے بیعت نہ کرونگا اور
قطع نظر اسکے مجکو ان باتون سے کیا کام ہے ان حرکتون سے مجھے کوئی یہ نہین کہیگا کہ لندھور اہل اسلام کا طرفدار
ہے اور ظلم اسکو ہے اہل اسلام سے کیا کام ہے القصہ لندھور نے تو ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا اور لوگ ایرج کے آگے
سے سمجھا بین سے گئے دن تو جون تون گذر گیا شب کو لندھور زندان خانہ مین آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ
مہربان آپ شوق سے مجھے جو چاہیے کہیے مین ہرگز برا نہ مانونگا مگر آپ صاحبقران ایرج سے بیعت کر لیجیے مین آپکے
ادا کا شکرگذار ہون مجھے آپ کا قتل ہونا ناگوار ہے یہ سنکر حارث نے کہا کہ ای لندھور قول مردان جان دارد اب تو منہ سے
نکل گیا سو نکل گیا لندھور ناچار و مجبور ہوکر چلا آیا دوسرے دن پھر جاکر سمجھایا مگر وہی جواب پایا سمجھاتے سمجھاتے عاجز ہوگیا
آخرکار تھک کر بیٹھ رہا تیسرے دن ایرج نے لندھور سے کہا کہ ای لندھور تین روز گذر چکے کہو اب کیا کہتے ہو لندھور
نے کہا کہ اب مجھے اختیار ہے مین بھی قتل نہ دونگا یہ سنکر ایرج نے حکم دیا کہ میدان خونی تیار کرو کل مین حارث کو قتل کرونگا
اور غراب زنگی سے کہا کہ حارث کو جبل کے کنارے لیجا کر قتل کرنا اسنے کہا کہ بہت اچھا اب میدان خونی تو تیار
کرو ایسے یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین اور وہان اسد نے فرخ نام سے کہا کہ ای فرخ نام لشکر ایرج مین جاکر حارث
کی خبر لاؤ وہ جو وہان گیا تو قتل حارث کے مشورے دیکھے الٹے پاؤن پھرا چلا اسد کے پاس آیا اور تمام قصہ بیان کیا
اسد نے فتاح لنگینہ پوش سے کہا کہ ای فتاح تیار ہو امروز روز فنا ہے من در رسید باز جہت حارث کو جاکر چھڑا لیا اور یا اپنی
جان بھی دیدی فتاح نے کہا کہ ای اسد جو مرضی تمہاری ہے یہی تدبیر ہم بھی تمہارے ساتھ ہین انشاء اللہ تعالیٰ ضرور
ہم بھی جان دینگے تین پہر رات تو یہی باتین رہین پہر رات رہے اسد نے برق بجائی کہ ای یاران تیار شوید سب کے
سب تیار ہوگئے اسد نے بعد دوسری برق بجائی کہ ای فراقان سوار شوید سب کے سب مسلح و مکمل سوار ہوگئے تیسری
برق اسد نے پھر بجائی کہ ای یاران ہمراہ من بیائید سب کے سب اسد کے ساتھ ہو لیے اور یہان ایرج نے
دو گھڑی رات رہے سے حکم دیا کہ ای غراب جا حارث کو قتل کر غراب اسی وقت حارث کو لیکر میدان خونی مین
آیا اور وہ کشتی خنجران کھولیان تمام اسباب درست پایا غراب نے حکم دیا کہ جلد اسے قتل کرو جلاد جلدی سے
ریگ کا چبوترہ بناکر نطع ڈالکر حارث کو نطع پر بٹھا دیا اور کہا کہ اب جو تجھے کہنا ہو کہلے جو تمنا ہو سے بیان
وصیت کرنا ہو کرلے کہ اب وقت تیرا آخر ہے حارث نے کہا کہ نہ مجھ کو کچھ کہنا ہے نہ تمنا ہے خوب ساغر کھا چکے خوب
آب اشک حسرت پی چکے گر دست ہے کہ جب صاحبقران ظلمات سے پھر کر آئین تو اتنا کہدینا کہ حارث بن سعد
ایرج کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکا انتقام ضرور لیجیے گا یہ سنکر غراب نے کہا کہ ارے جلاد دیکھتا کیا ہے جلد قتل کر
جلاد کو لے کر خط کھینچ کر ہو رہا وقت کے سر پر کھڑا ہو تیغے کا منتظر تھا اب جو حارث نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو تمام عالم
تشنہ خون دشمن جان معلوم ہوتا ہے کوئی دوست نہین معلوم ہوتا خیال گذرا کہ ای حارث افسوس لندھور سے ظلم
ہوکر ذلیل بھی ہوا اور جان بھی گئی اب حیات نہین معلوم ہوتی یہ خیال کرکے رونے لگا اور پکارا کہ ای کس بیکسان
داد رس غریبان سوائے تیرے اسوقت مین کسکو پکارون تو ہی بچانے والا ہے خداوندا واسطہ اپنے بندگان
خاص کا اس ظالم کے ظلم سے محفوظ رکھ ہنوز دعا تمام ہوئی تھی اور غراب تیغ کا حکم دینے پایا تھا کہ آواز برق
کی بلند ہوئی اور ایک نعرے کی آواز بلند ہوئی کہ با خبر ای کافران بد نہاد ای کافران [illegible] منم شیر بیشہ
اکنم سپہر شجاعت و دردریائے قوت صف شکن دشمن رزم اسد بن کرب وہ لوگ آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگے

کہ یہ آواز کس طرف سے آرہی ہے ہنوز دیکھ رہے تھے کہ اسد نے تلوار کھینچکر مثل بلاست بہرام اٹن آفتاب پرستوں پر
گرا جتنے تماشائی تھے وہ سب بھاگ کھڑے ہوئے غراب زنگی بھی ڈر کے ادھر ادھر چھپ رہا حارث
نے زنجیر پڑے کے جھٹکا دیا جو اد بھی چھوڑکر بھاگا حارث نے قید توڑ ڈالی غرض تمام گھوڑے سواری کو لایا پھر تلوار اٹھا کر
موجود کی حارث بھی اسد کے ساتھ ہو لیا ایک حشر برپا ہوگیا ایرج نے جو لوگوں کی آواز سنی دونوں ہاتھ زانو پر
مارکے کہا کہ ہائے اس دیوانے نے ویرانہ کردیا مصرع نہ بماند کہ تاوان داد بداد کہ خبر کرد، طرماسب نے کہا کہ شہریار ایرج
تو ہر دن کو آبادی میں جا کر لٹے رہتا ہوں یا زندہ رہتا ہوں ایرج نے کہا کہ اچھا بادی میں مانع نہیں ہوں مگر یہ خوب جانتا ہوں
کہ وہ تمہارے ہاتھ آئیگا نہیں خیر تم چلو میں بھی آتا ہوں یہ سنکر طرماسب اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا اور پہونچتے
ہی نعرہ کیا کہ او دیوانے تلوار دیکھ آ پہونچا ہر روز خون مارکے مرکے آج ہی دن دیا تیری آفت جو تجھے آیا ہی اسد
پکارا کہ ادھر آ غدار بھلا تو آ تو سہی دیکھ تو تیرا کیا حال بناتا ہوں یہ سنکر طرماسب نے برابر ہو کر تلوار مارنے کے لیے ہاتھ
بلند کیا اسد نے لپک کر ایک تلوار اسکے گھوڑے کی گردن پر ماری کہ سر اسکا قلم ہوگیا اور وہ گرا اسکا گرنا تھا کہ طرماسب
ابھی گھوڑے سے زمین پر تھا اسد نے لپک کر اور ایک تلوار ماری کہ طرماسب کے سر پر پڑی اور ایک تلوار رسید
کی کہ گھوڑے کا پیٹ چاک ہوگیا پھر ایک تلوار کمر پر لگائی پھر ایک تلوار شانے پر ماری غرض مارتے مارتے تلواروں کے
ٹکڑے اڑا دیا اس اثنا میں ایرج بھی پہونچا اور نعرہ کیا کہ ہاں او دیوانے نابکار تو نے بھی میرا کیا دیکھا اور لوگوں کو
بھگاتا ہوا اسد کے سامنے آیا اسد نے ایک تیر گھوڑے کی پیشانی پر مارا کہ گھوڑا لوٹ پوٹ ہوگیا جبتک ایرج
دوسرے گھوڑے پر سوار ہوئے ہی ہوئے تب تک مع اپنے عزیز کے حارث بن سعد کو لیتے ہوئے صاف نکلا چلا گیا
ایرج تھوڑی دور تک تعاقب میں چلا تھا کہ شاپور نے آواز دی کہ اے زہرۂ آفتاب پرستان پھر چلیے ایسا نہو کہ دیوانہ آپکو
دھوکا دے کر ادھر سے لشکر پر آگرے یہ سنکر ایرج جلد نا بدر پھر کر اپنے خیمے کو چلا آیا ادھر اسد حارث کو لیے
ہوئے وادی کوہ میں پہونچا اور کہا کہ میں آج مرنے کو تیار ہو گیا تھا مگر خدا نے خیر کی کہ آپ چھوٹ بھی گئے اور صحیح
وسلامت نکل بھی آئے اب بہتر یہ ہو کہ آپ نامجان کے پاس ظلمات کو چلے جائیے اور اس آفتاب پرست کی زیادتی
بیان کرکے فرمائیے گا کہ کسی شخص کو حفاظت ملک کے واسطے روانہ فرمائیے ورنہ ملک آپ کا بالکل تباہ ہوجائیگا اور یا
سائل بن سلیمان شاہ فارس کے پاس جائیے وہ بھی آپ کو بت پرستی کی طرح رکھینگے جس وقت نامجان ظلمات سے پھر کر
آئینگے سمجھ لیا جائیگا لیکن اس بیابان میں رہنا بیجے سے ایسا نہ کیجیے کہ دوچار ہوں بہت شہزور ہوگیا ہی حارث نے کہا کہ اے
اسد میں نہ ظلمات کو جاؤنگا نہ سائل کو جاؤنگا تمنے میری جان بخشی کی ہے تمہارے ہی ساتھ رہونگا اسد نے کہا کہ
اے شہریار آپ میرے مالک ہیں میں آپ کا مطیع ہوں ایک خدمت میں آپ کی بجالایا ذکی ہوا اور جو کچھ ارشاد
ہوسکے بجا لاؤں جہاں آپ فرمائیے وہاں آپ کو پہونچادوں حارث نے کہا کہ بھائی میں تو کہہ چکا اب میں
تمہارا ساتھ چھوڑ کر کہیں بھی نہ جاؤنگا جہاں اور سالار امیرزادے تمہارے ساتھ ہیں وہاں میں بھی رہوں تو کیا مضائقہ
ہے میں اب ہرگز ہرگز تمہارے ساتھ سے نہ جاؤنگا اسد نے کہا کہ اے شہریار میں تو آپ کا تابع فرمان ہوں آپ کی بیعت میرے
واسطے باعث افتخار ہو جائیگا اور برکت ہوگی مگر ایک تو میرے ساتھ میں دو ہزار دو سو بیست ہیں اور ہر روز بیعت
کا سامنا ہی آپ سے میرا ساتھ نہ ہو پائیگا دوسرے یہ کہ میرے پاس آپ کے لائق کوئی سامان عیش بھی موجود نہیں
ہر میرے ساتھ میں کمال بے چینی اٹھائینگے حارث نے کہا کہ مجھے سب قبول و منظور ہے [illegible] اسد نے جا
کہ حارث کو اپنے ساتھ نہ رکھے لیکن حارث نے ایک نہ مانی اور کسی طرح ترک بیعت [illegible] چار و ناچار ہوکر

اسد نے جام شربت کا جام عف کر چا یا اب یہ بھی اسد کا ہم پیالہ ہوا یعنی الیس امیرزادے اسد کے ساتھ تشنہ آب
ہو الیس ہوئے اب اسد کو تو اسی حال پر مجبور اپنے اور پھر حال ایرج کا سنیے کہ اسکے بعد ہی کی حارث جانب صحرا
کوچ کیا جب بعد بادیہ پیمائی راہ دشت و جبل قریب مرصع حصار کے پہونچا تو لندھور نے شاہان مرصع حصار کو ایک نامہ
بدین مضمون تحریر کیا کہ اے شہنشاہ مرصع پوش شہر یار مرصع پوش فرمانروا مرصع پوش تم سب آگاہ ہو کہ ہم کو حضرت امیر حمزہ صاحبقران
نے اپنا نائب معین کر کے جانب ظلمات کوچ فرمایا اور تم سب کو میرا مطیع و تابع فرمان کر گئے اور میں نے بیعت ایرج
کی اختیار کرلی ہے تم سب کو بھی میری اطاعت اور پیروی لازم و در دم ہے میں تم کو لکھتا ہوں کہ جب تک کہ حضرت
صاحبقران زمان ظلمات سے مراجعت کریں تم بیعت ایرج سے کنارہ نہ کرو اور ایرج کو مثل حضرت صاحبقران تصور کرو
اور اس نامے کو دیکھتے ہی حاضر خدمت ہو اور اگر تم نے اسکی خلاف ورزی کی تو آگاہ و مطلع ہو کہ میں بالکل بری الذمہ ہوں تمہارا
خون تمہاری ہی گردن پر ہو گا جس طرح کہ اہل ختم و اہل فرنگ وغیرہ قتل ہوئے اسی طرح تم بھی مارے جاؤ گے اور سخت خوار
ہو گے اور سب لوگ ملعون مذمت میں بدنام کرینگے قصہ مختصر جب یہ نامہ شہنشاہ مرصع پوش کو پہونچا تو اسنے اپنے دونوں
بھائیوں سے صلاح کی کہ ہمنے تو حارث بن سعد کی وجہ سے عہد کر لیا کہ بیعت ایرج سے کنارہ کشی کریں اور اسکی
اطاعت سے منہ موڑیں مگر وہ مقدر ہی کا ڈھونڈھا ہو گیا حارث بن سعد یہاں سے چلا گیا پھر اب ہم کیسے مجبور ہے
پھر ایرج سے بگاڑیں اور حق ناحق اپنی جانیں دیں بس ہمارے پاس یہ نوشتہ لندھور بن سعدان کا کافی ہے اور سند ہماری
ہے جب کبھی کوئی مستفسر حال ہو گا کہ تمنے ایرج سے کیوں بیعت کی تو اس وقت ہم یہ نوشتہ لندھور کا دکھا دینگے ان دونوں
بھائیوں نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور کہا کہ واقعی الامر کذالک جب یہ رائے مستحکم ہو گئی تو شہنشاہ مرصع پوش نے جواب
نامہ لندھور کا بدین مضمون تحریر کیا کہ ہمکو آپکے ارشاد فیض بنیاد سے کسی طرح کا عذر نہیں ہے ہم بے تامل بلا توقف خدمت
فیضدرجت میں حاضر ہونگے جس وقت یہ نامہ لندھور کو پہونچا تو وہ مضمون نامہ سے مطلع ہو کر نہایت خوش و مسرور ہوا اور ان تینوں
بادشاہوں کا منتظر رہا دوسرے دن تینوں بھائی علی الصباح حاضر خدمت لندھور ہوئے نذریں گذرانیں لندھور نے
انکی نذریں لیکر خلعت سے ممتاز کیا اور بعد اسکے اپنے ساتھ لیکر خدمت ایرج میں حاضر ہوا ایرج کی بیعت کروائی
ایرج نے بھی ان تینوں بھائیوں کو خلعت سے سرفراز کیا اور ملک ایک ایک مرصع حصار زنگ حصار زبرجد حصار
میں رہکر چند روز تک خراج ملک حاصل کیا بعد اسکے وہاں سے کوچ کر کے سنہری حصار کی جانب روانہ
ہوا عوجان کو ہراول لشکر کیا بارگاہ سلیمانی دے کر آگے آگے روانہ کیا عوجان دریا باری پیش خیمہ لیے ہوئے چلا آتا تھا
کہ دو کوہ میں ہو کر ایک نقابدار زرد پوش سے سامنا ہوا اور وہ نقابپوش سواروں کی جمعیت سے آکر سد راہ ہوا یہ سلاسل
کہ او آفتاب پرست اگر اپنی زیست تجھے منظور ہے تو بارگاہ سلیمانی میرے حوالے کردے ورنہ جدھر جی چاہے ادھر چلا جا
لشکر عوجان دریا باری ملتفت ہو کر اور نقابدار کا نام کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ بارگاہ و رہبر آفتاب پرستان ایرج
کی جانب نذر کردہ پیر قطب دوران صاحبقران زمان کی ہے مجھ کیسی مجال ہے کہ اس بارگاہ عالیجاہ کی طرف نظر بھر کے
دیکھ سکے یہ سنکر نقابدار نے آواز دی کہ او بادہ گو کیا ہذیانات واہیات بک رہا ہے تو جانتا کہاں اگر بسہولت تو نے
بارگاہ میرے حوالے کردی تو خیر ورنہ سر جنگ سے تجھ سے دست کار بارگاہ تجھ سے چھین لیا جائیگا غرض بعد گفتگو سلیا ہر دو جانب
سے صف آرائی ہوئی نقابدار نے میدان میں آکر مبارز طلبی کی عوجان دریا باری نے آکر مقابلہ کیا پہلے نیزہ بازی
ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عوجان نے برہم ہو کر تلوار ماری نقابدار نے تلوار اسکی رد کی اپنا وار کیا
تلوار نقابدار کی سپر کو کاٹ کر دو انگل عوجان کے سر میں در آئی چادر خون کی سر سے جاری ہوئی عوجان کو غش آگیا

اسے نوک اٹھا لیگئے گرز جان دریا باری سے بھائی نے پھر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا بس پھر تو لقا بدار لشکر
لقا پر مثل بلائے مبرم کے جا بجا جنگ مغلوبہ واقع ہوگئی کوئی پہر بھر کی لڑائی کے بعد لقا بدار نے بارگاہ سلیمانی اور شاہ
صاحبقرانی چھین لیا آفتاب پرست بھاگے ہوئے ایرج کے پاس پہنچے اور تمام حال بیان کیا ایرج اس حال کو
سنکر نہایت درہم و برہم ہوا اور لندھور سے کہنے لگا کہ دیکھا رزم حارث لقا بدار نے کیسے زخم اٹھائے کی مرتبہ نہیں معلوم کہ
کس ذات شریف کی یہ حرکت ہے لندھور نے کہا کہ مجھے بھی اسکا علم نہیں ہے غرض مختصر ایرج نے وہاں سے کوچ کرکے برابر
کوہ مسیحی حصار کے خیمہ برپا کیا یہ خبر لشکر لقا بدار زرد پوش کی دی کوہ سے اتر کر مقابل ایرج خیمہ زن ہوا اور نقارہ
رزمی بجنے کا حکم دیا اور بیان ایرج اس قصہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ لقا بدار زرد پوش کو نامہ تحریر کرے کہ یکایک آواز
نقارے کی کان میں آئی ایرج نے دریافت حال کا حکم دیا ہی تھا کہ اسی اثنا میں ہرکارے آگئے اور انھوں نے خبر
دی کہ لقا بدار نے طبل جنگ بجوا دیا ہے کل میدان میں نکلیگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر کچھ مضائقہ نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر چوب بجے
ہو جب حکم لشکر ایرج میں بھی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی اور رات بھر لشکروں میں تیاری جنگ رہی علی الصباح دونوں لشکر
میدان میں صف آرا ہوئے جب نقابت نقیبان بلند آواز کے لشکر لقا بدار میں علم جلوہ گر ہوا آئے نقارے بجے بہزاد
گیر نگ شاہ زنگی نژاد ابر زرد پوش مرکب کو پھینکا کر میدان میں آکر مبارز طلب ہوا دیلم شیاط زنگی اپنے گینڈے کو بڑھا کر
مالک سے اجازت لیکر مقابل لقا بدار ہوا بعد دنگا و زنی کے دیلم نے کہا کہ او لقا بدار بڑا غضب کیا تو نے کہ لشکر بادشاہ
زمان ایرج سے بارگاہ چین لی یہ نہ سمجھا کہ یہ بارگاہ اس شخص کی ہے کہ حمزہ جیسے نبیرہ شیر سے ظلمات کو بھاگ گیا تاب
حمزہ لندھور بن سعدان نے اسکی مصاحبت اختیار کی ہے اب تو جو حرکت تجھ سے ہوئی ہوئی اب میرے ساتھ خدمت ایرج
میں چل میں تیری خطا معاف کرا دونگا تو عمل کر اسکی بیعت کرے کہ یہی بہتر ہے ورنہ میں بہزاد افضل [illegible] یہ سنکر لقا بدار نے کہا
کہ او حبشی رو سیاہ بس چپ رہ بیہودہ اور لا طائل بک رہا ہے وہ کہاں فروش بچہ بازاری یہ حقیقت رکھتا ہے کہ ہم اسکی بیعت
کر لیتے ارے دو دو ہاتھ عمرو کر جسنے اسے بہادر بنایا اور لندھور نے عاشق ہوکر ملک گیر کیا وہ کہاں فروش بچہ بازاری
اپنے کو بھول گیا ہے دیکھو تو کیسی ضرب جنگ معقول دیتا ہوں کہ ساری سرہنگی بھول جائے اور تمام عمر کو یاد کرے دیلم
شیاط تو یہ کلمات سنکر آگ ہو گیا اور کہا کہ بس اب زبان اپنی بند کر اور جو کچھ تجھے کہنا ہو زبان نیزہ و شمشیر سے کہہ بہت
زبان درازیاں اچھی نہیں ہوتیں یہ سنکر لقا بدار نے کہا کہ پہلے تو سبقت کر اور اپنے دل کا حوصلہ نکال لے پھر ہم بھی سمجھ لینگے یہ سنکر
دیلم شیاط نے نیزے کا وار کیا لقا بدار نے نیزے کو سنان نیزہ سے پیا کی نیزہ بازی ہونے لگی تین گھڑی کے بعد لقا بدار نے نیزہ دیلم
کا ہوائی کیا دیلم نے غضبناک ہو کر [illegible] لقا بدار نے آگے آرے کو خیال میں لاکر دو ایک تلوار [illegible] اور سر
دونوں کو کاٹ کر پھینک دی کہ تا دہ ابر جا تر آئی دیلم غش کھا کر زمین پر گرا لقا بدار نے پھر مبارز طلبی کی سنبل سپہر گردان مقابلے کو نکلا وہ
بھی زخمی ہوا لقا بدار نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ سپہر گردان نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا لقا بدار نے پھر مبارز طلبی ابکی مرتبہ
کلید جنہر نے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوا الغرض شام تک سترہ آدمی سربرآوردہ مجروح ہوئے لقا بدار طبل بازگشت بجوا کر اپنے
خیمے کو گیا اور تھوڑی دیر آرام لیکر پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر ایرج کو پہنچائی اسنے بھی نقارہ رزمی بجنے
کا حکم دیا غرض شب بھر جنگ کی تیاری رہی صبح کو پھر دونوں لشکر صف آرا ہوئے اس روز سعادہ شاک سوار گردل اور معاذ
رشنک بہادروں کے بعد دیگرے مقابل لقا بدار ہوکر مجروح ہوئے غرض تین دن کی سپاہ داری میں کوئی مقابلہ کرنے والا ایرج
اور طہماسپ کے سوا کوئی نہ رہا چوتھے روز پھر لقا بدار طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا اور پکارا کہ او ایرج نا ہنجار اب تصور اسے تیرے
لشکر میں کوئی مقابلہ کرنے والا باقی نہ رہا سب سردار تیرے باری باری ہمارے ہاتھ سے مجروح ہو چکے اب اگر تجھ میں جرات جنگ ہو تو آ

انھیں پہچان کر کہ یہ سب لوگ شاہزادہ خاور سپاہ کے ہیں بہت کچھ گریہ وزاری کی اور کہا کہ افسوس یہ سب لوگ شاہزادہ
خاور سپاہ کے مرنے سے تباہ و برباد ہو گئے بعد اُسکے پوچھا کہ یہ تابوت کس کا ہے تہماس خان نے کہا کہ یہ لاش
تمتاج خان ترک خطائی کی ہے بیان کیا اسد بن کرب غازی کی عرضی نکال کر پیشکش کی دیکھا کہ تمام عرضی پر جا بجا
آنسو گرے ہوئے ہیں کہ حروف جا بجا سے مٹ مٹ گئے ہیں یہ حال دیکھکر نورالدہر متحیر ہوئے کہ یہ کیا ہو کر جب اس عرضی کو
پڑھا لکھا تھا کہ بھائی صاحب میں اس بزرچینے کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہوں اہل اسلام پر بیحد زیادتیاں کر رہا ہے
اہل فرنگ شیبہ اور اہل احتشم پر بیجا دست کی اور انھیں زچ تنگ کیا اور اب اسنے رخنہ اندازی ناموس صاحبقرانی کا
قصد کیا ہے اور برملا ہر ایک کے سامنے کہتا ہے کہ میں ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہوں اور وہ میری معشوقہ ہے اور لقائے باختری
اسے مجبور بنا رہی ہے اور یہ بندی ملکہ منصور بن سعدان ایرج پر عاشق ہو رہا ہے اور اس سے محبت کرلی ہے چاہا تھا بیچارے
تماشا دیکھ رہا ہے اور کچھ نہیں کہتا لہذا جس طرح ممکن ہو آپ بہت جلد تشریف لائیے اور میری دستگیری فرمائیے کہ اب
وہاں کا ہے تو واقعہ بیان رہیئے اور اگر آپ نے ذرا بھی تعویق وتامل کیا تو پھر مجھکو نہ پائیے گا دست تاسف مل کر
رہ جائیے گا اور حشر میں ملاقات ہوگی میں آپ کی زیارت کا اشتیاق لیکر مر جاؤنگا نورالدہر نے یہ عرضی پڑھکر اسنے
اختر شناس سے کہا کہ اے گھرا صاحبقران کو میری مدد کے محتاج نہیں ہیں کہ میرا جانا اُسکے پاس ضروری ہو اور چونکہ
ایرج اور اسد میں ہمیشہ سے دشمنی ہے اگر وہ مل گیا تو سخت رنج ہوگا اور لقا سے اگر کسی قسم کی رخنہ اندازی خود بخود
ناموس میں واقع ہوئی تو میرا جانا بہتر معلوم ہو گا اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اختر کو جانا منظور کا جیات ہے یہ سنکر
سب نے عرض کیا کہ حضور بہت بجا ارشاد ہوتا ہے یہ سنکر اس روز نورالدہر نے ترک و خاور یوں کو مہمان لیا اور
دوسرے دن حضرت امیر حمزہ صاحبقران کو ان مضمون کی عرضی لکھکر تہماس خان کے ہاتھ روانہ کی کہ فدوی
جا نثار حضور ہونے والا تھا کہ عرضی اسد بن کرب کی پہونچی ایرج کی زیادتیوں کا حال دریافت کر کے ادھر کی
طرف کو روانہ ہوا ہوں جب حضور ظلمات سے مراجعت فرمائینگے تو قدمبوسی حاصل کرونگا اور عرضی روانہ کرکے جانب باختر روانہ
ہوئے دوسری ہی منزل ہوئی کہ یکایک شور و غل و عالم دریا میں بلند ہوا اور ایک غلغلہ قیامت خیز اٹھا شاہزادہ نے پوچھا کہ یہ کیا حال ہے
عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ دریا سے نکلکر جہازوں کی طرف آتا ہے نورالدہر نے کہا کہ گھبراؤ نہیں خدا
بچانے والا ہے اور ہمارے سوار ہونے کے لیے ایک کشتی جلدی لاؤ جب کشتی حاضر ہوئی تو مع طہماس اور چالاک سوار ہو کر
اس نہنگ کی طرف چلے جیسے ہی نہنگ نے سر اپنا نکالا ایک تیر نورالدہر نے داہنی آنکھ پر مارا ایک تیر طہماس نے بائیں
آنکھ پر ایسا مارا کہ دونوں آنکھیں اُسکی کور ہو گئیں سر تو اُسنے پانی میں کر لیا اور دم اُبھار رہا تھا کہ جہاز پر مارے
کہ ایک طرف سے نورالدہر کی تلوار اور ایک طرف سے طہماس کا سامنا ہوا نہنگ کے تین ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا اسکا
جو کشتی پر اُچھل کر گرتا ہے تو کشتی شق ہو کر غرق ہو گئی اور شاہزادہ بھی غرق ہو گیا صدائے نالہ و فریاد بلند ہو کر فلک کو
ہلانے لگی گھبرا کے اختر شناس نے زائچہ کھینچکر سب کو تسلی دی اور سمجھایا کہ گھبراؤ نہیں باختر کو چلو شاہزادہ صحیح
و سلامت ہے ملک باختر ہی میں ظاہر ہوگا اور تم سب سے ملاقات ہوگی یہ سنکر سب کے سب بیچارے مجبور ملک باختر کو روانہ
ہوئے لیکن اب حال شاہزادہ نورالدہر کا سنیے کہ ایک تختہ پر بہتا چلا جاتا ہے جہاں تک نظر کام کرتی ہے سوائے عالم آب کے
اور کچھ نظر نہیں آتا کنارہ بھی نظر نہیں آتا ہے یہ دل میں کہتا ہے کہ داد و ہا اس نہنگ کے مارنے کو گئے تھے خود ہی طعمہ نہنگ بنے
ہوئے القصہ اسی حالت میں دو شبانہ روز یونہیں گزر گئے بھوک کے مارے غش پر غش آنے لگے تیسرے روز بقدرت خداوندی
تختہ ایک کنارے پر جا لگا نورالدہر نے جو اس تختہ سے اُترکر دیکھا تو ایک جزیرہ نہایت سبز و شاداب اور جا بجا میوہ دار

درخت تلے ہوئے نورالدہر سے کچھ ہو نہ سکا پانی پیا جب نیم شب گذری ہوش و حواس بجا ہوئے تو ایک درخت سایہ دار
کے نیچے لیٹ کر سو رہا کوئی پہر بھر کے بعد آنکھ کھل گئی منہ ہاتھ دھو کر ایک جانب کو روانہ ہوا کوئی دو تین کوس کے بعد سواد شہر
کا نظر آیا کچھ بیل خالی کپیاں تیل کی لیے ہوئے شہر سے جا رہے ہیں کچھ گاڑیاں غلے کی شہر کو چلی جاتی ہیں دھوبی لادیاں
گدھوں کی بیلوں پر لادے ہوئے پانی کے پیچھے لٹھ ہاتھ میں لیے ہوئے چلے آتے ہیں کچھ خوانچے والے خوانچہ لگائے
ہوئے آ رہے ہیں کچھ سپاہی تیغ نیام بڑے ساز سپر و ترکش لگائے ہوئے ایک کاندھے پر بندوق دوسرے کاندھے پر برچھی دو رنگی
رستم ہوئے چلے آتے ہیں نورالدہر بھی بسم اللہ کہکر داخل شہر ہوا دیکھا کہ دو طرفہ نہایت عمدگی اور صفائی سے دکانیں لگی ہوئی
ہیں تمام دنیا کی چیزیں رکھی ہوئی ہیں سقے کٹوروں سے بجا رہے ہیں پانی بانٹ رہے ہیں عطر فروشوں سے کوچے مہک رہے ہیں چل
پہل جھمک رہی ہے ہر فرش عجیب گہما گہمی معلوم ہوتی ہے شاہزادہ تفریح کناں آگے بڑھتا ہے چلا جاتا ہے جاتے جاتے ایک مقام
پر کیا دیکھتا ہے کہ چو طرفہ تمام شہر سجے ہوئے ہیں ہر طرف نوبتیں بج رہی ہیں ناچ ہو رہا ہے ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی اس
شہر کا کیا نام ہے اور بادشاہ یہاں کا کون صاحب احتشام ہے یہ روشنی کیسی ہو رہی ہے اور ناچ رنگ کیوں ہو رہا ہے
اس شخص نے کہا کہ بھائی اس شہر کو شہر مینا کہتے ہیں اور بادشاہ عالیجاہ یہاں کا صدر ماہ منظر ہے اور آج اسکے
بیٹے درج ودر گوش کی شادی ہے یہ سنکر شاہزادہ بعد سیر و تماشا کا دن سرا میں آکر ایک بھٹیاری سے کہا کہ کھانا
کھانے کا بندوبست کرے اسے کچھ دینے لگا اسنے کہا کہ یہاں تم ناحق اپنے پاس سے پھر دیتے ہو کھانا تمھارا بادشاہ کے
یہاں سے آئیگا شاہزادہ یہ سنکر خاموش ہو رہا جب شام ہوئی تو خوان کھانے کا بادشاہ کے یہاں سے اسکے واسطے آیا
شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا صبح کو بعد حاجت ضروریات فضیلت نماز صبح کا تھا شاہزادہ نماز صبح بجا لا کر سیر کو چلا گیا
ہر ایک شخص جو جمال عدیم المثال شاہزادہ عالیجاہ دیکھتا ہے بے اختیار گرد پھرنے لگتا ہے اور پوچھتا ہے کہ آپ
کہاں کے رہنے والے ہیں شاہزادہ کہہ دیتا ہے کہ میں فلاں ملک کا باشندہ ہوں متلاشی روزگار آیا ہوں اور تمام شہر میں ایک
غلغلہ مچا ہوا ہے کہ آج بادشاہ کے بیٹے کی برات چڑھیگی نورالدہر نے یہ سنکر اپنے دل میں کہا کہ کہیں سر راہ بیٹھکر دیکھیے
اتفاق کار صدر ماہ منظر کا بھائی ہزبر سرکش نہایت بہادر دوست ہے اپنے مصاحبت سر راہ ایک مکان پر بیٹھا ہے
تماشا ہزبر کی نگاہ جو شاہزادے پر پڑی بے اختیار پکار اٹھا کہ اے بہادر یہاں تشریف دیجیے آپ کا کفش خانہ اور چوبدار
کہا کہ جلد جا کر اس جوان کو لے آؤ چوبدار گیا اور نورالدہر کو جا کر لے آیا جب نورالدہر بالا خانہ پر قریب ہزبر کے پہنچا
تو وہ نورالدہر کی تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے برابر ہاتھ پکڑ کے بٹھایا اور مزاج پرسی کے بعد مستفسر ہوا کہ آپ
کیسے اس شہر میں ترکش ہو گئے ہیں اور آپ کے یہاں تشریف لانے کا کیا باعث ہے اور آپ کیا نام و نسب رکھتے ہیں یہ سنکر
نورالدہر نے کہا کہ میں کل سے اس شہر میں وارد ہوا ہوں اور مصر کا باشندہ ہوں پیشہ میرا تجارت ہے میں جہاز
مال تجارت کے لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ قضا سے کار اتفاقات روزگار دریا میں طوفان آیا مال و اسباب اور جہازی
میرے سب غرق ہو گئے ہیں اور میں ایک تختے پر بہتا ہوا یہاں تک پہنچا یہاں آکر سنا کہ بادشاہ کے بیٹے کی
شادی ہے اور آج برات جائیگی خیال ہوا کہ کہیں سر راہ چلکر بیٹھے اور دیکھیے کہ آپ نے طلب کر لیا میں آپ کی خدمت
میں چلا آیا اب شاہزادے کی باتیں سنکر ہزبر نے غور سے دیکھا اور کہا کہ واہ عجب رعب و دبدبہ اور صورت شکل
ہے پھر نورالدہر کے ملاحظہ کی اپنے دل میں کہا کہ یہ ہرگز نہ ہوگا یہ کوئی سردار جلیل القدر ہے حال اپنا چھپاتا ہے کیفیت
اپنی ظاہر نہیں کرتا یہ خیال کر کے ہزبر نے پوچھا کہ اچھا آپ اترے کہاں ہیں نورالدہر نے کہا کہ کاروانسرا میں ہزبر
نے کہا کہ پھر آپ یہیں چلے آئیے میں بادشاہ سے آپ کی ملاقات کرا دوں گا نورالدہر نے اسے قبول کیا ہزبر نے

اچھا ہوا کہ اور مکرر بولا کہ جناب عالی آپ سے کیا کہیے کہ میری قسمت ہی میں یہ نہیں لکھا ہو اچھا صبر کیجیے اور دلکو سمجھا کر
مجھے رخصت دیجیے کہ اتنے میں نور الدہر قریب پہونچ گیا اور بادشاہ سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں میں آپ کے
بیٹے کے عوض جانے کو مستعد ہوں میں بھی ہوں آپ کے بیٹے پر نثار کرنے کو فخر جانتا ہوں آپ شوق سے مجھے دیو
کے پاس بھیج دیجیے بادشاہ نے دیکھا کہ اس جوان خوبصورت نے ایسی آمادگی ظاہر کی کہنے لگا کہ مرحبا صد رحمت آپ
نے تشکیں تو دی خیر میں آپکو ذکر رکھونگا اور جو مانگیے گا وہ دونگا نور الدہر نے کہا کہ بہت اچھا جب میں اُس
دیو کے ہاتھ سے بچ آؤنگا جو چاہیے گا وہ دیجیے گا اور اُس ہرکارے سے کہا کہ تو مجھے لے چل اُس دیو کے سامنے دیکھ تو
میں کیا کرتا ہوں ہر چند بادشاہ بہت مانع ہوا مگر نور الدہر نے ایک بات نہ مانی آخرکار لوگوں نے کہا کہ حضور جانے بھی دیجیے
آپ کا فرزند بچا جاتا ہے آپ کا ہرج کیا ہے یہ جوان کا رہنے والا بھی نہیں معلوم ہوتا مجبور و ناچار جنس و شراب بھی لی اور
نور الدہر کو اُس ہرکارے کے ساتھ روانہ کیا یہ معرکہ دیکھنے کو بہت سے تماشائی بھی نور الدہر کے ساتھ ہوئے تا اینکہ نور الدہر
جب دیو کے مسکن پر پہونچا تو معلوم ہوا کہ وہ دیو شکار کو گیا ہوا ہے مگر ایک چٹان پتھر کی جسپر وہ دیو سوتا تھا بچھی ہوئی ہے
ہرکارے نے کہا کہ آپ یہیں ٹھہریے دیو آتا ہوگا نور الدہر نے کہا کہ اچھا تم جاؤ یہ سنکر ہرکارہ تو دور ہٹ گیا کوئی
دو گھڑی کے بعد ہوا کہ ایک سناٹا سا پیدا ہوا اور ایک ہزار گز کا دیو آسمان سے جڑا ہوا وہ جنس اور شراب سمری
اور نور الدہر کو دیکھکر خوش ہوا اور ہرکارے سے پکار کر کہا کہ بادشاہ سے کہدینا کہ آج ایسا فربہ آدمی تمنے ہمارے
واسطے بھیجا کہ ہم بہت خوش ہوئے لہذا اب دو روز تک تمسے ہم آدمی نہ مانگینگے یہ کہکر نور الدہر کی طرف مخاطب ہوا
اور کہا کہ او آدم زاد میں منہ کھولے دیتا ہوں اور آنکھیں بند کیے لیتا ہوں تو بے تامل میرے منہ میں کود پڑ تو داخل
ہوجائیگا نہ دو دانت تجھکو نہیں لگیں گے نور الدہر نے کہا کہ اسے تو کیا بکتا ہے میں تو تجھے کھانے آیا ہوں مجھکو اس
آدم دیو نے جو یہ سنا تو ایک قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ او آدم زاد تو مجھے کھا جائیگا اے اچھا تو سہی مجھے کھا جا
مگر دونوں ہاتھ اس قصد سے بڑھائے کہ شہزادے کو نگل کر جائے بس جیسے ہی ہاتھ اُسکے نور الدہر کے
قریب پہونچے نور الدہر نے اُسکے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر بائیں دی لگا کر جو ایک جھٹکا مارا تو دیو دھڑام سے منہ کے بل زمین پر
آ گرا مگر نور الدہر سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی اب وہ جو لوگ تماشائی آئے تھے وہ دور سے کھڑے ہوئے
تماشا دیکھ رہے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ بھلا کیا زبردست آدمی ہے کہ دیو سے لڑ رہا ہے
مگر کیا کر سکیگا انجام کار مار ڈالا جائیگا اُسنے کہا کہ عجب کیا ہے جو یہی اس دیو کو مثل رستم کے مار ڈالے رستم نے
بھی اکثر دیوؤں کو مار ڈالا ہے اور اس شخص کا دل بھی رستم سے کم نہیں ہے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی تھیں اور وہاں
یہ صورت تھی کہ جہاں نور الدہر کا ہاتھ پڑ جاتا ہے اور رگڑے دیتا ہے وہیں سے دیو چھلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ او
آدم زاد تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے نہ کھاؤنگا اور حضرت سلیمان کی قسم لیلے کہ اگر تو مجھے چھوڑ دیگا تو میں فوراً یہاں سے
چلا جاؤنگا اور کبھی اس شہر میں نہ آؤنگا نور الدہر کہتا ہے کہ او حرامخور تو نے شہر والوں کو بہت سخت تکلیف پہونچائی
ہے میں بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور تو مجھے نہیں جانتا کہ میں کون ہوں میں نبیرہ ہوں زلزال ثانی سلیمان کا
نور الدہر ہوں بدیع الزمان میرا نام ہے تیرے ہی مارنے کو خدا مجھے لایا تھا دیو نے جو زلزال ثانی کا نام سنا تو رعشہ بدن
میں پڑ گیا اور پھر دلکو مضبوط کرکے خیال کیا کہ یہ آدم زاد مجھے دھمکاتا ہے تو اسے پیس ڈالیں یہ خیال کرکے
لگا زور [illegible] کرنے نور الدہر نے [illegible] کو جوابی دے کر ایک اڑنگا مارا تو دیو دھڑام سے چاروں شانے
چت زمین پر آیا چاہا کہ اٹھ کر بھاگے مگر شہزادہ کب چھوڑتا تھا جھپٹ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ دین سلیمان برحق ہے

دین خدا پرستی اختیار کرنے کہا کہ یہ تو مجھ سے ہو گا تو جیتا ہے سو محال کہ ہزار جان اس شخص کی خداوندا لعین ہے
نثار یہ سنکر نورالدہر نے ایک ہاتھ اسکے سینے پر ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے رکھکر جو ایک جھٹکا دیا تو گردن اسکی
زور سے بہت کھچ آئی دونوں ہرکارے تو نورالدہر کے گرد ہونے لگے اور تماشائی لوگ مرحبا اور آفرین کہتے ہوئے
شہر میں آئے اور ایک غل شور تمام شہر میں برپا ہو گیا کہ اس آدم زاد تنہا وارد نے اس دیو کو مار ڈالا شہر سے وہ
بلا دفع ہوئی اور یہاں صدران ماہ منظر بیٹے سے کہ رہا تھا کہ فرزند یہی قدرت خدائی خداوند باختر کی ہو کہ اسنے
مجھے عوض دیولی خواب کے بھیجدیا اور تو نے کیا اور بیٹا باپ سے کہ رہا تھا کہ دیو ہر روز اسکے شر سے ناجی
ہوتا تھا کہ وہ دوست خدا ہو گا میں تو اسکے ہمراہ بہر تماشا چلا جاتا مگر آپ کی مرضی نہ پائی اس سے رک گیا خیر
اسکی جو توشنوائی ہے دیکھا جائیگا ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خبر مقید خبر کی آئی کہ حضور تمام شہر میں ایک
عام پرچا ہوا ہے کہ اس آدمی نے دیو کو مار ڈالا صدران ماہ منظر نے کہا کہ بالکل جھوٹ ہے یہ بات میری عقل میں
نہیں آتی ہرکارے جلد بخش اور کہ بہلا کہاں تک راست ہو کہ ابھی تو ابھی خبر ہو چکی اب دربان دروازہ کوش نے
کہا کہ حضور ہرکارے سے خبر ہو کر آیا ہے اب چپ ہیں کہ جب جا کر دیکھا اور اسنے دیو کو مارا ہو گا خداوند لقائے باختری کی
قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے آپ اس شخص کو باعزاز و احترام استقبال کر کے لائیے کہ وہ ہمارا جان بخش ہے صدران
ماہ منظر نے کہا کہ بیٹا اگر یہ بات ہے تو ہمارا جان بخش ہو نہ گیا وہ تمام شہر کا جان بخش ہے اور اسی وقت سوار ہو کر
تھوڑی ہی دور چلنے پایا تھا کہ نورالدہر کو خوش و بشاش آتے ہوئے دیکھکر دونوں باپ بیٹے اپنے اپنے مرکبوں
سے اور شاہزادے کے قدموں سے لپٹ کر گردیدہ ہونے لگے اور شاہزادے کو اپنے ہمراہ لیکر مراجعت کی اب تمام
خلائق دیکھنے کو دوڑی اور ہر طرف سے انگلی اٹھنے لگی کہ یہی شخص ہمارا جان بخش ہے تا چند صدران ماہ منظر نورالدہر
کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور شاہزادے کو کرسی جواہر نگار پر بٹھلا کر سامان دعوت مہیا کیا نورالدہر
نے کہا کہ اے صدران ماہ منظر جب تک تم مسلمان نہ ہو گے میں تمہارے یہاں کا کھانا حرام سمجھونگا یہ سنکر صدران
نے کہا کہ آپ اپنے حسب و نسب سے تو ہمکو آگاہ کیجیے کہ آخر آپ ہیں کون یہ سنکر نورالدہر نے اپنا حسب و نسب
بیان کیا جب وہ آگاہ ہوا کہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہیں تو مع اپنے فرزندوں کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور بعد اسکے
تمام شہر کو مسلمان کیا اور نورالدہر سے کہا کہ اے شاہ عالیجاہ آپ تخت پر بیٹھیے کہ لائق سلطنت آپ ہی ہیں نورالدہر
نے کہا کہ بھائی تمہارا تاج و تخت تمہیں مبارک رہے ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں اور صدران ماہ منظر کا ہاتھ پکڑ کر
تخت پر بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ناچ شروع ہوا جب دربار برخاست ہوا تو نورالدہر
کے واسطے ایک مکان نہایت عظیم الشان خالی کرایا نورالدہر اسمیں قیام پذیر ہوا جب چند روز اسی طرح کٹ چکے
تو ایک روز نورالدہر نے جانے کا سامان کیا اور صدران ماہ منظر کے پاس رخصت کے لیے گیا ابھی نورالدہر
اور صدران ماہ منظر میں باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک ہرکارے نے آکر یہ چٹھا جبار کا گزرانا صدران نے اس
پرچے کو پڑھکر نورالدہر کو دیا نورالدہر نے اس پرچے کو پڑھکر کہا کہ کچھ پروا نہیں ایلچی آتا ہے تو آنے دو اور خبردار
روکنا نہیں یہ سنکر نورالدہر نے حکم دیدیا کہ اگر وہ ایلچی آئے تو آنے دو کوئی نہیں آنے دینا قصہ مختصر جب وہ ایلچی دربار
میں آیا تو صدران ماہ منظر نے ذرا بیٹھنے کو دیا اور ساقی سے اشارہ کیا کہ اسے جام شراب حوالے کرو جب ایلچی نے
تین جام شراب کے پیے اور دماغ اسکا گرم ہوا تو اسنے عرض کیا کہ میں ایک نامہ لیکر آیا ہوں صدران نے پوچھا اسکا نام کیا
اسنے عرض کیا کہ سلوان دوران کہ صاحب جہان پہلوان جو سپہ سالار اژدہا چشم جبار سر گردن پیشانی بلند ہمت کا

صیلان نے اس نامے کو ایلچی سے لیکر دبیر کو دیکر پڑھوایا اس نامے کی عبارت یہ تھی کہ اے صیلان ماہ منظر میں نے شاہی
زادہ نبیرۂ حمزہ نور الدہر ہوں بدیع الزمان کے ذات پر مسلمان ہوا ہوں اور لقا پرستی سے منحرف ہو گیا ہوں پس تجھے لازم
ہے کہ اس نامے کو دیکھتے ہی اگر تجھے اپنی حرمت منظور ہو تو لقا کو سجدہ کرنا اور اس خدا پرست کو باندھ کر میرے پاس چلا آ
ورنہ خدمت میں مرے قبول مستعد جنگ ہو اور آمادہ پیکار ہو رہو اور سمجھ لے کہ جب میں آ جاؤنگا تو پھر کوئی عذر نہ قبول
نہ کرونگا اور ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا شاہزادے نے یہ مضمون سنکے نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیا اور چیر کر پھینک دیا اور
ایلچی سے کہا کہ تو اس نابکار سے کہدینا کہ تو نے یہ کیا واہیات و پوچ مضمون تحریر کیا ہے کل کا آتا تو آج ہی چلا آ مجھکو تیرا خوف
نہیں ہے یہ رنگ ایلچی نے دیکھکر جلا کے شاہزادے پر تلوار کھینچی شاہزادے نے تلوار کا وار ڈھال میں روککر ایک بیٹھکی دی کہ
تلوار اسکی چھٹ پڑی اور پنجہ اسکا مروڑ کر تلوار اسکی چھین لی اور ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ وہ نون کبوتر کی طرح گرا لوٹنے لگا
اور بیہوش ہو گیا جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو آنکھ کھول کے نور الدہر کو بیٹھا دیکھکر پھر آنکھ بند کر لی کہ کہیں ابھی تو مارا تھا
اسی طرح دو تین مرتبہ آنکھیں کھولیں اور بند کیں نور الدہر نے یہ تماشا دیکھکر آواز دی کہ او بیہودہ مرد اٹھ چلا جا بھاگ اب تو
سے کوئی تجھے متعرض نہ ہوگا یہ سنکر آنکھیں بند کیے ہوئے سلام کرتا ہوا سیدھا دروازے کی جانب چلا گیا اور اپنے دل میں
کہتا تھا کہ آج میری جان خداوند لقا نے بچائی ورنہ کوئی صورت زیست کی نہ تھی اور صیلان بن سہیل اسکا کیا بنا سکتا ہے
اسکی ایک تلوار میں تو اسکا کام تمام ہو جائیگا القصہ افتان و خیزاں صیلان کی خدمت میں پہنچکر تمام حال بیان کیا اور
دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ ہرگز ہرگز آپ جہرانیہ جانے کا قصد نہ کیجیے گا نبیرۂ حمزہ کا سامنا ہے در ان آفت جان ہے
صیلان نے کہا کہ او نامرد ایک تو تو ذلیل ہو کر آیا ہے اور اپنے ساتھ مجھے بھی ذلیل کرانے کا قصد ہے جیسے میں لڑ چکا
ہوں اور نہ جاؤنگا تو پھر کیسی ذلت ہوگی اور کتنی بڑی ہنسی ہوگی یہ کہکر جھلا کر اسکے ایک تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور
لاش اسکی پھنکوا دی بعد اسکے تیاری فوج کا حکم دیا اور دو ہی روز میں کل ساز و سامان درست کرکے شہر جہرانیہ کا
راستہ لیا کوچ بکوچ منزل بمنزل قریب شہر جہرانیہ کے پہنچکر خیمے اپنے استادہ کیے اور یہ خبر شاہزادہ نور الدہر
کو پہنچی تو اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بیرون شہر آیا اور مقابل اسکے خیمے برپا کیے یہ خبر سنکر صیلان نے طبل جنگ بجوایا
اور نور الدہر نے بھی نقارہ زری بجنے کا حکم دیا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل
ہو کر صف آرا ہوئے جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے تو صیلان بن سہیل میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا
نور الدہر بالیقدر نے مرکب کو چمکا کر اسکے مقابل ہوئے بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہونے لگی ایک گھڑی ای
میں نور الدہر نے نیزہ اسکا ہوائی کیا صیلان نے خشمناک ہو کر تلوار ماری نور الدہر نے بخوبی سپاہگری سے
بچلی دے کر تلوار اسکی پکڑ لی باہم زور ہونے لگے مرکب تو دونوں کے پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونوں
مرکبوں سے کود کر سرگرم کشتی ہوئے کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز کشتی ہوئی تیسرے دن شاہزادے نے
لنگ اسکا توڑ کر یاعلی کہکر چرخ دے کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر اسکی چڑھ بیٹھا اور کہا کہ او مردود دین
لقا پرستی ترک کر کے دین اسلام اختیار کر اسنے عرض کی کہ ایک شرط ہے اگر اسے ادا کیجیے تو میں مسلمان
ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر اسکی چھاتی پر سے اتر پڑا اور کہا کہ بیان کر وہ کیا شرط ہے صیلان نے عرض کیا
کہ قریب میرے لشکر کے ایک درہ کوہ ہے اور اس درہ کوہ میں ایک تختہ اگن لاگا جاتا ہے اور اسمیں ایک چاہ
بھی ہے اسی چاہ میں سے ایک نہ ایک نکلکر آدمیوں کو کھا جاتا ہے اور کوئی چارہ اسپر اثر نہیں کرتا اگر آپ
اس اژدہے کا حال دریافت کر دیجیے تو میں تمام اہل شہر کے مسلمان ہوتا ہوں یہ سنکر نور الدہر نے کہا

کہ اے جاماز جادو ہم قول تمھارے ساتھ چلکر اُس اژدہے کو دیکھینگے یہ کہکر نورالدہر اپنی طرف آیا اور سیلان بے لشکر
مین آیا اور لوگون نے استفسار حال کیا کہ یہ کیا بات ہے کہ آپ نورالدہر کے ہاتھ سے چھوٹے کیونکر سیلان نے کہا کہ
کیا بیان کرون وہ خداپرست واقعی ایک بلاے بے درمان آفت جہان ہے گو کہ مجبور تھا مگر اُسکے کسی طرح ہاتھ نہ آیا تو
کہ تمام عمر رہا نہو سکے یہ کہکر کھانا کھا کر سو رہا اور صبح کو شاہزادے کی خدمت مین روانہ ہوا اور ادھر
نورالدہر جو پھر کر صدران ماہ منظر کے پاس آیا تو اُسنے پوچھا کہ اے شاہ عالیجاہ یہ تو مجھے معلوم ہوا کہ آپنے
اُسے زیر کیا مگر یہ بتایئے کہ آپنے قابو پاکر اور زیر کر کے چھوڑا کیون فرمایا کہ وہ ایک جت الورا ایک شرط
درمیان مین نے آیا اب جو جب اُس شرط [illegible] لڑیگے تو پھر اسلام کی طرف دعوت کرینگے صدران نے کہا
کہ اے شہریار مین بھی سنون کہ وہ کیا جت ہے یہ سنکر نورالدہر نے کل حال بیان کیا صدران ماہ منظر نے کہا کہ
شہریار وہ بڑا خبیث معدوم ہوتا ہے آپکو بلا مین مبتلا کرنا چاہتا ہے آپ ہرگز ہرگز اُسکے دام فریب مین نہ آیئے
اور اُسکے ہمراہ نہ جایئے یہ وہ ہے جانتا ہے کہ جب آپ اُسکے مسکن [illegible] تو پھر وہ وہین ایذادہی اور بظاہر
کہ ہم اُس سے عہدہ برآ نہو سکینگے نورالدہر نے کہا کہ اے صدران ہم لوگون کو حق تعالے نے حلال مشکلات بنایا ہے
اُسکے ساتھ ضرور جائینگے حق سبحانہ وتعالے تمھارا حافظ ونگہبان ہے القصہ جب سیلان نورالدہر کی خدمت مین
آیا تو شاہزادہ اُسکے ہمراہ اُسکے ملک کو روانہ ہوا جب بعد طے مراحل اور قطع منازل نورالدہر اُسکے ملک مین پہنچا
تو اُس روز سیلان نے شاہزادے کی دعوت کی اور دوسرے روز اُس دیو کو وہین لایا نورالدہر نے دیکھا کہ
وہ مقام نہایت پر فضا ہے کہ اسمین رنگا رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہین درختان میوہ دار لگے ہوئے ہین ہواے خوشگوار چلی
آتی ہے پس سیلان تو وہین ٹھہر گیا اور نورالدہر سے کہا کہ دیکھیے وہ کنوان ہے جسمین سے اژدہا نکلا کرتا ہے نورالدہر
آہستہ آہستہ سیر کرتا ہوا جب اُس کنوین کے قریب آیا تو جھک کر دیکھنے لگا پہلے تو دھوان اُسکے آتش نمودار ہوے
بعد اُسکے اژدہاے آتش فشان اُس کنوین سے نکلا نورالدہر نے جو دیکھا کہ ایک اژدہاے آتش فشان سیاہ رنگ سنہرے
سنہرے خط وخال نقارے کے مانند دونون آنکھین چالیس گز کا لنبا قریب ہے سر سے لپکتا ہوا چلا آتا ہے تو فورا ایک تیر
سے پہلو کمان مین جوڑ کر اژدہے پر مارا مگر کارگر نہوا دوسرا تیر اسنے مارا لیکن وہ بھی اچٹ گیا تیسرا تیر اُسنے مارا وہ بھی
خالی گیا اور اژدہے نے نفس کشی شروع کی نورالدہر نے لنگر دار اگرچہ قائم نہو سکا آخر کو کھنچتا ہوا اُسکے منہ کے برابر
پہونچا گلے پر ہاتھ رکھکے تلوار ماری جیسے گرز پولاد پر سے ہو کہ اچٹ جاتی ہو اسی طرح سے وہ تلوار بھی اچٹ گئی
اور ابھی جو اُس اژدہے نے نفس کشی کی تو شاہزادے کو نگل گیا اور اُسی چاہ مین چلا گیا سیلان شاداں
وفرحان خوش خوش اپنے ساتھ والون سے یہ کہتا ہوا پھرا کہ دیکھا مجھے مین نے اُس دشمن کو کیسا غارت کیا
اب صدران ماہ منظر کو جاکر مارونگا اور بعد دو روز کے فوج اور لشکر اپنا آراستہ کرکے شہر [illegible] کو روانہ ہوا
اور وہ لوگ جو صدران نے شاہزادے کے ساتھ کیے تھے روتے پیٹتے خاک بسر صدران کے پاس آئے
اور کل کیفیت بیان کی صدران ماہ منظر یہ حال سنکر بہت رویا اور کہا کہ افسوس ہر چند مین نے شاہزادے کو منع
کیا لیکن انھون نے ہرگز نہ مانا اور اپنی جان دی خراب مین [illegible] جو کچھ ہو سو ہو اس پر [illegible]
قلعہ بند ہوکر مین ضرور لڑونگا اور حکم دیا کہ رسد جمع کرو قلعے کو آراستہ کرو بموجب حکم اُسی وقت قلعہ آراستہ ہونے لگا
رسد جمع ہونے لگی لیکن اب کچھ حال شاہزادہ نورالدہر کا ملاحظہ فرمایئے کہ انھین جو ہوش آیا تو اپنے کو ایک باغ
جنت نشان قصر عالیشان مین مسند جواہر نگار پر متمکن پایا اور پہلو مین ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو مع اسباب

عیش و عشرت جلوہ آرا دیکھا حیران ہوا کہ یہ کون مقام ہے اور کون یہاں مجھے لے آیا ہے یہ خیال کرکے اس نازنین سے
کہا کہ مجھے تو ایک اژدہا نگل گیا تھا مجھے معلوم ہو کہ میں کیونکر یہاں تک پہونچا اُس نازنین نے کہا کہ ہاں مجھے خوب معلوم
ہے اے شہریار آزادہ ہو کہ وہ طلسمی اژدہا تھا میں اُس سے تجھے لے آئی ہوں اور تجھ پر سو جان سے عاشق ہوئی ہوں
یہ کہا جام شراب گلگون شاہزادے کو اپنے ہاتھ سے بھر کر پلایا شاہزادے نے وہ جام پی کر اپنے ہاتھ سے اس نازنین کو
پلایا اسی طرح دونوں باہم چلے گئے کئی دور جب خوب نشہ ہو لیا تو باہم اختلاط ہونے لگے بوس و کنار تک نوبت پہونچی
تھی جو بہت تھے نور الدہر عالی قدر نے اُسکے گلے میں ہاتھ ڈال کر بوسہ لینے کا قصد کیا کہ ایک بو سے بد اُس گندہ دہنا
کے منہ سے ایسی آئی کہ دماغ شاہزادے کا پریشان ہو گیا شاہزادہ اس سے دور ہٹ بیٹھا اور کہا کہ معلوم ہوا تو
کوئی ساحرہ ہے اور تو ہی اژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی اُس ساحرہ نے کہا کہ اے شاہزادے میں مشکل جادو ہوں
میں ہی تجھ پر عاشق ہو کر یہاں لے آئی ہوں اور سوائے گندہ دہنی کے اور کوئی عیب مجھ میں نہیں ہے نوجوان ہوں صاحب حشمت
ہوں لباس و پوشاک نفیس سے آراستہ ہوں جو کچھ تو کہیگا میں اُسے پورا کرونگی تو مطلب دلی میرا بر لا نور الدہر
نے کہا کہ اے ناپاک تو مردود مجھسے مطلب دل تیرا ہرگز نہ حاصل ہوگا میں ساحرہ سے ہمیشہ متنفر رہتا ہوں مشکل جادو
نے کہا کہ اے شہریار اگر مجھے ناراض کریگا تو بہت پچھتائیگا ارے [illegible] مجھے تو نکالے یہ کہکر شاہزادے
کی طرف بڑھی شاہزادے نے ایک الٹا ہاتھ اُسکے ایسا رسید کیا کہ دہنہ اُسکا غش ہو گیا اور دور جا گری بس اہل
[illegible] وہ گرکے اٹھی تو نہایت غضب کی آتش کہا کہ ارے موئے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہوں اور شاہزادے کے
گرفتار کرنے کو بڑھی شاہزادے نے قبضے پر ہاتھ ڈالا اُس ساحرہ نے کہا کہ اے شہریار تلوار تیری بیکار ہے کب تک اثر
کریگی یہ کہکر اسم پڑھکر شاہزادے پر پھونک دیا کہ ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو گیا بس اُسنے نور الدہر کو گرفتار کرکے
ایک چاہ تاریک میں اسیر کیا نور الدہر حیران و پریشان اُس چاہ تاریک میں بیقرار رہتا تھا ساحرہ ہر روز شاہزادے
کو بلاتی تھی کھانا کھلاتی تھی اور سمجھاتی تھی کہ مجھے قبول کر شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے مردار تیری طرف میں تھوکتا
بھی نہیں مشکل جادو پھر کنوئیں میں بند کروا دیتی تھی ایک روز کا ذکر ہے کہ نور الدہر کمال اُداس نہایت پریشان
بیٹھا ہوا تھا اور اپنے دل سے باتیں کرتا تھا کہ اے نور الدہر تو چلے تھے اسد کی مدد کو افسوس کہ ایسی حالت میں
مبتلا ہو گئے کہ اب رہائی دشوار ہے کون یہاں پہونچیگا جس سے نجات ہوگی اور رو رو کر دعا مانگنے لگا کہ اے خداوند
عالم واسطہ اپنی خدائی کا مجھے اس قید سے نجات دے ابھی یہ دعا شاہزادے کی تمام نہوئی تھی کہ یکایک زمین شق
ہوئی اور ایک شخص اس شکل کا نمودار ہوا کہ سر مونڈا شانوں پر رکھا ہوا گردن ندارد چھوٹی چھوٹی آنکھیں [illegible]
کے قریب آکر سلام کیا جب وہ قریب آیا تو نور الدہر نے پہچانا کہ یہ اولوس جنی ہے نور الدہر نے کہا کہ بھائی
تم خوب آگئے ہم تو عجب مصیبت میں گرفتار ہیں اُسنے کہا کہ آپ گھبرائیے نہیں میں بھی آپکو چھڑا لیجاتا ہوں
اور بلند ہو کر جو پتھر اُس کنوئیں پر رکھا ہوا تھا وہ ہٹا دیا اور شاہزادے کو اپنی گردن پر سوار کرکے چاہ سے باہر
نکالا اور کہا کہ آپ چلکر مشکل جادو کو مارئیے اور جو چاہیے تدبیر کیجئے نور الدہر نے کہا کہ اچھا چلو اولوس
شاہزادے کو وہاں لے آیا جہاں مشکل جادو سوتی تھی اولوس نے کہا کہ آپ اسوقت بہتر ہے کہ جب مشکل جادو
سو رہی ہے شاہزادے نے کہا کہ اے اولوس میں سوتے میں نہ مارونگا [illegible] جگا کر اور ہوشیار کرکے مارونگا سوتے
میں مارنا کام نامردوں کا ہے اولوس نے [illegible] کہ اے شہریار یہ جو جاگیگی تو آفت برپا کریگی آپ مرد ہیں اور نامرد [illegible]
دیجئے اور ایک ہاتھ مار کر اسکا کام تمام کیجئے [illegible] مشکل جادو کی آنکھ کھلگئی مشکل جادو نے دیکھا

کہ نورالدہر اور اوس سے باتیں کر رہا ہے تبھی کہ یہی اسے گھروں سے نکال لایا ہے تو بڑا سر جھکا کر دم بخود کہا کہ دونوں لعنت
تک زمین میں سما گئے اور یہی بہتر ہے افسوس کہ ابھی مشکل فلاں ہم تو جانتے تھے کہ تو ہمارے شریک ہو مگر آج
معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہے خیر دیکھو تو کیسا تجھے رسوا کرتی ہوں اور زمین سے نکال کر ستون سے باندھ دیا اور کوڑا کھینچ کے
لگی اوس نے کہا کہ اے مشکل جادو تم مار ڈالیں میں اسے تمہارے وصل پر بھی راضی کیے دیتا ہوں یہ سنکر مشکل جادو
نے کہا کہ اچھا تو اسے راضی کر الغرض اوس اور نورالدہر کو ایک جگہ بٹھا دیا اور آپ بھی صحبت آراستہ کرکے بیٹھی اوس
نے نورالدہر سے کہا کہ شہزادہ آپ مشکل جادو کے وصل سے کیوں انکار کرتے ہیں دیکھیے اسکی کیا اچھی صورت ہے
نورالدہر نے کہا کہ اے اوس اب تو نے ترسائی پر کمر باندھی ہے خبردار پھر ایسی بات نہ کہنا اوس نے مشکل جادو سے کہا
کہ آپ سچ اور انہیں ایک جگہ قید کیجیے میں ابھی سمجھا لونگا یہ سنکر مشکل جادو نے حکم دیا اچھا ان دونوں کو ایک جگہ قید
کر دیں مشکل جادو نورالدہر کے وصل سے مایوس ہوئی تو بہ حسرت و افسوس ہر گام اداس و پریشان بیٹھی ہوئی تھی کہ اسکی بہن
مسعل جادو کے آنے کی خبر پہنچی مشکل جادو حیران ہوئی تو جگہ سے اٹھی اور اسے استقبال کر کے لائی اسباب عیش مہیا کیا
مسعل جادو شراب پینے لگی اور دیکھنے لگی کہ مشکل جادو کچھ آزردہ ہے پوچھا کہ بہن تم چپ چپ کیوں ہو مزاج کیسا ہے
مشکل جادو نے ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ بہن کیا کہوں اس دل کمبخت کا ستیاناس جائے جو کچھ کیا وہ اسی نے کیا مسعل
نے پوچھا کہ تم کو کیوں یہی سوز مشکل نے کہا کہ ایک شخص کو میں گرفتار کر لائی ہوں اسی کے عشق میں میرا یہ حال ہے لیکن وہ
عشق میری پروا نہیں کرتا ہر چند میں چاہتی ہوں کہ وہ مجھ سے جنس ہو مگر وہ کسی طرح نہیں مانتا یہ سنکر مسعل جادو
نے بھی ایک آہ سرد بھر کر کہا کہ ہائے افسوس یہ دل کمبخت ایسی ہی بلا ہے میں بھی اسی صدمے میں مبتلا ہوں ایک
روز میں اپنے تخت پر بیٹھا ایک دریا کی جانب سے جو گذری تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اس دریا میں ڈوب
رہے ہیں منجملہ کے ایک شخص ایسا حسین و خوبصورت ہے کہ آفتاب بھی جسکے حسن سے شرمندہ ہے اسے میں اٹھا لائی
اور طالب وصل ہوئی مگر وہ بھی میری صورت سے ایسی ہی طرح متنفر ہے اور کسی طرح وصل پر راضی نہیں ہوتا یہ کہکر
چیخیں مار مار کر رونے لگی مشکل جادو بھی اسے روتا دیکھکر پھوٹ پھوٹ رونے لگی پھر ساحر ملازموں نے کہا کہ حضور
آپ کیوں اپنی جان ہلاک کرتی ہیں وہ نگوڑے ہیں کیا اس سے بہتر بہتر مسلمان اس دنیا میں پڑے ہیں ہم جا کر آپ کے
لیے لا موجود کرینگے مشکل جادو اور مسعل جادو نے انہیں جھڑک دیا اور کہا کیا واہیات بکتی ہو اور آپس میں مشورہ
کیا کہ ہم اپنے معشوق کو لیے آئیں اور تم اپنے معشوق کو لاؤ مسعل نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر میرے معشوق کو
لے آؤ اور مشکل جادو نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم جا کر نورالدہر کو لے آؤ اور مسعل کا معشوق [illegible]
مسعل جا کر حاضر ہوا اور وہ لوگ نورالدہر کو لائے جب نورالدہر اور مسعل کا معشوق دونوں آئے تو نورالدہر نے
پہچانا کہ یہ خورشید شاہزادہ ہے اور خورشید نورالدہر کو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ بھی یہاں گرفتار ہے اشاروں میں
باتیں ہوئیں لیکن مسعل اور مشکل دونوں اپنے اپنے معشوق کو بحسرت دیکھ رہی ہیں اور لاکھ طرح چاہتی
ہیں کہ یہ ہماری جانب مخاطب ہوں لیکن خورشید اور نورالدہر دیکھتے بھی نہیں مشکل جادو خورشید کو
سمجھانے لگی کہ ارے تو دریا میں ڈوبتا تھا تجھے مسعل جادو نے دریا سے نکال کر جان بخشی کی اور تو اس سے
ایسا متنفر ہے یہ بیچاری نہایت منت کرتی ہے تو اسے قبول کر لے ورنہ بہت پچھتائیگا خورشید نے کہا کہ اے مشکل میں
کیا کروں اس کے منہ سے وہ بو آتی ہے کہ [illegible] بیٹھے بیٹھے قید رہنا گوارا ہے اور وصل اسکا ناگوارا ہے
میں تو ہرگز اسکے نزدیک نہ جاؤنگا جائے ادھر جائے بھاڑ میں یہ سنکر مشکل نے کہا کہ اچھا

مخلوط حریفوں کے پاس چل کر بیٹھے جان پر جبر کیجیے ہم انھیں بیہوش کر کے مار لینگے خورشید نے کوکب سے کہا کہ
کوکب اس کاشتکے منہ سے تو ایسی بدبو آتی ہے کہ بیٹھا نہیں جاتا مگر تمہارے کہنے سے یہ بھی قبول ہے ادھر علی ہذا القیاس
چالاک نے نور الدہر کو راضی کیا اور بعد چار گھڑی کے آواز دی کہ کوئی ہے دروازہ کھول دو [illegible] آیا اور دروازہ
کھول کر پوچھا کہ کوکب [illegible] میں گرون لگا کر ساحری و جمشیدی کی مدد ہو سب [illegible] جمع ہیں اور یہ لکر مسہل اور مشکل جادو
سے جا کر کہا کہ اے ملکہ جادوگران وہ تو خود آپ پر عاشق ہیں آپ [illegible] ادھر مسہل نے کہا کہ جلد جلد اپنا
کام کرو معلوم نہیں کب سے [illegible] کہا کہ جو آپ سے ملنے کی غرض [illegible] یہ سنکر مشکل اور مسہل نے ان
دونوں کو تبلہ میں طلب کر کے امتزاج جو لیا تو معلوم ہوا کہ فی الواقع صفت ہے پس وہ دونوں کی دونوں دوڑ کر
اپنے اپنے معشوق سے لپٹ گئیں پہلو میں لا کر بٹھایا غبار کدورت آئینۂ دل سے زائل ہوا غنچہ آرزو شگفتہ
ہوا بزم عیش آراستہ ہوئی چالاک باتیں کرنے لگا کوکب جام و صراحی ہاتھ میں لے کر ساقی گری کرنے لگا اور
آنکھ بچا کر بیہوشی شراب میں ملا دی جس وقت دو دو دور جام کے چل چکے دونوں خوب مست و مدہوش ہو گئیں تو
مشکل جادو نور الدہر کی طرف جھکی نور الدہر نے ایک دھکا دیا کہ وہ بیہوش ہو کر گری اور خورشید مسہل کو
سامنے سے کر اٹھا کر پلنگ پر جو وہ خوشی خوشی اٹھ کر چلی تھی کہ بیہوشی سے لڑکھڑا کر وہ بھی فرش خاک ہوئی بعد
اسکے اور ساحر و ایلان بھی بیہوش ہو کر گرے چالاک و کوکب نے مشکل اور مسہل کو اسی وقت قتل کیا اور مارے گئے
ہوا ہوا میں بھی جس جس کو مار بچا اسے قتل کیا دفعۃ ایک آندھی تیرہ و تار ایسی اٹھی کہ زر باد کو تیرہ و تار کر دیا
اور در و دیوار سے دھواں اٹھنے لگا وہ مکان آتش بہار ہو گیا بعد دو گھڑی کے ایک آواز پیدا ہوئی کہ قتل ہوئی
مرا نام میں مشکل جادو و مسہل جادو بعد دو گھڑی دیر کے بعد جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ باغ ہے
نہ وہ منظر نہ وہ چاہ ہے نہ وہ مکان بلکہ ایک مکان کئی سو برس کا ہے اتنا معلوم ہوتا کہ کوٹھڑیوں میں بہت سے
آدمی قید ہیں اسباب لا انتہا ہر طرف بیشمار ہیں نور الدہر نے سبھوں کو مال و اسباب دے کر رخصت کیا جب
وہ سب چلے گئے تو نور الدہر نے خورشید سے پوچھا کہ تم کیونکر اسکے پھندے میں گرفتار ہوئے خورشید نے
کل حال اپنا شہر اختر پر جانا اور لشکر ایرج کو شکست دے کر بھاگنا اور شہر فرنگوستیہ پر آنا اور تعلیم پر
یورش کرنا اور باغ میں آ گرنا بیان کیا نور الدہر نے اپنی سرگذشت بیان کر کے کہا کہ اچھا اب کیا ارادہ ہے
خورشید نے کہا کہ اب میں شہر اختر پر جاؤنگا لوگ میرے نہایت فکرمند ہونگے نور الدہر نے کہا کہ اچھا تم
چلو ہم بھی ایرج کے مقابلے کو آتے ہیں خورشید تو یہ سنکر رخصت ہوا نور الدہر نے چالاک سے کہا کہ شہر سیلہ کو
چلنا چاہیے اسنے عرض کیا کہ پہلے میں جا کر حال دریافت کر آؤں تو پھر آپ چلیے الغرض چالاک شہر میں گیا
سنا کہ سہیل بن سیلان مہرانیہ کو گیا ہوا ہے یہ خبر سنکر چالاک بہت جلد نور الدہر کی خدمت میں آیا اور عرض
کیا کہ وہ صمصام ماہ منظر کے قتل کے لیے مہرانیہ کو گیا ہے اسی خبر سنکر شاہزادہ نور الدہر نے اسی وقت
شہر مہرانیہ کا راستہ لیا الغرض اس وقت پہونچا کہ جب سیلان زیر قلعہ مہرانیہ استادہ تھا اور پھاند جانے پر
آمادہ تھا اور صمصام ماہ منظر اور دراج در دروازہ گوش برآواز ہیں منگ رہے تھے کہ نعرہ شاہزادے کا بلند
ہوا کہ او کافر جا سر زور ٹھہر تو سمجھا میں آ پہونچا تو جاتا کہاں ہے تو یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اژدہا نگل گیا اور
یہ نہ جانتا تھا کہ میں اژدہے کو قتل کر کے صحیح و سالم ظاہر ہونگا اہل قلعہ نے جو شاہزادہ نور الدہر کو
دیکھا باغ باغ ہو گئے طبل شادمانی بجنے لگا اور سیلان نور الدہر کا نعرہ سنکر قلعے کیطرف سے پھر آیا اور کہا

کی وہاں قلعہ بیٹھا ہی ضیاپرست تو ہاہا ہوں تو بیرستے کبھو نہ نکلا یہ کہکر نورالدہر سے مقابل ہوا اور پکارا کہ او نبیرۂ حمزہ
اگر تو اژدہے سے بچ گیا تو میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا دیکھ یہی گرز ہے جس سے دروازہ قلعہ کا توڑنے چلا تھا اب
اسی سے تیرے تن کو برباد کردونگا یہ کہکر شاہزادے پر گرز کا وار کیا نورالدہر نے اسکو خیال میں نہ لا کر ایک ایسی
ضرب تیغ آبدار کی لگائی کہ مثل خیار تر گرز کے دو ٹکڑے ہوئے سیلان نے بھی جھلا کر تلوار ماری شاہزادے
نے تلوار اسکی چھین کر کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا کر بالاے سر چرخ دے کر زمین پر دے مارا کہ غش
زمین ہوگیا فوج سیلان یورش کرکے نورالدہر پر آگری صدران ماہ منظر اور دردور گوش یہ رنگ دیکھکر دروازہ
قلعے کا کھولکر فوج اپنے ہمراہ لیکر شریک نورالدہر ہوے نورالدہر نے سیلان کو تو بجاے سپر اٹھا لیا اور داہنے
ہاتھ میں تلوار لیکر فوج سیلان سے حرب و پیکار شروع کی پس جب سیلان نے یہ رنگ دیکھا اور دم اسکا گھٹنے
لگا تو عرض رسا ہوا کہ اے شہریار اب میں افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ سے توبہ کرتا ہوں اور لات و عزاے بیبقا پر
لعنت کرتا ہوں آپ مجھے چھوڑ دیجیے یہ سنکر نورالدہر نے اسے چھوڑ دیا وہ قدموں پر گرکے شرف اسلام سے مشرف
ہوا سیلان اپنے خیمے میں آیا تمام سپاہ اور سرکردگان لشکر کو شرف اسلام سے مشرف کیا اور نورالدہر صدران
کے ساتھ چلا بارگاہ شاہی میں جاکر بیٹھا صدران ماہ منظر سے کل سرگذشت اپنی بیان کی بعد اسکے کھانا کھاکر آرام کیا
جب صبح ہوئی تو سیلان نورالدہر کی خدمت میں حاضر ہوا صدران ماہ منظر اور سیلان میں باہم صلح ہوگئی بعد اسکے
صدران نے سامان دعوت مہیا کیا دو روز تک دعوت و ضیافت رہی تیسرے روز سیلان شاہزادے کو
لیکر اپنے شہر میں آیا تمام شہر کو اسلام آباد کیا بڑی تیاری سے شاہزادے کی ضیافت کی شاہزادے کو آئے ہوئے
دو تین روز گذرے ہونگے کہ ایلچی ثمود و عاد اور عاد بن ثمود کا داخل شہر ہوا ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ ایلچی
ثمود و عاد اور عاد بن ثمود کا آتا ہے سیلان کی تو یہ سنتے ہی رنگت زرد ہوگئی اور وحشت چھاگئی اور عضو عضو کانپنے لگا
جام شراب ہاتھ سے گر کر چور ہوگیا شاہزادے نے پوچھا کہ اے سیلان ثمود و عاد کون ہیں جو تم اسقدر خائف ہو سیلان
نے کہا شہریار یہ اولاد میں عوج بن عنق کی ہیں اور صحراے ظلمات میں سمندر کے کنارے رہتے ہیں
نہایت دراز قد ہیں آفتاب سے مچھلی بھونکر کھاتے ہیں آدمی کی تو مجال نہیں کہ انکا سامنا کرسکے شاہزادے
نے کہا کہ تم بلا سے کیوں ڈرے ایلچی کو آنے دو دیکھو تو مضمون نامہ کیا ہے خدا کو یاد کرو غرض کہ ایلچی داخل بارگاہ ہوا
زرد گل آدمی پر شکل تھا ساقی نے جام شراب کا تواضع کیا ایلچی نے جام شراب پی کر کہا کہ میں نامہ دار ہوں
پہلوان دوران گرشاسپ جہان ثمود و عاد کا سیلان نے کہا کہ لاؤ نامہ ایلچی نے نامہ سر سے کھولکر دیا سیلان
نے دبیر کو دیا اس نامہ میں لکھا تھا کہ اے سیلان اس نواح میں آج کل مواشی کی بہت قلت ہوگئی ہے تمکو چاہیے
اے سیلان بکریاں گائیں جسقدر ہوسکیں ہماری خوراک کے واسطے روانہ کیا کرو ورنہ ہم آکر مواشی کیسے آدمیوں
تک کو کھا جائینگے پس یہ مضمون سنکر نورالدہر آگ ہوگیا اور نامہ دبیر کے ہاتھ سے لے کر پرزے پرزے کر ڈالا
ایلچی نے یہ دیکھکر کہا کہ اے جوان غضب کیا تو نے کہ اپنے پہلوان کے نامے کو پھاڑ ڈالا اور تلوار کھینچکر نورالدہر
پر آیا نورالدہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر تلوار اسکی چھینکر ایک طمانچہ مارا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا پھر جو ہوش آیا
تو اٹھکر بھاگا اور ثمود کے پاس اسی حال سے جاکر وہ ٹکڑے نامے کے دکھا کر کل حال بیان کیا پس ثمود کو یہ
حال سنکر غصہ آیا اور لشکر اپنا درست کرکے سیلیہ کا راستہ لیا جب بعد چند روز کے سیلیہ میں پہونچا تو تمام
شہر میں ایک تہلکہ پڑگیا کہ عاد یہاں آدمخوار آ پہونچے جب خبر سیلان کو پہونچی رنگت اسکی زرد ہوگئی

نورالدہر نے کہا کہ اے سیلان تم بالکل خوف نہ کرو اور خدا کو یاد کرو۔ قصہ مختصر جب لشکر ثمود کا شہر میں قیام پذیر ہو چکا
تو نورالدہر نے بھی حکم دیا کہ لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے جب حکم اُنکا لشکر بھی شہر سے باہر نکلکر مقابل لشکر
ثمود عاد خیمہ زن ہوا دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا رات بھر جانبین میں تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
سوار ہوکر راست میدان تیر دہوے صفوف جدال اور قتال کی آراستہ ہوئیں جب نقابت نقیبا ختم ہوئی تو ثمود عاد
میدان میں آکر جنگی ہوا کہ وہ شخص کہاں ہے جسنے میرے نامے کو پھاڑ ڈالا تھا یہ سنکر نورالدہر عالی قدر عرصہ
کارزار میں جلوہ افروز ہوا دیکھا کہ ثمود عاد آدمی کا پتلا ہے ایک دیو ہے دو سو اسی گز کا قد ہے کوئی مرکب زیر ران
نہیں ہے پیدل کھڑا ہوا ہے ایک بیل گران سنگ کاندھے پر رکھا ہوا شراب کھڑا پی رہا ہے یہ دیکھکر نورالدہر بھی
پیادہ پا ہو کر میدان کو چلا جب ثمود عاد کے مقابل ہوا تو اُسنے دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت سامنے
کھڑا ہوا اور سمجھا کہ سیلان نے اسے صلح کے واسطے بھیجا ہے یہ سمجھکر کہنے لگا کہ اے جوان میں ایک طرح صلح پر
آمادہ ہوں کہ جسنے میرا نامہ پھاڑا ہے اُسے باندھکر میرے پاس بھیجدے ورنہ میں تمام شہر کو کھا جاؤنگا نورالدہر
نے کہا کہ او خود سر تو کن خیالوں میں پڑا ہے میں ہی ہوں جسنے تیرا نامہ پھاڑا تھا اب تیرا سر توڑونگا یہ سنکر
ثمود عاد بہت ہنسا اور کہا کہ آ تو میرا سر توڑیگا پہلے تو یہ تو بتا کہ تو کون ہے شاہزادے نے کہا کہ میں نبیرہ حمزہ
صاحبقران نورالدہر ہوں بدیع الزمان ہوں یہ سنکر ثمود عاد نے کہا کہ پہلے تو ہی چلا حربہ اپنا
نورالدہر نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام کا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ ہم حریف پر پیشدستی کریں پہلے تو اپنا حربہ کر جب تیرے
حملے سے خدا بچا لیگا تو سمجھا جائیگا یہ سنکر اس عادی نے کہا کہ شاید تجھکو اپنی شجاعت پر بہت زور ہے یہ کہکر خمدار
خمدار لکڑی بیل گران سنگ چرخ دے کر نورالدہر پر مارا نورالدہر نے آتے ہوئے بیل کو خیال
میں لا کر ایک ضرب شمشیر آبدار سے اس بیل کے دو ٹکڑے کر دیئے ایک ٹکڑا گر پڑا ایک اُسکے ہاتھ میں رہگیا
اُسنے وہی ٹکڑا نورالدہر پہ مارا نورالدہر نے اسے بھی خالی دیا اب ثمود جھلا کر دوڑا کہ تجھے مسلکر مار ڈالونگا
نورالدہر بھی دوڑ کر اس سے لپٹ گیا زور کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی شام کو ثمود عاد نے پھرنے کا قصد کیا
مگر شاہزادے نے جانے نہ دیا جنمیں سے روشنی آگئی غرض دو شبانہ روز کشتی رہی تیسرے دن شاہزادے نے
کمر ثمود عاد کا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر دے مارے کہ اُسنے نعرہ الامان کا بلند کیا
نورالدہر نے کہا کہ لا امان بشرط الایمان اگر تو دین اسلام قبول کر تو جان امان پائی ہے اُسنے کہا کہ میں نے قبول
کیا نورالدہر نے اسے زمین پر رکھدیا وہ شاہزادے کے گرد پھر کر از سر صدق مسلمان ہوا حلقہ غلامی کا کان میں پہنا
اور عرض کیا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو میں اپنے اہل لشکر کو مسلمان کر لاؤں شاہزادے نے کہا کہ اچھا جاؤ ثمود عاد
اپنے لشکر میں گیا اور سیلان شاہزادے پر سے زر نثار کرتا ہوا خیمے میں لے کر آیا اور پیوستہ رطب اللسان
شاہزادے کی تعریفیں کرنے لگا کہ حضور اس عادی کا مارنا آپ ہی کا کام تھا نورالدہر نے کہا کہ اے
سیلان اسکی کیا حقیقت ہے میں نے بعنایت خدا ایسے بڑے دیو کو زیر کیا ہے اور پوشاک رزمی اُتارکر
لباس بزمی پہن کر کھانا کھایا اور سو رہا اور ادھر ثمود عاد جو اپنے خیمے میں آیا نہ کسی سے بات کی نہ کسی سے
بولا بھر شراب کی پی کر سو رہا صبح تک ہوش نہ آیا صبح کو اُٹھکر بیٹے سے کہا کہ اے فرزند یہ خدا بہت
زبردست ہے میں نے تو اُسکا دین قبول کر لیا تو کیا کہتا ہے اُسنے کہا کہ اے پدر بزرگوار میں ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں
جب آپ اُس سے لڑ کر عاجز ہوئے تو میں کس شمار و قطار میں ہوں بعد اُسکے کل فوج سے کہا کہ میں نے تو

حاضر ہوئے اور شرف سلام سے مشرف ہوئے بعد اُسکے اقباش کشیدہ رو نے شاہزادے کی دعوت کی
صحبت رقص وسرود برپا ہوئی ہرمز تاجبہ درخت برشکن جماسپ شاہزادے نے دنگل شوکت کو رونق بخشی ایک ہزار
سات سو پہلوان اور گردن کش اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے ایرج تاج بخش الوند شاہ سعادت نشاں
سعد دلان ماہ منظر ارج دردر گوش دیلمان زنگی وغیرہ بھی حاضر ہیں مگر اکری وزارت پر فرخش ہے تمام دربار آراستہ
و پیراستہ ہے مگر ہمیشہ کا مکان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیوبرد کا دنگل نورالدہر نے خالی دیکھکر
بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے یہ دیکھکر ہر ایک مستفسر ہوا کہ کیوں شہریار کیوں
مجبر باشد آپ کے آہ سرد کھینچنے اور آبدیدہ ہونے کا کیا باعث ہے فرمایا کہ صاحبو اسوقت سب موجود ہیں مگر میرا حق صادق
رفیق موافق صاحب ساطور گران جان نثار خاندان صاحبقران طہماس بن عنقویل دیوبرد موجود نہیں ہے تو
کمال شاست ہوں اور میری آنکھیں اُسی کے دنگل کو خالی دیکھ دیکھکر پُرآب ہوئی جاتی ہیں ہائے افسوس ہم ورد
ایسی ساعت سے جدا ہوئے کہ پھر کیا نصیب ہوئے اور صاحبو طہماس سا بہادر کاہیکو دنیا میں پیدا ہوگا سبنے طہماس کی تعریفیں
کیں اور عرض ساہو نے کہ حق تعالیٰ خداوند دوست جانباز شخص ہے نورالدہر نے کہا کہ ہاں جیسا رفیق وصدیق ہوئے
وہ کوندھور ہاتھ آیا دلیای شفیق بالتصدیق جیسے طہماس تھا اور ہاں چالاک یہ تو سب کچھ ہے تمہیں [illegible] کریگی
ہم تو اس ملک میں ہیں تم نے کا حال بیان کر چالاک نے عرض کیا کہ حضور میرا کتنی بھی یہیں ستا شہر ہیلیہ
ہو چکیا تھا نورالدہر نے کہا کہ بھلا کہیں ہمارے دوست طہماس کو بھی دیکھا تھا چالاک نے عرض کیا کہ حضور
کہیں نہیں نورالدہر نے رو رو کر کہا کہ شاید وہ ڈوب ہی گیا ہو یہ باتیں سنکر اقباش کشیدہ رو نے ہاتھ باندھکر
عرض کیا کہ آپ کے تشریف لانے سے چند روز پیشتر اس دریا میں ایک شخص دراز قد ہاتھ میں ساطور گران بغل میں
بھی درخت غلطان و پیچان ڈوبتا اچھلتا چلا آتا تھا جالی میرا قداش کشیدہ رو دریا کے کنارے شکار میں مصروف
تھا اُسنے لیک کر اُس عادی کو نکال لیا اُس عادی نے نکلتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا یہ سنکر ہمارے دوست بہم ہوئے
اور تلواریں کھینچ کھینچکر باہر آگئے دو دلیر لسکاسے بکو کر کہا باین کرا و شہریار وہ عادی جو ساطور بکو کر گرا تو کوئی
ڈیڑھ سو دلاوروں کو ہلاک کر ڈالا انجام کار جب دراز دیوں سے دیکھا کہ ہم اس سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے
تو دور بھاگ کر دو بھڑوں اور تیروں سے اسکو مجروح کیا جب وہ مجروح ہو گیا تو اُسے گرفتار کر کے میرے سامنے
لائے میں نے اُسے لاغر پاکر حکم دیا کہ اسے آہنی پنجرے میں بند کر کے میوہ وغیرہ کھانے کو دو کہ یہ خوب فربہ ہو جائے
جب خوب فربہ ہو جائیگا تو ہم اُسکے کباب بنا کر کھائینگے تو شہریار ابھی تک وہ اُسی پنجرے میں قید ہے اور اسے ایک مہینا
بھی ہو گیا ہے تین سو سات من کی بیڑیوں میں مقید ہے لیکن وہ ہرگز اس قید کو خیال میں نہیں لاتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب
اُسنے قید توڑی اور اب توڑی میں مناسب جانتا ہوں کہ آپ اُسے ملاحظہ فرمائیے اگر وہ طہماس ہو تو اُسے
قید سے نجات دیجیے اور اگر وہ طہماس نہیں ہے تو پھر ہم اُسکے کباب نوش جان کریں نورالدہر نے کہا کہ او احمق
گوشت آدمی کا حرام ہے اور تمہارے بیان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ طہماس ہے کیونکہ کل کوائف اسی کے سے تم بیان کرتے ہو
اچھا منگواؤ تو ہم بھی دیکھیں تو یہ سنکر اسی وقت وہ پنجرہ طلب ہوا اور طہماس نے جو وقت سے سُنا ہے کہ کسی شاہزادے
نے آکر اِن لوگوں کو مسلمان کیا ہے اُسوقت سے دعائیں مانگ رہا ہے کہ خدا خیر کرے شاہزادہ نورالدہر ہی ہو ہر ایک سے
پوچھتا ہے کہ اس شاہزادے کا کیا نام ہے کوئی بتاتا نہیں طہماس [illegible] کر رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ بھلا مردود
فرود شاہزادہ نورالدہر ہی ہے تم جاکر فوراً اس سے میرا حال کہہ تو وہ فوراً مجھے بلالیگا اور سینے سے لگا لیگا

بند ہوگئے اور دیدۂ باطنی کھل گئے عالم خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک نورانی تخت زمین پر اترا اور ایک
بزرگ نورانی شکل عمامہ بر سر پیراہن در بر تسبیح بکف نمودار ہوئے اور آواز سبوح و قدوس ربنا و رب الملائکۃ
والروح کی بلند ہوئی جب شاہزادے نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام
ہیں نور الدہر سامنے حضرت کے دست بستہ کھڑا ہوا حضرت نے ارشاد کیا کہ اے نور الدہر تم اس قدر متفکر کیوں
ہو نور الدہر نے عرض کیا کہ آپ پر سب حال میرا روشن ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اے نور الدہر یہ طلسم
آصف بن برخیا کا بنایا ہوا ہے نام اس طلسم کا گرد آصفی ہے نور الدہر نے عرض کیا کہ پھر میں کیونکر اس طلسم
سے نجات پاؤنگا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں یہ اسم تمہیں تعلیم کرتا ہوں تم اسے پڑھکر اس میل پر دم کرنا
ایک جوان خوش رو بالائے میل نمایاں ہوگا اور تمہیں طلب کریگا لیکن تم مطلق مخاطبت ذکر نا اور ہرگز جواب نہ
دینا یہ اسم پڑھتے جانا دوسری مرتبہ پھر وہ پکاریگا پھر جواب نہ دینا اور اپنے کام میں معروف رہنا جب وہ
سہ بارہ تمہیں بلاوے تو تم یہ اسم اس زنجیر پر دم کر دینا وہ زنجیر نیچی ہوجائیگی تم اس زنجیر کو پکڑ کر اس میل پر چلے جانا
جب تم میل پر چلے جاؤگے تو وہ جوان تو غائب ہو جائیگا اور کئی زینے نمایاں ہونگے جب ان زینوں کو تم طے کروگے
تو ایک مکان عالی شان دکھائی دیگا جب تم اس مکان میں جاؤگے تو ایک کنواں دیکھوگے اور اس کنوئیں پر
ایک منجنیق قائم ہوگا اور سامنے اسکے ایک گنبد عالی شان ہوگا کلس پر اس گنبد کے ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہے اور بار
بار آسمان پر اڑ کے جاتا ہے اور آواز سبحان سبحان کی بلند کرتا ہے اور پھر آکر بیٹھ جاتا ہے جو کوئی بار اسکی صدا
سن لیتا ہے وہ پتھر کا ہوجاتا ہے تمہیں لازم ہے کہ غور سے اس جانور کے سینے پر نگاہ کرنا ایک خال سیاہ اسکے سینے
پر ہے تم بہت غور سے ایک تیر چلہ کمان میں جوڑ کر اس خال پر مارنا اگر تیر تمہارا اسکے خال پر پڑ گیا تو تم فتحیاب
ہوگے ورنہ پتھر کے ہوکے رہجاؤگے اور اگر تمہارا تیر لگا تو تم بچ گئے اور اس جانور کو تم مارلو تو بعد اسکے تم اس
گنبد کے اندر جانا ایک صندوق زنجیر میں آویزاں ہے تم یہی اسم پڑھکر اس صندوق پر دم کرنا وہ تمہارے
پاس آجائیگا تم اس صندوق کو بے خوف و خطر کھولنا لوح طلسم اسی صندوق میں ہے اسے نکال لینا اسکے ایک
صندوق اور وہیں رکھا ہوا ہے اس صندوق میں سرخ سنجوگ اور تیغ نیلگون سلیمانی رکھی ہوئی ہے اسے بھی اپنے قبضے
میں کرنا اور بعد اسکے لوح طلسم کو دیکھنا جو اسمیں لکھا ہوگا اس پر عمل کرنا انشاء اللہ طلسم فتح کروگے اور اس گرداب
سے نکل جاؤگے پھر جہاں جی چاہیگا چلے جانا یہ خواب دیکھکر نور الدہر کی آنکھ کھل گئی تمام مکان کو معطر اور منور پایا
ایک لوح نور کی از زمین تا چرخ بریں معلوم ہوئی اور ایک کاغذ اپنے سرہانے سے پایا پڑھکر کمال مسرور ہوا بعد
تجدید وضو نماز پڑھکے عبادت خانے سے باہر آیا سبھوں سے حال خواب کا بیان کیا ہر ایک نے خوش و مسرور
ہوکر مبارکباد دی کہ شکر ہے مبارک ہو حق تعالے نے بڑی مدد کی اب انشاء اللہ آپ اس گرداب سے چھوٹنے
جو دیر کی کسر ہے وہ ہے القصہ باتوں باتوں میں شب ہوگئی شاہزادہ کھانا کھا کر سو رہا جب صبح ہوئی تو اس کاغذ
کو دیکھکر اسم کو حفظ کرکے اس میل کے سامنے آیا اور اسم پڑھنا شروع کیا سات ہی مرتبہ پڑھنے پایا تھا کہ ایک
جوان حسین زرین پوش اس میل پر نمایاں ہوا اور پکارا کہ اے عزیز تو نے مجھے کیوں طلب کیا شتاب میں حاضر
ہوں جو تیرا کام ہو آکے بیان کر مگر نور الدہر کب جواب دیتے تھے اسم پڑھتے گئے وہ جوان پکار کر چپ ہو رہا
بعد تھوڑی دیر کے پھر آواز دی کہ اے عزیز تو نے مجھے بلایا ہے اور جب میں آیا ہوں تو خود میرے پاس نہیں
آتا اور اپنا مطلب دل نہیں بیان کرتا پھر نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنے کام میں معروف رہے جب

ایک سو ایک مرتبہ جب حلقہ اس زنجیر پر دم کیا تو وہ زنجیر خود بخود ڈھیلی ہو گئی اور وہ جوان پکارا کہ اے شہزادے وہ مشکل
پوری ہوئی اسلئے اس زنجیر کو پکڑ کر چڑھ آ شاہزادہ اپنے ہمراہیوں سے یہ کہکر کہ صاحبو جاتے ہیں دعا کرو کہ یہ طلسم
فتح ہو اس زنجیر پر چلا ادھر تو نور الدہر پانی پانی کرتا چلا جاتا ہے اور ادھر یہ لوگ دم بخود رہے ہیں
بار الہا اسواسطے محمد کا نور الدہر کو اس طلسم پر فتحیاب کرتا ایک نور الدہر اس پل پر چڑھ گیا دیکھا تو
میدان بالکل صاف ہے اور ایک جانب جزیرہ سے معلوم ہوتے ہیں سوا اسکے وہ پل پانی سے نکلی سو گز کی
تھا القصہ ادھر ادھر دیکھتے دیکھتے شاہزادے نے دیکھا کہ چند زینے نیچے اترنے کے بنے ہیں شاہزادہ نور الدہر
علی علی کرتا ہوا ان زینوں کو طے کرتا ہوا چلا ایک سو ساٹھ زینے طے کئے تھے کہ ایک دروازہ مقفل دکھائی دیا اور کنجی
اسکی ایک طاق پر رکھی معلوم ہوئی شاہزادے نے اس کنجی سے دروازہ کھولا اندر قدم رکھا دیکھا کہ وہی باغ ہے
وہی کنواں ہے وہی گنبد ہے اور اسیطرح کلس پر گنبد کے جانور بیٹھا ہے اور سامنے اسکے ہزارہا آدمی پتھر کے بنے
ہوئے کھڑے ہیں اپنے دل میں کہا کہ اے نور الدہر یہ سب بھی تیری طرح ارادہ فتح طلسم آئے ہیں اور اس
جانور کے خال پر تیر لگاتے ہیں اور تیر سے خطا ہو جاتے ہیں دیکھئے تیرا کیا انجام کار ہوتا ہے تیر لگا ذرا سی یہ خیال کر کے
تیر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے اس جانور کے خال کو خوب طرح تاک کر مارا مگر ایک تل بھر کا فرق رہگیا تیر اسکے خال پر
نہ لگا نور الدہر تو سانس کا تا نوک تیر کا ہو گیا نہایت غمناک ہو کر دوسرا تیر مارا وہ بھی خالی گیا ایک مرتبہ سخت غمگین ہو گیا
بس ایک مرتبہ عالم یاس طاری ہو گیا کہ اب نجات ملنا دشوار ہے اور دل کو پروردگار کی طرف رجوع کرکے عرض
کیا کہ اے پروردگار عالم سوا تیرے اس وقت کوئی مددگار نہیں میں تیرا نام لیکر ایک تیر اور مارتا ہوں یہ
کہکر ایک جو تیر لگایا ہے تو ٹھیک اسکے خال پر بیٹھ گیا اور پشت کو توڑ کر پار نکل گیا اور وہ طائر گر کے مر گیا ایک تھوڑی
دیر کے بعد آواز ہائے گرفتی ہا ہا تمام میں طائر جادو بود اور جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ وہ کنواں اور جسم باغ
اور گنبد سب اسی طرح قائم ہیں اور جو پتھر کے آدمی بنے ہوئے کھڑے تھے وہ سب بہیئت اصلی آگئے اور
سب کے سب شاہزادے کے قدموں پر گر پڑے شاہزادے نے سب کو دلاسا دیا مگر ان سب میں ایک
شخص کو نہایت ہی حسین و خوبصورت تاج برسر لباس سرداری در بر سبزہ رنگ کھڑا اکٹھا کوئی بیس پچیس
سال کا سن دیکھا کہ وہ بھی سامنے آ کھڑا ہوا اور نور الدہر کو سلام کیا اور قدمبوسی کے لئے سر جھکا دیا نور الدہر
نے اسے گلے سے لگا کر پوچھا کہ کیوں بھائی تم کون شخص ہو اسنے دست بستہ عرض کیا کہ خاکسار خداوند زبرجد شاہ
کا بیٹا ہے ریحان شاہ میرا نام ہے فوج و لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر خداوند لقاسے باختری کی مدد کو چلا تھا کہ وہ
مرا چاہ ہے جب میں یہاں پہونچا اس گرداب میں مبتلا ہو گیا بعد چند روز کے اس جنار پر میں نے لکھا پایا کہ یہ
گرداب طلسمی ہے نام اسکا گرداب طلسم گرگرہ آصفی ہے جو اس گرداب بلا سے نجات کا خواہاں ہو وہ اس
زنجیر کو پکڑ کر اس پل پر چڑھ آئے اور زینوں کے راستے سے نیچے اتر کر ایک جانور جو وہاں بیٹھا ہوا ہے تیر
لگائے اگر اسے مارا تو طلسم فتح کیا ورنہ پتھر ہو کر رہگیا اور حشر تک زمین سے یہاں آکر تین تیر مارے سے کوئی کارگر
نہوا آخر کار میں پتھر کا ہو گیا اور آپ کے باعث سے نجات پائی ہے اب آپ کا غلام ہوں ہرگز ہرگز قدموں
سے جدا نہونگا نور الدہر نے کہا کہ اچھا پہلے ادیان باطلہ پر لعنت کرکے دین اسلام تو قبول کر بعد اسکے تمہا
کا بچہ ریحان شاہ نے اپنے باپ زبرجد شاہ پر لعنت کی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ اچھا اب تم انہیں زینوں کی راہ سے زنجیر پکڑ کر جاؤ دن پر چلے جاؤ اب ہم طلسم کشائی کیا

میں اسنے عرض کیا کہ ہرگز نہو گا مجکو اپنے سامنے بیٹھے چلیے نورالدہر نے کہا کہ میں تو لوح کے باعث سے مختار ہوں گا لشکر جادوگر اپنا اوہنگے بلکہ کیا عجب ہے کہ مار ڈالیں تمہارا یہاں سے چلا ہی جانا بہتر ہے یہسنکر ریحان شاہ اور کل اسیران طلسم چلے گئے نورالدہر اُس گنبد کے اندر آیا دیکھا کہ چھت میں ایک صندوق آویزان ہے اسم پڑھکر دم کیا صندوق نیچے آیا شاہزادہ نورالدہر نے اُس صندوق کو کھولکر لوح نکال لی بعد اُسکے دوسرا صندوق کھولکر تیغ نیلگون سلیمانی اور زرہ بکتر وغیرہ اسباب اُٹھایا تیغ جو کھینچکر دیکھا تو مقابل تیغہ ضرب سلیمانی نہایت خوش ہوا اور وہ اسباب اپنے بدن پر آراستہ کیا اور اُس کنوئیں اور برج کی طرف روانہ ہوا اور لوح کو ملاحظہ کیا لکھا ہوا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے فتح کنندہ این طلسم و اے سیاح این عجائب جب لوح طلسم کو گرہ آصفی تیرے ہاتھ سے لگے تو تجکو لازم ہے کہ تیغ نیلگون سلیمانی کھینچکر اُس برج کے ستون پر مار وہ ستون اُس کنوئیں کے اندر گر جائیگا تو بھی اپنے کو اُس کنوئیں کے اندر گرا دے جب وہاں پہونچکر اور عجائبات ملاحظہ کرنا تو پھر لوح کو دیکھنا اور جو لوح سے غفلت کریگا تو پھر کہیں کا نہ رہیگا شاہزادے نے موافق تحریر اُس لوح کے تعمیل کی اور اُس کنوئیں میں غلطان و پیچان چلا بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا جب پاؤں اُسکے زمین سے مس ہوئے تو آنکھ کھل گئی اور ایک دروازے کے برابر اپنے کو کھڑا ہوا پایا دیکھا کہ اب کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا کہ چار طرف کو چار دالان بنے ہوئے ہیں اور ہر دالان میں چالیس چالیس شیر کھڑے ہیں شاہزادہ نورالدہر حیران ہو کر اُس لوح کو دیکھنے لگا اور وہ شیر چار طرف سے نکل آئے اور حملہ آور ہوئے شاہزادہ نورالدہر نے موافق تحریر لوح کے وہ لوح اُن شیروں کے سامنے پھینکدی کہ اگر تم اس لوح کے خواہان ہو تو لیں وہ شیر اُس لوح پر دوڑ پڑے آپس میں پنجہ اور کلیت میں لگے ایک دوسرے پر غرانے لگے دو تا ہر لوح بیچ میں پڑی ہوئی ہر پھیلے خون کے اور سب میں ہلاک ہوئے لڑتے سب شیر مر گئے اور ایک شیر رہگیا اُس شیر نے لوح اُٹھانے کا قصد کیا شاہزادہ نورالدہر نے بڑھکر لوح اُٹھالی وہ شیر شاہزادہ نورالدہر پر حملہ آور ہوا اور پنجہ مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے خالی دی اور تیغ نیلگون سلیمانی کھینچکر اُسپر مارا کہ اُس شیر کے دو ٹکڑے ہوئے بس اُس شیر کے مرتے ہی ایک آندھی تیرہ و تار ایسی چلی کہ تمام زمانہ سیاہ ہو گیا اور آگ اور پتھر برسنے لگے آہ و زاری و گیر و دار کی بلند ہوئی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کہ حیف صد حیف مارا جوان کشتی نام من بیران جادو بود پھر جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ مکان ہے اور نہ وہ شیر ہیں بلکہ ایک صحرائے پر فضا طرب خیز معلوم ہوا ہے شاہزادہ نورالدہر سیر کرتا ہوا آگے چلا تھا کہ ایک آواز عجیب پیدا ہوئی کہ ارے او خیرہ سر کہاں جاتا ہے آیا میں اگر ہزار جانیں لیکر آیا ہو گا تو ایک جان سلامت لیکر یہاں سے نہ جائیگا پھر دیکھا کہ ایک دیو نہایت زبردست طویل القامت خیرہ سر سیاہ فام تبر و گرز ہاتھ میں لیے ہوئے چلا آتا ہے بس شاہزادہ نورالدہر نے لوح کو دیکھا حال معلوم ہوا اُس دیو نے تبر مارا شاہزادے نے خالی دیا وہ تبر زمین پر گرا اور زمین میں در آیا ایک شق گرد کا بلند ہوا دیو پکارا کہ ارے افسوس گوشت بھی تیرا کڑا ہو گیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا نورالدہر نے نعرہ کیا تو تجکو کیا ہے کسکو تو نے مارا اور کسکا گوشت کڑا ہے ابھی میں مرا نہیں تیرا ابھی زندہ ہوں یہ کہکر دیو کے ہاتھ سے لپٹ گیا تبر اُسکے ہاتھ سے چھین کر اُسی پر مارا کہ برابر اُسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلغلہ

یوں متردد و اگلی یہ تھا کہ خواجہ گر اسے مصری کے آنے کی اطلاع ہوئی کہ خواجہ گرا اسے مصری آیا ہوا اور روضۂ ظلمات
کو جاتا ہو حکم ہوا کہ جلد اسے بلا لاؤ چوبدار نے خواجہ کو بلایا یا اُسنے ہمراہ آکر بہت سا مجرا کیا جیلے شاد کو نذر دی بعد اسکے شاہزادہ
کی قدمبوسی حاصل کی نورالدہر نے ملک باختر کا حال پوچھا اُسنے ایرج کی زباندانی شہر اختنم کا تاخت و تاراج
جمشید اختمی کا مارا جانا سب بیان کیا نورالدہر نے حال جمشید کا سنکر بہت افسوس کیا اور راسد کا حال پوچھا گوہرا اُسنے
نے عرض کی کہ حضور راسد نے تو ایسے تجوین ایرج کے لشکر پر مارے کہ ایرج دیوانہ ہوگیا اور آفتاب پرستون کا
خواب وخور حرام کر دیا لیکن اسد اپنی کم زوری سے مجبور ہو گیا کرے لیکن ایرج بھی اُسکے دو دو کام ایسے ہیں کہ
بھی ممکن نہ تھے یہ سنکر نورالدہر بہت خوش ہوا اور کہا کہ خواجہ اب ظلمات کو جاتے ہیں یہ عرضی میری عمار جعفران کی
خدمت میں پہونچا دیجئے گا خواجہ نے کہا کہ بہت اچھا غرض نورالدہر نے اُس روز خواجہ کی دعوت کی اور خلعت دیکے
رخصت کیا اور خواجہ کوچ کر کے جانب زنگوشیہ روانہ ہوا جب قریب شہر زنگوشیہ کے پہونچا خیمہ برپا کیا لشکر آتشیان
فرخ تاجر بادشاہی کر رہا تھا فتاح ندیم علم وزارت کر رہا ہے نورالدہر کے آنے کی خبر سنکر فرخ تاجر بہت پریشان
ہوا اور حکم دیا کہ دروازے شہر کے بند کر لو ہم نورالدہر سے سرکہ ہوکر نہیں لڑ سکتے بموجب حکم اُسی وقت توپیں چڑھ
ہو گئیں گولہ انداز بیٹھ گئے دروازے بند کر کے پل تختہ اٹھا لیا گیا خندق کو پر آب کر دیا دوسرے روز صبح کو فرخ فصیلِ
دروازے پر آ کے بیٹھا فتاح زریں علم پاس موجود تھا کہ دیکھا ایک تیرہ گرد کا بلند ہوا ہے گرد و اطراف تیرہ و تاریک ہو گئی
جب وہ گرد دختی ہوئی تو دیکھا کہ بیر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران مع پیش خیمہ نورالدہر عالیشان تین لاکھ
سواروں سے آ پہونچا بعد اسکے بہرگرد نمایان ہوئی اور ایرج تاج بخش چار سو بادشاہ اور چار لاکھ سواروں
سے آ پہونچا بعد اُسکے انور شاہ اور سعادت شاہ لاکھ سواروں سے آئے بعد اسکے دیلمان زنگی ہاتھ ہزار
سواروں سے نمودار ہوا بعد اُسکے صدرمان ماہ منظر اور دسلاج دربند گوش چالیس ہزار سواروں سے
نمایاں ہوئے بعد اُسکے سیلان سہیل ستارہ گردن لاکھ ستارہ گردنوں سے نمودار ہوا بعد اُسکے بہزاد اور جاد
بن مسعود لاکھ ماہ رویوں سے نمایاں ہوا بعد اسکے افیاش اور لبقداس اور اقداش اور اقران کشید و دلدلاک
در السدویان سے آکر نمودار ہوئے بعد اسکے گرا سے اختر شناس نشان عنبر قلم بہفار قم مندیل وزارت بر سر لپیٹ
ملکی دربکمال علم و شان سے آشکار ہوا بعد اُسکے آواز طبل و بوق کی آنے لگی شاہزادہ عالیہ قار کی آمد ہوئی آگے
آگے چالاک بن عمر دبارہ ہزار عیار دو رو سے اور پیچھے شاہزادہ نورالدہر مرکب بہزاد پر سوار پشت پر
ہرمز تاجدار نوبت ونقارہ بجتے ہوئے کمال شان و شوکت سے نمایاں ہوا جتنے سردار پہلے آئے تھے پیادہ ہو ہو کر
سلام کرنے لگے چاروں طرف سے سلامیاں سر ہونے لگیں نورالدہر داخل بارگاہ ہوا فرخ تاجر یہ شان و شوکت
دیکھ کر مردہ ہوگیا اور فصیلِ دروازے پر سے اُٹھ کر فتاح سے کہا کہ اے فتاح یہ نبیرۂ حمزہ دوسرا حمزہ ہے خدا
اسکی شر سے محفوظ رکھے یہ کہتا ہوا لرزان و ترسان داخل ایوان شاہی ہوا جب رات گذر گئی تو شاہزادہ
نورالدہر قلعہ کے سامنے آیا قلعہ پر سے گولے چلنے لگا شاہزادہ گولے کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا اور ہرکارون
سے حکم دیا کہ فرخ تاجر کو جاکر پیام دو کہ دروازہ قلعہ کا کھولکر میرے پاس پہنچ آ کر دین اسلام قبول کرو ورنہ ایک دم
میں قلعہ لے لیتا ہوں میرے پاس وہ لوگ ہیں کہ گولہ کو کھیلنے کی گولیاں جانتے ہیں یہ سنکر ہرکارے روانہ ہوئے قلعہ
کے سامنے آئے شاہزادے کا پیغام فرخ تاجر کو پہونچایا فرخ تاجر نے جواب دیا کہ جا کر نبیرۂ حمزہ سے کہدینا کہ یہ
قلعہ دمدمۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کا ہے جسطرح نصیب تمہارے حمزہ کی ... نہیں لگ گیا لہذا ضرور ہے اپنی جان

نے خیال کیا وقت جانے کا گیا اگر قید ہو گئے تو دست بہ تمھارا انکو ہوگا بعد اسلام سلام کیا فرخ نے کہا کہ ای نورالدہر
رسی جل گئی بل نہیں گیا ابھی تک تجھے وہی گھمنڈ ہے ای نورالدہر تو عبث صاحبقرانی کا دعوی کرتا ہی ارے صاحبقران میرا
بیٹا ایرج نوجوان ہی تجھے لازم ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کر اور ایرج کی اطاعت اختیار کر وہ تجھے بہت عزت کے
بہت عزت و حرمت کریگا اور دولت سے مالا مال ہوگا نورالدہر نے کہا او کافر فقط سر کل جو میں نے تیری منت خواہی
سے تجھے چھوڑ دیا تو اسکا عوض تو نے یہ کیا کہ مجکو بہ دغابازی پکڑوا منگوایا اور بیجا باتیں کہتا ہی کہ مجھے دین آفتاب پرستی
قبول کرنے کو کہتا ہی لعنت ہی تجھ پر اور تیرے دین پر میں جان دیدونگا مگر اس ناز پرورد بچے کی اطاعت نہ کرونگا فرخ
نے کہا کہ او نادان کون ہی وہ تو نے الحقیقت ایک تاجر زادہ ہی ارے تو اپنی خبر لے کہ ایک مادہ زادہ مکار کا پوتا ہی
اور ایرج پر تو کیا مجھ سے معترض ہوتا ہی ارے یہی تین قومیں دنیا میں ہیں بادشاہ وزیر سوداگر اور میر تو دین
آفتاب پرستی قبول کر ورنہ سب حال تیرا ایرج سے کہہ دینگے جیسا وہ حکم دیگا ویسا کیا جائیگا یہ کہکر نورالدہر
کو زندانخانہ میں بھیجا اور لشکر نورالدہر میں صبح کو غل ہوا کہ شاہزادہ بستر خواب سے غائب ہے غل و شور سنکر تمام
سردار جمع ہوئے چالاک بن عمرو نے آکر بہزاد دیو چہر کا پہچان کر کہا کہ شاہزادہ قلعہ فرخ شیر میں قید ہی فرخ تاجر
نے دیو چہر عیار کے ہاتھ پکڑوا منگوایا ہی طہماس نے کہا کہ میں ابھی جاکر قلعہ لے لیتا ہوں اور طبل جنگ بجوا کر اسیوقت
قلعہ کی جانب چلا آفتاب پرستوں نے ہر چند گولے مارے مگر کچھ نہ ہوا طہماس لب خندق پہونچ گیا جب فرخ تاجر نے
یہ معرکہ دیکھا اسیوقت نورالدہر کو زندان سے بلوا کر زیر تیغ بٹھا دیا اور پکار کر کہا کہ اگر تو آگے بڑھیگا تو ہم
اسے ابھی مار ڈالینگے طہماس نے جو اپنے مالک کو دیکھا سلام کر کے فرخ تاجر سے کہا کہ ای فرخ ہم ابھی پھرے جاتے ہیں
تو شاہزادے کو تکلیف نہ دے یہ کہکر کف افسوس ملتا ہوا اپنے لشکر کی جانب پھرا اور فرخ نے نورالدہر کو زندان
میں بھیجکر ایرج کو اس مضمون کا ایک نامہ تحریر کیا کہ ای ایرج نورالدہر ظلمات سے پھر کر یہاں آیا تھا تو نے اسے گرفتار
کر لیا ہی مگر فوج اور سردار اسکی فوج کے قلعہ کو گھیرے ہوئے ہیں تاوقتیکہ تم نہ آؤ گے علاج اسکا ممکن نہیں ہم قلعہ بند بیٹھے
ہوئے ہیں اور یہ نامہ دیو چہر کو دیکر کہا کہ ای دیو چہر یہ نامہ بھی دیدینا اور سارا حال زبانی بھی کہہ دینا دیو چہر نامہ
لیکر روانہ ہوا مگر اب ایرج کا حال سنیے کہ جس روز سے بہزاد کو گرفتار کیا ہی اور وہ آفتاب پرست ہوا ہی
اس روز سے بہزاد نے کچھ ایسے عشق و عاشقی کی باتیں کی ہیں کہ ایرج ایک دن اسے جدا نہیں کرتا بلکہ ایک دم کیلئے اسکو
دم نہیں چھوڑتا اور بہزاد ایرج سے اکثر کہا کرتا ہی کہ ای صاحبقران دوران جسطرح آپ ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہیں
اسیطرح وہ بھی آپ پر عاشق ہیں بلکہ انکا حال کچھ آپ سے زیادہ ہی جس روز سے کہ آپ خواجہ فولاد کے ہمراہ قلعہ
ذو الامان میں گئے تھے اور باندی کے بھیس میں وہ آئی تھی اور ان سے آپ سے چار آنکھیں ہوئی تھیں اس روز سے ادھر
انکی یہ حالت ہی اور ادھر وہ شمع سان گھل رہی ہیں مگر مارے خوف کے کچھ زبان سے نہیں نکل سکتا مجھے دو دم
پہر کی خبر مفصل ملا کرتی ہی میں جانتا ہوں کہ آپ بنراقظم کا نام بلکہ آخر ہی کر لیجیے اور اپنے معشوق کو اپنے قبضہ
میں کیجیے ہر روز یہ باتیں سنتے سنتے ایک روز انکے ذہن میں آیا کہ اب چلا ہی چاہیے ارادہ کوچ کا کیا ہی تھا کہ دیو چہر پہونچ
گیا نامہ فرخ کا ایرج کے حوالہ کیا ایرج نے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر زانو اپنا پیٹ لیا مالک بن ملکوت شاہ
نے کہا کہ کیوں خیر باشد ایرج نے تمام حال بیان کیا مالک نے کہا یہ مشکل کیا ہی آپ قلعہ پر چلیے کہ اسکا
تدارک کیجیے ایرج نے کہا کہ ای مالک یہ تو مجھے ہرگز نہ ہوگا کہ میں ایسا کچھ کروں لیکن حیران ہوں کہ کیا کروں الا
کیا نہ کروں اگر قلعہ فرخ شیر کو جاتا ہوں تو قلعہ ذو الامان کا جانا ملتوی ہوتا ہی اور اگر ذو الامان پر جاتا ہوں

قلعہ فرنگو شیہ جا رہے تھا۔ بیٹھے گا فیرم کر کہ بھیو کر جنگ میں کہ اُن تم نور الدہر کو بہت اچھی طرح قید رکھو میں آگے بڑھ کر لڑتا ہوں
سے ایرج سے تو اقرار کر لیا اور پوشیدہ طور سے لڑ بھاگ کر جنگ میں کہ اُن تم نور الدہر کا سر کاٹ کر بھیجدینا غرض ارجزد اتفاق
ہو کر نادیوچہر کو رخصت کر دیا اور ولدان آفتاب پرست کو وہ بھیدکر جانب فرنگوشیہ رخصت کیا ولدان آفتاب پرست
بارہ ہزار آفتاب پرستوں سے فرخ کے پاس چلا فقط اسکا اتفاقات وہ نزار ہزار خام شیر دل کو اسد نے استجاز لشکر کو بھیج
میں بھیجا تھا اور وہ بصورت مبدل بار کہ ایرج میں موجود تھا اسنے دیوچہر کا وہ مسلاد یتا تمامی حال بیان کیا اور دیو چہر کا بھانجا
اور ولدان آفتاب پرست کی روانگی سب چشم خود ساخت کی اور بہت جلد اسد کے پاس جا کر تمام حال بیان کیا اسد نے یہ
سنکر فتاح چشمینہ پوش سے کہا کہ چاہتے ستارہ کر بھانجا صاحب تو جاری مدد کے لیے قلعات سے پھر کر آئے اور اس بھانجا خصیب کو
نہیں گرفتار کر لیا اگر جا کر اس بغاوت آفتاب پرست کو تنبیہ کامل نہ کی اور بھانجا صاحب کہ باعث کیا تمام اپنا اسد ور کھا اور
اس ولدان کو تو انشا اللہ راستے میں جنم واصل کروں گا وہاں تک پہنچنے بھی نہ دونگا یہ کہکر تمام قزاقوں کو ساتھ لیکر روانہ ہوا
اور بہت جلد جلد راہ طے کرنا شروع کی کسی مقام پر قیام نہ کیا ولدان کو دوسری ہی منزل میں کہ اسد پہونچ گیا اور جو دو کر کے
اسکے لشکر پر کرائی تلوار چلنے ولدان نے جو اسد کے کرنے کا غلو ستا ہی اسد کیطرف چلا اسی جا کر میں اس دیوانہ کو وہ بھادہ
بتا دیتا ہوں یہ سودائی میرے ہاتھ سے جانا کہاں ہے کہکر اودھر سے یہ چلا اور اودھر سے اسد آتا تھا دونوں کا سامنا ہوا ولدان
نے کہا او دیوانے تم مرتبہ ذلیل ہو چکا اور پھر مقابلہ کرتا ہے اگر بہادر ہو تو جھگڑا اسد نے کہا اگر میں بھاگا ہوں تو ایرج سے
او وہ مام کے ملنے کی کیا گزشتہ بھاری ہو گیا ایسے نامرد سے بھاگتا ہوں دیگر وزیری کی بہالت کرتا ہوں ولدان نے
کہا کہ بس زبان اپنی سنبھال او شیر سے سامنے ایرج نوجوان صاحبقران ذوالقرنین ہوکر لگتا ہے یہ کہکر اسد پر تلوار ماری اسد
نے خالی دی کر تلوار اس کی چھینی یہ گرز رو دکر تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر میں باندھ کر تلاش زمین سے اٹھا کر بالا
سر پھرانے دیکر کہا کہ ہوشیار اس زور سے پٹخوں کہ نقش زمین ہو جائے ولدان پکارا کہ خبردار میں سلطنت دین آفتاب
پرستی پر لعنت کی سامنے اس بزرگ کا بھی ترک کر کے غلامی آپکی اختیار کی واقعی آپ بڑے جری اور بہادر ہیں غرض
یہ اسد نے اُسے ہاتھ سے رکھ یا وہ قدموں پر گر کے از سر صدق مسلمان ہوا اور اسکے ساتھ والے بھی اسلام
لائے اسد نے کہا کہ وہ نامہ کہاں ہے جو تو لیکر جاتا تھا ولدان نے وہ نامہ کر سے نکالا اسد کے حوالے کیا اسد نے اُسے
پڑھکر دانتوں پر ہاتھ رکھا کہ غضب ہی ہوتا تھا اس آفتاب پرست نے بھانجا صاحب کا قتل ہی کرا دیا تھا خیر کہا جائیگا
کہ اب ولدان کی تو طبع بخشی ہوا اور فتاح سے کہا کہ تم آپ ولدان کو ساتھ لیکر پیچھے پیچھے آؤ میں آگے بڑھتا ہوں
یہ کہکر قطاس کے پاس ہر نام کو روانہ کیا کہ تو جا کر قطاس سے کہدینا کہ میں ولدان کی صورت بنکر قلعہ میں آؤ نگا
تم مجھے آنے دینا روکنا نہیں ہر نام اودھر روانہ ہوا اور اسد فرنگوشیہ کے قلعہ کیطرف چلا ہر نام نے تمام حال
قطاس اور مہر نامدار وغیرہ سے بیان کیا وہ بہت مسرور ہوئے اور اودھر اسد نے قلعہ فرنگوشیہ پر پہونچ
کے نعرہ کیا کہ او غضا بہ سنو کیوں مفت قلعہ پر یورش کیا ہے بھاگو بھاگو کہ ایرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان
آپہونچا جب وہ آئے گا تو اسی سے سامنا کر لینا اہل اسلام تو پہلے ہی باجبر ہو گئے تھے سب کے سب کی رسم ہو گئے
اسد پکارا کہ او فرخ دروازہ قلعہ کا کھولدو فرخ تو پہلے ہی دیو چہر سے خبر پا چکا تھا کہ ولدان نامہ لیکر آتا ہے یہ سن
سنتے ہی فوراً دروازہ کھلوا دیا ولدان مصنوعی اندر آیا فرخ ایوان شاہی میں تخت پر شکل ستارہ زمین علم ذکی بیٹھا
ہوا بیٹھا ہوا تھا ولدان عملی مع رفقا اندر آیا فرخ کو سلام کیا فرخ نے کہا کہ آؤ ولدان آؤ بیٹھو اسد اکر کرسی پر بیٹھا
سفارت کے گرد و اطراف میں بیٹھے صحبت جشن رہا ہوئی دور سے جام شراب گلرنگ گردش میں آیا فرخ نے کہا کہ ولدان

ایرج سے لڑنے جاؤنگا بہتر ہے کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکر آگے بڑھو اسد بن کرب و ادھر سے عرض کیا کہ بھائی صاحب
خدمت میرے پاس سے تم شہزادے ہو بہتر ہے کہ تم ہی پیش خیمہ لیکر جاؤ نگا نورالدہر نے کہا کہ بھائی تمہارے مزاج مین وحشت ہے
تم لوگون کو ہلاک کر دوگے تم یہ خدمت دو اسد نے کہا کہ واہ بھائی صاحب واہ آپ مجھے ایسا نادان سمجھتے ہین کہ اس
خدمت کے قابل نہین سمجھتے جب نورالدہر نے دیکھا کہ اسد آزردہ ہوتا ہے تو کہا اچھا بھائی تم آزردہ نہو تمہین پیش خیمہ
لیکر آگے بڑھو غرض دوسرے روز اسد پیش خیمہ لیکر آگے بڑھے جلدی جلدی بھاگنا شروع کیا پہلے ہی روز روانہ ہو کر جس جگہ
جاکر خیمہ کیا لوگ عذاب خستہ حال مرتے پہنچتے منزل پر پہنچے نورالدہر کو جو یہ خبر پہنچی کہ اسد نے پہلے ہی دن یہ حرکت
کی دو منزلے کا ایک منزل کر کے اسد کے پاس آئے اور کہا کہ بھائی یہ کیا حرکت تمنے پہلے ہی دن کی اسقدر لوگون کو ہلاک
کیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب آج کوئی مقام راہ مین اچھا نہ ملا اسواسطے ایسا کیا ہو اب ایسا نہوگا نورالدہر نے
کہا اور دوسرے دن چند روز کوچ پر چلکے مقام کیا اور زیادہ وہ لوگ ہلاک ہوئے فتاح نے یہ رنگ دیکھکر کہا کہ صاحبزادے
آپ کو تمہین منظور کیا ہو لوگ لشکر کے مفت مین ہلاک ہوئے ہین اس سے حاصل کیا ہو اسد نے کہا کہ چچا میری خواہش یہ ہی
کہ مین سب سے پہلے پہنچکر ایرج سے بارگاہ سلیمانی چھین لون فتاح نے کہا کہ صاحبزادے آپ تو جو زبان سے نکالتے ہین
وہ کر لیتے ہین مگر لشکر مفت مین تباہ ہوگا یہ سنکر اسد نے کہا کہ اچھا چچا تم لشکر کے ساتھ آؤ مین بارگاہ سلیمانی چھیننے جاتا ہون
یہ کہکر لشکر کو فتاح کے سپرد کیا اور خود لشکر ایرج کیطرف راہی ہوا جب سامنے چلتے قریب لشکر کے پہنچا تو شتاب کا
ملاقات روز نکالا الگن بن لگن ہوئی جو ایرج کے پاس سے پریشان ہو کر صحرا مین نکل کر چلا جاتا تھا اسد کو دیکھا جھککر سلام کیا
اسد نے بھی سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اے الگن اسوقت تمہارے ایسی صورت میری آنکھون مین پھر گئی الگن نے کہا
کہ شہریار بجا ہے وہ قصیدہ ماوضا ہوا ہے مین اُسکے عوض خدمت مین حاضر ہون اور ایرج سے تو مجھے کمال نفرت ہو گئی ہے
اسد نے پوچھا کہ کیا سبب بھی عرض کیا کہ شہریار جب سے بہزاد مرد آیا ہے اسنے ایرج کے دل مین جگہ کی ہے کہ ایرج
اُسے مجھے بالادست بٹھاتا ہے اور سوا اُسکے اور کسی سے بات تک نہین کرتا اسد نے کہا کہ اے الگن وہ بہزاد جیسا کہ
کی قدر کیا جائے اور علاوہ اسکے وہ ملعون تو تمہارے باپ کا قاتل ہے اس سے تو انتقام خون لگن لینا چاہیے اور
اب تو شاہزادہ عالم و عالمیان نورالدہر بن بدیع الزمان ظلمات سے پھر کر آئے ہین دیکھنا کیسا کہ عمرہ ایرج کا
ڈرتا ہے الگن نے کہا کہ وہ تو ذکر شیر مین قید ہے اسد نے کہا کہ مین ہی جاکر چھڑا لایا الگن نے کہا بہتر مین آپکا ہو
ہون اسد نے کہا کہ اے الگن حال مجھکو پہچ شاہزادے کے لیے لے چلو الگن نے کہا پھر کیا تحفہ ہونا چاہیے اسد نے کہا
کہ بارگاہ سلیمانی سے بہتر کوئی چیز نہین ہے الگن نے کہا کہ اچھا پھر وہ کیونکر ہاتھ آئے اسد نے کہا کہ تم لشکر ایرج مین
اسطرح رہتے تھے اسطرح رہو گمان بھی مجھ کو ہوگا یہ ہمکو مین لشکر ایرج پر شبخون کر کے اپنے ساتھ لاکر دونگا الیاس
تمام بارگاہ لیکر جانب خسرو زنگی شیر راہی ہو جانا الگن نے کہا کہ خوب ترکیب آپنے نکالی ہے سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ کہکر الگن لشکر ایرج مین آیا خود بھی مستعد ہو کر بیٹھا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ تم بھی مستعد ہو کر بیٹھے رہیو آج
شب کو لشکر ایرج سے نکل چلونگا کیونکہ اسکے یہان سوائے بہزاد مرد اور سردارون کے کسی بہادر اور شریف آدمی کا کام
نہین ہے سب نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے ہم سب مسلح و مکمل بیٹھے ہوئے ہین یہان تو یہ صورت ہے اور یا اسد
کا حال سنیے کہ دن بھر اعتباری کی شام ہوتے ہی لشکر ایرج پر شبخون کیا اور کی آواز بلند ہوئی اسد نے ایک
ایک غلغلہ ہو گیا ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا بس یہ خبر سنتے ہی ایرج نے زانو پر ہاتھ پٹکا اور کہا کہ اسے
دیوانے مجھے کسی طرح چین نہین لینے دیتا اور سوار ہو کر چلا اور اسکا یہ عالم ہے کہ تلوار ہاتھ مین لیکر پہنچ جو سامنے

آفتاب پہ ستون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے بارہ ہزار تلوار برابر سے پڑ رہی ہے بارہ ہزار ایوق تاج گیری ہے کوئی اسد کے سامنے
نہیں کرتا برابر بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں اسد نے خیموں میں آگ لگا دی ایک حشر برپا کر دیا جو سامنے آیا دو ٹکڑے ہوا اسی
اثنا میں ایرج اور اسد کا سامنا ہو گیا ایرج نے نعرہ کیا کہ باش او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول آیا ہیں کہاں
جائیگا اسد نے آواز دی کہ او بدنژاد بہم تو آیا ہے تو نہ کیا کر لیگا یہ کہکر ایوق بجالی کہ ای فرزندان … درہ اور قتل و تاراج
کرتا ہوا ایک جانب کو راہی ہوا ایرج اور طہماسپ وغیرہ تعاقب میں اسد کے چلے اب الکن نے جو دیکھا
کہ میدان صاف ہے بالاتفاق ہر یہ بھی لشکر ایرج پر گیا اور نعرہ کرکے کہ مالک بن ملکوت حرامزادے کو جلد گرفتار
کر لو ہرکاروں نے یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچائی کہ الکن پکڑ لیگا مالک یہ سنکر بارگاہ میں سے نکل بھاگا
الکن اسی وقت بارگاہ سلیمانی اشتروں پہ بار کر والے صاف نکلا ہوا چلا گیا مالک بن ملکوت نے جو دیکھا
کہ الکن بارگاہ لیگیا ہرکاروں سے کہا کہ جلد ایرج کو خبر کرو ہرکارے دوڑتے ہوئے ایرج کیطرف چلے ایرج اسد
کے پیچھے للکارتا ہوا چلا جاتا تھا کہ او دیوانے آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور اسد گالیاں دیتا ہوا بھاگا چلا جاتا تھا
جب اسد گالیاں دیتا ہے تو ایرج اور جھنجھلا کر گھوڑا بڑھا دیتا ہے اور لپکتا ہے مگر زیر ران اسد مرکب گل اندام
سکندری ہے ایرج کا مرکب اسکی گرد کو بھی نہیں پاتا رات کوئی دو پہر کے قریب آپہونچی ہے کچھ عجب حالت ہے بھوک کی بہت
شدت ہے کہ ہرکاروں نے پکارا کہ خداوندا آپ اسد کا تعاقب بیکار کر رہے ہیں اسے آپ ہرگز نہ پائینگے آپ کے
اسقدر جدا ہو جانے میں یہ ستم برپا ہو گیا کہ الکن بن الکمن بارگاہ سلیمانی لیکر چلا گیا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر معلوم
ہوا اسد نے اور اس سے ساز تھا اسد تو مجھکو ادھر لگا لے گیا اور خود اپنا کام کر لیگیا یہ کہکر اپنے لشکر کی جانب
چلا اور آکر مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ او مالک الکن کو بارگاہ لیگئے ہوئے کتنی دیر ہوئی اسنے کہا کہ کوئی
دو پہر کا عرصہ ہوا ہوگا بلکہ کچھ زیادہ اور اب وہ کہاں تمہارے ہاتھ آئیگا وہ کب کا لشکر نور الدہر میں چلا گیا ہوگا ایرج
نے کہا کہ نور الدہر کا لشکر کیسا وہ تو فلاں گوشہ میں قید ہے مالک نے کہا کہ کچھ آپکو لشکر کی خبر بھی ہے اسد نے جا کر
اسے چھڑا لیا وہ اب آپ پر لشکر لیکر آتا ہے یہ سنکر ایرج سن سے ہو گیا سناٹا سا آگیا طہماسپ نے کہا کہ خیر یار آپ
اسقدر اندیشہ کیوں کرتے ہیں آتا ہے تو آنے دیجئے تو پھر کر بارگاہ سلیمانی چھین لیجئے ایرج نے کہا کہ خیر بھلا دیکھا جائیگا
یہ کہکر کھانا کھاکے سو رہا صبح کا لشکر اپنی بنوائی ہوئی بارگاہ درست کرکے طہماسپ کو سپرد کی اور حکم دیا کہ تم اسے لیکر آگے چلو
طہماسپ تو وہ بارگاہ لیکر آگے چلا بعد اسکے دلیم شاہ وغیرہ کے آپ بھی کوچ کیا تھا اسد بن کرب غازی کا حال سنیئے
کہ صبح کو نور الدہر کی خدمت میں پہونچا اور آداب بجا لایا تمام سرداروں نے تعظیم کی اسد آکر شاہزادے کے پاس
بیٹھا نور الدہر نے کہا کہ کیسے خوب ہیں اول لشکر ہو سے خوب لوٹی مبارک کیا اسد نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ
کو معلوم کیا فرماتے ہیں بارگاہ سلیمانی لیتے گیا تھا مجھے نہ دیکھا گیا کہ وہ پاجی اس بارگاہ میں بیٹھے وہ بارگاہ آپ
کے سزاوار تھی یہ سنکے نور الدہر نے کہا کہ اچھا پھر کیا کیا اسد نے تمام سرگذشت بیان کرکے کہا کہ الکن بارگاہ
لیکر ابھی نہیں آیا شاہزادے سنتے سے لگا کہ کہا کہ خیر ابھی نہیں آیا تو کیا ہوا اب آتا ہوگا مرحبا صد مرحبا مگر بھائی کوئی
کام ہمارے بے مرضی کے نہ کیا کرو یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ الکن بن الکمن مجروح و خونبار سامنے آیا اسد نے
کہا کہ ارے الکن یہ زخم کہاں لگا اسنے کہا کہ خیر یار میں بارگاہ لیے آتا تھا کہ ناگاہ راہ میں داراب کشور کشا
اور مالک اژدر ملے انکو مجھ سے [illegible] ہوئی وہ بارگاہ مجھ سے طلب کرتے تھے جب میں نے نہ دی تو میرے انکے
لڑائی ہوئی میں داراب کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور داراب نے بارگاہ مجھ سے چھین لی لوگ میرے بہت سے کام آئے اسد

قزاقوں سے بارگاہ میں لیے ہوئے آپہونچا شاہزادہ نورالدہر نے خوش ہو کر گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا
اور کہا کہ مرحبا صد مرحبا مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند * کو ابی کیونکر بارگاہ بادشاہی اسد نے
تمام حال بیان کیا شاہزادہ نورالدہر نے سنکر حکم دیا کہ اچھا اب بارگاہ استادہ کیجائے اسد نے خود کھڑے
ہو کر بارگاہ استادہ کرائی نورالدہر نے ہرمز تاجدار کو بلا کر تخت پر بٹھایا اور آپ بجائے امیر بادجشنکو بن
طاس کو دل سپہ سالاری پر بٹھایا اور سردار بھی جابجا اپنے اپنے ٹھکانوں اور کرسیوں پر بیٹھے صحبت
عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش میں آیا رات بھر جشن و عیش برپا رہا صبح کو علماسپ بن طاس
بارگاہ ایرج لیے ہوئے چھ لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا بعد اسکے سہیل سپہر گردان
دو لاکھ زنگیوں سے آپہونچا پھر قارن قہر زمین لاکھ سواروں سے نمایان ہوا پھر حامد بن حمید زنگی ایک لاکھ زنگیوں
سے آشکار ہوا بعد اسکے قارن بن بلوط کجگردن چالیس ہزار سواروں سے پیدا ہوا پھر عوجان دریا باری
مرجان دریا باری لاکھ سواروں سے پہونچا پھر شیلم زنگی ظیلم زنگی اختر صبا قمر طرار اول کشتی گیر لاکھ
سواروں سے نمودار ہوئے بعد اسکے پھر ایک گرد عظیم نمایان ہوئی اور آگے آگے ایرج اور پیچھے پیچھے
مالک بن طوت شاہ و اقبال شاہ و ارسلان شاہ تخت پر سوار ہزاد مرتبہ دہنی طرف دارا سے ہند
رستم زمان لندھور بن سعدان سات لاکھ جنگیوں سے ساتھ ساتھ چلا آتا ہے شاہزادے نے کہا کہ اچھا
لشکر اور اچھے سردار ایرج نے جمع کیے ہیں اسد نے کہا کہ بھائی صاحب ماشاءاللہ آپ نے بھی وہ لشکر
اور سردار جمع کیے ہیں کہ نانا جان کے پاس ایسا لشکر اور ایسے سردار ہرگز نہیں ہونگے اور ایرج کے
سردار تو سب میرے ہاتھ سے مارے جائینگے اور سب میری چوٹیں کھا چکے ہیں انکی حقیقت ہی کیا ہے غرض
لشکر آفتاب پرستوں کا ایک جانب کو فروکش ہوا خیمے سراپردے سب برپا ہوئے لندھور نورالدہر کی ملاقات
کو آیا جب نورالدہر کو خبر ہوئی تو دروازے پر استقبال کے لیے آیا ادھر لندھور قدمبوسی کو خم
ہوا اور ادھر نورالدہر سلام کو جھکا دونوں آپس میں بغلگیر ہوئے نورالدہر لندھور کو اندرون بارگاہ
لایا ہرمز تاجدار کو اور دو ولاکرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی لندھور نے کرسی پر بیٹھ کے ہرمز سے استفسار
حال کیا ہرمز نے کل کیفیت اپنے مسلمان ہونے کی بیان کی لندھور نے کہا کہ الحمدللہ والمنۃ حق تعالے
نے آپ کو راہ حق کی طرف ہدایت کی اور آپ ملایہ من اللہ ہو گئے بعد اسکے شاہزادے نے صحبت عیش
برپا کی جام مئے گلرنگ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا مگر اسد کا یہ حال ہے کہ ہر وقت ہر بات میں طنز آمیز
گفتگو کیے جاتا ہے ہرچند شاہزادہ منع ہوتا ہے مگر کسی طرح نہیں سنتا القصہ کوئی پہر تک لندھور بیٹھا
رہا بعد اسکے رخصت ہو کر چلا گیا ایرج طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا جب نورالدہر کو یہ خبر ہوئی تو وہ
بھی طبل جنگ بجوا کر صف آرا ہوا ابھی کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ یکایک ایک گرد نمودار ہوئی جب
وہ گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ داراب کشورکشا چار لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوا اور ایک جانب
آکر قائم ہوا بعد اسکے اور ایک تتق گرد آشکارا ہوا اور جب گرد شق ہوئی تو دیکھا کہ تورج ماہ پرست
چار لاکھ سوار سے نمودار ہوا بعد اسکے اور ایک تتق گرد کا آشکارا ہوا جب دامن گرد کا شق ہوا تو دیکھا
کہ لقا بدار سرخ پوش چالیس ہزار سوار سے آپہونچا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں ایرج نے
میدان میں قتلغ مبارز طلب کیا لقا بدار سرخ پوش فتح سوار نے مقابلہ کیا بعد از گفتگو کے بسیار نیزہ بازی

شروع ہوئی مگر کوئی غالب نہ آیا نیزے تا کار ہو گئے ہاتھوں سے پھینک کر شمشیر زنی کرنے لگے دن بھر تلوار
چلی شام کو نقابدار مجروح ہو کر مع فوج نکلا ہوا بھاگ گیا بعد اسکے جانے کے طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی
اپنی فرودگاہ میں آئے ایرج نے بہزاد سے کہا کہ ای بہزاد یہ جتنے آئے ہیں سب مجھی سے لڑنے آئے ہیں
بہزاد نے کہا پھر خوف کیا ہی آئے ہیں تو آنے دیجیے پروانوں کا ہجوم شمع کو کیا نقصان پہونچا سکتا ہی ایرج
نے کہا کہ مجھے اور تو کسی سے ڈر نہیں ہی اگر کچھ ہی تو نور الدہر سے باقی سب لقمۂ شمشیر ہیں غرض پوشاک رزمی
اتار کر لباس بزمی زیب تن کیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مئے گلرنگ گردش میں آیا ناچ رنگ ہونے لگا
اتنے میں ایک نامہ دار داخل بارگاہ ہوا اور ایک نامہ ایرج کے ہاتھ میں دیا ایرج اس نامہ کو دیکھکر
بہت خوش ہوا اور نامہ دار کو بیٹھنے کا حکم دیا بہزاد نے کہا ای شہریار یہ نامہ کسکا ہی اور اسمیں کیا لکھا ہی
مجھے بھی ارشاد کیجیے ایرج نے کہا ای بہزاد یہ نامہ لاہوت شاہ کا ہی جب لقا ظلمات کو گیا ہی تو
لاہوت شاہ سے کہہ گیا تھا کہ تم بیشۂ تھگرک میں جا کر قیام کرنا جب حمزہ یہاں نہ ہوگا تو تم خروج کرکے
باختر کو لے لینا اب اسکے ہمراہ سات سو پہلوان نوجوان مثل عنطل بن تجمہ رویین تن اور قمر بن سماک
اژدر پیکر اور تلنقاش بن القاش خون آشام اور اساق بن گراق یکچشمی اور قیقال بن اقوال
کوہ کن اور آہنگ بن سرہنگ مشت زن اور الکوس بن طلوت تبر دار اور طلیر بن مظفر
پیل گردن اور عقیل بن جاقوس کرگدن تن اور کوہ یار بن ماہیار سرکش اور ملیل بن مبلیل
رعد آواز اور شرارہ بن شریر آتش بار روکیل بن کاہل سخت انداز اور فضل بن فضیل وغیرہ
کے ساتھ ہیں اور سات لاکھ سوار کی جمعیت ہی لکھا ہی کہ آپ چونکہ ہمیشہ لقا کے مددگار رہے لہذا میں بھی آکر
آپ سے شریک حال ہوتا ہوں کہ آپ نظر کردۂ خداوند باختر ہیں خداوند باختر نے آپکو انگشتری اور دختر عنایت
کی ہی بہزاد نے کہا ای شہریار نیزۂ اعظم نے آپ ہی کو یہ اقبال عنایت کیا ہی کہ ایسا شخص بے طلب آپکے اعانت
میں آنے پر مستعد ہو گیا یہ سنکر ایرج نے اس عیار سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہی اسنے عرض کیا کہ مجھے آفت بن
نکبہ کہتے ہیں ایرج نے اس عیار نامہ دار کو خلعت سے ممتاز کیا اور خود مع سرداران لشکر استقبال کو
چلا کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ ایک بیابان گرد و غبار کا اٹھا کہ جسنے سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا جب وہ گرد
شق ہوئی تو سات سو علم نشان ساتھ لاکھ سواروں کے نمودار ہوئے اور بعد اسکے اور تمام جلوس شاہی اور فوج
بادشاہی نمودار ہوئی بعد اسکے لاہوت شاہ تخت پر متمکن سات سو پہلوان اسکے ساتھ ساتھ گرد و پیش درے
آہن میں غرق چلے آتے ہیں لاہوت شاہ جب قریب ایرج کے پہونچا تخت سے کود پڑا ایرج بھی پیکر
پیادہ ہو لیا دونوں باہم بغلگیر ہوئے ایرج نے مزاج پرسی کی لاہوت شاہ نے کہا کہ آپکی دعا میں مصروف
ہوں مگر اب تو میں آپ تک پہونچ گیا میرا ہاتھ ہی اور آپ کا دامن ایرج نے کہا کہ ای لاہوت شاہ تم مطمئن
رہو میں تمھیں ملک سواحل میں لیجا کر بجائے لقا کا حکم کر دونگا مگر اسے کیوں ہو یہ باتیں کرتا ہوا ہاتھ پکڑے ہوئے
داخل بارگاہ ہوا لاہوت شاہ کو تخت پر بٹھایا ملک بن ملکوت شاہ نے نذر دی لاہوت شاہ نے کہا
کہ ای ملک میں تو خود تمھارے دامن میں پناہ لینے آیا ہوں تم مجھے کیا نذر دیتے ہو نذر تو مجھے دینا چاہیے ملک
بن ملکوت شاہ نے کہا کہ میں تو آپ کو بجائے لقا جانتا ہوں لاہوت شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر تخت
پر بٹھایا ایرج سامان دعوت میں مصروف ہوا جب ادھر کسنے یہ خبر نور الدہر کو دی تو شہزادے نے

فرمایا کہ کچھ پروا نہیں جو خداے بزرگ ہست الغرض ایرج اپنی بارگاہ میں مصروف سامان دعوت تھا لاہوت شاہ
تاج ورکھ رہا تھا کہ ایک عیار نے لاہوت شاہ کو ایک نامہ لا کر دیا لاہوت شاہ اُسے پڑھکر زرد ہوگیا بدن میں
رعشہ پڑگیا جام شراب کا ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا ایرج نے جو یہ حالت دیکھی پوچھا خیر باشد یہ کیا حال ہوا لاہوت شاہ
نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان کیا بیان کروں بڑا غضب ہوگیا ایرج نے کہا کہ آخر کچھ کہو تو لاہوت شاہ نے کہا کہ
ای زبدۂ آفتاب پرستان ایک شخص ہے سالوت بن جالوت رعد آواز دیوانہ نہایت قوی ہیکل اور قوی بازو سات
سو من کا گرز اور سات سو من کا تیغ باندھے ہوئے ہے اُسنے پہلے ہی مجھے کہلا بھیجا تھا کہ میں چلکر تمام خدا پرستوں کا کام تمام
کرونگا تم ابھی یہانسے خدا پرستوں پر چڑھ جانا میرا انتظار کرنا میں نے کچھ دنوں تک انتظار کیا جب وہ نہ آیا تو میں چل کھڑا ہوا اب
اُسنے جو میرے چلے آنے کی خبر سنی ہے تو لکھ بھیجا ہے کہ او لات شاہ بہتر یہ ہے کہ تم ایرج کے پاس سے چلے آؤ نہیں تو میں آکر
مع ایرج تمکو سزاے معقول دونگا ایرج نے یہ سنکر وہ نامہ لاہوت شاہ کے ہاتھ سے لیکر پرزے پرزے کر کے پھینک دیا اور اُس
عیار سے کہا کہ جا اُس دیوانے سے کہدینا کہ جس طرح اور سرداران باختر نے میری اطاعت قبول کی ہے تو بھی مجھے بیعت
کر ورنہ سخت سزا پائیگا اور اگر چلا آئیگا تو سب سے زیادہ تیری عزت و حرمت کرونگا عیار وہ نامہ پھٹا ہوا لیکر
سالوت کے پاس آیا اور تمام حال بیان کیا بس یہ سنتے ہی اُسکی رگ دیوانگی جوش میں آئی اور اُسی وقت فوج اپنے
ہمراہ لیکر لشکر ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر ایرج کے پہونچا تو خیمہ اپنا استادہ کیا اسکے داخل خیمہ ہوا صحبت
عیش برپا ہوئی شراب پینے لگا اسی حالت نشہ میں طبل جنگ بجانے کا حکم دیا اُسوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی جب
یہ خبر ایرج کو پہونچی تو اُسنے بھی نقارۂ رزمی بجوا دیا رات بھر جانبین میں تیاری رہی صبح کو صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئیں بعد لقاہت نقبا کے سالوت دیوانہ نے میدان میں آکر مبارز طلبی کی ایرج نے اُسکا مقابلہ کیا چلنے لگا اور زمین ہوا
سپروں کے پھولوں میں سے چنگاریاں آگ کی اڑنے لگیں کوئی چار قدم مرکب ایرج کا ہٹا اور کوئی سات قدم گھوڑا
سالوت کا پسپا ہوا اسی طرح مرکبوں کو راتھوں میں ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا سالوت نے کہا کہ میں نے تو ایرج کو
طلب کیا تھا تو کیوں میرے سامنے آیا ایرج نے کہا کہ او غافل میں ہی ایرج ہوں سالوت نے کہا کہ بس اسی قدر تھا
پر تیرا اسقدر شہرہ ہوا ایرج نے کہا کہ بس سے بس زبان کو اپنے قابو میں رکھ زیادہ بیہودہ گوئی اچھی نہیں ہوتی اُس دیوانے
نے کہا کہ ای ایرج اگر تو میری اطاعت قبول کرے تو میں تیرے ہاتھ سے شراب پیا کروں ایرج نے کہا کہ تو بکتا کیا ہے
میں تیرے جام عمر لبریز کرنے کو آیا ہوں یہ سنکر دیوانہ آگ ہوگیا بولا کہ خیر معلوم ہوا تو میری اطاعت نہ کریگا جو کچھ جوہر
رکھتا ہو لا ایرج نے کہا کہ میں صاحبقران زمان ہوں ہرگز پیشدستی نہ کرونگا یہ سنکر اُس دیوانے نے چوبدست ایرج
پر ماری ایرج نے وار اُسکا خالی دیا اور ہاتھ سے اُسکے لپٹ گیا وہ بھی چوبدست چھوڑ کر ایرج سے لپٹ گیا
باہم زور ہونے لگے مرکب دونوں کے تاب نہ لاسکے آخر کو پیٹ کے بل بیٹھ گئے دونوں کے دونوں کود
سے کود پڑے دامن گردان کر اور آستینیں چڑھا کر سرگرم تلاش ہوئے باہم کشتی ہونے لگی دو شبانہ روز
متواتر کشتی رہی تیسرے روز ایرج نے نعرہ اُسکا توڑ کر سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر دے مارا
اور سینے پر اُسکے چڑھ کر توڑا زنجیر فولادی کا گلوے تحشین اُسکی باندھ لیں اور طبل بازگشت بجا کر پھرا اسپ لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ میں داخل ہوئے تین روز کے تھکے میں عجب ہی حالت تھی جا جا کر سو رہے صبح کو ایرج
نے بارگاہ میں بیٹھا سالوت دیوانہ کو طلب کیا جب وہ آیا تو ایرج نے اُس سے پوچھا کہ او دیوانے اب
تو میری اطاعت کرنے میں کیا کہتا ہے اُسنے کہا بلا عذر کسی میں آپ کا دین قبول کرنے کو موجود ہوں یہ سنکر

ایرج بہت خوش ہوا اور حکم دیا کہ اُنھیں زندان کو بھیجو اگر قید ہستی کرنا ہو سالوت نے کہا کہ اُسکی کیا حاجت ہو فقط آپ کے حکم کی
دیر ہی قید ابھی ٹوٹی جاتی ہی لیکن جتنا وہ سکے قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ ڈالا ایرج نے اُسے خلعت دیکر مثل سرداران
با خبر یہ مقدم بٹھایا صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گلرنگ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا میں نشہ شراب میں
نگاہ سالوت کی لندھور پر جا پڑی پوچھا کہ یہ کون ہیں ایرج نے کہا کہ یہ جانشین حمزہ ہیں میں انھیں مثل اپنے
پدر بزرگوار کے جانتا ہوں اسلیے صادق القول اور شجاع اور دادہ ور ہونے کا سبکو یقین بعد اسکے سالوت اور
اہل اسلام کے حال سے مستفسر ہوا ایرج نے ایک ایک کی مدح و ثنا کی اور بعد اسکے کہا ای سالوت یہ سب باتیں
تو ایک طرف میں اس اسد دیوانے کے ہاتھ سے سخت عاجز آیا ہوں اس دیوانے نے تو مجکو دیوانہ کر دیا سالوت
نے کہا یہ خداوندگی ارشاد ہوتا ہو خاکسار کی دیر ہو لیجے تو میں ابھی جاکر اُسے گرفتار کر لاؤں ایرج نے کہا اچھا تم تامل
کرو میں اُسے گرفتار کرائے لیتا ہوں اور شاپور کو بلاکر حکم دیا کہ بھائی شاپور اس دیوانے اسد کو تو پکڑ لاؤ شاپور
نے کہا بہت اچھا مگر یہ فرمایئے کہ آپ اسکا کیا بنایئں گے میں تو جاکر پکڑ لاؤنگا مگر یہ خیال کیجیے کہ نور الدہر جو جو
اسد عزیز آپ کے پھندے سے چھوٹ جائیگا اور آپ مفت میں بدنام ہونگے یہ سنکر ایرج برہم ہوا اور کہا کہ واہ تم صرف
باتیں ہی بنانے کے واسطے ہو تم سے کچھ خاک وصول ہو بھی سکتا ہو شاپور نے کہا کہ حضور میں نے تو خیر خواہانہ التماس کیا تھا
آپ نہیں مانتا میں مجھے اس سے کیا ہو آپ فرماتے میں میں ابھی جاکر پکڑے لاتا ہوں یہ کہکر جانب لشکر نور الدہر روانہ
ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا کہ ہر مرتبہ جدار تخت پر جلوہ فرما ہو نور الدہر دیگر شوکت پر
بیٹھا ہوا اور سردار بھی اپنے اپنے دنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں ہنگامہ عیش گرم ہو جام شراب گلرنگ دورے میں ہی
ذکر ہو رہا ہو اسد نور الدہر سے کہہ رہا ہو کہ بھائی صاحب سنا آپ نے یہ سالوت دیوانہ لقا پرستی چھوڑ کر
آفتاب پرست ہوا ہو مگر بھائی صاحب میں بات عزر ورمہ دیکھنا سارا دیوانہ ہی اسکا کمال دیکھاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ ہی
بھائی دیکھا جائیگا کہاں شاپور چھپا کھڑا ہوا یہ باتیں سنا کیا جب پہر رات گئے دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے
اپنے خیموں میں گئے اسد بھی سیر کرتا ہوا چلا شاپور یہ دیکھکر پیچھے ہی اسکے خیمے میں لپک کر ہو رہا جب
اسد داخل خیمہ ہوا کھانا کھاکر سو رہا بس اُسنے بیہوشی اُڑا کر پہلے خدمتگاروں اور پہرہ داروں کو بیہوش کیا
بعد اُسکے روشنی گل کرکے اسد کو بیہوشی دیکر خلعت باسے کمند میں باندھکر پشتارہ بدوش ہو کے خنجر سے نقب کی کرتا
ہوا چلا تھوڑی دور پہ جاکے سرہ نقب کا نکالا میدان صاف پایا بخوف و خطر باسے شاطری مارتا ہوا روانہ ہوا
قضاے کار اتفاقات روزگار داراب کشور کشا کا عیار فتاح کشوری شب بادی کی سیر دیکھنے کو صحرا میں نکلا
تھا اور ٹہل رہا تھا آواز گھنگروؤں کی سنکر خیال کیا کہ کوئی عیار آتا ہو یہ خیال کرکے گوش بر آواز سمت کو چلا
ادھر اُدھر شاپور نے دنگ کی آواز سنکر آواز دی کہ ارے کون ہو فتاح نے کہا کہ میں ہوں فتاح کشوری عیار
داراب کشور کشا کا پھر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہو کہا کہ میں شاپور شیر دل ایرج کا عیار ہوں فتاح نے کہا شاپور
کہاں سے آتے ہو شاپور نے کہا کہ میں اسد کو گرفتار کرنے آیا تھا سو اسے گرفتار کرکے لیے جاتا ہوں فتاح
نے کہا ای شاپور میرا آقا اس دیوانے کا دشمن جان ہی اسکو مجھے دیدو میں تمہارا بہت ممنون ہونگا شاپور نے
کہا کہ ای فتاح میرا آقا ایرج بھی اسکے خون کا تشنہ ہی میں اسے ایرج کے واسطے لیے جاتا ہوں نہیں کیونکر
دیدوں کمال محنت اور مشقت سے لاتا ہوں فتاح نے کہا کہ پھر بھائی جسطرح دو گے اسی طرح لیں گے شاپور
نے کہا کہ تمہاری ہی یہ طاقت جو مجھے یہ پشتارہ لے سکو گے فتاح نے خنجر کھینچا شاپور نے بھی تلوار میان

سے لی کی شمشیر زنی ہونے لگی اسکے بعد ملاقات روشنگار کشمات کشوری طرف کی گشت پر تھا وہ بھی ہمراہ تھا جب
وہاں پہونچ گیا دیکھا کہ ایک دو بجلیاں چمک رہی ہیں اور آواز جھنکار کی چلی آتی ہے اور اسکے ہمراہ کوئی دو ہزار
سوار ہیں قریب جاکر جو دیکھا معلوم ہوا کہ دو شخص باہم لڑ رہے ہیں یکایک جلد بتا تو تم کون لوگ ہو فتاح نے آواز پہچان
کر کہا کہ اے کشمات تم خوب اتفاق سے اسطرف نکل آئے اور بہت اچھے وقت پر آ پہونچے یہ شاپور اسد کو لیے
جاتا ہے میں اس سے پشتارہ اسد کا مانگتا ہوں یہ کسی طرح نہیں دیتا اسی بات پر میرے اسکے نوبت شمشیر زنی آ گئی ہے
کشمات نے اپنے لوگوں سے کہا کہ ارے جلدی اسے گرفتار کرو سوار شاپور کے گرفتار کرنے کو بڑھے شاپور نے
جو یہ رنگ دیکھا خیال کیا کہ تو تنہا ہے اسقدر لوگ اسکا کیا بنا مفت میں گرفتار ہوگا پشتارہ پھینک کر بھاگ چلیں یہ خیال
کر کے پشتارہ کھولکر پھینک دیا اور آپ بھاگ کر چھپ گیا فتاح کو تو پشتارے سے غرض تھی شاپور سے کچھ
مطلب نہ تھا پشتارہ اٹھا کر اپنے لشکر میں آیا صبح ہو چکی تھی دربار داراب کا معمور تھا فتاح پشتارہ لیے ہوئے
سامنے آیا داراب کو سلام کیا داراب نے پوچھا کہ فتاح کیا لائے عرض کیا کہ حضور یہ پشتارہ اسد بن کرب
کا ہے شاپور اسے لیے جاتا تھا میں اس سے چھین لایا ہوں یہ سنکر بہت خوش ہوا فتاح کو خلعت و انعام سے سرفراز کیا اور کہا
فتاح اسے ہوش میں تو لاؤ فتاح نے کہا کہ حضور ابھی نہیں پہلے اسے اسیر طوق و زنجیر کیجیے بعد اسکے اسے ہوش میں
لائیے اسلیے کہ یہ دیو اژدہائے بے درمان آفت جہان ہے اگر یونہیں اسے ہوش میں لائیے گا تو معلوم نہیں یہ کیا آفت
برپا کر دیگا یہ سنکر داراب نے آہنگروں کو طلب کیا اسیوقت آہنگر حاضر ہوئے اسد غازی کو اسیر طوق و زنجیر
کیا بعد اسکے فتاح نے حسب قاعدہ رفع بیہوشی دیکر اسد کو ہوشیار کیا اسد کو ہوش آیا اور آنکھ کھولکر جو دیکھا تو اپنے
کو اسیر طوق و زنجیر سامنے داراب کے پایا یقین ہوا کہ اسنے مجھے پکڑوا بلایا ہے اب دیکھیے کیا ہوتا ہے زندہ چھوڑتا ہے
یا نہیں مگر ایک نہایت ہی اکڑ کر داراب سے اسطرح پکارا کہ سلام ہو میرا اس شخص پر جو بہادر ہو اور سامان شجاعت سے آگاہ ہو
اور نامرد سے کچھ سروکار نہیں داراب نے کہا کہ بھلا او دیو اسنے ارے لانے کیا کیا مکر نہیں میرے ساتھ کیے ہیں کہ کہیں
سے بارگاہ سلیمانی مجھسے چھین لیگیا ارے دیو اسنے تو اچھا نہ کیا کہ کاغذ کی ناؤ کب تک بہتی آج تو ڈوب ہی گئی
تھا یہ مکر و کید آخر کب تک چلتا اسد نے کہا او گاؤ دیدے تو نے بھی تو میرے رفیقوں سے بارگاہ چھین لی تھی داراب
نے کہا اچھا یہ تو بتا کہ تو اسوقت اپنے کو کیسا سمجھتا ہے اسد نے کہا کہ جیسے شیر زنجیر میں ہوتا ہے داراب نے
کہا خوب تو تو شیر زنجیر ہی ہو جا گیدڑ کا بچہ تھا ہے اور میں روباہ ہوں جو تجھے پکڑ بلایا خیر بہت اچھا اب تو جو کچھ ہوا
سو ہوا ان باتوں سے کوئی فائدہ نہیں ہے میری اطاعت اختیار کر تو میں چھوڑ دونگا ورنہ بہت بری طرح پیش
آؤنگا اسد نے کہا او گاؤ دیدے بھلا میں تو تیری اطاعت کیا کرونگا لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو میں تجھے
تمام صوبوں کا افسر کر دونگا اور اپنی پوشاک خاص تجھ سے دلوا دونگا یہ کلام سنکر داراب کو غصہ آیا
اور اسیوقت حکم دیا کہ جلد جلاد کو طلب کرو کہ اس دیو اسنے کو قتل کرے چوبدار فوراً جلاد کو بلانے گیا لیکن
شاپور شیر دل جو امیرج کے پاس خالی ہاتھ پہونچا تو امیرج نے نہایت ہی مجبوری پر خاک ڈال کے کہا کہ بس
رونے ہونے لگے تھے موسے کی خبر نے کے آنے شاپور نے کہا کہ میں آفت ناگہانی کو کیا کروں اپنا کام میں
پورا کر چکا تھا اسد کو لیے آتا تھا کہ راستے میں داراب کے عیار سے مجھسے ملاقات ہوئی وہ پشتارہ اسد
کا مجھسے چھین لیگیا میری اسمیں کیا خطا ہے امیرج نے پوچھا کہ خبر ہے کہ اب اسد کا پشتارہ داراب کے
پاس ہے شاپور نے کہا جی ہاں یہ سنکر امیرج اسی وقت سوار ہوکر یکہ و تنہا لشکر داراب کی جانب چلا شاپور

نے سنبھلکر نورالدہر نے کہا کہ واہ واہ آپ نے اسد کو آکر خیر دل کر دیا اور چھڑوا دیا کیا کروں مجبور ہوں کہ یہ بارگاہ
اور لشکر میری بارگاہ اور لشکر نہیں اگر آپ میرے یہاں آکر میرے ایسے دشمن کو چھڑوا دیتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا یہ
سنکر نورالدہر نے کہا کہ اے ایرج اسمیں تو شک نہیں کہ میں آیا تھا اسد ہی کے چھڑانے کو مگر الحمدللہ کہ میں تمہارا
ممنون احسان نہ ہوا وہ آپ ہی سے چھوٹ کر چلا گیا اور بھائی اپنی اور بھائی بارگاہ کیسی تمہارا جہان اور جب ہی چاہے
میرا سامنا کر تو میں موجود اور مستعد ہوں تمہارا مقابلہ کرونگا میں نورالدہر ہوں کوئی ایسا ویسا نہ سمجھ اور بدلا
نہیں ہوں کہ سنتے ڈر جاونگا یہ سنکر ایرج نے کہا کہ خیر خیریت اچھا بہت اچھا بھی جا بیگا یار زندہ اور صحبت باقی یہ سنکر
نورالدہر نے کہا کہ بہتر ہم لیجیے گا اور یہ کہکر بارگاہ سے باہر آکے اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور ایرج نے داراب
سے کہا کہ اے داراب اب میں بھی رخصت ہونگا داراب ایرج کے ساتھ ساتھ دروازہ بارگاہ تک آیا دیکھا کہ ایرج
کا گھوڑا الوند اسد لے گیا اور سواری کا گھوڑا مرا ہوا پڑا ہے کہنے لگا کہ اے ایرج دیکھی مخنث چالاکی اس دلیر نے کی کار خود خوب
ہوشیار است یہ کہکر دوسرا گھوڑا منگوا کے ایرج کو دیا اور کہا کہ لیجیے آپ اس گھوڑے پر سوار ہو کے تشریف لیجایئے
ایرج داراب سے رخصت ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا مگر اب سنیئے کہ اسد غازی گھوڑا اڑاتے ہوئے
چلا آتا تھا کہ ناگاہ ایک تق گرد و غبار کا سامنے سے نمایاں ہوا اسد اس گرد کو دیکھکر ٹھہر گیا غرض جب دامن
گرد شق ہوا تو دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست سامنے سے چلا آتا ہے اسد غازی خورشید کو دیکھکر اسکی جانب بڑھا
اور خورشید اسد کو دیکھکر اسد کی جانب بڑھا دونوں قریب آکر بغلگیر ہوئے لیکن خورشید نے جو اسد کو شمشیر خون
آلودہ ہاتھ میں لیے اور گلے میں زنجیر ڈالے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیوں بھائی اسد کیوں خیر تو ہے کہاں سے آتے ہو اور یہ
کیا وضع بنائے ہوئے ہو اسد نے تمام حال اپنا بیان کیا اور کہا کہ بھائی صاحب بھی تو ظلمات سے واپس آگئے اور
ہمیں خر کش ہیں خورشید نے کہا کہ ہاں مجھے خوب معلوم ہے بلکہ ہم اور وہ ایک ہی جگہ دو چار دن ولی عہدوں کے یہاں قید تھے
ابھی یہ باتیں تمام نہ ہوئی تھیں کہ شاہزادہ نورالدہر بھی گھوڑا اڑاتے ہوئے آپہنچے خورشید نے سلام کیا
نورالدہر نے خیر و عافیت پوچھی اور اپنے ساتھ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا پھر خورشید کا ایک سمت بیٹھا ہوا لگا
خورشید کے آنے سے ہر کاروں نے خبر آمد خورشید کی ایرج کو پہونچائی ایرج نے کہا کہ پھر آیا ہو تو آنے دو اگر
نیر اعظم کی مدد شامل حال ہوگی تو ان سب کو مار ڈالونگا اور سب کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر نشۂ شراب میں آکے
نقارۂ رزم بجوادیا ہر کاروں نے یہ خبر تمام لشکروں میں پہونچائی سب جگہ رات بھر نقارہ ہائے رزمی بجا کیے آلات
حرب و ضرب درست ہوتے رہے علی الصباح پانچوں لشکر صف آراے میدان قتال ہوئے بعد ازاں سنگی صفوف
قتال سالوت دیوانہ ایرج سے اجازت لیکر میدان میں آیا چلے خوب برچھے کے ہاتھ نکالے خوب گیند کی
جولان کیا بعد اسکے مبارز طلب ہوا لشکر نورالدہر سے ثمود و عاد دہر مرتاجدار سے اجازت لیکر مقابل سالوت
ہوا سالوت نے جو دیکھا کہ عجیب الخلقت شخص ایک سو چالیس ارش کا قد سامنے آکھڑا ہوا بس زہرہ اسکا آب ہو گیا
اور ایک چیخ مار کر سامنے سے بھاگ گیا ثمود و عاد ہر چند چلا رہا کہ ارے ٹھہر تو سہی مگر یہ کب سنتا ہو بے تحاشا بھاگا
ہوا چلا جاتا ہے آخر ایرج کے پاس پہونچکر دم لیا ایرج نے جو اسے بوکھلائے ہوئے اور سانس پھولی ہوئی
دیکھا بہت برہم ہوا اور کہا کہ اگر تو ایسا ہی ڈرپوک ہے تو میدان میں کیوں گیا تھا اسنے کہا کہ میں آدمیوں
سے لڑنے گیا تھا یا دیووں سے اے زبدۂ آفتاب پرستان یہ شخص جو میرے مقابلے کو نکلا تھا یہ آدمی کا بچہ نہیں
ہے ایک دیو کا دیو ہے دیو سے لڑنا میرا کام نہیں ہے اگر آدمی ہوتا تو میں اس سے لڑتا کہ اسکا اتنا میں

ثمود عاد نے مبارز طلب کیا طرماسپ بن طماس مالک بن ملکوت شاہزادے سے اجازت لیکر مقابل ثمود عاد ہوا
بعد تکاورزنی کے نیزہ بازی ہوئی طرماسپ نے نیزہ اسکا ہوا کیا ثمود عاد نے جو دست اندازی طرماسپ نے
بعد بست اسکی ساطور سے کلم کرکے وہی ساطور جو ثمود عاد کے مارتا ہو تو سپر کو خم کرکے سر پر بچا لو کی دو انگل سر
میں در آیا ثمود عاد نے دستار دار اساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر چادر خون کی جاری ہوئی ثمود عاد کو غش آگیا
طرماسپ نے پھر مبارز طلب کیا عادین ثمود نے مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا پھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا
اقیاش کشیدہ رود اور بقیاش کشیدہ رونے کے بعد دیگر سے مقابلہ کیا وہ بھی گھائل ہوئے جب شام ہوئی
تو ہر ایک لشکر میں طبل بازگشت بجا سب کے سب اپنی اپنی فرودگاہوں کو واپس آئے اور پھر طبل جنگ بجانے
کا حکم دیا رات بھر ہر ایک لشکر میں نقارہ رزمی بجا کیا جنگ کی تیاری ہوتی رہی آواز بیدار باش ہوشیار باش کی
بلند رہی علے الصباح پھر سب لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے اُس روز طرماسپ اور طماس سے
مقابلہ ہوا بعد تکاورزنی کے طرماسپ نے طماس کو سلام کیا اور کہا کہ اے بزرگوار آپکو جو عشق نورالدہر کا
سودا ہو گیا ہے اُسے دور کیجیے دماغ کو درست کیجیے اپنے دین قدیم پر پھر قائم ہو جیے زہرہ آفتاب پرستان
کے مع نوجوان کے پاس چلے چلیے دیکھیے تو کہ وہ آپ کی کیسی تعظیم و تکریم کرتا ہے اور کسطرح آپ کے ساتھ پیش
آتا ہے جو وہ جوش جوانی بھی آپ کا باقی نہ رہا اس آپ کا کیا کا کیا ہوا اس واہیات و خرافات کو چھوڑیے
اس عشق خانہ خراب سے منہ موڑیے بدنامی کو دفع کیجیے زہرہ آفتاب پرستان کے پاس چلکر خلعت و انعام لیجیے
غرض بہت کچھ سمجھایا جب دیکھا کہ کوئی بات میری پذیرا نہیں ہوئی تو کہا کہ اب جو کچھ مجھے سمجھانا تھا سمجھا چکا اب
بھی اگر نہ مانا تو یہ یاد رکھو کہ مشکیں باندھکر تمکو پکڑ لیجاؤنگا اور جتنک یہ سودا تمہارے سر سے نہ جائیگا اُسوقت
تک تمہیں قید رکھونگا یہ سنکر طماس نے کہا کہ او ناہنجار و بدکردار ناہ فی روزگار تو اور مجکو سمجھانے آیا ہے میں خوب
جانتا ہوں تو شیطان کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے اسلیے کہ اگر میرے صلب سے ہوتا تو میری اطاعت کرتا خراب
جو مجھے ہوسکے مقدور رکھتا ہے نہ کر معلوم ہوا کہ اب اجل تیرے سر پر کھیل رہی ہے آخر مارا جائیگا اول مارا جائیگا
پھر جو کچھ حوصلہ تیرے دل میں ہے وہ کیوں باقی رہ جائے طرماسپ نے کہا کہ بہت اچھا اب دیکھیں اجل ہمارے
سر پر کھیل رہی ہے یا تمہارے سر پر لاؤ جو ہر تمہارے پاس ہو طماس نے کہا کہ پیشدستی ہمارا دستور نہیں
تو پہلے وار اپنا تو پورا کر لے پھر ہم بھی دیکھ لینگے طرماسپ نے کہا کہ خیر ہمارا دستور نہیں ہے اور خبردار خبردار کہکے
نیزہ مارا طماس نے وار اسکا رد کیا بس اب کیا تھا تھی نیزہ بازی ہونے کو لی چار گھڑی کی نیزہ بازی میں طماس
نے سنان نیزہ طرماسپ کی نکال دی اور نیزہ بھی اسکا پرچے پرچے کر دیا بس طرماسپ آگ ہو گیا دو
گرسا سے سات سو من کا گرز اٹھا کے خبردار خبردار کہکر طماس پر مارا طماس نے گرز ناکا
روکر کے اپنا گرز مارا طرماسپ نے وار گرز کا رد کیا غرض تین پہر کامل گرز بازی ہوا کی جب اُس سے
بھی کچھ نہوا تو ساطور بازی شروع ہوئی بس ایک مقام پر طماس نے چاہا کہ ساطور طرماسپ کا جبین سے
پس گیندہ سے کو اشارہ کی کہ زیر بغل جا ہے گیندہ اچھا آگے بڑھتا ہے تو بازو میں اُسکا ہوش غائب میں جاتا رہا
وہ جھک گیا گیندہ کے جھکنے سے جو طماس کے سر کو بچا چاہا تو خود طماس کے سر سے اتر گیا بس طرماسپ
نے اس موقع کو غنیمت جانکر جو ایک وار دو دستی ساطور کا کیا تو خوب ہی کاری زخم آیا قریب تھا کہ دو دم
سے کٹ جائے بس طماس نے بہت جلد دستار مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا مگر چادر خون کی سر سے جاری

ہوئی طماس کو غش آگیا لوگ اُٹھا کر طماس کو اُٹھا لیگئے چونکہ دن کم رہگیا تھا اس سبب سے طرماسپ طبل بازگشت
بجوا کر پھر گیا نور الدہر طماس کو لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا ایرج کو بلوا کر تلنگے لگوا دئے کہ اسی اثنا میں
پھر ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر ایرج میں طبل جنگ بجا دیا گیا فرمایا کہ کیا پروا ہے خدا بزرگ است
ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اور اسی وقت لشکر نور الدہر میں بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قصہ مختصر شب
بھر سامان جنگ رہا صبح کو شب لشکر میدان میں صف آرا ہوئے لشکر ایرج سے طرماسپ بن طماس
مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر آگے بڑھا اور میدان میں آکر مبارز طلب کیا اُدھر سے نور چشم
مومنان روشنی بخش دیدۂ مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ بدیع الزمان صاحبقران
بن صاحبقران زمان نور الدہر عالی شان مرکب ہوائی پیکر کو جھکا کر ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل
طرماسپ ہوا چلے اسکے ساتھ ہی لگاوٹ نہیں ہوئی کہ کوئی تین چار قدم مرکب شاہزادے کا پیچھے ہٹا
اور کوئی چھ سات قدم مرکب طرماسپ کا پسپا ہوا بس مار کر تیغ مسلم بلالون میں پھر گردش دے کر طرماسپ
نے شاہزادے کا سامنا کیا اور پکارا کہ او نور الدہر بہتر یہ ہو کہ دین آفتاب پرستی اختیار کر اور روز پرو
آفتاب پرستان کی خدمت میں چلکر اطاعت اسکی اختیار کر ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا دیکھا تو نے کہ کل
میں نے طماس سے زبردست کی کیا حالت کر دی نور الدہر نے یہ سنکر آواز دی کہ او کافر بدکیش
ناعاقبت اندیش تو میرے ایک ملازم کی اولاد ہے بہتر یہ ہے کہ اب خودسری کو چھوڑ کر میری رکاب کو بوسہ
دے دین آفتاب پرستی کو ترک کر مذہب حق شریعت غرّائے اسلامیہ کا مطیع و منقاد ہو ورنہ تیرے باپ
طماس سے تیری بھی موت کھینچ لائیگی طرماسپ نے کہا کہ باپ تو میرا تجھ پر عاشق ہو گیا ہے اس سبب سے تجھ
مطیع ہوا اور زندہ تیرے پاس آ گیا ہے کیوں اور مجھے تیری اطاعت کرنے کی کیا وجہ ہے اگر میں بھی تجھ پر عاشق
ہوتا تو میں بھی تیری اطاعت کرتا نور الدہر کو یہ سنکر غصہ آگیا فرمایا کہ بس خاموش رہ ورنہ زبان گدی سے
کھینچ لیجائیگی اگر تجھکو جنگ ہی کی ہوس ہے تو لا حربہ اپنا طرماسپ نے یہ سنکر نیزہ دار جھکا کے نیزہ مارا
شاہزادے نے وار اسکا روک کے چند ہی طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کر دیا طرماسپ نے خشمناک ہو کر
ساطور اٹھایا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جب ساطور اسکا قریب آیا سپر کو پھینک کے پنجہ بلی کو
دراز کر کے قصد کیا کہ ساطور کو چھین لے اور قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا لیکن حکم خدا زور کشش ہو سے تنگ جو
اسپ تو مرکب پیٹھ کے بل بیٹھ گئے دونوں سے دونوں مرکبوں سے کود کر دامنوں کو گردان کر آستینون
کو چڑھا کر باہم مصارعت کرنے لگے ایرج نے یہ رنگ دیکھ کر لاہوت شاہ سے کہا کہ مجھے اب طرماسپ
کے غالب ہونے کی امید باقی رہی نور الدہر بلائے بے درمان ہے اور وہ لشکر صاحبقران ہی
لاہوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج نوجوان تم گھبراؤ نہیں دیکھو تو ہوتا کیا ہے طرماسپ کیا کسی سے
کم ہے قصہ مختصر وہ شبانہ روز متواتر کشتی رہی تیسرے دن دو گھڑی دن رہے شاہزادے نے طرماسپ
کو بالو تکر زمین سے اٹھا لیا اور بالائے سر چرخ دے کر زمین پر دے پٹکا کہ چار دن شانے چت گرے طرماسپ
چاہتا تھا کہ سنبھلے مگر شاہزادے نے ایک ٹھوکر ماری کہ غش ہو گیا بس نور الدہر نے جھٹ اسکی
چھاتی پر چڑھ کے مشکیں باندھ لیں اور طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو لیکر مراجعت کی اور داخل بارگاہ
ہو کر حکم دیا اسے قید کر دو کل اسکا دیوان کیا جائیگا بعد اسکے پھر نقارۂ رزمی بجوا دیا حکم تیاری جنگ کا دیا

شب بھر تیاری رہی صبح کو سب لشکر میدان کارزار میں صف آرا ہوئے نورالدہر باوجود اجازت
لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا ایرج نوجوان نورالدہر کے مقابلے کو جایا ہی چاہتا تھا کہ داراب
نے سبقت کی اور مرکب کو بڑھا کر مقابل نورالدہر ہوا بعد تکاورانی کے نیزہ بازی شروع ہوئی کوئی پانچ
گھڑی کے بعد جب سنانیں نیزوں کی ٹکڑے ہو گئیں تو گرز بازی شروع ہوئی جب اس میں بھی ایک دوسرے
پر غالب نہوا تو تلواریں کھینچ لیں اور بہادرانہ شمشیر زنی کرنے لگے اب یہ عالم ہو گیا کہ دو بجلیاں کوند رہی
ہیں کبھی یہ وار کرتا ہے وہ روکتا ہے کبھی وہ ہاتھ مارتا ہے اور یہ روکتا ہے چار گھڑی تک یونہیں تلوار چلا کی آخر کار
ایک مرتبہ نورالدہر نے کرتا کر جو سر پر ہاتھ مارا تو گوشہ سپر کٹ کے تلوار داراب کے سر پر پڑی کرتا
خود پر واقع لگی دستار داراب سے تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی داراب کے سر سے جاری ہوئی
اور غشی طاری ہوا لوگ آکر داراب کو اٹھا لے گئے نورالدہر طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو گیا اور
فوج داراب وغیرہ کی اپنی آرامگاہ کو گئی ادھر داراب کے زخم کا علاج شروع ہوا جراح
نے مرہم لگا کے زخم میں ٹانکے لگا کے مرہم پٹی کی اور ادھر نوریج ماہ پرست نے جو خبر زخمداری داراب
کی سنی تو وہ عیادت داراب کے لئے روانہ ہوا کشور شاہ نوریج کے استقبال کے لئے لشکر سے
باہر نکلا بارگاہ میں لا کر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا اس عرصہ میں داراب کو بھی ہوش آیا نوریج
نے صاحب سلامت کی بعد مزاج پرسی کے داراب سے کہا کہ ہاں بھائی ایک زخم میرے سر پر آگیا ہے
ورنہ میں نے نیزہ کو مزہ گرفتاری کا دکھا دیا تھا نوریج نے کہا کہ تم مطمئن رہو کل نورالدہر سے ہم جنگ
کرینگے اور اسے باندھ لائینگے اور تمہارا عوض لینگے داراب نے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ بھائی آرزو
تو یہ ہے کہ میں خود ہی اچھا ہو کر نورالدہر سے عوض لوں نوریج نے کہا کہ بھائی گھبراؤ نہیں اچھے ہو جاؤ گے
بہت بڑے بہادر زخمی ہو ہو گئے ہیں زخمدار ہو جانے سے کیا کسی کی شجاعت میں بھی فرق آجاتا ہے یہ باتیں
ہو ہی رہی تھیں کہ مالک اژدر نے آہ سرد کھینچ کر کہا کہ افسوس صد ہزار افسوس کئی مرتبہ فوج و لشکر لیکر
آئے اور بے نیل مرام واپس گئے کچھ نہ ہو سکا لندھور سے اور مجھے ہمیشہ یہی تشویش ہے کہ کبھی وہ مجھ سے بدلہ
نہیں کرسکا اب وہ ہمیشہ ایرج کے ہمراہ ہو لیا ہے اور ایرج نے اسے بڑی ہی شان و شوکت دے
رکھی ہے لندھور نے اسے ملک گیر بنایا ہے اور وہ صاحبقرانی کا دعوے کرتا ہے کتنے ملک ایرج نے
اپنے قبضے میں کر لیے ہیں اور کتنے ہی ملکوں سے خراج لیتا ہے مگر افسوس ہم کچھ نہ کر سکے یہ کہکر رونے لگا
داراب اسکے ساتھ اشکبار ہو کر کہنے لگا کہ ہاں اے مالک سچ کہتے ہو اب ایرج کا ہمسر سوائے
نورالدہر کے اور کوئی نہیں ہے اور کوئی شخص تنہا اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا بہتر یہ ہے کہ اب ہم تم یکجا
ہو جائیں اور آپس میں دست بیعت ہو کر بمشورہ باہمی تمام امور کو انجام دیں داراب نے کہا اچھا کیا
مضائقہ ہے مجھ سے بیعت کی اور عہد کیا کہ بغیر مشورہ کوئی کام نہ کرینگے ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ لشکر
ایرج اور نورالدہر میں طبل جنگ بجنے کی خبر معلوم ہوئی تو نوریج داراب سے رخصت ہو کر اپنے خیمہ
میں آیا اور اسنے بھی طبل جنگ بجوایا شب بھر ہر ایک لشکر میں تیاری رہی صبح کو پانچوں لشکر میدان کارزار
میں صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال واقعہ جنگ جما اور لوگ دیکھنے لگے کہ دیکھیں
میدان کارزار میں کون نکلتا ہے کہ یکایک مثل آفتاب بکر جلوہ گری پر آئے ایرج مالک بن ملکوت سے

اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نورالدہر ایرج کے مقابلہ کو جایا ہی چاہتا تھا کہ توریج بادپرست
نے سبقت کی اور مرکب بڑھا کر مقابل ایرج ہوا بعد تکاورزی کے نیزہ بازی ہوئی ایرج نے سنان نیزہ
توریج کی ٹال دی ڈانڈ پر ڈانڈ لگی نیزون کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے توریج نے تلوار ماری ایرج نے
تلوار اسکی رد کر کے اپنا وار کیا اسنے بھی پشت شمشیر سے وار اسکا رد کیا غرض چار پہر دن تلوار چلا کی قریب
شام توریج ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا ایرج طبل بازگشت بجوا کر اپنے لشکر کو پھرا توریج کو لوگ توریج
کے خیمہ میں لے آئے جراح کو بلوا کر زخم اسکے سلوائے داراب کشورکشا توریج کی عیادت کو آیا توریج
شاہ استقبال کر کے لے گیا اور جائے صدر پر بٹھایا اسباب عیش مہیا کی صحبت رقص و غنا برپا ہوئی
داراب نے کہا کہ ای توریج دیکھا تمنے میں نورالدہر کے ہاتھ سے زخمی ہوا انکو فلک نے اس تیر بیچ
سے مجروح کر دیا مگر خیر اچھا ہو لون تو سمجھونگا ور مالک اژدر بھی داراب کے ساتھ آیا ہوا وہ بھی
بیٹھا ہوا ہی اور کہہ رہا کہ کل میں سامنا کرونگا یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ اس اثنا میں چوبدار نے آکر عرض کی
کہ ملک کشوریہ سے عیار نامہ لیکر آیا ہی داراب نے حکم دیا کہ جاؤ غرض وہ عیار اندر آیا سلام کیا نامہ
داراب کے ہاتھ میں دیا داراب نے ہاتھ میں لیا لفافہ چاک کر کے پڑھا مضمون سے واقف ہوا کہ ای
توریج میں اب ملک کشوریہ کو جاؤنگا مگر نہیں جانتا توریج نے کہا کہ فرمایئے کیا لکھا ہی خیر تو ہی فرمایا کہ ای توریج
ہمارے شہر سے قریب ایک پہاڑ ہی زمرد کا اسکے پاس ایک ملک قیامت نگار ہی قیامت شاہ وہاں کا
شہریار ہی بیٹا اسکا صورین قیامت اسکا سپہ سالار ہی بلا کا زبردست ہی ان دنون میں شہر کشوریہ کو خالی پا کر چاہتے
ہیں کہ اسے خراب کرین تو میں جا کر انکو سزا دونگا مجھے جانا ضرور ہی توریج بولا بھائی میں بھی ساتھ چلونگا غرض
داراب اور توریج دونون اپنے اپنے لشکرون کو ساتھ لیکر شہر کشوریہ کو روانہ ہوئے نورالدہر بارگاہ
میں بیٹھا تھا کہ طماس بن مغفول دیو روبرو دونون آنکھون سے آنسو جاری ہوئے آکر کھڑا ہوا نورالدہر
نے پوچھا کہ ای طماس خیر باشد کیون روتے ہو طماس نے کہا کہ شہریار اس ناہنجار طرماسپ کے
ہاتھ سے فلک نے ذلیل کر دیا کہ اگر میرے ہاتھ آئے تو بغیر مارے نہ چھوڑون نورالدہر نے کہا کہ کبھی آدمی
کا زخمی ہو جانا کچھ شجاعت میں فرق نہیں لاتا اور خیر میں طرماسپ کو بلواتا ہون جو چاہو سو کرو غرض نورالدہر
نے حکم دیا کہ لاؤ طرماسپ کو زندانخانے سے اسی وقت طرماسپ کو لائے اسنے بطریق دین آفتاب پرستی
سلام کیا نورالدہر بہت آزردہ ہوا کہا ای طرماسپ اس جہالت کو ترک کر اور دین اسلام قبول کر پھر
تمہارا میری جان ہی تو تمکو جان جان سمجھونگا اسنے جواب دیا ایرج چشم و چراغ میرا ہی ہزار جان میری اسکے
اوپر سے فدا ہی میں جان دونگا مگر پرستش نیر اعظم نہ چھوڑونگا اور رفاقت سے ایرج کی دہ ہاتھ اٹھاؤنگا
نورالدہر نے کہا ای طرماسپ اپنی جوانی پر رحم کر نہیں تو مارا جائیگا طرماسپ بکا کہ مجکو مارے جانے سے
ڈر ہی اگر ایرج سلامت ہی تو ایک مجھ ایسا کام منوا نشو امیرے مارے جانے سے ایرج کے یہان کمی
نہ ہو جائیگی نورالدہر نے کہا معلوم ہوا پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو چکا ہی ارے جلاد جلاد کو چوبدار جلاد کے
لینے کو روانہ ہوا مگر شاپور نے یہ خبر ایرج کو پہنچائی اسی وقت ایرج سوار ہو کے بارگاہ نورالدہر
میں آیا سلام کیا نورالدہر نے از راہ حلم و مروت تعظیم کی کرسی جواہر نگار پر بٹھایا نورالدہر نے مزاج پرسی
کی سبب آنے کا پوچھا ایرج نے کہا کہ سنا ہی اور آنکھوں سے دیکھا کہ طرماسپ کے قتل کرنے کا

کی خیرہ ہو گیا تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے سپر کو سر سے اونچا کیا مگر لگا [illegible] سے لاکھی ہوئی تھی جب تلوار
نزدیک آئی سپر کو ہاتھ سے چھوڑ دیا اور بلند سر کی جست ہو کر بولا [illegible] کو جھپٹ کر تلوار چھینی
بس قبضے پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ [illegible] ہاتھ سے [illegible] رخشین نے [illegible] ہوئے لگے لشکر چرا سے
گھوڑے سے جو گئے جمع کرنے لگے آخر کار دونوں پیادہ ہو گئے پیر اور تلوار ہاتھ سے رکھکر زور آزمائی پر آمادہ
ہوئے ایک دوسرے پر دو ہاتھ کشتی ہونے لگی بارہ پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جب انہوں نے دونوں طرف سے مشعلیں
آئی میدان روشن ہو گیا تمام لشکری گھر میں گھوڑوں کو نہ زین پوش بچھا بچھا کر بیٹھ گئے میلہ سا ہو گیا غرض ہفت شبانہ روز
کشتی رہی ساتویں روز ایرج نے لنگر توڑا سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر سوار ہو کر زنجیر فولادی
سے مشکیں اسکی باندھ لیں اور طبل بازگشت بجوا کر پھر اپنے لشکر میں آیا نقابدار کو بستہ غل و زنجیر کر کے زندانخانہ
میں بھجوایا جب اسکے بجر کہانا کہا کر آرام کیا دوسرے روز آکر بارگاہ میں بیٹھا تمام سردار جمع ہوئے مالک بن
ملکوت تخت پر جلوس ہوا اہوت شاہ وغیرہ سب جمع ہوئے لندھور بھی آکر مع رفقا موجود ہوا ایرج نے
حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو چوبدار نقابدار کو لیکر آئے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے
جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی منگوا کر بچھادی نقابدار کرسی پر بیٹھا ایرج نے پوچھا ای نقابدار حال
اپنا بیان کرو کہ تم کون ہو نقابدار نے جواب دیا کہ اگر خدا مجکو نام دیتا تو نام اپنا میں بیان کرتا فلک نے مجھ
ایسے معلوم سے مجکو ذلیل کروایا اب میں اپنا نام کیا بتاؤں کہ کون ہوں اور اگر اپنا نام بتاؤں تو باپ کے نام
کو بھی ذلیل کروں ایرج نے شاہپور سے کہا کہ نقاب اسکے منہ سے اٹھا شاہپور نے بند نقاب کا توڑا
دیکھا کہ آفتاب چمکا کہ سعۂ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہو گئی اور خال بزرگ ہاشمی سب علامتیں اولاد
ابراہیمی کی چہرے سے ظاہر تھیں ایرج نے لندھور سے پوچھا کہ ای دارائے ہند تم اسے پہچانتے ہو
لندھور نے کہا کہ میں نے انہیں شہر عدن میں کوئی دو برس کا دیکھا تھا نام مجکو یاد نہیں الا یہ جانتا ہوں کہ یہ
آقا کے دل و جان ہیں جگر گوشہ حمزۂ صاحبقران ہیں اور کہا کہ صاحبزادے آپ اپنا منہ کیوں چھپاتے ہیں
کچھ حال بیان کیجیے اسوقت کہا نام میرا سعید عدنی ہے ماں میری بلقیس عدنی قارن عدنی کی بیٹی ہے
ایرج نے پوچھا کہ میں نے تمکو کیونکر گرفتار کیا بھوت چلواتی ایرج نے کہ دین آفتاب پرستی اختیار
کرو سعید بولا ہزار ہزار لعنت ہے آفتاب پرستی پر ایرج نے کہ کہ اچھا دین نہیں قبول کرتے ہو تو مجھے
دست بیعت ہو وہ بولا جان دونگا بیعت نہ کرونگا ایرج چپ ہو رہا اور اپنے دل میں سوچا کہ جو تو اسکے
قتل کا ارادہ کرتا ہے تو لندھور مانع ہوگا کہ تم رودکی مہلت دو اور اگر زندانخانہ میں بھیجتا ہے تو اور
کوئی آکر اسے چھڑا لے گیا تو مفت ہاتھ سے گیا بہتر یہ ہے کہ اسے تو نورالدہر کو دے اور طہماسپ کیلیے
لندھور نے کہا ای ایرج نوجوان آپ سعید کو میرے حوالے کیجیے کہ میں پھر بچا لونگا پھر آپکو اختیار ہے
ایرج نے کہا کہ آپکے فرمانے سے قتل نہ کرونگا میں نے انکے چھوڑنے کی تدبیر نکالی ہے آپ چلیے تماشا دیکھیے لیکن
اس سے کہا کہ تم نورالدہر کے پاس جاؤ میری طرف سے کہو کہ اب طہماسپ کو چھوڑ دیں میں سعید عدنی کو
چھوڑ دوں پھر اسنے عرض کیا کہ اسعد عیار میرا دشمن ہے مجھے مار ڈالیگا میں نہ جاؤنگا ایرج ہنسکر چپ ہو
قارن قمر بین کے ہاتھ پیام بھیجا یہاں نورالدہر سے ہرکاروں نے مفصل آکر سب حال بیان کیا کہ وہ
نقابدار پسر حمزۂ صاحبقران ہے سعید عدنی اسکا نام ہے بلقیس عدنی اسکی ماں ہے ایرج نے سوال

کیا تھا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرے اسنے انکار کیا پھر کہا بہت میری خوشی کر اسکا بھی خیال نہ کیا انجام کار ایرج
نے بصورت مجبوری ہوکر معاونت کیجے سعید مدنی کو آپکی خدمت میں بھیجا ہے اور طرماسپ کو لشکر اپنے
سوا سے شہریار ایرج کا فرستادہ آتا ہے اور سعید مدنی کو بھی ہمراہ لاتا ہے نورالدہر کو یہ حال سنکر بیحد تکلیف
پہنچی ہوا کہ فلک نے سعید مدنی کو ایرج سے زیر کروایا پھر جب یہ معلوم ہوا کہ اُسے ایرج نے جان بچایا
تو شکر خدا بجا لایا کہ اس اثنا میں نورالدہر کے پاس تھا۔ ان جو پہنچا حال کیا ایرج کا پیغام دیا شاہزادے نے
کہا کیا مضائقہ ہے اور کہا سعید مدنی کو دو اور طرماسپ کو قارن کے حوالے کرو غرض ابھی تک طرماسپ
کو بھی زندانی تھا دستہ بلا کر قارن کے ساتھ کر دیا وہ ہمراہ لشکر لیکر روانہ ہوا نورالدہر نے سعید کو پاس بٹھا کر گلے
لگایا اور کہا کہ آفتاب پرست بہت زبردست ہوگئیں اس سے مقابلہ کرنا تھا سعید بولا خیر اب جو ہوا سو ہوا
اس ذکر کو جانے دیجئے لیکن اُدھر طرماسپ نے آکر ایرج کی قدمبوسی حاصل کی ایرج نے اسے گلے سے لگایا اور
صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا نشۂ شراب میں آکر ایرج نے حکم دیا طبل جنگ بجے ادھر نورالدہر
اور خورشید کے لشکر میں نقارہ دبابات بجی غلغلہ رہا ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کیا کیا اور صبح کو مسلح و مکمل
ہوکر معرکہ رانے تیار ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں خورشید ستارہ پرست اجازت اختر افتران سے لیکر میدان
میں آیا مبارز طلب کیا طرماسپ نے سامنا کیا بعد اسکا دشنام دہی اور گفتگوے زبانی کے نوبت حرب و ضرب کی آئی
نیزہ طرماسپ کا ہوا کیا طرماسپ نے ساطور رستم پر سے اٹھاکر نیزہ دار پر دار لگایا خورشید نے سپر پر
روکا کہ کپل دو ٹکڑے گیا اور دست زبردستی بچا مرکب خورشید کا ٹانگ تک زمین میں غرق ہوگیا خورشید کو غش طاری
ہوا مگر دونوں ہاتھ مانند ستون کے قائم رہے اسمیں خلل واقع نہ ہوا تق گرد میں چھپ گیا کوکب عیار دوڑا گرد
کے پیچ وہاں اندر کے گھس کر بار بار کہا شہریار ہوش میں آئیے حریف کو جواب دیجئے خورشید کی آنکھ کھل گئی جیا کو
قریب دیکھا اور سکاکی کہا تو بیچ خداوندہ پروین نے اور تمکو بہت کر چکا کر نکالا لکا کہ او کافر خبردار رہنا او تلوار
کھینچکر طرماسپ پر ماری کہ سپر اور ساطور دونوں کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اتر گئی طرماسپ
نے دستانہ مارا تلوار نے اپنا کام کرکے نکل گئی مگر زخم سے خون جاری ہوا جچخ کہا کر گرا طرماسپ کو لوگ
اٹھا لیگئے خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ولیم شناسا نے نکلکر مقابلہ کیا اسنے لٹ سنگ مارا خورشید نے اسکا
وار کو روککے جو تلوار ماری تو ارسے کو کاٹکر سر پر پڑی کہ زخم کاری لگا ولیم شناسا بیہوش ہوکر گرا
خورشید نے پھر مبارز طلب کیا ابکی ایرج مرکب چلاکر نکلا خورشید اسسے ٹکا ور زن ہوا مرکب برابر
سے ملیا ہوئے ایرج نے کہا اے خورشید تو نے جو بیچ میں دخل دیا اس سے کیا حاصل مجھے تو سامنا
نورالدہر سے ہے خورشید نے کہا کہ میں اپنے ہوتے کبھی نورالدہر کو میدان میں نہ نکلنے دونگا کہ وہ
نبیرۂ صاحبقران ہو مجھے کمال محبت کرتا ہے ایرج نے کہا اے خورشید ان لوگوں سے محبت کرکے بہت
پچھتائیگا جزا ہل پائیگا یہ بلا سے بیدرمان آفت رسیدہ ہیں میں انکو خوب جانتا ہوں اسی نورالدہر نے ایک
گوہر نایاب میرے ہاتھ سے کھوا دیا مجکو روز ہوں کہ عمرو کو میرے پاس سے نکلوا دیا خورشید نے کہا اے
ایرج مرد جنگے ساتھ ہوتے ہوئے غرض بعد گفتگوے بسیار رد و بدل بیشمار کے نیزہ بازی ہوئی بعد اسکے
گرز بازی میں بھی کوئی غالب اور مغلوب نہیں ہوا نوبت تلوار پر ہونچی تلوار چلنے لگی کوئی دو پہر دن کے
قریب گذرا تھا کہ ایک مقام پر خورشید نے جو تلوار ماری سپر کو کاٹکر ایرج کے سر پر پڑی کہ کھوپڑی پار [illegible]

دراتی ایرج نے سر تیغے کھینچا کہ تلوار گھوڑے کی گردن پہ پڑی کہ گردن اسکی قلم ہو گئی ایرج کود پڑا اور گھوڑے پر
سوار ہوا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے فوج کو اشارہ کیا کہ ایرج کی کمک کرو تمام فوج دوڑ پڑی اور ادھر
خورشید کے لوگ بھی دوڑے جنگ مغلوبہ شروع ہوئی اسد بھی خورشید کی مدد کو آیا خوب تلوار چلی شام تک
ایرج بھی لڑا کیا اور جب زخموں سے خون بہت جاری ہوا تو غش طاری ہوا ایرج نے تلوار میان میں کی دونوں ہاتھ
مرکب کی گردن میں ڈالدیے اور بیہوش ہو گیا مرکب نے جو راکب کو سست پایا عرصہ کارزار سے لیکر جدھر منہ
اٹھایا نکل گیا یہاں جب رات ہو گئی تو طبل بازگشت بجا لشکر اپنے اپنے خیموں کو پھرے مالک ابن ملکوت شاہ
نے سب کو دیکھا مگر ایرج کو نہ پایا مضطر اور پریشان ہوا کہا دیکھو تو ایرج کہاں ہے اگر اسکے دشمن مارے جاتے
تو حریف کے لشکر میں کمال خوشی ہوتی یا گرفتار ہوتا تو بھی خبر معلوم ہو جاتی ارے لاشوں میں ڈھونڈھو ہر چند
لاشوں کو الٹا پلٹا مگر نام و نشان ایرج کا نہ پایا خورشید اور نورالدہر کے لشکر میں تلاش کیا وہاں بھی
پتا نہ لگا آخر کار لشکر کے سواروں نے کہا کہ زخمی ہو گیا تھا گھوڑا اسکو کسی طرف لیکر نکل گیا ہرکارے سانڈنی سوار خبر کے
واسطے ہر طرف روانہ کیے اور کہا کہ جو کوئی خبر لائیگا بہت کچھ انعام پائیگا یہاں نورالدہر دوسرے دن
بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ شہر سے ثمود عاد کے ایلچی نامہ لیے ہوئے آیا نامہ میں ثمود کے نامہ دیا اسنے نامہ
پڑھا نہایت رنجیدہ ہوا شاہزادے نے پوچھا کیا ہے ثمود عاد نے عرض کیا کہ شہریار بیابان عاق میری
مملکت ہے وہاں فیل سرمن کی چڑھائی ہے وہ چاہتے ہیں کہ مجھکو ماریں لہذا جو شخص میری طرف سے وہاں
جائے وہ بچ سکے پس نورالدہر نے کہا کہ شمشیر جمیل تمام یہاں سے جاؤ اور رشید و رودین کو بھی ثمود عاد
کے ہمراہ کیا قصہ مختصر ثمود عاد اور عاد بن ثمود کشید و رودین کو ساتھ لیکر بیابان عاق کو روانہ
ہوئے یہاں اسد نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب لشکر آفتاب پرستان کا کام تمام کیجے ایکو
زندہ نہ چھوڑیے نورالدہر نے کہا کہ ابھی ایرج لشکر میں نہیں ہے میں لشکر بے سردار سے نہ لڑونگا یہ ننگ
اپنے اوپر گوارا نہ کرونگا آداب شجاعت سے بعید ہے اسد بولا بھائی صاحب ایرج کا بوجھی ہے اسکا
کچھ پاس اور لحاظ ان امور کا نہیں دیکھیے ملک نانا جان کا کس طرح سے برباد کرتا ہے نورالدہر
بولا جیسا وہ ہے ویسا میں بھی ہو جاؤں مجھسے کبھی یہ نہ ہوگا اسد مایوس ہوا کہا میں خورشید نے کہا کہ ای اسد
تم خاطر جمع رکھو میں ان آفتاب پرستوں کو زندہ نہ چھوڑونگا اور حکم کیا کہ طبل جنگ بجے جب مالک
بن ملکوت شاہ کو خبر ہوئی کہ اسد نے خورشید کو وہ اعلان کر طبل جنگ بجوایا ہے اسنے کہا جو مرضی
میرا عظم کی لاہوت شاہ بولا آپ کیوں گھبراتے ہیں میرے سردار کس دن کے لیے ہیں آپ بھی
شوق سے نقارہ جنگ بجوائیے غرض اسی وقت کوس حربی پہ چوب پڑی رات بھر غلغلہ رہا صبح کو
تینوں لشکر سوار اراستہ ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب پکارے کہ شاہ بہادری کرنیکے معرکہ کارزار
میں آئے اور ہنرمردی دکھائے اسی وقت خورشید ستارہ پرست اختر افزان سے اجازت لیکر میدان میں گیا
نعرہ کیا کہ اے آفتاب پرستو آؤ میرے مقابلہ کرو بس نعرے کا ہونا تھا کہ سالوت دیوانہ لاہوت شاہ
سے رخصت ہو کر مقابل خورشید ہوا لڑائی شروع ہوئی ورزش کے ایک نے دوسرے کو اپنے اپنے دین کی طرف تلقین کی
بعد اسکے سالوت نے نیزہ خورشید پہ مارا خورشید نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا سالوت نے
غیظ و غضب میں آکر چوب دست ماری خورشید نے تلوار سے چوبدست کے دو ٹکڑے کیے اور ایک

طرفدار بدیع الزمان کا مشہور ہے دو مرتبہ میں اسکے وار کا نگوار قریب سے جب یہ نقابدار عنقریب آیا تھا کہ ای
سردار لشکر حمزہ میں ایسا نہیں کہ جسے نورالدہر نے نیمہ زبر اور حلقہ بگوش نہ کیا ہو میں اس سے سامنا نہ کرونگا
مالک نے پھر عرض کیا کہ آپ چاہتے ہیں ہم سب مارے جائیں لندھور نے کہا کہ مجھے کیا اختیار ہے مالک نے کہا کہ آپ
ہماری طرف سے نہ ہجیے مگر چند روز کی مہلت دلوا دیجیے لندھور بولا اچھا میں جاؤنگا نورالدہر کو سمجھاؤنگا یہ کہکر
مالک کو رخصت کیا اور آپ خدمت میں نورالدہر کی روانہ ہوا جب دروازہ بارگاہ پر آیا نورالدہر پیشوائی کرکے لیگیا
اپنے برابر اسے بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا اسد بولا کہ آپ سفارش کرنے آئے ہیں سخن کی اٹھا ہونگے لندھور بولا کہ
صاحبزادے تم خوب سمجھے رسوا کیا سبحان اللہ یہی چاہیے تقاضا جانے کیا آپ کے مزاج میں بھائی ہو اور میں تو اپنے قول
کے فرمان پر ہوں جو حضور نے فرمایا ہے نورالدہر نے جواب دیا کیا ہو اسد یہ بات اچھی نہیں ہے اس سے در گذر
کرو اسد نے کہا بھائی صاحب ہو اپنے قمر چہر کے عشق میں آپکی کیا حالت ہو گئی تھی دنیا و ما فیہا فراموش تھی اپنے بیگانے
کو نہ پہچانتے تھے برا بھلا کچھ نہ جانتے تھے یہاں تک کہ اسی حالت میں ایرج نے گرز بھی آپ پر اٹھایا اور آپکو خبر نہ تھی نورالدہر
بولا کہ بھائی تم سچ کہتے ہو یہ عشق ایسی ہی بلا ہے اسد نے کہا کہ پھر ایسا ہی کوئی امر سمجھیے کہ مجھکو میرے حال پر چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ مرکب اسکا تنہا لیکر جو وسط کارزار سے نکلا رات بھر چلا آیا صبح کو ایک دامن کوہ میں پہنچا گھاس پر منہ کو ڈالا
تھوڑی دیر کے بعد چشمہ آب میں سے پانی پیا پھر ہری گھاس چرا پھرا ایرج پشت زین سے روئے زمین پر گرا اب یہ
بیہوش پڑا ہوا ہے اور گھوڑا چرائی کر رہا ہے قضا سے کار نام اس سرزمین کا مینا صفا ہے خورشید اسکا سردار ہے
وہ شکار کیواسطے نکلا ہے ہرن کے پیچھے گھوڑا پھینکے چلا آتا ہے قریب ایرج کے شکار کو ہرن کو دبوچ کر بیٹھ گئی خورشید
نے ہرن کو لیکر گوشت سے سیر کیا ہاتھ پر اٹھا لیا ایک طرف کو دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت زخم کھائے ہوئے
بیہوش پڑا ہے اور گھوڑا ساز و یراق مرصع چر رہا ہے خورشید نے اپنے لوگوں سے کہا اسے اٹھا
لے چلو نہیں معلوم کہاں کا جوان ہے کسکے ہاتھ سے زخمی ہوا ہے لوگ ایرج کو اٹھا لے جب خورشید شہر
میں پہنچا جراحوں کو بلا کر زخم میں ایرج کے ٹانکے لگوائے انگوٹھی جو ایرج کے ہاتھ میں تھی اسمیں نشانی
نگین کا کندہ پہچانی نام پڑھا معلوم ہوا کہ ایرج صاحبقران لشکر آفتاب پرستان ہے خوش ہوا کہ اب تحفہ
میرے ہاتھ آیا اب مطلب میرا بر آئیگا مدعا نکل آئیگا علاج میں مصروف ہوا تیسرے دن سے شوربا مرغ ملنے
لگا جب زخم ایرج کا بھرا ہوا خورشید اکثر سامنے بیٹھا حال پوچھا کہ یہ زخم کیونکر لگا ایرج نے تمام حال
اپنا بیان کیا بعد اسکے ایرج نے پوچھا کہ تم کون ہو اور دین اور مذہب تمہارا کیا ہے اسنے جواب دیا
کہ لقا پرست ہوں ایرج نے کہا کہ تم مجھے واقف ہو کہ میں کون ہوں وہ بولا میں جانتا ہوں کہ آپ ایرج
آفتاب پرست ہیں ایرج بولا اے خورشید لقا نے میرے پاس آکر دامن پناہ لیا تھا اور مجھسے وعدہ
کیا تھا کہ ملک باختر جو حمزہ نے مجھسے چھینا ہے وہ مجھے دلا دو تو دین آفتاب پرستی اختیار کرونگا اسی عرصہ
میں الغرض جادوگرنی مجھے اٹھا لیگئی اور میری صورت کا ایک آدمی بنا کر اسکا سر کاٹ کر ڈال گئی
بس لقا کو یقین میرے قتل کا ہوا مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا اے خورشید تو دین آفتاب پرستی اختیار کر
اسنے کہا کہ آپکا زخم اچھا ہولے تو سمجھ لیا جائیگا القصہ بعد چند روز کے ایرج نے غسل صحت کیا خورشید
نے جراح کو بہت سا انعام دیا ہفت رنگ کی صحبت آراستہ کی ایرج نے خورشید کو پھر دین آفتاب پرستی

کیطرف تلقین کیا اُسنے کہا کہ ای شہریار اگر مشکل میری آسان کیجیے تو مین آپکا دین قبول کرون ایرج نے کہا
بیان کر کیا مشکل ہی تیری اُسنے کہا یہان سے کئی منزل پر ایک شہر ہی بلخ حصار اور بادشاہ وہان کا نیلم شاہ ہی
مین اسکی بیٹی پر عاشق ہون اُسکی یہ شرط ہی کہ جو میرے پہلوان کو زیر کرے مین اُسکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کرون
مین جاکر اُس سے لڑا مغلوب ہوا چلا آیا پھر جو عشق میرا تو پڑا کہ وہان جاتا اور جاتا بھی تو کیا کرتا اور زیادہ
ذلیل ہوتا ایرج نے کہا کہ ہم تمھاری شرط پوری کرینگے تم ہمارے ساتھ چلو خورشید نے لشکر اپنا آراستہ کیا
اور کوچ کرکے ایرج کے ساتھ شہر حصار پر آیا جب یہ خبر نیلم شاہ کو ہوئی کہ خورشید ایرج کو اپنے ساتھ
لایا ہی برہم ہوکر اُسنے بھی لشکر اپنا باہر شہر سے نکالا بعد نامہ و پیام کے میں جنگ بجا صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا
ہوئے فولاد دشت زن نیلم شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا خورشید نے ایرج سے عرض کیا
کہ شہریار یہی پہلوان ہی کہ جسکا ایک ہی گھونسا کھاکر مین بیہوش ہوگیا اور تاب مقاومت کی نلاسکا فولاد
اسی کا نام ہی ایرج نے کہا کہ یہ دلیر اعظم ہی اسے موم کردونگا اسمین فولاد نے مبارز طلب کیا ایرج
نے پودھا باگ کا لیا ادھر مرکب کو برابر فولاد کے پہونچا بعد نگاورزنی کے فولاد نے پوچھا کہ تو خورشید
کا حمایتی بنکر کیون آیا ہی اور تو پر اسے واسطے کیون بخشتا ہی ایرج نے کہا کہ جو مین اُسکے معشوق کو اس سے
ملادون تو وہ دین آفتاب پرستی قبول کرے اور مین نے اس سے وعدہ کیا ہی کہ معشوق کو واسطے اس کے
ملادونگا فولاد نے جواب دیا کہ بہت مشکل ہی اس ارادے سے باز آ یہان سے چلا جا ایرج نے کہا
کہ مرد اپنی بات سے نہین پھرتے فولاد نے کہا کہ خیر میرے اور تیرے پہلے گھونسا چلے ایرج موجود ہوگیا
دونون مرکبون پر سے اترے مقابل یکدگر بیٹھے فولاد پکارا ای ایرج پہلے تم کوئی گھونسا لگاؤ ایرج
بولا کہ مین کیا جوان ہون پسند نہ کرونگا تمھین اپنی قوت آزماؤ فولاد نے نعرہ دار لگاکر ایک وار
گھونسے کا ایرج کے سر پر کیا کہ ایرج کو ضرب گرز لندھور بن سعدان کی یاد آئی اُسوقت ایرج
نے ایک گھونسا فولاد دشت زن پر مارا کہ فولاد وہ گھونسا کھاکر بیہوش ہوگیا ایرج نے کہا کہ اسے
اٹھالیجاؤ نیلم شاہ نے ایرج کے سامنے سے اٹھوا منگوایا طبل بازگشت بجاکر پھر گیا اور بعد اسکے فولاد
کو ہوش آیا نیلم شاہ نے پوچھا کہ کیا حال ہی اُسنے کہا کہ زندگی تھی کہ بیٹا بچگیا نہین مر جانے مین فرق نہ تھا پوچھا
کہ ایرج سے لڑوگے کہا کہ کیا مین دیوانہ ہون یا جان اپنی مجھے دوبھر ہی کہ پھر اس سے سامنا کرونگا یہ باتین
تھین کہ ایرج اندر بارگاہ کے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نیلم شاہ تعظیم کے واسطے اٹھا کرسی
جواہر نگار پر ایرج کو بٹھایا خورشید ایرج کے ہمراہ تھا وہ بھی بیٹھا مجلس عیش برپا ہوئی دور جام
گردش مین آیا ایرج نے نشہ مین آکر کہا کہ ای نیلم شاہ مین شرط تمھاری جیت چکا اب تم اپنی بیٹی کی شادی
خورشید کے ساتھ کردو نیلم شاہ بولا ای شہریار مین غلام ہون وہ کنیز ہی لیکن مین بھی ایک شرط رکھتا
ہون اُسے بھی ادا کیجیے اور وہ شرط یہ ہی کہ یہان سے دو کوس پر ایک پہاڑ ہی اُسمین ایک اژدہا رہتا
ہی وہ اژدہا جسکو پاتا ہی نگل لیتا ہی اور کنوؤن مین زہر اپنا گراکر پانی اُنکا خراب کر دیتا ہی اور جب وہ شہر
مین آتا ہی تو تمام شہر بھاگ جاتا ہی اگر اُسکو مار لیجیے تو مین دین آفتاب پرستی بھی اختیار کرون اور بیٹی
بھی اپنی خورشید کو دون ایرج نے کہا کچھ اندیشہ نہین تم اُس اژدہے کو بتاؤ کدھر ہی جب ایرج کو
چلنے پر آمادہ مستعد پایا خورشید مانع ہوا اور کہا کہ آپ اژدہے پر نہ جائیے مین معشوق سے درگذرا

ادھر ظلم شاہ دیو نے کہا کہ شہریار تمکو منظور نہیں ہو کر آپ ایسا بہادر اژدہے کے منہ میں جائے میں نے اپنی بیٹی بچپنے سے پالی ہے
جسکو چاہے دیجیے مگر آپ اژدہے کیطرف رخ نہ کیجیے ایرج نے کہا اے ظلم شاہ ہم صاحبقران ہیں اپنے ارادے سے
پھرتے نہیں یا اسے مار ڈالینگے یا اپنی جان دیدینگے بس کسیکو میرے ہمراہ کرو کہ وہ جاکر دکھلا دے اس اژدہے کا جائے آسن
ظلم شاہ ناچار ہوا ایرج کو ساتھ لیا قریب درہ کوہ کے آیا اور کہا اسی جگہ وہ اژدہا رہتا ہے بس ایرج اس درہ کی
طرف روانہ ہوا ظلم شاہ تو وہیں رہ گیا خورشید پیچھے پیچھے ایرج کے پوشیدہ چلا گیا وہ ایرج نے آگے جا کر دیکھا
خس و خاشاک جلی ہوئی اڑتی آتی ہے اور درختوں کے پوست تک اڑے ہوئے پائے گئیں زمین پر بھی ہر اور کہیں ہیں
ہڈیاں جانوروں کی پڑی ہوئی ہیں اسمیں سے بو سے بدبو آتی ہے ایرج کا دماغ پریشان ہوا جاتا ہے کہ آگے سامنے
سے ایک بلند ٹیلا سیاہ معلوم ہوا ایرج نے اپنے دل میں کہا کہ یہ سیاہی کیسی ہے دیکھا اسمیں ایک حرکت پیدا ہوئی ایسا نظر آیا
جیسا اسکی ناک میں سے بھی سر اٹھاتا تو وہ سر ایک گنبد معلوم ہوا اور دونوں آنکھیں مانند مشعلوں کے معلوم ہوتی تھیں اور
سمٹا ہوا بیٹھا تھا پھیلا اور ایرج کیطرف چلا غلاف آتشین چھوڑتا اور نفس کشی شروع کی کہ کنکر اور پتھر اڑتے ہوئے
وہاں سے سب منہ میں اژدہے کے چلے اور ایرج کے قدموں کے تلے سے زمین نکلنے لگی اور لنگر کرنا چاہتا تھا کہ
ایرج نے تیر کمان میں پیوستہ کر کے آنکھ پر اژدہے کی مارا کہ ایک آنکھ اسکی کور ہوئی ایرج نے دوسرا تیر مارا کہ دوسری
آنکھ سے دوسار ہوا اب وہ تیر آنکھ میں مع سوفار پیوستہ ہو گیا اور اژدہے نے تڑپ کر سر پتھر پر مارا کہ شق ہو گیا
اور ہوا اسکی چھپکی ایرج بیہوش ہو کر گرا خورشید دور کھڑا ہوا تھا دیکھا اسنے کہ اژدہے کو ایرج نے مارا
مگر خود بھی بیہوش ہو کر گرا تھوڑی دیر تو اسنے صبر کیا بعد اسکے باہر آیا ظلم شاہ سے حال بیان کیا وہ دیووں
کو ساتھ لیکر ایرج کے پاس آیا ہوش میں لانے کی تدبیریں ہونے لگیں بعد تھوڑی دیر کے ایرج ہوش
میں آیا ظلم شاہ سے کہا کہ دیکھا تمنے میں نے اژدہے کو کیونکر مارا اسنے کہا کہ آپ ہی کا کام تھا کہ اژدہے کو
آپ نے مارا ایرج نے کہا کہ اے ظلم شاہ اب تم اس اژدہے کی پوست کشی کرو ہم اپنے ساتھ اسکو لیجائینگے
مگر اسلحہ تیار کرا کے کہ زندہ معلوم ہو اسنے کہا کہ بہت اچھا غرض ایرج وہاں سے شہر میں آیا تمام شہر کی آرائش
پوست کی اور اژدہا اسلحہ تیار ہوا کہ دونوں آنکھیں اس اژدہے کی پوست کشی کر کے چند دن میں اژدہا
تیار ہوا شیشے کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور اسکے اندر اسکے بیٹھے ہوئے تھے زرال اژدہے سے معلوم ہوتا تھا
غلاف آتشین چھوڑ رہا ہے اور دم سا چھپا ہے ایرج کا بعد اسکے خورشید کی شادی ظلم نیلگون پوش کے ساتھ
کر کے فولاد دشت زمن اور خورشید کو ہمراہ لیکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے اپنے لشکر کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان اور لقا کے بد خصال خسران مآل کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ لقا جو جزیرہ اختراسیہ سے بھاگا ظلمات کو روانہ ہوا ایک دریچہ ظلمات کا جرم حصار وہاں پہنچی اور
منصور شاہ بادشاہ جرم حصار میں لقا کو لیگیا دعوت کا اہتمام کیا میں گرمی صحبت میں بختیارک نے اٹھکر
کمر کو باندھ کر منصور شاہ کو سلام کیا اسنے دیکھا کہ ایک مسخرہ وضع آدمی ہے جلے نام پوچھا بعد اسکے کہا کہ آپ اپنا
مطلب بیان کیجیے بختیارک بولا اے منصور شاہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے تعاقب میں ایک اژدہا سے جفت سر
آتا ہے تمکو بہت دامن پناہ دیا ہے تو اس سے سامنا کر سکوگے منصور شاہ نے کہا کہ لک جی سینے پھر تو کیجئے کر دامن
پناہ دیا ہے آپ خاطر جمع رکھیے اگر حمزہ آئیگا تو سزا پائیگا بختیارک بولا کہ کوئی پہلوان زبردست
یا ساحر بے نظیر یا عیاری پر جسکا بھروسا ہو منصور شاہ نے کہا کہ لک جی میرے پاس عیار بے بدل ہے کہ

شیر خریک بھائی کو قتل کیا تو وہ چڑھ دوڑیگا تو اُسکو کون روک سکے گا کوئی اس سے سامنا کرنیوالا ہو ملک جی مین تو چاہتا
ہون کہ حمزہ پکڑ لاؤن تو ایکسر سب ہی کو قتل کرون اور بختیارک بولا کہ اس چوگان بازی مین تو تم سب پر غالب نہ
آسکو گی اور بالفرض اگر غالب آؤ گی بھی تو کچھ نہ کر سکو گی ایک دفعہ ایسا ہو گیا کہ تمھاری خاطر سے ایک سردار کو حمزہ نے
باندھکر حوالے کر دیا وہی مثل ہو کر پھر ہرگز چناری ہیناؤ اُسنے کہا کہ ملک جی راے تمھاری بہت درست ہی بات سچ کہتے
ہو مین اب اُسنے چوگان بازی ترک کرونگی آج جا کر حمزہ کو آگاہ کر آؤنگی اور کل جو کر راستے مین جو پکڑونگی جو میرے ہاتھ
لگیگا اُسے پکڑ لاؤنگی بختیارک نے کہا آگاہ کرنے کی کیا حاجت ہی اُسنے کہا کہ مردی سے بعید ہی کہ غافل کر کے ہم
عیاری کرین غرض دوسرے دن پھر بارگاہ صاحبقران مین گئی اور عرض کیا کہ شہریار مین آپکو آگاہ کرنے کو
آئی ہون کہ آپ ہوشیار رہین آج شب سے مین عیاری کرونگی اور جو سردار میرے ہاتھ لگیگا اُسے پکڑ لیجاؤنگی
ایسا نہو کہ آپ فرماوینکہ ہمکو غافل کر کے یہ مکارہ عیاری کر گئی یہ کہکر وہ عیار بچی چلی آئی صاحبقران نے تمام
سرداروں سے کہا کہ تم سب ہوشیار رہو کہ حریف زبردست ہی سبھون نے عرض کیا کہ بخت اقبال سے ہم غفلت نہ کرینگے
اسیوقت سے بندوبست ہونے لگا کمین گاہ مین لوگ بٹھائے پہرے چوکیان قائم کین طلایہ کا گشت پھرنے لگا ہر طرح
کی ہوشیاری ہونے لگی مگر اُسنے کیا کام کیا ہی کہ لشکر اسلام سے باہر نہین گئی اپنی صورت مبدل کیے ہوئے پھرتی رہی اور
اس فکر مین ہی کہ کیا کیجے کہ پھرتے پھرتے ایک کبابی کی دوکان پر پہونچی دیکھا کہ دکان بہت آراستہ ہی ایک طرف کو
سیخین کبابون کی لگی ہوئی ہین کباب مین سے سیخ ہو گئے ہین بوندین روغن کی ٹپک ٹپک کر آگ پر گر رہی ہین خوشبو
اسکی پھیلی ہوئی ہی اور رنگ کا بھاتا ہی لیموں نرمنے بھرے رکھے ہین ڈبیا مین نمک لال مرچ پسی ہوئی بھری رکھی ہی اور ایک
طرف تنور مین شیرمالین باقرخانیاں لگ رہی ہین سالن انواع انواع طرح کا پکا رکھا ہی غرض سب اشیا تیار رکھی ہین
سینیاں رکابیاں نقرئی دھلی رکھی ہوئی ہین دکان بہت سجی ہوئی ہی امرا کے یہان کباب شیرمال باقرخانیاں چلی
جاتی ہین یہ جو اُسنے دیکھا خیال مین گذرا کہ اسی دکان پر قائم ہو جیے بس ایک مزدور کی صورت بنکر دکان مین پہنچی
اور اس کبابی کو بیہوش کر کے یعنی دارو سے بیہوشی کی دونوں پہنچا کے ایک صندوق مین بند کر دیا اور آپ
اسکی صورت بنکر مالک بنے دکان پر بیٹھی اور جو عیار بچیان اسکے ہمراہ تھین انکو صورت بدل کر کے مکان
پر سے بلا لیا قدیمی جو نوکر تھے انھین موقوف کر دیا بعد اُسکے اب دکان مین نقب کنی شروع کی ایک سرا یہان
تھا دوسرا صحرا مین جا کر نکالا اور اسی نقب مین سے راہ ہر سردار کے خیمہ مین جانے کی نکالی پھر جس سردار
کے خیمہ مین گئی بیٹھے خدمتگارون اور حاضر دردون کو بیہوش کر کے اس سردار کو بیہوشی دیکر طلسم کے کمند مین
جکڑ کر چادر عیاری مین باندھکر اسی نقب مین داخل ہوئی مر نقب کا بند کر کے نشان قدم مٹا کر اسکا کبابی کی
دکان مین لائی وہانسے اسے عیار بچی کو دیکر نقب کی راہ سے قلعہ مین بھیجتی قید کر کے چلی آئی اور یہان ہر روز صبح کو
ظاہر ہوتا تھا کہ فلان سردار غائب ہو گیا فلان پہلوان گم ہو گیا امیر عیارون کو بلا کر تاکید فرماتے تھے اور کہتے تھے
کہ تم سب غافل رہتے ہو ہوشیاری نہین کرتے ہین ایک ایک سے بچھو نکا بری طرح سے پیش آؤنگا عیار عرض کرتے تھے
کہ شہریار ہم رات بھر جاگتے ہین کوئی آتا جاتا معلوم نہین ہوتا نہ خیمے کے اندر نشان نقب پاتے ہین نہ قنات چاک
ہوتی ہی کوئی آسمان سے گرا کر لیجاتا ہو تو ہم کیا کرین یہانتک کہ سرداروں سے نوبت اولاد صاحبقران پہنچی
تیسری شب کو بدیع الزمان قاسم عالیشان کرب غازی ہاشم شمشیرزن فرخ بخت قلندر وغیرہ غائب ہوئے
امیر نے عیارون کو بلا کر ڈانٹا پھٹکارا اور کہا کہ رستے ماسے یہ سب تک اڑا دونگا ورنہ یہ کام اُسی عیار کی

ملا ہوا اور تم اُسکو پکڑنے نہیں کہ کہ مصرت آتی ہو کیونکر لیجاتی ہو سب نے عرض کیا کہ حضور ہمیں چاہے قتل کریں چاہے
بخشیں ہم اپنی مقدور بھر قصور و کوتاہی نہیں کرینگے صاحبقران چپ ہو رہے غرض لشکر میں سواے بادشاہ
اسلام اور صاحبقران اور مقبل اور چند مشیران سلطنت کے اور کوئی باقی نہ رہا سب کو وہ عیاری گرفتار
کرکے لیگئی امیر بے اختیار عمرو کو یاد کرتے تھے اور روتے تھے اور کہتے تھے کہ ایک عمرو کے نہونے سے یہ ساری
خرابیاں ہیں اگر وہ ہوتا تو کاہکو یہ عیاری سب سرداروں کو پکڑ لیجاتی افسوس صد ہزار افسوس کہ کیسا شخص
مجھسے جدا ہوگیا کیسا رفیق جان نثار چھوٹ گیا اور واللہ وہ مجھسے کبھی جدا نہوتا مگر اُسکے دل پر چوٹ لگ گئی
کہ میں نے بے تحقیق جرم اُسے باندھ کر مالک بن ملکوت شاہ کو دیدیا وہ شخص بے قصور تھا بادشاہ اسلام
نے کہا کہ بعض مقام پر آپ عقل کو کام فرماتے ہیں دریافت نہیں کرتے وہ بھی بشر تھا دل سے اُسکے بہا ماتا
چلا گیا اور شہریار اب پچتانے سے کیا حاصل رنج کرنے سے کیا فائدہ اور یہ امر پیشتر نہ سوچے اور اب پچتاتے
ہیں آپکی تو وہ مثل ہو کہ اب پچتائے کیا ہوتا ہو جب چڑیاں چگ گئیں کھیت عمرو کا ملنا دشوار ہو وہ تو ہمیں
بے بہا تھا ہاتھ سے جا چکا امیر نے کہا کہ اب تو کوئی ایسی تدبیر ہو کہ اس بلا سے نجات ملے بادشاہ اسلام نے
کہا کہ میں نجوم میں دکھلاتا ہوں دیکھوں کیا نکلتا ہو اور حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو اسی وقت
چاروں بیٹے آکر موجود ہو گئے ارشاد ہوا دیکھو تو اس مکارہ کے ہاتھ سے کیونکر نجات ہوگی اور انجام کیا
ہوگا انہوں نے علم نجوم میں دیکھکر عرض کیا کہ انجام بخیر ہو بعد مہینا بھر کے آپکی فتح ہو یہ شہر اسلام آباد
ہو جائیگا مگر صاحبقران شکار کھیلنے کو تشریف لیجائیں اور بادشاہ اسلام اپنی نگہبانی خود فرمائیں تو بہتر ہو کہ یہ مہم
سر ہو جائیگی یہ چاروں بیٹے بزرجمہر کے تو یہ حکم لگا کر چلے گئے اب حال سنیے کہ امیر کشورگیر صاحبقران زمان
براے صید افگنی صحرا کو روانہ ہوئے خبر منصور شاہ کو ہوئی کہ حمزہ شکار کھیلنے گیا ہو لشکر میں فقط بادشاہ
اسلام ہیں اسنے چاہا کہ شبخون مارے بختیارک نے منع کیا کہ کچھ نہوگا بادشاہ اسلام بہت زبردست ہیں
منصور شاہ چپ ہو رہا اور یہ عیاری ہر چند چاہتی تھی کہ بادشاہ اسلام کو گرفتار کرے مگر جب
جاتی ہو بادشاہ اسلام کو دیکھتی ہو کہ بیٹھے ہوئے کتاب پڑھ رہے ہیں سردار گرد بیٹھے ہوئے ہیں عیار خیمے
کے اندر پہرہ رہے ہیں بے نیل مقصود چلی آتی ہو ادھر حمزہ صاحبقران نے ایک دامن کوہ میں خیمہ بپا
کیا ہو دن بھر صید و شکار میں جی بہلاتے ہیں رات بھر خیمے میں آکر آرام فرماتے ہیں بس ایک دن ایک ہرن
کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہو جاتے جاتے ایک مقام پر اسے صید کیا اور کچھ لوگ بھی پیچھے ہرن کے پہنچے آتے تھے
اسوقت اس ہرن کو صید کیا اُسکے گوشت کے کباب لگائے اور صاحبقران کو کھلائے اور پانی پلایا
صاحبقران نے توقف فرمایا بعد اسکے نماز ظہر و عصر پڑھکر وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے
ہونگے کہ ایک تکیہ فقیر کا دکھائی دیا کہ ایک بلند ٹیلا ہو اسکے چاروں طرف دوب جمی ہوئی درخت انار و امرود
کے لگے ہوئے ہیں امیر اُس ٹیلے کے اوپر آئے دیکھا کہ چمن بندی کی ہوئی ہو کہیں شاخ درخت میں فانوس کا
عکس آویزاں ہو کہیں پانی ہو کا چبوترا ہی سرو کہہ رہا ہو اور ایک طرف ایک تکیہ بنا ہو اسمیں ایک درویش بیٹھے
عمامہ سر پہ باندھے ہوئے پیراہن سفید گلے میں پہنے ہوئے تہمد باندھے ہوئے گھٹنا اسکے پر چڑھا ہوا اور
ایک تسبیح ہاتھ میں سر جھکائے ہوئے شیر کی کھال پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہو عبادت کر رہا ہو اور سامنے
آلاداں ماشی رنگ کا رکھا ہوا ہو اور لوٹا پانی سے بھرا اگلی پر دھرا ہو اور تکیہ پس پشت لگا ہوا ہو اور باہر کے لگے

ایک طرف آگ شبک میں دہکی ہوئی ہو دس بندرہ فقیر اور بیٹھے ہیں کوئی انمیں مشغول سا ہو کوئی سبزی رگڑ رہا ہو کوئی چرس
پی رہا ہو کوئی حقے کے دم لگا رہا ہو کسی کی یا ہادی یا مرشد یا معبود یا موجود کی آواز بلند ہو پس امیر کو انکے دیکھنے سے
یقین ہوا کہ اس درویش سے مطلب ہمارا برآئیگا کہ یہ مرد با خدا ہو بہت صاحب کمال معلوم ہوتا ہو شعر مردان خدا
خدا نباشند ۔ لیکن ز خدا جدا نباشند ۔ پس صاحبقران پاس جاکر پکارے کہ عشق اللہ ہو فقیر نے سر اٹھا کر
دیکھا کہا کہ او بابا سہ ارا عشق ہو یا حمزہ صاحبقران تم یہان کہان آئے ہیں یہ کہنا تھا کہ صاحبقران کو یقین
کلی ہو گیا کہ بیشک یہ صاحب کمال ہو ورنہ نہیں کیا جانتے تم کون ہو پس دوڑ کر قدمون پر سر رکھدیا ہاتھ چوم
لیے کہا کہ آج فقیر صاحب کمال دیکھا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ میری مشکل آپ سے حل ہو گی شاہ جی نے کہا
کہ بابا صاحب کمال کوئی نہیں ہو سب ہمارے میں میرا ایسی خرقہ و جبہ ہزار مکر ہو جو صاحب کمال ہوتے ہیں وہ دنیا دار
سے نہیں لپٹتے ہاتھ کو کھینچ لیتے ہیں اپنے کو مردہ جانتے ہیں زندون میں شمار نہیں کرتے بابا میں مکار ہون مجھسے
کچھ مطلب تمہارا نہ نکلے گا امیر نے کہا شاہ صاحب جبتک کہ میرا مدعا بر نہ لا ئیے گا میں آپ کے قدم نہ چھوڑونگا
شاہ جی نے کہا کہ بابا تم اپنا مطلب تو بیان کرو کیا ہو کیا منصور شاہ کی بیٹی سے تم نہایت تنگ ہوئے ہو پس
امیر بولے کہ آپ پر تو سب حال روشن ہو کوئی امر آپ سے پوشیدہ نہیں کہ تمام سردار اسیر کرکے لیگئی میں اوسکو
خنکار کے بہانے سے نکل آیا ہون لشکر میں فقط بادشاہ اسلام باقی ہیں وہ انکو رات کی نیند اور بھوک پیاس
حرام ہو شاہ جی نے کہا کہ بابا عمرو ایسا عیار تمہارے پاس تھا کیا ہوا امیر نے جو نہیں عمرو کا نام سنا چیخ مار کر
روئے اور کہا کہ شاہ صاحب اگر عمرو ہوتا تو یہ نوبت کاہکو ہوئی وہ تو میرے پاس نہیں ہو مجھسے خفا ہو کر
چلا گیا ہو شاہ جی نے کہا کہ بابا میں نے سنا ہو کہ وہ تمہارا عاشق تھا تم اسکے شیدا تھے ایسا کیا ہوا جو وہ تجھسے
بیزار ہو کر چلا گیا صاحبقران نے کہا کہ حضرت خطا میری تھی اسکا کچھ قصور نہ تھا اور تمام سرگذشت از ابتدا
تا انتہا بیان کی شاہ جی نے کہا تعجب ہو کہ جو ایسا جان نثار اور سرفروش ہو اسکی تلاش نہ کیجیے یون اُسے دل
سے بھلا دیجیے ایک مدت کے بعد آپ سے اُس سے صفائی ہوئی تھی اور پھر آپ یہ بہتان لگایا گیا پس اسکو
معلوم ہوا چلا گیا اور تمنے بے پروائی سے اسکی تلاش نہ کی اگر تلاش کرتے تو وہ ملجاتا یا کوئی اسم پڑھتے تو وہ
آپ سے آپ تمہارے پاس چلا آتا تمنے بے پروا ہو کچھ خیال نہ کیا وہ بھی تمسے جدا رہا امیر نے کہا کہ
شاہ صاحب اگر کوئی اسم ایسا ہو کہ عمرو مجھے آملے تو وہ اسم مجھے بتا دیجے کہا کہ بابا اسم میں بڑی بڑی
تاثیرین ہیں بڑی بڑی قدرتیں ہیں مردے کو زندہ کر دیتا ہو بچھڑے ہوئے کا ملنا تو کچھ بات نہیں امیر نے
کہا کہ پھر مجھکو بتا دیجے یا اپنی زبان سے تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تمسے جفاکشی ہو سکیگی اور جو
جفاکشی کروگے اذیت اٹھاؤگے اگر موافق قاعدے کے عمل میں لاؤگے تو سات دن میں عمرو تمسے آملیگا
امیر نے کہا کہ شاہ صاحب میں سب تو تین اٹھاؤنگا جفائیں کھینچونگا آپ وہ اسم جو کچھ کر فرمائیے عمل میں لاؤنگا
مجھے طریقہ اسکا تعلیم فرمائیے شاہ جی نے کہا کہ بابا تمسے ایذا اٹھائی نہ جائیگی امیر نے کہا میں قسم
کھاتا ہون عہد کرتا ہون کہ جو کچھ فرمائیے گا اُسے بجا لاؤنگا شاہ جی نے کہا کہ بابا تم بچہ ہو تو میں کہتا ہون
کہ نکو جو کا آٹا اپنے ہاتھ سے پیسنا ہوگا روٹی اسکی اپنے ہاتھ سے پکا کر بے نمک روزی سات روز تک کھانی
ہوگی اور زمین میں رات کو سونا ہوگا دوپہر دن سے شام تک اور پھر دو پہر رات گئے سے صبح تک
اسم پڑھنا ہوگا ایک مقام پر بیٹھکر اور کسی سے بات نہ کرنا جب سات روز تک یہ مشقت کروگے ایذا اٹھاؤگے

تو عمرو کو یاد سگے امیر نے کہا کہ میں نے سب منتوں کو گوارا کر لیا آپ اسم بتائیں شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسا اشتیاق
ہے تمکو عمرو کی ملاقات کا صاحبقران نے کہا کہ شاہ صاحب کیا حقیقت عمرو کی آپ سے بیان کروں اول تو عمرو
باعث میری صاحبقرانی کا ہوا اُسنے مجکو صاحبقران بنایا جس جگہ سردار میرے اور میں مشکل میں پھنسا اور
یقین ہوا کہ اب زندہ نہ بچیں گے اُسنے اُس بلا کو دفع کیا تمام میرا لشکر اور میں خود ہزار مرتبہ کا آزاد کیا ہوا اُسکا
ہوں شاہ جی نے کہا کہ بابا ایسے شخص کو کوئی بھی ناراض کرتا ہے ایسے آدمی کو تو سر کا تاج بنا کر رکھتے ہیں امیر
نے عرض کی کہ شاہ صاحب جیسا میں نے کیا ویسا ہی میں پایا ہی سزا کو پہونچا اب آپ وہ اسم بتائیں شاہ جی نے
کہا کہ وہ اسم یہ ہے یا محول الاحول اریع جاننے لے احسن الحال اسے آج ہی شروع کرو دیکھو تو سات روز میں عمرو سے
ملاقات ہوتی ہے یا نہیں اگر نہو تو میرا نام شاہ جہان گرد نہ رکھنا اور عجب رعب و دبدبہ شاہ صاحب کا تھا
کہ کوئی اُنسے بات نہ کر سکتا تھا مگر ایک فقیر سیاہ فام رومال لیے ہوئے سر پر شاہ صاحب کے ہر وقت موجود رہتا تھا
اور شاہ صاحب کو جو کچھ کام ہوتا تھا اُسی سے کہتے تھے کھانا پینا شاہ جی کا اُسی کے ہاتھ تھا الغرض صاحبقران
نے سب اپنے ساتھ والوں کو رخصت کر دیا ایک خدمتگار رکھ لیا ایک درخت بہت گنجان تھا اُسکے نیچے ساتھ
شاہ جی کے بیٹھ گئے سات روز کے کھانے کے واسطے جو اور ایک چکی ایک گھڑا پانی کا ایک آبخورہ ایک دیگچی اور
سب اسباب منگوا کر رکھا بعد اسکے امیر نے وہ جو اپنے ہاتھ سے چکی میں پیسے اور اپنے ہاتھ سے آگ سلگائی
آٹا گوندھ کر ایک روٹی پکائی دوپہر رات گئے اسم پڑھنے بیٹھے پڑھتے پڑھتے صبح ہو گئی پھر وہی جو پیسے روٹی
پکا کر کھائی دوپہر سے شام تک پھر اسم پڑھا کیے الحاصل اسی طرح سے چھ روز گذرے ساتویں دن پھر اسم
پڑھنے بیٹھے سات روز میں چکی پیستے پیستے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے ہیں روٹی پکانے سے انگلیاں جل جل گئیں
غذا نہ کھانے سے دبلے ہو گئے ہیں رنگ سیاہ ہو گیا جو بات کبھی نہ کی تھی اب وہ کرنا پڑی جو اذیت کبھی نہ
اٹھائی تھی اب وہ اٹھائی غرض قریب شام اسم تمام کیا ہاتھ باندھ کر شاہ صاحب سے کہا کہ اسم تمام ہوا اور
ابھی یار وفادار میرا نہیں ملا بس یہ کہنا تھا کہ شاہ جی دوڑ کر صاحبقران کے قدموں پر گر پڑے
اور کہا قطعہ شاہا ز کرم برمن درویش نگر ۔ بر حال من خستہ دل ریش نگر ۔ ہر چند نیم لائق بخشایش تو ۔ بر من منگر
بکرم خویش نگر ۔ امیر نے بھی شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھدیا شاہ جی تو بے اختیار رو رہے ہیں کہ رہے ہیں
کہ اب خطا میری معاف کیجیے میں وہی غلام ہوں آپکا عمرو بن امیہ ضمری میں نے عہد کیا تھا کہ جبتک حمزہ سے
سخن ایسی نہ سنونگا حمزہ سے نہ ملونگا معلوم ہوا کہ میں آپکا غلام ہوں اور آپ میرے آقا ہیں امیر یہ سنکر
قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائیں فرمایا کہ خواجہ اگر تم ہو تو صورت اصلی اپنی بناؤ اسی وقت عمرو نے پانی
منگوا کر نہایا صورت اصلی پر آیا صاحبقران کو عید ہو گئی اور وہ فقیر سیاہ فام جو ہر وقت سر پر کھڑا رہتا تھا
مہتر قران حبشی تھا وہ بھی قدمبوس ہوا اور فقیر جو تھے وہ بھی اسی سرزمین کے عیار تھے عمرو کے مرید ہو گئے
تھے انہیں عیاروں میں ایک عیار تھا مہتر بہروز نام وہ استاد تھا دختر منصور شاہ کا اسے بھی عمرو
نے مسلمان کر رکھا تھا قدموں پر صاحبقران کے گر پڑا اُسنے امیر سے عرض کیا کہ شہریار آپ منتظر ہیں شاہزادی
ہوں دختر منصور شاہ نے ایک جا سرداروں کو اسیر کر کے قید کیا ہے میں آپ کو قلعہ میں لیجاؤنگا آپ
خاطر جمع رکھیں امیر نے فرمایا اب مجھے خدا کی عنایت سے کچھ اندیشہ نہیں عمرو سا شخص میرے پاس موجود
ہے غرض عمرو نے سب اسباب بھیس کے نذر فقیر کیا اور ساتھ حمزہ صاحبقران کے لشکر میں آیا

دوڑتا تھا اور عمرو سے لپٹتا تھا غل تھا کہ عمرو آیا چہار طرف سے لوگ دوڑے آتے تھے جو دیکھتا تھا کہتا تھا
کہ اب کیا پروا ہے ایسی عیار یہاں سے گرفتار ہو جا بلکہ جس لشکر ظفر اثر میں پہونچا بادشاہ کو خبر ہوئی کہ صاحبقران
عمرو کو لیے آتے ہیں از حد اشتیاق ہوا کہ دروازہ بارگاہ پر آ کھڑے ہوئے کہ عمرو آ پہونچا سلام کیا
قدموں سے لپٹا بادشاہ نے سر چھاتی سے لگایا اندر بارگاہ کے لائے حال پوچھا صاحبقران نے ہاتھ
کے جتنے انگلیاں جلی ہوئیں دکھائیں عمرو نے کہا او شہریار جب جتنی اتنی محنت لے لی اسوقت اپنے تئیں ظاہر
کیا بادشاہ نے عمرو کو خلعت دیا امیر کو ایسی خوشی ہوئی کہ سرداروں کی گرفتاری کا رنج بھول گیا ہر خواہ میں جنگ
میں سے تصدق چلا آتا ہے عمرو جا کر دو پہرے رہا ہر کہ میں تمہارے فرزندوں کو چھڑا کے لاتا ہوں اسی کیفیت
میں دو دن بسر ہوئے تیسرے دن عمرو نے عرض کیا کہ او شہریار میں اب قلعہ لینے اور سرداروں کی رہائی
کو جاتا ہوں امیر نے فرمایا خواجہ میں تمہارے ساتھ ہوں بادشاہ نے کہا ہم بھی چلیں گے غرض ایک سات
آدمی ساتھ ہوئے عمرو یہاں سے روانہ ہوا رات کا وقت تھا ہر ایک چست و چالاک تھا ہر ایک سپاہی
جس کی کا تختہ بنا ہوا تھا آہستے آہستے قریب قلعے کے پہونچے گرد قلعے کے پھرنے لگے راستہ قلعے کے اندر جانے کا
ڈھونڈھنے لگے پھرتے پھرتے ایک برج کے پاس پہونچے دیکھا کہ ایک مرد افیونی پہرے پر بیٹھا ہے کبھی اونگھ
جاتا ہے کبھی ہوشیار ہو جاتا ہے عمرو نے کیا کام کیا کہ جب وہ پلک میں جنے آنکھیں بند کرکے جھکا عمرو نے حلقہ
کمند کا کشادہ کرکے برج پر پھینکا اور جھٹکا دیا کہ وہ نیچے آگیا عمرو نے اوس افیونی کا گلا دبایا کہ دم اسکا خارج ہو کر
نکل گیا اسکو عمرو نے خندق میں ڈالدیا اور صاحبقران بادشاہ اسلام معتبر قران مقبل سرہنگ کی معتبر
پروین ان سب کو اوپر برج پر چڑھایا برج سے نیچے اوترے پروین سے کہا کہ تم اب خوابگاہ میں کفار کی پہلو
کر دو یہاں کے واقف کار ہو اسنے کہا چلیے و کمندوں کو ساتھ لیے ہوئے وہاں آیا جہاں سب کفار مست پڑے
ہیں رات کوئی پہر بھر گئی ہوئی ہے پروین اوس مکان کی پشت پر سے کمند مار کر چلے آپ چڑھا پھر ان سبھوں کو
بلایا بالاے بام لیکر آیا دیکھا کہ نیچے ایک بارہ دری عالیشان ہے اسکے صحن میں فرش ہو لگا منصور رشاہ اور
کفار فرما بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے وہ عیار بچی بیٹی منصور رشاہ کی جام ہر ایک کو پلا رہی ہے اور بختیارک نے
جو سنا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری پھر لشکر اسلام میں داخل ہوا فلک کو گالیان دے رہا ہے کہ اے فلک بے پروا
ستاربان زادہ آیا ہے ابھی تو میں دم بھی اچھی طرح نہ لینے پایا تھا کہ پھر تو نے ملک الموت کو بھیجا پاسے ہے کیا
ہوا اتنی عیاری سے کہا کہ ملک جی تم کیوں عمرو کے آنے سے آزردہ ہو وہ آیا تو خوب ہوا میں دیکھنا اسکو کیونکر
گرفتار کرتی ہوں بختیارک بولا کہ صاحب تم نے عمرو کا نام فقط سنا ہے دیکھا نہیں وہ بلاے روزگار اور آفت
زمانہ ہے اے اور کسی عیار سے کیا نسبت منصور رشاہ نے کہا کہ ملک جی تم عمرو کو میری بیٹی سے مقابل کرتے ہو
اسکی کیا حقیقت ہے اسکے سامنے بختیارک نے کہا آپ سے ابھی پالا نہیں پڑا اور اُنکا ذکر بیان ہو رہا ہے
وہ یہاں موجود ہونگے منصور رشاہ یہ سنکر بہت ہنسا بختیارک بولا پھر معلوم ہو جائیگا اور بختیارک کو خیال ہوا
کہ تو پوشیدہ کوٹھے پر چلکر دیکھو تو بس یہاں سے بولا کہ شاہ اور ایلچے کو کوٹھے پر جا کر دیکھیں کہیں کوئی معلوم ہوتا
ہے یا نہیں عمرو نے بختیارک کو آتے ہوئے دیکھا سب کو پوشیدہ کر دیا اور آپ بختیارک کی پشت پر سے
ہو کر سامنے آیا بختیارک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا چلا آتا تھا کہ عمرو نے سلام کیا اور کہا کہ ملک جی اچھی طرح
رہے ہو کہو حال بھول گئے بختیارک نے جو عمرو کو دیکھا جان نکل گئی اور دو قدم ہٹ کر گر پڑا اور بولا کہ پیر و مرشد

کہ اسد بن کرب غازی خورشید ستارہ دیدہ ست کی بہن پر عاشق ہے ہر شب اُس سے جا کر صحبت رہتی ہے
کو چلا آتا ہے قضا سے کار اتفاقات روزگار ملکہ کی دایہ اور ناہید چنگی ساز نے جو یہ حال دیکھا دو چار دن تو چپ رہیں جب
دیکھا انھوں نے کہ ملکہ عشق میں اس دیوانے کے دیوانی ہو رہی ہے اور کوئی شب ایسی نہیں ہوتی کہ اسد اُسکے پاس
نہ آتا ہو بس ان دونوں نے باہم صلاح کی کہ ایک دن اختران شاہ اور خورشید کو ضرور اسکی خبر ہوگی ہمارے
واسطے خرابی ہوگی بہتر ہے کہ ہم خود جا کر خورشید کو خبر کریں دوپہر کے وقت دن کو یہ خورشید کی خوابگاہ میں
آئیں خورشید کھانا کھا کر پلنگ پر بیٹھا ہے کہ ان دونوں کو جو دیکھا اُٹھ بیٹھا دونوں نے سلام کیا ہاتھ باندھ کر
کھڑی ہو گئیں خورشید نے پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ خلوت میں عرض کریں گے خورشید نے سب کو ہٹا دیا
اُسوقت ان دونوں نے ذکر اسد اور پیکر بانو کی محبت کا بیان کیا خورشید نے کہا کہ اسد نہ ہوگا
کوئی اور ہوگا ان دونوں نے سب پتے ٹھیک ٹھیک دیے خورشید بولا اچھا جسوقت اسد آکر پیکر بانو
کے پاس بیٹھے تو تم اُسوقت آکر مجھے خبر دینا کہ میں اُسکے گرفتار کرنے کی تدبیر کروں دونوں نے عرض کی بہت
اچھا اب وہ تو چلی گئیں مگر خورشید کی یہ حالت ہے کہ آتش غضب کا نون سینہ میں مشتعل ہے دود بد دماغی دماغ جان
سے اٹھ رہا ہے عجب حالت ہے دل میں کہتا ہے ای خورشید اس دیوانے نے کیا کیا دوستی اور اتحاد پر خاک
ڈالی کچھ اسکو خیال ہماری محبت کا نہ رہا خیر کیا مضائقہ ہے سمجھا جائیگا مگر یہاں اسد بن کرب غازی وقت
معین پر ملکہ کے پاس چلا ضرغام شیر دل ساتھ ساتھ ہے اس سے کہتا چلا آتا ہے کہ آج میں ملکہ پاس چلتا
ہوں ضرغام خبر کے واسطے روانہ ہوا اسد ملکہ کے پاس آیا ملکہ دوڑ کر لپٹ گئی لاکر مسند پر بٹھایا اور کہا کہ
شہریار اسوقت طبیعت میری گھبراتی ہے اسد بولا ملکہ میری بھی یہی حالت ہے ملکہ نے کہا کہ صاحب پھر کیا ہوا
اسد بولا کہ تم اپنے لوگوں کو تو دیکھو سب یہاں موجود ہیں یا کوئی نہیں ہے تلاش جو کی تو ملکہ کی دایہ اور
ناہید چنگی کو نہ پایا پوچھا کہ کہاں گئی ہیں ایک نے عرض کیا کہ بلاؤں کل دوپہر کو بھی وہ کہیں چلی
گئی تھیں اور آج بھی گئی ہیں اسد نے کہا کہ ملکہ ان دونوں نے جا کر خورشید سے سب حال بیان
کر دیا اب بہر خورشید یہاں آتا ہوگا تم جلد تیاری کرو کہ ضرغام شیر دل پہونچا عرض کیا کہ
شہریار ہوشیار رہیے خورشید آتا ہے اسد اُسی وقت ملکہ کو اپنے گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگا کہ خورشید
اکیلا تو اپنا سر کھائیگا مجھے کہاں پائیگا اور ضرغام اسکی وزیرزادی کو کاندھے پر سوار کرکے بھاگا جب اسد
جا چکا تو اسکے دو گھڑی کے بعد خورشید آیا چاروں طرف سے اس کوہ کو گھیر لیا آپ اکیلا پاؤں سے اوپر
چڑھا اندر خیمے کے گھسا اسد اور پیکر بانو کو نہ دیکھا نہ اسد نظر آیا نہ پیکر بانو تھا مگر وہ دونوں کیا
پوچھا کہ پیکر بانو کہاں ہے انھوں نے عرض کیا کہ کوئی ساعت بھر ہوئی کہ اسد انکو لیگیا خورشید
یہ سنکر تلوار کھینچکر اندر پہونچا اور کہا کہ تم بتاؤ پیکر بانو کو اسد لے گیا اور تم دیکھا کیں بس دو چار کو قتل
کیا اور ایک انمیں سے بولی کہ بلاؤں ہم سب مار ڈالنے کے لائق ہیں آپ سب کو حلال کیجیے مگر
ہماری خطائیں پہلے ثابت کر لیجیے اسی اثنا میں اختران شاہ بھی پیچھے پیچھے خورشید کے آپہونچا
دیکھا کہ شمشیر برہنہ خورشید کے ہاتھ میں ہے کئی لاشیں پڑی ہوئی ہیں اختران شاہ خورشید سے لپٹ
گیا اور کہا کہ بابا انکے قتل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا اپنے غصہ نہ کرو اور کوئی تدبیر کرو کہ پیکر بانو ہاتھ
لگے کہ وہ دیوانہ ملجائے اور یہ بدنامی مٹے خورشید اپنی بارگاہ میں آیا دنگل پر بٹھا دیر کو بلا کہا کہ تم

نورالدہر کو کہ اُسنے ایسی حرکت کی ہی نامے کو دیکھتے ہی بیکر بانو کو اور اسی دیوانے کو باندھکر میرے پاس بھیجدو
اور اگر نہ بھیجوگے تو مین سر میدان اس دیوانے کو مارکر اپنی بہن کو چھین لونگا دبیر نے اس مضمون کا نامہ
لکھکر تیار کیا خورشید نے کوکب عیار کو دیا اور کہا کہ تو جاکر یہ نامہ نورالدہر کے ہاتھ مین دینا اور
جواب اسکا لے آنا کوکب نامہ لیکر روانہ ہوا ادھر اسد بن کرب غازی ملکہ بیکر بانو کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے داخل خیمہ ہوا رات بھر عیش و آرام مین بسر کی صبح کو نماز پڑھکر خدمت نورالدہر مین آنے کا
ارادہ کرکے ملکہ کو پلنگ پر سلادیا اور آپ خندہ جبین بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بادشاہ اسلام کو سلام
کیا نورالدہر کو مجرا کرکے دو زانو بیٹھا نورالدہر نے جو دیکھا کہ اسد کی آنکھون مین نیند بھری ہوئی ہی رات کا
جاگا ہوا ہی کہا کہ ای اسد ہم تمہین ہرچند سمجھاتے ہین تم اپنی باتون سے باز نہین آتے تمہین دوسرے کا پاس
ہی نہ برادری کا دھیان ہی آج معلوم ہوتا ہی کہ تم رات بھر جاگے ہو اسد بولا بھائی صاحب رات بھر
جاگنا کیسا آج مین فیصلہ کر آیا کہا ابھی کیا فیصلہ کر آئے اسد بتلا کہ خورشید کی بہن کو لے آیا خورشید کو
خبر ہوگئی ہوگی جبھی تو چلا تھا کہ بیکر بانو کو قتل کرون مین اسے لے آیا نورالدہر نے پوچھا کہ بیکر بانو کہان ہی
کہا کہ میرے خیمے مین ہی اور بھائی صاحب اسے کوئی لے جا نہین سکتا کیا مجال جو کوئی اسکی طرف دیکھ سکے
نورالدہر یہ سنکر چپ ہورہا اتنا تو کہا کہ افسوس دوستی خورشید کی مبدل بعداوت سے ہوگئی یہ باتین
ہین کہ عیار خورشید کا نامہ لیے ہوئے آیا اور شاہزادہ نورالدہر کے دیا شاہزادے نے
اسے کھولکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اسی وقت اسد کو آگاہ کیا کہا کہ ای کوکب مین تمہارے ساتھ چلتا ہون
جواب اسکا خورشید کو وہین جاکر دونگا اسد نے کہا بھائی صاحب آپکی پابوسی جانے سے حاصل کیا ہی آپ
آپ فیل جنگ پر اگر میدان مین آئے دیکھیے مین کیا حالت کرتا ہون نورالدہر نے کہا ای اسد
مین اسواسطے جاتا ہون کہ صلح ہوجائے تو خوب ہو ورنہ جنگ و جدل سے کون ڈرتا ہی اب تو یک بات
لتے ہوگئی کیا کیجیے یہ کہکر بارگاہ سے باہر آیا سب سردار ساتھ اٹھے نورالدہر نے سبھون کو کہ صاحبو مین
کسی سے لڑنے نہین جاتا ہون تم سب میرے ساتھ اٹھے ہو جاؤ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو کوئی میرے ساتھ نہ آؤ
یہ سب تو وہین رہے نورالدہر سوار ہوکر یکہ و تنہا روانہ ہوا کوکب نے آگے بڑھکر خورشید کو خبر دی
کہ نورالدہر اکیلا آتا ہی خورشید ایسا خشمناک تھا کہ استقبال کو بھی نہ اُٹھا جب شاہزادہ نورالدہر
بارگاہ کے داخل ہوا خورشید تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑا ہوا اور لاکر مسند پر بٹھا لیا اسباب دعوت مہیا کیا ساقی
نے جام شراب کا دیا شاہزادے نے پیا اور کہا کہ ای خورشید تم خشمناک کیون ہو کیا ہوا یہ نامہ کیسا ہے
خورشید بولا آپ تو اجنبی بنتے ہین گویا اس معاملے سے واقف ہی نہین آجکل جو حرکت کہ اسد نے کی کیا
آپ نہین جانتے نورالدہر نے کہا ای خورشید قسم ہی مجھے اپنے دین کی کہ مین نے جب سے سنا ہی اسد
کو روز منع کرتا ہون کہ ای کمبخت تو نے خورشید سے بگاڑنی بھلی ہی بھائی کا چارہ کیا ہی اس حرکت سے باز آ
وہ دیوانہ کب کہنا کسیکا سنتا ہی آخر کار بیکر بانو کو لے آیا بہتری تو تھی اپنے سودائی پنے سے باز نہ رہا
اب تم میری طرف دیکھو اس معاملہ کو یون کرو کہ بیکر بانو کو اُسکے ساتھ منسوب کردو مین بڑا ہی
کبھی نہین ہی اور بھائی حسب و نسب مین اسد کسی طرح سے کم نہین ہی باپ اسکا ذی عزت ماں اسکی
صاحبقران کی بیٹی خورشید نے یہ سنکر کہا کہ ای شاہزادہ نورالدہر جو زمانے مین ہی اسکو اپنے نام کا

پاس ہو اپنی حرمت کا خیال ہو اگر آپ پہلے سے کہتے کہ اسد کے ساتھ پیکر بانو کو منسوب کردو تو مضائقہ نہ تھا
کس واسطے کہ جب یہ رسوائی نہ ہوئی تھی اور ایسی حرکت ناشائستہ اسد کی نہ تھی خیر اگر آپ چاہتے ہیں کہ میرے
آپ سے ملاقات رہے تو لازم یہ ہے کہ اسد کو مع پیکر بانو میرے پاس بھجوا دیجیے اور اگر اسد کو نہ بھیجیے
تو اُس گیسو بریدہ پیکر بانو کو تو میرے حوالے کیجیے کہ وہ میری بہن ہے میں جو چاہوں وہ کروں اور اگر نہ
دیجیے گا تو میں اسد کو زندہ نہ چھوڑوں گا نور الدہر نے کہا کہ اے خورشید جو کچھ ہوا سو ہوا الاشیٰ لا یعود گذشت
را صلوٰت ابھی اس معاملہ کو ایک آدمی نے سنا ہے مشتہر نہیں ہوا بہتر یہ ہے کہ تو پیکر بانو کو اسد کے ساتھ منسوب
کردو آخر تم کسی کے ساتھ کرتے یا گھر میں بٹھا رکھتے اور اگر تم اس امر کو کروگے تو یہ احسان مجھ پر ہوگا ورنہ
تمھیں اختیار ہے اور کیا طاقت کسی کی اسد کو میرے ہوتے قتل کرسکے اور پیکر بانو بھی اسلام لے آئی ہے
ہم کیونکر اب تمھارے پاس اُسے بھیجیں خورشید نے کہا کہ اچھی بات ہے کہ اسد نے اسکے ناموس میں
خلل انداز ہوا اور آپ اُسکی طرفداری کریں پس ان کلموں سے معلوم ہوا کہ اسد نے آپ ہی کے بھروسے
پر یہ حرکت کی ہے اور آپکو خود فساد منظور ہے خیر سمجھ لیا جائیگا نور الدہر نے کہا کہ میں فقط اسواسطے آیا تھا
کہ یہ شر رفع ہو جاوے فتنہ میں جو اتحاد ہے اسمیں فرق نہ آوے اگر تم مستعد جنگ ہو تو بسم اللہ بجواؤ طبل جنگ
خورشید نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نور الدہر وہاں سے لشکر میں آیا اسد نے کہا کہ بھائی صاحب
فرمائیے آپ تشریف لے گئے تھے آفتاب کا کچھ نفع ہوا اسنے آپ کا کہنا مانا میں کہتا تھا کہ آپ نہ جائیے
نور الدہر بولا میرا کیا بگڑا اب اسنے طبل جنگ بجوایا ہے کل صبح کو معلوم ہو جائیگا اور حکم کیا کہ ہمارے یہاں
بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑے القصہ رات بھر طرفین میں تیاری رہی بوقت الصباح دونوں لشکر میدان میں
آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیبوں نے بلند آواز پکارے کون ایسا بہادر ہو کہ نکلے میدان میں خورشید چاہتا تھا کہ
مرکب اٹھائے کہ جانب صحرا سے گرد تیرہ و تار اٹھی ہرکارے خبر لے اسکے تینوں لشکروں میں سے روانہ ہوئے
مگر گرد جب قریب آئی اور شق ہوئی تو سو علم نشان لاکھ سوار کا نمودار ہوا تمام علم آفتاب پیکر تھے پھریروں
پر تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی بعد اسکے ہمتالین شترنالیں پیدلوں کے غول کے غول ڈھلفری کی آواز بلند
تھا عبرداروں کے غول بعد اسکے ایک اژدر آتش فشاں پچاس ایرج کا قلابہ آتشیں منہ سے چھوڑتا ہوا نمودار ہوا
بعد اسکے دیکھا کہ زیر آفتاب پرستان فلک کردہ بیر قطب دوران ایرج نوجوان زیر سایۂ علم آفتاب پیکر مرکب بحری پیکر
پر سوار پس پشت نیلم شاہ بالائے تخت زرنگار سوار ہے جو خورشید دیا میں طرف فولاد و شمشیر زن لاکھ سوار
کی جمعیت سے دکھائی دیا لشکر آفتاب پرستاں میں غل ہوا کہ ایرج صاحبقران آیا ہے شاپور دوڑ کر قدموں پر گرا ایرج
نے اگر مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا ملکوت شاہ مشتاق تھا پھر تو ہر ایک سوار دوڑ دوڑ کر ایرج کے قدموں پر گرا ایرج
نے سب کو گلے سے لگایا بلطف پیش آیا لیکن ایرج نے جو لشکر دو کو میدان میں صف آرا دیکھا پوچھا کہ یہ
کس سے مقابلہ ہو دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ نور الدہر اور خورشید سے ہے ایرج نے کہا کہ انکی
تو آپس میں بڑی محبت تھی اسد نے خورشید سے بگڑی بدلی تھی یا کیسی عداوت ہو گئی یہ کیا ہوا مالک
بن ملکوت شاہ نے کہا کہ وہ دیوانہ تو بڑا مفسد ہے خورشید کی بہن کو عاشق ہو کر لے بھاگا میا حرف نزلوت
ہوا ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا کہ لشکر ہو نیز منظر ہے کہ انمیں باہم نفیش ہو گئی مگر ایرج کی آمد میں وہ تمام ہوگیا
تھا طبل آسائش بجا اور دونوں لشکر پھر گئے ایرج سوار ہو کر لشکر خورشید کو روانہ ہوا جب قریب پہونچا خورشید نے

سنا کہ ایرج آتا ہے استقبال کیواسطے نکلا ایرج کو سلام کیا گھوڑے پر سے اتارا ہاتھ پکڑ کر اندر خیمے کے لا بٹھایا
سامان دعوت مہیا کیا آپ بھی پاس بیٹھا خورشید نے حال زخم کا پوچھا کہا اچھے ہو گئے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی
بیان کی اور کہا کہ بھائی خورشید تجھے [illegible] اسلامی لوگ ایسے نابکار ہیں [illegible] کہ نور الدہر غضب کا ہے اور [illegible]
لڑنے کا ہے خدا اسکی شر سے بچائے میرا تو ناک میں دم ہے اسکے ہاتھ سے خورشید بولا بھائی میں اب اس کو لڑنے
کو زندہ نہ چھوڑونگا ایرج نے کہا ای خورشید دیو زنہار ابھی تجھے پالا نہیں پڑا ہے مجھکو ایک عرصہ ہو چکا ہے دیکھے
ہوئے اول تو نور الدہر اسے میدان میں نکلنے کا ہے دیگا اور جو وہ دیوانہ آئیگا تو آفت ڈھائیگا خورشید
نے کہا کہ بھاگ جائیگا ایرج بولا کہ اب بھی تجھے بھائی چارہ ہو جانے خورشید بولا کہ میں کیا تیرے باہر ہوں
زبان سے جو کہا سو کہا تمام جسم میں جو کچھ ہے زبان ہے غرض ایرج نے خورشید سے کہا کہ کل ہمارے یہاں
تمہاری دعوت ہے خورشید نے کہا کہ اچھا بس ایرج رخصت لیکر چلا گیا اپنے خیمے میں کھانا کھا کر سو رہا صبح
کو جاتے خورشید کی دعوت کی تیاری کا حکم دیا دن بھر تیاری رہی شام کو خورشید [illegible] کی صحبت [illegible] کھانا
کھایا آتشبازی چھوڑوائی رات بھر بیدار رہے صبح کو خورشید جو رخصت ہونے لگا ایرج سے کہا کہ کل ہمارے
یہاں آپکی دعوت ہے ایرج نے کہا قبول ہے لیکن عمر غام خیر دل نے یہ خبر اسد کو دی کہ کل ایرج نے خورشید
کی دعوت کی تھی آج خورشید نے ایرج کی ضیافت کی ہے اسد نے کہا خیر ان دونوں پاجیوں کو درست کرتا ہوں
کہاں جاتے ہیں میرے ہاتھ سے اور کہا کہ شیر رنگ لاؤ ہمارا لباس [illegible] ساتھ لاکر رکھدی
اسد نے عبا باندھی گلے میں پہنی کمند بازو پہ باندھی گوپھن سر سے لپیٹا سپر تلوار بغل میں ڈالی سیاہ و دغا سے
کا بھیس بنا عمر غام کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور آیا لشکر خورشید میں دیکھا کہ [illegible] عجب عالم سے
زمین فلک انجم معلوم ہوتی ہے آتشبازی انواع طرح کی چھٹ رہی ہے اور فرش تمامی کا کیا ہوا ہے زربفت کا
تکیہ لگا ہوا اسکے بیچ مسند پہ ایرج بیٹھا ہے اور ایک طرف خورشید بیٹھا ہے ایرج کے رفیق بھی بیٹھے ہیں
اسد دیکھکر جل گیا عمر غام سے کہا کہ دیکھو اس ستارہ پرست کو مزا دیتا ہوں اسی وقت ایک ساقی پسری
صورت بنکر جام و صراحی ہاتھ میں لیکر صحبت میں آیا اور وہ جو ساقی شراب پلا رہا تھا اس سے کہا کہ تم تھک
گئے ہو جاؤ آرام کرو اب ہم پلائینگے اسے غنیمت جانا چلا گیا اسد نے جام بھر کے خورشید کے ہاتھ میں
دیا اور کہا او ستارہ پرست پہچانے مجھے [illegible] اس بزم میں [illegible] بیٹھا ہے میں اسد بن کرب غازی
ہوں تجھکو میں سے بچنے دونگا یہ کہکر خنجر مارا خورشید نے ہاتھ پر روکا تھا کہ ہتھیلی کو توڑ کر باہر نکل گیا خورشید
سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ایک خنجر اور مارا وہ اسکی ران پر پڑا کہ خورشید بیہوش ہو کر گر پڑا غل ہوا کہ اسد نے
خورشید کو مارا ایرج ادھر سے دوڑا اسد بھاگ کر صحبت سے باہر آیا اور بیٹھ گھوڑے پر روانہ ہوا
یہاں ایرج نے جراح کو بلوایا زخم میں ٹانکے لگوائے صبح ہوتے خورشید کو ہوش آیا ایرج نے کہا دیکھا
تم نے اس [illegible] کی چالاکی کو خورشید بولا ہاں وہ مجھکو مار چکا تھا ایرج نے کہا خیر اب کہاں جائیگا
ہمارے ہاتھ سے غرض ایرج سوار ہو کے اپنے لشکر کو گیا ادھر اخبار نور الدہر کو پہونچا اسد سے کہا
کہ میاں یہ کیا حرکت تمنے کی کہ بھائی صاحب مجھے تاب نہ آئی کہ ایرج نے اس ہاتھ سے ایسی صحبت کی ہو کہ
اسکو بیچ میں لیکر بیٹھا ہو اور میں نے مار کر خنجر مارا تھا زندگی تھی کہ بچ گیا اسکی بدقسمتی تو آپ بظاہر میں
شاہزادہ نور الدہر نے [illegible] تحفہ [illegible] اور سعد [illegible] عالم ہوا ہم سوا ے

کہا کہ جاؤ طبل اور پروین مختار اعافظ دگمبان ہو خورشید مرکب باد وش کو چمکا کر میدان میں آیا بہت خوب کشوری
کی برچھی ہلایا مرکب کو کاوے پر لگایا پھر مبارز طلب کیا سعد عدنی لشکر نور الدہر سے نکلا اور ہرمز تاجدار سے
رخصت کارزار لیکر میدان میں آیا خورشید کا مقابلہ کیا بعد جنگ ورزی دونوں میں نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ
سعد کا ہوائی کیا سعد عدنی نے تلوار ماری خورشید نے وار اسکا رد کر کے بائیں ہاتھ تلوار کا مارا تا دو ہمہ و اُسکا
یا سعد نے دستانہ مارا ... نکل گئی سر سے خون کا دریا جاری ہوا سعد بیہوش ہو گیا خورشید نے جھک کر پھر
مبارز طلب کیا بکر بن اسلم لشکر سے نکلا وہ بھی خورشید کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسیطرح خورشید نے شام تک
سات جوانوں کو زخمی کیا تین بہادروں کو جان سے مارا طبل بازگشت بجا کر خورشید نے لشکر اپنی فرودگاہ کی
طرف پھیر گیا داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر خورشید مسند پر جلوہ نما ہوا دور جام سے
گردش میں آیا جب نشہ شراب میں چور ہوا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا اور کہا کہ کل صبح نور الدہر کو سزا پہونچا
ہوا بنام خورشید در کما فور نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر دوڑے ادھر نور الدہر زخمیوں
کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ میں آئے جراحوں کو بلوا کر سب کے ٹانکے دلوائے مرہم کی پٹیاں چڑھائیں علاج ہونے
لگا کہ ہرکاروں نے آکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ ادھر لشکر میں طبل جنگ بجا ہے شاہزادہ نور الدہر نے
فرمایا کہ بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر میں کوس حربی بجے بموجب حکم شاہزادہ والا قدر نقارہ رزمی پر چوب پڑی
رات بھر سامان جنگ و جدال بدستور سابق ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ آرا صف برد ہوئے بعد آراستگی صفوف
جدال و قتال چاوش نقیب ... ہٹ گئے خورشید مرکب باد صرصر کو چمکا کر میدان میں آیا مبارز طلب ہوا سب
منتظر تھے کہ دیکھیے آج کون مقابلے کو ادھر سے نکلتا ہے یکایک طور بن اطلس ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر
میدان میں آیا بعد تگادو اور آمنے سامنے کے نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا طور نے تلوار ماری
خورشید نے تلوار کو خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار سر پر پڑی تا ابرو اُتر گئی طور زخمدار ہو کر بیہوش
ہو گیا خورشید نے پھر مبارز طلبی کی اسی طرح تا شام خورشید نے کئی سردار زخمی کیے اور طبل بازگشت
بجا کر پھر آواز دی ای سرداران لشکر نور الدہر کیا بنا کر کل سوائے نور الدہر کے کوئی میرے
مقابلے کو نہ آئے عرض کر پھر کر خورشید اپنے خیمے میں آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر دور شراب خواری
میں مشغول ہوا جب نشہ شراب سے دماغ گرم ہوا پھر طبل جنگ بجوایا ادھر نور الدہر زخمیوں کو لیکر بارگاہ
میں داخل ہوئے زخمیوں کا علاج کیا ہرکاروں نے پھر خبر دی کہ طبل جنگ ادھر بج رہا ہے نور الدہر نے
بھی حکم دیا ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑے جانبین میں تیاری جنگ و جدال اور سامان حرب و ضرب
میدان کشتال رات بھر ہوا کیا صبح کو تینوں لشکر معرکہ جنگ میں آئے میدان آراستہ ہوا ہر طرف صفیں برابر ہے
اپنے اپنے مقام پر علم گنبین نشان لشکر کے چھر پر سے کھلے صدا سے زیر و بم بلند ہوئی نقیب صفوں سے نکل کر بیت
مردانہ وار کرنے لگے دل بہادروں کے بڑھانے لگے کو کیتوں سے کڑکا کیا بعد اُسکے خورشید مرکب کو کدا کر
میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا سب نگران تھے کہ دیکھیے آج کون مقابلہ خورشید کو آتا ہے یکایک طبل ماسے
لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے افسران فوج کی سلامی ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان عالیشان مرکب پر
بیٹھکر چتر سر سامنے ہرمز تاجدار عالیوقار ہوکے آئے اور اجازت میدان طلب کی ہرمز تاجدار نے ...
پروردگار کیا نور الدہر سلام کرکے عازم کارزار صبحد قار ہوئے خورشید مرکب کو ... کر تگا ور ...

پہونچکر سپر سے سپر لڑی مرکب گردبد ہوگئے مرکب خورشید کا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور مرکب شاہزادہ نورالدہر
کا دو قدم پسپا ہوا شاہزادہ نورالدہر نے بعد خشم و قہر خورشید سے کہا کہ تمنے ہمارا نشانہ تانا بستہ کیا خورشید
نے کہا کہ واہ واہ بقول عاقلان دل برخاستہ عذر بسیار ہم لوگوں سے خدا محفوظ رکھے جیسا تم لوگوں کو اچھا جانتا
تھا ویسا ہی تمنے سلوک کیا خیر اسکا عوض نہ لیا ہو تو نام اپنا خورشید نہ رکھا ہو نورالدہر نے فرمایا جو کچھ تجھسے
ہو سکے کرنا خورشید نے پیچھے ہٹکر نیزہ مارا نورالدہر نے نیزے پر نیزے کو روکا نیزہ بازی ہونے لگی بہادر کہ
دستانہ ہائے نیزہ دونون کی بیکار ہو گئین نیزے ہاتھون سے پھینک دیئے دونون نے گرز گران اٹھائے چوٹین
چلنے لگین خورشید نے جو گرز مارا نورالدہر نے گرز کو گرز پر روکا گھوڑا گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گیا شاہزادہ
نورالدہر نے بعد دعا بانگ لا لیکر ایک تیغ کاری مرکب کو بتائی گھوڑا اچھلکر نکلا نورالدہر نے بڑھکر گرز کا وار کیا
خورشید نے گرز کو روکا بار گرز گران سے مرکب خورشید تا کمر زمین مین دھنس گیا گرد اڑی میدان بند تیرہ و تار
ہو گیا غرضکہ خورشید نے مرکب کو بکوشش تمام زمین سے نکالا اور تلوار کھینچکر وار نورالدہر پر کیا شاہزادہ
نورالدہر نے بکمال ہنر سپر پہ تلوار روک کر ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا مارا تلوار نے سپر خورشید کو کاٹ کر تا در
ابرو پہونچکر مقام کیا خورشید نے فوراً دستانہ مارا تلوار جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی منہ پر آپڑی خورشید غش
کھا کر گھوڑے پر جھومنے لگا لوگون نے آکر خورشید کو سنبھالا طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنے اپنے مقام پر پہونچے
خورشید خیمے مین آیا جراح نے زخم مین ٹانکے دیئے پٹی مرہم کی چڑھائی اسی اثنا مین ایرج واسطے عیادت
خورشید کے آیا اور کہا کہ کل مین اس سے مقابلہ کر کے تمہارا عوض لونگا خورشید نے کہا کہ دل تو یہ چاہتا تھا کہ
مین اچھا ہو کر نورالدہر سے مقابلہ کرتا مگر خیر کل تمہین مقابلہ کر لو ایرج یہ سنکر اپنے خیمے مین آیا اور طبل جنگ بجوایا
ادھر شاہزادہ نورالدہر جو بارگاہ مین آئے سلاح جنگ کھولے پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے
لوگون نے عرض کیا کہ حضور طماس بن عنقوتیل دیو بہت بیمار ہے گرایک اختر شناس نے کہا کہ آب و ہوا
یہان کی طماس کو مضر ہوئی اگر مناسب ہو طماس کو بمنزلہ گلستان کی طرف روانہ کیجئے نورالدہر نے اسیوقت طماس
کو رخصت کر کے روانہ کیا ہرکارون نے خبر دی کہ طبل جنگ لشکر ایرج مین بجا نورالدہر نے بھی حکم دیا ادھر
بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا رات بھر جانبین مین سامان جنگ و جدال رہا صبح کو تینون لشکر عرصہ کارزار
مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرنے لگے کیت کہنے لگے علمہائے لشکر اسلام جلوہ گر ہوئے
پھریرے کھل گئے پرچم چمک کر خورشید کی ضیاباری دکھانے لگے ناظرین والاتمکین کو واضح ہو کہ یہ معرکہ
اور یہ مقابلہ ایرج و نورالدہر کا بعد ایک مدت دراز کے ہوا ہے جس جنگ و جدال کا اشتیاق شائقین
کو بکمال درجہ تھا ہر ایک کو یہ خیال ہے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے الغرض ایرج مالک بن ملکوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور نعرہ کیا منم نبیرۂ آفتاب پرستان لشکر کردہ پیر قطب دوران نعرہ
ایرج شعر ملک ایرج آن آفتاب سپہر نظر کردہ قطب دوران سپہر بعد مشتوری کے مبارز طلبی کی
ادھر سے شاہزادہ نورالدہر بعد خشم و قہر مرزا جدار سے اجازت کارزار لیکے میدان مین آئے اور
بمقابلہ ایرج نعرہ زن ہوئے نعرہ نورالدہر نبیرہ حمزہ صاحبقران بخشم و قہر ستارہ چشم شاہزادہ دوران
نیزہ چلنے لگا نیزہ بازی ہوئی سپر سے سپر لڑی دونون گھوڑے گردبد ہوئے ایرج کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا مرکب
نورالدہر دو قدم پسپا ہوا بعد اسکے نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک کہ نیزے بیکار ہوگئے

کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں صحبت رقص گرم ہو سامان اور شور سے قلعہ ہلنے لگا ہے ہیں صرغام عیار دربار
جب دربار برخاست ہوا سب اپنی اپنی خوابگاہ پر آئے ایرج بھی اٹھکر آرامگاہ میں آیا بعد خاصہ نوش کر کے
کے سو رہا شاپور خیردل بھی جو کی پہرے درست کر کے جاکر سو رہا صرغام گرد خیمے کے پھر رہا ہے موقع گھات
کا ڈھونڈھ رہا ہے پشت پر خیمے کی آیا دیکھا کہ مستری بیٹھے گنجفہ کھیل رہے ہیں کہیں چوسر ہو رہی ہے کوئی کسی شغل میں کوئی کسی
شغل میں دل بہلاتا ہے غرضکہ سب جاگ رہے ہیں صرغام اپنی صورت تبدیل کر کے ایک سقے کی شکل بنکر شراب
عیاری مشک میں بھر کر کیفیت نشہ میں ایک دو کھڑاتا ہوا چلا سامنے سے آیا مستری جی کے پاس شراب ہو چکی تھی آدمی عکل
کر دیکھو اس سقے کو بلا لو خدمتگار نے کہا کہ اجی میاں بہشتی تمہیں مستری جی بلاتے ہیں اسنے جواب دیا کہ خداوند اب تو جب
نشے میں ہوئے ہیں گھر کو جاتے ہیں پھر لوگ دوڑے پکڑنے کے لیے یہ بھاگا تھوڑی دور پر لڑکھڑا کر گر پڑا لوگ اسے
پکڑ لائے مستری جی نے کہا ارے تو بھی ایسا بدمست ہے کہ ہم بلاتے ہیں اور نہیں آتا اگر مشک میں تھوڑی سی شراب
ہو تو لا ہو لاکر نہیں پیر و مرشد دو چار جام ہونگے مستری جی نے کہا کہ جو دام کہو وہ دیں یہ شراب ہمیں دو اسنے کہا
کہ پیر و مرشد دام چاہیے دیجیے چاہے نہ دیجیے یہ تو میرے آرام کی چیز ہے اس سے تو میری زندگی ہے جو آپ کو
مصدقہ دنگا تو میں کیا پیونگا مستری نے کہا میاں یہ بھی ہوش کی باتیں کر اچھا تو بھی پی اور ہم کو بھی پینے دے اور دام بھی لے لے بہت
اچھا غرضکہ سب نے خوب شراب پی اور وہیں لڑھک کر بیہوش ہوگئے صرغام قنات چاک کر کے جھانکنے لگا دیکھا
کہ خاصبردار پہرے پر کھڑے ہیں خدمتگار رہی کر رہا ہے مگر آنکھیں اسکی بند ہوئی جاتی ہیں صرغام جلدی سے ایک
خدمتگار کی صورت بنکر اسکے پاس آکر کہنے لگا کہ میاں تمہارا جی چاہے گھر جاؤ چاہو یہاں سو رہو اب ہم جاگتے
ہیں اسنے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم ہو کون اور کہاں سے آئے ہو تو کب ہوئے جاکر الگ لیٹ رہا بعد اسکے خاصبردار کو
بھی کھلا کر بیہوش کیا اور چادر عیاری پکڑ کر پھونک دیا کہ جتنی شمعیں روشن تھیں گل ہو گئیں ایک آدھ شمع مسلم جو
رہی اب ایرج کے پلنگ کی طرف چلا ایرج کی یہ عادت ہے کہ اندھیرا ہوا اور گھبرا کر آنکھ کھل گئی ابھی
صرغام مسہری سے دور تھا کہ ایرج نے ایک سیاہ پوش کو آتے دیکھا چپکا دم بخود لگات میں پڑا رہا جب
صرغام مسہری کے قریب آیا اور بیہوشی سنگھانے کو ہاتھ بڑھایا ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور آواز
دی کہ ارے کوئی ہے جلد روشنی لاؤ میں نے ایک عیار کو پکڑا ہے فراش دوڑے ہوئے آئے اور شمع روشن کی ایرج
نے پہچانا اور کہا کہ کیوں صرغام تجھے اسد نے میری گرفتاری کو بھیجا تھا صرغام بولا میں آیا تو اپنے ہی
ارادے سے تھا لیکن اقبال تیرا یاور تھا کہ بچ گیا اور جب موقع ہوگا لیجاؤنگا ایرج نے کہا کہ میں تجھے زندہ
کاہیکو چھوڑونگا صبح کو تیرا بند بند جدا کر ڈالونگا یہ کہکر ستون میں بندھوا دیا اور آپ پھر داخل خواب ہوا
ابھی رات نے دو پہر سے تجاوز نہیں کیا تھا شبرنگ جو صرغام کے پیچھے پیچھے آیا تھا اسنے جو یہ حال دیکھا
تو وہاں سے بیرون بھاگا کہ اسد کو جلد خبر گرفتاری صرغام کی کردوں کہیں ایسا نہو کہ صبح کو صرغام قتل ہو جائے
یہاں پر مرزا عبداللہ تخت پر جلوہ فرما ہیں اسد بن کرب غازی دنگل پر بیٹھا ہوا ہے رفقا گرد و پیش
کھڑے ہیں رات زیادہ جانے کی وجہ سے بادشاہ بار بار فرماتے ہیں کہ اے اسد اب تم اپنی خوابگاہ
میں جاؤ کہ پھر اور لوگ بھی رخصت ہوں اور استراحت کریں اسد نے جواب دیا کہ اے شہریار میں نے
صرغام کو واسطے گرفتاری ایرج کے بھیجا ہے میں انتظار اسکا دیکھ رہا ہوں آپ دربار برخاست کر کے
محل میں جا بیٹھیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اسی اثنا میں شبرنگ آیا اسد نے پوچھا کیوں شبرنگ

ایسی علاج بند و بست کر لے کہ علم دیا کرے اور کوئی غیر شخص ہماری صحبت میں نہ آنے پائے ملکہ دردانہ علی پیری بھی آپ کہلا شاہزادہ سے میں تجویز
ہونے لگی یا نہیں طبیبیں اشارہ کرکی پیشاب کے سامنے کوئی پانی پیئے کہ قریب ہے صحت ہونے لگی نہیں خشکی بالکل تحلیل ہو گیا پردے میں سری
کے چھوڑ دیئے دونوں بستر پر سے اسی طرح شب و روز ہونے لگی کہ شاہزادہ نور الدہر اس فکر میں رہے کہ کسی طرح کیوان کا کچھ پیادہ کو ساتھ
لیجئے کوئی صورت بن نہیں پڑتی تھی ایک روز دونوں خوش و خرم بیٹھے تھے باتیں ہنسی مذاق ہو رہی تھیں کہ ملکہ دردانہ نے عرض کیا کہ عالم پناہ میاں عنبر
بڑی بیگم صاحبہ کے پاس سے پیغام لیکر آئے ہیں ملکہ نے شاہزادہ سے کہا کہ آپ پردہ گری کیجئے مجھ سے مکان میں جا بیٹھیے میری والدہ سے
بیان کیجئے خواہر میاں عنبر تمہیں مجھ سے دو باتیں کر کے چلے جائیں گے پھر آپ تشریف لائیے گا شاہزادہ نے کہا زیبا زبان چہ جای ترش
ہو کر جب وہاں سے کہا میں تو یہاں سے نہ جاؤنگا میں تمہارے باپ سے نہ ڈرتا نہیں ہوں پر اس لڑکی کی ملکہ ہی خوف سے میں چپ جا بیٹھا وہ
واقف ہوں اس جگہ سے نہ ہٹونگا ملکہ نے دیکھا کہ شاہزادہ خفا ہوئے تو ہنسکے کہا اچھا آپ نہ تشریف لیجائیے لیکن مجھ کو تو اجازت دیجئے کہ
اس سے دو باتیں کر آؤں بجائے اصلیتی کے شاہزادہ چپ ہو رہا ملکہ اٹھکر اپنے مکان میں آئی میاں عنبر کو بلایا میاں عنبر نے آکر آداب
بجا لائے ملکہ نے شفقت سے بیٹھنے کا حکم دیا پوچھا کہ اماں جان کا مزاج کیسا ہے خیر تو ہے تم بے وقت کیسے آئے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ بی بی صاحبہ والدہ نے
آپکو طلب فرمایا ہے میں نے پوچھا کہ کیا کام ہے میاں عنبر نے جواب دیا کہ اسی ستارہ چشم کا ارماق ستارہ چشم آپ کی
خواستگاری کو آیا ہے اسلئے بلایا ہے یہ سنتے ہی ملکہ کے چہرے کی رنگت زرد ہو گئی تمام بدن سنسنانے لگا جبین پر عرق آگیا بیہوش ہو گئی لوگوں نے
یہ حال دیکھ کر گلاب بید کا شربت منہ میں ڈالا عطر سنگھایا بارے تھوڑی دیر کے بعد ملکہ کو ہوش آیا میاں عنبر سے کہا کہ تم نے میرا
حال دیکھا جاکر اماں جان سے عرض کر دینا کہ جس وقت میری طبیعت سنبھلیگی تو ایک روز میں حاضر ہونگی اسکے کہنے کا اس وقت کچھ مجھے خیال نہیں
میاں عنبر کو ایک خلعت دیکر عنایت کیا اور رخصت کیا ملکہ جب تھکی تو شاہزادہ نور الدہر نے پوچھا کہ ملکہ خیر ہے یکایک کیا ہوگیا جو تم اس قدر رنجیدہ
اور بیحواس ہو ملکہ نے شرم کیمارے شاہزادہ سے کچھ نہ کہا جب بہت اصرار ہوا تو کہا کہ میں شرم سے کچھ نہیں کہہ سکتی ہوں یہ کہکر زار زار رونے
لگی نور الدہر نے پھر اصرار کیا اور قسمیں دیں تب ملکہ نے کہا کہ اگر تم وعدہ کرو کہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہونگی تو بیان کروں
بیکل نور الدہر نے کہا ایسا ہی ہوگا تم کچھ بیان تو کرو ملکہ نے بیان کیا اور ایک مدت تک چپ ہو رہی تب بولی
بعد مصر ہو کے بیان کیا کہ ایک شہزادہ ارماق ستارہ چشم کا میری خواستگاری کو آیا ہے شہر کے باہر ایک باغ ہے اسی میں ٹھیرا ہے
ستارہ چشم اس بادشاہ کا نام ہے اسکا ایک بیٹا ہے خورشید ستارہ چشم اس سب کو معلوم ہے میں تو اس ستارہ چشم کو کبھی قبول نہ کرونگی
اپنی جان دیدونگی نور الدہر نے کہا کہ اے ملکہ کیا مجال ہے کسی کی جو تمہاری طرف نگاہ اٹھا سکے اگر یہ بات دیکھے تو آنکھیں نکال دوں قسم ہے
جان نثار کا حال دیکھو کیوں اتنا پریشان ہوتی ہو ملکہ نے کہا کہ ہم ہوا ارماق کا ستارہ ہو تو ضرب سے
تفرقہ پڑا ہے اور نور الدہر جس طرح ہے اس ستارہ چشم کا ایک بار پھر جب دوگھڑی دن باقی رہا ملکہ نے بلایا کہ میں خود ایک باغ میں
گر آؤں تو تمہیں پہاڑ نکال لیجئیں ملکہ بولی کہ تمہارے کہنے میں نہ آؤنگی تم مجھ کو زمانے کی نور الدہر نے کہا کہ ستارہ چشم کا نام
وقت ہو تو نہیں چھوڑ کر ان کے ہاں بیٹھا اور یہاں سے شادمان میں ایسا کیسے ہے نہیں کیا تمہارے ساتھ ہمارے جان ہے یہ کہکر کب چہار ہو گئی
باغ ارماق ستارہ چشم کی بی کوروعنہ باغ تک اسکے آگاہ ہوا پس وکھی پرگنی شاہزادہ روانہ ہو گیا راستہ میں جا اس باغ کا کچھ سیا ہاتھ
سپاہی ہر روز جیسا سو چلا آتا ہو قریب چار گھڑی رات گئے وہ بیک باغ کے پاس پہنچکر شاہزادہ مع چیلے کا سمجھ رہا ہو کیا تدبیر کرنا چاہیے
قضا سے کار دیکھا کہ ارماق دربار سے آیا ہے باغ ہوا ہے تو کھانا کھا کر پلنگ پر سو چکے قسمت سے لیٹا جاتی شاہزادہ نور الدہر نے
لشکر پہنچوں گرا تو کس کو شہر دیکھا ارماق غلط لشکر باغ سے باہر نکلا پوچھا تو کون سے کہا ہو ایک آدمی نے بیان کیا کہ ایک سوار تنہا
شہر ہیں سو وہاں پہنچوں گراہ ہوا سامنے پہنچنے میں ارماق نے پوچھا کہ ہر کسی نے ہاتھ کے اشارے سے بتا دیا کہ وہ لاہ ہے
ارماق للکار کر چلا کہ باش خبردار ہوشیار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کدے لشکر کو بیرے تباہ کیا ہو ادھر سے شاہزادہ نے

پکڑ کر چلا آئے شاہزادہ نے تو فرمایا کیا سو لگ ہی اسد بولا بھا نصاحب یہ عورتوں کی رسم ہے چلیے انکار مناسب نہیں ہے شاہزادہ وہاں
دیکھا ایک دروازہ بنا ہوا ہے کورے کورے کونڈے رکھے ہوئے ہیں بیچ کونڈوں کے پالک کا ساگ بچھا ہوا ہے جس میں سوسن ہیں کسی
کونڈے میں دہی مثل کسی چیز زردہ کسی میں جلیبیاں کسی میں امرتیاں اور انواع اقسام کی شیرینی بھری ہوئی ہے تھالیاں اگر کی مہک رہی ہیں
دماغ خوشبو سے معطر ہو رہا ہے غرض کہ شاہزادے نے نذر دی ایک ایک تودہ جھک کر بیٹھے بس پھر وہ لوگ اگر لگے گا جتھا پڑھنے دم بھر میں لوگ
صاف کر دیے شاہزادہ ہنستا ہوا اور اپنے جتھا اپنے مقام پر آیا صحبت عیش برپا ہوئی جام مے آتش رنگ گردش میں آیا اسد نوش کر
کے کو بیدار گیا شراب ملکہ نے احوال پوچھا شاہزادے نے تمام سرگذشت بیان کی ملکہ نے کہا اگر آپ فرمائیں تو میں بھی ستمگر شیر دل کے لیے
حاضر ہوں بیچون شاہزادے نے فرمایا کہ مضائقہ ہے ملکہ اسپرق صفت چند روز دعوت کے بھیجے ادھر بھی تہیۂ لوازم تعیشات شب کو
شاہزادہ محل میں رہا صبح کو دربار آراستہ ہوا اگر جہا لیکن کیوان انجم سپاہ نے نور الدہر کو اس جا بجا بھی ہے دیکھ کر جس وقت بارگاہ میں آیا تھا
سردار دوست سے کہا کہ صاحبقران دیکھا فوج کو نور الدہر کی بعد ان نادی اور کشید دریوں سے کہا کہ ہم مقابل گیا اور شاہزادہ
کیسا زبردست ہے کہ جیسے اگر اپنا حلقہ بگوش کیا ہو تمہارے مطلب میں کہ ایسے زبردستوں سے مقابلہ کیجیوں نے عرض کی اگر ہم ایکے ساتھ جا
کو موجود ہیں لیکن عہد و پیماں تو معلوم نہیں ہوتے کیوان نے کہا کہ تم سب یہ موج دیجیو عرض کیا کہ جو رائے بادشاہ کی کیوان بولا میں تو
اسکی خدمت میں جاتا ہوں اور دیں اسکا نظارہ کرتا ہوں بیچون نے کہا کہ اس سے بہتر کوئی صلح نہیں ہے وہ آگو اپنا فرزند جانیگا بہت اچھی طرح
پیش آیگا بس اسی وقت کیوان نے تیاری کی بہ جمعیت شاہزادہ نور الدہر میں روانہ ہوا شاہزادے نے خبر سنکر سرداروں کو واسطے استقبال
کے بھیجا جب سردار استقبال کر کے لائے کیوان نے چاہا کہ شاہزادہ نور الدہر کو نذر دے نور الدہر اٹھکر گلے سے لپٹ گیا کہا کہ آپ میرے بزرگ
ہیں چاہیے کہ میں آپکو نذر دوں نہ کہ آپ مجھکو نذر دیتے ہیں اسکے عوض میں کلمہ پڑھیے مسلمان ہو جیے کیوان بولا میں خود بھی سوچکر حاضر ہوا ہوں بہر
شاہزادے نے تعظیم کی کیوان ایمان لایا اور تمام سردار کیوان کے مسلمان ہوئے نور الدہر کیوان کو ساتھ لیکر محل میں آیا ملکہ کو بیٹی سے
ملاقات کرا دی تھی جب کیوان سامنے آیا ملکہ سلام کر کے قدموں پر گر پڑی کیوان نے سر اسکا سینے سے لگا لیا بہت پیار کیا کہا کہ بیٹا میرا ایک
سند کہیں تھا کہ خاندان صاحبقران سے مجھکو سلسلہ ہوا مگر ترسے بات سے یہ سعادت حاصل ہوئی جس کی دیرینہ تمنا رہا شاہزادے سے کہا کہ یہ
کنیز میں نے آپکی خدمت کے واسطے دی ہے نور الدہر نے کہا کہ یہ خاتون محل میں ملکہ کے چہرے کے برابر نہیں بھی کچھ تکلیف تب کیوان نے کہا اچھی
اب میں جاتا ہوں کہ زمان میرے بھی کام بھی نکلے آپ جان رہیں ملکہ کو لیکر انجم حصار میں جاتا ہوں شادی کی تیاری کرتا ہوں آپ بیاہنے آئیے
غرض ملکہ کو بیاہ کر لیجیے نور الدہر نے سر جھکا لیا کیوان نے کہ خوشی غرض بڑی دھوم دھام سے شادی ہوئی رات برات کی شاہزادہ دل
سے کامیاب ہوا اسی طرح پر آئین مسرت میں بکلیں صبح کو حمام کر کے دربار میں آیا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مے گردش میں آیا اسد نے کہا کہ
بھا نصاحب اب مجھکو یہاں اکتاب ہرست کی خبر ہو ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہو بلکہ معلوم ہوتا ہے صحبت میں ذکر کرتا ہو کہ عاشق ہوں ملکہ
گیتی افروز پر جا کر قلعہ ذوالامان پر اپنے معشوق کو لونگا اسی طرح چلا جاتا ہے شتری حصار تک پہونچ چکا ہے اب جلد یہاں سے تشریف لیجیے
کہیں ایسا نہ ہو کہ خدانخواستہ وہ ناموس میں خلل انداز ہو شاہزادے نے حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو میں طرف شہر زنگوشیکے جاؤنگا چند روز
میں تیاری ہوئی اسی وقت کوچ ہوا اسد نے کہا کہ بھا نصاحب مجھے میرا دل لشکر سے جواب دیتا کہ ابھی تم شکر کو ہلاک کرو گے قسم ہے چالیس
چالیس کوس یہ قیام کرنا منظور ہے کہ ابھی روز ہو جیسے مجھے یاد ہے تھے اگلے بھی یہ نہیں لشکر کو پریشان کیا تھا آخر اس سے تمہارا مطلب کیا ہے نت
میری جان و مال اندر تمام لشکر کے مالک ہو اسد نے کہا کہ بھا نصاحب حقیقت حال یہ ہے کہ میں جب تک نرگاو سلیمانی کو اس کا سر نہیں کاٹ
لیجیے واسطے نہیں لاتا ہوں مجھے آرام نہیں ہے آپ جس طرح رخصت دیجیے میں جاؤنگا نور الدہر نے اپنے دل میں کہا کہ اسے روکا تو پھر بہت
حاصل کیا ہوگا وہ پھر بھی سنتے ہی نہ مانیگا کہا اچھا ابھی تمہارا خدا معین و مددگار ہے مگر ذرا اپنے کو بچائے رہنا کہا کہ بھا نصاحب آپ کچھ اندیشہ
نہ فرمائیے میں گیا اور سر نرگاو سلیمانی لایا لشکر روانہ ہوا نور الدہر کوچ کیے چلے آتے ہیں بعد چند روز کے قریب شہر زنگوشیکے پہونچے خیمہ

کرو اور میں تمکو انعام بخش دیتا ہوں لندھور نے جو یہ مضمون سنا کانوں پر ہاتھ رکھ کے کہا کہ ای ایرج ملکہ جادو نے
عمرو کی ہوا اور عمرو تھا استاد تمہیں مناسب نہیں ہے کہ اُسکے پاس پیغام اس طرح کا بھیجو ایرج نے جواب
دیا کہ ای لندھور عمرو نے پیر قطب کو مارا ہے میں تو جہاں تک ہوسکیگا اسے ذلیل کرونگا اور افسوس ہے کہ وہ
میرے پاس سے بھاگ گیا نہیں تو اُسے سزا سے معقول دیتا لندھور نے کہا کہ اچھا اگر عمرو کا بھی خیال نہیں ہے
تو اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ ملکہ جادو تمہاری اطاعت پر راضی ہے جب یہ پیغام جائیگا ایسا نہ ہو کہ وہ بگڑ کر دو چار
دے سحر کرنے لگے تو قیامت ہو جائے اُسکا سامنا کون کریگا بہت بڑی بات ہوگی کیا ہوا سے لڑو گے اس ارادے
سے باز آؤ لندھور نے کس کس طرح سمجھایا اور روکا لیکن وہ کسکی سنتا ہے جواب دیا کہ میں صاحبقران ہوں مجھکو اُن
کی پروا نہیں ہے اسکا سحر کیا بنے گا وہ دو سر سے ہو کہ میں عوجان سے وعدہ کر چکا ہوں اگر جان بھی جائیگی تو اس
ارادے سے باز نہ رہونگا لندھور چپ ہو رہا غرضکہ پیغام شادی کا ملکہ کے پاس گیا ملکہ نے جو سنا نہایت آزردہ
ہوئی کہلا بھیجا کہ سبحان اللہ خوب حق شاگردی عمرو کا ادا کرتے ہو معلوم ہوا کہ تمہارے یہاں ایسا ہی ہوتا آیا
مگر لازم ہے کہ اس امر سے باز رہو اور دوسرا نامہ لندھور کو لکھا کہ ای رستم زمان خوب نیابت صاحبقران کی
نے کی اور خوب عمرو کا حق دوستی ادا کیا بہتر ہے کہ ایرج کو سمجھاؤ کہ اس ارادے سے باز رہے مگر ایرج جو پیغام
ملکہ جادو کا سنکر برہم ہوا جواب لکھا کہ عمرو ظلمات میں جاکر مر گیا اور اس عیار نے میرے ساتھ وہ سلوک کیے
ہیں کہ میں تو اُسکی بھی بوٹیاں دانتوں سے نوچ کر کھاؤں تو شاید کچھ چین آئے ای ملکہ جادو بس خیر اسی میں ہے کہ
عوجان کو قبول کرو نہیں تو بہت بری طرح پیش آؤنگا ادھر لندھور نے ملکہ کو جواب لکھا کہ مجھے جہاں تک سمجھانا تھا
پہلے ہی سمجھا چکا اب تم چند روز کے لیے مصلحت تو بجنگی کرکے ہموار کر وقت کو بچاؤ ملکہ جادو دونوں نامے
دیکھکر عمرو کو یاد کرکے بہت روئی بعد اسکے سوچی کہ سحر سے دبیر کرکے پھر جو جنگی کرنا بڑا گناہ ہے مگر تو وہ عیار
کی ہو فریب سے عوجان کو مار کر نکل چلے گی غرضکہ یہ خیال کرکے تمام اہل شہر سے خفیہ طور پر کہلا بھیجا کہ تم
سب یہاں سے مال و اسباب لیکر نکل جاؤ اور میں عوجان کو مار کر یہاں سے بھاگونگی اسلیے کہ یہ ہو نہ سکا ادھر عوجان
عاشق ہوا ہی تھا عشق کا مزا تو چکھے بعد اسکے ایرج کو کہا کہ وہ آفتاب سپہر ستان تو لاکر دو پیر قطب ملعون
میں فقط آرزو وصل کی تھی اور یہ دیکھتی تھی کہ عوجان کو مجھے کمال عشق ہے وہ سو میں تو خود اسپر دل ہو چکی تھی اگر تم
پہلے نامہ و پیغام نہ کرتے تو میں خود چند دن میں رسانہ دیکھکر پیغام بھجواتی مگر خود وصل عوجان کی تمنا ہے تم شوق سے
عوجان کو دولہا بناکر لاؤ اور میں بھی یہاں سامان شادی مہیا کرتی ہوں جوں یہ مضمون جو ایرج نے سنا نہایت خوش
ہوا عوجان کی طرف دیکھکر کہا کہ اقبال میرا یاور ہے دیکھو ملکہ نے منظور کر لیا عوجان کی تو یہ کیفیت ہوئی کہ شادی مرگ
ہو گیا الحاصل سامان شادی کا ہونے لگا عوجان نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار اب رسوم کو جانے دیجیے دیر بہت
ہو گی اور اب فراق اسکا مجھ پر شاق ہے بس برات لیکر چل کھڑے ہوئے غرضکہ عوجان کو دولہا بناکر بڑی دھوم
برات لیکر چلے راستے میں باجا بجتا ناچ ہوتا ہوا آتشبازی چھوٹتی ہوئی تمام افسران فوج لباس پر تکلف پہنے ہوئے
ہمراہ غرضکہ یہاں تک کہ برات شہر صلصلی آباد میں آگئی آخر کو ایرج اپنے ہمراہ تمام افسران فوج کو لیے ہوئے عوجان
کے ساتھ مکان پر ملکہ کے آیا جسقدر عوجان کا لاؤ کے ساتھ بڑھا گیا عوجان کو ایرج اندر محل کے داخل کرکے چلا
آیا وہاں عوجان خوشی خوشی اندر گیا دیکھا کہ جلوہ وسی آراستہ و پیراستہ ہے پھولوں کی خوشبو سے دماغ جان
معطر ہوتا ہے گل امید شگفتہ ہو رہا ہے ملکہ جادو سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہاتھوں میں مہندی لگائے ہوئے سر جھکائے بیٹھی

مانند طاؤس طناز کے جھومتی ہوئی عوجان خوشی خوشی تخت پر آکر پہلو مین ملکہ کے بیٹھ گیا اور جی جان دل سے تصدق اور
قربان ہونے لگا جب ایک گھڑی گذری تب اٹھاکے ملکہ نے آب منہ کھولدیا معلوم ہوا کہ بدلی ہٹ گئی اور چاند نکل آیا قریب تھا
کہ عوجان غش کھا کر گرے مگر اپنے کو سنبھالا ضبط کیا ملکہ نے پوچھا ای عوجان اب کیا ارادہ ہے کیا چاہتا ہے اسنے
کہا کہ ای ملکہ مین دلدادہ اور فریفتہ ہون بھلا مجکو اس دن کی امید کہان تھی اب تیرا اقبال سے یہ دن دکھایا ہے چاہتا ہون کہ
گوہر مقصود وصل سے فتحمند کرے ملکہ نے کہا ای عوجان یہ سودا جو تجھے ہوا ہے اس سے باز رہ مجکو دیکھ کر مین نے
یہانتک تیری خاطر کی کہ بلا کر تجھے پہلو مین بٹھایا اور اپنی طرح بن سنور کر خوب تجھے دکھا دیا اب اس سے زیادہ ہوس
کرنا اچھا نہین ہے اب تو میرے پاس سے چلا جا نہین تو خدا جانے کیا ہوگا عوجان نے کہا مین جبتک وصل تمہارا حاصل
کرونگا بھلا کہان جاؤنگا اور سب عورتین وقت پر یہ نہین انکار کرتی ہین مجھے تمیز موقوف نہین ہین بغیر کام دل حاصل
کیے ہوئے مجھکو تاب ہے یون مثل مشہور ہے کہ اونٹ کو بلبلاتا ہوا لادتے ہین بس یہ کہکر دست ہوس شہر آرزو کی طرف
بڑھایا تھا کہ اس شیر زن نے ایک طمانچہ مارا کہ او تابکار اجل رسیدہ دور ہو ہاتھ ملکہ کا اس زور سے لگا کہ عوجان
کے چلا کر تخت سے نیچے گر پڑا اور پھر اٹھکر وہی قصد کیا کہ ملکہ پر ہاتھ ڈالے ملکہ نے آواز دی کہ ارے لینا اس
حرامزادے کو اور چار سو زندہ پوش پوشیدہ بٹھا رکھے تھے وہ سب ایک مرتبہ عوجان پر گرے عوجان کو
بیجان کر دیا اور ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کرکے ڈالدیا اور اسی وقت ملکہ کو مع ان سو غلام وکنیزان واسباب
جو اپنا تھا لیکر قلعہ ذو الامان کی طرف روانہ ہوے یہان صبح کو ایرج نے خلعت بھیجا کہ عوجان کو ملکر خلعت پہنا
کر لاؤ لوگ جو وہان آئے سناٹا دیکھا شہر بھر مین کسی آدمی کا نام ونشان نہ پایا حیران ہوے محل کے دروازے
پر آئے وہان بھی کوئی نہ تھا کھڑے رہے پھر ایک کیونکر چپ جانے کھڑے رہا جب حلق کسی کی آواز نہ آئی تو دروازے
سے اندر گئے دیکھا کہ لاش عوجان کی پڑی ہوئی ہے اور کسی کا پتا بھی نہین معلوم کیا کہ ملکہ جادو اسے مار کر اپنی آبرو
بچا کر نکل گئی بس روتے دھوتے پلٹے یہان ایرج دولت شوکت پر بیٹھا ہوا ہے سب امرا دربار مع ہین لند صور
ایک طرف بیٹھا ہوا ہے لیکن چپ اور ایرج طرماسپ سے کہہ رہا ہے کہ دیکھا تھے کہ ملکہ جادو جوان معقول دیکھ کیسی بند ہو
ہو گئی عمر وایسا مردیر تھا دوسرے جب وہ مرگیا ہوگا زندہ کہان سب عرض کر رہے ہین کہ پیر ومرشد جادوگرنیان
ایک رنگ ذرا ہوتی ہین حجتکو اچھا دیکھا اسی کی ہو رہین ۔ ۔ ۔ لندصور بھی یہ باتین سنکر ملکہ کو اپنے دل مین
آفرین کر رہا ہے کہ اسی اثنا مین لوگ روتے پیٹتے آئے عرض کیا کہ ملکہ جادو عوجان کو عروس مرگ سے ہمکنار کر کے
ایسی چلی گئی کہ تم سب سے کیا کہتے ہو انھون نے جواب دیا کہ آپ خود چلکر دیکھ لیجیے لاش کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے
ہین آدمی کا شہر بھر مین نام ونشان بھی نہین بس یہ سنتے ہی ایرج نے لندصور کی طرف دیکھا کہ لا ای جادو نے چند
ستا تھے کہ اس جادوگرنی نے میرے رفیق کے ساتھ کیا کیا لندصور نے کہا کہ مین کیا جانون مجھے اسمین کیا
دخل ہے جیسا تھے اس سے کیا ویسا وہ پیش آئی اور وہ عیارکی زوجہ تھی اسنے عیاری کرکے اپنی عصمت بچالی
اپنی عصمت مجکو کسی سے کام نہین لیا ایرج نے کہا ای ستم جہان کیا خون عوجان کا یونہین ضائع جائیگا اب کیا وہ
میرے ہاتھ سے زندہ بچ جائیگی میرے رفیق کو مار کر صاف نکل جائیگی قسم ہے تیرا اقبال کی جہان جائیگی وہین جا کر لے
آوونگا اور اسی وقت کہا کہ لاؤ مرکب ہمارا طرماسپ سے کہا کہ تم دفن عوجان کا کر دو اگر آنا مین جاتا ہون یہ
کہکر تب مین ملکہ جادو کے روانہ ہوا طرماسپ جلدی تمام لاش عوجان کی زمین مین بٹھا کر روانہ ہوا
مالک بن ملکوت شاہ نے سام بن عوجان کو بادشاہ نقلی آباد کیا اور مرجان ودر بار ی کو خلعت دیکے

آپ بھی روانہ ہوا بعد اسکے لندھور بن سعدان بھی کوچ کرکے چلا مگر اب حال ملکہ جادو کا سنیے کہ یہ بھاگا
بھاگ صندل ارسے پر پہونچی صبح ہو گئی تھی یہ خیال ہوا کہ اب خود بھی کچھ کہا ہے تھوڑی دور کہی دانہ گھاس کھا لیجے
کر چلنے کی طاقت ہو آگے بڑھیے غرض سب دامن کوہ میں اُترے اور اسو مزدوری سے فراغت کی کوئی دو پہر دن
چڑھا ہوگا چاہتے ہیں کہ سوار ہو کر کسی طرف کو روانہ ہوں کہ یکایک خنق گرد و غبار بلند ہوا زمین سے آسمان تک ایک
کیفیت نظر آئی ملکہ نے کہا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ایرج آپہونچا اب کہاں بھاگ کر جا سکتے ہیں صلاح ہوئی کہ پہاڑ
پر چڑھ چلو ملکہ اپنے ہمراہیوں سمیت کوہ پر چڑھ آئی اتنے میں ایرج بہزاد مرتد کو لیے ہوئے چالیس ہزار سوار سے پہونچا
دیکھا کہ لوگ پہاڑ پر چڑھ رہے ہیں بہزاد نے کہا کہ بیشک یہ ملکہ جادو کے ساتھ والے ہیں جا بلیں سے کہاں میرے
ہاتھ سے دیکھو کیا حالت کرتا ہوں اگر ایک کو بھی زندہ چھوڑا ہوگا تو نام اپنا ایرج نہ رکھا ہوگا اور غرض کیا نعرہ نظر کرے
پیر قلب نشان و قضا سے تما ایرج نوجوان ہو باش خبردار و ہوشیار ہو کہ پہاڑ پر چڑھکر میرے ہاتھ سے نہ بچو گے
یہ آواز ایرج کی مانند صدائے عزرائیل کے تھی ملکہ کانپ گئی یقین مرگ ہو گیا جادوگروں نے کہا کہ اے ملکہ آفاق
آپ کس واسطے خوف کرتی ہیں ہم کو حکم دیجیے تو ہم ابھی سحر کرکے کام اسکا تمام کریں ملکہ بولی کہ ما جو مجھے کبھی یہ منظور
کہ دین محمدی اختیار کرکے پھر مرتد ہو جاؤں اگر قضا میری آ چکی ہے تو ماری جاؤنگی بعد میرے تم لوگوں کو اختیار ہے
جو چاہنا وہ کرنا ابھی باتیں ہی تھیں کہ ایرج نیر کوہ آگیا اور نعرہ کیا کہ اے ملکہ جادو تو نے میرے رفیق کو مار ڈالا
میں اسکے عوض میں تجھے قتل کرونگا ملکہ جادو آگے بڑھی اور کہا کہ اے ایرج میں نے تیری کوئی تقصیر نہیں کی اس بہانہ
کہ اپنی عصمت بچانے کے لیے مار ڈالا اب میرے قتل کرنے سے تو جان زندہ ہو جائیگا اور تو عمرو کے سامنے
شرمندہ ہوگا چلا جا مجھے آزار دے ایرج نے کہا کہ عذر بدتر از گناہ ہے ہرگز تیری الحاح و زاری نہ سنونگا جس طرح
تو جان کے ٹکڑے کیے ہیں اسی طرح تیرا بھی بند بند جدا کرونگا ملکہ جادو نے کہا کہ اچھا تو مجھے قتل کر مگر آج رات کی
مہلت دے کہ میں دعائے توبہ پڑھلوں اور درگاہ خدا میں گریہ و زاری کر لوں صبح کو تو مجھے قتل کرنا اور میں تجھسے
عاجز ہو کر نہیں کہتی ہوں مجھکو اختیار ہے ابھی جو ساحروں سے کہوں وہ سحر کرکے خدا جانے تیری کیا حالت کریں ایرج
نے کہا کہ میں ایک دم کی تجھے مہلت دونگا بغیر تجھے قتل کیے مجھے کب چین پڑیگا یہ کہکر گھوڑے سے اُترا اور دامن کوہ میں
استین پڑھاتی ہیں ادھر پہاڑ پر چلا ادھر ملکہ جادو نے دست دعا بلند کیے ابھی ایرج پہاڑ پر ایک قدم آگے نہیں
بڑھا تھا کہ گرد اڑی اور آواز نقارہ کی آنے لگی دیکھا کہ گردے نقابدار سرخ پوش بارہ ہزار سوار سے پیدا ہوا
نعرہ کیا کہ باش اے آفتاب پرست کہاں جاتا ہے عورتوں پر ہاتھ اٹھاتے شرم نہیں آتی پہلے مجھسے مقابلہ کر بعد
عورتوں سے لڑنے کا قصد کر تا ایرج نے نقابدار کو جو دیکھا کہا تو کون ہے جو اس عورت مرد کش کی سعی کرتا ہے
نقابدار بولا کہ یہ ناموس شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار کا ہے ہم کب تجھے چھوڑتے ہیں کہ تو اسے ذلیل
کرے اور جو جان ایسے بہت سے جنم واصل ہوا کرتے ہیں ایرج یہ کلمات نقابدار کے سنکر پھر اُترا اور
قصد کیا تھا کہ مقابلہ اُس سے کروں کہ طوماسب پہونچا بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ اور تمام لشکر ایرج کا آیا
لندھور کا بھی خیمہ استادہ ہوا ایرج نے کہا اے نقابدار آج تو شام ہو گئی کل میں تجھے سمجھونگا نقابدار بولا میں
اسوقت بھی موجود ہوں اگر تم کل کہتے ہو کل ہی سہی مگر نقابدار نے کہا ایرج کا خیمہ بھی پہاڑ سے ہٹکر برپا ہوا مگر
نقابدار چار گھڑی رات گئے تنہا پہاڑ پر چڑھا دیکھا کہ ملکہ جادو پہ اِن جادو وغیرہ سے کہہ رہی ہے کہ خدا
اس نقابدار کو جزائے خیر دے کہ آج اسکے باعث سے زندہ بچ گئی کل دیکھیے کیا ہوتا ہے سب کہہ رہے ہیں

اخو کر دریا کیا کہ اسی اثنا میں اسد کا نعرہ ہوا کہ باش خبردار ہوشیار کہ قضا تیری آ پہونچی او اجسی پرست دو بارگاہ
میرے رہتی سے چھین لیا جا بجا گمان میرے ہاتھ سے یہ نعرہ کرکے اسد نے تلوار کھینچکر دو ٹکڑے فولاد کیا اور آدم زاد
کیا تیری قضا آئی ہے میں سمجھ کی جاں لگا یہ کہکر دانشمند دیو کو بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد ایک چالاک وہوشیار ہے نیم
بغل جو ہاتھ تلوار کا مارا وہ کا مثل لاشہ کر گرا غل ہوا کہ اسد نے دیو فولاد کو مارا ایرج حیران رہگیا طماس نہایت
خوش ہوا مگر اسد اور دیوون کو مار کر بارگاہ سلیمانی لیکر روانہ ہو طماس و ایرج دن بھر لڑا کیے رات کو بھی لڑنے
نہ ہوے دوسرا دن تھا کہ ایک پنجہ ایرج کی اٹھا کر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو قصر نگری میں سلیمانی میں دیکھا کہ عالم آرا بانو
بنی عجیل کی سامنے بیٹھی ہوئی ہے ایرج کو چاہکر تخت پر بٹھایا رو کہ کہا کہ اے ایرج تو مسلمان ہو جا ایسے کہا کہ اے نازنین تو مجھے
محبت کرتی ہے مگر کس کام کی یہ محبت یہ تیرا ازدشمنی ہے ملکہ نے کہا کہ کیون کیا ہوا ایرج نے کہا کہ میں جس سے لڑ رہا تھا
وہ میرا دشمن جانی ہے تینے مجھے یہان اٹھا منگوایا اب وہ بخوف وخطر میرے لشکر کو غارت کریگا ملکہ نے ایک
دیو سے کہا کہ تو بکر اسکے عوض اسکو بھی اٹھالا اسی وقت وہ دیو روانہ ہوا طماس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وہ دیو
اسکو بھی اٹھا کر لیگیا اور مشکیں باندھکر سامنے ملکہ کے لے آیا ملکہ نے کہا اسے ستون سے باندھ دو اور آپ ایرج سے
صحبت آرا ہوئی جام شراب ارغوانی گردش میں آیا اب یہ دونون شراب پی رہے ہیں اور روبرو طماس کی طرف پھینک
رہے ہیں کباب کھا رہے ہیں استخوان طماس کیطرف پھینکتے ہیں طماس اپنے دل میں سمجھا کہ ظاہر یہ پریزاد کون ہے جو طریقے اور
گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان ہے مگر اس آفتاب پرست سے اس نازنین کو کمال محبت ہے اور تو بری طرح یہان گرفتار ہوا
دیکھیے کیونکر نجات ہوتی ہے یہی باتیں یا نچھل سکر ہا ہے کہ ایک پریزاد دوڑا ہوا آیا عالم آرا بانو سے کہا کہ عجیل بابرو آتی ہے
یہ سنتے ہی وہ پریزاد جو کر بھاگی سب اسباب صحبت اسیطرح پڑا رہا کہ عجیل بابرو وہان آیا ایرج کو دیکھا کہ بیٹھا ہے اور طماس سامنے بندھا
ہوا ہے اور شراب وکباب ہر چیز موجود ہے ایرج نے سلام کیا عجیل نے سلام لیا اور پوچھا کہ تم کون ہو یہان تمہین کون لایا ایرج
نے کہا کہ ایک پریزاد مجھکو یہان لائی تھی پوچھا کہ کیا نام تھا اس پریزاد کا ایرج نے کہا بولا کہ مجھے نہین معلوم عجیل نے
طماس سے دریافت کیا کہ تمہاری مشکیں کسنے باندھی ہین کہا کہ اسی آفتاب پرست بیمروت نے مجھکو میرے لشکر سے دیو
کے ہاتھ اٹھا منگایا ہے اور ستون سے مشکیں بندھوادی ہین اور اس پریزاد سے پشتون اختلاط تھا کہا اے طماس
تم اس پریزاد سے واقف ہو کہ کون تھی بولا کہ نام تو نہین جانتا مگر طریقے سے معلوم ہوتا تھا کہ مسلمان ہے عجیل چپ ہو رہا
اور خطاب ایرج سے کیا کہ جرأت اور بہادری اسی کا نام ہے کہ طماس کو تو نے بندھوادیا کوئی شجاعت ودلاوری ایسی
حرکت نامردی کی ذکر کیا جیسی تو نے کی اور اسپر دعوی صاحبقرانی کرتا ہے وہ کہان صاحبقران کہان حالانکہ ایسی ہی حرکت
نامردانہ ایک مرتبہ کر چکا ہے جسکو شہنشاہ ہی دیکھ چکا ہے اور پھر تو اپنی حرکتون سے باز نہین آتا اور جیسی حرکت نامردانہ تو نے
طماس کے ساتھ کی ویسا ہی تجھے پیش آنا چاہیے اے دیوون سے کہا کہ باندھ دو مشکیں اسکی ایرج نے چاہا کہ دیوون پر ہاتھ
چلاے کر دیو چارون طرف سے لپٹ گئے ایرج کو پکڑ لیا مشکیں باندھ لیں آہنگرون کو بلوا کر اسیر غل وزنجیر کیا طماس کو
ستون سے کھلوا کر لباس کھلوایا شراب وکباب تواضع کیے اور کہا کہ اے طماس تم اس آفتاب پرست کو لیجاؤ اپنے
پاس قید رکھنا جبتک کہ صاحبقران ظلمات سے تشریف نہ لائین طماس نے کہا بہت اچھا عجیل نے تخت منگا کر طماس
کو مع ایرج کے سوار کیا اور دیوون سے کہا کہ جلد انہین لیجا کر پردہ دنیا میں پہونچا دو رسید سے آگے یہ طماس
کو لشکر میں پہونچا کر رسید لیکر چلے گئے طماس نے ایرج کو زندان خانے میں بھیجا یا خبر لشکر ایرج میں ہوئی کہ
ایرج وطماس جو غائب ہوگئے تھے اب طماس ایرج کو قید کرکے لایا ہے سب بہت پریشان ہوئے مگر اسد کی

ایرج نے نیزہ اُسکا ہوا میں اُڑا دیا کاؤس نے تلوار ماری ایرج نے بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا باز زور آزمائی ہونے لگی
آخرکار رکیبوں سے نیچے اُتر کے کشتی ہونے لگی پارہ گھڑی دن باقی تھا کہ اب زور کاؤس کا گھٹا دم بھر گیا ایرج نے غالب
ہوکر بار دگر کاؤس کا دوبارہ اُٹھا کر سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کہ ہارون شاہ نے نیت گراں جتا تھا کہ پھر سنبھلیں
ایرج نے ٹھوکر ماری کہ فرش سے آئے چہارم پر جا پہنچا کہ ایرج کو سجدہ کرانے کا کیسی ہوگا ایرج نے اُسے زیر کیا
قتل ہوا کہ وہ کاؤس مارا گیا لوگ کاؤس کے لیے ایرج پر دوڑے ایرج بڑھ کر تا سر کب پر جھپٹا تھا جتنے تھے اُنکے اوپر
لگی تلوار چلنے اُدھر سے اور آفتاب پرست مدد کو آئے لشکر کاؤس سے جنگ ہونے لگی اسد نے دیکھا کہ سب لڑائی میں
معروف ہوئے اپنے لقا سے [illegible] شہزادہ نورالدہر کو [illegible] خیال کرکے
مع بارگاہ روانہ ہوا یہاں اہل تماشا [illegible] رہ گئے باقی سب نے دین آفتاب پرستی قبول کیا
چہار جانب دو ہائی مچی ایرج نے امان دی [illegible] کاؤس کو وہاں کا بادشاہ کیا بعد اُسکے شاہ کا اسد کا
سلیمانی لیکر چلا گیا ایرج نے طوفان بن سماک اژدر قیر اور صعد زرشک دراز گردن کو بلا کر کہا کہ تم دونوں باد
اور بارگاہ اُس دیوانے سے چھین لاؤ میں پیچھے پیچھے لشکر سے آتا ہوں وہ دونوں تو اپنی فوج لیکر تعاقب میں
اسد کے روانہ ہوئے طہماس نے دیکھا کہ اسد کے پیچھے آفتاب پرست گئے ہیں خیال میں گزرا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ جا کر
اسد کو پہنچیں تو نورالدہر کے سامنے شرمندہ ہونگا بس یہ سوچکر مع لشکر کوچ کرکے چلا اور لقا بہ ابر برق پوش
بھی روانہ ہوا ایرج کو خبر پہنچی کہ طہماس اور لقا بہ ابر پوش اسد کی کمک کو یہاں سے گئے ہیں بولا کہ اب میں بھی
لشکر کیا کرونگا اور کوچ کرکے روانہ ہوا یہ داستان یہیں تمام ہوئی

اب داستان صاحبقران ذوالاحتشام اور لقاے بد انجام کی سنیے

کہ لقا جو بھاگا تو احتشامیہ طلسمات میں پہنچا وہاں کا بادشاہ [illegible] بادشاہ میں شاہ ذکی یا شاہ ہمند شاہ گس شاہ یمین تنان
یہ ہارون لقا کو استقبال کرکے بیٹھے دعوت و ضیافت میں مصروف ہوئے بختیارک نے شاہ یمین تنان سے کہا کہ ہمارے
تعاقب میں ایک اژدہا سے جنت سرا آتا ہو اُس سے کون سا مقابلہ کریگا اُسنے کہا کہ کسی بھی ہمارے ساتھ ایک پہلوان زبردست
آیا کرے ب خدا یہ ستون کا کام تمام کریگا اور کہا کہ وہ نعمان کاؤس کو اُسی وقت جو ہر دکھا اور نعمان کو لیکر حاضر ہوا
بختیارک نے پہلوان [illegible] کوئی سا [illegible] ہاتھ پانو سے دل میں پسند کیا اور لقا سے کہا کہ ایک لڑائی اسکی
بھی دیکھ لیجیے ساتواں دن لقا کو آئے ہوئے تھا کہ ہرکاروں نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ کا آپہونچا لقا خوف سے
تھرانے لگا شاہ یمین تنان نے کہا کہ خداوند خدا یہ ستون کا نام سنتے ہی آپ کی حالت غیر ہوگئی لقا نے کہا کہ میں
انکے ہاتھ سے بڑے صدمے اُٹھائے ہیں یمین تنان بولا کہ آپ خاطر جمع رکھیے کہ ان [illegible] کا یہاں استیصال ہوگا اور
حکم دیا کہ لشکر ہمارا باہر نکلے اسی وقت لشکر کفار تیاری کرکے شہر سے باہر آیا اور مقابلہ لشکر حمزہ صاحبقران اکبر
بھی استادہ ہوا اسپ [illegible] بیٹھے ناچ ہونے لگا دور جام کا شروع ہوا نعمان کاؤس کو جب نشہ ہوا
شاہ یمین تنان سے کہا کہ اب طبل جنگی بجوائیے کل دیکھیے کہ کیونکر ان خدا یہ ستون کو مارتا ہوں اُسی وقت طبل جنگی پر چوب
پڑی اور اُدھر لقا [illegible] کی گرمی ہر طرف سے اہل اسلام کے جو خبر کے واسطے لگے رہتے تھے روانہ ہوئے جہاں حضرت
صاحبقران بارگاہ میں دنگل پر جلوہ افروز ہیں بادشاہ اسلام تخت پر جلوس فرماں ہیں سرداران حلقہ باندھے ہوئے
اپنے اپنے دنگلوں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ناچ ہو رہا ہے ساقی جام پلا رہا ہے امیر کا ارادہ ہے کہ دبیر کو بلا کر نامہ
لکھوائیں اور ایلچی کے ہاتھ شاہ یمین تنان کو بھجوائیں کہ اسی وقت ہرکارے پہونچے اور آداب شاہی بجالا کر

کردہ تھے بیہودی پیش آئیں اور دغا سے پکڑ لیں عرض کیا کہ مجال کسکی ہے ایسا ہو نہیں ہو فرمایا اچھا جاؤ نعمان گھوڑے
سوار ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلا جس وقت لشکر کفار میں یہ خبر ہوئی کہ نعمان کاؤس آتا ہے خود شاہ سیمین تنان
آیا اور استقبال کر کے لے گیا نعمان کاؤس آکر اپنے دنگل پر بیٹھا شاہ سیمین تنان نے پوچھا کہ ای نعمان کیونکر
تونے نجات پائی کہا کہ میں نے دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا اور تمکو بھی مسلمان کرنے آیا ہوں اسلیے کہ لقا قابل
خدائی نہیں ہو اسپر لعنت کرو اور دست سے خدا اور رسول کے سو تم غرض بیان کیے جنکا ایسا اثر ہوا کہ وہ چاروں بھائی
از سر صدق مسلمان ہوئے اور یہ صلاح ہوئی کہ لقا کو گرفتار کرکے حمزہ صاحبقران کے پاس بھیجیے قضا سے کار
بختیارک اس صحبت میں موجود تھا اسنے تمام گفتگو سنی جلدی سے کسی بہانے سے دربار سے نکل کر لقا پاس گیا اور کہا کہ بھاگنے
بھاگنا بہتر ہے نہیں تو گرفتار ہو جاؤگے اور تمام کیفیت مفصل بیان کی لقا اسی وقت پوشیدہ ہوکر راتوں رات بھاگ
اور راستہ زبرجد نگار کا لیا صبح کو نعمان کاؤس اور شاہ سیمین تنان وغیرہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا
کہ یہ شکار مفت ہاتھ سے نکل گیا الغرض نعمان کاؤس اور پانچوں بادشاہوں نے اپنے اپنے لشکر اور متعلقین
کو مسلمان کیا اور تحفے اور تبرکات لیکر خدمت صاحبقران عالیشان میں حاضر ہوئے ملازمت حاصل کی عرض کی
کہ لعنت کی تھی لقا اور زبرجد شاہ پر بادشاہ اسلام نے خلعت سے سرفراز کیا بعد اسکے شہر میں لیکر آئے دعوت
کی تمام شہر اسلام آباد ہوا مسجدوں کی بنا پڑی آواز اذان کی ہر طرف بلند ہوئی سکہ سعد بن قباد کے نام پر جاری
ہوا تین روز وہاں رہے بعد اسکے بہر تعاقب میں لقا کے راہی ہوئے لیکن لقا کوچ بکوچ دریائے شبنم میں پہنچا
بادشاہ وہاں کا ملک ثریا تھا اسنے خبر سنی آیا استقبال کر کے لقا کو قلعے میں لیگیا دعوت و ضیافت کی بختیارک
نے کہا کہ اے ملک ثریا ہمارے پیچھے ایک سنگ اناہے کہ جسکے سبب سے ہم ملک بملک بھاگتے چلے آتے ہیں اس سے
سامنا کون کرے ثریا نے کہا کہ کچھ بھی غم نہیں جبتک حمزہ کو آنے تو دو اول تو میں انہیں دریا پر سے اترنے نہ دونگا اور
اسی دریا میں انکا کام تمام کردونگا ایک دیو ہے کہ نام اسکا کیوس ہے اس سے مجھے کمال دوستی ہے اس سے تمام خدا پرستوں
کو قتل کرا دونگا بختیارک بولا ای ثریا وہ خدا پرست دیو بند دیو کش ہے اسکا ایک ایک طفل دیو ہفت سر کو مدتا ہے دیو مقابلہ کیا
اس سے عہدہ برا نہوگا بلکہ پھر لقا سے کہ دیو ہفت سر کے ساتھ چار دیو افسر اور چالیس ہزار دیو اسکے زیر حکم تھے وہ سب
مارے گئے ثریا نے کہا میں یوں اس دیو کو نہ لڑاؤنگا میں اس سے کہونگا کہ تو آسمان پر سے سلیں کی سلیں پھینک دو
پھر خدا پرستوں کے برباد ہو اس طرح مسلمانوں کا استیصال کردیا بختیارک نے کہا کہ طریقہ اچھا ہے مگر زود یک مرتبہ
کے وہ نہ جانے ثریا بولا ہرگز نہ جانیگا غرض ایک ہفتے کے بعد جہاز اہل اسلام کے نمایاں ہوئے ثریا نے فوج اپنی
کنارہ دریا پر قائم کی تھی وہ سب تیر و تفنگ لیے کھڑے تھے مل چاہا کہ یہاں جہاز لانا حکم خدا اور بادشاہ کا نہیں اسی
وہیں رہو یہاں نہ آنا اور تیر کمانوں میں جوڑ کر سب مستعد جنگ ہوگئے یہ خبر صاحبقران کو ہوئی فرمایا کہ انکی زد سے
جگہ لنگر ڈالدو جہازوں کے لنگر پڑ گئے کئی فرسخ تک دریا میں جہاز ہی جہاز معلوم ہوتے تھے بختیارک نے ثریا سے
کہا کہ اب اس دیو کو بلاؤ ثریا نے دیو کیوس کو بلا کر جہاز اہل اسلام کے دکھائے اور حکم دیا کہ انپر سنگباری کرکے
ڈبو دو اسنے کہا کہ اچھا اور جاکر پہاڑ پر سے ایک بڑی بھاری چٹان پتھر کی لایا اور آسمان پر سے پھینک کر ایک جہاز پر مارا
وہ جہاز ڈوبا آدمی غرق ہوگئے وہ جہاز تھا ابو الحیجن گرد کا کوئی ہزار آدمی کے قریب بچ گئے باقی سب غرق ہوگئے
گھوڑے تیرتے ہوؤں کو ملاحوں نے کودکود کر نکالا غل ہوا کہ یہ کیا آفت آئی دوسرے روز پھر دیو کیوس نے ایک بڑی
چٹان پہاڑ سے لا کر دوسرے جہاز پر ماری وہ جہاز پہلوان عادی کا تھا اسی طرح جہاز ڈوبا لوگ ڈوبے

جو میراک تختہ ازشوں سے پیر کر اپنی جان بچائی اور تڑو بیٹے ہو سن کو بھی نکال لوگوں سے دیکھا کہ دیو آسمان پر سے پتھر مارتا ہی خبر دی
امیر کشور گیر کو صاحبقران نے جام بہرہ نگرے منگوایا دیکھا تو یہ کوئی شخص کہ اس دیو کا کام تمام کرے سرخیل وفاداران یعنی
مقبل وفادار نے وہ جام بہا عرض کیا کہ غلام یہ خدمت بجا لائیگا فرمایا اچھا مقبل تیر و کمان باندھیں لیکر تخت دیو کے آگے
بیٹھا کہ اسمین غل ہوا کہ دیو آتا ہی اور علامت اسکی یہ ہی کہ جسوقت دیو پتھر مارنے آتا ہی اسوقت لقا اور ثریا شاہ اور بختیارک
وغیرہ سب قبلہ و دروازے پر تخت سے آکے تخت میں تماشا دیکھتے ہیں اور صاحبقران سے عمرو کئی مرتبہ کہچکا ہی کہ خود دیو مارنے
چلا جل کیون اپنی جان دیتا ہی لوگوں کو کیون قتل کراتا ہی صاحبقران فرماتے ہیں کہ خدا جسکا حامی ہی وہ جید جاتے ہیں جبتک
کہ اسکا ذکر تخت سلطنت سے تخت تابوت پر نہ پہنچیگا تو کون مار سکے نہ دیکھا القصہ وہان مقبل تاک میں بیٹھا ہوا اور دیو
بیٹھا ہوا اچھلتا ہی کہ پتھر مارے مقبل نے تاک کر تیر ہوا سینہ پر اسکے دیو کے جڑا کہ پشت کو ہو کے نکل گیا اور دیو چیخ کھا کر
مع اس سنگ گران کے دریا میں گرا غل ہوا کہ وہ دیو مارا گیا بختیارک نے لقا اور ثریا شاہ دیکھتے تھے وہ ایک ستون کہ
آسمان پر جو لٹکا تھا وہ ان بھی اسکی جان نہ بچی ہو گئی یہ بلا سے دیوان آفت جان میں ثریا نے کہا کہ کب بھی خدا پرستون کو یہ
دیا صاعقہ اترنے نے دو دو کالا کوئی تدبیر انکے غارت کرنے کی نکالو نگا لیکن یہاں اس خبر کا لکھ لینا ضرور ہی کہ شہزادہ ارجاسپ
شاہ کا کہ نام اسکا سعادت شاہ ہی سعادت شاہ طلسمات بیچ جاتا ہی نہایت زبردست ہو اور بہت سے پہلوان
نامی بھی اسکے ساتھ ہیں سات لاکھ سوار اسکی جمعیت رکھتا ہی کہ ملک اسکے زیر نگین بہت ہیں اسنے ملک ثریا پاس کہلا بھیجا کہ اگر
کوئی خدا پرست تمہارے ہاتھ لگے تو ہمارے پاس بھیجدینا کہ ہمیں نہایت اشتیاق انکے دیکھنے کا ہی ثریا پاس جو یہ پیغام پہونچا
اسکا عیار ہی عقرب برخ جشم اسکو اسنے بلایا اور کہا کہ تجھسے ہوسکتا ہی کہ کسی خدا پرست کو جا کر پکڑ لائے اسنے کہا آپ کا حکم
کی دیر ہی گیا اور لباس بدلکر ساتھ ہوا اور رات کے وقت منشک کر بدلکر بستے کے بیچے رکھ گشت دوری کرتا ہوا جب جہاں
بدیع الزمان کے پہونچا بسبب ورنے کے کوئی نگہبانی و پاسبانی نوکر نہیں یہ صورت ایک فراش کی بنکر خدمتگاروں میں جا
ملگیا کام اور خدمت کرنے لگا جب شہزادہ بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا اور لوگ بھی سو رہے عقرب بدیع الزمان
کو بیہوش کرکے پشتارہ باندھ لے گیا یہاں صبح کو غلغلہ ہوا کہ بدیع الزمان بستر خواب سے غائب ہو گئے صاحبقران نہایت
متردد ہوئے عمرو کو طلب کیا اور فرمایا کہ خواجہ تمہاری غفلت سے یہ ہوا تو ہوشیاری کرو اور بدیع الزمان کو تو ڈھونڈھ کے پیدا
کیا ہی عمرو نے سنا کہا اسوقت چوکی پہرے قائم کیے سب رات ہوشیاری ہو گئی مگر عقرب پشتارہ لیے ہوئے سامنے ثریا کے
آیا لقا و بختیارک وغیرہ سب بیٹھے ہوئے ہیں کہ اسی اثنا میں عقرب نے پشتارہ کو سامنے رکھدیا بختیارک نے پوچھا
کہ اے عقرب کسکو لایا اسنے کہا کہ نہیں نام جانتا ہوں نہ پہچانتا ہوں مگر اتنا بیشک جانتا ہوں کہ کوئی سردار جلیل القدر
ہی بختیارک بولا کھول پشتارہ اگر تم پہچانتے نہیں ہو تو ہم پہچانتے ہیں اسنے گٹھری جو کھولی دیکھا بختیارک اور لقا نے
پہچانا کہ یہ بدیع الزمان فرزند شکن سر حمزہ کا بانسری ہوش لق پکارا اے عقرب میں تیرا کیا بڑا کیا ہوا ہون اسی نے
مجھے دیدہ کیا ہی اسے تو مجھے دے کہ میں جلد قتل کر ڈالوں اور کسی اور سردار کو گرفتار کرکے پاس سعادت شاہ کے
بھیجدے عقرب بولا کہ اگر جان اپنی دو بھی نہیں تو جب خدا پرست غافل تھے کہ میں اسے پکڑ لایا اب وہ ہوشیار ہو گئے مثل
مشہور ہی کہ بڑھیا نہ بکھو کر آدمی سکتا ہی اسکا سارا مردہ گم ہو گیا ہو وہان کبھی اسکی جنبش نہ سنگی اور لوگوں کو میری جانک مزدور
ہو گی میری باقی ہمت نہیں کہ اب میں وہان جا سکوں لقا نے کہا اے عقرب میرے پاس اب کچھ نہیں ہے اگر یہاں ایک لعل
میری ڈاڑھی میں لگا ہوا ہی یہ میں تجھے اسکے عوض میں دیتا ہوں کہ تو بدیع الزمان کو مجھے دیدے یہ جو عقرب سے سنا
راضی ہو گیا لقا نے وہ لعل کا دیا عقرب کو دیا اسنے بدیع الزمان کو لقا کے حوالے کیا لقا نے جلادوں کو بلایا

بدیع الزمان کو امیر غل و زنجیر لایا بعد اُسکے فتیلہ رنج بیہوشی بجھایا گیا بدیع الزمان نے دیکھا کہ قید میں گرفتار ہوں
اور ساحت اقبا بیٹھا ہوا ہے بڑا فزع بین دل میں خیال کیا کہ یہ خواب ہے جو نے دیکھا ہے چاہا کہ آنکھیں بند کرے کہ تعقرب پکارا
اے پسر حمزہ یہ بیداری ہے خواب نہیں ہے میں تجھے پکڑ لایا ہوں اسوقت یقین ہوا کہ واقع میں یہ عیار پکڑ لایا ہے نہایت
زور کیا تا کہ ٹوٹ جائے زنجیر میں سے آواز نکلی بیچا ہوں قریب تھا کہ زنجیر کی صدا سے خوفناک ہو کر قلعہ دیواسطے
ہو جائیں اتنے میں سوار [illegible] گریباں چاک وقت پر معترض ہو غرض بدیع الزمان نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جواب
سلام خوب سے دیا بختیارک نے [illegible] لقا نے کہا اے بدیع الزمان کیا کبھی صدمے میں نے تیرے باپ سے
اُٹھائے ہیں ہر روز مجھے یاد ہے تو بھی اب بھی میں تجھ پر رحم کرتا ہوں [illegible] تجھے سجدہ کرے تو ابھی رہا کرتا ہوں اور جرم
تیرے سے عفو کرتا ہوں بدیع الزمان نے کہا اگر تو صنم [illegible] تراش لا کرہ کا لعنت ہو تجھ پر اور تیرے پرستاروں
پر جو تجھے ہوسکے تصور [illegible] اگرچہ [illegible] میں اور قضا ہو تو مارا جاؤنگا لقا نے کہا جلاد کی بیوقت
جلادوں کا مرہوا حکم دیا کہ جلد اسکو قتل کر دو جلاد نے ایک چبوترہ بنایا نطع اس پر ڈالکر بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور
کہا کہ جو کچھ کہنا ہو کہہ لے کسی ہمجولی سے اپنا ہو بیل [illegible] وصیت کرنا ہو وصیت کرلے کہ وقت تیرا آخر
ہے خط سیاہ گردن پر کھینچ کر تلوار علم کر کے سر پر کھڑا ہوا اور دوسرے حکم کا منتظر تھا بختیارک نے کہا اسے کیا دیکھتا ہے جلد
فیصلہ کر جلاد دیکھا کہ [illegible] میرا کام نہیں تجھ کو حکم دیجئے لقا بولا میں نے تین حکموں کا ایک حکم دیا جلد
اسکو قتل کر جلاد نے اسکو [illegible] اور بدیع الزمان نے دیکھا کہ جو یہاں برگشتہ خون ہے بے اختیار آنکھوں میں آنسو
بھر لایا اور دل کو رجوع پروردگار عالم کی طرف کیا کہ اے خالق حقیقی و اے مالک تحقیقی ایک بیکس [illegible] مہربان سوا تیرے
اسوقت میں کوئی نہیں ہے اگر قضا بھی آئی ہے تو ایسی جگہ آئے کہ مجھے دفن و کفن نصیب ہو ہنوز یہ دعا تمام نہ کی تھی کہ دروازہ
بارگاہ پر غلغلہ ہوا کہ مرزبان آہن تاب خدمت خداوند زبرجد شاہ سے خدا پرستوں کے استیصال کے واسطے
آیا ہے اور یہ ایسا زبردست ہے کہ بارہ من کا ستون آہنی ہاتھ سے گول کر کے حلقہ بنالیتا ہے اور پھر سیدھا کر دیتا ہے فرمان ثریا
اسے استقبال کر کے لایا مرزبان جب بارگاہ میں آیا اور صندل پر بیٹھا جام گردش میں آیا جلاد مرزبان کی آمد سے ششدر
تھا کہ لقا نے پکار کر کہا اپنے کام میں مصروف ہو جلد کام اسکا تمام کر مرزبان کی نگاہ جو بدیع الزمان پر پڑی ایک
جوان ماہ طلعت کو زیر تیغ بیٹھا دیکھا پوچھا کہ یہ کون ہے ثریا نے کہا کہ یہ پسر حمزہ نہایت زبردست دلاور ہے پوچھا کہ اسے
کیسے زیر کیا اور کیونکر اسیر کیا ثریا نے کہا کہ یہ عیار میرا پکڑ لایا ہے مرزبان نے بدیع الزمان سے پکار کر کہا کہ اگر تو
زبرجد شاہ کو سجدہ کرے تو میں تجھے چھوڑ دوں بدیع الزمان نے کہا کہ اگر تو مجھے [illegible] کرے تو میں
جرات میں قبول کروں اسکا کیا جواب آخر دن کو کہدیا یہی دو ملک بختیارک بولا کہ یہی تو اس سے کون پوچھتا ہے
مرزبان بولا ہم ایسی [illegible] نہیں باندھتے بختیارک ہر چند منع کرتا رہا مرزبان نے نہ مانا اور حکم دیا کہ جلد لاؤ آہنگر کو
بدیع الزمان نے کہا کچھ آہنگر کی حاجت نہیں ہے لیکن قید کو توڑ ڈالا مرزبان حیران ہو گیا کہ یہ بڑا زبردست معلوم
ہوتا ہے بدیع الزمان کو کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ اب آپ اپنے لشکر میں جائیے طبل جنگ بجوائیے میرے آپ کے مقابلہ
ہوگا بدیع الزمان نے کہا کہ اے مرزبان لشکر تو ہمارا ابھی جہازوں پر ہے ملک ثریا نے اترنے نہیں دیا مرزبان نے
ثریا سے کہا کہ تم خداوند کو بدنام کرتے ہو ہم خداوند کی طرف سے اسی واسطے آئے ہیں کہ خدا پرستوں سے لڑیں اور کام
تمام کریں تم جلد اپنی فوج کو دریا سے ہٹا دو کہ لشکر اُنکا اتر آسکے الحاصل بدیع الزمان مرزبان سے رخصت
ہو کر چلا اور ثریا نے فوج کو اپنی ہٹا لیا [illegible] بدیع الزمان کے واسطے صاحبقران بہت فکرمند تھے کہ ہر کار دن

زریمان کو استقبال کر کے لائے اور اسطرح شراب میں بیہوشی دے کر گرفتار کیا اسیر طوق و زنجیر کر کے زندانخانے میں بھیجدیا ہے
اسکے دو پہلوان تھے اسمے ایک کا نام فیلان جنگی اور دوسرے کا نام فیلاب جنگی ہر دونون کے نام پر طبل جنگ بجے
یہاں امیر کشور گیر پہنچے ہیں دربار جمع ہے راہ زریمان کی دیکھ رہے ہیں کہ اتنے میں جو شتر بان ہرکارون کی آمین بعد دعا و
ثنائے بادشاہی بجا لا کے تمام کیفیت اسیر ہونے زریمان کی بیان کی بعد اسکے عرض کیا کہ طبل جنگ بنام پر فیلان جنگی
اور فیلاب جنگی کے بجا ہے امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ یہ سب بد ذاتیان بختیارک کی ہیں اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ
بجے اسیوقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرمی جا بہر رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر بقصد جنگ
اپنی اپنی جگہ سے آگے بڑھے ادھر بادشاہ اسلام تخت پر سوار ہوئے حمزہ صاحبقران اور تمام سرداران عالیشان ہمراہ
رکاب نوبت و نقارہ بجاتا ہوا میدانگاہ مصاف میں آئے ادھر سے لقا اور ثریا شاہ تخت پر سوار آئے آگے دونون پہلوان
نامدار پشت پر فوج جرار نمودار ہوئے اور سامنے لشکر اسلام کے پرا باندھ کر کھڑے ہوئے فیلاب جنگی پہلے سے نکلا سامنے
تخت لقا کے آیا اجازت خواہ ہوا لقا نے کہا کہ جا تو سپرد کیا میں نے اپنے بیدقدرت کے فیلاب میدان میں آیا بعد گشت کے
مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نامور بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا فیلاب نے دونون ہاتھ میں
قدم مرکب بدیع الزمان کا ہٹا اور ست قدم توسن فیلاب پیچھے ہٹا اسلحہ الوان میں پھیر کر گرزون کو سامنا کیا بعد از ان
نیزے سنبھالے طعنین چلنے لگیں چند طعنون میں بدیع الزمان نے نیزہ فیلاب کا ہوائی کیا فیلاب نے تلوار ماری شاہزادے
بدیع الزمان نے وار اسکا رد کر کے اپنی ضرب لگائی کہ گینڈے سمیت چار ٹکڑے ہوئے قتل ہوا کہ وہ فیلاب مارا گیا
تیغ کفار بدیع الزمان پر دوڑی یہ بھی تلوار کھینچکر ابھرا بادشاہ اسلام نے بھی غازیان دیندار کو حکم دیا کہ مسلمان
کافرون کو وہ بھی آکر بدیع الزمان کے شریک ہوئے تلوار چلنے لگی خاک و دار و گیر بلند ہوا بازار ست گرم تھا لاشون
پر لاشیں گرتی تھیں کشتون کے پشتے بندھ گئے میں گرمی جنگ میں فیلان جنگی اور شاہزادہ علمشاہ سے مقابلہ ہوا
اسنے تلوار ماری علمشاہ نے تلوار اسکی چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور سوئے آسمان اچھالکر جسوقت گرنے
لگا تلوار ایسی کہ مانند خیار تر دو ٹکڑے ہوئے اور اسمعیل سرداران اسلام کے ہاتھ سے پہلوان نامی ملک ثریا
کے مارے گئے بدیع الزمان نے علم کو حکم کیا علمشاہ نے حملہ کر کے مدار لشکر کفار شکست کھا کر بھاگا ثریا مع زریمان کو
ساتھ لیے ہوئے قلعے میں داخل ہوا اور مشورہ کی کہ یہان سے بھاگ چلیے ایک طرح ہو کر تمام اسکا ارادہ ہوئی اسنے
ثریا سے کہا کہ آپ تو شہر صلصال میں جائیں میں اس امر کا ذمہ دار ہوں کہ حمزہ کو مع لشکر گرداب طلسم میں پھنساؤنگا کہ کبھی
نجات نہوگی لقا نے یہ سنکر اسی طرح کو خلعت دیا اور خود ظلمات کیطرف کا روانہ ہوا لشکر مع قید زریمان اور
ملک ثریا کے روانہ ہوا صبح کو روسائے شہر جمع ہو کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ وہ کافر
تو سب بھاگ گئے شہر خالی ہے بادشاہ اسلام اور صاحبقران سوار ہو کر داخل شہر ہوئے تمام شہر کو اسلام آباد کیا بتخانے
توڑ کے مسجدون کی بنا ڈالی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا تمام لوگ دین ابراہیم کے مسلمان ہوئے دو روز
صاحبقران وہان رہے بعد اسکے فرمایا کہ کشتیان تیار ہوں کہ میں تعاقب میں لقا کے جاؤنگا کشتیان جہاز تیار ہوئے لگا
کہ اسی اثنا میں لوگون نے آکر عرض کیا کہ ایک سوداگر حاضر ہوا ہے کہتا ہے کہ مجھے راستہ زیر جد نگار کا خوب معلوم ہے لقا سے
پیشتر میں تجھکو زیر جد نگار میں پہونچا دونگا فرمایا کہ بلاؤ اسے جب وہ مکار حاضر ہوا قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دیا گرد سر
تصدق ہوا عرض کی کہ حضور اسے بعید لیجلون کہ دم درشاہ اور ثریا کو آتے راہ میں پہنچے امیر اس سے بہت خوش ہوئے
خلعت دیا عمرو نے بزبان عربی عرض کیا کہ اے امیر پیشانی اسکی تیرہ و درون کی سیاہ ہے اسکے کہنے پر عمل نہ کیجئے گا بادشاہ

کہا کہ اگر خواجہ واقع میں ایسی ہے تو مسلم ہے اسکا اعتبار کیا ہو اور اگلے کچھ پیش نہ گیا دنیا ہو گیا راسو سے پوچھا کشتیاں بھی رہیں شخص
عرض کیا کہ میں نے حضور کیواسطے بہت سی کشتیاں چھپا رکھی ہیں تاہم جدا تھا اور شہریار کا کیسے ہیں نے نہیں دیں پانچ سو کشتیاں دریا میں
ڈوبی پڑی ہیں انکو نکلوا تا ہوں ملاح میرے ساتھ کیجئے صاحبقران نے سر جاب کشتیاں سے بلا کر فرمایا کہ ملاح اپنے ساتھ لیجا کر
کشتیاں نکلواؤ غرض ملاح گئے اور پانی سے کشتیاں نکالیں صاحبقران نے راسو کو تازہ اک خلعت سے سرفراز فرمایا اور
جہازوں پر سوار ہوے عمرو نے کہا ای حمزہ میں سمندر سے ڈرتا ہوں میں تو کبھی نہ جاؤنگا جبتک آب ظلمات سے پھریں
میں یہیں رہونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ نے تمام مکان سونے کا بنوایا ہو اور دیوار میں لعل و جواہر جڑے ہیں بے
محنت ہاتھ آ جائیگا اور میں تو مرے لیے دیتا ہوں کہ جو مال و اسباب وہاں کا ہو سب تمہارا ہو اور یہاں ڈرتے ہو یہ درہ شیخ جی
تو دریا کے بیچ میں ہو جانتے ہی تمہارا نکلنا مشکل ہو اور کئی لاکھ روپیہ تو ہم ابھی تمہیں دیتے ہیں یہ سنکر کے طمع جوش میں آئی چلے
وہ لاکھ روپے لینے لیے پھر سوار ہوے جہازوں کے لنگر اٹھا دیے بادبان کھل گئے جہاز روانہ ہوے روز و شب چلے جاتے
ہیں خلاف الشمال روانہ ہیں راسو ملاح بذات پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہو صاحبقران کے پیچھے جماعت میں شریک ہوتا
ہو ہر وقت مسائل شرعی پوچھا کرتا ہو صاحبقران اس سے عنایت خوش ہیں مگر عمرو کو کھٹکا تھا ہو کہ خدا اس نا خدا کی
شر سے بچائے یا ہو وہی چیز ہو اس کا بیوا لا ہو سے دریں دریا سب پانی درہے طوفان سرخ ابو ہوا اونچا اگانے میں بسم اللہ مجریہا
جہاز سات شبانہ روز تک برابر چلے گئے امیر کو جلدی ہو کہ کسیطرح زبرجد نگار میں پہنچیں آٹھویں دن صبح کو دیکھا کہ جہاز بہت
جلد چلنے لگے یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی کھینچے لئے جاتا ہو ملاحوں نے غل مچایا کہ افسوس جہاز گرداب میں آ گئے یہ خبر جب صاحبقران
کو پہنچی فرمایا ملاحوں سے کہ جہازوں کو ادھر سے پھیر لو گرداب کی طرف نہ جانے دو ملاحوں نے ہر چند زور کیا جہاز نہ پھرے
پھر آکر عرض کیا کہ اے شہریار اب جہاز نہیں پھرتے گرداب میں پھنس گئے فرمایا کہ جلد راسو کو کہاں ہو یہ کچھ راستے
سے واقف ہو لوگ راسو کو ڈھونڈھنے لگے کہیں اسکا پتا نہ لگا عرض کیا کہ خداوند راسو کہیں نہیں ہو فرمایا کہ اسنے دغا کی
دیدہ و دانستہ پھنسا گیا خیر خدا ہی حافظ و نگہبان ہو ملاحوں نے عرض کیا کہ ہمنے سنا ہو کہ اس راہ میں ایک طلسم ہو یہ گرداب
اسی کا ہو غرض دوسرا دن ہوا دیکھا کہ اب جہاز مانند باد صرصر کے چلے ابھی پہر بھر گزرا ہوگا کہ ایک قلعہ فولاد کا نہایت
عجیب درمیان دریا میں نظر آیا بس جہاز گرد قلعے کے گردش کرنے لگے قلعے کے بارہ برج تھے ایک بصورت حمل دوسرا
بصورت ثور تیسرا بہیئت جوزا چوتھا مشابہ بہ سرطان پانچواں بشکل اسد چھٹا بصورت سنبلہ ساتواں بطرز میزان
آٹھواں بہیئت عقرب نواں بشکل قوس دسواں بصورت جدی گیارھواں بشکل دلو بارھواں بصورت حوت
اور ہر برج پر سے بارہ میل تھے ایک میل پر کوئی تلوار لیے تھا دوسرے میل پر ایک مرد پیر کا منہ اسکے ہاتھ میں کچھ
لکھ رہا تھا تیسرے میل پر ایک نازنین ماہ تمثال چنگ بجا رہی تھی چوتھے میل پر گورے علاوہ تعجب تھا کہ اسمیں سے
تین سو ساٹھ شعلے نکلتے تھے اسکی روشنی کا پرتو دریا میں پڑتا تھا کہ دریا سے نور معلوم ہوتا تھا پانچویں میل پر ایک
جوان سرخ رو سرخ پوشاک جلادی سر پر رکھے ہوئے پانچ ہاتھ اسکے تھے ہر ہاتھ میں ایک حربہ چھٹے میل پر ایک شمشیر
رکھی ہوئی تھی ساتویں میل پر ایک سر کٹا ہوا رکھا تھا آٹھویں میل پر ایک تاج بادشاہی رکھا ہوا تھا نویں میل پر ایک
جام شراب رکھا تھا دسویں میل پر ایک طشت آتشین رکھا تھا گیارھویں میل پر ایک شخص باریش سفید بیٹھا ہوا تھا سات
ہاتھ اسکے تھے ایک ہاتھ میں تاج دوسرے میں [illegible] تیسرے میں ایک [illegible] چوتھے میں دم [illegible] پانچویں
میں سرکٹا ہوا چھٹے میں تیغ برہنہ ساتویں میں تسبیح بارھویں میل پر [illegible] صاحبقران نے دیکھیں فرمایا کہ یہ طلسم در واقع [illegible]
لگا کیا ہو اب خدا ہی اس سے نجات دیگا تو چھوٹینگے اور دیکھا کہ ہزار ہا جہاز اور کشتیاں گرد قلعے کے پھر رہی ہیں آدمی

کے سب مر گئے ہیں بدن اُنکے تمام بوسیدہ ہو گئے ہیں مال و اسباب پڑا ہوا ہے جسنے یہ ماجرا دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوا
لیکن عمرو یہ دیکھکر ایک جہاز پر کود کر پہونچا اسکا مال و اسباب سمیٹ کر داخل زنبیل کیا اُسپر سے دوسرے پر پہونچا وہ بھی خالی کر
لگا امیر نے فرمایا اے محنت کیا کریگا اس روپیہ کو لیکر اسے ہمارا بھی یہی حال ہونے والا ہے ہم کیا زندہ بچینگے عمرو بولا کہ
حمزہ میرے دل کو یقین ہے کہ یہ طلسم فتح ہوگا اور ہم اسمیں سے بچکر نکلیں گے یہ کہتا جاتا تھا اور مال کھینچتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام جہاز
مال و اسباب سے خالی کر دیے بعد اسکے کود کر پھر اپنے جہاز پر آبیٹھا امیر نے حکم دیا کہ غلہ کفایت سے صرف کرو جو دو
وقت کھاتا ہو ایک وقت کھائے اور فرمایا کہ ہر ایک شخص نماز پڑھے دعا مانگے شاید خداوند کریم اپنا فضل کرے الحاصل اسی
طرح ایک مہینا روتے چلاتے بسر ہوا تھا کہ ایک روز خواجہ بزرگ امید کی نگاہ ایک میل پر پڑی دیکھا کہ جلی لکھا ہے
کہ طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب ہے وہ شخص اس طلسم کو فتح کریگا جو صاحبقران ہوگا اور زبان جن وانس
وحوش وطیر سے واقف ہوگا اور علم کیمیا ریمیا سیمیا سکوت الخیال توسیع الخیال اور علم نجوم جانتا ہوگا خواجہ نے
وہ نوشتہ صاحبقران کو دکھایا اور کہا کہ آپ رجوع کیجیے درگاہ جناب ایزدی میں پروردگار آپ کی مدد کریگا
اس طلسم کو آپ فتح کرینگے اسواسطے کہ سب باتیں طلسم کشائی کی آپ میں موجود ہیں امیر نے بدل قبول فرمایا اور
اپنے واسطے ایک راوٹی علیحدہ ایستادہ کرائی شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے اسمیں داخل ہوئے پہلے نماز مغرب نہایت
بخضوع وخشوع بجالائے پھر دو رکعت نماز حاجت پڑھکر بہ رجوع قلب بہ گریہ وزاری دعا مانگنا شروع کی کہ اے مالک
حقیقی و اے رب تحقیقی ہمیں اس گرداب بلا سے نکال اور بیڑا ہمارا پار لگا کہ ہزاراہا تیرے بندوں کا خون ہوتا ہے
تیری راہ میں سر دینےکو موجود ہیں جان نثار کرنے کو حاضر ہیں اگر انسے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو اُسکو اپنی رحمت
سے بخشدے اسی حالت میں امیر کو ساری رات گذری قریب صبح دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطن میں بینائی
ظاہر ہوئی دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے سرہانے آن اترا امیر نے دیکھا بھالا کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا وآلہ
وعلیہ السلام ہیں کھڑے ہو گئے ادب سے عالم رویا میں تعظیم بجالائے سلام کیا دست بستہ سامنے کھڑے ہوئے حضرت
سلیمان نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ اے فرزند کیا ہے کیوں اسقدر پریشان ہو عرض کی یا حضرت آپ پر سب حال
روشن ہے کہ میں یہاں گرفتار ہوں تمام لشکر گرداب آفت میں پھنسا ہوا ہے اگر مرضی پروردگار ہو تو یہاں سے
نجات پاؤں اور اگر قضا آگئی ہے تو راضی برضا ہوں حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ گرداب طلسم ہے جبتک طلسم نہ ٹوٹیگا
رہائی نہوگی اور طلسم کا ٹوٹنا بہت دشوار ہے اسلیے کہ وہ شخص اس طلسم کو فتح کرسکتا ہے جو صاحبقران جہان ہو اور
زبان جن وانس وحوش وطیور کی جانتا ہو اور علم نجوم سے بخوبی واقف ہو امیر کشورگیر نے عرض کیا کہ یہ سب
باتیں آپ کی دعا سے مجھ میں موجود ہیں اور پھر آپ ایسا بزرگ مددگار ہو اور طلسم نہ فتح کروں یہ سنکر حضرت سلیمان
ہنسے اور فرمایا کہ تم بعد نماز صبح کے دیکھنا ایک جانور زرد رنگ برابر فیل کے برج اسد پر آکے بیٹھیگا تین بار
اس برج کے گرد پھرے گا بعد اسکے دریا میں کود کر ایک مچھلی بہت بڑی پکڑ لائیگا اور برج اسد پر بیٹھکر کھائیگا
اور پھر اڑ کے چلا جائیگا اسی طرح پھر دوسرے روز آئیگا تمہیں لازم ہے کہ جب وہ جانور مچھلی پکڑنے کے لیے دریا
میں کودے تم جست کرکے برج اسد پر جاؤ جب وہ جانور مچھلی پکڑ کے اڑے تم اُسکی پیٹھ پر سوار ہو جاؤ وہ
بنگاہ غضب تمہیں دیکھیگا تم ڈرنا نہیں کتنا ہی وہ طائر طلسمی تمکو جزیرۂ قہر میں پہونچا دے وہ طائر تمہیں لیکر اڑیگا اور
جزیرۂ العین میں منزل مقصود پر پہونچا دیگا تم وہاں سیر کرتے ہوئے آگے بڑھنا ایک عمارت عالیشان میں پہونچوگے
کہ وہ مکان ہوزلزلہ جادو کا اندر اس عمارت کے جاکر دیکھوگے کہ تخت بچھا ہے مرصع پر نشست اور دیوان سے

خوبصورت طوق و زنجیر مین گرفتار بیٹھا ہی دیو عنقا اسکا نام ہی اور دو سو برس سے زلزلہ جادو سکے یہان قید ہی
وہ تمہاری تواضع تعظیم کریگا اور کہیگا کہ ای آدمزاد تو کیونکر یہان آیا یہ مکان اُس ساحرہ کا ہی کہ جو اسنے
مجھے اسکی قید مین پھنسا ہوا ہی تم اسکو جواب دینا کہ ای عنقا مین دیدہ و دانستہ یہان اسلیے آیا ہون کہ اُس جادوگنی کو
مار کر تجھے رہا کرون بشرطیکہ تو مجھے جزیرہ ماران مین درخت گردون ساپر پہونچا دے وہ قبول کریگا آگے اُس
جادوگنی کا مارنا تمہارا کام ہی اور ایک انگشتری عنایت کی بعد اسکے تخت حضرت کا غائب ہوگیا صاحبقران قریب
صبح بیدار ہوئے نماز شکر پڑھی بعد اسکے پاس بادشاہ اسلام کے آئے سب رفیق جمع تھے امیر نے خواب اپنا بیان
کیا سبھون نے تعبیر دی کہ مبارک ہو یا امیر آپ بیشک اس طلسم کو فتح کرینگے امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ
خواجہ تم بھی ہمارے ساتھ چلوگے طلسم کی عجیب سیر ہی عمرو بولا کہ حمزہ مین تیرے ساتھ ہون مگر جادوگرون سے مجھے بچانا امیر نے
کہا کہ خواجہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ صاحبقران صبح کو تختے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ایک مرغ زرد رنگ نہایت جسیم مانند
فیل کے آیا اور برج اسپہ پہ بیٹھا تین مرتبہ برج کے صدقے ہوا اور دریا مین کودا ایک مچھلی بہت بڑی نکالکر لے گیا
اور برج پر بیٹھکر کھائی اور اُڑتا ہوا چلا گیا صاحبقران نے آج حسب حکم حضرت سلیمان توقف کیا دوسرے دن عمرو
کو لیکر کنارہ جہاز پہ آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ وہی جانور آیا اور اسی طرح برج کے صدقے ہوکر دریا مین مچھلی پکڑنے کے
لیے کودا امیر اور عمرو جست کرکے برج اسپہ پہ جا بیٹھے اس اثنا مین وہ جانور مچھلی منقار مین دبائے ہوئے اسی
برج پر آیا اور مچھلی چالیس گز کی تھی اُس جانور نے مچھلی کو کھایا اور جیسا کہ پرواز کرے امیر اور عمرو جست کرکے
اُسکی پیٹھ پر جا بیٹھے اُس جانور نے نگاہ غضب سے دیکھا امیر نے نعرۂ صاحبقرانی کیا وہ مرغ ڈر کر اڑا اور بلند ہونا
شروع ہوا اڑتا ہوا اتنا امیر اور عمرو کے کانون سے لگا یہانتک کہ دونون بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا
اپنے کو ایک مقام پر دیکھا کہ بوے مشک و عود کی چلی آتی ہی جس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی امیر اور عمرو اس مرغ
سے نیچے اُترے وہ تو پرواز کرکے چلا گیا یہ سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہی بوستان معلوم
ہوتا ہی کہ سونے کی زمین چمک رہی ہی کہ یک بیک دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی صاحبقران اندر اسکے
آئے دیکھا کہ وہی دیو بیٹھا ہی اُسنے جو صاحبقران کو دیکھا سلام کیا پوچھا کہ آپ یہان کیون آئے ہین اور کیونکر آئے
جلد ہوکر یہان سے چلے جائیے یہ مکان زلزلہ جادو کا ہی اور زلزلہ جادو آفت روزگار ہی کہ تمہارا ایسا دیو بھی
اُسکا کچھ نہین کر سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ مین اسی واسطے آیا ہون کہ اسے مارکر تجھے قید سے چھڑاؤن اس شرط
سے کہ تو مجھے جزیرہ ماران مین درخت گردون ساپر پہونچا دے دیو بولا ای آدمزاد نام میرا دیو عنقا ہی
اور مین وہ دیو ہون کہ پردۂ قاف مین میرا ثانی نہ تھا اور جنگ مین شمیال بن شرخ کا شریک رہا کبھی دیو عفریت
سر نہ اٹھا سکا اور دس ہزار دیو تنومند ہزار دست میرے مقابلے کی تاب نہ لا سکا مجھے یہ زلزلہ جادو پکڑ لائی اور مجھسے
کچھ نہ ہوسکا تو تم کیا کر سکوگے مگر یہ تو بتاؤ کہ تم جو کہتے ہو کہ مین اُسے مارونگا تم ایسے کون ہو امیر نے فرمایا ای عنقا
تو نے سنا ہوگا کہ آدمزاد نے پردۂ قاف مین جاکر جتنے سرکشان تھے سب کو زیر کرکے جنت آسمان پری زلزلہ
قاف کو جنگ سلیمان نام پایا وہ مین ہون شہر کے شہر گروہ کے گروہ جادوگرون کے مین نے غارت کر دیے
ہین اس ساحرہ کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہی مجھے اسم رد سحر یاد ہی دیو عنقا نے کہا کہ آپ کے سامنے اسکا مارنا کچھ
دشوار نہین ہی تو درخت گردون ساپر پہونچانا میرے سامنے سہل ہی آپ زلزلہ جادو کو مار دیجیے پھر اپنے
مین بیٹھونگا بلکہ ہمیشہ آپ کا غلام رہونگا ہنوز یہ باتین تھین کہ یک آندھی سیاہ چلی زمین تیرہ و تار ہوگیا پھر روشنی ہوئی ایک

جادوگرنی کو دیکھا کہ سر چار منہ چار جیبیں آئی ہو گر زلزلہ جادو کی نگاہ جو صاحبقران پر پڑی بصد جان و دل
عاشق ہو گئی ظاہر اخرہ کاری کر کے ارے تو کون ہے جو میرے معشوق سے باتیں کرتا ہے کہا اے بدکار یا ہے صاحبقران
پکارے کہ او نابکار میں تیری جان کا ملک الموت ہوں تجھے قتل کرنے آیا ہوں زلزلہ پکاری او آدم زاد کیا تو سمجھا کہ
میں تجھ پر فریفتہ ہوں جو یہ ناز کرتا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ او مردار تجھکو ابھی معلوم ہو جائیگا وہ دوڑی کہ
اسے تجکو گلے سے لگائے صاحبقران نے بھی ہاتھ سینہ سے دو مانند بڑھائے کہ آئی ہاتھ صاحبقران کے گلے میں
ڈالنے لگی امیر نے ایک ہاتھ سے تو اسکا ایک ہاتھ پکڑ لیا دوسرے ہاتھ سے چاہا کہ طمانچہ ماریں اسنے دیکھا کہ یہ زبردست
ہے سحر پڑھکر دم کیا کہ صاحبقران کی طاقت زائل ہونے لگی عمرو پکارا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھو کس غفلت میں ہو اسوقت
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اس ساحرہ کے دم پر بھی زبان لکنت کرنے لگی کلوا جیروں کا نام بھول گئی
صاحبقران نے کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا سر پر چرخ دینے لگے عمرو پکارا کہ حمزہ جلد مارو اس سگ بچی کو صاحبقران
نے زمین پر مارا وہ ایک شیر کی صورت بنکر امیر پر دوڑی امیر نے اسم اعظم دم کیا کہ شیر کی صورت اسکی بدل گئی کتے کی
طرح زمین پر ہاتھ پاؤں مارنے لگی امیر نے فرمایا او نابکار دیکھ اپنی صورت کو اسنے دیکھا کہ سحر بیکار ہوا سمجھی کہ یہ شخص
زبردست ہے اب جادو اسپر کارگر نہوگا تو اسکے ہاتھ سے ماری جاؤنگی اسکے سامنے سے ہٹ جاؤں یہ دل میں خیال کر کے
قصد بھاگنے کا کیا امیر نے دوڑکر تلوار ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے آندھی چلی زلزلہ آیا غل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا
نام میں زلزلہ جادو برادر دیو عنقا جو قید میں گرفتار تھا وہ رہا ہوا قدموں پر صاحبقران عالیشان کے گرا اگر دیو پھر الفرق
ہوا کہا کہ حقیقت میں آپ صاحبقران زمان ہیں کیسی زبردست ساحرہ کو آپ نے مارا عمرو نے جتنا گنا وہ بچنی تھی
سب اسکے بدن پر سے اتارا ہر چند صاحبقران نے منع کیا کہ ارے بیدردے کا مال ہو چکا کہا مجھے حلال ہے اب صاحبقران
نے دیو عنقا سے کہا کہ مجھے جزیرہ ماران میں لیچل اسنے عرض کیا کہ آج یہیں رہیے کل آپ کو لیچلونگا غرض رات کو دیو
عنقا نے صاحبقران کی دعوت کی نشۂ شراب میں ایسا بیخود ہے کہ آپ ہی ناچ رہا ہے کمال خوش و خرم ہے کیونکر
نہو کہ دو سو برس کے بعد قید سے چھوٹا ہے ہر مرتبہ صاحبقران کے ہاتھ چومتا ہے کہتا ہے کہ ان ہاتھوں کے صدقے
کہ جس سے تو نے اس بلا سے بے درمان آفت جان کو مارا غرض کہ رات کو بھی صحبت رہی گویا جنگل میں منگل تھا صبح کو
دیو عنقا نے عرض کیا کہ چلیے جزیرہ ماران میں امیر نے فرمایا کہ عمرو کو بھی ساتھ لیلو اسنے کہا کہ میں نے آپ کے
اقرار کیا تھا انکو تو کبھی نہ لیجاؤنگا انھیں یہیں رہنے دیجیے امیر نے فرمایا کہ اچھا خواجہ تم چند دن یہیں رہو جب ہم ادھر
سے پھر آئینگے تو تمہیں ہمراہ لیلینگے عمرو نے کہا کیوں تو اسیواسطے مجھے لایا تھا فرمایا کہ میں کیا اختیار ہے عمرو نے دیو
عنقا سے کہا کہ بھلے آدمی تو جو یہاں مجھے چھوڑے جاتا ہے تو اس جادوگر کی لے لو اگر آکر مجھے مار ڈالینگے کہ اسی نے
زلزلہ جادو کو مارا ہوگا تجھے میرے قتل کرنے سے کیا حاصل ہوگا اور صاحبقران نے بھی بہ منت فرمایا کہ اے دیو عنقا
یہ میرا بھائی ہے اسے بھی ساتھ لیلو کیا اسے تنہا چھوڑ جاؤ گے اسنے عرض کیا بہت بجا القصہ دیو عنقا دونوں کو کاندھوں پر
بٹھا کر پرواز کر کے جانب جزیرہ ماران روانہ ہوا صاحبقران اور عمرو دونوں اس دیو کے پیٹھ پر ہوتے ہیں دیو
دریا پر دو جلد ہو جاتا ہے ہیبتناک کہ کرہ ہوا میں پہنچا امیر اور عمرو دو بیہوش ہو گئے پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش جو آیا
آنکھ کھولی ایک صحرا عجیب دیکھا کہ بجائے گیاہ سانپ معلوم ہوتے ہیں اور سانپ سب رنگ کے ہیں کسی کا منہ سرخ
ہے باقی سفید کوئی سیاہ ہے بیلیں اسکا سفید ہے عجب عجب رنگ کے سانپ نظر آئے اور دم انکی زمین پر ہیں اور
سر آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے کھڑے ہیں بعضوں کے منہ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہیں بعضے زہر اگل رہے ہیں

اور بیچ میں اُس صحرا کے ایک درخت ہے نہایت بلند کہ دور دور اسکا چاروں طرف ہے اور تنا اسکا اس قدر گندہ ہے کہ ہم پچاس آدمی بھی بغل میں
لیں تو بھی وا نہ ہو اور برگ اُسکے سبز مانند زمرد کے ہیں دیو عنقا نے پوچھا ای آقا اب آپ کس مقام پر اتاروں فرمایا کہ
درخت کے اوپر جہاں تابوت ہے آصف کا دیو عنقا نے عرض کیا کہ نشان اُس جگہ کا کیا ہے جہاں تابوت آصف بن برخیا
کا ہے فرمایا کہ بیج وہاں کے مانند عقیق سرخ کے ہیں دیو عنقا نے اسی جگہ اوکر اتارا دیکھا کہ ایک تخت ہے بہت لطیف اسپر تکیہ
مخمل سیاہ کا استادہ ہے بوٹے شگفتہ کے بیل دستے ہیں خوشبو چلی آتی ہے بیچ میں تابوت رکھا ہے اور ایک مار سفید اس تابوت
کے گرد حلقہ کیے بیٹھا ہے صاحبقران نے چاہا کہ تابوت کے پاس جائیں اُس مار سفید نے نگاہ غضب صاحبقران کو دیکھا
دیو عنقا پکارا کہ ای شہریار آپ قریب نہ جائیے گا نہیں تو اس مار سفید سے آپکو ایذا پہنچیگی فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو حضرت
سلیمان کی وہ انگوٹھی جو خواب میں مرحمت فرما گئے تھے صاحبقران نے وہ ہاتھ سے اتار کر اُس مار سفید کو دکھلائی اور فرمایا
کہ ای ابیض حبشی میں فرستادہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوں یہ انگوٹھی حضرت کی نشانی موجود ہے میں لوح طلسم دو اور
برج ہفت کوکب لینے آیا ہوں یہ سنتے ہی وہ مار سفید غائب ہو گیا صاحبقران تابوت کے پاس آئے فاتحہ پڑھا
بیٹھے پھر دم بیٹھنے کے ایک غنودگی طاری ہوئی خواب میں ایک مرد بزرگ کو دیکھا اُنھوں نے فرمایا کہ ای صاحبقران چیزیں
یہاں بہت سی رکھی ہیں اور جتنی لوحیں ہیں تمہارا ایک پوتا ہوگا کہ نام اسکا بدیع الملک ہوگا وہ طلسم کشائی کریگا اسکے واسطے
رکھی ہیں تم فلاں صندوقچہ جو صندل کا ہے اسمیں سے لوح طلسم دو و انار برج ہفت کوکب کو نکال لو اور طلسم کو فتح کرو
پس آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو سیر کیا اور صندوق دیکھا تو واقعی صندوقچے بہت سے رکھے ہیں اسمیں سے صندل
کا صندوقچہ لے لیا اور دیو عنقا سے کہا کہ اب مجھے طلسم میں لے چل اُسنے عرض کیا بہت اچھا صاحبقران نے پوچھا کہ طلسم
یہاں سے کتنی دور ہے اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار میں جاؤں تو چالیس روز میں اور کوئی دیو جائے تو چھ مہینے میں اور
انسان قصد کرے تو چالیس برس میں پہونچے فرمایا خیر اب چلو دیو عنقا عمرو اور امیر کو کاندھوں پر بٹھا کر لے اڑا
اور آب پر وہ اڑکر تا چلا جاتا ہے کوئی چار گھڑی دن رہے ایک کوہ پر پہونچا صاحبقران اور عمرو کو اتارا
اور کہا کہ آپ نماز پڑھیے میں جاکر کچھ کھا پی آؤں یہ کہکر روانہ ہوا صاحبقران نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی بعد
وظیفہ میں مصروف ہیں کہ یکبارگی آواز پیدا ہوئی ای حمزہ کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے تو میری بہن خیلہ ذرلہ جادو
کو مار آیا میں دیو عنقا کو کھا لیتا ہوں اور تیری فکر میں ہوں بدلہ عوض اُسکے خون کا لونگا مجھکو جانتا ہے نام میرا
زلازل جادو ہے سنکر امیر نہایت پریشان ہوئے چاروں طرف دیکھا کوئی نظر نہ آیا عمرو سے کہا کہ خواجہ سنا تم نے کچھ
آواز کیسی آئی جواب دیا کہ ہاں حمزہ سنا میں نے پر کوئی ساحر نظر نہیں آتا خدا اس سے محفوظ رکھے لیکن امیر نے جو
دیکھا عمرو غائب ہے متحیر ہوئے کہ عمرو کدھر گیا فرمایا کہ خواجہ تم کہاں گئے کہا میں یہیں پیچھے ہوں کہا ای حمزہ میں گلیم عیاری
اوڑھے تیرے پاس کھڑا ہوا ہوں غرض رات کو وہیں رہے عمرو بار بار امیر سے کہتا تھا کہ حمزہ اسم اعظم پڑھو امیر
اُدھر پڑھکر حصار باندھ کر قریب صبح سو رہے جب وقت نماز صبح کا قریب آیا عمرو نے پکارا ای حمزہ کیا سوتے ہو اٹھو لیکن آپ خود
بھی اتفاق کی امیر بیدار ہوئے نماز پڑھی بعد اسکے عمرو ساتھ خواجہ کے ہے اُس جادوگر کا خوف ہے یہ فکر ہے کہ آگے
آئی تھی اُس سمت کو روانہ ہوئے امیر دعا کرتے جاتے ہیں کہ خداوندا دیو عنقا کو اس ساحر نے قتل نہ کیا ہو کہیں جاکر استبری
مرد سے خبر اُن عمرو بھی ساتھ ساتھ ہے مگر نہایت خائف و ترساں تیسرے روز ایک شہر ملا کہ نام اُس ملک کا شہر لاجورد
تھا اور بادشاہ وہاں کا اکوان شاہ تھا سلطان آسمان پری کا تابع فرمان اُسنے جو سنا کہ داماد قاف کے بادشاہ سلیمان
بخت آسمان پری کے حمزہ صاحبقران زمان آئے ہیں استقبال کو آیا نہایت اعزاز و اکرام سے شہر میں لایا دعوت ضیافت

کہ صاحبقران نے اکوان شاہ سے احوال اپنا بیان کیا اور دکھا کر زلازل جادو بھائی زلزلہ جادو کا دیو خفتہ
کو کہ پکڑ لیگیا ہے مین اُسکی تدبیر مین متفکر ہون نہین معلوم ہوتا تھا اُسنے عرض کیا اے شہریار مجھے نہین معلوم کہ وہ کہان رہتا
ہے فرمایا کہ تلاش کرا اُسنے ہرکارے ہر چہار جانب واسطے سراغ زلازل جادو کے روانہ کیے ایک دن اکوان نے
ایک ڈالی انگور کی صاحبقران کے پیش لا رکھی امیر نے جو اُسے نوش فرمایا عجب لذت پائی کہ کبھی ایسے انگور دیکھے نہ
تھے فرمایا اے اکوان مین نے تمام عمر اس مزے کے انگور نہ کھائے تھے مگر یہ کیا کہ اتنے دنون مین تونے آج یہ انگور کیون کر
اور کبھی ہمارے واسطے نہ لائے اکوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور رو کر کہا اے شہریار ایک باغ ہے
میرا کہ اُسمین صرف یہی انگور ہین اور مین نے اُسکو بڑی محنت سے تیار کرایا تھا جب وہ باغ اپنی مراد پر آیا تو اُسکو ایک
دیو نے کہ نام اُسکا ہوشنگ ہے مجھسے چھین لیا ہے یہ بھی اُسکی عنایت ہے کہ سال بھر کے بعد ایک ڈالی میرے واسطے
بھیجتا ہے اگر وہ یہ بھی نہ دیتا تو مین اُسکا کیا کر سکتا ابکی مرتبہ یہ ڈالی مین نے نہین کھائی آپکے واسطے لے آیا امیر نے
فرمایا تمنے پہلے سے ذکر نہ کیا خیر اب تمھارا باغ اس دیو سے دلوا دونگا تمھارا کام اتنا ہے کہ تم مجھے وہان تک پہونچا دو
پھر مین سمجھ لونگا اُسنے کہا اے شہریار در گذر کیجیے جانے دیجیے اگر خدا نخواستہ آپکو چشم زخم پہونچا تو ملک قاف کے سامنے مین
شرمندہ ہونگا دوسرے وہ دیو میرا اور زیادہ دشمن ہو جائیگا اب وہ دیو ان انگورون کی شراب بنواتا ہے اور سال بھر
پیتا ہے آپ ہرگز وہان جانے کا ارادہ نہ کیجیے فرمایا بے کھٹکے مین جاؤنگا اور اس ملعون کی سزا دونگا اکوان شاہ نے
مجبور ہو کر تھوڑی ہرکارے کی ساتھ کر دیے کہ پہونچا آؤ صاحبقران روانہ ہوئے جب وہ باغ قریب رہا ہرکارے
پتا بتا کر چلے گئے صاحبقران اس باغ کی طرف روانہ ہوئے یہانتک کہ سامنے دروازہ باغ کے پہونچے قضا کا
اتفاقات روزگار دیو ہوشنگ دروازہ باغ پر بیٹھا ہوا سیر صحرا کی دیکھ رہا تھا کہ یکایک دیکھا اُسنے کہ دو آدمی
اسی باغ کی طرف چلے آتے ہین للکارا کہ اے آدمزادو تم کون ہو اور کہان آئے ہو کیا نہین جانتے ہو کہ یہ باغ میرے
قبضے مین ہے صاحبقران پکارے کہ او حرامزادے تونے اکوان شاہ کا باغ ضبط کر لیا ہے مین آیا ہون تجھے
سزا دینے اور یہ باغ اُسکا اُسے دلوانے کو ہوشنگ نے کہا کہ تو ایسا ہی زبردست ہے فرمایا کہ مین نے تمام سرکشی
قاف کو دور کیا ہے اور کوہ سلیمان میرا لقب ہے یہ سنکر وہ دیو دارشناد غصے مین بھرکر صاحبقران پر چلا اور عمرو
صاحبقران بقصد پیکار بڑھے تھے کہ فلک پر بجلی کڑکی اور ایک پنجہ کہ صاحبقران کو لیے ہوئے چلا گیا دیو نے
عمرو کو گرفتار کر لیا کہ تو ہمراہ آیا تھا تیرے کباب کرکے کھاؤنگا اور پھر اکوان شاہ سے سمجھونگا کہ میرے اوپر اسنے
دانا قاف کو بھیجا تھا ہرکارے یہ خبر سنکر بھاگے اور تمام کیفیت اکوان شاہ سے بیان کی وہ نہایت متفکر ہوا کہ
قضا نزدیک ہے اب یہ دیو کاہے کو زندہ چھوڑیگا اور یہان دیو ہوشنگ نے کہہ سنا کہ دے اور عمرو کے کباب بنانے
کی تیاری کی مگر حال صاحبقران با اقبال کا سنیے کہ آنکھ جو کھلی اپنے کو ایک مکان مین اسیر طوق و زنجیر اور گرفتار
سحر پایا اور ایک طرف دیو خفتہ معلق و مسلسل نظر آیا اور ساتھ ایک جادوگر زشت رو کریہ منظر سیاہ فام کو دیکھا کہ بال بکھرے
شعلہ بھبوکے ہوئے زمین کے پاس بیٹھا ہوا ہے منہ سے شعلے آتش نکل رہے ہین آنکھین دونون سرخ
خون مانند کھلا ہوا ہے بت شانے سے کسی تک بندھے ہوئے ہین اسباب سحر پاس رکھا ہوا ہے اُس ساحر نے
صاحبقران سے کہا کہ کیون یہ دن تجھے یاد نہ تھا جو تونے میری بہن کو مارا مین تو اسی وقت تجھسے عوض لیتا مگر
سمجھ کر کہ تو مالک اسم اعظم ہے جادو سیر اکبر کا گر ہونگا مین بھی زلزلہ جادو کی طرح تیرے ہاتھ سے مارا جاؤنگا اب
مین نے اسم اعظم تیرا بند کر لیا ہے اور تجھے پکڑ لایا ہون اب تیرے گوشت کے کباب لگا کے کھاؤنگا بعد اُسکے

عنقا کو بنا ہو جاؤنگا صاحبقران نے اب جو خیال کیا اسم اعظم یاد نہ تھا کمال ملال ہوا اور یقین مرگ ہو گیا
خیال ہوا کہ ای امیر تم یہاں پھنسے ہو عمرو کو دیو ہوشنگ پکڑ لیگیا ہوگا اسے کباب کر زندہ چھوڑیگا جسطرح ہو
عمرو کی خبر اسی جادوگر سے منگوانا چاہیے یہ اپنے دل میں قرار دے کر کہا کہ ای زلازل جادو میں نے تیری بہن
کو نہیں مارا بلکہ میرے ساتھ وہ جو شخص دبلا سا تھا عمرو اسکا نام ہے اُسنے مارا اور وہ اُسی باغ میں دیو ہوشنگ
کے پاس ہے زلازل نے کہا میں ابھی جاکر اُسے لاتا ہوں یہ کہکر مندر سے برید و زرگ کے روانہ ہوا اور جس وقت پہونچا
دیو ہوشنگ عمرو کے کباب کیا چاہتا تھا ایک چھری کی چوکی پر عمدان چھریاں کاٹنے کو رکھے میں آگ دہک رہی ہے کہ
زلازل جادو پہونچا اور عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیچلا دیو ہوشنگ پکارا کہ ارے تو کون ہے جو میرا شکار
لیے جاتا ہے آیا میں یہ کہکر پیچھے دوڑا اور تعاقب میں زلازل جادو کے پہنچا زلازل نے جو پھر کر دیکھا کہ دیو قریب
آگیا ہے اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوشنگ کو کچھ نظر نہ آیا عمرو کدھر گیا اور کون لیگیا ناچار مجبور
بیٹھا اور یہ سوچا کہ جاکر اکوان شاہ کو یہ سب احوال ارشاد کرے یہ کہکر طرف شہر اکوان کا گیا مگر زلازل جادو عمرو کو لیے
ہوئے پاس صاحبقران کے آیا اور کہا کہ یہی عمرو ہے اسی نے زلزلہ جادو کو مارا ہے امیر بولے کہ ای زلازل جادو سچ
تو یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے جسوقت سے تو مجھے اسکے ساتھ سے اٹھا لایا تھا مجھے اسکی خبر معلوم تھی میں نے اس بہانے سے
تجھے بھیجکر اسے منگوا لیا اور اصل تیری بہن کو نہیں مارا بلکہ حقیقت میں میں ہی نے مارا ہے اب تمہارا جو جی چاہے وہ میرے
ساتھ کرو اختیار باقی ہے عمرو نے جو یہ تقریر امیر کی سنی کہا ای زلازل میرا لقب سرہنگ جادوگران ہے میں نے
لاکھوں ساحر مارے ہیں اور تمہاری بہن کا قاتل میں ہی ہوں حمزہ بے قصور ہے زلازل نے کہا کہ میں دونوں کو مارونگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اپنی دونوں بیٹیوں کو ایک جادوگر کے ہاتھ بلوایا کہ سوسن جادو اور نسرین جادو
جنکا نام تھا وہ دونوں آئیں سلام کیا بیٹھیں زلازل نے کہا کہ بیٹا یہ دونوں شخص قاتل ہیں تمہاری پھوپھی کے میں
انکو پکڑ لایا ہوں تمہیں انکے کباب کھلانے کو بلایا ہے وہ دونوں بہت خوش ہوئیں اور کہا کہ بابا جان آدمی کا گوشت
بہت سلونا ہوتا ہے شراب پی کر خوب کھائینگے اب زلازل جادو نے ڈومنیاں بلوائیں اور ناچ شروع ہوا شراب
کا دور چلنے لگا جب زلازل جادو مست ہوا دونوں بیٹیوں سے اختلاط کرنے لگا چھوٹی بیٹی گود میں آبیٹھی اسکے
سے لپٹ گئی زلازل اس سے ہمبستر ہوا لیکن بڑی لڑکی بیٹھی ہوئی ہے کہ بابا جان میں کیا محروم رہونگی زلازل اس
علیحدہ ہوکر اس سے بھی اسی طرح پیش آیا دونوں سے اپنا منہ کالا کیا اور امیر انکے افعال پر نفرین کر رہے ہیں
کہ ای فلک تو کیا کیا تماشے دکھاتا ہے کہ ہم بندے ہیں اور ہمارے سامنے ایسے ایسے فعل ہوں عجب طرح کی مصیبت
ہے مگر اب رات کھلی دو پہر گئی ہے نشے شراب کے تیز ہیں کہ ایک بہ نسرین جادو کی آنکھ کھلی اور نظر امیر پر پڑی
کہنے لگی کہ اب کباب کب کھاتے ہیں آج تیجے زلازل کہہ رہا ہے کہ جب تم کو کچھ بہنکر ایک اٹھی کہ بابا جان میں تو
اس شخص کے کباب کھاؤنگی کہ یہ ذرا فربہ ہے اسکا گوشت اچھا ہوگا اور اشارہ امیر کی طرف کیا دوسری بولی
کہ واہ میں اسے تو میں پہلے سے تاک رہی تھی جو تم لوگی تو دوسرا موا سکھیل کس کام کا ہے غرض کہ باتوں پر بھی
کہ دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی زلازل بیچ بچاؤ کرنے لگا لیکن اب ان تینوں کی یہ کیفیت ہے کہ باتیں بھی بکی
کر رہے ہیں پاؤں ڈالتے کہیں ہیں پڑتا کہیں ہے عمرو نے امیر کی طرف دیکھ کر اشارے سے کہا کہ ای خواجہ مجھ
تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے انہیں بیہوشی دی ہے خوب قند میں سے تھے اپنا کام کیا سبحان اللہ کیا اچھی عیاری کی
عمرو نے کہا کہ حمزہ میں خود حیران ہوں کہ کسنے انکو بیہوشی دی ہے سرحد قاف ظلمات ہے آدم زاد کا یہاں گذر

نہیں آنے کون ہے یہ باتیں تھیں کہ زلازل پر شیطان سوار ہوا نسرین جادو کی طرف بقصد بیہودہ دوڑا اچانک
لڑکھڑا کر گرا اور بیہوش ہو گیا نسرین و سوسن اسکے گرنے کو بیچ تھیں کہ وہ بھی بیہوش ہو گئیں کانوں میں سے ایک
کانی اٹھی اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کہ میں غلام ہوں آپ کا ادلوس یعنی نور الدہر نے مجکو اپنا بھائی
کیا ہے میں بیٹا ہوں بادشاہ طلسم گوہر بار مکلل خان جادو کا یہ کہکر اپنی صورت اصلی بنائی اب امیر کیا دیکھتے ہیں کہ
گردن و ٹھین پر دونوں شانوں پر ایک سر رکھا ہے یعنی آنکھیں ہیں عمرو نے کہا کہ حمزہ میں اسے پہچانتا ہوں امیر
نے فرمایا کہ خواجہ نور الدہر نے کیا سمجھکر اسے اپنا بھائی کیا تھا نہ صورت نہ شکل عجیب الخلقت ہے ادلوس یہ کلام سنکر
بہت ناخوش ہوا اور منہ پھیر کر چلا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے غضب کیا کہ اسکو بیزار کر دیا ابھی جو یہ ہوا میں
اڑ جائیگا تو پھر ہمارا اتحاد اچھا بہت مشکل ہے یہ سنکر صاحبقران نے پکار کر کہا کہ اے ادلوس تم ہمیں یوں نہیں چھوڑ جاؤ
ابھی احسان بھی کیا تو ادھورا اور تم ہمارے کہنے سے خفا ہو گئے ابھی خطا ہماری معاف کرو ہمیں اگر رہا کرو اور
سے عمرو پکارا کہ اے ادلوس اے شاہزادہ طلسم گوہر بار رحم بجان تو آؤ ابھی تمہیں قسم ہے شاہزادہ نور الدہر
کے سر کی ہماری مشکل آسان کیجے جادو غرض ادلوس آیا اور جا کر زلازل کو قتل کرے ہر چند خنجر اسکی گردن
پر پھیرا لیکن پوست بھی نہ کٹا کس واسطے کہ زلازل جادو رویین تن ہے اب ادلوس حیران ہوا کہ کیا کرے
امیر نے کہا اے ادلوس وہ طاق میں شیشہ باطل السحر رکھا ہے اسے اتار کر توڑ ڈالو اسم اعظم ہمارا بند ہے کھل جائے
تو ہم اسے قتل کریں اسنے کہا کہ بہت اچھا میں شیشہ اتارے لاتا ہوں اور قصد کیا کہ شیشہ اتارے طاق بلند ہو گیا
ادلوس بھی اونچا ہوا طاق اور زیادہ بلند ہوا ہر چند ادلوس نے چاہا شیشہ ہاتھ لگے لیکن نہ پایا امیر نے فرمایا بھائی
ادلوس باطل نالائق ہے یہ مکلل خان کا بیٹا کیونکر ہے اگر اسکی اولاد ہوتا تو ہم ضرور جانتے ہوتے مگر یہ کچھ بھی نہیں جانتا
اسے مکلل خان کی اولاد کیا ہے کہیے ادلوس یہ باتیں سنکر اور بھی آزردہ ہوا اور کہا کہ مجھے سرکار نہیں میں جاتا
ہوں آپ جانیں اور زلازل جادو یہ کہکر چلا تھا کہ عمرو نے کہا کہ اے حمزہ پھر تو نے ایسے کلمے کہے کہ ادلوس ناراض
ہو گیا تھا اور سمجھا سیلمی آگ نازجوش پلا اے حمزہ یہ وقت خوشامد کا ہے نہ کہ خفا اسے ناراض کیا بس صاحبقران نے
پکار کر کہا کہ اے ادلوس تم کیسے نور الدہر کے بھائی ہو لبس لینے میں اور غیر میں بھی فرق ہوتا ہے ہم اگر نور الدہر کی جگہ
بھی تو وہ سر نہ اٹھانے اور بیٹھے جگہ بجائے نور الدہر کے سمجھ کر ایسے کلمات کہے کہیں غیر کی نسبت کوئی ایسا کہہ کہ بیٹھتا
ہو اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ تم بڑے نازک مزاج ہو اور اگر مجکو یہاں قتل کرا ڈالو گے تو نور الدہر نہ کہیں گے کہ واہ خوب
حق بھائی گری کا ادا کیا ادلوس یہ کلمات سنکر دل میں پشیمان ہوا اور پھر ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے شہریار میں
اس مرتد کو کیونکر ماروں یہ تو رویین تن ہے آہنیں بدن ہے عمرو بولا اے ادلوس تم ہماری شاگردی کرو تو ہم ترکیب
بتائیں ادلوس نے سر جھکا کر کہا کہ مجھے تو مدت سے آرزو ہے کہ آپکی غلامی میں رہکر کچھ حاصل کروں عمرو نے کہا کہ اے
ادلوس دو چار بڑی بڑی پتھر کی سلیں لا ڈال ایک سل اسکے سر کے نیچے رکھو اور دوسری سل پھر اسکے سر پر مارو کہ سر
اسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے ادلوس نے کہا کہ واہ استاد کیا ترکیب ہے اسی دم تعمیل حکم کرکے زلازل جادو کو مارا
جب وہ فی النار ہوا امیر اور عمرو قید سے چھوٹے شیشہ باطل السحر طاق سے اتار کر توڑ ڈالا سوسن اور نسرین کو
بھی قتل کیا اور جتنے جادوگر تھے سب کا استیصال کیا صاحبقران نے ادلوس کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تم ہمارے
محسن ہو اور سفارش نامہ لکھ دیا کہ نور الدہر کو دینا ادلوس تو چلا گیا مال و اسباب زلازل کا عمرو نے لیا بعد اسکے
امیر نے دیو عنقا سے کہا کہ جلد مجکو شہر نور میں لے چل ایسا نہ ہو کہ دیو چہل شنگ لوگوں کو ایذا رسانی کرے اسلیے کہ

میں بادشاہ اکوان کیورث سے اسکے قتل کو گیا تھا دیو عنقا امیر و عمرو کو لیکر اڑا اسوقت شہر الذریہ میں پہنچا کر دیو بوشنگ
نے شہر کو غارت کر دیا ہے بتوں کو کہا گیا ہے ہزاروں کو قتل کیا ہے لاکھوں شہر سے بھاگ گئے ایک قدر کا عالم ہے ہرچند اکوان شاہ
چاپلوسی و خوشامد کر رہا ہے لیکن وہ دیو نہیں مانتا کہتا ہے کہ تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا تو نے زندقہ تات کو میرے قتل کے واسطے
بلایا تھا اب وہ کہاں ہے اسے اپنی حمایت کو بلا اکوان شاہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں یقین مرگ ہو رہے دل میں
مانگ رہا ہے کہ اے خالق سماو زمین کوئی اس وقت ہے جس میں میرا مددگار نہیں ہے مجھکو اس نابکار کے ظلم سے بچا یکبارگی وہاں ہاتف غیب
صاحبقرانی کی صدا آسمان سے آئی کہ او کافر میں تیری جان کا ملک الموت کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے دیو بوشنگ
نے جو صاحبقران کو دیکھا ہوش باختہ ہو گئے ملک الموت کا سامنا ہو گیا مگر وہ شمشاد جو ہاتھ میں تھی اسے صاحبقران
پر مارا امیر نے وہ شمشاد اسکی خالی دیا ہاتھ تیغ ضرب سلیمانی کا کمر پر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے ایک قتل ہوا کہ بعد
دیو بوشنگ مارا گیا اکوان شاہ آکر امیر کے قدموں پر گرا تمام سارے شہر تصدق ہونے لگے اکوان شاہ امیر کو
ایوان شاہی میں لایا دعوت کی لیکن اور لوگ شہر کے دیو عنقا کو دیکھکر نہایت خائف ہوئے کہ یہ تو اس سے بھی بڑا دیو
ہے امیر نے فرمایا کچھ خوف کا مقام نہیں ہے اسلیے کہ یہ میرا تابع حکم ہے کسیکو ایذا نہ پہنچائیگا اکوان شاہ نے کہا کہ آپ کے سبب
ہے تو اسکی بھی دعوت ضرور ہے غرضکہ دیو عنقا کے لیے دو ہزار دیگیں کھانے کی جسمیں کچھ کچھ دوسری چیزیں تیار ہوئیں
دیو عنقا و دیگیں سمیت کھا گیا غرضکہ امیر تین دن وہاں رہے چوتھے روز رخصت ہو کر طلسم کو روانہ ہوئے موج ہفت کوکب
کو روانہ ہوئے دیو عنقا اپنے کاندھوں پر امیر اور عمرو کو بٹھائے ہوئے اڑا جاتا ہے مگر یہاں بادشاہ اسلام اور سرداران
ذوالاحترام اور سارا لشکر حیران اور پریشان ہے چہار گرد طلسم کے پھر رہے ہیں غلہ جنس کا ختم ہو گیا ہے اب نوبت گاؤ
اسپ و شتر کے کھانے کی پہونچی ہے آپس میں کہ رہے ہیں کہ حمزہ صاحبقران کو گئے ہوئے مہینا بھر کا عرصہ گزرا خدا جانے
اوپر کیا گذری کہاں گئے یا اسیر طلسم ہوئے اگر جیتے ہوتے تو ضرور ہماری خبر لیتے خدا انکو سلامت رکھے بادشاہ نے تاج
سر سے اتار لیا ہے اور تمام سردار ننگے سر برہنہ پا درگاہ رب میں پکار رہے ہیں کہ تصدق اپنے بندہ خاص کا ہمکو قید
طلسم سے نجات دے یا رب یا مستغیث کی صدائیں بلند ہیں سارا لشکر دل سے دعائیں مانگ رہا ہے آخر تیر دعا ہدف اجابت
پر پڑا اور آسمان پر سے حمزہ صاحبقران دیو کی گردن پر سوار مع عمرو بن امیہ تاج اور لوح مانند قمر کے میں
چمکتی ہوئی چہرہ مانند آفتاب کے درخشاں نمایاں ہوئے نزول ہوا کہ صاحبقران آئے امیر اور عمرو سے ملنے بادشاہ
اسلام کی مانند بادشاہ اسلام گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ کیا وقت پہ خدا آپکو لایا صاحبقران نے سب احوال
بیان کیا کہا کہ لوح بھی لایا ہوں غرض وہ دن تو گذرا دوسرے روز صاحبقران نے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ اے
کشندہ طلسم اگر لوح تیرے ہاتھ لگے تو گوسے جوہرین بھی بہم پہنچانا کہ حرف لوح کے بالتشخیص دیکھ سکے اور اگر گوسے جوہرین نہ
ہوگا تو لوح بیکار ہے کچھ کام اس سے نہ نکلے گا یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں بلکہ ایک در بدلوح ہو اور گوسے جوہرین ہو
تو کام نکل جائیگا بس تجھے لازم ہے کہ دیو عنقا پر سوار ہو کر برج سرطان میں جا اور وہاں پیل آہنی پر گوسے ماہتاب
پہنے گوسے جوہرین قائم ہے اتنی طاقت تو رکھتا ہو کہ اس پیل کو اکھیڑے اسکے نیچے سے ایک دھواں نمودار ہو گا وہ
گوسے جوہرین اسی کنوئیں میں جانے کا قصد کریگا بس تجھے لازم ہے کہ جلدی سے اس گوسے کو لے اور اگر جلدی دیر کی
تو بہت لوگ اسکے خواہاں ہیں اور کوئی لیجائیگا تو غضب ہو جائیگا پھر تیرے ہاتھ ہرگز نہ آسکے گا اور طلسم فتح نہ ہو سکے گا اور
جب گوسے جوہرین تیرے ہاتھ آجائے تو اس چاہ کے اندر کود پڑ جو عجائب و غرائب نظر آئیں لوح کو دیکھنا اور اسی پر عمل
کرنا بس یہ لوح میں دیکھکر پہلے ایک منادی دیو عنقا کے لیے آسمان پری کو اس مضمون کا لکھکر دیو عنقا ہمارا

خدمتی ہو طلسم درخاندہ ہوج میں ہمارے بہت کام آیا ہو تم اسکی نیابت خاطرخواہ کرو اور اسکا منصب سپہ سالاری کا تجھ
سے عطا اسے دیا کہ ہماری خوشنودی ہو دیو عفتا کو وہ نامہ دیا اور فرمایا کہ ای دیو عفتا اب اپنا کام ہمارا دو سپرد کہیں پہ برج
سرطان پر پہونچ کے نمرود و قاقان کو ملے چونا اُسنے عرض کیا بہت بہتر غرضکہ امیر سب سے رخصت ہوئے کہ اب طلسم کشائی
کو جاتا ہوں تم دو سے کہا کہ ای شہریار میں بھی ہمراہ چلونگی فرمایا کہ ای خواہر اب [illegible] جینا اچھا نہیں خدا جانے تم کس جا میں گرفتار
ہو جاؤ گے میں تمہیں بچا نہ سکونگا تم یہیں رہو مگر دیو عفتا کے کاندھے پر بیٹھ کے چلے بھموں نے دعا دی دیو عفتا
صاحبقران کو برج سرطان پر اتار کر خود رخصت ہو کر چلا گیا صاحبقران نے دیکھا کہ ادلوس جنی سامنے سے آیا
سلام کیا اور عرض کیا کہ ای شہریار میں نے آپکی خدمت بہت سی کی ہے اس طلسم میں میرا بھی حق ہے صاحبقران نے فرمایا
کہ اچھا ای ادلوس اگر ہمنے طلسم کو فتح کیا تو تمہیں عہدہ جلیل دینگے پھر متوجہ ہوئے برج سرطان کی طرف دیکھا کہ ایک
بڑا سا کنکھجا منہ کھولے بیٹھا ہے عجب بھیانک شکل ہے اور سامنے ایک میل آہنی ہے امیر گوہر شب تاب لیے گوہر جو برین
قائم ہو بس صاحبقران نے اسم پڑھ کر اُس میل کو داہنی طرف سے دبایا کہ وہ میل پھر بائیں طرف سے حرکت دیا کہ
خوب جنبش میں آیا تیسری مرتبہ لپیٹ کر میل سے دور کیا کہ وہ میل اکھڑ آیا نیچے سے ایک چاہ نمودار ہوا اور وہ گہرا چونکہ
اوپر سے نشیب کو چلا امیر دوڑے کہ اس گوہر جو برین کو چاہ میں نہ گرنے دیں کہ اس کنوئیں سے ایک دیونی پیرزال
نکلی اور وہ گوہر اسنے ہاتھ میں لے لیا اور پکاری کہ ای طلسم کشا چاہتا تھا کہ گوہر جو برین کو لیکر طلسم فتح کرے بس جا تیری قسمت
میں طلسم کشائی نہیں ہے یہ لیکر جاتی تھی کہ چاہ میں کود پڑے کہ امیر دوڑ کر اس سے لپٹے کہ او لعنتی میں تجھے جانے کہاں دیتا
ہوں زور ہوتے تھے ایک دو گھڑی میں وہ مردار سست ہوگئی امیر نے چاہا کہ گوہر اسکے ہاتھ سے چھینیں کہ اس لعنتی نے
وہ گوہر پھینک دیا کہ ای عفریت لے اسے ایک دیو دریا میں سے نکلا تھا کہ اس گوہر کو روکے کہ ادلوس نے جلدی
سے وہ گوہر لیکر صاحبقران کی طرف پھینک دیا صاحبقران نے اس دیونی کو مار کر گوہر جو برین کو دوڑ کر اٹھا لیا لیکن
وہ دیو پکارا کہ ادلوس تو نے بڑا غضب کیا کہ گوہر جو برین میرے ہاتھ سے کھو دیا میں تجھے چھوڑتا کب ہوں اور اسکو
پکڑ کر دریا کے اندر لیگیا پھر نہ نکلا امیر کو ادلوس کے گرفتار ہو جانیکا بڑا صدمہ ہوا یہاں لاش اُس دیونی کی آپ سے
آپ تڑپ کر چاہ کے اندر گرا صاحبقران بھی ساتھ ہی اُسکے چاہ کے اندر کود پڑے اور ادھر بادشاہ اسلام اور
سرداران والا شان نے دیکھا کہ برج سرطان اور میل ماہتاب اور برج جوزا اور سنبلہ غائب ہوگئے بادشاہ اسلام نے
دیا معلوم ہوا کہ صاحبقران نے طلسم ماہتاب فتح کیا بھموں نے عرض کیا ظاہر ہو کہ فتح اُنکی تھی پردے غائب ہوگئی مگر
صاحبقران جو در چاہ پر پہنچے تو نہایت تاریکی دیکھی اس گوہر جو برین کی روشنی سے راستہ معلوم ہوا آگے بڑھے تھوڑی
دور گئے تھے کہ ایک دست سیاہ گوشہ دیوار سے بڑھا کر چھین لے صاحبقران نے اس ہاتھ کو پکڑ کر دیکھا کہ ایک دیو ہے
سیاہ فام بد ہیئت ایک گھونسا اُسکے منہ پر صاحبقران نے مارا کہ کل دانت اُسکے ٹوٹ کر حلق میں جا رہے اور بھاگا
قتل ہوا کہ وہاں طلسم کو مارا مگر صاحبقران گوہر جو برین کی روشنی میں چلے جاتے تھے جب راہ تاریک تمام ہوئی ایک گنبد
لاجوردی معلوم ہوا صاحبقران اندر چلے گئے دیکھا کہ فرش آبی رنگ کا بچھا ہوا ہے اور سات تخت بچھے ہوئے ہیں انپر
سات تن جدا جدا بیٹھے ہوئے ہیں اور بارہ کرسیاں بچھی ہوئی ہیں انپر بارہ دو زرد مندیلیں سر پر رکھے [illegible] ہیں اور سیکڑوں
متصدی حساب و کتاب لکھ رہے ہیں مگر سب آبی لباس پہنے ہیں اور چھت سے گنبد کی ایک زنجیر لٹکی ہوئی ہے اور ایک
سوراخ چھت میں ہے لیکن [illegible] کی آستین دی ہوئی ہے اور ایک جانب صحن گنبد میں ایک لوح نصب ہے
صاحبقران ابھی خبردار تھے کہ قتل ہوا کہ اسے طلسم کشا آیا لوح سے جانتے تو پائے صاحبقران لوح کو دیکھ کر پکارے

کر میان اگر لوح کے خواہان ہو تو لو اسے یہ کہکر لوح آگے بڑھکے پھینکدی ایک تخت نشین کہ سب کا حاکم و افسر معلوم ہوتا تھا
لوح اٹھانے کو دوڑا صاحبقران نے کھینچکر تیغ عقرب سلیمانی ماری کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے ایک شور مچا کہ مارا
گیا زہرہ جادو کو لینا اس مفسد کو جانے نہ پائے اور سب طرف سے لوگ دوڑے صاحبقران ان لوگون کو مارنے لگے دیکھکر
زنجیر پکڑ کر سقف گنبد پر چڑھ گئے اور ایک رات جو لٹکی ہوئی تھی اسے علحدہ کیا بس ساتھ ہی اسکے جدا ہونے کے چھت سے پانی گرنے لگا
بمانند بارش آب ہوا کہ جتنے لوگ تھے سب غرق ہوئے اور پانی بلند ہونے لگا کہ صاحبقران کے قریب پہونچے
اسوقت لوح دیکھکر اس بوتے مین قلابہ لگا ہوا تھا جھٹکا دیکر توڑا اکھڑ گیا سوراخ نمایان ہوا اور ایک اژدہا دکھائی دیا
وہ صاحبقران پر حملہ آور ہوا بحکم لوح صاحبقران نے دو گولے بلورین دکھائے کہ اسمین اژدہے کی آنکھ سے چمک گئین صاحبقران
بحکم لوح اژدہے کے منہ مین کود پڑے راستہ معلوم ہوا روانہ ہوئے ایک دروازہ دکھائی دیا بند پایا آگے کھولا ایک باغ نور کا
کہ اسمین سوائے گلاب کوئی دوسرا پھول درخت نہ تھا بہت خوش ہوئے شکر پروردگار بجا لائے دیکھا کہ جانوران خوش الحان
زمزمہ سرائی کر رہے ہین ذکر حق سبحانہ وتعالی مین مصروف ہین سیر کرتے چلے آتے تھے کہ آواز چنگ ورباب کی کان
مین آئی آگے بڑھے ایک بارہ دری دکھائی دی اسمین سات تخت بچھے ہوئے دیکھے اور ہر ایک تخت پر ایک ایک
نازنین مرصع بیٹھی ہوئی تھی جام مے گلرنگ گردش مین تھا ناچ ہو رہا تھا ساز بج رہا تھا گرد و اطراف ان نازنینون
کے اور نازنینین کھڑی تھین انھون نے صاحبقران کو جو دیکھا تعظیم کے واسطے اٹھین جام شراب کا سے لیکر
چلین امیر نے بحکم لوح جو جام دیا جو نازنینون کے ہاتھ سے لیکر پی لیے ساقی نے جام دیا اسے پھینک دیا نہ پیا
اسنے کہا کہ اے شہریار یہ آپ نے کیا کیا کہ میرے ہاتھ سے جام نہ پیا بلکہ پھینک دیا کیا مین اس قابل نہ تھی صاحبقران
نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو ایسی شے تمھین دونگا کہ خوش ہو جاؤ گی یہ کہکر بحکم لوح سے گولے بلورین سامنے اسکے پھینک دیا
کہ لو اسی کی تم خواہان تھین وہ نازنین خوشی خوشی گولے بلورین لینے کو دوڑی جب قریب گولے کے پہونچی صاحبقران
نے کھینچکر تیغ عقرب سلیمانی کمر پر اسکی ماری مانند خیار تر اسکے دو ٹکڑے ہوئے پھر گولے بلورین صاحبقران
نے اٹھا لیا پھر ایک غل ہوا کہ مارا زہرہ جادو کو لینا اسے جانے نہ پائے صاحبقران کسی طرف متوجہ نہوئے
اور جس نازنین کو مارا تھا اسکے تخت پاس آئے تخت کو بحکم لوح وہان سے ہٹایا دیکھا کہ ایک تختہ سنگ نصب ہے
قلابہ اسمین جڑا ہوا ہے قلابے مین ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا اور بزور صاحبقرانی اسے اکھیڑ کر علحدہ پھینکا منہ نقب
کا نمایان ہوا اور وہ دکرم اسمین سے نکلا صاحبقران دور ہٹ گئے دیکھا کہ ایک گینڈا سیاہ اسی نقب سے نکلا
اور صاحبقران پر دوڑا امیر نے گولے بلورین اسے دکھایا وہ گینڈا ایک طرف کو بھاگا صاحبقران اسکے
تعاقب مین روانہ ہوئے یہان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ مثل زہرہ غائب ہوا اور برج نور دیران
دونون ناپدید ہوگئے فرمایا کہ طلسم زہرہ صاحبقران نے فتح کیا مگر صاحبقران اس گینڈے کے پیچھے دوڑے
چلے جاتے ہین یہانتک دوڑے کہ پاؤن مین چھالے پڑ گئے پاؤن تھک گئے اب یہ حال ہو کہ گر گر پڑتے ہین
اور پھر اٹھکر دوڑتے ہین آخر کار دعا مانگنا شروع کیا کہ دور سے ایک مرکب باساز و یراق مرصع دیکھا لوح
کو دیکھا اسکی طرف متوجہ ہوئے مرکب امیر کو دیکھکر وحشت کرنے لگا صاحبقران نے فرمایا اے خنگ تیری
سواری کے واسطے ہی کیون وحشت کرتا ہے یہ سنکر وہ رام ہوا صاحبقران کو تکنے لگا صاحبقران نے گولے بلورین
اسے دکھایا وہ جھک گیا صاحبقران پشت پر اسکی سوار ہوئے وہ ایک طرف لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور
گئے تھے کہ سم مرکب کی آواز بلند ہوئی دیکھا تو سات سوار مع ہتھیار اور سات خاطر اسکے ہمراہ اور بارہ سو ار

پہنچے اُنکے دروبام پاس پہنچے ہوئے سامنے سے نمودار ہوئے اور صاحبقران کو سلام کیا اور کہا کیا خوب ہر کہ
آپ کا ہو سبحان اللہ واہ یہ آپ نے ابھی لیا ہو یادرت ہے آپ کے پاس ہو امیر نے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہو اس سے
زیادہ عمدہ تحفہ میرے پاس ہو اگر تم دیکھوگے تو بہت خوش ہوگے بادشاہون نے کہا کہ وہ کیا شئے ہو صاحبقران
نے گرز نکالکر دکھایا اُن سبھون نے ہاتھ پھیلائے کہ ہمارے ہاتھ مین دیجیے امیر نے فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے لے جائے
وون ایک تاجدار کہ سب کا افسر معلوم ہوتا تھا وہ آگے بڑھا کہ مجھے دیجیے امیر نے گرز بہ ہزار قوت ہاتھ سے ڈالدیا
کہ وہ گھوڑے سے گر پڑا اگر گرے بوبین لے صاحبقران بھی ساتھ ہی مرکب سے کود پڑے اور تیغہ عقرب سلیمانی
ایک ہاتھ جو مارا اُس تاجدار کے دو ٹکڑے ہو گئے اور خود گرز بوبین کو اٹھا لیا اور آپ اُسکے مرکب پر سوار
ہو گئے اور ون نے غل مچایا کہ ارے آفتاب جادو کو مار ڈالا امیر نے خیال بھی نہ کیا کہ یہ کہتے کیا ہین
اور وہ گھوڑا امیر کو ایک درخت چنار کے پاس لایا امیر نے بحکم لوح اس درخت کو اکھیڑا نیچے اسکے ایک چاہ
دکھائی دیا امیر اُسمین کود پڑے یہان بادشاہ اسلام اور تمام لشکر نے دیکھا کہ برج اسد مٹ گیا اور گولے
آفتاب مع میل نقب مین گر پڑا سب سمجھ لیے کہ طلسم آفتاب امیر نے فتح کیا اگر صاحبقران جو نقب مین روانہ ہوئے
تھے جب اُسکو طے کرکے باہر نکلے دیکھا کہ ایک شیر بندھا ہوا اور ایک آدمی گوشت بکری کا شیر کو دکھا رہا ہو جب
شیر جھک کر جاتا ہو کہ منہ بڑھا کے لے وہ آدمی اُس پارچہ گوشت کو ہٹا لیتا ہو شیر غراتا ہو اور زنجیر توڑ ڈالنے
کا قصد رکھتا ہو کہ اسی اثنا مین صاحبقران ضیغم شکار جو سامنے سے نمودار ہوئے اُس شخص نے شیر کو چھوڑ دیا
وہ شیر امیر شیرگیر پر حملہ آور ہوا صاحبقران نے اُسکا حملہ رد کرکے گرز بوبین اُسے دکھایا کہ وہ شیر اُس
آدمی کی طرف جو اُسے گوشت دکھا رہا تھا جھپٹا اور ایک طمانچہ مارا کہ وہ گرا اُسے کھا گیا امیر نے قریب جاکر
اسم پڑھکر دم کیا کہ وہ شیر بت ہو کر رہ گیا جنبش نکر سکا امیر نے بحکم لوح ہاتھ تیغہ عقرب سلیمانی کا مارا کہ اس شیر
کے دو ٹکڑے ہو گئے بس اندھیری سیاہ چلی زمین تیرہ و تار ہو گئی اور آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من اسد جادو بود
بس بعد چند روشنی ہوئی امیر نے ایک میدان وسیع مین اپنے کو دیکھا بحکم لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے جاتے
جاتے ایک کوہ نظر آیا زیر کوہ ایک چشمہ دیکھا امیر قریب اُسکے گئے ایک نہنگ نکلا امیر منہ مین اُسکے کود پڑے
وہ لیکر امیر کو غوطہ ہو گیا صاحبقران نے اپنے کو ایک دروازے پر پایا دیکھا کہ دروازہ بند ہو قفل چڑھا ہوا ہو
امیر نے بحکم لوح زنجیر کو کاٹا دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے دیکھا کہ ایک باغ رشک گلزار ارم ہو اور ایک
عمارت عالیشان اُسمین بنی ہوئی ہو اور ایک طرف نہر ہو اور بیچ مین اُس نہر کے ایک میل فولادی نصب
ہو اور مقابل مین اُس میل کے ایک قرابہ بہت بڑا کہ اُسمین کوئی سو من شراب سمائے رکھا ہوا ہو اور شعلہ
آتش اُسمین سے بلند ہین اور ایک عمود گران سنگ آسمان رنگ قریب اُس قرابہ کے رکھا ہو اور ایک
سمت کو بارہ مرد پیر بارلیش سفید شمشیر ہائے برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے بیٹھے ہین اور اُنکے پس پشت بارہ
نوجوان تیغہائے عریان ہاتھون مین چمکاتے کھڑے ہین ایک طرف بارہ زنگیان سیہ رو تیرہ درون سنگی
تلوارین علم کیے ہوئے استادہ ہین جیسے ہی اُن زنگیون کی نگاہ امیر پر پڑی دوڑے کہ لینا طلسم کشا کو جانے
نہ پائے صاحبقران نے لوح کو دیکھا اُس قرابہ کے پاس اگر وہ عمود اُٹھا کر قرابے پر مارا کہ شرارے بڑھے
اور شعلہائے آتش بھڑک کر اُن زنگیون پر اور اُن آدمیون پر گرے کہ وہ جلنے لگے تمام مکانون مین آگ لگ
گئی امیر کو لوح سے آگاہی تھی کہ شعلہائے آتش سے بچا امیر جا گے اور اُس حوض مین کود پڑے اور

پٹ کر اُس میں کو اکھاڑا دو یانی قندیل کی جڑ میں غائب ہو گیا اور دروازہ نمودار ہوا اندر دروازے سے داخل ہوتے
یہاں لشکر والوں نے دیکھا کہ شکل برج جدی اور برج عقرب اور برج حمل نابود ہو گئے معلوم ہوا کہ صاحبقران نے طلسم کی
کچھ فتح کیا یہاں صاحبقران جو داخل دروازہ ہوئے دیکھا کہ ایک فقیر صندلی رنگ ہے اور بارہ فقیر صندل پوش ساتھ
سب ہیں اور بارہ فقیر مصروف رقص و غنا ہیں بارہ فقیر محو تماشا ہیں صاحبقران کو جو دیکھا سر ایک پکارا عشق اللہ
مد بابا آگے قدم رنجہ فرماؤ جو فقیروں کو میسر ہو وہ کھا لو اور سر ایک مستفسر حال ہوا کہ تم کون ہو یہاں کیونکر تشریف لائے آنے
کا کیا سبب ہے امیر حمزہ صاحبقران نے کہا کہ لشکر میرا گرداب طلسم میں پھنسا ہوا ہے آیا ہوں کہ طلسم کو توڑوں اور ان
سب کو نجات دوں وہ پکارے فضل معبود تجھ پر ہو تو نے طلسم کو فتح کیا ہے ایک تحفہ تیرے واسطے بہت خوب رکھا
ہوا ہے وہ دروازہ بند ہے اسے کھول کر اندر جا اُس تحفے کو وہاں سے نکال لا امیر نے لوح کو نہ دیکھا فریب میں
آ گئے اُنکو بسبب فقیری وضع کے سچا جانا مگر اُس دروازے کے پاس گئے دروازہ کھولنے کا قصد کیا تھا کہ جتنے فقیر
تھے سو نے پکڑ پکڑ کر دو ٹکڑے پکارے کر لینا اس قاتل سامان کو امیر نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے حمزہ جان
ان فقیروں کے کہنے سے دروازہ کھولتا اور اندر جاتا اور اگر تو نے اندر جانے کی غلطی کی دروازہ کھولا تو سب قلندر لاٹھیاں
پکڑ پکڑ کر تجھ پر دوڑینگے اگر ایک لاٹھی بھی تجھ پر پڑی تو کام تیرا تمام ہو جائیگا مگر صاحبقرانی تیری نہ بچیگی چاہیے کہ تو ان
فقیروں کا تعاقب کر بیٹھے … پکار کر کہینگے کہ تو صاحبقران کہلاتا ہے باوجود صاحبقرانی بھاگا جاتا ہے اور سب
جنات دہشت تو پھر ان باتوں پر ہرگز اعتنا نہ کر جواب نہ دینا اور پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنا چلے جانا ایک
میدان میں پہونچیگا کہ چار میل وہاں نصب ہیں ان چاروں میلوں کے بیچ میں کھڑے ہو اسم پڑھکر فقیروں کی طرف دم
کرنا وہ آپس میں لڑ کر مر جاوینگے ایک باقی رہ جائیگا اسے تم خود مار لینا صاحبقران یہ دیکھکر بھاگے وہ فقیر پیچھے دوڑے
امیر کو وہ میل نظر آئے بیچ میں اُن میلوں کے کھڑے ہو کر امیر نے اسم پڑھنا شروع کیا وہ فقیر باہر سے اُن میلوں کے
… مارتے ہیں کہ دیکھا کہ … رہا ہے لیکن اندر میلوں کے نہیں آ سکتے تھے کہ امیر نے اسم کو ختم کر کے فقیروں
کی طرف دم کیا انہیں وہ نفاق پیدا ہوا کہ لڑنے لگے آخر سب مر گئے جب ایک فقیر رہ گیا امیر نے جھپٹ کر تیغ ماری
کہ اسکے دو ٹکڑے ہو گئے ایک شور و غل برپا ہوا آندھی چلی جہان تیرہ و تار ہو گیا شعلے مانند برق کے چمکے گرد بیٹھی
ہوئی وہ میل کہ شکل مشتری جیسے بنی ہوئی تھی غائب ہو گیا اور برج قوس و حوت نابود ہو گئے اب جو روشنی ہوئی
صاحبقران نے انہیں میلوں میں اپنی لوح کو دیکھکر اسم اعظم پڑھنا شروع کیا جب ایک سو ایک مرتبہ پڑھ چکے
ایک شخص عجیب شکل دکھائی دیا کہ جسکے سات سر ہیں بارہ ہاتھ ہیں ہاتھی پر سوار ہے ایک ہاتھ میں تصویر پرندے
کی ہے ایک ہاتھ میں تصویر گاؤ کی ایک ہاتھ میں تصویر دو شخص توام کی ایک ہاتھ میں صورت سرطان کی ایک ہاتھ
میں تصویر شیر کی ایک ہاتھ میں تصویر خوشہ گندم کی ایک ہاتھ میں ترازو اور ایک ہاتھ میں تصویر عقرب کی ایک ہاتھ میں کمان
ایک ہاتھ میں تصویر بزغالہ ایک ہاتھ میں ڈول ایک ہاتھ میں تصویر مچھلی کی عجب زور شور سے نمودار ہوا کہ رستم
دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے صاحبقران نے دل کو قوی کر کے اسم پڑھنا شروع کیا وہ پکارا کہ اے بیوقوف کیا پڑھ
رہا ہے اسے موقوف کر نہیں تو مار ڈالونگا صاحبقران کو لوح سے ممانعت تھی کچھ جواب نہ دیا اسم خوانی میں مصروف رہے
پھر اسنے نعرہ کیا کہ نہیں مانتا تو شاید قضا تیری آ گئی ہے اور صورت حمل کی امیر کی طرف پھینکی وہ صاحبقران پر حملہ
کرتی چلی امیر اسی طرح بیٹھے ہوئے اسم پڑھا کئے وہ صورت قریب امیر کے آ کر نابود ہو گئی پھر اُسکے ہاتھ میں
اور صورتیں جو تھیں اُنکو پھینکا وہ سب چاروں طرف سے امیر پر حملہ آور ہوئیں اب امیر پریشان ہوئے چاہا کہ

تھا اور پکارکر دوڑے ہیں لیکن لوح کی طرف سے ممانعت تھی کہ اٹھنا نہیں اسم پڑھے جانا امیر اُسی طرح اسم پڑھتے رہے
وہ صورتیں ڈر ڈرا کر غائب ہو گئیں اب خود وہ فیل سوار سامنے آیا اور کہا کہ اے عرب بڑا مطلب تیرا کیا ہے جو ان
کرین مطلب تیرا پورا کر دوں امیر نے کچھ جواب نہ دیا دوسری مرتبہ اُسنے بہ لجاجت پوچھا کہ جو مال طلسم سے مجھے
درکار ہو لے اور جو اسباب چاہیے ہو وہ بھی لے امیر چپکے بیٹھے اسم پڑھ رہے ہیں کچھ جواب نہیں دیتے
آخر کار رو رو کر کہا کہ دیکھو نہیں کہتے کیا میری جان لو گے میرے ہلاک کرنے سے کیا حاصل ہوگا مجھ تو بیان کریں کہ
میری کیا تقصیر کی ہے جو منہ سے نہیں بولتے صاحبقران نے بالکل اعتنا نہ کی اب اُس فیل سوار نے کہا کہ تو میرے
پیچھے پڑا ہے غم میں جلا جاتا ہوں نہایت مضمحل ہاتھی سے اُتر کر ایک طرف کو بھاگا صاحبقران نے نعرہ کیا کہ او کافر
جاتا کہاں ہے اور اٹھا کر کمان ترکش سے تیر بازو دو مشتی زرنگ خدنگ سفید سوفار زمرد پیکان عقاب پیکر کمان
میں پیوستہ کر کے جو مارا الپشت پر لگا کر سینے کو توڑ کر پار نکل گیا اور وہ چیخ مار کر گرا شور و غل پیدا ہوا تمام
تاریک ہو گیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من اکوان جادو
بادشاہ طلسم بود اب جو روشنی ہوئی صاحبقران نے دیکھا کہ سامنے قلعے کے کھڑا ہوں اور وہ جو گردش
جادوں کی تھی موقوف ہو سب اپنی جگہ پر قائم ہیں جتنے سردار رکھے اُنھوں نے قدمبوسی امیر کی حاصل کی
امیر نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا عمرو دوڑ کر قدموں سے امیر کے لپٹ گیا کہ اسمیں دروازہ قلعے کا کھلا اور
مقبول کے تھول جادوگروں کے آکر سلام کرکے صف بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑے ہوئے اور ایک افریدون نے عرض
کیا کہ حضور کے مطیع ہیں جو ہے قتل کیجیے چاہے بخشیے صاحبقران نے فرمایا کہ وزیر بادشاہ اکوان جادو کا کون ہے
اور لوح کو جو دیکھا تو اسمیں لکھا تھا کہ یہ سب تمھارے مطیع ہیں جو چاہو سو کرو غرض اُن جادوگروں سے ایک جادوگر
سامنے آیا اور اُس جادوگر کے سر پر مندیل رکھی تھی کہا کہ میں وزیر ہوں یہ سنکر صاحبقران نے فرمایا کہ کیا نام
ہے تیرا عرض کیا کہ مشتری اختر شمار جادو فرمایا کہ تم سب اگر مسلمان ہوا اور ترک سحر کرو تو میں تمھیں قتل نہ کروں
سبھوں نے عرض کیا کہ بھیجے لعنت کی سامری اور جمشید پر اور سحر سے توبہ کی غرض صاحبقران مع سرداران
عالیشان اندرون قلعہ آئے اور بادشاہ اسلام تخت پر آ کر بیٹھے تمام تماشے ترک ہو اسکے مسجد میں بنے لگیں آواز
اذان کی جابجا سے آنے لگی مشتری اختر شمار نے مال و خزانہ پیشکش کیا امیر نے دہ یکی تو عمرو کو دی اور
باقی اپنا حق اور بادشاہ اسلام کا حصہ اور سب سرداروں کو تقسیم کر دیا بعد اُسکے مشتری سے پوچھا کہ ایک
شخص از قوم جن ادلوس نامے گرفتار طلسم ہوا تھا وہ کہاں ہے عرض کیا اُسنے کہ زندان میں گرفتار ہے فرمایا کہ جلد لاؤ
اُسے وہ ہمارا دوست ہے مشتری نے ادلوس کو زندان سے نکالا بعد اُسکی دو رکرانی حمام کروا کر خلعت پہنا کر
سامنے لایا اُسنے سلام کیا قدموں پر گرا صاحبقران نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اے مشتری بجائے اس طلسم
کا بادشاہ ادلوس کو کیا تم سب اسکی اطاعت کرو سب نے عرض کیا کہ حضور یہ تو شاہزادہ ہے اسکی اطاعت میں ہمیں
انکار کیا ہے اگر آپ ایک ادنےٰ کو حاکم کر دیجیے تو ہم اسکی اطاعت سے باہر نہ ہوں صاحبقران نے یہ سنکر خلعت
منگوا کر اُسکو پہنایا تخت پر بٹھایا سب ساحروں سے نذریں دلوائیں منادی ادلوس کی تمام قلعہ میں پھر گئی بعد اسکے
سامان کوچ ہونے لگا اسی اثنا میں خبر لی کہ خواجہ بہلول کا ادہم بن بہلول ظلمات کی طرف سے آیا ہوا ہے اور قدمبوسی کی
رکھتا ہے فرمایا کہ جلد اُسے لاؤ کہ باپ اُسکا پردہ قاف میں ہمارے ساتھ رہا ہے اسی وقت خواجہ ادہم بن بہلول اندر بارگاہ کے
آئے سلام کی تقدیم بجا لائی امیر نے خلعت دیکے گلے سے لگایا کرسی زرنگار پر بٹھایا دور جام گردش میں آیا فرمایا کہ خواجہ

ادہم حال زبرجد نگار کا بیان کرو اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار زبرجد شاہ کا بڑا جاہ و جلال ہے وہ تو دعویٰ خدائی
کرتا ہے کہتا ہے کہ ملک زمین و آسمان حق میں دوزخ اور بہشت بنے ہیں سست اعتقاد لوگ اسکی خدائی پر ایمان لاتے ہیں
ہزار ساحر و جادو اسکی معین و مددگار ہیں یہ سب اُسکے سحر کا کرشمہ ہے فرمایا کہ اگرچہ پروردگار عالم نے تو اُسے مار کر
اور کہا اے ادہم اب حال زمرد شاہ کا بیان کر وہ کہاں ہے تجا عرض کیا کہ شہریارا ایک شہر ہے سعادت آباد حاکم
وہاں کا بھانجا زبرجد شاہ کا سعادت شاہ ہے لقا وہاں پہنچا ہے چاہتا تھا کہ ظلمات کو چلا جاوے مگر اُسنے منجا
دیا روک لیا اور ایک پہلوان ہے اسکے پاس زال تیغ زن اسکا نام ہے سوگند کھا کر اُسکا ظہیر ہوا اُسنے وعدہ کیا ہے کہ میں
شاہ پر سنجن کو قتل کر دونگا اور لڑونگا اور بختیارک نے بھی اُسے بہت پسند کیا مگر بختیارک نے خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری کا شکوہ کیا تھا کہ اُسنے اپنے عیار کو بلا کر سامنے کیا کہ کاؤس اس عیار کا نام تھا بختیارک اُسے دیکھکر
بہت خوش ہوا اور اُسے انعام دیا کہ زبرجد شاہ نے سعادت آباد میں ہے فرمایا کہ کہاں جاتے ہیں میرے ہاتھ سے
قصہ مختصر دو روز خواجہ ادہم کو اپنے پاس مہمان رکھا بعد اُسکے رخصت کیا اور آپ کوچ کر کے روانہ ہوئے جب
قریب سعادت آباد کے پہنچے اور لشکر وہاں اترا عمرو نے کہا کہ حمزہ میں ذرا سعادت آباد کی سیر کر آؤں خدا
نگہبان خواجہ عمرو اُسی وقت روانہ ہوئے اُدھر ہرکاروں نے سعادت شاہ کو خبر دی کہ لشکر حمزہ کا آ پہنچا لقا
کو سنتے ہی رنگ چہرہ کا ہوا ہو گیا مردنی سی چھا گئی مگر کاؤس عیار نے کہا کہ عمرو کو میں گرفتار کرکے لاتا ہوں
یہ کہکر راہی ہوا جب لشکر اسلام میں بصورت مبدل پہنچا ہر چند عمرو کو تلاش کیا مگر نہ پایا خیال میں آیا کہ عمرو تو
معلوم نہیں ہوتا ہے اب حمزہ کو پکڑ لیجیے اور اگر اُنکو پکڑا گیا تو لشکر بیکار ہو جائیگا یہ سمجھ کر فکر میں ہوا کہ امیر کو پکڑے
اتنے میں جب دربار برخاست ہوا سب افسر رخصت ہو ہو کر اپنی اپنی خوابگاہوں میں گئے کاؤس ایک پیر زال کی شکل
بنکر روتا ہوا سرا پردے پر آیا نگہبان اور پاسبان جو بیٹھے تھے پوچھا کہ ارے تو کون ہے کہا محتاج ہوں اسوقت کوئی
دستگیری کرنے والا ہو روٹی کا مارا ہوں لوگوں نے ترس کھا کے اُسے بٹھایا دو دو چار چار جیسے دیے کھانا کھلایا
اس حرامزادے نے کیا کام کیا کہ جلدی سے آب و شراب میں بیہوشی ملا دی جتنے نگہبان اور پاسبان تھے سب پی کر
بیہوش ہوئے اب یہ حرامزادہ ایک خدمتگار کی صورت بنکر اندر آیا وہاں پہ جو دو ایک آدمی تھے اُنکو میوہ کھلا کر
بیہوش کیا تمام شمعوں کو گل کیا صاحبقران کے پلنگ کے پاس آیا دو شالہ منہ پر سے اٹھایا دیکھا کہ چہرہ مانند آفتاب
کے چمک رہا ہے اور رعب و شان و شوکت ہویدا ہے اُنکا چہرہ دیکھ کے بھول گیا سعادت شاہ اور زبرجد
کو اپنے دل میں کہا کہ یہ رعبدار چہرہ تو سے حسن کا نہیں دیکھا الغرض صاحبقران کو بیہوش کر کے حلقہ ہاسے کمند
میں باندھ کر چادر عیاری میں لپیٹا پشتارہ پیٹھ پر لادکر چلا تمام لشکر طے کر کے راستہ شہر کا لیا مگر بیان حال سنیے
کہ عمرو بن امیہ ضمری جب قریب شہر سعادت آباد کے پہنچا صورت اپنی ایک پیادے کی بنا لی داخل
شہر ہوا دیکھا کہ شہر آباد ہے عجیب رونق ہے گرم بازاری ہو رہی ہے بازاری تماشا کر رہے ہیں حور الف اپنے اپنے
گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں عاشق گھرتے ہوئے ہیں شعر عاشقانہ پڑھ رہے ہیں نثار رعنا زبان کر رہے ہیں عمرو سیر
تماشا دیکھتا ہوا ایوان شاہی تک پہنچا شکل چوبدار کی بنکر داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ لقا تخت پر بیٹھا ہوا ہے
اور سعادت شاہ برابر اُسکے تخت پر ایک طرف بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف زال تیغ زن کہ نام ایک پہلوان
کا ہے اُسے دیکھا کہ دنگل آراستہ ہے سپہ سالاری ہے اور سردار گرد و اطراف میں بیٹھے ہیں باتیں ہو رہی ہیں کہ کاؤس
عیار عمرو کے گرفتار کرنے کو گیا ہے ابھی تک پھر کر نہیں آیا بختیارک کہ رہا کہ عمرو شاہ عیاران عیار ہے وہ کب

کسکے ہاتھ لگتا ہی مگر ہاں کاؤس کی خبر منادو کہ وہ خود ہی زندہ و سلامت پھر کر چلا آوے سعادت شاہ نے جواب
دیا کہ کمبخت کاؤس بڑے بے وسان ہیں دیکھو وہ کیا کرتا ہی عمرو نے یہ ذکر سنکر اپنے دل میں کہا غضب ہوا کہ وہ دونو
لشکر اسلام میں ہو نہ آجاوے کیا آفت ہے پکڑ لیگا پھر جو یہ سوچا کہ تو جہیا ہی آیا جادو کو ری کا روزگار دو گز سے ان
لوگوں کا خدا مالک ہی یہ سوچکر بس دیوان شاہی سے باہر نکلا اور داخل بارگاہ ہوا اور ساقی بچوں کے حلقے میں جاکر
بیٹھا بعد تھوڑی دیر کے بیٹھانے میں آیا ہر قرابے کو سونگھکر بیہوشی مہین ملائی بعد اُسکے صحبت میں گرد و ساقی جو شراب
پلا رہا تھا اس سے کہا کہ اب تم تھک گئے ہو جاؤ میں پلاؤنگا وہ تو جام صراحی دیکر چلا گیا عمرو نے تمام محفل کو شراب
پلاکر بیہوش و مدہوش کر دیئے سب اسباب صحبت کا لیکر زنبیل کیا بعد اسکے سعادت شاہ کی داڑھی مونڈکر صورت
قلندری کی بناکر اور وزیر کی اسکے شکل بندر کی بناکر اسکے گلے میں ڈال رسی باندھی اور دوسرا سرا رسی کا سعادت شاہ کے ہاتھ
میں دیا اور پھر تو تمام صحبت کا رنگ دگرگون کرکے باہر بارگاہ سے آیا تمام چوبداروں کو برہنہ اور روسیاہ کرکے چھوٹی
کی تبیاں نلکوں میں چڑھاکر چوبیان ہاتھوں میں دیکر ایک رقعہ مونچھوں میں سعادت شاہ کی اس مضمون کا لکھکر باندھ
دیا کہ اے سعادت شاہ آگاہ ہو کہ یہ کام عمرو عیار ہی امیر حمزہ کا ہی اگر تجھے لائق و لازم ہی کہ تو ہوش میں
آتے ہی اسلام قبول کر اور لقا کی شکیں باندھکر حمزہ کے پاس لے آ اور اگر خلاف اسکے کیا تو سزا پاویگا اور جس طرح
ماہ بماہ بھیجا جایگا تو داڑھی منہ پھیر سے جیسی نہیں تو اسی طرح رہے گا بس یہ رقعہ سعادت شاہ کے باندھکر کہ
دوپہر رات گئی ہوگی کہ عمرو وہاں سے چلا تو دربار ہی خانے کیطرف سے جو جا دیکھا کہ ایک شخص مزدور کو پکار رہا ہی عمرو
مزدور کی صورت بنکر سامنے آیا پوچھا کہ صاحب مزدور کو کیوں ڈھونڈتے ہو اس شخص نے کہا کہ یہ خوان کہاں لیجانا ہی
اسکو لیجا پوچھا کہ کہاں جائیگا اسوقت کون کہنے کو کہا یگا کہ اسکو کہا تجھے کیا کام ہی مزدوری کر لیگا یا نہیں وہ بولا پیر و مرشد کام
کتنی دور لیجانے گا اسنے کہا تو جا اگر اس ہی ہم دیتا نے میں یہ کہ نازنیان آہن تاب کے واسطے لیجا کہ
لقا اسے قید کیے ہوئے اپنے ساتھ لایا ہی سعادت شاہ نے اُسے ہر چند سمجھایا کہ زیرجد شاہ کو سجدہ کر اسنے
نہ مانا ازبسکہ سعادت شاہ اسکو بہت عزیز رکھتا ہی اسکے واسطے کھانا بھیجا آج دیر ہو گئی روز سویرے جایا
کرتا ہی عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ اب چلنا واجبات سے ہی کہا پیر و مرشد اسوقت دو گنی سے نقد اُترا آپ غلام
کے ہاتھ میں رکھ دیجئے تو غلام خوان لے جاوے گا اسنے جلدی سے چار ٹکے نکالکر دیے اور کہا کہ یہ خوان کو اور ایک
ہاتھ میں لالٹین بھی لے لے عمرو نے جلدی سے خوان اٹھا لیا لالٹین روشن کرکے آگے بڑھا داروغہ ساتھ ہوا اب پوچھتا
چلا جاتا ہی کہ صاحب کتنی دور زندان تھا غرضکہ جب قریب پہونچا تو اُسنے بتایا کہ وہ ہی زندان تھا بس عمرو نے حیلے
کرکے داروغہ کو گرفتار کیا اور زنبیل میں ڈالکر اسکے ڈنڈا اب وہ کھانا لاکر موکلان زندان کو کھلایا وہ
کھاکر بیہوش ہوئے عمرو اندر آیا نازنیان کو دیکھا کہ سوتا ہی بس اُسے بیہوش کرکے زنبیل میں ڈالکر روانہ ہوا لشکر
اسلام کے قریب پہونچا اتفاقات روزگار بادشاہ اسلام تیہ اصیدا کبھی نکلتے تھے کہ عمرو نے سلام کیا اور عرض
کیا کہ نازنیان کو چھڑا لایا اور سعادت شاہ کو خوب ذلیل کر آیا بادشاہ اسلام بہت خوش ہوئے جسوقت
شکارگاہ سے پھرے اور داخل لشکر ہوئے تو سنا کہ اسکو کوئی حمزہ صاحبقران کو بستر خواب پر سے لیگیا
عمرو نے کہا کہ مقبل کیا ہو گیا تھا کہا کہ وہ یہاں کی حفاظت سے ماندہ ہوتا ہی دو بھائی اسکے فتاح اور مفتوح موجود
تھے اُنکو مار کر حمزہ کو کوئی گرفتار کرکے لیگیا بس عمرو و عنبر اور پریشان ہوکر تیہ صاحبقران میں آیا عمرو نے
بچرا کاؤس عیار کا بچا بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ خبر یار سعادت شاہ کا عیار حمزہ کو پکڑ لے گیا ہی

ہم نے ابھی تک اس بات کو نہ دیکھا تھا بختیارک بولا اے سعادت شاہ دیکھا اقبال حمزہ کا کہ دشمن دوست ہو گیا مگر
ابھی اسنے حمزہ کو چھوڑا نہیں تم جو اب تک نہیں سمجھے تو دو تم دیکھو چھوڑ دیگا پھر حمزہ کا مقابلہ کرنے والا
زمانے میں کوئی نہیں اب جو میں کہوں وہ دو وہ تم کرو [illegible] بختیارک بولا کہ تم اس سے کہلا بھیجو کہ حمزہ کو
ہمارے پاس لے آؤ ہم شمشیر کو تحفہ دیں جب حمزہ [illegible] سنتے ہی سعادت شاہ نے کہا
کہ اچھا اور وہی پیام صیقل بن صیقلان کو بھیجا [illegible] کہ حمزہ کو میرے
پاس بھیجدو اور میں اس سے اپنا کام دل حاصل کر لوں بعد اسکے حمزہ کو دونگا ورنہ جو میں حمزہ کو پکڑ پاؤں تو
حمزہ کے جیسے [illegible] کو نہ دیا تو تمہیں کیا کر دونگا یہ جواب جو سعادت شاہ نے سنا آگ ہو گیا اور کہا کہ
ہماری تیاری کرواؤ صیقل کی شامت آئی ہے ابھی جا کر خود ملونگا اور فوج و لشکر ساتھ لیکر قلعہ پر آیا چاروں طرف سے قلعہ
اسکا حصار کر گھیر لیا اور لشکر گرد اتر پڑا ایسے صیقل بن صیقلان کو بھی پایا جب اسنے شاہ کو حکم دیا کہ بجے طبل جنگ صیقل
نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو آکر فیلبند دروازے پر بیٹھا اور پہلوانوں سے کہا کہ اول تو یہ قلعہ کوئی لے ہی نہیں سکتا ہے اور
بالفرض اگر ایسا ہوا تو حمزہ کو چھوڑ دونگا کہ اس [illegible] ادھر سے اور فوج سعادت شاہ کی دکھائی دی آگے آگے
زال تیغ زن گرگ [illegible] سیاہ رنگ پر سوار جب سامنے قلعے کے آیا اسنے گرز لگا [illegible] فوج کو للکار کر گولے کی زد سے
ہٹکر کھڑا ہوا زال نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ کو ان لوگوں کے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہے میں اکیلا جا کر
قلعہ لیے لیتا ہوں اسنے کہا جاؤ زبرجد شاہ تمہارا نگہبان ہو زال تیغ زن گرز گران سنگ ہاتھ میں لیکر قلعے پر چلا
ادھر سے گولے برسنے لگا ہے تمام گولوں کو رد کرکے زیر کوہ پہونچا قلعے والوں نے دیکھا کہ زال آ پہونچا کہا کچھ پروا نہیں
ہے اور ادھر زال دامن گردن کو آستین چڑھاکر پہاڑ پر چڑھا تھوڑی دور چڑھا ہوگا کہ اوپر سے گھاٹی والوں نے ایک
سو من کا پتھر لڑھکایا اور وہ گھڑگھڑاتا ہوا جب قریب زال کے آیا ہر چند چاہا کہ اسے روکے گرز زد کا زال کی
کان میں گرا کہ شانہ اور گردن دونوں اکھڑ گئے بیہوش ہو گیا مشکل اسکو سعادت شاہ نے وہاں سے اٹھوایا اور
خیمے میں لیگیا عمرو نے جا کر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بادشاہ اسلام بھی کوچ کرکے مع لشکر اسی وقت پہونچے
ایک طرف بارگاہ استادہ ہوئی بادشاہ اسلام وہاں اترے اور تمام لشکر بھی اسی جگہ اتر پڑا سعادت شاہ
نے بھی دیکھا بختیارک سے کہا کہ بہت بڑا لشکر اسکے ساتھ حمزہ کا ہے اسنے کہا کہ تمام لشکر یہ نہیں ہے اور بہت لشکر تو ملک
باختر میں ہے اور دونوں سپہ سالار لشکر حمزہ کے یہاں نہیں ہیں اور نور الدہر بن بدیع الزمان بھی ہمراہ نہیں
ہر دو بھی یہیں ہیں غرضکہ ادھر پہلوان لشکر نے سعادت شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے بموجب حکم سعادت شاہ کے
طبل جنگ بجا ادھر لشکر اسلام میں بھی خبر ہوئی ادھر بھی نقارہ رزمی پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری
جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نسب دے کر چلے گئے ماروت اعظم
میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزمان نے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مرکب
کو بڑھایا ماروت اعظم [illegible] کوئی [illegible] مقدم مرکب بدیع الزمان کا پیچھے ہٹا اور کوئی
ساعت قدم اسکا مرکب پیچھا ہوا [illegible] کر ساتوں میں توسنوں کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اسوقت اسنے
پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے شاہزادے نے کہا کہ یہ باتیں مجکو لڑائی کی نہیں معلوم ہوتیں بلکہ مصالحہ کی معلوم ہوتی ہیں ہم
نام و نشان سے تمکو کیا [illegible] تمکو اپنے طلب سے مطلب ہے غرض بعد استفسار نام و نشان کے نیزے ہاتھوں
میں لیکر خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ بدیع الزمان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے غیظ و غضب میں آکر کہا

ماری بدیع الزمان نے بلند ہو کر پھر تلوار چھین لی اور کمر زبرجد میں ہاتھ ڈالکے تخت زین سے اٹھالیا اور سر پر چرخ
دیکر زمین پر مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ لعنت کر زبرجد شاہ پر اور دین اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ ہزار دین میری
زبرجد شاہ پر ہے سنا ہے ہمارا دین کبھی ترک نہ کرونگا اور یہ ہم لوگوں کا شیوہ نہیں کہ ایک دین کو چھوڑ کر دوسرا دین
اختیار کریں بس اسکا یہ کہنا تھا کہ بدیع الزمان برہم ہو کر اٹھا اور دونوں ہاتھوں اُسکی پکڑ کر چیرکر ایک مشرق
اور ایک مغرب کی طرف پھینک دیں ہارون آقطم دہیں سے تلوار کھینچکر دوڑا اور کہا کہ اے خدا پرست غضب کیا
تو نے جو ایسے بہادر کو مار ڈالا خبر کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے اور تلوار بدیع الزمان پر ماری شاہزادے نے
ضرب اُسکی رد کر کے جواب دیا اور کیا تو سر کو قلم کر کے مع مرکب وراکب چار ٹکڑے کر کے زمین کو بوسہ دیا پھر مبارز
طلب کیا قارن ظلماتی سعادت شاہ سے اجازت لیکر مقابل بدیع الزمان ہوا بعد از گفتگوے زبانی اور
ردو بدل کے جو شاہزادہ بدیع الزمان نے گرز اُسکی تارک پر مارا تو مانند غبار ہو کے دو حرف ہوئے القصہ شام تک
ستر جوانوں کو مارا شام کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے سعادت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے اتنے میں حارث نیزہ ہلاکر
اپنے مرکب کو دوڑا کر سامنے سعادت شاہ کے آیا اجازت میدان کی چاہی سعادت شاہ نے کہا کہ جاؤ تمکو سپرد
کیا زبرجد شاہ کے غرض حارث میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام میں سے کرب پرحرب فولاد
شاہ ولایت امیر عرب بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از گفتگو و رد و بدل اور گفتگوے زبانی کے
حارث نے نیزہ وکرب پر مارا کرب نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا حارث نے گرز مارا کرب نے گرز کو رد کر کے
جو شمشیر سکندری ماری وہ پیوند زمین ہو گیا قارن نیزہ دار سامنے مقابلہ کیا کرب نے حملہ اُسکا رد کر کے جو تلوار لگائی
تو سر کو کاٹتی ہوئی زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب وراکب چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا ارماق جنگجو
نے سامنا کیا تلوار جو ماری تو اُسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے ہارون نے مقابلہ کیا وہ بھی مارا گیا مختصر شام تک اُنیس
جوانوں کو مارا شام کو دونوں لشکر پھر گئے سعادت شاہ اپنے مقام پر آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر میدان
کارزار میں آئے اُس روز ہاشم تیغ زن کے ہاتھ سے سار نیل زوبار نال شیر جنگ ارجال مردم خوار اور قارن
مرد افگن وغیرہ چند نامی سردار مارے گئے سعادت شاہ نہایت اداس کمال پریشان پھر کر خیمے میں آیا اور وہاں زبرجد کل
میں داخل ہوا نہایت متردد مسند پر بیٹھا ہوا تھا کہ زوجہ نے اُسکی کہا کہ صاحب تم کیوں فکر مند ہو بولا کہ زوال ابھی اچھا
نہیں ہوا اور کوئی اُن خدا پرستوں سے عہدہ برآئی کرنے والا نہیں ہو اُسنے کہا کہ تم فکر نہ کرو تم جانتے ہو خدا وند کے غضب
مرد تمھاری آیا چاہتی ہو یہ سب خدا پرست مارے جاینگے اتفاقات سے دختر بھی اُسکی ملکہ شمسہ بانو کہ نہایت زبردست
ہو وہ کھڑی سن رہی تھی وہاں سے آگر ماں سے کہا کہ بابا جان نہایت پریشان ہیں میں جا کر ان خدا پرستوں سے
مقابلہ کرونگی ماں نے کہا کہ بیٹا وہ خدا پرست بڑے زبردست ہیں اور تو عورت ہو اُنسے کیا سامنا کریگی
اس اپنے ارادے سے باز رہ شمسہ نے کہا کہ ماں کیا ملکہ چارا نہ ہیں ہر چند ماں نے کہا شمسہ نے
نہ مانا دونوں لشکروں میں طبل جنگ تو بج چکا تھا معرکہ آراستہ ہو گئے منصور رشک سعادت شاہ سے
ملا اجازت لیکر میدان میں آیا خوب مرکب کو گردایا مبارز طلب کیا شاہزادہ بدیع الزمان اُسکے مقابلے کو آیا
بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا منصور نے تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اُسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈال
اٹھالیا اور سر پر چرخ دیکر اس زور سے زمین پر مارا کہ زمین شق ہو گئی منصور تا بسینہ زمین میں غرق ہو گیا اور

تجس اسکی اسفل کی طرف سے نکل گئی اور وہ داخل جہنم ہوا بدیع الزمان نے اور مبارز طلب کیا ابھی لشکر کفار میں
سے کوئی مقابلے کو نہ آیا تھا کہ ایک گبو گرد کا اٹھا اور نقارہ بجنے لگا ایک رنگ سپید ہوا اور اک شاہزادہ بدیع الزمان
سے مقابل کیا اور کہا کہ او خدا پرست تو نے قیامت مچا رکھی ہے بہت سے سردار سعادت شاہ کے تیرے ہاتھ
سے مارے گئے ہیں خیر اب تو کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے میں تجکو سزا دینے آیا ہوں یہ کہکر نیزہ بدیع الزمان پر مارا
شاہزادہ بدیع الزمان نے بفنون سپاہگری نیزہ اسکا چند جنبش میں ہوائی کیا جب اسنے یہ دیکھا تو اسی وقت
خشمناک ہو کر ایک وار تلوار کا بدیع الزمان پر کیا شاہزادے نے آستہ ہوکے تلوار کو خیال میں نکر قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کر تلوار ہاتھ سے چھین لی اور کمر زرہ پر ہاتھ ڈالکر زور کیا کہ لنگر اسکا زین سے
اٹھا دیا مگر جھٹکا دے کر جو اٹھایا تو بند نقاب ٹوٹ گیا اسوقت ایک آفتاب ایسا چمکا کہ جس طرح سے آئینہ دھوپ
میں چمکتا ہو اور اسکی چھایا میں پڑتی ہو وہ ایک نازنین مہر طلعت کو دیکھا کہ کبھی ایسا حسن و جمال نہ دیکھا تھا بس
بمجرد دیکھنے کے تیر عشق جگر کے پار ہو گیا بس اسوقت یہ اشعار با حال زار و رو زبان کے اشعار

جس جگہ نہیں آرام کسی ہو دم بھر
آہ نے شمع کے مانند جلایا مجکو

اب یہ گلشن دہر ہے سخن مجکو
کثرت اشک نے طوفان میں ڈبایا مجکو

ہوا ہی شام ہوا آکے خزان گریبان گیر
وحشت دل نے بھی دیوانہ بنایا مجکو

ہوئی نسیم سحری اپنی نظر میں صرصر
گردش چرخ نے کیا روز دکھایا مجکو

بس یہ اشعار پڑھکر ہاتھ اور پاؤں میں تھرتھری پیدا ہوئی اور نقاب دار کو اسی طرح گھوڑے پر بٹھا دیا اور حیرت زدہ
ہو کر دیکھنے لگا اور وہ نازنین تو پہلے ہی سے شاہزادے پر عاشق ہو چکی تھی وہ یہ غزل پڑھنے لگی غزل

تاب غم دل سے نکالی جاتی نہیں
ہاتھ کھوا اوری ہوا اور جگر
اے فلک اب میں ملا کرتی ہوں

عشق کرنا ہیں سمجھتا ہی نہیں
ساتھ اس کے کوئی جیتا ہی نہیں
کوئی ارمان نکلتا ہی نہیں

خون کھایا ہوا ہی زخم جگر
پھیر کر اس غنچہ دہن کا ہو رہا

خون دل میں منھ سے اگلتا ہی نہیں
آسمان رنگ بدلتا ہی نہیں

جسوقت یہ غزل پڑھ چکی اسوقت بند نقاب کا منھ پر
پھر درست کر لیا اور بدیع الزمان سے مخاطب ہو کر کہا کہ جو مجھے محبت رکھتا ہو اس سے ہم دل محبت کرتے ہیں
اور اپنی جان اسپر فدا کرتے ہیں اور اسکا ساتھ انجام عمر تک دیتے ہیں بس یہ سننا تھا کہ بدیع الزمان لاجواب
ہو کر کہا کہ ہم بھی تمہارے اوپر جان تک فدا کرتے ہیں اسنے کہا واہ بدیع الزمان نے کہا کہ ہم مرد ہیں جس بات کو
سلکتے ہیں اسی بات کو کرتے ہیں اسوقت اسنے یہ سنکر کہا کہ اگر سچ ہو تو ہمارے ساتھ آؤ اور گھوڑا دوڑا کر روانہ
ہوئی الغرض بدیع الزمان اسکے عقب میں چلا دونوں لشکر طبل بازگشت بجا کر پھر گئے اور وہ بدیع الزمان کو
لیے ہوئے باغ میں پہونچی اس باغ کو عجیب دلکشا دیکھا جسوقت باغ میں پہونچے ایک مرد وہ کامل ہوا اندر ہی
دونوں گھوڑے سے اترے بس اسنے بدیع الزمان کا ہاتھ پکڑ لیا سیر کرتی ہوئی ایک بارہ دری کے پاس
پہونچی وہاں تمام اسباب عیش مہیا کیا بدیع الزمان کو مسند پر بٹھایا آپ پوشاک بدلکر آئی اسپر جو ڈالے گلے
میں پہنے ہوئے پھولوں کا گنا عطر ملا ہوا خوشبو بدن سے آرہی تھی بدیع الزمان اسکے گلے میں پوشاک پر تکلف
دیکھا اور زیادہ فریفتہ ہوا اور ملکہ کھڑا ہوا ہاتھ پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھایا اب جو اسکی ناک میں خوشبو عطر کی اور
مسک پھولوں کی آئی اور بیقرار ہو گیا لیکن انیسیں جلیسیں اسکے گرد و اطراف میں بیٹھیں اور گانیں سامنے آکر
موجود ہوئیں ناچ اور گانا شروع ہوا دور جام گردش میں آیا ملکہ نے جام شراب کا شاہزادے کو دیا اسنے
جام تو ملکہ کے ہاتھ سے لیا مگر کہا کہ اے ملکہ پہلے تم اپنا حال مجھے بیان کرو کہ تم کون ہو اور دین و مذہب تمہارا
کیا ہے اسنے کہا کہ میں بیٹی ہوں سعادت شاہ کی شمسہ بانو میرا نام ہے زبرجد شاہ کو مانتی ہوں بدیع الزمان نے

کہا اے ملکہ جو تم مجھ سے محبت رکھتی ہو تو لعنت کرو زبرجد شاہ پر اور مسلمان ہو اُسنے کہا کہ مجھے زبرجد شاہ سے کچھ کام
نہیں مجھے تم سے علاقہ ہے میں نے زبرجد شاہ پر لعنت کی بدیع الزمان یہ کلام ملکہ کا سنکر شاد و مسرور باغ باغ ہو گئے اور
کہا کہ اب تم کلمہ پڑھو ملکہ نے کہا کہ آپ مجھے کلمہ تعلیم فرمائیے بدیع الزمان نے کلمہ اپنی زبان گہر بیان سے ارشاد فرمایا ملکہ نے
کلمہ پڑھا اور بانہ سر صدق مسلمان ہوئی اب دور جام گردش میں آیا مجلس شراب و کباب کی گرم ہوئی جب نشۂ شراب
میں اثر دماغ گرم ہوا تو دونوں عاشق و معشوق مشغول بوس و کنار ہوئے باتیں اختلاط کی ہونے لگیں کئی دن اسی طرح گذرے
دایہ جو اسکی آئی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک جوان کروفر سے اسکے ساتھ عیش کر رہی ہے اپنے دل میں سوچی کہ اگر بادشاہ
اس امر سے آگاہ ہوگا تو میرا سر پہلے مونڈا جائیگا بہتر یہ ہے کہ اُسے جلد جلد مطلع کریں یہ خیال کرکے اس باغ سے سوار
ہو کر محل میں آئی اور سعادت شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ غضب میں آگ ہو گیا محل سے باہر آیا زال تیغزن جو حشمت
ہو گئی تھی وہ بھی شریک جلسا تھا اس سے کہا کہ تو جا کر اس خدا پرست اور اس کمبخت بد ننگ خاندان کو پکڑ لا اور اگر زندہ ہاتھ
نہ آسکے تو سر کاٹ کے لا مگر جہاں تک ہو سکے اسکو زندہ لانا یہ سنکر زال تیغزن بہت اچھا کہکر کچھ فوج اپنے ساتھ
لیکر آیا چاروں طرف سے باغ کو نرغہ کرکے گھیر لیا اور آپ اندر باغ کے آیا اور یہاں ملکہ مع بدیع الزمان دونوں بیٹھے
ہوئے تھے اسی بیچ میں کہ ملکہ مضطر اور میرا بھیجی ہوئی ساقی آگئی بڑی گھبرائی پوچھا کہ اے ملکہ تجھکو کیا ہوا الغرض عرض کی
کہ یا ملکہ غضب ہو گیا کسی نے آپ کے باپ سے حالات تمام سرگذشت بیان کی ہے وہ ہاتھی زال تیغزن ہمراہ فوج کے آیا ہے
اور باغ کو نرغے میں کرکے آپ اندر باغ کے چلا آتا ہے دیکھیے اب کیا ہوگا ملکہ تو یہ سنتے ہی بیحواس ہو گئی
ہوائیاں منہ پر اُڑنے لگیں گھبرا کر شاہزادے سے مخاطب ہوکے کہا کہ اے شہریار اب کیا ہوگا بدیع الزمان نے کہا
کہ تم مضطر اور پریشان کیوں ہوتی ہو گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے جس مقام پر ہم ہونگے اس مقام پر کوئی بلا
تک بھی نہ آویگی کسی خوف کا مقام نہیں ہے آنے دو زال تیغزن کو دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں اور تم انگنائیں جا کر
جاکر کہیں پوشیدہ ہو رہو شاہزادے نے کہا کہ ماجرا اگر یہاں سے اس وقت کوئی تم میں سے جاوے تو میں تمکو مار ڈالونگا مصلحت
سے کوئی جانا نہیں اسی طرح سے گاتے بجاتے جاؤ وہ حیران بیٹھی ہیں گانا اور یہی خیال چند صاحبہ کو کہ اتنے میں
زال تیغزن روش پر باغ کی دکھائی دیا اور نگاہ اسکی بدیع الزمان پر پڑی بدیع الزمان کو ایک جوان حسین
وجیہ دیکھا کہ کبھی ایسا جوان خوبصورت صاحب شان و شوکت اپنی آنکھ سے تو نہیں دیکھا اور خوبصورتی کا یہ عالم کہ
جو آدمی میں چاہیے وہی ہو کہ جیسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہو ایک ادنی سی خوبصورتی یہ ہے کہ بڑی بڑی آنکھیں
کتابی چہرہ نہ بہت لمبا نہ بہت چھوٹا موافق کا قد سینہ کا یہ عالم کہ مثل سپر کے تنا ہوا ہو زیادہ اوصاف اسکے کیا بیان
کیے جائیں اب سنیے کہ قضائے کار وزیرزادی ملکہ کی عمر انگیز نہایت قطعہ دار سبزہ رنگ بڑی بڑی آنکھیں جیسے بھویں
خنجر سا دہن غیب ذوق یہ بھی وہاں اسوقت حاضر تھی زال تیغزن کی نگاہ جو اسپر پڑی ہزار جان سے عاشق ہوا
دل پکڑ کے رہ گیا پکارا کہ او دلبر حمزہ میں تیرے قتل کرنے کو آیا ہوں تو نے ناموس بادشاہی میں خلل انداز ہو اخیر
کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے میں نے بڑے بڑے پہلوانان نامی و گرامی کو اپنے زور بازو سے ایک دم میں زیر کیا ہے
تیری کیا حقیقت ہے یہ کہکر اور شمشیر آبدار کھینچکر دوڑا زال نے تلوار ماری بدیع الزمان نے دونوں انگشتوں
کو زمین پر ٹیک کر تلوار کو خالی دی کہ وہ ہٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر میں
ہاتھ دے کر نعرۂ اللہ اکبر کا کھینچکر زور کیا کہ کمر زال کا توڑ لیا سر سے بلند کرکے چرخ دے کر زمین پر مارا
کہ چاروں شانے چت گرا چاہا کہ سنبھلے مگر شاہزادہ بدیع الزمان نے نہ سنبھلنے دیا ایک ٹھوکر جو ماری تو غش ہو گیا

شمشیر جہانی پر اُسکی جو حکم ہوا کہ جس نے اسلام قبول کر دیا کہ جو مین انکو دونون جہان کی نعمتین دی اسلام اختیار کرے دو بیٹی زہرہ
بدیع الزمان نے کہا کہ سوا ملکہ شمسہ بانو کے اور جو کچھ تو مانگے گا دونگا زال نے عرض کی کہ ملکہ تو میری
پیر و مرشد ہین مگر بات آپ یاتا ہین سبز پوش کی لگی ہون کہا ایک بیٹے کو آپ بخشا مہر انگیز بھی بہت خوش ہوئی کہ ایسا جوان
میرا شوہر ہوا اب زال تیغزن کلمہ پڑھکر اسلام لایا اور باہر جا کے اپنے لوگون سے کہا کہ مین نے تو اسلام قبول کیا ہے اگر
تمہین میرا ساتھ دینا منظور ہے تو تم بھی اسلام قبول کرو اور میرے پاس رہو نہین تو اپنی اپنی راہ لو سبھون نے عرض کیا کہ
ہم آپ کے ساتھ ہین جیتے جی زبرجد شاہ پر لعنت کی زال نے اُن سب کو کلمہ پڑھایا تازہ کلمہ سے دائرہ اسلام
مین لایا پھر باغ کے اندر آیا ملکہ شمسہ نے مہر انگیز سے کہا کہ جاؤ تم زال تیغزن کے پاس پہنچو مہر انگیز زال تیغزن کا ہاتھ
پکڑ کر خلوت مین لے گئی بدیع الزمان نے شراب اور کباب اور اشیا ساتھ لیکر [illegible] اب یہ شراب خواری کرنے لگا اور
مشغول اختلاط ہوا جب خوب نشہ شراب کا ہوا تو کر خدمت مین بدیع الزمان کی آیا کہا ای شہریار یہ سعادت شاہ تھا
میرے سبب سے لشکر اسلام سے مقابلہ کیے ہوئے تھا مین نے تو غلامی آپکی اختیار کی حکم ہو تو جا کر سعادت شاہ کو مسلمان
کرون اور اگر وہ مسلمان نہ ہو تو اسکا سر کاٹ لاؤن بدیع الزمان نے کہا کہ ہم بھی چلین گے اُسنے کہا بہت اچھا اسیوقت
بدیع الزمان نے ملکہ کو رخصت کر کے لشکر اسلام کو روانہ کیا اور یہ دونون باغ سے باہر نکلے مرکبون پر سوار ہو کر پیچھے
ہرکارون نے آکر سعادت شاہ کو خبر دی کہ زال تیغزن اور بدیع الزمان گرد لشکر کے راستے مین سعادت شاہ
نے کہا کہ زال تیغزن بدیع الزمان کو زبرجد پرستی کے ہوئے لاتا ہوگا بختیارک نے کہا کہ ای سعادت شاہ یہ گمان
تیرا غلط ہے بدیع الزمان نے اُسے مسلمان کر لیا اور اب وہ تیرے مسلمان کرنیکو آتا ہے اگر اسمین فرق نکلے تو جو چاہنا سو
کرنا اور ای سعادت شاہ تمہارے بیان کرنی ایسا نہین ہے جو بدیع الزمان اور زال تیغزن سے مقابلہ کرے
اور اگر وہ تمہارے اوپر سختی کرین کہ مسلمان ہو تو تم اُنسے یہ کہنا کہ پہلے حمزہ صاحبقران کو صیقل بن صمقلان سے
چھڑا لو تو مین مسلمان ہون اس اثنا مین بدیع الزمان اور زال تیغزن اور جوان وغیرہ بارگاہ مین سعادت شاہ کے
آئے بدیع نے اہل اسلام سلام کیا سعادت شاہ نے کہا ای زال تیغزن یہ کیا ہے اور کلام میرے سامنے کرتا ہے کیا تو
زبرجد پرستی سے برگشتہ ہو گیا ہے زال تیغزن نے اپنے دائیں پر شہزادے کو بٹھایا اور آپ اوسکے پاس بیٹھا اور کہا کہ ای
سعادت شاہ زبرجد شاہ کیا لائق ہے کہ اُسے خدائی کرنی زیبا ہو اور تو بھی اُسپر لعنت کر اور مسلمان ہو نہین تو تجھے
سزا اسکی دونگا اسوقت سعادت شاہ نے بختیارک کے کہنے پر عمل کیا جو کچھ اُسنے سکھایا تھا وہی کہہ دیا کہ ذلیل
جانتا تھا کہ پھر اور کچھ کہہ دے کہ وہ لکنت تھے اور بدیع الزمان نے کہا کہ ای زال اب یہ بحث درمیان مین لانا ہے اب
سے کچھ نہ کہو ہم جب صاحبقران کو چھڑا لینگے تو اس سے کچھ کہین گے یہ کہکر بدیع الزمان مع زال تیغزن اُٹھکر
ہوئے اور باہر نکلکر مرکبون پر سوار ہو کر روانہ لشکر اسلام ہوئے یہان ملکہ شمسہ بانو آکر بارگاہ مین داخل ہوئی
اسلام کو خبر ہوئی کہ یہان ملکہ شمسہ بانو بارگاہ مین داخل ہوئی ہے وہ نقابدار جو بدیع الزمان کو لے گیا تھا وہ ملکہ
شمسہ بانو بیٹی سعادت شاہ کی تھی اُسے بدیع الزمان نے مسلمان کیا ہے اب وہ یہان آئی ہے اور بدیع الزمان بارگاہ
مین سعادت شاہ کی گیا ہے بادشاہ اسلام نے یہ سنکر کہا کہ ہمارا لشکر بھی تیار رہے کہ وقت پر کام آوے یہ باتین ہو رہی تھین
کہ بدیع الزمان بارگاہ مین آکر داخل ہوا بادشاہ اسلام کو سلام کر کے ملکہ شمسہ کے پاس گیا کہ وہ بہت منتظر تھی اور
بختیارک نے سعادت شاہ سے کہا کہ دیکھو مین ملکہ شمسہ کو خدا پرستون سے چھڑوانے کی تدبیر نکالتا ہون اور جو
تدبیر مین اُنکے ساتھ کرونگا تو وہ صاف بچ نکلے ایک دم توقف اُنکا اگر کرونگا اور نہ صیقل سے [illegible]

اُسے بھی دور کرو اسکے دیتا ہوں سعادت شاہ نے کہا وہ کیا تدبیر ہے اُسنے کہا ابھی میں شہر سے نکالونگا
اور سوار ہو کر قلعے کی طرف روانہ ہو جب سامنے قلعہ آہن حصار کے پہونچا پکار کر کہا کہ صیقل بن
صیقلان سے کہو کہ ملک بختیارک وزیر اعظم نوشیروان کا تیرے پکڑنے کو آیا ہو اسنے کہا کہ اُسے اندر قلعے کے بلالو
غرض اُسے اندر قلعے کے بلایا جس وقت سامنے آیا تعظیم بہت سی کی پوچھا کہ آپ کس واسطے آئے ہیں بختیارک نے کہا ای
صیقل بن صیقلان میں نے سعادت شاہ کو راضی کیا تھا کہ شمسہ بانو کو تیرے حوالے کرے لیکن اُسکو بدیع الزمان
پسر حمزہ صاحبقران لے گیا تم ایک کام کرو کہ نامہ مضمون کا لکھو کہ شمسہ بانو میری معشوقہ ہے اُسے میرے
واسطے بھیجدو اور حمزہ کو لیلو اور اگر اسمین کوئی فرق ہوگا تو جو میرے دل میں آئیگا وہ کرونگا یعنی ایک ایک کو
چن چنکر قتل کرونگا بہتر یہ ہے کہ کوئی گفتگو درمیان میں نہ آنے پائے شمسہ بانو کو میرے پاس روانہ کردو اور اگر تمکو
یہ بات منظور نہوگی تو میں حمزہ کو قتل کرونگا پس اگر وہ شمسہ بانو کو بھیجدیں تو تم لیلو اور حمزہ کو چھوڑ دو اور اگر نہ بھیجیں
تو اُسے قتل کردو یہ بات سنکر صیقل راضی ہوگیا اسی مضمون کا نامہ لکھکر ہلال تیغ زن کو دیا کہ یہ اسکا غلام تھا وہ نامہ
لیکر روانہ ہوا اور داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام نے نامہ بدیع الزمان کو دکھایا بدیع الزمان نے عرض کیا
کہ ای شہریار یہ کب ہو سکتا ہے کہ عورت مسلمان کی کافروں کے حوالے کردوں گر قلعے کو میں لوٹ کر لونگا یہ سنکر پھر گیا
ادھر بدیع الزمان نے طبل جنگ بجوایا اور قلعے پر یورش کی ادھر سے گولندازوں نے مہتاب کو رکھکر گولے
مارنا شروع کیے یہ تمام گولوں کو روکتے رہے یہیں خود پہونچا تھا کہ صیقل نے تعظیم بختیارک صاحبقران کو بلاکر
زیر تیغ بٹھایا اور کہا کہ اگر کسیکا قدم بڑھا تو میں حمزہ کو قتل کرونگا بدیع الزمان ناچار پھرا نہایت درد و ملال
پریشان اور مضطر بارگاہ میں آکر بیٹھا کہ صیقل بن صیقلان نے پھر ہلال تیغ زن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا اور
ہلال تیغ زن نامہ لیکر بعد طی مراحل و قطع منازل کے پہونچا ہرکاروں نے اطلاع دی کہ صیقل بن صیقلان نے
ہلال تیغ زن کے ہاتھ نامہ روانہ کیا ہو اور وہ لیکر آیا ہو حکم ہوا کہ بلاؤ جس وقت اندر بارگاہ کے آیا اُسنے بادشاہ اسلام
کو سلام کیا نامہ پگڑی سے نکالکر بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ اسلام نے لفافے کو چاک کرکے اُسے دیکھا تو مضمون اُسکا
یہ تھا کہ تم لوگ مجھسے نہیں سکتے بہتر یہ ہو کہ میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو تو میں حمزہ کو تمہیں دیدوں نہیں تو
حمزہ کو زندہ نہ چھوڑونگا اور تم زندہ نہ پاؤگے بادشاہ اسلام نے ہلال سے کہا کہ کل ہم اسکا جواب دینگے کہ تم پھر
کل جواب لینے کو آنا ہلال لاچار چلا گیا اب بدیع الزمان اور تمام سرداروں سے بادشاہ اسلام نے کہا کہ تم ایک
عورت کے واسطے صاحبقران کو قتل کرواتے ہو صاحبقران تمکو کہاں ملینگے اور عورتیں بہت ہیں چاہیے تمکو
یہ کہ عورت کو دیدو اور صاحبقران کو لیلو بدیع الزمان نے جواب دیا کہ کل اسکا جواب دونگا اور نہایت
غمگین اور پریشان خاطر وہاں سے اٹھا ملکہ شمسہ بانو کے پاس آکر چپ اور غمگین ہو کر بیٹھا ملکہ نے کہا کہ شہریار آپ
آزردہ کیوں ہیں کچھ حال تو بیان کیجیے بدیع الزمان نے ہلال کا آنا اور شمسہ بانو کی طلب کا پیغام بیان کیا شمسہ
نے کہا کہ آپ مجھے سوار کرکے بھیجدیجیے میں جب قلعے میں پہونچونگی خنجر میرے پاس ہوگا مرجاؤنگی اور حمزہ
صاحبقران اُس کافر کی قید سے نجات پائینگے قتل سے بچ جائینگے میری قسمت میں یہ ناکامی تھی یہ کہکر رونا شروع
کیا بدیع الزمان نے کہا کہ شکر ہے تم میری جان کے ساتھ ہو اور امیہ کو بلاکر کہا کہ جاکر خواجہ کو بلا لاؤ اور کہنا کہ ایک
کام بہت ضروری ہو جلد چلیے امیہ عمرو کے پاس گیا سلام کیا عمرو نے کہا کہ ادھر کیونکر آیا ہو امیہ نے کہا کہ
خواجہ جلدی چلیے ورنہ بدیع الزمان کو زندہ نہ پائیے گا اور اگر تھوڑی دیر ہوئی تو وہ اپنے تئیں ہلاک کرڈالینگے

عمرو یہ سنتے ہی دوڑا اور راہ کو جلدی جلدی طے کرتا ہوا داخل بارگاہ بدیع الزمان ہوا جب خیمہ میں پہنچا بدیع الزمان نے
سلام کیا اور دوڑ کر قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ میری جان حاضر ہے آپ کے ہاتھ ہے عمرو نے کہا کہ کچھ تو بیان کیجیے کیا
واردات گزری بدیع الزمان نے دو توڑے اشرفیوں کے نکالکر آگے عمرو کے رکھ دیے عمرو نے وہ توڑے
اٹھا کر زنبیل میں ڈال لیے بعد اسکے پوچھا کہ مطلب آپکا کیا ہے اور جو کچھ آپ کا مطلب ہو بیان کیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ
عمرو جان آپ پر حال روشن ہے اور اب اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ اگر ملکہ میرے پاس سے چلی گئی تو میں اپنے کو ہلاک
کر دونگا اور جو آپ نے صاحبقران کو چھڑایا اور ملکہ کو بچایا تو ایک مہینے کا خراج کل ملک باختر کا آپکو دونگا عمرو نے
کہا خیر لکھ دو اور مہر کر دو بدیع الزمان نے نوشتہ لکھکر مہر کرکے عمرو کو دے دیا عمرو نے کہا کہ اب ملکہ تمہیں مبارک ہو کر میں
ملکہ شمسہ بانو کی صورت بنتا ہوں تم مجھے بلال تیغ زن کے ساتھ بھیج دو غرض اسی وقت رنگ و روغن عیاری کا ملکر
شمسہ کی صورت بنکر کھڑا ہوا کہ شمسہ بھی دیکھکر حیران ہو گئی اور ابوالفتح و سمک بیطاقی و برق فرنگی و گلباد غوری
وغیرہ و صورت مبدل کر کے ہمراہ لیا جس وقت بلال تیغ زن آیا شمسہ کی کو محافے میں سوار کرکے اسکے ساتھ کر دیا
وہ لیے ہوئے اپنے ساتھ قلعے میں آیا جب محافہ ملکہ کا داخل قلعہ ہو چکا دروازہ قلعے کا بند کر لیا وہ جو لوگ لشکر
اسلام کے ساتھ آئے تھے انہوں نے کہا کہ بادشاہ صاحبقران کو ہم دینگے جیسے تم ملکہ کو ہم سے لیگئے تھے ویسے ہی ہمیں
ملکہ کو کرتے جواب لوگ مایوس پھر کر چلے گئے اور جاکر بادشاہ اسلام سے حال بیان کیا بدیع الزمان نے
کہا اے شہریار دیکھیے ان لوگوں کی دغابازی ملکہ بھی میرے ہاتھ سے گئی اور صاحبقران بھی نہ ملے بادشاہ
خاموش ہوئے اور اسوقت کچھ دین جاکر کوئی جواب دیں بیان جو ملکہ آگئی تو بختیارک نے کہا اے صیقل
ایسی ذلت کبھی خداپرستوں کی نہیں ہوئی تھی اقبال تمہارا زبردست ہے اور یہ کہا تمہاری معشوقہ کو تمہیں دلوا دیا ہے
اب جشن کرو اور مزے اڑاؤ صیقل نے جشن کا حکم بختیارک کو دیا اور آپ شب کو محل میں گیا پوشاک بہت نفیس
پہنی مرصع جواہر بیش بہا شاہانہ کے خوان ساتھ لیے اندرون محل آکر دیکھا کہ ملکہ سرخ جوڑا پہنے دولھن بنی ہوئی بیٹھی
ہے سب انیسیں جلیسیں موجود ہیں گلگونہ منہ پر بنا ہوا ہے چہرہ مانند آفتاب کے چمک رہا ہے گلگونہ میں
سے اسکا عکس جو پڑتا ہے تو نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے اور رنگ چہرے کا مانند آفتاب کے جلوہ گر ہے پاس آکر
بیٹھا گرد پھر اتصدق ہوا دور شراب کا گردش میں آیا ساقی جام و صراحی لیکر ہر ایک کو شراب پلانے لگا جب
سب شراب پی چکے اور بادہ ناب سے دماغ گرم ہوا اسوقت صیقل نے کہا کہ ملکہ کچھ کھا لیجے ملکہ نے شرم سے کچھ جواب
نہ دیا ساتھ والیوں سے کہا کہ ملکہ کو کوئی چیز کھانے کی نوش کرا دیجیے کسی نے کہا کہ ملکہ کا جسوقت حجاب دور ہوگا اسوقت
آپ ہی کھا لیگی کسی کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے وہ بولا کہ میں تو غلام ہوں مجھسے حجاب کاہے کا ایک نے کہا کہ تم ذرا منہ پھیر لو
صیقل ابن صیقلان نے منہ پھیر لیا ملکہ نے کچھ کھا لیا اور کباب مرغ اور بادام وغیرہ کھانے اور باقی جو کچھ
وہ آدمیوں کو اشارہ کر دیا اور دوا دوسرے بیہوشی کی کھانے میں ملا کر منہ پھیر کر یہ کہا کہ صاحب تم بھی کچھ کھاؤ صیقل
نے کچھ تناول کیا اور شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا بہتک سو جبھی انیسیں تو سب چلی گئیں صحبت خالی تھی اسنے
چاہا کہ لپٹے ملکہ پیشاب کے بہانے سے اٹھی یہ بھی ملکہ کے ساتھ ہی اٹھا کہ جان صاحب کہاں جاتی ہو عمرو دو چار پگ
یہ دوڑا تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا بس عمرو نے اسے پکڑا اسکی صورت آپ بنا اور بڑی بیہوشی کی صیقل کے
دماغ پر چڑھائی اور دماغ میں چڑھا کر صندوق میں بند کر دیا اور سمک بیطاقی کو شمسہ کی صورت بنایا اور جو
عیار تھے انکو صیقل کی نگہبانی کے واسطے مقرر کیا اور آپ رات کو سویرے ہی کو باہر آیا بارگاہ میں آکر دخل پر بیٹھا

بختیارک نے کہا مبارک ہو کیسے رات کو صیقل بن صیقلان کو ہوس ہوا صیقل پرورد ملک ہی یہ امر بغیر اجازت سعادت شاہ مناسب
نہیں ہے اب وہ میرے پاس ہو جگہ اختیار ہے بعد انفصال خدا پرستوں کے بھی جاؤں گا اسدن تو یہ باتیں رہیں دوسرے دن
تماشا ملک بھی آئی رات کو جب زیر جدشاہ نے نفر کردہ کیا خوب وقت اور وقت عنایت کی فرمایا کہ تو خدا پرستوں سے
سامنا کر اب تو آخر غالب ہوگا اب آپ جا کر جس جنگ بجوائیں کل صبح کو میں بھی میدان میں نکلونگا بختیارک نے جا کر طبل جنگ
بجوایا یہ خبر لشکر اسلام میں بھی پہنچی وہاں بھی نقارہ مارزمی گڑگڑایا رات بھر تیاری جنگ دونوں لشکروں میں رہی صبح کو دونوں
لشکر میدان کارزار میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے آبپاشی کرنے گرد و غبار بیٹھانے سقے بیلدار
برق رفتار پہنچے اور جلدی کی درستی کرنے لگے تب صیقل بن صیقلان قلعہ سے باہر نکلا میدان میں آ کر مبارز طلب کیا
زال تیغ زن بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر مقابلے کو میدان میں آیا عمرو نے کہا اے زال تو نے مجھے پہچانا کہ میں عمرو
ہوں ملک کی صورت بنکر آیا تھا صیقل کو میں نے گرفتار کیا ہے اسکی صورت بنکر آیا ہوں تاکہ سب سرداروں اور قلعہ کو
لیلوں تو اپنی خفگی دانستہ بند ہو اور دے خوشی بہت اچھا فرض عمرو نے ایک ایسا نیزہ کی مارا کہ زال تیغ زن اسکی ضرب
سے گرا اور گر کر زمین پر تڑپنے لگا یہ ماجرا دیکھ کر عمرو نے اسے باندھ کر اپنے عیار کو حوالہ کر دیا اور کہا اس کا بچانا چاہیے جب وہ عیار
زال کو اٹھا لے گیا پھر شرف نے مبارز طلب کیا نرمان آہن تاب نکلا اسے بھی عمرو نے اسی طرح سے گرفتار کیا اور باندھ کر اسے
بھی اپنے عیار کے سپرد کیا ابکی مرتبہ بدیع الزمان خود میدان میں تشریف لائے عمرو نے باوجود آنکھ کا تل دیکھ کر انکو بھی ایک
نیزے کی ماری اور انکی ضرب سے بدیع الزمان گر پڑے اسے اسلحے باندھ کر عیار کے حوالے کیا اور کہا اسکو لیجا کر قید کرو
پھر مبارز طلب کیا یہانتک کہ قریب شام بیس بائیس نامداروں کو باندھ کر لے گیا اور طبل بازگشت بجوا کر دونوں لشکر
پھر گئے ادھر بادشاہ اسلام کمال پریشان و مضطر اور متفکر رہے ادھر لقا اور سعادت شاہ نہایت مسرور اور
بشاش داخل بارگاہ ہوئے بختیارک صیقل بن صیقلان پاس آیا بہت سی تعریفیں کیں اور کہا اے صیقل جو خدا پرست
ہاتھ لگے جائیں انہیں قتل کرتے جاؤ صیقل عیار نے جواب دیا کہ ابھی جلد کرو جب سب کے سب جمع ہولیں گے لا الکر سبکو
قتل کرونگا الغرض پھر طبل جنگ بجا غرض چار دن کی معیاد ماری میں کوئی اسی طرح سے سرداروں کو پکڑ لیا بختیارک
پھر روز مصر ہوتا تھا کہ انہیں قتل کر دو یہ بہ طائف الحیل ٹالتا تھا ایک دن کہا کہ ملک بھی کل تم لقا اور سعادت شاہ کو یہاں
لے آؤ تو انکے سامنے ہم انہیں قتل کریں بختیارک دوسرے روز سب کو لیکر آیا صیقل نے استقبال کر کے لا بٹھایا جلسہ میں جمایا
رقص و سرود شروع ہوا اور جام کی گردش میں آیا ساقی جام و صراحی ہاتھ میں لیے ہوئے ہر ایک کو پلاتا تھا جب شراب
نا بہت دماغ گرم ہوا اسوقت بختیارک نے کہا اے صیقل بن صیقلان تم نے جو وعدہ کیا تھا وہ وعدہ اب پورا کرو فقط مجکو
جلدی اس بات کی ہے کہ مجھے عمرو کا کھٹکا ہے اگر وہ آگیا تو کوئی بات نہ ہو سکے گی اور وہ سبکو اگر چھڑا لیجائیگا بلکہ یہ کیا عجب اپنے
لشکر اور اپنے بادشاہ کا کھٹکا ہے کہ اگر رات کو وہ کسی کی صورت بنکر آیا تو کوئی پہچان نہ سکے گا اور سب کو باندھ کر لیجائیگا
اور عجب نہیں کہ یہاں موجود ہو اور تلاش کرو کہ عمرو یہاں کہاں ہے لوگوں سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ عمرو غضب
لات اجل و منات علی میں گرفتار ہے بختیارک نے کہا اب اس سے کیا ہو سکتا ہے وہ تو دعا ہو چکا ہے اگر کچھ بھی اسکو قدرت ہوتی
تو حمزہ کو چھڑا کر مزہ دیکھتا اب عمرو کی زندگی ختم ہوا اور یہاں تو اسی جگہ کا سامان ٹک بھی نہیں آسکتا ہو وہ اسکو خداوند نے
غارت کیا ہو وہ بہت متحمل ہو چکا ہے نہیں تو ایک دم حمزہ کو چھڑا لے حمزہ دیگا اور چاہا کہ اکتا یان عمرو کو دیوے کہ صیقل نے
کہا کہ حمزہ کو مع سرداران حمزہ کے لاؤ میں صاحبقران کو زندانخانے میں سے لائے تو کپڑے میلے اور بال بڑھے
بڑھے ہوئے تھے اگر بیڑیاں اہل اسلام کیا صیقل عیار سے کہا کہ کیوں ملک بختیارک اب عمرو کا اندیشہ باقی

نہیں ہی اور انگوٹھی لاکر ہاتھ میں انگوٹھا کاٹ دکھایا بختیارک سے پہچانا کہ عجب ہے کہ جان نکل جائے دل میں اسبات کا کہ وہ حیران تھا
کہ صیقل لا کر دو کیونکر ہوا اور بدیع الزمان ایسے سردار کو کیونکر پکڑ لایا اب معلوم ہوا کہ یہ مرشد کا ہی تماشا ہے
ہیں اور ملا قمقمہ بنکر آپ ہی آئے ہیں غضب ہو گیا سب گرفتار ہوئے بہت برے پھنسے کہ ہمیں عمرو نے کہا کہ ملک جی
تم چپ کیوں ہو گئے عمرو کا اندیشہ تو نہیں ہے بختیارک بولا کہ صیقل دو تو دل کا شرمین آئے تو ذلیل مقام خالی نہیں
کہ جہاں وہ نہوں اور میں کیا تعریفیں اُنکی کروں کہ جو کشف اور کرامات خواجہ عمرو میں ہیں وہ کسی نے کسی خداوند میں
نہیں دیکھے اور عجب خواص رکھتے ہیں کہ دروازہ بند کر لو تو وہ ہوا بنکر دروازے کی روزن سے تشریف لاتے
ہیں اور پانی بنکر سے زمین میں جذب ہو جاتے ہیں صیقل بولے کہ ارے ملک جی ابھی تم عمرو کی مذمت بےانتہا کرتے تھے اب تعریفیں
کرنے لگے بختیارک نے کہا کہ زبان چاہیے جو اُنہیں برا کہوں نشہ شراب میں شاید کچھ اُنکی شان میں برا نکل گیا تو صیقل
نے کہا خیر ملک جی اب ہم خدا پرستوں کو تلقین کرتے ہیں اگر اُنہوں نے دین زبرجد پرستی اختیار کیا تو خیر ورنہ تم بھی اسیطرح
قتل کرو گے اسی طرح انکو قتل کر بیٹھے بختیارک نے کہا بہتر ہے بس عمرو پکارا اے حمزہ سجدہ کر خداوند زبرجد شاہ کو
میں نے سب تیرے سرداروں کو بزور دولت بازو اسیر کیا ہو اگر دین لقا پرستی قبول نہ کرے گا تو میں تجھکو قتل کرونگا
سبھوں سے کہا کہ اب چھوڑ دو اور پھر کیونکر ہو زبرجد کا انکار ہم قبول کریں اور صاحبقران نے فرمایا کہ مجھے عیار پکڑ لایا
تھا اگر تم بھی طالب ہو تو میں تمہارا دین قبول کروں عمرو نے کہا کہ میں سب کو چھوڑے دیتا ہوں تم سامنا سیر کر لو اور
حکم دیا کہ بلا ذرا ہنگاموں کو کہ قید کی دور کریں اسی وقت سب سرداروں نے اور حمزہ نے قید سے رہائی اور ایک
رتبہ دو خطبہ بدیع الزمان نے عمرو کو کہا امیر لقا پر دو دمڑے وہ پکا دکا اور خدا کا شکر ادا کر بجائیگا لکڑ گوار
مارے صاحبقران نے جو انکی پھرتی لی اور سر کو زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھایا اور کرب غازی نے سعادت شاہ کی
مشکیں باندھ لیں وہ سب گرفتار ہو گئے بعد اسکے عمرو نے بدیع الزمان سے کہا کہ میں آپ کو ایک تماشا دکھاؤں
اور ایک مکان میں لایا آپ صورت قمقمہ یاقوتی بنکر بیٹھا اور صیقل کو صندوق میں سے نکالکر اپنے پاس بٹھایا
اور وہ ایک جام شراب کے پیتے جب خوب نشہ ہوا ملک کی طرف مخاطب ہوا چاہا کہ پیمانہ پر ہاتھ ڈالے تو مارا ڈر سے
ملک اُٹھکر بھاگی اور یہ شخص پیچھے پڑا عمرو بھاگا ہوا وہاں آیا جہاں صاحبقران اور تمام سردار بیٹھے تھے صیقل بھی وہیں
پہونچا صاحبقران کو دیکھکر حیران ہوا کہ یہ کیونکر چھوٹے اور یہ سرداران حمزہ کہاں سے یہاں آ گئے کہ اسمیں
بدیع الزمان پکارا کہ او کافر حیران کیا ہو تمام شہر مسلمان ہو جائیگا تو بھی مسلمان ہو نہیں تو مارا جائیگا اب اسنے یہ سنکر تیغ
پر ہاتھ ڈالا عمرو نے کہا شاہزادہ بدیع الزمان پر حملہ کیا بدیع الزمان نے جو اسکی تیغ چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا
لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چاہا اُسنے کہ پھر اُٹھے مگر کب سنبھلنے دیتا ہے ایک ٹھوکر
ماری کہ لوٹ پوٹ ہو گیا وہ دوڑکر سینے پر چڑھ بیٹھا اور کہا کہ لعنت کر زبرجد شاہ پر اور دین اسلام قبول کر نہیں تو انجام
کر اُسنے عرض کیا کہ ہزار جانیں ہوں تو زبرجد شاہ پر سے نثار کروں میں کبھی مسلمان نہونگا یہ سنکر بدیع الزمان
چھاتی پر سے اُسکی اُٹھے اور ایک پاؤں اسکا دونوں پاؤں سے دبایا دوسرے پاؤں کو دونوں ہاتھوں سے
پکڑکر جھٹکا دیا کہ اسفل سے اعلیٰ تک چیر ڈالا اور دو ٹکڑے کرکے پھینک دیا اور صیقل کے بھائی کا ایک بیٹا تھا کہ نام
اسماعیل آہن حصاری تھا وہ مسلمان ہوا اسے صاحبقران نے وہاں کا بادشاہ کیا تمام شہر کے بتخانے
تڑوا ڈالے مسجدوں کی بنیادیں ڈلوادیں جنگ موقوف کی اور چاروں طرف سے جلد ہی لشکر نام پر سعد بن قباد کے
جاری کروا دیا پھر وہاں سے لشکر میں آئے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا تمام سرداروں نے استقبال کرکے لئے اور تمام سرگذشت

بیان کی بادشاہ اسلام بہت خوش ہوے عمرو کو خلعت دیا بدیع الزمان نے ایک مہینے کا خرچ کوہک باختر کا عمرو کے
حوالے کیا بعد اسکے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ ذولقا اور سعادت شاہ وغیرہ کو عمرو نے زنبیل سے نکالکر سب کو ہوشیار
کیا لقا سے حمزہ صاحبقران نے کہا کہ تو کیا کہتا ہے دین اسلام قبول کرنے مین تجھے کیا عذر ہے وہ تو بختیارک کا سکھایا ہوا
تھا بولا کہ مجھے چھوڑ دو تو مین اپنے لشکر مین جا کر طبل جنگ بجوا کر سامنا کرونگا اگر تم مجھپر غالب ہوگے تو مین دین اسلام
قبول کرونگا سعادت شاہ سے کہا اسنے بھی یہی جواب دیا کہ مین لقا کے ساتھ ہون صاحبقران نے فرمایا کہ چھوڑ دو ان
سب کو اسیوقت ان کافرون کو رہا کیا وہ اپنے لشکر مین آئے تمام کو طبل جنگ بجوایا دو پہر رات گئے سعادت شاہ اور لقا سے
روسیاہ بھاگ کر زبرجد نگار کو روانہ ہوئے صبح کو پہرہ دارون نے آکر عرض کیا کہ لقا اور سعادت شاہ بھاگ کر
زبرجد نگار کو راہی ہوئے بہ لشکر حمزہ صاحبقران مع نامداران دینداران اور پہلوانان عالیمقدار شہر سعادت آباد مین
آئے تمام اہل شہر نے دین اسلام قبول کیا پہلے وہ شہر سبب کفر کے نحوست آباد تھا اب واقعی سعادت آباد ہوا اگلی روز
صاحبقران نے وہان جشن کیا عقد بدیع الزمان کا شمسہ بانو کے ساتھ کر دیا بعد اسکے پہلوان عادی کو بلا کر کہا
کہ پیش خیمہ لشکر شہر زبرجد نگار کی طرف روانہ ہو عرض کیا کہ بہت خوب اور باہر لشکر بارگاہ ہشامی لیجا کر روانہ
ہوا لقا روکش کا بجنے لگا سیر و شکار چلی جاتی تھی بیل وبہ صبا کے تختہ کی آواز بلند تھی بیلون پہیون کے مرد سکے پڑ رہے
تھے نمک کی آواز بلند تھی غرض و اسباب لدا ہوا اشتر و قاطر پر چلا جاتا تھا ہر جگہ درختون کے نیچے چھاؤنی تھی سب سے
جاتے تھے لوگ چلے جاتے تھے اب ادھر احوال لقا کا سنیے کہ جو بھاگا تو شہر زبرجد نگار مین آکے وہ جا بجا استا
استادہ ہوا شہر زبرجد شاہ کو ہولی کہا کہ او میرے سامنے جب آیا تو بہانا کر جو مجھے بخدائی برحق جانتا ہو اسلام
میرا ہو پہنچے زبرجد شاہ نے کہا اس نے لقا مین نے تجھے اپنا نائب کر کے باختر مین بھیجا تھا تو نے جا کر اپنی غفلت
ظاہر کی دیکھا تو نے کیسی اس خودستائی کی سزا پائی خدا پرستون نے سب ملک و مال تیرا چھین لیا خیر جو کچھ ہوا سو
ہوا اب تو مجھے سجدہ کر تقصیر تیری معاف کر دونگا خدا پرستون کو مار کر تجھے ملک باختر مین بھیج دونگا لقا بولا او
خوار در و نگو تو میرا چھوٹا بھائی ہو کر یہ کلام مجھسے کرتا ہو [illegible] کر یکا زبرجد شاہ نے
کہا کہ پکڑو اس حرامزادے کو اس درجہ کو پہونچا ہو مگر اسکا ابھی تک بل نہین گیا یہ کہتا تھا کہ لقا نے دوڑ کر ایک طمانچہ
زبرجد شاہ پر مارا اور داڑھی اسکی پکڑ لی زبرجد شاہ نے ریش لقا کی پکڑ کر ایک گھونسا مارا اب تو کشتی ہونے لگی لوگ
تماشا دیکھ رہے ہین کہ دونون خداوند آپس مین لڑ رہے ہین کوئی بیچ مین دخل نہین دیتا خوب لڑائی ہو رہی ہے بختیارک
اچھل رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کشتی کا جوڑ ہے اور بیچ کا پیچ کبھی لقا نیچے اور زبرجد شاہ اوپر اور کبھی زبرجد شاہ
نیچے اور لقا اوپر غرض داڑھیون کے نوچنے سے بیچ کر دونون کے رخسارون سے خون جاری ہے یہ
تماشا قابل دید ہے آخر کار لقا تو قد و قامت مین نہایت زبردست ہے زبرجد شاہ کو دبوچ بیٹھا گھونسے اور
لاتین مارنے لگا زبرجد شاہ پکارا کہ او بندگان من حرامزادہ یہ لوگ خوار ہین [illegible] سے دور سے لقا کو پکڑا
زبرجد شاہ پھر تخت پر بیٹھا حکم دیا کہ لقا کو مع ہمراہیون سمیت دوزخ برف مین ڈالدو لقا کو لیجا کر ایک کوٹھڑی مین
بند کیا کہ وہ برف کا مکان ہے وہان لوگون کو دیکھا کہ زرد رو اور ضعیف ہو رہے ہین اور وہ افیون کھاتے ہین تو
بسبب افیون کے زندگی ہوتی ہے ہر وقت گزرت کیا کرتے ہین اور [illegible] کرتے ہین گھبرا رہے ہین بختیارک نے
لقا سے کہا کہ مین نے تجھے کہا تھا کہ تو اس بندہ کے لینے کو آیا ہے زبرجد شاہ سے خلاف کوئی امر نہ کرنا تو نے نہ مانا
انجام کار اس حال کو پہونچا لقا نے کہا او بختیارک مین نے اپنے جی کی بھڑاس تو نکال لی اب جو کچھ ہو سو ہو بختیارک نے

کہا مناسب یہ ہے کہ آپ آشتی کر لو وہ لوگ میرے بھائی ہیں اور شہزادہ اسی ہے لقا نے کہا اب ایسا ہی کرونگا غرض ایک ہفتہ وہاں
رہے افیون کھانے کی کثرت کی جب نوبت پہنچی ہوئی جہان لوگون نے زبرجد شاہ کو سمجھایا کہ لقا آپ کا خدا ہے اور آپ خطا
اسکی معاف کر دیجئے اور بلا کر سرفراز کیجئے اب اس سے ایسی تقصیر نہ ہوگی کہا کہ اچھا بلاؤ لقا کو اب جو لقا آیا بختیارک
نے خوب اسے سکھا پڑھا رکھا تھا زبرجد شاہ کو سلام کیا دونوں ہاتھوں کو چوما اور کہا کہ جس دن آپ خدا کے دشمنون
کو غارت کرینگے اس روز مین آپ کو سجدہ کرونگا زبرجد شاہ نے اسی وقت خلعت دیا اپنے پاس بٹھایا بختیارک
بختیارک نے سجدہ مین جو کیا تو بہت خوش ہوا لقا سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ میرا شیطان درگاہ ہے زبرجد شاہ نے
کہا کہ ہماری خدائی مین شیطان نہ تھا تم نے اسکو اپنا شیطان کیا اور کہا کہ لاؤ طوق سونے کا مرصع کار پہنا کر بختیارک نے
کہا کہ خواجہ عمرو مجھے جہنم لیجائینگے اور تمام حال عمرو کا بیان کیا زبرجد شاہ نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو ہم اسکا کام تمام
کرینگے یہان تو یہ سب چین سے بیٹھے ہیں مگر حمزہ صاحبقران بعد از قطع منازل و طے مراحل قریب شہر زبرجد نگار کے
پہونچے بارگاہ برپا کر واکے نزول اجلال اور ورود اقبال فرمایا بیست و دانیدین کہ منشی لشکر تھا اس سے بلا کر کہا کہ نامہ
لکھو اس زبرجد شاہ بے خبر کو کہ ہمارا چور جسے لقا تمہارے یہان آکر چھپا ہے بہتر یہ ہے کہ اسے باندھ کر ہماری خدمت مین لے
آؤ اور دین ہمارا قبول کرو اور اگر تم میری خدمت مین میرے چور کو لیکر آؤ گے تو جو ملک مین نے تمہارے سے لیا ہے وہ
بھی تمہین دونگا بلکہ اور جو ملک باختر وغیرہ مین سے مجھسے طلب کروگے عطا کرونگا اور جو تم نے کہنا نہ مانا تو جس طرح سے اور
بادشاہان ضلالت شعار کا حال کیا ہے اس سے بد تر تمہارا حال کرونگا اشعار اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ * وگر جنگ جوئی
نداریم درنگ * بدم از سر تیغ یا کین وہ پیام * حکایت درین ختم شد والسلام * جس وقت یہ نامہ لکھا جا چکا تو صاحبقران
نے صحن بارگاہ مین چوکی پر رکھوایا خلعت بیش تکلف سپر اور خنجر اور بیڑا پان کا اور جام شربت اسکے برابر رکھ دیا اور
فرمایا کہ ای بہادرو ہے کوئی ایسا کہ یہ نامہ زبرجد شاہ کے پاس لیکر جائے اور جواب باصواب اسکا لیکر آئے
مرزبان خراسانی اپنے دخل پر سے اٹھا اور عرض کی کہ اگر ارشاد عالی ہو تو غلام اس خدمت کو بجا لائے فرمایا کیا
مضائقہ ہے پس مرزبان نے نامہ اٹھایا خلعت زیب جسم کیا جام پی لیا بیڑا چبا لیا نامہ دستار مین رکھکر پانچ ہزار لشکر
کی جمعیت سے شہر زبرجد نگار کی طرف روانہ ہوا شام کو دو راہے پر پہونچا خیمہ برپا ہوا وہان کے باشندون سے
پوچھا کہ یہ دونون راستے کدھر گئے ہین عرض کیا کہ دونون راہین زبرجد نگار کو گئی ہین لیکن ایک راہ بہت صاف ہے
کسی طرح کا بھی خوف اسمین نہین ہے اور دوسری راہ پر خطر ہے کوئی اسطرف سے جانے کا قصد نہین کرتا ایک راستہ بیس
کوس کی مسافت رکھتا ہے اور ایک راستے مین دس کوس کی مسافت ہے مرزبان نے کہا کہ آئین بہادران راہ اسلام کا یہ ہے
کہ جو خار راہ مین ہو اسکی خلش کو مٹاتے چلیے اپنے ہمراہیون سے کہا کہ تم راہ بے خطر سے جاؤ اور مین اس راہ کو صاف
کرکے آتا ہون ان پانچ ہزار مین سے پانسو آدمی ساتھ لیکر روانہ ہوا پانچ کوس آئے تھے کہ ایک باغ نظر آیا دیکھا
کہ وہ باغ خشک ہو رہا ہے اسی وقت کوئین کھدوائے باغبان مقرر کیے رات کو وہین اترے دوسری رات
کئی ہزار ببر شیر پیدا ہوئے اور لشکر مرزبان پر آگرے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر دوڑے مرزبان بھی بیدار رہا جب تک
گرگ تھے سب کے کشتے ہوئے ایک زندہ پکڑا گیا دو دن مرزبان اور وہان رہا پھر کوئی بلا وہان نظر نہ آئی معلوم
ہوا کہ یہی بلا اس راہ مین تھی مرزبان اس راہ سے گذرا لشکر سے جا ملا تمام حال راہ کا بیان کیا غرض زبرجد نگار
مین پہونچا یہ خبر زبرجد شاہ کو ہوئی کہ ایلچی حمزہ کا آ پہونچا زبرجد شاہ نے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کیسے
ہوتے ہین اسنے بیان کیا کہ حمزہ کا معمول ہے کہ جس ملک مین جاتا ہے وہان ایک سردار زبردست کو بہ رسالت

تاج میں نصب کیا ہے اس لعل کی تاثیر ہے جو دیکھتا ہے سجدہ کرتا ہے اور ساحر لقا یکارخانہ چند روز کا ہے مرشد کامل جہاں جلد
کوہی مار لیجئے اور زبرجد شاہ کو غارت کر دیجئے پھر وہی تم خداوند ہو اور میں تمھارے ساتھ ہوں جب مصرعہ اپنا چلتا ہے مصرع
خلق خدا تنگ آمد است پاسہ رانگ نیست مہ چند روز کا یہ قصبہ ہے غرض سبکے سب نے لقا کو تسکین دی اور ادھر عمرو
جواب نامے کا لیے ہوئے خدمت امیر میں پہونچا تمام حال مرزبان کا بیان کیا اور کہا کہ حمزہ پھر حق یہ ہے زبرجد نگار بہت
اچھا نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خدا سے بازگشت است جنگ لقا اور زبرجد شاہ کو مار نہیں لیتا ہوں مجھے آرام
نہیں آتا اور پہلوان عادی کو بلا کر فرمایا کہ کوچ ہمارا ہے طرف زبرجد نگار کے اسی وقت بموجب حکم کے عمرو معدی کرب
پیش خیمہ لدوا کر راہی ہوا غرض بعد طے منازل اور قطع مراحل کے شہر زبرجد نگار میں پہونچا اور سامنے شہر
زبرجد نگار کے خیمہ برپا کیا اور سرداران سے بھی دریں سبب ایستادہ ہوئے لشکر فرح درفیع ادا ہوا تھا امیر عالیمقام
و بادشاہ اسلام و سرداران ذوالاحترام داخل خیمہ ہوئے ادھر ہرکاروں نے خدمت زبرجد شاہ میں اسکے پہلے بد دعا دی
بعد اسکے بیان کیا کہ لشکر حمزہ صاحبقران آپہونچا زبرجد شاہ نے کہا کچھ اندیشہ نہیں ہے سب کو مار کر بھگا کر تیرہ برابر
کر دیگا اور لقا سے کہا کہ ہمارے پہلوان قدرت اعزاق رعد آواز کو ساتھ لیجا کر ساتھ ان خدا پرستوں سے کرو کہ
اعواک رعد آواز شبہہ ہمارا بندۂ خاص ہے وہ سب خدا پرستوں کا کام تمام کر دیگا لقا نے کہا کہ اچھا اور اسیوقت لقا
اعواک رعد آواز کو ساتھ لیکر باہر شہر کے آیا مقابل لشکر اسلام خیمہ استادہ کیا اور بارگاہ میں آکر بیٹھا صحبت رقص و سرود کی
شروع ہوئی دور جام گردش میں آیا اعواک بدمست ہوا بولا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ جنگ بجنے کا ہرکاروں نے
خبر لشکر اسلام میں پہونچائی صاحبقران نے فرمایا کہ الفضل لی ذی اور بتائید ربانی ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ رزمی بجے چار پہر
رات طبل جنگ بجنے میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر برکر آمادہ نبرد ہوئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نسب دوسے کر
چلے گئے اعواک رعد آواز اپنے گینڈے کو بڑھا کر لقا سے اجازت لیکر میدان میں آیا خوب گینڈے کو جولان کیا پھر
مبارز طلب کیا پھر و مبارز طلبی کے لشکر ظفر افزا میں داہنی طرف علماء زمرد رنگ جلوہ گری پر آئے شاہزادہ بدیع الزمان
مرکب کو جھپٹ کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ بیٹا رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہے تا عرض کیا کہ اب
معلوم ہو جائیگا فرمایا کہ جاؤ خدا تمہارا حافظ ہے بدیع الزمان بادوگر مرکب کو بڑھا کر برابر اس کافر کے آیا نگاہ دنیا سیاہ
مرکب برابر سے جدا ہوئے پھر پھیر کر دونوں مقابل ہوئے اعواک نے کہا اے پسر حمزہ سجدہ کر زبرجد شاہ کو دیکھ تو
مجھے کیسا حسن و جمال و دولت و طاقت عطا کی ہے بدیع الزمان پکارے وہ کہ لعنت ہے زبرجد شاہ پر اور لشکر
پرستاروں پر بس اعواک نے نیزہ مارا شاہزادے نے نیزہ اسکا ہوا میں لیا اسنے تلوار ماری اسکو بھی رد کیا اب نوبت
کشتی کی آئی دو پہر ڈھلے اعواک نے نعرہ مارا کہ بدیع الزمان بیہوش ہو کر گرا اعواک نے اسکی مشکیں باندھ لیں [illegible]
لیجا کر پھر گیا حمزہ صاحبقران مانجا داس میدان کا [illegible] اعواک بدیع الزمان کو لیے ہوئے
سامنے زبرجد شاہ کے آیا زبرجد شاہ نے کہا کہ اے پسر حمزہ سجدہ کر مجھے شاہزادے نے کہا کہ او ذریں بلا بدبخت
کیا بکتا ہے زبرجد شاہ نے بند نقاب کا منہ سے دور کیا اور کہا مصرع بمن نگر بمن نگر شاہ یہ کہ بشناسی مرا
بس بدیع الزمان نے اس لعل کو جو دیکھا مانند مرزبان کے سجدہ کیا اللہ رے [illegible] کرنے لگا زبرجد شاہ نے
دست مجلس اپنا بدیع الزمان کے سر پر پھیرا اور مانند مرزبان کے بیٹھنے کا حکم دیا ہرکاروں نے خبر حمزہ صاحبقران کو
دی کہ بدیع الزمان نے زبرجد شاہ کو سجدہ کیا [illegible] حمزہ صاحبقران کو ہوا فرمایا کہ افسوس [illegible]
کہا ایسا فرزند [illegible] ہمارے ہاتھ سے گیا [illegible] عمرو نے کہا حمزہ صاحبقران اگر ارشاد ہو تو میں جاکر شاہزادہ

بدیع الزمان کو لے آؤ امیر نے پانچ توڑے منگوا کر کھلوا دیے کہ ترفیع کیا اسکے موجود ہیں بدیع الزمان کو جس طرح
ہو سکے لاؤ عمرو نے وہ روپے زنبیل میں داخل کیے اور روانہ ہوا صورت بدل کر داخل شہر زبرجد نگار ہوا دیکھا
کہ سب دربار جمع ہے زبرجد شاہ نقاب ڈالے ہوئے تخت پر بیٹھا ہے بدیع الزمان اور مرزبان دونوں ایک جگہ
بیٹھے ہیں مگر بیہوش اور یہ ہوش میں صبر کیا جب دربار برخاست ہوا بدیع الزمان اپنی خوابگاہ میں آیا عمرو ایک
خدمتگار کی شکل بنکر ساتھ ہو لیا جب بدیع الزمان کھانا کھا کر سویا عمرو نے جیسے خاصبرداروں اور خدمتگاروں کو
بیہوش کیا بعد اسکے بدیع الزمان کو بیہوشی دیکر پشتارے میں باندھ کر لے آیا اسکو اپنے خیمے میں رکھا صبح کو خدمت میں
صاحبقران کی لایا پشتارے سے نکال کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا بدیع الزمان کو ہوش آیا دیکھا سامنے بادشاہ اسلام حمزہ
صاحبقران و جملہ سرداران عالیشان بیٹھے ہیں غیظ و غضب میں آکر کہا کہ مجھے کون یہاں لایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند
ارجمند میں نے تمہیں بلوایا ہے کیا تم نے باطل پرستی اختیار کی ہے اس سے باز آؤ بدیع الزمان نے کہا کہ یا حمزہ صاحبقران جو حق
دین اختیار کیا ہے دین برحق ہے میں نے اپنے خدا کو دیکھا اور سمجھا تا زبرجد شاہ خداوند برحق ہے امیر نے فرمایا ہے بدیع الزمان
تو کلمہ کفر بکتا ہے سالہا سال تو نے جہاد کیا ہے اب زبرجد شاہ کون ہے کہ خدا ہے کہ اسے بجز ان ایما کہا لشکر بدیع الزمان
نہایت برہم ہوا کہا کہ میرے ساتھ چلکر زبرجد شاہ کو دیکھو اور سجدہ کرو جو کچھ چاہو سو لو صاحبقران نے فرمایا
کہ زبرجد شاہ کیا چیز ہے کہ اسکے پاس میں جاؤنگا لاکھ لاکھ لعنت ہے زبرجد شاہ اور اسکے پرستاروں پر یہ کلمہ سنتے ہی
بدیع الزمان برہم ہو کر اٹھا اور کہا کہ تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ تمہارے پاس کوئی بیٹھے اور چلا دروازے
کی طرف لوگوں نے چاہا کہ روکیں صاحبقران نے منع کیا کہ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے روکنا کیا فائدہ ہے وہ نکلے سے غرض
تامل کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر آکر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا یہاں زبرجد شاہ کی بارگاہ میں ذکر ہو رہا تھا
کہ رات کو عمرو بدیع الزمان کو پکڑ لے گیا زبرجد شاہ کہہ رہا ہے کہ وہ میرا بندہ ہے کہیں نہ جائیگا یہی باتیں تھیں
کہ بدیع الزمان آپہنچا سجدہ کیا تمام احوال بیان کیا زبرجد شاہ بہت خوش ہوا اور خلعت دیا بعد اسکے پھر
اعراک رعد آواز نے طبل جنگ بجایا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو میدان میں آکر للکارا کہ اے خدا پرستو تم بندگان
زبرجد شاہ کو چھوڑ کر منگوستے ہو اور سمجھتے ہو کہ دین زبرجد پرستی سے پھر جائیں یہی ہوگا کہ جو زبرجد شاہ کو سجدہ
کرے وہ پھر زبرجد شاہ سے پھر جائے جو اب جسکو تمنا مجھ سے مقابلے کی ہو وہ آئے میدان میں لشکر اسلام میں
سے جمشید بن قباد نکلا اور مقابل ہوا بعد زد و خورد کے بسیار اعراک نے نعرہ کیا کہ جمشید بیہوش ہو کر گرا اعراک
نے اسکی مشکیں باندھ کر اپنے لشکر میں بھیجدیا اور پھر مبارز طلب کیا ایک شاہزادہ علمشاہ رومی آکر مقابل ہوا بغیر گفتگو کے جنگ
شروع کی اعراک نے ہاتھ مارا اسنے سپر پر روکا جسکو قربان ہوئے سو گرمی پہنچی ہو اسیطرح صاف اچٹ گیا بس اعراک
نے نعرہ کیا کہ علمشاہ بھی بیہوش ہو کر گرا اعراک نے اسکی بھی مشکیں باندھ کر بھیجدیا پھر عمرو بن رستم نکلا گرفتار
ہوا شام تک اکیس سردار اعراک نے اسیر کیے پھر طبل بازگشت بجا اعراک پھر گیا اعراک ڈیوڑھی کی طرف روانہ ہوا
لقا بھی کر خیمے میں آیا اور پھر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر اسلام میں نقارہ زرمی بجا جب بڑی رات پھر تیاری ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اعراک نے مبارز طلب کیا اس روز شہنشاہ عراقی طلیل جنگ عراقی
سند و بیل اصفہانی وغیرہ کل انیس سردار اسکے قریب گرفتار ہوئے دوسرے روز سلطان ... جنسی طولی
زنگی طال زنگی وغیرہ تیس سردار گرفتار ہوئے جب اعراک طبل بازگشت بجا بحکم اقتضائے کار ابوالفتح اصفہانی
عیار پیچھے اعراک کے چلا کہ آج اسے پکڑ لاؤں جاتے جاتے صحرا میں پہونچا ... کہ اعراک مرکب پر سے گرا

جا کر شکنجین باندھے کہ ایک ہی آسمان پہ سے آکر ابوالفتح کو دبوچ بیٹھی اتنے میں اعراک ہوش میں آیا اور ابوالفتح کو
باندھ کر لیگیا شب تو یون گذری صبح کو میدان میں آیا پکارا او خدا پرستو اب سیاہ بخت نوبت پہونچی کہ عیاروں کو میرے
گرفتار کرنے کیواسطے بھیجتے ہو وہ شخص بندہ خاص زبرجد شاہ کا ہی بھلا کوئی کچھ نہ کر سکیگا آوے میرے مقابلہ کو اس روز
ہاشم تیغ زن اور چوگان بن حمزہ وغیرہ بھی گرفتار ہوئے شام کو دونوں لشکر پھر گئے اعراک نے زبرجد شاہ سے کہا
کہ اب بخت سے سردار لشکر اسلام کے جمع ہو گئے ہیں کہا کہ لاؤ انہیں ہمارے سامنے اگر ہمکو سجدہ کریں تو جان بخشیں
نہیں تو جلے جائیں اسیوقت جتنے سردار قید تھے انہیں زبرجد شاہ کے سامنے لائے اس ملعون نے نقاب چہرے سے
اٹھائی صورت نجس دکھائی سب اہل اسلام گرفتار سحر ہو کر سجدے میں گرے بعد اسکے جہان بدیع الزمان بیٹھا تھا سب
آکر بیٹھے القصہ چند روز میں تمام سرداران اسلام نے جلوے سحر ہو کر دین زبرجد پرستی اختیار کیا بادشاہ اسلام و حمزہ
صاحبقران مقبل و کرب غازی یہ تین چار شخص باقی رہ گئے اور لشکر کفار میں پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونوں لشکر میدان
میں آئے اعراک پکارا کہ او خدا پرستو کیا پردے غفلت کے تمہاری آنکھوں پر پڑے ہیں کہ سجدہ نہیں کرتے دیکھتے نہیں ہو
کہ جو تم میں سے آیا اسنے خداوند کو سجدہ کیا تم جو باقی ہو بغیر ترسے بیسبب مجھے آؤ اور سجدہ کرو خداوند کو نہیں ذلیل و خوار
ہو گے یہ سنکر لوگوں نے پکار کر کہا کہ او حرامزادے کیا گوہ کھاتا ہی اور کیا بجھک مارتا ہی او گیدی اب تو مارا جائیگا بس یہ سنکر
غضبناک ہو کر چلایا اور کہا کہ پھر آؤ میرے مقابلے کو صاحبقران اشقر دیوزاد کو طلب کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر آئے
اجازت میدان چاہی بادشاہ اسلام نے تخت ٹھہرایا اور فرمایا کہ میں میدان میں جاتا ہوں آپ یہیں تشریف رکھیے ادھر
سے کرب غازی نے عرض کیا کہ شہریار پہلے اپنی جان میں نثار کرونگا بعد اسکے آپ عازم میدان ہوں ابھی باتیں ہو رہی
تھیں کہ جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق اٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا جب گرد شق ہوئی تو ایک نقابدار مع
چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور ایکطرف آکر میدان میں کھڑا ہوا عیار نقابدار نے حال دریافت کیکے نقابدار
سے بیان کیا کہ یہ اعراک رعد آواز جلوان زبرجد شاہ کا ہی سب سرداران لشکر اسلام کو اسیر کر لیگیا ہے اب
صاحبقران کا ارادہ ہی کہ خود مقابلے کو نکلیں نقابدار نے کہا کہ میں اس سے مقابلہ کرونگا اور مرکب بڑھا کر سامنے
اعراک کے آیا بعد نگاہ ورزی کے اعراک نے کہا او نقابدار تجھسا نا خدا پرستون سے ہو تو بیچ میں دخل دینے
کیوں آیا ہی نقابدار بولا کہ میں بھی ایک غلامان حمزہ صاحبقران میں سے ہوں مجھے غیرت لشکر اسلام کی کھینچ لائی
اعراک نے کہا معلوم ہوا حال تیرا جانیگا کہاں میرے ہاتھ سے لا حربہ اپنا نکال سکے حملہ اپنا نقابدار بولا
او ملعون ہمارا دستور نہیں ہی کہ حریف پر پیشدستی کریں تو پہلا بنا اور کر لے جب تیرے حربے ہو چکینگے تو میں بھی اپنا
حربہ بجہر کرونگا اسنے کہا کہ غیر درہ ہو میں نعرہ کرتا ہوں کہ شوق سے جا منع کون کرتا ہی اسوقت اعراک نے نعرہ کیا
کہ زمین ہلنے لگی نقابدار بیہوش ہو کر گر پڑا اعراک نے اسکی مشکین باندھیں اور طبل بازگشت بجوا کے پھر گیا
نقابدار کو سامنے زبرجد شاہ کے لایا اسنے حکم دیا کہ نقاب اسکے منہ پر سے دور کرو اسوقت نقاب اٹھا کر دیکھا
تو ایک آفتاب سا چمکا اور ایک جوان حسین مشابہ حمزہ صاحبقران کے نظر آیا لوگوں نے استفسار کیا کہ تو کون ہے اور کیا
نام ہے تیرا اسنے کہا کہ میں بیٹا ہوں امیر کشور گیر کا نام میرا سکندر فرخ لقا ہی بادشاہ طلسم ہزار اسپ ملکہ صفیہ
سلطان خورشید رو میری ماں ہی آیا تھا دیکھنے کیواسطے پدر بزرگوار کی یہاں گرفتار ہو گیا زبرجد شاہ نے کہا کہ ای پسر
حمزہ دیکھ تیرے اور سب بھائیوں نے بھی مجھے سجدہ کیا ہی تو بھی سجدہ کر اسنے کہا او ملعون میں لعنت کرتا ہوں تجھ پر بس
اسی وقت اسنے بند نقاب کا منہ پر سے اٹھایا اور سکندر فرخ لقا نے چہرہ نجس اسکا دیکھا اور بے اختیار

پڑی اسیوقت سر سجدہ سے میں جھکایا بعد اسکے جتنے سب اہل سومیتھے تھے وہان یہی کیا کہ اتنے میں عمرو عیار کے واسطے آیا ہو تھا
جاکر صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر کو نہایت افسوس ہوا فرمایا کہ ہائے میں صورت بھی اسکی دیکھنے نہ پایا
کہ خاک نے یہ تو قہر کیا اور فرمایا کہ خدا جانے ہو سکتا ہی کس سبب کو دریافت کرو کہ اہل اسلام سنتے تھے کیون سجدہ کیا
اور کیا وجہ ہی کہ اعراک پر کوئی غالب نہیں ہوتا اور یہ کہکر دو دوچار شہزیون سے منگوا کر رکھدیے عمرو نے وہ توتے
ہزار نکو رونق سے زنبیل میں ڈالکر شہر زبرجد نگار کا راستہ لیا اور کہا کہ چلکر اُس معما کو دریافت کیجیے

اب ورقے داستان داراب اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

داراب ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوکر شہر اختم سے شہر لشکوریہ میں آیا اور مالک اژدر بھی ساتھ تھا جب زخم اچھا ہوا اور مالک
کا بھی اچھا ہوچکا بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا عرض کیا کہ خواجہ سہیل بازارگان ملک باختر کی طرف سے آئے ہین حکم ہوا کہ بلاؤ خواجہ سہیل
نے نذر گذرانی بیٹھے باتین ہونے لگین داراب نے کہا کہ حال ایرج کا کچھ بیان کرو عرض کیا کہ ای شہریار ایرج کو [illegible]
کیا چاہیے اور وہ ملک گیری کرتا ہوا چلا آتا ہے خطلی آیا اور بھی بیلا اب شمار یہ ہیر لشکر ہی یہ سنکر مالک اژدر نے ایک آہ سرد دل
پر درد سے کھینچی اور کہا کہ ای داراب مجھے اور لندھور سے ہمیشہ چشمک رہی اور کبھی آنکھ میری اس سے نیچی نہین ہوئی اگر اب
تو ایرج کی تاثیر صاحبقرانی دیکر صاحبقران بنایا اے آسمان یہ کیا کیا اور ہم تمھارے ساتھ مین تھے آجتک
کمر زمین پر نا آئی اسکا مجھے بڑا افسوس ہی داراب نے کہا کہ ای مالک مین کیا کرون جب ایرج سے سامنا کرنے گیا زخمی
ہوا اور ذلت اُٹھانی پڑی آہ یہ کارخانے قضا و قدر کے ہین اسمین کسیکا کیا دخل ہی مجھکو خود افسوس ہی مالک نے کہا ای داراب
اب تم یہان سے ملک کوچک باختر کو چلو اور اُس ملک کو اپنے قبضے میں لاؤ کہ وہ ملک بہت زر ریز ہی اور بہیرو بہانے
سائل کو بچے چلو داراب نے کہا اچھا مجھے منظور ہی میں چلنے کو موجود ہون غرض خواجہ سہیل سے کچھ اسباب
سودی لیکر رخصت کیا اور خود اسباب سفر درست کرا کر جہازون پر سوار ہو کر جانب کوچک باختر کے روانہ
ہوا اتفاقات روزگار با مراد ہمی جہاز جلد آکر ملک کوچک باختر میں پہونچے جہازون سے اُترے ہرکارون کو خبر
کے واسطے بھیجا کہ جا کر دریافت کرو کہ کہاں ہم آکر پہونچے ہرکارے ستے بعد دیر کے خبر لیکر آئے کہ یہ علاقہ شہر اختم کا
ہی بیچ شعشتہ قلم کو ہی کے یہاں کے مالک ہین اور ماتحتی بہت بخشی گئی ہی اب سے سعد و سعید دونون یہان ہین بس داراب
نے کوچ کرکے برابر شہر اختم کے آیا نامہ اس مضمون کا لکھا شاہان اختم کو بھیجا کہ اگر اطاعت میری اختیار کرو اور خراج
مجھے دو اور بیعت میری کرو تو خیر اور اگر خلاف اسکے کیا تو بہت بری طرح سے پیش آؤنگا جب نامہ شاہان اختم نے پڑھا
اور مضمون سے آگاہ ہوئے وہ تو چپ ہو رہے مگر سعد و سعید نے نامے کو چیر کر پھینک دیا ایلچی کو نکالدیا اور کہا کہ کہدینا
اس دعوی بچے سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ملک سر فتنہ ملک باختر بدیع الزمان وہ دور نہی ہی یہان اور کسی طرح
کا خیال دل کو مد صرے آیا ہو ادھر ہی چلا جا نہین تو سزا پائیگا داراب نے پھٹا ہوا نامہ جو دیکھا آگ ہوگیا کہا کہ
بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی لوازش مین آیا ادھر سعد و سعید نے بھی لشکر باہر نکلوایا جانمیچہ سحر طبل جنگ
بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال کے سعد میدان مین آیا مبارز طلب
کیا داراب مقابلے کو نکلا جد لگا در دونی سے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ سعد کا ہوا کیا سعد نے
تلوار ماری داراب نے مضبوط سپاہگری خوب چھین لی دو پہر کی کشتی مین اسے زیر کیا سعید نے سامنا کیا شام تک
وہ بھی اسیر ہوا داراب پھر کر اپنے خیمے مین آیا کھانا کھایا کہ آرام فرمایا صبح کو دربار مین آکر بیٹھا اور بلایا سعد و سعید
کو غرض دونون آکر حاضر ہوئے اور داراب نے کہا کہ سجدہ کرو خداوند آب حیات کو سعد و سعید نے

بیعت اسے کہتے ہیں کہ تم ہاتھ میں ہاتھ داراب کے دو اور کہو کہ ہم تمہارے دوست کے دوست ہیں اور دشمن کے
دشمن ہیں غضنفر نے کہا یہ تو بہت سہل ہے میں بیعت کرنے کو موجود ہوں مجھے چھوڑ دو داراب یہ سنکر بہت خوش ہوا
اور اشقروں کو بلا کر قید غضنفر کی کٹوا دی غضنفر داراب کے پاس آیا داراب نے ہاتھ بڑھایا کہ بیعت کرے
غضنفر نے ایک ہاتھ سے ہاتھ داراب کا پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ او دھوبی بچے ہم تیری بیعت
کرینگے لیکن ایسا طمانچہ پڑا کہ داراب کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا اور بیہوش ہو کر گرا لوگ دوڑے کہ لینا اس دیوانے کو
غضنفر نے داراب کی سپر تلوار اٹھا لی مالک جو لاتا دیوانے نے بہت برا کیا غضنفر نے ایک تلوار مالک پر ماری
اور کہا کہ معلوم ہوا کہ تو بھی مانند لندھور کے داراب کا عاشق ہوا ہے اچھا سا زخم مالک کے لگا اسوقت آب پرست
چار طرف سے دوڑے تھے اور کہتے تھے کہ لینا اور پکڑنا اس دیوانے کو غضنفر جھٹ پٹ ایک تیس چالیس
آدمیوں کو زخمی کر کے بارگاہ سے باہر آیا مالک کے گھوڑے کو چھوڑ کر داراب کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلا
گیا یہاں داراب کو جو ہوش آیا بارگاہ کو مقتل تم گاہ کے دیکھا کہ لاشیں پر لاشیں پڑی ہیں اور کچھ لوگ زخمی تڑپ
رہے ہیں باہر آیا کہ تعاقب میں روانہ ہو گھوڑا نہ پایا چاہا کہ اور گھوڑا منگوائے نوکروں نے کہا کہ اب آپ اسکو
کہاں پائینگے جانا جھٹ ہی داراب پھر آیا غصے میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح کو قلعہ تھم کو لونگا اسی وقت طبل جنگی
بجا ادھر طاہر بن قہرمان کو خبر ہوئی اسنے بھی نقارہ رزمی کو بجنے کا حکم دیا غرض چار پہر رات دونوں لشکروں میں
جاری رہی صبح کو طاہر شیربند دروازے پر آ کر بیٹھا ادھر سے آمد لشکر حریف کی ہوئی یہاں سے گورا کا گولا چھوٹنے لگا
آب پرست گولے کی زد سے ہٹکر کھڑے ہوئے داراب نے کہا کہ بھائی قلعہ تھم والوں کو کہ اگر میری بیعت کریں تو بیرون قلعہ امین
میں قلعہ لیلونگا ہر چند انکو کہا انھوں نے سوائے دشنام کے اور کچھ جواب نہ دیا آخر کار داراب غضبناک
ہو کر گرز گران سنگ ہاتھ میں لیکر قلعے کی طرف چلا ادھر سے گورا چھوٹنے لگا زمین جلنے لگی آگ برسنے لگی زمانہ تیرہ و تار
معلوم ہوتا تھا مگر داراب کشور کشا گولوں کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا لگا مورچوں پر تاؤ دینے یہاں
گولندازوں نے عرض کیا کہ ہفت قلعے بارہ مرے داغ چلے اب کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ روک لو ایک آدھ گولا
قضا کا لگا ہوگا بس توپ چلانا موقوف ہوئی اور بجائے دھوئیں کی آواز آکر لگنے روشنی ہوئی دیکھا داراب کو کہ
لب خندق کھڑا ہے قلعے میں کھلبلی مچی لا حول و لا قوۃ کا کرتا ذکر کرکے زرد کی منہ یاں اور پھر داراب بھٹکنے
لگا طاہر نے کہا کہ یارو جو شخص کہ ... رکادہ ... اسوقت یہ وقت دعا کا ہے شاید پروردگار عالم ہماری
مدد کرے اور اسی وقت طاہر نے تاج سر سے اتار کر دونوں ہاتھوں پر رکھ کر پکارا اے پروردگار عالم کافر کے ہاتھ
سے ہم کو بچائیو ابھی دعا تمام ہونے نہ پائی تھی کہ داراب نے ارادہ کیا کہ خندق کو پھاند کر اس پار جائے دروازہ قلعے کا
توڑے کہ اسی وقت آواز بوق کی بلند ہوئی اور غضنفر آکر لشکر داراب پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا یہاں خاج
کشوری نے آکر داراب سے عرض کیا کہ جلد چلیے نہیں تو دیوانہ کشور شاہ کو مار ڈالیگا داراب ناچار وہانسے
پھر لشکر میں آیا دیکھا کہ ایک شعلہ برپا ہے جیسے جل رہے ہیں غضنفر دیوانہ لوگوں کو قتل کرتا پھرتا ہے بس داراب
پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ قابو لیا ہوا تو نے میرے ہاتھ سے کھو دیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں
او مکار تو بیعت کرنے کے بہانے سے مجھ کو طمانچہ مار کر بھاگ گیا غضنفر نے کہا او دھوبی بچے اس روز تو طمانچہ مارا
تھا آج خوب تیری درگت کرونگا اور لگا تلواریں مارنے داراب کو روکنا مشکل ہو گیا ایک جگہ ہاتھ چست ہوا
داراب نے تلوار ماری کہ سپر کو سر پر غضنفر کے پیری کرتا دو ابرو آئی اسنے دستانہ مار تلوار تو چھنا کر

کہ

کاہی کو دعا میں منگا جاتا ہو اور کو ما مالک حیران میں جمع ہوتا ہو داراب نے کہا کہ میں اس قلعے کو دیکھونگا مالک سے
کہا کہ اس قلعے کا لینا بہت دشوار ہو داراب نے کہا کہ میں بغیر لیے اس قلعے کے آگے نہیں بڑھتا مالک نے جواب دیا کہ میں
پہلے ملوک عجم کو سمجھا لون بعد اسکے دیکھے اختیار ہو یہ کہکر نامہ ملوک عجم کو لکھا اور مضمون اس نامے کا یہ تھا کہ ای ملوک
عجم میں نائب ہون حمزہ صاحبقران کا مجھکو صاحبقران داراب کی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہیں میں نے
داراب کی بیعت کی ہو اسکے ساتھ ہون تجھے بھی لائق و لازم ہو کہ اطاعت داراب صاحبقران کی کرے اور جو کچھ
مال و اسباب ہو وہ داراب کو دے اور اگر خلاف اسکے کرے گا تو میں بجبر دخل نہ دونگا تم جانو ملوک نے یہ پیغام مالک
کا سنکر کہا کہ کیا بنا ہے مال خزانہ ہو شاہزادہ بدیع الزمان کا کسیکو نہیں دے گا اور قلعے کیطرف کیا مجال کسیکی جو نگاہ کجی سے
کرکے دیکھ سکے نامہ بر نے جواب نامے کا لاکر مالک کو دیا مالک نے داراب سے کہا کہ اب آپکو اختیار ہے داراب نے حکم
دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ بجا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو داراب مع لشکر سامنے قلعے کے آیا صف باندھ کر کھڑا ہوا
فوج کیطرف اشارہ کیا سب گھوڑے اٹھا اٹھا کر چلے ادھر سے تو لوگوں کا کچھ نہ چلا سب زیر کوہ پہونچ گئے پہاڑ پر چڑھے
جب کچھ تھوڑی دور رہ گئے تھے کہ کہاں تک ہے سے پہاڑ کی ایک پتھر کئی ہزار من کا ڈھلکا دیا وہ جو آکر انپر گرا اسکے نیچے دو سو آدمی
پسکر مر گئے باقی بھاگے انہیں اوپر سے گولے اندازوں نے اڑا دیا ہزارہا آدمی واصل جہنم ہوئے آخرکار پھر کر چلے گئے اسطرح
تین بار یورش کی مگر کچھ نہ ہوا داراب نہایت پریشان ہوا تین مہینے اس قلعے پر گذر گئے مالک سے پوچھا کہ بدیع الزمان
نے یہ قلعہ کیونکر لیا تھا کہا کہ مکر و فریب سے داراب نے کہا کہ میں ایلچی بنکر جاتا ہوں قلعے کو لونگا مالک نے کہا کہ صلاح اچھی ہے
اسیوقت داراب نے ایک کاغذ لپیٹ کر اندر نامے کے سر پہ باندھا اور وضع ایلچی بنکر کچھ لوگوں کو ساتھ لیکر سامنے
قلعے کے آیا اور پکارا کہ جاکر کہو ملوک سے کہ ایلچی داراب کا آیا ہے کچھ کہنے کو ہے اگر کہنے دو تو بہتر نہیں تو چلا جاتا ہوں ملوک
سے جاکر لوگوں نے کہا اسنے کہا کہ اچھا بلا لاؤ لوگوں نے آکر دروازہ کھولا داراب کو اندر بلایا جب داراب ایوان خاص
میں پہونچا اور ملوک کی نگاہ اسپر پڑی دبدبہ و شان و شوکت دیکھا حیران ہوا کہ یہ خود داراب ہے تو نے کیا کیا کہ اسکو
قلعے کے بلا لیا غضب ہوا اب قلعہ ہاتھ سے گیا مگر اپنے دل میں کہا کہ ای ملوک جیسی کچھ تیاری اسکی ہے تو بھی بکر اس سے
پیش آ یہ سوچکر داراب کو بلا کر اپنے برابر کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور اسباب دعوت مہیا کیا پوچھا کہ آپ سچ کہیے
داراب کشورکشا آپ ہی ہیں داراب نے کہا کہ اس سے مطلب تمہارا کیا ہے ملوک بولا کہ میں نے رات صاحبقران
کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھسے فرماتے ہیں کہ ای ملوک تو داراب کی بیعت کر داراب فرزند ہمارا ہے کوئی غیر نہیں ہے صبح کو
وہ ایلچی بنکر آئیگا تو اسکی اطاعت سے باہر نہ ہونا جسمیں خوشنودی ہمارا ہے اس سے راضی رکھنا اس باعث سے میں نے آپ کو پہچانا
داراب یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا کہ ای ملوک حقیقت تو یہ ہے کہ میں داراب ہوں اس کرکے قلعے میں آیا ہوں ملوک نے
قدموں کو بوسہ دیا کہا بلائیے مالک اژدر کو کہ میں مال و خزانہ اسکے سپرد آپکے سامنے کر دوں داراب نے اسیوقت رقعہ
لکھا کہ ای مالک اژدر ہم جسواسطے قلعے میں گئے تھے بغیر جنگ و جدل انتظام ہو گیا تم جلد یہاں آؤ مالک رقعہ دیکھتے ہی قلعے
میں آیا ملوک نے بہت خاطر و مدارات کی خزانہ دکھایا کہ یہ حاضر ہے آپ مالک و مختار ہیں جسے چاہیے دیجیے آخر ملوک نے
دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی ملا کر داراب اور مالک کو گرفتار کیا صبح کو اپنے سامنے بلا کر مالک سے کہا کہ وہ جو کینہ مجھے
دست راستیوں کے ساتھ تھا وہ تو نے کیا کہ داراب کو چڑھا کر میرا یہ قلعہ لیا چاہا تو نے عوض اسکا اب تو دیکھ جبتک کہ صاحبقران
ظلمات سے تشریف نہ لاوینگے قید رکھونگا وہ آکر جو چاہے سو کریں اور اس سے پیشتر ملوک نے نامہ عادل خان بن
سنجاب کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ داراب چڑھ آیا ہے اسکی مدد کیجیے وہ نامہ پڑھتے ہی لشکر اپنا آراستہ کرکے چل کھڑا

ہوا تھا اسوقت آیا کہ ملوک داراب کو پکڑ چکا ہے بس آتے ہی کامل خان نے لشکر پر داراب کے شبخون مارا وہ شکست
کھا کر بھاگے کامل خان سرحد عجم میں داخل ہوا ملوک استقبال کرکے لیگیا کامل خان نے ملوک کو خلعت دیا اور داراب کو
بلایا بہت سا عتاب و خطاب کیا قضا سے کالاتفاق قات روزگار بدر بن نزدہ زل یک حبشی فوج و لشکر بہت سا جمع کرکے جزیرہ فیض
سے خروج کرکے ملک سنجان میں آیا کامل خان نے اُسکا مقابلہ کیا و رفقاے زنجیر خوار قارن بلند کمان ترک جوش دوش
بدر سے سامنا کرکے زخمی ہوئے اُسکے پاس خفتان مرصع بند تھی اس سبب سے حربہ دشمن کا اُسکے بدن پر تاثیر نہ کرتا تھا آخر
کو کامل خان بھی لڑا اور مجروح ہوا اور بدر نے کہلا بھیجا کہ تو کامل خان ترک کوئی فکر نہیں ہے دین لگا ہے یہی اختیار کر کہ مجھ سے
صلح کرلے کہ نصف ملک سنجان میرے پاس رہے اور نصف تیرے پاس رہے نہیں تو بدر کرکے سب ملک چھین لونگا کامل خان
نے قاصد کو پاپوش کاری کروا کر نکلوا دیا جب ایلچی پھر کر بدر پاس پہونچا اور حال بیان کیا بدر نہایت غضبناک ہوا کہا
کہ بجے طبل جنگ کل البتہ اِسپر شکست نہ دہ زنجیر ڈونگا کامل خان کو خبر ہوئی متفکر ہوئے کسی علقمہ سے کہا کہ صاحبو
بدر تو کسی سے مغلوب نہوگا ایسا ہی زبردست مانند بدیع الزمان اور نور الدہر کے ہو تو اسکو سزا سے معزول دے
سوا ایسا کوئی مجھے نہیں معلوم ہوتا ہے جو اسکو تنبیہ کرے مگر داراب کشور کشا اور مالک اژدر ہماری قید میں گرفتار
ہیں اُنسے بولا کہ جو چاہیے سو کیجیے ہاں یہ بہت کیجیے پھر اُنکو بدر بن نزدہ زل حبشی سے لڑوا دیجیے قصہ مختصر داراب کو زندان
سے بلا کر اس سے بیعت کی مالک اژدر نے قدموں پر گر کے کہا مجھے خطا ہوئی العفو بدر نے طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں لشکر
میدان میں آکے صفیں آراستہ ہوئیں بدر مرکب کو جھکا کر میدان میں آیا مبارز طلب کیا داراب کشور کشا نے مقابلہ کیا بعد
گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی داراب نے نیزہ اسکا ہوا لی گیا بدر نے جھنجھلا کر تلوار ماری داراب نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا جب تلوار نزدیک پہونچی تل بدر سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کر سپر پشت پر جا جھولی اور بجلی کو دراز کرکے تنگی دی کہ تلوار
بیچ پڑی اسی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور زور کیا ہاتھ سے تلوار چھین لی اور دوڑا کر کمر زنجیر میں ہاتھ پا پیر زلزال روشنیر نکلے زور کیا کہ اوسکو
زمین سے اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا ملوک عجم نے اپنے لشکر کو داراب کی کمک کو بھیجا ادھر داراب نے چالاکی
سے ہاتھ پشت بدر کی باندھ لیں پس فوج نے بدر کی یورش کی داراب بھی ادھر جا گرا خوب جنگ مغلوب ہوئی آخر کار
شکست کھا کر لشکر بدر کا بھاگا کامل خان داراب پر زر نثار کرتا ہوا لایا اور داخل خیمہ جوارات کو آرام فرمایا صبح کو
صحبت عیش کی برپا ہوئی بدر کو سامنے بلایا وہ کافر آیا اشتلم اور آپ پرستان سلام کیا داراب نے چاہا کہ اسے چھوڑ دے
کامل خان نے کہا یہ شریر مکار ہے بہن آپ نہ آئیے گا یہ بڑا مکار ہے میں ہی اسے خوب جانتا ہوں اسکو بے ترتیب کا نہیں چاہیے
لائق بغیر قتل تو اس مکار کو دور کرونگا اسکی بدولت میں قید سے چھوٹا ہوں اور اسے اسیر کر دونگا لشکر حکم دیا کہ بدر کو زندان خانہ میں
لیجاؤ کامل خان نے خراج ملک حرمان و دورہ خونریز اور ملک سنجان اور کل ملک باختر کا داراب کو دیا اور اقرار کیا کہ آج
تک جس طرح سے بدیع الزمان کو خراج دیتے تھے اسطرح آپکو بھی دینگے مگر وہ مال جو آیا تھا داراب نے آدھا
لیا اور آدھا مالک کو دیا مالک نے اپنا حصہ کامل خان کے سپرد کیا اب داراب نے ارادہ کوہ کا کیا ہمراہ اسکے [illegible]
آب پرست تھے اور پانچ ہزار اہل باختر اور اسی ہزار عرب تیرہ دار اس جمیعت سے بقصد مقابلہ امیر [illegible]

اب دو کلمے داستان ایرج اور اسد کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ اسد جو بارگاہ سلیمانی کو ایرج نوجوان سے چھین کر ملک سمار سے روانہ ہوا قریب آذر کوہ کے پہونچا تھا
کہ گرد و غبار کا تتق اٹھا اور طوفان بن سماک اژدر گیر جو تعاقب میں اسد کے چلا تھا وہ وہاں پہونچا اور نمود
کیا کہ دیو سے بجھولی کمان تو بارگاہ کو لیے ہوئے جاتا ہے دیکھا پہونچا میں اسد نے بارگاہ کو پشت پر لیا اب مقابلہ

طوفان نے دیا اور للکارا کہ او نابکار دغا باز ہو توکیا کرتا ہے بس آپس میں تلوار چلی اسد کے زخم کاری لگا بیہوش ہو کر
گرا طوفان نے چاہا کہ ایک تلوار اور مارے کہ ابراہیم بن مالک دوڑ پڑا اسد کو تو لوگ اٹھا لے گئے ابراہیم
نے مقابلہ کیا طوفان نے ایک تلوار ماری ابراہیم زخمی ہوا علقمہ نے سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا معظم خان مقابل ہوا
وہ بھی گھائل ہوا اب قریب ہو کہ اسد شکست کھا کر بھاگے کہ بیر چشمہ نگان طماس بن عنتوبل دیو پیرو مہ ابو بچا اور نعرہ کیا کہ
او کافر جاتا کہاں ہے آیا میں طوفان نے جو اسے دیکھا جان بیمصرف ہوا اور کہا کہ یہ کہتے ہیں بچا ہے تو ایرج سے لڑا ہے
مگر ناچار سامنا کیا دو تلواریں برابر طماس پر ماریں طماس نے رد کر کے ساطور جو مارا زخم کاری طوفان کے لگا بیہوش
ہو کر گرا اتنے میں میاد رنگ دراز گردن دکھائی دیا اور آکر طماس سے مقابلہ کیا طماس نے ضرب اسکی رد کر کے جو ساطور
مارا وہ تا جگر اسکے اتر گیا کہ واصل جہنم ہوا اسد پکارا اے طماس اگر ایک آفتاب پرست کو بھی زندہ چھوڑا تو بھائی صاحب سے
شکوہ کیا کرونگا طماس نے ارادہ کیا کہ آفتاب پرستوں پر جا پڑے کہ طراسپ نمودار ہوا نوروز مقابل طماس
کے ہوا تھا کہ گرد وغبار کا تتق اٹھا اور ایرج نوجوان آ پہونچا طراسپ کو زخمی کیا آپ مقابل طماس کے ہوا بعد ضرب
اور گرز کے نوبت تلوار پر پہونچی دو گھڑی تک تلوار چلی آخر کار طماس زخمی ہوا اور لوگ اسے اٹھا لے گئے ایرج نے پھر مبارز
طلب کیا اب کون تھا جو مقابلے کو آتا اسد مع بارگاہ آذر کوہ کیطرف بھاگا ایرج نے تعاقب کیا اسد تو پہاڑ پر
چڑھ گیا ایرج نے آکر چاروں طرف سے نرغہ کیا اور چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائے لوگوں نے منع کیا کہ شام ہو گئی ہے اسوقت مکان
نہیں ہے کل صبح کو دیکھ لیجیے گا ناچار ایرج نے وہیں خیمہ برپا کیا اور رقص و شراب میں اگر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر اسد
نے عرضی شاہزادہ نورالدہر کو لکھی کہ ای شہریار میں جو آپ سے جدا ہوا اگر بارگاہ ایرج سے چھینی گر آذر کوہ تک پہونچا
تھا کہ وہ تعاقب میں آ گیا میں زخمی ہوا رفیق بھی میرے مجروح ہوئے طماس نے گردش فلک سے زخم کھایا اب میں پہاڑ پر چھپا ہوا ہوں
آپ جلد آکر میری مدد کریں نہیں تو مجھے زندہ نہ پائیے گا عرض نامہ شہر دل یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ادھر رات تمام
گذری صبح کو ایرج مع لشکر آذر کوہ کے سامنے آیا اور پکار کر کہا کہ او دیوانے بارگاہ سلیمانی دیدے اور جدھر
چاہے چلا جا ادھر سے جواب یہ ملا کہ او بزدل بچے کیا بکتا ہے ادھر کیا گودہ کھاتا ہے بارگاہ کبھی تجھکو نہ ملیگی جو تجھ سے ہو سکے کسی
قصور اور کوتاہی نہ کر خدا سے ماہ زرگ است ایرج یہ سنکر غیظ وغضب میں آیا شمشیر آبدار ہاتھ میں لیکر پہاڑ کی طرف
چلا ہنوز نزدیک پہاڑ کے نہیں پہونچا ہو کہ گرد وغبار کا تتق اٹھا اور جب گرد شق ہوئی ایک نقابدار سبز پوش
نمایاں ہوا اور نعرہ کیا کہ او کم باس فروش بچہ بازاری کہاں جاتا ہے پہلے مجھسے سامنا کر لے پھر پہاڑ پر جانا ایرج یہ آواز
سنکر مقابل نقابدار ہوا اور پوچھا او گمنام تو کہاں سے آیا ہے تھا تجکو خبر ہے سامنے والی ہو چکا تھا میں خدا پرستوں کو قتل کر کے
اگر پہلے تجھے مار لوں پھر دو انکے خیمہ لونگا نقابدار نے کہا کہ او آفتاب پرست آج تک کوئی بہادر بھی زخمیوں سے لڑا ہے جو تو
اتنا شیر ہوا اور دعوے صاحبقرانی کا کرتا ہے صاحبقران ایسے ہی ہوتے ہیں وہ بولا تجکو کیا معلوم ہے کہ اس دیوانے
نے کیسا صدمہ رنج دیئے ہیں اب بارگاہ سلیمانی مجھسے چھین کر لے آیا ہے تو مجھے اس سے بارگاہ سلیمانی دلوا دے
میں تجھ سے سروکار نہ رکھونگا چلا جاونگا نقابدار نے کہا بارگاہ کا حقدار نورالدہر ہے ایرج نے کہا خیر معلوم ہوا او
اپنا نقابدار بولا کہ تیرے مرنے سے ہو لگا میں بھی اپنا مہر کر دونگا اسوقت ایرج نے پوچھا نقابدار یہ مانا تنہ
گو نیزہ سپر روکا لیکن نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ سنانیں اور نیزے ناکارہ ہو گئیں پھر برچھی بڑھے
مانند خلال فراشان کے برچھے بلیجے اڑ گئے ہاتھ سے پھینک دیئے تلوار کھینچی تا شام تلوار چلی آخر کار ایک مقام پر گو
نقابدار اسکی قلم کر کے سر پر پڑی کہ دو ہرو اتر گئی نقابدار نے دستانہ مارا تلوار دو ٹکڑے ہو گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی

ہوا یہ خبر ہرمز تاجدار کو پہونچی ہرمز نے محزون ہو کر ماتم برپا کیا اور ہر طرف دوڑ اور جاسوسوں کو واسطے
سراغ رسانی شاہزادہ نورالدہر روانہ کیا مگر حال اس کا یہ ہوا سنیئے کہ جب پنجہ ابر جذب ہوا شاہزادہ کثرت ہوا سے
بیہوش ہو گیا جب پہنچتے پہنچتے بالاے زمین رکھا شاہزادہ نورالدہر کا ملکار کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک بارہ دری میں فرش
ملوکانہ بچھا ہے بارہ دری نہایت آراستہ ہے جھاڑ آویزاں ہیں قندیلیں اور فانوس ہر طرف روشن ہیں بیچ میں ایک
نازنین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھا ہوا [illegible] نازنین مگر پری پیکر آگے رقص و نغمہ میں ساقیان سیمین ساق ہے
گلرنگ کی کشتیاں لیے ہوئے موجود ہیں جام اور مینا میں بادۂ ناب بھرا ہے ہمیں شاہزادہ یہ حال دیکھکر متحیر ہوا اور
اس مسند نشین سے پوچھنے لگا کہ مجھے یہاں کون لایا ہے تو شاہزادہ اپنے رفقا کے شکار کھیلتا ہوا جاتا تھا نازنین مسند نشین
نے مسکرا کر جواب دیا صاحب میں بھی جادو کرنے والی ہوں نام میرا دل افروز جادو ہے اول میں عاشق کی قاتل قرار ہوں
پر تو نے آئے مار ڈالا میں اس قصد سے گئی تھی کہ وہاں پہونچتے ہی فی الفور تجھے قتل کر دوں گی لیکن تیرے جمال جہاں آرا
کو دیکھکر خود قتیل تیغ ادا ہو گئی اور تیرے نگاہ کی ہو گئی اب تو مجھے قبول کر جو مطلب دلی تیرا ہو گا وہ بر لاؤں گی بادشاہ ہفت کشور
کر دوں گی نورالدہر نے جو روے زیباے نازنین دیکھا اور تقریر دلفریب سنی بے اختیار دل میں محبت پیدا ہوئی مگر وقت
گفتگو جو بوے بد اسکے دہن سے آئی دماغ شاہزادے کا بوے بد سے پریشان ہو گیا اسوقت جھلا کر جواب دیا کہ او مردار
میں تیرے لائق نہیں ہوں میرے خاندان میں کوئی جادوگرنی سے صحبت نہیں ہوتا ہے تا وقتیکہ ساحرہ مسلمان نہیں کر لے
میں بس یہ سنکر دل افروز نے پوچھا سوے ساحرہ ہوتے سمجھ میں کیا برائی ہے نورالدہر نے
جواب دیا الغرض تو جملہ خوبیاں جہاں کے حسن و جمال میں بہتر ہے مگر میرے نزدیک کمال ہے صورت اور [illegible]
ہو میں تیری طرف کبھی رخ بھی نہ کروں گا دل افروز نے یہ سنکر شراب پینا شروع کی جب خوب نشہ ہوا دونوں ہاتھ پھیلا کر
چاہا کہ گلے میں شاہزادے کے ہاتھ ڈالے شاہزادے نے فوراً ایک آنچ ہاتھ مارا کہ دل افروز جادو مسند سے دور جا کر
گری ہر چند چوٹ لگی مگر جھاڑ پونچھ کے اٹھ کھڑی ہوئی اور بہ قریب شاہزادہ آکر جوش محبت میں کہنے لگی خیر جو کچھ تو نے میرے
ساتھ کیا اچھا کیا معشوق عاشق پر جو ظلم و جفا کرتے ہیں تو جسقدر چاہے مجھ پر جفا کر لیکن مجھے قبول کر جلد مجھ سے وصل کر
تمناے دلی میری بر لا نورالدہر نے جواب دیا مردار مجھ سے دور رہ اگر مجھ سے لپٹی تو سخت سزا دوں گا دل افروز نے مسکرا
کر کہا کہ اے معشوق میں کیوں اسقدر ناز و ادا کرتا ہے میں عشق کا ذکر کرتی ہوں تو مجھے عاشق ہوں دل و جان سے تجھ پر فدا ہوں
قسمت کرتا اپنے ہاتھ سے مجھے سزا دے یہ کہکر عالم عشق میں بے اختیار جانب شاہزادہ بڑھی اور لپٹنے لگی کہ تجھ کو میرے سر کی
قسم انکار نہ کر اسوقت مجھے اپنے گلے سے لگا لے مجھے پیار کر لے نورالدہر نے برہم ہو کر تلوار میان سے کھینچی اور کہا
او جادوگرنی دور ہو ورنہ تجھ کو ابھی اس تیغ سے قتل کر دوں گا ساحرہ نے گھگھیا کے نورالدہر سے کہا کہ اے شاہزادے تجھے جس
تو نے تلوار واسطے میرے قتل کرنے کے کھینچی ہے تو یہی جسم ہاتھ بلکہ بدن تیرا بے حس و حرکت کر دوں یہ کہکر چند دانے
ماش کے نکال کر اور پڑھکر وہ دانے مارے ہاتھ شاہزادے کا خشک ہو گیا اور سارا تن بے حس و حرکت ہو گیا جب شاہزادہ
کو مبتلاے سحر کر چکی تو مسند جواہر نگار سے شاہزادے کو علیحدہ کیا اور خود مسند پر بیٹھکر ساقی سے جام شراب لیکر پی لیا
بعد ایک دم کے جب غصہ فرو ہوا پھر محبت نے جوش مارا پکاری اے شاہزادے میں فریفتہ ہوں ذرا مجھ پر رحم کر
اے تمناے دل بر لا اسوقت ساحرہ اس صورت سے بالاے مسند بیٹھی تھی اور یہ حرکات کرتی تھی کہ عالم نشہ میں
بالاے مسند کبھی جھومتی تھی کبھی سینہ ابھار کر نورالدہر کو دکھاتی تھی کبھی ساق بلوریں تا زانو دکھاتی تھی نورالدہر
ساحرہ کے افعال پر لاحول پڑھتا تھا اور کہتا تھا میں کسی طرح تجھ سے ہمبستر نہ ہوں گا اسطرح تادیر دل افروز طالب وصل

جہان آرا سے کہا میں اب اسے سمجھاتی ہوں تم جانتی ہو مع اپنی خواصوں وغیرہ کے چلی جاؤ دیر نہ لگاؤ دل افروز بیگم
ہمراہ لیکر وہاں سے چلی گئی جہان آرا خالی میدان پا کر اور بیرم کو بسبب اختیار سے خالی دیکھکر شاہزادے کے پاس آئی
اور کہا ای شہریار آپکو معلوم ہو کہ میں کئی سال سے نادیدہ آپ پر عاشق ہوئی تھی آج آپکو دیکھا آرزوے دلی بر آئی مگر ایسے
مقام پر آپ سے ملاقات ہوئی کہ آپ بھی مجبور ہیں اور ہم بھی ناچار ہیں سوا تین دن کی کامل نہیں سکتے جو جو تمنائیں دل میں
ہیں اسی طرح زبان پر نہیں لا سکتے آپکا خدا آپکو اس مکار کی شر سے بچائے اور اسکی قید سے نجات دے بظاہر تو یہ مکار جوان
معلوم ہوتی ہے لیکن میں سو برس کا دل افروز کا سن ہے کسی کی مقدور نہیں دانت ہیں نہ پیٹ میں آنت ہے ایسی ہیبت ہے اسکے
ہوس سے آئی ہے کہ طلسم سے بھی ایسی بڑی بد ذات ہوگی نور الدہر نے کہا ای ملکہ میں بھی تیرے والد دیکھا ہوا ہوں تم اپنے
حسب ونسب اور اپنے نام سے آگاہ کرو ملکہ نے کہا نام میرا جہان آرا ہے شاہ دیلم کی بیٹی ہوں اب میرا شہر دیلم حصار
کا بادشاہ ہے نور الدہر نے کہا تمہارا دین ومذہب کیا ہے جواب دیا لقا پرست نور الدہر نے کہا ای ملکہ لقا تمہارے
ہاتھ سے بنائے بہانہ پردۂ ظلمات میں ہے وہ قابل خدا کے نہیں ہے اس میں کونسی بات ہے جس وجہ سے اسے خدا الغفور کیا
مانے لقا شغل تمہارے اور بھلا اشخاص سے کیا تاپتا ہے اور سوتا ہے بھلا افعال انسانی کرتا ہے امور خدائی سے خلاف ہیں
تمکو لازم ہے کہ لقا پر لعنت کرو ومالک شمس وقمر معبود جن وبشر کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھو
نور الدہر نے اس طرح جہان آرا کو سمجھایا کہ تاریکی کفر اسکے دل سے دور ہوئی بزم دل روشنی شمع اسلام وایمان سے پر نور
ہوئی جہان آرا نے کہا کہ اللہ لعنت ہے لقا پر اسکو رد کرو اور لعنت ہے اسکے پرستاروں پر اب ای شاہزادہ تو بتلا مجھے اس ایسے تیسے
عشق سے کیا کام ہے اب مجکو مسلمان کیجیے نور الدہر نے کلمہ تعلیم کیا جہان آرا کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادے
نے خوش ہوکر ملکہ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے ملکہ بھی بے اختیار لپٹ گئی اختلاط ہونے لگا نور الدہر بوسے رخسارے
جہان آرا کے لینے لگا قضا سے کار دل افروز کو پہلے ہی یہ گمان ہوا تھا کہ جہان آرا نور الدہر پر مائل ہوگئی ہے اب جو ساحرہ
نابکار نے دیکھا کہ دونوں باہم لپٹے ہوئے ہیں یہ دیکھکر آتش رشک سے جلگئی اور برہم ہوکر جانب ہر دو چلی جہان آرا نے جو دیکھا کہ
دل افروز آتی ہے جلد شاہزادے سے جدا ہوکر بیٹھی اور کہا ای شاہزادہ خدا حافظ ہو میں جاتی ہوں اگر خدا چاہیگا تو پھر آپ سے
ملاقات ہوگی یہ کہکر دل افروز سے رخصت ہوکر روانہ ہوئی لیکن پھر پھر کے شاہزادے کو دیکھتی ہوئی گئی آنکھ سے راہ
میں پاؤں کہیں رکھتی تھی اور پڑتے کہیں تھا تصور جمال شاہزادے کی پیش نظر تھی دمبدم خیال کرتی تھی کہ ای جہان آرا تو
کیوں شاہزادے کو دیکھنے گئی تھی اب جدائی میں شاہزادے کی کیونکر زندگی بسر ہوگی جس وقت ہنگام شب دل مشغول ہوگا میں
شاہزادے کو ڈھونڈھونگی اسوقت دل بیتاب کو کیونکر تسلی دونگی پلنگ پر میں شاہزادے کے پلنگ پر جا بیٹھا مجھکو دیکھا
ہجر سے جان نزار بچنا دشوار ہوگا غرض جہان آرا انہی ایسے ہی خیالات کرتی ہوئی اپنے مکان میں داخل ہوئی اور دل افروز
نور الدہر کے سامنے آئی اور کہنے لگی کیوں موذی کاٹے سنڈے بچے فراست رکھوت اور غیر سے پیٹ میں
دو دو سے بخوبی دیکھتی تھی خوب باتیں راز ونیاز کی ہوتی تھیں سینے سے سینہ منہ سے منہ ملا مقدمہ سکوت دفعہ ہوا ساتھ
حرکت سے معاف ظاہر ہوتا تھا خیر جبکہ سامنے تو نے عیش کیا ہے دیکھ تو اسکا کیا حال کرتی ہوں یہ کہکر شاہزادے کو
خواصوں وغیرہ کے حوالے کرکے جانب مکان جہان آرا روانہ ہوئی جہان جہان آرا اپنی فکر میں پلنگ پر لیٹی
ہوئی رو رہی تھی ہر ایک کنیز وغیرہ کو اپنے پاس سے ہٹا دیا تھا بس یا تو ہی بیتاب پلنگ پر تڑپتی تھی کھانا بھی نہ کھایا تھا
آخر تڑپتے تڑپتے پلنگ سے گرا اشک آنکھوں سے بہکر ایک کنیز کو اپنی خوابگاہ میں چھوڑکر اپنی مادر کے پاس
چلی گئی کنیز فرش خواب پر لیٹکر سو رہی جب دل افروز قصر جہان آرا میں پہنچی اس عالم غیظ وغضب میں

سمجھی کہ جہان آرا سو رہی ہے یہ خیال نہ کیا کہ ایک کنیز سوتی تھی غرض دل افروز نے جلد اُس کنیز کا تمام شب سر تن سے جدا
کیا خنجر حلق کنیز پر چلا کر روانہ کی بعد قتل کرنے کے سر اُسکا ایک رومال میں باندھا اور وہاں سے چلی ہنگام سحر وہ سر نور الدہر
کے سامنے لائی اور رکھ کر کہنے لگی دیکھو اسے رومال میں کیا ہے اس رومال میں تمہاری معشوقہ کا سر ہے آج بھی کل کی طرح سے انکار
بیکار کر دیا لیکن رومال سے سر نکالکر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ سر ملکہ کا نہیں ہے اسکی ایک کنیز کا ہے دل افروز سر کو دیکھ کر کہنے لگی
خیر آج وہ فریب دیکر بچ گئی کل کہاں جاتی ہے پس اس سر کو اٹھا کر پھینک دیا دوسری رات کو فکر میں ملکہ کے رہی اُدہر
لیکن اُدھر ملکہ جہان آرا جو صبح کو اپنے مقام پر آئی اپنی جلیس کا لاشہ بے سر پڑا ہوا دیکھا یقین ہوا کہ دل افروز اسکا سر
کاٹ لیگئی اسکی لاش کو تو دفن کرا دیا اور آپ شب کو دروازے میں ہاتھ میں تیغ برہنہ لیکر اکیلی بیٹھی اور سب اپنی انیسوں کو رخصت
کیا پہرہ رات گئے تک جاگی تمہیں انہیں سلا دیا اتفاقات روزگار دل افروز جادو جو ملکہ کے قتل کو آئی کہ ملکہ نے آواز دی کہ او دل افروز
تو اسوقت یہاں کہاں کل بہری ایک جلیس کا سر کاٹ لیگئی تھی آج مجھے قتل کرنے کو آئی ہو اسنے پھر کر دیکھا اور چاہا کہ کچھ کرے
کہ ملکہ نے ایک ہاتھ تلوار کا کمر گاہ پر مارا کہ مانند خیار تر کے اُس کافرہ کے دو ٹکڑے ہو گئے شور و غل پیدا ہوا آواز
گیر و دار کی بلند ہوئی بعد اسکے ایک صدا پیدا ہوئی اور غلغلہ موقوف ہوا کہ کشتی مرا نام بود دل افروز جادو بودم
کے مرتے ہی نور الدہر قید سے چھوٹ گیا لیکن حیران تھا کہ ساحرہ کو کسنے مارا جو میں نے قید سے رہائی پائی اسکی حیرت
میں تھا کہ ملکہ نے لاش تو اُس نابکار کی پھنکوا دی اور صبح کو نور الدہر کی خدمت میں روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ قید
سے چھوٹ چکا تھا پاؤں میں اسکے طاقت آ چکی تھی حیران تھا کہ دل افروز کیونکر ماری گئی کہ ملکہ جہان آرا نے
سامنے سے سلام کیا اور کہا کہ شہریار مبارک ہو کہ دل افروز جادو کو میں نے مارا تمام سرگذشت بیان کی نور الدہر بہت
خوش ہوا اور اسی باغ میں ملکہ سے سرگرم اختلاط ہوا عصمت آرا سے کی اتفاقات روزگار اسی شب کو نیلم شاہ نے حضرت ابراہیم
خلیل نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اے نیلم شاہ نور الدہر فرزند ہمارا دل افروز کے باغ
میں تیری بیٹی کے ساتھ صحبت ہے اور دل افروز کو تیری بیٹی نے مار ڈالا اب تو جا خدمت میں نور الدہر کی اور مسلمان ہو اور
اطاعت کر لقا کی پس جو صبح کو اُٹھا بیٹی کے محل میں آیا بیٹی کو نہ پایا بس یقین ہوا کہ خواب تیرا سچا ہو وہانسے اُسی باغ میں آیا نور الدہر
کو مجرا کیا اور مسلمان ہوا بیٹی کو گلے سے لگایا شاہزادے سے خواب بیان کیا بعد اسکے شہر میں لایا تمام شہر کو اسلام آباد کیا ملکہ کی
شادی نور الدہر کے ساتھ کر دی اور بہت سا مال و خزانہ دیا شاہزادہ چند روز وہاں رہا بعد اسکے کوچ کر کے لشکر میں آیا
قدمبوسی ہرمز تاجدار کی حاصل کی اور وہاں سے کوچ کر کے روانہ ہوا مال و اسباب جو شہر نیلم حصار سے لایا تھا وہ جملہ
سرداروں کو تقسیم کیا کوچ بکوچ شہر اختم پر پہونچا دیکھا کہ شہر اختم ویران پڑا ہے چاروں طرف جھاڑی لگ گئی ہے اور خورشید اختمی
کو دیکھا کہ جمشید جو ایرج کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اُسکی قبر پر فقیر بنا ہوا کفنی گلے میں تہمد باندھے ہوئے سر کے بال بڑھے
ہوئے خاک اُن بالوں میں پڑی ہوئی مرگ کی کھال پر بیٹھا ہوا ہے ایک طرف تکیہ میں آگ دبی ہے حقہ رکھا ہے ایک کتا پالا
کالا کھڑا ہوا ہے دو گھڑے رکھے ہوئے ہیں دو چار درخت انار اور امرود کے لگے ہوئے ہیں اُنکی شاخوں میں پنجرے
طوطیوں کے لٹکے ہوئے ہیں دو چار فقیر اور ادھر اُدھر بیٹھے ہیں یا ہادی یا داتا یا معبود یا موجود یا مرشد کی آواز بلند ہے
خورشید نے جو شاہزادہ نور الدہر کو دیکھا پہچانا دوڑ کر مجرا کیا قدموں سے لپٹا نور الدہر نے حال پوچھا اسنے آبدیدہ
ہو ہو کر تمام حال بیان کیا نور الدہر نے اُتر کر جمشید کی قبر پر فاتحہ پڑھا خوب رویا خورشید سے کہا کہ بھئی صبر کرو اور
اسکو نہلوا کر لباس فقیری اُتروا کر پوشاک شاہانہ پہنائی اور جواہر بہت سا دیا اور حکم کیا کہ شہر اختم از سر نو تیار ہووے
اسلام کو حکم کیا کہ تم اس شہر کو بنوا کر بعد کو آنا اور خورشید سے کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اسد آذر کوہ پر گھرا ہوا ہے

اُسکی کمک کو جاتا ہوں ایک روز وہاں رہکر دوسرے روز روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا دیکھا کہ ایک
بارہ ہزار شتر وقاطر پر زر و جواہر اور خیمہ اسباب لدا ہوا چلا آتا ہو اور کوئی ہزار بارہ سو سوار اُنکے ساتھ ہیں اور ایک شخص
صندل اُسکے سر پر رکھی ہوئی مرکب عربی پر سوار اُنکے آگے اُسکے لشکر جو شاہزادہ نور الدہر کا دیکھا کہ فوج ہٹ ... امان
ہو سمجھا کہ یہ لشکر ایرج صاحبقران کا ہو ہرکاروں کو خبر لینے کے واسطے بھیجا وہ گئے اور حال دریافت کرنے آکر عرض کیا
کہ لشکر ایرج نوجوان کا نہیں ہو یہ لشکر نور چشم مومنان و مسلمانان گل گلزار صاحبقران نخل بوستان شاہزادہ
بدیع الزمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر عالیشان کا جاتا ہو ایرج نوجوان سے ملنے کو اور شاہزادہ
نور الدہر نے جو جاسوسوں کو خبر لینے واسطے بھیجا تھا وہ حال دریافت کرکے آئے اور نور الدہر سے بیان کیا کہ یہ وزیر
ہو زرباب شاہ کا دانشمند اسکا نام ہو اور زرباب شاہ بادشاہ ہو شہر زرباپیہ کا اور زرباب شاہ کا ایک
فرزند تھا نہایت زبردست سپاہی بے بدل اسکو ایک اژدہا نے طلسمی نگل لیا ہو اسواسطے زرباب شاہ نے وزیر
کو اپنے تحائف ساتھ کرکے ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہو کہ جاکر ایرج سے کہکر جو آپ میرے فرزند کو اس
طلسم سے چھڑا دیجئے تو میں مع شہر آپکا تابع ہوتا ہوں سو یہ فرستادہ زرباب شاہ ایرج کے پاس جاتا ہے جب
وزیر نے جو سنا کہ یہ ایرج نہیں نور الدہر ہو اپنے دل میں کہا کہ چلو اس سے حال بیان کیجئے اگر اسنے اقرار کیا کہ میں جاکر
طلسم فتح کرکے بیٹے کو چھڑا کے لاتا ہوں تو خیر نہیں تو ایرج کے پاس چلے چلیں گے اپنے دل میں یہ سوچکر شاہزادہ
نور الدہر کے پاس آیا نذر دی بعد اُسکے حال بیٹے کے گرفتار ہو جانے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ بزرگ
حلال مشکلات ہیں اگر جاکر طلسم کو فتح کرکے شاہزادے کو نجات دیجئے تو زرباب شاہ مع لشکر اور اہل شہر کے مسلمان
ہوگا نور الدہر نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور اپنے دل میں کہا کہ جو اگر طلسم کیطرف گیا تو وہاں اسد نرغے میں ہو ایرج کے
ہاتھ سے قتل ہوگا اور وہ اگر مارا گیا تو دادا جان کو کیا جواب دیگا اور پھر اسد ایسا بھائی مجھے کہاں ملیگا اور جو اسد
کی مدد کو جاتا ہوں تو زمانہ کہیگا کہ نور الدہر سے طلسم فتح نہ ہو سکا ڈر گیا دوسرے یہ کہ اگر طلسم فتح ہوگا تو شہر مسلمان ہوگا یہ کام
ثواب کا ہے یہ خیال کرکے ہرمز تاجدار سے کہا کہ شہر زرباپیہ سے اسد کو خدا کے حوالے کیا ہو ورود ... عالم اسلام کی
اور میں شہر زرباپیہ کو جاتا ہوں اور اسی وقت ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر اور دانشمند وزیر کے شہر زرباپیہ کو روانہ
ہوا بعد از قطع منازل و طے مراحل کے قریب شہر زرباپیہ کے پہونچے زرباب شاہ استقبال کرکے لے گیا
دروازہ شہر سے تا دربارگاہ پاانداز و نثار لٹوادیا دعوت و ضیافت کی مگر زرباب شاہ دیکھکر شاہزادے کو
عاشق ہوگیا اور اپنے دل میں سوچا کہ بیٹا تو میرا اگر فنا ہو چکا ہو ایسے جوان باطلعت کو کیوں گرفتار کروانا چاہیں
دوسرے دن نور الدہر نے زرباب شاہ سے کہا کہ مجھے اس مقام طلسم میں لیچلو اس اژدہے کا نشان دو زرباب
نے عرض کیا اے شہریار آپ وہاں تشریف نہ لیجائیے میں اپنے بیٹے سے دست بردار ہوا اب وہ وہاں نہ جیتا ہوگا اور خدا
جانے وہ زندہ ہو یا مردہ ہو مجھے کیا حاصل ہوگا کہ میں آپ ایسے جوان کو بیجان بلا کر دوں میں دین اسلام قبول
کرنے کو موجود ہوں اب آپ اس طلسم میں نہ جائیے نور الدہر نے کہا اے زرباب شاہ ہم جبتک طلسم کو فتح نہ کرینگے اور
تمہارے بیٹے کو نہ چھڑا لینگے اسوقت تک یہاں سے نہ جائینگے اسنے عرض کیا کہ شہریارا مجھکو کلمہ تعلیم فرمائیے میں مسلمان آپکے
سامنے ہوں شاہزادے نے کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا اور وہ دل سے صدق اسلام لایا بعد اسکے شاہزادہ نور الدہر
کو زرباب شاہ اس مقام طلسم میں لیکر آیا دیکھا نور الدہر نے کہ ایک صحرا ہے باصفا ہو فرح در فرح سبزہ
پھیلا ہوا ہو کوسوں تک کہ رنگا رنگ پھول کھلے ہوئے ہیں خوشبو آتی ہو دماغ معطر ہوا جاتا ہو بیچ میں

نے کہا کہ اب میں عہد کرتا ہوں کہ منہ سے کچھ بات نہ کرونگا گرفتار جادو کے جوان ہزل بن زندہ باب شاہ جو بولتی
اور ہر شخص کہتا کہ تجھے خوب پہچانا ہے وہی ہو گر دیکھے وہ خوف کے مارے بات نہیں کرتا نور الدہر چپ ہو رہا اب
بات کرنا موقوف کیا چوتھے دن پھر اُسی باغ میں اپنے گرد دیکھا کسی نے کچھ بات نہ کی شام کو سب کے برابر حصے میں
ملا آج پیٹ بھر کے کھایا غرض اب شاہزادے نے خاموشی اختیار کی روز کھانا شکم سیر ہو کر ملنے لگا ایک مہینا
گذرا بس ایک روز شاہزادہ نہایت اداس اور کمال پریشان تھا کہا کہ نور الدہر اب تا بزیست یہیں قید میں گرفتار
رہے بس یہ خیال اپنے دل میں لا کر شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے نماز عشا کی ادا کی بعد اسکے دو رکعت نماز حاجت
پڑھ کر دعا مانگنے لگا کہ اے پروردگار عالم میں عاجز و بیکس عبد ذلیل تیرا ہوں تو خالق جلیل القدر میرا ہے اگر زندگی
میری باقی ہے تو اس قید طلسم سے مجکو نجات دے اور اگر قضا میری آگئی ہو تو جلد عزرائیل کو حکم ہو کہ قبض روح میری
کرلیں غرض بلبلا کر از دل دعا مانگتا تھا کہ آنکھ نور الدہر کی لگ گئی عالم خواب میں دیکھا کہ ایک شخص نورانی آسمان سے
نمایاں ہوا سامنے شاہزادے کے اُترا اور پوچھا کہ کیوں ای عزیز تو پریشان کیسے ہے نور الدہر نے کہا کہ حضرت آپ جو خاص
خدا ہیں آپ پر سب حال ظاہر ہے اس طلسم میں گرفتار ہوں آیا تھا ایک شخص کے رہا کرنے کو خود گرفتار بلا ہو گیا آپکی مہربانی
ہوئی ہے شاید مجھے کام میں پڑے اُن بزرگوار نے فرمایا کہ یہ طلسم خیال ہے اسکا توڑنا محال ہے نور الدہر نے عرض کیا
کہ یا حضرت الیاس جو گوارہ میں تکمیل ہوگا اور میں طلسم فتح کر سکونگا اُن مرد بزرگ نے ارشاد کیا کہ تم بعد نماز صبح سمت
شمال کو جانا جب ایک درخت چنار پاس پہونچوگے تو وہ درخت بہت بلند ہے اسکو جڑ سے اکھیڑ نیچے سے اُسکے ایک
تختہ سنگ پیدا ہوگا اور اسمیں ایک حلقہ جڑا ہوگا اسکو کھینچنا اسکے نیچے سے مہرہ نقب پیدا ہوگا اگر وہ درخت زور
صاحبقرانی سے اُکھڑیگا اور اس نقب کے نیچے سے ایک دیو نکلیگا کہ صندوقچہ اُسکے ہاتھ میں ہوگا اور وہ ایک
جانب کو چلا جائیگا بعد اسکے دوسرا دیو نکلیگا لوح اُسکے گلے میں پڑی ہوگی وہ بھی ایک سمت کو چلا جائیگا بعد اُسکے
تیسرا دیو او سکے گا کہ دیو بلاشان اسکا نام ہے اور تیغ بلاشان سلیمانی اسکے پاس ہے کہ اسکو تم جانے نہ دو
روک کر اسے وہ تیغ تم اس سے چھین لو اور اسی تیغ سے اس دیو کو مار ڈالنا بعد اسکے اسی نقب میں کود پڑو ایک مکان
میں پہونچوگے دیکھوگے کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اسپر ایک بڑا جادوگر سوتا ہے تم اسکو جا کر قتل کرو نام اسکا ذوفنون
جادو ہے اسکو جلد نہ دینا کہ وہ مرنے کو تھا کہ جب آ کے مارو گے تو اسوقت وہ دیو لوحدار پکارے سامنے آئیگا تم
سر ذوفنون جادو کا اسکے ہاتھ میں دینا اور لوح اس سے لے لینا جب وہ سر لیکر جانے لگے تو اسپر بھی مار کر لانا اور کہ
لوح اسکے سینے پر مارنا کہ وہ جلکر مر جائیگا بعد اسکے وہ دیو کہ جو صندوقچہ لیکر پہلے نقب سے نکلا تھا وہ آئیگا اس سے کہنا
کہ بحکم سلیمانی تو میری مدد کر وہ دیو پوچھیگا کہ کیا نشانی رکھتا ہے کہنا کہ نام تیرا دیو ہر اُس ہے وہ یہ کلام سنکر تیری اطاعت کریگا
اور جو کچھ وہ کہیگا اسپر عمل کرنا طلسم فتح ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھکر شاہزادہ بیدار ہوا دیکھا کہ ایک نور کی لو ہی
از زمین تا آسمان بیرون معلوم ہوتی ہے خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے اپنے دل میں کہا کہ خواب بڑا سچا ہے بہت خوش
ہوا نماز صبح کی ادا کی سمت شمال کو روانہ ہوا اور موافق ارشاد ان حضرت کے درخت کو زور صاحبقرانی سے اکھیڑا
نقب پیدا ہوئی وہ دو دیو نکلے اور ایک جانب کو چلے گئے بعد اسکے دیو بلاشان نکلا نور الدہر نے لپکر تیغ بلاشان اس سے
لیا اور اسی تیغ سے دیو بلاشان کو مارا نقب میں کودا اس پر جا کر ذوفنون جادو کو مارا سر اسکا کاٹ لیا دیو
لوحدار کو دیکر لوح لی اور وہی لوح اسی دیو پر ماری کہ وہ جلکر خاک ہو گیا بعد اسکے دیو ہر اُس آیا اور وہ تابع
شاہزادے کے ہوکر مطیع ہوا صندوقچہ شاہزادے کو دیا نور الدہر نے چاہا کہ صندوقچہ کھولے دیو ہر اُس نے

کو تو پکڑ لا تو نے جو یہ نام کمایا کہیں سنے کہ عنقویل دیو پرور ایسا نامرد تھا کہ ایرج کو چھوڑ آیا غرض اس جو تحمل
یہ امر کیا پھر ایسی حرکت نہ کرنا اور اسے ہوش میں لا اس نے ایرج کو خلخلہ ریع بیہوشی دی ایرج کو ہوش آیا بارگاہ میں
عنقویل کی اپنے کو مقید پایا حیران ہوا خیال میں آیا کہ خواب ہے چاہا کہ آنکھیں بند کرے عنقویل پکارا اے ایرج یہ
خواب نہیں ہے جس میں بیداری ہے بس ایرج نے آنکھیں کھول دیں اور کہا کہ اے عنقویل بہادروں کو یوں نہیں پکڑ بلواتے ہیں
واہ کیا جرات ہے کیا شجاعت ہے عنقویل نے کہا اے ایرج تم اپنے دل میں لغو ملال کرو کیا بہادری کرتے ہو کیا بیہوش کی
بات پھر ہو اور تم تقصیر سے ہوئے ہو میرا ارادہ قتل کرنے کا ہے یہ کونسی دلاوری ہے ایرج نے کہا کہ مجھے تو اس دیو لعنتی نے گو
ہر کر دو بارگاہ سلیمانی چرا کے بھاگا ہے عنقویل بولا اے ایرج میرا بیٹا رہبر بے خبر اطلاع تجھ کو پکڑ لایا ہے میں نے اس سے نہیں کہا تھا
آنکھیں پکڑ لانے تم جاؤ میدان میں جنگ ہوگا ذلیل اس وقت ایرج سے دونوں میں لاکر لائیں اور لشکر کھڑا ہوا عنقویل نے
گھوڑا سواری کا منگوا دیا ایرج سوار ہو کر اپنے لشکر کو روانہ ہوا بعد اس کے اسد بن کرب غازی آیا عنقویل تعظیم کو
اٹھ کھڑا ہوا بعد سلام ہاتھ پکڑ کر مسند پر بٹھایا اسباب دعوت مہیا کیا ایک جام شراب کا اسد کو دیا اسد نے کہا کہ اے
عنقویل تمہارا ایرج کو کیا ہوا ہے وہ کہاں ہے عنقویل نے عرض کیا کہ شہزادہ سچ ہے بیشک وہ ایرج کو پکڑ لایا تھا لیکن
بسبب بدنامی کے چھوڑ دیا کل میں پکڑ کر اسے آپ کے حوالے کروں گا اسد نے کہا اے عنقویل تجھے بہت عجب کیا ایسا مرد کو
پا کر نکال دیا تجھے چھوڑ دیا خیر سامنا کرو گے تو معلوم ہوگا یہ کہکر اسد اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا یہاں لشکر ایرج میں صبح کو
غلغلہ ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہے کوئی اسے گرفتار کر لے گیا مالک بن ملوت اقبال شاہ وغیرہ آئے
شاپور نے آکر دیکھا کہ یہ عنقویل دیو پرور کے عیار کا پیرانا ہے ہے فوراً خبر کے واسطے روانہ ہوا جب
شاپور قریب لشکر عنقویل کے پہنچا دیکھا کہ ایرج نوجوان بعد عزت وہاں چلا آتا ہے شاپور دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا اور کیفیت
دریافت کی ایرج نے جو کچھ گذرا تھا سب بیان کیا اور داخل لشکر ہو کر بارگاہ میں جلوہ گر ہوا امیروں نے نثار چڑھائے جلسہ جشن
آراستہ ہوا بڑی خوشی کی رات ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا ایرج نے حکم دیا کہ ابھی طبل جنگ بجے فوراً نقارہ رزمی پر
چوب پڑی ادھر ہرکاروں نے عنقویل دیو پرور کو خبر جنگ پہنچائی وہاں بھی کوس حربی بجا یا رہبر رات تمام
طرفین سامان جنگ رہا صبح کو ادھر سے عنقویل فوج لیکر میدان میں آیا ادھر سے لشکر ایرج معرکہ آراستہ ہوا اسد
شیر دل مع فوج جرار جلدی کرکے پر آ بیٹھا میدان آراستہ ہونے لگا صفیں جمنے لگیں یکایک دامن صحرا سے ایک گرد
اٹھی اور بعد چاک ہونے دامن گرد کے ضرغام شیر دل نمودار ہوا اور حضرت اسد دلاور میں آکر خود ادھر سے اخبار
سنایا کہ شاہزادہ نور الدہر نے قلعہ آفتاب نما کو فتح کیا اپنے سرداروں کو چھڑا لایا اب ادھر کا ارادہ ہے یقین ہے کہ دو چار
روز میں آجائیگا اسد نے نقارہ شادمانی بجوایا ادھر میدان رستخیز میں نقیب بلند آواز ندا کر کے چلے گئے ایرج
نے مرکب سے اتر کر مالک بن ملوت شاہ کو سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک نے کہا جاؤ تجھ کو سپرد خدائے اعظم کیا
ایرج مرکب پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا مبارز طلب کی ادھر عنقویل کے لشکر میں علم جلوہ گری پہ آئے آواز
گرز دم کا ذوالفقیری شغری دوسروں کی بلند ہوئی عنقویل گینڈا اپنا اڑا کر برابر ایرج کے پہنچا ایرج نے حملہ کا ارادہ
ہوا کئی قدم گینڈا عنقویل کا پیچھے ہٹ گیا چار قدم ایرج کا مرکب پسپا ہوا پھر مرکبوں کو رانوں میں مسکر برابر دونوں
مقابل ہونے بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہونے لگی ایرج نے نیزہ عنقویل کا ہوا اڑا دیا عنقویل نے خشمناک ہو کر سیل
آہنی ایرج پر مارا ایرج نے تلوار سے سیل آہنی کو قلم کیا اور بدو حملہ تیغ کا چلایا تھا عنقویل کو جو تلوار نے پھرتی
بچاتا عنقویل نے سر و گردن کو بچایا تلوار گینڈے پر پڑی سر گینڈے کا کٹ گیا عنقویل بھی ساتھ ہی گینڈے کے گرا

وخیزران زمین پر آیا پاؤں عنقوئیل کا نیچے گینڈے کے دب گیا ضرب شدید آئی کہ عنقوئیل پاؤں اپنا گینڈے کے
نیچے سے نکالتا تھا اور دم کے نیچے سے ایرج کے لپٹ گیا اور مرکب کا گردن میں سے کھینچ لیا ایرج بھی مرکب سے کود پڑا اور
کہا اے عنقوئیل غضب کی قوت ہے تیرے مرکب کی ابھی لا اشتہا کا پیر انگیز ابھی تو باقی ہے غرضکہ ایرج نے سپر تلوار وغیرہ باندھ کر
سنبھالی اور کشتی ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے عنقوئیل کے پاؤں میں درد شدید ہوا اور خون بہنے لگا رنگ زرد ہو گیا
عقل بدحواس ہونے لگی تب ایرج نے کہا اے عنقوئیل خیر باشد کیا حال ہے کچھ بیان کر اسنے کہا پاؤں میرا گینڈے کے نیچے دب کر
الگ ہو گیا ہے پہلے مجھے کچھ نہ معلوم ہوا لڑا کیا اب اس وقت لڑنے ہونے کی تمیز نہیں ہے ایرج بولا خیر کیا مضائقہ ہے اب جاؤ جس وقت
پاؤں تیرا اچھا ہو جائیگا لڑ لینا ایرج نے ہمراہیان عنقوئیل کو پکارا کہ یہ زخمی ہے لے جاؤ لوگ عنقوئیل کو اٹھا کر لے گئے ایرج
بھی اپنے لشکر میں آیا مگر جب عنقوئیل کو ہوش آیا کہا مجھکو بیاذ برطماس کے پاس لے چلو وہیں میرا علاج ہو جائیگا اسوقت
لوگ عنقوئیل کو لیکر بیاذ پر آئے علاج پاؤں کا ہونے لگا یہاں صبح کو ایرج کو خبر ہوئی کہ عنقوئیل بھی بیاذ پر گیا ہے
ایرج نے کہا خوب ہوا میں سب کو قتل کر دونگا اب میرے ہاتھ سے بچکر لوگ کہاں جائینگے ایرج نے حکم طبل جنگ
بجانے کا دیا لوگوں نے منع کیا کہ اب آپ عبث طبل جنگ بجواتے ہیں آزردہ ہو چکا ہے وہ خود پریشان ہو کر بیاذ پر گیا ہے
ایرج یہ سنکے چپ ہو رہا اور یہاں درحقیقت غلہ ہو چکا ہے نوبت اسپ و گاؤ کے کھانے کی پہنچی ہے آخر مجبور ہو کر اسد
رات کو خیمہ لندھور میں گیا لندھور نے اسکی تعظیم کی اور پوچھا کہ صاحبزادے اسوقت آپ کے آنے کا کیا سبب
ہوا اسد نے کہا اے دادا اے ہندوستان لندھور بن سعدان میں سوالی آیا ہوں کہ مجھکو اور میرے ہمراہیوں
پر تین فاقہ ہیں یا تو مجھے آپ آزوقہ دیجیے یا مجھے مار ڈالیے لندھور نے کہا تمہیں کیوں خراب کرتے ہو میں ایرج کو کیا منہ
دکھاؤنگا اسد بولا یہ خراب ماضی ہے میرا سر کاٹ لیجیے اسوقت بغیر غلہ لیے ہوئے نہ جاؤنگا لندھور مجبور و ناچار ہوا
اور بہت سا غلہ اسد کے ساتھ کر دیا اسد وہاں سے غلہ لیکر آیا اور سبکو تقسیم کر دیا مگر لندھور اپنے دل میں سوچا کہ ایرج
کو اگر خبر غلہ رسانی کی پہنچیگی تو وہ نہایت بیمزہ ہوگا اسکی کچھ تدبیر کیا چاہیے یہ دل میں سوچکر صبح کو رومال سے ہاتھ باندھ کر
ایرج کے سامنے آیا اور کہا کہ مجھسے ایک خطا ہو گئی ہے امیدوار ہوں کہ معاف فرمائیے نہیں تو اختیار ہے سزا دیجیے
ایرج نے کہا کچھ بیان کرو کیا ہوا لندھور نے حال اسد کے آنے اور غلہ لیجانے کا بیان کیا یہ سنکر ایرج نے کہا اے
لندھور آج تو میں تمکو کچھ نہ کہونگا مگر آئندہ پھر ایسا نہ کرنا لندھور نے عذر کیا اور کہا کبھی ایسا نہ کرونگا ناگاہ عیار
مالک بن ملکوت شاہ کا آیا سلام کیا اور کہا حضور ملکہ شورانگیز بانو کا آنا ہے ایرج نے سنکر اس عیار کو خلعت
دیا اور اپنے کارگذاروں سے پوچھا کہ سب سامان ساچق وغیرہ کا تیار ہے یا نہیں لوگوں نے عرض کیا کہ حضور کے
اقبال سے سب سامان درست ہے بس داروغہ باورچی خانہ کو فوراً حکم دیا کہ مطبخ سرکاری گرم ہو طعام لذیذ تیار ہو
جائے اسیوقت جشن شروع ہو گئی اور خوانہائے نعمت الوان گھر گھر تقسیم ہونے لگے جا بجا نوبت خانے آراستہ ہوئے اور نقارہ
شادیانی بجنے لگے ہر خیمے ہر ڈیرے میں بزم رقص دلکشا آراستہ ہوئی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج جی چاہتا ہے
کہ شادی بڑی دھوم سے ہو ایرج نے جواب دیا میں جشن ملوکانہ کر دونگا غرضکہ فرمان جاری ہوئے کہ صاحبان طبل و علم
شاہ و وزیر فقیر و امیر ہمنام و پیر گروہ اہل وادی سندھ و ناہید عالم و فاضل سب اکٹھے شریک انجمن عشرت ہوں اور تمام سرداران
لشکر کو ارشاد کیا کہ باسامان تکلف سے آراستہ و پیراستہ ہو کر مع مخدرات عالیہ استقبال عروس کے واسطے جائیں اور
اقبال شاہ کو خلعت شاہانہ پہنا کر تخت جواہر نگار پر بٹھایا یہ حکم سنتے ہی اسیوقت تمام سرداران ذوی الاحتشام و دختر باران
عالی مقام لباس مرصع کار و خلعت زرتار پہنکر مرغ زرین بنکر استقبال عروس کو روانہ ہوئے بعد تھوڑی دیر کے قریب

محافظ کے ہمراہ خوب انتظام درست کر کے نہایت شان و شوکت سے طرف بارگاہ ایرج چلے ہیں مگر اب حال سنئیے اسد بن
کرب غازی کا کہ یہ اپنے رفیقوں سمیت سر سے پا تک گوہ کے بیٹھا ہوا ہے دل میں یہ خیال کر رہا ہے کہ تو تو اس غم و الم
میں مبتلا ہوا اور یہ بزارہا اس دھوم سے شادی کرے پھر اس شادی کو مبدل بہ غم کرنا چاہیے یہ سوچ کر اپنے رفیقوں سے
کہا کہ چلو تماشا دیکھیں سب ہمراہ ہوئے غرضکہ بجا رہی سے اتر سے بیر سے پر درہ کوہ کے آکر کھڑے ہوئے اب جلوس گذرنے
لگا وہ سردار اسد نامدار جو استقبال کو گئے تھے پھر پھر کر آنے لگے روشنی کا یہ انتظام ہے کہ شب تاریک مانند شب ماہ کے
روشن و منور ہے جھاڑ ہزارہا سے دعوے کر رہے ہیں دستیاں روشن ہیں فانوسیں فروزاں ہیں آتشبازی انواع
اقسام کی چھوٹ رہی ہے جہاں انار چھوٹا ایک گلدستہ دلفریب کی شکل نظر آئی جو مہتاب چھٹی شب ماہ کا تماشا دکھاتی بعد
اسکے آتشک کے تخت پر طرح طرح کی نقش و زمرد و گہر اج کے گلاب گوی اس کثرت سے نصب کیے ہوئے کہ جیسا پھول
دلہن کا صحرا میں بھرا ہوا کہ جسکی خوشبو سے تمام صحرا معطر ہو رہا ہے جب یہ چیزیں گذر چکیں تو جنگی پلٹنوں کی آمد شروع ہوئی
کہ تمام وردیاں زرق برق پہنے ہوئے گلنبالی کلاہوں کی چمکتی ہوئی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ گھوڑے
اڑاتے ہوئے نکلے چلے گئے بعد اسکے خواتین عالیجاہ کے گلصیاں کمال حشمت و اجلال سے آنے لگے پھر سواریاں
امراء ذی احتشام کی نہایت دھوم و شان سے آنے لگیں نائکا کے لباس زرنگار پہنے ہوئے مرکبوں پر سوار رنگین
حبشنیں اور دیگیاں مغول کے غول اسکے بعد خلفا اسی خواصیں کہاریں قسمیں سوار سرخ جھولے نہایت پرتکلف پڑے
ہوئے بعد اسکے چار سو کہاریاں لہنگے گلبدن و اطلس و زربفت کے حسب مراتب پہنے ہوئے ساتھ ساتھ فنسوں کے
پایے پکڑے دوڑی چلی آتی ہیں کامدانی کے دوپٹے جھلملا رہے ہیں چٹلیاں سروں کی عجب لطف دکھا رہی ہیں پاؤں
کے گھنگروؤں کی جھنکار بلند ہے اور محافہ ملکہ شور انگیز کا الماس کا ہے کہ جسپر آنکھ نہیں ٹھہرتی ہے طرفہ آب و تاب ہے کہ جسکا جلوہ
رشک مہتاب ہے بس یہ جاہ و حشم سواری کا جو اسد بن کرب غازی نے دیکھا دل سے کہا کہ یہ عروس بھی نہایت
حسین ہو گی ایک نعرہ کیا کہ ہم بھی مشتاق ہیں یہ کہکر نیزے سے پردہ الٹ دیا اب جو نظر اسد بن کرب غازی کی پڑی تو
تو ایک آفتاب برج شرف کو جلوہ افروز دیکھا اور اختر بخت کو اپنے تابندہ پایا تیر عشق جگر پر کھایا دل سے کہا جو کچھ ہو
اسے لیجیو لیکن ادھر ملکہ شور انگیز اسکے پردہ اٹھا دینے پر گھبرا گئی گھونگھٹ میں منہ چھپانے لگی لیکن وہ شرمائی ہوئی آنکھ
شاہزادہ اسد بن کرب غازی پر پڑی ایک خورشید فلک قدر کو دیکھا کہ خط سبز ابھی چہرے سے نکلا ہی ہے آنکھوں
میں لال لال ڈورے وحشت کے پڑے ہوئے ہیں بھورے بھورے بال تاج کے باہر نکلے ہوئے ہیں ذرہ کی آستین
لٹکی ہوئی آگ بجاں مثل مجنوں چاک تشادہ قد چشم زہرہ سے دیکھ رہا ہے ملکہ بصد شوق دل عاشق ہو گئی لیکن نئی دلہن ہے منہ سے
کیا کہے شوق دل کا معشوق سے اشارہ ہے کہ اگر ہمت مردانہ ہے تو مجھکو لے چل گھونگھٹ سے نگاہ باندھے دیکھ رہی ہے ادھر
اسد کو بھی ایک سکتہ کا عالم ہے کہ اس اثنا میں داروغہ نے غل مچایا کہ یہ کس ناخدا ترس نے پردہ الٹ دیا ہے لیجانا اسکو اسد
نے یہ خیال کیا کہ لشکر دور ہے پھر پڑیگا تو غضب ہو جائیگا جلدی ست دو چار محافظوں کو قتل کر اور محافہ ملکہ کا لیکر
راہی ہوا اتفاقات کار اتفاقات روزگار سالک بن ملوت نے بیران کشوری کو کہ سپہدار سردار ہے ملکہ کے ساتھ
کر دیا تھا یہ محافہ سے کسیقدر پیچھے آتا تھا یہ خبر سنتے ہی کہ اسد ملکہ کو لیگیا بس گینڈے کو دوڑا کر چلا قریب پہونچ کے
نعرہ کیا کہ او دیوانے چھوڑ کر محافہ ملکہ شور انگیز کا چلا جا کیوں تیری قضا آئی ہے کوئی ایسی حرکت کرتا ہے اسد نے
محافہ اپنے رفیقوں کے سپرد کیا اور خود پلٹ کر سامنا کیا اور کہا کہ شاید تیری قضا لائی ہے کہ مجھکو کون سے سلح ہی
اسی میں جبر ہو کر کہ پکا چلا جا یہ سنکر بیران نے گینڈے کو جولان کیا کہ گاو وزن ہے لیکن گینڈا جو جھاڑی میں الجھکر گرا ہے

بیران اوندھے منہ آ رہا اسد کو پایا سو تیغ لگا اُنھون نے اوپر سے گرز دو عمک دیا کہ بیران کا سر چور ہو گیا اور
لوگ کھنچے اسد نے دو چار کو قتل کیا باقی لاش بیران کی لیکر راہی ہوئے اسد باطمینان تمام پہاڑ پر آیا گرچہ یہ
خبر و یہ سار عیار نے ایرج اور اقبال شاہ کو دی کہ اسد ملکہ شور انگیز بانو کو لیگیا بیران نے تعاقب کیا
تھا وہ ہاتھ سے اس دیوانے کے مارا گیا اقبال شاہ نے یہ سنکر گریبان اپنا پھاڑ ڈالا اور پچھاڑین کھانے لگا ایرج نے تسلی
دی کہ مین اس دیوانے کو مار کر ملکہ کو چھین لاونگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی گرگرایا ادھر اسد نے بھی حکم دیا
کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی دو چند باجے بجے طبل جنگی خرما کوس رزمی پر چوب پڑی اور ساز نقارے کی گرجی
لیکن طماس نے کہا کہ ای اسد لاور تجھے اور زیادہ ایرج سے دشمنی ہوئی کہ ناموس اُسکے بادشاہ کا چھین
لانے ہو اسد نے کہا کہ ای طماس وہ دوست میرا اسدین تھا تشرین اسکا دشمن جان وہ میرے لہو کا پیاسا رہا اور
مین ملکہ کو عاشق ہو کر لے آیا ہون اور ملکہ مسلمان ہو چکی ہے اب تو مین ہرگز اُسے نہ دونگا غرض چار پہر رات تیاری
رہی صبح کو دونون لشکر عرصہ قتال مین آئے اسد قلہ کوہ پر بیٹھا لوگ گھاٹیون پر تیر و کمان استوار ہاتھ مین لیکر
بیٹھے ادھر ایرج مع اقبال شاہ اور سالک بن طوطک شاہ تمام لشکر جمعیت سامنے آذر کوہ کے آیا ایرج
نے گھوڑا بڑھایا اور کہا کہ ای اسد یہ کیا حرکت تھی کس مذہب مین بی بی زن شوہر دار پر لیکر بھاگنا درست ہو لا اور ملکہ کو میرے
حوالے کر اسد نے کہا ای ایرج وہ موجود ہے مجھے اس سے سروکار نہین تم لیجاؤ لیکن مجھ ایسا مروت زمانے مین
نہ ہوگا آخر یہ بھی ہر آ اپنے پاس یہ بات پر کہ ایرج نے کہا ای اسد کونسی حرکت یہ تجھے ہوئی اسد نے کہا تو نے اتنی
بھی طلا دی کی اور ناکون ردیہ ضرح کیے اور سب کو میرے نقل کی کشتیان کھانے کے خوان بھیجے مین گو کہ دشمن
تھا حالانکہ یہ رسم دشمنی قدیم ہو چکی تھی لیکن تو نے ایک خوان بھی میرے لیے نہ بھیجا اگر خلیفہ ہوتا یا کوئی شاہزادہ
شہزادہ ہوتا تو اس سے کا یہکو ایسی حرکت سرزد ہوئی ایرج بولا ای اسد مین مشغول ہوا حقیقت مین یہ
حرکت مجھسے ناشایستہ ہوئی مین ابھی جا کر کشتیان میوے کی اور خوان طعام تیرے واسطے بھیجتا ہون اور سد ہانسہ پھر کر
اپنے خیمے مین آیا اسوقت چار ہزار کشتیان میوے اور نقل اور نبات و قند کی اور بیس یہ ساری خوشامد و چاپلوسی اسلیے
تھی کہ اسد [illegible] کو دیوے گرچہ [illegible] وہ کشتیان لیکر اسد کے پاس آئے اسد نے کشتیان اور خوان
سب لیکر رکھ لیے اور [illegible] کہ [illegible] جھٹ ہو اور زخمی ہوتے ہے طاقت گھٹ گئی ہو تو یہ میوہ خوب
کھاؤ اور اپنے بیٹے طماس کو بھی دو اور چوبدارون کو بلا کے تمام کان ناک کاٹ کر انکی ہاتھ پر رکھ دیے کہ ابس
دعائین دیتے چلے جاؤ کہ ہم نے جان بخشی کردی کہ فقط کان و ناک پہ خیر گذری وہ سب بحال خراب ایرج کے
پاس آئے ایرج یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا کہ اس دیوانے نے مجھکو فریب دیا خیر جا [illegible] کہاں میرے
ہاتھ سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل آذر کوہ پر چڑھ کر اس دیوانے کو مع لشکر قتل کرونگا غرض طبل جنگ بجا یہ خبر
اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے غرض دونون طرف تیاری جنگ کی ہوئی
صبح کو اسد قلہ کوہ پر بیٹھا جوانان جنگ [illegible] گھاٹیون پر مستعد بیٹھا رہے ادھر سے آمد آفتاب پر صفون کی
شروع ہوئی آگے آگے ایرج نوجوان پیچھے پیچھے تخت اقبال شاہ لیکن بحال تباہ تاج اسکے سر پر نہین تھا ایرج
نے سامنے [illegible] کیا اور دیا اے اسد [illegible] کیا مین نے پانی بہا کہا مین نے تجھکو کشتیان بھیجین اور تو نے یہ
سلوک کیا کہ میرے آدمیون کے کان کٹوا دے [illegible] کی مین ہرگز جیسے مین نے اپنا وعدہ پورا کیا تو بھی اپنا وعدہ
پورا کر کہ ملکہ شور انگیز بانو کو بھیجدے ورنہ [illegible] کرونگا اسد ہنسا اور کہا کہ مصرع دولت ہے کینے کی

شرافت نہیں ہوتی معلوم تو بادشاہ ہو بلکہ بعزیزیہ اور زنکات یہ تیر زنگ کہ تھا ینچے تو نے جو مرت میوہ اور نقل کی کشتیاں بھیجیں
درباروں کی کشتیاں بھیجیں نہ طعام کے خوان بھیجے تو نے تسبیح اور سامان لیکن دربار کو جوڑے تقسیم کیے تھے جو رنگ بیکے
ایرج نے کہا کہ تفضل ہی دو بھی کہہ دیا ہوتا اسد نے کہا واہ ما فلاں رنا شار کافی سے جیسے ایک چیز کو کی تمنے سب
ایک مرتبہ بھیجدیا ہوتا ایرج نے کہا اور دیوانے تو بڑا فریبی ہے میں تجھے خوب جانتا ہوں مصرع این را بہ گے گوکر خرا نشانہ
اب میں تیرے فریب میں نہ آؤنگا اسد پکارا پھر تو میرا کیا کریگا تو نے شکوہ کیا تو میں نے اسکا جواب دیا نہیں بھلا میں جو تمام
سرداری کیسی کیا ہاتوں اقبال شاہ نے کہا اے ایرج اب جو اسد کہتا ہے ایسا ہی کرد شاید ملک شور انگیز ہاتھ لگے ایرج
نے کہا اے اقبال شاہ وہ بڑا مکار ہے میں اسکی خو بو سے واقف ہوں ہرگز ملک کو نہ دیگا بغیر تکرار کے نے یہ بھی
کرتا ہوں اور پھر پکار کر اسد سے کہا کہ فرد مجھکو بھیجدو کہ کتنے جوڑے اور کتنے تھے میں اسد نے کہا بہتر لیکن بھیجتے وقت ہم
اسد نے کہا کہ اے ایرج تم نے پنڈی کا حصہ نہیں بھیجا تھا وہ طلب کیا ہم شربت بادامی بھیجیں گے ایرج نے کہا بہتر اور
بہتر بہت بہتر آپ ضرور بھیجے ایرج ادھر مہت کر بارگاہ میں آیا اور حکم دیا کہ ہاروں کو بہت عمدہ پینڈیاں پانچ
پانچ سیر کی تیار ہوں اور جو رتے بے جانے لگے طعام لذیذ کی پخت شروع ہو گئی لیکن پینڈیوں کی کم اگر اقبال شاہ
مسخرہ بھی نہ سمجھا کہ انجام کیا ہوگا ادھر اسد بن کرب غازی نامور خیمے میں تشریف لائے اور تمام سرداران لشکر
و عیاروں کے نام لکھکر دیتے کی لیکن یہ خیال میں گذرا کہ شاید میرا ایلچی ذلیل کیا جائے تو بڑی بیکی ہوگی ساری بات جاتی رہیگی
وہ پرچہ فرد کا جو میں باندھکر قلعہ سے نیچے اترکر درختوں کی آڑ میں جاتے جاتے قریب لشکر ایرج پہونچکر مار اکر تیر بارگاہ
ایرج میں گرا ایرج نے اس تیر پرسے پرچہ نکالکر دیکھا اسکو اشکال کیا معلوم ہوا کہ فرد اسد نے بھیجی ہے دل میں کہا کہ یہ دیوانہ
بڑا ہوشیار ہو غرض کشتیاں آراستہ کرکے ایرج نے روانہ کیں وہاں اسد انتظار میں بیٹھا ہوا ہی کہ یہ یا تھے جو بدل
ہو چکے اسد نے طماس سے کہا کبھی آؤ اور تمام سرداروں کو بلا کر جوڑے پہنو یہ میری شادی کے جوڑے
ہیں ایرج نے مجکو بھی بھیجدی ہیں اور ابھی بھیجے دیا ہو تو بھی پینڈیاں بھی مزے کر طماس اور مقبول کی یہ حالت
ہو کہ اسد کی حرکتوں پر مارے ہنسی کے بات نہیں کیجاتی ہے لیکن دل میں کہتے ہیں کہ یہ حضرت بے عقل کرامتیں ہو نگے
غرض سب نے خوب جوڑے پہنے اور اسد کے لیے اقبال شاہ کے ایلچی خوشامد کے تاج بھیجا آپ اسے سر پر رکھے
ہوئے بیٹھے ہیں آج چوبداروں کی یہ گت بنائی ہو کہ آدھا منہ کالا آدھا منہ لال کرکے ہولی کا سوانگ بناکر نکلوا دیا وہ روتے
پیٹتے سامنے ایرج کے لگے ایرج نے کہا اے اقبال شاہ دیکھا تمنے اقبال شاہ نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا کہ اب
وہ مجکو اور لیجائیگا کہ میں نے اپنا تاج بھیجدیا ہو ایرج نے کہا بہت اچھا کیا مگر خیر کہاں جائیگا جب تک قضا نہیں ہو اسوقت
تک بجا ہو اسی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کوس حربی کہ جا یہ خبر اسد کو ہوئی فرمایا کچھ اندیشہ نہیں ہمارے یہاں بھی بجے طبل جنگی
غرض مختصر رات گذری صبح کو دونوں طرف سے سامنا ہوا لیکن اسد ابھی اچھا نہیں ہوا ہے رفقا سے کہا کہ آج تم اس
ساخت کرو کل میں مقابلہ لونگا انھوں نے عرض کیا کہ بہر جانبی زری کو موجود ہیں ایرج نے طلایہ کیا کہ اور دیوانے اب کیا حجت
باقی ہے اسد نے جواب دیا کہ ایک حجت باقی ہے یہ بھی وہ کیا کہ تمنے گو تا جوڑا دیا مجھے کی پینڈیاں کیوں نہیں بھیجی دی
لیکن بکتا نہیں بھیجا تھا بس یہ سننا تھا کہ آگ لگ گئی کچھ جواب دیتے نہیں بڑا جو اسد کے سرداروں کو اپنے
بھیجے ہوئے سرخ جوڑے پہنے دیکھتا تھا کہ جاتے تھے طرماسپ یہ رنگ دیکھکر اجازت لیکر بگلا بہادر کی طرف چلا
ادھر سے ابراہیم بن مالک مرکب کو پھیر کر آگے جو طرماسپ نے نیزہ مارا ابراہیم نے چند طعنوں میں نیزہ
طرماسپ کا ہوا کیا اسنے جھٹ ساطور مارا ساتھ ہی گینڈے سے سکندری کھائی اپنے زور میں ساطور رکی جھونک

لیکن منہ کے بل گرا ابراہیم نے زور سے حلقہ تلوار ماری کہ تا دو ابرو واشرا آئی ایرج نے کہا طہماسپ کی تقدیر گردش
میں ہے اور کسی سے کچھ نہ ہو سکیگا خود تیغہ پکڑ کر نکالتا ہوا چلا کہا ابراہیم خبردار اب ہاتھ طہماسپ پر نہ اٹھانا میں پہنچا
کہ لشکر قریب پہونچا ابراہیم نے تلوار ماری اسنے رد کرکے جو تیغہ مارا ابراہیم نے ہر چند سپر کی آڑ کی لیکن یہ وار ایسا
تھا کہ سپر کو کاٹکر خود کو دو کرکے تا دو ابرو اترآیا ابراہیم نے دستانہ مارا کہ تیغہ سر سے دور ہوا ابراہیم زخمی ہوکر پھرا
علقمہ نے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اعظم خان بن بہرام نے سامنا کیا یہ بھی زخمی ہوا غرضکہ شام تک سب رفیق اسد کے
زخمی ہوئے ایرج پکارا او دیوانے آج تو تو بن پچکے کل کہاں جائیگا بہتر یہ ہے کہ اب بھی دین سے ملکہ کا اسد پکا سا
او آفتاب پرست ملکہ سے تو دستبردار ہو اسلیئے کہ اسپر میں خود عاشق ہوں تو اگر اس آذر کوہ سے سر ٹکرا کر مرجائیگا
تو بھی ملکہ کو نہ پائیگا ایرج نے کہا خیر کل معلوم ہوجایگا لشکر کیطرف میں پھر آیا یہ تماشا کہ رزم آہ ری رفت بزم پہلی صحبت عیش
گرم ہوئی دور جام چلنے لگا جب نشہ تیز ہوا حکم طبل جنگ کا ہوا دونوں طرف نقاروں نے سر اٹھایا کہ روز کی کمان کی
آفت ہے اسد وہی جوڑا پہنے ہوئے ملکہ سے رخصت آیا ہوا اور کہا کہ آج تم مجھپر حلال ہو میں ملکہ کسی ہستی ہے کبھی روانی ہے کبھی
گھٹتی ہے کہ ای شہریار جب قدم کش میرا آیا کہ تمام رفیق آپ کے زخمی ہوئے اور میرے باعث سے ناکھون جانین مفت جاتی
ہیں بہتر ہے کہ مجھے ایرج کے حوالے کر دیجیے وہ جبتک مجھے اپنے محل میں لیکے پہونچیگا میں کام اپنا تمام کرونگی اسد
نے کہا ملکہ کچھ نہیں خیر ہے جبتک ہم زندہ ہیں کوئی تمہیں نہیں لیجا سکتا جب ہم نہ ہونگے اسوقت جیسا ہوگا سمجھ لینا ملکہ
نے کہا ای شہریار اسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ آپ کے دشمنوں کا شر دیکھوں میں اپنی جان دونگی غرض رات
انھیں باتوں میں گذری صبح کو اسد نامدار چڑھکر کوہ پیکر اسلحہ اور مکمل ہوکر کھڑا ہوا ادھر سے آفتاب پرستان
کی شروع ہوئی ایرج دریا سے آہن میں غوطہ مارے ہوئے چلا آتا ہے مالک بن طلوت واقبال شاہ بن نوشت
تختہ پر سوار غرضکہ جسوقت سامنے بہادر کے آئے ایرج گھوڑا بڑھا کر چلا ادھر سے تبر چلنے لگے ایرج تا وک
ظلم کرتا ہوا کمان ان پر کرتا ہوا چلا جاتا ہے بالائے کوہ ایک غضنفر کہ ایرج آن پہونچا ہر ایکسے نہیں ہانگر ہا ہے کوئی
نہیں کہ کمان ان پہاڑ کی طرح گرنے کو باقی ہو گئی کہ بر دہا بیابان سے گرد اڑی جمیر اسے زنگی داماد ودما زنگی بیٹا
لکس بن لکنات زنگی کا چالیس ہزار زنگیان آدمخوار سے آیا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست کہاں جاتا ہے زخمیوں پر
پھر رہا ہے اور مجھسے سامنا کر میں ملک الموت تیرا آ پہونچا ایرج نے پکار کر کہ ای جمیر اسے زنگی تو بھی تھکا ہوا ہے
آج دم لے کل مجھسے سامنا کر لینا میں آج اس دیوانے کا کام تمام کرلوں جمیر اسے زنگی پکارا کہ میں نہیں جانتا جلد
پھر کر مجھسے مقابلہ کر ورنہ لشکر کو تیرے پامال کرتا ہوں ایرج ناچار مجبور ہو کر مقابل ہوا جمیر نے کہا ای ایرج میرا
باپ تیرے ہاتھ سے مارا گیا میں اسکا بدلہ لینے آیا ہوں ایرج بولا جو مجھسے ہو سکے تقصیر نہ کر جمیر اسے زنگی نے
نیزہ مارا ایرج نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا جمیر اسے تلوار ماری ایرج نے تیغ دیکر تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈال
چاہا کہ تلوار ہاتھ سے اسکے چھین لے وہ لپٹ پڑا ایرج بھی اس سے دست و گریبان ہوا زور ہونے لگے آخر کو وہ
سے کود پڑے کشتی جاری کی سے ہو گئی یہانتک کہ ایکدن گذر گیا مشعلیں روشن ہوئیں شب بھر کشتی رہی دوسرے
دن قریب شام دم جمیر اسے زنگی کا ٹوٹا اور ہاتھ ایک زور ایسا کیا کہ ایرج کو میں قدم دوڑا لیگیا لیکن اب اسمیں
حال نہیں باقی رہا ایرج نے جو زور کیا تو ساٹھ قدم دوڑ گیا پکار کر اٹھالیا بارگاہ میں اسی طرح لیے ہوئے چلا آیا
اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے میں بھجوا دیا صبح کو ایرج نے جمیر کو طلب کیا جب لوگ اسے لیکر حاضر ہوئے
کہا کہ ای جمیر اسے زنگی دین آفتاب پرستی اختیار کر دیکھ جیسا لقا کا بھی میرا شریک ہے لقا میرے ساتھ رہا جب میں

سرگشتہ ہوا تو وہ مایوس ہو کر ظلمات کو چلا گیا لاہوت شاہ سے کہا کہ حمیرا دین آفتاب پرستی برحق ہے نیر اعظم کو سجدہ
کرو رفاقت میں ایرج صاحبقران کی رہا سیوقت حمیرا آفتاب پرست ہوا اور اپنے لشکر کو بھی آفتاب پرست کیا ایرج نے تمام
ہوش حمیرا کو خلعت دیا بغیر اسد کو ہوئی اسد نہایت آزردہ ہوا کہا کہ فریبی ہے جلد ہی ایرج نے حکم دیا کہ بس جنگ ہے اب
کل صبح کو اس دیوانے کو جاکر قتل کر دونگا اقبال شاہ نے کہا کہ ہے زندہ آفتاب پرستان مجھکو معلوم ہوا کہ معشوق میرا اب مجھے
نہ ملیگا یا میری تقدیر میں وصال اسکا نہیں ہے کہ آفت پہ آفت آئی ہے ایرج نے کہا کہ اقبال شاہ میں ہر روز کوشش
کرتا ہوں پھر نہ ہاتھ لگے تو میں کیا کروں مگر کل نیر اعظم نے چاہا تو ضرور تمہاری معشوقہ کو کہیں لاؤنگا غرض رات بھر تیاری
رہی صبح کو ایرج سامنے مقابلے کے آیا اور پکارا کہ او دیوانے آج میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اسد نے کہا جاؤنگا کہاں جرح
تا جسکی جو رو پاس جاؤنگا بس یہ سننا تھا کہ ایرج آگ ہوگیا چاہا کہ گھوڑا اٹھا کر اسد کیطرف جانے کہ بائیں سمت سے تیغ گرد
بلند ہوا اور وہ گرد کم ہوئی مانند بگولے کے چلی آتی ہے کہ اس گرد سے ایک نقابدار سبز پوش یکہ و تنہا پیدا ہوا اور
للکارا کہ او آفتاب پرست کمبخت شامت آئی ہے کیا بہادری ہے کہ زخمیوں کو ستانے جاتا ہے کیا مجال تیری کہ جو ایک بال
بیکا کرسکے جسکو اپنی شجاعت پر گھمنڈ ہو آئے میرے مقابلے کو بس یہ سنکر حمیرا سے نہ رہا گیا ایرج سے رخصت لیکر مقابل ہوا
تھوڑی دیر گفتگو نیزہ بازی ہوئی نقابدار نے نیزہ اسکا ہوا میں کیا حمیرا زنگی نے تلوار ماری نقابدار نے دوسرا بچا کر
ہاتھ ڈالدیا حمیرا زنگی لپٹ پڑا اور دونوں گھوڑوں سے کود کے کشتی ہونے لگی پہر دن رہے باندھکر حمیرا کو نقابدار
لیگیا دوسرے دن پھر میدان ہوا تیاری ہوئی دیلم شاہ زنگی کو گرفتار کرکے لیگیا چند روز میں بہزاد مرتد سام بن
نوجان دریا باری مرجان دریا باری لاہوت شاہ وغیرہ کو سرداران لاہوت شاہ گرفتار کرکے لیگیا آخرکار طلسم
بھی ایرج سے رخصت ہوکر نقابدار کے مقابلے کو گیا اسکو بھی تین پہر کی کشتی میں پچھاڑ کر لیگیا ایرج کا ہر روز ارادہ ہوتا
تھا لیکن اقبال شاہ مانع ہوتا تھا اب جو کوئی نہ رہا ناچار ایرج خود مقابلے کو آیا پکارا کہ او نقابدار تو نے
غلبہ پایا دبا نقابدار پکارا او آفتاب پرست تو نے دو وہ بھی تین ہیں کہ کسی سے دیکھے نہیں اسکا انتقام تجھسے لونگا ایرج
نے کہا کیسی یہ تین جسنے میری بیعت کی ہیں اسکے تئیں متعرض ہوا اسکو پناہ دی نقابدار نے کہا کہ طلسم کا جادو تیرے
استاد کی زوجہ وہ بیعت بھی کرتی تھی خراج بھی دیتی تھی پھر تو نے اسکے ساتھ کیا سلوک کیا نہ اسد ہوتا نہ اسکی آبرو
بچتی ایرج نے کہا کہ اسنے میرے رفیق کو مارا الامختصر کیا نقابدار نے کہا اب جلد حال معلوم ہو جائیگا یہ کہکر نقابدار
نے نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا چنگاریاں اڑیں نیزہ بازی ہونے لگی سنان پر سنان جھان جھان
بج رہی تھی کوئی شاہد نقابدار نہیں باندھتا ہے دوسرا ایرج تو وار اسکا نہیں کرتا کوئی نشان ایسا ہے کہ ایرج نہیں کرتا مگر
نقابدار اسکے رد نہیں کرتا خوب نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا نہ ہوا سنان نیزہ ہائیں بیکار ہو گئیں چھڑے چھڑ بچنے
لگی پہنچے اڑ گئے ہاتھ سے دونوں نے پھینک دیا تلواریں کھینچ لیں خوب شمشیر زنی ہوئی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیاں کوند
گئیں آخرکار تلواریں بھی آری ہو گئیں آخر یہ بھی ٹوٹ کر ہاتھ سے پھینک دیا اب دست و گریبان ہوئے گھوڑے
لنگڑوں کی تاب نہ لاسکے بیٹھ گئے دونوں پشت زین سے بردے زمین آئے کشتی ہونے لگی تین پہر دن کامل کشتی
رہی گھڑی بھر دن باقی تھا کہ نقابدار نے ایرج کا لنگر توڑا اور باندھکر لیگیا اسد بھی کوہ پر سے دیکھ رہا تھا
اپنے رفیقوں سے کہا کہ یہ نقابدار معتبر جادوگر ہے اسواسطے کہ ایرج ایسے شخص کو کہ جسکا اندھیرا صور نہیں بنا سکا
اسکو تین پہر میں باندھکر لیگیا یہ کار سحر ہے بعضوں نے عرض کیا کہ بجا ہے اسمیں کوئی شک نہیں ہے اور ادھر مالک
یعنی ملکوت شاہ اور اقبال شاہ ایرج کے گرفتار ہو جانے سے نہایت پریشان تھے کہ کہیں یہ دیوانہ آکر نہ آتا

پہونچانے ہی ہوا کہ پیر رات رہے اسد نے لشکر ایرج پر شبخون مارا تھے جلادیے لوٹتا مارتا بارگاہ میں آیا اقبال
شاہ اور مالک بن طلوت شاہ کو ڈھونڈھنے لگا یہ ہوا مزادے مسند پر دراز تھا ایسے موقع پر بارگاہ میں کب
رہتے ہیں مالک بن طلوت شاہ تو پائخانے میں چھپ رہا اور اقبال شاہ ایک تنگی آڑ میں کھڑا ہو رہا اسد کے جو کچھ
ہاتھ لگا نقد و جنس کپڑا لتہ وغیرہ سب لوٹ کر پہاڑ پر لیگیا صبح کو مالک بن طلوت شاہ اور اقبال شاہ نے سنا کہ اسد سب
لوٹ لیگیا کھانے تک کو نہیں باقی رہا اور یہی بات پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہیں کہا کہ خوب ہوا ہم ایں تو ہیں بعد اسکے شاپور قزل
سے کہا کہ چلکر ایرج کی تلاش کرو کہ آخر انجام کہاں لیگیا شاپور تلاش میں ایرج کی روانہ ہوا اب حال گذارش کیا جاتا
ہے نقابدار سبز پوش کا کہ یہ ایک ساحرہ ہے ساحران عنطلی آباد سے شہناز جادو اسکا نام ہے مطیع الاسلام ہے اسنے
جو سنا کہ اسد پہاڑ پر گھرا ہوا ہے نقابدار بنکر آئی اور مع ایرج سب کو گرفتار کرکے لیگئی مگر لاہوت شاہ کو جیسے دیکھا
ہوا اسپر عاشق ہوگئی ہے جب ایرج کو پکڑ لائی تو باغ کو آراستہ و پیراستہ کرکے مسند بچھائی سبکو سامنے بلایا کہ میں اسد کی
طرفدار ہوں اس سبب سے تم سبکو پکڑ لائی ہوں ہر ایک نے دیکھا کہ ایک باغ بہشت آئین ہے اور بارہ دری کلاں آراستہ و پیراستہ
ہے اور ایک نازنین نہایت حسین مسند پر بیٹھی ہوئی ہے ایرج نے کہا اے نازنین ہم سمجھے کہ تم ہمدرد ہو پکڑ لائی ہو لیکن مطلب تمہارا
کیا ہے وہ بولی میں تم سب کو قتل کرا ڈالتی مگر یہ تمنے اسوجہ سے کہ میں تم میں سے ایک شخص پر عاشق ہوں اگر تمنے کہنا میرا
مانا اور مطلب میرا پورا کیا تو میں تمہارا ساتھ دونگی نہیں تو اسد کی طرفدار رہونگی ایرج نے پوچھا کہ کسپر مائل ہوتی ہے ہر ایک
شخص کو یہی گمان ہے کہ ایرج پر عاشق ہوگی اسلیے کہ یہ صاحب صولت و شوکت جوان خوشرو ہے لیکن ایرج اسکے
وصل سے دل میں کراہت کرتا ہے مگر لاہوت شاہ کی رال ٹپکی پڑتی ہے اسیطرف دیکھ رہا ہے ایرج نے پوچھا آپ زبان
تو آخر کسپر مائل ہیں اسنے لاہوت شاہ کیطرف اشارہ کیا کہ میں اس جوان کی خواہان ہوں لاہوت شاہ پکار کر دلکو
دل سے راہ ہوتی ہے میں دیکھتے ہی تمپر عاشق ہوا ہوں بلکہ جان جاتی ہے شہناز جادو نے سب کو کمند سے رہا کیا
لاہوت شاہ شہناز سے دوڑ کر لپٹ گیا وہ کہنے لگی یہ کیا کرتے ہو اتنے لوگ بیٹھے ہیں تمہیں ذرا حجت نہیں جتنے سردار
تھے مع ایرج اٹھکر چلے گئے بس پھر تو خوب بوس و کنار ہونے لگا بعد اسکے شہناز نے جام شراب کا لاہوت کو دیا
لاہوت نے پیا اور دوسرا جام بھر کر شہناز کو پلایا غرض دور چلنے دونوں مست باہم صحبت آرا ہوئے بعد تھوڑی
دیر کے دونوں نے اپنا کام کرکے فارغ ہوئے لاہوت شاہ نے شہناز سے کہا کہ اے شہناز اس دیوانے اسد نے ایرج
کو کیا کیا صدمے پہونچائے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں تمہارا قدم درمیان میں نہوتا تو اب تک کبکا قتل کر ڈالا ہوتا شہناز
نے کہا کہ اب میں اسکی طرفداری نکرونگی تم شوق سے جو چاہو وہ کرو بلکہ میں تمہارے ساتھ ہوں مختصر لاہوت شاہ
اور شہناز دونوں رات بھر مزے لوٹا کیے صبح کو ایرج اور تمام سردار باغ سے نکلکر سوار ہو ہوکر چلے تھے کہ شاپور
ملا اور اسد کے شبخون مارنے کی کیفیت بیان کی ایرج نے پوچھا کہ اے اقبال شاہ زندہ بچا شاپور نے عرض
کیا کہ زندگی تھی جو بچ گیا ایرج نے شہناز سے کہا کہ سنا تمنے وہ نقابدار یہی ہوتی ساتھ تھی اسنے کہا خیر اب جو کچھ ہونا تھا
وہ ہوا چلیے تو سہی کوئی تدبیر ہو جائیگی غرض وہانسے لشکر کو روانہ ہوئے اسد پہاڑ پر بیٹھا دیکھ رہا تھا کہ ایک گرد و غبار
بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایرج سرداروں سمیت اور مع اس نقابدار کے چلا آتا ہے اسد نے ضرغام
شیر دل سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ کیا ہوا آیا تو یہ نقابدار ہماری طرف تھا یا ایرج کیطرف ہوگئی ضرغام روانہ ہوا لشکر
ایرج میں ایک اجنبی کی شکل بنکر گیا حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ساحران عنطلی آباد سے ہے اور عورت ہے پہلے اسد
کی طرفدار ہوکر آئی تھی اب لاہوت شاہ پر عاشق ہوکر آفتاب پرستوں کیطرف ہوگئی ضرغام نے آکر تمام حال بیان کیا

گیا ہوا ہے وہ یہاں کہاں ہے ہمارے دم کی روشنی ہے ایرج ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتا تو نے کیوں ملکہ شور انگیز اقبال شاہ
کی معشوقہ کو چھین لیا جب تک سزائے معقول نہ دلواؤں گا میں تھوڑی بات نہ دونگا اگر اب بھی ملکہ کو بھیجدو تو میں شہناز کو منع کردوں
اسد نے کہا او حرامخور اسی پر بھولا ہے تو بڑا مرد معلوم ہوتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر لیکن ملکہ شور انگیز کی
دکھائی پرچھائیں بھی نہیں دیکھ سکتا اب تو ہم مزے کرتے ہیں اقبال شاہ سے کھو کر رو نے لاہوت نے کہا کہ پھر
شکوہ کیوں کرتے ہو یہ لشکر سامنے سے ہٹ گیا اسد نے کہا کہ خیر آج اس جادوگنی کو مارا ہو گا تو اپنا نام اسد غازی
نہ رکھا ہو گا القصہ تا شام تو بارش رہی رات ہوتے ہی برف باری شروع ہوئی اسد نے ضرغام کو ساتھ لیا اور لشکر
ایرج کیطرف روانہ ہوا آتے آتے داخل لشکر ہوا یہاں دیکھا تو نرا ابر چھا رہا ہے اسد نے کہا او ضرغام دیکھا تھے یہ اسی
شہناز نابکار کا سحر ہے کہ جا بجا پہاڑ پر برف برس رہی ہے اور یہاں کچھ بھی نہیں خیر کیا مضائقہ ہے غرض سپر کشان دروازہ
بارگاہ پر آیا دیکھا کہ دربار معمور ہے شمعوں کا نوری روشن ہیں اقبال شاہ شہناز جادو سے برابر کہہ رہا ہے کہ کیسی
اس نے کہا آج رات بھر میں پہاڑ والے مردہ ہو جائینگے طاقتیں سلب ہو جائینگی صبح کو قتل کر دینا اپنی معشوقہ کو لے آنا اقبال
شاہ بولا کہ وہ جب میرے ہاتھ آئے تو میں جانوں اسد یہ باتیں سنتا کیا جب دربار برخاست ہوا اور لوگ نذرانہ کر
اپنے اپنے خیموں کو جانے لگے اسد لاہوت شاہ کے خیمے کے برابر آکر کھڑا ہو رہا کہ اسی کے برابر خیمہ شہناز جادو
کا ہے وہاں دیکھا کہ لاہوت شاہ اور شہناز دونوں باہم گلے میں ہاتھ ڈالے چلے آتے ہیں یہاں تک کہ لاہوت شاہ اپنے
خیمے کو چلا شہناز اس سے جدا ہونے لگی تو لاہوت شاہ نے کہا کہ اے شہناز کیا آج بھی ہمارے پاس نہ رہو گی اس نے
کہا کہ ای رانگوا اور ہماری جدائی گوارا کرو کہ کام ان خدا پرستوں کا تمام ہو جائے کل سے پھر ہم تم باطمینان تمام یکجا رہینگے
لاہوت ناچار اپنے خیمے کیطرف پھرا شہناز اپنے خیمہ کو مڑی ایک سیاہ پوش کو کھڑے دیکھا پکاری کہ ارے تو کون ہے
اور خود لپک آئی اسد پکارا کہ تو تو ہے اسد کی طرفدار بنکر آئی تھی اب ایسا لاہوت کے پیچھے مبہوت ہوئی کہ ترک
اسلام کر کے مسلمانوں کے قتل پر آمادہ ہوا او مکارہ میں ہوں اسد بن کرب غازی تجھے مارنے آیا ہوں تاجا بچی کہ
کہاں اسم سحر پڑھے اسد نے ہونٹھ بھی نہ ہلنے دیئے منہ دبا لیا اور نکال کر تلوار ایرج تا نکوں سے تا شکم اسیر کیا اس ایک طلاطم
محشر انگیز اور ایک شور قیامت خیز برپا ہو ہیر منہ کے خاک اڑا کر جلانے لگے کہ شتی مرا نام من شہناز جادو بود ابھی لاہوت
شاہ کپڑے بھی نہ اتار چکا تھا کہ خبر ہوئی اسد شہناز جادو کو مار کر چلا گیا دیوانہ وار نکلا اسد اب وہاں کہاں تھا
وہ اسوقت چلا جا چکا تھا لاش شہناز کی پڑی دیکھی خاک اڑانے لگا گریبان چاک کر ڈالا اب یہ خبر سارے لشکر میں
مشتہر ہوئی اقبال شاہ بھی دوڑا ہوا آیا یہ بھی رونے لگا اسے بھی ایک بہت بڑی امید تھی ہوئی تھی وہ منقطع ہو گئی ادھر
ایرج پر غلغلہ اپنے لشکر میں سنکر اسیوقت داستکو سدھا ہوا یہاں آیا دیکھا کہ لاش شہناز کی پڑی ہے لاہوت شاہ
بامال تباہ کھڑا رو رہا ہے بہت تسلی اور تشفی دی غرض لاش کو اسیوقت دار الکفر اٹھوا کر جلا یا بھونکا جہنم واصل کیا مگر ایرج
کو کمال صدمہ ہوا کہ مفت کی بدنامی ہوئی اور کچھ کام نہ نکلا غرضکہ سب فارغ ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے اپنی خوابگاہ
پر لیٹے تھے کہ برق کی آوازیں بلند ہوئیں اور نعرہ ہوا کہ نام اسد غازی اور سنا کہ ستاروں کو قتل کرنا شروع
کیا اور غل ہوا کہ دیوانہ شبخون کرا رہا ہے رات بھر خوب آپس میں کشت و خون ہوا کیا لوگوں نے ایرج سے فریاد کی کہ وہ دیوانہ
شبخون کرا رہا ہے آخر سب پرست مارے گئے ایرج نے کہا وہ تو گھرا ہوا ہے پہاڑ پر وہ کیا کرے گا مگر بھاگ آتا تو نہ سا کسی
تدبیر سے آپ ہی آ جاتا انتظار اور ان سب کو تکرار کہ شبخون وہ دیکھتا ہوں بہر کارروں نے عرض کی کہ ضرور وہ ایک نقاب دار
سبز پوش تھا جو شبخون کرا رہا تھا حکم دیا کہ تلاش تو کرو وہ نقابدار کہاں رہتا ہے کدھر سے آیا تھا کس طرف گیا ادھر پر غور

آیا بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم کیا کہ نقاب اسکے منھ پر سے ہٹاؤ جیار نے دوڑ
کر نقاب کھینچ لی ایرج نے دیکھا کہ ایک ستارہ رو ترک جنگ آزما بارہ چودہ برس کا ایک شخص شکیل اسد بن کرب غازی
کی صورت ہے ایرج نے نام پوچھا اسنے کہا کہ میں گمنام ننگ خاندان کیا نام اپنا بتاؤں کہ فلک نے تیرے ہاتھ سے ذلیل کر دیا
حق تعالیٰ نے مجکو نام دیا تو نام اپنا بتاتا لندھور نے کہا کہ خدا نے ایک پر ایک کو غالب کیا ہے فضلنا بعضکم علی بعض وسکا پیمانہ تمام
نہیں اسوقت اسنے کہا کہ نام میرا غضنفر بن اسد بن کرب غازی ہے میں نواسا ہوں یاقوت شاہ کا ایرج نے
کہا اگر تیرے نانے میرے بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے لیکن اگر تو میری بیعت کرلے تو تجھے چھوڑ دوں غضنفر بولا یہ کبھی نہ ہوگا
اگر میرا باپ بیعت تیری کرتا تو میں بھی دست بیعت ہوتا اور اگر چھوٹونگا تو تجھے قتل کرنے کو موجود ہونگا ایرج نے کہا اگر تو
زندہ میرے ہاتھ سے بچیگا تو جو چاہے سو کرنا اور حکم دیا کہ اسے زنجیر دو اسوقت لندھور پکارا اے ایرج مجھے تجھ سے امید ہے
اسیر تو تم رہو میں روز کے بعد مجھے قتل کرنے کا اختیار ہے ایرج نے کہا بہت اچھا اور بہزاد سے کہا کہ لیجاؤ اسے تم اپنے
پاس اسیر رکھو بہزاد اپنے سامنے لیکر روانہ ہوا ضرغام جو خبر لیواسنے آیا تھا جاکر تمام حقیقت اسد سے بیان کی کہ تمہارا
آیا فرزند ذی احتشام ہے غضنفر اسکا نام ہے اسد بولا کہ مجکو بیقراری دل سے پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ یہ مجھسے علاقہ رکھتا ہے
اب چھڑالانا اسکا لازم ہوا اے ضرغام چلو اسنے عرض کیا میں حاضر ہوں اسد نے اسیوقت لباس شب روی پہنا
سیاہ باندھی مکھے میں ڈالی سیاہ دوشالے کا چہرہ مشتمار کر تلوار بغل میں دابکر روانہ ہوا ادھر بہزاد نے غضنفر کو اپنے
خیمے میں لاکے بٹھایا نگہبان مقرر کئے اور اپنے دل میں سوچا کہ اے بہزاد اسد ضرور اسکے چھڑانے کو آئیگا وہ بھی اگر گرفتار
ہو تو لطف ہے یہ خیال کرکے چہار طرف کمندیں زمین میں بچھا کر خس پوش کرکے کمینگاہ میں بیٹھا لیکن اسد آتے آتے لشکر میں
ایرج کے داخل ہوا اور وہاں پہونچا کہ جس مقام پر خیمہ بہزاد مرتد کا تھا گرد خیمے کے پھرنے لگا سب طرف دیکھا کہ لوگ ہوشیار
بیٹھے ہیں ایک جگہ پر کھڑے رہکر بیہوشی اڑائی کہ پاسبانوں کو چھینکیں آگئیں اور وہ بیہوش ہوئے اسد اور ضرغام
نے خیمے میں پاؤں رکھا تھا کہ بہزاد نے حلقہ اسکے کمند کھینچے اسد اور ضرغام دونوں گرے لوگ کمینگاہ سے نکلکر دونوں
دونوں کو گرفتار کیا اسیوقت آہنگروں کو بلواکر اسد طوق و زنجیر کرکے جہاں غضنفر تھا وہیں ان دونوں کو بھی لاکر رکھا
غضنفر نے سلام کیا اسد نے اسے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے فرزند تمہارے چھڑانے کو آئے تھے
یہاں خود ہی پھنسے غضنفر نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ کیوں تشریف لائے مجھپر جو گذرتی وہ گذرتی اسد نے کہا بھی فرزند
ہمنے تمہیں دیکھ تو لیا اور مثل مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اگر مارے جاینگے تو ایک جگہ مارے جاینگے ہم تم باہم الغرض
غضنفر کہ رہا ہے کہ اے پدر بزرگوار میری سعادتمندی ایسی تھی کہ آپ گرفتار ہو گئے اسد بولا یہ کارخانے قضا و قدر کے
ہیں انمیں کیا چارہ ہے لیکن بہزاد مرتد نہایت خوش ہے اسکو کب تاب رہتی ہے شیطان نے ورغلایا اسد کو لیے ہوئے
ایرج کی خوابگاہ میں آیا ایرج کو جو جگایا ایرج نے پوچھا کیا ہے بہزاد بولا میں نے ان مرشدکو آج پکڑا اپنے لوگ لگا
پکڑوا لائے تھے ایرج نے کہا کون بہزاد بولا اسد صاحب مع ضرغام شیردل کے حاضر ہیں ایرج نے کہا سچ
کہو اسنے کہا حضور کے نمک کی قسم اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا ایرج نے کہا اے بہزاد کیا کام نمایاں کیا میں نہایت مسرور
ہوا تم جاؤ ان دونوں کو بھی طرح رکھو صبح کو قتل کرینگے اور حکم دیا کہ میدان خونی تیار ہو بہزاد اسد اور ضرغام کو لیکر
وہاں سے آیا اور نگہبان پاسبان مقرر کیے اور تاکید کی کہ خبردار رہے دو پہر رات جاگ کر تمام کر دو صبح کو تم سبکو انعام ملیگا یہ کہکر
آپ بھی جاکر باطمینان تمام سو رہا مگر یہاں اسد و غضنفر و ضرغام تینوں شیردل رہا ہوتے تھے میں قید میں خیمے میں اسد کہ رہا ہے
افسوس ایک نگاہ شاہزادہ نورالدہر کو نہ دیکھ لیا دل کی آرزو دل ہی میں رہی غضنفر پکارا مجھکو کمال اشتیاق تھا دیدار کا

افسوس ہو کہ قضا نے مہلت نہ دی خیر جو مرضی خدا یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اسد بیٹے کو اس حالت سے دیکھ کر بے چین
تھا کہ چیخ مارکر روئے مگر ضبط کیا کہا کہ بابا خدا کو یاد کرو وہ مسبب الاسباب ہے اگر حیات ہماری باقی ہے تو خدا بچا لیگا وقت
دعا کا ہے دعا مانگو شاید یہ ورد کا عالم رحم کرے اور دعا تمہاری مستجاب ہو اور اس بلا سے نجات دے کہ تم ابھی معصوم
ہو گناہوں سے بری ہو جسقدر رات گزرتی ہے زندگی سے یاس ہوتی جاتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہیں مصروف
گریہ و زاری ہیں کوئی پہر رات باقی ہے کہ سامنے سے طبقۂ زمین کا شق ہوا اور ایک شخص سیاہ فام دبنگا نقاب منہ پر پڑی
ہوئی خنجر ہاتھ میں خاک سے نکلا اسد کو سلام کیا اور کہا کہ جلد چلیے میں فقط آپکے چھڑانے کو آیا ہوں پس اسد اور
غضنفر اور رعد غام اٹھ کھڑے ہوئے وہ عیاران سب کو لیکر نقب سے آیا جھکڑیاں بیڑیاں کاٹیں اور کہا کہ تشریف
لیجائیے اسد نے کہا کہ صورت دیکھنے کا مشتاق ہوں اور نام کا شائق ہوں اس شخص نے جواب دیا کہ جب سب کو
خدا نام روشن کریگا اسوقت ظاہر کرونگا اور صورت بھی جبھی دکھاؤنگا اور ابھی مجھے کام ایسا کونسا ہوا ہے جو نام بیان
کروں یہ کہکر جانب صحرا روانہ ہو گیا اسد نے غضنفر سے کہا اے فرزند تم ہمارے ساتھ آؤ کوہ پر چلو گے یا اپنے لشکر کو
جاؤ گے عرض کیا کہ تمام لوگ میرے فکر مند ہونگے مجھکو جانے دیجیے کہ اپنی خیر عافیت ظاہر ہو جائے غضنفر نے سلام کیا اور
جنگل کی راہ لی اسد پہاڑ پر آئے صبح قریب تھی تمام رفیق مع ملکہ شور انگیز بانو بحیہ جزع و فزع گریہ زاری کی تھی دعائیں مانگ
رہے تھے اسد کو جو دیکھا سب کو عید ہوئی دوڑ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے گرد پھرے تصدق ہونے ملکہ تو گلے میں
باہیں ڈالکر رونے لگی غرض اس پہر سرور ہوا غضنفر کو بھی سرور ہوا ادھر صبح کو ایرج بیدار ہوا بارگاہ میں آیا
ملکوت شاہ کو سلام کیا اور مژدہ دیا کہ رات کو بہزاد نے اسد اور رعد غام کو پکڑا مالک نے کہا اے فرزند کام کیا
اقبال شاہ بولا کہ شور انگیز بانو ہاتھ لگے گی ایرج بولا بیشک اب جس طرح چاہو لیلو اسی اثنا میں لندھور بن سعدان
کا ورود ہوا ایرج نے آنکھ چرائی صاحب سلامت کے بعد لندھور نے کہا کہ آج یہ مجھے ایسی بے اعتنائی کرتا ہے شاید مطلب
یہ ہو کہ تو اسد کی سفارش نہ کرے مگر اسکا خاصا فساد و نقصان ہو وہ بانی فتنہ بھاگ سے کچا جیو گیا یہ سوچ رہا تھا کہ
لندھور اب کیا ہوگا اسد مفت مارا جایگا کسی تدبیر سے نکلنا ہے اگر اسوقت ایرج نہیں مانتا کہ اسد کو قتل کر دیا اور
اگر اسد مارا گیا تو صاحبقران کو کیا جواب دیگا پس مجبور ہو کر دل میں اپنے اسد کی رہائی کی دعا مانگنے لگا ایرج
کا یہ حال ہے کہ جو آتا ہے اس سے پہلے یہی کہتا ہے کہ وہ دیوانہ مدت کے بعد میرے ہاتھ لگا ہے جب سب اہل لشکر دربار جمع
ہوئے حکم دیا کہاں ہے بہزاد بلاؤ اسے کہ اسد کو لے آئے پہلے اس سے شور انگیز بانو کو لیلوں پھر اسے قتل کروں چوبدار
بہزاد کے بلانے کو چلا تھا کہ بہزاد نیم مردہ حال سامنے سے آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا ایرج پکارا کہ بہزاد لا
اسد کو اچھا کہ پیر مرشد میں حاضر ہوں مجھے قتل کیجیے اسد کو مع غضنفر اور رعد غام کوئی نقب دیکر لیگیا ایرج
پکارا کیا کہا اسنے عرض کیا کہ اسد چھوٹ گیا بس ایرج یا تو خوش تھا یا اداس ہو گیا شاپور سے کہا کہ دیکھ تو سہی
وہ گیا پھر آکر عرض کیا کہ عیار جو اسد کو چھڑا لیگیا کوئی نیا ہے میں اسے نہیں پہچانتا کہا کہ بہزاد نے غفلت کی ورنہ اسد
کیا چھوٹ سکتا تھا مگر لندھور اسد کی رہائی کی خبر سنکر کیا خوش ہوا ہے کہ پھولا نہیں سماتا بلکہ اپنے خیمے میں جاکر سجدۂ شکر
بجا لایا لیکن اس طرف اسد بن کرب پہاڑ پر وارد ہوئے نور الدہر کو لکھی کہ بھائی صاحب آپ کے انتظار میں کام
ہمارا تمام ہوا اور ماجرا یہ کہ دانہ غلہ کا ہمارے پاس نہیں ہے گوشت اسپ و شتر کے کھانے کی نوبت پہنچی ہے کہ گھوڑے
ذبح کر کے کھاتے ہیں جلد ہماری خبر لیجیے ورنہ زندہ بچنا نہ پائیے گا عرضی شبرنگ کو دیکر روانہ کیا شبرنگ
بعد طے مراحل و قطع منازل خدمت میں شاہزادہ نور الدہر کی پہنچا نور الدہر شہر زرنا بیہ سے کوچ کر چکا ہے

اور پھینک دے غرض یہ نہیں تمام لوگوں کو روک کے لب خندق پر پہنچے یہاں جب ہفت تیغے و تیغ نجمے کو کند اندون سے باہر
نکلتے ہوئے دیکھا کہ عادیان در القد سامنے کھڑے ہیں بس قنود کی جان پر غشی طاری ہوا چاہتا پکار کر کہا کہ آپ شاہزادہ نور الدہر سے
عرض کیجیے کہ ہم کل صبح کو خدمت شریف میں حاضر ہونگا قدم بوسی حاصل کرونگا لیکن آج مہلت دیجیے شاہزادے سے جو یہ سنا
عادیوں سے کہا سمجھا کہ اچھا یعنی آج پھر کل جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ سب پھر گئے شاہزادہ بھون کو ہمراہ لیکر مراجعت کرکے
داخل خیام ذوالاحتشام ہوا ادہر قنود اداس و پریشان ایوان بادشاہی میں آکر بیٹھا مجنون تیغ بند سے کہا کہ اب کیا
تدبیر کرنا چاہیے کہا کہ نقب کی راہ سے بھاگ کر ایرج کے پاس چلیے کسی سے کہا اور وہ نہ رضی سلطان ہو جا کے موقع پاکر بھاگ
چنانچہ قنود کے پاس ایک عیار ہے کہ نام اسکا شب آہنگ ہے اور اسمعیلین یہ عیار ہام دمشقی کا ہے جب ہام دمشقی
صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا تو یہ بھاگ کر ملک قرطبیہ میں آیا اور قنود کے پاس رہا ماحصل کلام قنود نے اس عیار سے
کہا کہ تجھ سے ہوسکے تو جا کر نور الدہر کو پکڑ لا اسنے کہا بہت اچھا میں گیا اور سلایا کہ اسباب عیاری میں بہ آراستہ کیے اور لشکر
نور الدہر کی طرف روانہ ہوا جب قریب لشکر کے پہنچا صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا اور سیر کرتا ہوا اور دیکھتا ہوا
دروازہ بارگاہ پر آیا دیکھا تو بارگاہ آراستہ و پیراستہ ہو دربار جمع ہے ہر مرتبہ دار تخت پر جلوہ افروز ہے اور شاہزادہ
نور الدہر و شان شوکت سے بیٹھا ہوا ہے صحبت عیش برپا ہے جام گردش میں ہے یہ کسی گوشے میں چھپا کھڑا ہو رہا جب دربار برخاست
ہوا نور الدہر نے خوابگاہ میں آیا خاص ہوش [illegible] کر آرام کیا شب آہنگ نے دریافت کیا کہ چالاک بیدار ہیں بس
[illegible] کی شکل بنکر چلے دروازہ بارگاہ پر آکر بیٹھا اور نوبت کو شراب میں بیہوشی پلا کر بیہوش کیا پھر اندر گیا خدمتگاروں
اور مہرداروں کو میوہ دیا کہ بھائی ہم اچھے ہوئے ہیں فصل بہت کیا ہے یہ میوہ تمہارے لیے لائے ہیں لیکن ہمارے سامنے
کھاؤ کہ ہماری طبیعت بھی خوش ہو انھوں نے وہ میوہ کھایا بعد دو گھڑی کے بیہوش ہوگئے چادر عیاری ہاتھ کر شمع
گل کیا برابر پلنگ کے آیا دو شالہ منہ پر سے سرکایا کلہ عیاری میں بیہوشی رکھ کر لگائی نور الدہر چھینک مار کر بیہوش
ہوگیا شب آہنگ چادر عیاری میں لپیٹ کر پشتارہ باندھ کر [illegible] لگاتا ہوا نکل گیا قلعہ میں داخل ہوا جہاں قنود رات
بھر بیدار رہا اسی کا انتظار رہا صبح کو شب آہنگ پشتارہ پہ دوش پہونچا قنود پکارا ای شب آہنگ کیا کیا پکار
کر لایا اس نے [illegible] کو پشتارہ اسکا موجود ہے قنود نہایت خوش ہوا شب آہنگ کو گلے سے لگا لیا مال مرواریدکا
گلے سے اتار کر شب آہنگ کے گلے میں ڈالدیا اور کہا ای شب آہنگ کھول اس پشتارے کو اور [illegible] ہوش میں لا
اسنے کہا اسے پہلے اسیر طوق و زنجیر کیجیے بعد اسکے تجھے ہوش میں لانے کو کہیے قنود نے آہنگروں کو بلوا کر شاہزادہ نور الدہر
کو قید شدہ میں [illegible] کرایا کہ اس اثنا میں مجنون تیغ بند اور تمام رفقا اسکے آکر حاضر ہوئے شب آہنگ نے فتیلہ [illegible]
بیہوشی سنگھایا جس سے نور الدہر کو ہوش آیا شب آہنگ پکارا کہ اے بد ابد دست میں تجھے گرفتار کر لایا آنکھ کھول کر دیکھ
[illegible] کہاں ہے نور الدہر ہوشیار ہوا اپنے کو اسیر طوق و زنجیر پایا اور گرد کنار میں عیار کو سر پر کھڑے دیکھا بس نہایت زور
سے اٹھا کہ کڑیاں زنجیر کی چیخ اٹھیں اور بطریق اہل اسلام سلام کی قنود بولا اے نور الدہر کل تو بہت چڑھ بڑھ کر
چلی تھی اب صبح کو جو اعمال تو کرتا ہے ویسا وہ تیرے حق میں کیا جائیگا اور حکم کیا کہ لیجا کر زندان میں
میں لوگ شاہزادے کو زندانی کرنے میں لگے مگر یہاں لشکر نور الدہر میں صبح کو غل ہوا کہ شاہزادہ خیمے سے غائب
ہر چہار طرف ڈھونڈھ رہا کہیں پتا نہ پایا وہ ہرکارے جو قلعے کے مخبر تھے انھوں نے آکر عرض کیا کہ شاہزادہ قید
ہوکر قلعے میں گیا ہے بس اسیوقت ہر مرتبہ دار طبل بجوا کر قلعے پر چڑھ گیا کشیدہ رو اور عادی لشکر لیے آگے سے
لوگوں کو روک کے لب خندق پہونچ گئے کہ قنود نے نور الدہر کو زیر تیغ بٹھایا اور پکار کر کہا کہ اگر تم لوگ آگے بڑھے

تو ہم اسے قتل کر ڈالینگے ہرمز تاجدار تیار ہو کر پھر افتود نے عرضی ایرج کو لکھی کہ اے صاحبقران آفتاب پرستان میں سے
نبیرۂ حمزہ کو پکڑ کر قلعہ مرصع حصار میں قید کیا ہے مگر فوج اسکی بیشمار رہتی ہے صدمہ برداشت نہیں ہو سکتا آپ تشریف لائیے یا کسی
ایسے کو بھیجیے کہ نورالدہر کی فوج کا مقابلہ کرے اور اگر نورالدہر قید سے چھوٹ گیا تو بڑا غضب ہو جائیگا جلد
دستگیری کیجیے ایک عیار یہ عرضی لیکر روانہ ہوا ہرمز تاجدار خیمے میں آیا چالاک بن عمرو کا حال دریافت کیا سنا کہ
تپ محرقہ میں گرفتار ہے اسی وقت ساسد بن کرب غازی کو اس مضمون کا لکھا کہ اے شیر بیشۂ شجاعت شاہزادہ
نورالدہر تمہاری مدد کو آتا تھا گردش فلکی سے قلعہ مرصع حصار میں گرفتار ہو گیا اور چالاک بن عمرو بہت بیمار
ہے جلد اگر نورالدہر کی خبر لو یا کسی ایسے کو بھیجو کہ وہ آکر شاہزادہ نورالدہر کو رہائی دے ادھر سے عیار نامہ لیکر
روانہ ہوا اب حال سنیے آذر کوہ کا کہ ایرج بہزار تحیر سوچتا ہے کہ کسی طرح اس دیو اسد کو قتل کروں
لوگ کہہ رہے ہیں کہ پیر و مرشد اب قلعہ بازار نہیں رہا ہے وہ خود ہی تنگ ہو گیا دیکھیا پہنچا تا خالی اس وقت نہیں
ہے کہ امین جوڑی ہرکارے کی دوڑی ہوئی آئی سلام کرکے عرض کیا کہ اقیاش کشیدہ رو تو ہزار اونٹ
قلعے کے لیے ہوئے اسد کے واسطے آیا ہے ایرج نے کہا کہ بھیجتا ہوں اسے کہ وہ قلعہ دیو اسے کو پہونچا سکے اور
اسی وقت سوار ہو کر روانہ ہوا دو چار سردار بھی ہمراہ چلے جب قریب پہونچا ایرج نے نعرہ کیا کہ اے اقیاش
کشیدہ رو کب چھوڑتا ہوں مجھے کہ تو قلعہ اسد کو لیے کر دے ادھر سے سنکر اقیاش دوڑا مقابلہ ہوا اقیاش
نے تیغ مارا ایرج نے تیغ اسکا بغنون سپر کی چھین لیا اور کمربند میں ہاتھ ڈالکر اسے اٹھا لیا اور سر پر چرخ
دے کر زمین پر مارا چاروں شانے چت گرا کودکر مرکب سے مشکیں اسکی باندھ لیں اور کشیدہ رو بھی ایرج سے
لڑنا شروع کیا یہانتک کہ قلعہ اپنے قبضے میں کیا اور سب کو شکست دی اور ہمراہ ادھر قیام نے اسد کو خبر دی کہ
شاہزادہ نورالدہر نے قلعہ آپ کے لیے بھیجا تھا ایرج اسکو چھیننے کے واسطے روانہ ہوا ہے اسد نے کہا خوب ہے
میں اس آفتاب پرست کے لشکر میں سے لاتا ہوں اور رفیقوں کو لیکر پشت سے لشکر ایرج پر گرا تمام قلعہ لیکر
کو آذر کوہ کو روانہ کر دیا ادھر سے شاپور رود دوڑا ہوا پہونچا کہا کہ غضب ہوا وہ دیو اور آپ کے لشکر کو بے اثر
پاکر گرا اور تمام غلہ لوٹ لیگیا ایرج نے قید اقیاش کی اور قلعہ عنبر صبا کے سپرد کیا اور آپ وہاں سے روانہ ہوا
اسد نے سنا کہ ایرج آتا ہے اور قلعہ عنبر صبا کے حوالے کر آیا ہے قلعہ تو ابراہیم کے ساتھ آذر کوہ کو روانہ کیا اور
خود دوسرے راستے سے عنبر صبا پر آیا اور للکارا کہ ادھر آ حرامزادے مجھے کہاں جانے دیتا ہوں یہ کہکر آ جا اور حملہ
کو جان بچانا دشوار ہو گئی آخرکار اسد کے ہاتھ سے بہت زخمی ہوا اسد نے اقیاش کشیدہ رو کو رہا کیا اور قلعہ لیکر
آذر کوہ کی جانب روانہ ہوا یہاں ایرج جو لشکر میں آیا سنا کہ وہ دیو اور تمام قلعہ لیگیا نہایت پریشان ہوا لیکن کہا ہے
کہ کچھ پروا نہیں میں اسکا بہت سا قلعہ چھین لاتا ہوں اسے صرف کرو اسی اثنا میں خبر پہونچی کہ دیو اسد نے عنبر صبا کو
زخمی کیا اور قلعہ آذر کوہ کو لیے جاتا ہے ایرج پھر مرکب پر چابک جلا تھا کہ عنبر صبا کی نے دیکھا تمام سرسے پیر تک
چور چور ہے پہنچا کہ وہاں پہونچکر دیکھا کہ اسد کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ہے سنا کہ وہ قلعہ لیکر آذر کوہ پر چلا گیا ہر چند
تلاش کی اسد کا پتا نہ لگا اسد نے آذر کوہ پر پہونچکر بیدق بجانا شروع کی کہ دو راہے طماس نے کہا ہے کہ کیا تنگ
کیا ڈالے میں تو نفع سے رہا ایرج کا بھی قلعہ لوٹتا اور اپنا قلعہ بھی چھین لایا طماس اور سب سردار مارے ہنسی
کے بے کیفیت ہو کر لوٹ رہے ہیں ایک تو قلعہ آنے کی خوشی ہو دوسرے اس حرکت پر کہ سارے قلعے میں اسد کو نہ
پھرتا ہو ایرج دیکھ دیکھ کر جل رہا ہے تاپا رجتے میں پھر [illegible] اور سپر کو پھینک دیا سر پکڑ کر بیٹھ گیا ملکوت شاہ نے کہا

ارشاد ہوا کہ دیکھوں فرمایا کہ ہم زینت کرتے زمین تم قرعہ پھینکو اور دیکھو جو احکام نکلیں ہمسے بیان کرو عرض کیا بہت خوب
بس اسی وقت تھوڑی سی مہر لیکر اصطرلاب کو آفتاب کے مقابل کیا تختہ رمل پر قرعہ ڈالکر پھینکا اور ساتوں ستارے
بارہ برج سولہ خانے نگاہ میں رکھکے احکام طرح طرح کے شروع کیے اور عرض کیا کہ حضور تنہا ہوں تو غلام عرض کرے
گیتی افروز نے سب کو ہٹا دیا کسی کو پاس نرکھا کہا کہ اب میں تنہا ہوں جو تجھے نجوم میں معلوم ہوا ہو کہ قارن نے
عرض کیا کہ حضور نے حال اُس شخص کا دریافت کیا ہو کہ جادو ناسکو نگل گیا ہو کہ کہاں ہے پھر عرض کیا کہ وہ شخص ابھی
زندہ و سالم ہے مگر ابھی قید سے چھوٹا نہیں قریب ہے کہ چھوٹے اور اس سے ملاقات ہو ملکہ نے کہا کہ او جھوٹے جسکو
اژدہا نگل گیا ہو وہ کیونکر زندہ رہ سکتا ہے قارن نے کہا کہ پیر و مرشد اگر وہ حمزہ صاحبقران کے ساتھ ذبح
تجکو آپ نکرے اور ریزے ریزے کر ڈالیے گا میں نے خون اپنا معاف کیا گیتی افروز یہ سنکر نہایت خوش
ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں سے یہی سنا تھا مالا سے مروارید گلے سے اتار کر قارن کو دیا قارن نے وہ مالا
لیا اور نامہ ایرج کا نکالکر دیا کہ حضور اسکے عوض میں نامہ پڑھکر جواب اسکا لکھیں گیتی افروز نے نامہ ہاتھ میں
لیا دیکھا کہ نامہ ایرج کا ہے نامے کو چاک کرکے مضمون نامہ پر جو نگاہ پڑی اور شعر نہ تقدیر نے لکھے ہوئے دیکھے بس عرق
شرم میں غرق ہو گئی اور کہا کہ او حرامزادے یہ اپنے بیگانہ مرد کا پیغام لایا ہے ارے ہے کوئی اسکو پکڑ کر ایک ایک بال
داڑھی کا نوچو اور کالا منہ کرکے تمام شہر میں گدھے پر سوار کرکے خوب پھراؤ اور جوتیاں لگا کر شہر سے نکال دو قارن
نے کہا ای ملکہ میں بیشک تقصیروار ہوں مگر ناچاری اور مجبوری سے میں نامہ لیکر آیا تھا نہ آتا تو ایرج مجھے مار ڈالتا مجھے
یہ حرکت بخوف جان ہوئی آپ مجکو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیں مجھے گوارا ہے میں نے خون اپنا معاف کیا ملکہ نے کہا میں تجھے
ابھی مار ونگی لیکن ذلیل کرونگی قارن نے کہا جو مرضی آپکی لیکن نامے کی پشت پر کچھ جواب لکھ دیجیے نہیں تو ایرج
مجھے بدنام کریگا ملکہ نے نامے کی پشت پر بہت سی گالیاں لکھدیں اور قارن کو دیا اور کہا کہ ماؤ اسکی داڑھی کا ایک
ایک بال نوچو خواجہ سرا و خانشیں دوڑیں قارن کو خوب مارا اور داڑھی نوچی اور منہ کالا آدھا کیا اسکے گدھے پر سوار
کرکے شہر سے نکلوا دیا مظفر سے کہا بھاگ کے مردار تم اس سے بیخبر تھے جیسا اُسنے کیا تھا ویسا پایا اسے سزا دی اسے
شہر سے نکل جانے دو مظفر نے ہرچند عرض کیا سمجھایا کہ یہ خطا ایسی کیا حرکت بیجا کی مجھے بھی تو معلوم ہو ملکہ نے نہ بتایا
ادھر وہ سب سوداگر بھی ڈر کے مارے بھاگ گئے قارن بیچارہ ذلیل و خوار شہر بدر ہوکر اسی قافلے کے ساتھ
نامہ لیے ہوئے روانہ ہوا اگر یہاں ایرج جب قارن کو روانہ کر چکا طبل جنگ بجوا دیا خبر اسد کو ہوئی فرمایا کہ ہمارے
لشکر میں بھی طبل جنگ بے عوض کوس حربی رات بھر گرجا کیے صبح کو اسد قلعہ کوہ پر آکر بیٹھا لوگ گئے مورچوں پر قائم
ہوئے کہ یکایک سامنے سے لشکر آفتاب پرستوں کا نمایاں ہوا ایرج آگے مرکب پر سوار پیچھے مالک بن ملکوت
اور اقبال شاہ تخت پر سوار اور تمام لشکر چلا آتا ہے سامنے گولوں کی زد سے بچکر قائم ہوا ایرج مرکب کو جھکا کر سامنے
آیا اور پکارا کہ او دیوانے اب بھی میرا کہنا مان کر مفسد شور انگیز بانو کو دے دے اسد پکارا کہ او مردود بیچے کبھی اسکی پرچھائیں
تک تو نہ دیکھ سکے گا نام اسکا بدولت کے سامنے بار بار لیتا ہے ہمارے خلاف گذرتا ہے ایرج پکارا او دیوانے
آج تجکو زندہ نہ چھوڑونگا آ میں یہ کہکر پیادہ کسطرف چلا اقبال کشیدہ رو نے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس سے
جا کر سامنا کروں ایک مرتبہ اسکے ہاتھ سے زخمی ہو چکا ہوں آج اسکا عوض لیوں اسد نے کہا ای اقبال پہلے
شکست زبردست ہو تم مقابلے کو جاؤ اگر خدانخواستہ تمہارے ساتھ کچھ نرم و گرم ہوا تو میں جانب اب سے شرمندہ ہونگا
اقبال نے کہا کہ اسد یکہ تنہا اور پیادہ نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست کیا میں تجھے مزا دینے کو اور مرکب بیجا

ہوا کہ شاہ خبر کہاں جاتا ہے تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا ہے غرض کہ دربار برخاست ہوا شروع ہوا جیسے ہی خدمتگار
حقہ وغیرہ اٹھانے لگے اسد تو پہلے ہی سے بارگاہ کے باہر تھا لوگ اپنے اپنے خیموں کو جانے لگے سب کے بعد
اقبال شاہ اپنی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا اسد پیچھے پیچھے چلا اقبال شاہ نے خیمے میں پہونچکر لباس اتار رکھا تا زیبائی
خواب سرگرم میں گرفتار ہوا نگہبان جا بجا قائم ہوئے پلنگ کے پہرے والے بھی تلواریں ننگی لے لیکر کھڑے ہوئے اسد دو گھڑی
کے بعد بیہوشی اڑا کر پہرہ والوں کو بیہوش کیا بھاگنے پاتے بیہوشی کے اڑانے کے دو شمعوں پر لگا کر جلا جلا کے دھوئیں
سے خدمتگار حاضر دار سب بیہوش ہوئے سب کے سر کاٹے اقبال شاہ کو دیکھا کہ بیہوش پڑا سو رہا ہے اسد نے آگے
بڑھکر شانہ ہلایا وہ گھبرا کر خواب سے بیدار ہوا کیا دیکھا کہ اسد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہوا ہے اور سب خدمتگار حاضر دار
پڑے تڑپتے ہیں جان نکل گئی پیشاب خطا ہو گیا اسد نے کہا ڈرو نہیں میں تمہیں لینے آیا ہوں لیجا کر شور انگیز کے
پہلو میں بٹھاؤنگا ملکہ کو دکھاؤنگا اقبال شاہ بولا کہ اے اسد دلاور میں ملکہ شور انگیز سے درگذرا نام بھی اسکا کبھی
دلونگا اسد بولا او حرامزادے کل پھر تو ایرج سے کیا کہ رہا تھا میں تو کھڑا ہوا سن رہا تھا کہ تو نے کہا جبتک میرے
بدن میں جان ہے میں ملکہ شور انگیز بانو سے دست بردار نہونگا اب چل میں ملکہ کو تجھے دکھا دوں اقبال شاہ نے
ہاتھ باندھے کہ مجھے خطا ہوئی اب جو میں نام بھی ملکہ کا لوں تو مجھے قتل کیجئے گا اسد نے کہا کہ میں بے مجبور ہوں کب ہوں
ضرغام سے کہا کہ باندھ لے مشکیں اسکی اگر یہ ذرا اپنے مقام سے حرکت کریگا تو ابھی اسے قتل کر ڈالونگا اقبال شاہ نے
کہا جو چاہے سو کیجئے اور چپکا پڑا رہا ضرغام نے خوب طرح سے کس کے باندھ دیا اور پشتارہ کر کے چادر عیاری میں لپیٹ کر
روانہ ہوا صبح کو ایک غل ہوا کہ کوئی چوکیداروں کو مار کر اقبال شاہ کو لے گیا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا ہوا ایرج
کے پاس آیا اور رو رو کر کیفیت بیان کی ایرج نے آکر دیکھا کہ کلی لاشیں پڑی ہیں اقبال شاہ نہیں ہے شاپور شیر دل کو
بلایا کہا کہ یہ کون لے گیا اسنے ہنسکر امیر ضرغام شیر دل اور اسد کا بیانا عرض کیا کہ اسد [illegible] لے گیا اور ضرغام بھی ہمراہ
تھا بس یہ سنتے ہی مالک بن ملکوت شاہ سر پیٹنے لگا اور پچھاڑیں کھانے لگا اور چیخنے لگا کہ ہائے غضب اسد دیوانہ کاہیکو
چھوڑیگا ایک تو وہ یوں ہی نہیں ہم سب کا دشمن ہے دوسرے اقبال شاہ کا تو پورا رقیب ہے ایرج نے کہا کہ میں نے کمبخت کو بارہا
سمجھایا کہ اسے شور انگیز بانو سے ہاتھ اٹھا اختر نہ مانا آخر کو یہ انجام ہوا کہ وہ دیوانہ جلد پکڑ لیگیا اب کیونکر اسکے ہاتھ
سے چھڑانے اور اے مالک بن ملکوت شاہ وہ دیوانہ اقبال شاہ کو لئے تو گیا ہے مگر قتل نہیں کر سکتا ہے تم خاطر جمع رکھو
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اچھا سرکار سے جا کر خبر لاتا ہوں دیکھیے کیا ہوتا ہے غرض روانہ ہوا لیکن اسد جس دم ضرغام اقبال شاہ
کو لئے ہوئے آذر کوہ پر آیا صبح ہو چکی تھی سب نماز کیواسطے اٹھے تھے رفیقوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ پیر و مرشد کسکو
کہاں لائے اسد نے کہا کہ اقبال کو یہ لشکر فراز کر میدان خونی تیار کرو ملکہ کو دکھانے کو لاتا ہوں مجھوں نے کہا کہ اے عقیدہ مجھے
جب ایرج بہادر [illegible] چڑھ آئے اے عزیز تیغ بجائیے کرد [illegible] جائیگا اسد نے کہا بھائیو مجھے ضابطہ ہے [illegible] آخر اپنا
کیونکر بچا میں اسے قید رکھوں اور کوئی عیار آکر چھڑا لیجائے تو کیا کروں ہاتھ ملکر رہجاؤں جلد مجھے کوٹھری کرا دو میں آیا
یہ کہکر اندر گیا ملکہ شور انگیز بانو اختلاط میں بیٹھی تھی جاگ کر فکر میں صبح کی تھی چند کا خمار آنکھوں میں تھا کہا لو صاحب
لایا میں اس حرامزادے کو یہ کہکر پشتارہ رکھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا کہ اقبال شاہ نے آنکھ کھولی دیکھا کہ اسد بیٹھا ہے
اور ملکہ پہلو میں بیٹھی ہے اسد نے کہا اے اقبال شاہ لو ملکہ کو دیکھ لو ملکہ بولی اے اقبال شاہ تم ہمارے عاشق ہو کہ تم
کہا کہ آپ میری پیر و مرشد ہیں میری کیا مجال جو میں دم عشق کا بھروں اسد بولا او حرامزادے میں کب تیری باتیں سنتا ہوں
خاص تیرے سر جانے سے [illegible] ہوا اسکو ادھر طرفین کے مارے گئے ایرج کو [illegible] ہوئے اور زحمت

کھینچتے ہوئے میدان گذر گئے اگر تو زہر کا تا تو تمہارا یکو یہ حالت ہوتی پس بانی فساد تو ہی ہے تجکو بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور
پھر زخم کیا کہ آرزو تیری پوری کردی کہ طلا کو تجھے دکھا دیا یہ کہکر اقبال شاہ کو باہر لایا ہر چند اقبال شاہ نے گریہ وزاری
کی کچھ نہ سنا کہا کہ جلد اسے چرخی پر کھینچو پس جلادوں نے رسی میں باندھا اور ستون میں جکڑ کر چرخی پر کھینچا پس اقبال شاہ
زمین سے بلند ہوا اسد مع رفقا تیر کمان لیے تیار بیٹھا تھا کہ یکایک استیر ایک مرتبہ پڑے کہ سارا بدن اقبال
شاہ کا چھلنی ہوگیا اور روح جسم سے نکلکر وادی بربہوت کو روانہ ہوئی اسد نے حکم دیا کہ نقارہ شادمانی بجے ادھر
تو نقارے پر چوب پڑی ادھر اسد دلاور مع رفیقوں کے برق کیا تا ہوا قلعہ میں کودتا پھرتا ہے ایک شور ہوا کہ
وہ مارا آفتاب پرست حیران ہوئے کہ آج یہ قلعہ میں دو فوجیں کیسی بج رہی ہیں دیکھا کہ اقبال شاہ دار پر لٹک رہا ہے اور
دیو چہر عیار جو خبر لیوا اسطے آیا تھا روتا پیٹتا روانہ ہوا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے پہونچکر ٹوپی سر سے دیدی
اور خبر مرگ اقبال شاہ کی سنائی اور کہا کہ دیکھیے وہ نقارہ بج رہا ہے خدا پرست خوشیاں کررہے ہیں مالک بن
ملکوت شاہ نے گریبان چاک کیا اور کہا کہ اب مزا زندگی کا نہیں رہا جب ایسا بیٹا صاحب اقبال مرجائے تو زندگی ہیچ ہے
ایرج نے کہا کہ اے مالک بن ملکوت شاہ اسکے عوض میں اگر اسد کو نہ مارا تو اپنا نام زیب آفتاب پرستان ایرج نہ جانیو
اور کہا کہ آپ صبر کیجیے اور قضا اقبال شاہ کی آچکی تھی کیا چارہ ہے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ اب ارسلان شاہ کو
تخت پر بٹھائیے غرض ارسلان شاہ کو حمام کراکے خلعت شاہی پہنا کر تخت پر بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے تاج اسکے سر پر
رکھا نذریں گذرنا شروع ہوئیں چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ شب آہنگ عیار عرضی قتود شاہ آفتاب پرست کی لیے ہوئے
آیا سلام کرکے عرضی ایرج کو دی ایرج نے اسے کھولکر پڑھا آگاہ ہوا کہ نورالدہر کو قتود نے گرفتار کیا ہے اور قلعہ
مرصع حصار میں ہے پس مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ لیجیے عوض اقبال شاہ کے نورالدہر کو قتل کیجیے یہ کہکے مالک
کے ہاتھ میں وہ عرضی دی وہ بھی پڑھکر بہت خوش ہوا ایرج نے کہا کہ جواب عرضی لکھو کہ اے قتود مجکو آیا سمجھو اور شب آہنگ
کو خلعت دیا اور بہت کچھ انعام دیکر رخصت کیا وہ تو جواب لیکر روانہ ہوا ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ تم یہاں کچھ دن
ٹھہرے رہو طرماسپ تمہارے پاس رہیگا میں جاکر نورالدہر کو قتل کرتا ہوں اور فوج کو اسکی شکست دیکر آتا ہوں یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ اے ایرج آپ چلے گئے اور اسد نے آکر مجکو اور ارسلان شاہ دونوں کو قتل کیا تو اسے
کے وہ دبتا نہیں ہے آپ نہ جائیے بلکہ طرماسپ کو بھیج دیجیے ایرج نے مجبور ہوکر طرماسپ کو فوج بہت سی دیکر مرصع حصار
کو روانہ کیا اور کہہ دیا کہ جاتے ہی پہلے نورالدہر کو قتل کر ڈالنا اسنے عرض کیا کہ بہت خوب اور کوچ کرکے روانہ ہوا غرض کہ
شیر جنگ عیار اسد کا یہاں صورت بدلے کھڑا تھا کہ تمام حال شب آہنگ کے عرضی لیکر آنے اور طرماسپ کا فوج
لیکر واسطے قتل نورالدہر کے جانے کا بیان کیا اسد نے ضرغام شیردل سے کہا کہ بھائی تم جاؤ نہ شیر جنگ کو ساتھ لیکر
مرصع حصار میں پہنچکر جسطرح ہوسکے بھائی صاحب کو قید سے رہا کرو اسنے کہا بہت اچھا اور اسی وقت
روانہ ہوا لشکر طرماسپ کا راہ میں چھوڑا آپ دوسرے روز خلقتیں بلا ہوا مرصع حصار میں پہونچ گیا بہ لگا
ہو مزنا چار اس میں بیٹھ گئے وہاں وشاہ سے بادشاہی بلا کر عرض کیا کہ غلام شاہزادہ نورالدہر کی رہائی کو حاضر ہوا ہے
فرمایا کہ خدا تمہیں جزا دے ضرغام نے عرض کیا کہ چالاک کہاں ہے ارشاد ہوا کہ دہشت میں ضرغام اسکے دیکھنے کو آیا
دیکھا کہ تب سے زرد ضعیف ہو رہا ہے سلام کیا اور قدموں سے لپٹ گیا چالاک آبدیدہ ہوا کہا کہ بھائی خدا بچاے بیٹا تو دیکھیے
نہیں لڑائی کی ہے طرح پہ ہے میں دعا کے امیدوار ہیں اگر ہم اچھے ہوتے تو شاہزادہ کا یکو قید رہنا محنت اور مشقت
کرکے چھڑا لے ضرغام بولا بھائی صاحب خدا آپکو اچھا کیے دیتا ہے آپ اسقدر ملال کیوں میں آپ نے تو جسے

بڑے کام کیے ہین کہ ایسے کسی سے کاہے کو ہونگے یہ دونون بڑی بات ہو آپکے تو بڑے ہم ہین اور آپ دعا کرین تو
مین شاہزادے کی رہائی کو جاؤن چالاک بولا کہ بھائی تمھارا خدا نگہبان ہو جاؤ دیر نہ کرو ضرغام سلام کر کے
روانہ ہوا گرد قلعہ مرصع حصار کے چرخ مارنے لگا گھات دیکھنے لگا کہ کہین راستہ پاؤن تو اندر قلعے کے جاؤن جسطرف
جاتا ہو دیکھتا ہو کہ نگہبان پاسبان نہایت ہوشیار بیٹھے ہین اوپر قلعے کے روشنی ہو رہی ہو لوگ پہرا دے رہے ہین ضرغام
پھرتے پھرتے ایک طرف ہوا یا دیکھا کہ ایک برج مین کوئی مرد سپاہی بیٹھا ہو اور افیون جو کسیقدر چڑھی ہو اسوجہ سے
اونگھ رہا ہو کبھی آنکھ کھل جاتی ہو کبھی بند ہو جاتی ہو حقہ منہ سے لگا ہوا ہو دل سے کہا کہ ضرغام یہی مقام گھات کا ہو
اسی طرف سے چلے جب دیکھا کہ وہ پینک مین ہو کمند مارکر ضرغام اوپر چڑھ گیا وہ سپاہی غریب آنکھین بند کیے بیٹھا
تھا کہ ضرغام نے اسکا گلا دابکر اسے مار ڈالا اور آپ وہان سے اسکی شکل بنکر نیچے اترا دوسرے درجے مین جو
پہرے والے تھے انمین آکر بیٹھا ایک نے پوچھا کیون بھئی کہو اکیلے دم گھبراتا ہو یہ کہکر گنڈیریان چھیل چھیل کر ہر ایک
کو چاٹ پر لگایا اور سب گنڈیریان کھا کر بیہوش ہوئے ان سب کے بھی سر کاٹ لیے اب جو نیچے اترا تو صبح ہو چکی
تھی اپنے دل مین کہا کہ دن کو پوشیدہ ہو کر بیٹھیے رات کو زندانخانہ تلاش کیجیے یہ سوچکر ایک طرف کو روانہ
ہوا قریب دروازہ انتہا کے پہونچا دیکھا کہ ایک سبزہ زار اور ایک درخت چنار لگا ہوا ہو نہایت گھنا اور گرد سبزہ زار
ہو ضرغام اسی درخت چنار کے نیچے ایک بیمار کی صورت بنکر لیٹ رہا یہان صبح کو قنود آفتاب پرست کو خبر پہنچی
کہ فلان برج کے چار سپاہی قتل کیے ہوئے پڑے ہین اسیوقت شب آہنگ کو بلوا کر کہا کہ دیکھو کسی نے ان سب کو
مارا وہ اسیوقت روانہ ہوا اور آکر پتا ضرغام کا پہچانا آکر قنود سے کہا کہ ضرغام شیر دل عیار اندر قلعے کے
آیا ہوا ہو اسنے ان سپاہیون کو مارا ہو کہا کہ جلد تلاش کرو نہین تو اندیشے کی بات ہو البتہ اسکو نور الدہر کو چھڑا لیجانے کا
غضب ہو شب آہنگ پھر وہین آیا اور عیار بھی اسکے ساتھ ہین وہان سے نشان قدم ضرغام کا دیکھتا ہوا چلا یہانتک کہ
اس مقام پر پہونچا جہان ضرغام صورت بیمار کی بنا ہوا پڑا تھا اس درخت چنار پاس آکر دیکھا کہ اب نشان قدم غائب
ہین اور کسی طرف نہین معلوم ہوتے دیکھا بیمار کو غور سے کہ پڑا ہوا کراہ رہا ہو آہ اوہ آہ وہ ولی ہو اپنے دل مین کہا یہ
شب آہنگ یہی ضرغام ہو کہ جا بیٹھا ہو بس ایک ٹھوکر دیکر کہا اٹھ مکر کرکے پڑا ہو مین نے پہچان لیا تجکو کہ ایک آواز
آئی کہ ارے کچھ خوف خدا بھی تجھے ہو کہ دست و پا شکستہ کو ایذا دیتا ہو شب آہنگ نے خنجر کھینچا کہا کہ اٹھ تو مکار نہین تو
ایک ہاتھ مارتا ہون کہ دو ٹکڑے ہوجائیگا مجھسے مکر کرتا ہو ارے کیا پہچانتے ہین اور ہاتھ خنجر کا بلند کیا دیکھا ضرغام نے
کہ یہ بدذات جہاندیدہ ہو کبھی فریب مین نہ آئیگا یہی خنجر اتارا ہو من کا بانہ ستا ہو بس وہ خنجر کھینچکر اور جھپک کر اٹھا نعرہ کیا
کہ او حرامزادے پہچان لیا تو کہا کر لا یہ کہکر خنجر مارا کہ سینہ کو توڑ کر پشت سے پار نکل گیا ضرغام نے خنجر کھینچا کہ کلیجہ
شب آہنگ کا کٹ گیا اور وہ گرکر تڑپنے لگا غل ہوا کہ ارے شب آہنگ کو مار الینا جانے نہ پائے اور تمام
شاگردون نے شب آہنگ کے ضرغام کو گھیر لیا ہجوم عیارون کا ہوا مستعد پیکار ہوئے اب ضرغام کا خنجر چل
رہا ہو کہ آتش کی بنا وہیں پڑا دو ٹکڑے جو قریب آیا مارا گیا ضرغام قتل کرتا چلا جاتا ہو اور بار دگر عیار اور پیادے برابر
پہنچے آتے ہین غل ہو کہ مارلو پکڑلو جانے نہ پائے حرامزادے نے غضب کیا اتنے کہ قلعے مین آیا اور شب آہنگ سے عیار کو مارا ضرغام جسکو
خنجر مارتا ہو وہ پھر پانی بھی نہین پیتا الغرض قنود کو خبر ہوئی کہ شب آہنگ ہاتھ سے ضرغام شیر دل کے مارا گیا اور بہت سے
عیار شاگرد اسکے قتل ہوئے ضرغام بڑا شیر دل ہو اس سے عیار پیش پانے کا محل ہو لڑ رہا ہو اب تک زخمی بھی نہین ہوا
قنود نے مجنون تیغ بند سے کہا کہ لیجیے اور تیغے عیار تمکو ایسے زبر دست ہین اسکا مارنا کھلا واجبات

سے ہی مجنون بولا جیسے کسیکو کہ اسے زندہ پکڑ لاوے یا سر اسکا لاوے مگر رفیق ہی اسکا شدید آفتاب پرست یہ اٹھ کھڑا
ہوا اور بہت سی فوج ہمراہ لیکر روانہ ہوا دوپہر کو وہاں پہونچا سنا کہ صدہا آدمی ضرغام کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں
اور ابتک ایک ذرا سی بھی اسکے چوٹ نہیں آئی ابس یہ سنکر شدید آفتاب پرست حیران ہوا فوج جو ساتھ تھی اس سے کہا کہ
جاؤ اور اسے گرفتار کر لو بس یہ حکم سنتے ہی وہ بھی سب تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے بلکہ اپنا کا قتل ہوا اور ضرغام نڈر ہو کر جس
غول میں جا پڑتا ہے لاش پر لاش گرا دیتا ہے دن بھر لڑا اب رات ہو گئی چاہا کہ نکل جاوے لیکن راہ نہ پائی دل میں کہا کہ قضا کھینچ
لائی تھی افسوس ہے کس بے بسی سے مارے گئے خبر جو رفیق تھی اکی لڑتے لڑتے کوئی پہر رات آئی ہے اب ہاتھ ضرغام
شیر دل کا تھک گیا ہے اور پاؤں بھی شل ہو گئے ہیں پیر اشکنک نہیں رہتا اب دل کو رجوع کیا ہے پروردگار کیطرف
دعا مانگ رہا ہے اور ایک جگہ کھڑا ہوا ہے جو آگے بڑھتا ہے اسے مار لیتا ہے لوگوں کی یہ کیفیت ہے کہ کوٹھوں پر چڑھ گئے ہیں
جو رستہ میں روشن ہیں چاروں طرف سے انگلیاں اٹھ رہی ہیں کہ میاں دیکھو کیسا بہادر ہے کچھ پہر ہو چکے ہیں لڑتے ہوئے
اور اب بھی کسیکو قریب نہیں آنے دیتا ہے یہی ذکر ہے اب کوئی دو پہر رات گئی ہوگی کہ ایک سمت سے نعرہ ہوا منم ضمرہ رف
بیجا خیر پشتہ وفادار نجم سپہر شجاعت و دور ہے خرت صف شکن و صفدر یعنی اسد بن کرب دلاور اور ایکطرف سے نعرہ ہوا
منم ابراہیم بن مالک اژدر ایکطرف سے نعرہ ہوا منم علقمہ بن جمہور ایک نعرہ ہوا کہ منم مرزنگ بن مرزبان ایک نعرہ
ہوا کہ منم معظم خان بن بہرام الغرض اسطرح بارہ نقابدار کہ گرد فوج کا سفایا کر دیا اب ضرغام کا دل بھی خبر ہوا کہ پھر
پھر جا پڑا اور لڑنا شروع کیا لیکن دل میں کہتا ہے کیا اسد بھی میرے پیچھے چلا آیا تھا لیکن قلعہ سے راہ کیونکر پائی میں تو بے تدبیر
آیا تھا یہ اسی خیال میں ہے وہاں جو نقابدار اسد کے نام سے گرد تھا قضا کار اتفاقات روزگار اسکا اور شدید کا سامنا
ہو گیا شدید آفتاب پرست نے نعرہ کیا کہ او نقابدار تو اسد کا نام لیتا ہے جاتا کہاں میرے ہاتھ سے یہ کہکر تلوار کھینچ چلا
تھا کہ نقابدار نے تیر کمان میں رکھکر جو مارا تو جگر سینۂ شدید کو پار کر گیا کہ وہ خاک پر گرا اور تڑپنے لگا کہ خدا میں
یہاں ڈھونڈھنے لگا ساتھ والے بھاگ گئے اور جو نقابدار تھے انہوں نے بھی لاش پر لاش گرا دی رعب بندھ گیا
بھاگنے لگے ضرغام کو حلقے میں لیکر ایکطرف سے راہ لی ہے ایک دروازہ باغ کا تھا اسمیں چلے گئے کسی نے تو قبھی نکی
یہاں نقابدار ضرغام کو لیے ہوئے باغ میں آئے تھے ایک بارہ دری بنی ہوئی تھی ضرغام سے کہا کہ آپ بیٹھئے ضرغام
نے سجدۂ شکر کیا اور نہایت تھکا ہوا تھا سو گیا صبح تک بیہوش رہا مگر یہاں رات بھر لوگ ضرغام کو ڈھونڈھا کیے لیکن پتہ
بھی نہ لگا آکر قنود کے سامنے لاش شدید آفتاب پرست کی رکھدی اور تمام حال بیان کیا قنود نے کوتوال شہر کو بلا کر کہا
کہ خانہ تلاشی کرو ڈھونڈھو کہ وہ ضرغام کو لیگیا کہاں اسکا دوست یہاں ضرور ہے کوتوال نے عورتیں مقرر کیں تلاش کیواسطے
گھروں میں بھیجے تمام شہر میں ایک جگہ ہو رہا تلاشیاں ہو رہی ہیں بیچارے شریف جو ہیں وہ گھبراتے ہیں غیرت سے آنکھ چرا
پھر رہی ہے بیچارے لوگوں کا کیا ذکر ہے اسکے کان پر جوں نہیں رینگتی بلکہ ایک دلگی ہے مگر یہاں ضرغام شیر دل جو سو کر اٹھا خواصوں
نے پانی لا کر رکھدیا اٹھے وضو کیا نماز پڑھی وظیفے سے فراغت حاصل کی اب بیٹھا سوچ رہا ہے کیا تدبیر کرنا چاہیے کہ یکایک ایک
نازنین مہ جبین حور تمکین کشادہ گیسو سنبل مو پری پیکر سمن بر گلعذار سرو قد بہار خوبصورت نیک سیرت ہم لیلی و رشک شیریں سامنے
سے نمودار ہوئی انیس جلیسیں ہمراہ آتے ہی مسند پر بیٹھ گئی ضرغام نے سلام کیا اسنے جواب سلام دے کر کہا ای
عزیز وہ نقابدار ہمیں ہیں جو اسد بنکر گئے تھے اور تجھے چھڑا کر لائے ضرغام بولا کہ آپنے میری جان بخشی کی ہیں ممنون
احسان ہوں اسنے کہا تو نے مجھے جانا میں کون ہوں ضرغام بولا ارشاد فرمایئے کہا کہ میں بیٹی ہوں قنود آفتاب پرست
کی گلرخ میرا نام ہے اور مائل ہوں تو ہر اللہ پر لیکن کوئی صورت رہائی کی مجھے نہیں ہو سکتی ضرغام بولا آپ

خاطر جمع رکھئے مجکو فقط زندانیان کا بتا دیجئے میں تو مخصوص آگئی ہون کیا اسکا یا ہون وہ ہمز غام کو اپنے ساتھ
لیے ہوئے بالاے قصر آئی اور حجرۂ قید نورالدہر کا دکھایا ہمز غام نے دن کو تمام رات کو طلوائیون سے حلوا پکوا کر
دروازۂ زندان پاس آیا دربانون سے کہا کہ ملکہ نے نذر مانی تھی کہ قیدیون کو حلوا کھلاؤنگی سو تم لوگ تمام کیونکہ اسکے
قسم کھاتے ہو کہ اس قیدی کو بھی ذرا سا دیدینا باقی تمہی سب کردو موکلان زندان نے سب حلوا لیکر آپس میں بانٹ
کھایا خوب مزے پڑے آخر کو چھینک مار مار کر بیہوش ہوئے ہمز غام نے سب کے سر کاٹے قفل توڑ کر اندر آئی
شاہزادے کو سلام کیا نورالدہر نے ہمز غام کو دعا دی کہ عجب وقت میں تم کام آئے ورنہ بہت جلد [illegible] ہمز غام
نے عرض کی اب جلد میرے ساتھ چلیے نورالدہر نے قید کو توڑا ہمز غام اپنے ساتھ لیے ہوئے باغ میں ملکہ گلرخ
کے آئی نورالدہر نے دیکھا کہ ایک حور ہے کہ بیٹھی ہوئی ہے بیساختہ منہ سے واہ دل سے آہ نکلی طبیعت فریفتہ ہوئی ہمز غام
نے چپکے سے کچھ شاہزادے کے کان میں کہا نورالدہر آہستہ ہی پہلو میں ملکہ کے بیٹھ گئے ملکہ بسبب حیا کے کھینچنے لگی بولی کہ مرد ہے
تجھے یہ کیا ہوا ہے میرے ہی پہلو میں تیری جگہ ہے نورالدہر جوش محبت سے بیتاب ہے یہ رنگ محبت کا دیکھ کر آپس میں مہین
ملکہ کی کوئی پیشاب کے بہانے سے اور کوئی پانی پینے کو غرض سب چلی گئیں ہمز غام بھی چل گیا بالکل تخلیہ ہو گیا اب تو
نورالدہر نے ہاتھ ملکہ کا کھینچا اور گود میں اٹھا کر مسہری پر بٹھا پردے چھوڑ دیے اب نہیں معلوم کیا ہوا پردے کا حال کوئی کیا
جانے غرض خوب جی کی امیدیں بر آئیں اب کوئی الصبح رات گئی ہو گئی کہ نورالدہر کو جوش شجاعت آیا ملکہ گلرخ سے کہا
کہ صبح ہونے سے پہلے قنود سے سمجھون ملکہ گلرخ نے کہا اے شہریار آج زمین مکو خوابگاہ قنود کی بتا دونگی اور اپنے ساتھ
لیے ہوئے صحن میں آئی کہ وہ جو روشنی معلوم ہوتی ہے وہی خوابگاہ میرے باپ قنود آفتاب پرست کی ہے اسیوقت جو کچھ
کرنا ہو کر گذریے اسلیے کہ آپ تنہا ہین وہ بھی تنہا ہوگا بس نورالدہر یہ سنکر اسیوقت سلاح جنگ آراستہ کرکے چل کھڑا
ہوا اور کودتے پھاندتے اس حجرے میں گیا کہ جہان قنود کا پلنگ لگا ہوا تھا نعرہ کیا کہ او قنود خواب غفلت سے
بیدار ہو کہ میں تیرے سر پر مانند اجل کے کھڑا ہون قنود جو نعرے سے شاہزادے کے چونکا دیکھا کہ نورالدہر سرہانے
کھڑا ہے حیران ہوا کہ یہ خواب ہے یا خیال ہے آنکھیں ملنے لگا نورالدہر نے پھر آواز دی کہ اے قنود اٹھتا نہیں ہے
یہ خواب نہیں ہے میں بیدار ہی ہون دیکھ قدرت خدا کو کہ تیری بیٹی نے مجھے چھڑایا بس یہ سنتا تھا کہ قنود چونکا پھر تلوار جو
پہلو میں رہتی ہے بس قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا ہوا اور سپر کو سنبھال ہوا اٹھا نعرہ کیا کہ کہاں جائیگا پکڑ میرے ہاتھ سے یہ کہکر
تلوار نورالدہر پر ماری شاہزادے نے اپنی سپاہگری دکھائی کہ بجوٹ دغل ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھین
لی بعد اسکے کمر بند پکڑ کر اٹھا لیا سر پر پھیر دیکر زمین پر مارا کہ چار ون شانے چت گرا بس سینے پر چڑھ بیٹھا اور فرمایا کہ
دین اسلام قبول کر ورنہ قتل کر دونگا قنود نے کہا میں نے معلوم کیا کہ دین آپکا برحق ہے کہ خدا آپکو کن کن آفتون سے
بچاتا ہے میں نے بصدق دل دین اسلام قبول کیا نورالدہر اسکے سینے پر سے اترا وہ قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے گلے لگا لیا
کیا وہ مسلمان ہوا اب صبح ہو گئی ہے قنود شاہزادے کو لیے ہوئے ایوان بادشاہی میں آیا اور اعلان کیا کہ میں تو مسلمان ہوا
اور غلامی اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی تم سب بھی مسلمان ہو سب رفیق اسکے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے مگر مجنون
تیغ جند خبر مسلمان ہونے قنود آفتاب پرست کی سنکر خدمت میں ایرج کی روانہ ہوا ادھر قنود نے نورالدہر
سے دست بستہ عرض کی کہ میں نے ملکہ گلرخ کو حضور کی کنیزی میں دیا شاہزادے نے فرمایا کہ وہ میری محسن ہے میں نے اسکو
قانون محل کیا پھر تو دروازہ شہر کا کھولدیا ہمز غام اسی وقت خدمت میں بادشاہ ہرمز تاجدار کے روانہ ہوا
لیکن یہان دو دن ہوئے ہمز غام کو گئے ہوئے ہرمز تاجدار نہایت فکرمند بیٹھے تھے دربار جمع تھا کہ استے میں

اور بنا نسبے کی بجا ہی رہا تھا کہ آیا تو حال کھلیگا ایرج غیظ و غضب میں آکر چلا تھا کہ دامن صحرا سے گرد اڑی اور رفتہ
رفتہ جب گرد شق ہوئی دیکھا تو پانچ نقابدار پیدا ہوئے ایک تو بنفشہ پوش اور دو سبز پوش دو سرخ پوش لاکھ سوار
انکے ہمراہ کہ ایک گرد اور اڑی اسمیں سے ایک نقابدار یاقوت پوش پیدا ہوا اور وہ بھی آکر انھیں نقابداروں میں
شامل ہو گیا اب چھ نقابدار ہوئے سب نے پکار کر کہا کہ او آفتاب پرست نامرد کوئی اژدہا کو بھی قتل کرتا ہے اب تجھ
تیرے ہم ہیں ایرج نے سر دھنا کہ کیا نصیب اس دیوانے کا ہے کہ ہر دم میرے ہاتھ سے بچ جاتا ہے اور ان نقابداروں
کی بدولت پھر اسد پکارا کہ او بیای اب کہاں پھرا جاتا ہے اور حقیقت کھلے ایرج چپکا چلا آتا ہے کچھ جواب نہیں دیتا ہے آخر کو
کہا کہ ای نقابدار آؤ میرے مقابلے کو بس نقابدار بنفشہ پوش مرکب اپنا چمکا کر سامنے آیا بعد شکوہ رزمی نیزہ بازی ہوئی ایرج
نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے تلوار ماری ایرج تلوار مارا کی بجلی اس نے بھی گریبان میں ہاتھ ڈالدیا لاکھ زور ہوئے
گھوڑے پیٹھ لگے اور گرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے رات بھر لڑا کئے دوسرے دن ایرج نے
لنگر نقابدار کا توڑا سر سے بلند کیا زمین پر مار کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا مشکیں باندھ لیں وہاں سے لیکر پھر اپنے خیمے میں آیا بیٹھا کہ
کہا کہ نقابدار کو لوگ اسے لائے نقابدار نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا
کہ نقاب اسکی اٹھاؤ جب نقاب دور ہوئی دیکھا کہ ایک جوان سبزہ رنگ ہے اٹھارہ برس کا سن ہے نہایت خوبصورت ہے لندھور
سے ایرج نے پوچھا کہ آپ پہچانتے ہیں کہ یہ کون ہے لندھور بولا کہ میں نے اسے بہت بلکس (؟) رسائل میں دیکھا تھا اسنے
کہا کہ نام میرا الیر نک بن مرزبان ہے اور نواسا ہوں گیر نک زندانی کا ایرج نے کہا کہ آؤ اور میری بیعت اختیار
کرو اسنے کہا کہ یہ کبھی نہوگا کہ میں کافر کی بیعت کروں حکم دیا کہ لیجاؤ زندانخانے میں قید کرو بعد قید کے نقابداروں کے بھیجا
جانبا اور حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اسیر ہیں کو یہی بات پہنچی یہ خبر نقابداروں کو ہوئی انھوں نے بھی طبل بجایا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے اسد بھی آکر قلب کو وہ بیٹھا صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئیں نقیب نقابت کر کے چلے گئے ایرج مالک بن ملوث شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آ مبارز طلب کیا
ایک نقابدار سبز پوش مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا نقابدار آگ ہو گیا کہا کہ ای
آفتاب پرست غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن نیزہ بازی طلائی بازی گرز بازی جمال بازی تیغ بازی کا ہنگامہ
بازی خنجر دار ہنا دکھا کر دھوکا دیا اور قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر اور تیغ آبدار کھینچ ایک ہاتھ ایرج پر مارا ایرج نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی دھار سے لڑی رہی جب تلوار نزدیک سپر کے پہنچی ہاتھ سے سپر چھوڑ دی کہ کلی بند
سپر کا پشت کی جانب جا پھولا اور بجلی کی طرح ادھر کو جھکی دیکھ کر تلوار رہ گئی چڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین
لے مگر نقابدار زور ہوئے گھوڑے سے بیٹھ گئے دونوں گھوڑوں سے علاوہ کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی رات کو
بھی جدا نہوئے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو دوپہر دن چڑھے لنگر نقابدار کا توڑا ایرج نے اٹھایا سر پر چرخ دیکر
زمین پر مارا مشکیں باندھ لیں لیے ہوئے چلا گیا اور حکم دیا کہ اسے بھی قید کرو ان مجنون نقابداروں کو بھی پکڑ لوں تو
سمجھوں گا نقابدار کو اسیر طوق و زنجیر کرکے زندانخانے میں بھیجا ایرج نے پھر طبل جنگ بجوایا دوسرے دن دوسرے
نقابدار سبز پوش نے سامنا کیا ایرج نے اسکو بھی دس پہر کی کشتی میں زیر کیا اسے بھی زندانخانہ میں بھیج طبل بجا کر
صبح کو میدان میں آیا نقابدار سرخ پوش نکلا نیزہ بازی ہوئی تمام ہوا تلوار چلی ایرج نے قبضہ شمشیر پکڑ لیا
اس سے بھی ایک دن رات کشتی رہی دوپہر دن چڑھے لنگر نقابدار کا توڑا ایرج نے اٹھا کر زمین پر مارا مشکیں
باندھ کر لیے ہوئے چلا گیا پھر طبل بجا اگرچہ تھے دن اس نقابدار سرخ پوش کو بھی پکڑ لیا چار دن نقابداروں کو

اسیوقت لوگون سے حاضر کیا اُنھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کہا کہ نقابین
انکے چہرون پر سے دور کرو اسیوقت نقابین ہٹا دین ناگہ تین چارون جوان خوبصورت حسین بارہ بارہ برس کے سن و سال سبزہ
رنگ زلفین عنبرین بغلی انکے چہرون پر ہویدا تھا نشانیان اولاد صاحبقران کی ظاہر تھی پوچھا کہ حال اپنا ظاہر کرو سبز پوشون نے کہا کہ ہم
نام بیٹے بدیع الزمان نامور نواسے جمشید تاج بخش کے ہین نور العیان و نور الزمان ہمارے نام ہین اور دونون
سرخ پوشون نے کہا کہ ہم اولاد شاہزادہ عالم رسیدہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری کے ہین اور ملکہ زادہ ملکہ شام
ہمارے نام ہین اور ملک لعل دخت بنی نعمان لعل قبائی ہماری مان ہو ہیں یہ سنکر ایرج نے کہا کہ باپ سے تم دونون کے مجھے
کمال محبت ہی میری بیعت اختیار کرو سب نے کہا کہ ہم اولاد صاحبقران ہین ہم کافر کی بیعت نہین کرتے ہین جان دینا
گوارا ہی کہ لندھور بولا صاحبزادو بیعت کرنے مین کیا نقصان ہی اپنے تئین پر رحم کر کے بیعت کر لو چاہو یہان رہو چاہو جہان جاؤ
دوستی کا ایرج کی دم بھرتے جاؤ جسوقت تک کہ حمزۂ صاحبقران آئین ان چارون نے کہا کہ اے ہندی تو نے نمک
صاحبقران کا حلال کیا ایرج پر عاشق ہوکے خوب اُسکا ساتھ دیا مرحبا صد مرحبا اسیواسطے تجھے حمزہ صاحبقران چھوڑ گئے
تھے کہ تو ملک کو انکے برباد کرے اور ہماری طرفداری نہ کرے خدا ہمارا حافظ و نگہبان ہی جان دینگے اور بیعت نہ کرینگے جو
انکی باتون سے ندامت بہم پہونچی اور سر جھکا لیا ایرج نے کہکے لیجاؤ زندان مین قید کرو نقابدار جو چھپا ہی کل اُسے بھی
پکڑ لاؤنگا تو بھی جانیگا یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لڑے گا گرچہ اسنے یہ خبر لشکر مین نقابدار کے پہونچی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزم بجے رات بھر تیاری رہے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کڑکیتون نے کڑکا کیا نقیب
نقابدار کرکے بیٹھ گئے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا نقابدار با فتحیابی
شبرنگ کو بڑھا کر مقابل ایرج ہوا ایرج اس سے تکاور ہوا مرکب برابر سے جنگ سیکر ارالان مین پھیر کر مرکبون کو ایک
نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے کہا اے نقابدار دیکھا تو نے کہ مین کسطرح ان پانچون نقابپوشون کو پکڑ لیا گھڑی کی مانند صید
مشکین لیجاؤنگا بہتر یہ ہی کہ تو بغیر لڑے میری بیعت اختیار کر نہین تو اسیطرح میرے ہاتھ سے ذلیل ہوگا نقابدار بولا کہ
ان نقابدارون کو کیا پکڑا ہی کہ بڑا مغرور ہو گیا ہی اتنا غرور کر کہ خدا کو پسند نہین ہی سنا تو نے شعر ادھار صد کبر باد منی
بلکش قدیم ست و دانش کمی + یہ کبر و غرور خدا کو منظور نہین اور جو کچھ ہو سکے قصور اور کوتاہی نہ کر بس ایرج نے نیزہ
اسپردار اٹھا ایسے نیزے سے پر رد کا گئی نیزہ بازی ہونے لگی خوب نیزہ چلا لیکن طلب کیا حاصل نہوا سنانین نکل گئین خالی نیزہ رہ
تک پھینک کر تلوارین کھینچ لین نقابدار نے تلوار ایرج پہ ماری ایرج نے بابرات و جواہر دی روکی اور اپنا وار نقابدار پر
کیا نقابدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ایرج کی سپر سے کب رکتی ہی کاٹ کر سپر کو خود بدنکی جھٹکا مارکے دو ٹکرے
نقابدار نے دستانہ اپنا ہاتھ سے پکڑا سے نکلی نقابدار نے اپنے لشکر کو اشارہ کیا وہ لشکر ایران ساتھ لئے نقابدار کے اپنے اپنے
خیمون کو ادھر کیا راہی ہوئے ایرج پھر داخل لشکر ہوا بارگاہ مین بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی کہا کہ اولاد قاسم و
بدیع الزمان کے بیٹون کو جب وہ آئے فاقہ کا اب بھی کچھ نہین گیا ہی آؤ اور بیعت میری اختیار کرو انھون نے جواب دیا
کہ ہم یہ ننگ گوارا نہ کرینگے تو ہمین قتل کر لندھور نے پھر کہا بات بھی ہو اچھا لگا ایرج نے کہا خیر لیجاؤ کل صبح کو ان پانچون قتل
کرونگا اور دیلم شاطر اور طوفان بن سماک اژدر گیر سے کہا کہ تم رات بھر نگہبانی کرو صبح کو ہمارے پاس لاؤ کہ ہم انھین
تیرباران کر لینگے انھون نے عرض کی بہت اچھا اور سرشام سے خوب بند و بست کرکے خود دروازہ زندان پر بیٹھے تاج دیکھئے
شراب پینے مین مصروف ہوئے شبرنگ نے بخراسد سے کہا کہ وہ پانچون نقابدار ایرج جنکو پکڑ لیگیا ہی حال انکا یہی ہوا کہ
اولاد صاحبقران ہین صبح کو انکو تیرباران کرینگی ٹھہری ہی اسد نے کہا ایسے لالہ خو حسد کیجے باپ دادا کا نام ڈبونے والے

ہیں مگر ساتھ ہی یہ خیال کہ ہو نہ ہو زمانہ چور ہے گا کہ اسد وہان موجود تھا اُسے قتل ہو جانے دو کیا ہوگا کہ اگر میں قتل کب ہو سکتا
رہتا ہوں اسی شبرنگ نے میر الباس شب روی شبرنگ نے لاکر دستیچہ سامنے رکھدیا اسد نے سیاہ لباس بدن پر آراستہ
کیا سپاہی شبرنگ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا لشکر ایرج میں داخل ہوا سیر کرتا ہوا دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایرج بیٹھا
ہے دربار معمور ہے ناچ ہو رہا ہے ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے کہہ رہا ہے کہ کل ان پانچون کو مارون تو آتش دیدہ ٹھنڈی ہو
اب رہا تھا اسد یہ باتیں سنکر زندانی سے کیونکر آید دیکھا کہ پہرا بند و بست ہے کوئی قیدی نزدیک نہیں جانے پاتا وہاں سے پھر آیا کہ اب دوسری
تدبیر کیجیے دیکھا کہ دربار برخاست ہے لوگ یہی اپنی خوابگاہ کیطرف جاتے ہیں سب کے بعد ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد دونون
ہاتھ میں ہاتھ دیے ہوئے چلے خیمہ نزدیک تھا اُسمیں داخل ہوئے کھانا کھا کر دو چار جام شراب کے پیکر خواب مرگ میں گرفتار
ہوئے لوگ جانے لگے مگر پہرے والے رہگئے شبرنگ نے داروے بیہوشی اڑائی کہ انھیں بیہوش کیا بعد اسکے پروانے
بیہوشی کے شمعون پر مارے شمعے جلنے سے تمام لوگ اندر کے بیہوش ہوئے اب پلنگ کے برابر آئے اسد نے داروے
بیہوشی بہزاد مرتد کو دی شبرنگ نے ارسلان شاہ کو بیہوش کیا اور حلقہ اسے کمند سے گرفتار کرکے چادر عیاری
میں باندھ باندھکر پشتارے پیٹھ سے لگائے اور جیتے وقت جو مال و اسباب کہ پسند آیا اُسے بھی اٹھا لیا اور نکلکر خیمہ سے
روانہ ہوئے ڈیڑھ پہر رات ابھی باقی ہے تمام بازار میں بند میں کے ہر ایک رستے میں طلایہ کا گشت پھر رہا ہے خبردار باش
حاضر باش ہشیار باش کی آوازیں بلند ہیں ایک ادھر خوانچے والا کہ چور سے خانہ سے پھرا ہوا چلا جاتا ہے کوئی سپاہی نہتا ہاتھ
باندھے پیرا ہے لاکر نیند میں جھومتا ہوا اپنے گھر جاتا ہے ایک ادھر صاحبین نے تھا کہ دوکان کا بند کر لیا ہے گلی نے کو بیٹھے شمعاری
بھی کھاتا کھلا ہے سہی درست کر رہا ہے چراغ جل رہا ہے اسد و شبرنگ بچتی و بچاتی اڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں جہان ندر
جانے کا مقام دیکھتے ہیں وہان یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک جھونکا باد صرصر کا نکلگیا جہان ٹھہر جانے کا مقام دیکھتے ہیں پشتارہ
کے اپنے کو زمین سے ملا دیتے ہیں جہان چھپ جانے کی جگہ پاتے ہیں اسطرح پوشیدہ ہو جاتے ہیں جیسے چور کسی اس گھر میں
کونے میں دبکا ہے جسمیں کوچہ جانے آیا ہو غرض اسیطرح تمام لشکر ایرج کو گزر پیچ و درپیچ بجا ہے طے کرتے ہوئے آذر کوہ
کو روانہ ہوئے قریب صبح کے پہونچے سب رفیقون نے سلام کیا کہا کہ شہریار رات بھر آپکے واسطے تشویش رہی الحمد
کہ آپکو خدا نے صحیح و سالم پہونچایا اسد بولا کہ ہم با مقصد آئے ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کو پکڑ لائے اب دیکھیں ایرج
کیونکر ان لڑکون کو قتل کرتا ہے اور حکم کیا کہ دو دار میں استادہ کرو اسیوقت دو دار میں کھڑی ہو گئیں اسد نے ایک ایک
کو بلاکر حکم دیا کہ انکو طوق و زنجیر میں گرفتار کرو اسیوقت ارسلان شاہ اور بہزاد مرتد کے بدن میں بہت بھاری قید
ڈالی گئی اور دار سے بندھوا کر شبرنگ سے کہا کہ ہوش میں لاؤ اُسنے لخلخہ رفع بیہوشی دیا ان دونون کا فوراً کھلی آنکھ
کھلی اپنے کو اسیر طوق و زنجیر سامنے اسد کو دار میں بند دیکھا اسد مع رفقا ہتھ دلا ان ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہے دلون
میں کہا کہ کیا خواب بد دیکھا ہے آنکھیں بند کرلیں اسد پکارا کہ اے مرتدو یہ خواب نہیں ہے بلکہ عین بیداری ہے میں تمھیں پکڑ لایا
ہون آنکھیں کھولو اب ان دونون نے گڑگڑا کر اسد کو سلام کیا اور کہا کہ ہماری کیا خطا ہے جو آپ ہمکو پکڑ لائے اسد بولا
کہ میں تمھیں عوض میں فرزندان قاسم و بدیع الزمان کے لایا ہون اگر ایرج نے ایک بال انکا بیکا کیا تو میں تمھیں
مار ڈالونگا اور بہزاد سے کہا کہ او مرتد تو نے اسلام چھوڑ کر آفتاب پرستی اختیار کی اور جو باتیں تو ایرج سے کرتا ہے مجھکو سب
خبر پہونچتی ہے رے حرامزادے تو نے قارن قرہ عین کو یا شعلہ ذوالامان پر بھیجا تھا مجھکو خوب معلوم ہے غرض یہ سنتے ہی
بہزاد مرتد کا پیشاب خطا ہو گیا قریب تھا کہ زندگی سے آزاد ہو جائے التزار یا ہے کہ رہا ہے کہ واقعی میں خطاوار ہون مگر معاف
خطاکا جو ہو حاجت گواہ نہیں ہے مجھے جو چاہو کرو میں تو بیگناہ نہیں ہون اے اسد دلاور جو چاہے مجھے سزا دو مگر احوال ایرج

کا شیخلہ یہ صبح کو جو بیدار ہوا آیا بارگاہ میں دو تخل شوکت پہ مثل اللہ حضور بھی سویرے سے آیا ایرج نے دیلم شاطر کو بلا یا پوچھا
کہ اسکو کچھ خبر ہو نہیں ہے یہ بہا قیدی برفراز بن اسکے کر رات بھر جاگ کے کاٹی ہو مجال تھی جو کوئی آسکتا کہا کہ اچھا میں میدان جنگ کی
طرف چلتا ہوں تم آن بھون کو وہ واپس ایرج بلکر اسکے خیمہ پر جاتا تھا کہ آواز واویلا وا مصیبتا کی بلند ہوئی اور مالک بن ملکوت
بامال تباہ ہو پہنچا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان میں ایسی بادشاہت سے درگذرا اقبال شاہ کو اس دیوانے نے مار ڈالا اور اسکو
اگر ارسلان شاہ اور بہزاد کو پکڑ لیگیا بس سنتے ہی حیران ہوگیا اب کیا میدان جنگ کو جاتا تھا آذر کوہ کا کیا سامنا کیا کیونکہ
ہو کہ وہ دونوں استادہ ہیں اور ارسلان شاہ اور بہزاد و مرتد دونوں اس سے جیسے ہوئے ہیں اسد اپنے رفیقوں کیساتھ
تیر و کمان لیے مستعد بیٹھا ہو ایرج نے پکار کر آواز دی کہ ای اسد دلاور کیا ارادہ ہو کیا سا کہ میں اپنے کو مردوں میں شمار کیے
ہوں زندہ کب سمجھتا ہوں یہ قصد ہو کہ ہر ایک سردار کو تیرے اسطرح سے پکڑ لاؤں اور قتل کروں ایرج نے کہا میں
پسران بدیع الزمان اور قاسم کو مار ڈالوں گا اسد پکارا شوق سے تو انکو قتل کر میرا کیا بھی یہی خوشی ہو ایسے ناقابل
ہوئے بھلا زندہ رہے تو کیا اور سے گئے تو کیا انکا ہست و نیست برابر ہو اور تو مجھے دھمکاتا ہو ایرج نے کہا ای اسد
اب مجھسے صلح کر وہ میں انکو مار ڈالوں تم انہیں یاد دو اسد بولا اچھا جاؤ کہا صنا لقہ ہو مگر انکو کسیطرح کی ایذا نہونے پائے
ایرج نے کہا کیا مجال ہو جو اقرار کرکے ایرج وہاں سے پھرا اپنے لشکر میں آ حکم کیا کہ پسران قاسم و بدیع الزمان کو واپس سے
لیجاکر زندان خانے میں لیجاؤ لیکن وہاں انکو کسیطرح کی تکلیف نہونے پائے کمی نا شایستہ پر تکلف جا بکر سے چھت راگ و رنگ
کی انکے سامنے رہے ادھر اسد نے بہزاد و مرتد اور ارسلان شاہ کو قید کیا اور رات کو کہا کہ ای شبرنگ وہ لباس شب روی
ہمارا ہم آج جا کر بھائیوں کو چھڑا لائیں انکے آگے دستہ سامنے رکھا اسد نے وہ لباس پہنا پر تیغ بغل میں دابکر روانہ ہوا
تھا آگے سامنے لشکر ایرج کے پہونچا تھا کہ آواز نقاروں کی بلند ہوئی دیکھا تو جانسوز بن قران چلا آتا ہو اور فرزندان
قاسم و بدیع الزمان اور گرگ بن مرزبان ساتھ ہیں جانسوز نے اسد کو بچا سلام کیا اور پوچھا کہ آپ کہاں
تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ انہیں کے چھڑانے کو جانسوز نے کہا کہ یہ تو حاضر ہیں اور اُن پانچوں لڑکوں سے کہا کہ یہی
اسد دلاور ہیں انہوں نے جھک جھک کر تسلیمیں کیں اور پیروں کیطرف جھکے اسد نے گلے سے لگا لیا تشفی دلاسا دیا بعد اسکے
جانسوز بن قران سے کہا کہ بھئی تم نے کئی بار ہماری مدد کی ہو اب تم ہمارے ساتھ رہو انھے کہا انشاء اللہ اگر کوئی کام ایسا
مجھسے بن پڑیگا تو میں آپکی ہمراہی اختیار کرونگا ابھی تو میں جاتا ہوں یہ کہکر صحرا کی جانب شتلنگین لگاتا چلا گیا اسد نے ان لڑکوں
سے کہا کہ تمہارے کیا ارادے ہیں جاؤ نے یا میرے ساتھ رہوگے لیکن بھئی میرے ساتھ تکلیفیں ہیں اسلیے کہ میں آذر کوہ پہ گھرا
ہوا ہوں انہوں نے عرض کیا کہ بھائی صاحب آپ کے باعث سے تو ہماری جان بچی ہم اسوقت میں آپکو چھوڑ کر کہاں جا سکتے
اسد اپنے ساتھ انہیں آذر کوہ پر لایا طماس اور عنقبیل دیو پہرہ دار نے بہت سی تعریفیں کیں کہ آپ نے کار نمایان
کیا مگر یہاں لشکر میں ایرج سے صبح کو غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار نقب کیکر کے پسران قاسم و بدیع الزمان کو نکال لیگیا یہ خبر
ایرج کو ہوئی اپنے شاپور کو بلا کر کہا کہ جا کر دیکھ تو وہی دیوانہ چھڑا لے گیا یا اور کوئی شاپور نے آکر دیکھا تو بیچ راست
پڑا لگا ہوا تھا اسنے پھر آکر ایرج سے عرض کیا کہ یہ کام نہ اسد کا ہو نہ اسکے عیار کا ہو یہ اور کسی عیار کا کام ہو جسکے نام و نشان
سے میں واقف نہیں ہوں ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا مالک بن ملکوت شاہ نے رو کر کہا ای ایرج نوجوان اب اسنے
ارسلان شاہ کو زندہ چھوڑیگا یہ کہکر بہت حال اپنا تباہ کیا ایرج نے تسلی دی کہ ای مالک بن ملکوت شاہ قسم ہو
میرا اعظم کی کہ اگر اس دیوانے نے روکگا ارسلان شاہ کا کچھ کیا تو آذر کوہ پر جا کر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا
اتفاقاً اسوقت دیو چہر اور حمدو عیار دونوں سامنے کھڑے تھے انھے کہا کہ ہمنے نام عیاری کا ڈبو دیا دیکھو کہ عیاران خدا پرست

ایسے کیسے کام کر گئے ہیں جس وقت پر کوئی کام نہ نکلا انھوں نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ آپ نے جس کام کو مجھے فرمایا جو
مجھ سے ہو سکا آپ کچھ ارشاد تو کیجیے حضور کے تابع ہیں ایرج نے کہ ہو سکتا ہے کہ ارسلان شاہ اور بہزاد عم تہ کو اس
دیولے کی قید سے چھڑا لاؤ دونوں نے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بڑا کار دشوار ہے بلکہ اندیشۂ جان ہے اول تو پہاڑ پر ہو پہنچنا
مشکل اگر جان پر کھیل کر گئے تو اس دیوانے کے قید سے چھڑانا امر ناممکن مگر آپ کے اقبال سے ہم جائینگے اور چھڑا لائینگے اور
تا امکان اس دیوانے کو بھی پکڑ لائینگے ایرج نے کہا کہ اگر اس دیوانے کو بھی پکڑ لاؤ گے تو دولت دنیا سے مالا مال کر دونگا
یہ سنکر دونوں سلام کر کے آذر کوہ کی جانب چلے راہ میں آپس میں مشورہ کیا کہ دیو اژدر بڑا ہوشیار اور فیلسوف ہے
اس سے ایسی مکاری کرو کہ وہ دام میں ہمارے پھنس جائے وہ دیو بولا کہ بجائی حمزہ پیر تم عمر ادا سے کہا کہ جلد سلطان
ہو سوا اسکے دوسری تدبیر نہیں یوں دسترس ہونا مشکل ہے یہ صلاح کر کے بصورت اصلی آذر کوہ پر آئے اور پکار کر
کہا کہ ہماری خبر اسد دلاور کو کر دو کہ ہم نے خواب میں حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ علیہ السلام کو دیکھا ہے ان حضرت نے
ہمیں ارشاد فرمایا کہ تم دونوں اسد کے پاس جاؤ وہ تمہیں طریقۂ دین اسلام بتائیگا ہم حاضر ہوئے ہیں اور ہمیں لعنت کی
دین آفتاب پرستی پر اسد نے جو یہ خبر سنی غافل شعبدہ بازی فلک تھا ان مکاروں کو بلوایا وہ آئے اور قدموں پر اسد کے
گرے اور عرض کیا کہ ہمکو مسلمان کیجیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنے گلوں کے لاڑ و قطب دوران اور آفتاب تابان پر لعنت
کرو ان مکاروں نے جو کچھ کہ اسد نے کہا وہی کیا اسد نے آفرین کیا ان دونوں نے طوطے کی طرح کلمہ پڑھا اور از روئے
ایمان مسلمان ہوئے دار سیکھنے لگے ہر غازی کی خدمت کرنے لگے دو چار روز خوب خدمت کی اپنا اعتبار جمایا ایک روز شکوہ کی
بیہوشی اڑا کر موکلان زندان کو بیہوش کیا وہ بیچارے بے خبر تھے اس مکر کی کیا خبر تھی غرض یہ دونوں مکار اندر زندان کے
آئے اور ارسلان شاہ اور بہزاد عم تہ کو قید سے رہا کیا پشتارہ باندھ کر کوہ سے نیچے اترے دیو جہر نے کہا کہ وہ دیو جو
پشتارے لیکر یہیں رہتا ہوں یا تو اسد کو پکڑ لایا جائے اس سے وہ دیو لے گیا اور دونوں پشتارے لیکر راہی ہوا
صبح کو اپنے لشکر میں پہونچا دونوں پشتارے سامنے ایرج کے لاکر رکھ دیے کہ یہ بہزاد عم تہ اور ارسلان شاہ دونوں
حاضر ہیں پوچھا کہ دیو جہر کہاں ہے وہ دیو نے پیچھے سے کان میں کہا کہ وہ اسد کی فکر میں ہے اور لیکن بدیع الزمان و قاسم
اسد کے پاس موجود ہیں کہا خبر کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ارسلان شاہ اور بہزاد عم تہ کو پشتاروں سے نکالا وہ دیو نے
فیلزہ بیہوشی کا دیا وہ ہوش میں آئے آنکھیں کھولکر جو دیکھا اپنے کو رہا پایا اور ایرج کی بارگاہ میں دیکھا بہت خوش
ہوئے وہ دیو کو بہت بھاری خلعت دیے اپنے پاس بٹھا لیا بہزاد عم تہ نے قدمبوسی ایرج کی کی کہا کہ ای زبدۂ
آفتاب پرستان دوبارہ میری زندگی ہوئی ہر روز دیو اد مجھے کہتا تھا کہ اب تجھے مار ڈالتا ہوں یہ سنکر روز میں
نیمجان ہو جاتا تھا خداوند شمر بکری کا سامنا تھا میں نے حضور کے اقبال سے نجات پائی ورنہ وہ دیو اور دام میں ابدا تھا
اب وہاں کی کیفیت سنیے کہ دیو جہر آکر اپنے بستر خواب پر سو رہا صبح جو ہوئی اور نگہبان بیدار ہوئے نظر کی زندان کے
ایکطرف قیدیوں کو نہ پایا سر پیٹتے ہوئے اسد غازی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ نہیں معلوم کون عیار آیا تغییر
کر لیگیا اسد کو کھٹکا پیدا ہوا کہا کہ دیکھو تو دیو جہر اور وہ دیو کہاں ہیں لوگ ڈھونڈھنے لگے دیکھا تو دیو جہر ہے وہ دیو کا نہیں
پتا لگا آکر عرض کیا کہ وہ دیو نہیں ہے اسد نے دیو جہر کو پکڑ کر خوب تازیانے مارے کہ حرامزادے یہ تیرے ہی سازش
سے چھوٹے اسنے عرض کیا کہ ای شہریار مجھے چاہیں آپ ماریں یا بخشیں لیکن میری یا تقصیر نہیں ہے اسے دل ہی میں سوچ رہا
بیٹھا ہوں کہ وہ مکاری سے مسلمان ہوا تھا یا صدق دل سے اور اگر میری سازش ہوتی تو میں کیا چھپ رہا ہوتا اب تک
بھی نہ رہتا اس گفتگو پر اس مکار کی بعض لوگوں نے سعی کی کہ یہ بے تقصیر معلوم ہوتا ہے اسد بولا میں مجبور ہے تو رد بتا ہوں

لیکن یہ دغا کی تھی اور کسی شخص سے لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا اب دیو چہر ایک ایک کی خوشامد کرنے لگا ہر شخص کی خدمت کرنے
لگا اب چند دن میں اسد کے دل سے کدورت بالکل دفع ہو گئی گو ملامت جیت کی ہرگز نہیں تو اسد بہت ہوشیار ہے اب
دیو چہر اسد کا کام کاج کرنے لگا ایک شب کو تقاضائے کار اتفاقات روزگار اسد کو انتظام نظم میں بہت شب رات گذر گئی
کہ باہر ہی سو رہا ملکہ شور انگیز پاس اندر محل کے نہ گیا بس دیو چہر کو پورا موقع ملا خوب بیہوشی اڑا کر ہر طرف جو پہرے دار
اور نگہبان تھے انہیں بالکل بیہوش کیا اور اسد کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ بندھ پر لادکر روانہ ہوا پہاڑوں سے نیچے اترا خوشی خوشی
لیے ہوئے چلا جاتا ہے دل میں کہتا ہے کہ آج دیو چہر تو نے کار نمایاں کیا ایرج کیسا خوش ہوگا اور بہت کچھ مجھے دیگا یہ باتیں
دل سے کرتا ہوا کئی کوس بھر چلا گیا ہوگا اب رات تمام ہو چکی ہو آفتاب خاور نمایاں ہونے کو جاتا ہے کہ آواز لوگوں
کی بلند ہوئی دیو چہر سمجھا کہ وہ دیو ہے یا شاہپور ہے یا ادروی کا رسے لوگ کون ہیں ادھر ضرغام شیر دل ہو کہ نورالدہر کے
پاس سے پھرا ہوا آتا ہے پکارا لوگوں ہو دیو چہر پکارا کہ میں ہوں دیو چہر بس یہ سنتے ہی ضرغام سامنے آیا کہا اس پشتارہ کے
میں کیا ہے سچ بتا دیو چہر اب جو دیکھتا ہے تو ضرغام شیر دل ہے جان نکل گئی منہ سے بات نہ نکلی گو گڑانے لگا ضرغام کے
ساتھ پانچ سات عیار اور تھے کہا کہ پکڑو اس حرامزادے کو سب چار طرف سے لپٹ گئے مشکیں اسکی باندھ لیں اور پشتارہ کھول
کیا کھولا تو دیکھا کہ اسد بن کرب غازی ہے فقط شرفع بیہوشی دیا اسد کو ہوش آیا دیکھا تو حلقہ ہائے کمند میں جکڑا
ہوا ہوں ضرغام سامنے کھڑا ہے کہا کہ بھئی ضرغام میں نے تمہارے ساتھ کیا برائی کی ہے جو تم نے مجھے باندھا ہے ہاتھ باندھ کے
عرض کی کہ میری کیا مجال جو میں آپکو باندھوں یہ دیو چہر حرامزادہ آپکو لیے جاتا تھا میں نے اس سے چھینا ہے فرمایا کہ ہاں
یہ دیو چہر عرض کیا کہ حاضر ہے اسد نے کمندیں توڑ دیں اور آنکھ اس سے کہا کیوں حرامزادے دغا باز ابھی مسلمان
ہوا تھا اور کہا کہ مارو اس حرامزادے کو بس تمام عیاروں نے ٹکڑے ٹکڑے کرکے صفا چٹ کر دیا اور ایک روایت میں
ہے کہ دیو چہر کو اسد نے چیر دیا ہے غرضکہ اب ضرغام شیر دل سے حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھا ضرغام نے تمام
نقل گذشتہ بیان کی اور عرض کیا کہ عنقریب ہے کہ شاہزادہ کرم ہی کل میں آجاتے اسد ضرغام کو لیے ہوئے آذرکوہ پر آیا
یہاں سب کو تشویش تھی کہ دیو چہر اسد کو لے گیا ہے دیکھیے کیا ہونے والا ہے کہ سامنے سے اسد نمودار ہوا سب نے سجدہ
شکر ادا کیے تصدق اتروایا اسد نے آتے ہی حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے کہ شاہزادہ نورالدہر کی ہم اسیوں نے نقارہ
شادمانی کا آواز دیں ایا ادھر صبح کو لوگ قریب پہاڑی کے بہار سے جو جنگل کی طرف حاجت رفع کرنے کو آئے دیکھا کہ ایک
لاش ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہے قریب آکر غور سے جو دیکھا تو دیو چہر کو پہچانا اسکو دفن کیا اور ایرج کی لا کے اور
یہ خبر سنی کہ ضرغام نے دیو چہر کو مارا اور اسد کو چھڑا لیگیا اور وہاں نورالدہر کو چھڑا آئی کا طبل شادمانی آذرکوہ
پر بج رہا ہے ایرج نے دیو چہر کا بہت افسوس کیا وہ لاش اسکی خیر زنگوشیہ کو روانہ کی اور سپہر کو حکم دیا کہ بجے طبل جنگی
نقارہ رزمی بجنے لگی اور [illegible] رات بھر تیاری رہی صبح کو ایرج سامنے پہاڑ کے با فوج قاہرہ
آیا اور جا بیٹھا ہر کہا کہ گیرنگ بن مرزبان مرکب دوڑا کر اسد سے اجازت لیکر مقابل ہوا ایسے نیزوں کی
ہوئی بعد انکے تلوار چلی آج گیرنگ نے ایرج سے کہا ہے کہ ہمارے تمہارے فیصلہ ہو جائے تو بہتر ہے فقط تلوار
کی لڑائی رہے اسمیں جو مارا جائے غرض دن بھر تلوار چلی قریب شام گیرنگ زخمی ہوا اب ایرج نے ہاتھ روک
لیا کہ زخمی کو کیا مارے اپنے لشکر کو پھر گیا ادھر گیرنگ کو لوگ لائے زخم میں ٹانکے دیئے ادھر ایرج نے پھر طبل
جنگ بجوایا ادھر سے رات بھر کوس حربی گونجا یا صبح کو پھر ایرج سامنے سے نمودار ہوا آج ملک زاد اور
ملک قباد ایرج سے دو دو پہر میں زخمی ہوئے پھر رات بھر دونوں طرف طبل بجے صبح کو ایرج پہاڑ پر چلا تھا کہ

نور الزمان اور نور العیان باری باری مقابلے کو آئے خوب لڑے گردش فلک سے زخمی ہوئے ایرج طبل بازگشت بجوا کر
پھر گیا اور بارگاہ میں اپنی داخل ہوا کہا کہ کل یہ دیوانہ میرے ہاتھ سے کہاں جائیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہاں تو یہ ماجرا ہوا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ ادھر سے شاہزادہ کوچ کیے ہوئے آذرکوہ کو جاتا ہوا ادھر سے طرماسپ بن الماس واسطے قتل نور الدہر کے چلا جاتا ہے
اسے ایرج نے روانہ کیا تھا دونوں لشکر مقابل ہو گئے تو ہرکاروں نے طرماسپ کو خبر دی کہ نور الدہر مع حصار
چھوٹ گیا اور جاتا ہے مدد کو اسعد کی طرماسپ نے کہا کہ میں کب اسے چھوڑتا ہوں کہ میرے آقا نے مجھکو اسی کے قتل کے لیے تو بھیجا
ہے اسکا سر کاٹ کے بھیجونگا اور جب خوب نشہ شراب کا ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ گرگرایا ادھر ہرکارے
خبر لیکر خدمت نور الدہر میں حاضر ہوئے بعد معاشات بادشاہی بجا لانے کے عرض کیا کہ اے شہریار طرماسپ کو ایرج
نے حضور کے دشمنوں کے قتل کو بھیجا تھا یہاں پہونچکر جو اخبر سنا کہ حضور قلعہ مع حصار سے چھوٹے اور اب ارادہ
آذرکوہ کا ہے طبل جنگ بجوایا ہے کہ صبح کو معرکہ آراستہ ہو یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا کچھ اندیشہ نہیں جو کچھ پروردگار چاہیگا
وہ کریگا ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آئے غرض چار پہر رات تیاری جنگ
رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرکے چلے گئے طرماسپ اپنا
گینڈا اچھالکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا نور الدہر قصد کر رہے تھے کہ خود نکلیں کہ کیوان انجم سیاہ نے اپنے ایک سرکش
کو اشارت دکھائی نام اسکا خرامش زنگی ہے بس اپنے مرکب کو جھکا کر سامنے تخت ہرمز تاجدار کے آیا اجازت لیکر میدان میں آکر
نگاور زن ہوا گینڈا طرماسپ کا دو قدم اور مرکب اسکا تین قدم پسپا ہوا اسلکرالون میں ایک نے دوسرے کا
سامنا کیا بعد نیزہ بازی طرماسپ نے ساطور مارا خرامش زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا ساطور اسکا ساٹھ من
من کا بھلا سپر سے کب رکتا ہے دو ٹکڑے سپر کے ہوئے تا دو ابرو اترا آیا خرامش زنگی تاب نہ لا سکا بیہوش ہو کر گرا اولا
اکر اسے اٹھا لیگا دوسرا سوار کیوان انجم سیاہ کا کہ نام اسکا دستان روئین تن ہے اجازت لیکر میدان میں آیا ابلق
ساطور بچے سے لڑا ایک تلوار ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا کہ وہ بھی زخمی ہوا اسکے بعد امراء ابلق سوار
میدان میں آیا اس سے بھی تلوار تیز پر بھی ساطور کھا کر زخمی ہوا اسکے بعد خیر اسپ جنگی میدان میں آیا خوب لڑا لیکن
ضرب ساطور روک سکی زخمی ہوا پھر اسپ جنگی اسکا بھائی آیا یہ خوب لڑا آخر ساطور سے زخمی ہوا یہانتک کہ شام تک
دس سردار ہاتھ سے طرماسپ کے زخمی ہوئے اور شام کو یہ غول بکر پھرا اگر بیٹھا اور شاہزادہ نور الدہر طبل اپنے
زخمی سرداروں کو لیے ہوئے واپس ہوا بارگاہ میں آکر زخموں میں ٹانکے دلوائے بعد اسکے بہ دولت شوکت بہ جلوہ گاہ
ہوا جب سرداروں سے دربار معمور ہو گیا اسعد کی طرف خطاب کرکے کہا کہ مجھکو جلدی ہے کسطرح اسعد کی مدد کو آذرکوہ
پہونچوں لیکن فلک تو روز روز ایک نہ ایک رخنہ لگا دیتا ہے کل طرماسپ سے کوئی مقابلے کو نہ نکلے میں خود مجھلو اسی ذکر
تھا کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی فرمایا پھر یہ واضح ہیں ہمارے یہاں بھی نقارہ رزمی بجے غرض چار پہر رات تیاری جنگ کی رہی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے ایک دوسرے کے مقابل صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے نقیب نقابت کر گئے طرماسپ اپنے
گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا بعد از نعرہ مبارز طلب کی ادھر سے شاہزادہ نور الدہر مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت ہرمز تاجدار کے آئے لشکر میں غلغلوں کو جلوہ ہوا آواز کوس کا اور نعرہ شیر دلاوروں کی بلند ہوئی القصہ
شاہزادہ نور الدہر ہرمز تاجدار سے اجازت لیکر مقابل طرماسپ ہوئے طرماسپ اپنے گینڈے کو بڑھا کر
نگاور زن ہوا لیکن گینڈا اسکا چھ سات قدم اور مرکب شاہزادے کا کوئی تین قدم پسپا ہوا اسلکرالون میں تیغ اور

نمودار ہوگا تو نام اپنا ایرج زرکلاہ ہوگا اسد پکارا او بزاز بچے تو سے تو یہ نہیں ارادہ کرکے آتا ہے اور گرز سے
بنائے صنین بن پرتی سیراب ورد گار مجھکو بچاتا ہے لیکن ایرج نے کہا آیا میں اور یہ کہکر سپر فولادی ہاتھ میں لیکر اور تیغ کھینچکر
جلاد ادھر سے بھی بڑھنے لگے ایرج پیتر ظلم کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ ایک گھاٹی ہوگئی اب اہل قلعہ میں ایک شور و غل ہوگیا یعنی
الہی منظور خدا ہوتا ہے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے کیونکر جانبری ہوتی ہے ہر ایک دعائیں مانگ رہا ہے کہ ای مالک حقیقی
وای رب حقیقی اسوقت بیکسی میں سوا تیرے کوئی محافظ ہمارا نہیں ہے کسی کو بھیج ہماری مدد کے لیے ادھر ایرج نے اسنے
عرصے میں دوسری گھاٹی ہوگئی اور چلا آتا ہے کسی سے نہیں رکتا کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اڑی اور جب وہ قریب
آکر شق ہوئی چار سو علم نشان چار لاکھ سوار کا ہر علم پر تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم ہے اُنکے تھمنا لیس
ستر نالیس تیغ بیان بانوں کے غول کے غول خاصبرداروں کے نظر آئے بعد انکے ایرج تاج بخش عزیز دیلمان
ودیلمان زنگی سعادت خاہ انور شاہ درلج وردوگوش و صدران ماہ منظر نمودار ہوئے یا بادشاہ ایک
جانب کھڑے ہوئے اب ایرج حیا در کیا جانے حیران ہو کر دیکھنے لگا اسد نے بوق بجائی اور پکارا کہ او بزاز بچے بھاگتا ہے
تیرا گردن مروڑنے کو آپہونچے ایرج تنہا رہا اور ہمراہ تھا اور اسد نے دامن کوہ کو صاف کرانا شروع کیا اسی اثنا میں
اور گرد اڑی خسرو زرین علم بادشاہ سپہر تحت الشعاع اور کیوان فلک رفعت لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے برابر
باندھ کر رہے تھے کہ اور گرد اڑی خضران شاہ اساس زرین بن قارن بن اسفندیار خسرو شاہ مشتری حصار کہ
لاکھ لاکھ سوار کی جمعیت سے نمودار ہوئے بعد انکے پھر ایک گرد تیرہ و تار اٹھی اور دل گردت فوج عادیوں کی نمایان
ہوئی ثمود و عاد در عاد بن ثمود ہزار عادی ہمراہ لباس صدف کا پہنے ہوئے سامور طماسپ کا جو نور الدہر نے
بھیجا تھا ثمود و عاد کے جنہا بہادر طماسپ اسیر ظل وزنجیر ابطے پر ساتھ ساتھ اس صورت سے دکھائی دیے بعد انکے
اقداش کشیدہ رود اقران کشیدہ رود قارن کشیدہ رود چالیس ہزار کشیدہ رویوں سے آئے بعد انکے اور گرد
اڑی سہیلان بن سہیل شیر سرافرد چشم بلند بینی ستر ہزار سوار سے آیا اب اسد کا یہ عالم ہے کہ جو سردار آتا ہے یہاں
ہزار در ہزار اون سے بوق بجاتا ہے آذر کود پر کود تا پھرتا ہے ایرج آگ بگولا ہو رہا ہے مگر کیا کرے کچھ بس نہیں اور گرد
اڑی چالیس ہزار سوار سے ریحان شاہ بن زبرجد شاہ آیا اور گرد اڑی مالک اسبستہ لقا بہرام بن
مالک دلیر ساری چالیس ہزار سوار سے پہونچا ایک طرف قائم ہوا تھا اور گرد و غبار کا حق بلند ہوا جب قریب آکر
گردش ہوئی سہیل ستارہ چشم سنگ خیر دل سات لاکھ سوار سے پیدا ہوئے کہ اسی میں اور گرد اٹھی اور کیوان انجم سپاہ
اپنے زنگی پہلوانوں کی جمعیت مانند مشکور آ ہی ہے کلاہ خرامش زنگی دستان رو دمین تیغ زامرز ایلچی سوار شیر اسپ
زنگی فیلا سپ جنگی کمال جرم دستان سے نظر آئے پھر گرد اڑی رود ہاب ستارہ بین بن زوہاب ساتھ ہزار سوار سے
پہونچے پھر گرد اڑی خورشید اختمی و جمشید اختمی چالیس ہزار سوار سے آئے بعد انکے شہسوار مرصع پوش شہنشاہ
مرصع پوش بادشاہان مرصع پوش لاکھ سوار سے نمودار ہوئے اور گرد اڑی سہیل خان مشتری حصاری
چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا بعد انکے گلپاش اور گلچین بھی نہایت سامان سے پہونچے بعد انکے ثمود آفتاب پرست کہ وہ
مسلمان ہوکر سوار تھا اور عمران نیچوری نوفل زرین کفش بارہ ہزار سوار سے آئے اب آمد لشکر اہل انوار الدہر کی ہوئی
اور یگانہ میں یاری ہوئی ہیں جنگل میں اور شخص لقدیر کھیلے ایک حالت پر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ یکایک از جہت بیابان گرد سے
برخاست تیرہ و تیرہ و جیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و بیا سے گرد در زمین دو زمین جنگل چھپ گیا اب جو دیکھا تو دل گرد سے
لگے آگے غلامان زرین کمر زرین کمان لباس مخملی پہنے ہوئے ترکمان پری نژاد پہ سوار کوئی گیارہ ہزار سوار کے

اب سے آگے اسی ایرج نامہ کی جلد دوم شروع ہوگی اور اسمین اس سلسلے کے باقی حالات بیان ہونگے یعنے چونکہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زر بجد نگار مین اور عجائب و غرائب وہان کے ہر داستان مین ہنگامہ محلات عمدہ مین انشاء اللہ تعالے ناظرین با تمکین انکے ملاحظہ سے بہت مسرور ہونگے۔

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

کمال مین یہ خوب داستانون کے طلبگار کہ حرین دلچسپ قصون کے خریدار جلد تشریف لاتے ہین کہ جس محبوب بے نظیر و معشوق رعنا و چہیتے شہرہ جمال باکمال نے مدت مدید اور عرصہ بعید سے ایک عالم کو اپنا مشتاق کر رکھا تھا عاشقون کی نیند کو اڑا دیا تھا سوائس حسن و خیال کی ہندوستان کے کوئی لیلی و مجنون کا فسانہ سنتا تھا شکر ہے کہ اب اسنے بہ فیض ایزدی دنا امید سرمدی اپنا چہرۂ زیبا حجاب خفا سے باہر نکالا ہے اور تشنہ کامان اشتیاق کو اپنے شربت دیدار سے سیراب کرنا چاہا ہے دیکھین کون کون سے شائقین والا ہمت اور کون کون سے طالبان حاتم خصلت اپنے تقدول سے اس یوسف مصر خوبی کے خریدار ہوتے ہین غرضکہ اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران مصنفہ علامہ شیخ ابوالفیض فیضی حاسب شاہزادہ صاحب جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی شہرت کا ڈنکا ہر جگہ بجا کرتا تھا ہر کس و ناکس تقدول سے اسکا خریدار تھا مگر بسبب کمیابی کے اسکا دستیاب ہونا بہت دشوار تھا ہر شخص کا اشتیاق اسکے دل ہی دل مین رہتا تھا کچھ بس نہ چلتا تھا چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلی القاب عالی ہمم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای باعث بقائے نام متقدمین ہوئی ہے تمام یادگار متاخرین پکو کیسے کیسے نایاب اور نادر اور فارسی عجائبات اور انگریزی کتابون کو فراہم کرکے شایع کیا جنکو کئی صدی پیشتر کے علما و فضلا و کملانے تصنیف کیا تھا اور جنکے نام سے بھی آجکل کے لوگ واقف نہ تھے اور اگر نام جانتے بھی تھے تو ان کتابون کو کبھی نظر سے نہ دیکھا تھا اور بہت سی کتب کے ترجمے کرا کر خاص واسطے افادہ عام کے بہ صرف کثیر انکا ترجمہ کراکے شایع کیا اسی بنا پر اس سے قبل داستان امیر حمزہ صاحبقران کے پانچ دفتر جو شتر پاکی ہو سات جلدون پر مشتمل ہین چار جلدون کو فصاحت شعار بلاغت دثار منشی سید محمد حسین صاحب جاہ سے اور تین جلدون کو منشی والا گہر صاحب علم و ہنر منشی مرزا احمد حسین صاحب قمر سے ترجمہ کراکے شایع کیا چونکہ اس دفتر کی سیر سے ناظرین والا تمکین ایسے محظوظ و مسرور ہوئے کہ باقیماندہ دفترون کا اشتیاق روزافزون ہوگیا اور ہر وقت آگے خبر اشاعت سننے کے لیے گوش بر آواز رہنے لگے لہذا چار دفتر یعنی نوشیروان نامہ۔ کوچک باختر۔ بالا باختر۔ ایرج نامہ۔ کا ترجمہ کل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت طلب اللسان عذب البیان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب الایماء مالک مطبع نہایت فصیح اور صاف صاف عام فہم اردو زبان مین کیا ہے مترجم صاحب نے علاوہ لطف زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ رعایت ملحوظ کیا ہے کہ ایسے طولانی دفترون کو کس اختصار کے ساتھ ترجمہ کیا ہے گویا دریا کو کوزے مین بند کیا ہے اور اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہ ہوتا تو یقین ہے کہ ہر دفتر کی آٹھ آٹھ دس دس جلدین ہوتین فی الحقیقت مترجم صاحب موصوف نے اس ترتیب و تدوین مین بڑی جانفشانی کی ہے مگر اب منشی صاحب شاہ قصہ حیات ہوتے تو قدر ترجمون کی داد دیتے مترجم صاحب اس زمانہ مین اپنی نظیر نہین ہم یقین کرتے ہین کہ جو صاحب اس دفتر کو ملاحظہ فرمائینگے وہ باقی دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر کرینگے واضح ہو کہ دفتر مین یک جا کا لطف پیدا ہوگا اس دفتر ایرج نامہ کی دو جلدین ہین۔ بس الحمد للہ کہ یہ دوم جلد اول ایرج نامہ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ صاحبقران ماہ رجب المرجب [illegible] ہجری مطابق ماہ دسمبر [illegible] عیسوی جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع [illegible]

حسن انتظام و مزید اہتمام مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوکر زیور طبع سے آراستہ ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزاران ہزار شکر و سپاس اُس خالق بیچون بیچرا کی درگاہ مین جسنے طلسم دُنیا کو اس خوبصورتی سے آراستہ فرمایا جسکی راہ
پرپیچ کے نشیب و فراز سے گذرنے مین پاے وہم و خیال بھی معترف بہ عجز و قصور ہی اور اگر کوئی مہندس کامل اور
فرزانہ عاقل اس راہ دشوار گذار روش ظلمات مین اشہب تیزگام عقل سے بالا دوی کرے تو اُسکی فہم مین قصور ہی۔ اور
نعت اُس حبیب خدا اشرف انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جسکو حق تعالے نے باعث ایجاد ہیجدہ ہزار عالم قرار
دیکے لولاک لما خلقت الافلاک انکی شان مین فرمایا اور منقبت اُس شاہ ذوالفقار حیدر کرار کی جو خدا کی طرف سے سرکوب
کفرۂ فجار مقرر ہوئے اور جنکی تیغ انتقام سے کفار اشرار قتل یا مسلمان ہوئے اور جو خطاب لافتی الا علی سے سرفراز فرمائے گئے
اور تحیات زاکیات انکی اولاد امجاد پر تا روز قیامت اما بعد یہ ذرۂ بیمقدار خاک پاے سخنوران عالی تبار اذل کونین
شیخ تصدق حسین داستان گو خدمت ارباب لیاقت و اصحاب فہم و فراست مین دست بستہ التماس کرتا ہی کہ اس حقیر
پُرتقصیر کو یہ لیاقت نہ تھی کہ اتنی بڑی کتاب ضخیم یعنی داستان امیر حمزۂ صاحبقران کے دفترون کا ترجمہ کرتا اور
زمرۂ مترجمان عالیشان مین اپنے کو منسلک جانکر مضمون نگاری کا دم بھرتا البتہ عہد طفولیت سے داستان گوئی کا شوق
ہی اور استادون کے خوان فیض سے زلہ ربائی کا ذوق ہی نہ یہ کہ تصنیف و تالیف پر جرأت ہوتی یا یہ کہ کبھی اسکی ضرورت ہوتی
مگر اتفاق روزگار سے امیر باکرم رئیس ذی ہمم مسند آراے بزم ثروت و اجلال خورشید منیر فلک ابہت و اقبال صاحب خلق موفو
جناب معلی القاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ نے بذریعہ لائق و فائق محب واثق جناب شیخ
حامد حسین صاحب کے اس ذرۂ بیمقدار کی عزت افزائی فرمائی اور خدمت ترجمہ کرنے دفاتر داستان امیر حمزۂ صاحبقران
کی میرے سپرد ہوئی۔ چونکہ المامور معذور قول بزرگان ہی پیرو الخلائق انکار نکر سکا اور اپنا افتخار سمجھکر اس امر بزرگ اور
مہم سترگ پر کمر ہمت باندھی۔ چنانچہ بفضل کردگار اور بہ اقبال آقاے نامدار اس حقیر نے دفتر اوّل یعنی نوشیروان نامہ کی

ہر دو جلد اور دفتر دوم کو چاپ باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی پہلی جلد کا ترجمہ کیا اور الحمد للہ کہ پسند
مالک ممدوح ہوا اب اسی دفتر چہارم ایرج نامہ کی جلد دوم کا ترجمہ شروع کرتا ہون خدا کی رحمت سے امیدوار ہون کہ اس جلد دوم کا بھی ترجمہ
بہ حسن وجوہ اختتام کو پہونچے اور پسند اصحاب شوق ہو اب آپ حضرات سے بصد التجا تمنا ہے کہ جہان کہین اس ترجمہ مین بوجہ عدم لیاقت
کمترین کے غلطی ہو تو دامن رحمت سے پوشیدہ فرماوین لان العذر عند کرام الناس مقبول والعفو من اخیارہم مامول فقط

آغاز داستان فرحت بیان پہونچنا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ملک زبرجد نگارین اور عجائبات وہان کے قابل ملاحظہ ناظرین ہین

کہ جب شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار احراک کی خبر کے واسطے روانہ ہوا تھا دروازہ بارگاہ زبرجد شاہ پر ایک سپاہی
کی صورت بنکر چپکا کھڑا ہو رہا ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کہ اسی اثنا مین دربار برخاست ہوا ایک ایک اٹھکر جانے لگا سب کے بعد ایک
مرد پیر باریش سفید پیشانی پر نور لباس سفید پہنے ہوئے خادم و خدمتگار ہمراہ لئے ہوئے چلا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو مسلمان معلوم
ہوتا ہے گلیم عیاری اوڑھکر پیچھے اسکے روانہ ہوا وہ مرد پیر آتے آتے ایک مکان مین داخل ہوا دیکھا عمرو نے کہ مکان نہایت پاکیزہ
تختہ بندی کا چوکا لگا ہوا ہے اور ایک حجرے مین تخت علیحدہ بچھا ہوا ہے اس مرد پیر نے لباس درباری اتارا دوسری پوشاک پہنی
وہ جو لوگ ساتھ آئے تھے انھین رخصت کیا آپ تنہا رہ گیا دو غلام اسکے تھے وہ پانی وضو کے واسطے لائے کہا کہ دروازہ باہر کا
بند کر دو اور وضو کرنے لگا دونون غلامون نے بھی وضو کیا جانماز بچھائی اس مرد پیر نے نماز شروع کی وہ دونون غلام پیچھے
اسکے کھڑے ہوئے شریک نماز ہوئے جب نماز سے فراغت ہوئی اب مرد پیر فارغ ہوکر تسبیح ہاتھ مین لیکر وظیفہ پڑھنے لگا عمرو
اپنے دل مین خوش ہوا کہ جو تیرا گمان تھا وہ صحیح نکلا اب اس سے کچھ حال پوچھا چاہیئے اور اپنے کو ظاہر کیجیے پھر سوچا کہ ابھی ٹھہر کر
دیکھو یہ کچھ لشکر اسلام کا ذکر کرتا ہے یا نہین چپکا کھڑا ہوا تھا کہ اس مرد پیر نے اپنے غلامون سے کہا کہ افسوس لشکر حمزہ مفت برباد
ہوتا ہے اور یونہین چند روز گذرے تو حمزہ بھی مارا جائیگا اور دین اسلام مٹ جائیگا اگر کوئی بھی حمزہ کا دوست مجھ تک پہونچتا تو
مین اسے تدبیر بتاتا یہ سنکر عمرو نے کہا الحمد للہ ای عزیز آج تیرا حال معلوم ہوا کہ تو خدا پرست ہے دشمن خداوند زبرجد شاہ ہے
بختیارک کئی مرتبہ تیرے مقدمے مین کہہ چکا ہے لیکن زبرجد شاہ کو اعتبار نہین آیا اور مجھے بیان تھا کہ تو پوشیدہ ہوکر حال
دریافت کرین جاسوس ہون زبرجد شاہ کا جاکر اس سے تیرا حال بیان کرتا ہون بس یہ آواز سنتے ہی اس مرد پیر کے
بدن مین رعشہ پڑ گیا ہوش تک خطا ہو گیا رنگت زرد ہو گئی قریب تھا کہ غش کھاکر گر پڑے عمرو نے دیکھا کہ حال اسکا تباہ ہے
ایسا نہ ہو مارے صدمے کے مر جائے تو مفت ایک خدا پرست کا خون تیری گردن پر ہو بس جلدی سے گلیم عیاری اتاری
اور اس مرد پیر کے سامنے آیا کہا کہ ای عزیز تو اندیشہ نہ کر مین عیار ہون حمزہ کا میرا نام عمرو ہے مسلمان ہون اب اسکی جان
مین جان آئی لپٹ گیا عمرو سے کہا کہ خواجہ تمنے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا بھی یہ کونسی دل لگی تھی کوئی ایسی بھی ہنسی ہے ہنستا ہوا اگر ایک
لمحہ آپ اپنے کو اور نہ ظاہر کرتے تو مین مر جاؤن غرض اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ خواجہ نہایت مین مشتاق تھا آپکی ملاقات
کا الحمد للہ کہ آپ سے ملاقات ہوئی یہ تو فرمایئے کہ آپ میرے ساتھ یہان کیونکر آئے عمرو نے کہا مین دروازہ بارگاہ
زبرجد شاہ پر کھڑا تھا مین نے نور اسلام آپ کی پیشانی سے ساطع و لامع دیکھا ثابت ہوا کہ آپ مسلمان ہین گلیم ابراہیمی
اوڑھے ہوئے آپ کے ساتھ چلا آیا غرض اس مرد پیر نے کھانا منگوایا آپ بھی کھایا عمرو کو بھی کھلایا ہاتھ دھوکر پیچھے عمرو
نے پوچھا کہ اسم شریف آپ کا کیا ہے کہا کہ مجھکو خواجہ افتخار کہتے ہین اور بہت مدت سے یہان رہتا ہون عمرو نے
کہا کہ آپ کو یہ معلوم ہے کہ اعراک کی آواز سے کیون لوگ بیہوش ہو جاتے ہین خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک جادوگر ہے نام
اسکا بقراط جادو ہے اسنے اسیر سحر کیا ہے کہ اسکی آواز سے لوگ غش کھاکر گرتے ہین اور وہ سحر بقراط نے طلسم بند کر دیا ہے

جب تک بقراط نہ مارا جائیگا اعواک پر کوئی غالب نہوگا عمرو نے پوچھا کہ بقراط رہتا ہی کہان ہی خواجہ افتخار بولے کہ
اعواک جس پہاڑ کی طرف سے آتا ہی وہین بقراط رہتا ہی عمرو نے کہا خیر سمجھا جائیگا القصہ رات کو عمرو وہین رہا صبح کو خواجہ افتخار
سے رخصت ہوکر خدمت امیر مین آیا اور تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا خواجہ سوا تمہارے کون ہی جو بقراط کو مارے اور
اعواک کا کام تمام کرے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہان روپیہ کا صرف ہی اور ثواب بہت خسیس ہوگیا ہی مین بیچارہ مفلس میرے پاس کیا
ہی بوٹی بوٹی میری بندھی ہوئی قرضدار مین کیا کر سکتا ہون امیر نے پچاس ہزار روپیہ کا رقعہ لکھکر عمرو کو دیا کہ خواجہ جسوقت
تم اعواک کو مار دوگے یہ روپیہ ہمسے لے لینا عمرو نے کہا ہیہات مجھے اب دلوا دیجیے کہ مین خرچ کرون ملک الموت کو رشوت دون
کہ وہ قبض روح کو آئے امیر نے کہا خواجہ کفر نہ بکو روپیہ لو اور اُسیوقت روپیہ منگواکر عمرو کو دیا عمرو نے نذر زنبیل کیا اور
ایک سمت روانہ ہوا اُس روز جو اعواک میدان داری کرکے صحرا کو چلا عمرو گلیم عیاری اوڑھکر اُسکے پیچھے چلا وہ تو صحرا مین غائب
ہوگیا عمرو تلاش کرتا ہوا صحرا سے نکلکر دامنہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ ایک گنبد عالیشان بنا ہوا ہی اور اندر اُسکے ایک ساحر بیٹھا ہوا
ہی دو چار اُسکے خادم سامنے کھڑے ہین ابھی سر شام ہی کوئی دو گھڑی رات گئی ہی عمرو بصورت ایک گویے کی بنکر اور دور ایک درخت
کے نیچے بیٹھکر گانے بجانے لگا رباب کی آواز جو بقراط کے کان مین پہونچی بےچین ہوکر اُٹھا اور سامنے عمرو کے کھڑا ہوا لگا رباب سننے
جب خوب محظوظ ہوا تو عمرو سے پوچھا کہ تو کہان سے آیا ہی بس یہ سنتے ہی عمرو نے رباب ہاتھ سے پھینکدیا ایک آہ سرد کھینچی کہ
کچھ نہ پوچھیے ستیاناس جائے اِن خدا پرستون کا اُنھون نے مجھے تباہ کر دیا پہلے مین مازندران کیان مین تھا وہ گھر انھون نے برباد
کیا ترکستان مین آیا وہ بھی قتل ہوا لقائی خدائی مین آیا خوب کمایا خوب اُڑایا آخرکار خدا پرستون نے لقا کو بھی بھگایا مین بھی
کے ساتھ بھاگتا آیا وہ اپنے حال مین گرفتار ہی یہ کہکر رونے لگا بقراط نے بہت سی تشفی دی پوچھا کہ نام تیرا کیا ہی کہا کہ سربابی ربابی
مجھے کہتے ہین بقراط بولا کہ ای سربابی تو خاطر جمع رکھ سب خدا پرستون کا کام تمام ہوا جاتا ہی کہا کہ پیر و مرشد اُنسے کوئی عہدہ برا نہین
ہوسکتا ایک عیار حمزہ کا عمرو ہی کہ آفت روزگار ہی بسکہ شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے ہان اگر وہ مارا جائے تو یہ خدا پرست
شاید مٹین بقراط بولا ایسا ہی ہوگا تم خاطر جمع رکھو مین سوچا کہ اب کسطرح اس حیلہ ہی کو پہلے غارت کرنا چاہیے آج کی رات تو خوشی
مین بسر کرو کل دیکھا جائیگا اُسیوقت حکم دیا کہ کھانا لاؤ خادمون نے حاضر کیا بقراط نے عمرو سے کہا کہ آؤ عمرو نے بھی کھایا بقراط نے
بھی زہر مار کیا اب فارغ ہوکر بیٹھا کہا ای سربابی اب تم رباب بجا کر کچھ گاؤ کہ ہم نہایت مشتاق ہین عمرو نے رباب بجانا شروع
کیا اور لگا الاپنے دو تین ٹھمریان غزلین گائین بقراط نہایت مسرور ہوا اور مالا مرواریدکا گلے سے اُتار کر عمرو کو دیا عمرو بولا
بلّیان لون شراب بھی تو مجھے پلوائیے کہ نشہ ہو تو کچھ جی لگے پوچھا کیا تو شراب پیتا ہی کہا یہ تو ہماری جنم گھٹی مین ہی اور مین ساقی گری
بھی خوب کرتا ہون بقراط نے کہا تو بھی شراب پی مجھکو بھی پلا عمرو نے شیشہ و ساغر اُٹھاکر پلانا شروع کیا جب ہاتھ ٹھہرا کر شراب
اونڈیلی ساتھ ہی دارو بیہوشی بھی اُسمین ملادی بقراط پیتا چلا جاتا ہی عمرو پلائے جاتا ہی ایکبار کہا کہ بس عمرو دادرا گانے لگا
اور خوب تالیان بجانے مین بیہوشی اُڑائی اب بقراط مست ہوا کہا کہ ای سربابی کیا خوب نغمہ کیا تو نے میرا جی چاہتا ہی کہ ناچون
اور ہاتھ اُٹھاکر گت بھرتا ہوا چلا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور چیخ مارکر گرا خادم و خدمتگار دوڑے کہ شاید کانٹا لگگیا جو اُٹھکر قریب
آیا گرا عمرو نے سب کو قتل کیا اور مال و اسباب جو کچھ تھا لیکر داخل زنبیل کیا اب بقراط کو وہان سے لیکر باہر کے آیا کہ
شاید کوئی حمایتی اُسکا آجائے تو غضب ہو جائے صحرا مین لاکر ایک گڑھا کھود کر سر تلے ٹانگین اوپر کرکے گاڑ دیا اور اوپر جنگل کی
لکڑیان خشک چنکر آگ لگاکے راہی ہوا کہ بقراط کو جہنم کا مزا آ گیا اب عمرو نے راستہ لشکر حمزہ صاحبقران کا لیا یہان حسب دستور
رات سے پھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے اعواک دامنہ صحرا سے پیدا ہوا میدان مین آکر مبارز طلب ہوا
ابھی کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلا تھا کہ ایک مرد پیر دبلا پتلا گھوڑے کی ہڈیان پسلیان نکلی ہوئین قلفل سرخ گھوڑے کی مقعد مین

رکھی ہوئی ہی تو اُسکی گرمی سے جلا جاتا ہی اور وہ مرد پیر دگلا پُرانا پہنے ہوئے پھٹی سی پگڑی سر پر باندھے ہوئے پائجامہ
مارکین کا جسمین ہزارون پیوند لگے ہوئے تلوار چمڑے کے مڑھے پر تلے مین پڑی ہوئی آنکھون سے کیچڑ ناک سے
رینٹ بہ رہا ہی جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اگر مقابل اعواک رعد آواز ہوا بختیارک نے جو یہ وضع دیکھی لقا سے
کہا یا خداوند یہ مرد پیر عمرو بن امیہ ضمری ہی افسوس اعواک مارا گیا لقا نے کہا کیا واہیات بکتا ہی مین نے یہ تقدیر
ہی نہین کی بختیارک بولا خیر دیکھئے تماشا کیا ہوتا ہی مگر اعواک نے جو اس مرد ضعیف کو دیکھا للکارا کہ تو کیون میرے
سامنے آیا ہی کہا کہ تجھے قتل کرنے آیا ہون اعواک بولا کیون شامت آئی ہی دور ہو میرے سامنے سے یہ پکارا کہ او
حرامزادے تو نے بہت سے خدا پرستون کو ایذا دی ہی دیکھ تو آج کیا کرتا ہون تو جاتا کہان ہی اعواک اور برہم ہوا کہ
تو مجھے بُرا بھلا کہتا ہی قضا تیری میرے پاس تجھے لائی ہی کیا دیکھ معلوم ہوا جاتا ہی کہ کسکی قضا آئی ہی بہتر یہ ہی کہ زبرجد شاہ
پر لعنت کر دین اسلام قبول کر نہین ایک دم مین سر تیرا کاٹے لیتا ہون یہان تو یہ گفتگو ہو رہی اور اہل اسلام حیران
ہین کہ یہ مرد پیر کون ہی انجام کار اعواک نے گفتگو سے مرد پیر کی برہم ہو کر نعرہ کیا لیکن آواز نے اسکی بالکل اثر نہ کیا
عمرو نے کہا او حرامزادے وہ وقت گیا کہ تیری آواز مین اثر تھا وہ تمام باعث بقراط جادو کے سحر کا تھا مین نے اُسے
مار ڈالا تو نہین مجھے پہچانتا منم سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران شاہ عیاران
عیار خواجہ عمرو بن امیہ نامور یہ کہکر حقہ آتشبازی داغ کر مارا کہ اسکے سینے پر پڑا لباس اسکا جلنے لگا وہ بھاگا ہی تھا
کہ عمرو نے دوڑ کر خنجر مارا بیاض گردن پر صاف تن سے سر جدا ہو گیا بختیارک پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد لعنت
بر لات اعلے و منات معلی اور پکارا کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران تیرہ خاطر کہ بدانند و بشناسند منم
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار مارا ہی مین نے اعواک رعد آواز کو کفار تو
اداس و پریشان پھر گئے صاحبقران نے اشقر کو بڑھا کر عمرو کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ خواجہ چہ کارے کردی
مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند + اور ساتھ لیکر بارگاہ مین آئے بہت بھاری خلعت دیا عمرو نے کہا وہ روپیہ
بھی داخل کیجیے امیر نے باقی بھی دے دیا عمرو نے تمام حال بقراط جادو کے مارنے کا بیان کیا امیر نے بہت تعریف کی
کہ خواجہ عیاری تمھارا حصہ ہی مگر امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکر خواجہ افتخار سے میرا اسلام کہو اور اسکا سبب بھی دریافت
کرو کہ میرے سردارون اور فرزندون نے کیون اس کافر کو سجدہ کیا عمرو نے عرض کیا بہت خوب اور وہان سے روانہ ہوا
خواجہ افتخار کے پاس جاکر عمرو نے سلام کیا اور کیفیت بقراط جادو کے مارنے کی اور اعواک کے ہلاک کرنے کی بیان
کی خواجہ افتخار بہت خوش ہوئے اب عمرو نے یہ ذکر چھیڑا کہ حمزہ صاحبقران نے آپ کو سلام کہا ہی اور پوچھا ہی کہ
اسکا کیا سبب ہی جو شخص زبرجد شاہ کو دیکھتا ہی سجدہ کرتا ہی خواجہ افتخار نے کہا کہ ایک ساحرہ آفت زمانہ علامہ فہامہ
جادو اسکا نام ہی تمام زمانے کے ساحر اُس سے موافق ہین سجدہ کرتے ہین خدا جانتے ہین وہ لکاتہ زبرجد شاہ پر عاشق
ہی یہ قیطول حلق بہ ہوا اُسی نے بنائے ہین خدائی زبرجد شاہ کی اُسی کے باعث سے ہی اُسنے ایک لعل سحر کا بنا کر زبرجد
شاہ کے تاج مین لگا دیا ہی اس لعل کو جو کوئی دیکھتا ہی بے اختیار ہو کر سجدہ کرتا ہی عمرو نے پوچھا کہ خواجہ صاحب پھر آپ
کیونکر بچے ہوئے ہین اور سجدہ نہین کیا کہا کہ مجھکو حضرت خضر علے نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک تختی دی ہی کہ اُسپر
اسمائے الٰہی کندہ ہین اُسکی برکت سے مین سجدہ کرنے سے بچا ہوا ہون مجھپر سحر تاثیر نہین کرتا خواجہ عمرو نے کہا خواجہ صاحب
وہ تختی آپ مجھے دیجیے کہ مین جاکر اسکی آنکھون سے وہ تاج مع لعل کو چھین لاؤن اور داڑھی بھی مونڈ آؤن خواجہ افتخار
نے کہا کہ ای عمرو اگر وہ تختی میرے پاس نہ ہوگی تو جاتا آنا میرا بند ہو جائیگا عمرو نے کہا کہ خواجہ صاحب ایک دن

آپ دربار مین نہ جائیے کل مین تختی لاکر آپ کو دیدونگا خواجہ بولا کہ قسم کھاؤ عمرو نے قسم کھائی خواجہ افتخار نے وہ تختی
حوالے کی دیکھا عمرو نے کہ تختی یاقوت کی ہے اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین مگر پڑھے نہین جاتے عمرو نے اُسے اپنے بازو پر
باندھ لیا خواجہ سے رخصت ہوکر بارگاہ زبرجد شاہ کی طرف چلا پہر رات گئے گلیم عیاری اوڑھ کر داخل بارگاہ ہوا دیکھا
تو سناٹا ہے کوئی شخص نہین مگر وہ جو مکان بروے ہوا ہے اسمین روشنی معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو فکر کرنے لگا کہ کیونکہ اس مکان
معلق مین پہونچون اگر جست کرتا ہون تو اتنی بلندی پر پہونچا نہ جائیگا سوچتے سوچتے بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا
کہ ای عمرو حکیم ارسطو جو قصر جمشید مین جانے کا قصد کرتا تھا تو اُسنے ایک پتنگ بنایا تھا اسمین بیٹھکر جاتا تھا بس ایک بڑا سا
پتنگ بنا کر بہت موٹی ڈور باندھکر کمند آصفاے باصفا پر اُڑایا تھا اور پتنگ کو غوطہ دے کر اُس قصر معلق پر گرایا اور آپ
کمند پر چڑھ کر اوپر آیا دیکھا تو زبرجد شاہ غافل پڑا سوتا ہے اور کوئی شخص وہان نہین ہے دو ایک خدمتگار دن کو بیہوش
کیا بعد اُسکے زبرجد شاہ کو داروے بیہوشی سنگھا کر بیہوش کیا وہ تاج اُسکے سر پر سے لیکر نذر زنبیل کیا اور داڑھی پر اُنگلی
سوت کر خوب کورے استرے سے مونڈا چار ابرو کا صفایا کیا اور ایک رقعہ لکھکر مونچھ مین باندھ دیا قضاے کار خواجہ عمرو
چلتے وقت اسباب لے کر داخل زنبیل کر رہا تھا کہ اُسنے دیکھا کہ ایک تختی پہلو مین زبرجد شاہ کے زمرد کی رکھی ہے اُسپر لکھا ہے کہ اگر
آسمان پر جانے کا قصد کرے تو اس تختی کو سر پر رکھے اتنا بلند ہوگا کہ آسمان تک پہونچ جائیگا اور اگر زمین پر آنے کا ارادہ ہو تو
پاؤن کے نیچے رکھے زمین پر پہونچ جائیگا اور داہنی طرف جانا چاہے تو بائین پہلو مین دبائے اور بائین طرف آنا چاہے
تو داہنی طرف لائے اور سامنے جانا چاہے تو پشت پر اسے باندھے اور پس پشت جانے کا عزم ہو تو سینے پر رکھے عمرو اُس تختی کو
دیکھکر بہت خوش ہوا دل مین کہا بہت خوب چیز ہاتھ لگی غرض وہ تختی اُٹھالی زبرجد شاہ کو قصر سے نیچے ڈالدیا اور آپ
وہ تاج زبرجد شاہ کا اپنے سر پر رکھکر بردے ہوا وہان سے روانہ ہوا سامنے حمزہ صاحبقران کے آیا پکارا
حمزہ مجھے سجدہ کر صاحبقران کی نگاہ جو اُس تاج پر پڑی اور وہ لعل درخشان نظر آیا بے اختیار سجدے مین جھکا چاہتے
تھے کہ عمرو نے تختی خواجہ افتخار کی سامنے پھینک دی صاحبقران پر جو عکس پڑا سجدہ کرنے سے محفوظ رہے
یا تو جھکے تھے یا لاحول پڑھ کر سیدھے ہوئے اور پکارے کہ خواجہ واقعی کیا غضب کا سحر ہے اب لعل کو توڑ کہ
سردار اور فرزند میرے قید سے نجات پائین عمرو نے کہا کہ مین خواجہ افتخار سے جاکر پوچھتا ہون جیسا وہ کہینگے ویسا
عمل مین لاؤنگا یہ کہکر خواجہ افتخار کی خدمت مین راہی ہوا اُدھر زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا اپنے کو قصر معلق
سے نیچے پایا حیران ہوا کہ مجھے یہان کون لایا کہ اسی اثنا مین لقا اور بختیارک اور تمام سردار زبرجد شاہ کے آکر
موجود ہوئے مگر جو آتا ہے صورت کو زبرجد شاہ کی دیکھکر مسکراتا ہے اپنے دل مین کہتا ہے کہ آج تو خداوند کی
عجب قطع ہے طرفہ خبیث ہے انجام کار بختیارک نے پوچھا کہ یا خداوند زبرجد شاہ آج آپ کی یہ کیا قطع ہے
تاج سر پر نہین داڑھی مُنڈی ہوئی ایک مونچھ ندارد یہ کیا ماجرا ہے یہ سُنکر اب تو یہ بیچا بہت گھبرائے کہا کہ ہان
مین بھی حیران ہون کہ مین تو قصر معلق مین سوتا تھا جب آنکھ کھلی تو اپنے کو قصر کے نیچے بارگاہ مین پایا یہ جو کہتا ہے کہ
داڑھی مونچھین مُنڈی ہوئی ہین اسکی خبر نہین یہ کہکر آئینہ منگواکر دیکھا تو واقع مین داڑھی منڈی پائی تاج سر پر نہ دیکھا
پوچھا کہ یہ کسنے میرا حال بنایا بختیارک نے کہا ای زبرجد شاہ یہ کام مرشد کامل ہادی رہنما نظر کردہ ہفت پیغمبران
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا ہے کہ وہ ہر ایک کافر سے خراج داڑھی کا لیتے ہین باج ستانندۂ ریش کافران
اُنکا لقب ہے زبرجد شاہ نے کہا اے بختیارک مین مکان معلق مین تھا وہان وہ کیونکر گیا بختیارک
نے کہا کہ یہ مکان معلق تو سامنے معلوم ہوتا ہے وہ تو آسمان پر پہونچتے ہین اگر دروازہ بند ہو تو دراون

کے راستے سے آئین اگر میرے کہنے پر یقین نہین ہی تو آپ کی مونچھ مین رقعہ بندھا ہی اُسے کھولکر پڑھیے معلوم ہو جائیگا
زبرجد شاہ نے کہا ہان مین نے آئینہ دیکھا تھا تو کچھ سفیدی معلوم ہوتی تھی یہ کہکر مونچھ پر ہاتھ جو پھیرا رقعہ
ہاتھ مین آیا کھولکر جو پڑھا اُسمین لکھا ہوا تھا کر ای کافر گاہ ہو منم عمرو بن امیہ ضمری عیار حمزہ صاحبقران
میرا دستور ہی کہ کافر سے داڑھی کا خراج لیتا ہون لقا تیرے پاس موجود ہی اس سے پوچھ لے کر وہ مجھکو ماہ بماہ
خراج بھیجے جاتا ہی جب اسکے مشہور داڑھی قائم ہی تجھکو بھی لازم ہی کہ میرے واسطے خراج مقرر کر دے اگر اسکے خلاف
کیا تو ہمیشہ چار ابرو کا صفایا رہیگا اسکے علاوہ اور بھی سزاے معقول دونگا اور چاہتا ہین تجھے مار ڈالتا مگر وعدے
حمزہ صاحبقران کو کہ انکا حکم نہین ہی کہ مین کسی کو قتل کردن فقط تیرا تاج و تختی لیکر چلا گیا بہتر یہ ہی کہ تو ہوش
مین آ کر دین اسلام قبول کر نہین تو اس سے زیادہ ذلیل کرونگا بس یہ پڑھکر نہایت خائف و ترسان ہوا اور
بختیارک سے کہا تو سچ کہتا ہی یہ عیار غضب کر گیا مگر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھو کسطرح اسے مارتا ہون کہ مرغان
ہوا و ماہیان دریا اُسکے حال پر گریہ کرینگے بختیارک نے کہا یا خداوند چاہیے تو یہی بس زبرجد شاہ اٹھا دربار برخاست
ہوا اور لوگ بھی اپنے اپنے مکان کو راہی ہوتے زبرجد شاہ کھانا کھاکر سو رہا سہ پہر کو دربار مین منھ پر نقاب ڈال
کے آیا دربار کیا شام کو اور لوگ تو رخصت ہو گئے مگر بختیارک رہگیا زبرجد شاہ نے منقل منگوا کر اُسپر مشک و عنبر
جلایا کہ جسکی خوشبو سے تمام مکان مہکنے لگا اُسوقت زبرجد شاہ نے بال دمامہ جادو چنڈال کا بازو پر سے
کھولا آگ کو دکھایا اس بال نے بل کھایا ایک لمحہ نہ گذرا تھا کہ شعلہ ہاے آتش چمکے اور ایک دیونی آسمان پر سے
نمایان ہوئی عجب شکل تھی کہ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا رنگ دریاہ و تار منھ پر حجاب کیے غار بڑے بڑے
دانت دو باہر نکلے ہوئے آنکھین لال لال بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے اور وہ بال نہ تھے سانپ تھے ہری زبانین
نکالے سر کو لپٹے ہوئے تھے دونون چھاتیان مانند دو مشکون کے لٹکی ہوئین منھ سے بوے بد اسقدر آتی تھی کہ ہزار ہزار قدم
پر لوگون کا دماغ پریشان ہوا جاتا تھا بختیارک نے جو دیکھا مارے خوف کے کانپنے لگا مگر زبرجد شاہ اسے دیکھکر
اٹھ کھڑا ہوا دوڑ کر لپٹ گیا علیحدہ لیجا کر کہا کہ ای دستگیر بیکسان و ای یاور غریبان میری دستگیری کیجیے کہ عیار حمزہ
مجھکو ذلیل کر کے چلا گیا اور تاج میرا مع اُس لعل بے بہا سمیت لیگیا اب آپ مجھے وہ لعل منگوا دیجیے کہ مین سامنے اپنے
بندون کے بے اعتبار ہوتا ہون دمامہ جادو بولی کہ وہ لعل مین نے بارہ برس کی محنت مین بنایا تھا اب ایسا
بننا بہت مشکل ہی اور کہان تُو اور کہان تیسے کے تیسے نالائق کے نالائق مین نے تجھکو منع کیا تھا کہ لقا کو اپنے شہر مین
نہ آنے دینا تو نے نہ مانا اپنے پاس اُسے بلایا لقا کے تعاقب مین خدا پرست آئے کہ وہ بلاے بے درمان ہین شہر کے شہر
جادوگرون کے انھون نے غارت کر دیے عیار حمزہ پر کالا آفت ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ اسنے میرے شاگرد بقراط جادو
کو مار کر اعراک کو قتل کر ڈالا مین اُسکے نام سے کانپتی ہون اور قطع نظر اسکے ان دنون ایسے روز نحس میرے آئے
ہین کہ دم نہین مار سکتی ہون یہ نحوست مجھ سے دفع ہو جائے تو پھر جو کچھ ہو سکیگا کرونگی ایک خدا پرست کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور خبردار مجھکو اب نہ بلانا یہ کہکر اٹھی چلی گئی زبرجد شاہ نے بختیارک کو بلایا اور کہا ای
بختیارک کسی سے دمامہ جادو کے آنے کا حال بیان نہ کرنا اور ای بختیارک سنا تمنے کہ دمامہ جادو کیا
کہ گئی بختیارک بولا یا خداوند سب سن رہا تھا وہ منھ موڑ کر آپ سے چلی گئی زبرجد شاہ نے کہا کچھ
اندیشہ نہین اور یہ کہکر نقشناس عقربی کو بلایا یہ عیار ہی اُسکا بلاے جہان آفت زمان فن عیاری مین
یکتا جب وہ آیا کہا ای نقشناس اگر تو جا کر عمرو کو پکڑ لائے تو دولت دنیا سے نہال کر دون برابر عمرو کے

جواہر تولدون نشناس نے عرض کیا جاتا ہون اور انہیں دزد باریک کو گرفتار کیے لاتا ہون یہ کہکر فکر گرفتاری
عمرو مین روانہ ہوا لیکن حال عمرو کا سُنیے کہ یہ خواجہ افتخار کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا خواجہ افتخار بہت
خوش ہوئے اور فرمایا کہ ای عمرو خوب کیا تمنے جو اُس کافر کو ذلیل کیا عمرو نے کہا وہ لعل جو تاج مین زبرجد شاہ
کے نصب تھا لے آیا ہون اور نکال کر کمر سے پیش کیا اور پوچھا کہ اسکے توڑنے سے سرداران حمزہ ہوش مین آئینگے
یا نہین خواجہ افتخار نے کہا ہرگز ہوش مین نہ آئینگے جبتک دمامہ جادو زندہ ہی کچھ نہ ہوگا عمرو نے وہ لوح
جو خواجہ افتخار سے لیگیا تھا پھر خواجہ افتخار کو دیدی اور لعل بھی سپرد کیا آپ رخصت ہوکر خدمت حمزہ مین آیا
کیفیت بیان کی کہا حمزہ جبتک دمامہ جادو نہ ماری جائیگی یہ سب سردار ہوش مین نہ آئینگے امیر نے فرمایا
خواجہ تلاش کرو دمامہ جادو کہان رہتی ہی عمرو نے کہا بہت خوب اور تلاش مین دمامہ جادو کی نکلا
ہر کوہ و دشت مین جستجو کرنا شروع کی ایک دن کا ذکر ہی کہ عمرو اُس پہاڑ کے پاس پہونچا جہان بقراط جادو کو مارا
تھا وہان ایک غار ہی اُسمین سے آواز صحیفۂ ابراہیمی کی آنے لگی ٹھہرا خیال کیا کہ جو سُنا تو بہت خوش لحانی سے کوئی
پڑھ رہا ہی عمرو اندر غار کے اُتر گیا دیکھا کہ ایک درویش عبادت کیش پیراہن سفید پہنے ہوئے تہمد سفید باندھا ہوا
عمامہ سر سے لپٹا ہوا ایک جریب آگے رکھی ہوئی جانماز آگالدان ایک جانب پشت خار فولادی گھڑونچی پر کورے
گھڑے علیحدہ رکھے ہوئے بجھرے ڈھنکے ہوئے صافی کھاروے کی اُنپر پڑی ہوئی ایک انگیٹھی مین آگ رکھی ہوئی
دو چار حقے رکھے ہوئے دو چار خادم و خدمتگار وہ بھی گیروا لباس پہنے ہوئے درختون مین پنجرے ٹنگے ہوئے کسی مین
قمری کا جوڑا حق سرہ بول رہا ہی کسی مین طوطا نبی جی بھیجو کہہ رہا ہی کسی مین لعل صم بکم پڑھ رہے ہین شیر کی کھال پر
وہ حق رسیدہ بیٹھا ہوا ہی ماتھے پر گھٹا سیاہ پڑا ہی عمرو کو یقین ہوا کہ یہ مرد با خدا ہی اس سے پتا دمامہ جادو کا
معلوم ہو جائیگا پس قریب آکر سلام کیا اُس فقیر نے جواب سلام دیا اور کہا کہ آؤ خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نے دوڑ کر
قدمون کو چوم لیا سامنے باادب دوزانو بیٹھ گیا شاہ جی نے پوچھا کہ بابا تم متردد کیون ہو غرض عمرو نے کہا کہ آپ کو
جب نام میرا معلوم ہو گیا کام بھی منکشف ہو گیا ہوگا میرے کہنے کی حاجت کیا فقیر نے جواب دیا کہ بابا فقیر ایسا
صاحب کمال نہین ہی عمرو بولا کہ مجھکو تو یقین ہی کہ آپ صاحب کشف و کرامات ہین فقیر بولا کہ یہ تمھاری خوش نیتی
ہی کیون بابا تم دمامہ جادو کی تلاش مین نکلے ہو کہا کہ عیان را چہ بیان شاہ جی بولے بابا اچھا مکان معلوم ہو جائیگا
آج تو فقیر کے یہان مہمان رہو تم بھی ولی اللہ ہو نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہو آج جو ٹکڑا فقیر کو میسر ہی اُسکے کھاؤ
عمرو کو دم بدم اعتقاد اُسکا زیادہ ہوتا جاتا ہی القصہ عمرو وہین رہگیا اُس فقیر پر تزویر نے کھانا منگوا کر سامنے رکھا
عمرو نے خوب کھایا جب فراغت ہوئی تو آثار بیہوشی ظاہر ہوئے اب عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی فقیر کی
طرف دیکھنے لگا وہ فقیر ایک مرتبہ جھپٹ کر اپنے مقام سے اُٹھا اور نعرہ کیا کہ باش او دزد باریک گو من ساربان زادہ
منم نشناس عقربی عیار زبرجد شاہ جاتا کہان ہی عمرو چاہتا تھا کہ سنبھل کر اُٹھے کہ لڑکھڑا کر گرا نشناس نے
مشکین باندھ لین اور پشتارے مین باندھ کر لیکر روانہ ہوا اب عمرو کا منھ پشتارے سے باہر نکال دیا ہی اور
لیے چلا جاتا ہی اور کہتا جاتا ہی کہ او ساربان زادے تو نے خداوند زبرجد شاہ کو ذلیل کیا ہی دیکھ تو تیری
کیا حالت کرتا ہون عمرو عجز و انکساری کر رہا ہی کہ اے عزیز اگر تجھے مال کی طمع ہو تو مجھسے لے اور مجھے
زبرجد شاہ پاس نہ لیجا وہ کہہ رہا ہی کہ مین تیری ایک نہ سنونگا یہانتک کہ سامنے سے شہر زبرجد نگار
دکھائی دیا عمرو کو یقین مرگ ہوا لگا دعائین مانگنے کہ اے پروردگار عالم سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی

مدد گار نہین ہو ای خالق عالم بچا اس ظالم کے ہاتھ سے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوے نشناس نے کہا کہ او
ساربان زادے اب تو روتا ہی اپنے حال پر تو نے کیون خداوند کو ذلیل کیا تھا عمرو بولا او حرامزادے اگر
میری زندگی ہی تو بچونگا خدا میرا مجھکو بچائیگا یہ سُنکر نشناس نے ایک طمانچہ مارا اور کہا دیکھون تو تیرا خدا کیونکر
تجھے بچاتا ہی عمرو نے جواب نہ دیا تہ دل سے دعا مانگی کہ ای پروردگار اس ملعون کو سزا دے اور اگر میری حیات مستعار
باقی ہو تو اس ظالم کے پنجے سے نجات دے اب نشناس قریب شہر کے پہونچا ہی دروازہ شہر کا دکھائی دیا ہی کہ یکایک
کچھ سوار اور کچھ پیادے قراول میر شکار جانور صید گیر لیے ہوئے خواجہ افتخار مرکب پر سوار شکار کھیلتے چلے جاتے ہین
نشناس خواجہ افتخار کی قدمبوسی کو آیا خواجہ نے کہا کہ اس پشتارے مین کیا ہی نشناس نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین عجب ایک علامۂ زمانہ کو پکڑ لایا ہون کہ جسکا زمانے مین عدیل و نظیر نہین ہی جسنے ایک زمانے کو آزار پہونچا
رکھا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ خداوند کو ذلیل کر آیا ہی فتنۂ زمانہ آفت روزگار ہی یہ وہی دزد باریک گردن لک لکے
ساربان زادہ عمرو عیار ہی خواجہ افتخار نے کہا ارے یہ شخص ولی اللہ نظر کردہ ہفت پیغمبران باج ستانندہ ریش
کافران ہی تو نے بہت بُرا کیا جو اُسے گرفتار کیا اور لوگون سے کہا کہ پکڑ لو اس حرامزادے کو چھین لو پشتارہ نشناس
پکارا کہ خواجہ صاحب اسکو مین نے باشارۂ خداوند اسیر دام تدویر کیا ہی اگر آپ چھڑا دیجیے گا تو خداوند آپسے
بہت ناراض ہونگے خواجہ افتخار بولے تیرا خداوند نالائق کیا ہی مجھے اس شیطان کی پروا کیا ہی لاکھ لعنت
ہی زر برجد شاہ پر اور اُسکے پرستار روسیاہ پر لوگون نے نشناس کو پکڑا اور اسیر کر لیا عمرو نے پکارا کہ او
حرامزادے دیکھا تو نے کہ میرے خداوند نے مجھے کیونکر بچا دیا اُسی وقت خواجہ افتخار نے عمرو کو پشتارے مین
سے نکلوایا حلقے کمند کے کاٹے عمرو قدمون سے لپٹا خواجہ نے حکم دیا کہ قتل کرو اس نشناس بدذات کو
نشناس سمجھا کہ خواجہ افتخار مسلمان ہین پکارا کہ خواجہ سلامت مجھکو بھی مسلمان کیجیے مین نے لعنت کی زر برجد شاہ
پر خواجہ افتخار نے کہا او حرامزادے مین تجھے خوب جانتا ہون اگر تجھے مسلمان کے ساتھ ایک دیگ مین خرچ کرین
تو بھی تیرا گوشت مسلمان کے گوشت سے نہ ملیگا مجھے تو فریب دیتا ہی مصرع این را کہ بگو کہ ترا نشناسد + اور
غضبناک ہو کر کہا کہ مارو اس حرامزادے کو لوگ تلوارین کھینچ کر گرے نشناس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور مین
اُسکی لاش کو پھینک کر راستہ لشکر اسلام کا لیا عمرو نے خواجہ افتخار سے کہا کہ آپ خوب وقت پہونچے مجھے
بچایا نہین تو مجھے یقین مرگ ہو چکا تھا خواجہ افتخار نے کہا کہ ای عمرو تو مقبول درگاہ جناب ایزدی ہی مجھے
شب کو آکر حضرت خضر علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نشناس عنقریب خواجہ عمرو کو پکڑے لاتا ہی
تم اُسے چھڑاؤ اور خدمت مین حمزہ کی جا کر رہو مین جو یہ خواب دیکھ کر بیدار ہوا ہر رات سے تیاری چلنے کی مع اسباب
و مال و عیال و اطفال شکار کے حیلے سے نکل آیا واقعی بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام کے تمکو اسیر پایا یہی باتین
کرتے ہوے قریب لشکر اسلام کے پہونچے یہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ خواجہ افتخار آتے ہین سب سردارون کو
استقبال کے واسطے بھیجا آپ بھی دروازہ بارگاہ تک آئے خواجہ نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیا اندر جا کر
بادشاہ اسلام کو نذر دی پایۂ تخت کو چوما عمرو نے کہا حمزہ مجھکو تو خواجہ صاحب نے بچایا نہین تو مارا گیا تھا
نشناس عیار زر برجد شاہ کا بفریب مجھکو پکڑ لیے چلا تھا کہ خواجہ صاحب پہونچے اُسکو مارا مجھے چھڑایا بادشاہ نے
خواجہ افتخار کو خلعت دیا اور ایک خیمہ اُنکے واسطے علحدہ استادہ کرا دیا عمرو نے کہا کہ حمزہ مین تو خبر لشکر کفار
کے واسطے جاتا ہون دیکھون وہان کیا نقشہ ہی امیر نے فرمایا خدا حافظ ہی تمہارا عمرو روانہ ہوا ادھر

ہرکارون نے جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کیا اور تمام کیفیت بیان کی کہ نشناس عقربی عمرو کو اسیر کیے ہوئے
پشتارہ بدوش آتا تھا اس عرصے مین خواجہ افتخار ہوبجے عمرو کو چھڑا لیا اور نشناس کو قتل کیا بعد اُسکے
خواجہ افتخار جاکر حمزہ کے شریک ہوئے بختیارک نے پگڑی تو سر پر سے اچھالی اور پکارا صلوہ بر محمد وآل محمد
لعنت برلات اعلی ومنات معلی اور کیون یا خداوند مین آپ سے اکثر کہتا تھا کہ یہ خواجہ افتخار مرد مسلمان ہو آپ
یقین نہ لاتے تھے اب تو آپکو ثابت ہوا زبرجد شاہ بولا کہ ای بختیارک مجھکو بڑا رنج نشناس کے مارے جانے کا ہی
افسوس میرا رفیق قدیم مارا گیا اور اُسی وقت اُٹھکر اندر چلا گیا اور منقل مین عود عنبر جلایا جب خوشبو اُسکی پھیلی
تو بال دمامہ جادو کا بازو سے کھولکر آگ پر رکھا کہ اُس بال نے بل کھایا کہ ناگاہ پرکالۂ آتش چمکے اور دمامہ جادو
مثل بلائے آسمانی کے نازل ہوئی پکاری کہ مین تجھسے کہہ گئی تھی کہ یہ دن میرے اوپر سخت ہین مجھکو نہ بلانا تو نے
نہ مانا زبرجد شاہ رونے لگا اور کہا کہ ای مادر مہربان وای زوجۂ مشفقہ سُنا آپنے کہ نشناس عقربی عیار بھی مارا گیا
اور اب خداپرست مجھے بھی زندہ نہ چھوڑینگے دمامہ جادو نے کہا کہ کیا مجال اُنکی اور ایک کورہ گھڑا پانی کا منگواکر
اُسپر اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور کہا کہ اس پانی کو مشکون مین ملواکر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑکوادے ایک حصار گرد
قلعے کے الماس کا بنکر تیار ہو جائیگا پھر جو کوئی اہل اسلام سے اُدھر آئیگا وہ مانند تصویر کے اُس حصار مین چسپیدہ
ہو جائیگا تو اندرون حصار بیٹھا ہوا عیش وعشرت کیا کر دو مہینے مجھپر بہت بھاری ہین کہ اندیشہ جان کا ہی اگر یہ دو
مہینے مجھپر سے گذر گئے اور مین صحیح وسلامت رہی تو آکر سب خداپرستون کا استیصال کرونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی اور وہ بال اسکا جو زبرجد شاہ کے پاس تھا چھین لیا کہ نہ یہ تیرے پاس ہوگا نہ مجھے بلائیگا اور سطح
اُڑکر چلی گئی زبرجد شاہ صبح کو باہر آیا دربار کیا سقون کو بلاکر وہ پانی جو دمامہ جادو دے گئی تھی دیا کہ اسے مشکون مین
ملاکر گرد شہر زبرجد نگار کے چھڑک آؤ سقون نے وہ پانی ملا ملا کر مشکون مین چہار طرف چھڑکا اُسی وقت ایک
حصار الماس کا گرد شہر کے بنکر تیار ہوا لیکن عمرو نے جاکر یہ خبر حمزہ صاحبقران کو دی کہ یون دمامہ جادو زبرجد شاہ
کے پاس آئی تھی اور کہہ گئی ہی کہ اب دو مہینے تک مجھسے اور تجھسے ملاقات نہ ہوگی کہ بو آیکے دوسرے دن ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ای شہریار گرد شہر زبرجد نگار کے ایک حصار الماس کا بنکر تیار ہوا ہی اور جو ادھر سے شہر مین جاتا ہی
مانند تصویر کے چسپیدہ ہو جاتا ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دمامہ جادو کا سحر ہی صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر مین پکارا
جاوے کہ کوئی شہر زبرجد نگار کی طرف نہ جائے اسوقت تمام لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا سب کو خبر ہوئی
ایک ایک ہوشیار ہوگیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمام فرزند اور سردار میرے جو اس کافر کو سجدہ کرتے ہین
وہ کیونکر اس گمراہی سے نجات پائین اپنے ہوش مین آئین عرض کیا کہ خواجہ افتخار سے پوچھیے اُنھون نے بیان کیا کہ ای
شہریار وہ سحر دمامہ جادو مین گرفتار ہین جب تک دمامہ جادو زندہ ہی اُنھین نجات نہ ہوگی امیر نے فرمایا کہ
دمامہ جادو کہان ہی خواجہ نے عرض کیا یہ مجکو نہین معلوم کبھی اُسنے اپنا مکان رہنے کا زبرجد شاہ کو بھی نہین
بتایا امیر نے عمرو سے اور شاگردان عمرو سے فرمایا کہ چار طرف پھر و تلاش کر دیتا اسکا لگاؤ سبھون نے ہرچند
جستجو کی لیکن دمامہ جادو کے مکان کا کہین پتا نہ لگا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون نے عرض کیا ای شہریار یہ
دو مہینے وہ نہ ماری گئی تو اُسکو قضا بھی نہین ہی اور پھر کوئی اُس سے عہدہ برا بھی نہ ہو سکیگا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہمارے واسطے راوٹی استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ ایزدی مین آگے جیسا حکم خدا ہو اُسی وقت
راوٹی سفید انکے واسطے استادہ ہوئی صاحبقران سویرے سے کھانا کھاکر وضو کرکے اُس راوٹی مین

داخل ہوئے نماز مغرب وعشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات
بلند کیے بخضوع وخشوع وبہ گریہ وزاری دعا مانگنے لگے کہ خداوندا تمام بندے تیرے گرفتار سحر ہین امیدوار
ہون کہ مکان دمامہ جادو کا مجھے معلوم ہو تو تیری تائید سے اُس لکاتہ کو جاکر قتل کرون اور آگے جو مرضی تیری
مین راضی برضا ہون دعا مانگتے مانگتے صبح ہوگئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ آواز تسبیح وتہلیل کی آنے لگی برقع
حضرت سلیمان کا نمایان ہوا اور اُس برقع مین سے آواز آئی کہ السلام علیک حمزہ صاحبقران نے جواب سلام
دیا دوڑ کر قدمون سے حضرت کے لپٹ گئے حضرت نے سر اس افسر صاحبقرانی کا اُٹھا کر سینے سے لگا لیا
اور فرمایا کہ آپ پریشان کیون ہین عرض کیا کہ آپ پر سب حال روشن ہے کہ سحر مین دمامہ جادو کے تمام
سردار اور فرزند میرے گرفتار ہین اور مکان اُسکا نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے فرمایا چاہ الماس مین وہ رہتی ہے
سمت مغرب جاؤ تو مکان دمامہ جادو کا پاؤگے بس یہ فرما کر حضرت غائب ہوگئے صاحبقران نماز شکر پڑھکر
عبادت خانے سے باہر آئے سب حال بیان کیا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جسکے نام فتح نکلے وہ یہان سے جائے اور
خواجہ زادون کو بلوا کر احکام نکلوائے انھون نے علم نجوم مین دیکھکر عرض کیا کہ خود صاحبقران تشریف لیجائین
اور ساتھ انکے دو جوان زبردست اور ایک عیار جائے تو چاہ الماس فتح ہو امیر نے کرب اور مقبل کو ہمراہ لیا
اور عیارون مین عمرو بن امیہ نامدار کو تجویز کیا عمرو نے کہا حمزہ تو جانتا ہے کہ مین جادوگرون سے نہایت
ڈرتا ہون تیرے ساتھ نہ جاؤنگا بلکہ مکہ معظمہ کو چلا جاؤنگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر تم نہ جاؤ ہم
عنایت پروردگار پر تکیہ کرکے جاتے ہین یہ کہکر ناموس مین داخل ہوے اور رخصت ہو کر نکل آئے بادشاہ اسلام
گلے مین ہاتھ ڈالکر بہت روئے اور فرمایا کہ ہماری بادشاہت آپ کے باعث سے ہے آپ ادھر تشریف
لیے جاتے ہین ہم عالم تنہائی مین کیا کرینگے اگر آپکے ساتھ چلتے تو بہت اچھا تھا صاحبقران نے کہا اے شہریار
افسر لشکر کا کون ہے ناموس کسکے سپرد کیا جائے حضور یہین رہین مین جاتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہے تو پھر آکر
قدمون کو بوسہ دونگا غرض رات بھر عجب کیفیت مین گذری صاحبقران کرب اور مقبل کو ساتھ لیکر روانہ
ہوئے لیکن عمرو کو دیکھا کہ دری کاندھے پر ڈالے ہوئے لوٹا رسی ہاتھ مین کمر بندھی ہوئی سامنے چلا آتا ہے
قریب آکر کہا حمزہ خدا حافظ مین جاتا ہون خانہ کعبہ خط وغیرہ جو کچھ بھیجنا ہوگا میرے نام بھیجیے گا امیر نے
فرمایا کہ خیر خواجہ جاؤ مگر ہمکو تمسے یہ امید نہ تھی کہ تم اس وقت مین ہمکو تنہا چھوڑ جاؤگے عمرو بولا حمزہ مین ناچار
ہون دیدہ و دانستہ کنوئین مین نہین گرا جاتا یہ کہکر سلام کرکے ایک طرف کو راہی ہوا اسے تک لشکر کے
بادشاہ اسلام بھی امیر کے ساتھ ساتھ آئے آخر صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور آپ تشریف لیجائین و قسم
اپنے سرکی دی بادشاہ آبدیدہ ہوئے صاحبقران چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا عمرو چلا آتا ہے
امیر پکارے خواجہ تم کہان گئے تھے کیا خانہ کعبہ کو نہین گئے عرض کیا کہ دل کو گوارا نہ ہوا اب آپکو چاہ الماس
تک پہونچا لون تو چلا جاؤنگا فرمایا کہ خواجہ تم ہمارے عاشق ہو تمہین ہمارے بغیر چین کب آتا ہے یہ باتین
کرتے ہوئے چاہ الماس کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑ دیجیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان اور شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج شکار کو گیا تھا وہان سے خورشید ستارہ پرست کو اپنے ساتھ لیکر خوشی خوشی داخل لشکر ہوا مگر اسعد
نے نورالدہر سے کہا کہ بھائی صاحب آپنے اس شادی مین میری وہ آبرو دی کہ مجھکو فلک ہفتم پر پہونچا دیا اور

وصل ہے بھی اُس نازنین کے کامیاب ہوا گر خوشی مجھے جب حاصل ہوگی کہ ایرج قتل ہو یا اسیر ہو اس فریبی
قارن قمر بین کے کہے سے شکار کو گیا آپ اُسکی فیلسوفیان نہین جانتے خدانخواستہ اگر آپ پر کچھ نوعدگر
ہوئی تو مین اپنی جان دونگا اور اگر جان نہ نکلی تو فقیر ہو جاؤنگا کسواسطے کہ یہ آفتاب پرست بڑا کتا ہی
کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون ابھی تھوڑے دن ہوئے جو قارن قمر بین کو نامہ دیکر بھیجا تھا اگر قدرت خدا
کر وہ حرامزادہ وہان سے جوتیان کھا آیا اگر شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم یہ رسوائیان سُنتے تو اپنی جان دیدیتے
یا اس باجی کو مار ڈالتے یہ کہکر رونے لگا نور الدہر نے کہا اسد برب کعبہ مین ایرج سے مقابلہ کرونگا اور مشکین
باندھکر تیرے حوالے کرونگا تو خاطر جمع رکھ یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ ایرج جو شکار کو گیا تھا وہان سے
آیا بلکہ خورشید ستارہ پرست کو بھی اپنے ساتھ لایا ہی نور الدہر نے اسد سے کہا کہ اب ضرور سامان جنگ و جدال
ہوگا لیکن ادھر ایرج جو خورشید کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اپنے لشکر مین آیا سامان دعوت مہیا کیا خورشید نے کہا
ای ایرج اس دیوانے نے مجھے سخت جلایا ہی کہ تجھسے بھائی چارہ کیا اور پھر پکڑ بانو کو لے گیا ایرج نے نام اسد
کا سُنکر آہ سرد کھینچی اور بولا کہ ای خورشید میرا تو جگر خون ہو رہا ہی اس دیوانے کے ہاتھ سے کونسا ایسا رنج تھا
کہ جو مجھکو نہین پہونچا مین نے اقبال شاہ کی شادی کی یہ کمبخت ملکہ شور انگیز کو محافے مین سے نکال لیگیا
انجام کار اقبال شاہ کو قتل کیا مجھے بھلا کم گیا کہتے ہو میرے سینے کو چاک کرکے دیکھو تو دل مین ہزارون
داغ نکلینگے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین برسم ایلچی گری یہان سے جاتا ہون اور اُس دیوانے کو
مار کر چلا آتا ہون ایرج نے کہا ای خورشید وہ دیوانہ بڑا گھاتیا ہی وہ تمھارے ہاتھ نہ لگیگا تم یہ ارادہ نہ کرنا
خورشید نے نہ مانا اور ایک سفید کاغذ سر سے باندھکر مرکب پر سوار ہوکر دو چار خادم ساتھ لیکر روانہ ہوا ہرکارون
نے خبر دی کہ خورشید برسم ایلچی گری یہان آتا ہی اب وہ وقت ہی کہ شاہزادہ نور الدہر محل مین جا چکا ہی
پھر فرق تاجدار تخت پر بیٹھا ہی اسد دنگل شوکت پر متمکن ہی اسد نے خورشید کے آنے کی خبر جو سُنی سب سردارون
سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مجھے بھائی شاہزادہ نور الدہر کا سمجھتے ہو یا نہین سب نے عرض کیا کہ بیشک و شبہہ ہم آپکو
برابر شاہزادہ نور الدہر کے جانتے ہین اسد نے کہا کہ پھر جو کچھ مین کہونگا وہ بجا لاؤگے سبھون نے عرض کیا
کہ کبھی عدول حکمی نہ کرینگے ہم جان تک دینے کو موجود ہین فرمایئے جو ارشاد ہو بجا لائین اسد بولا کہ بھائیو اس
ستارہ پرست سے اور مجھسے کمال دوستی اور بھائی چارہ تھا اسکی بہن مجھپر عاشق ہوئی میرا بھی دل اُسپر آگیا یہ مجھسے بگڑ کر
اب شریک اُس آفتاب پرست کا ہوا ہی اسلیے مجھکو خار ہوا اور اب ایلچی بنکر آتا ہی جسوقت وہ آکر بیٹھے اور مجھسے
گفتگوے سخت ہونے لگے اور مین تمھین اشارہ کرون تم سب ایک مرتبہ اُسپر گر پڑنا اور پکڑ لینا سبھون نے عرض کیا
بہت خوب ہم حاضر ہین کہ اس اثنا مین خورشید درانہ بارگاہ کے اندر آیا بطریق ستارہ پرستان سلام کیا اور نور الدہر کا
دنگل خالی تھا بے تکلف اُسپر بیٹھ گیا اسد جلگیا اور نعرہ کیا کہ او ستارہ پرست تیرے اختر اختران کی ایسی تیسی کی تھی
تو اپنے کو بھول گیا اور مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے بیٹھ گیا نہین سُنا تو نے اس قول کو شعر تکیہ بر جاے بزرگان نتوان زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنے + ایاز حد خود را بشناس تو اپنے کو دیکھ اور بھائی صاحب کے دنگل پر بیٹھنا دیکھ اٹھ
یہان سے تیرے واسطے اور دنگل آتا ہی بھائی صاحب آئینگے تو کیا تیرے سر پر بیٹھینگے اور اگر نہ اٹھیگا تو اٹھوا دونگا
خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول کیا تیری قضا سر پر کھیلتی ہی تو نے کیا کیا کج ادائیان میرے ساتھ کین اور مین
تحمل کیا مین صاحبقران ہون اگر نور الدہر کے دنگل پر بیٹھ گیا تو کیا ہوا یہ دیوانہ پن میرے ساتھ ظاہر نہ کر

اور بیہودہ نہ بک بس یہ کہتا تھا کہ اسد نے سب سردارون کو اشارہ کیا کہ گرفتار کرلو اسے یہ شاہزادہ نورالدہر
کے ڈنگل پر سے نہین اُٹھتا ساتھ ہی اشارے کے کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ سب مستعد تو بیٹھے تھے
دوڑ پڑے اور لپٹ گئے خورشید نے چاہا کہ اُٹھے وہ بھلا ہاتھ ہلانے کی کب مہلت دیتے ہین پکڑ لیا اور مشکین
باندھ لین بلا کر آہنگرون کو اسیر غل و زنجیر کیا اسد پکارا بلاؤ جلاد کو کہ اسکی گردن مارے اسی وقت جلاد حاضر
ہوا اور خورشید کو لیجا کر زیر تیغ بٹھایا اب جلاد تیغ علم کیے ہوئے منتظر حکم استادہ ہی کہ ہرمز تاجدار نے کہا ای
اسد دلاور بے شاہزادہ نورالدہر کی اطلاع کے اسکا قتل کرنا اچھا نہین اُنسے اجازت لے لیجیے تو بہتر ہی اسد نے
کہا ای شہریار مین نے اجازت لے لی ہی اور جلاد سے کہا کہ کیا دیکھتا ہی جلد اسکا فیصلہ کر جلاد نے ہرمز کی طرف دیکھا
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہرگز تلوار نہ مارنا اور نورالدہر سے پوشیدہ کہلا بھیجا کہ آپ جلد تشریف لائیے نہین تو اسد
خورشید کو مارے ڈالتا ہی جلاد نے جو قتل کرنے مین تامل کیا اسد نے دیکھا کہ جلاد تاخیر کر رہا ہی اس سے کہا کہ
دور ہو مردک مین اپنے ہاتھ سے اسے قتل کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا خورشید نے کہا کہ ای اسد مین ایلچی گری کے
بہانے سے تجھے قتل کرنے آیا تھا معاملہ برعکس ہو گیا کہ تو ہی مجھے قتل کرنے لگا مثل مشہور ہی کہ چاہ کندہ را چاہ درپیش
معلوم ہوا کہ میری قضا تیرے ہاتھون تھی خیر کچھ مضائقہ نہین اسد قریب خورشید کے پہونچا ہی تلوار کا ہاتھ بلند کیا
تھا کہ اُسیوقت شاہزادہ نورالدہر برآمد ہوا اور نعرہ کیا کہ ای اسد خبردار تلوار خورشید پر نہ مارنا جو اپنے گھر آنے
کوئی اُسے قتل کرتا ہی یہ رکا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور ایرج نوجوان اندر بارگاہ کے آیا نورالدہر بولا
ای ایرج تم کیون آئے ہو ایرج نے کہا کہ مین نے سُنا تھا خورشید قتل ہوتا ہی اسکے بچانے کو آیا ہون کوئی بھی
ایلچی کو قتل کرتا ہی نورالدہر نے کہا مین کب قتل ہونے دیتا ہون اسد نے کہا کہ بھائی صاحب یہ میرے قتل
کرنے کو آیا تھا خود اس امر کا مقر تھا اور آپ نے میرے ہاتھ سے بچا دیا القصہ نورالدہر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگرون
کو کہ قید خورشید کی دور کرین اُسوقت خورشید نے آپ قید اپنی توڑ کر پھینکدی ایرج اپنے ساتھ لیکر باہر نکلا
دونون مرکبون پر سوار ہوئے اور اپنے اپنے لشکرون کو چلے راہ مین ایرج نے پوچھا کہ ای خورشید تم کیونکر گرفتار
ہوئے خورشید بولا کہ بھائی سب کے سب منارہ گردن کشیدہ رو وغیرہ مخبر نکلے یک آپڑے مین گرفتار ہو گیا
ایرج نے کہا ای خورشید نورالدہر کا اتنا اندیشہ مجھے نہین ہی جسقدر ان لوگون کا ہی یہ کشیدہ رو منارہ گردن
غضب کے ہین خورشید نے کہا بھائی بلوے کی بات اور ہی میدان مین سب کو مارینگے کہان جانے پاتے ہین
اور پہلے تو مین اس دیوانے کو میدان مین بلاؤنگا اُسکو مار کر اورون سے سامنا کرونگا یہی باتین کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے پوشاک بزم پہن کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آکر خورشید
نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آوازہ نقارے کی گرجی ہرکارون نے آکر
شاہزادۂ نورالدہر کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے
یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگ بجے اُسیوقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین
چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقیب پکر چلے
گئے خورشید ستارہ پرست ایرج سے اجازت لیکر میدان مین آیا مرکب کو جولان دیا نیزے کے ہاتھ خوب نکالے
بعد اُسکے نعرہ کیا کہ او دیوانے مجہول مکار دغاباز اگر تجھکو دعوی شجاعت کا ہی تو میرے مقابلہ کو آ کیا بھاگ بھاگ کر
لڑا کرتا ہی چورون کی طرح سرمکھ ہو کر لڑ تو مزا ہی اسد نے چاہا کہ مقابلے کو جائے نورالدہر نے منع کیا کہ ای اسد

مین تجھے خورشید کے مقابلے کو نجانے دونگا تو خورشید سے عہدہ برآنہ ہوسکیگا اور وہ تیرا دشمن ہی جان سے
مار ڈالیگا اور اگر تو مارا گیا تو مین دادا جان کو کیا مُنھہ دکھاؤنگا اسد بولا بھائی صاحب مین خورشید سے
دست وگریبان نہ ہونگا دور سے تلوار کی لڑائی لڑونگا نورالدہر بولا مین تمھین نہ جانے دونگا اسد بولا کہ مین
اپنے کو ہلاک کرونگا یہی باتین تھین کہ جانب صحرا سے گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور نقابدار قنتورہ پوش نمایان ہوا
ایک جانب میدان مین آکر قائم ہوا خورشید کو مانند مہر تابان میدان مین مرکب پری پیکر پر سوار و جلوہ گر دیکھا عیار
کو حال دریافت کرنے کو بھیجا اُسنے آکر کہا یہ لشکر اسلام ہی وہ لشکر ستارہ پرستون کا اور آفتاب پرستون کا ہی اور
میدان مین خورشید ستارہ پرست کھڑا ہوا مبارزطلبی کر رہا ہی نقابدار نے کہا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا
کسواسطے کہ عمرو سے اور تجھسے بھائی چارہ ہی مجھے کب گوارا ہی کہ میرے ہوتے کوئی خدا پرستون سے لڑے یہ کہکر گھوڑے
کو اُڑایا مقابل خورشید ہوا خورشید تنگاورزن ہوا مرکب برابر سے پیچھے ہٹ گئے رانون مین مسلکر مرکبون کو پھیر کر
ایک دوسرے سے مقابل ہوا اگر خورشید نے دیکھا کہ اندر سے سحاب نقاب کے ایک آفتاب جلوہ گر معلوم ہوتا ہی اور
ہاتھہ پانون عورتون کے ایسے ہین حیران ہوکر پوچھا ای نقابدار گمنام تو کیون میرے مقابل آکر کھڑا ہوا مجھسے تو مقابلا ان
خدا پرستون سے پڑا ہوا ہی نقابدار بولا مین طرفدار ہون خدا پرستون کا تجھکو سزا دینے آیا ہون میرے رہتے کوئی
خدا پرستون سے آنکھہ نہین ملا سکتا خورشید آگ ہوگیا اور کہا کہ تجھے بہت گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا جائیگا کہان میرے
ہاتھہ سے لا اپنا حربہ نقابدار پکارا کہ بیشید ستی اپنا دستو نہین خورشید نے نیزہ ہاتھہ مین اُٹھایا خبردار خبردار کہکر نقابدار
پر مارا اسنے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے بہت دیر تک نیزہ بازی رہی لیکن مطلب کسی کا برنہ آیا
ہاتھون سے سنانین پٹکے مین تلوارین کھینچلین خورشید نے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی
قبضے پر تلوار کے ہاتھہ ڈالدیا زور ہونے لگا مرکب لنگرون کی تاب نہ لاکے بیٹھگئے کود کود کر سرگرم ہوے چار پہر دن کشتی
رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے روشنی طرفین سے آئی تماشائیون مین باہم غل تھا کہ میان عجب تماشے کی لڑائی ہی جبتک
ان دونون مین فیصلہ نہ ہوگا ہم نہ جائینگے اور ایرج بھی ایک طرف خیمہ استادہ کر اکر بیٹھا نورالدہر و اسد وہر مز تاجدار
ایک جانب خیمہ استادہ کرکے بیٹھے تماشا دونون کی کشتی کا دیکھہ رہے ہین تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے روز پہر دن باقی تھا
کہ نقابدار قنتورہ پوش نے لنگر خورشید کا اُکھیڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکر مشکین باندھکر حوالے کیا
اپنے عیار کے اور شکر سے خورشید ستارہ پرست کے پکار کر کہا کہ اب اس سے تم دست بردار ہو جاؤ اور اپنے ملک کو
چلے جاؤ یہ کہکر ایک سمت راہی ہوا ایرج کا حوصلہ نہ پڑا کہ جاکر خورشید کو نقابدار سے چھینے مُنھہ دیکھتا رہ گیا پھر کر اپنی بارگاہ
کو چلا گیا ادھر لشکر خورشید کا حیران و پریشان ہوکر کوچ کر کے شہر اختریہ کو روانہ ہوا نورالدہر و اسد پھر کر اپنے
خیمے مین داخل ہوئے مگر ایرج نے اپنی بارگاہ مین بیٹھکر بہزاد ہرمزد سے کہا کہ افسوس خورشید گرفتار ہو گیا اور
نقابدار اسکو لیکر چلا گیا اگر رہتا تو مین اُس سے لڑتا عوض خورشید کا لیتا بہزاد بولا ای شہریار چلے جانا نقابدار کا بہتر
ہوا یہ نقابدار وہ بلا ہین کہ صاحبقران تک اُسنے عہدہ برآ نہین ہوئے باوجودیکہ صاحبقران مالک اسم اعظم
ہین ایرج نے کہا کیا یہ نقابدار ساحر ہی قارن قہر مین نے کہا کچھہ حال اسکا نہین کھلتا کہ یہ کیا آفت ہی ایرج نے کہا
خورشید کو نیر اعظم کے سپرد کیا ہی حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین نورالدہر سے مقابلہ کرونگا اُسی وقت نقارہ زری
بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت مین ہرمز تاجدار کی حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجا لاکر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین
طبل جنگ بجا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ شاہزادہ عالم و عالمیان سے مقابلہ کرے نورالدہر نے فرمایا کچھہ پروا نہین جو خالق

چاہیگا وہ کریگا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجے بموجب حکم کے کوس حربی نوازش مین آیا رات بھر دونون
لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو فوج اسلام میدان کارزار مین آئی تخت بادشاہی قلب سپاہ مین قائم ہوا اُدھر
سے فوج آفتاب پرستون کی کمال عظم وشان سے دکھائی دی آگے آگے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا تھا آکر ایک طرف
قائم ہوا صفین آراستہ ہونے لگی آفتاب بھی بلند ہوا مگر ابتک شاہزادہ نورالدہر کا میدان مین پتا نہین اسدنے کہا
کیا سبب ہی کہ بھائی صاحب ابتک معرکۂ کارزار مین نہین آئے جاکر دیکھون توسہی کیا ماجرا ہی اسد اور طہماس دونون
خوابگاہ مین شاہزادے کی آئے دیکھا تو خادم وخدمتگار کھڑے ہین اور شاہزادہ دوشالہ تانے بیخبر سوتا ہی پوچھا اُن خادمون
سے کہ شاہزادہ ابھی تک کیون نہین بیدار ہوا شب کو کس وقت سونے کا اتفاق ہوا تھا اُنھون نے عرض کیا کہ سوتے تو اپنے
معمول پر تھے مگر ابھی تک نہین چونکے بلکہ نماز صبح بھی قضا ہوگئی پس اسدنے جلدی سے کونا دوشالے کا منھ پرسے سرکایا
تو عجب حالت دیکھی کہ سر اُس افسر عالم کا کٹا ہوا الگ پڑا ہی اور خون سے تمام توشک تر ہی زلفین دونون طرف رخسارون
پر لپٹی ہوئی ہین چشم حیرت کھولے ہوئے آثار تبسم چہرے پر ظاہر ہین پس یہ عالم دیکھتے ہی نعرۂ کوہ شگاف کیا اور پکارا کہ ای
طہماس بھائی صاحب کو کسی نے مارڈالا سر کٹا ہوا پڑا ہی تم بھی آخری دیدار دیکھ لو اور پکارا کہ شاہزادۂ عالی وفا افسوس
مجھکو کہین کا تمنے نہ رکھا آخری وقت مین کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور دونون ہاتھ منھ پر مارے یہ کہکر بیہوش ہوگیا ادھر
طہماس نے گریبان چاک کیا پچھاڑین کھانے لگا اور یہ کلمہ زبان پر تھا کہ ای آقاے نامدار وای مولاے ذیوفا تم آپ
تنہا سفر کر گئے اور اس خدمتگار کو چھوڑ گئے یہ خادم اب کہان جائے کیا کرے یہ دونون اس عالم مین ہین اب ایک غلغلہ
ہوا اور یہ خبر وحشت اثر ہرمز تاجدار کو عین میدان جنگ مین پہونچی کہ شاہزادۂ نورالدہر کو کوئی خوابگاہ مین آکر
رات کو ذبح کر گیا اسد اور طہماس اپنی حالت تباہ کر رہے ہین یہ سُنتے ہی ہرمز نے تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور
روتا پیٹتا دوڑا کہ ہائے ہائے یہ کیا ہوگیا پھر تو تمام فوج مین ایک حشر برپا ہوگیا سردار خاک اڑانے لگے میدان سے پھر کر
آئے اسد اور طہماس تو دیوانے ہو کر ایک ایک کفنی گلے مین پہن کر نکلگئے ہرمز تاجدار اور تمام سردار لاش اُس
شہریار کی دیکھکر پیٹنے لگے رونا شروع کیا کوئی سر کو لیے ہوے منھ سے منھ مل رہا ہی کوئی لاش سے لپٹا ہوا ہی اور محل مین
قیامت مچی ہوئی ہی آثار حشر جنگل مین نمایان ہین القصہ کہانتک اس نوحہ وماتم کو طول دیا جائے لاش اُس شہریار
کی اُٹھوائی تمام سردار کاندھا بدلواتے گئے لیجا کر دامن کوہ مین دفن کیا گنبد بہت پر تکلف قبر پر استادہ کرایا
قرآن خوان مقرر کیے تمام لشکر سیاہ پوش ہوا دو روز تک رونے پیٹنے مین کھانا پانی سب کو حرام تھا آخر گھرسے اختر شناس
نے نورالدہر کو جو علم نجوم مین دیکھا زندہ پایا اور معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے شاہزادہ اچھی طرح سے آئیگا ہاتھ باندھ کر
ہرمز تاجدار سے عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ وسالم ہی بعد چند روز کے انشاءاللہ آپ سے ملاقی ہوگا اگر اسمین
فرق نکلے تو آپ مجکو قتل کیجیے گا بارے اس کلام سے کچھ بادشاہ کو تسکین ہوئی مگر حال سُنیے ایرج کا جس وقت اُسنے
یہ سُنا کہ نورالدہر مارا گیا ایک آہ سرد کھینچی اور آنکھون سے آنسو گر پڑے کہا افسوس ہی نورالدہر کی جوانی پر قسم ہی
نیر اعظم کی کہ مین اُسکی جان کا دشمن نہ تھا یہ نہ چاہتا تھا کہ نورالدہر مارا جائے اور اُس وقت پریشان میدان سے
پھر کر آیا لباس سیاہ پہنا اور تمام لشکر کو سیہ پوشی کا حکم دیا ایک ہفتہ اس طور پر گذرا تھا کہ ایک دن بہزاد مرتد نے
بہکایا کہ ای بندہ آفتاب پرستان آپ غنیمت سمجھین کہ نورالدہر مارا گیا اگر وہ زندہ رہتا تو آپ کبھی اُسکے سامنے
سرسبز نہوتے شکر کیجیے نیر اعظم کا کہ دشمن کا کام تمام ہوا لباس سیاہ اُتاریے بارگاہ سلیمانی ہرمز تاجدار سے
طلب کیجیے اسمین بیٹھکر دربار کیجیے ہان اگر سرداران نورالدہر سے آپ کو خوف ہی تو بارگاہ نہ منگوائیے جانے دیجیے

ایرج نے کہا کیا خوب مین نورالدہر سے تو خوف کرتا نہ تھا سردار اُسکے کیا مال ہین اور اُسی وقت لباس سیاہ
دور کیا پوشاک نفیس پہنکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور سے کہا کہ تم جاکر ہرمز تاجدار سے کہو کہ بارگاہ سلیمانی میرے پاس تھی
مجھے لندھور نے دی تھی دیوانہ مجھسے چھین لیگیا تھا اب بارگاہ میری آپ مجھکو بھجوا دیجیے ورنہ بزور جبر چھین لونگا شاپور
جاکر پیغام ایرج کا ہرمز تاجدار کو دیا تمام سرداران نورالدہر یہ پیغام سنکر درہم و برہم ہوئے پکارے کہ اے شہریار ہم
بارگاہ نہ دینگے لڑنے اور مرنے کو موجود ہین ہرمز تاجدار نے گہراے اختر شناس سے پوچھا کہ تم کیا صلاح دیتے ہو
گہراے اختر شناس نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ بارگاہ کا دیدینا اچھا ہے اگر نہ دیجیے گا تو کشت و خون
ہوگا اور اگر شاہزادہ زندہ و سلامت ہے تو بارگاہ پھر ہاتھ آجائیگی ہرمز تاجدار نے شاپور کو خلعت دے کر رخصت کیا
اور کہا کہ تم جاؤ ہم بارگاہ بھیجے دیتے ہین شاپور تو چلا گیا اب ہرمز تاجدار نے سب سردارون کو سمجھایا کہ صاحبو ہم اپنے
رنج و الم مین گرفتار ہین لڑنا بھڑنا کیسا خدا فضل کریگا اور شاہزادہ نورالدہر زندہ ظاہر ہوگا تو اُسوقت سمجھ لینا سبھون نے
عرض کیا اے شہریار ہم آپکے مطیع ہین جو آپ مناسب جانین وہ کرین ہرمز تاجدار نے اُسیوقت بارگاہ سلیمانی شتر و
قاطر اور چھکڑون پر لدوا کر بھجوا دی ایرج نوجوان نے بارگاہ سلیمانی استادہ کرائی بدستور سابق جلوس کیا دو دن
کے بعد بہزاد مرتد نے ایرج سے کہا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا بہت خوب مرکب ہے اسے آپ اپنی سواری کیواسطے
ہرمز تاجدار سے منگوا لیجیے اب نورالدہر تو زندہ نہین جو اُسپر چڑھیگا ایرج نے بہزاد کے ورغلانے سے ہرمز تاجدار
سے کہلا بھیجا کہ مرکب پریوش نورالدہر کا مجھے بھیجدو اگر نورالدہر آئیگا تو مجھسے لے لینا یہ پیغام جو ہرمز کو پہونچا
گہراے اختر شناس سے صلاح لی کہ اب تم کیا کہتے ہو اُسنے عرض کیا کہ حضور بھیجدینا صلاح ہے سردار مانع ہوے کہ
ایرج اسیطرح ہر روز دباؤ ڈالکے اسباب شاہزادے کا منگوائیگا جب نہ دیجیے گا تو آمادہ جنگ ہوگا اس سے بہتر یہ ہے
کہ ایک مرتبہ لڑ لیجیے جو کچھ ہونا ہو ہو جائے اور ہم تو بارگاہ دینے مین بھی راضی نہ تھے اب پھر بھیجدی گہراے اختر شناس
نے کہا جانتک دفع شر کیا جائے کیجیے میری صلاح یہ ہے کہ لندھور کے پاس کہلا بھیجیے کہ ایرج ناحق ہمکو تنگ کرتا ہے ہم
تو شاہزادے کے غم مین بیٹھے ہین اور وہ لوگون کے بھڑکانے سے اسباب نورالدہر کا منگوا بھیجتا ہے آپ جانشین
حمزۂ صاحبقران ہین مرد بزرگ ہین آپ اسکا تدارک کیجیے یہ پیغام گیا لندھور بن سعدان نے سنکر اُسیوقت سوار ہوکر
ایرج کے پاس آکر کہا کہ اے ایرج نوجوان تمکو لوگ بھڑکاتے ہین اور تم بھڑکانے سے لوگون کے اسباب نورالدہر کا طلب
کرتے ہو غضب کرتے ہو کسی کے ورغلانے پر نہ جاؤ یا تو تم نورالدہر کے غم مین سیاہ پوش ہوئے تھے یا اب ایسے بیمروت
ہوگئے یہ طریقہ اچھا نہین اس سے باز آؤ تمھارے پاس اسباب کیا کم ہے مین نے تمکو اثاثہ صاحبقرانی سب دیدیا
کوئی چیز تمسے عزیز نہین کی غرض ایسا سمجھایا کہ ایرج منفعل ہوا کہا کہ اچھا مین کوئی شے طلب نہ کرونگا مگر یہ کوچ کرکے
یہان سے چلے جائین میرے سامنے نہ رہین لندھور نے کہا اچھا یہ ہو سکتا ہے اور آکر اپنے مقام پر ہرمز تاجدار سے
کہلا بھیجا کہ آپ یہان سے کوچ کرکے چلے جائیے کوئی آپ سے نہ اسباب مانگیگا نہ متعرض ہوگا ہرمز اسیوقت مع لشکر
کوچ کرکے روانہ ہوا سامنے قلعہ مشتری حصار کے آیا آب و ہوا یہان کی بہت اچھی تھی یہ خبر ایرج نوجوان کو ہوئی
کہ لشکر نورالدہر کا شہر مشتری حصار پر جاکے اترا ہے بہزاد مرتد نے کہا کہ آپ یہان سے جائینگے وہ موقع دیکھکر
یہان آئینگے اور آپکے ملک لیے ہوئے اپنے تصرف مین لائین گے جس طرح اور آپکے ملک مانند اختر اور
مشتری حصار وغیرہ کے اپنے قبضے مین کر لیے آپ اُنسے کہلا بھیجیے کہ ملک باختر سے نکلکر ظلمات یا کسی
سمت کو چلے جاؤ ایرج نے یہی ہرمز تاجدار سے کہلا بھیجا کہ اگر میری تلوار سے امان چاہتے ہو تو باختر مین نہ رہو ورنہ

سب کو قتل کرونگا جب یہ پیغام ہر فرتاجدار کو پہونچا نہایت پریشان ہوا باہم مشورہ کیا کہ کیا کرین
عادی کشیدہ رومنارہ گردن ان سب کی یہ صلاح ہوئی کہ جہان سے آئے تھے وہین پلٹ چلین اور ایرج
سے لڑین بعضون نے کہا کہ ایرج کو یہان آنے دو جسوقت وہ یہان آئیگا سمجھ لینگے ہر فرتاجدار نے سہیل خان
گہرائے اختر شناس چالاک بن عمرو وغیرہ کو علیحدہ لیجاکر مشورہ کیا کہ یہ لڑنا اور مرنا تو اُسوقت مین ہی کہ جب اور
کچھ تدبیر نہ ہو سکے اور مین چاہتا ہون کہ ان سردارون مین سے کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹے مگر عیار ہی سہیل خان کا
شعلہ شب گرد وہ بھی وہان موجود تھا اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار اگر حکم ہو تو مین ایرج کو جاکر پکڑ لاؤن جب تک
شاہزادہ نور الدہر آئے ایرج کو مقید رکھیے گا سب نے اُس عیار سے کہا کہ بس یہی امر بہت خوب ہی اگر ایرج تجھسے
آسکے تو پکڑ لا وہ عیار یہ سنکر اُسی وقت روانہ ہوا اور وہ شخص جو پیغام ایرج کی طرف سے لایا تھا اُس سے کہا کہ
جاکر ایرج سے کہدینا کہ ہم بعد ایک ہفتے کے ظلمات کو چلے جائینگے وہ یہ جواب لیکر راہی ہوا مگر حال سنیے
شعلۂ شب گرد کا یہ دامنہ آذر کوہ مین پہونچا قضائے کار ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ بیلچے قراول ساتھ
مین شکار کھیل رہا ہی ایک آدھ سے پوچھا کہ یہ کون ہی معلوم ہوا کہ یہی ایرج نوجوان صاحبقران زمان ہی بس یہ
سنتے ہی سامنے ایرج کے آکر سلام کیا ایرج نے پوچھا کہ تو کون ہی اُسنے عرض کیا کہ مین کوکا ہون ملکہ گیتی افروز کا مہروند
میرا نام ہی ایرج نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سنا باغ باغ ہوگیا پوچھا کہ کہان سے آتے ہو عرض کیا کہ ملکہ نے خبر
قاسم کے واسطے ظلمات کو بھیجا تھا ایرج نے پوچھا کہ پھر کیا خبر لائے بولا کہ آپ بیٹھیے تو مین جو کچھ حال ہی گذارش کرون
ایرج اُسے ساتھ لیکر خیمے مین آیا بہتسی خاطر مدارات کرکے مخاطب ہوا کہ اجمالی بیان کرو اُسنے کہا ای شہریار گیتی افروز
تو آپ پر بدل و جان عاشق ہی جب آپ فولاد بازرگان کے ساتھ گئے تھے اور ہوا سے پردہ اُٹھ گیا تھا اُسوقت
سے وہ آپ کو دیکھکر بہزار جان عاشق و شیدا ہی علامت محبت چہرے سے ہویدا ہی اور اب جو آپ نے نامہ
قارن قمر بین کے ہاتھ بھیجا تھا وہ نامہ جب سے دیکھا ہی اور زیادہ بیقرار ہی کہ آب و دانہ چھوٹ گیا ہی مگر کیا کرے
اپنے اختیار مین نہین ناچار و مجبور ہی بہانہ قاسم کا ہی مگر آپ کے فراق مین رویا کرتی ہی بالفعل لوگون نے مشہور
کیا تھا کہ قاسم زندہ و سلامت چاہ الماس سے نکلا اس پتے پر ملکہ نے مجھے خبر طلب کے واسطے بھیجا تھا سو ای شہریار
واقع مین قاسم چاہ الماس سے سلامت تو نکلا ہی مگر مرنے سے بدتر ہی کسواسطے کہ جو شخص تینون اژدہے کے
پیٹ مین رہے اُسکی زندگی کیونکر ہو نہایت زرد و ضعیف ہی تپ ایک دم اُسے نہین چھوڑتی کوئی دس پانچ دن
کا مہمان ہی مرجائیگا مجھے قاسم نے جو دیکھا کہا کہ ای مہروند میرا تو وقت اخیر ہی گیتی افروز سے کہنا کہ مین نے
اجازت دی تم اور شوہر کرلو اپنی جوانی کو برباد نہ کرو لہذا جب سے مین ظلمات سے آیا ہون آپکی تلاش مین تھا
کہ یہ خوشخبری سناؤن ایرج کا یہ عالم ہی کہ پھولا نہین سماتا ہر مرتبہ اُس عیار کو گلے لگاتا ہی ہر بار اشرفیان اور جواہر
انعام مین دیتا ہی اور کہتا ہی ای مہروند دیکھ تو مین تیرا کیا مرتبہ کرتا ہون دولت دنیا سے تجھکو غنی کر دونگا پھر پوچھا
کہ ای مہروند حمزہ کہان ہی کیا صورت ہی مہروند نے عرض کیا کہ حمزہ ضعیف ہوا تمام دست و پا مین رعشہ ہی
عمرو اسی غم مین اندھا ہوگیا پہلوان عادی کو عارضہ استسقا ہی کہ قریب مارا گیا ایرج نے پوچھا حمزہ نے جانشین
کسکو کیا کہا کہ نور الدہر کو ایرج نے کہا کہ حمزہ نے بیٹون کے ہوتے پوتے کو کیون جانشین کیا عیار نے کہا کہ
زبرجد شاہ نے سب فرزندون اور سردارون کو قتل کیا اب کوئی نہین رہا ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای
مہروند مین پھر ایک نامہ لکھتا ہون تو گیتی افروز کو جاکر دینا اُسنے عرض کیا بہت اچھا مین آنکھون سے نامہ آپ کا لیجاؤنگا

اور زبانی بھی آپ کا اشتیاق ظاہر کرونگا ایرج نے کہا کہ اب میرے ساتھ لشکر مین چلو اُسنے کہا بہت اچھا مگر
بہ صورت مبدل چلونگا القصہ ایک خدمتگار کی شکل بنکر آیا ایرج اُسے ساتھ لیے ہوئے شادان و فرحان داخل بارگاہ
ہوا بہزاد مرتد قارن قمر مین کو بلایا اُسنے تمام حال بیان کیا کہ یہ کوکا ہی ملکہ گیتی افروز کا اسکے ہاتھون نامہ
خوب پہونچیگا اور اُسی وقت خط شوقیہ اپنے ہاتھ سے لکھکر مہرونند کو دیا اپنے ساتھ کھانا کھلایا نہایت نوازش و اکرام
سے پیش آیا جب رات ہوئی قارن و بہزاد کو سویرے سے رخصت کیا مہرونند عملی کا پلنگ اپنے پلنگ کے برابر
بچھوایا باتین کرنے لگا ایک دو گھڑی گذری تھی کہ ایرج سو گیا شعلہ نے موقع دیکھکر داروے بیہوشی باطمینان
تمام ایرج کے دماغ مین پھونکی اور باندھکر پشتارہ لیکر ایرج کا چلا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی صحرا مین پہونچا
ہی کہ ادھر سے وہ دیو عیار آتا تھا جب دونون قریب ہوئے وہ دیو نے دیکھا کہ لشکر ایرج کی طرف سے
پشتارہ بدوش آتا ہی پکارا کہ تو کون ہی اور پیٹھ پر تیری کیا ہی شعلہ نے کہا کہ تو کون ہی پوچھنے والا تو اپنے رستے چلا جا
مین اپنے راستے جاتا ہون وہ دیو بولا مین تجھے نہ جانے دونگا جبتک مفصل حال مین لونگا یہ کہکر نیچے پر ہاتھ ڈالا
شعلہ شب گرد نے جواب دیا کہ مین عیار ہون سہیل خان کا ایرج کو پکڑے لیے جاتا ہون وہ دیو بولا کہ زندگی اپنی
چاہتا ہی تو ایرج کو میرے حوالے کر دے اور تو چلا جا شعلہ نے کہا مین نے کمال محنت و مشقت سے اسے اسیر کیا ہی
کیونکر تجھے دے دون ہرگز نہ دونگا وہ دیو نے کہا مین زبردستی لونگا کب ہو سکتا ہی کہ میرے سامنے سے تو ایرج کو لیجا اور
کہکر نیمچہ شعلہ پر مارا شعلہ نے اُسکا وار روکا اور اپنا نیمچہ وہ دیو پر مارا وہ دیو نے نیمچہ شعلہ کا چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر
زمین پر دے مارا کہ شعلہ چار ون شانے چت گرا پشتارہ ایرج کا ایک طرف گر پڑا وہ دیو چھاتی پر شعلہ کی چڑھ بیٹھا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ ذبح کرے شعلہ دعا بدرگاہ قاضی الحاجات مانگنے لگا کہ ای حافظ حقیقی وای نگہبان تحقیقی اس ظالم
کے ہاتھ سے مجھے بچا اور میری محنت کو ٹھکانے لگا واسطہ اپنے بندگان خاص کا شعر چو عاجز رہانندہ دائم ترا بجز
درین عاجزی چون نخوانم ترا + کہ ایک آواز پیدا ہوئی ذرا ٹھہر جا وہ دیو ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کسکی آواز ہی کوئی اُسے
نظر نہ آیا پھر اُسنے قصد کیا کہ خنجر شعلہ کی گردن پر پھیرے کہ وہ آواز نزدیک سے آئی کہ او حرامزادے نہین مانتا تو آیا
مین اب جو دیکھا تو ایک حبشی بلند بالا قوی ہیکل سامنے سے نمودار ہوا اور پھر نعرہ کیا کہ کیون تو اُسے ذبح کرتا ہی تو
کون ہی اور یہ کون ہی وہ دیو بولا کہ مین عیار ہون ایرج کا اور یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری کا ایرج کو پکڑے
لیے جاتا تھا مین نے اُسے گرفتار کیا ارادہ قتل تھا کہ آپ پہونچے اُس حبشی نے کہا ہان یہ ارادہ ہی مین کب تجھے زندہ چھوڑتا
ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور خنجر کھینچکر چلا وہ دیو پر ایسا رعب غالب ہوا کہ بھاگا سامنے سے اس حبشی نے
بھاگتے ہوے پر خنجر مارا کہ پشت پر پڑا اور سینے کے پار گذر گیا وہ ہاے کرکے گرا سر اُسکا دوڑکر کاٹ لیا شعلہ شب گرد
کی مشکلین کھولدین کہا کہ پشتارہ ایرج کا لیجا اُسنے کہا کہ ای بہادر بڑا احسان تو نے مجھپر کیا کہ جان بخشی میری کی اب اپنے
نام نامی سے آگاہ کر وہ بولا کہ مجھے جانسوز بن قران کہتے ہین یہ کہکر صحرا کو راہی ہوا شعلہ شب گرد ایرج کا
پشتارہ لیکر پھر روانہ ہوا ادھر لشکر ایرج مین صبح کو غل ہوا کہ ایرج بستر خواب پر سے غائب ہی اور وہ خدمتگار بھی نہین
ہی بہزاد مرتد نے کہا کہ مین تو کل ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہی شاپور نے چتر دیکھکر کہا کہ یہ عیار ہی سہیل خان مشتری حصاری
کا جو ایرج کو لیگیا طرماسب بولا کہ چلو تعاقب مین شاید ملجائے ویلم نے کہا کدھر چلین صلاح ہوئی کہ مشتری حصار
کی طرف بس یہ شیاطین تعاقب مین روانہ ہوئے راہ مین وہ دیو کا لاشہ پڑا ہوا دیکھا یقین ہو گیا کہ اسی طرف گیا
ہی اور مرکبون کو تیز کیا دور سے دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بدوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ آ پہونچے ہم کب چھوڑتے ہین

تجھکو کہ تو ایرج کو لیجائے شعلہ شب گرد نے دیکھا کہ طرماسپ آ پہونچا گھبرا گیا سامنے پہاڑ تھا اُسپر چڑھ گیا
اور ایرج کا سر پشتارے سے باہر نکالکر خنجر گلے پر رکھدیا اور پکارا کہ اگر اب تم آگے بڑھے تو مین نے اسے مار ڈالا
اب طرماسپ ٹھٹکا کیونکر پہاڑ پر قدم رکھے مگر پہاڑ کو گھیرے ہوئے کھڑا ہی شعلہ شب گرد دعائین مانگتا ہی
کہ ای پروردگار مجھے ان ظالمون سے بھی بچا سوا تیرے اسوقت بیکسی مین کوئی حامی و مددگار میرا نہین ہی ہنوز
دعا تمام نہوئی تھی کہ پردہ بیابان سے گرد اُڑی اور ایک نقابدار پریوش چالیس ہزار سوار سے نمایان ہوا اور
قریب آکر حال دریافت کرکے نعرہ کیا کہ باش ای کافران بیحیا کب چھوڑتا ہون تمھین کہ تم اس عیار کو ایذا دو
بہزاد مرتد نے گھوڑے کو چمکایا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو حمایتی اس عیار کا بنکر آیا ہی پہلے تجھکو مار لین تو آقا
کو اپنے چھڑا لین یہ کہکر تلوار اُس نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار اُسکی روک کے جواب اپنا وار کیا تلوار سپر کو قلم کرکے
سر پر گری کرتا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری بہزاد مرتد کے لگا بس یہ دیکھتے ہی ویلم شباط زنگی نے سامنا کیا آرہ ہشت منگ
مارا نقابدار نے تلوار سے آرے کو قلم کیا اور وہی تلوار جو ماری ویلم نے گھبرا کر سپر اُٹھا دی تلوار سپر کو کاٹ کر دو ابرو
اُتر گئی ویلم شباط بھی زخمی ہوا اب طرماسپ نے گینڈا اپنا آگے بڑھایا اور نعرہ کیا کہ او نقابدار غضب کیا تونے کہ دو بہادر
کو زخمی کیا آ یا مین دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہون یہ کہکر برابر نقابدار کے آکر برچھا جو ہاتھ مین چڑھا ہوا تھا نقابدار پر
مارا نقابدار نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے آخر کار نقابدار نے نیزہ طرماسپ ہوائی کیا طرماسپ
غیظ و غضب مین آیا اور پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر کیا مضایقہ ہی نیزہ بازی
خلال بازی گرز بازی حال بازی یہ کہکر سات سو من کا ساطور دو دستی نقابدار پر مارا نقابدار نے ضرب ساطور
کو رد کیا اور تلوار ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی تلوار نے ساطور کو قلم کیا طرماسپ جھجکا آڑا ہو گیا تلوار
ساطور کو قلم کرکے جو گری پیلا ران پر طرماسپ کی بیٹھا کر ران طرماسپ کی زخمی اور گردن گینڈے کی قلم ہوئی
یہ بھی زخمی ہوا غشی طاری ہوئی لوگ طرماسپ کو اٹھا کر لیگئے نقابدار نے اور مبارز طلب کیا جب کوئی نہ نکلا
نقابدار لشکر کفار پر گرا قتل کرنا شروع کیا وہ چند آدمی جو تھے کہ تعاقب مین طرماسپ کے چلے آئے تھے شکست
کھا کر بھاگے نقابدار نے شعلہ کو پہاڑ پر سے اُتار کر کہا کہ ایرج کو میرے حوالے کر اور تو چلا جا شعلہ شب گرد نے
کہا کہ آپ لیجیے مگر اسے چھوڑیے گا نہین اور پشتارہ ایرج کا نقابدار کو دے کر روانہ ہوا چلا مشتری حصار کو
قضائے کار اتفاقات روزگار ادھر سے یہ جاتا تھا اُدھر سے اسد بن کرب غازی گیروا لباس پہنے ہوئے اداس
و پریشان چلا آتا تھا شعلہ کو جو دیکھا پوچھا تو کہان سے آتا ہی اُسنے تمام احوال ایرج کے پکڑ لانے کا بیان کیا اسدنے
جو سنا کہ ایرج نقابدار کے پاس ہی اُسی وقت روانہ ہوا کہ چلکر ایرج کو اُس سے لیجیے اور قتل کیجیے جب قریب پہونچا دیکھا
کہ بازار آراستہ ہی خیمہ استادہ ہی سیر کرتا چلا آتا ہی دروازہ بارگاہ پر پہونچا تھا کہ نقابدار نے اسد کے آنے کا حال
سنکے دروازے پر آکے استقبال کیا اسدنے سلام کیا نقابدار نے جواب سلام دیا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے لیگیا
بہت عزت سے کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اسباب دعوت سامنے موجود کیا اور پوچھا کہ ای فرزند یہ کیا حالت ہی تمھاری
لباس فقیرانہ کیون پہنا ہی اسد نے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور کہا کہ ای نقابدار کیا بیان کرون شاہزادہ
نور الدہر لشکر ظفر اثر لیکر ایرج کے مقابلے کو آیا تھا ایرج نامرد نے دیکھا کہ مین مقابلہ نور الدہر کا نہین کر سکتا
رات کو کسی کو بھیج کر سر اُس شیر بیشۂ شجاعت نہنگ دریائے مروت کا کٹوا ڈالا مین اُسکے ماتم مین فقیر ہوا یہ کہکر
پھر رونے لگا نقابدار بھی خوب رویا اور کہا کہ مین نے یہ خبر سُنی تھی مگر تحقیق نہ تھا اب مفصل معلوم ہوا افسوس اس

باجی نے بہت بُرا کیا یہی باتین تھین کہ بکاول نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار رہے نوش فرمایئے کہاکہ لاؤ اور سعد غازی
سے خطاب کیا کہ بیٹا ہاتھ دھوؤ کھانا کھاؤ اسد بھر آنکھون مین آنسو بھر لایا بولا ای نقابدار مین کیا خاک کھاؤن جہان
ایسا بھائی آنکھون کے سامنے سے اُٹھ جائے کھانا کیونکر کھایا جائے اب ہمارے کھانے کے لیے غم ہی اور پینے کو خون جگر
ہی نقابدار نے کہا سچ ہی مگر جو کچھ کھایا جائے کھالو اسد بولا ایک شرط سے کھاتا ہون اگر آپ صورت اپنی مجھے
دکھا دین اور نام اپنا بتا دین کس واسطے کہ مجھے نانا جان کی آواز سے آپ کی آواز مشابہ معلوم ہوتی ہی نقابدار
نے کہا اچھا آپ کھانا کھایئے مین صورت دکھا دونگا اسد نے کھانا کھایا جب دسترخوان اُٹھا ہاتھ دھوئے
نقابدار نے سب کو ہٹایا نقاب مُنھ پر سے اُٹھائی اسد نے ٹھیک صورت صاحبقران کی پائی کچھ فرق نہ تھا
پوچھا کہ آپ کو صاحبقران سے کیا تعلق ہی کہا کہ مین بڑا بیٹا حمزہؑ صاحبقران کا ہون عمرو بن حمزہ یونانی
مجھے کہتے ہین اسد لپٹ گیا کہ ماموں جان آپ عمو ہین شاہزادہ نور الدہر کے اور یہ آفتاب پرست خونی ہی اُسنے
بھائی صاحب کو مارا ضرور اس سے عوض لیجیے اور اسی وقت بلا کر قتل کیجیے نقابدار نے حکم دیا کہ جلد ایرج کو
زندانخانے سے لاؤ چوبدار گیا ایرج کو لایا ایرج قید سخت مین گرفتار بارگاہ نقابدار مین آیا نقابدار نے کہا ای
ایرج یہ کیا نامردی تو نے کی کہ نور الدہر ایسے شخص کو قتل کرایا غضب ڈھایا ایرج نے جواب دیا ای نقابدار قسم ہی
مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مین مرتکب اس امر کا نہین ہوا جسکو مجھ پر گمان ہی غلط ہی جو مجھے کہتا ہی جھوٹھ کہتا ہی
بہتان لیتا ہی اسد پکارا او بزار بچے ہمکو تو جھوٹا کہتا ہی جسوقت نور الدہر فرنگوشیہ مین قید ہوا اور تجھے خبر ہوئی
تو نے نامہ قتل نور الدہر مین لکھکر روانہ کیا دیکھ یہ نامہ تیرا مُہری موجود ہی اور جیب مین سے وہ نامہ نکالکر سامنے
ڈالدیا ایرج نے اپنی مُہر اُسپر دیکھی تو قسم کھا کر کہا کہ مین اس سے بیخبر ہون کسی نے مجھسے پوشیدہ میری مُہر کر دی ہوگی
اسد نے ایک اور کاغذ نکالا کہا کہ دیکھ یہ وہ نوشتہ ہی تیرا کہ نور الدہر جب قلعہ مرصع حصار مین قید تھا تو نے فتود
کو لکھا تھا کہ مین طرماسپ کو واسطے قتل نور الدہر کے بھیجتا ہون ایرج نے کہا تو نے اقبال شاہ کو مار ڈالا
تھا اُس غصے مین مین نے یہ مضمون البتہ لکھا تھا اس سے مجھے انکار نہین ہی اسد نے کہا پھر کیون مکرتا ہی تو ہی تو
باعث قتل نور الدہر کا ہوا ہی مین تجھے زندہ نچھوڑونگا حکم دیا کہ لاؤ جلاد کو اسے قتل کرے اسی وقت جلاد آکر
موجود ہوا ایرج کو نطع پر بٹھایا اسد نے کہا ایک ہاتھ لگا کر اسکا کام تمام ہو جلاد نقابدار کے حکم کا منتظر تھا اسد
نے دیکھا کہ نقابدار کچھ تامل کرتا ہی بس برہم ہو کر خود اُٹھا اور جلاد سے کہا کہ دور ہو نامرد کہ مین آپ اسے قتل
کرونگا اور تلوار کھینچکر چلا ایرج کو یقین ہوا کہ اب تو مارا گیا عالم یاس مین دعا مانگنے لگا اسد قریب ہونچا تلوار علم کی
ہی چاہتا ہی کہ قتل کرے کہ نیچے گرا اور ایرج کو اُٹھا لیگیا اسد آسمان کو دیکھکر رہگیا خنجر گھسیٹ کر چاہا کہ اپنے کو
ہلاک کرے نقابدار نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میری جان یہ تو کیا کرتا ہی احتمال ہی کہ نور الدہر زندہ ہو اور کوئی
ساحر اُسے لیگیا ہو اور کسی شخص کو نور الدہر کی صورت بنا کر سر اُسکا کاٹ کر ڈال گیا ہو اگر وہ بفضل الٰہی
زندہ و سلامت پیدا ہوا اور اُسنے سُنا کہ اسد غم مین تیرے ہلاک ہوا وہ اپنے کو ہلاک کریگا اُسوقت باعث
اُسکے قتل کا تو ہو جائیگا دوسرے یہ کہ اپنے ہاتھ سے آپ کو ہلاک کرنا خسر الدنیا والآخرہ ہوتا ہی تیسرے یہ کہ
خدا نخواستہ نور الدہر کے دشمن مارے گئے اور تو بھی مرگیا تو موجب خوشنودی ایرج کا ہوگا کہ دشمن میرا ہلاک ہوا
اس سے بہتر یہ ہی کہ دشمن کے ہلاک کرنے کی تدبیر کرو اور یہ عین نامردی ہی کہ جب کچھ نہ بس چلا تو جان پر کھیل گئے
ایسا سمجھایا کہ اسد معقول ہوا گردن جھکالی کہا ماموجان آپ بجا فرماتے ہین چلیے آفتاب پرستون کو قتل کیجیے نقابدار نے کہا

مین موجود ہین جلو اور وہان سے کوچ کرکے سامنے لشکر ایرج کے دامنۂ کوہ مین اُترا اسد نے ایک عرضی ہرمز تاجدار
کو اس مضمون کی لکھی کہ ایرج کو بھیجنے چاہا تھا کہ قتل کرین لیکن اُسکو تنبیہ کیا اب ہم اور نقابدار پریوش مقابلے کو لشکر ایرج کے
آئے ہین آپ بھی مع فوج یہان تشریف لائیے مگر اتفاق کار جبر نقابدار جو القاب و انساب ورکنار تنگ
و شبا رنگ کوہ تخت دریانشین کو پہونچی اور معلوم ہوا کہ یہ عمرو بن حمزۂ یونانی فرزند اکبر صاحبقران باقبال
ہین خدمت مین آکر حاضر ہوئے ملازمت کی نذرین دین نقابدار نے اُنکو خلعت دیے بہت سی شفقت فرمائی یہ
چارون اپنی فوج سمیت شریک ہوئے القصہ وہ عرضی اسد کی جو ہرمز تاجدار کو پہونچی خود پڑھی مضمون سے
آگاہ ہوئے گہرائے اختر شناس سے صلاح کی کہ تم کیا کہتے ہو گہرائے اختر شناس نے علم نجوم مین دیکھکر عرض
کیا کہ اے شہریار جانا اچھا نہین ہے ایرج اور نور الدہر دونون جلد پیدا ہوا چاہتے ہین آپ یہین رہیے شاہزادے
کے ساتھ چلیے گا یہ کلام گہرائے اختر شناس کا سُنکر عادی کشیدہ رو منارہ گردن سب برہم ہوئے اور کہا
کہ اے گہرائے اختر شناس کیا کرین کہ تو مقرب شاہزادہ نور الدہر ہے اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا تو اُسکے ٹکڑے
ٹکڑے کرتے تیری صلاح سے بارگاہ سلیمانی بھجوا دی نہین تو ہم ایک ستون بارگاہ بھی کسی کو نہ دیتے اور ہم تو ضرور
جائینگے اسد کے شریک ہونگے اور آفتاب پرستون کو قتل کرینگے یہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے لشکر اپنا لیکر آذر کوہ کو
روانہ ہوئے ہرمز تاجدار اور گہرائے اختر شناس نے اور سردارون کو روکا نہ جانے دیا مگر عریضے کے آنے سے
قبل شعلۂ شب گرد عیار آیا تھا اُسنے تمام حال بیان کیا تھا ہرمز تاجدار نے شعلۂ شب گرد کو تعاقب مین
کشیدہ رویون کی خبر کے واسطے روانہ کیا کہ تو جا کر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے وہ راہی ہوا لیکن حال سُنیے لشکر
آفتاب پرستان کا کہ جسوقت بہزاد قرمد دیلم شاطر زنگی طرماسپ بن طہماس زخمی شکست کھائے ہوئے
بحال خراب مالک بن ملکوت شاہ پاس پہونچے حال بیان کیا تھا مالک بن ملکوت شاہ نے ہرکارے خبر کو
روانہ کیے تھے اُنھون نے دو پہر کے بعد آکر عرض کی کہ اسد ایرج کو قتل کرتا تھا کہ نجہ ایرج کو اُٹھا کرلے گیا سب
آفتاب پرست خوش ہوئے قارن نے علم نجوم مین دیکھکر کہا کہ ایرج جلد آئیگا گھبرانے کا مقام نہین ہے دوسرا دن تھا کہ
نقابدار اور اسد پہونچے تیسرے روز عادی کشیدہ رو منارہ گردن وغیرہ کے آنے کی خبر اسد نے سُنی نامہ مالک بن
ملکوت شاہ کو بھیجا کہ بارگاہ سلیمانی اور بہزاد قرمد اور طرماسپ کو باندھکر میرے پاس بھیجدو نہین تو ایک آفتاب پرست
کو زندہ نہ چھوڑونگا مالک بن ملکوت شاہ اور قارن قمر مین سوار ہوکر لندھور کے پاس آئے اور کہا کہ اسوقت مین
سوائے آپکے ہماری کفالت کرنے والا اور کوئی نہین ہے آپ دستگیری کرینگے تو بچین گے لندھور نے کہا کہ مین فقط ایرج
کی حفاظت کے واسطے ہون کہ اُسے کوئی ہرگز نہ ستائے اسلیے مین یہین ہون کہ تمھاری طرف ہوکر اہل اسلام سے لڑون
ایک تو اسد مجھے بدنام کررہا ہے دوسرے اب تمام خلق بھی رسوا کریگی مجھسے ہرگز توقع کفالت کی نہ رکھنا مالک بن ملکوت
نے کہا ابھی کل کا ذکر ہے کہ آپ نے اہل اسلام کی سفارش ایرج نوجوان سے کی تھی اور اُنھون نے آپ کے کہنے سے
خدا پرستون کو امان دی پھر اب آپ ہماری ملتجی کیون نہین کرتے لندھور نے کہا جو کچھ اسد نے کہلا بھیجا ہے اُسپر
عمل کرو اسد اب تمھین مہلت نہ دیگا اور مین دخل نہین دے سکتا کسواسطے کہ اسد مجھکو بھی خون نور الدہر مین شریک
کریگا بڑا الزام تم لوگون پر قتل نور الدہر کا ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ ہمسے قسم لیجیے جو ہمنے نور الدہر کو
قتل کروایا ہو نیر اعظم ہمین جلا دے جو ہم اس سے آگاہ بھی ہون لندھور نے کہا او مالک مین نے تم لوگون کے
واسطے اسقدر بدنامیان اُٹھائین کہ مین خوب جانتا ہون اب کسی طرح مین تمھارا شریک نہ ہونگا چاہے ہمین

زندہ دیکھے چاہے قتل کرے مین اگر تمہاری سعی کو گیا وہ دیوانہ غم مین نورالدہر کے بڑی بنا ہوا ہی میری بات
نہ مانی تو مجھے اس سے لڑنا پڑیگا تم مجھے اہل اسلام سے لڑوایا چاہتے ہو مجھسے یہ نہ ہوگا کہ مین نبیرہ صاحبقران سے
لڑون بس جاؤ جو تمہین بن پڑے وہ کرو مالک بن ملکوت شاہ مایوس اُٹھکر اپنے خیمے مین آیا سبھون سے حال بیان کیا
بہزاد مرتد نے کہا ہم تو جانتے ہین کہ لندھور ہم لوگون کا دشمن جان ہی خیر نیر اعظم جو بہتر جانینگے وہ کرینگے مگر
یہان اسد نے نقابدار سے کہا کہ دو شخص لشکر ایرج مین بہت زبردست ہین ولیم شباط زنگی اور طرماسپ
وہ دونون آپکے ہاتھ سے زخمی ہو چکے ہین اب جو باقی ہین آپ طبل جنگ بجوا کر انکا کام تمام کیجیے اور
کشیدہ رو منارہ گردن بھی آیا چاہتے ہین وہ آئینگے تو ایک ایک آفتاب پرست کو کچا کھا جائینگے نقابدار نے حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی طبل جنگی بجا ہرکارے آفتاب پرستون کے جو لگے ہوے تھے
خبر لیکر مالک بن ملکوت شاہ کی خدمت مین آئے عرض کیا کہ اسد بن کرب لاور نے طبل جنگ بجوایا ہی
مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ آفتاب تابان ہمارے نگہبان ہین یہان بھی طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ زرمی
پر چوب پڑی تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ طبل جنگ بجا ہی کل سامنا ہی خدا پرستون سے ہر ایک لات حرب و ضرب
درست کرنے لگا آپسمین بغلگیر ہونے لگا ایک ایک سے خطا معاف کرانے لگا کہ بھئی کل نہین معلوم کون زندہ
رہے کون مارا جائے القصہ رات بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرا
ہوئے نقیب نہیب ہوے کر نکلگئے اُس وقت ارکان مردم در کہ سرداران لاہوت شاہ سے تھا
اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھلایا جب خوب عرق عرق ہوا گھوڑا بھی عرق کر لایا روک کر
گھوڑے کو کھڑا ہوا رخ کیا طرف لشکر اسلام کے اور نعرہ کیا کہ اے لشکر خدا پرستان جسے تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
اسد غازی نے غیظ و غضب مین آکر نعرہ کیا کہ اونالائق آیا مین اور نقابدار سے اجازت چاہی نقابدار نے
کہا کہ بیٹا تم کیون جاتے ہو مین جاتا ہون اور اسکو مارتا ہون اسد پکارا اب تو مین قصد کر چکا آپ دیکھیے تماشا
کر کیا کرتا ہون نقابدار نے فرمایا کہ پروردگار کے سپرد کیا اسد مرکب کو بڑھا کر سامنے ارکان مردم در کے آیا
بعد از تکاور زنی ارکان نے نیزہ مارا اسد نے نیزہ اُسکا نیزہ پر روک کر چند طعن مین ہوائی کیا کہ وہ روشن نظرون
مین اُسکی شب تار ہوگیا جھپٹ کر وار تلوار کا کیا اسد نے تیغ اُسکی رد کر کے جو بغیظ و غضب ایک ہاتھ مارا تلوار یا تو
سر پہ چلی تھی یا زیر تنگ جا کر زمین کو بوسہ دیا مع کر گدن چار ٹکڑے ہوئے اسد نے پھر مبارز طلب کیا اور ایک
سردار لاہوت شاہ کا کہ نام اسکا حدید تیغزن تھا مقابلہ کو نکلا تلوار اسد پر ماری اسد نے وار اُسکا رد کر کے جو
ایک ہاتھ تلوار کا کمرگاہ پر مارا دو ٹکڑے ہوے اور ایک سردار نکلا آتے ہی برس پڑا اسد نے وار اُسکے رد کیے جب
تھک کر ذرا ٹھہرا اسد نے جھپٹ کر جو تلوار ماری ضیغم کھلگیا غرض اسی طرح شام تک سترہ سردار لاہوت شاہ کے
اسد کے ہاتھ سے بدرک اسفل پہونچے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ کو پھر گئے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت اداس کمال پریشان تھا کہ دیکھیے اس دیوانے کے ہاتھ سے کیونکر جان بچتی ہی ادھر نقابدار اسد کو ساتھ لیے
ہوئے داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم بدلکر بزم مین بیٹھا اسد سے کہا اے فرزند تم خوب لڑے خوب سرداران باختر کو
قتل کیا تا حق تمہین لوگ کمزور مشہور کرتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان مین کسی سے یا پہلی کا نہین لکھتا ہون و یوتک تو
مین نے مارے اور زیر کیے ہین البتہ اس آفتاب پرست ایرج سے کہ یہ حرام کے لگے لکھا کر مستنڈا ہوا ہی اور لندھور بن سعدان نے
آنا نہ صاحبقرانی دے کر اسے ذرون پر چڑھا دیا ہی مین عمدہ بر آ نہین ہوتا نقابدار نے کہا کہ واقعی تم ایسے ہی ہو

اور بڑے بہادر ہو مگر اب تم بیٹھو ہمین ان آفتاب پرستون سے سامنا کرنے دو کہ ہم بھی بخار اپنے دل کا نکالین اسد نے
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ماموجان جیسا مزاج مین آئے مین بھلا منع کرسکتا ہون مگر آپ کا سن لڑنے کا نہین ہے اس سے
مین چاہتا تھا کہ آپ کو تکلیف نہ ہو نقابدار نے کہا کہ بیٹا یہ لڑائی کفر و اسلام کی ہے جہانتک ہوسکے آدمی اپنے کو اسمین
صرف کرے اگر مارا گیا شہید ہوا اگر انکو قتل کیا سعید ہوا اور بیٹا ہماری تمام عمر اسیمین صرف ہوئی ہم جو تمہاری مدد کو
آئے ہین تمجھہ ہی تو معلوم ہو کہ کوئی ہماری مدد کو آیا تھا اسد بولا اگر حضور کی یہی مرضی ہے تو بہتر آپ ہی سامنا کیجیے
بس نقابدار نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اسی وقت کوس رزمی نوازش مین آیا یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی
اسنے بھی طبل جنگ بجوایا پھر چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوئے نقابدار
نے مرکب اپنا جھکایا میدان مین آیا مبارز طلب کیا حیات بن لاہوت مشت زن مقابلے کو آیا بعد از گفتگو اسنے
نیزہ مارا نقابدار نے سنان کو سنان پر لیا دو ایک طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا حیات نے تلوار ماری نقابدار نے
وار اسکا پشت شمشیر پر روکا اور اپنی ضرب کی کہ مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے ممات بن لاہوت مشت زن بھائی
اسکا مقابلے کو آیا کئی تلوارین نقابدار پر مارین نقابدار نے وار اسکے رد کرکے جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا اسکے بھی دو ٹکڑے
ہوئے الحاصل اس روز اٹھارہ سردار نقابدار نے قتل کیے اور دس آدمیون کو زخمی کیا شام کو دونون لشکر پھر گئے
اسد نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر آفتاب پرستون مین بھی نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد
آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دیکر چلے گئے اسد نے نقابدار سے کہا کہ آج ماموجان میری باری ہے نقابدار
نے کہا اچھا بھئی جاؤ خدا کے سپرد کیا اسد رہوار کو جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا ارکان مقابل ہوا بعد از نگاورزی
و نیزہ بازی ضرب تیغ اسد سے زخمی ہوا نیلم و فیلم زنگی مقابلے کو آئے دونون نے زخم کھائے شام تک پندرہ سردار
زخمی ہوئے دو تین جان سے مارے گئے پھر میداندار ہی ہوئی نقابدار نے نکلکر بہت سے سردار مارے اور زخمی کیے قصہ
مختصر چند میداندارون مین پہلوانان آفتاب پرستان و زمرد پرستان زخمی ہوئے اور مارے گئے اب کوئی ایسا
نہین رہا کہ مقابلہ کرسکے اسد کا مالک بن ملکوت شاہ رونے لگا طماسپ نے کہا کہ مین اگر زخمی نہ ہوتا تو لڑتا
انکو بھی ذرا مزہ لڑنے کا معلوم ہوتا زخم کاری نے مجھے ناچار کردیا ہے یہی باتین تھین کہ خالد عیار مشتری حصار
سے آیا سلام کیا استفسار کیا کہ کہان سے آتا ہے جواب دیا مشتری حصار سے پوچھا کہ لشکر مہر فرتاجدار کی کیا
خبر ہے خالد بولا کہ کیا عرض کرون قیامت آیا چاہتی ہے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کیسی قیامت یہان تو
یہ حشر برپا ہے کہ ایرج نوجوان کی خبر نہین کہ کہان ہے اسد نے تمام سردارون کو مار ڈالا زخمی کیا تو ایک خبر
سناتا ہے کہ تو سہی کیا ہے اسنے کہا اسد نے نامہ مہر فرتاجدار کی طلب مین لکھا تھا وہ گھبرائے اختر شناس کے کہنے
سے نہین آئے مگر عادی کشیدہ رومنارہ گردن بہت سے سردار تورالدہر کے آتے ہین اور جب سے چلے ہین آج
تیسرا دن ہے کہ کچھ نہین کھایا کہتے ہین کہ ہم اپنا پیٹ آفتاب پرستون کے گوشت سے بھرینگے اور قریب آپہونچے ہین یہ سنکر
مالک بن ملکوت شاہ اور آفتاب پرستون کے سنا بدنون مین رعشہ پڑ گیا پیشاب خطا ہو گیا یقین مرگ ہوا صلاح
ہونے لگی کہ اب کیا کیجیے کیونکر جان بچے قارن قہر بین نے کہا کہ شہر عنظلی آباد نزدیک ہے سام بن عوج جان
وہان کا مالک ہے وہان چلیے سب کو یہ صلاح پسند آئی کہ حقیقت مین وہ مقام امن ہے وہین چلنا بہتر ہے سب
آفتاب پرست رات کو بھاگ کر عنظلی آباد کو چلے ہرکارون نے خبر اسد بن کرب دلاور کو دی کہ رات کو آفتاب پرست
بھاگ کر عنظلی آباد کو روانہ ہوئے اسد نے کہا مین نہین کب زندہ چھوڑتا ہون یہ سب قاتل بھائی صاحب کے ہین انکو

دیکھکر میری آنکھون مین خون اُترتا ہی اُسی وقت مع رفقا سوار ہوا نقابدار نے ہر چند کہا کہ ہم بھی چلتے ہین کیون
اسقدر جلدی کرتے ہو یہ جائینگے کہان جواب دیا کہ ماموجان آپ تشریف لیجائیے گا مجھے اُنکی خدمتگذاری کو جانے دیجیے کہ
عنطلی آباد تک پہونچا تو آؤن یہ کہکر راہی ہوا بعد اُسکے نقابدار بھی جلدی سے تیاری کرکے چل کھڑا ہوا مگر لشکر
مالک بن ملکوت شاہ کا کوئی پانچ سات کوس آیا ہوگا کہ بوق کی آواز بلند ہوئی سبھون کے دم نکل گئے اور
اسد رو رخون آکر گرا لگا قتل کرنے مالک بن ملکوت شاہ پکارتا تھا ایہا الناس ہی کوئی تم مین ایسا کہ اس
دیوانے کو روکے کہ ہم عنطلی آباد تک پہونچ جائین کسی نے جواب نہ دیا اسد نے دوپہر تک آفتاب پرستون کو قتل کیا
بعد اسکے آکر صحرا مین گھوڑون کو دانہ گھاس دیا آپ بھی کچھ کھایا سب رفقا کو بھی کھلایا دوپہر رات گئے پھر مسلح و مکمل ہوکر
لشکر ایرج پر چلا یہ آفتاب پرست بھاگا بھاگ چلے جاتے ہین لاشین تک اپنے کشتون کی نہین اُٹھاتے ہین بڑی رات گئے
کوہستان مین آکر اُترے ہین کچھ کھا پکا کر چاہتے ہین کہ دم لین جو پھر بوق کی آواز بلند ہوئی غل ہوا کہ دیوانہ آیا
مالک بن ملکوت شاہ کی جان پر بنگئی اسد جو آکر گرا لگا قتل کرنے مثل شیر کے چلا آتا ہی کہ منھ پر اُسکے کوئی نہین
چڑھتا لاش پر لاش گرا دی ہی صبح ہوتے نکلگیا القصہ آذرکوہ سے تا شہر عنطلی آباد تین لاکھ آفتاب پرست
قتل کیئے اور ہزار ہزار سر کا ایک ایک منار بنوایا ادھر مالک بن ملکوت شاہ بھاگا بھاگ داخل شہر عنطلی آباد
ہوا سام بن عوجان استقبال کرکے لیگیا دروازہ شہر کا بند کرالیا پل تختہ اُٹھوا دیا خندق پر آب کرادی
گولنداز توپون پر مستعد ہوکر بیٹھے دوسرے دن نقابدار اور اسد سامنے قلعہ کے مع فوج پہونچے قلعہ کا محاصرہ
کرلیا رسد بند کردی نقابدار آکر بارگاہ مین بیٹھا اسد نے کہا کہ ماموجان یہ کافر جاکر مکان امن مین بیٹھے ہین
اب کیا ہوگا نقابدار نے کہا ای فرزند مین انکو کب جینے دونگا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب
پڑی آواز نقارے کی گرجی خبر مالک بن ملکوت شاہ کو ہوئی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے رات بھر
ایک غلغلہ طرفین مین رہا صبح کو نقابدار سوار ہوکر سامنے قلعہ کے آیا تمام لشکر ہمراہ تھا اسد بن کرب لاور
مع اپنے رفقا کے ساتھ تھا ادھر مالک بن ملکوت شاہ فیلبند دروازے پر آکے بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف
مین جمع ہوئے اسد نے کہا ماموجان مین جاکر قلعہ کو لیتا ہون آپ تماشا دیکھیے کہا ای فرزند اگر کچھ چشم زخم تجھے
پہونچا تو مین روسیاہ ہونگا سامنے صاحبقران کے مین جاکر اس قلعہ کو مسخر کیے لیتا ہون یہ کہکر گرز گران ہاتھ مین
لیکر قلعہ کی طرف چلا جب زد پر پہونچا ادھر سے گولا لگا پڑنے نقابدار گولون کو رد کرتا ہوا لب خندق پہونچا
ادھر گولندازون نے ہفت فلیتے داغ کر جو ہاتھ رکھا دیکھا نقابدار بر لب خندق کھڑا ہوا ہی قلعہ مین کھلبلی مچگئی
مالک بن ملکوت شاہ ہاتھ باندھ کر سامنے آیا عرض کیا ای نقابدار عالیمقدار ہم آپ کے مطیع ہین ہرگز گردن کشی
نہ کرینگے ایک پندرہ روز کی ہمین مہلت دیجیے نقابدار نے کہا کہ اسکا اختیار اسد بن کرب غازی کو ہی مین پھرا جاتا
ہون جو اسد کہے اُسپر عمل کرنا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اگر آپ سعی فرمائینگے تو وہ مان جائیگا نقابدار
بولا کیا مضائقہ ہی مین سمجھا دونگا یہ کہکر نقابدار پھر آیا اسد نے کہا ماموجان آپ نے قلعہ لیا ہوا کیون چھوڑ دیا
کہا کہ بھئی وہ لوگ عجز کرنے لگے مجھکو رحم آگیا وہ کچھ دنون کی مہلت مانگتے ہین اسد نے کہا کہ ماموجان
وہ ایک مکار ہین اور خونی ہین نقابدار نے کہا کہ بھئی مین نے ابھی زبان نہین دی تمھارے اوپر منحصر کیا ہی
اور ای فرزند اول تو وہ قسم کھاتے ہین کہ ہم نورالدہر کے قتل سے آگاہ نہین اور ایرج بھی انکار کرتا تھا
اور صاحبقران کا بھی یہی دستور تھا کہ جسنے عاجزی کی انکو رحم آجاتا تھا یہی باتین کرتے ہوئے خیمے مین آئے

اور ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے قارن قمر بین سے کہا دیکھیے دیوانہ مہلت دیتا ہی یا نہیں قارن قمر بین نے کہا کہ میں علم نجوم میں دیکھ چکا ہوں کہ پندرہ روز میں ایرج آجاویگا جس طرح اسد مہلت دے دیجیے جو دہ کے قبول کیجیے مالک نے اختر صبا رفتار کو نقابدار کے پاس بھیجا وہ جب نقابدار کے سامنے پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکر اسد سے کہا کہ مالک بن ملکوت شاہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہو اور دو ہفتے کی مہلت طلب کی ہی اسد نے کہا اچھا میں مہلت دیتا ہوں لیکن ایک شرط ہے کہ بعد پندرہ روز کے طہماسپ و بہزاد و لاہوت شاہ ان سب کو باندھکر میرے پاس بھیجدے اختر صبا نے عرض کیا بہت خوب ایسا ہی ہوگا اسد نے کہا نوشتہ مالک بن ملکوت کا مہری مجھے لادے عرض کیا گیا اور لایا عدول حکمی نہو گی غرضکہ اختر صبا گیا دوسرے دن نوشتہ مہر کیا ہوا اسد کو لا دیا اسد نے وہ نوشتہ اپنے پاس رکھا اور عیش و عشرت میں مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ جس وقت نقابدار قنتورہ پوش جو اسے اسیر کر کے لیگیا تھا ایک مقام پر آکے مقیم ہوا خورشید کو خیمے میں اتارا اور آپ کہیں چلا گیا خورشید نے دیکھا کہ خیمہ بہت پر تکلف ہی فرش نہایت مکلف کیا ہوا ہی جھاڑ کنول لگے ہوئے ہیں مسند بچھی ہوئی ہی کنیزیں خدمت میں موجود ہیں خورشید نہایت پریشان ہوا کہ مجکو دعویٰ صاحبقرانی کا تھا ایک نقابدار کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا پھر اپنے دل میں کہا کہ اے خورشید یہ نقابدار جادوگر معلوم ہوتا ہی کہ بزور سحر مجھے پکڑ لایا کسواسطے کہ تو دو دو دن ایرج اور نورالدہر سے لڑ اکیا انہیں سے تجھپر کوئی غالب نہوا یہ بیشک ساحر ہی جو تجھکو اتنا جلد زیر کر لیا یہی باتیں دل سے کر رہا تھا کہ پردہ اٹھا اور ایک نازنین مہر جبین باہر آئی شعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

عین شباب حسن و خوبی میں لاجواب اشعار

جبین مطلع صبح ایجاد حسن
بھویں دست و بازوئے جلاد حسن

مژہ یا کہ جور و جفا کا خدنگ
نگہ برق شمشیر الماس رنگ

قیامت نہاں گوشۂ چشم میں
اجل کا مکاں گوشۂ چشم میں

بلائے جہاں نرگس شوخ و شنگ
قیامت کی آمد کچھوتوں میں جھنک

ہنسے رعد پر قہقہے کا خروش
تبسم سے اڑ جائیں بجلی کے ہوش

وہ غبغب میں اک موج آب زلال
دکھاتی تھی اک جا یہ بدر و ہلال

بس یہ دیکھتے ہی شعر

صدا دل نے دی اشتیاق اشتیاق
کہا صبر نے الفراق الفراق

خورشید ہزار جان عاشق و شیدا مائل و مبتلا ہو گیا اور وہ نازنین آکر مسند پر بیٹھ گئی مگر خورشید چہرے کو اسکے دیکھ رہا ہی حیران کہ یہ کون ہی نہیں معلوم اس نقابدار قنتورہ پوش کا ناموس ہی یا کوئی اور نازنین ہی پھر اپنے دل میں سوچا کہ اے خورشید کوئی اپنا ناموس غیر کے سامنے نہیں کر دیتا ہی یہ خدا جانے کیا ماجرا ہی کہ اس عرصے میں اس نازنین نے خورشید سے پوچھا کہ تم حیران و پریشان کیوں ہو خورشید نے کہا کہ مجھے دعویٰ صاحبقرانی کا تھا اب ساری صاحبقرانی میری خاک میں ملگئی کہ نقابدار نے مجھے دو پہر کی کشتی میں زیر کیا اسقدر ذلیل ہوا کہ موت مانگتا ہوں اس سے مر جاتا تو اچھا تھا یہ ذلت تو مجھے نہ ہوتی اس نازنین نے کہا اے خورشید تم آزردہ نہ ہو کہ ہم نقابداروں پر حمزہ صاحبقران کبھی غالب نہ ہوئے ہمیشہ عاجز رہے اور وہ نقابدار میں ہوں اور نقابدار میرے ساتھی ہیں ایک نقابدار شجرفی پوش کہ اسے نقابدار قہقہہ فیل سوار کہتے ہیں کہ جہاں اسکی صورت کسی نے دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہو جاتا ہی دوسرا نقابدار سیہ پوش گریان کہ اسکی صورت دیکھکر آدمی روکے روتے مدہوش ہو جاتا ہی تیسرا نقابدار زرد پوش مقرعہ زن کہ جہاں اسنے حریف کو کوڑا مارا حریف غش کھا کر گر پڑا چوتھا نقابدار نریمان فیل سوار ہی کہ اثنائے جنگ میں اسکا یہ خاصہ ہی کہ ہر دم قد بڑھتا جاتا ہی حریف کسی طرح اسپر غالب نہیں ہوتا میں ان سبکی افسر ہوں وہ

میرے فرمانبردار ہین نہ مجھپر کوئی غالب آیا نہ اُن چارون نقابدارون پر کسی کو آج تک غلبہ ہوا حمزۂ صاحبقران
بھی ہمیشہ ہم پانچون نقابدارون سے عاجز رہے اور میرے وہ فتوے اور پاتابے سحر کے بنے ہوے ہین اور وہ
طلسم بند ہین کہ مجھپر کوئی غالب نہین ہوسکتا اور چارون نقابدارون کا اسباب درست کیا ہوا ساحر شمشمش کا ہی تمام
زمانے کے جادوگر جسکو بخدائی مانتے ہین اور سجدہ کرتے ہین اور ایک شخص فرعون شاہ مردود روسیاہ کہ وہ اسی حرام
شمشمش کے بھروسے پر دعوی خدائی کا کرتا ہی اور اسکا وزیر منوہر ہی مین اسی کی بیٹی ہون اور بھتیجا ہی فرعون شاہ کا
روشن تاجدار مین اسکی منگیتر ہون بلکہ فرعون خود مجھپر عاشق ہی اسی سبب سے آج تک شادی میری نہین ہوئی نام
میرا ملکہ ناہید قمر طلعت ہی عمرو نے مجھکو مسلمان کیا ہی اور مین نے اسکو اپنا بھائی بنایا ہی تجھکو عاشق ہوکر اٹھا
لائی ہون اگر تو دین اسلام قبول کرے تو مین تجھے چھوڑ دون اور ایسی شرط دون کہ تو بہت خوش ہو خورشید بولا کہ ای ملکہ
مین خود تمپر عاشق ہوا ہون جو کچھ تم کہو بسر وچشم منظور ہی مگر دین اسلام تو جناب حمزۂ صاحبقران سے زور آزمائی
نہ کرلونگا قبول نہ کرونگا ملکہ ناہید بولی کہ خیر اگر ابھی اسلام نہین لاتے ہو نہ سہی مگر ایرج کے طرفدار ہو کر خداپرستون
سے نہ لڑو اور دوسری شرط یہ کہ سواے میرے دوسری عورت نہ کرنا خورشید نے کہا مجھکو یہ سب شرطین قبول
ہین اور مین تو ہمیشہ سے خداپرستون کا عاشق تھا اسد نے میرے ساتھ ایک ایسا امر نالائق کیا کہ مین اُس سے
بیزار ہوگیا ملکہ نے کہا خیر جو ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوٰت اب تم اُس سے عداوت نہ کرو کہ عمرو کے باعث سے اسد میرا
ہوتا ہی خورشید نے کہا کہ اب مین کبھی دشمنی نہ کرونگا اور سوا تمھارے کسی عورت کی طرف نگاہ نہ ڈالونگا ملکہ یہ سنکر
خوش ہوئی اور انگوٹھی اپنی انگلی سے اتار کر خورشید کو دی خورشید نے دیکھا کہ اُس انگوٹھی مین دو نگ ہین ایک مین
آفتاب کی چمک دوسری مین مہتاب کی چمک ہی پوچھا کہ اس انگوٹھی مین وصف کیا ہی ناہید بولی کہ نام اسکا انگشتر جہرنما
ہی وصف اسمین یہ ہی کہ جب کوئی ساحر سحر کرے اس انگوٹھی کو اُسکے سامنے کرنا سحر اُسکا دور ہو جائیگا مطلق تاثیر نہ کریگا
بعد اُسکے ایک تیغہ رومین جگگاف دکھایا کہ اگر رومین تن آہنی بدن پر پڑے تو اُسکے دو ٹکڑے ہو جائین اور ایک مرکب
دیکر کہا کہ نام اسکا اسپ بادخور ہی یہ کھاتا ہی نہ پیتا ہی بغیر پر پرواز کے اڑتا ہی خورشید یہ تینون چیزین لیکر بہت خوش ہوا
تین دن ملکہ ناہید پاس صحبت آرا رہا اور وعدہ ہوا کہ بعد استیصال فرعون شاہ ہمارے تمھارے بالمشافہ ملاقات
ہوگی القصہ چوتھے روز خورشید ستارہ پرست ملکہ ناہید سے رخصت ہوکر شہر اختریہ کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جب غضنفر اسد سے رخصت ہوکر قید ایرج سے چھوٹ کر آیا ایک دامنۂ کوہ مین اسکے رفقا سے ملاقات ہوئی
انھین ساتھ لیکر سنجان مین گیا سعد وسعید جرگہ نشین سے ملاقات ہوئی اُن دونون نے ملازمت اسکی حاصل کی
چند روز اسی جگہ گذرے تھے کہ خبر پہونچی ایرج نے سر نورالدہر کا عالم خواب مین کٹوا ڈالا اور ایرج کو بیچا اٹھا کے لیگیا
اب بالفعل نقابدار ببرپوش اسد کا شریک ہی اور اسد نے آفتاب پرستون کو مار کر تین سو کلہ منار بنوائے
ہین اور سب آفتاب پرست شہر عظلی آباد مین قلعہ بند ہین غضنفر نے سعد وسعید سے کہا کہ غضب ہوا شاہزادہ
نورالدہر مارا گیا غم مین نورالدہر کے بادا جان کی خدا جانے کیا حالت ہوگی مین تو بادا جان کے پاس جاؤنگا
سعد وسعید نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین جہان چاہیے چلیے اسیوقت غضنفر آذر کوہ کو روانہ ہوا کوچ کرکے برابر
لیسرا کے ہو پہونچا کہ دیکھا گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور ایک مرد پیر بہت ضعیف چار ہزار آدمی مسلح ومکمل اُسکے
ساتھ زنانی سواری بیچ مین ایک طرف کو چلا جاتا ہی غضنفر گھوڑے کو اڑا کر قریب آیا اور اُس مرد ضعیف سے

پوچھا کہ تم کون ہو اور یہ ناموس کسکا ہی جو تم لیے جاتے ہو اور یہ لوگ زرہ پوش کسکے ہین اُس پیر مرد نے ایک
جوان ماہ طلعت مہر صورت کو جو دیکھا کہ آثار سروری و سالاری چہرے پر ہویدا ہین جھلکر غضنفر کو سلام کیا اور
کہا ای شہریار امیدوار ہون کہ پہلے آپکے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون بعد اُسکے اپنا حال گذارش کرون
غضنفر کے ساتھ جو لوگ تھے اُنھون نے کہا کہ ای عزیز یہ حمزہ صاحبقران کے نواسے کا بیٹا ہی غضنفر بن اسد نام ہی وہ
مرد پیر یہ سنتے ہی قدمون پر غضنفر کے گر پڑا کہا کہ ہزار جانین میری فدا ہون آپ پر میرا نام سلیم اختر شمار ہی مین
وزیر ہون عنادل شاہ کا عنادل شاہ بادشاہ ہی لیسہ سرا کا وہ بھی مرد مسلمان ہی اور مین بھی دین اسلام رکھتا ہون
جسوقت لاہوت شاہ ایرج پاس چلا ہی اُسنے نامہ شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لکھا تھا کہ تو جاکر عنادل شاہ کو
اپنے ساتھ لیکر میرے پاس آ اور اگر وہ نہ آئے اور سرکشی کرے تو اُسے مار کر لیسہ سرا کو اپنے قبضے مین لا شہاب بن
فولاد اژدر گیر جب لیسہ سرا مین پہونچا عنادل شاہ نے مجھسے کہا کہ ای سلیم مین مرد مسلمان ہون مجھسے دین لقا پرستی
نہ قبول کیا جائیگا مین لڑونگا جب دیکھونگا میدان لڑائی مین اُسپر غالب ہوا تو قلعہ بند ہوکر لڑونگا اور اگر قلعہ بھی
اُسنے لے لیا تو اپنی جان دونگا تو ناموس میرا لیکر قلعہ مینار حصار مین چلا جا اسلیے کہ اگر مارا جاؤن تو ناموس میرا
برباد نہ ہو مین نے عنادل شاہ سے کہا کہ آپ ایک عرضی حمزہ صاحبقران کو لکھیے اُسنے کہا کہ وہ ظلمات کو لقا کے
تعاقب مین گئے ہوئے ہین یہان لندھور کو چھوڑ گئے ہین وہ ایرج کے عشق مین دیوانہ ہی نور الدہر بھی
ظلمات سے آیا تھا اُسے ایرج نے قتل کروا ڈالا مین کسے عرضی لکھون اگر زندگی ہی تو بچونگا نہین مارا جاؤنگا تو ناموس
کو بچا ای پیر و مرشد یہ ناموس عنادل شاہ کا ہی مین قلعہ مینار حصار کو لیے جاتا ہون غضنفر نے یہ حال سُنکر سعد و سعید
سے کہا کہ مدد کرنا عنادل شاہ کی ایسے وقت مین ضرور ہی سعد و سعید نے عرض کیا کہ ہم آپکے ساتھ ہین غضنفر نے سلیم
سے خطاب کیا کہ تم میرے ساتھ چلو ناموس کو یہین چھوڑ دو وہ بولا کہ بہت خوب مین ہمراہ رکاب ہون بس غضنفر وہان سے
لیسہ سرا کو روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ عنادل شاہ شہاب بن فولاد اژدر گیر سے لڑکر زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا ہی
اور شہاب بن فولاد یورش کرکے گولون کو روکتا ہوا لب خندق آ پہونچا ہی عنادل شاہ دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای
دادرس وای فریادرس اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کون حامی ہی ہیچ کسی ایسے زبردست بندے کو بھیج کہ اس ظالم کو قتل
کرے اور مجھے اسکے شر سے بچائے ہنوز دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ دامنہ صحرا سے گرد اڑی اور غضنفر بن اسد پہونچا
شہاب بن فولاد اژدر گیر کو لب خندق دیکھکر نعرہ کیا او نالائق آیا ہی قلعہ پر کہان جاتا ہی شہاب نے جو نعرے کی
آواز سُنی قلعہ کی طرف سے پھرا پکارا کہ او اجل رسیدہ کہان تو آیا کہ جب مین لب خندق پہونچ چکا محنت میری تو نے برباد
کی خیر پہلے تجھی کو قتل کرون تو پھر قلعہ والون کا کام تمام کرون ادھر سے غضنفر مانند شیر خشمناک کے آیا اُدھر سے شہاب نے
مرکب کو بڑھایا باہم مقابلہ ہوا بعد از تگا ورزی ایک کی دوسرے پر نظر پڑی غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بن فولاد جوان
خوبصورت ہی ابھی سن بائیس برس کا سن ہی نقشہ درست ہاتھ پانون سڈول دل مین اپنے کہا کہ اگر یہ دین اسلام قبول
کرے تو قابل اسکے ہی کہ رفاقت مین رکھیے اودھر شہاب بن فولاد نے غضنفر کو دیکھا کہ ایک چاند کا ٹکڑا ہی تیرہ چودہ
برس کا سن تاج کج سر پر رکھے ہوئے بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان مانند صبح صادق کے چاک زرہ
آستین کی نکلی ہوئی جرأت شجاعت چہرے پر برستی ہوئی بس دیکھتے ہی ایک محبت پیدا ہوئی غضنفر سے کہا کہ ای شہریار آپ
کون ہین کہا کہ مین بیٹا ہون اسد دلاور کا نام میرا غضنفر ہی شہاب بن فولاد اژدر گیر نے کہا کہ آپ دین لقا کا
اختیار کیجیے تو باہم صلح ہو جائے غضنفر بولا ای شہاب بن فولاد لقا قابل خدائی نہین ہی اور مذمت لقا کی شروع کی

بعد اسکے چند کلمے وحدانیت الٰہی مین بیان کیے کہ زنگ کفر دل آئینہ تمثال سے شہاب بن فولاد کے دور ہوگیا شہاب
پکارا اے شہریار معلوم ہوا کہ دین آپ کا برحق ہے اور اُتر کر گینڈے سے غضنفر کے قدمون کو بوسہ دیا اور کہا کہ لعنت ہے مین نے
لقا پر اور دین آپکا مین نے بدل و جان قبول کیا پس یہ تماشا جو عنادل شاہ نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور باہر آیا
ملازمت شاہزادے کی حاصل کی شہاب بن فولاد سے بغلگیر ہوا غضنفر قلعہ مین داخل ہوا عنادل شاہ نے سامان دعوت
مہیا کیا شہاب بن فولاد نے اپنے تمام لشکر کو مسلمان کیا عنادل شاہ نے اپنے ناموس کو مُلوایا ایک روز غضنفر شکار
کو نکلا شہاب بن فولاد بھی ہمراہ تھا کہیلتے تو پرندون کا شکار کیا پھر چرندون کی جانب مخاطب ہوا ایک ہرن کے
پیچھے گھوڑا ڈالا چلا اُسکے تعاقب مین وہ ہرن جاتے جاتے ایک دشت پر فضا مین پہونچا اور درختون کی آڑ مین ہوکر غائب
ہوگیا غضنفر ہرن کو تلاش کرتا ہوا چلا دیکھا کہ گلہاے زنگارنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد چلی آتی ہے خوشبو سے
پھولون کی دماغ معطر ہوا جاتا ہے غضنفر ہرن کو ڈھونڈھتا چلا آتا ہے کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی زمزمہ سارنگی کا
کھینچ رہا ہے پائین کی گمگ سمان کو پہونچ رہی ہے مجیرے کی جھنکار بلند ہے آگے بڑھکر جو دیکھا تو ایک چبوترہ بلور کا ہے اُسپر فرش نور کا
ہے نازنینان مہ جبین حسینان مہ تمکین وہان موجود ہین ناچ ہو رہا ہے غضنفر نے اپنے دل مین کہا کہ نہین معلوم یہ کون ہین
چاہتا تھا کہ اُدھر سے پھر کر اور طرف کو جائے کہ آواز پیدا ہوئی آئیے ہرن آپ کا یہان موجود ہے غضنفر اُس صحبت مین چلا آیا
دیکھا کہ ایک نازنین نہایت خوبصورت حسین بیٹھی ہے مگر ٹیکا سیندور کا ماتھے پر دیا ہوا ہے سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہے پس پھرا
وہان سے کہ اسکے پاس نہ جانا چاہیے وہ پکاری کہ اے عزیز مین تجھکو ہرن بنکر لگا لائی ہون میرا دل تجھپر آگیا ہے تو جاتا کہان
ہے غضنفر بولا او مردار ہمارے یہان جادوگر سے صحبت نہین ہوتے یہ کہکر چلا تھا کہ وہ نازنین قریب آئی بولی اے عزیز مین
ساحران عنظلی آباد مین سے ہون حمزہ نے تمام ساحران عنظلی آباد کو مارا مین بھاگ کر یہان آرہی ہون جو خدا ہے
اُدھر سے گذرا مین نے اُسے قتل کیا نام میرا مرجانا جادو ہے لیکن از بسکہ تجھپر دل میرا آگیا ہے اس سبب سے تجھکو کچھ نہ کہا
لے آ اب میرے گلے مین ہاتھ ڈالدے یہ کہکر دونون ہاتھ پھیلا کر غضنفر کی طرف دوڑی جب قریب آئی غضنفر نے
ایک ہاتھ تلوار کا مارا یہ لگا تہ روئین تن آہنی بدن تھی تلوار اُسپر سے اُچٹگئی پس اُسنے سحر کرکے غضنفر کو پکڑ لیا اور
اسیر سحر کرکے سامنے بٹھایا منت سماجت کرنے لگی کہ مجھے قبول کر مطلب دلی میرا بر لا مین تجھے بادشاہ ہفت اقلیم
کردونگی غضنفر نے کہا کہ مین تجھپر تھوکتا بھی نہین اُسنے کہا کہ مین تجھے مار ڈالونگی غضنفر بولا تیرا جو جی چاہے وہ کر مین
تیرے اختیار مین ہون اُسنے کہا خیر ابھی تو نہین تجھے قتل کرتی ہون شاید دو ایک دن مین تو سمجھ جائے یہ کہکر غضنفر کو
اُسی چبوترے پر بٹھایا اور کچھ رائی سرسون کے دانے پڑھکر گرد اُس چبوترے کے مارے کہ ایک سد سحر قائم ہوگئی
کہ جو کوئی اُسکے قریب آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے اور ظاہرا کچھ نہ معلوم ہوتا تھا پس وہ ساحرہ انتظام کرکے
وہان سے چلی آئی مگر غضنفر نے اب اپنے ہاتھ پانون مین حرکت کرنے کی بھی طاقت نہ پائی اُسی چبوترے پر بیٹھا رہا
قضائے کار شہاب بن فولاد غضنفر کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا غضنفر کو بیٹھے ہوئے دیکھا دوڑا کہ حضرت مین
آپکو چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہون آپ یہان کہان بیٹھے ہین غضنفر نے ہر چند اشارے سے منع کیا کہ یہان نہ آ
گرفتار ہو جائیگا وہ مطلق نہ سمجھا پس اُس حد کے اندر جو پہونچا اٹکا اٹک گیا غضنفر پکارا کمبخت مین تجھے منع کرتا
رہا تو نہ سمجھا چلا آیا آخر گرفتار ہوا ارے مجھکو ایک جادوگرنی نے اسیر کیا ہے تو بھی میرے ساتھ مبتلاے بلا ہوا خیر
ناچاری ہے یہی باتین تھین کہ وہی جادوگرنی آئی شہاب بن فولاد کو دیکھا کہ جوان وضعدار ہے کہا کہ تو اسکے
پاس کیون آیا اُسنے کہا کہ مین اسکا غلام ہون تیرے سحر مین قید ہوگیا کہا کہ مین تجھے چھوڑ دونگی تو رنج نہ کرنا اور

یہ کہکر شہاب کو اپنے پاس بُلا کر بٹھایا اسباب عیش و عشرت مہیا کیا جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر اُسے دیا بات
کرنے مین بوے بد جو اُسکے مُنھ سے نکلی شہاب بن فولاد کا دماغ پریشان ہو گیا کہا او لکاتہ مُنھ تیرا کاہے کو ہے
سنڈاس ہے اور ہٹ کر پیچھے بیٹھا وہ دوڑ کر لپٹی اِسنے اُلٹا طمانچہ مارا کہ وہ دور جا کر گری اور کھسیانی ہو کر اُٹھی
شہاب کو پکڑ کر غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا کہ موذون تم سب ایک ہی تھیجے ہوئے ہو دیکھو تو تمھارا کیا
حال کرتی ہون اور بھی تمھارے ساتھی آئین تو ایک مرتبہ سب کو قتل کر دونگی یہ کہکر چلی گئی اتفاق کا رجانسوز بن قہران
جو صحرا نوردی کرتا ہوا اس دشت پر خطر مین گذرا غضنفر بن اسد کو دیکھا کہ چبوترے پر بلور کے بیٹھا ہے اور ایک شخص
اور اُسکے پاس ہے باقی نہ کوئی ملازم نہ خدمتگار نہ مرکب نہ جلو دار حیران ہوا کہ یہ کیا ہے غرض یہ چاہا کہ حال دریافت کیجے جب
قریب آیا غضنفر نے پہچانا کہ یہ جانسوز بن قہران ہے پکار کر کہا کہ اے جانسوز میرے پاس نہ آنا چبوترے پر نہ چڑھنا
ورنہ گرفتار سحر ہو جائیگا مجھکو ایک جادوگرنی نے یہان قید کیا ہے اور گرد میرے ایک حصار باندھا ہے کہ جو میرے پاس
آئے وہ بھی گرفتار سحر ہو جائے دیکھ کہ یہ فولاد ابن دلگیر کا بیٹا میرے پاس آیا تھا گرفتار ہو گیا جانسوز رکا اور پوچھا
اے شہریار وہ جادوگرنی کہان ہے مین اُسے مار دونگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ مرجانہ جادو آئی جانسوز پر جو نگاہ پڑی
دیکھا ایک جوان سبز رنگ نقشہ درست چست و چالاک کھڑا ہوا ہے باتین کر رہا ہے عاشق ہو گئی پکاری کہ ارے تو
میرے قیدیون سے کیون باتین کر رہا ہے تو ہے کون جانسوز نے گوپھن مین پتھر دے کر مارا کہا او لکاتہ لے اسے مرجانہ
جادو کے سینے پر پڑا مگر اچٹ گیا کچھ اُسکو اثر نہ ہوا مرجانہ نے تکبیر کہکر ہاتھ زمین پر مارا جانسوز تا کمر زمین مین سما گیا
مرجانہ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ ارے موے تو نے مجھے مارا تھا مگر خیر جو تو نے کیا اچھا کیا مین تجھپر مائل ہون تو مجھے قبول کر
جانسوز کا یہ عالم ہے کہ باتین کرنے مین جو اس مردار کے منھ سے بوے بد آتی ہے دماغ سڑا جاتا ہے نہایت پریشان ہے جانسوز
نے کہا او لکاتہ تو مجھے مار ڈال مین تجھے قبول نہ کرونگا تیرے منھ مین تمام زمانے کا گوہ بھرا ہوا ہے تجھسے تیرے پاس نہین بیٹھا جاتا
تیرے پہلو مین بیٹھنے سے خنجر پہلو پر کھانا بہتر ہے مرجانہ نے ہر چند خوشامد کی مگر جواب سخت پایا اسوقت مرجانہ نے
جانسوز کو بھی غضنفر کے پاس لا کر بٹھایا اور کہا ارے موؤ ابھی دیکھون تمھارے حمایتی کتنے آتے ہین تم سبکو کباب
کر کے کھا جاؤنگی یہ کہکر پھر چلی گئی مگر خورشید ستارہ پرست جو لقا بدار قلندورہ پوش سے رخصت ہو کر شہر اختریہ کو چلا تھا
اسی راہ سے گذرا لشکر تو پیچھے تھا یہ شکار کھیلتا ہوا آگے آگے چلا آتا تھا ناگاہ اُسکی غضنفر پر پڑی دیکھا کہ ایک لڑکا
ٹھیک صورت اسد کی ہے پس قریب آیا اور پوچھا کہ اے جوان تو کون ہے صورت اسد بن کرب غازی کی تجھ مین
بہت ملتی ہے غضنفر نے خورشید کو دیکھا کہ نہایت حسین خوبصورت ہے آثار سروری و سالاری چہرے سے ظاہر ہین
پکار کر آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین صاحبقران لشکر ستارہ پرستان ہون نام میرا خورشید ہے وہ بولا کہ مین بیٹا ہون
اسد بن کرب دلاور کا نام میرا غضنفر بن اسد ہے مرجانہ جادو کی قید مین یہان گرفتار ہون یہ دونون رفیق بھی
میرے ساتھ قید ہوئے ہین خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اے غضنفر مجھے اور تیرے باپ سے بھائی چارہ تھا ایسی محبت
میری اُسے تھی کہ ایک جان دو قالب مشہور تھے لیکن اُسنے میرے ساتھ ایسی حرکت نالائق کی کہ مجھے اور اس سے
عداوت قلبی ہو گئی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مجھے تجھسے ایک محبت پیدا ہوئی ہے جو تو میری بیعت قبول کرے تو ساحرہ کی
قید سے تجھے نجات دون غضنفر نے کہا اے خورشید اس ساحرہ کا مارنا بہت مشکل ہے کوئی اسپر غالب ہوگا کسواسطے کہ
یہ روئین تن آہنی بدن ہے خورشید نے کہا کہ اس ایسے ہزار جادوگر ہون تو مین مار ڈالون اسکی حقیقت کیا ہے غضنفر
بولا جب مین قید سے چھوٹونگا تو بیعت کر لونگا ابھی تو مجھے یقین نہین کہ وہ جادوگرنی کسی کے ہاتھ سے قتل ہوگی

خورشید نے کہا اچھا پہلے مین اُسے مار لون پھر تجھسے گفتگو کرون بتا وہ کہان ہی غضنفر بولا کہین گئی ہوئی ہو آتی
ہوگی یہی باتین تھین کہ مرجانہ جادو ایک طرف سے نمودار ہوئی غضنفر پکارا کہ وہ آتی ہی مرجانہ جادو خورشید نے
ایک بلاے بد کو آتے دیکھا کہ کوئی سو ایرج کا اُسکا قد ہی رنگ سیاہ دونون چھاتیان مانند دو بیگنون کے لٹکی ہوئی آنکھین
لال لال سر کے بال کھلے ہوئے بُت کمنی سے شانے تک بندھے ہوئے جھولی کھاروے کی لگی ہوئی ہاتھ مین ناریل سب
اسباب سحر درست جی مین کہتا ہی ای خورشید حقیقت مین اُسکا مارا جانا بہت مشکل ہی مگر تجھکو جو ملکہ ناہید نے انگوٹھی
اور تیغہ اور مرکب دیا ہی اُسکی آزمایش ضرور چاہیے ادھر مرجانہ جادو کو تو دھیان تھا ہی کہ اب کوئی اور آیا ہوگا یہ جو آئی
ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ نہایت خوبصورت ابھی پندرہ یا سولہ برس کا سن عین شباب جوانی بس دیکھتے ہی عاشق
ہوگئی پکار کر کہا ای عزیز تو ان قیدیون سے بات نہ کر میرے پاس آ کہ مین تیری مہمانداری کرونگی مجھکو تجھسے ایک محبت پیدا
ہوئی ہی خورشید پکارا او مردار تو اپنی شکل تو دیکھ کسی دیو بچے پر عاشق ہو جس سے خوب تیری مطلب براری ہو مین تیرے
قابل نہین ہون اور بہتر یہ ہی کہ ان قیدیون کو چھوڑ دے نہین میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مرجانہ جادو بولی اے عزیز یہ
شکل تو مین نے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی اصلی صورت جو تو میری دیکھیگا تو کسی عورت کے دیکھنے کی آرزو نہ کریگا اور تیری جان
کی قسم مجھے ابھی اٹھارہوان سال ہی زیادہ سن میرا نہین ہی اور تیری خاطر سے مین انھین چھوڑ بھی دونگی تو میرے پاس تو آ کر سینہ مجھے
خوش تو کر پھر جو تو کہیگا وہی کرونگی خورشید پکارا او لکاتہ تیری قضا آئی ہی تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا مرجانہ بولی کہ زیادہ
ناز نہ کرو نہین تو انھین کیطرح سے تمھین بھی قید کرونگی خورشید تلوار کھینچکر جھپٹا کہ او لکاتہ کھڑی تو رہ آیا مین مرجانہ نے کہا کیا
کریگی تلوار تیری اور ناریل جو ہاتھ مین تھا سحر کرکے خورشید پر مارا خورشید نے انگوٹھی کا عکس ڈالا ناریل سامنے آکر گر پڑا
اُس ساحرہ نے پھر سحر کرکے اپنے بالون کی رسی بنا کر پھینکی وہ افعی بنکر چلی خورشید نے انگوٹھی سامنے کی وہ وہین رکگئی آگے
نہ بڑھسکی دیکھا مرجانہ نے کہ سحر تیرا اسپر کام نہین کرتا خود ایک شیر کی صورت بنکر دوڑی انگوٹھی کا عکس جو پڑا وہ صورت
اُسکی شگنی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی خورشید پکارا او مردار دیکھ اپنی ہیئت کو اُسنے دیکھا کہ یہ بھی سحر تیرا
رد ہوا گھبرا کر پرواز پیدا کرکے آسمان پر اُڑ چلی اور پکاری کہ خیر سمجھ لونگی تو جائیگا کہان جیسے ہی اُڑ کر چلی خورشید نے
مرکب باد خوار کو اشارہ کیا وہ بھی آسمان پر اُڑ کر چلا پہونچا برابر مرجانہ جادو کے خورشید نے تیغہ رویین تن شگاف کھینچکر
جو مارا دو ٹکڑے ہوئے بس زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آواز گیر و دار کی بلند ہوئی آگ برسنے لگی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا
نام من مرجانہ جادو بود اور روشنی ہوئی دیکھا خورشید نے غضنفر اور وہ دونون شخص جو اسکے ساتھ اسیر تھے قید سے
رہا ہوئے جانسوز بن تقران تو غضنفر سے رخصت ہو کر راہی ہوا اب خورشید نے غضنفر سے کہا میری بیعت کرنے مین
کیا تامل ہی غضنفر نے کہا ای خورشید مین تمسے بیعت کرنے کو موجود ہون مگر یہ مجھسے نہ ہوگا کہ تم خدا پرستون سے لڑو
اور مین کھڑا تماشا دیکھون خورشید بولا ای غضنفر مجھے خدا پرستون سے عداوت نہین ہی مین نہ انکی مدد کرونگا نہ اُنسے
لڑونگا لیکن تم بھی یہ شرط کرلو کہ اپنے باپ سے نہ ملنا غضنفر نے کہا کہ مین اُنسے نہ ملونگا بلکہ اُنسے مجھکو تنفر ہی مگر
تم بھی ایرج سے نہ ملاقات کرنا خورشید ستارہ پرست بولا کہ مجھے اُس سے کیا سروکار غضنفر خورشید سے دست بیعت
ہوا ہاتھ پر ہاتھ مارا اور پکارا کہ مین تمھارے دوست کا دوست دشمن کا دشمن ہون القصہ دونون آپسمین بغلگیر
ہوئے خورشید ستارہ پرست اپنے خیمے مین غضنفر کو لایا اور دعوت کی غضنفر بن اسد نے بھی اپنے رفقا کو وہین
بلوایا دوسرے روز غضنفر بن اسد نے خورشید ستارہ پرست کی دعوت کی بعد فراغ دعوت دونون شریک
ہو کر لشکر ایرج پر بعد کروفر روانہ ہوئے اُنکو تو اثناے راہ مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ایرج کو بارگاہ نقابدار بریوش سے پنجہ اُٹھا لیگیا تھا آنکھ جو ایرج کی کھلی اپنے کو ایک مکان نفیس مین
پایا اور ایک دیو سامنے استادہ نظر آیا ایرج نے پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی وہ بولا کہ ہان ایرج نے کہا کہ تو نے بڑا
احسان کیا جان میری بچائی ورنہ اسد دیوانہ مجھے مار ڈالتا اب اپنا حال کہہ کیون مجھے لایا ہی کیا مطلب ہی تیرا وہ
دیو رونے لگا کہ ہاے مین برگشتہ قسمت اپنا حال کیا کہون درد عشق سے مرتا ہون ایرج کے دل پر نام عشق آتے ہی
ایک چوٹ لگی اور ملکہ گیتی افروز کو یاد کر کے آنکھون مین آنسو بھر لایا دیو اپنا رونا بھول گیا حیران ہو کر پوچھا آپ
کیون آبدیدہ ہوے کہا کہ مین بھی عاشق ہون تیرے مُنھ سے نام عشق سُنکر دل میرا بے چین ہو گیا اپنی معشوقہ کو یاد کر کے رونے
لگا کہ کوئی صورت اُسکے وصل کی ممکن نہین ہوتی وہ دیو یہ سنکر اور زیادہ مضطرب ہوا بولا کہ جب تو اپنی معشوقہ کو نہین لے سکتا
تو میری محبوبہ کو کیونکر مجھسے ملائیگا مین ناحق تجھے لایا مثل مشہور ہی کہ بیر آپ ہی درماندہ ہی شفاعت کسکی کریگا ایرج نوجوان
نے کہا تو اپنا حال تو بیان کر مین تیری معشوقہ کو تجھسے ملا دونگا وہ بولا اے شہریار سُنیے حال میرا پردۂ سوم قاف مین ایک
دیو ہی ملک ابصار اُسکا نام ہی وہ وہان کا بادشاہ ہی اور میرا نام دیو سنجاب مین اُسکا سپہ سالار ہون بیٹی ہی دیو ابصار
کی کہ نام اُسکا مہر آرا ہی مین اُسپر عاشق ہون دیو ابصار کو مین نے پیغام اسکی خواستگاری کا دیا تھا اُسنے کہا تو اگر آئینہ سکندری
میرے واسطے لا تو تیرے ساتھ شادی اپنی دختر کی کر دون مین نے پوچھا کہ آئینہ سکندری کہان ہی اُسنے بیان کیا کہ یہان سے
کئی منزل پر ایک صحرا ہی وہان ایک طاق بلند بنا ہوا ہی اُسمین وہ آئینہ رکھا ہی اور ایک دیو ہی کہ دیو افرغہ اُسکا
نام ہی وہ آئینہ اُسکے قبضے مین ہی مین وہان گیا دیو افرغہ سے لڑا اُس سے مغلوب ہوا منت سماجت کر کے اُسکے ہاتھ سے
رہا ہوا چلتے وقت اُسنے کہدیا تھا کہ اب بار دگر جو آئیگا تو زندہ نہ چھوڑونگا پھر میری جرأت نہ پڑی کہ اُدھر جاؤن وزیر
ہی ملک ابصار کا سلیم اختر شمار اُس سے مین نے کہا کہ علم نجوم مین تو دیکھ کہ کوئی بھی اس زمانے مین دیو افرغہ پر
غالب آسکتا ہی اُسنے علم نجوم مین دیکھکر بتایا کہ پردۂ دنیا مین ایک آدمزاد ہی کہ نام اُسکا ایرج نوجوان صاحبقران
آفتاب پرستان ہی وہ آئے تو دیو افرغہ زیر ہو مین نے کہا اے سلیم اختر شمار مین اُسے کیونکر پہچانون اُسنے اپنے
علم کے زور سے تصویر کھینچکر مجھکو دی کہ وہ اس صورت کا آدمی ہی مین آپ کو ڈھونڈھ کے یہان اُٹھا لایا آپ
اپنے ہی حال مین گرفتار ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ تجھکو میرے حال سے کیا مطلب تو مجھے جہان دیو افرغہ ہی
وہان لیچل اُسنے کہا کہ دیو افرغہ تجھے مار ڈالیگا ایرج بولا مجھے دور سے بتا کر ہٹ آنا سامنے اُسکے نہ جانا کہا بہت
خوب اور اُسی وقت ایرج نوجوان کو اپنی گردن پر سوار کر کے روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک بیابان پر فضا مین
پہونچا دور سے وہ طاق بتایا دیو افرغہ کا نشان بتا دیا اور کہا کہ مین اب آگے نہین جا سکتا ایرج نوجوان دیو کے
کاندھے سے اُتر کر آگے روانہ ہوا سیر بیابان پُر فضا کی کرتا ہوا چلا جاتا تھا پہر بھر مین قریب اُس طاق کے پہونچا دیکھا
کہ وہ طاق جواہر نگار ہی اور کوئی ہزار گز اونچا ہی اور ایک آئینہ گز بھر سے گز بھر تک مدور اُسمین نصب ہی مثل آفتاب کے
چمک ہی ایک دیو دراز قامت ہزار گز سے قد اُسکا کم ہوگا دار شمشاد ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھا ہی شراب پی رہا ہی اژدہے کے
کباب رکھے ہوے ہین نشے مین سرشار نگاہ دیو کی ایرج نوجوان پر جو پڑی دیکھا کہ ایک آدمزاد نہایت فربہ سامنے سے
چلا آتا ہی خوش ہوا کہ خداوند ابلیس پر تلبیس نے لقمۂ چرب بھیجا ہی پکارا کہ او آدمزاد آ میرے حلق مین کود پڑ نہ دانت
لگاؤنگا نہ ڈاڑھ لگاؤنگا بلبلا کر کھا جاؤنگا ایرج پکارا آیا مین حلق اپنا کھول اُسنے آنکھین تو بند کرلین اور مُنھ اپنا
کھولدیا ایرج نے قریب جا کر ہاتھ اُسکی گردن مین ڈالدیا اور ایک ہاتھ مین تھوڑی خاک لیکر اُسکے مُنھ مین ڈالدی دیو نہایت

برہم ہوا کہ تو برا دل لگی باز ہی کہ موت قریب ہی لیکن شرارت سے نہین باز آتا کہا او حرامخوار مین تجھکو زیر کرنے اور آئینہ لینے
آیا ہون مین لقمہ سخت ہون تو مجھے کھا نہ سکیگا دیو افرغہ نے دیکھا کہ واقعی ہاتھ آدمزاد کا نہایت زبردست ہی ایرج سے لپٹا
آمادہ کشتی ہوا داؤن پیچ ہونے لگے کسواسطے کہ یہ دیو پردہ قاف مین کشتی گیر مشہور ہی کوئی دیو اس سے کشتی لڑ نہین سکتا
ایرج سے دن بھر کشتی رہی شام کو دیو نے کہا کہ او آدمزاد تو بڑا زبردست ہی کہ مجھ ایسے دیو سے دن بھر لڑا اب شام ہوئی کچھ
کھالے تو پھر لڑنا ایرج نے کہا کہ مین بغیر تیری مشکین باندھے کچھ نہ کھاؤنگا نہ پیونگا دیو نہایت غصے مین آیا اور پھر لڑنے لگا
رات بھر کشتی رہی صبح ہوئی دیو سنجاب دور سے دیکھ رہا ہی کہ اسی طرح کشتی ہو رہی ہی سارا دن گذرا شام ہوگئی دیو افرغہ نے
کہا او آدمزاد دو دن گذر گئے ہین مین بھوک سے ہلاک ہون ایرج نوجوان نے کہا مین بھی تو بھوکا ہون تیرا کیون دم نکلا جاتا
ہی آئینہ مجھے دیدے مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا آئینہ تو ہرگز نہ دونگا اور پھر ایرج سے لڑنے لگا اب تیسرا دن ہی دیو افرغہ کی یہ
کیفیت ہی کہ دم اسمین نہین ہی اپنے کو بچا بچا کر لڑتا ہی اور کہتا ہی کہ ای آدمزاد تو عجب بلا ہی بدبخت کہ تجھکو بھوک لگتی ہی نہ پیاس
اب بھی مجھکو چھوڑ دے کہ مین کچھ کھا پی لون کہ میرا برا حال ہی ایرج نے کہا تجھے بے پچھاڑے ہوئے کبھی نہ چھوڑونگا دیو نے
غصے مین آکر کہا اچھا مین تجھی کو کھائے لیتا ہون یہ کہکر منہ کھولکر چاہا کہ ایرج کو منہ مین لے یا کاٹ کھائے ایرج نے نعرہ تکبیر
مارا کہ دیو کو چکر آگیا ایرج نے اُسے اُٹھاکر دے مارا کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نہین تو مار ڈالونگا
دیو افرغہ از سر صدق آفتاب پرست ہوا اور وہ آئینہ طاق سے اتار کر ایرج کو نذر دی دیکھا ایرج نے کہ مانند آفتاب کے آئینہ
روشن ہی اسماے الٰہی اُسپر کندہ ہین جو کٹھا اُسکا الماس کا ہی ایرج نے دیکھا بہت خوش ہوا دیو سنجاب کو آواز دی کہ
آ وہ دوڑ کر ایرج کے قدمون پر گر پڑا تصدق ہوا ایرج نے افرغہ سے بغلگیر کرایا افرغہ نے کہا ای سنجاب تو اس
بہادر کو لیکر آیا تھا کہا کہ ہان میری تو جان پر بنی ہوئی تھی عشق مین دختر ملک البصار کے بیقرار جان سے بیزار تھا
غرض اُس روز دیو افرغہ نے ایرج نوجوان کی دعوت کی دوسرے دن ایرج آئینہ سکندری کو لیکر دیو سنجاب
کی گردن پر سوار ہوکر دیو افرغہ کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پردہ سوم قاف مین ملک البصار کو خبر ہوئی کہ دیو سنجاب
ایک آدمزاد کی مدد سے آئینہ سکندری لایا اور دیو آئینہ دار بھی ہمراہ ہی ملک البصار یہ سُنکر نہایت مسرور ہوا کہا کہ
لاؤ دیو سنجاب کو لوگون نے دیو سنجاب سے کہا کہ بادشاہ بلاتا ہی دیو سنجاب سامنے آیا سلام کیا وہ آئینہ نذر دیا
با عذر باندھ عرض کیا کہ ای شہریار میری قدرت نہ تھی کہ آئینہ لاسکتا مگر ایک آدمزاد کہ وہ صاحبقران ہی اُسنے میرے حال پر
رحم کیا کہ دیو افرغہ کو زیر کیا جب یہ آئینہ اس سے لیا ملک البصار نے پوچھا کہ وہ آدمزاد کہان ہی عرض کیا کہ آپ چلیے
استقبال کرکے لائیے اسیوقت دیو البصار مع اہل دربار سوار ہوکر خدمت مین ایرج نوجوان کی آیا قدم چومے سلام کیا
بہ توقیر تمام ساتھ لایا سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا ایرج نوجوان نے کہا ای ملک البصار اب تم اپنی بیٹی کی شادی
دیو سنجاب کے ساتھ کردو اُسنے کہا بہت خوب مجھے انکار نہین ہی اور سامان شادی مین مصروف ہوا ایرج نوجوان نے
پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہی اُسنے کہا کہ ابلیس پرست ایرج نوجوان نے مذمت ابلیس بہت کی دین آفتاب پرستی کی
مدح کی ملک البصار از سر صدق و صفا آفتاب پرست ہوا اور تمام فوج اور رعایا کو بھی آفتاب پرست کیا
اور شادی ملکہ مہر آرا کی دیو سنجاب کے ساتھ بہت دھوم سے کردی بعد اسکے ایرج نوجوان نے ملک البصار سے پوچھا
کہ یہ آئینہ جو تمنے اس کد و کوشش سے منگوایا سوا آرسی مصحف دیکھنے کے اور کسی کام کا بھی ہی اُسنے کہا ای شہریار
حضور اسکی صفت سے آگاہ نہین ہوئے یہ عجیب و غریب شی ہی آرسی مصحف کا تو فقط حیلہ ہی تھا و حال اسکے
سُنیے یہ آئینہ ایسا ہی کہ جس مقام کا یا جس شخص کا حال دریافت کرنا منظور ہو اسمین دیکھ لیجے جہان کی کیفیت

چاہیے دریافت کر لیجیے جو شئی غائب ہے بخوبی تمام نظر آئے جس وقت سکندر نے جام جمشید کو جہان نما دیکھا یعنی تمام عالم کا حال
اُسمین معلوم ہوتا ہے حکیم ارسطو سے کہا کہ مقابل مین اس جام جہان نما کے کوئی شئی ایسی بنا کہ تا قیامت میرا بھی نام رہے
ارسطو نے یہ آئینہ اسکندری بنایا ایرج نوجوان نے جو یہ صفتین اُسکی سنین نہایت اشتیاق ہوا کہا کہ لاؤ آئینہ مین دیکھون
ملک البصار نے آئینہ منگوایا سامنے رکھا عرض کیا کہ ای شہریار آپ پہلے یہ کام کیجیے کہ کچھ خوشبو اس آئینہ کے سامنے جلائیے
اور کہیے کہ ای آئینہ سکندری تجھے قسم ہے سکندر ذوالقرنین کی کہ مجھے حال فلان شہریار یا فلان شخص کا معلوم ہو جائے
ایرج نے جو کچھ **ملک البصار** نے کہا تھا وہی کیا پھر کہا مجھے حال **حمزۂ صاحبقران** اور **فرزندان حمزۂ صاحبقران** کا
معلوم ہو جائے کہ شہر زبرجد نگار مین کیونکر ہین بس مجرد اس کہنے کے اب جو آئینہ مین دیکھا تو لشکر امیر کشورگیر سامنے
شہر زبرجد نگار کے نظر آیا اور فرزندان ذیوقار سرداران نامدار بارگاہ زبرجد شاہ مین بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے تھے
اور **بختیارک** بھی وہین موجود تھے اور **صاحبقران** کو دیکھا کہ **کرب غازی مقبل وفادار عمرو بن امیہ ضمری** ساتھ
ہین ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین چلے جاتے ہین **ایرج** نوجوان حیران و پریشان ہوا کہ یہ کہان جاتے ہین بعد
اُسکے حال **داراب** کشورکشا کا دیکھا کہ **مالک اژدر** ہمراہ ہے اور ملک **سنجان** کو چلا جاتا ہے بعد اُسکے حال **خورشید**
ستارہ پرست کا دیکھا کہ ایک ساحرہ کو مار کر **غضنفر** کو چھڑایا ہے اور وہ اس سے بیعت کر رہا ہے یہ دیکھ کر کمال رنج ہوا اور ایسا
محو ہوا کہ پکار اُٹھا ای خورشید ستارہ پرست ہمسے ترک محبت اور اس دیوانے سے ملاپ پھر تو دغا باز نکلا یہ میل جول اس سے
اچھا نہین ہے **ملک البصار** نے کہا ای شہریار آپ کس سے باتین کر رہے ہین یہ ممکن نہین کہ آپ جس شخص کو دیکھین اُس تک
آواز بھی آپ کی پہونچے اس آئینہ مین طلسم ہے ایرج نوجوان خاموش ہو رہا اور پھر حال **ملکہ گیتی افروز** کا دیکھا کہ وہ نازنین حسین
مہر تمکین سیاہ لباس پہنے ہوے بیٹھی ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین گرد نجوم پریزادان ماہ طلعت اور نازنینان
پری صورت کا ہے بس **ایرج** نوجوان کی بھی آنکھون سے آنسو گر پڑے رونے لگا بیخود ہو کر پکار اُٹھا کہ آہ تو نے یہ کسکے غم مین
اپنی حالت کی پھر ملک البصار نے سمجھایا کہ ای شہریار مین عرض کرتا ہون کہ آپ کی کیفیت سے طرف ثانی نہین واقف
ہو سکتا آپ عبث روتے ہین ناحق اپنا جی کھوتے ہین کہا کہ ای **ملک البصار** کیا اپنا حال بیان کرون مدت سے جس شخص
پر عاشق ہون اُسکو اسوقت روتے دیکھا نہین معلوم اُسپر کیا صدمہ ہے مین اسواسطے روتا تھا تو نے پکار کر غضب کیا
مین اپنی معشوقہ کو دیکھ رہا تھا تو نے جدا کر دیا اُسنے کہا مجھسے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہوگی پھر **ایرج** نوجوان **ملکہ گیتی افروز**
کا تصور کر کے رونے لگا شکوہ پرداز جور فلکی ہونے لگا کہ او ظالم کچھ تیرے ستم کی حد بھی ہے اب تو بر سر رحم آ مجھکو میری
محبوبہ سے ملا بعد تھوڑی دیر کے خیال آیا کہ اب اپنے لشکر کا تو حال دیکھو کہ دیوانے نے کیا سلوک کیا اب جو آئینہ کو
دیکھا **مالک بن ملکوت شاہ** کو شہر **عنطلی آباد** مین قلعہ بند پایا **طرماسپ** اور **دیلم شاہ زنگی** وغیرہ زخمی نظر آئے
گرد قلعہ کے **نقابدار سرپوش** اور **اسد غازی** کو دیکھا کہ محاصرہ کیے ہوئے مع لشکر پڑے ہین بیقرار ہو گیا اور
کہا کہ ای **دیو سنجاب** جلد مجھے پردۂ دنیا مین جہان سے لایا تھا وہین پہونچا دے اور **ملک البصار** سے کہا کہ یہ آئینہ
چند روز کے واسطے مجھے دیدو میرا ایک دشمن ہے کہ وہ مجھے پریشان کرتا ہے اور نہایت گریز پا ہے کہ مین اُسے نہین پاتا جب
یہ آئینہ ہوگا تو وہ بھاگ کر جہان جائیگا معلوم ہو جائیگا اُسے قتل کر کے بھیجدونگا ملک البصار نے عرض کیا ای شہریار
میری جو آرزو تھی وہ پوری ہو گئی آپ آئینہ لیجائیے مین اب اُسے کیا کرونگا میرے کس کام کا ہے غرض **ایرج ملک البصار**
سے رخصت ہوا **دیو سنجاب** کی گردن پر سوار ہو کے چلا اب حال بیان کا سنیے کہ جتنے دنون کی مہلت **اسد غازی**
نے **مالک بن ملکوت شاہ** کو دی تھی وہ دن تمام ہو گئے **اسد غازی** نے کہلا بھیجا کہ اب **طرماسپ** اور **لاہوت شاہ**

اور بہزاد و مرتد کو باندھ کر میرے پاس بھیجدو نہیں تو کل سب کو قتل کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا بھلا
آج کا دن تمام ہو جانے دیجئے کل جو چاہیے گا وہ کیجئے گا یہ جواب تو سمجھ یا اگر جان پر صدمہ ہو قارن قمر بین سے کہا کہ
تیرا کلام کبھی سچا نہ نکلا کل ہم سب مارے جائینگے اور ایرج ابتک نہیں آیا اسنے پھر علم نجوم مین دیکھا اور کہا کہ اگر آج
ایرج نہ آئے تو مجھکو قتل کیجیے گا کہا اچھا یہ بھی دیکھیے ہین اب سب انتظار مین ہین آنکھین آسمان کو لگی ہوئی ہین نیر اعظم
کو پکار رہے ہین کہ ای آفتاب تابان تیرے بندے اس تاریکی غم والم مین کور ہو رہے ہین دیکھیے کیونکر شکل رہائی کی
نکلتی ہے اب کوئی پہر دن باقی ہے کہ ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمایان ہوا اور دیکھا کہ اسی طرف چلا آتا ہے اور بہو تند ہوتی
جاتی ہے جب وہ ابر قریب آیا اور چہرہ ایرج نوجوان کا مانند آفتاب تابان چمکا قارن قمر بین پکارا کہ وہ دیدۂ آفتاب بین
آپہونچا پھر تو سب نے دیکھا کہ ایرج نوجوان ایک دیو سیاہ کی گردن پر سوار چلا آتا ہے بس نقارۂ شادمانی قلعہ پر بجنے لگا
ہر ایک کو ایک عید ہوئی یہانتک کہ اوپر قلعہ کے آکر اترا سبھون سے ملاقات کی مالک بن ملکوت شاہ کے حکم دیا
کہ دروازہ قلعہ کا کھلوا دو اُسی وقت دروازہ شہر کا کھلگیا ایک غلغلۂ شادمانی قلعہ مین برپا تھا ایرج نے اپنا تمام حال
مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ مین نے آسمان پر سے دیکھا تھا کہ صحرا مین بہت سے کلہ منار ہین پر کسکے سرون
کے منار ہین اور کسنے بنوائے ہین مالک بن ملکوت شاہ رویا اور کہا کہ ای ایرج نوجوان جب سے ہم آذر کوہ سے بھاگے
دیوون نے ہتنے روز خون اور شبخون مارے کہ تین لاکھ آفتاب پرستون کو قتل کیا وہی تین سو کلہ منار آذر کوہ سے تا شہر
عنظلی آباد و اسد غازی نے اُنکے سرون کے بنوائے ہین لشکر کا خاتمہ ہو گیا ایرج نوجوان نے کہا کہ اُسکا عوض اس بوڑھے
سے نہ لیا ہو تو اپنا نام ایرج نہ رکھا ہوگا دیو سنجاب کو تو پردۂ قاف کی جانب رخصت کیا اور آپ خیمہ شہر سے نکلوا کر
داخل بارگاہ ہوا ادھر ہرکارے لشکر نقابدار و اسد کے جو لگے ہوئے تھے انھون نے آکر نقابدار اور اسد غازی سے
عرض کیا کہ ایرج آگیا اور بڑی خوشی آفتاب پرستون مین ایرج کے آنے کی ہے یہانتک کہ دروازہ شہر کا کھلگیا ہے لشکر
آفتاب پرستان بیرون شہر نکلا ہے بارگاہ ایرج نوجوان کے لیے استادہ ہو رہی ہے اسد غازی نے کہا ماموجان سُنا
آپ نے مین تو پہلے ہی جانتا تھا کہ یہ مہلت اسی واسطے مانگی ہے کہ اس عرصے مین شاید وہ آفتاب پرست آجائے اور وہی
ہوا مین اُنکو مکار سمجھے ہوئے تھا کبھی فرصت نہ دیتا آپ کے فرمانے سے اور سعی کرنے سے چپ ہو رہا وہ بزاز بچہ آگیا
اب کوئی کیا کر سکتا ہے وہ زور ون پر چڑھا ہوا ہے نہایت زبردست ہے نقابدار بولا ای اسد دلاور خوب ہوا ایرج
آگیا سر میدان اسکی مشکین باندھکر کھینچ دیدونگا اسد بولا ماموجان فداہت مشکل ہے اُسپر غالب ہونا یہی
باتین تھین کہ اوپر جوڑی ہرکارون کی آئی دعا و ثنا بجا لا کر عرض کیا کہ لشکر ایرج مین طبل جنگ بجا ہے نقابدار نے کہا
کچھ پروا نہیں بفضل ایزدی و بتائید بانی ہمارے یہان بھی بجے نقارۂ رزمی غرض دونون طرف نقارے گڑگڑائے
لشکرون تیاری جنگ کی ہونے لگی ہر ایک آلات حرب و ضرب درست کرنے لگا شب اسی بندوبست مین گذری صبح
کو دونون لشکر میدان جدال و قتال مین آمادۂ پیکار صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے ایرج نوجوان نے
مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آکر اجازت میدان طلب کی اُسنے کہا کہ سپرد کیا ہے نیر اعظم
کو جاؤ اور بدلہ اپنے لشکر کے قتل کا لو ایرج سلام کرکے مرکب کو جولان دیکر میدان مین آیا سراپا دکھلایا جب خوب
عرق عرق ہو گیا اور گھوڑے کو بھی پسینا آگیا تھم کر نیزہ زمین پر گاڑا اور مبارز طلب کیا نقابدار بر پوش نے بھی مرکب
اپنا صف سے نکالا ادھر سے ایرج نوجوان نے مرکب دوڑایا اور نعرہ زن ہوا دونون مرکب برابر ہو گئے مسلسل
رانون مین پھیر کر مرکبون کو ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نقاب کے باہر ریش سفید نقابدار کی

نکلی ہوئی ہی مگر غضب دبدبہ ہی کہ بوڑھا شیر ہی کہا کہ ای نقابدار تو کون ہی نام اپنا ظاہر کر نقابدار بولا ملک ملکوت قابض
ارواح کافران جواب دیا کہ خیر معلوم ہو گیا کہ تو اُس دیوانے کا بہکایا ہوا ہی لا حربہ اپنا نقابدار نے کہا کہ اہل اسلام کا
یہ طریقہ نہین کہ پیشدستی کرین تو اپنا حملہ کرلے اسوقت ایرج نوجوان نے نیزہ ہاتھ مین سنبھالا اور خبردار کہکر نقابدار
پر مارا نقابدار سبز پوش نے نیزہ ایرج کا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی آخر کار
مطلب کسی کا حاصل نہوا سنانین بنانین بیکار ہو گئین نیزے ہاتھ سے پٹک پٹک دیے تلوارون کے قبضون کو تھاما
تلوار چلنے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیان ہین کہ کوندرہی ہین تین پہر کامل تلوار چلی مآل کار یہ ہوا کہ گھوڑے نے نقابدار کے
سکندری کھائی اور وافقۃً تلوار ایرج نوجوان کی سر پہ پہنچی اور تا دو ابرو اتری ہی تھی کہ نقابدار نے دستانہ مارا کہ تلوار
جھنا کر نکلگئی اور چادر خون کی سر سے جاری ہوئی مگر نقابدار نے زخم کو نہ مانا اور اُسی حالت مین تلوار ایرج نوجوان پر
ماری کہ سپر کاٹ گئی مگر ایرج پیچھے پر جا رہا تلوار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مارا گیا مرکب اور ایرج دونون تہ و بالا ہو کر
گرے فوج آفتاب پرستون کی دوڑ پڑی کہ شاید ایرج زخمی ہوا مگر ایرج بھی جلدی سے اٹھا اور مرکب دوسرا منگوا کر اسپر
سوار ہوا اُدھر سے فوج نقابدار کی بھی آگئی اسد غازی بھی اپنے رفیقون سمیت دوڑ پڑا تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ
ہو گئی عین گرمی جنگ مین اسد بن کرب دلاور سے اور ایرج نوجوان سے سامنا ہوا کئی تلوارین اسد غازی
نے ایرج پر مارین ایرج نے تمام حملے اُسکے رد کیے اور خود جو تلوار ماری سپر کو قلم کرکے سر پر اسد کے پڑی کہ تا دو ابرو
اُتر گئی اسد غازی نے دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکلگئی مگر سر سے ایک چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ
اسد غازی کے جانون پر کھیلکر بیچ مین آپڑے اسد کو سامنے سے ہٹا لے گئے شام تک تلوار چلی اب نقابدار مین بھی
حالت نہین ہی زخمی لڑ رہا ہی کہ طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ کو آئے نقابدار راستے مین بیہوش ہو کر
مرکب سے گرا لوگ دوڑ پڑے اور اُٹھا کر سکھپال پر ڈالا اور کوچ کرکے چلے گئے اسد بن کرب دلاور نے بھی اپنے لشکر
کو ساتھ لیکر صحرا کا راستہ لیا ادھر ایرج جو پھر کر آیا جو لوگ لشکر کے زخمی ہوئے تھے جراحون کو بلوا کر اُنکے
زخمون مین ٹانکے لگوائے پٹیان بندھوائین اور کھانا کھا کر سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا کہا کہ آج ان سب خدا پرستون
کو قتل کرونگا کہ ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ رات کو تمام خدا پرست بھاگ کر چلے گئے ایرج نوجوان نے کہا کہ مجھے
پروا نہین بھاگ کر مجھسے کہان جائینگے جلد لشکر تیار ہو کہ دیوانہ جہان جائیگا وہین پہونچکر اسکو قتل کرونگا
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوگا کہ وہ دیوانہ فلان مقام پر ہی کہا کہ مین آئینہ سکندری لایا
ہون اسمین تمام جہان کا حال معلوم ہو جاتا ہی اور یہ کہکر آئینہ صندوق مین سے نکلوایا مشک عنبر و اگر وغیرہ مجمر مین
جلوا کر دھونی دی اور قسم دی کہ آئینے تجھے قسم ہی روح سکندر ذوالقرنین کی اسد غازی کا حال مجھے معلوم ہو جائے کہ
وہ دیوانہ کہان ہی یہ کہکر جو آئینے مین نظر کی دیکھا اسد بن کرب غازی کو کہ ایک پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہی اپنے زخم کے
علاج مین مصروف ہی رفیق اُسکے گرد و اطراف جمع ہین یہ کیفیت اور مخصوص سردارون کو بھی دکھائی اور
اُسیوقت سوار ہو کر چلا قضائے کار ضرغام شیردل لشکر ایرج مین موجود تھا ایرج نوجوان کو دیکھا کہ اسد غازی
کے تعاقب مین چلا ہی بھاگا وہان سے اور قبل از ایرج خدمت اسد دلاور مین پہونچا عرض کیا کہ ہوشیار
ہو جیے ایرج قریب آپہونچا اسد غازی یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بوق بجائی کہ تیار شوید بس سب تیار
ہو گئے دوسری بوق مین گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین تیسری بوق مین سوار ہو بیٹھے ضرغام شیردل سے
پوچھا کہ کس راہ سے یہ پاجی آتا ہی ضرغام شیردل نے پتا اس طرف کا بیان کیا اسد دوسرے راستے سے

روانہ ہوا اور پشت لشکر پر آکے شبخون گرا تلوار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا بوقین بج رہی ہین غل ہو رہا ہی کر لینا مالک
بن ملکوت شاہ کو اور وہ ہزار بردون مین چھپتا پھرتا ہی اسد غازی ڈھونڈھ رہا ہی خیمون مین آگ لگا رہا ہی
آفتاب پرست بھاگتے پھرتے ہین ادر ادھر ایرج نوجوان مع چند سردارون کو لیکر لشکر سے آگے نکل آیا ہی درہ کوہ گھیر کر
اندر درے کے گھس پڑا کہ لینا دیوانے کو جانے نہ پائے اور سب لینا لینا کرکے دوڑے اندر درے کے آکر جو دیکھا تو بھروان
ناچتا ہی سناٹا ہی ایک متنفس کا بھی نام و نشان نہین ہی گھوڑون کی لید رکابون کے شکستہ تسمے پرانی رسیان میخین ٹوٹی
ہوئین ہانڈیان پھوٹی ہوئین جو تلے پہنے ہوئے ہین ایرج نوجوان نے کہا کہ دیوانہ میرے آنے کی خبر سنکر ابھی کہین
بھاگ گیا ہی مگر جائیگا کہان مین بغیر اُسکو قتل کیے چین نہ لونگا وہ مجھسے کہین چھپ سکتا ہی یہ کہکر آئینہ نکالکر دیکھا تو معلوم
ہوا کہ اسد میرے لشکر پر گرا ہوا قتل کر رہا ہی سر پیٹ لیا کہ ارے یہ دیوانہ بلا کی چیز ہی ادھر چلا اپنے لشکر کی طرف ادھر شبرنگ
عیار نے اسد غازی کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی کوس بجائی کہ ای یاران بدر روید اور نکلکر لشکر ایرج سے صحرا کو روانہ ہوا
چلتے وقت تھال مٹھائی کے اٹھا لیے ہین گھوڑون پر سوار کھاتے چلے جاتے ہین نانبائی کی دکان سے شیرمالین کباب
باقرخانیان لے لی ہین نوش جان کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد بن کرب دلاور کہتا جاتا ہی کہ میان مالک بن
ملکوت شاہ حرامزادہ ہاتھ نہ لگا یہ کہین کا کہین پہونچ گیا بعد گھڑی بھر کے ایرج نوجوان اپنے لشکر مین پہونچا دیکھا
کہ لشکر مین واویلا و امصیبتا کی آواز بلند ہی سیکڑون آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین خیمے جل رہے ہین دیوانے کا پتا بھی
نہین ہی حیران ہوا مالک بن ملکوت شاہ دوڑا کہ آپ مجکو کشتہ کرائیے گا اقبال شاہ کے پاس پہونچائیے گا دیکھیے
منہ اس شخص کا کالا ہو رہا ہی تنور مین جا کر چھپا تھا تو زندہ رہا ایرج بولا ای مالک بن ملکوت شاہ مین تو اُس دیوانے کو
بغیر قتل کیے نہ بیٹھونگا اسمین جو کچھ ہوا ہوا آئینہ نکالکر دریافت کیا کہ اب اسد غازی کہان ہی دیکھا کہ ایک صحرا ے
سبز مین بیٹھا ہوا وہ چیزین جو یہان سے لوٹ لیگیا ہی کھا رہا ہی بس گھوڑے کو اڑا کر اُسی طرف چلا یہان ضرغام شیردل
ایک درخت بلند پر چڑھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکایک گرد جو بلند ہوئی اُسنے پکار کر کہا ای شہریار ایرج آ پہونچا اسد غازی تو
مسلح و مکمل بیٹھا تھا اُسی وقت اور راستے سے جاکر روز خون لشکر ایرج پر مارا لگا قتل کرنے اور لوٹنے مالک بن ملکوت شاہ
خیمے سے نکلکر حلال خور کی جاے ضرور کی قنات مین لیٹ رہا اسد غازی چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی مگر کہین پتا نہین لگتا
ایک کو پکڑتا ہی مارتا ہی کہ بتا مالک بن ملکوت شاہ حرامزادہ کہان ہی جہان ہو بتا اُسنے کہا مجھے نہین معلوم تلوارون سے
اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے ایرج نوجوان جو یہان صحرا مین پہونچا اسد غازی کو نہ پایا کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ ابھی لوگ
یہان بیٹھے تھے کیونکہ دونے پتون کے مٹھائی کا چورا روٹیون کے ٹکڑے حلوائی کے تھال ہر طرف پڑے ہوئے ہین زانو پر
ہاتھ مار پشت دست کو کاٹا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا آئینے مین جو دیکھا تو پھر اپنے لشکر مین پایا چلا وہان سے یہان جو آیا
اسد غازی جا چکا تھا لشکر کو تباہ کر چکا تھا کوئی پکارا کہ ہمکو دیوانے نے لوٹ لیا کوئی پکارا کہ ہمارے کنبے بھر کو قتل
کیا ایرج نے سر اپنا دھنا کہ ہاے کیا کرون اس دیوانے نے مجکو دیوانہ کر دیا مین تو آئینہ سکندری سے اُسکا حال
دریافت کرتا ہون معلوم نہین وہ میرے آنے سے کیونکر آگاہ ہو جاتا ہی لوگون نے عرض کیا کہ ای شہریار عیار اُسکے
چہار طرف لگے رہتے ہین اُسکو خبر پہونچا دیتے ہین ایرج نے پھر آئینے مین نظر کی دیکھا کہ اسد غازی پر چم کوہ مین بیٹھا ہوا
ہی ایرج اُسی طرف کو روانہ ہوا خبردار جو اسد غازی کے لگے ہوئے تھے اُنھون نے اسد کو خبر دی کہ ایرج آتا ہی
اسد نے ضرغام شیردل سے پوچھا کہ ای ضرغام مین جہان جاتا ہون اُسکو کیونکر خبر ہو جاتی ہی کہ مین فلان مقام
پر بیٹھا ہون کیا خبردار اُسکے پیچھے پیچھے میرے رہتے ہین جو اُسکو خبر دیتے ہین ضرغام شیردل نے عرض کیا

کراے شہریار ایرج پردہ قاف سے آئینہ سکندری لایا ہے وہ جہان نما ہے اُسمین آپ کا حال معلوم کرتا ہو وہی
آئینہ اُسے خبر دیتا ہے اسد یہ سُنکر بہت حیران ہوا کہ خیر جو مرضی خدا کی اور وہان سے بھاگ کر بیشہ مرفوع مین آیا
راوی کہتا ہے کہ تین شبانہ روز ایرج نوجوان نے اسد غازی کا تعاقب کیا کہ کھانا اور پانی حرام تھا القصہ جسوقت
بیشہ مرفوع مین پہونچا اور وہان بھی اسد غازی کو نہ پایا اسلیے کہ اسد پہلے ہی آمد ایرج کی خبر سُنکر وہان سے بھی
چلا گیا تھا بہت پریشان ہوا طرماسب نے کہا کہ پیر و مرشد دور کیجیے جانے دیجیے اب اُسکے تعاقب سے کیا فائدہ وہ
دیوانہ ہاتھ نہ آئیگا اُسکے ہر کارون کی ڈاک بیٹھی ہے مفت مین آپ ہلاک ہوتے ہین ایرج نے کہا اے طرماسب
مین نے قسم کھائی ہے کہ مین اس دیوانے کو بغیر مارے صبر نکرونگا اُسمین یا تو مین نے اُسکو مار ڈالا یا اپنی جان دی یہ کہکر
پھر آئینے کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسد کنارۂ دریا پر اپنے رفیقون سمیت موجود ہے طرماسب سے کہا کہ اسد دریا کنارے
بیٹھا ہے ایک طرف سے تم جاؤ ایک سمت سے دیلم شاطر زنگی جاے ادھر سے مین جاتا ہون تین طرف سے چلکر گھیرو
چوتھی طرف دریا ہے یا تو وہ دیوانہ ڈوب مریگا یا ہم اسے مار لینگے یہ صلاح باہم ٹھہراکے چلے شبرنگ اور ضرغام
یہ خبر لیکر بدحواس اسد غازی کے پاس آئے اور عرض کیا کہ پیر و مرشد غضب ہوا کہ ایک طرف سے ایرج اور دوسری
سمت سے طرماسب اور تیسری جانب سے دیلم شاطر زنگی آتا ہے اب کدھر جائیے گا کسی طرف مفر نہین اور ادھر
یہ دریاے قہار ہے خدا ہی بچائے تو بچیے گا ورنہ کوئی صورت اب بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی اسد غازی یہ سُنکر
نہایت مضطر ہوا دریا کنارے آیا دیکھا تو دریاے زخار و مواج تلطمہ سنج آفت زا ہے ایک ایک موج اُسکی کوہ کوہ
اُٹھ رہی ہے نہایت تیزی سے دریا بہ رہا ہے کہ بڑے بڑے پتھر بہتے چلے جاتے ہین تنکا ڈالدیجے تو تین ٹکڑے ہو جائین
دوسرا کنارہ ہمکنار عدم ہے آسمان اُسکی وسعت کے سامنے ایک حباب ہے بس یہ صورت جو دریا کی دیکھی زہرہ آب ہو گیا
لیکن اپنے رفیقون سے کہا کہ اگر ایرج آگیا تو اسی دریا مین ڈوب کر مر جائینگے زندہ تو اُسکے ہاتھ نہ آئینگے سب نے کہا بہت خوب
ایسا ہی ہوگا ہر ایک آنکھین پھاڑ پھاڑکے دریا کو دیکھ رہا ہے کہ کہین کوئی جہاز یا کشتی معلوم ہو مگر کچھ نظر نہین آتا ہر ایک
طرف عالم آب ہے اس اثنا مین دیکھا کہ گرد و غبار کا تتق اُٹھا بس یقین ہوا کہ ایرج آیا بلبلا کر اسد غازی نے دعا مانگی کہ
اے پروردگار عالم اگر حیات میری باقی ہے تو ہاتھ سے اس آفتاب پرست کے بچا اور سب رفقا آمین کہہ رہے رہین کہ
تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور کچھ جہاز دریا مین نظر آئے اسد غازی نے آواز دی اے جہاز والو تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب
کی کہ اس ظالم کے پنجے سے مجھے بچاؤ اتفاقات روزگار یہ جہاز مین خواجہ جہان گرد فضل بن آشوب کے وہ فضل بن آشوب
جسنے بدیع الزمان کی جان بخشی کی تھی شاہزادہ بدیع الزمان جب زخمی ہوکر باغ مین آیا ہے اور اسنے شاہزادے کو چھپایا
ہے اور گرد مرد عیار نے آکر دیکھا ہے اور جالکر گنجاب کو خبر دی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان کو مین اپنی آنکھون سے
دیکھ آیا ہون کہ باغ مین فضل بن آشوب کے پلنگ پر پڑا سو رہا ہے گنجاب نے ارباب باختری کو بھیجا تھا کہ تو جاکر
پکڑ لا اور فضل بن آشوب نے یہ خبر سنکر بدیع کو تہخانے مین چھپا دیا تھا اور آپ اپنے ہاتھ سے تلوار سر پہ مارکر زخمی ہوکر
پلنگ پر لیٹ رہا تھا اور ارباب باختری فضل بن آشوب کو زخمی دیکھکر چلا گیا تھا بس لوگون نے خواجہ فضل بن
آشوب سے کہا کہ کچھ لوگ کنارے دریا کے کھڑے ہوئے پکار رہے ہین اور واسطہ خدا کا دلوا رہے ہین کہا کہ دریافت
کرو کون لوگ ہین جہاز والے نزدیک آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو کہا کہ یہ نواسا امیر حمزہ صاحبقران کا اسد بن
کرب دلاور ہے اور وہ گردا ختی چلی آتی ہے ایرج قتل کو اسکے چلا آتا ہے فضل بن آشوب نے سُنا کہ یہ نواسا ہے
حمزہ صاحبقران کا جہازون کو جلد بڑھا کر اسد غازی کو مع رفقا جلدی سے سوار کر لیا اور کہا کہ مین غلام ہون

آپ کے گھر کا باپ میرا پردۂ قاف مین حمزہ صاحبقران کے ساتھ لڑ رہا ہی اب ایرج آپ کو نہ پا سکے گا اور جلد
جہازون کو آگے بڑھایا ادھر ایرج خوشی خوشی آیا کہ اب مارا اس دیوانے کو یا دریا مین ڈبوایا جس وقت کنارہ دریا پر
پہونچا دیکھا کہ اسد جہاز پر سوار چلا جاتا ہی اسد ایرج کو دیکھکر وہان سے بوق بجا کر پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری
تونے میرا کیا کیا آئینہ سکندری نہین دیکھ دیکھکر بہت دوڑا کیا اب تعاقب مین میرے آ تو مین جانون کہ حلال زادہ
ہی یہ کہتا ہوا اسد غازی چلا جاتا ہی ایرج مایوس کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی باتین مین رہا ہی دم بخود ہی کیا کرے
طرماسب اور ویلیم بھی آئے ایرج نے کہا دیکھو دیوانہ وہ جاتا ہی ہماری محنت و مشقت مفت برباد ہوئی کچھ نہ کر سکے
اس دیوانہ کا اور یہ آنکھون کے سامنے سے چلا گیا اور دعا مانگی کہ ای نیر اعظم کوئی جہاز کشتی سبک غراب ناخبر تو اے کچھ تو
بھیج کہ مین اسپر چڑھکر اس دیوانے کا تعاقب کرون کہ اسنے بہت سے تیرے بندون کو مار ڈالا ہی کہ دیکھا جہاز کچھ دریا مین
آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور اسی طرف چلے آتے ہین یہان سے پکارنا شروع کیا کہ ای جہاز والو زبدۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان کھڑا ہوا ہی تمھین بلاتا ہی اور اب اسد غازی کے جہاز بہت دور نکلگئے کچھ تو نہین سی سیاہی معلوم
ہوتی ہی اتفاقات روزگار یہ جہاز خواجہ فولاد غلام فرخ بازرگان کے ہین وہ خواجہ فولاد کہ جو ایرج کو قفس آہنین
سلیمانی سے لیکر قلعۂ ذوالامان مین آیا تھا اور ملکہ گیتی افروز کو دکھایا تھا اُسنے جو نام ایرج کا سُنا جلدی
جہازون کو دوڑا کر کنارے پر لایا ایرج کو سلام کیا حال پوچھا کہا کہ وہ دیوانہ بھاگا جاتا ہی مجھے تو اُس تک پہونچا
نیر اعظم نے تجھے وقت پر پہونچایا خواجہ فولاد نے کہا کہ چلیے سوار ہوجیے مین تو آپ کا غلام ہون ایرج نوجوان مع
طرماسب اور ویلیم شباط زنگی سوار ہوا اور تعاقب مین اسد غازی کے چلا یہین سے نعرہ کیا کہ او دیوانے آیا
مین کہان جاتا ہی ایرج کی آواز جو کان مین اسد غازی کے پہونچی پھر کر جو دیکھا کچھ جہازون کے آنے کی کیفیت معلوم
ہوئی اسد نے کہا کہ یارو غضب ہوا کہ اس پاجی کو بھی جہاز ملگئے آتا ہی تعاقب مین سب رفیقون نے عرض کیا
پیر و مرشد کچھ اندیشہ نہین ایک مرتبہ لڑ کر مر جائینگے اسد غازی نے کہا مرتا کیا نہ کرتا پھر اور کیا ہوگا سوا اسکے
مثل مشہور ہی کہ دبلے پر چیونٹی بھی کاٹ کھاتی ہی مگر وقت دعا کا ہی اگر زندگی باقی ہی تو خدا مدد کریگا سبھون نے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اپنے مولا علی ابن ابیطالب غالب کل غالب کو پکارا کہ آقا
باپ میرا آپ کا نظر کردہ ہی مجھپر بھی نگاہ شفقت فرمائیے آپ حلال مشکلات دافع مہمات ہین مین اس دریائے خ
گرداب بلا مین پھنسا ہوا ہون مجھکو آکر نکالیے اس آفتاب پرست کے ہاتھ سے بچائیے بس دعا مانگنا تھا اور سب
رفیق آمین یارب العالمین کہتے ہین کہ یکایک سامنے سے ایک قلعہ دریا مین دکھائی دیا کہ چار طرف اُسکے دریا حائل
ہی اور بیچ مین وہ قلعہ مانند حباب کے ہی اور قلعہ کی طرف سے ایک کشتی نمایان ہوئی اور کچھ لوگ اُس کشتی کے پکار
رہے تھے کہ اسد بن کرب غازی کس جہاز پر ہی اسد پکارا کہ مین ہون اسد بن کرب دلاور بس وہ کشتی قریب
آئی اور ایک تاجدار اُس کشتی پر سے جہاز پر آیا قدمون کو اسد غازی کے بوسہ دیا اور کہا کہ جلد چلیے قلعہ کے اندر
یہ قلعہ حضوری کا ہی اسد غازی نے پوچھا کہ تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ مجھے سہراب دریا نشین
کہتے ہین شب کو خواب مین حضرت ابراہیم علی نبینا و آلہ و علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تھے مجھکو مسلمان کیا
اور آپ کے آنے کی خبر دی کہ ایرج تعاقب مین آتا ہی اور فرمایا کہ اسد میرا فرزند ہی اپنے قلعہ مین
اُسے لے آؤ اور ایرج کے ہاتھ سے بچاؤ اور یہ مژدہ اسد غازی کو دو کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ ہی اور
وہ عنقریب جام جہان نما یعنی جام جم تیرے واسطے بھیجا چاہتا ہی اسد یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور

ہمراہ سہراب دربانشین کے قلعہ مین داخل ہوا فضل بن آشوب وغیرہ کو بھی اپنے قلعہ مین لے آیا اور کہا کہ
ابھی نہ جاؤ ایسا نہو کہ وہ آفتاب پرست کچھ تمکو ایذا دے اور پوشاک فقیرانہ اُتاری گولندازون کو حکم دیا کہ
جہاز ایرج کے اگر سامنے سے نمودار ہون تو مار کر گولے اُڑا دینا قلعہ مین سب انتظام درست ہوگیا گولنداز توپون
پر بیٹھ گئے دوربینین لگائے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ یکایک سامنے سے جہاز خواجہ فولاد کے نمایان ہوئے ایرج
نوجوان نے اسد غازی کو دیکھا کہ فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا ہے رفیق گرد و پیش جمع ہین اور پکار رہا ہے کہ
او آفتاب پرست اب یہان آ تو معلوم ہو ایرج نے للکارا کہ او دیوانے آیا ہین کہ ادھر سے گولہ چھُٹنے لگا ایک وہ جہاز
تو ٹکڑے اُڑ گیا اب تو جہاز پیچھے بھگائے اسد نے بوق بجائی بس ساتھ ہی اسد غازی کے بارہ ہزار توپون کی آواز
ملکر بلند ہوئی گویا صور اسرافیل پھُنکا جہاز ایرج کے گولون کی زد سے ہٹکر دور کھڑے ہوئے ایرج بڑی دیر تک دیکھا کیا کہ
یہ دیوانہ مکان امن مین جا بیٹھا اب یہ ہاتھ نہ آئیگا طرماس نے کہا پیر و مرشد در پیچھے چلئے جب یہان سے نکلا آئیگا
اُسوقت سمجھ لیا جائیگا بس ایرج وہان سے پھر کر شہر عنطلی آباد مین آیا اور لشکر کو آراستہ کرکے ملک سبائل کو
راہی ہوا کوچ بکوچ منزل بہ منزل چلا جاتا ہے ایک دن صبح کا وقت ہے بہزاد مرتد کا ہاتھ پکڑے ہوئے
اور دو چار سردار ہمراہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان ایک طرف چلا آتا ہے فوج و سپاہی دور
دور ہین کہ ایک طرف سے سپاہی ایرج کو معلوم ہوئی لندھور سے پوچھا کہ یہ سپاہی کاہے کی ہے لندھور نے کہا
کہ کوئی پہاڑ ہوگا ایرج خاموش ہوا تھا کہ بہزاد نے کہا اے شہریار لندھور آپ سے چھپاتے ہین ظاہر نہین کرتے یہ
قلعہ ارمنوس حصار ہے عمرو کا بنوایا ہوا اسمین تمام خزانہ عمرو کا بھرا ہوا ہے جو عمرو نے تمام عمر مین پیدا کیا ہے
وہ سب اسمین ہے تو گنج یہان ہین ایرج نوجوان نے کہا تم کیون چھپاتے تھے اے دارائے ہند مجھے تمسے یہ امید نہ تھی
لندھور نے کہا کہ تم طمع کو کام فرماؤگے اور یہ مال بلائے بے درمان آفت جہان کا ہے جو ایک کوڑی پر اپنی جان قربان کیا ہے
ایرج بولا خوب مجھکو تو مال و خزانہ درکار ہین اس قلعہ کو ضرور لونگا مال و اسباب اپنے تحت و تصرف مین لاؤنگا
لندھور بن سعدان نے کہا اول تو یہ قلعہ عیارون کے قبضے مین ہے دروازہ قلعہ کا ظاہر مین کسی طرف نہین ہے ہاتھ
آنا قلعہ کا بہت دشوار ہے مقابلہ عیارون سے ہوگا دانتون پسینہ آجائیگا اور بعد وقت ہاتھ بھی آیا تو عمرو سے بغض
لندھور مول لیا اس قلعہ کی طرف رخ کرنا اچھا نہین ایرج نے کہا کہ مین جہانگیر ہون بغیر اس قلعہ کے لیے آگے نہ بڑھونگا
اور خواجہ عمرو نے تو میرے پیر قطب دوران کو مارا ہے مین اُسکا دشمن جانی ہون مال اسکا لونگا اور حکم دیا
کہ لشکر ہمارا اسی طرف چلے لندھور نے کہا ایرج میرا کہنا مانو ادھر کا رُخ نہ کرو ورنہ بہت پچھتاؤگے ایرج پکارا
ہر چہ بادا باد اسوقت لندھور بن سعدان نے کہا ہمارے تمہارے وعدہ ہے کہ جو مال ملک گیری مین ہاتھ لگے
اُسے ہم تم نصف نصف بانٹ لین تمہین یہ قول یاد ہے اقرار پر اپنے قائم ہو یا نہین ایرج بولا قول مردان
جان دارد جو منہ سے کہا وہ کہا مین کیا اپنے اقرار سے پھرا جاتا ہون لندھور نے کہا خیر مین نے
یاد دلا دیا تم صاحب اقبال ہو قلعہ ضرور لوگے ہمین کچھ شک نہین القصہ ایرج کوچ کرکے قریب قلعہ کے آیا
چہار طرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا فوج گرد قلعہ کے اُتر پڑی اوپر سے ایک آدھ گولہ پڑنا شروع ہوا دس بیس آدمی
کام آئے گولے کی زد سے ہٹ کر اُترے سر سنگ ملی غلام خاص خواجہ عمرو کا قلعہ پر سے پکارا کہ او آفتاب پرست
تونے احسان ولی اللہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے فراموش کر دیے بھولگیا اسے کہ گویا تو تو بزاز کی دکان پر بیٹھکر کپڑا بیچا کرتا تھا
خواجہ عمرو نے تجھے اس مرتبے کو پہونچا دیا پہلے تو نے وہ بیمروتی کی کہ ملک عنطلی آباد اُنکی زوجہ سے چھینا اب تو یہان

ہاں اُنکا بیٹا آیا ہی تو واقعی حلال زادہ ہی سب نشانیان تجھ مین حلال زادگی کی موجود ہین ایرج نے کہاکہند اس سے
کیون شامت آئی ہی اگر زندگی اپنی چاہتا ہی تو خزانہ خواجہ عمرو کا چپکے سے میرے حوالے کر اور میری بیعت مین آ کر
موجود ہو اگر اسکے خلاف کیا تو دم بھر مین قلعہ لے لونگا اور ہر ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب عیارون کو قتل کر دونگا
سرہنگ نے کہا خیر اب تو یہان آیا ہی معلوم ہو جائیگا ایرج نے سامنے سے قلعہ کے پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر باہم مشورہ
کرنا شروع کیا کہ دو ایک روز اور دیکھتا ہون اگر یہ عیار میرے پاس آکر موجود ہوا تو خیر نہین تو سمجھ لیا جائیگا یہان تو یہ
صلاح و مشورے ہین اُدھر دو پہر رات گئے عیارون نے قلعہ سے باہر نکلکر لشکر ایرج کے قریب جاکر حقہاے آتشبازی جو داغ کر
مارے ہزارہا آدمی جلگئے خیمون مین آگ لگگئی بہت سا اسباب جلگیا صبح کو وہ آگ بجھی ایرج نوجوان نے کہا کہ یہ بڑا غضب
ہمارے دریافت کرو یہ کدھر سے آئے لوگ تو کہتے ہین اس قلعہ کا راستہ نہین ہر چند ہرکارون نے تفحص کیا کہین
سراغ نہ لگا ناچار ایرج سے آکر عرض کیا کہ ہمین نہین معلوم ہوتا کہ عیار کدھر سے آئے دوسری شب کو پھر ان عیارون
نے آکر حقے آتشبازی کے مارے کہ تمام آفتاب پرست الامان پکارے ایرج نے کہا کہ لوگ کمینگاہ مین لگے رہین
دیکھین کہ کدھر سے وہ آتے ہین اور پھر کدھر جاتے ہین لوگ کمینگاہ مین بیٹھے لیکن وہان سرہنگ کی کو جو
خبر ہوئی کہ عیار جاتے ہین اور حقے آتشبازی کے مارکر جلاتے ہین عیارون پر بہت درہم و برہم ہوا کہ تم کیون قلعہ
سے نکلکر باہر جاتے ہو جو کوئی کمین آتے جاتے دیکھ لیگا اور راستہ قلعہ کا اُسے معلوم ہو جائیگا تو قلعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا
تم لوگ عمداً قلعہ ہاتھ سے گنواتے ہو خبردار اب قلعہ سے باہر قدم نہ رکھنا سبھون نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب ہم
اس ارادہ سے باز رہینگے مگر سرہنگ کی رات کو قلعہ سے باہر نکلا صورت بدلکر داخل لشکر ایرج ہوا آیا دروازہ
بارگاہ پر دیکھا تو دربار لگا ہوا ہی اور ذکر ہو رہا ہی کہ یہ عیار نہین معلوم کدھر سے آتے ہین اور جلا پھونک کر چلے جاتے
ہین شاپور شیر دل کہہ رہا ہی کہ آج رات کو آئین تو معلوم ہو جائیگا جس وقت آوینگے سب کو گرفتار کرونگا اگر چالاکی
سے وہ نکل جائینگے تو راستہ ہی آمد و رفت کا معلوم ہو جائیگا ایرج کہہ رہا ہی کہ اے شاپور شیر دل ایک عیار کو بھی اگر پکڑ لا
تو اُس سے راستہ قلعہ کا معلوم ہو جائے شاپور بولا کہ پیر و مرشد مین فکر مین لگا ہوا ہون سرہنگ کی سب گفتگو
سُنا کیا اور اپنے دل مین کہا کہ یہ آفتاب پرست تو سرہنگ ہی مگر تو بھی اپنی سرہنگی اسے دکھا دے کہ یہ آفتاب پرست
بھی جانے کہ کسی عیار سے پالا پڑا تھا یہانتک اسنے صبر کیا کہ دربار برخاست ہوا اور سب سردار اُٹھ اُٹھ کر اپنی اپنی
خوابگاہون کو روانہ ہوئے اور سرہنگ ایک خدمتگار کی صورت بنکر طرماسب کے ساتھ ہوا طرماسب اپنے
خیمے مین آیا لباس درباری اُتارا اور کپڑے پہنے کھانا طلب کیا خادمون نے لاکر حاضر کیا اسنے کھانا کھایا اور بستر خواب
پر جاکر سو رہا سرہنگ کی نے کھانا جو بچا تھا بیہوشی ملا کر سب کو تقسیم کر دیا اندر باہر والے سب کھا کر بیہوش ہوئے
اُسوقت سرہنگ روشنی گل کر کے پاس پلنگ کے آیا طرماسب کو بیہوش کیا حلقہاے کمند مین گرفتار کر کے صاف
لیے ہوئے چلا گیا صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا شاپور شیر دل سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہی رات کو کوئی عیار نہین
آیا شاپور بولا آتا تو گرفتار ہو جاتا مارے ڈر کے کوئی نہین آیا یہان ابھی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک غلغلہ بلند ہوا
کہ طرماسب بستر خواب پر سے غائب ہو گیا یہ سنتے ہی ایرج دوڑا آکر دیکھا کہ ایک کہرام مچا ہوا ہی ماتم برپا ہی سب لوگ
طرماسب کے رو رہے ہین ایرج نے شاپور کو طلب کیا اور تمام سرگذشت بیان کی شاپور شیر دل نے کہا
کہ عجب نہین سرہنگ کی طرماسب کو لیگیا ہو ایرج نے کہا کہ بڑا غضب ہی کہ عیار اپنا کام کر جاتے ہین اور
ہم نشانہ بنے بیٹھے ہین اے شاپور تم غفلت نہ کرو اور راستہ انکی آمد و رفت کا بہت جلد دریافت کرو

شاپور نے عرض کیا کہ مین کسی وقت غافل نہین ہون تمام رات آنکھون مین کاٹتا ہون اُس روز شاپور شیردل
نے سر شام سے لوگ بٹھا دیے وبے کی جو کیان قائم کین اور آپ طلایہ کی گشت پر موجود ہوا اُس رات سر
ہنگ کمی نقب دیگر دیلم شاطر زنگی کو پکڑ لیگیا صبح کو ایرج نے جو سُنا بہت شاپور پر خفا ہوا شاپور نے عرض کیا
کہ میری کیا خطا ہے مین کسی طرح قصور نہین کرتا تیسری شب کو سرہنگ کمی بہزاد مرتد کو اسیر کر لیگیا اب ایرج حیران
ہو کر کیا کرے شاپور شیردل سے کہا کہ تجھسے کچھ نہین ہوسکتا اُسنے کہا کہ مین مجبور ہون کسی اور کو میرا کام دیدیجیے مین اپنی
جان کھپاتا ہون اور پھر میری قسمت مین ذلت و رسوائی ہے ایرج چپ ہو رہا مگر سرہنگ کمی تو نہین دس بارہ
سردارون کو لشکر ایرج سے لیگیا اور اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین بھیجدیا اب خیال مین گذرا کہ آج چلکر ایرج کو
پکڑ لائیے اور اس سے توبہ کروائیے کہ پھر کبھی ادھر کا رُخ نہ کرے بس یہ تہیہ کرکے لشکر ایرج مین آیا جب دربار برخاست
ہوا اور سردار اپنے اپنے خیمون کو گئے ایرج اپنی آرامگاہ مین آیا کھانا کھاکر آرام فرمایا شاپور شیردل نے چہار طرف
چوکی پہرا قائم کیا آپ گرد خیمے کے پھر اگشت دیکر چلا گیا دو پہر رات گئی تھی کہ سرہنگ کمی نے خیمے کے گرد چکر مارنا شروع کیا
پشت پر جو خیمے کی آیا تو دیکھا کہ فراش بیٹھے ہوئے ہین کوئی شطرنجی کھیل رہا ہے کوئی گنجیفے مین مصروف ہے بہتر جی گنجیفہ کھیل
رہے ہین شراب چل رہی ہے بس سرہنگ کمی شاپور کے ایک شاگرد کی صورت بنکر آیا اور کہا کہ صاحبو غافل نہ ہونا
اکثر تمھاری طرف سے کھٹکا ہوتا ہے اور مین بھی تمھارے پاس بیٹھا ہون مہتر نے کہا آئیے بیٹھیے شراب پیجیے حاضر ہے اسنے
ذرا سی شراب خود پی باقی شراب مین بیہوشی ملادی تمام فراش پی پی کر بیہوش ہوگئے اسنے قنات چاک کرکے جھانکا دیکھا
تو شگیرہ بہت تکلف کا کھنچا ہوا ہے پلنگ اُسکے نیچے بچھا ہے ادقچہ مانند برق کے تڑپ رہا ہے گرد شمعہائے مومی و کافوری
روشن ہین عطر کے شیشون کے مُنہ کھلے ہوئے ہین خوشبو چلی آتی ہے خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین خدمتگار چبینی پر بیٹھے مین
نکالکر پروانے بیہوشی کے تفنگ مین رکھکر جو مارے وہ شمع کی لو پر پڑے دھوین سے اُسکے خاصبردار خدمتگار سب بیہوش
ہوگئے سرہنگ کمال سرہنگی سے اندر آیا روشنی کو چادر عیاری سے گل کیا اب پلنگ کی طرف چلا اتفاقات روزگار
ایرج کو تو کھٹکا لگا ہی ہوا تھا کہ جہان اور سردار اسیر ہوگئے ہین کہین کوئی مجھے بھی نہ پکڑ لیجائے بس آنکھ اسکی کھلگئی
ایک سیاہ پوش کو سامنے آتے دیکھا دیدہ و دانستہ آنکھ اسنے بند کرلی مردم چشم پر پلین مژگان ڈالدی ہاتھ کو سیدھا
کرکے چپکا لیٹا رہا کہ یہ شخص قریب آئے تو پکڑ لیجیے سرہنگ کمی جب پلنگ کے پاس آیا ہاتھ بڑھایا کہ دو شالہ مُنہ پر سے
لے ایرج نے ہاتھ اسکا پکڑ لیا اور ایک جھٹکا دیا کہ مُنہ کے بل آرہا ایرج اسکے سینے پر چڑھ بیٹھا کہا تو کون ہے سچ بتا
سرہنگ نے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالیے تو کشمکش رنج و الم سے نجات پاجاؤن ایرج بولا کہ تو حال اپنا کہہ اُسنے کہا
کہ اے شہریار مین غلام ہون سرہنگ کمی کا نام میرا فرخ ہے بیٹی پر سرہنگ کی عاشق ہوا تھا اُسنے خبر سنکر
مجھے قید کیا تھا کل مجھے بلا کر کہا کہ جو تو ایرج کو جاکر پکڑ لاوے تو اپنی بیٹی کی شادی تیرے ساتھ کردونگا نہین مار ڈالونگا
مین نے کہا اچھا مین ایرج کے اسیر کرنے کو جاتا ہون اے شہریار یہان مین آیا تو گرفتار ہوگیا ہاے برا ہو اس عشق
کا یہ جو چاہے سو کرے یہ کہکر رونے لگا ایرج بھی ازبسکہ عاشق ہے اس درد سے واقف ہے کہا کہ اگر تو آفتاب پرست
ہو اور مجھے قلعہ کا راستہ بتادے تو وعدہ کرتا ہون کہ سرہنگ کمی کی بیٹی تجھے دلوادونگا اُسنے کہا کہ آپ مجھے
چھوڑ دین تو کل مین آپ کو قلعہ مین لیچلونگا ایرج نے اُسے چھوڑ دیا کہا کہ جا اُسنے کہا کہ خالی ہاتھ جاؤنگا
تو سرہنگ مجھے مار ڈالیگا ایک سردار کو پکڑ کر مجھے دیدیجیے کہ مین لیے جاؤن ایرج نے اُسی وقت طیفور صحرا نشین
کو بلاکر جبراً قہراً مشکین باندھکر حوالے کیا سرہنگ کمی طیفور صحرانشین کو پشتارے مین باندھکے لیکر چلا

صبح کو ایرج پر قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ ای آفتاب پرستو کمدواُس کو پاس فروش بچہ بازاری سے کہ مین رات کو تیرے
ہاتھ مین گرفتار ہوا تھا یون فریب دیکر چھوٹا مین اور ایک سردار کو بھی لے آیا لوگون نے ایرج نوجوان سے جاکر
تمام حال بیان کیا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ سُنا تو نے عیار ایسے ہوتے ہین کہ کیا فریب دیکر چھوٹ
گیا ہی ایک تم ہو کہ آج تک کچھ سُراغ نہین لگا یا کہ دروازہ قلعہ کا کہان ہی اور یہ عیار کدھر سے آتے جاتے ہین
تم تو نام عیاری کا نہ لو شاپور نے کہا کہ ای شہریار آپ زیادہ نہ فرمائین اب مین جب دروازہ قلعہ کا پتا لگا لونگا
اُسیوقت آپ کو صورت دکھاؤنگا ورنہ لشکر مین نہ آؤنگا ایرج نے شاپور کو گلے سے لگا لیا اور کہا کہ بھائی تم آزردہ
نہ ہو مین جانتا ہون کہ تم قصور نہین کرتے مگر مجھکو کمال رنج ہی کہ مین نے سرہنگ کو گرفتار کیا اور وہ اس فریب سے
چھوٹ گیا القصہ شاپور عیارون کو ساتھ لیکر شام سے ایک سمت کو زیر قلعہ کمینگاہ مین بیٹھا رہا تمام رات
گذر گئی کوئی آتے جاتے نہ معلوم ہوا دوسری شب کو دوسری طرف قلعہ کے گھات لگا کر بیٹھا اودھر بھی کسی آیندہ و روندہ
کو نہ دیکھا ان دو شبون مین جو گذرین انھین فیروز دریا باری و مرجان دریا باری کو عیار گرفتار کرے گئے تیسری
شب کو تیسری جانب قلعہ کے پہونچا اور ایک گوشے مین بیٹھ رہا کوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ایک سیاہ پوش نظر آیا یہ
سرہنگ ملی تھا اسنے بھی دیکھا کہ کوئی کمینگاہ مین بیٹھا ہی بس پکارا کہ افسوس مین پڑا وار دے بیہوشی کی بھول آیا یہ
کہکر اُسی طرف پھر گیا اور بعد گھڑی بھر کے بہت سے عیار ساتھ لیکر آیا یہان شاپور شیر دل اپنے شاگردون سے کہتا
ہی کہ سرہنگ ملی آیا تھا مگر پھر گیا بیٹھے رہو شاید پھر آئے یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ سرہنگ نے نعرہ کیا کہ او دغاباز
تم میری نگر مین بیٹھے ہو جاؤ گے کہان میرے ہاتھ سے اور پیچھے کھینچ کھینچکر کرکے لگی تلوار چلنے تمام عیار شاپور کے مارے
گئے شاپور خود بجان واحد ہزار خرابی سے بچکر نکلگیا سرہنگ نے سب عیارون کی لاشین دور پھنکوا دین ادھر
شاپور نے آکر تمام احوال ایرج سے بیان کیا ایرج نے کہا ای شاپور آج شب کو ہم تمھارے ساتھ چلین اور وہان
بیٹھکر دیکھین شاید راستہ قلعہ کے جانے کا ملجائے کہا بہت اچھا چلیے گا القصہ رات کو شاپور اور ایرج دونون آکر گھات
کے مقام پر بیٹھے دو پہر رات گئی ہوگی کہ دیکھا ان دونون نے ایک عیار پیدا ہوا اور مانند باد صرصر کے نکلگیا ایرج
نے شاپور سے کہا کہ دیکھا تمنے کس چالاکی سے نکلگیا آؤ دیکھو تو شاید کہین نشان معلوم ہو یہ کہکر دونون ڈھونڈھتے
ہوئے روانہ ہوئے آتے آتے ایک غار معلوم ہوا شاپور نے فتیلہ عیاری روشن کیا غار مین چلا دور تک تاریکی
معلوم ہوئی بعد اُسکے روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک چرخ بلند قائم ہی اور ایک کھٹولا اُسمین لٹکا ہوا ہی ایرج نے شاپور
سے کہا کہ سبحان اللہ عمرو کیا عاقل ہی دیکھو راستہ کیا چھپا ہوا رکھا ہی کہ کوئی لاکھ تلاش کرے مگر نہ ملے شاپور نے کہا کہ آپ
کہین چھپ کر کھڑے ہو رہین سرہنگ ملی آتا ہوگا دیکھیے کس طرح قلعہ پر جاتا ہی یہ دونون پوشیدہ کھڑے ہین
کوئی چار گھڑی رات باقی ہوگی کہ سرہنگ ملی پشتارہ بدوش پیدا ہوا ایرج نے شاپور شیر دل سے کہا کہ اسے
پکڑ لے شاپور نے عرض کی کہ ای شہریار اگر یہ ہاتھ نہ آیا تو مقدمہ ابتر ہو جائیگا پھر کچھ نہ ہو سکیگا دیکھیے تو جاتا
کیونکر ہی بس یہ دیکھتے تھے کہ سرہنگ نے آواز دی کہ ارے مین آیا ہون کھٹولا نیچے اُتارو بس یہ بجرد اس کہنے
کے آواز غراڑے کی بلند ہوئی اور کھٹولا زنجیرون مین بندھا ہوا نیچے آیا سرہنگ اُسپر سوار ہوا کھٹولا
اوپر کھنچ گیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نہین معلوم آج سرہنگ کس کو یہان سے پکڑ لے گیا اور یہی باتین کرتے
ہوئے وہان سے اپنے لشکر مین آئے سُنا کہ رات کو مالک بن ملکوت شاہ کو کوئی لیگیا ایرج نے کہا خیر سمجھا
جائیگا اب سوائے ارسلان شاہ کے کوئی لشکر مین باقی نہین رہا سرہنگ ملی سب کو اسیر کر لیگیا

ایرج نے شاپور سے کہا کہ آج شب کو قلعہ کے اندر چلینگے اور قلعہ کو لے لینگے بارے کھانا کھا کر سو رہے دن گذر گیا
رات کو شاپور شیر دل اور ایرج دونون روانہ ہوئے اسی غار مین آ کر چھپ رہے دو پہر رات گئے دیکھا کہ سرہنگ
اسی طرح چرخ پر سے اترا اور راہی ہو گیا ایک لمحہ بھر کے بعد شاپور نے آواز دی ارے کھٹولا نیچے پھینکو مین کچھ کام
کے واسطے آیا ہون عیار تو وہان موجود تھے ہی انھون نے سرہنگ کے دھوکے مین کھٹولا نیچے پھینکا ایرج اور
شاپور اسپر سوار ہوئے کھٹولا اوپر کھینچا ایک طرفۃ العین مین اوپر آ گئے بس ایرج نے نعرہ کیا منم زبدۂ آفتاب پرستان
ایرج نوجوان اور شاپور نے نعرہ کیا کہ منم شاپور شیر دل اور تلوارین کھینچکر عیارون پر گرے لگی تلوار چلنے ادھر
سردار جو ایرج کے زندانخانے مین قید تھے انھون نے ایرج کے نعرے کی آواز سنکر کمر پکڑ ہتھکڑیان بیڑیان گلے کے
طوق جھٹکے دیے قید مین توڑ توڑ کر نکلے لڑنے لگے مگر عیار اور سردار کا مقابلہ کیا عیار کب پہلوان کے منھ پر چڑھ سکتا ہی
طرماسپ نے چار چار کو ایک ایک ضرب مین نقش زمین کر دیا ایرج نے لاش پر لاش گرا دی دیلم شباط زنگی نے
بھی بہتون کو مارا بہت سے عیار قتل ہوئے اکثر عیار چھپ رہے اکثر عیار بھاگنے کا راستہ پا کر بھاگ گئے و لشکر ایرج
بھی اسی راہ سے داخل قلعہ ہوا سرہنگ کو جو یہ حال معلوم ہوا روتا ہوا ایک سمت کو چلا گیا یہان اب ایرج
نے مال عمرو کا ڈھونڈھنا شروع کیا کسی تہخانے مین کسی کوٹھری مین ایک حبہ نہ نکلا ایرج نے کہا ای بہزاد یہ فقط
نام ہی سنتے تھے کہ خواجہ عمرو کا بڑا خزانہ ہی اور نو گنج ہین اب وہ کہان گئے وہ جو مثل مشہور ہی کہ دور کے ڈھول سہانے
وہ سچ ٹھہرا بہزاد نے کہا کہ ای شہریار یہ ممکن نہین جو خزانہ عمرو کا یہان نہ ہو ایرج نے کہا نہین معلوم کہان ہی ایک
ایک گوشہ ایک ایک کونہ ہم ڈھونڈھ چکے ہر جگہ کی زمین کھدوا چکے اب کیا تحت الثری مین ہوگا بہزاد مرید
کہ رہا ہی کہ پیر و مرشد خزانہ عمرو کا یہین ہی القصہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے حیران ہو گئے تھے کہ وسط قلعہ مین ایک
گنبد سبز معلوم ہوا بہزاد نے کہا کہ اسے تو کھلوائیے القصہ اس گنبد کو وا کیا اندر اسکے آئے وہان بھی کچھ نہ پایا ایرج
نے کہا کہ کچھ کہین نہین ہی عبث مین نے لندھور کا کہنا نہ مانا خواجہ عمرو کے عیارون کو بھی قتل کیا اور کچھ ہاتھ نہ آیا
اس اثنا مین طرماسپ کے پانؤن کے نیچے سے ایک اینٹ سرکی طرماسپ نے اور زور کیا دو چار اینٹین اور
ہٹ گئین گڑھا ہو گیا ایرج نے کہا یہان کھدواؤ وہانکی زمین کو جو کھدوایا ایک دروازہ پایا اسے جو کھولا تہخانہ معلوم
ہوا روشنی ساتھ لیکر اندر گئے دیکھا کہ انبار زر و جواہر کا لگا ہوا ہی ایرج نہایت خوش ہوا بہزاد بولا کہ دیکھا آپ نے
کسقدر خزانہ ہی ای پیر و مرشد اسنے عالم کو لوٹا ہی اس اثنا مین ایرج نے دیکھا کہ سب مال کے اوپر ایک صندقچہ ہی اور اسپر
لکھا ہوا ہی کہ این جان عمرو بن امیہ ضمری ست ایرج نے بہزاد سے کہا کہ کوئی بہت تحفہ چیز معلوم ہوتی ہی کھلکر
صندقچہ کھولا اسمین ایک بڑی سی ڈبیا نکلی اسمین لکھا تھا کہ این روح عمرو است ایرج نے اسے زور سے کھولا اور آواز
بھق سے ہوئی غبار بیہوشی جو اڑا ایرج اور بہزاد دونون بیہوش ہو گئے قضا کار راستہ اس تہخانے کا باہر
سے قلعہ کے بھی ہی نقب کا تھا لگا ہوا ہی ادھر سے سرہنگ ملی آیا کہ دیکھون مال و خزانہ ایرج کے ہاتھ
آ گیا یا نہین اندر جو آیا دیکھا کہ ایرج و بہزاد دونون بیہوش پڑے ہین دل مین کہا ای سرہنگ یہ خواجہ سلامت کی
حکمت سے دونون بیہوش ہوئے ہین اب تو وہ تدبیر کر کہ مال برباد نہ ہو بس ایرج کو اسنے پشتارے مین باندھا اور
ایک رقعہ اس مضمون کا لکھکر کہ منم سرہنگ ملی ایرج کو پکڑ لیا جاتا ہون ملک سبائل مین اگر زندگی اسکی چاہتے ہو
تو اس مال سے ایک حبہ برباد نہ ہونے پائے بجنسہ رکھا رہے جسوقت حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے اور خواجہ سلامت
اگر بجنسہ خزانہ اپنا دیکھ لینگے ایرج کو چھوڑ دینگے گلے مین بہزاد کے باندھ دیا اور خود وہان سے نکلکر قلعہ کے ۔ الامان کا

راستہ لیا مگر یہان بہزاد اور ایرج کو دیر جو لگی طرماسپ نے کہا یارو جاکر دیکھو تو کہ یہ کیا ماجرا ہی کہ جو ابتک ایرج
نوجوان اندر سے نہین نکلے یہ کہکر طرماسپ اور دیلم شباط زنگی اور مالک بن ملکوت یہ سب اندر آئے دیکھا
تو مال وخزانہ تو لا انتہا ہی اور بہزاد بیہوش پڑا ہوا ہی ایرج کا نام ونشان نہین حیران ہوئے کہ ایرج کیا ہوگیا دیکھا
تو بہزاد کے گلے مین ایک کاغذ لکھا ہوا پڑا ہی اُسے جو کھولکر پڑھا سر پیٹا کہ افسوس فتح کی شکست ہوگئی ہائے یہ کیا
ہوگیا وہان سے باہر نکلے تہخانہ اُسی طرح بند کرا دیا چوکی پہرا قائم کیا عیار جو مارے گئے تھے اُنھین دفن کیا
شاپور شیر دل خبر کے واسطے روانہ ہوا یہ سب حال لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ مین نے پہلے ہی ایرج
کو منع کیا تھا کہ اس قلعہ پر نہ جاؤ اُسنے نہ مانا اب اسقدر غلام عمرو کے مارے گئے ہین بڑی خرابیان لاحق ہونگی
مگر خاطر جمع رکھو ایرج کی جان کا اندیشہ نہین ہی انکو ہمین چھوڑے حال سُنیے سرہنگ ملی کا کہ یہ شاہ راہ تو گیا نہین
کہ ایسا نہو کوئی تیرے تعاقب مین آئے کوہ وصحرا کی راہ سے چلا ہی اُڑا ہوا پائے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کنوان
کھائین گڑھا سب اسکے سامنے برابر ہی جست وخیز کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ شعر چنان میدوید از نشیب و فراز
کہ گردش نمیدید شاہین وباز ** جاتے جاتے ایک صحرائے سبز وخرم مین پہونچا دیکھا تو ایک جگہ کچھ درخت
گنجان ہین اور ایک فقیر برتر دیر وہان بیٹھا ہوا ہی سرہنگ اسے دیکھتا ہوا اودھر سے گذرا کہ اُس فقیر نے
آواز دی کہ بابا کھڑا رہ یہ تیری پیٹھ پر کیا لدا ہی سرہنگ پکارا کہ او خرد منڈے تجھے کیا میری پیٹھ پر کچھ ہی اُسنے کہا کہ اگر
تو نہ بتائیگا تو آگے بڑھنے بھی نہ پائیگا یہ کہکر گیرکے ہاتھ زمین پر مارا کہ پانون سرہنگ کے زمین نے پکڑ لیے تمام سرہنگی
بھول گیا اور وہ فقیر اُٹھکر ہاتھ سرہنگ کا پکڑکر کھینچ لیگیا اور خطاب کیا سچ بتا کہ یہ پشتارہ کسکا ہی تو کون ہی
سرہنگ نے کہا کہ آپ کون ہین اُسنے کہا مین ساحران عنظلی آباد سے ہون نام میرا عنقائے جادو ہی جب سے
شہر عنظلی آباد برباد ہوا مین یہان آکر رہا ہون سرہنگ ملی سمجھا کہ ایرج کے ہاتھ سے جو شہر عنظلی آباد لٹا ہی اور
ملکہ جادو بھاگی ہی جب سے شاید یہ یہان آرہا ہی یہ ایرج کا بیشک دشمن ہوگا سرہنگ نے کہا کہ ای عنقائے جادو
اس پشتارے مین ایرج آفتاب پرست ہی کہ اسنے بارہ ہزار غلام خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری کے مارے ہین اور مال و
خزانہ انکا اپنے قبضے مین لایا ہی مین اسے لیے جاتا ہون ملک سبائل مین سلیمان شاہ فارسی کے پاس عنقائے جادو
پکارا باش او ناعیار اگر عمرو مارا جاتا تو مین بہت خوش ہوتا اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون مین خدا پرستون کے
نام کا دشمن ہون یہ کہکر پشتارہ پیٹھ پر سے سرہنگ کی لے لیا اور اُسی درخت سے باندھ دیا پھر ایرج کو پشتارے
سے نکالکر ہوش مین لایا ایرج نوجوان نے جو آنکھ کھولی اپنے کو حلقہائے کمند مین اسیر پایا اور دیکھا کہ ایک
جادوگر سر پہ کھڑا ہی ایرج نے پوچھا کہ آپ نے مجھے کیون باندھا ہی اُسنے کہا کہ یہ عیار تجھے پکڑ لایا ہی مین نے
اس سے تجھے چھوڑایا ہی ایرج نے زور کیا حلقہائے کمند ٹوٹ گئے ایرج اُٹھکر عنقائے جادو سے بغلگیر ہوا کہا کہ آپنے
مجھپر بڑا احسان کیا نہین تو یہ عیار نہین معلوم میرے ساتھ کیا کرتا اب آپ اپنا حال تو بیان کیجیے کہ اس صحرا
مین آپنے کیون رہنا اختیار کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ کیا پوچھتے ہو مین کوتوال شہر عنظلی آباد تھا امیر حمزہ صاحبقران
نے سب ساحران عنظلی آباد کو قتل کیا مالک بن زر دہشت مارا گیا مین وہان سے بھاگ کر یہان آرہا ایرج نوجوان
نے کہا ای عنقائے جادو اب حمزہ کا عمل شہر عنظلی آباد مین نہین ہی اب وہان کا مالک مین ہون تمکو وہان کا
بادشاہ کرونگا مگر ای عنقائے جادو مین عجب مرض مین گرفتار ہون کہ اسکا علاج کسی سے نہین ہو سکتا یہ کہکر رونے
لگا یہانتک رویا کہ آنکھین لال ہوگئین ہچکی لگگئی عنقائے جادو نے استفسار حال کیا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان

شاید مجھسے کچھ آپ کے مرض کی دوا ہو سکے ایرج نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا ؏ مرا سوزیست اندر دل
اگر گویم زبان سوزد + دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد عنقاے جادو بولا کہ مرض آپ کا معلوم ہوا آپ
کہیں کسی کے عاشق ہیں اور معشوق آپکا آپ کو نہیں ملتا اُسکی جدائی میں بیقرار ہیں فرمائیے کہاں ہی معشوق آپکا
آپ کسپر عاشق ہیں ایرج نے کہا اے عنقاے جادو تمنے خوب پہچانا واقعی میں مبتلاے درد محبت ہوں اور
جدائی یار میں بیقرار ہوں عنقاے جادو نے پوچھا فرمائیے کہاں ہی معشوق آپ کا اگر آسمان پر ہوگا تو وہاں سے بھی
لا سکتا ہوں ایرج نے کہا نہ آسمان پر نہ زمین کے اندر ہی خدا پرستوں کے قبضے میں ہی اُسنے کہا کہ نام و نشان بتلائیے میں
ابھی جاکر لاتا ہوں ایرج نے بیان کیا کہ اے عنقاے جادو تمنے سنا ہوگا کہ نور خالص چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز
بیٹی لقا خداے باختر کی جسکو قاسم یعنے پوتا امیر حمزہ کا بجبر لقا سے چھین کر لیگیا تھا اب قاسم مرچکا مدت ہوئی کہ اژدہا
اُسے نگل گیا لقا نے اُسے مجھے بخش دیا اور وہ بھی مجھے چاہتی ہی میری جدائی میں تڑپتی ہی قلعہ ذوالامان میں ہی عنقاے
جادو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں اسے اٹھائے لاتا ہوں ایرج نوجوان کو کھانا کھلایا سر ہنگ علی سامنے بندھا
ہوا کھڑا تھا اُسے بھی دیا ایرج نے کہا میں اسے مارے ڈالتا ہوں عنقاے جادو بولا ابھی اسکو نہ قتل کرو ملکہ گیتی افروز
کو لے آؤں پھر تمھیں اختیار ہی جو چاہنا کرنا یہ کہکے اسم سحر کا پڑھکر اپنے اوپر دم کیا زمین پر گر کر لوٹا ایک عقاب کی
صورت بنکر تیار ہوا اُڑکر جانب آسمان روانہ ہوا آتے آتے قلعہ ذوالامان پر پہونچا کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ
آکر دیوار سرابستان پر بیٹھا اور چہار طرف دیکھنے لگا کہ ملکہ گیتی افروز کونسی ہی قضاے کار ملکہ گیتی افروز اُسوقت چمن
کی سیر میں مصروف تھیں اور ہمنشین جلیسیں ہمراہ باتیں شاہزادہ خاور سیاہ کی کرتی چلی آتی تھیں کہ صاحبو ایسی ساعت سے
وہ مجھسے جدا ہوئے کہ پھر صورت انکی نہ دکھائی دی بس معلوم ہوا کہ اب قیامت کو ملاقات ہوگی ساتھ والیاں کہ رہی تھیں کہ
واری یہ آپ کیا ارشاد فرماتی ہیں خواجہ زادوں نے جو مدت بتائی ہی اُسمیں تھوڑے ہی دن باقی ہیں خدا فضل کرے تو
اب بہت جلد اُس شہریار سے ملاقات ہوتی ہی اِس اثنا میں نگاہ ملکہ گیتی افروز کی اُس عقاب پر پڑی کہ دیوار پر بیٹھا ہوا
ہی اور چہار طرف دیکھ رہا ہی کہا کہ اے دل آرام میرا تیر و کمان تو اٹھا لا وہ جلدی سے تیر و کمان لائی ملکہ گیتی افروز نے
تیر کمان میں جوڑا ساتھ والیوں سے کہا کہ صاحبو میں فال دیکھتی ہوں کہ اگر اس عقاب کو میں نے مارا تو قاسم سے
ملاقات ہوگی اور جانونگی کہ قاسم زندہ ہی اور جو تیر میرا خالی گیا اور عقاب نہ ہدف ہوا تو امید ملاقات قطع ہو جائیگی
ساتھ والیاں سوچیں کہ اگر ملکہ گیتی افروز نے تیر مارا اور عقاب پر نہ پڑا تو طرح طرح کے خیالات ملکہ کے دل میں
آئینگے اور عجب نہیں کہ ملکہ غم میں شاہزادہ خاور سیاہ کے روتے روتے اپنی جان دیدے یہ سمجھکر کہا کہ بلا لوں فال
تو اچھی نہیں ہی اسکو دو رہنے دیجیے ملکہ گیتی افروز نے کہنا اُنکا نہ سنا تیر عقاب پر مارا عقاب کا خیال تو اور طرف تھا
ملکہ گوہر ملک وغیرہ کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا سر و پا کا بالکل ہوش نہ تھا تیر آکر سینے پر جو پڑا پار گذر گیا اور
عقاب نے ایک نعرہ کیا کہ افسوس مردم و بمطلب خود نرسیدم ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا اپنی جان نہ دینے آیا تھا
یہ صدا دیتا ہوا اُڑ اچلا گیا محل میں ایک غل ہوا کہ یہ کوئی جادوگر تھا کہ ملکہ گیتی افروز کو لینے آیا تھا خدا نے خیر کی
یہ تو بڑی بلا دفع ہوئی اُسی وقت ملکہ پر تصدق اُترنے لگے مظفر بن جنیغم خون آشام نے خوان تصدق کے
بھجوائے اور عرض کرا بھیجا کہ حضور ذرا دیکھ بھال کر باہر نکلا کریں اور جسنے اس فال کا حال سنا کہا کہ بی بی
فال تمھاری راست آئی تمھاری کلفت کے دن بھی کٹ گئے اور قاسم بھی سلامتی سے زندہ ہیں یہاں تو یہ باتیں
ہو ہی رہی ہیں مگر عنقاے جادو حرامزادہ تیر کھائے ہوئے خون جاری بُرا حال آکر ایرج نوجوان کے پاس گر پڑا

اور کہا تیرے واسطے جان میری گئی ایک سیاہ پوش عورت نے مجھپر تیر مار کر کلیجے کو میرے ہدف کیا اور جینا دشوار
کر دیا ایرج نے کہا وہی ملکہ گیتی افروز تھی جس روز سے قاسم کو اژدہا نگلگیا ہی وہ سیاہ پوش رہتی ہی یہی باتین تھین کہ
عنقائے جادو تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوا ایرج نے دیکھا کہ عنقائے جادو بصورت اصلی ہو گیا جان آہین ہین ہی
ایرج خوب اُسکے غم مین رویا حالت تباہ کی ہر دم کہتا تھا کہ اے عنقا جادو مین بھی اپنی جان تیرے ساتھ دونگا
بعد تیرے زندہ نرہونگا آخر کار اُسے آگ مین جلوا دیا لوگ جو اُسکے پاس تھے انھین مال و اسباب اُسکا دیکر
رخصت کر دیا ایک گھوڑا فقط اپنے واسطے رکھ لیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہنگ ملی کو قتل کرنے اُٹھا سرہنگ
نے کہا کہ اگر تو مجھے مار ڈالیگا تو اسی صحرا مین سر ٹپک ٹپک کر مرجائیگا اور راہ اپنے لشکر کی نہ پائیگا اور جو مجھے
نہ قتل کریگا تو مین تجھے تیرے لشکر مین پہونچا دونگا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سچ کہتا ہی کہا اے سرہنگ ملی
مین تجھے یہان نہ چھوڑونگا لشکر مین پہونچکر چھوڑ دونگا اور ابھی تجھے چھوڑ دون تو تو مجھے صحرا مین آوارہ و سرگردان
کرکے اپنی راہ لیگا آگے بھی تو مجھسے دغا کر چکا ہی مجھے تیری بات کا اعتماد نہین یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا اور
سرہنگ کی مشکین باندھکر ساتھ لے لیا کر چل آگے آگے جہان دن تمام ہوتا ہی اور رات ہو جاتی ہی سرہنگ ملی
کو درخت سے باندھ دیتا ہی گھوڑے کو آب و غذا سے سیر کرکے سو رہتا ہی ایک دن کا ذکر سنئیے کہ دوپہر کے وقت ایرج
نوجوان درخت کے نیچے پڑا سو رہا ہی اور سرہنگ درخت سے بندھا ہوا ہی گھوڑا چر رہا ہی سرہنگ اپنی گرفتاری
سے پریشان ہی اور اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ اے سرہنگ ملی عمرو تجھے اپنا مال سپرد کر گیا تھا اُسکی حفاظت تو
نہ کر سکا کیون تو قلعہ سے باہر گیا کہ راستہ اُسکا اورون کو معلوم ہوا اور حریف اُسمین آگئے تیری ہی نادانی سے قلعہ
بھی گیا غلام بھی عمرو کے مارے گئے اب تجھے بھی یہ آفتاب پرست زندہ نہ چھوڑیگا ضرور قتل کریگا مال گیا جان بھی گئی
بس اسی خیال مین رو رو کر دعا مانگ رہا تھا کہ زنگولون کی صدا بلند ہوئی اور سامنے سے ایک عیار کو آتے دیکھا
اُدھر اُس عیار نے دیکھا کہ ایک شخص درخت سے بندھا ہوا کھڑا ہی اور ایک نوجوان ماہ طلعت درخت کے نیچے سوتا
ہی گھوڑا گھانس کھاتا پھرتا ہی قریب آکر جو دیکھا سرہنگ ملی کو پہچانا ایرج نوجوان کو دیکھا سرہنگ ملی سے پوچھا کہ
یہ کیا معاملہ ہی مین تو سنون اُسنے تمام حال بیان کیا جانسوز بن قران نے کہا خوب مین اُسے باندھکر تیرے حوالے کرتا
ہون تو جہان جی چاہے اسے لیجا اور نکالکر دارو بیہوشی دماغ مین ایرج نوجوان کے پھونکدی کہ وہ اور بیخبر ہو گیا
حلقہائے کمند سے باندھا سرہنگ ملی کو درخت سے کھولا اور کہا کہ اب تمھین اختیار ہی جہان چاہو لے جاؤ
سرہنگ ملی نے بہت سی دعائین دین جانسوز بن قران تو چلا گیا سرہنگ ملی ایرج کو پشتارے مین باندھکر پیٹھ
پر پشتارہ لگا کر ملک سبائل کو روانہ ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی کوئی دو تین کوس آیا ہوگا کہ گرد و غبار کا
تتق اُٹھا کہ چرخ دوار کو تیرہ و تار کر دیا جب وہ گرد شق ہوئی دیکھا تو خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ کی جمعیت سے
نظر آیا سرہنگ ملی نے چاہا کہ راستہ کاٹ کر اور طرف جائے کہ اُدھر ستارہ پرستون نے دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش
اُدھر آتا تھا اب اور طرف کو پھرا جاتا ہی خورشید سے حال بیان کیا خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ خبردار وہ جانے
نہ پائے سوارون نے گھوڑے دوڑائے چار طرف سے گھیر لیا کہا کہ چل ہمارے ساتھ ہمارے صاحبقران نے تجھے بلایا
ہی ناچار سرہنگ سامنے آیا پوچھا کہ تو کون ہی اور یہ پشتارہ کسکا ہی اُسوقت سرہنگ ملی نے تمام حال بیان کیا
خورشید پکارا کہ اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہی تو پشتارہ میرے حوالے کر اور جہان تیرا جی چاہے چلا جا ناچار
ہوکر سرہنگ نے پشتارہ دیدیا اور سبکبار ہوکر چلا دل مین اپنے کہا کہ اے سرہنگ ملی اقبال اس صاحب پرست کا یاور ہی

طالع مددگار ہین تو اسکا کچھ نہین کر سکتا اب تو چل خدمت مین عمرو بن امیہ ضمری کی بس یہ اپنے دل مین ٹھان کر کچھ غلام عمرو
کے جو ارمنوس حصار کے علاقے مین پوشیدہ تھے انکو ڈھونڈھ کر اپنے ہمراہ لیکر سیاہ لباس پہنا چار زون پر سوار ہو کر ظلمات
کا راستہ لیا ادھر خورشید ستارہ پرست نے ایرج کو اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین بھیجدیا اور کوچ کر کے روانہ ہوا ادھر
شاپور شیر دل کئی منزل تک برابر ایرج کو ڈھونڈھتا پھر گیا مالک بن ملکوت شاہ سے آکر کہا کہ مجھے تو کہین پتا ایرج
کا نہین معلوم ہوا خدا جانے سر جنگ کدھر لیگیا مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ مال عمرو کا قلعہ مین سے نکلوا کر
جمع کرو اور چوکی پہرا اسیر رہے کہ تلف نہ ہونے پائے بموجب حکم کے قلعہ کو کھدوایا مال اسمین سے نکلوا کر ایک جگہ ڈھیر
کیا چار طرف پہرے مقرر کیے مگر اب حال سنیے اسد بن کرب غازی کا کہ یہ قلعہ مین سہراب دریا نشین کے بیٹھا ہی
ضرغام کو خبر کے واسطے بھیجا ہی کہ دیکھو یہ آفتاب پرست کہان ہو ضرغام نے جا کر تمام حال دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ
قلعۂ ارمنوس حصار کھد گیا سب مال عمرو کا قلعہ سے نکلکر ایک مقام پر ڈھیر ہی اور ایرج کو سرہنگ کی پکڑ لیگیا ہی
اسد غازی نے کہا کہ غضب ہوا دادا جان کا مال تلف ہوا مین جا کر جہانتک لایا جائیگا لاؤنگا بس اپنے رفقا سمیت
قلعہ سے باہر آیا اور رات کے وقت لشکر ایرج پر شبخون آکر گرا بہت سے لوگون کو قتل کر کے بارہ ہزار صندوق مال و
جواہر کے لیگیا اور قلعۂ سرخان مین لا کر رکھا اور سہراب سے کہا کہ اسے بحفاظت رکھو اور دوسری شب کو پھر شبخون
مار کر بارہ ہزار صندوق لیگیا تیسری شب کو اور بارہ ہزار صندوق لیگیا چوتھی شب کو طرماسپ بن طہماس خود
مستعد ہو کر بیٹھا کہ اس دیوانے نے غضب کیا کہ چھتیس ہزار صندوق تین شبخون مار کر لیگیا آج جسطرح ہو اسے
لیا چاہیے کوئی دو پہر رات گئی ہوگی کہ اسد نے برابر لشکر کے ہو کر بوق بجائی بارہ ہزار بوق بجی گویا صور اسرافیل
پھنکا اور تلوار کھینچکر جو گرا لگا قتل کرنے کھاتے کو اور پیتے کو اور سوتے کو اور جاگتے کو جو ذیحیات نظر آیا اسے قتل کرنا
شروع کیا مگر طرماسپ نے جو بوق کی آواز سنی گینڈے پر سوار ہو کر دوڑا برابر اسد غازی کے ہو کر نعرہ کیا کہ او
دیوانے آیا مین کب تجھے چھوڑتا ہون کہ زندہ میرے ہاتھ سے نکلجاے اسد پکارا مجھے کیا غرض ہو کہ مین ہر کس و ناکس
سے سامنا کرون اور تجھ ایسے حرامزادے سے تو اگر حلالی ہوتا یعنے اپنے باپ کے طریقے پر ہوتا تو مین مقابلہ کرتا یہ کہکر سبکو
بھگایا ابرش گل اندام سکندری انکے زیر ران تھا ایک طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا اور کسی کی یہ جرأت
نہ پڑی کہ اسد غازی کو روکتا طرماسپ نے تعاقب کیا یہانتک کہ اسد لشکر ایرج سے نکل آیا اور جانب صحرا چلا
طرماسپ بھی تعاقب مین اسد غازی کے راہی ہوا کوئی تین چار کوس اسد لشکر ایرج سے آیا ہوگا کہ دور سے
روشنی معلوم ہوئی اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ دیکھ تو یہ روشنی کیسی ہی وہ گیا اور آکر عرض کیا کہ یہ لشکر
خورشید ستارہ پرست کا اترا ہوا ہی بس یہ سنکر خوش ہوا اور ابراہیم سے کہا کہ دیکھو طرماسپ کو لشکر خورشید سے
لڑوائے دیتا ہون اور یہ کہکر لشکر خورشید پر آکر گرا اور تلوارین مارتا ہوا ایک طرف سے آیا اور دوسری طرف سے
نکلگیا طرماسپ جو یہان پہونچا اپنے ہمراہیون سمیت وہ بھی لشکر خورشید پر گرا ادھر ستارہ پرست بھی تیار ہو گئے لگی
تلوار چلنے تلوار چلتے چلتے صبح ہو گئی طرماسپ نے جو دیکھا کہ یہ لشکر اسد غازی کا نہین ہی خورشید کا ہی اپنے دل مین کہا
کہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ خورشید دیوانے کا شریک ہو کہ شبخون ہمارے لشکر پر جا کر گرتا تھا ادھر سے خورشید سوار ہو چکا تھا
آفتاب پرستون کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ طرماسپ سے مقابلہ ہوا طرماسپ للکارا کہ او ستارہ پرست آج مجھے
معلوم ہوا کہ تو دیوانے کا شریک ہو کر شبخون آکر کرتا تھا خورشید نے کہا کہ میرا کام یہ نہین کہ شبخون کسی پر جا کر کرون البتہ
تو نے میرے لشکر کو آکر تہ و بالا کر دیا ہی مین بغیر مارے تجھے کب چھوڑتا ہون قصہ مختصر طرماسپ نے ساطور مارا خورشید نے

ساطور کو سپر پر روکا کہ دستہ ساطور کا سپر پر پڑا بس مرکب خورشید کا زمین مین غرق ہوگیا مگر باگ مرکب کی جولی اور
اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب خورشید نے تلوار ماری کہ سپر کو قلم کرکے سر پر طرماسپ کے پڑی تلوار تا دو ابرو
اتر گئی طرماسپ نے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کے سر پر پڑی کہ دو ہو گیا گینڈا اور طرماسپ دونون گرے ستارہ پرستون
نے طرماسپ کو پکڑ لیا باقی آفتاب پرست شکست کھا کر بھاگے خورشید نے حکم دیا کہ طرماسپ کو قید کرو اسیوقت
آہنگرون کو بلوا کر ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ پانوٗن مین ڈلوا دین جہان ایرج قید تھا وہین اسے بھی لا کر اسیر کیا
طرماسپ نے جو ایرج کو دیکھا بہت خوش ہوا اسلام کیا حال پوچھا کہ اس عیار کے ہاتھ سے کیونکر آپ نے رہائی پائی
خورشید کے ہاتھ کیونکر لگے ایرج نے تمام سرگذشت اپنی کہی کہ عنقائے جادو کے باعث سے اس عیار کے ہاتھ سے
چھوٹا اور مارا جانا عنقائے جادو کا مگر گیتی افروز کے ہاتھ سے اور سرہنگ ملی کو شکین باندھکر ہمراہ لیکر چلنا
اور اثنائے راہ مین پھر سرہنگ کے ہاتھ سے اپنا گرفتار ہونا اور خورشید ستارہ پرست کا سرہنگ سے پشتارہ
چھین لینا بیان کیا طرماسپ نے کہا آپ سے اور خورشید سے کمال دوستی تھی پھر آپ کو خورشید نے قید کیون کیا
چھوڑ کیون نہ دیا ایرج نے کہا ای طرماسپ مجھکو خورشید نے ابھی تک سامنے نہین بلایا اور مین نے سنا ہی کہ
اب خورشید اور غضنفر بن اسد سے کمال محبت ہی معلوم ہوتا ہی کہ خورشید پھر طرفدار خدا پرستون کا ہوگیا
طرماسپ بولا خیر جو نیر اعظم کی مرضی لیکن یہان خورشید جوسہ پہر کو آرام کرکے اٹھا منھ ہاتھ دھوکر بارگاہ مین
آکر بیٹھا تمام رفقا اسکے جمع ہوئے غضنفر بن اسد مع شہاب بن فولاد اژدر گیر اور عادل شاہ کے آیا
دہنی جانب خورشید کے دنگل پر آکر متمکن ہوا خورشید نے تعظیم کی خیر و عافیت مزاج پوچھی اور کہا ای غضنفر
یہ آفتاب پرست نہایت بیمروت ہی کہ عمرو ایسا شخص جسنے اسکو خاک سے پاک کیا مرتبہ صاحبقرانی کو پہونچایا
اسکے ساتھ ایسی حرکت ناسزا اسنے کی کہ اسکے ناموس ملکہ جادو کو عوجان دریاباری کے حوالے کیے دیتا تھا وہ
عورت شیر زن تھی کہ اسنے عزت اپنی بچائی عوجان کو مار کر چلی گئی اور اب ایرج نے قلعہ ارمنوس حصار کو کہ اسمین
تمام مال عمرو کا تھا لوٹا اور بارہ ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ایسے نالائق بیمروت کو قتل کرنا لازم ہی غضنفر بولا آپکو
اختیار ہی حقیقت مین اسکی بیمروتیان مشہور ہین شاہزادہ نور الدہر کے ساتھ ہفت منظر سلیمانی پر کیا حرکت
بیہودہ کی تھی کہ انکے جسم اقدس پر کوڑا مارا تھا بیشک یہ پاجی ہی خورشید نے کہا مین اسے بلا کر تلقین بدین ستارہ پرستی
کرتا ہون اگر اسنے میرا دین قبول کیا فبہا نہین تو قتل کردونگا غضنفر بولا کہ ایرج دین آپکا نہین قبول کریگا خورشید
بولا کہ پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور چوبدار سے کہا کہ جاکر لاؤ ایرج کو وہ زندانخانے کو روانہ ہوا اتفاقات روزگار
اسد بن کرب غازی غضنفر کی بیعت کرنے کا حال سنکر وضع اپنی بدلے ہوئے سامنے کھڑا تھا گفتگو سن رہا تھا
یہ جو دیکھا کہ چوبدار ایرج کے لینے کو جاتا ہی اپنے دل مین کہا کہ ای اسد تو جلکر غدر و معذرت کرکے خورشید سے ملجا
اور ایرج کو قتل کرا تب اسد اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ داروغہ زندانخانہ ایرج اور طرماسپ کو لیے ہوئے داخل
بارگاہ ہوا بس اسد بیتاب ہو کر بصورت اصلی بنکر رومال سے ہاتھ باندھکر خورشید کے سامنے آیا پاس آکر قدمون پر
سر رکھدیا اور کہا ای خورشید مین تمہارا گنہگار ہون یہ تلوار حاضر ہی مجھے قتل کرو مجھکو جدائی تمہاری اسیطرح گوارا نہین
جسقدر محبت مجھے شاہزادہ نور الدہر سے ہی اسیقدر تمسے ہی غضنفر نے شہاب بن فولاد اژدر گیر سے کہا کہ دیکھو
باوا جان آئے اور اچھا رنگ لائے مگر خورشید نے جو اسد غازی کو قدمون پر گرے ہوئے پایا سر کو اٹھا کر گلے
سے لگایا اور بولا ای اسد بن کرب دلاور مین نے بالکل خطا تمہاری معاف کی مجھکو تمسے کینہ کچھ نہین یہ کہکر

کرسی جواہر نگار منگوا کر اسد غازی کو بٹھایا مگر ایرج نے جو یہ کیفیت دیکھی جلکر خاک ہوگیا بطریق آفتاب پرستان
سلام کیا خورشید نے کہا ای ایرج بہتر یہ ہی کہ دین ستارہ پرستی قبول کرو نہین تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا ایرج نے
کہا ای خورشید بچہ مجھکو تمنے نہین گرفتار کیا ہی ایک عیار مکر و دغا سے مجھے اسیر کیے ہوئے لیے جاتا تھا اُس سے
تمنے مجھے چھینا ہی اگر تمکو دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھکو سر میدان زیر کرو مین تمہارا دین قبول کرون ورنہ
تمہارے اختیار مین ہون جو چاہو کرو خورشید نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی ہم تمہین چھوڑے دیتے ہین جب
سر میدان زیر کرینگے تو ستارہ پرست کرلینگے بعد اسکے طرماسپ سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دین ستارہ پرستی کے
قبول کرنے مین اسنے کہا کہ آپ نے مجھے زخمداری مین اسیر کیا ہی مجھکو بقوت بازو زیر کیجیے تو مین بھی ستارہ پرست
ہوجاؤن خورشید نے کہا بہتر ہی اور اسد غازی سے خطاب کیا کہ بھئی انکو چھوڑے دیتے ہین یہ حجت لائے ہین
چاہا خداوند پروین نے تو انکو سر میدان پکڑ کر تمہارے حوالے کرینگے اسد نے کچھ جواب نہ دیا چپ بیٹھا رہا خورشید نے
کہا بلواؤ آہنگرون کو کہ قید انکی دور کرین ایرج نے کہا کچھ آہنگرون کی حاجت نہین ہی قید کا ٹوٹنا وقت پر مقرر
ہی یہ کہکر بکڑ کر ہاتھ کی ہتھکڑی پاؤن کی بیڑی گلے کا طوق جھٹکا دیا کہ قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا
اور اٹھ کھڑا ہوا طرماسپ نے بھی قید توڑ ڈالی خورشید نے تعظیم کی اپنے برابر بٹھا لیا صحبت گرم ہوئی ناچ ہونے لگا
ساغر کی گردش مین آیا ایرج نے جو کئی جام متواتر پیے دماغ اُسکا گرم ہوا خورشید سے کہا ای خورشید مجھکو تو عشق
نے مار ڈالا ہای عجب طرح کا بدقسمت ہون عنقائے جادو گیا تھا کہ قلعۂ ذو الامان مین سے ملکہ گیتی افروز
کو اٹھا لائے وہ خود ہاتھ سے اسکے مارا گیا ہای جسوقت عنقائے جادو تیر کھاکر میرے سامنے آکر گرا کیا تڑپ
تڑپ کر اُسنے اپنی جان دی اور مین بے نیل مقصود رہا اسد غازی نے جو نام ملکہ گیتی افروز کا سنا آگ ہوگیا
نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری مادر بخطا تو میرے سامنے نام ملکہ گیتی افروز کا لیتا ہی دیکھ تو تیری کیا
حالت کرتا ہون اور تلوار کھینچکر ایرج پر ماری ایرج نے مسند کے تکیے پر روکی کہ تکیہ کٹ گیا ایرج سنبھلکر اٹھا کہ
اسد دور ہو چکا اور خورشید ستارہ پرست سے کہا کہ تو نے اسی لیے اس پاجی کو چھوڑ دیا تھا یہ کہکر بارگاہ سے
باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوکر چلا یہان ایرج نے خورشید سے کہا کہ یہ دیوانہ نکلگیا مگر کہان جائیگا مارونگا اسے
اور خورشید سے رخصت ہوکر مع طرماسپ اپنے لشکر کو روانہ ہوا غضنفر نے اپنے رفیقون سے کہا کہ دیکھا
باوا جان خفا ہوکر چلے گئے خورشید بولا ای غضنفر مجھے اور اسد غازی سے ایسا ربط وضبط تھا کہ ہم اور
اسد یک جان دو قالب تھے مگر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوا دیا اور اسوقت وہ ناحق مجھسے خفا ہو گئے
غضنفر نے کہا وہ آپ سے نہین خفا ہوئے ایرج کے کلام بیہودہ سے برافروختہ ہوکر چلے گئے اور مجھے انکی خفگی سے
کچھ مطلب نہین آپ نے دیکھا کہ مین نے انھین سلام تک نہین کیا آپ نے مجھے منع کیا تھا کہ اپنے باپ سے ملنا
اس سبب سے نہ ملا خورشید نے کہا کہ بھئی صادق القول ایسے ہی ہوتے ہین اور دیکھو مین نے بھی ایرج سے کچھ برا برتاؤ
نہین کیا اور اب چلکر اُس سے مقابلہ کرتا ہون یہ آفتاب پرست جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور بھی مین تمہین تمہارے
باپ سے ملنے کو اب منع نہین کرتا شوق سے ملو اور بھئی باپ تمہارا اس کمزوری پر ایسا بہادر ہی کہ رستم بھی اگر ہوگا تو
ایسا ہی ہوگا اور عجب بے پیچ نڈر آدمی ہی کہ مرنے کو تو ڈرتا ہی نہین اور اب تو وہ مجھسے بھی عذر خواہی کرچکا مجھکو
اب اُس سے کینہ نہین رہا اور حکم دیا کہ کوچ کی تیاری ہو انکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے حال ایرج اور طرماسپ
کا سنیے کہ یہ دوسرے روز اپنے لشکر مین آئے مال جو عمرو کا قلعہ مین سے نکلا تھا آدھا آپ لیا اور آدھا

لندھور کو دیا لندھور نے اپنا نصف حصہ اختیار سے رکھوا دیا کہ کبھی یہ مال بہت بڑے شخص کا ہے دیکھیے اسکے
واسطے کیا آفت آتی ہے قصہ مختصر ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہے ! تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادی اور کشیدہ رو
آ پہونچے ایرج بولا کچھ پروا نہین ہے جو نیر اعظم چاہینگے وہ کرینگے اتنے مین لشکر عادیون کا مقابل لشکر ایرج
اُترا ثمود عاد خیمے مین داخل ہوا بیٹھا مسند پر غم مین شاہزادہ نورالدہر کے راگ رنگ سب کچھ ترک کر دیا ہے اور
کشیدہ رو دیون کی طرف دیکھکر کہا کہ بجائیو طبل جنگ بجواؤ کل یا تو ہمنے اس آفتاب پرست کو مارا یا اپنی جان دی بعد
اُس شہریار کے زندگی کو جی نہین چاہتا غضب کیا اس بزاز بچے نے کہ ایسے شاہزادے کو قتل کرا ڈالا کشیدہ رو دیون
نے کہا کہ بھائی ہم اپنے کو مردون مین شمار کرکے آئے ہین یا اپنے آقا کے قاتل کو مارا یا ہم بھی آقا پاس پہونچے طبل جنگ
بجنے کو حکم دیا اُسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا یہ خبر ایرج کو ہوئی اُسنے بھی کوس حربی بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرا نبرد ہوئے صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا نقیب نعرے کر چلے گئے
ثمود عاد چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے میدان مین آیا مبارز طلب کیا طرماس نے چاہا کہ مقابلے کو جائے
ایرج نے نہ جانے دیا کہا کہ مین اس لوسے تجھے مقابلہ نہ کرنے دونگا اگر تو مارا گیا تو پھر مین تجھے کہان پاؤنگا اور
مین نے تو سیکڑون دیوون کو مارا ہے مین جا کر اسکا کام تمام کرونگا یہ کہکر آپ مرکب کو جھکا کر ثمود عاد کے مقابل ہوا دیکھا
ایرج کو ثمود عاد نے آنکھون مین خون اُتر آیا کہا کہ او آفتاب پرست بیمروت تیرے دل نے کیونکر گوارا کیا کہ ایسے
شاہزادے کو تونے مار ڈالا ایرج نے کہا اے ثمود عاد قسم ہے نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین اس امر سے نہین آگاہ
ناحق اسد نے مجھے بدنام کیا ہے محض غلط ہے اگر مین نورالدہر کو قتل کراتا اُسکے غم مین سیہ پوش کیون ہوتا آٹھ روز تک
اپنے لشکر سمیت سیہ پوش رہا اور پھر مجھکو قاتل نورالدہر مشہور کیا ثمود عاد بولا کہ تونے قتل نہین کرایا تو بارگاہ
سلیمانی کیون طلب کی بعد اُسکے اسباب بھی شاہزادے کا منگوا بھیجا تھا اس سے ثابت ہوا کہ تو ہی باعث قتل شاہزادہ
نورالدہر ہے دوسرے یہ کہ تجھکو خیال تھا کہ نورالدہر کے سامنے شوکت و شان میری خاک مین ملی ہوئی ہے یہ زندہ ہے تو
مین سر نہ اُٹھا سکونگا اس باعث سے تونے اُسکو قتل کرایا اور اب مکر کرتا ہے ہم تو بے آقا ہو گئے بغیر مارے تجھے
نہ چھوڑینگے ایرج نے کہا خیر اگر مین نے اُسے نہین مارا تھا تو بارے دیکھون کہ تو میرا کیا کرتا ہے لا جو حربہ تیرے پاس ہو
ثمود عاد پکارا تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی حربہ کرونگا بس ایرج نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر ثمود عاد
پر مارا ثمود نے نیزہ ایرج نوجوان کا نیزے پر روکا کئی طعن پر طعن چلنے دو گھڑی بھر مین ایرج نے نیزہ ثمود عاد کا ہوائی
کیا ثمود نے بغیظ و غضب مین آکر چوب بہت گران سنگ سر پر کھینچ دے کر ایرج پر ماری ایرج نے گرز پر روکی تڑاقا پیدا ہوا
شرارے نکلے جگر زمین خوف سے شق ہو گیا مرکب تنگ تنگ غرق ہو گیا ہر موسے پسینا جاری ہوا ملک سے بانگ بلند
ہو گئی ایرج بیہوش ہو گیا ایک تتق گرد کا بلند ہوا ثمود عاد پکارا کہ آکر ایرج کی خبر لو دیکھو اسیر کیا لندری شاہ نور دوڑا
گرد کے اندر گھسا پانی کا چھینٹا دیا گرد بیٹھی دیکھا ایرج کو بیہوش کھڑا ہوا ہے پکارا کہ شہریار ہوشیار ہو جیے دیکھیے حریف
لاف و گزاف کر رہا ہے ایرج کی آنکھ کھلگئی کہا اے شاہ نور اس عادی نے بلا کی ضرب لگائی روکی تو مین نے مگر ہاتھون
مین درد ہو رہا ہے یہ کہکر گھوڑے کو چاہا کہ زمین سے نکالے وہ اسپ گلی ہو چکا تھا پشت زمین سے کود کر خشمناک
ہو کر ثمود عاد پر دوڑا ادھر سے وہ بھی لپکا کشتی ہونے لگی دن بھر کشتی رہی تماشا بینون کی یہ کیفیت ہے کہ کہتے ہین
یارو دیو آدمی کی لڑائی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے جب تک ان دونون مین فیصلہ نہوگا ہمین تو کھانا پینا حرام ہے غرض کہ
پانچ شبانہ روز کشتی رہی مگر اب ثمود عاد کی یہ کیفیت ہے کہ دم آچکا ہے فقط اپنے جسم کے لنگر پر لڑ رہا ہے کہ ایک

مقام پر ایرج نے تکمہ مار کر لنگر ثمود عاد کا توڑا اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر چڑھ کر مشکین
ثمود عاد کی ایرج نے باندھ لیں طبل بازگشت بجوا کر پھر ادونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ کو آئے ایرج بارگاہ مین
آکر بیٹھا ثمود کو سامنے بلایا اور کہا کہ دین میرا قبول کر ثمود عاد نے انکار کیا ایرج نے کہا بیعت میری اختیار کر
وہ بولا یہ بھی نہ ہوگا مجھکو بعد شاہزادہ نورالدہر کے زندگی منظور نہین ہے جہان آسے تو نے قتل کرایا مجھے بھی قتل کر
ایرج نے ثمود عاد کو زندانخانے مین بھیجدیا اس اثنا مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ عادیون نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے ایرج نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے دونو لشکرون مین چار پہر رات تیاری جنگ رہی صبح کو
معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نعیب سُنا کر چلے گئے عاد بن ثمود میدان مین آیا مبارز طلب کیا ایرج
مقابلے کو نکلا بعد از نگاورزنی و ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ عاد بن ثمود کا ہوائی کیا عاد بن ثمود نے
تلوار ماری ایرج نے وار اُسکا رد کرکے جو اپنا وار کیا تلوار سپر کو کاٹ کر خود کو دو کر کے سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی
عاد بن ثمود نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹا کر نکالی چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اقیاش کشیدہ رو
یہ حال دیکھکر گینڈا بڑھا کر مقابل ہوا خوب نیزہ و تیغزنی کی لیکن ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہوا القاش کشیدہ رو
میدان مین آیا لیکن وقت جنگ زخم کھایا اقران کشیدہ رو نکلا وہ بھی زخمی ہوا آج ایرج تلوار کی لڑائی لڑ رہا ہے
اسلیے کہ سردار بہت ہین کس کس کو زیر کرکے لیجائے گا آخر کار جتنے سردار تھے سب زخمی ہوئے اب کشیدہ رو
غصے مین آکر ایرج پر دوڑ پڑے یہ حال دیکھکر طرماسپ و دیلم شباط نے بھی اپنے گینڈون کو دوڑایا لگی تلوار
چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی کشیدہ رو آفتاب پرستون کو پکڑ پکڑ کھانے لگے ایک غل آفتاب پرستون مین ہوا کوئی منہ
پر کشیدہ رویون کے نہین چڑھتا بھاگے جاتے ہین مگر ایرج نوجوان اور طرماسپ و دیلم شباط نے بہت سے
عادیون و کشیدہ رویون کو قتل کیا آخر کار تاب جنگ نہ لا سکے تمام عادی و کشیدہ رو اپنا مال و اسباب
لیکر بھاگے ایرج نے کہا شمار کرو کہ عادی اور کشیدہ رو کتنے مارے گئے اور آفتاب پرست کتنے کام آئے
غرض حساب جو کیا اور لاشین گنین تو قریب چار ہزار کے عادی اور کشیدہ رو کام آتے تھے اور آفتاب پرست
چالیس ہزار سے زیادہ اُنھون نے کھالیے تھے اور دس بیس ہزار لاشین پڑی تھین ایرج نے کہا یہ لوگ
بلا ہین انکے عہدہ برآ ہونا بہت مشکل تھا یہ نیر اعظم آفتاب تابان کی مدد تھی کہ فتح پائی غرض یہی باتین
کرتا ہوا بفتح و فیروزی پھر کر داخل بارگاہ ہوا سبھون نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ بڑی بلا لشکر پر سے دفع ہوئی
ایرج نے جواب دیا واقعی سچ ہے القصہ دوسرے دن ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی مین بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے
طرماسپ بن طہماس و دیلم شباط زنگی اور سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین ناچ ہو رہا ہے جام شراب
گردش مین ہے ایرج کا دم گھبرایا حکم دیا کہ سراچہ سامنے سے ہٹا دو اسی وقت خدمتگارون نے سراچے اُٹھوا دیے
چوبہائے طلا و نقرہ پر قائم کیے گئے منقش کی ڈوریان تکمہ ہائے لعل و یاقوت سے باندھ دی گئین ایرج سیر سبزۂ صحرا کی
دیکھنے لگا کہ جانوران خوش الحان مصروف ثنائے رب دوجہان ہین گلہائے بوقلمون نیرنگ عالم دکھا رہے ہین ہوا
سرد چلی آتی ہے عجب کیفیت ہے مگر کوئی دو پہر دن چڑھا ہوگا کہ ایک طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے
خبر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جسوقت گردش ہوئی علمہائے ستارہ پیکر نمودار ہوئے بعد اُسکے اور جلوس گذرا
اور خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے دکھائی دیا اور مقابل لشکر ایرج کے آکر اُترا ہرکارون نے
آکر ایرج کو خبر دی کہ خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد دونون آئے ہین ایرج نے کہا کچھ اندیشہ

نہین ہی مگر خورشید ستارہ پرست جو داخل بارگاہ ہوا اُسی وقت وزیر کو بلاکر کہا کہ نامہ لکھو ایرج کو کہ مال اسباب
جو عمرو بن امیہ ضمری کا تنے لیا ہی وہ سب بجنسہ اسی قلعہ ارمنوس حصار مین رکھوا دو جب حمزہ صاحبقران
ظلمات سے پھر کر آئینگے تو اُنسے فیصلہ کرکے لے لینا اور ملک صاحبقران عالیشان کے جو تنے لیے ہین انھین چھوڑ دو
اور مجھسے اگر بیعت کرو ورنہ مجھسے اور تمسے جنگ وجدل ہوگی وزیر نے یہ سُنتے ہی نامہ تیار کیا خورشید ستارہ پرست
دوسرے دن صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھا چوکی مخملی منگواکر بچھوائی اسپر نامہ سپر شمشیر جام شربت بیڑا پان کا رکھوا کر
پکارا کہ ایہاالناس کوئی ایسا ہی ہماری بارگاہ مین کہ یہ نامہ لیکر ایرج کے پاس جائے اور ہمارے نامے کا جواب
باصواب لیکر آئے ہنوز کلام ختم نہ ہوا تھا کہ غضنفر بن اسد اپنے دنگل شوکت سے اُٹھا اور پکارا کہ اے خورشید مصرع
کار ما انیست وما اینکار رائیم + مین جاؤنگا اور جواب نامے کا لیکر آؤنگا خورشید بولا اے غضنفر تجسے اور ایرج
سے عداوت قدیم ہی تمہارے باپ کے خون کا وہ پیاسا ہی تم ہرگز نہ جاؤ تمہارا جانا مناسب نہ ہوگا غضنفر بولا کہ وہ
بزاز بچہ اگر دشمن ہی تو ہو میرا کیا کریگا اور مین کچھ لڑنے جاتا ہون نامہ لیکر جاتا ہون اور مثل مشہور ہی کہ ایلچی
رازوال نیست خورشید ناچار ومجبور ہوکر بولا خیر جاؤ خداوند بروین تمہارا نگہبان ہو مگر کلام سخت نہ کرنا غضنفر
بولا تم تو ابھی سے اُس سے دبے جاتے ہو لڑوگے کیا خورشید نے کہا اچھا تم گالیان دینا دیکھون تو وہ کیا کرتا ہی
غضنفر تو چند رفقا ہمراہ لیکر روانہ ہوا مگر خورشید کو غضنفر کی طرف سے کھٹکا لگا ہوا ہی ہر کاردن کی ڈاک بٹھادی ہی
کہ ہمین ایک ایک دم کی خبر پہونچے القصہ غضنفر آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا اب علم نشان اُٹھوا تا چلا آتا ہی یہ خبر
ایرج کو ہوئی کہ غضنفر خورشید کی طرف سے برسم ایلچی گری آتا ہی اور لشکر پر بدعت کررہا ہی کہا کہ کوئی اُس سے غرض نہ
آنے دو یہانتک کہ غضنفر بن اسد تمام لشکر کو طی کرکے دروازہ بارگاہ سلیمانی پر پہونچا دیکھا تو چوبدار پیادل کھڑے ہین
ہاتھی گھوڑا پالکی موجود ہی دو چار کوڑے مار کر سب کو ہٹا دیا گھوڑے پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور بن سعدان اور رفقائے لندھور بن سعدان نے جواب سلام دیا ایرج نے حکم دیا کہ کرسی غضنفر
کے واسطے لاؤ جب تک لوگ کرسی لائین یہ سیدھا دنگل طرماسپ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک لمحہ بھر کے واسطے دنگل
اپنا مجھے دیدو مین بیٹھکر جواب وسوال کرکے چلا جاؤنگا پھر تم اپنے دنگل پر آبیٹھنا طرماسپ چاہتا ہی کہ کچھ کہے کہ
بہزاد مرتد دوڑ پڑا کہ او دیوانہ بیج یوانہ کیا سودائی پن کی گفتگو کرتا ہی تیرے واسطے کرسی آتی ہی اُسپر بیٹھ جانا نہیں یہ سُنکر
غضنفر پکارا کہ او بیحرامزادے مرتد کیون تیری شامت آئی ہی بہزاد مرتد نے یہ کلمہ سخت جو سُنا تلوار غضنفر پر ماری
غضنفر نے تلوار اسکی روک کر جو وار اپنا کیا سپر کٹی اور تلوار سر پر پہنچی کہ تا دھا بر دو اُتر گئی طرماسپ اُٹھا کہ او دیوانے
تو نے بہزاد کو زخمی کیا کہان جائیگا غضنفر نے وہی تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے دھار تلوار کی بچاکر قبضے پر
ہاتھ ڈالدیا غضنفر نے بائین ہاتھ سے خنجر پشت دست طرماسپ پر مارا کہ ہاتھ کے پار گذر گیا قبضہ تلوار کا ہاتھ سے طرماسپ
کے چھوٹ گیا غضنفر نے پھر وہی تلوار ماری کہ کلہ طرماسپ کا زخمی ہوا زخم کاری لگا طرماسپ نے منھ پھیرا غضنفر
نے اور ایک ہاتھ مارا کہ وہ شانے پر پڑا شانہ زخمی ہوا اتنے مین ایرج دوڑ پڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو
سردارون کو زخمی کیا اب کیا طرماسپ کو مار ڈالیگا جیسے ہی ایرج قریب آیا غضنفر نے اُسپر بھی وہی تلوار ماری
ایرج نے ڈھلی دے کر ہاتھ فرو کر تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ یا نیر اعظم آفتاب تاباں کہکر اُٹھا لیا سر پر
چرخ دے کر زمین پر مارا کود کر چھاتی پر بیٹھا مشکین باندھ لین اور پکارا کہ او دیوانے دین آفتاب پرستی اختیار کر
غضنفر نے کہا مین لاکھ لاکھ لعنت دین آفتاب پرستی پر کرتا ہون ایرج نے کہا خیر دین آفتاب پرستی اختیار نہ کر

تو بیعت مجھسے کر غضنفر پکارا کہ مین خورشید سے دست بیعت ہو چکا ہون اب کیا مین ہرجائی ہون کہ ہر ایک سے
بیعت کرون ایرج نے کہا کہ مین تجھے زندہ نہ چھوڑونگا اور کہا بلاؤ جلاد کو کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد
کے بلانے کو دوڑا ہوالندھور بن سعدان نے غضنفر سے خطاب کیا کہ صاحبزادے کیون اپنی جان دیتے ہو بیعت
کرنے مین کچھ تمھارا نقصان نہین ہے جوانی پر اپنی رحم کرو غضنفر بولا کہ بہت آپ کا دل میرے واسطے رکھا آپ اپنا
دل نہ دکھائیے مجھپر رحم نہ کھائیے سبحان اللہ کیا گل کھلائی آپ نے کی ہے خوب امیر حمزہ صاحبقران کے ملک آپ نے آباد
کرائے عمرو کے مال کی خوب حفاظت کی عاشق کسی پر ہو تو ایسا ہی ہو جسطرح آپ ہوئے ہین بس اب میری سعی و سفارش
نہ کیجیے گا اور ایرج سے کہا کہ تو مجھے قتل کر کہ اس اثنا مین جلاد آکر موجود ہوا پکارا کہ کسکا پیمانۂ عمر لبریز ہوا کسکا رشتۂ
حیات منقطع ہوا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہے ایرج پکارا کہ جلد اس دیوانے کو قتل کر جلاد نے اسیوقت ریگ کا
چبوترہ بنا کر نطع اوسپر ڈالدیا ہاتھ پکڑ کر غضنفر کا نطع پر بٹھایا تلوار کھینچکر سر پر آکھڑا ہوا ایرج نے کہا منتظر کسکا ہے لگا
ایک ہاتھ جلاد نے خط سیاہ گردن پر کھینچی اور تیغ ہاتھ مین تولا اور پکارا کہ ہاتھ پر قوت رکھتا ہون تلوار باڑھ دار
ہے ایک ہاتھ مین کام تمام کرونگا ذرا سمجھکر حکم دیجیے کسواسطے کہ مار ڈالنا میرا کام ہے زندہ کرنا میرا کام نہین ہے اور غضنفر
نے دیکھا کہ اب جان بچتے نہین معلوم ہوتی آنکھون مین آنسو بھر لایا دل کو رجوع کیا پروردگار عالم کی طرف دعا مانگنے
لگا ابھی ایرج نے تیسرا حکم قتل کا نہین دیا تھا کہ دروازۂ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور خورشید ستارہ پرست سامنے
سے نظر آیا بطوق ستارہ پرستان سلام کیا ایرج تعظیم کے واسطے اُٹھا خورشید کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر لاکر بٹھالا ساقی کو
اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا اور عطردان پاندان چنگیر جو گھر منگوا کر سامنے خورشید کے رکھے مزاج پرسی کی پوچھا
کہ آپ کیون تشریف لائے خورشید نے کہا کہ ای ایرج نوجوان مین نے غضنفر بن اسد کو برسم ایلچی گری تمھارے
پاس بھیجا تھا تمسے بعید امر ہوا کہ تمنے ایلچی کے قتل کا ارادہ کیا کسی نے بھی آج تک ایلچی کو قتل کیا ہے مثل مشہور ہے کہ
ایلچی را زوال نیست ایرج نے کہا کہ ای خورشید یہ ایلچی گری کو آیا تھا یا ہر ایک کو قتل کرنے آیا تھا دیکھیے بہزاد
اور طہماسپ کو کہ انکا کیا حال بنایا ہے مارہی ڈالا تھا خورشید بولا یہ تو دیوانہ تھا طہماسپ کیون اسکے ساتھ
سودائی بنا اور عبث تکرار کی خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب غضنفر کو رہا کرو قتل سے باز رہو ایرج نے کہا بہت مجھے آپکی
خاطر عزیز ہے اور بلا کر آہنگرون کو کہا کہ قید غضنفر کی دور کرو اسی وقت آہنگرون نے آکر قید کاٹ دی غضنفر قید
سے چھوٹا کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش گرم ہوئی لندھور سجدۂ شکر درگاہ جناب ایزدی مین بجا لایا کہ غضنفر
بن اسد چھوٹ گیا مگر غضنفر چپکا سوچ مین بیٹھا ہوا ہے کہ ایک گھڑی بھر کے بعد سر اُٹھایا اور کہا کہ ای ایرج
صاحبقران مین نے بیعت خورشید کی ترک کی مین جانتا تھا کہ خورشید بہادر ہے مگر شجاعت و بہادری کیا جانے
مجھکو تمھاری خوشامد کرکے چھڑایا یہ بعید از جرأت و تہور ہے مین ایسے جاپلوس اور خوشامدی کی بیعت نہین کرتا اب
تمھاری بیعت کرنے پر راضی ہون اور اٹھا کر لاؤ ہاتھ مین تمھاری بیعت کرون ایرج نے ہاتھ بڑھایا کہ آئیے بیعت کیجیے
خورشید متعجب اور خاموش بیٹھا ہے اور اپنے دل مین کہہ رہا ہے کہ یہ عجب طرح کا دیوانہ ہے ایسا سودائی دیکھا نہ سنا بس ایرج
نے جیسے ہی ہاتھ پھیلایا غضنفر نے ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا ایرج یہ سمجھا کہ شاید میرا ہاتھ آنکھون سے لگائیگا مگر غضنفر نے
ہاتھ پر ایرج کے تھوک دیا اور ایک طمانچہ مارا کہ او بزاز بچے ہم تیری بیعت کرینگے ادھر ہاتھ غضنفر کا بھرپور بیٹھا کہ
تمام بارگاہ آواز سے گونج گئی ایرج تیورا گیا اور ایک انگلی اسکی آنکھ پر پڑی اس وجہ سے ایرج کو تو اٹھنے
مین دیر ہوئی غضنفر کودکر بھاگا ایک اور سردار اُٹھا کہ غضنفر کو پکڑ لے مگر جو اُٹھا اسے غضنفر نے

ایک ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوا نیلم زنگی اور فیلم زنگی وغیرہ زخمی ہوئے غضنفر بارگاہ سے نکلکر مرکب پر سوار
ہوکر بوق بجا کر مع اپنے رفقا چل نکلا بعد ایک لمحہ کے ایرج بھی اُٹھکر دوڑا کہ کب چھوڑتا ہون اس دیوانے کو
غضب کیا اُسنے جیسے ہی بارگاہ سے نکلا دیکھا دور ایک غل ہی کہ غضنفر مارے ڈالتا ہی ایرج مرکب پر سوار ہوکر چلا کہ لینا
اس دیوانے کو غضب کیا اسنے اب یہ کیفیت ہی کہ آگے آگے تو غضنفر پیچھے پیچھے ایرج نوجوان چلے جاتے ہین نہان
خورشید نے اپنے دل مین کہا کہ ایرج غصے مین ہی ایسا نہ ہو کہ غضنفر کو مار ڈالے بس یہ خیال دل مین کرکے اُٹھا بارگاہ
سے باہر آیا مرکب پر سوار ہوا اور تعاقب مین ایرج اور غضنفر کے روانہ ہوا لیکن غضنفر اسی طرح بھاگا ہوا چلا جاتا ہی
ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ ایرج بھی ساتھ ہی پہونچا اور للکارا کہ او دیوانے آپہونچا مین غضنفر نے ہرچند گھوڑے کو
کوڑا کیا مگر آگے نہ بڑھا اتنے مین ایرج آپہونچا اور تلوار غضنفر پہ ماری غضنفر نے اپنے کو بچایا لیکن مرکب کے پچھلے دھڑ پر پڑی
بیٹھا اور دونون پاؤن لٹکے غضنفر کو دوڑا اور تیر کمان مین جوڑ کر مارا مرکب پر ایرج کے پڑا کہ گھوڑا مارا گیا ایرج
بھی مرکب سے کودا غضنفر نے ایک تیر اور مارا کہ دو بلنے پر پڑا تیر مار کے بھاگا ایرج بھی دوڑا اب دونون پیادہ پا
ہین غضنفر دبلا پتلا ایرج لحیم وشحیم کیونکر اُس تک پہونچے آتے آتے غضنفر ایک پہاڑ پر چڑھ گیا ایرج زیر کوہ کھڑا
پہونچا پکارا کہ او دیوانے آیا مین وہین آکر تجھے مارونگا مگر عجب عالم ہی ایرج کا کہ تلوون مین آبلے پڑ گئے ہین پاؤن
تھک گئے ہین چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھے کہ اُدھر سے خورشید پہونچا ادھر شہاب بن فولاد اژدگیر اور عادل شاہ
اور سب رفقا غضنفر کے پہونچے خورشید نے ایرج سے کہا کہ بس پھر جاؤ یہ شدنی نہین کہ میرے ہوتے غضنفر پر ہاتھ
ڈالو اور غضنفر کے لوگ بھی آگئے تمھارے رفیق بھی آپہونچے ناحق کشت وخون ہوگا ارادہ فاسد سے باز آؤ کل تمہارا
تمھارے سامنا ہی ایرج بولا ای خورشید تم ان لوگون سے ناحق ملتے ہو بابچے اس دیوانے کے تمھارے ساتھ کیا
سلوک کیا جو اس سے تم فیض کو پہونچوگے ہٹ بچاؤگے یہ نہایت فیلیے ہین اور مین تو تمھارے کہنے سے پھرا جاتا ہون
مگر یہ خدا پرست اب زیر کاہ ہین نہین معلوم کیا ہی کہ اس دیوانے نے تمسے بیعت کی ہی پھر تمھین دغا دیگا خورشید
چپکا سنا کیا جواب نہ دیا کہ اتنے مین ایرج کے سردار سامنے سے دکھائی دیے ایرج اپنے لشکر کو پھر گیا اور خورشید غضنفر ہی
ساتھ لیکر باتین کرتا ہوا اپنے لشکر مین آیا داخل بارگاہ ہوا ناچ ہونے لگا جام مئے ارغوانی گردش مین آیا دو دو جام
شراب کے پی کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ خبردار ایرج کے روانہ ہوئے اور بیان کیا کہ خورشید نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج
نے کہا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگ بیدرنگ بجے نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارے کی گرجی
لشکرون مین تیاری ہونے لگی ہر ایک آلات حرب وضرب درست کرنے لگا اسیطرح صبح ہوئی دونون لشکر میدان
جدال وقتال مین صف آرا ہوئے نقیب نقابت کرکے چلے گئے خورشید اپنے لشکر سے مرکب کو جھکا کر نکلا میدان مین
آیا سراپا جنگ کا دکھایا جب خوب عرق عرق ہوگیا گھوڑا بھی پسینے مین تر ہوگیا ٹھہر کر نیزہ گاڑا اور مبارز طلب کیا
ادھر ایرج اپنے لشکر سے نکلا گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم کو وہی تمھارا نگہبان ہی ایرج نوجوان مالک بن ملکوت شاہ سے
رخصت ہوکر مقابل خورشید ہوا خورشید بے تحیہ تکاورخی دوڑا دونون مرکب برابر سے ملے مسلسل کر رانون مین
ایک نے دوسرے سے مقابلہ کیا بعد از ہمسخنی نیزہ بازی ہوئی دونون نے بھالے سنبھالے نیزہ بازی ہونے لگی
یہانتک کہ سنانین بنانین بیکار ہوگئین اور مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا پھینک پھینک کر نیزے ہاتھون سے
تلوارین کھینچ لین لگی تلوار چلنے دونون کیسے زبردست ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ دو بجلیان ہین کہ کوندتی ہین یہانتک

کہ دو پہر تلوار چلی ایکبار گھوڑے نے خورشید کے سکندری کھائی اور تلوار سر پر پہنچی کرتا و دابرد اتر گئی اور چادر خون
کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی لوگ دوڑ پڑے اور خورشید کو اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا غضنفر بن
اسد نکلا آتے ہی برس پڑا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا شہاب بن قولاد اثر در گیر تے سنا منا کیا یہ بھی تا دیر لڑا لیکن مجروح ہوا
سعد وسعید مقابلے کو نکلے گرفتار ہوئے اب شام ہوئی طبل باز گشت بجا دونون لشکر پھر گئے رات کو خورشید اور غضنفر
کوچ کرکے مع لشکر چلے گئے یہان صبح کو ایرج آکر بارگاہ مین بیٹھا حکم دیا کہ لاؤ سعد وسعید کو میرے سامنے اسی وقت
لوگ سعد وسعید کو زندانخانے سے لائے انھون نے بطریق اہل اسلام سلام کیا ہندیون نے جواب سلام دیا
ایرج نے کرسیان انکے واسطے بچھوائین پوچھا کہ مین نے کیونکر تمھین زیر کیا انھون نے جواب دیا کہ تو زبردست تھا ہم
تیرے ہاتھون گرفتار ہوئے ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی قبول کرو میری رفاقت مین رہو انھون نے جواب دیا
کہ لاکھ لاکھ لعنت ہے آفتاب پرستی پر ایرج بولا خیر دین میرا نہین قبول کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو دونون نے
کہا کہ ہمین جان دینا قبول ہے اور بیعت تیری کرنا قبول نہین ہے ایرج یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور لندھور کی طرف
دیکھکر کہا کہ آپ بھی انکو جہانتک سمجھانا ہو اسی وقت سمجھا لیجیے اور اگر آپ کہینگے کہ انکو تین روز قید رکھیے بعد تین روز
کے قتل کیجیے گا تو مین نہ مانونگا کسواسطے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ مین نے قید کیا ہے رات کو اسد آکر چھڑا لیگیا ہے اور سب
مجھپر ہنستے ہین اب مین اپنے کو ہنسوانے کا نہین لندھور نے سعد وسعید کو بہت سا سمجھایا کہ تم بیعت کر لو
آج ایرج صاحبقران بادشاہ اولوالعزم ہے مین نے بھی مصلحت وقت جانکر بیعت کی ہے تم بھی دست بیعت ہو سعد
وسعید بولے اے ہندی ہم ایرج پر عاشق نہین ہوئے ہین جو بیعت کرین اور سامنے بیٹھکر نظارہ کیا کرین تو عاشق
ہوا ہے بیعت کیے بیچارہ لندھور یہ سُنکر خاموش ہوا ایرج نے حکم دیا بلاؤ جلادون کو اُسی وقت جلاد آکر موجود
ہوئے ایرج نے کہا جلد انھین تیرچی پر کھینچکر تیر باران کرو میرے سامنے سے کہین نہ لیجاؤ کسواسطے کہ وہ دیوانہ اکثر آیا
ہے اور چھڑا لیگیا ہے غرض اُسی وقت اُن دونون کو تیر باران کیا وہ مرد مسلمان درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لندھور
تو کمال متاسف اُٹھکر چلا آیا یہان لاشے اُن مسلمانون کے لشکر سے باہر پھنکوا دیے گئے قضاے کار اتفاقات روزگار
ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا لاشین انکی دیکھکر روتا ہوا اسد غازی کی خدمت مین آیا تمام حال
بیان کیا کہ خورشید و غضنفر تو زخمی ہوکر چلے گئے سعد وسعید کو ایرج نے شہید کیا بس یہ سُنتے ہی پہلے تو انکے نام پر
فاتحہ پڑھا بعد اسکے کہا کہ آج چلکر لاشین انکی لائینگے دفن کرینگے اور اگر خدا نے چاہا تو انکے خون کا عوض بھی لینگا اور
فرمایا کہ سب قزاق تیار رہین القصہ رات کو کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ سرخان سے باہر آیا اور کنارے دریا اُترکر
اپنے تمام لشکر کو آراستہ کیا دو پہر رات گئے روانہ ہوا اور لشکر ایرج پر آکر شبخون کر قتل کرنے لگا سیقل سپر گردان
سپہر سپر گردان طلایہ کی گشت پر تھے دونون دوڑے کہ او دیوانے مدت کے بعد تو آیا ہے کہان چھپا بیٹھا تھا
آج ہم تجھے زندہ کب چھوڑتے ہین اور برابر اسد کے ہو نکلے پہلے سیقل سپر گردان نے تلوار اسد غازی
پر ماری اسد نے اُسکا وار روک کر سر بنا کر جو کمرگاہ پر ہاتھ مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے سپہر سپر گردان
دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ میرے بھائی کو مار ڈالا آیا مین تجھسے عوض لینے کو یہ کہکر تلوار ماری اسد
نے پشت شمشیر پر روک کر ایک ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار سر پر پہنچی کہ مرکب کے نیچے جا کر ٹھہری
مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ سپہر سپر گردان بھی مارا گیا اسد نے بہت سے زنگیون کو قتل
کیا اس اثنا مین خبر ایرج کو ہوئی وہ مرکب پر سوار ہوکر دوڑا اسد غازی نے سُنا کہ ایرج آتا ہے اسنے

لاشین سعد وسعید کی اٹھوالین اور بھاگا وہان سے ایرج للکارتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی میرے
ہاتھ سے اسد پکارا کہ او برازبچے سعد وسعید کی لاشین لینے آیا تھا اور اُنکے خون کی عوض مین صیقل سپر گردان
اور سہپر گردان کو مارکر چلا اب تو مجھے کیا پائیگا یہ کہکر اور گھوڑے کو تیز کیا طرفۃ العین مین کہین کا کہین پہونچا
اور کنارے دریا کے پہونچکر کشتیون پر سوار ہوکر قلعہ کا راستہ لیا صبح ہو چلی تھی کہ ایرج لب دریا پہونچا دیکھا کہ دیوانہ
جہازون پر سوار چلا جاتا ہی یہ کھڑا ہوا دیکھا کیا اسد بوق بجاتا ہوا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ او آفتاب پرست
آئینہ سکندری نکالکر دیکھ حیران کیون کھڑا ہوا ہی اور داخل قلعہ ہوا ایرج پکارا کہ او دیوانے ناک مین دم تونے
کردیا اور مجبور ہوکر وہان سے پھر آیا صیقل سپر گردان اور سہپر گردان کی لاشین اٹھوائین اور انکو جلایا
پھونکا اِدھر اسد نے سعد وسعید کی لاشون کو کفن دیا اور دفن کیا اور نورالدہر کو یاد کرکے رونے لگا

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ جو طبل جنگ بجواکر سویا تھا کہ صبح کو ایرج سے سامنا کرونگا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو ایک باغ مین ایستادہ دیکھا
حیران ہوا کہ اس باغ مین مجھے کون لایا ایک طرف چل نکلا تھوڑی دور آیا تھا کہ آواز طبلے سارنگی کی کان مین آئی
اسی طرف کو چلا تھوڑی دور آیا تھا کہ ایک بارہ دری عالیشان چھت اور پردے آراستہ سائبان زربفت آگے کھنچا ہوا
نازنینان مہ جبین کا ہجوم نورالدہر کو جو دیکھا غل ہوا کہ یہ نامحرم کہان سے آیا ہی کہ اتنے مین وہ نازنین جو صاحب مسند
تھی اسنے کہا کہ ارے بلالو اسے راہ بھولکر ادھر چلا آیا ہوگا سب نے آواز دی کہ آئیے ہماری خاتون آپ کو بلاتی
ہین نورالدہر جب قریب آیا تو وہ نازنین مسند سے اٹھی اور کہا آئیے خانہ ماخانۂ شماست آپ مہمان مین ہمارے
شاہزادے نے جو صورت اسکی دیکھی مائل ہوا اندر بارہ دری کے آیا وہ نازنین دوڑکر آئی ہاتھ پکڑ لیا لاکر مسند پر
بٹھایا اسباب عیش وعشرت سامنے مہیا کیا پوچھا کہ کہیے کیون چلے تھے معلوم ہوتا ہی کہ آپ راستہ بھولکر ادھر آ نکلے
شاہزادے نے کہا کہ مین حیران ہون کہ اپنے لشکر مین سوتا تھا آنکھ جو کھلی تو اپنے کو اس باغ مین پایا خدا جانے مجھے کون
یہان اٹھا لایا وہ نازنین یہ سنکر ہنسی اور اسکی ساتھ والیون نے قہقہہ مارا کہ میان تم ایسے دودھ پیتے بچے ہو کہ کوئی
تمھین سوتے مین اٹھا لایا واہ واہ میان وہ بات کہو کہ کوئی یقین لائے ایسی بات نہ کہو کہ سنکر ہنسی آئے اور اس
نازنین مسند نشین نے ایک جام شراب کا بھر کر دیا کہ اسے پیو اور نام اپنا بتاؤ نورالدہر بولا کہ مین پوتا ہون
صاحبقران کا نورالدہر بن بدیع الزمان میرا نام ہی ایرج سے مجھسے مقابلہ تھا شب کو طبل جنگ بجواکر سویا تھا
صبح کو آنکھ جو کھلی اپنے کو یہان پایا اسنے کہا کہ ہان صاحب ایسا ہی ہوگا اگر تمھین کوئی اٹھا لایا ہی تو جہان کہوگے
وہان پہونچا بھی دیا جائیگا تم کچھ اندیشہ اپنے دل مین نکرو اور یہ کہکر شراب پلانے لگی نورالدہر بھی نشے مین اختلاط
کرنے لگا گلے مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ بوسے لے منھ کے برابر جو منھ پہونچا ایک بوے بد منھ سے نکلی کہ دماغ شاہزادہ نورالدہر
کا پریشان ہوگیا بس دور ہٹ بیٹھا وہ بولی کیون صاحب یا یہ شور اشوری یا یہ بے نمکی تم دور کیون ہٹ بیٹھے نورالدہر
نے کہا کہ معلوم ہوا تو جادوگرنی ہی کہ منھ مین سے تیرے بوے بد آتی ہی اُسنے جواب دیا کہ ہان سچ ہی مین ساحرہ ہون نام
میرا بدرہ جادو ہی بھانجی ہون دمامہ جادو کی مین ایک روز آذر کوہ کی طرف سے اڑی ہوئی چلی جاتی تھی وقت شب
تھا روشنی چراغان تھی کسی کی برات دھوم سے جاتی تھی نہین معلوم کسکی شادی تھی بس مین نے تجھکو دیکھا عاشق ہوگئی
اُسوقت تو اپنے مکان کو چلی آئی ضبط کیا لیکن خیال جو تیرا آکر بندھا تھا دل نے بیقراری کی اور آنکھون نے زاری
کی ہر چند دل بیتاب کو سمجھایا اسنے نہ مانا آخرکار مین نے تیری صورت کا ایک مرد بناکر اسکا

سر کاٹ کر تیرے پلنگ پر ڈالدیا اور تجھے لے آئی اب سب تیرے لشکر والون کو یقین ہی کہ تو مارا گیا تجھکو لازم ہی کہ
سب کی ملاقات سے امید قطع کر مجھے اپنا عاشق و شیدا جان مین تجھپر میری جان فریفتہ ہون اور میرا ابھی چودہ
برس کا سن ہی سب باتین مجھ مین اچھی ہین صورت سیرت مین میرا مثل نہین ہی سوا اسکے کہ بوے بد میرے منھ سے
آتی ہی تو بے عیب ذات خدا کی ہی ایک زمانہ میری آرزو رکھتا ہی مین کسی سے التفات نہین کرتی تجھپر البتہ میری
طبیعت آگئی ہی اگر تو مجھسے موافقت رکھیگا تو جو کچھ تو کہیگا وہی کرونگی نورالدہر نے اپنے دل مین کہا کہ یہ اکا غضب
کر آئی افسوس اسد طہماس کی کیا حالت تیرے غم مین ہوئی ہوگی بس بدرہ جادو کو جواب دیا کہ اے مردار تونے
تو جیتے جی مجھے مار ڈالا اور اسپر طالب وصل ہی کبھی مجھسے امید وصل نہ رکھنا مین تیری طرف تھوکنے کا بھی نہین
بدرہ جادو نے کہا کہ اگر تو مجھے رنج دیگا تو مین بھی تجھے ایذا پہونچاؤنگی نورالدہر بولا کہ جو تو چاہے سو کر بس
بدرہ جادو نے دستک دی کہ ایک زنگی پیدا ہوا اور نورالدہر کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چل تجھے قید
کرون نورالدہر نے چاہا کہ ایک طمانچہ اُسے مارے جسم مین طاقت نہ پائی وہ زنگی کھینچتا ہوا لے گیا اور مکان تاریک
مین لیجاکر بند کیا بے آب و دانہ رکھا صبح کو بدرہ جادو نے پھر اپنے سامنے بلایا صحبت مین بٹھایا کھانا کھلایا
اسباب عیش و عشرت مہیا کیا کہا دیکھ اے عزیز کیون اذیت اُٹھاتا ہی جو مین کہتی ہون وہ کر ارے دیکھ اپنا
چاہنے والا نہین ملتا ہی نورالدہر نے پھر انکار کیا کہ اے مردار مین ہرگز تجھے قبول نہ کرونگا مجھکو شیر کے پہلو مین
بیٹھنا سانپ کے ساتھ سونا گوارا ہی اور تیرے پاس بیٹھنا ناگوار ہی بدرہ جادو نے برہم ہو کر پھر پکارا کہ اے
شعلہ زنگی لیجا اسے میرے سامنے سے اور چاہ تاریک مین بند کر وہ زنگی تیرہ درون شاہزادے کو لیگیا
اور ایک چاہ تاریک مین لیجاکر بند کیا دو روز وہ رشک یوسف اُس چاہ مین رہا تیسرے روز بدرہ جادو
نے پھر بلایا اور کہا کہ کیون مردے اب بھی تیرا نشہ کچھ اُترا یا نہین آ مجھے قبول کر شاہزادے نے پھر انکار کیا اُسوقت
ساحرہ نے کہا اے شعلہ زنگی ابھی تو اسے قتل کر زنگی نے زیر تیغ بٹھایا اور چاہا کہ نورالدہر کو قتل کرے
بدرہ جادو نے منع کیا اور نورالدہر سے کہا ارے میرا جی گوارا نہین کرتا کہ تو مارا جائے مین تجھے بہت
چاہتی ہون مجھے قبول کر نورالدہر بولا کہ مین ہزار بار مر کر جیونگا مگر تجھے نہ بات کرونگا بس بدرہ جادو
خفا ہو کر سحر سے ایک عقاب کی صورت بنکر نورالدہر کو پنجون مین دبوچ کر لے اڑی اور آسمان پر سے
پھینکا کہ نورالدہر آدھا زمین مین گڑ گیا دن کی دھوپ رات کی اوس جسم نازنین پر پڑنے لگی عجب ایذا
مین تھا دوسرا دن ہوا نورالدہر دعا مانگ رہا ہی کہ سواری قمرزاد کی اُدھر سے گذری نورالدہر پر نظر جو
پڑی زمین مین گڑے ہوئے دیکھا قریب نورالدہر کے آیا پوچھا کہ اے فرزند یہ کیا حال ہی شاہزادے نے تمام
سرگذشت اپنی بیان کی قمرزاد نے کہا کہ مین اُس لکانہ کو مار ڈالونگا اور تجھکو رہا کرونگا نورالدہر نے کہا آپ میرے
ساتھ اپنے کو نہ گرفتار کرائیے وہ ساحرہ زبردست ہی آپ اُسکا کچھ نہ کر سکینگے ناحق آپ بھی پھنس جائینگے قمرزاد
نے کہا اے فرزند پھر یہ بھی تو گوارا نہین کہ تم گرفتار بلا رہو یہی باتین تھین کہ آندھی چلی نورالدہر بولا کہ بھاگیے وہ
ساحرہ آتی ہی قمرزاد ایک درخت کی آڑ مین تیر کمان مین جوڑ کر کھڑا رہا اتنے مین بدرہ جادو آئی نورالدہر سے
کہا کیون اب تو نے سزاے معقول پائی لے اب بھی جو مین کہتی ہون اُسے منظور کر اسی مین خیر ہی یہ تو باتون مین مصروف
تھی ادھر قمرزاد نے نشانہ باندھکر تیر مارا کہ پشت پر اسکی بیٹھا مگر یہ ساحرہ روئین تن آہنی بدن ہی تیر ٹکرا کے اچٹ گیا
بدرہ جادو نے پھر کر جو قمرزاد کو دیکھا کہا کیون موے یہ تو نے تیر مارا تھا اور سحر کیا کہ قمرزاد وہین جم کر رہگیا اور

بدرۂ جادو نے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور نورالدہر کے پاس لائی اور دوسرے ہاتھ سے نورالدہر کو پکڑ کر کھینچتی ہوئی
دونون کو باغ کی طرف لیکر چلی تھی کہ قمرزاد کے ساتھ جو دیو و پری تھے وہ حملہ آور ہوئے بدرۂ جادو نے اسم
سحر کا پڑھ کر گیر کہا کہ جو جہان تھا وہین جم کر رہگیا بدرۂ جادو اپنے باغ مین آئی قمرزاد کو لاکر سامنے بٹھایا
پوچھا کہ تو اسکا کون ہے قمرزاد نے جواب دیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے بدرۂ جادو بولی تو اسکی رہائی کو آیا تھا کہا کہ ہان
بدرۂ جادو بولی مین اسیر عاشق ہوکر اسے اٹھا لائی ہون لیکن یہ میری صحبت سے انکار کرتا ہے تو ہی مجھسے ہمبستر ہو
قمرزاد بولا او مردار کیا بکتی ہے ہم اہل اسلام ہین ہمسے یہ امید نہ رکھنا تو کسی کافر کو ڈھونڈھ جو تیری حاجت بر لائے
اسنے کہا ارے بوڑھے تو بھی اسی کا ساتھی ہے مین تم دونون کو قتل کرونگی قمرزاد نے کہا جو تجھسے ہوسکے وہ کر ہمکو مرنا
گوارا ہے لیکن تجھسے صحبت ہونا گوارا نہین بدرۂ جادو یہ سنکر نہایت برہم ہوئی اور دونون کو ستونون سے
بندھوا دیا گرد انکے ایک حصار آتش قائم کیا اور آپ مبتلائے خواب مرگ ہوئی دو پہر رات گئی تھی کہ ادلوس جنی
ایک طرف سے پیدا ہوا نورالدہر کو سلام کیا کہا کہ مین اس لکاتہ کو مارتا ہون آپ نہ گھبرائیے اور تلوار کھینچکر چلا
تھا کہ آنکھ بدرۂ جادو کی کھلگئی ادلوس کو دیکھکر پکاری کہ ارے تو کون ہے ادلوس اڑکر چلا گیا اسنے پہچان لیا
کہ یہ ادلوس جنی تھا رات بھر جاگی کہ پھر ادلوس آئے تو اسے بھی گرفتار کرون جب وہ نہ آیا تو شعلہ زنگی سے کہا
کہ توان دونون کو لیجاکر اسی چاہ تاریک مین بند کر شعلہ زنگی کھینچتا ہوا لیگیا اور دونون کو اسی چاہ تاریک مین بند
کیا اور چہار جانب چوکی پہرا قائم کیا بدرۂ جادو ہر روز ایکبار نورالدہر اور قمرزاد کو اپنے سامنے بلاتی تھی اور کہتی تھی
کہ میرا کام دل حاصل کرو نہین تو اسی طرح قید خانے مین گھلا گھلا کر مار ڈالونگی مگر یہ جواب صاف دیتے ہین کہ ہمسے
توقع کسیطرح کی نہ رکھ یہ پھر قید خانے مین بھیجدیتی ہے چند دن اسی طور پر گذرے تھے کہ ایک روز ملکہ عظیمہ جادو تخت پر
سوار آئی بدرۂ جادو سے ملاقات کی اسنے کہا کہ ای عظیمہ جادو تم خدا پرستون سے ملی ہوئی ہو اور ہمسے بھی ملی ہو اسنے
کہا کہ ای بدرۂ جادو مین تو خدا پرستون کے خون کی پیاسی ہون انھون نے میرا گھر برباد کرا دیا تمام طلسم گوہر بار کے
جادوگرون کو مار ڈالا مین طلسم سے بھاگی ہوئی تھی جب خدا پرست طلسم کو برباد کر کے جا چکے ہین اسوقت پھر وہان
گئی بدرۂ جادو بولی ای عظیمہ جادو کیون جھوٹھ بولتی ہو ابھی کل بیٹا تمھارا آیا تھا کہ مجھے قتل کرے اور نورالدہر
کو چھڑائے میری آنکھ کھلگئی تو وہ بھاگ گیا عظیمہ جادو نے کہا تم سچ کہتی ہو وہ ایسا ہی خراب ہے بلکہ اسنے خدا پرستون
سے ملکر مجھے بھی تباہ کرایا بدرۂ جادو نے کہا کہ اسے تم پکڑ لاؤ تو مین جانون کہ تم خدا پرست نہین ہو عظیمہ جادو بولی
بلالون جسوقت وہ ہاتھ لگا اسیوقت اسیر کرکے لے آؤنگی مگر آپ نورالدہر کو تو میرے حوالے کیجیے کہ مین اسے ذبح کرون
یہی تو قاتل ہے تمام ساحران طلسم گوہر بار کا بدرۂ جادو بولی دو چار روز تامل کرو پھر تم جو چاہنا وہ کرنا عظیمہ جادو نے کہا
ای بدرۂ جادو جیسا کہ مین ان خدا پرستون سے جلی ہون کوئی ایسا کم جلا ہوگا انکو پاؤن تو پیسے پر رکھکے بوٹیان
اڑاؤن بدرۂ جادو نے کہا ای عظیمہ جادو مین بہت خائف ہون خدا پرستون سے کہ انھون نے شہر کے شہر جادوگرون
کے تباہ و برباد کر دیے ہین عظیمہ جادو نے کہا بلا لون کچھا اقبال ہے انکا کہ ہمین لوگون مین سے انکے شریک ہوے اور
ساحرون کو قتل کرایا چنانچہ عقطلی آباد مین ملکہ جادو نے تمام جادوگرون کو قتل کرایا اسیطرح اور مقامون پر بھی ایسا ہی
کچھ ہوا نہین تو خدا پرست کیا جان رکھتے تھے کہ ہم لوگون سے سامنا کر سکتے ایک ایچھر مین تو انکا کام تمام ہوتا اور ای
بدرۂ جادو یہ خدا پرست نحس قدم بھی ایسے ہین کہ جہان یہ پہونچے وہ ملک تباہ و برباد ہوا جسکے پاس رہے اسے مار ڈالا
اسواسطے مین اور زیادہ مصر ہون کہ اس موئے خدا پرست کو مجھے دیدو کہ مین اسکے کباب لگاؤن بدرۂ جادو نے کہا

ای عظیمہ جادو تم اسے برا نہ کہو مین بدل اُسپر مائل و مبتلا ہون میری جان اُسپر جاتی ہی ایسا حسین تو مین نے آج تک
نہین دیکھا وہ مجھسے انکار کرتا ہی مجھکو جلاتا ہی مین اُسے ایذا دیتی ہون مگر یہ نہین چاہتی کہ مار ڈالون تم اُسے کوستی ہو
مجھے برا معلوم ہوتا ہی عظیمہ جادو بولی بلالون جو وہ آپکا پیارا ہی تو ہم اسے آنکھون پر بٹھائینگے اور بہت عزیز رکھینگے اور
ای ملکہ جادو حقیقت مین وہ ایسا ہی صاحب جمال ہی اور آپ فرمائینگی تو مین بھی اُسے سمجھاؤنگی القصہ عظیمہ جادو نے
بہت خوشامد اور چاپلوسی کی اور دل بدرہ جادو کا ہاتھ مین لیا نورالدہر کو صحبت مین بلوایا بدرہ جادو نہایت
حسین بنکر بیٹھی نورالدہر کو سامنے بٹھایا حرکتین معشوقانہ کرنے لگی نورالدہر ادھر سے منھ پھیرے بیٹھا ہی بالکل
اعتنا نہین کرتا آخر کو بدرہ جادو نے کہا کہ لیجا اسے شعلہ زنگی آیا شاہزادہ نورالدہر کو لیکر چلا گیا بدرہ جادو
نے آہ سرد کھینچی رونے لگی کہا ای عظیمہ جادو دیکھا تمنے ہاے کیا بیدرد ہی کہ میری طرف دیکھتا بھی نہین مین اپنا درد
کیونکر مٹاؤن اس محبت کا ستیاناس ہاے کیا بری چیز ہی عظیمہ جادو نے اُٹھکر بلائین لین کہا کہ مین صدقے مین
قربان لاکھ جانین میری نثار بلا لون سامنے آپکے تو مین اُس سے بات نہ کرسکی اگر حکم ہو تو اب تنہائی مین جاکر
اسے سمجھاؤن کہا ای عظیمہ جادو تمہین اختیار ہی جاؤ سمجھاؤ مین منع نہین کرتی مگر جبر و اکراہ و سحر اسکے دل کو بطرف
رجوع نہ کرنا یہ مجھمین بھی طاقت ہی کہ بسحر اُسکی طبیعت کو اپنی طرف رجوع کرسکون مگر ای عظیمہ جادو اسمین مزہ نہین
عظیمہ جادو بولی کہ واری نہین سحر سے رجوع کیا تو پھر کیا تکلف ہی مین اُسے افسون تقریر سے تسخیر کرونگی بدرہ
جادو نے کہا اچھا تم سمجھاؤ اور شعلہ زنگی سے کہا کہ ملکہ عظیمہ جادو کو ان قیدیون کے پاس جانے دینا منع نہ کرنا
اور جب یہ نورالدہر کے پاس جائین تم وہان سے سرک آنا اُسنے کہا بہت خوب غرض بدرہ جادو جب سو رہی
ملکہ عظیمہ جادو اٹھکر نورالدہر کے پاس آئی سلام کیا بیٹھی نورالدہر سے کہا کہ ای شہریار یہ بدرہ جادو بلاے بے درمان
آفت جہان ہی سحر مین اسکا عدیل و نظیر نہین ہی مین باوجودیکہ خود ساحرہ زبردست ہون لیکن سر مکھ ہوکر اسکا
سامنا نہین کرسکتی آپ مفت اپنی جان دیتے ہین اس سے ہنسیے بولیے لگاوٹ کیجیے پھر مین سمجھ لونگی ذرا اعتبار اپنا اسپر
جمالون تو پھر اس لکا کو مارون نورالدہر بولا ای عظیمہ جادو مین کیونکر اس سے ہنسون بولون اُسکی گندہ دہنی سے تو
دماغ پریشان ہوا جاتا ہی عظیمہ جادو بولی بلالون جسطرح ہوسکے آپ اُس سے التفات کرین نورالدہر نے کہا اچھا جیسا
تم کہوگی ویسا ہی کرونگا لیکن اس سے ہمصحبت نہ ہونگا عظیمہ جادو تو چلی گئی جاکر سو رہی بدرہ جادو جو سہ پہر کو
اٹھی منھ ہاتھ دھوکر مسند پر بیٹھی اتنے مین عظیمہ جادو بھی اٹھی منھ ہاتھ دھوکر آئی بدرہ جادو کو سلام کیا بدرہ
جادو نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا پوچھا کہ کیون عظیمہ جادو تم گئی تھین کیا کیا عظیمہ نے کہا ایسا کچھ کیا ہی کہ تم اسے بلاؤگی تو معلوم
ہو جائیگا بدرہ جادو بولی سچ بتا واسطے تمنے راضی کیا عظیمہ جادو نے کہا آپ بلائیے اس سے جھوٹ سچ سب ثابت
ہو جائیگا بدرہ جادو نے صحبت عیش آراستہ کی حکم کیا کہ لاؤ نورالدہر کو عظیمہ جادو بولی کہ بلالون رفتہ رفتہ رام کیجیے کچھ
مین نے اسے آپکی طرف راغب کیا ہی کہ اس شتابی مین نورالدہر کو طوق لیکر آئے بدرہ جادو نے اپنے سامنے بٹھا لیا
جام شراب پیش کیا نورالدہر یا تو اسکے ہاتھ سے جام نہ لیتا تھا یا آج لیکر پی گیا اسنے گزک دی وہ بھی کھا گیا اور کہا ای
بدرہ جادو عاشق ایسے ہی ہوتے ہین جیسی تم ہو ہمین پیار بھی کرتی ہو اور ستاتی بھی ہو نجانی ہوگیا کیا تمنے ہمین اندھا کین
ہو نجانی مین دن کی دھوپ رات کی اوس ہمارے اوپر گذری چاہ تاریک مین ہمکو بند کیا پھر و خواب بیدار نہ دا
رکھا واہ واہ سبحان اللہ اور پھر عشق و عاشقی کا دم بھرتی ہو عاشق ہم ہین کہ جو تمنے جفائین کین ہمنے اُٹھائین ہم تو
سمجھ چکے کہ ہمارے عزیز ہمین مردہ جان چکے ہان تمہین اُنسے ملاؤگی تو ملاقات نصیب ہوگی بس یہ سمجھے جو

شاہزادہ نورالدہر سے مُسنے بلائین لینے لگی دعائین دینے لگی ہاتھ پکڑکر اپنے پاس بٹھایا شاہزادے نے کہا کہ بس
زیادہ چاہت نہ دکھائیے الغرض شراب کا جام چلنے لگا گزک اُڑنے لگی بدرہ جادو نے عظیمہ جادو سے کہا کہ
ملکہ سبحان اللہ کیا کار نمایان کیا ہی اور کیا مجھکو ممنون احسان کیا ہی اس روز دو پہر رات گیے تک یہی صحبت رہی
بعد اُسکے شاہزادہ الگ سو رہا بدرہ جادو الگ سو رہی دو روز اسی طور پر گذرے تیسرے روز بدرہ جادو نے
ملکہ عظیمہ جادو سے کہا کہ یہ مجھے بے نیل مقصود چھوڑ دیتا ہی کچھ ایسا کر کہ مطلب دلی میرا حاصل ہو عظیمہ جادو بولی
بلا لون آج ایسا ہی ہوگا خوب اُسنے شراب پلا کر مست کیجیے گا ادھر عظیمہ جادو نے نورالدہر سے آکر کہا کہ آج اس
لکاتہ کو مین مارتی ہون آپ بھی آج ذرا اُس سے نپٹیے گا اور عظیمہ جادو نے ادلوس سے داروے بیہوشی لی کیونکہ
ادلوس جنی عظیمہ جادو کے پاس پوشیدہ آیا کرتا تھا القصہ اُس روز جو صحبت ہوئی عظیمہ جادو نے تمام
شراب کو آغشتہ بہ داروے بیہوشی کیا کھانا کھانے کے بعد لگی شراب چلنے نورالدہر آپ تو پیتا نہین بدرہ جادو
کو پلائے جاتا ہی اور یہ نشے مین شاہزادے سے لپٹی جاتی ہی جب لوگون نے یہ نقشہ دیکھا سرک گیے نورالدہر
نے بدرہ جادو کو گود مین اُٹھایا وہ تڑپنے لگی شتر غمزے بوڑھے چوچلے جتانے لگی کہ صاحب مین اس امر کی خواہان
نہین ہون تم کیا کرتے ہو نورالدہر نے بدرہ جادو کو پلنگ پر جو ڈالا تو بیہوش پایا اب نورالدہر نے عظیمہ
جادو کو آواز دی جب وہ آئی نورالدہر پکارا کہ لو صاحب اب یہ بیہوش پڑی ہی جو چاہو سو کرو عظیمہ جادو نے
ادلوس جنی کو آواز دی جب وہ آیا کہا کہ بیٹا مار اس لکاتہ کو مگر یہ روئین تن آہنی بدن ہی ادلوس یہ سُنکر گیا اور دو
سلین بڑی بھری اُٹھا لایا ایک بدرہ جادو کے سر کے نیچے رکھی اور دوسری سل کو چرخ دے کر جو اسکے سر پر مارا ہزار
ٹکڑے ہوے بدرہ جادو واصل جہنم ہوئی ایک شور و غوغا بلند ہوا تاریکی چھا گئی مکان سحر کے تمام کرچیان ہو کر
اُڑ گیے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من بدرہ جادو بود نورالدہر اور قمر زاد اور تمام لوگ اسکے جو گرفتار سحر
تھے رہا ہوئے تمام مال و اسباب بدرہ جادو کا نورالدہر نے ملکہ عظیمہ جادو کو دیا اور بہت سی تعریفین کین کہ تمنے
بڑا سلوک کیا کہ میری جان بخشی کی قمر زاد شاہزادے کو اپنے ساتھ لیگیا دعوت و ضیافت کی بعد اُسکے شاہزادے نے کہا
کہ اب مجھے آذر کوہ پر پہونچوا دیجیے قمر زاد نے تخت پر سوار کر کے دیوون کو ہمراہ کر کے روانہ کیا دیوون نے ایک
صحرا مین لاکر اُتار دیا اور بتا دیا کہ وہ سامنے آذر کوہ معلوم ہوتا ہی یہ کہکر چلے گیے نورالدہر حیران و پریشان وہان
سے چل نکلا کوئی دو کوس آیا ہوگا کہ ایک مرتبہ بجلی کڑکی اور ایک پنجہ نمودار ہوا کہ نورالدہر کو اُٹھائے لیے
چلا گیا بعد کچھ دیر کے آنکھ جو کھلی ایک دیو کو سامنے بیٹھے دیکھا پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہی بولا کہ ہان پوچھا
کسواسطے لایا ہی اُسنے کہا مین نے ایک مدت سے آدمی کا گوشت نہین کھایا تھا تجھے فربہ دیکھکر اُٹھا لایا کہ تیرا گوشت
عمدہ ہوگا خوب مزے لے لیکر کھاؤنگا نورالدہر بولا او حرامخوار تو میرا گوشت کیا کھائیگا مین تیرا گوشت کتون کو
کھلاؤنگا تیری قضا میرے ہاتھ سے آئی ہی اُسنے برہم ہو کر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھا کر نگل جاے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر
اس زور سے دبایا کہ ہڈی تک انگلیان ہو گئین دیو بلبلا گیا اور کہا کہ او آدمزاد مجھے چھوڑ دے شاہزادے نے
جھٹکا دیا کہ مُنہ کے بھل سامنے آ رہا شاہزادہ اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی دو گھڑی مین اُسے ٹانگ پر باندھکر
جو مارا چارون شانے چت زمین پر آیا سنبھلنے نہ دیا کہ کود کر چھاتی پر چڑھا پوچھا او حرامزادے تو نے مجھے کھا
یا مین نے تجھے مارا بس بہتر اسی مین ہی کہ دین خدا پرستی اختیار کر نہین تو جان سے مارا جائیگا وہ رونے لگا کہ مین تو
خود آمادہ مرگ ہون تو مجھے مار ڈال تو بہتر ہی نورالدہر کو یہ سُنکر رحم آگیا چھاتی پر سے دیو کی اُترا استفسار حال کیا کہ

آخر کیون تو آمادۂ مرگ ہی وہ اور زیادہ رویا کہ آنکھون سے دو نالے خون کے بہے نورالدہر نے کہا حال تو
اپنا بیان کر اُسنے ضبط کرکے کہا کہ مین دردِ عاشقی مین گرفتار ہون کچھ نہ پوچھیے کہ میری کیا حالت ہی نام میرا دیو مرآت
ہی مین قبر جمشید کا مجاور ہون جام جہان نما وہان رکھا ہی اُسکی نگہبانی کرتا ہون اور ایک پریزاد کہ آئینہ پری اُسکا
نام ہی مین اُسپر دلدادہ تھا وہ مجھپر فریفتہ تھی ایک دیو میرا مصاحب تھا کہ نام اُسکا دیو کلواس تھا چند روز کے
بعد وہ آئینہ پری کو لیکر بھاگا مین نے اُسکا تعاقب کیا وہ اُس پریزاد کو لیکر طلسم انارستان سلیمانی مین چلا گیا
مین بھی کنارے تک طلسم کے پہونچا تھا کہ میرے ساتھیون نے مجھے پکڑ لیا اور نہ جانے دیا اور سمجھایا کہ طلسم مین جاؤگے
تو مفت مین پھنس جاؤگے اور اُسکا کچھ نہ کرسکوگے ناچار ہوکر مین وہان سے پھر آیا شب و روز یادِ معشوق مین رویا کرتا
تھا ایک دن ایک دیو نے مجھے سمجھایا کہ تم تو اب یونہین رو رو کر اپنی جان دیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ زلزلۂ قاف کہ جانشین سلیمان
حمزۂ صاحبقران یا اُسکی اولاد مین سے کسی کو اُٹھا لا کہ اِن لوگون نے بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہی اس طلسم کو بھی
فتح کرینگے اور تیری معشوق کو بھی تجھے لا دینگے سو مین کمال تلاش مین تھا ڈھونڈھتا پھرتا تھا آپ کو اس صحرا مین دیکھا
زلفین خلیلی خال ابراہیمی سے پہچانا کہ آپ بھی اولاد صاحبقران مین اُٹھا لایا اور یہ لڑنا اور دھمکانا فقط آزمایش
کے واسطے تھا کہ آپ اگر اولاد زلزلۂ قاف ہین تو مجھپر غالب آئینگے واقعی آپ زبردست ہین اب اپنے حسب و نسب
سے مجھے آگاہ کیجیے نورالدہر نے فرمایا کہ مین نبیرۂ زلزلۂ قاف ہون نورالدہر میرا نام ہی دیو قہقہہ خشمی کو کئی مرتبہ
شکست دے چکا ہون تو مجھے انارستان سلیمانی پر لیچل خدا چاہیگا تو اسے فتح کرکے تیری معشوقہ کو تجھے ملا دونگا مگر
جام جہان نما تجھسے لونگا اُسنے عرض کیا میری جان تک حاضر ہی جام آپ جب چاہین لے لین القصہ اُس روز تو دیو
مرآت نے دعوت شاہزادہ نورالدہر کی دوسرے روز اپنے کاندھون پر سوار کرکے لے اُڑا اور سامنے طلسم
انارستان سلیمانی کے لاکر اُتار دیا دیکھا شاہزادے نے کہ دور ایک قلعہ یاقوت سُرخ کا معلوم ہوتا ہی اور گرد قلعہ کے
خندق ہی اُسمین بجاے آب خون جوش مار رہا ہی اور آگے قلعہ کے کوسون تک درخت انار لگے ہوئے ہین شاخون مین
بڑے بڑے انار لٹکے ہوئے ہین بعضے پھٹ پھٹ گئے ہین کہ دانے اُنکے سُرخ سُرخ معلوم ہوتے ہین گلہاے سُرخ
پھولے ہوئے ہین پتون کی سبزی پھولون کی سُرخی عجب کیفیت دکھاتی ہی ہواے خوشگوار چلی آتی ہی برجون مین
سے قلعہ کے شعلہاے آتش نمایان ہین نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کوئی گنہگار ہو تو لاؤ کہ ہم اُسے قلعہ کیطرف
بھیجین اُسنے کہا بہت اچھا یہ کہکر گیا اور ایک آدمزاد اُسکے یہان بہت دنون سے قید تھا اُسکو لایا نورالدہر نے
اُسے قید سے اس شرط پر رہا کیا کہ تو دروازۂ قلعہ تک ہو آ پھر جہان تیرا جی چاہے وہان چلا جانا وہ شخص قلعہ کیطرف
روانہ ہوا جب حد طلسم مین پہونچا یعنے اُس سرزمین پر قدم رکھا کہ جہان سے درختان انار شروع ہوئے تھے ہواے
تند چلی اور وہ انار ٹوٹ ٹوٹ کر اُس شخص پر گرنے لگے کہ وہ آدمزاد انارون مین دب گیا اور تتق گرد و غبار بلند ہوا
کہ جہان تیرہ و تار ہو گیا جب روشنی ہوئی اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا تو اُس شخص کا نام و نشان بھی نہ تھا شاہزادہ
نورالدہر وہان سے پھر آیا اور دیو مرآت سے کہا کہ میرے واسطے ایک راؤٹی سفید کپڑے کی استادہ کراؤ کہ مین الحاح و زاری
بدرگاہ جناب باری کرونگا اگر میری قسمت مین طلسم کشائی ہی تو طلسم کو فتح کرونگا اُسنے اُسی وقت لاکر راؤٹی استادہ
کی نورالدہر شام سے کھانا کھا کر وضو کرکے راؤٹی مین داخل ہوا بعد نماز مغرب مین سجادے سے نہ اُٹھا اور لگا دعا مانگنے
دو شبانہ روز کمال بیقراری مین بسر ہو گئی تیسری شب ہی اب عجب عالم ہی کہ بھوک کا جدا غلبہ ہی پیاس کی الگ شدت ہی
نیند کا جدا خمار ہی بلبلا کر پکارا کہ پروردگارا واسطے اپنے بندگان خاص کا مجھے حال اس طلسم کا معلوم ہو جائے اور لوح

مجھے ملے کہ طلسم کو فتح کر دن اس مجروح عشق کو مرہم وصل سے صحت بخشون رہتے روتے تین پہر رات گذری تھی کہ
آنکھ شاہزادے کی لگگئی عالم رویا مین ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ فرمار ہے ہین ای نور الدہر تو نہ گھبرا کیونکہ فاتح طلسم
تو ہی ہی اور یہ دعا ہم تجھے دیتے ہین اسے اپنے پاس رکھ اور صبح کو تو شمال کی جانب روانہ ہو ایک حوض پر پہونچیگا
وہان دیکھنا کہ ایک ہرن برابر گھوڑے کے آئیگا اور لوح اسکے گلے مین پڑی ہوگی وہ جسوقت حوض مین پانی پی کر چلنے
پر آمادہ ہو تو یہ دعا پیکان پر دم کر کے اسے مارنا کہ وہ گریگا لوح اسکے گلے سے لے لینا اور اگر تیر نے تیرے خطا کی اُسپر تیر آیا
تو پھر وہ ہرن بارہ برس تک اُس حوض پر نہ آئیگا کام تیرا ابتر ہو جائیگا بس یہ خواب دیکھکر آنکھ شاہزادے کی
کھلگئی اور ایک پرچہ دیکھا کہ اُسپر دعا لکھی ہوئی ہی پاس رکھا ہی تمام مکان نورانی ہی خوشبو آتی ہی بہت خوش ہوا کہ
خواب تیرا سچا ہی وضو کیا نماز صبح پڑھی وظیفہ شروع کیا تھا کہ دیو مرآت نے آواز دی کہ آقا آپ باہر آئیے مجھکو تاب
آپ کی مفارقت کی نہین تین روز آپ کو بخور و خواب بے دانہ و آب ہو چکے ہین شاہزادے نے جلد وظیفہ ختم کیا
اور سجدہ شکر بجا لاکر باہر نکل آیا دیو مرآت قدمون سے لپٹ گیا نور الدہر نے اُسے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی اب
ہمنے طلسم فتح کیا اور تمھارا معشوق تمسے ملا یا کیونکہ ہمارے بزرگون نے ہماری مدد کی یہ دعا ہمین عنایت کی دیو مرآت
شاہزادے کو اپنے مقام پر لایا کھانا کھلایا شاہزادہ چونکہ تھکا ہوا تھا تین روز کی زحمت اُٹھائے ہوئے تھا سو رہا
جب سہ پہر کو بیدار ہوا نماز پڑھی بعد اُسکے سامنے طلسم کے آیا اور شمال کی جانب روانہ ہوا جاتے جاتے اسی حوض پر
پہونچا تماشا دیکھنے لگا کہ عجب بیابان پر فضا ہی کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہین جانوران مختلف اللون نئی نئی
آوازون سے خوش لحانیان کر رہے ہین نور الدہر محو سیر تھا کہ ایک آہوے سفید رنگ مثل برق جہندہ سامنے سے
پیدا ہوا کہ تمام بال اُسکے مقیش کی چمک دکھا رہے تھے اور دونون سینگ مثل زلف محبوبان پیچ و تاب کھائے ہوئے
تھے اور لوح مدور مانند قرص قمر گلے مین اُسکے پڑی ہوئی ہی اور عکس آفتاب جو لوح پر پڑ رہا ہی تو لوح کی تڑپ پر
نگاہ نہین ٹھہرتی ہی بلکہ خیرگی کرتی ہی نور الدہر نے اپنے دل مین کہا یہی آہو لوحدار ہی اگر خدا فضل کرے تو اسکو
شکار کر کے لوح لیجیے طلسم کو فتح کیجیے کہ اس اثنا مین وہ ہرن اُس چشمے پر آیا پانی اُسمین سے پیا اور رقاصی کرنے لگا
خوب ناچا کہ شاہزادہ نور الدہر محو ہو گیا مگر نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر بحر کمان مین پیوستہ کیا وہ ہرن بھی جانتا
تھا کہ چوکڑی بھرے اور گریزان ہو نور الدہر نے اسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا ہرن کے شانے پر پڑا کر نشانہ ہو گیا
ایک شانے پر پڑا تھا دوسرے شانے کو توڑ کر نکلگیا ہرن زمین پر گرا بس دوڑ کر شاہزادے نے لوح اُسکے گلے سے
لے لی اور وہ ہرن تڑپ تڑپ کر مر گیا بس بمجرد اسکے مرنے کے آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا غل و شور کی صدا
بلند ہوئی آوازہ گیر و دار برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من آہوے جادو حافظ
لوح طلسم انارستان سلیمانی بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی اب جو شاہزادے نے لوح کو دیکھا بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے لکھا ہوا تھا کہ ای شکنندۂ طلسم و سیار این عجائبات اگر فضل الٰہی سے لوح تیرے ہاتھ
لگے تو دیکھ گرد قلعہ طلسم کے دریا بجائے خندق معلوم ہوگا کنارے اُسکے جانب شمال کو چل کھڑا ہو نا سو قدم کے
بعد ایک تختہ سنگ سفید کا دیکھیگا کہ زمین مین نصب ہی اور قلابہ اُسمین جڑا ہی یہ اسم پڑھکر تو اُسے اُکھیڑ کر الگ ہٹ جانا
اُس تختہ سنگ کے نیچے سے ایک کنوان نمایان ہوگا تمام پانی اُس دریا کا اس چاہ میں چلا جائیگا دریا خشک ہو جائیگا
اس زمین خشک مین سے ایک اسپ سفید رنگ پیدا ہوگا مگر نہایت تیز و تند برق لامع اس سے پکار کے کہنا کہ
ای مرکب طلسمی تو مجھے سوار کر کے اندر طلسم کے لیچل وہ بہ نگاہ غضب تجھے دیکھیگا تو یہ اسم جو حاشیہ لوح پر

لکھا ہے پڑھکر اُسپر دم کرنا کہ تیزی اور تندی اُسکی موقوف ہو جائیگی اور پاس تیرے سر جھکا کر کھڑا ہو جائیگا تو اُسپر
سوار ہونا وہ تجھے لیے ہوے ایک مینار پاس پہونچیگا وہ مینار فولاد ناب کا تین سو گز بلند ہے اور اُس
مینار پر سے ایک زنجیر تا بہ زمین لٹکی ہوئی ہے وہ گھوڑا تجھے مینار پاس لیجا کر گرد اسکے کاوا لگانے لگیگا تو اسی
حالت گردش مین اُسپر تلوار مارنا کہ سر اُسکا تن سے جدا ہو دھڑ سے کچھ کام نہ رکھنا سر اُس گھوڑے کا اُٹھا کر اپنے
دامن مین لے لینا اور زنجیر پکڑ کر اوپر مینار کے چڑھ جانا جب اوپر مینار کے پہونچنا تو یہ اسم جو بائین جانب لوح
کے لکھا ہے پڑھ کر جانب آسمان دم کرنا بعد تھوڑی دیر کے ایک مرغ عظیم الشان پیدا ہوگا اور سامنے تیرے آ کر
بیٹھیگا تو سر اُس گھوڑے کا سامنے اس مرغ کے ڈالدینا اور کہنا کہ سر اپنے دشمن کا لے تو مدت سے خواہان تھا کہ
سر کمیت جادو کا میرے ہاتھ لگے جب تو وہ سر اُسکے سامنے پھینکدیگا وہ اُسے خوش ہو کر کھا جائیگا بعد اُسکے
وہ مرغ بزبان انسان گویا ہوگا اور تجھسے پوچھیگا کہ مطلب تیرا کیا ہے بیان کر تو کہنا کہ مجھے طلسم نارستان سلیمانی
مین پہونچا دے وہ کہیگا کہ آ میرے اوپر سوار ہو بس تو بے تامل اُسپر سوار ہونا وہ مرغ تجھے لیکر پرواز کریگا
پھر جہان تو پہونچیگا لوح سے غافل نہ ہونا جو عجائبات تجھے دکھائی دین بغیر لوح کے دیکھے کام نہ کرنا بس
نورالدہر یہ دیکھکر وہان سے پھرا اور بموجب حکم لوح عمل کیا بعد اُسکے اُسی جانور پر سوار ہو کر راہی ہوا وہ
مرغ سیمرغ سے کچھ کم نہ تھا شاہزادہ جو اُسپر سوار ہوا یہ معلوم ہوا کہ گویا ہودے مین بیٹھا ہے اور وہ جانور اسقدر
بلند ہوا کہ قریب کہکشان فلک کے پہونچا فراٹا ہوا کا ان کے برابر سے جو نکلا آنکھین شاہزادے کی بند
ہو گئین بیہوش ہو گیا اُسکو کچھ خبر نہ تھی کہ اس مرغ نے کتنی دیر تک پرواز کی ایک مرتبہ جو آنکھ اُسکی کھلی اپنے
کو ایک درہ کوہ کے سامنے دیکھا شاہزادے نے اُترتے وقت کھینچکر خنجر اس مرغ کی پشت پر مارا کہ سینے سے پار
گذر گیا وہ مرغ تڑپنے لگا ایک غلغلہ حشر برپا ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من طائر جادو بیک طلسم بود جب روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک جادوگر مرا ہوا پڑا ہے نورالدہر نے اپنے
دل مین کہا کہ یہی مرغ بنکر تجھکو لایا تھا شاہزادہ اُسکے پاس سے چند قدم چلا تھا کہ ایک بگولا خاک کا پیدا ہوا اور
اس لاش کو اُڑا کر آسمان پر لیگیا آواز گریہ و زاری کی بلند ہوئی نورالدہر سمجھا کہ وارث اُسکے روتے ہوئے
لاش کو اُسکی لیے جاتے ہین یہ دیکھتا ہوا آگے روانہ ہوا جب درہ کوہ کے اندر آیا دیکھا کہ جہانتک نگاہ کام
کرتی ہے درخت انار کے لگے ہوئے ہین مگر پھل نہین ہین فقط پھول ہر درخت مین پھولے ہوئے ہین اور
جانوران سُرخ رنگ ہر شاخ درخت پر بیٹھے ہین اور زمزمہ سرائی کر رہے ہین آوازین اُنکی ایسی سریلی ہین
کہ کبھی ایسی صدائین نہ سُنی تھی نورالدہر سیر تماشا دیکھتا ہوا زمزمے اُنکے سُنتا ہوا چلا آتا ہے کہ ایک بارہ دری
کے پاس پہونچا دیکھا کہ تمام بارہ دری یاقوت سُرخ کی ہے اور انواع اقسام کے ساز وہان رکھے ہین اور آوازین
اُنہین سے چلی آتی ہین مگر کوئی بجانے والا نہین معلوم ہوتا آپ سے آپ گتین نکل رہی ہین گویا وہ ساز
بارہ دری کی نوا سنجی کر رہے ہین اور کچھ طائران خوش الحان گرد اُڑتے پھرتے ہین کچھ نازنینان پری تمثال
ایسی مصروف رقص ہین کہ کسی آیند و روند سے اُنھین سروکار نہین شاہزادہ اس کیفیت کو دیکھکر مست ہو گیا
ایک دو گھڑی کا عرصہ وہان کھڑے اُسے گذرا تھا قریب تھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑے اتنے مین ایک آواز آئی
کہ ای عزیز آیا ہے طلسم کشائی کو اور ایسی غفلت ہوش مین آ لوح کو دیکھ نہین تو گرفتار ہو جائیگا لوح چھین جائیگی
کہین کا نہ رہیگا یہ آواز جو کان مین پہونچی پردہ ہاے غفلت اُٹھ گئے ہوش مین آیا لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا

کہ ای عزیز باتمیز تو اندر بارہ دری کے چلا جا جب تیسرے درجے مین پہونچیگا دیکھیگا کہ ایک جادوگر لباس سرخ پہنے
ہوئے بیٹھا ہی اور آگے اُسکے ایک گلدستہ انار کے پھولون کا رکھا ہوا اور ایک جانور سرخ رنگ اُس گلدستے پر بیٹھا ہوا
ہی اور ایک نازنین سرخ پوش آگے اس ساحر کے رقاصی کر رہی ہی اور وہ جادوگر اسم سحر کا پڑھ کر اُس نازنین
اور گلدستے پر دم کر رہا ہی اور ایک ساز بھی رکھا ہی جو خود بخود بج رہا ہی تو اسے للکار کر او حرامزادے تو کیا یہ
شعبدہ بازیان یہان بیٹھا ہوا کر رہا ہی مین ملک الموت تیری جان کا آپہونچا وہ ساحر تیری آواز سُنکر گلدستہ اُٹھائیگا
کہ تجھپر مارے تو لوح اُسکے سامنے کرنا عکس لوح کا جو اُس گلدستے پر پڑیگا اُسمین سے شعلہ ہاے آتش چمک کر جادوگر
پر گرینگے کہ اُسکے بدن مین آگ لگجائیگی وہ جلنے لگیگا اور تیری طرف دوڑیگا تو جھپٹ کر ایک خم شیشہ سرخ کا جو اُسکے سامنے
رکھا ہی اُسمین کود پڑنا پھر جہان پہونچیگا اور جو عجائبات دیکھیگا لوح کو دیکھ لینا نور الدہر نے جو کچھ حکم لوح کا ہوا
تھا وہی کیا خوف سے آتش سوزان کے خم مین کودا غل شور کی صدا کان مین اسکے پہونچی کہ کشتی مرا نام من گلنار جادو
بود مگر نور الدہر خم مین کود کر بیہوش ہوگیا تھا جب ہوش آیا ایک میدان مین اپنے کو دیکھا کہ کھڑا ہون ایک سمت
کو چلی نکلا جاتے جاتے ایک جگہہ پر پہونچا کہ سبزہ زار تھا نہر جاری تھی تختہ لالے کا پھولا ہوا تھا ہواے خوش چلی
آتی تھی اس سے جو آگے بڑھا دیکھا کہ ایک بیشہ ہی اُسمین درخت انار کے لگے ہین اور ہر شاخ مین انار بڑے بڑے
لگے ہین بعضے انار شق ہوگئے ہین انکے دانے مانند یاقوت سرخ کے معلوم ہوتے ہین بعض انارون کے دانے سفید
مانند گوہر آبدار کے چمک رہے ہین گویا اُس لالہ زار اور سبزہ زار کی کیفیت دیکھکر وہ انار ہنس رہے ہین
اور شاخین ہوا کے جھونکون سے مستانہ وار جھومتی ہین اور ایک ایک گلاب کا درخت ہر درخت انار کے
پاس لگا ہوا ہی جسکی خوشبو سے تمام باغ مہک رہا ہی اور دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی شاہزادہ سیر کرتا ہوا
ایک درخت انار پاس آیا توڑنے کو ہاتھ بڑھایا تھا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ لینا اس مفسد کو کہ یہ انار توڑنے آیا ہی
ساتھ ہی اس صدا کے چارون طرف سے شاہزادے پر انار برسنے لگے عجب حالت تھی نور الدہر کو جان بچانا مشکل
پڑگیا تھا کوئی گدے سے پیٹھ پر پڑا کوئی سینے پر لگا کوئی سر پر اس زور سے پڑا کہ چوٹ قرار واقعی آئی گھبرا کر لوح کو دیکھا
لکھا تھا کہ اگر تو گلنار جادو کو مار کر بیشہ انار ان مین پہونچے خبردار کسی انار کو توڑنا نہین اگر توڑ لیا تو بارش
انارون کی تجھپر ہوگی تو لوح کو سپر کرکے اندر انار کے درختون کے چلا جانا کچھ خوف دل مین نہ لانا جب کوس بھر
زمین طی کر چلیگا تو ایک درخت تجھے نظر آئیگا کہ سب درختون سے بلند ہی اور اُسپر ایک ساحر کہ تمام جسم سے اُسکے
شعلۂ آتش نکل رہے ہونگے اسباب سحر اُسکے پاس ہوگا اور ایک انار آتشین اُچھال رہا ہوگا اور لپک رہا ہوگا
اُسکے سینے پر ایک داغ سفید ہی تو یہ اسم پیکان تیر پر دم کرکے اُسپر مارنا کہ اُسی داغ سفید پر پڑے کام
اُسکا تمام ہوگا بعد اُسکے قلعہ طلسمی سامنے دکھائی دیگا پھر سامنا بادشاہ طلسم انارستان جادو سے ہوگا قصہ مختصر
شاہزادہ نور الدہر نے لوح دیکھکر موافق حکم انارستان جادو کو مارا ایک دھوان اُٹھا جہان تیرہ وتار ہوگیا
ایک چار گھڑی تک یہی صورت رہی وہ لالہ زار اور انارستان آتش زار ہوگیا بعد اُسکے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا
نام من انارستان جادو بود اور وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ نہ بیشہ انار ہی نہ وہ جادوگر ہی اپنے کو ایک
میدان مین کھڑے ہوئے پایا بحکم لوح ایک سمت کو قدم بڑھایا تھوڑی دور پہونچا ہوگا کہ دور سے ایک قلعہ
نظر آیا ابھی قلعہ کے پاس نہ پہونچا تھا کہ گرد وغبار کا تتق بلند ہوا اور لشکر ساحران غدار کا دکھائی دیا
ہزارہا ساحرون کو دیکھا کہ بصورت اصلی چلے آتے ہین اور وہ جو سپہ سالار ہی اُسکے آگے

ناقوس پھنکتا ہوا گھنٹے بجتے ہوئے کوئی ساحر فیل دگرگردن آتشین پر سوار کوئی شیر واژدر آتش فشان پر سوار
بیچ مین سب کے انارستان جادو بادشاہ طلسم تخت پر بیٹھا ہوا گرد واطراف یکین اور ساحران غدار چلے
آتے ہین یا سامری یا جمشید کا غل ہو آگے تخت کے بیرقین نقرئی طلائی اُسپر ہنودان کی تصویر بنی ہوئی
بس ایک مرتبہ اُن ساحرون کی نگاہ جو شاہزادہ نورالدہر پر پڑی غل ہوا کہ طلسم کشا یہی ہو اسی نے تمام طلسم
انارستان کو فتح کیا ہو سب جادوگر دربندون کے اسی نے قتل کیے ہین تمام ساحرون کا خون اسکی گردن پر
ہو اب یہ بچ کر نہ جانے پائے بس تمام ساحر چہار طرف سے دوڑے شاہزادے پر یورش کی کسی نے سحر سے
آگ کا دریا بہایا کسی نے پانی برسایا کسی نے تیر باران کیے کسی نے سانپ بنا کر پھینکے کسی نے عقرب بھیجے کسی نے گیند
طلائی مار کر وہ مانند گولے کے چلا شاہزادے نے مضطر ہو کر لوح کو دیکھا اور جلدی سے اسم پڑھ کر اپنے گرد ایک
دائرہ کھینچکر بیٹھ گیا وہ سب آفتین دفع ہونے لگین سحر سے جو بلا پیدا ہو کر آتی تھی شاہزادے کے دائرے کے
پاس پہونچکر پھر جاتی تھی جسنے تیر برسائے تھے وہ تیر جو پھرے اسی ساحر پر آکر گرے کہ وہ ہدف تیر قضا ہو گیا اور
اسکے ہمراہیون کا بھی کام تمام کیا جسنے سمندر آگ کا بہایا تھا وہ اپنی آگ مین آپ ہی جل گیا جسنے دریاے
آب جاری کیا تھا وہ خود اسمین ڈوب مرا اور غریق دریاے لعنت ہوا جسنے زور جادو سے عقرب پیدا
ہوئے تھے وہ نیش عقرب خود ہلاک ہوئے جسکے سحر سے سانپ پیدا ہو کر دوڑے تھے وہ موذی آپ مار کھایا
غرض تمام ساحر سحر کر تھکے اسم اعظم الٰہی کی برکت سے عاجز ہوئے انارستان بدبخت تخت پر سے اترا اور شیر
کی صورت بنکر شاہزادے پر دوڑا قریب دائرے کے جو آیا اور عکس لوح اُسپر پڑا وہ صورت ٹھگنی شاہزادہ
نورالدہر سے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا تو مکان امن مین بیٹھا ہو اس سے باہر آ تو تجھے حال معلوم ہو جانے
شاہزادہ بے تامل اسم پڑھتا ہوا آگے بڑھا انارستان جادو اژدہا بنکر دوڑا نورالدہر نے اسم پڑھکر جو دم کیا
ایک دم مین ہیئت اسکی ٹھگنی ہاتھ پانون زمین پر مارنے لگا شاہزادہ نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او نابکار دیکھ تجکل
اپنی انارستان جادو ذلیل ہو کر سامنے سے ہٹا ساحرون سے کہا سحر اسپر تاثیر نہین کرتا ہو بلوہ کر کے اسے پکڑ لو
سب ساحر چہار طرف سے دوڑے اب نورالدہر نے تلوار میان سے لی لڑنے لگا دو چار گھڑی مین کشتون
کے پشتے باندھ دیے لاش پر لاش گرا دی کوئی مُنہ پر شاہزادے کے نہین چڑھتا دور سے غل کر رہے ہین
شاہزادہ خود برابر تخت انارستان جادو کے پہونچا انارستان جادو نے دیکھا کہ تو اگر مقابلہ کرتا ہو تو ہاتھ
سے اسکے مارا جائیگا سحر سے پر پرواز پیدا کر کے اُڑ چلا اور کہا کہ اے طلسم کشا اور کسی وقت تجھے سمجھونگا
شاہزادے نے دیکھا کہ یہ ملعون نکلا جاتا ہو نکالکر قربان سے کمان ترکش سے تیر جوڑ کر کمان مین جو مارا دمیان
سرین پر پڑا سر کو توڑ کر پار گذر گیا چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا فی النار والسقر ہوا غل و شور برپا ہوا جہان
تاریک ہو گیا پیر اسکے خاک اڑانے لگے جتنے ساحر تھے بھاگ گئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من انارستان جادو
بود جب روشنی ہوئی ایک گنبد سبز دکھائی دیا نورالدہر اسکے برابر آیا دیکھا کہ ایک دیو ایک پریزاد کو
لیے ہوئے بیٹھا ہو اور اسکے سامنے ہاتھ باندھے کہہ رہا ہو کہ مین تجھپر دلدادہ ہون تو مجھے قبول کر وہ کہہ رہی کہ تو
مجھے مار ڈال مگر مین تجھے قبول نہ کرونگی تو نے مجھے میرے تمام عزیزون سے چھڑایا یہان لیکر آیا پھر مار کیون
نہین ڈالتا دیو کہہ رہا ہو کہ تو عاشق ہو دیو ہر آن پر اسکی صورت دیکھنا تجھے نصیب ہوگی مین تجھے یہین
قید کر رکھونگا بس یہ کلمات سُنکر شاہزادے نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست تو آئینہ پری کو لیکر یہان

بیٹھا ہی جائیگا کہان مین آپہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک آدمزاد نعرہ کرتا ہوا چلا آتا ہی پکارا کہ او آدمزاد سرسیاہ دندان
سفید شاید تو طلسم کشا ہی جو طلسم کے اندر آیا مین بغیر تجھے مارے نہ چھوڑونگا اور مردہ بھی تیرا کھا جاؤنگا یہ کہکر
دار شمشاد پکڑ کر دوڑا اور شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے حربہ اُسکا خالی دیا کہ وہ زمین پر پڑا اتنی گرد و غبار
بلند ہوا کہ شاہزادہ اسمین چھپ گیا دیو پکارا کہ افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا مجھے کھانا نصیب نہ ہوا
بعد تھوڑی دیر کے نورالدہر تیغ گرد سے باہر نکلکر پکارا کہ اسکو تو نے مارا اسکا کام تمام کیا حریف تیرا مین موجود
ہون دیو نے ایکی مرتبہ ہاتھ بڑھایا کہ اسے اٹھاکر حلق مین ڈالے نورالدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ
مُنہ کے بل آرہا ایک گھونسا جو تقیقے پر مارا تو کہنی تک ہاتھ سر مین گھس گیا دیو چیخ کھاکر گرا تڑپنے لگا آخر دم
توڑ توڑ کر تمام ہوا سامنے قلعۂ طلسمی نظر آیا وہ نازنین یعنی آئینہ پری دوڑ کر شاہزادے کے قدمون پر گری
شاہزادے نے اُسے گلے سے لگایا ساحران طلسم آکر قدمون پر گرے مطیع اسلام ہوئے دیو مرآت دور سے
کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی جب اُسنے دیکھا کہ درخت انار کے غائب ہو گئے اور طلسم ٹوٹا وہ بھی دوڑ کر آیا شاہزادہ
نورالدہر کے قدمون کو بوسہ دیا شاہزادے نے کہا لو بھی اپنی معشوقہ کو اُسنے شاہزادے کو بہت سی دعائین
دین نورالدہر نے مال و اسباب طلسم کا نکلوایا چنانچہ تیغہ زرافشان سلیمانی اور زرہ بکتر چار آئینہ اور ایک
گنج زر نکلا شاہزادے نے دیو مرآت کو وہان کا حاکم کیا تمام طلسم کو اسلام آباد کیا بتخانے تڑوائے مسجدون کی
بنا پڑی سکہ نام پر ہمزہ نامدار کے جاری ہوا بعد اسکے دیو مرآت شاہزادے کو قبر جمشید پر لایا جام
جمشیدی نذر دیا کہ یہ حاضر ہی دیکھا شاہزادۂ نورالدہر نے کہ گرد قبر جمشید کے گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے
ہین ہوائے خوش چلی آتی ہی شاہزادہ وہان بیٹھ گیا نیند آنے لگی سو گیا خواب مین دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
تخت پر سوار لوگ اُسکے ہمراہ سامنے سے نمودار ہوا اور نورالدہر سے خطاب کیا کہ ای عزیز دیکھ مین کتنا بڑا
بادشاہ جلیل القدر تھا اور سات سو برس سلطنت کی ایک ذرا سا غرور اپنی شان و شوکت پر مجھے آیا تھا اور
کلمہ تکبر لب پر لایا تھا سرکشی کی سزا پائی آرے سے چیرا گیا لاش بھی خراب رہی ای عزیز تکبر اچھا نہین ہی یہ اسی کو
زیبندہ ہی اور اسی کو سزاوار ہی کہ جو حاکم ارض و سما مالک ہر دو سرا ہی شعر مرا در رسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیمست
و ذاتش غنی + آدمی جب تک زندہ ہی اُسے اپنے نیک و بد کا اختیار ہی چاہیے کہ خدا کو راضی رکھے اور خلق کو
آباد و شاد رکھے تاکہ بعد مرگ ہر ایک اُسے بہ نیکی یاد کرے دنیا سرائے فانی ہی اسکو ثبات نہین ہی نورالدہر یہ سنکر
بہت رویا یہانتک کہ آنکھ کھلگئی دیو مرآت نے کہا کہ آپ سو گئے تھے یہان بھی نیند آگئی تھی ابھی جمشید کو خواب
مین دیکھا بہت سی اُسنے نصیحت کی مین کلمات پند سنکر رو رہا تھا کہ آنکھ کھلگئی القصہ شاہزادے نے
مُنھ دھویا کہ ایکبار مرآت نے جام جہان نما آگے رکھا پوچھا کہ جام مین کیونکر کسی شی کو دیکھین اُسنے عرض کیا کہ
آپ جام کو پانی سے لبریز کرکے اپنے سامنے رکھیے اور خطاب کیجیے کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی روح جمشید
کی مجھے فلان شخص کا حال معلوم ہو یا فلان شہر کا حال مجھپر منکشف ہو سب کیفیت آپ کو نظر آجائیگی شاہزادہ
نورالدہر نے اُسی وقت جام مین پانی بھروا کر سامنے رکھا قسم روح جمشید کی دے کر کہا کہ مجھے حمزہ صاحبقران
کا حال معلوم ہو جائے یہ کہکر جام مین دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ امیر کشورگیر مع عمرو و کرب و مقبل وفادار
ایک صحرا مین چلے جاتے ہین اور لشکر سامنے شہر زبرجد نگار کے پڑا ہی اور بہت سے سردار مع شاہزادہ
بدیع الزمان بارگاہ مین زبرجد شاہ کی بیٹھے ہین حیران ہوا کہ یہ کیا معاملہ ہی بعد اسکے

پھر جام کو قسم دی کہ میرے لشکر کا حال بھی روشن ہو جاے بس لشکر اپنا سامنے شہر مشتری حصار کے دیکھا کہ بارگاہ
مین گہرا ے اختر شناس وجملہ سرداران نامدار بیٹھے ہین مگر اسد وطہماس کو نہ دیکھا سخت پریشان ہوا کہ ان
دونون پر کیا گذری پھر جام کو قسم دے کر حال اسد غازی کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ ایک قلعہ وسط دریا
مین ہی اسمین اسد مع رفقا بیٹھا ہی پھر حال طہماس بن عنقویل دیو پرور کا دریافت کیا کہ ایک ریگستان
مین مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہی قریب الموت ہی بس یہ حال اپنے رفیق صادق کا دیکھکر بیقرار ہو گیا دیو
مرآت کو دکھایا کہ یہ رفیق ہی میرا میری جدائی مین جان اپنی دے رہا ہی جلد مجھے یہان سے نکل اسی صحرا مین
پہونچا دے اگر یہ مرگیا اور پھر مین پہونچا تو کس کام کا دیو مرآت نے یہ سنکر تمام کاروبار مال واسباب بنا مقبرہ
جمشیدی کا آئینہ پری کے سپرد کیا اور ہر ایک دیو سے کہا کہ تم آئینہ پری کی اطاعت سے باہر نہ ہونا مین ابھی
شہر یار کو پہونچا کر بہت جلد آتا ہون اور شاہزادہ نورالدہر کو مع جام اپنی پشت پر سوار کرکے پردہ دنیا کیطرف
روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہی کہ مقبرہ جمشید کا مابین پردہ قاف وپردہ دنیا ہی بلکہ دنیا نزدیک ہی القصہ دیو
مرآت شاہزادہ نورالدہر کو طرفۃ العین مین اسی صحرا مین لایا کہ جہان طہماس مانند ماہی بے آب تڑپتا تھا
اور پکارتا تھا کہ ای پروردگار مجھے دیدار اس شہر یار عالیوقار کا دکھا یا قبض روح کا میری ملک الموت کو حکم
دے کہ بعد ایسے تاجدار کے زندگی بیکار ہی نورالدہر یہ حال طہماس کا دیکھکر بے اختیار رو دیا پکار کر کہا
کہ ای طہماس مین زندہ وسلامت موجود ہون آنکھ کھولکر دیکھ مگر طہماس کا یہ حال تھا کہ غش طاری تھا زندگی
سے عاری تھا آنکھین بند تھین کسواسطے کہ سات روز اسپر سے بے آب ودانہ گذرے تھے آنکھون مین دم
تھا فقط نفس شماری باقی تھی نورالدہر ہرچند پکار اچلایا جب طہماس نے جواب نہ دیا تو اسی فرش خاک
پر خود بھی بیٹھ گیا سر اپنے یار وفادار کا اٹھا کر زانو پر رکھا گرد منھ کی رومال سے پاک کی اپنے ہاتھ سے پانی منھ مین
ٹپکایا اور ایک چھینٹا منھ پر دیا طہماس نے گھبرا کر آنکھ کھولدی ہوش آگیا تو صدف امید کو گوہر مقصود سے
مالامال پایا دیکھا نہ شاہزادہ نورالدہر سرہانے بیٹھا ہوا ہی یقین نہ آیا عرض کیا کہ ای شہر یار یہ خواب ہی یا بیداری
شاہزادہ نورالدہر نے کہا مین بیداری ہی مین زندہ ہون تم غم مین میرے کیون ہلاگ ہوتے ہو مجھے ایک ساحرہ
اٹھا لیگئی تھی اور میری صورت کا ایک آدمی بنا کر سر اسکا کاٹ کر میرے بستر خواب پر ڈالگئی تھی جسے تم
دیکھکر یہ سمجھے کہ نورالدہر قتل ہو گیا طہماس نے کہا ای شہر یار مجھ مین طاقت گویائی نہین ہی جو کچھ عرض کرون
نورالدہر نے بغلون مین ہاتھ دے کر اسے اٹھا بٹھایا طہماس قدمون پر سر رکھکے پھر بیہوش ہو گیا آخرکار
شاہزادے نے دیو مرآت سے کہا کہ اب تو مجھے اور اسے دونون کو میرے لشکر مین پہونچا دے دیو مرآت نے
ایک کاندھے پر نورالدہر اور دوسرے کاندھے پر طہماس کو بٹھایا اور لے اڑا یہان ہرمز تاجدار کہہ رہا ہی
گہرا ے اختر شناس سے تم کہتے تھے کہ مین نے علم نجوم مین دریافت کیا ہی کہ شاہزادہ نورالدہر زندہ ہی اور
بہت جلد ملاقات ہوگی ابھی تک تو کچھ ظاہر نہ ہوا نہ خبر اس شہر یار کی آئی نہ ملاقات ہوئی اب پھر نجوم مین دیکھو کہ
کب اس شہر یار کو ہم دیکھینگے گہرا ے اختر شناس نے پھر نجوم مین دیکھا اور کہا کہ بہت جلد ملاقات ہوا چاہتی ہی
ہرمز تاجدار نے کہا کہ علم لگاؤ کب تک ملاقات ہوگی گہرا ے اختر شناس نے پھر نجوم مین زور دیا اور دوسرا زائچہ
کھینچا اور دست بستہ عرض کیا کہ ای شہر یار اگر آج سہ پہر تک ملاقات نہ ہو تو مین بھی جھوٹھا اور میرا علم بھی غلط اور
یہ بھی عرض کیے دیتا ہون کہ وہ شہر یار جانب آسمان سے آئیگا دیو اسکو لائیگا القصہ پہر دن رہے ہرمز تاجدار

اور تمام سرداران نامدار باہر بارگاہ کے آکر کھڑے ہوے اور جانب آسمان دیکھنے لگے ہر شخص کی نگاہ لڑی ہوئی ہو کہ
بعد ایک لمحہ کے دیکھا کہ آفتاب چھپ گیا روز روشن شب تاریک ہو گیا اور اُسی اندھیرے مین ایک ستارہ چمکتا
ہوا آسمان پر نظر آیا اور دیکھا کہ وہ ستارہ زمین کی طرف نیچا ہوتا چلا آتا ہو گھراے اختر شناس نے کہا کہ یہ ابر سیاہ
وہی دیو ہو اور اُسکی پشت پر وہ ستارہ باوقار نورالدہر نامدار ہو کہ اس اثنا مین وہ ابر قریب آیا کہ نورالدہر
سب کو نظر آنے لگا غل ہوا کہ وہ شاہزادۂ عالیوقار آپہونچا تمام سردار تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے اب یو زمین
پر آیا نورالدہر پشت دیو سے کودا سب سردار دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹے نورالدہر نے ہر ایک کو گلے لگایا اور
آپ ہرمز تاجدار سے قدمبوس ہوا اور گلے سے لگ کر بیٹھا طہماس کو گھراے اختر شناس کے سپرد کیا کہ اسکا علاج
کرو طہماس کو اور کوئی مرض نہ تھا فقط درد جدائی شاہزادہ نورالدہر تھا شربت دیدار اسکی دوا ہو گئی دو ایک
روز مین قوت و توانائی آگئی طبیعت بحال ہو گئی اچھا ہو گیا بعد صحت تمام شاہزادے کی خدمت مین آیا گرد پھرا
تصدق ہوا تمام کیفیت اپنی بیان کی کہ بغیر حضور کے یہ حالت میری ہم پہونچی تھی باے خدا نے اپنا فضل کیا کہ غلام
نے حضور کو دیکھا نورالدہر نے اسے خلعت عنایت کیا گلے سے لگایا اپنے پاس بٹھایا بعد اُسکے اسد غازی
کا حال پوچھا ہرمز تاجدار نے کہا کہ ایک قلعہ ہی وسط دریا مین کہ اسے قلعہ سرخان کہتے ہین اسد بھی ایرج
کے ہاتھ سے وہان چھپکر بیٹھا ہی مگر وہ وہ کارنمایان اُسنے کیے کہ رستم سے بھی نہ ہو سکینگے شاہزادہ نورالدہر نے
کہا کہ وہ تو کبھی ایک جگہ چھپ کر نہ بیٹھا تھا اب کیون پوشیدہ ہو کر بیٹھا ہرمز تاجدار نے بیان کیا کہ اسد جس
کوہ یا صحرا مین قیام کرتا تھا ایرج پاس آئینہ سکندری ہی اُسمین دیکھکر حال دریافت کرتا تھا اب اسد
بھاگتے بھاگتے مجبور ہو کر قلعۂ سرخان مین جا بیٹھا نورالدہر نے کہا مین اُسکے واسطے جام جم لایا ہون یہ جام آئینے
سے بھی زیادہ ہی مین اسے ابھی بھیجتا ہون اور شاہزادہ نورالدہر کے پاس تین تلوارین طلسمی ہین ایک طلسم تتھری
سے نکالی ہی کہ نام اُسکا تیغہ خان ہی دوسری طلسم خیال مین سے ہاتھ آئی ہی کہ اُسے بلاسان کہتے ہین
تیسری طلسم انارستان سے پائی ہی کہ اُسکا لقب تیغۂ زر افشان ہی چنانچہ جام جم مع تیغۂ زر افشان
سلیمانی دیو مرآت کو دے کر فرمایا کہ مژدۂ سلامتی ہمارا مع ان تحفون کے اسد بن کرب کو دے لا اور کو ونا دیو
مرآت نے عرض کیا کہ مین اسد غازی کو نہین پہچانتا نورالدہر نے کہا اچھا مین تجھین اسد غازی کو
دکھائے دیتا ہون یہ کہکر جام جہان نما مین پانی بھروا کر رکھا اور کہا کہ ای جام جہان نما تجھے قسم ہی روح
جمشید کی کہ حال اسد بن کرب غازی کا معلوم ہو جائے اور صورت اُسکی نظر آجاے بعد ایک لمحہ کے
اُسی قلعہ سرخان کے اندر مع رفقا اسد دلاور نظر آیا نورالدہر نے دیو مرآت سے کہا کہ لے دیکھ اور
پہچان لے دیو مرآت نے اسد غازی کو مع رفقا دیکھا عرض کیا کہ اب مین نے پہچان لیا ابھی جا کر یہ
دونون تحفے پہونچاتا ہون بس یہ کہکر جام جہان نما اور تیغہ زر افشان لیکر روانہ ہوا یہان اسد
بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت قلعۂ سرخان مین بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ افسوس کچھ حال بھائی صاحب
کا معلوم نہ ہوا گھراے اختر شناس کہ نجومی بیبدل ہی اکثر احکام اُسکے سچے ہوئے ہین مگر شاہزادے
کے حق مین جو کچھ کہا وہ ابتک ظہور مین نہ آیا اور اس آفتاب پرست کے واسطے دن بدن ترقی
ہوتی جاتی ہی یہ کہکر نورالدہر کی یاد مین رونے لگا اور تمام رفقا بھی آبدیدہ ہوئے کہ یکایک تیز ہوا
لگی چلنے اور روے آفتاب پر سیاہی آگئی غور سے جو دیکھا تو ایک دیو چلا آتا ہی اور اُسی طرف

دیکھتا آتا ہی یہانتک کہ اسد کی جانب اسنے رخ کیا اور لوگ تو وہان سے بھاگ گئے مگر اسد غازی نے
تیر کو کمان مین پیوستہ کرکے کمان کو کھینچا کہ سیسر قوس کا کڑکا دیو مرآت نے دیکھا کہ یہ تیر تجہیر مارا چاہتا ہی
سہم کر چلایا کہ خطا میری کیا ہی یہان تو کوئی گوشہ بھی نہین کہ اسمین چھپ رہون ای شہریار مین آشنا شاہزادہ
نورالدہر کی خدمت سے آتا ہون تحفے آپ کے واسطے لایا ہون تجہیر تیر نہ ماریے اسد غازی نے جو
نام شاہزادہ نورالدہر کا سنا تیر و کمان کو ہاتھ سے پھینکدیا دیو کی جانب دیکھنے لگا دیو جسوقت قریب آیا قدمون
پر آکر گرا اسد نے سر اسکا اٹھایا گلے سے لگایا حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھا دیو نے تمام حال جو شاہزادے
سے سنا تھا بیان کیا اور وہ جام اور تیغہ نذر کیا اسد نہایت خوش ہوا اور وصف اس جام کا پوچھا دیو مرآت نے
کہا کہ یہ جام جہان نما ہی اسمین جس شخص کا حال چاہیے دریافت کرلیجیے اسد نے یہ اوصاف جو سنے اچھلنے لگا کہا
کہ اب یہ برازنجہ میرے ہاتھ سے کہان جا بچکر جائیگا بہت آئینہ سکندری پر نازان تھا مجھکو خدا نے جام جمشید
عنایت کیا دیکھو تو کیسے ناکون چنے چبواتا ہون خدا بھائی صاحب کو سلامت رکھے عجب تحفہ میرے واسطے بھیجا ہی
الغرض دیو مرآت کو رسید اس جام اور تیغے کی دی اور ایک عرضی لکھدی کہ بھائی صاحب کو دینا اور عرض کردینا
کہ جان نثار جلد آکر قدمبوسی مین حاضر ہوتا ہی دیو مرآت تو رسید لیکر راہی ہوا ادھر اسد دلاور نے اپنے
رفیقون سے کہا کہ اب چلکر لشکر پر اس آفتاب پرست کے شبخون مارونگا سبھون نے کہا بسم اللہ چلیے غرض
مال واسباب تو حاکم قلعہ کے سپرد کیا اور آپ کشتیون پر سوار ہوکر دریا پار اترا اور ایک درۂ کوہ مین پہنچ کر دو سب
لشکر ایرج کے قیام کیا لشکر ایرج کا ارمنوس حصار کے سامنے اترا ہوا ہی تیاری کوچ کی ہو رہی ہی کہ دو پہر رات
گئے اسد آکر شبخون گرا اور لوگون کو قتل کرنا شروع کیا کھاتا پیتا سوتا جاگتا جو ذی حیات سامنے دکھائی دیا وہ
مارا جاتا ہی تمام خیمون مین آگ لگادی ہی سارا لشکر تہ و بالا ہی چہار طرف ایک غلغلہ ہی کہ اسد دیوانہ آکر شبخون
گرا ہی نیر اعظم اسکی شر سے بچائے یہان تک کہ اب کوئی پہر رات پچھلی باقی ہی کہ ایرج بیدار ہوا سنا کہ اسد آکر
شبخون گرا ہی تمام لشکر کو قتل کر رہا ہی ایرج بولا پھر یہ قلعہ سرخان سے کہان نکلجائیگا میرے ہاتھ سے ابکی بغیر مارے
نہ چھوڑونگا اور جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر چلا اسد کو جو ایرج کے آنے کی خبر معلوم ہوئی بوق بجائی کہ
یاران بدر روید غرض مع رفقا ایک سمت کو راہی ہوا ایرج صبح تک اسد غازی کو ڈھونڈھا کیا کہین پتا
نہ لگا بہت جھنجھلایا اور پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ خون بہنے لگا اور کہا کہ جہان جائیگا وہین پہنچ کر ہلاک
کرونگا اور دیلم شباط زنگی سے خطاب کیا کہ تم جاکر کنارہ دریا کا روک لو کہ یہ دیوانہ قلعہ سرخان کی طرف
نہ جانے پائے پھر مین اسکو صحرا مین گھیر کر مار لونگا دیلم شباط زنگی تو یہ سنکر چالیس ہزار زنگیون سے جاکر کنارہ
دریا کا روک کر کھڑا ہو رہا یہان ایرج نے آئینہ سکندری مین دیکھا معلوم ہوا کہ اسد دامنہ کوہ مین ہی بہت
خوش ہوا کہ ابھی قلعہ سرخان مین نہین پہونچنے پایا اب بچکر میرے ہاتھ سے کہان جائیگا کہ راستہ دریا کا
رکا ہوا ہی بس مع چند سرداران نامدار روانہ ہوا ادھر اسد جو آیا جتنی رات باقی رہی تھی سو کر کاٹ دی صبح
نماز پڑھی جام نکالکر دیکھا معلوم کیا کہ ایرج اسیطرف چلا آتا ہی اور قریب پہونچا ہی بس جلدی سے بوق بجائی
کہ ای یاران تیار شوید جو جس مقام پر بیٹھا تھا جس کام مین تھا سب چھوڑ کر جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا دوسری
بوق مین سب تیار تھے گھوڑون پر سوار تھے تیسری بوق مین راہی ہوئے اور دوسرے راستے سے اگر لشکر ایرج
پر روز خون مارا قتل کرنا شروع کیا مگر یہان ایرج جو دامنہ کوہ مین آیا پہلے درۂ کوہ کو گھیر لیا کہ کسی طرف سے نکلنے نہ پائے

بعد اُسکے لینا لینا پکڑنا پکڑنا کہتا ہوا اندر جو درے کے آیا کسی متنفس کو وہان نہ پایا گھوڑون کی لید ٹوٹی ہوئی رسیان
تسمے رکابون کے پڑے ہوئے دیکھے حیران ہوا کہ یہ دیوانہ کدھر گیا سیماب کی خاصیت رکھتا ہے کہ کسی جگہہ اسے قرار
نہین نہ کبھی یہ تھکتا ہے نہ کبھی بیمار پڑتا ہے عجب طرح کا سخت جان ہے پھر خیال مین گزرا کہ شاید میرے آنے کی خبر سنکر
چلا گیا ہوگا نکالکر آئینہ سکندری کو جو دیکھا عجب طرح پر دیکھا کہ لشکر پر گرا ہوا آفتاب پرستون کو قتل کر رہا ہے
گھوڑے کو کوڑا کیا چلا اپنے لشکر کی طرف یہان اسد غازی کی یہ کیفیت ہے کہ ہزارہا آفتاب پرست قتل کر ڈالے
ہین خیمے جلا دیے ہین کچھ دکانین حلوائیون نانبائیون کی لوٹ لی ہین کھانے کا سامان درست کر لیا ہے مگر مالک بن
ملکوت شاہ اور بہزاد مرتد کو ڈھونڈھ رہا ہے دیر بہت ہو چکی ہے یہ خیال مین گذرا کہ ایرج پھرا ہوا نہ آتا ہو بس
جام جمشید مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج قریب آپہونچا ہے بس بوق بجائی کہ ای یاران بدر رویہ مع رفقا صاف نکلا
چلا گیا ایرج جو لشکر مین پہونچا شور و غل سنا کہ دیوانہ لوٹ لیگیا قتل کر گیا ابھی چلا گیا ایرج نے کہا ارے یہ کیونکر
میرے آنے سے آگاہ ہو جاتا ہے ہر ایک نے جواب دیا کہ نہین معلوم کیا امر ہے مالک بن ملکوت شاہ اور
بہزاد مرتد دونون آئے اپنی سرگذشت بیان کی کہ ہم چھپے ہوئے تھے ہمکو دیوانہ ڈھونڈھ رہا تھا اگر پا جاتا تو کبھی
زندہ نہ چھوڑتا ایرج نے جواب دیا کہ مین نے تو قسم کھائی ہے کہ اس دیوانے کو بغیر مارے ہوئے گھوڑے سے تا آخر دم لگام
نہ کھولونگا کیونکہ راستہ دریا کا مسدود ہے ویلم شاطر ننگی وہان موجود ہے یہ کہکر پھر آئینہ دیکھا اسد غازی کو ایک صحرا مین
پایا پھر اسد کے تعاقب مین روانہ ہوا اسد نے یہان لوٹ کا مال خوب نوش جان کیا اور فراغت حاصل کر کے
جام جہان نما مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج نے پھر تعاقب کیا ہے بس بوق بجائی اور مع رفقا سوار ہو کر اور راہ سے
آکر لشکر ایرج پر گرا قتل کرنا شروع کیا تمام لشکر کو تہ و بالا کر دیا ادھر ایرج جو صحرا مین پہونچا اسد کو نہ پایا وہان
سے پلٹا ادھر اسد نے جام مین دیکھا معلوم ہوا کہ ایرج پھرا ہوا آتا ہے پھر ایک سمت کو راہی ہوا کہان تک گذارش
کیا جائے کہ ایرج نے تین شبانہ روز اسد کا تعاقب کیا مگر اسد کو نہ پایا سات باران تین شبانہ روز مین اسد نے لشکر
ایرج پر شبخون مارا مگر ساتوین مرتبہ جب شبخون مار کر جانے لگا تو پکار کر کہا کہ اس بزازبچہ سے کہدینا کہ کیون میرے
پیچھے مفت تباہ ہوتا ہے زندگی بھر مجکو نہ پائیگا اگر اسکے پاس آئینہ سکندری ہے تو میرے پاس بھی جام جمشیدی ہے
کہ مجھکو شاہزادہ نورالدہر نے بھیجا ہے وہ آئینہ مین کیفیت دیکھتا ہے مین جام مین اُسکا حال دریافت کرتا ہون
میرے تعاقب سے کچھ حاصل نہ ہوگا اگر تا قیامت میری جستجو کریگا تو بھی نہ پائیگا ایرج جو لشکر مین اپنے آیا اور
حال جام جمشید کا سنا متردد ہوا اور سوچا کہ اب تعاقب کرنا اس دیوانے کا فضول ہے بس پلٹکر کھولی بارگاہ مین
آیا کھانا کھاکر تین روز کا تھکا ماندہ تو تھا ہی سو رہا پھر جو بیدار ہوا بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
ادھر اسد نے ضرغام شیردل سے کہا کہ جاکر خبر تو لاؤ کہ اب ایرج کس فکر مین ہے ضرغام وہان سے چلا لشکر
مین ایرج کے پہونچا صورت تبدیل کر کے داخل لشکر ہوا یہان تک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک خدمتگار
اندر سے آتا ہے وہ تو چلا گیا اب ضرغام شیردل اُسکی صورت بنکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ ایرج بیٹھا ہے سامنے
آئینہ سکندری لگا ہوا ہے دربار آراستہ ہو رہا ہے سردار آتے جاتے ہین اپنے اپنے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین یہ رنگ
دیکھکر وہان سے پھرا اور آکر خدمت مین اسد دلاور کی تمام حال بیان کیا اسد نے ،، ای ضرغام مین بھی اس سے
آئینہ لیے آتا ہون یہ کہکر اٹھا اور وضع اپنی تبدیل کی ایک کاغذ دستار مین رکھ لیا نامہ بر کی صورت بنکر لشکر ایرج
کی طرف روانہ ہوا ضرغام شیردل ہر چند کہتا رہا مگر اسد نے کسی کو ساتھ نہ لیا آتے آتے داخل لشکر ایرج ہوا

سیر کرتا ہوا دروازۂ بارگاہ پر پہونچا دربان سے کہا کہ جا کر ایرج سے خبر کرو کہ ایلچی شاہزادہ نور الدہر کا آیا ہی
چوبدار نے آکر ایرج سے عرض کیا حکم دیا کہ آنے دو خبردار روکنا نہین اسد اندر بارگاہ کے گیا بطریق اہل اسلام
سلام کیا ایرج نے کرسی پر بٹھایا نامہ طلب کیا اسد نے نامہ دستار سے نکالکر ایرج کے ہاتھ مین دیا ایرج نے جو دیکھا
لفافے پر کچھ نہین لکھا ہی پوچھا کہ اے ایلچی یہ نامہ کیسا ہی جسکے سرنامے پر کچھ نہین لکھا ہی جواب دیا کہ جو کچھ لکھا ہی اندر
نامے کے لکھا ہوا ایرج نامے کو کھولنے لگا اسد نے ہاتھ آئینے کی طرف بڑھا کر آئینے کو دیکھنا شروع کیا اہل دربار
سمجھے کہ آئینہ سکندری نہایت عمدہ آئینہ ہی شاید یہ اسکے نقش و نگار دیکھتا ہوگا جیسے ہی اسد نے دیکھا کہ
آنکھ طاسب کی بچی ہی جست کر کے قریب دروازۂ بارگاہ کے پہونچا دربان سمجھے کہ ایلچی جواب نامے کا لیکر
پھرا جاتا ہی ایرج نے جو نامے کو دیکھا کچھ لکھا نہ پایا محض کاغذ سفید سر اٹھایا کہ ایلچی سے کہے یہ کیسا نامہ تو لایا ہی
دیکھا تو ایلچی دروازۂ بارگاہ پر پہونچ چکا ہی اور آئینہ اسکے ہاتھ مین ہی نعرہ کیا کہ او چور تو آئینہ لیے جاتا ہی اسد
پکارا کہ او بزاز بچے مین اسد بن کرب لاور آئینہ لینے آیا تھا بھلا کیسی نامہ بری و ایلچی گری ایرج خود اٹھ کے دوڑا
کہ او دیوانے مین تجھے کہان جانے دیتا ہون لیکن اسد غازی بارگاہ سے باہر آیا کسی نے اسکے روکنے کا قصد بھی
نہ کیا بلکہ نام سنتے ہی لوگ سامنے سے ہٹ گئے راستہ صاف کر دیا اور کہا کہ میان یہ ملک الموت ہی اسے کون ٹوکے
جو روکے وہی مارا جائے اسد گھوڑے پر سوار ہوکر صاف نکلا چلا گیا اتنے مین ایرج بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ اسد
دور پہونچ گیا ہی بس پشت مرکب پر بیٹھ کر تعاقب کیا للکارتا جاتا ہی کہ او دیوانے تو جہان جائیگا مین بھی
وہین آونگا اور آئینہ تجھسے لونگا یہ کہتا جاتا ہی اور مرکب کو تیز کرتا جاتا ہی اسد یہ بھی نہین کہتا کہ تو بکتا
کیا ہی بکنٹ گھوڑا دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہی اسد کا مرکب بہت چالاک و چست تھا دور نکل گیا اور جاتے جاتے
ایک قلعۂ کہنہ پاس پہونچا کہ ایک مدت سے وہ قلعہ ویران پڑا تھا آبادی نہ تھی آدمی کا نام و نشان بھی نہ تھا مکان
ٹوٹے ہوئے دکانین خالی بعضی گری ہوئی بعضی بوسیدہ گھاس جا بجا اگی ہوئی بوے انسان کوسون نہین ہر مقام
پر ابابیلون کے چھتے ہر دیوار پر چھپکلیان بیٹھی ہوئین زاغ بول رہے ہین کوٹھون پر درخت اگے ہوئے
ہین عجب ہیبتناک وہ مقام ہی اسد دل مین کہ رہا ہی کہ خدا خیر کرے یہ مقام مجھے بہت بد معلوم ہوتا ہی لیکن ایرج
کے خوف سے اندر اس قلعہ کے چلا آیا ہی کہ قریب ایک بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک غول
چوبدست گران سنگ کاندھے پر رکھے ہوئے نکلا اور بولا کہ او آدمزاد ابلیس پر تلبیس نے تجھے میرے واسطے بھیجا ہی
تو جائیگا کہان اسد پکارا کہ او حرامزادے مین ملک الموت ہون تیری جان کا وہ غول یہ سنکر بہت برہم ہوا
اور ایک چوبدست پھرا کر اسد پر ماری اسد نے خالی دی وہ چوبدست زمین پر پڑی خاک اڑی غول پکارا کہ
افسوس تیرا گوشت بھی کرکرا ہو گیا کھانا نصیب نہ ہوا اسد نے نعرہ کیا کہ او حرامزادے مین زندہ ہون تو نے مارا
کسے غول نے دیکھا کہ آدمزاد کھڑا ہی پھر چوبدست اٹھانے لگا کہ مارے اسد نے چالاکی سے تلوار ماری کہ کمر گاہ
پر پڑی دو ٹکڑے ہوئے لاش اسکی تڑپنے لگی مگر جب غول سے اور اسد سے سامنا ہوا تھا تو اسنے ایک چیخ
ماری تھی اسد تو اسے مار کر آگے بڑھا ایک جادوگرنی سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بد ہیئت وہان سے نکلی اور
اس غول کو جو مردہ دیکھا بس دونون ہاتھون سے منہ پیٹ لیا اور پکاری کہ او ظالم غضب کیا تو نے کہ میرے
معشوق کو مار ڈالا دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور اسم سحر کا پڑھ کر کچھ دانے ماش کے اسد پر مارے اسد تلوار
کھینچکر ساحرہ پر چلا تھا کہ ہاتھ خشک ہو کر رہ گیا بدن مین طاقت باقی نہ رہی اس ساحرہ نے کہ مسلسل جادو

اسکا نام تھا اسد کو اسیر کر لیا مگر صورت دیکھتے ہی بیہوش ہو گئی اور پکاری کہ تو نے خوب کیا جو اس موئے غول
کو مار ڈالا مین تجھپر عاشق ہوئی ہون مجھے تو قبول کر اسد بولا او لکاتہ یہ دوسرا غمزہ کیا مجھسے تو یہ گفتگو نہ کرنا
ہمارے خاندان مین کوئی جادوگرنی سے ہمصحبت نہین ہوا مین تیری طرف نگاہ بھی نہ کرونگا تو چاہے مجھے زندہ
رکھ چاہے مار ڈال اُسنے کہا دیکھ پچتائیگا اسد بولا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر مین آمادہ مرگ ہون اُسنے کہا کہ تجھکو
دفعتاً تھوڑی مار ڈالونگی اس طرح تاررونگی کہ تو بھی یاد کریگا کہ کسی کے معشوق کو مارا تھا یہ کہکر اسد کو قلعہ سے باہر لائی
اور سامنے پہاڑ کے لاکر آدھا زمین مین گاڑ دیا اور کہا کہ اب دن کی دھوپ رات کی اوس تجھپر گذریگی تجھے دانہ ملیگا
نہ پانی اسد نے کہا تو جو چاہے سو کر مین تیرے اختیار مین ہون اور اپنے دل مین کہا کہ ای اسد یہ تو اب چلی جائیگی
اور ایرج اگر تجھے مار ڈالیگا ایسی صورت ہو کہ ایرج کے ہاتھ سے تو بچے بس جیسے ہی مسلسل جادو اسد کو قید
کر کے چلی اسد غازی نے پکار کر کہا کہ ای مسلسل جادو جو تمھین یہ منظور ہی کہ مجھکو کوئی جانور درندہ کھا جائے
تو خیر نہین تو کچھ ایسا بند و بست کر جاؤ کہ کوئی جانور موذی مجھے گزند نہ پہونچا سکے اُسنے کہا اچھا سوا میرے
اور کوئی نہ آسکیگا اور کچھ سرسون کے دانے پڑھکر گرد اسد کے پھینکدیے اور کہا کہ اب خاطر جمع رکھ کوئی تیرے
پاس نہ آسکیگا یہ کہکر مسلسل جادو چلی گئی بعد تھوڑی دیر کے ایرج بھی وہان پہونچا اسد غازی کو دیکھا کہ زمین
مین گڑا ہوا ہی نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا میرے ہاتھ سے یہ تجھے کسنے قید کیا ہی کہا کہ ایک ساحرہ نے
ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگا اور تلوار کھینچکر چلا جب حد سحر مین پہونچا دیکھا کہ دیوار آہنی حائل
ہو گئی ہی سمجھا کہ جادوگرنی حد سحر قائم کر گئی ہی پیچھے ہٹا پکارا کہ او دیوانے تو مبتلائے سحر ہی بس یہی قید تجھے کافی
ہی یہ کہکر وہان سے پھرنے کا ارادہ کیا تھا اسد پکارا ای ایرج یہ آئینہ اور جام دونون میرے پاس موجود
ہین تو اپنا آئینہ تو مجھسے لیے جا ایرج پکارا او دیوانے پکا خود ہوشیار تو مجھکو فریب سے پھنسایا چاہتا ہی کہ مین
بھی تیرے پاس آکر گرفتار سحر ہو جاؤن ہرگز تیرے دم مین نہ آونگا اسد پکارا کہ بس اسی منہ پر دعوی صاحبقرانی
اور لاف و گزاف کرتا ہی کہ مین صاحبقران ہون اور حمزہ میری نہیب شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا
تو امیر کشور گیر کی برابری کیا کریگا صاحبقران نے تو شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کردیے اب ظلمات
مین دمامہ جادو کے تباہ کرنے کو گئے ہوئے ہین تو ایک جادوگرنی سے ڈر کر بھاگا جاتا ہی لعنت ہی تیری
اس صاحبقرانی پر صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر ہی کہ پردہ قاف مین جادوگرون کو مارا
طلسم کو ہر بار فتح کیا یہان بھی کئی طلسم توڑے تو جا کر پیشہ بزازی کر اسمین تجھکو نفع خوب ہوگا اگر لندھور
تیرا شریک نہ ہوتا تو تیرا یہ اوج ہرگز نہ ہوتا اور مین تو اگر حیات مستعار باقی ہی تو اس عذاب سے چھوٹ ہی
جاؤنگا یہ کلمے جو سنے ایرج کو غیرت آئی کہا کہ او دیوانے اگر مین صاحبقران ہون تو اس ساحرہ کو بغیر مارے
نہ جاؤنگا وہ ساحرہ کہان رہتی ہی مجھے نشان تو دے اسد غازی نے کہا وہ سامنے قلعہ کہنہ ہی اسمین رہتی ہی
ایرج نے کہا کہ جا کر اُسے مارتا ہون یہ کہکر اُسی طرف روانہ ہوا اسد غازی نے اپنے دل مین کہا کہ یہ اُس
جادوگرنی کا کیا کر سکیگا خوب تو نے اسکو پھنسوایا مگر ایرج جو ادھر کو چلا اپنے دل مین خیال کیا کہ
حمزہ صاحبقران جو ساحرون کو مارتا تھا تو اسکو اسم اعظم یاد تھا سحر ساحر کا اُسپر تاثیر نہین کرتا تھا مجھکو تو کوئی اسم
یاد نہین تو کیا کر سکیگا مگر بہ فریب پیش آنا چاہیے بس یہ باتین اپنے دل سے کرتا ہوا قریب اُس جادوگرنی کے
مکان کے آیا قربان سے کمان ترکش سے تیر نکالکر تیر کو بچر کمان مین پیوستہ کرکے آواز دی کہ ای مسلسل جادو

مین تمھاری ملاقات کو آیا ہون ذرا باہر آؤ مسلسل جادو کے کان مین جو آواز آئی حیران ہوئی کہ کون تیرا
ملاقاتی آیا ہو دیکھو تو سہی بس کوٹھے پر آئی دریچے سے سر باہر نکالا ادھر ایرج تو دیکھ ہی رہا تھا کہ نظر آئے اور
نشانہ گردن پر جو مارتا ہی گلے پر پڑا کر توڑ کر نکلگیا وہ تڑپ کر گری شور گیر و دار بلند ہوا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پر
اسکے خاک اڑا رہے تھے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی آخرکار روح ساحرہ جہنم واصل ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مین
مسلسل جادو بود جب روشنی ہوئی ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ اب چلکر اس دیوانے کو دیکھیے مگر اسد غازی نے
جو قید سحر سے نجات پائی بھاگا ایک پہاڑ کی طرف چلا ایرج جو اسد کو ڈھونڈھتا ہوا آیا جہان اسد مقید سحر
تھا وہان نہ پایا بلکہ دیکھا کہ بھاگا ہوا چلا جاتا ہی ایرج دوڑا کہ او دیوانے کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچ کر آیا
مین اور تعاقب مین اسد کے چلا لیکن اسد دبلا پتلا ہی بھاگا ہوا چلا جاتا ہی اور ایرج تجیم تحیم اس سے دوڑا
نہ جاتا تھا یہان تک کہ اسد جاتے جاتے ایک غار کے پاس پہونچا بے تکلف اُس غار مین کود پڑا ایرج جو
وہان پہونچا پکارا کہ او دیوانے تو اپنے پاؤن سے گور مین گیا یہ کہکر ایرج بھی اُس غار مین کودا اسد غار مین چلا جاتا
تھا کہ ایک مرتبہ روشنی معلوم ہوئی بس بھاگا ایرج بھی تاریکی سے نکلکر للکارا کہ او دیوانے آیا مین اسد پکارا
کہ آؤ تو معلوم ہو ایرج جھنجھلا کر دوڑا اسد غازی کو ایک بڑا سا پتھر دکھائی دیا اپنے دل مین کہا کہ ای اسد
تو اسکی آڑ مین ہوکر کھڑا رہ جب ایرج تیرے پاس آنے لگے تو پھر اس پتھر کی آڑ سے نکلجانا یہ خیال اپنے
دل مین کرکے کھڑا ہو رہا جب ایرج قریب آیا داہنی طرف سے چلا کہ اسد کو گرفتار کرلے اسد بائین طرف
سے نکلکر غار کی طرف چلا رجعت قہقری کی ایرج بھی غار کی جانب روانہ ہوا اسد تو راہ طی کرکے غار پاس پہونچگیا
اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست اب تو یہان سرگردان رہ مین تیرے مرکب پر سوار ہوکر جاتا ہون ایرج
پکارا کہ ارے برائے خدا میرا گھوڑا نہ لیجانا اسد غازی پکارا ارے بزازیچے اب ذرا تو حیران و سرگردان تو
پھر یہ کہتا ہوا غار سے باہر آیا اپنے گھوڑے پر سوار ہوا ایرج کے مرکب کو مار ڈالا اور مرکب کو جھپکاتا ہوا راہی
ہوگیا ایرج جو غار سے نکلا دیکھا اسد کو جاتے ہوئے نہایت غمناک ہوا کہ افسوس یہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا اور
خیال مین گذرا کہ ای ایرج پیادہ ہوی تجھے مار ڈالیگی دیوانے نے غضب کیا کہ تیرے گھوڑے کو مار کر چلا گیا
اسد تو ایک طرفۃ العین مین غائب ہوگیا ایرج حیران و پریشان پہاڑ سے اترا اور مسلسل جادو کے مکان
مین آیا وہان جو تلاش کیا تو کچھ لوگون کو قید پایا بہت سا مال و اسباب اور کچھ مرکب بھی نکلے لوگون کو
قید سے رہا کیا اور مال و اسباب بھی اُنکو دیا اور کہا کہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ کچھ لوگ تو دعائین
دیتے ہوئے چلے گئے کچھ لوگون نے کہا کہ ہم آپ کے قدمون سے جدا نہ ہونگے اور وہ ایرج کے ساتھ رہے
القصہ ایرج مال و اسباب ساحرہ کا اپنے تخت مین کرکے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ اسکے رفیق
اور لشکر والے ملے کہ ڈھونڈھتے ہوئے چلے آتے تھے اُن سبھون نے حال پوچھا کہ دیوانہ ہاتھ نہ لگا کہا کہ
وہ ایک مکار ہی بھلا کب ہاتھ لگتا ہی اور تمام اپنی نقل گذشتہ بیان کی ظرماسپ اور بہزاد حیران
ہوئے کہ دیکھیے کس گھات سے جادوگرنی کو قتل کرکے نکلگیا ایرج جب آکر داخل لشکر ہوا کہا صاحبو سنتا
ہون کہ نور الدہر پھر پیدا ہوا اور ادھر آتا ہی اگر اس سے مقابلہ ہوگیا تو جانا میرا قلعۂ ذو الامان پر
رہجائیگا مین چاہتا ہون کہ جو دلدار مین پہونچون کہ مجکو جدائی ملکہ گیتی افروز کی مارے ڈالتی ہی
بہزاد مرحد بولا کہ ای شہریار آپ وہان پہونچے اور ملکہ آپ سے آملی وہ تو دشمنون مین گرفتار ہی نہین تو

آپ پاس اٹینک چلی آئی ہوئی ایرج کی نگاہون کے نیچے تصویر بلکہ گیتی افروز کی پھر گئی بے اختیار چیخ مار کر
رونے لگا بعد گریہ وزاری کے کہا کہ ہمارا کوچ ہو ملک سبائیل کی طرف اُسی وقت بموجب حکم کوچ کی تیاری
ہوئی دوسرے دن ایرج مع لشکر روانہ ہوا بعد کئی دن کے پیش خیمہ ایک چوراہے پر پہونچا لوگون نے آکر ایرج
سے عرض کیا کہ یہان سے چار راہین چار طرف گئی ہین ایک راہ نوشاباد اور بیشۂ گلنگان کو گئی ہو اور ایک
ارمنوس حصار کو اور ایک سبائیل کو اور ایک قلعہ ذوالامان کو اب جس طرف ارشاد ہو اُسطرف چلین ایرج نے
کہا اب مین پہلے ان دونون ملکون سے فراغت کر لون تو قلعۂ ذوالامان کی طرف چلون اور طرماسپ سے کہا کہ تم
باشندے ہو نوشاباد کے جاکر وہان سے خراج لاؤ اور ہماری بیعت پر سب کو رضی کرو طرماسپ بولا بہت خوب
مین جاتا ہون ایرج نے کہا اے طرماسپ خبردار جو بیعت کرنے پر راضی ہو پھر اُسے ایذا نہ دینا طرماسپ نے عرض کیا
ایسا ہی ہوگا اور رخصت ہو کر مع لشکر نوشاباد کو روانہ ہوا بعد چند روز کے قریب نوشاباد کے پہونچا مقام کیا خیمہ
استادہ ہوا طرماسپ داخل خیمہ ہوا اور ایک نامہ لکھکر شیردہن بن کوہ لخت کو روانہ کیا لیکن عنقویل دیوپرور
چند روز سے واسطے شکار کے بیشۂ گلنگان کو گیا ہوا ہی شیردہن بن کوہ لخت عنقویل کی بہن کا بیٹا ہو نہایت
مرد فہمیدہ و سنجیدہ مسلمان با اعتقاد بہادر دوست خود بھی نہایت جری ہو سب رعایا نوشاباد کی اس سے
راضی ہی اسنے کبھی کسی کو ایذا نہین پہونچائی اسنے جو خبر سُنی طرماسپ نوشاباد پر آتا ہو کہا کہ صاحبو تیاری کرو کہ مین
طرماسپ کی دعوت کرونگا کہ میرے بھائی کا بیٹا ہو کہ اتنے مین دوسرا چوبدار آیا اور اسے عرض کیا طرماسپ نے
نامہ بھیجا ہی کہا کہ لاؤ نامہ بر کو جب ایلچی سامنے آیا شیردہن نے اُسے بہت تعظیم وتکریم سے بٹھایا کمال خاطر و مدارات
سے پیش آیا بعد اسکے نامہ اُس سے لیکر دبیر کو واسطے پڑھنے کے دیا اُسنے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریفین نیراعظم
آفتاب تابان کی بعد اسکے مدح پیر قطب دوران کی تھی بعد اسکے لکھا تھا کہ اے شیردہن آگاہ ہو کہ مین
فرستادہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ پیر قطب دوران گرشاسپ زمان ایرج نوجوان کا ہون اور مجھے
جو اُسنے یہان بھیجا ہی فقط اسلیے کہ مین یہان کا باشندہ ہون اور تم میرے عزیز ہو مین وعدہ کرکے آیا ہون کہ تمام
نوشاباد کو آفتاب پرست کرکے لاؤنگا بہتر یہ ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی میرے پاس حاضر ہو دین آفتاب پرستی اختیار
کرو اور اگر یہ منظور نہین تو آمادہ جنگ ہو شیردہن جب مضمون سے آگاہ ہوا ایلچی سے کہا کہ مین ابھی جواب لکھے
دیتا ہون مجکو اطاعت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی کچھ انکار نہین ہی اور بیعت کرنے کو خراج دینے کو موجود
ہون مگر دین اپنا ترک نہ کرونگا مسلمان سے کافر نہ بنونگا ایلچی یہ جواب لیکر طرماسپ کے پاس پہونچا وہ حرامزادہ
یہ سُنکر نہایت برہم ہوا پھر کہلا بھیجا کہ اگر دین آفتاب پرستی تو قبول نہ کریگا تو مین بغیر تیرے قتل کیے چین نہ لونگا
اور مین بیعت کو کچھ نہین جانتا کہ بیعت کسے کہتے ہین یہ پیغام شیردہن کو جو آیا بولا کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین دین اسلام
ترک کرکے باطل پرستی اختیار کرون ہان لشکر میرا تیار ہو غرض حکم سُنتے ہی تیاری ہوئی شیردہن لشکر کو لیکر شہر سے باہر
نکلا طرماسپ نے یہ خبر سُنکر طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر مین شیردہن کے بھی طبل جنگ بجا رات بھر دونون لشکر دن
مین تیاری جنگ وجدال رہی صبح کو معرکۂ کارزار مین صف آرا ہوئے ادھر سے طرماسپ گینڈے کو بڑھا کر میدان
مین آیا اور مبارز طلب کیا ادھر سے شیردہن آکر مقابل ہوا بعد از تگا مدتی شیردہن نے کہا کہ اے طرماسپ
مین نے سُنا ہی کہ جسنے ایرج سے بیعت کی وہ امان مین رہا پھر کچھ ایرج نے اسکے دین وآئین سے تعرض نہ کیا مین بھی
اقرار بیعت کا کرتا ہون خراج دینے پر راضی ہون مگر تم نہین مانتے آمادۂ رزم و پیکار رہو اچھا نہین طرماسپ نے کہا

مین نوشاباد بھر کو بغیر قتل کیے یا آفتاب پرست کیے نہ رہونگا بیعت سے کوئی مطلب نہین نکلتا اور طہماس
وعقوبل یہ دونون پہلے لقا پرست تھے خدا پرستون نے ان دونون کو مسلمان کر لیا نہین معلوم ان پر کیا جادو
کیا غرض یہ ہی کہ ای شیر دہن اگر تجھے آفتاب پرست ہونا منظور ہو تو تیری جان بخشی کرتا ہون نہین تو سر تیرا کاٹ کر
خدمت مین زبدۂ آفتاب پرستان کی لیجاؤنگا شیر دہن بن کوہ بخت نے کہا کہ مین ہرگز دین آفتاب پرستی
قبول نہین کرونگا جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ حرامزادے نے نیزہ اٹھا کر مارا شیر دہن نے نیزے پر نیزہ
لیا لگی نیزہ بازی ہونے لیکن مطلب کسی کا نہ نکلا نیزے ہاتھون سے پھینک پھینک کر تلوارین کھینچکر آمادۂ پیکار ہوئے
شیر دہن نے تلوار طرماسپ پر ماری طرماسپ نے ساطور پر روک کے جو ساطور مارا سپر کو قلم کرکے بغل ساطور
کاٹتا ہوا ابرو اترا شیر دہن نے دستانہ مارا ساطور تو جھنا کر نکلگیا سر سے خون جاری ہوا مگر شیر دہن دلاور نے
اُس عالم زخمداری مین بھی تلوار طرماسپ پر ماری کہ اوچھا سا زخم لگا اُسنے پھر جو ساطور مارا تو شیر دہن کے شانے
پر زخم لگا شیر دہن نے بائین ہاتھ سے خنجر مارا کہ طرماسپ کی بھون پر زخم لگا اب طرماسپ نے جو ساطور مارا
تو زخم سر شیر دہن کا جو پارا ہو گیا غش کھاکے گرا تھا کہ اس نامرد بدذات طرماسپ نے سر اُس مرد دیندار
کا کاٹ لیا اور لشکر پر شیر دہن کے دوڑ پڑا یہ دیکھکر فوج بھی اسکی فوج شیر دہن پر دوڑی تلوار چلنے لگی خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی آخر کار بسبب نہ ہونے سردار کے دل فوج کا ٹوٹا اور لشکر شیر دہن نے شکست کھائی لاش
اپنے سردار کی اُٹھا کر بیشہ گلنگان کو روانہ ہوئے طرماسپ حرامزادہ فوج شکست خوردہ کے تعاقب شہر نوشاباد
مین چلا آیا تمام لوگون کو وہان کے قتل کیا بچون تک کو نیزون پر اُچھال اُچھال کے مارا ہرچند لوگ منت کرتے
چلاتے کہ ہم رعایا ہین ہمارا کیا قصور ہی ہمکو قتل نہ کیجیے اس ظالم نے کچھ نہ سُنا انجام کار لوگ اپنی جانین بچا کر
شہر سے نکلگئے اس بدذات نے شہر کو ویران کیا مال و اسباب لوٹ لیا بعد کئی روز کے خدمت مین ایرج نوجوان
کی آیا تمام مال و اسباب پیشکش کیا اور کہا کہ کسی طرح اُن لوگون نے اطاعت آپ کی منظور نہ کی مین نے
تمام شہر کو قتل کیا ایرج حیپ ہو رہا مگر لندھور کو یہ جو اخبار گذرا کہ شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا
طرماسپ نے اُسے ناحق قتل کیا اور شہر کو برباد کیا لندھور ایرج کے پاس آیا اور کہا ای ایرج کیا خوب
تمنے عہد کو ہمسے بنایا شیر دہن بیعت کرنے پر راضی تھا اُسکو ناحق طرماسپ نے قتل کیا اور تم خبر نہ ہوئے
یہی ہمسے تمسے عہد و پیمان تھا واہ سبحان اللہ ایرج نے طرماسپ کی طرف دیکھا کہا کہ وا رے ہندو کیا کہتے
ہین طرماسپ بولا میرا شہر تھا وہ سب میرے عزیز تھے مجھکو گوارا نہ ہوا کہ وہ لوگ اور دین مین رہین مین نے
دین آفتاب پرستی قبول نہ کیا مین نے انھین قتل کیا لندھور بولا کہ سنا آپ نے مین نے اس واسطے آپ سے
بیعت نہ کی تھی کہ اہل اسلام قتل ہون ایرج نہایت طرماسپ پر برہم ہوا اور کہا دور ہو میرے سامنے
سے تونے پیمان شکن مجھے کہوایا اب خبردار میرے سامنے نہ آنا طرماسپ کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیا لندھور
سے کہا آپ میرے قبلہ و کعبہ ہین مین نے آپ کو باپ کہا ہی قسم ہی نیر اعظم کی مین نے یہ جانکر طرماسپ کو
نوشاباد پر نہین بھیجا تھا کہ یہ جاکر سب کو ناحق قتل کریگا مین یہ سمجھا تھا کہ یہ وہان کا رہنے والا ہی وہین پیدا
ہوا ہی اسکو وہان کے لوگون کا بہت پاس ہوگا اور ہر ایک کو اپنے وطن کا پاس و لحاظ ہوتا ہی برخلاف اس
بدذات کے کہ اُسنے غضب کیا کہ نہ میرے کہنے کا پاس و لحاظ کیا نہ دوستی کا اسے خیال رہا سچ ہی کہ طرماسپ بڑا
بدذات ہی اے رستم ہند اس نالائق نے مجھے آپکے سامنے ذلیل کرایا اب آپ معاف کرین پھر ایسا نہ ہوگا

لندھور عذر خواہی سے ایرج کی چپ ہو رہا اور اپنے دل مین کہا کہ اب تو شیر دہن مر چکا کسی طرح زندہ نہ ہوگا کیا
فائدہ کہ ایرج سے بگاڑیے اور اپنے لوگون کو سمجھایا کہ کچھ خطا اسمین ایرج کی نہین اُسنے میرے سامنے عذر خواہی کی
مین چپ ہو رہا کرون تو کیا کرون اب تو شیر دہن مارا جا چکا مانند شہر فرنگوشیہ اور انجم کے تو شاد بھی برباد
ہوا سب رفیقون نے کہا کہ ہمین کیا مطلب جب حمزہ صاحبقران ظلمات سے پھرینگے آپ جواب دہی کر لیجے گا
لندھور بولا مین سمجھ لونگا ایرج جب قریب شہر ارمنوس حصار کے پہونچا بہزاد مرتد نے ایرج سے عرض کیا کہ اگر
مجھکو حکم ہو تو مین ارمنوس حصار مین جاؤن باپ کو اپنے آفتاب پرست کرکے لاؤن ایرج نے کہا ابھی ٹھہر جا
جا کر فتنہ برپا کر چکا ہے اب تو چاہتا ہے کہ کچھ فساد کرے اسنے کہا کیا مجال غلام کی کبھی خلاف نہ ہوگا ایرج نے کہا
ارے بہزاد جو تیرے دل مین ہے وہ میرے ناخون مین ہے مین تجھے خوب جانتا ہون تیرا ہر جز مردگی مین دل ہے یہی
باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ مظفر ارمنوس حصاری تحفے لیے ہوئے آتا ہے ایرج یہ خبر سُنکر بہت خوش
ہوا لندھور نے کہا اے ایرج نوجوان مظفر نہایت ذی عزت شخص ہے صاحبقران اسے اپنا قبلہ و کعبہ جانتے ہین
ایرج نے تمام سردارون کو حکم دیا کہ استقبال کرکے لاؤ سب سردار ایرج کے گئے مظفر کو باعزاز و اکرام پیشوائی
کرکے لائے مظفر نے آکر ایرج کو سلام کیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے عرض کیا کہ مجھے آپ سے بیعت کرنے مین انکار
نہین ہے مین موجود ہون ایرج بولا مجھے بھی یہی منظور ہے مظفر نے اُسی وقت ایرج سے بیعت کی ایرج نے
اُسے خلعت دیا صحبت عیش آراستہ ہوئی شام تک عجب جلسہ رہا اب مظفر رخصت ہو کر جانے لگا تھا کہ بہزاد
مرتد نے ایرج سے کہا کہ آج مین اپنے باپ کی دعوت کرونگا ایرج بولا تجھے اختیار ہے بہزاد مرتد نے مظفر
سے عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار آج غلام کو سرفراز فرمائیے مظفر نے کہا اچھا بہزاد مرتد اس مومن کو اپنے خیمے
مین لایا سامان دعوت مہیا کیا صحبت عیش گرم رہی یہان تک کہ جب نصف شب گذری صحبت برخاست ہوئی
اب مظفر اور بہزاد تنہا رہ گئے بہزاد نے مظفر سے کہا اے پدر بزرگوار دیکھیے کہ ایرج نے میرے پاس و لحاظ سے کیا
آپ کی خدمت کی ہے آپ کو لازم ہے کہ آپ دین آفتاب پرستی اختیار کر لیجیے ایرج آپ سے اور زیادہ خوش
ہوگا اور مین بھی آپ سے نہایت مسرور ہونگا اور غور کیجیے کہ دین نیر اعظم کا عجب روشن دین ہے اگر ظہور اسکا
نہ ہو تو تمام زمانہ تاریک رہے کوئی شے زمانے کی پختہ نہ ہو آفاق انھین کے سے روشن ہے اور اے پدر بزرگوار مجھے
آپ کے باعث سے بدنامی ہوتی ہے کہ بہزاد کا باپ مسلمان ہے اگر آپ آفتاب پرست ہو جائین تو میری بدنامی
مٹ جائے مظفر نے یہ سُنکر کہا کہ اے بہزاد ایک تو تو نے دین اسلام ترک کیا اپنے پروردگار عالم کو بھولا کہ جسنے
آفتاب و مہتاب آسمان و زمین سب پیدا کیے ہین تو نے ایک مخلوق کی پرستش کی خدا کو بھول گیا اور اب مجھسے کہتا
ہے کہ مین حق پرستی چھوڑ کر باطل پرستی اختیار کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا لاکھ لاکھ لعنت ہے ادیان باطلہ پر بس لعنت
کا کرنا تھا کہ بہزاد مرتد نے تلوار کھینچکر جو مظفر پر ماری وہ موحد شہید ہوا لاش اسکی تڑپنے لگی اس حرامزادے
نے لاشہ بے سر وہین چھوڑا اور صبح کو سر لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر ہوا اور سر مظفر کا سامنے ڈالدیا
اور کہا کہ یہ سر مظفر کا حاضر ہے کہ زبردستی مجھسے کہتا تھا کہ دین آفتاب پرستی ترک کر مجھکو برا معلوم ہوا مین نے
اُسے قتل کیا ایرج نے سر جو اُس مرد مومن کا دیکھا بے اختیار آنکھون سے آنسو گر پڑے اور کہا کہ او نالائق یہ
تو نے کیا کیا ارے بدذات یہ تو مجھسے بیعت کر چکا تھا اور حکم دیا کہ گرفتار کرو بہزاد کو باندھ لو مشکین اُسکی
اسی وقت لوگون نے مشکین بہزاد مرتد کی باندھین ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ اس نالائق کو جو چاہیے

وہ بہزاد بیچے لندھور مظفر کے واسطے رو رہا تھا اور جتنے ہندی تھے دست بہ قبضہ بیٹھے ہوئے تھے مگر بہزاد کو
جو باندھکر ایرج نے لندھور کے سامنے کیا اب غصہ ہندیون کا فرو ہوا اُدھر لندھور نے اپنے دل مین کہا
کہ ایرج اس بہزاد مرتد ملعون کو عزیز بہت رکھتا ہی اگر تو نے اسے مار ڈالا تو ایرج بہت آزردہ ہوگا اس سے
بہتر یہ ہی کہ اسکو ایرج ہی کے حوالے کردے وہ چاہے قتل کرے چاہے بخشے بس یہ اپنے دل مین خیال
کرکے ایرج سے خطاب کیا کہ اب مظفر تو کسی طرح زندہ ہو نہین سکتا بہزاد کو مین نے مارا تو کیا حاصل ہوگا
اسکا اختیار آپ ہی کو ہی آپ جو چاہے کیجیے مجھکو صرف لاشہ مظفر کا دیدیجیے کہ مین تجہیز و تکفین کرون ایرج
نے حکم دیا کہ لاشہ مظفر کا لندھور کو دو اور اس نالائق بہزاد کو قید شدید مین گرفتار رکھو لندھور نے لاشہ
مظفر اکا وہین قلعہ ارمنوس حصار مین دفن کرایا اور وہان حاکم اپنی طرف سے اس مصلحت سے مقرر کیا کہ
کہ اگر کوئی آفتاب پرست ایرج کے جانب سے حاکم ہوا تو وہ خدا پرستون پہ ظلم کریگا مگر ایرج ازبسکہ طرماسپ
اور بہزاد مرتد سے آزردہ تھا اور یہی اسکے رفیق خاص اور رازدان ہین اسی بد دماغی مین حکم دیا کہ صبح کو ہم
شکار کے واسطے چلینگے جانوران صید گیر تیار ہو کر آئین رات کو تیاری ہوئی صبح کو ایرج برائے صید افگنی
روانہ ہوا جب صحرا مین پہونچا شکار کھیلنے لگا باز شاہین بہریان چھوٹین قراولون نے جھنڈیون جھاڑیون کو
ہلایا تیتر لوے بٹیر اڑنے لگے شکار ہونے لگا پرندون کا شکار خوب کھیلا اب چرندون کی جانب رخ کیا دو ایک
نیلگاؤ صید ہوئے اب ہرن کی تلاش ہوئی ہرکارون نے خبر دی کہ یہان سے مغرب کی طرف
ایک آدھ کوس پر ہرن چر رہے ہین ایرج گھوڑا اٹھاکر اُس طرف روانہ ہوا دیکھا کہ واقعی دس بیس ہرن
مصروف چرا مین بس اسنے ایک ہرن کو تاک لیا اور نیت کی کہ اگر اسکو مین نے صید کیا تو وصل سے ملکہ
گیتی افروز کے کامیاب ہونگا یہ نیت کرکے گھوڑا اسکے پیچھے ڈالا اب آگے تو وہ ہرن ہی پیچھے اسکے ایرج ہی ہرچند
چاہتا ہی کہ اُسے صید کرے مگر وہ زد پر نہین آتا حتے کہ یہ ہرن کے تعاقب مین تنہا رہگیا سب فوج و ہمراہی چھوٹ
گئے یہان تک کہ ہرن ایک درہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا ایرج جو اُسکی تلاش مین آیا ہرن کو نہ پایا بہت پریشان ہوا
جب کہین پتا نہ لگا حیران ہوکر ایک طرف کو چل نکلا متردد و متفکر چلا آتا ہی کہ ایک جانب سے کچھ لوگ دکھائی دیے
جب وہ قریب آئے دیکھا کہ کوئی ہزار بارہ سو خاصبردار عصاہاے زرین ہاتھون مین لیے ہوئے کچھ چوبدار
لباس پرتکلف پہنے ہوئے کچھ خدمتگار رنگ پگڑیان باندھے ہوئے ایک مرد پیر باریش سفید تاج سر پر رکھے ہوئے
چارقب شاہی زیب بدن کیے ہوئے تخت پر سوار چلا آتا ہی ایک نے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ کہان کا بادشاہ ہی اور یہ
کونسی سرزمین ہی اُسنے بیان کیا کہ یہ سرحد غروبیہ باختر ہی یہ بادشاہ ہی یہان کا غروب شاہ اسکا نام ہی درہ سہیل
کی طرف شکار کھیلنے گیا تھا اب اپنے شہر کو جاتا ہی مگر غروب شاہ کی نگاہ جو ایرج پر پڑی ایک جوان ماہ طلعت
مہر صورت کو دیکھا کہ چہرے سے فر فریدونی دبدبہ اسکندری پیدا نور سروری و سالاری ہویدا ہی دنگ ہوگیا
قریب ایرج کے آیا اور سلام کرکے پوچھا آپ کون ہین کہ ہین آپ مین نشان اولاد صاحبقرانی کے پاتا ہون
نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کیجیے ایرج نے کہا ای غروب شاہ نام ہی میرا زبدۂ آفتاب پرستان
نظر کردہ پیر قطب دوران ایرج عالیشان لندھور جو جانشین حمزۂ صاحبقران ہی اُسنے میری بیعت کی اور
میرے ہمراہ ہی باقی تمام ملک جو حمزہ نے اسلام آباد کیے ہین وہان کے سردارون سے خراج لیتا ہوا بیعت لیتا
چلا آتا ہون اب ارادہ میرا ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان پر جانے کا ہی شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے

تعاقب مین بیابان تک چلا آیا اپنے لوگون سے جدا ہوگیا اب ہرن بھی غائب ہوگیا اُسکا ٹھکانا نہ لگا راہ بھی گم گی
تھی کہ تمھین دیکھا کہو تمھارا دین ومذہب کیا ہو لقا پرست ہو یا خدا پرست اسنے کہا کہ مین مسلمان ہون میر کشور گیر
نے مجھے مسلمان کیا ہو ایرج نے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرو میرے ہمراہ رہو اسنے کہا کہ یہ جو آپ فرماتے
ہین ہرگز مجھسے نہو گا بلکہ کوئی مسلمان اپنا مذہب نہ چھوڑیگا مگر مین بیعت کرنے کو آپ کی موجود ہون اس شرط
سے کہ ایک مشکل میری آپ حل کرین ایرج نے کہا کہ وہ مشکل بیان کرو اُسنے کہا آپ مجھے سرفراز فرمائین شہر مین تشریف
لیچلین بعد خدمتگذاری اور مہمانداری کے مشکل اپنی گذارش کرونگا ایرج نے کہا کیا مضائقہ ہو چلو مین تمھارے ساتھ
ہون غروب شاہ نے عرض کیا آپ تخت پر سوار ہو کر چلین ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون مجھے تخت نشینی
زیبا نہین تم تخت پر سوار ہو کر چلو مین تمھارے ہمراہ ہون القصہ غروب شاہ تخت سے نیچے اُترا اور گھوڑے
پر سوار ہو کر ہمراہ رکاب ایرج نوجوان ہوا کوئی دو گھڑی دن رہے داخل شہر غروبیہ باختر ہوا دیکھا ایرج
نے کہ شہر بہت آباد ہو خلقت شاد ہی ہر طرف مسجد مدرسے بنے ہوئے ہین کاروانسرائین پاکیزہ لوگ متبرک
ہر خانقاہ اور مدرسے مین بیٹھے ہین بازار مین عجب مجمع ہو کٹورہ کھنک رہا ہو چیزین عمدہ ہر دکان پر مہیا ہین
جس وقت چوک مین آیا اور ہی سمان پایا کسی کمرے مین سے رقص وغنا کی صدا آتی ہو کہین خالی ساز چھڑ رہا
ہو سارنگیان بج رہی ہین طبلے کی گمک آسمان تک پہونچ رہی ہو رنڈیان بصد کرشمہ وناز مثل طاؤس طناز
آراستہ وپیراستہ کوٹھون پر کرسیان بچھائے ہوئے بیٹھی ہین دھڑی مسی کی لاکھا پان کا شام وشفق کا جلوہ کھاتا
ہو چارطرف ایک گلزار پھولا ہوا ہو ایرج سیر کرتا تماشا دیکھتا چلا آتا تھا یہانتک کہ ایوان بادشاہی مین آکر
پہونچا کرسی زرنگار پر متمکن ہوا اُسی وقت چند منتخب طائفے آکر حاضر ہوئے ساقیان سیمین ساق طاق وشتاق
جام مرصع کا ہاتھ مین لیے ہوئے موجود ہوئے صحبت عیش آب آتش رنگ سے اور گرم ہوئی ناچ ہونے لگا جام
شراب گردش مین آیا تمام ایوان مین جھاڑ کنول روشن تھے شمعین کافوری جل رہی تھین عطر کے شیشون کے منھ
کھلے ہوئے تھے خوشبو سے تمام صحبت مہک رہی تھی ایرج مست ومدہوش بیٹھا ہوا تھا روپیہ اشرفی کشتیون مین
بھرا ہوا پاس ایرج کے رکھا تھا ہر ایک کو حسب لیاقت انعام واکرام دیتا جاتا تھا پہر رات گئے غروب شاہ
نے کمال عجز وانکسار سے عرض کیا کہ خاصہ نوش فرمایئے پھر ناچ دیکھیے گا ایرج اُٹھ کھڑا ہوا نعمت خانے مین
آیا انواع اقسام کی نعمت موجود تھی بعد الفراغ طعام پھر صحبت مین آکر بیٹھا دوپہر رات گئے تک ناچ دیکھا کیا
طائفون مین جسکی طرف طبیعت کو میلان تھا اُسے طلب کیا آکر پلنگ پر لیٹا مشغول عیش وعشرت ہوا القصہ تین
شبانہ روز تک یہی صحبت رہی بعد تین روز کے ایرج نے غروب شاہ سے خطاب کیا کہ اب تم وہ مشکل اپنی
بیان کرو تاکہ ہم اُسے حل کرین اُسنے عرض کیا کہ ابھی آپ چند روز تو اور سرفراز فرمایئے پھر مین عرض کرونگا
ایرج نے کہا کہ مجھکو زیادہ رہنے کی فرصت نہین ہو مین جاؤنگا غروب شاہ نے عرض کیا کہ میرا جی نہین چاہتا
کہ مین آپ کو بلا مین پھنساؤن مین بیعت آپ کی کرتا ہون خراج آپ کو دیتا ہون آپ کو تو غرض خراج
لینے سے اور بیعت کرنے سے ہو ایرج نے کہا کہ مین صاحبقران ہون جب تک تمھاری مشکل نہ حل کرلونگا
مجھکو قرار نہ آئیگا تم جلد بیان کرو کہ کیا مشکل ہو اور حمزۂ صاحبقران نے تو بہت لوگون کی مشکلین آسان
کی ہین مین ایک تمھاری مشکل بھی آسان نہ کر سکونگا تو پھر صاحبقران کیونکر ٹھہرونگا غروب شاہ
نے عرض کیا کہ اے شہریار جسوقت لقا خداے باختر ہاتھ سے امیر کشورگیر کے بھاگ کر ملک سبا گل سے

شہر زائل مین آیا تھا شیر بیشۂ کلنگان یعنے طہماس بن جنقویل دیو برو رلقا کی مدد کو آیا تھا اور لشکر حمزہ سے مقابلہ کیا تھا تو حمزہ بھی
طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا اور اسے گھوڑا لیکر میرے شہر کی طرف چلا آیا تھا مین حمزہ کو ایک صحرا مین بیہوش پڑا
دیکھکر اٹھا لایا تھا مگر گھوڑا حمزہ کا اشقر دیوزاد صحرا مین چرا کرتا ہوا رہگیا یہان دریا مین ایک گھوڑی رہتی تھی
کرمادیان بحری اسکا نام تھا وہ گھوڑی ایسی زبردست تھی کہ اکثر آدمی اور گھوڑے بلکہ گینڈے اور
ہاتھی تک اسنے مار ڈالے تھے جب وہ دریا سے نکلتی اور کسی بستی مین جا پڑتی تھی تو اسے نیست و نابود کر دیتی
تھی اسنے گانون قصبے بہت سے ویران کر دیے اتفاق سے وہ گھوڑی چرا کو نکلی اشقر اسپر دوڑا اور اس سے جفت
ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اشقر نہایت زبردست گھوڑا ہی کرمادیان بحری اس سے دبگئی اور حاملہ ہوئی بعد
چند روز کے بچہ سیاہ رنگ سفید پیشانی سیہ چشم ابلق سرین پیدا ہوا بچہ اسپ کا ہی کو تھا بچہ دیو معلوم ہوتا تھا
جب وہ بڑا ہوا تو مادیان نے یہ مقام اپنے بچے کو دیا اور آپ اور طرف کو چلی گئی لوگون نے کرہ بن اشقر
اسکا نام رکھا ہی اسنے تمام بستی دریا کنارے کی ویران کر دی ہی کوئی اس سے سامنا نہین کر سکتا یہ اپنی مان سے
بھی زیادہ زبردست ہی کہ اکثر شیر تک اسنے مارے ہین اور اگر کبھی شہر کی طرف آجاتا ہی تو لوگ دروازے
گھرون کے بند کر لیتے ہین بعضے گھر چھوڑ کے بھاگ جاتے ہین خلائق کا ناک مین دم ہی حمزہ صاحبقران یہان
ہوتے تو مین انسے جا کر عرض کرتا وہ مقرر کچھ تدارک فرماتے شاہزادۂ بدیع الزمان نے گلگون باختری کو
دریاے باختر سے پکڑا تھا اسنے بھی بستیان ویران کر دی تھین مگر یہ گھوڑا مانند مرکب حمزہ صاحبقران کے ہی
ایرج نے جو یہ سنا کہ یہ گھوڑا بچہ ہی اشقر دیوزاد کا اپنے دل مین کہا کہ اگر تو صاحبقران ہی تو اس گھوڑے کو
گرفتار کریگا اور اقبال یاور ہی تو اپنی پشت پر یہ تجھے سوار کریگا اور تیر اعظم نے مدد کی تو اسی گھوڑے پر
چڑھکر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرونگا بس غروب شاہ سے کہا ہم اس گھوڑے کا تدارک کرینگے
بتاؤ کس جگہ سے وہ گھوڑا نکلتا ہی اور کون سا وقت ہی اسکے نکلنے کا غروب شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار
یہان سے کئی فرسنگ دریا کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت برگد کا لگا ہوا ہی اور وہان سے کئی کوس تک
بستی آبادی نہین ہی اس مقام پر سے وہ نکلتا ہی مگر آپ وہان جانے کا ارادہ نہ کرین کیونکہ وہ گھوڑا آدمخوار ہی
ایرج نے کہا ای غروب شاہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ایسے کام بہت سے کیے ہین اگر مین نے اس گھوڑے
کو بھی نہ پکڑا تو پھر دعوی صاحبقرانی کا عبث ہی اب تم مجھے وہان لیچلو یا کسی واقف کار کو ساتھ کر دو
کہ مجھے وہان پہونچا آئے وہ مقام دور سے دکھا آئے غروب شاہ بولا کہ مین ہمراہ ہون چلیے مجھے آپ سے
اپنی جان زیادہ عزیز نہین ہی اسیوقت ایرج کو ساتھ لیکر روانہ ہوا دوسرے دن مقام مذکور پر پہونچا
کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ ایرج نے دیکھا کہ ایک دریاے زخار موجین مار رہا ہی کمال تیزی سے بہ رہا
ہی دوسرا کنارہ اسکا ہمکنار عدم ہی ادھر کنارے کنارے کوسون تک سبزہ زار ہی دور دور قصبے قریے
ویران معلوم ہوتے ہین غروب شاہ نے دور خیمہ استادہ کرایا رات کو وہین رہا صبح کو جو ایرج بیدار ہوا
منہہ ہاتھ دھو کر مسلح و مکمل ہو کر دریا کے کنارے آ کھڑا ہوا غروب شاہ ایرج کے پاس ہی اور لوگ دور
دور کھڑے ہوئے ہین ابھی آفتاب طلوع نہ ہوا تھا کہ دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا غروب شاہ نے کہا کہ
وہ گھوڑا نکلتا ہی یہ کہکر پیچھے ہٹا ایرج نوجوان نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا تھا کہ دیکھا کہ دریا کا پانی پھٹا اور ایک
مرکب سیہ چشمی مانند نہنگ کے نکلا عجب ہیئت تھی کہ رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جاسے مگر ایرج مردانہ وار آگے بڑھا

اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ حمزہ ہی کا جگر تھا کہ اشقر ایسے گھوڑے کو اپنا مطیع کیا لیکن کرہ بن اشقر نے جو دیکھا کہ
آج کچھ آدمی کھڑے ہوئے ہین اور ایک انسان بڑھا ہوا چلا آتا ہی بس کانون کو بچھا کر دُم سے چنور کرتا ہوا
دانت چمکا کر ہنہناتا ہوا دوڑا جتنے آدمی تھے مع غروب شاہ وہان سے بھاگے درختون کی آڑ مین چھپکر
کھڑے ہوئے اور ایرج کا گھوڑا اُس مرکب کو دیکھکر پیچھے ہٹا ہر چند ایرج نے کوڑے مارے آگے نہ بڑھا جبکہ مارنے لگا
انجام کار ایرج نے گھوڑا چھوڑ دیا وہ تو بھاگ گیا ایرج دامن گردان کر آستینین چڑھا کر کرہ بن اشقر کی جانب
چلا جب کرہ بن اشقر قریب آیا آنکھین غصے سے سرخ تھین دونون ٹاپین اگلی اُٹھا کر ایرج پر ماری ایرج شاگردی
آقا برق مست قلماق کا تیر ابدا کر خالی دیا گھوڑے کی ٹاپین زمین پر پڑین کہ گز گز بھر زمین کھد گئی خاک وہان
سے اڑی غروب شاہ وغیرہ سمجھے کہ ایرج مارا گیا لیکن ایرج نے تیر آگے بڑھایا تھا کہ یال اسکی پکڑے گھوڑے
نے پھر منہ مارا ایرج نے گھونسا مارا کہ منہ اسکا پھر گیا ایرج نے کاکل اسکی پکڑ کر جست کی کہ روے زمین سے پشت
مرکب پر آیا رانون کو جمایا کرہ بن اشقر ایرج کو لیکر مانند باد صرصر کے بھاگا ایرج بھی ایسا شہسوار تھا کہ اسکی پیٹھ پر
قائم رہا دیکھا ایرج نے کہ دریا کی طرف گھوڑے نے رخ کیا ہی بس ایک طمانچہ منہ پر مارا کہ منہ گھوڑے کا دریا کی طرف
سے پھر گیا اب اسنے صحرا کی راہ لی یہ عالم ہی کہ کبھی درختون سے ایرج کو رگڑتا ہی کبھی زمین پر گر کر لوٹتا ہی کبھی سیخ پا
ہو جاتا ہی ایرج اپنے کو ہر جگہ بچاتا ہی کسی طرح گھوڑے سے جدا نہین ہوتا مگر جب کرہ بن اشقر دریا مین جانے کا
ارادہ کرتا ہی ایرج اسقدر گھونسے اسکے منہ پر مارتا ہی کہ وہ منہ ادھر سے پھیر لیتا ہی قصہ مختصر ایک شبانہ روز
ایرج دلاور اور کرہ بن اشقر سے جنگ رہی آخر ایرج نے لگام منہ مین دی اور لگا دوڑانے جہان یہ تندی
کرتا ہی ایرج گھونسا اٹھاتا ہی گھوڑا سر ڈال دیتا ہی ڈر جاتا ہی غرض خوب ایرج نے اُسے دوڑایا اور
دہنی بائین طرف پھیر خوب کاوے پر لگایا دو پہر مین گھوڑا عرق عرق ہو گیا اب ایرج نے گھوڑے کو
روکا گردن پر ہاتھ مارا چمکارا نیچے اُتر پڑا ٹہلانا شروع کیا کہ عرق اُسکا خشک ہوا دانہ گھاس منگا کر
کھلایا پھر ایرج نے زین انجیر کسا وہ تندی کرنے لگا پھر ایرج نے اُسے مارا اور چڑھ کر خوب دوڑایا بعد
تھوڑی دیر کے ٹھہرایا چمکارا پھر دوڑایا غرض تین دن کے عرصے مین گھوڑا شائستہ ہوا اور کہنا ماننے لگا
اب ایرج گھوڑے کو لیکر غروب شاہ کے پاس چلا اپنے دل مین نہایت خوش ہی کہ ای ایرج ایسا
گھوڑا سواے حمزہ صاحبقران کے اور کسی کے پاس نہین ہی کیا نیر اعظم نے مدد کی ہی غروب شاہ گرد پھرا
تصدق ہوا پکارا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان آپ ہی کا کام تھا کہ اس وحشی کو آپنے رام کیا سبحان اللہ
عجب کام کیا بیشک آپ صاحبقران ثانی ہین غرض ایرج کو شہر مین لایا پھر دعوت وضیافت کی بعد اُسکے
بیعت کی مال وخزانہ جو ایرج کے دینے کو جمع کیا تھا فرد اسکی ایرج کے سامنے رکھدی ایرج نے اٹھا کر پھینکدی اور
کہا ای غروب شاہ ہمکو تمھارے باعث سے ایسا تحفہ مرکب ہاتھ لگا کہ اسکے عوض مین ہمنے یہ مال تمہین
بخشا اور تم ہمارے ساتھ چلو غروب شاہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجائین آپ ملک زیر اکل تک ہو پہنچینگے
کہ غلام اپنے ملک کا بندوبست کرکے حاضر ہوگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی یہ کہکر ایرج نے کچھ لوگون کو
اپنے ہمراہ لیا اور اپنے لشکر کو روانہ ہوا جب قریب پہنچا ہرکارون نے مالک بن ملکوت شاہ کو خبر دی وہ
یا تو متردد بیٹھا تھا یا خوشی خوشی مع سرداران نامدار استقبال کرکے ایرج نوجوان کو لیگیا مگر جسنے وہ
مرکب دیکھا خوش ہوا ایرج نے تمام حال اس مرکب کا بیان کیا لندھور بولا ای ایرج یہ مرکب

صاحبقران کے مرکب سے بھی اچھا ہے مگر سائیس اسکے واسطے چاہیے ہے ایرج نے کہا اے دارائے ہندکل سائیس
اسکے واسطے تلاش کرکے رکھونگا اور نام اس گھوڑے کا مین نے شبدیز بن اشقر رکھا ہے اور حکم دیا کہ لشکر مین
ہمارے جارچی جار دے کہ صبح کو جتنے سائیس اچھے ہین وہ حاضر ہون اور شامیانہ استادہ کراکے اپنے سامنے
گھوڑے کو بندھوایا ادھر تمام لشکر بھر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ صبح جتنے سائیس اپنے فن مین کامل ہین اگر موجود ہون
کہ ایرج نوجوان جس سائیس کو پسند کرینگے یہ گھوڑا اُسکے سپرد کرینگے تمام سائیس رات سے تیاری کرنے لگے
قضائے کار ضرغام شیر دل خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اُسنے یہ گھوڑا بھی دیکھا سائیس کے رکھنے کی بھی خبر سنی
اسد غازی سے جاکر تمام حال بیان کیا اور عرض کیا کہ عجب مرکب ایرج لایا ہے کہ مین نے آجتک ایسا گھوڑا نہین دیکھا
سُنتے ہین کہ حمزہ صاحبقران کے مرکب کا نطفہ ہے اسد غازی نے پوچھا کہ ایرج کہان سے اس مرکب کو
لایا ہے ضرغام نے عرض کیا کہ دریائے غزو بیہ باختر سے بہم پہونچایا ہے تین دن اس گھوڑے سے لڑا جب
اسے زیر کیا اب سائیس کی تلاش ہے اسد نے فتاح پلنگینہ پوش سے کہا کہ چچا ایسا گھوڑا اس بزاز بچے کو
زیبا نہین ہین جاکر اس سے چھینے لاتا ہون فتاح نے کہا کہ خصیتی دور بھی کرو جانے دو کیا فائدہ تمہین مرکب
کی کچھ کمی ہے کبھی ایسا بھی موقع ہوگا تو خیر سمجھ لینا اسد غازی نے کہا کہ چچا اس سے زیادہ قابو کا وقت نہ ہوگا
مین جاکر لاتا ہون اور اسی وقت لباس عیاری منگوا کر کپڑے سائیسون کے پہن کر پہر رات باقی رہے سے
روانہ ہوا یہان ایرج صبح کو آکر دروازہ بارگاہ پر کھڑا ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع تھے کہ چند آدمی جل
سائیسون کے سامنے آئے مانند مہتر قیاس و مہتر قباد و مہتر جست مہتر عثمان مہتر فریدون مہتر خان قلی
مہتر یزدان قلی مہتر دود مس مہتر حبیش مہتر ططبیس وغیرہ سب آکر موجود ہوئے ایرج نے دو ایک کو
گھوڑے کے پاس بھیجا جو گھوڑے کے پاس آیا گھوڑے نے قریب اپنے نہ آنے دیا دانت چمکا کر ٹاپین زمین پر
مارنے لگا آنکھین بدلنے لگا سائیس بھاگے ایرج حیران و پریشان ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے اور اب تو کوئی سائیس گھوڑے
کی جانب اس خوف سے رُخ نہین کرتا کہ گھوڑا کھا جائیگا بلکہ دو چار سائیس ہری ہری گھانس اور دانہ لیے
ہوئے قریب جو اسکے گئے کسی کو ٹاپ سے کچل ڈالا کسی پر دانت مار کر کام اُسکا تمام کیا ایرج متردد ہے کہ اس
گھوڑے پر کسے مقرر کیجیے کہ اس اثنا مین ایک سائیس نہایت معقول وضع کتی سر پر لپیٹے ہوئے مرزائی گلے مین
کمر بندھی ہوئی پائجامہ تنگ پائچون کا پاؤن مین کوڑا ہاتھ مین سامنے سے آیا اور ایرج کو سلام کیا اور دعا دی
کہ نیر اعظم آپ کو سلامت رکھے غلام اس گھوڑے کی خدمت کریگا ایرج سوچا کہ سائیس جوان ہے اور بہت
چست و چالاک ہے کہا اے عزیز یہ گھوڑا کسی کو اپنے پاس آنے نہین دیتا جواب پایا کہ پیر و مرشد جو گھسکتے
ہین انکو گھوڑا اپنے پاس نہین آنے دیتا یہ گھسیارے گھوڑے کے مزاج سے واقف کیا ہونگے فرمائیے تو
مین ابھی گھوڑے کے پاس جاؤن اور خدمت اُسکی کرون ایرج نے کہا اچھا اس سے بہتر کیا ہے اسد
سلام کرکے گھوڑے کی طرف چلا جب قریب اُسکے پہونچا گھوڑے نے دانت چمکائے کان کھڑے کیے اسد
نے پاس اُسکے جاکر چپکے سے کہا کہ بیٹا باپ تیرا اشقر دیوزاد میرے نانا حمزہ صاحبقران کی سواری مین ہے
مین تجھپر سوار ہونے آیا ہون تو مجھے جانتا نہین شبدیز نے جو بو اپنے سوار کی پائی سر ڈالدیا اسد گردن سے
لپٹ گیا لگا گردن پر ہاتھ پھیرنے ایرج نے دیکھا کہ یہ شخص خوب ہے گھوڑا اس سے رام ہوا ایرج
نے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ بیان کرو تم کہان سے آئے ہو کیا نام ہے عرض کیا کہ غلام نوشاد کا

رہنے والا ہون نام میرا مہتر مزربان ہی شیر دہن بن کوہ بخت کا مرکب میرے پاس رہتا تھا تمام اصطبل
میرے حوالے تھا وہ ہاتھ سے طرماسپ کے بگناہ مارا گیا مین اُس روز سے بے آقا ہوگیا نہایت پریشان
تھا کہ اب کہان جاؤنگا اور ایسا آقا کہان پاؤنگا اندنون سُنا مین نے کہ صاحبقران آفتاب پرستان ایرج
نوجوان مرکب دریائی لائے ہین اور اُنھین سائیس کی تلاش ہی یہ سنکر خدمت عالی مین حاضر ہوا ہون جو
حضور پرورش فرمائینگے تو افتخار اپنا سمجھکر خدمت عالی مین حاضر رہونگا ایرج نے دیکھا کہ سائیس بہت شائستہ
ہی زبان درست گفتگو بھی اچھی کہا کہ تم یہ تو بتاؤ کہ گھوڑے نے تمھین اپنے پاس کیونکر کسنے دیا عرض کیا کہ گھوڑے کا
مزاج پہچاننا بہت مشکل ہی ہر ایک کو یہ امر نہین معلوم کہ گھوڑے کو کس وقت ملتے ہین اور کب پانی پلاتے ہین اور
کیونکر دانہ دیتے ہین مصالحہ کھلانے کی کیا ترکیب ہی اور گھوڑا جو دوڑکر آتا ہی تو عرق اسکا کیونکر خشک کرتے
ہین اور باندھتے کیونکر ہین ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہی اور ہر فعل کے لیے ترکیب مقدم ہی ایرج اسکی باتون
سے بہت خوش ہوا کہا اچھا تم گھوڑے کے پاس رہو ہم درماہا معقول تمھارے واسطے مقرر کرینگے کہا بہت اچھا
اور تین تسلیمین کین اور کہا کہ مین بھی حضور کو خوب راضی کرونگا یہ کہکر گھوڑے کے پاس آیا اور پھریرا ہاتھ مین لیکر
ملنا شروع کیا ایرج نے دیکھا کہ گھوڑا اس سے کان تک نہین ہلاتا نہایت خوش و خرم باطمینان تمام بارگاہ مین
داخل ہوا مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین نے تمام عمر مین ایسا سائیس نہین دیکھا جیسا سائیس حمزہ
کو قندس دیوانہ ملا تھا ویسا ہی نیر اعظم نے مجھکو بھی دیا یہان اسد غازی نے کرہ بن اشقر کو دانہ گھاس
دیا پانی پلایا اور اسکو تھان پر سے کھولا ادھر اُدھر پھیرا پھرا کر باندھ دیا ہر روز ایرج آتا ہی اور گھوڑے
کو دیکھا کرتا ہی اسد گھوڑے کی خدمت کیا کرتا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی ایرج اور رفیق اسکے کھڑے ہین
کہ اسد نے آگے بڑھ کر کہا کہ ای صاحبقران آفتاب پرستان گھوڑا آپ کا بے مثل ہی اور دیکھیے غلام نے کیسا اُسکو
بنایا ہی کہ اب اشارے مین پھرتا ہی اگر حکم ہو تو چڑھکر پھیر دون ایرج نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی بس
اُسی وقت اسد نے زین اُسپر کسا اور سوار ہوا لگا دہنی بائین طرف پھیرنے کبھی چورانون مین سلاتو
وہ چلا گیا اپنے دل مین سوچا کہ اب ایرج تجھے کہان پائیگا چلا بھی چل پھر خیال کیا کہ جلدی کا کام اچھا
نہین ہوتا ابھی زین اسکے موافق نہین ہی اس آفتاب پرست سے ایک عمدہ سی زین بھی لے لے اور ایرج کو آگاہ کرکے
چل کہ وہ بھی جانے کہ اسد بھر دی گھوڑا لیگیا غرض پھر وہان سے باگ پھیری اور گھوڑے کو جھکاتا ہوا پشت
زین سے ہلالے زمین آیا سلام کیا ایرج نے بہت تعریفین کین کہ ای مہتر مزربان سبحان اللہ تمنے خوب
اس گھوڑے کو آراستہ کیا اور خلعت منگواکر دیا اسد نے عرض کیا کہ پیر و مرشد گھوڑا تو حضور کا نایاب ہی
مگر زین اسکے موافق نہین ہی ایرج نے کہا کہ زین ہمارے پاس بہت اچھا ہی کہا کہ پھر منگوائیے اُسی وقت
ایرج نے تحویلدار سے کہا کہ وہ زین جو مالک بن ملکوت نے تین برس کا خراج شہر فرنگوشیہ کا خرچ کرکے
بنوایا ہی اسے نکلواکر چڑھواؤ کہ ہم شبدیز بن اشقر پر کسوائینگے القصہ دوسرے دن وہ زین تیار ہوکر آیا
اسد غازی نے دیکھا کہ کرورہا روپیہ کا جواہر اُسمین نصب ہی اسد نے جلدی جلدی گھوڑے پر اس
زین کو کسا ہیکل الماس بے نگینون کی گلے مین ڈالی تمام اسباب اُسپر آراستہ کیا اب تو گھوڑے کی اور ہی
چمک دمک ہوگئی کہ جیسے دلہن خلعت عروسی پہنے ہوئے کھڑی ہی لندھور نے کہا ای ایرج یہ گھوڑا
مقابل مرکب حمزہ صاحبقران ہی ایسا گھوڑا اولاد حمزہ مین کسی کو نہین ملا یہی باتین تھین کہ اسد

خوشی خوشی مرکب پر سوار ہوا اور وضع اصلی اپنی بنائی اور گھوڑے کا رخ میدان کی طرف کیا اب ایرج نے وضع
بدلی ہوئی دیکھی اور پہچانا کہ مرزبان کیسا یہ تو اسد معلوم ہوتا ہے جان نکلگئی کہ یہ اب گھوڑا لیچلا اور ہرگز نہ
چھوڑیگا بس پکار کر کہا کہ بہتر مرزبان اسکا زین پوش بھی اٹھاتا ہے وہ بھی اسپر ڈال لو تو گھوڑا پھیرنا اسد غازی
نے نعرہ کیا کہ او کرباس فروش بچہ بازاری تو بہتر کسے کہتا ہے میں تجھسے بہتر ہوں منم اسد بن کرب دلاور
تو کہاں اور یہ مرکب سیہ چشمی کہاں تیرے موافق جو گھوڑا ہے تو اسپر سوار ہو اسکو تو میں لینے آیا تھا لیچلا اگر تجھ میں
طاقت ہے تو لے لے تجھسے دلیر بہادر یوں چھین لیجاتے ہیں یہ کہکر گھوڑے کو کوڑا کیا کہ کرہ بن اشقر مانند باد صرصر
روانہ ہوا ایرج ہرچند پکارا کہ ارے لینا اسے مگر کون اُسے پاسکتا ہے گھوڑا ایسا منہ زور سوار دلیر ازبردست
طرفۃ العین میں کہیں سے کہیں پہونچ گیا ایرج نے کہا میں اسے چھوڑتا کب ہوں ہرچند سبھوں نے سمجھایا کہ دو
پیچھے جب موقع پایئےگا سمجھ لیجئےگا ایرج بولا قسم ہے نیر اعظم کی میں اس دیوانے سے گھوڑا لاؤنگا یہ کہکر
پشت مرکب پر بیٹھکر کوڑا کیا اور تعاقب میں اسد غازی کے روانہ ہوا اُدھر اسد گھوڑے کو بھگائے ہوئے
چلا آتا ہے کوئی دس فرسخ آیا ہوگا کہ ایک ندی نظر آئی اسد غازی نے بے تکلف اسمیں گھوڑا ڈالدیا گھوڑا
ایک دم میں کلائیاں مارکر پار اُتر گیا اور ایک درخت چنار کے پاس پہونچا دوپہر کا وقت تھا سبزہ کوسوں
تک دریا کی تری سے شاداب تھا خیال میں گذرا کہ اے اسد اب وہ آفتاب پرست کہاں تو دو گھڑی
آسایش کرلے یہ سوچ کر گھوڑے سے اُترا اسے چھوڑدیا وہ تو مصروف چرا ہوا اسد زین پوش بچھا کر بیٹھا کچھ میوہ
کمر سے نکالکر کھایا پانی پیا لیٹ رہا ہوا بے خوشگوار چلی آتی تھی اسد کی آنکھ لگگئی ادھر ایرج سم مرکب کے
نشان پر چلا آتا تھا جیسے ہی دریا سے پار اُترا چند قدم آگے بڑھا ہوگا کیا دیکھا کہ اسد پڑا ہوا سوتا ہے اور
شبدیز بن اشقر چر رہا ہے بہت خوش ہوا کہ اے ایرج گھوڑا بھی تجھے ملا اور دیوانے کو بھی قتل کیا یہ خیال
دل میں لاکر گھوڑے سے اُترا اسد کی طرف دبے پانوں چلا پھر دل میں خیال کیا ایسا نہ ہو کر تو دیوانے تک
نہ پہونچنے پائے اور آنکھ دیوانے کی کھلجائے دو گھوڑے ہیں ایک پر چڑھکر بھاگ جائے یہ خیال کرکے پہلے
اپنے گھوڑے کو مار ڈالا اور کردہ کو پشت کی طرف کرکے اسد پر چلا پاس آکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا اسد کا سینہ
جو دبا چونک پڑا مگر آنکھ جو کھلی ملک الموت کو چھاتی پر سوار دیکھا یقین مرگ ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ سکاری کیجئے
شاید جان بچ جائے ایرج پکارا کہ اے دیوانے تو نے غضب کیا تھا کہ ایسا گھوڑا کہ جسے تین دن کی مشقت سے
زیر کرکے میں لایا تھا تو یوں لیچلا تھا اب بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا اسد نے کہا کہ اے ایرج ہرچند میں نے
تجھسے دشمنی و عداوت کی مگر تو عجب صاحب اقبال ہے کہ میں تیرا کچھ نہ کرسکا میں نے تجھسا اقبالمند زمانے میں
نہیں دیکھا تیرا اختر اوج اقبال نہایت بلند ہے تو بیشک صاحبقران ہے اب میں تجھسے بیعت کرتا ہوں اسلیئے
کہ حمزہ تو ظلمات کو گیا ہے نور الدہر کی ملاقات سے بھی امید قطع ہوچکی اب ہاتھ تیرا ہے اور دامن تیرا
ہے دشمنی تو تو نے میری دیکھی اب دوستی بھی دیکھنا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں کہ تو بھی یاد کرے
ازبسکہ میں قابل بخشنے کے نہیں ہوں مگر تیری مروت سے بعید نہیں ہے جو خطا میری معاف کردے
ایرج نے جو یہ کلمات اسد سے سنے نہایت خوش ہوا اور چھاتی پر سے اسد کی اُترا گلے سے لگایا کہا اے
اسد تو میرا بھائی ہے میں تو یہی چاہتا تھا اسد بولا کہ اے ایرج میں تیرا غلام ہوں تو نے میری جان بخشی
کی اب ایرج نے اسد غازی سے کہا میں نے اپنا گھوڑا تو مار ڈالا اس خوف سے کہ

ایسا نہ ہو کہ تم سوار ہو کر چلے جاؤ اور مین تمھین نہ پاؤن اور اکثر تمنے ایسا ہی کیا ہی کہ مجھے بیابان مین حیران چھوڑ گئے
ہو اسد بولا ای ایرج تم مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو مین آپ نادم ہون کون سی حرکت بدی کی مین نے
تمھارے ساتھ نہین کی مگر تمنے کسی پر خیال نہین کیا اور مجھکو بخش دیا اب مین تمھارے ساتھ پیادہ چلونگا ایرج
کرہ بن اشقر پر سوار ہوا اور اسد سے کہا کہ بھئی آؤ میرے پیچھے بیٹھ لو اسد بولا کہ آپ تشریف لیچلین
مین آپکے ہمراہ رکاب ہون میرا یہی باعث فخر ہی ایرج بولا ای اسد مجھکو تمھارا پیادہ چلنا گوارا نہین
ہی تم بھی سوار ہو لو اسد بولا مجھے پیادہ روی کی عادت ہی اسی طرح باتین کرتا ہوا دریا کنارے تک آیا
اور کئی مرتبہ ایرج نے کہا کہ سوار ہو لو اسد نے نہ مانا جب دریا پر پہونچا تو ایرج کو دیکھا اسد سے کہا کہ تم سوار
نہ ہوگے تو مین بھی گھوڑے پر نہ چڑھونگا تمنے غضب کیا کہ اتنی دور میرے ساتھ پیادہ آئے اب ہم تم دونون
سوار ہو کے دریا سے پار اُترین پھر اور کوئی صورت نکل آئیگی ہمارے لوگ آجاتے ہین کوئی اور سواری پیدا ہو جائیگی
الگ سوار ہو لینا اسد بولا ای ایرج حقا کہ تم بہت بامروت ہو مین تمکو ایسا خلیق نہ جانتا تھا نہین تو
ایسی حرکتین تمھارے ساتھ نہ کرتا اور ای زبدۂ آفتاب پرستان مجھکو شناوری مین خوب دخل ہی مین پیرتا ہوا
تمھارے ساتھ مرکب آبی پر چلونگا میری آبرو اسی مین ہی ایرج پکارا اچھا چلو ہم تم دونون شناوری کرین
اسد بولا آپ گھوڑے پر سوار ہون کہا بغیر تمھارے سوار نہ ہونگا چتے کہ زبردستی اسد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے
پیچھے سوار کر لیا ہرچند اسد نے انکار کیا نہ مانا گھوڑا دریا مین ڈالدیا وہ مرکب اسطرح پانی پر جاتا تھا جیسے
کوئی زمین پر چلتا ہی ایرج نہایت خوش ہوا اسد سے کہتا ہی کہ ای اسد ولاد حمزہ صاحبقران کا گھوڑا
بھی یونہین پانی پر جاتا ہی اسد بولا کہ ای شہریار وہ بڑے بڑے دریا جو قاف مین ہین انکو اتر گیا ہی
وہ گھوڑا دیوزاد ہی ماں اسکی پری ہی باپ اسکا دیوزاد ہی اور وہ تو صاحبقران سے باتین کرتا ہی اور کسکی
تاب و طاقت ہی کہ اس سے لڑ کر عہدہ برآ ہو جب صاحبقران قاف گئے دیوون کو مارکر آئے تو قلعہ
مغرب پر لشکر نوشیروان کا پڑا ہوا تھا صاحبقران قلعہ مین تشریف لیگئے اشقر کو باہر چھوڑ گئے تھے اشقر
نے جسوقت صاحبقران کو نہ پایا تو کرور سوار کا لشکر پڑا ہوا تھا وہ گھوڑا اندر لشکر کے در آیا لشکریون نے
چاہا کہ اُسے پکڑ لین اسنے ایک ایک پر دانت مارنا شروع کیا ہزارہا آدمی رات بھر مین مار ڈالے اور کسی کے
ہاتھ نہ لگا نوشیروان حیران تھا کہ کیا کیجے کہ اتنے مین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری آئے اور نوشیروان
سے بہت زر نقد لیا اور اشقر کو اپنے ساتھ لیگئے ای ایرج نوجوان وہ گھوڑا تو قدرت خدا ہی مگر یہ بھی اس سے
کم نہین ہی اور بھئی یہ تمھاری قسمت کا تھا جو تمکو ملا ایسے گھوڑے کاہکو نصیب ہوتے ہین اسد ایرج کو باتون
مین لگائے ہوئے ہی اور اس فکر مین ہی کہ کیونکر اسے دریا مین ڈھکیل دون اور گھوڑا لیکر چلا جاؤن یہان تک کہ
نصف دریا مین پہونچا اسد نے کہا کہ ای ایرج نوجوان آپ نے مردم آبی دیکھا ہی ایرج نے کہا کہ بھئی مردم آبی
کیسا اور کہان ہی اسد نے جواب دیا کہ وہ پانی کی تہ مین معلوم ہوتا ہی جھک کر دیکھیے ایرج ایک طرف
کو جھکا پوچھا کہ بھئی کہان ہی ہمین تو نہین معلوم ہوتا اسد بولا کہ وہ ایک جگہ قائم نہین رہتا ابھی دیکھیے
ابھی وہ نکلگیا اور ایک ذرا غور سے نگاہ جمائے رہیے تو یقین ہی کہ معلوم ہو ایرج اتنا جھکا کہ ایک پانون
رکاب سے نکلکر پشت زین پر آگیا اسد نے ایرج کو وہین دریا مین الٹ دیا آپ چل کھڑا ہوا بجلدی تمام
اُسنے دریا طے کر کے مع شبدیز بن اشقر راہی ہوا ایرج نے یہان کئی غوطے کھائے مگر دریا تھا چھوٹا

ڈوبتا اُچھلتا دریا کنارے آگیا تمام لباس تر ہوگیا تھا کھڑا ہوا پچھتا رہا تھا کہ ای ایرج افسوس تو اس دیوانے کے قریب
مین آگیا اُسنے تجھے ذلیل بھی کیا اور گھوڑا بھی لیگیا مگر اب کیا ہوتا ہی مثل مشہور ہی کہ سانپ نکلگیا لکیر کو پیٹا کرو
شعر ہاے ہوے شبان ندارد سود + گرگ از گلہ گوسفند ربود + کبھی اپنے دل مین کہتا ہی کہ ای ایرج یہ
دیوانہ بڑا سیانا ہی تجھکو دیوانہ بنا گیا اس اثنا مین لوگ ایرج کے پہونچے اپنے آقا کو آب خجالت مین غرق دیکھا
شاہ پور نے کہا کہ پیرو مرشد آپ نے جہالت کرکے اپنا یہ حال کیا ایرج نے کہا ہان بھی جو چاہو سو کہو قصہ مختصر
ایرج وہان سے سوار ہوکر اپنے لشکر مین آیا تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا اُسنے کہا صد ہا مرتبہ
دیوانہ تمھین چل دیچکا ہی ہمکاری پیش آیا ہی پھر تم اُسکے فریب مین آگئے خیر یہی غنیمت ہی کہ تمھاری جان بچگئی
یہی باتین تھین کہ بہزاد مرتد اور طرماسپ تصدق لیکر آئے گرد پھرے اور کہا کہ نیر اعظم نے آپکی دوبارہ
زندگی کی کہا کہ ہان بھی اُس دیوانے نے کلیجا ہلادیا کہ اسی اثنا مین لندھور بھی صدقہ لیکر آیا ایرج نے تعظیم کی
اور تمام حال اسد کا بیان کیا کہ میرے ساتھ یہ مکر کر گیا مین جو اسے پاؤنگا تو ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا لندھور
نے کہا کہ ای ایرج نوجوان تمکو خوب معلوم ہی کہ وہ مجھے کیا کیا کہتا ہی اور مجھکو تمنے کسوقت اُسکا جنبہ کرتے پایا
تم جانو وہ جانے بلکہ اگر وہ تمھین قتل کرنے کا ارادہ کریگا تو مین اپنے مقدور بھر تمھین بچاؤنگا اور اُسکی
طرفداری نہ کرونگا ایک شخص سخن ناشنوا ہی اسکو مین کیا کرون ایرج چپ ہو رہا لیکن اسد گھوڑا لیے ہوئے
نہایت خوش بکمال بشاشت اپنے رفیقون مین آیا فتاح ملنگینہ پوش کو سلام کیا گھوڑا دکھایا اور کہا کہ چچا دیکھا
آپ نے ایسا گھوڑا اور اُس باجی کے پاس چھوڑتا مین سائیس بنکر لایا اور تمام حال بیان کیا فتاح اُٹھکر
لپٹ گیا اور کہا کہ ای اسد حقا کہ تو مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہی مین تیرے باپ کے پاس بھی رہا مگر یہ
جرأت اُسکی بھی نہین دیکھی سپاہ گری کے چھتیس فن سنتے تھے لیکن تجھ مین دیکھ لیے کہ ایسے زبردست سے
اس طرح پیش آیا اور کچھ خوف نہ کھایا اور بہت سی تعریفین کین اسد غازی نے کہا کہ عمو جان یہ سب آپ ہی
کا فیضان صحبت ہی مین کیا کہون بعد اُسکے ضرغام شیر دل سے خطاب کیا کہ تم شاہزادہ نور الدہر کی خدمت
مین جاؤ اور میری طرف سے آداب تسلیمات بجالاکر عرض کرنا کہ ای شہریار ایرج قریب ماہے زرائل
کے آپہونچا ہی اور ارادہ اُسکا قلعۂ ذوالامان پر جانے کا ہی تعجب ہی کہ آپ غفلت کیے ہوئے بیٹھے ہین
جلد تشریف لاکر روکیے اُس باجی کو کہ زرائل تک نہ پہونچ سکے اور اگر وہ زرائل پر پہونچ گیا تو وہان
سے جہازون پر سوار ہوکر قلعہ ذوالامان پر جائیگا اور وہان خدا جانے کیا قیامت برپا کریگا پھر کون
ایسا ہی جو اُسے روکیگا اور ناموس صاحبقرانی کی عزت و حرمت بچائیگا آپکو آگاہ کر دیا آگے آپکو اختیار
ہی ضرغام شیر دل اُسی وقت راہی ہوا پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہی قضائے کار اتفاقات روزگار خالد
بن ورقہ عیار اسد کی خبر کے واسطے چلا ہی دور سے دیکھا کہ ضرغام شیر دل ایک طرف کو چلا جاتا ہی اپنے دل مین
کہا کہ اسکو پکڑ کر ایرج کے پاس لیچلو ایرج مجھسے بہت خوش ہوگا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور سر راہ ایک سفید رومال مین کچھ
نقل اور میوہ باندھکر ڈالدیا اور آپ پوشیدہ ہوگیا ضرغام جو وہان پہونچا دیکھا رومال سفید کسی شخص معقول کا پڑا
ہی اُسے اُٹھا لیا گرہ جو کھولی اور نقل اور میوہ پایا دل مین کہا خدا جانے کس شخص کا گرا ہی دو چار بار آوازین دین کہ یہ رومال
کسکا ہی آئے اور لیجائے ادھر ادھر پکار کر چل نکلا اور کہا کہ خدا نے تجھکو دیا ہی خوب نقل اور میوہ تنقل کرتا ہوا چلا چند قدم
آیا ہوگا کہ ایک چکر آیا اور بیہوشی نے گھیرا بار چھینک مارکر دھم سے گرا خالد کمینگاہ سے نکلا اور حلقہ ہاے کمند سے ضرغام کو

باندھا چادر عیاری مین پشتارہ لپیٹ کر شبیہ بدلکر راہی ہوا ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہی کہ مین نے
خبر اسد کی منگوائی ہی ذرا معلوم ہو جائے کہ فلان مقام پر ہی ابھی جاتا ہون اور اُس سے مرکب اپنا لاتا ہون وہ
تو غضب کر گیا کہ ایسا مرکب کہ جسکا مثل سواے مرکب صاحبقران کے نہین ہی مجھسے دغا کرکے لیگیا کہ اسی اثنا
مین خالد بن دیو چہرہ پشتارہ بدوش ہو نچا سلام کیا ایرج نے پوچھا ای خالد یہ پشتارہ کیسا ہی کیا تو اُس دیوانے
کو پکڑ لایا خالد نے کہا ای شہریار اسد تو نہین ہی مگر اُسکے غبار صبا رفتار یعنے ضرغام شیر دل کو لایا ہون ایرج
نے کہا ای خالد یہ کیا اسد سے کچھ کم ہی اور سات پارچے کا خلعت دیا اور پوچھا کہ ای خالد یہ تو بلاے بے درمان
ہی کیونکر تیرے ہاتھ لگا اسنے سب حقیقت بیان کی ایرج بہت خوش ہوا کہا کہ اسے ہوش مین تو لا عرض کیا کہ پہلے
قید آہنی مین گرفتار کر لیجیے نہین تو یہ زبردست کمند مین توڑ کر بھاگ جائیگا ایرج نے کہا کہ بلاؤ آہنگرون کو
اسی وقت آہنگر حاضر ہوے ضرغام کو اسیر غل و زنجیر کیا اب خالد نے رفع بیہوشی دیا ضرغام چھینک مار کر ہوش مین
آیا دیکھا کہ سامنے ایرج مع سرداران نامدار بیٹھا ہی اور تو بندھا ہوا ہی بس صاف خیال اُسکے دل مین گذرا کہ وہ
نقل و میوہ جو تو نے کھایا تھا اسی سے بیہوش ہوا اور کوئی عیار تجھے پکڑ لایا خیر ہرچہ بادا باد بس ایک اگڑ توڑے
اُٹھا کر خانۂ زنجیر مین خفقان ہولی غل سے زنجیر کے قریب تھا کہ لوگ دیوانے ہو جائین اور یقین ہوا کہ قید اسنے توڑی
سب دست بہ قبضہ ہو گئے تھے ضرغام نے بطریق اہل اسلام سلام کیا جو اہل اسلام تھے اُنھون نے جواب سلام کا
دیا ایرج نے کہا کہ ای مکار تو نے کیا کیا مکاریان کی ہین کہ دل پر میرے داغ ہین اب کہہ کہ تو آپ کو کس طرح پاتا ہی
ضرغام پکارا کہ جس طرح شیر زیر دباہ حیلہ گر کے دام مین گرفتار ہو جاتا ہی ایرج پکارا کہ تو نے دغا بازیان نہین کین
ضرغام نے کہا کہ مین نے آج تک دغا سے کوئی کام نہین کیا تجھے تو پہلوانی کا دعوی ہی جو شخص مجھے بہ جرأت بہادری
زیر کرلے پھر جو کچھ وہ کہیگا مین قبول کرونگا اسد نے کچھ مجھے زیر نہین کیا مین فقط از راہ دوستانہ اُسکے ساتھ ہو گیا
ہان البتہ نورالدہر سے مجھے دعوی ہمسری نہین اگر تجھے دعوی صاحبقرانی کا ہی تو مجھے چھوڑ دے اور مجھسے
مقابلہ کر اگر فن سپاہگری مین تو مجھپر غالب آئیگا تو مین تیرا حلقہ بگوش ہونگا ایرج نے کہا اچھا کیا مضائقہ ہی فوراً
حکم دیا کہ قید اسکی کٹوا دو ہرچند عیارون نے اور لوگون نے عرض کیا کہ یہ مکاری کرتا ہی آپ اسکے فریب
مین نہ آئین ایرج نے ایک کی نہ سُنی اور قید ضرغام کی کٹوا دی اور کہا کہ لاؤ گھوڑا اور بارگاہ سے باہر نکلا
تمام اسلحہ جنگ ضرغام کو دیے آپ مرکب پر سوار ہوا اور ضرغام سے کہا کہ آؤ مجھسے سامنا کرو ضرغام شیر دل
ایرج کے پاس سے دور جا کر پکارا کہ ای آفتاب پرست مین عیار ہون مجھسے سر کھہ ہو کر لڑنے سے کیا غرض
بفریب دام سے چھوٹا ایرج للکارا کہ لینا اس مکار کو جانے نہ پائے آفتاب پرست ضرغام پر دوڑے
ضرغام نے خنجر کھینچکر دو چار کو مار کر میدان پکڑا اچل نکلا اب ایرج نے تعاقب مین اُسکے گھوڑا ڈالا اور پکارتا
جاتا ہی کہ ارے لینا اس مکار کو جہان پر لوگ ضرغام کو گھیرتے تھے ضرغام دو چار دس پانچ کو مار کر صاف
نکلجاتا تھا یہان تک کہ تمام لشکر کو طی کرکے باہر نکلا اور ایرج بھی تعاقب مین چلا ضرغام نے نعرہ کیا کہ او نرادبچے
دیکھون کہان تک میرے تعاقب مین آتا ہی اگر بیابان مرگ تجھے نہ کیا ہو تو نام اپنا ضرغام شیر دل نہ رکھو
لوگون نے ایرج سے کہا کہ پیرو مرشد جانے دیجیے اس مکار کا پیچھا نہ کیجیے ایرج نے نہ مانا چلا اُسکے تعاقب مین
اور ضرغام کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف پھرتا جاتا ہی ایرج بھی مرکب کو پھیرتا جاتا ہی کوئی دو کوس ایرج
آیا ہو گا کہ بیابان کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا ایرج نے مرکب کو روکا ہرکارون سے کہا

خبر لاؤ کون آتا ہی ہرکارے شل ہیاب نظر جا کر پھر آئے عرض کیا کہ باپ طہماس کا عنقویل دیو پرور آتا ہی کہا کیا
ارادہ ہی اُسکا عرض کیا کہ قصد رزم و پیکار رکھتا ہی ایرج بولا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہی اور پھر کر داخل لشکر ہوا ادھر
عنقویل دیو پرور کا خیمہ استادہ ہوا عنقویل خیمے مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا مصروف شراب خواری ہوا جب
نشہ خوب ہو چکا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بموجب حکم کوس حرب و ضرب بجا ہرکارون نے خبر ایرج کو دی ایرج
نے کہا کچھ پروا نہیں ہمارے لشکر مین بھی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارہ رزمی نوازش مین آیا غرض چار پہر رات
دونون لشکرون مین تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نسب
دے کر چلے گئے اس وقت عنقویل دیو پرور نے گردن کو نکالا لشکر مین اُسکے علم جلوہ گری پر آئے آواز باجون کی
بلند ہونی لگی سلامی اُترنے لگی عنقویل جو میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان کیا مبارزطلبی کی کہ کہان ہی وہ
نالائق کہ جسنے شیر دہن کو ناحق مارا یہ کہنا تھا کہ طرماسپ نے گینڈا اپنا بڑھایا سامنے ایرج کے آیا اجازت میدان
چاہی ایرج نے کہا ای طرماسپ عنقویل تیرے خون کا پیاسا ہی تو اُسکے مقابلے کو نہ جا مین جا کر اُس سے مقابلہ
کرونگا طرماسپ نے عرض کیا ای شہریار اگر مین اُسکے مقابلے کو نہ جاؤنگا تو وہ سمجھیگا کہ طرماسپ ڈر گیا آپکے
اقبال سے سر اُسکا کاٹ کے لاؤنگا ایسا جلوہ نہین کہ عنقویل مجھے نگلجائیگا اور اگر آپ نہ جانے دینگے تو مین
اپنے آپکو ہلاک کرونگا خنجر مار کر مر جاؤنگا ایرج ناچار ہو گیا کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی طرماسپ
سلام کرکے گینڈا چمکا کے میدان مین آیا عنقویل نے جو اُسے دیکھا لنگاور رن ہوا برابر سے گینڈے پینیا
ہو گئے مار مار کر گینڈون کو بڑھایا ایک دوسرے سے مقابل ہوا عنقویل پکارا او نالائق تو نے شیر دہن کو
ناحق قتل کیا اور تمام نوشاباد پر کیسا ظلم کیا ارے او ناہنجار کوئی بھی اپنے عزیزون اور وطن والون سے
ایسا سلوک کرتا ہی جو تو نے کیا کہ فرا فد سے بچون کو چھید چھید کر مارا حالانکہ شیر دہن تجھے خراج بھی دیتا تھا بیعت
بھی کرتا تھا تو نے جبر بھی نہ مانا طرماسپ بولا بس زبان سنبھالکر بات کر مجھکو غیرت آئی کہ مین ایرج کی خدمت
مین ایسا معزز ہون اور میرا عزیز آفتاب پرست نہ ہو مین نے ہر چند کہا کہ نیر اعظم کو سجدہ کر اُسنے نہ مانا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اور رعایا پرایا گھانس پھونس کی طرح کٹجاتی ہی یہ ہین کس حساب مین عنقویل پکارا او
نالائق سب بندگان خدا نہ تھے تو انکو گھانس پھونس کہتا ہی اگر عوض اُنکا تجھسے نہ لیا ہوگا تو عنقویل نام اپنا
نہ رکھا ہوگا طرماسپ بولا کیون قضا آئی ہی جو اپنے دین قدیم پر قائم ہی چلکر ملازمت ایرج صاحبقران کی اختیار کر
نہین تو شیر دہن سے بدتر تیرا حال کرونگا عنقویل برہم ہوا کہا او بدتمیز جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر طرماسپ
پکارا تم اپنا حربہ تجبیر کرو عنقویل بولا ہمارے یہان پیشدستی نہین کرتے اُسوقت طرماسپ نے نیزہ اُٹھا کر
خبردار خبردار کہکے مارا عنقویل نے نیزہ اُسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی
رہی کسی کا مطلب حاصل نہ ہوا نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے طرماسپ نے دوڑ کر ساطور اپنے پر سے لیا اور
عنقویل پر مارا عنقویل نے رد کیا اور چوبدست اُٹھا کر ماری طرماسپ نے ساطور پر روکی اور پھر ساطور مارا
عنقویل نے پھر رد کیا اور پھر چوبدست ماری اسی طرح تا دیر رد و بدل ہوتی رہی ایک مقام پر طرماسپ نے کم
بنا کر سر پر ساطور مارا کہ اوچھا سا زخم عنقویل کے لگا عنقویل نے بھی جو چوبدست ماری تو دستے پر سے ساطور کے
اُچٹ کر شانے پر پڑی کہ شانہ زخمی ہوا اور وہان سے کولے پر آئی کہ وہ بھی زخمی ہوا وہان سے گینڈے کے پہلو پر
پڑی کہ گینڈا اور طرماسپ دونون تہ و بالا ہو کر گرے عنقویل نے چاہا کہ ایک چوبدست اور مارے کہ کام

اس کافر کا تمام کرے مگر ابھی تو قضا اسکی نہین ہو ایرج دوڑ پڑا نعرہ کیا کہ ای عنقویل یہ کیا حرکت نامردانہ ہی جب
مین آ پہونچا یہ تو بیہوش پڑا ہی اسکا مارنا نامردی ہی اور گھوڑا بڑھا کر قریب آیا عنقویل نے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ
ای ایرج اس نامرد کا مار ڈالنا ہی بہتر ہی مگر خیر تمہارے آجانے سے مین اسے چھوڑے دیتا ہون ایرج نے
اُسی وقت پالکی منگوا کر طرماسپ کو سوار کرایا اور عنقویل سے کہا کہ آج دن کم رہگیا ہی کل میرے تمہارے
مقابلہ ہی وہ بولا کیا مضائقہ ہی تم بھی کل سامنا کر لینا یہ کہکر پھر آیا اپنے خیمے مین داخل ہوا پوشاک رزم
اُتاری لباس بزم پہن کر بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا جب خوب نشہ تیز ہوا
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر ایرج طرماسپ کو جو لایا جراحون کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے کو لاملوایا شادیانہ بجوایا
کہ اس اثنا مین خبر ہوئی کہ لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر پھر میدان مین صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال عنقویل
دیو پرور نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور مبارز طلب کیا ادھر سے ایرج نکلا بعد از تگاورزنی ایرج نے کہا ای
عنقویل تو دین آفتاب پرستی اختیار کر مین تیری بہت عزت کرونگا اُسنے جواب دیا کہ لاکھ لعنت ہی دین
آفتاب پرستی پر اور تو میری عزت کیا کریگا تو خود بیعزت ہی ایرج آگ ہو گیا کہا کہ معلوم ہوا حال تیرا خیر اب
سر جنگ حقول تجھے دونگا لے حربہ اپنا عنقویل دیوپرور پکارا کہ ہم اہل اسلام ہین سبقت نہین کرتے جو خدا
تیرے حربے سے بچائیگا تو اپنا وار کرینگے ایرج نے کہا خیر اور نیزہ مارا عنقویل نے نیزہ پر نیزہ لیا خوب نیزہ بازی
ہوئی آخر کار ایرج نے نیزہ اسکا ہوائی کیا عنقویل نے برہم ہو کر جو بدست ماری ایرج نے اُسے وقت جو بدست
کو خیال مین کر کے چھڑلی زور کشمکش کے ہوتے لگے گھوڑے لنگر دن کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے مآل کار دونون
پیادہ ہوگئے اور سرگرم تلاش ہوئے لگی کشتی ہونے چار پہر دن کشتی رہی شب کو بھی جدا نہ ہوئے تمام میدان
مین روشنی ہوگئی افسران فوج اپنے ہمراہیون سمیت جابجا بیٹھکر کھانے منگوا کر کھانے لگے کشتی کا تماشا دیکھ رہے
ہین غرض چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا تین شبانہ روز کشتی رہی اب چوتھے دن یہ حال ہی کہ
عنقویل کا دم آ چکا ہی اور مدد ورد بجا کر زندہ ہی مگر کہان تک بجے چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ ایرج نے کمر عنقویل
کا کوڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا سینے پر چڑھ کر مشکین باندھ لین اور لیکر میدان سے ہوا ادھر لوگ عنقویل
کے اداس و پریشان پھر گئے عنقویل کو اسیر غل و زنجیر کرا کے زندانخانے مین بھیجدیا آپ کھانا کھا کر آرام کیا
صبح کو بارگاہ مین آیا اورنگ شوکت پر متمکن ہوا طرماسپ کا زخم بھی قریب بصحت تھا وہ آیا سلام کر کے
اپنے اورنگ پر بیٹھا ادھر لندھور بھی اس خیال سے آیا کہ دیکھون عنقویل گرفتار ہوا ہی اس سے کیا گفتگو ہوتی
ہی جب تمام دربار معمور ہو چکا ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ عنقویل کو چوبدار گیا اور لیکر آیا عنقویل نے بطریق اہل اسلام
سلام کیا لندھور نے جواب سلام کا دیا ایرج نے کرسی بیٹھنے کو مرحمت کی ساقی سے اشارہ کیا کہ دے جام شراب
کا ساقی جام مئے ارغوانی لبریز کر کے پاس عنقویل کے لایا اُسنے جام پھینکدیا ایرج کو غصہ آیا مگر ضبط کیا کہا کہ
ای عنقویل مین نے تجھے کس طرح زیر کیا جواب دیا کہ تو زبردست تھا مین تجھسے مغلوب ہوا ایرج نے کہا اب تو
دین آفتاب پرستی قبول کر اسنے کہا کہ مین لعنت کرتا ہون آفتاب پرستی پر جان دینا قبول ہی مگر آفتاب پرست
ہونا قبول نہین ایرج نے کہا اچھا آفتاب پرست نہو تو میری بیعت کرو مین تمھین چھوڑ دونگا چاہنا
میرے پاس رہنا چاہنا چلے جانا عنقویل پکارا کہ او تاجزادے مین کبھی تیری بیعت قبول نہ کرونگا اگر

شاہزادہ نور الدہر کا دشمن ہون تو تیری بیعت کرون یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ باجی سے آشتی کرون طرماسپ
نے جو یہ کلمہ سُنا کمر سے زیر رکابی ساطور نکالکر دوڑا کہ ارے او زبان دراز ایرج صاحبقران کو باجی کہتا ہی قضا
تیری آئی ہی ایرج جب تک منع کرے کرے کہ او طرماسپ یہ تو کیا کرتا ہی طرماسپ نے عنقویل پر ساطور مارا
عنقویل اسیر غل و زنجیر تھا کیا کرتا ہاتھ اُٹھا دیے ایک طرف جھکا تھا کہ ساطور سے ہاتھ قلم ہوئے گردن پر
ساطور بیٹھا کر صاف گلا اُس مرد مومن کا کٹگیا اور زمین پر تڑپنے لگا درجۂ شہادت پر فائز ہوا لندھور نے
جو یہ دیکھا غضبناک ہو کر اُٹھا اور پکارا کہ او نالائق یہ تو نے کیا کیا اسنے کہا کہ عنقویل نے دین قبول نہ کیا
نہ بیعت اختیار کی اتمام حجت ہو چکی تھی مین نے اسے مار الندھور نے ایرج سے کہا کہ کیا بیعت شکنی پر کمر باندھی
ہی ہی مجھسے آپ سے اقرار تھا ایرج طرماسپ کی حرکت دیکھکر دم بخود بیٹھا تھا ہاتھ باندھکر کہا کہ ای
وارائے ہند قسم ہی نیر اعظم کی مین نے اس بدذات سے نہین کہا تھا کہ تو عنقویل کو مار بلکہ مین اسے
منع کرتا رہا اسنے نہ سُنا لندھور نے کہا کہ ای ایرج مین نے بیعت فقط اہل اسلام کے بچاؤ کے واسطے
کی ہی نہ کہ اہل اسلام قتل ہون اور مین دیکھتا رہون جب تک یہ دو چار بانی فساد نہ مارے جائینگے
جب تک کچھ نہ ہوگا بہزاد نے اپنے باپ کا سر کاٹ کر لا کے تمھارے سامنے رکھدیا اور تمنے کچھ نہ کہا آج
سامنے میرے اس ملعون نے عنقویل کو مارا مین صبر کرتا چلا جاتا ہون اسی پر لوگ مجھے بدنام کرتے ہین
ایرج نے کہا ای رستم زمان طرماسپ حاضر ہی جو چاہیے سو کیجیے لندھور بولا فقط تمھاری محبت سے
مین اسے چھوڑے دیتا ہون اگر تمھارا درمیان نہ ہوتا تو ابھی اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ایرج نے طرماسپ
سے کہا کہ اگر تو نے اب ایسی حرکت کی اُسی وقت تجھے مار ڈالونگا معلوم ہوا کہ تیرا لہو سفید ہی کہ اپنے
دادا کو تو نے مارا اُسکی محبت تجھے نہ آئی ہزار ہزار لعنت ہی تجھپر طرماسپ نے کچھ جواب نہ دیا
لندھور نے لاش عنقویل کی وہان سے اُٹھوائی فوج والون کو جو اُسکے تھے بُلوا کر سبھون کو تشفی دلاسا
دیا اور کہا کہ صاحبو قضا سے سب ناچار ہین اسکو یونہین مارا جانا بدا تھا تم صبر کرو لاش لیجا کر
بیشۂ کلنگان مین دفن کر دو وہ سب لاش کو لیکر گریان و نالان بیشہ کلنگان کو روانہ ہوے مگر
طرماسپ نالائق نے دوسرے روز ایرج سے کہا کہ ثمود عاد مدت سے آپ کی قید مین گرفتار ہی آپنے
کیون اُسے گرفتار کر رکھا ہی اُسے بلوائیے بیعت کرے فبہا نہین تو قتل کیجیے ایرج نے لندھور سے کہا کہ آپ
اب ثمود عاد کے مقدمے مین کیا کہتے ہین اسے قید مین گرفتار ہوئے عرصہ ہوا آپ نے بھی اسے سمجھانے
مین کمی نہ کی ہوگی لندھور نے کہا کہ بھئی تمھین اختیار ہی مین اُسکے مقدمے مین کچھ دخل نہین دونگا ایرج
نے کہالا و ثمود عاد کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا یہان ثمود عاد نے جسوقت سے سُنا ہی کہ طرماسپ
نے عنقویل کو مار ڈالا عجب صدمہ ہی دل مین اپنے کہ رہا ہی ای ثمود عاد کیونکر اس کافر کو قتل کیجیے
عوض خون عنقویل کا لیجیے افسوس مفت مین طہماس کا باپ مارا گیا یہی باتین دل سے کر رہا تھا کہ چوبدار
نے آکر داروغۂ زندان سے کہا کہ لیچلو ثمود عاد کو زبدہ آفتاب پرستان نے یاد کیا ہی داروغہ اُسیوقت
ثمود عاد کو لیکر سامنے آیا ثمود عاد نے آکر سلام کیا ایرج نے اُسے کرسی پر بٹھایا اور کہا کہ ای ثمود عاد
مدت سے تو میرے یہان قید ہی یا تو بیعت میری کر نہین تو آمادہ مرگ ہو ثمود عاد نے کہا مین نور الدہر
کی امید پر تھا کہ شاید وہ آکر مجھے رہا کرے اب مجھکو امید قطع ہو چکی مین بیعت کیا جانون

دین آفتاب پرستی اختیار کرتا ہون مگر اس شرط سے کہ طراسپ کی رفاقت مین رہا کرون ایرج یہ کلمہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ای ثمود عاد تم ہمیشہ طراسپ کے پاس رہا کرو مجھے اسمین کیا عذر ہی اور حکم دیا بلاؤ آہنگران
کو کہ قید ثمود عاد کی دور کرین اُسی وقت قید ثمود عاد نے توڑ ڈالی اُٹھکر ایرج کے قدمون کو بوسہ دیا
طراسپ کے ہاتھ چومے ازروے حکمت دین آفتاب پرستی اختیار کیا ایرج نے حکم دیا کہ ثمود عاد کی
فوج کو ڈھونڈھ کر لاؤ اور خیمہ و اسباب ضروری سب اسکے واسطے مہیا کرو القصہ ثمود رہنے لگا
ایک روز طراسپ بارگاہ سے ایرج کی اُٹھا ثمود عاد باتین کرتا ہوا چلا طراسپ بولا کہ بھئی ثمود عاد
رات زیادہ جا چکی ہو آج ہمارے ہی خیمے مین کھانا کھاؤ اور یہین سو رہو اُسنے کہا کہ اچھا وہان کسکا ہو اور
یہان کسکا ہو سب ایک ہو غرض کھانا کھایا شراب پی ناچ خوب دیکھا دو پہر رات گئے طراسپ سو یا
ثمود عاد بھی پلنگ پر لیٹا جب دیکھا کہ طراسپ بالکل غافل ہو گیا اُس وقت ثمود عاد نے اُٹھا ساطور
طراسپ کا ہاتھ مین لیا پہرے والے نے پوچھا کہ ساطور آپ نے کیون اُٹھایا ہو بس یہ سُنکر وہی ساطور
جو اُسپر مارا پہرے والے کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر سے پھر کر خدمتگار کو مارا اب طراسپ کی طرف
چلا مگر ہول کے مارے عجب حال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ طراسپ بیدار ہو جائے اسی خوف مین ساطور
جو طراسپ پر مارا ساطور ہاتھ سے نکلگیا اور پیٹھ پر طراسپ کی پڑا دو ٹکڑے تو نہ ہوئے مگر زخم کاری
لگا طراسپ بیدار ہوا پکارا کہ لینا اس کو جانے نہ پائے ثمود عاد اگر دوسرا ہاتھ مارے تو اُسکا کام
تمام ہو مگر رشتۂ حیات اس موذی کا قطع نہ ہوا تھا بسبب خوف کے ثمود عاد بھاگا غل جو ہوا کہ ثمود عاد
نے طراسپ کو مارا لوگ چہار طرف سے دوڑے ثمود عاد دو چار کو مار کر طراسپ کے کرگدن
پر سوار ہو کر بھاگا قضاے کار ایرج غل و شور سنکر بیدار ہوا کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ غل کیسا ہی ہرکارے
گئے اور بعد گھڑی بھر کے آکے عرض کیا کہ ثمود عاد طراسپ کو مار کر بھاگا ہی ایرج یہ سنتے ہی آگ ہوگیا
کہا کہ قسم ہی نیر اعظم کی جہان یہ عادی جائیگا وہین پہونچکر اُسے مارونگا جب تک اُسے نہ مارونگا
آب و دانہ مجھپر حرام ہی یہ کہکر مسلح و مکمل ہو کر باہر آیا دیکھا کہ قارن بن بلوط ٹہل رہا ہی اُسنے سلام
کیا ایرج نے کہا ای قارن تم جاکر طراسپ کو دیکھو اگر طراسپ زندہ ہی تو اُسکے علاج زخم مین مصروف
ہو مین ثمود عاد کے پیچھے جاتا ہون القصہ قارن تو طراسپ کی طرف راہی ہوا اور ایرج مرکب پر سوار
ہو کر تعاقب مین ثمود عاد کے چلا فوج ثمود عاد کی چلی جاتی تھی اثناے راہ مین ملی ایرج نے نعرہ کیا کہ
ثمود عاد کہان ہی سبھون نے کہا کہ ہمین نہین معلوم ہمسے ملاقات تک نہین ہوئی ایرج نے اُنسے کچھ نہ کہا
پھر گھوڑے کو آگے بڑھایا مگر ثمود عاد پہر ڈیڑھ پہر رات سے چلا تھا اُتنی رات برابر چلا آیا اور دو پہر دن
بھی برابر چلا گیا ایک سبزہ زار مین پہونچا وہان چشمۂ آب بھی بہتا ہوا ہواے سرد بھی چلی آتی تھی گینڈے پر
سے اُترا اُسے چھوڑ دیا کہ وہ تو چرنے لگا آپ ایک درخت چنار کے سایے تلے لیٹا کوئی دو گھڑی گذری ہوگی
کہ ایرج پہونچا ثمود عاد کو دیکھا نعرہ کیا کہ باتش ای عادی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے اسی واسطے تونے
رفاقت طراسپ کی اختیار کی تھی کہ قابو پاکر اُسے مار ڈالے اُسکا خون تیری گردن پر سوار ہی بغیر مارے تجھے
نہ چھوڑونگا اور تلوار میان سے کھینچکر دوڑا ثمود عاد وہی درخت چنار کا گھیر کر دوڑا کہ او
آفتاب پرست تو کیا کریگا قضا تیری یہان مجھے لائی ہی یہ کہکر درخت چنار ا سرج

پر مارا ایرج نے اُسے خالی دیا ثمود عاد اسکے جھونک مین گیا تھا کہ ایرج نے تلوار ماری کہ کمر پر پڑی مانند خیار تر
کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اُسکا تڑپتا ہوا چھوڑ کر نہایت خوشنود کمال مسرور وہان سے پھرا جدھر سے
فوج ثمود عاد کی آئی تھی وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے سے اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا مگر فوج
ثمود عاد کی جو چلی آتی تھی اور اس مقام پر پہونچی کہ جہان لاش ثمود عاد کی پڑی تھی پس لاشہ جو اپنے سردار
کا دیکھا خون اُسکا لیکر مُنھ پر ملا گریبان چاک کیے خوب روئے پیٹے ارادہ کیا کہ چلکر ایرج سے لڑین اپنی بھی
جان دین وہ جو عادی عاقل تھے اُنھون نے کہا کہ ہم جا ہیے ایرج پر غالب ہون یہ ممکن نہین مگر مارے
جانا ضرور ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ لاش کو شاہزادہ نور الدہر کے پاس بھیجیے وہ خود خون کا عوض لینے آئیگا
اُسکے ساتھ ہو کر لڑیے تو بہتر ہی یہ صلاح کر کے لاشہ ثمود عاد کا لیکر خدمت مین شاہزادہ نور الدہر کی روانہ
ہوئے یہان نور الدہر جام جم اسعد غازی کو بھیج کر عازم ہی کہ اب ایرج پر روانہ ہو اسباب سفر تیار
ہو رہا ہی دامنہ کوہ مشتری حصار مین لشکر فرسنگ فرسنگ اترا ہوا ہی ایک روز صبح کا وقت ہی شاہزادہ بیٹھا ہوا سیر صحرا
کی کر رہا ہی اور رفیق گرد و اطراف مین جمع ہین طہماس سامنے بیٹھا ہی شاہزادہ اخبار نویس سے پوچھ رہا
ہی کہ ایرج کہان تک پہونچا وہ عرض کر رہا ہی کہ نوشاباد در بیشہ کلنگان مین ہی یہی باتین تھین کہ دور
سے کچھ لوگ سیاہ پوش معلوم ہوئے جب قریب آئے تو دیکھا کہ ایک تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا
اُسپر سیاہ لنگیرہ تنا ہوا لوگ کاندھا بدلتے ہوئے آگے تابوت کے مجلخے کے لوٹے روشن بخورات جلتا
ہوا حافظ صحیفے پڑھتے ہوئے لا الہ الا اللہ کی آوازین بلند چلے آتے ہین نور الدہر نے کہا خبر لو یہ کس
مرد مومن کا تابوت ہی طہماس نے عرض کیا کہ لوگون کی وضع سے ثابت ہوتا ہی کہ نوشاباد کے ہین
ہرکارون نے دریافت کر کے آکر عرض کیا کہ یہ لاش طہماس کے بھائی شیر دہن بن گوہ بخت کی ہی طہماس
بہت آبدیدہ ہوا عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ بہت مرد فہمیدہ و سنجیدہ تھا نہین معلوم کیونکر مارا گیا کہ اس اثنا مین
وہ لاشہ لاکر سامنے نور الدہر کے رکھا گیا اور ان سب نے عرض کیا کہ ای شہریار طرماسپ نے اسے ناحق مارا
یہ نوشاباد کا خراج بھی ایرج کے دینے کو راضی تھا اور بیعت بھی کرتا تھا اسنے نہ مانا یہی کہا کہ دین
آفتاب پرستی اختیار کر اس مرد مومن نے اسلام ترک نہ کیا آخر لڑکر مارا گیا درجۂ شہادت پر فائز ہوا
طہماس بولا صاحبو وہ نالائق میرا نطفہ نہین ہی وہ نطفہ شیطان ہی خیر جیتا ہون تو عوض اسکا لونگا غرض شہزادہ
نور الدہر نے فاتحہ اسکے تابوت پر پڑھا لوگون کو تشفی دلاسا دیا لاش کو مکہ خانۂ کعبہ روانہ کیا دو دن گذرے
تھے کہ لاشہ مظفر ارمنوس حصاری کا آیا لوگون نے رو رو کر بیان یہ کیا کہ خود ایرج کی بیعت کو گیا تھا کہ بہزاد مرتد
نے اپنے خیمے مین لیجا کر اسے شہید کیا نور الدہر اسکے واسطے بہت رویا اور کہا کہ ایھا الناس یہ وہ مرد بزرگ ہی کہ
صاحبقران نے اسکو اپنا باپ کہا تھا بہت معزز تھا افسوس نالائق بہزاد مرتد نے اسے شہید کیا الغرض اسکی
لاش پر بھی فاتحہ پڑھا اور مکہ معظمہ کو روانہ کیا اسکے تیسرے دن لاش عنقول دیو پرور کی آئی لوگون
نے خاک اُڑا کر نور الدہر سے عرض کیا کہ ای شہریار اسکو طرماسپ نے مار ڈالا ایرج نوجوان اسے زیر
کر کے لیگیا تھا گفتگو ہو رہی تھی عنقول اسیر قفل و زنجیر تھا کہ طرماسپ نے ساطور مارا یہ شہید ہوا پس یہ سُنتا
تھا کہ آتش غضب سینے مین مشتعل ہوئی دود بد دماغی دماغ جان سے اُٹھا روز روشن نظر مین تاریک ہوگیا
طہماس سے کہا کہ جاؤ اس نالائق کا سر لیکر آنا تو اپنی صورت ہمین دکھانا ورنہ ہمارے سامنے نہ آنا

طہماس نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کیا کہ غلام ابھی جاتا ہو اور باہر نکلکر گینڈے پر سوار ہوکر لشکر اپنا ہمراہ
لیکر چل کھڑا ہوا اثنائے راہ مین لاش ثمود وعاد کی ملی معلوم ہوا کہ یہ بھی طرماسپ کی بابت ایرج کے ہاتھ
سے مارا گیا اور غصہ دونا ہوا اب اسکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے مگر حال سنیے لاشہ ثمود وعاد کا آخر جب لوگ
اسکے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے آئے بعد فاتحہ خوانی سیت اسکی اسکے وطن کو بھجوائی اور آپ دوسرے روز
کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا لیکن ادھر ایرج ثمود وعاد کو مارکر اپنے لشکر مین آیا دیکھا کہ طرماسپ بیہوش
ہو اور قارن بن بلبوطنج گردن مصروف تیمارداری ہو جراح کو بلوایا زخم اسکا دکھلایا زخم مین ٹانکے
دلوائے علاج ہونے لگا قارن نے ایرج سے عرض کیا کہ مین زخم مین ٹانکے دلوا چکا ہون آپکے اقبال سے
طرماسپ جلد اچھا ہوجائیگا ایرج نے قارن کو خلعت دیا خود آکر بارگاہ مین بیٹھا ثمود وعاد کے مارنے کا حال
سبھون سے بیان کیا سبھون نے تعریفین کین لندھور بھی بیٹھا ہوا ہو کہ ایک عیار نے آکر نامہ ہاتھ مین لندھور
کے دیا لندھور اسکے لفافے کو پڑھ رہا ہو ابھی اسے کھولا نہین ہو کہ ایرج نے ہاتھ سے لندھور کے وہ نامہ لے لیا
کہ مین دیکھون لندھور نے کہا اے ایرج تمنے جلدی کسواسطے کی مین خود تمھین دے دیتا ایرج شرمندہ ہو
کہا کہ مجھسے نادانی ہوئی آپ مجھے معاف فرمائین لندھور بولا خیریت ہو مگر نامہ جو کھولا دیکھا تو جمشید و
خورشید ظلماتی نے لکھا ہو کہ اے جانشین حمزۂ صاحبقران خسرو بلاد ہندوستان آگاہ ہوجیے کہ ہمارے
ملک ظلمات کے قریب ایک ملک ہو کہ نام اسکا شہر صفدریہ ہو اور صفدر شاہ وہان کا بادشاہ ہو بیٹا اسکا
خنجر خان نہایت ظالم ہو اور سپہ سالار اسکا زبردست روزگار قارن فیل زور ہو دین زمرد پرستی رکھتا ہو
وہ لشکر بے پایان لیکر ہمپر چڑھ آیا ہو ہم اس سے لڑ نہین سکتے اسکے خوف سے قلعہ بند ہین اور آقا ہمارا
بدیع الزمان یہان نہین ہو امیدوار ہین کہ کفالت اور معاونت ہماری کیجیے کہ شر سے اسکے ہم محفوظ رہین
نہین تو ہم سب مارے جائینگے اور دین زمرد پرستی اختیار نہ کرینگے ایسے وقت مین دستگیری ہماری کرنا ضرور ہو
ایرج جو اس مضمون سے آگاہ ہوا کہا کہ مین جاؤنگا مدد انکی کرونگا لندھور بن سعدان نے کہا کہ تم کیون
تکلیف کرتے ہو ایرج نے کہا کہ اے رستم زمان تمنے مجھسے بیعت کی ہو تم میرے دوست کے دوست ہو اور
دشمن کے دشمن مجھے بھی لازم ہو کہ مین تمھاری کفالت کرون دوسرے یہ کہ مین جہانگیر ہون ہر ملک کو اپنے
زیر حکم کرتا چلا آتا ہون اس ملک کو بھی جاکر اپنے قبضے مین لاؤنگا دشمن کو وہان سے دفع کرونگا لندھور
نے کہا اگر آپکی خوشی اسی مین ہو تو بسم اللہ مین منع نہین کرتا تشریف لیجائیے کہیے مین بھی آپکے ساتھ چلون
ایرج بولا آپ یہین تشریف رکھیے مین جلد وہان سے فراغت حاصل کرکے آتا ہون اور مرجان پریا بازی
کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا وہان جمشید و خورشید ظلماتی بیٹھے تھے دربار آراستہ تھا کہ
جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ لشکر صفدر شاہ کا قریب آگیا ہو ایسا نہ ہو کہ شہر کو گھیرلے جمشید و
خورشید نے باہم مشورہ کیا کہ نامہ دارائے ہند کو لکھ چکے ہین وہ مدد کے لیے ضرور آئینگے جب تک ایک دم
میدان داری کرینگے اسی اثنا مین یقین ہو کہ رستم زمان لندھور بن سعدان آجائینگے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار
ہوکر شہر سے باہر نکلے خیمہ آراستہ ہوا دونون داخل خیمہ ہوئے اتنے مین خبر سنی کہ لشکر میں صفدر شاہ کے
طبل جنگ بجا ہو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکرون مین
تیاری جنگ وجدال رہی صبح کے وقت دونون لشکر میدان مین آئے جمشید اور خورشید

نماز صبح پڑھ کر مرکبون پر سوار ہوکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر سے صفدر شاہ
کے قارن فیلزور اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمشید ظلمانی نے مرکب اپنا صف سے نکالا بعد
ازنگاورزنی نیزہ بازی ہوئی نوبت شمشیرزنی کی پہونچی دن بھر تلوار چلی قریب شام جمشید ظلمانی ہاتھ سے
قارن کے زخمی ہوا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خورشید نے جراح کو بلوا کر زخم مین
جمشید کے ٹانکے دلوائے پٹی بند ہوا رہا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی عرض کیا کہ لشکر حریف مین پھر طبل جنگ
بجا ہے کہا کچھ پروا نہین پروردگار مالک و مختار ہے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض رات بھر نقارے
گڑگڑوائے صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے ایرج
خنجر خان بن صفدر شاہ باپ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سراپا میدان کا دکھا یا نیزے ہاتھ نکالے
جب خوب گھوڑا عرق عرق ہوگیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا آواز دی کہ جسے تمنائے مرگ ہو مجھ سے مقابلے کو
نکلے خورشید نے مرکب اپنا بڑھایا خنجر خان بڑھ کر تگاورزن ہوا مرکب پیچھے ہٹ ہٹ گئے پھر مسلکر دانوں مین
پھیر کر باگون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا خنجر خان نے نیزہ مارا خورشید نے نیزہ نیزے پر روکا تا دیر
نیزہ بازی رہی مطلب حاصل نہ ہوا تلوارین کھنچ گئین وہ بجلیان کوندنے لگین آخر کار گھوڑے نے خورشید کے
سکندری کھائی تیغ خنجر خان کا سر پہ بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا لوگ ہٹ کر
آئے اور خورشید کو لیگئے کچھ دن باقی تھا اسنے اور مبارز طلب کیا جمشید نے طبل بازگشت بجوا دیا اور خنجر خان
سے کہا کہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہوگا آج دن کم ہے گو مین زخمی ہون مگر لڑونگا القصہ دونون لشکر اپنی
اپنی فرودگاہ پر آئے خنجر خان جو پھر کر آیا بارگاہ مین بیٹھا دو چار جام شراب کے پیے جب نشہ ہوا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ مگر جمشید و خورشید جو مجروح پھرے بارگاہ مین آئے باہم مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے
کل سب خداپرست ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہونگے اتنے مین خبر طبل جنگ کی پہونچی جمشید نے کہا رات کو
قلعہ مین بھاگ چلین خورشید نے کہا کہ بہتر ہے مگر اس طرح کہ آپ بھی طبل جنگ بجوا دیجیے جسمین حریف کو
گمان رہے کہ طبل جنگ بجا ہے صبح کو مقابلہ ہوگا طبل جنگ یہان بجا کرے آپ مع لشکر قلعہ بند ہوجائیے
صبح کو دیکھا جائیگا جمشید نے یہ صلاح بہت پسند کی اور حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اور خود
مع لشکر قلعہ کی طرف چلا اور خیمے اسی طرح استادہ چھوڑ دیے جسمین یہ معلوم ہو کہ فوج پڑی ہے پانچ چار
نقارچی رات بھر نقارہ پیٹا کیے خورشید جمشید نے قلعہ بند ہوکر انتظام اپنا رات بھر مین درست کر لیا
صبح کو لشکر کفار میدان مین آیا مگر حیران کہ فوج کا پڑاؤ معلوم ہوتا ہے اور اب تک کوئی صف میدان
مین آراستہ نہ ہوئی حالانکہ رات بھر طبل جنگ بجا ہے اور اب تک نقارہ برابر پیٹے رہا ہے قارن فیلزور
نے کہا کہ کیا ساری فوج کو سانپ سونگھ گیا کہ سوتے ہیں پھر صفدر شاہ سے عرض کیا کہ معلوم ہوتا ہے وہ
شب کو دغا دے کر بھاگ گئے اتنے مین جوڑی ہرکارون کی سامنے سے آئی اور عرض کیا کہ جمشید و خورشید
رات کو بھاگ کر قلعہ بند ہوئے ہین اور یہ خیمے راؤٹیان فقط دھوکے کی ٹٹیان ہین صرف اسلیے چھوڑ گئے کہ یہ
گمان ہو کہ فوج پڑی ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ جاتے ہین اس فریب سے نکل گئے صفدر شاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ اس قلعہ
کا محاصرہ کر لو کہ کہین اور نہ بھاگ جائین غرض قارن فیلزور اور خنجر خان قلعہ پر آئے محاصرہ کر کے آخر سے اور
طبل جنگ بجوا دیا دوسرے دن صبح کو یورش کی ادھر سے گولہ پڑنے لگا ہیبت سے لوگ صفدر شاہ کے اکثر

فوج پیچھے ہٹ آئی قارن فیلزور کیو تنہا گرز گران سر ہاتھ مین لیکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا تمام گولون کو
روگرکے لب خندق جا ہونچا اور نعرہ کیا ای خداپرستو تم میرے ہاتھ سے بچکر اب کہان جاؤ گے سب کو قتل
کیا ہوگا تو اپنا نام قارن نہ رکھا ہوگا قلعہ پر سے ماتا متوالا الاتیل کا گرمھاؤ کڑک کا بولا بارود کی ہنڈیان منجنیق کے
پتھر مارنا شروع کیے اور جمشید و خورشید ظلماتی تاج سرون پر سے اتار کر محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے
کر ای خالق حقیقی و ای مالک تحقیقی اس وقت بدبین سوا تیرے ہمارا کون ہی ای کس بیکسان و ای یاور غریبان
ہماری مدد کر ہاتھ سے اس ظالم کے نجات دے بس انکا بلبلا کر ازتہ دل دعا مانگنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ابھی قارن خندق کو نہ پھاندا تھا کہ دیکھا جانب صحرا سے ایک گرد اٹھی اور جس وقت وہ گرد نزدیک
آکر شق ہوئی دیکھا کہ ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت مرکب پری پیکر پر سوار پشت پر فوج جرار لیے چلا آتا ہی
بس وہ جوان جو ہونچا نعرہ کیا کہ ای قارن خبردار قلعہ کی طرف نہ جانا پہلے مجھسے سامنا کر لے یہ کہکر گھوڑا
بڑھایا قارن نے جو اسکو اپنی طرف آتے دیکھا قلعے والون سے کہا کہ پہلے اسے مارلون تو بعد اسکے تمسے
سمجھونگا خورشید و جمشید بیچارے او ملعون اب اگر تو زندہ پھریگا تو سمجھ لینا قارن غضبناک پھر اس
جوان سے مقابل کیا بعد ازنگاورزنی پوچھا تو کون ہی کیون انکا حمایتی بنکر آیا ہی اسنے کہا کہ تو مجھے نہین جانتا منم
زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران صاحبقران جہان ایرج نوجوان قارن نے کہا کہ یہ خداپرست
ہین تجھکو انکی طرفداری سے کیا مطلب ہی ایرج بولا کہ اسکا قصہ طویل ہی بعد فیصلے کے بیان کرونگا قارن
نے کہا مین چاہتا تھا کہ تجھ ایسا جوان میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے ایرج نے کہا کہ مین تجھے بغیر سر جنگ دیے
نہ رہونگا اسوقت قارن خشمناک ہوا کہا معلوم ہوا حال تیرا تو برسر پرخاش ہی جائیگا کہان یہی گرز ہی
جس سے قلعہ کا دروازہ توڑنے چلا تھا اب اس سے تیرا سر نہ توڑا ہو تو اپنا نام قارن فیلزور نہ رکھا ہوگا
یہ کہکر وہی گرز ایرج پر مارا ایرج نے ضرب کو خیال مین کرکے کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا کہ اگر قارن
گرز نہ چھوڑے تو ہاتھ اکھڑ جائے گرز ہاتھ سے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھا کہ
ایرج لپٹ پڑا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا نیر اعظم کہکر اٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا
مرکب سے اترکر چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھ لین عیار کے حوالے کیا خنجر خان نے جو یہ حال دیکھا دوڑ پڑا
للکارتا ہوا کہ باش ای تیرہ روزگار غضب کیا تو نے کہ قارن ایسے زبردست کو باندھ لیا دیکھ تجھے کیونکر
مارتا ہون اور برابر ایرج کے آکر تلوار ماری ایرج نے بفن سپہ گری تھکی دے کر تلوار چھین لی اور کمر بند
مین ہاتھ ڈالکر اسے بھی اٹھا لیا صفدر شاہ نے جو یہ نقشہ دیکھا فوج کو یہ حکم دیا کہ مار واسے چار طرف سے
لوگ صفدر شاہ کے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے ایرج نے خنجر خان کو تو باندھ کر عیار کے حوالے کیا آپ
تلوار کھینچکر گرا لگا قتل کرنے مرجان دریا باری چالیس ہزار سوار سے صفدر شاہ کے لوگون پر گرا ادھر
سے جمشید و خورشید ظلماتی اپنی فوج ساتھ لیکر قلعہ سے نکلے صفدر شاہ کے لوگون پر گرے جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت کشت و خون ہوا ہزارہا آدمی طرفین کے مارے گئے ایرج لڑتا ہوا صفدر شاہ کے
تخت پاس ہونچا دو چار رفیق اسکے جو بچے اور نمکحلال تھے ہاتھ سے ایرج کے مارے گئے صفدر شاہ
نے دیکھا کہ ایرج قریب آگیا اس وقت اسنے تلوار ماری ایرج نے تلوار اسکی چھین لی کمر مین
ہاتھ ڈالکر تخت پر سے اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا قصہ مختصر فوج بے سردار شکست

کھا کر بھاگی ایرج مظفر و منصور وہان سے پھرا خورشید و جمشید نے قدمبوسی حاصل کی عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف لیچلین کہ کچھ خدمت حضور کی ہم بجا لائین کیونکہ آپ نے ہماری جان بخشی کی ہم آپ کے ممنون احسان ہین ایرج اُنکے ساتھ داخل قلعہ ہوا ایرج نے حکم دیا کہ صفدر شاہ کو مع دونون فرزندون کے قید کرو صبح کو سمجھا جائیگا اُسکو تو زندانخانے مین بھیجدیا آپ آکر ایوان بادشاہی مین بیٹھا صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی خوب ناچ دیکھا کھانا کھا کر آرام کیا بعد اُسکے صبح کو جب ہوا خورشید و جمشید سے کہا کہ تمھاری عرضی لندھور بن سعدان کے پاس پہونچی تھی لندھور نے مجھسے بیعت کی ہی تمام اثاثہ صاحبقرانی مجھکو دیا ہی اور مین تمام ممالک حمزہ سے خراج لیتا ہون بیعت کراتا ہوا چلا آتا ہون تمھاری عرضی کو پڑھکر مین نے لندھور سے کہا کہ مین جاکر خورشید و جمشید کی مدد کرونگا وہ راضی نہ تھا مین اسے اپنے لشکر کی حفاظت کو چھوڑا خود تمھاری مدد کے واسطے آیا بارے وقت پر پہونچا کہ دشمنون کو تمھارے گرفتار کیا ان دونون نے عرض کیا کہ ای شہریار ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ بس یہ حضور نے ارشاد فرمائین کہ غلامون سے عدول حکمی ہوگی مگر بیعت کرنے کو بدل و جان حاضر ہین کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی تمنے بیعت تمھاری قبول کی خورشید و جمشید نے اسی وقت بیعت کی بعد اُسکے ایرج نے صفدر شاہ اور خنجر خان اور قارن فیلزور کو بلایا اُنھون نے آکر بطریق لقا پرستان سلام کیا ایرج نے اُنھین کرسیون پر بٹھایا تعظیم و توقیر کی جام شراب تواضع کیا جب وہ نشے مین آئے ایرج نے خطاب کیا کہ ای صفدر شاہ تمنے لقا مین کیا خوبی دیکھی کہ تم اُسے بخدائی مانتے ہو لقا وہی ہی کہ حمزہ نے اُسے ملک سائل سے بھگایا قیطول خدائی چھین لیے مدتون لقا میرے پاس شہر فرنگوشیہ سے ہفت منظر سلیمانی تک رہا جب مین قید مین الصروت جادو کی گرفتار ہوگیا اور وہ جادوگرنی میری صورت کا اور ایک شخص بنا کر مار کے ڈال آئی تھی اُسوقت لقا مایوس ہوکر بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور مین ہوتا تو لقا کبھی ظلمات کو نہ جاتا قابل خدائی نیر اعظم آفتاب تابان ہی دیکھو کیا نور کیا ظہور ہی جہان دیکھو وہین موجود ہی اگر ظہور نیر اعظم کا نہ ہوتا تو زمانہ تیرہ و تار رہتا اور کوئی شی پختہ نہ ہوتی ایسا ایسا صفدر شاہ کو سمجھایا کہ اُسنے کہا ای صاحبقران جہان ایرج نوجوان مین نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا بعد اُسکے خنجر خان اور قارن فیلزور بھی آفتاب پرست ہوئے ایرج نے قید اُنکی دور کرائی وہ قدمون پر گرے ایرج نے سب کو خلعت دیے بعد اُسکے اُنھون نے جاکر اپنی فوج کو بھی آفتاب پرست کیا اور ایرج سے عرض کیا کہ ہم اُمیدوار ہین کہ ہمارے شہر مین تشریف لیچلیے ایرج اُنکے ساتھ شہر صفدریہ مین آیا دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہی ایرج سیر و تماشا دیکھتا ہوا داخل ایوان بادشاہی ہوا صفدر شاہ نے دعوت کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا جہان بتخانون مین لقا کی تصویرین تھین آفتاب کی تصویرین بنوائین چار طرف یا نیر اعظم کا غل تھا تو تین رکھی گئین دوسرے دن صفدر شاہ نے عرض کیا کہ شہر سے قریب ایک باغ ہی کہ وہ بنوایا ہوا اسکندر ذوالقرنین کا ہی اور اُسمین ایک گنبد ہی مگر مدت سے بند ہی کسی نے اُسے کھلوایا نہین معلوم نہین کہ اُسمین کیا ہی اور دروازے پر اُسکے لکھا ہی کہ جو صاحبقران ہو وہ اس گنبد کو کھلوائے اور اندر جائے ایرج نے کہا کہ ہم وہان چلینگے اور اُسی وقت سوار ہوکر اُس باغ مین آیا دیکھا کہ باغ بہت سرسبز و شاداب ہی

اور گنبد سنگ سبز کا ہی نہایت صاف و شفاف اور دروازے پر سنگ سرخ نصب ہی اسپر لکھا ہی کہ جو صاحبقران
یا اولاد صاحبقران ہو وہ اسکے اندر آئے ایرج نے دروازہ اُسکا کھلوایا اندر جاکر جو دیکھا تو چار طرف گلدستے
رکھے ہین اور بیچ مین ایک چبوترہ نہایت بلند ہی اور چار طرف گنبد سنگین مین ہوائے سرد چلی آتی ہی خوشبو
سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی ایرج اُس چبوترے پر بیٹھا ہوائے سرد کے سبب سے لیٹ گیا مگر اپنے دل مین
کہتا ہی کہ ای ایرج تو جانتا تھا کہ کچھ تحفہ اسمین رکھا ہی اس باعث سے یہ بند ہی یہان کوئی شی معلوم نہ ہوئی
پھر خیال مین گذرا کہ ای ایرج کوئی چیز ضرور ہوگی مگر نہین معلوم کہان پوشیدہ ہی یا یہ کہ حمزۂ صاحبقران اور
اولاد حمزۂ صاحبقران کے لیے کوئی تحفہ یہان پوشیدہ ہوگا تیرے واسطے نہین ہی خیر تھوڑی دیر آرام کر لے
پھر اُٹھکر ڈھونڈھیو اسی خیال مین خواب طاری ہوا بس آنکھ کا لگنا تھا کہ عالم خواب مین دیکھا کہ ایک
بادشاہ جلیل القدر تخت پر سوار ہی اور بہت سا جلوس اُسکے گرد و اطراف مین ہی ایرج اُسے دیکھتے ہی اُٹھ کھڑا
ہوا سلام کیا آگے قدمون سے لپٹا عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون کہا ای
ایرج نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہی یہ باغ میرا بنوایا ہوا ہی اور جہان پر تو سوتا ہی یہان پر زمین کھدوا
ایک دروازہ معلوم ہوگا اُسے کھولنا اسکے اندر ایک صندوقچہ ہی قفل دیا ہوا کنجی اُسکے اوپر رکھی ہی صندوق
کھولنا اسمین تیغہ دودمۂ سکندری اور مہرۂ ہشت پہل یاقوت کا نکلیگا اُسمین اسمائے الٰہی کندہ ہین
تیغہ تو لے لینا اور مہرۂ طلسم بنواکر اُسمین رکھوا دینا کیونکہ اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہین مگر طلسم بنائے نہین
تم طلسم بنواؤ ایرج نے کہا کہ مین طلسم کس سے بنواؤن فرمایا کہ ایک حکیم قریب شہر صفدریہ کے رہتا ہی وہ پوتا
ہی حکیم ارسطاطالیس کا نام اسکا حکیم بقراط ثانی ہی تم جاکر منت اور خوشامد اسکی کرنا اسے یہ مہرۂ ہشت پہل
دینا وہ طلسم کو درست کر دیگا یہ طلسم زمانے مین تمھارا یادگار رہیگا اور ای ایرج تمھارے ہاتھ سے مسلمان کشی بہت
ہوئی ہی یہ تمھین مناسب نہین ہی چاہیے تمھین اہل اسلام سے بمحبت پیش آؤ ہرگز اُنکے ساتھ کوئی حرکت
عداوت کی نہ کرو اور اگر اُنسے بعداوت پیش آئے تو آخر کو پشیمان ہوگے علی الخصوص اولاد حمزہ سے کبھی
دشمنی نہ کرنا کیونکہ تم وہ ایک ہو چند روز کے بعد حال کھل جائیگا ایرج نے چاہا پوچھے کہ مین اور اولاد حمزہ کیونکر
ایک ہون یہ معما ارشاد فرمایئے کہ آنکھ کھل گئی کسی کو وہان نہ پایا مگر خوشبو سے تمام گنبد معطر تھا ایرج حیران تھا
کہ افسوس یہ معما کھلا کہ تو اور اولاد صاحبقران کیونکر ایک ہین پھر آنکھین بند کرلین کہ شاید بار دگر سکندر
کو دیکھے مگر اب کہان آخر گھبرا کر اُٹھ بیٹھا صفدر شاہ کو آواز دی کہ یہان آ جب وہ آیا اُس سے پوچھا
کہ یہان کوئی حکیم بقراط ثانی رہتا ہی اسنے عرض کیا کہ آپ اُسے کیا جانین وہ ایک مرد عابد و زاہد ہی اپنے
مکان مین بیٹھا رہتا ہی مین بادشاہ ہون اُسنے کبھی مجھسے رجوع نہین کی نہ میرے پاس آیا اور مین بھی اُسکے
پاس نہین گیا ایرج نے کہا ای صفدر شاہ مجھکو عالم خواب مین سکندر ذوالقرنین نے اُسکو بتایا اور اپنا
تیغہ اور مہرۂ ہشت پہل عنایت کیا ہی بلاؤ بیلدارون کو کہ یہان کی زمین کھودین صفدر شاہ نے اُسوقت
بیلدار بلوائے زمین کو کھدوایا تہخانے مین سے صندوق نکلوایا اس صندوق کو کھولا تیغہ جو نکالکے
دیکھا تو قبضہ اُسکا الماس کا اور نیام پر زمرد و یاقوت اور مروارید ایسے بہت بیش قیمت نصب تھے
تیغے مین بہت بڑے بڑے جوہر مانند تخم خیار کے تھے تلوار کیا سانپ کی کینچلی معلوم ہوتی تھی ایرج اُس
تلوار کو دیکھکر بہت خوش ہوا اُس تہخانے کو بند کروا دیا آپ وہان سے شہر مین آیا اور صفدر شاہ

کو ساتھ لیکر حکیم بقراط ثانی کے مکان پر گیا دیکھا کہ خانہ باغ نہایت پر تکلف بنا ہی اور اُسمین ایک گنبد بلور کا ہی
ایرج اندر اُسکے جو آیا دیکھا کہ حکیم بقراط ثانی عجب شکل نورانی باریش سفید عمامہ سر پر باندھا ہوا پیراہن گلے
مین تخت پر بیٹھے ہین اور سامنے کچھ شاگرد جامے نیمے پہنے ہوئے کتابین کھولے ہوئے درس ہو رہا ہی کہ ایرج اور
صفدر شاہ نے سلام کیا حکیم مذکور تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا کہا کہ آئیے ای صفدر شاہ وای ایرج نوجوان
ان دونون نے دوڑ کر ہاتھون کو بوسہ دیا حکیم صاحب نے دونون کو دہنی بائین طرف بٹھالیا اسباب
دعوت منگوا کر سامنے رکھا پوچھا کہ ای ایرج نوجوان کہو تیغۂ دودمۂ سکندری اور مہرۂ ہشت پہل یاقوت
تمھارے ہاتھ لگا ایرج بولا کہ ہان اور دونون چیزین دکھائین اور عرض کیا کہ آپ اگر ایک طلسم تکلیف کرکے بنا دیجے
اور اُسمین یہ دونون تحفے اور مال رکھدیجیے تو آپ کا بھی نام اور میرا بھی نشان تا قیامت رہیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ مجھکو تمھارے آنے سے بیشتر سکندر نے خبر دی تھی مین طلسم بنانے کو موجود ہون مگر آج آپ کی دعوت
ہی ایرج نے قبول کیا اُسی وقت صحبت عیش آراستہ ہوئی درس موقوف رہا پریزادان ماہ طلعت آکر
مصروف رقص و غنا ہوئین بھوکھ کے وقت کھانا انواع و اقسام کا مہیا ہوا ایرج نے کھایا مگر حکیم صاحب
کو دیکھا کہ سوا عبادت کے کسی بات سے سروکار نہین ہی ایرج نے خیال کیا کہ یہ مرد خوش نہاد پاکیزہ دین و پاکیزہ
اعتقاد ہی اور اس اثنا مین اُس حکیم صاحب نے ایرج کو نصیحت کی کہ ای ایرج اہل اسلام سے ہمیشہ محبت پیش
آنا اور کبھی اُنکے قتل اور ایذا رسانی کا ارادہ نہ کرنا کہ نتیجہ اسکا اچھا نہین ہی ایرج نے پوچھا کہ حکیم صاحب
مجھے اور خدا پرستون سے واسطہ کیا ہی سکندر نے بھی عالم خواب مین یہی وصیت کی تھی کہ اہل اسلام سے
عداوت نہ کرنا اور آپ بھی یہی فرماتے ہین اگر حال آپ کو معلوم ہی تو بیان کیجیے حکیم صاحب بولے کہ ای ایرج
یہ اسرار الٰہی ہین ہمین اسمین دخل نہین ہی مگر اتنا ہم جانتے ہین کہ تم اولاد صاحبقران مین سے ہو اور خود
بھی صاحبقران ہو بعد چند روز کے تمھین کھل جائیگا ایرج نے کہا کہ حکیم صاحب اتنا ارشاد کر دیجیے کہ مجھکو جسکے
ساتھ محبت ہی اُسکا وصل بھی مجھے نصیب ہوگا یا نہین حکیم صاحب بولے کہ بیشک اُسکا وصل تمھین میسر ہوگا
بلکہ حمزۂ صاحبقران خود تمھین اُس سے ملائینگے ایرج یہ سنکر بہت خوش ہوا بعد اسکے کہا کہ حکیم صاحب
اب آپ طلسم بنائیے جواب دیا بہتر ہی ایک ہفتے مین طلسم تیار ہو جائیگا آپ یہان سے تشریف لیجائین
اور جو کچھ طلسم مین رکھنا منظور ہو وہ لاکر مجھے دیجیے ایرج نے وہ مہرہ اور تلوار تو اُسی وقت حوالے کیا
بعد اُسکے اور جنکداشیا خورشید اور جمشید ظلمانی سے منگوائین اور صفدر شاہ سے ایک گنج زر لیا
اور خیمہ اور نقارخانہ او سلیح جنگ چالیس ہزار جوان کا مرتب کیا اور جس مقام پر حکیم صاحب نے کہا
تھا وہان رکھدیا اب حکیم صاحب نے ایک جانب شہر صفدریہ کے دروازے کے سامنے ایک مینار
فولاد کا بزور اسماے الٰہی موکلون سے بنوایا اور اُس مینار پر ایک طاؤس زمردین بناکر بٹھایا اور
وہ مہرۂ یاقوت اُس طاؤس کے مُنہ مین دیا اور وہ تیغۂ دودمۂ سکندری اُس مینار پر لٹکایا اور
علامت طلسم کی یہ تھی کہ جسوقت شہر صفدریہ پر کوئی غنیم آئے اور شہر سے تین کوس پر لشکر اُسکا رہے
اُس وقت وہ طاؤس مینار پر سے بلند ہو کر کہے کہ ای یاران جادو غنیم آتا ہی بس بمجرد اس صدا کے
بغیر ابر کے پانی برسنے لگے اہل شہر آگاہ ہو جائین کہ دشمن آتا ہی اپنی فکر مین سب مصروف ہون
اور جب دشمن سامنے شہر کے آئے ایک دیوار آہنی بہت بلند پیدا ہو شہر بالکل غائب ہو جائے حریف ناچار

پھر کر چلا جائے الحاصل جب وہ طلسم تیار ہو چکا نام اُسکا طلسم بقراطی رکھا اور اُس مینار پر کندہ کر دیا کہ اس طلسم
مین ایرج نے تیغہ دودمۂ سکندری اور تحفہائے طلسم رکھے ہین جو کوئی زور و طاقت مین میرے برابر ہو
وہ اس طلسم کو فتح کرنے کا قصد کرے اور مال و اسباب طلسمی پر قابض ہو بس ایرج وہان دو روز
اور رہا بعد اُسکے کوچ کرکے لشکر کو اپنے روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان لشکر ایرج نوجوان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان سرداران ایرج انتظار مین ایرج کے ہین کہ دیکھین کب وہ بہادر آتا ہی کہ ایک دن جانب صحرا سے
گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ایک نقابدار سفید پوش تین لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا اور مقابل لشکر ایرج
اُتر کر خیمہ برپا کرایا دوسرے روز نقابدار نے لشکر ایرج مین ایلچی بھیجا کہ بہتر یہ ہی کہ طہماسپ کو باندھ کر ہمارے
پاس بھیجدو نہین تو آمادہ جنگ ہو مالک بن ملکوت شاہ نے اُسکا جواب دیا کہ طہماسپ زخمی تھا
اُسے ملک غروبیہ باختر مین بھیجدیا ہی اور ایرج ملک ظلمات مین جمشید و خورشید ظلماتی کی مدد کو گیا ہوا
ہی ابھی تک وہان سے نہین پھرا ایرج کو آلینے دیجیے پھر جو کچھ آپ کہیے گا وہ کیا جائیگا نقابدار یہ سنکر
برہم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ
کو پہونچی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے غرض چار پہر رات دونون لشکر دن مین تیاری رہی صبح
کو میدان کارزار مین صف آرا ہوے نقیب نہیب دے کر چلے گئے نقابدار سفید پوش میدان مین آیا
مبارز طلب کیا ادھر لشکر مین سے ایرج کے دیلمان زنگی گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی وہ سلام کر کے گینڈا اپنا مقابل نقابدار
سفید پوش لایا نقابدار نے کاوزن ہوا گینڈا اسکا تنگا اور مین پست ہو گیا تھا مسکر رانون مین کچک مار کر
گینڈے کو پھیرا مقابل نقابدار ہوا اور کہا کہ او نقابدار مفلوک روزگار تو کون ہی نقاب کو منھ پر سے
اُٹھا کہ حال تیرا معلوم ہو یہ کیا برقع منھ پر ڈالکر مردان عالم کو للکارتا ہی تو کون ہی اور نام تیرا کیا ہی نقابدار
بولا کہ او زنگی روسیاہ گندہ چشم مجھے نام ظاہر کرنا ہوتا تو نقاب کاہے کو منھ پر ڈالتا اور او کافر ملک الموت
کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا اور اگر نام کا تفحص ہی تو مجھے قابض روح کفار کہتے ہین بس یہ سنکر دیلمان
آگ ہو گیا پکارا کہ او نقابدار معلوم ہوا حال تیرا کہ موت تیری دامنگیر ہی لا اپنا حربہ کہ حسرت دل مین نہ
رہجائے نقابدار بولا کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے جب تیرے حربے سے خدا بچائیگا تو مین بھی اپنا حربہ
کرونگا اُسنے کہا خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھا کر نقابدار پر مارا نقابدار نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا
دیلمان زنگی نہایت غضبناک ہوا اور کھینچکر ارہ پشت نہنگ نقابدار پر مارا نقابدار نے اُسے رد کیا
اور تلوار ماری دیلمان نے بھی بڑھ کر تلوار نقابدار کی رد کی اور پھر ارہ پشت نہنگ مارا نقابدار نے
پھر ضرب اُسکی رد کی تین پہر تک برابر یہی رد و بدل رہی آخرکار ایک مقام پر نقابدار نے سر تا کمر
جو کمر پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیلمان زنگی مارا گیا دیلم شباط زنگی نے گریبان اپنا
چاک کیا اور لاشہ اُٹھا کر آیا نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ بھائی کو میرے مار ڈالا اسکا عوض
نہ لیا ہوگا تو نام اپنا دیلم شباط نہ رکھا ہوگا کل میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا نقابدار للکارا
کہ ای روسیاہ مین آج ہی موجود ہون تجھکو تیرے بھائی پاس بھیجدونگا اگر تیرا ارادہ کل کا ہی

کل سہی یہ کہکر میدان سے پھرا اور دیلم شباط زنگی لاش اپنے بھائی کی لیے ہوئے روتا پیٹتا ہوا آیا لاش کو
جلایا پھونکا اُس جہنمی کو دارالسقر مین پہونچا دیا ادھر نقابدار داخل خیمہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس
بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہی اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی آواز نقارے کی گرجی یہان دیلم شباط بھائی کا کریا کرم
کرکے گریان و نالان مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آیا سلام کیا دنگل بہ اپنے بیٹھا مالک بن ملکوت شاہ
نے اسے خلعت ماتم پرسے کا دیا اور سمجھانا شروع کیا کہ اس اثنا مین ہرکارون نے خبر طبل جنگ بجنے کی دی
دیلم شباط زنگی نے عرض کیا کہ آپ بھی طبل جنگ بجوائیے کل مین ہون اور نقابدار یا مین نہین یا نقابدار
نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ بھئی تم ابھی رنج مین اپنے بھائی کے ہو اور لوگ سامنا کرینگے
تم نہ ارادہ کرو دیلم شباط زنگی بولا پیر و مرشد نقابدار زبردستان روزگار مین سے ہی سوا میرے اور
کوئی اس سے عہدہ برآ نہین ہوسکیگا دوسرے یہ کہ میرا بھائی مارا گیا ہی زمانہ میری آنکھون مین تیرہ و تار
ہی مین اس نقابدار سے جب تک عوض نہین لیتا ہون مجھے چین نہین ہی مالک بن ملکوت شاہ
بولا ای دیلم اگر تم بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم بولا کچھ ہو کل مین
سامنا ضرور کرونگا مالک بن ملکوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا چار پہر رات تیاری جنگ و جدال
رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب آکر میدان مین للکارے
کہ کون سا بہادر ہی جو میدان کارزار مین آئے اور کار رستمانہ کرے بس نقابدار نے مرکب کو جھکایا تمام
لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے افسران فوج پیادہ ہوکر ساتھ ہوئے نقابدار اُن سب کو رخصت کرکے
عرصۂ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا دیلم تو مستعد ہی کھڑا ہوا تھا پوری بات منہ سے نقابدار
کے نہ نکلی تھی کہ دیلم شباط زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر گینڈے پر سوار ہوکر مقابل
نقابدار ہوا نقابدار بڑھ کر تیغا درزن ہوا کہ گینڈا دیلم شباط کا پانچ قدم اور مرکب نقابدار کا تین
قدم ہٹا جنگ تامگر دیلم نے گینڈا اپنا بڑھایا اور نقابدار کا سامنا کیا یہان تو ردو بدل ہونے لگی
لیکن مالک بن ملکوت شاہ نے لوگون سے کہا کہ دیلم نقابدار پر غالب نہ ہوگا نقابدار بہت
زبردست معلوم ہوتا ہی یہی باتین تھین کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بآسمان رسیدہ دریائے گرد در زمین پیچیدہ یکایک قریب آکر گرد شق ہوئی دیکھا تو ایرج نوجوان مع
مرجان دریا باری و خنجر خان و قارن فیلزور چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا سردار پیشوائی کو
گئے ایرج کو استقبال کرکے لائے ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور
لندھور سے سب نقل گذشتہ مع سکندر ذوالقرنین کے خواب مین آنے کی اور طلسم بنوانے کی
بیان کی بعد اسکے مالک بن ملکوت شاہ سے پوچھا کہ یہ نقابدار کون ہی اور کہان سے آیا ہی اُسنے بیان
کیا کہ اسے آئے ہوئے آج تیسرا روز ہی اور کل دیلمان زنگی اسکے ہاتھ سے مارا گیا اب دیلم شباط زنگی
سے سامنا ہی اور تمہاری اور طہماسپ کی تلاش مین ہی ایرج بولا خیر سمجھا جائیگا ابتو مین آیا ہون دیلم شباط
نے جو ایرج کو دیکھا خیال گذرا کہ اے دیلم اب نقابدار کو باندھ کر ایرج کے پاس لیچل پکارا او نقابدار
اب آقا میرا آ پہونچا اسکے سامنے تیری مشکین باندھونگا خبردار رہ یہ کہکر نیزہ اُٹھاکر سینے پر

نقابدار کے مارا نقابدار نے نیزہ نگاہ مین رکھا جب انی قریب سینے کے پہونچی پکڑ کر گلوگاہ جھٹکا دیا کہ دیلم اگر نیزہ
ہاتھ سے چھوڑ نہ دے تو یقین تھا کہ ہاتھ اکھڑ جائے مارے خوف کے چھوڑ دیا اور غضبناک ہوکر ارہ پشت نہنگ
نقابدار پر مارا نقابدار نے تلوار جو ارے پر ماری ارے کے دو ٹکڑے ہوئے دیلم شباط زنگی نے ٹکڑا ارے کا
پھینک کر نقابدار کے منھ پر مارا نقابدار نے خالی دیا اور تلوار دیلم پر ماری اسنے سپر اپر روکی سپر قلم ہوئی دیلم شباط
زنگی ہٹکر گینڈے کے پٹھے پر جا رہا تلوار سے گردن گینڈے کی قلم ہوئی دیلم شباط زنگی کود پڑا اور تلوار کھینچکر
مرکب نقابدار پر دوڑا اگر چہ کر وار نقابدار نے مرکب ترچھا کرکے تلوار خالی دی آپ بھی بچا مرکب کو بھی بچایا
اور کود پڑا گھوڑے سے دیلم شباط زنگی نے دیکھا کہ اسنے مرکب اپنا بچا لیا اور آپ مرکب پر سے کود پڑا پیادہ ہی
کشتی پر کر اسکی مشکین باندھ لے یہ خیال اپنے دل مین کرکے سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر نقابدار پر دوڑا نقابدار
نے دیکھا کہ یہ زنگی بارادہ کشتی آتا ہے خود بھی ہتھیار رکھکے دوڑا کشتی ہوئی چار پہر دن کشتی رہی شام کے وقت
نقابدار نے لنگر دیلم شباط زنگی کا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر
مشکین باندھ لین اور طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا اپنے لشکر مین آیا بلا کر آہنگرون کو حکم دیا کہ دیلم شباط زنگی
کو غل و زنجیر مین گرفتار کرو اسی وقت دیلم شباط کو قید آہن مین گرفتار کیا سامنے نقابدار کے لائے
دیلم شباط زنگی نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا نقابدار نے کہا کہ ای دیلم شباط زنگی لعنت کر دین آفتاب پرستی پر
مسلمان ہو دیلم شباط زنگی پکارا یہ کبھی نہ ہوگا کہ مین اسلام اختیار کرون کہ جان دینا مجھے قبول ہے اور آفتاب پرستی
ترک کرنا قبول نہین ہے نقابدار نہایت برہم ہوا کہا اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور میدان خونی تیار ہو کہ وقت صبح
اسے دار پر چڑھا دینگے بموجب حکم نقابدار دیلم شباط زنگی کو زندانخانے مین لیگئے اور تیاری میدان خونی کی
شروع کی لیکن ادھر ایرج دیلم شباط کے گرفتار ہو جانے سے کمال غمناک ہوکر داخل لشکر ہوا ہرکارون سے
فرمایا کہ جاکر خبر تو لاؤ نقابدار دیلم شباط سے کیونکر پیش آتا ہے ہرکارے گئے کوئی پہر رات گئے آکر عرض کیا
کہ نقابدار نے دیلم کو ہر چند چاہا کہ مسلمان ہو دیلم مسلمان نہ ہوا نقابدار نے اسے زندانخانے مین بھیجا ہے
میدان خونی کی تیاری ہے صبح کو اسے دار پر چڑھا دیگا بس یہ سنتے ہی ایرج نے کہا کہ دیلم شباط زنگی میرے سر کے
ساتھ ہے یا تو مین صبح کو اسے چھڑا لایا یا اپنی جان بھی دی یہ کہکر نہایت غضبناک اپنی خوابگاہ مین آیا کھانا کھایا اور
حکم دیا کہ مجھے چار گھڑی رات رہے سے بیدار کر دینا یہ حکم دے کر سو رہا مگر مالک بن ملکوت شاہ نے دیکھا کہ صبح کو ایرج
متفکر دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا بہت کشت و خون ہوگا خدا جانے کیا آفت ڈھے بس اسنے خالد بن
دیو جہر کو بلا کر کہا کہ ای خالد باپ نے تیرے کیا کیا کارنمایان کیے ہین یہانتک کہ اسنے ہمارے واسطے اپنی جان دی
صبح کو عجب ہنگامے کا سامنا ہے کہ ایرج دیلم شباط زنگی کو چھڑانے جائیگا خوب تلوار چلیگی اگر ایرج مارا گیا تو
آفتاب پرست تباہ و برباد ہونگے اگر تجھسے ہو سکے تو جاکر دیلم شباط کو چھڑا لا خالد نے عرض کیا کہ مین موجود
ہون مجھسے آج شب کو دیلم شباط کو بھیجیے مالک بن ملکوت شاہ یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور اسنے خلعت
دیا خالد عیار وہان سے روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے بھائی دیو جہر عیار کا خروس سبز پوش اسکا نام
ہے اسنے مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کیا کہ مجھے فرمائیے تو مین جاکر نقابدار کو پکڑ لاؤن مالک
بن ملکوت شاہ نے اسے بھی خلعت دیکر رخصت کیا مگر اب پہلے حال خالد بن دیو جہر کا بیان کیا جاتا ہے
یہ صورت اپنی تبدیل کرکے ایک ڈھال سونٹا والے کی شکل بنکر نقابدار کے لشکر مین آیا سیر تماشا دیکھتا ہوا

برابر زندانخانۂ دیلم کے ہوتا ادھر اُدھر آوازین لگایا کیا ایک آدھ پیسے کی دال موٹھ بکی جب رات زیادہ
گئی سامنے زندانخانے کے آکر آواز لگائی کہ دال موٹھ گرما گرم وہ جو نگھبان و پاسبان بیٹھے ہوئے شراب پی رہے
تھے دائرہ چکارا بجا بجا کر گا رہے تھے آواز جو دال موٹھ والے کی سُنی آپسمین کہا کہ میان خدا نے اسوقت گزک
خوب بھجوائی ارے بھائیو اس سے سب خوانچہ چکا لو آپسمین بانٹ لینا اُسیوقت بلا کر کہا کہ جو تو کہے ہم تیرے خوانچے
کا دین کہا کہ پیرو مرشد خوانچہ بہت بھاری ہے دال موٹھ کے علاوہ مٹھائی چڑوے ریوڑیان بھی ہین مال کچھی جب
خستہ ہے وہ بولے کہ میان کیا سیکڑون روپیہ کا مال ہے اُسنے کہا کہ خداوند آپ ہی لوگ کھانیوالے ہین جو چاہیے سو
دیجیے بلکہ تنخواہ پر دیجیے گا شوق سے لیجیے غرض پانچ روپیے کو سب خوانچہ چکا سبنے ملاکر پانچ روپیے اُسے دیے
اور حصہ کرکے کھانا شروع کیا دو پہر رات گئے بیہوشی نے اثر دکھایا واہی تباہی بکنے لگے یہانتک کہ گالیون پر
نوبت آگئی آستین چڑھا چڑھا کر ایک دوسرے سے لڑنے کو اٹھا بس جو اٹھا لڑکھڑاتا ہوا بیہوش ہو کر گرا اب خالد
نے جو میدان خالی پایا جاکر دروازہ زندان کا کھولا دیلم شاط زنگی اس سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ صبح کو تو مارا جاؤنگا
اور کبھی یہ اپنے دل مین کہتا تھا کہ اے دیلم شاط سفر ایرج تیرے چھڑانے کو آئیگا یا کسی عیار کو تیری رہائی
کے واسطے بھیجیگا قتل ہونے نہ دیگا اسی خیال مین تھا کہ دروازہ زندان کا کھلا اور ایک عیار سامنے سے نظر آیا
حیران ہوا کہ یہ کون ہے خالد نے پاس آکر سلام کیا کہا کہ چلیے مین آپ کو چھڑانے آیا ہون سب نگھبان بیہوش
پڑے ہین اور قید دیلم کی کاٹی دیلم شاط زنگی ساتھ خالد عیار کے روانہ ہوا خالد تمام لشکر سے نقابدار کے
نکالکر باہر لایا اب وہان سے لشکر ایرج کو روانہ ہوا مگر اب حال خردوس سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ
شامت زدہ صورت ایک سپاہی کی بنکر داخل لشکر ہوا نقابدار کے خیمہ پاس ہو بچکر گرد پھرا کیا جب دیکھا کہ
نقابدار کھانا کھا کر سویا اور نگھبان پاسبان جا بجا قائم ہوئے اور سناٹا پایا یہ برگشتہ بخت اس فکر مین ہوا کہ
نقابدار کو گرفتار کیجیے ہر چند چارطرف خیمے کے پھرا لیکن راہ اندر جانے کی نہ پائی ناچار ایک مقام پر بیٹھکے
خنجر سے نقب کنی شروع کی ایک پہر بھر مین دوسرا سرا نقب کا خیمے مین نکالا فرش کو چاک کرکے دیکھا
کہ خیمہ مخمل سبز کا بہت پرتکلف ہے شمگیرہ کھنچا ہوا ہے اُسکے نیچے پلنگ الماس نگار بچھا ہوا ہے اور قمقمہ مانند
برق کے چمک رہا ہے گرد شمعدان کافوری و مومی روشن ہین عطر کے شیشون کے منہ کھلے ہین خوشبو سے خیمہ
معطر ہو رہا ہے اور دو خاصبردار پہرے پر کھڑے ہین دو خدمتگار بیٹھے ہین بس اسنے نکالکر پروانہ
بیہوشی تفنگ مین رکھکر شمع کی لو پر مارے کہ وہ جلے اور غبار بیہوشی اُڑا دماغ مین خاصبردارون کے گیا
کہ وہ چکر کھا کر بیٹھ گئے بیہوشی طاری ہوئی دین و دنیا کی خبر نہ رہی اُدھر دونون خدمتگار بھی پڑ کر سو
رہے اب خردوس نقب سے نکلا پہلے چادر عیاری ہلاکے روشنی گل کی بعد اُسکے بیلچہ عیاری کا ہاتھ مین
پہنا ہاتھ کو چرب کیا برابر نقابدار کے آیا مقراض سے بند نقاب کا کاٹا اور نقاب منہ پر سے اُٹھا کے ہٹائی بس
ایک آفتاب چمکا کہ نگاہ اسکی خیرگی کرنے لگی آنکھ جھپک گئی ایک نازنین مہ جبین مہر تمکین کو دیکھا کہ کبھی اسنے یہ
حسن و جمال نہ دیکھا تھا ہر چند چاہا ضبط کرے لیکن ضبط نہ کر سکا تاب جمال نہ لا سکا بیہوش ہو کر گر پڑا
اب صورت یہ ہوئی کہ ادھر تو نقابدار پڑا سوتا ہے ادھر خردوس عیار بیہوش پڑا ہے ایک طرف خدمتگار
بیہوش ہین کہ اتنے مین قریب صبح نقابدار کی آنکھ کھلی دیکھا تو نقاب اُٹھی ہوئی ہے حیران ہوکر ادھر ادھر
دیکھنے لگا سامنے ایک عیار کو بیہوش پڑے دیکھا یقین ہوا کہ اسی نے نقاب میرے منہ پر سے اٹھائی ہے

بس جلدی سے نقاب تو منھ پر ڈالی اور اُٹھا کہ گرفتار کرے خروس بھی بیدار رہا دیکھا کہ اُس نازنین نے
نقاب منھ پر ڈالی ہی اور میرے گرفتار کرنے کو آتی ہی بس جست کرکے قنات پاس پہونچا وہ نازنین بھی
جست کرکے اُسکے قریب آنے کو تھی کہ وہ اجل رسیدہ قنات پھاند کر بھاگا وہ نقابدار بھی باہر آیا اور
بجلدی تمام مرکب پر بیٹھ کر تعاقب مین اُسکے للکارتا ہوا چلا کہ او نالائق جائیگا کہان میرے ہاتھ سے تو نے
غضب کیا کہ بے پردہ مجھے دیکھ لیا اب اگر تو زندہ رہا تو بیشک افشاے راز کریگا اور نعرہ نقابدار کی صدا سنکر
کرلینا اسے یہ جانے نہ پائے لوگ اس عیار کو گھیرے ہین مگر خنجر برہنہ اسکے ہاتھ مین ہی جو قریب آتا ہی اسے مارتا
ہی اور بھاگا جاتا ہی کہین جم کر نہین لڑتا ہی کسی مقام پر نہین رکتا اپنی جان بچائے ہوئے چلا جاتا ہی اسی طرح
تمام لشکر نقابدار سے لڑتا بھڑتا نکلا اب میدان صاف مین پہونچا لشکر ایرج کا رخ کیا مگر یہان مالک بن
ملکوت شاہ سویرے سے بیدار رہا کہ خالد عیار دیلم شباط زنگی کو لیکر پہونچا مالک بن ملکوت شاہ نے
اُسے گلے سے لگایا اور بارگاہ مین لیکر آیا سردار آنے لگے مجرا کرکے بیٹھنے لگے مالک بن ملکوت شاہ نے کہا
کہ صاحبو خالد بن دیوچہر نے وہ کار نمایان کیا کہ دیلم شباط زنگی کو چھڑا لایا اسے تم سب اپنے اپنے حسب
مقدور جو کچھ ہو سکے دو سبھون نے کہا بہت خوب اور ہر شخص نے حسب لیاقت منگوا کر روپیہ اشرفیان
جواہر دینا شروع کیا مگر ایرج جو بیدار ہوا شاپور سے کہا کہو دیلم شباط زنگی کی کیا خبر ہی اسنے عرض کیا کہ
آپ کے آنے کے بعد مالک بن ملکوت شاہ نے خالد عیار کو بھیجا تھا کہ تو جا کر دیلم شباط زنگی کو چھڑا لا وہ
اُسیوقت کا گیا ہوا ہی ذرا اُسکا راستہ دیکھیے ایرج یہ سُنکر بارگاہ کی طرف چلا جب وہان پہونچا دیلم شباط
زنگی کو بیٹھے ہوئے دیکھا اسنے ایرج کو سلام کیا قدمون سے لپٹا ایرج اسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور
خالد بن دیوچہر کو خلعت دیا دو توڑے اشرفیون عطا کیے اور احوال پوچھنے لگا خالد نے تمام واقعہ
دیلم شباط کے چھڑانے کا بیان کیا کہ اتنے مین مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ خروس عیار مجھسے نقابدار
کے پکڑنے کا وعدہ کرکے گیا تھا پھر اسکا حال نہ معلوم ہوا خالد نے کہا کہ مجھسے اُس سے ملاقات نہین ہوئی
یہی باتین تھین کہ خروس سراسیمہ بدحواس اندر بارگاہ کے آیا مگر صید خائف کے مانند پیچھے پھیر پھیر کر دیکھتا
آتا ہی ایرج پکارا ای خروس تو اتنا بدحواس کیون ہی کچھ حال تو بیان کر اسنے کہا ای شہریار مین نقابدار
کے اسیر کرنے کو گیا تھا نقب کنی کرکے اُسکے خیمے مین گیا سب کو بیہوش کیا بعد اُسکے چاہا نقابدار کو بیہوش
کرون بند جو نقاب کا اُسکے منھ سے اُٹھایا ایسا حسن و جمال نظر آیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا پھر جو آنکھ کھلی
دیکھا مین نے کہ نقابدار مجھے پکڑنے آتا ہی بس مین بھاگا ایرج نے کہا کہ ای خروس تو نے نقاب تو اُٹھائی اور اُسکی
صورت بھی دیکھی کچھ پہچانا کہ یہ کون ہی خروس چاہتا ہی کہ کچھ کہے یکایک دروازہ بارگاہ پر غلغلہ ہوا اور
نقابدار مانند شعلۂ جوالہ اندر بارگاہ کے آیا خروس ایرج کی طرف دوڑا کہ ای شہریار مجھے بچائیے مگر اثن حواسی
مین ٹھوکر کھاکے گرا نقابدار نے دوڑ کر تلوار ماری کہ خروس کی کمر پر پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے لاش اُسکی
تڑپنے لگی غل ہوا کہ نقابدار نے خروس عیار کو مارا چہار طرف سے لوگ تلوارین پکڑ پکڑ اٹھے ہی تھے لیکن
ایرج نے سبکو منع کیا کہ خبردار کوئی نقابدار سے متعرض نہ ہونا اور نقابدار سے کہا تو نے غضب کیا کہ میرے عیار
کو میرے سامنے مارا اگر مین تجھسے عوض لینے کا ارادہ کرتا ہون تو میرے لیے باعث بدنامی کا ہی لوگ کہینگے کہ
نقابدار اکیلا تھا ایرج نے بارگاہ مین تنہا پاکر اُسے مارا اس بدنامی کے سبب سے مین کچھ نہین کہتا اگر تو میری

بارگاہ مین نہ ہوتا اور میرے عیار کو میرے سامنے قتل کرتا تو حقیقت معلوم ہو جاتی نقابدار بولا کہ ای
ایرج اس نالائق نے میرا پردہ فاش کرنے کا ارادہ کیا تھا یہ وجہ تھی کہ مین نے اسے مارا اور مین موجود ہون
جسکا جی چاہے مجھسے سمجھ لے ایرج نے کہا کہ بس اپنے لشکر مین جاؤ تمنے جو کچھ کیا خوب کیا طبل جنگ بجواؤ
کل سر میدان میرے تمہارے مقابلہ ہی نقابدار وہان سے باہر آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
اپنے لشکر مین پہونچا اہل لشکر نے جو نقابدار کو آتے دیکھا دوڑ دوڑ کر قریب آئے سلام کیا قدمون کو بوسہ
دیا احوال پوچھا نقابدار نے کہا عنایت الٰہی سے سامنے ایرج کے اس مفسد کو مارا سبھون نے تعریفین کین کہ
آپ بہادر بے نظیر ہین نقابدار بولا کہ صاحبو اسمین شک نہین کہ ایرج مرد میدان ہی کہ اسنے بڑی مروت
میرے ساتھ کی نہین تو خوب تلوار چلتی اور مین تو واقعی مر جانے کو گیا تھا اپنے کو زندون مین شمار کرتے نہین
گیا تھا اوراب مجھسے اور ایرج سے وعدہ میدانداری کا ہوا ہی کل سامنا ہی دیکھون پروردگار عالم کیا دکھاتا
ہی یہی باتین کرتا ہوا خیمے مین داخل ہوا ملبوس رزم اتار الباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب
گردش مین آیا نقابدار نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت طبل جنگ بجا ادھر ایرج نے
لاش خروس کی اٹھوائی بارگاہ کو پاک کرایا اسکے وارثون کو خلعت ماتمی دیا اور سب سے کہہ رہا ہی کہ مجھکو یہ
نقابدار عورت معلوم ہوتی ہی کیونکہ آواز اسکی بہت نرم ہی دیلم شاطر بولا پیر و مرشد بھلا عورت ایسی زبردست
کہان کہ مجھکو ایک دن میں باندھ کر لیجاے اور اس طرح تعاقب کرکے حریف کو مار جائے جان کا خوف
نہ کرے مجھکو کبھی یقین نہ آئیگا کہ یہ عورت ہی ایرج بولا ضرور یہ عورت ہی عیار کو تعاقب کرکے اسی واسطے
مار ڈالا کہ یہ افشائے راز کریگا اور لوگ بھی بولے کہ ایرج صاحبقران آپ بجا فرماتے ہین عیار کا مار ڈالنا
اسکے عورت ہونے پر دلیل ہی ایرج بولا یہ معما کل کھل جائیگا کہ اتنے مین سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمودار
ہوئی اور بعد دعا و ثنا عرض کیا کہ نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہی ایرج نے کہا خوب ہوا ہمارے یہان بھی
نقارۂ رزمی بجے غرض یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی رات بھر
غلغلہ رہا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے کہ کون
بہادر ہی جو معرکہ آراے نبرد ہو کہ نقابدار نے مرکب کو چھیڑا تمام افسران فوج پیادہ ہو گئے اور گرد
نقابدار کے آکر کھڑے ہوئے علم جلوہ گری پر آئے نقابدار نے سب کو رخصت کیا آپ برچھا ہاتھ مین ہلاتا
ہوا مرکب کو دوڑاتا ہوا میدان مین آیا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے یہانتک کہ پسینے پسینے ہو گیا اسوقت مرکب
کو روک لیا اور رسم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ایرج بھی مرکب کو جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ
کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ نے کہا کہ جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہی
ایرج بمقابلۂ نقابدار چلا جسوقت برابر ہو پہونچا نقابدار نگاہ ور زن ہوا ایرج کا مرکب کوئی تین قدم پیچھے
ہٹا اور نقابدار کا گھوڑا پانچ قدم پسپا ہوا دونون مرکبون کو رانون مین دبا کر مقابل ہوئے ایرج نے
کہا ای نقابدار کل تونے غضب کیا کہ میرے سامنے میرے عیار کو مارا آج اسکا عوض تجھسے لونگا نقابدار بولا مین
کل بھی موجود تھا آج بھی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج بولا کہ تو پہلے اپنے دل کا حوصلہ نکال نے نقابدار
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے ایرج نے جواب دیا مین صاحبقران ہون پہلے پیشدستی
نہ کرونگا اس وقت نقابدار نے نیزہ اٹھا کر ایرج پر مارا ایرج نے نیزہ اسکا نیزے سے پر رد کیا

نیزہ بازی ہونے لگی آخر کار ایرج نے نیزہ نقابدار کا ہوائی کیا نقابدار نے برہم ہوکر گرز گران مرسات سومن
کا اٹھا کر دو دستی ایرج پر مارا ایرج نے گرز گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے نکلنے بعد اسکے ایرج نے گرز یکدستی
نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز کو گرز پر روکا مگر دونوں ہاتھ تھرا گئے یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ پھٹ پڑا مرکب تنگ
تک زمین مین غرق ہوگیا دونوں گھٹنے آشنا بزمین ہوئے کمر مرکب کی ٹوٹی نقابدار تو تنگ گرد مین ہے اور
ایرج پکار رہا ہے کہ آگر خیر ہو نقابدار کی دیکھو کیا گذری عیار نقابدار کا دوڑا گرد کے گرد چرخ مار کر اندر گرد کے
آیا دیکھا کہ نقابدار بیہوش کھڑا ہے پانی کے چھینٹے منہ پر دیئے آنکھ کھلگئی عیار نے پوچھا فرمائیے کیا حال ہے
کہا کہ بچایا پروردگار عالم نے مگر بلا کی ضرب ہے اس آفتاب پرست کی یہ کہکر گھوڑے کو ایڑ کی کہ زمین سے نکلے
اسکی جان پر بنی ہوئی تھی قریب مرگ تھا مرکب کی بنگیا تھا انجام کار نقابدار گھوڑے پر سے کود پڑا تنگ
کے نیچے ہاتھ ڈالکر مرکب کو نکالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور تڑپنے لگا نقابدار یہ حال مرکب کا دیکھکر آگ ہوگیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو ایرج کے پی کرے ایرج نے اسے بارادہ فاسد جو آتے دیکھا کود پڑا گھوڑے کے
اوپر سے نقابدار نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے تھپکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور لپٹ پڑا
نقابدار تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ کر ایرج سے لپٹا کشتی ہونے لگی چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوئے
دونوں لشکروں سے روشنی آئی کھانے آئے ہر ایک کو اشتیاق ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے ان دونوں نے نہ کھایا
نہ پیا اسی طرح لڑا کیے رات بھر کشتی رہی صبح کو وہی عالم تھا کوئی غالب مغلوب نہ معلوم ہوتا تھا وہ دن بھی
یونہیں گذرا پھر شب ہوئی القصہ اسی طرح تین شبانہ روز کشتی رہی شام کو ایرج نے نعرہ کر نقابدار کا توڑا سر
چرخ دے کر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکیں باندھ لیں شاپور شیر دل کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجا کر مراجعت کی ادھر لشکر نقابدار کا نہایت اداس کمال پریشان پھر ادھر شاپور نے نقابدار کو
لاکر اسیر غل و زنجیر کیا بعد اسکے زندانخانے مین بھیجدیا ایرج نے دربار نہ کیا کچھ کھانا کھا کر سو رہا صبح کو
مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سردار جمع ہونے لگے لندھور بھی اپنے رفقا سمیت آکر داہنی طرف
بیٹھا ایرج سلام کر کے دنگل شوکت پر متمکن ہوا جب تمام دربار جمع ہوچکا ایرج نے شاپور سے کہا
کہ لاؤ نقابدار کو شاپور نے زندانخانے سے نقابدار کو بلوایا نقابدار نے آکر بطریق اہل اسلام سلام
کیا لندھور نے جواب سلام دیا ایرج نے کرسی پر نقابدار کو بٹھایا اور کہا اے نقابدار مین نے
تجھکو بقوت بازو زیر کیا ہے تجھے لازم ہے کہ دین آفتاب پرستی قبول کر نقابدار پکارا کہ مین لعنت کرتا
ہون آفتاب پرستی پر ایرج نے کہا خیر اگر دین میرا نہیں قبول کرتا تو بیعت میری اختیار کر نقابدار بولا
کہ جان دینا قبول ہے مگر بیعت تیری کرنا قبول نہین ہے ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب تو اسکے منہ پر سے
اٹھاؤ شاپور نے اسیوقت نقاب منہ پر سے نقابدار کے اٹھائی بس نقاب کا اٹھنا تھا کہ ایک آفتاب چمکا
ایک نازنین مہر تمکین مہ جبین کو دیکھا کہ نگاہ نے خیرگی کی آنکھیں جھک گئیں ایرج نے نگاہ اپنی قائم کرکے
کہا کہ اے نازنین سچ بتا تو کسکی اولاد ہے باپ تیرا کون ہے اسنے کہا کہ کیا نام اپنے باپ کا بدنام کرون فلک
نے مجھکو ذلیل کرادیا لندھور پکارا اب تو جو ہونا تھا ہوا اب نام چھپانے سے کیا حاصل اسوقت اسنے
کہا کہ مین بیٹی ہون شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران طہماس بن عنقوبل دیو پیرو در کی ملکہ
نیرنگ نوشابادی سے مین پیدا ہوئی ہون ملکہ ماہ نوشابادی میرا نام ہے عوض خون عنقوبل دیو پیرو در کا

لینے آئی تھی کچھ نہ ہو سکا فلک نے گرفتار کرا دیا مگر لاہوت بن لقا کہ جب سے نگاہ اُسکی پڑی ہی عاشق ہوا
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہانتک کہ صبر نہ ہو سکا پکارا ای محبوب جانی وای یار جاودانی آپ کیون جان دینے پر
آمادہ ہین آپکے دشمنون کی جان جائے مین نے جسوقت سے کہ چہرۂ زیبا آپکا دیکھا ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا ہون
اگر مجھے قبول کیجیے اور اپنا خادم تصور کیجیے تو مین ایرج سے عرض کرکے قید سے چھڑوا لون ملکہ نے جو یہ کلمہ اُس قزاق ناہنجار
کے مُنھ سے سُنا نہایت برہم ہوکر پکاری کہ او اجل رسیدہ مین گرفتار نہ ہوتی تو اس عاشقی کا مزہ تجھے چکھا دیتی
واہ رے نالائق تو اور مجھپر عاشق ہوا ہو بڑے بڑے پہلوان اور گردن کشون کی نسبتین میرے واسطے آئین مین نے
قبول نہ کیا بھلا تیری کیا حقیقت ہی لاہوت شاہ اُس حالت بیقراری مین پکارا کہ ای معشوق جفاکار مین بیٹا
ہون زمرد شاہ کا خداوند زادہ ہون مجھسا شوہر کاہے کو ملیگا اور چند کلمات نامناسب زبان پر لایا بس ملکہ
عرق شرم مین غرق ہوگئی غصہ دونا ہو گیا پکڑ کر جھٹکا دی بیڑی جھٹکا مارا اور قید کو توڑا اور دوڑی لاہوت شاہ
کی طرف کہ او نالائق آئی مین بیچ مین غراب گرہ پیشانی بیٹھا تھا کہ اُسکی بھی نسبت کا پیام ایک مرتبہ ملکہ کے واسطے
گیا تھا وہ للکارا کہ او دزن زبان دراز کہان جاتی ہی خداوندزادے پر اور تلوار ملکہ پر ماری ملکہ نے تلوار آتی خیال
مین کرکے تھپکی دی کہ تلوار بٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور وہی تلوار اُسپر ماری کہ غراب کے دو ٹکڑے
ہوے لاش اُسکی تڑپنے لگی اور مار کر اُسکو باتیغۂ خون آلود چلی لاہوت شاہ کی طرف وہ جب تک اُٹھے اُٹھے
ایک تلوار سر پر ماری کہ او نالائق لے پھل ہی عاشقی کا سپر کا ہاتھ بلند ہو گیا تھا تیغ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھی کہ
کہ تین انگل سر مین اُتر گئی لاہوت نے گھبرا کر سر نیچے کھینچا تلوار نکل گئی یہ ملعون بیہوش ہوکر گرا چاہا اسنے کہ دوسرا
ہاتھ تلوار کا لاہوت پر مارے ایرج نے نعرہ کیا کہ خبردار اب وہ زخمی ہی تلوار اُسپر نہ مارنا اور آیا مین ملکہ اب
باتیغ برہنہ چلی دروازے کی طرف جو سامنے آیا وہ مارا گیا ملکہ باہر آئی گھوڑا ایرج کا موجود تھا جلودار کو
مار کر اُس گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوئی ایرج جو باہر آیا کئی لاشین پڑی دیکھین گھوڑے کو اپنے نہ پایا
دیکھا کہ ملکہ اُسپر سوار چلی جاتی ہی بیتاب ہوکر کہا کہ مین اسے چھوڑتا کب ہون کہ میرے ہاتھ سے یہ زندہ چلی جائے
اور دوسرا گھوڑا منگوا کر سوار ہوکر چلا تعاقب مین ملکہ لشکر ایرج سے باہر نکلکر چلی تھی کہ ایرج قریب پہونچ گیا اور
نعرہ کیا کہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے ملکہ نے دیکھا کہ ایرج آ پہونچا پھر کر وہی تلوار ایرج پر ماری کہ تو آیا تو
کیا کر لیگا اُسے ایرج نے سپر پر روکی کہ وار اُسکا رد ہوا اور خود تلوار ملکہ پر ماری کہ ملکہ کی سپر قلم ہوئی اور سر پر
پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملکہ نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے ایک جا در خون کی جاری ہوئی غش
کھا کر گری کہ اتنے مین ملکہ کے لوگ پہونچ گئے ایرج جو آ پڑے اور ملکہ کو سامنے سے ایرج کے لیگئے ایرج نے پھر تعاقب
نہ کیا پھر آیا جب خیمے مین پہونچا دیکھا کہ جراح زخم مین لاہوت شاہ کے ٹانکے لگا رہا ہی مگر لاہوت شاہ
نے جو ایرج کو دیکھا پوچھا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان ملکہ کہان گئی ایرج نے کہا کہ وہ میرے ہاتھ سے زخمی ہوئی
لشکر والے اُسکے اُسکو لیگئے پھر مین نے اُسکا تعاقب نہ کیا یہ سُنتے ہی لاہوت شاہ نے آہ سرد دل پر درد
سے کھینچی اور کہا افسوس یہ اُسکو آپ نے زخمی نہین کیا گویا مجھے مجروح کیا او غضب کیا آپ نے کہ اُسے جانے دیا
مین اب اُسے کہان ڈھونڈھنے جاؤن میری جان اُسکی فرقت مین جائیگی یہ کہکر چیخین مار مار کر رونے لگا ایرج
نے دیکھا کہ اس نالائق کو خبط ہو گیا ہی ظاہر اُسکی تسلی دینا شروع کیا کہ ای لاہوت شاہ تم گھبراؤ نہین مین
ہرکارے خبر کے واسطے بھیجتا ہون جہان وہ ہوگی مین جاکر پکڑ لاؤنگا تم اپنا حال تباہ نہ کرو تھمکو دیکھو

کہ ہم اپنے معشوق کی جدائی مین کیسے بیقرار ہین مگر ناچار ہوکر صبر اختیار کیا ہی تم بھی ضبط کرو اس خبط سے کچھ حاصل
نہوگا یہی باتین ہو رہی ہین کہ چوبدار نے عرض کیا کہ ایلچی گیرنگ بن ہرزبان زرائیلی کا دروازے پر حاضر ہی
حکم دیا کہ جلد اُسے لاؤ اور مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ ہمنے اُسے نامہ لکھا تھا کہ ہم زرائیل مین آتے ہین
اور وہان سے جلد ملک سبائل کو جائینگے تم ہمارے واسطے بہت سی کشتیان جہاز تیار رکھو یقین ہی کہ اسنے جہاز
تیار کرا لئے ہونگے مالک بن ملکوت شاہ بولا کہ ضرور اُسنے تعمیل حکم کی ہوگی کہ اتنے مین وہ نامہ بر سامنے آیا ایرج کو
سلام کیا نامہ پیش کیا ایرج نے دبیر سے کہا کہ پڑھو اس نامے کو دبیر نے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف لقا کی تھی
بعد اُسکے لکھا تھا کہ ای زبدہ آفتاب پرستان بموجب حکم عالی مین نے جہاز اور کشتیان بہت سی تیار کرائی تھین
مگر نقابدار سبزپوش نے آکر سب کو جلا دیا جو دریا مین تھین اُنھین غرق کروایا ملاحون کو قتل کیا مجھے زخمی کرکے
چلا گیا بس یہ مضمون سنتے ہی ایرج نہایت رنجیدہ خاطر ہوا سر پکڑے دیر تک چپ بیٹھا رہا بعد ایک ساعت کے سر
اُٹھایا دبیر سے کہا کہ ہماری طرف سے جواب لکھو کہ ہم روپیہ بھیجتے ہین اور بھیجے ہین تم سات ہزار کشتی اور جہاز تیار کرو کہ
لشکر ہمارے ساتھ بہت ہی اور تمھاری کمک کے واسطے مرجان دریاباری کہ پہلوان زبردست ہی اور ہمارا رفیق قدیم
ہی اُسے بھیجتے ہین وہ ہر حال مین تمھارا شریک رہیگا ہمارے آتے آتے جہاز اور کشتیان تیار رہین دبیر نے یہی
مضمون نامے مین لکھا ایرج نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے نکلوا کر چھکڑون پر لدوا کر مرجان دریاباری کو سات
ہزار سوار کی جمعیت سے ہمراہ اُسکے کرکے روانہ کیا وہ نامہ بر مع مرجان دریاباری و ارابہ ہائے زر ملک زرائیل
کو راہی ہوا دوسرے روز ایرج نہایت حیران پریشان آزردہ خاطر پژمردہ دل چپ اور سُن بیٹھا ہوا تھا تمام
دربار معمور تھا اور بسبب افسردہ خاطری ایرج نوجوان کے سب راگ رنگ موقوف تھا صحبت مین سناٹا تھا
کہ بہزاد مرتد اور قارن قمر بین نے عرض کیا کہ ای ایرج نوجوان چلکر کنارے دریا کے سیر کیجیے دل بہلائیے
اِدھر لندھور نے بھی کہا کہ ای ایرج بہتر ہی چلو دل بہلاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا اور لندھور سے کہا کہ آپ بھی چلیے
رستم زمان ساتھ ہولیا ایرج کنارے دریا کے پہونچا سیر کرتا چلا جاتا ہی آتے آتے ایک جگہ پر پہونچا دیکھا کہ ایک
ٹیلہ بہت اونچا ہی اور سامنے اُس ٹیکرے کے سبزہ زار ہی گلہائے رنگارنگ پھولے ہوئے ہین ایرج اُس ٹیلے
پر چڑھ آیا اُس جگہ فرش کرایا آکر بیٹھا بہزاد مرتد نے کہا کہ حکم ہو تو طائفے بُلائے جائین شراب منگوائی جائے
ایرج بولا بہتر ہی اور لندھور سے کہا کہ ای وارث ہند ہر چند چاہتا ہون کہ دل اپنا بہلاؤن مگر نہین
معلوم کیا باعث ہی اسقدر طبیعت گھبراتی ہی کہ قابل بیان کے نہین ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صدمۂ عظیم مجھے
پہونچیگا لندھور بولا خدا نہ کرے یہ تم کیا کہتے ہو جی ہی تو ہی کبھی خوش ہی کبھی ناخوش ہی یہی باتین تھین کہ جانب
مشرقی حصار سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا ایرج نے ہرکارون سے کہا خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اُٹھی ہی کون آتا ہی
ہرکارے روانہ ہوئے لیکن گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو شیر بیشہ کلانگان صاحب ساطور گران گرز زور آور
یعنی طہماس بن عنقویل دیو پرو رباتی ہزار کی جمعیت سے چلا آتا ہی اور ادھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی
کہ لشکر ایرج کا تو یہان سے دور ہی مگر ایرج چند آدمیون سے نہر کنارے بیٹھا ہوا سیر کر رہا ہی طہماس نے کہا
کب چھوڑتا ہون اس آفتاب پرست کو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچے بس فوج سے خطاب کیا کہ تم یہین ٹھہرو
مین جاکر اُسکو مارتا ہون کسواسطے کہ اگر تم لوگ ساتھ ہوگے تو میرے واسطے موجب بدنامی ہو سب کہینگے کہ
ایرج تنہا تھا اور طہماس کے ساتھ فوج تھی یہ کہکر گینڈا اُڑا کر تنہا ایرج کی طرف چلا ادھر ایرج نوجوان نے جو

طہماس کی آمد سُنی اور دیکھا کہ طہماس یکہ و تنہا سامنے سے چلا آتا ہی جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوا لندھور بھی
ساتھ اُسکے اُٹھا کہ اسی اثنا مین طہماس قریب آگیا اور نعرہ کیا کہ باش او کرباس فروش بچہ بازاری جائیگا کہان
میرے ہاتھ سے آیا ہین ایرج نے کہا ای طہماس مین جانتا ہون کہ تو عنقوییل کے خون کا عوض لینے آیا ہی
مگر میرے ہاتھ سے وہ نہین مارا گیا لندھور بن سعدان اسکا گواہ ہی طہماس پکارا مجھکو معلوم ہی کہ اُس نالائق
طرماسپ نے مارا ہی مگر باعث قتل کا تو ہی تو ہوا پہلے تجھے مارلون بعد کو اُس نابکار کا م تمام کرونگا ایرج نے
کہا ای طہماس آج تم منزل کے تھکے ماندے آئے ہو آسائش کرو کل میرے تمھارے مقابلہ ہو گا طہماس بلکارا
کہ او آفتاب پرست اکئی لاشین متواتر خدمت مین شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان کی گئی ہین
اُنکے صدمہ و الم مین شاہزادے نے مجھسے فرمایا کہ ای طہماس جا کر انکے قاتل کا سر لیکر آ تو مجھے صورت اپنی دکھانا
ورنہ میرے پاس نہ آنا بنا بر این اب جب تک مین تیرا اور طرماسپ کا سر لیکر نہین جاتا ہون مجھے صورت شاہزادہ
کی دیکھنا نصیب نہ ہوگی اور مجھے ایک دم مفارقت شاہزادہ نور الدہر کی گوارا نہین ایرج نے کہا تو سمجھتا ہی
کہ مین تجھسے ڈر کر یہ کلام نرم کرتا ہون خیر اگر تجھسے صبر نہین ہو سکتا ہی تو جو کچھ تجھسے ہو سکے قصور نہ کرنا بس
یہ کہنا تھا کہ طہماس تو آگ بگولا ہو ہی رہا تھا اُٹھا کر ساڑھے نو سو من کا ساطور جو ایرج پر مارا ایرج نے سپر پر روکا تھا
مگر ساطور نے سپر کے دو ٹکڑے کیے سر پر آیا کہ خود دو ٹکڑے عرقچین زرہ توپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر گیا
ایرج نے دستانہ مارا کہ ساطور تو جھنا کر نکل گیا مگر ایرج مین تاب سنبھلنے کی باقی نہ رہی غش کھا کر گرا طہماس نے
جوش غیظ و غضب مین دوسرا ساطور اُٹھایا تھا کہ ایرج پر مارے کہ لندھور نے للکارا ای طہماس خبردار اب ساطور
اسیر نہ مارنا تو نے ایک ہی ضرب ایسی لگائی کہ ایرج جانبر ہوتا نہین معلوم ہوتا طہماس پکارا ای ہندی تو ہرگز
سعی نہ کر مین کبھی نہ مانونگا کیونکہ باپ اور بھائی میرا دونون اُسکے باعث سے مارے گئے ہین لندھور بولا ای
طہماس ایرج اولاد حمزۂ صاحبقران مین سے ہی تجھے یاد نہین کہ صاحبقران نے مکرر ارشاد فرمایا ہی کہ ایرج
میری اولاد مین سے ہی جو کوئی اُسے ماریگا مین اُسکی ذریات مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا طہماس نے کہا
کہ جان اسوقت آنکھون مین میری اندھیر ہی مجھے کچھ اسوقت نہین سوجھتا مین اسے ضرور مارونگا لندھور بولا
ای طہماس اگر تجھکو صاحبقران کے کہنے پر خیال نہین ہی اور تو میرا کہنا نہین سنتا تو خیر مجھکو امیر کشور گیر محض
اسکی حفاظت کے واسطے چھوڑ گئے ہین اور یہی فرمایا تھا کہ مین ایرج کو تمھارے سپرد کرتا ہون سو مین اسے قتل
نہ ہونے دونگا پہلے مجھے مارلے تو اسیر ہاتھ ڈالنا طہماس آگ ہو گیا کہا اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسیر عاشق ہی
ہیجا کیون تو اپنے کو بدنام کرتا ہی لندھور بولا یہ نہو گا کہ مین ایرج کو اپنے سامنے قتل ہونے دون طہماس پکارا کہ میرے
تو باپ اور بھائی دونون اُسکے سبب سے مارے گئے ہین خیر اگر تو حمایت کرتا ہی تو تجھکو مار کر اسے قتل کرونگا لندھور
بولا جو تیرا جی چاہے سو کر مگر مین اپنی زندگی مین اسیر آنچ نہ آنے دونگا طہماس نے کہا ای ہندی بڑا پاس مین نے تیرا
کیا اور تو نہین مانتا تو لے اسے یہ کہکر وہی ساطور لندھور پر مارا لندھور نے خالی دیا ساطور زمین پر گرا لندھور
نے پانون اپنا ساطور پر رکھدیا پانون کے نیچے دبا لیا اور کہا ای طہماس دیکھ باز آ اس ارادے سے نور الدہر
کو بھی ایرج کا قتل گوارا نہ ہو گا جہالت اچھی نہین قاتل تیرے باپ اور بھائی کا طرماسپ ہی ایرج کا ہرگز
کچھ قصور نہین طہماس نے کہا کہ تو جو ایرج پر پروانہ ہی وہ محبت تجھے نہین چھوڑتی مین بے قتل کیے نہ چھوڑونگا
اور ساطور لگا کھینچنے مگر لندھور کا پانون ساطور پر جما ہوا ہی کیونکر ساطور چھوٹے قضائے کار ضرغام شیر دل

خبر کے واسطے آیا ہوا تھا اسنے جو یہ حال دیکھا کہ طہماس ایرج کو زخمی کر چکا ہی اب چاہتا ہی کہ اُسے قتل کرے لندھور
عاجز ہی بس یہان سے بھاگا خدمت مین اسد بن کرب غازی کی آیا تمام حال بیان کیا اسد مرکب پر سوار
ہوکر روانہ ہوا اُسوقت پہونچا کہ لندھور ساطور پانون سے دبائے ہوئے ہی چھوڑتا نہین اور طہماس خشمناک
ساطور کو کھینچ رہا ہی اور ایرج ایک طرف بیہوش پڑا ہوا ہی ادھر اسد کو لندھور نے جو آتے دیکھا گھبرایا کہ اب
خدا ہی جان ایرج کی بچائے اسد نے نعرہ کیا کہ او ہندی تو طہماس کو نہین چھوڑتا کہ ایرج کو مارے مین آکر
ایرج کو مارتا ہون اور تلوار کھینچکر چلا لندھور نے دیکھا کہ اگر تو اسد کو روکتا ہی تو طہماس ایرج کو مار ڈالیگا
اور اگر طہماس کو روکے رہیگا تو اسد اسکا کام تمام کریگا اب ایرج کا بچنا بہت مشکل ہی ناچار ہوکر پکارا ای
پروردگار عالم میری آبرو تیرے ہاتھ ہی تو ہی ایرج کو بچانے والا ہی از تہ دل دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت
پر بیٹھا اسد قریب ایرج کے تیغ برہنہ کیے ہوئے پہونچا ہی اور لندھور پکار رہا ہی کہ ای اسد بن
کرب غازی کیا صاحبقران کا فرمانا تمھین یاد نہین ہی ایرج کو قتل نہ کرنا اسد جواب نہین دیتا ہاتھ
تلوار کا بلند کیا کہ تلوار ایرج پر مارے کہ ایک بجلی کڑکی آنکھ اسد کی جھپکگئی ایک پنجہ پیدا ہوا اور
ایرج کو اُٹھاکر طرف آسمان کے لیگیا لندھور نہایت خوش ہوا ساطور طہماس کا چھوڑ دیا طہماس نے
کہا کہ بچا دیا تو نے میرے ہاتھ سے نہ چھوڑتا ساطور کو کہین مارتا اُسے لندھور بولا مین موجود ہون مجھے
مار لے اسد پکارا ای لندھور ابھی تک محبت تمھاری ایرج کے ساتھ اُسی طرح چلی جاتی ہی اب تو اُسکے داڑھی
مونچھین نکل آئی ہین اب زمانہ عشق و عاشقی کا گذر گیا کسی اور کو دیکھو اس سے باز آؤ تمھین نے عاشق ہوکے
ایرج کے ہاتھ سے ملک حمزہ صاحبقران کے برباد کرائے اور اب وہ ناموس صاحبقرانی کی بربادی پر آمادہ ہی
افسوس کہان گئی غیرت تمھاری ہیہات تم ہ اسد نے کہا لندھور نے کچھ جواب نہین دیا بلکہ یہ کہا کہ صاحبزادے
حال اُنکا حمزہ صاحبقران کے سامنے کھلجائیگا یہ بلا اُنکی مجھپر ڈالی ہوئی ہی اور پھر کر لشکر کیطرف روانہ ہوا
اسد نے طہماس سے کہا کہ بھئی اب چلکر لشکر ایرج کا کام تمام کرو طہماس بولا اچھا چلیے اور آکر مقابل لشکر
ایرج خیمہ برپا کیا مگر حال ایرج کا سُنیے کہ وہ جو پنجہ اُٹھا لیگیا تھا وہ ایک دیو تھا لیے ہوئے سامنے نقابدار
سفید پوش کے آیا کہا کہ آقا یہ موجود ہی نقابدار نے کہا کہ لاؤ دیو نے ایرج کو سامنے رکھدیا دیکھا نقابدار
نے کہ زخم کاری اُسکے سر پر لگا ہی بیہوش و مدہوش ہی اُسی وقت جراحون کو بلایا زخم ایرج کا دکھایا
اُنھون نے عرض کیا کہ زخم بہت کاری ہی کہا کہ اچھا تم ٹانکے تو لگاؤ جراحون نے زخم کو بخیہ کیا نقابدار نے
ڈبا مرہم سلیمانی کا منگوا کر سامنے رکھدیا کہ اسکی پٹی زخم پر چڑھاؤ اُنھون نے اُسی وقت پٹی مرہم سلیمانی کی چڑھادی
ایک دوپہر کے بعد ایرج کو ہوش آیا دیکھا کہ وہان نہ طہماس ہی نہ لندھور ہی سامنے نقابدار سفید پوش
بیٹھا ہی اور کچھ دیو پری موجود ہین نقابدار سے پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے اُٹھوا منگوایا ہی نقابدار بولا کہ ہان
مین نے اُٹھا منگایا ہی سواری میری ادھر سے آتی تھی تمکو مین نے بیہوش پڑے ہوئے دیکھا اور دو شخصون کو
مستعد قتل پایا بس ایک دیو سے مین نے کہا کہ اس جوان بیہوش کو اُٹھا کر لے آ یہ اولاد صاحبقران مین سے
معلوم ہوتا ہی یہ دیو تمھین اُٹھا لایا اب تم بیان کرو کہ کون ہو ایرج نے کہا زخم میرا اچھا ہوئے تو بیان کرون
کہا کہ تمھارے زخم کا تو آج ہی نام و نشان بھی نہ باقی رہیگا مین نے مرہم سلیمانی کا پھاہا چڑھوا دیا ہی مگر طاقت
البتہ دو چار روز مین آئیگی القصہ تین پھاہے متواتر مرہم سلیمانی کے زخم پر چڑھوائے گئے دوسرا دن

تھا کہ زخم بالکل اچھا ہوگیا ایرج نے غسل صحت کیا آکر صحبت مین بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین
آیا نقابدار بولا کہ ای نوجوان اپنا حال بیان کر کہ تو کون ہی اور دین و مذہب تیرا کیا ہی ایرج نے کہا ای
نقابدار نام میرا ظہر بن الشمس ہی وہ جو تونے سُنا ہو زبدہ آفتاب پرستان نظر کردہ قطب و دوران صاحبقران
جہان ایرج نوجوان وہ مین ہی ہون جانشین حمزہ لندھور بن سعدان میرا مطیع ہو گیا اُسنے مجھسے بیعت کی ہی اور
میرے ساتھ ہی تمام ممالک حمزہ پر قبضہ کرچکا ہون فقط ملک سائل باقی ہی نقابدار نے کہا ای ایرج وہ دونون
شخص کون تھے جو تیرے پاس کھڑے ہوئے بحث رہے تھے کہا کہ ایک تو لندھور تھا اور دوسرا طہماس تھا کہ جسکے
ہاتھ سے مین زخمی ہوا تھا نقابدار بولا کہ طہماس تو شاہزادہ نورالدہر کا ایک ملازم ہی جب اُسکے ہاتھ سے تو زخمی ہوگیا
تو دعوی صاحبقرانی کیا کرتا ہی ایرج بولا ای نقابدار طہماس کے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران بھی زخمی ہوگئے تھے
زخمی ہونے سے صاحبقرانی نہین جاتی رہتی اول تو حربہ اُسکا بیڈھنگا دوسرے یہ کہ تلوار کے آگے پانچ
برس کا لڑکا اور سو برس کا بوڑھا برابر ہی جسکا ہاتھ پہلے پڑگیا وہی غالب رہا طہماس کو جو نورالدہر نے مطیع اپنا
کیا ہی مجھے حیرت ہی کہ کیونکر اس عادی کو مطیع کیا اور خیر آج مین زخمی ہوا بار دگر تو ایسا نہ ہوگا نقابدار نے کہا
ای ایرج سب باتین تمھاری اچھی ہین مگر خدا کو تم نہین پہچانتے بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کر دین آفتاب پرستی
کو چھوڑ جیسا کہ آفتاب ہی ویسا ہی ماہتاب ہی دیکھو کیا حکم پروردگار عالم ہی کہ جہان رات ہوئی آفتاب
غائب ہوجاتا ہی ماہتاب نکل آتا ہی یہ سب مخلوقات مین کہے ہین خدا وہی ہی جسنے سب کو پیدا کیا ہی ایرج
بولا ای نقابدار تو میرا محسن ہی کہ مجھکو اُٹھوا منگوایا زخم سر میرا اچھا کرایا اس سبب سے مین کچھ نہین کہتا
اب زیادہ نہ فرمائیے یہ دین کا مقدمہ ہی ہر ایک اپنے دین کو اچھا جانتا ہی اور مین تو دین تمھارا قبول کرنے
کو موجود ہون بشرطیکہ فن سپہگری مین مجھپہ غالب آؤ نقابدار نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی
ایرج نے کہا مین موجود ہون ذرا مجھ مین طاقت آلے قصہ مختصر تیسرا دن ہی ایرج کو یہان آئے ہوئے کہ ایک
ہوائے تیز چلی لکہ ابر نمایان ہوئے اور فوج دیوون کی دکھائی دی خبر نقابدار کو پہونچی کہ دیو عفیف
بن خفیف بن عفوان راہدار چالیس ہزار دیوون سے آپ پر آیا ہی اس ارادے پر کہ آپ اولاد
زلزلہ قاف کو جنگ سلیمان مین آپ سے عوض اپنے باپ اور دادا کا لے نقابدار نے کہا کچھ پروا نہین ہی جو
خالق عالم بہتر جانیگا وہ کریگا بار دگر خبر پہونچی کہ اُسنے طبل جنگ بجوایا ہی نقابدار نے کہا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ساری رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان کارزار مین آئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئین اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے دیو عفیف
میدان مین نکلا مبارز طلب کیا ایرج نے نقابدار سے کہا کہ مین اُسکے مقابلے کو جاؤنگا نقابدار مانع ہوا کہ
تم مین طاقت ابھی اچھی طرح نہین آئی ہی تم تماشا دیکھو مین جاکر اُسے مارتا ہون اور آپ ایک مرکب برّاد
پر سوار ہو کر مقابلے کو اُس دیو کے نکلا دیکھا دیو نے نقابدار کو کہا کہ سن ای نقابدار اگرچہ باپ نے تیرے میرے باپ
اور دادا کو مارا ہی مگر جو تو دین ابلیس پرستی اختیار کرے تو مین تجھے کچھ نہ کہون نقابدار پکارا کہ تیرا ابلیس
نالائق کیا ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر یہ سنکر وہ برہم ہوا کہا کہ شاید قضا تیری آئی ہی خبردار رہنا اور اُٹھا کر
تبرزین سر پر چرخ دیکر نقابدار پر مارا نقابدار نے خالی دیا یعنی دیو کے شانے پر سوار تھا دوسرے شانے کی طرف
ہوگیا اور اُس دیو نے بھی اپنے کو بچایا مگر اُسپر بھی ایک کونا تبرزین کا اس دیو کے سر پڑ لگا سر اُسکا زخمی ہوا

شانہ کٹا دیو چیخ کھا کر زمین پر گرا نقابدار پر بھی تبرزین کی نوک لگی کہ وہ بھی زخمی ہوا اور گرا دیو عفیف نے چاہا
کہ نقابدار کو پکڑے کہ ایرج کو تاب باقی نہ رہی پیادہ دوڑا للکارتا ہوا کہ خبردار نقابدار پر ہاتھ نہ ڈالنا آیا
میں تیری خدمتگذاری کو دیو نے نعرے کی آواز جو سنی ششدر ہو کر دیکھنے لگا ایک جوان ماہ طلعت مہر شوکت سامنے
سے نظر آیا حیران ہوا کہ یہ کون ہے جب ایرج قریب آیا دیو عفیف پکارا کہ تو کون ہے ایرج نے کہا کہ تو مجھے نہیں
جانتا منم زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردۂ پیر قطب دوران ایرج نوجوان نیر اعظم نے مجھے ایسی قوت
و جرأت بخشی ہے کہ کوئی مجھسے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا دیو عفیف نے کہا کہ کیا تو آفتاب پرست ہے ایرج نے کہا
کہ ہاں دیو عفیف بولا آفتاب بھی ایک بندہ خداوند ابلیس کا ہے بہتر یہ ہے کہ دین ابلیس پرستی اختیار کر
ایرج پکارا کہ او شیطان پرست میں ابلیس پر لعنت کرتا ہوں تو بھی لعنت کر اور نیر اعظم کو سجدہ کر دیو عفیف یہ
سنکر نہایت خشمناک ہو کر پکارا کہ کیا قضا تیری بھی آئی ہے لاحر پر اپنے جی کا حوصلہ نکال لے دیکھوں کہ صاحبقرانی
تیری کیسی ہے ایرج نے کہا تو اپنا حربہ پہلے کر لے میں بعد اسکے اپنا حربہ کرونگا دیو نے کہا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت
و مردی پر لے حربہ میرا او ایرج کہ یہ غضب ہے خداوند ابلیس کا یہ کہکر وہی تبرزین ایرج پر مارا ایرج نے تبرزین
بدلکر خالی دیا تبرزین زمین پر پڑا کہ در آیا زمین میں خاک اڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد مفت میں تو نے اپنی جان دی
میرا کہنا نہ مانا ابلیس کو سجدہ نہ کیا ایرج نے نعرہ کیا کہ او ابلیس پرست کسکو تو نے مارا میں تیری روح قبض کرنیوالا
موجود ہوں اور دوڑ کر ہاتھ سے دیو کے لٹکیا تبرزین بزور صاحبقرانی چھین لیا اور وہی تبرزین جو دیو عفیف
کے کند پر مارا مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ دیو عفیف مارا گیا بس وہ دیو جو اسکے ساتھ تھے
یکبیک گرجنے لگے بگڑ کر دوڑ پڑے کہ لینا اس آدمزاد کو جانے نہ پائے ایرج بھی ادہر دوڑا ادہر سے فوج
نقابدار کی کمک کو آئی لڑائی ہونے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی ایرج کی یہ کیفیت ہے کہ بہت دیو اسنے مارے ہیں
ہزاروں زخمی کیے ہیں آخر کار لشکر بے سردار شکست کھا کر بھاگا تمام مال و اسباب اسکا نقابدار کے دیوؤں
نے لوٹ لیا ایرج کو پھر کر خیمے میں لائے نقابدار کے زخم میں ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھائی
دوسرے دن ایرج نے کہا کہ ای نقابدار تمنے جو مجھپر احسان کیا تھا میں نے اسکی تلافی کی اب تحقیق
لازم ہے کہ مجھکو میرے لشکر میں بھجوا دو نقابدار نے کہا کہ زخم میرا اچھا ہو جائے تو میرے تمہارے کشتی ہو بعد
اسکے بلا تحقیق پردۂ دنیا میں بھجوا دونگا ایرج نے کہا ای نقابدار جب تک تمہارا زخم اچھا ہو اور طاقت
تم میں آئیگی اسوقت تک لشکر میرا تباہ ہو جائیگا ہاتھ سے طہماس کے سب مارے جائینگے میرے تمہارے
لڑائی پھر ہو رہیگی اب تم مجھے پردۂ دنیا پر پہونچوا دو نقابدار نے کہا اچھا اسی وقت ایرج کو تخت پر
سوار کیا دیوؤں کو حکم دیا کہ جلد جاکر اسکو لشکر میں اسکے پہونچا آؤ اور اس دیو کو بھی ساتھ کیا جو ایرج کو
اٹھا لایا تھا الحاصل دیو ایرج کو لیکر پردۂ دنیا کی جانب روانہ ہوئے لیکن ادھر کا حال سنیے کہ اسد نے
طہماس سے کہا کہ جبتک ایرج پیدا ہو تم لشکر کا اسکے کام تمام کرو وہ بولا کہ بہت خوب اور حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ یہ خبر مالک بن ملکوت شاہ کو پہونچی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہے مالک بن ملکوت شاہ
نہایت پریشان ہوا سرداروں نے کہا آپ اندیشہ نہ کیجیے ہم لڑنے کو اس عادی سے موجود ہیں غرضکہ یہاں بھی
طبل جنگ بجا رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ و جدال رہی صبح کو ایک یک مسلح و مکمل ہو کر میدان جنگ میں آیا
دونوں لشکر صف باندھکر کھڑے ہوئے طہماس میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر ایرج سے

طوفان بن سماک اژدر گیر مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا او طہماس تو اپنے کو بڑا بہادر جانتا ہی یہ کون سی بہادری ہی کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرتا ہی طہماس بولا کہ جیسا ظلم ایرج نے کیا ہی ویسا کوئی نہ کریگا مین تو ایک تنفس کو بھی اس لشکر مین سے زندہ نہ چھوڑونگا طوفان نے کہا کہ خیر تجھکو بڑا گھمنڈ ہی اپنی شجاعت کا باپ میرا پہلوان خداوند لقا کا تھا مین بھی اسی کا بیٹا ہون کسی سے پیچھا بھی نہین رکھتا ہون لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہو طہماس بولا کہ مین پیشدستی نہ کرونگا پہلے تو اپنا حربہ کرلے یہ سنکر طوفان نے نیزہ طہماس پر مارا طہماس نے ایک دو گھڑی کی نیزہ بازی مین نیزہ طوفان کا ہوائی کیا طوفان نہایت خشمناک ہوا کھینچکر تیغہ آبدار طہماس پر مارا طہماس نے سپر پر روکا وار اسکا رد کرکے ساطور مارا کہ سپر کو قلم کرکے سر پر پڑا کہ تا دو ابرو اُتر آیا طوفان نے دستانہ مارا ساطور تو چھٹنا کر نکلگیا مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی غشی طاری ہوئی بیہوش ہوکر گرا طہماس پکارا کہ لیجاؤ اسے یہ اب بیکار ہو چکا لوگ طوفان کو بیہوش پاکر اٹھالے گئے طہماس نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ دیلم شباط زنگی سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی مالک بن ملکوت شاہ بولا دیلم شباط یہ عادی بہت بے ڈھب ہی حربہ اسکا کوئی رد نہین کرسکتا اگر تو ہاتھ سے اسکے ضایع ہوا تو مین ایرج کو کیا جواب دونگا دیلم شباط نے جواب دیا کہ مین ایسا حلوا نہین ہون کہ کوئی مجھے کھا جائیگا مالک بن ملکوت شاہ بولا خیر نیر اعظم تیرا نگہبان ہی جا دیلم شباط زنگی سلام کرکے گینڈے پر سوار ہوا اور سامنے طہماس کے آیا للکارا کہ او عادی آیا مین تیرے مقابلہ کو تو نے غضب کیا کہ ایرج کی غیبت مین اسکے لشکر کے قتل کا ارادہ کیا یہان ایک ایک ملازم اسکا تیری خدمتگذاری کو موجود ہی طہماس پکارا او روسیاہ بکتا کیون ہی مین کھڑا ہوا ہون تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر دیلم نے کہا نیزہ بازی تم لوگون سے کرنا ناحق ہی یہ ارہ پشت نہنگ ہی خبردار رہنا یہ کہکر ارہ پشت نہنگ طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور ساطور دیلم پر مارا دیلم نے بھی خالی دیا کئی مرتبہ رد و بدل ہوئی انجام کار طہماس نے ایک ساطور جو مارا آرے کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر جو ساطور مارا دیلم شباط نے خالی دینے کا ارادہ کیا تھا مگر گینڈا اس طرف کو نہ پھرا ساطور جو سر پر آیا سپر کا ہاتھ بلند ہوگیا تھا مگر سپر بھی کٹی دیلم شباط نے چاہا کہ سر و گردن بچائے مگر نہ بچا سکا ساطور خود کو کاٹ کر کوئی چار انگل سر مین در آیا تھا کہ دیلم نے سر پیچھے کھینچا ساطور گینڈے پر پڑا کہ سر گینڈے کا قلم ہوا دیلم شباط مع کرگدن گرا شام قریب تھی طہماس طبل بازگشت بجوا کر یہ کہتا ہوا پھرا کہ او آفتاب پرستو کل تم سب کا استیصال نہ کیا ہو تو نام اپنا طہماس نہ رکھا ہو ادھر دیلم شباط زنگی بیہوش پڑا تھا اسے اٹھوا کر مالک بن ملکوت شاہ نہایت اداس کمال پریشان پھرا داخل بارگاہ ہوا جراحون کو بلوا کر زخمون مین ٹانکے لگوائے حیران و مضطر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ طہماس نے طبل جنگ بجوایا ہی ناچار مجبور ہوکر مالک بن ملکوت شاہ نے بھی طبل جنگ بجوایا صبح کو دونو میدان مین صف آرائی ہوئی طہماس میدان مین آیا مبارز طلب کیا نیلم زنگی مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد از تکاورزی و نیزہ بازی نیلم زنگی نے تلوار طہماس پر ماری طہماس نے پشت ساطور پر روک کر جو ساطور مارا نیلم نے ہر چند سپر کی آڑ لی لیکن نہ بچ سکا سپر کٹی اور ساطور سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر گیا دستانہ مارا ساطور تو چھٹنا کر نکلگیا مگر نیلم زنگی غش کھا کر گرا قیلم زنگی نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا آخر کار شام تک آٹھ نو سردار زخمی ہوئے دو ایک جان سے مارے گئے شام کو دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے غرض چار میداناریون مین جتنے سردار ایرج کے تھے سب ہاتھ سے طہماس کے مجروح و مقتول ہوئے

ہوتے تھے روز طہماس یہ کہکر بعد اکہ کل تم سب کا خاتمہ ہے اور آکر داخل بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر
بیٹھا ناچ شروع ہو گیا جام شراب گردش مین آیا اسد نے کہا ای طہماس صبح کو ان سب آفتاب پرستون کو
قتل کرنا ایک کو زندہ نہ چھوڑنا عرض کیا ای شہریار ایسا ہی ہوگا آپ کے کہنے کی حاجت نہین ہے اور حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکے مالک بن ملکوت شاہ کے پاس آئے سلام کیا
طبل جنگ بجنے کی خبر دی مالک بن ملکوت شاہ مردہ تھا طبل جنگ تو بجوایا مگر عجب حالت ہے سب رسالدار
عرض کر رہے ہین کہ آپ نہ گھبرائیے اگر طہماس آپڑا تو ہم بھی اپنی جانین لڑا دینگے اور قطع نظر اسکے طہماس کے ساتھ
فوج قلیل ہے ہم اُسے بلوہ کر کے مار لینگے مالک بن ملکوت شاہ کہہ رہا ہے کہ صاحبو طہماس بلاے بے درمان آفت جہان
ہے نیر اعظم اُسکے ہاتھ سے بچایگا تو بچینگے نہین تو جانبر ہونا دشوار ہے موت کا سامنا ہے القصہ چار پہر رات آفتاب پرست
سوئے نہین آلات حرب وضرب درست کیا کیے ہزارہا آدمی دہشت کے مارے بھاگ گئے عجب بدحواسی
تھی جو باقی ماندہ تھے صبح کو مستعد مرگ ہو کر میدان مین آئے طہماس پہلے ہی میدان مین آچکا تھا جب لشکر
آفتاب پرستون کا آیا صفین آراستہ ہوئین میدان تیار ہوا اسد نے طہماس سے کہا کہ اب تم انتظار کسکا کر رہے ہو
جاؤ لو ان نالقون کو طہماس نے گینڈا اپنا بڑھایا جب نصف میدان مین پہونچا اور آفتاب پرستون کی نگاہ پڑی
ملک الموت کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہے ایک ایک مثل قالب بیجان تھا جان باقی نہ تھی مالک بن ملکوت شاہ
مثل تصویر کلی تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ طہماس نے نعرہ کیا ای آفتاب پرستو نکلو میرے مقابلے کو یہان کون ہے جو مقابلے
کو جاے سب دم بخود کھڑے ہوے ہین کوئی ارادہ میدان کا نہین کرتا سر جھکالیے ہین طہماس نے پھر نعرہ کیا ارے
ایک ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو چار ملکر سامنا کرو پھر کسی نے جواب نہ دیا گویا منہ مین کسی کے زبان نہ تھی
ایک پہر انتظار کر کے پھر طہماس نے نعرہ کیا کہ ای کافرو اگر نہین آتے ہو تو مین تم پر آتا ہون اب مالک بن ملکوت شاہ
نے دعائین مانگنا شروع کین اور سب آفتاب پرست بھی رونے لگے ایک غلغلہ یا نیر اعظم آفتاب تابان کا
بلند تھا پروردگار عالم تو کافر و مومن سب کو بچاتا ہے اور ابھی انکی قضا بھی نہ تھی طہماس چاہتا تھا کہ گینڈے کو بڑھاکر
آفتاب پرستون پر جاے کہ ایک ہواے تند چلی اور لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا اور نیچے لگا اترنے اب قریب جو آیا
تو دیکھا کہ ایرج نوجوان تخت پر سوار چلا آتا ہے آفتاب پرستون مین تو جان آگئی غل ہوا کہ وہ زبدہ آفتاب پرستان
آیا وہ ایرج نوجوان آ پہونچا اسد غازی طہماس کے پاس آکر پکارا کہ اتنی دیر تمنے کی کہ یہ پاجی آ پہونچا طہماس
بولا کہ صاحبزادے اسنے دیر کی تو اچھا ہوا اسکا آنا پہلے اسے مارون بعد اسکے اُن سب کو قتل کرونگا مگر ایرج جو آیا
مالک بن ملکوت شاہ کو سلام کیا اور اپنی سرگذشت بیان کی اسنے کہا ای ایرج اگر تم گھڑی بھر اور نہ آتے تو
یہان سب کا خاتمہ ہو چکا تھا سب سردار تمہارے زخمی ہوے اور مارے گئے ہم سب مستعد مرگ کھڑے ہوے تھے کہ
نیر اعظم نے آپ کو پہونچایا ایرج نے اُن دیودن کو رخصت کیا اور آپ مرکب پر سوار ہو کر مقابلے کو طہماس
کے آیا پہلے تو نگاہ درزنی ہوئی پھر مرکبون کو نزدیک ملاکر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اور ایرج نے کہا ای
طہماس اگر مین نہ آجاؤن تو تو نے لشکر کا میرے خاتمہ کیا تھا طہماس نے کہا ای ایرج تیری تو ذریات مین
سے ایک کو باقی نہ رکھونگا تو نے باپ کو میرے قتل کرایا ہے ایرج نے کہا اسکو نیر اعظم خوب جانتے ہین کہ مین نے
تیرے باپ کو نہین قتل کرایا بلکہ مین منع کرتا رہا اور طہماسپ اسیر سا طور مار بیٹھا طہماس بولا کچھ خیریت
ہے اس عذر خواہی سے کیا حاصل ہوگا اب دیکھ تو کہ مین تیرے ساتھ کیا کرتا ہون اُس روز تو

لندھور نے تجھے میرے ہاتھ سے بچا دیا تھا آج کون بچائیگا کہا کہ اُس روز مین زخمی ہو گیا تھا آج اُسکا عوض لونگا
بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی چار گھڑی مین ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے خشمناک ہو کر ساطور مارا ایرج
نے پھکی دیکر قبضے پر ہاتھ ڈالدیا بیسٹ پڑا اور قصد کیا کہ طہماس کو مانند نورالدہر کے آپ بھی اُٹھائے بس کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر یا نیر اعظم کہکر جو ہلکارا زین سے اُٹھا لیا چاہتا تھا کہ سر سے بلند کرے ممکن نہ ہوا طہماس نے لنگر مارا کر زین
پر آ گیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ ای ایرج نورالدہر پہلوان یگانہ ہو یہ رتبہ اسی کے واسطے ہو کہ طہماس کو
طرفۃ العین مین اُٹھا لیا دوسرے کی یہ قوت نہین قصہ مختصر طہماس بھی دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی
کلہ بہ کلہ مشت بہ مشت لڑائی ہوتی رہی چار دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہ ہوے طرفین سے روشنی آئی تمام میدان
روشن ہو گیا لوگ کمرین کھول کھولکر بیٹھے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی صبح کو بھی وہی عالم تھا
غالب و مغلوب کوئی معلوم نہ ہوتا تھا دو شبانہ روز اسی طرح گذرے تیسرا دن تھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان پر
نمایان ہوا اور جب وہ قریب آکر شق ہوا تو نقابدار سفید پوش دکھائی دیا آکر ایک طرف کو قائم ہوا اور دیو
پری جو نقابدار کے ساتھ تھے وہ بھی کشتی دیکھنے لگے ادھر طہماس کی فوج تماشائی ہو ادھر ایرج کی فوج نگران ہو
قضائے کار اسد بن کرب غازی جو کھڑا تھا اسکے خیال مین گذرا کہ ای اسد سب تو تماشا دیکھ رہے ہین اور
ایرج بھی سرگرم تلاش ہو تو چلکر ایک تلوار ایرج پر مار کہ اُسکا کام تمام ہو یہ اپنے دل مین ٹھان کر گھوڑے
پر سے اُتر کر دبے پاؤن ایرج کی طرف روانہ ہوا جب قریب ایرج کے پہونچا کھینچکر تلوار ایرج پر ماری قضائے کار
چمک تلوار کی جو ایرج نے دیکھی طہماس کو چھوڑ کر علیحدہ ہوا طہماس جو قدمین بہت بڑا ہو ایرج پر جھکا ہوا تھا
ایرج کے ہٹنے سے زمین پر جھکا تلوار اسد کی طہماس پر پڑی کہ پشت و شانہ طہماس کا زخمی ہوا طہماس بیہوش
ہو کر زمین پر گرا ایرج اسد پر دوڑا کہ او دیوانے تو تو مجھے قتل کرنے آیا تھا لیکن تقدیر طہماس کی برگشتہ تھی
کہ وہ زخمی ہوا دوسرے یہ کہ شکار میرا کھویا اب زخمی سے کیا لڑون اگر یہ زخمی نہ ہوتا تو مین اسے زیر کرتا اب
چھوڑتا ہون تجھے یہ کہکر اسد پر دوڑا لیکن اسد کو کب پاتا ہو اسد دوڑ کر اپنے مرکب پر سوار ہوا لیکن
ندامت زدہ کہ ای اسد افسوس تقدیر پلٹ گئی تدبیر اُلٹی ہو گئی کیا کیا تھا اور کیا ہو گیا یہ پاجی تو بچگیا طہماس
زخمی ہوا اب تو کیا صورت طہماس کو دکھائیگا یہ خیال کر کے گھوڑا اُٹھا کر ایک طرف کو روانہ ہوا ادھر سے لوگ
طہماس کے دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار سفید پوش آیا مرہم سلیمانی منگوا کر طہماس کے لوگون کو دیا کہ اسے
لگا نا مین سمجھا ہون مین زخم اچھا ہو گا ایرج نے طہماس کو پالکی پر سوار کر کے نوشاباد کو روانہ کرا دیا بعد اُسکے
نقابدار سفید پوش کو ایرج اپنے خیمے مین لایا دعوت کی کہا ای نقابدار دیکھا تمنے جو مین یہان تک نہ
اور نہ آؤن تو تمام لشکر میرا آتش عادی کے ہاتھ سے قتل ہو چکا تھا اور بھی یہ دیوانہ کہ جسکے ہاتھ سے طہماس زخمی
ہو چکا ہو یہ ایک کو میرے لشکر سے زندہ نہ چھوڑتا اور اس دیوانے نے تو مجھکو مارا تھا مگر یہ قدرت نیر اعظم کی
تھی کہ مین بچا بلا میری طہماس پر ٹلی نقابدار بولا کہ سچ ہو دیکھا مین نے حال اس دیوانے کا مگر بھی کیا خفیف ہو کر
گیا ہو غرض رات کو نقابدار ایرج کے خیمے مین رہا صحبت عیش گرم رہی صبح کو ایرج سے کہا کہ مین نے جو تجھسے آنے کا
وعدہ کیا تھا سو آیا مگر ٹھہر نہین سکتا ایک کار ضروری درپیش ہو اب تو جاتا ہون پھر مین آؤنگا میرے تمہارے
آزمایش ہو جائیگی ایرج نے کہا بہتر ہو جائیے اور دل مین کہا ای ایرج خوب ہوا جو اس سے نجات ہوئی تو خود چاہتا ہو
کہ قلعہ ذوالامان پر جلد پہونچے حاصل کلام نقابدار سفید پوش تو رخصت ہوا اور ایرج ملک زرنائل کی طرف روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار باوقار ہاتھ سے دیامہ جادو کے پریشان ہو کر حالت اضطراب مین چاہ الماس کو ڈھونڈھتے ہوئے روانہ
ہوئے ہین عمرو بن امیہ ضمری مقبل وفادار کرب دلاور ساتھ ہین کوہ و بیابان طے کرتے چلے جاتے ہین شام کو
جہان مقام اترنے کا پاتے ہین وہان ٹھہر جاتے ہین شب بسر کرتے ہین دن کو شکار مار کر رفع اشتہا کرتے ہین اور جو
کوئی بستی آباد ملجاتی ہی پتا چاہ الماس کا پوچھتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی چاہ الماس
کا نہین سنا مایوس ہوتے ہین یہانتک کہ سات شبانہ روز متواتر چلے گئے آٹھوین روز ایک صحراے ہول خیز و وحشت انگیز
مین پہونچے کہ عجب طرح کا بیابان تھا ہواے گرم چل رہی تھی کہ منھ جلا جاتا تھا دھوپ اسقدر تیز کہ سر کا بھیجا پکنے لگا
تھا ہتھیار تمام جلنے لگے تھے قبضہ تلوار کا جو ہاتھ مین لگجاتا تھا پھپھولا پڑجاتا تھا زبان تالو سے لگکر چھوٹنا مشکل پڑگئی
تھی دھوپ آنکھوں کے سامنے ناچتی معلوم ہوتی تھی ہواے تند ایسی کہ سنگریزے اڑکر منھ مین چبھ گئے تھے تو یہ معلوم
ہوتا تھا کہ بندوق سے نکلکر چھرّے پڑے ہوا کی تیزی سے ادھر کا تل ریگ کا ادھر جا رہتا تھا ادھر کا ادھر آرہتا
تھا کوسون نشان آب نہ تھا چشمہ سواے چشمہ آفتاب نہ تھا اگر ایک آدھ چشمہ معلوم ہوا تو وہ مانند چشم کور تھا کہ اسمین
پانی کا پتا نہ تھا اور اگر کوئی چھتر پر آب پایا تو کف مار و اژدر اسمین نظر آیا اور جو کوئی چیل بھولکر بیابان مین آگئی
ہی تو گرتی ہی پھڑک رہی ہی پر مار رہی ہی درخت سایہ دار نشر لون نہ معلوم ہوتا تھا اور جو کوئی نظر بھی آیا تو جیسے
جلی ہوئی لکڑی کہ پتے کا اسمین پتا نہین ایک آدھ چغد اسپر بیٹھا ہوا پر پھیلائے ہوئے لخ لخ کر رہا ہی آواز کٹ بھورے
کی چلی آتی تھی سواے صداے چغد اور فغان بوم اور کچھ نہین سنائی دیتا تھا عجب بیابان تھا نظم

کوسون کا وہ چٹیل بیابان	انسان وہان نہ کوئی حیوان
رکھتی تھی ہوا قدم نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لو کا جھونکا	اک شعلۂ آتش سقر تھا

آسمان پر بھی سواے آفتاب کے کچھ نہین نظر آتا وہ تو البتہ بامردی
سے بیچ میدان مین کھڑا ہی اسکا بھی یہ حال کہ اپنی آگ مین آپ ہی پھنک رہا ہی اور دم بھر ایک جگہ قرار نہین افتان
و خیزان باحال پریشان حمزہ صاحبقران چلے جاتے تھے ہر مرتبہ معلوم ہوتا ہی کہ ابکی گرے تو نہ اٹھینگے اسی حالت مین
پہر بھر چلے گئے قریب ہلاکت پہونچے دعا مانگنا شروع کی کہ اے قاضی الحاجات اے مجیب الدعوات اپنے بندگان
گنہگار پر رحم فرما اب تو یہ مارے پیاس کے قریب ہلاکت پہونچ گئے ہین یہ دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ ناگاہ دور سے
کچھ درخت معلوم ہوئے سمجھے کہ پانی یہان ہوگا جب قریب پہونچے تو وہان بھی پانی کا پتا نہ ملا مگر دیکھا کہ ہواے سرد
چل رہی بیٹھ گئے کچھ تسکین ہوئی وہان سے آگے بڑھے تھے کہ باغبان کی آواز کان مین آئی امیر نے فرمایا کہ خواجہ
یہان کہین باغ معلوم ہوتا ہی تم جاکر پانی میرے واسطے لاؤ عمرو بولا کہ حمزہ مین اس بیابان مین تجھسے جدا نہ ہونگا
کرب نے عرض کیا کہ اے شہریار مین جاتا ہون پانی بھر کر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا اٹھا کر روانہ ہوا سامنے چاردیواری
باغ کی معلوم ہوئی کرب قریب آیا دروازہ ڈھونڈھنے لگا کہ ایک آواز آئی صاحب کیا ڈھونڈھتے ہو ادھر
دیکھو کرب نے دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین حور وش پری تمکین سبز لباس پہنے ہوئے نہایت خوبصورت حسین
بیٹھی ہوئی ہی کرب دیکھتے ہی مائل ہو گیا اور اسنے آنکھ ملاکر کہا کہ صاحب کسکی تلاش ہی کرب نے کہا کہ سوا
تمھارے اور کسکو ڈھونڈھونگا اسنے کہا کہ آئیے میرے پاس کرب بولا کہ آقا میرا پیاسا ہی پہلے اسے پانی پلا آؤن
تو پھر تمھارے پاس آؤن وہ بولی کہ آئیے پانی لیجیے کرب نے کہا کہ کدھر سے آؤن اسنے راہ بتائی کرب
ادھر گیا پھر وہان سے نہ نکلا یہان صاحبقران آہستہ آہستہ چلے آتے ہین کرب کو جو دیر لگی مقبل سے کہا

کہ تم جاکر دیکھو کہ کرب کیا ہوا مقبل بھی اسی باغ کے پاس آیا اُسی نازنین کو دیکھا یہ بھی مائل ہوا پوچھا کہ یہان ایک
شخص اس وضع کا آیا تھا پانی کی تلاش مین اُسنے جواب دیا کہ تم آکر باغ کے اندر ڈھونڈھلو مقبل اسی راستے سے
اندر گیا پھر اُسکا حال بھی نہ معلوم ہوا کہ اسپر کیا گذری یہان صاحبقران عمرو سے کہتے چلے آتے ہین کہ خواجہ مقبل کو
بھی دیر لگی اب تک پھر کر نہین آیا کیا کرب کے ساتھ یہ بھی گم ہو گیا عمرو نے عرض کیا کہ اے شہریار یہ مقام سحر معلوم
ہوتا ہے مین اسی واسطے قدمون سے جدا نہ ہوا تھا اور اب کرب و مقبل کو خدا لائیگا تو ملینگے امیر نے فرمایا کہ خواجہ
مجھکو بھی انکی طرف سے ہراس ہے یہی باتین تھین کہ سر کرب غازی اور مقبل وفادار کا کٹا ہوا آکر گرا یہ معلوم ہوا کہ باغ
مین سے کسی نے پھینکدیا ہے زلفین رخسارون پر لپٹی ہوئی چشم حسرت کھلی ہوئی شہرگ سے خون جاری بلبل کرب
کے سر پہ جو نگاہ اُس افسر عالم کی پڑی اُٹھاکر منھ سے منھ ملنا شروع کیا پکارے کہ اے کرب تم ہمکو کرب و بیقراری
مین چھوڑ گئے ہم پانی کو تمھین بھیجکر پچھتائے ہاتھ دھو بیٹھے اے کرب تمنے کچھ وصیت بھی ہمین نہ کی ہم زبیدہ شیر دل کو
کیا جواب دینگے وہ جو ہمسے پوچھیگی کہ میرے وارث کو کیا کیا تو شرمندہ ہونگا اے کرب بعد تمھارے زندگی ہمین منظور
نہین اور یہ کہکر خنجر کھینچا ادھر دیکھا تو عمرو اپنے کو ہلاک کیا چاہتا ہے سر زمین پہ دیدے مار رہا ہے روتے روتے
آنکھین لال ہو گئی ہین پکار رہا ہے کہ اے حمزہ تو تو داماد کو پیار کر چکا اب مجھکو بھی سر اُسکا دے مین صورت دیکھ لون
پھر یہ شکل کہان دکھائی دیگی امیر نے فرمایا کہ بھئی لو یہ تو اسے بیٹا کیا تھا تم تو حقدار ہو عمرو نے وہ سر لیکر پیشانی کو
بوسہ دیا آنکھین چومین پکارا کچھ بات نہین کرتے کس ظالم نے تمھارا سر کاٹا کچھ بیان تو کرو حمزہ صاحبقران نے جواب دیا
کہ بس اب یہ قیامت کو بات کرینگے ہمکو دو ہم سر کو کلیجے سے لگائین عمرو بولا حاضر ہے غرض کبھی امیر سر کو لے لیتے
ہین اور کبھی عمرو اور امیر چیخین مار مار کر روتے ہین یہانتک کہ اُسی حالت بیقراری مین دونون نے چاہا کہ خنجر
مار کر مر جائین کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ کیون حرام موت مرتے ہو یہ دونون زندہ ہین چاہ الماس
مین انسے ملاقات ہوگی صاحبقران نے دیکھا کہ ایک بزرگ سبز پوش پس پشت ہاتھ پکڑے ہوئے سمجھا رہے
ہین پوچھا کہ نام نامی آپکا کیا ہے آگاہ کیجیے اُس بزرگ نے فرمایا مجھے خضر کہتے ہین بارے حضرت کے فرمانے سے
دونون کو تسکین ہوئی استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیونکر مارے گئے فرمایا کہ کشتۂ سحر ہین اور قاتل انکی نرگس جادو
ہے بہن دمامہ جادو کی چاہ الماس مین تمھین یہ زندہ ملینگے اور قاسم سے بھی ملاقات ہوگی بارہ برس اُسے
قید مین ہو چکے ہین امیر نہایت خوش ہوئے غم کرب کا بھولگیا قدمون پر حضرت کے سر اپنا رکھدیا تھا جو سر
اُٹھایا حضرت کو نہ پایا عمرو سے کہا کہ خواجہ صبر کرو نبی کا فرمانا جھوٹھ نہ جانو عمرو کو تسکین ہوئی اُن
دونون سرون کو وہین دفن کر دیا وہان سے روانہ ہوئے مگر یہ کہتے ہوئے کہ افسوس چار تھے دو ہی رہ گئے مگر چارہ ہی
کیا تھا چار و نا چار چلے جاتے تھے کہ زنجیر کی جھنکار کی صدا کان مین پہونچی سامنے سے ایک دیوانے کو دیکھا کہ چلا
آتا ہے بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے ہین زنجیر کمر مین لپٹی ہوئی ہے پہ بند سنگ گران کاندھے پر رکھے ہوئے ہے مگر چہرہ
مانند آفتاب کے روشن ہے اُس دیوانے نے آواز دی کہ اے اجل رسیدگان کہان آتے ہو خبردار ادھر نہ آنا
جدھر سے آئے ہو اُسی طرف پھر جاؤ یہ مقام شیرون کا ہے ادھر آؤگے تو مارے جاؤگے عمرو نے کہا کہ حمزہ پھر عقل
شری سودائی سے سامنا کرنا کیا فائدہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ مین اسکا سبب سودائی ہین نکالدونگا
بڑے بڑون کو مین نے درست کیا تم کیون گھبراتے ہو یہ کہکر دوڑے اسکی طرف کہ کیا بکتا ہے ہم شیر کش ہین اسی واسطے
یہان آئے ہین کہ دیوانے کو سیانا بنائین بس یہ سننا تھا کہ دیوانہ آگ ہو گیا پکارا کہ میرا شیر ہی ہے تو آ تا رنگ دکھیون

کیونکہ میرے ہاتھ سے زندہ بچتا ہی اور چوبدست سر پر چرخ دیکر صاحبقران کے ماری امیر نے آتے چوبدست کو خیال
مین کرکے تھیلی دی کہ چوبدست ترچھی ہوئی دستے کو چوبدست کے زبردستی پکڑ لیا دیوانہ چوبدست چھوڑ کر
صاحبقران سے لپٹا کشتی ہونے لگی ایک دو پہر کشتی ہوئی تھی کہ صاحبقران نے ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر
کھینچکر زور کیا کہ زمین سے دیوانے کو اٹھا لیا پھر اگر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا چھاتی پر چڑھکر صاحبقران نے
فرمایا لعنت کر زبرجد شاہ پر مسلمان ہو اُسنے کہا کہ آپ اپنا نام بیان کرین کہ آپ حمزہ صاحبقران ہین یا کوئی اور
ہین فرمایا کہ ہان مین حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہون اُسنے کہا کہ مین کتنے برس سے زبرجد شاہ پر
لعنت کر چکا ہون مسلمان ہون رات کو حضرت خضرؑ نے مجھے بشارت دی کہ حمزہ صاحبقران آتے ہین وہی تجھے زیر
کرینگے انکی غلامی اختیار کرنا بموجب ارشاد حضرت مین آپ سے لڑا اب آپ چلیے جو کچھ آش ذرہ بمقدار کو میسر
ہی اُسے تناول فرمائیے صاحبقران سینے پر سے اُسکے اُترے وہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹا امیر نے گلے
سے لگایا فرمایا کہ حال اپنا بیان کر تو کون ہی یہین کا رہنے والا ہی یا کسی اور جگہ کا باشندہ ہی اور روز ازل ہی سے
یہ تیری وضع ہی یا کسی سبب سے یہ سودا ہی اسنے کہا کہ حضور تشریف رکھیں مین از ابتدا تا انتہا اپنا حال گزارش
کرونگا صاحبقران نے پوچھا کہ مکان تمھارا کتنی دور ہی اُسنے کہا کہ بہت قریب ہی امیر اُسکے ساتھ روانہ ہوئے
کوئی ایک میل آئے ہونگے کہ ایک بیشہ سبز و خرم معلوم ہوا اندر جو اُسکے آئے دیکھا کہ ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا
ہی مقیش سے گندھا ہوا ہی اور دور دور اور سکانات بنے ہوئے ہین کہ اس دیوانے نے ایک آواز زور سے دی دیکھا
صاحبقران نے کہ ایک دیوانہ اور نمودار ہوا کہ بہت سی کنجیان اُسکے پاس تھین اور غول دیوانون کا اُسکے
پیچھے چلا آتا تھا امیر نے پوچھا کہ یہ دیوانہ کون ہی عرض کیا کہ یہ خزانہ دار ہی میرا اور غلہ بھی اسی کے پاس رہتا
ہی مشتاق دیوانہ اسکا نام ہی یہ اسی صحرا مین رہتا تھا اور کسی کو ادھر سے راہ مین چلنے دیتا تھا مین نے آکر اسکو
زیر کیا یہ میرا رفیق ہوا امیر نے فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو کب سے یہان رہتے ہو اور کیا نام ہی تمھارا
اُسنے عرض کیا کہ مین بھائی ہون زبرجد شاہ کا نام میرا ابوالہول ہی مجھکو عالم خواب مین ایک فرد بزرگ
نے مسلمان کیا جب سے مین نے شہر مین رہنا موقوف کیا ہی اپنے کو دیوانہ بنایا یہان اسکن اپنا مقرر کیا یہ جتنے
دیوانے ہین سب میرے زیر کیے ہوئے ہین زبرجد شاہ نے میرے واسطے جاگیر مقرر کر دی ہی مین یہان رہا
کرتا ہون جو کافر ادھر سے گذرتا ہی اُسے مارتا ہون مار کر کنوئین کھدوائے ہین اُسمین ڈالدیتا ہون اب آپ فرمائیے
کہ اس صحرائے لق و دق مین کیونکر تشریف فرما ہوئے امیر نے اپنے سردارون کا گرفتار سحر ہوکر زبرجد شاہ کو سجدہ
کرنا اور دمامہ جادو کی تلاش مین چاہ الماس کو جانا تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ ای ابوالہول دس روز ہوگئے
چاہ الماس کا نام جس سے پوچھتا ہون کوئی نہین بتاتا کہتے ہین کہ ہمنے نام بھی نہین سُنا ابوالہول نے عرض کیا کہ ای
شہریار مین آپ کو لیچلونگا مین جانتا ہون کہ جہان چاہ الماس ہی مگر آپ نے بڑے کار دشوار پر کمر ہمت باندھی ہی
صاحبقران نے فرمایا ای ابوالہول لشکر میرا تمام تباہ ہی جملہ سردار گرفتار سحر ہین اور علاوہ اسکے حضرت خضرؑ نے بھی
یہ بشارت دی ہی کہ اگر اندنون مین تمنے ارادہ استیصال دمامہ جادو کا نہ کیا تو پھر اُسکا مارا جانا دشوار ہی اور وہ ایک
زمانے کو تباہ کریگی ناچار و مجبور مین وہان سے روانہ ہوا پریشانی لشکر کی مجھسے نہ دیکھی گئی چل کھڑا ہوا یا تو مین نے
دمامہ جادو کو مارا یا اپنی جان دی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار سنیے حال چاہ الماس کا زمانہ سابق مین جو
سکندر ذوالقرنین یہان آیا دیکھا اسنے کہ بغیر ابر کے بجلی چمکی وہ نہایت متحیر ہوا کئی روز اسی فکر مین غلطان پیچان رہا

آخر کار دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہان کان الماس کی ہی بس سکندر نے زمین کو کھدوایا دیکھا تو واقعی معدن الماس
ہی جب الماس تمام نکال لیا گیا تو ایک کنوان سا وہان بنگیا اسی سبب سے نام اُسکا چاہ الماس ہو گیا اب اسکے
اندر دمامہ جادو نے مسکن اختیار کیا ہی اُس کنوین مین کودیے گا تو دمامہ جادو تک رسائی ہوگی امیر نے فرمایا
کہ ای ابوالہول ہر چہ بادا باد مثل مشہور ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا مین ضرور جاؤنگا اور بغیر جاے چارہ ہی کیا ہی القصہ
ابوالہول نے اُس روز تو دعوت کی امیر نے دعوت اُسکی قبول فرمائی مگر خواجہ نے کہا کہ مین کسی کی دعوت
نہین قبول کرتا مین سفر مین ہون اور زمانہ بہت نازک ہی البتہ اگر کچھ نقد سے دعوت ہو تو کیا مضائقہ ہی امیر نے
فرمایا کہ خواجہ تم کہین نہین چوکتے ابوالہول نے عرض کیا کہ مجھے بدل منظور ہی اور ایک ہزار دینار خواجہ کی نذر
کیے اور امیر کے واسطے جملہ سامان دعوت مہیا کیا کھانے قسم قسم کے تیار کرلے کوئی چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ
ابوالہول خدمت امیر مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور خاصہ تیار ہی سویرے سے نوش فرمایجیے تو پھر استراحت
فرمائیے کیونکہ آپ تھکے ہوئے ہین اور پھر چاہ الماس کا بھی عزم رکھتے ہین خواجہ نے کہا ہان حمزہ سچ ہی سویرے
سے کھا پی کے سو رہو صبح تڑکے اُٹھکر چاہ الماس جانا ہی امیر نے فرمایا کہ تمکو کیا ہی تم اپنی دعوت کا نقد لیچکے عمرو نے
عرض کی حمزہ مین تمھارے ہی واسطے کہتا ہون مجھے کیا ہی القصہ امیر خاصے پر تشریف لائے اور عمرو کی صلاح کی
کہ آؤ خواجہ کھانا کھاؤ عمرو نے کہا نہین حمزہ مین نہ کھاؤنگا اگر مین نے دعوت کا نقد نہ لیا ہوتا تو خیر کیا مضائقہ
تھا ابوالہول نے کہا کہ آپ کچھ اسکا خیال نہ کیجیے ادھر امیر نے فرمایا کہ تمھین تم ہمارے کھانے مین سے کھاؤ جب بہت
اصرار کیا تو یہ بھی آگر بیٹھے سب نے کھانا کھایا اور جاکر فرش خواب پر سو رہے کوئی پہر رات باقی ہوگی کہ آنکھ امیر
کی کھلی دم گھبرانے لگا عمرو کو آواز دی کہ خواجہ خواجہ کیا سوتے ہو عمرو نے چونک کر جواب دیا کہ یا امیر آپ تو
نہ سوتے ہین نہ سونے دیتے ہین فرمایئے کیا ارشاد ہوتا ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اسوقت کچھ دم گھبراتا ہی جب سے آنکھ کھلی
ہی کسی طرح نیند نہین آتی عمرو نے کہا کہ کسی کی یاد آگئی ہوگی الغرض باتین کرتے کرتے صبح ہوگئی امیر نے ابوالہول
کو بلاکر فرمایا کہ اب مجھے وہان لیچلو وہ مستعد ہوا کہ چلیے خواجہ نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ حمزہ خدا حافظ تجھکو یہ دیوانہ
کنوئین مین گرانے کو لیچلا ہی مین دیدہ و دانستہ نہ گرونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم بھی اُس چاہ تک پہونچاکر
چلے جانا ہم تمھین آپ رخصت کر دینگے عمرو بولا اچھا چلیے چاہ الماس کو دیکھکر چلا جاؤنگا القصہ یہ تینون وہان
سے روانہ ہوئے دیوانہ دو چار کوس جاکر تھکگیا اور وہین مقام کیا گوشت شکاری کے کباب کھائے اشتہا کو دفع کیا
پھر وہان سے صبح کو چل نکلے چلتے چلتے پہر دن رہا تھا کہ ایک کوہ زرد زہر مہرے کا دکھائی دیا اور فرسنگ در فرسنگ
سبزہ زار نظر آیا نہرین جاری تھین درخت میوہ دار لگے تھے گلہاے رنگارنگ پھولے ہوے تھے ہواے خوش عیسیٰ دم مسیح
نفس چلی آتی تھی طائران خوش الحان زمزمہ سرائی مین مصروف تھے عجب مقام با فضا اور دلچسپ دیکھا حمزہ صاحبقران
عمرو سے تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے ہین عمرو کہتا آتا ہی کہ حمزہ یہ فضاے روح افزا ہی الحاصل رات کو وہین مقام کیا صبح
کو پھر چل نکلے دو پہر تھی کہ ایک چمک مانند آفتاب کے زمین پر معلوم ہوئی امیر نے فرمایا کہ بھی ایک آفتاب تو آسمان
پر ہی یہ دوسرا آفتاب زمین پر کیسا نکلا ہی ابوالہول نے عرض کیا کہ ای شہریار یہی چاہ الماس ہی آفتاب کے
عکس سے جگت اُسکی چمک رہی ہی صاحبقران اور قریب اُسکے پہونچے دیکھا کہ واقعی آفتاب کے عکس سے
جگت چاہ الماس کی مانند آفتاب کے تابندہ ہی اور جواہر بیش قیمت اُسپر نصب ہین چار زمردین مینار ہیں کہ
ہر ایک پر کلس کی جگہ شعلہ آتش مانند شمع روشن تھے اور وہان چاہ سو قدم سے سو قدم تک مدور تھا جب قریب

چاہ کے پہونچے عمرو نے کہا حمزہ خدا حافظ اب غلام رخصت ہوتا ہی اور روکر پکارا کہ ای ماہ تابان سپہر صاحبقرانی
وای مہر درخشان بارگاہ سلیمانی عمرو کو کہ غلام قدیم تیرا ہی برای خدا اسکے کہنے پر عمل کر اور چاہ پر بلا مین نہ جا کسی طرح
جی نہین چاہتا کہ تجھے تنہا چھوڑون اور اکیلا چاہ مین گرنے دون عالم مجبوری ہی فرمایا کہ ای یار وفادار وای مونس و
غمخوار تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ فرزندون اور رفیقون پر میرے کیا حادثہ گذرا ہی لشکر کس آفت مین گھرا ہوا ہی
اس زندگی سے تو مرگ ہی بہتر ہی کہ نہ کوئی رفیق و یار نہ کوئی فرزند و سردار باقی ہی سب بلائے سحر دمامہ جادو مین
گرفتار ہین اور روکر پکارے اشعار

افسوس کہ ز رفیق ماند و نہ قدیم
یک یک رفتند زین گلستان چو نسیم
اکنون چکنم چرا نہ نالم نہ بدل
منقار بدہ و لیک گردید دو نیم

ای عمرو ایک تو باقی رہگیا ہی تو ساحر
تیرے بھی دشمن جان تشنہ خون ہین اگر کوئی ساحر تجھکو پا جائیگا تو مار ڈالیگا اور بہت بری طرح پیش آئیگا اور عمرو
کو گلے سے لگاکر خوب روئے فرمایا کہ خواجہ مین خود نہین چاہتا کہ تم بلا مین گرفتار ہو تم جاؤ لشکر مین اور حقیقت
ہماری بیان کر دینا اگر خدا نے فضل کیا اور ہم دمامہ جادو پر فتحیاب ہوگئے تو آئے اور جو ہمارا خاتمہ ہوگیا تو
تم وہ جو دست و پا شکستہ یعنی پردہ داران سرادق عصمت ہین انکو خانہ کعبہ مین پہونچا دینا اور بعد ہمارے
بجز تمہارے انکا اور کوئی دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو قدمون پر گر پڑا کہ ای حمزہ یہ مجھکو کسی طرح گوارا نہین
ہی کہ تنہا تجھکو چھوڑون فرمایا کہ تمبھی پھر ہمارے ساتھ چلو ہم تم ایک حال مین رہین عرض کیا کہ یہ بھی نہین جی چاہتا
کہ اس بلا مین دیدہ و دانستہ گرفتار ہون کوئی بھی آج تک ایسے کنوین مین گیا ہی ابو الہول پکارا کہ یا صاحبقران
عمرو کا ساتھ چلنا جملہ واجبات سے ہی اگر یہ ساتھ نہ ہوگا تو کچھ نہ ہوسکیگا یہ شخص قاتل ساحران عالم ہی عمرو نے
یہ سنکر کہا کہ تو دشمن ہی معلوم ہوا کہ حمزہ کے لگا لانے کے واسطے زبرجد شاہ نے تجھے یہان مقرر کیا تھا تو چاہتا ہی
کہ حمزہ کو چاہ بلا مین گرائے اور ورطۂ ہلاکت مین گرفتار کرائے امیر یہ سنکر ہنسے اور کہا کہ خواجہ جو کچھ تقدیر
مین لکھا ہی وہ ہوگا عمرو بولا کہ مین ایسے مقدر سے درگذرا مجھے کنوین مین گرنا منظور نہین آپ اس دیوانے
کے فریب مین گرفتار ہوکر جائیے مجھے جو کچھ فرمانا ہو وہ فرمائیے مین بادشاہ اسلام سے جاکر عرض کرون خدا حافظ
جاتا ہون مگر اتنا عرض کیے دیتا ہون کہ خدا نخواستہ اگر یہ خبر وحشت اثر تیری سُنی کہ تیرے دشمنون کا کام تمام
ہوا تو مین بھی اپنے کو زندہ نہ رکھونگا اور مین جس وقت مین خود اپنی جان دینے پر آمادہ ہونگا پہلے زبرجد شاہ
کو واصل جہنم کرونگا پھر اپنی جان دونگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تم ایسا ہی کروگے مین خوب جانتا
ہون اور ابو الہول سے کہا کہ بھئی تم کہتے تھے چاہ الماس مین کان الماس ہی تمنے خود بھی دیکھی تھی یا فقط
کان ہی سے سُنا تھا اُسنے عرض کیا کہ سامنے موجود ہی دیکھ لیجیے جھوٹھ سچ میرا معلوم ہو جائیگا عمرو بولا حمزہ
کچھ تجھے خبر ہی کہ کان الماس کہان ابو الہول دیوانہ دوڑ کر جگت پر کنوین کی چڑھ گیا جھککر دیکھنے لگا اور
سر اٹھا کر کہا ای شہریار یہان تشریف لائیے دیکھیے کہ تمام چاہ الماس سے بھرا ہوا ہی عمرو پکارا کہ ای
ابو الہول وہان کچھ خطرہ تو نہین ہی مین بھی آکر دیکھون وہ بولا آئیے مین تو کھڑا ہون اندیشہ کیا ہی عمرو نے جو نام
معدن الماس کا سُنا منھ مین پانی بھر آیا صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل دیکھ تو سہی کہ حقیقت مین معدن الماس
ہی یا نہین فرمایا کہ بھئی چلو عمرو دوڑا کہ ای دیوانے کہان ہی الماس اور جگت پر چڑھ آیا ابو الہول نے کہا جھککر
دیکھیے عمرو دونون ہاتھ جگت پر رکھکر جھکا صاحبقران نے ابو الہول کو اشارہ کیا کہ ڈالدے عمرو کو کنوین
مین یہ یون ہمارے ساتھ نہ جائیگا ابو الہول نے جلدی سے عمرو کو ڈھکیل دیا عمرو غلطان پیچان کہتا ہوا چلا کہ او

دیوانے بڑی دغا کی تونے بعد اسکے ابو الہول کو دا اور کہا کہ خواجہ مین بھی تو آپ کے ساتھ آیا بعد اُسکے
حمزہ صاحبقران بھی یاد کرکے پروردگار عالم کو کود پڑے غلطک کھاتے چلے جاتے کہ پانون زمین پر آشنا ہوئے
دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے عمرو اور ابو الہول دونون کھڑے ہوئے ہین عمرو کہہ رہا ہے کہ او دیوانے یہ کیا سلوک
تونے میرے ساتھ کیا اسنے کہا کہ خواجہ مین بیقصور ہون باشارہ صاحبقران مین نے تمھین گرایا تھا کہ اتنے مین آواز
آئی خواجہ ہم بھی تو آئے تم ہمین تنہا چھوڑے جاتے تھے خواجہ تم تو ہمارے ہر جگہ شریک رہے ہو ہمین ہم تمنے تنہا
نہین چھوڑا عمرو پکارا مین تو جانتا تھا کہ آپ ہی کے اشارے سے مجھکو گرایا ہے نہین تو دیوانے کی یہ قدرت
نہ تھی کہ مجھکو وہ ڈھکیل دیتا فرمایا کہ خیر جو ہوا وہ ہوا اب چلو کوئی ملے تو اُس سے راستہ دیامہ جادو کے مکان
کا پوچھین یہ کہکر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک مرد پیر مشائخ وضع دکھائی دیا کہ بادامی عمامہ
سر پر بندھا ہوا پیراہن سفید پہنے ہوئے پائجامہ قلندرے کا پانون مین کفش پہنے ہوئے سامنے سے چلا آتا ہے
آتے آتے جب قریب امیر کے ہو پہنچا پکارا کہ سلام علیک یا حمزۂ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا وہ بولا
کہ تمنے بڑا قصد کیا خدا تمھین فتحیاب کرے صاحبقران نے کہا کہ امیدوار ہون کہ آپ میرے واسطے دعا کیجیے
کہا کہ باہم کیا اور دعا ہماری کیا یہ کہتا ہوا برابر سے صاحبقران کے گذرا عمرو تو ڈر کر پیچھے امیر کے ہو گیا
بس وہ مرد پیر کہ خرس بادیۂ ضلالت تھا اسنے عمرو کو دوڑ کر پکڑا اور شیر کی صورت بنکر عمرو کو منہہ پر ڈالکر
لیچلا عمرو چلایا کہ ای حمزہ مجھکو تو یہ نالائق پکڑے لیچلا جلد میری خبر لے مین تو اسی واسطے یہان نہ آتا تھا کہ میرا
زمانہ دشمن ہے صاحبقران نے پھر کر دیکھا کہ وہ مرد پیر کیا ایک شیر عمرو کو پکڑے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ یہ
ساحر ہے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار میرے یار وفادار کو کہان لیے جاتا ہے آیا مین اور دوڑ کر اسم اعظم تلوار پر دم
کرکے جو شیر پر ماری اُسکی کمر پر پڑی کہ مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے شیر لگا تڑپنے صورت شیر کی بگڑ گئی پھر
اُسکے خاک اُڑنے لگے زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا گیر و دار کی صدا بلند تھی آگ اور پانی برس رہا تھا آندھی
چل رہی تھی بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ذوفنون جادو دربان چاہ الماس بود اب
جو روشنی ہوئی عمرو دوڑ کر قدمون پر صاحبقران کے گرا اور کہا کہ ای شہریار آپنے کار نمایان کیا نہین تو مجھے
یہ ساحر پکڑے لیچلا تھا اور ای حمزہ مین نے تو پہلے ہی جانا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
امیر نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ ہمنے یہانتک تو توڑا ایک ساحر کو تو مارا اب وہان سے آگے روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک صحرا
مین پہونچے دیکھا کہ عجب دشت ہولناک ہے کوسون کا میدان ہے درخت کوئی نام کو نہین آندھی چل رہی ہے بگولے
اٹھ رہے ہین گرمی اسقدر ہے کہ پناہ بذات خدا جو جھونکا ہوا کا آتا ہے تمام جسم مین آگ لگا دیتا ہے پانی کا
کوسون نام و نشان نہین دل ہین کہ مارے پیاس کے پھنکے جاتے ہین امیر نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ
بھی کبھی اور بھی تمنے ایسا میدان دیکھا تھا عمرو عرض کرتا ہے یا امیر کیا عرض کرون بڑے بڑے جنگلون مین
گذر میرا ہوا بڑے بڑے میدان دیکھے لیکن آج تک ایسا ہولناک میدان نظر سے نہین گذرا نہ یہ گرمی کہین
دیکھی بالکل میدان قیامت کا گمان ہوتا ہے آفتاب ہے کہ سر پر چلا آتا ہے زمین ہے کہ تابۂ آہن ہے پانون رکھا
اور چھالے پڑ گئے پھر امیر ابو الہول کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ کیون بھی تمنے بھی کبھی ایسا دشت
ہولناک دیکھا اسنے بھی جواب دیا کہ یا صاحبقران اس غلام کو ایک زمانہ گذرا ہے کہ شہر مین رہنا چھوڑ کر
جنگلون مین بود و باش اختیار کی ہے مگر ایسا جنگل اور ایسا ہولناک مقام آج تک کبھی خواب مین بھی نظر نہین آیا ہے

کہ تڑقا جاتا ہی زبان ہین مارے پیاس کے کانٹے پڑے جاتے ہین ای شہریار اگر یہی حال رہا تو زندگی بھی نہوگی
یہ غلام تو کوئی دم مین مارے پیاس کے ہلاک ہو جائیگا امیر فرماتے ہین بھئی ہمارا بھی تو یہی حال ہی کہین پانی کی تلاش
کرنا چاہیے یہ سب یونہین تلاش آب مین چلے جاتے ہین مگر نہ کہین کوئی چاہ نظر آتا ہی نہ کوئی دریا دکھائی دیتا
ہی القصہ جاتے جاتے دور سے ایک دریا نظر آیا عمرو نے کہا یا امیر سامنے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی دریا ہی امیر نے
فرمایا کہ ہان خواجہ انداز تو ایسے ہی پائے جاتے ہین مگر کہین دریاے ریگ تو نہین ہی نہین خیر جو کچھ ہو چلنا چاہیے
شاید پانی ملجائے بغیر پانی کے اب تو دم پر بنی ہوئی ہی یہ سب چلے جاتے ہین مگر کسی طرح قریب اُس دریا کے
نہین پہونچتے اب دن بھی بہت کم رہگیا ہی عمرو کہتا ہی یا امیر یہ دریا نہین ہی اسکی طرف جانا بیکار ہی
اور اگر ہی بھی تو دریاے سحر ہی دو پہر ہوگئے کسی طرح قریب اُسکے پہونچتے ہی نہین الغرض کوئی دو چار گھڑی دن باقی ہوگا
کہ قریب اُس دریا کے پہونچے ابوالہول سب سے زیادہ مارے پیاس کے بیتاب تھا سب سے پہلے وہی ایک ڈولچی لیکر
دریا کی طرف دوڑا قریب پہونچا جلدی سے ڈولچی دریا مین ڈالدی اور نکالکر جلدی سے پانی پر گر پڑا خود پانی پیکر
چاہتا تھا کہ دوسری ڈولچی بھر کر امیر کے واسطے پہنچے کہ ایک نہنگ پیدا ہوا اور جلدی سے ابوالہول کو اپنی
پیٹھ پر لیکر روانہ ہوا اب ابوالہول لگے چیخنے کہ یا امیر دوڑیے جلد آئیے مجھکو یہ نہنگ لیے جاتا ہی امیر نے کہا کہ غضب
ہوا اور یہ کہکر دوڑے جاکر کود کر دریا مین اور تلوار پر اسم اعظم دم کرکے ایک ضرب جو ماری دو ٹکڑے کیا اور
ایک تلاطم برپا ہوا آوازین ہیبتناک آنے لگین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ جادو بود
اب جو دیکھا تو نہ دریا ہی نہ کہین پانی ہی لاش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہی پھر وہان سے روانہ ہوئے جاتے جاتے
قریب شام ایک صحراے سبز و خرم نظر آیا کہ جا بجا چشمہ آب مصفا جاری گھانس وہ سرسبز ہو رہی ہی کہ زمرد
اُسکے سامنے شرماتا ہی نسیم عنبر شمیم چل رہی ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین اشعار

ہر برگ لگے جو شجر اُٹھے در ہر بچے چشم بینا	در دامن ہر شگوفہ باغے مینو کدہ برنگ مینا	گلہاے شگفتہ جام بردست سیرابی سبزہ ہاے نوخیز	برخاستہ بانگ بلبل مست از لولوے تر زمرد انگیز

اور سامنے ایک کوہ زمردین دیکھا کہ گرد اُسکے لالہ کمر کمر تک پھولا ہوا ہی اور ایک طرف کوہ طلا نظر آیا
کہ مثل خورشید چمک رہا ہی اب دن کوئی دو ہی ایک گھڑی باقی ہی ہوا سرد چلنے لگی ہی شفق پھول رہی ہی
ٹکڑے ابر کے رنگا رنگ آسمان پر پھیلے ہین جانور درختون پر آ آ کر بسیرا لیتے جاتے ہین صاحبقران قریب کوہ طلا
کے پہونچے دامن کوہ مین دیکھا کہ گھانس مینا کار لگی ہوئی ہی یعنے ہر برگ گیاہ پر تحریرین طلائی ہین سبزی اور
زردی عجب رنگ دکھا رہی ہی نہرین نہایت پاک اور لطیف جاری ہین چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی ہی
رنگ رنگ کی پتھریان اُسمین لوٹتی ہوئی چلی آتی ہین اور اُس سبزۂ مینا کار مین ایک چبوترہ بلورین ہی کہ
اُسپر جواہر بیش بہا بیشمار نصب ہین اور گرد اُسکے سبزہ زار نہایت خوشنما گویا زمرد کی تحریر ہی اور اُس سبزہ زار
مین درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہوئے ہین کہ پتے اُنکے زمردین ہین اور شاخین سیمین ہین پھول یاقوت کے ہین
عجب کیفیت کی جگہ ہی اور اب دن بھی تمام ہو چکا ہی آفتاب سمت مغرب کو تیزی کے ساتھ چلا جاتا ہی
امیر یا توقیر صنعت کو صناع عالم کی حیران ہوکر دیکھ رہے ہین عمرو سے فرما رہے ہین کہ خواجہ قسم ہی
پروردگار عالم کی کہ کبھی ایسا مقام دلچسپ نظر سے نہین گذرا شب باشی کے واسطے اس سے بہتر مقام نہ ملیگا
عمرو کہتا ہی یا امیر پانی تو پی لیجیے صاحبقران فرماتے ہین کہ خواجہ اب تو نہ بھوک ہی نہ پیاس ہی

عمرو بولا یا امیر میرا تو مارے بھوکھ پیاس کے عجب حال ہی امیر فرماتے ہین کہ خواجہ مین تمکو منع تھوڑی کرتا ہون
غرض عمرو گیا اور طرح طرح کے میوے توڑ کر لایا امیر نے بھی کچھ کھائے عمرو نے بھی کچھ کھایا باقی داخل زنبیل کر لیا
کہ وقت بیوقت کام آئیگا جب کھا چکے تو امیر نے فرمایا کہ خواجہ افسوس ہی کہ مکان ایسا تکلف کا لیکن نہ فرش
ہی نہ پلنگ ہی نہ اسباب عیش ہی عمرو بولا حمزہ بڑے آدمی کے لیے سب چیزین موجود ہو جاتی ہین بقول شاعر شعر
شعر بدشت و کوہ و بیابان غریب نیست ✤ ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت ✤ اگر کچھ روپیہ صرف کرو سب کچھ مہیا
ہو جائے صاحبقران نے ہنسکر کہا کہ خواجہ اگر یہان مال عالم بھی ہو تو اسباب عیش کہان میسر ہو سکتا ہی عمرو
بولا کہ حمزہ اگر روپیہ ہو تو مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ جملہ اسباب عیش مہیا ہو جائے فرمایا کہ خواجہ اگر اسباب عیش
تم مہیا کر دینے سکو کہتے ہو تو کچھ روپیہ کبھی ہمین تمھین قرض دو عمرو نے عرض کیا کہ کچھ حاجت قرض کی نہین ہی آپ
فقط تمسک لکھدین فرمایا قلم دوات کاغذ لاؤ عمرو نے زنبیل سے قلم دوات کاغذ نکالکر سامنے رکھدیا امیر نے پانچہزار
روپیہ کا تمسک لکھکر مہر کر کے عمرو کو دیدیا عمرو نے اُسے زنبیل مین رکھ لیا اور اسباب عیش زنبیل سے نکالنا شروع کیا پہلے چاندنی زردوزی
کی نکالکر بچھائی اُسپر نمگیرہ تمامی کا استادہ کیا بعد اسکے پلنگ جواہر نگار بچھا دیا پلنگ پر چادر محمودی کی بچھائی
اور تکیے سادی مخمل کے رکھدیے چارون گوشے پلنگ کے موتیون کے سیجبند سے باندھ کر پلنگپوش اوپر ڈالدیا
سامنے مسند بہت تکلف کی بچھائی تکیے لگائے صاحبقران والاشان کو اُسپر بٹھایا کشتیان شراب کی مہیا کین
بوتلین شراب کی چُن دین اور جام جواہر نگار سامنے رکھدیے صاحبقران نے سجدہ شکر ادا کیا کہ ایسے مقام
مین اس طرح کا سامان بعنایت الٰہی موجود ہو گیا اور اسوقت رنگریز قدرت نے ٹکڑے ابر کے رنگ رنگ کر
آسمان پر پھیلا دیے ہین اُسکا عکس جو آکر پڑتا ہی تو چبوترہ بلور کا شفقی رنگ کا معلوم ہوتا ہی امیر با توقیر نے
عمرو سے کہا کہ خواجہ جہان سب سامان تمنے درست کر دیا ہی مناسب ہی کہ اب تم نے نوازی بھی کرو کہ مدت سے
تمھین نہین سنا اور خواجہ سامنا ایسی نالائق جادوگرنی سے پڑا ہی خدا جانے زندہ بچین یا نہ بچین خیر تمھین سُن
تو لین عمرو نے عرض کیا کہ مین حاضر ہون اور جوڑی ہفت پیوندی نے کی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کر کے
بجانا شروع کیا ایک گھڑی بھر مین سمان بندھ گیا امیر کا یہ عالم ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور بیخود
ہو کے جھومنے لگے یہ عالم تھا کہ جانوران صحرائی گرد اُس چبوترے کے آکر کھڑے ہو گئے تھے پرند آشیانے اپنے
اپنے چھوڑ چھوڑ کر سر پر عمرو کے سایہ فگن تھے عجب محویت کا عالم تھا یہی کیفیت تھی کہ جانب مغرب سے ایک
غبار بلند ہوا اور ایک سناٹا سا ہو گیا آوازین ہیبتناک آنے لگین کرگس و زغن ساتھ اُس غبار کے چلے آتے ہین
آتے آتے وہ غبار اوپر اس چبوترے کے قائم ہوا اور ایک آواز آئی کہ اے اجل رسیدگان قیامت کی تمنا
کر یہان چلے آئے ارے کیا تم جانتے نہین ہو کہ یہ چاہ الماس ہی خاص مقام رہنے کا ملکہ دمامہ جادو کا
اب مین کب چھوڑتا ہون کہ تم زندہ بچکر میرے ہاتھ سے نکلجاؤ سُنتے ہی اُس آواز کے سب تھر تھر کانپنے لگے
عمرو نے نے نوازی موقوف کر دی ابوالہول نے مارے خوف کے دونون ہاتھ اپنے آنکھون پر رکھ لیے امیر بھی
جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنے لگے کہ غبار کسی قدر برطرف ہوا اور ایک بہت بڑا طائر مثل کرگس کے پیدا
ہوا اور آ کر قریب چبوترے کے اُسنے ہیئت بدلی انسان کی صورت بنکر طرف امیر کے چلا عمرو نے جو
دیکھا کہ یہ امیر کی طرف جاتا ہی اپنے دل کو سخت کر کے ایک حقہ آتش بازی کا کھینچ مارا وہ چلا
عمرو کیطرف عقب سے امیر نے تلوار پر اسم اعظم دم کر کے یا قادر و قیوم کہکر ایک ضرب ماری

دو ٹکڑے کیے پھر ایک آندھی چلنے لگی آواز آنے لگی کہ کشتی مرا نام غبار جادو فرستادۂ برق جادو بو دیکایک
ایک تیز و تند جھونکا ہوا کا آیا اور لاش اسکی اٹھا کر لیے چلا گیا اب غبار بالکل برطرف ہو گیا ہے آسمان صاف
ہے عمرو امیر سے عرض کرتا ہے یا امیر آپ نے کیا کام کیا ہے امیر کہتے ہین کہ خواجہ مین نے کیا کیا بڑا کام تو تمنے کیا کہ
حقہ آتشبازی کا مارا اور بھی خوب گے سے نل تو لو زندگی کا کیا اعتبار ہے ابھی مر گئے ہوتے اور خواجہ تمنے نے کی جوڑی
کہان پھینکدی آؤ بجاؤ اور گاؤ ذرا دل بہلے اب عمرو کے دل سے بھی خوف کم ہو گیا ہے جوڑی اٹھائی ہے اور کسیقدر
درست کرکے پھر بجانا شروع کیا اور گانے لگا پھر وہی حال صاحبقران کا ہو گیا ابو الہول بھی لگا جھومنے پھر
طائران وحشی آ آکر جمع ہو گئے اور سننے لگے یہی عالم تھا کہ چبوترے کو ایک گونہ حرکت سی ہوئی عمرو چارون طرف
دیکھنے لگا امیر نے کہا کہ خواجہ بھئی کیا ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر کچھ زلزلے کے ایسے آثار پائے جاتے ہین امیر نے
فرمایا کہ بھئی تمکو کچھ وہم ہو گیا ہے کہ اتنے مین پھر زمین کو حرکت ہوئی اور اب جو ہوئی تو پہلے سے کچھ زیادہ حرکت
پائی گئی عمرو نے کہا کہ دیکھیے امیر مین جھوٹھ تھوڑی کہتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جادوگر اور آتا ہے امیر نے کہا آتا ہے
تو آنے دو جو منظور خدا ہو گا وہی ہو گا شعر سر نپیچم ز شمشیر حبیب * ہر چہ آید بر سر من یا نصیب * عمرو نے
کہا کہ یا امیر مجھے خوف معلوم ہوتا ہے آپ اسم اعظم پڑھکر گرد چبوترے کے حصار کر دیجیے کہ خاطر جمع ہو جائے
یہ ضرور کسی ساحر کی آمد ہے امیر اٹھے اور اسم اعظم پڑھکر دستک دیدی اور کہا کہ خواجہ تم خوش ہو اب کچھ
خوف نہین ہے اب تو تم نے نوازی کرو اب عمرو پھر نے نوازی کر رہا ہے کہ یکایک اب جو دیکھتے ہین تو چبوترے کو
بالکل حرکت نہین ہے لیکن سارے جنگل کو ایک تزلزل ہو رہا ہے مع کوہ طلا اور کوہ زمرد اور اشجار میوہ دار سب
متزلزل معلوم ہوتے ہین اور تمام زمین گرد چبوترے کے گھومتی معلوم ہوتی ہے کہ یکایک طبقۂ زمین کا شق ہوا اور اسمین
سے ایک گنبد نمایان ہوا وہ گنبد نکلکر برابر ہوا قائم ہوا اس گنبد مین ایک کلس تھا اور اسپر ایک شعلہ قائم
تھا کہ جسکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی تھی اور جب وہ شعلہ ہوا سے بھڑکتا تھا زلزلہ زیادہ ہوتا تھا یکایک وہ شعلہ
زیادہ بھڑکنے لگا جسکی مثل ایک گنبد کے ہو گیا اور معلوم ہونے لگا کہ گنبد خاکی پر ایک گنبد آتشین قائم ہے گنبد کی شکل
یہ تھی کہ چارون طرف سے بند تھا کوئی راستہ نہ تھا اور چرخ مار رہا تھا اب زلزلہ اس انتہا کو پہونچ گیا ہے کہ العظمت للہ
ساری زمین مثل چاک کے گھوم رہی ہے اور عمرو کا تو یہ حال ہے کہ مارے خوف کے آنکھین بند کر لین ہین جوڑی نے کی
ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور سارا جسم مارے خوف کے تھر تھر کانپ رہا ہے لیکن صاحبقران بغور اس گنبد کو دیکھ رہے
ہین اور دل مین خیال کرتے ہین کہ دمامہ جادو تو کہین نہین آ گئی کہ یکایک گنبد مین بارہ دریچیان نمودار ہوئین
اور ان دریچون مین سے بارہ ساحر پیدا ہوئے سامان سحر سے آراستہ بلاے بد آفت کے پرکالے جھولیان سحر کی
کاندھون پر ڈالے کوئی اژدر سوار کوئی شیر سوار کوئی نہنگ سوار کوئی طاؤس سوار سبھون نے آکر
چارون طرف سے چبوترے کو گھیر لیا لیکن جو آگے بڑھتا ہے اندھا ہو جاتا ہے اور کچھ نظر نہین آتا مجبور الٹا آتا ہے
آپسمین ان سب نے صلاح کی کہ شاید یہ تینون شخص جو بیٹھے ہین یہ بھی جادوگر ہین اور انھون نے یہ حد سحر
قائم کی ہے کہ جو ہم لوگون کو آگے بڑھنے سے مانع ہے یہ خیال کرکے دور سے ترنج و نارنج سحر کے مارنا شروع
کر دیے لیکن جو حربہ آتا تھا قریب چبوترے کے آکر گر پڑتا تھا کیسا کیسا سحر کرتے تھے مگر کچھ کارگر نہ ہوتا تھا
آخر کار سبھون نے اپنا منھ پیٹ لیا اور یہ کہکر چلے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بڑا ساحر زبردست ہے یہ سب جج
کی طرف چلے تھے کہ امیر نے کمان لی اور ترکش سے تیر کھینچکر اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے اسم اعظم پیکان تیر پر

دم کرکے جو مارا پشت پر جو ایک ساحر کی پڑا تو سینے کو توڑ کر نکلگیا وہ قلا کرتا ہوا گرا اور تڑپ تڑپ کر تمام ہوگیا آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مَین تمساح جادو وہ غلام تزلزل جادو بود وہ گیارہ جادوگر قریب اس برج کے پہونچے دیکھا تو
اب گنبد مین ودریچیان نہین ہین فریاد کی یا خداوند تزلزل جادو ہم ان تینون شخصون کا کچھ نہ کرسکے سحر ہمارا
کارگر نہ ہوا بلکہ ایک ساتھی ہمارا مارا گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینون شخص بھی ساحران زبردست سے ہین بغیر آپکے
انکا مارا جانا مشکل ہے یہ غلامان وفادار جان نثاری کو حاضر ہین اگر حکم ہو تو گردنین کٹوا دین کہ یکایک اُس
آواز کے سُنتے ہی ایک تڑاقا پیدا ہوا وہ برج ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اُڑگیا اور ہر ٹکڑے سے ایک جانور مہیب
پیدا ہوا کسی سے نہنگ کسی سے شیر کسی سے اژدر اندر سے اُس برج کے ایک جادوگر پیدا ہوا تخت ہوا پر سوار
تاج سر پہ رکھے ہوے تاج مین بجاے پرہماکے ایک مار سرخ دم اونچی کیے ہوئے استادہ تھا لنگ کھاروے
کا بندھا ہوا تھا گرتا چیتے کی کھال کا گلے مین جھولی سحر کی کاندھے پر اب وہ شعلہ جو برج پر قائم تھا اگر اسکے
سر پر قائم ہوا ہے اور اسنے رُخ طرف امیر با توقیر کے کیا اور اسم سحر پڑھتا ہوا چلا ہے طرف صاحبقران کے وہ
گیارہ جادوگر اسکی پشت پر ہین اور وہ جانور جو برج کے ٹکڑون سے بنے ہین وہ بھی اسکے ساتھ ساتھ ہین
قریب آکر اسنے ایک اشارہ سا طرف نہنگ کے کیا وہ جھپٹ کر چبوترے کی طرف چلا اور قریب چبوترے
کے آکر غائب ہوگیا بعد اسکے اسنے شیر کی طرف اشارہ کیا وہ بھی ہوکتا اور غراتا ہوا دوڑا جب قریب پہونچا
نظرون سے نہان ہوگیا اور پتا نہ لگا الغرض اسی طرح جانور لو سب قریب چبوترے کے جا جا کر غائب
ہوگئے اب اسنے عاجز ہوکر ایک چیخ ماری کہ جس سے جا بجا طبقے زمین کے شق ہوگئے اور درخت اکھڑ اکھڑ کر
گر پڑے لیکن چبوترے کو بالکل حرکت نہ ہوئی یہ بھی سمجھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا زبردست ساحر ہے
کہ میرا سحر اسپر اثر نہین کرتا لیکن امیر نے دیکھتے دیکھتے پھر تیر بکمان مین پیوستہ کیا اور اسم اعظم پیکان
پر دم کرکے اُس شعلے پر مارا لیکن تیر قریب اُس شعلہ آتش کے ہو ٹکرا کر گر پڑا کیونکہ یہ شعلہ کو حفاظت
تزلزل جادو کا ہے نامہ جادو نے اسے بنا دیا ہے اسلیے کہ تزلزل شاگرد ہے نامہ جادو کا جب تک نامۂ جادو
نہ ماری جائیگی طلسم اس شعلے کا نہ ٹوٹیگا اور کام اس شعلے کا یہ ہے کہ جو حربہ تزلزل جادو پر آتا ہے یہ اسے
رد کر دیتا ہے امیر اپنے تیر کے خالی جانے پر متحیر ہوے اور ایک تیر اور خاص تزلزل جادو پر مارا دیکھا
تو وہ شعلہ بڑھکر سپر ہوگیا اور وہ تیر ٹکرا کر گر پڑا یہی رد و بدل ہو رہی ہے کہ امیر کا وار اسپر اثر نہین کرتا
اور اسکا حربہ امیر تک نہین پہونچتا کہ یکایک تزلزل جادو مکار نے پکار کر کہا کہ ای شخص اگر تو
مرد میدان ہے تو میدان مین آ کیا ایک چبوترے پر بیٹھا ہوا تیر اندازی کر رہا ہے تو
کس گرو کا چیلہ ہے کہ جسنے تجھے یوسنے دو انجم بتا دیے ہین ایک چوکی اپنے حفاظت کی دوسری چوٹ
حریف پر مارنے کی ذرا میدان مین آ کچھ کرشمہ دکھا بس یہ سُننا تھا امیر غیظ و غضب مین آکر
تیغہ عقرب سلیمانی پکڑ کر اٹھے کہ آیا مین او کافر تو مجھے جادوگر بتاتا ہے یہ کہکر چلے تھے عمرو نے دیکھا کہ
اس وقت کہنا میرا امیر نہ مانینگے حباب بیہوشی مارا کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوکے گرے دوسرا حباب
ابو الہول پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہوا جال الیاسی مار کر دونون کو داخل زنبیل کیا اور آپ گلیم اوڑھکر
غائب ہوگئے تزلزل جادو حیران کھڑا ہے کہ یہ سب کہان گئے مگر عمرو گلیم اوڑھے ہوے بھاگا سامنے
چبوترے کے ایک درخت بہت بڑا تھا اسکے نیچے صورت ایک جادوگر کی بنکر بیٹھا اور

اگیاری روشن کی اور بوتلین شراب کی نکالکر رکھین کہ اُن سب مین زہر تھا اور کچھ جام مینا کا بہ تکلف نکالکر
قریب اُسکے رکھے اور کچھ کباب مار و عقرب کے لگانا شروع کیے اور نعرے یا سامری یا جمشید کے بلند کیے اُدھر
تیز لزل جادو نے دیکھا کہ ایک آواز درخت کے نیچے سے آتی ہے جھپٹ کر قریب اُسکے آیا دیکھا کہ ایک جادوگر
کباب لگا رہا ہے سمجھا کہ کوئی بھائی بند ہمارا ہے اُدھر اُس فقیر نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ آئیے اے تیز لزل
جادو آپنے تشریف لائیے اگر کچھ تکلف نہ ہو تو شراب و کباب حاضر ہین تیز لزل نے کہا کہ مجھے کوئی عذر نہین ہے
مگر مین سخت حیران و پریشان ہون کہ مجھسے تین شخصون سے مقابلہ ہوا سحر نے میرے اُنپر تاثیر نہ کی نہ وہ مجھپر غالب
آئے لیکن بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئے درویش ہنسا اور کہا کہ بابا تم پریشان نہ ہو مین اسکا حال تمھین بتادونگا
مجھے بھی معلوم ہے کہ تم بہت عرصے سے اُنکے پیچھے پریشان ہو کہ تمھین کھانے تک کا ہوش نہین ہے شراب و کباب سے
سیر ہو تو مین بیان کرونگا یہ سنکر تیز لزل نے ساغر ہاتھ مین لیا اور شیشے سے شراب اُنڈیلی درویش نے
آواز دی کہ بابا ذرا سمجھکر پینا کہ یہ تیز و تند بہت ہے سوا میرے دوسرا اسے پی نہین سکتا تیز لزل یہ سنکر غصے
مین آکر سارا جام غٹ غٹ چڑھا گیا شراب کے پیتے ہی آنکھون کا رنگ بدل گیا اب جو دیکھا تو فقیر غائب
ادھر زہر نے کلیجا کاٹا تیز لزل جادو تڑپنے لگا اور چیخ چیخ کر تمام ہو گیا خاک اُڑی آندھی آئی زلزلہ پیدا ہوا جب
گرد و غبار برطرف ہوا ابر چلا ایک آواز آئی کشتی مرا نام من تزل جادو بود اب وہ گیا رہ جادو زاغ اسکی
لیکر چلے اور وہی پر کالہ آتش گرد اسکے چرخ مارتا ہوا جانب فلک روانہ ہوا اب عمرو آکر پھر اسی چبوترے پر
بیٹھا اور امیر اور ابو الہول کو نکالکر زنبیل سے فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ وہ
جادوگر کہان ہے عمرو نے کہا کہ یا امیر مین نے تیکا اُسے مار ڈالا اور تمام حال اسکے مارنے کا بیان کیا امیر بہت
خوش ہوئے اور کہا کہ خواجہ تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ عمرو نے کہا یا امیر آپ ان تعریفون کو رہنے
دیجیے اس سے کسی کا پیٹ نہین بھرتا امیر نے کہا کہ خواجہ یہان میرے پاس کیا ہے جو تمھین دون عمرو بولا کہ
فقط آپ اقرار کیجیے اور ایک پرچے پر اپنے دستخط فرما دیجیے امیر نے قبول فرمایا اور بیس ہزار روپیہ کا تمسک لکھکر
دستخط کرکے عمرو کو دیدیا اب یہ سب بیٹھے ہوئے ہین آپس مین باتین ہو رہی ہین کہ امیر نے فرمایا کہ خواجہ محفل
سونی ہو رہی ہے کچھ گاؤ اور بجاؤ عمرو نے کہا کہ غلام کو عذر ہی کیا ہے اب پھر نے نوازی شروع ہوئی گانا
ہونے لگا ایک تھوڑی ہی دیر مین سمان بندھ گیا ذی روح کا کیا ذکر ہے اشجار تک جھومنے لگے یہی عالم تھا
کہ ایک ابر سیاہ ایک جانب سے دکھائی دیا خواجہ عمرو بغور اُس طرف دیکھنے لگے امیر نے فرمایا خواجہ خیر تو
ہے عمرو ابھی کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ ہوائے تیز چلنے لگی صدائے رعد آنے لگی جھڑ لگا بجلیان چمکنے لگین
اور دیکھا کہ اُس ابر سیاہ نے اسی طرف کو رخ کیا اور آتے آتے اُس چبوترے پر قائم ہوا اور گرجنے کی صدا
بلند ہوئی اور ایک بجلی گر کر گرد چبوترے کے پھرنے لگی عمرو تو خوف جان سے مثل بید کانپنے لگا اور
امیر باوجودیکہ وہ جرات شجاعت رکھتے تھے کہ دیوون کو مارا تھا مگر یہ عالم تھا کہ زہرہ آب ہوا جاتا تھا
کہ وہ بجلی گرد پھرتے پھرتے قائم ہوئی اور شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ لاکھون تارے ٹوٹے بعد اسکے دیکھا
کہ ایک نازنین مہر جبین نمایان ہوئی کہ قشقہ پیشانی پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا دونون بھوون کے بیچ مین
رخسارے مانند ماہ کامل کے جلوہ گر مالا مروارید کا گلے مین دونون ہاتھون مین موتیون کی سمرنین
کانون مین بالے الماس نگار آویزے زمرد کے پڑے ہوئے کہ جھوٹ جو انکی رخسارون پر

پڑ جاتی ہی کشت حسن سرسبز نظر آتی ہی ابروے خمدار خنجر خونخوار یا کعبۂ حاجت رواے عاشقان اور محراب دعاے
مشتاقان بقول شاعر **شعر**

خوشا چشمیکہ با آن طاق ابرو آشنا گردد | ازین محراب ہر حاجت کہ میخواہی روا گردد

اور وہ چشم سحر کار کہ سامری جسکا پرستار لب رنگین رشک لعل بدخشان دانت ہیرے کی کنیان چشمۂ آب حیات
دہن چاہ بابل ذقن صراحی گلو بادۂ حسن سے مملو سینے کا ابھار آفت جان محرم کرتی کی وضع دستان پشواز گلے مین
دوپٹہ کارچوبی اوڑھے ہوے پاجامہ اطلس سبز کا پانؤن مین موتیون کی پازیب پہنے ہوے بس یہ طلعت زیبا اور
جمال ہوش ربا دیکھتے ہی عمرو فریفتہ ہوگیا دونون ہاتھون سے کلیجا پکڑ لیا بے اختیار پکارا کہ ای سرو گلستان رعنائی
وای تذرو بوستان زیبائی آئیے قدم رنجہ فرمایئے مگر وہ سامنے آئی وہ پکار کر کہا کہ ای اجل رسیدگان تم کیا اپنی زندگی
سے سیر ہوے ہو کہ بیجا بیابان چلے آئے یہ **چاہ الماس** ہی مقام خاص ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے رہنے کا اور مین خوب تمہین پہچانتی ہون کہ ایک تم مین سے حمزہ اور دوسرا **ابوالہول** اور تیسرا عمرو ہی
غضب کیا تمنے کہ **ذوفنون جادو** اور غبار جادو اور نہنگ جادو اور **تزلزل جادو** کو مارا صاحبقران نے
فرمایا کہ ہم تو آمادۂ مرگ دشمنان قضا ہین تم جو چاہو سو کرو وہ نازنین بولی یہ تو بتاؤ کہ اسوقت تم مین سے
گاتا کون تھا اسی کے باعث سے تم سب بچگئے ورنہ قتل کرتی عمرو پکارا کہ ای جان مشتاقان مین کمبخت بانسری
بجا رہا تھا اور گا رہا تھا اسنے تیوری چڑھا کر کہا نام تیرا کیا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ عمرو بن امیہ ضمری
یہی ہی عمرو نے نہایت آزردہ ہوکر کہا کہ تو ناحق مجھے بدنام کرتا ہی اور اس نازنین سے خطاب کیا کہ ای ملکہ
مین ایک ادنے عیار حمزہ کا ہون ملکہ نے عمرو سے کہا کہ ای عزیز مین اسوقت اس ارادے سے آئی تھی کہ تم سب
کو قتل کرون مگر آواز بانسری کی جو کان مین پہونچی بیچین ہوگئی طبیعت قابو مین نہ رہی اس آواز نے دل
مین راہ پیدا کی ہان جس طرح تو گاتا تھا گائے جا چپ کیون ہو رہا مین تو اسی کی مشتاق ہو کر آئی ہون اور
امیر سے خطاب کیا کہ آپ مجھے جانتے ہین کہ مین کون دمامہ جادو کی بہن کی بیٹی ہون ملکہ برق جادو مجھے
کہتے ہین مین تمام گھر بار کی دمامہ جادو کے مختار ہون سب کاروبار میرے حوالے ہین شہر زمرد مین بغیر میرے
پتا نہین ہلسکتا مجھکو خبر پہونچی کہ حمزہ **چاہ الماس** مین داخل ہوا اور کئی جادوگرون کو مارا وہ آتا ہی شہر زمرد
کی طرف میرے خیال مین گذرا کہ مین دمامہ جادو کو اطلاع کاہے کو کرون چلکر ان سب کے سر
کاٹ لاؤن اور دمامہ جادو کے آگے رکھدون مگر مین تو آواز بانسری کی سنکر خود قتل ہوگئی یہ کہکر سامنے
صاحبقران کے بیٹھ گئی اور عمرو سے مخاطب ہوئی کہ ای شخص کیا میرا آنا تجھے ناگوار ہوا کہ گاتے گاتے خاموش
ہوگیا بانسری بجانا موقوف کیا گران خاطر نہ ہو تو گائے جا عمرو بولا کہ صاحب آپ کی آمد مین روح تو خشک
ہو رہی تھی گاتا کون اب خاطر جمع ہوئی ہی گاتا ہون بانسری بجاتا ہون اور آپ کے سامنے نہ گاؤنگا تو پھر
کسکو سناؤنگا جو برا بھلا مجھے آتا ہی سنئیے مگر بیوفائی نہ کیجیے گا مجھکو غلام اپنا جانیے گا یہ کہکر پھر بانسری بجا کر
گانے لگا پھر ملکہ سننے لگی ایک گھڑی بھر مین بیخود ہوگئی ہوش باقی نہ رہے آنکھون سے آنسو جاری ہوے منھ
سے واہ واہ کی آواز بلند ہوئی عمرو خوب خوب بجاتا رہا اور گاتا رہا یہانتک کہ برق جادو کا یہ حال ہوا
کہ اٹھکر گرد عمرو کے پھرنے لگی جس وقت عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھدی **برق جادو** بہزار زبان تعریفین
کرنے لگی اور صاحبقران سے کہا کہ ای شہریار مین دوستانہ آپ سے کہتی ہون کہ یہان سے چلے جایئے
دمامہ جادو سے لڑنے کا قصد نہ کیجیے **دمامہ جادو** علامۂ دہر آفت روزگار ہی اسپر غالب ہونا

ممکن نہین یہ شہنشاہ ساحران ہی بڑے بڑے جادوگر اس سے کانپتے ہین اگر آپ کو اپنے اسم اعظم پر بھروسا ہی تو مشق کیجیے کچھ اسم اعظم سے نہ ہوگا ادنے ادنے ساحرون نے اسم اعظم آپ کا بند کر دیا ہی محو کر دیا ہی اسکے سامنے اسم اعظم آپ کا بند کرنا کچھ بڑی بات نہین دیدہ و دانستہ گرفتار بلا نہ ہو جیے چلے جایئے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ملکہ برق جادو مین اپنی زندگی سے خود بیزار ہون مجھکو دمامہ جادو سے بے لڑے چارہ نہین یا مین نے اُسے مار لیا یا مین خود مارا گیا اور تمام حال اپنے لشکر کی پریشانی کا اور سردارون کا گرفتار سحر ہوکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور اپنا تلاش مین دمامہ جادو کے نکلنا بیان فرمایا برق جادو نے کہا خیر آپ کو اختیار ہی مگر میری طرف سے آپ اطمینان رکھین مین آپ کی مددگاری سے دستبردار نہ ہونگی اب مین جاتی ہون ایسا نہ ہو کوئی مجھکو دیکھ لے بدنام کرے اور آگاہ کیے جاتی ہون کہ آگے مکان ہی نرگس جادو کا وہ علاقہ مین ہی بلکہ دمامہ جادو کی اُس سے بہت ہوشیار رہیے گا اور کرب و مقبل دونون نرگس کی قید مین ہین اگر آپ یہان سے سلامت گذرے تو زندگی کو غنیمت جانیے گا دمامہ جادو کی تین بہنین تھین چنانچہ ایک میری مان خوشحال جادو وہ تو مر گئی دوسری بو تیسال جادو تیسری یہ نرگس جادو ہی مگر بڑی آفت روزگار ہی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ ہم جانتے ہین ایک مرتبہ اور بانسری بجا کر گا لو تو جائین عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا کہ یہ تجھے پھر سُنے صورت بخش تو تیری جیسی ہی ویسی ہی شاید تیری سیرت ہی پر مائل ہو جائے پکارا کہ اے جان جہان وائے روح عاشقان مین موجود ہون سینے اور بانسری بجا کر گانا شروع کیا رباعی

من نالهٔ آتشین نمیدانستم
این سوز دل حزین نمیدانستم
نگذاشتی از هستی من نام و نشان
ای عشق ترا چنین نمیدانستم

اس رباعی کو ایسا بجایا اور گایا کہ اُس بحر خوبی کی صدف چشم سے گہرہائے اشک علی الاتصال دامن رخسار پر گرنے لگے عمرو نے جو برق جادو کو اشکبار پایا بانسری کو ہاتھ سے رکھدیا ملکہ بیقرار ہوکر پکاری کہ اے خواجہ تمھین قسم ہی سر صاحبقران کی کہ ابھی مجھے سیری نہین ہوئی پھر بجاؤ عمرو نے کہا کہ اے ملکہ مین تیرا دلدادہ ہون مجھسے عہد کر لو کہ بیوفائی نہ کرونگی برق جادو نے کہا کہ یہ کیا کلام ہین ذرا اپنی صورت دیکھ اگر تجھکو آئینہ نصیب نہین تو کسی ظرف چینی مین سوت کر اپنی صورت دیکھ لے یہ باتین اچھی نہین کیا کرون کہ عاشق ہون علم موسیقی کی دل میرا مجھے سنواتا ہی ورنہ کاہے کو کہتی امیر سے کہا کہ منع کیجیے یہ اتنا بڑا عاقل ہوکر ایسے کلام زبان پر لاتا ہی امیر چاہتے ہین کہ عمرو کو منع کرین کہ خواجہ ایسی باتین نہ کرو کہ عمرو دوڑ کر برق جادو کے قدمون پر گر پڑا کہ مجھسے قصور ہوا عفو جرائم کیجیے عالت اضطراب مین یہ باتین منھ سے نکل گئین تھین برق جادو نے سر اُٹھا لیا اور چپکے سے کہا کہ کیا تجھسے عہد لیتے ہو مین تمسے زیادہ بیقرار ہون جب تک میرے تن مین جان ہی رفاقت سے تمھاری باہر نہ ہونگی کوئی صدمہ اپنے مقدور بھر نہ ہونے دونگی اور پکار کر صاحبقران سے کہا کہ اسے سمجھایئے اور غصّے کا منھ بنا کر کہا بس خواجہ الگ ہو قصّہ مختصر دو پہر رات تک یہی صحبت رہی عمرو اپنی بیقراریان جتاتا رہا اور برق جادو بُرا بھلا کہتی رہی آدھی رات گئے برق جادو نے کہا کہ اب مین جاتی ہون تا امکان اپنے یہ خبر دمامہ جادو کو نہ ہونے دونگی یہ کہکر اُٹھی عمرو بولا کہ اے ملکہ بغیر تمھارے زندگی کیونکر ہوگی تم مجھکو قتل کرتی جاؤ برق پکاری بس واہیات نہ بک اور صاحبقران سے کہا کہ خدا حافظ نرگس کے مکر سے ہوشیار رہیے گا اور ہنس پر سوار ہوکے روانہ ہوئی عمرو پکارا شعر مرا کشتی و تکبیرے نگفتی عجب سنگین دلی اللہ اکبر جسوقت تک برق جادو نظر آتی رہی عمرو دیکھتا رہا جب نظرون سے

غائب ہوگئی ہائے کہکر غش کھاکر زمین پر گرا صاحبقران نے دوڑکر عمرو کو اٹھایا منہ کی گردو اہین سے جھاڑی پانی
کے چھینٹے دیے عمرو کی آنکھ کھلی ہوش آیا حیران وار چہار طرف دیکھنے لگا کہ وہ غار ہی مگر صبر و ہوش کہان ہی جب اُسے
نہ دیکھا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکارا شعر بس اپنا اب نہین کچھ آہ چلتا ہی ٭ کہ دل کو لیگیا اک راہ چلتا ٭
امیر نے اُسے گلے لگایا فرمایا کہ خواجہ کیون اتنی بیقراری کرتے ہو جان اپنی کھوتے ہو اس سے حاصل کیا ہوگا
یہ ہم جانتے ہین کہ تمھین جدائی اسکی شاق ہی مگر عالم مجبوری ہی خدا کو یاد کرو مہم دمامہ جادو کی سر ہوئے
تو معشوق تمھارا تمسے ملجائیگا اور یہ بھی افضال الٰہی سمجھو کہ برق جادو تمھاری دوست ہوگئی اور ابھی اسکی
دوستی کا کیا اعتبار جب ہم اُسکا امتحان کرینگے تو سمجھینگے کہ ہان وہ ہماری دوست ہی اور یون منہ سے ہزار کہے
تو کیا اعتبار ہی عمرو بولا حمزہ تو سچ کہتا ہی مگر میرے تو دل کو قرار نہین آتا اے حمزہ بچشم انصاف کہ ایسی صورتین
کبھی دیکھین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ کیا کہنا اسکا زبان نہین کہ اُسکے حسن کی تعریف کیجیے مگر اختیار کیا ہی سوائے
صبر کے چارہ نہین بارے عمرو کو سمجھا کر اُس بیقراری سے باز رکھا شب کو تو سو رہے صبح کو عمرو نے تمام
اسباب حوالۂ زنبیل کیا اور اُس مقام سے مع ابوالہول آگے بڑھے تمام دن رہ دی کی شام کو وہی کوہ طلا
وہی سبزہ وہی چبوترہ بلور کا معلوم ہوا صاحبقران نے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ کیا خوب منزلین بنائی ہین
کہ ایک ہی صورت کی ہین اُس مقام سے اور اِس مقام سے ایک ذرا فرق نہین ہی عمرو بولا آپ بجا ارشاد کرتے
ہین مگر مجھکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ ہم دن بھر پھرے اور جہان سے چلے تھے اُسی جگہ آئے امیر نے فرمایا کہ نہین
بھی وہ مقام یہ نہین ہی کیا ایک صورت کے مکان ہوتے نہین ہین اچھا ہم اب صبح کو نشان کرکے چلینگے
عمرو بولا بہت اچھا شب کو وہان آرام کیا مگر اس طرح سوتے تھے کہ امیر سوگئے تو عمرو جاگتا رہا اور
عمرو سویا تو امیر بیدار رہے علی الصباح فریضۂ سحری ادا کرکے ایک درخت پر تیر لگا کر روانہ ہوئے
دن بھر چلے شام کو وہی مقام دکھائی دیا امیر نے تیر اپنا پہچانا معلوم ہوا کہ دن بھر پھرتے ہین اور شام کو
پھر اسی مقام پر آجاتے ہین فرمایا کہ خواجہ دیکھو برق جادو ظاہرا تو دوستی کا دم بھرتی تھی اور باطن
مین یہان ہمکو قید کرگئی عمرو بولا حمزہ مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ یہ وہی مقام ہی آپ کو یقین نہ تھا
اب صبح کو جو چلیے تو اسم اعظم پڑھتے ہوئے چلیے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا تم سچ کہتے تھے تمھارے کہنے مین سر مو
فرق نہین ہوتا عمرو نے کہا کہ آپ کو یاد نہین ایسی سرحدین سحر بند بہت سی دیکھی ہین یہ کوئی ایسی
نئی بات نہین ہی القصہ ساری رات وہان جاگ کے بسر کی اور علی الصباح بعد نماز صبح اسم اعظم
پڑھ کر بائین طرف کا راستہ چھوڑ دیا داہنی طرف کو روانہ ہوئے کوئی پہر بھر چلے ہونگے کہ وہی صحرائے
ہول خیز وحشت انگیز جو باہر چاہ الماس کے ملا تھا جسمین مقبل وفادار و کرب غازی غائب
ہوئے تھے پھر ملا اس صحرا مین نہ کوئی چشمہ ہی نہ چاہ ہی سبز لون فقط سوکھی ہوئی گیاہ ہی شدت کی دھوپ
پڑ رہی ہی آگ برس رہی ہی درختون سے زرد زرد پتے زمین پر گر رہے ہین غنچے سوکھ سوکھ کے کانٹا
ہوگئے ہین گل پژمردہ پڑے ہین شاخین بصورت اعضائے مشلول نظر آتی ہین کسی مین برگ و بار کا نام نہین
فقط سوکھے ہوئے ڈنڈ کھڑے ہین کہین سائے کی چھاؤن تک نہین بادسموم کے جھونکے دل کو بریان کیے دیتے
ہین جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہی مسدس

وہ ٹھیک ہی وہ بیابان پر شرار	کانٹے زبان غنچہ گل مین ہین مثل خار	ہر وحشیون مین شور قیامت کا بار بار	آتش فشان ہین سارے شجر صورت چنار

کوسون گیاہ زرد ہی مانند زعفران	اکثر پرند خاک پہ گر گر کے مر گئے چنگاریون کا ریگ بیابان پہ ہی گمان گرمی سے جلن کو جامۂ تن تنگ و بال ہی	دریا تمام ریگ بیابان سے بھر گئے سنسان ہو رہا ہی بیابان کہ الامان اس دشت ہولناک مین ٹھہرنا محال ہی	مارا پڑا ہی جو ادھر آیا ہی کاروان

تمازت و حرارت آفتاب سے امیر کی یہ حالت ہوئی کہ از سرتا پا پسینے مین غرق ہو گئے دل ڈوبنے لگا راستہ چلنا دشوار
ہوا ہونٹھ آپس مین ملگئے زبان تالو سے لگگئی بات کرنا مشکل ہوا بیتاب ہو کے عمرو سے کہا کہ ای خواجہ پیاس کے مارے
عجب حال ہی زندگی محال ہی دم ہونٹھون پر آگیا ہی ساقی کوثر کے واسطے جستجو کر دکوئی سبیل نکالو کہین سے تھوڑا سا
پانی تلاش کر کے لاؤ ادھر ابو الہول دیوانہ بھی بلبلا یا کہ میرا تو کام تمام ہوا جاتا ہی حلق خشک ہو رہا ہی زبان
مین کانٹے پڑ رہے ہین عمرو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار مین جاتا ہون اگر کہین کوئی چشمہ یا چاہ
نظر آتا ہی تو مین ابھی پانی لاتا ہون آپ آہستے آہستے چلے دل کو ٹھنڈا کیجیے یہ کہکے بسرعت تمام روانہ ہوا اور طرفۃ العین
مین امیر کی نظرون سے غائب ہو گیا اب حال امیر کا سُنیے کہ یہ باحال پریشان چلے جاتے ہین جاتے جاتے
کچھ درخت ایک جگہ پر معلوم ہوئے ابو الہول سے کہا کہ مقرر یہان پانی ہوگا آؤ بھئی جلدی چلو بزودی قدم اُٹھاؤ
یہ کہکے اُن درختون کے پاس پہونچے دیکھا تو پتے اُنکے پانی نہ ہونے کے سبب سے مرجھا گئے ہین جب ہوا چلتی ہی تو وہ
پتے سوکھ سوکھ کے گرے پڑتے ہین پانی کا کہین نام بھی نہین امیر مایوس ہوئے اور ابو الہول سے کہا خدا جانے
عمرو کہان گیا نہین معلوم کہین پانی ملا بھی یا نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار آپ نے مقبل و کرب کی طرح
عمرو کو بھی اپنے ہاتھ سے کھویا یہ وہی صحرا ہے چاہ الماس ہی جہان اُن دونون کو آپ نے پانی کے واسطے
بھیجا تھا اور وہ زندہ پھر کر نہ آئے بلکہ اُنکے سر نظر آئے پیر و مرشد اس صحرا کا ایک ایک مقام سحر بند اور طلسم بستہ
ہی جو آپ سے جُدا ہوا پھر ملنا دشوار ہی خدا جانے خواجہ عمرو کہان گئے کہان نہین اب خدا ہی اُنکو جیتے
زندہ ملائیگا تو ملینگے صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول تو سچ کہتا ہی کہ عمرو کو مین نے دیدہ و دانستہ
اپنے ہاتھ سے کھویا افسوس صد ہزار افسوس غرض امیر عالیشان اور ابو الہول ایسے ہی کلمات حسرت و
افسوس کہتے ہوے چلے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کہ سامنے سے ایک ہرن نہایت خوبصورت اور خوش قطع دوڑتا
چلا آتا ہی سینگ اُسکے زلف مہوشان عنبرین مُو کی طرح بل کھائے ہوئے چہرہ مانند مہتابان روشن گرد ابرو مثل
ہلال کے پر تو فگن جوڑ بند نور کے سانچے مین ڈھلے ہوے بیٹھ اُسکی مانند شب تار کے پیٹ اُسکا مثل سحر سفید
رگ و پے سے شوخی و چالاکی پیدا نگرانداز سے کچھ حسرت و یاس ہویدا اُس ہرن نے جون ہی دیکھا امیر حمزہ کے
پاس آگیا اور قدوم میمنت لزوم سے اپنی آنکھین ملنے لگا صاحبقران نے فرمایا ای ابو الہول بھئی دیکھتے ہو
کیا اچھا پرانا ہرن ہی ذرا تم اسکی محبت و اُلفت تو دیکھو کہ میرے قدمون سے لپٹا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کسی کا
پالو ہی شاید اپنے مالک کے شبہے مین میرے پاس آیا ہی نہین تو یہ بڑی وحشی قوم ہوتی ہی آدمی کی پرچھائین سے
ہزارون کوس رم کر جاتے ہین کسی کو اُنکے نقش قدم بھی نہین نظر آتے ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای شہریار
سچ ہی نہایت خوبصورت اور عزیب ہرن ہی مجھے بھی اسکی اس حرکت پر تعجب ہوتا ہی کہ بھلا یہ جانور صحرائی غیر آدمی سے
اس طرح لپٹنا کیا جانے خدا جانے یہ کیا اسرار ہی شعر بغیر چارہ گرفتار دام ہو جاے ٭ ہمیشہ رم جو کرے یون وہ
رام ہو جاے ٭ اتنے مین نظر ابو الہول کی اُس ہرن کی آنکھون پر جو پڑی تو دیکھا ہرن امیر حمزہ صاحبقران
کے قدمون پر مُنہ ملتا جاتا ہی اور آنکھون سے آنسو جاری ہین ابو الہول نے عرض کیا کہ ای

شہریار رم اور بھاگنا کیسا ذرا ملاحظہ تو فرمائیے یہ کیا ماجرا ہی کہ یہ ہرن رو رہا ہی اب امیر نے جو دیکھا تو فی الحقیقت اُسکی
آنکھون سے دو سیلاب اشک جاری ہین امیر کو اُسکے حال پر رحم آیا اپنا دست شفقت اُسکی پیٹھ پر پھیرنے لگے وہ
ہرن یہ عنایت و شفقت امیر کی دیکھکر اور زیادہ رونے لگا اور سر ہلانے لگا گویا کر کچھ اشارے سے کہنے لگا اُسکی
اس غربت اور حالت پر قریب تھا کہ امیر بھی رونے لگین ابو الہول نے پھر عرض کیا کہ اے امیر ملاحظہ تو کیجیے
کہ ہرن روتا بھی جاتا ہی اور کچھ اشارہ بھی کر رہا ہی گویا مانند انسان کے بولا چاہتا ہی مجھے عقلیہ معلوم ہوتا ہی کہ
کہین یہ ستم رسیدہ بلا کشیدہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہی آپ نے انھین پانی لانے کے واسطے بھیجا
تھا وہان آفت مین پھنسگئے کسی ساحر کافر نے انھین ہرن بنا دیا ذرا کسی تدبیر سے دریافت تو فرمائیے اور نہین
تو ہرن کیسا ہی پالو ہو مگر اس طرح کبھی نہ پیش آیگا ابو الہول کا یہ کہنا تھا کہ ہرن نے سر ہلایا گویا اقرار کیا ہان مین
عمرو ہی ہون تو سچ کہتا ہی امیر نے جب یہ حال دیکھا تو خود بہ نفس نفیس اُسکی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اے ہرن
تجھکو قسم ہی حضرت سلیمان کی سچ بتا کہ تو کوئی آہوے صحرائی ہی یا جیسا ابو الہول نے بیان کیا تو عمرو بن
امیہ ضمری ہی ہرن نے پھر سر ہلایا کہ ہان مین عمرو ہون جب صاحبقران کو معلوم ہوا کہ درحقیقت ابو الہول
دیوانہ سچ کہتا ہی یہ جنگلی ہرن نہین ہی بلکہ ہمارا آہوے حرم عمرو بن امیہ ضمری ہی اُسی وقت اُسکی پیٹھ پر
ہاتھ رکھکے اسم اعظم پڑھکے دم کیا بہ برکت اسم اعظم وہ ہرن فوراً زمین پر گرکے لوٹا اور لوٹ پوٹ کے اپنی ہیئت
اصلی یعنے انسان کی صورت بنگیا اب جو دیکھا تو وہ ہرن نہین خواجہ عمرو ہین امیر نہایت خوش ہوئے اپنے گلے
سے لگا لیا ہنس کے پوچھنے لگے کہ اے خواجہ یہ تمھین کسنے انسان سے حیوان بنا دیا تھا تم تو خود ماشاء اللہ بڑے
طرار و فرار ہوشیار شاہ عیاران عیار ہو سیکڑون کو تم خود انسان سے حیوان بناتے ہو تمپر یہ کیا مصیبت
پڑی کس دام بلا مین پھنسے کہ اچھے بھلے آدمی سے ہرن بنگئے خواجہ نے عرض کی کہ اے امیر باتوقیر کیا گزارش
کرون عجب آفت کا سامنا ہوگیا تھا بری بلا مین پھنسا تھا مگر فضل ایزدی و تائید سرمدی سے بچگیا جب
مین پانی لینے کے واسطے چلا تو بہت جگہ مین نے پانی کی جستجو اور تلاش کی مگر کوئی سبیل نہ ہوئی اُسی طرح غریق بحر تفکر
چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک ایسی نازنین مہ جبین کو دیکھا جسکے دیکھنے سے انسان کی بھوکھ پیاس جاتی رہے
وہ بصد ناز و انداز پانی لیے چلی جاتی تھی دیکھتے ہی میرے منھ مین پانی بھر آیا مین نے اُس سے پانی
طلب کیا اُسنے کچھ جواب نہ دیا مین سمجھا کہ شاید اسنے نہین سُنا اور آگے بڑھکے مین نے پانی مانگا اسنے
بارد گر پھر کچھ جواب نہ دیا مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ اپنے غرور حُسن کے سبب سے اتنی دور سے جواب
نہین دیتی اُسکے پاس جاکے کہا کہ اے گل باغ محبوبی و اے سرو روان گلشن خوبی بقول شخصے شعر

ایک بوسہ ہمنے مانگا راہ مولا واہ جی		بیھوٹے منھ سے یہ نہ نکلا لیتے جاؤ شاہ جی

ہمنے دو مرتبہ تمسے پانی مانگا تمنے
پانی دینا تو درکنار جواب بھی نہ دیا اسوقت ہماری زبان مین مارے پیاس کے کانٹے پڑگئے ہین برائے
خدا تھوڑا سا پانی ہمین دو شعر

ما ہمہ تشنہ لبانیم تو لی آب حیات		لطف فرما کہ زحد میگزرد تشنہ لبی

یہ سنتے ہی اُسنے ایک چھینٹا پانی کا ایسا میرے منھ پر دیا کہ مین بیہوش ہوکے گر پڑا بعد تھوڑی دیر کے جو ہوش
آیا تو اپنے تئین آدمی سے جانور بنا ہوا پایا دل گھبرایا مگر کیا چارہ تھا اودھر نکل آیا آپ کو آتے دیکھا جان
مین جان آئی آپ کے پاس آیا خدا نے پھر مجھے حیوان سے انسان بنایا قید سحر سے چھڑایا اگر مین یہ جانتا
کہ وہ گیسو بریدہ ساحرہ ہی تو چاہے مارے پیاس کے میرا دم بھی نکلجاتا مگر مین کبھی اُس لکاٹہ سے پانی

ملنگئے نہ جاتا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ خیر جو ہوا سو ہوا مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت
گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط اب کبھی کہین ہمسے الگ نہ ہو جانا عمرو نے کہا کہ اے شہریار کیا مجھے خبط ہی
کہ مین آپ سے جدا ہو جاؤنگا آپ کو پیاس سے بیقرار دیکھکر میرے جی مین آیا کہ جہان سے ممکن ہو آپکے
لیے پانی لاؤن اب انشاء اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہ ہوگا مجھے تو یہ دیوانہ بہتر ہی کہ آپ سے ایک دم جدا نہین ہوتا
ہی الغرض امیر و خواجہ اور ابوالہول تینون باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اب یہ حال ہی کہ راستہ نہین
چلا جاتا دھوپ کی حدت پیاس کی شدت ساعت بساعت زیادہ ہوتی جاتی ہی جاتے جاتے سامنے سے
ایک باغ دکھائی دیا دہن مین آیا کہ اس باغ مین چلکر درختون کے سائے مین تھوڑی دیر دم لیجیے ٹھنڈھی
ٹھنڈھی ہوا کھائیے چمنون کی سیر کیجیے اگر ممکن ہو تو پانی بھی پی لیجیے راہ کا کسل دور ہو دل کو سرور ہو غرض دل مین
یہ تصور کرکے اُس طرف کو بڑھے تھوڑی دور گئے تھے کہ اب ایک باغبان کے بولنے کی آواز معلوم ہوئی
اسکی آواز سُنکے دل کو اور بھی سہارا ہوا اب جلدی جلدی قدم اُٹھاتے دوڑتے ہوئے دروازہ باغ پر پہونچے
دیکھا کہ یاقوت سُرخ کا ترشا ہوا پھاٹک لگا ہوا ہی چار دیواری بلورین ہی پھاٹک کے دونون طرف صحنچیان
بہت معقول بنی ہوئی ہین وہان کی ہواے روح افزا سے دل کو فرحت ہوئی تھوڑی دیر ٹھہرکے اندر گئے دیکھا
کہ چمن آراستہ و پیراستہ ہین ہر طرف سبزۂ خوابیدہ ہی گویا فرش مخمل سبز کا بچھا ہوا ہی دو رویہ روشون پر
مہندی کی ٹٹیان لگی ہوئی ہین ہر جگہ سرو و شمشاد ایک پاؤن سے کھڑے ہین گویا چمن کا پہرا دے رہے
ہین کہین سنبل اپنے بال کھولے کھڑا ہی کسی جگہ نرگس شہلا چارطرف باچشم حیران نگران ہی کہین لالے کا
داغ دل مہر کی ضیا کو مات کرتا ہی کہین گل شبو جلوہ افگن ہی کہین گل مہندی اور گل دوپہریا کا جوبن ہی
کسی جگہ سورجمکھی گل خورشید پر چشمک زن ہی کہین گلاب کا تختہ کھلا ہوا ہی قدرت خدا کا تماشا نظر آتا ہی کسی مقام پر
گل داؤدی اور گل جعفری اور گل عباس کا جدا جدا جلوہ ہی کسی جگہ گل صد برگ اپنا رنگ روپ کھاتا ہی کہین بیلا
چنبیلی موتیا جوہی کے تختے لگے ہوئے ہین کوسون تک مہک جا رہی ہی کسی چمن مین گل ہفت رنگ
بصد جلوہ گری اپنا رنگ دکھا رہے ہین کہین غنچے مسکراتے ہین کسی جگہ گل شگفتہ اپنا جوبن دکھاتے ہین
بلبلین چہک رہی ہین پھولون کی کلیان مہک رہی ہین کہین شمشاد پر فاختہ کو کو کر رہی ہی عشق شمشاد کے دم
بھر رہی ہی کسی جگہ قمری کا نعرۂ حق سرہ بلند ہی کہین پپیہے کا شور ہی کہین تیہو کا زور ہی مرغان چمن کی نوا سنجی
سے کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی کہین زمرد و یاقوت و الماس تراش ناندون مین چھوٹے چھوٹے
درخت پھولون کے اپنا لطف دکھا رہے ہین سیر کرنے والے کے دل کو ہر روش لبھا رہے ہین غرضکہ
امیر حمزہ کشورگیر ہر چمن کی سیر کرتے ہوئے لطف نسیم تازہ اُٹھاتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ
ایک طرف کچھ نازنین دکھائی دین کہ لہنگے بادلے کے پہنے ہوئے سُرخ دوپٹے اوڑھے ہوئے انوٹ بچھوے
پاؤن مین پڑے ہوئے جڑاؤ پتے کانون مین پاکیزہ صورتین بیلچے ہاتھون مین لیے کہ پھیچے اُنکے
طلائی اور دستے نقرئی تھے روشین بنا رہی ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک قصر زمردنگار بنا ہوا ہی
کہین اُسمین یاقوت احمر جڑا ہوا ہی کسی جگہ لعل شبچراغ نصب ہی ستون اُسکے الماس کے تراشے ہوئے
ہین محرابین مثل محراب ابروے نازنینان خوش قماش ہین رفعت مین آٹھوان آسمان ہی عجب قصر
عالیشان ہی آگے اُسکے ایک سائبان زربفتی کھنچا ہوا ہی مقیش کی جھالر ٹکی ہوئی ہی قمقمے نقرئی و طلائی

چارطرف لٹک رہے ہین آویزۂ مروارید آویزان ہین مطلا کارچوبین استادہ ہین اندرون قصر عالیشان زیرسایبان
فرش مخمل زردوزی کا نہایت نفیس وپرتکلف بچھا ہوا ہی ایک طرف قصر مین ایک چھپرکھٹ نہایت عمدہ
جڑاؤ لگا ہوا ہی طرح طرح کا شیشہ آلات نصب ہی جھاڑ کنول مرد نگین یکے دو ڈالے جو ڈالے قرینے سے اپنے
اپنے مقام پر لگے ہوئے ہین مینا دان پر کنٹر شیشے قرابے عطر کے رکھے ہوئے ہین کہین عطر گلاب کی خوشبو
آرہی ہی کہین کیوڑا مہک رہا ہی کسی جگہ موتیے اور سہاگ کی خوشبو فتنہ برپا کر رہی ہی کسی مقام پر عطر حنا اور
عنبر مشام جان کو تازگی بخش رہا ہی زیر سائبان دسترخوان بچھا ہوا ہی ہر طرح کا کھانا مہیا ہی دنیا کی نعمتین موجود
ہین اور ایک نازنین مہ جبین بصد ناز و ادا بیٹھی کھانا کھا رہی ہی گرد اسکے بہت سی انیسین جلیسین بھی اُسکے
ساتھ کھانا کھانے مین مصروف ہین امیر دیکھکر حیران ہوئے خیال مین گذرا کہ شاید یہ کسی بادشاہ کا محل ہی
ہم ناحق یہان چلے آئے واپس چلنے کا قصد کیا اُدھر سے پلٹے ہی تھے کہ کسی کی نظر پڑ گئی اُسنے دوسری
سے کہا دوسری نے تیسری سے کہا کہ ایک مرتبہ غل ہوا کہ ارے دیکھنا یہ کون لوگ نامحرم بے پوچھے
بیتحاشا حرم محترم بادشاہی مین گھس آئے صاحبقران نے جواب دیا کہ صاحبو معاف کرو ہمین معلوم
نہ تھا نادانستہ اُدھر چلے آئے دروازے پر کوئی حاجب و دربان بھی منع کرنے والا نہ تھا کہ ہمین معلوم ہوتا کہ
یہان زنانہ ہی لوٹتے ہین وہ نازنین مسند نشین کھانا چھوڑ کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا کہ ای شہریار آپ
شوق سے تشریف لایئے اسے اپنا کفش خانہ تصور فرمایئے تکلف کو راہ نہ دیجیے یہان تھوڑی دیر توقف
کیجیے اگر آپ تشریف لائے تو کیا قباحت ہوئی بسر و چشم تشریف رکھیے مصرع ای آمدنت باعث آبادی ما
ای شہریار ہمارے یہان اسقدر پردہ نہین کرتے ہین اسکی وجہ سے کسی کو دروازے پر نہین بٹھاتے یہ کہکر
اُٹھی اور تا لب فرش لینے کو آئی صاحبقران نے جو یہ صورت زیبا اور محبت اس پریچہرہ کی دیکھی دلدادہ و
فریفتہ ہوگئے ہر چند عمرو نے منع کیا کہ ای حمزہ نہ جا خدا جانے یہ کون بلا ہی مگر چونکہ امیر حمزہ صاحبقران دلدادہ
ہوچکے تھے خواجہ عمرو کا کہنا نہ سُنا اور اسکی طرف بڑھے جب پاس اُسکے پہونچے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اُسنے بھی
ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اور ناز و کرشمہ کے ساتھ باتین کرتی ہوئی دسترخوان پر لیجا کے بٹھایا اور عرض کیا کہ ای
شہریار جب سے آپ چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے ہین مین ہزار جان سے آپ پر شیدا ہون جب سے
آپکا جمال باکمال نظر آیا ہی دلدادہ و مبتلا ہون جہان تک میرا بس چل سکیگا مین آپ کی کفالت و رہبری
کرونگی ہمیشہ آپ کی اطاعت گذار و فرمانبردار رہونگی ای شہریار یہان کے جتنے باشندے ہین سب مکار و دغاباز
فیلیے جعلساز ہین اُنکے فریب سے جانبری مشکل ہی یہان کے لوگون سے ذرا خوب ہوشیار رہیے گا اور ای شہریار
معلوم ہوتا ہی کہ آپ ابھی صحراے وحشت خیز اور دشت بلا انگیز سے تشریف لائے ہین کیونکہ چہرہ آپ کا
تمتمایا ہوا ہی عرق آیا ہوا ہی بیابان کی باد صرصر سے گل رخسار پژمردہ ہو رہے ہین یقین ہی کہ کھانا پانی بھی
کہین نہ میسر آیا ہو خیر یہ جو کچھ ماحضر ہی اسکو تناول فرمایئے پھر تھوڑی دیر استراحت کیجیے گو کہ یہ کھانا
آپ کے قابل تو نہین مگر بقول شاعر مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ آپ کا ایک نوالہ اور ایک
دانہ بھی چکھ لینا باعث میرے عز و افتخار کا ہوگا امیر یہ محبت و مروت اُس مہر طلعت کی دیکھکے اور بھی
خوش ہوئے اور اسکے اصرار سے چاہا کہ ہاتھ قاب مین ڈالین اور کچھ نوش فرمائین ناگاہ پس پشت
سے ایک صدا آئی صاحبقران خبردار کھانا نہ کھانا امیر نے جو یہ آواز سنی ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا

ادھر اُدھر دیکھنے لگے کہ یہ صدا کہان سے آئی یہ کون شخص ہی اور یہ کیا راز ہی مگر کوئی صدا دینے والا دکھائی نہ دیا
اُس نازنین عشوہ ساز دغاباز نے جو یہ دیکھا تجاہل عارفانہ کر کے پوچھا کہ ای شہریار آپ نے ہاتھ کیون کھینچا امیر
نے فرمایا کہ تمنے یہ صدا نہین سُنی کہ کوئی منع کرتا ہی خبردار کھانا نہ کھانا اُسنے کہا کہ مین نے پہلے ہی عرض کیا ہی کہ یہان
کے لوگ بڑے جلساز و مکار و بخیل ہین نہین چاہتے کہ آپ کو راحت ملے آپ کچھ دل مین ایسی ایسی آوازون کا
خیال و وسواس نہ کیجیے خاصہ نوش فرمائیے صاحبقران نے اُسکے سمجھانے سے پھر ہاتھ بڑھایا اور چاہا کہ نوالہ بنا کے
مُنھ مین رکھین پھر صدا آئی کہ ای عزیز تو عجب طرح کا نادان ہی دوست دشمن کو نہین پہچانتا خیرخواہ و بدخواہ
کو نہین جانتا ارے پھر تجھسے کہے دیتے ہین کہ آہین دغا ہی خبردار خبردار اور زنہار زنہار کھانا نہ کھانا
صاحبقران نے پھر نوالہ ہاتھ سے ڈالدیا اس ماہ پیکر نے کہا ای شہریار آپ کو بڑا وہم ہی مین نے
دو مرتبہ آپسے عرض کیا کہ یہان کے لوگ آپ کی راحت نہین چاہتے آپ کو نہ یہ کہنے کا کچھ اعتبار ہوا
اور صدا ای نامعلوم کا خیال ہوا اگر آپ جانتے ہین کہ یہان پر کوئی میرا دوست و خیرخواہ ہی تو بھلا اُسے
بلائیے تو دیکھین وہ کون ہمسے زیادہ آپ کا خیرخواہ ہی صاحبقران نے اُسکے کہنے سے ہرچند آواز دی
کہ ای شخص تو کون ہی سامنے آ مجھے اپنی صورت تو دکھا مگر کوئی نہ دکھائی دیا نہ کچھ جواب ہی ملا جب اُس
دلربا نے یہ دیکھا تو عرض کیا کہ ای شہریار عالیوقار یہان ہزار طرح کی بلائین ہین آپ مطلق ایسی
صداؤن پر کان نہ رکھیے اپنا کام کیجیے کھانا نوش فرمائیے صاحبقران نے اپنے دل مین کہا لاحول ولاقوۃ
الا باللہ کیا کارخانے سحر کے ہوتے ہین کوئی صدا تو دیتا ہی مگر معلوم نہین ہوتا واقعی یہ آواز مجھے بہکاتی
ہی یہ خیال کر کے مستعد ہوئے کہ اب کیسی ہی آواز آئیگی مگر مین دھیان مین نہ لاؤنگا بے تکلف کھانا کھاؤنگا
اور نوالہ بنا کر مُنھ کی طرف لیگئے چاہتے ہین کہ نوالہ مُنھ مین رکھین کہ ابکی مرتبہ ایک آواز غضبناک آئی
کہ ای امیر ہمنے دو دفعہ منع کیا اور تجھکو کچھ اثر نہ ہوا یہ نہ جانا کہ کوئی دوست ہمارا ہمین سمجھاتا ہی دھوکھا کھانے
اور دام فریب مین پھنسنے سے بچاتا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ ہم تجھے بار بار منع کرتے ہین ہر مرتبہ تیری جان
بچاتے ہین کھانا کھانے سے باز رکھتے ہین اور تو اسکے عوض مین گویا زخم پر نمک چھڑکتا ہی کہ ہمکو جادوگرین رسوا
کرنے کے لیے سامنے بلاتا ہی واہ کیا عقل ہی اور کیا فہم ہی اسی عقل کے بھروسے پر چاہ الماس مین آیا
ہی اور ایسی منزل دشوار گذار مین قدم رکھا ہی مصرع برین عقل و دانش بباید گریست ۞ ارے غافل عقل
سے جاہل اس کھانے مین عوض نمک کے زہر ملا ہوا ہی اگر ایک نوالہ بھی کھائیگا تو فوراً مر جائیگا دیکھ ای
حیران و پریشان اور بیجان یہی نرگس جادو ہی اسنے دام تزویر بچھایا ہی کھانے مین زہر ملایا ہی اس سے
یہان کا ہر ایک جادوگر پست ہی سب تیرے مار ڈالنے کا بند و بست ہی اور اگر تجھکو میرے کہنے کا اب بھی
یقین نہ ہو تو اسم اعظم پڑھ طرفۃ العین مین حال معلوم ہو جائیگا صاحبقران نے یہ باتین سُنکے فوراً ہاتھ
سے نوالہ پھینکدیا اور بسم اللہ کہکے اسم اعظم پڑھنے لگے امیر کا اسم اعظم پڑھنا تھا کہ دفعتہً اُسکی وہ صورت بدلگئی
اور ایک عجیب کریہ منظر عورت نظر آئی کہ امیر کو کلیتہً نفرت ہوگئی چاہا کہ گرفتار کرین لیکن وہ ہاتھ نہ لگی
کود کر الگ جا کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای حمزہ معلوم ہوا کوئی ہم مین سے تیرا شریک ہی مگر وہ میرے
ہاتھ سے کہان جائیگا امیر تلوار کھینچکر دوڑے کہ ادلکاتہ کھڑی تو رہ کہان جاتی ہی میرے ہاتھ سے نرگس جادو
نے کہا کہ ای حمزہ مین تجھے مار چکی تھی مگر تیرے دوست نے تجھکو بچا دیا اور تجھکو تو بھلا تو کیا پائیگا سوا افسوس و ندامت کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا یہ کہکر تھوڑی سی خاک اٹھا کر اپنے دونون بازوون پر ملی خاک کے ملتے ہی دو نون طرف دو پر
پیدا ہوئے شعر اسکے پرون کو دیکھکے غل جا بجا ہوا ہم سمجھے تھے کیا یہ پر حقیقین نرگس نے وا کیا + اور یہ کہتی ہوئی
بالائے ہوا پرواز کر گئی کہ پہلے تیرے دوست و خیر خواہ کو تلاش کرکے گرفتار کرون پھر تجھے سمجھ لونگی تو میرے
ہاتھ سے زندہ و سالم بچکر کہان جائیگا قیامت تک تو تجھے یہان سے نجات نہ ہوگی اور طرفۃ العین مین نظرون
سے غائب ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا کہ ای حمزہ یہ لکا تہ بلائے بے درمان آفت جہان ہی یہی غنیمت سمجھئے کہ
اسوقت جان بچگئی مگر ای حمزہ کیا جلدی آپ بھی ہر ایک پر عاشق و فریفتہ ہو جاتے ہین جسکی کچھ انتہا نہین
اور اپنے دل مین یہ سمجھتے ہین کہ بس اب اس سے زیادہ کوئی دوست میرا نہین اُسکو دعا دیجیے جسنے ایسے وقت
مین آپ کی جان بچائی آپ کو آپ کے دشمن جانی اور عدوے روحانی کے ہاتھ سے نجات دلوائی امیر نے
فرمایا ای خواجہ یہ تو سچ ہی مگر خیال تو کرو کچھ ذہن تو دوڑاؤ کہ یہ جو آواز کسی دمساز کی آتی تھی یہ کون تھا
عمرو نے کہا کہ ای امیر یہ کوئی فرشتہ جان بخش تھا اور کون تھا اب سنئیے کہ نرگس جادو تو اُدھر پرواز کر گئی
ادھر امیر شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے کھڑے تھے دل مین خیال آیا کہ اگر ایک شکار خالی گیا تو اور شکارون کو
کیون جانے دیجیے اسکی نسبتن طلبین جتنی تھین وہ سب ابھی وہین تھین امیر اُنپر تلوار لیکر دوڑے جو
جادوگرنیان تھین وہ اڑ گئین جنکو سحر مین کچھ دخل نہ تھا وہ اپنی اپنی جان بچا کے بھاگ گئین امیر حمزہ
مع خواجہ عمرو اور ابوالہول دیوانہ کے اس قصر سے نکل کے دروازے کی طرف راہی ہوئے ایک مقام پر
پہونچے وہان ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ کوئی شخص کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم وای خالق و اکرم
صدقہ اپنے بندگان خاص کا اس عذاب الیم سے ہمکو نجات دے اور ایک مرتبہ صورت ہمارے آقائے
ولی نعمت اور خداوند سکندر صولت امیر حمزہ صاحبقران کی دکھا دے پھر تجھے اختیار ہی چاہے زندہ
رکھ چاہے ہمارا دم نکال لے یہ صدائے دردناک سنتے ہی حمزہ صاحبقران بیچین ہو گئے عمرو سے کہا
کہ خواجہ یہ آواز تو گوش آشنا معلوم ہوتی ہی خدا جانے کون دوست ہمارا ہمپر جان فدا کرنیوالا مبتلائے
آفت ہی نہین معلوم کیا مصیبت ہی جو اُسکی یہ حالت ہی آؤ چلو دیکھین کیا ماجرا ہی یہ کہکے اُس آواز کی
طرف چلے اتنے مین پھر آواز آئی کہ ای قاضی الحاجات وای حلال مہمات تو سب کے دل کی آرزو بر لاتا ہی
ہماری بھی مراد دلی بر لا کہ ہمین ہمارے آقا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حضرت امیر حمزہ صاحبقران کی
صورت دکھا یہ سنکے امیر کے دل کی کلی کھلی اور دونی ہو گئی اُسی طرف جلدی جلدی قدم اٹھاتے چلے دیکھا کہ ایک
حجرہ بنا ہوا ہی اُسی مین سے یہ صدائے حسرت خیز اور آواز درد آمیز آتی ہی دوڑ کے دروازے پر حجرے کے
پہونچے دیکھا کہ قفل دیا ہوا ہی چاہا کہ کھولین مگر کسی طرح وہ قفل نہ کھلا چاہا کہ توڑ ڈالین کسی طرح نہ ٹوٹا آخرکار
اسم اعظم پڑھ کے قفل پر جو دم کیا تو فوراً قفل کھلکر گر پڑا امیر نے دروازہ وا کیا اندر جا کے دیکھا کہ دو شخص پیچ پیچ
کیے ہوئے زمین پر چت پڑے ہین اور سینون پر انکے دو پتھر مثل کوہ گران کے رکھے ہوئے ہین وہی یہ گریہ و زاری
جناب باری سے یہ دعا مانگ رہے ہین قریب جا کے جو غور سے دیکھا تو پہچانا کہ وہ دونون مقبل وفادار اور
کرب غازی ہین پہچانتا تھا کہ جلدی سے انکے ہاتھ پاؤن کھولے مگر اُنھین اسقدر سکت اور قوت نہ تھی کہ
اُٹھ سکین ہاتھ پاؤن کھولنے پر بھی وہ اُسی طرح پڑے رہے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کے اُنپر دم کیا فوراً
ببرکت اسم اعظم اُنمین قوت آئی اور وہ دونون اُٹھ کے امیر کے قدمون سے لپٹ گئے امیر نے اُنھین قدمون پر سے

اُٹھا کے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ بھئی ہم تو تمھارے مر گئے ہوے دیکھے بہت پریشان ہوئے تھے چاہا تھا کہ خنجر مار کے
مر جائین مگر قضا نہ تھی حضرت خضر علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمھارے زندہ رہنے کی خبر دی ہین حرام موت سے
محفوظ رکھا دونون نے اپنی سرگذشت عرض کی کہ ہم جو اُس باغ مین پانی لینے کو گئے نرگس جادو نے ہمین گرفتار
کیا ہمسے طالب وصل ہوئی ہمنے انکار کیا اُسنے آزردہ ہو کے اس حجرے مین قید کیا دوسرے دن بلاتی تھی اور نہایت
دلجوئی و مدارات سے کھانا کھلاتی تھی آرام دیتی تھی آنکھین بچھاتی تھی پھر غمزہ و کرشمہ ناز و ادا سے ادھر اُدھر کی
باتین عشق عاشقی کی کہانیان حسن و عشق کے افسانے محبت و الفت کے قصے بیان کرکے طالب وصل ہوتی تھی جب
ہم کسی طرح اُسکے داؤ پر نہ چڑھتے تھے اُسکی باتون کا جواب صاف دیتے تھے تو پھر ہمین اسی حیثیت سے جسطرح آپ نے
ملاحظہ کیا قید کر دیتی تھی ہمین نہین معلوم اُسنے کسکے سر کاٹ کے بیرون باغ ڈلوا دیے تھے امیر نے کہا معلوم ہوتا ہی
اُسنے تمھاری صورتون کے لوگ سحر سے بنائے ہونگے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب تم
ہمارے ساتھ چلو القصہ امیر حمزہ صاحبقران مُقبل وفادار اور کرب غازی کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے
ہر چند چاہتے تھے کہ اُس باغ سے نکلین مگر دروازہ نہین معلوم ہوتا تھا چہار جانب دیوارین اس باغ کی
آسمان سے ملی ہوئی معلوم ہوتی تھین غرض چہار طرف بہت سر ٹکرایا مگر کہین راستہ نکلنے کا نہ پایا عمرو
نے کہا کہ ای حمزہ نرگس جادو آپ کو قید کر گئی ہی آپ کس خیال مین ہین اسم اعظم پڑھیے گا تو راستہ
یہان سے نکلنے کا پیدا ہوگا ورنہ یہین پھڑک پھڑک کے دم نکلجائیگا قیامت تک راستہ نظر نہ آئیگا امیر حمزہ
نے ایک جانب دیوار اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً آواز تڑاقے کی آئی اور دروازہ باغ کا دکھائی دیا امیر مع
ہمراہیون کے باہر آئے ایکطرف کو روانہ ہوئے چند قدم آئے ہونگے اب جو پیچھے پھر کے دیکھا تو اُس باغ کا
کہین نام و نشان بھی نہ پایا جہان ہزارون طرح کے گل بوٹے تھے وہان ایک کانٹا تک نہین دکھائی دیتا جہان
قمری و بلبل کا شور تھا وہان زاغ و زغن کا شور تک نہین سُنائی دیتا بلکہ ایک صحراے مہیب و وحشت عجیب
نظر آتا ہی عمرو نے عرض کیا کہ ای صاحبقران دیکھیے ابھی یہان کیا تھا کیا ہو گیا فرمایا ہان ای خواجہ سحر کے
کارخانے ایسے ہی ہوتے ہین جہان سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ نظر نہین آتا وہان ایک دم مین
گلشن پُر فضا کھلجاتا ہی جہان باغ پُر فضا ہوتا ہی وہان ساعت بھر مین سوائے خس و خاشاک کے اور کچھ
نہین دکھائی دیتا ہی جس جنگل مین ایک قطرہ پانی کا کہین نہین ملتا وہان طرفۃ العین مین دریاے زخار اور
بحر مواج موجین مارتا ہی جس مقام پر پانی کے سوا کچھ اور نہین ہوتا وہان چشم زدن مین لق و دق میدان نکلجاتا
ہی غرض آپسمین یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ سامنے سے ایک فیل کوہ عدیل دکھائی دیا کہ ایک
ایک دانت اُسکا نو نو گز کا تھا اور کان اُسکے مثل فراشی پنکھون کے تھے سونڈ بھی بیس گز سے کم نہ تھی مشک
بھی دس بارہ گز کی چوڑی تھی دونون کنپٹیون سے مستی بہ رہی تھی امیر کو دیکھتے ہی وہ فیل مست دوڑا
سب تو اسکو اپنی طرف حالت غیظ و غضب مین آتے دیکھکر پیچھے ہٹ گئے مگر شاہ شاہان سلطان السلطان
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر کشورستان حمزہ صاحبقران اُسی فیل کی طرف بڑھے قریب آکے اُسنے سونڈ کو
دوڑایا کہ امیر کو لپیٹ لے امیر شیرگیر نے اس زور سے ایک وار شمشیر آبدار کا کیا کہ سونڈ اُسکی دانتون سمیت
کٹ گئی وہ ہاتھی پیچھے ہٹا اور دوڑ کر دونون دانت امیر پر مارے امیر نے حملہ اُسکا خالی دیا اور جھپٹ کر
ایک تلوار جو ماری تو وہ جو باقی ماندہ اُسکے دانت تھے وہ بھی مثل شمع مومی کے کٹکے گر پڑے وہ ہاتھی سامنے سے بھاگا

اور تھوڑی دور جاکے پھر پلٹ پڑا اب جو امیر نے دیکھا تو دو نون دانت اُسکے مسلم و درست پائے پھر وہ مثل حملۂ اوّل کے صاحبقران پر جھپٹا امیر نے اسی طرح سے پھر اُسکا خالی دیکر چاہا کہ تلوار مارین عمرو گلیم عیاری اوڑھے سامنے کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا آواز دی کہ حمزہ اس ہاتھی کو یون نہ مارئے گا بلکہ اسم اعظم پڑھ کے تلوار مارئے امیر حمزہ صاحبقران نے موافق کہنے عمرو کے اسم اعظم پڑھ کے ایک تلوار جو اُسکی کمر پر جھٹکا کر بہر اچھتی و چالاکی ماری معًا وہ ہاتھی دو ٹکڑے ہوا اور غلغلۂ دار و گیر بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ہرزہ دق جادو دربان نرگس جادو بود صاحبقران بعد اس مرحلۂ عظیم کے آگے روانہ ہوئے یکایک آواز ہیبت پیدا ہوئی کہ باش او خیرہ سر تیرہ روزگار کہان جائیگا اگر ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت نبجائیگا صاحبقران نے دیکھا کہ ایک دیو مہیب صورت وارشمشاد ہاتھ مین لیے چلا آتا ہی جب قریب امیر با توقیر کے آیا امیر اس سے بھی مقابل ہوئے اسنے وارشمشاد ماری امیر نے حربہ اسکا خالی دیا دارشمشاد اسکے ہاتھ سے چھوٹ کے گر پڑی زمین مین دراڑ آئی خاک اُڑی دیو اُس حالت غیظ و غضب مین چونکہ از خود رفتہ تھا سمجھا کہ اسکی جھپٹ سے امیر کا کام تمام ہوگیا پکارا کہ افسوس ای حمزہ گوشت تیرا کرکرا ہوگیا کھانا بھی نصیب نہ ہوا امیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان نے فرمایا کہ او کافر اکفر ہوش مین آ حواس کی باتین کر ایسا خود رفتہ اور مختل الحواس ہوکے نہین لڑتے ہین تو نے کسکو مارا کسکا کام تمام کیا کسکا گوشت کرکرا ہوگیا تجھکو کھانا نہ نصیب ہوا دیکھ کہ مین تیرا حریف موجود ہون اُسکو اور بھی غصہ آیا چاہتا تھا کہ اب کی مرتبہ ایک ایسا وار کرے کہ اگر کوہ گران بھی ہو تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے امیر حمزہ صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی پر اسم اعظم پڑھ کے دم کیا اور بچستی تمام ایک ہاتھ جو اُسکی کمر پر مارا وہ ملعون ایک ہی وار مین دو ٹکڑے ہوگیا غلغلۂ قیامت برپا ہوا بعد دو گھڑی کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو باغبان نرگس جادو بود صاحبقران چاہتے تھے کہ آگے روانہ ہون دفعتہً ایک ابر تیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا بجلی چمکنے لگی دیکھا کہ برق جادو چلی آتی ہی جسوقت وہ قریب آئی صاحبقران کو تسلیم بجا لائی اور عرض کیا کہ کنیز نے آپ کو اسقدر سمجھا دیا تھا کہ نرگس جادو بہت مکارہ ہی اُسکے فریب مین نہ آئیے گا مگر آپ نے بالکل میری گذارش کو دل سے بھلا دیا اور اُسکے کہنے سے کھانا کھانے پر آمادہ ہوگئے اگر اُس کھانے کا ایک لقمہ بھی آپ خدانخواستہ نوش فرما لیتے تو نصیب اعدا اپنی جان سے ہاتھ دھوتے فوراً پانی ہوکے بہجاتے جب مین نے دیکھا کہ آپ اُسکی باتون مین مصروف ہوکر کھانا کھایا چاہتے ہین مجھسے کسیطرح ضبط نہو سکا مجبور ہوکے آپ کو آواز دی کہ ہرگز یہ کھانا نہ کھائیے گا ورنہ پچھتائیے گا آپ نے تامل کیا پھر اُسکے دام فریب مین گرفتار ہوکر نوالے اُٹھا کے کھانے کا قصد کیا پھر مین نے آواز دی کہ زنہار یہ کھانا نہ کھائیے گا اسمین فریب ہی آپ نے پھر تامل کیا جب اُسنے مکاری کی باتین کین پھر آپ کھانے پر راضی ہوگئے جب تیسری مرتبہ آپ کھانے کی طرف متوجہ ہوئے مین بے اختیار ہوکے پکاری کہ اسمین زہر ملا ہوا ہی اس کھانے کو تناول نفرمائیے اور دیکھیے یہی نرگس جادو ہی اُسوقت آپ خبردار ہوئے اور کھانے سے ہاتھ کھینچا وہ آپکے پاس سے بھاگ گئی اور ای شہریار اُسوقت جو کلمات گستاخانہ حالت اضطراب و بیقراری مین میری زبان سے آپ کی شان مین نکلے ہین برائے خدا معاف فرمائیے گا صاحبقران نے فرمایا ای برق جادو یہ تم کیا کہتی ہو سچ پوچھو تو ہمپر تمہارا بڑا احسان ہی کہ تمنے ہماری جان بچائی ورنہ اب تک تو مدت کا خاتمہ ہوگیا ہوتا کہین تمسے کچھ ملال اور رنجانے شکایت نہین ہی پھر برق جادو نے عمرو کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ ای خواجہ مین

تجھے تو بڑا عقلمند جانتی تھی تو نے بھی صاحبقران کو کچھ نہ سمجھایا اور کھانا کھانے کو منع نہ کیا فائدہ تیرے بھی ذہن
مین آیا کہ دستر خوان پر دنیا کی نعمتین اور طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے ہین اگر حمزہ عالیشان کھائینگے تو مین
بھی خوب بڑھ بڑھ کے ہتھے لگاؤنگا مین کیون منع کرون اگر انھین منع کرونگا تو مین بھی بھوکھا رہونگا یہ نعمتین
نہ کھانے مین آئینگی ارے اسی عقل و دانش پر سر برندۂ جادوگران نام رکھا ہی بھلا تو نے جادوگرون کو
کیونکر مارا ہوگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ برق جادو مین نے تو ایک چیونٹی کو بھی کبھی نہین مارا ناحق ناحق مجھے
لوگون نے بدنام کیا ہی اور حمزہ سنتے کیسی ہین اس سن مین بھی جہان کوئی اچھی صورت دیکھی وہین لٹو ہوگئے ہمیشہ
سے انکی یہی عادت ہی شعر پرورش پائی ہی حسینون مین + ہی مزہ عشق کا لڑکپن سے + واقعی اگر تم خبردار
و ہوشیار رہو تو بیشک سب کا کام ہی تمام ہوچکا تھا پھر برق جادو نے صاحبقران سے عرض کیا کہ ای شہریار
مین تو اب زیادہ ٹھہر نہین سکتی جاتی ہون مگر آپ اب نرگس جادو کے فریب مین نہ آئیے گا ہر وقت خوب
خبردار و ہوشیار رہیے گا اور اگر آپ نے اُسے مار لیا تو کر دبامہ جادو کی ٹوٹ جائیگی بڑا دشمن آپ کا دفع ہوگا
یہ کہکر وہ بسوے آسمان روانہ ہوئی صاحبقران آگے چل نکلے عمرو سے کہا کہ خواجہ اب مجھے یقین کلی ہوا کہ
برق جادو ہماری دوستدار ہی عمرو نے عرض کیا یہ میری آواز پر عاشق ہی مانند ملکہ جادو کے یہ بھی جانفشانی
کریگی یہی باتین کرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ پھر وہی صحرا لاجہان منقبل و کرب گم ہوئے تھے پیاس کے مارے
عجب حالت ہوئی بیقراری مین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہین سے پانی لاؤ اب پیاس کے مارے حلق خشک
ہو رہا ہی عمرو نے عرض کیا کہ ای حمزہ اب مین بار دگر آفت مین گرفتار ہونے نہ جاؤنگا ایک مرتبہ جو پانی لینے گیا تو
آدمی سے جانور بنگیا خیر خدا نے آپ تک پہونچا دیا کہ برکت اسم اعظم مین اپنی ہیئت اصلی پر آگیا اگر ابکی مرتبہ مین
پھر پانی کی جستجو مین گیا تو یقین ہی کہ زندہ و سالم بچکر نہ آؤنگا میری لعل سی جان جائیگی آپ کا کچھ نہ جائیگا اپنی
زندگی سے ہاتھ دھوؤن تو پانی لینے کو جاؤن امیر چپ ہو رہے مگر پیاس سے زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین
بات نہین کیجاتی بدن سے آگ کے شعلے نکل رہے ہین ناگاہ دور سے کچھ جانور اڑتے ہوئے دیکھے کچھ درخت
دکھائی دیے اسی طرف جلدی جلدی دوڑے جب وہان پہونچے دیکھا پانی تو نہین ہی مگر ادھر ادھر دو گانؤن بسے
ہوئے ہین اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک پیرزال کورے جھجر مین پانی بھرے ہوئے ایک گانؤن سے دوسرے گانؤن
مین لیے جاتی ہی صاحبقران نے کہا کہ خواجہ اس سے پانی لیا چاہیے عمرو بھی سوچا کہ اب کیا اندیشہ یہان مین
کچھ تنہا نہین ہون جو کچھ خوف ہو چلکے اس سے پانی لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے پکارتا ہوا دوڑا کہ
اری بڑھیا تھوڑا سا پانی دیتی جا جب یہ کہتا ہوا اُسکے قریب پہونچا وہ بولی کچھ دیوانہ ہوا ہی گھانس کھا گیا ہی
ہرگز اسمین سے ایک قطرہ پانی کا نہ دونگی مین بڑی محنت سے بھرکے لائی ہون اگر تجھکو ایسی ہی پانی کی خواہش
ہی اس قصبے سے جاکے لے آ کچھ بڑھیا سے کیون مانگتا ہی عمرو نے کہا ارے مادر مہربان آقا میرا حمزہ صاحبقران
اسوقت پیاس سے بیقرار ہی ایک تھوڑا سا پانی دیدے آخر تیرے بھی بال بچے ہین یا نہین تجھکو رحم
نہین آتا وہ دیکھ حمزہ صاحبقران آ پہونچے ترس کھاکے یہ پانی اُسے پلادے مین اسکے عوض مین بہت سا
پانی تجھے بھرلا دونگا اتنے مین صاحبقران بھی قریب آگئے اُس بڑھیا کو سلام کیا اور بے اختیار ہو کر اس سے
پانی مانگا اُسنے جو صورت امیر با توقیر کی دیکھی بیساختہ کہا کہ لو بیٹا پانی حاضر ہی پیو اور بڑا سا آبخورہ ہاتھ
مین تھا وہ بھرکر امیر با توقیر کو دیا اور کہا کہ لو پیو امیر پیاس کے مارے بیتاب تو ہو ہی رہے تھے

جلدی سے آبخورہ اُسکے ہاتھ سے لیا چاہتے ہین کہ یکایک آواز آئی کیون ای حمزہ تو پھر اپنے ہاتھ سے اپنی جان
دیا چاہتا ہی فریب مین آکے جام زہر ہلاہل پیا چاہتا ہی ہوشیار ہو یہ پیر زال نرگس جادو ہی اور یہ پانی زہر ہلاہل
ہی صاحبقران زمان نے یہ صدا سُنتے ہی آبخورہ زمین پر دے مارا فوراً دھوان اُٹھا زمین پکنے لگی اُتنی جگہ
سیاہ ہوگئی امیر کو یقین ہوا کہ بیشک یہ پانی زہر آلود تھا اگر ایک قطرہ بھی اُسکا حلق سے اُتر جاتا فوراً دم
نکلجاتا خدا نے خوب بچایا شعر

آیا تھا لینے حضرت دل آپکو وہ ترک	یہ کہیے آج خوب بچے خیر ہوگئی

یہ آواز سُنکے نرگس جادو یعنے اُس بنی ہوئی بڑھیا ستم کی پڑیا نے جو ادھر اُدھر خیال کیا تو دیکھا کہ ایک درخت
کی ٹہنی پر ایک لال بیٹھا ہوا بول رہا ہی اُسی نے امیر حمزہ صاحبقران زمان کو ہوشیار کیا پانی پینے سے
روکا میرے دام فریب سے بچایا پکاری کہ او گیسو بریدہ مین نے تجھے پہچانا او برق جادو اب مجھے معلوم ہوا تو
اس سے ملی ہوئی ہی مین بھی حیران تھی کہ کون ہمارے یہان سے انکا شریک ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ تو ہی ہی خیر
سمجھا جائیگا کیون ای برق جادو دمامہ جادو نے تجھے اسی واسطے پالا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار
کردیا تھا کہ تو اُسکے سارے گھر کو برباد کردے مین پہلے تجھی کو گرفتار کرکے سزا دونگی بعد اُسکے حمزہ سے سمجھ لونگی
صاحبقران دوڑے کہ او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتی ہو اور چاہتے تھے کہ عقرب سلیمانی کا وار کرین خود
وہ ساحرہ بزور سحر اژدہاے آتش فشان کی صورت بنکے امیر حمزہ صاحبقران پر دوڑی منہ سے شعلہ آتشین
چھوڑے کہ تمام خس و خاشاک صحرا کے جلنے لگے صاحبقران زمان نے اسم اعظم پڑھکے دم کیا فوراً وہ اژدہے
کی صورت منگی کتے کی طرح زمین پر ہاتھ پانون مارنے لگی صاحبقران نے ڈرایا اور ہر دار ذرا اپنی ہیئت کذائی
تو دیکھ نرگس جادو نے جو دیکھا کہ صورت میری اصلی ہوگئی دل مین نہایت شرمندہ ہوئی حیران ہوکے
سامنے سے بھاگی امیر با توقیر باشمشیر برہنہ دوڑے نرگس جادو نے دیکھا کہ اب امیر کے ہاتھ سے
میری جان بچتے نہین معلوم ہوتی اسم سحر کا پڑھکے اپنے دونون شانون پر دم کیا دونون طرف دو پر
پیدا ہوئے پرواز کرکے آسمان کی طرف چلی چلتے پکارا کہ حمزہ اگر نرگس جادو آپکے ہاتھ سے اسوقت
بچکے صحیح و سالم نکلگئی تو برق جادو رسوا ہوگی قتل ہوگی حمزہ یہ زندہ بچکے نہ جانے پاے صاحبقران
نے جلدی سے ایک تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا جیسے ہی نرگس جادو اُڑکے چلی تھی کہ تیر جو پڑا تو اسفل
سے اعلی تک گذر کر مغز کو توڑکے باہر نکلگیا چرخ کھاکر زمین پر گری شور و غل کی آواز بلند ہوئی گرد اُڑی
اندھیرا چھاگیا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا تلاطم عیان ہوا آواز آئی کُشتی مرا نامم نرگس جادو بود بعد تھوڑی دیر
کے گرد و غبار بیٹھا اندھیرا دور ہوا تلاطم برطرف ہوا روشنی ہوئی بجلی چمکی برق جادو سامنے آئی سلام
کیا ایک سوا ایک تختی الماس کی نذر دی اور عرض کیا کہ ای شہریار عالیمقدار شاہ شاہان سلطان سلطانان
زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ نے بڑا کار نمایان کیا کہ اس لکاتہ شوخ دیدہ
گیسو بریدہ نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اگر کہین یہ آج بچکے چلی جاتی تو مجھکو دمامہ کے سامنے خوب رسوا کرتی
مجھکو تو یقین ہوگیا تھا کہ آج کسی طرح یہ بھید چھپ نہین سکتا ضرور افشاے راز ہوگا مگر خداوند کریم آپ کو
سلامت باکرامت رکھے کیا ہی تیر مارا ہی کہ یہ لکاتہ ہدف تیر قضا ہوگئی تمام کھٹکا اور خوف و اندیشہ مٹگیا سارا
قصہ پاک ہوگیا مگر ای شہریار دیکھیے پھر آپ اُسکے دام فریب مین آگئے تھے پانی پیا ہی چاہتے تھے اگر مین نہ ہوتی
تو اُسنے آپ کے دشمنون کو ہلاک ہی کرڈالا تھا اور مین تو کہین گئی نہ تھی پوشیدہ آپ کے ہمراہ تھی

صاحبقران نے فرمایا ای ملکہ برق جادو تمنے خوب وقت پر آگاہ کیا نہین تو ہمارا کام تمام ہو چکا تھا یہ
احسان بالاے احسان ہی شعر

تا حشر نہ بھولیگی یہ امداد تمھاری
ہوگی نہ فراموش کبھی یاد تمھاری

اسنے عرض کیا ای شہریار مین کنیز ہون ہر وقت راہ اسلام مین سر دینے اور جان نثار کرنے کو موجود ہون خدا
آپ کو فتحیاب کرے اور ای شہریار اب آگے سرامہ جادو کا مکان ہی وہ دمامہ جادو کی بیٹی ہی مین وہ ایک جگہ
کھیلکر بڑی ہوئی ہون مجھسے اُس سے کمال محبت و اتحاد ہی وہ علم سحر مین بلاے روزگار ہی دنیا مین اپنا عدیل و نظیر
نہین رکھتی بڑے بڑے ساحر اُسکے سامنے کان پکڑتے ہین خبردار اُسکے چہار طرف پھرتے سب جگہ جاتے آتے
ہین اگر اُسکو آپ نے مار لیا تو گویا دمامہ جادو کو مارا مگر مارنا اُسکا کچھ آسان نہین نہایت دشوار ہی آپ کو
ہر وقت اور ہر ساعت اُسکے مکر و فریب سے نہایت ہوشیار و خبردار رہنا چاہیے اُسے سوا خواجہ عمرو کے
اور جو چاہے کوئی مار سکے تو یہ امر بہت مشکل بلکہ غیر ممکن ہی صاحبقران نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ سنا خواجہ
تمنے برق جادو کیا کہتی ہی عمرو نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ صاحبقران عورت کے کہنے پر اعتماد نہ کرنا چاہیے
اُسے سودا ہو گیا ہی بھلا مین اسے کیونکر قتل کر سکونگا اول تو مجھے اُسکا ٹھکانا نہین معلوم دوسرے راہ نہین
کدھر سے اُس تک پہونچون برق جادو نے کہا کہ خواجہ پتا اُسکے مکان کا تم مجھسے سن لو یہان سے سامنے
سیدھے چلے جانا ایک دو کوس پر جاکے تمھین دریاے سیماب ملیگا اُس دریا کو طی کرکے تھوڑی دور اور
آگے بڑھنا وہان ایک پہاڑ زمرد کوہ نام ہی بس وہین سرامہ جادو کا مکان ہی اور وہان سے شہر زمرد
بہت ہی قریب ہی عمرو نے کہا کہ ای صاحبقران آپکو معلوم ہی کہ مین تین چیزون سے بہت ڈرتا ہون ایک تو
دریا سے کہ جہان اُسمین غڑاپ سڑپ ہوا پھر کچھ نہین ہو سکتا کیسا ہی کوئی پیراک بیباک و چالاک ہو مگر
جہان سر سے ذرا بھی پانی اونچا ہوا اور اُسکے حواس باختہ ہوئے غوطے کھانے لگا ادھر غوطے کھائے اُدھر
زندگی سے ہاتھ دھونا پڑا کشتی عمر ڈوبنے لگی جان کا کہین تھل بیڑا نہ لگا چٹ پٹ کھڑی ملاحی باتھی سب
بھولگیا آخر اُسی گرداب بلا مین تڑپ تڑپ کے غرق چاہ فنا ہو گیا دوسرے نقابدار سے کہ جہان اُسنے
چشم حیا پر برقع بیحیائی کا ڈال لیا شرم و حجاب سے باقی نہین رہتا تیسرے ساحر سے کہ جہان اُسنے کچھ پڑھکر
پھونکا کیسا ہی مرد میدان و شیر نیستان ہو مگر کچھ بہادری اور دلاوری اُسکی پیش رفت نہین جاتی بس ایک
گوشت کے لوتھڑے کے محض بیکار ہو جاتا ہی یا کیسا ہی عیار طرار فرار ہو لیکن ساحر کے آگے نہ کچھ اُسکی عیاری
چل سکتی ہی نہ کوئی طراری کام آتی ہی حمزہ مین دیوانہ نہین ہون کہ مفت مین اپنی جان دون بھلا چنگا اچھا خاصہ
خود شیر کے منھ مین اُسکا نوالہ بننے کو گھس جاؤن توبہ استغفار مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا سکندر صولت رستم فطرت
سلطان زمان صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ دیکھو خدا نے برق جادو کو کیسی توفیق و ہمت دی کہ اُسنے
ہمپر رحم کھایا اور یہ کبھی ہماری شکل سے بھی واقف نہ تھی دوستی اور ملاقات تو شی دیگر ہی چشم انصاف سے
دیکھو یہ ہمارے ساتھ کیسی جانبازی و جان نثاری کر رہی ہی تمھین تو چاہیے کہ اور اُسکی تعریف و توصیف
اور شکر گذاری کرو اور اُسکا دل بڑھانے کو ہزار ہزار تحسین و آفرین کے بعد تو مصرع آفرین باد برین ہمت
مردانہ تو پڑھو نہ کہ بخلاف اُسکے اور اُلٹے طعنہ زنی کرتے ہو یہ امر تمھاری فہم و فراست و عقل و کیاست سے
نہایت بعید معلوم ہوتا ہی خواجہ نے امیر با توقیر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر برق جادو کی طرف مخاطب
ہوکے کہا کہ مین تو جانتا تھا تم میری دوست ہو مگر واہ واہ کیا خوب حق دوستی ادا کیا سبحان اللہ

برق جادو جل کے کہنے لگی مجھکو کیا کام ہی جو تیرے جی مین آئے وہ توکر معلوم ہوا کہ تجھسے کچھ نہ ہوا ہی نہ ہوگا بعد اُسکے صاحبقران زبان سے گذارش کیا کہ اب مین نے آپ کو خدائے کریم کے سپرد کیا بس مین زیادہ نہیں ٹھہر سکتی اب مین سرامہ جادو کے پاس جاتی ہون یہ کہکے اڑ گئی بعد اُسکے جانے کے امیر باتوقیر نے عمرو سے ارشاد کیا کہ خواجہ برق جادو تو جا چکی اب کہو سرامہ جادو کو کیونکر مارو گے عمرو بولا کہ حمزہ کیا آپ مجھے چاہ الماس مین اسی واسطے لائے تھے کہ ہر جگہ پر آول دیجیے اور ہر ایک بلا مین مجھے ڈالیے واہ آپ کیا حق شناسی اور قدردانی فرماتے ہین اپنے رفیق قدیمی اور خیر خواہ صمیمی کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے اور اُسکی جان کو جان سمجھنا نہ چاہیے اس بچنے کی رفاقت اور جان نثاری کا یہی صلہ ہی جو آپ سے حاصل ہورہا ہی گو کہ مین یہ جانتا ہون کہ اب یہان سے نکلکر نہ جاسکونگا مگر اپنی جان تو بچا سکونگا مین آپ کی رفاقت سے درگذرا بقول شخصے بیچ پی ہزار نعمت کھائی اگر جان ہی تو جہان ہی مثل مشہور ہی آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر اپنی ہی جان نہ ہوگی تو کسی کی رفاقت کیا کام آئیگی بقول شاعر شعر تمہین کیا جو تربت پہ میلے رہے + پس سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے + امیر حمزہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ خواجہ سلامت اگر تم سرامہ جادو کو مارو گے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ دو لاکھ روپیہ نقد تمکو دونگا عمرو بولا کہ شہریار مین روپیہ سے درگذرا مجھے روپیہ نہین چاہیے اگر میری جان صحیح وسلامت ہی تو ایسا ایسا دو لاکھ روپیہ بہت سا ہو رہیگا اور اگر خدانخواستہ مین ہی نہ ہوا تو بتاؤ وہ روپیہ میرے کس کام آئیگا میرے بعد لوگ اُسکا حصہ بخرا کر لینگے کسی سے یہ بھی تو نہ ہوگا کہ میری قبر مین اُس روپیے کو رکھدے اور مین نہین جانتا کہ مین نے کیا دشمنی آپکے ساتھ کی ہی کہ آپ ہر وقت میرے درپے قتل ہین اسطرح کے تو امور اپنے دشمن قوی اور حریف زبردست کے ساتھ کرتے ہین کہ یہ کسی طرح مارا جائے معلوم ہوا کہ آپ میرے دشمن جانی ہین چاہتے ہین کہ کسی طرح یہ دفع ہو آپ ایسا میرا دشمن جہان مین پیدا نہ ہوگا امیر عالیشان نے ارشاد کیا خواجہ تم جو چاہو میری نسبت اسوقت گمان فاسد کرو مگر واقعی امر تو یہ ہی کہ سوا تمھارے اور کسی کا یہ کام نہین اور اسیر کرنا موقوف ہی جب ہمکو کوئی آفت دیکھوگے مقرر ہمارے شریک ہوگے عمرو نے جواب دیا کہ اچھا اگر یہی منظور ہی تو بھلا دو لاکھ روپیے مین میرا کیا ہوگا مین خود کیا کھاؤنگا کیا بیونگا بال بچون کو کیا دونگا قرضہ ہونکو دا کرونگا کم سے کم چار لاکھ روپیہ دیجیے کہ کچھ میرا بھلا تو ہو حاتم دوران امیر عالیشان نے منظور فرمایا کہ اچھا ہم چار ہی لاکھ روپیہ دینگے تم منزل مقصود کا ارادہ توکرو جب امیر نے چار لاکھ روپیہ دینا منظور کر لیا تو عمرو نے ایک فرد چار لاکھ کی لکھی ہوئی نکالی امیر کے ہاتھ مین دی کہ اسپر مہر کر دیجیے امیر نے جو فرد کو ملاحظہ فرمایا تو اسمین لکھا ہوا تھا منکہ امیر حمزہ صاحبقران ابن عبد المطلب ساکن شہر مکہ کا ہون جو کہ مبلغ چار لاکھ روپیہ سکہ رائج الوقت کہ نصف اسکے مبلغ دو لاکھ روپیہ ہوتے ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے بمقام چاہ الماس بطور قرض کے لیکے اپنے تحت تصرف مین لایا لہذا اقرار کرتا ہون اور لکھے دیتا ہون کہ خزانچی دیکھتے ہی فرد ہذا کو زر مذکور مع اصل وسود عمرو کو دیدے اور اگر احیاناً خلاف اسکے ظہور مین آئے تو خواجہ موصوف کو اختیار ہی کہ میری جائداد منقولہ وغیر منقولہ سے وصول کر لین مجھے کوئی عذر وحیلہ نہ ہوگا لہذا یہ چند کلمہ بطریق تمسک کے لکھدیے کہ سند رہے اور عندالحاجت کام آئے فقط امیر فرد کو دیکھتے ہی متبسم ہوئے اور چاہتے تھے کہ کچھ کہین مقبل نے التماس کیا کہ جلدی مہر کر دیجیے امیر نے مقبل کے کہنے سے اُس کاغذ پر مہر فرما کے عمرو کے حوالہ کیا خواجہ نے اُسے بحفاظت تمام زنبیل

مین رکھ لیا اور صاحبقران کو مع مقبل وفادار و کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ کے ساتھ لیکر روانہ ہوا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا ان سب کو تو وہان ایک مقام پر پوشیدہ کر دیا اور اپنی صورت ایک کلاونت کی بنائی کرجامہ چکن کا گلے مین اُسپر سبز و سُرخ ریشم کی بوٹیان پڑی ہوئین گول پگڑی سر پر اُسپر گوشوارہ ایک انگشتی شال کے حاشیہ کا بندھا ہوا دوپٹہ سموسہ کیا ہوا دونون کاندھون پر نالچہ قلندری کا دھویا ہوا پانؤن مین عصا ہاتھ مین ایک پیر ضعیف منحنی اندام پست قامت بنکر درۂ کوہ سے نکلا سامنے دریائے سیماب بہنے آیا دیکھا کہ بحر مواج و دریائے زخار بہ رہا ہی نہین معلوم کہان سے کہان تک ہی مگر عرض اُسکا عرض کیا جاتا ہی کہ کوئی تین کوس کا ہوگا اُس دریا کو دیکھکر ہاتھ پانؤن مین لرزہ ہوا دل ڈوبنے لگا اُس پار دریا کے ایک طرف زمرد کوہ ہی اور ایک جانب مکان سرامہ جادو کا معلوم ہوتا ہی لب دریا اُسکا پائین باغ ہی دیوار باغ کی گنگا جمنی ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی زیر دیوار باغ تیس چالیس مورپنکھیان کہ جن پر اُنکے طاؤس بنے ہوئے سینے اُنکے زمرد کے ملے مروارید سفید کے منھ مین لیے دونون بازو کھولے ہوئے نظر آئین کہ ہر مورپنکھی پر شمگیرہ تمامی کا کھنچا ہوا جھالر مقیش کی گرد موتی اُسمین آویزان کچھ ملاحینان لہنگے زربفت کے پہنے ہوئے دوپٹون کی گاتیان بندھی ہوئی جوڑون مین لٹکا ٹلکا ہوا الوٹ بچھوے پانون مین پہنے ہوئے ڈانڈین طلائی و نقرئی ہاتھون مین لیے ہوئے ٹیکے سیندور کے ہاتھون پر دیے ہوئے کشتیون پر سامنے استادہ پائین عمرو اس پار ایک مقام پر چادر بچھا کر بیٹھ گیا اور کمر سے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی نکال کے قفلیان اُسکی درست کر کے بجانے لگا اور باواز بلند یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی

غزل

کیون نہ جانے کو وہان چاہے طبیعت میری
شان حق دیکھیے آپ اور محبت میری
مہربانی بھی نہین انکی ستم سے خالی
کوچہ اُس حور شمائل کا ہی جنت میری
ذکر تو میرا بہر طور کیا کرتے ہین
سامنے آنکھون کے لوٹی گئی دولت میری
دھیان تو میرا بہر حال اُنھین رہتا ہی
کچھ جہنم ہی نہ میرا نہ ہی جنت میری
آپ خم کاتے ہین کیون تیر بہان کرنے سے
میری عزت کا سبب ہو گئی ذلت میری
ایک جا چین سے دم بھر نہ ملا مجھکو قرار
ای جنون یاد کرینگے وہ محبت میری

خاک سے کوچۂ جانان کی ہی طینت میری
ای مسیحا یہ نقاہت سے ہی صورت میری
کرتے ہین خانۂ اغیار مین دعوت میری
پاس جز داغ جنون کچھ نہین دینار و درم
نہین شکوہ جو وہ کرتے ہین شکایت میری
باغ مین دیکھتے ہین کیا گل و بلبل کو حضور
اُنکے دل مین ہی محبت کہ عداوت میری
بیخطا آرزوئین کشتہ ہوئی ہین لاکھون
کون ہی پاس اگر ہی بھی تو حسرت میری
وہ نہ آئے تو گیا مین بھی نہ اُنکے گھر پر
صورت برق ازل سے ہوئی خلقت میری

مجھسے فرماتے ہین وہ سنکے حقیقت میری
کہ بدل سکتی نہین نزع مین رنگت میری
واعظا تذکرۂ باغ جنان کون سُنے
لیگئے چور نہ جسکو وہ ہی دولت میری
دل کو وہ لیگئے پہلو سے نہ کچھ زور چلا
اُٹھین خواب کی ہر آئین ہی خصلت میری
بھیجدے چاہے جہان مالک و مختار ہی تو
روز عاشورہ ہوئی ہی شب فرقت میری
تھا گنہگار مجھے پہلے سبھون سے بخشا
بڑھ گئی آنکی نزاکت سے نقاہت میری
گر نہین بھی کوئی ملجائیگا اُنسا بیرحم

آواز بانسری کی جو اُنکے کان مین پہونچی ایک نے دوسری سے کہا ہوا کیا اچھی صدا ہی آؤ نزدیک چلکر سُنین غرض اپنی اپنی مورپنکھیان کھے کر اُس پار آئین ادھر خواجہ عمرو نے گوشۂ چشم سے دیکھا کہ میرے گانے کا اثر پیدا ہوا سب سُننے کو چلی آئین اور بھی جی کھولکے اور جان توڑکے گانے بجانے لگا وہ سب بیتاب ہو ہو کر کشتیون سے اُتر اُتر کے نیچے آئین چار طرف سے عمرو کو گھیر کر بیٹھ گئین اور سُنتے سُنتے یہ عالم محویت بہم پہونچا کہ روپیہ اشرفی چھلا انگوٹھی عمرو کی چادر پر پھینک رہی ہین

اور جب عمرو چپکا ہوتا ہی یہ پھر تحسین کرتی ہین اور گوتی ہین چار چھ گھڑی تک عمرو نے خوب گا بجاکے بانسری ہاتھ
سے رکھی ان سبھون نے پوچھا کہ ای عزیز تو کہان کا رہنے والا ہی اور یہان کیونکر آیا یہان تو کوسون اور فرسنگون
آدمی کا نام نہین **اشعار**

کہان بھٹکی راہ ہوا کس طرق سے آنا	مگر ہی سرحد ملک عدم یہ ویرانہ
ہوا ہمیشہ یہان ڈر سے تیر چلتی ہی	اداس دھوپ زردی چاندنی نکلتی ہی

عمرو نے جواب دیا صاحبو مین
زبرجد شاہ کا کلاونت ہون شہر زبرجد نگار مین رہتا تھا وہان خدا پرست آگئے ہوئے ہین ایک ہنگامہ
ہو رہا ہی گانے بجانے کو کون پوچھتا ہی اب کوئی قدردان اور جوہر شناس نہ رہا ناچار ہو کر اُس شہر سے نکلا سفر
اختیار کیا شہر بشہر پھرنے لگا اتفاق کار اب مین نے سُنا کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو علم موسیقی سے نہایت
ذوق رکھتی ہین اور چاہ الماس مین رہتی ہین راہ پوچھتے پوچھتے ادھر آیا اپنے کو چاہ الماس مین گرایا
یہان تک تو خوبی طالع سے پہونچا ہون مگر حیران ہون کہ اس دریا سے کیونکر گذرون اور کس طرح ملکہ کی حضوری
حاصل کرون ان سبھون نے جواب دیا ای عزیز قسمت تیری بہت اچھی ہی اب تو ایسی جگہہ پہونچا ہی کہ دولت
دنیا سے نہال اور زر و جواہر سے مالامال ہو جائیگا دمامہ جادو سے بہتر ہماری ملکہ ہی وہ اسقدر دیگی کہ پھر
تجھے یہان سے وہان جانے کی حاجت نہ رہیگی عمرو نے پوچھا تمھاری ملکہ کا کیا نام ہی یہ کس خاندان سے
ہی سب نے کہا ای شخص آگاہ ہو کہ یہ ملکہ سرامہ جادو کا مکان ہی یہ شہر زمرد کی رونق اور حشم و خراج
ملکہ دمامہ جادو کی ہی ملکہ دمامہ جادو تو پیر ہو چکی اُسکو اب ان چیزون کا کہان مزہ ہی مگر ہان ملکہ سرامہ
جادو صاحب ہمت و سخاوت ہی جسکو چاہے ایک دم مین نہال کر دے لاکھ دو لاکھ دیدینا اُسکے سامنے
کچھ بات نہین اور علم موسیقی کی تو عاشق ہی اور خود بھی اس فن مین نہایت دخل رکھتی ہی وہ اگر تیرا
ذکر سُنے گی اور تو اُسکے سامنے گائیگا تو تجھے طرفۃ العین مین مالامال کر دیگی اور پھر عمر بھر ایک دم اپنے
سے جدا نہ کریگی عمرو نے کہا **شعر**

کب لگاتا ہی کوئی اس دل بیجان کا مول	سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول

صاحبو بھلا مجھ وطن آوارہ غریب بدنصیب کا کون اُسکے آگے ذکر کریگا جو وہان تک میری رسائی ہوگی مجھے
تو تم ایسے کچھ سُننے والے قدردان ملجاتے ہین وہ مجھے سُنکے اپنا دل خوش کر لیتے ہین مجھے اُسکے عوض مین
کچھ دیتے ہین کہ اپنا پیٹ پالتا ہون اور بال بچون کی پرورش کرتا ہون ان سبھون نے ایک زبان ہو کر کہا
لو اور سُنو واہ میان جی واہ یہ خوب کہی کہ ہم ایسے لوگ تمھین سُنکے دل خوش کر لیتے ہین وہی کچھ ایسا تمھین
دیتے ہین کہ تمھاری بسر ہو جاتی ہی بھلا ہماری اوقات ہی کیا ہی جو ہم تمکو کچھ دینگے اور تم تو بادشاہ زبرجد
کی صحبت کے آدمی ہو غریبون سے تمھارا کیا کام نکلسکتا ہی اور بالفرض یہ بھی سہی تو ہمنے کہین ایک دن
تمھین سُنلیا پھر اس سے کیا ہوتا ہی صاف صاف تو یہ ہی کہ ہم اپنے مزے کے واسطے آپ ہی تمھارا ذکر اپنی
ملکہ سے کرینگے وہان تم گئے اور روزگار کا نا سُننے مین آیا تم خاطر جمع رکھو یہین بیٹھے رہو کہین جانا نہین ہم ابھی
ملکہ سے جاکے کہتے ہین اور تمھین یہان سے لیے جاتے ہین عمرو نے کہا سامری تمھارا بھلا کرے کہ مجھ غریب
پر تمنے ترس کھایا القصہ وہ یہ کہکے عمرو کو وہین بٹھاکے خدمت مین سرامہ جادو کی گئین وہ وقت ہی کہ
سرامہ جادو اپنے محل مین بیٹھی ہوئی ہی گرد و پیش اُسکے انیسین جلیسین ہمرازین محرمین ہمدمین جمع ہین
گائنین موجود ہین ساز بج رہے ہین گانا ہو رہا ہی سرامہ جادو کہہ رہی ہی کہ ای صاحبو مین نے زر کثیر اُٹھایا
بڑی بڑی دور سے نامی گویون کو بلوایا مگر کسی کو اچھا نہ پایا آج تک کوئی ایسا نہین گایا جسکے سُننے سے

محویت ہو جائے بیہوشی و خود فراموشی کا عالم دل پر چھائے معلوم ہوا اب کوئی اچھا گانے والا نہ رہا فقط نام ہی
نام باقی رہگیا اور یہ جو لوگ میرے پاس ہین انسے اچھا تو مین خود گالیتی ہون سب نے کہا بلائین آپ کا
تو مثل نہین ہی ہینے یہ گلا کسی کا دیکھا ہی نہین اس طرح کا آج تک کوئی سنا ہی نہین آپ کے سامنے
کیا کوئی گائیگا کیا کوئی بجائیگا اس زمانے مین صرف آپ کے دم سے یہ فن زندہ ہی ورنہ سوا آپ کے اور
کوئی نظر بھی نہین آتا ہی چہار طرف سے لوگ تعریفین کر رہے ہین بلکہ نشہ بادہ کبر و نخوت سے جھوم رہی ہی
اُنھین اُن بلا چینون نے آگے سلام کیا اور ہاتھ باندھے کھڑی ہو گئین سرامہ جادو نے جو اُنکو خلاف وقت
حاضر دیکھا پوچھا خیر باشد اری تم سب کی سب کیون کھڑی ہو کیا کچھ کام ہی سب نے دست ادب باندھ باندھ
کے عرض کیا قربانت شوم یہان اسوقت ہم لونڈیون نے جو گانے بجانے کی صحبت دیکھی ہم بھی کھڑے ہوے کر
حضور کو سنتین اور آج ہمنے بھی ایک گویے کو سُنا ہی کہ تمام عمر نہ سُنا تھا اس معلومات کا شخص کبھی نہ دیکھا تھا
کیا خوب گاتا اور کیا بجاتا ہی اگر حضور سنین تو اُسے بہت پسند کرین یقین ہی کہ اپنے پاس سے عمر بھر جدا نہ کرین
سرامہ جادو اُنکے کلام سے بہت قہقہہ مار کے ہنسی اور کہنے لگی دور ہو حرامزادیو تو یہ بھی ایسی ہو گئین کہ
گانے کا اچھا بُرا جاننے لگین شعر

عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل ‖ چھچھوندر لگائے چنبیلی کا تیل

اری مرداریو تم نا دیکھنا جانو یا علم موسیقی کے راگ تانون کو پہچانو بس زیادہ نہ جھک مارو اتنا جھوٹھ نہ بولو
اُن سبھون نے عرض کیا بلائین حضور یہ تو سچ فرماتی ہین کہ ہم بھلا اُنکے پردے کی باتون کو کیا جانین اچھا بُرا کیا
پہچانین لیکن ہم بھی تو حضور ہی کا نمک کھاتے ہین آپ کی صحبت ہر وقت دیکھتے بھالتے ہین اس فن کو گو نہین
جانتے مگر کن رس تو ضرور ہین حضور کے فیضان صحبت سے کچھ تو ہم بھی ضرور سمجھ لیتے ہین اگر حضور کو ہمارے عرض کرنیکا
یقین نہین تو آپ اُسے بلوائین اور ایک آدھ تان سُنین پھر حضور کو لونڈیون کا جاننا نہ جاننا آپ ہی معلوم
ہو جائیگا ہمارا جھوٹھ سچ کھلجائیگا اگر اچھا ہوگا سُنیے گا بُرا ہوگا کچھ دیکے رخصت کیجیے گا اور کنیزین اُس سے وعدہ
کرکے آئی ہین کہ ہم اپنے مالک کو تیرا گانا سنوائینگے حضور اُسے بلا کے سُن لین پسند آنے نہ آنے سے کچھ مطلب نہین
سرامہ جادو نے بسفدر اصرار بلا چینون کا سُنکے حکم دیا کہ اچھا تمھاری خوشی ہی تو اُسے جا کے بلا لاؤ بس یہ
سُنتے ہی سب دعائین دیتی ہوئین خوشی خوشی روانہ ہوئین یہان عمرو بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہی اب ان بھی تھوڑا
سا باقی ہی کہ سامنے سے وہ بلا چینیان آئین اور کہا چلو صاحب ہم تمھارا ذکر کر آئے بڑی مشکل سے ملکہ راضی ہوئی
ہین اُنکو ہمارے کہنے کا ہرگز اعتبار نہ تھا مگر اب آبرو تمھارے ہاتھ ہی ذرا ملکہ کے سامنے خوب گانا بجانا لیکن
ایسا نہ کرنا کہ جی بھر کے نہ گاؤ تو مفت مین ہمین بھی ذلت ہو کہ واہ اسی گانے بجانے کی تعریفین کرتی تھین اور
تمھین بھی کچھ قدر قلیل ہی فائدہ ہو عمرو نے کہا کہ مین اپنے فائدے کے لیے آپ ہی جان توڑکے گاونگا تمھارے
کہنے کی کیا ضرورت ہی ایسا تھوڑی کرونگا کہ مین بھی بے نیل مقصود پھر آؤن اور تمھین بھی ذلت دلواؤن غرض
وہ سب کی سب عمرو کو ساتھ اپنے کشتی پر سوار کرکے اُس پار لائین داخل باغ کیا عمرو نے دیکھا کہ باغ نہایت
سبز شاداب عجب لاجواب درخت عجیب میوہ ہائے غریب روشین آراستہ چمن پیراستہ کیاریان پیاری پیاری
ہر طرف نہرین جاری طائران خوش الحان شاخون پر چہچہہ زن کبک دری روشون پر قہقہہ زن ہوا نے
روح افزا چل رہی ہی نکہت گل سے دماغ جان معطر ہو جاتا ہی ہر جھونکے مین نسیم عنبر شمیم کے دل کو فرحت تازہ
سرور بے اندازہ حاصل ہوتا ہی عمرو سب طرف کی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ سامنے ایک بارہ دری عالیشان

دکھائی دی در اسکے زمرد سبز کے ترشے ہوئے چھت یاقوت سرخ کی بنی ہوئی آگے سائبان مخمل سرخ کا کھنچا ہوا جھالر
مقیش کی اسمین لگی ہوئی اسمین سوتی ٹنکے ہوئے چوبین اسکی جواہر نگار مرصع کار تمام بارہ دری مثل عروس
کے سجی ہوئی قریب آٹھ نو سو عورتون کے وہان موجود ہر ایک از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق لباس
رنگ رنگ کا پہنے ہوئے کھڑی ہین اور ایک مسند جواہر نگار پر ایک جادوگرنی کو بیٹھے دیکھا کہ رنگ مانند
آبنوس کے سیاہ بڑے بڑے گومڑے ماتھے پر اور گالون پر کمال بدصورت نہایت کریہ منظر لباس شاہانہ پہنے
ہوئے عمرو نے سامنے جاکر سلام کیا ہاتھ اٹھا کے دعا دی کہ اعلی اعلی مراتب رہین چراغ ملکہ دمامہ جادو
شہنشاہ ساحران کا ہمیشہ روشن رہے اسنے ایک کبر و نخوت سے عمرو کو دیکھا کہا اچھا بیٹھ جا احوال پوچھا تو
کون ہے کہان سے آیا ہے عمرو نے جو ان ملاحیتون کے سامنے کہا تھا وہی اس سے بھی بیان کیا وہ بولی کہ یہ
ملاحیتان بہت تیری تعریف کرتی ہین عمرو پکارا بلیالون تمام عمر یہی کرتے گذری ہے حضور سے زیادہ انسب اور
کون ہے غلام بھی آپکا نام سنکے آیا ہے حضور کی پسند آؤن تو جانون کہ مجھے بھی کچھ آتا ہے کہا خیر ہم سنینگے اور حکم دیا
کہ کوئی جاکر ہمشیرہ برق جادو کو بلا لائے جب تک وہ نہ آئیگی ہم اسکا گانا نہین سنینگے ابھی یہ کہہ رہی تھی
کہ آسمان پر بجلی چمکی اور ساعت کی ساعت مین برق جادو تہس پر سوار نمایان ہوئی سامنے آکر سلام کیا سرامہ
اٹھکھڑی ہوئی برق جادو سے لپٹ گئی اور کہا ہمشیرہ ہم انتظار مین تھی ابھی تمھارا ہی ذکر ہو رہا تھا بہن اجو
چار چار چھ چھ دن گذر جاتے ہین کہ تمھاری صورت بھی نہین دیکھنے مین آتی خیر تو ہے ملاقات نہونے کا کیا
سبب ہے برق بولی کہ ہمشیرہ تمھین کیا معلوم تم اپنے عیش و عشرت مین مصروف ہو ساری بلا ہمارے سر ہے تمھاری
والدہ صاحبہ نے تمام کاروبار ہمارے سپرد کیا ہے ہمین فرصت عیش و عشرت کی کہان ایک دم لینے کی تو مہلت نہین
تمھارے پاس تک کیونکر آسکین تمام چاہ الماس کا بندوبست میرے حوالے ہے اور آجکل حمزہ چاہ الماس مین
آیا ہوا ہے تمھاری خالہ نرگس جادو کو مار چکا ہے چاہ الماس مین قیامت برپا ہے خداپرستون کا زور ہو رہا ہے
عجب طرح کے تلاطم کا شور ہے مین اس فکر مین ہون کہ کسی طرح اسے گرفتار کرکے ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران
کے پاس لیجاؤن تاکہ سرخرو ہون نہین تو دیکھیے کیا ہوتا ہے سرامہ جادو نے پوچھا ہمشیرہ حمزہ نے خالہ امان کو
کیونکر مارا وہ تو علامۂ دہر آفت روزگار تھین برق بولی بہن یہ مین نہین جانتی کہ حمزہ نے ایسی زبردست
ساحرہ کو کیونکر مارا اسی سبب سے میرے ہوش و حواس اور بھی بجا نہین ہین کہ جب ان ایسی سن رسیدہ
جہان دیدہ کو مار آتارا تو بھلا اور کسی کی کیا حقیقت ہے سرامہ جادو بولی کہ ہمشیرہ تم اپنے دل مین کچھ تردد
اور اندیشہ نہ کرو ایک طرفۃ العین مین اسکو مار لونگی وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہان ہے نہین معلوم کہ خالہ
نرگس جادو کس سبب سے ماری گئین اور یہ ہنگامے تو ہمیشہ رہینگے اسکا غم و اندیشہ کیا ہے کوئی اپنے کو
کہان تک غم مین گھلا وے آخر کوئی دم آسائش و آرام بھی کرے یا نہ کرے بہن آج ایک گویا آیا ہے لوگ
اسکی بہت تعریفین کرتے ہین ہمنے بغیر تمھارے اسے سنا نہین خوب ہوا کہ تم عین وقت پر آگئین آؤ بیٹھو اسکا
گانا سنو برق جادو بولی کہ ملکہ اس وقت گرمی بہت ہے آؤ کوٹھے پر چلکے بیٹھو سرامہ جادو اٹھکھڑی ہوئی
اور برق جادو کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر آکے ٹہلنے لگی اب دن کوئی ایک گھڑی باقی ہے عجب سہانا وقت
ہے آسمان پر شفق پھولا چاہتی ہے طائر اپنے نشیمنون کی راہ لے رہے ہین آفتاب غروب ہونے کو ہے چاندنی
نکلنے کو ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے سامنے دریا لہرین مار رہا ہے تختہ گلاب کا کھلا ہوا

معلوم ہو رہا ہے نگینہ تمامی کا کھنچا ہوا ہے فرش بادلے کا بچھا ہوا ہے سرامہ جادو مسند پر آکے بیٹھی کہا لاؤ
اُس کلاونت کو مصنوعی کلاونت یعنی عمرو بن امیہ ضمری نے آکر سلام کیا برق جادو حیران حیران دیکھنے
لگی مگر پہچانا نہین اپنے دل مین خیال کر رہی ہے کہ یہ گویا چاہ الماس مین کدھر سے آیا کچھ سمجھ مین نہین آتا سوچتے
سوچتے دل مین آیا کہ کہین یہ وہی دزد باریک گردن لک لک یا مکار عیار عمرو بن امیہ ضمری تو نہین ہے
غور سے دیکھا جب بھی نہ پہچانا عمرو نے ملکہ برق جادو کو دیکھا کہ عجب عالم ہے چہرہ مانند ماہ تابان اور
مہر درخشان کے روشن ہے ٹیکا سیندور کا پیشانی پر گویا ہاتھ مین ماہ تابان کے چراغ دیدیا ہے شاخ گل سے دست بازو
پنجۂ مرجان چاند سا سینہ پیشواز آب روان کی پہنے ہوئے چھاتیان مانند کاسۂ حباب کے اسمین سے معلوم ہوتی
ہین دوپٹہ چاند تارے کا گردن سے ڈھلکا ہوا کاندھے پر پڑا ہوا غرض سرامہ جادو نے عمرو سے خطاب کیا کہ ای
کلاونت ہمشیرہ بھی آچکین اب تو کچھ گا عمرو نے عرض کیا بیٹیان لو مین حاضر ہون اور سازندون سے جو وہان
تھے کہا کہ ہان بھیا تم ذرا ساز ملاؤ ساتھ میرا دو شاید مین جھجک سکون سبھون نے کہا بہت اچھا ہم موجود ہین اور سب
ساز آپس مین ملانے لگے عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی نے کی نکالکے تھیلیان ملائین جب ساز بلجکا اُسنے بانسری بجانا شروع
کی اور یہ غزل گانے لگا

غزل

مرتے ہین ہم آپکے کوچے مین فنا کے لیے
خضر دل موجود ہے رستہ بتانے کے لیے

سہتے ہین کیا کیا ستم گردون کے ہم لیل و نہار
سب سے رخصت ہوتے ہین عشق بت مین جانے کے لیے

آپ کے نقش قدم کی ہے تلاش اسواسطے
لوگ ایذا سہتے ہین بستی کی بسانے کے لیے

خون کا طوفان اٹھے اگر مین ہوون قتل تو
منتظر بیٹھے ہین کب سے تیرے آنے کے لیے

دیدہ و دل دونون تیری راہ مین قربان ہین
ہنستے ہین وہ کو بلبلین جو غم اٹھانے کے لیے

انکی چشم و لب کے قبضے مین ہے سب نابود و بود
دوست آمادہ ہین آفت مین پھنسانے کے لیے

دل وہ دل ہے جو ہو تیرے ناز اٹھانے کے لیے
آرزو کرتے ہین سب جنت مین جانے کے لیے

دل سے باتین تھم سکین تیری نہین ممکن کبھی
مشق کرتے ہین تمہارے ناز اٹھانے کے لیے

دل مین جا دیتے ہین یاد عارض پر نور کو
چاہیے تھوڑی سی جا تربت بنانے کے لیے

لاش اپنے دلجلے کی دفن کر کے آئے ہین
آپ بیٹھین تو ذرا مہندی لگانے کے لیے

ہے جو اہل حشر مین برپا قیامت ایک اور
ہے وہ تیری دید کو یہ ناز اٹھانے کے لیے

سر دہ رہین کرتے کرتے کیا عجب مرجاؤن مین
قتل کرنے کے لیے وہ یہ جلانے کے لیے

کیون نہ دیوانون مین شور حشر برپا ہو جنون

سر وہ سر ہے جو ہو تیرے آستانے کے لیے
ہمسفر کی کیا ضرورت ہمکو راہ عشق مین

بیدلی لازم ہے تیرے ناز اٹھانے کے لیے
قبر کا ہے دھیان تھمتے جاتے ہین اپنے خیال

آئینے لیتے ہین ہم گھر مین لگانے کے لیے
اپنے در سے تم اٹھا دیتے ہو عشاق کو

جستجو ہے ٹھنڈے پانی کی نہانے کے لیے
اب لبون پر دم ہے جلدی کہین روز وصال

کٹتے تیری چال کے شاید ہین آنے کے لیے
ہمکو تقسیم ازل سے بس یہ دو تحفے ملے

ہوتی ہین ٹھنڈی ہوائین ہنسانے کے لیے
میرے عصیان کی گواہی دیتے ہین عضو تن

جلتے ہین درگاہ وہ تیری بڑھانے کے لیے

ایسا گایا ایسا بجایا کہ سب محو ہو گئے مع سرامہ جادو کے سب کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور برق جادو کہ
اُسکی نےنوازی پر عاشق تھی اسسے دریافت ہوا کہ یہ اور کوئی نہین ہے عمرو ہے بے اختیار رو رہی تھی اسکے رخسارہ زیبا پر
جو آنسو جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ الماس کی تختی پر گوہر بے بہا غلطان ہین یا صدف کے منہ سے گوہر آبدار نکل رہے
ہین یا مشاطۂ تقدیر نے عروس بنانے کے لیے موتیون کا سہرا منہ پر ڈالا ہے واہ واہ کی آواز بلند ہے اور سرامہ جادو
ہزار تحسین و آفرین کر رہی ہے عمرو نے جب بانسری کو بجا کے ہاتھ سے رکھدیا سرامہ جادو نے کہا ای عزیز
مین ملکہ دمامہ جادو کے سر کی قسم کھا کے کہتی ہون کہ تو اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا چونکہ مجھے بھی علم موسیقی کا شوق ہے
اور ہمیشہ اسی کا ذوق ہے مین نے بڑی بڑی دور سے بڑے بڑے نامی گویون کو بلوا کے سنا مگر کسی کو صاحب کمال اور

صاحب تاثیر نہ پایا ای شخص فی الحقیقت تو صاحب کمال اور یگانہ آفاق ہو آج تیرا ثانی دنیا مین کوئی نہین یہ
کہکے ایک مالا مروارید سفید کا جو نہایت بیش قیمت تھا موتی اُسکے گول سڈول قد مین بیضۂ کبوتر شیرازی کے برابر
تھے اپنے گلے سے اُتار کے عمرو کو دیا خلعت عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو توڑے اشرفیون کے اسے دو پھر کہا کہ ابھی
مین نے تجھکو کچھ نہین دیا ہو تیرے ساتھ بہت کچھ سلوک کرونگی تو نے ایک عمر مین آج میرے دل کو محظوظ و مسرور
کیا ہو عمرو بولا قربانت شوم تمام عمر مین مین نے ایک قدردان پایا ہو مین ابھی اچھی طرح سے نہین گایا ہون
کسی روز گاؤنگا اور تنہا بھلا کیا گا -- تا مثل مشہور ہو اکیلا نہ روتا بھلا نہ ہنستا بھلا سنگتی کوئی میرے ساتھ نہین ہو
اگر سنگت میری درست ہو اور ہمراہی میرے ساتھ ہون پھر سُنیے کیسا گاتا ہون اور دیکھیے کہ مین کیا کرتا
ہون سرامہ جادو نے کہا کہ ساتھی تیرے کہان ہین اسنے عرض کیا بلیان لون ہین ہین اسنے پوچھا یہان لان
اسنے عرض کیا کہ دریا پار حاضر ہین مین اُنکو ایک جگہ بٹھا کر یہان آیا تھا اگر حضور کا حکم ہو تو اُنکو جا کے
بلا لاؤن سرامہ بولی ایسا نہو کہ تو وعدہ و حیلہ کرکے چلا جائے اور پھر نہ آئے تو ہمین تیرے اچھی طرح
سُننے کا اشتیاق ہی رہجائے عمرو نے گذارش کیا ای ملکۂ آفاق آپ سا قدردان کہان پاؤنگا مدتون
خاک چھانتے آپ تک پہونچا ہون میری آرزو تو یہ ہو کہ تمام عمر اب قدمون سے جدا نہ ہون سرامہ نے
کہا تو بتا تا دے ہمارے آدمی جاکے بلا لائینگے عمرو نے کہا ای ملکۂ دوران وہ کسی کے جانے سے نہ آئینگے
وہ تو سپاہی وضع ہین مجھکو اپنا بزرگ نہین جانتے بڑے بانکے ٹیڑھے ہین مین ہی جاؤنگا تو وہ آئینگے اور
مین ابھی جاکے انھین لیے آتا ہون کیا کچھ دیر تھوڑی ہوگی شعر

یہان سے مین بیک صبا کی طرح || گیا اور دم مین انھین لیکے آیا

سرامہ جادو نے اور دو توڑے دیے اور کہا میرے سر کی قسم کھاکر دغا تو
نہ کریگا پھر آئیگا عمرو نے دوڑکے سرامہ کے قدمون پر ہاتھ رکھدیا کہ مین ضرور انھین لیکے حاضر ہونگا اس
امر مین کبھی دغا نہ کرونگا اور پھر باکمال ادب ملتمس ہوا کہ ای ملکۂ گیتی ستان دریا مین ہزارون بلائین صدہا
آفتین ہوتی ہین مجھکو آتے جاتے اندیشہ معلوم ہوتا ہو کہ کوئی گھڑیال وغیرہ غلام کو نہ کھا جائے سرامہ جادو
نے ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کے دی کہ اسے پہن لے اسکے باعث سے کوئی جانور موذی تیری طرف رُخ بھی
نہ کریگا اب جاکر جلدی اپنے ساتھیون کو لا میرے سر کی قسم دیر نہ کرنا دیکھون کتنا جلدی آتا ہو اور ملاحون
سے کہا کہ جلد اسے اُس پار پہونچا دو اور فوراً اسکو اسکے ساتھیون سمیت لے آؤ مین تمھین انعام دونگی ملاحنا ن
عمرو کو ساتھ لیکر روانہ ہوئین باتین کرتی ہوئی کہ کہو میان کلاونت تمنے ہماری سرامہ جادو کی داد دہش
دیکھی تمھارے کہنے کی تصدیق ہوئی ملکہ تمسے بہت محظوظ ہوئین خواجہ عمرو نے کہا ابھی کیا ہو دیکھو تو کیسا
اُنکو راضی کرتا ہون بھلا وہ بھی کیا یاد کرتی ہین زندگی مین تو انکو کسی نے ایسا نہ خوش کیا ہوگا جیسا مین کرونگا
غرض یہی باتین چیتین کرتا ہوا کشتی پر سوار ہوکر پار اُترا کہا تم کشتی یہین لگائے رہو مین ابھی اپنے
ہمراہیون کو لیکے آتا ہون وہ سامنے درہ کوہ مین میرے منتظر بیٹھے ہوئے ہین عمرو اُن سب سے یہ کہکر
ادھر روانہ ہوا یہان دامن کوہ مین مقبل وفادار کرب غازی ابو الہول دیوانہ امیر حمزہ صاحبقران
کے پاس بیٹھے ہوئے باتین کر رہے تھے کہ خدا جانے عمرو کو کیا ہوا جو صبح سے ابھی تک نہین آیا نہین معلوم
اسنے کیا کہان گیا ابو الہول بولا کہ وہ اپنے داؤن گھات مین لگا ہوگا آتے مین ابھی یہی باتین تھین کہ ایک
کلاونت کو دیکھا کہ سامنے سے چلا آتا ہو قریب آکر سلام کیا دعا دی کہ اعلےٰ اعلےٰ مراتب رہین قربانت شوم

حضور یہان کوہستان مین کہان بیٹھے ہین غلام کا مکان یہان سے بہت قریب ہے وہان تشریف لیچلیے آرام سے
استراحت فرمائیے جو کچھ ماحضر ہو اُسے نوش فرمائیے غلام کی عزت کو بڑھائیے امیر حیرت زدہ اُسکی طرف
دیکھ رہے ہین ہر گز نہین پہچانتے آخر کار پوچھا اے شخص تو کون ہے اُسنے عرض کیا کہ ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران کا کلاونت ہون شہر زمردین دھوم پڑی ہوئی ہے کہ حمزہ چاہ الماس مین آیا ہے ذوفنون جادو
اور نرگس جادو کو مار چکا ہے اب ملکہ دمامہ جادو نے ساحرون کو حکم دیا ہے کہ حمزہ کو مع اُسکے ہمراہیون کے پکڑ لاؤ
ساحر چار طرف ڈھونڈھتے پھرتے ہین مین بھی تلاش مین حمزہ کی نکلا ہون کہ اگر کہین کسی مقام پر کسی صحرا کسی
درۂ کوہ مین ملجائے تو اُسے گرفتار کرکے بحضور ملکہ لیجاؤن اور انعام مین بہت سا روپیہ پاؤن امیر حمزہ صاحبقران
پکارے دور ہو مردک میرے سامنے سے تو بھلا حمزہ کو کیا گرفتار کریگا تو نے کبھی حمزہ کو دیکھا بھی ہے پہچانتا
بھی ہے اُسنے کہا معلوم ہوا حمزہ تو ہی ہے بیٹھا تو رہ مین جا کر جادوگرون کو لاتا ہون تجھے گرفتار کراتا ہون یہ
کہکر بھاگا صاحبقران عالیشان نے فرمایا لینا اسے جانے نہ پائے مقبل دوڑا قریب ہو کر کمر مین ہاتھ ڈالدیا
اور کہا کہ چلا آ وہ بولا کہ مجھے اسوقت اکیلا جانکر گھیرا ہے جانتے ہو کہ یہان میرا کوئی حمایتی نہین ہے یاد رکھو کہ اگر
مین نے یہین کھڑے کھڑے ایک آواز دی تو ابھی سیکڑون دل جادوگرون کے مثل ٹڈی دل کے
اسی کوہ وصحرا سے نکل آئینگے اور تمکو فوراً گرفتار کرلیجائینگے کہ تمھارا کہین پتا بھی نہ معلوم ہوگا امیر با توقیر
یہ باتین سُنکے چین بجبین ہو کے کہنے لگے مقبل مار تو اسے مقبل نے بموجب ارشاد فیض بنیاد امیر حمزہ صاحبقران
ہاتھ اُٹھایا کہ طمانچہ مارے عمرو نے کہا ارے لڑکا کیون شامت آئی ہے مجھے نہین پہچانتا یہ کہکے اپنی بائین آنکھ
کا تل دکھایا مقبل نے جلدی سے ہاتھ عمرو کا چھوڑ دیا امیر پکارے مقبل تونے چھوڑ کیون دیا اسے کیون
نہ مارا کیا یہ جادوگر ہے عمرو پکارا حمزہ یہ تو مجھے کیا ماریگا تو ٹھکرا تو معلوم ہو جائے امیر با توقیر خشمناک ہو کر چاہتے
ہین اُٹھیں کہ مقبل پکارا شہریار یہ خواجہ سلامت ہین امیر نے جو یہ سُنا تو دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ خواجہ بخدا
مین نے نہین پہچانا تھا کہو آج صبح سے جو غائب تھے تو کیا کیا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین بڑی شفقت سے
سرامہ جادو تک ہو آیا ہون فرمایا الحمدللہ عمرو بولا چلو اُسنے تمھین بلایا ہے مین اُسکو تمھارا مشتاق کرکے
تمھین لینے کو آیا ہون امیر با توقیر نے ارشاد کیا اے خواجہ کیا واہیات بکتے ہو وہ لکاتہ میری کس چیز کی مشتاق
ہوئی عمرو نے گذارش کیا اس سے کیا غرض ہے آپکو چلنا ہوگا بغیر آپ کے جائے ہوئے سرامہ جادو قتل نہ ہوگی
اگر چلنا ہے تو چلیے نہین تو مین اپنی جان کیون بلا مین گرفتار کرون امیر نے کہا اچھا چلو مین چلنے کو موجود
ہون مگر اسی صورت سے چلونگا کہا نہین صورت ضرور تبدیل کیجائیگی پوچھا کہ اچھا کونسی صورت میری بناؤگے
کہا گویا بناؤنگا اور مجھکو اپنا باپ کہنا فرمایا مردود کیا جھک مارتا ہے دور ہو میرے سامنے سے مین تیرے باپ کا بھی
باپ ہون عمرو نے کہا اچھا باپ نہ بنانا تو اُستاد کہنا امیر نے فرمایا مین تجھے اُستاد بھی نہین کہونگا خواجہ نے کہا کہ
اچھا کچھ نہ کہو مگر جو مین کہون اُسکی تعمیل مین توقف نہ لانا امیر نے کہا خیر کیا مضایقہ ہے بس خواجہ عمرو نے تین چار
دستنبچے زنبیل سے نکالے امیر نے پوچھا کہ یہ کیا سانگ ہے عمرو نے کہا دیکھیے تو سہی اور ایک ایک دستنبچہ
مقبل وکرب والبوالہول کو دیا اور ایک صاحبقران کے سامنے رکھدیا اور ایک جوڑی طنبورے کی نکال کے
رکھدی امیر نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا یہ لباس پہنیے اور طنبورہ اُٹھا لیجیے امیر نہایت برہم ہوے کہا مین صاحبقران زمان
ہون مجھکو سزاوار نہین ہے کہ مین طنبورہ ہاتھ مین لون عمرو نے کہا حمزہ اگر دریاے سیماب سے پار اترنا ہے اور

سرامہ جادو کو مار کر شہر زمرد مین پہونچا ہی تو یہ شکل اختیار کرو نہین تو تمھین اختیار ہی مجھسے شکایت نہ کرنا مجھسے پھر کچھ نہ ہوسکیگا اور حمزہ ملکہ گرد یہ بانو پر عاشق ہوکر کیون گویے بنکر گئے تھے اب اسقدر انکار کرتے ہو فرمایا کیا تونے یہ قول حکیمون کا نہین سُنا کہ عشق از قسم جنون است جب انسان مرض عشق مین مبتلا ہوکے خود رفتہ اور دیوانہ ہوجاتا ہی تو حالت خود رفتگی و دیوانگی مین بسبب غلبہ اُس سے ظہور مین آتے ہین جو افعال و کردار باعث اُسکی ننگ و ذلت کے ہوتے ہین انھین وہ اپنی عزت و حرمت کا سبب سمجھتا ہی نصیحت کو دشنام سمجھتا ہی بدنامی کو اپنا نام جانتا ہی ہر وقت یہی تگ و دو ہوتی ہی کہ جس طرح ہو خواہ رسوائی ہو خواہ کچھ خطرہ ہو مگر معشوق تک گذر ہو کسی کے روکنے سے نہین رُکتا منع کیے سے نہین مانتا شعر

لاکھ روکین رہ اُلفت کے بھلانیوالے	جاتے ہین کوچہ محبوب مین جانیوالے

اُس زمانے مین جو کچھ ہوا وہ ہوا گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ را احتیاط اب تو ہر بعد مین کبھی گویا نہ بنونگا اور جو شکل چاہیے تو بنا عمرو نے کہا تمھین اختیار ہی ساحر تمھاری تلاش مین پھر رہے ہین تمھین اور تمھارے ساتھ والون کو پکڑ لیجائینگے اور مین تو سرامہ جادو کا کلا نوت بنا ہوا ہون یا اور کوئی صورت بنکر بچ جاؤنگا لیکن تم کسی طرح نہین بچسکتے صاحبقران نے فرمایا او بدذات دزد بابک گردن لک لک پاسار بان زادے کیا اور کوئی عیاری تجھے یاد نہ تھی جو گویا بنکے گیا عمرو نے کہا آپ کا اجارہ نہین ہی جو موقع مین نے دیکھا وہ کیا اور اب کچھ نہین ہوسکتا امیر نے مکرر قسم کھائی کہ مین کبھی ہرگز گویا نہ بنونگا طنبورہ ہاتھ مین نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر یہ شکل نہ بنوگے کام خراب ہوگا بہت ذلیل ہوگے فرمایا کچھ ہو مگر مین گویے کی صورت نہ بنونگا اور جسکی شکل تیرا جی چاہے مجھے بنا دے عمرو نے کہا کہ اچھا اگر گویے کی صورت بننے سے انکار ہی تو غلام کی صورت تمھین بناؤنگا کہ غلاف طنبورے کے تمھارے پاس رہینگے سب کی جوتیان لیکے تمھین بیٹھنا ہوگا کپڑے پھٹے پُرانے نہایت بوسیدہ پہناؤنگا فرمایا یہ سب مجھے گوارا ہی مگر گویا بننا طنبورہ اُٹھانا ناگوار ہی کہا بہت اچھا اور کرب سے خطاب کیا کہ تو تو بلاس اپنا مین کرب نے کہا آپ نے مجھکو آبرو دی ہی مین نے کبھی ایسا لباس نہین پہنا عمرو بولا کہ او ناشدنی تو بھی حمزہ کی طرح عذر کرتا ہی مین جلدی کیون شامت آئی ہی کرب غازی ناچار ہوا عمرو نے دستبچہ کھولکر ایک تہی نیمہ پہننے کا نکالکر کرب کو پہنایا پگڑی بھانڈونکی سر پر باندھی اُسپر طرہ مقیش کا لگایا کمر بند طلائی کمر سے باندھا پائجامہ کمخواب کا پہنایا مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ کو بھی ایسا ہی بنایا کرب سے کہا کہ طنبورہ ہاتھ مین لے کرب بولا مین طنبورہ بجانا کیا جانون ایسا نہ ہو تار اسکے میرے ہاتھ سے ٹوٹ جائین کہا کہ جو تار تو نے توڑے تو مجھسے بُرا کوئی نہین اور بجانے کا طریقہ یہ ہی کہ تار پر آہستہ سے اُنگلی مارنا کہ اُسمین سے آواز پیدا ہو ایک دو تین ایک دو تین اور جو خلاف اسکے کیا اور کوئی تار ٹوٹا تو گردن تیری توڑ ڈالونگا کرب نے ناچار طنبورہ اُٹھا کر دامن مین چھپایا اور تونبا اُسکا چھاتی پر رکھا طنبورہ زرد کہربا کے رنگ کا تھا تار اُسپر سارنگ پوری چڑھے ہوئے تھے مقبل سے کہا تو بھی طنبورہ اُٹھائے مقبل نے کہا مجھسے طنبورہ اُٹھوا کر شامت اپنی لاؤگے مین بھلا طنبورے کی قدر کیا جانون مثل مشہور شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ عمرو نے آنکھین نکالکے کہا او کا تو بھی صاحبقران کی طرح تکرار کرتا ہی مقبل بولا مین سچ کہتا ہون مین کیا جانون طنبورہ کیا شے اُٹھا کے تیرے سر پر مارونگا ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا عمرو پکارا کہ اُٹھا طنبورے نہین تیرا سر توڑونگا مقبل نے بھی مجبور ہوکر طنبورہ اُٹھا لیا مانند گرز کے کاندھے پر رکھا ڈھولک ابوالہول کو دی ہر چند اسنے بھی تکرار کی کہ مین ڈھولک بجانا کیا جانون ایک ہاتھ ایسا مارونگا

ڈھولک پھٹ جائیگی عمرو نے کہا کہ اچھا جو تو ڈھولک نہین لیتا تو یہین پڑا رہ ہمارے ساتھ نہ چل جادوگر تجھے
پکڑ لیجائینگے تو اُسنے سمجھ لینا کہ حمزہ یہان ہوگا نہین ہونگا ابوالہول ڈرانا چار ہو کر اُسنے بھی ڈھولک کا
تسمہ گلے مین لپیٹ کر سپر کی طرح اُٹھا لیا عمرو نے امیر سے کہا اے امیر یہی وضع آپ بھی بن لیجیے یہ وضع
بہت اچھی ہے صاحبقران نے کہا کہ مین قسم کھا چکا ہون یہ وضع کبھی نہ بنونگا طنبورہ سارنگی کچھ ہاتھ مین
نہ لونگا عمرو بولا خیر آپ کو ذلیل ہی ہونا منظور ہے مین ناچار ہون یہ کہکر ایک پائجامہ سکیچے کا اُسکے گھٹنون پر
لال سوسی کے پیوند لگے ہوے اگر کہا موٹی دھوتر کا کہ اُسکے بھی دونون شانون پر گاڑھے کے پیوند تھے پہننے کو دیا
چادر گاڑھے کی اوڑھنے کو دی اس حیثیت سے صاحبقران کو لیچلا چلتے وقت آئینہ ہاتھ مین دیا کہ ذرا صورت
اپنی دیکھیے امیر نے فرمایا کہ یہ وضع مجھے پسند ہے مگر وہ طرح ناگوار ہے القصہ عمرو بن امیہ ضمری سب کو اپنے
ساتھ لیکر دریا کنارے آیا ملاحیون نے کہا خوب جلدی آئے عمرو نے کہا اب چلو ملکہ راہ دیکھتی ہونگی
اُنھون نے سب کو سوار کر کے لا کر پار اتار دیا کوئی دو گھڑی رات گئی ہوگی کہ سرامہ جادو کا مصنوعی کلا نوت
یعنے عمرو بن امیہ ضمری اپنے ساتھیون سمیت داخل باغ ہوا اسوقت فراش ماہ نے چاندنی کا فرش صحن باغ
مین بچھا رکھا تھا اور درختون کے منھ تمامی سے منڈھے ہوے تھے اور ہر ایک درخت مین گیند مقیشی آویزان تھے
کنارے نہر کے چراغان تھا ہر جگہ اور ہر مقام پر عجب طرح کا سامان تھا عمرو سیر کرتا ہوا خدمت سرامہ
جادو مین چلا یہان سرامہ بیٹھی ہوئی برق جادو سے باتین کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ کیون بہن اس گویے
کی کیا اچھی آواز ہے برق کہتی ہے کہ اے ہمشیرہ مینے تمام زمانے کے گانے والون کو سُنا مگر ایسا کسی کو نہ پایا یہ تو دنیا
مین اپنا ثانی نہین رکھتا گانا کاہے کو ہے سحر ہے اور سچ پوچھو تو سحر سے بھی زیادہ ہے کہ ہم لوگ جادوگر مشہور ہین
اور جادو کی ہمارے سامنے کوئی اصل و حقیقت نہین دن رات اسی شغل مین ہماری بسر ہوتی ہے ہم پر کسی دوسرے
جادوگر کا چلنا دشوار ہے مگر یہ ایسا جادوگر ہے کہ اپنے گانے کے سحر سے ہمارے دل کو بےچین کر رکھا ہے بلا کا
شخص ہے اور طرہ یہ کہ نہ اُسکا یہان کوئی سنگتی نہ ساتھی اکیلے اُسی طرح گاتا بجاتا اُسی کا کام ہے سرامہ جادو بولی
سچ ہے مگر دیکھیے اپنے ساتھ سنگت والون کو لینے گیا ہے آتا ہے یا نہین برق جادو بولی کہ بہن تمنے اُسے ایسا
مالا مال کیا ہے کہ وہ ضرور ہی آئیگا یہی باتین ہو رہی تھین کہ عمرو سامنے سے دکھائی دیا برق نے سرامہ سے
کہا لو بہن وہ آ گیا دیکھو وہ چلا آتا ہے برق نے کہا سامری اُسے لایا مین سمجھ چکی تھی کہ یہ گیا ہے اب نہ آئیگا
عمرو نے قریب آ کے سلام کیا دعا دی کہ چراغ خاندان سامری و جمشید کا روشن رہے اعلیٰ اعلیٰ مراتب ہون
یہ جوڑی زہرہ و مشتری کی تا دور فلک برقرار رہے کبھی کوئی آسیب نہ آئے برق نے مقبل و کرب کو
پہچانا مگر امیر با توقیر کو نہین جانا ہر طرف دیکھنا شروع کیا کہ حمزہ صاحبقران کہان ہین بعد تھوڑی دیر کے
دیکھا کہ امیر با توقیر لباس کہنہ پہنے ہوے برابر کفش کن کے کھڑے ہوے ہین برق نہایت شرمندہ ہوئی دل
مین کہنے لگی کہ لعنت ہے اس دزد بارگاہ گردن لگ لگ یا ساربان زادے عمرو بن امیہ ضمری عیار پر کیا برے طرح
امیر کو لایا ہے سرامہ جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا دیکھتی ہو برق نے جواب دیا بہن مین دیکھتی ہون کہ لڑکے اس گویے
کے بہت خوبصورت ہین لباس بھی اچھے اچھے پہنے ہوے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ صاحب کمال ہے روپیہ
اُسنے بہت پیدا کیا ہے اگر لڑکے اسکے عمدہ لباس پہنے ہوے ہین تو کیا تعجب ہے قاعدے کی بات ہے اچھی غذا
کھانے سے اچھی صورت ہوتی ہے غرض سرامہ جادو نے عمرو کو بلا کر بٹھایا مقبل و کرب وغیرہ بھی پاس آ کر

بیٹھ گئے سرامہ بولی کہ میان گوئیے بڑی دیر مین تم آئے خیر ہم مشتاق ہین اب تو تمہارے ساتھ والے بھی آگئے کچھ جلدی
کچھ گاؤ عمرو نے مقبل وفادار و کرب غازی کی طرف دیکھا اُنھون نے گردنین نیچی کرکے سب کی آنکھ بچا کر
عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تمھارا افشائے راز ہوگا خوب جوتیان پڑینگی ہمکو ناحق یہ صورت بنا کے لائے اگر سرامہ
نے کوئی فرمایش کی تو ہم تو کچھ جانتے نہین کیا ہوگا عمرو نے چپکے سے کہا مین جس طرح تعلیم کردون وہ تم کرو انھون نے
کہا ہمسے کچھ نہ ہوگا گو کہ ان لوگون نے سب کی آنکھین بچا کے چپکے چپکے یہ باتین کین مگر اتفاقات روزگار انکی
سرگوشیون پر سرامہ جادو کی نظر پڑ گئی بیساختہ پوچھنے لگی کیون کیا ہے اب کس بات کا تردد ہے آپسمین
کیا قیل و قال ہے کس امر کی تکرار ہے عمرو نے عرض کیا قربانت شوم یہ لوگ مجھکو خاطر مین نہین لاتے ہین جسوقت
انکا جی چاہتا ہے گاتے بجاتے ہین جب نہین جی چاہتا کوئی ہزار کہے یہ صم و بکم کی طرح بیٹھے رہتے ہین اسوقت
ہر چند مین کہتا ہون کہ تم ساز بجاؤ مین گاؤن یہ میرا کہنا نہین مانتے میری آبائی طرح وضع کو انھون نے چھوڑ دیا
ہے سپاہ گری پر کمر باندھی ہے بانکپن اختیار کیا ہے بزرگون کے طریقے کو ہاتھ سے دیا ہے سرامہ جادو نے جواب
دیا اچھا اگر یہ اسوقت نہین گاتے بجاتے تو نہ سہی مجھے انسے کچھ سروکار نہین مین تمھاری مشتاق ہون تم گاؤ
گاؤ جسوقت جی چاہیگا یہ بھی شریک ہو جائینگے عمرو یہ سُنکے بطور سابق اور سازندون کو شریک کرکے گانے لگا
دورہ جام گردش مین آیا عمرو نے کہا قربانت شوم یہ کیا انصاف ہے کہ شراب بھی عنایت نہین ہوتی شعر

خم کے خم ساقی بیہوش نے دیے غیرون کو | وائے قسمت ہین محروم رہے محفل مین

سرامہ جادو بولی کیا تجھے بھی اسکا
شوق ہے اسنے عرض کیا بلبلیان لون یہ تو ہماری جنم گھٹی ہے کہا ارے اسے بھی دو عرض کیا قربانت شوم اگر مجھکو دیجیے
تو اس طرح دیجیے کہ مین جیسے چاہون اسے دون اور شراب کو آراستہ کرکے آپکے واسطے لاؤن کہ آپ
بھی کہین تو کہین کہ ہان شراب ایسی ہوتی ہے اس ذائقے کی شراب آپ نے یقین ہے عمر بھر نہ پی ہوگی
سرامہ جادو نے کہا اس نئی ہوئی شراب کو تو کیا بنائیگا اسنے کہا بلبلیان لون اسکا تال میل کوئی نہین
جانتا اسے مین ملا جلا کر آپکے واسطے نکال لونگا سرامہ نے کہا ارے سب شرابخانہ اسکے حوالے کردو ہم بھی
دیکھین کیسی شراب بناتا ہے سب میخانہ عمرو کے حوالے کر دیا گیا اُسنے سب مین داروے بیہوشی ملا کر پہلے
علے والون کو تقسیم کی بعد اُسکے کچھ شراب مین خوشبو ملا کے گلابیان بھر بھر منھ انکے تمامی سے باندھے
طرے اُنپر لگائے کشتیون مین رکھوا کر سامنے لایا سرامہ جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی پھڑک گئی برق جادو
سے کہا بہن دیکھتی ہو اسکے سلیقے کو بہت بڑا عقلمند معلوم ہوتا ہے اُسنے کہا کہ ایسے صحبتین اچھی اچھی دیکھی
ہین جہان دیدہ بوڑھا آدمی ہے سرامہ جادو نے کہا کہ مین اسکو اب عمر بھر اپنے پاس سے جانے
نہ دونگی تعویذ گلو بنا کر رکھونگی ایک دم اپنے پاس سے جدا نہ کرونگی برق جادو نے جواب دیا
کہ یہ لوگ کسی کے پاس نہین رہتے بیوفائی کرکے چلے جاتے ہین سرامہ جادو نے کہا یہ سب کہنے
کی باتین ہین جب نوکر کو راحت سے رکھوگی اسکی قدر و منزلت کروگی تو ہرگز نہ جائیگا غرض عمرو
نے گانا شروع کیا جام شراب گردش مین آیا خواجہ نے ایک سادی گلابی بلکہ برق جادو کے آگے
رکھدی اور ایک اپنے واسطے رکھلی باقی سب مین بیہوشی ملا کے صحبت بھر کو قسم دی کہ اس شراب کو
پیو دیکھو مین نے اسمین کیا کاریگری کی ہے سب نے اسمین سے خوب نیت بھر کے پی ایک دو گھڑی
کے بعد سب کے دماغون مین بیہوشی نے اثر کیا عجب عالم ہوا نشہ داروے بیہوشی سے خودرفتہ و مدہوش ہوکر

ادل قول اور واہیات بکنے لگے عمرو اور بھی زور دیکے گانے لگا سرامہ جادو ایسی بیخود ہوئی کہ ناچتی اٹھکھڑی ہوئی دو قدم چلی تھی کہ پانؤن لڑکھڑایا بیہوش ہوکر گر پڑی چار طرف سے لوگ اُٹھے کہ ملکہ کو اُٹھالین جو اُٹھکر چلا وہ خود بیہوش ہوکر گر پڑا ایک طرفۃ العین مین ساری صحبت کی صحبت بیہوش ہوگئی برق جادو تو ہوش مین تھی جب اُسنے دیکھا کہ کوئی ہوش مین نہین ہی اُسنے خواجہ عمرو سے کہا کہ ارے سُس یہی تو صاحبقران عالیشان کو کیسی صورت بنا کے لایا ہی اور دوڑکر قدمون پر امیر کے گر پڑی کہ خدا کے واسطے یہ کیا رسوائی ہی یہ بد ذات آپ کو کس ذلت سے لایا ہی عمرو بولا ای ملکہ مین نے ہر چند چاہا کہ اچھی طرح سے لیچلون مگر انھون نے میرا کہنا نہ مانا یہ غلامون کی وضع قبول کی طنبورہ ہاتھ مین نہ لیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان سے عرض کیا کہ اب کنیز رخصت ہوتی ہی اسلیے کہ سرامہ جادو کا مارا جانا مجھے نہ دیکھا جائیگا مجھے اور اس سے کمال درجہ محبت تھی مگر از بسکہ مین نے راہ اسلام مین قدم مارا ہی اگر میری جان بھی کام آئے تو آپ پر نثار کرنے کو موجود ہون پھر کسی اپنے بیگانے کی کیا حقیقت ہی اور اب سرامہ جادو کے مارے جانے سے شہر زمردین ہلچل پڑجائیگی قیامت برپا ہوگی دمامہ جادو اپنی حالت نہایت تباہ کریگی آپ کا پوشیدہ ہونا مشکل ہوجائیگا یہ کہکے برق جادو تو برے ہوا ہوا ہوگئی ادھر عمرو نے جھٹ پٹ کر سے خنجر نکالکے سرامہ جادو کو ذبح کر ڈالا بعد اُسکے اُسی خنجر خونچکان سے اور سب اُسکی ساتھ والی جادوگرنیون کا بھی کام تمام کیا سرامہ جادو اور اُن جادوگرنیون کا مارا جانا تھا کہ آسمان سے آگ برسنے لگی سنگ باران ہونے لگے آندھی سیاہ چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا سب مکانات جو سحر کے بنے ہوئے تھے کہ جین ہوکے اُڑگئے بڑی دیر تک یہ تلاطم برپا رہا جب بعد کئی ساعت کے یہ سب کیفیتین برطرف ہوئین روشنی ہوئی تو اب نہ وہ باغ ہی نہ وہ مکان ہی نہ دریا کا کہین نام و نشان ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی یا جو کچھ اصلی اسباب تھا وہ باقی ہی عمرو نے وہ سب اسباب سمیٹ کر نذر زنبیل کیا اور امیر حمزہ صاحبقران سے التماس کیا کہ اب جلد کہین چلکے پوشیدہ ہو جیے ایسا نہ ہو ملکہ دمامہ جادو آجائے تو کچھ بنائے نہ بن پڑے امیر با توقیر مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے جانب صحرا روانہ ہوئے انھین تو صحرا مین جانے دیجیے

جب تک دو کلمے داستان مصیبت بیان شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے بیان کیے جاتے ہین ملاحظہ فرمائیے

راوی کہتا ہی کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو شہر زمردین تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی ہی اور صورت دمامہ کی پہلے ہی بیان ہوچکی ہی مسدس

زلف سیاہ تھی شب عصیان بد خوار
ایمان کی خزان رخ گلرنگ کی بہار

ابرو مثال خنجر جلاد اشکبار
کہتی تھی تیرگی یہی خال سیاہ کی
چنبر لبوں ہی ہوئی جھریون کا تھا گمان
آنکھین جو تھی ہوئین سنگلون پہ ہوئے
تھی تھین بوے کفر اللہ کی پناہ
یہ اُس نحوست بھری جسامت کا حال تھا

پلکین تمام وادی ظلم و ستم کے خار
نقطہ نہی ہمت کے سیاہی گناہ کی
تھے دشمنی واحد و یکتا کے دس نشان
اپنے تئین غرور خودی سے دیے ہوئے
تن کے عرق سے تھی متعفن وہ بارگاہ
بے دم ہوے ستو مین سانس لینا محال تھا

تھین سرخ سرخ دست حنائی کی انگلیان
خاصان حق کے بغض کی دلیلیں عیان

رنگت کا تھا گنہ کی سیاہی سے بھی سیاہ
جمشید و سامری کی محب دشمن الٰہ

رخساروں پر داغ چیچک کے گڑھے پڑے ہوے اور ہر گڑھے مین ایک ایک مہاسہ اُٹھا ہوا گویا پہاڑ کے اندر اپنے اپنے

اپنے

بھٹون مین سور کھڑے ہوے ہین اس شکل و شمائل پر لباس شاہانہ نہایت تکلف سے پہنے ہوئے قد تیس ایرج کا
تاج سات کنگرون کا سر پر رکھا ہوا کہ ہر کنگرے سے اُسکے شعلہ آتش نکل رہے ہین اور وہ شعلے صورتین عجیب وغریب پیدا
کر کے آواز دیتے ہین کہ یا خداوند سامری یا خداوند جمشید اور یہ صدا دیکے آپ ہی آپ غائب ہو جاتے ہین اور
گرد تخت دمامہ جادو کے نوسو جادوگر سردار نولاکھ جادوگرون کے شان و شوکت سے دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ کسی کے
دنگل مین چار شیر آتشین لگے ہوئے ہین اور اُن شیرون کے مُنھ سے شعلۂ آتشین نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہے
بنے ہوئے ہین کہ جب وہ اژدہے سانس لیتے ہین کوسون تک صحرا کے درخت جل جاتے ہین جب دم کشی کرتے ہین
منزلون سے پہاڑ کھنچکے اُنکے مُنھ مین سما جاتے ہین کسی کی کرسی مین فیل آتشین لگے ہین کسی کی دسون انگلیان مانند
پنجشاخے کے روشن ہین اور کسی کے مُنھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اُٹھ رہا ہے کسی کے
کان سے بخارات نکل رہے ہین کسی کے موے سر کے عوض مین مار سیاہ لپٹے ہوے بل کھا رہے ہین کسی کی پیشانی پر
بڑے بڑے بچھو بجاے ابرو بیٹھے ہوئے نیش زنی کر رہے ہین گھٹنے سے شانون تک مت بندھے ہوئے ہین جنیو
گلون مین پڑے ہوئے دھوتیان سُرخ تافتون کی بندھی ہوئین بنارسی دوپٹے اوڑھے ہوئے آنچل دونون
کاندھون پر پڑے ہوئے وہ ہیبتناک شکلین انکی کہ اگر رستم بھی ایک نظر دیکھے زہرہ آب ہو جائے سب
گرد تخت ملکہ دمامہ جادو کے بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین باہم ذکر ہو رہا ہے کہ سُنا ہے حمزہ شہر زبرجد نگار سے
چاہ الماس کو چلا ہے اور عمرو عیار بھی اُسکے ساتھ ہے کسی نے کہا مین نے سُنا ہے کہ ابوالہول دیوانہ بھی اُس
خداپرست کے ساتھ ہے اور وہ ہادی ہوا ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین چاہ الماس مین لیجاؤنگا ایک بولا کہ حمزہ کیا اپنی
جان سے بیزار ہے جو ادھر کا ارادہ کیا ہے اور اگر بالفرض کہ یہان آئیگا بھی تو فوراً مارا جائیگا ایک نے جواب دیا کہ
حمزہ نے شہر کے ساحرون کے غارت کر دیے وہ اپنے زعم مین سمجھتا ہے کہ مین سب کو غارت کر دونگا لوگ تو یہ باتین
کر رہے ہین مگر دمامہ جادو نام سے امیر حمزہ صاحبقران عالیشان او رعمرو بن امیہ ضمری کے تھرا رہی ہے اور
کہہ رہی ہے کہ صاحبو یہ دونون بلاے بے درمان آفت جان ہین خداوند سامری و خداوند جمشید انسے اپنی
حفاظت مین رکھے اور میرے تو جو ایام نحوست فرجام تھے وہ سب نکلگئے فقط ایک ہفتہ اور باقی ہے یہ
بھی اگر فضل خداوند سامری و کرم جمشید سے گذر گیا تو پھر مین ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑونگی ایک ایک
کو چن چنکے قتل کرونگی پھر ابداً لآباد تک دین اسلام کا کہین نام و نشان نظر نہ آئیگا کوئی خداے سماوی کا نام
بھی نہ جانیگا یہان ابھی آپسمین یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک ایک شور غل واویلا کا ایک طرف سے بلند ہوا
دمامہ جادو نے متحیر ہو کے کہا ارے کوئی دیکھنا کہ یہ غل کیسا ہے خیر تو ہے کچھ ساحر بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے
دیکھنے کو اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سے بعجیل تمام اُٹھ کھڑے ہوئے دریافت حال کو بڑھے کیا دیکھتے ہین کہ ایک
پلنگ پر لاش ملکہ سرامہ جادو کی ڈالے ہوے اُسکی ساتھ والیان چلاتی ہوئی چلی آتی ہین کہ آج شہر زمرد
ویران ہو گیا آج چراغ آپ کے گھر کا بجھگیا آج ہمارے سرون کا تاج اُٹھ گیا ملکہ دمامہ جادو نے جو لاش نور نظر
پارہ جگر اپنی بیٹی ملکہ سرامہ جادو کی دیکھی بیساختہ مضطر و بیتاب ہو کر لپٹگئی اور چلانے لگی کہ بیٹیا تم مر گئین ہمکو
جیتے جی قتل کر گئین ہاے انجمن میری بے چراغ ہو گئی ہاے تقدیر میری جاگ کے سو گئی ہاے چشم و چراغ میرے گھر کو
اندھیر اکر گئین ہاے سرامہ تمنے میری پریشانی و تنہائی پر نظر نہ کی مجھکو اکیلا چھوڑ گئین آج گھر میرا ویران ہو گیا
ہاے یہ کیا سامان ہو گیا باغ میرا سنسان ہو گیا ہاے اے لاڈلی تیرے مرنے سے شہر زمرد مین خاک اُڑنے لگی

یاس و حسرت برسنے لگی ہاے ای نور بصر تمنے اپنے مرنے کی ہمسے خبر بھی نہ کی چپکے سے عدم کی راہ لی ہاے مین کوکھ جلی
اب کسکو بیٹی کہکے پکارونگی ہاے اب کسکے سر پر اپنا سر واروں کی ہاے سرامہ تم میری کمر توڑ گئین اس بڑھیا
مان کو ٹھوکرین کھانے کے لیے چھوڑ گئین ہاے ای بیٹا آج کل ہمیر ایام نحس آگئے تھے ہم سمجھتے تھے کہ ہم مر جاینگے
تم ہماری مٹی عزیز کروگی ہم یہ نہ جانتے تھے بیشتر تم چل بسوگی ہمسے پہلے تمھین مروگی غرض اسی طرح کے بین
بیان کرکے رو رہی تھی جب زیادہ محبت مادری نے زور کیا منھ ملنا شروع کیا پچھاڑین کھانے لگی بیٹھے بیٹھے منھ
سوج گیا اسی حالت مین ملکہ برق جادو بھی پہونچی گو کہ اُسی نے عمرو کو سرامہ کے مکان کا رستہ بتایا تھا اور یہ
بذات خود امیر حمزہ عالیوقار کی طرفدار ہی مگر چونکہ یہ اور سرامہ جادو ساتھ کھیل کے بڑی ہوئی تھین اور ساتھ
کھیلنے کی بڑی محبت ہوتی ہی یہ دونون آپسمین یکجان و دو قالب تھین گھڑی بھر اُسکو بغیر اسکے چین نہین آتا تھا اسکو
بغیر اسکے کوئی سیر کوئی تماشا نہ بھاتا تھا مصرع یہ اُسپر تصدق وہ اسکی فدائی + بچپنے کی محبت نے جو زور کیا خون نے
جوش مارا دل قابو سے باہر ہوگیا تاب ضبط باقی نہ رہی بیساختہ ہاے ہمشیر کہکے لاش سے لپٹگئی اور بصد گریہ وزاری
و بہزار نالہ و بیقراری یہ بین کرنے لگی کہ ہاے ای بہن تمکو کیا ہوگیا تمنے کچھ ہماری محبت و اُلفت کا بھی خیال نہ کیا
ہمسے منھ موڑ لیا ساتھ چھوڑ دیا ہاے ای بہن تمھین تو بغیر میرے کہین چین نہ آتا تھا آج کیا ہوگیا کہ ہمسے
بے کہے سُنے اور ہمین بغیر ساتھ لیے راہی ملک عدم ہوگئین ہاے بہن اب ہمین بھی اپنے پاس بلا لو اکیلی سفر نہ کرو
اب ہمین ایک لحظہ بھر زندگی دشوار ہی تمھارے بلانے کا انتظار ہی ہان بہن خوب سوچکین اب بیدار ہو نیند سے ہشیار ہو
کچھ مُنھ سے جواب دو کہ تسلی دل خانہ خراب ہو ہاے وہ کون ظالم تھا جسے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا ہاے میری
تقدیر آج سو گئی مین بن بہن کی ہوگئی اور اُسی حالت بیقراری و نوحہ وزاری مین پکاری کہ ارے لوگو اتنا
ثواب لینا کہ مجھے بھی انکے ساتھ دفن کر دینا مین اور یہ یکجان و دو قالب تھے آپسمین مطلوب و طالب تھے مجھسے
اور انسے عہد تھا کہ جہان جائینگے ہم تم ساتھ جائینگے اب یہ کیا بدعہدی انھون نے کی کہ خود چلی گئین ہمکو چھوڑ گئین
اور چاہا کہ سر زمین پر دے مارے لوگ لپٹگئے غرض ایسا روئی کہ حالت غیر ہوگئی دمامہ اپنا رونا بھی بھول گئی
لوگون نے دمامہ سے کہا کہ یہ دونون آفتاب و مہتاب شہر زمرد کی تھین سرامہ جادو تو مر چکی اب برق
جادو کو غنیمت جانیے انکو پھوٹی آنکھ کا دیدہ سمجھیے اپنا رونا موقوف کیجیے برق جادو کو تسلی دیجے کہ
حالت اُنکی تباہ ہی اور اگر آپ بھی اپنا حال تباہ کرینگی تو انکو کون روکیگا اُنکی زندگی غنیمت جانیے ہمارا کہنا
مانیے بس دمامہ جادو نے رونا موقوف کرکے برق جادو کو اپنی چھاتی سے لگا لیا اور کہا بیٹیا تو کیون
اپنے کو ہلاک کرتی ہی اس پیٹنے سے کیا فائدہ ہی تیرے رونے سے سرامہ زندہ نہ ہو جائیگی اب تو جو کچھ ہونا تھا
وہ ہوا صبر کرو ہمارا جگر دیکھو کہ یہ تو جینے ہمارے پیٹ مین رہی اپنا لہو پچھا چُبا کر ہمنے اسکو پالا تھا ہمارے
دل کی کیا حالت ہوگی مگر ناچار صبر کیا تو بھی اب صبر و شکر کر برق جادو نے کہا کہ خالہ امان آپ جو
فرماتی ہین بجا فرماتی ہین آپکا حق بطرف ہی مگر مین تو سوا ملکہ سرامہ جادو کے اور کسی کے پاس بیٹھتی اُٹھتی
بھی نہ تھی میری تو آنکھون کے نیچے اُنکی صورت پھر رہی ہی اور بلکے پھر پکاری کہ ہاے ای بہن ملکہ سرامہ
جادو تم جہان سے اُٹھ گئین ہم رہگئے ایسی جگہہ تم جا بسین کہ وہان سے کوئی جاکے پھر نہین آسکتا نہ کسی کا
کچھ حال معلوم ہوسکتا ہی مصرع نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے + وہ تمھاری محبتین یاد آتی ہین
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی ہاے ای بہن کیا تمنے اسی واسطے ہمسے محبت بڑھائی تھی کہ آپ چلی جاؤگی ہمکو

اپنی یاد مین تڑپاؤگی بہن کچھ وصیت تو ہمسے کر گئی ہوتین ہاے ای بہن آخری وقت مین ہمنے تمھین نہ دیکھا دمامہ جادو اور جتنے بھر ساحر تھے سب کے سب ملکہ برق جادو کے بین جانگزا پر بے اختیار رو رہے تھے آخر دمامہ نے کہا کہ بیٹا رونا تو عمر بھر ہو **شعر**

جسوقت یاد آئینگی یہ جان کھوئینگے	جب تک جئینگے انکی جدائی پہ روئینگے

اب آخری خدمت تو سرامہ جادو کی کر لو انھین جلا پھونک تو لو برق جادو نے تڑپ کے جواب دیا کہ خالہ امان مین انکو کبھی نہ جلاؤنگی یہ مجھسے ہرگز نہ ہوگا مین انکو زمین مین دفن کرونگی برابر انکے اپنی بھی قبر بناؤنگی مگر مین سخت جان ہون دم تو نکلیگا نہین خیر قبر پر ملکہ کی جھاڑو دیا کرونگی دمامہ بولی اچھا بیٹا تیرا جسطرح جی چاہے تو کر ہم منع نہین کرتے گو کہ یہ طریقہ خدا پرستون مسلمانون کا ہی مگر مجھے بہر طور تیری خوشی منظور ہی برق جادو چیخ مار کر روئی اور کہنے لگی کہ کیون بہن ہم اسی واسطے زندہ رہگئے کہ تمھاری قبر بنوائین تمھین دفن کرائین یہ کہکر دونون ہاتھ اپنے منھ پر مارے کہ ہاے سرامہ کچھ بات کرو منھ سے بولو ایسی ہمسے خفا ہو کہ ہماری بات کا جواب بھی نہین دیتین اور ہان سچ ہی تمکو ہمسے خفا ہونا چاہیے ہو کہ تمھارے قاتلون کو بھی ہمنے نہین ڈھونڈھا مگر ہمشیر یہ سمجھ لو کہ کیا ہم انھین چھوڑ دینگے ہین یہ تو تم بتاؤ کہ قاتل تمھارا کون ہی اس بین سے ہر طرف اور بھی کہرام برپا ہوا آخر کار بطور خدا پرستون کے دفن کا سامان ہونے لگا صندوق چوب صندل سفید کا بنوایا گیا اسمین لاش لکاترکی رکھی اور جہان کہ یہ سرامہ جادو پیدا ہوئی تھی اسی مکان مین لاکر دفن کیا پختہ قبر بنوائی گئی اسپر ایک بہت بھاری مکلل و مغرق کارچوبی کمخواب کا شامیانہ استادہ کرایا فانوس و جھاڑ کے لوے گرد پیش قبر کے روشن کروائے اب برق جادو قبر سے لپٹی ہوئی رو رہی ہی اور کہ رہی ہو کہ بہن مجھے بھی اپنے پاس بلالو مین تمھارے بغیر زندگی کیونکر بسر کرونگی دمامہ جادو نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا کہ بیٹا بس جانے دو آؤ چلو یہان سے برق جادو نے کہا کہ خالہ امان کہان جاؤن میرا جانے آنے کا تو ٹھکانا انھین کے پاس تھا آپ تشریف لیجائیے مین یہین بیٹھی رہونگی شاید یہ کبھی کچھ بات کرین تو کوئی تو جواب دینے والا مصاحب اور انیس انکے پاس چاہیے دمامہ جادو نے کہا کہ بیٹا تو اور مجھ نیمجان بیتاب و توان کو مارے ڈالتی ہو اب سرامہ کیا زندہ ہوگی جو تو اسکی بات کا جواب دیگی ارے کہین مردے بھی زندہ ہوتے ہین کیسی کیسی صورتین خاک مین ملگئین کیسے کیسے عاشق و معشوق آن واحد مین جدا ہوگئے **مسدس**

باغ دنیا مین نئے پھول کھلا کرتے ہین
فصل گل مین گل و بلبل بھی جدا کرتے ہین
سیکڑون قافلے پردیس مین جاتے ہین
آسمان ظلم و ستم روز نیا کرتے ہین
ہاے آغوش کے پالے ہوئے ان مین کھپتے ہین
رات دن اہل زمین نالہ گلا کرتے ہین

جو بناتے تھے سدا راتون کو زلف و کاکل
انکی تربت پہ نہین سایۂ گل سنبل
فاتحہ پڑھنے کو گاہے جو صبا آتی ہو
دوست بھتے تھے جو پھولون کو بجبر گل
رحم کھا کے کبھی جاروب دیا کرتی ہو
پھول ہین انکی لحد پر نہ صدا لے بلبل

جسمین رہتے تھے کبھی لالۂ خود رو خندان
تربتین سیکڑون خمخین جگر دیکھی ہین نشان
سونی ڈیوڑھی ہو تو سنسان جلو خانہ ہی
ایک مت رہے آباد جو شاہو نکے مکان
ہی کسی جا یہ اداسی کہین ویرانہ ہی
دل مایوس کے مانند وہی ہین ویران

عمر بھر عطر سے مٹی کے جنھین وحشت تھی
ہاے افسوس کسی نے نہ انھین دی مٹی
ہاے جو لوگ بسر کرتے تھے گلزار و چمن
ایک شب بھی نہ ہوا رنج نہ آفت جنکو کبھی
بنگلے سبزہ ہی اب اگ گئے ہین جو لوا دمین
انکی ناشاد پہ کیا کیا ہی حسرت و بیکسی

تاج شاہانہ جو دوشالہ ہو کہ نچھائین افسوس
راہرو ٹھوکرین تربون کو لگائین افسوس
بیچ میں جیب عجب تھی جن نام و نشان کے نزدیک
پاس جسم و تن کے گسس تک نہ تھی انکی قبر تک
تختہ قبر ہین اب انکے تن کے نزدیک
قبر مین کرم انھی جسم کو کھائین افسوس

جنین شاہانہ رہا کرتا تھا اکثر سامان
چین پڑتا تھا اکیلے مین نہ جنکو دم بھر
چرخ کجرو نے فقیرون کو دیے تاج دوا
جام جم ہے نہ وہ آئینۂ اسکندر ہے
نخوت و کبر کی ہر وقت جو پیتے تھے شراب
اب کدھر یوسف کنعان ہین کہان ہے وہ جمال
جسکا سر رکھتے تھے زانون پہ حسینان جہان
جو گیا ملک عدم پھر نہ پھرا کیا دیکھا

خانۂ گور کی صورت وہ مکان ہین ویران
سینۂ عبرت سے نہ کیون چاک ہون دیوار کے
گوشۂ قبر مین تنہا ہین وہی رشک قمر
ناز اٹھاتے تھے سدا جنکے پرستار و دن
شاہ جو تھے انھین کشکول گدائی بخشا
ہیکلین زیب گلو کل مین نہ جنکے لیے
ساغر چشم بعینہ نگہ خشک سے ہے
جن مطیع انکے تھے کیا حال کہون شوکت کا
منھ چھپائے ہین کفن سے وہ کجکلہی جن کا سب
پوچھے اتنا تو کوئی کسلیے منھ موڑ آئے
اب بھی ہے عشق کا کچھ انکے زلیخا کو خیال
نہ مکین کا ہے پتا اور نہ مکان باقی ہے
ڈھیلے اس سر کے تلے رکھتے ہین کچھ دیوان
فرش سنجاب کا ہر وقت جہان دیکھا ہے
شیشۂ عمر سکندر نے شکستہ دیکھا
آب بقا سے کبھی سیر تونگر نہ ہوئے

طاق کسری کا اسیواسطے باقی ہے نشان
ڈھیر مٹی کے ہین یا قصر مین بزار رونکے
تنگ ہوتے تھے گریبان کی جو تنگی سے بشر
ظلم قاتل کے سبب اب انھین بیچارونکے
آئے اپنے گھرون مین جو لگاتے تھے صدا
آج ہین قبر کے تعویذ حفاظت کے لیے
کل جو تھا صاحب رنج وہی بضد ہے
اب نشان تک نہین ملتا ہے کہین تربت کا
کل جدائی کی نہ جس شخص کی لاسکتے تھے تاب
جا کے کیون گور غریبان مین سے چھوڑ آئے
کیا ہوئی سر سے زلیخا کے وہ شاہی جمال
نام کو مصر مین تربت کا نشان باقی ہے
جنکے گھر مین تھین ہمیشہ سے مرادین مہمان
خس و خاشاک کا اب فرش وہان دیکھا ہے
عقل حیران ہے کیا جانے تماشا دیکھا
یک دن بھی تو لب ساغر جم تر نہ ہوئے

پڑھتے ہین فاتحہ عبرت و ادب دیکھکے سب پیر و جوان
پھر گیا زیر فلک حلق پر انکے خنجر
ظلمت قبر سے حیران ہین اب وہ کیا کیا
ہین سلیمان کہان اور کدھر لشکر ہے
آج تابوت اٹھاتے ہین اسی کا احباب
باغ حسرت ہے ہوا سب وہ خزان سے پامال
اب گل باغ تمنا ہین انھین پر خندان
بھولا اس آئینے کی سیر کچھ ایسا دیکھا

بیٹا اب قبر کو چھوڑ دے گھر مین چلکے بیٹھ ایسا ہی ہے تو گھر مین چلکے خوب سا دل کھولکر رو لیجیو برق جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہین کہ رہی ہے خالہ امان آپ کیا کہتی ہین کسکا گھر کسکا در اب میرا گھر یہی ہے جہان بیٹھی ہون مین انھین اس اکیلے گھر مین تنہا چھوڑ کے نہ جاؤنگی آپ ناحق اسقدر اصرار کرتی ہین ہان انکے قاتلون کو ڈھونڈھوا دیجے اگر وہ ہاتھ لگجائین تو مجھے بھی بلا لیجیے کا برق جادو نے وہ حال بنایا کہ دمامہ جادو کو یقین کلی ہوگیا کہ اگر مین اسے یہان چھوڑ کے چلی گئی تو بیشک یہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیگی غرض سمجھا بجھا کے اسے قبر سے چھڑا کے اپنے گھر لیگئی لیکن ہر وقت اسے خوف لگا ہی رہتا ہے کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ اپنے کو ملکہ سرامہ جادو کے غم مین ہلاک کرے اس خیال سے اسے چھوڑ کر گھر سے کہین نہین جاتی ایک دن اس مکارہ دمامہ نے کہا کہ اے برق جادو کہین سیر کو جا کے دل کو بہلا کر کچھ تو غم غلط ہو رنج والم بھولے اور جادوگرون سے اشارہ کیا کہ اسے کہین لیجاؤ کسی مقام کی سیر کرالاؤ بموجب حکم ملکہ دمامہ جادو کے جادوگر ملکہ برق جادو کو اپنے ہمراہ لیکے ایک طرف روانہ ہوئے اور برق جادو انسے جدا ہوکے امیر حمزہ صاحبقران کی ملاقات کو روانہ ہوئی اب وہان کا حال سنیے کہ جب ملکہ دمامہ جادو سرامہ جادو کو گاڑ توپ سکے اپنے مکان پر آکے بیٹھی تو لوگون نے عرض کیا کہ حمزہ نے چاہ الماس مین داخل ہوکر پہلے ذوفنون جادو کو مارا بعد اسکے نرگس جادو کو جہنم واصل کیا اب جب سرامہ جادو کو مارا ہے تو آپ کو خبر ہوئی مگر نہین معلوم حمزہ نے ان تینون کو کیونکر مار سکتے ہین کہ وہ سحر بالکل نہین جانتا پھر کس طرح نرگس جادو اور سرامہ جادو پر غالب ہوا دمامہ جادو نے جواب دیا کہ تم لوگ نہین جانتے حمزہ مالک باطل السحر ہے اسنے لاکھون جامہ گردون کو اسی طرح قتل کیا ہے تم توقف کرو

مین پہلے اُسکی تدبیر کرون تو حمزہ کو بھی گرفتار حسب الحکم کرنے جاؤن اور تم سب کو چہار طرف روانہ کرون کہ جہان ہاتھ لگجائے وہ اُسے پکڑلائے یہ کہکر اسباب سحر طلب کیا جب موم سیندور شراب طائر صحرائی کالے ماش موہن بھوگ کے کڑھاؤ پان کا بیڑا ہار پھول تو نئین سب چیزین لاکر رکھی گئین ڈھر و بجانیوالے حاضر ہوے پہلے اسنے بچۂ خوک کو جھٹکا کیا اور خون اُسکا ایک تھال مین لیا اور اسی خون خوک سے چوکا دیا باقی خون پانی مین ملاکر اس سے وہ نجس لعین نہائی نہا دھوکے چوکے مین بیٹھ کر ایک سو ایک طائر کی گردنین مروڑ مروڑ کر انکا خون چوسا اور اسم سحر پڑھنے لگی پھر اس بچۂ خوک پر جو ایک طرف مرا ہوا پڑا تھا کچھ دانے ماش کے پڑھ پڑھکے مارے کہ وہ بزور سحر زندہ ہوکے اسکے سامنے آکھڑا ہوا اُسنے اُسکی پیشانی پر سیندور کا ٹیکا دیا گلے مین ہار ڈالے اور پھر کچھ اسم سحر پڑھنے لگی کہ وہ خوک گرد پھرنے لگا ایک سات چکر مارے تھے کہ دمامہ نے اشارہ کیا وہ ٹھہر گیا کڑھاؤ موہن بھوگ کے تیار تھے دمامہ نے وہ اسے کھلائے سات کڑھاؤ اُسنے کھائے بعد اُسکے سات قرابے شراب تند و تیز کے اُسکو پلائے بنگالی جو ڈھرو بجانے کو بیٹھے تھے اُنکی جان پر صدمہ تھا اور دل مین کہتے تھے کہ یہ بچۂ خوک تو اتنا سا ہی سات کڑھاؤ موہن بھوگ کے کون کھا گیا اور اتنے بڑے بڑے سات قرابے شراب تیز و تند کے کون پی گیا مگر ناچار ڈھرو بجا رہے تھے جب دمامہ ہاتھ سے اشارہ کرتی تھی تو زور زور بجانے لگتے تھے نہین تو آہستہ آہستہ بجاتے تھے یہان تک کہ اُس خوک نے کھا پی کے جماہی لی منھ جو اُسکا کھلا دمامہ نے تھوڑا سا موم لیکے اُسمین ڈالدیا اُسنے منھ بند کرلیا اور پھر دمامہ جادو کے آس پاس چکر مارنے لگا ایک سو ایک چکر لگائے تھے کہ اُسنے اشارہ کیا وہ کھڑا ہوگیا اور منھ کھولدیا دمامہ نے وہ موم اُسکے منھ سے نکال لیا وہ خوک معاً گر پڑا اور مثل مردۂ صد سالہ کے ہوگیا اسنے بنگالیون سے اشارہ کیا کہ تم لوگ اب چلے جاؤ وہ اُسی وقت اپنی اپنی جانین لیکے بھاگے دمامہ نے اُس موم کا ایک پتلہ بنایا اور اُسکے منھ پر اور سینے پر سوئیان چھبوئین اور ایک شیشے مین اُس پتلے کو رکھکے منھ پر شیشے کے کوری مٹی کا سکورا رکھکے موم سے بند کردیا اور کچھ پڑھ کے زمین مین دفن کردیا بعد اُسکے پھر نہا دھوکے اپنے مقام پر آکے بیٹھی چند ساحرون کو طلب کیا ساحر حاضر دربار ہوئے بعد سلام و دعا کے سب نے دست ادب باندھکے عرض کیا اے شہنشاہ ساحران ملکہ عالم کیا ہے خیر تو ہے کیون غلامون کو یاد کیا ہے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے بزور سحر حمزہ کو بیکار کردیا ہے یعنے اسم اعظم اُسکا بند کرلیا اب تم سب جاؤ اور جہان جسے وہ ملجائے فوراً بے غل و غش اُسے گرفتار کرلائے اور مین بھی جاتی ہون جہان کہین مجھے ملجائیگا مین ہی پکڑ لاؤنگی کام اُسکا تمام کرونگی یہ سنکے سب، جادوگرون نے سلام کیا اور اپنی اپنی طرف روانہ ہوگئے کوئی کسی طرف گیا کوئی کسی جانب روانہ ہوا دمامہ جادو بھی اُن سب کو رخصت کرکے تلاش زیزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان مین روانہ ہوئی اُس لکاتہ دمامہ جادو کو تو یونہین

سرگردان تلاش امیر حمزۂ صاحبقران مین حیران و پریشان چھوڑا جاتا ہے

جب تک وہ کلمے داستان حیرت بیان آنا برق جادو کا خدمت امیر با توقیر مین بیان کیے جاتے ہین

کہ جب صاحبقران عالیشان مع عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار و کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ کے ملکہ سرامہ جادو و جادو کو جہنم واصل کرکے جانب صحرا روانہ ہوئے جاتے جاتے ایک مقام پر پہنچے دیکھا شام ہوگئی ہے سوچے کہ اب رات کو اس صحراے پرخار اور دشت تیرہ و تار مین کیونکر راہ چل سکینگے نہین معلوم اندھیرے مین کہان کے کہان چلے جائین راستہ پائین نہ پائین خدا جانے کیا ہو کیا نہ ہو نہ کوئی راہ گیر راستہ چلتا ہے

کہ اس سے راہ پوچھین نہ کوئی پگڈنڈی معلوم ہوتی ہی کہ اُسی لکیر پر فقیر ہوکے چلین اس سے بہتر یہی ہی کہ آج
رات کی رات یہین بسر کرین جس طرح ہوسکے گذر کرین جب سفیدۂ صبح نمودار ہوا اسافر مغرب اپنی منزل مشرق سے
برآمد ہوکے رہرو مغرب ہو تو ہم بھی یہان سے روانہ ہوجائین ابھی امیر باقبال اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے
یکایک بجلی چمکی اور ملکہ برق جادو سامنے سے نمایان ہوئی آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا نذر دی عرض کیا ای
شہریار مبارک ہو کہ آپنے گرد مامہ جادو کی توڑ ڈالی شہر زہرہ مین قیامت برپا ہی عجب طرح کا تہلکہ ہی دمامہ
کے ہوش و حواس بجا نہین ہین سارا زور اور گھمنڈ اُسکا مٹگیا ہی مگر ای شہریار اُس علامہ نے آج بزور سحر اسم اعظم
آپکا بند کر دیا ہی اب بہت خبردار و ہوشیار رہیے گا کہین نرگس جادو والے معاملے کی طرح غفلت نہ کیجیے گا
نہین بنصیب دشمنان جان بری مشکل ہوگی اسکی مرتبہ تو مین آپ کے ساتھ رہتی تھی ہر جگہ پر آپ اسکے دام مکر و
فریب مین گرفتار ہوا چاہتے تھے مگر مین خبردار و ہوشیار کر دیتی تھی لیکن یہ ایسا نازک اور مشکل مقدمہ ہی کہ مین
دمامہ جادو کے مقابلے مین ظاہر بظاہر آپ کے ساتھ نہین رہ سکتی اور میری رائے ناقص مین تو یہ آتا ہی کہ ابھی آپ
اپنے کو جہان تک ہوسکے پوشیدہ کیجیے دمامہ کے دل کو سرامہ جادو کا ابھی تازہ غم ہی ہر وقت اُسی کا رنج و الم ہی
غصے مین بھری ہوئی آگ بگولہ بنی ہوئی ہی خدا جانے ابھی وہ کیا کیا آفتین برپا کریگی کیسی کیسی قیامتین ڈھائیگی آپ کا
کچھ زور نہ چل سکیگا بنصیب دشمنان پریشان ہوجیے گا صاحبقران عالیشان نے یہ کلام وحشت انجام برق جادو
کی زبان سے سُنکے اسم اعظم کو جو یاد کیا تو بالکل فراموش تھا ایک حرف نہ یاد آتا تھا کوئی شکل نام کو بھی نہ ذہن مین
آتی تھی ہر لفظ لوح دل سے محو تھا نہایت مضطرب ہوئے برق جادو نے عرض کیا ای شہریار آپ اسقدر ہراسان
و پریشان نہ ہوجیے کریم کارساز کو یاد کیجیے مین نے سُنا ہی کہ اکثر اسم اعظم بند ہوگیا ہی مگر آپ پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
دشمن پر آپ فتحیاب ہوئے ہین اسم اعظم کا بند ہوجانا گویا آپ کے مظفر و منصور ہونے کی علامت ہی امیر باتوقیر
نے فرمایا ای برق جادو سچ ہی مجھپر ایسا الٰہی کرم الٰہی ہوا کیا ہی اور عمرو کے باعث تو ایسے ایسے کارہائے مشکل روبراہ
ہوئے ہین اور ایسی ایسی مہمین سر ہوئی ہین کہ مین بیان نہین کر سکتا اسنے بعض بعض مقامات پر ایسی ایسی عیاریان
اور چالاکیان کی ہین کہ بشر کی عقل دنگ رہے برق نے کہا کہ پھر خواجہ صاحب تو آپ کے ساتھ موجود ہی ہین
اور کنیز بھی حاضر ہی مجھسے جو کچھ خدمتگذاری آپ کی ہوسکیگی مین باہر نہین ہون کبھی کسی امر مین کمی نہ کرونگی مگر بالفعل
دمامہ جادو دیوانی ہو رہی ہی چڑیل بنی ہوئی ہی اور آپ کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی آپ اپنے کو ایسا چھپا لیجیے
کہ کوئی آپ کو نہ پائے چندے چھپ کر بیٹھیے پھر سمجھ لیجیے گا ذرا یہ جو آگ بھڑک رہی ہی اسے ٹھنڈا ہو جانے دیجیے
پھر دیکھیے خدا کیا کرتا ہی آپ کا تو ہر کام محول بخدا ہی پھر آپ کو کیا اندیشہ ہی اور کنیز اب جاتی ہی دو چار روز نہ
حاضر نہ ہوگی امیر عالیمقام نے کہا خدا حافظ برق جادو نے سلام کیا اور بروے ہوا روانہ ہوئی اب امیر
نے عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ ای یار وفادار و ای دوست غمگسار اسوقت مین سوا خدا کی ذات کے کوئی ہمارا
یاور و مددگار نہین ہی اسم اعظم بھی بند ہوچکا برق جادو نے دمامہ کے خوف سے آمد و رفت موقوف کی
اب دیکھیے خدا کیا کرتا ہی ظاہرا تو کوئی صورت ہمارے زندہ رہنے کی نہین معلوم ہوتی اور دو چار روز ہم بھلا
کہان پوشیدہ ہون کہ کوئی ہمکو نہ جانے نہ کوئی پہچانے عمرو نے جواب دیا حمزہ چھپنے کی بہتسی صورتین
ہین فرمایا بیان کرو اسنے عرض کیا ایک تو یہ کہ مین سنڈھی حضرت دانیال پیغمبر کی استادہ کردون آپ اُسین
دو چار دن کیا مہینون برسون بیٹھے رہیے زمانہ بھر چاہے تو کچھ نہ بنا سکے سحر تاثیر نہ کرے جن و پری کا

سایہ کہین ہمسایہ مین بھی نہ آسکے دوسری صورت یہ ہی کہ گلیم ابراہیمی مین چھپا رکھون تیسری صورت یہ ہی کہ کلاہ نمدی دون
اُسے پہن لیجیے آپ کو کوئی نہ دیکھ سکے چوتھی شکل یہ ہی کہ مین آپ کو مع مقبل اور ابوالہول کے زنبیل مین ڈال لون
اور خود پوشیدہ پھرا کرون پانچوین صورت یہ ہی کہ مین گلیم عیاری اوڑھکر پوشیدہ جاکے دمامہ جادو کو
مار ڈالون صاحبقران نے عمرو کو اپنے گلے سے لگاکے کہا کہ خواجہ مرحبا صد مرحبا کیون نہو تمکو ایسا ہی جانتا ہون
بلکہ شعر گل باغ مہر ووفا جانتا ہون ✤ پھہ اسسے بھی تمکو سوا جانتا ہون ✤ مگر اے خواجہ تم خوب واقف ہو
کہ مین نے کبھی ان چیزون سے کام نہین لیا بلکہ تمسے بھی اکثر ہی کہا کیا کہ خواجہ ان اشیا سے اپنی جان تو بچانا مگر
کسی کو مارنا نہین مین یہ ننگ اپنے واسطے کبھی گوارا نکرونگا کہ وقت صعب وسخت سے ڈرون اور تمہاری
پناہ مین چھپ کے بیٹھون ہمیشہ میری نظر خداے لایزال وایزد متعال پر رہی اُسنے ہر مشکل مین میری مدد کی اب
بھی اگر اسے میرا بچانا منظور ہی تو میری حفاظت کیا دور ہی اور جو اسی بہانے قضا میری آئی ہی تو تسلیم اللہ راضی برضا
ہون اور خواجہ یہ جو اسباب تمہارے پاس موجود ہین مین نے کبھی انسے کام نہین کیا اور ہزارون ساحرون
کو قتل کیا بابت سے شہر جادوگرون کے لیے مگر مین کہین چھپ کر نہین بیٹھا جہان خدا نے سب آفتون ومصیبتون
سے مجھے بچایا ہی اب بھی اپنے فضل وکرم سے محفوظ رکھیگا اور مین تمکو منع نہین کرتا تم شوق سے جادو دمامہ
جادو کے قتل کی تدبیر کرو مگر اسی طرح کہ عیاری کرکے قتل کرنا خبردار گلیم مین غائب ہوکے ہلاک نکرنا عمرو
بولا خیر سمجھا جائیگا اب تو یہان سے نکلچلیے کہین محفوظ مقام پر پوشیدہ ہوکے بیٹھین غرض امیر یہ باتین کرکے
آگے بڑھے جاتے جاتے ایک اور صحراے وحشت انگیز اور دشت ہولخیز مین ہونچے یہ ویسا ہی صحرا ہی
جیسا کہ نرگس جادو کے باغ مین جانے کے وقت انکو ملا تھا امیر حمزہ صاحبقران باحال پریشان اس
صحراے ہولناک کو طی کرتے ہوئے چلے جاتے ہین یکایک ایک طرف سے آواز گریہ وزاری ور
نوحہ وبیقراری کی کان مین آئی امیر متحیر ہوئے کہ اس جنگل مین نہ کوئی مکان ہی نہ کہین کوئی بستی نظر آتی
ہی پھر یہ آواز رونے کی کہان سے کان مین آتی ہی عمرو ومقبل وکرب وغیرہ بھی دیکھنے لگے کہ
یہ آواز کس ستم رسیدہ مصیبت کشیدہ کی ہی دریافت حال کے لیے اُسی آواز کی طرف بڑھے ابھی تھوڑی دور
آگے گئے ہین ناگاہ دیکھا کہ ملکہ سروسیمتن باحال پریشان گریبان ونالان سر کے بال کھلے ہوے کپڑے
پھٹے ہوئے چلاتی چلی آتی ہی کہ یا امیر حمزہ صاحبقران عالیشان آپ تو ساحرون کے استیصال کے لیے
یہان تشریف لائے ہین مگر کچھ اپنے ناموس کی بھی خبر ہی امیر با توقیر چونکہ نہایت غیور ہین ناموس کا نام
سنتے ہی نہایت حیران وپریشان ہوکے وہین سے پوچھتے ہوئے بڑھے کہ اے ملکہ سروسیمتن خیر تو ہی کچھ مفصل
حال تو بیان کر کیا گذری کیا ماجرا ہی جو تو اس طرح بے حواس سراسیمہ یہان چلی آئی براے خدا جلدی بیان کر
دل ٹھکانے ہو فکر وتردد دور ہو مصنوعی سیمتن نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ اے شہر یار آپ تو
اس طرف تشریف لائے اور وہان دمامہ جادو قلعہ ذوالامان سے جاکے تمام ناموس صاحبقران کو
پکڑ لائی ہی اب شہر زمردین قتل کرنے کو لیگئی ہی مین گستاخانہ عرض کرتی ہون کہ حضور کی وہ غیرت وحمیت کہان
گئی کیا ساحرون کا قتل کرنا ناموس کی حفاظت ونگہداشت حرمت سے زیادہ ہی جو آپ نے اسے فوق دیا
آدمی جو کچھ کرتا ہی عزت وناموس کے واسطے کرتا ہی تمام ناموس آپ کے برباد ہوگئے اور آپ کو اصلا خبر
نہین صاحبقران زمان نے فرمایا اے سروسیمتن تو یہ کیا کہہ رہی ہی کسکی مجال ہی کہ میرے ناموس کو قید کرے

اُسنے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر مین سچ عرض کرتی ہون بھلا میری مجال ہی کہ آپ کے حضور مین کوئی کلمہ
خلاف ودروغ عرض کرون اور کلمۂ دروغ بھی کون کہ ناموس صاحبقران کی نسبت مین ایسے کلمات
نازیبا و ناسزا اپنی زبان پر لاؤن اورکسی سے بھی نہین بلکہ خود آپ ہی کے سامنے ایسی گستاخی کرون بقول شخصے
دروغ گویم بر روے تو اور مین بھی تو انھین کے ساتھ گرفتار ہوگئے آئی تھی بھاگ کے ادھر نکل آئی ہون اور عمرو
کی طرف مخاطب ہوکے کہا واہ سبحان اللہ خوب سر برندۂ جادوگران نام رکھوایا ہم اس حال کو پہونچین
اور تمکو خبر نہین **شعر**

ہم آہین کر رہے ہین یہان پہ اثر نہین	کیا بیخبر ہو یار ہماری خبر نہین

عمرو تو اُسکا عاشق ہو یہ کہتا ہوا دوڑا کہ ای ملکہ بخدا ے عزوجل مجھکو بالکل حال نہین معلوم تھا اور آکر لپٹ گیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ اس بیعزتی سے مرجانا بہتر ہو امیر بھی پاس آئے اور کہا کہ ای سرو سیمین بتا تو سہی دمامہ جادو
کس کس کو گرفتار کر لائی ہو بس صاحبقران کا پاس آنا تھا کہ اُسنے ایک ہاتھ کمر مین عمرو عیار کی اور دوسرا ہاتھ
حمزۂ صاحبقران کی کمر مین ڈال کے اسم سحر پڑھکے دم کیا کہ دونون شانون مین سے دو پر پیدا ہوئے بس
امیر و عمرو کو اُٹھائے ہوئے سوے آسمان روانہ ہوئی اور پکاری یا حمزۂ صاحبقران آگاہ باش منم ملکہ دمامہ جادو
امیر و عمرو مانند پتے کے دونون ہاتھون مین دمامہ جادو کے لٹکے ہوئے تھے مقبل وفادار و کرب غازی
اور ابوالہول دیوانے جو دیکھا کہ دمامہ جادو حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کر بجلی جلائے کہ او لکاتہ اگر ہمارے
آقاے ولی نعمت کو تونے گرفتار کیا ہو تو ہمین کسواسطے چھوڑے جاتی ہو اُسنے آواز دی کہ انھین دونون کا گرفتار
کرنا ضرور تھا بانی شر و فساد اور باعث ظلم و بیدادیہی دونون تھے اب انھین کو لیے جاتی ہون آیندہ تمسے
بھی سمجھ لونگی تم بھلا میرے ہاتھ سے کہان چلے جاتے ہو بس یہ آواز دیکر نظرون سے غائب ہوگئی ان سب نے
گریبان اپنے چاک کیے خاک اُڑانے لگے پچھاڑین کھانے لگے چلانے لگے کہ ہاے ای مولاے قدرشناس
ہاے ای آقاے خجستہ اساس ہماری آنکھون کے سامنے دمامہ جادو آپ کو گرفتار کر لیگئی اور ہم کچھ نہ کرسکے
ہاے ای صاحبقران زمان اگر ہم جانتے کہ یہ سرو سیمین کی صورت دمامہ جادو ہو آپ کو بات بھی نہ کرنے دیتے
پہلے ہی کام اس لکاتہ کا تمام کرتے ہاے ای امیر با توقیر اس بیحیائی کی زندگی سے تو کاش ہم مرجاتے تو خوب
تھا ہاے ای حمزۂ عالیشان اگر لوگ ہمسے پوچھینگے کہ امیر کو کس جنگل مین چھوڑا کس مقام سے تمنے منھ موڑا
تو ہم اُنھین کیا جواب دینگے اور کس مُنھ سے بیان کرینگے کہ ہمارے سامنے صاحبقران کو دمامہ اُٹھا لیگئی
غرض یہ تو یہان گریہ وزاری نوحہ و بیقراری کر رہے ہین ادھر کا حال سُنیے کہ دمامہ جادو عمرو و امیر کو
لیے ہوئے چلی جاتی ہو دل مین اپنے کہتی جاتی ہو کہ ای دمامہ ان دونون نے بڑا غضب کیا کہ تیری پارہ جگر
نور بصر خوش اندام و خوشخو ملکہ سرامہ جادو کو مار ڈالا تو بھی اُنکے ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کرکے اپنے
کلیجے کو ٹھنڈا کر پھر خیال مین گذرا کہ ای دمامہ یون مار ڈالنے مین لطف نہین جیسا اُنھون نے تیرا دل جلایا
ہو اسی طرح تو بھی انکو تڑپا کر مار پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کرلے بعد اُسکے زرجد شاہ اور زمرد شاہ
لقا خداے ہیجدہ ہزار ملک باختر وغیرہ کو یہان بلاکے انکی دعوت کر اور اسکے گوشت کے کباب بریان
کرکے سب کو کھلا اس طرح سے کہ ایک بوٹی کاٹی اور نمک مرچ اُسپر چھڑکا پھر دوسری بوٹی کاٹی اسپر
نمک مرچ چھڑکا دفعہ دفعہ اور باری باری سب کو اُسکے گوشت کا مزہ چکھاؤن تو یہ بھی جانے کہ
کسی کا کلیجا جلانے مین یہ مزہ ہو اور ناحق کسی کا دل دکھانے مین یہ سزا ہے اور بالفعل انکو لیجا کر

قید کرنا چاہیے چونکہ حافظ حقیقی کو ابھی انکا زندہ رکھنا منظور تھا اسلیے اُس لکاتہ دشمن جان عدوے ایمان
کے دل مین یہ آئی دوہا | جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے | بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے
شعر جو قاتل ہو وہی ہو حافظ جان تو اگر چاہے * سوا زہر ہلاہل مین ہو لذت شیر یا درسے
بس یہ سوچ کے دمامہ جادو امیر و عمرو کو لیے ہوئے جزیرۂ چار موجہ مین آئی کہ وہ جزیرہ بحر خضر و محیط و عمان
و بحرین کے درمیان مین ہی اور وہان ایک گنبد بلورین اُسنے بنایا ہی اکثر یہ مردار جو برائے سیر آتی ہی تو
اُسی گنبد بلورین مین بیٹھتی ہی اسمین دونون کو قید کیا اور اسم سحر پڑھ کے ایک حصار آتشین گرد اُس گنبد
بلورین کے کھینچدیا آپ بتعجیل تمام شہر زمرد کو روانہ ہوئی جس وقت شہر زمرد مین اپنے مکان پر پہونچی اپنے
بیگانے دوست و دشمن ساحر غیر ساحر سردار غیر سردار سب مین اُسنے مشہور کیا کہ مین نے جا کر حمزہ صاحبقران
اور اُسکے عیار عمرو بن امیہ ضمری کو عوض مین خون سرامہ جادو کے قتل کر ڈالا اور چارچی کو بلا کے
حکم دیا کہ اسی وقت جا کے چارسو بازار اور شہر کے محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ اور گلی گلی چار دے کہ بفضل
سامری و تائید جمشیدی امیر و عمرو نادیدہ خدائے آسمانی کے بندون کو ملکہ دمامہ جادو نے بعوض
خون سرامہ جادو کے قتل کیا اور حکم دیا کہ چار طرف شہر مین بلکہ ہر دوراہے اور تراہے اور چوراہے پر
نوبتین خوشی کی رکھی جائین اور نقارے شادمانی کے بجین ہر امیر و رئیس کے دروازے پر صحبتین ناچ رنگ
کی آراستہ ہون دوکانین شہر کی آئینہ بندی سے پیراستہ ہون بس بموجب حکم دمامہ جادو کے ڈھنڈورے
نے تمام شہر مین ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا گلی گلی نوبتین رکھی گئین ہر جگہ قتل عمرو و امیر کا چرچا ہونے لگا
قضائے کار اور اتفاق روزگار یہ خبر وحشت اثر برق جادو کو جو معلوم ہوئی کہ دمامہ نے
امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو عیار کو قتل کر ڈالا بس ایک گھونسا اُسکی چھاتی پر لگا اپنے دل مین کہا کہ ای
برق جادو افسوس تجھسے کچھ نہ ہو سکا اور وہ جنت آرامگاہ دار دنیا سے سفر کر گیا حیف ہی تیری اس زندگی پر
اور تو نے تو یہ تہیہ کیا تھا کہ مین تا زندگی امیر با توقیر کی فرمانبرداری و کار برآری مین مصروف رہونگی افسوس
ہی کہ اُس برگزیدۂ روزگار خاصۂ کردگار کی کچھ خدمت و اطاعت نہ ہو سکی اور چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر
خیال گذرا کہ ای برق ایسا نہ ہو کہ عمرو و امیر صحیح و سلامت ہون دمامہ نے قتل نہ کیا ہو بلکہ کہین پوشیدہ
قید کر دیا ہو اور محض برائے خوشنودی و سرخروئی یہ امر مشہور کر دیا ہو پہلے چلکے دمامہ سے مفصل حال
تو دریافت کرے بعد اسکے جیسا ہو گا سمجھا جائیگا اپنے دل مین یہ خیال راسخ کرکے روتی ہوئی سر کے
بال کھولے ہوئے حیران و پریشان دمامہ جادو کے پاس آئی وہ وقت ہی کہ دمامہ کو ساحر نذرین دے رہے
ہین شادیانے فتح کے بج رہے ہین نوبتین خوشی کی رکھی ہوئی ہین ایک غلغلہ ہی کہ حمزہ اور عمرو
مارے گئے برق جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی تاب ضبط باقی نہ رہی اور زیادہ رونے لگی سر
پیٹنے لگی زمین پر پچھاڑین کھانے لگی باطن مین تو امیر و عمرو کے واسطے حال تباہ کر رہی تھی اور ظاہر مین
نام سرامہ جادو کا زبان پر جاری تھا کہ رہی تھی کہ ہاے ای ہمشیر سرامہ جادو ابھی تمہاری دسوین
بھی نہین ہوئی اور یہان نقارے شادمانی کے بج رہے ہین فلک بیدادار اور چرخ کجرفتار نے یہ
رنگ دکھایا یہ روز سیاہ پیش آیا اور یہانتک روئی پیٹی کہ روتے روتے بیحال ہو گئی اور پیٹتے پیٹتے غش
کھا کے زمین پر گر پڑی دمامہ جادو نے جو یہ حالت دیکھی اُٹھ کے پاس آئی دیکھا کہ برق غش مین

بیہوش پڑی ہو چنانچہ متون باری دارنیون سے پنکھا جھلوانا شروع کیا منھ دھلوایا کیوڑے گلاب کے چھینٹے
دیے عطر سنگھایا تلوے سہلوائے جب بعد تھوڑی دیر کے ملکہ برق جادو کو ہوش آیا دمامہ جادو نے اپنی
چھاتی سے لگایا سمجھانے لگی کہ میری جان حق بطرف ہے تیرا اگر تجھے رنج نہ ہوگا تو کیا کسی غیر کو تھوڑی ہوگا کہ وہ
تیرے ساتھ کی کھیلی ہوئی تھی تجھے اس سے محبت تھی اسے تجھ سے الفت تھی تو اسپر نثار تھی وہ تجھپر فدا تھی ہر وقت کی
صحبت رہتی تھی کوئی کام بغیر تیری صلاح اور مشورے کے نہ ہوتا تھا ہمین سیر اور تماشے کو دونون مین سے
کوئی اکیلی نہ جاتی تھی یکجان دو قالب کی کیفیت تھی مگر بیٹیا اب حال تباہ کرنے سے کچھ حاصل نہین مثل مشہور
ہے کہ مرنیوالے کے ساتھ کوئی مر نہین جاتا یہ سمجھا بجھا کے پھر کہنے لگی کہ ای بیٹیا برق جادو تجھے ایک خوشخبری سناتی
ہون کہ دل تیرا خوش ہو جائے سارا رنج والم صدمہ وغم بھول جائے برق جادو نے کہا خالہ امان اب مجھے کسی
خوشخبری سننے کی ضرورت نہین ساری مبارکبادیان اور خوشخبریان اور جتنی مسرتین اور شادیان تھین سب
ہمشیرہ سرامہ جادو کے ساتھ گئین اب اگر آپ مجھے میرے مرنے کی خوشخبری سنائیے تو بیشک مین بہت
خوش و مسرور ہون دمامہ نے کہا بیٹیا سن تو سہی اسنے کہا اچھا آپ کو اختیار ہے بیان کیجے دمامہ نے کہا
کہ مین نے تیری بہن سرامہ جادو کے دونون قاتلون کو قتل کر ڈالا اور یہ اسی کی خوشی کی ہے برق تڑپ کے
بولی کہ خالہ امان آپ نے اُن خونیون کو تو قتل کیا مگر کیا ہم ایسے دشمن تھے کہ بہن کے قاتلون کو آپ نے
ہمین دکھا بھی نہ دیا ہمارے دل مین تو یہ حسرت تھی کہ ہم بہن کے قاتلون کو ڈھونڈھ لائینگے اور
جس طرح چاہینگے اُنکو قتل کرینگے اور بسزا پہونچائینگے سو ہم انھین آنکھ سے بھی دیکھنے نہ پائے افسوس ہزار افسوس
دل کی دل ہی مین رہی امید نہ بر آئی ہماری آرزو پوری نہ ہوئی ہائے اے فلک بیوفا یہ تو نے کیا کیا
یہ کہکے پھر زمین پر تڑپنے لگی سر دے دے مارنے لگی جب دمامہ نے دیکھا کہ حال اسکا بہت ہی تباہ ہے
اور یہ کسی طرح نہین مانتی اسوقت چپکے سے کان مین کہا کہ بیٹیا مین نے اُنکو ابھی جان سے نہین مارا ہے فقط
فلان جزیرے مین لیجا کر قید کر دیا ہے اگر تیری یہی خوشی ہے تو تو اپنے ہاتھ سے اُنکو قتل کرکے اپنا کلیجا ٹھنڈھا
کرنا اور دل کی حسرت نکالنا برق نے کہا خالہ امان مین ایسی باتین خوب جانتی ہون آپ میری
تسکین کے لیے کہتی ہین جسمین مین رونا دھونا موقوف کر دون خاموش ہو کے بیٹھ رہون دمامہ بولی بیٹیا
تیرے سر کی قسم مین جھوٹ نہین کہتی اور کنارے لیجا کے تمام سرگذشت امیر و عمرو کے گرفتار کرکے لانے اور
جزیرہ کہ چار موجہ مین قید کرنے کی بیان کی اور کہا بیٹیا جس طرح تیرا جی چاہے تو انکو قتل کرنا تجھے اختیار ہے
مگر مین نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ پہلے لشکر حمزہ کا استیصال کر لین بعد اسکے زبرجد شاہ لقا خداے باختر
کو یہان بلا کے انکی دعوت کرین اور اس دعوت مین اُن دونون خونیون کے کباب کرکے ہم تم کھائین
اور سب اپنے یگانے و بیگانے کو کھلائین اور یہ حال مین نے سوا تیرے اور کسی سے نہین کہا اب تک
سب سے پوشیدہ رکھا ہے تو بھی کسی سے بیان نہ کرنا کہین ایسا نہو کہ سارا کھیل بگڑ جائے کیا کرایا گھر مٹ جائے
تو اور بھی آفت آئے یہ سنکر پھر برق جادو رونے لگی کہ ہائے اب تک قاتل سرامہ جادو کے زندہ ہین
خالہ امان اب تاب ضبط کی نہین ہے آپ مجھے حکم دیجیے کہ مین ابھی جا کر انکو قتل کرون دمامہ بولی بیٹیا
ابھی دو چار روز صبر کرنا چاہیے برق جادو کو یہ خیال بندھا ہوا تھا کہ افسوس حمزہ صاحبقران اور عمرو
بے یار و مددگار اُس مقام تیرہ و تار مین قید ہین جہان آدمی کا نام نہین کھانے پانی کا کچھ سرانجام نہین

نہین معلوم ہوکہ پیاس سے کیا حالت ہوگی نصیب اعدا جانکنی کی نوبت ہوگی افسوس صد ہزار افسوس تجھسے کچھ
امداد انکی نہین ہوسکتی یہ تصور کرکے اسقدر روئی کہ دونون آنکھین خون کبوتر ہوگئین دمامہ نے اوس ساحرہ
سے کہا کہ اے سرامہ جادو کے جوش محبت نے مدہوش وخود فراموش کر رکھا ہے اسے جاکر سیر کراؤ اور برق
جادو سے بولی کہ اے نور دیدہ دو کو تو ہم پکڑ لائے ہین باقی مفسدون کو تم ڈھونڈھ کر گرفتار کر لاؤ برق نے
کہا بہت اچھا یہ تو عین میرے دل کی مراد تھی اسی بات کی تو مجھے حسرت تھی کہ مین ملکہ کے قاتلون کو چن چنکے
گرفتار کرون اور طرح طرح کی ایذائین اور مصیبتین پہونچا کے انکو لہو مین بھرون مگر خالہ امان جہان مین انکو
پا جاؤنگی پھر مجھسے ضبط نہ ہوسکیگا فوراً ہی قتل کرونگی اس بارے مین آپ کچھ تعرض نہ فرمائیے گا کہ ابھی انکو
کیون قتل کیا ہے کیون نہ دکھایا دمامہ نے کہا نہین بیٹا تجھے اختیار ہے جو وقت اور جہان جسطرح جی چاہے
اور تیرے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے دل کی آگ بجھے تو انکو قتل کر مجھے کبھی کسی طرح کا کوئی متعرض نہ ہوگا مجھے تو
بسبب قتل ہونے اپنی بیٹی کے ان مفسدون کا برباد کر دینا منظور ہے کہ جس طرح انھون نے سرامہ کو مار کے
مجھے تباہ و برباد کیا ہے یہ بھی اسی طرح خانہ خراب ہوکر بسترا پہونچین تیرے دل مین بھی بڑی کد وکاوش ہے کہ جس طرح
میری بہن کو انھون نے مار کے مجھے اکیلا بن بہن کا کر دیا ہے اسی طرح مین انکو قتل کرکے انکی اولاد کو بن باپ کا
اور انکے بھائیون کو بن بھائی کا کرکے اپنے دل کے داغ بجھاؤن پھر وہ خواہ میرے ہاتھ سے قتل ہوں خواہ تیرے
ہاتھ سے مارے گئے دونون باتین ایک ہی ہین غرض برق جادو دمامہ سے سب کہ سنکے اسکے سامنے سے
باہر آئی اور اپنے دل مین کہا کہ ای برق جس طرح بنے چلکے صاحبقران و عمرو کو قید سے چھڑا سوا تیرے اور کسکی
یہ طاقت نہین ہے کہ ردسحر دمامہ کا کرکے حمزہ کو قید سے چھڑائے یہ دل مین سوچ سمجھ کے تخت پر سوار ہوئی ساتھ والیون
سے کہا کہ تم سب یہین ٹھہری رہو مین جاتی ہون اور اگر وہ مفسد ہاتھ لگتے ہین تو پکڑے لاتی ہون ہر چند
سب نے کہا کہ بلائین ہم آپکے ساتھ نہ چلینگے راہ مین پیچھے پیچھے رہینگے کہا نہین کیا ضرورت ہے کیون تکلیف
اٹھاؤ یہین ٹھہری رہو مین بہت جلد آؤنگی ان سب سے یہ کہکے خود تن تنہا جزیرہ چار موجہ کی طرف
روانہ ہوئی سیلاب کی طرح جلدی جلدی راہ طے کرتی چلی جاتی تھی آخر الامر جاتے جاتے جب اس جزیرے
مین پہونچی دیکھا کہ گنبد آتشین سر بفلک روشن ہے اور گنبد بلورین کا کہین نام و نشان بھی نہین معلوم ہوتا بعد
غوض و فکر کے معلوم ہوا کہ گنبد بلورین مین حمزہ و عمرو کو بند کرکے مقفل کر دیا ہے اور گرد اسکے گنبد آتش
سحر کا قائم کیا ہے مگر اسوقت برق کا یہ احوال ہے کہ دمامہ کے خوف سے حال دگرگون ہے ہاتھ پاؤن مین رعشہ
حد سے فزون ہے دل تھرا رہا ہے کلیجا کانپ رہا ہے رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہے مگر چونکہ صاحبقران عالیشان
کی محبت غالب ہے اسنے اپنے دل کو خوب مضبوط کرکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اسم سحر پڑھکے
اسے بروے ہوا اڑا دیا پھر کچھ دانہ ماش کے پڑھ کر اس روئی کے پہل پر مارے کہ وہ ایک بادل کا ٹکڑا
بنکے محیط ہوگیا اور اس گنبد آتشین پر اسمین سے پانی برسنے لگا مگر وہ پانی مثل تیل اور رال کے اس آگ
پر پڑتا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آگ گنبد آتشین کی اور زیادہ بھڑکتی تھی اور جسقدر بارش آب ہوتی تھی آگ
اور بھی مشتعل ہوتی جاتی تھی برق جادو نے اپنے دل مین کہا کہ یہ سحر دمامہ جادو کا ہے کیا مقدور
کسی کا کہ اسے رو کر سکے مگر ای برق تو بھی تو اسی کی تعلیم یافتہ و ساختہ و پرداختہ ہے بس آزمائش کا مقام یہی
ہے اگر تو نے اسکا سحر رد نہ کیا تو کچھ بھی نہ کیا تجھکو لازم ہے کہ جان پر کھیل کے جس طرح ہوسکے اس سحر کو برطرف کرتے

صاحبقران کو رہا کر یہ خیال اپنے دل مین کر کے ایک گانؤن مین گئی اور وہان سے دو خوک صحرائی لائی اور
قریب اُس گنبد کے بیٹھ کر پہلے تو لنگ باندھا بعد اسکے اوپر سے دوپٹے کی گاتی باندھ کر دونون خوکون کو جھٹکا
کیا خون اُنکا لیکر تھوڑے سے خون سے نہائی اور باقی ماندہ سے چوکا دیا اور اسم سحر کا پڑھنا شروع کیا پھر پانی
اُس دریاے مواج چہار موجہ کا چلو مین لیکر اُسمین خون خوک ملا کر پھر اسی دریا مین پھینکدیا بمجرد اسکے دریا
کے پانی نے جوش مارا ایک تلاطم عظیم برپا ہوا اور چہار طرف سے دریا نے اُس گنبد پر زغہ کیا اونچا ہوتے ہوتے
گنبد کو چھالیا آواز آگ کے بجھنے کی آنے لگی چار گھڑی کے بعد طغیانی کم ہوئی اب صاف گنبد بلورین معلوم
ہونے لگا مگر حال صاحبقران کا یہ ہے کہ اُس گنبد بلورین مین بحس و حرکت بیٹھے ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
سے کہہ رہے ہین کہ فلک ناہنجار نے ہمین گرفتار کروا دیا اب سوا جان جانے کے کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم
ہوتی اگر تم ہمارے ساتھ گرفتار نہ ہوئے ہوتے تو خیر کچھ امید بھی تھی کہ تم کوئی نہ کوئی صورت رہائی کی نکالتے
فلک کجرفتار نے تمکو بھی ہمارے ساتھ پھنسوا دیا عمرو نے جواب دیا کہ مین تو اسی واسطے آپ کے ساتھ چاہ الماس
مین نہ آتا تھا آپ نے زبردستی ابوالہول سے اشارہ کر کے چاہ مین گروا دیا آپ کے سبب سے مین بھی
گرفتار ہوا نہین تو مجھے کون پاتا اگر آپ اکیلے یہان گرفتار ہو جاتے تو ورامہ جادو زبرجد شاہ پاس ضرور
جاتی مین کسی نہ کسی تدبیر سے اُسکو مارتا اور آپ کو بھی قید سے چھڑاتا اب مین بھی آپ کے ساتھ پھنسا ہوا ہون
مجبور ہون کچھ نہین ہو سکتا اور پھنسے بھی ایسی خراب جگہ ہین جہان کو سون اور برسون آدمی کا نام و نشان تک
نہین ہے کسی کو کیا خبر ہم کہان قید ہین کہان نہین ہین صاحبقران عالیشان نے فرمایا خواجہ تم سچ کہتے
ہو تمہارے لانے کا باعث مین ہی ہوا ہون خیر بھئی ہمارے تمہارے از عہد طفولیت تا این عہد
ایک جگہ گذری آپسمین خوب بنی خدا کا شکر ہے کہ اب مرتے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا عمرو نے
جواب دیا حمزہ یہ کیا کلمہ کہا کہ مرتے وقت بھی ہمارا تمہارا ساتھ ہوا اب بار دگر ایسا کلمہ نہ کہیے گا
مرنے والے اور لوگ ہوتے ہین مجھے مرنے کی عادت نہین مجھسے پروردگار عالم نے کوہ سراندیپ
پر وعدہ کیا ہے کہ جب تک تو تین مرتبہ اپنے مُنہ سے موت نہ مانگیگا موت تیرے نزدیک نہ آئیگی
مین نے ابھی اُس بُری چیز کا خیال بھی نہین کیا ہین کیونکر مر جاؤنگا ملک الموت میرے پاس کاہے کو
آئینگے صاحبقران نے کہا خواجہ جب یہان بے آب و دانہ رہو گے آپ ہی مر وگے اپنے منہ سے
موت مانگوگے عمرو نے کہا حمزہ میرے پاس مشکیزہ اور کلیچہ حضرت خضر علیہ السلام کا ہے مین بھوکھا پیاسا
کیون رہنے لگا میرے دشمن بھوکے رہین پیاسے مرین صاحبقران نے فرمایا خیر اے خواجہ ہمکو بھی بھوکھ
پیاس کی طرف سے اطمینان ہوا مگر بقول شخصے ٹاٹ بھیجے تو کیا اگر اس طرح سے دو ایک دن زندہ رہینگے
پھر آخر موت کا سامنا ہے اور اے خواجہ ہماری تو آرزو یہ تھی کہ جب دار دُنیا سے اُٹھجائین تو اپنی شجاعت
و مردانگی کا صفحۂ روزگار پر افسانہ باقی رہجائے اور ابدالآباد بہادرون اور دلاورون مین یہ چرچے ہون
کہ حمزہ نے وہ تلوار اور وہ رزم و پیکار کی کہ آخر الامر لڑتے لڑتے خاک و خون مین آغشتہ ہو کر راہی ملک عدم
ہوا لیکن گردون دوار و فلک ناہنجار نے بیکس و بے بس کر کے اسیر پنجۂ قضا کروا دیا آرزو دل کی
دل ہی مین رہگئی

شعر

ہم چلے نامراد دُنیا سے	دل کے دل ہی مین رہگئے ارمان

ابھی حمزہ صاحبقران عالیشان اور عمرو بن اُمیہ ضمری مین یہی باتین ہو رہی تھین یکایک تڑاقے کی آواز

آئی صاحبقران نے پھر کے دیکھا معلوم ہوا کہ گنبد شق ہوگیا امیر باتوقیر نے فرمایا خواجہ شاید کوئی دوست ہمارا آیا
کہ سحر دمامہ جادو کا برطرف ہوا نہین معلوم خدا نے کسکو یہ توفیق دی کہ ہماری رہائی کی اسکو فکر ہوئی
خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر سوائے برق جادو کے یہان اور کون ہمارا دوست ہی جو ایسے مقام
ہولناک مین آئیگا اور ہمین اس قید شدید سے چھڑائیگا اگر مقبل وفادار یا کرب غازی کا خیال کیا
جائے تو بھلا وہ بیچارے یہان کہان آسکتے ہین اور ہمکو چھڑا سکتے ہین اور اگر وہ آنے کا ارادہ بھی کرین
نہ راستے سے واقف نہ مقام سے آگاہ کہان نہ آئین ای امیر ہو نہ ہو یہ ملکہ برق جادو ہی ابھی
یہ کلام ختم نہ ہوا تھا کہ سامنے سے برق جادو کو آتے دیکھا دونون رخسارے آفتاب و ماہتاب کی طرح
درخشان و تابان دونون ہاتھ شانون سے پہونچون تک مانند مشعل نور کے فروزان چاند سا پیٹ بال سی کمر
نازنین دونون پنڈلیان ساعد حور جلوہ کنان گاتی جو بندھی ہوئی ہی سینے کا ابھار آفت ڈھاتا ہی نہائی جو ہی تو بالون
سے پانی ٹپک رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ افعی سیاہ من اگل رہا ہی ایک آدھ بوند جو کان مین اٹک کر رہگئی ہی وہ
آویزہ گوش معلوم ہوتی ہی اور پیشانی نورانی پر جو کچھ بوندین باقی رہگئی ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مشاطہ تقدیر نے
ماتھے پر موتیون کی افشان چنی ہی عمرو یہ عالم دیکھتے ہی بسمل ہوگیا بھوک پیاس کی شدت قید کی
اذیت بالکل بھول گیا بیساختہ یہ غزل پڑھنے لگا **غزل**

حیا تیری مگر ای گلبدن کچھ اور کہتی ہی
کلام اللہ بھی ہمنے پڑھا ہی بارہا او بت
مگر الفت تری ای برہمن کچھ اور کہتی ہی
تکلف کی ہوا جاتی نہین ہمسے کبھی سر سے
مگر شیرین زبانی ہر لحظہ سخن کچھ اور کہتی ہی
ابھی تو کھو دیتا ہی قبر تو غیرون کی دنیا مین
کہ ہر دم تیری تنگی دہن کچھ اور کہتی ہی
لگا کے داغ دیا سا چلا ہی کسطرف ظالم
نزاکت تیری ای سیمین بدن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر گو نہین پروانون کے جلنے کا غم تجھکو
مگر اب یاد یاران وطن کچھ اور کہتی ہی
بظاہر تیرے دل کرتا تو ہی تو وصل کا وعدہ
مگر ہان و دیتی تحسین کچھ اور کہتی ہی

خدا کی شان اپنے اپنے بت کو لوگ کہتے ہین
خدا شاہد تری طرز سخن کچھ اور کہتی ہی
عنادل کا ہو تو باغ مین ہر سال رہتا تھا
ہوس دنیا کی ای گورو کفن کچھ اور کہتی ہی
بڑی مشکل سے تونے کوہ تو کاٹا ہی تیشے سے
قضا تیری تجھے ای گورکن کچھ اور کہتی ہی
قیامت کا ہی چھن ترچھی چتون تری ای بت
دل بسمل کی حسرت تیغزن کچھ اور کہتی ہی
مسلمانون کا ایمان لے لیا تو بات ہی کیا ہی
ادائی پر تری شمع لگن کچھ اور کہتی ہی
مداوا چارہ گر سے اسکا ہوگا عقل کہتی ہی
مگر حیتون تری بیان فگن کچھ اور کہتی ہی

ہمارے دل کی حسرت تو سخن کچھ اور کہتی ہی
تجھے تو انجمن کی انجمن کچھ اور کہتی ہی
بتون کو گر خدا تو نے کہا تو کیا کہا کافر
مگر ابکی تو شوخی چمن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا جذبۂ دل تو لانے پر انکے ہی آمادہ
مگر شیرین کی چاہ ای کوہکن کچھ اور کہتی ہی
طلب ہی تیری کھونون کا بوسہ طرح تجھسے کرون ای گل
طبیعت تیرے مکھڑے پہ بانکپن کچھ اور کہتی ہی
ہمارا شوق تو کہتا ہی تیرے ساتھ سو جانا
تری شوخی تو طفل برہمن کچھ اور کہتی ہی
قیامت تک نہ ای دشت جنون ہم چھوٹے تجھسے
مگر ای زخم دل تیری جلن کچھ اور کہتی ہی
جنون نے ورنج مین لیجانے کو کہتے ہین عمل تیرے

بعد اسکے پکارا کہ ای جان جہان وای روح عاشقان کیا کرون کہ ہاتھ پاؤن
مین سکت نہین بدن مین قوت نہین ورنہ تمہارے گرد پھرتا تصدق ہوتا اسوقت قاضی الحاجات کا شکر انعامات
بجا لانا چاہئے ولی احد آرزدہ قلبی بر لایا تمہارا جمال جہان آرا مجھے دکھایا **شعر**

صدقے ہون اس حبیب علیہ السلام کے | جسنے مجھے دکھا دیے جلوے جمال کے

ای ملکہ قسم ہی اسی مالک بے نیاز اور
خالق چارہ سازی کی جسنے اس وقت مایوسی اور عالم تنہائی مین مجھے تمہاری صورت دکھائی کہ مین ابھی یہی دعا مانگ رہا
تھا کہ وقت آخر ایک نظر تمہاری صورت دیکھ لون خدا نے اپنے فضل و کرم سے دعا میری مستجاب فرمائی اور تمہاری

صورت دکھائی برق جادو نے جو صاحبقران اور عمرو کو بیٹھے دیکھا سامنے سے شرما کے ٹھٹکی جلدی سے آڑ مین لباس
پہنا بالون کا جوڑا باندھا پھر سامنے امیر کے حاضر ہوئی سلام کیا امیر نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ای دوست
وفادار وای ہمدم وغمخوار ای مددگار بیکسان وای یاور غریبان ای رہا کنندۂ تازہ گرفتاران بخدا تو نے عجب
کار نمایان کیا ہی عمر بھر یاد رہیگا کبھی یہ تیرا احسان فراموش نہ ہوگا برق جادو نے عرض کیا کہ ای شہریار با وقار
یہ جو کلمات آپ ارشاد فرما رہے ہین یہ فقط حضور کی عزت افزائی ہی ورنہ کنیز ناچیز کس لائق ہی سب آپ کا
صدقہ ہی مگر ہان مین نے اپنے سر کو ہتیلی پر رکھلے اور موت کو پیش نظر سمجھکر سحر دمامہ جادو کا دور کیا ہی ورنہ ممکن نہ تھا
کہ یہ سحر آسانی سے برطرف ہوتا اور یقین ہی کہ اگر دمامہ کو اس حال سے آگاہی ہوگئی تو مجھے زندہ نہ چھوڑیگی امیر نے
فرمایا خدا نہ کرے جو وہ آگاہ ہو برق جادو نے گذارش کیا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا مثل مشہور ہی کہ اوکھلی مین سر دیا
تو دھمکیون سے کیا ڈرنا اگر آپ کی محبت مین قتل بھی ہون تو پروا نہین ہی شعر | شمع سان کٹجائے سر میرا تو کچھ پروا نہین
نام روشن عشق کی محفل مین ہو تو خوب ہی | یہ کہکے اسم رد سحر کا پانی پر پڑھکے دم کیا اور وہی پانی امیر و عمرو پر چھڑکا کہ قید
اُنکے بدنون سے دور ہوگئی اور برق جادو صورت عقاب کی بنکے امیر و عمرو کو دونون پنجون مین اُٹھاکے
اُڑکر اسی صحرا کی طرف روانہ ہوئی جہان مقبل وفادار اور کرب غازی اور ابو الہول دیوانہ
امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے واسطے سرگردان مضطر و پریشان چارطرف پھر رہے تھے اور درگاہ
مجیب الدعوات مین دعائین مانگ رہے تھے کہ پروردگار عالم تجھے واسطے اپنی خدائی کا اور صدقہ اپنی کبریائی
کا ہمارے آقا کو ہمین دکھادے پھر پردۂ دنیا سے ہمکو اُٹھالے جب برق جادو بسرعت تمام امیر و عمرو کو
لیے ہوئے وہان پہونچی اور نظر اُن سب کی صاحبقران عالیشان پر پڑی بیساختہ سب کے سب دوڑ پڑے
لپٹگئے اور چیخین مار مار کے رونے لگے صاحبقران نے اُنکو گلے سے لگایا تسلی دی حال اپنا بیان فرمایا کہ دمامہ
جادو نے مجھکو اور خواجہ کو یہان سے لیجاکے بمقام چارموجہ ایک گنبد بلورین مین قید کیا تھا اور گرد اسکے
بزور سحر ایک گنبد آتشین قائم کرکے چلی گئی تھی سب اس بیچاری برق جادو کو خبر ہوئی اسنے بکوشش تمام و
سعی مالا کلام اس سحر کو برطرف کرکے ہمکو قید سے چھڑایا اور یہان تک پہونچایا خدا اسکو جزائے خیر دے
سبھون نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کرکے برق جادو کو نہایت دعائین دین اور بہت شکرگذار ہوئے
پھر برق جادو نے امیر با توقیر سے التماس کیا کہ مین نے پیشتر بھی خدمت عالی مین گذارش کیا تھا کہ آپ
کہین پوشیدہ ہوکر بیٹھیے آپ نے میرے التماس پر کچھ توجہ نہ فرمائی آخر کار اُس لکاتہ کے ہاتھ گرفتار ہوگئے
اگر میرے عرض کرنے پر حضور عمل فرماتے ہرگز اُسکے دام فریب مین نہ آتے صاحبقران نے فرمایا کہ دمامہ
جادو نے تو غضب کا مکر کرکے ہمکو پاس اپنے بلاکے گرفتار کیا تھا برق نے عرض کیا کہ اگر وہ اپنی
صورت اصلی مین آپ سے مقابلہ کرتی تو ظاہر ہی کہ آپ کی تیغ آبدار سے بچکے کہان جاتی اور آپ کو
کیونکر گرفتار کرتی اُسنے صورت سرو سیمتن کی بناکے آپ کو فریب دیا جب آپ اسکے دام مکر و فریب
مین آگئے اسنے آپ کو گرفتار کرلیا آپ یہ نہ سمجھے کہ بھلا سرو سیمتن یہان کہان امیر با توقیر نے جواب دیا
الانسان مرکب من الخطا والنسیان سہو اور نسیان کا تو انسان پتلا ہی پھر کہان اس سے بچ سکتا ہی برق
جادو نے عرض کیا خیر گذشتہ را صلوات آئندہ را احتیاط اب ایسا فریب کسی کا نہ کھائیے گا اور کسی اور کے
دام مکر مین نہ آئیے گا نہین تو خدانخواستہ بہت پچھتائیے گا بلکہ مین خود آپ کو پوشیدہ کیے جاتی ہون یہکہکر

صاحبقران کو مع اُنکے ہمراہیون کے ایک عظیم الشان سر بآسمان پہاڑ کے پاس لائی اُس عظیم الشان پہاڑ کے
نیچے ایک بہت بڑا غار تھا کہ اگر لاکھون آدمی اُسمین چھپ جائین تو کوئی شخص پتا نہ پائے اول تو اس پہاڑ تک
ہر کس و ناکس کی رسائی غیر ممکن تھی اور اگر بالفرض والمحال کوئی وہان تک اپنی جان بچ کے پہونچ بھی گیا
تو وہ پہاڑ اُس غار پر اسطرح واقع تھا کہ اگر برسون انسان ڈھونڈھا کرے تو بھی غار کا سراغ نہ پائے
وہان ان سب کو لیجا کے بٹھا دیا اور عرض کیا کہ اب مین اس فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن
خبر دار خبر دار جب تک مین واپس نہ آؤن آپ ایک ساعت اور ایک قدم یہان سے جنبش نہ کیجیے گا اور
کہین تشریف نہ لیجائیے گا یہ کہکے قدمون سے امیر کے لپٹگئی اور دست بستہ عرض کرنے لگی ای افسر صاحبقرانی
و ای گوہر تاج کشورستانی سریر آرائے مکنت و حشمت و بزم پیرائے شوکت و صولت مرگ و زیست سب کے
ساتھ ہی ہر وقت گویا ملک الموت کے ہاتھ مین ہاتھ ہی ہر ذی روح کو اپنی موت نہ بھولنا چاہیے اس دو دن
کی حیات مستعار اور زندگی ناپائدار پر نہ پھولنا چاہیے پس ملتمس ہون کہ اگر کنیز پر کوئی افتاد پڑے اور آپ کے
قدمون پر تصدق ہو جائے تو عواطف شاہانہ اور مراحم خسروانہ سے یہ امیدوار ہون کہ جو کچھ خطا یا گناہ اس کنیز
بے تمیز سے خدمت فیضدرجت مین ہوا ہو اُسپر قلم عفو کھینچ دیجیے گا کہ پھر کنیز کو حاضر ہو کر معاف کرانے کی مہلت
نہ ملیگی اور عمرو کی جانب مخاطب ہو کے کہا کہ خواجہ مین نے تمکو اکثر بُرا بھلا کہا ہی تم بھی میرا عفو جرائم کر دو
اور خواجہ افسوس ہی کہ میرے دل مین ایک حسرت باقی رہگئی کہ مین صاحبقران والاشان کی کوئی شرط
خدمت نہ بجا لاسکی یہ کہکے برق جادو اس طرح چیخین مار مار کے روئی کہ عمرو بھی بے اختیار رونے لگا
اور کہا ای ملکہ یہ باتین تمھاری دل کو ٹکڑے ٹکڑے اور جگر کو پاش پاش کیے دیتی ہین خدا تمپر روز بد نہ لائے
ہمکو ایسی خبر وحشت اثر نہ سنائے ایسے کلمے تم زبان سے نہ نکالو دل پر برچھیان نہ مارو کلیجا منہ کو چلا آتا ہی ضبط
نہین کیا جاتا ہی اور امیر کشورگیر نے فرمایا کہ ای برق جادو تم تو ہماری جان بخش ہو خطا و گناہ کیسا ہی
ہی تمھارا تو خود ہمپر بڑا احسان ہی اور تمھاری باتون پر بے اختیار رونا چلا آتا ہی پروردگار تمھاری عزت
و حرمت کا حافظ و نگہبان ہی ہر آفت سے تمکو خدا بچائے رکھے برق جادو تڑپتی روتی اُٹھی اور
خواجہ سے کہا اب ہم جاتے ہین اگر موت نے ہمین چھوڑا تو پھر آکے تمھین دیکھینگے اور جو مر گئے فاتحہ خیر سے
فراموش نہ کرنا اشعار کسی صورت سے دل کو شاد کرنا ÷ ہمین دشمن سمجھکے یاد کرنا ÷ مسیحائی دکھانا بعد مردن ÷
جو جی چاہے تو کچھ ارشاد کرنا ÷ عمرو نے روکر کہا کہ ای مہر سپہر محبوبی و ای قمر برج خوبی اگر تجھے یقین مرگ ہی تو
ہمارا کہنا مان اب ہرگز یہان سے نہ جا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد جو ہمسب پر گذریگی وہ تجھپر بھی
گذریگی پہلے ہمپر آفت آئیگی تو تجھپر آئیگی برق جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا تم جو کچھ کہتے ہو
محبت سے کہتے ہو مگر جب تک اسم اعظم صاحبقران کا نہ کھلیگا امیر و با مہ جادو کے ہاتھ سے ہرگز نہ بچینگے
اور مین اسی فکر مین جاتی ہون کہ شیشہ باطل السحر کا لاؤن پروردگار میرا حامی و مددگار ہی اگر ابھی میرا
رشتۂ حیات مضبوط و استوار ہی تو میرا کوئی کچھ نہین بنا سکتا دشمن جانی اور عدوے روحانی مجھکو ایذا نہین
پہونچا سکتا **شعر** اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ÷ نہ برد رگے تا نخواہد خداے ÷ جس طرح ممکن ہوگا اور
جس صورت سے بن پڑیگا مین شیشۂ باطل السحر کا لاؤنگی اور اگر اسی بہانے موت میری بدی ہی
تو کیا اختیار ہی اسکی مصلحت مین کیا دخل ہی مین راضی برضا ہون ابھی سے مہیاے قضا ہون

یہ کہکے ہنس پر اپنے سوار ہوکر شہر زمرد کی طرف روانہ ہوئی ہوا کی طرح ہنس کو اُڑائے ہوئے چلی جاتی ہی مگر دمامہ
جادو کے خوف سے عجب حال ہی ہر قدم پر یہی خیال ہی کہ اگر دمامہ جادو جزیرۂ چار موجہ مین گئی اور وہان عمرو امیر
کو نہ پایا تو مقرر وہ سمجھ جائیگی کہ یہ کام برق جادو کا ہی تو ہر چند مکرینگی مگر کچھ نہ ہوگا دیکھیے خدا کیا کرتا ہی اسی فکر مین
چلی جاتی ہی ناگاہ ادھر سے دمامہ جادو اژدر آتش فشان پر سوار کرب و مقبل و ابو الہول کے گرفتار
کرنے کے لیے چہار طرف نگاہ دوڑاتی ہوئی ڈھونڈھتی ہوئی چلی آتی ہی ادھر سے برق کو جاتے دیکھا مثل مشہور
ہی کانے چوٹ گھونڈے بھینٹ برق جادو کی نگاہ جو دمامہ جادو پر پڑی دیکھتے ہی بیحواس ہوگئی ہاتھ
پانون پھولگئے سارے خیالات بھولگئے چاہا کر آنکھ بچاکر کنائی دیکے جلدی سے نکلجائے ہنس کو تیز کیا ہی تھا کہ
دمامہ پہلے ہی دیکھ چکی تھی اسنے اپنے دل مین کہا کہ اسوقت خلاف معمول برق مجھے دیکھکر بھاگی کیون جاتی ہی
ای دمامہ کچھ نہ کچھ دال مین کالا ہی کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہی کہین ایسا تو نہ ہو کہ یہ گیسو بریدہ شوخ دیدہ خدا پرستون
کی شریک ہوگئی ہو وہین سے غیب ی کر ای برق تو مجھے دیکھکے کیون بھاگی جاتی ہی کہان گئی تھی کدھر سے آتی
ہی برق جادو کے رخ کا رنگ اڑا ہوا ہی زبان سے بات نکل نہین سکتی بے اختیار گھبرا کے بولی کہ مین تو کہین
نہین گئی تھی اتنے مین دمامہ جادو قریب آگئی پکاری کہ مر تجا تو کہین سے چلی آتی ہی اور کہتی ہی کہین نہین
گئی تھی اسکے کیا معنی برق جادو نے جواب دیا کہ شہر زبرجد نگار کی سیر کو گئی تھی دمامہ جادو نے جواب دیا
اری کمبخت غارت گئی ادھر زبرجد نگار کہان ہی تو کہتی کیا ہی برق کے گھبرا کر جواب دینے سے دمامہ جادو
کا ماتھا ٹھنکا دل کو یقین ہوگیا کہ کہین ایسا نہ ہوا ہو کہ اسنے جاکے امیر اور عمرو کو چھڑا دیا ہو اسکے حواس
جاتے رہنے سے ثابت ہوتا ہی کہتی کچھ ہی مُنہ سے نکلتا کچھ ہی نعرہ کیا کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ معلوم ہوا کہ تو
خدا پرستون کی شریک ہی باعث بربادی شہر زمرد تو ہی ہی شاید تو نے جاکے حمزہ کو میری قید سے رہا کر دیا
ارے خاک مین ملی یہ کیا غضب کیا برق جادو نے جواب دیا خالہ امان مجھے اُنسے کیا علاقہ کیا سروکار
کچھ خیر ہی آپ کو آپ فرماتی کیا ہین آپ کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہوگیا ہی جو جی چاہتی ہین وہ فرماتی
ہین دمامہ جادو چلائی او برق تو مجھے اڑتی ہی مجھ ایسی سن رسیدہ جہان دیدہ سے اُڑن گھائیان
کرتی ہی مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتی ہون صاف تیری نگاہ اور بات چیت سے پایا جاتا ہی کہ جیسے کوئی
چوری کر کے آتا ہی اور چھپاتا ہی میرے ساتھ جزیرۂ چار موجہ مین چل تو برق بولی خالہ جان اسوقت
طبیعت میری بہت پریشان ہی اور ابھی تک کچھ مین نے کھایا بھی نہین ہی مجھکو اتنی دور نہ لیجائیے اور پیاری
ہمشیرہ سرامہ جادو کے قاتل ہین مین انکی صورت دیکھنے نہ جاؤنگی اسنے کہا کہ او مکارہ مین نے تجھے
خوب پہچانا مین تجھے لیے چلتی ہون ادھر آ وہان سرامہ کے قاتل نہین ہین اور ہاتھ پکڑکے برق کو کھینچکر
اپنے اژدہے پر ڈال لیا اور روانہ ہوگئی جب جزیرۂ چار موجہ مین پہونچی تو دیکھا گنبد آتشین بالکل
معدوم ہوگیا ہی برق سے پوچھا کہ بتا یہ رد سحر میرا کسنے کیا سوا تیرے کسکی طاقت تھی کہ میرے سحر کو رد کرے
اور بجز میرے تیرے اور کون اس راز سے واقف تھا کہ حمزہ اور عمرو یہان قید ہین یہ کہکر دونون ہاتھ
اپنے مُنہ پر مارے کہ او بدذات معلوم ہوا کہ تو ہی نے ذوفنون جادو اور نرگس جادو اور سرامہ
جادو کو قتل کروایا ہی یہ تیرا ہی سارا بس بویا ہوا ہی لعنت ہی اس زمانہ ناہنجار پر ارے مین نے تجھکو پالا پوسا
کیا سب طرح سکھایا پڑھایا اپنے مقابل مین کر دیا اور تو آستین کا سانپ اور بغلی دشمن میری بنی شعر

کس نیاموخت علم تیر از من ✤ کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد ✤ دیگر بگڑ جاتے ہین اب تو وہ ذراسی بات پر جیسے ✤
سلیم الطبع سمجھے تھے جنھین وہ تند خو نکلے ✤ برق نے کہا کہ خالہ امان آپ مالک ہین جو چاہین سو زبان
جیسا بھی چاہے الزام لگائین مگر مجھے دوستی اہل اسلام سے کچھ سروکار نہین ہین اس واقعہ سے مطلق خبردار نہین ہین
ہرگز نہین جانتی کہ کسنے آپ کا سحر رد کیا کسنے آپ کے دشمنون کو قید سے رہا کر دیا یہ کہکے سر بر دمامہ کے ہاتھ
رکھدیا کہ آپ کے سر کی قسم ہے مین نہین جانتی کہ بن سرامہ کا قاتل کون ہے اور کہان ہے دمامہ بولی او برق
تو ہزار جھوٹی قسمین کھائے لگر مجھے یقین نہ آئیگا اور مین ابھی تیرا جھوٹ سچ تجھپر ثابت کیے دیتی ہون اور
ہاتھ برق کا پکڑے ہوئے اندر گنبد بلورین کے آئی دیکھا کہ ہتھکڑیان بیڑیان سب ٹوٹی پڑی ہین عمرو امیر
کا نام و نشان بھی وہان نہین بولی کہ او گیسو بریدہ عمرو امیر یہان کہان ہین غضب کیا تونے کہ انکو چھڑا کر لیگئی
برق نے پھر قسمین کھانا شروع کین کہ مین واقف بھی نہین آپ ناحق مجھپر تہمت لگاتی ہین خالہ جان مین نہین
کیا جانون دمامہ نے کہا خیر تو نہ بتا مجھسے چور چھپنے کا نہین مین ابھی دریافت کیے لیتی ہون تو میری تعلیم کردہ
ہے مین تیری شاگرد نہین ہون بازی بازی باریش بابا ہم بازی یہ کہکے ادھر اُدھر نظر کی دیکھا دریا کنارے دو جونک
مردہ پڑے ہوئے ہین چونکہ تیار ہے دمامہ نے جاکر اُس جونکے کی مٹی کو گوندھکر ایک پتلا بنایا اور
سرسون کے دانے اسم سحر پڑھکے اسپر مارے کہ اُسمین جان پڑگئی ہاتھ پانون متحرک ہوئے پھر اُسپر دو چار
کالے ماش کچھ پڑھکے مارے کہ اُس پتلے نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کیا حکم ہے دمامہ نے کہا جلد بتا کہ میرے
سحر کو رد کرکے میرے قیدیون کو کون چھڑا لیگیا اُس پتلے نے معاً جواب دیا کہ ملکہ برق جادو نے
رد سحر کرکے انکو رہا کیا برق جادو کا یہ حال ہے کہ مارے خوف کے تھرا رہی ہے دمامہ نے کہا او دشمن جان
شریک خدا پرستان سُنا تونے تو تو مجھسے مکرتی تھی مین وہ نہین ہون کہ مجھسے کوئی پیشرفت لیجائے یہ کہکے
دمامہ جادو نے برق جادو کی مشکین باندھ لین اور اپنے اژدہے پر ڈالکے شہر زمردین لائی ایوان شاہی
مین آئی ساحر جمع ہوئے دیکھا کہ برق جادو کی مشکین بندھی ہوئی ہین اپنے اپنے دل مین کہا کہ شاید
برق جادو کو سرامہ جادو کے غم مین جنون ہو گیا ہے جو اس طرح کسکے باندھ دیا ہے ایک آدھ جو منھ چڑھا
تھا اسنے کہا اے شہنشاہ ساحران اگر ملکہ برق جادو کو جنون کی شدت ہے تو یہ خوب حکمت ہے کہ آپ انکی فصد
کھلوا دیجیے اسطرح ہر وقت کیون قید کیجیے اور کیونکر سودا نہ ہو جائے کہ برابر کی بہن آنکھون کے سامنے
اٹھگئی زندگی کا لطف جاتا رہا ہر وقت کا عیش و سرور رنج و غم سے مبدل ہو گیا دمامہ جادو نے جل کے
جواب دیا تو کیا کہتا ہے ارے غافل تجھے کیا خبر ہے اسی نے میرا بھرا گھر برباد کروایا یہی نرگس جادو اور سرامہ
جادو کے قتل کا باعث ہوئی امیر و عمرو دونون خدا پرستون مفسدون کو مین پکڑ لائی تھی اسنے رہا کر دیا
ہرچند پوچھتی ہون کہ کدھر لیگئی کہان چھپا دیا ہرگز نہین بتاتی اُس ساحر نے عرض کیا کہ آپنے تو مشہور کیا تھا
کہ مین نے امیر و عمرو کو مار ڈالا اور اسکا بڑا جشن کیا تھا گلی گلی نوبت خانے رکھوائے تھے خوشی کے شادیانے
بجوائے تھے ہم سب نے نذرین دی تھین خوشیان کی تھین اور آج آپ فرماتی ہین کہ مین نے انھین مقید کر دیا
تھا قتل نہین کیا تھا مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✤ کہان گرفتار کرنا کہان قتل کا اظہار کرنا اے
ملکہ یہ کیا بات ہے دمامہ نے جواب دیا کہ مین نے انکی قید کا اسلیے کسی سے اظہار نہین کیا تھا کہ مبادا ایسا نہ ہو کہ
کسی کو اُن مفسدون کے حال پر رحم آجائے اور وہ انھین رہا کر دے اور قید اسواسطے کیا تھا کہ فوراً

قتل کرنا منظور نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جسطرح اُنھون نے میرے دل کو سرامہ جادو کے غم مین جلایا ہی اسی طرح
مین بھی انھین جلا جلا کے مارونگی اپنا کلیجہ ٹھنڈھا کرونگی اور یہ راز مین نے سوا اسکے کسی سے نہین بیان کیا تھا
پھر اگر اسنے اُنھین نہین رہا کیا تو کیا کوئی از غیبی فرشتہ آسمان سے آکے اُنھین چھڑا لیگیا ایک نے عرض کیا کہ
ہمین دوستی اہل اسلام کا کبھی اسپر گمان نہین یہ بدگمانی ہرگز انکی نسبت شایان نہین دمامہ جادو نے
جواب دیا کہ مین اس بات کو ثابت کرچکی ہون جب تو اسی پر زور دیکے پوچھتی ہون یہ کہکے پھر برق کی طرف
مخاطب ہوکے پوچھا کہ اری اب بھی بتادے کہ امیر و عمرو کہان ہین نہین تو مارتے مارتے بند بند تیرا توڑ ڈالونگی
برق نے کہا آپکو اختیار ہی جو چاہیے سو کیجیے مگر مین عمرو و امیر کو نہین جانتی دمامہ جادو نے کہا کہ او اجل رسیدہ
تو یون نہ بتائیگی بس سامنے ایک درخت کھڑا تھا اُسمین برق جادو کو باندھا اور بال سر کے بائین ہاتھ
مین پکڑے اور دہنے ہاتھ مین کوڑا لیکر کہا کہ دیکھ او برق اب بھی سچ سچ بتادے کہ حمزہ اور عمرو کو کہان لیجاکے
تونے چھپایا ہی وہ بیچاری یہ محض مجھپر بہتان ہی مین نہین جانتی کہ انھین قید سے کسنے رہا کیا اور کہان چھپا دیا دمامہ
نے کوڑا برق پر مارا کہ جابجا سے اُس جسم نازنین پھٹ کے خون جاری ہوا برق جادو تڑپگئی اور پکاری کہ
صاحبو مین نے لعنت کی دین سامری و جمشیدی پر اور آج سے دین اسلام قبول کیا مین اگر حمزہ کی طرفدار
نہ بھی تھی اب ہون دیکھون تو کوئی میرا کیا کرتا ہی عزت تو گئی جان بھی جائے تو اچھا ہی ہزار جانین میری
حمزہ صاحبقران کے ایک ناخن پا پر نثار اور صاحبو اگر تم مین سے کسی کو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان
مقبول درگاہ یزدان ملجائین تو کہدینا کہ آپکی کنیز برق جادو آپ پر نثار ہوئی اور آپکی حسرت
زیارت مین تڑپ تڑپ کے مرگئی اور کہہ گئی کہ یا صاحبقران زبان فاتحہ خیر سے مجھکو نہ فراموش فرمایئے گا
برق جادو پکار پکار کے یہ کہہ رہی ہی اور دمامہ کوڑے مار رہی ہی کہ ہان او شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب تیرا
حال ثابت ہوا بھید کھلا ارے مین تجھے جیتا کاہے کو چھوڑونگی کہ تو اپنے دھگڑون کی طرفداری کرے اور
اوپرہی اوپر مزے لوٹے اور اسقدر کوڑے مارے کہ تمام بدن برق جادو کا شق ہوگیا فوارے خون کے
ہر زخم سے چھوٹنے لگے اور برق جادو پکار پکار کے کہہ رہی ہی کہ ای پروردگار عالم مین نے تو اپنی جان
راہ اسلام مین نثار و قربان کی مگر صدقہ اپنی خدائی کا کہ سرگروہ اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان
کو سلامت رکھ جنھون نے مجھے چاہ کفر و ضلالت سے نکالکے لب چشمۂ ہدایت ہونچایا آتش جہنم سے بچایا
اور دمامہ سے کہا کہ تو چاہے مار ڈال نہین تو حمزہ کی طرفداری سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی جب چھوٹونگی اسی کا جتن
کرونگی دمامہ کہہ رہی ہی کہ او علامہ جب تو زندہ رہیگی تو طرفداری کرلینا اور پھر مارنا شروع کیا یہان تک مارا کہ
برق جادو بیدم ہوگئی غش پر غش آنے لگے تیور بجھنے لگے جتنے بھی ساحر ہین سب دمامہ جادو کی بیدردی
اور سنگدلی پر نفرین کر رہے ہین اور جسقدر دمامہ جادو کو سمجھاتے ہین اسیقدر وہ اور برافروختہ ہوتی ہی شعر

جسقدر صبر کو ہم دخل دیے جاتے ہین
اتنے ہی وہ ستم و جور کیے جاتے ہین

دمامہ جادو کی خالہ رکھا نہ جادو
نامے وہان سے قریب رہتی تھی آخر کچھ لوگون نے ناچار و مجبور ہوکے اُس سے جاکے بیان کیا کہ تمھاری
بھانجی دمامہ جادو اس وقت بیخطا و قصور برق جادو کو مارے ڈالتی ہی اور اسقدر مارا ہی کہ
بدن سے لہو کی دھارین چھوٹ رہی ہین ہڈیان پسلیان اُس بیچاری کی ٹوٹ رہی ہین جلدی جاکے
بچاؤ اور اگر ذرا بھی دیر کی تو پھر زندہ نہ پاؤگی مفت کام اُسکا تمام ہوجائیگا سوا حسرت و افسوس کے

کچھ نہ ہاتھ آئیگا ریحانہ نے پوچھا خیر تو ہی کیا ہوا دمامہ نے تو اُسے اپنی اولاد کی طرح پرورش کیا ہی بڑے
بڑے ناز و نعم سے پالا ہی بلکہ اگر سچ پوچھو تو جو بات اُسکے ساتھ اُسنے کی وہ اپنی پیٹ کی اولاد کے ساتھ بھی
نہین کی سرامہ جادو اسکی بیٹی تھی اُسے اُسنے اپنے پاس نہین رکھا اور اِسے ایک دم بھی اپنے سے جدا نہین کیا
وہ تو سب سے زیادہ اُسے چاہتی ہی آج یہ کیا ہوا جو اسکا یہ حال کیا سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ ہماری سمجھ مین
تو کچھ نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہی کاہے کا قصہ بکھیڑا ہی تم وہان جاؤ گی تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا تمہیں سارا حال کھلجائیگا
ریحانہ جادو کو انکی اس طرح کی گفتگو سے نہایت تشویش پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات دل مین آنے لگے
فوراً مضطرب و بیتاب ہان سے دوڑی بجلدی تمام آئی دیکھا کہ برق جادو درخت مین بندھی کھڑی ہی اور
دمامہ جادو ایک ہاتھ سے اُسکے بال پکڑے اور دوسرے ہاتھ مین کوڑا لیے شاک شاک مار رہی ہی اور برق
جادو کا یہ حال ہی کہ اب آواز بھی نہین نکلتی آنکھین بند کیے ہوئے خاموش و بیہوش بیحس و حرکت درخت مین
بندھی کھڑی ہی ریحانہ جادو کو تاب نہ رہی جاتے ہی دمامہ جادو کی پیٹھ پر ایک دو ہتھڑ مارکے کہا او
کھوجڑے پیٹی غارت گئی تیرا ستیاناس جائے خداوند سامری تجھے اُٹھا لے ایک کو ہاتھ سے کھو بیٹھی اسکو بھی
مارے ڈالتی ہی کمبخت جل سو ہی کا لا منھ تیرا پیلے ہاتھ پیر چھوڑ اسے ارے سرامہ جادو اور برق جادو
دونون شہر زمرد کی آفتاب و مہتاب تھین ایک کو تو خدا پرستون نے مارا اسے تو قتل کرتی ہی اری نگوڑی ماری
تو نے ڈائن کا خواص کب سے پیدا کیا اور کوڑا ہاتھ سے دمامہ کے چھین لیا کہ بس تعزیر ہو چکی آخر
تعزیر کی بھی کچھ حد ہی اب کیا بچی کی جان لیگی اری بیدرد سنگدل اولاد کو یونہین تنبیہ اور فہمایش کرتے
ہین دمامہ نے کوڑا ہاتھ سے چھوڑ دیا مگر کہا واہ واہ خالہ جان آپ نے خوب انصاف کیا ہی اور کیا اچھا
صلہ میری محنتون کا دیا ہی آپ سے تعجب ہی کہ آپ بھی اُسی شوخ دیدہ گیسو بریدہ کی طرفداری کرتی ہوئی آئین
آپ نے پہلے یہ تو دریافت نہ کیا کہ کیا ماجرا ہی اصل قضیہ کیا ہی مجھی کو اُلٹا دینا شروع کیا آپ خوب واقف
ہین مین نے اسے پالا پرورش کیا دن کو دن رات کو رات نہ سمجھی ہمیشہ صدقے قربان رہی ماں اسکی
اسے دو برس کا چھوڑ کے مر گئی اُسکا مرنا جینا سب مین ہی نے کیا اسکو علم سحر سکھایا پڑھایا یہان تک کہ
اپنے برابر کر دیا مین کہتی تھی کہ سوا اسکے اور کون میری جان و مال کا مالک و مختار ہی اسے میری موت زندگی
کا سب اختیار رہی تمام گھر بار اسکے حوالے کر دیا تھا چاہ المایس کا سارا بند و بست اسکے سپرد کیا تھا
ہائے مین یہ نہ جانتی تھی کہ یہ لونڈون کے واسطے میری جان کی دشمن ہو جائیگی اور میرے بھرے گھر کو برباد
کر دیگی ریحانہ نے کہا آخر کیا ہوا کیا کچھ کہ تو کوئی یار اسکی بغل مین سے پکڑ لیا یا کسی نا محرم سے جا بیجا ہنستے
دیکھا کون سا لوٹھا اسکا تو نے تصور کیا ہی دمامہ جادو نے کہا کہ خالہ اماں مین کیا کہون اسنے کیا کیا ہی
سینے کو میرے چیر کر دیکھو تو دل پر کئی داغ ہین ریحانہ جادو بولی ارے کچھ کہ تو سہی دمامہ جادو
نے کہا کہ اسنے پہلے ذوفنون جادو کو قتل کروا دیا مجھکو خبر نہ ہوئی پھر نرگس جادو کو تہ تیغ کروا دیا
مجھے معلوم نہ ہوا اب میرا کلیجا نکال لیا سرامہ جادو کو مروا ڈالا مجھے حال نہ کھلا اُن سب پر طرہ یہ ہوا کہ
حمزہ اور عمرو سرامہ کے قاتلون کو مین پکڑ لائی تھی اُسنے انھین قید سے چھڑا کے نہین معلوم کہان چھپا دیا مجھکو
سب طرح اسنے خاک مین ملا دیا کہین کا نہ رکھا اب مین اسے بغیر قتل کیے نہ چھوڑونگی ریحانہ جادو بولی دمامہ
تجھے کیونکر یقین ہوا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہی اپنی آنکھ سے تو نے دیکھا یا کسی خبردار نے تجھسے کہا دمامہ

نے کہا آپ تو بزرگ ہین آپ سے کیا کہون کہ مجھے کیونکر معلوم ہوا اول تو مین نے اُسکے چہرے پر ایسے آثار
دیکھے جن سے ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرستون کی شریک ہو دوسرے میرے بیرون نے مجھسے کہا کہ امیر وعمرو
کو یہی خبر الیگی ریحانہ نے کہا چہرے کے آثار کا کیا اعتبار ہی اکثر ناکردہ گناہ کے چہرے پر اپنی عزت و حرمت
کے خوف سے ہوائیان چھوٹنے لگتی ہین رنگ چہرے کا پرواز کر جاتا ہی جن سے صاف یہی ثابت ہوتا
ہی کہ یہی شخص مجرم ہی اور بعض مجرم دیدے کے نڈر ایسی روکھی صورت بنا لیتے ہین جس سے کبھی انکی طرف
سان گمان بھی نہین ہوتا اور بیرون کے کہنے کو جو کہو تو اُنکو اپنے بھوگ سے مطلب ہی بقول شخصے مردہ چاہیے
دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اُنکو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہی اُنکے کہنے کا بھلا کیا اعتماد اور اولاد تو
بہت بہت بدفعلیان کرتی ہی مگر کوئی اولاد کو مار نہین ڈالتا فقط تنبیہ کر دیتے ہین تیری طرح جور وجفا نہین
کرتے ستم نہین ڈھاتے کہ دیکھیے اب یہ جانبر ہوتی بھی ہی یا نہین اتنے مین برق جادو کو کچھ ہوش آیا اُسنے کہا
نانی امان تم اس مقدمے مین دخل نہ دو میرے بارے مین کچھ نہ کہو مجھکو اب خود اپنی زندگی منظور نہین ہی یا تو
مین سب کے سامنے سرفراز و ممتاز تھی ہر شخص میری عزت کرتا تھا ہر کس و ناکس میری اطاعت فرمانبرداری
کا دم بھرتا تھا یا اب مین ایسی ذلیل ہوئی سب کی آنکھ مین حقیر ہو گئی اب زندگی میری ہیچ ہی مثل مشہور ہی
نکٹا جیا بُرے احوال مین اُنمین تو ہون نہین کہ کان کٹے مبارک ناک کٹی سلامت عزت جاکے پھر عزت
نہین ملتی میرا مرجانا ہی اچھا ہی ریحانہ جادو نے کہا میری جان مین قربان تو اس بات کا اپنے دل مین
کچھ نہ خیال کر دمامہ اندنون سودائن ہو رہی ہی حواس باختہ ہین ایک تو اسے علم نجوم سے ثابت ہوا
ہی کہ یہ دن مجھپر سخت اور ناقص ہین دوسرے برابر کی بیٹی ماری گئی ہین قتل ہوئی تیرے سامنا اُن لوگون
سے ہی جنھون نے شہر کے ساحرون کے غارت کر دیے پھر اسکے حواس کیونکر بجا ہون دیوانی نہ ہو تو کیا ہو
اور یہ کہکر برق جادو کو درخت سے کھولکر پیار کیا گلے سے لگایا لیجا کے پلنگ پر لٹایا بدن پر آنبہ ہلدی
وغیرہ لگا کے آگ سے سینکنا شروع کیا برق جادو بیہوش ہو گئی تھی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ اے دمامہ
خوب کیا تمنے جو کچھ کیا اور جو میرے مقدر مین تھا وہ ہوا اگر جیتی بچی تو عوض اسکا لونگی اور اب
حمزہ صاحبقران کی دوستی و خیر خواہی سے ہاتھ نہ اُٹھاؤنگی اُنکی محبت مین اپنی جان نثار کرونگی ریحانہ جادو
نے کہا ای برق کیا تجھکو سودا ہو گیا ہی تو یہ کیا اول فول باتین مُنہ سے نکالتی ہی ارے ناسمجھ دمامہ تیری
بزرگ ہی آجکل اُسپر فلک ٹوٹ پڑا ہی خود رفتہ ہو رہی ہی اُسنے تیرے پیچھے اپنی جان کو جان نہ سمجھا تجھے
بچپنے سے پالا پرورش کیا آپ تکلیف اُٹھائی تجھے راحت پہنچائی شعر

بچپن مین جو کچلی ہی سنبھالا ہی اُسی نے
اب جو بیٹا ہے تجھے پالا ہی اُسی نے

نہ اُسکی دشمنی نہ اور کسی کی دوستی پھر تیرا درد ہوگا تو اُسی کو ہوگا ماں باپ
پڑھانے لکھانے تمیز سکھانے کے لیے اکثر بیٹا بیٹی کو مارتے ہین سزا دیتے ہین تو کیا اُنسے بالکل رنج
پھرا لیتے ہین اپنی بزرگ اور بڑی خصوصًا ایسی بات کے مارنے سے عزت نہین جاتی عزت و توقیر
شان شوکت مین چھوٹون کی بات نہین آتی اگر اُسنے تجھے مارا تو کچھ عزت نہین گھٹیگی بلکہ اگر چشم غور
و انصاف سے دیکھو تو تیرے خاموش ہو رہنے پر اُسکے دل مین تیری طرف سے اور زیادہ جگہ ہو جائیگی اگر
آج نہین تو کل اس غربت اور بُردباری کا مزا اُٹھائیگی برق جادو نے عرض کیا نانی امان یہ سب آپ
بجا فرماتی ہین مگر مجھے تو اس بات کا ملال ہی سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ مین نے کبھی بچپنے مین

مار نہین کھائی اور آج اس بھری محفل مین اپنے بیگانے کے سامنے اس طرح بے عزت ہوئی اور اب تو مین کچھ نہین
کہتی اُنھون نے خوب کیا جو مجھے مارا اور جاہے اس سے زیادہ مارلین مجھے کچھ پروا نہین اب جان میری حمزہ
کے قدمون پر نثار ہوگی ریحانہ جادو نے کہا اری کمبخت بدنصیب تو تو حمزہ کی صورت سے بھی واقف نہین
یہ کیا کہہ رہی ہے بیٹیا اب غصے کو جانے دے برق جادو نے جواب دیا نانی امان مجھے اپنی زندگی منظور نہین
ہے اسواسطے یہ کلمے کہتی ہون کہ دمامہ اور غصے مین آکر مجھے مار ڈالے چلو بھر سارا قصہ پاک ہو جائے جب ہم
سرامہ کے قاتل ٹھہرے تو اب جینا بیکار ہے یا تو ہم اور سرامہ یک جان و دو قالب تھے یا اب ہم اسکے
قاتل مشہور ہوئے خیر اب جہان وہ ہے ہمین بھی وہین جانا چاہیے دشمن و قاتل بنکے زندگی نہ کرنا چاہیے
یہ کہکے چھمن مار کے رونے لگی کہ ہاے فلک یہ تو نے کیا سُنوایا یہان ریحانہ جادو برق جادو کو سمجھا بجھا
رہی ہے تشفی اور دلاسا دے رہی ہے ادھر کا حال سُنیے کہ جب دمامہ کا غصہ موقوف ہوا برق جادو کو
اُسنے پرورش کیا ہے سرامہ جادو سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کمال محبت ہے اب خیال آیا کہ اری دمامہ یہ تو نے
کیا کیا جوان جہان کو تو نے سب کے سامنے مارا یہ کیا کیا ارے غضب کیا وہ بڑی غیرت دار ہے کہین ایسا
نہ ہو کہ اپنی جان پر کھیل جائے بیٹی تو تیری مر چکی ہے اب فقط اسی کا دم باقی ہے اگر یہ بھی مر گئی تو بڑا غضب
ہوا گھر تیرا بالکل برباد ہو جائیگا سارا شہر بے چراغ ہو جائیگا خداوند سامری و جمشید اسے زندہ رکھے
اب پھوٹی آنکھ کا دیدہ جو کچھ ہے یہی ہے یہ خیال جو آیا بیتابانہ دوڑی ہوئی آکے برق جادو سے لپٹ گئی اور
کہنے لگی بیٹیا میری تقصیر معاف کر یہ شیطانی حرکت تھی غصے مین مجھے یہ سوجھا کہ تو ہی میری ہمسر ہے تو ہی نے
میرا دل تحریک کیا ای برق اب تو اپنے ہاتھ سے مجھے جوتیان مارے قصور میرا عفو کر دے اور بیٹیا مین تو دو چار روز
کی مہمان ہون یہ صدمہ مجھپر ایسا سخت ہے کہ مین بچنے کی نہین برق جادو نے جواب دیا خالہ امان آپنے
ناحق کیون مجھے بے عزت کیا آپ میری بڑی ہین مالک ہین جو آپ نے میرے حق مین بہتر جانا وہ کیا
میرے نہ مان ہے نہ باپ ہے جو کچھ ہین سو آپ ہی ہین مگر رنج اس بات کا ہے کہ آپ نے اتنی بڑی تہمت
کیونکر مجھپر گوارا کی خیر یہ میرے طالع کی خوبی ہے میری تقدیر مین یہی لکھا تھا آپ یہ نہ سمجھین کہ مین خدا پرستون
کو کیا جانون مین اور سرامہ ساتھ کھیلکے بڑی ہوئی تھی یک جان و دو قالب تھے کیونکر میرا دل گوارا کرتا
کہ وہ قتل ہو دمامہ نے کہا کہ ای برق بس ان باتون کو منہ سے نہ نکال جا جسطرح بند و بست شہر کا تیرے
ہاتھون تھا اسی طرح کر برق بولی کہ خالہ امان مین آپ کی کنیز ہون مگر ابھی تو تمام بدن میرا زخمی ہے مجھ مین
پھرنے چلنے کی طاقت کہان ہے دو چار دن مین اچھی ہونگی تو آپ کی تعمیل حکم کرونگی اور جب تک دشمن بھی
آپکے دفع ہو جاینگے اور قطع نزاع اسکے آجکل میرے دن بھی برے ہین اگر اچھا کام بھی کرونگی تو وہ برا ہوگا
دمامہ نے کہا بیٹیا میرا دل تو تجھسے صاف ہے مگر تیرا دل میرے طرف سے صاف نہین ہوا تو مجھکو آزردہ کرتی
ہے رنج دیتی ہے اری کمبخت میرے برابر کوئی تجھکو پیار نہ کریگا برق بولی کہ مین بھی تو آپ کی لونڈی ہون
مین نے کبھی کسی کام مین عذر نہین کیا مگر تمام بدن میرا مجروح ہے اس سے ناچار ہون ریحانہ نے کہا او دمامہ
تو نے مارتے مارتے اسمین جان بھی باقی رکھی ہے کہ وہ کوئی کام کرسکے اسکو اچھا ہو لینے دے پھر سب ہی کام
یہ کریگی تو جا اور اپنے دشمنون کی تلاش کر القصہ دمامہ وہان سے اُٹھکے ایوان بادشاہی مین آکر بیٹھی
اور ساحرون سے خطاب کیا کہ صاحبو تم مین سے جو کوئی خبر حمزہ کی مجھے لا دے یا اسے زندہ پکڑ لائے تو

مین اُسے دولت دُنیا سے نہال کردونگی قسم ہی سامری و زردہشت کی مالامال کردونگی یہ سُن کے
ساحر تلاش امیر حمزہ صاحبقران مین چہار طرف روانہ ہوئے اب یہان امیر با توقیر کا حال سُنیے یہ دو دن
تک تو اُس غار مین چھپے بیٹھے رہے تیسرے دن عمرو سے فرمایا کہ خواجہ آج تیسرا دن ہی کہ برق جادو نہین
آئی خدا جانے اُسپر کیا گذری شب و روز یہی خیال رہتا ہی کہ مبادا دمامہ جادو اُسکے حال سے مطلع ہوگئی ہوگی
تو نہین معلوم کیا حال کیا ہوگا عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ خدا نہ کرے جو وہ قطامہ اُسکے حال سے آگاہ ہو ای
صاحبقران آپکو یاد ہی کہ مالک بن زردہشت جادو نے ملکہ جادو کا کیا حال کیا تھا باوصفیکہ ملکہ جادو
اُسکی بیٹی تھی مگر ایسا مارا تھا کہ وہ بیدم ہوگئی تھی اور برق جادو تو دمامہ جادو کی کچھ بیٹی نہین ہی
بھانجی ہی فقط دمامہ نے اُسکی مان کے مرنے بعد اُسکو پرورش کیا ہی پالا ہی اگر خدا نخواستہ یہ حال دمامہ
پر کھلگیا کہ برق جادو ہماری دوست ہی تو وہ اُسے زندہ نہ چھوڑیگی ای امیر آپکو یاد ہی کہ برق جادو نے
رخصت ہوتے وقت کیا کیا کلمے یاس کے کہے تھے مجھکو بھی اُسکے کلام یاس اور گفتگوے ہراس سے اندیشہ ہی
خدا دمامہ کی شر سے اُسکو محفوظ رکھے امیر نے فرمایا خواجہ اب ہم کہان تک انتظار برق جادو کا کرین
کب تک چھپے بیٹھے رہین خدا جانے اُسکو کیا ہوا اور ہین اب یہان ٹھہرنے کا نہین مین کچھ برق کے بھروسے
پر یہان نہین آیا تھا جو اُسکے انتظار مین بیٹھا رہون مجھے بھروسا پروردگار عالم کا ہی جو میرے حق مین بہتر
جانیگا وہ کریگا اس مین کہان تک چھپے بیٹھے رہینگے خواجہ عمرو نے گزارش کیا ای صاحبقران آپکا اسم اعظم
بھی بند ہوچکا ہی اور ساحر چہار طرف تلاش مین پھر رہے ہین کوئی سواے پروردگار عالم کے ہمارا آپکا
دشت غربت و صحراے مصیبت مین یار و مددگار نہین ہی ہم بیکس و مجبور ہو رہے ہین مناسب یہی ہی کہ ابھی
یہین بیٹھے رہیے اور کہین یہان سے نہ جائیے نہین تو خدا نخواستہ فوراً گرفتار ہوجائیے گا جب تو برق جادو
نے چھڑا دیا تھا اب کون رہا کرنے والا ہی امیر کشور گیر نے فرمایا کہ خواجہ یہ تمھارا خیال خام ہی کہ اگر یہان بیٹھے
رہینگے تو محفوظ رہینگے بھی قضا سے کوئی چارہ نہین خداوند جل و علا خود ارشاد فرماتا ہی کہ اِذَا جَآءَ اَجَلُھُم
لَا یَسْتَاخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ جو قضا آتی ہی تو ایک ساعت بھی نہین ٹل سکتی ہی اگر لوہے کے
کوٹ مین بھی ہونگے وہان بھی قضا نہ چھوڑیگی ای خواجہ کیا تمھین حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا قصہ یاد نہین ہی کہ وہ جناب بادشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر تھے فوج بیشمار رکھتے تھے ایک دن
لشکر کی تعداد ملاحظہ کرنے کو ایک میدان وسیع مین سب کو آراستہ و پیراستہ کرکے کھڑا کیا اور آپ نفس نفیس
ایک تنہا مکان کے کوٹھے پر گئے کہ اپنی فوج و سپاہ کو دیکھین کسقدر ہی اور حاجب دربان یساول مردہے
سب سے حکم دیدیا کہ خبردار خبردار اس مکان مین کوئی آنے نہ پائے حضرت ابھی اپنے لشکر کے معائنہ مین مصروف
تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک شخص صحن خانہ سے بالا خانے پر چلا آتا ہی متعجب ہوکے اُس سے پوچھا کہ ای شخص تو کون
ہی اور یہان کیونکر آیا ہی مین نے تو قدغن کردیا تھا کہ خبردار یہان کوئی آنے نہ پائے تو کیونکر چلا آیا کیا کسی حاجب و
دربان نے بھی تجھکو منع نہ کیا اُسنے جواب دیا کہ ای سلیمان پیغمبر مین اُسکا فرستادہ آیا ہون جسکے حکم کو کوئی
روک نہین سکتا بھلا مجھے کوئی پہرے والا کیا روکتا اور منع کرتا حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ
آخر وہ کون شخص ہی جسکا تو فرستادہ ہی صاف بیان کر اُسنے جواب دیا مین عزرائیل فرستادہ رب جلیل ہون
اسوقت آپکی قبض روح کے واسطے آیا ہون جب حضرت کو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہی اُسوقت

میری قبض روح کے لیے آیا ہو رضینا بالقضا فرماکے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوگئے ملک الموت نے وہین کھڑے
کھڑے قبض روح کرلیا اور جب عصا حضرت سلیمان علیہ السلام کا دیمک خوردہ ہوکے گرا تو سب کو معلوم
ہوا کہ حضرت نے رحلت فرمائی ای خواجہ جب ایسے ایسے پیغمبر مرسل موت سے نہ بچے اور اُنھین ایک دم کی
مہلت دُنیا مین ٹھیرنے کی نہ ملی تو ہماری کیا حقیقت ہو جو وقت وہان سے طلب ہوگی فوراً رخصت ہوجائینگے
اور اگر تمکو یہی خیال ہو تو تم سب یہین بیٹھے رہو مین تن تنہا باہر نکلتا ہون ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر
حمزۂ صاحبقران نے نہ مانا اُس غار سے نکلکر روانہ ہوے آخر عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار اور
کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ بھی ساتھ چلے ایک صحراے لق و دق معلوم ہوا تھوڑی دور گئے ہونگے
کہ آواز زنجیرون کی جھنکار کی کان مین آئی سب اُسی طرف دیکھنے لگے ایک دیو کو دیکھا کہ تمام بدن اُسکا زنجیرون
سے جکڑا ہوا گلے مین بڑا بھاری طوق پڑا ہوا ایک زنجیر طلائی کئی سو من کی ہاتھ مین قوی ہیکل قوی بازو
نہایت زبردست اُسکو دیکھتے ہی عمرو کا تو یہ حال ہوا کہ جلدی سے دوڑ کر امیر با توقیر کے پیچھے چھپ گیا جب
وہ قریب آیا تو چلایا سلام علیک یا امیر حمزۂ صاحبقران عالیشان امیر شیرگیر نے جواب سلام کا دیا اور پوچھا
کہ ای عزیز تو کون ہو اور مجھکو تونے کیونکر پہچانا یہان تو سوا جادوگرون کے مسلمان کا کہین نام و نشان تک
نہین ہو تیرا کیا نام ہو اور مجھسے کیا کام ہو اُسنے عرض کیا ای شہریار میرا نام ہیوداے زنگی ہو مین بیٹا ہون
ملک دودہ زنگی کا کہ وہ بادشاہ ہو غروبیہ باختر کا ایک دن مین بارگاہ مین اپنے باپ کی بیٹھا تھا اتفاقاً
ذکر آیا کہ اگر کوئی آبحیات کو پی لے تو قیامت تک نہ مرے میرے دل مین اشتیاق پیدا ہوا کہ کسی طرح مین اُس
چشمے تک پہونچون اور وہان کا پانی پی کے حیات ابدی حاصل کرون قیامت تک نہ مرون ہر چند باپ بھائی
یگانے بیگانے دوست آشنا نے سمجھایا کہ کوئی شخص وہان نہین جاسکتا آبحیات نہین لاسکتا تو وہان نہ جاؤ
مگر مین نے نہ مانا اور یہی کہا کہ مین جاؤنگا جس طرح ہوگا آب حیات لاؤنگا سب کو پلاؤنگا القصہ سب سامان
سفر کا درست کرکے چشمۂ حیات کی جستجو مین روانہ ہوا جب قریب چاہ الماس کے پہونچا سرامہ جادو
دامہ جادو کی بیٹی مجھکو گرفتار کرکے اپنے مکان پر لیگئی اور خلوت مین مجھسے کہا کہ مین تجھپر عاشق ہوکے تجھکو
لے آئی ہون میرا مطلب دلی پورا کر مین تجھے بادشاہ ہفت کشور کردونگی ای شہریار صورت تو اُس بدسیرت
کی جیسی تھی خیر تھی ہی مگر اُسکے دہن نجس سے ایسی بوے بد آتی تھی کہ دماغ اُڑا جاتا تھا اُسکی بو سے مجھکو اُس سے
نفرت کلی ہوگئی مین نے انکار کیا وہ منتین کرنے لگی جب منتون پر بھی مین کسی طرح راضی نہ ہوا تو اُسنے مجھے
ایک قید خانے مین قید کیا جہان کسی اپنے ہمجنس کا کیا ذکر ہو پرچھائین تک نظر نہ آتی تھی وہ زندان
ایسا تیرہ و تار خشمناک تھا کہ جان نکلی جاتی تھی مین رات دن رویا کرتا تھا آٹھ پہر جان کھویا کرتا تھا
خواب و خور حرام تھا ہر وقت گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری سے کام تھا دمبدم افزونی ہراس تھی زندگی سے
یاس تھی جب کئی رات دن برابر جاگتے ہوے عرصہ گذرا اتفاقاً ایک دن روتے روتے اور صدمہ و رنج سے
جان کھوتے کھوتے کچھ غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگگئی عالم خواب مین ایک بزرگوار مقبول کردگار فرشتہ خصلت
نورانی صورت تشریف لائے اُسکے جمال باکمال سے چارون طرف نور ہی نور نظر آیا گویا ظلمات
مین آفتاب اُترآیا تمام مکان روشن ہوگیا وہ مقام تیرہ و تار وادی ایمن ہوگیا اُنھون نے مجھے کلمۂ طیبہ
تلقین فرمایا کفر و ضلالت کے قید خانے سے چھڑایا مین نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا بعد اُسکے

اُنھون نے مجھسے فرمایا کہ ای ہیودا ے زنگی تو زیادہ دلتنگ نہ ہو تیری مصیبت و کلفت کا زمانہ نکل گیا
روز سخت و صعب ٹلگیا کہ امیر حمزہ صاحبقران دمامہ جادو کے استیصال کو عنقریب یہان آیا چاہتے
ہین تو انکا رفیق ہوجیو وہ سرامہ اور دمامہ وغیرہ جادوگرنیون کو مارینگے تو قید سے چھوٹیگا بس اتنا فرماکے
وہ بزرگوار نظرون سے غائب ہوگئے میری آنکھ کھلگئی دل مین کہنے لگا کہ یا الٰہی یہ واقعی خواب تھا یا خیال تھا
ہر وقت دعا کرتا تھا کہ ای رب الارباب و ای مسبب الاسباب اگر تو نے اُن بزرگ کے ذریعہ سے میرے دل مین
چراغ ہدایت روشن کیا ہی اور کفر و ضلالت کی سیاہی کو برطرف کرکے نور ایمان ڈالدیا ہی تو اب اپنے فضل و کرم
سے جلد امیر حمزہ صاحبقران کی زیارت سے مشرف فرما اور نزدوی تمام اُنکے قدم مبارک مجھے دکھا ہر روز
گھڑیان گن گن کے بسر کرتا تھا شعر آمدسنی جو اُس صنم گلعذار کی + گھڑیان گنا کیا مین شب انتظار کی
یہانتک کہ آج رات کو پھر وہی بزرگوار تشریف فرما ہوئے ارشاد کیا ای ہیودا خاطر جمع رکھ صبح کو تیری آرزوے
دلی اور تمناے قلبی بر آئیگی کہ تجھسے حمزہ صاحبقران سے ملاقات ہوگی بس ای شہریار آج صبح سے آپ کو
ڈھونڈھتا پھرتا تھا الحمد للہ کہ قدمبوسی آپ کی حاصل ہوئی مراد دلی بر آئی اور وہ لکاتہ بھی ماری گئی یہ
کہکے صاحبقران کے قدمون پر گر پڑا امیر با توقیر نے سر اُسکا اُٹھاکے سینے سے لگایا دست حق پرست اُسکی
پیٹھ پر رکھا پوچھا کہ ای ہیودا تو کتنے دن سے یہان قید تھا اُسنے عرض کیا کہ حضور مجھے اس قید مین بارہ برس
کا عرصہ گذرا اور پوچھا کہ ای صاحبقران عالیشان کیا آپ کو بھی بشارت ہوئی تھی جو حضور میری رہائی
کے واسطے رونق افروز ہوئے امیر نے تمام حال از ابتدا تا انتہا بیان کیا بعد اُسکے پوچھا کہ ای ہیودا تجھے
معلوم ہی شہر زمردنگار یہان سے کتنی دور ہی ہیودا نے عرض کیا کہ غلام کبھی وہان نہین گیا مگر سنا ہی کہ
یہان سے آٹھ نو منزل ہی فرمایا کہ راہ مین قصبہ قریہ دیہہ پُروہ گانون گرانون شہر رباط کچھ ہی اُسنے ہاتھ باندھکر
جواب دیا کہ یہان سے تین فرسخ پر ایک باغ ہی کہ تمام چاردیواری اُسکی زمردین ہی عجب کیفیت کی جگہ
ہی بوتیسال جادو کا باغ مشہور ہی امیر یہ سنکے اُس طرف کو روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ
واقعی چاردیواری اُسکی زمرد ریحانی کی ہی اور دروازے کا چوکھٹا طلاے احمر کا پٹ یاقوت سُرخ کے
کل میخین الماس کی ایک پٹ بند ہی دوسرا کھلا ہی صاحبقران نے بسم اللہ کہکے اندر باغ کے قدم رکھا
عجب کیفیت کا باغ دیکھا کہ داربست انگور بہار دکھا رہی ہی خوشہ ہاے انگور پر تھیلیان کمخواب و بادلے
کی چڑھی ہوئی ہین چمن بندی کی ہوئی گرد گرد لعل اور مہندی کی ٹٹیان کیلون کی باڑھ حوض لبریز نہرین
جاری جابجا چبوترے بلور کے بنے ہوئے ہیکلے ہشت پہل شش پہل چوپہل اُن پر طرفہ گلکاری کی ہوئی
درخت میوہ دار لاانتہا جانوران خوش الحان شاخون پر بیٹھے ہوئے زمزمہ پیرا امیر اس باغ کو دیکھکر
بہت خوش ہوئے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک آواز حزین و دردناک کان مین آئی کہ کوئی رو رو
کے کہہ رہا ہی کہ ای پروردگار عالم بارہ برس مجھے قید مین گرفتار ہوئے ہوچکے اور اب تک کوئی میرا خبر لینے والا
پیدا نہین ہوا اب کہانتک مصیبت جھیلون عذاب کھینچون یا تو مجھے اس قید شدید سے نجات دے یا
ملک الموت کو حکم ہو کہ آکے میری قبض روح کرے کہ اب روز کے صدمے اور ہر وقت کے ملال اُٹھانے کی طاقت
نہین رہی اور افسوس ہی کہ قریب مرگ پہونچے مگر عزیزون کے دیکھنے کی حسرت ہی دل مین لیچلے ہین پروردگار
عالم سنا ہی کہ آجکل شاہ شاہان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان چاہ الماس مین رونق افروز ہوئے

ہین ہین انھین کی صورت دکھا دے کہ آرزو دل کی پوری ہو جائے اور اے خالق عالم جب تک اُس شہریار
کی قدمبوسی نہ حاصل ہووے دم نہ نکلے بس یہ آواز جو صاحبقران کے کان مین آئی بے اختیار آنکھون
سے آنسو جاری ہوئے فرمایا کہ ای خواجہ یہ آواز تو ہمارے کسی عزیز و آشنا کی معلوم ہوتی ہی عمرو نے
عرض کیا جی ہان مجھے کچھ گوش آشنا مفہوم ہوتی ہی غرض امیر اُسکے تجسس مین اُسی طرف کو بڑھے
چند قدم آئے ہونگے کہ پھر آواز آئی کہ ای پروردگار مین ایسا گنہگار ہون کہ مجھے دعا کرتے ہوئے بارہ برس
گذرے اور اب تک دعا میری مستجاب نہین ہوئی یا الٰہی اب جلد میری مشکل آسان کر اب امیر بیتابانہ
دوڑے کہ پھر صدا آئی کہ ای خالق جز و کل یہ آرزو ہی کہ اپنے آقاے نامدار اور مولاے ذیوقار کی صورت
ایک نظر دیکھ لون یہان تک کہ سامنے آئے دیکھا کہ ایک چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اُسپر طرح طرح کے پھول جواہر
کے نصب ہین اور بیچ مین اُس چبوترے کے ایک درخت ہی کہ تنہ اُسکا سونے کا شاخین چاندی کی پتے زمرد کے
ہین اور اُسکے تنہ مین ایک جوان خوش نہاد مانند سرو آزاد کے لپٹا ہوا ہی چہرہ مانند آفتاب کے درخشان
مگر نہایت زار و ناتوان کہ ہڈیان دکھائی دیتی ہین تمام رگین مثل تار مسطر کے نمایان ہین بال سر کے سنبل کے
مانند پریشان ہین لنگ تمامی کا بندھا ہوا ہی ضعف سے آنکھین بند ہین غش کی حالت ہی عجب کیفیت ہی
امیر حیران ہوئے کہ یہ کون ہی کرب و مقبل سے پوچھا تم پہچانتے ہو عمرو سے فرمایا خواجہ تم جانتے ہو کہ یہ
کون ہی کہین اسے دیکھا ہی سب نے التماس کیا شاید کہین دیکھا ہو ہم خیال کر رہے ہین مگر یاد نہین آتا امیر نے
فرمایا ای خواجہ اسوقت میرا عجب حال ہی اس جوان کے دیکھنے سے دل بیقرار ہی بال تمام جسم کے کھڑے ہوگئے
ہین خون عزیزی جوش مار رہا ہی اس اثنا مین اُس جوان نے جو آنکھ کھولی تو سامنے صاحبقران وغیرہ کو
کھڑے دیکھا پکارا کہ ای شہریار شکر ہی کہ قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے دعا مجھ گنہگار کی قبول فرمائی جو آرزو تھی
وہ بر آئی کہ بعد بارہ برس کے آپ کی صورت دکھائی امیر نے فرمایا کہ ای جوان نام و نشان سے اپنے آگاہ کر کہ دل
متفکر و متردد مطمئن ہو اسلیے کہ آواز تیری شناسا معلوم ہوتی ہی مین شبہہ گذرتا ہی کہ تجھے کہین دیکھا ہی یہ سنکے وہ
جوان چیخ مارکر رویا اور عرض رسا ہوا کہ ای شہریار عالیمقدار غلام کو حضور پر نور سے یہ توقع کبھی نہ تھی کہ مجھکو
آپ ایسا فراموش کر دینگے غلام تو آپ کا غلام غلامان ہی پیر و مرشد خاکسار کو خوب یاد ہی کہ جمہور جہانسوز
شہر ضحاکیہ مین گرفتار طلسم ہوا تھا اور ملک سکنجان سے اُسکو عیار پکڑ لیگیا تھا اور حضور لقا پر تشریف
لے گئے تھے جب اُسکو لڑکر قلعہ بند کیا تھا اسوقت حضور کو خبر جمہور کے گرفتار ہو جانے کی معلوم ہوئی تھی
اور حضور نے تمام لشکر کو چھوڑ کر جا کے طلسم فتح کیا تھا اور کمال کد و کوشش سے جمہور کو رہا کر کے لائے تھے
اور غلام کو ایسا دل سے فراموش کر دیا کہ پہچانتے تک نہین یہ کہکے پھر رونے لگا صاحبقران بھی اپنے ہمرہیون
سمیت رونے لگے اور فرمایا کہ ای عزیز تو خود کہتا ہی کہ مفارقت کو بارہ برس کا عرصہ گذرا ہی پھر چار دن مین
تو شکل بدل جاتی ہی نہ کہ بارہ برس اگر مین نے نہ پہچانا تو کچھ تعجب کی بات نہین ہی براے خدا نام اپنا بیان کر
کہ اندیشہ موقوف ہو اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کے کسی غلام کو اژدہا نگلگیا تھا یا نہین صاحبقران
نے سر ہلا کے فرمایا کہ کسی غلام کو تو نہین مگر ہان میرے پوتے قاسم کو نگلگیا تھا اُسکا آج تک پتا نہین معلوم
ہوا کہ وہ اژدہا کون بلا تھا کہان گیا کہان نہین اُسنے عرض کیا ای شہریار مین وہی ہون بیٹا آپ کے
فرزند ارجمند علمشاہ رومی کا شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری

بوتیسال جادو اژدہا بنکے مجھے نگلگئی تھی جب سے مین اُسکی قید مین ہون وہ مجھپر عاشق ہی ہمیشہ مجھسے خواہان وصل
رہتی ہی مین قبول نہین کرتا وہ انواع انواع طرح کی ایذا مجھکو پہونچاتی ہی اب جو خفا ہوکر گئی ہی تو دو ہفتے سے نہین
آئی اکثر تین تین دن بے آب و دانہ گذر جاتے ہین صاحبقران یہ سُنتے ہی بیقرار و بیتاب یہ کہکر دوڑے کہ ای
نور نظر پارۂ جگر واللہ مین نے تجھے نہین پہچانا کہ تو قاسم ہی بلیا یہ صورت تیری مین نے کاہے کو دیکھی تھی
تو تو اسقدر لاغر ہوگیا ہی کہ فقط پوست و استخوان باقی ہی ہائے ای راحت جان و دل یہ کیا حالت ہوگئی کہ
مین نے مطلق نہ پہچانا قاسم نے عرض کیا کہ دادا جان میری زندگی تھی اس سے اب تک زندہ ہون نہین تو
بارہ برس کی قید مین کوئی جانبر نہین ہوتا اور خصوصًا وہ شخص جسپر ہر روز کی مصیبت و کلفت ہو مین ہی
ایسا سخت جان تھا کہ زندہ رہا مر نہ گیا امیر صاحبقران قاسم سے لپٹ کے خوب روئے کرب و مقبل
و عمرو بھی آنسو بھر لائے پھر صاحبقران نے فرمایا کہ ای قاسم کیا کہون جو تیری مان کا حال ہی اور باپ تیرا
جسطرح تیرے واسطے روتا ہی اور بدیع الزمان پر تو بغیر تیرے زندگی تلخ ہی اور بیٹا فی الحال تو مین ایسی ایک
بلا مین گرفتار ہون کہ خدا دشمن کو بھی ایسی بلا مین نہ ڈالے **شعر** سب بیٹھے ہین تجھے دیکھنے والے
اللہ برا وقت کسی پر بھی نہ ڈالے　||　جتنے فرزند ارجمند اور سرداران دیوبند تھے سب نے جاکے زبرجد شاہ
کو سجدہ کیا ہی دین اسلام کو ہاتھ سے دیا ہی ایک مین اور بادشاہ اسلام اور کرب غازی اور مقبل وفادار
فقط باقی رہگئے ہین بس مین اپنی جان پر کھیلکر اور موت کو برضا و رغبت گوارا کرکے چاہ الماس مین آیا ہون
کہ یا تو دمامہ جادو کا استیصال کرون یا اپنی جان دون تین جادوگرنیون کو واصل جہنم کرچکا تھا کہ دمامہ
قطامہ نے مجھے اور عمرو کو گرفتار کرلیا لیجاکے ایک حجرے مین قید کیا برق جادو کا خدا بھلا کرے اُسنے
آکر چھڑایا اور اب اسم اعظم میرا کھولنے کی تدبیر مین گئی ہی قاسم نے کہا ای شہریار مین نے بوتیسال جادو
کے منھ سے سنا ہی کہ برق جادو کو دمامہ جادو نے اسقدر مارا ہی کہ اسکا بند بند پھوٹ گیا ہی اگر ریحانہ جادو
آکے نہ بچاتی تو یقین تھا کہ وہ اسی وقت مرجاتی صاحبقران نے قاسم سے یہ خبر سُنکے آبدیدہ ہوگئے فرمایا
کہ جب ہی آج کئی دن سے وہ ہمارے پاس نہین آئی اور عمرو تو اسقدر رویا کہ روتے روتے ہچکی
بندھ گئی ہر مرتبہ کہتا تھا کہ ای دوست جانی و محبوب جاودانی مجھے اختیار نہین کہ مین آکے تیری
خبر لون ای برق جادو میرا کچھ بس نہین چلتا کہ مین تجھ تک پہونچون تو اپنے دل مین یہ نہ سمجھنا کہ عمرو
میری یاد سے غافل ہی بخدا مجھے ہر وقت تیرا خیال ہی **شعر** رہتا ہی مجھکو اُسکا تصور فراق مین
ظاہر مین گو جدا ہی یار سے نزدیک اور دور　||　ہر وقت تیری تصویر میرے پیش نظر ہی تیرا دھیان مجھے آٹھ پہر ہی ای
جان جہان اگرچہ اسوقت مین تجھسے اتنی دور ہون مگر دل سے اپنے مجھے نزدیک سمجھنا اور جسوقت خدا نے
ہمارے دن پھیرے اور امید دلی برآئی کمان ابرو دیکھ ہی لینا ہم تیرے پاس پہونچ جائینگے غرض صاحبقران
نے چاہا کہ شکین قاسم کی کھلوا دین اُسے بھی اپنے ساتھ لین قاسم ملتمس ہوا ای دادا جان میری شکین نہ کھولیے
اور یہ ضرور خیال فرمائیے کہ مین بغیر بوتیسال کے قتل ہوئے قید سے نہ چھوٹونگا آپ کو اسم اعظم یاد نہین
ہی کہین خدا نکردہ آپ کے دشمن بھی آفت مین نہ پھنسجائین تو لینے کے دینے پڑجائین یہ باتین تھین کہ
ہوائے تیز تند چلنا شروع ہوئی یہ معلوم ہوا بڑے درخت جڑ سے اُکھڑ جائینگے اور تاریکی چھائی قاسم نے
عرض کیا کہ ای شہریار عالی مقدار اب آپ جلد یہان سے تشریف لیجائیے اور کہین پوشیدہ ہو جئیے یہ

نشان بوتیسال جادو کی آمد کے ہین اور بوتیسال علامہ دہر آفت روزگار ہی دمامہ جادو سے کچھ نہین ہی
بلکہ اس سے بڑھی ہوئی ہی آپ کے دشمنون کو بھی گرفتار کریگی مجھکو اور زیادہ رنج ہوگا جیتے ہی جی مین مرجاؤنگا
فرمایا کہ اے نور چشم بارہ برس بعد تو تجھے دیکھا ابھی دیکھنے سے طبیعت سیر بھی نہین ہوئی کہ چرخ شعبدہ باز دغا انداز
پھر تجھسے ہمکو جدا کرنے لگا شعر

دیکھ کیون غم سے مجھکو روز رلاتا ہی اے فلک	فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جسکے عوض یون رلانے لگا
	مین تو کبھی ہنسا بھی نہین شب کو خواب مین	بیٹا اب مین تجھے چھوڑ کے کہان ڈھونڈونگا

جو کچھ ہوگا سب پر ہوگا مثل مشہور ہی مرگ انبوہ جشنے دارد قاسم نے کہا کہ یہ بدنامی غلام کو گوارا نہین
ہی کہ خود تو گرفتار رہون آپ کو بھی مبتلائے آفت کرواؤن آپ میرے ساتھ گرفتار رہون خدا کے واسطے
آپ اپنے کو بچائیے یہان سے جلد چلے جائیے کوشش کرکے دمامہ کو مار ڈالیے اہل اسلام کو گرداب بلا
سے نکالیے عمرو نے بھی عرض کیا کہ صاحبقران زیادہ جہالت اچھی نہین دمامہ جادو خون کی پیاسی
ہو رہی ہی بھلا جادوگر سے آپ کس بھروسے پر مقابلہ کیجیے گا اسم اعظم بھی تو یاد نہین مفت اپنی جان دینے
سے کیا حاصل اور قاسم کو تو بوتیسال جادو خدا نہ کرے مار نہین ڈالیگی پھر آکر دیکھ لیجیے گا اب یہان سے
جلد بھاگیے صاحبقران نامدار مع کرب غازی و مقبل وفادار وغیرہ کے چار و ناچار باغ سے
نکلکر بھاگے کہ دور سے دو چار مٹھ ستیون کے دکھائی دیے کہ بت پرستون مین اکثر عورتین جنکا خاوند
مرجاتا ہی وہ بھی اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ جیتے جی جلجاتی ہین انھین کو ستی کہتے ہین بس صاحبقران
عالیشان خوف جان سے مع عمرو عیار و مقبل وفادار اور کرب غازی و ابوالہول دیوانہ
اور بہو دا سے زنگی کے ان ستیون کے مٹھ مین جا کے چھپ رہے اور انہین جا طرف سنگ مرمر
کی کھدی ہوئی جالیان جو لگی ہوئی تھین انہین سے جھانکنا شروع کیا بعد تھوڑی دیر کے ہوا کی تیزی موقوف
ہوئی شعلۂ آتش آسمان پر چمکا ایک اژدر آتش فشان نمایان ہوا قد اسکا تخمیناً پچاس یا ساٹھ گز کا تھا
قلاب آتشین اسکے منھ سے نکلتے ہوئے اسپر ایک بلائے سیاہ کو سوار دیکھا کہ نہایت بدہیئت کریہ منظر
سیاہ فام زشت رو سر جھاڑ منھ پہاڑ چلی آتی ہی بال اسکے برگد کی ڈاڑھی کیطرح اژدہے سے بھی نیچے
لٹک رہے ہین اور ہر لٹ سے شعلۂ آتشین چمک رہے ہین مانگ مین سیندور بھرا ہوا ہی ایک سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بھوؤن کے بیچ مین دیا ہوا مردے کی کھوپڑی کا بنا ہوا کاجل اس طرح آنکھون مین دیے
ہوئے کہ دنبالے اسکے کانون تک کھنچے ہوئے گلے مین ہار مردون کی ہڈیون کا پڑا ہوا جھولی کھاروے
کی لگی ہوئی اسمین اسباب سحر بھرا ہوا آکے باغ مین اتری شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے پاس گئی
دیکھا کہ آج اسکے چہرے پر ایک خوشی سی پائی جاتی ہی رنگ بھی سرخ ہی ہر روز زرد و ضعیف و پژمردہ دیکھتی تھی
آج جو اسنے بحال پایا فوراً دل مین خیال کیا کہ مقرر کوئی دوست اسکا آج یہان آیا تھا پکاری کہ اے خاوری
آج تو نہایت بشاش ہی شاید کسی گھر کے دوست یا عزیز قریب سے ملاقات ہوئی جسکی یہ خوشی ہی بتا کون
آیا تھا خاور سیاہ نے جواب دیا او لکاتہ خدا تجھے غارت کرے ایک مدت سے مین تیری قید مین گرفتار ہون
کبھی کوئی میرے پاس نہ آیا آج میرے پاس کوئی آگیا اگر تجھے میرا قتل ہی کرنا منظور ہی تو قتل کر ڈال تہمت
لگاکے مارنا کیا ضرور ہی ارے کمبخت مین خود اپنی زیست سے تنگ ہون ہر وقت موت کی دعا مانگا کرتا ہون
کیا کرون مجبور ہون دم نہین نکلتا سخت جانی کی شکایت ہی اور او لکاتہ تجھے مجھکو دھمکانے سے کیا حاصل

بوتیسال جادو نے کہا ارے موے تو مجھسے چھپاتا ہی یہ نہین جانتا کہ اگر تو نہ بتائیگا تو مین خود دریافت کرونگی پھر
تجھے کیسی ذلت ہوگی نہین تو سچ بتادے کون آیا تھا شہزادہ قاسم بولا تو کہتی کیا ہی میرے پاس کوئی بھی
نہین آیا تھا بوتیسال جادو بولی خیر کیا مضائقہ تو اگر نہ بتائیگا تو اچھا نہ بتا دیکھ مین خود دریافت کیے لیتی
ہون یہ کہکے چہارطرف چبوترے کے دیکھنا شروع کیا جابجا پانون کے نشان بنے ہوئے دیکھے کہا دیکھ یہ کسکے
قدم کے نشان ہین تو تو کہتا تھا کہ یہان کوئی نہین آیا پھر کیا یہ نشان خود بخود بنگئے اور ابھی کوئی میری آمد دیکھکر
بھاگا ہی خیر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا شعر ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہی شوخی نقش پا کی +
سچ بتا یہ کون لوگ تھے شہزادہ خاور سیاہ نے جواب دیا مین کیا جانون کون تھے کون نہ تھے یہ نشان
باغبانون کے قدم کے ہونگے وہ ادھر سے اُدھر آئے گئے ہونگے بوتیسال نے جواب دیا این گل دیگر شگفت
ارے بتا میرے باغ مین تو نے کبھی اور بھی باغبان دیکھے ہین یا آج ہی دیکھے میرا باغ سحر کا بنا ہوا ہی سحر کے
زور سے تروتازہ رہتا ہی اسکا ایک ایک پتا اور ایک ایک گل بوٹا سحر کا بنا ہوا ہی اسمین باغبان کا کیا
کام ہی یہ کہکے اُن نشانون کو جو گنا تو بارہ نشان تھے کہا کیون موذی چھ آدمی یہان آئے تھے اب دل
مین کچھ ششش و پنج نہ کر جلد بتا یہ چھون آدمی کون تھے شہزادۂ قاسم نے کہا تو تو خود غیب دان ہی
پھر مجھسے بار بار کیا پوچھتی ہی جہان اسقدر تجھکو دریافت ہوا ہی وہان نام و نشان بھی معلوم ہو جائیگا
گھڑی گھڑی مجھکو کیون ستاتی ہی ایک مرتبہ کیون نہین مار ڈالتی بوتیسال جادو نے کہا ارے کمبخت
تجھے ایک مرتبہ قتل نہ کرونگی یونہین گھلاؤنگی جسطرح تو مجھے اندر ہی اندر جلاتا ہی اسیطرح مین بھی تجھے
خاک مین ملاؤنگی یہ کہکے اُن نشانون کی خاک سونگھنا شروع کی جب سب نشانون کی خاک سونگھ چکی
تو کہنے لگی کہ او قاسم مجھے معلوم ہوگیا کہ حمزہ اور عمرو اور مقبل اور کرب اور ابوالہول اور یہودا یہ
چھون آدمی یہان آئے تھے اور قہقہہ مارکے کہا کہ بعد مدت تمھارے دادا جان تمھارے دیکھنے کو یہان
آئے تھے آج اسی سبب سے چہرہ بشاش ہی تو خاطر جمع رکھ مین اُنکو بھی تیرے ہی پاس لاکے بٹھاتی ہون
خوب جی بھر کے اُنھین دیکھنا بلکہ تمام گھر کا اور اپنی امان بی بی کا احوال اُنسے پوچھنا دل کھول کے ملاقات
کرنا مین ابھی انھین ڈھونڈھے لاتی ہون یہ کہکے نشان قدم دیکھتی ہوئی ڈھونڈھتی چلی ہرچند قاسم
پکارا کیا کہ ارے کہان جاتی ہی مجھپر تیسرا فاقہ ہی کیا مجھے بھوکون مار ڈالیگی ادھر آ بات تو سن مگر اُس یگانہ
نے کچھ نہ سنا اور نقش پا کو دیکھتی ہوئی چلی جاتی ہی ہر مرتبہ خاک اُٹھاتی ہی سونگھتی ہی اور پھینک دیتی ہی
جب تک باغ مین رہی شہزادہ ملک قاسم نے قسمین دیکر پکارا گالیان بھی دیکر کہا کہان جاتی ہی ادھر آ
اور اگر جاتی ہی تو مجھے قتل کیے جا بوتیسال جادو نے کچھ جواب نہ دیا گویا سنتا ہی نہین اسم سحر کا پڑھتی ہوئی
چلی گئی باغ سے باہر نکلی نقش پا کو دیکھتی ہوئی اُن ستونون کے ستھون کی جانب چلی جب قریب پہونچی
تو دیکھا یہان سے نشان غائب ہین چارون طرف دیکھا کہین نشان نقش قدم نہ پایا اپنے دل مین کہا ای بوتیسال
معلوم ہوتا ہی کہ چھون خدا پرست اسی ستھ مین چھپے ہین آواز دی ای خدا پرستو جلدی نکلو اسمین سے نہین تو
مین سب کو نکالونگی یہان کا حال سنیے کہ صاحبقران و مدان اور عمرو عیار وغیرہ شگون سے دیکھ رہے تھے
کہ بوتیسال جادو باغ مین سے نکلکر ہماری تلاش مین ادھر آتی ہی بس سب کو یقین مرگ ہوگیا آپسمین
کہنے لگے کہ اب غضب ہوا مارے گئے قریب تھا کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے اور اس بدحواسی مین

عمرو کو گلیم عیاری اوڑھنا بھی یاد نہ رہا یا چاہتا تو سب کو زنبیل مین ڈالکر آپ غائب ہو جاتا یا حضرت دانیال کی سنگ سی مین خود بھی چھپ رہتا اُن سب کو بھی پوشیدہ کر لیتا مگر ہوش بجا نہ رہے چھپے کون دو چھپائے کسے جب وہ بلا ے ناگہانی مٹھ کے پاس پہونچکے پکاری کہ اے خدا پرستو نکل آؤ پھر پکاری کہ او حمزہ دروازہ کھولدے تو تو پوتے کی ملاقات کو آیا تھا اور یہان چھپکے بیٹھا ہے چل مین تیرے پوتے کو تجھے اچھی طرح دکھادون اُسے خوب گلے لگا پیار کر تو امیر شیرگیر نے فرمایا کہ اے عمرو کیا ارادہ ہے مین تو تلوار کھینچا اس سے سامنا کرتا ہون عمرو بولا یا صاحبقران ہرگز ایسا نہ کرنا شاید یہ فریب سے پکارتی ہو اُسنے کسی کو دیکھا نہ ہو چپکے بیٹھے رہیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے امیر بھی سمجھے کہ عمرو سچ کہتا ہے چپکے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا بوتیسال جادو نے دو تین آوازین دین جب کچھ جواب نہ پایا ہنسکر کہا ارے موذو تم کیا اندر چپکے بیٹھے رہنے سے بچ جاؤگے تم مجھکو بھی اور کوئی سمجھے ہو مین وہ ہون کہ اگر تم سات طبق زمین کے نیچے بھی چھپکے بیٹھو تو وہان سے نکال لاؤن تم جانتے ہو کہ مین نے تمھین جانا نہین جب امیر بھی بالکل جواب نہ پایا کہا اچھا موذو رہو تمھاری تدبیر کرتی ہون مثل مشہور ہے کہ سیدھی انگلیون گھی نہین نکلتا یہ کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالکے چند دانے ماش کے نکال کے اُن پر اسم سحر پڑھ کے اُس مٹھ پر مارے اور سب کے نقش قدم کی خاک لیکر اُسپر بھی اسم سحر دم کرکے آسمان کیطرف پھینکی فوراً اس زور شور کی آندھی چلی اور خاک اُڑی کہ العظمۃ للہ وہ مٹھ جڑ سے اُکھڑ کے ہوا ے آسمان ہو گیا لمحہ بھر کے بعد روشنی جو ہوئی تو صاحبقران اور عمرو وغیرہ نے دیکھا کہ ہم سب میدان مین کھڑے ہوئے ہین اُس مٹھ کا کہین نام و نشان بھی نہین اور سامنے بوتیسال جادو کھڑی ہوئی ہے اسنے قہقہہ مارکے نعرہ کیا کہ کیون حمزہ تو تو مجھسے چھپکے بیٹھا تھا چھپ نہ سکا امیر پکارے او لکاتہ میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتی ہے اور تلوار کھینچکر چلے تھے کہ اس لکاتہ کا فیصلہ کرین اُسنے قہقہہ مارکے کہا واہ واہ کیا خوب یہ چمکتی ہوئی تلوار مجھپر آزماتے ہو اے موذو عقل کے ناخن لو حواس کی باتین کرو اور یکبیک کھکے ہاتھ زمین پر مارا زمین نے پانؤن پکڑ لیے جہان تھے وہین کھڑے رہگئے بوتیسال جادو نے اپنے سر کا ایک بال توڑ کے اُسکی رسی بنائی اور سب کو اُس رسی مین باندھا سرا رسی کا ہاتھ مین پکڑ کرکشان کشان باغ مین لائی اور پکار کر کہا قاسم لو تمھارے دادا جان امیر حمزہ صاحبقران تشریف لائے ہین انکی زیارت کرلو دیکھو تو کس شان و شوکت اور صولت و حشمت سے آئے ہین اور صاحبقران سے کہا کہ پوتے سے ملو ذرا اچھی طرح ملاقات کرو اور ان سب کو بھی قاسم کے برابر اسی درخت سے باندھ دیا اور وہان سے پھر کر نہر پر آئی ہاتھ منھ دھویا نہائی یہان قاسم صاحبقران عالیشان سے عرض پرداز ہوا کہ جد بزرگوار میری شامت اعمال سے آپ بھی گرفتار ہوئے مجھے ایک تو اپنا رنج تھا ہی مگر اب حضور کے ملال نے میرے اُس رنج کو بھی بھلا دیا مجھپر زندگی کو دشوار کیا اُس شیر بیشۂ شجاعت و ہمت اور ضیغم نیستان صولت و شوکت نے فرمایا کہ اے فرزند مین اس بات کو غنیمت جانتا ہون کہ تیرے شریک ہو کر مارا جاؤن مدت مدید اور عرصۂ بعید کے بعد آرزو دل کی برآئی خدا نے تیری صورت مجھے دکھائی شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم نے عرض کیا کہ پیر و مرشد غلام کی بھی یہی تمنا تھی کہ حضور کی زیارت کرلون تو اس دار دنیا سے سفر کرون مگر یہ نہین چاہتا تھا کہ اپنی طرح اسیر و دستگیر دیکھون فلک نے حضور پر نور کا

جمال مبارک تو دکھایا مگر ساتھ ہی اسکے مجھے خاک مین بھی ملایا کہ پیر و مرشد بھی میری طرح اسیر دام بلا ہوئے ہائے یہ
کیا ظلم و ستم ہم مبتلا ہوئے افسوس اگر مین یہ جانتا کہ حضور جو یہان میرے پاس تشریف لائینگے تو اس مصیبت مین
گرفتار ہو جائینگے تو مین پہلے ہی اپنی جان دیدیتا آج آپ کی اسیری کا رنج و ملال کیون دل پر لیتا ہان
اس روز بخت و صحبت کی مجھے خبر نہ تھی کیا میری تقدیر بنکے بگڑ گئی شہزادہ قاسم ابھی یہ بیان کرکے رو رہا تھا
تھا کہ بوتیسال جادو نہا دھوکے آئی کہا کیون ای حمزہ تو اپنے پوتے قاسم کو دیکھکر خوش ہوا یا نہین ابھی تو
تو نے اسے درخت مین بندھا ہوا دیکھا ہی اب دیکھ کہ کسطرح اسکو مین تجھے دکھاتی ہون یہ کہکے خاور سیاہ
کی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا اور پر پرواز پیدا کرکے آسمان کی طرف روانہ ہوئی ایک طرفۃ العین مین
نظرون سے غائب ہوگئی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ لکاتہ قاسم کو کہان لیگئی دل میرا بیقرار طبیعت
کو انتشار ہی خدا خیر کرے مجھے اسکا روز بد خدا نہ دکھائے خواجہ نے عرض کیا ای صاحبقران آپ کو یہ کیا
گمان بد گذرا ہی بارہ برس سے تو وہ اسکے پاس قید ہی اب تک اسے اپنے نہ مارا آج مار ڈالیگی آپ کو یہ
ناحق کا اضطراب ہی فرمایا ای خواجہ یہ تم سچ کہتے ہو مین بھی جانتا ہون مگر دل کو کیا کرون جی چاہتا ہی کہ
جنھین مار مار کے روؤن عمرو نے عرض کیا کہ صاحبقران وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہین ہی ہم تو
اب آمادہ مرگ و صیاے قضا ہین اور آپ کو اور وہم ہوا ہی یہی باتین تھین کہ بوتیسال جادو سر بریدہ شہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز کا ایک طشت طلا مین لیکر آئی اور لاکے سامنے امیر حمزہ صاحبقران
کے رکھدیا اور کہا حمزہ صاحبقران امانت اپنی لیجیے امیر کی نگاہ جو سر بریدہ قاسم پر پڑی دیکھا کہ
ابھی شہرگ سے لہو جاری ہی زلفین خون آلودہ دونون رخسارون پر پڑی ہوئی ہین چشم حسرت وا ہی
ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ ہائے ای نور نظر لخت جگر یہ کیا ہوگیا ہائے ای قاسم تو کدھر کھو گیا ہائے ای بیٹا
تو تو اچھا بھلا تھا دم بھر مین تجھکو کیا ہوگیا پھر اس افسر عالم نے سر ملک قاسم کا طشت طلا سے اٹھا لیا
منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور چلائے ای فرزند دلبند وای راحت دل دردمند ای نور چشم ای آفتاب
بارگاہ سلیمانی وای کولے شوکت صاحبقرانی بارہ برس بعد جمال جہان آرا تیرا دیکھا مگر اس طرح دیکھا
کہ خدا دشمن کو بھی اپنے فرزند کا یہ حال نہ دکھائے افسوس صد افسوس کہ تو پرحسرت دار مان دنیا سے
اٹھ گیا وقت آخر کچھ وصیت بھی نہ کی اب تیری مان اور باپ سے کیا کہونگا بدیع الزمان کو کیا جواب
دونگا اور گیتی افروز کہ آج تک تیری امید پر زندہ ہی وہ جو تیرا ناشاد و نامراد دنیا سے سفر کرجانا سنیگی
تو کیا اپنا حال کریگی افسوس کہ تو نے مر کر سب کو مارا ای قاسم ہمارا آنا تمکو ایسا نامبارک ہوا کہ جان
تمھاری گئی بیٹا ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو اب تمھارے بعد زندگی دنیا کو جی نہین چاہتا صاحبقران یہ بین
دلخراش کرکے رو رہے ہین اور عمرو عیار بھی سر سے لپٹا ہوا رو رہا ہی مقبل و قرب بھی اپنی حالت تباہ
کر رہے ہین ابو الہول دیوانہ اور بہو دائے زنگی بھی انکی حالتین دیکھکر کف افسوس مل رہے ہین
بوتیسال جادو سر کو سامنے صاحبقران کے رکھکے چلی گئی تھی بعد ایک پہر بھر کے تمام ناموس صاحبقرانی
کو اسیر کیے ہوئے سر و پا برہنہ سامنے صاحبقران کے لائی اور کہا کہ حمزہ ذرا اپنے ناموس کو دیکھ کہ
اب مین انکو کس رسوائی سے قتل کرتی ہون ارے موے تو نے تمام زمانے کے ساحرون کو مارا ہی
اب اپنی زبردستی اور شیر دلی دکھانے کو چاہ الماس مین گھس آیا ہی یہان بھی آکے نرگس جادو

اور سرامہ جادو کو مار اب دیکھ کر مین تجھے کس طرح ایذا دیکر اور تکلیف پہونچا کے مارتی ہون کہ تجھکو بھی معلوم
ہو کہ یون کسی کا دل دکھاتے ہین کسی کو اسطرح ستاتے ہین یہ کہکے اُسی باغ مین سب ناموس کو چھوڑ کر پھر چلی
گئی صاحبقران نے دیکھا کہ ملکہ گردیہ بانو ملکہ فیروزہ ملکہ مہر گہر تاجدار ملکہ گیتی افروز ملکہ مہر افروز ملکہ گوہر ملک
ملکہ قمر چہر ملکہ خورشید خاوری ملکہ رابعہ اطلس پوش ملکہ طور بانو ملکہ ظہور بانو ملکہ سمینہ بانو وغیرہ سب
خواتین صاحبقرانی پابرہنہ با سر عریان اشک ریزان کھڑی ہین اپنے آقا و مولا وارث و والی کو دیکھکر
پکار رہی ہین کہ ای شہریار مرحبا صد مرحبا آدمی جو کچھ کرتا ہے اپنے ناموس کے واسطے کرتا ہے آپنے اپنے ناموس
کی خوب خبر لی دیکھیے ہم اس حال کو پہونچے اور ہماری یہ بیعزتی ہوئی امیر حمزہ صاحبقران اس بیان پر
ناموس کے رو دیے اور جواب دیا کہ صاحبو مین کیا کرون میرا کیا اختیار ہے ارادہ فرمایا کہ ای خورشید خاوری اور
ای گیتی افروز تم مدت سے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کے جمال جہان آرا کے دیکھنے کی مشتاق تھین لو
ملک قاسم کو دیکھو پیار کرو گلے سے لگاؤ یہ سر بریدہ اُس سیاہ باغ جنان کا موجود ہے بس ملکہ خورشید نے جو دیکھا
تو دوڑ کر سر شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا اٹھا لیا سینے سے لگا لیا اور چلائی کہ ای نونہال ریاض مادر
وای چشم و چراغ پدر بارہ برس بعد مان کو خوب شاد کیا خوب ہمارے ویرانے کو آباد کیا اور ای فرزند
ارجمند یہ تو کہو مرتے وقت مان کو بھی یاد کیا تھا کچھ وصیت بھی کی تھی یا ناشاد نامراد دنیا سے سفر کر گئے بیٹا
اب یہ مادر ناشاد بغیر تیرے کیونکر زندگانی بسر کریگی تیرے صدمہ والم مین گھٹ گھٹ کے مریگی بیٹا یہ تو بتا
گیتی افروز کا رنڈاپا کیونکر کٹیگا یہ مصیبت و غم کا پہاڑ دل پر سے کسطرح ہٹیگا اتنے مین ملکہ گیتی افروز نے دوڑ کر
سر ہاتھ سے ملکہ خورشید خاوری کے لے لیا اور عرض کیا امان جان آپ بہت پیار کر چکین اب مجھے عنایت
کیجیے یہ سر میرے افسر کا ہے اور سر کو لیکر منھ سے منھ ملنا شروع کیا اور پکاری کہ ای شہریار فلک اقتدار
آپ دنیا سے سدھارے ہم خاک مین ملنے کو رہگئے اب ہم کسکے ہو کے رہین آپ کچھ ہمارے باب مین نہ کہگئے
اب فرمائیے کیا ارشاد ہوتا ہے گلیون مین سر پر خاک اُڑاتی پھرون یا آپ کی قبر پر بیٹھ کے زندگی بسر کرون ادھر
رابعہ اطلس پوش پکار رہی تھی کہ بیٹا ہمین امید تھی کہ اس پیرانہ سالی مین تم ہماری مٹی عزیز کروگے ہمکو قبر
مین گاڑوگے مگر تقدیر نے اور ہی رنگ دکھایا کہ تمہارا کٹا ہوا سر ہمارے سامنے آیا ہاے کیا کرین عجب سخت جان
ہین کہ ان صدمون پر بھی نہ مرین الحاصل جتنی بیبیان تھین سب کی سب رو رہی تھین ناگاہ اُس لکاتہ
بوتیسال جادو نے کہا کہ کیون حمزہ اپنے کنبے کو دل بھر کے دیکھ چکا یا نہین خیر اب انکا جلنا مرنا بھی دیکھ لے
تجھکو بھی تو معلوم ہو کہ اپنے عزیزون کے مرنے کا صدمہ ایسا ہوتا ہے سرامہ جادو کو مار کر تو بہت خوش ہوا
تھا خیر اب اُسکے قتل کرنے کا لطف دیکھ یہ کہکر ایک منقل آتشین لا کر اُسپر کچھ اسم سحر پڑھکے پھونکا کہ
شعلہ آتشین اُسمین سے نکلکے بلند ہوئے اور جو شعلہ جسپر جا پڑا اُسکو جلا کے خاکستر کر دیا وہ عورتین چلاتی
تھین کہ الامان الامان یا مستغیثاہ یا رباہ کی آوازین آسمان تک جاتی تھین اور کبھی کہتی تھین کہ یا
صاحبقران زمان خوب آپ چاہ الماس کے فتح کرنے کو آئے آپ نے خوب خوب کار نمایان کیے واہ واہ سبحان اللہ
صاحبقران ناچار و مجبور بیکسی و بے بسی کے عالم مین نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین
چاہتے ہین کہ اپنے کو خنجر مار لین مگر ہاتھ پاؤن مین سکت نہین پاتے خنجر کھینچا نہین جاتا عمرو سے کہا خواجہ کیا کرون
اسوقت مین اپنے مین تلوار کھینچنے کی بھی طاقت نہین پاتا شعر ناتوانی سے جنون میرا یہ حال زار ہے + توڑنا تار نفس کا بھی بہت دشوار ہے

اور سر اُٹھاکے آسمان کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ بار الٰہی جلد عزرائیل کو حکم کر کہ میری روح قبض کرے ای قادر مطلق
اب جلد مجھے موت دے کہ ان صدمات کا متحمل نہین ہون یا ان مصیبتون اور بلاؤن کو برطرف کر اور کبھی فرماتے تھے
کہ مین بھی عجب سخت جان ہون کہ ایسی مصیبتین اور ذلتین اُٹھاتا ہون اور دم نہین نکلتا بوتیسال جادو سر
کھولے ہوئے اسم سحر پڑھ پڑھ کے دم کر رہی ہی یہان تک کہ سب عورتین جلکر خاک ہوگئین تو بوتیسال بولی
کہ حمزہ اب مین تجھے بھی جلاتی ہون صاحبقران پکارے ای بوتیسال جادو واسطے اپنے دین و مذہب کا
جلد خاک سیاہ کر دے کہ مجھکو ایک ایک دم زیر دم شمشیر گذرتا ہی مین خود چاہتا ہون کہ میرا خاتمہ ہو جائے ای

بوتیسال جادو نظم

سہل ہو دل سے بھلا دوں سارے عالم کو مگر	ایک دم بھی زیست ہجر یار مین دشوار ہے
یاد اسکی بھولجاؤن یہ بہت دشوار ہے	آمد و رفت نفس گویا چھری کی دھار ہے

بوتیسال جب اُن سب عورتون
کو بزور سحر جلا چکی تو وہی منقل آتشین لیے ہوئے صاحبقران کے پاس آئی اور اُسی منقل سے اسم سحر پڑھ پڑھ
کے پھونکنا شروع کیا شعلے آگ کے بلند ہوکے گرنے لگے اُس لکا تر نے ایک مرتبہ عمرو کی طرف اشارہ کیا
کہ وہ شعلے آگ کے عمرو کو لپٹ گئے ہر چند عمرو چیخا چلایا مگر اُس مردار نے کچھ نہ سنا اور اُسے جلا کے خاک سیاہ
کر دیا پھر یونہین کرب و مقبل اور ابو الہول دیوانہ اور بہو دا سے زنگی کو جلایا بعد اُسکے چاہا کہ
صاحبقران عالیشان کو بھی جلاکے خاک سیاہ کر دے کہ سامنے سے ایک شخص قوم اجنہ سے دکھائی دیا کہ اُسکی
تین آنکھیں تھین اور گردن ناپدید تھی اور دونون شانون پر سر کٹا ہوا رکھا معلوم ہوتا تھا اُسنے آتے ہی بوتیسال
جادو کو سلام کیا بد عادی کہ آپ کو خداوند سامری و جمشید سلامت رکھے اب خانمان سحر و ساحری آپ ہی کے
دم سے آباد ہی اور نادیدہ خلائے آسمانی کے بندون کو خداوند سامری غارت کرے کہ اُنھون نے بڑے بڑے شہر
جادوگرون کے تباہ و برباد کر دیے کوئی جگہ ساحرون کی باقی نہ رکھی یہ خداپرست بھی عجب بلائے بے درمان ای ادلوس
ہین بوتیسال نے کہا ای ادلوس جنی شکر ہی خداوند سامری و جمشید کا کہ سب خداپرست غارت ہوگئے فقط اب
ایک حمزہ باقی ہی اُسے بھی جلائے دیتی ہون اور ای ادلوس آج تو ادھر کہان نکل آیا اُسنے جواب دیا مین نے سنا ہی کہ
اب خداپرست چاہ الماس پر گئے ہین مجھکو باواجان نے خبر کے لیے بھیجا تھا کہ جاکر دیکھو تو اب ایک ہی تو گھر رہگیا ہی
حمزہ وہان بھی گیا ہوا ہی خداوند سامری آپ کو سلامت رکھے کیا خوشخبری آپ نے سنائی مگر یہ کیسے حمزہ کا عیار
عمرو بن امیہ ضمری بھی یہان آیا تھا یا نہین ای ملکہ قاتل ساحران تو وہی ہی حمزہ کا تو فقط نام ہی اگر وہ گرفتار ہوگیا
تو بیشک خداپرست غارت و برباد ہوگئے اور اگر وہ ذرہ بار یک گردن لک لک یا گرفتار نہین ہوا اور حمزہ مع تمام
اپنی فوج و لشکر کے گرفتار ہوگیا تو کچھ نہین ہوا پھر حمزہ کو گرفتار نہ سمجھنا چاہیے بارہا ایسا ہوا ہی کہ اگر حمزہ گرفتار ہوگیا
ہی تو وہ فوراً اُسے چھڑا لیگیا ہی ایک اُسکا گرفتار کرنا سارے خداپرستون کو شکست دینا ہی بوتیسال جادو نے جواب
دیا کہ ای ادلوس کیا مین ایسی بیوقوف تھی کہ حمزہ کو گرفتار کر لیتی اُس ذرہ بار یک گردن لک لک یا اسا ربان زادے
کو چھوڑ دیتی مین نے پہلے اُسی کا کام تمام کیا بیشتر اُسی کا شعلہ جھلسا دیکھ وہ جلا ہوا پڑا ہی وہ خاک کا ڈھیر اُسی کا ہی
ادلوس بولا کہ اب کچھ اندیشہ نہین خداوند سامری و جمشید نے فضل کیا ساحرون کے خاندان کا نام رکھ لیا اب یہ
سمجھنا چاہیے کہ خداپرستون کی شکست ہوگئی آپ کی فتح ہوگئی اب نادیدہ خدائے آسمانی کے بندون کا کہین
نام و نشان تک نہ رہیگا ایک حمزہ کا دم باقی ہی اُسکا بھی استیصال ہو جائیگا بوتیسال بولی اُسکے استیصال مین کیا
دیر ہی مین اُسے جلائے دیتی ہون ادلوس نے جواب دیا ای ملکہ اگر آپ نے حمزہ کو یون جلا دیا تو کیا لطف ہی

اُسے جلا کے ماریے تو البتہ کچھ مزہ ہے اُسنے کہا وہ کیونکر اُسے کسطرح جلا جلا کے مارون ادلوس نے بیان کیا کہ میری
راے ناقص مین تو یہ آتا ہے کہ اُسے لیجیے صحبت عیش و نشاط اور بزم رقص و سرود آراستہ کیجیے رات بھر شراب
پیجیے ذرا اسپر پھینکیے کباب کھائیے ہڈیان اسپر ماریے پہلے یون جلائیے پھر اسکے گوشت کے کباب کرکے تناول فرمائیے
اور کباب بھی اسطرح کھائیے کہ ایک ایک بوٹی کاٹ کے کباب کرتی جائیے اور زخم پر اسکے نمک مرچ چھڑکتی جائیے
تاکہ یہ تڑپے اور مزہ جادوگرون کے قتل کرنے کا پائے بوتیسال جادو یہ سنکے بہت خوش ہوئی بولی اے ادلوس
معلوم ہوا تو اس سے بہت جلا ہوا ہے ادلوس نے جواب دیا کہ مین اس سے کیونکر نہ جلا ہوا ہون میرا تو طلسم اسکے
پوتے نے برباد کردیا ہے مین اسکے خون کا پیاسا ہون مگر مجبور تھا کوئی بس نہ چلتا تھا اپنے دل ہی دل مین جلتا تھا
خداوند سامری و جمشید آپ کو سلامت رکھین آج آپ نے اسکی گرفتاری کی خبر مجھکو سنائی تو آپ کی بدولت میرے
کلیجے کے بھی پھپھولے پھوٹینگے دل کی حسرت نکلیگی بوتیسال جادو نے کہا اچھا اسے جاکر درخت سے کھول لا
ادلوس نے آکر امیر کو کھولا اور کہا چل یہان سے دیکھ تو تجھے کسطرح مارتا ہون کہ تو بھی یاد کریگا اور تیرے یاد کرنے
پر کیا موقوف ہے زمانے بھر مین شہرہ ہو جائیگا کہ ادلوس نے حمزہ کو کسطرح مارا ہے صاحبقران حیران اسکی
صورت دیکھ دیکھ کے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ یا تو ادلوس ہمارا بڑا دوست اور خیر خواہ تھا یا آج ایسا
دشمن جانی ہو گیا کیا باعث ہے پھر دل مین خیال گذرا کہ اے حمزہ ادلوس نہایت عقلمند ہے کچھ نہ کچھ مصلحت
جان کے یہ اس سے ملگیا ہوگا آگے لعل جادو کو بھی اسنے اور مکلل خان نے ملکے مارا تھا اب بھی شاید
ایسا ہی کرے مگر اے صاحبقران اب کچھ مزہ زندگی کا نہین ہے جب سب ساتھی مارے جاچکے اور ایک تم بچے
تو کیا ایسی بیغیرتی کی زندگی سے مرجانا ہی بہتر ہے غرض ادلوس صاحبقران عالیشان کو بوتیسال جادو کے
ساتھ کھینچتا ہوا لایا وہ لکاتہ بصد کبر و غرور نشہ خودی مین چوبارہ دری مین آئی مسند پر بیٹھی حکم کیا کہ صحبت ناچ رنگ
کی آراستہ ہو فوراً طائفے ارباب نشاط کے حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا حمزہ صاحبقران کو ایک ستون مین باندھ دیا
ادلوس سے کہا وہ شراب دو رنگ رکھی ہے اُٹھا لا ادلوس نے جلدی جاکر شراب کی گلابیان گزک کی قابین
لاکے حاضر کین دورۂ جام گردش مین آیا ناچ ہونے لگا یہ قطامہ شراب پینے اور ناچ دیکھنے مین مصروف
ہوئی جب دو چار دور ہو چکے ادلوس نے سب کی آنکھ بچا کے اُس شراب مین تھوڑی سی دارو بیہوشی
ملادی اور بوتیسال کو وہی شراب بیہوشی آغشتہ پلانے لگا اور ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا تھا کہ کیون اے
حمزہ تو نے تو بڑا غضب کیا کہ تمام عالم کے ساحرون کو مٹا دیا کیا یہ دن تجھے یاد نہ تھا لیکن اے حمزہ یہان تو کیا
سمجھکے آیا یہ نہ جانا کہ یہان شہنشاہ جادوگران رہتی ہے یہان تجھ تیری دال نہ گلیگی کچھ بس نہ چلیگا اب تو اسطرح
مارا جائیگا کہ تیرے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا نوحہ و بکا کرینگے امیر با توقیر باتین سن رہے ہین کچھ
جواب نہین دیتے ادلوس صاحبقران کو برا بھلا کہتا جاتا ہے اور بوتیسال جادو کو شراب بیہوشی آغشتہ
پلائے جاتا ہے یہانتک کہ اُس چڑیل کو خوب نشہ ہوا اور سر اُسکا پھرنے لگا یہ تو ایک لکاتہ ہے پہچان گئی کہ ادلوس
نے مجھے بیہوشی دی پکاری کہ او بدلگام و دغاباز ادلوس معلوم ہوا کہ تو حمزہ کا دوست ہے یہ سب باتین تیری کھانے
کی تھین تو نے مجھکو شراب مین بیہوشی ملا کے پلائی مین نے پہچانا موئے خیر تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا پہلے
تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کو قتل کرونگی یہ کہکے اسباب سحر کا اُٹھایا کہ سحر کرے ادلوس نے خیال کیا کہ غضب ہوا
راز افشا ہو گیا اب تو بھی مارا جائیگا حمزہ بھی قتل ہوگا اُسوقت اور کچھ تو بن نہ پڑا ایک سل کوئی سو من کی سامنے

پڑی ہوئی تھی بعجلت تمام اُسے اُٹھا کے چرخ دیکر جو مارتا ہی تو وہ سل بوتیسال کے سینے پر جا کے پڑی کہ وہ چت گری
بس ادلوس دوڑ کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور گلا گھوٹنا شروع کیا گردم اُس لکاتہ کا مبرز کی راہ سے نکلگیا پھر
اُسکے خاک اُڑانے لگے شور و غل مچانے لگے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہوا پانی برسنے لگا آگ کے شعلے چمکنے لگے
دھوان اُٹھا پھر کامل قیامت برپا رہی درخت باغ کے اُڑ اُڑ کے آسمان پر گئے تمام عمارت کرچیان ہو کے
اُڑ گئی بعد اُسکے جب روشنی ہوئی صاف میدان دکھائی دیا صاحبقران چھوٹ گئے بدن مین بھی طاقت
آگئی ادلوس دوڑ کے صاحبقران گیتی ستان کے قدمون پر گر پڑا عرض کرنے لگا کہ یا حمزہ اُسوقت جو
کلمات لاطائل مین نے بمصلحت خدمت فیضدرجت مین آپ کی عرض کیے تھے برائے خدا معاف فرمائیے اُنکا
اور کسی طرح کا خیال اپنے دل مین نہ لائیے گا ای امیر با توقیر سوا اُس تدبیر کے اور کوئی تدبیر پیش نہ جاتی تھی
بوتیسال جادو علامہ ایک حرافہ تھی کبھی میرے دام فریب مین نہ آتی اُسپر بھی آپ نے دیکھا یہ لکاتہ بچان گئی
تھی آپ بھی مارے پڑے تھے میری بھی جان گئی تھی مگر محض فضل و کرم خدائے فرد الکرم کا تھا کہ آپ کے اقبال سے
مین نے اُسے مارا امیر نے فرمایا سچ تو یہ ہی کہ تو نے عجب کار نمایان کیا کہ ایسی حرافہ کو مار الیکن ای ادلوس تمام گھر
اور ناموس میرا مارا گیا تمام عزیز و رفیق کام آئے عمرو بن امیہ ضمری میرا بچپنے کا دوست تھا ہر وقت سائے
کی طرح میرے ساتھ رہتا تھا میرے واسطے بڑی بڑی مصیبتین اُٹھاتا تھا سختیان سہتا تھا اُسنے بڑی بڑی
عیاریان کین بعض مقام پر نہایت طراریان کین مین نے بڑے بڑے جادوگرون کو اُسکی عیاری سے مارا بڑے
بڑے سرکشون کو اُسکی چالاکی و بیباکی سے زیر کیا بہت سے دشوار گذار مقامات پر وہ ہو بچا مجھے اپنے ساتھ
لیجا کے مہمون کو سر کرایا اب ایسا عیار مجھے کہان ممکن ہوگا علاوہ اُسکے مقبل سا وفادار کرب سا غازی
یہ کیسے میرے دوست جگر جان نثار کرنیوالے تھے ہر جگہ میرے عوض مین لڑنے مرنے والے تھے جب ایسے ایسے
احباب آنکھون کے سامنے پردۂ دنیا سے اُٹھ گئے تو پھر اب ہم کسکے سہارے اور بھروسے پر اپنی زندگی منائین
اب بعد ایسے ایسے احباب جان نثار وفادار کے زندگی بیکار ہی مسدس

سب مر گئے فقط گل کہین جیا تو کیا
گوشے مین بیٹھ کے کہین مرجائیگا امیر
صحرا پسند تارک گلگشت باغ ہین

پیاسون کے بعد سرد جو پانی ہوا تو کیا
آتی ہین یاد صحبتین ویرانہ دیکھکے
جب دوست یاد آئینگے گھبرائیگا امیر
لطف حیات کثرت ایذا سے اُٹھ گئے
دس عزادین میں غم کے لیے ہاتھ ہین
غم ایک دوست کا تو نہین جسکو رویئے

وہ دھوپ مین جو جلے ہین جم کر مرا تو کیا
رکتا ہی دم یہ شوکت شاہانہ دیکھکے
کیا اُنکے اقربا سے نہ شرمائیگا امیر
جو پاس بیٹھتے تھے وہ دنیا سے اُٹھ گئے
سینہ جو ہی لالہ عذارون کے داغ ہین
کس کسکو یاد کیجیے کس کسکو رویئے

سب بیکفن ہین ہمنے تکلف کیا تو کیا
ہان دل کو طفل اشک سے بہلائیگا امیر
روشن ہی قصر دل کہ بہت سے چراغ ہین

ادلوس نے دست ادب باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار آپ اس بات سے خاطر جمع رکھیے اُنمین سے کوئی عزیز
اور کوئی رفیق آپ کا جان بحق تسلیم نہین ہوا ہی سب عنایت خدا سے زندہ و سلامت ہین آپ اپنے دل مین
اس بات کا خیال بھی نہ لائین اسکا کیا ذکر ہی اب تک کسی کا رونگٹا تک نہین میلا ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا ای
ادلوس جنی تو یہ کیا کہ رہا ہی مین نے ابھی سب خواتین اور عمرو وغیرہ کو اپنی آنکھ سے جلتے دیکھا ہی اور تو کہتا ہی
آپ خاطر جمع رکھین سب زندہ و سلامت ہین بھلا ایسا بھی سحر ہوتا ہی کہ کسی کے سامنے سے اُسکے ناموس یا کسی
عزیز کو جلا کے خاک سیاہ کر دے اور پھر وہ زندہ رہے اُسنے عرض کیا کہ ای صاحبقران پہلے آپ یہ تصور فرمائین

کہ آپ کے ناموس کہ جا یہ لکاتہ کجا یہان سے قلعۂ ذوالامان منزلون دور ہے مہینون کی راہ ہے یہ علامہ کیونکر اتنا جلد
وہان گئی اور خواتین معظمہ کو اسیر کر لائی کہین قیاس مین بھی آتا ہے پیر و مرشد پرند بھی تو اتنا جلد نہ آ کے جائیگا اس
لکاتہ نے آپ کے رنج دینے کو یہ شعبدہ برپا کیا تھا کچھ لوگون کو بزور سحر مشکل بشکل خواتین کر دیا تھا صاحبقران
نے فرمایا کہ اچھا ای ادلوس یہ تو مسلم ہے کہ وہ قلعۂ ذوالامان سے اتنا جلد ناموس کو کہان لا سکتی تھی بزور سحر کچھ
شکلین بنا کے جلا دین مگر یہ تو کہو کہ عمرو و مقبل و ابوالہول و کرب و یہودا یہ تو سب کے سب میرے ہمراہ
اور میرے ساتھ گرفتار تھے انھین جو اسنے جلا دیا تو اسمین تو کوئی شعبدہ نہین کیا اسنے عرض کیا پیر و مرشد یہ بھی
سب شعبدہ تھا سحر کا کارخانہ تھا اور میرے عرض کرنے کی کیا ضرورت ہے مصرع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے + تھوڑی دیر
مین انشاء اللہ آپ کو خود ہی معلوم ہو جائیگا میرا جھوٹھ سچ کھلجائیگا ابھی صاحبقران اور ادلوس مین یہ باتین
ہو رہی تھین کہ ایک طرف سے عمرو بن امیہ ضمری اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور
یہودا ے زنگی دکھائی دیے ادلوس نے صاحبقران سے عرض کیا پیر و مرشد جو مین عرض کر رہا تھا وہی ہوا
دیکھیے وہ سب صاحب صحیح و سلامت چلے آتے ہین شعر بیجا تو نہین مین نے تپا انکا دیا تھا + آخر کو وہی سچ ہوا جو عرض کیا تھا
امیر نے ارشاد کیا ہان بھئی تم سچ کہتے تھے اس سحر کے بھی عجب کارخانے ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتے یہ کہکے
خوشی خوشی سب کو چلے تو گلے سے لگایا پھر فرمایا کہ بھئی سُنا ادلوس نے بوتیسال کو جہنم واصل کیا معرکہ مار لیا
عمرو ملتمس ہوا کہ یا امیر صاحبقران یہ میرا شاگرد رشید ہے کیونکر نہ اسکا استیصال کرتا اس اثنا مین شاہزادہ
خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری بھی ستیون کے مٹھ کی طرف سے نمودار ہوا اسلام کر کے
امیر با توقیر کے قدمون سے لپٹ گیا امیر نے قاسم کو سینے سے لگایا نہایت خوش ہوئے فرمایا کہ بھئی اس لکاتہ
بوتیسال جادو نے غضب کیا تھا کہ سر تمھارا لا کے میرے سامنے ڈال دیا تھا ای لخت جگر نور بصر قاسم کیا بیان
کرون جو اسوقت میری حالت ہوئی تھی اگر ہاتھ پانون قابو مین ہوتے تو بے تامل مین اپنے کو ہلاک کرتا ملک قاسم
نے عرض کیا کہ ای شہر یار مجھکو وہ قطامہ ستیون کے مٹھ کے پاس ٹھہرا کر اور ایک سر میرے سر سے مشابہ بنا کے طشت
مین رکھکر لیگئی تھی ادلوس حبشی نے عرض کیا کہ اب تو آپ کو میرے گذارش کرنے کا اعتبار ہوا یا نہین سحر کے
ایسے ہی شعبدے ہوتے ہین سب خواتین بھی حضور کی فضل خدا سے صحیح و سلامت ہین آپ دل مین کچھ فکر و تردد
نہ فرمایئے مگر بڑا تعجب ہے کہ حضور رمامہ جادو کے استیصال کے ارادے سے تشریف لائے اور غلامون کو
ذرا بھی اطلاع نہ کی رمامہ جادو شہنشاہ ساحران افسر جادوگران فن سحر مین شہرۂ آفاق مکر و فریب مین
نہایت مشاق ہے اسکے مقابلے کو تن تنہا آنا حضور کی فہم و فراست و عقل و کیاست سے نہایت بعید ہے چاہیے
تھا کہ جتنے ساحر مطیع اسلام تھے اُن سب کو بلوا کے اپنے ہمراہ رکاب ظفر انتساب لاتے اکیلے ہرگز نہ آتے اگر غلام
اسوقت نہ آتا تو دشمنون کا کام تمام ہو جاتا کشتی اسلام ڈوب چلی تھی ہم لوگ تباہ ہوئے تھے غلام نے یونہین اڑتی
ہوئی خبر سُنی تھی کہ حضور زبرجد نگار پر تشریف لیگئے ہین خیال مین گذرا کہ مین بھی شرف ملازمت حاصل کرون لشکر ظفر اثر
مین گیا وہان سُنا کہ آپ چاہ الماس مین گئے ہین یہان جو آیا آپکو اسیر بلا پایا دل کو عجیب صدمہ ہوا خیر خواجہ سلام
نے اپنی تصدق سے جو عیاری کی وہ بن پڑی اس لکاتہ کو جہنم واصل کیا مگر اب حضور اتنا توقف فرمائین کہ غلام جا کے تمام
ساحران مطیع اسلام کو جمع کر کے لے آئے پھر آپ رمامہ جادو کے مقابلے کو چلیں صاحبقران عالیشان نے ارشاد
فرمایا ای ادلوس مین اپنے پروردگار کے بھروسے پر یہان آیا ہون سوا اسکی ذات پاک کے اور کسی سے مین مدد نہین

چاہتا ہون یہ جو کلمے تم کہہ رہے ہو تمھاری محبت وخیر خواہی پر دلالت کرتے ہین بیشک تم دوست صادق ہو اور
جو سچے دوست ہوتے ہین وہی اپنے دوست پر مرتے ہین خدا تمھارا بھلا کرے تمنے یہ کیا کار نمایان کیا کہ توتیال
کو جہنم واصل کرکے مجھکو اور خاور سیاہ کو قید سے چھڑایا جواب مین اور زیادہ تکلیف دون کہ تمھین مع فوج وسپاہ
استیصال دمامہ جادو کے لیے لیچلون جب تک اقبال یاور ہے ستارہ اوج پر ہے قضا نہین آئی ہے تو ایک دمامہ جادو
کیا اگر تمام عالم کے ساحرون سے مقابلہ ہو تو کوئی میرا کچھ نہین بنا سکتا اور جسوقت موت دامنگیر ہوگی تو تمھاری فوج کیا دنیا بھر
نہین روک سکتی پھر جبکہ فتح وشکست اور زندگی وموت اُسی کے ہاتھ ہے تو بیکار کسی کا ساتھ ہے محض اسکی نصرت و
اعانت پر بھروسا کرنا چاہیے اور کسی کو تکلیف نہ دینا چاہیے اُسنے عرض کیا حضور یہ تو بجا ارشاد فرماتے ہین مگر یہ تمام
ساحر مطیع اسلام اسی دن کے منتظر تھے کہ جسوقت حضور سے اور ملکہ دمامہ جادو وشہنشاہ ساحران سے
چاہ الماس مین مقابلہ ہوگا تو ہم جانین اپنی لڑا دینگے حضور کے قدوم میمنت لزوم پر اپنے سرون کو قربان
کرینگے اب جو حضور تنہا اس لکاتہ بلاے بے درمان اور آفت جان سے مقابلہ فرمائینگے اور اسم اعظم بھی آپ کا
بند ہوچکا ہے تو مفت مین نصیب دشمنان زحمت اُٹھائینگے اور علاوہ اسکے غلامون کے دل کی حسرت نہ نکلیگی
دل کی دل ہی مین رہیگی اور دمامہ ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہے تنہا اس سے مقابلہ کرنا دشوار ہے اپنے
خادمون کو آلینے دیجیے تو پھر مقابلہ کیجیے صاحبقران گیتی ستان نے ارشاد فرمایا اے ادلوس مین سب جانتا
ہون مگر خیال تو کرو تم کب گئے اور کب لشکر وفوج لیکے میری مدد کو آئے مثل مشہور ہے تا تریاق از عراق
آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک تم جاؤگے اور انھین جمع کرکے اپنے ساتھ لاؤگے یہان ہزارہا
ساحر میری تلاش مین صحرا بصحرا اور کوہ بکوہ پھر رہے ہین مین اسنے چھپکر کیونکر بیٹھ سکونگا اگر اس حالت مین مارا گیا تو نامردی
کا الزام مجھپر عاید ہوگا کہ حمزۂ صاحبقران چھپ کر بیٹھا اور پھر بھی قضا نے نہ چھوڑا اے ادلوس مین کبھی کسی
حریف سے چھپ کر نہین بیٹھا ہمیشہ کلہ بکلہ لڑا کیا ہر مرتبہ خداوند کریم نے میری مدد کی ہر بلا مجھسے روکی
اور ہر مقام پر مظفر ومنصور فرمایا میری صاحبقرانی کی عزت کو بچایا اب بھی وہی حامی ومددگار ہے تردد
بیکار ہے مین خوف سے ساحرون کے ہرگز پوشیدہ ہوکے نہ بیٹھونگا ادلوس نے دست ادب باندھ کے
عرض کیا کہ اے صاحبقران گیتی ستان خداوند کریم ہمیشہ آپ کو مظفر ومنصور کرے اور دشمنون کو آپ کے
مغضوب ومقہور کرے مین یہ نہین عرض کرتا کہ حضور سب سے مخفی ہوکے بیٹھین آپ کے دشمن پوشیدہ
ہون مگر مین یہ گذارش کرتا ہون کہ اپنے کو ساحرون کی نگاہ سے بچائے رکھیے غلام تین روز کا وعدہ کرتا
ہے کہ سب ساحران مطیع اسلام کو لیکے حاضر ہوجائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اسمین کسی طرح کا فرق نہ آئیگا صرف
تین روز تک آپ توقف فرمائیے ابھی براے مقابلہ ومجادلہ نہ تشریف لیجائیے اگر تین روز مین غلام نہ آئے تو پھر
حضور کو اختیار ہے جب مزاج اقدس مین آئے جنگ وجدال کے لیے تشریف لیجائیے دشمنون کے لہو بہائیے
سلطان صاحبقران نے ارشاد کیا کہ بھئی اچھا اگر تمھاری یہی خوشی ہے اور تم اسی بات پر مصر ہو کہنا تمھارا
بہر طور منظور ہے خواہ وہ میرے حق مین نافع ہو خواہ مضر ہو تم جاؤ جہان تک مجھسے انتظار ہوسکیگا کرونگا
ادلوس جنی تو سلام کرکے اُدھر روانہ ہوا ادھر صاحبقران والاشان نے عمرو بن امیہ ضمری سے ارشاد فرمایا
کہ خواجہ جب تک ادلوس جنی فوج وسپاہ لیکے آئے ذرا تم جاکے خبر تو لاؤ کہ شہر زمرد نگار اب یہان سے کتنی دور ہے
عمرو نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان مین آپ سے کتنی مرتبہ عرض کرچکا ہون کہ دنیا مین تین چیزون سے

ڈرتا ہون اول تو دریا سے دوسرے ساحرے تیسرے نقا بداے پھر یہان تو ایک دو ساحرون کا بھلا کیا ذکر ہی سارا ملک ساحرون کا ہی اور ساحر بھی کون سے جو آجکل ہمارے خون کے پیاسے ہو رہے ہین چار طرف ہماری تجسس و فکر مین پھر رہے ہین کہ جہان انھین پائیے فوراً گرفتار کر لیجائیے پس اگر مین گیا اور کوئی ساحر مجھے راستے مین ملگیا اسنے مجھے گرفتار کر لیا تو مین اسکا کیا بنا ؤنگا قتل ہونگا یا قید مین پڑے پڑے سڑ جاؤنگا لہذا مجھے معاف فرمائیے مین اس خدمت سے باز رکھا جاؤن اور علاوہ ازین جو کچھ حکم ہو بسر و چشم بجا لاؤن یہ سنکر بہودلے زنگی نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اگر حکم عالی پاؤن تو مین جاکے خبر لاؤن اسلیے کہ خواجہ صاحب تو ساحرون سے خائف ہین اور یہان کی راہ سے بھی بالکل نابلد اور ناواقف ہین اور مین تو تین برس سے یہان حاضر ہون اکثر راستون سے بھی ماہر ہون مین جاکے دریافت کر آؤنگا جیسا کچھ ہوگا حاضر ہوکے عرض کرونگا صاحبقران نے فرمایا اچھا ابھی تمھین جاؤ دریافت کر آؤ بہودا ے زنگی حکم پاتے ہی روانہ ہوا بعد دو گھڑی کے پھر آیا عرض کیا پیرو مرشد شہر زمرد نگار تو اب یہان سے بہت قریب ہے مین تھوڑی دور گیا تھا کہ سواد شہر زمرد نگار معلوم ہونے لگا فرمایا کہ اچھا ای بہودا ے زنگی ہم ادلوس جنی کا انتظار کر رہے ہین تم جب تک چاہ الماس کے باہر جاکے مرکب ہمارا لے آؤ اشقر دیوزاد اسکا نام ہی تم اس سے کہنا کہ ای اشقر تجھے تیرے آقا امیر حمزہ صاحبقران نے بلایا ہی وہ فوراً میرا نام سنتے ہی تمھارے ساتھ چلا آئیگا بہودا نے عرض کیا بہت اچھا مین ابھی جاتا ہون اور ہوا کی طرح اس اسپ وفا شعار صبا رفتار کو آپ کے پاس لاتا ہون یہ کہکے روانہ ہوا صاحبقران نے عمرو عیار سے فرمایا کہ ای خواجہ مین تو سیدھا شہر زمرد کو جاتا مگر ادلوس جنی کے اصرار نے مجبور و ناچار کر دیا خیر دو دن اسکا انتظار کر لون تو چلون عمرو ملتمس ہوا کہ ای صاحبقران زمان اب یہان میدان مین بیٹھے رہنا تو مناسب نہین ہو کسی گوشے مین چلکر پوشیدہ ہو جیے فرمایا اچھا جان تمھارا جی چاہے چلے چلو یہ کہکے اٹھ کھڑے ہوے ایک سمت کو چلے وہان حال ملکہ دمامہ جادو کا سنیے کہ شہر زمرد مین سریر جہانبانی پر بہزار نکبت و پریشانی متمکن ہی اور تمام ساحران غدار سامری منش زردشت کردار گرد اطراف مین اسکے بیٹھے ہوے ہین ذکر خسرو خسروان شاہ شاہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا ہو رہا ہی یکایک کچھ ساحر روتے پیٹتے سر و پا برہنہ مضطرب الحواس مبتلاے یاس و ہراس لاش بوتیسال جادو کا لیے ہوے سامنے دمامہ جادو کے آئے اور عرض کیا کہ مرگردہ پرستان امیر حمزہ صاحبقران نے ملکہ بوتیسال جادو کو مار ڈالا ہم اسکی لاش لیکے حاضر خدمت ہوے ہین دمامہ جادو نے جو لاش بوتیسال جادو کی دیکھی تخت پر سے اپنے کو گرا دیا اور ایک نعرہ کیا کہ ہاے ہین بوتیسال جادو تم یہ کیا کر گئین ایک بازو تو نرگس جادو کے مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرے بازو کو تمنے توڑا ہاے یہ کیا ہو گیا میرے گھر پر کیسی آفت آگئی کیا بلا چھا گئی خوب پیٹی روئی چاہا کہ سر اپنا دیوار سے دے مارے کہ چھتجاے لوگون نے دوڑ کے تھام لیا اور عرض کرنے لگے آپ کیون ہلاک ہوتی ہین ناحق روتی ہین جو ہونا تھا وہ ہوا اب اپنے کو ہلاک کرنے اور جان دینے سے کیا ہوتا ہو درحقیقت آپ کے خاندان پر دفعتہً ایسی آفت آگئی کہ بیان نہین ہو سکتی دو ہی چار دن کے عرصے مین گھر بھر مین موت کی جھاڑو پھر گئی سب کی صفائی ہو گئی پہلے نرگس جادو نے اس سراے فانی کو چھوڑا آپ کے بازو کو توڑا پھر ملکہ سرامہ جادو کے مرنے نے تو قیامت برپا کر دی چراغ خاندان کا بجھا دیا شہر زمرد سونا ہو گیا رعایا برایا سب کے

دلون کو غم دونا ہوگیا زندگی کا لطف جاتا رہا آفتاب شہر زمرد کا غروب ہوگیا زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا
اب انکے مرنے نے اور بھی غضب کر دیا مگر آپ اپنے کو جو ہلاک کیے ڈالتی ہین اس سے کیا فائدہ ہے پہلے اُن
دشمنون کو لیجیے جنکے ہاتھ سے یہ سب آفتین آئی ہین پھر جو چاہے وہ کیجیے گا اگر آپ ہی ہلاک ہوگئین تو دشمن
خوش ہونگے ہم سب آپ کے دم سے علاقہ رکھتے ہین اگر آپ نہ ہوئین تو ہم سب مغل مور و ملخ کے پیسکر
مار ڈالے جاینگے دمامہ جادو نے کہا بوتیسال جادو تو مجھسے کسی طرح کم نہ تھی حمزہ کا نے اسکو کیونکر مار ڈالا نرگس
جادو اور سرامہ جادو پر تو یہ گمان تھا کہ یہ سازش سے قتل کی گئین لیکن بوتیسال جادو کے قتل ہو جانے کا
بڑا تعجب ہے اول تو وہ ایسی نہ تھی کہ کسی کے دم مین آجاے اور کسی کی عیاری و مکاری سے چوٹ کھا جاے
دوسرے اسم اعظم حمزہ کا بند ہی پھر کیا ہوا کونسی اُفتاد پڑی مصرع کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیا ہوگیا + اسکی
ساتھ والیون نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم بلا لین ہماری ملکہ بوتیسال جادو نے تو حمزہ کے استیصال مین کچھ
باقی نہ رکھا تھا اس موے عیار سمیت سب کو پکڑ لیا تھا اور چاہا تھا کہ اچھی طرح سزا دیکر سب موذون کو جلا دین مگر بیٹا
مکلل خان کا ادلوس جنی آیا اُس مونڈی کاٹے نے کچھ ایسی باتین خوشامد کی کہین کہ حمزہ کو قتل ہونے دیا صحبت
عیش و نشاط کی آراستہ کرائی اُسمین ملکہ کو شراب بیہوشی آلودہ پلائی جب ملکہ کو معلوم ہوگیا کہ اسنے مجھے بیہوشی دی
پکاری ادلوس مین نے تجھے پہچانا کہ تو دوستدار حمزہ کا ہے اور تجھے تونے شراب بیہوشی آلودہ پلائی ہے خیر تو میرے ہاتھ
سے بچکے کہان جائیگا اپنے کیے کی خوب سزا پائیگا پہلے تجھی کو مارونگی پھر حمزہ کا سر تن سے اتارونگی بس اتنی بات منھ
سے ملکہ کے نکلی تھی کہ ایک بڑی سی سل اُس مری بیٹے نے اٹھا کر ماری سر پر ملکہ بوتیسال جادو کے ٹکڑی سر کے ہزارہا
ٹکڑے ہوگئے دریا لہو کا بہنے لگا اُنکا تڑپنا ہمسے دیکھا نہ گیا ہم سب وہ ڈوبے بیہوش ہو ہو کر گرے اُسنے جتنی جادوگرنیان
تھین ایک کو زندہ نہ چھوڑا سب کا رشتۂ حیات توڑا ہماری قضا نہ تھی بچگئے جب ہم ہوش مین آئے تو ملکہ کو مردہ
پایا لاش اُنکی آپ کی خدمت مین لائے یہ سنکے دمامہ نے کہا یہ کہو وہ تفتی آیا اور اُسنے بہن کو میری مارا اے تو سہی
کہ اُس ناہنجار سے اپنی بہن کے خون کا عوض نہ لیا ہو اُسکے گھر بھر کو تخس نخس نہ کیا ہو ذرا پہلے امیر حمزہ صاحبقران کو
مار لون تو مکلل سے سمجھون اور حکم دیا کہ جلدی ارتھی بناؤ لاش بہن کی اُٹھاؤ اسی وقت چوب صندل کی ارتھی بنائی گئی
تمامی سے تمام منڈھی گئی کھوے کی پٹیان اُسپر لگائی گئین چارون کونون پر سونے چاندی کے لٹو نصب کیے گئے
اُسا دری کی جھنڈیان کھڑی کی گئین اُس لکاتہ کی لاش کو رکھکے لیچلے ارتھی کے آگے کچھ لوگ ناقوس پھونکتے ہوئے
گھنٹیان بجاتے ہوئے کچھ تعریف سامری و جمشید کی کرتے ہوئے بینڈ باجہ بجتا ہوا پیچھے پیچھے دمامہ جادو سر دیا
برہنہ روتی پیٹتی ہوئی چلاتی چلی جاتی تھی کہ اے بہن بوتیسال جادو اگر مین زندہ ہون تو عوض تمھارا ان خدا پرستون
سے لونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اگر اُنمین سے کوئی بھی زندہ رہگیا تو مین نے اپنا نام دمامہ جادو نہ رکھا ہوگا
نام لیوا اور پانی دیوا انکا باقی نہ رکھونگی جہان جہان یہ موے ہونگے ڈھونڈھ کے قتل کرونگی اور مین ایک دن یہ
سب کے واسطے ہی ہمیشہ کوئی زندہ نہ رہیگا غرض ایک مقام پر لیجاکے اُسے جلا یا پھونکا وہان سے پھر کے بارگاہ مین
آکر بیٹھی اتنے مین ملکہ برق جادو لاٹھی ٹیکتی ہوئی آئی دمامہ سے لپٹ گئی کہنے لگی کہ خالہ امان جو ہونا تھا وہ
ہوا اب آپ زیادہ رنج و غم نہ کرین مین اب اچھی ہو چلی ہون دو چار دن مین نہاونگی پھر خدا پرستون کو
چن چنکے گرفتار کرونگی اور مجھکو تو لوگون نے حضور سے بدنام لگاکے برا کر دیا مگر آپ نے سنا ہوگا کہ خالہ بوتیسال
جادو کیونکر ماری گئین خالہ امان ایک زمانہ حمزہ کے ساتھ ہے مین نے سنا ہی کہ لاکھون جادوگر حمزہ کے

مطیع ہین اگر وہ آگئے تو پھر حمزہ کا ہاتھ آنا دشوار ہو جائیگا جلدی اُسکی تدبیر کیجیے نہین تو سوا افسوس و ندامت کے کچھ
نہ ہاتھ آئیگا دمامہ جادو نے برق جادو کو گلے سے لگا لیا کہنے لگی کہ بیٹا سوا تیرے اب کون ہے مین تو سب کو
رو پیٹ چکی ایک تیرا دم باقی ہے خداوند سامری و جمشید تجھکو زندہ و سلامت رکھین اس بُرے وقت مین تو نہ کام
آئیگی تو کیا کوئی غیر کام آئیگا مثل مشہور ہے خویش خویش درویش درویش پھر اپنا اپنا ہی ہے اور غیر غیر ہی جیسی اپنے کے
دل کو لگتی ہے دوسرے کو تھوڑی لگتی ہے مثل مشہور ہے کہ گھٹنے جب جھکتے ہین پیٹ کیطرف جھکتے ہین تو مددگاری نہ کریگی تو کون کریگا
کہین سامری و جمشید کے فضل و کرم سے تجھ مین جلد طاقت و قوت آجائے تو یہ سب قصہ بکھیڑا تصفیہ پا جائے اور
اب تو جا آرام کر مین انکو پکڑ بلواتی ہون پھر جیسا کچھ ہوگا دیکھ لیا جائیگا تجھے اختیار ہے یہ سنکے برق جادو تو اپنے
مقام پر روانہ ہوئی اور دمامہ جادو نے ساحرون سے کہا کہ ارے کوئی جاکے خبر تو لاؤ کہ حمزہ کہان ہے کس صحرا کس کوہ
مین نہان ہے اُسوقت صدہا ساحر خبر کے واسطے روانہ ہوئے یہان امیر کشورگیر نے تین روز تک تو کوہ و صحرا مین پھرکے
بسر کی چوتھے روز فرمایا صاحبو بس مین انتظار ادلوس جنی کا کر چکا اب شہر زمرد کو جاؤنگا خدا جو میرے حق مین بہتر
جانیگا وہ کریگا عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران کچھ آپکو خبر ہے آپ اتنی جلدی کیون کرتے ہین مدد
آجائیگی تو وہان جانے کا قصد کیجیے گا برائے خدا کچھ عقل کو دخل دیجیے زیادہ جہالت و بیوقوفی سے نہ کام
لیجیے اُسنے آپکی تشفی خاطر کے واسطے تین روز کا وعدہ کیا بھلا خیال تو کیجیے اُسکا یہان سے جانا ہر ایک کو خبر کرنا اور
ہر ایک کا لشکر و فوج جمع کر کے لیکے آنا یہ ہنسی ٹھٹھا نہین ہے ایک ہفتہ تو انتظار کیجیے بعد اُسکے سمجھ لیجیے گا صاحبقران
گیتی ستان نے ارشاد فرمایا خواجہ مین ساحرون کے بھروسے پر چاہ الماس مین نہین آیا تھا مین اپنے پروردگار
کے بھروسے پر آیا ہون اب تک خدا نے مجھے کیونکر بچایا اور اُس چاہ الماس مین چار نامی جادوگرنیون کو
مارا اگر حیات مستعار میری باقی ہے تو بفضل خدا سے بچونگا اور جو قضا آئی ہے تو نہ بچونگا اب خواجہ مجھکو نامرد نہ بناؤ
مین کسی کی نہ مانونگا اور جاؤنگا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے جسکا جی چاہے چھپ کے بیٹھے مین بخوشی کہتا ہون
کچھ اسمین میری ناراضی و ناخوشی کا خیال نہ کرنا چاہیے عمرو عیار نے التماس کیا کہ ای امیر با توقیر مین تو کچھ ڈر
نہین کسی کا بھی خوف و خطر نہین ہمارا کوئی کیا کریگا جب دیکھینگے کہ کوئی آفت آتی ہے جھٹ گلیم عیاری
اوڑھ کے غائب ہو جائینگے پھر اگر ہزارون ساحر بھی ہونگے تو ہمکو نہ پائینگے ای صاحبقران زمان اگر آپ
ادلوس جنی کے آنے کا انتظار نہین کرتے ہین تو آپ کو اختیار ہے مگر اتنا توقف فرمائیے کہ بہود سے زنگی
آپ کے مرکب پری نژاد اشقر دیونژاد کو لے آئے تو آپ بسم اللہ کیجیے فرمایا بھئی مین اُسکا بھی انتظار نہ کرونگا
پیادہ پا یہان سے چلونگا یہ کہکے فوراً تلوار ٹیک کے کھڑے ہو گئے دو چار قدم چلے ہونگے کہ بہود اشقر دیونژاد
اور پانچ اور گھوڑے صبا رفتار آہو شکار لیے ہوئے حاضر ہوا صاحبقران کو سلام کیا اشقر امیر فلک سریر کے
قدمون سے تھوتھنی ملنے لگا صاحبقران نے اُسکی پیشانی پر بوسہ دیا گردن پر ہاتھ پھیرا فرمایا کہ ای اشقر دیونژاد
اور ای مرکب عالی نژاد آج یہ آخری سواری ہماری ہے ای اسپ وفادار تو نے بڑے بڑے معرکون مین ساتھ دیا
تجھ پر سوار ہو کے مین نے بڑی بڑی مہمون کو سر کیا آج ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے مقابلہ بڑا سخت معاملہ
ہے خدا آبرو بچائے مجھے ساحرون پر مظفر و منصور فرمائے اسے اشقر بیٹے اسواسطے تجھے تکلیف دی کہ اب ہم مرنے
جاتے ہین لہذا آج اور ہمین سواری دے یہ کلام امیر عالیمقام کا سنکے اشقر رونے لگا اور سب بھی چیخین
مار مار کے روئے عمرو نے عرض کیا ای صاحبقران زمان آپ اتنا کیون گھبراتے ہین یہ کیا کلمات

ارشاد فرماتے ہین استقلال کو ہاتھ سے نہ دیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ قادر و توانا ہی دمامہ جادو کی کیا حقیقت ہی اگر اُسکا فضل ہوگا دمامہ دم بھر مین غارت ہو جائیگی القصہ صاحبقران نے سبھون سے کہا کہ صاحبو گھوڑون پر سوار ہو اور جدھر جی چاہے چلے جاؤ مین کسی طرح مزاحم نہین سب نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا ای شہریار ہم آپ کے ساتھ ہین جہان آپ تشریف لیجائینگے ہم بھی آپکے ہمراہ رکاب ہین سوا آپ کے ساتھ کے کہان جائینگے اور اگر لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہی تو ہوا آخر غلام کس دن کے لیے ہوتے ہین لڑائی سے کیا ڈرنا ہی اگر آج مرینگے تو کیا اور کل مرینگے تو کیا بہر طور ایک دن مرنا ہی نظم

بھرے ہونگے تیرون سے زرہون کے روزن
پھریگا نہ منھ جب تلک آنکھین بھرینگی
قلم ہین تو ہونگے نہ کیون نام روشن
کفن پر کفن ہونگے کرتون کے دامن
شجاعت کی دینگے گواہی یہ دشمن
سرون پر اگر بجلیان بھی گرینگی

امیر با توقیر نے سر جھکا لیا فرمایا اچھا تمھین اختیار ہی یہ کہکے بسم اللہ کرکے اُس اسپ صبا رفتار شیر شکار پر سوار ہوئے گھوڑا ابھی دلھن بنا ہوا تھا گن گن کے قدم ناز سے اٹھانے لگا مسدس

تھی یال سے صورت اسپ سبک بن
پھولونکی جیسے بدھیان پہنے ہوئے دلھن
داماں مین اڑے کہ وہ گھوڑا ہوا ہوا
کلغی نفیس زین مرصع بہار تن
کھلتے ہی پر ہما نہین معلوم کیا ہوا
تھا زیر کوہ طور مگر نور کا چمن

دندان راہوار مین ضو تھی گہر گہر
سینے کو تیغین کھانے کی خواہش سپر سپر
جب جو بصورتی سے وہ گھوڑا رواں ہوا
ہر بار پوچھتا تھا ہوا سے کدھر کدھر
گلگون بوے گل نہ کبھی ہمعنان ہوا
ڈوبا ہوا تھا بحر ضیا مین کمر کمر

چالاک تھا یہ اسپ پریجہان نشان
طبع غنی ہو صفت جس کے رواں
سوے فلک زمین سے جو یکبار اڑ گیا
کاوے کرے تو گرد مین ہو سطح سنان
غل تھا فرشتہ بنکے وہ رہوار اڑ گیا
ہو شور گرد شعلہ جوالہ ہی دھوان

کیون آہوے ختن سے نہ کر خطا کرین
آہو نما سے آنکھ چرائین تو کیا کرین
یہ وہ ہرن ہی زور چھپے جسکے پانون مین
پہ تخمین اسکی رم کو اگر رہبر اکرین
آنکھین لڑے شیر سے تیغونکی چھاؤن مین
اہل تتار نافہ آہو فدا کرین

بیشک ہی پست فہم جو اسکو ہما بتاے
اشقر کو اسکے اوج مراتب کیون گہے
پھر پھرکے گرد جانب چرخ کہن گیا
کیونکر یہ راہوار ہما پر شرف نہ پائے
تیج ہی ہما اسی کے تصدق مین بنگیا
ہو رحم دل شکار کرے استخوان کھائے

جھکتا ہی اسکے توسن مہ خوے آسمان
اسکے ہلال نعل مین ابروے آسمان
نازان جو مہر پر فلک بیحجاب ہی
ہی دیوزاد قوت بازوے آسمان
اسکا سوار دین کا ایک آفتاب ہی
نقش قدم ہین آئینہ روے آسمان

قربان بار خش صبا گام ہی صبا
اسوجہ سے لشر اسے کہتے ہین جو پا
جب بین اڑا ہوا ہے بہشت برین ملی
ہی باغ امتحان مین یہ جھونکا نسیم کا
مضمون یہ وہ ہی جسکو ہوا تک نہین لگی
روز ازل سے اسکی ہوا خواہ ہی ہوا

اس سے نہین ہی طائر سیماب کو مثال
ہو کیون نہ بیقرار کہ ہی عاشق جمال
اسکے غبار راہ سے اکسیر گرد ہو
کرتا ہی جست ملکے شوق جمال جمال
زرین تمام دامن دشت نبرد ہو
خاک سم فرس کا اثر پائے کیا مجال

طاؤس کا شرف یہ ہمایون کا ہی
خود اپنے پانون ملکے اسکو حجاب ہی
کب باغ دیوزاد کی لعنت مین بھاگے ہین
ہر پر مین جو نقوش ہین ایک کتاب ہی
یہ آئینے خدا نے پرون پر لگائے ہین
خط غلامی فرس لاجواب ہی

غرض تھوڑی دور گئے ہونگے کہ سامنے سے شہر زمرد دکھائی دیا عمرو نے دوڑ کے باگ پکڑ لی کہ بس ای صاحبقران اپنا کہنا کر چکے وہ سامنے شہر زمرد معلوم ہوتا ہی اب آگے نہ بڑھیے یہین ٹھہریے کہ یہان درخت بھی سایہ دار ہی اور میدان بھی لڑائی کا خوب ہی شہر کے اندر جانے کا ارادہ نہ کیجیے جان بوجھ کے اپنی جان نہ دیجیے اگر آپ جان نثار کا کہنا نہین کرتے تو ساتھ والون پر ترس کھائیے اب آگے نہ جائیے غرض ہزار جد و کد صاحبقران وہان

ٹھہرے اور عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ذرا جا کے اندرون شہر کی خبر لاؤ عمرو نے عرض کیا کہ اے امیر اگر میرا قتل ہی کرانا
منظور ہی تو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالیے وہان کاہے کو بھیجتے ہین صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے لیکن
دمامہ نے جن ساحرون کو خبر کے واسطے بھیجا تھا وہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے وہان آ نکلے جہان صاحبقران مع
قاسم و عمرو بن امیہ ضمری و مقبل وفادار و کرب غازی و ابو الہول دیوانہ و بہو دا ے زنگی کے
درختون کے سایے مین کھڑے تھے اُن ساحرون نے دیکھتے آپس مین کہا یہ کیا معرکہ ہی کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک
پیادے سے ملکہ دمامہ جادو سے لڑنے آیا ہی دوسرے نے کہا کہ حمزہ بڑا جری اور بہادر ہی اُسے فوج و سپاہ کی کیا
ضرورت ہی تیسرے نے کہا ہمنے سُنا ہی کہ حمزہ روز اول سے تن تنہا چاہ الماس مین آیا ہی چوتھا بولا کہ یہان
اسے کچھ تو بھروسا ہوگا جب تو یہ اس طرح آیا ہی پانچوین نے جواب دیا ہمین ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم
جا کے ملکہ دمامہ جادو کو خبر پہونچا دینگے کہ حمزہ فلان مقام پر چھ آدمیون سے کھڑا ہوا ہی بس وہ جانے یہ جلنے
ہمتو خبردار ہین ہمین ان باتون سے کیا کام ہی غرضکہ آپس مین یہ صلاح کر کے خدمت دمامہ جادو مین آئے
بد دعا دیکے عرض کیا کہ حمزہ پانچ سوار اور ایک پیادے کی جمعیت سے دروازۂ شہر پناہ ملک زمرد سے سات کوس پر
درختون کے نیچے کھڑا ہوا ہی دمامہ جادو نے کہا سو دیوانے ہو گئے ہو حمزہ میرے ڈر کے مارے کہین چھپا ہوا بیٹھا ہوگا
یا یون بیچ میدان مین کھڑا ہوگا اُنھون نے کہا پیر و مرشد اگر اسمین فرق نکلے تو آپ کو اختیار ہی جو چاہیے کیجیے جو جو کی
سزا وہ ہماری سزا دمامہ جادو نے تمام ساحرون کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ گردش فلکی ہی کہ دو چار آدمی مجھ ایسے
بلاے بے درمان آفت جان شہنشاہ ساحران سے مقابلے کو آئے ہین مجھکو خیال تھا کہ اگر تمام عالم جمع ہو تو زبان
ہلا دینے مین سب کا کام تمام کرون خیر ایسا بھی ہوتا ہی اور مین تو حمزہ کو کب کا قتل کر چکی ہوتی مگر وہ میری قید سے
چھوٹ کے بچ گیا اور مین نے نادانی کی نہین تو جیسے اُسے گرفتار کیا تھا جب ہی مار ڈالتی سبھون نے عرض کیا کہ
خیر جب وہ چھوٹ گیا تو چھوٹ گیا مگر اب کہان بچ کے جائیگا جسے حکم ہو وہ اسیر کر لائے یا سر کاٹ لائے کہا اب تو
وہ لڑنے آیا ہی ہمین کو ہین میدان جو کچھ ہوگا سر میدان ہوگا بعد اُسکے دمامہ نے اپنے دونون سپہ سالارون سے
کہ ایک کا نام ماران فیل گوش شیر صولت اور دوسرے کا نام تمیز جادو ہی یہ دونون بلاے بے درمان اور
آفت جان ہین سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتے ان دونون سے کہا کہ تم ہمارا پیش خیمہ لیکے چلو کل ہم بھی
آئینگے ماران فیل گوش نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ اے شہنشاہ ساحران غلام کو اس بات کا بڑا تعجب ہی
کہ حضور چار شخصون پر لشکر کشی کا ارادہ فرماتی ہین کسی کو بھیج دیجیے وہ جا کے سر کاٹ لائے دمامہ نے کہا اے
ماران فیل گوش مثل مشہور ہی کہ لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کرے اور سیر نقصان اسمین کیا ہی دیکھون
تو حمزہ کسکی قوت پر مجھسے لڑنے کو آیا ہی ماران نے عرض کیا کہ اے ملکہ ہم تابع حکم ہین جیسا ارشاد ہو اسیوقت
بجا لائین یہ کہکر حکم دیا کہ پیش خیمہ باہر شہر کے استادہ ہو اور لشکر بیرون شہر جا کے اُترے اُسی وقت تمام لشکر
اُنکا مع خیمہ و خرگاہ بیرون شہر روانہ ہوا صاحبقران والا دودمان دیکھ رہے تھے کہ سات سو اژدر آتش فشان
نمودار ہوئے اُنپر سات سو علم نشان سات لاکھ کے نمودار ہوئے ہر ایک علم کا پھریرا سُرخ رنگ شعلۂ آتشین ہر پھریرے
مین سے نکلتے ہوئے تعریف جمشید و سامری کی اُنپر لکھی ہوئی اژدہے مُنھ سے قلاب آتشین چھوڑتے ہوئے
آکے قائم ہوئے بعد اُسکے خیمے شتر قاز پر لدے ہوئے آئے اور جا بجا استادہ ہونے لگے اور اس طرح ساحرونکی
آمد شروع ہوئی کہ کوئی قاز پر سوار کوئی قرقرے پر نمودار کوئی فیل آتشین پر بیٹھا ہوا کوئی کرگدن آتشین

پرشکن غرض یونہین ہزارہا ساحر آئے اپنے اپنے راوٹی اسپک بجوبریک چوبہ قلندری سراچے مین اُترے
بعد اُنکے ماران فیل گوش اور تمیز جادو کی سواری نمایان ہوئی تمام افسر جادوگردون کے اُنکے ہمراہ تھے یہ بھی
دونون آکے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے دیکھا کہ شاہ شاہان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر حمزۂ صاحبقران
گیتی ستان پانچ سوار اور ایک پیادے سے کھڑے ہوئے ہین ماران فیل گوش نے کہا کہ ای تمیز جادو حمزہ کھڑا ہوا ہی
آؤ بھی چلو اسے اسی وقت گرفتار کر لو ان پانچ سات آدمیون کا پکڑ لینا کیا مشکل ہی اور سب کو اسیر و دستگیر کرکے
شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے پاس لیچلو وہ کاہے کو تکلیف اُٹھائین کیون یہان آئین تمیز نے جواب دیا
کہ ای ماران میری عقل مین کسی طرح یہ بات نہین آتی کہ حمزہ تن تنہا ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران سے لڑنے
آیا ہو اسواسطے کہ حمزہ کوئی ایسا ویسا حاکم و سردار نہین ہی یہ بہت بڑا بادشاہ ذیجاہ وذیشان ہی ہفت اقلیم
اسکے تحت فرمان ہی جملہ شہر جادوگرون کے مثل کشمیر و کاشغر اور اندرکوہ ماروچاہ و شہر صندل ام الجبال
عنطلی آباد وغیرہ اُسکے قبضے مین ہین سب کو اسنے بزور تیغ آبدار اپنا مطیع و فرمانبردار کیا اور قطع نظر اسکے
عمرو بن امیۂ ضمری ایسا عیار مکار و صاحب تزویر عقیل اُسکے ساتھ ہی کیونکر حمزہ شہنشاہ ساحران سے
یکہ و تنہا مقابلہ کرنے کو آیا ہوگا مقرر اسکے مددگار اسکے ساتھ ہونگے مگر ظاہر نہین ہین پوشیدہ ہین تم اُسکے پاس
پہونچے اور کسی نہ کسی آفت مین گرفتار ہو گئے تو پھر بھلا کیا تکلف ہوا بہتر یہ ہی کہ لوگون کو خبر کے واسطے مقرر کرو
کہ پہلے وہ جائین اور ٹھیک ٹھیک خبر دریافت کرین کہ انکا کوئی معین و مددگار ہی یا نہین اگر کوئی مددگار
نہین ہی تو پھر کیا باعث ہی کہ اس خاطر جمعی سے ہمارے سامنے نڈر بنے ہوئے کھڑے ہین اور اگر کوئی انکا خفیہ
مددگار ہی تو وہ باتین لڑنے کی کرینگے اور جو واقعی کوئی معین نہین ہی تو گفتگو یاس و ہراس کی کرینگے ای ماران
میرے نزدیک تو پہلے دریافت کر لینا ضرور ہی دوسرے ملکہ دمامہ جادو نے ہمسے تمسے یہ نہین کہا کہ تم جاتے ہی
حمزہ کو پکڑ لینا بہرطور ابھی سبقت کرنی کسی طرح مناسب نہین اور بالفرض یہی سہی تو یہ اب جائینگے کہان اگر اسوقت
نہ گرفتار کیا تو صبح کو اسیر کر لینگے ماران فیل گوش نے کہا صلاح تمھاری اچھی ہی مین ابھی دمامہ جادو سے
من و عن حال بیان کا کہلوائے بھیجتا ہون آگے جیسا وہ حکم دین ویسا عمل کیا جائے دونون یہ باتین کرتے ہوئے
داخل خیمہ ہوئے اُسی وقت دمامہ جادو کو عرضی لکھکر بھیجدی اور تمیز جادو سے کہا کہ ہمنے یہی سُنا ہی کہ آج کے کام کو
کل پر نہ چھوڑنا چاہیے مصرع کار امروز بفردا مگذار + اسوقت حمزہ تنہا تھا پکڑ لینا اسکا سہل تھا کل اگر
اسکے یار و مددگار آگئے تو پھر اسکا گرفتار کرنا بہت دشوار ہو جائیگا پھر یہ برسون ہاتھ نہ آئیگا تمیز جادو نے
جواب دیا کہ خیر اب تو تمنے ملکہ کو عرضی بھیجی ہی دیکھو وہان سے کیا حکم ہوتا ہی یہی باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا ایک شترسوار
اپنے شتر کو دوڑاتا ہوا چلا آتا ہی جب وہ قریب انکے آیا سلام کیا اور ایک حکمنامہ ملکہ دمامہ جادو کا بجواب
انکی عرضی کے انکو دیا ماران فیل گوش نے اُسے لیکر لفافہ چاک کیا حکمنامے کو پڑھا اسمین لکھا تھا خیرخواہ
بلا اشتباہ ماران فیل گوش بعافیت باشند عرضی تمھاری پہونچی حال معلوم ہوا ای ماران رائے تمیز جادو کی
بہت درست اور صائب ہی وزیر ایسا ہی صائب تدبیر چاہیے تمکو اُسکی رائے پسند آئی تمکو لازم ہی کہ ہرگز ہرگز رات کو
حمزہ کے گرفتار کرنے اور اُس سے لڑنے کا ارادہ نہ کرنا اگر کوئی فی الحقیقت اُسکا مددگار نہین ہی تو صبح کو کہان سے
آجائیگا اور صبح کو ہم بھی آجائینگے ہم تم ملکے اسے مارینگے ماران جادو یہ جواب اپنی عرضی کا سُنکے خاموش ہو رہا اور
ہرکارون کو تجسس کے واسطے روانہ کیا وہ ہرکارے فن سحر سے ماہر تھے سب کے سب ساحر تھے بزور سحر جانور بن بنکے

خنجر کے واسطے روانہ ہوئے لیکن جب سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان نے ملاحظہ فرمایا کہ فوج
ساحر دنگی بحد و حساب آئی ہی اُسوقت مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری عمرو بن امیہ ضمری کی طرف
دیکھکر فرمایا کہ خواجہ اب قضا کا سامنا ہی شعر اب موت آرہی ہی نظر چار سو ہمین + تدبیر کچھ بتاؤ برائے عدو ہمین +
کوئی ایسی تدبیر کرو کہ ان ملعونون کے ہاتھ سے جان بچے عمرو نے عرض کیا کہ حمزہ مین روز ازل سے اپنے کو
مُردون مین شمار کیے ہوئے ہون اور اب سوا قتل ہونے کے کوئی تدبیرین آتے نہین معلوم ہوتی فرمایا ای خواجہ اگر ہمارا
رشتۂ حیات نہین قطع ہوا ہی تو کوئی کچھ نہین کرسکتا اور جو خاتمہ ہماری کشورستانی اور صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین
ہونیوالا ہی تو مرضی پروردگار سے کیا چلا ہی مگر تم جانتے ہو کہ مین ایک مرد سپاہی ہون کہ سوا مارنے اور
مرجانے کے اور کچھ نہین جانتا اور تم صاحب تدبیر ہو اسوقت کوئی تدبیر تو ایسی نکالو کہ جان بچے ورنہ جان کی
جان جائیگی اور ذلت و رسوائی گھاتے مین ہاتھ آئیگی عمرو نے جواب دیا کہ ای صاحبقران زمان اب مین کیا
تدبیر کرون اسم اعظم آپ کا بند ہو چکا ہی کوئی یار و مددگار دوست و غمگسار سوا ذات پروردگار کے معلوم نہین ہوتا
مقابلہ ایسی آفت روزگار و علامہ سے ہی کہ جسکا سحر و ساحری مین آج مثل و نظیر نہین بڑے بڑے ساحر اور بڑے بڑے
جادوگر اسکے سامنے کان پکڑتے ہین دیکھیے کیا ہوتا ہی بلکہ یہ خیال ہی کہ اگر خدانخواستہ ان ساحرون مردودون پر
ثابت ہوگیا کہ حمزہ صاحبقران تنہا ہین اور کوئی حامی و مددگار انکا نہین ہی تو غضب ہو جائیگا رات بھی
بسر نہ ہوسکیگی اسیوقت وہ ہمارا استیصال کرینگے صاحبقران نے فرمایا کہ خیر خواجہ اتنا تو کرو کہ رات کو
ان ملعونون کی شر سے محفوظ رہین شب بھر نمازین پڑھین درگاہ قاضی الحاجات و رافع البلیات کاشف المہمات
مین دعائین مانگین گریہ و زاری نالہ و بیقراری مین مصروف رہین صبح کو موت کا سامنا ہی رات کو توبہ و استغفار
کرلین اگر مرین تو پاک و پاکیزہ دنیا سے جائین یہ کہکر امیر با توقیر آنکھون مین آنسو بھر لائے عمرو بھی
بے اختیار رونے لگا شہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور مقبل وفادار اور لشکر کردہ
حیدر کرار کرب غازی اور ابوالہول دیوانہ اور بہو واے زنگی بھی یہ تقریر جانسوز صاحبقران کی
سنکے گریہ و زاری کرنے لگے جب رقت تھمی تو خواجہ نے التماس کیا کہ ای صاحبقران آپ اسقدر مضطرب و
بیتاب نہ ہون نظر کرم پر کریم کارساز رکھیے گھبرائیے نہین انشاءاللہ آپ کے اقبال سے رات بخوبی بسر ہو جائیگی
یہکہکے ہاتھ پہ ہاتھ مارا اور پشت دست کو دیکھا فوراً تین سو ساٹھ مکر یاد آئے نقاش خیال نے انواع انواع
طرح کے نقشے لا لا کر سامنے موجود کیے ان سب نقشون مین سے ایک نقشہ پسند آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا
کہ ای شہریار فلک اقتدار رات تو بخاطر جمعی تمام و طمانیت بالاکلام بیٹھکے بسر کیجیے صبح کو خدا مالک ہی مگر
اس شرط سے کہ ذرا آپ کو حالی کرنا پڑیگی امیر نے فرمایا کہ خواجہ مجھسے کیا حالی کرواؤگے کیا چیز اٹھواؤگے
عمرو نے جواب دیا جو کچھ ہوا ابھی بتانے سے کیا غرض صاحبقران والاشان نے فرمایا کہ اگر حالی کرنے سے
جان بچے تو حفظ جان کے واسطے بدل قبول و منظور ہی اسوقت عمرو ہاتھ زنبیل پہ رکھکے پکارا کہ
دادا جان امیدوار ہون کہ بارگاہ فلک اشتباہ حضور کی مع خیمہ و خرگاہ و مع اردوے معلی نکلے بمجرد
اس کہنے کے جنات نے جملہ اسباب بارگاہ مع خیمہ و خرگاہ کے ذمہ کردیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسی کو مین کہتا تھا کہ
حالی کرنا ہوگی اٹھیے اور اسے برپا کیجیے میخین گاڑیے طنابین کھینچیے قناتین لگائیے خیمے استادہ کیجیے بازارین
بنائیے اور قاسم و کرب و مقبل وغیرہ سے بھی کہا کہ تم سب بھی شریک ہو سبھون نے جواب دیا خواجہ

ہم فراشی کیا جانین ہمنے تو عمر بھر کبھی یہ کام نہین کیا ہاتھ سے ایک چوب بھی نہین چھوئی ہم بھلا خیمے کیا استادہ کرین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے کہا صاحبو تمھین خدا نے اتنی عقل کہان دی ہے کہ تم فراشی کرو یہ سب فن تو میرے سینے مین بھرے ہوئے ہین تمھاری وہ مثل ہے لادے لدا دے ہانکن والا ساتھ دے سب اسباب خیمے ڈیرے بھی مین ہی پیدا کرون اور مین ہی میخین گاڑون چوبین کھڑی کرون مین ہی کھینچون مین ہی قناتین لگاؤن مین ہی خیمہ برپا کرون پھر جب مین ہی یہ سب کام کرون تو لازم ہے کہ مین ہی انہین حفاظت سے بھی بٹھیون اور تم سب کو یونہین میدان مین کھڑا رہنے دون تو یہ مجھسے کبھی ہونا نہین اور تم سچ کہتے ہو فراشی بہت مشکل ہے اسکا بھی ایک علم ہے جب برسون انسان سیکھتا ہے تو کہین کچھ کام کرنے لگتا ہے خیر اگر اور کچھ تمسے نہ ہوگا تو اتنا تو ہوگا کہ جو مین کہون وہ کرو سب نے جواب دیا کہ ہان اسکی قباحت نہین جو تم ہمین بتاتے جاؤ وہ ہم انجام دیتے جائین غرض صاحبقران دوران آستینین چڑھا کمر دامن گردان کر مستعد ہوئے وہ کبھی یا بخون تخص آمادہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا ع کی استادہ کرکے باقی خیمے ڈیرے اور بازار وغیرہ عمرو نے جنات سے استادہ کرائے تمام راؤٹیان اور سایبان سفید کپڑے کے تھے القصہ پہر رات گئے تھے تک سب خیمے برپا ہوگئے دکانین آراستہ ہوگئین کٹورا کھنکنے لگا بازار گرم ہوا جملہ اشیا بکنے لگین اب جو اس خیمۂ فلک رفعت کو دیکھا تو قدرت خدا نظر آئی مسدس

تھا خیمہ آسمان کلس تھا کہ چاند تھا
تھا خیمۂ امیر کا قبہ کہ آفتاب
بالائے عرش قمقمہ جلتا تھا نور کا
تشبیہ تو یہ پائی طبیعت کے زور نے
تار شعاع مہر بھی تشبیہ ہر طناب
باد صبا کا بھی نہ گذر زینہار تھا
ای دل جو اسکو برج تجلی کہا تو کیا
سدرہ سے چہرہ اپنا نکالا ہے حور نے
تھے رشتہ ہائے نور طنابون مین حباب
چارون طرف کو حفظ خدا کا حصار تھا
تھا زیب طور عکس گل قدرت خدا
وہ قت تھا اور وہ خیمے کی آب و تاب

اسی طرح اور سب خیمے ڈیرے بارگاہین بیچوبے راؤٹیان اسکین اپنی اپنی جلوہ گری دکھا رہی تھین امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ سبحان اللہ خواجہ شب بسر کرنے کی کیا خوب تدبیر نکالی ہے مگر ای خواجہ اگر آج زندہ بچے تو کل کسی طرح نہین بچتے شعر دنیا سے تب ہجر مین اب ہم سفری ہین + جو دم ہے غنیمت ہے چراغ سحری ہین + عمرو نے عرض کیا ای شہریار آپ یہ نہ ارشاد کیجیے خدا کو یاد کیجیے وہ خالق برحق اور قادر مطلق ہے ایک دم مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے اُس سے ہر دم امید فضل و کرم کی رکھیے شعر نہین فضل کرتے اُسے لگتی بار + نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار کیسے کیسے رنج و مصائب پیش آئے ہین مگر خدا نے دفع کر دیے ہین اب بھی وہ دفع کر دیگا ہمین اور آپ کو اس بلا سے نجات دیگا صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ ہان خواجہ عمرو جو تم کہ رہے ہو بیشک ولاریب یونہین ہے اُس سے امید فضل و کرم کی رکھنا چاہیے اور خیال تو کرو کہ اگر مجھکو امید اسکے فضل و کرم کی نہ ہوتی تو مین چاہ الماس مین اس لکاتہ و مامہ جادو کے مقابلے کو کیونکر آتا مجھے تو ہر وقت اور ہر ساعت اُسی کے فضل و کرم پر تکیہ ہے اور اُسی کی ذات پاک کا بھروسا ہے اور یہ کلمات جو مین نے اسوقت حالت اضطراب اور کیفیت یاس و ہراس مین بیان کیے یہ فقط مقتضائے بشریت تھا ورنہ کیا مین نہین جانتا ہون کہ وہ معبود بے نیاز مسبب الاسباب و کارساز ہے از ابتدا تا ایندم اگر اُسنے میری مدد نہین کی تو کیا بھلا اور کسی کی بھی قوت و طاقت اور مجال ہے کہ مدد کرے شعر دہر مین بے حکم رب العالمین + ایک پتا ہل نہین سکتا کہین + یہ باتین کرکے سرگروہ خداپرستان امیر حمزہ صاحبقران نے وضو کیا نماز پڑھی بعد اوراد و وظائف کے دعا مانگنا شروع کی کہ ای رب الارباب وای مسبب الاسباب تو ہی ان دشمنون مین میری جان و آبرو کا نگہبان ہے اور اگر تیری راہ مین کام آئے تو سر بھی قربان ہے ان کافرون پر مجھکو فتح دینا مجھے دشمنون مین عزت رکھ لینا مسدس

عروج خالق جلیل و غفار دے مجھکو
کچھ اعتبار نہین اعتبار دے مجھکو
گناہگار ہون محجوب شرمسار ہون مین
خزان مین رنگ بہار دے مجھکو
ترے ہی فضل و کرم کا امیدوار ہون مین
بوقار محمد وقار دے مجھکو

سنبھال دونون جہان کے سنبھالنے والے
حزین کو مصیبت کے ٹالنے والے
رحیم کون ہے تجھسا بھلا جہان جاؤن
سقر نجات کی صورت نکالنے والے
بتا مجھے ترے در کے سوا کہان جاؤن
پناہ دے مجھے ای میرے پالنے والے

ہمیشہ رحم و کرم ذوالجلال فرمایا
کیے قصور نہ تونے خیال فرمایا
دیا وہ نام کہ پروا نہین امیری کی
قبول خاطر جاہ و جلال فرمایا
کہان کہان تری رحمت نے دستگیری کی
ریاض دہر مین کیا کیا نہال فرمایا

قصور اور کسی کا اگر ذرا کرتا
تری قسم نہین معلوم حال کیا کرتا
رحیم و غفار و ستار نام تیرا ہی
خطائین دیکھکے یہ آبرو عطا کرتا
گناہگار کو بخشے یہ کام تیرا ہی
کیا جو تونے یہ کوئی سوای خدا کرتا

غم خزان نہ سرور بہار باقی ہین
ملال نزع نہ نہیب فشار باقی ہین
نہ آشکار کسی عیب کو کیا تونے
کمال صدمہ روز شمار باقی ہین
اڑھا کے دامن رحمت چھپا لیا تونے
یہ مرحلے ابھی پروردگار باقی ہین

نہ سائے مین یہ مجرم پناہ مین ہوگا
سفر ضرور ہے کیا حال راہ مین ہوگا
کوئی یہان نہ وہان آبرو بچائیگا
میان قبر سزاے گناہ مین ہوگا
جہان بچائیگا اللہ تو بچائیگا
ہجوم عقرب و مار سیاہ مین ہوگا

زمین قبر کو چرخ کہن بنا دینا
ستارے نقطۂ حرف کفن بنا دینا
رحیم و مونس وحشت جو نور تیرا ہو
لحد کو جلوہ گہ انجمن بنا دینا
شعاع شمس فلک قبر کا اندھیرا ہو
سرا کو صحن جنان کا چمن بنا دینا

یہ چشم داشت ہے درگہ سے تیری رحمت کی
کہ مجھکو سیر دکھائیگا باغ جنت کی
مرے گناہ سے گو ہر بشر کو سکتا ہی
گیا جو نار مین تو جا نہین شکایت کی
جو بخشدے تو کوئی تجھکو روک سکتا ہی
کہونگا مین یہی معبود نے عدالت کی

اٹھاؤن سر کو خجالت سے غیر ممکن ہی
ڈرون نہ تیری حکومت سے غیر ممکن ہی
گناہگار بھلا جائیگا کہان تیرا
امید قطع ہو رحمت سے غیر ممکن ہی
زمین تیری ہی معبود آسمان تیرا
فرار تیری حکومت سے غیر ممکن ہی

کیے ہین جرم سراسر حجاب آتا ہی
مآل سوچ کے اکثر حجاب آتا ہی
جو جیتے موت کے ہین خلق کے بہانے مین
مجال عرض ہو کیونکر حجاب آتا ہی
عجب عجب ہی قدرت کے کارخانے مین
دعا مین بھی مجھے داور حجاب آتا ہی

کریگا کوئی بھلا کیا برابری تیری
کہ ذات پاک معرا ہے ہر بری تیری
قریب و دور سبھون کی زبان پر آتا ہی
جلا رہی ہے مجھے فیض گستری تیری
بگاڑتا ہی یہ بندہ خدا بناتا ہی
زبان نہین جو کہون بندہ پروری تیری

قریب سب سے ہو تو سب سے جدا مالک
گدا کو شاہ کرے شاہ کو گدا مالک
امیدوار ہین تجھسے کارسازی کے
بنا دیا جسے چاہا مٹا دیا مالک
نثار ہون مین تری شان بے نیازی کے
کسی کو دخل تری مصلحت مین کیا مالک

عجب ذلیل ہون مین اور عجب ہون محتاج
کریگا کیا کسی محتاج سے طلب محتاج
کسی کے سامنے کب ہاتھ پھیلاتا ہون
ترا فقیر کسی کا بھلا ہے کب محتاج
تجھی سے مین تو سر دست مانگتا ہون
غنی ہے تیری فقط ذات سب کے سب محتاج

اور لوگ بھی نمازین پڑھ پڑھ کے گریہ وزاری کرنے لگے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا مین مصروف ہوئے جن ساحرون کو ماران فیل گوش نے خبر کے واسطے بھیجا تھا انھون نے جو دیکھا کہ بارگاہ فلک جاہ استادہ ہی جسکے سو کلس مرصع مانند ستارون کے درخشان ہین دور تک خیمے برپا ہین بازارین آراستہ ہین حیران ہوئے آپسمین کہا کہ یہ بارگاہ چاہ الماس کے اندر کیونکر آئی اور یہ تمام اسباب خیمہ و خرگاہ کون لایا آخر کار ماران اور تیز دم سے جاکے سارا حال بیان کیا کہ ہمنے تو سنا تھا کہ حمزہ تن تنہا بے سروسامان چاہ الماس مین آیا ہی مگر یہ غلط تھا

وہان تو ایک بارگاہ عرش جاہ آراستہ ہی گرد و پیش اُسکے اور بہت سے خیمے ڈیرے راؤٹیان اسکین پچوبے استادہ ہین بازارین لگی ہوئی ہین سب چیز لبت بک رہی ہو کٹورہ کھنک رہا ہو سامان شاہانہ اور کارخانۂ خسروانہ معلوم ہوتا ہو اُنھین بھی اُسکے دیکھنے سے حیرت ہوئی کہ ابھی ہمنے بچشم خود دیکھا تھا کہ حمزہ صرف پانچ سوار ایک پیادے کیساتھ اس میدان مین درختون کے نیچے کھڑا ہوا تھا یا اب یہ سامان دیکھنے مین آتا ہو کیا تم جھوٹھ کہتے ہو بھلا چاہ الماس کے اندر اسقدر خیمے ڈیرے بازار وغیرہ کیونکر آئے کون لایا کسنے آراستہ کیا تمیز جادو نے کہا کہ مین پہلے ہی کہتا تھا کہ حمزہ تن تنہا اتنی بڑی مہم پر کیونکر آیا ہوگا تمھین اس بات کا ناحق تعجب ہو عالم عالم اور دنیا دنیا مطیع حمزہ ہی جن و پری جادوگر سب یہ وہ حاکم ہی اور اُن ہرکارون نے عرض کیا کہ اگر غلامون کا عرض کرنا باور نہین آتا تو پیر و مرشد اور کسی کو بھیجکر دریافت فرمالین ہمارا جھوٹھ سچ معلوم ہو جائیگا تمیز جادو نے ماران سے کہا کہ انکی یہ تاب و طاقت نہین ہی کہ ایسی خبر جھوٹھ بیان کر دین ماران نے پوچھا کہ جب بارگاہ ایسی استادہ ہی تو فوج بھی بیشمار ہوگی ہرکارون نے ہاتھ باندھ کے جواب دیا کہ پیر و مرشد یہ سب سامان تو ہمنے دیکھا لیکن سوا اُن سات آدمیون کے آٹھوان آدمی ہمین کوئی نہین نظر آیا تمیز جادو نے کہا کہ ای ماران جادو فوج و لشکر کمینگاہ مین ہوگا اور اگر فوج و لشکر نہین ہی تو یہ سات آدمی کیونکر اتنا سامان و اسباب لائے کچھ عقل مین نہین آتا ضرور انکی فوج و سپاہ کہین نہ کہین پوشیدہ ہی ماران جادو نے کہا خیر صبح کو جیسا کچھ ہوگا معلوم ہو جائیگا غرض کہ رات بھر تو یہ خواب خرگوش مین گرفتار رہے اور یہی آپسمین گفت و شنید رہی مسدس

چمکا جو دشت جنگ مین تاج خروس صبح
مہر سپہر نے جو شایا شباب شب
آئے نظر تمام جہان مین نشان صبح

آغوش دیو شام سے نکلی جو دیو صبح
بھاگا کہ خود پوش رخ سیارہ مٹ گئے
روپوش مارے ڈر کے ہوا ماہتاب شب
پردہ جبین مہر سے شب کا الٹ گیا
مرغان صبح کہنے لگے داستان صبح
جب چرخ پر نظر شفق صبح آ گئی

ویران تمام روم شب بادطلوع صبح
لیکر چراغ بزم سے پروانے اُڑ گئے
پہونچا قضائے ملک ختن مین عقاب شب
ڈر سے کلیجا ساحر گردون کا پھٹ گیا
عنقائے مغربی نے لیا آشیان صبح
رستم کی تیر ڈر کے سبب تھرتھرا گئی

تھا تخت آسمان کہن پر جلوس صبح
برسا جو نور صبح ہوا گم سحاب شب
تھا نور آفتاب سے روشن جہان صبح

ماران فیل گوش اور تمیز جادو جو بیدار ہوئے سُنا کہ سواری شاہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی جب صبح اُٹھے منھ دھو یا کپڑے پہنے تنون پر سلاح جنگ آراستہ کیے استقبال ملکہ کے واسطے دوڑے ادھر حمزہ صاحبقران نے نماز صبح پڑھکے عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا کہ خواجہ شب تو خدا نے بخیر و خوبی اور بے کھٹکے بسر کر دی مگر اب کہو کیا ہوگا خواجہ نے التماس کیا کہ یا صاحبقران زمان آپ نے فرمایا تھا کہ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ کسی طرح بخیریت تمام رات کٹجائے رات تو تدبیر سے گذر گئی اب مین کیا کرون موت کا سامنا ہی اب میرے کیے کچھ نہین ہو سکتا ہی فرمایا خیر کچھ اندیشہ نہین ہی جس خالق و مالک نے شب بعیش و آرام کاٹ دی وہ دن بھی کاٹ دیگا شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ✤ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ✤ اگر زندگی ہی تو کوئی ہمارا کچھ نہ کر سکیگا خراب خیمے سے باہر چلو میدان مین نکلو عمرو نے عرض کیا ابھی باہر نہ تشریف لیجائیے اور بہو وا ے زنگی سے کہا کہ تم دور سے لشکر کفار کو دیکھو کہ کس خیال مین ہین کیا کر رہے ہین بہو وا یہ سُنکے دوڑا ہوا باہر گیا دو گھڑی کے بعد پھر کے آیا ملتمس ہوا کہ شہریار فلک اقتدار سواری ملکہ دمامہ جادو کی آتی ہی سب اُسکے استقبال کے بند و بست مین ہین فرمایا چلو ہم بھی دیکھین کہ وہ لکا کس طرح آتی ہی یہ کہکے صاحبقران اشقر دیو نژاد پر

بسم اللہ کہکے سوار ہوئے شہزادہ تخاور سپاہ اور کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول ہمراہ رکاب ہوئے عمرو کو نذر زنبیوش کا پکڑے ہوئے ساتھ تھا خیمے سے باہر نکلکے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ جوق جوق گروہ گروہ انبوہ انبوہ تیپے تیپے غول کے غول ساحر چلے آتے ہین اور پرا باندھ باندھ کر کھڑے ہوتے جاتے ہین اور سردار اُنکے بشکل مہیب و بہیئت عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار آنکھون سے کانون سے ناک سے مُنھ سے ہاتھون سے شعلۂ آتشین چھوڑتے ہوئے چلے آتے ہین دن بھر ساحرون کی آمد رہی جب چار گھڑی دن باقی رہا تخت دمامہ جادو کا نمایان ہوا دیکھا کہ تمام تخت الماس نگار اور اُسکے نیچے چار شیر بر آتشین لگے ہوئے تھے شعلے آگ کے اُنکے مُنھ سے نکل رہے تھے اور چار طاؤس زمردین کہ آنکھین اُنکی یاقوت احمر کی تھین پایون الماس کے تھے تخت کے چارون کونون پر ناچ رہے تھے اور دمامہ جادو کے سر نحس پر ایک تاج سات کنگرون کا رکھا ہوا تھا کہ ہر کنگرے سے ایک شعلہ آگ کا نکلتا تھا اور بشکل انسان ہو کر صدا دیتا تھا کہ یا خداوند سامری یا جمشید یا خداوند زردہشت اور یہ صدا دیکے وہ شعلۂ آتشین غائب ہو جاتا تھا آگے آگے تخت کے کچھ ساحر کافر گھنٹے بجاتے ہوئے ناقوس پھونکتے ہوئے جھانجھ بجاتے ہوئے تعریف سامری و جمشید و زردہشت کی کرتے ہوئے چلے آتے تھے ماران فیل گوش اور تمیز جادو نے دوڑ کے بصد ادب و بہزار تعظیم و تکریم پایۂ تخت کو بوسہ دیا پھر قدمون کو ملکہ کے چوما غرض مع نو لاکھ جادوگران ہمراہی کے سواری ملکہ دمامہ جادو کی آئی بارگاہ جمشیدی مین داخل ہوئی تخت شاہی پر بیٹھی تمام جادوگران نامی گرد و اطراف مین جمع ہوئے اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر سلام کر کر کے بیٹھے اُن دنگلون اور کرسیون کی یہ صورت ہو کہ ہر کسی مین چار شیر آتشین لگے ہوئے ہین اور شیرون کے مُنھ سے شعلۂ آتش نکل رہے ہین کسی کے دنگل مین اژدہاے آتشین لگے ہوئے ہین کسی مین فیل آتشین لگے ہوئے ہین کسی ساحر کی انگلیان مانند پنجشاخے کے روشن ہین کسی کے مُنھ سے شرارے نکل رہے ہین کسی کی ناک مین سے دھوان اُٹھ رہا ہو کسی کے کانون مین سے بخار نکل رہا ہو کسی کے سر پر عوض مین بالون کے بڑے بڑے کالے سانپ لپٹے ہوئے ہین کسی کی پیشانی پر دو بچھو بجاے ابرو بیٹھے نیش زنی کر رہے ہین اور کسی ساحر کی آنکھین مثل شعلہاے جہنم کے چمک رہی ہین کسی کا مُنھ مثل جہنم کے کھلا ہوا ہو اُسمین سے شعلۂ آتشین نکلکے آسمان تک بلند ہوتے ہین ہاتھون مین تصویرین سامری و جمشید و زردہشت کی لیے ہوئے گلے مین مردون کی ہڈیون کے مالے پڑے ہوئے ہاتھون پر سیندور کے ٹیکے دیے ہوئے بازوؤن پر چندن اور سیندور لگا ہوا غرض جب وہ نوسو جادوگر سردار نو لاکھ جادوگرون کے اپنی اپنی جگہہ بیٹھ گئے جام شراب گردش مین آیا ملکہ دمامہ جادو نے پوچھا کہ ای ماران کچھ حال مددگاران حمزہ کا معلوم ہوا کہ کون کون لوگ اُسکے شریک ہین کن کن لوگون کے بھروسے پر اُسنے ایسے معرکۂ عظیم کا ارادہ کیا ہو ماران نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران خداوند سامری و جمشید حضور کو سلامت رکھے غلام نے تو کل ہی چاہا تھا کہ حمزہ کو گرفتار کرلون مگر تمیز جادو مانع ہوا کہ ہم حمزہ کو گرفتار نہ کر سکینگے وہ تنہا نہین ہو اُسکے معین و مددگار پوشیدہ ہونگے حالانکہ ایک حمزہ اور پانچ رفیق اُسکے اور ایک عیار کے سوا اٹھوان کوئی نہین معلوم ہوتا اور جو یہ فرمائیے کہ جن پری حمزہ کے شریک ہین اگر وہ شریک اُسکے ہوتے تو بھی ہمین معلوم ہو جاتا اگر کوئی ساحر ہوتا تو وہ بھی ہمپر ظاہر ہوتا مگر عمرو بن اُمیہ ضمری کہ لوگ اُسے گشندۂ کافران و سر برندۂ ملحدان کہتے ہین وہ بڑا عیار بے نظیر اور صاحب تدبیر ہو اُسنے کمین نے یہ اسباب لا کے مہیا کیا ہو شان و شوکت حمزہ کی بڑھائی ہو اور دات کو ہمارے ساحر سے بچا لیا ہو لیکن ای ملکہ اگر آپ تامل کیجیے گا تو یہ خیال ہو کہ حمزہ شخص

جلیل القدر ہو ایسا نہ ہو کہ کوئی مددگار اسکا آجائے اور اُس سے لڑائی پڑجائے بنا ہوا کام بگڑجائے ابھی اسکا گرفتار کرلینا آسان ہی قطعہ

درختے کہ اکنون گرفت است پاے
بہ نیروے شخصے برآید زجاے
وگر ہمچنان روزگارے ہلی
بگردونش از بیخ برنگسلی
سرچشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل

جلدی حمزہ کا کام تمام کیجیے تساہل و توقف کو نہ دخل دیجیے تمیز جادو نے کہا کہ اے شہنشاہ جادوگران ماران جادو جو کچھ کہتے ہیں بجا ہی مین نے بیشک انھین روکا تھا مگر اب تک کوئی ممد و معاون حمزہ کا معلوم نہین ہوا اب جب چاہیے گرفتار کر لیجیے لیکن میری عقل مین یہی آتا ہی کہ حمزہ تنہا نہین ہی ضرور اسکے مددگار پوشیدہ ہین ماران جادو نے کہا اے تمیز جادو تم اب تک وہی گمان کرتے ہو خیر اے شہنشاہ جادوگران مین خود حمزہ کی خبر لینے کو جاتا ہون جو کچھ کیفیت ہی مفصل دریافت کرکے ابھی آتا ہون تمیز جادو نے کہا جائیے مگر ذرا سمجھ بوجھ کے جائیے گا کہین اُسکے عیار عمرو کے پھندے مین نہ آئیے گا ہر کلدون نے گزارش کیا کہ پیر و مرشد اندر بارگاہ کے نہ تشریف لیجائیے گا باہر ہی باہر سب کیفیت دریافت کرکے چلے آئیے گا نہین معلوم بارگاہ مین کیا ہی کہ جو اندر جانے کا قصد کرتا ہی لوگ اُسپر گرزے لیکے دوڑتے ہین اندر نہین آنے دیتے تمیز جادو نے کہا اے ملکہ ہُشا حضور نے میرا گزارش کرنا جھوٹھ تو نہین ہی حمزہ ایسا بیوقوف خارج العقل نہین ہی کہ آپ ایسی شہنشاہ ساحران سے تن تنہا سامنا کرنے کو آئے ملکہ دمامہ جادو نے جواب دیا کہ اے تمیز جادو جب مین نے حمزہ کو اسیر کیا تھا تو کوئی حمزہ کا شریک نہ تھا اب کہان سے لوگ آگئے ماران جادو نے کہا خیر اب تو مین جاتا ہون جیسا کچھ ہوگا دریافت کیے آتا ہون یہ کہکے کچھ اسم سحر پڑھکے زمین پر لوٹا اور فوراً لوٹ پوٹ کر ایک کبوتر کی صورت بنگیا اُڑکر روانہ ہوا اور آکے سامنے بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علے نبینا و علیہ السلام کے قائم ہوا اور چاہا کہ اندرون بارگاہ جائے موکل گرزے لیکر دوڑے کچھ دور اُڑکے بیٹھ گیا مگر اتنی دور بیٹھا کہ باتین کرنے کی آواز اسکے کان مین آتی تھی یہان امیر حمزہ صاحبقران اور عمرو وغیرہ سواری ملکہ دمامہ جادو کی دیکھ بھال کے پھر کر بارگاہ مین آئے تھے امیر باتوقیر عمرو سے کہہ رہے تھے کہ رات کو تو تمھارے حسن تدبیر سے اور دن کو آمد دمامہ جادو کی رہی اس سبب سے کوئی ہماری طرف مخاطب نہین ہوا آنکھ بھر کے بھی ہمکو نہ دیکھا مگر اب کہانتک بچے رہینگے عمرو عیار نے عرض کیا کہ اے صاحبقران اگر آپ تمام عمر اس بارگاہ کے اندر یونہین بیٹھے رہیے تو کوئی آپ کا کچھ نہ کرسکے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ یہ تو سچ ہی مگر یہ تو کہو کہ جسوقت اُدھر سے کوئی طبل جنگ بجا کے میدان مین آیا اور مجھے للکارا تو مین کیونکر بارگاہ مین نامرد بنا بیٹھا رہونگا آخر اُسکے مقابلے کو جاؤنگا گرفتار ہونگا مارا جاؤنگا آج کی شب تو البتہ اور محفوظ ہون کل کسی طرح نجات کی صورت نہین معلوم ہوتی مثل مشہور ہی کاغذ کی ہنڈیا آج نہ ڈوبی کل ڈوبی صبح کو یہی گو یہی میدان ہی ہم یہی انبوہ ساحران یہی تم سر برندہ جادوگران ہو کوئی ایسی تدبیر نکالو کہ دمامہ جادو کے شر سے نجات پائین عمرو نے عرض کیا مین خود کل سے آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھا ہوا ہون آپ نے مجھے لاکے خراب کیا یہان تو کچھ میری عیاری کام آتی ہی نہ کوئی فطرت پیش جاتی ہی دمامہ جادو ایک علامۂ دہر آفت روزگار ہی مین اُسکی شکل دیکھکے کانپنے لگتا ہون تمام جسم مین میرے لرزہ پڑجاتا ہی عیاری کرنا تو شی دیگر ہی خدا مددگاری کرے تو اُسکے شر سے نجات ملے ورنہ کوئی صورت بچنے کی نظر نہین آتی ماران فیل گوش یہ گفتگو پاس ہی اس کی سُنکے پکارا کہ حمزہ معلوم ہوا اب چال تیرا کھلگیا تو اسی بے سر و سامانی کے بھروسے پر ہماری ملکہ سے چاہ الماس مین لڑنے آیا تھا اگر آج بچگیا کل ہمارے ہاتھ سے کہان جائیگا صبح ہونے دے دیکھ تیرا

کیا حال کرتے ہین بس یہ صدا دیکے اُڑ گیا عمرو نے کہا صاحبقران غضب ہوا کوئی ساحر جاسوسی کو آیا تھا ساری کیفیت سُنکے چلا گیا امیر نے کہا اگر وہ سن گیا ہو تو کیا اندیشہ ہو جو خدا چاہیگا وہ کریگا تمردد و تشویش بیکار ہو وہ مالک و مختار ہو اُسی کو اختیار ہو یہ باتین کرکے خاصہ تناول فرمایا عمرو وغیرہ نے بھی کھانا کھایا جب کھانے پینے سے فرصت ہوئی سب کے سب نمازین پڑھنے لگے گریہ و زاری و نالہ و بیقراری مین مصروف ہوئے دعائین مانگنے لگے لیکن اُدھر جو ماران جادو دمامہ جادو کی خدمت مین آیا تمام حال بیان کیا اور کہا کوئی یار و مددگار حمزہ کا نہین ہو محض تن تنہا ہو گفتگو یاس و ناامیدی کی کر رہا ہو اسکے دل کو یقین کامل حاصل ہو گیا ہو کہ کل ہمارا ضرور خاتمہ ہو جائیگا تمیز جادو نے کہا کہ در حالیکہ وہ اکیلا ہو اور کوئی یار و مددگار اُسکا نہین تو تم اُسے کیون نہ پکڑ لائے ماران نے جواب دیا کہ اندر بارگاہ کے کوئی ساحر نہین جا سکتا مین نے ہر چند قصد کیا تھا کہ اندر بارگاہ کے جاؤن مگر لوگ گرز آتشین لیے ہوئے دوڑے مین نے اُنپر سحر کیا سحر نے کچھ نہ اثر کیا معلوم نہین وہ کون لوگ ہین جنپر میرا سحر نہ چل سکا تمیز جادو نے کہا وہ وہی لوگ ہین جنکو ہم سمجھے ہوئے ہین ماران نے جواب دیا کہ ای تمیز جادو وہ لوگ فقط بارگاہ کے اندر کی نگہبانی کر سکتے ہین حمزہ بارگاہ کے باہر آیا اور ہمنے اُسے گرفتار کر لیا دمامہ جادو نے کہا کہ اگر یہی حال ہو کوئی اندرون بارگاہ سے اُسے گرفتار نہین کر سکتا تو وہ باہر کیون آنے لگا ماران جادو بول اُٹھا کہ جی ہان مین نے یہ بھی سنا تھا کہ عمرو عیار نے حمزہ سے کہا کہ جب تک آپ کے معین و مددگار نہ آئین آپ بارگاہ سے باہر نہ نکلیے گا اور اگر یہان عمر بھر بیٹھے رہیے گا تو کوئی آپ کا بال نہ بیکا کر سکیگا اسپر حمزہ نے جواب دیا کہ ای خواجہ مجھسے یہ کبھی نہ ہو سکیگا کہ مین بارگاہ مین چھپا بیٹھا رہون جب حریف مجھے للکاریگا مین جاکے بے تامل اُس سے سامنا کرونگا کبھی چھپ کے نہ بیٹھونگا لہذا ای ملکہ آج آپ طبل جنگ بجوائیے صبح کو چلکے اُسے للکاریے جب وہ بارگاہ سے باہر آئے فوراً گرفتار کر لیجیے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ ای ماران جادو جتنے ایام نحس و شوم میرے تھے سب بفضل سامری و جمشید منقضی ہوئے فقط اب تین روز اور رہگئے ہین مگر یہ تین دن مجھپر ایسے سخت و صعب ہین کہ اگر مین انہین جانبر ہو گئی تو پھر قیامت تک نہین مرتی اور انہین خدا پرستون نگوڑ مارون سے مجھکو اپنی جان کا کھٹکا ہی علی الخصوص حمزہ اور عمرو سے مین نہایت ہی خائف و ترسان ہون ماران جادو نے عرض کیا کہ آپ ایسے ایسے خیالات فاسد دل مین نہ لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے صبح کو ان سب اجل رسیدون کو ہم مارے لیتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے القصہ دمامہ جادو نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسیوقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی تمام ساحر اپنا سحر جگانے مین مصروف ہوئے لیکن آواز طبل جنگ کی جو گوش حق نیوش سرگروہ خدا پرستان ہادی و رہنمائے مسلمانان خسرو گیتی ستان امیر حمزہ صاحبقران مین پہونچی عمرو سے کہا کہ خواجہ دمامہ جادو پر حال ہماری تنہائی و پریشانی اور تہی دستی و بے سر و سامانی کا شاید ظاہر ہو گیا اُسے معلوم ہو گیا کہ ہم بے یار و مددگار ہین کوئی شخص سوا ذات پاک جناب احدیت کے ہمارا ممد و معاون نہین ہو جب تو اُسنے طبل جنگ بجوا دیا ہو ای خواجہ اب ہمین یقین ہوتا ہو کہ رشتہ ہماری حیات مستعار کا قطع ہوا چاہتا ہو عمر لبریز ہو چکا یہ کہکے عمرو کو گلے سے لگا یا چیخ مار کر روئے اور کہا کہ ای خواجہ مین تمکو جبراً تمہارا جاہ لماس مین لایا تھا مجھے ہرگز یہ نہ معلوم تھا کہ اس مرز بوم شوم پر صاحبقرانی اور میری زندگانی کا خاتمہ ہو جائیگا خیر اب تم یہان سے جاؤ اور خدمت بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ عالی گہر والا نژاد سعد بن قباد مین میری طرف سے بعد آداب تسلیمات کے عرض کرنا کہ اس کمترین نے ہر چند کوشش کی مگر شوخی بخت سے کوئی تدبیر نہ چلی شعر

چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو — سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

لہذا اب حضور شہر زبر جد نگار سے

دست بردار شتہ ہو کر ملک سبائل کو تشریف شریف لیجائین وہان نزول اجلال و ورود اقبال فرمائین اور ای
خواجہ تم بھی اُن چند دست و پاشکستہ کو کہ میری امید پر زندگانی کرتی ہین فقط میرے سہارے پر مرتی بھرتی ہین
قلعہ ذوالامان سے اپنے ساتھ لیکے مکۂ معظمہ کو چلے جانا کہ وہ گوشۂ عزلت اور زاویۂ عفت و عصمت مین اپنا
رنڈاپا کاٹ دینگی اور ای خواجہ سوا تمھارے اور کوئی ایسا نہین ہے جو دستگیری اُن بیچاریون کی کریگا عمرو یہ کلمات
یاس و ہراس سُنکے بے اختیار زار زار رونے لگا اور عرض کیا کہ ای شاہ شاہان ای حمزہ صاحبقران آپ یہ کیا ارشاد
فرما رہے ہین خدا نہ کرے کہ یہ جان نثار ایک لمحہ بھی بعد آپ کے زندہ رہے ای مہر سپہر عزت و وقار مین ایک ذرۂ بیمقدار
تھا آپ نے مہر و کرم سے مجھے فلک ہفتم پر پہونچایا خاک سے پاک کیا جس جگہ حضور کے اشقر دیوزاد کا قدم پڑیگا اسکے
نقش قدم پر سر عمرو بن امیہ ضمری کا لوٹتا ہوگا پہلے یہ جان نثار قدیم اپنی جان نثار اور سر اپنا حضور کے قدمون پر
قربان کریگا بعد اسکے آپ کی نوبت آئیگی اُسوقت آپ کو اس مقام خوف و خطر مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جاؤنگا مجھکو اپنی
جان عزیز آپ کی جان کے سامنے عزیز نہین ہے مین حضور کے ہمراہ رکاب ہون جب امیر با توقیر نے دیکھا کہ عمرو نے
ہمارا کہنا نہ مانا کرب غازی کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ ای قبۂ دین ستون اسلام تم نظر کردۂ شاہ ولایت
ہو یہان سے شہر زبرجد نگار کو جاؤ بادشاہ اسلام کو قلعۂ ذوالامان پر لیجاؤ اور وہان سے ناموس صاحبقرانی کو
ہمراہ لیکر بحفاظت تمام خانۂ کعبہ کو پہونچاؤ سوا تمھارے کوئی ایسا نہین ہے کہ یہ خدمت اُس سے ادا ہو کرب امیر کے
قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان آپ اگر ایسا نامرد و بزدل مجھکو جانتے تھے تو ناحق اپنے
ہمراہ رکاب لانا تھا وہین چھوڑ آنا تھا اس غلام سے یہ امید کبھی نہ رکھیے کہ اس بہانے سے چلا جائیگا جہان خدانخواستہ حضور کا
پسینا گریگا وہان اپنا خون گرائیگا حیف ہے میری اس زندگی پر کہ اپنے آقا کو مبتلائے بلا چھوڑ کے چلا جاؤن و حیلۂ شرعی
کرکے اپنی جان بچاؤن اگر خدانخواستہ چلا جاؤنگا تو زمانہ مجھکو کیا کہیگا بھلا غلام وہ طعن و تشنیع خلائق سُن سکیگا للہ یہ رسوائی
میری گوارا نہ کیجیے مجھکو پھر جانے کی اجازت نہ دیجیے شعر ازان زمن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من + آن منم کاندر میان خاک و
خون بینی سرے + پس جب کرب غازی نے جواب صاف دیا امیر کشورگیر نے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان تاج زر خاوری
کی طرف خطاب کیا کہ ای نور نظر لخت جگر تم بارہ برس کے بعد قید سے چھوٹے ہو یہان سے جاکر بادشاہ اسلام کو ہمراہ لیکے
قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ اپنی مادر مہربان کو صورت دکھاؤ گیتی افروز کے دل کو شاد کرو سب کو لیجاکے مکہ معظمہ کو
آباد کرو شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم عرض رسا ہوا کہ ای جد بزرگوار کیا مین ہی ایسا نالائق ہون جو حضور مجھسے یہ
ارشاد فرماتے ہین مین تو کب کا مرچکا ہوا تھا حضور نے رونق افروز ہوکے مجھے زندہ کیا جان تازہ بخشی اور مین آج اس
معرکۂ عظیم مین حضور کو یکہ و تنہا چھوڑ کے چلا جاؤن یہ مجھسے کبھی نہ ہوگا آپ کے نقش قدم مین میری تربت بنیگی ہان
اگر خدا نے فضل کیا اور حضور فتحیاب ہوئے تو انشاء اللہ آپ کے ہمراہ رکاب فیض انتساب چلکے سب کو دیکھون گا
امیر غیور ناچار و مجبور ہوئے مقبل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ای وفادار تو ہی جاکر بادشاہ حجاج کو میرا پیغام
پہونچا اور میرے ناموس کی حفاظت کے واسطے اُنکے ساتھ جا مقبل نے دست ادب بستہ عرض کیا کہ ای شہریار
فلک اقتدار ایک تو غلام کی ذات یونہین بیوفا مشہور ہے دوسرے اگر آج اس معرکہ مین حضور کو تنہا چھوڑ کے
چلا جاؤنگا تو بالکل بیوفائی ظاہر ہو جائیگی نظم

کریگا خاطر رہبر وہ کبھی نہ دیتا تنہا	نہ لیگے پھول کبھی نام بلبل شیدا	نہ ہوگی شمع کو پروانے کی کبھی پروا
اسی کو دیگی نکہار سے نہ جسم وفا	کہینگے سب کہ امید انکو تھی بھلائی کی	بڑی امیر سے مقبل نے بیوفائی کی

ای مالک رقاب یہ سر حاضر ہے کاٹ ڈالیے مگر بیوفا نہ بنایئے صاحبقران اسکی تقریر سے بھی مایوس ہوئے الغرض ابوالہول دیوانہ

اور بہبود داے زنگی سے سخن تراش ہوے کہ ای ابو الہول اور بہبود اتم دونون نو مسلم ہو ہمارے ساتھ اپنی اپنی
جان شیرین کیون گنواؤ تم اس شب تاریک مین یہان سے چلے جاؤ اور لشکر اسلام مین پہونچکر حال پر ملال ہمارا
بادشاہ اسلام سے کہدو کہ حمزہ یون ہاتھ سے دیامہ جادو شہنشاہ ساحران کے مارا گیا اب جیسا حضور بہتر جانین
وہ کرین ابو الہول اور بہبود دا نے قدمون پر گر کے عرض کیا کہ ای عارج معارج دین اسلام وای سرگروہ اسلامیان
یہ تازہ غلام بدولت حضور کے حلقۂ اسلام مین آئے آپ کے باعث سے مسلمان ہوے صاحب ایمان ہوے
قید کفر وضلالت سے چھوٹے مشرف باسلام ہوے آپ نے ہمین طریقہ دین اسلام کا تعلیم فرمایا آتش دوزخ سے بچایا
آپ ہمارے ہادی و رہنما ہین اب ہم آپ کو چھوڑ کے کہان جائینگے انھین قدمون پر جان اپنی نثار کرینگے حضور ہی کے
زیر قدم مرینگے ہمسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ ہم آپ کے قدمون کو چھوڑ کے کہین چلے جائینگے ہر وقت اور ہر حال مین ہم
شریک ہین صاحبقران نے فرمایا بھی مین تو اسواسطے تم سب کے چلے جانے کو کہتا تھا کہ میر تو اب خاتمہ ہی تم لوگ کیون
میرے ساتھ اپنی جانین مفت گنواؤ یہان سے نکلجاؤ ہر ایک نے التماس کیا کہ ای شہریار گردون وقار ہمارا آپ کے
بعد کہین ٹھکانا نہین ہی خدا حضور کو سلامت رکھے اور ان ملعونون پر آپ کو فتحیاب کرے ہم آپ سے پہلے
جان دینے کو موجود ہین صاحبقران نے فرمایا خیر یہ شب اخیر ہی نمازین پڑھو دعائین مانگو خدا اپنا فضل کریگا
غرض سبھون نے وضو کر کے پہلے نماز مغرب وعشا کی ادا کی بعد اسکے دو دو رکعت نماز حاجت کی پڑھ کے
دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دعا کرنے لگے کہ ای حافظ حقیقی صدقہ اپنے فضل وکرم کا ہمین اس
لکاتہ کے شر وفساد سے محفوظ رکھ اور اگر ہماری قضا آئی ہی تو ایسے مقام پر آئے کہ جہان کفن ودفن تو نصیب ہو غرض
چار پہر رات رکوع وسجود تشہد وقنوت خضوع وخشوع گریہ وزاری دعا وبیقراری مین بسر کی صبح کی نماز پڑھ کے
مسلح ومکمل ہو کے کفن سرون پر باندھے مشت خاک اٹھا اٹھا کر گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک تو ہماری لحد
ہو جیو اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہو کر میدان مین آ کھڑے ہوے مسدس

قدرت کہ جس سے گلشن خوش قامتی نہال
ہمسر شعاع نیر اعظم سے برچھیان
کوئی جری ہنسا کسی غازی نے دی صدا
منہ دیکھنے کسی کا یہ بولا کوئی سعید
نور سحر سے گنبد خضرا کا تھا یہ ڈھنگ
اللہ سے دعا تھی یہی ہر جوان کی

گویا سہی صنوبر و شمشاد نونہال
پیشانیون سے نور ازل کے چاند ماند
ڈھالین یا صبح کے پھولونکی کلیان
کمرین بندھے جہاد سا فرض کیے ہوے
ہنسنے کا ہی مقام کہ رونکی ہے یہ جا
صاحبقران پہ صدقہ کیون ہم سے جائیگی
اچھا ہم آج پہلے تہ تیغ ہو لے شہید
تلوارون کے خطوط سے ہو بیت سینہ مین
کافور سطح سے کوئی سبزہ رنگ
بیٹھا غبار اڑکے جو ہر جا زمین کا
اے ذوالجلال ہے یہ سحر امتحان کی
ہو دامن امیر رفیقون کے ہاتھ مین

ابرو ہو غازیون کے دلیر و کمی خیال
سورج چراغ آئینے قرآن پھول چاند
قبضے تنے بنے ہوے خوش رنگ کمان
کپڑے سبھون کے عطر وفا سے بسے ہوے
دیکھو تو کس بلا مین ہین آقا و مقتدا
ہنسنے کا دن بھی اسکے سوا کوئی اور ہی
ہو لا بیت کے ایک ایک مجید سرا حمید
ہون نقش جا بجا جبین شہادت لباس مین
کیسا اداس پیر فلک زندگی نے رنگ
غل تھا دم حرب رہا ہی کلیجا زمین کا
تا حشر گفتگو ہو یہ سارے جہان کی
ہم ہونگے تیرے عاشق صادق کے ساتھ مین

محراب جس کی خنجر جبران کمان ہلال
اور گلی ہوئی نیامون سے بیران سرچھیان
اسنے دیا جواب کہا آپ نے بجا
پہنون لباس چاہیے ہے آج روز عید
گلچین ہر گلشن ظفر بوستان جنگ
صاحبقران پہ سب نے نثار اپنی جان کی

دہنی طرف صاحبقران دوران کے نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان شہنشاہ حجازی کرب غازی بائین طرف شاہزادہ

خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مستعد جنگ قبضوں پر ہاتھ دھرے ہوئے مقبل وفادار قریب
امیر حمزہ صاحبقران کا نامدار دامن گردانے آستینیں چڑھائے زین پوش بگڑے ہوئے ہمراہ اور عمرو بن امیہ ضمیری
چست و چالاک بنا ہوا اخشقر دیوزاد کے برابر ابوالہول دیوانہ اور پیہود اے زنگی چوب دستی کاندھے پر رکھے
ہوئے پشت پر سات آدمیوں کا پرا اس طور سے بندھا ہوا تھا امیر حمزہ صاحبقران ہر ایک کا منہ نگاہ حسرت یاس
سے دیکھ رہے ہیں اور رو رہے ہیں کہ اس اثنا میں سواری ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کی نمایاں ہوئی کہ آگے
سات سو اژدرہائے آتش فشاں کہ انکی پشتوں پر علم گڑے ہوئے پھریروں پر انکے تعریف و توصیف سامری جمشید و زردشت
کی بخط جلی لکھی ہوئی عقب میں انکے ساتھ لاکھ ساحر کوئی ہنس پر سوار کوئی قرقرے پر کوئی سارس پر کوئی مرغابی پر کوئی
طاؤس پر کوئی قاز پر اور کوئی چیتے پر کوئی ریچھ پر کوئی نیل گاؤ پر کوئی گینڈے پر کوئی کرگدن پر سوار چلے آتے ہیں کسی کے
منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کسی کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلتی ہیں کسی کے کانوں سے دھواں نکل رہا ہے کسی کی
ناک سے بخار نکلتا ہے ہاتھوں میں رنگ رنگ کے سانپ بجائے تازیانوں کے لیے ہوئے قشقے ماتھوں پر چندن پر کسیوں
کے نشان بازوؤں پر گلوں میں مردوں کی ہڈیوں کے مالے پہنے ہوئے گلوں میں ایک ایک تصویر سامری جمشید و زردشت
کی جڑی ہوئی بیچ میں تخت شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشیں پر کسا ہوا چتر آتشیں سر پر لگا ہوا جوہر آتشیں
ہوتا ہوا لباس نہایت پر تکلف و مکلل بزر مغرق بجواہر پہنے ہوئے زرد قشقہ ماتھے پر کھنچا ہوا ٹیکا سیندور کا دیا ہوا تاج
سترہ کنگروں کا سر پر رکھے ہوئے کہ اسکے ہر کنگرے سے ایک آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور بشکل انسانی ہو کے آواز یا خداوند
سامری و یا خداوند جمشید کی دیتا ہے بعد اسکے خود ہی غائب ہو جاتا ہے ڈھر دبجتے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیان
اور جھانجھ بجتے ہوئے آگے اس لکاتہ کے تخت پر اسباب سحر رکھا ہوا چاروں طرف یا سامری و یا جمشید کا غل ہوتا ہوا
غرض کمال ہیبت سے سواری ملکہ دمامہ جادو کی میدان میں آئی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ آراستہ و پیراستہ
ہوا چاروں طرف صف بندی ہوگئی دیکھا کہ سامنے سرگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران
عالیشان چھ آدمیوں سے پرا باندھے ہوئے کھڑے ہیں ماران فیل گوش نے دست بستہ ملکہ دمامہ جادو سے
عرض کیا کہ اے ملکہ شہنشاہ ساحران آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حمزہ اب تک تن تنہا کھڑا ہے نہ کوئی یار ہے نہ مددگار ہے
تمیز جادو نے ناحق کا دم دلایا تھا عبث عبث ڈرایا تھا انہیں تو کل بسہولت دستیابی گرفتار ہو جاتا تمیز جادو
نے جواب دیا کہ اے ماران جادو اگر کل حمزہ میرے کہنے سننے کے باعث سے بچ گیا تو آج کیا ہے اب جا کے گرفتار کر لو دمامہ جادو
نے بھی کہا کہ اچھا بہتر ہے دو چار آدمیوں کے واسطے لشکر کشی کرنا کیا ضرور اے ماران جادو جا کے انہیں گرفتار کر لاؤ سنتے
بہت خوب کہکے سلام کیا اور اپنے اژدر آتش فشاں کو آگے بڑھایا اور اسم سحر کا پڑھ کے کچھ بال اپنے توڑے اور انکی رسی
بٹ کے سیندور اسپر ملکے چاہتا تھا کہ صاحبقران کی طرف پھینکے امیر بالتوقیر اسوقت تہ دل سے دعا مانگ رہے تھے کہ اے پروردگار
سوا تیرے کوئی حامی و مددگار میرا نہیں ہے تو ہی اس بندہ گنہگار کو اس لکاتہ کے شر سے بچائیگا ہنوز دعا امیر صاحبقران کی
تمام نہوئی تھی کہ قدرت قادر برحق اور ارادۂ مطلق سے آسمان پر ایک ٹکڑا ابر سفید رنگ کا ایک طرف سے نمایاں ہوا وہ
ٹکڑا ابر بڑھتے بڑھتے وہاں آ کے محیط ہو گیا بجلی چمکنے لگی اور اس ابر سے گوہر آبدار برسنے لگے دمامہ جادو نے کہا اے ماران
جادو یہ کیسی جادوگر کی آمد معلوم ہوتی ہے دیکھو تو کون سا جادوگر ہے ماران جادو حیران پریشان ہو کے دیکھنے لگا
تمیز جادو نے کہا اے ماران جادو ہم نہ کہتے تھے کہ حمزہ اکیلا نہیں ہے ضرور اسکے مددگار کہیں پوشیدہ ہیں دیکھو ہمارا کہنا
سچ ہوا یا نہیں دیکھو وہ مددگار حمزہ کے آ گئے ابھی یہاں یہ باتیں تھیں یکایک وہ ابر پھٹ گیا اور اس میں سے چالیس ہزار

اژدر آتش فشان دکھائی دیے کہ قلاب آتشین اُنکے منھ سے نکل رہے تھے اور ہر اژدر پر ایک ساحر سوار تھا اور بیچ مین اُنکے
چار اژدہون پر ایک تخت کسا ہوا اُسپر ایک شخص پیر بیٹھا ہوا تاج سر پر پہنے ہوے چتر بادشاہی فرق پر بیج تا ہوا گرد اُسکے
گوہر آبدار برستے ہوے دکھائی دیا امیر کشور گیر نے اُس مرد پیر کو دیکھکے پہچانا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہربار
باپ ادلوس حبنی کا ہے اُسطرف مکلل خان نے جو صاحبقران عالی شان کو دیکھا کہ با حال پریشان کھڑے ہوئے ہین
تخت سے اُتر کر دوڑ کے صاحبقران کے قدمون سے لپٹگیا اور عرض کرنے لگا کہ قبلۂ عالم حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ
تن تنہا ایسی علامۂ روزگار آفت زمانہ کے مقابلے کو تشریف لائے وہامہ جادو بلائے عظیم ہے اور اگر اس سے
مقابلے کا ارادہ تھا تو پہلے غلام کو یاد کر لیا ہوتا پھر تشریف لائے ہوتے مگر خیر شکر ہے خدا کا کہ اُسنے ہمکو وقت پر
پہونچا دیا ادلوس نے دست بستہ ہو کے عرض کیا کہ غلام حضور کو ٹھہرا گیا تھا اور عرض کر گیا تھا کہ جب تک
غلام نہ حاضر ہو آپ ہرگز ہرگز وہامہ جادو کے مقابلہ کو نہ جائیے گا مگر حضور نے جلدی کو کام فرمایا اور عرض کیا کہ اب
حضور خاطر جمع رکھین کچھ تردد نہ فرمائین اور جادوگر بھی حاضر ہوا چاہتے ہین اس طرف وہامہ جادو سے ماران جادو
نے عرض کیا کہ مکلل خان جادو آکے حمزہ کا شریک ہوا ہے وہامہ جادو نے ہنس کے جواب دیا کہ اسکا حال تو مین پہلے ہی
سُن چکی تھی اسی کے بیٹے الوس حبنی نے تو میری بہن بوتیسال جادو کو مارا ہے خوب ہوا یہ آگیا مین تو اُسکی تلاش مین تھی
ابھی یہی باتین تھین کہ پھر ایک اور ابر آسمان پر چھایا اور اسی طرح اسمین سے ارزوق بن مرزوق جادو بادشاہ کشمیر و
کاشغر کا مع چالیس ہزار ساحران غدار کے نمودار ہوا صاحبقران زمان کی ملازمت حاصل کی پھر ابر اُٹھا اور اسمین سے
چالیس ہزار سفید مرغابیان نمایان ہوئین کہ ہر مرغابی پر ایک ایک ساحر اور آگے اُنکے ایک عورت حسینہ جمیلہ کوئی
بیس پچیس برس کا سن و سال لباس سفید پہنے ہوے دوپٹہ کی گاتی بندھی ہوئی ہنس پر سوار دکھائی دی صاحبقران
والاشان کی خدمت مین حاضر ہو کے تسلیم بجا لائی امیر کشور گیر نے پہچانا کہ یہ محروق جادو بیٹی ہے مرزبان جادو
کی اور معشوقہ ہے شیرویہ کی بس اُسکو دیکھتے ہی صاحبقران رونے لگے تصویر شیرویہ کی آنکھون کے نیچے پھرنے لگی
فرمایا کہ جب مین محروق جادو کو دیکھتا ہون بیساختہ شیرویہ یاد ہو جاتا ہے محروق نے ہاتھ باندھکر التماس کیا
کہ یا صاحبقران گیتی ستان قسم ہے مجھے اُس جنت آرامگاہ کی روح کی جس روز سے میرے سر کا تاج کھویا گیا یعنی وہ
فردوس منزل سرائے فانی سے راہی عالم جاودانی ہوا ہے یہ کنیز بے تمیز سوا حضور کے سایۂ عاطفت کے اور کوئی وسیلہ
نہین رکھتی ہے خداوند کریم حضور فیض گنجور کو تا صد وسی سال با جاہ و اقبال سلامت رکھے حضور نے ایسے وقت مین بھی کنیز کو یاد
نہ فرمایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا اور بصد شفقت و الطاف فرمایا کہ سوا عمرو بن امیہ کے اور کون یہان تھا جو جاتا اور
تمھین بلاتا یہ خود میرے ساتھ تھا اس اثنا مین ساحر اندر کوہ اور مار و چاہ کے میمونہ جادو وغیرہ تیس ہزار جادوگرون
کی جمعیت سے آئے ابھی امیر با توقیر کو مجرا کرکے کھڑی ہوئی تھی کہ اور ایک ابر طاؤسی رنگ کا اُٹھا اور توسن جادو
اور طاؤس جادو بادشاہ شہر ام الجبال کے لاکھ جادوگرون سے خدمت فیض رجعت صاحبقران دوران مین
حاضر ہوے بعد اُنکے بادشاہ بنگالہ زعفران جادو چالیس ہزار ساحران تجربہ کار سے حاضر خدمت امیر ہوا بعد
اُسکے مقبل جادو برادر ملکہ جادو بادشاہ شہر عنظلی آباد لاکھ جادوگرون کو اپنے ہمراہ لیے حاضر ہوا پھر سب
ساحر طلسم جمشید اور طلسم افراسیاب اور طلسم دقیانوس اور طلسم طہمورث دیو بند اور طلسم ہیات
اور طلسم ہزار اسپ اور طلسم جان بن جان یعنی طلسم قہقہری اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب
اور طلسم انارستان اور طلسم بلاشان سلیمانی کے متصل یکے بعد دیگرے آکے خدمت صاحبقران عالی شان مین

حاضر ہوے قدمبوسی حاصل کی چار گھڑی دن رہے تک ساحران کی آمد لگی رہی دمامہ جادو ان سب کو دیکھ
دیکھ کے حیران ہوتی تھی اور اپنے دل مین کہتی تھی کہ مین تو حمزہ کو تنہا سمجھے ہوے تھی مجھے کبھی یہ گمان بھی نتھا
کہ لاکھون جادوگر اسکی مدد کو آجائینگے کبھی تمیز جادو کی طرف مخاطب ہوکے کہتی تھی کہ ای تمیز جادو تو ہی نے
سچ کہا تھا کہ حمزہ کے مددگار پوشیدہ ہین پوشیدہ ہو تا کیسا آج تو دل کے دل جوق کے جوق گروہ کے گروہ حمزہ کے
مددگار آرہے ہین یہ بڑا زبردست بادشاہ ہی کہ اتنے ساحر اسکے مطیع و فرمانبردار ہین مین نے تو اُسکا اسم اعظم اسی
خیال سے بند کر دیا تھا کہ یہ محض بیدست و پا ہو جائیگا مجھسے لڑ نہ سکیگا میری اطاعت اور فرمانبرداری کریگا یہ
تھوڑے جانتی تھی کہ اتنے مددگار اُسکے آجائینگے اگر مین یہ جانتی تو جیسے مین نے گرفتار کیا تھا جزیرہ حیرت مین قید
نہ کرتی فوراً قتل کر ڈالتی تو آج کاہے کو یہ دن اُسے نصیب ہوتا پھر کبھی اپنے دل مین پیچ و تاب کھاکے آزردہ ہوکے
کہتی تھی کہ ای تمیز جادو یہ سب تیرے باعث سے ہوا تو نے مانع ہوکے حمزہ کو قوت دی لڑائی پہلے حمزہ تنہا تھا اُسکو
ماران جادو طرفۃ العین مین گرفتار کر لیتا اور ابتک تو مار بھی ڈالتا نام و نشان بھی کہین اسکا باقی نہ رہا ہوتا اور بھلا
اب یکایک کوئی اُسے کیونکر گرفتار کر سکتا ہی ابتو اُسکے پاس میرے لشکر سے بھی دو گنا چوگنا لشکر جمع ہو چکا ہی ای
تمیز جادو تیری صلاح پر جو چلے وہ خراب ہو اگر تو میرا قدیم ملازم نہ ہوتا تو اسوقت بہت بُری طرح مین تجھسے پیش آتی
تمیز جادو نے عرض کیا کہ ای ملکہ فرمانا آپ کا بجا ہی زمانے کا یہی دستور و قاعدہ ہی کہ اگر تدبیر بن پڑی چار طرف
واہ واہ ہوگئی اور اگر کام بگڑ گیا بس اُسکے گلے مین طوق لعنت کا پڑ گیا حمزہ کی زندگی تھی اور میری قسمت مین یہ
روسیاہی بدی تھی اس سبب سے یہ بات میرے مُنہ سے نکلی دمامہ جادو یہ سُنکے چپکی ہو رہی اور کہا کہ خیر اگر یہ
جادوگر آئے ہین تو میرا کیا کرینگے جس طرح پروانون کا ہجوم شمع انجمن کا کیا کر سکتا ہی آخر خود ہی سب جل جل کے
ہلاک ہوتے ہین اسی طرح یہ سب علت شمشیر آبدار ہین ایک سحر مین ان سب کو غارت کرونگی اور خوب ہوا کہ آج
یہ سب کے سب حمزہ کی مدد کو آگئے اس سے دوست و دشمن کا حال معلوم ہوگیا یہ سب شادی و غمی مین برابر شریک
ہوتے رہتے تھے ہم جانتے تھے یہ ہمارے ہم مذہب و ہم مشرب ہین سب ہمارے دوست ہین آج مفصل معلوم ہوا کہ
یہ سب خدا پرست ہین حمزہ کے طرفدار ہین مین ان سب کو مارونگی ایک کا بھی نام و نشان باقی نہ رکھونگی کیا
یہ لوگ مجھکو مانند ساحران ام الجبال اور عنطلی آباد کے سمجھے ہین دیکھو تو مین بھی کیسا انھین تباہ و برباد کرتی ہون
کہ کوئی انکا نام بھی نہ جانیگا غرض یہ باتین کرکے کمال رنجیدہ خاطر کبیدہ میدان سے پھر کے اپنے خیمے مین گئی اُدھر یہے
تمام ساحران مطیع اسلام کے استادہ ہوے صاحبقران عالیشان آکر بارگاہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا و علیہ السلام
مین داخل ہوے دنگل پر بیٹھے جادوگر گرد و اطراف مین دوزہ باندھ کے جمع ہوے الوس جنی نے ہاتھ باندھ
کے عرض کیا کہ ای شہریار غلام جسوقت سے حضور سے رخصت ہوکے گیا چار طرف جا جاکے سب کو حضور کے حال
سے آگاہ کیا سب موجود ہین پوچھ لیجیے ہر ایک نے گواہی دی کہ جی ہان حضور یہ بجا کہتے ہین انھون نے اس معرکہ
عظیم کے حال سے مطلع کیا ورنہ ہمین تو معلوم بھی نہین تھا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای الوس جنی تم
ایسا یار و وفادار سرفروش حق نیوش جانباز دوست مساز کہان پیدا ہوتا ہی تمنے وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے انجام نہوگا
ای الوس جب ہمکو فرامرز قارن عدلی نے عقابین پر چڑھایا ہی تو عمرو بھی ہر روز دن بھر دوڑتا تھا تمام دن دوڑ کے
سردارون کو جاجاکر خبر کرتا تھا اور جب شام ہوتی تھی تو ہمین آکے کھانا کھلاتا تھا یہانتک کہ دوڑتے دوڑتے اسکے
پانون بیکار و ناقص ہوگئے تھے مگر وہ کام عمرو ہی کا تھا اور تمنے بھی بڑا کام کیا کہ دو ہی چار روز کے عرصہ مین تمام عالم کے

ساحرون کو جمع کرکے لے آئے یہی باتین تھین کہ نظم

تلوارین و در سپر ہوے گرز گران بلند	اڑتے ہوے سیاہ پہ تھے نشان بلند
آواز کوس حرب ہوئی تا گمان بلند	دیکھا جو دور سے تو مسافر یہ کہہ گئے
گویا ہوئی سیاہ عدو سے فغان بلند	ٹکڑے اندھیری رات کے جنگل پہ چھا گئے

جو نہین آواز طبل جنگ کی سمع اقدس صاحبقران ذیشان مین پہونچی فرمایا خیر تو ہو یہ کیسا نقارہ بجا جاسوس خبر کے واسطے گئے بعد تھوڑی دیر کے پھر آکے عرض پرداز ہوے کہ شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے صاحبقران ذیشان نے بھی حکم دیا کہ بفضل ایزدی و تائید ربانی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے اسطرف دمامہ جادو نے اپنے ساحرون سے خطاب کیا کہ تم سبھون نے دیکھا حمزہ کی طرف تمام عالم کے ساحر جمع ہین لشکر بیشمار آیا ہے کہو تمنے کیا تدبیر ٹھہرائی ہے سب نے عرض کیا کہ اے ملکہ شہنشاہ ساحران ہم آپ کے سامنے کیا تدبیر کرینگے ہمارا کیا مقدور ہے جو آپ کے آگے نام سحر کا لین اور کچھ تدبیر اسکی کرسکین جو کچھ تدبیر حضور نے ٹھہرائی ہوگی وہی بہتر اور مناسب ہے دمامہ جادو نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ تجویز کیا ہے وہ کیا ہے تم اپنا حال کہو کہ کیا کروگے سبھے یکزبان ہوکے جواب دیا کہ ہم سب غلام جانبازی اور سرفروشی کے لیے موجود ہین دمامہ ہنسی اور دیکھا کہا کہ مین غافل نہین تھی مین نے مدت سے اسکی تدبیر کر رکھی ہے مجکو علم نجوم سے یہ وقت اور یہ امر شدنی معلوم تھا اور دیکھو وہ تدبیر یہ ہے اور یہ کہکے اپنا جوڑا کھول کے ایک ڈبا نکالا اُسکے کھولا اُسمین سے ایک بچہ میمون باہر آیا اور اُچکے سر پر دمامہ جادو کے جا بیٹھا گویا اُس لکاتہ ساحرہ کے سر کا تاج بنا آنکھین اسکی یاقوت سرخ کی معلوم ہوتی تھین اور گردن مین اسکی ایک کارچوبی پٹہ مرصع کار پڑا ہوا تھا اُسمین سونے کی زنجیر بندھی ہوئی وہ بچہ میمون کبھی اُچک کے سر پر جاتا تھا اور اُسکے سر کا تاج بنتا تھا کبھی شانے پر آکے اُسکے اعمال بد کا فرشتہ ہوتا تھا کبھی اسکی گود مین آکے اُسکا سرو سینہ ہوتا تھا بس اُس بچہ میمون پر جسکی نگاہ پڑتی وہ مُنھ کے بھل گرا اور بیہوش ہوگیا تمام ساحر دمامہ کیطرف کے بیہوش ہوگئے پھر دمامہ جادو نے اسم سحر کا پڑھکے اُنپر دم کیا وہ سب ہوش مین آئے اور بچہ میمون کو ڈبے مین بند کرکے پھر جوڑے مین رکھ لیا اور کہا ایہا الناس آگاہ ہو کہ زمانہ سابق مین خداوند سامری نے ایسا ہی ایک بچہ میمون تیار کیا تھا یا اب مین نے بنایا ہے کسی ساحر کا یہ مقدور نہین ہے کہ اس سحر کو رد کر سکے کیا مُنھ کسی کا کہ جو اُسکے سامنے ٹھہر بھی سکے اور یہ آخری حربہ مین نے رکھا ہے کہ کوئی اسکی تاب لا سکیگا اُسکے رد کرنے اور جواب دینے کا بھلا کیا ذکر ہے اور صاحبقران سے مجھے کچھ اندیشہ نہین ہے وہ کیا چیز ہے کہ میرے سحر کے مقابل مین ٹھہر سکے بلکہ یہ جتنے ساحر مدد کو اسکی آئے ہوے ہین یہ سب بیکار ہین ہان ایک سکلل خان جادو کہ وہ ساحر دیرینہ ہے مگر بفضل خداوند سامری و تائید جمشیدی اُسے بھی دیکھ لونگی تم سب مقابلہ کرو جب تم سے کچھ نہ ہو سکیگا اور تمھاری حربون سے یہ لوگ بچ جاوینگے تو ایک طرفۃ العین مین سب کا کام تمام کردونگی القصہ تمام رات دونون لشکرون مین نقارہ رزمی بجا کیا دونون طرف کے ساحر اپنا سحر جگانے مین مصروف رہے ہر جگہ ہر ایک نے بچہ خوک کو جھٹکا کرکے اسکے خون کا چکہ دیا تھا ہر طرف گوگل جل رہا تھا مرچون کی دھانس آرہی تھی تل پھنک رہے تھے دھوان اُٹھ رہا تھا شعلہ ہاے آتش بلند تھے ٹکٹی پر بڑے بڑے چراغ جل رہے تھے حتے کہ صبح ہوگئی صبح کو شاہ شاہان سلطان السلاطین امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان اسباب صاحبقرانی بدن پر آراستہ کرکے اشقر دیوزاد پر سوار ہوے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور نظر کردہ شاہ دلیر شہنشاہ حجازی کرب غازی اور مقبل وفادار اور ابوالہول دیوانہ اور ہیودا سے زنگی دونون اپنے ہاتھون مین چوب دستی لیے ہوئے ساتھ ساتھ تھے عمرو بن امیہ ضمری دامن گردانے ہوے آستینین کہنیون تک چڑھاے ہوے

اسباب عیاری تمام جسم پر لگائے ہوئے چست و چالاک بنا ہوا آگے آگے عرصہ کارزار مین آکر کھڑے ہوے اُدھر مخروق
جادو اور طاؤس جادو دہنے بائین اُس سپہر اقتدار کے استادہ مکلل خان جادو تخت مرصع پر سوار ایک طرف
باقی جملہ ساحر اپنے اپنے پرے باندھے ہوے صف بہ صف کھڑے ہوے کہ اتنے مین سواری شہنشاہ جادوگران ملکہ
دمامہ جادو کی بھی نمایان ہوئی سات سو اژدہائے آتش فشان پر سات سو علمدار سوار علم اژدہون کی پشت مین گڑے
ہوے پھر ہرے علمون کے آتشین اُنہین سے پرکالے آتش کے نکلتے ہوے ساحر اُنکے پیچھے ناریل اچھالتے ہوے کھیلتے ہوے
چلے آتے ہین آگے آگے سب ساحرون کے تخت ملکہ دمامہ جادو کا چار فیل آتشین پر کسا ہوا ہودج آتشین مین دمامہ بیٹھی
ہوئی لمبی چوڑی ایرج کا قد دیو کی بنی ہوئی معلوم ہوتی ہر چہرے کا رنگ مانند اُلٹے توے کے سیاہ لہنگا کھاروے کا پہنے ہوے
ساری سانلھو کی اوڑھے ہوے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا ٹیکا بڑا سا سیندور کا پیشانی پر دیا ہوا بالون کی لٹین چھوٹی ہوئین
زمین تک لٹکتی ہوئین ہر بُن مو سے آگ کے شعلے نکلتے ہوے معلوم ہوتا تھا کہ اس بلا کے سر مین تمام کالے سانپ
لپٹے ہوے منہ اُگل رہے ہین اور گرد و اطراف مین ساحران غدار مانند ماران فیل گوش سحر صولت اور عنبر جادو اور معنبر جادو
وغیرہ کے چلے آتے ہین ہر ایک اژدر آتش فشان پر سوار قشقے ہاتھون پر کھینچے ہوے میدان رزم مین آکے قائم ہوے
پرکالہاے آتش سر باسمان کشیدہ دھوان گنبد گردون مین پیچیدہ صداے نالہاے زیر ملے گوش گردون تک کر
نقارون کی صدا سے زمین متزلزل متحرک بس دمامہ جادو کا وہان پہونچنا تھا اور لشکر اسلام کی طرف بغیظ و غضب دیکھنا تھا
کر بجبر دیکھنے کے جہان لشکر اسلام کھڑا تھا وہان کی زمین شق ہوگئی اور مرکب زمین مین سمانے لگے جب امیر حمزہ صاحبقران
نے دیکھا کہ اشقر دیوزاد بھی زمین مین دھنسا جاتا ہی مخروق جادو اور طاؤس جادو سے خطاب کیا کہ ای مخروق جادو
اور ای طاؤس جادو یہ کیا آفت ہی کہ ابھی لڑائی نہین شروع ہوئی اور زمین مین زلزلہ پہلے ہی سے آگیا اُنھون نے
ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ ای شہریار یہ شہنشاہ ساحران ہی اپنی ہیبت ابھی سے دکھاتی ہی مگر حضور خاطر جمع رکھین
کنیزین ابھی اسکا تدارک کرتی ہین یہ کہکر مخروق جادو دہنی طرف اور طاؤس جادو بائین طرف گئی اور جھولی
سے ناریل نکالکے کچھ اسم اُنپر دم کرکے زمین پر اس زور سے مارے کہ تحت الثری تک پہونچا اور دو میل طلائی دہنے اور
بائین جانب لشکر اسلام کے قائم ہوگئے وہ زلزلہ موقوف ہوگیا زمین کا دھنسنا جاتا رہا دمامہ جادو نے دیکھا کہ زلزلہ لشکر اسلام
کی زمین کا موقوف ہوگیا ماران فیل گوش سے پوچھا ای ماران جادو دیکھنا یہ کسنے میرے سحر کو رد کیا ماران جادو نے
عرض کیا کہ مخروق جادو اور طاؤس جادو نے دمامہ جادو نے ہنسکے کہا کہ یہ قدرت خداوند سامری و جمشید کی ہی
کہ کل کی چھوکریان جلے منھ سے ابھی تک دودھ کی بو نہین گئی اور جو فن سحر کو مطلق نہین جانتین وہ ہمارے سحر کو رد کرین
تو قدرت خداوند سامری و جمشید کی دیکھو انکی بھی یہ مجال ہوئی خیر کیا مضائقہ ہی کچھ اندیشہ نہین ہین تو ایک لمحہ بھر
مین ان سب کو خاک سیاہ کردونگی مگر مجبور رحم آتا ہی کہ یہ سب بندگان خداوند سامری و جمشید ہین کیا انھین مٹاؤن
یہ کہکے اپنے ہاتھی کو صف سے آگے بڑھایا اور پکار کے کہا کہ ای ساحران غدار و ای مددگاران حمزہ معلوم ہوا کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنی
شامت لائے ہو تم سب کو لازم ہی کہ حمزہ کا ساتھ چھوڑ دو اور یہان آکے میری قدمبوسی کرو اگر اپنی جانین بچانا چاہو نہین تو
تم مین سے ایک کو زندہ نچھوڑونگی سبکو خاک سیاہ کردونگی مجکو رحم آتا ہی کہ تم میرے بھائی برادر ہو ہم قوم ہو دیکھو میرا کہنا تو سنجی
اپنی نہ بلاؤ مجکو شل ساحران ام الجبال اور عنقلی آباد کے نہ سمجھو یہان مکلل خان جادو سب سے آگے بڑھا ہوا اپنے تخت پر
سوار تھا اُس سے دمامہ جادو نے خطاب کیا کہ ای مکلل خان جادو تو تو ہمیشہ ہمارے یہان شادی و غمی مین شریک رہتا
تھا اب تیرا حال کھلا کہ تو خدا پرستون کا شریک ہی اور مجکو بالکل بھول گیا میرے رعب و خوف کو دل سے بھلا دیا کیا تو

نہین جانتا تمام زمانے کے ساحر اور سارے دنیا کے جادوگر میرے تابع حکم اور فرمانبردار ہین کیا تو نہین جانتا کہ کوئی مجھسے مقابلہ نہین کر سکتا اور مین تم سب کو اسواسطے سمجھاتی ہون کہ خلق مجکو بدنام نہ کرے کہ دمامہ جادو نے کسی پر رحم نہ کھایا سارے عالم کے ساحرون کا استیصال کر دیا اور خود میرا دل بھی نہین جانتا ہو کہ تم سب میرے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو ورنہ ایک طرفۃ العین مین تم سب کا استیصال کر دونگی یہان سے مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ او لکاتہ کیا بکتی ہو نشہ کبر و خودی مین بیہوش ہو کے کیا جھک مار رہی ہو ہم سب مطیع و منقاد سکندر صولت سلیمان شوکت سرگروہ خداپرستان افسر اسلامیان امیر حمزہ صاحبقران کے ہین ایک مدت مدید اور عرصہ بعید منقضی ہوتا ہو کہ اس شہریار فلک اقتدار نے قعر کفر و ضلالت سے نکالکر ہمکو سرچشمہ ہدایت پر پہونچا یا عوض مین نار جہنم کے گلزار نعیم مین ہمارا گھر بنایا آج ہم سب اسکے ساتھ اپنی جانین دینگے اور اپنے مالک غفور رحیم سے اُسکے صلے مین جنت لینگے اور یہ غرور جو تجھے ہو خدا نے چاہا تو تیرے سامنے آجائیگا کسواسطے کہ حق تعالے کو کسی کا غرور پسند نہین شعر مراد ارسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی + اور آج تک تکبر کسی کو نہین پھلا جسنے تکبر و غرور ذرا بھی کیا فوراً اُسکا بدلا اسکو ملا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + اے دمامہ جادو یہ دنیا چند روزہ ہی یہان کا جاہ و حشم ظاہری ہی کچھ اعتبار نہین کسی کو ایک حالت اور ایک طرح پر ہمیشہ قرار نہین جو آج ہی کل روانہ ہو دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہی پھر اس چند روزہ زندگی پر اتنا کبر و غرور عقل سے دور ہی عقلمندون انجام بینون کے نزدیک کبر و نخوت خلاف شعور ہے نظم

شایان فقط اسی کو کمال و جلال ہے	حاکم اسکی ذات عدیم المثال ہے
اچھا کوئی جو اپنے کو سمجھے تو کیا حصول	اچھا ہے بس وہی جسے بھائے وہ قبول
جسپر ہو اسکی مہر وہی لاجواب ہے	کیا جانے کون کس رنگ مین آفتاب ہے
یکتا ہو نہین عبث ہے جسے یہ خیال ہے	ہے دوسرا بھی ایک صاحب کمال ہے
انسان اپنی اصل کو پہچانتا رہے	ہوں ایک ساعت مین خاک ہی جاتا ہے
دنیا کا مال و جاہ ہے سب ہیچ اور فضول	کا شاہ ہین پیش خلق مگر اسکے آگے جُول

اور اے دمامہ جادو ہم بھی کسی سے بایکی کام نہین رکھتے ہین ہمسے بھی جو کچھ ہو سکے کا قصور و کوتاہی نہ کرینگے اگر ہم سبھون کی تقدیر ہی برگشتہ ہو اور اختتام امیر حمزہ کی صاحبقرانی کا اسی چاہ الماس مین مقدر ہوا ہو تو خیر رضینا بالقضا اور جو اقبال امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کا یاور ہو اور اختر طالع منور ہو تو شہر عنظلی آباد کی طرح اسکو بھی برباد کرینگے اور تجکو مار ینگے بس یہ کلمات سخت اور گفتگوے درشت جو دمامہ جادو نے سُنی تو نہایت غضبناک ہو کے پکاری او اجل رسیدہ مکلل خان جادو تو اپنے دل مین شاید یہ سمجھا ہو کہ مین کسی سے دبکر یہ باتین کرتی تھی مین تو تم لوگون کو اسوجہ سے سمجھاتی تھی کہ آج تک ہمارے تمھارے کوئی فیما بین جھگڑا بکھیڑا نہین ہوا ہو تم ہماری شادی و غمی کے شریک رہے ہو ہم تمھاری شادی و غمی کے شریک رہے ہین ہمیشہ تم ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے کبھی کوئی بات ایسی نہین ہوئی جس سے تمھین ہمسے ملال ہو کچا ہو یا ہمین تمسے رنج حاصل ہوا ہو آج جو تم سب ایک شخص غیر کے لیے جسکی کچھ ہستی نہین یلغار کر کے آئے ہو اپنے دل مین کیا سمجھے ہو حمزہ ایسے ہزارون بھی اگر چاہ الماس مین آئینگے تو سوا قتل ہونے اور مارے جانے کے کیا بنا ئینگے اور مین تو اسے پہلے ہی قتل کر چکی تھی لیکن اسکی اتنے دن کی زندگی تھی اسی سبب سے چھوٹ گیا اور بھلا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتا ہو دیکھو تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہو مجھے تو یہ خیال ہو کہ گیہون کے ساتھ گھُن نہ پسے یہ قتل ہو تو تم سب کی تو جان نہ جائے مگر اب تم نہین مانتے سو خیر تمھین اختیار ہو جہان تک سمجھانے کا حق تھا مین تم کو سمجھا چکی اب میرا کوئی قصور نہین مین مجبور رہون اور مین تو مدت سے تمھاری تدبیر کر چکی ہون یہ کہہ کے جوڑے سے وہی بچہ میمون نکالا اور زنجیر پکڑ کے جو اُسے کھینچی تو اسنے ایک چیخ ماری کہ صدا سے اسکی تمام ساحر لشکر اسلام کے اور جملہ جادوگر فوج دمامہ کے شمشہ کے بغل بیہوش ہو ہو کے گر پڑے بعد ساعت بھر کے جو ہوش مین آئے دمامہ جادو پکاری کہ اے مکلل خان جادو دیکھا تو نے اور وہ کل کی چھچھوندری بن جھگلے

منھ سے ابھی دودھ کی بو تک نہین گئی جنھون نے فقط نام سحر کا سُن لیا ہی اور کچھ نہین جانتین اور میرا سحر رد کرنے کو موجود
ہین اُنھون نے اسکا رد سحر کچھ نہ کیا اسکا رد سحر کرتین تو ہم بھی جانتے کہ ہان وہ بھی کچھ سحر کرنا جانتی ہین ابھی تو تم سب لوگ
اسکی آواز ہی سنکے بیہوش اور خود فراموش ہوگے منھ کے بَل زمین پر گر پڑے ہو اور جسوقت مین نے اسکی دونون ٹانگین
پکڑنے کے چیر ین اور یہ چلایا تو کہو کیا ہوگا اُسوقت ادھر اسکی آواز نکلی تو بیہوش ہوکے زمین پر گرنا کیسا تم سب کے سب اندھے
ہوجاؤ گے آنکھین بیکار ہوجائینگی مین تم سب کو قتل کر ڈالونگی اب بھی میرے کہنے پر عمل کرو میرے سحر سے ڈرو اپنے حال زار پر رحم
کھاؤ حمزہ کا ساتھ چھوڑو ادھر آؤ مفت اپنی اپنی جانین نہ دو آکے میرے شریک ہو قسم ہی مجکو خداوند سامری و جمشید کی
مجکو افسوس آتا ہی کہ نو لاکھ بندگان سامری و جمشید ناحق میرے ہاتھ سے غارت ہوجائینگے اور فی الحال تامل و تساہل اس
سبب سے کرتی ہون کہ میرے سردار تم سب لوگون کا استیصال کرنے کو بیٹھے ہین جب اُنسے کچھ نہ ہوگا اور وہ تمھارے استیصال سے
عاجز آئینگے تو مین ایک چشم زدن مین کام تم سب کا تمام کردونگی ابھی دمامہ جادو یہ کہہ رہی ہی یہان کا حال سُنیے کہ ساحران
اہل اسلام جو ہوش مین آئے تو صاحبقران کے پیچھے آکے چپکے کھڑے ہوئے تھرتھر کانپ رہے تھے جیسے لرزہ سبکو چڑھا ہوا
تھا اور گویا منھ مین زبان نہ تھی کہ دمامہ جادو کو کچھ جواب دیتے مکلل خان جادو کے منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی تھین وہ
بھی حیرت مین سکتے کی سی صورت بنا ہوا کھڑا تھا صاحبقران عالیشان نے مخروق جادو و طاؤس جادو سے فرمایا کہ
صاحبو یہ میمون سحر عجیب و غریب بنایا ہی کہ مین بھی اسے دیکھکے خائف ہوا تھا اور آواز اسکی مثل آواز رعد کے تھی یہ بھیانک صدا
مین نے آج تک کہین کسی کی نہین سُنی تھی شعر عجب ہولناک اس لعین کی صدا تھی + معاذ اللہ آفت تھی قہر خدا تھی + دیوون کی
آوازین بھی اسکے سامنے مات تھین اور تم بھی سب دمامہ کے سامنے بیکار تھے وہ چاہتی تو طرفۃ العین مین تم سب کو مار ڈالتی اور
کوئی اسکا کچھ نہ بنا سکتا خدا نے تم سب کو بچایا اب کہو تم نے کیا تدبیر تجویز کی ہی مخروق نے عرض کیا پیر و مرشد ہم جانبازی
اور سر فروشی کو موجود ہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی حاضر ہین ہم اپنی تدبیر سے غافل نہونگے اُسوقت ہمین معلوم نہ تھا
کہ اسنے ایسا زبردست سحر تیار کیا ہی نہین تو کبھی یہ حالت ہماری نہ ہوتی اب ہم بھی رد اسکی تیار کرتے ہین وہ رہے پیر مکلل خان
جادو ہم سب مین سن رسیدہ اور بزرگ ہین بلکہ اُنھون نے صحبت جمشید و سامری کی دیکھی ہی یہ کیا کچھ کمی کرینگے مکلل خان نے
ہاتھ باندھ کے عرض کی ای امیر گیتی ستان صاحبقران زمان مین نے جب سے یہ بچہ میمون دیکھا ہی میرے ہوش و حواس بجا نہین
ہین زمانے مین کوئی اس سحر کو رد نہین کر سکتا یہ کل کی چھوکریان ہین بھلا انھون نے کیا دیکھا جب مجھ ایسے پیر ضعیف کا یہ حال ہی
کہ اب تک ہوش و حواس بجا نہین ہین تو انکی کیا حقیقت ہی اور اس بچہ میمون سے مین خوب واقف ہون اسی سے زیادہ
خائف ہون مین نے سامری کی آنکھین دیکھی ہین کہ جسکے نام سے آج تک سحر ہوتا آیا ہی اور روے زمین کے ساحر اُسکے پیرو
ہین ایک مرتبہ سامری نے ایسا ہی بچہ میمون تیار کیا تھا تمام عالم کے ساحرون نے چاہا کہ اسکی رد کرین کوئی کچھ نہ کر سکا یہانتک
کہ خود سامری نے ارادہ کیا اور اس بات کی کوشش کی کہ اسکی رد بنائے ہرگز نہ بن سکی ایک بچہ میمون تو مین نے جب دیکھا تھا
اور دوسرا آج دمامہ جادو کے پاس دیکھا پیر و مرشد اسکی رد سوا اسم اعظم کے اور کسی سے ممکن نہین امیر صاحبقران نے مایوس
ہوکے جواب دیا کہ ای مکلل خان جادو اسم اعظم تو اس لقا نے پہلے ہی بند کر دیا ہی مکلل خان نے پھر دست بستہ ہوکے التماس کیا
کہ خیر حضور دیکھین تو کیا ہوتا ہی جو ہوگا دیکھا جائیگا مصرع بر سر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد + مکلل خان کی اس گفتگو سے تمام ساحر مثل
بید کانپنے لگے کہا جو مرضی الٰہی اُدھر دمامہ جادو پھر کے اپنی صف مین آئی اور اپنے ساحرون سے کہا کہ تم سب میدان مین جاؤ مین بھی
دیکھون کہ آج کیا کرتے ہو ایک خرعطر جادو نامی بلائے بیدرمان آفت روزگار ہی اُسنے شہنشاہ ساحران دمامہ جادو کو سلام کیا
اور عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو مین جاکے ان سب کا کام تمام کردون دمامہ نے جواب دیا جا خداوند سامری و جمشید تیرے

حافظ و نگہبان ہین بس معطر جادو نے اژدر آتش فشان کو میدان مین لایا اور جھولی سے ایک چوٹی دار ناریل
نکالکے زمین پر مارا کہ شق ہو گیا اُسمین سے ایک شعلہ لپکتا ہوا نکلا وہ شعلہ بڑھتے بڑھتے ایک آگ کا دریا ہو گیا اور موجین
مارتا ہوا لشکر اسلام کیطرف بڑھا ادھر طاؤس جادو طاؤس پر سوار تھی اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا کہ دریائے آتشین بڑھتا چلا آتا
ہے فوراً اپنے طاؤس کو صف کے آگے بڑھایا اور میدان مین آکے ایک روئی کا پہل نکالکے ہاتھ پر رکھا اور اُسپر چند قطرے
پانی کے اسم سحر پڑھ کے چھڑکے کہ وہ آسمان کی طرف اُڑا جسقدر وہ روئی کا پہل بلند ہوتا جاتا تھا بڑھتا جاتا تھا
یہانتک کہ ایک ابر محیط بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے پانی برسنے لگا اور اس شدت سے برسا کہ دریائے خونخوار موجین مارنے لگا
اور اُسطرف بڑھنے لگا حتی کہ وہ دریائے آب اُس دریائے آتش پر گرا دونون دریا باہم صحرا کی طرف روان ہو گئے اُنسکی
نظرون سے نہان ہو گئے معطر جادو غیظ مین یہ کہتا ہوا طاؤس جادو پر دوڑا کہ او طاؤس تو نے میرا سحر رد کیا
اب تو میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگی ادھر سے طاؤس جادو پکاری کہ او حرامزادے دیکھ تو آج تیرا کیا حال کرتی
ہون اور اسنے بھی اپنے طاؤس کو آگے بڑھایا دونون مقابل ہوے سحر ہونے لگے ادھر اس ناری نے اژدر آتش فشان
کو شعلہ بار کیا ادھر اس شعلہ جوالہ نے اپنا سحر دھوان دھار کیا دونون اُس آگ اور دھوین مین چھپ گئے مگر آواز
دونون کی چلی آتی ہے بعد دو گھڑی کے وہ آگ اور دھوان موقوف ہوا اور اُسمین سے طاؤس جادو پسینے مین غرق
سر معطر جادو کا ہاتھ مین لیے ہوے نکلی غل ہوا کہ معطر جادو مارا گیا طاؤس جادو نے سر اُس نابکار کا سامنے امیر کشورگیر
کے ڈالدیا امیر نے طاؤس جادو کو گلے سے لگایا پیشانی کو اُسکی بوسہ دیا بہت سی تعریفین کین اُسطرف عنبر جادو نے
جو دیکھا کہ معطر جادو مارا گیا غیظ و غضب مین آکے دمامہ جادو سے رخصت طلب کی اُسنے اُسے اجازت دی یہ
میدان مین آیا نعرہ کیا کہ اے ساحران لشکر اسلام غضب کیا تمنے کہ رفیق کو شہنشاہ جادوان ملکہ دمامہ جادو کے مار ڈالا
دیکھو نواب کیا گل کھلتا ہے ایک کے عوض مین کون کون خاک مین ملتا ہے کس کس کا سر قلم ہوتا ہے کون کون فرش موت پر
سوتا ہے یہ کہکے ایک تسمہ جیب مین سے نکالا اور اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور ایک روئی کے پہل پر ان ٹکڑون کو رکھکے اسپر اسم سحر
پڑھکے اُسے اُڑایا کہ وہ روئی کا پہل ایک ابر محیط بنگیا اور اُسمین سے سانپ بچھو مثل قطرات باران کے برسنے لگے
جسکو اُن سانپ اور بچھوؤن نے کاٹا وہ پانی ہو کر بہ گیا محروق جادو نے جو یہ کاٹ پھانس اُس موذی کی دیکھی
اُسی وقت ایک لوہے کی چادر نکالی اُسپر اسم سحر دم کیا کہ وہ ایک آسمان آہنی بنکر اہل اسلام کے سرون پر چھا گئی اب جو
مار و عقرب اوپر سے آتا ہے اُسی لوہے کے آسمان پر گرتا ہے طاؤس جادو نے جو یہ کیفیت دیکھی ہزارہا طاؤس
سحر بناکے اُڑائے وہ اُس آسمان آہنی پر جا بیٹھے اور جو مار و عقرب گرا اُنھون نے نوش جان کیا سب ساحران اہل اسلام
اُن طاؤسون اور سانپ بچھوؤن کا تماشا دیکھنے لگے عنبر جادو نے جو یہ دیکھا کہ سب اہل اسلام اس تماشے کی طرف
مخاطب ہین اُسکے دل مین خیال آیا یہ موقع خوب ہے تو چلکر جلدی سے حمزہ کو پکڑ لا ایسا وقت فرصت تقدیر سے
مل جاتا ہے بس اپنے دل مین یہ خیال فاسد کر کے زمین پر گر کے لوٹا اور اسم سحر کا جو اپنے اوپر پڑھ کر پھونکا فوراً وہ
خانہ خراب بشکل عقاب ہو گیا اور آسمان کی طرف پرواز کی جب پروے ہوا کچھ بلند ہوا وہان سے دونون کندے
جوڑکے صاحبقران پر آگرا اور جھپٹے دونون پنجون سے دونون شانے امیر کے مضبوط پکڑکے آسمان کی طرف لے اُڑا
اور بلندی پر جاکے لشکر دمامہ جادو کی جانب روانہ ہوا یہان لوگون نے جو یہ ماجرا دیکھا لشکر اسلام مین ایک غل
پڑ گیا کہ صاحبقران کو عقاب لیے جاتا ہے محروق جادو نے جو یہ تیز پری اسکی دیکھی اُسیوقت آپ ایک
باز تیز پرواز کی صورت بن کر اُڑی اب آگے آگے وہ عقاب مصنوعی صاحبقران عالیشان کو پنجون مین دابے

اڑاتا ہوا چلا جاتا ہے اور پیچھے پیچھے اُسکے یہ باز چرخ و پرواز سن کرتا چلا جاتا ہے لوگ دونون لشکرون کے دیکھ رہے ہین
وہامہ جادو کو نہایت خوشی ہے کہ حمزہ گرفتار ہو گیا لشکر اسلام بے سردار ہو گیا اب کوئی دم مین شادیانے
فتح کے بجوائی ہون اور سب کو بھی کسی سے گرفتار کروا منگاتی ہون لشکر اسلام مین لوگ دعائین کر رہے کہ بارالہا
صدقہ اپنی وحدانیت کا ہم غریبون کی بیکسی و بےکسی پر رحم فرما کر صاحبقران عالیشان کو اُس عقاب کے پنجہ سے
جلد رہائی دے جلد اُسکے پاس پہونچا وہ باز تیز پرواز اس عقاب خانہ خراب تک پہونچ گیا اور پنجے مار کے اُسکو زخمی کیا اس عقاب کے جسم کو
زخمون کی ایذا جو پہونچی صاحبقران پنجون سے چھوٹ گئے زمین پر گرنے لگے طاؤس جادو نے جو دیکھا کہ
صاحبقران زبان زمین پر گرا چاہتے ہین بروے ہوا بلند ہو کے صاحبقران کو روک لیا اور وہان سے لا کے
پھر اشقر پر سوار کیا ادھر محروق نیئے باز مصنوعی نے عنبر جادو کے عقاب مصنوعی کو زمین پر گرا کے اسقدر منقار زین
مارین کہ پیٹ اس شکم سوختہ کا چاک ہو گیا اور وہ واصل جہنم ہوا ایک غل و شور برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من عنبر جادو
بود اور وہ ابر کہ جسمین سے سانپ و بچھو برستے تھے برطرف ہو گیا اُسکے مرتے ہی ماران فیل گوش سحر صولت جادوگر
ملکہ وہامہ جادو کا شاگرد خاص ہے اُسنے جو دیکھا عنبر جادو کہ تیرے برابر کا تھا وہ مارا گیا کمال غضب ہوا اور یہ کہکے وہامہ
جادو کے سامنے آیا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ محروق جادو مطیع اسلام نے عنبر جادو کو مار ڈالا مجھکو اسکے مارے جانے کا نہایت
ملال ہے اُسکی تاب مفارقت محال ہے غضب کیا ان اہل اسلام نے کہ اتنے بڑے جادوگر کو مار ڈالا مجھسے اب نہین دیکھا جاتا
ہے ای ملکہ میری آنکھون مین خون اتر رہا ہے اگر حکم ہو تو میدان مین جاؤن اور لشکر اسلام سے اُسکے خون کا عوض لون کچھ رنج و الم
اسکا دور ہو دل میرا سرد ہو وہامہ جادو نے جواب دیا کیا مضایقہ ہے تم بھی میدان مین اپنے دل کا حوصلہ نکال لو یہ سنکر
ماران فیل گوش وہامہ جادو کو سلام کر کے شل مار دم بریدہ کے پیچ و تاب کھاتا ہوا غیظ مین ہونٹھ چباتا ہوا
میدان کی طرف چلا ادھر وہامہ جادو نے اپنے ساحرون سے کہا کہ اگر ماران کو بھی لشکر اسلام نے معطر جادو
اور عنبر جادو کی طرح مار ڈالا تو تم دیکھ لینا کہ پھر مین ان ساحرون مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی سبکا
رشتہ حیات توڑ دونگی سنتے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ای شہنشاہ ساحران بھلا دنیا مین کسکی مجال ہے کہ ماران سے
مقابلہ کر سکے جسے قضا منھ دکھائے وہ بیشک اسکے مقابلہ کو آئے جسکو اپنی جان دینا گوارا ہو وہ اسنے معرکہ آرا ہو ایک
مکلل خان البتہ ان مین ساحر زبردست ہے تو وہ بھی اُن سے عہدہ برآ نہ ہوگا یہ حضور کی آنکھین دیکھے ہوے ہین
آپ کو نیا بھر کے سحر سیکھے ہوے ہین کوئی کیا اُنکے منھ چڑھ سکتا ہے اُنسے لڑائی مین کوئی کیا بڑھ سکتا ہے یہان تو یہ باتین
تھین وہان ماران جادو میدان مین آ کے قائم ہوا اور نعرہ کیا کہ ای ساحران اسلام اور ای تابعان حمزہ خودکام تمنے
آج بازو میرا توڑ ڈالا عنبر جادو کو مارا یہ کہکے تھوڑی سی خاک چٹکی مین اُٹھا کے اسم سحر اُسپر دم کر کے زمین پر اُسے پھینکا کہ
یہان طاؤس جادو اور محروق جادو جو کھڑی ہوئی تھین اُنکے پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک بگولا خاک کا
اُٹھکر دونون کے لپٹ گیا محروق جادو اور طاؤس جادو بیہوش ہو کر گرین گرتے ہی تڑپنے لگین لشکر اسلام مین غل ہوا
کہ ارے دیکھو محروق اور طاؤس جادو کا عجب حال ہے دیکھیے جانبر بھی ہوتی ہین یا نہین مکلل خان نے جو یہ
حال محروق جادو و طاؤس جادو کا دیکھا اُسیوقت صراحی پانی کی منگوا کے اُسپر کچھ پڑھکے دم کیا بعد اسکے اُسی پانی کو
لا کے دونون پر چھڑکا کہ وہ تڑپن اُنکی موقوف ہوئی مگر ہوش نہین آئے اُنکو تو خیمون مین بھجوا دیا اور مکلل خان نے
وہ باقی ماندہ پانی زمین پر ڈال دیا کہ وہ سب پانی زمین مین جذب ہو گیا پانی کا جذب ہونا تھا کہ ماران جادو کے
پاس کی زمین شق ہوئی اُسمین سے ایک فوارہ جلتے پانی کا نکلکر ماران جادو پر پڑا ماران جادو نے جو اسم سحر کا

بڑھکر پھونکا اور ایک گنبد طلائی اُس شگاف زمین پر مارا زمین برابر ہو گئی اور پانی کا نکلنا موقوف ہو گیا ماران
جادو پکارا کہ مکلل خان میدان مین آ اب میرا تیرا سامنا ہی تو ہمنشین سامری کا ہی مین شاگرد شہنشاہ ساحران
ملکہ دمامہ جادو کا ہون دیکھون آج تو مجھسے بازی لیجاتا ہی یا مین تجھسے گوے سبقت لیجاتا ہون ساری عمر مین آج ہی
تو تیرا سامنا ہوا مین ہمیشہ تیری سحر ساحری کا ذکر مذکور سنا کرتا تھا مجھے بھی اشتیاق تھا کہ تیری اُستادی دیکھون خیر آج
اتفاقات روزگار سے سامنا ہو گیا مین دیکھون کہ تجھ ایسے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ کا سحر مجھپر چلتا ہی یا میرا
جادو تجھپر پیش جاتا ہی غرض یہ کلمات تخت و درشت اس ناہنجار آفت روزگار بدخلق بدخو اران جادو نے مکلل خان
جادو نے سنکے اپنے تخت کو صف سے آگے بڑھایا مقابلے پر ماران کے آیا ماران جادو نے جو دیکھا کہ مکلل خان
میری زد پر آگیا جھٹ پٹ زمین پر لوٹا اور اپنے اوپر کچھ اسم سحر کا پڑھ کے پھونکا فوراً وہ سگ ناپاک شیر کی صورت بنگیا
اور مکلل خان پر دوڑا مکلل خان نے جو دیکھا یہ خرس بادیہ ضلالت شیر کی صورت بنکے مجھپر جھپٹا ہی اُسنے بھی اپنے اوپر
اسم سحر کا پڑھ کے دم کیا اور ایک ارنے کی شکل بنکے اُسپر دوڑا دونون باہم لڑنے لگے اور وہ شیر بنے ماران جادو
ہر بار طمانچہ مارتا ہی مکلل خان جادو ارنے کی شکل بنا ہوا اُسکے طمانچے کو اپنے سینگون پر روکتا ہی بڑی دیر تک دونون
مین باہم مقابلہ رہا یہانتک کہ ماران جادو نے پنجے سے ایک پارچہ گوشت مکلل خان کے جسم سے نوچ لیا مکلل خان
کو غصہ آیا اُسنے بھی پیچھے ہٹ کے جو ایک سینگ اُسکے مارا تو اُسکے ایک زخم کاری لگا مگر ماران جادو بحیثیت تمام علیحدہ
ہو کے فیل آتشین کی صورت بنکر مکلل خان پر دوڑا اُسنے بھی چاہا کہ مین کوئی اور صورت بناؤن مگر مہلت نہ ملی یہانتک
کہ اُس فیل آتشین نے آکے اُسکو دبا لیا اور زمین پر گرا کے پامال کرنے لگا صاحبقران ذیشان نے جو دیکھا کہ مکلل خان
مغلوب ہوا اور اب کوئی دم مین کام اُسکا تمام ہوا چاہتا ہی بے اختیار پروردگار کو پکارے کہ اے کس بیکسان و اے یاور غریبان
اس مرد ضعیف کو ماران جادو کے ہاتھ سے بچالے اور ہمکو ان ساحرون کی شر سے محفوظ رکھ اور کبھی اپنی طرف کے
ساحرون سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا کہ صاحبو دیکھو مکلل خان ہاتھ سے ماران کے مارا جاتا ہی اُسکا کام تمام ہوا
چاہتا ہی جلد اسکو اُسکے ہاتھ سے بچاؤ مدد کو جاؤ کوئی جواب بھی نہین دیتا ہر شخص غرق دریاے حیرت بنکے کی صورت
بنا ہوا کھڑا ہی اور خاموش ماران جادو اور مکلل خان کو دیکھ رہا ہی اور اگر کوئی جواب بھی دیتا ہی تو یہ کہتا ہی کہ سرور شہد
یہ ملعون شاگرد رشید دمامہ جادو شہنشاہ ساحران کا ہی اور فن سحر مین ہمسر اور ہم پلہ دمامہ جادو کا اس سے کون مقابلہ کرے
کون میدان مین جائے اور جو اسوقت اُسکے پاس جائیگا وہ مارا جائیگا لہذا مین نہ اُسکے آ‌ئے گا خدا ہی مکلل خان کو بچانیوالا
ہی فقط اُسی کی ذات کا سہارا ہی اگر وہ مدد کریگا تو البتہ یہ اُسکا سحر رد کریگا ورنہ دشمنون کے کان بہرے کام تو اُسکا
تمام ہو چکا اب باقی کیا ہی جتنے ساحر لشکر امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین ہین سبکی رنگتین زرد ہین ہاتھ پاؤن سرد
ہین رخون پر اُداسی چھائی ہوئی ہی چہرہ نیم مردنی بھری ہوئی ہی صاحبقران دوران نے جو دیکھا کہ کسنے بھی کسی
ساحر کی جرأت نہین ہوتی کہ ماران جادو کے مقابلے کو جائے اور مکلل خان کو اُسکے شر سے بچائے پھر دست
مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے خالق حقیقی اور مالک تحقیقی تو نے بڑے بڑے معرکون
مین میری مدد کی ہمیشہ مجھپر جو بلا آئی وہ تو نے اپنے فضل و کرم سے رد کی تیری ہی مدد سے مین چاہ الماس مین آیا اور فرخنون
جادو اور نرگس جادو اور سرامہ جادو و تیسال جادو و کو واصل جہنم کیا تیرے ہی فضل و کرم کے بھروسے پر مین آج
اس لکا دمامہ جادو سے بھی معرکہ آرا ہوا اس مین بھی ابتک اُسپر دو ہا اُسکے جادوگران نامی کو لشکر اسلام نے راہی
دار البوار کیا لیکن اب ایسی مشکل آپڑی ہی کہ بنی بات بگڑا چاہتی ہی ساری عزت و آبرو اس بندہ ذلیل دستگیری خاک

مین ہلا چاہتی ہے واسطہ اپنے بندگان خاص کا میری آبرو رکھ لے اور اس بندۂ بیکس و بے بس کو اس موذی کے
چنگل سے نجات دے ابھی امیر حمزہ صاحبقران بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری بدرگاہ خدا یہ دعا کر رہے تھے کہ
تیر دعا ہدف اجابت پر پہنچا شعر؎ بہمت بہمت کشور کشائش ٭ برآید بر ہدف تیر دعائش ٭ یکایک دیکھا کہ ایک لکۂ ابر آسمان
پر نمایان ہوا اس مین سے آواز رعد کی آنے لگی ہزارون بجلیان چمکنے لگین اُس رعد کی آواز مہیب اور بجلیون کے چمکنے
سے دونون لشکرون کے جادوگر خوف کے مارے کانپنے لگے اور ہول کے سبب سے سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی ہانپنے
لگے ہاتھ پانون پھول گئے سارا سحر بھول گئے چہرون کے رنگ زرد ہوگئے جسم سب کے سرد ہوگئے آنکھین خیرگی کرنے لگین
دمامہ جادو نے اپنے ساحرون کیطرف مخاطب ہوکر کہا معلوم ہوتا ہے بلکہ برق جادو آپہونچی یہان دمامہ جادو یہی
کہہ رہی تھی اور ماران فیل گوش چاہتا تھا کہ دونون دانت اپنے مارے کہ مکلل خان کا پیٹ پھٹ جائے کہ آواز
گڑگڑاہٹ کی بلند ہوئی اور اُس لکۂ ابر مین سے بجلی تڑپ کے ماران جادو پر گری کہ وہ جہنمی جلکے خاک سیاہ ہوگیا اور
مکلل خان سراسیمہ و پریشان بھاگ کے خدمت فیضدرجت امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان مین آیا اور عرض کرنے لگا
کہ ماران جادو کے ہاتھ سے میرا کام تو تمام ہوچکا تھا مگر بفضل خدائے لایزال اور حضور کے اقبال سے بچگیا صاحبقران
زمان نے مکلل خان کو گلے سے لگایا اور بہت سا احسنت و مرحبا فرمایا اُدھر دمامہ جادو نے جو دیکھا کہ ملکہ
برق جادو نے میرے شاگرد اور سردار ماران فیل گوش سیہ بخت کو بجلی گرا کے خاک سیاہ کردیا مارے غصے کے
مثل مار سر دوم بریدہ کے پیچ و تاب کھانے لگی آنکھین سرخ مثل خون کبوتر کے ہوگئین ابروؤن مین بل پڑگیا ہونٹھ
چبانے لگی اور بصد غیظ و غضب چلانے لگی کہ او شوخ دیدہ گیسو بریدہ برق جادو علامۂ دہر آفت روزگار تو نے
ماران جادو میرے شاگرد اور سردار کو مار ڈالا او خام پارہ اچھال چھکے تجھے میرا ابھی خوف نہ آیا ہے شرط کہ پہلے تجھی کو خاک سیاہ
کردون ماران کے خون کا عوض تجھسے لون تو نے پہلے نرگس جادو اور سراسمہ جادو کو قتل کروایا پھر اُنکے قاتلون کو
میری قید سے رہا کردیا مین نے جو پوچھا تو مجھ سے جھوٹی قسمین کھا کے صاف انکار کیا آج تو تیرا سب جھوٹھ کھل گیا
کہ تو نے میری آنکھون کے سامنے ماران کو مار ڈالا او لکا تہ یہ سارا تیرا ہی لبس بویا ہوا ہے یہ بیڑا تیرا ہی ڈبویا ہوا ہے
خیر تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جائیگی دیکھ تو کیسی اپنے کیے کی سزا پائیگی پہلے تیرے یارون کو مارلون بعد
اُسکے تجھ سے سمجھ لونگی یہ کہکر اپنے ہاتھی کو صف سے بڑھایا اور اسی بچۂ میمون کو جوڑے مین سے نکال کے
دونون ٹانگین اُسکی پکڑ کے چیرین اُسنے ایک چیخ اس زور سے ماری کہ گنبد گردون گردان تک آواز اُسکی گونج
گئی سبکے کلیجے ہلنے لگے ہاتھ پانون سرد ہوگئے حواس خمسہ جاتے رہے زبانین بند ہوگئین آنکھین چندھیا گئین
اور ساحران لشکر اسلام تو بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے بینائی آنکھون سے جاتی رہی سب کے سب مثل
کور مادر زاد کے نابینا ہوگئے امیر صاحبقران کی آنکھون مین تاریکی چھائی تھی یقین مرگ کا ہوچکا تھا
مکلل خان پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ سامری کے زمانہ مین اس بچۂ میمون کا رد سحر تمام عالم کے ساحرون مین سے
کوئی نہ کرسکا بھلا اب کون کرسکتا ہے جملہ ساحران اسلام نے جواب صاف دیا تھا امیر حمزہ صاحبقران سرگروہ
خداپرستان خاموش و خود فراموش اس فکر مین کھڑے ہوئے اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ اے پروردگار عالم
اب کیا ہوگا اسم اعظم بھی بند ہے کوئی تدبیر نہین پڑتی مفت آج میرے سبب سے اتنے تیرے بندون
کی جانین ضایع ہوتی ہین تو نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کردیا حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو ایک
آگ کے انگارے کے سبب سے ید بیضا عطا کیا حضرت نوح علیہ السلام کو طوفان سے بچایا حضرت

عیسٰے روح اللہ کو دشمنون سے چھڑا کے آسمان پر پہونچایا اگر تو مدد فرمائیگا تو یہ بندۂ ذلیل اس بلاے عظیم سے نجات پائیگا ابھی صاحبقران یہ دل مین کہ رہے تھے کہ ایک مرتبہ برق جادو مثل برق جہندہ کے آسمان پر چمکی اور وہان سے طرفۃ العین مین صاحبقران کے سامنے آکے شیشہ باطل السحر کا توڑا اور آواز دی کہ ای شہریار اسم اعظم یاد کیجیے بس صاحبقران والا ہمم نے اسم اعظم جو پڑھا وہ تاریکی برطرف ہوگئی اور بار دیگر اسم اعظم پڑھ کے اپنے ساحرون پر دم کیا کہ وہ سب ہوش مین آئے اب صاحبقران کے دل سے وہ تردد و تفکر دور ہوا طمانینت حاصل ہوئی سب ساحرون کی بھی جان مین جان آئی امیر اسم اعظم پڑھتے ہوے دمامہ جادو کی طرف بڑھے ور دمامہ جادو اب ہر چند اس بچہ میمون کو چیرتی ہی مگر صداے بنا شد اسکی آواز ہی نہین نکلتی جو جو امین سے آواز نکلنا موقوف ہوتی جاتی ہی یہ اور دانت پیس پیس کے ہونٹھ چبا کے اسکو چیرتی ہی مگر وہان کچھ اثر ہی نہین وہ بچہ میمون مثل روئی کے لنگور کے چرتا چلا جاتا ہی اور کچھ آواز نہین دیتا یہانتک کہ دمامہ جادو اسکو کمر تک چیر چکی کہ امیر با تدبیر نے اسم اعظم جو پڑھکر اسپر پھونکا دمامہ جادو اندھی ہوگئی بچہ میمون اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ چارون طرف ٹٹولنے لگی امیر با توقیر نے فرمایا کیون ای دمامہ جادو کیا ڈھونڈھتی ہی اسنے غصے مین آکے آواز کیطرف جواب دیا کہ ای حمزہ مین تجھی کو ڈھونڈھتی ہون گو کہ اب مین اندھی ہوچکی ہون اور کام میرا تمام ہونیکا مگر جواب بھی تو میرے ہاتھ آجائے تو تیری بوٹیان دانتون سے نوچ کے تجھے ہلاک کرون یہان سے مقبل خان نے آواز دی کہ اد لکا تو دمامہ جادو تجھے تو بڑا غرور تھا اپنے سحر پر نہایت غرا تھا اب وہ غرور کہان گیا اور وہ بچہ میمون کیون مٹی کے کھلونون کی طرح بیکار ہوگیا دمامہ جادو شرمندہ ہوکے چپ ہو رہی مگر اس شوخ دیدہ کی اندھی آنکھون سے دو آگ کے شعلے نکلے اور دونون آگ کے شعلون نے امیر کیطرف رخ کیا صاحبقران نے دوڑ کے ایک ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا بسر پر اس علامہ کے مارا کہ پھل تیغۂ آبدار کا سر و سینہ پر کینہ اس ملعونہ کا کاٹ کے دونون ٹانگون سے نکل گیا غل ہوا دمامہ جادو ماری گئی واصل جہنم ہوئی ایک تلاطم عظیم برپا ہوا آندھی چلنے لگی خاک اڑنے لگی چارون طرف اندھیر اچھا گیا تمام جادوگر دمامہ جادو کی طرف کے اپنے عرب نے لیے ہوے دوڑے ادھر سے ساحران سلیمان کمک کو آئے سحر چلنے لگے لڑائی ہونے لگی جو اسطرف کا ساحر سحر کرتا ہی اسطرف کا ساحر اسکی رد کرتا ہی جو ادھر کا ساحر سحر کرتا ہی یہ اسکا جواب دیتا ہی غرض چار گھڑی تک گھمسان کی لڑائی رہی دونون طرف سے خوب خوب سحر بازی ہوا کی حمزۂ صاحبقران کی بھی تلوار چلا کی اس اثنا مین برق جادو نے پکار کے کہا کہ صاحبو دمامہ جادو تو ماری گئی اب تمہاری اس رد و بدل اور کشت و خون سے کچھ وہ جی نہ اٹھیگی تم اپنی جانین کیون مفت دیے دیتے ہو قصے بکھیڑے تمام کرو لڑائی جھگڑے کو جانے دو دمامہ جادو کی پیروی چھوڑو اگر اطاعت و فرمانبرداری خاصۂ باری سرگروہ اسلامیان افسر خداپرستان امیر حمزۂ صاحبقران کشورستان کی اختیار کرو تو تم سبکی جان بخشی ہوجائے ہر کس و ناکس امان پائے یہ سنکے سب ساحر اپنے اپنے ہاتھ بلند کرکے چلانے لگے

یا صاحبقران الامان شعر چار جانب سے صدا آئی بفریاد و فغان ✤ الامان والامان والامان والامان ✤

صاحبقران دوران نے جو آواز الامان الامان کی چارطرف بلند پائی ہاتھ روک لیا قبضۂ تیغۂ عقرب سلیمانی کو چوم کے میان مین رکھا اور اپنی جانب کے ساحرون سے پکار کے ارشاد فرمایا کہ ای ساحران جانباز و اے مردان سحرساز بس اب جانے دو لڑائی موقوف کرو ہمنے سبکو امان دی منادی چارطرف پکارنے لگے ای ساحران لشکر اسلام صاحبقران عالیشان نے سب کی جان بخشی کی اب کوئی کسی سے پرخاش نہ کرے سب طرف لڑائی

موقوف ہوگئی دونوں لشکروں میں امن وامان ہوئی سب کے ہوش وحواس بجا ہوے دل ٹھکانے لگے طوفان
بے تمیزی برطرف ہوا امن وعافیت کا غلغلہ ہر طرف ہوا تمام افسر لشکر دمامہ جادو کے رومالوں سے ہاتھ
باندھ باندھ کے سامنے امیر حمزہ صاحبقران گیتی ستان کے حاضر ہوے عذر تقصیرات کے کلمات عرض کرنے لگے
برق جادو نے پہلے آپ نذر دی بعد اُسکے اُن سبھوں کو صاحبقران کے قدموں پر گرایا صاحبقران نے ایک ایک کو
تشفی و دلاسا دیا پھر برق جادو سے ارشاد کیا کہ اے ملکہ آج کا سحر بھی یادگار روزگار رہیگا ہمیں زندگی سے یاس ہو چلی تھی آس ٹوٹ گئی
تھی موت کا سامنا تھا خدا یاد آتا تھا ہر ساعت دار دنیا سے سفر تھا ملک عدم کا راستہ پیش نظر تھا اگر تم نہ آتیں تو
ہم سبکی جانیں جاتیں تمہاری مدد سے یہ لڑائی فتح ہوئی نہیں ہمکو تو یقین مرگ ہوگیا تھا اے ملکہ کیا وقت پر شیشہ باطل السحر
کا تمنے لاکر توڑا اور کیا خوب ماران جادو کو بجلی گرا کے جہنم واصل کیا شاباش و مرحبا آفرین صد آفرین برق جادو
نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ سب حضور کا اقبال ہے ورنہ اس کنیز کی کیا مجال تھی کہ اُس لکاتہ کا سحر میمون برطرف
کرسکتی اے امیر صاحبقران سچ تو یہ ہے کہ اگر میں شیشہ باطل السحر کا لیکے نہ حاضر ہو جاتی تو ماران جادو نے
مکلل خان کو مار ہی ڈالا تھا اور بالفرض کر وہ اُسکے ہاتھ سے بچ جاتا مگر اس سحر میمون کا رد تو سوا اس تدبیر کے کسی سے
ممکن ہی نہ تھا آخر الامر حضور کے دشمن قتل ہوتے اور مجھے تمام عمر کی ندامت و خجالت حاصل ہوتی عرض ابھی یہی
باتیں تھیں کہ سواری سیار النجم شمار جادو وزیر اعظم ملکہ دمامہ جادو کی آئی اُسنے جو دیکھا کہ دمامہ جادو کا خاتمہ
ہو چکا تمام لشکر اُسکا مطیع صاحبقران ذیشان کا ہوگیا بس وہ بھی ملکہ برق جادو کے وسیلے سے قدمبوس ہوا شرف ملازمت
حاصل کیا اب امیر کشور گیر نے حکم دیا کہ دمامہ جادو کی لاش کو گلیوں میں تشہیر کروا ور سر نحس اُسکا دروازہ شہر زمرد پر
لٹکا دو سیار النجم شمار جادو نے امیر صاحبقران کو تخت پر سوار کیا اور زر و جواہر سر امیر عالیوقار پر نثار کرتا ہوا
شہر زمرد میں لایا تمام جادوگر ہمراہ رکاب حاضر ہوے ایوان بادشاہی میں صاحبقران دوران بصد شوکت و شان
رونق افروز ہوے تمام عمائد و روساے شہر وارکین سلطنت اور مشیران مملکت کی نذریں گذرنے لگیں سب کو
علے قدر مراتب خلعت و انعام معافیان جاگیریں ملنے لگیں سیار النجم شمار جادو نے خزانے کی فرد لاکے حضور میں
گذرانی فرد کو جو دیکھا تو عمرو کے منہ میں پانی بھر آیا طمع دُنیا غالب ہوئی کہا کہ اے صاحبقران فیاض زمان یہ مال میرا
ہے اسلیے کہ میں نے بہت محنت کی ہے بڑی زحمت اُٹھائی ہے جب مجھکو ابوالہول نے چاہ الماس میں گرایا ہے تو ایسی
ضرب شدید مجھکو پہونچی تھی کہ میرا ہی دل خوب جانتا ہے آج تک میری کمر کا درد نہیں گیا ہے خدا جانے اب اس درد سے
میں جانبر بھی ہونگا یا نہیں صاحبقران عادل زمان نے جواب دیا اے خواجہ جو وہ بلی ہمیشہ سے تمہارا معمول اور حق
ہے وہ تمکو بے حجت و تکرار ملیگا باقی ماندہ غازیان اسلام کا حصہ ہے عمرو نے جواب دیا اے صاحبقران کیا خوب آپنے
انصاف کیا ہے کہ کلیجے کو جلا کے کباب کر دیا ہے غازیان اسلام سرامہ جادو کے قتل کرنے کو نہ آئے آپ کو دمامہ جادو
کی شر سے نہ بچایا کوئی خیمہ نہ استادہ کیا آج حصہ لینے کو آموجود ہوے ہیں تو کبھی وہ بلی نہ لونگا وہ بلی لینے کیواسطے
میں اپنی جان بیچ کے سرامہ جادو کے پاس گیا اور پھر وہاں آپ کو بھی لیجا کے اُس ملعونہ کو قتل کیا میدان میں
خیمے استادہ کرائے لشکر کو دمامہ جادو کی شر سے بچایا واہ کیا آپ نے قدردانی کی سبحان اللہ سبحان اللہ آپ اپنی
وہ بلی بھی رہنے دیجیے میرا خدا کہیں اور سے مجھکو دیگا اور اگر میں یہ جانتا تو کاہیکو اپنے بال بچوں کو چھوڑ کے
ایسے بلاخیز آفت انگیز مقام پر آتا جہاں پیاس کے مارے جدا دم نکلا آدمی سے جانور جدا بنا کچھ خدا نے اپنا
فضل کیا جو اس پیاس کی ہلاکت سے بچا اور ہیئت حیوانی سے پھر شکل انسانی میں آیا اے امیر یہ وہ بلی نہیں

لوگون کو دیجیے جو سب مال لینے کے مستحق ہین اور میرا تو کوئی استحقاق ہی نہین گویا خدا کی راہ پر مفت مانگتا ہون
ہین اس قدر قلیل کے لینے سے درگذرا آپ مجھے معاف کیجیے جب صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ خواجہ بالکل ہی
آزردہ ہوتے جاتے ہین فرمایا کہ اچھا بھئی اگر دہ یکی لینا تم نہین منظور کرتے ہو تو خیر آٹھوان حصہ تم کو لے گا خواجہ
نے جوابدیا کہ اے امیر با توقیر مین کچھ زن شوہر مردہ تو ہون نہین کہ آٹھوان حصہ مال مین سے لون مین تو اچھا خاصہ
مرد ہون آٹھوان حصہ تو حکم شرع کے موافق اُس عورت کو دیتے ہین جسکا خاوند مر جائے مین کوئی رنڈ یا دُکھیا عورت
نہین ہون صاحبقران نے فرمایا کہ کل مال فقط تمھین اکیلے کو ملنا یہ تو محض خلاف انصاف ہی مگر ہان
جسقدر مین کہتا ہون اُسے قبول کرو اور راضی برضا رہو عمرو نے عرض کیا کہ یہ تو کبھی ممکن نہین کہ آٹھوان حصہ
مین لون چاہیے جسقدر آپ فرمائین اور چاہیے جتنی حق تلفیان ہون مگر مین کبھی اسقدر کم نہ لونگا اور اتنی کثیر مقدار
غازیان اسلام کو نہ دونگا غرض بعد حجت و تکرار بسیار کے چہارم حصے پر تصفیہ ہوا امیر نے چہارم مال تو عمرو
کو دیا اور ثلث حصہ غازیان اسلام کو تقسیم کر دیا عمرو بھی اسقدر مال کثیر پا کے نہایت خوش ہوا بغلین بجانے
لگا اور کہنے لگا کہ اب مین تا قیامت زندہ رہونگا اس اثنا مین کبھی نہ مرونگا بعد اُسکے صاحبقران با ایمان نے
حکم دیا کہ جتنے بتخانے شہر زمرد کے ہین وہ سب مسمار کیے جائین اور بجائے اُنکے مسجدون کی بنا ڈالی جائے
سکہ بادشاہ دین اسلام سعد بن قباد کے نام پر جاری ہوا اور ملکہ برق جادو کو وہان کا بادشاہ اور
فرمانروا مقرر کیا ملکہ برق جادو نے امیر حمزہ صاحبقران کی دعوت کا سامان کیا تمام شہر کو آراستہ و پیراستہ
کیا گھر کانون مین آئینہ بندی کرائی راستون مین روشنی کے ٹھاٹھر کروائے قصر زمرد کو مکان دعوت قرار دیا
ایک تو وہ پہلے ہی سے از تحت تا فوق و از عرض تا طول ایک ڈال زمرد سبز کا بنا ہوا تھا اور اُسمین شیشہ
آلات زمرد کا لگا ہوا تھا اب اسنے یہ کیا کہ جہان ایک جھاڑ تھا وہان دس جھاڑ لگائے اور جہان ایک
حباب تھا وہان بیس حباب لٹکائے اور جہان ایک ہانڈی تھی وہان بیس ہانڈیان آویزان کین اور جہان
ایک مردنگ تھی وہان چالیس مردنگین لگائین جہان ایک قمقمہ جلتا تھا وہان پچاس قمقمے جلائے غرض
ہر چیز کو دس گونہ اور پچاس گونہ کرکے قصر کی آراستگی کی کہ دن دعوت کا آیا امیر با توقیر مع ہمراہیون کے تشریف
لیگئے وہانکی کیفیت جو دیکھی تو جنت کی یاد بھی فراموش ہو گئی دسترخوان پر وہ کھانے چنے ہوے تھے کہ کھانا تو
درکنار کسی نے انکا نام بھی نہین سُنا تھا پہلے امیر کشورگیر نے خاصہ تناول فرمایا بعد اُسکے صحبت رقص و سرود کی
آراستہ ہوئی دور جام گردش مین آیا ارباب نشاط حاضر ہوے پہلے طبلے پر تھاپ پڑی کہرا سارنگی کا بلند
ہوا ناچ ہونے لگا گانا شروع ہوا افلاک پر تانون کی آواز جانے لگی اُس طائفے نے خوب خوب گایا خوب
خوب بتایا انعام مین بہت سا زر و جواہر پایا جب اُسکی بدلی ہوئی دوسرا طائفہ آیا اُسنے بھی اپنا کسب و کمال
دکھایا بہت سا انعام پایا غرض اسیطرح جب کئی طائفے ناچ چکے اب وہ وقت ہی کہ رنگ محفل خوب جما ہوا
ہی مے ارغوانی کا سرور گھٹا ہوا ہی برق جادو کی بھی یہ کیفیت ہی کہ آنکھون مین نشے کے گلابی ڈورے پڑے ہوے
ہین چنچل بیٹھی گانا سُن رہی ہی یہ تو عمرو کی آواز کی عاشق ہی ایک مرتبہ اُسنے عمرو کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ
صاحب اگر آپکے مزاج مین آئے تو کچھ آپ بھی کہ اُٹھیے کچھ گائیے کچھ بجائیے دل مسرور ہو کلفت دور ہو
عمرو نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین گانا کیا جانون نہ تان سے واقف نہ سم کو پہچانون برق جادو نے جل کے جواب دیا
کہ جی ہان سچ ہی مین بھول گئی آپ کے دشمن گانے بجانے سے واقف ہون میری گستاخی معاف کیجیے گا دریاے سیماب

کے بلاحون کو مین ہی نے گا بجا کے رجھایا تھا مین ہی سرامہ جادو کے پاس گویا بنکے گئی تھی آپ تو گویون کے پڑوس مین بھی نہین رہتے عمرو بولا کہ ہان سچ ہے مین گانا کیا جانون وہ وقت اور تھا صاحبقران کی خاطر منظور تھی اُس لکاتہ کو جہنم واصل کرنا تھا اس وجہ سے گایا تھا ورنہ مین کچھ گویا تو ہون نہین کہ ہر جگہ اور ہر کس و ناکس کی صحبت مین گاتا بجاتا پھرون یہ تو بھاٹ منگون گویون کا کام ہے کہ ادھر صبح ہوئی اور گلے مین ڈھولک ڈال کے نکلے گلی گلی پھرنے لگے جہان کہین شادی اور خوشی کی صحبت دیکھی بس ہمیشہ دلبرے سبحان مبارک باشد گانے لگے ملکہ برق جادو نے بصد ناز و ادائے معشوقانہ و غمزہ و کرشمہ محبوبانہ کہا کہ ارے او دزد باریک گردن لک لک یا گاتا ہے یا نہین یا کچھ اسوقت میرے مُنھ سے سنے گا تو گائیگا اور آج کے دن سے زیادہ خوشی و شادی کا کونسا دن ہوگا کہ صاحبقران ذیشان نے اُس لکاتہ دمامہ جادو کو جہنم واصل کرکے شہر زمرد کو فتح کیا اگر آج بھی تجھے گانے مین انکار تھا تو پھر تو اس محفل عیش و نشاط مین کیون آیا اور یہ شرط کہ اب تجھے یہان سے گردن پکڑ کے نکال دون عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ برق جادو بہت اصرار کر رہی اور ناز معشوقانہ دکھا رہی ہے اسنے کہا اچھا مین گانے کو تو موجود ہون مگر دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی گویا گاتا ہے تو صاحب خانہ اُسے کچھ دیتا ہے بھلا مجھے بھی کچھ ملیگا برق جادو نے جواب دیا کہ جسطرح اور گانے والون کو انعام مین زر و جواہر ملا ہے تجھے بھی اپنا صدقہ بلا دے دینگے عمرو نے کہا خیریت ہے یہ بات اپنے دل سے دور رکھو کہ اپنا صدقہ بلا دے دینگے صدقے بلا کے لینے والے اور ہی لوگ ہین یہان تو جو مُنھ سے کہدینگے وہی لینگے برق جادو بولی یہ خیر صلاح منھ دھو رکھو دینے کی چیز ہوگی انکار نہ کرینگے نہ دینے کی شے ہوگی صاف جواب دینگے اور اگر نہین گاتا تو بلا سے نہ گا یہان کوئی سرامہ جادو کیطرح تیرے گانے کا عاشق تو ہے نہین کہ بیحد ہوکے گوائے گاتا ہے گا نہین گاتا ہے نہ گا غرض عمرو نے جوڑی ہفت پیوندی نَے کی کمر سے نکالی اور قفلیان اُسکی درست کرکے بجانے لگا اور بہ الحان داؤدی یہ غزل گانے لگا غزل

وہ یون تو میرے گھر آنیکا وعدہ بھول جاتے ہین
خبر کر جانکر میری لحد پر پھول چڑھاتے ہین
نزاکت یہ ہے پاؤن برسون ہی کے بوٹے جاتے ہین
اشارہ تیری چشم مست کا جس سمت پاتے ہین
نہ کیونکر اشک گرم آنکھون سے نکلین عشق کے پین
بہت نازک ہے جو شیشے ہین ذرا مین ٹوٹ جاتے ہین
سُنا ہے کشتۂ دیدار جانان جب سے لوگون نے
یہی تو دوست ہین جو وقت پر کام آتے ہین
سُنا ہے زندۂ جاوید جو تیرے شہیدون کو
کہین بیمار کو بیمار کی صورت دکھاتے ہین
نہ محفل سے نکلے جو بیری نہ اُنکی غیر ممکن ہے
وہ ذلت مین بھی عزت اپنے عاشق کی بڑھاتے ہین
الٰہی ہو رہا ہے ظلم کس ناشاد کے دل پر
جنون اب ہم بھی ارباب سخن مین لکھے جاتے ہین

مگر یاد آتا ہے جب پاؤن مین مہندی لگاتے ہین
بدلتے کروٹین کب تک زغم سے چین پاتے ہین
کسی شب خواب مین میرے جو بھولے سے وہ آتے ہین
نشان ناتوانی نام سے بھی پائے جاتے ہین
لب جو ہوکے گرمی سے مسافر سوکھ جاتے ہین
نہ کیونکر میرے رونے سے ہون غمگین دل اعدا کے
ہماری قبر پر آکے سب آنکھین چھپاتے ہین
سوا تیرے کسی کی یاد کیونکر ہو انھین ابتک
تو زندے بھی ترے کشتو نہین بلکہ مرے ہین
مجھے اے حور کیون آیا ترے گھر مین خیال دل
چُرا لیتے ہین جو دلکو وہی آنکھین چراتے ہین
طلب جیسے کسی ہے مجرمون کی تیری محفل مین
جو ساوے حاملان عرش اعظم کانپ جاتے ہین

وہ بیکس تھا مین بعد مرگ جو غمخوار آتے ہین
وہ پہلو جلنے لگتا ہے جو یہ پہلو بچاتے ہین
اُسکو ساغر مے بزم مین ساقی پلاتے ہین
نہین اٹھتی ہماری ضعف لاکھ اُسکو اٹھاتے ہین
کسیکی سخت باتین میرے قتلے اور سکین کیونکر
مکان برسات کے موسم مین اکثر بیٹھ جاتے ہین
نہ کیونکر ہجر مین اندوہ و غم ہمراہ ہون میرے
ترے بندے خدائی کو تو اکثر بھول جاتے ہین
دل رنجور کیونکر انکی آنکھون کو دکھاتا ہین
سُنا ہے باغ جنت مین تو سب غم بھول جاتے ہین
اُٹھاتے ہین پکڑ کے ہاتھ مرا اپنی محفل مین
گنہگارو نہین اگر بیگنہ بھی بیٹھے جاتے ہین
فقط عشق و ادب کے فیض صحبت کا اثر ہے

عمرو اسطرح اس غزل کو گایا کہ سب اہل محفل وجد کرگئے کوئی خاموش خود فراموش

غرق حیرت سکتے کی سی صورت بت بنا ہوا عمرو کیطرف دیکھ رہا ہی کسی کا یہ حال ہوا ہی کہ وجد کے عالم مین جھوم رہا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین کوئی اپنا دل پکڑے بیٹھا ہوا ہی ملکہ برق جادو کا تو یہ حال ہی کہ دونون آنکھون سے سیلاب اشک جاری ہین ہچکی بیٹھی ہوئی خواجہ کو دیکھ رہی ہی غرض عمرو نے گا بجا کے بانسری کو ہاتھ سے رکھنے کا قصد کیا بیساختہ برق جادو پکاری کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہی اب بھی اپنی استادی کی لیتا ہی بھلا ایک غزل تو اور گا عمرو نے جواب دیا کہ اتنا بھی تمہاری خاطر سے مین گا دیا نہین مین کسی کے کہنے سننے سے تھوڑی گاتا بجاتا ہون جب میرے جی مین آتا ہی کچھ کہ لیتا ہون اور حضار محفل نے بھی اصرار کیا کہ ای خواجہ کچھ تو اور گائیے ہمارا کہنا تو رد نہ کیجیے غرض پھر عمرو ان سب لوگون کے کہنے سُننے سے بانسری بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

نہین بھولتی یاد جانی تمہاری — فقط پاس ہے یہ نشانی تمہاری
عزیز جہان شکل یوسف ہو تم بھی — سنو جستجو ہے کہانی تمہاری
جلاتے ہو تم کیسے کیسے ہزارون — غضب کی ہے معجز بیانی تمہاری
نہین ہمسے طالب کسی شے کا عاشق — فقط چاہیے مہربانی تمہاری
نہ ہوسے کبھی طالب بد ہوتے — جو سن لیتے وہ لن ترانی تمہاری
دل غیر سے بد نہین ہم دلکو کیونکر — محبت ہے اپنی نشانی تمہاری
نہ دیکھونگا محشر مین بھی مین کسیکو — رہی گر یونہین بدگمانی تمہاری
جنون کی مدد کیون نہین کرتا تھا — کیا کرتا ہے مدح خوانی تمہاری
ترقی ستم کو نہ کیون اندنون ہو — اگر پوشاک ہے آسمانی تمہاری
بناؤن اُسے طوق گردن مین لاغز — جو سمجھائے جھلا نشانی تمہاری
نہ کیون داغ فرقت کو سینے مین کھون — کرای ماہ ہے یہ نشانی تمہاری
عیان ہوگا ای آنسو و راز الفت — ڈبوئیگی مجھکو روانی تمہاری
بھلا غیر سے مین کہون راز الفت — غضب کرتی ہے بدگمانی تمہاری
بھلا حشر مین کون دیکھیگا تمکو — رہی گر یونہین لن ترانی تمہاری
نہین تمسے تو اب تو کہنے لگے ہو — بہت بڑھ گئی بدزبانی تمہاری

عمرو نے جب یہ غزل بھی تمام کی جوڑی ہفت پیوندی کی ہاتھ سے رکھی گانا موقوف کیا ہر شخص کہ وہ ادنی اعلی یگانہ بیگانہ ارکین سلطنت مشیران مملکت سردار غیر سردار جتنے حاضرین صحبت تھے سب کے سب ایک زبان ہوکے تعریف کرنے لگے کہ واہ خواجہ صاحب کیا خوب بانسری بجائی ہی اور کیا گائے ہو ہمنے تو کبھی ایسا گانا نہین سُنا نہ اس معلومات کا شخص دیکھا کیون نہو کسکی صحبت کے آدمی ہو کسکے رفیق ہو جو کمال نہو وہ تعجب ہی اب عمرو نے برق جادو کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ وہ جو مین نے پہلے کہا تھا کہ جو کہونگا وہی لونگا اب اُسکی وعدہ وفائی ہونا چاہیے برق جادو بولی کہ مین نے بھی اُسیوقت کہدیا تھا کہ جو چیز دینے کی ہوگی دیجائیگی نہین تو صاف جواب دیا جائیگا عمرو نے کہا کہ ای ملکہ اسی مارے تو مین گاتا نہ تھا کہ کچھ لینا ہی نہ دینا ہی مفت مین اپنا گلا پھاڑنا ہی برق جادو نے کہا کہ اچھا مین تو کہتی ہون جتنا زروجواہر تو کہے مین تجھکو دون عمرو نے کہا زروجواہر مجھے لیکے کیا کرنا ہی تیرا جی چاہے تو خود مجھ سے لیلے بھی تیرے سامنے صاحبقران نے مجھکو بہت کچھ عنایت کیا ہی اور امیر کشورگیر کیطرف مخاطب ہوکر ملتمس ہوا کہ یا صاحبقران ذیشان آپ بھی ملکہ برق جادو سے کچھ اس اپنے خیرخواہ قدیمی کی سفارش نہین کرتے صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ تم اپنے دل مین انصاف نہین کرتے اور اپنے گریبان مین مُنھ نہین ڈالتے کہ برق جادو نے کہان کہان تمہاری مدد کی کہان کہان آفتون سے تمہاری جان بچائی کہان یہ کام نہین آئین تمھین چاہیے کہ تم خود اسکی خدمتگذاری اور فرمانبرداری کرو نہ کہ اُلٹے اُس سے طلب کرتے ہو واہ سبحان اللہ مردون کا یہی شیوہ ہوتا ہی کہ جو اپنے کو قتل ہونے گردن مارے جانے سے بچائے اُس سے اپنا خون بہا طلب کرین ای خواجہ اسی سے لوگ تمکو طامع اور بندۂ زر کہتے ہین خواجہ نے عرض کیا کہ ای صاحبقران گیتی ستان مین کچھ اس سے روپیہ پیسا نہین مانگتا ہون زروجواہر تھوڑی طلب کرتا ہون اور چیلپے سے کہا کہ مین ایک مدت سے

اسیر مرتا ہون اُسکے دام اُلفت مین گرفتار ہون ہزار جان سے اسکا عاشق زار ہون آپ ہی اتنا ثواب لیجیے
کہ میرا عقد اُسکے ساتھ کرا دیجیے امیر کشورگیر نے عمرو کی منت سماجت کرنے سے برق جادو کو پیغام دیا کہ
خواجہ تمیز فریفتہ ہی ایک مدت سے تمھارے حسن و جمال پر شیفتہ ہی اِی ملکہ جہان تمنے سب خاطر و مدارات
اسکی کی ہی تمکو لازم ہی کہ اب اپنی خدمت مین اسے قبول کرلو یہ میرا نہایت خیر خواہ اور دوست ہی اور
مجھکو بھی بہت عزیز ہی حتے کہ اپنے بھائی کے برابر مین اسکو جانتا ہون یہ بڑا طرار فرار ہی بیمثل عیار ہی اسکے
تمھارے پاس رہنے سے تمہین بفضل خدا کوئی غنیم لئیم آنکھ نہ اُٹھا سکے گا کوئی اپنی عیاری تمھارے آگے پیش
نہ لیجا سکیگا برق جادو نے ہاتھ باندھ کے گذارش کیا کہ اِی صاحبقران زمان کنیز حضور کی عدول حکمی کسی طرح
نہین کرسکتی مگر مجھے اپنی شادی کرنا منظور نہین ہی حضور اس باب مین کچھ نہ ارشاد فرمائین بعد اسکے کہا کہ اِی
صاحبقران اگر مجھکو اپنی شادی کرنا منظور ہوتی تو اس زرد باریک گردن لک لک یا ساربان زادے کے ساتھ
نہ کرتی مین تو کبھی اس سے پاخانے مین لوٹا بھی نہ رکھواتی اس صورت کا کتا بھی نہ پالتی عمرو نے جل کے جواب دیا
کہ ارے تجھے ایسی صورت کبھی خواب مین بھی نہ میسر آتی تو اس شکل و شمائل کا آدمی کہان پاتی اور یہ تو مین نے
تیرا دل لینے کے لیے کہا تھا ورنہ مین خود ہمیشہ ایسی صورت سے بھاگتا ہون اس شکل کی عورت سے بات بھی
نہین کرتا یہ مین نے مذاقیہ تجھ سے کہا تھا ورنہ کہان مین کہان تو زمین آسمان کا فرق ہی برق جادو بولی چلو بس
زیادہ باتین نہ بناؤ بہت شرمندگی نہ مٹاؤ تمھاری خجالت میرے سر آنکھون پر امیر نے عمرو سے فرمایا کہ
بھئی اُسکو شادی کرنا منظور نہین مین زیادہ زبردستی نہین کرسکتا دوسرے دن امیر کشورگیر نے برق جادو
سے فہمایش کی کہ اب تم اپنے ساحرون سمیت ترک سحر کرکے ظاہر بظاہر اسلام اختیار کرو اُسنے عرض کیا کہ مین
حضور کی تابع فرمان ہون اور ہمیشہ سے دین اسلام کے نام پر قربان ہون اگر اس دین برحق کیطرف
میرا دل رجوع نہوتا تو ہر جگہہ آکے آپکی شریک کیون ہوتی نرگس جادو اور سرامہ جادو کو کیونکر قتل کرواتی
دمامہ جادو کی قید سے کیون چھڑاتی لڑائی مین آپکی جان کس لیے بچاتی شیشۂ باطل السحر کیون لاتی مگر اِی
شہریار ابھی بھائی دمامہ جادو کا ساحر شمشمش جادو موجود ہی اور وہ کسی طرح دمامہ سے کم نہین ہی بلکہ کچھ
اُس سے زیادہ ہی ہی جب بفضل و تائید ربانی اور باقبال صاحبقرانی اُس نافرجام کا اختتام ہوجائیگا یہ
کنیز مع اپنے ساحرون کے ترک سحر کرکے انشاء اللہ بے غل و غش ظاہر بظاہر اسلام قبول کریگی صاحبقران
نے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی پھر صاحبقران زمان نے جو جو ساحر مدد کے واسطے آئے تھے سب کو خلعت
دے دے کر رخصت کیا اور آپ ایک دن اور رونق افروز رہے بعد اُسکے وہان سے رخصت ہوکے
شہر زبرجد نگار کو روانہ ہوے اب شہر زبرجد نگار کا راستہ بے کھٹکے صاف کھلا ہوا ہی کچھ چاہ الماس مین
سے نکلنے کی ضرورت نہین کسواسطے کہ دمامہ جادو کے باعث سے طلسم بندھا ہوا تھا سوا چاہ الماس کے
اور کوئی راستہ نہ تھا القصہ صاحبقران دوران شہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری
اور نظر کردۂ شاہ شرق و غرب کرب برحرب اور مقبل وفادار اور بیو والے زنگی وغیرہ کو اپنے ساتھ
لیے ہوے ابو الہول دیوانہ کے مکان پر تشریف لائے ابو الہول نے بڑی دھوم دھام اور نہایت تزک و احتشام
سے امیر عالیمقام کی دعوت کی ایک شب صاحبقران نے وہان قیام فرمایا دوسرے روز شہر زبرجد نگار کو
روانہ ہوے اور عمرو بن امیہ ضمری کو پیشتر سے لشکر اسلام کی خبر کے واسطے روانہ کیا اب لشکر اسلام کا حال سنیے

کہ یہان تمام سرداران نامی اور فرزندان گرامی اور سپہ سالار صاحبقران عالیشان کے زبرجد شاہ کے
بندے بنے ہوے ہر وقت اُسکی بارگاہ مین بیٹھے رہتے ہین لقا اور بختیارک اور سرداران لقا سب موجود
ہین اور گرد تمام شہر زبرجدنگار کے دمامہ جادو بزور سحر حصار باندھ گئی ہی کہ جو کوئی لشکر اسلام سے
زبرجدنگار کے جانے کا قصد کرتا ہی وہان ایک دیوار حصاری بنی ہوئی ہی وہ اُسمین چسپیدہ ہو جاتا ہی
اور سامنے شہر کے لشکر اسلام آترا ہوا ہی ایک دن کا ذکر ہی کہ زبرجد شاہ کو بیٹھے بیٹھے امیر حمزہ صاحبقران
کا خیال آیا اپنے بارگاہ نشینون کیطرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کو کچھ حال حمزہ کا بھی معلوم ہو
کہ وہ آجکل کہان ہی اور کس فکر مین ہی کیا کیا کرتا ہی سب نے عرض کیا کہ ای خداوند ہمکو بالفعل حمزہ کے حال سے
بالکل آگاہی نہین ہی معلوم نہین وہ کہان ہی کہان نہین زبرجد شاہ نے ہرکارون کو حکم دیا کہ جاؤ اور جہان اور
جسطرح ہو سکے حمزہ کا مفصل حال دریافت کر کے مجھسے بیان کرو بموجب حکم زبرجد شاہ کے ہرکارے واسطے
دریافت حال امیر با اقبال کے روانہ ہوے اور بعد چار گھڑی کے بعد بارگاہ مین پھر آئے ہاتھ باندھ کے عرض کرنے
لگے کہ ای خداوند غلام حمزہ کا حال دریافت کر آئے زبرجد شاہ نے حکم دیا بیان کرو اُنھون نے عرض کیا کہ
امیر حمزہ صاحبقران عمرو و کرب و مقبل کو اپنے ساتھ لیے ہوے بتہیۂ قتل شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو
چاہ الماس کو گیا اور اُسکے تیسرے روز ابوالہول دیوانہ کے پاس پہونچا وہ اپنے ہمراہ حمزہ کو چاہ الماس مین لیگیا
اور اس بات کو مہینا بھر سے زیادہ ہو چکا ایک مہینا بھر اُدھر کا یہ حال ہی جو حضور مین عرض کیا گیا اب آجکل کا حال
کچھ نہین معلوم کہ حمزہ کس خاص مقام پر ہی اور کیا کر رہا ہی زبرجد شاہ نے جو ہرکارون کی زبانی سُنا کہ حمزہ استیصال
ملکہ دمامہ جادو کیواسطے چاہ الماس مین گیا ہوا ہی ہاتھ پاؤن کے طوطے اُڑ گئے تمام جسم کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا
ہوائیان مُنھ پر چھوٹنے لگین مضطر و پریشان ہو کے بیساختہ کہنے لگا کہ دمامہ مجھسے کہہ گئی تھی کہ مجھپر چالیس دن بہت سخت
و صعب ہین ارے کوئی دیکھو تو کاغذ مین اُن چالیس روز مین کے روز باقی ہین یا چلہ تمام ہو گیا اور ہمسے جو خداپرستون
نے مہلت طلب کی تھی وہ وعدہ اُنکا منقضی ہوا یا ابھی نہین فوراً صاحب دفتر نے کاغذ دیکھکے عرض کیا کہ یا خداوند
خداپرستون کے وعدے کے دن کل تمام ہو گئے اور شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کے ایام نحس کی مدت کا آج خاتمہ
ہو جائیگا ملک بختیارک نے اپنے دلمین کہا کہ جسوقت دمامہ جادو بارگئی فوراً یہ سب کے سب خداپرست ہوش مین
آجائینگے پھر ہم لوگ بھاگنے کا بھی کہین راستہ نہ پائینگے بڑی مشکل ہو گی یہ یزدان پرست زبردست
ہم لوگون مین سے ایک ایک کو پیس پیس کے مار ڈالینگے خوب اپنے دلکے جلے پھپھولے پھوڑینگے حوصلے نکالینگے آجکل جو کچھ
ہو گیا وہ ہو گیا پھر کچھ نہ ہو سکیگا بس اپنے دلمین یہ سوچ کے اُسنے زبرجد شاہ سے کہا کہ یا خداوند جلد ان خداپرستون کا
استیصال کیجیے زیادہ غفلت اور تساہل کو نہ دخل دیجیے اور انھین کے سردارونکو اُنسے لڑوائیے آپ الگ رہیے اور اگر نہین
اس اثنا مین شیطان کے کان بہرے حمزہ آگیا تو پھر استیصال انکا مشکل ہو جائیگا حمزہ ایک ایک کو ناک چنے چبوائیگا
زبرجد شاہ گمراہ نے جواب دیا کہ ای بختیارک دمامہ جادو مجھکو منع کر گئی ہی کہ جبتک مین نہ آلون تو خداپرستون سے
ہرگز ہرگز مقابلہ نہ کرنا بختیارک نے عرض کیا خیر آپ خود مقابلہ نہ کیجیے مگر ایلچی تو بھیجیے زبرجد شاہ نے بختیارک کی
اس رائے ناقص کو پسند کیا اور اُسی وقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ بادشاہ سعد بن قباد کو ہماری طرف
سے لکھو کہ جتنی مہلت تمنے ہم سے مانگی تھی وہ بالفعل تمام ہو گئی اب یا تو ہمین آکے سجدہ کرو یا آمادۂ جنگ ہو اور اب ہم
تمہارا کوئی عذر و حیلہ نہ مانینگے دبیر نے بموجب حکم زبرجد شاہ کے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ شہریار والا نژاد سعد بن قباد

کو ایک نامہ مشتمل بمضمون مندرجہ بالا تحریر کیا اور اُسے ملفوف کر کے سامنے زبرجد شاہ کے لا کے حاضر کیا زبرجد شاہ
نے سرداران لشکر اسلام کیطرف دیکھکر کہا کہ ای سرداران نامی وای دلاوران گرامی ہو تم مین سے کوئی ایسا کہ اس
نامے کو بادشاہ اسلام سعد بن قباد کے پاس لیجائے اور جواب باصواب اسکا لیکے فورا آئے ابھی پوری بات
اسکے مُنھ سے نہ نکلی تھی کہ شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران
والا دودمان اپنے دنگل پر سے اُٹھا زبرجد شاہ کو سلام کیا اور کہا کہ مجھسے اور بادشاہ اسلام سے کمال محبت ہی
نہایت مہر و مروت ہی مین یہ نامہ لیجاؤنگا اور اُنکو سمجھا بجھا کے یہان لاؤنگا زبرجد شاہ یہ جسارت اور سبقت
شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی دیکھ کے اُنسے بہت خوش ہوا اور ایک خلعت
پر زر نہایت پر تکلف دے کر اُنکو روانہ کیا بدیع الزمان نامہ زبرجد شاہ کا سر سے باندھ کے روانہ لشکر اسلام ہوا
بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد کو خبر ہوئی کہ بدیع الزمان برسم ایلچی گری آتا ہی حکم کیا کہ خبردار کوئی اُسکو نزد رکے جسطرح
آتا ہی آنے دے اس اثنا مین بدیع الزمان ابن صاحبقران اندر بارگاہ ہشامی کے آیا اور لطریق زبرجد پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بدیع الزمان نہایت خشمگین وغضبناک طورسرکن کے پاس آیا اور کہا ای
طورسرکن اُٹھ اپنے دنگل پر سے کہ مین تھوڑی دیر تیرے دنگل پر بیٹھ کے کچھ سوال وجواب سعد بن قباد سے کر کے
چلا جاؤنگا اُسنے جواب دیا کہ صاحبزادے دنگل آپ کا تو موجود ہی آپ اُس دنگل پر کیون نہین بیٹھتے جو مجھے طلب
کرتے ہین اور مجھے میرے دنگل پر سے اُٹھاتے ہین بدیع الزمان نے اور زیادہ چین بجبین و خشمگین ہو کر کہا کہ
جلد اُٹھ نہین تو مین تجھے مار ڈالونگا طرفۃ العین مین کام تیرا تمام کرونگا اور گھونسا مارنے کو اُٹھایا طورسرکن
چاہتا تھا کہ بدیع الزمان سے کچھ گفتگو کرے بادشاہ فلک بارگاہ نے ارشاد فرمایا کہ ای طورسرکن تو کس سے
گفتگو کرتا ہی یہ وہی بدیع الزمان ہی جسنے پانچ سو ملک کو چک باختر کو اسلام آباد کیا بڑے بڑے کافران غدار
اور بڑے بڑے کفار اشرار سے جہنم کو بھر دیا آج وہی بدیع الزمان گلے مین بت پہنے پیشانی پر قشقہ کھینچے یہ باتین
کر رہا ہی ای طورسرکن یہ اپنے ہوش مین نہین ہی اگر اپنے ہوش مین ہوتا تو ایسے کلمہ وکلام نہ کرتا طورسرکن نے
یہ سُنتے ہی دنگل اپنا خالی کر دیا بدیع الزمان اُس دنگل کو اُٹھا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے لایا اور
وہان اُسے بچھا کے بیٹھا بادشاہ سعد بن قباد نے شاہزادہ بدیع الزمان کی صورت دیکھی حیران ہوا کہ خدا خیر
کرے نہین معلوم کیا ماجرا ہی ساقی کو حکم دیا کہ شراب لاؤ شہزادہ بدیع الزمان کو پلاؤ ساقی بموجب ارشاد
بادشاہ جمجاہ کے ساغر شراب ارغوانی کا بھر کر سامنے شاہزادہ بدیع الزمان کے لایا بدیع الزمان نے اُس
ساغر کو اُسکے ہاتھ سے لیکر زمین پر پھینک دیا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ مین شراب پینے کیواسطے نہین آیا
ہون بلکہ ایک فرمان واجب الاذعان اپنے خداوند کا لایا ہون بادشاہ اسلام نے کہا لائیے وہ فرمان
مجھے دیجیے بدیع الزمان نے کہا کہ پہلے اُٹھکے آداب بجا لائیے تعظیم کیجیے زر و جواہر نثار کرنے کو منگوائیے پھر
مین آپ کو نامہ اپنے خداوندکا دون بادشاہ تقریر اس طلسم بستہ کی سُنکے آبدیدہ ہوے فرمایا کہ ای شاہزادہ انجم
گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن بدیع الزمان لشکر شکن آپ فرزند رشید امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے ہین آپ نے
اپنی قوت و زور بازو سے برسون جہاد کیا کفر اسلام آباد کیا تعجب ہی کہ ایک کافر ازلی اور مرتد وشقی کے نامے
کی آپ مجھسے تعظیم و تکریم کرواتے ہین آپکو یہ کیا ہو گیا ہو گا مگر ہان آپ میرے عم نامدار بجاے والد بزرگوار کے ہ
اگر کہیے مین آپ کو تسلیم کرون آپکی تعظیم کرون اور زبرجد شاہ مردود درگاہ الہ تو قابل لعنت ہی اُس پر

لعنت کیجے اس کلمہ وکلام کو چھوڑ دیجیے بس یہ کلام حقیقت التیام جو بادشاہ اسلام سے بدیع الزمان نے سُنا
نہایت خشمگین وغضبناک ہوکے دیوانہ وار نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو خداوندی کی جناب مین کلمات گستاخانہ اور کلام
بیہودہ کہتا ہو اور مجھکو نصیحت کرتا ہی ہو شرط کہ ایک وار مین تیغ آبدار کے کام تیرا تمام کرون اور اس بارگاہ مین خون
تیرا بہادون اور ٹھہر تو جا اب مین تجھے کیا چھوڑتا بھی ہون بغیر مارے اور یہ کہکے تلوار کھینچکر بادشاہ اسلام
کیطرف دوڑا تمام بارگاہ مین ایک غلغلہ ہوا ہنگامہ برپا ہوگیا سب سردار اُٹھے تھے کہ بدیع الزمان کو پکڑ لین
اور بادشاہ اسلام کو اس طلسم بستہ کی شر سے بچائین بادشاہ سبکو منع کر رہے تھے کہ صاحبو تم نہ بولو تم اس راز سے نہین
واقف ہو ناحق کا ملال نہ مول لو مین سمجھ لونگا کہ یکایک شاہزادہ بدیع الزمان تھرتھر کانپنے لگا اور دفعۃً زمین پر
گرکے بیہوش ہوگیا لوگون نے چاہا کہ شہزادے کو گرفتار کرلین بادشاہ اسلام نے منع کیا کہ خبردار ہاتھ نہ لگانا گرفتار
نہ کرنا اسمین کچھ سر مخفی ہی تم لوگ نہ بولو اگر اسوقت یہ مجھے مار ڈالیگا تو مین نے خون اپنا اسے معاف کیا یہ
سنتے ہی لوگ اپنی اپنی جگہ رُک رہے کہ اس اثنا مین شاہزادہ بدیع الزمان کو ہوش آیا اپنے کو دیکھا کہ
شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے تخت بادشاہی کے سامنے بیٹھا ہوا ہی اور صاحبقران فلک فر اپنے دنگل ناز خیز پر
رونق افروز نہین ہین لوگون سے پوچھا کہ کیون صاحبو صاحبقران ذیشان کہان تشریف لے گئے ہین اور
مین نے کس پر تلوار کھینچی ہی کیا معاملہ ہی طور سرکن نے کہا کہ صاحبزادے اب شاید آپ ہوش مین آئے ہین
ابھی آپ نے مجھے گھونستان کے دنگل پر سے اُٹھایا تھا میر دنگل بیجا کے سامنے تخت بادشاہ اسلام کے بچھایا
تھا زبرجد شاہ کا نامہ لیکر آپ برسم ایلچی گری آئے تھے بادشاہ اسلام پر تلوار کھینچکے دوڑے تھے کہ آپ خود بخود
کانپ کے بیہوش ہوگئے اب ہوش آیا تو آپ یہ سب باتین پوچھنے لگے اور صاحبقران با اقبال تم
لوگون کے افعال سے تنگ ہوکے اس خیال مین نکل گئے ہین کہ یا تو خدانخواستہ نصیب دشمنان اپنی جان
دین یا دمامہ جادو کو جہنم واصل کرین شہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن
صاحبقران نے کہا کہ اے طور سرکن ہم لوگون نے کیا کیا جو صاحبقران ہم لوگون کے افعال سے تنگ آکے
اپنی ہلاکت پر آمادہ دمامہ جادو کے قتل پر دل دادہ نکل گئے ہین طور سرکن نے کہا واہ صاحبزادے واہ
کہتے ہو کہ ہم لوگون نے کیا کیا ارے اس سے بڑھکے اور کیا غضب کروگے کہ تم لوگ یزدان پرستی ترک کرکے
سب جا جاکے زبرجد پرست ہوگئے ہو بالکل اپنے پروردگار مالک و مختار حاکم قضا و قدر خالق جن و بشر
کو بھولگئے ہو یہ کلام حقیقت التیام طور سرکن سے سُنکے بدیع الزمان لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہکے رو دیا
اور ہاتھ باندھکے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ حضور معاف فرمائیے گا مین خود رفتہ تھا مجھکو مطلق ہوش نہین
کہ مین نے حضور سے کیا گفتگو کی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے بدیع الزمان مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ تم اپنے ہوش مین
نہین ہو جب تو ایسی بے عقلی اور بیجا اسی کی باتین کرتے ہو اور کہین زمانے مین تمھارے برابر مرد فہمیدہ و سنجیدہ ہوتا
بھی ہی تم نے کفر و کافری کے کیسے کیسے نشان اکھاڑے عالم مین خداپرستی اور ایمانداری کے جھنڈے گاڑے کیسے کیسے
کفرستانون کو اسلام آباد کیا تمنے کیسا کیسا جہاد کیا بلکہ مین اور لوگون سے کہتا تھا کہ بدیع الزمان سحر مین گرفتار ہی
نہین تو ایسے کلام نامناسب نہ کرتا تم ہرگز میری طرف سے اپنے دلمین خیال رنجیدگی کا نہ لاؤ بخدا مجھکو تمسے نہ کوئی
ملال ہی نہ کسیطرح کا میرے دلمین کچھ خیال ہی بعد اسکے بدیع الزمان نے طور سرکن کیطرف مخاطب ہوکے کہا کہ اے طور سرکن
تم بھی مجھے معاف کرو کہ مین نے تمھاری خدمت مین بھی بڑی بے ادبی کی تم مرد مسن ہو مین نے تمسے یہ کیا گستاخی

طور سر کن نے کہا آپ میرے مرشد زادے ہین جو کچھ آپ نے میرے حق مین کیا بہت خوب کیا مجھے آپ سے
کوئی شکایت نہین ہو نہ کسی بات کا ملال میرے دل مین ہو مگر ای شاہزادے آپنے نامے کو جو اُس کافر ازلی
مرتد و شقی کے اپنے سر چڑھایا ہو اُسے تو اُتار دیجیے بدیع الزمان نے یہ سنتے ہی گھبرا کے اُس نامے کو اپنے سر سے کھولا
اور پھاڑ کے پھینک دیا اور لوگون سے پوچھا کہ کیا شہر زبرجد نگار سے ہمارے ساتھ بھی کوئی آیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ بارہ ہزار سوار آپکے ہمراہ ہین بدیع الزمان والاشان نے حکم دیا سب حرامزادون کو قتل کرو انکی صورتین
اُنکے خون سے بھر و بادشاہ اسلام بدیع الزمان کا یہ کلام سُنکے بہت خوش ہوے فرمایا کہ صاحبو دیکھا تمنے جب یہ
فی الحقیقت اپنے ہوش و حواس مین نہ تھے جب تو ویسی باتین کرتے تھے اب سحر سے چھوٹے ہین تو ہوش و حواس کی
باتین کر رہے ہین غرض اُن سبنے زبرجد پرستون کو قتل کیا اور بادشاہ اسلام نے بدیع الزمان کو گلے سے لگایا اپنے
پاس بٹھایا کہ اس اثنا مین نعرۂ علمشاہ رومی کی آواز قیطول زبرجد شاہ پر کے سے بلند ہوئی بدیع الزمان نے
عرض کیا کہ ای شہریار معلوم ہوتا ہی کہ میری طرح سے سب سردار ہوش مین آگئے دمامہ جادو ماری گئی اب قیطولون پر تلوار
چل رہی ہی جلد تشریف لیچلیے اُسیوقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ فوج تیار ہو ہم زبرجد نگار پر جاینگے فوراً کمر بندی
ہوگئی ہرکارے خبر لیکے آئے کہ وہ حصار سحر جو شہر زبرجد نگار کے گرد تھا بالکل مٹ گیا اب بخوبی آتے جاتے ہین
اور جو لوگ اہل اسلام سے سحر مین مبتلا ہوکے دیوار مین چسپیدہ ہوگئے تھے وہ بھی سب رہا ہوے الغرض
بادشاہ تخت پر سوار ہوے آگے آگے بدیع الزمان پیچھے پیچھے فوج شہر زبرجد نگار کو چلے لیکن وہان کا
حال سُنیے کہ جب زبرجد شاہ شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ ثانی تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران
گیتی ستان کو بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد عالی مقام بادشاہ اسلام کے پاس برسم ایلچی گری
روانہ کر چکا تو پھر ہرکارون کو بلا کے پوچھا کہ تمھین خوب تحقیق معلوم ہوا ہی کہ حمزہ چاہ الماس مین گیا ہی ایک
ہرکارے نے عرض کیا کہ خداوند ہمین تحقیق معلوم ہوگیا ہی کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے آج پندرہ دن ہوے
دوسرے نے التماس کیا کہ پیر و مرشد حمزہ کو گئے ہوے بائیسوان دن ہی بلکہ عمرو عیار اُسکا نہ جاتا تھا ابوالہول نے
زبردستی اُسے اُسمین ڈھکیل دیا زبرجد شاہ نہایت برہم ہوا کہ کیا واہیات بکتے ہو یہ کبھی سُنا بھی نہین کہ آدمی
دیدہ و دانستہ اندھون کیطرح اپنے کو کنوئین مین گرا دے جاؤ دور ہو میرے سامنے سے اب خبردار کبھی ایسی جھوٹی
خبر میرے سامنے نہ بیان کرنا پہلے تمنے بیان کیا کہ حمزہ کو چاہ الماس مین گئے ہوے ایک مہینہ کا عرصہ ہوا آج
پندرہ دن اور بائیس دن بتاتے ہو تمھاری بات کا کہین بھی کچھ ٹھکانا ہی جو منہ مین آیا بک دیا دربار خداوندی نہوا
ترکاری منڈی ہوئی یا کوئی افیونی کی صحبت ہوئی کہ جو جی مین آیا جھوٹ سچ گپ اُڑا دی اور گپ بھی وہ جو خلاف
عقل ہو کسکے ذہن مین آسکتا ہی اور کون اس بات کو یقین لا سکتا ہی کہ کوئی اپنے کو خود کنوئین مین گرا دے اب کبھی
اگر ایسی جھوٹی خبر میرے سامنے بیان کروگے تو مین تمکو سزاے سخت دونگا اور اپنی خدائی سے نکال دونگا ابھی زبرجد شاہ
ہرکارون سے یہ کہہ رہا تھا یکایک آندھی بڑے زور شور سے چلنے لگی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا خاک اُڑنے لگی وہ گنبد ہلنے لگا
شور قیامت برپا ہوا جتنے مکانات مثل گنبد مینا اور قیطول خداوندی وغیرہ کے سحر کے بنے ہوے تھے سب
کے سب ہوا ہوکے اُڑ گئے قصر معلق بھی ہوا ہو گیا اور علمشاہ رومی اور جتنے سردار لشکر اسلام اور فرزند
امیر عالی مقام تھے کانپ کانپ کے دنگلون اور کرسیون پر سے گر کے بیہوش ہوگئے بختیارک ملعون نے
زبرجد شاہ روسیاہ سے کہا کہ ای خداوند جلد ان سرداران لشکر اسلام کو قید کر لیجیے اور جھٹ پٹ ان سبکو سلسل

اور مطوق کر کے قید خانے مین بھجوا دیجیے ورنہ یہ ہوش مین آ جائینگے تو غضب ڈھائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے
سبکے رشتۂ حیات توڑینگے یہ اب تک سحر شہنشاہ جادوگران ملکہ دمامہ جادو مین گرفتار تھے جو خداوند کے بندے
بنے ہوے ہر وقت فرمانبردار تھے مگر اب غضب ہو گیا کہ حمزہ نے ملکہ دمامہ جادو کو مار ڈالا یہ قید سحر سے چھوٹ جائینگے
پھر اگر ہزارون برس بھی کوئی خاک چھانیگا تو یہ ہاتھ نہ آئینگے زبرجد شاہ یہ سُنکے نہایت برہم ہوا اور گھونسا اس زور
سے بختیارک کے مُنھ پر مارا کہ قریب تھا اسکے سب دانت ٹوٹ کے پیٹ مین جا رہین اور کہا او حرامزادے ایسی فال بد
تو ابھی سے اپنے مُنھ سے نکالتا ہی دمامہ جادو کو تو کیا کوئی چھوکری سمجھے ہوے ہی اگر حمزہ ایسے ہزار آدمی جائین تو
اُسکا بال بیکا نہ کر سکین اُسکے ایک سحر مین تو تمام عالم کا کام تمام ہی بھلا حمزہ کی تو کیا حقیقت اور کیا ہستی ہی کہ اُس سے
سر بر ہو سکے اگر حمزہ ہزار برس بھی کوشش کرے تو اُسکے سحر سے نہ جانبر ہو سکے تو نہین دیکھتا کہ حمزہ کی تمام اولاد اور
سردار اسوقت میری خدائی کے قائل ہو کے مجھکو سجدہ کرتے ہین یہ دمامہ جادو کے سحر کا اثر نہین ہی تو اور کیا ہی پھر
جو ایسی ساحرہ زبردست ہو وہ حمزہ ایسے ضعیف البنیان شخص سے پست ہو یہ بات کہین قیاس مین بھی آتی ہی
یا زبردستی ہی تونے دل سے گڑھ کے خیالی پلاؤ پکا کے بے سمجھے بوجھے کہدیا دمامہ جادو کو حمزہ نے مار ڈالا خبردار
اگر پھر ایسا کلمہ تونے کبھی زبان سے نکالا تو تجھے جان سے مار ڈالونگا بختیارک بولا یا خداوند آپ کو اختیار ہی
چاہے غلام کو مار ڈالیے چاہے جان بخشی کیجیے مگر ملاحظ فرمائیے کہ وہ گنبد مینا اور قصر معلق اور قیطول خدائی
کہان گئے یہ سب مکانات سحر اور سامان خدائی کیا ہوے مین یہی عرض کرتا ہون کہ انھین قید کر لیجیے نہین پھر کچھ
نہو سکیگا آپ ہی پچھتائیےگا زبرجد شاہ بولا او دہن دریدہ کیا بکتا ہی چپ رہ اب یہ سب میرے بندگان خاص
مین سے ہین یہ میری خدائی سے کہان جائینگے اور میرا کیا بنائینگے ابھی یہی باتین تھین کہ علمشاہ رومی اور تمام
سرداران لشکر اسلام ہوش مین آئے اپنے کو بارگاہ جہنم پایہ گاہ زبرجد شاہ مین پایا متعجب ہوکے پوچھا کہ ہم کیونکر
یہان آئے کون ہمین لایا ہی یہ مقدمہ کیا ہی زبرجد شاہ پکارا تم سب میرے بندگان خاص مین سے ہو مدت سے تم نے مجھکو
سجدہ کیا ہی اور حمزہ تنگ ہو کر عاجز آکے صحرا کو نکل گیا ہی اور بدیع الزمان کو مین نے برسم ایلچی گری بادشاہ اسلام
سعد بن قباد کے پاس بھیجا ہی ای بندگان من مجھ مین یہ قدرت ہی کہ چاہون تو زمین و آسمان کو درہم برہم
کر دون پھول آسمان پر جائین ستارے زمین پر آئین دریا سے آگ نکلے آگ سے پانی بہے علمشاہ یہ گفتگو
اُس خرس بادیۂ ضلالت کی سُنکے بولا او ملعون تو کیا جھک مار رہا ہی اور تلوار میان سے کھینچکر اُسپر دوڑا اور سب
سرداران لشکر اسلام بھی تلوارین پکڑ پکڑ کے یہ کہتے ہوے جھپٹے کہ او مشرک سگ پلید اب تجھے ہم زندہ و سالم کب
چھوڑتے ہین لشکر کفار نے جو دیکھا کہ سرداران لشکر سب دست بقبضہ ہین وہ بھی تلوارین لیکر دوڑے
لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی علمشاہ رومی نے بڑھ کے زبرجد شاہ پر تلوار ماری وہ ملعون تو تخت پر سے
کود کے علیحدہ ہو گیا اور علمشاہ کی تلوار نے تخت کو کاٹ کے زمین کو بوسہ دیا اُدھر لقا نے جو یہ نقشہ دیکھا یہ
بھی تخت پر سے کودا زبرجد شاہ اور زمرد شاہ دونون سنگدلون کے رنگ زرد ہو گئے سرداران لشکر اسلام کا
یہ ڈھنگ دیکھ کے مارے خوف کے ہاتھ پانون سرد ہو گئے جسم مین تھرتھری پڑ گئی دل کانپنے لگے ایوان شاہی
سے باہر نکل کر مرکبون پر سوار ہوے فوج کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا لاکھ کافرون نے مسلمانون کو گھیر لیا
ایک ہنگامۂ قیامت برپا ہی چہار طرف دار و گیر کی صدا ہی تلوارون کی جھنکارین بلند ہین امن و امان کے
رستے بند ہین علمشاہ کے نعرے کی آواز آسمان تک جاتی ہی یہ چن چنکر کفار کو مار رہا ہی اور سرداران اسلام

بھی لاش پر لاش گرا رہے ہین یہ حال ہو کہ کہین دس پھڑک رہے ہین کسی جگہ بیس سسک رہے ہین کسی مقام پر پچاس دم توڑ رہے ہین کہین سوز ندگی سے منھ موڑ رہے ہین چارون طرف تلوار برس رہی ہو خون اُڑ رہا ہو باپ سے بیٹا بیٹے سے باپ جدا ہو ایک معرکۂ عظیم برپا ہو مہراس دیو بند نامے ایک سردار زبردست زبرجد شاہ کا ہو اُسنے علم شاہ پر تلوار ماری علم شاہ نے تلوار اُسکی تیغہ کھینیان پر روک کے جو ایک ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے برخانش اژدرگیر نے تیغہ سکندر پر مارا سکندر نے اُسکے تیغے کو روک کے جو اُسکی کمر پر تلوار ماری مانند خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا آدھا گھوڑے کے اُدھر آدھا اُدھر گرا ہاشم تیغزن نے فیلاب زرگوش کو جو زنگ کیا غرض ایک ایک سردار صاحبقران نے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ایک ایک سردار نامی کو زبرجد شاہ کے مارا اور ایوان بادشاہی سے نکلے زبرجد شاہ سیدل وروسیاہ اپنی فوج روسیاہ کو پکارا کہ ای مردان دلاور وای بہادران لشکر خبردار یہ خداپرست بندگان منحرف زندہ بچکر نہ جانے پائین انھین ہر جہار سو نظر گھیر گے مار لو اُسوقت شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ تہمتن گرد لشکر شکن بدیع الزمان بن صاحبقران گیتی ستان اور بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد والا نژاد مع سات سو زمرد پوشون کے وہان پہونچے اور نعرہ کیا کہ ای کافران غدار اور ای مردمان مکار خبردار ہم آپہونچے غرض یہان تو علم شاہ رومی اور بندگان زبرجدی سے تلوار چل ہی رہی تھی اب بدیع الزمان نامدار جو مع اپنے لشکر جرار کے آپہونچے اُنھون نے بھی وہین سے تلوارین کھینچین اور جو سامنے آیا اُسے دو ٹکڑے کیا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی تمام شہر زبرجد نگار مین ایک غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا ہر گلی کوچے مین کشت و خون ہو رہا ہو چارون طرف دریا خون کا بہ رہا ہو شپاشپ تیران چقاچاق شمشیران بلند سیل خون روان نرخ جان ارزان لالۂ اجل دکار ملک الموت بیکار بے محنت و مشقت قبض روح ہوئی جاتی ہو کشتون کے پشتے سرون کے انبار ہر طرف لگے ہوے ہین بدیع الزمان کی تلوار سے اک حشر برپا تھی شیر یا قہر خدا جو مسدس

چمکی صفت صاعقہ جو تیغ شرربار

گرتی تھی نئے رنگ سے ہر ایک گھڑی تیغ

ڈھالون مین چھپے بیٹھے تھے سب ترک بریر

اُسدم نہ چلا ایک ستمگار کا بس بس

کس لطف سے ہر بانی کینہ ہوا جو زنگ

تھا شحنۂ دین فتح کی ہمراہ لیے رونق

نیلا ہوا گردون گل سوسن کی طرح سے

نازل ہوا سب پہ غضب لشکر قہار

ہر ضرب مین جانون کی جھنکتی پری تھی

اُس تیغ سے کوئی جو جنگ کی تیغ

پھل برچھیکے شق ہوے تلوار کی نوک سے

بجلی کی جگہ تھی فروزان تیغ کی تنویر

ای غافلو تلوار کا کیا روپ ہو دیکھو

اسلام سے کہتی تھی یہ تلوار کہ ہان ہان

پھل نیزۂ دشمن پر اگر جلوہ نما تھا

اُس موج سے دریا مین سفینہ ہوا جو زنگ

باغی روش ظلم و ستم بھول گئے تھے

تھی آب دم تیغ مین جو ہر سے بکا جو

مرد و زن نے ہیبت و خوف کے صدمے جو سہے تھے

منھ خون کا بہا گئی ہا دل کی طرح

چلائے جوان عجب ہو اسکی چمک مین

میدان مین گو جمع تھے لاکھون جنگی

دامن کو قضا غیظ مین گردان ہی تھی

آب آب ہوئی لاکھون جی گو نمو کی تیغ

نامردون کے گلے لٹ گئے تیغ مرقع سے

ہر جا پہونچا تھا وہان جلوۂ شمشیر

ڈھالو نکی بھی سایہ مین یہان ہو دیکھو

ہر ضرب مین بیدم ہوے کفار جو بس بس

بالائے الف بر سطح فلک فضا تھا

نیچی ہوئی قارون کا خزینہ ہوا جو رنگ

پھنکتی تھی شکست آتی پھول اُڑ گئے تھے

رہوار سے کہتی تھی مین کانون تو اُسے ہے

چھپ جا علی آنکھون مین جگہ ڈھونڈھتے تھے

دشمن کے گلے پر تھی وہ دشمن کی طرح سے

ہاں خوف سے رعشہ بدن پر فلک مین

تصویر صفت تھے علم زہد اطوار

بجلی سی گری عکس کی جو اُسکے پڑی تیغ

بند آنکھین تھین تا غمون کی ہاتھ تھی تیغ

چلا رہی تھی موت کہ اوصاف عقر بن بس

شہباز ظفر کا سر و سینہ ہوا جو رنگ

تھی رعد کی فریاد کہ ای برق نہ یون کج مند

مسمار کیا کاٹ کے ناگن کی طرح سے

آیا جو کوئی پاس گری برق درخشان
سر پہ جو گری تیغ نے مغفر کو اڑا دیا
ڈھالوں میں بھی گر کے جوہر سے نکل آئی
یہ اُسکو پکارا کہ سرک موت نے گھیرا
اسپر جو گری تیغ الٹ کے اُسے مارا
خیاط ظفر پیرہن مرگ لیے تھے

نے الفا ہوا تن میں چلی روح بدایمان
پھرتی تھی جو وہ مرگ صفت لشکر زمین
شہباز کی دہشت نے کبوتر کو اڑایا
ابرو کو جو کاٹا تو فرح سے نکل آئی
تلوار مہ نو تھی گہن سے نکل آئی
غش میں بھی عدو کو چمک اُسکی نظر آئی
دو ٹکڑے ہوا وہ رخ ادھر تیغ نے پھیرا
تھا قصد کیے ہاں ابھی ہاں تیغ کہاں تھا
سیدھی گئی اُسپر تو سمٹ کر اُسے مارا
اللہ ری صفائی کہ کوتک نے بھرا تھا
تلوار نے تردامنوں کو بانٹ دیے تھے
تھی دھوم یہ قراض اقلیم سخن کی

عضو بنا خم بطن میں ہو گئی بریان
پوشیدہ تھیں جو کمین ملک الموت کے تن میں
بند سپر کافر خود سر کو اڑایا
تھی برق فلک قوس قزح سے نکل آئی
در آئی جبین میں تو دہن سے نکل آئی
سونا ہوا اکسیر کہ چاندی نظر آئی
گرتے ہیں کہاں اُسکے ہوا فیصلہ تیرا
شعلہ سا تہ تیغ زدوم لوٹ رہا تھا
ہٹ کے اُسے مارا تو لگے کہنے لگے
یہ کاٹ کے نکلی بھی تو سر قمیص بھرا تھا
جیسوں کے جگر چاک تھے پھیکے تھے
کیا قطع بریدہ ہوئی جامہ تن کی

نخل سامری یوں ہیں کہ پھر بحر فراوان
مرغ شب یجور نے شہپر کو اڑایا
آنکھیں ہوئی گہ خانہ تیغ نکل آئی
یہ برق گری آگیا آنکھوں میں اندھیرا
لہر اسکے وہاں بڑھ گئی گھٹ کے ابھارا
دم بند تھے یہ جامہ ہستی جو کیے تھے

راوی بیان کرتا ہے کہ تین شبانہ روز اسی طرح برابر تلوار چلا کی تیسرا روز تھا کہ نیر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ نامدار پہونچا اور حال دریافت کرکے بجلدی تمام خدمت صاحبقران عالیمقام میں آیا سب کیفیت بیان کی کہ ای صاحبقران عالی شان آپ تو یہاں ہیں اور وہاں سب آپ کے فرزندان نیکنام اور سرداران لشکر اسلام نے ہوش میں آکے زبرجد پرستی چھوڑ دی اور اپنے خدائے یکتا کی وحدانیت کے قائل و معترف ہوکے پھر اپنے دین اسلام پر قائم ہوئے اور اُس سگ روسیاہ زبرجد شاہ پر لعنت کی شہر زبرجد نگار میں ایک طوفان عظیم برپا ہے ہر گلی کوچے میں شور قیامت زا ہے بادشاہ جمجاہ فلک بارگاہ سعد بن قباد ادام اللہ ملکہ و ضاعف قدرہ بھی وہاں رونق افروز ہوئے ہیں علم شاہ رومی و بدیع الزمان وغیرہ لڑ رہے ہیں کافروں کے سر کٹ رہے ہیں میدان کے میدان اُن ناپاکوں کی لاشوں سے پٹ رہے ہیں آپ بھی جلد تشریف لیجلیے زبرجد شاہ گمراہ کو واصل جہنم کیجیے تمام مال و اسباب اسکا لوٹ لیجیے یہ سنکے امیر کشورگیر نے اشقر دیوزاد کو بڑھایا یہاں زبرجد شاہ نے حکم دیا کہ ارے بدیع الزمان کو مار لو کہ شریر ابن اعواک رعدآواز ستون بارگاہ قدرت نے آگے بڑھ کے بدیع الزمان کا سامنا کیا اور نعرہ کیا کہ ای بدیع الزمان بندۂ منحرف قدرت یہ تونے کیا غضب کیا کہ خداوند زبرجد شاہ سے منحرف ہوکے پھر دین اسلام اختیار کر لیا ارے او جاہل گمگشتہ یہ تونے کیا آفت برپا کی ہزاروں بندگان زبرجد شاہ کا بقصور خون بہایا تجھے کچھ خوف و خطر خداوند کا نہ آیا اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہو دیکھ تو اپنے کیے کی کیسی سزا پاتا ہے بدیع الزمان نے جھنجھلا کے جواب دیا کہ او شریر بے پیر کیا بیہودہ بک رہا ہے دیکھ تجھے بھی واصل جہنم کرتا ہوں شریر نے جھنجھلا کے سر بدیع الزمان نامدار پر تلوار ماری بدیع الزمان نے تلوار اسکی پشت شمشیر پر روک لے اور چستی تمام ذرا ہاتھ اپنا ترچھا کرکے جو ایک تلوار اُس تیز دست پر ماری تو اُسکے شانے پر پڑی کر اُس شانے اور سینہ پر کینہ کو اُسکے کاٹتی ہوئی دوسری طرف زیر بغل اتر گئی اُس شقی کا منہ تنے کا منہ لا کٹ کے گر پڑا غل ہوا کہ شریر بناخر پر تھا آخر مارا گیا زبرجد شاہ نے نعرہ کیا کہ افسوس ستون میری بارگاہ قدرت کا

گرپڑا ناگاہ آواز نعرہ صاحبقرانی کی کان مین آئی اور ساتھ ہی اُسکے نعرہ خاور سیاہ ملک قاسم
لعل خفتان خونریز خاوری کی صدا بھی سُنائی دی اور کرب وغیرہ بھی نعرہ کرکے فوج کفار پر آپڑے
لقائے مشرک خدا نے جو آواز نعرہ صاحبقرانی کی سُنی بدحواس ہوگیا ہاتھ پانؤن بھول گئے بختیارک نے کہا
ای خداوند حمزہ آپہونچا جلد یہان سے بھاگ چلیے نہین تو مارے جائیے گا لقا نے زبرجد شاہ سے کہا کہ ای
زبرجد شاہ مین نے تقدیر کی ہی کہ تو حمزہ کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہین تو میرے ساتھ بھاگ چل زبرجد شاہ
بیچارا او کیدی خرد وباہ خصلت بزدل تو کہان جاتا ہی دیکھ مین حمزہ کو دم بھر مین مارے لیتا ہون زبرجد شاہ
خداے باختر بولا تو کیا بکتا ہی مین نے تو تقدیر کی ہی کہ یہان سے بھاگ جاؤن اور یہ کہکر اپنے رفقا اور لشکر
سمیت شہر زبرجد نگار سے نکل کر کشتیون پر سوار ہوکے بھاگا ملک فرعونیہ کا راستہ لیا یہان شہر زبرجد نگار
پر خوب لڑائی ہوئی بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ ہاتھیون کو ریل دو عمارتین شہر کی گرادو صاف میدان ہوجائے
اچھی طرح جنگ کی جگہہ نکل آئے بموجب حکم جہان مطاع بادشاہ گیتی پناہ مکانات مسمار ہونے لگے میدان لڑائی
کیواسطے صاف ہونے لگا اب وہ وقت ہی کہ دونون لشکر ملے ہوے لڑ رہے ہین کہ پھر نعرہ صاحبقرانی
بلند ہوا کہ زمین و آسمان اور عمارات عالی شان مین زلزلہ پڑ گیا جتنے کہ امیر کشور گیر تلوارین مارتے ہوے زبرجد شاہ
تک پہونچے اور ایک تلوار زبرجد شاہ پر ماری وہ تو خواصی مین جا رہا تلوار نے ہودا اور زنجیر اور ہاتھی کو
کاٹ کے زمین کو بوسا دیا زبرجد شاہ کودکر بھاگا گھوڑے پر سوار ہوا چاہا کہ نکل جائے کہ امیر حمزہ صاحبقران جا پہونچے
نعرہ کیا کہ او کافر خاسر میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاتا ہی زبرجد شاہ نے ناچار ہوکے جب کوئی راستہ بھاگ نے
اور جان بچانے کا نہ پایا تو امیر پا توقیر پر تلوار ماری امیر فلک وقار نے تلوار اُس ناہنجار کے ہاتھ سے چھین لی اور
کمر مین ہاتھ ڈال کے قاغ زین سے اُٹھا لیا اور دست حق پرست بلند کرکے بالاے سر چکر دینا شروع کیا
زبرجد شاہ کی عقل چکر مین آئی گردش تقدیر نے یہ صورت اُسے دکھائی زمانے کا اور طور ہوا اہل اسلام کا دور ہوا
صاحبقران عالیشان چاہتے ہین کہ اُسے زمین پر دے پٹکین کہ ملک قاسم نے آواز دی دادا جان اسے مجھے دیجے
امیر نے زبرجد شاہ کو قاسم کیطرف پھینکا اُسنے ہوا پر ہاتھ مین روکا پھر زمین پر دے مارا سینہ پر سوار ہوکے
مشکین باندھ لین عمر وعیار کے حوالے کیا کہ ابو الہول دیوانہ اور یہودا سے زنگی سات ہزار دیوانون سے آئے
انھون نے بھی لڑنا شروع کیا تمام شہر زبرجد نگار کو تہ و بالا کردیا بہت سے کفار اشرار مارے گئے بہت سے
ناہنجار گرفتار ہوے اکثر بندے بھاگ گئے الامان یا بدیع الزمان الامان یا امیر حمزہ صاحبقران کشورستان
کی آواز چار طرف بلند ہوئی امیر حمزہ صاحبقران نے امان دی جملہ دلاوران اسلام کو منع کیا کہ اب نہ لڑو تلوار
روک لو یہ امان مانگ رہے ہین عرض بفور حکم امیر پا توقیر سب نے اپنے اپنے ہاتھ روک لیے تلوارین میان مین
رکھ لین نقارے فتح کے بجے شادیانے نصرت کے نوازش مین آئے تمام غازیان دین اسلام بفتح فیروزی پھرے
قاسم نے بادشاہ اسلام کو سلام کیا نذر دی علم شاہ دوڑ کر بیٹے سے لپٹ گیا پیار کیا گلے سے لگایا احوال پوچھا
شہزادہ ملک قاسم نے سب حال پوتیبال جادو کا اژدہا بنکر نکل جانے اور اپنے باغ مین لیجا کے قید کرنے کا
بیان کیا اور عرض کیا کہ اگر دادا جان صاحبقران دوران وہان نہ تشریف لیجاتے اور اُس لکاتہ کو فنے انبار
نہ فرماتے تو میری جان بڑی محال تھی اُسی کے قید مین پڑے پڑے سڑ جاتا کسی کو میری قبر کا بھی نشان نظر نہ آتا
مگر ابھی زندگی تھی اس سے بچ گیا جو آج حاضر خدمت ہون بدیع الزمان روتا ہوا آکر قاسم سے بغلگیر ہوا اور اج کا

حال پوچھا پھر تو جتنے سوار دست راست اور دست چپ کے تھے سب باری باری قاسم سے ملے سب کو بڑی
خوشی حاصل ہوئی لیکن عمرو بن امیہ ضمری مال و اسباب کی فکر مین مضطر و حیران سرنگون بیٹھا ہوا ہی ہر چند دوزخ
و بہشت زبرجد شاہ کے دیکھے وہان بھی خاک نہ پایا البتہ حور و غلمان ہاتھ لگے انکو فروختہ باشد کیا خوب
بردہ فروشی کی کل قیمت انکی نقد جمع کر لی مگر اسپر بھی نہایت غمگین و ملول ہی کہ نقد کچھ نہ ہاتھ آیا بیکار کی مشقت
ہوئی مفت کی زحمت ہوئی آخر کار یہ کام کیا کہ زبرجد شاہ کو ایک گوشے مین لا کے باندھ کے کھڑا کیا اور کہا کہ او
دغاباز جعلساز جلد بتا کہ مال تیرا کہان ہی مین نے اسقدر محنت و مشقت کی اور ایک حبہ تک تجھسے مجھکو نہ ملا اور
کوڑا ایکر کے مستعد ہوا کہ بتاتا ہی تو بتا نہین تو آج تجھے مارتے مارتے مار ڈالونگا مارے کوڑون کے تیری کھال
گرا دونگا اور یہ کہکے ایک آدھ کوڑا کھینچا اُس بزدل کو یقین ہوگیا کہ یہ بندۂ زر ہی اگر مین اُسے مال اپنا نہ بتا دونگا
تو یہ بیشک آج مجھے مار ڈالیگا بس وہ کافر خاسر کانپ گیا اور کہنے لگا کہ خواجہ صاحب آپ کو کسنے منع کیا ہی
خزانہ تو میرا بہت سا ہی آپ انہین سے جا کے کیون نہین لے لیتے ہین جو مجھے اسطرح بخطا و قصور کوڑون کی
مار دیتے ہین خواجہ نے کہا او مکار اُس خزانے سے مجھے کیا کام ہی وہ مال بادشاہی ہی حمزہ نے اُسپر پہرے
بٹھائے ہین انہین سے مجھے کیونکر ملیگا تو اپنا خفیہ خزانہ بتا نہین تو آج تجھے مار ڈالونگا یہ کہکے اور ایک دو کوڑا
اُسے مار کہ وہ بلبلا گیا اور کہنے لگا مجھے ماریئے نہین مین بتائے دیتا ہون عمرو بولا جلد بتا اُسنے نشان دیا کہ
میری خوابگاہ مین جا کے پلنگ کے نیچے زمین کو کھودیے وہان بارہ ہزار صندوق اشرفیون سے بھرے ہوے
دفن ہین آپ انہین لے لیجیے اور مجھے چھوڑ دیجیے عمرو نے جواب دیا کہ او مردود تو حمزہ کا قیدی ہی مین تجھے
چھوڑ نہین سکتا ہون وہ چاہے تجھے قتل کرے چاہے تیری جان بخشے یہ کہکے زبرجد شاہ کو پھر زنبیل مین
ڈال لیا اور بسرعت تمام شہر زبرجد نگار مین آیا دیکھا کہ تمام خزانون اور جملہ مکانون پر چوکی پہرہ کرب غازی
کے لوگون کا ہی اور کرب خود ہوشیار بیٹھا ہوا ہی کرب نے عمرو کو سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کیون
تشریف لائے ہین عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین آج کل قرضدار بہت ہون اور کچھ روپیہ زبرجد شاہ کا پوشیدہ
ہی اُسکا حال کسی کو معلوم نہین ہی اگر تم کہو تو مین اُسے تلاش کرکے لے لون کرب نے کہا کہ مین آپ کا
تابع فرمان ہون مگر یون ظاہر بظاہر اگر آپ جا کے اُسے لینگے تو یہ میرے واسطے بڑی بدنامی کی بات ہی
سب یہی کہینگے کہ دیدہ و دانستہ کرب نے مال ذخیرۂ بادشاہی عمرو کو اُٹھوا دیا عمرو بولا اے فرزند مین
تجھکو بدنام نہ کرونگا یہ کہکے چلا گیا اور رات کو گلیم عیاری اوڑھکر خوابگاہ زبرجد شاہ پر آیا اور تلاش
کرکے اُس تہخانے کو نکالا اور وہ صندوق اشرفیون کے لیکے پھر اسی طرح بند کر دیا اور خوشی خوشی جا کے
سو رہا صبح کو خدمت امیر فلک سریر مین روانہ ہوا اُدھر صاحبقران نے شادی و خرمی مین شب بسر
کی صبح کو دربار کیا بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل پر بیٹھے تمام سردار جمع ہوے اس اثنا مین عمرو نے آ کے سلام کیا
صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ خواجہ زبرجد شاہ کو لاؤ عمرو نے اُس کافر کو زنبیل سے نکالکر سامنے حاضر
کیا فتیلہ دفع بیہوشی کا دیا زبرجد شاہ کو جو ہوش آیا دیکھا کہ سامنے صاحبقران بیٹھے ہین اور مین گرفتار ہون
پکارا کہ حمزہ تو نے مجھے گرفتار کیا ہی میرے غضب خداوندی سے نہین ڈرتا ہی شرط کہ ابھی تجھے خاک سیاہ
کر دون صاحبقران نے فرمایا او کافر دروغ گو کیا مزخرفات بکتا ہی اگر تجھ مین کچھ قدرت ہی تو قید سے
چھوٹ کے چلا جا ارے تو تو محض مجبور ہی ہر طرح معذور ہی لعنت کر اپنے اعمال و افعال قبیحہ پر اور دین اسلام

قبول کرین تیرا ملک تجھے پھیر دونگا ملکہ اور جو ملک مجھسے مانگیگا وہ بھی تجھے حوالے کرونگا زبرجد شاہ سنگدل
اور سیاہ قلب تھا نصیحت نے صاحبقران کی کچھ اثر نہ کیا مثل مشہور ہی کوا دھوے سے سفید نہین ہوتا شعر
بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + کلام صاحبقران کے سنکر بولا کہ حمزہ
چونکہ مین نے تجھے پیدا کیا ہی خلعت حیات دیا ہو اسوجہ سے شرم آتی ہی نہین تو ابھی تجھے غارت کر دیتا امیر
نے فرمایا اس گمراہ ضلالت آگاہ کو نصیحت ہرگز اثر نہ کریگی حکم دیا کہ ابھی میدان خونی تیار ہو اُسی وقت
اسباب سب آگے موجود ہوا ارہ کش تسمہ کش قنیچیان سولیان جلادان مریخ جبین زحل ہیبت حاضر ہوئے
بارہ ہزار سولیان کھڑی ہوئین امیر عالیجناب تاکے لرقاب نے فرمایا کہ زبرجد شاہ کو انکے ہمراہیون سمیت
چرخی پر کھینچو جلادون نے بفور حکم امیر انکے پانؤن کی بیڑیون مین رسیان باندھ کے چرخی پر کھینچا زبرجد شاہ
زمین سے بلند ہوا پھر صاحبقران باکرم نے فرمایا کہ ای زبرجد شاہ کیون جہالت کرکے اپنی جان دیتا ہی اور
بارہ ہزار بندگان خدا کا بھی تیرے ساتھ خون ہوتا ہی کیون انکا بھی عذاب اپنے سر لیتا ہی ارے غافل ہوشیار ہو
گمراہی سے باز آ لقا کو دیکھو کہ میرے ہاتھ سے کیونکر بھاگتا پھرتا ہی اور کچھ وہ میرا نہین کر سکتا مین تجھے بندۂ خدا
سمجھتا ہون چاہتا ہون کہ اگر اب بھی تو راہ راست پر آجائے اور دین اسلام قبول کرے تو کیون تیرے خون مین
ہاتھ بھرے زبرجد شاہ نے جواب دیا کہ حمزہ تو اپنے گمان مین مجھے مار ڈال مگر مین کسی طرح نہ مرونگا زمین کو چھوڑ
کے آسمان پر جا کے خدائی کرونگا یہ کلام حماقت انجام اُس گبر پر غرور سے سنکے امیر نے فرمایا ہان اور اسے
بلند کرو جلادون نے رسی کھینچی جب یہ خوب بلند ہوا صاحبقران نے تیر و کمان ہاتھ مین لیا ادھر سب
سردارون نے تیرون کو کمانون مین پیوستہ کیا امیر نے تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے زبرجد شاہ پر مارا اور جتنے
ہمراہیان زبرجد شاہ تھے اُن خطا شعارون پر سردارون کے تیر پڑنے لگے زبرجد شاہ اور سب تڑپ تڑپ کے
واصل جہنم ہوئے صاحبقران ذیشان شکر الہی بجا لائے نقارے شادمانی کے بجنے لگے اور بجائے زبرجد شاہ
ابوالہول دیوانہ کو شہر زبرجد نگار کا حاکم مقرر کیا خلعت دیا پھر صاحبقران نے عمرو سے پوچھا کہ ای
خواجہ لقا کدھر بھاگ گیا ہی عرض کیا جانب ملک فرعونیہ گیا ہی امیر نے فرمایا کہ مین اُسے بھی کب
چھوڑتا ہون کہ وہ زندہ میرے ہاتھ سے نکل جائے اور پھر صاحبقران نے خواجہ زادون کو بلا کے ساعت سعید
دریافت کی اور جو ساعت سعید انھون نے بتائی اُسیوقت مع فوج دریا نصرت پناہ کشتیون اور جہازون
پر سوار ہوئے لقا کے تعاقب مین ملک فرعونیہ کو روانہ ہوئے انکو تو یہین چھوڑیے

جبتک چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ دونون یعنے خورشید ستارہ پرست اور غضنفر بن اسد ہاتھ سے ایرج نوجوان کے زخمی ہو کر دامن کوہ
مین اُترے ہین اور اپنے زخمون کا علاج کر رہے ہین چند روز مین جب زخم انکے اچھے ہوئے ایک دن کا ذکر
ہی کہ یہ دونون بیٹھے ہوئے ہین صبح کا وقت ہی سراپچے کھلوا دیے ہین جھونکے نسیم سحری کے آرہے ہین صحرا کی
سیر کر رہے ہین شراب پی رہے ہین کہ ایک طرف سے بگولہ گرد کا اُٹھا جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا ایک
مرکب صبا رفتار نمودار ہوا اور دیکھا کہ اُس مرکب پر ایک نقابدار سفید پوش زخمی و بیہوش پڑا ہوا ہی وہ گھوڑا
آتے آتے ایک مقام پر چرا مین مصروف ہوا دو چار منہ گھانس پر مار کے اپنے کو جھر جھرایا کہ نقابدار بیہوش
زمین پر گرا گھوڑا پھر گھانس کھانے لگا خورشید و غضنفر نے جو یہ ماجرا دیکھا دونون اُٹھکر اُس

گھوڑے کے پاس آئے اور نقابدار کو وہان سے اُٹھا کے اپنے مقام پر لائے یہان لا کے اُسکا علاج کروایا جب
زخمون کی ایذا کم ہوئی غش برطرف ہوا نقابدار کو ہوش آیا اسنے جو آنکھین کھولین تو اپنے کو ایک خیمے
مین پایا اور خورشید اور غضنفر کو اپنے پاس بیٹھے ہوے دیکھا اسنے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے مجھپر بڑا احسان کیا
کہ میرے زخم کا علاج کروایا ان دونون نے اس سے پوچھا کہ ای نقابدار یہ زخم تونے کہان کھایا نقابدار
نے کہا کہ مین ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوکر اُسکے سامنے سے چلا آیا تھا کیونکہ مین نے سُنا تھا کہ گیرنگ بن نہرنگ شاہ
رزائلی نے ایرج کے واسطے بہت سے جہاز تیار کروائے ہین تاکہ ایرج اُنپر سوار ہوکے قلعہ ذوالامان کو جائے
میرے خیال مین آیا کہ وہان ناموس حمزہ صاحبقران کے ہین اور ان دنون وہان کوئی ایرج سے مقابلہ
کرنے والا نہین ہے ایسا نہو کہ ایرج وہان جائے اور ناموس صاحبقرانی کو تباہ و برباد کر دے اس سے
بہتر یہ ہے کہ چل کے اُن جہازون کو جلا دیجیے اسلیے کہ نہ جہاز ہونگے نہ ایرج اُنپر سوار ہوکے وہان جائیگا
اور اگر بار دگر جہاز بنوانے کا قصد کریگا تو بنتے بنتے بہت عرصہ لگیگا جبتک کوئی نہ کوئی مددگار ناموس
صاحبقرانی کا آجائیگا یہ سوچ سمجھکر مین نے جا کر اُن تمام جہازون مین آگ لگا دی سب جہاز جل گئے
اُدھر گیرنگ بن نہرنگ آیا اُسنے جو یہ ماجرا دیکھا مجھپر تلوار لیکے دوڑا مین نے بھی اپنی تلوار کھینچی میرے
اُسکے ردوبدل ہونے لگی اسی اثنا مین زخم سر میرا شق ہوگیا غشی مجھپر طاری ہوئی گھوڑا مجھے جنگا بھگتے بھاگا
پھر جو میری آنکھ کھلی تو مین نے آپ دونون صاحبون کے پاس اپنے کو پایا آپ کا کمال احسان ہے مین نہایت درجہ
آپ کا ممنون ہون خورشید اور غضنفر نے کہا کہ آپ ذرا اپنی نقاب تو اُٹھائیے اپنا جمال مبارک تو دکھائیے
کہ آواز آپکی عورتون کی سی پائی جاتی ہے نقابدار نے جواب دیا کہ آپ نے خوب پہچانا فی الحقیقت مین عورت ہون اور
جب آپ لوگون نے میری یہ دوا دوش کی کہ مجھے وہان سے لائے اور یہان لا کے میرا علاج کیا تو اب تو مین
بندۂ احسان ہون پھر آپسے کیا پردہ کرون یہ کہکے بند نقاب کو کھولا چہرے سے حجاب برطرف کیا نقاب کا
اُسکے رخ روشن سے ہٹنا تھا معلوم ہوا کہ بدلی سے چاند نکل آیا شعر اُسکا چہرہ نقاب سے نکلا + آفتاب کہ سحاب سے نکلا
بس دیکھتے ہی خورشید و غضنفر دونون اُس محبوب پری پیکر پر دل و جان سے فریفتہ و شیفتہ ہوے اور نازنین خورشید
غضنفر پر عاشق ہوئی ان دونون نے کہا کہ ای قمر برج خوبی وای مہر سپہر محبوبی اگر آپنے اپنے جمال باکمال کو دکھایا
تو اپنے حسب نسب سے بھی آگاہ کیجیے یہ فرمائیے شعر پھول کس بوستان کے ہین صاحب + چاند کس آسمان کے ہین صاحب
دیگر اگر ماہی ترا منزل کدام است + وگر شاہی ترا آخر چہ نام است + اُس نازنین نے جواب دیا کہ صاحبو مجھ
ننگ خاندان کا نام و نشان کیا پوچھتے ہو شعر نہ پوچھو ای پری رو یو عبث نام و نشان میرا + جنون میرا تخلص ہے مجھے
دیوانہ کہتے ہین + ملکہ نوشابادی اس بدنام کنندۂ خاندان کا نام ہے مین بیٹی ہون طہماس بن عنقول دیو بردار
کی دادا کو میرے اس آفتاب پرست نے مار ڈالا مین اپنے جد بزرگوار کے خون کا عوض اُس سے لینے کیواسطے آئی تھی
فلک کجرفتار نے نہ چاہا اور مجھے اُسکے ہاتھ سے زخمی کروایا خیر یار زندہ و صحبت باقی اگر زندگی ہے تو پھر کبھی نہ کبھی
دیکھا جائیگا خورشید و غضنفر نے کہا کہ عورتون پر جہاد حرام ہے عورتون کا مجادلہ و مقاتلہ کرنا خلاف شریعت اسلام
ہے مگر تم خاطر جمع رکھو کچھ دل مین اندیشہ نکرو ہم تمہارے عوض اُس سے لڑینگے اور تمہارے جد بزرگوار کے خون
کا عوض اُس آفتاب پرست سے لینگے چونکہ ملکہ نوشابادی خود غضنفر پر مائل ہو چکی ہے وہ جو اس سے ہنس ہنس کر
سکے باتین کرتی ہے خورشید جلا جاتا ہے دل ہی دل مین جل رہا ہے غضنفر بن اسد نے جو دیکھا کہ ملکہ مجھپر مائل ہے معلوم

ہوتی ہی اپنے دل مین بہت خوش ہوا جلدی سے ایک جام شراب ارغوانی کا بھر کے خورشید ستارہ پرست
کو دیا اُسنے جام تو پیا مگر دل مین ایک کانٹا لگا بعد مینوشی کے غضنفر سے پوچھا کہ ای غضنفر اسوقت مجھکو خود بخود
جام شراب دینے کا کیا باعث ہی شعر بھر بھر کے جام مجھکو جو دیتا ہی آج تو ✤ ساقی عنایتین یہ تری بے سبب نہین ×
جلد اپنے دل کا مطلب بیان کرو کہ تمہاری کیا مراد ہی غضنفر نے جواب دیا کہ ای خورشید مقصد میرا یہ ہی کہ تم اس
نازنین مہ جبین کو مجھے بخشدو تم اس سے ہاتھ اٹھاؤ کہ مین اسپر دل دادہ و فریفتہ ہون میرا یہ حال ہی شعر
ہوش جانا رہا نگاہ کے ساتھ ✤ صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ ✤ خورشید یہ سُنتے ہی آگ ہو گیا کہنے لگا کہ او دیوانے
ہوش مین آ مین خود اس ماہ پیکر زہرہ جمال مشتری خصال پر عاشق ہون تو خود اسکی محبت و الفت سے ہاتھ اُٹھا
نہین تو تجکو سزا دونگا اور جسطرح ہوگا ملکہ کو مین ہی لونگا غضنفر بولا ای خورشید اول تو ملکہ مسلمان ہی تم ستارہ پرست
ہو تمہارا اُسکا طالع ایک کیونکر ہو سکتا ہی کہان وہ نادیدہ خدا کے آسمان کی ماننے والی کہان تم ایک ستارے
کو اپنا خدا جاننے والے تمہارے اسکے زمین آسمان کا فرق ہی تمسے اُس سے کیا علاقہ دوسرے یہ کہ وہ مجھپر شیفتہ
ہی مین اُسپر فریفتہ ہون جسطرح ہو سکے تم اس سے ہاتھ اُٹھاؤ مین تمہارا کمال ممنون ہونگا خورشید بولا کہ ای
غضنفر باپ نے تیرے وہ حرکت بد کی کہ میری بہن ملکہ بانو کو لے گیا باوجود یکہ مجھ سے پگڑی بدلی تھی بھائی چارہ
کر لیا تھا پگڑی بدلنے اور بھائی چارے کا پاس و لحاظ نہ کیا اب تجھے مجھ سے دوستی ہوئی تو بھی بموجب اس
قول کے کہ الولد سر لابیہ ویسا ہی نکلا جیسا تیرا باپ تھا یعنی وہ میری بہن کو لیگیا اور تیرا یہ سلوک ہی کہ جسپر مین
عاشق ہون تو اُسی کا طالب ہی کہتا ہی کہ یہ مجھے دیدو ای غضنفر یاد رکھ کہ یہ تو کبھی نہو گا اور جو تو زیادہ اصرار کریگا
تو مین بری طرح پیش آؤنگا بس ہٹ جا میرے سامنے سے زیادہ دیوانگی کی باتین نکر مین ایسے دیوانے کو خوب
ٹھیک بناتا ہون یہ سُنکر غضنفر نہایت برہم ہوا کہا او خورشید تو مجھے کیا ایسا کمزور سمجھا ہی مین ہرگز اس سے
دست بردار نہونگا یہ کہکے ایک خنجر خورشید پر مارا خورشید نے نعرہ کیا کہ او دیوانے کیون تیری شامت آئی
ہی اور جھپٹکی دیکے ہاتھ سے غضنفر کے خنجر چھین لیا اور کمر مین ہاتھ ڈال کے اُسکو اٹھا لیا پھر چرخ دیکر زمین پر
مارا سینہ پر چڑھکے مشکین اسکی باندھ لین بعد اسکے خورشید نے ملکہ نوشابادی کی طرف مخاطب ہوکے پوچھا
کہ ای ملکہ تم کیا کہتی ہو ہم دونون مین کس کو قبول کرتی ہو نوشابادی نے جواب دیا کہ ای خورشید مجھکو اپنے عقد
مین بالکل اختیار نہین ہی مسلمانون مین دستور ہی کہ ناکتخدا عورت کو اپنے عقد مین کچھ اختیار نہین ہوتا ہی جسکے
ساتھ اُسکے والدین شادی کر دیتے ہین وہ اُسکو قبول کرتی ہی مالک و مختار میرا طہماسپ ہی وہ جسکے ساتھ
چاہے میرا عقد کر دے خورشید سوچا کہ یہ تو غضنفر کی طرف مائل ہی گو کہ صاف صاف مجھ سے نہین کہتی اس سے
بہتر یہ ہی کہ غضنفر کو قتل کرون جب وہ نہو گا تو یہ مجھ سے ضرور راضی ہو جائیگی بس یہ سوچ سمجھکر اپنے نوکرون
سے حکم دیا کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ اس دیوانے کو قتل کرے چوبدار جلاد کو جاکے بلا لاے اُسنے باندھ نمست کا
چبوترہ ڈال فلاکت کا بوریہ غضنفر کو اُسپر بیجا کے بٹھایا اور کہا صاحب مین اپنا پیٹ پالنے کے لیے یہ شغل ادا
کرتا ہون اور ایک خط کوے کا اُسکی گردن پر کھینچکر تلوار برہنہ کی اُسکے قریب کھڑا ہوا اور کہنے لگا ای شخص
کھانے پانی جس چیز کو تیرا جی اسوقت چاہتا ہو بیان کر اور اگر کسی عزیز و آشنا سے ملے یا کچھ اسے پیام دینے کا
خواہان ہو تو اظہار کر اسلیے کہ پھر تجھے کوئی دم مین دنیا کا گرم کھانا ٹھنڈا پانی کسی عزیز دوست کی ملاقات
میسر نہ آئیگی غضنفر نے جلاد سے تو نہ کچھ کہا مگر آنکھون سے آنسو جاری تھے دلمین دعا کرنے لگا کہ رب کریم

تو مجھے اس شقی و لئیم کے شر سے بچا ابھی تیسرا حکم غضنفر کے قتل کا خورشید نے نہین دیا ہو کہ اختر اختران نے کہا کہ
خورشید غضنفر کا قتل کرنا اچھا نہین ہو ایرج سے تو تمسے عداوت ہو ہی چکی ہو اب خدا پرستون سے بھی مفت کی
عداوت مول لیتے ہو اور جسکے واسطے یہ امر کرتے ہو کہ اپنے ایسے دوست کا خون ناحق اپنی گردن پر لیتے ہو وہ
بھی تمسے راضی نہین پھر اگر تمنے اسے قتل بھی کروا ڈالا تو کیا نتیجہ ہوا خیر اگر اسنے تمہارے ساتھ کج ادائی کی ہو تو اسے
قید کر رکھو مگر قتل کرنا اچھا نہین خورشید بھی سمجھا کہ اختران شاہ سچ کہتا ہو کہا کہ اچھا اس دیوانے کو ابھی اسیر
کروا اور حکم دیا کہ خبردار زنہار کوئی خدا پرست ہمارے لشکر مین نہ رہے صبح کو جس خدا پرست کو اپنے لشکر مین دیکھونگا
فوراً اُسے قتل کر دونگا اور جسے مجھسے محبت ہو وہ دین ستارہ پرستی اختیار کرے اور ڈھنڈھورے کو بلا کے
حکم دیا کہ تو چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ کہ جسکو ہماری محبت ہو اور ہمارے لشکر مین رہنا منظور ہو وہ دین
ستارہ پرستی اختیار کرے نہین تو فوراً ہمارے لشکر سے نکل جائے جارچی بموجب حکم خورشید ستارہ پرست
کے چار جانب ڈھنڈھورا پیٹ آیا تمام لشکر غضنفر لشکر خورشید ستارہ پرست سے علیحدہ ہو کر چلا گیا مگر شہاب
بن فولاد اژدر گیر خدمت خورشید ستارہ پرست مین حاضر ہوا اور مصلحتاً بظاہر دین ستارہ پرستی اختیار کیا
اور منتظر کمین وقت کا رہا جب رات کا وقت ہوا اور لشکر خورشید ستارہ پرست مین سب سو گئے تو شہاب بن
فولاد اژدر گیر چپکے سے اُٹھکر اُس قید خانہ مین آیا جہان غضنفر قید تھا اور میان سے تلوار کھینچکر پاسبانون
اور دربانون کو وہان کے قتل کرنا شروع کیا یہان تک کہ سب کو قتل کیا اور چاہتا ہو کہ اندر قید خانے کے
جا کر غضنفر کو قید سے رہا کرے یکایک خورشید ستارہ پرست کی آنکھ اُس غل و شور سے کھل گئی اور پوچھا کہ ارے یہ
غل کیسا ہو سب نے عرض کیا کہ حضور شہاب بن فولاد اژدر گیر قید خانے مین غضنفر کو چھڑانے کے واسطے گیا ہو
اور وہان کے دربانون اور پاسبانون کو قتل کیا یہ اُسی کا غلغلہ ہو بس خورشید یہ سنتے ہی کمال غیظ و غضب مین
وہی لباس شب روی پہنے ہوئے وہان آیا نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار مکار اسی واسطے تو ستارہ پرست ہوا تھا
کہ غضنفر کو قید سے چھڑا لیجائے ارے او شہاب ستارہ تیرا گردش مین ہو اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون
کہ تو میرے ہاتھ سے نکل جائے جب شہاب بن فولاد اژدر گیر نے دیکھا کہ بڑا غضب اور اندھیر ہو گیا
سارا حال کھل گیا خورشید ستارہ پرست آ گیا شہاب اُسکی طرف پھرا نعرہ کیا کہ او خورشید پہلے تجھے مارونگا
بعد اُسکے اپنے آقا کو چھڑاؤنگا یہ کہکے وہی تیغہ خون آلود خورشید پر مارا خورشید نے سپر کو رُخ کی پناہ کیا مگر
تیغہ شہاب کا سپر کو کاٹ کے سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ تا دو ابرو اُتر گیا خورشید نے پہلے دستانہ مار کے تلوار
سر سے نکل گئی بعد اُسکے خورشید قبضہ تیغ سے لپٹ گیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار شہاب کی چھین لی پھر کمر مین
ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اور سر پر چکر دیکے زمین پر دے مارا کہ شہاب بیہوش ہو گیا خورشید نے مشکین اُسکی باندھ کے
غل و زنجیر مین مسلسل کر کے غضنفر کے پاس قید کیا مگر خورشید کے زخم سر سے خون جو بہت سا بہہ گیا تھا اُسکو
اُسکو فرط ضعف سے غش آ گیا تھا اور خورشید آفتاب لب بام ہو گیا تھا اختر اختران نے جو یہ حال اُسکا
دیکھا فوراً جراح کو بلوایا زخم مین ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھوائی علاج ہونے لگا تیسرے دن
اُسکو ہوش آیا مگر ضعف سے یہ حال تھا کہ بولا نہین جاتا تھا اختر اختران نے جلدی سے شوربا مرغ کا پکوا کے
پلوایا کچھ قوت آئی مگر ابھی زخم بالکل نہین اچھا ہوا ہو خورشید بیٹھا ہوا ہو کہ دیکھا آسمان پر ایک ٹکڑہ ابر
دکھائی دیا اور وہ ابر بڑھنے لگا ٹھنڈی ہوا چلنے لگی بڑھتے بڑھتے محیط عالم ہو گیا زور شور سے پانی برسنے لگا

رعد گرجنے لگا ہوا مین ایسی تیزی ہوئی کہ سردی کے مارے لوگ کانپنے لگے بعد تھوڑی دیر کے بڑے بڑے اولے
پڑنے لگے برف برسنے لگی اب اس شدت کی سردی ہوئی کہ جو جانور اور آدمی ضعیف الجثہ اور لاغر اندام تھے
مرنے لگے ہر چند انگیٹھیون مین تنورون مین الاؤ مین آگ جلاتے ہین تاپتے ہین مگر کچھ سردی مین کمی نہین ہوتی
آگ بجھی جاتی ہی جان نکلی جاتی ہی ہوا کی وہ تیزی ہی کہ خیمے ڈیرے راوٹیان اکھڑین چھولداریان سائبان
بچے گرے پڑتے ہین ہر چند دوہرے چوہرے موٹے موٹے رسون سے لوگ باندھتے ہین لیکن وہ سب کے سب ایک
جھونکے مین ٹوٹے جاتے ہین عجب حالت ہی کہ ہر شخص اپنی زندگی سے مایوس ہی سب کے دل کو یقین مرگ
ہو گیا خورشید نے یہ کیفیت دیکھ کے کہا کہ صاحبو مجھکو یہ ابر سحر کا معلوم ہوتا ہی مین نے اسد کی زبانی لشکر اسلام پر
برف برسنے کا حال سنا ہی یہ بیشک بارش ابر سحری ہی پھر حکم دیا کہ ہمارے عیار جائین ڈھونڈھین اور تلاش کرین کہ
کوئی ساحر کہین بیٹھا ہوا میرے لشکر پر سحر تو نہین کر رہا ہی عیار طرار فوراً بحکم خورشید ستارہ پرست چار طرف تلاش
کرنے لگے دیکھتے دیکھتے ایک طرف جو نظر گئی تو دیکھا کہ ایک جانب قلعۂ کوہ پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہی منقل آتشین
اسکے آگے رکھی ہوئی ہی اور وہ کالے تل کچھ پڑھ پڑھ کے اس منقل آتشین پر مارتی ہی کہ وہ تل جلتے ہین اور
اسمین سے ایک گھٹا ٹوپ دھوان اٹھتا ہی اور اسی ابر مین جا کے ملجاتا ہی کہ وہ ابر اور زیادہ غلیظ ہوتا جاتا
ہی اور ساعت بساعت بارش زیادہ ہوتی جاتی معلوم ہوا کہ یہ کوئی ساحرہ ہی اور یہ ابر غلیظ و ہوائے تند اور
بارش باران اسی کے سحر کے سبب سے ہی غرض ان عیارون نے وہان سے آکے تمام حقیقت خورشید ستارہ پرست
سے بیان کی اور عرض کیا کہ حضور جلد اسکی فکر کیجیے نہین تو صبح تک بھور ہو جائیگا لشکر حضور مین ایک کا بھی
نام و نشان نظر نہ آئیگا خورشید بولا کہ صاحبو مجھ مین تو زخم کے سبب سے چلنے کی طاقت نہین ورنہ مین
خود جاتا اور اسکا استیصال کر آتا مگر تم مین ایسا کوئی شخص ہی کہ مجھ سے یہ انگوٹھی دفع سحر کی لیجائے اور
وہان جا کے اس ساحرہ کو مارے ہر ایک نے انکار کیا کہ شہریار ہم سے ساحرہ کا سامنا نہو سکیگا اختر اختران
نے عرض کیا کہ یہ سوا غضنفر کے اور کسی کا کام نہین ہی آپ اسے قید سے رہا کیجیے اور اس سے یہ کیفیت بیان
کر کے اسے وہان بھیجیے خورشید نے جواب دیا کہ وہ مجھسے آزردہ ہی بھلا میرا کہنا کاہیکو مانے گا اختر اختران نے
کہا کہ ای شہریار آخر وہ بھی تو اسی حال مین گرفتار ہی کیونکر نہ مانے گا خورشید نے اسی وقت غضنفر کو زندان
سے طلب کیا قید اسکی کٹوا دی جب غضنفر قید سے رہا ہو کے خورشید کے پاس آیا خورشید نے نہایت
تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا کہا بھئی مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ مین نے ملکہ کے بارے مین تمھارا کہنا نہین مانا
میری خطا معاف کرو اور ملکہ کو تمھین نے تو مین نے اس سے ہاتھ اٹھایا مگر یہ ساحرہ جو برف برسا رہی ہی
میرا لشکر تمام ہوا جاتا ہی اس بلا کو تو دفع کرو معلوم ہوتا ہی یہ اسی ساحرہ کی بیٹی ہی جسنے تمکو گرفتار کیا تھا اور
مین نے اسے مار کر تمھین قید سے چھڑایا تھا اور مین تو زخمی ہون مجھ مین طاقت کھڑے ہونے کی نہین ہی ورنہ
مین جا کے اسے مارتا تمھین براہ عنایت و محبت اتنی تکلیف گوارا کرو غضنفر نے جواب دیا کہ مین جانے کو موجود
ہون کسی طرح کا مجھے انکار نہین ہی مگر میرے پاس کیا ایسی شی ہی جس سے رد سحر اس لکاتہ کا کرون خورشید نے
جواب دیا کہ یہی انگوٹھی رد سحر کی مین تمکو دیتا ہون تم اسے لیجا کے اسکا رد سحر کرو اس شرط سے انگوٹھی دیتا ہون
کہ اس ساحرہ کو مار کے پھر انگوٹھی لا کے مجھے دے دینا غضنفر نے کہا مجھے قبول ہی بھلا انگوٹھی مین اپنے
پاس رکھکر کیا کرونگا بعد فراغت اس معاملہ کے فوراً پھیر دونگا لیکن ای خورشید اگر وہ ساحرہ

روئین تن ہو تو مین اُسکو کیونکر مارون خورشید بولا کہ مین تمھین تیغۂ روئین شگاف دیتا ہون وہ مجھسے لو غضنفر
نے کہا کہ جو وہ سحر کرکے آسمان پر اُڑ جائے تو مین کیونکر اُسے پاؤن کہا کہ اسپ باد خور بھی تو وہ بھی تمھین دیتا ہون
مدد بھی شرط یہ کہ یہ تینون چیزین دیتا ہون کہ اُس ساحرہ کو مار کے پھر مجھکو لاکے دے دینا غضنفر نے کہا اچھا مین تو
پہلے ہی کہہ چکا کہ مجھے کیا کرنا ہو غرض غضنفر نے انگشتری مہر و ماہ لیکر اُنگلی مین پہنی تیغۂ روئین شگاف کمر مین
لگایا اسپ باد خور پر سوار ہوکے روانہ ہوا اور بسرعت تمام اُسی کوہ پر پہونچا جہان خلدانہ جادو بیٹھی ہوئی
سحر خوانی مین مصروف تھی غضنفر نے نعرہ کیا او کافرہ تو نے لاکھون بندگان خدا کو بے قصور مار ڈالنے کا ارادہ
کیا ہو اب دیکھ مین تجھے کب چھوڑتا ہون خلدانہ جادو نے جو ایک جوان حسین کو آتے ہوئے دیکھا بس ٹپکتے ہی
اُسکی رال ٹپک پڑی اُسکے حُسن و جمال بے مثال پر مائل ہوئی غضنفر سے کہنے لگی کہ ای عزیز تجھکو ستارہ پرستون
سے کیا مطلب ہو تو میرے پاس آ مین تجھکو پیار کرتی ہون جو تو کہیگا مین کرونگی ہمیشہ تیری تابع فرمان رہونگی غضنفر
نے کہا تو گھبرا نہین مین تیرے پاس آتا ہون اور قریب پہونچکے تلوار کھینچکر اُسپر ماری وہ ساحرہ روئین تن تھی تلوار
نے اُسپر مطلق اثر نہ کیا اور اُسنے اسم سحر کو پڑھکر جو اُس منقل آتشین پر پھونکا اُسمین سے ایک دریا آگ کا جاری ہوا
اور غضنفر کیطرف دوڑا غضنفر نے فوراً وہ انگشتری مہر و ماہ اُس آگ کو دکھائی کہ وہ دریاے آتشین پھٹ گیا
اور غضنفر تلوار کھینچکر دوڑا خلدانہ جادو نے دیکھا کہ سحر میرا اُسپر کارگر نہین ہوتا ایک چٹکی خاک کی اُٹھا کے اپنے
دونون بازوؤن پر ملی کہ دونون طرف دو پر پیدا ہوئے خلدانہ جادو آسمان کیطرف اُڑ کے چلی غضنفر نے اسپ باد خور
کو اشارہ کیا وہ بھی ہواے آسمان ہوا اور طرفۃ العین مین برابر اُسکے پہونچکے ایک ہاتھ تیغۂ روئین شگاف کا جو مارا تو
اُس لکاترہ کے دو ٹکڑے ہوئے ایک غلغلۂ عظیم برپا ہوا کہ کشتی مرا نام من خلدانہ جادو بود اور وہ ابر و باد سب کی
گرما گرمی موقوف ہوگئی برف باری بھی ٹھنڈی ہوگئی اب وہ وقت ہو کہ صبح ہوگئی تھی ابر سحر کے سبب سے آفتاب
نہین معلوم ہوتا تھا جب خلدانہ جادو جہنم واصل ہوگئی تو وہ علامات سحر برطرف ہوئین آفتاب نکلا خورشید ستارہ پرست
نے اختر اختران سے کہا کہ ای اختر اختران غضنفر نے اُس جادوگرنی کو مار ڈالا دیکھو وہ آفتاب نکل آیا اور وہ
ابر و باد سحر موقوف ہوگیا یہان ابھی یہ باتین تھین کہ سامنے سے غضنفر آیا کہا مین نے تیرے کہنے کے موافق اُس ساحرہ کا
کام تمام کر دیا اور بعوض اپنی محنت و مشقت کے انگشت مہر و ماہ اور تیغۂ روئین تن اور اسپ باد خور مین نے لے لیا یہ
کہہ کے روانہ ہوا خورشید چلایا کہ ای دیوانے تو دغابازی اور جعلسازی سے یہ سب اسباب میرا لیے جاتا ہو خیر اچھا
ہونگا تو تجھسے سمجھ لونگا غضنفر نے جواب دیا کہ مین نے دغابازی و جعلسازی نہین کی اپنا حق محنت لیا ہو اور اگر تجھے
کچھ گھمنڈ اور غرور ہو تو مین کہین بھاگا نہین جاتا ہون اچھا ہوکے مجھسے سمجھ لینا یہ کہہ کے چلا گیا اور ملکہ نوشابادی
کو بھی خورشید نے قید کیا تھا وہ اُسی بارش برف مین قید توڑ کے نکل گئی تھی اب غضنفر جو قید سے چھوٹ کے اور
خلدانہ جادو کو مار کے آیا تو وہ اُسکے پاس ملاقات کو آئی باہم دونون عاشق و معشوق ملے دل کو کمال خوشی
حاصل ہوئی مزے اُڑنے لگے عیش و سرور مین بسر ہونے لگی اودھر کا حال سُنیے کہ جب دو چار دن مین زخم سر
خورشید ستارہ پرست کا اچھا ہوا اُسنے ہرکارون کو بھیجا کہ غضنفر کی خبر لاؤ کہ وہ آج کل کہان ہو مین اُس مکار
دغاباز سے اپنے تینون تحفے چھین لاؤنگا ہرکارون نے بموجب حکم خورشید غضنفر کی جستجو و تلاش کی آکے خبر دی
کہ خداوند غضنفر اور ملکہ ماہ نوشابادی دونون فلان مقام پر مصروف عیش و عشرت ہین خورشید نے یہ
سنتے ہی کوچ کیا اور آکے مقابل مین لشکر غضنفر کے اُترا اور غضنفر سے کہلا بھیجا کہ ای غضنفر تمھارے

حق مین یہی بہتر ہے کہ بحضور ہو پہنچے اس پیام کے انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دو نہین تو آمادۂ جنگ ہو
جسکی فتح ہو وہی یہ چیزین لے چوبدارون نے غضنفر کے پاس آکے بیان کیا کہ ہمارے مالک والا قدر نے آپکے
کہلا بھیجا ہے کہ وہ انگوٹھی اور تیغہ اور اسپ باد خور بھیج دیجیے اور اگر نہ بھیجیے گا تو سامان جنگ کا کیجیے غضنفر نے
پیام خورشید کا سنتے ہی جواب دیا کہ تم میری طرف سے خورشید سے کہ دینا کہ مین تینون چیزین ہرگز نہ دونگا جو
تجھسے ہو سکے تو قصور و کوتاہی نہ کر خدا کے نام بزرگ است ہر چند ملکہ ماہ نوشابادی نے سمجھایا کہ دیکھو صاحب
کسی سے بگاڑنے سے کیا فائدہ ہے وہ اگر مانگتا ہے تو یہ تینون چیزین اسکو بھیج دو ہمارا کہا مانو مگر غضنفر نے کہا مین ہرگز
نہ دونگا اور تم میرے لشکر سے علیحدہ ہو جاؤ کہ تمھارا یہان قیام کرنا مناسب وقت نہین ہے اور علاوہ اسکے
عورت کا جہاد کرنا حرام بھی ہے ملکہ ماہ نوشابادی لشکر غضنفر سے علیحدہ ہو کر دامن کوہ مین جا اُتری ادھر
خورشید نے یہ جواب غضنفر کا سنکے طبل جنگ بجوایا ادھر لشکر غضنفر مین طبل جنگ کی آواز نکلے کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا کیا صبح کو لشکر میدان مین آکر مبارز طلب ہوا شہاب
بن فولاد اژدر گیر غضنفر سے اجازت میدان لیکے مقابل ہوا بعد رد و بدل زبانی کے نیزہ بازی ہونے لگی
دو دو چار چار طعنین چلی ہونگی کہ خورشید نے نیزہ شہاب کا ہوائی کیا شہاب نے خورشید پر تلوار ماری
خورشید نے تلوار اسکی سپر پر رد کی شہاب نے دستانہ مارا خورشید نے چمک کے ایک تلوار جو شہاب کے
سر پر ماری سپر کو قلم کرکے تا دوابرو اتر گئی ایک چادر خون کی جاری ہوئی غش کھاکے گرا خورشید نے پکارا
کہ یہ زخمی ہو چکا ہے اسے لیجاؤ اور خود میرے مقابلے کو آؤ غضنفر خود میدان مین مقابلہ کو آیا شہاب کو پھروایا
اب مقابلہ ہوا خورشید نے کہا اے غضنفر تیرے خاندان مین دغابازی و جعلسازی ہوتی آئی ہے باپ نے
تیرے پہلے محبت کرکے اسطرح دغا کی تو نے یون جفا کی غضنفر بولا اے ستارہ پرست باپ نے میرے کیا برائی کی
بہن تیری خود اسیر عاشق ہوکے اسلام لائی اسکو وہ لے گیا تجھکو صبر نہوا کہ تو تامل کرتا تو نے آپ اسسے
بگاڑی عبث میرے باپ کو بدنام کرتا ہے اور مجھسے عداوت کا سبب زیادہ تر یہی ہے کہ طہماس کی بیٹی ملکہ
ماہ نوشابادی پر تو عاشق ہوا اسکو مجھسے محبت ہوئی وہ میری طالب ہوئی تجھکو رشک آیا خورشید جل کے بولا
مین یہ کچھ نہین جانتا تو مجھکو میری انگوٹھی اور تیغہ اور گھوڑا دیدے پھر مین تجھسے کچھ سروکار نہ رکھون غضنفر نے جواب دیا
وہ تینون چیزین تو مین نے بڑی جانکاہی کرکے پائی ہین وہ میری جان کے ساتھ ہین مین تجھے کبھی وہ چیزین نہ دونگا
خورشید جھنجھلا کے بولا اے غضنفر مین تجھسے بزور شمشیر وہ چیزین لونگا غرض بعد گفتگوے بسیار و حجت و تکرار کے
نیزہ بازی ہونے لگی دونون طرف سے طعنین چلنے لگین دو گھڑی تک یہی رد و بدل رہی بعد دو گھڑی کے
غضنفر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کر دیا خورشید نے تلوار کھینچی غضنفر بھی تلوار لی وار ہونے لگے اسنے طمانچہ مارا اسنے
خالی دی سر پر وار کیا اسنے سپر پر رد کا اسنے کلائی پر لگائی اسنے کمر پر ضرب کی اسنے خالی دی اسنے بالٹ کا ہاتھ چلایا
اسنے ہتھ کٹی کی غرض اسی رد و بدل مین پہر بھر کامل کے بعد ایک غفلہ ہاتھ غضنفر کا ذرا رک گیا کہ سر پر تلوار
پڑی تا دوابرو اتر آئی چادر خون کی غضنفر کے سر سے جاری ہوئی شام تک اور دو ایک سردار زخمی ہوے
رات کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر کے اپنے خیمون ڈیرون مین داخل ہوے لوگ غضنفر کو
لیکے پہاڑ پر چڑھ گئے زخم مین ٹانکے دلوائے صبح کو خورشید نے سنا کہ غضنفر پہاڑ پر جاکے چھپا ہے کہا مین اس
دیوانے کو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچکر صحیح و سالم نکل جائے اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ پہاڑ پر

نرغہ کردو لشکر خورشید نے چہار طرف سے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا خورشید نے طبل جنگ بجوایا ملکہ ماہ نوشاد بادی کو خبر
ہوئی کہ غضنفر نے زخمی ہوکے پہاڑ پر پناہ لی ہی اور خورشید کل یورش کریگا کہا خیر صبح کو سمجھا جائیگا ادھر صبح کو
خورشید زیر کوہ آیا نعرہ کیا کہ ای غضنفر بزدل میرا اسباب میرے پاس بھیجدے مین اُسے لیکر چلا جاؤنگا نہین تو
تیرے ٹکڑے اڑاؤنگا اپنا اسباب لونگا یہان سے سب نے للکارا کہ او ستارہ پرست کیا واہیات بکتا ہی بہادر دروغ
جو اسباب لیا وہ لیا کہین پھیر پھیر دیتے ہین جو چیز لی وہ لی تو زبردست ہی تو لے لے اور اگر پہاڑ پر آئیگا تو
ساری قدر و عافیت معلوم ہوجائیگی خورشید یہ کلمات سنکے نہایت غضبناک ہوا اور نعرہ کیا کہ اچھا آیا مین اور چاہا
کہ گھوڑے پر سے اُترکے پہاڑ پر جائے یکایک ایک جانب سے آواز نعرے کی پیدا ہوئی کہ او ستارہ پرست منحوس طالع
خبردار پہاڑ پر نہ جانا پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر تجھے اختیار ہی خورشید نے دیکھا کہ ایک نقابدار سبز پوش نعرہ
کرتا ہوا چلا آتا ہی اور کچھ لوگ اُسکے پیچھے پیچھے آتے ہین بس خورشید پھر کے نقابدار کیطرف متوجہ ہوا جب
دونون مقابل ہوے خورشید نے کہا ای نقابدار مین اُس دیوانے پر نا حق یورش نہین کرتا ہون یہ دیوانہ
دغابازی سے میری انگوٹھی تلوار گھوڑا لے آیا ہی تو اگر بہ نرمی و آشتی اس سے میری چیزین مجھے دلوادے مین
چلا جاؤن لڑنے مرنے سے مجھے کچھ کام نہین نقابدار نے جواب دیا ای خورشید مین سب حال سُن چکا ہون کہ اُسنے
بڑی محنت و مشقت کرکے جادوگرنی کو مارا ہی اور اپنے حق المحنت مین یہ اسباب لیا ہی تجھے لازم کہ تو ان
چیزون سے دست بردار ہو یہ سُنکے اُس نقابدار سے خورشید آگ ہوگیا کہا یہ وہی مثل ہی چور کا بھائی گرہ کٹ
شعر اللہ ہو وے بلبل ناشاد کیطرف ✤ گلچین بھی بولتا ہی تو صیاد کیطرف ✤ تو بھی اُسی دغاباز جعلساز کا شریک
ہی اُسی مکاری ایسی کہتا ہی خیر ای نقابدار جو حربہ رکھتا ہو لا اُسنے کہا ہم اہل اسلام مین سے ہین ہمارے مذہب و ملت
مین پیشدستی روا نہین مین کبھی تجھپر سبقت نہ کرونگا خورشید اہل اسلام کا نام سُنکے اور بھی جلگیا کہا معلوم ہوا
اچھا لے یہ کہکے نیزہ نقابدار سبز پوش پر مارا اُسنے نیزہ اسکا اپنی سنان نیزہ پر روکا خوب نیزہ بازی ہوئی آخر کار
خورشید نے نیزہ اسکا ہوائی کردیا نقابدار نہایت برہم ہوا جلدی سے تلوار کھینچکر خورشید پر ماری خورشید
نے سپر کو تیغ کی پناہ قرار دیا بعد اسکے اپنا وار کیا نقابدار نے تلوار خورشید کی پشت شمشیر پر روکی پانچ پانچ چار چار
ہاتھ چلے تھے کہ نقابدار نے جو کمر تا کے سر پر خورشید کے ایک ہاتھ مارا تو تلوار سپر کو کاٹ کے سر پر پڑی خود ابرو
اُتر گئی خورشید نے دستانہ مارا تلوار تو جھکائے نکل گئی سر سے خون کی چادر جاری ہوئی نقابدار نے چاہا کہ
اور تلوار مارے کہ ستارہ پرست دوڑ پڑے اُدھر سے نقابدار کے ساتھ کے لوگ دوڑے غضنفر کے لوگ
پہاڑ سے اُتر آئے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی عین گرما گرمی جنگ مین نقابدار اختر اختران کے پاس پہونچا
اختر اختران نے جو نقابدار کو اپنے پاس آتے ہوے دیکھا کھینچی تمام تلوار نقابدار پر ماری نقابدار
نے جو وار اُس تیز دست کا رد کرکے ایک ہاتھ اپنی تلوار کا مارا فوراً اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر خورشید تو زخمی
تھا اب بادشاہ لشکر جو مارا گیا تو ستارہ پرستون کے پاؤن اُٹھ گئے شکست فاش کھا کے بھاگے سب
مال و اسباب ستارہ پرستون کا خدا پرستون نے لوٹ لیا نقابدار غضنفر کے پاس آیا غضنفر نے نقابدار سے
کہا کہ ای نقابدار سبز پوش تمنے ہمارے اوپر بڑا احسان کیا تم حسب نسب اور نام و نشان تو اپنا ظاہر کرو کہ تم
کس خاندان سے ہو کہان مکان ہی کیا نشان ہی کیا نام ہی نقابدار نے کہا مجھے نقابدار سبز پوش کہتے ہین غضنفر نے
کہا یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ تم اپنے چہرہ نورانی پر نقاب سبز ڈالے ہوے ہو جو تمھارا نام و نشان نہ جانتا ہوگا

تمھین نقابدار سبز پوش کہیگا مگر یہ بتاؤ کہ تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا کہ صاحب تمھین اپنے مطالب سے مطلب ہے نام
سے کیا کام ہے مثل مشہور ہے آم کھانے سے مطلب یا درخت گننے سے غرض تمھین خورشید ستارہ پرست پریشان کر رہا
تھا اور تم زخمی پڑے ہوے تھے مین نے آکے اُسے سزا ہو چکا یا سارے لشکر کو اُسکے بھگا دیا اب تم آرام سے بیٹھو میرا
نام ونشان پوچھنے سے کیا فائدہ ہے غضنفر نے جواب پاکر تمھنے آج وہ احسان مجھپر کیا کہ تمام عمر تمھارا ممنون ہونگا
کہ جان نہ پہچان میرے تمھارے نہ ملاقات نہ شناسائی تمنے محض عنداللہ آکے میری مدد کی ستارہ پرستون کو شکست
دی تو مجھے بھی تو یہ معلوم ہو کہ میرے محسن کا یہ نام ہے نقابدار نے کہا کہ واہ صاحب تم تو کیا جلدی بھول جاتے ہو بیت
اگہ جو ہین وہ آج ہین جانتے نہین + جو روز دیکھتے تھے وہ پہچانتے نہین + تمسے آیندہ کوئی کیا امید رکھے یہ کہکے
نقابدار نے مسکرا کر اپنے چہرے سے نقاب اُٹھا دی صورت زیبا اپنی غضنفر کو دکھا دی غضنفر کو گو کہ آواز پہلے ہی شبہہ
ہو چکا تھا مگر کچھ کہہ نہ سکتا تھا اب جو نقابدار نے چہرے سے نقاب اُٹھائی اور صورت اپنی غضنفر بن اسد کو
دکھا دی تو اُسنے دیکھا کہ یہ تو ملکہ ماہ نوشابادی اُسکی معشوقہ ہے بیساختہ یہ اُٹھکر اُس سے لپٹ گیا بہت خوش ہوا اور کہا اے
ملکہ کارستکر دی مصرع جو کام کیا تمنے وہ رستم سے نہوگا + مگر اے ملکہ اسوقت تو تمنے جگہ پاکے ایسی جسارت کی اور میری مدد کی
مگر عورتون کو جہاد منع ہے خبردار اور زنہار اب بار دگر کبھی ایسا غضب نہ کرنا غرض بعد اسکے سب اپنے اپنے حوائج ضروری
مین مصروف ہوے زخمیون کے زخمون مین ٹانکے دلوائے گئے مرہم پٹی کی گئی شب کو حسب معمول لوگ اپنی اپنی خوابگاہ اور
اپنے اپنے بستر پر جہان جسکی جگہ تھی سو رہے جب رات گذر گئی صبح ہوئی آفتاب جہانتاب افق مشرق سے برآمد ہوا روشنی
چہار طرف پھیلی سویرا ہوا لشکر مین غل ہوا کہ رات کو کوئی بیس بائیس آدمیون کے سر کاٹ لیگیا غضنفر نے جو سُنا بڑی حیرت
ہوئی پاسبانون کو بلاکے اُنسے حال پوچھا کہ بتاؤ شب کو کیا واقعہ ہوا کون شخص ان لوگون کے سر کاٹ لیگیا اُنھون نے ہاتھ
باندھکے عرض کیا خداوند ہمکو نہین معلوم کسی شخص کو ہمنے رات کو آتے جاتے نہین دیکھا اور اگر دیکھتے تو کیا ہم اُسے نہ روکتے
جب صبح ہوئی تو ہمنے دیکھا کہ کوئی اُنکے سر کاٹ گیا ہے غضنفر نے کہا اچھا خبردار آج رات کو نہ سونا تمام شب جاگتے رہنا
دیکھتے رہنا کہ یہ کیا واقعہ ہے کون شخص انکے سر کاٹ گیا جو کل اُنکے سر کاٹ گیا ہے اُسکے منھ کو تو خون لگ چکا ہے آج بھی ضرور
آئیگا دیکھا وہ کون دشمن جلاد ہے صبح کو ہمسے آکے بیان کرنا غرض پاسبان یہ حکم غضنفر کا سُنکے اپنے اپنے مقام پہ گئے
اور شام کو تاک مین اُس دشمن بیباک کی بیٹھے جب آدھی رات کا عمل ہوا اُنھون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے چند غول
بیابانی آئے آنکھون سے اُنکی آگ کے شعلے نکلتے تھے جب سانس لیتے تھے تو دونون نتھنون سے ناک کے دو شعلے آتشین
نکلتے تھے اُنھون نے آکے لوگون کو قتل کرنا شروع کیا اور بعد قتل وقمع کے پھر اُسی صحرا کیطرف چلے گئے پاسبان اُنکے
خوف سے اپنی جان بچانے کے لیے ایک گوشے مین پوشیدہ ہو گئے تھے جب وہ پرکشت و خون کر کے چلے گئے اور صبح ہوئی
تو پاسبانون نے آکے سارا حال غضنفر سے بیان کیا غضنفر نے سنکر کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ بفضل یزدی وبتائید ربانی
آج مین اُن غولون کو مارونگا اور شام سے مسلح ومکمل ہوکے تاک مین اُنکی بیٹھا دو پہر رات گئے وہی غول بیابانی
ایک سمت صحرا سے نمودار ہوئے غضنفر نے نعرہ کیا کہ اے تیرہ روزگارو مین آپہونچا اب تمھین مین کب چھوڑتا ہون کہ
جہان جاؤ گے تمھین جاکے مارونگا اور یہ کہکے تعاقب مین اُنکے چلا رات بھر اُنکے پیچھے دوڑا کیا مگر اُنکو کہین نہ پایا
جب صبح ہوئی تو وہ غول تو غائب ہو گئے اور یہ تن تنہا رہ گیا ایک صحراے ہولخیز وحشت انگیز معلوم ہوا کہ
مانند صحراے محشر کے وسیع تھا زمین وہان کی زرد تھی چار طرف درخت مثل شمع کے جل رہے تھے اور گرمی کی
شدت تھی کہ اگر کوئی جانور اُس صحرا کی طرف سے اُڑ کر جاتا تھا تو پروبال اُسکے جلجاتے تھے گرکے ہی کباب ہو جاتا تھا نظم

آنکھین ملین جو دھوپ سے تار نظر جلے
گرمی کا تھا وفور کہ اللہ کی پناہ
تھا گرم و پرشرار وہ میدان اسقدر

آیا جو کوئی طیر بگولون مین پر جلے
تھا رنگ لال آگ کے دریا مین مرغ بچے
وہ دھوپ تھی کہ جسمین جلے طائر نگاہ
مجمر زمین تھی ریگ کے ذرے سپند تھے
دانہ زمین پر جو گرے جل کے ہو شرر
اخگر نمط ہر ایک خزف لال لال تھا

آیا جو حد سموم کا جھونکا شجر جلے
سیخین بنی تھین ڈالیان غنچے کباب تھے
گرمی کے مارے رنگ تھا ہر جنس کا سیاہ
ہر سنگ آبشار سے شعلے بلند تھے
ممکن نہ تھا ٹھہر جو سکے ایک دم بشر
شعلے تھے آگ کے یہ بگولون کا حال تھا

پتے تمام جل گئے سارے ثمر جلے
آتی تھی ہر مقام سے آواز آہ آہ
دوزخ کا تھا نمونہ وہ صحرائے پرخطر

غضنفر اُس صحرائے ہول خیز اور دشت وحشت انگیز مین ابھی تھوڑی دور آیا ہوگا کہ چند غول قوی ہیکل قوی بازو زبردست مگر کبر و نخوت سے مست بلند و بالا اور ایک غول کہ اُن سب کا سردار تھا قد اُسکا سب کے قد سے بڑا تھا آنکھین سرخ مانند دو طاؤس خون کے دونون بازو مانند منار کے سینگ سفید رنگ سر پر مُنہ قعر جہنم کیصورت الحاصل وہ سب غول غضنفر پر دوڑے اُس شیر بیشۂ شجاعت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے جو پیشانی پر اُس غول بیابانی کی مارا کاسۂ سر کو اُس خیرہ سر کے توڑ کے نکل گیا وہ ایک چیخ مار کے گر پڑا اب غضنفر تلوار کھینچکر اُن غولون پر دوڑا بجلدی تمام چند غولون کو واصل جہنم کیا کچھ بھاگ گئے جاکے اپنے بادشاہ سے بیان کیا کہ آج ایک آدمزاد آیا ہی اُسنے ہمارے سردار غول سرخ چشم کو بھی مارا اور غولون کو بھی قتل کیا بادشاہ غولان یہ سُنکے نہایت مضطر و پریشان ہوا تمام غولون کو جمع کیا اور کہا کہ تم جاکے اُس آدمزاد کو جو زندہ ہاتھ آئے تو گرفتار کر لاؤ کہ مین اُسکے گوشت کے کباب پکوا کے کھاؤنگا اور اگر زندہ نہ ہاتھ آئے تو سر اُسکا کاٹ لاؤ کہ مین اُسکے سر کو بھنوا کے چباؤنگا یہ سُنکے سب غول لخت کوہ پکڑ پکڑ کے میدان مین آئے غضنفر نے ہزار ہا غولون کو دیکھا کہ غل مچاتے شور کرتے چلے آتے ہین اور وہ غول جو اُسوقت غضنفر کے سامنے سے بھاگ گئے تھے وہ آگے آگے اُن سب کو بتاتے آتے ہین کہ دیکھو وہ فلان مقام پر آدمزاد کھڑا ہوا ہی اسی نے غول سرخ چشم ہمارے سردار اور چند اور غولون کو مار ڈالا ہی آخرکار وہ سب غول لخت کوہ لیے ہوے غضنفر پر دوڑے اُدھر سے غضنفر بھی خدا کو دل مین یاد کرکے شمشیر برہنہ لیے ہوے اُنپر جھپٹا شپاشپ ہاتھ تلوار کے مارنے لگا اُدھر وہ غول جو لخت کوہ اسپر مارتے تھے یہ اُسکے وار رد کرتا ہوا اپنے وار کرتا جاتا تھا جس غول کی کمر پر ایک کے ہاتھ مارتا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوتے تھے غضنفر کارستانہ کر رہا تھا اور جرأت شیرانہ دکھا رہا تھا جب بہت سے غول ہاتھ سے غضنفر کے مارے گئے تو اب کوئی مارے ڈر کے پاس نہین آتا دور ہی سے سب جو بدستی دکھاتے ہین ڈھیلے پھینکتے ہین پتھر مارتے ہین اور جو کوئی اُس تلاطم مین پاس آجاتا ہی مارا جاتا ہی الغرض تین شبانہ روز تک لڑائی رہی مگر وہ غولون کا غول کسی طرح کم نہین ہوتا بلکہ ساعت بساعت اور وقتاً فوقتاً اُنکا گروہ زیادہ ہوتا جاتا ہی اور چونکہ غضنفر نے تین شبانہ روز سے نہ کچھ کھایا ہی نہ پیا ہی نہ کوئی دم سویا ہی اب اسپر بھوکھ پیاس کی شدت ہی نیند کا غلبہ آنکھین ضعف اور نیند کے سبب سے بند ہوئی جاتی ہین ہاتھ رُکا جاتا ہی اب یہ حال ہی کہ کوئی دم مین گرا چاہتا ہی دعا مانگنا شروع کی کہ ای کس بیکسان وای یاور غریبان ای رب جلیل اِس اپنے بندۂ ذلیل کو اس بلا سے جلد نجات دے غضنفر نے تہ دل سے جو دعا مانگی فوراً تیر دعا بہدف اجابت پر بیٹھا کہ ایک سمت سے ایک تتق گرد و غبار کا اُٹھا جب دامن گرد چاک ہوا غضنفر نے دیکھا کہ شہاب بین فولاد اژدر گیر اور ملکہ ماہ نوشابادی مع فوج و لشکر کے چلے آتے ہین یہان غضنفر تو اُن غولون کو فنی الفنا کر رہا تھا اب ان دونون نے بھی جہنم واصل کرنا شروع کیا تو کوئی چار گھڑی کے عرصے مین سب کا خاتمہ کر دیا دس پانچ

بزور لے بھاگ گئے غضنفر نے شہاب بن فولاد سے کہا بھئی ابھی تلاش کرو ڈھونڈھو انمین سے ایک کو زندہ
نہ چھوڑو شہاب نے ہر چند چارون طرف تلاش کیا مگر کہین بھی کسی کا پتا نہ ملا مال و اسباب انکا بہت سا ہاتھ
آیا اُسے اپنے قبضے مین کیا غضنفر بن اسد اور ملکہ ماہ نوشابادی اور شہاب بن فولاد اژدر گیر کمال شاد
و مسرور وہان سے پھرے صحرائے سبز و خرم مین آکے صحبت عیش و سرور برپا کی دور شراب رغوانی کا چلنے لگا غضنفر
نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے بھر کے ملکہ کو دیا اُسنے ہاتھ سے جام لیکے پی لیا غضنفر نے چاہا کہ ملکہ کے گلے مین ہاتھ ڈالکے
بوسہ لے ملکہ نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای شہریار مین تمھاری لونڈی ہون مین سوائے تمھارے اور کسی سے اپنا عقد
نہ کرونگی مگر بغیر اپنے باپ کی اجازت کے مجبور ہون ابھی مجھے معاف فرمائیے چند روز اور نہ ہاتھ لگائیے بالفعل صبر
کیجیے اضطراب سے کام نہ لیجیے ابھی زیادہ اختلاط مین خرابی ہو اور قطع نظر اسکے حرام کاری اہل اسلام مین منع ہو جب
ہمین فعل حلال ہی منظور ہو تو حرام کرنا کیا ضرور ہو غرض انکے سمجھانے سے غضنفر دست درازی و بوسی بازی سے
باز رہا دوسرے دن ملکہ رخصت ہوکے نوشاباد کو روانہ ہوئی غضنفر لشکر ایرج پر چلا انھین تو ادھر جانے دیجیے

اب چند کلمے داستان خورشید ستارہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین

کہ خورشید ستارہ پرست ملکہ ماہ نوشابادی کے ہاتھ سے زخمی ہوکے لاش اختر اختران کی لیے شکست
کھائے ہوئے شہر اختریہ کو روانہ ہوا ہر چند منزلین پے در پے طے کرکے ایک دامن کوہ کے قریب صحرائے سبز و خرم
مین آکے اترا ہو اب کچھ زخم خورشید کے سر کا اچھا ہو چکا ہو سیر سبزہ صحرائی اور لالہ کوہی کی کر رہا ہو قضائے کار
یہان ایک زنگی رہتا ہو کہ رنگ اُسکا نہایت سیاہ ہو گویا چہرۂ دیجور کا خال ہو نہایت طویل القامت ہو حربہ اُسکا
استخوان نہنگ ہو ایسا بدہیئت اور کریہ منظر ہو کہ ہیبت سے اُسکی غول اور دیو بھاگتے ہین اور تمام زنگی اُس دیار اور
قرب و جوار کے اُسکے فرمانبردار ہین بہت عمدہ عمدہ کھانے پکا پکاکے اُسکے واسطے لاتے ہین اور اُسکو ہر بار کرواتے ہین اور
ایک نازنین ہجدہ سالہ ماہ طلعت اُسکے پاس ہو کہ وہ تیرہ درون ہر وقت اُسکی صورت دیکھا کرتا ہو کبھی اُسکے ہاتھ
سے جام شراب لیکے پیتا ہو گاہے کباب کھاتا ہو دن رات عیش و عشرت مین بسر کرتا ہو اور کچھ زنگی اُسکی طرف سے
آیندہ و روندہ کی خبر کو درۂ کوہ مین بیٹھے رہتے ہین کہ جہان کوئی قافلہ مسافرون کا وہان ٹھہرا انھون نے جاکے اُس زنگی
سیاہ رنگ آدمخور کو خبر کی وہ وہان سے آکے سب کو کھا گیا اور مال و اسباب اُنکا لیگیا ان لوگون نے جو قریب
دامن کوہ کے لشکر خورشید کو اُترے ہوئے دیکھا پکار کے کہا خبردار زنہار اسطرف آنے کا قصد نہ کرنا یہان ایک بلا رہتی ہو
یہ خبر خورشید کو ہوئی کہ کچھ زنگی درۂ کوہ مین بیٹھے ہوئے ہین اُنھون نے کہا خبردار ادھر کوئی نہ آئے نہین تو بلا کا سامنا ہوگا خورشید
بولا کہ اگر یہان کوئی بلا ہو تو مین بھی ایک ہی بلا ہون مین ابھی اُس بلا کو دفع کرونگا یہ کہکے اُس جانب چلا
اور وہان ایک گھڑیال لٹکا رہتا تھا کہ جب کچھ اُن لوگون کو اُس سے کہنا ہوتا تھا یا کسی شخص کے آنے کی اطلاع کرنی
ہوتی تھی تو یہ اُس گھڑیال کو بجا دیتے تھے اُس زنگی مردم خوار کو معلوم ہو جاتا تھا آج بھی جو پاسبانون نے درۂ کوہ کے
ایک شخص حسین کو اسطرف آتے دیکھا اُس گھڑیال پر زور سے ایک موگری ماری اور آواز دی کہ ای بادشاہ
زنگیان جلد آئیے خداوند ابلیس نے ایک لقمۂ چرب و شیرین آپ کے واسطے غیب سے بھیجا ہو اُسے نوش کر جائیے
اُس زنگی نے جو آواز گھڑیال کے بجنے کی سُنی استخوان نہنگ ہاتھ مین اُٹھاکے درۂ کوہ سے باہر آیا اور ایک نعرہ
اس زور سے کیا کہ تمام صحرا ہل گیا بعد اسکے خورشید پر جھپٹا خورشید ستارہ پرست نے جو اُس مرد ہیبتناک کو آتے
دیکھا اپنی زندگی سے مایوس ہوکے اپنے خدا کو یاد کرنے لگا اُس زنگی دیو صورت نے قریب خورشید کے پہونچ کے

ایک پتھر بیس من کا اُٹھا کے اسطرح اسپر مارا جیسے کوئی ایک چھوٹی سی کنکری غلیل مین رکھکے پھینک دیتا ہو خورشید
نے اُسے خالی دیا وہ پتھر اس زور سے زمین پر گرا کہ زمین دھنس گئی اور وہ سنگ گران اُسمین سما گیا جب اُس زنگی
دیو اندام نے دیکھا کہ اس آدمزاد پر وہ پتھر نہ پڑا غصے مین ہونٹھ چبانے لگا پھر پیچھے ہٹکے ہلایا اور دوڑ کے استخوان زنگ
خورشید پر مارا خورشید نے بچتی تمام ایک تلوار استخوان ننگ پر ماری کہ وہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا ایک ٹکڑا
زمین پر گر پڑا اور ایک ٹکڑا اُسکے ہاتھ مین رہ گیا اُسنے وہ آدھا ٹکڑا ابھی خورشید پر مارا اور دوڑ کے لپٹ گیا دونون
مین کشتی ہونے لگی دو گھڑی تک کشمکش کے زور ہوا کیے ادھر خورشید سر سے پانون تک پسینے مین ڈوب گیا اُدھر
اُسکے ماتھے پر بھی بچھر نی پسینے کی ظاہر ہوئی غرض کامل دو گھڑی زور کرنے کے بعد خورشید نے اُسکو اُٹھا کے زمین پر
مارا اور سینے پر چڑھکے اس زنگی گردن کش کی گردن کو چرخ دے کے دھڑ سے کھینچ لیا اور وہ جو زنگی نگہبان تھے
اُنکے سامنے وہ گردن پھینک دی وہ سب دوڑ کے خورشید کے قدمون پر گر پڑے گرد پھرنے لگے اور عرض کرنے لگے
کہ ای شہریار خدا اسکی جزاے خیر آپ کو دے کہ آپ نے اس شیطان کے شر سے یہان کی خلق اللہ کو بچایا اور ای
شہریار مال و متاع اسکا حد سے زیادہ ہے آپ ٹھہر لیے کہ ہم جاکے اور لوگون کو خبر کرین یہ کہکے سب کے سب
اُس پیر کو لیے ہوے اندر درۂ کوہ کے گئے اور جو لوگ وہان تھے اُنسے جاکے یہ سب حال بیان کیا کہ اسطرح سے
ایک شخص قبول صورت آیا اور اُسنے اُس زنگی آدم خوار کو جہنم واصل کیا اور یہ کہکے سر اُس روسیاہ کا اُنکے
سامنے ڈالدیا وہ سب نہایت خوش ہوے اور جوق جوق گروہ گروہ جیسے تیسے جمع ہوکر خوشیان کرتے ہوے
خورشید کے پاس آئے اور اُسے ساتھ اپنے درۂ کوہ مین لائے زر و جواہر لاکے پیشکش کیا مشک و عنبر بہت سا دیا
اور وہ دختر خوبرو کہ حسن و جمال مین مانند شب چہاردہ کے تھی خورشید اُسے دیکھکے نہایت خوش ہوا پوچھا یہ
کون ہے اُنھون نے جواب دیا کہ یہ نازنین ماہ جبین اس نواح کے بادشاہ کی بیٹی ہے زنگلہ بانو اسکا نام ہے اور
بادشاہ یہانکا زنگار شاہ زنگی ہے بھائی ہے ملک دود وہ زنگی کا خورشید نے پوچھا یہ یہان کیونکر آئی اُن
سب نے عرض کیا کہ یہ ایک دن سوار ہوکے سیر سبزہ صحرائی اور لالۂ کوہی کی کرنے کو یہان آئی تھی اتفاق روزگار
کہین نظر اس بلاے بددین کی اس ماہ جبین کی صورت پر پڑ گئی وہ اسے گرفتار کرکے یہان لے آیا اُس زمانے سے یہ
اُس عفریت کی قید مین تھی اب خدا آپ کا بھلا کرے خیر آپ کے سبب سے یہ اُس قید شدید سے رہا ہوئی اور
زنگار شاہ اسکے ملنے سے مایوس ہو چکا تھا خورشید نے کہا کہ کسی کو زنگار شاہ کے پاس بھیجو کہ وہ جاکے اُس سے
کہے کہ بیٹی تمھاری زندہ و سلامت ہے اور وہ بلا دفع ہوئی بموجب فرمائش خورشید کے کچھ زنگی یہان سے گئے
اور تمام حال زنگار شاہ زنگی سے بیان کیا کہ صاحبقران ستارہ پرستان نے اُس بلاے ایذا دہندہ کو مارا تمھاری
بیٹی کو قید سے چھڑایا زنگار شاہ یہ سنکے نہایت خوش ہوا خورشید ستارہ پرست کی شجاعت و ہمت پر تحسین و آفرین
کی اور اُس خبر رسان پر نہایت نوازش و مکرمت کی خلعت دیا اور خود دو ہزار شتر بغدادی پر از مال و متاع
اور دو ہزار شتر پر اثاثۂ بارگاہ لدا ہوا اور سو شتروان پر خلعت گران بہا اور دو ہزار گھوڑے عراقی و تازی
صبا رفتار آہو شکار اور دو ہزار سو درج بیش قیمتی جواہر نگار مرصع کار خورشید ستارہ پرست کے لیے اپنے ہمراہ لیے خدمت
مین خورشید کی آیا ملازمت اُسکی حاصل کی خورشید نے کمال عزت و توقیر کی سب تحفے لے لیے اُسکو خلعت دیا خیمے
کے اندر لیگیا اُسکی بیٹی زنگلہ بانو سے اُسکو ملایا زنگلہ بانو نے باپ کو سلام کیا دوڑ کے قدمون سے لپٹ گئی زنگار شاہ
بیٹی کو دیکھکے خوش ہوا خورشید سے کہا کہ مین کمال ممنون و مشکور ہوا ہون اب چاہتا ہون کہ ملکہ کو آپ کی کنیزی

مین دون خورشید ستارہ پرست نے کہا کہ اگر تم ستارہ پرست ہو جاؤ تو خیر کیا مضائقہ والا مین اپنے خلاف طریقہ و
مذہب کو قبول نہین کر سکتا زنگار شاہ نے خورشید کے کہنے سے زہر دے ایمان پر لعن و طعن بجد کی اور دین ستارہ پرستی اختیار
کر کے ملک کو خورشید کے ساتھ منسوب کر دیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک والون اور تمام اپنی رعیت کو دین ستارہ پرستی مین لایا
خورشید نے تابوت اختر اختران کا تو شہر اختریہ کو بھجوا دیا اور خود زنگلہ بانو کے ساتھ عیش و عشرت مین مصروف
ہوا اب اسکو تو عیش و عشرت مین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان ایرج صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

مرحلہ پیمایان وادی داستان و راہ طی کنندگان افسانہاے ندرت بیان منازل تحریر او مراحل تقریر کو یون
طی کرتے ہین کہ ایرج نوجوان کوچ کر کے ملک زرائل کو روانہ ہوا ہی بعد قطع مراحل اور طی منازل کے قریب ملک زرائل
کے پہونچا ہرکارون نے گیر نگ شاہ زرائلی کی خدمت مین جا کے عرض کیا کہ حضور ایرج صاحبقران نے
در ود اجلال و نزول اقبال قریب شہر پناہ کے فرمایا ہی گیر نگ بن گیر نگ شاہ نے حکم دیا کہ تمام شہر مین آئینہ بندی
کیجاے راستے صاف ہون مکانات آراستہ ہون باغات پیراستہ ہون یہ حکم دیکے آپ استقبال ایرج کیواسطے
بیرون شہر آیا ایرج کی ملازمت حاصل کی بعد تعظیم و بہزار تکریم ایرج کو اپنے ساتھ لیے ہوے شہر مین آیا اپنی بارگاہ مین
لاکے اُتارا بعد اُسکے بڑی دھوم دھام اور تزک احتشام سے دعوت کا سامان کیا ہزارون طرح کے عمدہ عمدہ کھانے
پکواے ایرج کو کھلاے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج آکے وہان بیٹھا گیر نگ بن گیر نگ شاہ
زرائلی بھی حاضر ہوا اور جملہ سردار بھی اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ارباب نشاط طلب ہوے طبلے پر تھاپ پڑنے لگی
اور سارنگی کا بلند ہونے لگا ساز ملنے لگا ایک مہ جبین نازنین مشتری خصال زہرہ جمال ناچنے کو کھڑی ہوئی
تھوڑی دیر تک ناچا کی توڑے لیا کی اُسکے ناچنے سے سب حاضرین محفل نہایت خوش ہوے اب یہ حال ہی کہ گوہر
سوار غیر سردار سکوت کے عالم مین محو حیرت سکتے کیصورت بت بنا ہوا بیٹھا ہی مگر آنکھین اُسطرف لڑی ہوئی
ہین جب اُس مایۂ ناز و انداز نے یہ حال اہل محفل کا دیکھا کہ اب خوب میرا رنگ بندھ چکا ہی ہر شخص سکتے کے عالم مین بیٹھا
ہوا میری طرف دیکھ رہا ہی اور جان توڑ توڑ کے توڑے لینا شروع کیے بعد اسکے بعد ناز و انداز یہ غزل گانے لگی غزل

ذبح کرنے کو ہی تو او ستم ایجاد مجھے
خوش رہے وہ بھی یونہین جیسے کیا شاد مجھے
کیا صیاد نے بیفائدہ آزاد مجھے
ذبح کر ڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے
اتنے دن ہو گئے ہین قید مین صیاد مجھے
حلقۂ دام ہوے دیدۂ صیاد مجھے
اے ستمگر کا نہین شکوۂ بیداد مجھے
بے چھری قتل کیا او ستم ایجاد مجھے
عشق نے کیا اُسنے کیا حلق کی انتظار و نیچ کر
غیر کی یاد تجھے اور تری یاد مجھے
باغ فردوس کو دوزخ سے بین بد تر سمجھا

اب تو دل کھول کے کر لینے دے فریاد مجھے
عمر بھر بھولیگی ہرگز نہ یہ بیداد مجھے
طرز پرواز تو اب تک نہین یاد مجھے
آ گئے کیا اپنے نشیمن کی بھلا یاد مجھے
کہ خدا طرز فغان تک بھی نہین یاد مجھے
میرے نالے جو سُنے چھوڑ دے صیاد مجھے
دہن زخم ہون آتی نہین فریاد مجھے
خیر اتنا تو اصلہ ظلم اُٹھانے کا ملا
اے بیطے سے نہ ظاہر کبھی افتاد مجھے
مین وہ ہون یاد تمھاری نہ کبھی بھولا
کوچہ اے حور ترا آج گیا یاد مجھے

فصل گل مین کیا صیاد نے آزاد مجھے
کیا پر کاٹ کے صیاد نے آزاد مجھے
دن بہت گذرے قفس مین ستم ایجاد مجھے
بند آنکھین تھین کہے آیا تھا صیاد مجھے
اُسکی نظرون نے نہ ہونے دیا آزاد مجھے
پر ستم یہ ہی کہ نہین عادت فریاد مجھے
بزم مین غیر سے ابرو کا اشارہ جو کیا
یاد کرتے ہین بہت وہ دم بیداد مجھے
ہی تسلسل یہ عجب دیکھیے کیا ہوتا ہی
تم وہ ہو بھولے سے تم نے نہ کیا یاد مجھے
تھا مین وہ کشتۂ حسرت کہ عوض نہانے کے

دیر تک رویا کیا دیکھکے جلاد مجھے
فخر کیونکر نہ شرف مین ہو ہما پر حاصل
مال کھویا ہوا ہاتھ آیا خداداد مجھے
ہاتھون ہاتھ اندنون کھتا ہو جو مجھ لاغر کو
کوچۂ یار ہوا گلشن شداد مجھے
حُسن ہندیشہ مین مجنون کیون نہون مضمون نئے

حشر کے روز تری دید سے محروم رہون
اپنے صدقے مین رہا کرتا ہو صیاد مجھے
اپنے کوچے سے نہ اُٹھوائیے میری مٹی
طائر رنگ حنا سمجھا ہو صیاد مجھے
قطع امید رہائی کی ہوئی جاتی ہو
عشق مرحوم سا ہاتھ آیا تھا اُستاد مجھے

بھولتی ہو جو کوئی دم بھی تری یاد مجھے
بعد مدت کے ملا کوے صنم مین دل زار
آپ بے فائدہ اب کرتے ہین یاد مجھے
شوق مین جان گئی جانے نہ پایا اُس تک
دیکھتا ہو نظر شوق سے صیاد مجھے

جب اُس دلربا نے یہ غزل بتا تال کے گائی ہر شخص کی یہ حالت تھی کہ ہر شعر پر بسمل ہوا جاتا تھا جو مصرع اُسکے مُنھ سے نکلتا تھا خنجر کیطرح دل کو ٹکڑے ٹکڑے کیے دیتا تھا بعد اُسکے دوسرا طائفہ آیا اُسنے اسیطرح سے ناچ گا کے محفل مین اپنا رنگ باندھا اُسکے ناچ گانے سے بھی حاضرین بہت محظوظ ہوے قصہ مختصر یہ کہ اسیطرح بہت سے طائفے آئے اور ناچے گائے جب وقت صبح کا قریب ہوا بھیروین گا کے سب طائفے رخصت ہوے صحبت برخاست ہوئی ایرج نے کہا کہ ای کیرنگ بن نیرنگ ہم تم سے نہایت خوش ہین ہمارے نزدیک تو اب یہ مناسب ہو کہ تم بھی دین آفتاب پرستی اختیار کرو اگر ابھی یہ دین بالکل نہین اختیار کر سکتے ہو تو ہماری بیعت ہی کر لو کیرنگ بن نیرنگ نے جواب دیا کہ ای شہریار مین نے حمزہ کے خوف سے دین اسلام اختیار کر لیا تھا ورنہ مین تو آفتاب پرست ہونے کو موجود ہون بیعت کیسی مین ہر طور آپ کا غلام ہون جو فرمائیے وہ بجا لاؤن یہ کہکے دین آفتاب پرستی قبول کیا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا خلعت ذلت پہنایا لندھور اُسکے تبدیل مذہب سے نہایت ہی ناراض و آزردہ ہوا اپنے دل مین کہنے لگا کہ پہلے بہزاد مرتد ہو گیا بعد اُسکے یہ مرتد ہوا خیر سمجھا جائیگا کیرنگ نے ایرج سے کہا کہ ای شہریار مین نے بہت سی کشتیان اور جہاز تیار کروائے تھے مگر نقابدار سفید پوش نے آکے اُنکو جلا دیا ایرج نے کہا خیر اگر وہ جل گئے تو جل جانے دو اب بار دگر ہمارے سامنے تیار کراؤ دیکھین تو وہ نقابدار کیونکر آکے جلا دیتا ہو کیرنگ نے اُسی وقت آہنگرون نجارون وغیرہ کو بُلوایا سب حسب الطلب حاضر ہوے جہاز بننے لگے اور ایرج نے جشن کیا صحبت عیش برپا کی دور شراب ارغوانی کا چلنے لگا ایرج نے جام پر جام پینا شروع کیا جب خوب نشۂ شراب سے بدمست ہوا تمام ملک امیر حمزہ صاحبقران کے اپنے سردارون کو تقسیم کرنے لگا لاہوت سے پوچھا کیون بھئی تم کونسا ملک لوگے اُسنے عرض کیا کہ مین اِن ملکون مین سے کوئی نہ لونگا اگر شفقت و مہربانی فرمائیے اور ملک سبائل آپ کے قبضہ مین آئے تو وہ مجھے عنایت فرمائیے گا مجھکو آرزو ہو کہ بار دیگر قیطو لہاے لقا کو آراستہ کراؤن اور آپ کو دکھاؤن ایرج نے کہا اچھا ہم ملک سبائل تمکو دینگے اسیطرح اپنے تمام سردارون کو ہر ایک ملک کا صوبہ دار کیا جشن شادی برپا ہوا اس اثنا مین ہر کارون نے آکر خبر دی کہ ملک قہار بن ملک سوکیاے طوفانی ساٹھ ہزار کی جمعیت سے آتا ہو لاہوت شاہ نہایت خوش ہوا سردارونکو اُسکی پیشوائی کے لیے بھیجا جب وہ آیا تو ایرج کی ملازمت حاصل کروائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا مگر اب حال سنیے کہ اسد نے جو سنا کہ ایرج نے تمام ملک اپنے سردارون کو بانٹے ہین ایک نعرہ کوہ شکاف کیا کہ ای فلک یہ تو نے کیا خبر سُنوائی کہ نانا جان کے ملکون پر یہ آفتاب پرست قابض ہوا اور اپنے سردارون کو بخشنے اور ہاے یہ ہندی بیٹھا دیکھا کرے افسوس بھائی صاحب کو اس قدر کہلا بھیجا مگر وہ نہ آئے خدا جانے کس فکر مین ہین اور ای اسد اب تیری زندگی ہیچ ہو یہ کہکے خوب رویا اور خنجر کھینچ چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے سب عیق لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ یہ کیا کرتے ہین آپ کی ہلاکت مین تو عین خوشی ہو اُس نرازبچے کی اگر ایسا ہی مرنا اور جان دینا ہو تو

دشمن کو مارکے مریے لڑکر جان دیجیے یون اپنے ہاتھ سے اپنی جان دینے سے کیا فائدہ ہی اور کافرسے لڑکے مریے گا
توشہید ہوجیے گا اسد نے اُن لوگون کے سمجھانے سے خنجر میان مین کیا اور فتاح سے کہا اچھایہی صلاح خوب ہی کہ
اُس بزاز بچے اجی سے لڑکر جان دیجیے گو کہ وہ حرام خور کنگڑا موٹا مستنڈا ہی مگر خیر ہرچہ بادا باد ای چچا جان اگر مین
مارا جاؤن توآپ میرے رفیقون سمیت بھائی صاحب پاس جاکے میرا حال بیان کردیجیے گا اور کہیے گا کہ میرے
خون کا عوض اس آفتاب پرست سے لے لین اور مجھکو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کرین فتاح نے کہا کہ بیٹا مین
مدت سے تیرے باپ کے ساتھ ہون اور وہ مجھکو تیری حفاظت کے واسطے چھوڑ گیا ہی تیرے دشمن مارے جائین اور
مین زندہ بچکے چلا جاؤن یہ نہین ہوسکتا مین بغیر جان دیے نہ جاؤنگا اسد ابراہیم کیطرف مخاطب ہوا اُس سے بھی
ایسے ہی کلمات یاس سے مہراس کہے ابراہیم نے کہا ای شہریار آپ مجھکو ایسا نامرد جانتے ہین کہ مین بعد آپ کے
زندگی کرونگا بخدا آپ سے پہلے مین اپنی جان دونگا اسد نے کہا ای ابراہیم اکثر ایسا ہوا ہی کہ مین گرفتار ہوگیا
ہون اور تم سبکو اپنے ہمراہ لیکے نکل گئے ہو اور مین پھر چھوٹ گیا ہون اسیطرح اب بھی مین تمکو اپنا نائب کرتا
ہون کہ شاید کہین گرفتار ہوجاؤن توتم خبردار خبردار یہان نہ ٹھہرنا سب کو اپنے ساتھ لیکے نکل جانا ابراہیم نے
عرض کیا بہت اچھا اور علقمہ سے کہا کہ بھئی اگر مین بھی مارا جاؤن یا گرفتار ہوجاؤن توتم میرے نائب ہو سب کو
ساتھ لیکے نکل جانا علقمہ نے کہا بہت اچھا اور اسیطرح علقمہ نے زنگ بن مرزبان کو اپنا نائب کیا اسیطرح چوالیس
امرازادے اسد کے ساتھ تھے اُنھین بھی سلسلہ بندی ہوئی ایک نے دوسرے کو اپنا نائب کیا اور وصیتین کین اور
کفن اپنے سرون پر باندھے مشت خاک اُٹھاکے اپنے گریبانون مین ڈالی کہ ای خاک توہماری لحد ہوجیو اور
ایک دوسرے سے بغلگیر ہوا اور سب مسلح و مکمل ہوکے لشکر ایرج کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہنچے تو تین
بجاکر لشکر ایرج پر جاگرے تلوارین مارنے لگے غل ہوا کہ دیوانون کا روز خون گرا چارطرف لوگ مسلح و مکمل ہوکے نکلے
تلوار چلنے لگی ایرج بارگاہ مین بیٹھا ہوا تھا کہ اسنے اسد کے آنے کی خبر سُنی اپنے سردارون سے کہا کہ آج دیوانہ دن کو
آگیا ہی دیکھو بچکے نہ جانے پائے یہ سنتے ہی سب سردار اُٹھ کے بارگاہ سے باہر آگئے اور اسد پر روانہ ہوے ادھر سے
اسد شیر دل مع اپنے رفقا کے تلوارین مارتا چلا آتا ہی کہ ملکوب بن الجوب سے اور طرماسب سے سامنا ہوا
ملکوب نے اُسپر تلوار ماری طرماسب نے تلوار اُسکی سپر پر روک کے جو ایک ساطور مارا تو ملکوب کی سپر کو کاٹ
کے سر پر پڑا کہ ملکوب مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوا الکوب بن الجوب سے ایرج کا سامنا ہوا الکوب نے تلوار ماری کہ گوشہ سپر
کو کاٹتے ہوے بھون پر ایرج کے زخم لگا مگر ایرج نے جو تلوار ماری الکوب کی سپر قلم ہوکے سر پر پڑی کہ تا دوابرو
اُتر گئی الکوب نے دستانہ مارا تلوار تو نکل گئی مگر سر سے چادر خون کی جاری ہوگئی عدیل بن عادی اور دیلم سے
مقابلہ ہوا اُسنے تلوار ماری دیلم نے خالی دیکے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ عدیل کے سر پر پڑا تلوار تا دوابرو اُتر گئی
عدیل نے دستانہ مارا تلوار جھٹکے نکل گئی پھر عدیل نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دیلم کی سپر کو کاٹ کے اُسکے سر پر
تلوار پڑی مگر اسد شیر دل لڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ طوفان بن سماک اغور گیر سے سامنا ہوا طوفان نے ہاتھ تلوار
کا بلند کیا کہ اسد پر مارے اسد نے زیر بغل جو تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوے اُدھر سے بہزاد نے پہلو پر اسد کے
تلوار ماری اسد نے جھپٹ تلوار کی دیکھکر خالی دی بہزاد جھکا تھا کہ اسد نے کمر پر اُسکی تلوار ماری بہزاد کے دو ٹکڑے
ہوے قہار بن سو کیاسے طوفانی یہ کہتا ہوا دوڑا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مار ڈالا اب تو
میرے ہاتھ سے بچکے کہان جائیگا او رپاس آکے اُسپر تلوار ماری اسد نے اُسکی تلوار کو پشت شمشیر پر روکا اور خود

تلوار ماری کر قہار کی سپر کو کاٹ کے زیر تنگ جا کے زمین کو بوسہ دیا ارفیل خونخوار دوڑا کہ او دیوانے مین تجھے
کب چھوڑتا ہون اور ارہ پشت نہنگ اسد پر مارا اسد نے ارہ اُسکا تلوار سے کاٹا اور سر بچا کر شانے پر جو ہاتھ
مارا تلوار زیر بغل اُتر گئی وہ بھی ملک الموت سے بغلگیر ہوا ایرج کو خبر ہوئی کہ اسد کے ہاتھ سے کئی سردار نامی قتل ہوئے ہے
ایرج دوڑا مگر طہماسپ اسد کے قریب پہنچ گیا تھا اُسنے اسد پر ساطور مارا اسد نے مرکب ترچھا کر کے ساطور
اُسکا خالی دیا وہ جھونک مین ساطور کی جھکا تھا کہ اسد نے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ کے طہماسپ کے سر پر زخم لگا
دوسری تلوار اور اسد نے ماری کہ شانہ بھی طہماسپ کا زخمی ہوا تیسری تلوار اسد نے اور ماری کہ پہلو بھی گھائل ہوا
طہماسپ چلایا کہ دیوانہ مجھے مارے ڈالتا ہے ایرج قریب اسد کے آ پہونچا تھا نعرہ کر کے دوڑا کہ او دیوانے ہوشیار رہو
مین آ گیا او برگشتہ بخت تیرے ہاتھ سے جگر خون ہو گیا ہے اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد پکارا کہ او بزانچے مین
فرخ بازارگان کی جورو کے پاس جاؤنگا اور تیرا سر کاٹ کے اُسکے کسی مقام پر مخفی رکھ آؤنگا ایرج پکارا او دریدہ دہن
بیہودہ گو شہدے لڑتا ہے یا گالیان دیتا ہے **شعر** لگے منہ بھی چڑھانے دیتے دیتے گالیان صاحب +
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا + تو لڑنے آیا ہے یا گالیان دینے آیا ہے اسد للکارا او باجی مین تو
ہمیشہ ایسا ہی کرونگا تو بکتا کیا ہے یہ کہکے ایرج پر برس پڑا جھڑا جھڑ تلوارین مارنے لگا کہ ایرج کو روکنا مشکل ہو گیا مگر
ایک جگہ جو اسد کا ہاتھ سست ہوا ایرج نے تھپلی دیکے قبضے پر ہاتھ ڈالدیا اور ہاتھ مروڑ کے تلوار اسد کی چھین لی
اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کے گھوڑے پر سے اُٹھا لیا اسد پکارا ای یاران بدر روید بس یہ سنتے ہی تمام رفقائے
اسد تلوارین مارتے ہوئے باہر نکل گئے ایرج نے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسے قید کرین اُسی وقت اسد
کو غل و زنجیر مین گرفتار کیا ایرج نے حکم دیا کہ جو جو لوگ ہماری طرف کے قتل ہوے ہین سب کی لاشین اٹھواؤ
اور خدا پرستون کی لاشون کو مزبلے پر پھکواؤ لوگون نے ایرج سے عرض کیا کہ حضور کوئی لاش خدا پرست کی
نہین ہے سب آفتاب پرست مرے پڑے ہین ایرج حیران ہوا اپنی بارگاہ مین آیا کوئی پہر چار گھڑی دن باقی
تھا کہ مالک بن ملکوت تخت پر بیٹھا ایرج دنگل پر بیٹھا تمام سردار گرد و اطراف مین جمع ہوے لندھور
آکر اپنے مقام پر قائم ہوا ایرج نے کہا اُس دیوانے کو لاؤ اسیوقت لوگ اسد کو سامنے لائے اسد نے بطریق
اہل اسلام سلام کیا کہ سلام من بر آن کسے باد کہ داند خدا یکے ست و رسول او برحق ہندیون نے جواب سلام دیا
ایرج نے کہا ای اسد دیکھ مین تیرے اچھے کے لیے سمجھاتا ہون کہ جہالت سے باز آ میری بیعت اختیار کر لندھور
بن سعدان کیطرح تو بھی میرے ساتھ رہ اسد بولا او بزانچے **شعر** بیعت خدا سے ہی مجھے بیواسطہ نصیب +
دست خدا ہے نام مرے دستگیر کا + او بزانچے مین کبھی تجھ سے پاجی کی بیعت نہ کرونگا ایرج نے کہا ای دیوانے
تو نے مجھے بہت ایذا دی ہے مین تجھے مار ڈالونگا اسد نے کہا ارے تو مجھے مار ڈالیگا تو جورو فرخ بازارگان کی
جو مجھپر عاشق ہے وہ بہت روئیگی ایرج نے کہا بلاؤ جلاد کو کہ اسے قتل کرے لندھور بول اُٹھا ای ایرج ہمارے
تمھارے جو عہد ہے اُسپر قائم رہو تین دن بعد اسے قتل کرنا ایرج نے کہا ای رستم زمان یہ دیوانہ تمھارا کہنا نہ مانیگا
تم ناحق اُسکی سعی کرتے ہو لندھور نے جواب دیا ای ایرج مین بدنامی سے تو بچونگا ایرج نے شاپور سے کہا کہ اس
دیوانے کو لیجا اور بحفاظت تمام قید رکھ سوا لندھور کے کوئی اُسکے پاس نہ جانے پائے شاپور نے اسد کو لا کے
قید کیا لندھور آیا اور اسد کو ہر چند سمجھایا کہ بیعت ایرج کی اختیار کرو جھوٹ کے جیتے جاؤ صاحبزادے یہی
جہالت کرکے اپنی جان نہ دو مجھکو امیر حمزہ صاحبقران کشورستان کے سامنے رسوا نکرو اسد نے کہا او ہندکی

تو تو عشق مین اُسکے دیوانہ ہی تمام ملک نانا جان کے اُسکے قبضہ مین کردا دیے اور اُسنے اپنے سردارون کو تقسیم کر دیے
تجھکو ذرا غیرت نہ آئی اسی واسطے نانا جان حمزہ صاحبقران اپنا نائب کر گئے تھے کہ تو اُنکے ملکون کو برباد کرا دے اور
تو مجھکو بیعت پر اُس بزاز بچے کی مائل کرتا ہی مین کبھی اس پاجی کی اطاعت و فرمانبرداری نہ کرونگا لندھور نے کہا جبوقت
صاحبقران زمان پرستان ظلمات سے مراجعت فرمائینگے جو جو کچھ مین نے ایرج کو دیا ہی وہ سب لے لونگا اب مصلحت وقت
یہی ہی کہ تم اسلی بیعت کر کے چھوٹ جاؤ اسد بولا کہ مین اُسکے ساتھ رہون اور یہ کلمے سنون کہ وہ گیتی افروز کی
عاشقی کا دم بھرے اور مین کچھ نہ بولون مین ایسا بے غیرت نہین ہون کہ یہ کلمے ایرج سے سنون عاشق بھی ہوتے ہین
مگر یہ بیغیرتیان کسی نے نہین کین جیسا کچھ تجھسے وقوع مین آ رہا ہی اور اپنے آقا کے ناموس کو ذلیل کروا رہا ہی اور تو کیا
کرے تیرا دل تجھکو خراب کر رہا ہی مین ہرگز تیرا کہنا نہ مانونگا لندھور نے کہا صاحبزادے مین تمھارے نانا کا نمکخوار ہون
تم جو چاہو وہ کہو مگر مین نے ایرج سے مصلحت سمجھ کے نہین بگاڑی ہی اور وقت پر دیکھنا کہ کیونکر یہ ناموس
صاحبقرانی پر جاتا ہی دروازہ ناموس پر لندھور کا خون بہتے دیکھنا اسد نے کہا بس معلوم ہوا مجھکو آپ
نہ سمجھائیے مین کسی طرح کہنا آپ کا نہ مانونگا آخرکار لندھور ناچار ہو کر چلا آیا شاپور رات بھر نگہبانی مین مصروف ہا
دو گھڑی رات رہے ضرغام شیر دل نے نقب کنی کر کے مہرہ نقب کا زندانخانے مین نکالا اور اسد کو نقب کے
راستے سے لیگیا یہان صبح کو ایرج بارگاہ مین آ کے بیٹھا دربار معمور ہوا لندھور بھی آیا ایرج نے پوچھا اے دارا ہنہ
آپنے اسد کو سمجھایا اُسکو میری بیعت پر راضی کیا لندھور بولا اے ایرج وہ دیوانہ راہ راست پر نہ آئیگا
تمھین اختیار ہی جو چاہو وہ کرو کہ اسمین شاپور نے آ کے سلام کیا ایرج نے پوچھا کہو شاپور اُس دیوانے کی
کیا خبر ہی شاپور نے عرض کیا کہ دو گھڑی رات رہے تک تو مین زندانخانہ مین اُسے چھوڑ آیا ہون ایرج نے
کہا جلد جا کے اُسے لاؤ شاپور اُٹھا تھا کہ جا کر اُسے لائے کہ بوق کی آواز بلند ہوئی ایرج نے کہا اے شاپور معلوم
ہوتا ہی کہ اُس دیوانے کو کوئی صبح ہوتے چھڑا لیگیا وہ بوق کی آواز آتی ہی شاپور نے کہا پیر مرشد اسد تو کیا
چھوٹیگا مگر اُسکے رفقا آ کے گرے ہونگے انمین بھی تو ایک اسد بن کرب غازی ہی ایرج نے کہا ہر تقدیر
اُنکو پکڑنا چاہیے اور اُسی وقت اپنے سردارون سمیت سوار ہوا اور کہا آج اس دیوانے کو زندہ نہ چھوڑونگا
ادہر یہان اسد جو آفتاب پرستون پر گرا ہی تو اُسنے آتے ہی اندھیر برپا کر دیا ہی ایک ایک کو قتل کر رہا ہی چیخے
چلا رہا ہی کہ ایرج کا نعرہ ہوا کہ او دیوانے مین آج تجھے زندہ نہ چھوڑونگا آج تو جان جائیگا وہین تجھکو مارونگا
اسد اکیلا اور بزاز بچے دیکھون تو کیا گندہ کرتا ہی اور باگ گھوڑے کی پھیر کے بھاگا شمشیر برہنہ ہاتھ مین ہی کوئی
آگے سے اُسے روک نہین سکتا ہر ایک طرح دیتا ہی کہ میان اسے روکو نہین جانے دو مگر ایرج تعاقب مین آتا ہی
اسد لشکر ایرج سے باہر نکلا دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی اسد نے اپنی فوج کے آٹھ غول کیے اور آٹھ سمت کو بھاگے
ایرج جس غول مین کہ اسد تھا اُسی کے پیچھے چلا اسد نے دل مین کہا کہ یہ تیرے ہی پیچھے آتا ہی اُسکے بھی ٹھ آٹھ سو
کے چار غول کیے مگر ایرج نے گھوڑا اسکا پہچان لیا ہی کہ اسد کرہ بن اشقر پر سوار ہی اور زرد قبا پہنے ہوئے ہی جس
غول کے بیچ مین اسد ہوتا ہی ایرج اُسی کا تعاقب کرتا ہی ہرچند اسد نے ایرج کو بہکایا بھلاوے دیے مگر
ایرج نے تعاقب اسد کا نہ چھوڑا یہان تک کہ اسد تنہا رہ گیا اور ایرج للکارتا ہوا چلا آتا ہی اب کنارے
دریاے زرائل کے پہونچا یہ وہ دریاے قہار اور بحر زخار ہی جہان آٹھ جہاز لشکر امیر حمزہ صاحبقران کے
ملک زرائل کو آتے ہوئے تباہ ہو گئے تھے بس ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے اب کہان جائیگا اسد نے دیکھا کہ یہ

آفتاب پرست آ پہونچا دل مین کہا کہ دریا مین ڈوب کے مرنا اس سے بہتر ہو کہ اس برازبچے کے ہاتھ سے گرفتار
ہوکے قتل ہو جیے بس خالق اکبر مالک خشک وتر کو یاد کرکے گرہ بن اشقر کو دریا مین ڈال دیا وہ مرکب دریائی تہ
استطرح دریا پر جاتا ہو جیسے کوئی زمین پر چلتا ہو ایرج نے بھی کنارۂ دریا پر پہونچکر چاہا کہ دریا مین گھوڑا ڈالدے
شاپور شیردل ساتھ تھا اسنے باگ پر ہاتھ ڈالدیا کہ پیرو مرشد آپ نجائیے گا دیوانہ آپ ہی دریا مین ہلاک ہو جائیگا
اتنی دیر مین دیکھا کہ اسد نظرون سے غائب ہو گیا ایرج ناچار و پریشان وہان سے پھرا راستے مین اور رفیق ملے اُنسے حال
بیان کیا کہ اسد دریا مین جاکے غائب ہو گیا غرض ایرج باتین کرتا ہوا اپنے لشکر کو چلا اسے تو اسی فکر مین جانے دیجیے

چند کلمے داستان فتح کرنا اسد کا طلسم فیروزۂ جمشیدی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد شیردل اُس دریاے قہار اور بحر زخار سے دو روزہ کے بعد باہر ایک بیشۂ سبز و شاداب مین پہونچا
گھوڑے سے اُتر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا دل مین خیال کیا کہ اس ذلت و رسوائی سے تو مرجانا بہتر ہو تو
اولاد صاحبقران ہوکے اُس برازبچۂ بازاری کے سامنے سے بھاگتا پھرتا ہو ہر روز اسی ذلت و خواری کا سامنا
ہو یہ خیال کرکے اپنے حال پر خوب رویا شکوہ پرواز جور فلکی ہوا کہ اے فلک کجرفتار و اے چرخ ناہنجار کیا گردش زمانہ
ہو کہ وہ آفتاب پرست ہو کے ایسی ایسی باتین کرے اور ہم با وصفیکہ خدا پرست اور اولاد صاحبقرانی مین ہین کچھ
اسکا نہ بنا سکین یہ خیال اپنے دل مین کرکے کمر سے خنجر کھینچا کہ اپنے کو ہلاک کرے پھر خیال گذرا کہ اے اسد
اگر تو خنجر مار کے مریگا تو لاش کو تیری کتے کوے کھا جائینگے اس سے بہتر یہ ہو کہ تو اپنے گلے مین پھانسی لگا کوئی
آیندہ روندہ جو تیری لاش کو پڑا ہوا دیکھیگا ترس خدا کرکے وہ گاڑ تو پ دیگا دفن و کفن تو نصیب ہوگا یہ بات
اپنے دل مین قرار دے کر باگڈور گھوڑے کی لیکر ایک سرا درخت مین باندھا اور دوسرے سرے مین پھندا بناکے
لٹکا دیا اور کئی پتھر لاکے تلے اوپر رکھے اُنپر کھڑا ہوا اور وہ پھندا باگڈور کا اپنے گلے مین ڈال کے پانون سے پتھر کو
ہٹا دیا بس معلق لٹک گیا رسی کو گردش ہوئی اسد کی آنکھین نکل آئین قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے
جانب صحراے عدم پرواز کرجاے یکایک اسد نے دیکھا کہ وہ تمام صحرا از زمین تا چرخ برین منور ہو گیا ہر مقام
اُس صحرا کا خوشبو سے معطر ہو گیا اور ایک شہسوار عالیوقار کو دیکھا کہ اُسکے دونون شانون سے نور حضرت
محمد مصطفےٰ خاتم الانبیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہویدا تھا بس وہ شہسوار عرش وقار طرفۃ العین
مین اسد کے پاس آیا حلقہ کمند کا کاٹ کر کمر مین ہاتھ ڈال کے اسد کو زمین پر کھڑا کر دیا اسد نے یہ شوکت و شان
اور رعب و جلال جو اُس شیر حق کے چہرۂ انور پر دیکھا قدمون پہ سر رکھ کے اپنی پیشانی کو پاے مبارک پر خوب
رگڑا اور گرد پھرا تصدق ہوا ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین حضور نے میری جان بخشی
فرمائی گویا مجھکو دوبارہ زندہ کیا نظم

فرمائیے تو آپ پیمبر ہین یا امام — بندہ خدا گواہ ہو پہچانتا نہین
کی عرض ہاتھ باندھ کے اے خسروا نام — ہو کیا ملازمان فلک آستان کا نام
کرتا ہو پھر حضور کے قدمون پہ یہ غلام — یہ خانہ زاد کیا کہے کچھ جانتا نہین

امیدوار ہون کہ حضور کے نام نامی اور اسم گرامی سے آگاہ ہون حضرت
نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا اے اسد شیردل مصرع مین وہ ہون جسنے شیر سے سلمان کو دی نجات ہو
سلمان فارسی کو دشت ارژن مین شیر سے چھڑایا اسود کے کٹے ہوئے ہاتھون کو ملایا نوح کو طوفان سے
بچایا ابراہیم خلیل اللہ پر آگ کو گلزار کر دیا تیرے باپ کو بیشۂ اندلس مین نظر کردہ کیا نظم

آن علیم کہ اگر خیل گنہگاران را — بدعا باز رہانم کہ خدا امیدانند — آن علیم کہ اگر تیغ کشم عالم را

بفنا بازرسانم کہ خدا امید انند		آن علیم کہ درباز دہن غیر نرہ		ببکے حملہ رہا نم کہ خدا امیدانند

ستم شہسوار ہل اتے یکتاز میدان لافتی شکنندۂ باب خیبر کشندۂ عمرو عنتر ابی الشبیر والشبر امیر المومنین
یعسوب الدین حیدر صفدر وصی پیغمبر حامی دین مبین وارث شرع متین بادشاہ الثقلین امام المشرقین
مظہر العجائب والغرائب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب اسد کو جو معلوم ہوا کہ شاہ مردان شیر یزدان ہی
ہین دوڑ کے قدمون پر گر پڑا حضرت نے سر اسکا اٹھا کے فرمایا کہ ای اسد تو کیون اپنی جان دیتا تھا کیون اپنے کو ہلاک
کرنے کا ارادہ کیا تھا ابھی قضا تیری نہین ہی مین نے بحکم خلاق عالم تجھے نجات دی اسد نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ
یا شاہ نجف امیر عرب مین ایک تاجر زادے کے ہاتھ سے عاجز آیا ہون میرا باپ بھی حضور کا نظر کردہ ہی وہ غلام ہی تو
مین غلام ابن غلام ہون امید وار ہون کہ حضور اپنے غلام کو اسقدر قوت و طاقت بخشیے کہ اُس نباز بچے سے انتقام
لے اور اسکو قتل کرے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ای اسد خبردار ایرج کو بُرا نہ کہنا ایرج کافرون مین سے نہین ہی اولاد
حمزہ صاحبقران سے ہی اور زنہار زنہار اُسکے قتل کا ارادہ نہ کرنا اور تو کمزوری سے رنجیدہ خاطر نہو نا جا دیکھ
مضبوط باندھ مین حکم خدا سے تجھے اسقدر زور دونگا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے کوئی تجھپر غالب نہوگا کوئی پہلوان
قوی ہیکل پیٹھ تیری زمین سے نہ لگا سکے گا اور طلسم فیروزۂ جمشیدی کو تو فتح کریگا بال جمشید کا تیرے ہاتھ لگیگا یہ
فرما کے اپنا دست حق پرست پشت پر اسد کی پھیرا اور دلاسا دیا کہ تجھکو مین نے اپنا نظر کردہ کیا اسد پھر
قدم مبارک پر حضرت کے گرا اور پھر جو سر اُٹھایا تو حضرت کو نہ پایا فقط صحرا خوشبوے جسم شریف سے مہک رہا تھا
اسد نے اپنے مین زور خوب پایا اور اپنے زور کی آزمائش کے لیے ایک بڑا سا درخت چنار تھا اسکو لپیٹ
کے اُکھیڑ لیا اسیطرح دوسرا درخت تیسرا درخت غرض سات درخت اُسی جوش مین جڑ سے اکھیڑے مارے خوشی
کے ایسی بالیدگی ہوئی کہ پیرہن بدن مین پھنس گیا اپنے دل مین کہا کہ اب یہ نباز بچہ تیرے ہاتھ سے کہان
جائیگا اسکو گوشمالی معقول دینا چاہیے اور خیال مین گذرا کہ ای اسد مولا اور آقا فرماتے تھے کہ ایرج اولاد
حمزہ سے ہی ہر چند کہ ایرج کا باپ فرخ بازارگان موجود ہی مگر ارشاد حضرت کا معاذ اللہ یہ خلاف
ہو نہین سکتا کچھ نہ کچھ اسمین اسرار ہی خیر تجھے تو فقط اُسکی تنبیہ سے کام ہی کچھ جان سے مارنا تو منظور نہین ابھی
یہ باتین اپنے دل مین کر رہا تھا ناگاہ خیال گذرا کہ مولا فرما گئے ہین کہ تو طلسم فیروزۂ جمشیدی فتح کریگا ای اسد
اب کوہ بلور کیطرف چل یہ سوچ کے گھوڑے پر سوار ہوا گھوڑا اسواری نہ دے سکا بیٹھ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اسد
ناچار ہو کے اسپ سے اُتر پڑا دامن گردانے آستینین چڑھائین سیئون کی صورت باگڈور ہاتھ مین لیکے چل نکلا اب
دھیان آیا کہ ای اسد تیرے رفیقون کا کیا حال ہوا ہوگا اور ضرغام شیر دل تو ہلاک ہو گیا ہوگا بس یہ خیال
کر کے اسد رونے لگا اور پکارا کہ ای خالق اکبر اور ای مالک خشک و تر ای قادر مطلق ای معبود برحق اگر ضرغام
زندہ ہی تو مجھے اُسکی صورت دکھا دے اُسکو مجھسے ملا دے یہ دعا کرتا ہوا کبھی کوس دو کوس گھوڑے پر سوار ہو لیتا
ہی کبھی جب دیکھتا ہی کہ گھوڑے کی حالت غیر ہی تو اُتر پڑتا ہی اسیطرح کوئی دو فرسخ راہ طی کی ہوگی کہ سامنے سے
ایک بگولہ گرد کا اُٹھا جب وہ بگولہ پھٹا تو اُسمین سے ایک شخص پیادہ پا دکھائی دیا قریب جو آیا دیکھا کہ ضرغام ہی
ضرغام نے جو اسد کو دیکھا دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اسد نے اُسے قدمون سے اُٹھا کے گلے سے لگایا اور کہا ای
ضرغام مین نظر کردۂ شاہ ولایت ہوا میرے گرد پھر میرے ہاتھون کو چوم اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین خود
آپ سے عرض کرنے کو تھا کہ مین نظر کردہ ہوا ہون میرے ہاتھون کو چومیے اسد نے کہا کہ اچھا تو اپنا حال بیان کر

کہ کیا کیفیت ہوئی تیری کیا حالت ہوئی ضرغام نے عرض کیا کہ جب غلام نے دیکھا کہ آپ کو کرہ بن اشقر لیکے دریا مین غائب ہوگیا مین بھی دریا مین کود پڑا جان تو مشکل سے نکلتی ہی غفادری کرنے لگا یہان تک کہ قریب تھا تھک کے غریق بحر فنا ہوجاؤن دیکھا مین نے کہ ایک درخت بہتا ہوا چلا جاتا ہی مثل مشہور ہی کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہی میرے سامنے اتنا بڑا درخت آگیا مین جلدی اُسکے ایک ٹہنے پر بیٹھ گیا وہ بہتے بہتے ایک جگہہ کنارے لگا مین اُسپر سے اُترکے آگے بڑھا ایک دشت سبز و خرم نظر پڑا ہزارون طرح کے پھول سیکڑون طرح کے ثمردار درخت وہان لگے ہوے تھے وہان کی بہار بہار جنت پر خندہ زن تھی مگر مجھے حضور کی جدائی مین کچھ نہ بھلا معلوم ہوتا تھا ہر وقت آپ کا خیال دل مین لگا رہتا تھا جب بہت شدت سے بھوکھ لگتی تھی کہ تاب ضبط کی نہوتی تھی تو وہ میوہ صحرائی کھا کے کچھ پیٹ بھر لیتا تھا اور دن رات آپ کے فراق مین رویا کرتا تھا آتے آتے ایک دامن کوہ مین پہونچا وہان اسقدر آپ کو یاد کرکے رویا کہ بیہوش ہوگیا عالم رویا مین جمال با کمال حضرت امیر المومنین سید الوصیین مظہر العجائب و الغرائب طالب غالب کل طالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ و السلام کا نظر آیا اور دیکھا مین نے کہ اُن جناب نے میرے پاس آکے اپنا دست حق پرست میری پشت پر پھیرا اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ ای ضرغام ہم نے تجھے اپنا نظر کردہ کیا اور آقا تیرا اسد بن کرب غازی بھی ہمارا نظر کردہ ہو چکا ہی وہ آتا ہی تو اُسکے استقبال کو جا بس مین جو نیند سے چونکا اُسیوقت اُٹھ کے وضو کیا نماز پڑھی بعد فراغ نماز کے آپ کی خدمت مین روانہ ہوا الحمد للہ کہ اسوقت آپ کی زیارت سے مشرف ہوا ای شہریار اب اپنے زور و طاقت کا حال ارشاد فرمائیے اسد شیر دل نظر کردہ شاہ ولایت نے جواب دیا کہ ای ضرغام مین نے حضرت کے تشریف لیجانے کے بعد آگ مالش کے واسطے سات درخت چنار کے بڑے بڑے متواتر جڑ سے اُکھیڑ کے پھینکے اگر تمھین یقین نہو تو دیکھو یہ کیسے بھاری پانچ درخت بڑے بڑے جڑ سے اُکھاڑ کے پھینکدیے ضرغام نے عرض کیا ای شہریار بس مجھکو معلوم ہوا کہ شہسوار دلدل سوار صاحب ذوالفقار فاتح خیبر قاتل عنتر ساقی کوثر قاسم جنت و سقر جناب حیدر کرار غیر فرار نے آپ کو طاقت و قوت بخشی اسد نے پوچھا کہ ای ضرغام اب جو آفتاب پرست میری اس طاقت و قوت خدا داد کو دیکھے گا تو کیا کہیگا ضرغام نے عرض کیا ای شہریار اُسکو بڑی حیرت ہوگی اور حضور اسپر کیا موقوف ہی جو آپکو اسطرح کا زور آور اور طاقتور دیکھے گا وہ ششدر و حیران ہوگا اسد نے پوچھا ای ضرغام سب رفیق میرے کہان ہین اُسنے عرض کیا پیر و مرشد آپ کے دھیان مین مجھے اپنا تو ہوش نہ تھا مین آپکے رفیقون کا حال کیا جانون کہ کہان ہین کہان نہین اسد نے کہا ای ضرغام ہم کوہ بلور کیطرف طلسم فیروزہ جمشیدی کے فتح کرنے کو جاتے ہین تم ذرا جا کے ہمارے رفقا اور لشکر کو بلا لاؤ اور انھین ہمارے حال سے آگاہ کرو اور سب کو ہمراہ اپنے لیکے کوہ بلور پر آؤ ضرغام نے عرض کیا بہت خوب غلام جاتا ہی اور اسد کے قدمون پر بوسہ دیکر روانہ ہوا ادھر اسد بعد اُسکے رخصت کرنے کے طلسم فیروزہ کیطرف چلا تیسرے دن منزل مقصود پر پہونچا دیکھا کہ پہاڑ بلور کا فرسنگ در فرسنگ معلوم ہوتا ہی گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہین جا بجا آبشار پہاڑیون پر سے گر رہی ہی جگہہ جگہہ چشمے لبریز ہین درخت میوہ دار جا بجا لگے ہین جانوران خوش الحان درختون کی شاخون پر بیٹھے ہوے زمزمہ پردازی کر رہے ہین پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا ہی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہی بالاے کوہ ایک قلعہ فولادی بنا ہوا ہی اسمین کئی برج مثل گنبد گردون گردان بنے ہوے ہین

اور اُس برج مین ایک زنجیر طلائی تا پائین قلعہ آویزان ہی اور ہر برج پر زنگیان سیہ رو تیرہ درون نفیرین ہاتھون
مین لیے ہوے کھڑے ہین اور گرد قلعہ کے ایک خندق خون کی بھری ہوئی ہی کہ خون تازہ اُسمین جوش مار رہا ہی
اسد نوجوان آتے آتے کنارے خندق کے پہونچا تھا کہ اُن زنگیون نے جو برجیون پر کھڑے ہوے تھے نفیرین
بجانا شروع کین اور ایک غلغلہ برپا ہوا کہ طلسم کشا آیا ہی ساکنان طلسم آگاہ ہو اور جلد خبردار ہو اور اُنکے غل کی
صدا زمین سے آسمان تک پہونچی تھی پہاڑ جنبش مین آگیا تھا اسد بن کرب غازی نے جو یہ کیفیت اور غل و شور
دیکھا خندق کے پاس سے دور ہٹ گیا کہ وہ غل اور شور اور آواز نفیرون کی موقوف ہوگئی اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ طلسم تو یہی ہی مگر دیکھیے یہ کیونکر فتح ہوتا ہی غرض شب کو یہ وہین رہا جب صبح ہوئی اُسنے
وضو کیا نماز پڑھی سامنے قلعے کے آکے دیکھنا شروع کیا چارطرف کی سیر کرنے لگا کہ سامنے سے ایک تتق گرد کا اُٹھا
جب نزدیک آکے دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ آگے آگے ضرغام اور پیچھے پیچھے اُسکے ابراہیم بن مالک اور
علقمہ بن جمہور وغیرہ اور تمام قزاق چلے آتے ہین جب سب لوگ اسد کے پاس آکے سلام کیا ہر ایک گرد
پھر التصدق ہوا احال پوچھا اسد نے اپنی ساری حقیقت اور سب کیفیت بیان کی خیمہ استادہ کیا گیا
اُسمین اسد مع رفقا کے داخل ہوا خاصہ تیار ہوا اسد اور اُسکے رفقا نے کھانا کھایا اسد نے خاصہ تناول کر کے
آرام کیا وقت معمول پر خواب سے بیدار ہوا اپنے رفقا سے کہنے لگا کہ صاحبو مین یہان حکم سے اپنے آقا و مولا
امیر المومنین یعسوب الدین حیدر کرار غیر فرار قاتل عنتر فاتح خیبر غالب کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
کے آیا اور جیسا اُنھون نے ارشاد فرمایا تھا طلسم کو بھی پایا مگر حیران ہون کہ آقا نے میرے مجھے طلسم کو تو بتایا
لیکن اُسکے فتح کرنے کی تدبیر کو نہین ارشاد فرمایا اب مین سوچتا ہون کہ کسطرح اس طلسم کو فتح کرون کبھی اپنے
اوپر نفرین کرتا ہون کہ تو نے اُن حضرت سے اسکے فتح کرنے کی تدبیر نپوچھ لی یہ کیا بیوقوفی و نادانی کی سب نے
دست ادب جوڑ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد جسنے طلسم فتح کیا ہی بغیر مدد غیبی نہین فتح کیا ہی آپ بھی عبادت خانہ استادہ
کیجیے اُسمین بیٹھے نماز پڑھیے دعا کیجیے اگر قسمت مین آپکی طلسم کشائی ہی تو فضل ایزدی شریک ہوگا طلسم کو فتح
کر لیجیے گا اسد نے کہا صاحبو مین طلسم کشائی تو ضرور کرونگا کیونکہ میرے آقا و مولا نے مجھے خبر دی ہی یہ اور کسی کی
خبر کبھی ہوئی نہین ہی کہ صدق و کذب پر محتمل ہو یہ ارشاد وصی مخبر صادق کا ہی اُسمین معاذ اللہ کیا شک و شبہہ ہی
القصہ اسد عبادت خانہ استادہ کرا کے اُسمین داخل ہوا اور خشوع و خضوع نماز حاجت ادا کر کے منھ اپنا خاک پر
ملا اور برجوع قلب و نیت خالص گریہ وزاری کر کے بدرگاہ جناب باری دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای
چارہ ساز بیچارگان تیرے فضل و کرم سے امیدوار ہون کہ مین تیری مدد سے طلسم کو فتح کرون اسد کو یہ دعا مانگتے
مانگتے تین پہر رات گذر گئی یکایک اُسے غنودگی طاری ہوئی آنکھ لگ گئی چشم ظاہری بند ہوگئی دیدہ باطنی
کھل گئے ایک باغ بہشت آئین دیکھا کہ گلہاے رنگا رنگ کھلے ہوے ہین جانوران خوش الحان ہر شاخ پر بیٹھے
ہوے زمزمہ سنجی کر رہے ہین اس بہار اور کیفیت کا کوئی باغ پردۂ دنیا پر نظر سے نہین گذرا اسد نے جو یہ کیفیت
اور نزہت اُس باغ بہشت آئین کی دیکھی یہ محو حیرت بنکے بت کی صورت ہو گیا دل مین سوچنے لگا کہ بار الٰہا مین
بیدار ہون یا عالم خواب مین سرشار ہون مین نے ایسا باغ کبھی پردۂ دنیا پر نہین دیکھا یہ کونسا باغ ہی کون اسکا
مالک ہی پھر سیر کرتا ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ ایک پیر مرد شکل نورانی چہرہ مانند آفتاب کے منور تاج شاہی سر پر
رکھا ہوا سامنے سے نمودار ہوا اور پکار کر سلام علیک ای اسد بن کرب غازی نظر کردۂ شاہ حجازی اسد نے

جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ نے مجھے کیونکر پہچانا مین تو مدت العمر کبھی اس باغ مین نہین آیا اُسنے جواب پاکر
ہان سچ ہی آپ کبھی اس باغ مین نہین آئے مگر پہلے آپ اپنا حال بیان کیجیے کہ یہان آنے کا کیا سبب ہی اسد
نے کہا کہ ای پیر روشن ضمیر مین حکم سے اپنے آقا و مولا شاہ ولایت شیر یزدان شاہ مردان سلطان الغالب علی ابن ابیطالب
علیہ السلام کے یہان اسواسطے آیا ہون کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کرون مگر حیران ہون کیا کرون اسواسطے
کہ کوئی طلسم بغیر لوح کے فتح نہین ہوسکتا اور میرے پاس لوح موجود نہین ہی نہ مجھکو معلوم ہی کہ لوح کہان ہی مین
عنایت خدا سے بے پرواے مال و زر نہین رکھتا ہون فقط اتنا چاہتا ہون کہ لوح طلسم ہاتھ آئے کہ یہ طلسم فتح ہوجائے
اب آپ ارشاد فرمائیے کہ آپ کون بزرگ ہین اُس مرد پیر نے کہا ای اسد نوجوان نام میرا جمشید خورشید چہرہ ہی
یہ طلسم میرا ہی بنایا ہوا ہی اسوقت مین فرستادہ شیر خدا وصی جناب محمد مصطفے مظہر العجائب والغرائب غالب
کل غالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کا ہون کہ آپ کو راہ و رسم طلسم سے آگاہ کرون اسد یہ مژدہ روح افزا اُسکے
نہایت خوش ہوا اس مرد پیر سے مصافحہ کیا ہاتھون کو بوسہ دیا استفسار حال طلسم کیا اور لوح طلسم کے ہاتھ آنے کی راہ
پوچھی جمشید خورشید چہرہ نے کہا کہ صبح کو جو تم سوکے اُٹھو تو وہ جو قلعہ طلسمی ہی اور اسکے گرد خندق کھدی ہوئی ہی اُس
خندق کے کنارے پر جاؤ وہ خندق چالیس گز کی چوڑی ہی پس کنارے پر جا کے ایسی ایک جست کرو کہ خندق کے
پار ہو پہنچو اور جو خندق مین گر پڑے تو طعمہ نہنگ ہو جاؤ گے جب ایک ہی جست مین تم اُس پار پہونچو گے تو
دیکھو گے کہ خندق سے دروازہ قلعہ تک بتیس زینے ہین اُن زینون سے گذر کے جلد اپنے کو دروازہ قلعہ پر پہونچانا
اور اگر کہین ایک دم بھی ٹھہرے تو زینے سے ایک شعلہ آتش نکلیگا فوراً وہ تمھین جلا کے خاک سیاہ کر دیگا خبردار خبردار
وہان نہ ٹھہرنا جب دروازہ قلعہ پر پہونچنا تو دیکھنا کہ ایک تختہ سنگ مرمر کا سفید و شفاف چمکتا ہوا حلقہ دار اُسمین
نصب ہی اور اُس تختہ سنگ کے دونون طرف دو سونے کی اینٹین جڑی ہوئی ہین وہ اینٹین اسقدر چوڑی ہین کہ
دونون پاؤن اُسپر بخوبی قائم ہوسکتے ہین پس تمھین لازم ہی کہ دونون پاؤن اپنے اُن دونون اینٹون پر قائم کرکے
دونون حلقون مین ہاتھ ڈال کے زور کرو کہ وہ تختہ سنگ اُکھڑے مگر وہ تختہ سنگ پانچسو من کا ہی پانچسو آدمیون کی
طاقت سے اُکھڑے گا ورنہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کریگا جب تم اُس تختہ سنگ کو اُکھیڑ لوگے تو ایک غل و شور اُٹھے گا
خبردار ڈرنا نہین اور ایک غبار پیدا ہوگا کہ اُس سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے جسوقت وہ غبار گرم نکل جائیگا تو عمدہ
نقب کا نمودار ہوگا اُسمین بے خوف و خطر چلے جانا اسّی زینے کے طے کرنے کے بعد ایک دروازہ سنگ مرمر کا دکھائی دیگا
اُس دروازے مین قفل یاقوت احمر کا لگا ہوا ہوگا کنجی اُسکی طاق مین رکھی ہوئی ہوگی تم وہ کنجی اُٹھا کے قفل کھول کے
اُسکے اندر جانا ای اسد تم ایک مکان وسیع مین پہونچو گے بیچ مین اُس مکان کے ایک تالاب ہی اور وسط تالاب
مین سو گز کا بلند ایک میل فولادی ہی اُس میل پر ایک جانور سُرخ رنگ بیٹھا ہوگا لوح مرصع نقرۂ مصقول کی اُسکے
گلے مین پڑی ہوگی اور سینے پر اُس جانور سُرخ کے ایک خال سفید ہوگا بس تمھین چاہیے کہ اُس خال سفید پر تیر مارو وہ
جانور تیر کھا کے کنارۂ تالاب پر آکے گر پڑیگا تم لوح اُسکے گلے مین سے لے لینا اور جو کچھ اُسمین لکھا ہو اُسپر عمل کرنا یہی
تمھاری اُستادی ہی اسد چاہتا تھا کہ کچھ اور پوچھے کہ آنکھ اُسکی کھل گئی تمام عبادت خانے کو معطر پایا وضو کیا نماز
پڑھی عبادت خانے سے باہر آیا سب رفیق دوڑے قدمبوس ہوئے اسد نوجوان نے سب کو گلے سے لگایا سبب
حال پوچھا اسد نے خواب اپنا سب سے بیان کیا اور کہا کہ مین حسب ارشاد شہنشاہ مشرق و مغرب حضرت
علی ابن ابیطالب غالب کل غالب علیہ السلام کے توکلت علی اللہ جاتا ہون یقین ہی کہ فتحیاب ہون اس طلسم

فیروزہ جمشیدی کو توڑوں اور جو پھر کے نہ آؤں وہین مرجاؤں تو میری تسلیم میرے پدر بزرگوار اور نورالدہر نامدار
اور صاحبقران عالیوقار کو پہونچا دینا سب نے دعائین دینا شروع کین کہ الٰہی شہریار باوقار حق تعالیٰ آپ کو
فتحیاب کرے اور زندہ و سلامت پھیرے اسد سب سے رخصت ہوا مسلح و مکمل ہوکر شادان و خندان اسطرح چلا جیسے
کوئی شیر نر شکار پر جاتا ہی آتے ہی کنارے پر خندق کے آیا عرض اس خندق کا جتنا عرض کر چکا ہون اُتنا ہی پایا
جناب باری سے مدد طلب کرکے بسم اللہ کہکر جست کی خدا کے فضل و کرم سے اُسی جست مین خندق کے پار ہو پہنچا
شور و غل برپا ہوا وہ جو زنگی برجون پر نفیرین لیے کھڑے ہوے تھے سب کے سب نفیرین بجانے لگے گیر و دار کی آواز
بلند ہوئی اسد نے کسی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا دوڑ کے اُن تینون زینون سے جلد جلد گذر کے سنگ مرمر
پاس اپنے کو پہونچا دیا اور جسطرح جمشید خورشید چہر بانی طلسم نے اُسکو تعلیم کردیا تھا دونون طلائی انٹیون پر کھڑے
ہو کے بیٹھ قلعے کیطرف کرکے دونون قلابون مین ہاتھ ڈالکے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ اس تختہ سنگ کو اکھاڑ کے
پھینکدے یا بمجرد اُس تختہ سنگ کے اُکھڑنے کے غلغلۂ محشر انگیز اور شور وحشت خیز برپا ہوا زلزلۂ شدید آیا کہ ایک زمانہ
گردش مین آگیا اسد نے دونون قلابے جو اُس پتھر مین تھے اُنھین اکھاڑ کے اپنے پاس رکھ لیا اور چہرہ نقب کا جو
نمودار ہوا تھا اُسمین سے ہوکر دروازے پر قلعے کے پہونچا بسم اللہ کہکے قفل کھول کے اندر گیا دیکھا کہ وسط مین اُس
مکان وسیع کے ایک بہت بڑا تالاب ہی بیچ مین اُس تالاب کے ایک میل فولادی نصب ہی اور اُسپر ایک جانور
سُرخ رنگ بیٹھا ہوا ہی لوح مرصع نقرہ مصقول کی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی اور سینے پر اس طائر سرخ کے ایک خال
سفید نمایان ہی اسد نے تیر چلۂ کمان مین جوڑ کے اُس خال کو تاک کے مارا بالفضل خدا وہ تیر نشانے کے پار ہوا طائر زمین
پر گر پڑا شہزادے نے دوڑ کے لوح اُسکے گلے مین سے اُتار کے پڑھی اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای طلسم کشا اس اسم کو پڑھ کے
تالاب پر دم کر کہ پانی اُسکا خشک ہو جائیگا تو تالاب کے اندر جاکے میل کو اکھیڑ ایک کنوان دکھائی دیگا تو کود پڑنا
اور جہان پہونچنا اور جو عجائبات دیکھنا بغیر لوح کے کچھ کام نہ کرنا اسد نوجوان موافق حکم لوح کے اُس چاہ مین
کود پڑا اب جو پایا زمین آشنا ہوئے تو ایک صحرائے ہولناک نظر آیا اس صحرا مین جو پہونچا دیکھا ابر تیرہ و تار گھرا ہوا
ہی شدت سے ہوائے تند و تیز چل رہی ہی چار طرف تاریکی چھائی ہوئی ہی زمین متزلزل ہی شیر چیتے ہر جانب پھر رہے
ہین زمین سے شعلہ ہائے آتشین بلند ہین گرمی کا یہ عالم ہی کہ بدن سے چنگاریان اُڑ رہی ہین پسینا بہ رہا ہی پیاس سے
زبان مین کانٹے پڑ رہے ہین تالو سے چمٹی جاتی ہی دل سے شعلے اُبھر رہے ہین اسد اُس گرمی کی تاب نہ لایا آخرکار
بیہوش ہوگیا رفقائے اسد جو طلسم کے باہر کھڑے ہوے تھے اُنھون نے دیکھا کہ ایک ابر تیرہ و تار اُٹھا آندھی
سیاہ چلنے لگی قلعہ ہلنے لگا آپس مین کہا اس آفت سے معلوم ہوتا ہی کہ یا تو خدا نخواستہ نصیب دشمنان آقا ہمارا
مارا گیا یا طلسم شکست ہوا ہر ایک برہنہ سر ہوکر دعا کرنے لگا کہ ای کس بیکسان و ای چارہ ساز بیچارگان ای
حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی اسد بن کرب غازی کو صحیح و سالم دکھائیو ای جامع المتفرقین پھر اُسے ہم سے
زندہ ملائیو مگر یہان بعد تھوڑی دیر کے اسد جو ہوش مین آیا ایک سمت کو چل نکلا ابھی تھوڑی دور وہان سے
آیا تھا کہ دور سے ایک چمک مانند آفتاب درخشان کے زمین پر معلوم ہوئی متعجب ہوا پروردگارا یہ کیا چیز چمکتی
ہی جب قریب آیا دیکھا کہ ایک بڑا سا حوض ہی سیماب جوش مار رہا ہی اور اُس حوض پر ایک بہت بڑی چرخی لگی ہوئی
ہی کہ وہ خود بخود پھر رہی ہی اور اُسمین سے زنجیر کی جھنکار کی آواز آ رہی ہی اور بائین طرف اُس حوض کے کنارے
پر ایک گرز گیارہ سو من کا رکھا ہوا ہی اسد نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ ای عزیز اگر تو نسل حمزہ سے ہی تو اس

گرز کو اُٹھا کے اُس چرخ پر مار کر وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے اور جو گرز تجھسے نہ اُٹھا تو اس حوض مین سے ایک شعلۂ آتش
نکلکے تجھ پر گرے گا اور تیری کیا حقیقت ہی اگر تجھ ایسے ہزارہا ہونگے تو وہ شعلۂ آتش جلا کے خاک سیاہ کر دیگا اور
پھر تیرے ہی سبب سے قلعہ مین شعلۂ آتش اُٹھکے بارہ بارہ فرسخ تک جنس حیوان و انسان و وحوش و طیور و جمادات
و نباتات کو جلا کے خاک سیاہ کر دینگے اور جو تونے گرز اُٹھا کے چرخ پر مارا اور وہ ٹوٹ کے گر پڑا تو پھر گرز اپنے ہاتھ
سے نہ چھوڑیو مع گرز اُس حوض مین کود پڑنا اسدنے یہ سب کیفیت لوح سے دریافت کرکے جبین نیاز کو بدرگاہ
کریم کارساز رکھا اور عرض کیا کہ ای خالق ہر دوسرا ای قادر و توانا تو ہی اپنے بندے کو قوت دینے والا ہی تیری ہی
کی قوت و امید پر گرز اُٹھاتا ہون یہ دعا کرکے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے اُس گرز کو سر پر ہاتھ ڈالا اور
بہ سہلی اُسے اسطرح اُٹھا لیا جیسے کوئی شخص کسی پھول کو ایک چٹکی کے اشارے سے اُٹھا لیتا ہی سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری
ادا کیا کہ اے کس بیکسان وای قوت دہندۂ ناتوانان تو چاہے تو مور ضعیف کو سلیمان کی قوت عطا کرے یہ تیرا ہی
کام ہی سوا تیرے اور کسی کی کیا مجال و قدرت جو یہ قوت عطا کر سکے اور وہ گرز اُٹھا کے اُس چرخ ہمسر چرخ گردون
پر مارا کہ وہ ٹوٹ کے گر پڑا ساتھ ہی اسد بھی حوض مین جھپٹی تمام کود پڑا مگر یہ حال ہی کہ آنکھین و قوت اسکی
بند ہین بیہوش و مدہوش و خود فراموش ہی آواز غول اور شیر اور چیتے اور ہاتھی گھوڑے اور نہنگ و اژدہون
کے بولنے کی کان مین چلی آتی ہی ایک شور وحشت خیز اور غلغلۂ قیامت انگیز برپا ہی بیرون طلسم تمام رفقاے
اسد یہ ہیبتناک آوازین سنکے دعائین مانگ رہے ہین کہ ای حافظ حقیقی وای مالک تحقیقی تو ہی ہمارے آقا کی
جان کو ان بلاؤن سے بچائیگا اور پھر ہم سے اُسے زندہ ملائیگا یہان سُنیئے کہ جب اسد کی وہ کیفیت برطرف ہوئی اور
اُسے ہوش آیا اُسنے آنکھین کھولین تو دیکھا کہ مین نقب کے اندر چلا جاتا ہون اور گرز ہاتھ مین ہی نہ وہ حوض ہی اب
ہی نہ وہ چاہ ہی دل مین کہا کہ سحر کے یہی کارخانے ہوتے ہین غرض یہ اُس نقب سے باہر آیا اب ایک باغ بہشت آئین
دیکھا کہ چہار دیواری اُسکی گنگا جمنی تھی اور زمین اُس باغ کی پیتل کے رنگ کی تھی درخت چاندی کے تھے پھل اُنکے
زرین تھے پھول طلاے احمر کے کھلے ہوئے تھے ہر طرف نہرین سلسبیلین آبشار جاری تھے یہ اُس باغ عجیب و غریب
مین گیا سب طرف کی سیر کرنے لگا ہر جانب سے صداے قمریان خوش الحان و بلبل ہزار داستان کی چلی آتی ہی کبک و تیہو
و طاؤس روشون پر پھر رہے ہین اسکے دل کو فرحت تازہ اور سرور بے اندازہ حاصل ہی سیر کرتا ہوا چلا آتا ہی کہ
ایک عمارت عالیشان دکھائی دی جب پاس اُسکے پہونچا تو دیکھا کہ تخت پر ایک بادشاہ ذیجاہ بیٹھا ہوا ہی اور گرد
تخت کے چار سو بُت طلائی رکھے ہوئے ہین اور چار سو آدمی کہ ہر ایک کا قد پچاس گز کا گرز گاو سر مانند کوہ البرز کے
ہاتھون مین لیے ہوئے تاج مرصع سرون پر رکھے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوئے ناچ رہے
ہین اور اُستادان نادر فن چنگ عود و بربط و رباب بجا رہے ہین اسدنے غور سے جو اُس تخت کو دیکھا تو پہچانا کہ یہ
تخت نشین جمشید خورشید چہر ہی جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا پکار کے کہا سلام علیک ای جمشید خورشید چہر کوئی
نہ بولا کسی نے جواب سلام نہ دیا پھر اُسنے نزدیک آکے سلام کیا پھر اُسنے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ اسدنے غصہ مین
آکے کہا کہ صاحبو کیا تم بہرے ہو کہ جواب سلام نہین دیتے ہو اور بادشاہ کو تو غرور ہی جو جواب سلام سے محذور ہی
پھر بھی کچھ صدا نہ آئی ناچار ہوکے اسد بارہ دری کے اندر گیا اور وہان جا کے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شخص
تو کیا گونگا ہی یا بہرا ہی جو میرے سلام کا جواب نہین دیتا اب جو اسدنے دیکھا تو وہ بادشاہ پتھر کا بنا ہوا ہی اور تمام
اہل صحبت بھی پتھر کے ہین اُسنے اپنے دل مین کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ پتھر کے پتلے ہین یہ کیا خاک جواب

دینگے مگر کیا خوب صحبت آراستہ کی ہی کیا اچھی تصویرین بنائی ہین یہ دیکھ کے اب اُس بارہ دری سے باہر آیا کہ آواز
نعرے کی بلند ہوئی کہ کوئی شخص کہ رہا ہی کہ او خیرہ سر غضب کیا تونے کہ نقل صحبت بادشاہ مین آیا اگر تو لاکھ
جانین یہان لایا ہوگا تو ایک صحیح و سلامت لیکے نہ جائیگا اسد نے اُس آواز کیطرف خیال کیا دیکھا کہ ایک
زنگی سیاہ رو تیرہ درون خونخوار نیزہ ہاتھ مین لیے ہوے چخ مارتا ہوا چلا آتا ہی اسد کو اُسکی صورت ہیبتناک سے
خوف معلوم ہوا لوح کو دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز شکنندۂ طلسم اگر تو ایسی جگہ پہونچے کہ زنگی مہیب صورت
تجھپر حملہ آور ہو تو حملہ اُسکا رد کرکے وہی گرز کہ وہ سر جو تیرے پاس ہی اُس زنگی پر مار اسد نے لوح تو بغل مین رکھی
اور اُس زنگی سے مقابل ہوا زنگی نے اُسیر دوڑ کے اپنا حربہ کیا اسنے اُسکے حربہ کو رد کرکے ایک گرز جو اُسکے سر پر
مارا تو وہ زنگی پیوند زمین ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من زنگبار جادو بود بعد اسکے چاہا کہ وہان سے آگے بڑھے
یکایک اُسکے بائین طرف سے آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ او تیرہ روزگار غضب کیا تونے کہ زنگبار جادو کو
مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جائیگا اسد نے جو پھر کے دیکھا ایک شخص کو دیکھا کہ مُنھ اُسکا اژدہے کا قد دیو کا
سر پر دو سینگ گرز ہاتھ مین لیے ہوے چلا آتا ہی اسد حیران ہوا کہ یا الٰہی یہ کیا آفت ہی جلدی سے لوح کو دیکھا
اُسمین تحریر تھا کہ ای شکنندۂ طلسم اگر تجھے شخص اژدہا صورت نظر آئے تو ذرا دل مین خوف نہ کرنا اور حملہ اُسکا رد
کرکے کشتی مین اُسے زیر کرنا اور بجلدی تمام خنجر سے سینہ اُسکا چاک کرکے دونون شاخین اُسکی اُکھیڑ لینا
ایک شاخ مین سے خنجر فیروزہ نگار نکلے گا اور دوسری شاخ مین سے نصیحت نامہ بس تم اُس نصیحت نامہ پر
عمل کیجیو اور وہ خنجر کمر مین رکھ لیجیو اسد نے اُس تحریر لوح پر عمل کیا کہ جب وہ اژدہا صورت حملہ آور ہوا اُسکے
حملہ کو رد کرکے اُس سے لپٹ گیا اور کشتی لڑنے لگا بعد چار گھڑی کے اسد نے اُسے پشت بزمین کیا اور جھٹ پٹ
کمر سے خنجر نکال کے سینہ اُسکا چاک کیا بعد اُسکے دونون سینگ اُسکے پکڑ کے جو زور کیا تو وہ کاسۂ سر سے باہر آئے
ایک مین سے خنجر فیروزہ نگار نکال کے اپنی کمر سے باندھا اور دوسرے سینگ مین سے نصیحت نامے کو کھول کر
پڑھنے لگا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ ای عزیز اگر مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک تیرا عمل ہو جائے اور
بادشاہ ہفت اقلیم مطیع و تابع فرمان تیرے ہون تجھے چاہیے کہ عقل کو ہاتھ سے نہ دے اور منصوبہ نیک رکھ
خاص و عام کے حال سے غافل نہ رہ داد و دہش کر ابیات فریدون فرخ فرشتہ نبود ✣ بمشک و بعنبر سرشتہ نبود ✣
بداد و دہش کرد او نیکوئی ✣ تو داد و دہش کن فریدون شوی ✣ اس نصیحت نامے کو دیکھکے اسد خوب رویا پھر لوح
کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ جس جگہ لاش اُس ناپاک اژدہا صورت دو شاخ کی پڑی ہی اُس مقام کو کھود تہہ نقب کا
پیدا ہوگا اُسمین چلا جا ایک دروازے پر پہونچیگا کہ اُسمین قفل دیا ہوا ہی اُسکو توڑ کے دروازہ کھولکر اندر جا
ایک چار دیواری لوہے کی زمین آہنی پر دیکھیگا درمیان مین اُسکے ایک حوض ہی کہ اُسمین بجائے آب آگ جوش
مار رہی ہی اُسکی گرمی سے زمین اور دیوارین مانند انگارے کے سرخ ہو رہی ہین اور حوض پر دو ستون کھڑے ہوے
ہین اُنپر ایک چرخ گردش مین ہی تو اُس چرخ کے پاس جاکے ایک گرز مار کہ وہ چرخ ٹوٹ کے گر پڑے بس ای طلسم کشا طلسم
تو نے فتح کیا اسد بموجب حکم لوح کے اُسی طریقہ سے اُس چار دیوار آہنی مین گیا دیکھا کہ سو زنجیرین ڈیڑھ ڈیڑھ سو
گز کی لمبی اُس چرخ پر نصب ہین اور اُس حوض سے شرارہ ہائے آتشین بلند ہین اور چرخ کی گردش مین اُن زنجیرون سے
عجیب غریب صدائین نکلتی ہین اسد نے چاہا کہ حوض کے پاس جائے مگر گرمی کی شدت سے ہوا کو نہ بڑھا اپنے دل
مین کہا کہ ای اسد حوض تک جاتے جاتے تو جل جائیگا ڈر کے پیچھے ہٹا اور خدا کو یاد کیا پھر لوح کو دیکھا لکھا ہوا تھا

کراے شکنندۂ طلسم اگر حرارت آتش سے اُس حوض تک تو نہ جاسکے تو ایک کام کر کہ وہ دونون قلابے جو
تونے تختہ سنگ مرمر سے لیکر اپنے پاس رکھے ہین وہ اسی کام کے ہین کہ حرارت آتش کو مٹائینگے تو ان قلابون کو
نکالکر ایک کو زمین پر ڈال دے اور دوسرا حوض مین پھینکدے اور ساتھ ہی اُسکے تو حوض پر چلا جا کہ پھر گرمی
نہ معلوم ہوگی زمین مانند یخ کے ٹھنڈی ہوجائیگی اسد نے خدا کو بہ بزرگی یاد کیا اور دونون قلابے کمر سے نکالے
ایک زمین پر پھینکا کہ ساتھ ہی اُسکے ایک غل ہوا کہ ارے دوڑو اس مفسد کو پکڑو کہ یہ طلسم کو خاک سیاہ کیے دیتا
ہو اسد شیر دل مطلق اس آواز سے خائف نہوا دوسرا قلابہ حوض مین ڈالا ایک شور قیامت خیز اُٹھا کہ ارے
تم سب مارے گئے قیامت آگئی طلسم کشا کا کچھہ نہ کرسکے اسد جلد قدم بڑھا کے چلا اب زمین بالکل سرد ہوگئی
تھی گرمی آگ کی مطلق نہ محسوس ہوتی تھی بس کنارے حوض کے جاکے ایک پانون آگے بڑھا کے جو گرز اُٹھا کے
اس چرخ پر مارا وہ ٹوٹ کے گر پڑا صداے مہیب پیدا ہوئی آندھی چلنے لگی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور بارش سنگ
ہونے لگی پہر بھر تک وہ حشر برپا رہا بعد اُسکے وہ آندھی کچھہ کم ہوئی بارش سنگ موقوف ہوئی تاریکی برطرف ہوئی
روشنی ہوئی اب اسد نے دیکھا کہ اُس باغ مین کھڑا ہوا ہو جہان جمشید خورشید چہر بیٹھا ہوا تھا مگر اب فقط تخت
خالی پڑا ہوا ہو سنگی تصویر جمشید کی تخت پر نہین ہو اور وہ چار سوبت جو رقاصی کر رہے تھے وہ جانور بنے ہوے
صداے مبارکباد دے رہے ہین اور وہ ساز بجانے والے کہ سینون پر اُنکے ساز جڑے ہوے تھے زمین پر پڑے ہوے
ہین اور وہ ساز غائب ہین اور پیچھے اُس تخت کے ایک صندوق رکھا ہوا تھا اُسکے پاس آیا چاہا کہ قفل صندوق
کا کھولے دیکھے کہ اسمین کیا ہو کہ ایک آواز اُسکے کان مین آئی کہ اے جادر خبردار صندوق کو نہ کھولنا نہین تو
بہت پچھتائیگا اسد یہ آواز سُنکے خاموش کھڑا ہو رہا اپنے دلمین سوچا کہ خدا جانے کیا بلا اسمین ہو اور نہین معلوم
یہ آواز کسکی ہو سامنے آئے تو حال اس سے پوچھا جاے پکارا کہ اے شخص تو کہان ہو اور کون ہو سامنے آ حال صندوق
کا بیان کر کہ اسمین کیا بلا ہو آواز آئی کہ اچھا آیا مین بعد اُسکے اُسنے دیکھا ایک دیو دراز قد سر اُسکا مانند برج حصار
کے دونون ہاتھہ مانند شاخہاے چنار کے صورت نہایت بد ہیئت عجیب و غریب تلوار کمر مین گرز ہاتھہ مین لیے
ہوے چلا آتا ہو اسد اُسکو بھی دیکھہ کے ذرا نہ ڈرا یہ بھی اُسکی طرف بڑھا اُسنے کہا کہ او آدمزاد سیاہ سر زندان سفید تو
تمام طلسم کو تباہ و برباد کرکے یہان تک آیا ہو اب میرے ہاتھہ سے بچ کے کہان جائیگا دیکھہ تو اپنی اس چالاکی اور
تیز دستی کی اب کیسی سزا پائیگا یہ کہکے اُسنے گرز اسد پر مارا اسد نے گرز اُسکا اپنے گرز پر روکا مگر تا بزانو غرق ہوگیا لیکن
دونون ہاتھہ جس طرح ستون گرز تھے اُنمین خلل واقع ہوا عالم بیہوشی طاری ہوا جب ہوش آیا تو حق گرد سے باہر نکلا
اُس دیو نے دوسرا گرز نہایت غیظ و غضب مین آکے ارا اسد نے خالی دیا اور دوڑ کے اُسکے ہاتھہ سے لپٹ گیا گرز
چھین لیا اور گردن مین اُسکی ہاتھہ ڈالدیا دیو بھی اُس سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی چار گھڑی کامل کی کشتی مین اسد
نے اُڑنگے پر چڑھا کے دیو کو دے مارا کہ چارون شانے چت گرا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اسے ذبح
کرے وہ دیو پکارا کہ اے بہادر مجھکو کیون قتل کرتا ہو جو تیرا جی چاہے مجھسے پوچھ اور جو تو کہیگا مین کبر و چشم قبول کرونگا
کبھی مجھکو تیری فرمانبرداری سے انکار نہوگا احوال صندوق کا بھی بتادونگا اور تمام مال و اسباب خزانہ اور زر و جواہر
طلسمی کا پتا دونگا اور مین جو آپ سے لڑا تو فقط آزمایش کے واسطے لڑا تھا کہ آپ کی طاقت و قوت دیکھون جو طاقت
شکنندۂ طلسم مین ہونا چاہیے وہ آپ مین ہو یا نہین اب معلوم ہوا کہ بیشک آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین مین آپکا
غلام حلقہ بگوش اور بندہ بے دام و درم ہون چاہیے قتل کیجے چاہیے بخشیے لیکن اگر مار ڈالیے گا تو آپ بہت پشیمان

ہوجیگا اسد اُس سے یہ کلمات سُنکر نہایت حیران ہوا کہ اسے قتل کرون یا چھوڑ دون غرض یہ سوچکے لوح طلسمی کو
دیکھا اُسمین تحریر تھا کہ ای فاتح طلسم جو تو اطراق بن طارق کو زیر کرے خبردار و زنہار اُسے قتل نکرنا اور اگر
مار ڈالیگا تو بہت پچتائیگا اُس سے کسی طرح اپنے دل مین نہ ڈر جو کچھ وہ کہے اُسکے کہنے پر عمل کر اسد نے لوح کو تو بغل
مین رکھ لیا اور اُس سے استفسار نام کیا اُسنے کہا کہ نام میرا اطراق بن طارق ہی اسد اُس کے سینے پر سے اتر پڑا اور
کہا ای اطراق بن طارق تو میرا بھائی ہی مگر دین اسلام قبول کر اُسنے اُٹھ کے اسد کے قدمون کو بوسہ دیا ہاتھ باندھ کے
کھڑا ہوا اور عرض کی کہ طریقہ دین اسلام کا ارشاد فرمائیے مجھے زمرۂ خداپرستان مین لائیے اسد نے اُسے کلمۂ طیبہ تعلیم کیا
وہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا اسد نے اُس سے پوچھا کہ ای اطراق اب طلسم کچھ باقی ہی یا بالکل فتح ہوچکا اُسنے
عرض کیا کہ ای شہریار مبارک ہو کہ سب طلسم آپنے فتح کر لیا اب کچھ باقی نہین ہی دیکھیے وہ سامنے قلعۂ طلسمی معلوم ہوتا تھا اسد
نے کہا کہ ای برادر مجھکو میرے لشکر مین لیچل کہ سب رفیق میرے میرے واسطے بہت پریشان ہونگے اُسنے عرض کیا بسم اللہ تشریف
لیچلیے آئیے میرے کاندھے پر سوار ہو لیجیے اسد شیر دل دیو اطراق کے کاندھے پر سوار ہو لیا وہ لیکے روانہ ہوا یہان تمام رفقاے
اسد سامنے قلعے کے بیٹھے ہوے اپنے آقا کے فتحیاب ہونے کی دعا مانگا کرتے ہین اُس روز اُنھون نے دیکھا کہ ایک دھوان تاریک
قلعہ مین سے اُٹھا کہ تمام کوہ و دشت مین تاریکی چھاگئی بالکل اندھیرا ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا پہر بھر تک وہ آثار قیامت ظاہر رہے
کہ سب کو یقین مرگ ہوگیا تھا ہاتھ زندگی سے دھو چکے تھے بعد پہر بھر کے وہ زلزلہ موقوف ہوا تاریکی دور ہوئی روشنی
پھیلی وہ صورتین جو برجون پر قلعے کے شیر اور چیتے اور نہنگ اور اژدہے وغیرہ کی معلوم ہوتی تھین وہ برطرف
ہوگئین ان سب کی جان مین جان آگئی حواس ٹھکانے ہوے نہایت خوش ہوے سب نے کہا کہ اب ہمارے
آقاے ولینعمت نے طلسم فتح کیا پھر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای پروردگار عالم اب ہمارے آقا
اور خداوند کو ہمین دکھادے ہنوز دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان کیطرف بروے ہوا چہرۂ نورانی اسد غازی کا چمکا
دیکھا کہ دیو کے کاندھے پر سوار چلا آتا ہی دیو اطراق نے اسد کو وہان ہونچکر اپنے کاندھے پر سے اُتارا سب رفقاے اسد
قدمبوسی کو جھپٹے ہوکر شرف ملازمت حاصل کرنے لگے اسد شیر دل نے ہر ایک کو گلے سے لگایا سب کو اپنے ہمراہ لیے
ہوے خیمے مین آیا و بتجمل شوکت بیٹھا گرد و اطراف مین رفقاے جان نثار جمع ہوے احوال طلسم کا پوچھا شہزادہ اسد
نے تمام و کمال حال بیان کیا سب نے سجدۂ شکر ادا کیا دیو اطراق ہاتھ باندھے کھڑا تھا اسد نے فرمایا کہ ای اطراق جا کے
آب مال و اسباب زر و جواہر خزانہ طلسمی کا لاؤ اُسنے عرض کیا بہت خوب جاتا ہون اور جو کچھ مال و خزانہ موجود ہی سب
لیے آتا ہون یہ کہکے رخصت ہوکے روانہ ہوا اور تھوڑی دیر مین زر و جواہر لیے ہوے آیا پھر گیا پھر آیا غرض
اسقدر زر و جواہر تھا کہ کئی روز تک متواتر صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لایا کیا اور اُس شہریار با اقتدار
کی نظر سے گذرانا گیا بعد اسکے چار سو مرغ سرخ رنگ پکڑ کے سامنے اسد کے لایا اسد نے کہا کہ ای دیو اطراق ان
مرغون کو کیون لایا ہی انکو چھوڑ دے دیو اطراق نے عرض کیا ای شہریار در اصل یہ جانور نہین ہین بلکہ ہر مرغ ایک
خروار زر سرخ ہی اسد نے کہا یہ جانور کیونکر زر سرخ ہو جائینگے اطراق نے ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ پیر و مرشد آپ
جسوقت جس مرغ کے سینے پر تیر ماریے گا اور وہ تیر اُس کی پشت کو توڑ کے پار گذر جائیگا وہ مرغ زمین پر گر کے
مرغ زرین ہو جائیگا یعنے سونے کا ڈلا بنجائیگا اسد یہ سنکے بہت خوش ہوا اور ہر ایک مرغ پر تیر مارنا شروع کیا
واقعی جس مرغ پر تیر پڑا اور اُسکی پشت سے گذر گیا وہ گر کے زمین پر تڑپا اور اُسی وقت طلاے احمر بنگیا اسد
صبح سے شام تک تیراندازی اور طلا سازی کیا کیا جتنے مرغ سرخ رنگ تھے سب ہدف تیر ہوے کئی من طلاے احمر جمع

ہوا جب اسد کو اُن طائران مصنوعی یعنی مرغان طلائی کے شکار سے فراغت حاصل ہوئی دیو اطراق بن طارق
نے وہ چار سو بت طلائی لا کے خدمت شاہزادہ اسد نوجوان مین حاضر کیے کہ سینون پر اُنکے قفل دیے ہوے
تھے جب ان قفلون کو کھولا دیکھا تمام جسم انکا مجوف ہی اور بجاے استخوان و اعصاب زر و جواہر انکے جسمون
مین بھرا ہوا ہی شہزادہ اسد نوجوان یہ مال و اسباب زر و جواہر دیکھ کے نہایت شاد و مسرور ہوا پھر تھوڑی دیر
مین دیو اطراق جو آیا تو اب چالیس آہنی صندوق شترون پر بار کیے ہوے لایا اسد شیر دل نے پوچھا ای دیو
اطراق اسمین کیا چیز ہی دیو اطراق نے عرض کیا حضور انکے قفلون کو کھولین ملاحظ فرمائین کہ انمین کیا شی ہی
اسد نے ان صندوقونکو کھولنا شروع کیا انمین سے چالیس ہزار جوانون کا اسباب فیروزی اور چالیس ہزار اسلحہ
برآمد ہوے اور اُنھین مین سے تیغہ فیروزہ جمشیدی بھی نکلا اور بارگاہ فیروزہ نگار اور چار سو خونری نقارون
کی نکلی اب اسد نے دیو اطراق سے حال اس صندوق کا پوچھا جو تخت جمشید خورشید چہر کے عقب مین
رکھا ہوا تھا دیو اطراق نے وہ صندوق بھی لا کے حاضر کیا اور گذارش کیا کہ ای شہریار عالی وقار اگر کوئی غافل
اس صندوق کو کھولتا تو معاً ایک دھوان اس مین سے نکلتا کہ اُس کی آنکھون مین تاریکی چھا جاتی سوجھنا
موقوف ہو جاتا پھر ہر چند وہ علاج اور تدارک اسکا کرتا مگر کوئی علاج کارگر نہوتا اور عالم مین کوئی اس کا
تدارک نہ کر سکتا مگر اس صندوق مین ایک تحفہ نادر و عجیب ہی کہ جہان بھر مین کسی کو بھی وہ تحفہ نصیب نہین ہی
اسد نے پوچھا کہ بھی جلد بیان کر وہ کیا تحفہ عجیب و غریب ہی کہ جہان مین کسی کو بھی نصیب نہین ہی دیو اطراق
نے التماس کیا کہ حضور وہ تحفہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی بیان نہین ہو سکتا اسد نوجوان نے پوچھا کہ پھر اُس
تحفے کو ہم کیونکر دیکھین دیو اطراق نے عرض کیا حضور ملاحظ فرمایئے مین آپ کو وہ تحفہ دکھاتا ہون یہ کہہ کے
اُس صندوق کو صحبت سے الگ دور لیجا کے رکھا اور اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار اب آپ اسپر ایک تیر
چلہ کمان مین جوڑ کے نشانہ تاک کے اس زور سے لگایئے کہ صندق کو توڑ کے پار نکل جائے اسد نے
موافق دیو اطراق کے کہنے کے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے گوشہ کمان تا بناگوش لا کے نشانہ خوب تاک کر
جو مارا تو وہ صندوق کو توڑ کے پار نکل گیا پس ایک دود سیاہ رنگ اسمین سے نکل کر سوے آسمان گیا
دیو اطراق نے اسد سے عرض کیا کہ ای شہریار یہی دھوان تھا جسکو مین نے عرض کیا تھا جسکی آنکھ مین
لگتا اُسے طرفۃ العین مین اندھا کر دیتا جب وہ دھوان صندوق مین سے نکل گیا دیو اطراق نے
اُسے کھولا اور اسمین سے ایک ڈبا نکالکے شہزادہ اسد کو دیا وہ ڈبا بلور کا تھا اسپر جمشید خورشید چہر کی
مہر کی ہوئی تھی اسد شیر دل نے مہر اُسکی توڑ کے ڈبا کھولا اُسکے اندر سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکلا اُسے
جو کھولا تو تصویر جمشید خورشید چہر کی نکلی کہ مانند آفتاب کے چمک رہی تھی ہیبت و جلال و رفعت و اقبال
اس تصویر پر تنویر کے چہرے سے ایسا ساطع و لامع تھا کہ دیکھنے سے آنکھین خیرہ ہوئی جاتی تھین مصور رشک
بہزاد و مانی کی صناعی کو اسد دیکھ کے نہایت شاد ہوا اور ابراہیم کو وہ تصویر جمشید خورشید چہر کی سپرد کی اور
فرمایا کہ ای ابراہیم اسے بہت حفاظت سے رکھنا کہ مین یہ تحفہ صاحبقران گیتی ستان کو دونگا ابراہیم نے عرض کیا
کہ آپ خاطر جمع رکھین مین اُسکو اپنی جان کے برابر رکھونگا بعد اسکے اسد نے اپنی فوج کو شمار کیا تو بارہ ہزار قزاق
اسکے تھے اور اسد نے پھر اپنے دل مین لشکر رب غازی کو شمار کیا تو اسمین بارہ ہزار آدمی نکلے سب ملکر ہزار
آدمی اور رہے اب سب چالیس ہزار آدمی ہوے ان سب کو وہ اسباب فیروزی تقسیم کیا چالیس ہزار [illegible]

اسکے ہمراہ ہوے ان سبکو چالیس چالیس مہینے کی تنخواہ تقسیم کردی جتنے اہل لشکر تھے ازکہ تا مہ سب کو اُسنے
بالا مال کردیا سب دعائین دینے لگے کہ الٰہی روز بروز ماہ و سال ترقی جاہ و جلال ازدیاد ملک شہزادہ بلند اقبال ہو
دشمن پامال ہو بعد اسکے اسد شیر دل نے لوح طلسم دیو اطراق کو دی اور فرمایا کہ ای اطراق اب ہمنے اپنی طرف سے
فرمانروا اس قلعہ طلسمی کا تجھکو کیا اور خلعت بیش بہا اسکو دیا اور جتنا خزانہ اور جواہر طلسمی تھا سب اُسی کے سپرد کیا کہ تم اسے
یہین رہنے دو ہم جب چاہینگے تم سے منگا لینگے دیو اطراق نے سلام کیا نذر دی بعد اسکے شاہزادہ اسد شیر دل
چالیس ہزار جوانوں سے اپنے رفیقون سمیت کوچ کرکے ملک زرائیل کو روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ یکبارگی طرف
سے ایک تتق گرد و غبار کا اٹھا اسد نے ہرکارون سے فرمایا کہ ذرا جاکے خبر تو لاؤ یہ گرد کیسی اٹھی ہے ناگاہ وہ گرد
چاک ہوا دیکھا کہ ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار جرّار کے نمودار ہوے اُدھر ہرکارون نے جو خبر کے واسطے گئے تھے
حاضر ہوکے عرض کیا کہ ای شہریار فلک وقار غرماسپ بن طرماسپ کر بیٹی ہے برجیس اختر شمار کی پیدا
ہوا ہے آتا ہے اور اُسی کا یہ سب لشکر ہے اور برجیس وزیر تھا خورشید و جمشید ختمی کا اسد نے جواب دیا خیر
آنے دو ادھر غرماسپ نے جو لشکر اسد کو جاتے ہوے دیکھا اپنے ہرکارون سے کہا کہ جلد جاکے خبر لاؤ کس کا
لشکر جارہا ہے کونسا بادشاہ یہان آیا ہوا تھا ہرکارے بموجب حکم اپنے مالک اور آقا غرماسپ کے دریافت حال
کے واسطے روانہ ہوے یہان سے واپس جاکے بیان کیا کہ حضور شاہزادہ اسد شیر دل طلسم فیروزہ جمشیدی
کو فتح کیے ہوے اور تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے ایرج پر جاتا ہے غرماسپ کو جو یہ معلوم ہوا کہ
اسد دیوانہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کیے ہوے تمام مال و اسباب طلسمی ساتھ لیے ہوے مع چالیس ہزار
جوانون اور اپنے رفیقون کے ملک زرائیل مین ایرج نوجوان پر جاتا ہے یہ اپنے دل مین سوچا کہ بس یہی موقع
خوب ہے اسے اسی مقام پر ٹوک لیجیے یہان سے آگے نہ بڑھنے دیجیے یہین روک لیجیے اسنے اپنے سردارون کو
حکم دیا کہ اب آگے نہ بڑھو اسد دیوانہ یہان موجود ہے اسے آگے جانے کی مہلت نہ دو یہین اسکا فیصلہ کرو
سردارون نے بھی ہاتھ باندھ کے عرض کیا کہ حضور ہان یہ خوب موقع ہے اس دیوانے کو اسی صحرا مین اسیر زنجیر
کرنا چاہیے غرض غرماسپ بن طرماسپ کا سب لشکر اور فوج اسی مقام پر اُتر پڑی خیمے ڈیرے چھولداریان
اسکین راوٹیان بچوبے استادہ ہوے سردار اپنے اپنے گھوڑون سے اُتر کے اپنے اپنے خیمے ڈیرے وغیرہ مین
آئے غرماسپ کیواسطے بھی جو ایک خیمہ عالیشان استادہ ہوا تھا وہ بھی اپنے مرکب سے اُتر کے اس خیمہ مین
داخل ہوا ادھر اسد شیر دل نے جو دیکھا کہ غرماسپ مجھ سے بارادۂ جنگ یہان مقیم ہوا ہے اسنے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ آج یہین قیام کرو آگے نہ جاؤ غرماسپ بارادۂ جنگ یہان ٹھہر گیا ہے تم بھی آج یہین رہو
شب بھر تو بسر کرو کل جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اگر فی الحقیقت غرماسپ مجھسے لڑنے کے واسطے قائم ہوا ہے
تو بسم اللہ یہین گو ہے میدان اور اگر اُسے لڑنا منظور نہین بلکہ اپنے اور کسی سبب قیام پذیر ہوا ہے تو ہمین اُس سے
کوئی تعرض نہین ہے ہم شب بھر یہان رہینگے اور صبح کو روانہ ہو جائینگے یہ حکم شاہزادۂ اسد نوجوان سے سنکے
اسکے رفیق اور سردار بھی وہان اُتر پڑے بارگاہ فیروزہ اسد شیر دل کے واسطے استادہ ہوئی اور خیمے ڈیرے
بچوبے چھولداریان اسکین راوٹیان اور جو جبے اگھو جوبے اسکے رفیقون اور سردارون اور لشکریون
کے لیے استادہ ہوے اسد اپنی بارگاہ فیروزہ مین آکے رونق افروز ہوا رفیق گرد و اطراف مین جمع ہوے
اتنے مین ہونے لگین سردار غیر سردار اپنے اپنے خیمون ڈیرون مین گئے اب رات کا وقت ہے اسد کی بارگاہ فیروزہ

مین بیٹھا ہوا ہی سب رفیق اسکے حاضر ہین باتین ہو رہی ہین یکایک آواز نقارے کے بجنے کی کان مین آئی
اسد نے کہا دیکھنا یہ نقارے کی آواز کیسی آتی ہی کسی کو بھیجو ذرا جا کے خبر تو لائے ہرکارون کو طلب کر کے اُنسے
کہا کہ دیکھو نقارے کی آواز آتی ہی ذرا جا کے دریافت تو کرو کہ یہ نقارے کی آواز کیسی ہی ہرکارے حکم پاتے ہی دریافت
خبر کے واسطے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر کے حاضر ہو کے عرض کیا کہ حضور غماسپ بن طماسپ نے نقارۂ رزمی
بجوایا ہی آپ سے جنگ کا ارادہ ہی اسد نے حکم دیا کہ اچھا بفضل ایزدی و تائید سرمدی ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے ادھر بھی طبل جنگی بجنے لگا رات بھر تیاری جنگ کی رہی صبح کو لشکر غماسپ میدان مین آیا ادھر بھی
دلاوران میدان کارزار و بہادران اشجع روزگار کمرین باندھ باندھ کے مسلح و مکمل ہو کے ترکی و تازی عراقی ونجی پر
سوار ہوے اسد بھی خود و مغفر چار آئینہ و زرہ و بکتر زیب بدن کر کے اسپ صبا رفتار شرفکار پر سوار ہوا مع لشکر مقابلہ
مین آیا تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر کے چلے گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقارے
پر چوب پڑی دونون صفین آراستہ ہوئین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر پیراستہ ہوا ادھر سے
عفریت کوہ پیکر نامے بہت بڑا نامی و نامور سردار فوج غماسپ مین تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا میدان مین آیا نعرہ
کیا کہ اُنھون مین ہی کوئی ایسا دلیر اپنی جان سے سیر کہ میرے مقابلہ کو آئے یہ آواز لشکر اسد مین جو گوش زد ہوئی
ادھر سے مرزنگ بن مرزبان رفیق شاہزادہ اسد نوجوان اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین بمقابل عفریت کوہ پیکر
کے آیا نعرہ کیا کہ او مغرور کیا بکتا ہی دیکھ تو آج کون اپنی جان سے سیر تلوار کے پھل کا بھوکا ہی اُسنے کہا کہ اے مرزنگ
دیکھ تو آج میدان کارزار کا کیا رنگ ہوتا ہی کس کس کے گلے کٹتے ہین کس کس کا لہو بہتا ہی تو اسد کے لشکر سے کہدے کہ
یا تو اسد کی فرمانبرداری و خدمتگزاری ترک کر کے سب غماسپ کی اطاعت قبول کرین یا اپنے اپنے ہاتھ سے
اپنا سر کاٹ ڈالین اسلیے کہ مین جب معرکہ مین گیا ہون کبھی بغیر فتح کیے وہان سے نہین پھرا ہون اور آجتک مین
کبھی شخص واحد سے نہین لڑا جب لڑا دس بیس آدمیون سے لڑا تو تن تنہا میرے مقابلہ کو ناحق آیا جا اپنے
لشکر مین جا اور میرا یہی پیام سب سے بلکہ اسد سے بھی کہہ کہ اگر اپنی جانون کی خیر منظور ہی تو غماسپ کی
اطاعت قبول کرو اور اگر خود تم اپنے خون کے پیاسے ہو تو مجھے کیون تکلیف دو خود ہی اپنے اپنے سر کاٹ ڈالو
مرزنگ نے جواب دیا کہ او خود فراموش بدمست مے بیہوش یہ تو بکتا کیا ہی پہلے میری تلوار کے پھل کا تو مزا چکھ لے اور
میرے ہاتھ سے زندہ و سالم بچ جا تو یہ پیام دینا اسقدر کیون لاف و گزاف کر رہا ہی معلوم ہوتا ہی تجھے کچھ جنگ سے
بہرہ نہین ہی جو یہ باتین بیہودہ بک رہا ہی کہ شاید کوئی تیرے اس لاف سے ڈر جائے تو نے شاید یہ مثل نہین سنی کہ جو گرجتے
ہین وہ برستے نہین ارے غافل تو پہلے مجھ تن تنہا سے مقابلہ کر لے پھر سارے لشکر کے مقابلہ کا ارادہ کرنا اور ایسی
لاف و گزاف تو بہت سنی ہی آ مقابلہ مین عفریت کوہ پیکر پر یہ کلام مرزنگ کے سنکر نہایت غیظ و غضب طاری
ہوا پکارا کہ او مرزنگ معلوم ہوا مجھے کہ اجل تیری آ گئی خیر پھر اب تو میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتا ہی یہ کہکے گاودزن
ہوا مرزنگ کا مرکب کوئی چار قدم پیچھے ہٹا تھا اور عفریت کوہ پیکر کا گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اُسنے جھنجھلا کے
مرزنگ پر نیزہ مارا ادھر سے مرزنگ نے بھی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک اُسکے رسید کیا رد و بدل ہونے لگی پانچ پانچ
چھ چھ طعنین نیزے کی چلی ہونگی کہ مرزنگ نے نیزہ عفریت کوہ پیکر کا اپنی سنان نیزہ پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا
عفریت نے جھپٹ کے مرزنگ پر تلوار ماری مرزنگ آزمودہ جنگ نے تلوار اُسکی پشت تیغ پر روک کے رد کی پھر
عفریت کوہ پیکر نے جھنجھلا کے اور ایک تلوار ماری مرزنگ نے سپر کو پناہ کیا پھر عفریت نے تیسری تلوار بڑے

زور سے سر پر لگائی مرزنگ نے بچتی تمام ذرا اپنے گھوڑے کو ترچھا کر دیا کہ تلوار اُسکی خالی گئی اور وہ کسی قدر جھکا اُسکا
جھکنا تھا کہ مرزنگ آزمودہ جنگ نے ایک تلوار جو جھپٹ کے سر پر اُس کوہ پیکر کے ماری تو کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر آئی مرزنگ نے اور ہاتھ کو دبایا کہ پیشانی سے گلو و صدر و کمر اُس خیرہ سر کی کاٹتی ہوئی زمین پر
پہونچی وہ گبر مغرور نصف بدن گھوڑے کے ادھر اور نصف اُدھر گر پڑا جب عفریت کوہ پیکر کو مرزنگ بن
مرزبان نے جہنم واصل کیا تو غبریت اژدہا سر ایک بہت بڑا پہلوان نامی لشکر غرماسپ مین تھا وہ اپنے مرکب کو
چھیڑ کے صف سے باہر نکلا میدان مین آیا اُسنے اُس سے بھی زیادہ لاف و گزاف کی شیخی بگھاری تگاورزن ہوا
گھوڑا اُسکا پسپا ہوا اُسنے مرزنگ پر نیزہ کا وار کیا مرزنگ نے اُسکا بھی نیزہ ہوائی کر دیا غبریت اژدہا سر
نے تلوار کھینچی مرزنگ نے بھی تلوار لی وار ہونے لگے آخر ایک جگہ مرزنگ نے سر کی بجائے ایک تلوار کمر پر اُس نامرد کے
ماری کر یکھی دو ٹکڑے ہوا اسی طرح بہت سے سرداران غرماسپ کو اُسنے واصل جہنم کیا پھر اور کچھ سردار
اُسکی طرف کے آئے اسد کیطرف کے بھی سرداران نامور میدان مین آئے اُن کافرون کو ان باایمانون نے
راہی دار البوار کیا جب غرماسپ نے یہ ماجرا دیکھا کہ میرے لشکر سے جو میدان مین جاتا ہے خون مین نہاتا ہے
کوئی سر برآورد جانبر نہین ہوتا کیسے کیسے دلاوران نامی اور بہادران گرامی شیر بیشہ کارزار ہژبر میدان رزم و پیکار
خاک و خون مین نہائے لشکر اسد نے کیسے کیسے لوگ میری طرف کے خاک مین ملائے اب میدان مین خود جانا
چاہیے اور اسد کا سر کاٹ لانا چاہیے یہ اپنے دل مین سوچ کے اپنے مرکب کو چھیڑ کے میدان مین آیا نعرہ کیا
کہ او دیوانے صف سے نکل کے میرے مقابلے کو آ تیرے رفیقون نے میرے کئی سردارون اور پہلوانون کو قتل کیا
ہے بڑے بڑے بہادران عرصۂ کارزار اور شیران میدان رزم و پیکار کی جدائی کا داغ میرے دل کو دیا ہے اب تو میدان
مین میرے مقابلے پر آ تو مین اُنکے خون کا عوض تجھسے لون اُنکی طرح تجھے بھی از سر تا پا خون مین بھر دون ای اسد تو
ایرج پر شبخون مار مار کے شیر ہو گیا ہے یہ نہین جانتا کہ ہمارا بھی کوئی سرکوب موجود ہے اب آج مین تجھے کب زندہ
چھوڑتا ہون کہ میرے ہاتھ سے بچ کے نکل جائے شاہزادہ اسد بن کرب غازی نے جو یہ نعرۂ مستانہ اُس
خرس بادیۂ ضلالت کا سُنا شیر کیطرح بپھر کے اپنے مرکب صبا رفتار آہو شکار کو چھیڑ کے صف لشکر سے باہر نکلا
بسرعت تمام میدان مین آیا نعرہ کیا کہ او ہرزہ درایا وہ گو کیا فضول بک رہا ہے ایرج پر تو مین نے ایسے ایسے
شبخون مارے کہ سارے آفتاب پرستون کے رُخ چھوٹ گئے حوصلے پست ہو گئے اور کیا آخر تو نہ جانتا ہوگا کہ اُس
نیم رخ بچۂ بازارگان سے کیسا کیسا معرکہ پڑا مگر میرا بال نہ بیکا ہوا اور او موذی تو میری سرکوبی کیا کریگا مین ہی تیرا
سر کچلونگا یہ کہکر تگاورزن ہوا غرماسپ کا گینڈا چھ سات قدم پسپا ہوا تھا کہ مرکبون کو رانون مین مسل کر ادھر
سے پھیر کر یکدیگر مقابل ہوئے اسد غازی نے دیکھا کہ غرماسپ کی شکل ٹھیک ہو بہو طہماسپ کی ہے خوشرخ
کا قد ہے ابھی کوئی بارہ تیرہ برس کا سن ہے آنکھ ناک ہاتھ پاؤن سب خوبصورت ہین مگر سیاہی کفر کی منہ پر ظاہر ہے
اور غرماسپ نے اسد نوجوان کو دیکھا کہ ڈرا جاتا ہے ناف اسطرح جلوہ افگن ہے جیسے سورج کے گرد کرن پر تو فگن
ہوتی ہے چہرہ مانند آفتاب تابان کے روشن لال لال ڈورے وحشت کے آنکھون مین تاج مرصع سر پر
گریبان چاک زرہ آستین لٹکی ہوئی اپنے دل مین کہا کہ ای غرماسپ دیوانہ خوبصورت ہے پکارا کہ او دیوانے
تونے جو طلسم فیروزہ جمشیدی توڑا ہے اور سب مال و اسباب اُسمین سے نکالا ہے وہ میرے حوالے کر اور تو اپنے ہاتھ
باندھ کے میرے ساتھ ہو لے مین ایرج نوجوان سے اپنے ساتھ چلکے تیری خطا معاف کرا دونگا اور اگر تو

میرے ساتھ اسطرح ایرج کے پاس نہ چلے گا تو تجھکو ایک ضرب ساطور مین دو ٹکڑے کر کے تیرے رفیقون ور سردارون
کو باندھ کے سب مال و اسباب تیرا لیکے ایرج کے پاس جاؤنگا اور وہان جا کے سب اُسکے حوالے کر دونگا اسد
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار ضلالت شعار معلوم ہوا کہ جیسا تیرا باپ طرماسپ آفت روزگار شریر و
مفسدہ پرداز ہے ویسا ہی تو بدذات ناہنجار دغاباز و جعلساز ہے تو بھلا میرا مال اسباب کیا لیگا ناحق ناحق
ساری خدائی مین ذلیل ورسوا ہوگا اور میرے مال مین سے ایک حبہ تجھکو نہ ملے گا باپ تیرا ہمیشہ مجھسے بھاگا کیا کبھی
اُس سے میرا بال بیکا نہو سکا اُسی کا بیٹا تو بھی ہے میرے مقابلہ مین کیا آئیگا انجام یہ ہوگا کہ تھوڑی دیر مین یا تو بھاگ
جائیگا یا میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اور ایرج جسپر تجھکو بڑا گھمنڈ اور سارا بھروسا ہے وہ بھی میرے سامنے کیا ہے ادنا سا
ایک بزازبچہ ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بدولت اسکو یہ دن نصیب ہوا نہین وہی گزی گاڑھا دھوتر بیچا
کرتا تھا غرماسپ نے جو یہ بیتے پتے کی سنین پیچ و تاب کھا کے کہا کہ او دیوانے بس زیادہ زبان درازی اور
فضول گوئی نہ کر اب جو تیرے دست و بازو سے ہو سکے وہ کر جنگ کے ہنر دکھا تلوار کھینچ نیزہ ہلا اسد نے جواب دیا
کہ او کافر خاسر ہمارے مذہب مین کبھی دشمن پر سبقت نہین کرتے مین کبھی تجھپر پیشدستی نہ کرونگا اسلیے تو اپنا وار
مجھپر کر لے تو خیر کیا مضائقہ جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا مین جواب دیدونگا غرماسپ نے کہا اچھا پہلے مین ہی تجھپر وار
کرتا ہون مین نے تو اسلیے تجھسے کہا تھا کہ میرے ایک ہی وار مین بعد آفتاب تابان قطب فی وران تیرا کام تمام
ہو جائیگا تو تیرے دلمین آرزو رہجائیگی اسد نے جواب دیا خیر دیکھا جائیگا تو وار تو کر القصہ غرماسپ نے خبردار خبردار
کہ کے نیزہ اپنے ہاتھ مین اُٹھایا اور اپنے گینڈے کو پیچھے ہٹا کے سینۂ بے کینۂ اسد پر مارا اُس شیر بیشۂ شجاعت ہژبر
صحرائے شہامت نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر لیا بعد اُسکے اسد نے اُسپر نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ اسد کا اپنے نیزے پر
روک لیا اسطرح دونون مین چند طعنین ہوئین بعد چند طعنون کے اسد شیردل نے نیزہ غرماسپ کا انی سنان
نیزے پر گانٹھ کے ہوائی کر دیا غرماسپ آگ ہو گیا دوڑ کے اپنے ارابے پر سے سات سو من کا ساطور گران سنگ
اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر اسد پر مارا اسد نے بڑھ کے سپر پر روکا کہ قبضہ تا ساطور کا سپر پہ آشنا ہوا اسد نے صاف
ساطور کو رد کیا اور ساتھ ہی اسکے تیغۂ فیروزی کھینچکر غرماسپ پر مارا کہ سپر کو اُس سیاہ دل تیرہ درون کی کاٹ کے
سر پر اُس خیرہ سر کے پڑا کہ خود دو بلخہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کے سراسر کھلے جبڑے کو کاٹا تمام گردن کو تراشا
اور سینہ سے مانند سیماب کے گزر کے تمام جسم کو کاٹ کے گینڈے کے دو ٹکڑے کر کے زیر تنگ اُس بکری کی ہنہ لنگ
کے بوسہ دیا چار طرف غرماسپ کے مارے جانے کا غل ہوا کہ آج طرماسپ کا چراغ گل ہوا غرماسپ کے
لشکر نے جو دیکھا کہ آقا و سردار ہمارا ہاتھ سے اسد شیردل کے مارا گیا سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے
اسد نوجوان بھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے اُنپر جا پڑا لشکر اسد نے جو دیکھا کہ اب ہمارے
آقا اور مولا سے اور غرماسپ کی فوج کے لوگون سے تلوار چلا چاہتی ہے یہان سے ان چالیس ہزار سوارون نے
بھی گھوڑون کی باگین اُٹھا دین تلوارین کھینچ لین ایک ایک بہادر اسطرح سے اُن روباہ خصالون پر جا پڑا جیسے
شیر گرسنہ گلۂ گوسفند پر جا پڑتا ہے تلوار چلنے لگی پھر تو یہ جنگ معلوم ہوئی کہ ایک قیامت کبریٰ برپا ہو گئی ایک دم سے
لاکھو تلوارین چلنے لگین ہر طرف سے شپاشپ کی آواز آرہی ہے سوا تیغون کی جھنکار کے کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی تلوار چل رہی ہے کہ العظمۃ للہ لہو کی چھینٹین آسمان تک پہنچتی ہین کشتون کے ڈھیر ہو رہے ہین سرون کے
انبار لگے ہوئے ہین کوسون تک خون کا دریا جوش مار رہا ہے پہر بھر کامل اس قیامت کی تلوار چلا کی گھمسان کی

لڑائی ہوا کی آخر کار تا بہ کی بے سر کی فوج کب تک ٹھہر سکتی ہو لشکر غرا سب تاب مقاومت نہ لاسکا لاش اُس جہنمی بدقماش کی اُٹھا کے لے بھاگا ایرج کی خدمت مین روانہ ہوا اسد گئی فرسنگ تک اُنھین بھگاتا چلا آیا شکست عظیم دی مال واسباب اُنکا سب لوٹ لیا بعد اسکے شاہزادہ اسد نوجوان مع اپنے رفیقان جان نثار کے اپنی بارگاہ فیروزی مین آیا سرداران لشکر اور سب دلاور اپنے اپنے خیمون مین گئے کمر ین کھولین غسل کیے سجدۂ شکر بدرگاہ جناب باری ادا کیا کہ اے پروردگار عالم تو نے آج ہمین ان آفتاب پرستون کافرون پر فتحیاب فرمایا شہزادۂ اسد غازی نے اُس روز وہین مقام کیا دوسرے روز کوچ کرکے برسر ایرج روانہ ہوا تیسری منزل تھی کہ پھر ایک طرف سے تتق گرد کا اُٹھا بعد تھوڑی دیر کے جیب دامن گرد چاک ہوا دیکھا کہ تین سو علم نشان تین لاکھ سوار کا نمودار ہوا ہر علم پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی لکھی ہوئی ہو اور پھر یرے علمون کے سُنہرے رنگ کے تھے بعد اُسکے ہتھا لین شتر نالین تھنچیان بالون کی خاصبرداروں کے غول ہین اُنکے پیچھے مرکب تازی ترکی تجھی یمنی عراقی باساز مرصع سائیس جو زبان ہاتھون مین لیے ساتھ سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے ایک جوان حسین چاند کی صورت مرکب پر سوار علم آفتاب پیکر کے سایہ مین چلا آتا ہو اور تین لاکھ سوار اُسکی پشت پر ہین اسد نے ہرکارون کی جوڑیون کو خبر کے واسطے بھیجا بعد تھوڑی دیر کے اُنھون نے اسد سے آکے عرض کیا کہ حضور یہ بیٹا ایرج کا ہو توریج بدرگ حرامی اسکا نام ہو ملک فرنگو شیہ مین مظفر بازرگان کی زوجہ ایرج کی چہیتی تھی اُس سے یہ پیدا ہوا ہو ایرج کی ملاقات کے لیے جاتا ہو اور ادھر توریج نے اپنے ہرکارون کو بھیج کے خبر منگائی کہ یہ لشکر اسد دیوانے کا ہو کہ طلسم فیروزہ جمشیدی کو فتح کرکے مال واسباب بہت سا کال کے لیے جاتا ہو اسکے خیال مین آیا کہ اے توریج باپ تیرا ایرج کیا صاحبقران ہو اُسنے کیسا نام پیدا کیا ہو کہ حمزہ اُسکی نہیب شمشیر سے بھاگ کے ظلمات کو چلا گیا اور یہ دیوانہ ایرج کا دشمن ہو اسنے تیرے باپ کو سخت حیران کیا ہو اور تو کوئی تحفہ کوئی سوغات اپنے باپ کے لیے نہین لیچلا ہو بس اس سے بہتر اور تحفہ کوئی تحفہ نہین ہو کہ اسے گرفتار کرکے لیچل اور یہ دیوانہ تو نہایت ہی کمزور و زار ہو اسکا گرفتار کر لینا کیا دشوار ہو اور قطع نظر اسکے ابھی تک تجھسے کوئی کام بھی جرأت و بہادری کا نہین ہوا ہو کہ زمانہ تیرا لوہا مانے اور تجھے جانے بس اس سے زیادہ بالفعل کوئی کام جرأت و دلاوری کا نہین ہو بس یہ اپنے دل مین خیال کرکے نقارۂ رزمی بجوایا اسد نے جو دیکھا کہ توریج بدرگ حرامی نے نقارۂ رزمی بجوایا ہو اُسنے بھی اپنے لشکر مین حکم دیا کہ بفضل ایزدی وتائید ربانی ہمارے یہان بھی کوس حربی نوازش مین آئے غرض دونون طرف طبل جنگی کی صدا بلند ہوئی توریج اپنے لشکر کو آراستہ کرکے مقابل لشکر اسد غازی کے لایا صف بندی کی صفون کے آگے آپ آمادہ رزم و پیکار کھڑا ہوا ادھر اسد نے بھی اپنے لشکر کو آراستہ کیا صفوف جدال و قتال کو پیراستہ کیا دونون لشکر باہمدیگر صفین باندھ باندھ کے مقابل ہوئے تبردار جھاڑی جھنڈی میدان کی صاف کر گئے نقیب نقابت کر گئے کڑکیت کڑکا کہہ کے چلے گئے ادھر توریج بدرگ حرامی گھوڑا چمکا کے میدان مین آیا سرا پا میدان کا دکھایا مبارز طلب کیا ادھر اسد شیر دل اپنے لشکر والون سے رخصت ہوکے توریج کے مقابل ہوا پہلے تگاورزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد اسکے مرکبون کو پھیر پھیر کے ایک دوسرے کے مقابل ہوا اسد نے دیکھا کہ چہرہ تو اسکا ایرج کے چہرے سے مشابہ ہو مگر کوتاہ گردن تنگ پیشانی حرامزادے کی یہی نشانی ہو کہا کہ او حرامی باپ تیرا ایرج کہ اپنے کو صاحبقران بتاتا ہو وہ تو بفضل ایزدی وتائید غیبی کبھی مجھسے عہدہ برا نہین ہوا اُسنے کیا کیا کوششین نہین کین کہان کہان کی خاک نہین چھانی مگر مجھ سے پیش رفت نہین لے گیا تو کیا سمجھ کے میرے مقابلے کو آیا ہو آخر اپنے دل مین کیا سوچا ہو

تورج پکارا کہ مین تو کچھ اپنے دل مین سوچا یا نہین مگر او دیوانے تو اپنے دل مین کیا سوچ کے میرا مقابل ہوا
حالانکہ تو ہمیشہ میرے باپ سے بھاگا کیا کبھی برملا ہوکے تو نے سامنا نہین کیا اور اگر کہین اتفاق روزگار قضاے کا
مقابلہ بھی ہوگیا تو تجھکو پدر بزرگوار نے گرفتار کرلیا تو اپنی بچیا زندگی سے بچ گیا خیر اگر انکے ہاتھ سے بچ کے
نکل بھاگا تو نکل بھاگا مگر بفضل نیر اعظم آفتاب تابان مین آج تجھکو کب زندہ چھوڑتا ہون کہ پھر تو نکل بھاگے
ارے دیوانے بیوقوف مجھکو تو کس سمجھکر میرے مقابلے کو آیا ہی اگر تو اپنی زندگی چاہتا ہی تو تمام مال و خزانہ طلسم
فیروزہ جمشیدی کا جلدی سے میرے حوالے کر اور جدھر تیرا جی چاہے جا مین تجھسے مزاحم نہونگا اور نہین تو آج مین
ہون اور تو ہی بغیر قتل کیے تجھکو نہ چھوڑونگا اسد نے جواب دیا کہ او نطفہ حرام تو کیا مال ہی کہ میرا مال لیگا مگر البتہ
مین تیرا مال و اسباب لونگا تورج یہ سنکے نہایت خشمناک ہوا نیزہ اٹھاکے اسد پر مارا اسد نے نیزہ اسکا نیزے
کی سنان پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی آخر کار اسد نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار ماری اسد نے تھپکی دی
اور قبضہ پر ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش کا ہونے لگا گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے تاب انکے لنگرون کی نہ لاسکے یہانتک کہ
دونون پشت زین سے بروے زمین آئے دامن گردانے آستینین چڑھا کے سرگرم کشتی ہوے صبح سے دوپہر تک
کشتی رہی اسد کو معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہی ایرج سے کم نہین ہی اور ادھر تورج اسد کے زور و طاقت سے حیران تھا
اپنے دل مین کہتا تھا کہ اس دیوانے کو جو کمزور کہتا ہی وہ خود دیوانہ ہی یہ تو بلا کا زبردست ہی نہین معلوم اسکو میرے
باپ نے کیونکر گرفتار کیا ہوگا کسی پیچ سے یہ دیوانہ اسکے ہاتھ لگ گیا ہوگا یہ خیال کر رہا ہی کہ ایکبارگی سے بجلی
گری کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ آسمان سے گرا اور تورج کو اٹھا کرلے گیا اسد دیکھکر رہگیا بعد اسکے سوچا
کہ اب اسکا لشکر تباہ کرنا چاہیے جلدی سے گھوڑے پر سوار ہو تلوار کھینچکر لشکر تورج پر گرا مارنا شروع کیا تمام
قزاق بوقین بجا بجا کر آپڑے ہزارہا آفتاب پرستون کو قتل کیا سیکڑون کو گرفتار کرلیا لاکھون جانین بچا بچا کے بھاگ
بھاگ کر نکل گئے کوئی سامنے اسد دلاور کے نہ ٹھہر سکا تاب جنگ نہ لاسکا تمام لشکر شکست خوردہ اسطرح بھاگا کہ سب
مال و اسباب چھوٹ گیا اسد نے باطمینان تمام خزانہ و مال انکا اپنے قبضہ مین کیا اور وہان سے آکر ایک ٹھکانہ کو
مین اترا تمام لوگ اسد کے مالا مال تھے ایک تو اسد نے طلسم فتح کرکے تین تین برس کی تنخواہ سب کو بانٹ دی تھی
دوسرے یہ دولت جو ہاتھ لگی ایک ایک شخص متمول ہوگیا اسد کے پاس ایک تو خزانہ طلسم جمشیدی کا تھا
دوسرے مال و اسباب و خزانہ غرماسپ بن طرماسپ اور تورج کا جو قبضہ مین آیا مال بیحد ہوا اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ اسکو کہین پوشیدہ کرکے رکھنا چاہیے کیونکہ وقت ہی بیوقت کسی کے ہاتھ نہ آئے اپنے رفیقون سے
صلاح کی کہ یہ مال و خزانہ لیے پھرنا اچھا نہین کوئی مکان محفوظ ہو تو وہان رکھنا چاہیے سب نے عرض کیا ٹھیک ہی
جیسا مناسب ہو اسد نے ہرکارون سے کہا کہ جاکر گرد و اطراف مین تلاش کرو کہ کوئی قلعہ ایسا ہی جہان مین
اس مال کو رکھون ہرکارے یہ حکم سنکر کمر ہمت باندھکر اسیوقت روانہ ہوے اور ہر چہار جانب تلاش کرنے لگے
تیسرے دن اسد سے آکر عرض کیا کہ خداوند نعمت یہان سے سات منزل پر ایک قلعہ بر سر کوہ ہی اور نام اسکا
حصن حصین ہی احمر زرین تاج شاہزادہ بدیع الزمان کیطرف سے وہان کا حاکم ہی جب شقیان ملک رائل کو
آتے ہوے تباہ ہوئی تھین تو بدیع الزمان پہلے یہین آیا تھا اس قلعہ کو اسلام آباد کیا تھا بعد اسکے شہر نخجانیہ پر
گیا تھا اسد یہ سنکر نہایت خوش ہوا کہ اب محنت بھی نہ کرنا پڑیگی اسلیے کہ اگر کسی کافر کا قلعہ ہوتا تو اسے لڑکر لینا پڑتا
غرض اسیوقت کوچ کرکے طرف قلعہ حصن حصین کے روانہ ہوا جب یہ خبر احمر زرین تاج کو پہونچی کہ اسد بن کرب دلاور

آتا ہی دروازہ قلعہ کا کھول کر باہر نکلا اور استقبال کر کے اندر قلعہ کے لایا سامان دعوت مہیا کیا بعد اسکے دست بستہ
عرض کیا کہ اسطرف کس ارادے سے آنا ہوا اسد نے جواب دیا مین چاہتا ہون کہ اپنا مال وخزانہ یہان رکھون
تاکہ دشمنون سے محفوظ رہے احمر زرین تاج نے عرض کیا کہ مین اسکی نگہبانی کو بسر وچشم حاضر ہون اسد نے کہا
جز وکل ہم اسکا انتظام کرینگے غرض رات کو تخلیہ کیا اور مال واسباب صندوقون سے نکالکر ایک قصبہ قریب شہر تھا
اسمین تہخانہ بنواکر دفن کرادیا اور ایک میل خشتی نشان کے واسطے وہان بنادیا اور صندوقون مین کنکر پتھر کوڑا
پرانے جوتے جو چار ون کے کام سے بھی فضول سمجھے جاتے تھے وہ بھروا کر قفل چڑھا کر قلعے مین رکھوا دیے مگر اس
بھید سے سوا اسد اور ضرغام شیر دل اور چالیسون رفیقون سے کسی کو آگاہی نہ تھی اور احتیاطاً قلعہ کے اندر سے
کوہستان کیجانب ایک نقب لشکر کے نکلجانے کے واسطے کھدوائی اور دہرہ نقب کا دونون طرف سے بند کرادیا
کہ شاید ایرج کو خبر ملے اور وہ آئے تو پائیگا کیا مگر مسلمانون کا خون بھی نہ ہو نقب سے نکل کر چلے جائین بعد اسکے حکم دیا
کہ سامان سفر تیار کرو کہ ہم ملک زرائل پر جائینگے اور اس آفتاب پرست کو بسزا ہو نچائینگے یہ تو یہان سامان سفر
مین مصروف ہین مگر اب حال سنیے گرشاسپ جہان ایرج نوجوان کا کہ یہ ملک زرائل پر جہاز اور کشتیان تیار
کرا رہا ہے ارادہ یہ ہے کہ اب جلد قلعہ ذوالامان پر چلیے اور اپنے سردارون سے باتین کر رہا ہے کہ اتنے چند روز
سے وہ دیوانہ غائب ہے کچھ حال اسکا معلوم نہین ہوا کہ کہان گیا اسپر کیا گذری کہ میرا تعاقب ترک کیا یا رحم اسکے
دل مین آگیا کہ میری ایذا رسانی سے باز رہا سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر ومرشد دیوانہ دریا مین ڈوب کے مر گیا
اب وہ کہان نیر اعظم نے اسے غارت کر دیا ایرج نے کہا کبھی ایسا نہ ہو کیونکہ مین اسکی جان کا دشمن نہین وہ بہادر
بے نظیر ہے نیر اعظم اسکو میری اطاعت پر راغب کرے اور کبھی اگر اسپر کوئی دقت پڑ جائے اور کوئی دشمن اسکا
اسے قتل کرتا ہو تو مین ضرور بچالون ابھی یہ باتین تھین کہ آواز شور وغل نالہ وبکا کی بلند ہوئی ایرج نے کہا ارے خبر
تو لو یہ شور وغوغا کیسا ہے ہرکارے روانہ ہوے بعد گھڑی بھر کے آکر عرض کیا کہ لاش غرماسپ بن طرماسپ
کی آتی ہے ایرج پکارا ارے کس نے اسے مارا لوگون نے عرض کیا کہ اسد دیوانے نے سر میدان مقابلہ کر کے مارا
ایرج متحیر تھا کہ اس اثنا مین لاش غرماسپ کی آئی سامنے ایرج کے رکھی گئی ایرج نے دیکھا کہ سر غرماسپ
کے جو تلوار پڑی ہے تو ساغری تک دو ٹکڑے ہوے ہین اپنے سردارون سے مخاطب ہو کر کہا کہ صاحبو
اس دیوانے نے یہ طاقت کہان پائی کہ ایسے جوان زبردست کو یون مارا لوگون نے کہا کہ پیر ومرشد اب آپ
طلسم توڑ کے ندر شکن بھی ہو گیا ہے القصہ ایرج نے اسکی لاش کو نوشاباد کیطرف روانہ کیا آپ غمگین ہو کر بیٹھا
تیسرے دن خبر وحشت اثر تورج کی پہونچی کہ اسکے لشکر کو اسد نے لوٹ لیا اور تورج کو بچنے گیا نہین تو
دیوانہ قتل کر ڈالتا بس یہ سنتے ہی ایرج نہایت غضبناک ہوا کہا کہ یار وجتنے اس دیوانے کے ہاتھ سے محفوظ
رہا تھا اب جو اسنے سر اٹھایا تو بیزار ہو گیا اب مین قسم کھاتا ہون نیر اعظم آفتاب تابان کی جبتک اس
دیوانے کو نہ مار لونگا آرام سے نہ بیٹھونگا یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ اسباب جنگ ہمارا شغالپور نے صندوقچہ اسلحہ کا سامنے
رکھا ایرج پانچون ہتھیارون سے آراستہ ہو کر اٹھا اور دیلم شاطر زنگی کو ساٹھ ہزار سوار سے ساتھ لیا اور برسر
اسد دلاور روانہ ہوا قضائے کار اتفاقات روزگار حکمت ضرغام شیر دل یہان خبر کیواسطے آیا ہوا
تھا دیکھا اسنے کہ ایرج قسم کھا کر چلا ہے کہ اسد کو قتل کرونگا سو چا کہ قبل از ایرج پاس اسد دلاور کے
پہونچنا چاہیے بس اسیوقت بائے شاطری مارتا ہوا چلا یہانتک کہ ایرج سے قبل خدمت اسد مین

آکر تمام حال بیان کیا کہ ایرج آپ پر نہایت خشمناک ہوکر آتا ہی اسد نے کہا کچھ پروا نہین ہی بلکہ بہتر ہوا کیونکہ
مین خود اُسپر چڑھکر جانیوالا تھا اب اجل اُسکی خود کھینچے لیے آتی ہی غرض اُسیوقت اسد دلاور بھی مسلح و مکمل
ہوکر اپنے رفیقون کو ہمراہ لیکر بمقابلۂ ایرج روانہ ہوا اب یہ کیفیت ہی کہ اُدھر سے تو اسد جاتا ہی اور اِدھر سے
ایرج آتا ہی راہ ایک ہی ہی ایرج نے ایک منزل چلکر مقام کیا تھا سائیس گھوڑون کو ٹہل رہے تھے نہلا رہے تھے
سپاہی لشکر کے کارہائے ضروری سے فراغت حاصل کر رہے تھے کہ ابکی کوچ مین پہونچ جائینگے اور مقابلہ ہو جائیگا
ایرج ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھا ہوا دامن سے ہوا دے رہا ہی پسینا اپنا خشک کر رہا ہی کہ یکایک
از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ یہانتک کہ
جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی ایک لشکر نمایان ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی بس ایرج سمجھ گیا کہ شاید
وہ دیوانہ آپہونچا کہین لشکر پر شبخون مارکر نکل جائے جلدی سے مرکب پر سوار ہوکر آگے بڑھا کہ اسے روک لون
اِدھر لشکر مین ہلچل ہوگئی کہ دیوانہ آپہونچا ہر شخص اپنے اپنے کام کو چھوڑکر مرکب پر سوار ہوا لشکر کی صفین آراستہ
ہوگئین اُدھر اسد دلاور نے قریب آکر دیکھا کہ لشکر ایرج کا اُترا ہوا ہی وہین ٹھہر کر صفین آراستہ کین اور مرکب کو
چمکا کر پکارا کہ او آفتاب پرست آ میرے سامنے کہ تجھے سزائے معقول دینے آیا ہون ایرج نے دیکھا کہ آج تو دیوانہ منھ
پر چڑھا آتا ہی حیران ہوا کہ یہ دیوانہ اور کبھی میرے سامنے اسطرح نہ آتا تھا آج یہ کیون مردانہ وار چلا آتا ہی نہین
معلوم اسکا باعث کیا ہی کونسی فکر میرے قتل کی کرکے آیا ہی کہ اسطرح باطمینان تمام چلا آتا ہی بعد ایک لمحہ بھر کے
مرکب اپنا آگے بڑھایا اور مبارز طلب ہوا اسد مرکب چمکا کر مقابل ایرج ہوا اور نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست شعر
من آن شہسوارم کہ در روز جنگ ✣ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ✣ نظر کردۂ شاہ خیبرستان ✣
اسد شیر دل رستم این زمان ✣ ایرج بڑھکر تنگا ور زن ہوا دونون مرکب برابر سے پیا ہوئے پسل کر آئینہ
مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ایرج نے چہرہ کو جو اسد کے دیکھا کچھ اور ہی نور پایا عجب شان و شوکت عجب
دبدبہ نظر آیا حیران ہوا کہ یہ قزاق ایسی شان و شوکت کہان سے لایا پکارا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ
غرماسپ کو قتل کیا تورج کا مال و اسباب لوٹ لیا اب بہتر یہ ہی کہ دونون لوٹین میرے حوالے کردے اسد نے
کہا او کرباس فروش بچہ بازاری یہ آرزو اپنے دل سے دور رکھ ایک حبہ بھی تیرے ہاتھ نہ لگے گا ایرج نے کہا خیر تجھے
مارلونگا تو مال و اسباب لونگا لا جو کچھ کہ حرب رکھتا ہی تا کہ ہوس دل مین نہ رہجائے اسد بولا تو جانتا ہی کہ اہل اسلام
کبھی پیشدستی نہین کرتے ایرج ہنسا اور کہا کہ یہ کب سے تو پیشدستی نہین کرتا اسد بولا جب سے مین زور آور ہوا ایرج
نے خبردار خبردار کہکر نیزہ اسد پر مارا اسد نے نیزہ پر روکا ملی نیزہ بازی ہونے دونون برچھون کی زبانین اسطرح چمکتی
تھین جیسے شعلۂ ہوا مضطرب ہوتا ہی غرض تا دیر نیزہ بازی رہی مگر مطلب دلی کسی کا حاصل نہوا سنانین شاخین
بیکار ہوگئین نیزے مثل شاخ درخت کے ہوگئے ہاتھون سے پٹک دیے ایرج نے عمود گران سر اُٹھا کر کہا کہ ہی
اسد یہ ضرب طمانچہ ہی قضا کا بچ اس سے یہ کہکر گرز مارا اسد نے سر گرز پر روکا تڑاقا پیدا ہوا شرارے
آسمان کو نکل گئے مرکب تنگ تنگ زمین مین غرق ہوگیا تتق گرد بلند ہوا مگر اسد تنورہ گرد سے باہر آیا اور
خبردار و ہوشیار کہکر گرز مارا ایرج نے بھی گرز اسکا سر گرز پر روکا مگر اس ضرب سے طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم
ہوا کہ ایک کوہ طویل بیٹھ پڑا مرکب ایرج کی کمر ٹوٹی مگر دونون ہاتھ مثل ستون فولادی قائم رہے ایرج
حیران ہوا کہ اللہ ری تیری ضرب کہ مرکب کو میرے مار ڈالا بس گھوڑے سے علٰحدہ ہوا تلوار کھینچکر مرکب اسد پر

دوڑا اسد بھی دوڑ پڑا ایرج تلوار میان مین کرکے اسد سے لپٹ گیا کشتی ہونے لگی یا تو ایرج اسد کو گھڑی
دو گھڑی مین پکڑ لیتا تھا اب ایک کوہ وقار اُسے پایا کسیطرح تنگ نہین اُکھڑ سکتا ہی حیران ہوکر پوچھا کہ او
دیوانے کیا زور بھی تو کہین سے لوٹ لایا اسد نے جواب دیا کہ مجھکو میرے مولا غالب کل غالب علی ابن ابیطالب
نے زور عطا فرمایا ہی ایرج حیران ہوا کہ یہ کہتا کیا ہی ہر تمہیر ریل کر نچلتا ہی کہ اُٹھالون مگر ممکن نہین ہوتا لنگر
نہین ٹوٹتا یہانتک کہ دو پہر کشتی رہی تھی کہ یکایک بجلی کڑکی کہ آنکھین ہر ایک کی جھپک گئین اور ایک پنجہ
آسمان پر سے پیدا ہوا اسد کو اُٹھائے لیے چلا گیا ایرج نے کہا کہ آج اسکے لشکر سے شبخون مارنے کا عوض لینا چاہیے
بس جلدی سے آشغل مرکب پر سوار لشکر پر اسد کے گرا فوج بھی یہ دیکھکر آپڑی لگی تلوار چلنے ایرج پکار رہا ہی کہ ان
لوگ اسد کے بچانے پائین بس تمام آفتاب پرستون نے آکر نرغہ کر لیا فوج اسد کی تھوڑی تھی اور بے سردار کہان
لڑسکتی تھی ایرج قتل کرتا چلا جاتا تلوار چل رہی تھی ایک ہنگامہ برپا تھا خدا پرست جانون پر کھیلے ہوے تھے
کہ عین گرمی جنگ مین ادھر سے ایرج جاتا تھا ادھر سے ابراہیم بن مالک تلوار زن مارتا چلا آتا تھا دونون کا
سامنا ہوا ابراہیم نے تلوار مارنے مین تامل کیا ایرج پکارا کیون تو نے وار اپنا نہ کیا ابراہیم بولا اہل اسلام
پیشدستی نہین کرتے ایرج بولا مین بھی پیشدستی نہ کرونگا کیونکہ مین صاحبقران ہون القصہ بعد از گفتگو تلوار چلی کہ
ابراہیم بن مالک زخمی ہوے غش طاری تھا کہ شاپور شیر دل نے کمند مار کر پکڑ لیا ایرج پھر لڑتا ہوا آگے بڑھا
حارث بن سعد سے سامنا ہوا حارث پکارا ای ایرج شرم نہین آتی کہ فوج بے سردار سے لڑتے ہو ایرج بولا
میرے کلیجے مین اُس دیوانے کیطرف سے داغ پڑے ہین اُسنے کتنے شبخون میرے لشکر پر مارے مین تو ایک کو بھی
اُسکے طرفدارون مین سے نہ چھوڑونگا حارث بولا کہ اگر تجھکو عداوت ہی تو اسد سے ہی لشکر کا کیا قصور ہی کیونکہ
نوکر تو مالک کے حکم کا تابع ہی جو وہ کہیگا وہی کریگا اور یہ کونسی مردانگی اور کونسا انصاف ہی کہ چند آدمیون پر تو لاکھ
فوج کا نرغہ ہو اگر تو صاحبقران ہی اور تجھے دعویٰ مردی ہی تو جتنے لوگ اسد کے ہین اُتنے ہی فوج لیکر سامنا کر ایرج نے
شاپور سے کہا کہ بارہ نشان ہمارے لشکر کے علامت بارہ ہزار سوار کی تو جلوہ گر رہے اور سب نشان گروا دے فوج
پلٹ آئے شاپور نے بارہ نشان چھوڑ کر سب گروا دیے فوج پلٹی اُدھر لشکر اسد غازی کا صف آرا ہوا حارث بن
سعد سے ایرج سے سامنا ہوا حارث نے تلوار ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر جواب مارا آدھا ابرو تیغ
اُتر گئی حارث نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹنا کر نکل گئی چادر خون کی زخم سر سے باہر آئی غش طاری ہوا شاپور نے
کمند مار کر اسے بھی پکڑ لیا غرض اسیطرح نو سردار اسد کے زخمی ہو کر گرفتار ہو گئے باقی فوج نے راہ فرار لی ایرج
بھی میدان سے پھرا اور وہین خیمہ استادہ کرایا اُتر پڑا کچھ کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین آکر دنگل شوکت
پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا ہی سردار آآکر مجرا کرکے دنگل پر بیٹھتے جاتے ہین مگر
ضرغام شیر دل جسوقت سردار گرفتار ہو گئے تھے اور فوج شکست کھا کر بھاگی تھی یہ بھی صورت ایک سپاہی کی
بنکر رات بھر لشکر مین رہا صبح کو ایک خدمتگار کی شکل بنکر داخل بارگاہ ایرج ہوا کہ دیکھون ایرج کیونکر سردارون سے
پیش آتا ہی اتنے مین ایرج نے حکم دیا کہ لاؤ سرداران اسد کو میرے سامنے یہان حکم ایرج سے سردارون کے
زخمون مین ٹانکے لگے ہین پٹیان چڑھائی گئی ہین کہ خبر پہونچی کہ زندہ آفتاب پرستان سردارون کو طلب فرماتے
ہین داروغہ زندانخانے کا سبھون کو لیکر حاضر ہوا سب نے بطور اہل اسلام سلام کیا ایرج نے کرسیان بیٹھنے کو دین
بعد اسکے کہا کہ دین آفتاب پرستی اختیار کرنے مین کیا کہتے ہو وہ بولے ہم لعنت کرتے ہین آفتاب پرستی پر اے ایرج

نے کہا اچھا اگر دین میرا اختیار نہین کرتے ہو تو بیعت میری اختیار کرو جواب دیا کہ یہ بھی ہم سے نہوگا
ہمارے آقا نے تیری بیعت کب کی جو ہم کرینگے جو تجھ سے ہوسکے وہ ہمارے ساتھ کر ایرج نے کہا اچھا اگر بیعت
بھی نہین کرتے ہو تو یہ بتاؤ کہ اسد نے خزانۂ جمشیدی کہان رکھا ہی اگر اس سے بھی انکار کروگے تو ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا سب کو ابھی قتل کرونگا ابراہیم بن مالک نے کہا ای ایرج تجھے اختیار ہو چاہے قتل کر چاہے
بخشدے ہم خزانہ نہین جانتے مگر ہان ضرغام شیر دل کہ نائب ہی اسد دلاور کا سوا اُسکے کوئی خزانۂ جمشیدی
سے آگاہی نہین رکھتا ایرج نے کہا ضرغام کو مین کہان ڈھونڈھتا پھرون مین کیا جانون ضرغام کہان ہی
اور وہ مارے خوف کے میرے پاس کاہیکو آئیگا ایرج یہ کہکے جیسے ہی چپ ہوا ایک آواز پیدا ہوئی کہ اگر تم
بہ بدی و پیش آؤ تو مین تمھارے سامنے آؤن ایرج متحیر ہوا کہ یہ آواز کیسی آئی مگر جدھر سے وہ صدا آئی تھی
اُسطرف مُنہ کرکے پکارا کہ ای ضرغام تو شوق سے میرے سامنے آ قسم ہی نیر اعظم آفتاب تابان کی کہ مین تجھسے
دغا نکرونگا ضرغام پکارا کہ حاضر ہوا اور ایک خدمتگار آگے بڑھ کر آیا ایرج نے کہا ای شخص اگر تو ضرغام ہی تو
صورت اصلی اپنی بنا ضرغام نے پانی گرم منگوا کر مُنہ اپنا دھویا بصورت اصلی ہوگیا ایرج نے تعظیم کرکے کرسی
بیٹھنے کو دی بہت کچھ خاطر کی بعد اُسکے پوچھا کہ ای ضرغام شیر دل تجھے معلوم ہی کہ خزانۂ طلسم جمشیدی کا اسد نے
کہان پوشیدہ کیا ہی ضرغام بولا بیشک جانتا ہون ایرج نے کہا بتا ضرغام بولا کہ اگر سرداران اسد کو میرے حوالے
کیجیے تو بتا دون ایرج نے کہا ای ضرغام مجھکو تیری بات کا اعتبار نہین ہی کیونکہ اگر تو نے میرے ساتھ دغا کی ہو تو پہلے
خزانہ مجھے بتا دے تو مین سرداران اسد کو تجھے دیدون مجھ سے عہد و پیمان لے لے ضرغام نے کہا بہت اچھا مین
پہلے خزانہ ہی بتائے دیتا ہون بعد اُسکے سردار دیجیے گا صبح کو میرے ساتھ چلیے مین خزانہ بتا دون ایرج نے کہا
اچھا غرض دربار اپنے وقت پر برخاست ہوا ضرغام نے کہا مین جاتا ہون کل آجاؤنگا آپ چلنے کی تیاری
کرین ایرج نے کہا تم جاؤ کیون نہین رہو بلکہ ہمارے خیمے مین رہو غرض ایرج ضرغام کا ہاتھ پکڑے ہوے
اپنے خیمے مین لایا اتنے مین ایک خدمتگار نے ایرج کے کان مین کہا کہ آپ ضرغام کو قید کرکے اپنے پاس رکھیے
اگر یون رکھیے گا تو یہ آپ کو بیہوش کرکے لیجائیگا اور سرداران اسد کو بھی چھڑا لیجائیگا اور مین بیژن بن شاپور
یہ کہکر چلا گیا بعد اُسکے دوسرے خدمتگار نے آکر عرض کیا کہ حکم ہو تو خاصہ حاضر کیا جاے ایرج نے کہا لاؤ
دسترخوان بچھا ایرج نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ آؤ ضرغام بھی ہاتھ دھو کر آبیٹھا لیکن کھٹکا ہوا ہی کہ یہ
خدمتگار کان مین کیا کہہ گیا ہی نہین اُس کھانے مین بیہوشی نہو پھر یہ سوچتا ہی کہ ایرج کے یہ شیوے نہین کہ کسی کو
بیہوش کرکے پکڑے اور وہ چاہتا تو یون نہین مجھے گرفتار کرلیتا یہ سوچکر بے تکلف ہاتھ دھو کر آبیٹھا کھانا شروع کیا
جب کھانے سے فراغت پائی ہاتھ دھوئے ضرغام کا پلنگ برابر ایرج کی مسہری کے بچھا دونون لیٹے لیکن نیند
نہین آتی ایرج سوچتا ہی کہ ایسا نہو یہ رات کیوقت مجھے بیہوش کرکے لیجاے ضرغام بھی سوچتا ہی کہ ایرج کو
بیہوش کیجیے اور چلیے کبھی خیال کرتا ہی کہ سردارون کو چھڑا لیجیے غرض یہ دونون تو اسی فکر و پیچ مین ہین مگر شاپور شیر دل
ایرج کو جتا بھی چکا ہی اور خود بھی ایک چوبدار کیصورت بنا ہوا کھڑا ہی کہ شاید ضرغام کوئی عیاری کرے کہ ایرج نے
کہا ای ضرغام کیا جاگتے ہو ضرغام نے جواب نہ دیا ایرج کو گمان ہوا کہ یہ تو سوگیا یہ خیال کرکے سو رہا اور خراٹے لینے لگا
مگر ضرغام دم چرائے سونے والون کی صورت بنائے پڑا ہوا تھا خراٹے کی آواز سُنکر سمجھا کہ ایرج سوگیا جی مین آئی
کہ اسے بیہوش کرکے اور سرداران اسد کو چھڑا کر لیچلون پھر خیال آیا کہ ایسا نہو یہ راز کھلجائے تو غضب ہو جائیگا کل جیسا

ہو گا ویسا ہو گا مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد + یہ خیال کر کے یہ بھی سو رہا مگر شاپور نے صدائے نفس سے
پہچانا کہ دونون سو گئے ہین قریب ضرغام شیر دل کے آیا اور کنجۂ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب ضرغام کے
لیگیا بس جیسے ہی اوپر کی سانس کی بیہوشی اسقدر پھونک دی کہ بغیر صبح ہوے ہوش نہ آئے اور اب شاپور بھی
خیمے سے نکلکر اپنی خوابگاہ مین آکر سو رہا غرض صبح ہو گئی ایرج اٹھا اور تمام سردار رئیس بہی اپنے خیمون سے نکلنے لگے
مگر ضرغام کو ابھی تک ہوش نہین آیا ایرج نے شانہ ہلایا اور پکارا ای ضرغام اٹھو صبح ہوئی لیکن وہ اسیطرح پڑا ہوا
ہی جواب نہین دیتا اتنے مین شاپور اپنی خوابگاہ سے اٹھکر ایرج کے خیمے مین آیا دیکھا کہ ایرج ضرغام کو جگا رہا ہی کہا ای
شہریار مین نے اسے بیہوش کر دیا تھا کہ آپ سے دغا نہ کرے ایرج نے کہا اچھا اب اسے ہوشیار کرو شاپور نے کہا
اسے خود گھڑی دو گھڑی مین ہوش آجائیگا اگر مین ہوشیار کرونگا وہ سمجھ جائیگا کہ کسی نے مجھے بیہوش کیا تھا ایرج
نے کہا مجھے دیر ہوتی ہی مجھ سے اس نے وعدہ خزانہ جمشیدی بتانے کا ہی جلد ہوشیار کرو شاپور ہر چند مانع ہوا ایرج
نے نہ مانا شاپور مجبور ہو کر فتیلۂ رفع بیہوشی لیکر جیسے ہاتھ قریب ناک لیجانے لگا ضرغام کو اتفاق سے ہوش آگیا دیکھا کہ
شاپور ایک فتیلہ لیے ہوے ہی پکارا کیون مسخرے یہ کونسی مردانگی ہی کہ اپنے مہمان کو بیہوش کر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا
شاپور نے کہا مین تمھین ہوشیار کر رہا تھا ضرغام بولا مین سوتا تھا یا بیہوش تھا مجھسے مکر کرتے ہو شاپور نے کہا مین نے
تمھین رات کو بیہوش کیا تھا کہ تم بھاگ نہ جاؤ اسوقت ہوشیار کرنے کو تھا کہ تمھین خود ہوش آگیا ضرغام چپ ہوا دلمین
کہا کہ یہ عیار بلائے بیدرمان ہی خوب پہلے سے انتظام کر لیا یہ باتین تو ہمین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی ملتی ہین وہ
بھی اسیطرح حفظ ما تقدم کر لیتے ہین غرض ایرج نے کہا ای ضرغام چلو خزانہ بتا دو ضرغام بولا بسم اللہ چلیے غرض ایرج کو
اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ آہنین حصار کیطرف روانہ ہوا جب قریب اُس قلعہ کے پہونچا وہ لوگ جو اسد کیطرف سے اس قلعے
مین تھے انکو خبر ہوئی کہ ایرج آتا ہی انھون نے دروازہ قلعے کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا آمادہ جنگ ہو بیٹھے ضرغام نے
ایرج سے کہا کہ آپ یہین اُتریے مین دروازہ قلعے کا کھلوائے دیتا ہون ایرج سامنے قلعے کے اترا ضرغام شیر دل سامنے قلعے
کے آکر پکارا کہ صاحبو اگر مجھے تم جانتے ہو کہ مین عیار ہون اسد بن کرب دلاور کا اور اُسکی جانب سے تم سب پر
حاکم ہون تو دروازہ قلعے کا کھولدو اور جو کچھ مین کہون وہ تم کرو سبھون نے آپسمین کہا کہ بیشک ضرغام کو ہم
بجائے اسد جانتے ہین اور اسکے کہنے سے باہر بھی نہونگے مگر عقل یہ کہتی ہی کہ پہلے دریافت تو کر لو کہ یہ ضرغام اصلی ہی یا
عملی ہی یہ مشورہ باہم کر کے پکارے کہ ای ضرغام شیر دل ہمین کیونکر معلوم ہو کہ تو ضرغام اصلی ہی ضرغام بولا مرحبا صد مرحبا
اور دو چار پتے ایسے دیے کہ جو مثل راز کے تھے جنسے کوئی واقف نہ تھا وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ حقیقت مین ضرغام ہی بس
دروازہ قلعے کا کھولدیا ضرغام شیر دل اندر قلعے کے آیا سبھون سے ملاقات کی اور کہا کہ صاحبو مین چاہتا ہون کہ
ابراہیم و حارث بن سعد وغیرہ سرداران اسد سے جو ایرج پاس قید ہین انکو رہا کراؤن اور مال تو ایرج پائیگا
نہین ایسا اسد نادان نہین ہی کہ مال اسکا ایرج پائے مین تم سب کو ایرج پاس لیے چلتا ہون اس سے تمھین
خلعت دلواؤنگا قلعہ مین لاؤنگا مال و خزانہ دکھاؤنگا اور کہونگا کہ صبح کو سب مال و خزانہ اپنے قبضے مین کیجیےگا
وہ سردارون کو رہا کر کے میرے حوالے کریگا بس ہم تم سب رات کو قلعے سے نکلکر چلدینگے ایرج صبح کو اپنا سر پیٹتا
رہجائیگا سبھون نے کہا جیسی تمھاری رائے ہو ہم ہر وقت مین تمھارے مطیع ہین غرض ضرغام شیر دل سب کو
ہمراہ لیے ہوے قلعے سے نکلکر پاس ایرج نوجوان کے آیا نذرین گذرانین ایرج بہت خوش ہوا نذرین لین کرسیان بیٹھنے کو
دین خلعت بیش بہا عنایت کیے ضرغام نے ایرج سے کہا کہ اب چلیے خزانہ دیکھیے ایرج ساتھ ہوا ضرغام قلعے کے اندر لایا

احمر زرین تاج سے نذر دلوائی ایرج نے اُسے بھی خلعت دیا حال پوچھا ضرغام نے کہا کہ مالک قلعہ بھی ہو بعد اُسکے
ضرغام ایرج کو وہین گنج پر لایا اور شہ خزانے کا کھولکر دو تین صندوق نکالے اور سامنے ایرج کے قفل اُنکے
کھولے جواہر بیش قیمت اُنمین سے نکلا ایرج بہت خوش ہوا تحسین و آفرین ضرغام پر کی ضرغام نے اور ایک چاہ
کا مُنھ کھولا اُسمین سے بھی کئی صندوق نکالکر کھولے اُسمین اشرفیان بھری تھین ایرج کا یہ عالم ہوا کہ خوشی کے مارے
اُچھلنے لگا ضرغام کو گلے سے لگا لیا اور بہت بھاری خلعت دیا اور اُسیوقت وہ سرداران اسد جو اُسکے قیدی
تھے خلاص کر کے ضرغام کے سپرد کیے ضرغام نے کہا اب آپ اپنے پہرے قائم کیجیے صبح کو آکر نکلوا لیجیے گا خیر آپ
تو مجھے دغا باز جانتے تھے اب تو مین آپکے سُرخرو ہوا ایرج نے کہا کہ بھی مرد ایسے ہی ہوتے ہین جو مُنھ سے
کہتے ہین وہی کرتے ہین تمھاری کیا بات ہی اور اُسیوقت اپنے پہرے بلوا کر خزانے پر قائم کیے اور ضرغام سے
کہا کہ ابھی تم اسد کی تلاش کو نہ جانا کل جسوقت ہم خزانہ لیکر چلے جائین اُسوقت تم بھی تلاش اسد کو جانا ضرغام
بولا بہت خوب ایسا ہی ہوگا ایرج تو قلعے مین سے چلا گیا ضرغام نے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شب کو کوئی
دو گھڑی رات گئے لوگ جو ایرج کے خزانے پر تھے اُن سب کو کھانا بھجوایا وہ کھا کھا کر بیہوش ہوئے ضرغام نے
اُن سب کے سر کاٹے اور تمام مال و اسباب لیکر مع احمر زرین تاج اور سرداران اسد وغیرہ نقب کے راستے
سے نکل گیا جاتے جاتے قریب صبح کے قلعے سے کوئی دس بارہ فرسخ پر آکر ٹھہرا سب سردارون سے کہا کہ تم مع لشکر
کوہستان مین ٹھہرو مین اسد کی تلاش مین جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو ڈھونڈھ کے لاتا ہون یہ کہکر ایک سمت
روانہ ہوا یہان ایرج جو صبح کو بیدار ہوا مع فوج خوشی خوشی قلعے پر آیا دل مین کہتا ہی بڑے سخت کا مال ہاتھ لگا
مگر دروازہ قلعہ پر جو پہونچا بند پایا کہا کہ دیکھنا تو یہ کیا بھید ہی دروازہ کیون بند ہی دو چار آوازین دین جب کوئی
نہ بولا حکم دیا کہ کھود ڈالو دروازہ اُسیوقت بیلدار آگے بڑھ آئے دروازہ اکھیڑا اندر قلعے کے آئے تو کیا دیکھا کہ
جو لوگ پہرے پر قائم کیے تھے وہ مرے پڑے ہین اور کسی کا پتا نہین ایرج حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی دیلم شباط
زنگی سے کہا کہ قلعے کے لوگ کہان چلے گئے ضرغام کیا ہوا اگر یہ گمان ہو کہ سب مال و اسباب لیکر نکل گئے تو
خلاف عقل ہی کس واسطے کہ رات بھر مین اتنا بڑا خزانہ کیونکر لے گئے دیلم شباط زنگی بولا ای شہریار کچھ نہ کچھ تو
پیچ ضرور ہی خزانہ ہاتھ لگنا بہت مشکل ہی مجھکو یہ معلوم ہوتا ہی کہ خزانہ یہان نہین ہی اگر یہان ہوتا تو ضرغام
یہان سے بھاگ نہ جاتا ایرج نے کہا ای دیلم مجھکو بھی کھٹکا معلوم ہوتا ہی جلدی چل کر خزانہ دیکھو غرض خزانہ پر
آئے دیکھا تو چوکی پہرے والے مرے پڑے ہین یقین ہوا کہ خزانہ مین ضرور کچھ نہ کچھ خلل ہی اور صندوقون کو جو
نکلوا کر کھلوایا دیکھا تو اُسمین کنکر پتھر بھرے ہین بعضون مین پرانے جوتے نکلے بس ایرج نے ہاتھ پر ہاتھ
مارا پشت دست کو اس زور سے کاٹا کہ لہو بہنے لگا کہا کہ افسوس یہ عیار مجھکو بڑا فریب دے گیا اور سردارون
کو لیگیا لوگون نے عرض کیا پیرومرشد رات بھر تو ہم سب قلعے کے گرد پھرا کیے یہ سب گئے کدھر سے غرض
قلعے بھر مین ڈھونڈھنا شروع کیا معلوم ہوا کہ راہ نقب سے نکل گئے ایرج ناچار افسوس کرتا ہوا قلعہ سے
باہر نکلا ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کہ ملکین دیوانے کے لوگ چھپے ہون تو خبر لاؤ اُنھون نے ہرچند تجسس کیا
مگر کہین سراغ نہ لگا ایرج مجبور وہان سے پھر کر داخل لشکر ہو تمام حال مالک بن ملکوت شاہ سے بیان کیا
اُسنے کہا ای زبدۂ آفتاب پرستان یہ اسد و ضرغام دونون بلاے بے درمان ہین جال سے نکلا ہاتھ آنا بہت دشوار ہی غنیمت
جانیے کہ آپ بخیر و خوبی چلے آئے ایرج نے کہا اب مین یہان نہ ٹھہرونگا قلعہ ذوالامان پر جاونگا یہ کہکر تیاری مین مصروف ہوا

اب چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اسد کو کشتی مین پنجہ اُٹھا کر لیگیا تھا آنکھ جو اسد کی کھلی ایک باغ مین اپنے کو پایا دیکھا کہ باغ نہایت
پرتکلف ہی نہرین دو طرفہ جاری ہین بیچ مین چمن ہی کہ جسمین چھوٹے چھوٹے درخت ہین انواع واقسام کے پھول کھلے
ہوے ہین جانوران مختلف اللون خوش الحانیان کر رہے ہین ایک قصر پرتکلف پر جو نظر پڑی عجب قصر دیکھا کہ
در و دیوار مین جواہر کی نقش کاری بیلین گلبوٹے بنے ہوے کہ جسکے سامنے فضا باغ کی گرد ہوگئی بیچ مین فرش بچھا
ہی مسند لگی ہوئی ہی نازنینان مہر جبین گرد و اطراف مین مسند کے بیٹھی ہین ناچ ہو رہا ہی ایک نازنین دُر در گوش
مرصع پوش دیبا ے جواہر مین غوطہ مارے ہوے بیٹھی ہی نظر جو اسکی اُسپر پڑی بس مُنھ اپنا اُدھر سے پھیر لیا کہ نہین
معلوم یہ کس کا ناموس ہی نامحرم عورت کو نہ دیکھنا چاہیے بس جیسے ہی پلٹ کر چلا تھا کہ آواز قہقہے کی آئی کہ ای جوان
تو عجب مرد ہی کہ عورت سے بھاگتا ہی اسد نے جواب دیا کہ ہم خدا پرست ہین کسی کے ناموس کو نہین دیکھتے اتنے مین
وہ نازنین مسند نشین اُٹھی اور پکاری مین کسی کا ناموس نہین ہون میرا یہ باغ ہی آپ تشریف لائیے اور قریب
اسد کے آکر ہاتھ اسد کا پکڑ کر لیے چلی گئی اور مسند پر لا کر بٹھایا اسد نے کہا ای ملکہ مین حیران ہون کہ یہان مجھے
کون لایا اُسنے کہا ای شہریار آپ اندیشہ نہ کرین مین آپ کو اُٹھا لائی ہون اسد نے کہا کیون کہا کہ مین آپ کو
طلسم جمشیدی مین دیکھکر عاشق ہوئی تھی اب آپ میرا مدعا ے دل پورا کیجیے یہ کہکر باہین گردن مین ڈال دین
اسد اس بیباکی پر اُسکی سمجھ گیا کہ یہ لکاتہ جادوگرنی ہی کہا صاحب ہٹو تو ذرا سنبھلو تو مین کیا کہین بھاگا
جاتا ہون آخر تمھارا نام کیا ہی اتنی بیتابی عورت کو زیبا نہین اُسنے کہا میرے دل کو تیری مفارقت کی تاب نہین
نام نشان سے کیا مطلب کام سے کام ہی اسد نے کہا جبتک نام نہ بتاؤ گی مین تجھسے بات بھی نہ کرونگا اُسنے کہا کہ
نام میرا **سنگلاخ جادو** ہی اگر تو میرا کہنا مانیگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور کر دونگی اور تمام زمانے کا حاکم
کر دونگی مگر اسد پوتا ہی **خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری** کا اپنے دل مین سوچا کہ جادوگرنی کو ملکر مارنا چاہیے
اگر انکار کیا تو خرابی ہوگی یہ سوچ کر بولا ای **سنگلاخ جادو** مین بھی تمکو دیکھتے ہی عاشق ہوگیا ہون معلوم ہوتا
ہی تمنے میرے دل کو بزور سحر اپنی طرف رجوع کر لیا ہی وہ بولی ای شہریار قسم ہی سامری و جمشید کی کہ مین نے
اسوقت تک آپ پر سحر نہین کیا اسد نے کہا ای ملکہ تمھارا حسن دلفریب ساحر ہی سنگلاخ جادو نے ہنسکر
سر جھکا لیا اپنے دل مین سمجھی کہ یہ حقیقت مین فریفتہ ہی اسد بولا ای ملکہ تمنے بڑا احسان مجھ پر کیا کہ لڑائی سے
بچا کر یہان لے آئین لگا چاپلوسی کرنے ساحرہ سمجھی کہ شاید یہ تیرے دام مین گرفتار رہا حکم کیا کہ لاؤ اسباب عیش موجود
کرو اُسیوقت کشتیان شراب و کباب کی سامنے لا کر رکھی گئین طبلے پر تھاپ پڑی گائنین ناچنے لگین
ساقیان سیمین ساق جام بھر کر سامنے لائے اسد نے اپنے پاس گلابی شراب کی لے لی اور سنگلاخ جادو
کو پلانے لگا مگر موقع بیہوشی ملانے کا نہین پایا جب خوب شراب پلا چکا سنگلاخ جادو مست ہوئی
لپٹنے لگی بوسہ بازی ہونے لگی لوگ یہ رنگ محفل کا دیکھکر ہٹ ہٹ گئے اسد نے سنگلاخ جادو کو گود مین
اُٹھایا اور مسہری کی طرف چلا وہ تڑپنے لگی بوڑھے غمزہ کرنے لگی کہ صاحب یہ کیا کرتے ہو مین کسی اور کی خواہان
نہین ہون اسد نے مسہری پر لٹایا اور دست درازی کرنا شروع کی ایک مرتبہ کہا کہ ملکہ یہ مالا جو گلے مین پہنے ہو
کیا اچھا ہی اُسنے کہا تمھین پسند ہو تو لے لو مین اُتارے دیتی ہون اسد نے کہا اچھا مین خود اُتارے لیتا ہون یہ
کہکر ہاتھ دونون گلے پاس لیگیا بھلا اب اسد کہان چوکتا ہی دونون ہاتھون سے اپنا گلا اُسکا گھونٹا کہ ہمراہ باد مخالف

کے دم اُسکا نکل گیا روح واصل جہنم ہوئی ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا جو مکانات سحر کے تھے کرچیاں ہوکر
اُڑ گئے بیر اُسکے خاک اُڑانے لگے آواز پیدا ہوئی کشتی مرا نام من سنگلاخ جادو بود ارے بڑی دغا کی اس
دیوانے نے میرے ساتھ عاشق بنکر میری جان لی اب جو بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی تو باغ اُس کیفیت
پر نہ تھا اسد نے لاش اُسکی اُٹھا کر فرطے پر ڈالدی باقی اور جتنی عورتیں تھیں وہ آکر اسد کے قدموں پر گرین
عرض کیا ای شہریار یہ مردار ہمکو پکڑ لائی تھی کام خدمت لیتی تھی اور ظلم کرتی تھی حضور کی بدولت ہم سب اُسکی
قید سے چھوٹے اب آپ کو ہمارا اختیار ہے ہم سب کنیزیں آپکی ہیں اسد نے کہا کہ مجھے تمسے کچھ سروکار نہیں ہے جہان
جی چاہے چلی جاؤ سبھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ ایسے آقا کو چھوڑ کر کہاں جائینگے اسد نے کہا اگر میرے ساتھ رہنے
کا ارادہ ہے تو دین اسلام اختیار کرو اُن سبھوں نے کہا کہ فرمائیے تو ہم آپ کو سجدہ کریں اسد نے کہا نہیں یہ بھی
کفر ہے اور بہت سی تعریف خداوند کریم کی بیان کی کہ وہ سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئیں اب اسد کو فکر ہوئی کہ
مال و خزانہ اسکا بہت کچھ نکلا ہے کیونکر لیجاؤں یہ اسی فکر میں تھا مگر اب حال سُنیئے مہتر ضرغام شیردل کا کہ تلاش
میں اسد دلاور کی نکلا تھا جاتے جاتے قریب شام ایک ایسے صحرا میں پہونچا کہ جہان نہ درخت نہ چاہ نہ دیار
کچھ معلوم نہیں ہوتا بھوکھ کی شدت دن بھر کی زحمت کھائے کیا پیے کیا رہے کہاں متردد و متفکر دعا کرتا ہوا کہ
ای معبود حقیقی و ای رازق تحقیقی مجھکو طعام سے سیر کر کہ بھوکھ کے مارے میرا عجب حال ہے غرض چند قدم اور آگے
بڑھا ہوگا اب رات ہو گئی ہے کہ ایک چراغ سامنے نظر آیا ضرغام سمجھا کہ شاید ادھر کوئی قصبہ پڑا ہے اُسی طرف
کا رُخ کیا جاتے جاتے قریب پہونچا تو ایک منڈھی معلوم ہوئی دیکھا کہ ایک فقیر باریش سفید بیٹھا ہوا ہے
تلاوت قرآن مجید میں مصروف ہے ضرغام بہت خوش ہوا کہ یہ فقیر مسلمان ہے سامنے آکر کھڑا ہو رہا فقیر نے
قرآن پڑھنے میں اُنگلی سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا ضرغام چپکا کھڑا رہا جب تو فقیر نے آیۃ ختم کر کے کہا کہ ای شخص تو کیا
صحرائی ہے کہ اشارہ نہیں سمجھتا ضرغام سلام کر کے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ فقیر صاحب کمال ہے عرض کیا کہ ای شاہ صاحب
میں سرگشتۂ صحرائے جستجو ہوں مجھکو فکر لگی ہے کہیں شہر ناشاق ہے کیونکہ نہیں معلوم میرے آقا اسد غازی پر
کیا گذری فقیر نے کہا بابا وہ خیریت سے ہے تو نہ گھبرا اُسے ایک جادوگرنی اُٹھا لیگئی تھی اُسنے فریب دے کر
اُس ساحرہ کو مارا اور مال و خزانہ اپنے قبضہ میں کیا لیکن اس تردد میں ہے کہ کیونکر لیجاؤں ضرغام شیردل
نے کہا شاہ صاحب مجھے پتا اُس طرف کا بتائیے شاہ صاحب نے ایک نقش لکھ دیا اور کہا کہ اسے بالائے ہوا
نام اسد غازی کا لیکر اُڑا دینا جس طرف یہ نقش اُڑ کر گرے اُسی طرف چلے جانا ضرغام شیردل سلام
کر کے چلا باہر نکل کر نقش اُڑایا جس طرف وہ نقش اُڑ کر گرا بس اُسی طرف ضرغام چل نکلا جاتے جاتے
دیکھا اُسنے کہ کچھ درخت سامنے سے نمودار ہوئے جب ضرغام قریب اُن درختوں کے پہونچا دیکھا تو باغ ہے
لیکن سنسان معلوم ہوتا ہے اور آگے بڑھا دیکھا کہ اسد غازی کھڑا ہوا ہے لیکن متردد اور چند عورتیں گھیرے
کھڑی ہیں ضرغام نے سلام کیا قدموں سے لپٹا اسد نے گلے سے لگایا اور حال لشکر کا پوچھا ضرغام نے تمام
حال ایرج کا بیان کیا اسد نے کہا ای ضرغام جا کر ہمارے لشکر کو بھی یہیں لے آؤ تو چلیں کیونکہ اس مال کو کہاں تم
کیونکر لے چلینگے ضرغام یہ سنکر روانہ ہوا اسد نے اُس روز وہیں توقف کیا ضرغام دوسرے روز لشکر کو لیے
ہوئے پہونچا سبھوں نے ملازمت اسد دلاور کی حاصل کی نہایت خوش ہوئے اب اسد مال و اسباب اس
جادوگرنی کا لدوا کر روانہ ہوا دوسری منزل تھی کہ یکایک گرد و غبار بلند ہوا ضرغام خبر کیواسطے روانہ ہوا گھڑی بھر

مین آکر عرض کیا کہ سردار لشکر چوبین بن اسفندیار خان زرریخ آبادی خزانہ لیے ہوئے ایرج پاس جاتا ہی
اسد نے کہا کہ چھوڑتا اسے کب ہون کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر جائے اور آگر سر راہ صف باندھکر کھڑا
ہوا اُدھر چوبین نے سنا کہ اسد دیوانہ سد راہ ہوا ہی کہا کہ قضا اسکی دامنگیر ہوئی ہی اور اُسنے بھی صف آراستہ
کرائی مرکب تجمکا کر میدان مین آیا ادھر سے اسد شیر دل گھوڑا اڑا کر پہونچا مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے یہ
مال و خزانہ مین ایرج صاحبقران کیواسطے لیے جاتا ہون تو کیون سد راہ ہوا ہی اسد بولا او حرامزادے
یہ مال صاحبقران دوران ثانی سلیمان امیر گیتی ستان کا ہی کب تجھے لیجانے دیتا ہون اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا
یہ کہکر نیزہ مارا اسد نے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے اسد نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا بس دیکھتے
ہی چوبین آگ ہو گیا پکارا نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راستبازی لے اسے یہ کہکر تلوار ماری اسد نے
تلوار اُسکی رد کر کے جو ہاتھ مارا سپر کو کاٹا سر پر پڑی کر خود و بلغہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹکر سر اسکے جبڑے کو
کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب کے گذر گئی صندوق سینہ سے مثل سیماب کے گذر کر تمام جسم کو کاٹکر زین اور
نمدزین کو کاٹا خوگیر کو تراشا گینڈے کو قلم کر کے زیر تنگ بوسہ دیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اُسکے ہمراہیون
نے جو دیکھا کہ سردار ہمارا مارا گیا اسد پر دوڑ پڑے اسد بھی مانند شیر غضبناک کے حملہ آور ہوا سپر بدست چپ تیغ
بدست راست جا پڑا ادھر سے رفیق اسد کے اور چالیس ہزار قزاق بوقین بجا بجا کر فوج کفار پر آ پڑے لگی تلوار چلنے
ہنگامۂ محشر برپا ہوا کشتون کے پشتے بندھ گئے لاش پر لاش گری ہوئی تھی دریائے خون روان تھا تلوارین جو شستہ
سپاہیون کی گرمی پڑی تھین قبضے اُنکے مانند نہنگ خون آشام کے معلوم ہوتے تھے اور بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کٹ کر
گرے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی پھڑک رہی ہین لاشین جو زرہ پوشون کی گری ہوئی پڑی تھین
تو معلوم ہوتا تھا کہ زمین خوف سے بہادرون کے زرہ پوش ہوئی ہی تیر یا تفنگ میدان مین گرے تھے کہ معلوم ہوتا تھا زمین
کے رونگٹے کھڑے ہوئے ہین دریائے خون مین سپرین مانند چھوون کے تیرتی پھرتی ہین غرض اُس سرزمین پر ایسی خونریزی
ہوئی کہ یقین تو ہی کہ اب کبھی سبزہ وہان نہ اُگیگا بلکہ بجائے سبزہ لالہ اُگیگا وہ بھی داغ بدل یا دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ
خون جاری رہتا ہی غرض دو پہر کامل لڑائی رہی آخر کار فوج بے سردار شکست خوردہ بھاگی لاش اُس کافر کا اُٹھا لیا
لیکن خزانہ اسد کب لیجانے دیتا ہی سب مال و اسباب چھین لیا اور دامنہ کوہ مین آکر خیمہ برپا کیا مگر وہ لوگ لاش
چوبین بن اسفندیار خان زریخ آبادی کی لیے ہوئے سامنے ایرج نوجوان کے پہونچے اور تمام حال اُسکے
مارے جانیکا بیان کیا ایرج متاسف ہوا اور اُنکی تسکین کو کہدیا کہ وہ دیوانہ بھی ادھر آتا ہوگا دیکھو اس سے کیسا
عوض لیتا ہون اور لاہوت شاہ سے حکم کیا کہ تم لشکر لیکر قلعۂ فو الامان پر چلو مین بھی آتا ہون لاہوت شاہ
فوج بے پایان لیکر جہازون پر سوار ہو کر روانہ ہوا ادھر ایرج نے کہا دیوانہ آتا ہوگا سامان جنگ تیار رہے اُنکو تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر عالمگیر زبرجد نگار کو فتح کر کے تعاقب مین لقا کے روانہ فرعونیہ ہوئے ہین دن رات جہاز چلے جاتے
ہین ایک روز دو پہر ڈھل چکی ہی کہ وہ جہاز جو آگے تھے اُن مین شور و غل پیدا ہوا امیر نے جو یہ کیفیت دیکھی
فرمایا دریافت تو کرو یہ غوغا کیسا ہی غرض ملاحون کو بلا کر پوچھا اُنھون نے بیان کیا کہ یہان سے دو دن کی
راہ کمی کیجائیگی تو ساحل پر پہونچینگے وہان ایک شہر ہی مانند کشمیر کے آب و ہوا بہت عمدہ ہی کہ اگر مرد پیر چند دن رہے
تو جوان ہو جائے شہر تو ایسا اچھا ہی مگر لوگ وہان کے بد سرشت ہین سب بلند بالا قوی ہیکل ہین سر اُنکے مانند فیل

کے چنگال مانند شیر کے لڑائی مین ایسے ہین کہ شیر اُنسے بھاگتا ہے وہان کے ایک آدمی سے دس آدمی عہدہ برآ ہونگے
امیر کشور گیر نے یہ سُنکر فرمایا کہ برب کعبہ مین بغیر اس شہر کو لیے آگے نہ بڑھونگا مین مرد نہین جو اس شہر کو نہ لون
جہاز جلد اسیطرف چلین سبھون نے دیکھا کہ صاحبقران قسم کھا بیٹھے ہین اب کسیطرح نہ باز رہینگے غرض رات بھر
جہاز چلے گئے سبھون کو اندیشہ لڑائی کا تھا کہ دیکھیے کیا ہوگا اُن بدنہادون سے کیونکر سامنا ہوگا جب صبح
ہوئی دو فرسخ سے وہ شہر نظر آنے لگا صاحبقران نے شاہزادہ بدیع الزمان اور کرب غلادر کیطرف
دیکھا اور فرمایا تم دونون اپنے لشکر کو لیکر پار اُترو اور نگہبانی لشکر کی کرو کہ کوئی کسی پر ظلم و تعدی نہ کرے
دلجوئی مین سبکی مصروف رہو عدل و انصاف سے کام لو بدیع الزمان اور کرب یہ حکم سُنکر رخصت ہوے دریا سے
پار اُتر کر دامنہ کوہ مین خیمہ اپنا برپا کیا امیر بھی بعد کو روانہ ہوے مگر حال اسطرف کا سُنیے کہ بادشاہ اس شہر کا ارفیل بے بہرہ
ہے ہرکارون نے جاکر اُسے خبر دی کہ لشکر حمزہ کا تعاقب مین لقا خداے باختر کے جو زبرجد نگار سے ملک فرعونیہ کو
گیا تھا آیا ہے اور قبل حمزہ کے آنے سے دو فرزندون نے اُسکے اس پار آکر خیمہ برپا کیا ہے ارفیل نے کہا قضا اُنکی لائی
ہے اور حکم دیا فوج کو کہ تیاری جنگ کرے شہر سے باہر نکل کر خیمہ برپا کرو غرض فوج اُسکی مقابل لشکر اسلام آکر اُتری
ارفیل خیمے مین داخل ہوا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ صبح کو ان لوگون کو مار کر بھگا دونگا اُسیوقت طبل جنگ بجا ادھر
شاہزادہ بدیع الزمان و کرب دلاور کو خبر ہوئی اُنھون نے بھی کوس حربی بجوایا رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو معرکہ کارزار مین صف آرائی ہوئی نقیب نقابت کرکے چلے گئے جرخیل فیل سر بادشاہ سے اجازت
لیکر میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خداپرستو ایسا غرہ تمھین اپنی شجاعت کا ہے کہ ہم گھر بیٹھون پر چڑھکر آگئے ہو کیون
شامت تمھاری آئی ہے جدھر سے آئے ہو اُسیطرف پھر جاؤ نہین تو ذلیل ہوگے مارے جاؤگے یہان سے بہادرون نے جواب دیا
کہ ای کافرو اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو مسلمان ہو ور مال سے ہاتھ اُٹھا کر چلے آؤ اسی مین بہتر ہے نہین تو واصل جہنم
ہوگے جرخیل فیل سر خرس طینت یہ آواز سُنکر نہایت غضبناک ہوا کہا کہ اگر دعوی مردانگی ہے تو نکلو مقابلہ کرو بس
یہ سنتے ہی قبۂ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردۂ امیر عرب مرکب جمکا کر اُسکے مقابل ہوا جرخیل فیل سر
نکادہ زن ہوا کئی قدم گینڈا اُس فیل سر کا پیچھے ہٹ گیا مسلکر رانون مین بچکار کو مقابل کرب دلاور ہوا بعد از گفتگو سیاہ
ارہ پشت نہنگ کرب دلاور بہادر کرب نے زرپشت شمشیر پر روک کر جو ہی تیغہ کرہنوش اسیر بازو مع گردن چار ٹکڑے
ہوے لاش تڑپنے لگی یہ حال دیکھکر اُسکے بھائی گرگیل فیل سر کو بھائی کا خون دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی بیتابانہ پکارتا
ہوا دوڑا کہ ارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو مارا جسکا عدیل و نظیر نہ تھا جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور برابر کرب کے
ہو نکلکر تلوار ماری کرب نے سپر پر روکی اور نعرہ کیا کہ او کافر ایک ضرب میری بھی روک یہ کہکر تیغہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر بازو سر
جمکا تھا بازیر تنگ ہو نکلکر بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اسیطرح کرب نے اُس روز چھتیس فیل سرون کو مارا جنگ مغلوبہ
ہوئی بہت سے فیل سر مارے گئے قریب تھا کہ شکست کھائین کہ از پردہ بیابان گردے برخاست تیرہ و تیرہ خیرہ و خیرہ سرگرد
بر آسمان رسیدہ و پارے گرد و ذرہ مین پیچیدہ ول گرد سے فوج گلیم پوشون کی پیدا ہوئی اور فیل سرون کی شریک ہوئی
یا تو وہ بھاگا چاہتے تھے یا اُنکی تقویت سے ٹھہر گئے اور تلوار چلنے لگی لیکن گلیم پوشون کی جنگ سے فوج اہل اسلام کی پسپا
ہونے لگی قریب تھا کہ شکست ہو جاے کرب و بدیع الزمان دونون جیداری کیے ہوے لڑ رہے تھے کیونکہ بازو شل
ہوگئے تھے مگر دل سے دعا کر رہے تھے کہ یکایک تیر دعا ہدف اجابت پر پڑا اور ایک غبار بلند ہوا آواز طبل سکندری
کی آئی اور حمزہ صاحبقران با لشکر بے پایان نمودار ہوے اور خبر تھی کہ احوال لشکر کرب و بدیع الزمان کا دگرگون ہے

اُسیوقت حکم دیا کہ ہان مارلوان نابکارون کو تمام پہلوان ان کافرون پر حملہ آور ہوے اسقدر گلیم پوشون کو قتل کیا
کہ آخرکار فیل سر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گئے اُدھر امیر کشور گیر نے بدیع الزمان و کرب کو ساتھ لیکر
مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئی پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھے زخمیون کو اپنے سامنے بلوا کر
ٹانکے لگوائے اُدھر فیل سر جو پھر کر اپنے خیمے مین آئے جو زخمی تھے اُنکے زخمون مین بخیہ کرایا اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
اُدھر لشکر اسلام مین بھی رات بھر نقارہ بجا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صف باندھکر کھڑے ہوے طائر فیل سر
اپنے بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا بدیع الزمان گرد لشکر شکن اپنے مرکب سے اُترکر سامنے
تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمھارا نگہبان ہو بدیع الزمان
بارد گر سوار ہو کر مقابل اُس فیل سر کے آیا نگاہ وزن ہوا بدیع الزمان کا مرکب چار قدم پیچھے ہٹا طائر فیل سر کا
گھوڑا کوئی سات قدم پسپا ہوا اسلمسلکر مرکبون کو رانون مین ایک دوسرے کا مقابل ہوا طائر فیل سر نے پکارا
کہ ای خدا پرست نام اپنا بیان کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جائے فرمایا کہ نام میرا شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ فرقہ شکن
ملک باختر ثانی تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ہے بیٹا ہون حمزہ صاحبقران کا نعرہ مہ برج لکھوبی خانہ انجمن ہون
بدیع الزمان گرد لشکر شکن * یہ سنکر اُسنے کہا ای پسر حمزہ پہلے تو وار اپنا مجھپر کر لے آرزوے دل پوری کرلے حسرت
دل مین باقی نہ رہے فرمایا اہل اسلام کا یہ دستور نہین ہے کہ پیش دستی کرین تو اپنا حربہ پہلے کر لے جب خدا تیرے
زور سے بچائیگا تو مین بھی اپنی قوت دکھاؤنگا اُسنے کہا معلوم ہوا کہ تجھکو بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا
یہ کہکر ڈھال کے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ خبردار خبردار کہکر ایک ہاتھ مارا بدیع الزمان نے آگے تلوار پر اُسکی تلوار روکی
کہ تیغہ اُس کافر کا ٹوٹ گیا اُسنے اپنا عمود گران سر سات سو من کا اُٹھا کر سر پہ حرج دیکر بدیع الزمان پر مارا شاہزادہ
نے سر گرز پر روکا کہ تڑاقہ پیدا ہوا شرارے نکلے تتق گرد بلند ہوا شاہزادے نے گرد سے نکلکر اپنا گرز اُس کافر پر مارا
اُسنے بھی گرز پر روکا مگر دونون ہاتھ تھراگئے گرز چھوٹ گیا دونون گرز سر پر پڑے کہ سر گردن مین گردن چھاتی
مین چھاتی پیٹ مین پیٹ جوڑون مین جوڑ رانون مین رانین پنڈلیون مین یہ مجموعہ گینڈے مین گینڈا زمین پر
ایک خون کا لوتھڑا بنکر رہ گیا خاک اُڑی کہ چنبر گردون غبار سے بھر گیا بدیع الزمان علحدہ ہوا اور آواز دی کہ اگر
اسکی خبر لو دیکھو اسے کیا ہو گیا اُدھر سے فیل سر دوڑے پانی کے چھینٹے دیکر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا معلوم ہوا
کہ طائر فیل سر مارا گیا بدیع الزمان نے پھر مبارز طلب کیا ارقبیل بے بہرہ خود مقابلہ کو نکلا اور نعرہ کیا کہ ارے
خدا پرست غضب کیا تونے طائر فیل سر کو مارا ہزار جانین لیکر آیا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جا سکیگا اور چودہ سو من کا
گرز اُٹھا کر مارا شاہزادے نے سر گرز پر روکا مگر یہ معلوم ہوا کہ ایک پہاڑ پھٹ پڑا تتق گرد بلند ہوا مرکب زمین غرق
ہوگیا اور خود بدیع الزمان بھی غرق عرق ہو گیا غش طاری ہوا پھر جو ہوش آیا تو نورہ گرد سے نکل کر تلوار اُسپر
ماری کہ سپر کو قلم کرکے تا دوابرو اُتر گئی اُسنے سر اپنا کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی وہ مع
کرگدن غلطان بیجان گرا یہ حال دیکھکر فیل سر بیتاب ہو کر دوڑ پڑے بدیع الزمان اپنی دوڑ پڑا ادھر سے
فوج اسلام حملہ آور ہوئی تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوئی قریب شام فیل سر و گلیم پوش شکست کھا کر بھاگے شہر
مین آکر قلعہ بند ہوے اہل اسلام نے خوب مال و اسباب اُنکا لوٹا اور حکم امیر سے شہر کا محاصرہ کر لیا امیر نے فرمایا کہ کوس رحیل
بجے اُسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ارقبیل بے بہرہ کے زخم مین ٹانکے لگے اُسے بھی ہوش آیا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے
غرض رات بھر نقارے گڑگڑائے صبح کو امیر کشور گیر فوج کاہرہ لیکر سامنے قلعے کے آئے اُدھر سے گولہ چلنے لگا

کہ عالم تیرہ و تار ہو گیا وہ جو لوگ یورش کر کے گئے تھے بہت سے مارے گئے باقی پھر آئے لیکن بدیع الزمان نامور
گرز گران بر سر ہاتھ مین لیے ہوے گولے رد کرتا ہوا لب خندق جا پہونچا اور نعرہ کیا ای کافر و آ پہونچا مین قلعے پر سے
مانا ستو الاثیل کا کرّاہ بارود کی ہنڈیان پڑنے لگین بکواش شہریار نے رد کیا خندق پھاند کر پار گیا گرز کو جنبش دیکر دروازے
پر مارا کہ دروازہ ٹوٹ کر گرا بدیع الزمان اندر قلعے کے داخل ہوا فوج اسلام بھی آ گئی اور بہادر بھی عقب مین چلے آتے
تھے سب قلعے مین در آئے تلوار چلنے لگی غلغلۂ گیر و دار برپا ہوا قتل عام ہونے لگا عین گرمی جنگ مین ارفیل بے بہرہ سے
اور بدیع الزمان سے سامنا ہوا ارفیل نے تلوار ماری بدیع الزمان نے پشت شمشیر پر روک کر جو کمرگاہ پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے
ہوے غل ہوا کہ بادشاہ مارا گیا فوج نے طبل امان بجا دیا اور چار طرف سے غل ہوا کہ دوہائی ہے حمزہ صاحبقران کی بدیع الزمان
نے ہاتھ روک لیا تمام روساے شہر مجتمع ہو کر خدمت مین امیر کشورگیر کی حاضر ہوے اور عرض کیا جو حکم ہو وہ ہم بجا لائین
خطا ہماری معاف کیجیے بادشاہ ہمارا احرامزادہ تھا وہ مارا گیا ہم آپ سے لڑنے کو راضی نہ تھے امیر نے خطائین انکی معاف
کین اور سبکو تلقین بدین اسلام کیا تمام فیل سر اور گلیم پوش کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے فرعون دلقا بر لعنت کی امیر کشورگیر
نے بیٹے کو ارفیل کے کہ نام اسکا غرفیل ہے بادشاہ کیا اور تمام تبخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بنا ڈلوائی سکہ و خطبہ
بادشاہ اسلام کے نام پر جاری ہوا ایک ہفتہ وہان صید و شکار مین مصروف رہے بعد اسکے جہازون پر سوار ہو کر تعاقب
مین لقاے ملعون کے روانہ ہوے بعد چند روز کے کشتیان قریب ساحل پہونچین دور سے کنارہ دریا پر چند آدمی اس
شکل کے دکھائی دیے کہ سر انکے مانند شیر کے تھے اور جسم انکے مثل انسانون کے تھے انھون نے جو کشتیون کو اپنی طرف
آتے دیکھا غل مچایا کہ خبردار ادھر نہ آنا لشکر اسلام والون نے جو یہ صورتین دیکھین متعجب ہوے خبر صاحبقران کو
پہونچی ملاحون کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون مقام ہے انھون نے عرض کیا ای شہریار یہ جزیرہ شیر سرون کا ہے اور بادشاہ
انکا آدمی ہے نہایت شجاع اور بہادر کہ اپنی قوت بازو سے ان سب کو زیر کیا ہے نہایت خوبصورت شخص ہے کہ چہرہ
مثل آفتاب کے رنگ مانند گلاب کے آنکھین نرگس شہلا رشک زن ہونٹھ نازکی مین برگ گل سوسن مین ہمیشہ آثار
تبسم چہرے پر عیان سرو قد غنچہ دہان نام اسکا سعدان شاہ اولاد مین حضرت شیث پیغمبر کی ہے جب آنحضرت نے
دنیا سے رحلت فرمائی ان لوگون نے تصویر حضرت شیث طلاے احمر کی بنوا کر بعزت و تکریم سے رکھی ہے دن بھر
مین چار مرتبہ ہر ایک اسے سجدہ کرتا ہے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا خبردار اور طرف کشتیان نہ لیجانا اسی جزیرہ مین
چلو حکم صاحبقران سے کشتیان کنارے پر آ کر لگ گئین خیمے استادہ ہو گئے کچھ شیر سر جو وہان کھڑے تھے پکارے کہ
اگر اپنی جان کی سلامتی چاہتے ہو تو خبردار یہان نہ ٹھہرو جلد چلے جاؤ ادھر سے لوگ پکارے کہ ای جانورو تم بکتے
کیا ہو یہ لشکر ہے صاحبقران گیتی ستان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کا جسنے تمام دیوان قاف کو
مار کر زیر کیا ہے تمکو بھی سر جنگ معقول دینے آیا ہے اگر سہل میل طاعت کی فہما نہین تو مارے جاؤگے جاؤ اپنے
مالک کو آگاہ کرو کہ دیو شکار ہفت قلعۂ قاف ضیغم روز مصاف امیر کشورگیر یہان آئے ہین یہ سنکر اس شیر سر نے وہان سے
بھاگ کر اپنے بادشاہ سے جا کر عرض کیا پیر و مرشد کچھ درمان سیاہ سر مثل سیل دمان کے چلے آتے ہین تمام دریا سیاہ
معلوم ہوتا ہے فرسخ در فرسخ جہاز نظر آتے ہین سعدان شاہ یہ خبر سنکر نہایت برہم ہوا پوچھا کہ وہ ابھی دریا پر
ہین یا کنارے اتر آئے عرض کیا کہ ای شہریار خیمے انکے اس پار برپا ہو چکے ہین لشکر اترا ہو تا ہے سعدان شاہ
نہایت غضبناک ہو کر حکم کیا جلد فوج تیار ہو کر جائے اور مانع آنے ایسا نہو کہ وہ شہر مین چلے آئین خبردار ادھر
نہ آنے پائین اور ان مخبرون سے کہا کہ غضب کیا تمنے جیسے ہی جہاز آتے دیکھے تھے اگر اسیوقت آکر خبر دیتے تو

کاہیکو وہ اُترنے پاتے اُنھون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد جبتک ہمنے کسی کو جزیرے کیطرف آتے نہین دیکھا تھا ہم جانتے
تھے کہ ادھر کاہیکو آئینگے جب وہ اُترنے لگے ہمنے ڈرایا دھمکایا مگر اُنمین سے کسی نے نہ مانا بلکہ جواب دیا کہ جاکر اپنے بادشاہ
سے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہو ہم آپکے پاس خبر لیکر آئے کہا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا سمجھا جائیگا غرض فوج
شیر سرون کی مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوئی اور سامنے لشکر صاحبقران کے آکر پکاری کہ حکم ہی ہمارے بادشاہ کا کہ تم یہانسے
چلے جاؤ ادھر سے بہادر للکارے کہ مرد جگہ نہین چھوڑتے ہین اور جاکر صاحبقران سے حال فوج کے آنے کا بیان کیا کہ شیر سر
مانند مور و ملخ کے چلے آتے ہین اور سر ایک دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے ہی فرمایا کچھ پروا نہین انشاء اللہ تعالی
انکو بھی گوشمالی دونگا اور تاکید کی کہ کشتیون کو کنارے پر لگاؤ اور شیر کش جاکر اُن شیر سرون کو مارین پس بہادران
شیر شکار تلوارین کھینچ کھینچ دوڑے اور تلوار چلنے لگی یہانتک اہل اسلام نے اُنھین قتل کیا کہ ہزار ہا شیر سر مارے گئے باقی
بھاگ کر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوے سعدان شاہ سے تمام حال بیان کیا وہ بہت برہم ہوا اور اسی وقت
باقی فوج اپنے ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا سامنے لشکر صاحبقران کے خیمہ استادہ کرا کر اُترا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسوقت
نقارہ رزمی پر چوب لگی ہرکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر روانہ ہوے دعا و ثناے بادشاہی بجا لاکر صاحبقران سے
عرض کیا کہ سعدان شاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا نہین ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے
طبل جنگی غرض رات بسر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی رہی صبح کو میدان جدال و قتال مین دونون لشکر مقابل
یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے نقیب نسب دیکر چلے گئے فرہاد شیر سر سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا
مبارز طلبی کی اور پکارا کہ اے بادشاہ عرب تو نہین جانتا ہمین کہ ہم کون ہین ہم وہ ہین کہ جنکے خوف سے رستم جاکر قبر مین
سو رہا افراسیاب غار مین چھپا تم لوگ سوسمار خوار ریگ بیابان شمار کیون اپنی قضا اپنے سر پر لاتے ہو بہتر یہ ہی کہ
اب بھی اپنے اوپر رحم کھاؤ اور یہانسے چلے جاؤ نہین تو تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ہم لوگ کھا جائینگے اور ایسے
تم تباہ و برباد ہو کر مارے جاؤگے کہ تمہارے حال پر مرغان ہوا گریہ و زاری کرینگے یہ آوازہ بہادران اسلام نے
جو سُنا مانند افعی خونخوار بل کھایا اور پکارے کہ او شیر سر یہ کیا لاف و گزاف کر رہا ہے اپنی تعریف آپ کرنا دلیل ہے
ذلیل ہونے کی تو نہین جانتا کہ ہم لوگ شیر کش ضیغم شکار ہین ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑینگے پہلے بھی تو تم سب
جمع ہو کر آئے تھے نہین دیکھا کسطرح ہمنے مار کر بھگا دیا تھا اب بھی وہی حال کرینگے کبھی تمہاری ان گیدڑ بھبکیون سے
نہ ڈرینگے یہ سنکر فرہاد شیر سر نہایت غضبناک ہو کر پکارا کہ اچھا اگر بڑا دعوی شجاعت ہے تم لوگون کو تو جسکا جی چاہے
میرے مقابلے کو نکلے ہنر جنگ دکھاے ابھی دونون کا حال کھلجاے بس یہ سننا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ رومی مرکب کو
چمکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا بادشاہ اسلام کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خدا تمہارا نگہبان ہو اور ایک جام
عنایت ہوا علمشاہ وہ جام پی کر بادشاہ کو سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہو کر مقابل فرہاد شیر سر آیا پوچھا اے شیر سر
کیا نام ہے تیرا اُسنے جواب دیا کہ مجھے فرہاد شیر سر کہتے ہین اور سپہ سالار ہون شیر سرون کا یہ کہکر وہ شیر علمشاہ سے
مستفسر حال ہوا کہ تو کیا علاقہ شاہ عرب سے رکھتا ہے فرمایا کہ مین بیٹا ہون امیر کشور گیر کا رستم سلیتین پیل کش کشندہ غول ہندی
رد و پیل ہندی و سر برندہ کیمتان فرنگی ہے علمشاہ رومی میرا نام ہے یہ کہکر نعرہ کیا نعرہ علمشاہ رومی شکر فیل زور دو
کر بر گستہ مزرق افگندہ کشور رہے یہ سننا تھا کہ اُس شیر سر نے نیزہ مارا علمشاہ نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے
بعد چند طعن کے شاہزادہ علمشاہ نے نیزہ فرہاد شیر سر کا ہوا کیا اُسنے غیظ مین آکر عمود گران سر اُٹھا کر سر چرخ دیکر
علمشاہ پر مارا شاہزادے نے آنی ضرب خیال مین کرکے تیغہ کیمتان فرنگی کا ہاتھ جو مارا گرز دستے پر سے کٹ کر گرا اُسنے دستہ

ہاتھ سے پھینک کر تلوار کھینچی اور شاہزادۂ علمشاہ پر ماری شاہزادے نے بڑھکر سپر پر روکی کہ قبضہ و دنبالہ سپر پر آ لگا ہوا
تلوار رد ہوئی بعد اسکے خبردار خبردار کہکر جو تلوار ماری یا تو سر پر چلی تھی یا زیر تنگ اُتر کر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے
ہوے علمشاہ نے اور مبارز طلب کیا رمست شیر نے اپنا مرکب نکالا سعدان شاہ سے اجازت لیکر میدان میں
آیا نگاوردن ہوا لیکن مرکب اسی کا لیا ہوا بعد از گفتگو نیزہ بازی ہوئی شاہزادے نے چند طعن میں انی اسکے نیزے
کی نکالدی خالی لکڑی ہاتھ میں رہگئی رمست نے خفیف ہوکر نیزہ پھینک دیا اور تبرزین اُٹھا کر مارا شاہزادے نے
آتی ضرب خیال میں کرکے تھپکی دی کہ حربہ حریف کا پٹ پڑا جھٹکا دیکر تبرزین چھین لیا اور وہی تبرزین بکر پر مارا کہ دو ٹکڑے
ہوے یہ حال دیکھکر بھائی اسکا غرمست شیر مقابلے کو آیا ارہ پشت نہنگ مارا شاہزادے نے تلوار ماری کہ ارے کے
دو ٹکڑے ہوے اسنے وہی ٹکڑا جو ہاتھ میں رہگیا تھا منھ پر کھینچ مارا شاہزادے نے سپر پر روکا جب اسنے دیکھا کہ حربہ
میرا کٹ کر بیکار ہوگیا کود کر گھوڑے سے کھینچکر تلوار دوڑا کہ مرکب کو علمشاہ کے پے کرے شاہزادہ بھی گھوڑے سے کود پڑا
غرمست تلوار پھینک کر لپٹ پڑا شاہزادے نے بھی تلوار ہاتھ سے رکھدی اور مصروف تلاش ہوا بعد گھڑی بھر کے
کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اُٹھا لیا سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ استخوان شکستہ ہوگئے اور روح پرواز کر گئی غرض اُس روز
شاہزادۂ علمشاہ نے دس سردار مارے کوئی زخمی ہوکر نہیں بچا سعدان شاہ طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا ادھر امیر کشور گیر شاہزادہ علمشاہ پر سے زر نثار کرتے ہوے پھرے لیکن اُدھر سعدان شاہ لاشیں شیر سرون
کی میدان سے اُٹھوا کر جو پھیرا دفن و کفن کرایا بعد اسکے آکر بارگاہ میں بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش میں
آیا شیر سرون سے خطاب کیا کہ صاحبو یہ لوگ مجھے نہایت زبردست معلوم ہوتے ہیں مگر کہاں جائینگے میرے ہاتھ سے
سب کا کام تمام کرونگا اور نشہ شراب میں حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی
وہاں امیر کشور گیر بارگاہ میں جلوہ افروز تھے دربار آراستہ تھا شاہزادۂ علمشاہ کی تعریفیں ہو رہی تھیں کہ جوڑی ہرکاروں
کی سامنے سے نمایاں ہوئی دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ شیر سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ پروا
نہیں ہمارے یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آئے القصہ حسب دستور چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح
ادھر سے فوج شیر سرون کی نمودار ہوئی اُدھر سے لشکر اسلام میدان میں آیا صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں
نقیب نسیب دیکر چلے گئے کہ شیرزاد شیر سر بھائی فرہاد شیر سر کا نہایت زبردست روزگار ہو سامنے تخت
سعدان شاہ کے آیا اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو کہ عوض خون برادر کا لوں فرمایا جاؤ شیث پیغمبر تمہارا نگہبان
ہو شیرزاد نے سلام کیا اور شیر پر سوار میدان میں آیا پکارا کہ جسنے کل میرے بھائی کو مارا ہو وہی آئے میرے
مقابلے کو یہ آواز سنتے ہی شاہزادۂ علمشاہ نے مرکب اپنا نکالا علم فوج فرنگستانی جلوہ گری پر آئے سامنے تخت
بادشاہ گیتی پناہ کے اُتر کر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہو شاہزادہ بارد گر مرکب
پر سوار ہوکر مقابل شیرزاد ہوا اسنے پوچھا کہ تو ہی نے کل فرہاد کو مارا تھا کہا کہ ہاں اسکی قضا میرے ہاتھ سے تھی
مارا گیا شیرزاد بولا خیر آج تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ کہکر نیزہ مارا علمشاہ نے چند طعن میں نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے
برہم ہوکر تلوار کھینچی اور پکارا غضب کیا تونے کہ نیزہ میرا ہوائی کیا خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی جمال بازی
تیغ بازی راستبازی یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے تھپکی دی کہ تلوار پٹ پڑی ڈالکر قبضے پر ہاتھ مروڑ کر کلائی تلوار
چھینلی اور ڈالکر کمر زنجیر میں ہاتھ طنطنۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر زور کیا کہ تا اش زین سے اُٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین
پر مارا اسنے چاہا کہ منھ کی کھاکر سنبھلے کود کر گھوڑے سے ٹھوکر ماری کہ چاروں شانے چت ہوگیا چڑھکر چھاتی پر

کھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھکر اپنے کسی سردار کے سپرد کیا اور پھر مبارز طلب کیا سہیم چلہ کش نکلا اور تیر کے چلے پر جاکر کھڑا ہوا اور پکارا کہ ای پسر حمزہ اگر تو کچھ فن سپاہگری مین کمال رکھتا ہی تو روک میرے تیرون کو کہ ناوک میرا خدنگ قضا ہی اور دیکھ توڑ میرے تیر کا یہ کہکر دوش سے کمان لیکر کھینچ کو ترکش سے تیر بالائے ہوا مارا کہ نظر سے غائب ہوگیا بعد چند ساعت کے خود پر شاہزادۂ علمشاہ کے گرا کر انگل بھر خود مین در آیا شاہزادے نے وہی تیر خود سے نکال کر کمان رستم مین جوڑ کر فرمایا کہ اب میرے تیر کا پلہ دیکھ یہ کہکر بالائے آسمان لگایا یہ تیر بھی نظر سے غائب ہوگیا جسوقت تیر نظر سے غائب ہوا سہیم سمجھا کہ یہ مجھ سے کم نہین معلوم ہوتا شاید اسکا تیر بھی میرے سر پر پڑے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیر شاہزادے کا بعد چند ساعت کے سپر پر پڑا اور مانند برق کے خود کو کاٹتا ہوا سر مین سوراخ کیا سر مین سے ہوتا ہوا جسم کو کاٹتا ہوا زمین پر پڑا کہ ایک سوراخ تو زمین مین نظر آیا لیکن تیر نہ پایا سہیم تڑپ کر مر گیا گوشۂ امان نہ ملا آخر کار اس سپہ اندازی مین بھی شام تک پندرہ سردار شیر دل کے مارے گئے کچھ گرفتار ہوے شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے سعدان شاہ نہایت اُداس کمال پریشان جاکر محل مین سو رہا ادھر صاحبقران نے بھی دربار نہین فرمایا صبح کو بارگاہ مین آئے شیرزاد کو بلاکر تلقین بدین اسلام کیا فرمایا ای شیرزاد لعنت کر تو فرعون پر کہ وہ قابل خدائی نہین ہی مسلمان ہو اور چند کلمے مذمت کفر مین بیان کیے کچھ تقریر وحدانیت الٰہی مین فرمائی کہ زنگ کفر دل سے شیرزادے کے برطرف ہوگیا آئینۂ قلب مصفا ہوگیا عرض کیا کہ طریقہ بھی دین کا تعلیم فرمایئے امیر نے کلمۂ طیب ارشاد فرمایا شیرزاد از سر صدق مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ مین خدمت مین شاہزادۂ علمشاہ کی رہونگا فرمایا بہت مناسب ہی مگر ہرکارے سعدان شاہ کے جو خبر کیواسطے لگے ہوے تھے اُنھون نے یہ خبر سعدان شاہ کو پہونچائی کہ شیرزاد مسلمان ہوگیا سعدان شاہ یہ سُنکر نہایت خشمناک ہوا اسی غصے مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارۂ رزمی اسیوقت گڑگڑ ایا ادھر لشکر اسلام مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا بہادران جنگی سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ ہونے لگے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر آکر قائم ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا بہادر رود لاور ہی کہ اس معرکہ کارزار مین نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے اور نشان رستم کا لوح دل سے مٹا دے بس نوشاہ بن سعدان شاہ سامنے اپنے باپ کے آیا اجازت میدان چاہی سعدان شاہ نے کہا ای فرزند تو نہ جا مین جاکر سامنا کرونگا اُسنے کہا مین اپنے ہوتے کبھی آپ کو نہ جانے دونگا سعدان شاہ نے کہا ہرگز مین نجانے دونگا کہ وہ لوگ بہت زبردست ہین اگر تو مارا گیا تو چراغ میری سلطنت کا گل ہو جائیگا اُسنے جواب دیا کہ قضا سے چارہ نہین ہی اگر میری زندگی ختم ہو چلی ہی تو آپ بچا نہین سکتے اور موت نہین ہی تو کوئی مار نہین سکتا اور اگر اجازت نہ دیجیے گا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا سعدان شاہ نے مجبور ہوکر رخصت کیا نوشاہ میدان مین آیا مبارز طلب ہوا چاہا تھا بہادران اسلام نے کہ کوئی اُسکے مقابلے کو جائے کہ شیرزاد خود مسلمانون پر سبقت کرکے مثل مرکب سے پیادہ ہوکر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا سلام کرکے عرض کیا کہ اس حقیر نے ابھی تک کوئی کوشش وسعی دین اسلام مین نہین کی امیدوار ہون کہ مجھے رخصت میدان ملے کہ جاکر حریف سے سامنا کرون اگر مارا اُسے تو غازی ہوا مر گیا تو شہید ہوا فرمایا جاؤ جو خدا تمھارے حق مین بہتر جانیگا وہ کریگا شیرزاد سلام کرکے بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابل نوشاہ ہوا اور کہا کہ ای نوشاہ مین حمزہ صاحبقران کے باعث سے اس مرتبہ کو پہونچا کہ انجام میرا بخیر ہوا یعنے مسلمان ہوا دین حق کو پہچانا اپنے خدائے حقیقی کو جانا

اے نوشاہ تو بھی مسلمان ہو جلکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہو امیر تیری بہت عزت کرینگے نوشاہ کو یہ سنکر
غیظ آیا پکارا او نمک حرام ایک تو تو نے اپنے دین کو چھوڑ کر ملت غیر اختیار کی ہے الگ ہو گیا دوسرے مجھے
نصیحت کرنے آیا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ مجھے نصیحت کرے بس اگر زندگی اپنی چاہتا ہے تو دین قدیم پر قائم
ہو چل میرے ساتھ خطا تیری معاف کرادون نہین تو سر کاٹ کر تیرا لیجاؤنگا اسنے کہا مسلمان کبھی کافر نہو گا جو تجھسے
ہو سکے قصور نہ کر بس نوشاہ نہایت برہم ہوا پکارا اگر پھر حرب کیون نہین کرتا ہوس دل نکال لے اور لگی دل مین
نہ رہجائے شیرزاد بولا مسلمان پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو وار اپنا بھی کرینگے نوشاہ نے
کہا کہ تو مسلمان ہونے سے متکبر بھی ہو گیا ہے یہ سر اٹھانے کی سزا ہے یہ کہکر تلوار ماری شیرزاد نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن یہ جوان زبردست ہے تیغہ جو سپر پر پڑا صاف بگڑ کی گئی سر پہ بیٹھا کہ تا دو ابرو اتر آیا شیرزاد نے
داستانہ مارا تلوار جھنجھنا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی بیہوش ہو کر گرا نوشاہ نے چاہا کر دوسری تلوار
مار کر کام اسکا تمام کرے کہ یعقوب تیغزن اللہ کا رہا ہوا دوڑا کہ او نامرد کیا کرتا ہے آیا مین تیرے مقابلے کو کوئی زخمی کو
مارتا ہے بس نوشاہ نے ہاتھ روکا تھا کہ یعقوب قریب گیا بس وہی تلوار خون آلودہ جو نوشاہ نے یعقوب پر ماری
سر پر پڑی تا دو ابرو اتر آئی یہ بھی زخمی ہوا عقرب رومی نکلا وہ بھی مجروح ہوا بس یہ جو دیکھنا تھا کہ شاہزادہ علمشاہ کو
تاب نہ رہی مرکب کو جھکایا بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر میدان مین آیا نوشاہ نے جو دیکھا کہ یہ وہی شخص ہے جسنے
لاشون سے شیر سرون کے جنگل کو پاٹ دیا اسکے ہاتھ سے بچنا مشکل ہے پکارا اے جوان کہان تھا تو مین تیرا ہی جویا تھا
شہزادہ پکارا آیا مین کہا کہ تمھارے یہان تو پیشدستی نہین کرتے ہین یہی تلوار تم خدا پرستون کے خون سے آشنا ہے جو دار ہے
یہ کہکر تلوار ماری شاہزادے نے سپر پر روک کر رد کی اور پکارا کہ اب وار میرا روک یہ کہکر تیغہ کپتان فرنگی مارا اسنے بھی
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر سپر کے دو ٹکڑے ہوئے دیکھا اس کافر نے کہ تیغہ ہے لنگر دار تجھے بھی قلم کریگا خود سے بھی نہ رکیگا
اچک کر پیچھے پر گینڈے کے جا رہا تیغہ کر گردن پر پڑا کہ گردن اسکی قلم ہوئی نوشاہ کو دیڑا اور دوسرا گھوڑا منگوا کر
اسپر سوار ہوا اور تلوار کھینچے ہوئے چلا اور پکارا کہ اے جوان تیرے گھوڑے کے دہنے پیر کیطرف ہوش خانہ ہے دیکھ کہین
سکندری نہ کھائے علمشاہ دیکھنے لگا بس اسنے دوڑ کر جو تلوار ماری چھچھلتا سا زخم شانے پر شاہزادے کے پڑا بس
غیظ و غضب مین آکر فرمایا کہ او دغاباز لعنت ہے تیری سپاہگری پر اور تیغہ کپتان مار کر بیچ اس سے کہ یہ ضرب
ہے قضا کی نوشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تیغ علمشاہ نے غصے مین ماری ہے کب رک سکتی ہے
کوہ گران بھی ہو تو قلم ہو جائے یا تو سپر چمکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع کر گردن چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ نوشاہ
مارا گیا سعدان شاہ نے جو دیکھا کہ بیٹا مارا گیا حکم دیا کہ ہان لینا ان نابکارون کو اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر تیغ کھینچ کھینچکر
جا پڑے لگی تلوار چلنے جنگ مغلوبہ ہوئی اہل اسلام نے پامال کر دیا لشکر مین عجب ہنگامہ برپا تھا کہ دشت بلاخیز مین
ہر طرف یہ معلوم ہوتا تھا کہ بجلیان کوندرہی ہین الغرض مین گرمی جنگ مین سعدان شاہ سے اور علمشاہ سے
سامنا ہوا سعدان شاہ پکارا کہ او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ سیکڑون سردار میرے مار ڈالے بیانتک کہ بیٹے کو
میرے قتل کیا کلیجا تیرے ہاتھ سے زخمی ہو جائیگا کہان یہ کہکر تلوار ماری علمشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نظر تلوار
کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار نزدیک سپر کے پہونچی علی ہند سپر کا چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا جھولی پنجہ خورشید نظر
دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار سیٹے پڑی قبضہ پر اسکے ہاتھ ڈالا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالا کمر بند مین ہاتھ
نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ قاش زین سے اٹھا لیا اور سر پہ چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت

گرا جگر ھلکر چھاتی پر سنگین باندھے ہین راوی کہتا ہے کہ اُسی لڑائی مین چالیس ہزار شیر سر وصل جہنم ہوے باقی بھاگ
بھاگ کر کوہ و صحرا مین پوشیدہ ہو رہے لشکر اسلام بافتح و فیروزی پھرا ہر ایک اپنی آرامگاہ مین گیا امیر کشورگیر
نے اُس روز دربار نہین کیا خاصہ نوش فرماکر آرام کیا صبح کو امیر کشورگیر بارگاہ ہشامی مین بکمال شوکت پر جلوہ افروز
ہوے بادشاہ اسلام نے تخت شاہی پر جلوس فرمایا سردار آآکر مجرے کر کرکے بیٹھنے لگے جسوقت دربار مملو ہوگیا حکم دیا
صاحبقران نے کہ لاؤ سعدان شاہ کو چوبدار گئے داروغۂ زندانخانہ سعدان شاہ کو اسیر غل و زنجیر کیے ہوے
حاضر ہوے سعدان نے سلام کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت فرمائی جسوقت سعدان شاہ کرسی پر بیٹھا
عجب ملالت اُسکے چہرے سے ظاہر تھی امیر نے اہل دربار سے خطاب کیا کہ ایہا الناس یہ شخص سزاوار سلطنت ہے
اور فرمایا کہ ای سعدان شاہ مین یہان نہ طمع مال و زر سے آیا تھا نہ ملک گیری کو آیا تھا فقط سیر و شکار کو نکل آیا تھا
تو مجھ سے ناحق لڑنے کو آیا آخر ثمرہ اُسکا دیکھا تو نے اُسنے جو یہ کلام سُنے پشیمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شاہ جہانگیر آپ ایک عالم
پر غالب آئے ہین دیو پری جن و انس سب آپکے مطیع و منقاد ہین مین برگشتہ بخت تھا کہ آپ سے لڑکر ذلیل و خوار ہوا اب
آنکھ میری حضور سے چار نہین ہوتی فرمایا کہ ای سعدان شاہ تو مسلمان ہو کہ ہم تجھے اپنا برادر ایمانی سمجھین عرض کیا
کہ مین نے تمام ادیان باطلہ پر لعنت کی مجھے طریقۂ دین اسلام تعلیم فرمائیے امیر نے کلمۂ طیب زبان پر جاری کیا
سعدان شاہ از صدق مسلمان ہوا امیر نے حکم دیا کہ بلاؤ آہنگر دن کو تا کہ قید سعدان شاہ کی دور کرین
اُسیوقت آہنگر دن نے آکر قید کاٹی سعدان شاہ اٹھکر امیر کشورگیر کے قدمون پر گرا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
خلعت دیا غرض بعد تھوڑی دیر کے سعدان شاہ نے کہا ای شہریار اگر اجازت ہو تو مین اپنے شہر مین جاکر سبکو
مسلمان کرون فرمایا بہت مناسب ہے القصہ سعدان شاہ خلعت فاخرہ پہنے ہوے گھوڑے پر سوار ہوکر راہی ہوا
جسوقت اپنے شہر مین آیا جو لوگ بھاگے ہوے تھے یا چھپے ہوے تھے سب اُس کے آنے کی خبر سُنکر آئے اور استقبال
کرکے لیگئے سعدان شاہ بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا سبھون نے پوچھا کہ آپ کی رہائی کیونکر ہوئی سعدان شاہ
نے کہا کہ مین تو مسلمان ہو گیا اگر تم سبکو بھی میرا ساتھ دینا منظور ہے تو مسلمان ہو اور اطاعت حمزۂ صاحبقران کی
اختیار کرو کہ وہ شہریار عجب عالی مرتبت ہے اور نہایت زبردست ہے کہ جسنے دیوون کو قاف مین جاکر مار ڈالا اور زیر کیا
و لقب قاف لقب پایا اور مذہب بھی اس شہریار کا ایسا ہے کہ جسے مذہب مین برحق کہنا چاہیے اور بہت سی تعریف
پروردگار عالم کی بیان کی کہ زنگ کفر دل سے اُن لوگون کے برطرف ہوا اور دین حق آئینہ ہو گیا سبھون نے عرض کیا کہ
جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے کیونکہ ہم آپسے علم و عقل مین بہتر نہین ہین کہ اپنی رائے ظاہر کرین ہمین بھی مسلمان کیجیے
سعدان شاہ نے کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان کیا بعد اُسکے تحائف لیکر مع لشکر خدمت امیر کشورگیر مین آیا امیر نے
سردارون کو استقبال کے لیے بھیجا سعدان شاہ سامنے امیر کے آیا مجرا کیا امیر نے کرسی زرنگار بیٹھنے کو عنایت کی
سعدان شاہ سلام کرکے بیٹھا اور عرض کیا کہ ای شہریار مین نے تمام شہر کو مسلمان کیا امیر نے فرمایا مرحبا صد مرحبا
بعد اُسکے خلعت عنایت کیا سعدان شاہ نے تحائف پیش کیے اور بعد بادشاہ اسلام اور صاحبقران کے تمام
سردارون کو دیے بعد اُسکے دست ادب بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب امیدوار ہون کہ حضور شہر مین رونق افروز ہون
اور جو کچھ نان خشک و آب گرم اس ذرہ بیمقدار کو میسر ہو اُسے قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہے غرض سعدان شاہ
اُسیوقت رخصت ہوکر شہر مین آیا اور تیاری دعوت مین مصروف ہوا دوسرے روز امیر کشورگیر مع لشکر شہر چلے ادھر سے
سعدان شاہ سامان دعوت درست کرکے مع لشکر واسطے استقبال امیر کے شہر سے باہر آیا اور اپنے ہمراہ لیے ہوے

اہتمام کرتا ہوا شہر مین لایا تمام خلقت شہر کی اہل اسلام کو دیکھکر نہایت محظوظ و مسرور ہوئی چار جانب سے روپیہ
جواہر اشرفیان نثار ہو رہا تھا غرض سعدان شاہ اسطرح امیر کو لیے ہوے ایوان بادشاہی مین آیا بادشاہ اسلام
کے سامنے دستبستہ عرض کیا کہ جبتک حضور یہان فروکش ہین تخت پر بیٹھنا مجھے زیبا نہین یہ آپ ہی کیواسطے
ہی بادشاہ نے عرض اُسکی قبول کی اور سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا بعد اس دعوت کے امیر
سعدان شاہ سے بہت خوش ہوے بات بات پر اُسے خلعت سے سرفراز فرماتے تھے دوسرے روز سعدان شاہ
نے صاحبقران سے عرض کیا کہ اے شہریار یہان عجب عجب طرح کے عجائبات ہین اگر حضور ملاحظہ فرمائین تو مین
اُس بیشہ کیطرف لیچلون فرمایا ضرور ہم چلینگے اور دوسرے روز مع فرزندان عالیوقار و سرداران نامدار سوار ہوکر
ہمراہ سعدان شاہ کے روانہ ہوے ہوتے آتے ایک مقام نظر آیا کہ زمین وہان کی مرواریدی تھی تمام موتی بچھے
ہوے ہین اور چمک اسطرح کی ہی کہ نگاہ نہین قائم ہوتی اور ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا نہایت صاف و شفاف ہی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ آب مروارید بست کر ایک جگہ ہوگیا ہی سعدان شاہ نے عرض کیا اے شہریار یہ پانی جو کوئی پیتا
ہی مانند میخوار کے بدمست و بیہوش ہوجاتا ہی اور بعد ایک لمحہ کے ہوش مین آتا ہی امیر نے یہ سنکر آزمائش کے لیے
ایک آدھ آدمی کو پانی اُس چشمے کا پلوایا جیسا سعدان شاہ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کہ جسنے پیا بدمست و بیہوش
ہوکر بہکنے لگا بعد تھوڑی دیر کے حالت اصلی پر آگیا امیر نے فرمایا واہ سبحان اللہ کیا قدرت خدا کی ہی سعدان شاہ
نے عرض کیا کہ حضور اور تماشا دیکھیے آگے تشریف لے چلیے صاحبقران آگے بڑھے تھوڑی دور آئے تھے کچھ درخت
دیکھے چھوٹے چھوٹے مگر رنگ اُنکا سفید تھا پھول سرخ و سیاہ تھے پتے مانند سرخ بید کے میوہ مانند انار کے صاحبقران
نے فرمایا واللہ ایسا درخت انار کا آجتک نہین دیکھا سعدان شاہ نے عرض کیا اے شہریار اس انار کو جو کوئی کھاتا ہی
روتے روتے بیہوش ہوجاتا ہی مگر جان کا ضرر نہین ہی ساعت بھر بعد پھر ہوش مین آجاتا ہی امیر نے کئی آدمیون کو
وہ انار کھلوائے وہی صورت ہوئی جیسا کچھ سعدان شاہ سے سُنا تھا فرمایا کیا شان ایزدی ہی کیا کیا چیزین
خلق کی ہین وہان سے اور آگے بڑھے ایک گھاس دیکھی کہ پتی اُسکی مانند عقد پروین کے چمکتی تھی صاحبقران نے
بہت سی تعریفین کین فرمایا کہ مین نے تمام عمر ایسی گھاس نہین دیکھی سعدان شاہ نے کہا اے شہریار رات کو یہ گھاس
مانند چراغ کے روشن ہوتی ہی اور اگر شمع یا کوئی چراغ روشن کرو تو روشنی اُسکی بالکل پھیکی معلوم ہوتی ہی جسطرح دن کو چراغ
کی روشنی بیرونق ہوتی ہی اور جو کوئی اس گھاس کو سونگھتا ہی قہقہے مار مار کر بیہوش ہوجاتا ہی لیکن جان کا خطرہ
نہین ہی بعد ایک ساعت کے ہوش آجاتا ہی صاحبقران رات کو وہین رہے دیکھا کہ شام ہوتے ہی تمام
صحرا عالم نور ہوگیا اور جسکو وہ گھاس سنگھائی وہ ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا اور پھر بعد تھوڑی دیر کے ہوش آگیا امیر نے
فرمایا کیا صنعت صناع عالم عالمیان ہی صبح کو وہان سے آگے بڑھے سیر کرتے ہوے چلے جاتے تھے کہ ایک پہاڑ نظر آیا قریب
اُسکے گئے دیکھا کہ درمیان کوہ مین ایک سوراخ ہی اور اُس سوراخ مین سے پانی مانند فوارے کے اچھل کر آسمان کیطرف
جاتا ہی اور وہان ابر بنکر برستا ہی اور پھر اُسی سوراخ تنگ مین چلا جاتا ہی ایک قطرہ ادھر اُدھر نہین جاتا امیر
نے اور سرداران امیر نے ہرچند تفحص کیا مگر معلوم نہوا کہ پانی کہان سے آتا ہی اور کہان غائب ہوجاتا ہی
فرمایا یہ طلسم قدرت کا ہی غرض تین روز وہین رہے عجائبات دیکھا کیے سعدان شاہ کو خلعت و تاج مرصع و شمشیر
مرصع فرمائی پھر شہر مین آئے مسجدون کی بنیاد ڈالی اب لشکر تیار کرا کر جہازون کی آراستگی ہو رہی ہی قصد
سفر ہی کہ پردہ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اسب اُسطرف متوجہ ہوے سب گروہ شوق ہوئی تو ایک بادشاہ

بجز جاہ نظر آیا کہ مال و اسباب لا انتہا اُسکے ساتھ تھا دیکھا کہ اسطرف چلا آتا ہی امیر نے خیال کیا کہ یہ اگر ڈرنے
کو آتا تو اسقدر اسباب کیون ساتھ لاتا اسے آنے دینا چاہیے اس اثنا مین وہ بادشاہ سامنے آیا امیر اور
بادشاہ اسلام کو مجرا کیا نذر گذرانی قدمبوس ہوا اور عرض کیا کہ دین اسلام مجھے تعلیم کیجے امیر نے کلمۂ ارشاد
فرمایا اور شرع دین محمدی سے آگاہ کیا وہ بسر صدق و صفا مسلمان ہوا اور بہت سے تحفے اپنے دیار کے پیشکش کیے
اور تمام سرداروں اور سپاہ امیر کو اسقدر لعل و جواہر تقسیم کیا کہ بیان سے باہر ہی کوئی ادنی اعلی باقی نہ رہا
تھا کہ جسکو اسنے نہ دیا ہو امیر نہایت خوش ہوے فرمایا کہ اپنے نام سے ہمین آگاہ کر اسنے عرض کیا کہ نام غلام
کا مریخ شاہ ہی مدت سے مشتاق قدمبوسی تھا الحمد للہ کہ آج آرزوے دلی پوری ہوئی حضور کی زیارت سے
آنکھین روشن ہوئین امیر نے جو فصاحت و بلاغت اسکی سنی اور زیادہ مسرور ہوے اور اسکی رنگین بیانی
کی تعریف کی بعد فرمایا ای مریخ شاہ مین اور تمام لشکر میرا تیرا ممنون و مشکور ہی تو نے سب پر احسان کیا ہی مگر تو بھی
ہمسے اپنی حاجت بیان کر کہ مشکل تیری بحکم خدا آسان کرین عرض کیا ای شہریار اسیواسطے غلام حاضر ہوا ہی
مین عجب عذاب الیم مین گرفتار ہون نہ مجھسے کچھ ہو سکتا ہی نہ سپاہ سے کام نکلتا ہی مجھ پر عجیب مشکل ہی فرمایا کہ
جلد بیان کر اُسنے عرض کیا ای شہریار دریا سے ایک دیو نکلتا ہی کوئی ہزار نو سو گز کا اسکا قد ہی دو سینگ سر پر مثل
دو میناروں کے ہین آنکھین مثل طاس خون کے سرخ ہین چنگال مانند شیر کے ہین مگر اتنا بڑا چنگل ہی کہ کئی ہاتھی
اُسمین اسکتے ہین منھ سے اسکے مانند اژدہاے دہان شعلۂ آتش نکلتے ہین جسوقت وہ دیو دریا سے نکلتا ہی اور شہر
مین آتا ہی آدمی جانور جو ذی حیات سامنے اسکے آجاتا ہی لقمہ ہو جاتا ہی وہ دیو جہانتک آدمی کھائے جاتے ہین
کھا جاتا ہی باقی دو دونون جنگلون مین سو سو آدمی دبا لیجاتا ہی لوگ اسکے ڈر سے تہخانون مین چھپنے لگے ہین نقب کے راستے سے
باہر نکلتے ہین اگر دروازہ قلعہ کا بند کر لیتے ہین تو وہ اُڑکر آسمان پر سے آتا ہی جب گولے مارتے ہین وہ اور اونچا
ہو جاتا ہی غرض کر دم اگر ایک آدھ گولا اسپر پڑ بھی جاتا ہی تو اثر نہین کرتا غرض اسکے ہاتھ سے خلقت تباہ و
برباد ہی اگر کوئی کشتی پر سوار ہوتا ہی تو وہ کشتی کو غرق کر دیتا ہی آدمیوں کو کھا جاتا ہی ای شہریار شہر اپنا چھوڑا
نہین جاتا اسکے ہاتھ سے سخت عاجز و پریشان ہین ہزارہا بندگان خدا کا رزق خون ہوتا ہی یہ جو سنا کہ حضور اس طرف
تشریف لائے ہین اور دیو کش ہین اور فریادرس ہین لہذا حاضر ہوا ہون کہ مشکل میری حل کیجیے فرمایا ای مریخ شاہ
پہلے ہم اُس دیو کو مار کر شہر تمھارا پاک کر دینگے تو آگے بڑھینگے چلو ہم تمھارے ساتھ ہین یہ سنکر چند سردار و خواجہ عمرو
کو ساتھ لیا سب لشکر کو مع بادشاہ اسلام وہین چھوڑا اور ساتھ مریخ شاہ کے روانہ ہوے وہ صاحبقران کو
شہر مریخیہ مین لایا پہلے دعوت کی دوسرے دن امیر نے فرمایا ای مریخ شاہ اب مجھے اُس ساحل کا پتا بتا دو
جہان وہ بحر ضلالت رہتا ہی مریخ شاہ ہمراہ امیر کشورگیر کے لب ساحل آیا اور کشتیان طلب کین جب وہ
کشتیان آئین امیر اور مریخ شاہ دونون سوار ہوے ہر چند امیر نے منع کیا لیکن مریخ شاہ نے نہ مانا عرض کیا
ای شہریار میری جان آپ کے دم کے ساتھ ہی اگر خدا نخواستہ کوئی افتاد پڑے تو پہلے مجھپر پڑے یہ نہو کہ میری
وجہ سے آپ گرفتار بلا ہون اور مین بچ جاؤن تو آپ کے لشکر کو اور بادشاہ اسلام کو کیا منھ دکھاؤن امیر نے
فرمایا کہ انشاء اللہ اُس دیو کو مارونگا تم کیون ہراسان ہو غرض کشتیان ملاح کھیتے چلے جاتے ہین امیر سیر دریا مین
مصروف ہین مریخ شاہ سے دمبدم استفسار کرتے جاتے ہین کہ وہ دیو کس مقام سے نکلتا ہی مریخ شاہ کہتا آتا ہی کہ وہ مقام
قریب ہی کہ ایک مرتبہ دریا مین تلاطم ہوا اور آواز نعرے کی بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہو گئے دریا شق ہوا

اور ایک دیو مانند کوہ کے نکلا اور منھ کھولکر کشتی کیطرف چلا کہ کشتی کو نگل جائے پس یہ دیکھتے ہی صاحبقران
اور سرداران صاحبقران نے تیر بجر کمان مین پیوستہ کیے چاہتے تھے کہ مارین دیو سیانا تھا غوطہ مار گیا مگر اُسکے
تلاطم مین کشتیان منتشر ہوگئین بعد ایک ساعت کے اُس دیو نے قریب ایک کشتی کے سر نکالا وہ کشتی مریخ شاہ
کی تھی نہ امیر کشورگیر کی تھی بیس دنی آدمی اُسپر بیٹھے ہوے تھے کہ جنکا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا تھا دیو نے کشتی کو الٹ دیا
تمام آدمی غرق ہوگئے ایک قیامت برپا ہوئی دیو پھر دریا مین غوطہ مار گیا امیر نے نعرہ کیا کہ او نامرد کہان جاتا ہی
دیو پھر نکلا لوگ چلائے خداوندا بچانا ابھی ایک کشتی ہاتھ سے اس موذی کے ڈوب چکی ہی دیو قریب کشتی امیر کے
آیا ہاتھ بڑھا کر چاہتا ہی کہ کشتی اُلٹے امیر نے ہاتھ پہ ہاتھ ڈالدیا دیو نے چاہا پہلے اس آدمزاد کو کھینچکر منھ مین
رکھلون ادھر دیو نے کھینچا اُدھر امیر نے زور کیا ادھر کشتی بیٹھنے لگی امیر نے دیکھا کہ کشتی مفت ڈوب جائیگی اپنا
لنگر ہلکا کرکے جست کی کر دیو کے شانے پر جا بیٹھے دیو نے چاہا امیر کو لیکر بیٹھ جائے امیر نے لنگر مار کر دیو سمیت غرق
دریا ہوے دیو گھبرا گیا کہ یہ آدمزاد بلا کا ہی یون اس سے جان نہ بچیگی اسے لیکر اُڑنا چاہیے اور آسمان پر سے
پھینکنا چاہیے کہ ہڈیان اسکی چور ہوجائین یہ خیال کرکے دریا سے نکلکر اُڑا امیر نے لنگر ہلکا کردیا دیو امیر کو
لیکر بہت اونچا ہوگیا مریخ شاہ دیکھ رہا ہی تمام سرداران امیر کی یہ حالت ہی کہ نگاہ آسمان سے لڑی ہوئی ہی
اور تعجب کر رہے ہین کہ امیر کا لنگر یہ دیو اسطرح توڑ لیگیا کہ یکایک اُس دیو نے چاہا کہ امیر کو پھینکے صاحبقران نے
بغلون مین سے ہاتھ نکال کر منھ کے گانٹھ لیے اور لشت پر قائم ہوکر لنگر مارا کہ دیو سمیت زمین پر آرہے دیو غصے مین
عاجز آکر کشتی لڑنے لگا امیر نے گھڑی بھر مین لنگر اسکا توڑا اور چت کیا چڑھ چھاتی پر گلا اسکا گھونٹ کر
مار ڈالا اور سر دھڑ سے کھینچ کر سامنے مریخ شاہ کے ڈالدیا جسم ناپاک اُسکا دریا مین پھینکدیا مریخ شاہ
قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ یہ حضور ہی کیواسطے بات ہی کہ ایسے دیو کو یون مارا اب
غلام امیدوار ہی کہ حضور دو ہفتے اور غلام کے شہر مین رونق افروز رہین در بندر مریخیہ کو چلکر اپنے یمن قدم سے
منور و ممتاز فرمائین امیر عالی شان نے پہلے تو تامل فرمایا بعد اُسکے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی جبتک لشکر ہمارا آئے
ہم تمہارے جزیرے مین مقیم ہین اور ہرکارون کو روانہ کیا کہ جاکر بادشاہ اسلام اور سعدان شاہ سے کہو کہ ہم
مریخ شاہ کے یہان مہمان ہین آپ بھی یہین تشریف لائیے کہ اسی طرف سے مالک فرعونیہ کو روانہ ہونگے
ہرکارے تو حکم سنکر اُدھر روانہ ہوے امیر کشورگیر مریخ شاہ کے ساتھ در بندر مریخیہ مین داخل ہوے سیر
کرتے ہوے ایوان شاہی مین آئے مریخ شاہ نے نہایت دھوم سے دعوت کی سب اہل شہر آکر بصدق
ہوے اور از سر صدق مسلمان ہوے صاحبقران نے مریخ شاہ سے کہا کہ بتخانے تڑوا ڈالو اور
مسجدین بنواؤ اسی وقت سے بتخانے توڑے جانے لگے اور مسجدون کی بنا پڑنے لگی مسجد جامع چھٹے روز
تیار ہوگئی اُسمین صاحبقران نے نماز جماعت پڑھائی ساتوین دن امیر اور مریخ شاہ شہر سے نکلکر
واسطے شکار کے چلے تھے کہ سامنے سے ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا ہرکارے خبر کیلیے روانہ ہوے بعد تھوڑی دیر
کے آکر عرض کیا کہ لشکر اسلام آتا ہی جب وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو لشکر چلا آتا ہی امیر کشورگیر
مع مریخ شاہ آگے بڑھے بادشاہ اسلام کا استقبال کرکے شہر مین لائے مریخ شاہ نے بادشاہ اسلام کی مع
لشکر دعوت کی بادشاہ نے اکیس پارچے کا ایسا بھاری خلعت عطا کیا کہ اُس سے اُٹھ نہ سکتا تھا بعد اُسکے
امیر نے سامان سفر مہیا کیا غلہ اور میوہ بہت سا بھروا لیا مریخ شاہ کو چلتے وقت امیر نے ایک خلعت عنایت کیا

سعدان شاہ کو اُسکے شہر کیطرف رخصت کیا آپ مع لشکر اور سردارون کے جہازون پر سوار ہوکر تعاقب مین
نمرود شاہ باختری کے روانہ ہوے جاسوسون کو واسطے خبر کے آگے روانہ کیا کہ جلد خبر لاؤ وہ ملعون اس عرصے مین
کہان پوشیدہ ہوا اور آپ ایک پر تکلف کشتی پر بیٹھکر سیر کرتے ہوے روانہ ہوے ایک روز امیر نے ملاحون کو
دیکھا کہ نہایت مضطر ہین پوچھا کہ باعث تمھارے اضطراب کا کیا ہی ملاحون نے عرض کیا ای شہریار اس نواح مین
کنارے دریا کے ایک مقام ہی کہ لوگ وہان کے نہایت زبردست وخونخوار ہین سر انکے مانند چیتے کے سنہ مثل فیل
بدست کے پنجے مثل شیر کے ناخن خرس کے سے ہین غذا اُنکی فقط درختون کے پھل ہین اور کوئی چیز نہین کھاتے دریا کے
کنارے کھڑے رہتے ہین جب کوئی کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہی سب ملکر دریا مین کود پڑتے ہین اور لوگون کو پکڑ
لیجاتے ہین اور چیر پھاڑ کر خشک کرکے رکھ چھوڑتے ہین اور تحفہ جانکر تھوڑا تھوڑا کھاتے ہین اُنکے خوف سے کوئی اس
راہ سے نہین گذرتا ہم رات کو غافل ہوکر ادھر نکل آئے امیر نے ملاحون سے ارشاد کیا تم ہرگز اضطراب نہ کرو اگر
چاہا پروردگار عالم نے تو مین روے زمین پر دد و دام حرامی ذرد شیاطین جتنی بلائین ہین سب کو دفع کرونگا اور
جبتک جسم مین جان ہی راہ خدا مین جہاد کرونگا اور حکم کیا کہ جلد کشتیان اسیطرف لیچلو غرض چوتھے روز سواد شہر معلوم ہوا
دیکھا کہ قلعہ نہایت مستحکم اور بلند سر بفلک کشیدہ ہی اور دروازہ پر اُن لوگون کا ہجوم ہی قضاے کار دو شخص اُس قوم
کے قلعے سے سیر کیواسطے آئے تھے گذر اُنکا دریا کیطرف ہوا جیسے ہی اس لشکر کو دیکھا شور و غل مچاتے ہوئے اپنے شہر
کیجانب روانہ ہوے سب کو جاکر اطلاع کی بس یہ سنتے ہی وہ سب خوش ہوکر مسلح و مکمل شہر سے باہر آئے اور حلقہ
باندھکر کھڑے ہوے لشکر کو دیکھنے لگے کہ فرسخ در فرسخ فوج اُتری ہوئی ہی حوصلہ نہ پڑا کہ لشکر پر آئین یا کسی کو ایذا
پہونچائین مگر حمزہ صاحبقران نے جو انکو دیکھا کہ حلقہ باندھے ہوے کھڑے ہین فرمایا کہ ایک کو ان لوگون مین سے
بلا لو کچھ آدمی لشکر امیر سے بڑھکر پکارے کہ تم مین سے ایک شخص کو ہمارا آقا بلاتا ہی کچھ کہنا ہی اُنمین سے ایک پلنگ سر
کہ نہایت زبردست و جری تھا سامنے امیر باتوقیر کے آیا سلام کیا امیر نے استفسار کیا کہ حاکم تمھارا کہان ہی
اُسنے جواب دیا کہ بادشاہ ہمارا ابھی تک قلعے سے باہر نہین آیا ہی جسوقت قلعے سے نکلے گا اُسوقت دیکھنا کیسا
ہی اور کسقدر لشکر اُسکے ساتھ ہی امیر نے فرمایا کہ تم جاکر اپنے بادشاہ سے کہو کہ ایک پہلوان نامور کہ ہاتھ سے اُسکے
بہت سے شاہان شہ زور اور کفار جہنم واصل ہوے ہین اب اُسکا گذر ادھر ہوا ہی چاہتا ہی کہ تمکو بھی دیکھے اُسنے
عرض کیا کہ مین اسیطرح جاکر کہونگا اور وہان سے روانہ ہوا سب ساتھ والون سے آکر بیان کیا پھر بادشاہ
کیخدمت مین روانہ ہوا دوسرے روز بادشاہ پاس پہونچا نام بادشاہ کا خسرو پلنگ سر ہی اُس سے تمام حال
بیان کیا خسرو نے جو یہ حال امیر باتوقیر کا سنا مانند مار سر و دم بریدہ کے بل کھایا اور حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہو اور سرنگلی
کو سردار لشکر کرکے آگے بھیجا دوسرے روز آپ بھی کوچ کرکے روانہ ہوا القصہ مقابل لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اُتر خسرو پلنگ سر
تخت پر آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ان سب کو
نہ مار کر کھایا ہوگا تو نام اپنا خسرو پلنگ سر نہ رکھا ہوگا قدرت فرعون شاہ کی یہ لوگ کہ جنکو ہم پکڑ کر کھاتے ہین
وہ ہمارے مقابلے کو آئین اور ہمین ذرا نہین دھمکائین کچھ لوگون نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ لوگ
زبردست روزگار ہین آپ نہین جانتے الغرض نقارہ رزمی گڑگڑایا گویا ابر جوش مین آکر گرجنے لگا ہرکارے خبر لیکر
لشکر امیر مین آئے اور عرض کیا کہ پلنگ سرون نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان
بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی القصہ دونون طرف رات تیاری جنگ مین بسر ہوی صبح ہوتے

ستارے مانند چراغ صبح کے جھلملا کر غائب ہونے لگے باد سحر چلنے لگی اشجار جھومنے لگے مرغان دشت و دریا تعریف
پروردگار عالم مین مصروف ہوئے امیر کشور گیر فریضۂ سحری ادا کرکے اشقر پر سوار ہو کر مع فوج میدان قتال مین
صف آرا ہوئے اُدھر سے خسرو شاہ تخت پر بیٹھا ہوا شیر کنگلی آگے آگے مرکب پر سوار پشت پر فوج پلنگ سرون
کی لیے ہوئے مقابل لشکر ظفر پیکر امیر صف آرا ہوا جب دونون طرف صف بندی ہو چکی نقیب نہیب دیکر چلے گئے
لشکر پلنگ سرون مین سے شیر کنگلی نے مرکب کو نکالا سامنے تخت خسرو شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی خسرو شاہ نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ جاؤ حوالہ کیا خداوند فرعون کے وہی تمھارا نگہبان ہی شیر کنگلی
بار دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ ای لشکر خدا پرستان وای گروہ مسلمانان ہی کوئی تم مین
سے ایسا کہ میرے مقابلے کو آئے پوری بات مُنھ سے نکلی تھی کہ شاہزادہ سلطان سعد نبیرۂ صاحبقران
پسر عمرو بن حمزہ مرکب بڑھا کر سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آیا پیادہ ہوا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ سپرد کیا پروردگار عالم کے کہ وہ حافظ حقیقی ہی اور جام کُل عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر مست
بادۂ شجاعت ہو کر مرکب پر بیٹھ کر عازم میدان قتال ہوا شیر کنگلی سلطان سعد کو آتے دیکھکر نگاہ وزن ہوا
مرکب اُسکا چھ قدم پسپا ہوا اور گھوڑا شہزادے کا کوئی دو تین قدم پیچھے ہٹا شیر کنگلی نے پوچھا کہ نام آپکا
کیا ہی فرمایا مجھے سلطان سعد نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کہتے ہین وہ بولا ای خدا پرستو تم ہمسے ڈرتے نہین جو
ہمارے مقابلہ کو آئے ہو شاہزادہ پکارا ادنا پکار ہم زمانے مین کسی سے نہین ڈرتے سوا پروردگار عالم کے یا
بزرگان دین کے تیری کیا حقیقت ہی بس یہ سنکر وہ آگ ہو گیا اور نیزہ اٹھا کر مارا شاہزادے نے نیزہ تیرے پر
روکا لگی نیزہ بازی ہونے غرض چند طعنون مین شاہزادے نے نیزہ شیر کنگلی کا ہوائی کیا اُسنے تلوار ماری
شاہزادے نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ شیر کنگلی مارا گیا شاہزادہ
نے مبارز طلب کیا عفریت پلنگ سر اجازت لیکر میدان مین آیا پکارا غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے بہادر
کو مار ڈالا کیا تو جادوگر ہی شاہزادے نے فرمایا مین ہرگز جادوگر نہین ہون لیکن زور آور ہون مین نے مارا
اُسنے کہا اچھا اگر تو زور آور ہی تو مجھسے کشتی لڑ شاہزادے نے کہا بہتر اُسنے کہا گھوڑے سے اُتر پے سپر تلوار
رکھکر آئیے یہ سیدھے سادھے مرکب سے کود کر تلوار ڈھال ہاتھ سے رکھکر عفریت کیطرف دوڑے وہ بھی
مرکب سے کودا لیکن تیغ بکف شاہزادے پر دوڑا اور آتے ہی تلوار ماری شاہزادے نے دیکھا کہ اسنے دغا کی
بس آتی تلوار کو خیال مین کرکے تھیلی دی کہ تلوار بیٹھی پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین کر پھینک دی اور فرمایا او
دغا باز یہ کیا حرکت نامردانہ تھی عفریت پلنگ سر لپٹ پڑا لگی کشتی ہونے جب اُسنے دیکھا کہ مین کسی
طرح سے غالب نہ آؤنگا کاٹنے لگا دو تین چٹکیان بھرین سلطان سعد کو غصہ آیا بس اُسی طیش مین گھونسا
مُنھ پر مارا بس پشت مُنھ اُسکا پھر گیا اور تڑپ کر مر گیا شاہزادہ بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور پھر مبارز طلب
کیا اور کہا معلوم ہوا تم لوگ دغا باز بھی ہو یہ سنکر اور ایک پلنگ سر کہ نام اُسکا ابلیس پلنگ سر
تھا یہ بھائی ہی عفریت پلنگ سر کا خسرو پلنگ سر سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا او مرد سیاہ
سفید ندان غضب کیا تو نے کہ دو بہادرون کو مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر آرہ پشت نہنگ
مارا شاہزادے نے آتے آرے پر تلوار ماری کہ آرے کے دو ٹکڑے ہوئے اُسنے ٹکڑا آرے کا ہاتھ سے پھینک دیا
اور تلوار کھینچکر ماری سلطان سعد نے آتی تلوار خیال مین رکھ کے جب تلوار قریب آئی دھار بچا کر

ہاتھ قبضے پر ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اٹھالیا پر
چرخ دیکر طرف آسمان کے اچھالدیا گرتے وقت چورنگ ہوائی کاٹا غرض اسی طرح شام تک سترہ پلنگ سر قرن
کو مار کر واصل جہنم کیا طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے خسرو پلنگ سر نہایت متردد داخل
بارگاہ ہوا دربار جمع ہوا اسنے خطاب کیا اہل دربار سے کہ یہ لوگ نہایت زبردست معلوم ہوتے ہین پر حجاب
ہونا مشکل ہے یہ سنکر آہو نہنگ باز گیر اپنے جنگل سے اٹھ کھڑا ہوا اور دست ادب بستہ خسرو شاہ سے کہا کہ
کل مین سامنا کرونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے خسرو شاہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ زرمی پر
چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی یہ خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ پلنگ سرون نے پھر طبل جنگ بجوایا ہے
فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ چار پہر رات سامان جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دینے لگے کہ کون ایسا مرد بہادر ہے کہ نام اپنے باپ دادا
کا روشن کرے اور افسانہ رستم و سہراب کا مٹادے یہ سنتا تھا کہ آہو نہنگ باز گیر نے بودا باگ کا لیا سامنے
تخت خسرو شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی اسنے کہا کہ جاؤ سپرد کیا ہے خداوند فرعون کو آہو نہنگ
سلام کرکے بار دیگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا لیکن صورت اسکی یہ ہے کہ سر تو پلنگ کا ہے اور منھ اور کان
مثل فیل کے ہین آکر غرایا اور مبارز طلب ہوا سلطان سعد بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا آہو نہنگ بولا
کہ اے خدا پرست کیا نام ہے تیرا جواب پایا کہ نام میرا سلطان سعد ہے پوتا ہون امیر کشور گیر کا اسنے کہا کہ کل تونے
شیر کنگی سے جوان کو کیونکر مارا فرمایا کہ بزور شمشیر بس یہ سنکر آگ ہو گیا پکارا کہ آج مین تجھے بزور شمشیر مارونگا
شاہزادہ یہ سنکر ہنسا اور فرمایا کہ مین نے تجھ ایسے کلب بہت سے جہنم واصل کیے ہین مین تیرے اس زور شور
کو نہین ماننے کا اور نام تیرا کیا ہے اسنے جواب دیا کہ مجھے آہو نہنگ باز گیر کہتے ہین قوم پلنگ سر سے ہون
صورت چیتے کی ہے اور خصلت شیر کی رکھتا ہون سلطان سعد نے کہا بس لاف و گزاف کرنے سے کیا حاصل ہے شعر
زبان بر کش و تیغ را کش غلاف ✤ کہ جائے سخن نیست دشت مصاف ✤ جو کچھ حربہ رکھتا ہے لا شعر
بیار آنچہ داری ز مردی نشان ✤ کمان کیانی و گرز گران ✤ بس یہ سنتے ہی اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا
اور کھینچکر تلوار سر بنا کر ہاتھ بھرے کا مارا اور پکارا کہ یہ طمانچہ ہے قضا کا سلطان سعد نے سپر سر کی طرف بلند کی تھی
جیسے ہی دیکھا کہ حریف نے دھوکا دیا ہے بس جلدی سے دہنے ہاتھ مین تلوار تھی پشت شمشیر پر وار اسکا روکا اور ہاتھ
تلوار کا مار کر کہا کہ وہ تھا دیکھ یہ طمانچہ ہے قضا کا تلوار جو پڑی ہے اسطرف سے گوش مع سر قلم کرکے دوسرے کان
اور عارض اور بینی کو کاٹ کر صاف نکل گئی آہو نہنگ باز گیر مارا گیا بھائی نے اسکے جو یہ حال دیکھا گریبان
پھاڑا اور با شمشیر برہنہ دوڑا برابر سعد کے آکر تلوار ماری شاہزادے نے تلوار اسکی رد کرکے اب جو ہاتھ تلوار
کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے شاہزادے نے مبارز طلب کیا ارژنگ پلنگ سر اجازت لیکر میدان جنگ مین آیا
لگا و زرن ہوا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی سعد نے نیزہ ارژنگ کا ہوائی کیا اسنے غصے مین آکر گرز مارا
شاہزادے نے کل عمود پر ہاتھ ڈالدیا زور ہونے لگے گھوڑے لنگرون کی تاب نہ لاسکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون
جوان کود کر مرکبون سے مصروف کشتی ہوئے سلطان سعد نے گھڑی بھر مین ارژنگ کو دے مارا اور چیر پھینک دیا
گیرنگ پلنگ سر آیا وہ بھی مارا گیا القصہ تین پہر مین تینتیس پلنگ سر واصل جہنم ہوئے خسرو پلنگ سر نے جو یہ
حال دیکھا حکم دیا فوج کو کہ مارلو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے غضب کیا اسنے کہ کل سے آجتک کیسے ایسے سردار

مارے بس تمام پلنگ سر پکڑ پکڑ کر حربے دوڑ پڑے ادھر سے سلطان نے بھی قتل پر اُن کفار کے کمر باندھی
تلوار چلنے لگی امیر کشور گیر نے یہ حال جو دیکھا کہ تمام پلنگ سر شاہزادے پر آ پڑے ہین بس اشارہ کیا غازیان
دیندار کو وہ سب تیغ بکف آ پڑے لگی تلوار چلنے خون کی ندیان بہنے لگین جبین سر مانند حباب معلوم ہوتے تھے
اور دست و پا کٹ کٹ کر جو گرے تھے مانند ماہی بے آب دریاے خون مین تڑپ رہے تھے طوفان آب تیغ
برپا تھا غرض عین گرمی جنگ مین سلطان سعد سے اور قاہر شیر گیر سے سامنا ہوا قاہر نے تلوار ماری سعد نے
تلوار اُسکی چھین لی اور کمر بند پکڑ کر قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا گھوڑے سے کود کر مشکین باندھ
عیار کے سپرد کیا اور آپ پھر عازم قتال ہوا اُدھر علمشاہ رومی لڑتا ہوا خسرو پلنگ سر پاس پہونچا اُسنے تلوار
ماری علمشاہ نے تھپکی دی کہ تیغ کٹ پڑی ہاتھ قبضے پر ڈال کر مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ
اُٹھا لیا غرض شام تک لڑائی رہی آخر فوج بے سردار شکست کھا کر بھاگی امیر با فتح و فیروزی میدان سے پھرے
قاہر اور خسرو شاہ کو زندانخانے مین بھجوا دیا آپ خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے اور
حکم کیا کہ لاؤ خسرو پلنگ سر اور قاہر شیر گیر کو داروغہ زندانخانہ اُسیوقت دونون قیدیون کو لیکر حاضر ہوا خسرو
اور قاہر نے بطریق فرعون پرستان سلام کیا جواب سلام کسی نے نہ دیا مگر امیر با توقیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی اور
فرمایا کہ اے خسرو شاہ اگر تو مسلمان ہو جاے تو مین تیری بادشاہی پھر تجھکو دیدون نہین تو مارا جائیگا اور چند
کلمے مذمت کفر مین بیان کیے اور بہت کچھ تعریف پروردگار عالم کی بس خسرو شاہ کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور
دست بستہ عرض کیا کہ جبتک جیتا ہون غلام ہون امیر نہایت خوش ہوے اور تاج و تخت اُسے بخشا اور
ایک خلعت بہت بھاری عنایت کیا خسرو شاہ امیر سے رخصت ہو کر اپنے شہر مین گیا سب کو مسلمان کیا
بعد اُسکے امیر کو شہر مین لیگیا دعوت و ضیافت کی امیر نے سکہ و خطبہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری کروا دیا
بتخانے تڑوا کے مسجدین بنوائین بعد آٹھ روز کے سامان سفر مہیا کیا خسرو شاہ سے رخصت ہو کر جہازون پر
مع لشکر کثیر سوار ہو کر تعاقب مین زہر شاہ باختری کے روانہ ہوے کوچ بکوچ چلے آتے ہین کہ ایک جزیرہ
سبز و خرم مین پہونچے کشتیان کنارے پر قائم ہوئین لب ساحل خیمے برپا ہوے اُس دن تو استراحت کی
دوسرے روز سے مصروف سیر و شکار رہے ساتوین روز چاہا کہ کشتیون پر سوار ہون کہ ایک شور و غل کشتیون
کی طرف سے پیدا ہوا صاحبقران نے کہا جلد خبر لاؤ کہ یہ غلغلہ کیسا ہے ملاحون نے آکر سلام کیا اور دست بستہ
عرض کیا کہ اے شہریار ہم راہ راست گم کرکے اسطرف آئے تھے یہان سے قریب جزیرہ ہے شتر سرون کا کہ دہشت سے
اُنکی انسان کی تو کیا حقیقت جانوران درندہ تک رات کو نہین رہتے انھین کے خوف سے یاجوج و ماجوج نے
سد باندھی ہے اور بادشاہ اُن سبھون کا سپہدار شتر سر نام ہے اگر ارشاد ہو تو اس راہ سے جلد پھر چلین کیونکہ ابھی
انھین خبر نہین ہوئی ہے کہین ایسا نہو کہ لشکر کو آسیب پہونچے اور وہ آ جائین اور تعاقب کرین یہ جو صاحبقران
نے سنا فرمایا کہ اے ناخدا تو مرد عاقل ہے تجھکو زیبا نہین ہے کہ یہ کلمے کہے جب تمام شیر سرون اور فیل سرون اور
پلنگ سرون کو زیر کیا تو انکی کیا حقیقت کہ میرے لشکر کو آزار پہونچائینگے اگر چاہا خالق عالم نے تو سب
شتر سرون کو مار ڈالونگا یا مسلمان کرونگا یہی گفتگو تھی کہ غل اُٹھا اور خاک اُڑی دیکھا شتر سر دریا سے آتے ہین غوطہ
مارے ہوے قوی بازو قوی ہیکل مانند دیوون کے آ پہونچے لشکر اسلام نے جو اُنکو اس ہیئت سے دیکھا جلد صف باندھ کر
کھڑے ہوے اور اُنکو دیکھ دیکھ کہتے ہین کہ کیا قدرت ہے پروردگار عالم کی کہ اُسنے کیا کیا شکلین پیدا کی ہین اُدھر شتر سر

پہونچکر صف باندھکر کھڑے ہوئے لیکن لشکر اسقدر کثیر تھا کہ اُنکی ہمت نہ پڑی آپس مین صلاح کی کہ سو سو و دو دو سو روز
مارلیجائینگے اور بھون بھون کر کھائینگے اور اگر جاڑ پڑینگے تو کچھ بنائے نہ بنیگی یہ خیال کرکے ایک شتر سر فیل مست
پر سوار گرز آہنی لیے ہوئے نہایت زبردست کہ نام اُسکا حمال شتر سر گرز زن تھا بادشاہ سے اپنے اجازت لیکر
میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ ای گروہ خدا پرستان ہو کہ تم مین سے کوئی ایسا مرد زبردست و بہادر کہ میرے مقابلہ کو
آئے اور ضرب گرز سے سلامت بچکر جائے پس یہ سُننا تھا کہ شاہزادۂ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان جم زیر خاوری
مرکب بڑھاکر سامنے تخت بادشاہی کے آیا گھوڑے سے اُترکر سلام کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ سپرد کیا
پروردگار عالم کو وہی تمھارا حافظ و معین ہی اور جام کلۂ عفریت عنایت کیا شاہزادہ جام پی کر بار دگر مرکب
پر سوار ہوکر گھوڑے کو جھپکا کر سامنے اُس شتر سر کے آیا اُسنگاہ اُس شتر سر پر بڑی عجب ہیئت دیکھی کہ سر تو شتر کا
اور جسم فیل کا دانت مانند گراز کے نکلے ہوئے گردن دراز مُنہ سیاہ دل مین کہا کہ یہ آدمی تو کاہیکو ہی قسم دیو سے
معلوم ہوتا ہی کیونکہ یہ قوت انھین مین خدا نے دی ہی جیسی چاہین شکل بنالین ادھر اُس شتر سر نے جو قاسم
کو دیکھا کہ مانند آفتاب کے چہرہ روشن ہی پوچھا کہ تو کون ہی اور سردار لشکر سے کیا علاقہ رکھتا ہی فرمایا کہ مین
پوتا ہون حمزۂ صاحبقران کا بیٹا ہون شاہزادۂ علمشاہ رومی کا کہ جسنے ابھی شیر مردون کو تباہ و برباد
کردیا تھا ایک ایک میدانداری مین بیس بیس کو مارا اُسنے کہا کہ کیون اپنی جوانی برباد کرتا ہی سجدہ کر خداوند
فرعون شاہ کو اطاعت میری اختیار کر تاکہ جان تیری بچ جائے فرمایا کیا بکتا ہی او مسخرے فرعون کیا کُتا
ہی اُسنے غضبناک ہوکر گرز گران سرپیچ دیکر قاسم پر مارا قاسم نے آتے گرز کو خیال مین رکھا جب گرز قریب سر
پہونچا کلۂ عمود پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا کہ گرز اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا بس خبردار و ہوشیار رکھکر وہی گرز مارا
اُسنے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر گرز جو پڑتا ہی لنگر نہ رک سکا سپر ہاتھ سے چھوٹی سر پر گرز پورا بیٹھا کہ سپر سر مین
اور سر گردن مین گردن سینے مین سینہ پیٹ مین پیٹ کمر مین کمر کولون مین کولے ہاتھی مین ہاتھی پیوند زمین
ہوگیا ایک تتق گرد بلند ہوا قاسم نے نعرہ کیا کہ خبر لو اس حرامزادے کی آکر بھائی اسکا حمال شتر سر تبر زن دوڑکر آیا
پانی کا چھینٹا دیا گرد مین گھس کر جو دیکھا تو ایک تھالا خون کا پایا نہ فیل کا پتا تھا نہ حمال کا نشان تھا بس یہ
دیکھتے ہی کلیجہ اسکا خون ہوگیا پکارا غضب کیا تو نے کہ بھائی کو میرے مار ڈالا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
یہ کہتا ہوا دوڑ پڑا اور آتے ہی تبر زین قاسم پر مارا قاسم نے آتی ضرب پر تیغہ بلارک افراسیابی جو مارا سر
تبر زین کا کٹکر گرا اور خالی دستہ ہاتھ مین رہگیا اُسنے دستے کو پھینک کر تیغہ کمر سے کھینچکر قاسم پر مارا قاسم نے
پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے قاسم نے پھر مبارز طلب کیا جوپان شتر سر
میدان مین آیا بعد از گفتگوے بسیار اُسنے تلوار ماری قاسم نے سپر پر تلوار روکی اور اُسی اثنا مین کمر کا ہاتھ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے الغرض اُس روز قاسم نے پچاس شتر سرون کو مارا شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر
اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے پھر شام سے طبل جنگ بجا کیا صبح کو صفین آراستہ ہوئین گردان گرد شتر سر کہ سالار
لشکر زبردست روزگار تھا کہ اُسی پر سلطنت کا شتر سرون کی بھروسا تھا میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ وہ اجل رسیدہ
کہان ہی جسنے کل پچاس بہادرون کو مارا کہ آج اُسکی قضا میرے ہاتھ ہی بدیع الزمان نے قصد کیا کہ مین
جاؤن مگر قاسم اپنے کلمے سُنکر کب رُکتا ہی اُڑاکر مرکب سامنے تخت بادشاہ کے آکر اجازت لیکر میدان مین
آیا تگاور زن ہوا کہ گردان گرد کو گرد برد کر دیا اُسنے کہا کہ ای جوان تو اس کوتاہ قد و قامت پر ایسا زبردست

ہے کہ ایسے بہادرون کو تو نے بزور شمشیر مارا تجھکو لازم ہے کہ اطاعت میری کرین تیرا بہت مرتبہ کرونگا ورنہین تو
مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا قاسم نے کہا اشتر سر کیا مجال ہے تیری کہ تو مجھے قتل کر سکے اگر جا پروردگار عالم
نے تو انھین سب تیرے ہمچشمون کیطرح تجھے بھی مارونگا یہ سنکر وہ بہت برہم ہوا اور ارہ پشت نہنگ قاسم
پر مارا قاسم نے آتے ارے پر تلوار ماری کہ ارے کے دو ٹکڑے ہوے اُسنے وہی ٹکڑا ارے کا مُنہ پر قاسم کے
کھینچ مارا قاسم نے خالی دیا گردان گرد اشتر سر مرکب سے کود کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو قاسم کے پی کرے
قاسم ارادہ اُسکا سمجھ گیا کود کر مرکب سے تیغ بکف دوڑا اُسنے سپر تلوار ہاتھ سے رکھدی اور کہا کہ اگر قوت رکھتا
ہے تو مجھسے کشتی لڑ قاسم نے بھی تلوار ہاتھ سے ڈالدی اور جھپٹا مگر وہ مکار اب اپنے مقام سے آگے نہ بڑھا جب
قاسم قریب پہونچا تنہا پا کر اُسنے اپنی تلوار اُٹھا کر قاسم پر ماری قاسم کو بھی چھتیس فن سپہ گری کے یاد ہین وار
بدلکر خالی دی وہ اپنے زور مین اوندھے مُنہ زمین پر جا رہا قاسم نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر
پنجہ تلوار چھین کر پھینک دی وہ لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی قاسم نے گھڑی بھر کے عرصہ مین لنگر اُسکا توڑا اور
سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کود کر چھاتی پر دھڑ سے سر اُسکا کھینچ لیا بس یہ جو دیکھا اشتر سرون نے کہ سپہ سالار
مارا گیا سمجھ گئے کہ یہ بڑا زبردست ہے یون نہ مارا جائیگا بلوہ کرکے اسے قتل کرو سب کے سب دوڑ پڑے
ادھر سے قاسم بار دگر مرکب پر سوار ہوکر بکڑ کر ملارک افراسیابی جا پڑا قتل کرنا شروع کیا امیر نے جو یہ
کیفیت دیکھی اشارہ کیا غازیان دیندار کو وہ سب تیغ بکف دوڑ پڑے جنگ مغلوبہ ہوئی مین گرمی جنگ مین
قاسم تلوارین مارتا ہوا قریب تخت سپہدار اشتر سر کے پہونچا اُسنے تلوار ماری قاسم نے تلوار اُسکی چھین کر
کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سردار کے اسیر ہوتے ہی تمام اشتر سر شکست کھا کر بھاگے چھ ہزار اشتر سر مارے گئے امیر
بفتح فیروزی وہانسے پھرے قاسم تا بارگاہ سپہدار اشتر سر کو ہاتھ پر بلند کیے ہوے لایا سامنے امیر کے مشکین باندھکر
ڈالدیا فرمایا کہ اُسے زندانخانے مین بھیجدو صبح کو دیوان کیا جائیگا اُسیوقت آہنگرون کو بلا کر اسیر غل و زنجیر کرا کر
قیدخانے مین بھیجدیا دوسرے روز جب دربار معمور ہوا امیر نے فرمایا کہ لاؤ سپہدار کو اُسیوقت لاکے موجود کیا
اُسنے آکر سلام کیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مین نے غلامی حضور کی اختیار کی فرمایا لعنت کر فرعون پر اور
کلمہ بتایا اُسنے ہزارہا لعنتین فرعون پر کین اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کرائی خلعت
عنایت کیا سپہدار اشتر سر امیر سے رخصت لیکر اپنے شہر مین آیا سبکو بھی مسلمان کیا اور تحفے لیکر پھر خدمت صاحبقران
مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب حضور شہر کو میرے قدوم میمنت لزوم سے منور و ممتاز فرمائین ارشاد کیا کہ اچھا کیا
مضائقہ ہے اُسنے جا کر دعوت کی تیاری کی بادشاہ اسلام اور امیر ذوالاحترام کو مع سرداران عالی مقام کے گیا
انواع اقسام کے طعام لذیذ کھلائے بعد اُسکے معشوقان پری جمال حور تمثال کو طلب کیا وہ مصروف رقص و غنا
ہوئین صحبت عیش و عشرت آراستہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ سبحان اللہ اس قوم مین خدا نے ایسے حسین پیدا کیے
ہین کہ مقابل حوران بہشت کے ہین عین صحبت رقص مین سپہدار اشتر سر شاہ نے عرض کیا کہ حضور اگر کہین تو بندہ
نی و چنگ و رباب و موسیقار بجائے فرمایا کہ ضرور ہمکو اشتیاق پیدا ہوا سپہدار اشتر سر نے جو ساز بجائے سب کو محو
کردیا کبھی رلادیا کبھی ہنسا دیا کبھی سلادیا کبھی جگا دیا امیر نے بہت تعریفین کین سب سرداران کی یہ
کیفیت تھی کہ سوائے واہ وا کے دوسری صدا مُنہ سے نہ نکلتی تھی عمرو نے بھی بہت سی تعریف کی اُسنے سلام کیا اور
کہا خواجہ صاحب یہ مجال میری نہین کہ آپ کے سامنے بجا سکون مین نے آپکی بہت تعریف سنی ہے اب امیدوار ہون کہ

کر کچھ حضور بھی گائین اگر خلاف نہ ہو ادھر امیر نے بھی اصرار کیا عمرو نے نَے بجانا شروع کی پھر بھلا انکا کیا پوچھنا ہی
جس راگ راگنی کو بجایا تصویر کھینچکر دکھادی ہر شخص کی یہ کیفیت تھی کہ سر دآہین بھر رہا تھا عجب اثر ہی عمرو کے
گانے مین کہ آدمی بے اختیار ہو جاتا ہی الغرض صبح کو صحبت برخاست ہوئی سب رات بھر کے جاگے تھے
سو رہے سہ پہر کو اُٹھے امیر نے نماز پڑھی آکر بارگاہ مین بیٹھے پھر وہی صحبت آراستہ ہوئی غرض سات دن تک
یہی رنگ رہا آٹھوین روز امیر نے قصد سفر کیا تھا سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ پیرو مرشد اس نواح مین ایک چشمہ ہی
کہ پانی مین سے اسکے آگ نکلتی ہی اور جو کچھ اُسمین کپڑے کی قسم سے ڈالتے ہین جلجاتا ہی اور قریب اسکے ایک بیشہ اور ہی
اُسمین ایک جانور ہی کہ نام اسکا ققنس ہی اور موسیقار بھی اُسے کہتے ہین علم موسیقی کا عالم باعمل کہ بارہ سو ساعتون
مین بارہ جگہ سے راگ نکلتا ہین منقار مین اسکی بہت سے سوراخ ہین جسمین بارہ سوراخ بڑے ہین انھین بارہ سوراخون مین سے
بارہ آوازین بعد ایک ایک ساعت کے نکلتی ہین امیر نے فرمایا اے سپہدار مین مشتاق ہون چشمہ آتش خیز
کا عمرو بولا کہ مجھے موسیقار کے دیکھنے کا بہت اشتیاق ہی اُسنے عرض کیا کہ چلیے امیر مع عمرو اور چند سردارون
کے اسکے ہمراہ ہوے سپہدار شتر سر نے بھی کچھ منتخب شتر سرون کو ساتھ لیا اور روانہ ہوا ساتوین روز ایک
جزیرے مین پہونچے دیکھا کہ گلستان جنت نظیر ہی اور اسمین ایک چشمہ ہی کہ پانی اُسکا مانند گلاب کے
خوشبودار ہی سپہدار نے عرض کیا کہ یہی چشمہ آتش خیز ہی صاحبقران نے فرمایا کہ جلد ایک چادر مشک و عنبر
مین بسا کر لاؤ اور اس چشمے پر ڈالو ملازمون نے بموجب حکم چادر حاضر کی بس بمجرد چادر ڈالنے کے چشمہ آب
جوش مین آیا اور شعلۂ آتش بھڑکا کہ وہ چادر جل کر خاک ہو گئی صاحبقران نے فرمایا کہ یہ طلسم ہی سپہدار نے عرض کیا
کہ اے شہریار یہ طلسم نہین ہی بلکہ طلسم قدرت اسے کہنا چاہیے امیر نے فرمایا اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہی اور
کئی آدمی جو واجب القتل تھے انھین اس چشمے مین ڈلوا دیا وہ اسمین خوب نہائے نشاوری کی عجائبات دکھائی
دیے امیر نے فرمایا سچ ہی یہ آتش قدرتی ہی کہ کپڑے کی قسم کو جلا دیتی ہی اور آدمی کو ضرر نہین پہونچاتی اور
اسکا تماشا دیکھکر بیشہ جانوران کی طرف روانہ ہوے راہ سنگ و خارا واقع تھا اور کژدم و خرچنگ و عقرب
دار بے انتہا تھے اور پانی وہ شور و تلخ تھا کہ مُنہ پر ڈالنے سے پلکین بھوین مونچھین ڈاڑھی سب گر جائین
مگر باغ مانند گلستان ارم کے شاداب و سبز بے خزان دیکھا کہ انواع اقسام کے گلہائے رنگارنگ پھولے ہوے
ہین خوشبو سے دامن گلشن بسا ہوا ہی جانوران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوے چہک رہے ہین پانی
چشمے کا وہ صاف و شفاف کہ آئینہ اسکے آگے خجل ہو کر گرد کدورت پیدا کرے بوے خوش اُسمین سے چلی آتی عجب
طرح کی خوشبو ہی کہ محسوس نہین ہوتا نہ مشک سے ملتی ہی نہ عود سے مناسبت رکھتی ہی کل خوشبوؤن سے علحدہ
خوشبو ہی ہوا ایسی خوشگوار ہی کہ روح تازہ ہوتی ہی جب کوئی جھونکا آگیا معلوم ہوا کہ قوت روحانی کچھ بڑھ گئی
غرض امیر کشور گیر مع سرداران با توقیر و سپہدار شتر سر و عمرو بن امیہ نامور سیر کرتے ہوے چلے آتے
ہین جہان شام ہو جاتی ہی قیام پذیر ہوتے ہین صبح کو پھر چلتے ہین کچھ میوہ تر و تازہ توڑ کر کھا لیتے ہین اشتہا
دفع ہو جاتی ہی اسیطرح تیسرے روز وہان پہونچے کہ جہان وہ مرغ موسیقار تھا دیکھا کہ منقار مین اسکی
ہزارون سوراخ ہین اور ہر سوراخ مین سے آواز راگ کی نکلتی ہی کہ جسکے اثر سے بعضے بیہوش ہو جاتے ہین
بعضے رونے لگتے ہین بعضے ہنسنے لگتے ہین اور ہزارہا جانور اسکے گرد و جوار مین جمع ہین مگر خاموش بیٹھے ہوے
اُسی کی صدا سُن رہے ہین جب دوپہر ہوئی تو وہ جانور اُٹھا اور لکڑیان جنگل سے لا لا کر جمع کین اور جانور

بھی لکڑیان لالا کر جمع کرنے لگے جب بہت بڑا ڈھیر ہوگیا موسیقار اُسپر جا کر بیٹھا پہلے تو اور راگ گائے کہ سامعین خوب روئے بعد اسکے دیپک راگ جو گایا دفعۃً آگ لگ گئی اور اُسکی منقار سے بلکہ تن بدن سے شعلے پیدا ہونے لگے کہ وہ جانور جل کر خاک ہوگیا صاحبقران تو اُسکے گانے کے عاشق ہو گئے تھے یہ جو دیکھا کہ جانور جل گیا نہایت صدمہ ہوا خوب روئے سپہدار شتر سر نے عرض کیا کہ شہریار آپ روتے کیون ہین فرمایا کہ یہ جانور مثل اپنا نہ رکھتا تھا جل گیا اب ایسا جانور کہان سے آئیگا اُسنے عرض کیا کہ پیرو مرشد حضور کچھ فکر نہ کرین قدرت خدا کا تماشا دیکھین یہ جانور مثل اپنا رکھتا تھا نہ اسکا جوڑا ہی اور سال بھر بعد اسی طرح جل جاتا ہی اور اُسکی خاک مین سے انڈا نکلتا ہی اور وہ شق ہوتا ہی اور بچہ موسیقار کا پیدا ہوتا ہی اور پر پُرزے نکال کر اُڑ جاتا ہی اور جسقدر بلند ہوتا ہی بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ غائب ہو جاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہوائے تند چلی اور وہ راکھ اپنی جگہ سے ہٹی اور انڈا دکھائی دیا اور آواز تڑاقے کی پیدا ہوئی انڈا پھٹا اور بچہ موسیقار کا اُسمین سے نکل کر اُڑا اور آسمان کیطرف چلا صاحبقران یہ دیکھکر متحیر ہوئے فرمایا ای سپہدار شتر سر یہ پھر یہان کب آئیگا اُسنے کہا کہ برسوین روز پوچھا کہ سال بھر کہان رہتا ہی عرض کیا کہ سُنا ہی کہ روم مین رہتا ہی وہی اسکا مسکن ہی یہان جلنے کو آتا ہی امیر یہ تماشا دیکھکر بہت مسرور ہوئے وہان سے سیر کرتے ہوئے اور بیشہ مین پہونچے دیکھا کہ کچھ چوپائے پرندہین اور عجب عجب شکلین اُنکی ہین کہ گاؤ کے چنگال شیر کے پاؤن اور ایک جانور کو دیکھا کہ اُسکے ہزار ہاتھ ہین اور خرطوم فیل کی سی ہی رنگ کبود مانند آسمان کے صاف و شفاف اور جو آگے بڑھے اور قسم کے بہت سے جانور دیکھے شکر پروردگار بجا لائے کہ تو نے کیا کیا تماشے اپنی قدرت کے مجھے دکھائے جب تماشے عجائبات وہان کے دیکھ چکے تو سپہدار کے ساتھ پھر اُسکے شہر مین آئے اُسے خلعت دیا تخت و تاج بخشا اور جہاز پر سوار ہو کر مع لشکر تعاقب مین لقلاے بے بقا کے روانہ ہوئے سیر دریا کرتے ہوئے ساتوین روز ایک پہاڑ کے پاس پہونچے دیکھا تو عجب پہاڑ ہی کہ پتھر مین سے درخت پیدا ہوئے ہین اور گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین مقام فضا کا ہی حکم دیا کہ خیمے یہین برپا ہون کہ ہم سیر کرینگے یہانکی آب و ہوا عمدہ ہوگی کیونکہ یہ مقام دلچسپ ہی غرض خیمہ استادہ ہوا داخل بارگاہ ہوئے بعد دو روز کے شکار کھیلنے کو جانب صحرا روانہ ہوئے چند ہرن شکار کیے تھے کہ ایک گورخر نظر آیا ایسا گورخر نہ کبھی دیکھا تھا نہ سُنا تھا کہ قد اسکا برابر گھوڑے کے تھا نقش و نگار مانند طاؤس کے اُسپر بنے ہوئے تھے امیر بہت خوش ہوئے دل مین کہا کہ اسکو زندہ پکڑیے اور ملک باختر کو بھیجیے کہ لوگ وہان کے دیکھکر خوش ہون اور پروردگار کو یاد کرین یہ خیال کر کے گھوڑا اُسکے پیچھے ڈالا وہ بھی مانند باد صرصر کے چلا امیر کو وہ اشتیاق ہی کہ تعاقب اُسکا کسیطرح نہین چھوڑتے تین روز بے آب و دانہ گذرے ہین مگر برابر اُسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین چوتھے روز گورخر نظر سے غائب ہوگیا امیر اب حیران و پریشان اُس دشت ویران مین کھڑے ہوئے ہین نہ یار ہے نہ مددگار ہے کیا کھائین کہانسے لائین گھوڑے سے اُتر کر اُسے تو چھوڑ دیا کہ وہ چرنے لگا ایک جانب کچھ درخت میوے کے معلوم ہوئے آپ وہان گئے دیکھا کہ میوہ نہایت تر و تازہ ہی شکر کا سجدہ بجا لائے اور میوہ توڑ کر کھایا کہ ذرا تسکین ہوئی اور قوت آئی قریب ایک چشمہ تھا اُسمین سے پانی پیا پھر گھوڑے پاس آئے باگ اُسکی پکڑ کر اُسے ٹہلاتے ہوئے ایک کوہ کیطرف نکل گئے بالائے کوہ آکر دیکھا کہ ایک چشمہ ہی اُسپر ایک درخت بلند ہی اُسکے سایہ مین جا کر بیٹھے اشقر کو چھوڑ دیا وہ پھر چرنے لگا صاحبقران اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہین کہ ایک غار عمیق نظر آیا کہ نہایت تنگ و تاریک تھا

اُسے دیکھکر خوف زدہ ہوے کہ یہ کیا آفت ہے لیکن ملاحون سے سُنا تھا کہ اُس سرزمین مین غار جمشیدی ہے کہ ایسا
کوئی غار دُنیا مین نہین ہے کہ ایک سو ساٹھ فرسخ کا اُسکا طول ہے اور پچاس فرسخ کا عرض ہے جسوقت بسبب
برگشتگی بخت جمشید کو غرور ہوا کہ ہمچو ما دیگرے نیست لوگ سمجھے کہ اسپر ادبار آیا اُس سے متنفر ہو کر بھاگنے لگے
جمشید اُس غار مین آکر رہا اور نام اُسکا گلستان ارم رکھا اور تیس شہر اور دس باغ اُسمین بنوائے آب و ہوا
وہان کی بہت خوش تھی اور گرد و اطراف مین چشمہاے آب مصفا تھے امیر کو عقل سے معلوم ہوا کہ یہی غار
جمشید ہوگا اشتیاق ہوا کہ اسے دیکھیے اور باغون کی سیر کیجیے توکلت علی اللہ اُس غار مین کود پڑے اور اُسکی طرف
کو روانہ ہوے یہانتک کہ تاریکی سے گذرے اور ایک عمارت کے پاس پہونچے اشقر کو تو واسطے چرنے کے چھوڑ دیا
آپ اُسی عمارت کیطرف چلے کہ اُسمین چلکر بیٹھیے اور سیر کیجیے کہ یکایک ایک آواز مانند رعد کے پیدا ہوئی خیال مین
گذرا کہ شاید باغبان کی یہ صدا ہو اُسیطرف دیکھ رہے تھے کہ ایک دیو مہیب سامنے پیدا ہوا کہ مُنھ اُسکا
گینڈے کی طرح کا سر مانند ایک گنبد کے دہانہ مثل غار عمیق کے قد اُسکا ہزار گز کا از سر تا پا سفید رنگ
سامنے صاحبقران کے آیا اور نعرہ کیا کہ او خیرہ سر تو کون ہے جو اتنی بڑی جرأت کی کہ یہان چلا آیا فرمایا امیر
نے کہ تو مجھ سے واقف نہین مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جفت آسمان پری ہون حمزۂ صاحبقران میرا نام ہے
اُسنے کہا اے آدم زاد تو یہ جھوٹھی باتین کیون بناتا ہے مین تجھ سے ڈرنے کا نہین تجھے ضرور کھا جاؤنگا امیر نے فرمایا اچھا جب
تو مجھ سے جانبر ہوگا تو جو چاہنا وہ کرنا اُسنے کہا کیا تو مجھے مار ڈالیگا فرمایا اگر تو مسلمان ہوگا تو چھوڑ دونگا نہین تو
بے تامل مار ڈالونگا دیو نے کہا تو اگر زلزلۂ قاف ہے تو باپ سے میرے واقف ہوگا کہ سیاہ کلاہ اُسکا نام ہے
جب سے وہ مسلمان ہو کر شریک آسمان پری ہوا مین نے ملنا اُس سے چھوڑ دیا بلکہ پردۂ قاف کا رہنا چھوڑ دیا غار
جمشیدی مین چلا آیا نام میرا دیو سیماب ہے مین نہایت زبردست ہون اکثر دیو آرزو اس غار جمشیدی مین
رہنے کی کرکے آئے ہاتھ سے میرے شکست کھا کر بھاگ گئے تجھکو لازم ہے کہ اطاعت میری اختیار کر مین تجھے اچھی طرح
رکھونگا فرمایا کیا گوہ کھاتا ہے لا جو کچھ حربہ رکھتا ہو مین بھی تیرا زور دیکھون اُسنے برہم ہو کر کہا کہ قضا تیری آئی ہے کمبخت
امیر کشورگیر نے برہم ہو کر نعرۂ صاحبقرانی کیا کہ دیو لرز گیا بولا کہ قد تو تیرا اتنا سا ہے مگر آواز بہت بڑی ہے لیکن
مین تجھسے ڈرنے کا نہین اور معلوم ہوتا ہے کہ قضا تیری میرے ہاتھ سے آئی ہے یہ کہکر وار اُسنے امیر پر ماری امیر نے
پینترا بدلکر اُسے خالی دیا دیو زمین کیطرف جھکا تو گرد و غبار بلند ہوا دیو نے کہا افسوس ہے کہ گوشت تیرا کر کرا ہو گیا
مین نے لطف سے نہ کھایا جب گرد برطرف ہوئی امیر نے نعرہ کیا کہ کیا بکتا ہے کسے مارا تو نے مین تو زندہ ہون یہ کہکر
دوڑے اور اُس سے لپٹ گئے دیو بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی پہر بھر کا عرصہ گذرا ہوگا کہ امیر نے اڑنگا لگا کر اُسے
گرایا کہ وہ چارون شانے چت گرا امیر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور زانوون سے دبایا فرمایا کہ مسلمان ہو نہین ابھی
مار ڈالونگا اُسنے کہا بیشک تو زلزلۂ قاف ہے مین نے اطاعت تیری اختیار کی بصدق دل مسلمان ہوا لعنت کی
ابلیس پر امیر نے اُسے چھوڑ دیا وہ قدمون پر گرا گرد پھر تصدق ہوا دعوت امیر کی کی صاحبقران نے شب کو
وہین آرام فرمایا صبح کو بیدار ہوے نماز پڑھی دیو سیماب ہاتھ باندھے سامنے کھڑا تھا صاحبقران نے وظیفہ
سے فراغت کرکے فرمایا کہ بھئی ہم اس غار کی سیر کو آئے تھے اُسنے کہا کہ چلیے مین سیر کرا لاؤن اور اپنے کاندھے پر
بٹھا کر لے اُڑا تمام شہر اور باغ غار کے دکھائے کہ سب مکانات پتھر کے بنے ہوے سب سجے تھے اور دکانین آراستہ
تھین مگر آدمی کا نام و نشان کہین نہ تھا باغ سبز و شاداب تھے لیکن باغبان کا کہین پتا نہ معلوم ہوتا تھا فرمایا

ای دیو سیماب یہ باغ بغیر باغبان سرسبز و شاداب کیونکر رہتے ہین عرض کیا کہ شہریار نہرین پانی کی پہاڑ سے
کاٹ کے لائے ہین کہ پانی آپ سے آپ اعتدال کے ساتھ چلا آتا ہی اور درخت پھولون کے جواہر نگار ہین فرمایا
سبحان اللہ خالق اکبر نے ایک بندے کو ایسی طاقت دی تھی کہ وقت اخیر مین اُسنے اسطرح کی عمارت اور باغ تعمیر
کرائے اور عمارتون کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک مکان مین جواہر اعلے نصب تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کاریگر بنا کے
گئے ہین نگاہ قائم نہین ہوتی فرش اسطرح آراستہ ہو گیا مجال جو کہین پر شکن ہو امیر نے متحیر ہوکر پوچھا کہ بھی یہ فرش
کیونکر ہمیشہ آراستہ رہتا ہی عرض کیا کہ شہریار خاک یہان کسی جانب سے نہین آتی کیونکہ مکانات ڈھکے ہین فرش
یونہین تیار رہتا ہی اور جب کوئی دن کو یہان بیٹھتا ہی چار طرف ساز لگے ہوئے ہین وہ بجنے لگتے ہین عالم محویت کا
ہم ہو جاتا ہی اور رات کو گوہر شبچراغ روشن ہو جاتے ہین کچھ مشعل و چراغ کی حاجت نہین ہوتی صاحبقران کو بہت
محظوظ ہوئے بعد اُسکے دیو سیماب امیر کو قبر جمشید پر لایا دیکھا صاحبقران نے کہ گنبد ہفت جواہر بنا ہوا ہی
چمک پر اُسکی نگاہ قائم نہین ہوتی اندر گنبد کے داخل ہوئے دیکھا کہ لخلخے کے لوٹے روشن ہین خوشبو چلی آتی ہی
گلدستے جواہر کے پھولون کے آئین رکھے ہوئے ہین جس پھول کا گلدستہ ہی اُسی گل کا عطر اُسمین داخل کیا ہی کہ
تمام گنبد مہک رہا ہی چار طرف سے ہوائے سرد چلی آتی ہی بیچ مین تعویذ قبر کا ہی اور ہر قسم کا جواہر اُسپر جڑا ہوا ہی امیر
بیٹھ گئے فاتحہ پڑھا ہوا سرد چل رہی تھی امیر کی آنکھ لگ گئی دیدۂ ظاہری بند ہو گئے چشم باطنی وا ہوئی عالم خواب مین
ایک بادشاہ جلیل القدر کو کمال عظم و شان سے دیکھا کہ لوگ اُسکے فرسخ در فرسخ معلوم ہوتے تھے تخت شاہی پر سوار
تھا قریب امیر کے آکر پکارا کہ سلام علیک یا صاحبقران با اقبال امیر نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ آپ
کون ہین نام نامی اور اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے کہا مین وہی بندۂ گنہگار جمشید ہون **یا حمزہ صاحبقران**
مین وہ ہون کہ سات سو برس تک مین نے بادشاہت کی اور کیا کیا جشن مین نے بنائین اور کیسا عدل و انصاف
کیا مگر غرور جو مجھے آیا کہ میرے برابر کوئی زمانے مین نہین خلق ہوا تکبر پروردگار عالم کو ناپسند ہوا کہ غرور اُسی کو
زیبندہ ہی **شعر** مرا د ار رسد کبریا و منی + کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی + بس اسی غرور پر مین آرے مین
چیرا گیا آدمی کو لازم ہی کہ غرور نہ کرے بلکہ نیک کام جو اُس سے ہو جاے تو شکر پروردگار بجا لائے اور جو سر
اُٹھاتا ہی وہ خراب ہوتا ہی جب تک انسان زندہ ہی اختیار ہی جو نیکی چاہے کرے کہ یادگار اُسکی رہے خلق
اُسکو بہ نیکی یاد کرے غرض کچھ کلمات نصیحت آمیز کہے کہ امیر خوب روئے بعد اُسکے جمشید نے کہا کہ یا امیر
آپ موید من اللہ عم پیغمبر آخر الزمان ہین میری قبر پر چار گوہر شبچراغ نصب ہین وہی آپ کی نذر کیے پس
آنکھ امیر کی کھل گئی کسی کو نہ دیکھا وہ گوہر شبچراغ اکھڑے ہوئے پڑے تھے امیر نے انکو اُٹھا لیا اور دیو سیماب نے
کہا کہ مجھکو جمشید نے یہ دیے ہین ابھی جو میری آنکھ لگ گئی تھی تو جمشید مجھے خواب مین آکر دے گیا ہی غرض
دو روز وہان رہے تیسرے روز اُس غار سے باہر آئے اشقر پر سوار ہوئے دیو سیماب سے کہا کہ وہ گورخر
نہ معلوم ہوا کہ جسکے پیچھے مین یہان آیا تھا اُسنے کہا کہ وہ گورخر مین ہی تھا کہ آپ کو لگا لایا تھا الغرض امیر نے
دیو سیماب کو رخصت کیا اور وہان سے اپنے لشکر مین آئے لوگ متفکر تھے کہ گرد اُڑی اور امیر کشور گیر پیدا
ہوئے سردار دوڑے اور استقبال کرکے امیر کو لیگئے حال استفسار کیا امیر نے تمام حال غار جمشید کا بیان کیا
اور پھر وہان سے آگے روانہ ہوئے بعد چند روز کے اور ایک پہاڑ پاس پہونچے کہ بہت بلند تھا اُسپر جو گئے
تو ایک درخت آبنوس دیکھا کہ نہایت بلند ہی اور شاخین اُسکی بہت سی ہین اور ایسا گنجان ہی کہ آسمان اُسکے

نیچے سے نہین معلوم ہوتا اور تنہ اُسکا پانچ سو ارنج کا چوڑا ہی کہ درخت عود و صندل کے اُسپر لگے ہوے ہین
امیر نے کبھی ایسا درخت نہ دیکھا تھا حیران ہوے ملاحون سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہی اُنھون نے عرض کیا
کہ یہان مسکن سیمرغ کا ہی دیو پری بھی یہان نہین رہ سکتے سیمرغ بادشاہ ہی تمام جانورون کا سب جانور اُسکے
مطیع ہین اور وہ اتنا بڑا جانور ہی کہ نہنگ اور اژدہے کو جنگل مین پکڑ لاتا ہی شکار کرتا ہی اور سیمرغ نہایت
رحم دل ہی کہ اگر کسی کو بے توشہ دیکھتا ہی اور بے زادراہ پاتا ہی تو اُسکو میوہ اور روپیہ پہونچاتا ہی اور جو کوئی راہ
بھول جاتا ہی تو راہ پر لگا دیتا ہی اور کسی کو ایذا نہین پہونچاتا ہی یہی باتین تھین کہ ہواے تیز چلی پانی موج مارنے لگا
تمام درخت جنبش مین آگئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا کہ شیر و پلنگ وہان سے بھاگے ملاحون نے عرض کیا کہ سیمرغ
آپہونچا کہا کچھ پروا نہین آنے دو کہ دیکھا یکایک روے آفتاب پر سیاہی آگئی عجب جانور تھا نظم

پر و بالش چو شاخہاے درخت	پائہایش مثال پایۂ تخت
چون ستون کشیدہ منقارے	بے ستونے و درمیان غارے

اور ایک پنجہ مین نہنگ دوسرے مین اژدہا تھا اور پر دونون اسقدر چوڑے تھے کہ آسمان چھپا ہوا تھا وہ مرغ آکر
اُس درخت آبنوس پر بیٹھا امیر اُسکو دیکھکر حیران ہوے اور خدا کو بہ بزرگی یاد کیا کہ اے پروردگار تو قادر و توانا
ہی اور سجدہ کرکے سر اُٹھایا مگر سیمرغ کی نگاہ جو حمزہ صاحبقران پر پڑی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اور سیمرغ ممنون
صاحبقران ہی کیونکہ پردۂ قاف مین سیمرغ کے بچون کو اژدہے سے بچایا تھا اژدہے کو مارا تھا سیمرغ پکارا
سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا سیمرغ درخت سے اُترکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ اے
شہریار آپ یہان کہان فرمایا کہ مین ظلمات مین آیا تھا وہان کی مہم بمدد ایزدی سر کی اب ملک فرعونیہ پر
جاتا ہون اور پوچھا کہ اے سیمرغ مین نے تجھے پردہ قاف مین دیکھا تھا مکان تیرا پہلے وہین تھا اب یہان کیون
چلا آیا اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین چھ مہینے پردۂ قاف مین رہتا ہون اور چھ مہینے پردہ دنیا مین جاڑے
پردۂ قاف مین بسر کرتا ہون اور گرمی پردۂ دنیا مین بعد اُسکے امیر نے چاہا کہ سیمرغ سے رخصت ہوکر روانہ
ہون اُسنے دعوت کی امیر جانے سے مجبور ہوگئے کیونکہ رد دعوت جائز نہین ہی غرض سیمرغ نے امیر باتوقیر کو
انواع اقسام کے میوے کھلائے اور بعد دو روز کے رخصت کیا اور چلتے وقت بہت سے پر اپنے پیش کیے القصہ
امیر اُس سے رخصت ہوکر ملاحون سمیت کشتیون کیطرف روانہ ہوے راہ مین امیر نے دیکھا کہ دفعتہ ملاح قدم
اُٹھا کر چلے جیسے کوئی ڈر کر بھاگتا ہی صاحبقران نے آواز دی کہ ارے تم کیون بھاگے جاتے ہو عرض کیا کہ اس
نواح مین گینڈے بہت سے رہتے ہین اور ایک ایک گینڈا مانند پہاڑ کے ہی معلوم ہوتا ہی کہ گویا لوہے کے
بنے ہوے ہین ہاتھ پاؤن اُنکے مانند فیل کے ہین فرمایا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ کوئی بلا راہ مین نہ چھوڑونگا
مین ان سبکو مارونگا بعنایت الٰہی کبھی نہ ڈرونگا اور مین نے جب دیوون سے خوف نہ کیا تو انسے کیا ڈرونگا
پروردگار میرا حامی و مددگار ہی جو مشکل سخت درپیش ہوئی اُسکے فضل سے دفع ہوئی اور ملاحون سے پوچھا
کہ کسطرف کو گینڈے رہتے ہین ملاحون نے عرض کیا کہ حضور چلے چلیے جو کوئی سامنے آئیگا اُس سے
لڑلیجیے گا صاحبقران نے برہم ہوکر کہا کہ او نمک حرامو تم مجھے نصیحت کرتے ہو جلد راستہ بیابان کرگدن کا بتاؤ
اور تم یہان سے چلے جاؤ اُن سبھون نے راستہ بتا دیا امیر اُسیطرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ آواز سم کرگدن
کی معلوم ہوئی اور چند کرگدن مانند فیل مست کے نمودار ہوے اور صاحبقران پر دوڑے امیر نے اُسیوقت قربان
سے کمان ترکش سے تیر نکالکر پھر کمان مین پیوستہ کرکے اور کشیدہ کرکے جو مارا تو ایک کرگدن کے سینہ پر پڑا کہ اسفل سے

گذر گیا دوسرے کرگدن پر مارا کر سرین پر پڑا اور سر کو توڑ کر گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا تیسرے کو تیر مارا کہ پیشانی
پر پڑا اور پیچھے سے گذر گیا اب جو دیکھا کہ امیر دو کرگدن مارتے ہین تو دس آجاتے ہین چہار طرف سے ہجوم کرکے
امیر پر چلے آتے ہین لیکن امیر باتوقیر آگے نہین بڑھنے دیتے جو بڑھا تیر قضا کا نشانہ ہوا صاحبقران تیراندازی
سے نہین چوکتے القصہ تمام دن مین دو سو پچاس کرگدن مارے اب رات ہوئی مگر کرگدن چلے آتے ہین امیر کے
قریب ہو پہنچ گئے ہین تیر کی زد باقی نہین رہی امیر نے تلوار کھینچی اور دو دستی تلوارین مارنا شروع کین رات بھر
لڑے بہت سے گینڈے مارے گئے امیر نے دیکھا کہ ہزارہا گینڈا مرا پڑا ہو اور لاکھون چلے آتے ہین امیر برابر تلوارین مار رہے
ہین کہ تتق گرد بلند ہوا اور تیس ہزار گینڈے اور آئے اور آگے ان کرگدنون کے ایک کرگدن بہت بڑا تھا کہ رنگ
اسکا سفید تھا اور نہایت خوشنما تھا امیر نے اُس گینڈے کو جو دیکھا اپنے دلمین کہا کہ یہ شاید سبکا سردار ہو اور اگر یہ
زندہ ہاتھ لگے تو جملہ عجائبات سے زیادہ ہو غرض صاحبقران نے لڑنا شروع کیا جتنونکو مارا مگر وہ کم نہین ہوتے
اور اُن کرگدنون مین شور مچا ہوا ہو چلا رہے ہین اور جوق جوق چلے آتے ہین غرض امیر باتوقیر تین شبانہ روز
لڑے اور کئی ہزار کرگدنون کو قتل کیا مگر وہ لاکھون کئی ہزار کے مرنے سے کم تھوڑے ہی ہوتے ہین مانند ٹڈی کے ہین اُمڈے چلے
آتے ہین جہانتک نگاہ کام کرتی ہو سوا کرگدنون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اب امیر باتوقیر ہراسان ہوئے تین روز
گذر چکے ہین کہ نہ کھانا کھایا ہو نہ پانی پیا ہو بے آب و دانہ بخور و بخواب ہین تلوارین مارتے مارتے ہاتھ شل ہوگئے
ہین دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے ہین یقین مرگ ہوا کہ اب بچتے نہین تم گرے اور کرگدنون نے ٹکڑے ٹکڑے
کیا بس حالت اضطراب مین رو کر دعا مانگی کہ اے خالق بیچون مجھکو یہان سے نجات دے مین تیرے بندون کا راستہ
صاف کرنے کے لیے لڑتا ہون اگر حیات مستعار باقی ہو تو یہان سے نجات دے اور اگر قضا آئی ہو تو ایسا مرون
کہ جہان کفن و دفن تو نصیب ہو بس دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرنا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا
شعر: شست ہمت کشور کشائیش ٭ برآمد بر ہدف تیر دعایش ٭ کہ بیابان کیطرف سے گرد اٹھی اور نعرون کی آواز
سرداران لشکر اسلام کی بلند ہوئی کسواسطے کہ یہان سے جو ملاح گئے تھے لشکر مین بیان کیا تھا کہ صاحبقران بیابان
کرگدن مین تنہا گئے ہین جلد انکی خبر لو بس یہ سنتے ہی تمام سردار مسلح و مکمل ہوکر روانہ ہوئے تھے اسوقت آکر
پہونچے نعرے کرکے تیغ آبدار کھینچ کھینچکر ان گینڈون پر گرے قتل کرنے لگے اور جو گینڈا جسکے پنجے آیا کمند مار کر پکڑ لیا قریب بیس ہزار
کرگدنون کے زندہ پکڑ گئے اور بیس بائیس ہزار مارے گئے عمرو جو پہونچا پکارا کہ حمزہ قربانت شوم کوئی ایسی جہالت کرتا ہو
آپ تنہا کیون ان مین آگئے تھے امیر نے فرمایا کہ خواجہ جو کچھ ہوا سو ہوا مگر تم دیکھو اس کرگدن سفید کو مین نے تمام عمر ایسا
کرگدن نہین دیکھا خواجہ اسے جسطرح ہو پکڑو کہ مین ملک باختر مین لیجا کر مردمان باختر کو دکھاؤنگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھے
اپنی جان دو بھر نہین ہو امیر نے فرمایا کہ خواجہ تین کرور روپیے دونگا عمرو نے کہا حمزہ کیا مجھے تیرے فرمانے سے انکار
ہو یہ کہکر عمرو اسیوقت اُس کرگدن پر چلا اور بہت سے عیار بھی لالچ مین آکر دوڑے جان پر کھیل گئے کرگدنون
کو پکڑتے ہوئے کمندین لیے ہوے قریب اُس کرگدن کے پہونچے کمندین مارین مگر اُسکی یہ کیفیت ہو کہ جسے
ٹاپ ماری وہ پیوند زمین ہوگیا جسے سینگ مارا چھید کر اُٹھا لیا یہانتک کہ دس بیس عیار مارے عمرو تو یہ دیکھکر
بہت گھبرایا کہ حمزہ نے تیری جان ہی لی تھی مگر ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو ساٹھ ٹکر یاد آئے ایک کو تجویز
کرکے دیکھا کہ وہ کرگدن منھ اٹھائے ہوئے چلا جاتا ہو بس اُسکے راستے مین کمند آصفائے باصفا بچھا دی اور دور کر کھڑا
ہو رہا جسوقت وہ کرگدن وہان پہونچا جھٹکا مارا کہ وہ اُلجھ کر گرا عمرو مع عیارون کے دوڑ پڑا اور جا کر اسے

گرفتار کر لیا اور سرداران امیر نے لاکھون کرگدنون کو مارا اب گمنیڈون نے دیکھا کہ سردار ہمارا پکڑ گیا اور آدمی
بہت سے آگئے اور ہمارے بھائی بند بہت سے مارے گئے راہ فرار اختیار کی جنگل خالی ہوگیا سب بھاگ کر چلے گئے
عمرو کرگدن سفید کو سامنے صاحبقران کے لایا زنجیر دنین اسے باندھا اب امیر نے دیکھا کہ رنگ تو اسکا سفید
ہے اور خط و خال اسپر سنہری لاجوردی سبز و سرخ بنے ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلکاری کی ہوئی ہے صاحبقران
اسے دیکھکر بہت خوش ہوے فرمایا کہ اسے چابکسوارون کے سپرد کرو کہ وہ اسپر سوار ہوکر درست کرین اور اُسیوقت
تین کرور کا رقعہ خزانچی کے نام لکھکر عمرو کو دیا کہ جاکر لیلو عمرو نے کہا میرے کئی عیار مارے گئے ہین انکا خونبہا انکے
عزیزون کو ملنا چاہیئے اور مجھکو الگ ملنا چاہیئے امیر نے کہا سبحان اللہ میان مردے کا مال تک نہین چھوڑتے ہو اچھا
انکے عزیزون کو بلاؤ عمرو نے کہا ابھی باہر آکر زنبیل سے دو ایک مزدورے نکالکر انکی شکل تبدیل کرکے سامنے
صاحبقران کے لایا پہلے سے انکو سکھا پڑھا دیا تھا وہ روتے ہوے سامنے امیر کے آئے کسی نے کہا ہمارا بیٹا مارا گیا
کسی نے کہا ہمارا بھائی مارا گیا غرض اسیطرح سے مختلف بیان کیا امیر نے سبکو خونبہا دیا عمرو نے کہا حمزہ مجھکو
بھی انکا خونبہا ملنا چاہیئے کیونکہ یہ میرے شاگرد تھے اور شاگرد بجاے اولاد کے ہوتا ہے امیر نے عمرو کو بھی دلوا دیا
اب آپ وہان سے پھرے باہر آکر ان مزدورون سے سب مال جو ملا تھا چھین لیا دو دو ٹکے نکالکر دیے کہ بس بھاگ
چلے جاؤ پھر خدمت امیر مین آئے اب امیر باتوقیر وہانسے بافتح و فیروزی پھرے جب لشکر مین آئے عمرو کو خلعت عنایت
کیا عمرو نے اس کرگدن سفید کو جو چابکسوارون کا افسر تھا اُسکے سپرد کیا اب امیر نے خیمہ برپا کیا ہے قصد ہے کہ آج
یہین رہین کیونکہ تین دن کے تھکے ہوے ہین کل کوچ کرینگے کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست تیرہ تیرہ خیرہ
سرگرد بر آسمان کشیدہ و بلاے گرد و زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد قریب آکر شق ہوئی اور گرد سے ایک
بادشاہ جم جاہ سپاہ بیشمار سے نمایان ہوا امیر نے ہرکارون کو روانہ کیا کہ دیکھو یہ کون ہے اور پوچھو اس سے کہ کیا عزم ہے
ہرکارون نے جاکر پوچھا کہ آقا نے ہمارے پوچھا ہے کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو بادشاہ نے کہا کہ مین امیر کشورگیر کی
قدمبوسی کو آتا ہون غلام تازہ ہون ہرکارے آئے خبر امیر کو دی امیر نے چند سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا جب
وہ بادشاہ کو لیکر آئے امیر کے قدمون پر گرا پھر امیر نے اسے گلے سے لگایا پوچھا کہ تو کون ہے کیا نام ہے تیرا کچھ
مطلب ہے یا یونہین آیا ہے اُسنے دست ادب بستہ عرض کیا کہ اے برگزیدۂ یزدان و اے صاحبقران دوران یہانسے
بیس فرسنگ پر ایک جزیرہ ہے کہ نام اسکا ہدکیہ ہے اور وہان ایک مدینہ مانند ارم کے ہے اسمین نازنینان مہ جبین
اور مہ جبینان پر تمکین بہت رہتے ہین ایسے پری جمال ہین کہ حورین قصور ہوگا مگر انمین قصور نہین حسینان جہان
انکو خراج دیتے ہین اور مین وہان کا بادشاہ ہون یہ بیشہ کرگدنون کا میرے شہر سے قریب تھا اکثر کرگدن جاکر شہر والون
کو ایذا پہونچاتے تھے ان معشوقون کو مار ڈالتے تھے مین کرگدنون کے باعث سے عذاب مین تھا کچھ علاج انکا مجھسے
ہو نہ سکتا تھا اب مجھے ہرکارون نے خبر دی کہ صاحبقران دوران نے بیشہ کرگدنون کا پاک کیا سبکو مارا اور پکڑا مین
شکرگزاری کے واسطے خدمت مین حاضر ہوا ہون جو حضور غلام نوازی فرمائین تو آپ کو لیجاکر ان معشوقان پر جمال
کو دکھاؤن اور نام غلام شاہد شاہ ہدکی ہے پوچھا کہ دین تمھارا کیا ہے عرض کی کہ فرعون پرست ہون فرمایا کہ
دین اسلام مین برحق ہے اسے اختیار کرو اور کچھ کلمات مذمت فرعون مین فرمائے اور بہت سی تعریف پروردگار عالم کی بیان
کی کہ زنگ کفر اسکے دل سے دور ہوا دین حق آئینہ ہوگیا اُسنے لعنت کی فرعون پر امیر نے کلمۂ طیب اسے تلقین کیا وہ
از صدق و صفا مسلمان ہوا امیر نے اس روز اسکی دعوت کی اپنے پاس رکھا اور وعدہ کیا کہ کل ہم تمھارے ساتھ

چلینگے غرض صبح کو امیر با توقیر نے ملاحون پر بہت نوازش فرمائی اور کہا کہ تم جہاز اور کشتیان لیکر جلو ہم خشکی
کیطرف سے آتے ہین اور سردارون سے فرمایا کہ جسکا جی چاہے سیر دریا کرتا جائے جسکا جی چاہے میرے
ساتھ چلے عمرو تو دریا سے ڈرتا ہی امیر کے ساتھ ہولیا امیر شاہدشاہ کے ساتھ چند سردارون سے اور کچھ لشکر سے
جزیرۂ ہدکیہ کو روانہ ہوے کوچ بہ کوچ چند روز مین جزیرۂ ہدکیہ مین پہونچے شاہدشاہ نے ایک ہفتہ برابر دعوت
امیر کی کی اور نازنینان حور پیکر کو دکھایا اور بہت سے تحائف پیشکش کیے بعد اُسکے امیر سیر و شکار مین مصروف
ہوے اور انتظار کشتیون کا کرنے لگے ایک روز ایک جنگل مین پہونچے کہ وہ دشت آبنوس تھا ایک چشمہ وہان
دیکھا کہ مثل دریا کے وسعت رکھتا تھا اور سرخ مچھلیان اُسمین لاانتہا تھین اور پانی اسقدر صاف و شفاف تھا
کہ وہ مچھلیان معلوم ہوتی تھین صاحبقران نے ماہی گیرونکو بلا کر کہا کہ شکار ان مچھلیون کا کرو اُنھون نے جال
ڈالکر بہت سی مچھلیان پکڑین جو مچھلی اُس چشمے سے پکڑی اور باہر نکالی ہوا لگتے ہی پتھر کی ہوگئی مگر واسطے
آزمانے کے بہت سی مچھلیان پکڑوائین مگر سوا پتھریون کے کچھ نہ دیکھا خاک پتھر نہ ہاتھ لگا ماہی گیرون کو منع کیا کہ کیا
حاصل اب جال نہ ڈالو بعد اُسکے شاہدشاہ نے عرض کیا کہ یہان مرغزار ہی اُسمین ایک درخت بلند ہی جسوقت
ہواے تیز چلتی ہی تمام پتے اُسکے گر پڑتے ہین اور برو ہوا اُڑکر مرغ خوش رنگ ہو جاتے ہین اور پھر آکر اسی درخت
پر بیٹھتے ہین اور جب جاڑا بہت پڑتا ہی تو وہ سب جانور مر جاتے ہین اور حوالی مین اُسکے ایک پہاڑ ہی سر بفلک کشیدہ
اُسپر ایک قصر بنا ہی پوچھا صاحبقران نے کہ اُس قصر کو کسنے بنایا ہی اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار یہ قصر مدت سے ہی اور
پرستشگاہ اس دیار کا ہی اور اس قصر مین ایک بت ہی فیروزے کا قدآدم بلند تخت یاقوت پر وہ متمکن ہی مانند
غمگینون کے سر جھکائے ہوئے اور کچھ خم شراب کے اُسکے آگے رکھے ہین جسوقت کہ آفتاب نکلتا ہی وہ بت فریاد کرتا ہی
کہ افسوس صد ہزار افسوس اور دونون آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہوتے ہین وہ جو لوگ کہ اُسکے خدمتی اور پرستار
ہین طاس اُسکے آگے رکھ دیتے ہین وہ طاس آنسوؤن سے بھر جاتا ہی آنسو اُس بت کے تھم جاتے ہین وہ طاس اُٹھا
لیتے ہین جس بیمار کو وہ آب اشک پلاتے ہین کیسی ہی بیماری ہو دفع ہو جاتی ہی شفاے کامل حاصل ہوتی ہی مضمحل
کو پلاتے ہین رنگ اُسکا بحال ہوتا ہی نابینا کی آنکھون مین اگر لگا دیتے ہین تو بینا ہو جاتا ہی اور اگر اُس بت کو
وہان سے اُٹھا کر چار پانچ قدم لیجاتے ہین وہ بت نعرہ کرتا ہی کہ اُٹھانے والے بیہوش ہو جاتے ہین اور گر پڑتے ہین وہ
بت جاکر پھر اپنے تخت پر بیٹھ جاتا ہی نام اُس بت کا خداوند فیروزہ ہی امیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جلد مجھے وہان لیچلو
معلوم ہوتا ہی کسی شیطان نے اُسکے اندر حلول کیا ہی یا طلسم کا کارخانہ ہی اُسنے کہا حضور ہم بزرگون سے بھی
اُسکی صفت و ثنا سنتے آئے ہین اور آنکھون سے بھی دیکھا ہی فرمایا کہ چلو تو ہم بھی دیکھین وسوسۂ شیطانی دفع کرین
اُسنے عرض کیا چلیے اور وہان سے روانہ ہوے پہلے اُس درخت پاس پہونچے کہ جسکے پتے جانور ہو جاتے تھے
اُسے دیکھکر آگے بڑھے وہان آئے جہان پہاڑ ہی اور قصر بنا ہوا ہی دیکھا کہ پہاڑ سنگ مرمر کا ہی اور انواع انواع
کے درخت وہان لگے ہوے ہین گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوے ہین سبزہ فرسخ در فرسخ معلوم ہوتا ہی چادر آبشار
پہاڑ پر سے جاری ہی جانوران خوش الحان زمزمہ پیرائی کر رہے ہین ہولے ہولے سرد چل رہی ہی بالاے کوہ آئے اُس
قصر کو دیکھا کہ وہ قصر بلور کا بنا ہوا ہی ایک عالم انوار ہی نوبت اُسکے دروازے پر رکھی ہوئی ہی جھانجھ بج رہے ہین
ناقوس پھنک رہا ہی یا خداوند فیروزہ کا غل ہی مٹھائی ہار پھول لیے ہوے لوگ چلے آتے ہین جو قصر کے اندر چلا جاتا ہی
وہ دونا مٹھائی کا ہار پھول لیکر جاتا ہی صاحبقران اندر گنبد کے آئے اور صبح کو [illegible]

شاہد شاہ سے سُنا تھا وہ سب معائنہ کیا فرمایا کہ بیشک طلسم ہے اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ طلسم قدرتی ہی
فرمایا اچھا معلوم ہو جائیگا اور اندر سے قصر کے نکل کر کہا کہ اسی پہاڑ پر عبادت خانہ واسطے ہمارے برپا کرو
بموجب حکم سفید کپڑے کی راوٹی استادہ ہو گئی صاحبقران سر شام سے وضو کر کے اُسکے اندر داخل ہوئے
پہلے نماز مغرب و عشا ادا کی بعد اُسکے دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دعا مانگنے لگے کہ ای پروردگار عالم امیدوار
ہون کہ حال اس بت کا مجھپر منکشف ہو جاے کہ یہ کیا ہی غرض اسیطرح دعا مانگتے مانگتے روتے روتے صبح
ہو گئی کہ یکایک دیدۂ ظاہری بند ہوئے اور چشم باطنی وا ہوئی برقع حضرت خضر علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کا
نمایان ہوا آواز تسبیح بلند ہوئی جسوقت قریب پہونچے آواز دی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے
جواب سلام دیا دوڑ کر قدمون سے لپٹے حضرت نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ یا صاحبقران یہ بت قدرت پروردگار
سے بنا ہی اسمین آپ کچھ اصرار نہ فرمائین حضرت موسیٰ یہان آئے تھے کہ مین اس بت کو توڑ دونگا ایسا کچھ اُنکو
دکھائی دیا کہ سجدہ کر کے پھر گئے آپ یہانسے چلے جائیے یہ فرما کر حضرت غائب ہو گئے امیر نے نماز صبح پڑھی
راوٹی سے باہر تشریف لائے سبھون سے حال بیان کیا اور وہان سے پھر کر جزیرۂ ہدکیہ مین آئے
عیش و عشرت مین مشغول ہوے دوسرے دن خبر آئی کہ کشتیان جہاز آ پہونچے فرمایا یہان سے غلہ اور
میوہ اور پانی اچھا بھر لین ملازمون نے بموجب حکم عالی غلہ وغیرہ سب بھر لیا دوسرے روز امیر شاہد شاہ
سے رخصت ہو کر کشتیون پر سوار ہو کر روانہ ہوے بعد چند روز کے ساحل پر پہونچے ایک بیشہ دکھائی دیا فرمایا
کہ اس بیشہ کی سیر کرتے ہوے چلینگے ملاحون نے عرض کیا کہ ای شہریار اس بیشہ کی سیر سے درگذریے یہان
جانے سے کچھ فائدہ نہین نہ دین حاصل ہی نہ دُنیا فرمایا کہ مجکو کیفیت سے یہانکی آگاہ کرو کہ مین خبردار ہون
ملاحون نے عرض کیا کہ اس بیشہ مین تین اژدہے بہت بڑے رہتے ہین کہ دو تین ہاتھیون کو ایک مرتبہ نگل
جاتے ہین اور اُنکے مُنھ سے شعلۂ آتش جو نکلتے ہین تمام کوہ و ہامون و صحرا کو جلاتے ہین اور زہر سے
اُنکے دریا شور ہو گیا ہی ایک اژدہا مقابل پہاڑ کے ہی دوسرے اژدہے کی یہ قطع ہی کہ بال اُسکے سر پر ہین مانند
زلفون کے کہ مُنھ پر اُسکے پڑے ہین وہ مُنھ مین اپنے پہاڑ کو کھینچ لیتا ہی تیسرے اژدہے کے سر پر دو سینگ ہین
ہین مانند گاؤمیش کے اگر رستم و اسفندیار اُسکو دیکھین تو زہرہ آب ہو جاے اگر بھاپ اُسکے مُنھ کی آدمی کو
لگے ہڈیان جلکر چونا ہو جائین وحش و طیر اس جنگل کے خوف سے اُن اژدہون کے نکل گئے ہین صاحبقران
نے یہ سُنکر فرمایا کہ بقوت پروردگار عالم زمانے کی بلائین مین نے دفع کی ہین حیف ہی کہ انکو دفع نکرون اور مین نے
ایک اژدہا بیشۂ فیض رسان مین مارا تھا جسکا علم اژدہا پیکر بنا ہی دوسرے اژدہے کو شہر روم مین تک اصل
کو پہونچایا ہی انشاء اللہ انکو بھی جہنم واصل کرونگا ملاحون نے عرض کیا ای شہریار آپ کے طفیل سے خلق اللہ
راہ راست پر آئی ہی خدا کو پہچانا ہی آپ اس کام سے ہاتھ اُٹھائین اپنی جان کو تصدیع نہ دین فرمایا کہ
جبتک جا کر انکو نہ مارلونگا آرام نہ لونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ آگے تو نے روم مین اژدہا مارا تھا تو کیا ملا تھا اب کیا
حاصل ہو گا ناحق کو کوئی آسیب تجھے پہونچا تو ہم سب برباد ہوے دور کر اس ارادے سے باز آ ارے آدمی سے
لڑتے ہین یا ہوا سے لڑتے ہین فرمایا برب کعبہ تین بغیر اژدہون کے مارے یہانسے قدم آگے نہ بڑھاؤنگا دیکھا عمرو
نے کہ حمزہ نے قسم کھائی ہی اب کسیطرح نہ مانیگا خاموش ہو رہا اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ ہمنے ایسا شخص کوئی
نہین دیکھا کہ جس بات کا ارادہ کیا کچھ جان جانے کی پروا نہ کی شیر و اژدر کو بھی کچھ نہ سمجھا رزم کو بزم جانتا ہی

ایسا شخص جہان مین نہ دیکھا نہ سُنا سردارون نے سمجھانے کا قصد کیا تھا مگر جب دیکھا کہ عمرو کا کہنا نہ مانا
چپ ہو رہے مگر سب نے متفق اللفظ اور ایک زبان ہوکر کہا کہ شہریار خدا آپ کو ہمارے سر پر سلامت رکھے اور
خوش رکھے سب مرادین آپکی حاصل ہون خدا روز بد آپ کو نہ دکھائے اور ہمیشہ کامگار و کامیاب رہیے یہ اژدہے آپکے
سامنے کیا جان رکھتے ہین چلیے انکو مار لے امیر نے جو یہ سُنا خوش ہوے ہنسکر کہا کہ مین بندۂ عاجز ہون اُسکا یہ سب تائید یزدانی
ہی کہ مجھ ایسے مو ضعیف کو اسطرح کی جرأت دی ہی اور جو کہ پہلوان ہی اُسکو جرأت ضرور ہی غرض امیر آگ اُس بیشہ مین اترے
اور پانچوین روز مسلح و مکمل ہوکر تمام پہلوانون اور فرزندون کو ساتھ لیکر اُن اژدہون پر روانہ ہوے یہان تک کہ
قریب اُس بیشہ کے پہونچے اب امیر ہاتھ قبضے پر ڈالے ہوے ہین اور اژدہون کو ڈھونڈھتے چلے جاتے ہین دیکھا کہ
درختون کے پوست اُڑے ہوے ہین درخت جلے ہوے ہین گھانس تک جلکر خاکستر ہو گئی ہی جا بجا گڑھے زمین مین
پڑے ہوے ہین اور اُن گڑھون مین سے بوے بد چلی آتی ہی کہ اژدہون نے کھا کھا کر جو کف ڈالے ہین وہ آلائش بہت
کی نکلکر سڑی ہی اُسکی بدبو سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہی ایک صحراے مہیب ہولناک نظر آتا ہی بونڈلے خاک
کے اُڑ رہے ہین عجب دشت وحشتناک ہی کہ آگے آتے دور سے ایک غار معلوم ہوا اور تاریکی نظر آئی غور سے
دیکھا تو معلوم ہوا کہ دھوان اُٹھ رہا ہی سردارون سے فرمایا کہ مقرر اژدہا اس مین ہی دیکھو مین اُسے نکالتا ہون یہ
کہکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا کہ کوہ و دشت ہلنے لگے شعر کہ نعرہ زد شیر دشت مصاف ☆ کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ☆
یکے نعرہ زد حمزۂ نامور ☆ کہ آہن دلے را درید جگر ☆ بس بمجرد نعرہ کرنے کے ایک سیاہی اُس غار سے نمایان
ہوئی کہ سر اُسکا نکلا اور سینہ اُسکا بلند ہوا جب سب باہر آیا مانند پہاڑ کے تھا رنگت سیاہ آنکھین ازرق مانند
دو مشعلون کے روشن تھین سر مانند گنبد کے کہ دیو دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے ہول کے مارے بھاگ جائے جب قریب
آیا دیکھا کہ منھ پر اُسکے کہین کہین خال ہین اور سینے سے پسینا ٹپک رہا ہی بس اُسنے جو امیر کو دیکھا قلاب آتشین
چھوڑے اور نفس کشی کی کہ پتھر تک اُسکے منھ مین جانے لگے صاحبقران مع سرداران عالی شان دور ہٹ کر لنگر
مارے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین پاؤن کے تلے سے نکلی جاتی ہی مگر صاحبقران نے نکالکر قربان سے
کمان ترکش سے تیر بحر کمان مین پیوستہ کرکے اور نشانہ باندھکر جو اُسکی آنکھ مین مارا اور بھی سردار ساتھ امیر کے
دوڑے تھے اور تیر اژدہے پر مار رہے تھے مگر تیر امیر کا جو اُسکی بائین آنکھ پر پڑا مع سوفار غرق ہو گیا خون
اُسکی آنکھ سے جاری ہوا اور سردارون کے بھی تیر اُسکے بدن پر پڑے مگر کارگر نہوے کہ کام اُسکا تمام کرے کہ
اس مین دوسرا تیر امیر نے اُس کی دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی مع سوفار در آیا اور اژدہے نے سر زمین پر
دے مارا اور دم بلند کی چاہا کہ امیر پر مارے صاحبقران نے تیغ عقرب سلیمانی سے اُسے قلم کیا اژدہا تڑپکر
مر گیا خون جاری تھا صاحبقران دوسرے اژدہے کی طرف روانہ ہوے تھوڑی دور آئے تھے کہ سیاہی
نمودار ہوئی امیر بجلدی تمام گرز سام بن نریمان لیکر اژدہے کی طرف چلے دیکھا کہ یہ اژدہا اُس سے بھی بڑا ہی
اور بال اُسکے منھ پر پڑے ہین مانند زلف محبوبان کے مگر سر چھوٹا ہی وہ اژدہا قلاب آتشین نہ چھوڑنے پایا تھا
کہ امیر قریب اُسکے پہونچ گئے گرز اُسکے سر پر مارا کہ سر اُسکا زمین مین غرق ہو گیا سر پھٹ کر خون جاری ہوا
اور تڑپنے لگا چار طرف کو غل جو اُسکا پھیلا لوگ ڈرے بھاگے دریا مین کود پڑے بعضے بیشہ مین بھاگے مگر سردار
جو تلوارین پکڑ پکڑ کر اژدہے پر گرے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اب امیر تیسرے اژدہے کی فکر مین روانہ
ہوے مگر وہ جنگل ایسا ہیبتناک ہی کہ لوگ ہراسان و پریشان ہین مگر امیر تھوڑی دور آئے تھے کہ

خاک اُڑی اور اژدہا نمودار ہوا کہ قد اُسکا کئی سو گز کا تھا اور دو شاخین سر پر اُسکے تخمیناً کوئی بیس بیس گز کی
تھین اور وہ اژدہا آدمیون کو دیکھکر دوڑا امیر نے ذرا اندیشہ نہ کیا اُسیطرف کو چلے اژدہے نے قلاب اُگلین
چھوڑا امیر نے اُسے خالی دیا اور برابر ہونچ کے تیغۂ عقرب سلیمانی مارا اُدھر اور سرداران نامی جو ہمراہ تھے اُنکی
بھی تلوارین پڑین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا منون خون جاری ہوا لشکر جو امیر کا دور سے تماشا دیکھ رہا تھا اب جو
دیکھا کہ تیسرا اژدہا بھی مارا گیا مبارکباد دیتے ہوئے دوڑے ہر ایک آکر گرد پھرا تصدق ہوا علی الخصوص عمرو
بن امیہ ضمری بہزار زبان تعریفین صاحبقران کی کر رہا تھا اور مارے خوشی کے ناچ رہا تھا بادشاہ اسلام
صفت و ثنا فرما رہے تھے حمزہ صاحبقران نے دو رکعت نماز شکر ادا کی تھی اور رو رو کر عرض کر رہے تھے کہ اے پروردگار
تو نے مجھ ایسے ناچیز کو ایسی قوت عطا کی کہ مین نے ایسی بلاؤن کو یون دفع کیا شکر ہے تیری درگاہ مین اور سجدۂ شکر
بجا لا کر وہان سے اپنے لشکر مین آئے عمرو سے کہا کہ خواجہ تینون اژدہون کی پوست کشی کروا کر تیار کرو ہم اپنے
ہمراہ لے چلینگے عمرو نے لاکھ روپیہ لیکر اُنھین تیار کروایا جہازون پر لادلیا کشتیون پر سوار ہوکر روانہ ہوئے بعد
چند روز کے ایک پہاڑ کے پاس پہونچے فرمایا کہ جہاز یہان ٹھہرائین کہ ہم یہان کی سیر کرینگے ملاحون نے عرض کیا کہ شہریار یہ
پہاڑ پر کان جواہر ہے یہان انسان دیو نژاد رہتے ہین اور قریب چار لاکھ کے ہین کہ اُنکے خوف سے جانور درندہ تک
وہان نہین جاتا اور طائر اُدھر سے اُڑکر نہین آتا اور زبان اُنکی ایسی ہے کہ کوئی سمجھتا نہین شناوری مین مشتاق ہین
غوطہ زنی مین طاق ہین موتی دریا سے خوب نکالتے ہین نہنگان دریا کو پکڑ کر چیر ڈالتے ہین جسوقت جہاز سوداگرون
کے آتے ہین وہ شناوری کر کے جہازون کے قریب اپنے کو پہونچاتے ہین موتی سوداگرون کو دیتے ہین اور لوہا اُسکے
برابر لے لیتے ہین اور ہر ایک تیغہ الماس گون باندھتا ہے لباس صدف پہنتا ہے اور سوا لوہے کے کسی چیز سے جواہر
کو نہین بدلتے اور کوئی آج تک راز سے اُنکے واقف نہین ہوا کہ لوہا کیون خریدتے ہین اور کیا کرتے ہین فرمایا امیر
نے کہ ہم ضرور چلکر سیر کرینگے القصہ جہاز وہان ٹھہر گئے لنگر پڑ گئے امیر مع سرداران باتوقیر اُترکر پہاڑ پر گئے دیکھا کہ
حقیقت مین وہ کوہ کان جواہر ہے موتیون کے ڈھیر ہین زمرد یاقوت الماس وغیرہ کے انبار لگے ہوئے ہین عمارتین
جواہر نگار بنی ہوئی ہین عجب کیفیت دکھا رہی ہین کہ اس اثنا مین دیکھا کچھ آدمزاد دیونژاد جواہر لے لیکر آئے
لشکر والون نے صاحبقران کے لوہا دے دیکر لا انتہا جواہر خرید کیا کہ اُٹھانا اُسکا دشوار ہوگیا عمرو نے بھی بہت سا
جواہر مول لیا اور اپنے دل مین افسوس کیا کہ اگر معلوم ہوتا کہ لوہے سے جواہر بدلتے ہین تو اپنے جہازون پر لوہا
بھر لاتا مگر افسوس اب کیا ہوتا ہے لیکن امیر کو وہ نواح پسند آیا چند روز وہان رہے مگر وہان کے لوگ کسی سے
بولے تک نہین اور اگر کچھ آپس مین بات کی تو کسی کی سمجھ مین نہ آئی امیر نے ہر چند اُن سے کہا کہ مسلمان ہو وہ کچھ
نہ سمجھے جواب نہ دیا کئی روز کے بعد امیر نے قصد کیا کہ وہان سے کوچ کرین ایک ملاح نے امیر کو آکر سلام کیا
ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا فرمایا امیر نے جو کچھ کہنا ہو بیان کر اُسنے عرض کیا کہ شہریار مین تمام دریاؤن کی سیر کر کے
آیا ہون اور زبان سب جزیرون کی جانتا ہون اور ایک طشت میرے پاس ہے اُسکا یہ خواص ہے کہ جسوقت
دریا مین شور اُٹھتا ہے اُس طشت مین پانی بھر لیتا ہون اور اُس مین دیکھتا ہون جو ماہیت دریا کی ہوتی ہے معلوم ہو جاتی
ہے اُسکو بیان کر دیتا ہون اور ایک مٹی میرے پاس ہے کہ مین اُسکو سونگھ کر جو آگے دریا مین واقع ہوگا وہ بیان کر دونگا
فرمایا کہ لاؤ طشت اور مٹی وہ گیا جا کر لایا جیسا کہ بیان کیا تھا ویسا ہی پایا بعد اُس کے عرض کیا کہ یا امیر کشورگیر
نزدیک اِس جزیرے کے ایک اور جزیرہ ہے کہ تمام اُسکا بر طائل ہے تمام سال وہ سبز و خرم رہتا ہے ہمیشہ

برگ وبار وہان کے شاداب رہتے ہین نہ جاڑے کے موسم مین کچھ ضرر پہونچتا ہو نہ گرمی مین اُسے نقصان ہو آبشارین
ہمیشہ رواں رہتی ہین گلہاے رنگارنگ ہمیشہ پھولے رہتے ہین اور وہان سے ہر وقت آواز دف و نے چنگ و رباب
کی آیا کرتی ہو گویا وہ تمام جزیرہ سازندون کا ہو مگر ظاہر مین کوئی معلوم نہین ہوتا اور درخت میوہ دار بفلک کشیدہ
ہین امیر کو سنتے ہی اشتیاق ہوا کہ چلکر اُس جزیرے کو دیکھیے اور جہازون پر سوار ہوکر ملاحون سے فرمایا کہ جلد
جزیرہ بر طاکل مین پہونچاؤ اور اس ملاح کو بھی نوکر رکھ لیا ساتھ لیکر بعد از چند روز کوچ بہ کوچ اُس جزیرے
مین پہونچے جاکر اُسکی سیر کی بہت محظوظ ہوے جیسا اُس ملاح نے کہا تھا ویسا ہی دیکھا اُسیوقت ملاح کو بلاکر خلعت
عطا فرمایا سیر کرنے لگے تمام پہلوان وگرد وگردن کش آواز سے دف و نے کی خوش ہین اور حیرت سے ہر طرف کو دیکھتے ہین
کوئی معلوم نہین ہوتا اور ہر طرف سے آواز ناچ راگ رنگ کی چلی آتی ہو آوازین ایسی خوش آہنگ ہین کہ عالم
محویت کا ہم پہونچتا ہو امیر نے حیران ہوکر اسی ملاح سے پوچھا کہ یہ کیا باعث ہو کہ آواز سازون کی چلی آتی ہو اور
نشان سازندون کا نہین معلوم ہوتا ہو کیا یہ طلسم ہو یا کسی ساحر نے اسے آراستہ کیا ہو اُسنے عرض کیا کہ پیرو مرشد یہ نہ سحر
کا کارخانہ ہو نہ طلسم ہو بلکہ بند بلبست قدرت الٰہی ہو جس روز سے دُنیا پیدا ہوئی ہو اس جزیرے مین یہ عجائبات
ہین امیر کو یقین آیا کہ یہ ملاح سچ کہتا ہو اُس شب کو وہین رہے بعد فراغ نماز مغرب و عشا کھانا کھایا اب سب
سردار بھی بیٹھے ہین شب ماہ ہو سیر صحرا کر رہے ہین آواز سازون کی چلی آتی ہو اُسے سن رہے ہین کہ چراغ کی روشنی
دور معلوم ہوئی مگر نہایت تابان و درخشان تھی امیر حیران ہوے سردارون سے کہا کہ نہین معلوم یہ کیا شے روشن
ہو ہر چند ہرکارون کو خبر کے واسطے بھیجا کچھ خبر نہ معلوم ہوئی بڑی رات گئے تک بیدار رہے آخر آرام کیا صبح کو
بیدار ہوے بعد نماز کے اُس ملاح کو پھر طلب کیا اور اُس سے احوال روشنی کا پوچھا کہ رات کو عجیب طرح کی روشنی
ہمنے دیکھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ آفتاب تابان ہو ہمنے ہر چند تفحص کیا کچھ حال نہ کھلا اُسنے عرض کیا کہ اے
شہریار اس دریا مین ایک گاو آبی بہت بڑی ہو رات کو پانی سے نکلتی ہو اور بلند ہوکر بالاے ہوا قائم ہوتی ہو دم کو
اپنی اونچا کرتی ہو اور وہ مانند عقد پروین کے چمکتی ہو یہ روشنی اُسی کی تھی اور صبح کو وہ گاے پھر دریا مین چلی جاتی ہو
امیر نے فرمایا کہ بھئی یہ امر نہایت اعجوبہ ہو ضرور اسے دیکھیے اور ہاتھ لگے تو اس گاے کو پکڑ لیے اور ملک باختر مین
لیچلے عجیب وغریب تحفہ ہو کہ کسی نے تمام عمر نہ دیکھا ہوگا نہ سنا ہوگا سب سردارون نے حق مین امیر کے دعاے خیر کی
کہ خداوند کریم آپکو ہمیشہ مظفر و منصور رکھے یقین ہو کہ یہ گاے آپ کے ہاتھ آجاے اُس ملاح نے عرض کیا کہ شہریارا صورت
مین یہ گاے ہو مگر شیر خصال مکر و حیلہ آپ کے ہاتھ آئے تو آئے فرمایا مکر و حیلہ نامردون کا کام ہو انشاء اللہ تعالی بزور
صاحبقرانی اُسے پکڑونگا غرض امیر دریا کی طرف چلے قریب دریا کے پہونچے تھے کہ دریا مین شور پیدا ہوا اور
آواز ہولناک بلند ہوئی ملاح نے عرض کیا کہ یہ آمد ہو اُسی گاے کی یا امیر ہوشیار رہیے صاحبقران مسلح و مکمل
تو کھڑے ہی تھے کمند ہاتھ مین پکڑ کر اُسی آواز کی طرف چلے دیکھا پانی جوش مار کر شق ہوا اور گاے مثل سر کوہ
کے اُسمین سے پیدا ہوئی وہ ہیبت اُسکی تھی کہ گاو زمین بھی دیکھے تو ہراس اُسپر طاری ہو اب اُسنے دم اپنی علم
کی کہ روشنی اُسکی دور تک پھیلی امیر کمند کیانی پوشیدہ کیے ہوے اُسکی طرف چلے جاتے ہین کہ اُس گاے کی نگاہ
بھی امیر پر پڑی دیکھا کہ ایک شخص نہایت ہی جری ہو کہ تیری طرف چلا آتا ہو بس دونون شاخین ترچھی
کرکے امیر پر دوڑی کہ امیر کو شاخ مار کر ہلاک کرے امیر نے جو اُسے آتے دیکھا نہایت ہوشیار ہوکر کمند کے
حلقے کھولکر کھڑے ہوے گاے نے برابر پہونچکے شاخین مارین امیر نے خالی دیکر کمند ماری کہ حلقہ کمند کا

گلے مین اُس گاو کے پڑا وہ زور کرکے چلی تھی کہ امیر نے جھٹکا مارا کہ زمین پر غلطان پیچان آرہی اب سر کمند کا امیر
کے ہاتھ مین ہے اور گاے اُچھل کود رہی ہے ہر چند تڑپتی ہے چاہتی ہے کہ کمند تڑا کر نکل جاؤن مگر ممکن نہین امیر نے
سردارون کی طرف اشارہ کیا کہ اسے گرفتار کرو یہ کمند مین پھنسی ہوئی ہے سب سردار دوڑے گاے کو پکڑا زنجیر
مین جکڑا کھینچتے ہوے اپنے مقام پر لائے امیر پر سے زر نثار ہونے لگا تصدق اُترنے لگے ہر ایک کہ رہا تھا کہ حضور
نے کیا کار نمایان کیا کہ اس گاے کو پکڑ لیا بشر سے یہ کام نہین ہوسکتا امیر نے دوگانہ شکرانہ خداے یگانہ کا ادا کیا
اور بلاکر داروغہ دواب کو وہ گاے سپرد کی کہ اسے بہت اچھی طرح رکھنا یہ نایاب چیز ہے بعد اسکے کشتیون پر سوار
ہوکر عجائبات کی تعریفین کرتے ہوے روانہ ہوے شب و روز کشتیان چلی جاتی ہین بعد چند روز کے ایک بیشہ مین
پہونچے کہ وہ بیشہ نہایت سبز و خرم تھا اور ایک گنبد دور سے دکھائی دیا جب وہان اُترے اور سیر کو روانہ ہوے
لوگون کو دیکھا کہ سب خوبصورت شیر صولت ہین درخت میوہ دار لگے ہوے ہین گلہاے رنگا رنگ پھولے
ہوے ہین کسی باغ کو اُس سے نسبت نہین ہے اور انواع اقسام کے جانوران شکاری وہان موجود ہین امیر
سیر و شکار مین مشغول ہوے مگر وہان کے لوگون نے جو تعریف صاحبقران کی سُنی کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان ہے
تمام زمانے پر غالب آیا ہے یہ سنکر ہول و ہراس اُنپر طاری ہوا ہاتھ باندھ کے سامنے صاحبقران کے آئے اور
عرض کیا کہ ہم آپ کے مطیع و فرمانبردار ہین فرمایا کہ دین اسلام اختیار کرو وہ سب برضا و رغبت مسلمان ہوے
اور دست ادب بستہ عرض کیا کہ دعوت غلامون کی حضور قبول فرمائین فرمایا کیا مضائقہ ہے تم جاکر تیاری
کرو ہم پہونچینگے القصہ امیر دوسرے روز انکے ساتھ شہر مین گئے حاکم وہان کوئی نہ تھا سب اپنے اپنے گھر کے مالک تھے
مگر خرد بزرگون کے تابع تھے اور آپسمین موافقت بہت تھی شر و فساد کبھی نہ ہوتا تھا امیر سات روز انکے یہان
مہمان رہے دنکو سیر و شکار کرتے تھے رات کو صحبت عیش برپا رہتی تھی ایک روز شکار ماہی مین مصروف تھے کہ
ایک مچھلی دکھائی دی کہ اتنی بڑی مچھلی امیر نے کبھی نہ دیکھی تھی اسواسطے کہ درازی اسکی پانچ سو گز کی تھی اور عرض اسکا
سو گز کا تھا نہایت متعجب ہوے امیر نے اُس جزیرے مین سے ایک مرد پیر کو بلایا اُس سے پوچھا کہ اس مچھلی کا حال
بیان کر اُسنے عرض کیا اے شہریار اس مچھلی کی کیا حقیقت ہے غلام نے اس سے دونی مچھلی دیکھی ہے ایک مدت کی
گذری کہ موج نے اسی دریا سے مچھلی نکالکر کنارے پر ڈالی تھی طول اُسکا ہزار گز کا تھا اور عرض اسکا دو سو گز کا تھا دس ہزار
آدمیون نے کمندین پکڑ پکڑ کر اُسپر پھینکین اور اُسکو کھینچ کر لائے ایک درخت سے باندھا وہ زور کرکے جڑ سے اُس
درخت کو اکھیڑ کر لیگئی آخر لوگ جزیرے کے جمع ہوکر اُسے پانی سے خشکی مین کھینچ لائے پہلے دانت اُس مچھلی کے
گرز و تبر سے توڑے پھر اُسے چیرا پچاس گھڑے روغن اور پچاس گھڑے چربی کے اُسمین سے نکلے اور پیٹ جو اُسکا
چاک کیا گیا تو بہت سے در شاہوار نکلے اور ہزار من عنبر سارا نکلا اور اُس مچھلی کی دریا مین یہ صورت تھی کہ جہان
جہاز آیا اُس نے سر اُٹھایا اور جہاز کو توڑ ڈالا اُلٹ دیا آدمی غرق ہوگئے آخر کار اہل جہاز یہ کرتے تھے کہ خوف
اُس مچھلی کے بوق و طبل و دمامے بجاتے تھے اور غل کرتے تھے اور جلدی جہازون کو بھگاتے تھے تب جہاز صحیح و سالم
نکل جاتے تھے اور ایک شخص نے عرض کیا کہ شہریار مین نے ایک مچھلی دیکھی ہے کہ ایک روز دریا سے خشکی مین اچھل کر
آپڑی تھی طول اُسکا سو گز کا تھا جب وہ خشکی مین تڑپ کر مر گئی اور پیٹ کو اُسکے چیرا ایک مچھلی جیتی اسکے شکم سے
نکلی کہ بیس گز طول تھا اور دس گز کا عرض امیر نے فرمایا پروردگار عالم نے اس سے بڑھکر عجیب و غریب
مخلوقات پیدا کیے ہین اور انکو رزق پہونچاتا ہے یہ کہکر اُس پہاڑ کی طرف روانہ ہوے نیچے اُس کوہ کے ایک دشت دیکھا

کہ تمام خاک اُس دشت کی مانند توتیا کے نرم تھی اور گھانس پر وہان کی وضو کا ہونا تھا کہ آدمی کھڑا ہو مُنھ ہاتھ
پانون آنکھہ ناک سب اعضا معلوم ہوتے تھے خاصہ اُس کا یہ تھا کہ جو کوئی اُسے توڑے بیہوش ہوکر گر پڑے اور پھر
بعد تھوڑی دیر کے اُٹھکے مانند استادہ ہو جائے اسی سبب کوئی اُسکو اُکھاڑتا نہ تھا اور ایک شخص نے اُنھین سے کہا
کہ یہان ایک جگہ بہت سرسبز و شگفتہ ہے ہر درخت سبز ہے پھل اُسمین سُرخ لگے ہوئے ہین کچھ شاخون مین
برگ و بار ملے ہوئے ہین کچھ شاخون مین جدا جدا ہین کچھ شاخون مین برگ و بار کا نشان بھی نہین اور ایک طرفہ ترشئ
وہان ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اُسکا بیان نہین ہو سکتا فرمایا کہ چلو ہم دیکھین گے اور اُسی طرف روانہ ہوے جب
اُس مقام خاص پر پہونچے عجب دشت روشن نظر آیا انواع انواع کے درخت لگے دیکھے عجیب و غریب پھول کھلے
نظر آئے رات بسر ہوئی صبح کو جسوقت آفتاب برآمد ہوا زمین و آسمان شعاع سے روشن ہو گئے درختون سے آواز
شور و فغان بلند ہوئی اور تمام برگ اُن درختون کے گر پڑے دن بھر صدائے گریہ وزاری آیا کی پتے گرا کیے اور
جانور وہان کے خوف کے مارے بھاگ گیے جب رات ہوئی وہ آواز نالے کی نکلنا درختون سے موقوف ہوئی
اور جانور اُن درختون پر نظر آئے اور برگ درختون مین پھر نکل آئے صاحبقران تماشاے بوقلمونی صنائع پروردگار عالم
دیکھکر وہانسے چلے اثناے راہ مین ایک ملاح دانا نے عرض کیا کہ شہریار اس نواح مین ایک پہاڑ ہے کہ اُسے
کوہ قانون کہتے ہین وہان بھی عجائبات بیشمار ہین امیر نے فرمایا کہ کشتیان دریا کی راہ سے لیچلو اور ہم خشکی کی راہ
سے سیر کرتے ہوئے آتے ہین غرض بعد چند روز کے کوہ قانون مین پہونچے اور اُس ملاح سے پوچھا کہ یہان عجائبات
کس قسم کے ہین اُسنے عرض کیا کہ نواح مین اس پہاڑ کے عجیب الخلقت لوگ رہتے ہین قد ہاتھی کے رنگ سیاہ چہرے
غولون کے جسم کتون کے بال بکری کے دانت مانند دندان گراز کے کان مانند گوش فیل کے وہ سب سگتن غول فیل گوش
مشہور ہین فرش خواب اُنکا گیاہ نو خیز ہے اور غذا اُنکی مچھلی اور میوہ صحرائی ہے ہر ایک کے پاس زر و جواہر بیشمار ہے جو
سوداگر اسباب ہر قسم کا لیکر آتے ہین اُنسے وہ خریدتے ہین اور قیمت مین گوہر و مرجان دیتے ہین اور ہر ایک کے پاس ایک
گھوڑا ہے کہ اُس گھوڑے کئی ہزار سے زیادہ رنگ مختلف ہین اور چالاک ایسے ہین کہ ہوا سے تیز جاتے ہین اور جو لڑائی
اُنکو درپیش ہوتی ہے سب متفق ہوکر حریف سے لڑتے ہین آدمی کو کھا جاتے ہین جانوران درندہ کو پھاڑ کھاتے
ہین دریا مین غوطہ لگا کر نہنگ کو پکڑ لاتے ہین شیرون پر شمشیر آزماتے ہین کوہ کو تنکا جانتے ہین دیو کو نہین
مانتے ہین صاحبقران نے یہ حال سُنکر فرمایا کہ معلوم ہوا یہ لوگ مردم آزار ہین اُنکو سزا دینا جملہ واجبات سے ہے علیم
خیمہ اُسیطرف لیچلو مین بعنایت پروردگار سب کو تنبیہ کرونگا غرض کوچ کر کے بعد طے مراحل و قطع منازل نواح مین
فیل گوشون غول سرون کے ۔ عمیون کے پہونچکر خیمہ برپا کیا تمام لشکر امیر باتوقیر کا وہین اُتر پڑا شب بسر ہوئی صبح کو ایک
گروہ فیل گوشون کا پیدا ہوا اور سامنے لشکر ظفر پیکر کے آکر کھڑا ہوا اور پکار کر کہا کہ تم لوگ سوداگر ہو اگر کچھ اسباب بیچنے کو
لائے ہو تو اپنی قوم کو ہم جاکر خبر کرین وہ اسباب تمسے خریدین یہانسے لوگون نے آواز دی کہ تم نہین جانتے یہ لشکر
صاحبقران جہان کا ہے جسکے سامنے دیو پری کی کچھ حقیقت نہین ہے جاکر کہو اپنے مالک سے کہ آکر غلامی مین اس شہریار
کی موجود ہو اطاعت کرے نہین تو سزاے معقول پائیگا جب لوگ آگے سے امیر اور لشکر امیر کے آگاہ ہوئے کہا کہ معلوم ہوا
تم ہمسے لڑنے آئے ہو خیر حال تمکو معلوم ہو جائیگا اور سامنے سے چلے اپنی قوم سے جاکر کہا کہ آج ایک لشکر بارادہ جنگ آیا
ہے یہ سُنتے ہی سب مسلح و مکمل ہوکر قبضون پر ہاتھ ڈالکر مثل رعد جوش و خروش کرتے ہوئے لشکر امیر کی طرف بڑھے ہوئے
اور مقابلے مین آکر برے جاکر کھڑے ہوئے غصے کی شدت سے زرد منھ اُنکے سُرخ ہو گئے تھے غل مچانے لگے غرض یون

کو جھکانے لگے مرکب ایسے جست و چالاک کہ جنکے سامنے برق شرمندہ ہے لشکر اسلام والون نے جو انکو دیکھا بعضے
تو خائف ہوئے بعضے شادان و فرحان آپس مین کہنے لگے ایک مرتبہ مرکر پھر کوئی نہین مرتا انکو مارنا اور مرجانا
اکثر کی یہ حالت تھی کہ بسبب خوف جان کے قریب تھا کہ بھاگ جائین لیکن پیچھے صف کے جاکر کھڑے ہوئے کہ اگر
بھاگین تو سب کے آگے ہون اور امیر بھی انکی تیزیان دیکھکر حیران تھے القصہ جب دونون طرف کی صفین آراستہ ہوچکین
اور نقیب نقیب دیکر چلے گئے ایک پہلوان انھین سے جو نہایت قوی ہیکل تھا میدان مین آیا مبارز طلب کیا لیکن لشکر
امیر سے کوئی نہ نکلا ہر ایک کو تامل ہوا کہ یہ تیر شمشیر تبر کچھ نہ کھائینگے کیونکہ نہایت چالاک ہین انسے جنگ و جدل بیکار ہے
مرکب انکے عجب مرکب ہین کہ اشارون پر چلتے ہین کسی جا انکو قرار نہین امیر حیران پریشان ہوئے اور اسنے کئی آوازین دین
جب دیکھا کوئی مقابلے کو نہین نکلتا تو گھوڑا اٹھاکر تھوڑے سے فیل گوش ساتھ لیکر لشکر اسلام پر آکر گرا شمشیر زنی شروع
کی بہتون کو قتل کیا بہتون کو پکڑ اچیر پھاڑ کر کھا گئے دن بھر لڑا کیے شام کو پھر گئے پھر بھر رات گئے شبخون مارا صبح تک
قتل کیا کیے بہتون کو پکڑ پکڑ کر کھایا کیے صبح کو چلے گئے اب ہر روز آتے ہین اور یہی صورت ہوتی ہے کہ لشکر اسلام کو
تباہ و برباد کرکے چلے جاتے ہین سرداران لشکر اسلام ہر چند چاہتے ہین کہ کسی کو انھین گرفتار کرین یا قتل کرین یا زخمی
کرین ممکن نہین ہوتا کسواسطے کہ مانند باد صرصر آئے ادھر چلے گئے اور جسکو چاہا پکڑ لے گئے اور دور جاکر بند بند
جدا کیا دست و پا اعضا و جوارح آپس مین تقسیم کرکے کھا گئے چند روز مین اسقدر لشکر اسلام کو کھایا اور قتل کیا کہ
حساب اسکا نہ تھا ایک تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا بھاگ بھی نہ سکتے تھے کہ چار طرف وہی بلائین تھین امیر اور
بادشاہ اسلام اور سرداران ذوالاکرام نے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کیونکہ یہ بلا دفع ہو کیا کرین کسی کے ذہن مین کچھ نہ آیا
آخر کار ناچار ہوکر امیر نے فرمایا کہ میرے واسطے عبادت خانہ کھڑا کردو کہ مین رجوع کرونگا درگاہ جناب احدیت مین
اسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی صاحبقران غسل کرکے اسمین داخل ہوئے نماز مغرب و عشا پڑھکر
دوگانہ حاجت کا ادا کیا دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور رو رو کر دعائین مانگنا شروع کیا کہ ای
جان بخش عالم و دادرس بیکسان و فریاد رس غریبان واسطہ اپنے بندگان خاص الخاص کا ان ظالمون کے ہاتھ
سے نجات دے اسی کیفیت مین تین پہر رات گذر گئی کہ ایک آواز غیب سے آئی کہ یا حمزہ صاحبقران تم
ہراسان نہو صبح کو اپنے لشکر سے کہو کہ سب غسل کرکے نمازین پڑھکر مسلح و مکمل ہو کر تیار رہین جب وہ لوگ
آئین سب کے سب تیر اندازی انپر کرین خدا بڑا قادر و توانا ہے فتحیاب کریگا یہ آواز غیبی سنکر امیر عبادتخانے
سے باہر آئے اور جو کچھ کہ اس مرد غیبی سے سنا تھا سب سے بیان کیا تمام اہل اسلام نہاکر نماز پڑھکر تیر کمانون
مین پیوستہ کرکے مسلح و مکمل دل کو حافظ حقیقی کی طرف رجوع کرکے کھڑے ہوئے کہ یکایک ادھر سے وہ ظالم
پیدا ہوئے اور نعرے کر کرکے اہل اسلام پر چلے جسوقت قریب آئے ادھر سے بارش تیر ہونے لگی اسقدر تیر انپر
پڑے کہ زرہون کو انکی توڑ کر بدنون مین سوراخ کردیے جسطرح ساہی کے جسم پر کانٹے ہوتے ہین یا یہ معلوم ہوتا
تھا کہ انکے طائر روح نے اڑنے کے واسطے پر پرواز پیدا کیے ہین یہانتک کہ سہم سہم کر گرے قصہ مختصر قریب دو لاکھ
کے بیل گوش مارے گئے باقی بھاگ کر بیشہ مین جاکر چھپے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا اس بیشہ پاس آئے
عمرو سے کہا کہ خواجہ اس بیشہ مین آگ لگادو کہ ایک انمین کا زندہ نہ رہے عمرو نے تمام عیارون کو
جمع کرکے حقہاے آتشباری مارنا شروع کیے کہ تمام بیشہ جلنے لگا اور جو کوئی فیل گوش باہر نکلا اسے
تیر مار کر گرا دیتے تھے کہ وہ سب جہنم واصل ہوئے ایک زندہ بچکر نہ جا سکا تین روز مین وہ بیشہ جلکر خاک سیاہ

ہوگیا عمرو نے جستجو کرکے بہت سا مال و جواہر نکالا اور سب نذر زنبیل کیا صاحبقران نے دو رکعت نماز
شکرانے کی ادا کی جشن کیا اور وہان سے جہاز دکن پر سوار ہوکر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین اور ایک مرغزار
ملا کہ متصل اُسکے ایک پہاڑ تھا اُس پہاڑ پر ایک قلعہ فولاد تاب کا تھا امیر نے اُسی ملاح پیر سے پوچھا کہ یہ
کون سی جگہ ہے اُسنے عرض کیا کہ یہ حصار بہت اچھی جگہ ہے یہ تمام قلعہ فولاد جوہر دار کا ہے دیوارین ہفت جوش
کی ہین کرسی اور شہ نشین بھی اسکی ہفت جوش کی ہین اندر اسکے کریلیان دنگل ہفت جوش کی کھچی ہوئی ہین
اور سیامک کا دخمہ ہے مگر حصار کا دروازہ نہین معلوم ہوتا کسی نے آجتک نشان دروازے کا نہین پایا فرمایا
کہ تمنے اُسکے اندر کا حال کیونکر معلوم کیا اُسنے کہا کہ دیو جن جو اُسکے اندر گئے ہین اُن سے معلوم ہوا ہے امیر نے عیارون
سے کہا کہ جاکر تلاش کرو دروازہ ڈھونڈھو یہ کوئی بات قابل اعتبار نہین کہ دروازہ اسکا نہو کسواسطے کہ جو مکان
باغ اور اسی قسم کی کوئی شے بنوائی جاتی ہے تو راستہ جانے آنے کا ضرور رکھا جاتا ہے قدم الخروج قبل الولوج مضمون مثل
عیار بموجب ارشاد کے گئے ہرچند گرد اُسکے پھرے کہین دروازہ نہ پایا چاہا کہ جست کرکے دیوار پھاند کر جائین
دیوارین دو دو سو گز بلند تھین ہمت نے کوتاہی کی خدمت امیر با توقیر مین آکر عرض کیا کہ ہمنے ہرچند کوشش کی
مگر دروازہ نہ ملا اُس ملاح نے کہا پیر و مرشد انکی کوشش سے کچھ نہوگا مگر البتہ آپ رجوع بدرگاہ الٰہی کرین
تو شاید کچھ پتا دروازے کا معلوم ہو امیر نے فرمایا کہ جلد عبادت خانہ برپا کرو ملازمون نے اسی وقت
سفید کپڑے کی راؤٹی استادہ کردی امیر سر شام سے داخل عبادتگاہ ہوئے بعد ادائے نماز جبین نیاز بر
خاک آستانہ عبودیت ملکر رو رو کے التجا کی کہ ای مفتح الابواب وای قاضی الحاجات وای خالق کل مخلوقات
امیدوار ہون کہ دخمہ سیامک کو دیکھون اور تیرے فضل سے یہان کی سیر کرون دو پہر رات دعا مانگتے گذری
تھی کہ دیدۂ ظاہری بند ہوئے چشم باطن وا ہوئی دیکھا کہ ایک جوان حسین خوبصورت نیک سیرت نمایان ہوا
اور دیکھا کہ اُسکی تین آنکھین ہین اور تینون آنکھون سے دیکھتا ہے کبھی کھول دیتا ہے کبھی بند کرلیتا ہے پس اُسنے
دیوار قلعہ پاس جاکر دروازہ کھولا اور آواز دی کہ وہ حصار اُسکی آواز سے ہل گیا اور کئی آوازین درو دیوار
سے پیدا ہوئین کہ امیر اُنکے صدمے سے بیہوش ہوگئے پھر جو ہوش آیا دیکھا کہ صبح کا وقت ہے طائر مصروف
حمد باری ہین امیر نے وضو کیا نماز پڑھی سجدۂ شکر بجا لاکر باہر تشریف لائے عمرو اور جتنے سردار کھڑے تھے سب نے سلام کیا
اور پوچھا کہ ای شہریار دعا آپ کی مستجاب ہوئی دروازہ حصار کا پیدا ہوا امیر نے تمام حال جوان سہ چشم خوشرو کے
آنے کا بیان کیا عمرو بولا کہ حمزہ تو بندۂ خاص پروردگار ہے فرمایا خواجہ وہان کسی کو خصوصیت نہین جسے چاہے وہ
نوازش فرمائے غرض امیر نے کچھ خاصہ نوش فرماکر آرام کیا دوپہر ڈھلے سوکے اٹھے سردارون کو مع عمرو ساتھ لیا
اور آکر دروازے مین داخل ہوئے نسیم عنبر شمیم ایسی آئی کہ ہر ایک نے جان تازہ پائی اور دیکھا کہ
سبزہ زار ہے سیر کرتے ہوئے چلے آتے ہین آتے آتے ایک باغ مین پہونچے کہ وہ گلشن گویا نمونۂ گلزار ارم تھا درخت
سر بفلک کشیدہ تھے ایک درخت دیکھا کہ تنہ اُسکا سبز شاخین سیاہ برگ و بار اُسکے مانند سر مردم کے امیر
دیکھکر اُسے نہایت متعجب ہوئے لوگون سے کہا کہ کس سے اس درخت کا حال پوچھین کہ وہی جوان خوشرو سہ چشم
پیدا ہوا امیر کو سلام کیا کہا کہ آپ حیران کیون ہین قدرت خدا سے اس درخت کے برگ و بار ایسے ہی ہوتے
ہین اور پھل اسکا بہت بامزہ ہوتا ہے شیرین مثل شہد کے خوشبو مانند عنبر کے اور پتے اسکے کبھی کم نہین ہوتے اگر
کبھی کوئی پتا جھڑ پڑتا ہے تو پھر اُگ کر اُسی مقام پر چسپیدہ ہوجاتا ہے اور جو کوئی اس میوے سے قدرے بھی کھا لیتا

ہی ایک ہفتے تک بھوک اُسے نہین لگتی اور بہت خوش و خرم رہتا ہی امیر نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین چار جی
جا بجا رہے کہ از کہتا مہ ادنی اعلی امیر فقیر بادشاہ وزیر یہ میوہ کھائین کہ عجائبات سے ہی سب نے وہ میوہ کھایا
یہانتک کہ بادشاہ اسلام نے بھی نوش فرمایا سب خرم و شادان ہوئے خدا کو بزرگی یاد کیا بعد اسکے نظر امیر
کی ایک کاخ بلند پر پڑی کہ سر بفلک کشیدہ کبھی اس انداز کا ایوان نظر سے نہ گذرا تھا درخشان مانند آفتاب
کے زمین اُسکی مشک و عنبر کی کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوا جاتا تھا اور دیوار تمام جواہر نگار مرصع کار از تحت تا فوق
یکسان اور اُس ایوان مین ایک تخت بلورین مرصع بچھا ہوا تھا اور اُس تخت پر ایک بت طلا ے احمر کا بیٹھا ہوا
تھا کہ از سر تا پا جواہر اُسمین نصب تھا اور ایک طرف ایک تابوت طلائی مرصع کار رکھا ہوا تھا کہ مانند آفتاب
کے چمک رہا تھا اور اوپر تابوت کے ایک لوح یاقوت کی رکھی ہوئی تھی امیر نے اُس جوان سرچشم سے پوچھا
کہ یہ ایوان اور تخت اور بت کیسا ہی اور لوح پر کیا لکھا ہی اُسنے کہا یہ تابوت تخت سیامک کا ہی اور بت اُسکی
تصویر ہی اور یہ ایوان اُسکی نشستگاہ ہی اور لوح پر کچھ نصیحت لکھی ہی امیر نے پہلے تابوت پر سیامک کے فاتحہ
پڑھا بعد اسکے لوح اُٹھا کر دیکھی اُسپر لکھا ہوا تھا کہ مین سیامک ہون اور یہ مکان تھا میرا دیو پری وحش و طیر مرغ
ماہی میری اطاعت مین تھے شب و روز سوا جشن کے کسی چیز سے سروکار نہ تھا عمر بھی میری بارہ سو برس کی
ہوئی عالم عالم میرا مطیع تھا گردش فلکی مجھسے موافق تھی مگر جب بخت میرا برگشتہ ہوا اور عمر آخر ہوئی سب
کارخانہ میری بادشاہت کا ابتر ہو گیا گنج و خزانہ زر و جواہر مال و اسباب بحساب میرے پاس تھا سب مین
چھوڑ کر کچھ اپنے ساتھ نہ لایا خالی ہاتھ گیا اور یہ اشعار عبرت انگیز اور کلمات نصیحت آمیز لکھے ہوئے تھے اشعار

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
یا تو وہ دھوم تھی یا اب کوئی اُس کو جانتا نہین
دیرینہ کچھ ہی نہ جسم مین کچھ ہی
دم مین کچھ ہو اور ایک دم مین کچھ ہی

تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
یک لحظہ بیک ساعت بیک دم
ہستی مین کچھ نہ عدم مین کچھ ہی

آئیہ فاعتبر دا قصر فرید دن یکھو
دگرگون میشود احوال عالم رباعی
دُنیا ہی طلسمات عجائب جرائت

کبھی یہ دُنیاے دون مانند فرزندون کے پالتی ہی کبھی مانند دشمنون
کے پیس ڈالتی ہی کوئی اس دُنیا سے کامیاب نہین ہوا جمشا بادشاہ ذیجاہ و جلالت پناہ اس جہان مین کوئی
نہ تھا اور یون ناکام اُٹھ گیا آدمی کو چاہیے کہ جہان مین نیکی کرے اپنے جاہ و تجمل پر نہ بھولے کچھ اعتبار اس جاہ و حشم
کا نہین ہی ورنہ پچتاویگا افسوس ہی کہ مین نے کچھ نہ کیا اور چاہیے کہ کسی کا پردہ فاش نہ کرے عیب پوشی کا شیوہ اختیار
کرے دانا لوگون کو اپنی صحبت مین جگہ دے نادانون سے پرہیز کرے بدی کسی سے پیش نہ آئے گناہون سے اپنے
کو بچائے کسواسطے کہ روز قیامت اعضا و جوارح گواہی دینگے کہ اُسنے یہ فعل کیے ہاتھ کہین گے کہ ہمسے اسنے بیجا ظلم
کیے کان کہین گے اسنے بدی سُنی زبان کہیگی اسنے یہ باتین بری مجھپر جاری کین القصہ اسیطرح کل اعضا گواہی دینگے اور
جو کچھ خدا عنایت کرے اُسی پر قناعت کرے زیادہ پانوکن نہ پھیلائے دست ہوس کو نہ بڑھائے اس تھوڑی سی نصیحت
کو بہت جان خدا کو پہچان امیر اُس نصیحت نامے کو پڑھکر بہت روئے ساتھ اُنکے تمام سردار بھی گریان ہوئے اور
کہتے تھے کہ حقیقت مین یہ دنیا ناپائدار ہی پس وہ تختی امیر نے تابوت پر رکھدی اور وہان سے اُٹھکر اور
طرف سیر کو چلے کہ گھانس اور میوہ انواع اقسام کا اور نقرہ و طلا و الماس مروارید و لعل و یاقوت بے انتہا
تھے فرمایا کہ یہان کسی کو حاکم کرنا چاہیے تاکہ یہ مال و اسباب تلف نہو اور خلق کو اس سے نفع پہونچے اور آگے
اسمین دروازہ نہ تھا یہ بند پڑا ہوا تھا حفاظت مین تھا اب دروازے کے ظاہر ہونے سے وہ حفاظت

نہ رہی کسی شخص کو یہان کا حاکم کرنا ضرور ہو چنانچہ اُسی ملاح پیر کو وہان کا حاکم کیا اور دس ہزار آدمی اُسکے ہمراہ چھوڑے
اور آپ سیر کرتے ہوئے دریا کی طرف روانہ ہوئے کشتیون پر سوار ہوکے تھا تب مین زمرد شاہ باختری کے راہی
ہوئے ملاحون سے پوچھا کہ یہ دریا اور جزائر تمام ہوئے یا نہین ملک فرعونیہ کتنی دور رہا اُنھون نے عرض کیا کہ شہریار آپ
جلد فرعونیہ پر پہونچا چاہتے ہین جزائر سواحل دریائے شور تمام ہوئے اب ایک ملک حبش درمیان مین ہے اور ایک
جنگل فیل ملک حبش کی راہ مین ملیگا کہ کچھ عجائبات وہان بھی ہین لیکن وہ صحرا ایسا ہول خیز وحشت انگیز ہے کہ اُس طرف
کوئی نہین جاتا اور تھوڑی دور پر ساحل سے ایک گنبد کہنہ بنا ہوا ہے کہ خودبخود وہ گنبد چیخ مار کرتا ہے اور دو وقت
اُسے سکون ہوتا ہے ایک تو دوپہر کو دوسرے شام کو اور جب وہ گنبد ٹھہرتا ہے تو اُسمین سے ایک باز سُرخ نکلتا ہے اور
ہرن کو اپنے پنجے مین دبا کر لیجاتا ہے اور اُس برج مین گھس جاتا ہے وہ برج پھر اُسیطرح چیخ مارنے لگتا ہے اور جب رات
ہوتی ہے تو ہزارہا چراغ اُس جنگل مین روشن ہوجاتے ہین مگر آدمی کا کہین نام و نشان بھی نہین ہے اور اگر اُس ساحل
پر کوئی اُترتا ہے تو بوقت شب غائب ہوجاتا ہے پتا نہین لگتا کہ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اور باقی اُسکی حقیقتون سے
ہم واقف نہین کہ وہان کیا ہے امیر باتوقیر نے فرمایا ضرور میرا خیمہ لب ساحل برپا ہو تاکہ مین تماشا اس عجائب کا
دیکھون معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہان کوئی طلسم ہے یا یہ ممکن ہے کسی جادوگر کا مسکن ہو بمجرد حکم امیر باتوقیر جہازون کے لنگر
چھوڑ دیے گئے اور امیر باتوقیر کا خیمہ لب دریا استادہ ہوا اور بھی چند سردارون کے خیمے استادہ ہوئے مگر کل لشکر
امیر کا جہازون پر ہے فقط سرداران ذوالکرام اور امیر عالی مقام کی بارگاہین برپا ہین کہ اس اثنا مین شام ہوئی
دیکھا کہ ایک تڑاقا پیدا ہوا اور وہ برج قائم ہوا اور اُسمین سے ایک دریچہ پیدا ہوا اور ایک باز سُرخ رنگ نکلا اور جنگل
کی طرف چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے ایک ہرن پنجہ مین دبائے ہوئے لایا اور اُس برج مین چلا گیا برج پھر چیخ
مارنے لگا امیر حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ اتنے سے باز کی یہ حقیقت نہین ہے کہ ہرن کو پنجہ مین دبا لائے اور یہ برج جو
قائم ہوجاتا ہے جب جانور اندر اُسکے چلا جاتا ہے تو پھر گھومنے لگتا ہے لیکن امیر بہت سے عجائبات جو دیکھ چکے ہین
تو سحر کا گمان بھی امیر کو نہین ہے مگر گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ مسکن ہے غولان جادو کا اور غولان جادو وزیر ہے
عالم آرائے جادو کا اُسنے زیر زمین ایک دُنیا قائم کی ہے اور اُسکی سات اقلیمین قرار دی ہین اور ہر اقلیم مین
سات سات شہر ہین اور ہر شہر مین سات ہزار محلہ ہے لیکن چار اقلیمین اچھی طرح آباد نہین اُنکے بھی آباد کرنے کی فکر ہے
اور ایک ایک اقلیم کا ایک ایک بادشاہ حاکم ہے اور ان سب پر ایک اور بادشاہ اور حاکم ہے اور اُسکے پایتخت کے
چار وزیر منتظم ہین اور خود عالم آرائے جادو قیطول بناکر اندر پردہ ہائے حجاب قائم کرکے خداوندی کرتا ہے جتنی
خلقت ہے سب اُسے سجدہ کرتی ہے اور ہر شخص کے دروازے پر یا خداوند عالم آرا لکھا ہوا ہے لیکن غولان جادو
انھین چارون وزیرون مین سے ہے کہ جو منتظم ہین عالم نوایجاد کے جو کشتی یا جہاز اسطرف نکل آتا ہے اور لب ساحل
ٹھہرتا ہے تو اُسنے اپنے سحر سے ہرن تیار کیے ہین کہ وہ ان لوگون کو لگا کر لیجاتے ہین اور اُسی عالم نوایجاد تک پہونچا کر
غائب ہوجاتے ہین اور شب کے وقت غول پیدا ہوتے ہین وہ راستہ بھلا کر آدمی کو عالم نوایجاد مین پہونچا دیتے ہین
غرض جسوقت امیر نماز مغرب سے فارغ ہوئے دیکھا کہ جنگل مین ہزارہا چراغ روشن ہین عمرو کی طرف دیکھکر ارشاد ہوا
کہ خواجہ ان چراغون کا پتہ لگانا چاہیے کہ یہ کیسے چراغ ہین اور کسنے جلائے ہین عمرو نے کہا حمزہ اگیا بیتال ہو گئے تجکو تو
بیٹھے بیٹھے عجب اُپج کی سوجھتی ہے مجھے ان چراغون سے خوف معلوم ہوتا ہے امیر نے بہت اصرار کیا کہ خواجہ بس یہ
اخیری مرحلہ ہے اسکے بعد فرعونیہ پر پہونچ جائینگے اس جنگل کو بھی صاف کرتے چلین عمرو نے چند عیارون کو بلاکر

بھیجا کہ ان چراغون کی حقیقت دریافت کر کے آؤ وہ عیار گئے لیکن امیر اور عمرو صبح تک راستہ اُنکا دیکھا کیے کوئی
نہ پھرا صبح کو عمرو نے کہا کیون حمزہ دیکھا عیارون کو مفت ہاتھ سے کھو بیٹھے یہ کارخانہ طلسم کا مجھے معلوم ہوتا ہی امیر چپ
ہو رہے خاصہ نوش فرما کر بارگاہ مین بیٹھے لیکن پردے بیابان کی طرف کے اُٹھوا دیے تھے دربار مین سردار جمع تھے جنگل
کی فضا دیکھ رہے تھے کہ یکایک ایک جانب سے غول ہرنون کا نمودار ہوا کہ چرا کرتے ہوئے آپسمین شوخیان کرتے
ہوئے چلے آتے ہین امیر نے فرمایا کہ بھئی اس جنگل کے ہرن نہایت خوبصورت ہین انھین گرفتار کر کے ملک باختر
کو بھیجنا چاہیے غرض یہ تہیہ کر کے کمند ہاتھ مین استوار کر کے مسلح و مکمل ہو کر اُٹھے ساتھ امیر کے تمام سردار بھی
کمندین لیکر اُٹھے گھوڑون پر سوار ہوئے مگر اب ان سردارون مین علمشاہ ہین بدیع الزمان ہین قاسم
ہین سلطان سعد کرب نوجوان اور ان سردارون کے عیار بھی مع عمرو بن امیہ ضمری ساتھ ہین گھوڑون پر
سردار مع امیر باتوقیر سوار ہو کر تعاقب مین اُن ہرنون کے چلے اور وہ آہو بھاگے لیکن امیر گھوڑا اُٹھائے چلے
جاتے ہین کہ امیر سب سے آگے نکل گئے اور باقی ہرن بھاگ گئے اب ایک ایک سردار نے ایک ایک ہرن
کے پیچھے گھوڑا ڈالا اور ہر شخص اپنے شکار کے پیچھے علیحدہ علیحدہ اُڑائے چلا جاتا ہی لیکن امیر جس ہرن کے پیچھے
گھوڑا اُڑائے چلے جاتے تھے وہ ایک درۂ کوہ مین جا کر نہان ہو گیا اور وہ کوہ الماس کا تھا امیر اُسے دیکھکر
بہت خوش ہوئے کہ عجب کوہ ہی اور درہ کوہ مثل گنبد کے بہت سڈول ہشت پہل تھا گویا قدرت خدا سے وہ
کوہ ترشا ترشایا پیدا ہوا تھا غرض امیر اُس درۂ کوہ مین در آئے اور چلے جاتے جاتے ایک کھڑکی نمودار ہوئی
جب اُس کھڑکی مین سے نکلے ایک میدان وسیع دیکھا کہ اُسمین ایک درخت عجب طرح کا ہی کہ تنہ اُسکا زمرد
کا ہی اور پتے یاقوت کے ہین اور پھل زرد لگے ہوئے ہین اور اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہوا ہی بس دیکھتے ہی
امیر کے وہ جانور اس زور سے چیخا کہ طبق زمین کے جا بجا سے شق ہو گئے اور امیر اُسمین سما گئے اور بیہوش
ہو گئے جب آنکھ امیر کی کھلی اپنے کو ایک جنگل مین دیکھا چند قدم آگے بڑھے تھے کہ گرد اُڑی اور ایک
نقابدار پیدا ہوا امیر کو سلام کیا اور کہا کہ شہر مین چلیے امیر اُسکے ہمراہ ہوئے لیکن حیران و پریشان کہ وہ
ہرن اُدھر غائب ہو گیا مین درہ کوہ مین آیا تھا دہانے اس جنگل مین پہونچا اب یہ نقابدار شہر مین لے
جاتا ہی خیر ذرا شہر کی بھی سیر کرنا چاہیے غرض امیر ساتھ اُس نقابدار کے دروازہ شہر پناہ پر پہونچے وہ نقابدار
امیر کو شہر کی سیر کراتا ہوا قریب ایک مکان کے لایا کہ وہ مکان نہایت تکلف کا تھا نقابدار امیر کو اندر
مکان کے لیگیا دیکھا امیر نے کہ مکان خوب سجا ہوا ہی بیچ مین جو کا تخت کا لگا ہوا ہی ہانڈیان جھاڑ کنول وغیرہ
الگ رکھے ہین اور کچھ چھت مین آویزان ہین نقابدار نے امیر باتوقیر سے کہا کہ چالیس روز یہان آپکی دعوت
ہی بعد اسکے سامنے بادشاہ کے آپکو چلنا ہوگا امیر نے کہا کہ بہتر ہی لیکن اب امیر تو دعوت مین نقابدار کی ہین
حال عمرو کا سُنیے کہ یہ بھی تعاقب مین صاحبقران باقبال کے اسی درہ کوہ مین در آئے اور وہی کھڑکی انھین بھی
ملی اور اُسی دشت مین پہونچے کہ جہان درخت پر جانور بیٹھا ہوا تھا اسیطرح زمین شق ہوئی اور عمرو اُسمین سما گئے جب
آنکھ کھلی اپنے کو ایک سبزہ زار مین پایا عمرو سمجھ گیا کہ کارخانہ طلسم کا ہی اب پھنسے خدا خیر کرے کہ اسی طرح ایک
نقابدار آیا اور اُنکو بھی شہر مین لیگیا اور چالیس دن دعوت کی اُنکو بھی یہین چھوڑیے مگر حال سُنیے علمشاہ کا کہ یہ
گھوڑا اُڑاتے ہوئے ہرن کے پیچھے چلے جاتے ہین سیارہ اُنکے ساتھ ہی کہ ایک باغ نمودار ہوا ہرن چوکڑی بھر کر
اُس باغ مین گیا اُنھون نے بھی گھوڑے کو ایڑی کی کہ گھوڑا دیوار پھاند کر باغ مین پہونچا ہرن کا تو پتا نہ لگا اب یہ سیر

باغ کرتے ہوئے ایک درخت خرما کے پاس پہونچے اُسپر ایک جانور بیٹھا ہوا تھا علمشاہ کو دیکھکر چیخا کہ اُسکی
آواز سے کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا ہو گیا علمشاہ بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا
کہ وہ شہر عجب طرح کا تھا کہ مکانات تو بہت بنے ہوئے تھے لیکن آبادی بہت ہی کم تھی بازارین آراستہ تھین
علمشاہ سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ راستے مین سیارہ سے ملاقات ہوئی اُسنے کہا اے شہریار ہرن آپنے
صید کیا علمشاہ نے کہا ہرن کیسا ہرن تو غائب ہو گیا اور اپنی حقیقت بیہوش ہوکر شہر مین پہونچنے کی بیان
کی اُسنے کہا اے شہریار مین بھی اسی طرح یہان آیا ہون علمشاہ نے کہا خدا جانے امیر کو ہمارے حال کی خبر ہے
یا نہین یہ کارخانہ طلسم کا معلوم ہوتا ہے غرض اُنکو بھی اسیطرح ایک نقابدار آکر لیگیا اور چالیس دن تک دعوت کی
ادھر شاہزادہ بدیع الزمان پیچھے ہرن کے گھوڑا ڈالے ایک کوہ زمردین پاس پہونچا ہرن درہ کوہ مین غائب ہو گیا
بدیع الزمان درہ کوہ مین در آیا آگے آگے ایک دروازہ نمودار ہوا شاہزادہ اُسمین سے نکلا دیکھا کہ ایک میدان
ہے کہ اُسمین گیاہ کا نام بھی نہین درخت کا نشان تک نہین معلوم ہوتا مگر پہاڑ اکثر ہین اور سب پہاڑ زمردین
ہین اُنپر ایک طاؤس بیٹھا ہے بس بدیع الزمان کو دیکھتے ہی وہ طیور اس طرح چلایا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پیدا
ہو گیا اور زمین جا بجا سے شق ہو گئی شاہزادہ بیہوش ہو گیا آنکھ جو کھلی اپنے کو دروازۂ شہر پناہ پر پایا قصد کیا
کہ پھر چلو دن بھر پھرے رات کو اپنے کو پھر اُسی دروازۂ شہر پناہ پر پایا سمجھے کہ یہ کارخانہ طلسمی ہے غرض اسیطرح
ایک نقابدار آیا اور اُنھین بھی لیگیا اور سامان دعوت کیا اب حال قاسم کا بیان ہوتا ہے کہ یہ گھوڑا ڈالے
ہوئے ایک کوہ یاقوت پاس پہونچے دیکھا کہ ہرن درہ کوہ مین پہونچکر غائب ہو گیا قاسم اُس درہ مین آیا جستجو مین
آہو کی چلا جاتا ہے دیکھا کہ کچھ روشنی معلوم ہوتی ہے قاسم اور آگے بڑھا ایک دروازہ نمودار ہوا جب دروازہ
سے باہر نکلا دیکھا کہ ایک لالہ زار ہے تمام صحرا گلہاے سرخ سے روشن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگ لگی ہوئی ہے اور لال
درختون پر بیٹھے ہوئے ہین قاسم کو جو اُن لالون نے دیکھا غول باندھکر اُڑے سر پر قاسم کے سایہ افگن ہوے
اور اس خوش الحانی سے چہچہے کئے کہ قاسم محو ہو گیا بلکہ بیخود ہو گیا ہوا سر د چل رہی تھی قاسم کی آنکھ بند ہو گئی
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک شہر مین دیکھا کہ تمام بازار آراستہ ہین شہر نہایت آباد و شاد ہے قاسم سیر کنان چلا آتا تھا
کہ ایکبار ایک سوار نقابدار نمایان ہوا قاسم کو سلام کیا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا اور دعوت کی کہ اب
حال سنیے کرب نوجوان کا کہ یہ گھوڑا اُڑائے ہوئے چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک دریا ہے ہرن اُس چشمے کو پھاند کر
اُس پار چلا گیا کرب نے بھی گھوڑا اُسکے پیچھے دریا مین ڈالدیا گھوڑا پانی کو کاٹتا ہوا چلا جاتا تھا کہ یکایک ایک
نہنگ پیدا ہوا اور وہ راکب کو مع اسپ نگل گیا مگر آنکھ جو کرب کی کھلی اپنے کو ایک دشت مین پایا کہ
وہان درخت بنفشہ بہت سے لگے ہوئے تھے اور جانوران عجائب رنگ مختلف شکل درختون پر اُڑتے پھرتے
تھے کرب کو جو دیکھا سب نے غل مچایا کہ اُنکے غل سے تمام دشت مین آگ لگ گئی ہر طرف شعلے بھڑکنے لگے
کرب نے جو دیکھا دشت مین آگ لگ گئی ایک چاہ قریب تھا اُسمین یا امیر عرب کہکر کود پڑے آنکھ جو کھلی
اپنے کو ایک دشت پر فضا مین پایا سیر کنان ایک دروازے کے پاس پہونچے قصد اندر جانے کا کر رہے تھے
کہ ایک نقابدار پیدا ہوا اور کرب کو سلام کیا اور اندر شہر کے لایا ایک ایوان مین لیگیا چالیس روز
دعوت کی اور کہا کہ آپ کو کیا شوق ہے کہ آج ہم آپ کو اپنے بادشاہ پاس لے چلین گے جس فن مین آپ کمال
رکھتے ہون وہ ہم بادشاہ سے بیان کرین کرب نے کہا تمھارے بادشاہ کو کس بات کا شوق زیادہ ہے اُسنے کہا کہ

ہمارے بادشاہ کو کشتی دیکھنے کا بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور سال بھر کے بعد ایک بہت بڑا دنگل بادشاہ بزرگ کے یہان ہوتا ہی کہ وہان ساتون اقلیمون کے بادشاہ آکر جمع ہوتے ہین اور ہر شخص اپنے اپنے پہلوان کو لڑاتا ہی جسکا پہلوان غالب آتا ہی اُسکو بادشاہ بزرگ سے انعام ملتا ہی کرب نے کہا مین بھی دنگل کی سیر ضرور دیکھونگا غرض وہ دن دنگل کا آیا کرب ہمراہ اُس نقابدار کے ایوان بادشاہی مین آئے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہی کرسیان دنگل داہنی بائین طرف بچھی ہوئے ہین پہلوان بیٹھے ہوئے ہین اکھاڑا تیار ہی بادشاہ نے کرب کو دنگل بیٹھنے کو دیا کرب سلام کرکے بیٹھ گیا نقابدار نے بادشاہ سے کہا کہ انھین بھی کشتی سے بہت شوق ہی بادشاہ نے یہ سنکر حکم دیا کہ پھر کشتی شروع ہو پہلوان اُترکر لڑنے لگے کشتیان ہونے لگین جوڑے چھٹنے لگین تین پہر دن کامل کشتی رہی جب چھوٹی جوڑین لڑ چکین تو ایک پہلوان لنگوٹ باندھکر اکھاڑے مین کودا تمام پہلوان اُس سے لپٹے لیکن اُس پہلوان نے سبکو زور دلایا بعد اُسکے نعرہ مارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی سہراب کہان ہی حمزہ کہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سُننا تھا کرب کو تاب نہ رہی آواز دی کہ او رذال دراز یہ کیا بکتا ہی خدانے ایک سے بہتر ایک کو پیدا کیا ہی بہادرون کے نام اسطرح لیتا ہی اُسنے جھنجھلا کر کہا کہ اگر کچھ تجھے دعوی ہی تو اُتر آ اکھاڑے مین بس یہ سُننا تھا کرب جھم سے کود پڑا اور گیارہ ڈنڈ مولا مشکلکشا کے نام کے کرکے مٹی چڑھا کر خم ٹھونک کر سامنے آئے کشتی ہونے لگی لیکن کرب کی یہ کیفیت ہی کہ اُسکا زور توڑ رہے ہین اور اپنا زور نہین کرتے جب پہلوان زور کرکے تھکا کرب نے کہا ہوشیار ہو کہ اب مین زور کرتا ہون یہ کہکر ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالدیا اور یا حیدر کرار کہکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا بادشاہ یہ زور وطاقت دیکھکر بہت خوش ہوا و تخت سے کود پڑا اور کرب کو گلے سے لگا لیا اور اپنے تخت پر بٹھا لیا خلعت عنایت کیا وہ پہلوان جسے چت کیا تھا آکر قدمبوس ہوا اور کہا کہ مین غلام ہون اور یہ جتنے پٹھے میرے تیار ہین سب خدمتگار ہین اور چیلے ہین اِن سب کا افسر تھا اب یہ رتبہ حضور کو زیبا ہی اور نام اس پہلوان کا سوماق کشتی گیر ہی غرض بادشاہ نے کرب دلاور کو افسر اُن سب پہلوانون کا مقرر کیا اور کہا کہ آپ ان سب کو زور دلایا کیجیے مین آپکو دنگل بزرگ جو شاہنشاہ شاہنشاہان یعنے عالم آرائے جادو کے یہان ہوتا ہی اُسمین لڑواونگا انکو بھی یہین چھوڑیے حال سُنیے شاہزادہ سلطان سعد کا کہ اُنھون نے بھی گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈالا ہی جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچے کہ عجب صحرا تھا ہرن دامنہ کوہ مین جاکر غائب ہوگیا سلطان سعد حیران و پریشان پھر کر چلے تھے مگر انکو پیاس معلوم ہوئی چند قدم بڑھے تھے کہ ایک چشمہ نمایان ہوا قریب اُسکے گئے دیکھا تو عجب چشمہ ہی کہ پانی اُسکا ہر مقام پر چرخ مار رہا ہی جا بجا کبوتر تیر رہے ہین سلطان سعد نے لب ساحل بیٹھکر چلو بھر کے پانی پیا پیتے ہی بیہوش ہوگئے پھر بعد گھڑی بھر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک وادی سر سبز مین دیکھا جاتے جاتے ایک شہر نمایان ہوا اور ایک نقابدار آکر سعد کو لیگیا چند مکان اسکے آباد ہین اور باقی خالی مکان بہت ہین لیکن آبادی کم ہی غرض وہ نقابدار سلطان سعد کو لیے ہوئے ایک قصر مین آیا اور اِنکی دعوت کی پوچھا آپ کو کس فن مین کمال حاصل ہی کیونکہ چہرے سے شوکت شاہانہ او سطوت مردانہ عیان ہی آپ ضرور فن سپاہگری جانتے ہونگے شاہزادے نے جواب دیا کہ البتہ مجھے شوق تو ضرور ہی نقابدار نے کہا مین آپ کو سامنے اپنے بادشاہ کے لے چلونگا وہ آپ کی بہت عزت وحرمت کریگا کیونکہ اُسے بھی کشتی سے بہت شوق ہی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور بعد سال بھر کے ایک دنگل بزرگ ہوتا ہی اُسمین آپ کو لڑوائیگا اگر آپ حریف پر غالب آئے تو بادشاہ بزرگ آپکو اپنے پاس رکھے گا غرض یہ بھی وہان رہنے لگے کہ اس اثنا مین دن دنگل کا قریب آیا نقابدار نے یہ خبر بادشاہ کو دی کہ ایک شخص زبردست روزگار

اس اقلیم مین وارد ہوا ہی اگر فرمایئے تو لیکر حاضر ہون حکم ہوا کہ ضرور لاؤ نقابدار سعد کو لیکر دربار مین گیا دیکھا تو
دربار آراستہ تھا اکھاڑا تیار تھا پہلوان کرسیون نگلون پر بیٹھے تھے سلطان سعد کو جو بادشاہ نے دیکھا بہت پسند کیا
اور ایک دنگل نفیس جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ کشتی شروع ہو پہلوان لڑنے لگے بعد بیکے ایک
پہلوان زبردست اکھاڑے مین اُترا پہلے سب کو زور دلایا بعد اسکے خم ٹھونکا اور سعد نے پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام
کہان ہی حمزہ آئے اور حلقۂ غلامی کان مین ڈالے بس یہ سُننا تھا کہ سعد کو تاب نہ رہی اور کود کر دنگل سے نعرہ کیا کہ
او بے ادب یہ کیا کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اُسنے جواب دیا کہ اگر تجھے کچھ دعوی ہی تو آ بس یہ سنتے ہی سعد اکھاڑے
مین آئے گیارہ ڈنڈ کرکے خم ٹھونک کر سامنے کھڑے ہوے ہاتھ ملا کشتی ہونے لگی بس گھڑی بھر کا عرصہ نہ گذرا ہوگا کہ
سعد نے لنگر اُسکا توڑا اور سر سے بلند کیا اور کہا کہ اب کیا کہتا ہی اُسنے کہا بیشک آپ زبردست ہین اور مین غلامی سے
باہر نہین ہون سعد نے چپکے سے اُسے زمین پر رکھدیا نام اس پہلوان کا ارماق کشتی گیر ہی بادشاہ نے بہت تعریفین
کین اور خلعت عنایت کیا اور کہا کہ آپکو دنگل بزرگ مین بیچکے لڑاؤنگا غرض سعد بھی یہان رہنے لگے لیکن اب
حال گذارش کیا جاتا ہی امیر با توقیر کا کہ مع عمرو بن اُمیہ ضمری جہان ہین نقابدار کے اور حال ان نقابدارون کا یہ
ہی کہ یہ چھ نقابدار جو سردارون کو لیگئے ہین بیٹے ہین ہومان جادو کے یہ چھون منتظم ہین چھ اقلیمون کے اور اقلیم ہفتم بیچ مین
ہی اور وہی پایۂ تخت ہی اسکا منتظم ہومان خود ہی اور وہ دو وزیر جو پایۂ تخت کے منتظم ہین انکا یہ کام ہی کہ جو شخص نیا آتا
ہی وہ اُسکی خبر دیتے ہین عالم آرائے جادو کو اور یہ چھ بادشاہ چھ اقلیمون کے بیٹے ہین عالم آرائے جادو کے غرض
امیر جس بادشاہ کی اقلیم مین گئے ہین نام اسکا چوپان شاہ ہی اور اقلیم کو اُسکی غربیہ کہتے ہین اور یہ اقلیم بہت آباد ہی
اور یہان بھی ہر مہینے دنگل ہوتا ہی اور یہان بہت بڑا ایک پہلوان ہی کہ نام اُسکا غاق کشتی گیر ہی یہ پہلوان
سب اقلیمون کے پہلوانون سے زبردست ہی غرض جب روز دنگل کا آیا نقابدار امیر کو لیے ہوے سامنے اُس بادشاہ
کے آیا اور عرض کیا کہ یہ شخص نہایت زبردست ہی اور آرزو مقابلہ کی رکھتا ہی اور نام آپکے پہلوان کا سُنکر آیا ہی
کہا اچھا کیا مضائقہ ہی لیکن نظر جو چہرے پر امیر کے پڑی عجب بدر بنظر آیا بیساختہ بتعظیم کو اُٹھ کھڑا ہوا دنگل
جواہر نگار بیٹھنے کو عنایت ہوا امیر تشریف فرما ہوے بادشاہ نے حکم دیا کشتی ہونے لگی جب چھوٹی جوڑین کرچکین تو
بادشاہ نے امیر کیطرف دیکھکر کہا کہ بسم اللہ لنگوٹ باندھیے ادھر غرکاق کشتی گیر نے بھی لنگوٹ کسا اور اکھاڑے مین
اُترا خم ٹھونک کر پکارا کہ کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی حمزہ آئے اور غلامی میری اختیار کرے بس یہ سُنکر امیر نے
اور فرمایا کہ حمزہ تو خیر مگر اور بہادران نامی کو کیون پکارتا ہی اور وہ اب زندہ بھی نہین ہین آ مجھسے تو سامنا کرے یہ
کہکر اکھاڑے مین کودے سلام ہوا ہاتھ ملتے ہی زور ہونے لگے پہلے امیر نے زور اُسکا رد کیا پیچ اُسکے دیکھے اور تعریف
کی بعد اُسکے فرمایا کہ اب میرا زور روک اُسنے کہا کہ بسم اللہ زور کیجیے امیر نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر سر سے بلند کرکے
آہستہ سے زمین پر چیت لٹا دیا غاق قدمون پر گرا کہا کہ آپ زبردست ہین مین نے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا
لیکن امیر اور سرداران نامی سحر مین نقابدارون کے ایسے مسخر ہوچکے ہین کہ انکو نہ دین کا ہوش ہی نہ دنیا کا غرض امیر
سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اب حال سُنیے علمشاہ رومی کا کہ سب جھلا بیج بھول گئے ہین نقابدارون کے
جہان ہین کچھ دین سے کسی کے سروکار نہین ہی یہ نقابدار بھی علمشاہ کو دنگل مین لیگیا کشتی ہونے لگی بعد اسکے
آفاق کشتی گیر سے کہ پہلوان زبردست ہی اور علمشاہ سے کشتی ہوئی شاہزادے نے اُسے آن واحد مین زیر کیا
وہ بھی مطیع ہوا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ مین لڑنے کا وعدہ ہوا انکو بھی نہین چھوڑیے اب حال شاہزادہ بدیع الزمان کا

کا سنیے کہ یہ بھی جہان مین نقابدار گئے انہین بھی وہ دنگل مین لیگیا بادشاہ نے بہت عزت کی شاہزادہ بدیع الزمان نے
عذاب کشتی گیر کو زیر کیا وہ بھی فرمانبردار ہوا اور اُس سے بھی دنگل بزرگ کا وعدہ ہوا اسی طرح قاسم کو بھی نقابدار لیگیا
اور انھون نے بھی ایسا ہی کیا اور بادشاہ سے دنگل بزرگ کا وعدہ ہو گیا کہ اس اثنا مین دن میلے کا قریب آیا ایک ہفتہ قبل
اقلیم ہفتم مین ایک مینار ہے اُسپر آواز نقارہ کی بلند ہوئی معلوم ہوا کہ آج سے آٹھوین دن میلہ ہے ہر شخص حسب لیاقت سامان
مین مصروف ہوا ہر بادشاہ نے سامان چلنے کا کیا غرض وہ دن آیا اور بہت بڑا اکھاڑا تیار ہوا اور گرد اکھاڑے کے
کرسیان دنگل بچھے ایک طرف ایک تخت اُسپر دو وزیر آکر بیٹھے اور بیچ مین پردہ حجاب قائم ہوا میلہ جمع ہونے لگا
شہر کی دوکانین آراستہ ہونے لگین لوگ پوشاکین بدل بدلکر اپنے اپنے گھرون سے نکلنے لگے سوانگ تماشے لائین
دکھاتے ہوے ہر طرف سے نمودار ہونے لگے بہروپیے بھیس بدل بدلکر ہر ایک کو دھوکا دیتے پھرتے تھے رئیسون سے
انعام لیتے تھے نٹنیان راستے مین ایک ایک کا دامن پکڑ کر لگاوٹ کر کے کچھ نہ کچھ لے مرتی تھین ساقیون کی دوکانون
پرچہ سبون کے دم لگ رہے تھے ملارین اُڑ رہی تھین کسبیان بناؤ سنگار کر کے کرسیان بچھا کر کمرون پر بیٹھی ہوئی
ناز معشوقانہ دکھاتی تھین ہر طرف کٹورا کھنک رہا تھا ایک عجب لطف تھا کہ اسی اثنا مین آواز نقارے کی پیدا
ہوئی اور چوپان شاہ تخت پر سوار امیر کشور گیر مرکب پر بیٹھے ہوے تخت کے ہمراہ نمایان ہوے وہ دونون وزیر کہ نام
ایک کا ہوشمند ہے اور دوسرے کا دانشمند ہے آئے اور استقبال کر کے لیگئے اُدھر پرچہ عالم آرائے جادو کو گذرا
کہ بڑے بیٹے آپکے حمزہ عرب کو ساتھ لیکر آئے ہین بس ایک تخت بردے ہوا نمایان ہوا اور آواز آئی کہ اے چوپان
یہ عطیہ ہے خداوند کا آپ اس تخت پر تشریف رکھیے چوپان نے سلام کیا اور تخت کیطرف بڑھا تخت نیچا ہو گیا
چوپان شاہ اُسپر بیٹھا امیر کے لیے دنگل جواہر نگار آسمان سے اُترا امیر اُسپر جلوہ افروز ہوے کہ اتنے مین آمد دوسرے
بادشاہ کی ہوئی دونون وزیر پھر استقبال کو گئے اور مرجان شاہ کو مع علمشاہ کے لیکر آئے یہ چھوٹا بھائی ہے
چوپان کا اور خبر انکے آنے کی عالم آرائے جادو کو ہوئی اسیطرح انکے لیے بھی تخت و دنگل آیا یہ بھی بیٹھے کہ تیسرے بادشاہ
کی آمد ہوئی چوگان شاہ مع شاہزادہ بدیع الزمان پہونچا اور اسیطرح وہ دنگل و تخت آیا اور یہ بھی بیٹھے کہ اتنے مین
شیران شاہ پہونچا قاسم اسکے ساتھ تھے یہ بھی اسیطرح سب مین داخل ہوے بعد اسکے پیران شاہ کرب غازی کو
لیے ہوے آیا ساتھ ہی اسکے مہران شاہ مع شاہزادہ سلطان سعد پہونچا اب سب بادشاہ اور سردار جمع ہوے
لیکن ایک ایک کو دیکھ رہا ہے کوئی کسی سے بات نہین کرتا ایک بار وہ دونون وزیر پردہ اُٹھا کر اندر گئے اور عالم آرائے
جادو سے کہا کہ خداوند یہ لوگ اتفاق سے پھنس گئے ہین کہ اگر ہزار کوشش کرتے تو ہاتھ نہ آتے لہذا انکا زندہ رہنا اچھا
نہین ہے کیونکہ انھین نے ہزارون طلسم توڑے ہین سیکڑون ساحرون کو مارا ہے ایسا نہو کہ کوئی فساد پیدا ہو آج دنگل
موقوف رکھیے اور انکا فیصلہ کر لیجیے کیونکہ ہم پرچہ سحر مین دیکھ چکے ہین کہ اگر یہ آج شب بخیر بچ گئے تو کل انکی موت نہین ہے
اور کوئی بلائے آسمانی ہم پر نازل ہوگی کہ جسپر سحر کارگر نہوگا عالم آرائے جادو نے جواب دیا کہ اچھا کہہ دو کہ خداوند نے
آج دنگل موقوف رکھا اور کچھ نمونہ قدرت کا دکھائینگے کہ یہ تازہ مہمان جو ہین اُنکو بھی کچھ اعتقاد ہو تب حکم دو
مین انکے مارنے کی تدبیر کرتا ہون غرض یہ دونون وزیر تو باہر نکل آئے لیکن عالم آرائے جادو نے جلدی سے نہا کر
چوکا دیا اور ایک پتلی ماش کی اور ایک بکرا ذبح کر کے اُسکے خون مین اُس پتلی کو نہلایا اور چند دانے ماش کے پڑھکر
مارے کہ وہ پتلی اُٹھ بیٹھی اور ناچنے لگی عالم آرائے جادو نے ایک اور بکرا ذبح کیا اور زبان اُسکی نکالکر اُس پتلی
کے منھ مین دی اور چند دانے رائی سرسون کے پڑھکر مارے کہ وہ ہر بات کا جواب دینے لگی اور

خون بکرے کا پی گئی مگر وہ دونون وزیر جوبر دے سے باہر آئے حکم دیا کہ آج خداوند نمونۂ قدرت دکھائینگے اور
کل دنگل ہوگا غرض ایک اور خیمہ تیار ہوا اور اُسمین سب بادشاہ مع اپنے اپنے سردارون کے آکر بیٹھے اور راستہ
دیکھ رہے ہین کہ خداوند کیا نمونۂ قدرت دکھاتے ہین کہ یکایک جانب آسمان سے ایک شعلہ جوالہ نمایان
ہوا جب وہ زمین پر آیا تو اُسمین سے ایک جوگن نہایت حسین پیدا ہوئی کہ بین اُسکے ہاتھ مین تھی بجا کر گانے
لگی مگر صورت اُس جوگن کی دیکھکر ہر شخص مع امیر کشورگیر ہزار جان سے فریفتہ و شیفتہ ہو گیا اور جوگن نے
گا کر اور بھی سب کو از خود رفتہ کر دیا جب خوب گا چکی تو بیٹھ کر چیخ مار کر رونے لگی اب ہر شخص کی یہ کیفیت ہی
کہ ساتھ اُس جوگن کے رو رہا ہی اشک جاری ہین اور یہ صدا بلند ہو کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
آخر کیا ہی کچھ مُنھ سے تو کہو یہ گریہ کسواسطے ہی جوگن نے جواب دیا کہ حال سب پوچھتے ہین لیکن فریاد کو کوئی
نہین پہونچتا مین کیا اپنا حال پر ملال بیان کرون ہر شخص نے کہا کہ جو کہوگی ہم وہی کرینگے کچھ بیان تو کرو اُسوقت
جوگن نے سب کا دل ہاتھ مین لیکر کہا کہ میرا باپ بہت بڑا منجم تھا اُسنے مجھسے کہا تھا کہ جب سن تیرا بارہ برس کا
ہوگا تو تو مر جائیگی لہذا مین رو رہی ہون کہ یہ دنیا ناپایدار ہی اسپر کبھی بھروسا نہ کرے مین نے تو اسلیے دنیا کو ترک کیا
اب ستی ہوتی ہون یہ کہکر اُف کی کہ مُنھ سے شعلہ نکلا جتنے سردار بیٹھے تھے سب نے کہا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ ہین سُنکر
جوگن نے کہا اچھا لکڑیان جمع کرواؤ اُسیوقت ایک بڑا سا گڑھا کھُدا اور انبار ہیزم کا ہو گیا اب ان باتون مین
جوگن نے بہر رات گذر چکی ہی اور بہر رات باقی ہی کہ جوگن نے کہا خیر چلتے وقت ایک غزل اور سُن لو پھر ہم کہان یہ دنیا کہان یہ کہکر غزل گانے لگی غزل

جلنی بڑھتی ہی آتش بھڑکتی ہی
آج ہی آہ کی ہوا کچھ اور

زندگی اب ہی آپ کٹتی ہی
دیکھیے کس طرف ٹلتی ہی

زلف کی پیچ ادا کیا پیچ و خم بھو
جو خرابی کہ در در مین پھیلی

ہر گھڑی ترح سے جا نکلتی ہی
دست قدرت سے کب سنبھلتی ہی

غرض جوگن ایسا گائی کہ ہر شخص کے آنسو جاری تھے اب یہ اُٹھکر انبار ہیزم کیطرف چلی اور پکاری مصرع
رخصت ای اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہین ٭ یہ کہکر اُس انبار ہیزم پر جا بیٹھی ساتھ ہی اُسکے ہر ایک سردار مع امیر باتوقیر
اُٹھکر چلا اور جوگن نے اشارہ کیا کہ جو میرا عاشق ہو آئے اور میرے ساتھ چلے یہ سب آگے بڑھتے ہین اب انکو تو یہین
چھوڑ دیجیے مگر حال سنیے لشکر امیر باتوقیر کا کہ جس روز سے امیر غائب ہوئے تھے بادشاہ اسلام نہایت پریشان
تھے لشکر مین ایک تلاطم تھا جس عیار کو خبر کیواسطے بھیجا وہ بھی گم ہو گیا پتہ نہ لگا عرصہ دو تین مہینے کا گذر چکا ہی
کہ کچھ خبر صاحبقران عالیشان کی معلوم نہین ایک روز بادشاہ اسلام دست بدعا ہین سرداران والا کرام آمین
کہہ رہے ہین کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور لکۂ ابر آسمان سے نمایان ہوا اور آواز نقارے کی پیدا ہوئی
جب وہ ابر قریب آیا دیکھا تو نقابدار سبز پوش زرین لباس چند پریزادون سے نمایان ہوا اور چتر سفید اُسکے
سر پر سایہ افگن تھا آتے ہی قریب اُس برج کے جا کر ایک تختی جیب سے نکالکر سامنے کی کہ عکس سے اُسکے برج
قائم ہوا لیکن حال اُس تختی کا وقت پر گذارش کیا جائیگا بس برج کے قائم ہوتے ہی نقابدار نے گرز مار کر برج
پھٹا اور ایک جادوگر اُسمین سے پیدا ہوا اور آواز دی کہ او مفلوک روزگار تو کون ہی کہ بیٹھے بٹھائے ہم کو
ستاتا ہی معلوم ہوا کہ قضا تیری آ چکی ہی نقابدار نے کہا او کافر تو بندگان خدا کو طلسم مین پھنساتا ہی مین تجھے سزا
دینے آیا ہون بس یہ سُنتے ہی اُس جادوگر نے دستک دی کہ سیکڑون غول ہر چہار جانب سے پیدا ہوئے تلوارین
اُنکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھین نقابدار پر دوڑے نقابدار نے تختی کا عکس ڈالا وہ غول غائب ہوگئے غولان جادو
نے دیکھا کہ بیکار ہوا چاہا کہ بھاگ جائے بس لوٹ کر باز شُرخ بنکر اُڑ کے چلا تھا کہ نقابدار نے لوح کو دیکھا

لکھا تھا کہ یہ اسم جو حاشیہ لوح پر لکھا ہے پڑھکر تیر مارو نقابدار نے وہ اسم پیکان تیر پر دم کر کے جو مارا سینے پر با[...]
کے پڑا کہ پار گذر گیا غولان جادوگر گرا اور تڑپ کر واصل جہنم ہوا بیر چلائے کہ کشتی مرا کہ نام من غولان جاد[و]
پاسبان عالم تو ایجاد بود جب تیرگی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ زیر برج ایک نقب ہے بس نقابدار بحکم لو[ح]
اُسمین کود پڑا لیکن اُدھر بادشاہ اسلام نے گنبد کے ٹوٹنے سے اور جادوگر کے مرنے سے جان لیا کہ یہ طلسم ہے او[ر]
یقین ہوا کہ اب امیر بھی پھر ینگے بس اطراف دیکھنا شروع کیا لیکن نقابدار سبز پوش جو نقب مین گیا دیکھا کہ [...]
وادی سر سبز ہے بس لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اس باغ کا میوہ نہ کھانا اور جو حریف ملے اُس سے بحکم لوح
سامنا کرنا بس نقابدار آگے بڑھا دیکھا تو گرد اُڑی اور ایک نقابدار پیدا ہوا اور سامنے آکر نقاب اُلٹ دی
دیکھا تو ایک عورت حسینہ جمیلہ ہے بس نقابدار دلدادہ ہوا لیکن لوح کو جو دیکھا لکھا تھا کہ یہ ساحر ہے اسکے قریب مین نہ آ[نا]
بس نقابدار نے عکس لوح کا جو اُسکے اوپر ڈالا دیکھا تو وہ رنگ و روغن اُڑ گیا ایک عجیب ہیئت نظر آئی کہ
ایک شخص روسیاہ سامنے کھڑا ہے بس نقابدار نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تا[ر]
ہو گیا خاک اُڑنے لگی بیر اسکے چلائے کہ کشتی مرا نام مسمار جادو پسر ہومان جادو منتظم اقلیم اول بود بس
جو روشنی ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ نہ وہ صحرا ہے نہ سبزہ زار ہے ایک وادی پر خار ہے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ
چاہ کہنہ جو معلوم ہوتا ہے اسمین کود پڑو بس نقابدار الا اللہ کرکے چاہ مین کودا دیکھا تو ایک میدان وسیع
ہے اسمین ایک درخت ہے اُسپر ایک جانور عجیب بیٹھا ہے نقابدار کو دیکھتے ہی چلایا کہ اسکے چلانے سے نقابدار کا [...]
کلیجا ہل گیا بس نقابدار نے لوح کا عکس اُس درخت اور جانور پر ڈالا درخت غائب ہو گیا اور جانور باغ کے
آگے کا سامنے گر پڑا اور ایک نقابدار سامنے سے آیا پکارا او اجل رسیدہ تو یہان کہان آیا غضب کیا تو نے کہ
سحر میرا باطل کیا خیر کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر شکل ایک اژدر کی بنکر منھ کھول کر نقابدار کیطرف
چلا نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا اژدر کی شکل مٹ گئی اور ہیئت اصلی پر آ گیا بس دوڑ کر نقابدار نے تیغہ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوئے یکایک آندھی چلی زلزلہ آیا آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من زنار جادو منتظم اقلیم دوم بود
بس جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ سنگ گران زمین پر رکھا ہے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اس
سنگ کو ہٹاؤ جب غار نمایان ہو اسمین یہ اسم پڑھکر کود پڑنا نقابدار نے ویسا ہی کیا جب غار مین کودے دیکھا
کہ ایک دریا موجین مار رہا ہے اور ایک مینار اندر اُس دریا کے ہے اُسپر ایک عقاب بیٹھا ہے دیکھکر نقابدار کو وہ
عقاب چلایا کہ فتاح طلسم آ پہونچا اور اُڑ کر چلا تھا کہ نقابدار نے بحکم لوح تیر مارا سینے پر عقاب کے پڑا وہ گرا
تڑپ کر مر گیا زمانہ تیرہ و تار ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من زنگار جادو منتظم اقلیم سوم بود جب روشنی ہوئی
وہ دریا اور مینار کچھ نہ معلوم ہوا لیکن ایک نہنگ نقرئی دیکھا کہ منھ کھولے ہوئے بیٹھا ہے اور منھ سے اسکے شعلہ آتش
نکل رہے ہین بس نقابدار بحکم لوح اسم پڑھکر اُسکے منھ مین کود پڑا دیکھا کہ ایک قصر ہے نہایت پر تکلف اور ایک
حوض اُسکے بیچ مین بنا ہوا ہے اور کچھ نازنینین اُسمین برہنہ نہا رہی ہین نقابدار نے اُدھر سے منھ پھیر لیا تھا کہ باز
نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ اے شہریار یہ سحر ہے کوئی عورت نہین ہے بس جیسے ہی نقابدار نے پلٹ کر دیکھا
تو دیکھا کہ ایک شخص سیہ و خنجر بکف قریب آ چکا ہے چاہتا ہے کہ تلوار مارے نقابدار نے للکارا وہ جھجکا اور زمین پر
گر کر تڑپا اور غائب ہو گیا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ زیر زمین بزور سحر پنہان ہے نقابدار نے
عکس لوح کا ڈالا کہ طبقہ پھٹا اور جادوگر نکلا دیکھا اُسنے کہ قضا سر پر آ گئی بس شیر

بنکر نقابدار پر دوڑا نقابدار نے بحکم لوح اسم پڑھکر گرز مارا کہ وہ شیر پیوند خاک ہوگیا آوازین پیدا ہوئین پیر
خاک اُڑا کر چلائے کہ کشتی مرا نامم آتشبار جادو منتظم اقلیم چہارم بود اب جو دیکھا نقابدار نے تو ایک تالاب
ہی کہ اسمین پانی نہین ہی اور مچھلیان تڑپ رہی ہین اور ایک نہنگ بزرگ ہی کہ اُن مچھلیون کو نگل رہا ہی نہنگ
نے سبکو نگل کر وہ نہنگ نقابدار کیطرف چلا نقابدار نے نہنگ کو آتے دیکھکر لوح کا عکس ڈالا نہنگ تو غائب ہوگیا
لیکن ایک دریا نہ نقب کا نمایان ہوا نقابدار بحکم لوح اسمین کود پڑا دیکھا تو ایک ٹیکرا ہی زبرجد کا اسپر ایک بنگلہ ہی
اسمین ایک مرد فقیر تلاوت قرآن کر رہا ہی نقابدار سمجھا کہ یہ فقیر باشندہ اس صحرا کا ہی چاہا تھا کہ ٹھہرے نظر لوح پر
پڑی لکھا تھا کہ یہ جادوگر ہی بس نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا دیکھا تو صورت اسکی تبدیل ہوگئی ہیئت اصلی پر آگیا
بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے جھولی اسباب سحر کی کاندھے پر جلدی سے ایک گولہ نکالکر سحر دم کرکے نقابدار پر مارا کہ وہ
قریب آکر پھٹا اور شعلۂ آتش نکلکر نقابدار پر چلے تھے کہ نقابدار نے عکس لوح کا ڈالا شعلے غائب ہوگئے اور جھپٹ کر
ہاتھ تیغہ کا مارا کہ ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا آوازین آنے لگین کہ کشتی مرا نامم سرخوار جادو منتظم
اقلیم پنجم بود جب تاریکی دور ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک صحرائے پُرخار ہی بحکم لوح ایک جانب چلے جاتے تھے
دیکھا کہ ایک باغ ہی اور اُسکے دروازے پر ایک بجلی کوندرہی ہی اور ایک طائر بیٹھا ہوا ہی نقابدار کو دیکھتے ہی اُس
طائر نے آواز دی کہ فتاح طلسم آپہونچا ہوشیار رہو بس اس آواز کے ساتھ ہی وہ برق جو دروازے پر کوندرہی تھی کڑک کر
جانب آسمان گئی اور نقابدار پر گری نقابدار نے تختی سر پر رکھلی برق غائب ہوگئی اور ایک ساحر سامنے آیا ایک
سانپ اُسکے ہاتھ مین تھا بس اُس ساحر نے کچھ پڑھکر سانپ کے ٹکڑے کرڈالے اور وہ سب اژدر بنکر نقابدار پر چلے مگر
جو نقابدار کے قریب آیا تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے اور جتنی بوندین اسمین سے ٹپکین اُتنے اژدر اور پیدا ہوکر نقابدار
پر چلے بس نقابدار نے جلدی سے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ اسم پڑھکر دم کرو نقابدار نے ویسا ہی کیا سب اژدر غائب ہوگئے
ساحر نے دیکھا کہ سحر رد ہوا چاہا گریز کرے پر پرواز پیدا کرکے اڑا کہ نقابدار نے تیر مارا سینے پر بیٹھا پشت کے پار گذر گیا ساحر
گرا آندھی چلی جب سیاہی برطرف ہوئی صدا آئی کہ کشتی مرا نامم غدار جادو منتظم اقلیم ششم بود اب جو سیاہی
برطرف ہوئی دیکھا نقابدار نے کہ ایک میدان وسیع ہی اسمین ایک گنبد ہی بس بحکم لوح اُس گنبد پر گرز مارا کہ گنبد
پھٹا اور ہومان جادو پیدا ہوا دیکھتے ہی نقابدار کو پکارا کہ غضب کیا تو نے کہ اتنے دربند توڑکر یہانتک آیا
اور چھ بیٹون کو میرے مارا کب چھوڑتا ہون تجھکو یہ کہکر کچھ سحر دم کرکے دستک دی کہ چہار طرف سے صدہا نقابدار
ایسے پیدا ہوئے کہ جنکے سر پر باز سایہ فگن تھے اور آکر اُنھون نے نقابدار کو گھیرا نقابدار سمجھا کہ یہ فوج ہی تلوار
کھینچی اور لڑنا شروع کیا نقابدار لاکھ قتل کرتا ہی لیکن وہ کم نہین ہوتے بلکہ بڑھتے جاتے ہین اب ہومان جادو کو
مہلت ملی جلدی سے ایک گولا جھولی سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا کہ وہ گولا قریب نقابدار کے آکر پھٹا اور اسمین سے
ایسا دھوان پیدا ہوا کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا اب نقابدار کو کچھ نظر نہین آتا کسے تلوار مارے ہومان جادو تیغہ پکڑکر نقابدار پر
چلا کہ اب اسے نابینا تو کر چکا ہون قتل کرون کہ باز سفید نے نقابدار سے اپنی زبان مین کہا کہ ای شہریار لوح دیکھیے نقابدار نے
تختی اُٹھائی کہ روشنی سے اسکی اندھیرا برطرف ہوا دیکھا تو ہومان قریب آچکا ہی چاہتا ہی کہ تلوار مارے نقابدار نے نعرہ کیا کہ وہ
دہل گیا نقابدار نے تیغہ مارا کہ سر پر پڑا مگر کچھ اثر نہوا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اسنے جسم اپنا سحر سے لوہے کا بنا لیا
ہی یہ اسم جو درمیان لوح مین لکھا ہی پڑھکر حربہ کرو ہومان نے جو نقابدار کو لوح دیکھنے مین مصروف دیکھا چاہا کہ
بھاگ جائے صورت ایک ہرن کی بنکر چلا جیسے ہی نقابدار نے اُسے ہرن بنکر بھاگتے دیکھا تیر پڑھکر مارا کہ پیشانی پر

پڑا اور پشت سے گذ گیا ہرن گر کر تڑپنے لگا آندھی چلنے لگی زمانہ تاریک ہوگیا جب روشنی ہوئی تو آواز پیدا ہوئی کہ
کشتی مرا نام من ہومان جادو منتظم اقلیم ہفتم بود اب جو دیکھا نقابدار نے تو دروازہ شہر پناہ کا دکھائی دیا نقابدار
اندر شہر کے آیا دیکھا تو میلہ ہی اور ایک جانب ایک بارگاہ استادہ ہی اور بہت مجمع ہی نقابدار درانہ بارگاہ تک
پہونچا مگر ہاتھ مین جو نقابدار کے تیغ برہنہ تھی لوگ ڈر کر ہٹے دیکھا نقابدار نے کہ ایک جوگن انبار ہیزم پر بیٹھی ہی
اور صاحبقران اور فرزندان امیر جلنے کے لیے قریب اُسکے جا چلے ہین اور لوگ آگ دینے کو کھڑے ہین پس جلدی
سے تیر بحر کمان مین پیوستہ کرکے اُس جوگن پر بحکم لوح مارا کہ سر پر اُسکے پڑا اور شعلۂ آتش پیدا ہوا کر جوگن جلکر غائب
ہوگئی امیر اور سرداران امیر تیغ بکف نقابدار پر چلے کہ غضب کیا تو نے کہ معشوق کو ہمارے مار ڈالا نقابدار سمجھا
کہ یہ سب گرفتار سحر ہین اس غصہ کا انکے اعتبار نہین کچھ جواب نہ دیا مگر جب دیکھا دونون وزیرون نے کہ سحر عالم آرائے
جادو کا رد ہوا سمجھے کہ قضا آگئی اور سب کھیل بگڑا جان پر کھیل کر تیغ سے ایک ایک انگلی اپنی کاٹی اور کچھ سحر پڑھنا
شروع کیا کہ ایک دریاے خون بہا اور وہ ایک ایک انگلی اسمین نہنگ بنکر ایک ایک کو نگلنے لگی پھر وہ دونون
نہنگ منھ کھولکر نقابدار کیطرف چلے نقابدار نے بحکم لوح ایک اسم پڑھا اور اُس دریا مین اپنے کو گرا دیا دیکھا تو
نہ دریا تھا نہ نہنگ تھے دونون انگلیان خون مین تڑپ رہی تھین دیکھا اُن دونون وزیرون نے کہ یہ سحر بھی
رد ہوا پس ایک نے تو دو پتھر مارا کہ زمین شق ہوئی اسمین کو دپڑا دوسرے نے دستک دی کہ ایک ابر پیدا ہوا
وہ اُسپر سوار ہوکر اُڑا نقابدار نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جب پانی خوب برسے اور زلزلہ سحر سے نکلے آئے اُسوقت عکس
لوح کا مٹی ڈالنا سحر رد ہوگا پس اُڑتے ہی اُس ابر کے اوپر سے پانی برسنا شروع ہوا اور زمین کو زلزلہ ہوا اور
پانی اُبلنا شروع ہوا جب دیکھا نقابدار نے کہ پانی گلے گلے تک ہوگیا ہی پس عکس تختی کا ڈالا کہ وہ ابر بوند بوند
ہوکر زمین مین آرہا اور پانی مین ڈوب گیا بعد اُسکے عکس زمین پر ڈالا کہ وہ پانی خشک ہوگیا اور طبق زمین کا شق
ہوا اور ایک ساحر اسمین سے نکلا نقابدار نے بحکم لوح تیغ مارا کہ دونون کی گردنین اُڑ گئین آندھی سیاہ چلی زمانہ
تیرہ و تار ہوگیا جب وہ تیرگی برطرف ہوئی تو ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہوشمند جادو وزیر سلطنت عالم آرائے جادو
بود مگر عالم آرائے جادو کا سحر جو رد ہوا تھا اور جوگن جلگئی تھی اسنے اپنی دیر مین بزور سحر ایک عقاب پیدا کیا تھا کہ
وہ سر پر اُسکے سایہ فگن تھا بعد اسکے اسنے اپنی ران چیری اور کچھ پڑھنا شروع کیا اور چند پتلے بنائے ایک ایک
بوند خون کی اُنپر ڈالی کہ وہ سب اُٹھ بیٹھے اور آن سبکی صورت عالم آرائے جادو نے اپنی بنائی تھی اور اسیطرح ایک ایک
عقاب سبکے سر پر سایہ فگن تھا پس سامنے نقابدار کے آیا اور کہا کہ ہوشیار ہو اے نقابدار کہ غضب قدرت تجھپر
نازل ہوتا ہی اور سب وہ پتلے کہ جو صورت تھے عالم آرائے جادو کی نقابدار پر گوے ترنج نارنج سحر کے
برسانے لگے مگر نقابدار پر کوئی حرچہ اثر نہ کرتا تھا کیونکہ لوح نقابدار پاس موجود تھی اب نقابدار نے دوڑ دوڑ کر
تلوارین مارنا شروع کین لیکن تلوار نقابدار کی کچھ اثر نہین کرتی بلکہ اُچٹ جاتی ہی اُدھر عقاب باز کو گھیرے ہین
مگر باز جسے پر مارتا ہی وہ عقاب جل جاتا ہی نقابدار نے حیران ہوکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح پھینک دے جو لوح کیطرف
چلے وہی اصلی ساحر ہی باقی نقلی ہین اور جب قریب لوح کے پہونچے تو یہ اسم یاد کر تو تلوار پر دم کرکے مارنا نقابدار
نے ویسا ہی کیا جیسے ہی لوح پھینکی ایک شخص دوڑا لوح کیطرف پس نقابدار نے اسم پڑھکر جو تلوار ماری دو ٹکڑے
ہوے پس اُسکے مرتے ہی عجب تلاطم ہوا کہ شعلۂ آتش بھڑکے آندھی چلی جب سب آفتین ختم ہو چکین ایک صدا پیدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من عالم آرائے جادو بادشاہ طلسم عالم تو ایجاد بود اب جتنی عمارتین کہ عمدہ سحر کی بنی ہوئی تھین غائب

ہوگئین امیر اور فرزندان امیر اور عیار وغیرہ سب رہا ہوئے نقابدار نے ہنسکر کہا کہ آئیے اب اُس خوگن کے عوض
مجھکو قتل کیجیے امیر اور سرداران امیر پشیمان ہوے نقابدار نے کہا کہ یا امیر اب اثنا ئہ صاحبقرانی مجھے دیجیے آپ خانہ کعبہ کو
تشریف لیجائیے اور عیار نے عمرو کا ہاتھ پکڑا کہ خواجہ صاحب آپ ضعیف ہوے عبادت خدا کیجیے بانہ ہائے عیاری مجھکو
دیجیے امیر نے نقابدار کو جواب بار کہ واقع مین تمنے بہت بہت کار نمایان کیے ہین لیکن اثنا ئہ صاحبقرانی اُسوقت
دونگا کر جب تم مجھپر غالب آؤگے کہا بہتر ہی سمجھا جائیگا غرض امیر نے اُن ساتون دربندون کا انتظام کیا اپنی طرف
سے وہان حاکم مقرر کیے اور چلے نقابدار نے کہا مین رخصت ہوتا ہون مجھکو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بشارت
دی تھی کہ امیر بلا مین پھنسے ہین جاکر رہا کرو اور یہ تختی عنایت کی تھی جس سے مین نے ساحرون کا رد سحر کیا غرض
نقابدار تو امیر سے رخصت ہوکر راہی ہوا عمرو کے پاؤن مین گدگدی معلوم ہوئی جیسے ہی عمرو نے پاؤن اونچا کیا
ایک شخص کفش پاؤن کی اُتار کرلے بھاگا عمرو نے کہا ارے چور ہی لینا اسے اور وہ عیار نقابدار تھا جواب دیا
کہ خواجہ صاحب یہ نشانی آپکی رہیگی میری ایک کفش رستے مین کہین گرگئی تھی میرا کام اب نکل جائیگا عمرو جھنجھلاتا
رہا عیار چلدیا اور نقابدار بھی راہی ہوا غرض بادشاہ اسلام منتظر تھے کہ امیر مع فرزندان با اقبال کے پہونچے
اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ نے تصدق سکے بیبے بھیجا المختصر اُسیوقت وہان سے پھر کوچ کیا بعد چند روز کے
امیر بحر نے جہاشیر تعال مین رکھکر نذر گذرانی کہ مبارک ہو سفر دریا تمام ہوا امیر نے اُسے خلعت دیا اور
جہازون سے اُترکر مرکبون پر بیٹھکر سامنے شہر حبش کے آکر اُترے خبر شاہ حبش کو ہوئی کہ لشکر حمزہ آیا ہی وہ
حمزہ جسنے سیکڑون خدائیان باطل کی مٹائی ہین سلطنتین سلاطین گمراہ کی برباد کی ہین اسلام جاری کیا
سرداران زبردست اُسکے ساتھ ہین فوج بیشمار ہمراہ ہی جسوقت ہرکارون نے یہ بیان کیا بادشاہ حبش یہ
خبر سُنکر نہایت برہم ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہوگیا اسب فسران فوج اور سرداران کو بلاکر کہا کہ عجب
زبردست سے مقابلہ پڑا ہی اور حریف مع لشکر و فوج آپہونچا ہی آمادہ جنگ ہو لشکر باہر نکالو سبھون نے عرض
کیا آپ خاطر جمع رکھیے ہم انکو سزا دینگے سبکو قتل کرینگے ہمسے وہ کیا لڑ سکینگے القصہ لشکر باہر نکلا مقابل لشکر
حمزہ صاحبقران اُترا شاہ حبش بارگاہ مین آکر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب کمال نشہ ہوا حکم کیا کہ بجے
طبل جنگ اُسیوقت نقارہ پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے دعا و ثنائے بادشاہی
بجالائے اور عرض کیا کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا کہ بفضل پروردگار ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی
بجے جانبین مین چار پہر رات تیاری رہی صبحکو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین سیاہ زنگیان مین یہ عالم تھا کہ کالی گھٹا مین بجلیان چمک رہی تھین بس جسوقت صفین آراستہ ہو چکین اور
نقیب نقابت کرکے چلے گئے لشکر زنگیان سے ایک زنگی میدان مین آیا کہ قد مانند منارے کے بلند تھا اوپر کا
ہونٹھ پرہ بینی سے گذرا ہوا تھا نیچے کا ہونٹھ ٹھوڑھی سے لٹکا ہوا تھا دانت مثل گراز نکلے ہوے تھے دارھی
ناف کے نیچے تک لٹکی ہوئی تھی دونون رخسارے سیاہ مانند توے لوہے کے دریا مین غوطہ مارے ہوے
گینڈے پر غاشیہ زرلفتی پڑا کمر کینے پر باندھے ہوے آکر میدان مین کھڑا ہوا نام اُسکا اہرمن زنگی تھا
پکارا کہ ای خدا پرستو شاہ حبش مجھسے لاکھ پہلوان رکھتا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ جنمین ایک ایک آدم خوار
شیر شکار ہی اور مین وہ ہون کہ میرے ہول سے شیر نیستان مین چھپے ہوے ہین نہنگ دریا سے باہر نہین نکلتے
اگر زندگی اپنی چاہتے ہو تو جہان سے آئے ہو اُدھر ہی چلے جاؤ فوج و سپاہ پر غرہ نکرو تمسے کچھ نہو سکیگا

ناحق مارے جاؤگے اور نصیحت میری نہین سنتے تو آؤ مقابلے کو میرے کوئی ایسا بہادر ہو کہ مجھسے مقابلہ کرے یہ
کہکر مرکب کو کدانے لگا ادھر اہل اسلام نے پکار کر کہا کہ او کندہ جہنم کیا لاف وگزاف بیہودہ کرتا ہو یہان
بہادران دیوکش موجود ہین تجھکو ایک ادنی یہان کا کافی ہو اور ثریا کے زنگی اپنے ہاتھی کو بڑھا کر سامنے
تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہو ثریا فیل کو کجک مار کر
مقابل اسکے ہوا اور کہا کہ مین رستم زنگبار ہون شیر و نہنگ کی جنگ سے عار نہین رکھتا ضرب سے میری کوئی
زندہ نہین بچتا نام میرا ثریا ہے زنگی ہو رفیق ہون شاہزادہ کرب غازی کا کرنگہان اُس زنگی نے نیزہ
ثریا پر مارا ثریا نے خیلہ طعن مین نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے گرز مارا کہ زمین ہلگئی ثریا ضرب اسکی رد کر کے تیغ خاک سے
نکلا تھا کہ اسنے دوسری ضرب ماری ثریا نے پھر رد کی اہرمن نے تیسری ضرب لگائی وہ بھی رد کی تین ضربین متواتر
رد کر کے جو ایک بار گرز مارا اہرمن پیوند زمین ہو گیا گینڈے سمیت ایک قلتقلا ہو کر رہگیا دوسرا حبشی
مقابلے کو آیا اسکو بھی ثریا نے تلوار کے گھاٹ اتارا کہ قتل بیڑا اسکا نہ لگا اُس روز ثریا نے ساٹھ حبشی واصل جہنم
کیے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے خیمون کو پھر گئے دوسرے روز پھر طبل جنگ بجا دونون لشکر
میدان مین صف آرا ہوے جب صفین آراستہ ہو چکین اور نقیب نیب دے کر چلے گئے بیٹا شاہ حبش کا
بیہودا ے زنگی مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا مرزبان خراسانی بادشاہ اسلام سے
اجازت لیکر اسکے مقابل ہوا بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی مرزبان نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے تلوار
ماری مرزبان نے تلوار اسکی رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے مرزبان
نے پھر مبارز طلب کیا ایک حبشی گمنام نکلا کہ قد اسکا چالیس ارش کا تھا مرزبان سے کہا کہ تو نے
غضب کیا کہ پسر شاہ حبش کو مارا بین تیرا کام تمام کرونگا مرزبان نے کہا کہ زیادہ بیہودہ نہ بک جو تجھسے ہو سکے
قصور نکر وہ ملعون یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور مانند گرز کے چلایا شور مچایا اور گرز مرزبان پر مارا مرزبان نے
آتے گرز کو خیال مین کر کے کلہ عمود کو پکڑ کے ایک جھٹکا دیا گرز اسکا چھین لیا اسنے تلوار ماری تلوار بھی ہاتھ مروڑ کر
چھین لی اور ڈالکر زنجیر کمر مین ہاتھ اٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کر مشکین باندھین لشکر اسلام
مین بھیجدیا الغرض اسیطرح شام تک بیس زنگیون کو مارا اور اسیر کیا وقت شام دونون لشکر پھرے اپنی اپنی جگہ جاکر
مین داخل ہوے صبحکو صاحبقران نے دربار کیا اور ان زنگیون کو بلا کر تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از صدق
مسلمان ہوے کہ اسی اثنا مین ہرکارے خبر لاے کہ شاہ حبش نے طبل جنگ بجوایا ہے امیر با توقیر نے حکم دیا کہ یہان
بھی کوس حربی بجے رات بھر تیاری ہوئی صبحکو میدانداری ہوئی سپہدار شاہ حبش میدان مین آیا مبارز طلب کیا
خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین قورچی باشی حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر
سپہدار حبش کے مقابل ہوا بعد ہم سخنی کے نیزہ بازی ہوئی بہرام نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اسنے عمود گران سنگ مارا
بہرام نے رد کر کے اپنا وار جو اسپر مارا تو وہ پشت گردن سے زمین پر گر پڑا بہرام نے کمند مار کر اسے پکڑ لیا کیوان شاہ
بادشاہ حبش نے جو یہ حال دیکھا تمام فوج کو حکم دیا کہ سب ایک بار اسیر جا پڑین تمام حبشی حربے پکڑ پکڑ بہرام پر چلے
بہرام تلوار کھینچکر آمیز دڑا ادھر سے صاحبقران نے جو یہ عالم دیکھا کہ تمام فوج ایک بہرام کے مقابلے کو آئی ہو اپنی
فوج ظفر موج کو حکم دیا کہ تاریان کافرون کو جانے نہ دو بہرام کی کمک کرو تمام لشکر اسلام اور سرداران عالیمقام
دوڑے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی اُسی جنگ مغلوبہ مین بہرام تلوارین مارتا ہوا کیوان شاہ کے

تخت کے پاس پہونچا اُسنے جلدی سے گرز اُٹھا کر بہرام پر مارا بہرام نے کلہ عمود دیکر گرز چھین لیا اور کمر دوال مین ہاتھ
ڈالکر اُسے اُٹھا لیا اور باندھکر اپنے عیار کے حوالے کیا اور پھر لڑنے لگا اسقدر حبشی اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے
گئے کہ حساب و شمار نہ تھا آخرکار حبشی گھانس مُنھ مین لے لیکر پکارے کہ الامان یا صاحبقران ہم غلام آپکے
ہین امیر نے سبکو امان دی اور پھر کر اپنے خیمے مین آئے آرام کیا صبح کو دربار عام کیا بارگاہ مین اکر بیٹھے
بہرام کیوان شاہ کو سامنے لایا کیوان شاہ نے صاحبقران کو مجرا کیا بادشاہ اسلام کو آداب بجا لایا
دست ادب بستہ کھڑا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ فرعون بے عون پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر اور
چند کلمے وحدانیت الٰہی کے بیان کیے اور مذمت کفر بہت سی فرمائی کیوان شاہ کلمہ پڑھکر مع تمام لشکر
مسلمان ہوا امیر نے سبکو جدا جدا خلعت دیا شاہ حبش نہایت خوشنود و کمال مسرور ہوا اور امیر سے عرض
کیا کہ حضور چند روز یہان توقف فرمائیے کہ حقیر شہر مین جا کر سبکو مسلمان کر کے خدمت والا مین حاضر ہو فرمایا جاؤ
ہمنے رخصت دی کیوان شاہ شہر مین آیا پہلے اپنی اولاد کو بلا کر جمع کیا اور کہا مین تو مسلمان ہو گیا اور اس سے
بہتر کوئی دین مین نے نہ پایا تمکو لازم ہے کہ تم بھی مسلمان ہو جاؤ وہ سب مسلمان ہوے دوسرے روز اسی طرح تمام
خاندان کو جمع کیا اور تلقین بدین اسلام کیا وہ سب بھی مسلمان ہوے بعد اُسکے تمام ملک کو مسلمان کیا اور پیشکش
گران اور تحائف لایق لیکر حمزہ صاحبقران کی خدمت والا مین حاضر ہو کر پیشکش کیے امیر نے قبول کیا اور
اُسے خلعت سے سرفراز فرمایا شاہ حبش امیر اور بادشاہ اسلام کو مع جوانان نامی و سرداران گرامی شہر مین اپنے
لیگیا دعوت کی امیر ایک ہفتہ وہان رہے بعد اُسکے احوال لقاے بے بقا کا دریافت کیا اور مع کیوان شاہ روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شہر فرعونیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ اس شہر کے سات دربند ہین پہلے دربند کو سہیلیہ کہتے ہین بنا برین حال دربند سہیلیہ کا لکھا جاتا ہے کہ لقا بعد
مارے جانے زبرجد شاہ کے مع بختیارک اور جالوت رعد آواز اور ضیغم خون آشام اور ضرغام زنا بکار اور
یاقوت شاہ اور سعادت شاہ وغیرہ کے جو شہر زبرجد نگار سے بھاگ کر جہازون پر سوار ہو کر بجانب فرعونیہ
کو روانہ ہوا تھا کوچ و مقام کرتا ہر جگہ عجائب و غرائب دیکھتا اور یہ کہتا ہوا کہ سب عجائب اور غرائب مین نے اپنی
قدرت سے پیدا کیے ہین بعد دو مہینے کے ساحل پر پہونچا ہرکارون کو جہازون پر سے اُتار کر غراب پر سوار کر کے
بھیجا کہ جا کر تحقیق کرو کہ یہ کونسی سرزمین ہے جہان ہم پہونچے ہین اور حاکم کا یہان کے کیا نام ہے ہرکارے گئے اور خبر دریافت
کر کے آئے اور عرض کیا کہ یہ سرزمین ملک فرعونیہ ہے اور دربند اول فرعونیہ کا ہے دربند سہیلیہ اسکا نام ہے حاکم یہانکا
سہیل چرم پوش ہے فرعون پرست ہے لقا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور پکار کر کہا اے بندگان مین دیدی قدرت خدائی
مرا کہ کیا تقدیر کی مین نے کہ ایسے دریاے قہار سے کیونکر گذرا اور کسیکو ضرر نہ پہونچا کیسے کیسے عجائب و غرائب تم سبکو دکھائے
وہ جو نادان اُسکے ساتھ تھے پکارے کہ یا خداوند تو برحق ہے تیری خدائی کی کنہ کو کوئی نہین پہونچا ہے یہ سنکر بختیارک
سجدہ کیا اور طوق لعنت اپنے گلے مین پہنا اور عرض کیا کہ اب جو کچھ حکم ہو اُسے بجا لائین وہ بولا تقدیر کی کہ خیمہ ہمارا
لب ساحل برپا ہو اسباب اُتارو دامنہ کوہ مین سراپردے استادہ ہون کہ بدولت خود دریا سے اُتر کر خیمے مین داخل
ہونگے اور فکر کرینگے کہ اب کیا تقدیر کیجیے سب حکم اُسکا بجا لائے اسباب اُتارا خیمے لب ساحل استادہ کرائے لقا اُتر کر داخل
خیمہ ہوا ایک ہفتہ عیش و عشرت مین بسر کی بعد اُسکے حکم کیا کہ باربرداری لاؤ اور صبح کو یہان سے کوچ کر دو غرض کوچ
کر کے قریب دربند سہیلیہ کے سات فرسخ جا اُترے دوسرے روز حکم دیا کہ نامہ لکھو سہیل چرم پوش کو کہ وہ شخص

خداے ملک باختر ہے اور فرعون شاہ اُس شخص کا چھوٹا بھائی ہے سیر کو ملک زبرجد نگار کی گیا تھا زبرجد شاہ
نے نافرمانی کی اُسے خداپرستون سے قتل کروا کر اب یہان آیا ہون بہتر ہے کہ آکر میری خدمت مین حاضر ہو جسوقت
وہ نامہ لکھا گیا وسواس عیار کو دے کر روانہ کیا وہ بے وسواس چلا اتفاقات روزگار عیار سہیل چرم پوش کا سیر کرنے
کو آیا تھا گذر اُسکا لشکر زمرد شاہ کیطرف ہوا بہت متعجب ہوا کہ یہ لشکر کسکا ہے داخل لشکر ہوا تمام حقیقت دریافت کرکے
وہان سے پھرا سامنے سہیل کے آیا سہیل نے اپنے عیار کو گرد آلود دیکھکر حال پوچھا اُسنے جو کچھ کہ دیکھا اور سُنا تھا بیان
کیا کہ اس اثنا مین وسواس عیار بھی پہونچا سہیل کو خبر ہوئی اپنے سامنے بُلوایا پوچھا کہ تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے
اُسنے کہا کہ مین عیار ہون زمرد شاہ باختری کا اور نامہ لیکر آیا ہون خداوند لے اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا ہے سہیل جانتا تھا
کہ لقا بڑا بھائی فرعون شاہ کا ہے مسند پر سے اُٹھا نامے کی تعظیم کی بوسہ دیا کھولکر پڑھا حقیقت سے آگاہ ہوا تمام اپنے
سردارون کو ساتھ لیکر استقبال کو گیا ملازمت لقا کی اختیار کی عرض کیا کہ حضور شہر مین تشریف لیچلیے لقا اُسکے ساتھ
ہولیا سہیل لقا کو ہمراہ لیے ہوے داخل دربند ہوا اندر دی تحفے پیش کیے ضیافت کی بعد چند روز کے لشکر صاحبقران کا
دربند سہیلیہ پر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ استادہ ہوئی کہ خیمہ سہیل کو کہ حمزہ صاحبقران بالشکر فراوان آپہونچے لقا تو
کانپ اُٹھا اور تھرا گیا اور ادھر سہیل کثرت فوج کی سُنکر نادم و پشیمان ہوا کہ کسواسطے تو نے لقا کو دامن پناہ دیا مگر لقا
سے کہا کہ یا خداوند آپ خاطر جمع رکھیے کہ مین حمزہ سے سامنا کرونگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ادھر صاحبقران کو خبر
ہوئی کہ حاکم دربند سہیلیہ نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آئے اُسیوقت نقارہ رزمی
پر چوب پڑی غلغلہ ہوا کہ صبح کو سامنا ہے لشکر حریف سے ہر ایک آلات حرب درست کرنے لگا رات بھر تیاری رہی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب پکر نکل گیے اُسوقت سہیل چرم پوش لقا سے
اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب نظر کردہ شاہ ولایت
امیر شرق و غرب مرکب کو جمکا کر میدان مین آیا سہیل سے تگاورزن ہوا اور مرکبون کو پھیر پھیر کر ایک دوسرے کے
مقابل ہوا سہیل نے کہا اے خداپرست نام اپنا ظاہر کر کہ بغیر نام میرے ہاتھ سے نہ مارا جاے کرب پکارا کہ وہ جو تونے سُنا
ہو کرب دلاور داماد حمزہ صاحبقران برعلم زنندۂ دولت سکندر رہن ہیکلان سے

یل نامور کرب عالیوقار
نظر کردہ شیر پروردگار
زشور نفیر قیامت اثر
کنند دشمنم الحذر الحذر
بمیدان چو تیغم زر افشان شود
سکندر چو آئینہ حیران شود

سہیل بولا کہ ہان تعریفین تیری بختیارک کی زبانی بھی سُنی تھین لا جو کچھ کہ حربہ رکھتا ہے
کرب پکارا کہ یہ اہل اسلام کا دستور نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین جب تیرے حربے سے خدا بچا لیگا تو مین بھی اپنا
حربہ تجھپر کرونگا سہیل نے کہا معلوم ہوا تجھے بڑا گھمنڈ ہے اپنی شجاعت پر خبردار رہنا یہ کہکر نیزہ کرب پر مارا اُس دلاور
نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا سہیل نے غضبناک ہوکر تلوار ماری کرب نے تھپکی دے کر دھار تلوار کی بچا کر قبضے پر ہاتھ
ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے گھوڑے بیٹھ بیٹھ گئے اُسنے اُتر اُتر کر سرگرم تلاش ہوے چار گھڑی دن باقی تھا کہ کرب نے
لنگر اُسکا توڑا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا چڑھکر چھاتی پر کھولکر توڑا زنجیر فولادی کا مشکین باندھین طبل بازگشت بجا
دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہون مین داخل ہوے صبح کو دربار معمور ہوا صاحبقران نے سہیل چرم پوش کو
بلاکر تلقین بدین اسلام کیا اُس نے عرض کیا کہ شہریار ایک شرط میری ہے اُسے اگر پورا کیجیے تو مین اپنے لوگون سمیت اسلام
قبول کرتا ہون فرمایا کہ جلد اُسے قید سے رہا کرو اُسیوقت جلاد نے قید اُسکی کاٹ دی وہ آکر قدمون پر گرا امیر نے اُسے
دلاسا دیا کرسی پر بٹھایا جام شراب گردش مین آیا امیر نے پوچھا کہ وہ شرط تمھاری کیا ہے بیان کرو عرض کیا کہ شہریار

غلام کے شہر سے تین فرسخ پر ایک درہ کوہ ہے اُسکے اندر تختہ لالہ زار ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک آگ لگی ہوئی ہے جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے وہی تختہ لالہ زار نظر آتا ہے اور وسط لالہ زار مین ایک گنبد مرجان سرخ کا ہے جو کوئی قصد کرتا ہے کہ اُس
گنبد تک جاے دیکھے کہ اُس گنبد مین کیا ہے جہان قریب گنبد کے پہونچا غائب ہو گیا پھر نہین معلوم ہوتا کہ زمین اُسکو کھا جاتی
ہے یا آسمان پر کوئی اُٹھا لیجاتا ہے آپ حلال مشکلات ہین میری مشکل بھی آسان کیجیے مجھے حال اس گنبد کا معلوم ہو جائے اور
یہ بھی معلوم ہو کہ جو شخص وہان جاتا ہے اُسے کون لیجاتا ہے امیر نے فرمایا کہ اے سہیل جرم پوش پہلے یہ عقدہ تمھارا حل کرینگے
بعد اُسکے تمھارے سوال اسلام لانے کا کرینگے اب تم جاؤ کل ہم تمھارے ساتھ چلینگے سہیل اُسی وقت نکلکر سوار ہوا اپنے
خیمے مین آیا تمام حال اپنے رفیقون سے بیان کیا اُن سبھون نے کہا کہ پیر و مرشد وہان جو جائیگا زندہ پھر کر نہ آئیگا
آپ نے حمزہ کے مٹانے کی خوب تدبیر ٹھہرائی ہے القصہ دوسرے روز خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اور امیر
سردارون سمیت سوار ہو کر سہیل کے ساتھ روانہ ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا صاحبقران والاشان نے کہ
فرسخ در فرسخ تختہ لالہ زار ہے بیچ مین اُسکے ایک گنبد مرجان سرخ کا ہے اور عکس آفتاب کا جو اُس پر پڑتا ہے تو
آفتاب کی جوت اور اُسکی جوت ایک ہو گئی ہے نگاہ اُس پر نہین ٹھہر سکتی ایک نور کا عالم ہے امیر نے فرمایا کسی واجب القتل
کو بلاؤ امتحاناً گنبد کے پاس بھیجینگے اُسیوقت ایک شخص کو طلب کیا کہ صبح کو وہ مارا جاتا اُس سے امیر نے فرمایا کہ
تو جا کر اس گنبد کو چھو کر چلا آ ہم تجھے ابھی چھوڑ دینگے اُسنے عرض کیا کہ بہت اچھا غرض وہ نہایا لباس نفیس پہنا
مسلح و مکمل ہو کر روانہ ہوا جب گنبد کے قریب پہونچا غائب ہو گیا صاحبقران نے فرمایا ہمارے واسطے عبادتخانہ
استادہ کرو کہ ہم رجوع کرینگے درگاہ جناب ایزدی مین اُسیوقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہو گئی امیر شام سے
کھانا نوش فرما کر اُسمین داخل ہوئے وضو کیا نماز مغرب اور عشا کی پڑھی دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے
دست مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بخضوع و خشوع و فزع بجزع دعا مانگنا شروع کی کہ اے پروردگار عالم
مین ادنی بندہ ذلیل تیرا تو خالق جلیل مین امیدوار ہون کہ اس گنبد کا حال مجھپر ظاہر ہو اور یہ کیا سبب ہے کہ جو
آدمی اس گنبد کے پاس جاتا ہے غائب ہو جاتا ہے اسکی کیفیت بھی منکشف ہو جائے یہی دعا مانگتے مانگتے کوئی پہر رات
باقی تھی کہ غنودگی طاری ہوئی آنکھ امیر کی بند ہو گئی عالم رویا مین دیکھا کہ ایک تخت آسمان پر سے نمایان ہوا
جب پاس آیا دیکھا امیر نے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا و آلہ و علیہما السلام مین تسبیح ہاتھ مین ورد پڑھ رہے
ہین کہ دو یا نور محمد ہیبت کہ ثمرت ہو دکن رین + پیران علی حبی فاطمہ حسن حسین دو نین + اور کچھ ملائکہ نورانی شکل کے
حضرت کے ہمراہ تھے صاحبقران نے کئی بار حضرت کو دیکھا ہے پہچانا سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے حضرت نے
پوچھا کہ یا صاحبقران متردد کیون ہو عرض کیا کہ یا حضرت آپ نبی اللہ ہین آپ پر سب حال ظاہر ہے عرض یہ ہے
کہ حال گنبد کا میرے اوپر کھلجائے فرمایا کہ یہ ہمارا چلہ خانہ ہے اور عابد جن یہان کا مالک ہے جو کافر وہان جانے کا ارادہ
کرتا ہے وہ اُسے اُٹھا لیجاتا ہے مار ڈالتا ہے آپ وہان جائیے اور جسے جی چاہے ہمراہ لیجائیے سیر کیجیے اب یہ چلہ خانہ
آپکے اختیار مین ہے جسکو چاہیے یہان کا مختار کیجیے عابد جن فقط آپ کے دیکھنے کا منتظر ہے وہ آپ کی زیارت
سے مشرف ہو کر جان بحق تسلیم ہوگا آپ اُسکو دفن کر کے جہان چاہے جائیے گا یہ کہکر حضرت سلیمان ع نظر سے
ناپدید ہوئے آنکھ صاحبقران کی کھل گئی مکان کو معطر و مطہر پایا ایک نور کی لڑی از زمین تا سپہر برین نظر آئی
اپنے دل مین خیال کیا کہ خواب تمھارا سچا ہے وضو کیا نماز صبح ادا کی عبادت خانے سے باہر آئے عمرو نے دیکھا کہ نور
چہرے پر صاحبقران کے ساطع و لامع ہے دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہ حمزہ حال بیان کر فرمایا کہ خواجہ یہ چلہ خانہ سلیمانی ہے

مکان مبارک ہے جن یہان رہتے ہین جو کافر جاتا ہے اُسے مار ڈالتے ہین اندرون گنبد جانے نہین دیتے سہیل چرم پوش بھی موجود تھا اُسنے بھی تمام حال سُنا مگر یقین نہ آیا صاحبقران نے کہا اے سہیل تم دیکھو اب ہم وہان جاتے ہین اور عمرو کو ساتھ لیکر اُس لالہ زار مین روانہ ہوے سہیل دیکھ رہا ہے کہ صاحبقران چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب گنبد پہونچے ایک آواز پیدا ہوئی کہ سلام علیک یا حمزہ صاحبقران امیر نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک مرد پیر باریش سفید نمایان ہوا صاحبقران سے آکر اُس نے مصافحہ کیا ہاتھ پکڑ کر اندر گنبد کے لے گیا صاحبقران اندر گنبد کے گئے گنبد بہت وسیع تھا ایک قبر اسکے بیچ مین تھی چہار طرف گلدستے پھولون کے رکھے تھے قلغے کے لوٹے روغن تھے خوشبو چلی آتی تھی اُسنے لاکر صاحبقران کو بٹھایا اسباب دعوت امیر کے واسطے لاکر موجود کیا اور عرض کیا کہ اے شہریار اگر مین مرجاؤن تو مجھکو طریق پر اپنے مذہب کے غسل و کفن دے کر دفن کر دیجے گا اور کلمہ مجھے تعلیم فرمایئے کہ مین دین محمدی اختیار کرکے مرون کہ موت میری قریب ہے صاحبقران نے اُسے کلمہ پڑھا یا بس ایکبار اُسکے چہرے پر آثار مرگ نمایان ہوے ایک ہچکی آئی اور دم نکل گیا امیر کو بہت افسوس ہوا عمرو سے کہا جاؤ خواجہ سب سردارون کو جمع کرو اُسکے جنازے کی نماز پڑھین عمرو جاکر سبھون کو لایا سہیل چرم پوش بھی آیا گنبد کی زیارت کی میت کی نماز ہوئی بعد اُسکے دفن کیا فاتحہ پڑھکر وہان سے باہر آئے سہیل اپنے لشکر سمیت از سر صدق مسلمان ہوا امیر کی دعوت کی امیر نے حلیہ خانہ کا مختار کیا پھر متوجہ ہوے طرف عمرو کے حال لقا کا پوچھا عمرو نے عرض کیا کہ لقا بھاگ کر در بند نقرہ کوہ مین گیا ہے فرمایا کہ مین جبتک اُسے مار نہین لیتا ہون یا دائرہ اسلام مین نہین لاتا جبتک مجھے آرام نہین جلد کوچ کی تیاری کرو اور خواجہ حال مفصل اُس کافر کا دریافت کرو کہ سیدھا فرعونیہ گیا ہے یا کہین اور ٹھہرا ہے عرض کیا کہ چالیس جوڑی ہرکارے کی پیچھے اُسکے گئی ہے خبر آیا چاہتی ہے امیر کو خبر لقا کے تھا رہین چھوڑ گئے

اب چند کلمے داستان نقرہ کوہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا نے جسوقت دیکھا کہ سہیل چرم پوش ہاتھ سے کرب غازی کے گرفتار رہا اُسیوقت بھاگا کئی روز کے بعد ایک دوراہے پر پہونچا خیمہ استادہ ہوا کہا لوگون سے کہ دریافت کرو کہ یہ دونون راستے کدھر کو گئے ہین راہ گیرون سے معلوم ہوا کہ ایک راہ فرعونیہ کو گئی ہے اور دوسری نقرہ کوہ کو کہ حاکم وہان کا سکندر شاہ ہے لقا بختیارک کیطرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم اور مین نے امور خدائی کے تیرے اوپر مقرر رکھے ہین جو تو صلاح دیگا وہی تقدیر مین کرونگا شیطان درگاہ بولا خداوند آپ تو بوم خصال ہین جس مرز بوم مین جاتے ہین اُسکو بغیر ویران کیے نہین رہتے نقرہ کوہ کو بھی اپنے یمن قدم سے آباد کرتے چلیے اُسے بھی محروم نہ چھوڑیے لقا نے یہ سنکر وہان سے کوچ کیا پچیس فرسخ پر نقرہ کوہ تھا وہان پہونچا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے نقرہ مصقول کا کہ نگاہ اُسکی چمک پر ٹھہر نہین سکتی اور زیر کوہ ایک دریا ہے کہ عرض اُسکا تخمیناً پچاس گز کا ہوگا اور طول کی کچھ انتہا نہین معلوم ہوتی جہانتک وہ پہاڑ ہے وہانتک دریا بھی چلا گیا ہے اور اگر کوئی چاہے کہ نقرہ کوہ کو جائے بغیر دریا سے عبور کیے نہ جا سکے اور دریا پر ناؤ بیڑا کشتی غراب جہاز کچھ نہین مگر ایک نہین ہے اژدہے کا کہ سر اُس اژدہے کا تو اُس پار ہے کہ منہ کھولے ہوے قلاب آتشین چھوڑ رہا اور تمام جسم دریا پر ہے دم پہاڑ مین ہے اور اس پار سے اُس پار تک نیلوفر پھولا ہوا ہے راہ اُس پار جانے کی کہین نہین معلوم ہوتی لقا نے بختیارک سے کہا کہ اے شیطان درگاہ حالا چہ تقدیر کنم بختیارک بولا جہان آپ آئے ہین انھین بلانے اور نہ بلانے کا اختیار ہے اگر انکو کفالت آپکی کرنا منظور ہے تو وہ آپ کو بہر طریق بلا لینگے لقا نے ناچار وہین خیمہ استادہ کروا دیے لیکن ہرکارون نے خبر لقا کے آنے کی

سکندر شاہ کو پہونچائی کہ زمرد شاہ باختری ہاتھ سے خداپرستون کے شکست کھاکر یہان آیا ہوا در جاتا ہو ملک
فرعونیہ کو سکندر شاہ نے کہا ای نقابدار سیاہ پوش تم جاؤ اور جو لقا یہان آئے تو لے آؤ نقابدار روانہ ہوا صاف
پل اژدہا پر سے چلا آیا لقا کو خبر ہوئی کہ آج پل اژدہا پر سے نقابدار آتا ہو لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ جاکر نقابدار کی
پیشوائی کرکے لے آؤ وہ گئے استقبال کر کے نقابدار سیاہ پوش کو لائے نقابدار نے آکر لقا کو مجرا کیا اور کہا کہ یا زمرد شاہ باختری
آپ برادر بزرگ ہین خداوند فرعون شاہ کے یہان آپ رونق افزا ہوئے ہین تو چندے نقرہ کوہ مین بھی تشریف رکھیے
بختیارک نے کہا کہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدر ہفت سر آتا ہو جو اُس سے ہمین بچانے کا ارادہ کرے وہ دامن پناہ
دے نقابدار بولا ملکجی یہان ایک حمزہ کیا اگر لاکھ حمزہ آئینگے تو سب مارے جائینگے لقا پکارا کہ مین نے ستر ہزار برس
پہلے ہی تقدیر کی تھی کہ نقرہ کوہ مین رہونگا تمھارے ساتھ چلونگا اور دعوت لقا بدار کی تیاری کی دن کو تو لقابدار وہین
رہا رات کو لقا سے کہا کہ چلیے مین راتون رات آپ کو نقرہ کوہ مین پہونچا دون یہ کہکر لقا کی کمر مین ہاتھ ڈالا اُسیوقت
ایک تاریکی ہوگئی اور آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا جسوقت آندھی برطرف ہوئی لقا نے مع لشکر اپنے کو اُس پار
پایا اور نقابدار لقا کو ہمراہ لیے ہوے شہر سکندریہ مین پہونچا سکندر شاہ استقبال کو آیا لقا سے ملاقات کی اپنے
ساتھ شہر مین لاکر دعوت و ضیافت کی احوال اہل اسلام کا پوچھا بختیارک نے از ابتدا تا انتہا حال حمزہ صاحبقران
کا بیان کیا اور کہا کہ ای سکندر شاہ ایک ذات با برکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنھون نے شہر کے شہر طلسمون
کے غارت کردیے ہین سکندر شاہ نے کہا مین حال اُنکا سُن چکا ہون مگر یہ خدائی ہو خداوند فرعون شاہ کی
یہان سب مارے جائینگے اور اُسیوقت ایک نامہ لکھواکر پاس شہناز جادو کے روانہ کیا مضمون اُس نامے کا یہ تھا
کہ ای شہناز جادو ہمنے لقا خداے باختر کو اپنے پاس دامن پناہ دیا ہو اور تعاقب مین اُسکے حمزہ آتا ہو
وقت ہو کہ تم آکر ہماری مدد کرو خداپرستون سے لڑو دوستی اور محبت اسی دن کے کام آتی ہو اب تمکو لازم ہو کہ
بہت جلد اپنے کو یہان پہونچاؤ کھانا وہان کھاؤ تو پانی یہان آکر پیو ہم تمھارے منتظر ہین اور ایک نامہ اسی مضمون کا
چہل ورے والون کو روانہ کیا لقا سے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے حمزہ یہان آئیگا تو اُسے حال معلوم ہو جائیگا لقا تو
یہان عیش و عشرت مین مصروف ہوا اسکو تو یہین چھوڑیے اب حال جاسوسان لشکر اسلام کا سُنیے کہ بائیس جوڑی
ہرکارون کی لقا کے ساتھ خبر کیواسطے آئی تھی کہ دیکھین لقا کہان ٹھہرتا ہو اور کون اسکا کفیل ہوتا ہو یہ لشکر لقا سے
علیحدہ سامنے نقرہ کوہ کے درختون کے نیچے اُترے ہوئے تھے صبح کو جو دیکھا تو لشکر لقا کا نام و نشان نہ پایا چار طرف
دوڑے کہین سراغ نہ لگا بلند درختون پر چڑھکر جو دیکھا تو دریا کے اُس پار خیمے لقا کے معلوم ہوئے آپسمین کہا کہ اُس پار
دریا کے چلکر دریافت کرنا چاہیے کہ کسنے لقا کی دستگیری کی ہو کون کفیل ہوا ہو بغیر تحقیق کیے حضور بادشاہی مین کیا جاکر
عرض کرینگے ایک نے کہا کہ ظاہر ہو یہان کارخانہ سحر کا ہو بغیر سحر یہ پل اژدہا کیونکر حائل ہو دوسرے نے کہا کہ ہان سچ
ہو مگر یہ تو حال نہین معلوم کہ کونسا ساحر ہو بغیر اُس پار جائے کچھ حال مفصل نہ معلوم ہوگا آخرکار دو جاسوس مشکین دم
کرکے سینے کے نیچے رکھکر شناوری کرتے ہوئے روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب کنارے کے پہونچے وہان وہ جو نیلوفر پھولا ہوا
تھا اُسکے ریشے مین سے آواز چٹکنے کی پیدا ہوئی شعلہاے آتش اُسمین سے نکلے اور نکلکر دونون عیارون پر دوڑے
عیارون کی یہ حالت ہوئی کہ مارے ڈر کے ہاتھ پاؤن اُنکے پھول گئے شناوری بھول گئے چاہا کہ اُدھر سے پھرکر بھاگین
کب جاتا ہو پکارے کہ یار دہم تو گرفتار بلا ہوئے بس وہ عیار سمجھے تھے کہ شعلہ آتش اُنکو لپٹ کر دریا مین لیکر بیٹھ گئے
اُنتالیس جوڑیان بھاگ کر لشکر اسلام مین آئین پرچہ اخبار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو دیا عمرو نے بنظر اشرف شہنشاہی

گذرانا بادشاہ نے ملاحظہ فرماکر صاحبقران کو دیا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا بلاؤ پہلوان عادی کو کہ پیش خیمہ طرف
نقرہ کوہ کے روانہ کرے عمرو اور بادشاہ اسلام نے بلکہ تمام سرداران عالیمقام نے عرض کیا کہ حضور اُدھر تشریف لیجائیں
تو ساعت سعید دکھواکر کوچ فرمائیں اسواسطے کہ یہ دربند فرعونیہ ہی کارخانہ سحر کا ہی امیر نے بادشاہ اسلام سے عرض
کیا کہ حضور نجومیوں کو بلوائیں ساعت سعید دکھوائیں اُسیوقت حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کو چوبدار روانہ ہوا
بعد ایک گھڑی بھر کے چاروں بھائی آکر حاضر ہوے نیم تخت انکے بیٹھنے کو دیا تعظیم کی اور کہا کہ آپ رمل میں ملاحظہ
فرماکر کہیے کہ کسدن اور کونسی ساعت یہاں سے نقرہ کوہ پر جائیں اُنھوں نے اُسیوقت زائچہ کھینچا بعد ایک دو گھڑی
کے دست او بستہ عرض کیا کہ نقرہ کوہ پر قران صعب ہی جو بعد دو مہینے کے حضور تشریف لیجائینگے تو بہت اچھا
ہی یہ قران نکل جائیگا فرمایا بہت اچھا اُن چاروں بھائیوں کو خلعت دیے چار توڑے اشرفیوں کے دے وہ تو چلے گئے
صاحبقران نے کہا میں نجومیوں کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کرتا اور یہ کبھی سچے نہیں ہوتے کذب المنجمون برب الکعبۃ جو مرضی الٰہی ہی
اُسپر میں راضی ہوں تقدیر بتدبیر نہیں ہو سکتی عمرو و بو الحمزہ خواجہ زادوں کے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا دو مہینے
بعد اُدھر جائیگا بادشاہ اسلام نے بھی سمجھایا کہ چندے توقف فرمانا مناسب ہی فرمایا میں نہ مانونگا اور پہلوان عادی
کو بلاکر حکم دیا کہ جلد پیش خیمہ شہر سکندریہ کی طرف روانہ کرو عادی بموجب حکم پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر تو تمام لشکر میں
غلغلہ ہوا اور سبکے خیمے روانہ ہوے نقارہ کوچ کا بجنے لگا صبح کو امیر چاہتے ہیں کہ آپ بھی سوار ہوں کہ ہرکارے نے خبر دی
کہ کل سے کرب غازی بکل ہی تپ محرقہ بہت شدت سے ہی کہ بیہوش ہی فرمایا خدا فضل کریگا اور اشقر پر سوار ہوکے
تھے کہ اندلس پہونچا عرض کیا کہ کرب کا بہت برا حال ہی زبیدہ شیرگیر نے عرض کیا ہی کہ حضور ذرا دیکھنے جائیں
صاحبقران مع فرزندوں کے تشریف لیگئے زبیدہ شیرگیر نے سلام کیا آنکھوں میں آنسو بھر لائی امیر نے اُسے گلے
سے لگایا کرب کے بدن پر جو ہاتھ رکھا تو ایسا گرم تھا کہ قریب تھا کہ ہاتھ میں چھالا پڑ جائے صاحبقران مع فرزندان ذیشان
رونے لگے عمرو نے وقت پاکر عرض کیا کہ اس بیمار پر رحم کیجیے چندے ٹھہر جائیے دیکھتے ہیں آپ کرب کی کیا حالت ہی
تمام چہرہ تمتمایا ہوا ہی آنکھیں سرخ ہیں عجب کیفیت ہی فرمایا کہ معمول میرا نہیں ہی کہ پیش خیمہ پھیر آئے عمرو نے کہا کہ پیش خیمہ پھیر
کاہیکو جہاں ہی وہیں رہے فرمایا یہ کبھی نہوگا اور خواجہ بزرگ امید کو بلاکر فرمایا کہ آپ تعیین کریں کہ کرب کو ساتھ لیجاؤں
اُنھوں نے عرض کیا آب و ہوا سکندریہ کی بہت ناقص ہی کرب کا ساتھ لیجانا اچھا نہیں ہی امیر نے زبیدہ شیرگیر کو گلے
سے لگاکر کہا کہ اے فرزند تم بھی یہیں رہو خدا فضل کریگا کرب شفا پائیگا تمھیں جلد بلا لینگے زبیدہ شیرگیر خوب روئی
اور بدیع الزمان سے لپٹ کر حالت تباہ کی بدیع الزمان بھی خوب رویا ایک کہرام مچا ہوا تھا غرض امیر نے
خواجہ بزرگ امید کو علاج کیواسطے وہیں چھوڑا اور سہیل کو بہت تاکید کی کہ کرب کے خبردار رہنا کہ اس اثنا میں کرب
کو ذرا ہوش آیا امیر کو پھر اندر بلایا اور لپٹ کر صاحبقران سے خوب رویا کہ حضور کو ایسا سفر درپیش ہوا اور غلام
ہمراہی سے محروم رہا فرمایا جو مصلحت الٰہی تمھارا یہیں رہنا مناسب ہی خدا تمھارا نگہبان ہی غرض سب کو گریاں و نالاں
چھوڑکر آپ سوار ہوکر ملک سکندریہ کو روانہ ہوے کوچ بر کوچ بعد قطع منازل و طی مراحل مرحلہ پیمائی کرکے سکندریہ
پر پہونچے بارگاہ ہشامی برپا ہوئی تمام لشکر وہاں اُترا چار گھڑی دن باقی تھا کہ امیر عمرو کو ساتھ لیکر تماشا
دیکھنے کو نقرہ کوہ پر آئے وہ پہاڑ چاندی کا تھا اور دریا سامنے مانند سیماب کے جوش مار رہا تھا پھول کنول
کے پھولے ہوئے تھے عکس سبزہ جو نقرے پر پڑتا تھا تو تمام پہاڑ مرقع مانی و بہزاد معلوم ہوتا تھا فرمایا خواجہ
کیا کیفیت و بہار ہی کہ کبھی یہ کیفیت نہ دیکھی تھی عمرو نے بھی تعریفیں کرنا شروع کیں امیر نے کہا تم سکتے تھے

کر دو شخص اس دریا مین غرق ہو گئے مجکو یقین نہین آتا کہ گل نیلوفر مین سے شعلہ نکلا ہوا اور آدمی کو لپیٹ کر لے ڈوبے
عمرو نے عرض کیا کہ مین نے آنکھون سے تو نہین دیکھا مگر سُنا ہی تو میان خیبری نے عرض کیا پیر و مرشد میری آنکھون
کے سامنے شعلہاے آتش نکلے اور اُنکو لپیٹ کرکے ڈوبے امیر نے فرمایا کہ جہان گل نیلوفر ہون اُدھر سے کوئی اُس پار
جائے اور خبر لقا کی لائے ایک شاگرد ہی عمرو کا کہ نام ہی اُسکا فریدون اُسنے عرض کیا کہ غلام جاکر خبر لقا کی لائیگا
عمرو نے کہا کہ ای فریدون تو ہرگز جانے کا ارادہ نہ کر کہ یہ دریاے سحر ہی اور امیر سے کہا کہ حمزہ یہ عیار دیوانہ
ہو گیا ہی آپ چلیے یہان کھڑے رہنے سے حاصل کیا ہی فرمایا کہ خواجہ تم مرد کو نامرد بنائے دیتے ہو وہ مستعد ہی جانے کو
تم ڈرائے دیتے ہو خواجہ موت زیست سب کے ساتھ ہی اگر اسکی زندگی ہی تو کوئی اسکا کچھ نہین کر سکتا اور جو
قضا ہی تو کہین نہ بچیگا غرض فریدون تختہ کنول کو ایکطرف چھوڑ کر شہنا دم کرکے پیٹ تلے رکھکر شناوری کرتا ہوا
چلا یہانتک کہ نصف دریا طی کیا کہ امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ دیکھا وہ دونون شخص احمق تھے جو گل نیلوفر مین
سے گئے دیکھو فریدون جا پہونچا عمرو نے آواز دی ای فریدون احوال مفصل دریافت کرکے آنا اُسنے جواب دیا
بہت اچھا خوب حال دریافت کرکے غلام آئیگا یہ کہتا ہوا قریب کنارے کے پہونچا تھا کہ دریا متلاطم ہوا ایک
نہنگ سیاہ پیدا ہوا اور فریدون کو نگل کر دریا مین غرق ہو گیا عمرو نے نہایت فریدون کا افسوس کیا اور
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ دیکھا تو نے یہان کا کارخانہ سحر کا ہی یہ تمام دریا جادو کا معلوم ہوتا ہی امیر وہان سے
پھر کر داخل خیمہ ہوے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ کوئی کیونکر اس دریا اور ایل اژدہا سے پار گذریگا اور حریف کوئی معلوم
نہین ہوتا بوے آدم کہین نہین آتی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ لوگ عاقل ہین جانتے ہین کہ جنگ دو سر دارد
اور تیرا نام تمام زمانے مین مشہور ہی کہ حمزہ جس ملک پر گیا اُسے فتح کیا ابھی شہنشاہ ساحران ملکہ دمامہ جادو کو
مارکر خدائی زبرجد شاہ کی برباد کرکے آیا ہی اس سبب سے وہ چھپکے بیٹھے ہین امیر یہ سُنکر خاموش ہو رہے ایک
مہینا بھر وہان صاحبقران کو گذرا کہ ایکدن فرمایا کہ عجب اتفاق ہی کہ ہمکو عرصہ یہان آئے ہوے گذرا اور کوئی
پرسان حال نہین ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ وہ جنگ سے کنارہ کیے ہوے خاطر جمعی سے بیٹھے ہوے ہین جانتے ہین کہ
حریف آیا ہی جھک مارکر چلا جائیگا ہم کیون سامنا کرنے جائین بس صاحبقران کو یہ لفظ جھک مارنے کی بہت
ناگوار طبع ہوئی فرمایا کہ ابھی گھوڑا ڈالکر دریا مین اُس پار جاتا ہون یا حریف کو پیدا کر دونگا یا جان اپنی دونگا یہ کہکر
تلوار ٹیک کر اُٹھے ساتھ ہی اُنکے سب سردار بھی تلوارین ٹیک ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوے باہر بارگاہ سے آکر رکیب
سوار ہوے بادشاہ اسلام نے عمرو سے کہا کہ تم مزاج سے صاحبقران کے کیا واقف نہ تھے جو ایسا کلمہ منہ سے نکالا
اب غضب ہوا کہ اُدھر صاحبقران دریا مین گئے ادھر ہم سبھون کا خاتمہ ہو جائیگا عمرو بولا کہ شہریارا مین خود
نادم ہون کہ یہ کیا کہا مین نے اور دوڑ کر سامنے امیر کے آیا عرض کیا کہ یا حمزہ خطا میری معاف کر اب تو دریا
کیطرف نہ جا سب کہینگے کہ عمرو نے حمزہ کو غیرت دلا کر دریا مین ڈبوا دیا فرمایا کہ تمھاری خطا کچھ نہین مین بغیر حریف
کو پیدا کیے ہوے نہ پھرونگا اور غصے کے مارے آنکھین صاحبقران کی لال ہین بال بدن کے کھڑے ہوے ہین گھوڑا
اُڑائے چلے جاتے ہین اور پیچھے پیچھے تمام غازیان دیندار مجاہدان تہور شعار فرزندان عالیوقار چلے آتے ہین عمرو اشقر
سے لپٹا ہوا منت اور عاجزی کرتا ہوا چلا جاتا ہی سامنے دریا کے آ پہونچے ہین سبکو یقین مرگ ہی کہ اب نہین بچتے
لیکن عمرو نے جب دیکھا کہ حمزہ میرا کہنا نہین مانتا اُسوقت دعا مانگنا شروع کی کہ ای پروردگار کوئی سبب
ایسا کر کہ میری بدنامی مٹے اور حمزہ بچ جائے ہنوز دعا عمرو کی ختم نہوئی تھی کہ اُسی وقت ہرکارے دوڑے ہوے

آ کے مجرا کیا اور عرض کی کہ شہریار آج نقرہ کوہ میں ایک دروازہ پیدا ہوا ہے اور لوگ علم و نشان لیے ہوئے اژدہوں پر
سوار پل اژدہا پر سے گذر کر اس پار چلے آتے ہیں عمرو نے کہا کہ حمزہ خدا نے ارادہ تیرا پورا کیا حریف آیا ہے صاحبقران
نے گھوڑے سے اُتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور آگے بڑھکر جو دیکھا تو واقعی اژدہوں پر علم و نشان خیمہ و خرگاہ لدے
ہوئے چلے آتے ہیں اور پیچھے اُنکے ساحران غدار اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلا آتا ہے صاحبقران اپنے خیمے کیطرف
پھرے خیمہ نقابدار سیاہ پوش کا مقابل لشکر صاحبقران استادہ ہوا فوج اُسکی تمام وہان اُتری نقابدار داخل خیمہ
ہوا ذنگل پر اپنے بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم کیا کہ بجے طبل جنگ کل
یہ خدا پرست میرے ہاتھ سے کہاں جائینگے سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیاہ پوش نہ رکھا ہوگا اسی وقت
طبل جنگ بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر لیکر روانہ ہوئے یہان صاحبقران زمان بارگاہ میں رونق افروز ہیں
بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہیں سردار گرداگرد اطراف میں دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہیں ذکر نقابدار
سیاہ پوش کا ہو رہا ہے صاحبقران فرما رہے ہیں کہ یہ نقابدار فوج قلیل سے جو اتنے بڑے لشکر کا سامنا
کرنے آیا ہے کچھ نہ کچھ اسرار ہے عمرو عرض کر رہا ہے کہ شہریار ظاہر ہے کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے اور مجھکو تو نقابدار
ساحر معلوم ہوتا ہے یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر مجرا کیا دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ
نقابدار نے طبل جنگ بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکل کر معرکہ آرائے نبرد ہو سامنا کرے غازیان دیندار سے
فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہین ہے جو خدا بہتر جانیگا وہ کریگا ہمارے لشکر میں بھی بتائید ربانی کوس حربی پر چوب پڑے
اُسی وقت نقارہ رزمی بجا دونون لشکرون میں تیاری ہونے لگی چار پہر رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر مقابل یکدیگر میدان میں صف باندھکر کھڑے ہوئے اُدھر نقرہ کوہ پر لقا اور سکندر شاہ مع
بختیارک وغیرہ آکر بیٹھے جسوقت میدان تیار ہو چکا اور نقیب نقابت کرکے چلے گئے چاہتا ہے نقابدار کہ
مرکب چمکا کر میدان میں آئے کہ صحرا کی طرف سے گرد و غبار کا تتق اُٹھا دونون لشکر دیکھنے لگے ہرکارے خبر کیواسطے
روانہ ہوئے مگر گرد جو نزدیک آکر شق ہوئی دیکھا تو فوج شیر سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار شیر سر کہ منھ اُنکے
شیرون کے اور دھڑ آدمیون کے تھے بادشاہ شیر سرون کا شیرزاد شیر سر مع پسر یعنی شیرویہ شیر سر کو ہمراہ لیے ہوئے
آگے تھا آکر شریک نقابدار سیاہ پوش ہوا ہنوز یہ شیر سر قائم نہونے پائے تھے کہ اور گرد و غبار کا تتق اُٹھا اور فوج
فیل سرون کی نمایان ہوئی چالیس ہزار فیل سر آئے اور سردار اُنکا حمدان فیل سر تھا وہ بھی آکر شریک نقابدار ہوا
بعد اُسکے اور گرد اُٹھی اور فوج طاؤس سرون کی پیدا ہوئی چالیس ہزار طاؤس سر آئے اور سردار اُنکا طیران طاؤس سر
تھا وہ بھی آکر نقابدار کا شریک ہوا پھر فوج سگ سرون کی آئی چالیس ہزار سگ سر آئے اُسکے بعد شتر سر اور اسپ سر اور
میش سر اور کرگدن سر اور مرغ سر وغیرہ چہل درے کی چالیسون قومین شام تک آئین نقابدار طبل بازگشت بجوا کر
پھر گیا سبھون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمے میں داخل ہوا اُسکی خاطر و مدارات کی سب نے کہا کہ نامہ پہونچتے ہی ہم وہان سے
روانہ ہوئے ہمارے وقت پر پہونچے کہ ابھی لڑائی شروع نہوئی تھی اور آپ اب طبل جنگ بجوائیے ہم سب جانبازی
کو موجود ہیں سب خدا پرستون کا کام تمام کرینگے نقابدار نے اُسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ لشکر نقابدار میں طبل جنگ
بجا ہرکارون نے آکر خدمت صاحبقران میں عرض کیا کہ نقابدار نے شیر سرون کے نام طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ اندیشہ
نہین ہے ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے القصہ رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان میں آکے صفین کیے راست
ہوئین نقیب نقابت کرکے چلے اُسوقت شیرویہ شیر سر کہ شاہزادہ ہے تمام چہل درے کا سب قومین اُسکی طرح میں سامنے

نقابدار کے آیا اجازت میدان چاہی اُسنے کہا کہ جاؤ ان خدا پرستون کا کام تمام کرو فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی
وہ سلام کرکے اپنے شیر پر سوار ہو کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے رستم خان بن گنجاب بادشاہ اسلام
سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا جب اُسکے برابر ہو پہونچا گھوڑا رستم خان کا شیرویہ کی صورت دیکھکر ڈرا اور بھاگا دیکھ سب
کے سردار خندہ زن ہوے کہ رستم خان حریف سے بھاگا قہقہے اُڑانے لگے رستم خان خفت زدہ ہو کر گھوڑے پر سے کود
اور تلوار کھینچ گھوڑے کو مار ڈالا اور شیرویہ کے سامنے آیا اُسنے کہا کہ تو کون ہے کیا نام ہی تیرا بیان کر کہا کہ مین بیٹا ہون
گنجاب بن گنجور ملک سحریان دیوکش کا جو آگے پیغمبر نادحل لقا کا تھا وہ مارا گیا اب مین رفیق ہون شاہزادہ بدیع الزمان
بن حمزہ صاحبقران کا اُسنے کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا اب اپنے جی کی آرزو نکال لے جو کچھ حربہ کرنا ہو کرلے رستم خان
بولا ہم اہل اسلام مین پیشدستی نہ کرینگے اسنے کہا خیر معلوم ہوا تم اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتے یہ کہکر دونون بغل
رستم خان پر مارے سینے پر رستم خان کے پڑے کہ زرہ کو توڑ کر سینے کو توڑا رستم خان بیقرار ہو گیا شیرویہ نے اسے
دونون ہاتھون پر اُٹھا لیا اور اپنے لشکر کی طرف چلا بدیع الزمان نے دیکھا کہ یہ شیر سر رستم خان کو لیچلا بیتاب
ہو کر بغیر اجازت بادشاہ اسلام نعرہ کرتا ہوا دوڑا کہ او کافر کہان لیے جاتا ہی میرے رفیق کو آیا ایک گھوڑا اُڑا چلا تھا
ابھی اُسکے برابر نہ پہونچا تھا کہ جہران فیل سر دوڑا کہ او خدا پرست کہان میرے شاہزادے پر آتا ہی تو میرا حصہ ہی اور تلوار
بدیع الزمان پر ماری بدیع الزمان نے تلوار سپر پر روک کر جو اُسکے سر پر تلوار ماری مع مرکب دو ٹکڑے کیے
طہران طاؤس سر نے بائین طرف سے تلوار ماری پشت تیغ پر اُسکی تلوار روککر جو کمرگاہ پر اسکی ہاتھ مارا مانند
خیار تر کے دو کیا ہلال سگ سر اور جلال سگ سر یہ دونون کھوکتے ہوے آئے تلوارین بدیع الزمان پر
مارین بدیع الزمان نے دونون کی تلوارین چھین کر گردن مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے سر ٹکرا دیے کہ بھیجے دونون
کے نکل پڑے واصل جہنم ہوے اب با تیغ خون آلود شیرویہ کے پاس پہونچا اور کمر بند مین رستم خان کے ہاتھ ڈالکر
کھینچا کہ شیرویہ نے تلوار ماری بدیع الزمان نے اُسے پشت تیغ پر روککر جو اپنا وار کیا تلوار شیرویہ کے سر پر پڑی کر
تا دو ابرو اُتر گئی اسی حالت مین رستم خان ہاتھ سے چھوٹ گیا شیرویہ نے زخم سر ہاتھ سے پکڑ کر تلوار بدیع الزمان پر
ماری بدیع الزمان نے اُسے خالی دی ہاتھ جو اُسکا خالی گیا نکلا جو بہوتی سامنے بدیع الزمان کے گرا شاہزادے
نے کہا ای عزیز تو زخمی ہی گھبرا نہین ہوشیار رہ کسواسطے کہ زخمی پر ہاتھ ڈالنا بہادرون کا کام نہین ہی جا اپنا علاج کر یہ کہکر
رستم خان کو لیکر پھرا لیکن ادھر نقرہ کوہ پر بختیارک نے سکندر شاہ سے کہا کہ ای سکندر شاہ دیکھی ترقی سر بدیع الزمان
کی بیہا رفتہ ملک باختر و اماد ذمرد شاہ ہی سکندر شاہ نہایت حیرت زدہ دیکھ رہا تھا کہ خدا پرست کیا بلا کے لوگ ہین
ایک طرفۃ العین مین کس کس کو مار ڈالا کہ آدمی جنکی صورت دیکھکر بھاگتا ہی مگر اسطرف حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ
بدیع الزمان تنہا ان شیر سرون مین چلا گیا بیتاب ہو کر دوڑے اور اُنکے ساتھ اور سب سردار بھی چلے کہ بدیع الزمان کو مظفر و منصور
مع رستم خان آتے دیکھا بدیع الزمان نے امیر کو سلام کیا پوچھا کہ حضور کدھر تشریف لیچلے تھے فرمایا کہ بیٹا تمہاری کمک کو
مگر خدا نے فضل کیا کہ تمکو زندہ و سلامت پایا عرض کیا حضور کے تصدق سے کئی نابکارون کو مارکر شیرویہ کو زخمی کرکے
رستم خان کو لایا ہون فرمایا کہ بیٹا تمنے بڑا کام کیا یہ کہکر بدیع الزمان کو گلے سے لگا لیا اور ساتھ لیکر داخل خیمہ گاہ ہوے
رستم خان کے زخم مین ٹانکے لگائے گئے علاج ہونے لگا امیر نے دربار برخاست کیا کھانا نوش فرماکر آرام کیا مگر اسطرف
شیرزاد سر اپنے زخمی بیٹے کو اُٹھا کر داخل خیمہ ہوا زخم مین ٹانکے لگوائے پٹی مرہم کی چڑھوائی شیرویہ کو ہوش آیا اپنے
باپ سے کہا کہ ای پدر بزرگوار آپنے پسر حمزہ کی شجاعت دیکھی ایسے بہادر نہ دیکھے ہونگے اگر ایک ہاتھ اور جھپسا دیتا میرا

کام تمام تھا باوجودیکہ مین نے اُسکے رفیق کو مار ہی ڈالا تھا لیکن اُسنے زخمی پاکر کچھ نہ کیا اور چھوڑ کر چلا گیا ای قبلہ و کعبہ مین نے
تو غلامی اُسکی اختیار کی اُسنے کہا کہ بیٹا اُسنے مجھکو داغ پسر سے محفوظ رکھا مین تجھسے پہلے اُسکا غلام حلقہ بگوش ہو چکا ہون
شیرویہ نے کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہو راتون رات اپنا مال و اسباب لشکر ساتھ لیکر چلے چلیے صبح کو خدمت حمزہ صاحبقران
مین حاضر ہو جیے یہ صلاح کرکے کوئی دو پہر رات کو یہ دونون مع سپاہ لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے صبح کو حمزہ صاحبقران
نماز صبح پڑھکر بارگاہ مین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کرکے بیٹھے اور سردار بھی آکر حاضر ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام گردش مین آیا ناگاہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ شیرویہ شیر سرو شیرزاد شیر سر دونون پسر فرید خدمت
والا مین حاضر ہونے ہین فوج و لشکر ساتھ لیے ہوے آئے ہین فرمایا کہ بلاؤ جب وہ دونون بارگاہ مین آئے مجرا گاہ سے
مجرا کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے صاحبقران نے فرمایا جو تمھین عرض کرنا ہو عرض کرو ان دونون
نے عرض کیا کہ ہم غلامی کرنے کو شاہزادہ بدیع الزمان کی آئے ہین کہ اس شہریار نے ہمکو دوبارہ زندہ کیا ہے اور
اُسی وقت وہ دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے خدمت مین بدیع الزمان کی رہے لشکر اُنکا قریب
لشکر بدیع الزمان اُترا مگر یہ خبر ہرکارون نے جاکر نقابدار سیہ پوش کو دی کہ شیرزاد اور شیرویہ دونون جاکر شریک
لشکر حمزہ ہوئے اسلام لائے کہا کہ مجھکو اُنکی پروا نہین ہے اُنھون نے زبردستی طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیا تھا مین اُنکی
نہ تھا مین خود خداپرستون کا کام تمام کرونگا اور لشکر شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین ہون اور یہ خداپرست ہین
سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا نقابدار سیہ پوش نہ رکھا ہوگا اُسی وقت لشکر مین نقابدار نے طبل جنگ بجوایا اور ادھر
لشکر صاحبقران مین بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی علی الصباح معرکہ کارزار
مین آکر صف آرا ہوے صفین آراستہ ہوئین نقیب نقیب پکر چلے گئے بس نقابدار سیاہ پوش نے مرکب کو جولان کیا پہلے
سکندر شاہ اور زہرہ شاہ جو پہاڑ پر آکر بیٹھے تھے اُنکو سلام کیا بعد اُسکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ آلاگرد فرنگی مرکب
کو بڑھاکر سامنے تخت بادشاہی کے آیا اُتر کر گھوڑے سے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے
اور جام کلہ عفریت عنایت فرمایا آلاگرد فرنگی اُسے پی کر بار دگر مرکب پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے
پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے بیان کر جواب پایا کہ مجھے آلاگرد فرنگی کہتے ہین رفیق ہون شاہزادہ علمشاہ رومی کا نقابدار بولا کہ
بہتر تیرے حق مین یہ ہے کہ دین فرعون پرستی اختیار کر لقا کی اطاعت مین حاضر رہ نہین تو ہاتھ سے میرے مارا جائیگا
آلاگرد پکارا کہ او گبر ناہنجار کسندہ ناتراش کیا بکتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون پر اور اُسکے پرستارون پر یہ سُنکر
نقابدار نہایت برہم ہوا کہا کہ خیر معلوم ہوا حال تیرا لا اپنا حربہ کر پھر میرے ہاتھ سے مارا جائیگا آلاگرد نے کہا پیشدستی ہمارا
طریقہ نہین نقابدار نے نیزہ مارا طعن پر طعن چلنے لگی یہانتک نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین اور بنانین ناکارہ ہوگئین چھڑ پر چھڑ
پڑنے لگی ہاتھ سے نیزے پٹک دیے تلوارین کھینچین نقابدار نے ہاتھ تلوار کا بلند کیا تھا کہ مارے آلاگرد نے سپر کو [illegible]
پناہ کیا تھا کہ نقرہ کوہ کی طرف سے ایک آندھی آئی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا دو گھڑی تک تاریکی رہی پھر جو روشنی ہوئی
دیکھا کہ لاشہ آلاگرد کا گھوڑے سے نیچے پڑا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کاسہ سر اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہے سیکڑون سوراخ
مغز مین پڑے ہین فرنگی اُسکی لاش اُٹھا کر لیگئے نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا پکارا کہ ای خداپرستو دیکھا تمنے کہ یونہی مارا گیا
مجھکو محنت و مشقت بھی نہ کرنا پڑی اور جسے تمنائے مرگ ہو وہ آکے میرے مقابلے کو مالاگرد فرنگی سامنے اُسکے آیا بعد
گفتگو کے مالاگرد نے چاہا تھا کہ تلوار نقابدار پر مارے کہ وہی آندھی آئی اور تاریکی چھائی جب روشنی ہوئی دیکھا کہ
مالاگرد کا لاشہ بھی اسیطرح پڑا ہوا ہے اسیطرح ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک کئی فرنگی مارے گئے علمشاہ رومی نہایت خشمناک ہوکر

بادشاہ سے رخصت لیکر نقابدار کے مقابلے کو آیا قاسم نے شاہزادہ بدیع الزمان سے کہا کہ آج بعد مدت کے دیکھیے کہ
کیا ضرب دست ہے پدر بزرگوار کی بدیع الزمان نے کہا کہ اے قاسم یہ ہم تم دونون کا فخر ہے تمھارا باپ ہے اور میرا بڑا
بھائی ہے بجائے قبلہ وکعبہ ہے مگر اس بلا سے خدا بچالے تو بڑی بات ہے یہ کہکر دعا مانگنے لگا قاسم بھی دست بدعا ہوا
مگر علمشاہ برابر نقابدار کے پہونچا تھا گفتگو ہو رہی تھی کہ عمرو نے علمشاہ سے اشارہ کیا کہ نقابدار کو مانند لقمہ معصوم
کے اٹھالے اور پیچ دے کر زمین پر مارے کہ یہ سیاہ قلب و تیرہ رو نقش زمین ہو جائے بس علمشاہ پیادہ ہو کر
دوڑا نقابدار پر گھوڑے کے پیٹ تلے گھس کر داہنے ہاتھ سے دونون اگلے پاؤن بائین ہاتھ سے پچھلے پاؤن مرکب
نقابدار کے پکڑ کر زور کیا کہ نقابدار کو مع مرکب اُٹھالیا نقابدار تو مرکب سے کود پڑا علمشاہ نے مرکب کو زمین پر
مارا کہ وہ مردہ صد سالہ تھا نقابدار علمشاہ پر دوڑا کہ او رومی غضب کیا تو نے کہ گھوڑا میرا مار ڈالا اور علمشاہ سے لپٹا
کشتی ہونے لگی کہ وہی آندھی پھر نمایان ہوئی آن واحد مین زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے جو روشنی ہوئی
دیکھا کہ علمشاہ کا بھی وہی عالم ہے کہ کاسہ سر مین ہزار ہا سوراخ ہین لاش زمین پر پڑی ہوئی ہے اور نقابدار مرکب
پر سوار عرصہ کارزار مین مبارز طلب کر رہا ہے صاحبقران نے جو یہ حال شاہزادہ علمشاہ رومی کا دیکھا گریبان
چاک کیا قاسم نے سر پیٹ لیا بدیع الزمان نے اپنے کو خاک مین ملا دیا اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ او نقابدار تو نے
اُس شخص کو مارا کہ مین جسے اپنا قبلہ وکعبہ جانتا تھا بس قریب نقابدار پہونچا تھا کہ وہی آندھی آئی اور تیرگی چھائی
بعد دو گھڑی کے روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا بھی پڑا ہے اپنے خون مین غلطان ہے کاسہ سر مین بھی
سوراخ پڑے ہین نشان منقار معلوم ہوتے ہین تمام باختری سر و پا برہنہ دوڑے قاسم نے لاشہ علمشاہ کا
اُٹھوایا تھا تمام رومی اور فرنگی گرد اُسکے سر پیٹتے چلے آتے تھے کہ ہائے بدیع الزمان کی صدا کان مین پہونچی
بس وہین سے تیغ بلارک افراسیابی کھینچکر دوڑا آکر دیکھا کہ لاشہ بدیع الزمان کا تڑپ رہا ہے ابھی تک
کسی نے اٹھایا نہ تھا کہ قاسم برابر آگیا لاش سے لپٹکر منھ سے منھ ملنے لگا پکارا کہ عمو جان بعد آپ کے لطف میری
زندگی کا اُٹھ گیا اب زیست لاحاصل ہے ابھی سیر باغ جنان نہ بھیجے گا کہ خادم بھی آپ کے پاس آتا ہے نقابدار
سے کہا کہ او حرامزادے مین تجھے مار کر مرونگا اور وہی تیغ نقابدار پر مارا کہ اُسکے سر پر پڑا مگر اچٹ گیا نقابدار نے
قبضہ پکڑ لیا کشتی ہونے لگی کہ یکایک وہی ابر تیرہ و تار آیا تمام عالم مین چھایا دو گھڑی کے بعد تاریکی دفع ہوئی
دیکھا سب نے کہ لاشہ قاسم کا بھی تڑپ رہا ہے بس امیر نے جو یہ حال دیکھا گریبان تو پہلے ہی علمشاہ کی لاش
دیکھکر چاک کر چکے تھے اب دونون لاشون کے بیچ مین گھوڑے سے اپنے کو گرا دیا اور نقابدار سے کہا کہ تجھے قسم ہے
اپنے دین و آئین کی کہ تو میری بھی مشکل جلد آسان کر دے بعد ان نوجوانون کے زندگی منظور نہین ہے نقابدار بولا
کہ مین نے آج تو یہ نمونہ غضب خداوند فرعون شاہ تمھین دکھایا ہے کل تم سب کا خاتمہ کر دونگا یہ کہکر طبل بازگشت
بجوا کر پھرا اسکندر شاہ نے لقا سے کہا کہ دیکھی آپ نے قدرت خداوندی کہ کیا حال کیا ان خداپرستون کا
بختیارک بولا کہ فی الواقع اگر یہی طور رہا تو خاتمہ ہو جائیگا خداپرستون کا یہی باتین کرتے ہوئے اُٹھکر چلے گئے
نقابدار اپنے خیمے مین داخل ہوا مگر امیر نے دونون لاشے اُٹھوائے اور روتے ہوئے چلے ہتھیار تو صاحبقران کے اور
سردارون نے لے لیے ہین کہ ایسا نہو امیر اپنے کو ہلاک کرین اور امیر کا یہ عالم ہے کہ کبھی بدیع الزمان کو پکارتے
ہین کہ ہم سمجھے تھے کہ تم ہمارے عصائے پیری ہو گے ہم مرینگے تو ہماری مٹی عزیز کرو گے مگر تم ہمکو تنہا چھوڑ کر چلے گئے
ہمکو بھی اپنے پاس بلالو کبھی قاسم کو پکارتے تھے کہ اے قاسم ابھی تمھین بتیس سال جادو کی قید سے رہا کیے

لائے تھے اور دل مین اپنے خوش ہوے تھے کہ تمکو خورشید خاوری اور گیتی افروز سے ملائینگے بیٹا تمام آرزوئین ہماری
خاک مین ملادین دادا کی کمر توڑ گئے باپ چچا کا ساتھ دیا اب ہم بغیر تمھارے کیونکر جئینگے تمام ترک وخاوری قاسم کی
لاش کے گرد خاک اڑاتے ہوئے ادھر تمام باختری بدیع الزمان کے لاشے کے ساتھ پکارتے ہوے چیخین
مارتے ہوئے کہ ای آقا تم جنت کو گئے ہمکو کسکے حوالے کیا ایک عجب تلاطم مچا ہوا تھا جب لاشین خیمے مین آئین
مقبل پکارا کہ صاحبو ہٹو خواتین معظمہ باہر آتی ہین لاکھ ایک ایک کو ڈھکیلتے تھے مگر کوئی نہ ہٹتا تھا ایک ایک پر ٹوٹا
پڑتا تھا جوش غم والم مین کسی کے حواس بجا نہ تھے عورت مرد ملے جاتے تھے کسی کو ہوش نہ تھا ایک قیامت برپا تھی آہ ان
عورتون کے بین سُن سُن کر کلیجے منھ کو آتے تھے عمرو نے جلدی جلدی صندوق بنوائے کفن تیار کرائے لاشون کو صندوقون
مین رکھوایا ہر ایک اُن لاشون سے لپٹا جاتا تھا کہ ایک مرتبہ ہم اور صورت دیکھ لین پھر یہ چہرہ کہان دکھائی دیگا
امیر کے تو آنسو خشک ہوگئے ہین سکتے کا عالم ہے فرش خاک پر بیٹھے آہ سرد دل پر درد سے بھر رہے ہین کہ ایکبار لاشین
اٹھین سب روتے پیٹتے ساتھ چلے صاحبقران فرماتے آئے ہین کہ ہمارے ماہ تابان مہر درخشان کو خاک مین
ملانے لیچلے یہانتک کہ دامنہ صحرا مین قبرین تیار کرائین اُنمین لاشین دفن کین اب تینون قبرون پر شامیانے
کھڑے ہین لخلخے کے لوٹے روشن ہین صحیفہ خوان صحیفۂ ابراہیمی پڑھ رہے ہین سبھون نے قبر پر فاتحہ پڑھا اور
وہان سے چلے مگر امیر تینون قبرون کے بیچ مین بیٹھے ہین اور ہر بار قبرون کے بوسے لیتے ہین اور فرماتے ہین کہ
صاحبو تم تو رہرو راہ عدم ہوئے ہمکو بھی اپنے پاس بلا لو کیونکہ بے تمھارے زندگی موت سے بدتر ہے ایک
ایک دم خنجر ہے اور بیٹا تم اکیلے ہوگے کوئی خدمت کے لیے ضرور چاہیے عمرو امیر کی حالت دیکھکر روتا ہے اور کہتا
ہے کہ حمزہ تو کیون اسقدر پریشان ہے یہ سب کشتۂ سحر ہین جب نقابدار مارا جائیگا یہ سب زندہ ہوجائینگے اور
حمزہ یہ تینون شخص ایسے نہ تھے کہ یہ نقابدار مفلوک روزگار انپر یون غالب ہوتا اُسوقت بادشاہ اسلام نے
بھی عمرو کے کلام کی تائید کی فرمایا صاحبقران عمرو سچ کہتا ہے کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوچکا ہے کہ ظاہرا قتل ہوتے
ہین اور پھر زندہ ہوئے ہین یقین مانیے کہ یہ کشتۂ سحر ہین اور اگر ہمارے کہنے کا یقین نہو خواجہ زادون کو بلوائیے
احکام نکلوائیے یہ کہکر حکم دیا کہ لاؤ خواجہ بزرگ امید وغیرہ کو چوبدار گیا انھین لیکر آیا وہ چارون بھائی حاضر ہوے
سلام کرکے عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے پیشتر ہمنے علم نجوم مین انکا حال دیکھا معلوم ہوا کہ یہ کشتۂ سحر ہین بعد ایک
ہفتے کے انسے ملاقات ہوگی اگر اسکے خلاف ہو تو ہمین توپ دم کرا دیجیے گا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر
عرض کیا کہ نقابدار سیاہ پوش نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران وہان سے یہ فرما کر اٹھے کہ صاحبو تمھین پروردگار
کو سونپا اور کل ہم بھی تمھارے پاس آتے ہین وہانسے بارگاہ مین آکے حکم دیا کہ کوس حربی بجے بالقصہ رات بھر
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آکے صفین باندھکر کھڑے ہوے جسوقت نقیب نقابت
کرکے چلے گئے نقابدار سیاہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا چوگان بن حمزہ صف سے نکلا سامنے تخت شاہی
کے آکر پیدل ہو مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ خداوند کریم حافظ حقیقی ہے اسی کے سپرد کیا اور جام
عنایت کیا چوگان جام پی کر سلام کرکے بادگرد رکب پر سوار ہوکر مقابلے کو نقابدار کے گیا نقابدار سے گفتگو
ہو رہی تھی نیزے ہاتھون مین بلند کیے تھے کہ وہی آندھی نمایان ہوئی اور وہی اندھیرا محیط عالم ہوگیا پھر جو
روشنی ہوئی تو لاش چوگان بن حمزہ کا نظر آیا لوگ اسکے دوڑے روتے ہوے خاک اڑاتے ہوئے لاشہ اٹھا لیگئے
بس یہ حال دیکھکر ہاشم تیغزن بیقرار ہوکر اجازت لیکر گھوڑا اڑا جاتے ہی نقابدار پر تلوار ماری

لیکن تیغ سے نہ کچھ ہو سکا نقابدار کے زخم نہ پڑا کہ اس اثنا مین وہی تیرگی پھیلی کہ سارا عالم ظلمات ہو گیا بعد تھوڑی
دیر کے جب روشنی ہوئی دیکھا کہ لاشہ ہاشم کا تڑپ رہا ہی اور سر مین سوراخ ہین القصہ اسی طرح نقابدار نے
شام تک قریب پچاس بہادرون کے مارے اور شام کو طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا دونون لشکر اپنی آرامگاہ
مین داخل ہوے ایک آٹھ سات روز کی میدان داریون مین تمام لشکر اسلام کا خاتمہ ہو گیا تمام بہادران نامی مارے
گئے ہر روز امیر لاشین سردارون کی اٹھوا کر دفن کراتے پھرتے تھے عجب پریشانی لشکر اسلام مین تھی آخر کار شیران سلطنت
جمع ہوئے صلاح مشورے ہونے لگے ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار سوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے کوئی شخص
ایسا نہین ہی کہ اس مشکل کو آسان کرسکے اس طرح کی مشکلون مین خواجہ ہی کام آتے ہین انھین کے ناخن تدبیر سے یہ عقدہ
حل ہوگا عمرو نے کہا صاحبو تم سب سچ کہتے ہو مگر مین بھی اسی فکر مین مستغرق ہون کہ کیا کرون جو تم بتاؤ وہ مین بجا لاؤن
اسوقت امیر نے رقعہ لاکھ روپیہ کا لکھ کر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی شہر سکندریہ کی خبر لائے اور حال نقابدار کا دریافت
کر آئے لاکھ روپیہ لے جائے چالاک سمک خشت زرین سے کوٹے اور عرض کیا کہ شہریار فدوی جانبازی کو موجود ہین جہان حکم
ہو وہان جائین مگر ہر شخص اس کام کے لائق نہین ہی یہ جامہ خواجہ صاحب کے جسم کے لیے قطع کیا گیا ہی سوا انکے اور کسی سے یہ کام
نہوگا عمرو نے سر اٹھا کر کہا کہ جبوقت سے علمشاہ اور بدیع الزمان اور قاسم مارے گئے ہین جگر کباب ہو رہا ہی اس وجے
پر موقوف نہین ہین یونہین جانبازی اور سرفروشی کو موجود ہون لیکن اس فکر مین ہون کہ کیا کرون اور یہ کہکر رقعہ اٹھا لیا
صاحبقران سے کہا اسپر دستخط کیجیے کہ مین روپیہ خزانچی سے لیکر جاؤن امیر نے اسیوقت رقعے پر دستخط کر دیا کہ یہ رقعہ دیکھتے ہی
بے تامل روپیہ عمرو کو دیدینا عمرو نے اسیوقت جا کر وہ روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا اور روانہ ہوا کنارے دریا کے جاکر صورت اپنی
تبدیل کر کے ٹہلنے لگا عمرو ایسا دوندہ و چالاک تین دن دوڑا کبھی دہنی طرف کبھی بائین طرف آتا تھا مگر وہی دریاے
سکندریہ و نقرہ کوہ معلوم ہوتا تھا چوتھے روز تھک کر کچھ درخت تھے وہان پسینا خشک کرنے کو بیٹھ گیا اور دل مین
کہہ رہا تھا کہ اے عمرو بحث ذلیل ہوئے کچھ پتا نہ لگا راستہ شہر سکندریہ کا نہ ملا کہان جائیے کس سے پوچھیے کیونکر پتا لگے اسی
فکر مین سرنگون تھا کہ ناگاہ دیکھا ایک قاز نقرہ کوہ کی طرف سے اڑی ہوئی سامنے تالاب تھا وہان آکر بیٹھی مگر وہ
قاز برابر فیل کے تھی رنگ ابلق تھا ایک رقعہ گلے مین اسکے پڑا ہوا تھا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ قاز اتنی بڑی
نہین ہوتی یہ قاز ہرگز نہین ہی معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر ہی کہ پیغام کسی کا لیے جاتا ہی اسے مار کر دیکھو کہ رقعہ مین کیا
لکھا ہی یہ خیال کر کے گوپھن سر سے کھولی اسکے گلے مین سوا پانچ سیر کا پتھر دے کر چرخ دے کر قاز کے سر پر مارا
نشانہ پورا بیٹھا کہ مغز اسکا پاش پاش ہو گیا قاز تڑپنے لگی عمرو دوڑ کر پاس اسکے آیا گلا دبا دیا کہ اسکا دم گھٹ کر
نکل گیا آواز غل و شور کی بلند ہوئی اور ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من کبوتر جادو بود عمرو نے بت طلائی جو
اسکے بازو پر بندھے ہوئے تھے کھول لیے اور وہ رقعہ اسکے گلے مین سے کھولکر اسے تو وہین دفن کر دیا آپ
اس رقعے کو پڑھا ایک جادوگر شہر سکندریہ مین رہتا ہی کہ نام اسکا عنکبوت جادو ہی ابھی اسکی نئی نئی
شادی ہوئی ہی اور زوجہ اسکی اپنے میکے گئی ہوئی ہی اسنے رقعہ اپنے خسر کو لکھا تھا کہ ان دنون مان اس
شخص کی قضا کر گئی ہی گھر بالکل اکیلا ہی جلد میری زوجہ کو سوار کر کے تالاب پر لا کر بٹھا دو کہ مین اسے
اٹھا کر شہر مین لیجاؤنگا اور نام اس گانون کا کہ جہان خسر اسکا رہتا ہی لکھا ہوا تھا اور خسر کا بھی نام لکھا ہوا
تھا عمرو پڑھکر بہت خوش ہوا صورت اپنی اسی جادوگر کی بنائی جسے مارا تھا کیونکہ یہ قاعدہ ہی کہ جادوگر
اگر شکل اپنی تبدیل کرے اور وہ اسی حالت مین مار ڈالا جائے تو پھر ہیئت اصلی پر آ جاتا ہی بس عمرو نے

کپڑے کبوتر جادو کے اُتار کر خود پہنے اور رقعہ لیے ہوئے اُسی قریہ مین آیا کہ جہان عنکبوت جادو کا خسر رہتا تھا
اتفاق سے وہ اپنے مکان کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور دو چار آدمی اُسی قریہ کے اُسکے پاس موجود تھے کچھ
باتین اِدھر اُدھر کی ہو رہی تھین کہ ان خدا پرستون کے آنے سے راستہ شہر سکندریہ کا بالکل مسدود ہو گیا ہی
سمدھن میری ماندی تھی نہ اُسکا حال کچھ معلوم ہوا نہ داماد کی کچھ خبر خیر و عافیت سُنی کہ اس اثنا مین عمرو پہونچا
اور وہ رقعہ اُسکو دیا کہ عنکبوت جادو نے بھیجا ہی اُسنے کہا خوب ہوا کہ تم آگئے مین اسی فکر مین تھا کہو سمدھن
کی تو خیریت ہی عمرو نے کہا رقعہ مین سب حال لکھا ہی ہمتو اُنکو بیکنٹھ کو بھیج آئے جلا پھونک آئے اب عنکبوت
تنہا ہی رقعہ جو کھولکر پڑھا وہی حال اسمین لکھا ہوا تھا اُنکو تو بٹھایا آپ وہ رقعہ لیے ہوئے اندر آیا رو رو کر زوجہ سے
کہا صاحب غضب ہوا سمدھن تمھاری مر گئین داماد اکیلا ہو گیا بیٹی کو تمھاری بلایا ہی کہ آکر گھر کو دیکھے زوجہ اُسکی
سمدھن کیواسطے روئی بیٹی سے کہا کہ جاؤ اپنا گھر دیکھو جب یہ خدا پرست غارت ہو جائینگے تو ہم تمھین آکر دیکھ لینگے
الغرض ریحان جادو خسر نے عنکبوت جادو کے باہر آکر عمرو کے واسطے پلنگ بچھوایا اُسپر سوزنی بچھوائی پوریان
کچوریان دہی اچار عمرو کے کھانے کے واسطے لایا عمرو نے خوب کھایا حقہ پیا پان نوش فرمایا سوتے وقت
ریحان جادو سے کہا کہ مین پچھلے پہر یہان سے چلا جاؤنگا تم میری تلاش نہ کرنا نہ انتظار کرنا اپنی بیٹی کو سوار
کر کے فلان تالاب پر لیکر آنا عنکبوت جادو اُسے لیجائیگا اُسنے کہا اچھا اور اندر مکان کے چلا گیا سو رہا
عمرو کو نیند کہان یہ اپنی فکر مین پڑے ہوئے تھے جب دو پہر رات گئی اُسوقت اُٹھے دروازہ بھڑا ہوا تھا
اُسے کھولکر اندر آئے ڈیوڑھی مین سے آہستہ آہستہ آواز دی کہ ارے کوئی جاگتا ہی جب آواز کسی کی نہ آئی
تو اندر گئے دیکھا کہ سب غافل سوتے ہین ایک پلنگ پر عروس بیخبر سو رہی ہی جوانی کی نیند ہی کچھ تن بدن کا
ہوش نہین دوپٹہ سینے پر سے سرک گیا ہی ایک ہاتھ سر کے نیچے ہی ایک ہاتھ چارپائی کی پٹی پر ہی عمرو اس صورت
سے اُسے دیکھکر تحسین ہو گیا لیکن اپنے کام سے مطلب رکھا جلدی سے بیہوش کیا اور کپڑے اُسکے اُتار ایک لنگوٹ
باندھ دیا اُسکو توبڑ تھیلی مین ڈالدیا آپ اُسکی صورت بنکر پلنگ پر اُسی حقیقت سے لیٹ رہے صبح کو ریحان
جادو اُٹھا باہر آیا دیکھا کہ نہ پلنگ ہی نہ غالیچہ ہی نہ تکیہ ہی نہ حقہ ہی کوئی شئے نہین ہی نہ کبوتر جادو ہی چپ ہو رہا
کہ شاید وہ شخص چلا گیا دل مین کہا کہ بیٹی ہونا آفت لاتا ہی کچھ کہتے نہین بنتی سمدھیانے سے ایلچی آیا تو وہ
بھی جو کچھ ملا سمیٹ لیگیا غرض کہارون کو بلوایا میانہ نکلوایا سرخ بانات سے منڈھا ہوا تھا بانسون پر بھی
غرارے چڑھے ہوئے تھے پوشش بھی رنگین تھی پھولون کے ہار اوپر پڑے ہوئے تھے غرض وہ چوپالہ اندر
آیا یہان اُسکی زوجہ نے بیٹی کو جگایا کہ بیٹیا اُٹھو اب خاوند کے گھر جاؤ عمرو آنکھین ملتا ہوا اُٹھا کہ امان جان
کیا ہی کہا کہ بیٹیا تیرے خاوند نے بلایا ہی میانہ دروازے پر رکھا ہی عمرو نے کہا امان جان مین تو تمھین چھوڑ کر
نہ جاؤنگی اُسنے کہا کہ بیٹیا ہم تجھے بیاہ چکے اب ہمین کچھ اختیار نہین ہی اب جا کر اپنا گھر دیکھو سنبھالو ہمیشہ کا
وہی گھر ہی یہ کہکر بالون مین کنگھی کی تیل ڈالا چوٹی گوندھی کاجل لگایا مسی لگائی پان کھلایا لباس عروسی پہنایا
کہ اس اثنا مین ریحان جادو نے آکر کہا کہ بیٹیا چلو سوار ہو عمرو دوڑ کر لپٹ گیا کہ بابا جان تم ہمین جدا کرتے ہو
اور رونے لگا ریحان جادو بھی رویا اور کہا بیٹیا تجھکو خاوند کا گھر مبارک ہو اور ہم تجھے جلد بلائینگے مگر بیٹا خاوند
کی نافرمانی نہ کرنا اُسے راضی رکھنا اور چوپالہ اندر منگوایا عمرو دوڑ کر مان سے لپٹا اُسنے بھی بلائین لین
گلے سے لگا کر خوب روئی قصہ مختصر جبراً و قہراً عمرو کو چوپالے مین سوار کیا کہارون نے چوپالا اُٹھایا عمرو اُسکے

اندر روتا جاتا ہی ریحان جادو ساتھ ہی دلاسا دیتا جاتا ہی کہ بیٹا نہ روؤ جلد ہمسے ملوگی آتے آتے اُسی تالاب پر محافہ
پہونچا ریحان جادو نے کہارون سے کہا کہ تم چوپالہ رکھکر چلے آؤ وہ تو چلے گئے اور عمرو چوپالے کے سوراخ مین سے
آسمان کی طرف دیکھ رہا ہی ریحان جادو ایک طرف کھڑا ہی کہ یکایک نقرہ کوہ کی طرف سے ایک عقاب
بلند پرواز نمایان ہوا اور قریب چوپالے کے اُترا دونون پنجون مین چوپالے کو گانٹھ کر لے اُڑا ریحان جادو
نے آواز دی کہ تمھاری امانت تمکو پہونچی یہ کہکر چلا گیا عنکبوت جادو نے آواز دی کہ بھئے امانت اپنی پائی اور
یہ آواز دیکر چوپالہ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین آیا گھر مین لاکر اُتارا آپ زمین پر لوٹکر صورت انسان کی بنا کہا
کہ صاحب محافے سے نکلو گھر کو دیکھو اب مقام شرم و لحاظ کا نہین ہی اور دری جو چوپالے پر کسی ہوئی تھی اُسسے
کھولا پردہ اُٹھایا عمرو گھونگھٹ مُنھ پر ڈالے ہوئے اُسمین سے نکلا دالان مین فرش کیا ہوا تھا وہان آکر چپکا بیٹھا
گوشہ چشم سے تمام گھر کو دیکھا اور ساس کے واسطے رونے لگا کہ ہائے امان جان تم ہمکو اکیلا کر گئین دو دن بھی ہم
دلھن بنے ہوئے نہ رہے اُسمین عنکبوت جادو نے کہا کہ صاحب جو ہونا تھا وہ ہوا تم رونا موقوف کرو حجاب
دور کرو مین دربار جاتا ہون جبتک وہان سے آؤن تم کھچڑی ماش کی میرے واسطے پکا رکھو سب جنس گھر مین
موجود ہی انھون نے چپکے سے کہا کہ اچھا بس عنکبوت جادو کپڑے پہن کر دربار کو چلا یہ کہتا گیا کہ دروازہ بند کر لو
خبردار کسی کو اپنے پاس آنے نہ دینا وہ تو باہر نکلا انھون نے دروازہ بند کر لیا اب مکان کو دیکھا کہ ایکطرف
کو چولھے بنے ہوئے ہین تھالیان پتیلیان چمچے سب ظروف رکھے ہین کوٹھریون مین اناج بھرا ہوا ہی گھڑون
مین رکھا ہی ایک ٹوکرے مین پیاز لہسن رکھا ہی پانی کے گھڑے گھڑونچیون پر رکھے ہین ایک چوگانی حقہ رکھا
ہی کہ نیچے کا کپڑا اُسکا گل گیا ہی نرکل دکھائی دیتا ہی کٹا بالکل سڑ گیا ہی ایک طرف ایک سوپ چھلنی لٹکی ہوئی
ہی ایک جانب ایک میلی سی سوزنی بچھی ہوئی ہی اُسپر تکیہ میلا سا رکھا ہی اور دو کوٹھریان بند ہین عمرو نے
انھین کھولا ایک مین اناج تھا دوسری مین کپڑا روپیا اشرفی جواہر بھرا تھا عمرو نے سب اسباب اُس کوٹھری کا نذر زنبیل
کیا اور پھر اُسمین قفل دیدیا بعد اُسکے جھاڑو پکڑ تمام مکان کو صاف کیا اب کھچڑی دھو دھا کر زہر ہلاہل اُسمین ملا کر
پکائی ایک پیالے مین آنب کا اچار تیل کا رکھا اور تھالی دھو کر چولھے پاس رکھکر چپکے آ بیٹھے کہ اُسمین عنکبوت
جادو نے آکر پکارا کہ صاحب زنجیر کھولو عمرو نے جا کر کنڈی کھولی پھر آکر بیٹھ گیا آواز دی کہ صاحب آؤ کنڈی
کھولدی ہی عنکبوت جادو اندر آیا دیکھا کہ مکان صاف و شفاف ہی سب چیزین اپنے مقام پر رکھی ہین
کھچڑی تیار ہی بہت خوش ہوا کہ گھروالی نہایت صاحب سلیقہ ہی درباری کپڑے اُتارے دھوتی باندھی چوکے
مین آکر بیٹھا کھچڑی تھالی مین نکالی عمرو سے کہا کہ صاحب آؤ تم بھی کھاؤ اُسنے کچھ جواب نہ دیا جب دو تین
مرتبہ اُسنے کہا تو آہستگی بولی کہ مین کھا لونگی تم میری فکر نہ کرو عنکبوت جادو نے خوب کھچڑی زہر مار کی ہاتھ دھوکر
پلنگ پر لیٹا تھا کہ درد پیٹ مین شروع ہوا بعد لمحہ بھر کے تڑپنے لگا عمرو اُسکے پاس آیا پوچھا کہ صاحب تمھین کیا
ہوا عنکبوت نے کہا کہ مین اچھا ہون کچھ درد اُٹھا ہی جاتا رہیگا تم نہ گھبراؤ یہی کہتا تھا کہ زیادہ کھینچی ہوئی تڑپنے لگا
جگر کٹنے لگا عمرو رونے لگا کہ ہائے مین کسکے سہارے جیون گی ہائے عجب کسبز قدمی ہون بیاہتے ساس کو کھایا اب
خاوند کی یہ حالت ہی جبتک عنکبوت کے ہوش و حواس بجا رہے اُسکو تسلی دیئے گیا آخر کو بیہوش ہو گیا
بدن پانی ہوکر بہ گیا دار البوار کو پہونچ گیا بیر اُسکے خاک اُڑا کر چلے گئے عمرو نے لاش اُسکی زمین مین گاڑ توپ
دی اور سب اسباب عنکبوت جادو کا نذر زنبیل کر لیا اور آپ صورت عنکبوت جادو کی بنکر

گھر مین قفل دے کر شہر کی سیر کو چلا تھا کہ دیکھا سواری لقا اور سکندر شاہ کی نمایان ہوئی تمام جلوس ساتھ
تھا بختیارک لقا کی خواصی مین بیٹھا تھا خواجہ عمرو نے دلمین کہا کہ دوپہر کیوقت یہ کافر کہان جاتے ہین دریافت
جو کیا معلوم ہوا کہ شہناز جادو شہناز کوہ سے آتا ہی لقا اور سکندر شاہ کی مدد کو یہ اُسکے استقبال کو جاتے
ہین عمرو خدمتگار کی شکل بنکر سواری کے ساتھ ہو لیا شہر سے باہر سواری آئی تھی کہ ابر سیاہ اُٹھا اور اُسمین سے
پرکالہاے آتش اُڑتے نظر آئے اور چالیس ہزار ساحران غدار نمایان ہوئے کوئی قاز کوئی قرقرے پر کوئی
فیل کوئی کرگدن آتشین پر کوئی اژدر آتش فشان پر سوار اور سردارون کے آگے آگے تُرئیان پھنکتی ہوئین ناقوس
بجتے ہوئے آگے آگے علم و نشان کہ اُنکے پھریرون مین سے پرکالہ آتش نکلتے ہوئے اور ایک اژدر آتش فشان پر
تخت جواہر نگار مرصع کار کسا ہوا شہناز جادو اُسپر سوار چلا آتا ہی مگر یہ جادوگر نہایت حسین ہی تاج مرصع سر پر
رکھے ہوئے کہ اُس تاج پر موتیون کی جال بندی کا کام ہی اور چار لعل بے بہا اُسپر نصب ہین اور جامہ شبنم کا کہ
اُسمین تمام سنجاف تمامی کی ٹکی ہوئی ہی پہنے ہوئے ہی کمر بند بہت بھاری بنارس کا کمر سے بندھا ہوا ہی ٹیکا سیندور
کا ماتھے پر دیا ہوا ہی جھولی تاش تمامی کی لگی ہوئی ہی ایسا خوبصورت ساحر کبھی عمرو نے نہ دیکھا تھا غرض اُسنے
آکر سکندر شاہ سے ملاقات کی لقا کی قدمبوسی حاصل کی ساتھ ساتھ اُنکے تمام شہر کی سیر کرتا ہوا داخل بارگاہ
ہوا سکندر شاہ اہتمام کرتا ہوا لایا باعزاز تمام مسند پر بٹھایا لیکن عمرو بن اُمیہ ضمری شہناز کے تاج کا عاشق ہو گیا
ہی اس فکر مین ہی کسی طرح اس سے تاج لیکر اسے محتاج کیجیے اور شہناز جادو لقا سے مخاطب ہی کہ آپ خداوند
ہیژدہ ہزار ملک باختر ہو کر بادیہ گردی کرتے ہوئے ملک بہ ملک خراب پھرتے ہین باعث اسکا کیا ہی لقا نے کہا
ای شہناز مین ایسا دماغ کہان سے لاؤن جو اسکا حال بیان کرون یہ میرا شیطان درگاہ ہی آپ سے مفصل کہیگا
بختیارک نے اُٹھکر کمر کو ہلا کر مجرا کیا شہناز صورت اُسکی دیکھکر بہت ہنسا اور نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا بتایا
شہناز نے کہا کہ آپ سگ سفید کے سگون مین ہین خیر کچھ حال بیان کیجیے اُسوقت بختیارک نے حال صاحبقران
کا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا کہ ای شہناز ایک ذات بابرکات لشکر حمزہ مین ایسے ہین کہ اُنکا علاج کسی سے
نہین ہو سکتا شہناز بولا نام اُنکا کیا ہی اُسنے کہا نام مین نہین لے سکتا کسواسطے کہ نام لینے کے ساتھ ہی وہ
یہان موجود ہونگے اور اُنکا نام غضب ہی نہین معلوم کس کی شامت آجائیگی شہناز نے کہا کہ ایسا وہ بلا
ہی کہا کہ خداوند سے پوچھیے لقا نے کہا کہ بختیارک سچ کہتا ہی وہ ایسا ہی شخص ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ بر آ نہین
ہو سکتا شہناز نے کہا کہ وہ کیونکر لشکر حمزہ سے یہان آسکیگا دریاے سکندریہ اور پل اژدر بیچ مین حائل
ہی اُسکا نام تو لو بختیارک بولا کہ وہ ہوا کا خواص رکھتے ہین دروازے کو بند کردو تو دراڑون کی راہ سے
آتے ہین نام اُنکا نہ پوچھو شہناز نے کہا کہ پھر اُنکا حال کیونکر معلوم ہو بغیر نام کہین پتا چلتا ہی بختیارک بولا
پھر نام معلوم ہوگا تو آپ اُنکا کیا بنائیے گا شہناز یہ سُنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ملک جی تم مجھسے بھی تمسخر کرتے
ہو جلد نام لو اُسوقت بختیارک نے کہا ایک شرط سے مین نام لیتا ہون کہ دوسری مرتبہ کوئی نام اُنکا نہ لے شہناز
نے اقرار کیا کہ کوئی دوسری مرتبہ نام اُنکا نہ لیگا اُسوقت بختیارک نے مع القاب نام لیا شہناز نے ہزار مرتبہ
عمرو عمرو پکارا کہ وہ بھلا آئے یہان تو اُسکو حال معلوم ہو جائے بختیارک نے کہا کہ وہ بیشک یہان موجود ہین
اور اُٹھکر چارون کونون کو سلام کیا کہ یا مرشد کامل مین جانتا ہون کہ آپ یہان موجود ہین سلام میرا حضور کو پہنچے
شہناز نے ہنسکر کہا کہ خداوند نے خوب سمجھکر مرتبہ شیطنت تجھے دیا ہی بختیارک نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا

کہ ایک مرتبہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ خواجہ فضل بازارگان کچھ تحفے لیے ہوئے حاضر ہین کہا بلاؤ اُسے چوبدار
باہر گیا ایک لمحہ بھر کے بعد دیکھا کہ ایک مرد پیر سہی قامت قبائے صوف پہنے ہوئے دستار شیر و شکر کی سر پر
رکھے ہوئے چوگزی ولایتی کرتین لگائے ہوئے بدن مین رعشہ آکر لقا اور سکندر شاہ کو نذر دی کرسی بیٹھنے کو
ملی خواجہ بیٹھے سکندر شاہ نے مزاج پرسی کی عرض کیا حضور کی دعا مین مصروف تھا اور شہناز کے تاج کی طرف
دیکھنا شروع کیا بغور جھک جھک کر دیکھا شہناز نے کہا کہ خواجہ کیا دیکھتے ہو کہا کہ مین یہ دیکھتا ہون کہ آپ ایسا
بادشاہ اور یہ تاج پہنے جسمین ایسا نالائق جواہر ٹنکا ہوا ہی یہ لعل نہین ہین لعلڑیان ہین آپ کو یہ زیبا نہین آپ دوسرا
تاج سر پر رکھیے شہناز یہ سنکر ہنسا اور کہا کہ خواجہ فضل یہ تم کیا کہتے ہو اس تاج مین تین سال کا خراج شہناز کوہ
کا خرچ ہوا ہی اور جواہر نایاب بہت تلاش سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لگایا ہی اور تم ان لعلون کو لعلڑیان کہتے ہو یہ تو لعل بے بہا
ہین خواجہ نے عرض کیا گستاخی معاف ہو لعل آپ نے دیکھا نہین ہی یہ دیکھیے لعل ایسا ہوتا ہی اور کمر سے ایک پوٹلی
نکالی اُسے کھولا دوسری تہ کھولی تیسری تہ کھولی ایک سات تہین کھولکر ایک ڈبا نکالا اُسے کھولکر ایک لعل اٹھارہ مثقال
کا نکالکر شہناز کے ہاتھ مین دیا کہ دیکھیے لعل اسے کہتے ہین شہناز نے ہاتھ پر رکھا اُسکی جوت پڑنے لگی شہناز نے کبھی
ایسا لعل نہ دیکھا تھا کہا خواجہ واقعی لعل اسکو کہتے ہین مگر میرے تاج مین بھی لعل اچھے اچھے لگے ہوئے ہین اور یہ کہکر
تاج اپنے سر سے اتار کر خواجہ کے ہاتھ مین دیا کہ آپ پہچانتے تو ہین کہ جواہر اسکا کیسا ہی ذرا نظر غور سے دیکھیے عمرو نے وہ
ہاتھ مین لیا اور عینک نکالکر آنکھ پر لگائی تاج کو دیکھنا شروع کیا ہر جواہر کو دیکھکر تیوری پر بل ڈالا موتی کو گرجا ہوا
بتایا زمرد کو کہا ریحانی نہین ہی یاقوت کو بتایا رمانی نہین ہی لعل کو لعلڑی کہا لہسنیا بہت ناقص بتایا اور کہا یہ
بڑا عیب ہی اسمین کہ پائدار نہین رہتا ہی کسی پاس نہین رہتا بختیارک تو بڑی دیر سے خواجہ کو دیکھ رہا تھا اب طرز سخن
سے پہچانا کہ مرشد کامل یہی ہین کہا کہ خواجہ سچ کہتے ہین آپ کہ یہ کسی کے پاس نہین رہتا شہناز جادو نے کہا کہ میرے
پاس یہ مدت سے ہی بختیارک نے کہا کہ اب تو آپ کے پاس نہین ہی شہناز نے کہا کہ میرے پاس نہین تو کسکے پاس ہی
بختیارک بولا کہ جب تمھارے پاس آئیگا تو جانینگے کہ تمھارا ہی شہناز نے کہا کہ بس تم دیکھ چکے لاؤ تاج میرا مجھے دیدو
خواجہ نے جواب دیا اے شہناز قیمت مجھے دو تاج مجھسے لو بختیارک نے کہا درست ہی شہناز نے کہا یہ گفتگو بیجا ہی آیا یہ
تاج میرا ہی یا تمھارا خواجہ نے جواب دیا کہ جسکا ہی اسکے ہاتھ مین ہی اور اگر ایسا ہی ظلم ہی تو غلام ابھی فقط تاج لایا ہی
اور اسباب باہر موجود ہی فرمائیے کہ اُسے لوٹ لین ایسی بے ایمانی اچھی نہین ہی کوئی سوداگر کاہیکو اپنا اسباب یہان لائیگا
شہناز کو خواجہ کی باتون پر ہنسی آتی ہی کچھ غصہ جواب دیا کہ اے شخص کسی کو جوانی مین سودا ہوتا ہی تجھکو پیری مین
جنون ہوا ہی مین نے تجھے دیکھنے کو دیا تھا خواجہ نے کہا اس بہتان سے کیا حاصل ابھی مین نے تاج آپ کے ہاتھ مین بھی
نہین دیا بختیارک بولا خواجہ سچ کہتے ہین اور سب دروغگو ہین شہناز نے برہم ہو کر کہا او حرامزادے تو بھی اُنکی طرف
سے بولتا ہی تاج اُسکا کیونکر ہوا خواجہ فضل نے کہا اے بادشاہ مانا مین نے تاج آپ کا سہی مگر ہمارے شہر کی رسم یہ ہی کہ اگر بادشاہ
کوئی چیز کسی کو دیتے ہین تو پھیر نہین لیتے شہناز پکار اٹھا کہ ہر ملکے و ہر رسمے ہماری رسم یہ نہین ہی خواجہ نے کہا کہ اول تو یہ
بخس ہی اسکا جانا ہی آپ کے پاس سے بہتر ہوگا دوسرے یہ کہ مین جہان جاتا ہون اپنے آئین پر نظر کرتا ہون
بختیارک نے کہا کہ بیشک خواجہ کا یہی دستور ہی کہ جو چیز انھون نے لی پھیر کر نہین دی ہم مدت سے آپ کی رسم جانتے ہین
شہناز نہایت برہم ہوا کہا او حرامزادے تو کیون بیچ مین بولے جاتا ہی معلوم ہوا تیرے اسکے کچھ سازش ہی عمرو نے دیکھا
کہ شہناز بختیارک کی طرف مخاطب ہی اپنے دل مین کہا کہ اب وقت چلدینے کا ہی اور جست کرکے سکندر شاہ

پاس پہونچا ایک دھول اُسکے سر پر مار کر تاج لیا کہ وہ دھول کھا کر گرا بعد اُسکے لقا کا بھی تاج لیتا ہوا چلا گیا
اسمین بختیارک نے قلمدان دونون ہاتھون پر رکھکر کہا کہ اسے بھی لیجیے نذر غلام کی رد نہ کیجیے عمرو نے
چلتے وقت پاؤن کے انگوٹھے کے سہارے وہ بھی لے لیا اور جست کرکے نقارخانے پر جا پہونچا اور وہان سے
بازار مین ہو رہا طرفۃ العین مین غائب ہو گیا شہناز نے اپنے ساحرون سے کہا کہ پکڑ لاؤ اسے جانے نہ پائے ساحر
عمرو کے پکڑنے کو روانہ ہوئے بختیارک نے اُٹھکر شہناز کو مین تسلیمین کین کہ مین نے آپ سے کہا تھا انکا نام نہ
کوئی لے آپ نے نہ مانا آخر یہ صورت ہوئی آپ کہتے تھے کہ پل اژدہا دریاے سکندریہ پر حائل ہے دیکھا آپ نے
کوئی چیز حائل رہی کیونکر وہ آئے اور تاج آپکا لے گئے شہناز نے کہا یہ کون تھا بختیارک بولا جی وہی سر بُرندۂ
دشمنان باج ستانندۂ ریش کافران مہتر والا گہر یعنے عمرو بن امیہ نامور تھے شہناز جادو بہت پشیمان ہوا اور کہا
ای بختیارک تو نے ہمکو اُسوقت کیون نہ آگاہ کیا بختیارک نے کہا کہ مین کیا کرون جو آپ نہ سمجھین مین اشارۃً کنایۃً
کہے جاتا تھا مارے ڈر کے برملا نام نہ لے سکتا تھا کہ اگر صریح نام لونگا تو مجھکو مرشد کامل زندہ نہ چھوڑینگے اور کسی سے
اُنکے لیے کچھ نہو سکیگا مثل مشہور ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ خوف سے کھلکر نہ کہہ سکا کہ یہ عمرو
ہے شہناز نے کہا ملک جی اب وہ جائیگا کہان لوگ اُسکے تعاقب مین گئے ہین اُسے گرفتار کیے لاتے ہین بختیارک
بولا کہ کسی کے وہ ہاتھ نہ آئینگے یہ سب روتے گئے ہین موئے کی خبر لائینگے یہی باتین تھین کہ لوگ پھر کر آئے جیسے
کھڑے ہوئے شہناز نے پوچھا کہ تم جسکے پکڑنے کو گئے تھے اُسے لائے سبھون نے عرض کیا پیر و مرشد جسکو ہم پکڑتے
وہ تو ہما کا خواص رکھتا ہے یہان سے نکلتے ہی نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی کہ آسمان نگل گیا بختیارک نے کہا وہ
ایسے ہی ہین ای شہناز غنیمت جانو کہ وہ یہان سے چلے گئے مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
رہتے تو خدا جانے کیا آفت آتی شہناز نے کہا کہ ملک جی مین کیا اُسے چھوڑونگا جہان وہ گیا ہوگا وہین سے
گرفتار ہو کر آئیگا بختیارک نے کہا ای شہناز دور کرو کیا حاصل اُسنے کہا کہ مجھکو تاج کا بڑا رنج ہے مین اُس سے
تاج ضرور لونگا دو شاگرد ہین شہناز جادو کے ایک کا نام ناصر جادو دوسرے کا نام عنصر جادو ہے ان دونون سے
کہا کہ تم جا کر جہان عمرو ملے اُسے پکڑ لاؤ انھون نے عرض کیا عمرو تو سوداگر بنا یہان آیا تھا صورت اصلی اُسکی ہم
پہچانتے نہین کیسی ہے بختیارک نے کہا صورت کا نقشہ ہمسے سُنو مگر تم اُنھین لا نہ سکوگے یہ کہکر صورت عمرو کی بیان
کی ناصر و عنصر دونون جانورکی صورت بنکر چلے بختیارک نے کہا ای ناصر و عنصر ہمسے تو مل لو افسوس اب کاہیکو
صورت تمھاری دکھائی دیگی زندہ کاہیکو پھروگے وہ دونون برہم ہو کر بختیارک کو گالیان دیتے ہوئے روانہ
ہوئے لیکن عمرو بن امیہ ضمری ساحرون کے خوف سے ہراسان و ترسان صورت اپنی ایک ساحر کی بنا کر
دریا کی طرف روانہ ہوا کہ کسی طرح پار اُتر کر لشکر اسلام مین چلیے ہر ایک کی نگاہ سے بچتا ہوا دریاے سکندریہ پر
پہونچا دیکھا کہ ایک طرف دھوبی کپڑے دھو رہے ہین کلند گا رہے ہین تناؤ تنے ہوئے ہین کپڑے سوکھ رہے ہین پتیلے
بھٹی پر چڑھے ہوئے ہین باہم ہنسے اتر رہے ہین کوئی دھوبی پکار رہا ہے کہ میان میلے کپڑے دھلوا لو ایک پیسے مین بگلا
بنا دینگے ایک آدھ شخص نے کپڑے دھوبی کو دیے ہین آپ لنگی باندھے نہا رہا ہے سبزو فرح در فرح معلوم ہوتا ہے
گھاٹ پر برہمن بیٹھے ہوئے ہین وہ چندن رگڑ رہے ہین بعضے پوجا مین مصروف ہین سورج کو پانی دے رہے ہین
بعضے مالا ہاتھ مین لیے جپ رہے ہین اگر دم کی آوازین بلند ہین پیپل کے درخت کے گرد پھر رہے ہین زیر درخت [illegible]
ایک گھڑا رکھا ہے اسمین ایک باریک سوراخ ہے کہ اسمین سے بوند بوند پانی مہادیو کی صورت پر ٹپک رہا ہے پھول

ل چانول اُسپر چڑھے ہوئے ہین کر اسمین ایک جادوگر نہایت مسن پیران جادو نام نہاکر آیا کملی پر بیٹھکر پوجا
کرنے لگا کھور چندن کی باردون پر چھاتی پر لگائے لگا سیندور کا تلک ماتھے پر دیا عمرو نے اُسے دیکھکر اپنے
دلمین کہا کہ یہ بڑا کافر معلوم ہوتا ہے اسکو فریب دیکر مار ڈالیے یہ خیال کر کے سامنے پیران جادو کے آیا سلام
کیا پاس آکر بیٹھ گیا باتین کرنے لگا کہ کچھ تمنے اور بھی سُنا عمرو عیار کیا غضب کر گیا اُسنے پوچھا کیا ہوا کہا تاج
شہناز کا چھین کر لیگیا اُسنے کہا عمرو واس پار سے اس پار کیونکر آیا کہا کہ اسکا علم سامری و جمشید کو ہے وہ آیا بھی
چلا بھی گیا ای پیران جادو شہناز جادو نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی عمرو کو پکڑ لائے مین دولت دنیا سے اُسے
نہال کردونگا اگر ہمارے تم شریک ہو تو چلکر عمرو کو پکڑ لائین اور جو انعام ملے اُسکو حصہ بانٹ کرین پیران
جادو بولا کہ مین نے تو عمرو کی صورت بھی نہین دیکھی کہا کہ مین تو اُسے پہچانتا ہون وہ بولا اچھا مین شریک ہون
کہا کہ پھر تامل کا ہیکا ہے اُسنے کہا اچھا سحر کر وار کر چلو عمرو بولا تم کیسے پُرانے جادوگر ہو تمنے اتنی عمر اپنی کہان گنوائی
آپ مین بھی سحر کرون اور تم بھی سحر کرو اس سے کیا حاصل ایک سحر سے دونون آدمی نہین چل سکتے ہم تو ابھی تو سیکھے
ہین ادھر سے تم اپنے سحر سے لیچلو اُدھر سے ہم اپنے سحر سے تمکو لائینگے دیکھنا کتنا سبک اڑا لاتے ہین پیران نے کہا
اچھا مین اپنے ہی سحر سے لیے چلتا ہون عمرو نے کہا بُرا نہ ماننا مین نے اس سے کہا کہ تم ابھی نہائے ہوئے ہو اور مین نے
رسوئین تک نہین کی مُنھ تک نہین دھویا عمرو کی تلاش مین پھر الیا یہ وقت آگیا جب شہر مین نہین نہ ملا تو مین نے
کہا کہ آب پار چلکر ڈھونڈھنا چاہیے بس پیران جادو نے نکالکر رائی سرسون ماش مٹر کے دانے سحر پڑھکر جو
مارے اُسی وقت وہ وہان سے اُڑکے دریا کے پار آئے پیران جادو نے کہا اب چلو لشکر حمزہ مین ڈھونڈھو عمرو
کہان ہے عمرو یہ سُنکر اُٹھ کھڑا ہوا پیران جادو بھی چاہتا تھا کہ اُٹھے کہ عمرو نے خنجر کھینچکر جو مارا پشت پر اُسکی پھاڑکر
سینے کو توڑ کر پار گذر گیا دوسرا خنجر اور مارا تیسرا اور مارا کہ وہ تڑپ کر دار البوار کو پہنچ گیا عمرو تو گلیم عیاری اوڑھکر
لشکر اسلام کی طرف بھاگا مگر پیران جادو مار اگیا اُسکے پیرون نے شور و غل مچایا ساحر جو دریا پر تھے وہ لاشہ پیران
جادو کا اُٹھا کر خدمت مین شہناز جادو کی لائے اور تمام حال بیان کیا کہ عمرو اس فقرے سے اُسے دریا پار
لیگیا اور قتل کر کے لشکر حمزہ کو چلا گیا بختیارک نے ہاتھ سر پر رکھا دوسرا ہاتھ جو تڑ مر رکھکر ناچنا شروع کیا اور
پکارا کہ صلوٰۃ بر محمد و آل محمد و لعنت برلات اعلیٰ و منات معلی اور شہناز سے کہا سُنا آپ نے کیونکر مرشد کامل
پار چلے گئے انکو نہ دریا نے روکا نہ اژدہے نے ضرر پہونچایا وہ بلائے بیدرمان آفت جہان ہین شہناز بولا
ملک جی اتنو شاگرد میرے گئے ہوئے ہین بختیارک نے کہا اُنکے لاشے آئینگے شہناز بدمزہ ہوا کہ تو کیا فال بد
مُنھ سے نکالتا ہے چپ رہ مگر ادھر جو عمرو بن امیہ ضمری پیران جادو کو مار کر بھاگا سیدھا بارگاہ شاہی
مین پہونچا اور پکارا حمزہ مجھے بچانا ناحق میرے اوپر طوفان لگاتے ہین کہ عمرو تاج شہناز جادو کا لے بھاگا
ہے اور مجھے خبر بھی نہین خدا معلوم کون شہدا اگر کا لیگیا ہوگا شہر مین اودھم بدنام ساحر میرے پکڑنے کو آتے ہین
امیر پکارے کہ ای یکہ تاز عرصۂ عیاری خیر تو ہے مفصل حال بیان کرو کہ کہان گئے تھے کیا خبر شہر سکندریہ کی
لائے عمرو نے تمام حال بیان کیا امیر نے پوچھا سچ کہو کیا کیا لوٹ کر لائے عمرو بولا کہ حمزہ ایک پُرانی ٹوپی لی ہے
پہلوان عادی پکارا کہ ای عمرو کیا وہ تاج مانند تاج لندھور کے ہے عمرو نے برہم ہوکر کہا ادھادی کیسا تاج تو
میری بات مین دخل نہ دیا کر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہزار تومان تو ہم بغیر دیکھے تمہین دیتے ہین عمرو نے عرض
کیا کہ قبلۂ عالم خادمون کو حکم دین کہ رعایا کو لوٹ لین اور حمزہ تو سارے زمانے کو لوٹتا ہے بادشاہ اسلام نے

فرمایا کہ اچھا ہم دیکھیں تو سہی کہ کیا لائے ہو عمرو نے زنبیل سے نکالکر تاج سامنے رکھا حضرت امیر نے اُسکی تو بالکو پرچی
ہوئی عمرو کو روپیہ مل گیا اور تاج خزانے میں داخل ہو گیا عمرو نے کہا کہ حمزہ شہناز جادو کو میں نے دیکھا کہ ایک
بلائے بیدرمان آفت جہان ہے جلد حصار اسم اعظم گرد لشکر کے کھینچ دو کہ کوئی ساحر داخل لشکر ہو سکے فرمایا کہ تمام
لشکر ایک جا ہو جائے تو میں حصار کھینچوں ہر کارون نے سب طرف حکم پہونچایا تمام لشکر سمٹ کر ایک جا ہو گیا
امیر مرکب پر سوار ہوئے عمرو ہمراہ رکاب ہوا امیر نے نیزہ ہاتھ میں لیا اور اسم اعظم پڑھکر گرد لشکر کے خط کھینچا اور
خط کھینچکر سامنے دریا کے کھڑے ہوئے اور عمرو سے فرمایا خواجہ یہان سے دریا کتنی دور ہوگا عمرو نے کہا کہ کوئی
پانچ سو گز کا فاصلہ ہے امیر نے کہا بھئی اس سے زیادہ ہوگا عمرو نے کہا میں ناپ کر دکھا دونگا آخر کو ہزار ہزار دونان
شرط بدی گئی عمرو حصار سے باہر نکلا اور زمین ناپتا ہوا دریا کی طرف چلا جاتا ہے کہ ناصر جادو عقاب بنا ہوا عمرو کو
ڈھونڈھ رہا تھا دیکھا کہ عمرو دریا کیطرف چلا آتا ہے دونوں کندھے دبا کر گرا عمرو کو اُٹھا کر آسمان پر لے چلا عمرو چلایا کہ
حمزہ مجھے جادوگر پکڑے لیے جاتا ہے بچا جلدی امیر نے دیکھا کہ واقعی عمرو کو ایک جانور اُٹھائے لیے جاتا ہے گھوڑا اُٹھا کر
للکارتے ہوئے چلے کہ او حرامزادے میرے یار وفادار کو کہاں لیے جاتا ہے مگر مقبل نے تیر کمان میں پیوستہ کرکے
عقاب پر مارا کہ سینے پر جو اُسکے پڑا بالشت کے پار گذر گیا عمرو اُسکے پنجے سے چھوٹا اور زمین کی طرف چلا امیر نے
مقبل کی تعریف کی کہ مرحبا کیا خوب تمنے تیر مارا ہے اور مرکب بڑھایا کہ زمین پر نہ گرے بروے ہوا اسے روکیے
زمین پر گریگا تو چوٹ لگیگی اس خیال میں مرکب بڑھایا تھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار بھائی ناصر جادو
کا عنصر جادو کرچل کی شکل بنا ہوا تھا اُسنے دیکھا کہ بھائی تیر کھا کر مارا گیا عمرو چھوٹ گیا پھر تو عمرو کو کیوں چھوڑتا
ہے اُسے پکڑے کچل یہ خیال کرکے جھپٹا مار کر عمرو کو پنجے میں دبا کر ترچھا ہو کر بھاگا کہ ایسا نہو کہیں یہ بھی تیر پڑے
عمرو تو بیہوش ہو گیا تھا مگر امیر نے دیکھا کہ عمرو کو دوسرا جانور لیکر چلا گیا امیر روتے ہوئے کف افسوس ملتے
ہوئے پھرے فرمایا کہ میں نے خواجہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا اُسی سے اپنے یار باوفا کو لونگا مگر لاشہ ناصر جادو
کا ساحر اُٹھا کر خدمت میں شہناز جادو کی روانہ ہوئے یہاں بارگاہ میں لقا بیٹھا ہوا ہے اور سب سردار موجود
ہیں بختیارک نے شہناز سے کہا کہ ابتک ناصر و عنصر عمرو کو لیکر نہ آئے اُسنے کہا کہ مالک جی وہ چھپا ہوا ہوگا
اور وہ ساحر اُسکی تلاش میں ہونگے جسوقت دیکھینگے پکڑ لائینگے بغیر اُسکے گرفتار کیے ہوئے نہ آئینگے بختیارک نے
کہا کہ وہ زندہ تو نہیں آئینگے شہناز نے کہا کہ عجب تو مردک واہی ہے جب نکالتا ہے کلمہ بد منہ سے نکالتا ہے یہی
باتیں تھیں کہ ساحر لاش ناصر جادو کی لیکر آئے اور سامنے شہناز کے رکھدی بختیارک پکارا کہ مرگ تو
مبارک باد اے شہناز دیکھا تمنے یہ ممکن نہیں کہ مرشد پر کوئی غالب آئے شہناز نے اُن ساحروں سے حال پوچھا کہ
کیونکر ناصر جادو مارا گیا اور عنصر کیا ہوا اُنھوں نے تمام حال عرض کیا شہناز نے کہا خیر عنصر تو عمرو کو لاتا ہے
بختیارک نے کہا جب وہ یہانتک آئے تو ہم جانیں اور ہم تو اُس سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے اے شہناز وہ بھی زندہ
پھر کر نہ آئیگا اور عمرو چھوٹ جائیگا یہی باتیں ہو رہی تھیں اور انتظار میں تھے کہ عنصر عمرو کو لاتا ہوگا کہ اس کو عرصہ
ایک پہر کا گذر گیا نہ عنصر آیا نہ عمرو کو لایا بختیارک نے کہا اے شہناز تمھیں ہمارے کہیکا یقین نہیں ہے دیکھا تمنے
ابھی تک عنصر جادو عمرو کو نہیں لایا ورنہ اگر وہ صفت پیغمبران ہے اُسکو مرنے کی عادت نہیں ہے شہناز نے
ایک جادوگر سے کہا کہ تو جا کر لشکر حمزہ کی خبر لا اُسنے عرض کیا بہت اچھا اور خبر کے واسطے روانہ ہوا
لیکن حال سنیے عمرو کا کہ عنصر جادو عمرو کو پنجہ میں دبائے ہوئے اُڑا ہوا چلا جاتا ہے کہ عمرو کو ہوش آیا

اپنے کو گرفتار بلا پایا دیکھا کہ ایک ظالم کے پنجے مین تو پھنسا ہوا ہی کہا کہ ای عزیز تو کون ہی اور مجھے کیون گرفتار کیے
ہوئے لیے جاتا ہی وہ بولا او ساربان زادے تو نہین جانتا کہ نام میرا عنصر جادو ہی تو تاج شہناز جادو کا لیکر بھاگا
ہی ہم دو بھائی کہ شاگرد تھے شہناز کے تیرے پکڑنے کو آئے تھے ایک بھائی تو مارا گیا اب مین تجھے شہناز کے پاس لیے
جاتا ہون عمرو نے کہا ای عنصر جادو تم مجھے شہناز کے پاس نہ لیجاؤ مین تمھین اس قدر دولت دونگا کہ تم اٹھا
نہ سکوگے عنصر بولا او ساربان زادے کیسی تو ہین تجھے مار کر اپنے بھائی کے خون کا عوض لیتا مگر خیر اتنا اوجی لے کر
شہناز تک پہونچون عمرو مایوس ہوا اور روکر دعا کی کہ ای پروردگار بچا اس موذی کے پنجے سے کہ تیر دعا ہدف اجازت پر بیٹھا
سواری قمرزاد بن حمزہ کی اودھر سے آتی تھی وہ تخت پر سوار دیو تخت اسکا لیے آتے تھے کہ ایک دیو کی نگاہ پڑی کہ ایک
جانور ایک آدمی کو مانند کتے کے لٹکائے ہوئے چلا جاتا ہی اس دیو نے جلدی سے قمرزاد کو دکھایا کہ وہ ایک جانور کسی آدمی
کو دبائے لیے جاتا ہی قمرزاد نے کہا کہ ڈانڈا ساحرون کا ہی اور لشکر پدر بزرگوار یہان اترا ہی ایسا نہو کہ کوئی جادوگر لشکر اسلام
مین سے کسی کو پکڑے لیے جاتا ہو ارے جلد اس جانور اور آدمی کو پکڑ لاؤ دیو وہان سے چلا عنصر نے دیکھا کہ ایک دیو
تیرے پیچھے آتا ہی چاہتا تھا کہ کچھ سحر کرے کہ نچے دیو بلاے آسمانی کی طرح آیا اور اسپر گرا ایک ہاتھ سے اسکی گردن پکڑی
ایک ہاتھ مین عمرو کو لے لیا مگر قمرزاد ایک پہاڑ پر آکر اترا پوچھا دیو لایا آدم کو ایک دیو نے عرض کیا کہ جی لیے آتا ہی
کہ اتنے مین دیو کنندک بن تندک عمرو کو لیے ہوے سامنے پہونچا قمرزاد نے عمرو کو پہچانا کہا غضب ہو گیا تھا
کہ یہ حرامزادہ عمو جان کو پکڑے لیے چلا تھا مقرر یہ کوئی جادوگر ہی کنندک سے کہا کہ تو کھا لے اس جانور کو وہ تو یہی دعا
مانگ رہا تھا کہ خدا کرے یہ حکم ہو کہ تو کھا لے بس دیو کنندک گلیلی بنا کر اس ساحر کو نگل گیا خون کی بوند تک نہ گرنے دی
مگر عمرو کو جو ہوش آیا قمرزاد کو مسند پر بیٹھے دیکھا اور دیو پری گرد و اطراف مین کھڑے ہوئے پائے حیران ہوا کہ یہ
خواب تو دیکھ رہا ہی یا بیداری ہی کہ قمرزاد نے اٹھکر سلام کیا پکارا کہ عمو جان آپ حیران کیون ہین بس عمرو نے
آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ مجھے ایک جادوگر پکڑے لیے جاتا تھا وہ کیا ہوا قمرزاد نے کہا اسے دیو کھا گیا بس یہ
جو سنا عمرو کی جان مین جان آئی قمرزاد نے کرسی جواہر نگار پر خواجہ کو بٹھایا احوال لشکر اسلام کا پوچھا عمرو نے
کہا کہ بابا تمام لشکر تباہ ہی سردار گرفتار سحر ہین عجب پریشانی ہی کہا کہ اگر مرضی حمزہ صاحبقران کی ہو تو چلکر تمام
جادوگرون کو دیوون سے کھلوا دون عمرو نے کہا ای قمرزاد ایسی حرکت بھولکر نہ کرنا حمزہ ایک تو تجھسے بیزار
ہین اور نفرت کلی ہو جائیگی قمرزاد بولا مین خلاف مرضی کبھی کوئی بات نہ کرونگا اور کشتیان جواہر کی منگوا کر
عمرو کو دین اور کہا کہ کسی طرح سے مجھے پدر بزرگوار سے قدمبوس کرائیے عمرو نے کہا مین وقت پاکر ذکر تمہارا کرونگا
ملاقات بخوبی ہو جائیگی اور وہ جواہر مع کشتی پوش زنبیل مین ڈال لیا عمرو نے دیوون سے پوچھا کہ یہان سے
شہر سکندریہ کتنی دور ہی ایک دیو نے کہا کہ وہ سامنے شہر سکندریہ ہی پہاڑ سے اترے اور وہان پہونچے عمرو
قمرزاد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا قمرزاد بھی سوار ہو کر چلا گیا لیکن عمرو ایسا چالاک چار پہر دن چلا مگر کہین
لشکر اسلام کا پتا نہ لگا اپنے دل مین کہا کہ ای عمرو تو دیو کے کہنے پر رہا دیو کے سامنے ہزار کوس ہون تو دو قدم ہین
تو اسکے کہنے پر ناحق چلا اسی خیال مین پھرتے پھرتے دن تمام ہوا تیرگی شب کی نمایان ہوئی اپنے دل مین کہا ای
عمرو اب رات یہین بسر کیجیے صبح کو پھر چلیے جو خدا کریگا وہ ہوگا کیونکہ رات کو راستہ نہ معلوم ہوگا جانوران درندہ
سے گزند پہونچیگا یہانتک کہ خوب تاریکی ہوئی اب ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا عمرو نے چشمہ آب پر وضو کیا نماز پڑھی ایک
درخت بلند تھا اسپر چڑھ گیا کچھ شاخین توڑ کر چھال اسکی چھیلکر اسکا مچان باندھکر اسپر بیٹھا کہ یہان اگر تو سو بھی جائیگا

توکوئی گزند جانوران درندہ سے نہ پہونچیگا کہ یکایک ماہ تابان آسمان پر چمکا روشنی مین اُسکی دیکھا کہ ایک روشنی
زمین پر معلوم ہوتی ہو بغور جو دیکھا تو ایک گنبد بلور کا معلوم ہوا اور گرد اُسکے چبوترہ بلور کا تھا اور کٹہرے بھی بلورین
تھے ایک نور کی حالت تھی اور دیکھا کہ اس گنبد مین سب نگینے ہین اور نقش و نگار اُسپر بنے ہوئے ہین جی مین
اپنے کہا کہ اس گنبد مین چلکر سویئے پھر خیال گذرا کہ کسی بلا کا مسکن نہو یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ یکایک
چاندنی موقوف ہوئی تاریکی نمایان ہوئی دیکھا کہ ایک لکہ ابر چاند پر چھا گیا ہو پھر جو دیکھا تو ایک جانور عظیم ہو کہ
چلا آتا ہو اور پر و بال اُسکے مثل چھپرون کے ہین اور منقار مانند نیزے کے اور پاؤن مانند ستون بلند کے بس وہ آکر
اُس چبوترے پر اُترا اور کچھ آدمیون کو زمین پر رکھدیا اور خود لوٹ کر شکل آدمی کی بنا اب دیکھا عمرو نے کہ ایک
جادوگر مہیب صورت ہو کہ اُسنے دروازہ گنبد کا کھولا اور وہ جو آدمی ساتھ لایا تھا اُنکو گنبد کے اندر لیگیا اور بعد
تھوڑی دیر کے اکیلا گنبد سے باہر آیا چبوترے پر بیٹھا دو خادم آئے اُنھون نے فرش کر دیا تکیہ لگا دیا پلنگ بچھا دیا کچھ
کھانا لائے اُسنے خوب زہر مار کیا پھر شراب پینے لگا گزک کھانے لگا طنبورہ خادمون نے لاکر رکھدیا وہ اُسے بجا کر
گانے لگا یہانتک کہ ڈیڑھ پہر رات گئے وہ خواب خرگوش مین گرفتار ہوا عمرو بھی لیٹ رہا کوئی چار گھڑی رات
باقی تھی کہ اُن دونون خادمون نے پاؤن دبائے کہ اے عنقائے جادو اُٹھیے وقت آپکے جانے کا آگیا وہ کافر
بیدار ہوا جلدی سے اُٹھکر نہایا چوکڑے کر اُسمین بیٹھا آگ روشن کی کچھ تل جلائے کہ دھوان اُن تلون کا آسمان
پر جاکر جمع ہونے لگا عنقائے جادو نے کچھ پتلے موم کے بناکر تھالی مین رکھے اور پارچہ سرخ اُنپر اُڑھا دیا اور آپ مین
پر لوٹ کر وہی جانور بنکر اُس تھال کو لیکر اُڑا یہانتک بلند ہوا کہ اُس دھوین سے ملگیا اور دھوین کو لیکر چلا عمرو
بھی بگلیم عیاری اُڑکر ساتھ ساتھ اُس دھوین کے پیچھے روانہ ہوا کہ وہ دھوان جاتے جاتے نقرہ کوہ پر قائم ہوا یہان
دونون لشکرون مین طبل جنگ فجر بجا ہی نقابدار سیاہ پوش میدان مین آتا ہو مبارز طلب کرتا ہو اُس روز سکندر فرخ نقا
مقابلے کو آیا عمرو دیکھتا تھا کہ ایک آندھی چلی اور وہ دھوان پھیلکر محیط ہو گیا بعد اُسکے جو دیکھا لاش سکندر کی پڑی ہوئی
ہو کہ جیسے مغز اُسکا کوئی جانور کھا گیا ہو غرض شام تک کوئی بیس سردار اسی طرح مارے گئے شام کو وہ دھوان جدھر سے آیا
تھا اُسی طرف روانہ ہوا عمرو بھی اُسکے ساتھ ہولیا یہان امیر لاشین اُٹھوا کمال اُداس نہایت پریشان پھرے اُدھر
نقابدار سیاہ پوش خوش و خرم پھر گیا لیکن عمرو ساتھ ساتھ اُس دھوین کے گلیم عیاری اوڑھے چلا آتا تھا جب اُس گنبد
بلور کے پاس پہونچا دیکھا کہ وہ جانور اسی طرح شکل انسان کی بنکر چبوترہ پر اُترا اور سکندر فرخ نقا وغیرہ کو گنبد مین لیگیا
اور آپ فرش کروا کر بیٹھا کھانا زہر مار کیا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ آج اسے مارنا چاہیے بس ایک نازنین کی صورت
بنکر سرخ جوڑا پہنکر عطر بدن مین ملا اور ایک ملتاب پوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا شروع کیا عنقائے جادو
کے کان مین جو آواز رونے کی آئی اُٹھکر اُسی طرف چلا جب قریب پہونچا دیکھا کہ ایک عورت منھ چھپائے ہوئے
بے اختیار رو رہی ہو اسنے ہاتھ اُسکا پکڑ کر کہا کہ تو کون ہو کیا مصیبت تجھپر پڑی ہو جو روتی ہو اُسنے ملتاب پوش جو
اُٹھایا اور چہرہ اپنا دکھایا عنقائے جادو عاشق ہو گیا پوچھا کہ یہ صحرائے لق و دق وادی بے کنار اسمین تم کیونکر
آئین اُسنے کہا کہ کیا حال تم اس مصیبت زدہ گرفتار بلا کا پوچھتے ہو مین سوداگر بچی ہون ابھی شادی میری ہوئی تھی
کہ طوفان آیا سارا قافلہ غرق ہو گیا مین ایک تختے پر بہتی ہوئی اس صحرا مین پہونچی ہون کوئی نہین کہ میری دستگیری
کرے عنقائے جادو نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو جہان کہو گی وہان مین تمھین پہونچا دونگا اُسنے کہا کہ مین تمھین چھوڑ کر
کہان جاؤنگی تمھاری کنیزی کرونگی عنقائے جادو اپنے ساتھ لیے ہوئے چبوترے پر آکر بیٹھا کھانا منگوا کر

کھلایا خود شراب پی اسے بھی جام شراب پلایا پھر سرگرم اختلاط ہوا عمرو نے شیشہ شراب کا اُٹھا کر اسمین بیہوشی ملا کر
اپنے ہاتھ سے کئی جام عنقاے جادو کو پلائے وہ بدمست ہوا اور عمرو کی طرف ہاتھ بقصد مساس بڑھایا عمرو
دور ہٹا کہ صاحب یہ کشتی اچھی نہین ہین ذرا پیشاب کر آؤن یہ کہکر عمرو اٹھکر چلا عنقاے جادو دوڑا کہ جان جہان
کہان چلی ہو کوئی دو قدم چلا ہوگا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جلدی سے اُسکی چھاتی پر چڑھکر
اُسے خنجر سے ذبح کر ڈالا بس ایک قیامت برپا ہوئی بیر اُسکے خاک اُڑانے لگے تاریکی محیط عالم ہوگئی غل و شور کی
آواز بلند ہوئی پھر ایک صدا آئی کہ کشتی مرا نام من عنقاے جادو بود جب وہ تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ وہ گنبد
اور چبوترہ غائب ہوگیا مگر ایک مٹھ مٹی کا معلوم ہوتا تھا اور وہ دونون خادم کہ پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کے
اُنکے سن تھے بہت خوب صورت تھے اُن سے عمرو نے پوچھا کہ تم دونون کون ہو انھون نے کہا کہ یہان سے نزدیک
ایک قصبہ ہے ہم وہان کے زمیندار کے بیٹے ہین ہمکو یہ حرامزادہ پکڑ لایا تھا دن رات اپنی خدمت لیتا تھا خدا آپکا
بھلا کرے کہ آپنے اسے مارا ہم آپکے غلام ہین عمرو نے کہا کہ تم گھبراؤ نہین مین تمھین تمھارے مکان پر پہونچا دونگا
مگر یہ تو بتاؤ کہ اسکا کچھ مال و اسباب بھی ہے انھون نے کہا کہ اسی مٹھ مین بہت سا مال ہے عمرو نے اُسکا دروازہ
کھولا اور تمام مال و اسباب نکالکر نذر زنبیل کیا پھر اُن سے پوچھا کہ لوگون کو جو پکڑ لاتا تھا اُنھین کہان قید کیا ہے
کہا کہ اسی مٹھ کے اندر تہخانہ ہے اسمین بہت سے لوگ قید ہین عمرو نے اُن لڑکون سے کہا کہ تم اپنے قصبے کو جاؤ اپنے
ماں باپ سے ملو وہ دونون خوشی خوشی روانہ ہوئے عمرو نے صورت اپنی عنقاے جادو کی بنائی اور تہخانے کا
دروازہ کھولکر اندر گیا دیکھا تو تمام سرداران لشکر اسلام وہان موجود ہین کوئی غل و زنجیر مین گرفتار نہین ہے عمرو نے
پکار کر کہا کہ اے خدا پرستو آج میرے گھر ایک مہمان آیا ہے مین نے اُسکی دعوت کی ہے جو تم مین سے فربہ زیادہ ہو
میرے ساتھ چلے کہ مین اُسکے گوشت کے کباب کرکے اپنے مہمان کو کھلاؤنگا سبھون نے پہلوان عادی کی طرف
اشارہ کیا کہ یہی ہم سب مین فربہ زیادہ ہے عمرو پہلوان عادی کے پاس آیا کہ چل مین تیرے کباب کرکے اپنے
مہمان کو کھلاؤنگا عادی نے کہا کہ اے شاہ جادوان آدمی کا گوشت کیا آدمی کو کھلاؤگے ہرن کے گوشت کے کباب
اچھے ہوتے ہین وہ کھلاؤ عمرو نے کہا کہ آدمی کا گوشت سلونا ہوتا ہے ہان اگر تو خون بہا اپنا دے تو مین تجھے
چھوڑ دون اُسنے کہا کہ یہان مجھ غریب پاس کیا ہے جو دون مگر مکان پر میرے کئی ہزار روپیے رکھے ہین عمرو نے کہا
کہ تو ایک نوشتہ لکھکر مُہر کر دے مین لیلونگا عادی نے کہا کہ دوات قلم یہان کہان ہے کہا کہ سب کچھ موجود ہے غرض
تمسک لکھوا لیا کہ چھ ہزار روپیہ عنقاے جادو سے قرض لیے ہین لشکر مین پہونچکر دونگا اب وہان سے
بدیع الزمان اور قاسم وغیرہ پاس آیا اُنسے بھی تمسک لکھوا کر مُہرین کروا کر اپنے پاس رکھا یہان تک کہ سب
سردارون سے مُہرین کرا کر اب علمشاہ پاس آیا اُسنے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ عنقاے جادو نہین ہے عمرو ہے کہ
سب سے روپیہ کا طالب ہے علمشاہ نے کہا خواجہ مین تمھین پہچان گیا ہرگز ایک پھوٹی کوڑی نہ دونگا ناحق تم ایک
ایک کو دھمکاتے ڈراتے ہو یونہین سب سے مانگ لو کہ تمنے سب پر احسان کیا ہے سب تمکو خوشی سے دینگے عمرو
ہنسنے لگا اب سب نے پہچانا القصہ سبھون کو تہخانے سے باہر لایا لاشہ عنقاے جادو کا پڑے ہوئے دکھایا ہر ایک نے
اُسپر تھوکا عمرو نے کہا کہ صاحبو مین تمسے کچھ نہ لونگا مگر تم سب اس احسان کی تلافی مین جو کچھ مین کہون وہ کرو سبھون نے
کہا جو آپ فرمائین ہمین منظور ہے کہا کہ میری نوکری کرو کہ مین تم سبھون کی صورتین تبدیل کرکے یہان سے لیجاؤنگا
سبھون نے کہا کہ خواجہ ہمین منظور ہے آپ جو صورت چاہین بنائین ہمین انکار نہین مگر خواجہ شرع مین شرم نہین ہے

ہم نوکری اگر آپ کی کرینگے تو تنخواہ اپنی کوڑی کوڑی لے لینگے عمرو نے کہا بچشم مین دام دام تمکو دونگا بس یہ کہکر
رنگ وروغن عیاری نکالکر سبکی صورتین تبدیل کین اور کہا چلو وہ سب بولے کہ خواجہ پیدل ہمسے تو چلا جائیگا
گھوڑے سواری کے لیے چاہیے ہین عمرو نے کہا صاحبو مین گھوڑے کہان سے لاؤن سب نے کہا کہ ہم قیمتین دینگے عمرو بولا
کہ جاتا ہون تلاش مین یہ کہکر روانہ ہوا اتفاقات روزگار ایک سوداگر گھوڑے واسطے سوداگری کے لایا ہو اور اسنے انکو
پانی پلانے کو دریا پر بھیجا ہو غلام سوداگر کا گھوڑون کے ساتھ ہو مثل قطار شتران گھوڑون کو لیے ہوے چلا آتا ہو ایکی
باگڈور دوسرے کی باگڈور مین بندھی ہوئی ہو عمرو ان گھوڑون کو دیکھکر بہت خوش ہوا جب وہ گھوڑے دریا سے
پانی پی چکے اس غلام نے چاہا کہ لیجائے عمرو نے سوا پانچ سیر کا پتھر گوپھن کے کلے مین دے کر اسکے سر پر مارا سر اسکا پاش
پاش ہوگیا گر کر مرگیا عمرو ان سب گھوڑون کو لیکر آیا ایک ایک سب کو بانٹ دیا اب یہان سے طرف لشکر اسلام
کے راہی ہوے لیکن عمرو نقابدار بنفشہ پوش بنا ہو اسکا افسر تھا آتے آتے زیر نقرہ کوہ پہونچا یہان تمام لشکر اسلام کا
خاتمہ ہوچکا ہو امیر و بادشاہ اسلام و مقبل چند مشیران سلطنت باقی ہین نقابدار سیاہ پوش روز طبل جنگ بجوا کر
میدان مین آتا ہو اور اسی طرح سردار صاحبقران کے مارے جاتے ہین اس روز بھی نقابدار سیہ پوش میدان مین
کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہو اور لشکر اسلام مین کوئی مقابلہ کرنیوالا باقی نہین ہو سب مارے جاچکے ہین امیر خود
گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے ہین اجازت طلب کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے تخت اپنا زمین پر
رکھوادیا ہو امیر حمزہ صاحبقران کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے رو رہے ہین اور کہہ رہے ہین کہ مین ایک ادنا
پوتا آپ کا مجھکو آپ نے ہمیشہ مجرا اور سلام کیا میرے ہوتے آپ قصد نہ کیجیے مجھے میدان مین جانے دیجیے سب نے
آپ پر جان نثار کی ہو مین بھی فدا کرون نہین تو لوگ مجھے کہین گے کہ سعد بن قباد عجب نالائق تھا کہ اسوقت مین
جان اپنی عزیز کی امیر حمزہ صاحبقران کہہ رہے ہین شہریار خداوند عالم آپ کو صحیح وسلامت رکھے
آرزو مجھے یہ ہو کہ تخت بادشاہی اسی طرح آباد چھوڑ جاؤن میرے سامنے کوئی چشم زخم حضور کو نہ پہونچے بعد میرے
آپ جو چاہیے گا کیجیے گا بادشاہ اسلام فرما رہے ہین کہ مین نے تمام عمر آپ کے باعث سے چین کیا مین
بیٹھے سر کٹالون تو آپ جائین یہی تکرار ہو رہی ہو ایک دوسرے کو رخصت نہین کرتا کہ نقابدار سیاہ پوش
نے نعرہ کیا کہ ایک ایک شخص اگر نہین آتا تو دو دو ملکر میرے مقابلے کو آؤ امیر نے عرض کیا کہ حضور نے
سُنا اب مجھے نہ روکیے یہ کہکر چاہتے ہین کہ مقابلے کو جائین کہ صحرا کی طرف سے گرد وغبار کا تتق اُٹھا
بادشاہ اسلام نے کہا ذرا ٹھہر جائیے اس گرد کو دیکھ لیجیے کہ کون آتا ہو کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور نقابدار
بنفشہ پوش پانچ ہزار سوار سے نمایان ہوا اور آکر ایک جانب میدان مین کھڑا ہوا کہ نقابدار نے پھر مبارز طلب کیا
نقابدار بنفشہ پوش پکارا کہ ذرا ٹھہر چھری تلے دم لے حریف تیرا مین ہون آتا ہون اور ایک سوار سے کہا کہ حمزہ کے
پاس جاؤ ہمارا سلام کہو اور پیغام دو کہ یا حمزہ صاحبقران ہمارے مالک کا قاعدہ ہو کہ جو بادشاہ ذیشان حریف
زبردست کے ہاتھ سے مغلوب ہوتا ہو اس لڑائی کو ہنڈی بھاڑے لینے اجارے پر لیتا ہو اور اگر تمام عالم حریف
کی طرف ہو جائے تو انھین پانچ ہزار جوانون سے بھگا دیتا ہو پس اگر ہنڈی بھاڑہ اسکا ٹھہر جائے تو مالک ہمارا
اس لڑائی کو فتح کرے اور پہلے روپیہ نہین مانگتا جب لڑائی فتح کریگا تو روپیہ لیگا وہ سوار پیغام نقابدار کا
لیکر روانہ ہوا یہان امیر بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ شہریار اچھے اچھے جوان اس نقابدار کے ساتھ ہین
نقابدار تو کچھ نہین ہو مگر ساتھی نہایت جری معلوم ہوتے ہین کہ اس اثنا مین وہ سوار آیا اور پیغام نقابدار کا امیر کو

پہونچایا امیر نے جو ہندی بھاڑے کا نام سُنا نہایت برہم ہوئے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے ہندی بھاڑہ کیسا
مین نے یہ لفظ کبھی نہین سُنی وہ سوار پھر کر چلا گیا امیر نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ یہ نقابدار خبطی ہی اسے جنون ہوگیا ہی
اُس سوار نے جاکر نقابدار سے کہا کہ حمزہ نے مجھکو جھڑک دیا نقابدار نے بار دیگر دوسرے سوار کو بھیجا کہ جاکر حمزہ سے
کہہ کہ مین اپنا ذمہ کرتا ہون کہ اس لڑائی کو فتح کرونگا آپ کا اسمین کیا نقصان ہی جو اجارہ ٹھہر جائیگا بعد انفصال
کے وہ لے لیا جائیگا پیشگی تو مین نہین مانگتا اب جو یہ پیغام اس سوار نے امیر سے آکر کہا چاہتے تھے امیر کچھ جواب دین کہ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ یا صاحبقران اگرچہ کلام اسکا سفلہ ہی مگر آج کی آفت تو نقابدار پر ٹلتی ہی اجارہ ٹھہر جانے کیا مضائقہ
ہی امیر نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہی جو کچھ چاہیے اقرار کیجیے بادشاہ اسلام نے اُس سوار سے کہا کہ تمھارا افسر کتنے
پر لڑائی کا اجارہ لیتا ہی اُس سوار نے فرد نکال کر دی اسمین لکھا ہوا تھا کہ اگر ایک مہینے کا خراج کل ممالک محروسہ
کا مجھکو عنایت کیجیے تو مین اس لڑائی کو فتح کرون بادشاہ نے وہ کاغذ امیر کو دکھایا امیر نے اُسے پڑھکر فرمایا کہ
یہ تو کرورہا روپیہ ہوتا ہی اس سے کم کرو نقابدار بنفشہ پوش نے کہلا بھیجا کہ ایک کوڑی اس سے کم نہ لونگا امیر نے چاہا
تھا کہ پھر تکرار کرین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ جان کا تصدق مال ہی اول تو ہمین گمان نہین کہ یہ لڑائی کسی سے فتح ہو ہمارا
یہان خاتمہ ہو چکا ہی اگر یہ مہم سر ہوئی تو دوبارہ گویا زندگی ہوئی امیر نے کہا جو مرضی حضور کی مین راضی ہون غرض
اُس کاغذ پر امیر اور بادشاہ اسلام کی مہرین ثبت ہوئین گواہیان لکھی گئین وہ کاغذ سوار لیکر نقابدار پاس گیا نقابدار نے
کاغذ دیکھکر کمر مین رکھ لیا کہ اس اثنا مین نقابدار سیاہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ کوئی میرے مقابلے کو نہین آیا کیا مین ہی
تیرا اون بنفشہ پوش نے جواب دیا کہ او روسیاہ مین چاہتا تھا کہ تو ابھی دو چار گھڑی اور زمانے کی ہوا کھائے مگر تجھکو
اضطراب جہنم مین جانے کا ہی خیر آیا مین یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا وہ میدان کی طرف چلا عجب گھوڑا تھا کہ ہڈیان
نکلی ہوئین ایک ایک پسلی نمایان گو بسبب فاقہ کشی کے چلنے کی طاقت اُسمین نہ تھی لیکن لال مرچ جو اُسکی دم کے نیچے
رکھی ہوئی تھی اسکی تیزی سے چلا جاتا تھا یہ تو مقابلے کے واسطے روانہ ہوا اگر بختیارک جو نقرہ کوہ پر نقااور سکندرشاہ
کے پاس بیٹھا تھا اُسنے جو نقابدار بنفشہ پوش کو دیکھا اور دو چار مرتبہ سوار کو امیر کے لشکر مین آتے جاتے دیکھا یقین ہوا
کہ مرشد کامل یہین اُس بلا کو مار کر سرداران حمزہ کو چھڑا کر لائے ہین اب اس نقابدار کو بھی مارینگے سکندرشاہ سے پوچھا
کہ یہ نقابدار سیہ پوش کوئی تمھارے عزیزون مین ہی اُسنے کہا تو مقصد اپنا بیان کر تجھے رشتہ داری سے کیا غرض ہی وہ
بولا کہ نقابدار کی جان کے ملک الموت آگئے اب بچنا نقابدار کا بہت مشکل ہی یہ نقابدار عمرو بن امیہ ضمری ہی نقابدار
سیاہ پوش کو مار ڈالیگا اگر اسے بچالو تو بہتر ہی نہین افسوس کروگے کہ نقابدار مارا گیا اور آج وہ آندھی بھی جو آیا کرتی
تھی نہ آئیگی سکندرشاہ نے کہا او مادر بخطا کیا بکتا ہی اور نقابھی خفا ہو کے کہنے لگا کہ جو شخص نیا آتا ہی تجھکو معلوم ہوتا ہی
کہ یہ عمرو ہی اور عمرو بھی ہوگا تو نقابدار کا کیا بنا لیگا بختیارک بولا خیر دیکھیے اب دم بھر مین آپکو معلوم ہوا جاتا ہی
لیکن جب نقابدار بنفشہ پوش نقابدار سیاہ پوش کے مقابل ہوا سیاہ پوش تکاورزن ہوا بنفشہ پوش نے تکاور کو خالی
دیا نقابدار سیہ پوش نے کہا کہ ارے یہ کیا تو تکاورزن کیون نہوا اُس نے کہا کہ مین ہر کس و ناکس سے تکاورزن نہین
ہوتا کوئی برابر کا میرے ہو تو مین اُس سے تکاورزن ہون یہ سُنکر نقابدار سیہ پوش آگ ہوگیا کہا مین ہر کس و ناکس
مین ہون برابر کا تیرے نہین ہون خدا جانے کہان سے گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنس گیا ہی اور قضا تجھے کشان
کشان کھینچ لائی ہی سُنا نہین تو نے کہ ع صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود ❊ بنفشہ پوش نے کہا کہ قضا تیری
سر پر کھیل رہی ہی کوئی دم کا مہمان ہی نقابدار نے کہا کہ تو نہین جانتا کہ میرے اوپر کیا خداوند غرعون شلم

کی مہربانی ہو کہ حریف سے ہتھیار چلنے کی نوبت نہین آتی ہو کہ غضب خداوند کا نازل ہوتا ہو حریف مر کر گر پڑتا
ہو بنفشہ پوش پکارا او سیاہ پوش آن دفتر را گاؤ خورد گاؤ را قصاب برد آن قصاب حرامخور مرد نقابدار سیاہ پوش
نے کہا خیر حال معلوم ہو جائیگا لا اپنا حربہ کر بنفشہ پوش نے کہا کہ ہم خدا پرست ہین پیشدستی نہ کرینگے اُسنے کہا معلوم ہوا
اور نیزہ اُٹھا کر مارا بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی چار گھڑی تک نیزہ بازی ہوئی
انجام کار بنفشہ پوش نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا سیاہ پوش آگ ببولا ہو گیا پکارا او بنفشہ پوش تو نے غضب کیا کہ دو
دریا کے لشکر کے سامنے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ تلوار ہو اس سے خبردار رہنا یہ کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نقابدار بنفشہ پوش
نے تلوار خالی دی کاٹھی کو خالی کر کے آسمان پر اُچک گیا تلوار گھوڑے پر پڑی کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے سیاہ پوش
جھکا تھا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے آسمان پر سے اُترتے ہوئے تلوار اُسپر ماری کہ مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوئے بس
نقابدار سیہ پوش کے مرتے ہی زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آواز آئی کہ گشتی مرا نام مین خورشید جادو بود اور خورشید جادو
بیٹا تھا سکندر شاہ کا اور شاگرد تھا عنقاے جادو کا عنقاے جادو کے انتظار مین یہ مارا گیا جب روشنی ہوئی تو
پل اژدہا اور دریاے سکندریہ اور نقرہ کوہ سب غائب ہو گئے لقا وغیرہ سب ایک ٹیکرے پر بیٹھے ہوئے تھے مگر
لوگ نقابدار کے اور چہل درے کے فوج نقابدار بنفشہ پوش پر دوڑے کرلیا اسے اسنے نقابدار سیہ پوش کو مار ڈالا
نقابدار بنفشہ پوش کا گھوڑا مارا جاچکا ہو سیاہ پوش کے گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کفار پر دوڑا اور وہ پانچ ہزار
جوان جو نقابدار بنفشہ پوش کے ساتھ تھے وہ سب تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ان
سرداروں نے لاش پر لاش گرا دی کشتون کے پشتے باندھ دیے یہان تک کہ کفار شکست کھا کر بھاگے نقابدار بنفشہ پوش
لشکر کفار کو بھگا کر اپنے ہمراہیون سمیت درہ کوہ مین جا کر اُترا اُدھر بختیارک نے دیکھا کہ نقابدار سیاہ پوش کے
مرتے ہی سکندر شاہ نے گریبان اپنا چاک کیا دو ہتھڑ منھ پر مارے کہ ہاے فرزند تم اپنا داغ دکھا گئے ہمکو
جیتے جی مار ڈالا کہین کا نہ رکھا اب ہم کسکے سہارے جیئینگے کسکے بھروسے پر زندگانی کرینگے یہ کہکر خوب حالت اپنی
تباہ کی بختیارک نے کہا اے سکندر شاہ مین نے پہلے ہی آگاہ کیا تھا تمھین میرا کہنا یقین نہ آیا سکندر شاہ
بولا اے بختیارک بیٹا میرا ساحر زبردست تھا مگر تائید عنقاے جادو پر غافل ہو کر مارا گیا ورنہ ہرگز نہ مارا جاتا اور
معلوم نہین عنقاے جادو کو کیا ہوا بختیارک بولا اے سکندر شاہ تجھکو میرے کہنے کا مطلق یقین نہین ہے یہ
نقابدار وہی عیار ہے جو تاج شہناز جادو کا لیگیا تھا جسنے عنقاے جادو کو مارا سرداران حمزہ کو قید سے اُسکی
چھڑایا پھر یہان آکر تمھارے بیٹے کو مارا اور اب دیکھو ایک آدھ روز مین بالکل حال کھل جائیگا غم کیے سے کیا
ہوگا جو ہونا تھا وہ ہوا القصہ لاش خورشید جادو کی جلائی بہو نے ماتم کیا بہت غم کیا شہناز جادو نے کہا اے
سکندر شاہ مین خدا پرستون کا استیصال طرفۃ العین مین کرونگا عوض خون خورشید جادو کا لونگا مگر ادھر حمزہ صاحبقران
خوش و خرم میدان سے تعریفین نقابدار کے لوگون کی کرتے ہوئے پھرے کہ کیا شجاع و بہادر اس نقابدار کے لوگ
ہین اگر یہ میری نوکری کرین تو جو مواجب چاہین مقرر کر لین اور مقبل کو بلا کر کہا کہ کھانا دعوت کا نقابدار کے واسطے
لیجاؤ اور جسقدر روپیہ کا اُس سے اقرار ہو جھگڑو نہ پہر لیدو اگر ہو سکے اور پیام نوکری کا بھی دو مقبل نے عرض کیا
بہت اچھا غلام جاتا ہو بعد اسکے صاحبقران نے فرمایا کہ نقابدار سیاہ پوش مارا گیا وہ آندھی موقوف ہوئی مگر
ہمارے فرزندون اور سرداروں کا پتا نہ لگا خواجہ زادے کہتے تھے کہ یہ سب کشتہ سحر مین عنقریب آکر ملینگے نقابدار
سیاہ پوش جہنم واصل ہوا دریاے سکندریہ اور پل اژدہا نقرہ کوہ سب معدوم ہو گئے مگر اب تک ہمارے سرداروں کا

پتا نہین پس معلوم ہوا کہ یہ ہماری تسلی کے واسطے کہتے تھے کہین مردے بھی زندہ ہوئے ہین یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے
بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ بلاؤ خواجہ زادون کو اُسی وقت چوبدار فرمان شاہی لیکر روانہ ہوا اور ایکدم بھر مین اُنکو
لاکر حاضر کر دیا بادشاہ نے حسب معمول تعظیم اور توقیر اُنکی کی اور فرمایا کہ آپ کے احکام کبھی فرق نہوتا تھا مگر ابکی مرتبہ
نجوم آپکا جھوٹا ہوا کہ سرداران اسلام اب تک پیدا نہوئے اُن چارون بھائیون نے پھر علم نجوم مین دیکھا اور خوب
غور کر کے ایک دو گھڑی بعد ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ہمکو تو علم نجوم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ہی کے سردارون
نے یہ لڑائی نقابدار سیہ پوش کی فتح کی ہے اور کل صبح کو اگر حضور کی خدمت مین وہ سب حاضر نہون تو ہمکو بالکل جھوٹا
جانیے گا یہی شب درمیان مین ہے بادشاہ اسلام اور امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے جو کچھ اُنکا معمول تھا وہ اُنکو ملا اس اثنا
مین مقبل پھر کر آیا صاحبقران کو سلام کیا اور عرض کیا کہ مین وہ روپیہ اور کھانا پہونچا آیا مگر شہریار عجب کارخانہ اُس
نقابدار کا دیکھا کہ نہین خیمہ ہے نہ فرش بچھانے کو ہے پتھر کی چٹانون پر سب بیٹھے ہوئے ہین غلام نے حضور کیطرف سے
پیغام نوکری کا بھی دیا تھا نقابدار نے جواب دیا کہ ہمارا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ ہم ہنڈی بھاڑے پر لڑتے رہے لڑائیان
فتح کرتے رہے ہمکو کسی کی نوکری سے کچھ سروکار نہین مگر خاطر سے صاحبقران کی قبول کیا جاتا ہے بشرطیکہ پہلے دو مہینے کی
تنخواہ پیشگی میرے رفیقون کی از روے حساب بھجوا دین فرمایا کہ ابھی ہمین قبول ہے ابھی وہ بھی روپیہ حساب کروا کے
دے آؤ اور کہتے آؤ کہ صبح کو ہمارے پاس آکر موجود ہون مقبل وہ روپیہ بھی ہنگیون پر لدوا کر لیگیا اب وہ وقت ہے
کہ نقابدار بنفشہ پوش کھانا سبکو کھلوا چکا ہے لوگ ہاتھ دھو دھوکر آتے جاتے ہین کوئی بیٹھا حقہ پی رہا ہے اور کوئی پان
کھا رہا ہے کہ مقبل نے وہ روپیہ بھی لیجا کر سامنے نقابدار بنفشہ پوش کے ڈھیر کر دیا اور پیغام صاحبقران کا پہونچایا
روپیہ تو عمرو نے رکھوا لیا اور مقبل سے کہا کہ میری طرف سے خدمت صاحبقران مین عرض کر دینا کہ مین دو گھڑی
رات رہے سے مع اپنے لوگون کے خدمت والا مین حاضر ہونگا مقبل تو چلا گیا یہان سردارون نے عمرو سے کہا
کہ خواجہ ہماری تنخواہ کا روپیہ ہمین دیدو عمرو نے کہا کہ اب رات کا وقت ہے اسوقت چپ ہو رہو صبح کو تقسیم
کر دونگا بعد اسکے صاحبقران پاس لیچلونگا علمشاہ نے کہا کہ صاحبو یہ فریب کرتا ہے ایک حبہ کسی کو نہ دیگا جب ہم
سب سوئے اور یہ کل روپیہ لیکر چلا گیا سبھون نے کہا ایسا غضب نہین ہے کہ وہ ہمارا روپیہ لیکر چلا جائے ہمکو اس
امر کا یقین نہین ہے ہم صبح کو لے لینگے القصہ یہ سب تھکے ماندے تھے ہی اب کھانے جو کھائے تو لیٹتے ہی سو گئے عمرو
کو نیند کب آتی ہے دو پہر رات گئے جب اُسنے دیکھا کہ سب غافل سو رہے ہین نفیر خواب بلند ہے بس اُٹھا اور تمام
روپیہ ایک پہر مین زنبیل مین اُٹھا اُٹھا کر ڈال دیا اور لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا اب نقاب منہ پر سے دور کی
بصورت اصلی داخل لشکر اسلام ہوا صبح کو بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران مجرا کرکے ڈنگل پر
متمکن ہوئے دو چار سردار جو باقیماندہ تھے وہ بھی آکر بیٹھے عمرو نے آکر مجرا گاہ سے سلام کیا اور اپنی جگہ پر آ بیٹھا امیر
نے فرمایا کہ خواجہ کہان تھے کیونکر اُس جانور کے پنجے سے نجات پائی عمرو نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ زندگی تھی
بچ گیا مگر حضور فرمائین کہ مقدمہ نقابدار سیاہ پوش کی لڑائی کا کیونکر فیصل ہوا مین نے سنا ہے کہ نقابدار سیاہ پوش
مارا گیا فرمایا کہ خواجہ فضل الہی شامل حال ہوا ایک نقابدار بنفشہ پوش ایسا پیدا ہوا کہ کتے کی موت اُسے مار لیا
اور خواجہ بہت سی فوج اُسکے ساتھ نہین کل پانچ ہزار جوان اُسکے ہمراہ ہین مگر کیا کیا جوان ہین ایک ایک
رستم اسفندیار ہے مین تو اُنکا عاشق ہو گیا ہون اور خواجہ مین نے اُنکو نوکر رکھا ہے دو مہینے کی تنخواہ بھی پیشگی بھجوا دی
ہے اب وہ آتے ہونگے دیکھنا اُنکو عمرو نے کہا کہ حمزہ شکر ہے خدا کا کہ ایسی مہم یون ہی عمل مین سر ہوئی امیر نے فرمایا

کہ خواجہ دس کروڑ روپے دیے اور یہ تنخواہ جو تمھی وہ علاوہ عمرو بولا حمزہ اگر دس پدم روپیہ تو دیتا تو بھی کچھ نہ تھا اور
تسبیح ہاتھ میں لیکر سر پر صاحبقران کے کھڑا ہوا لگا پڑھنے کہ کھوفان شیطان اللہ نگہبان کر تو کر نہیں تو خدا کے
غضب سے ڈر مگر حال سنیے یہاں کا کہ صبح کو سب سردار بیدار ہوئے ابھی تاریکی تھی سبھوں نے چشمہ آب پر وضو کیا
نمازیں پڑھیں جب روشنی خوب ہوئی علمشاہ نے سب سے کہا کہ صاحبو دیکھو ایک روپیہ جھگڑہ دن پر باقی تھیں
وہ سب روپیہ عمرو لیکر چلا گیا میرا کہنا کسی نے نہ مانا اگر رات ہی لے لیتے تو بہتر تھا اب وہ سو مکر کریگا ایک حبہ
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا مگر میں ہرگز نہ چھوڑونگا وہیں چلکر سامنے صاحبقران کے لونگا سبھوں نے کہا کہ ہم آپ کے
ساتھ ہیں غرض علمشاہ ایک حبشی کی شکل بنا ہوا سب کو ساتھ لیے ہوئے چلا اور سبکے سب غل مچاتے دوہائی
حمزہ صاحبقران کی دیتے ہوئے فریاد کرتے ہوئے دروازہ بارگاہ پر آئے یہاں امیر عمرو سے فرماتے ہیں
کہ خواجہ آج تم یہ کیا تسبیح پڑھ رہے ہو جاؤ اپنی جگہ پر بیٹھو کچھ کہو تو ہوا کیا عمرو کہ رہا ہے کہ حمزہ زمانہ بہت بڑا
ہے کوئی کسی کا احسان مانتا ہی نہیں بلکہ جس پر احسان کیجیے وہ دشمن جان ہو جاتا ہے کیا بھلا کوئی کسی کے
ساتھ نیکی کرے امیر کہ رہے ہیں کہ خواجہ کچھ بیان تو کرو مذبذب ہم سمجھتے نہیں یہی باتیں تھیں کہ فریاد و الغیاث
کی آواز کان میں آئی امیر نے فرمایا کہ خبر تو لو یہ کیسا غل ہے کہ ہرکارے نے آکر عرض کیا کہ نقابدار بنفشہ پوش کے
لوگ فریادی آئے ہیں کہتے ہیں کہ ہم لوٹ لیے گئے فرمایا کہ بھئی ایسے زبردستوں کو کسنے لوٹا انھیں سامنے تو بلاؤ
عمرو نے اور بآواز بلند اُس تسبیح کو پڑھنا شروع کیا کہ اس اثنا میں سب سردار سامنے آئے امیر کو مجرا کیا اور کہا
کہ شہریار ہمارے افسر نے ہمکو لوٹ لیا دو مہینے کی تنخواہ ہم سبکی لیکر بھاگا اور آپ کے پاس آکر چھپا ہے فرمایا کہ
بھئی کہاں ہے افسر تمھارا جہاں ہو ہمیں بتاؤ عمرو آگے بڑھا کہ صاحبو کون تمھارا افسر ہے علمشاہ پکارا کہ یا صاحبقران
یہی ہمارا افسر ہمکو عنقاے جادو کے مکان سے نوکر رکھکر لایا تھا نہ وہ تنخواہ دی ہے نہ وہ دونا ہے جو حضور نے
بھیجا تھا دیا ہے سب روپیہ آپ ہضم کیا ہے امیر دل میں سوچتے ہیں کہ یہ آوازیں تو کچھ سنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں
یہ کون لوگ ہیں کبھی خیال فرماتے ہیں کہ یہ تو بالکل علمشاہ کی آواز ہے اور گردن اٹھا کر جب چہرے پر نظر کرتے ہیں
تو مانند شب ظلمات کے سیاہ نظر آتا ہے دل میں کہتے ہیں کہ بھلا یہ صورت علمشاہ کی کہاں اور علمشاہ کو تو مرے
ہوئے ایک زمانہ گذر چکا پھر تصور فرماتے ہیں کہ بھئی شائد خواجہ زادوں کا کہنا صحیح ہو اور علمشاہ اور بدیع الزمان
اور قاسم سبکے سب کشتۂ سحر ہوں یہ سوچکر امیر نے پوچھا کہ بھئی تمھارے افسر کا کیا نام ہے اور تمھارا کیا نام ہے عرض کیا
اُس حبشی نے کہ یا صاحبقران نام ہمارے افسر کا عمرو ہے اور میں غلام آپ کا علمشاہ ہوں اور یہ سب حضور
کے سرداران نامی اور پہلوانان گرامی ہیں صورتیں سبکی رنگ و روغن عیاری سے بدلی ہوئی ہیں یہ سننا تھا
کہ بمقتضائے محبت پدری امیر چاہتے ہیں کہ اٹھکر علمشاہ کو گلے سے لگائیں کہ علمشاہ خود دوڑ کر قدمبوس ہوا
امیر نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا بہت مسرور ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا صاحبو یہ روپیہ اسے معاف کروائے
تم سبھوں کی جان بخشی کی ہے یہ روپیہ اسے حلال ہے سب نے کہا کہ شہریار ہمیں کچھ دعوی عمرو سے نہیں ہے مگر علمشاہ
بولا کہ میں ایک حبہ نہ چھوڑونگا دام دام لونگا عمرو بولا میں تجھے دونگا اور پکارا کہ بھئی دو چار گھڑی کے واسطے
کوئی ہمکو دو ہزار روپیے قرض دیتا ہے کسی نے جواب نہ دیا آخرکار حکم ہوا بادشاہ اسلام کا کہ خزانہ شاہی سے دو توڑے
خواجہ کو دیے جائیں عمرو نے سلام کرکے وہ دونوں توڑے لیکر علمشاہ کے سامنے رکھدیے علمشاہ نے لے لیے بعد اسکے
سب سردار امیر سے اجازت لیکر حمام کو روانہ ہوئے سب نے گرم پانی سے حمام کیا رنگ و روغن اُنکے چہرے

سے چھوٹ گیا صورتین اصلی ہوگئین مگر علمشاہ کو ہرچند نہلایا دھلایا لیکن اُسکی وہ حبشی کی صورت نہ مٹی کسواسطے کہ
اُسپر عمرو نے جام اسحاق کا پانی ڈالا تھا وہ کب اصلی صورت ہونے والا تھا انجام کار قاسم نے عمرو سے کہا کہ
دادا جان آپ مجھسے دہ روپیہ بھی لیجیے جو جد بزرگوار کو دیا ہی اور دو ہزار روپیہ اور لیجیے انکو بصورت اصلی بنا دیجیے
عمرو نے قاسم کا کہنا نہ مانا بہت سی الحاح وزاری کے بعد قبول کیا اور پھر جام اسحاق مین پانی بھر کر علمشاہ پر
ڈالا اُسوقت وہ رنگ سیاہ علمشاہ کا دور ہوا اور رنگ اصلی نمودار ہوا صاحبقران نہایت مسرور ہین جشن فرمایا
ہر سردار کو باعزاز و اکرام گلے سے لگا کر بارگاہ مین بٹھایا ہی لیکن حال سنیے لشکر کفار کا کہ ہرکارون نے جا کر خبر سکندر شاہ
اور لقا کو دی کہ نقابدار بنفشہ پوش عمرو بن اُمیہ ضمری ہی اور اُسکے ساتھی سب سرداران حمزہ ہین یہ سنتے ہی
بختیارک ناچنے لگا اور پکارا کہ کیون سکندر شاہ جو مین نے کہا تھا وہی ہوا یا نہین اور شہناز جادو سے کہا کہ دیکھی
کرامت اپنے انس پیادے کی شہناز نے کہا کہ یہ خون عنقائے جادو اور خورشید جادو کا ضائع نہین جائیگا
دیکھنا انکے خون کے عوض مین کس کسکو مارتا ہون اور سکندر شاہ اپنا لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر آیا مقابل
لشکر امیر اپنی بارگاہ کو استادہ کرایا تخت پر آ کر بیٹھا لقا تخت خداوندی پر قائم ہوا صحبت عیش برپا ہوئی
جام گردش مین آیا دو سردار ہین سکندر شاہ کے یہان کہ ایک کا نام ہزبر کوہی دوسرے کا نام مسمار کوہی
دونون نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائین ہم کل ان خداپرستون سے سامنا کرینگے بختیارک ہنسا اور کہا
کہ یہ بیچارے کیا سرداران لشکر اسلام سے عہدہ برآ ہونگے خیر بجوائیے طبل جنگ کل سمجھ لیا جائیگا دیکھ لیجیے انکی لڑائی
سکندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری رہی صبح کو عرصۂ کارزار مین آئے صف باندھکر کھڑے ہوئے جسوقت نقیب نقابت کر کے چلے گئے
ہزبر کوہی و مسمار کوہی اپنے گینڈون کو اُڑا کر سامنے تخت سکندر شاہ کے آئے اُتر کر سلام کیے اجازت
میدان چاہی سکندر شاہ بولا فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی یہ دونون پھر گینڈون پر چڑھکر میدان مین آئے
خوب بھر کیون کو گرمایا بعد اُسکے مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم اور بدیع الزمان گرد
لشکر شکن بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر ان دونون کے مقابلے کو آئے بعد تگاورزنی کے گفتگو ہوئی اُن دونون نے
فرعون کی تعریفین کین اُنھون نے لعنت کی وہ حملہ آور ہوئے نیزے مارے انھون نے چند طعن مین نیزے اُنکے
ہوائی کیے اُن دونون نے تلوارین مارین قاسم نے تلوار ہزبر کوہی کی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر قاش زین
سے اٹھا لیا اور کہا کہ لعنت کر فرعون شاہ پر وہ بولا کہ لاکھ جانین ہون تو فرعون شاہ پر نثار کرون قاسم نے
یہ سنکر اُسے آسمان پر اُچھالا اور گرتے ہوئے کو جو رنگ کیا مسمار کوہی کی تلوار بدیع الزمان نے رد کر کے جو تلوار
ماری مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے بختیارک نے شہناز سے کہا کہ دیکھیے خداپرستون کی تیغزنی شہناز جادو
بولا ملک جی اب کوئی اُنسے عہدہ برآ نہو گا لقا پکارا اے شہناز اب ہاتھ میرا ہی اور دامن تمہارا ہی تمہاری ہی
دستگیری سے پاؤنگا میرا ایمان قائم ہی شہناز بولا مین تمام خداپرستون کو مارونگا اور آپ کو ملک سائل
مین لیجلکر تخت خداوندی پر بٹھاؤنگا اُسدن تو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنے اپنے مقام پر آ کر مقیم ہوئے
شب کو بعد فراغ آب و طعام سکندر شاہ آ کر تخت شاہی پر متمکن ہوا لقا تخت خداوندی پر بیٹھا شہناز
جادو بھی آیا لگا جام چلنے ناچ ہونے لگا جب نشۂ شراب تیز ہوا شہناز پکارا کہ بجے طبل جنگ کل نبرد ہون
اور یہ خدا پرست ہین اُسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران کو پہونچائی فرمایا

کہ رضینا بقضاء اللہ ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی نوازش مین آئے اُسی وقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا
صدا نقارے کی گونجی لشکر مین تیاری ہونے لگی کہ عمرو نے خدمت حمزہ صاحبقران مین آکر عرض کی یا امیر کل
سامنا ہی شہناز جادو کا اسی کے نام پر طبل بجا ہی بہتر ہی کہ آپ اسم اعظم پڑھکر ایک حصار گرد لشکر اسلام کے
کھینچ دیجیے امیر با توقیر نے عرض عمرو کی قبول کی اور فرمایا بہتر اسی وقت سقون کو طلب کیا آپ اشقر پر سوار ہوئے
عمرو بھی ساتھ ہوا آپ حد لشکر پر تشریف لائے اور نیزے سے خط دیتے ہوئے روانہ ہوئے اور سقے اُس لکیر پر پانی
ڈالتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ ایک مقام پر پہونچے دیکھا امیر نے کہ کچھ سوار الگ لشکر سے کسی قدر فاصلے پر پڑے ہوئے
ہین فرمایا کہ جاؤ اور اُنسے کہو کہ آکر لشکر سے ملحق ہو جائین مین اُن سب کو بھی احاطۂ اسم اعظم مین لے لون کہ شر کفار اور
سحر ساحران غدار سے محفوظ رہین عمرو تو بموجب فرمان صاحبقران والاشان یہ حکم لیکر اس طرف روانہ ہوا اب رات
بہت کم باقی رہگئی ہی امیر با توقیر اسطرح حد کھینچتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ دور سے ایک شتر سوار پیدا ہوا اور آتے آتے جب
قریب امیر کے پہونچا دیکھا امیر نے کہ ایک بادشاہ چاک گریبان با حالت پریشان چلا آتا ہی آکر بوسے چیخنے لگا کہ
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کس بیکسان فریادرس غریبان یعنے امیر حمزہ صاحبقران کہان ہین اور اُسکے بعد اور بہت سی
تعریفین امیر کی کین امیر نے فرمایا کہ ای بھائی تیرا آنا کہان سے ہوا اور مذہب تیرا کیا ہی عرض کی اُسنے کہ مین
فرعون پرست ہون کوہ علقا کا ایک بیٹا میرا نور نظر ہی کہ اسکو سانپ نے کاٹا ہی سارے جوگی اور درویش جمع ہین
لیکن کسی سے اچھا نہین ہوتا اُسوقت ایک درویش نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل ملے تو یہ فوراً اچھا ہو جائے جب مین نے
اُس سے پوچھا حفظ ہیکل کہان ہی اور کسکے پاس ہی تو اُسنے بتلایا کہ حمزہ صاحبقران عالیشان کے پاس ہی امیر نے
فرمایا کہ وہ عبد ذلیل رب جلیل مین ہی ہون اور حفظ ہیکل بھی میرے پاس ہی لیکن تو اگر خدا پرست ہو جائے تو یہ
حاضر ہی اسنے کہا کہ بدل و جان مجھکو منظور ہی یہ کہکر مرکب سے کود پڑا اور قدمبوس ہوا امیر نے حفظ ہیکل کو اُتار کر اسکو دیا
اُسنے مجرا کیا اور چند پھول امیر کے پیشکش کیے امیر نے فرمایا کہ پھول میری جانب سے اپنے فرزند کو دینا اور خدا پرست
کرکے اور حفظ ہیکل لیکر آنا ای بھائی یہ حفظ ہیکل گویا جان ہی حمزہ کی خدا کے نام پر میرا جان و مال سب حاضر ہی اُسنے
عرض کیا ای امیر انشاء اللہ بہت جلد مع اپنے فرزند و رفقا کے ہیکل لیکر حاضر خدمت ہونگا یہ کہکر اور سلام کرکے امیر کو چلا
پیٹھ موڑکر اُن پھولون کو ایک شیشے مین ڈالکر اور منھ اسکا انگشت رسے زمین پر بند کر لیا بس اُسنے شیشے کے منھ کو بند کیا اور
ادھر صاحبقران نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر پشت مرکب سے زمین پر آئے ادھر یہ سب سقے بدحواس قریب امیر
کے آئے اور حال صاحبقران دیکھکر عمرو کو چلائے کہ خواجہ جلد آؤ ذرا دیکھو تو یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو چلا ہی آتا
تھا مگر اس آواز کو سنکر اور جلد دوڑا آکر دیکھا تو حال امیر کا ابتر پایا آنکھین پھری ہوئین رنگ متغیر آثار مرگ چہرے پر
ظاہر آمد و شد نفس سے معلوم ہوتا ہی کہ زندہ ہین ورنہ نبضین بھی ساقط ہین پوچھا عمرو نے اُن سقون سے کہ یکایک
یہ امیر کو کیا ہوا اُنھون نے بیان کیا کہ ایک شتر سوار صحرا کی طرف سے آکر حفظ ہیکل صاحبقران سے مانگ کر لیگیا بس
اُدھر وہ چلا تھا کہ ادھر امیر غش کھاکر پشت مرکب سے زمین پر گر پڑے عمرو پکارا کہ غضب ہو گیا ضرور وہ کوئی ساحر تھا
اور ایک نعرہ ہائے کا مارکر پہلو مین صاحبقران کے گر پڑا اور یہ سقے خبر لیکر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اب تاریکی شب کی
برطرف ہوتی جاتی ہی اور آثار صبح کے نمایان ہوتے ہین لیکن اب حال بیان کیا جاتا ہی اُس شتر سوار کا کہ وہ حفظ ہیکل امیر
کی لیکر طرف لشکر کفار کے روانہ ہوا ہی ادھر صفین لشکر کی آراستہ ہو چکی ہین شہناز جادو اور سکندر شاہ آگے لشکر
کے کھڑے ہین کہ یہ جاکر پہونچا بس اسکو دیکھتے ہی شہناز اپنے اژدر آتش فشان سے کود پڑا اور بطور کفار سلام کیا اُسنے

کہاکہ ای شہناز کہدینا سکندر شاہ سے کہ نامہ تیرا پہونچا اور دلنواز جادو آکر اپنا کام کرکے چلا گیا اور ای شہناز جادو مین حفظ ہیکل حمزہ کی لیکر حمزہ کو بیکار کیے جاتا ہون اب جسطرح تیرا جی چاہے حمزہ کا کام تمام کر یہ کہکر راہی ہوا شہناز جادو اُسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا رہا جب وہ چلا گیا شہناز جادو نے سکندر شاہ سے کہا کہ یہ دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب تھا جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا دلنواز تو اُدھر روانہ ہوا اُدھر سقے خبر لیکر امیر ماتقیر کی خدمت شاہی مین حاضر ہوئے اور با حال پریشان آکر تمام واقعہ جو کچھ کہ امیر پر گذرا تھا عرض کیا بادشاہ اسلام نے تاج سر سے پھینک دیا اور مع سرداران لشکر اسلام اور فرزندان امیر عالیمقام روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہوئے ہین آثار مرگ ظاہر ہین رنگ چہرے کا متغیر ہی فرزندان امیر نے خاک اُڑانا شروع کیا گرد امیر کے سب جمع ہوئے عمرو سے لپٹ کر کہتے ہین کہ خواجہ یہ صاحبقران کو کیا ہوا عمرو امیر سے لپٹا ہوا پکار رہا ہی کہ ای بندہ نواز عمرو ای تاج لشکر ظفر اثر ای شمع سبستان صاحبقرانی ای گل گلزار خلیل رحمانی ای مونس بیکسان ای یاور غریبان اس سفر مین اپنے عمرو کو ہمراہ نہ لیا کبھی ایسا نہین ہوا کہ مجھکو آپ نے ساتھ نہ لیا ہو ہر مقام پر مین ساتھ رہا امیدوار ہون کہ جلد مجھے طلب فرمائیے جلد اس خدمتگار کو پاس بلائیے عمرو بعد آپ کے ایک لمحہ نہ جیگا یہ کہتا ہی اور روتا ہی بادشاہ اسلام خاک پر لوٹ رہے ہین تمام دن یہی حال رہا قریب شام کفار تو خوش و خرم اپنے خیمون مین پھر گئے ادھر سرداران اسلام امیر کو میدان مین سے اُٹھا کر لائے اور پلنگ پر ڈالدیا اب تمام خواتین منظمہ کل آئین قیامت برپا ہوئی بادشاہ اسلام نے خواجہ زادون کو بلوایا اُنھون نے رمل مین حال دریافت کرکے عرض کیا کہ قران صعب امیر اور تمام حاضرین لشکر پر آیا ہی مگر مآل بخیر معلوم ہوتا ہی حضور خاطر جمع رکھین اگرچہ اہل اسلام بہت سے صدمے اُٹھاینگے لیکن انجام کار فتح پائینگے بس خواجہ زادون کو خلعت اور توڑے اشرفیون کے دیکر رخصت کیا مگر اُسطرف جو کفار پھر کر داخل بارگاہ ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی جام گلفام گردش مین آیا شہناز نے سکندر شاہ سے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے کل نکلکر میدان مین خدا پرستون کا کام تمام کرونگا اسی وقت طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت بادشاہی مین آئے اور عرض کیا کہ طبل جنگ بجا ہی کل شہناز جادو میدان مین آئیگا شاہ نے کہا کہ ہم آمادۂ مرگ دہیائے قضا مین یہان بھی طبل جنگ بجے ہم خود چاہتے ہین کہ ہمارا جلد خاتمہ ہو جائے بعد ایسے آقا کے جینے کو دل نہین چاہتا القصہ رات بھر طبل جنگ بجا صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے شہناز جادو اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا مرکب سے اترا چوکہ موم کا تیار کرکے اُسمین بٹھا نہایا ٹیکا سندور کا ماتھے پر دیا تھال مین سب اسباب سحر رکھا ہوا تھا اُسمین سے ماش کا آٹا لیکر ایک مونڈھا بنایا اور ایک نازنین موم کی بنا کر اُسپر بٹھائی اور اسم سحر پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ مونڈھا مع نازنین زمین مین دھنس گیا بعد اُسکے ایک مرکب اور ایک سوار موم کا بنا کر روئی کے پہل پر اُسے رکھکر اسم سحر پڑھا کہ وہ روئی کا پہل مع راکب و مرکب اُڑکر ابر سفید بنکر آسمان پر قائم ہوگیا اور زمین پر دو برج بنکر تیار ہوگئے ایک برج پر نازنین سرخ پوش دوسرے برج پر ایک نازنین سبز پوش بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ ابر سفید رنگ جو آسمان پر قائم تھا اُسمین سے صدائے رعد بلند ہوئی وہ ابر شق ہوا اور ایک سوار بادلہ پوش پیدا ہوا اور میدان مین مرکب کو جولان کیا اور بعد لمحہ بھر کے مرکب روک کر مبارزطلبی کی دست چپ کی طرف سے شاہزادہ خاور سپاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری مرکب اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا رخصت میدان چاہی فرمایا ای قاسم تمنے رنگ تو لڑائی کا دیکھ لیا ہوتا عرض کیا کہ شہنا

رنگ کیا دیکھتا دادا جان حالت جان کنی میں ہیں سامنا ساحرون کا ہو انسے عہدہ برا ہونا معلوم سبقت کرنے
مین ناموری ہو کر پہلے قاسم نے جان اپنی نثار کی فرمایا کہ اچھا جاؤ تمھین خدا کے سپرد کیا قاسم جام پی کر نا واقف
انجام مرکب پر سوار ہو کر اُس سوار کے مقابلے کو چلا کہ اُس نازنین سُرخ پوش نے آواز دی کہ قاسم شاہزادے مین تجھپر
مدت سے دلدادہ فریفتہ ہون اور تجھکو میری خبر نہین واہ معشوق ایسے ہی ہوتے ہین قاسم نے پھر کر جو اُس نازنین کو
دیکھا مائل و مبتلا ہوا اودھر مرکب جھکا کر برابر اُس نازنین کے آیا کہا کہ ای محبوب جانی اگر میری خواہان ہو تو آؤ تمھین
ساتھ لیچلون یہان میدان مین بیٹھنے سے کیا علاقہ اور ہاتھ بڑھایا کہ اُسے اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر سوار کر لے اُس
نازنین کے ہاتھ مین چوب یاقوت رنگ تھی اُسنے قاسم پر ماری کہ ارے دیکھتا ہو کہ سامنے شہناز جادو کھڑا ہی
اور تو یہ بد لحاظی کرتا ہی بس چھڑی کا قاسم پر پڑنا تھا کہ قاسم گھوڑے پر سے کودا اور دیوانہ ہو کر زیر برج یاقوت
بیٹھا سیارہ روتا ہوا مرکب کو پھیر گیا اُس سوار نے پھر مبارز طلب کیا اب کی بار بدیع الزمان کہ عاشق صاحبقران
ہی بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر میدان مین آیا کہ اُس نازنین سبز پوش نے آواز دی کہ ای بدیع الزمان
اسقدر بیمروتی پر کمر باندھی عاشق کی طرف دیکھتے بھی نہین ہان صاحب کاہیکو دیکھو گے اپنی خوبصورتی پر گھمنڈ
ہی یہ آواز سنکر بدیع الزمان نے جو پھر کر اُس نازنین کو دیکھا از خود رفتہ ہو گیا پکار کر ای جان جہان و ای
محبوبۂ جان ستان مجھے نہ معلوم تھا کہ تم مجھپر عاشق ہو آیا مین مجھے سوائے تمھارے کسی سے مطلب نہین اور گھوڑا
پھیر کر اُسی نازنین پاس آیا کہ پہلو مین اُسکے جا کر بیٹھے اُس نازنین نے چھڑی زمرد رنگ اٹھا کر بدیع الزمان
پر ماری کہ او بد لحاظ سامنے شہناز جادو کے یہ بے ادبی ادب سے بیٹھ چھڑی پڑتے ہی بدیع الزمان گریبان پھاڑ کر
دیوانہ ہو کر زیر برج زمرد بیٹھ گیا اور اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا سرداران قاسم ترک و خاوری سب آ کر
قاسم سے لپٹے کہ ای شہریار آپ نے کیا حال اپنا بنایا ہی سب دست راستی آپ کو نام رکھتے ہین کہ صاحبقران اس
حالت مین گرفتار ہین قاسم مسحور سحر جو اُس سے آکر لپٹا کپڑے پھاڑ کر دیوانہ ہو کر وہین بیٹھ گیا ادھر باختری بدیع الزمان
کو آکر سمجھانے لگے وہ بھی دیوانے ہو کر بیٹھے شام تک تمام باختری اور ترک خاوری دیوانے بن بنکر اُن برجون کے
نیچے بیٹھے اور اکثر کو وہ سوار ہاتھ کمر مین ڈالکر اُٹھا لیگیا اور اُسی ابر مین غائب ہو گیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون
لشکر وہان سے پھرے بادشاہ اسلام آکر داخل بارگاہ ہوئے صاحبقران کو اُسی حالت سکرات مین دیکھا رو دیا
کیے اور پکارا کیے کہ یا صاحبقران آج قاسم اور بدیع الزمان کو شہناز جادو نے مع اُنکے لوگون کے گرفتار کر لیا
امیر بیہوش تھے جواب کون دیتا اُدھر شہناز جادو نے پھر طبل جنگ بجوایا رات گذری صبح کو میدان مین آیا
ادھر لشکر اسلام آکر کھڑا ہوا صفین آراستہ ہوئین نقیب نہیب دے کر چلے گئے شہناز نے آسمان کی جانب
دیکھا ایک آواز اڑنے کی ہوئی ابر شق ہوا اور وہی سوار بادلہ پوش نمودار ہوا آکر میدان مین کھڑا ہوا مبارز
طلب کیا کئی سردار نکلے جو دست راستی تھا اُسے نازنین سبز پوش نے بلا کر دیوانہ بنایا جو دست چپی تھا
اُسے نازنین سرخ پوش نے طلب کر کے مسحور سحر کیا اور جو سردار طلب لشکر سے نکلا اُسے سوار بادلہ پوش اُٹھا کر
لیگیا اسی طرح چند دن کی میدان داری مین تمام سرداران لشکر اسلام گرفتار سحر ہو کر اُن برجون کے نیچے
سامنے اُن دونون نازنینون کے بیٹھے عجب تلاطم لشکر اسلام مین تھا سوائے بادشاہ اسلام اور امیر اور چند
مشیران ذی تدبیر کے کوئی باقی نہ تھا مقبل وفادار پاس سے امیر کے ایک دم جدا نہوتا تھا فرمایا بادشاہ
نے کہ کرب غازی کو در بند سہیلیہ سے بلانا چاہیے امیر کے حال پر ملال سے واقف کرنا ضرور ہی اُسی وقت پروانہ

کرب غازی کی طلب کا روانہ کیا یہان کرب غازی غسل صحت کرچکا ہی ارادہ ہی کہ نقرہ کوہ کو روانہ ہو کہ
پروانہ پہونچا حال صاحبقران سے آگاہ ہوا جلد تر کوچ بکوچ روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا تمام لشکر پریشان
نظر آیا بادشاہ اسلام کو تنہا پایا امیر کو حالت سکرات مین دیکھکر قدمون سے لپٹ کر خوب رویا اور پکارا کہ
ای آقا غلام آپ کو اس حال سے کیونکر دیکھے اور روتے روتے بیہوش ہوگیا عمرو بھی کرب کی خبر سنکر آیا کرب
کو ہوش مین لایا بادشاہ اسلام عمرو کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کیا یونہین لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا
عمرو پکارا شہریار مین موجود ہون جو ارشاد ہو اسے بجا لاؤن تمام مشیران سلطنت لیسان خواجہ بزرجمہر سب اگر
جمع ہوئے تدبیرین ہونے لگین اب خواجہ بزرگ امید بھی کرب کے ہمراہ آگئے ہین بعد بحث مباحثہ کے یہی
صلاح ہوئی کہ وہ ساحر حفظ ہیکل امیر حمزہ صاحبقران کی لیگیا ہی جبتک گرفتار نہو گا یا مارا نہ جائیگا صاحبقران
ہوش مین نہ آئینگے عمرو نے کہا کہ وہ جادوگر جانے کدھر سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا سب نے کہا کہ خواجہ اسکا دریافت
کرنا سوائے آپ کے اور کسی سے نہوگا عمرو بولا کہ میری جان بھی کام آئے تو دینے کو حاضر ہون جاتا ہون جسطرح ممکن
ہوتا ہی دریافت کرتا ہون یہ کہکر لشکر کفار کی طرف روانہ ہوا دریائے فکر مین غوطہ زن ہی کہ ای عمرو کس سے
حال دریافت کریگا بڑی دیر کے بعد خیال مین گذرا کہ بختیارک مقرر جانتا ہوگا اسی سے خوب معلوم ہوگا بس صورت
بدلکر لشکر کفار مین داخل ہوا یہان بختیارک بارگاہ سکندریہ شاہ مین بیٹھا تھا کہ اسکی رگ مادر بخطائی جنبش مین
آئی حیران ہوا کہ یہ حرامزادی بیوقوف کیون جنبش مین آئی کیا مرشد تیرے پاس آگئے ہین نام عمرو کا لیکر جو رگ پر ہاتھ
رکھا دھڑکنا رگ کا موقوف ہوگیا جان پر صدمہ ہوا کہ وا ے غضب امر شد تیری فکر مین کیون گئے ہین تو چلکر اپنے
خیمہ مین بند و بست کرکے بیٹھے دلمین یہ خیال کرکے پیٹ پکڑ کر لوٹ گیا ہاے درد ہاے درد پکارنے لگا لقا اور
سکندر شاہ نے پوچھا ارے کیا ہوا کہا کہ یہ درد کبھی کبھی میرے اٹھا کرتا ہی سکندر شاہ نے کہا کہ بید کو بلواؤ
بختیارک بولا کچھ بید کی حاجت نہین علاج اسکا مین اپنے خیمے مین جاکر آپ کرلونگا یہ کہکر بارگاہ سے باہر
آیا اپنے خچر پر سوار ہوا لوگون سے کہا کہ خبردار کوئی شخص نہ آنے پائے اور آئے تو اسے پکڑ لینا وہ بولکر آپ
ذرا اشارہ کر دیجیے گا ہم فوراً گرفتار کر لینگے کہا کہ حرامزادو جب کوئی میرے سر پر آجائیگا تو مجھسے اشارہ ہوسکیگا
ارے ملک الموت کے سامنے آواز نکل سکتی ہی تم سب بڑے حرامخور ہو سب کو برطرف کر دونگا یہ کہکر جلد
اپنے خیمے کی طرف چلا عمرو نے دیکھا کہ بختیارک جاتا ہی جلدی سے مشعلچی کی شکل بنکر دستی روشن کرکے لیکر دوڑا
برابر بختیارک کے پہونچکر اسقدر دستی بلند کی کہ قریب تھا داڑھی بختیارک کی جھلس جائے بختیارک
نے کہا او مشعلچی تو کیا اندھا ہی سوجھتا نہین تجھے کیا مجھے جلا دیگا اور بغور دیکھا کہ ارے یہ تیسیر مشعلچی کسکا عمرو
نے بائین آنکھ کا تل اسے دکھایا اب بختیارک نے پہچانا کہ یہ تو مرشد کامل ہین قریب تھا کہ جان نکل جائے
اشارے سے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یہ کمال بے ادبی ہی کہ غلام سوار حضور پیدل اشارہ کیا کہ چپکے چلے چلو
بختیارک مثل قالب بیجان چلا جاتا ہی جب اپنے خیمے کے پاس پہونچا خچر پر سے اترا عمرو سے اشارہ سے کہا
کہ آپ آگے چلیے لوگون نے کہا کہ اگر کچھ اندیشہ ہو تو کہہ دیجیے پھر آپ کہیے گا کہ عمرو آیا مجھکو لوٹ لے گیا
بختیارک نے کہا تم بڑے حرامخوار ہو عمرو کبھی جوتی مارنے مجھے نہین آتا یہ کہکر اندر چلا ایک آدھ نے کہا کہ تیرا
مشعلچی کون ہی کہا میرا باپ ہی تو کون ہی کیا میرا اتالیق ہی اور اندر خیمے کے جاکر دروازہ خیمہ کا بند کر لیا اور عمرو کو پاس
بلاکر پیرون پر گر پڑا کہ مین تو حضور کا غلام ہون ہمیشہ سے مطیع اسلام ہون عمرو بولا کہ اس بدذاتی سے باز آ قدغن

اندنون مین نہایت پریشان ہین صاحبقران کی وہ حالت ہو کہ کوڑی کوڑی کو تنگ ہین بختیارک نے کہا کہ مین نے
دو ہزار روپیے نقد رکھے ہین وہ حاضر ہین عمرو نے وہ لیے اور کپڑے پلنگ فرش لیکر نذر زنبیل کیا پھر کہا کہ ملک جی
آج ہم ایک کام کو تمھارے پاس آئے ہین اگر تمنے سچ کہا تو خیر ورنہ برب کعبہ جان سے مار ڈالونگا بختیارک نے
کہا پیرو مرشد غلام کبھی کوئی خبر حضور سے نہ چھپائیگا جو غلام کو معلوم ہوگا مفصل عرض کریگا حضور پوچھین عمرو نے کہا کہ
ملک جی سچ بتاؤ کہ یہ جادوگر جو حفظ ہیکل حمزہ کی لیگیا ہو کہان رہتا ہو کیا نام ہو اسکا بختیارک نے کہا کہ دلنواز جادو
اسکا نام ہو بادشاہ طلسم عجائب کا ہو مگر راستہ اس طلسم کا غلام کو نہین معلوم اگر مجھے مار ڈالنا آپ کو منظور ہو تو بہانہ کیا
ضرور ہو سر حاضر ہو عمرو نے کہا اگر تمھین معلوم نہین تو ممکن ہو کہ تم شہناز جادو سے معلوم کر لوگے بختیارک بولا وہ طریقہ
ارشاد ہو کہا کہ ہم خدمتگار بنکر تمھارے ساتھ چلینگے قلمدان تمھارا لیے تمھارے سر پر کھڑے رہینگے تم شہناز جادو
سے پوچھنا معلوم ہو جائیگا اُسنے کہا بہت اچھا مین موجود ہون کہا کہ پھر دیر کاہیکی ہو اُٹھو چلو بختیارک اُسی وقت
اُٹھکر باہر آیا خچر پر سوار ہوکر چلا راہ مین عمرو نے کہا کہ سُنو ملک جی تم ہو بڑے حرامخوار اگر تمنے بطور سابق نام میرا کسی
پھل وغیرہ پر لکھکر یا رقعے مین لکھکر کفار کو آگاہ کیا تو مجھسے بُرا کوئی نہین مین اپنے کو تو زندون مین شمار نہین
کرتا مگر تمھین جان سے مار ڈالونگا جیتا نہ چھوڑونگا بختیارک نے کہا اگر پیرو مرشد پہلے سے وہ رخنہ بندی کرتے ہین
کیا مقدور ہو غلام کا جو کسی طور سے نام حضور کا ظاہر کرے غرض بختیارک بارگاہ مین آکر اپنی کرسی پر بیٹھا مگر جان
بدن مین نہین ہو شہناز جادو نے دیکھا کہ رنگ بختیارک کا متغیر ہو پوچھا کہ ملک جی کیا ابھی درد نہین گیا جو چہرہ
تمھارا اداس ہو بولا کہ نہین آپ کے اقبال سے سب طرح اچھا ہون مگر ایک مقدمہ مین کمال متردد متفکر ہون
پوچھا کہ وہ کیا مقدمہ ہو کہا کہ مبادا وہ حفظ ہیکل حمزہ کے ہاتھ آجائے اور اسم اعظم حمزہ کا کھل جائے اور حمزہ ہوش مین
آئے تو غضب ہوجائیگا شہناز نے کہا کہ ملک جی یہ امر بہت مشکل ہو کون طلسم عجائب مین جائیگا اور طلسم فتح کرے
دلنواز جادو کو ماریگا یہ پوچھکر بختیارک چپ ہوا تھا کہ عمرو نے پیچھے سے ایک ٹھوکا دیا کہ ملک جی راہ تو دریافت
کرو بختیارک نے کہا کہ ای شہناز جادو خداپرستون نے بہت طلسم فتح کیے ہین اس طلسم کو بھی فتح کرینگے شہناز
جادو نے کہا کہ وہانکا راستہ ایسا ہو کہ کوئی طلسم تک نہ جاسکیگا بختیارک نے کہا کہ کیا کوئی بلا راہ مین ہو اُسنے
کہا اول تو راہ مین ایک دشت پرخار ہو اُسکے سے گذرنا دشوار ہو اور اگر اُسسے بمشکل طی بھی کیا تو پھر بیابان لالہ زار
ہو مکان ہو لالہ زار جادو کا جو کوئی نادانستہ اُس لالہ زار مین جائیگا صدا تراقے کی لالہ کے پھولون سے پیدا ہوگی
اور شعلۂ آتش نکلکر اُس شخص کو جلا دیگا اُسکے بعد درۂ نرگس زار ہو اُسمین اگر کوئی اجنبی جائیگا تو وہ پھول صدائے عجیب
دے کر آنکھون کی صورت ہو جائیگا اور اُس شخص کو دیکھتے ہی پانی کی طرح بہا دیگا اور اگر اس سے بھی گذرا اور پہونچا
طلسم عجائب مین تو لوح اُسکی معدوم ہو نہ کوئی ساحر طلسم جانتا ہو نہ بادشاہ طلسم کو معلوم ہو پھر کیونکر کوئی لوح پائیگا
اور طلسم کو فتح کریگا بختیارک نے یہ سُنکر کہا ای شہناز جادو جو ہونا تھا وہ ہو چکا جو کوئی اپنے ہاتھ سے اپنے
پاؤن میں کلھاڑی مارے اُسکا کیا علاج مثل ہو کہ خود کردہ را درمان نیست غضب کیا تمنے کہ سارا حال بیان کر دیا
حریف اس کیفیت سے آگاہ ہو گئے در و دیوار ہم گوش دارد دیدہ و دانستہ طلسم کو برباد کرایا شہناز پکارا او بیحیا
آپ ہی تو نے حال پوچھا پھر اب آپ ہی یہ باتین بناتا ہو کہ تو سہی یہ معرکہ کیا ہو بختیارک بولا یہ امر ناگفتنی ہو
عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ اب یہ حرامخور حال کھولا چاہتا ہو پھر ایک ٹھوکا دیا کہ تو نے بدذاتی پر کمر باندھی بختیارک
نے پھر کر دیکھا عمرو نے کہا بس اب چلو بختیارک درد کا بہانہ کر کے اُٹھا باہر آیا عمرو فوراً ہی لشکر اسلام ہوا

بختیارک بارگاہ مین پھر کر آیا شہناز جادو نے کہا ارے تو اتنی ہی دیر مین اچھا ہو گیا پکارا کہ میرے
ساتھ ملک الموت تھے یعنے مرشد کامل وہ سب حال سن گئے اب طلسم برباد ہوا شہناز جادو بولا کہ تو نے ہمسے
نہ کہا کہ عمرو میرے ساتھ ہی تو خود اپنے ساتھ اُسے لایا کھود کھود کر مجھسے حال پوچھا معلوم ہوا تو خدا پرستون سے
ملا ہوا ہی بختیارک نے کہا کہ مجھسے زیادہ اُنکا دشمن کون ہوگا وہ جو تمنے سُنا ہو باپ مارے کا بیر میرے تو باپ کو
اُسنے مارا ہی تو اُنکا دشمن جان تشنۂ خون ہون لیکن اگر ایسا نہ کرون تو مارا جاؤن جب مجھے یہان لایا تھا پہلے اقرار
کروا لیا تھا کہ خبردار تو نے اشارۃً کنایۃً کسی طرح میرا حال بیان کیا تو تجھے مار ہی ڈالونگا اُنکا حال لکھ کیا اپنی جان بچا
شہناز جادو بولا ہو بڑے بدذات مگر اِس سے خاطر جمع رکھو اس طلسم کی لوح نہین ہی کوئی اس طلسم کو توڑ نہ سکیگا یہان
یہ گفتگو ہی مگر عمرو جو وہان سے لشکر اسلام مین آیا تمام حال بادشاہ اسلام سے بیان کیا اور کہا کہ اب کوئی ایسا ہو کہ
جا کر طلسم فتح کرے اور حفظ ہیکل حمزہ کی لائے بادشاہ اسلام بولے مین خود جانے کو موجود ہون یہ سُنکر کرب پکارا مین
سر فروشی کو مستعد ہون عمرو نے کہا خواجہ زادون کو بلایئے جسکے نام پر طلسم کشائی نکلے وہ جائے اور یون
جائیگا تو گرفتار طلسم ہو جائیگا اُسی وقت خواجہ بزرگ اُمید وغیرہ کو بلایا اُنھون نے رمل مین ملاحظہ کرکے عرض
کیا کہ وہ شخص جائے جسے عیاری مین بھی دخل ہو اور زور و قوت مین اگر برابر نہین تو قریب صاحبقران
کے ہو عمرو پکارا کہ یہ صفتین سوائے کرب غازی کے اور کسی مین نہین کرب پکارا کہ مین جاؤنگا سعادت ہی
میری اور اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کرب کو اپنے خیمہ مین لایا اور کہا ای کرب تو میرا فرزند مشہور ہی جہان عیاری کا کام
آپڑے وہان پہلو تہی کو دخل نہ دینا اور رنگ و روغن عیاری بنا کر کیسے مین بھر دیے کرب رخصت ہونے کو
امیر کے پاس آیا امیر کو اُسی حالت سکرات مین پایا کرب آنکھون کو تلوون سے ملنے لگا پکارا کہ ای آقا اب مجھے
رخصت کیجیے مین جاتا ہون حفظ ہیکل لینے اور رو کر اپنے مولا غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو یاد کیا
اسوقت امیر معجزے سے شاہ ولایت کے ہوش مین آئے کرب قدمون سے لپٹا ہوا تھا امیر نے اُسے گلے سے لگایا
اور فرمایا کہ ای کرب مین نے تجھے سپرد کیا تیرے مولا کو وہی نگہبان ہین یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئے شام ہو چکی تھی
قصد کیا تھا کہ شب بسر کرکے صبح کو جائے مگر خواجہ زادون نے فرمایا کہ آج جانے کا دن بہت خوب ہی عمرو نے
کرب سے کہا کہ آج یا تراب کرنا ضرور ہی آج تمھین بختیارک کے گھر مین لیجا کر رکھین صبح کو طلسم کا راستہ لینا کرب نے
کہا ای پدر بزرگوار لشکر دشمن مین جانا مُنھ مین اژدہے کے جانا ہی کہا کہ بیٹا یہی جرأت ہی کہ حریف کو آگاہ کرکے
کرب بولا مین آپ کے کہنے سے باہر نہین چلیے اور سیاہ دوشالے کا جھمٹ مار کر مرکب پر سوار ہو کر روانہ ہوا
یہان بختیارک کی رگ مادرخطائی پھر جنبش مین آئی اور اُسے معلوم ہوا کہ مرشد تیرے پاس آتے ہین لقا اور
شہناز وغیرہ کی آنکھ بچا کر باہر نکلا چلا تھا اپنے خیمے کو کہ عمرو چوبالے سے سر باہر نکالکر پکارا کہ ذرا یہ عرضی
ملاحظہ فرمائیے اُسکو لیکر جو پڑھا لکھا تھا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری کچھ کام کے واسطے تمھارے پاس آیا ہون
بس یہ خنجر پرسے کو دیڑا کہ آپ بعد مدت تشریف فرما ہوئے آنکھین ترس گئین آپکے دیکھنے کو خواجے بھی چوبالے
سے نکلکر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہارون سے کہا کہ چوبالہ لیجاؤ بختیارک اپنے خیمے مین لایا دیکھا کہ پیچھے ایک سیاہ پوش
چلے آتے ہین عرض کیا کہ یہ کون ہین کہا کہ کرب دلاور بختیارک کا رنگ اُڑ گیا عرض کیا کہ حضور غلام کو کافی تھے انکو میرے
ذبح کرنے کو کیون لائے عمرو بولا کہ کرب طلسم عجائب کے توڑنے کو جاتا ہو آپ کچھ خطرہ اپنے دل مین نہ لائیے اب بختیارک
کے تن مین جان آئی کرب کی دعوت کا سامان کیا بخوبی پیش آیا مگر مارے دہشت کے رات بھر نہین سویا کرب و قا لفتح و سراج

سر پر موجود تھے پہر رات پچھلی باقی تھی کہ عمرو نے کرب سے کہا سوار ہو اور بختیارک سے خطاب کیا کہ چلیے آپ بھی چلکر بیابان خارستان تک انکو پہونچا آیئے بختیارک نے کہا کہ اگر میرے قتل کا ارادہ ہی تو یہین یہین موجود ہون عمرو نے خنجر ہاتھ مین لیا اور کہا کہ او حرامخور وہم کیا تیرے دشمن ہین بختیارک کانپ کر زمین پر گر پڑا اور پکارا کہ آپ دشمن ہونگے تو دوست کون ہوگا عمرو بولا کچھ ضرورت ہی اسواسطے مین تجھین لیے جاتا ہون بختیارک ساتھ ہوا عمرو سر حد تک بیابان کے لایا کرب کو رخصت کیا کرب تبر سے خارستان کاٹتا ہوا روانہ ہوا عمرو نے بختیارک کو بالکل برہنہ کیا درخت سے باندھ دیا اور کہا خبردار افشاے راز نہ کرنا نہین تو مار ہی ڈالونگا اور بالفعل سیر بیابان کی کرو بختیارک بلبلایا کہ مجھکو آپ یہان کیون چھوڑے جاتے ہین کوئی جانور درندہ مجھے پھاڑ کر کھا جائیگا کہا کہ کوئی تیرے پاس نہ آئیگا خاطر جمع رکھ اور چند زنگ اسکے گلے مین باندھ دیے کہ جب کوئی جانور تیرے پاس آئیگا تو اپنی گردن ہلانا وہ بھاگ جائیگا عمرو تو یہ کہکر چلا گیا پانچ چار گھڑی رات عجب عذاب سے اُسپر بسر ہوئی صبح کو ہر آیند و روند سے کہتا تھا کہ مین درخت سے بندھا ہون ایک ظالم مجھے باندھکر چلا گیا کسی نے نہ سُنا کہ بکتا کیا ہی اُدھر صبح کو خیمے مین بختیارک کی ڈھنڈھیا پڑی خدمتگارون نے تمام خیمہ چھان مارا مگر کہین پتا نہ پایا آخر کار یہ صلاح ہوئی کہ دو دو چار چار آدمی چارون طرف ڈھونڈھنے جائین قضائے کار دو چار خدمتگار تلاش کرتے ہوئے وہان بھی پہونچے اسے درخت سے کھلوایا بختیارک نے کہا کیون حرامزادو یہ حال میرا عمرو کے ہاتھون کروایا سبھون نے کہا یہ تو عمرو ہم کیا کرین بغیر آپکی اجازت ہم کسی پر ہاتھ نہین ڈال سکتے بختیارک نے کہا کہ اگر مین بتاتا میری جان جاتی اور کمتے اسکا بال بیکا نہو سکتا غرض اسی طرح برہنہ لقا پاس آیا اسکندر شاہ نے کہا کہ یہ کیا حال تو نے بنایا اُسنے تمام کیفیت بیان کی شہنشاہ بولا کہ رات بھر عمرو تیرے گھر مین رہا اور تو نے ہمکو خبر نہ کی بختیارک نے کہا کہ جان اپنی کھوتا کو آپکو خبر ہوتی دوسرے یہ کہ انکے جنگل سے نجات کیونکر پاتا اے شہنشاہ جلد خاتمہ لشکر اسلام کا کرو ورنہ حمزہ ہوش مین آیا تو پھر کچھ نہوگا اُسنے کہا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن اُدھر عمرو بن امیہ ضمری کرب کو رخصت کر کے داخل لشکر اسلام ہوا بادشاہ اسلام سے تمام حال بیان کیا فرمایا خواجہ یہ تو سب کچھ ہوا مگر مثل ہی کہ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک کرب غازی طلسم فتح کرے حفظ ہیکل حمزہ صاحبقران کی لائے جبتک شہنشاہ جادو کا سلوک چھوڑے خاتمہ لشکر کا ہو جائیگا ایک آدھ روز مین جو سردار باقی ہین وہ بھی گرفتار ہو جائینگے بعد انکے ہم پر نوبت آجائیگی اسکی تدبیر کرنا ضرور ہی یہی باتین تھین کہ خبر ہرکارون نے دی کہ آج سکندر شاہ نے شہنشاہ جادو کی دعوت کی ہی بڑی تیاری ہی عمرو نے خدمت بادشاہی مین عرض کیا کہ شہر غلام جاتا ہی اگر بن پڑتا ہی تو شہنشاہ کو لاتا ہی چالاک نے عرض کیا کہ بابا جان مین بھی آپکے ساتھ چلون کہا کہ بھئی ہمسے الگ جاؤ ساتھ چلنا مناسب نہین ہی چالاک بولا بہت اچھا اور ایک طرف کو روانہ ہوا مگر عمرو بن امیہ ضمری صورت بدلکر داخل لشکر کفار ہوا دیکھا کہ لقا اور سکندر شاہ شہنشاہ جادو کو ساتھ لیے ہوئے شہر سکندریہ مین داخل ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہر گلی کوچہ مین خلائق کا ہجوم عام ہی دکانون کے ستون رنگین ہین سائبانون پر تاش بادلہ و کمخواب کے تھان بچھے ہوئے ہین سکندر شاہ خود عصا ہاتھ مین لیے ہوئے آگے آگے سواری کے اہتمام کرتا جاتا ہی شہنشاہ جادو آدمی نہایت حسین ہی نیمجوا زرنگار پہنے ہوئے کمر بند مرصع کا رکمر سے باندھے ہوئے تاج مرصع سر پر رکھے ہوئے عطر ملے ہوئے چلا آتا ہی گرد ہجوم ساحرون کا ہی آتے آتے دیوان خاص مین پہونچا وہان سکندر شاہ نے سائبان تمامی اور زر بفت کے دلوائے ہین مسند تمامی کی بچھوائی ہی ارباب نشاط حاضر ہین شام ہو چکی ہی عمرو تو صورت ایک فراش کی بنکر ایک طرف

کھڑا ہو رہا شہناز جادو مسند پر آ کر بیٹھا ایک طرف لقا و سکندر شاہ و بختیارک وغیرہ بیٹھے ناچ ہونے لگا
جام شراب گردش مین آیا قضائے کار اتفاقات روزگار ایک طرف محلسرا ہی سکندر شاہ کی اُسکے کوٹھے پر ایک
قصر بنا ہوا ہی اُسمین چلمنین پڑی ہوئی ہین شہناز جادو نے دیکھا کہ تیلیان اُن چلمنون کی مانند خطوط شعاع آفتاب
کے روشن ہین اور وہ برج برج آفتاب معلوم ہوتا ہی ایک لو نور کی اُسمین سے اُٹھ رہی ہی اور وجہ اُسکی یہ ہی کہ یہان
بیٹی سکندر شاہ کی زلف آرا بانو بیٹھی ہوئی ہی اُسکے آفتاب جمال کی روشنی پھیلی ہوئی ہی لیکن صورت یہ ہی کہ وہ
شہناز جادو پر عاشق ہوئی ہی شہناز کی طرف دیکھ رہی ہی شہناز کی نگاہ جو اُدھر پڑی اور ایک نازنین مہ جبین
کو جلوہ گر پایا بس ایسا تیر عشق کھایا کہ جگر مشبک ہو گیا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کلیجا تھام لیا عمرو یہ تماشا دیکھ رہا تھا
کہ وہ نازنین اُسپر مائل و مبتلا معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی بہزار جان شیدا ہوا ناگاہ اُس نازنین نے رومال اوپر سے
پھینکا کہ اُسمین بٹوا زربفت کا تھا اور اُسکے بٹوے مین کچھ چکنی ڈلیان الائچیان تھین اور ایک رقعہ اُسکے ساتھ تھا
شہناز نے تو اُسے رومال پھینکتے ہوئے نہین دیکھا مگر عمرو دیکھ رہا تھا چپکے چپکے جا کر اُسے اُٹھا لیا اور شہناز کو
لا کر دیا اُسنے کہا یہ کیا ہی کہا غلام کو نہین معلوم لیکن قصر پر سے کسی نے یہ پھینکا ہی شہناز نے پوچھا آپ سے گرا ہی
یا کسی نے پھینکا ہی کہا کہ پیر و مرشد حضور کو دکھا کر کسی نے پھینکا حضور نے خیال نہین کیا شہناز نے جو رومال
لیکر کھولا بٹوہ دیکھا عطر سے بسا ہوا تھا اور ایک رقعہ اُسمین تھا پوچھا کہ تو کسکا آدمی ہی کہا کہ حضور کے نئے
نوکرون مین ہون شہناز اپنے دل مین خوش ہوا بٹوا کھولکر ڈلی الائچی کھائی کہا کہ شمع اُٹھا لا وہ اُٹھا لایا پوچھا
کہ تو کچھ پڑھا ہی کہا کہ جی الف کو لٹھا اور بے کو بلبینڈی جانتا ہون شہناز ہنسا کہ تو بڑا مسخرہ ہی اور رقعہ کھولکر پڑھا
عمرو نے دیکھا کہ اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اے شہناز جس روز سے کہ تم شہناز کوہ سے یہان آئے ہو اور ہمنے تمھین
دیکھا ہی ہم دلدادہ و فریفتہ ہوئے ہین اور تمکو ہماری خبر بالکل نہین ہی سبحان اللہ معشوق ایسے ہی جفا کار ہوتے
ہین اچھا جو چاہو وہ جفا کرو مگر کبھی تو رحم بھی کیا کرو یہی چاہتے ہو کہ تمھارے فراق مین گھل گھلکر مر جائین بہت بہتر
خون ہمارا تمھاری گردن پر ہوگا اتنی آرزو ہی کہ ایک مرتبہ تمھین بٹھا کر اپنا درد دل سنا لین بعد اُسکے مر جائین شعر
نکلجائے دم تیرے قدمون کے نیچے ✣ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی ✣ اور تم صاحب اختیار ہو جسطرح چاہو
ملاقات کی صورت نکالو ہم بالکل مجبور ہین اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اگر جلد تمنے ملاقات کی صورت نکالی تو بہتر ورنہ
دو ایک روز کے ہم اور مہمان ہین یہ مضمون پڑھکر شہناز غمگین ہو گیا اور عمرو نے بھی سب مضمون رقعہ کا پڑھا اپنے
دل مین کہا کہ اب لیا اسے جاتا کہان ہی مگر شہناز نے رقعہ پڑھکر سر اُٹھا کر قصر کی طرف دیکھا ملکہ نے چلمن اُٹھا دی
شہناز نے اب بخوبی اُس نازنین کی طرف دیکھا کہ صورت حور کی تھی دونون زلفین رخسارون پر چھوٹی ہوئی تھین
مینڈیان موتیون کی گندھی ہوئی تھین بس شہناز بیتاب ہو گیا اُسطرف چلمن پڑ گئی اُدھر شہناز کی آنکھون پر
پردے پڑ گئے بیقرار ہو کر اُٹھا عمرو نے ملکہ سے اشارہ کیا کہ مین دروازے کی طرف آتا ہون مجھے کچھ کہنا ہی ملکہ
دروازے کی طرف روانہ ہوئی عمرو بھی اُسی طرف چلا لیکن سکندر شاہ نے شہناز سے پوچھا کہ خیر باشد آپ
کیون اُٹھے کہا کہ مین عیار حمزہ سے خائف ہون اپنے خیمے مین جاؤنگا وہان خوب بند و بست ہی غیر شخص کوئی
وہان نہ آسکیگا بختیارک نے کہا آپ بجا فرماتے ہین مگر کھانا تو نوش فرما لیجیے بعد اسکے تشریف لیجائیے گا غرض
دسترخوان بچھا کھانا انواع انواع طرح کا لا کر سامنے لگا یا گیا شہناز نے بسبب جلدی کے کچھ کھایا کچھ نہ کھایا دل
مین خیال بندھا ہوا تھا کہ حیف ایسی معشوق مجھپر عاشق ہو اور مجھے خبر نہو اگر ہوتی تو ابتک وصل سے شاد ہوتے اب چلکر

جلد اُسے اپنے پاس بُلا بھیجے اور آرزوے دلی اپنی نکالیے جلدی سے ہاتھ دھو کر اُٹھا سوار ہو کر اپنے خیمے مین گیا
اِدھر عمرو نے جو ملکہ سے اشارہ کیا تھا کہ مجھے کچھ کہنا ہی اور ملکہ نے اشارے سے کہا تھا کہ ادھر دروازے پر آؤ
عمرو اُدھر کو روانہ ہوا ملکہ خوشی خوشی قصر سے نیچے اُتری ساتھ والیون نے کہا کہ ملکہ مبارک ہو مدت سے آپ اسیر
عاشق تھین آج تو جواب سوال وصل کا درمیان مین آیا رنج مین تو ہم شریک تھے اب خوشی کی خبر بھی تو سُنائیے
کہا کہ رنڈیو تم خیلہ ہو گئی ہو ابھی مفصل حال مجھکو معلوم نہین ابھی مین تمسے کیا کہون اور تم تو میری محرم راز ہو
دمساز ہو جو امر ہوگا تمسے پوشیدہ نہ رہیگا یہانتک کہ زیر قصر آئی محلدار سے کہا کہ دیکھ تو کوئی آدمی شہناز کا آیا
ہی تو اُسے اندر ڈیوڑھی کے بلا کر مجھے خبر دے وہ وہان سے باہر آئی یہان عمرو دروازے پر موجود تھا کہ محلدار نے دیکھا
کہ ایک شخص اجنبی کھڑا ہوا ہی عقل سے دریافت کیا کہ یہی شہناز جادو کا فرستادہ ہی بُلا کر پوچھا کہ تم کون ہو کہا
کہ بندۂ خدا وہ بولی کہ کیا شہناز جادو کے آدمی ہو یہ بولا کہ ہان کہا کہ ہمارے پاس آؤ اور ہاتھ پکڑ کر پردے
کے پاس لائی کہ جہان کوئی نامحرم نہ جاسکتا تھا اور سب کو علیحدہ کر کے پردے کے پاس عمرو کو کھڑا کیا اور جا کر ملکہ سے
کہا کہ وہ آدمی آیا ہی پردے پاس کھڑا ہی ملکہ خرم و شادان دوڑی اکیلی پردے کے پاس آ کر کھڑی ہوئی ادھر عمرو
اکیلا کھڑا ہوا تھا ملکہ جانتی تھی کہ یہ شہناز کا محرم راز ہی پوچھا کہ کیا شہناز جادو نے پیغام بھیجا ہی عمرو نے کہا ملکہ آپ
تنہا ہون تو عرض کرون بولی مین تنہا ہون کوئی میرے پاس نہین ہی جو کچھ کہنا ہو وہ کہو عمرو نے ایک چلغنی ڈبی عطر
مین بسی ہوئی دانت سے کتری ہوئی ملکہ کو دی کہ یہ شہناز جادو نے اپنے دانت سے جوٹھی کر کے بھیجی ہی اور قسم
دی ہی کہ ملکہ تمھین ہماری جان کی قسم کھا لینا اور کہا ہی کہ اے ملکہ تم خاطر جمع رکھو مجکو اتبک حال معلوم نہ تھا مین آج
تمھین ضرور بلاؤنگا ملکہ یہ سُنکر بہت خوش ہوئی اُس ڈبی کو کھا لیا کھاتے ہی بیہوشی طاری ہوئی جھوم کر چلی تھی
کہ عمرو نے اُسے ہاتھون ہاتھ لیا اور اُٹھا کر زنبیل کیا اور آپ ملکہ کی صورت بنکر مسکراتا ہوا اندر آیا مصاحبون
نے سلام کیا پوچھا کہ بلائین ہمین بھی خوشخبری سُنائیے ملکہ بولی وہ آدمی شہناز کا نہ تھا کوئی اور آدمی تھا سبھون نے کہا
بلائین آپ مالک ہین رنج و صدمے اُٹھانے کو ہم تھے خوشی مین ہمین خبر بھی نہین شاید آپ کو یہ گمان ہی کہ ہم
غمازی کرینگے جو آپ ہمسے چھپاتی ہین بلائین یہ گمان آپ کو ناحق ہی مگر معلوم ہوا کہ خوشخبری سُننا ہماری قسمت مین
نہین ہی ملکہ ہنس پڑی اور کہا کہ آج وصل کا وعدہ ہوا ہی یہی باتین کرتی ہوئی بالاے بام آئی فرش بچھوایا سہری
پر زیر شامیانہ سوئی لیکن اسطرف شہناز جادو اپنے خیمے مین آیا سب ساحرون کو رخصت کیا چار ساحر ہمراز جو
اُسکے تھے کہ ایک کا نام سیماب جادو دوسرے کا نام مضراب جادو تیسرے کا نام عقاب جادو چوتھے کا نام
طیران جادو ہی یہ چارون پاس آ کر بیٹھے لیکن صورت شہناز جادو کی دیکھ رہے ہین کہ آج کچھ شہناز کی عجب
کیفیت ہی بیتاب و بیقرار ہی چہرہ متغیر ہی جیسے کوئی کسی پر عاشق ہوتا ہی پوچھا کہ آج آپ کا حال کچھ اور دیکھتے ہین
جیسے کوئی کسی پر فریفتہ ہوتا ہی بس یہ سُنتے ہی شہناز جادو رونے لگا آہ کھینچکر کہا کہ صاحبو کیا کہون جو مجھپر گذری
ہی کس سے حال اپنا بیان کرون اُن چارون نے کہا کہ ہم آپ کے غلام ہین جسپر آپکا دل آیا ہو گا اگر وہ آسمان پر
ہوگا تو اُسے لا دینگے شہناز بولا مین جانتا ہون تم ایسے ہی رفیق جانثار ہو اور یہ کہکر اپنا حال بیان کیا اور کہا کہ
وہ مدت سے مجھپر عاشق ہی مجھکو معلوم نہ تھا اب وہ منتظر ہوگی تم جا کر مع پلنگ اُسکو اُٹھا لاؤ مین تیاری شب ماہ
کی کرتا ہون یہ سُنکر چارون جادوگر روانہ ہوئے یہان عمرو ملکہ کی صورت بنا ہوا پلنگ پر پڑا ہوا تھا آسمان کیطرف
دیکھ رہا تھا کہ چار عقاب اُڑتے ہوئے پیدا ہوئے آسمان پر ٹھہر کر اُنھون نے دیکھنا شروع کیا ملکہ کو دیکھا کہ مگر بے

کہ نیچے پلنگ پر سوتی ہو وہین سے کندھے دبا کر گرے اور پلنگ کو اُٹھا کر لے اڑے لئے ہوئے سامنے شہناز جادو
کے آئے پلنگ اُتارا عمرو نے اپنے کو سوتے مین ڈالدیا وہ چارون جادوگر پلنگ رکھکر چلے گئے شہناز جادو
اُٹھکر قریب پلنگ کے آیا دیکھا کہ ملکہ کا عجب عالم ہے جوانی کی نیند ہے غافل سورہی ہے دوپٹہ سینے پر سرک گیا
ہے دونون پستان مانند قبۂ نور یا گورے بلور کے کھلے ہوئے ہین کرتی سرکی ہوئی پیٹ مانند تختۂ الماس کے
نمایان پائنچے جو اوپر چڑھ آئے ہین تو دونون رانین مانند گردن حور یا مشعل نور کے معلوم ہوتی ہین بس یہ عالم
دیکھتے ہی نعوذ باللہ منہا کی حالت ہو گئی شہناز پہلے ہی عاشق ہو چکا تھا اب قریب اسکے جو یہ عالم دیکھا
بسمل ہو گیا پانون دبانے لگا کہ ملکہ بیدار ہو جائے ایسا سویرے تم سو جاتی ہو صاحب اُٹھو عمرو نے انگڑائی لیکر
دوسری طرف کی کروٹ لے لی شہناز پھر پکارا کہ صاحب اُٹھو تو دیکھو کہان آئی ہو مین نے تمھین بلوایا ہے غرض
کئی مرتبہ کے جگانے مین آنکھ کھولکر دیکھا اور جلدی سے دوپٹہ سے سینے کو چھپا لیا پائجامے کا پائنچا درست کیا شہناز
سے کہا کہ صاحب ہماری محبت سے تمنے ہمین بلایا نہین تو کاہیکو ہماری خبر لیتے شہناز نے کہا سچ ہے عاشق تمھین ہو
غرض اسباب عیش مہیا تھا شراب چلنے لگی اختلاط ہونے لگا ملکہ نے کہا کہ صاحب سچ کہو کسی اور پر بھی تم عاشق
تھے شہناز نے کہا کہ نہین جسکو جی چاہا اُسے بلوا لیا ملکہ نے کہا سچ ہے تم چاہنے کی قدر کیا جانو ہمسے پوچھو جبسے تمھین
دیکھا ہے ایک دم چین سے نہین رہے دن رات تڑپتے روتے دعائین مانگتے گذر جاتا تھا بارے خدا نے دعا
ہماری مستجاب کی کہ دعوت مین ہماری تمھاری آنکھین چار ہوئین اور تمکو حال ہمارا معلوم ہوا شہناز بولا اے
ملکہ قسم ہے مجھے اپنے دین و مذہب کی کہ مینے خوب ضبط کیا مین نے تو جس وقت سے تمھین دیکھا ہے بیقرار رہا یہانتک کہ
تمھین بلایا اب البتہ آرام آیا اور جبتک مجھے خبر نہ تھی مین مجبور تھا ملکہ تم معاف کرو کہا کہ صاحب سب تمھین معاف
ہے مگر شکر ہے کہ وہ سب غم والم مفارقت خوشی کے ساتھ مبدل ہوئے غرض خوب باہم شراب پی شہناز نے ہاتھ
نشۂ شراب مین سینہ پر ملکہ کے دوڑایا اور وفور شوق سے بیقرار ہو کر لپٹنے کا قصد کیا عمرو نے جھجک کر کہا کہ
صاحب ہوش مین آؤ مین اسکی خواہان نہین ہون اور آج شب اول ہے مین کیا کہین بھاگی جاتی ہون
شہناز بولا ملکہ تم انکار نہ کرو عمرو نے کہا کہ مین پیشاب کر آؤن پھر جو تمھین منظور ہو گا وہ کرنا یہ کہکر عمرو اٹھا
شہناز بولا مین لوٹا ساتھ لیچلون یہ کہکر اُٹھا عمرو آگے یہ پیچھے کوئی دو قدم چلا تھا کہ لوٹا شہناز سے لیکر
ملکہ جنات کی آڑ مین ہو گئی اور جلدی سے پیشاب کر کے دوسری طرف سے نکل کر مسند پر بیٹھ گئی شراب کباب
سب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا یہان شہناز نے ملکہ کو آواز دی کہ صاحب پیشاب کر چکین یا نہین
ملکہ نے آواز دی کہ صاحب کیسے پکارتے ہو مین تو یہان چلی بھی آئی شہناز دوڑا کہ ملکہ ہزار جانین میری تمھاری
اس چالاکی پر قربان ہائے اسوقت کیا عالم ہے تمھارا کہا کہ صاحب بیٹھو تو شراب تو پیو اور جام لبریز کر کے
اپنے ہاتھ سے پلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا کہ دیکھو کیا چاندنی ہے اُٹھو سیر شب ماہ تو کرین شہناز اٹھکھڑا ہوا
کہا کہ ملکہ تم یہین جلاتی ہو ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اب چلکر سیر کرکے پلنگ پر لیٹین شہناز بھی ہنستا ہوا چند قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے کہا نچہ مارا چھینک مار کر گرنے لگا عمرو نے اور ایک لات ماری کہ وہ اور بھی بیہوش ہو گیا اب عمرو
نے چھاتی پر اسکی چڑھکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اُسے ذبح کرے کہ کسی نے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیا کہ کیا کرتے ہو تم چپ
عمرو کا رنگ سفید ہو گیا تھا دیکھا تو چالاک ہے کہا اے فرزند تو کہان عرض کیا کہ حضور مین نقب زنی کر کے
یہانتک آیا تھا مگر بروقت پہونچا آپ نے غضب کیا تھا اگر اسے مار ڈالتے تو ابھی گرفتار ہو جاتے مارے جاتے

آپ سا عاقل اور اسوقت ایسی نادانی کی حرکت کرے عمرو نے کہا کہ بیٹا پھر مین کیا کرون چالاک بولا بابا جان
آپ شہناز کی صورت بنیے مجھکو ملکہ کی صورت بناکر محل مین بھیجدیجیے شہناز کو زنبیل مین قید رکھیے پھر شوق
سے سب کافرون اور ساحرون کا علاج کیجیے جب کرب دلاور طلسم فتح کرکے آئیگا اسوقت اسکا مارنا کچھ مشکل
نہوگا عمرو نے چالاک کو گلے سے لگایا اور کہا کہ اے فرزند تو جو مجھسے دعوی ہمسری کا کرتا ہی بجا ہی تو بیشک
میرا جانشین ہی چالاک نے دست ادب بستہ عرض کیا مین غلام ہون مجھے آپ سے کیا نسبت ہی عمرو نے
وہی کیا جو چالاک نے صلاح دی تھی چالاک کو انھین جادوگرون کے ساتھ محل مین بھجوا دیا اور آپ شہناز کی
صورت بنکر سو رہا صبح کو بارگاہ مین آیا لقا اور سکندر شاہ کو مجرا کیا اپنی کرسی پر آکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی ناچ
ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا بختیارک نے اٹھکر شہناز جادو کو سلام کیا اور کہا کہ آپ کو اب تیشہ اقبال خدا پرستان
مین کیا تامل ہی کہا کہ ملک جی میرے پاس شہنواز جادو کا پیغام آیا ہی کہ مین اگر تمھارے شریک ہوتا ہون تم ملکر خدا پرستون
کا کام تمام کرینگے مین اسکا انتظار کر رہا ہون وہ آیا اور خدا پرستون کو مارا تم گھبراؤ نہین وہ صبح و شام مین یہان آیا
چاہتا ہی اگر ملک جی تم کہتے ہو کہ داماد حمزہ طلسم کشائی کو گیا ہی اسے طلسم مین سرگردان رہنے دو مالک طلسم دلنواز
یہان آیا جاتا ہی اب خدا پرستون کو تم مردہ سمجھو بختیارک جب ہو رہا عمرو کو انتظار مین کرب غازی کے چھوڑیے

اب چند کلمے داستان کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

اب سنیے کہ وہ بہادر دوران شیر ترپان تبر سے خارستان کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی صبح سے تین پہر تک درخت خار مغیلان
کاٹے پہر دن باقی تھا کہ اس خارستان سے باہر نکلا سبزہ زار دیکھا وہان سے چلا ایک پہاڑ پاس ہو نچا دیکھا کہ وہ کوہ
عجب کیفیت پر ہی انواع اقسام کے گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین ہواے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی آتی ہی
چشمہ ہاے آب مصفا جاری ہین جا در آبشار گر رہی ہی اور آگے بڑھا دیکھا کہ فرسخ در فرسخ وہ صحرا درختہاے
لالہ سے مملو ہی اور عجب کیفیت ہی اس لالہ زار کی کہ ہر پھول لالے کا یاقوت کا معلوم ہوتا ہی مگر اسکا نیلم کا ہی پتے
اسکے زمرد کے ہین مگر عمرو سے جو سنا تھا کہ تختہ لالہ زار مکان ہی لالہ زار جادو کا عقل سے معلوم کیا کہ یہی وہ مقام
ہی یہی درہ سد راہ طلسم ہی اسی وقت رنگ و روغن عیاری نکالا چہرے پر ملا صورت اپنی ایک بیمار کی بنائی کہ تمام
بدن مین آبلے تھے پیپ اور خون اسنے بہ رہا تھا اور پر کوہ کے آکر کھڑا ہوا بلندی پر سے دیکھا کہ بیچ مین لالہ زار کے
بنگلہ خس کا بنا ہوا ہی اور خس کو مقیش او تار ابریشم سے بنایا ہی اور پردے صندلی رنگ کے چہار طرف پڑے ہوئے
ہین غلام گردش بادلے کی ہی ایک پلنگ مرصع کار اسمین بچھا ہوا ہی ایک ساحر اسپر بیٹھا ہوا ہی کرب نے ایک
پتھر بہت بڑا سا پہاڑ سے اکھیڑا اور اس لالہ زار مین پھینک کر آپ لیٹ رہا پتھر کے گرنے سے ایک غل ہوا اور
شعلہ آتش نمایان ہوئے وہ لالہ زار آتش بہار ہو گیا اور اس خس کے بنگلے مین سے ایک ساحر نکلکر تمام بدن اسکا
آگ کا تھا لنگ باندھے ہوئے قشقہ پیشانی پر کھینچا ہوا ڈھونڈھتا ہوا نکلا جب برابر کرب کے آیا ٹھوکر ماری
اور پوچھا تو کون ہی یہان کیون آکر پڑا ہی صدمے سے ٹھوکر کے چند آبلے پھوٹے پیپ خون بہنے لگا اس بیمار نے
آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا او ناخدا ترس بیرحم تو کون ہی کہ مرے ہوئے کو مارتا ہی مین خواہان مرگ ہون
دعا مانگتا ہون کہ جان میری نکلجائے نہین نکلتی مردم آزاری سے تجھے کیا حاصل لالہ زار جادو نہایت نادم
و پشیمان ہوا استفسار حال کیا کہ تجھے یہان کون لایا اسنے کہا کہ جبتک روپیہ میرے پاس تھا غیر آشنا سبھی
پوچھتے تھے جب مفلس ہوا کچھ پاس نرہا اب کوئی شریک حال نہین عارضہ اسطرح کا لاحق ہی یہان اپنے کو گھسیٹتا ہوا

لاما تھا کہ کوئی جانور مجھکو کھا جائے تو اُس عذاب سے نجات پاؤں اب تک کسی نے نہین پوچھا لالہ زار جادو کو
رحم آیا ہمیں اشرفیاں کمر سے نکالکر کہا کہ لے اور جا اپنا علاج کر کرب نے کہا میرے ہاتھ کہان کہ مین لون آپ نے
رحم کھایا ہی تو میری چھاتی پر رکھدیجے لالہ زار جادو جھکا کہ چھاتی پر اشرفیان رکھدے کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر
جھٹکا دیا کہ وہ مُنھ کے بھل گرا کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دم لینے کی مہلت نہ دی گلا گھونٹ کر مار ڈالا بس تمام
وہ لالہ زار آتش زار ہو گیا ایک دھوان اُٹھا کر زمانہ تیرہ و تار ہو گیا شور گیر و دار کا بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مَن لالہ زار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ لالہ زار ہی نہ وہ بنگلہ ہی میدان مین لاشہ اُس
جادوگر کا پڑا ہی کرب نے کپڑے اُسکے اُتارے اور لاش کو ایک پتھر کے نیچے دبا دیا اور اپنی صورت لالہ زار جادو کی
بنا کر روانہ ہوا برابر درہ نرگس زار کے پہونچا درہ عجب پرفضا دیکھا کہ جہانتک نظر کام کرتی ہی سوا تختہ نرگس کے
اور کچھ نہین معلوم ہوتا کٹورا اُسکا الماس کا جگر اُسکا عقیق زرد کا جو پھول زمین پر گرے ہین مانند چشم حیرت نگران
ہین کرب نے ایک پتھر اُس نرگس زار مین مارکر منھ اپنا اُدھر سے پھیر لیا آنکھین بند کر لین کہ چشم نرگس سے آنکھ دوچار
ہو چشم زخم سے محفوظ رہے مگر اُس نرگس زار مین بارہ دری نقرۂ مصقول کی تھی کہ نور کا عالم اُسپر تھا اور پردے تمامی کے
آویزان تھے اُسمین سے ایک ساحر سیاہ فام زشت رو کریہ منظر بدہیئت نکلا کہ دُھوان ناک سے کانون سے اُسکے
نکل رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دود دوزخ سے پیدا ہوا ہی ڈھونڈھتا ہوا کسی کو چلا جب تختہ نرگس سے باہر آیا دیکھا کہ
لالہ زار کھڑا ہی پوچھا کہ ای برادر تم کدھر آئے کہا کہ بھائی تمھارے دیکھنے کو جی چاہا تھا تمھارے سحر کے خوف سے
دور سے پتھر مارا تھا کہ تمکو خبر ہو جائے کہ کوئی آیا ہی کسواسطے کہ سحر ہر ایک کا آپس سے تعلق رکھتا ہی نرگس جادو نے
کہا پھر آئیے تشریف لائیے اُسنے کہا بھائی کیا کہون سُنا ہی مین نے عیار حمزہ جو کشتۂ جادوگران مشہور ہی وہ طلسم
کی طرف آتا ہی آپ خبردار رہین نرگس جادو بولا کہ بھائی پہلے تو درہ تمھارا ہی ہی تمھارے بعد مجھپر نوبت آئیگی
کہا کہ بھائی ہمتو سُنا نہ ہین اسی واسطے تمھارے پاس آئے ہین کہ آج تمسے مل لین کچھ زندگی کا اعتبار نہین ہی خدا جانے
زندہ بچین یا نہ بچین اور ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ بھائی مل تو لو اُدھر سے نرگس جادو چلا آتا ہی اُسنے بھی ہاتھ پھیلا دیے
دونون بغلگیر ہوئے کرب نے اُس سے لپٹ کر ایسا زور کیا کہ سب پسلیان اُسکی کڑک گئین وہ واصل جہنم ہوا روح پرواز
کر گئی غل و شور کی آواز بلند ہوئی دھوان اُٹھا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی چل رہی تھی پانی برس رہا تھا بیر اُسکے
حال تباہ کر رہے تھے خاک اُڑا رہے تھے بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام مَن نرگس جادو بود اب جو روشنی
ہوئی دیکھا کہ نہ وہ نرگس زار ہی نہ وہ بارہ دری ہی صاف میدان معلوم ہوتا ہی لاشہ اُس ساحر کا پڑا ہوا ہی کرب اُسکو بھی
گاڑ کر روانہ ہوا کوئی دو کوس گیا ہو گا کہ ایک تالاب عظیم معلوم ہوا اور اسکی دہنی بائین طرف دو چبوترے تھے طلائی اور
نقرئی اور کچھ درخت طلائی نقرئی چبوترے پر تھے اور دونون طرف دو کوہ طلائی اور نقرئی نظر آئے لب گردا ن
تالاب کی بلورین تھی پانی مانند سیماب کے موج مار رہا تھا اور اُس طرف تالاب کے قلعہ تھا فولاد تاب کا کہ برج اور
فصیلین اُسکی آراستہ اور پیراستہ تھین لیکن چار سو برج تھے سب پر صیقل کیا ہوا تھا جوہر اُنکا برابر تخم خیار کے چمکتا ہوا
نظر آتا تھا اور ہر برج مین ایک ایک غول نفیر طلائی ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑا ہوا تھا اور فصیلبند دروازے پر
ایک بنگلہ پڑا ہوا تھا اُسمین ایک نازنین مہ جبین مہ تمکین تخت زرنگار پر بیٹھی ہوئی تھی کرب ہاتھ مُنھ دھونے کو
تالاب پر بیٹھا ہاتھ مین پانی اُٹھایا کہ کلی کرے بمجرد پانی مین ہاتھ ڈالنے کے سب غولون نے نفیرین بجانا شروع کین
پانی تالاب کا متلاطم ہوا دونون پہاڑون سے آگ برسنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا کرب نے یہ حال دیکھکر پانی سے

ہاتھ کھینچا دور ہٹ کر کھڑا ہوا کہ ایک مرتبہ اُس تالاب کا پانی شق ہو کر ایک زورق پیدا ہوئی اُسپر ایک نازنین
نہایت حسین لباس فاخرہ پہنے ہوئے کشتی جواہر نگار پر بیٹھی چند انیس گردو جوانب مین بیٹھی ہوئی تھین کہ وہ کشتی کنارے
پر آئی چبوترے پر فرش ہو گیا وہ آکر بیٹھی کرب دیکھکر اُسکو مائل ہوا اور اُس نازنین کے سامنے ناچ گانا ہونے لگا کہ
ایک مرتبہ اُس نازنین نے کرب کو آواز دی کہ اے شہریار یہان تشریف لائیے مین آپ کی مدت سے مشتاق تھی
آرزوے دلی خدا نے پوری کی کہ آپ یہان تشریف لائے آئیے قدم رنجہ فرمائیے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دور سے آئے ہین
گرد چہرے پر پڑی ہوئی ہے آئیے مُنہ دھوئیے کنیز خدمتگذاری کو موجود ہے کرب نے جو یہ سخن نرم اور شیرین اُس لب
نازک سے سُنے عشق وہ چند ہو گیا چلا تھا اُسکے پاس کہ خیال مین گذرا اے کرب آقا تیرا عالم سکرات مین پڑا ہے شکر
مین وہ تلاطم ہے تجھکو یہان عشق و عاشقی سوجھی ہے اور یہ نازنین کیا تیری آشنا ہے یہ تمام کارخانہ طلسم کا ہے یہ پانی کے
اندر سے پیدا ہوئی ہے ایسا نہو کہ تجھے لے ڈوبے تو ساری آبرو خاک مین ملجائے اور تو گرفتار بلا ہو جائے جلد یہان سے
اور درگاہ جناب ایزدی مین رجوع کر اگر فضل اُسکا شریک حال ہوگا تو تو طلسم فتح کریگا یہ خیال اپنے دل مین
کرکے بھاگا ہر چند وہ نازنین پکاری کہ او بیمروت کہان جاتا ہے ہلو سنبل چھوڑے جاتا ہے کرب نے پلٹ کر دیکھا بھی
نہین حتے کہ وہ نازنین کشتی پر سوار ہو کر تالاب مین غائب ہو گئی کرب صحراے سبز و خرم مین پہونچا کچھ میوہ جنگل کا
کھایا چشمہ آب سے پانی پیا وضو کیا دو رکعت نماز حاجت پڑھکر دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکارا
اپنے مولا غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو کہ آکر غلام کی مدد کیجیے یہانتک کہ دعا مانگتے مانگتے صبح ہو گئی اسوقت
آنکھ کرب غازی کی لگ گئی عالم خواب مین دیکھا کہ تمام صحرا روشن ہے خوشبو چلی آتی اور جہانتک نگاہ کام کرتی
ہے سوا سوارون کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور ایک بادشاہ جلیل القدر تخت زرنگار پر سوار تاج شہریاری
بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بادشاہی سر پہ پھرتا ہوا دکھائی دیا پاس آکر کرب کے پکار اکر سلام علیک
اے کرب دلاور نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان کرب نے جواب سلام دیا اُس بادشاہ نے کہا کہ مین
فرستادہ ہون تمھارے مولا کا بیان کرو کیا مطلب ہے تمھارا کہا کہ مین آپکے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ
ہو لون تو مطلب اپنا عرض کرون کہا کہ نام میرا اسکندر ذوالقرنین ہے مین بہت بڑا بادشاہ تھا مگر اب فاتحہ کو
محتاج ہون کرب یہ سُنکر رو دیا کہا آپ بجا فرماتے ہین کہ دُنیا سراے فانی ہے سکندر نے پھر پوچھا کہ مطلب
تمھارا کیا ہے کرب نے تمام حال صاحبقران کا بیان کیا اور کہا کہ مین حفظ ہیکل لینے کو آیا ہون کہ طلسم کو فتح کرکے
بچاؤن سکندر نے کہا کہ اگر حفظ ہیکل لینے کو آئے ہو تو تمھین ملجائیگی اور اگر طلسم فتح کرنے کا ارادہ ہے تو یہ امر
بہت مشکل ہے کیونکہ لوح طلسم بادشاہ طلسم کے پاس بھی نہین ہے طلسم کشائی کا ارادہ نکرو کرب نے کہا کہ اب ایسا شخص
میری مدد کرے اور طلسم نہ فتح ہو اور مین واپس جاؤن یہ نہوگا کہا کہ اچھا کسی جگہہ غفلت نہ کرنا اور چار تعویذ دیے
کہ انھین چار کونون پر گاڑ کے بیچ مین بیٹھکر اسم سحر پڑھنا اور ایک مکتوب دیا اور چند باتین کان مین کہین کہ وقت
پر بیان کی جائینگی آنکھ کرب غازی کی کھل گئی مکان کو معطر و معنبر پایا وہ چارون تعویذ اور مکتوب اپنے پاس
دیکھکر خوش ہوا کہ خواب سچا ہے بس اُٹھکر وضو کیا نماز صبح کی پڑھی اور اُن چارون تعویذون کو چار طرف گاڑ کے
خود بیچ مین اُنکے بیٹھکر اسم پڑھنا شروع کیا کہ یکایک ایک ہوا ے تند چلی ابر پیدا ہوا اور وہ ابر شق ہوا اُسمین سے
کچھ اونٹ نمودار ہوئے کہ اُنپر اسباب بارگاہ لدا ہوا تھا فراش سوار تھے جب وہ اونٹ زمین پر آئے فراش
اُترے بارگاہ استادہ کی بعد اُسکے وہ فراش کرب غازی کی خدمت مین حاضر ہوئے سلام کیا ہاتھ باندھکر

عرض کیا کہ ہم حکم سے اپنے آقا سکندر ذوالقرنین کے آپ پاس آئے بارگاہ لائے چلکر اُسمین رونق افزا ہوجیے
کرب وہان سے اُٹھا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ چارسو ستون سونے کے مرصع کار ہین اور ایوان شاہی ہے اُسکے
آگے سائبان مقیشی کہ اُسمین جھالر بادلے کی باسلکہاے مروارید لگی ہوئی ہے فرش ولائتی قالینون کا کیا ہوا ہے
مسند مکلل بجواہر بچھی ہوئی ہے چارسو گلدستے کہ زمرد و یاقوت و الماس کے پھول اُنمین نصب ہین رکھے ہوئے ہین
کرب اس سامان کو دیکھکر بہت خوش ہوا اپنے دل مین کہا کہ یہ خیمہ بدیع الزمان کے خیمے سے کم نہین ہے خدا فضل
کرے طلسم فتح ہو تو یہ بارگاہ تیرے ہاتھ آئے بس مسند پر آکر بیٹھا مکتوب کو کھولا ایک اسم اُسمین لکھا ہوا تھا اُسے
پڑھنا شروع کیا اور ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر آسمان کی طرف دم کیا ایکدم نہ گذرا تھا کہ آسمان پر سے ایک تخت
پیدا ہوا قریب آیا تو دیکھا ایک نازنین پریزاد نہایت حسینہ و جمیلہ اُسپر بیٹھی ہوئی مگر آثار حزن و ملال چہرے
سے اُسکے ظاہر ہین آنسو بھرے ہوے ہین بلکہ صدف چشم سے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین اور کاکلین مانند موے سنبل
پریشان ہین تخت سے اُترکر کرب کے پاس آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے شہریار مین نے آپ سے
کوئی بدی نہین کی لوح طلسم کہ معدوم تھی وہ آپ کے واسطے لائی ہون اور کسی کو یہ حال آجتک نہین معلوم تھا کہ
لوح میرے پاس ہے اور مجھکو کوئی جہان مین نہ دیتا تا مگر مین حکم سے مالک طلسم سکندر ذوالقرنین کے آئی ہون یہ لوح حاضر
ہے لیجیے مگر میرے ساتھ بدی نہ کیجیے گا یہ کہکر لوح دونون ہاتھون پر رکھکر کرب کے سامنے لائی وہ لوح زمرد کی تھی یاقوت
کے حروف اُسپر نصب تھے مگر کرب کی نگاہ جو اُس نازنین پر پڑی بہزار جان شیفتہ و فریفتہ ہوا ایک ہاتھ سے تو لوح لی
دوسرے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ سامنے گری کرب اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا مگر دل کرب کا اُسکے واسطے
بیقرار و بیتاب تھا کسواسطے کہ دیکھتے ہی عاشق ہوگیا تھا نہایت اپنے جی مین تاسف کیا کہ عجب طلسم ہے کہ محسن کو قتل کرواتا
ہے ساتھ ہی اسکے یہ خیال آیا کہ اے کرب آقا تیرا اس عالم کرب مین ہے اُسپر سے سب نثار ہین پس خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ اُسے ذبح
کرے وہ نازنین پکاری اے بہادر عوض لوح دینے کا یہی ہوتا ہے کہ تو مجھے قتل کرتا ہے کیا خطا مین نے تیری کی ہے اور بڑی بہادری
عورت پر آزمائی جاتی ہے کرب نے کہا کہ اسکا خدا عالم ہے کہ مین اپنے نفس کے واسطے یہ کام نہین کرتا ہون خدا جانے تیرے
قتل کرنے مین کیا اسرار ہے ہاتھ کرب کا کانپ رہا ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین ادھر وہ نازنین رو رہی ہے اور کہہ رہی
کہ خیر معلوم ہوا کہ بے نیل مقصود دنیا سے ہم اُٹھ جائینگے آپکی کچھ تقصیر نہین ہماری قسمت کی خوبی ہے یہ روتی بلبلاتی رہی کرب
نے آنکھین بند کرکے خنجر اُسکی گردن پر رکھکر رگڑ دیا کہ صاف تن سے سر جدا ہوگیا کرب نے وہ سر ہاتھ مین لے لیا آنکھ
کھولکر جو دیکھا بجاے سر خوشۂ مروارید آبدار کا ہاتھ مین تھا کرب نے وہ موتی اپنے پاس رکھ لیے وہ چند باتین جو سکندر نے
کرب کے کان مین کہی تھین اُنمین سے ایک یہ بھی تھی کہ لوح دار کو ہرگز نہ چھوڑنا اور سر کو اُسکے اپنے پاس رکھنا کہ وقت پر کام
آئیگا اب کرب نے لوح جو پائی اُسے پڑھکر وہ موتی ہاتھ مین لیکر اُسی تالاب پر آیا بیٹھکر اُسکے کنارے پر وہ اسم جو حاشیۂ لوح
پر لکھا ہوا تھا پڑھنا شروع کیا اور پڑھکر اُس تالاب پر دم کیا دیکھا کہ قلعہ کے جو چار سو برج تھے اُنپر پریزاد اور علمین کھڑی ہوئی
تھین وہ بند مین تھین اور غول جو برجون پر تھے تفنگین ہاتھ سے ڈالکر گرد اُس بنگلے کے جمع ہوئے طعن و تشنیع کرنے لگے کہ او
شوخ دیدہ کیون اپنی جان کے پیچھے پڑی ہے جو اس شخص پر عاشق ہوئی ہے باپ تیرا اُسنے گا تو کیا سلوک تیرے ساتھ کریگا اُسکی محبت سے
ہاتھ اُٹھا اور اُس نازنین نے پکارکر کہا اے شہریار لاکھ جانین ہون تو آپ پر نثار یہ سب آپکی محبت مین ہم سمجھتے ہین آپ کو
خدا کامیاب کرے تو یہ سب سہل ہے کرب نے کچھ جواب نہ دیا اور بار دگر اسم کو ختم کرکے تالاب پر دم کیا اور برجون کے پردے
اُٹھے نازنینان حسینہ و جمیلہ نکلین اور اُس نازنین کے پاس جاکر کہا کہ اے ننگ خاندان تو نے اپنے باپ کی حرمت کا خیال کیا

باپ تیرا نامور تھا کیا تو نے اُسکی عزت و آبرو کو خاک مین ملا دیا اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی ہو کہ معشوق اس شوکت شان
سے آیا ہو طلسم فتح کریگا سو یہ گمان تیرا غلط ہی اول تو وہ تیرا دشمن ہو تجھکو اپنا دوست نہین جانتا تو استقدر حالت اپنی
اُسکے عشق مین تباہ کیے ہوئے ہو وہ بات تک تجھسے نہین کرتا اُسے اپنے حُسن کا غرور ہی دوسرے یہ کہ لوح طلسم جو اُسنے
پائی ہی بھول گیا ہی کچھ لوح سے نہو سکیگا تو اُسکی محبت سے دستبردار ہو دیکھ کہ تو کس خاندان سے ہی تیرے خاندان
مین کسی نے ایسی حرکت نہین کی تو کیون اس غیر ملت غیر مذہب خدا پرست پر عاشق ہوئی ہی اور ہم اپنے واسطے
نہین کہتے تیرے واسطے کہتے ہین کہ باپ تیرا اُسن پائیگا تو خدا جانے کیا حال تیرا بنائیگا وہ نازنین یہ کلمہ سُنتی ہی اور
روتی تھی کہ صاحبو مین سنے تو اپنی جان اس شہریار پر نثار کی انجام عشق کا جان جانا ہی اور کرب بھی یہ سب کلمہ و کلام
بخوبی سُن رہا ہی محبت اُس نازنین کی دل مین زیادہ ہوتی جاتی ہی مگر اسم پڑھنا ترک نہین کرتا بولتا نہین کہ تیسری مرتبہ
اسم کو تمام کر کے دم کیا ایک ابر تیرہ آسمان پر سے نمودار ہوا بجلی چمکنے لگی رعد کی صدا بلند ہوئی ابر شق ہو کر ایک تخت
زمین سے دکھائی دیا اور ایک زن ساحرہ سن چہل سالہ لباس مکلف پہنے ہوئے اُسپر بیٹھی ہوئی اور گرد و اطراف چالیس
عورتین طاؤسون پر سوار اُسکے ہمراہ یہانتک کہ وہ تخت برابر اُس نازنین کے اُترا اور اُس زن چہل سالہ نے تخت سے
اُتر کے اُس نازنین کی بلائین لین اور کہا کہ ای فرزند میرے اوپر رحم کر کہ سوا تیرے کوئی اولاد میری نہین ہی یہ تو نے کیا
غضب کیا کہ شخص اجنبی پر عاشق ہوئی اور وہ غیر کیفیت بھی ہی ابھی کچھ نہین گیا ہی اس رسوائی سے ہاتھ اُٹھا اپنے
باپ کے مزاج سے تو واقف ہی کہ ہم نے تیری پاس تالاب سے نکلکر اس جوان سے فقط گفتگو کی تھی کہ اُسنے مار ڈالا تو بھی
اپنی جان کے پیچھے پڑی ہی کیون کلام عاشقانہ کرتی ہی اُس کشتہ حسرت نے جواب دیا کہ ای مادر مہربان ایسی مین ناچار ہون
ہر چند مین نے ضبط کیا مگر دل میرا نہین مانتا اب مین نے جان دینا گوارا کیا ہی لیکن اسکی محبت سے دستبردار نہونگی جو کچھ
ہو سو ہو شعر جز حرف عشق نیست سراسر بیان ما * چون شمع یک سخن گذرد بر زبان ما * اُسنے کہا کہ میری جان
تجھکو تو عشق سوجھا ہی اور مین تیرے واسطے بیقرار ہون اگر تیری کوئی اولاد ہوتی تو تجھکو محبت مادری کا حال معلوم ہوتا کہ
دل پر کیا گذرتی ہی اولاد کی بپتی اپنی بپتی ہی ارے کمبخت مجھکو پہلے مارے تو پھر ایسی باتین کر ملکہ نے یہ سُنکر جواب دیا کہ
اماں جان مجھکو تم مُردون مین شمار کر لو مین نے جان اپنی اس شہریار پر نثار کر دی ہی جہان ایک بہن میری اسپر عاشق ہو کر
مر گئی مین اپنی جان دونگی اور ہرگز تمھارا کہنا نہ سونگی آخر کار جب اُسنے دیکھا کہ ملکہ نہین مانتی کہا تو جان بیٹیا تیرا کام
جانے جو چاہے سو کر اور روتی ہوئی تخت پر سوار ہو کر چلی گئی کہ کرب نے چوتھی مرتبہ اسم دم کیا ابکی ابر سُرخ آسمان
پر پیدا ہوا جب وہ ابر شق ہوا چالیس اژدہے نمودار ہوئے ہر اژدہے پر دو دو حبشین چوب چماق لیے ہوئے سوار
تھین ہر ایک مہیب صورت تھی برابر ملکہ کے آکر اُترین اور ملکہ سے کہا کہ ای شوخ دیدہ گیسو بریدہ اب حقیقت عشق و
عاشقی کی تجھکو معلوم ہو جائیگی لعنت ہی اس محبت پر کہ تو نے اپنے کو ایسا رسوا کیا ہی اتنے مین ایک حبشن بولی کہ
پکڑ لیچلو اسکو اسے دوسرے نے کہا قید کر لو تیسرے نے کہا کہ مبادا باپ اسکا دلنواز جادو آزردہ ہو وہ تو یہ باتین
کر رہی ہین اور ملکہ حیران پریشان غل انکا سُن رہی ہی اور رو کر یہ شعر پڑھ رہی ہی شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب *
ہرچہ آید بر سر من ما نصیب * کہ کرب نے پانچوین مرتبہ اسم پڑھکر دم کیا کہ دیکھا آسمان پر سے چار تخت پیدا ہوئے اور ہر ایک
تخت پر ایک ایک ساحر لباس مکلف پہنے ہوئے اور ایک تخت پر ایک کشتی مین ایک مسند و تکیہ مکلل بجواہر رکھا ہوا قریب
اُس بنگلے کے آئے اُن حبشنون نے سلام کیا اور کہا کہ ای گیسو بریدہ ہرگز اپنے اطوار سے دستبردار نہین ہوتی اُن ساحرون نے
آکر کہا کہ کیون اپنی جان سے بیزار ہوئی ہی ارے اب بھی اس جوان کی دوستی سے ہاتھ اُٹھا کرب سُن رہا ہی

کہ اُس نازنین نے جواب دیا کہ جان سے جانا قبول جہان سے جانا منظور اُلفت سے اُسکی ہاتھ نہ اُٹھا ئینگے شعر
جان سے جائین جہان سے جائین ہرگز غم نہین ✤ پر نہ کوچے سے ترے ہم اُٹھکے قاتل جائینگے ✤ اُن سبنے کہا کہ اے
عاشق اُسپر ہوتے ہین جو اپنے ساتھ اُلفت کرتا ہو وہ تو تیری بات بھی نہین پوچھتا تو زبردستی اُسپر عاشق ہی ملکہ نے کہا کہ مجھے
اُسکے بات کرنے سے غرض نہین مین تو اُسکی صورت کی عاشق ہون یہ سُنکر وہ سب برہم ہوئے اور اُس کشتی کو آگے لائے
اور صندوقچہ کھولکر اُسمین سے ہتھکڑیان بیڑیان طلائی گلے کا طوق مرصع کار نکالا زنجیرون مین ملکہ کو جکڑا طوق مرصع
گلے مین ڈالا کرب نے چھٹی مرتبہ اسم تالاب پر دم کیا اُن ساحرون نے بکمال بیرحمی ملکہ کو کھینچکر تخت پر ڈال لیا
ملکہ نے آواز دی کہ ای بہادر دوران ای شیر ژیان اب یہ مریض آتش اشتیاق غریق لجۂ فراق رخصت ہوتی ہی خدا تجھکو
زندہ وسلامت رکھے اور ہر آفت سے بچائے ہمارا تو اب خاتمہ ہی ہماری تقدیر مین تو ناشاد و نامراد اُٹھ جانا لکھا
تھا تم طلسم کو فتح کرنا تو مزار غریبان پر ضرور تشریف لانا فاتحہ سے ہماری روح کو شاد فرمانا شعر بر سر تربت من گر گذری
بعد وفات ✤ بانگ ندامت شنوم نعرہ زنان برخیزم ✤ لیجیے خدا حافظ لوح سے غافل نہو جیے گا یہ کلمہ سُنکر کرب کا
یہ عالم ہوا کر رونے لگا اور قریب تھا کہ اسم کو ترک کرکے دوڑے کہ ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ ای کرب غازی ایسی لاکھ
معشوقین حمزہ صاحبقران پر سے نثار حیف ہی کہ وہ حالت سکرات مین ہون اور تجھے عشق و عاشقی سوجھے دور کر
غرض عجب حالت مضطراب مین اسم پڑھ رہا تھا کہ وہ ناپاک اُس نازنین کو قید کیے ہوئے لیے چلے گئے کرب نے اسم
تمام کیا ساتوین مرتبہ تالاب پر دم کیا اور اُس تختے کو موتیون کے تالاب مین پھینک دیا دفعۃً غلغلۂ محشر بپا ہوا زمانہ
تاریک ہو گیا نفیرین بجنے لگین نقارے گرجنے لگے شور قیامت برپا تھا آواز کان مین چلی آتی تھی کہ جیسے پانی کسی
غار مین گرتا ہی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی ہوئی دیکھا کرب نے کہ تالاب بالکل خشک پڑا ہی تری تک نہین ہی پانی کا کیا
ذکر اور ایک طرف ایک دروازہ معلوم ہوتا ہی اور اُس دروازے پر لکھا ہی کہ یہ دروازہ زندان طلسم عجائب کا ہی کرب نے
لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اس دروازے مین تم جاؤ یہی راستہ ہی طلسم کا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ لوح تجھے زندان
مین بھیجتی ہی خیر ہر چہ بادا باد غرض تالاب مین اُترکر دروازے کے اندر قدم رکھا چند قدم چلکر دیکھا کہ دروازے کا نام و نشان
بھی نہین ہی وہی سبزہ زار معلوم ہوتا ہی گلہائے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین درخت بلند لگے ہوئے ہین جانور اُن درختون
پر بیٹھے ہوئے ہین کرب کو جو اُن جانورون نے دیکھا مانند انسان کے گویا ہوئے افسوس کرنے لگے کہ یہ بھی مانند ہمارے اسیر
طلسم ہوا اور وحشی جمع ہو کر پکارے کہ ای عزیز ہم بھی تیری طرح انسان تھے اب اسیر طلسم ہو کر آدمی سے جانور بنگئے کرب نے
کہا کہ مین طلسم کشا ہون طلسم کو توڑ کر تم سب کو قید سے رہا کرونگا یہ سُنکر وہ سب وحش و طیر قہقہہ مار کر ہنسے کرب وہان سے
چل نکلا کہ آواز چرخ کی کان مین آئی قدم آگے بڑھایا ایک کنوان نظر آیا کہ اُسپر ایک چرخ مانند فلک کے گردش مین ہی اور
قریب سو ہودون کے اُسمین نصب ہین گردش کر رہے ہین اور وہ چرخ آدھا پانی مین آدھا اوپر ہی اور ہر ہودے
مین ایک حبشن بصورت مہیب چوب دست ہاتھ مین لیے ہوئے بیٹھی ہی اور ایک ہودج پر بتکلف پر وہی نازنین
جو کرب کے سامنے اسیر ہوئی تھی غل و زنجیر پہنے ہوئے بیٹھی ہی آنکھون سے اُسکی آنسو جاری ہین اور وہ حبشنین
اُسکو مار رہی ہین اور کہ رہی ہین کہ اب بھی تو اُسکے عشق سے ہاتھ نہین اُٹھاتی اُس حال کو پہونچی مگر یار کی یاد دل سے
نہین بھلاتی اور وہ رو رو کر پکارتی ہی کہ ای خدا مجھکو صورت اُسکی دکھا دے پھر میرا دم نکال لے اور گرد اُس چاہ
کے شگوفہای بادام پھولے ہین اور ایک درخت چنار ہی بہت بلند اُسپر ایک جانور عظیم الجثہ بیٹھا ہوا ہی اور
چرخ اور ہودج نازنین کو دیکھ رہا ہی منقار اُسکی مانند سنان کے چمک رہی ہی لیکن اُس نازنین نے کرب کو

جو دیکھا پکار کر کہا کہ ای ثابت قدم کوچۂ وفاداری باہ آسمان صدق وصفا الحمد للہ کہ جلد خبر اس غمگین کی لی بس
اسکا یہ کہنا تھا کہ جبشن نے چقماق سر پر اُس نازنین کے مارا کہ یار کو پکارتی ہی اور وہ چلائی کہ ای شہریار مجھے بچائیے
کرب بیتاب ہوکر دوڑا تھا کہ حالت صاحبقران کی یاد آئی کہ وہ بستر مرگ پر پڑے ہین اور تو معشوق کی مدد کو چلا ہی
اور خدا جانے یہ کون ہی تو پہلے لوح تو دیکھ کہ اسمین کیا لکھا ہی یہ خیال اپنے دل مین کرکے لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا کہ
ای سیار این عجائب وای شکنندۂ این طلسم اگر تو زندان طلسم مین پہونچے اور اُس نازنین کو گرفتار دیکھے اُسکے گردار پر غافل
نہونا اور اُس سے کہنا کہ مین تیرا خواہان ہون اور قریب اُسکے جانا وہ ہاتھ اپنا تجھے دیگی تو ہاتھ اُسکا پکڑ کر کھینچنا وہ
ہودج پر سے نیچے آرہیگی تو چھاتی پر چڑھکر اُسے ذبح کرا اور وہ جانور عظیم الجثہ جو درخت پر بیٹھا ہوا ہی مرغ دہن بستہ اُسکا نام
ہی اُس سے کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ تو مدت سے منتظر اسی دن کا تھا کہ اپنے دشمن کو آرزو تیری خدا نے پوری کی یہ
کہکر تو علیحدہ ہوجانا وہ مرغ بیتاب ہوکر درخت پر سے اُتریگا اور گوشت اُسکا کھاکر چاہیگا کہ اُڑکر چلا جائے تو
بجلدی تمام جست کرکے بیٹھ پر اُسکی جا بیٹھنا اور کہنا کہ ای مرغ دہن بستہ اس احسان کی تلافی مین تو مجھے بیابان
ہفت پیکر مین پہونچا دے وہ تجھے لیکر اُڑیگا جسوقت وہ تجھے بیابان مین اُتارے تو اُترتے وقت اُس مرغ کو
مارنا اور سینہ اُسکا چاک کرنا ایک خنجر اُسمین سے نکلیگا اُسے اپنے قبضے مین کرنا مگر لوح سے غافل نہونا ہر وقت دیکھتے رہنا بغیر
حکم لوح کوئی کام نہ کرنا کرب نے موافق نوشتہ لوح کے عمل کیا اور مار کر مرغ دہن بستہ کو لیکر خنجر روانہ ہوا مگر دل مین
کہتا جاتا تھا کہ یہ طلسم عجب محسن کش ہی کہ جس نے احسان کیا اُسکے مار ڈالنے کا لوح نے حکم دیا پہلے تو لوحدار کو بے قصور
مارا اب یہ صورت ہوئی کہ اس مرغ نے یہان پہونچایا تھا وہ بھی مارا گیا یہی باتین دل مین کرتا ہوا اُس صحرا پر فضا مین
چلا جاتا ہی کہ دور سے ایک عمارت عالیشان نظر آئی جب قریب اُسکے پہونچا دیکھا کہ فرش تمامی کا بچھا ہوا ہی پردے
زربفتی بندھے ہوئے ہین قریب جو اُسکے آیا دیکھا کہ ایک تاجدار تخت پر بیٹھا ہوا ہی لوگ گرد و اطراف مین بیٹھے ہوئے
ہین غور کرکے جو دیکھا تو وہی بادشاہ معلوم ہوا جو خواب مین آیا تھا یعنے سکندر ذو القرنین کرب نے اپنے دل مین
کہا کہ یہ محسن ہی ملاقات کرنا اس سے ضرور ہی شکر اسکے احسان کا ادا کرنا چاہیے قریب پہونچکر سلام کیا کہ سلام علیکم
یا سکندر ذو القرنین واہل مجلس کچھ جواب نہ آیا حیران ہوا کہ کیا سبب ہی کہ جواب کسی نے نہ دیا یا سب بہرے
ہین کہ تیری آواز نہین سنتے اور قریب جاکر چلا کر کہا کہ سلام علیکم پھر جواب سلام نہ آیا اپنے دل مین کہا کہ بیشک
بہرے ہین یا یہ کہ انکو بہرہ اسکا نہین ہی کہ جواب سلام دین اور آگے جاکر پکارا کہ ارے مین تمسے صاحب سلامت
کرتا ہون اور تم جواب نہین دیتے پھر نہ صدا آئی جھنجھلا کر ایک شخص کے پاس آکر کان اُسکا پکڑ کر کہا کہ ارے جواب
سلام نہین دیتا اب معلوم ہوا کہ یہ سب پتھر کے پتلے ہین حیران ہوا کہ کیا صنعت ہی پروردگار کی ناچار اُس بارہ دری سے
نیچے اُترکر چلا تھا کہ ایک آواز مہیب پیدا ہوئی مانند صواعق عزرائیل کے کہ ای خیرہ سر تیری یہ نوبت ہوئی کہ نقل
صحبت سکندر مین آیا ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت لیکر نہ جائیگا پھر کر جو دیکھا تو ایک دیو مثل کوہ بلند کے
چلا آتا ہی ازسرتاپا سفید رنگ ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ جلد مین اُسکی بجائے خون سیماب بھرا ہوا ہی اور متحرک ہی اور دار شمشاد
ہاتھ مین لیے ہوئے ہی بس برابر کرب کے پہونچکر دار ماری کرب نے دار اُسکی خالی دی اور ہاتھ تیغۂ آبدار کا کمرگاہ پر
مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے بس دونون ٹکڑون مین سے سیماب بہنا شروع ہوا ایک طرفۃ العین مین تمام میدان سیماب سے بھر گیا
کرب نے جو یہ تماشا دیکھا حیران ہوا لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ دیو سیماب کو کسی حربے سے نہ مارنا اور اگر نادانی
سے مارا تو نے تو طوفان عظیم برپا ہوگا اور اگر ایک قطرہ تیرے بدن مین اِس سیماب کا چھو گیا تو تو بھی پانی ہوکر بہجائیگا

جہانتک بھاگا جائے اُس سیماب سے بھاگتا کرب مجبوراً ایک بلندی پر آکر کھڑا ہوا اب جو دیکھا تو تمام صحرا مین سوا سیماب کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اور وہ سیماب نہایت متلاطم ہی ابھی کرب غازی اس سیماب کے جوش مارنے کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عمارت بھی ڈوب گئی اور درخت بھی غرق ہو گئے اور ایک طرفۃ العین مین وہ ٹیلہ بھی ڈوبا جسپر کرب کھڑا ہوا تھا کرب گھبرایا حالت اضطراب مین ایک درخت چنار تھا اُسپر چڑھ گیا سیماب یہانتک بلند ہوا کہ وہ درخت بھی ڈوبا اب کرب سے کوئی گز بھر کا فرق رہگیا ہو کہ گز بھر سیماب بلند ہو تو کرب بھی ڈوبے دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار واسطہ اپنے بندگان خاص کا اس ورطۂ ہلاکت سے مجھے نجات دے کہ دفعتہً اُس سیماب پر ایک ستارہ چمکا غور کرکے جو دیکھا تو ایک نازنین مہ جبین ہو کہ اُس سیماب پر بہتی چلی آتی ہو متصل غوطہ کھاتی ہو اور اُبھر اُبھر کر پکارتی ہو کہ ہو کوئی بندہ کہ مجھکو اس ہلاکت سے نجات دے کرب اُسے دیکھتے ہی مائل ہوا اور کہا کہ اے نازنین گھبرا نہین مین تجھے نکالتا ہون مگر ساتھ ہی خیال مین گذرا کہ اے کرب تو لوح کو تو دیکھ کسواسطے کہ ایک مرتبہ دھوکا کھا کر تو اس خرابی مین پڑگیا ہو اب خدا جانے کیا ہوگا اور نہین معلوم یہ ہی کون بس لوح کو نکالکر دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ اے سیارہ این عجائبات اگر تو ایک نازنین کو غرق ہوتے دیکھے خبردار اُسکی دستگیری نہ کیجیو کہ وہی سیماب جادو ہی تو خیال کرکے دیکھا اُسکے دونون ابروؤن کے بیچ مین ایک خال سُرخ رنگ ہو کہ مثل چنگاری کے چمک رہا ہو تیر مار کہ اُسی خال پر پڑے بس کام اُسکا تمام ہوگا اور جو اُس خال سے تل بھر کا فرق ہوا تو پھر کچھ نہ ہو سکیگا تو مارا جائیگا کرب نے یاد کرکے اپنے مولا غالب کل غالب علیؑ ابن ابیطالب کو تیر جو مارا تو اُسی خال پر پڑا سیماب جادو کا کام تمام ہوا زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازِ داروگیر کی بلند تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام میدان جلا جاتا ہو بعد چار گھڑی کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سیماب جادو بعد روشنی جو ہوئی دیکھا کہ پانی کا نام بھی کہین نہین ہو زمین پر نمی تک نہین معلوم ہوتی حیران ہوا کہ اے کرب کیا کارخانۂ طلسم کا ہو اور وہان سے آگے کو روانہ ہوا صحراے پرفضا دیکھا کہ جدھر کو نگاہ اُٹھ جاتی ہو نئی طرح کے پھول اور گیاہ معلوم ہوتے ہین کہین سفید پھول ہین سفید ہی گھانس ہو سفید پانی چشمون مین بھرا ہوا ہو کہین سُرخ پھول ہین تو وہان کی سُرخ گھانس ہو سُرخ پانی جاری ہو اسی طرح سات رنگ کے پھول اور سات رنگ کی گیاہ اور سات رنگ کا پانی چشمون کا نظر آیا سیر کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ دور سے ایک چبوترہ ہفت رنگ نے دکھائی دیا اور اُسپر سات معشوقین سات رنگ کے لباس پہنے ہوئے مسندون پر بیٹھی ہوئی ہین اسباب عیش مہیا ہو فرش کیا ہوا ہو ناگاہ اُن سب نے جو کرب کو دیکھا ایک اُنمین سے پکاری کہ شہریار مین مدت سے آپکی مشتاق تھی جلد آپ تشریف لائیے دوسری پکاری کہ یہ جھوٹی ہو مین آپ کی عاشق صادق ہون مجھے کمال اشتیاق تھا آپکے دیکھنے کا آپ میرے پاس آئیے تیسری پکاری کہ صاحب یہ دونون جھوٹی ہین میرے پاس قدم رنجہ فرمائیے مین آپکی کنیز ہون یہ سب میرے چھیڑنے کو کہتی ہین چوتھی پکاری کہ جس روز سے آپ طلسم مین رونق افزا ہوئے ہین مین اسی دن سے آپ پر عاشق ہون پانچوین نے کہا کہ آپ جو تالاب پر برہنہ ہاتھ منھ دھونے کو بیٹھے تھے اور وہ کشتی پیدا ہوئی تھی مین ہی اُس کشتی مین آپ کو دیکھکر مائل ہوئی تھی چھٹی پکاری کہ مین نے اُس بنگلے پر سے آپکو دیکھکر شیفتہ و فریفتہ ہوئی تھی ساتوین پکاری کہ یہ سب بوالہوس ہین جھوٹھی چاہت جتاتی ہین آپکی عاشق صادق مین ہون حضور مجھے سرفراز فرمائین کرب نے سوچا کہ تو اکیلا اور یہ سات ہین انکے ساتھ کیونکر نباہ ہوگا لوح طلسم دیکھ کہ اُسمین کیا لکھا ہی دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ ہفت صورت جادو ہی چاہیے کہ ایک حملے مین ان ساتون کے سر تن سے جدا ہون ایک بھی بچگئی تو تو مارا جائیگا اور جو قتل ہونگی پھر زندہ ہو جائینگی اور تو دوسرا حملہ نہ کر سکیگا کرب نے اپنے دل مین کہا کہ اگر لوح بنانے والا میرے سامنے ہوتا تو اُس سے پوچھتا کہ

ساتون کو ایک حملے مین کیونکر مارون فکر کرنے لگا کہ اُن ساتون نے کہا کہ ای صاحب یہان آؤ وہان کھڑے کیا
سوچ رہے ہو کرب نے کہا کہ تم سات مین اکیلا کسکے پاس آؤن اور کسکے پاس نہ آؤن مگر تم سب سر جوڑکر برابر
لیٹ جاؤ مین جسے پسند کرونگا اُس سے ہمصحبت ہونگا اُن سبھون نے کہا یہ بات بہت خوب ہی ہم سب برابر لیٹتے
ہین آؤ پسند فرمالو یہ کہکر ساتون سر جوڑکر برابر لیٹ گئین کرب برابر اُنکے آیا اور کھینچکر تلوار جو ایک ماری ساتون
کے سر برابر سے قلم ہوئے کرب نے حکم لوح سے سر اُٹھا کر دامن مین رکھلیے ایک غل و شور برپا ہوا تاریکی چھاگئی
دھوان اُٹھ رہا تھا آگ برس رہی تھی گیر و دار کی صدا بلند تھی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم ہفت صورت
جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا کہ نہ وہ چبوترہ ہی نہ بیابان لاشہ ایک ساحرہ کا بے سر پڑا ہوا ہی سبز لون بیابان
سبزہ زار ہی لوح دیکھکر ایک طرف چل نکلا کوئی چار فرسخ چلا ہوگا کہ ایک شعلہ آتش نمایان ہوا دیکھا کہ ایک اژدر
آتش فشان پر ایک سوار نابینا چلا آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ ای طلسم کشا تو نے مجھے قید سے رہا کیا ہی ٹھہر جا کہ شکریہ تیرا
بجا لاؤن مگر آنکھین نہین ہین کہ تیری زیارت کرون کرب نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ بادشاہ قدیم طلسم کا ہی اژدر
جادو اسکا نام ہی کرب برابر اُسکے آیا کہا کہ آنکھین تیری کیونکر روشن ہون اُسنے کہا کہ ہفت صورت جادو کا اگر لاشہ آگ
پر جلایا جائے تو آنکھین میری روشن ہون کرب نے کہا کہ سر میرے پاس ہی اُسی وقت لکڑیان جمع کر چقماق
سے آگ نکالکر لکڑیان جلائین جب شعلے اُنمین اُٹھنے لگے سر کو آگ پر رکھ دیا وہ جلنے لگا چراہند جو اُسکی پھیلی کرب
دور ہٹ گیا مگر اُس سوار نابینا کی آنکھون مین جو دھوان اُسکا لگا آنکھون سے پانی جاری ہوا جب وہ جلکر خاک
ہوگیا آنکھین اژدر جادو کی روشن ہوئین کرب کے قدمون پر گرا گرد پھر تصدق ہوا کرب نے پوچھا کہ حال اپنا
بیان کر اُسنے کہا کہ ای شہریار مین سکندر کے وقت سے بادشاہ اس طلسم کا تھا دلنواز جادو میرا سپہ سالار تھا اُسنے
نمکحرامی کرکے تمام ساحران طلسم کو اپنے شریک کیا مجھکو قید کر لیا ہفت صورت جادو کے ہاتھون مجھے نابینا کرایا
سیماب جادو مجھپر متعین تھا جب وہ دونون مارے گئے تو مین قید سے چھوٹا خدا آپکا بھلا کرے کہ آپکے ہاتھ سے
مین دوبارہ زندہ ہوا اور ای شہریار آگے دربند ہی کوران جادو کا اور وہ ایک حرامزادہ ہی وزیر ہی دلنواز جادو کا
اگر اُسے آپ نے مارا تو بڑے مفسد کو مارا اور مین آپکے ساتھ ہون چلیے کرب لوح کو دیکھکر روانہ ہوا کوئی دو کوس
آیا ہوگا کہ ایک پہاڑ دکھائی دیا اُسپر ایک ساحر مہیب صورت بیٹھا ہوا تھا آئینہ اُسکے سامنے رکھا تھا شعر خوانی مین
مصروف تھا اژدر جادو باد بنا ہوا کرب کے سر پر اُڑتا ہوا چلا آتا تھا کہ وہ اُترکر کرب کے پاس آیا کہا ای شہریار
کوران جادو یہی ہی آپ اُسکے سامنے جائیے گا وہ آئینہ اُٹھا کر روبرو کریگا بس عکس آئینہ پڑتے ہی آپ پانی
ہوکر بہجائیگا ترکیب اُسکے قتل کی یہ ہی کہ مین اُسکے پیچھے سے جاکر آئینہ اُٹھالون وہ میری طرف پھریگا آپ تیر اُسپر
مارئے گا کام اُسکا تمام ہوجائیگا کرب نے لوح کو دیکھا اُسمین یہی لکھا تھا کہ اژدر جادو سچ کہتا ہی کرب نے اسیطرح کوران
جادو کو مارا وہ پہاڑ بالکل نابود ہوگیا اژدر جادو نے کہا ای شہریار آپ یہان ایک روز توقف فرمائین تو مین جاکر
اپنی فوج کو لے آؤن تو پھر سامنا دلنواز جادو کا کرون فقط ایک دربند بیچ مین جلاجل جادو کا باقی ہی اور جلاجل
جادو بہن ہی دلنواز جادو کی بلائے بے درمان آفت جہان ہی مین آلون تو چلکر اُسے قتل کیجیے کرب نے کہا اچھا جاؤ
اژدر جادو روانہ ہوا کرب غازی انتظار مین اُسکے رہا یہانتک کہ وہ دن آخر ہوا رات گذری دوسرے دن پہر دن تک
انتظار کیا اور وہ نہ آیا خیال مین گذرا ای کرب کیا تو اژدر جادو کے بھروسے پر طلسم فتح کرنے آیا اُسکا انتظار تو کہانتک
کریگا وہ اپنی جان بچا گیا تو چل یہان سے لوح تو تیرے پاس ہی اندیشہ کس بات کا ہی یہ خیال کرکے چل نکلا تھوڑی دور

آیا ہوگا کہ بیابان ہول خیز وحشت انگیز معلوم ہوا کمال وقت سے اُسے طی کیا پیاس کے مارے دم ہونٹھون پر آگیا
تھا کہ باغبان کی صدا کان مین آئی گویا جان تازہ بدن بیجان مین پائی اسی آواز کی طرف دوڑا کہ چار دیواری باغ
کی نظر آئی دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی تھی کرب باغ کے اندر گیا ہواے سرد سے جان بدن مین آئی باغ نمونہ بہشت
نظر آیا نہرین سلسبیل آسا جاری تھین کرب نے نہرمین سے پانی پیا فرحت حاصل ہوئی سیر کرتا ہوا روش باغ پر
چلا جاتا ہی کہ جاتے جاتے ایک بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا کہ وہان نازنینان مہ جبین اور مہ جبینان نمکین کا
ہجوم ہی ناچ گانا ہورہا ہی اور ایک حوروش پری تمثال مسند ناز پر مانند طاؤس طناز کے جلوہ افروز ہی ہاتھ مین
اُسکے قلمچی ہی کاغذ کے چاند کتر رہی ہی اور اُنپر کچھ لکھتی ہی اور پانی کا حوض سامنے ہی اُسمین پھینکتی ہی اور دونون
ہاتھون سے اُن چاندون کی بلائین لیتی ہی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوگیا آگے بڑھکر جو دیکھا تو اُن
چارون پر اپنا نام لکھا ہوا پایا محبت چہار چند ہوگئی مگر اُس نازنین کی جو کرب پر نگاہ پڑی اُٹھ کھڑی ہوگئی
پکاری ای شہریار آپ نے مجھے جلالیا ہی دعائین مانگتی تھی کہ خدا آپ کی صورت مجھے دکھادے بارے آرزوے دلی
میری پوری ہوئی اور دوڑ کر ہاتھ پکڑ کر مسند پر لاکر بٹھایا اسباب عیش مہیا کیا جام شراب کا لبریز کرکے ہاتھ مین
دیا کرب نے چاہا کہ اُسے پیے کہ ایک آواز آئی ای طلسم کشا کیون اسکے دام مین گرفتار ہوا ہی اگر اس جام مین سے ایک
قطرہ تیرے حلق مین اُتر گیا تو جلکر خاک ہوجائیگا یہی جلاجل جادو ہی جام اسی پر پھینک مار اور اُسکے قریب سے
دور ہوجا کرب نے وہ جام اُسی پر مارا بس اُسکے بدن مین آگ لگ گئی جلنے لگی کرب تو دور ہٹ گیا وہ عورتین
جو اُسکی مصاحب تھین اُنمین سے جو آگ بجھانے کو دوڑی اُسکے بھی آگ لگ گئی تھی کہ وہ سب جلنے لگین ڈرین
کہ جلکر اس مفسد کو بھی لو کرب نے اپنی طرف آتے جو دیکھا باغ سے باہر نکل گیا اب باغ کو دیکھا کہ ایک کرہ نار معلوم
ہوتا ہی درختون مین سے بجائے ثمر شعلے پیدا ہورہے ہین یہانتک کہ ایک ساعت بھر کے عرصے مین نام و نشان بھی اُس
باغ کا نہ رہا سب باغی جلگئے اژدر جادو نے آکر سلام کیا کہا ای شہریار غضب ہوگیا تھا اگر مین نہ پہونچون تو آپ
مارے گئے تھے ایسی بھی کوئی غفلت کرتا ہی اول تو میرا انتظار آپ نے نہ کیا دوسرے یہان آنے بھی تو فوج کو نہ دیکھا
کرب بولا کہ ہان مجھسے غفلت تو ہوئی اور مین توکلت علی اللہ چل نکلا مگر اب تک لشکر تمھارا نہ آیا عرض کیا ای شہریار
مین سبکو آگاہ کرکے جلدی اسی واسطے چلا آیا تھا کہ ایسا نہو آپکے واسطے کوئی قباحت درپیش ہو تو پھر ہم کہین کے نہ رہینگے
مگر ای شہریار اب سب دربند طلسم فتح ہوچکے اب سامنا ہی دلنواز جادو سے غلام مقابلہ کریگا حضور کو لڑنے نہ دیگا یہ
باتین تھین کہ ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا اور اُسمین سے پرکالۂ آتش اُڑتے ہوئے نمایان ہوئے کرب نے کہا کہ ای
اژدر جادو فوج ساحرون کی آتی ہی عرض کیا ای شہریار یہ سب آپکے غلام ہین فوج میری ہی دیکھا تو ساحر اژدہون پر
چلے آتے ہین اور ایک ساحر مندیل سر پر رکھے ہوئے فیل آتشین پر سوار اور فوج ساحرون کی اُسکے ہمراہ آکر اژدر جادو
کو سلام کیا اژدر جادو نے کہا کہ جسنے مجھکو قید سے چھڑایا ہی جان بخشی کی ہی وہ یہی ہی اور طلسم کشا ہی اسے سلام کرو
ہمارے جادو نے کرب کو سلام کیا اور جملہ ساحرون کو لاکر قدمبوس کرایا خیمہ استادہ ہوا کرب اُسمین داخل ہوا
مگر جلاجل جادو کے مرنے سے قلعہ طلسم کا سامنے نظر آنے لگا تھا کرب آکر مسند پر بیٹھا ناچ ہونے لگا جام گردش
مین آیا اژدر جادو بیٹھا ہوا ہی ہمارے جادو چالیس جادوگرون سے جو چالیس ہزار جادوگرون کے افسر
ہین دست ادب بستہ سامنے موجود ہی چالیس ہزار جادوگرون کا لشکر گرد خیمے کے اُترا ہوا ہی کرب نے کہا ای
اژدر جادو ہم کئی دن سے بسبب خوف جان کے سوئے نہین ہین تمھارے باعث سے ہم سوئینگے اُسنے کہا ای شہریار

آرام کیجیے مگر ہشیار سوئیے گا کس واسطے کہ قلعہ حریف کا سامنے ہے اور غلام تو نگہبانی حضور کی رات بھر کریگا اور جتنے ساحر ہین میرے وہ بھی ہوشیار رہینگے حضور کی ذات کو کچھ اندیشہ نہین ہے آپ خاصہ نوش فرماکر آرام کرین کرب نے کھانا کھایا پلنگ پر لیٹا اژدر جادو نے سب ساحرون کو چوکی کے واسطے مقرر کیا اور آپ ایک باز کی صورت بنکر قبۂ بارگاہ پر بیٹھ گیا چار طرف دیکھنے لگا مگر اب حال گذارش کیا جاتا ہے دلنواز جادو کا کہ پہلے اُسکے پاس لاش لوحدار جادو کی آئی دلنواز نے سر اپنا پیٹ لیا اور کہا کہ یارو دیکھو یا تو اس لوحدار کا کہین پتا بھی نہ تھا یا اب سے اس طلسم کشا پاس پہونچی ماری گئی معلوم ہوا کہ اب طلسم ضرور برباد ہوا اب نہین بچتا اور جتنے ساحر ہین سب مارے جائینگے پھر لاشہ ذوفنون جادو کا آیا بعد اُسکے مردہ مرغ ذہن بستہ کا آیا پھر سیماب جادو کا جنازہ اور صعقت جادو کی ارتھی اور کوران جادو کے مرنے کی خبر پہونچی بعد اُسکے معلوم ہوا کہ جلاجل جادو بھی واصل جہنم ہوئی دو دن مین لاش پر لاش اُسکے پاس پہونچی پریشان ہوا کہا کہ لشکر تیار ہو کہ مین طلسم کشا سے لڑونگا یہ کہکے آپ محل مین چلا گیا زوجہ سے کہا کہ طلسم تمام ہو چکا سب نامکان وربند رفیق مارے گئے ہمارا تو خاتمہ ہے کوئی صورت بچنے کی نہین معلوم ہوتی اژدر جادو بھی قید سے چھوٹا طلسم کشا کا شریک ہوا افسوس کہ عزت بھی گئی جان و مال بھی برباد ہوا یہ کہکر رونے لگا بیٹی ہے اُسکی شمشاد جادو وہ آکر قدمون سے لپٹی اور کہا کہ اے پدر بزرگوار آج رات کو مین نے یا تو اپنی جان دی یا طلسم کشا کو پکڑ لائی آپ کچھ اندیشہ نہ کیجیے دلنواز جادو نے کہا کہ بیٹیا وہ صاحب اقبال ہے تجھسے کچھ نہو سکے گا مفت مین تو رنج اپنا مجھے دے گی ہرگز تو اُسطرف نہ جانا اُسنے کہا بابا جان اب تو مین نے جو ارادہ کیا وہ کیا جو سامری جمشید میرے حق مین بہتر جانینگے وہ کرینگے یہ کہکر روانہ ہوئی یہان کرب ابھی سویا نہین ہے تنہا پڑا ہوا ہے کہ دیکھا زمین شق ہوئی اور ایک نازنین نقب سے نکلی شمع اُسکے ہاتھ مین روشن تھی مگر اُسکے چہرے کے سامنے روشنی اُسکی پھیکی معلوم ہوتی تھی کرب اُسے دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہو گیا پوچھا کہ اے ملکۂ اقلیم حسن تم کون ہو حال اپنا بیان کرو حسب و نسب سے آگاہ کرو

شعر: امہ ملہے ترا منزل کدام است + دگر شاہے ترا آخر چہ نام است +

اُسنے شمع تو ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ صاحب مین ایسی ہی سوختہ قسمت کیون آپ کا ہے کو مجھے پہچانینگے یہ کہکر رونے لگی دیکھا کرب نے کہ صدف کا منھ کھلگیا اور نجم سے گوہر آبدار اشک گرنے لگے یا کہ موتیون کا سہرا اُسکے منھ پر ڈالدیا اچھا آنسو جو نوک مژہ پر رک رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تیرون پر پیکان آبدار چڑھائے ہین کہ جگر مشبک کر رہے ہین پکارا کہ اے نازنین سبب اپنے رونے کا بیان کر اُسنے کہا کہ رونا اسکا ہے کہ تم تو مدت سے دلدادہ و فریفتہ ہین اور تم کہتے ہو کہ ہم پہچانتے ہی نہین مین کمبخت وہی ہون جسکو آپنے فیلبند دروازے پر بیٹھے دیکھا تھا اور لوگ مجھکو قید کرکے لیگئے تھے مین بیٹی ہون دلنواز جادو کی شمشاد جادو میرا نام ہے کرب نے کہا کہ واللہ مین نے نہین پہچانا آیئے سرفراز کیجیے اُسنے کہا کہ کیا خاک تمھارے آؤن تم تو میرے خاندان کے قتل پر کمر باندھی ہے اور یہ اژدر جادو ہمارے خاندان کا دشمن ہے اسکا بس چلیگا تو کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا آپکے باعث سے یہ زور اُسے حاصل ہے نہین تو کیا طاقت اسکی کہ ہمسے برابری کرسکے یا مقابل ہو یہ وہی ہے کہ جسنے میرے باپ نے اندھا کر دیا تھا اور اس سے کچھ نہو سکا اور مین جانتی ہون کہ وہ باز بنا ہوا قبۂ بارگاہ پر بیٹھا ہے آپ کا جی چاہے تو بلاکر سامنا کر لیجیے میرا جھوٹ سچ معلوم ہو جائے گا کرب نے کہا کہ صاحب تم سچ کہتی ہو اب آؤ بیٹھو اُسنے کہا جو عرض میری پذیرا ہو مطلب میرا حاصل ہو تو بیٹھون کرب نے کہا کیا مطلب ہے تمھارا بیان کرو وہ بولی کہ خطا میرے باپ کی معاف کرو بادشاہت یہان کی میرے باپ کو دو اژدر جادو کو مار ڈالو کرب نے کہا اے ملکہ ہم حق تلفی نہین کرتے اژدر جادو بادشاہ قدیم ہے طلسم کا اور تمھارا باپ سپہ سالار ہے اُسکا

تمھارے باپ کو اُسکا عہدہ دونگا اور اژدر جادو سے خطا معاف کرا دونگا اُسنے کہا کہ یہی ہی مین نے قبول کیا آپ
اگر مجھے کنیزی مین قبول کیجیے تو حاضر ہون کرب نے کہا کہ مین تمھین خاتون محل بناؤنگا آؤ میرے پاس بیٹھو وہ
نزدیک آئی کرب نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور پلنگ پر بٹھا لیا اُسنے کہا اے شہریار میری یہ لیاقت نہین کہ برابر آپ کے
بیٹھون مگر تلوے آپ کے سہلاؤن گی کہ یہ کام کنیزون کا ہے کرب نے کہا کہ صاحب میرے ساتھ سو و اُسنے کہا کہ یہ
کبھی نہوگا اور پائنتی بیٹھکر پانون دبانے لگی دونون پانون اپنی گود مین لے لیے انگوٹھیا پانون کے جو سینے سے
مس ہوئے کرب کو ایک لذت حاصل ہوئی اور کئی دن کا جاگا ہوا تھا سو گیا اُس لکاتہ نے کیا کام کیا کہ اُٹھکر
چلے تو رشتہ لوح کا کاٹ کر کرب کے گلے سے اتار لی اور اپنے قابو مین کی بعد اُسکے اسم سحر کا پڑھکر کرب کو غافل کیا
چادر مین پشتارہ باندھا اور سحر سے صورت اپنی عقاب کی بنا کر دونون پنجون مین پشتارہ کرب کا گانٹھ کرکے اُڑی
خیمے سے نکلکر قلعے کی جانب روانہ ہوئی اژدر جادو جو باز بنا ہوا بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور عظیم خیمے کے اندر
سے نکلا اور ایک پشتارہ پنجون مین دبائے لیے جاتا ہے یقین ہوا کہ کرب کو کوئی ساحر پکڑے لیے جاتا اپنے ساحرون کو آواز
دی کہ یارو غضب ہوگیا کوئی ساحر طلسم کشا کو لیے جاتا ہے دوڑو یہ کہکر آپ بھی پیچھے اُسکے دوڑا اور ساحر بھی لپکے مگر
وہ لکاتہ کرب کو لیے ہوئے قریب دیوار قلعہ کے پہونچی تھی کہ باز آ پہونچا اور طمانچہ عقاب پر مارا عقاب ادھر
سے پھرا منقار سے منقار پنجے سے پنجہ ملگیا عقاب و باز سے لڑائی ہونے لگی پشتارہ پنجے سے عقاب کے نکل گیا
ساحرون نے برروے ہوا اُسکو روکا ادھر باز و عقاب سے لڑائی ہوتے ہوتے یہ صورت ہوئی کہ باز نے عقاب
کو زمین پر گرا کر اُسکے سینے پر چڑھ کر ایک منقار جاری سینہ کو توڑ کر اسفل سے پار گذر گئی طائر روح اُس عقاب کا
پرواز کر گیا غل و شور کی صدا بلند ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اژدر جادو نے لوح بھی اُسکے
گلے سے اُتار لی اور پشتارہ کرب کا لیکر خیمے مین آیا پشتارہ کھولکر کرب کو زمین سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر ہوشیار کیا کرب
نے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے کو بندھا ہوا پایا اژدر جادو اور ساحر گرد و اطراف کھڑے پائے حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ مین نے
تمھارے ساتھ ایسا کیا سلوک بد کیا تھا کہ تمنے میری مشکین باندھی ہین اژدر جادو نے کہا اے شہریار بیٹی دلنواز جادو
کی آپ کو گرفتار کرنے کے لیے جاتی تھی ہمنے اُسے مار کر آپ کو چھڑایا ہماری یہ مجال تھی کہ آپ کو باندھتے کرب نے
کہا واقعی وہ نقب کی راہ سے میرے پاس آئی تھی اور سب حال مفصل بیان کیا اُسنے کہا شہریار مین نے کہا تھا
کہ غفلت نہ کیجیے گا آپ دیدہ و دانستہ اُسکے دام مین آ گئے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت
غرض خوش و خرم ہوئے صحبت عیش برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن اُدھر لاشہ شمشاد
جادو کا اُٹھاکر ساحر سامنے دلنواز جادو کے لائے اُسنے دونون ہاتھ منھ پر مارے کہا کہ مین پہلے ہی
سمجھا تھا کہ یہ مار ڈالی جائیگی قضا اُسکی لیے جاتی ہے آخر وہی ہوا اُسکی لاش کو جلایا پھونکنے کے بعد اُسکے
لشکر اپنا ساتھ لیکر قلعے سے باہر آیا خیمے مین بیٹھا شراب پینے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارے پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر کرب دلاور کی خدمت مین آئے دعا دیکر عرض کیا
کہ دلنواز جادو نے طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کچھ غم نہین ہے ہمارے لشکر مین بھی کوس حربی بجے بموجب حکم
نقارۂ رزمی پر چوب پڑی چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری رہی صبح کو باہم گر صف باندھ کر
مقابل کھڑے ہوئے دلنواز جادو نے رفیقون سے کہا کہ یارو مجھے طلسم کشا جان کا عزرائیل معلوم ہوتا ہے
مین اُس سے لڑونگا تو مارا جاؤنگا سبھون نے عرض کیا جب حضور کی یہ حالت ہو تو واے برحال ہم لوگون کے

دلنواز جادو نے کہا کہ جاتا ہون میدان مین اگر اژدر جادو میرے مقابلے کو آیا تو خیر اور اگر طلسم کشا
آیا تو اُسکے قدمون پر گرونگا یقین ہی کہ اُسے رحم آجائے یہ کہکر اپنے اژدر آتش فشان کو بڑھا کر میدان مین
آیا مبارز طلب کیا اژدر جادو نے کرب دلاور سے کہا کہ اگر مجھے اجازت ہو تو جاکر مقابلہ کرون آپ لڑائی
کا تماشا دیکھیے کرب بولا ای اژدر جادو تم اُس سے دبے ہوئے ہو اگر لڑوگے تو مارے جاؤگے تمھارا جانا مناسب
نہین ہی میرے پاس لوح ہی میرا یہ کافر کچھ نہ کرسکیگا تم یہین رہو یہ کہکر اپنے مرکب کو چمکایا میدان کی طرف چلا
جب پاس دلنواز جادو کے پہونچا اور اُسکی نگاہ کرب پر پڑی بند بند اُسکا کانپنے لگا ہوش و حواس باختہ
ہوگئے اژدہے سے اُترکر قدمون پر کرب کے گرا کہ مین خطاوار ہون چاہیے قتل کیجیے چاہیے بخشیے کرب نے
کہا ای دلنواز جادو حرز ہیکل صاحبقران کی مجھے دیدو تو مین خطا تمھاری معاف کردون اُسنے حرز ہیکل
گلے سے اپنے اُتار کر دونون ہاتھون پر رکھکر نذر کی کرب نے حرز ہیکل اُس سے لیکر اپنے گلے مین ڈال لی اور
دلنواز کو اپنے سینے سے لگایا اور اژدر جادو کے قدمون پر گرایا اور کہا کہ خطا اسکی معاف کرو یہ تمھارا ملازم قدیم ہی
اُسنے دلنواز جادو کو گلے سے لگایا خلعت دیا اب دونون لشکر ایک ہوئے دلنواز جادو کرب کو قلعے مین لایا
تمام مال طلسم نذر کیا بارگاہ سکندری پیش کی کرب دلاور نے کہا اب تم اسلام اختیار کرو سحر چھوڑو عرض کیا
کہ ہمین عذر نہین ہی مگر ہم ساحر شمشش جادو کی پرسش ہوگی اُسوقت ہمسے کچھ نہو سکیگا بعد ساحر شمشش جادو
کے مارے جانے کے ہم سحر سے توبہ کرینگے کرب نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہی دلنواز جادو نے کرب کی دعوت
کی دوسرے روز کرب نے کہا ای اژدر جادو ای دلنواز جادو مین اپنے آقا کو حالت سکرات مین چھوڑ آیا ہون
مجھے شہر سکندریہ مین لیچلو مال و اسباب طلسم کا پیچھے چلا آئیگا اُسی وقت اژدر جادو اور دلنواز جادو
کرب کو تخت پر بٹھا کر خود دہنی بائین طرف بیٹھے پرواز کرکے شہر سکندریہ کو روانہ ہوئے مگر اب حال گذارش
کیا جاتا ہی لشکر اسلام کا کہ جسوقت وہان کرب غازی نے حرز ہیکل دلنواز جادو سے لیکر اپنے گلے مین پہنی اُسیوقت
یا تو صاحبقران بیہوش پڑے تھے یا آنکھین کھولدین ہوش آگیا ہاتھ پیر دن مین حرکت ہوئی بیس روز گذرے
تھے کہ کچھ نوش نہ فرمایا تھا خاصہ طلب کیا بادشاہ اسلام کو خبر ہوئی کہ امیر ہوش مین آئے کھانا کھانے کو مانگا ہی
فرط خوشی سے سروپا برہنہ دوڑے لوگ صاحبقران کو شوربہ چرب پلا رہے تھے کہ بادشاہ اسلام پہونچے
امیر نے سلام کیا اور چاہا کہ تعظیم کو اُٹھین اُٹھا نہ گیا بادشاہ اسلام و وزیر لپٹ گئے اور پکارے کہ خدانے ہم سب پر
رحم کیا کہ آپ ہوش مین آئے برابر آکر بیٹھ گئے امیر نے سرداران عالی مقام کو نہ پایا پوچھا کہ یہ سب کیا ہوئے
بادشاہ اسلام نے تمام بربادی لشکر کی ہاتھ سے شہناز جادو کے بیان کی فرمایا کہ عمرو کہان ہی کہا کہ کوئی بُرے وقت
مین ساتھ نہین دیتا خدا جانے کہان گیا ہی فرمایا مین اُسے خوب جانتا ہون وہ کبھی بیوفائی نہ کریگا جسوقت مجھسے اُس
بگاڑ تھا کہ مین اُسکا دشمن جان اور وہ میرا تشنۂ خون تھا اُسوقت مین بھی اُسکو پاس میرا اور سرداران لشکر کا تھا
مقرر وہ تدبیر مین ہوگا غرض اُسدن امیر نے کھانا کھایا ہوش و حواس بجا ہوئے اُسی وقت بادشاہ اسلام نے حکم دیا
کہ بجے طبل شادمانی بس طبل شادمانی کا بجنا تھا کہ تمام لشکر مین غلغلہ ہوا کہ حمزۂ صاحبقران کل دوپہر سے ہوش مین
آئے ہین ہرکارے کفار کے جو موجود تھے وہ خبر لیکر لشکر کفار مین آئے حال امیر کا بیان کیا بختیارک نے صلوات
پڑھی اور شہناز عملی سے کہا کہ آپ نے اسقدر تامل کیا کہ حمزہ ہوش مین آگیا اب کون اسکا کچھ کرسکیگا شہناز عملی نے
کہا کہ کیا طلسم عجائب ٹوٹا دلنواز جادو مارا گیا مجھکو اُس امر کا یقین نہین ہی ہرکارون نے عرض کیا طلسم عجائب

کے ٹوٹنے کا حال نہین معلوم مگر حمزہ ہوش مین آیا ہی آج دوسرا دن ہی شہناز جادو نے کہا کہ اگر حمزہ ہوش مین
آیا ہی تو ابھی اُسکی بارگاہ مین جاکر اُسکا علاج کرونگا وہین اسم اعظم اسکا بند کرونگا کسواسطے کہ شہناز علی کو
کمال اشتیاق ہوا کہ حمزہ کو چلکر دیکھیے لقا اور سکندر شاہ سے کہا کہ لشکر فوج تیار کرکے حمزہ پر لیکر آؤ
مین چلکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتا ہون اور تمام جادوگرون کو ہمراہ لیا اور تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوا جب
بارگاہ ہشامی مین پہونچا دیکھا کہ رنگون پر غاشیہ پڑا ہوا ہی بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہین امیر دنگل پر [illegible]
کہ آسمان پر سے ایک تخت نیچے اُترا اور صاحب تخت نے صاحبقران سے صاحب سلامت کی امیر نے
بسبب خلق و مروت کے تعظیم دی کرسی بیٹھنے کو مرحمت فرمائی شہناز علی بیٹھا اور کہا کہ حمزہ تجھے نصیحت کرنے
آیا ہون اگر تو نے قبول کیا بہتر نہین تو میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا امیر نے اپنی زبان معجز بیان سے فرمایا ای
شہناز جو کچھ تجھے کہنا ہو کہہ اُسنے کہا نصیحت میری یہ ہی کہ دین فرعون پرستی اختیار کرو نہین تو جو حال تمھارے
سردارون کا کیا ہی وہی تمھارا ابھی ہوگا امیر نے فرمایا ای شہناز جس روز سے کہ مین سکندریہ پر آیا ہون آمادۂ
مرگ ہون لیکن اگر چاہا خدا نے تو اس شہر کو بھی مانند ام الجبال اور غنطلی آباد اور چاہ الماس کے برباد نہ کیا ہوگا
تو نام اپنا حمزہ نہ رکھا ہوگا اور لقا اور فرعون کے بارے مین سوا لعنت کے میری زبان سے اور کچھ نہ نکلیگا اور
تو بھی اگر عقل کو دخل دے تو حال تجھپر کھل جائے شہناز علی یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوا اور کہا ای حمزہ ہر شرط کہ تجھکو
مع لشکر اسی وقت خاک سیاہ کردون خداوند فرعون شاہ کو تجھ ایسا مجاور زادۂ مکہ سجدہ نہ کریگا تو کیا ہو جائیگا
اُسکی خداوندی مین کچھ خلل نہ آئیگا امیر یہ سنکر نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ای شہناز فوراً تو میرے سامنے سے چلا جا نہین تو
مارا جائیگا شہناز نے کہا کہ حمزہ تو مجھے دھمکاتا ہی کیون شامت آئی ہی اور چھوٹی کٹارے کی بندھی ہوئی تھی اُسمین ہاتھ
ڈالا امیر نے دیکھا کہ اب یہ سحر کریگا تلوار کھینچکر اُٹھے اور بارادۂ قتل دوڑے بس قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے کہا کہ حمزہ
تعجب ہی کہ اپنے بیگانہ کو نہین پہچانتا ہم تیرے دیکھنے کو آئے تھے تو چاہتا ہی کہ مار ڈالے اور بائین آنکھ کا تل دکھایا امیر نے
پہچانا کہ عمرو ہی کہا کہ یہ کیا صورت تو نے اپنی بنائی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ اگر مین شہناز کو نہ پکڑ لیتا تو تمام لشکر کا اور
تیرا خاتمہ ہوگیا ہوتا اور ابھی افشائے راز میرا نہ کر اور پکار کر کہا کہ حمزہ جا اپنے مقام پر بیٹھ نہین تو نہین معلوم کیا
حال تیرا کرونگا امیر تو پھر گئے شہناز علی بارگاہ سے باہر آیا اور اپنے ساحرون سے کہا کہ مین حمزہ پر کسی طرح غالب
نہین ہوسکتا اور دین کے مقدمہ مین حمزہ نے مجھے قائل کردیا دین حمزہ کا بیشک برحق ہی مین تو مسلمان ہوا اگر تمہین
میرا ساتھ دینا ہی تو اسلام لاؤ نہین جہان جی چاہے چلے جاؤ سبھون نے کہا کہ ای شہناز جادو ہم تمھارے ساتھ
ہین جو دین تمنے اختیار کیا وہی دین ہمنے بھی قبول کیا ہمین نہ فرعون سے غرض ہی نہ لقا سے علاقہ ہی شہناز علی
نے کہا مرحبا صد مرحبا یہ کہکر پھر اندر بارگاہ کے چلا یہان صاحبقران بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ دیکھی آپ نے
عمرو کی رفاقت حضور فرماتے تھے کہ خدا جانے عمرو کدھر چلا گیا یہی باتین تھین کہ عمرو نے آکر عرض کیا یا امیر سب
ساحر شہناز کے مسلمان ہوئے امیر نے کہا الحمد للہ کہ اسی اثنا مین ایک ہوائے تیز چلی اور لکۂ ابر آسمان پر نمایان
ہوا آکر بارگاہ پر قائم ہوا جب وہ شق ہوا تو ایک تخت اُسمین سے دکھائی دیا جسوقت وہ نزدیک آیا دیکھا کہ
کرب ہی اور دو ساحر دہنی بائین طرف بیٹھے ہوئے ہین کرب نے آتے ہی صاحبقران کو سلام کیا اور [illegible]
دونون ہاتھون پر رکھکر نذر دی امیر نے کرب کو گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا خلعت سے سرفراز فرمایا کرب نے
دونون جادوگرون کو سامنے کیا احوال اُنکا عرض کیا کہ انمین ایک فے لغواز جادو ہی ایک اژدر جادو ہی اور [illegible]

امیر نے اُنکو بھی خلعت دیے عمرو نے پھر شہناز جادو کو زنبیل سے نکالا فتیلۂ رفع بیہوشی دیا شہناز جو ہوش مین آیا
دیکھا کہ سامنے امیر کشور گیر اور بادشاہ اسلام بیٹھے ہین ایک طرف دلنواز جادو و اژدر جادو کو بیٹھے پایا عمرو کو کھڑے
دیکھا حیران ہوا کہ یہ خواب ہی یا بیداری عمرو نے کہا ای شہناز حیران کیا ہی مین تجھے پکڑ لایا ہون ساحر جتنے تیرے
ہمراہ تھے سب مسلمان ہو چکے طلسم عجائب فتح ہو چکا وہ دیکھ دلنواز جادو و اژدر جادو دونون موجود ہین بہتر یہ
ہی کہ دین اسلام قبول کر نہین تو مارا جائیگا شہناز نے اپنے دل مین کہا کہ عجب اقبال ہی حمزہ کا جبکہ دلنواز جادو اور
اژدر جادو اطاعت کر چکے تو میری اُنکے سامنے کیا ہستی ہی پکار کر کہا کہ مین نے بدل حمزۂ صاحبقران کی اطاعت
قبول کی فرعون اور لقا پر لعنت کی عمرو نے اُسی وقت شہناز جادو کو چھوڑ دیا وہ آکر قدمون پر امیر کے گرا بادشاہ
کو نذر دی امیر نے اُسکو بھی خلعت دیا بعد اُسکے عمرو نے صاحبقران سے عرض کی کہ شہریار جلد لشکر تیار کر کے چلیے
لقا اور سکندر شاہ پیچھے پیچھے میرے فوج و لشکر لیے ہوئے آتے تھے اب قریب آ گئے ہونگے امیر نے فرمایا کہ تم لشکر
مین اطلاع کرو مین چلتا ہون اور خود سوار ہو کر روانہ ہوئے ادھر لقا اور سکندر شاہ مع لشکر تہیہ قتل لشکر اسلام
چلے آتے ہین بختیارک کہتا آتا ہی کہ ای سکندر شاہ اور ای لقا کیون تم جاتے ہو لشکر اسلام پر ارے یہ شہناز
جادو نہین ہی یہ مرشد کامل ہین حمزہ کو جو سُنا ہی کہ ہوش مین آیا ہی تو بیقرار ہو کر اُسے دیکھنے گئے ہین اور کبھی کہتا ہی
کہ ای لقا سکندر شاہ تو یہان کا بادشاہ ہی اُسیر تو جو گذریگی سو گذریگی تو اپنے کو کیون غارت کرتا ہی ارے بھاگ
فرعونیہ کو نہین پھر بھاگنا بھی دشوار ہو جائیگا لقا اور سکندر شاہ دونون اسکی باتون پر ہنستے ہوے چلے آتے
ہین کہ یہ حرامزادہ کیا وہمی ہی وہان لشکر حمزہ کا خاتمہ ہو چکا ہوگا اسے اور ہی کچھ سوجھی ہی بختیارک نے اپنے
عیار سے کہا کہ تو میرا اسباب لیکر نالے پر جاکر کھڑا ہو کہ وقت بیوقت میرا مال حفاظت سے رہے یہی باتین کرتے
ہوئے چلے آتے تھے کہ سامنے لشکر اسلام نمایان ہوا اور نعرۂ صاحبقران کی آواز کان مین آئی کہ جس سے
دل ہلگیا ساتھ ہی کرب کے نعرے کی آواز بلند ہوئی بختیارک نے کہا کہ اب تو کہنا میرا سچ ہوا وہ حمزہ آ پہونچا
لقا تو اُسیوقت بھاگا کہ مین نے تقدیر گریز کی مگر سکندر شاہ کے لوگون سے تلوار چلنے لگی کرب غازی لڑتا
ہوا برابر تخت سکندر شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے تلوار اسکی چھین کر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُسے اُٹھا لیا
بجاے سپر رکھ لیا بس پھر لشکر بے سردار کب ٹھہر سکتا ہی فوج سکندر شاہ کی شکست کھا کر بھاگی کرب نے سکندر شاہ
کو ہاتھ سے رکھدیا اور غل و زنجیر مین گرفتار کر کے زندان خانے مین بھیجدیا لشکر مین طبل فتح بجا امیر نے اور تمام
سردارون نے آرام کیا صبح کو اُٹھکر امیر کشور گیر نے نماز پڑھی بارگاہ مین تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کر کے دنگل پر
متمکن ہوئے فرمایا کہ لاؤ سکندر شاہ کو جب وہ آیا بطریق فرعون پرستان اُسنے سلام کیا امیر نے تعظیم دی اور
کرسی بیٹھنے کو عنایت فرمائی ساقی سے اشارہ فرمایا اُسنے جام شراب کا سکندر شاہ کو دیا سکندر شاہ نے امیر کو
سلام کیا جام پیا جب دماغ اُسکا گرم ہوا اب امیر نے تعریف پروردگار عالم کی شروع کی اور کچھ کلمے مذمت فرعون
مین ارشاد کیے سکندر شاہ مرد عاقل تھا اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون لقا شاہ پر اور دین آپکا اختیار کیا امیر
نے اُسے کلمہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان ہوا بعد اُسکے امیر نے شہناز جادو سے کہا کہ اب تم ہمارے سردارون کو
ہوش مین لاؤ کہ وہ میدان مین بیٹھے ہین دن کی دھوپ رات کی اوس اُنپر گذرتی ہی شہناز نے عرض کیا
بہت خوب حضور سوار ہو کر تشریف لیچلیں امیر سوار ہوے شہناز ساتھ ہوا عمرو اور اژدر جادو اور دلنواز جادو
بھی ہمراہ تھے غرض آتے آتے وہان پہونچے کہ جہان وہ دو برج ہین اور دو نازنین سُرخ پوش اور سبز پوش

اُنمین بیٹھی ہوئی ہین اور ایک ابر محیط ہی اور اُس ابر مین سے ایک سوار پیدا ہوتا ہی اور سرداران لشکر اسلام دیولنے
بنے ہوئے اُن دونون برجون کے نیچے بیٹھے ہین اور اُن نازنینون کو دیکھ رہے ہین بس شہناز جادو نے
اُس مقام پر بیٹھ کر چوک دیا اور ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا اور اسم سحر کا پڑھکر اُسپر دم کیا کہ اُس جانور نے
پر و بال نکالے اور جابجا پرواز کرے شہناز نے اُسے پکڑ کر صاحبقران کو دیا کہ اسکو ذبح کر کے خون اسکا سب
سردارون پر چھڑکیے امیر نے اُسی وقت اسکو ذبح کر کے خون اُسکا سردارون پر چھڑکا دفعتہً سب ہوش مین
آگئے اور وہ برج اور نازنینین اور وہ سوار سب غائب ہو گیا میدان صاف تھا سب سردار آکر امیر کے قدمون
سے لپٹے امیر نے سب کو گلے سے لگایا بارگاہ مین لائے بادشاہ اسلام کو مجرا کیا خلعت پائے بعد اُسکے سکندر شاہ شہر کو
آئین بند کر کے امیر کو لے گیا دعوت کی بعد اُسکے شہناز جادو نے کئی ہزار روپیہ عمرو کو دیے کہ خواجہ آپ کو حال معلوم
ہو کہ مین سکندر شاہ کی بیٹی پر عاشق ہون سوا آپکے کوئی میری دستگیری کرنیوالا نہین ہی عمرو نے کہا خاطر جمع رکھو اور
سب حال امیر سے کہا امیر نے سکندر شاہ سے بیان کیا اُسنے اپنا فخر و افتخار سمجھکر شادی زلف آرا بانو کی شہناز
کے ساتھ کر دی مگر چالاک بن عمرو نے شب عروسی طرفہ چالاکی کی چونکہ یہ خود زلف آرا بانو کی صورت بنا ہوا تھا
جسوقت سکندر شاہ دختر نقلی کو رخصت کرنے لگا دختر نے رو کر کہا کہ باوا جان میری ایک بات تنہائی مین سُن لو
سکندر شاہ نے بیٹی کو گود مین لیا اور علیحدہ حجرے مین گیا اور پوچھا کہ کیا کہتی ہو اُسنے کہا کان میرے قریب لائیے تو
عرض کرون جیسے ہی سکندر شاہ جُھکا چالاک نے حباب بیہوشی مارا سکندر شاہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے
سکندر شاہ کی صورت تو اپنی بنائی اور اُسکا لباس خود پہنا اور زلف آرا بانو کی صورت سکندر شاہ کو بنایا
اور اتنی بیہوشی پھونک دی کہ دو گھنٹے ہوش نہ آئے اور وہان سے لیے ہوئے گود مین آیا سکھپال مین سوار کر دیا
برات کو رخصت کیا لیکن شہناز جادو جو دو کھا ہوا اپنے خیمے کے قریب آکر فیل سے اُترا عروس کو سکھپال سے نکالا
گود مین لیے ہوئے آیا مسہری پر لٹایا بعد اُسکے سب انتظام کر کے جو آیا دیکھا تو عروس سوتی ہی شہناز جادو نے
اُسے چونکایا جب وہ ہوش مین نہ آئی سمجھا کہ کمسنی کا زمانہ ہی جوانی کی نیند ہی نہین چونکتی اپنے دل مین کہا کہ تو
مقصد دل اپنا حاصل کر پھر یہ ہوش مین آ ہی لیگی بس یہ خیال کر کے حجاب کو دور کیا اور کھل کھیلا لیکن اُسکے لپٹنے سے
سکندر شاہ کو ایک مرتبہ ہوش آیا دیکھا تو اپنے کو برہنہ پایا اور شہناز کو حرکت بیجا پر مستعد دیکھا دونون ٹانگین اپنی
کھینچ لین اور کہا کہ اے شہناز یہ کیا حرکت بیجا ہی شہناز نے کہا کہ جان جہان مین نے تمکو بڑی دیر تک چونکایا تم بیدار
نہوئین اب تم خفا کیون ہوتی ہو یہ کہکر پھر لپٹا سکندر شاہ نے طمانچہ مارا کہ اے بیحیا نہین مانتا تو کیسی جان صاحب
شہناز نے طمانچہ تو خالی دیا اور کہا کہ اے ملکہ تم رنجیدہ کس سبب سے ہو سکندر شاہ نے کہا اے شہناز تو کہتا کیا ہی ارے
مین تیرا خسر ہون اُسنے کہا کہ مین نہین ماننے کا ان دونون مین تو کشتم کشتالات کی ہونے لگی لیکن ادھر عمرو نے
صاحبقران سے کہا کہ حمزہ چل مین تجھے ایک تماشا دکھاؤن کہا بھلی کیا تماشا ہی کہا تمام عمر ایسا تماشا نہ دیکھا ہوگا
کہا جبتک تو کہیگا نہین مین نہ چلونگا عمرو بولا حمزہ اُسکے بیان کی مجھ مین طاقت نہین للہ جلد چل نہین تو موقوف
ہو جائیگا امیر نے کہا ہم پھر تماشا کر لینگے کہا کہ وہ تماشا پھر نہین ہو سکتا کہا اچھا بھئی چلو غرض امیر اور چند سردار عمرو
کے ساتھ ہوئے ابھی روشنی صبح کی اچھی طرح نہین ہوئی ہی کچھ تاریکی ہی شہناز کے خیمہ کے قریب پہونچے اب
وہ وقت ہی کہ سکندر شاہ کہرہا ہی کہ مین سکندر شاہ ہون اے شہناز ذرا ہوش مین آ اور شہناز کہہ رہا ہی
کہ اے محبوب جانی یہ بہانے کیون کرتی ہو اس سے کیا حاصل ہی مین تمھین چھوڑنے کا نہین اور لات لگی

چل رہی ہی کہ عمرو نے صاحبقران سے کہا دیکھا آپ نے امیر کو کچھ ہنسی کچھ غصہ کر اسنے یہ کیا حرکت کی عمرو سے کہا کہ خواجہ بس ہو چکا اب شہناز سے کہدو کہ یہ سکندر شاہ ہی عمرو نے آواز دی کہ ای شہناز جادو گیا تمھین کچھ مرد کے ساتھ کسی فعل کرنے کا بھی شوق ہی اب شہناز نے گھبرا کر دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی جلدی سے اٹھکر پاجامہ پہنا ادھر سکندر شاہ نے جو دیکھا کہ شہناز الگ ہوا جلدی سے خود بھی پاجامہ پہنا اب عمرو مع امیر اندر آیا اور کہا کہ شہناز بھئی خوب سعادت حاصل کی شہناز نے تو نگاہ نیچی کر لی نہایت محجوب ہوا سکندر شاہ بھی شرمایا لیکن دونون جب کپڑے پہن چکے باہر آئے مگر شہناز ایسا معشوق کے عشق مین بیہوش تھا کہ اُسنے آتے ہی عمرو سے کہا کہ معشوق میرا مجھے دلوائیے آپ نے خوب ذلیل کیا عمرو نے کہا کہ تم عجب نادان تھے بھی بغیر روپیہ کہین دُنیا کے کام چلتے ہین غرض مین لاکھ روپیہ شہناز سے لیکر ملکہ زلفت آرا بانو کو اُسکے حوالے کیا شہناز وصل سے اُسکے کامیاب ہوا طبیح کو حمام کیا آکر صاحبقران کو نذر دی اب امیر نے جشن کیا اور دلنواز جادو اور اژدر جادو اور شہناز کو رخصت کیا یہ اپنے مکانون کو راہی ہوئے کرب نے اسباب طلسمی صاحبقران کے روبرو کیا امیر نے حق غازیون کا اور مال بادشاہی اور وہ ملی عمرو کی نکالکر باقی کرب کے حوالے کیا اور تمام شہر سکندریہ کو اسلام آباد کر کے بتخانے تڑوا ڈالے مسجدون کی بناڈلوادی بانگ صلواۃ بلند ہوئی سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد جشن کے عمرو سے کہا کہ خواجہ حال اُس راندۂ درگاہ ذوالجلال خسران مآل بداقبال لقا ے زبون خصال کا کچھ معلوم ہوا کہ یہ کافر بھاگ کر کہان پہونچا عرض کیا کہ دربند صحابیہ مین پہونچا ہی مصاحب شاہ نے اُسے اپنے پاس دامن پناہ دیا ہی فرمایا ہمارا کوچ ہو دربند صحابیہ کی طرف اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا پھر روار دی بچ گئی ایک کے بعد ایک جانے لگا یہانتک کہ صاحبقران بھی راہی ہوئے

دوسرے داستان دربند سد صحابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا دربند سکندریہ سے بھاگ کر دربند صحابیہ مین پہونچا مصاحب شاہ لقا کو استقبال کر کے ساتھ اپنے لایا کمال عزت و تکریم سے پیش آیا دعوت و ضیافت کی بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ ہمارے تعاقب مین ایک اژدہاے ہفت سر آتا ہی تمنے کیا سمجھا ہمین دامن پناہ دیا ہی تم اتنے ہو کہ حمزہ سے لڑو گے یا اور کسی کا بھروسا تمھین ہو تو بیان کرو اُسنے کہا ملک جی حمزہ کو یہان آنے دو اگر ہم اُس سے لڑ سکے فبہا نہین چلے جائیے گا آپ کا کیا ہرج ہی میری لڑائی کا تماشا دیکھ لیجیے بختیارک نے کہا ای مصاحب شاہ تم اس قابل نہین معلوم ہوتے کہ حمزہ اور سرداران حمزہ کا سامنا کرو ایک سے بھی عہدہ برا ہو گے مصاحب شاہ بولا ملک جی مین تو ایسا ہی حقیر ہون مگر خداوند فرعون شاہ مین بڑی قدرت ہی شاید حقیر کو غالب کر دے لقا نے کہا ای شیطان درگاہ کیا مضائقہ ہو چندے یہان کا بھی تماشا دیکھ لو بختیارک چپ ہو رہا الحاصل ایک ہفتہ یہان گذرا تھا کہ لشکر ظفر اثر پہونچا ہرکارون نے آکر خبر دی لقا تو کانپنے لگا تھا مگر مصاحب شاہ نے حکم دیا تھا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر سے باہر نکل کر مقابل لشکر حمزہ اُترے اور طبل جنگ بجے یہان حمزۂ صاحبقران فکر مین تھے کہ ایلچی مصاحب شاہ کو بھیجین کہ آواز طبل جنگ کی سنی اور ہرکارون نے بھی آکر تمام حال عرض کیا فرمایا کہ اب نامہ و پیام کی کچھ حاجت نہین رہی ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے غرض دونون طرف نقارے گڑ گڑانے رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدیگر صف آرا ہوے مصاحب شاہ لقا سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا جمہور جہان سوز طوس بہادر شاہ تبرزن بادشاہ اسلام سے

رخصت لیکر مصاحب شاہ کے مقابل ہوا اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے حسب و نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا کہ تو نے
دین قدیم اپنا یعنے لات پرستی چھوڑ کر دین جدید کیون اختیار کیا جمہور نے کہا او کافر جو دین حق تھا مین نے
اختیار کیا اور تو بھی مسلمان ہو نہین ذلیل ہوگا اُسنے کہا خیر معلوم ہو جائیگا لا حربہ اپنا کرے جمہور بولا کہ ہم خدا پرست
پیشدستی نہین کیتے مصاحب شاہ نے نیزہ اُٹھا کر خبردار خبردار کہکر جمہور پر مارا جمہور نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے
پر روکا نیزہ بازی ہونے لگی ہنوز ختم نہوئی تھی کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا اُٹھا اور وہ قریب آکر شق ہوا
اُسمین ایک گاے برابر چار فیل مست کے پیدا ہوئی کہ دم اُسکی مانند عقد پروین کے جھلکتی تھی اور دونون شاخین بھی یہ
معلوم ہوتا تھا کہ نقرہ مصقول کی ہین کبھی اس ہیئت کی گاے کسی نے نہ دیکھی تھی صاحبقران نے فرمایا کہ یہی وہ گاے
جو ہمنے راہ مین اُس دریا کے اندر سے پکڑی تھی وہ بھی اتنی بڑی نہ تھی یہان تو یہ باتین ہو رہی تھین مگر وہ گاے
آکر جمہور اور مصاحب شاہ کے بیچ مین حد فاصل بنکر کھڑی ہوئی پشت صاحب معارہ کی طرف کیے ...... اور
منھ جمہور کی طرف کرکے حملہ آور ہوئی جمہور نے ایک تیر اُسپر مارا گاے نے شاخ پر روک کر اپنی شاخ جمہور پر
ماری مرکب پر سے گرا اُس گاے نے جمہور کو سینگون سے اُٹھا کر اپنی پشت پر ڈال لیا اور صحرا کی طرف لیے ہوئے
چلی گئی مصاحب شاہ نے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ فضل بن گیا ہور خون آشام مقابلہ کو آیا ہنوز مصاحب شاہ
سے گفتگو ہو رہی تھی کہ وہی گاے پھر پیدا ہوئی اور فضل کو بھی اُسی طرح اُٹھا لیگئی غرض شام تک بارہ سردار گرفتار
ہوا ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھرے اپنے اپنے خیمون مین داخل ہوئے امیر نے فرمایا کہ عجب طرح کا سانحہ ہے
کہ کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ گاے پہلوانون کو اُٹھا لیجائے سبھون نے عرض کیا کہ او شہریار فی الواقع ایسی بزرگ جثہ زبردست
گاے نہین دیکھی عمرو نے کہا حمزہ یہ گاے نہین ہے کوئی ساحر ہے یہی باتین ہو رہی تھین کوئی دو گھڑی رات گئی تھی
کہ غلغلہ ہوا لوگ غل مچاتے ہوئے برابر بارگاہ شاہی کے پہونچے امیر نے کہا کہ یہ شور کیسا ہے دریافت کرو لوگون
جو اُنسے پوچھا اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا ہر چند پوچھا وہ کچھ نہ بولے آخر امیر خود سوار ہوکر کنارہ لشکر کی طرف
آئے دیکھا کہ گرد لشکر کے فوج بہیرون کی ہاتھ سے پکڑے ہوئے حلقہ باندھے ہوئے محاصرہ کیے ہوئے کھڑی ہے فرمایا
کہ کسی واجب القتل کو بلاؤ جب وہ آیا اُس سے فرمایا کہ تو ان بہیرون مین سے نکل کر اسطرف جا تجھے کوئی
پھر قتل نہ کریگا وہ قید سے رہا ہوکر چلا جب اُن بہیرون کے پاس پہونچا اُنمین سے دو بہیرون نے جدا ہوکر اس
شخص کو پکڑ کر چیر کر پھینک دیا اور پھر وہ جاکر اپنی صف مین ملگئے امیر یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوئے عمرو
نے کہا اے شہریار انھون نے گویا ہم سب کو قتل کیا ہے اور ایسی قید ہے کہ ایک متنفس باہر نہین جا سکتا تمام لشکر مقید ہے
فرمایا جو مرضی الٰہی دو پہر رات گئے اُن بہیرون کے ہاتھ مین خود بخود گولے آتشین روشن ہوگئے اور اُن گیندون کو
جانب آسمان اچھالتے تھے وہ گیند شق ہوتے تھے اور اُنمین سے ہزارہا ستارے گرتے ہوئے معلوم ہوتے تھے
صبح تک یہی تماشا رہا دو گھڑی رات رہے سے وہ بہیر غائب ہوگئے مصاحب شاہ نے رات کو طبل جنگ بجوایا
تھا صبح کو دونون لشکر میدان مین آکر صف آرا ہوئے اُس روز بھی اُس گاے نے شام تک بیس سردار گرفتار
کیے شام کو دونون لشکر پھر گئے مگر بختیارک نے جو خبر بہیرون کی سُنی نہایت خوش ہوا کہا کہ یہ قید لشکر حمزہ
کے واسطے خوب ہے اور مصاحب شاہ سے پوچھا کہ اس گاے کی حقیقت سچ سچ بیان کرو اور یہ بہیرے
کیسے ہین انکی حقیقت کہو اُسنے کہا کہ ملک جی یہ سب عنایت اور مہربانی خداوند فرعون شاہ کی ہے مجھے نہین
معلوم کہ یہ گاے کون ہے اور بہیرے کہان سے آتے ہین بختیارک نے کہا کہ اب لشکر حمزہ پر جسوقت زیادہ تباہی آئیگی

تو مرشد کامل جستجو کرینگے معلوم ہو جائیگا مصاحب شاہ بولا ملکہ جی مرشد سے کیا ہوسکیگا اب دو چار دن مین خاتمہ ہو لشکر حمزہ سے ایک شخص زندہ نہ بچیگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ القصہ دن کو لڑائی مصاحب شاہ کی اور آنا گاے کا اور پکڑ لیجانا سرداروں کا اور شب کو محاصرہ بیرون کا رہتا تھا کوئی جستجو کو نکلکر جا نہ سکتا تھا چند روز مین تمام لشکر اسلام اسیر ہو گیا صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور دہ چار مشیر سلطنت رہ گئے تھے مشورے ہونے لگے کہ کیا کیجیے جو اس گاے سے بچیے آخر کو امیر نے رقعہ پچاس ہزار کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا فرمایا کہ جو کوئی علاج اس گاے کا کرے یہ رقعہ اسکا ہی عمرو نے رقعہ اٹھا لیا اور کہا کہ نقد روپیہ مجھے عنایت ہو تو مین جاتا ہون امیر نے اسیوقت روپیہ نقد منگوا کر دیدیا عمرو اسباب عیاری اپنے خیمے سے لیکر روانہ ہوا جدھر سے وہ گاے آتی تھی اسی طرف چلا تمام صحرا چھان مارا کہین نشان نہ پایا قریب شام ایک تالاب پر پہونچا کہ تالاب بہت بڑا ہی اور گرد اسکے سبزہ کی کھلے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین درخت میوہ دار لگے ہوئے ہین ہواے سرد چل رہی ہی چاند آسمان پر نکلا ہوا ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی عمرو حالت یاس و نا امیدی مین چادر بچھا کر وہان بیٹھ گیا اور نی قفلیان درست کرکے باواز حزین کچھ گانے لگا کوئی دو گھڑی رات گاتے ہوئے گذری تھی کہ پانی نے تالاب کے جوش مارا اور شق ہوا اس پانی مین سے ایک تخت نکلتے نظر آیا کہ اوسپر ایک جوگی بیٹھا ہوا تھا جٹا اسکی خاکستری بھبوت منھ پر ملا ہوا آنکھین لال جنیو گلے مین پڑا ہوا بت بازوون پر بندھے ہوئے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہوا ٹیکا سیندور کا دیا ہوا مندرے کانون مین پڑے ہوئے کوئی اسی نوے برس کا سن القصہ وہ تخت سے اترکر عمرو کے پاس آیا عمرو اسے دیکھکر ڈر گیا مگر وہ آکر جیکا بانسری سنا کیا بعد اسکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے ساتھ چل عمرو نے کہا کہ مین پانی مین کیونکر آؤن کہا کہ تو آ تو سہی تجھے پانی نہ معلوم ہوگا اور ایک نارنج جھولی سے نکالکر تالاب پر مارا کہ وہ پانی جمکر مانند تختۂ بلور کے ہو گیا عمرو اسکے ساتھ آیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہی اسکے اندر زینہ بنا ہوا ہی اندر اسکے گیا دیکھا کہ ایک باغ بہشت نما ہی آگے بڑھا ایک بارہ دری چھت پردون سے آراستہ دیوار گیریان جھاڑ کنول بے انتہا لگے ہوئے نظر آئے فرش کیا ہوا دیکھا مسند بچھی ہوئی پائی شمعین کافوری فروزان تھین اسباب عیش مہیا وہ جوگی مسند پر آکر بیٹھا عمرو کو اپنے سامنے بٹھایا آپ کھانا کھایا عمرو کو کھلایا اور کہا کہ اب میرے سامنے نی نوازی کر مین تجھے دولت دنیا سے نہال کر دونگا اور تو روتا کیون ہی حال اپنا بیان کر عمرو نے کہا کہ پہلے آپ اپنا نام نامی مجھسے بیان کیجیے ادہیان صحرا مین تنہا رہنے کا سبب کیا ہی یہ فرمائیے تو پھر مین عرض کرون اسنے کہا کہ نام میرا گاو آتشبار جادو ہی شہر سے مین تنہا رہتا ہون عیال و اطفال میرے سب ہین مگر مجھکو تنہائی پسند ہی اور مجھکو بصورت اصلی سواے تیرے اور کسی نے نہین دیکھا مین یوست گاؤ مین رہتا ہون اب تو اپنا حال بیان کر عمرو نے کہا کہ مین کلاونت تھا خاندان کیان کا خدا پرستون نے وہ گھر برباد کیا مین تباہ ہوا وہان سے ہزارہا روپیے مجھے ملتے تھے خوش و خرم تھا اب کوئی پوچھتا نہین نان شبینہ کو محتاج ہون ہان یہ خدا پرست غارت ہون تو پھر کوئی ہمین پوچھے انکے دور مین تو ہمین گردش ہی اور باتین کرتے کرتے عمرو نے دیکھا کہ کچھ کوٹھے مقفل ہین پوچھا کہ اسمین کیا خزانے سرکار کا ہی اسنے کہا کہ اے کلاونت مین لشکر حمزہ کا کام تمام کر چکا ہون اب ایک دو روز مین خاتمہ ہی اور ان کوٹھون مین سب سردار حمزہ کے قید مین ہین جاکر انھین پکڑ لایا ہون عمرو نے کہا کہ خدا آپ کا بہت بھلا کرے کہ آپنے ان مفسدون کو غارت کیا گاو آتشبار جادو نے کہا کہ اے کلاونت تو پھر اسیطرح سے بانسری بجا کہ جسطرح وہان بجا رہا تھا عمرو بولا اعلی اعلی مراتب رہین بلبیان لون ابکی اس سے بہتر بجاؤنگا گاؤنگا اور وہ تو مین

گاتا نہ تھا اپنے حال پر روتا تھا اب آپ مجھسے سُنیئے اور بانسری کی تھلیان درست کرکے بجانے لگا یہ حالت
اسکی ہوئی کہ مست ہوگیا جھومنے لگا عاشق ہوگیا ایک دو گھڑی بجاکر عمرو چپ ہوا اُسنے کئی ہزار دینار عمرو کو دیے
اور کہا کہ پھر بجاؤ عمرو پھر بجانے لگا اور گانے لگا جب چپ ہوا ابلی مالام وارید کا گلے سے اُتار کر دیا اور کہا کہ پھر گاؤ
عمرو نے پھر بانسری ہاتھ مین لی اب آتشبار جادو روپیہ اشرفی جواہر دیتا جاتا ہے اور فرمایش کرتا جاتا ہے کہ گائے جاؤ
اس اثنا مین عمرو نے اپنی بغل مین سے گلابی شراب کی نکالی اور مُنھ اُسکا کھولا خوشبو جو اُسمین سے نکلی وہ جادوگر
بے چین ہوگیا کہا کہ اسمین سے تھوڑی سی مجھے دے عمرو نے کہا بلیان لون یہ تو میری زندگی کا سہارا ہے ہم لوگ اسے جیون مول
کہتے ہین یہ اگر نہ ملے گی تو مر جاؤن گا اُسنے کہا کہ مین تجھے بہت سی بنوا دونگا کہا کہ خدا آپ کو سلامت رکھے آپ مُنھ کھولین
مین اپنے ہاتھ سے آپ کے مُنھ مین ڈالدونگا اُسنے آنکھین بند کرلین مُنھ کھولدیا عمرو نے تمام گلابی مُنھ مین ڈالدی اور کہا
کہ یہ منھ آپ کا کاہیکو ہے غار ہے سب گلابی انڈل گئی اب مین کیا کرونگا کہا کہ صبح کو قرابے کے قرابے تجھے منگوا دونگا عمرو
پھر گانے لگا وہ سُنتے سُنتے عالم مستی مین ناچنے کو اُٹھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا عمرو اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور لگا
خنجر گلے پر اُسکے رگڑا دیا پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ رویین تن ہے ایک دو پتھر بڑے بڑے ڈھونڈھکر لایا ایک اُسکے
سر کے تلے رکھا دوسرا اوپر سے پھر اکر جو مارا تو سر اُسکا پاش پاش ہوگیا وہ واصل جہنم ہوا آندھی چلی زمانہ تاریک ہوگیا
غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہرمز گاؤ آتشبار جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا
کہ باغ کسی وقت کا گرا ہوا ہے اور بارہ دری بھی نہایت شکستہ ہے مگر کوٹھے مین بند ہین عمرو بھی کلانوت کی صورت بنا ہوا
قیدیون پاس گیا کہ مین کلانوت ہونگا آتشبار جادو کا تمہاری نگہبانی کے واسطے مقرر ہوا ہون اگر تم سب مجھے
زر نقد عنایت کرو تو مین تمھین قید سے چھوڑ دون سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس یہان روپیہ کہان ہے جو دین کہا کہ
تمسک دو لشکر حمزہ مین پہونچکر دیدینا سبھون نے کہا کہ ہمارے پاس قلم دوات کہان اُسنے کہا کہ وہ بھی موجود ہے
غرض سبھون سے نوشتہ لکھواکر مہر کرواکر اپنے پاس رکھا بعد اسکے ظاہر کیا کہ مین عمرو بن امیہ ضمری ہون مارا ہرمز
گاؤ آتشبار جادو کو باہر آکر دیکھو لاش اُسکی پڑی ہے سب بہت خوش ہوئے عمرو نے تمام مال و اسباب
ہرمز گاؤ آتشبار جادو کا لیکر نذر زنبیل کیا اور سب سردارون کو ساتھ لیکر پہر رات رہے سے لشکر اسلام کی
طرف روانہ ہوا یہان طبل جنگ بجتا ہے صبح کو لقا اور مصاحب شاہ سوار ہوئے میدان کی طرف
چلے بختیارک کو پرچہ گذرا کہ آج رات کو بسیرے نہین آئے بختیارک نے پوچھا کہ اے مصاحب شاہ
بس یقین جانو کہ آج وہ کاوے بھی نہ آئینگی اور لقا سے کہا کہ یہان کا بھی خاتمہ ہوچکا جان بھاگ ہو بھاگو لقا نے
ایک دھول بختیارک کے ماری کہ کیا واہی بکتا ہے ادھر مصاحب شاہ خفا ہوا کہ عجب طرح کی فال بد
تو مُنھ سے نکالتا ہے القصہ دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے مصاحب شاہ میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام مین سے شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ اسلام سے رخصت لیکر مقابلے کو گیا دریافت
ہوا کہ مصاحب شاہ گرز برد ہوگیا مثل گرزون مین مرکب کو پھر مقابل ہوا مصاحب شاہ نے نام
پوچھا علمشاہ نے نام اپنا بیان کیا مصاحب شاہ نے کہا کہ اے پسر حمزہ اپنے اوپر رحم کر آ فرعون شاہ
کو سجدہ کر لقا کی اطاعت مین رہ بلکہ حمزہ کو بھی سمجھا کہ آئے اسمین تیرے واسطے بہتری ہے علمشاہ نے کہا او کافر
لعنت کرتے ہین فرعون شاہ پر جو مجھسے ہوسکے قصور و کوتاہی نہ کر مصاحب شاہ نہایت برہم ہوا اور
اُٹھا کر نیزہ شاہزادے پر مارا علمشاہ نے چند طعن مین نیزہ اُسکا ہوا کیا اُسنے تلوار ماری شاہزادے نے چپکی دیکر

تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈالدیا زور کشمکش ہونے لگے آخر کار علمشاہ نے اُسے اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین
پر مارا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھ لین ہر چند مصاحب شاہ صحرا کی طرف دیکھا کیا وہ گاے نہ آتا تھی نہ آئی
بختیارک پکارا اے مصاحب شاہ آن گاو را قصاب برد و آن قصاب حرامخوار مرد اب وہ گاے نہ آئیگی تمنے
تو بسیر دن کی خبر سُنکر پہلے ہی کہدیا تھا اب تم جاؤ اسلام لاؤ ہم بھی رخصت ہوتے ہین لیکن ادہر علمشاہ نے جسوقت مصاحب شاہ
کو پکڑ لیا فوج مصاحب شاہ کی علمشاہ پر دوڑ پڑی شاہزادہ اُن پر حملہ آور ہوا لشکر مصاحب شاہ سے لڑائی ہو رہی
تھی کہ عمرو بھی مع سرداران لشکر اسلام پہونچا شریک جنگ ہوا انجام کار کفار شکست کھا کر بھاگے اہل اسلام تعاقب مین چلے
آئے اندر قلعے کے لڑائی ہونے لگی قلعے والے قتل ہونے لگے یہانتک کہ رعایا نے دوہائی حمزہ صاحبقران کی کھینچی امیر
نے فرمایا کہ اب اہل قلعہ کو نہ قتل کرو یہ سب بخیطا ہین عمرو نے سفید مہرہ بجایا قتل و قمع موقوف ہوا بادشاہ اسلام
ایوان شاہی مین آکر تخت پر جلوہ افروز ہوئے مصاحب شاہ کو سامنے بلوایا تلقین بدین اسلام کیا وہ از صدق
مسلمان ہوا عمرو نے گاؤ آتشبار جادو کے مارنے کا حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے خلعت دیا عمرو نے نوشتہ
سرداروں کا سامنے کیا امیر نے فرمایا کہ بھئی تمنے محنت کی ہے یہ بھی روپیہ خزانے سے لو اور رقعہ خزانچی کے نام لکھکر
دیا عمرو دعائین دیتا ہوا رقعہ لیکر گیا اور روپیہ خزانچی سے گنوا کر داخل زنبیل کیا غرض تمام شہر مصاحب شاہ
کا اسلام آباد ہوا جا بجا مسجدین بنین بت خانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی سکہ بادشاہ اسلام کے نام
پر جاری ہوا امیر نے جشن کیا صبح کا وقت ہے قلعے سے باہر تشریف لائے ہین کنارہ دریا کے بیٹھے ہوئے سبزے
کی کیفیت دیکھ رہے ہین کہ دور ایک سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھنے لگے جب وہ سیاہی نزدیک آئی دیکھا
تو جہاز ہین جسوقت وہ جہاز قریب آئے تو دیکھا کچھ لوگ سیاہ پوش ہین اور ایک تابوت سیاہ بیچ مین رکھا ہوا ہے
یہانتک کہ جہاز کنارے پر آئے اب پہچانا کہ یہ ترک خاوری ہین غرض ماموں قاسم کے حسن خان تہمتن خان الماس خان
وغیرہ لاش قیماس خان خاوری کی لیے ہوئے سامنے امیر کشورگیر کے آئے قاسم کو دیکھکر خوش ہوئے قدمون سے
لپٹے قاسم نے اُن سب کو گلے سے لگایا صاحبقران نے حال قیماس خان کا پوچھا کہ کس کے ہاتھ سے مارا گیا ہے
اُن سبھون نے ایرج کا خروج کرنا اور لندھور کا عاشق ہو کر ایرج کے ساتھ ہونا اور شہر فرنگوشیہ کا قتل ہونا اور
قیماس خان کا ایرج کے ہاتھ سے مارے جانا بیان کیا قاسم کو بڑا رنج ہوا ہاتھ باندھکر عرض کیا یا صاحبقران اب
غلام کو رخصت ملے کہ غلام جا کر اس آفتاب پرست کو گوشمالی معقول دے صاحبقران نے فرمایا کہ تامل کرو کل یہان سے
جانا لیکن کبھی ایرج کو اپنے مقدور بھر مار ڈالنے کا ارادہ نہ کرنا غرض قیماس خان کی لاش سپرد خاک دفن کروائی ادہر قاسم
تیاری سفر مین مصروف ہوا رات بھر علمشاہ اور بدیع الزمان دونون قاسم کے پاس بیٹھے رہے یہی باتین ہوتی تھین
کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی تھی مگر پھر فلک تفرقہ انداز نے تفرقہ ڈلوایا گلے ملتے تھے روتے تھے لوگ کہتے تھے کہ پھر دم
خدا جامع المتفرقین ہے پھر ملا دیگا غرض صبح کو قاسم تو گریان و نالان اُدھر راہی ہوا بدیع الزمان اور علمشاہ ادھر پھر آئے
بعد قاسم کے جانے کے امیر نے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ حال لقا کا بیان کرو کہ یہ کافر کدھر گیا ہے عرض کیا کہ لقا دربند محرابیہ
مین داخل ہوا محراب شاہ نے اسکی دستگیری کی ہے فرمایا جلد ہمارا کوچ ہو دربند محرابیہ کو غرض امیر حمزہ صاحبقران
والاشان مع لشکر نصرت اثر قطع منازل و طے مراحل کوچ بکوچ جانب دربند محرابیہ تشریف ارزانی فرماتے ہین

اب دو کلمے داستان کے دربند محرابیہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا بھاگ کر جب دربند محرابیہ مین پہونچا محراب شاہ اسکو استقبال کرکے لیگیا دعوت ضیافت مین مصروف ہوا

بختیارک نے کہا ای محراب شاہ ہمارے تعاقب مین ایک ایسا شخص زبردست آتا ہی کہ کوئی اُس سے عہدہ برا
نہین ہوتا تمام سلطنتین اور خدائیان اُسنے برباد کر دین ہین یہان سے خداوند فرعون شاہ پاس جانے دو
محراب شاہ نے کہا کہ اگر ہمسے کچھ نہو سکیگا تو پھر آپ چلے جائیے گا بختیارک نے کہا کچھ زبان سے تو کہیے کہ آپ نے
کیا تدبیر کی ہی محراب شاہ نے کہا کہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہو جائیگا بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی
یہ رات کو بھاگ کر یہان سے چلا گیا دوسرے روز محراب شاہ کو خبر ہوئی کہ لشکر حمزہ آ پہونچا دوسرے دن محراب شاہ
تحفے اور نذر کی کشتیان ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا نذر گذرانی تحفے پیش کیے اور عرض کی کہ شہریار ایک مشکل میری ہی اگر اُسے
آپ حل کیجیے تو غلام مسلمان ہو حضور عقدہ کشائے جہان ہین یہ بھی عقدہ حضور سے حل ہوگا فرمایا کہ بیان کرو عرض کیا
کہ شہریار یہان سے تین فرسخ پر ایک غار ہی کہ اُسے غار جمشیدی کہتے ہین اور ایک دیو وہان رہتا ہی نام اُسکا دیو اشکال
ہی نہایت حرامزادہ بدافعال ہی اکثر آتا ہی اور شہر کے آدمیون کو کھا جاتا ہی اُسکے ہاتھ سے سب جان بلب ہین اور اُس
غار مین خزانہ جمشید ہی اُسکا وہ نگہبان ہی جو اُسے مارے گنج جمشید اُسکے ہاتھ لگے اور مشہور ہی کہ جو صاحبقران ہوگا وہ
اُس دیو کو مارے گا امیر نے فرمایا کہ ای محراب شاہ کل ہم تمھارے ساتھ وہان چلینگے غرض دوسرے دن امیر ادھر کو روانہ
ہوئے جب وہان پہونچے دیکھا کہ غار عمیق ہی اور ایک طرف ایک چبوترہ بنا ہی کہ طولاً و عرضاً کوئی دو ہزار گز کا ہوگا اور گرد
اُسکے سبزہ ہی گلہائے رنگارنگ پھولے ہین ہوائے سرد چل رہی ہی ایک دیو زشت وہان پڑا ہوا سوتا ہی محراب شاہ تو خوف
سے دیو کے دور رہگیا تھا امیر نے پاس اُسکے جاکر نعرہ کیا کہ او کافر خواب خرگوش سے بیدار ہو وہ دیو چونکا امیر کو دیکھا
پکارا کہ او آدمزاد خداوند ابلیس نے تجھے میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی آ میرے حلق مین کود پڑ کہ مین تجھے پھیلا کر نگل جاونگا
نہ دانت لگاؤنگا نہ ڈاڑھ امیر نے کہا کہ او اجل رسیدہ نہین جانتا تو مجھے کہ مین زلزلہ قاف کوچک سلیمان ہون آیا ہون
کہ تیرا کام تمام کرون تو نے بہت یہان کے آدمیون کو ایذا پہونچائی ہی دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ سنکر دیو اشکال بہت ہنسا
کہا کہ تو نے نام زلزلہ قاف کا سن پایا ہی کہان زلزلہ قاف جفت آسمان میری کہان تو مین تیری دھمکی مین نہ آؤنگا اور
ہاتھ بڑھایا کہ امیر کو پکڑ کر حلق مین ڈال دے جب ہاتھ دیو کا نزدیک امیر کے آیا پہونچے کے برابر سے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور
کھینچا اپنی طرف کو دیو بلبلا گیا اور سامنے امیر کے جھک گیا امیر نے چاہا کہ گردن اُسکی پکڑ لین دیو کا ہاتھ چھوٹ گیا بھاگا
پیچھے کو اور درخت شمشاد اُٹھا کر امیر پر ماری امیر نے وار خالی دی درخت زمین پر پڑی کہ زمین مین دراڑ ہوئی خاک کہان سے
اُڑی دیو پکارا کہ ای آدمزاد گوشت تیرا خاک مین ملکر کرا ہو گیا افسوس مجھے کھانا بھی نصیب نہوا امیر نے نعرہ کیا
کہ او ابلیس پرست کس کو تو نے مارا حریف تیرا مین موجود ہون اور کھینچکر تیغہ عقرب سلیمانی جو اُسکی کمر پر مارا تو دو ٹکڑے
ہوئے لاشہ اُسکا تڑپنے لگا محراب شاہ پکارا شہریار سبحان اللہ اور آکر قدمون پر گرا تصدق ہوا ہاتھ جوڑے امیر
اُس غار مین تشریف لیگئے دیکھا تو کوٹھے مقفل ہین اُنکو کھولا تو زر و جواہر اُنمین بھرا ہوا تھا عمرو سے کہا کہ باربرداری
لاؤ ادھر سے یہان سے لیچلو عمرو نے عرض کیا کہ شہریار آپ جراجوبہ باربرداری کا مجھے دیجیے مین مال آپکا پہونچا دون
فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہی عمرو نے سب مال زنبیل مین ڈال لیا اور لشکر مین آ کو بجنسہ امیر کو دیدیا امیر نے اجرہ اُسکا
اور دہ یکی عمرو کے حوالے کی محراب شاہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا تمام شہر محرابیہ اسلام آباد ہوا
ایک روز امیر کنارے دریا کے بیٹھے ہین کہ ابر سیاہ آسمان پر آیا اور ہوا سرد چلنے لگی عجب کیفیت تھی کہ بیاہی ابر
کی چھائی ہوئی تھی کشتیان دریا مین چھوٹی ہوئی تھین نوازندہ لوگ کھیل رہے تھے امیر نے فرمایا کہ کبھی شکار کھیلنے کو
بھی جی چاہتا ہی محراب شاہ نے کہا کہ پیر و مرشد یہان نخچیر زار فرہاد فرمایا کہ اگر شکار یہان بہت ہی تو ہمیشہ دو تفنن کر دیا

جسکا جی چاہے شکار کھیلے عمرو نے جو وقف کا نام سنا اپنے شاگردون سے کہا کہ قراولون سے کہو کہ شکار پکڑ پکڑ کر لشکر
مین بھیجین اور منع کر دو کہ کوئی قصاب آج لشکر مین گوشت نہ بیچے ہمارے شکار کا گوشت بکیگا غرض امیر عمرو کو
ہمراہ لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے باقی اور سردار بھی اپنے اپنے رفیقون سمیت مشغول صید و شکار ہوئے کہ سامنے
سے امیر کے ایک ہرن بھاگتا ہوا گذرا امیر نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالا جاتے جاتے ایک مقام پر اُس ہرن کو صید
کیا عمرو نے گوشت ہرن کا نکالکر اُسکے کباب بنانیکا ارادہ کیا امیر نے کہا کہ خواجہ وقت دوپہر کا ہے کوئی باغ کہین ہو تو
چلکر اُسمین ٹھہرین عمرو تلاش مین نکلا تھا کہ دور سے ایک باغ بہت تکلف کا دکھائی دیا عمرو آیا امیر کو ساتھ لیا آپ
خدمتگار کی صورت بنکر ہمراہ ہوا کہ شاید کوئی دشمن ہو تو تجھے نہ پہچانے غرض آکر باغ مین داخل ہوئے اب پھوار پڑنی لگی
امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ خوب ہوا جو ہم اس باغ مین چلے آئے نہین تو بھیگ جاتے عمرو نے کہا شہریار درست
ہے سیر کرتے ہوئے بارہ دری مین پہونچے آواز رقص و سرود کی کان مین آئی دیکھا تو بارہ دری کے درون پر پردے
پڑے ہوئے ہین چلمنین چھوٹی ہوئی ہین امیر نے تلوار سے چلمن اُٹھاکر دیکھا کہ ایک جوگن بیٹھی ہے اور آگے اُسکے
رقص و سرود ہو رہا ہے اور وہ عالم محویت مین آنکھین بند کیے ہوئے بیٹھی ہے امیر بنگاہ اول اُسپر عاشق ہوئے اور
وہین سے کھڑے ہوئے دیکھا کیے اُسکو خبر بھی نہوئی کہ کوئی آیا ہے یا نہین بعد ایک ساعت کے امیر اوپر آئے
آکر بیٹھ گئے عمرو بھی ہاتھ باندھکر پیچھے کھڑا ہو رہا بعد چار گھڑی کے جب وہ رقص و سرود موقوف ہوا جوگن
نے سر اُٹھاکر امیر کو دیکھا مائل و مبتلا ہو گئی پکاری عشق اللہ ہو ابھی بات نہونے پائی تھی کہ آواز نقارے کی دروازہ
باغ پر آئی جوگن نے امیر سے کہا کہ آپ ذرا ہٹ جائیے ایک شاہزادی میری ملاقات کو آتی ہے لمحہ بھر ٹھہر کر چلی
جائیگی آپ پھر تشریف لے آئیگا امیر وہان سے ہٹ گئے جوگن نے اپنے کو بنایا سنوارا بعد ساعت بھر کے ایک زن
خردسال نہایت خوش جمال سکھپال مین سوار پیدا ہوئی اور پیچھے اُسکے کچھ پالکیان اُنپر کچھ عورتین سوار تھین یہانتک
کہ وہ زن جمیلہ سکھپال سے اُترکر جوگن کے سامنے آئی اور کئی ہزار دینار سرخ نذر دیے جوگن نے بہت سی شفقت اُسپر
فرمائی بعد اُسکے وہ جوگن پاس سے باہر آئی ہنڈولہ وہان گڑا ہوا تھا اُسپر بیٹھی گانا شروع ہوا لیکن امیر جو باغ سے
باہر آئے بیقرار ہین کہ کیونکر اندر جاؤن اور تماشا اس صحبت کا کسطرح دیکھون عمرو سے کہا کہ خواجہ کسی طرح تم مجھے
اندر باغ کے لیچلو کہ مین ایک نگاہ جوگن کو دیکھ لون عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ جوگ تجھے بجوگ کا معلوم ہوتا ہے خدا جانے
اسکی محبت کا کیا انجام ہوگا اور حمزہ اب تو بوڑھا ہو چکا عشق و عاشقی تجھے زیبا نہین ہر شے سن سے تعلق رکھتی ہے چل یہان
سے اپنے لشکر کو امیر نے کہا کہ خواجہ دلبر کچھ اجارہ نہین ہے مین نہایت بیچین ہون واللہ جبتک مطلب دلی اس جوگن سے
حاصل نکرلونگا یہان سے ہرگز نہ جاؤنگا عمرو نے کہا کہ یہ کہو بڑھاپے مین جنون ہوا ہے بڑھبس لگا ہے امیر نے کہا کہ تم
کچھ ہی کہو میری جان پر صدمہ ہے عمرو نے کہا کہ نیا عشق ہے کوڑی خرچ نکرینگے اور معشوق پاس جائینگے وہی مثل ہے دست
عشق ٹٹین مین امیر نے کہا کہ خواجہ روپیہ تو یہان نہین ہے مگر تم مجھسے لکھوا لو لشکر مین چلکر لے لینا غرض عمرو نے دو ہزار کا
رقعہ لکھواکر مہر کرواکر اپنے پاس رکھا اور کہا کہ حمزہ مین تدبیر کر لون تو لیچلون یہ کہکر سامنے چلا گیا ایک ٹیلا تھا اُسکی آڑ مین
جاکر رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت اپنی ایک جادوگر کی بنائی اور ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہو کر
سامنے صاحبقران کے آیا امیر نے جو دیکھا کہ ایک جادوگر چلا آتا ہے جلدی جلدی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا
مگر مطلق اسم اعظم نے اُسپر اثر نکیا وہ اژدر سوار قریب آیا امیر تلوار پکڑ کر اُٹھے عمرو قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا کہ حمزہ مجھے
ماریگا اب انھین معلوم ہوا کہ عمرو ہے فرمایا کہ بھئی عجب صورت تمنے بنائی ہے تجسے بہتر عیار نہین ہوگا عمرو نے امیر سے کہا

کہ حمزہ تو بھی صورت اپنی تبدیل کر فرمایا کہ جو صورت تم چاہو بناؤ تمھیں اختیار ہے عمرو نے امیر کو بھی صورت جوگی
کی بنا کر پیچھے اژدہے پر سوار کر لیا اور کل جواہر اژدر کی مورتی وہ باغ کے اندر آیا ساحروں نے ساحر جانکر تعظیم و تکریم
کی عمرو نے جوگن کی طرف دیکھکر کہا کہ بچہ خوش رہو جوگن نے کہا کہ بابا جی بالاگون درشن آپ کے لیے آئیے قدم رنجہ
فرمائیے عمرو اژدرے سے اُترا امیر کا ہاتھ پکڑکر جوگن کے پاس آکر بیٹھا جوگن نے جام شراب کا دیا اُسنے کہا کہ بچہ میں نے
بڑے بڑے ساحروں کی آنکھیں دیکھی ہیں ہمنشین سامری و جمشید ہوں تم مجھے کیا جام دیتی ہو جوگن عمرو کی باتوں سے بہت
محظوظ ہوئی اور پھر جام دیا کہ اُسے تو پیجیے عمرو نے پھر نہ لیا غرض دونوں میں خوب گفتگو ہوئی اس اثنا میں وہ
شاہزادی جو آئی تھی سوار ہو کر چلی گئی کسی کو اسکے جانے کی خبر نہوئی امیر نے عمرو کے کان میں کہا کہ خواجہ مجھے تم اسکے
سپرد کر دو میں نے اسکی محبت میں فقیری اختیار کی مجھے کسی سے سروکار نہیں ہے سمجھا سے وہ کہ تم لشکر کو چلے جاؤ کئی مرتبہ کہکر
کہا عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ چپ رہو اس سے حاصل کیا ایسا نہو کہ افشاے راز ہو جائے اور ہم تم دونوں گرفتار بلا
ہو جائیں آخرکار عمرو نے جام شراب کا لبریز کر کے بیہوشی اُسمیں ملا کر جوگن کے ہاتھ میں دیا جوگن نے اُسے ہاتھ میں لیا
مُنہ کے برابر لائی چاہا کہ پیے کہ بو دارو بیہوشی کی دماغ میں پہونچی جام کو نہ پیا دیکھا امیر اور عمرو کو کہا کہ خوب ہوا کہ تم
تشریف لائے میں تو مشتاق تمھاری بیٹھی تھی میں نے تمھیں پہچانا کہ تم عمرو ہو اور یہ امیر ہیں تمھیں نے تو میرے باپ
گاؤ آتشبار جادو کو مارا ہے میں تو تمھیں ڈھونڈھتی پھرتی تھی اب تم کہاں میرے ہاتھ سے بچکر جاتے ہو تو سہی نام میرا
سلسلہ جادو کر اپنے باپ کے خون کے عوض میں تمھیں اسطرح ماروں کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا تمھارے حال پر
گریہ وزاری کریں اور مجھکو ذرا رحم نہ آئے امیر کو جو یہ معلوم ہوا کہ ساحرہ ہے نفرت لگی ہوگئی عمرو نے خنجر کھینچا کہ مارے
اُس لکاتہ پر ہاتھ خشک ہو کر رہگیا اور اُس ملعونہ نے چند دانے اُس کے پڑھکر مارے کہ زبان امیر کی بھی بند ہوگئی بعد
اسکے اُسنے دستک دی نام لیکر شمشاد جادو کا پکاری دیکھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل پیدا ہوا
سلسلہ جادو نے کہا کہ اے شمشاد جادو میں نے عمرو کو تجھے دیا تو لیجا اسکے کباب کر کے کھا شمشاد جادو زنگی تو عمرو
کو لیکر چلا گیا اور سلسلہ جادو نے امیر کو اپنے پاس لاکر بٹھایا کہا کہ اے حمزہ تو میرے اوپر عاشق ہوا ہے میں بھی تجھسے
محبت رکھتی ہوں گو کہ تیرے باعث باپ میرا قتل ہوا مگر محبت سے میں تجھسے کچھ کہہ نہیں سکتی آ تجھسے ہم صحبت ہو
امیر نے کہا اے سلسلہ جادو پہلے بیشک مجھکو محبت تیرے ساتھ ہوئی تھی مگر اب جبسے مجھے معلوم ہوا کہ تو ساحرہ ہے
نفرت لگی ہوگئی اگر تو دین اسلام کو قبول کرے اور سحر کو ترک کرے تو میں تجھسے ہم صحبت ہوں اُسنے کہا کہ اے حمزہ ایک تو
تو نے میرے باپ کو مارا اور دوسرے سوال اسلام کا کرتا ہے معلوم ہو جائیگی کیفیت دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہوں مستعد
قتل امیر ہوئی لیکن عمرو کو اور شمشاد زنگی وہاں سے کھینچتا ہوا لایا کہ او ساربان زادے تو نے ایک زمانے کے
ساحروں کو مارا ہے سبکا خون تیری گردن پر سوار ہے دیکھ تو تجھے کسطرح سے مارتا ہوں اور چار میخیں گاڑکر اُنمیں عمرو
کو باندھا اور کوٹھے برابر عمرو کے سلگانے چھریاں کانٹے سیخیں نمکدان لاکر رکھے چھری ہاتھ میں لی تھی کہ گوشت عمرو
کا کاٹکر کباب کرے عمرو نے دیکھا کہ قضا تیری بلا بر آپہونچی لگا رو رو کر دعا مانگنے کہ اے خالق ارض و سما بچا مجھکو اس
ظالم کے ہاتھ سے بس بلبلاکر دعا مانگتا تھا کہ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا کسی نے دروازہ ہلایا شمشاد زنگی نے دروازہ
کھولا دیکھا کہ فضل جادو ہے کہ کا ملکہ جادو کا اُسنے جو عمرو کو چوبی بندھے ہوئے پایا پوچھا کہ اے شمشاد کیوں تو نے اسے
باندھا ہے کہا ملکہ سلسلہ جادو نے مجھے اسکو دیا ہے کہ کباب کر کے کھاؤ فضل نے کہا کہ وہ لکاتہ کہاں ہے میں آیا ہوں
اُسکے میخ مارنے یہ کہکر ایک ناریل شمشاد زنگی پر مارا مانند گولے کے اُسکے سینے پر لگا کہ پشت کو توڑکر پار ہوکر گذر گیا

شمشاد واصل جہنم ہوا فضل نے عمرو کو کھولا اور پوچھا کہ خواجہ امیر کہاں ہین عمرو نے کہا اے فضل اُس بارہ دری مین
سلسلہ جادو کے پاس قید ہین نہین معلوم اُسنے کیا سلوک اُنکے ساتھ کیا فضل بولا چلیے ہین اُس لکاتہ کو مارونگا یہ
دونون بارہ دری مین آئے پردہ اُٹھا کر اندر گئے دیکھا سلسلہ جادو تو نہین ہے مگر امیر کا سر کٹا ہوا پڑا ہے اور تمام
ایوان مین خون بہ رہا ہے عمرو نے ایک چیخ ماری اور پکارا اے آقائے عمرو اے مولائے عمرو ہاے یہ تجھکو کیا ہوا کسی سفر
مین تو نے مجھے نہین چھوڑا اب جگہ تو مجھکو ساتھ لیے گیا اس سفر مین مجھکو ساتھ نہین لیا عمرو بعد تیرے زندگی کیکر یگا
اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے فضل جادو عمرو سے لپٹ گیا اور کہا کہ خواجہ یہ کیا کرتے ہو لاش تو انکی لیچلکر
انکے وارثون تک پہونچا و پھر جو چاہنا کرنا آخری خدمت اپنے آقا کی اور کر لو یہ کہکر فضل بھی روتے روتے بیہوش ہو گیا
عمرو فضل کو ہوش مین لایا اور کہا اے فضل ہمکو سمجھاتے تھے یا اپنی جان دیے دیتے ہو جب ہوش مین آیا اور عمرو نے
اُس سرافسر عالم کا اُٹھا لیا منہ سے منہ ملنے لگا فضل لاش سے امیر کی لپٹ گیا القصہ لاش کو چارپائی پر ڈالکر باہر لائے
اشقر دیوزاد کھڑا ہوا تھا عمرو نے پکار کر کہا کہ اے اشقر آقا تیرا عدم کو سفر کر گیا ہم تو بے وارث ہو گئے یہ لاش ہے
اُسکی اشقر نے جو لاش دیکھی زمین پر گرا لوٹنے لگا سر پٹکنے لگا عمرو آکر اشقر سے لپٹا کہا کہ اے اشقر لاش اپنے آقا کی لشکر
مین پہونچا لو پھر ہم تم دونون حمزہ پاس چلینگے یہ کہکر لاش صاحبقران کی اشقر پر ڈالی اور کہا کہ اے اشقر بعد حمزہ
کے زندگی بدتر از مرگ ہے غرض بیچ مین اشقر کو لے لیا اور داہنے بائین طرف عمرو اور فضل جادو گریان و نالان روانہ
ہوئے مگر حال سُنیے سلسلہ جادو کا کہ وہ ایک تیلہ ماش کے آٹے کا امیر کی صورت کا بناکر ذبح کرکے ڈال گئی تھی اور
آپ عقاب کی صورت بنکر امیر کو پنجے مین لیکر اُڑی ہوئی پردہ ظلمات کو جاتی تھی اور امیر بیہوش تھے کہ بحکم
خالق عزوجل اُسی راہ سے گھرزاد لشکر دیو کا لیے ہوئے چلا آتا تھا کہ دیکھا ایک عقاب کے پنجے مین ایک دم لٹکا ہوا
چلا جاتا ہے دیوون سے کہا کہ اس جانور کو مع آدمی لاؤ مقرر یہ کوئی ساحرہ ہے دیو دوڑے اُس عقاب نے چاہا کہ بچکر
نکلجائے ممکن نہوا قصد سحر کیا تھا کہ دیو نے آکر گلا اُسکا دابا اور اُسکے پنجے سے صاحبقران کو لیا سامنے گھرزاد کے
لائے گھرزاد نے صاحبقران کو پہچانا کہا کہ غضب ہوا تھا کہ یہ بزرگوار کو پکڑے لیے جاتا تھا امیر کو مسند پر لٹایا وہ جو دیو اُس
ساحرہ کو پکڑے ہوئے تھا ارل اُسکی پھڑکتی تھی گھرزاد نے اُس دیو سے کہا کھا جا اسے بس وہ دیو اُس لکاتہ کو حلق
مین رکھ گیا اب صاحبقران ہوش مین آئے گھرزاد نے اُٹھکر سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا امیر نے پوچھا وہ جوگن
کہان ہے اُسنے عرض کیا کہ ایک عقاب حضور کو پنجون مین لیے جاتا تھا غلام نے اُس سے حضور کو چھڑایا اور وہ
عقاب ایک ساحرہ تھی اُسے دیو کھا گیا امیر بہت خوش ہوئے اور تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ زندگی تھی کہ تم
پہونچ گئے نہین تو یہ لکاتہ خدا جانے کیا سلوک کرتی اور اے گھرزاد عمرو بھی گرفتار ہوا تھا اُسکا حال کچھ معلوم ہے
عرض کیا کہ غلام آگاہ نہین فرمایا کہ تم اپنا حال بیان کرو عرض کیا کہ ہمشیرہ ملکہ فریشہ سلطان قہقہہ سر حبشی پر گئی ہین غلام
انکی کمک کے واسطے جاتا تھا راہ مین حضور کو دیکھا کہا کہ اچھا ہمین جلد ہمارے لشکر مین پہونچا دو تم جہان جاتے تھے
اُدھر جاؤ گھرزاد نے اُسی وقت صاحبقران کو تخت پر سوار کروایا دیوون سے کہا کہ جاکر قبلہ و کعبہ کو پہونچا آؤ
دیو اُسیوقت امیر کو لیکر روانہ ہوئے جب بارگاہ ہشامی مین پہونچے دیکھا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہین ہے سنسان پڑا ہے
اور باہر بھی کوئی نہین معلوم ہوتا اور لشکر مین ایک حشر برپا ہے فراشون سے پوچھا کہ بادشاہ اسلام کہان گئے
ہین سب سردار کیا ہوئے یہ غلغلہ رونے کا کیسا ہے اُسنے عرض کیا کہ پیر و مرشد حضور کے دشمنون کے مارے جانے
کی خبر آئی تھی کہ عمرو لاش لیے ہوئے آتا ہے سب روتے پیٹتے بحال تباہ گئے ہوئے ہین امیر نے فرمایا

کہ مین تو زندہ وسلامت ہون تم جلد جاکر اُن سب کو خبر کرو کہین ایسا نہو کہ کوئی غم مین میرے ہلاک ہو جائے
فراش یہان سے روانہ ہوئے اُدھر بادشاہ اسلام اور بدیع الزمان اور علمشاہ وغیرہ آکر لاش صاحبقران سے لپٹے
ہوئے ایک ایک منھ سے منھ مل رہا ہو خون لے لیکر اپنے چہرے پر لگاتا ہو عمرو کے اور اشقر کے روتے روتے آنکھ تو خشک
ہو گئے ہین مقبل جیب اور سین چلاتا ہو تمام لشکر خاک سر پر اڑاتا ہو کہ اس اثنا مین لوگ پہونچے اور عرض کیا کہ
صاحبو یہ کیا بدشگونی ہو امیر تو زندہ وسلامت بارگاہ مین موجود ہین کسیکو یقین نہ آیا بادشاہ اسلام نے مقبل سے کہا
کہ تم جاکر دیکھو یہ سچ کہتے ہین یا جھوٹ مقبل یہان سے روانہ ہوا اُدھر امیر بارگاہ سے باہر نکل آئے ہین دروازے
پر کھڑے ہوئے ہین جو دیکھتا ہو وہ حیران ہوتا ہو مارے خوف کے کوئی کچھ کہتا نہین کہ مقبل پہونچا دیکھتے ہی قدمون
سے آکر لپٹا عرض کیا کہ شہریار خبر آپ کی سلامتی کی لشکر کسی کو یقین نہین آتا فرمایا کہ جاکر سبکو خبر کرو مقبل خرم وشادان
آیا اور سبھون سے کہا کہ مین اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہون پھینکو اس لاش کو عمرو نے کہا اے مقبل میری تسکین کے واسطے
کسی عیار نے یہ شعبدہ کیا ہوگا حمزہ زندہ کہان اور خوب رویا کہ اے آقا مجھے جلد اپنے پاس بلا لیجیے مگر صاحبقران کو
جو خبر ہوئی کہ حالت عمرو کی غیر ہو قریب ہو کہ ہلاک ہو جائے اُسوقت اُنھون نے نعرہ صاحبقرانی کیا کہ اے ابا الناس
مین زندہ ہون تم کسکی لاش لیے ہوئے ہو سردار جو گرد لاش کے حالت تباہ کر رہے تھے اب اُنکو ہوش آیا
عمرو کا بھی شبہہ مٹا دوڑا قدمبوسی کو اُدھر سے صاحبقران آتے تھے عمرو کو تو دیکھکر سکتا سا ہو گیا آکر قدمون پر گرا
امیر نے سر اُسکا اٹھا کر سینے سے لگایا کیفیت پوچھی عمرو نے سب بیان کی اب اُس لاش کو جو دیکھا تو ماش کے آٹے کا
پتلا تھا اُسے اُسی وقت پھنکوا دیا امیر نے اشقر دیوزاد کو بہت سا پیار کیا سردارون کو گلے سے لگایا بادشاہ اسلام
کی قدمبوسی حاصل کی بارگاہ مین آکر بیٹھے تمام حال اپنا سب سے بیان فرمایا عمرو نے اپنی سرگذشت کہی امیر نے مقبل
سے پوچھا کہ تم یہان کیونکر پہونچے تھے عرض کیا کہ بعد قتل دمامہ جادو کے مین چاہ الماس مین رہ لیا تھا وہان سے
جو چلا تو خیال مین آیا کہ حضور کی زیارت کرتے ہوئے عنظلی آباد کو چلیے لشکر مین آیا سنا کہ حضور شکار کھیلنے گئے ہین
ڈھونڈھتا ہوا ایک باغ مین پہونچا وہان یہ سانحہ دیکھا مگر الحمد للہ کہ وہ سب آفت برطرف ہو گئی امیر نے اُسے
خلعت دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ ہم جشن کرینگے غرض ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی کئی دن تک
جشن رہا بعد اُسکے عمرو سے دریافت ہوا کہ لقا اب دربند قمہوریہ مین ہو کہا جی ہان فرمایا کہ ہمارا کوچ ہو
اُسی وقت پہلوان عادی پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا اُنکو تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے حال دربند قمہوریہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لقا جو دربند مہرابیہ سے بھاگا جسوقت قریب دربند قمہوریہ کے پہونچا قمہور گرگدل سوار گرز برستان ذوالفکار
سے ہو لقا کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا اور باعزاز واکرام اپنے شہر مین لایا دعوت وضیافت مین مصروف ہوا
بختیارک نے دیکھا کہ قمہور کمال زبردست ہو نہایت قوی ہیکل ہو بہت پسند کیا اور کہا اے پہلوان دوران تعاقب
مین ہمارے ایک شخص زبردست آتا ہو کہ اُس سے آجتک کوئی عہدہ برآ نہین ہوا قمہور نے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ نہین
ہو آنے دو دیکھو مین کیا کرتا ہون کئی روز بعد ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ لشکر حمزہ یہان آ پہونچا قمہور نے حکم دیا کہ
لشکر ہمارا شہر سے باہر نکلے لقا سے کہا کہ آپ ہرگز ہراس نہ کرین مین سب خدا پرستون کو مار ڈالونگا القصہ لشکر اسکا
مقابل لشکر صاحبقران اُترا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے
طبل جنگ ادھر لشکر اسلام مین صاحبقران بیٹھے ہوئے ہین سیف ذوالیدین کو بلایا اُس سے فرمایا کہ ہم مین

کہ قمہور کرگدن سوار کو ہماری طرف سے نامہ لکھو کہ ہرکارون نے آکر دعا دی اور عرض کیا کہ قمہور کرگدن سوار
نے طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا کہ اب نامے کی کچھ حاجت نہین ہو ہمارے یہان بھی نقارہ زرمی بجے رات بھر دونون لشکرون
مین تیاری ہوئی صبح کو میدان داری ہوئی صفین آراستہ ہوئین نقیب نیب دیکر چلے گئے قمہور لقا سے اجازت
لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا فضل بن گیاہور خون آشام مرکب کو جھکا کر سامنے تخت شاہی کے آیا
دعا و ثنائے بادشاہی بجا لایا مجرا کیا اجازت میدان چاہی بعد اجازت مرکب پر سوار ہوکر مقابلے کو نکلا بعد گفتگو کے
نیزہ بازی ہوئی دونون برابر رہے نیزے ہاتھون سے پٹک دیے قمہور نے تلوار کھینچکر فضل پر ماری سپر کو قلم کرکے سر پر
پڑی کہ تا ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا اُسنے دستانہ مارا تلوار چھنا کر نکل گئی جا درخون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی
اُسکو لوگ لیگئے یہ تو پھر گیا اور بھائی فضل کے مقابلے کو گئے وہ بھی زخمی ہوگئے شام تک قمہور نے کوئی بیس سردار
زخمی کیے اور مارے شام کو طبل بازگشت بجوا کر یہ کہکر پھر گیا کہ اے خدا پرستو دیکھو کل تمھارا کیا حال کرتا ہون ادھر تو
یہ کافر پھرا ادھر صاحبقران نے زخمیون کو ہمراہ لیکر مراجعت فرمائی بارگاہ مین آئے جراحون کو بلوایا زخمیون
کے زخمون مین ٹانکے لگوائے کہ اسی اثنا مین ہرکارون نے عرض کیا کہ قمہور نے پھر طبل جنگ بجوایا ہو فرمایا
بفضل ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگ بجے رات گذری صبح کو دونون لشکر میدان مین صف آرا ہوئے قمہور
میدان مین آیا جمہور نے مقابلہ کیا نیزہ بازی ہوئی برابر رہے ایک پہر تلوار چلا کی آخر کار جمہور زخمی ہوا اور
اُس روز شام تک بائیس آدمی زخمی ہوئے اور مارے گئے غرض کہانتک عرض کیا جائے ایک سات روز کی
میدان داری مین کوئی چار سو سردار زخمی ہوئے اور شہید ہوئے آٹھوین روز قمہور جسوقت میدان مین جانے لگا
بختیارک سے کہا کہ آج سب خدا پرستون کا استیصال کرونگا او ملک جی دیکھا تمنے کہ مین نے ان خدا پرستون
کا کیا حال کیا بختیارک نے کہا واقعی تم بہادر اور جری ہو مگر آج میدان سے صحیح وسلامت پھر کر آتے نہین معلوم
ہوتے اُسنے پوچھا کہ ملک جی اسکا کیا سبب ہو کہا کہ ایک تو تمکو غرور ہو گیا ہو دوسرے یہ کہ اب سرداران نامی باقی
رہگئے ہین کوئی اُنمین سے آج نکلیگا ہاند عکر مشکین تمھاری لیجائیگا یا مار ڈالیگا یا زخمی کریگا آج کا میدان بہت بھاری
ہو آج تم نہ جاؤ قمہور نے کہا ارے مردک واہی تجھکو زمرد شاہ نے کیجہ سمجھا ہو کہ شیطان درگاہ بنایا ہو سب کہتے ہین تیری
شیطان کی ہین یہ کہکر گینڈا اپنا جھکا کر میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے قبہ دین ستون اسلام کرب پر حرب
نظر کردہ شاہ ولایت امیر شرق وغرب مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت
میدان چاہی ابھی کرب کو اجازت نہین ملی ہو کہ صحرا کی طرف سے گرد وغبار اُٹھا کہ سپہر دوار کو تاریک کردیا کہ
؎ زگرد وغبارے کہ شد بر سپہر ❊ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ❊ ہرکارے دونون طرف سے خبر کے واسطے روانہ
ہوئے لیکن وہ گرد جب قریب آکر شق ہوئی دیکھا تو چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے کہ ہر
علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی و لغت رسالت پناہی مرقوم تھی اور علمون کے پھریرے بنفشئی رنگ کے
تھے علمدار بنفشہ پوش ہاتھیون پر جھولین بنفشئی رنگ کی مستکون پر آئینے بندھے ہوئے زنجیرین طلائی نقرئی
پھسونڈون مین ہاتھیون کے لپٹی ہوئی تھین ایک طرف آکر قائم ہوئے بعد اُنکے چالیس شترنالین قیچیان بالک
کی بعد اُنکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے اُنکے بعد خاصبردارون کے غول مرکب تازی ترکی چینی عراقی بساز ویراق
مرصع سائیس جوریان لیے ہوئے ساتھ ساتھ نمودار ہوئے بعد اسکے دیکھا کہ ایک نقابدار بنفشہ پوش مرکب پری پیکر پر
سوار چالیس ہزار سوار بنفشہ پوش اُسکے ہمراہ چلا آتا ہی آتے آتے ایک سمت کو ٹھہرا کہ قمہور نے پھر مبارز طلب کیا

نقابدار بنفشہ پوش نے مرکب چمکایا اور آواز دی کہ حریف تیرا مین ہون آیا لیکن کرب کی نگاہ جو نقابدار پر پڑی خون عزیزی نے رگون مین جوش مارا ایک محبت پیدا ہوئی مگر یہان نقابدار برابر قمہور کر گردن سوار کے آیا نگا مدزن گینڈا قمہور کا کوئی آٹھ دس قدم پیچھے ہٹگیا گرتے گرتے سنبھلا کچک مار کر گینڈا پھیرا اور کہا کہ او نقابدار گمنام تو کون ہو جو میرے مقابلے کو آیا ہو مجھے تو سامنا خدا پرستون سے پڑا ہوا تھا بہتر یہ ہو کہ جسطرف سے آیا ہو اسیطرف چلا جا نہین تو مارا جائیگا میرے ہاتھ سے نقابدار پکارا کہ او کافر مین بھی ادنے غلامان حمزہ صاحبقران سے ہون آیا ہون کہ تجھکو تنبیہ معقول کرون قمہور نے کہا خیر معلوم ہو جائیگا حال تجھے لا جو حربہ تو رکھتا ہو نقابدار بولا ہم اہل اسلام ہین پیشدستی نہ کرینگے قمہور پکارا کہ میرا حربہ غضب ہو خداوند فرعون شاہ کا کہا وہ غضب تیری جان پر نازل ہوگا قمہور نے غضبناک ہوکر برچھا مارا نقابدار نے نیزہ اسکا نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی مین نقابدار نے نیزہ اسکا ہوائی کیا اُسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری نقابدار نے اس طرح بھڑکر تلوار سپر پر روکی کہ قبضہ اور دنبالہ سپر پر آلگا ہوا صاف بسبب سپر تلوار اسکی رد کردی اور پکارا کہ او کافر سہ تو ضرب بے زوری ضرب من نوش کن ہ
ہمہ شادی دل فراموش کن ۞ دیگر دور مجنون گذشت نوبت ماست ۞ ہر یکے پنج روز نوبت اوست ۞
یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اور کھینچکر تیغہ آبدار جوہر دار قمہور پر مارا اُسنے سپر پر روکا تھا کہ سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر پر پڑی کہ خود ولچہ عرقچین زرہ ٹوپ کو کاٹ کرتا دو ابرو اتر آئی قمہور نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گینڈے کی گردن پر پڑی کہ قلم ہوئی قمہور اور گینڈا دونون گرے فوج قمہور کی نقابدار پر دوڑی نقابدار آگے بڑھ دوڑا فوج بھی نقابدار کی دوڑ پڑی اُدھر سے بادشاہ اسلام نے فوج اسلام کو اشارہ کیا کہ مدد کرو نقابدار کی غرض لگی تلوار چلنے بازار ملک الموت گرم ہوا نقابدار نے لاش پر لاش گرادی غلغلہ حشر برپا ہوا لوگ قمہور کے دو پہر تو لڑے بعد اسکے پسپا ہونے لگے آخر شکست کھا کر بھاگے قلعہ بند ہوئے نقابدار بفتح و فیروزی پھرا امیر نقابدار کی تعریفین کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ بھئی نقابدار عجب بہادر مردم دانہ اور شیر فرزانہ ہو کرب عرض کرتا آتا ہو کہ اے شہریار مجھکو کسی نقابدار کے ساتھ محبت نہین ہوئی مگر اس نقابدار کو دیکھکر عجب حالت ہو میری کہ بیان نہین کرسکتا ہون یہی باتین کرتے ہوئے قریب بارگاہ ہشامی کے پہونچے ہین کہ ایکبارگی بات بچے پیدا ہوئے ایک بچہ بادشاہ اسلام کو اور ایک بچہ صاحبقران کو اور ایک علمشاہ کو اور ایک بدیع الزمان کو اور ایک کرب غازی کو اور ایک شیر افگن کو اٹھا لیگیا عمرو نے جو تماشا دیکھا ہاتھیون کے پیٹ تلے اور گھوڑون کے شکم کے نیچے ہوتا ہوا بھاگا انجام کار وہ سا لقان بچہ عمرو کو ڈھونڈھکر لیگیا تمام لشکر ہراسان ہوا قران نے دیکھا کہ ایسا نہو لشکر بے سردار منتشر ہو جائے جلدی سے ہاشم تیغزن کو تخت پر بٹھادیا ہاشم نے انکار بھی کیا قران نے کہا یہ وقت انکار کا نہین ہو حکم تمام لشکر مین ہاشم کا جاری ہوا ہرکارون نے خبر لقا کو پہونچائی کہ حمزہ اور بادشاہ اسلام اور چار سردار نامی اور عمرو یہ سات آدمی غائب ہوگئے بچے اٹھا لیگئے لقا کے پاس جو نادان جمع تھے اُسنے کہا کہ وہ بچے لے گئے میرے جوان سکو اٹھا لیگئے اُنھون نے کہا آمنا صدقنا یا خداوند تو دیر گیر ہو مگر سخت گیر ہو قمہور کے زخم مین ٹانکے لگ چکے ہین بیٹھا ہوا ہو اُسنے کہا یا خداوند زخم میرا اچھا ہولے تو ان سب خدا پرستون کو مار رونگا اور ادھر نقابدار بنفشہ پوش پھر کر اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا ہو کہ ہرکارے خبر لیکر آئے کہ حمزہ صاحبقران مع بادشاہ اسلام اور عمرو اور چار سرداران نامی غائب ہوگئے نقابدار کو یہ سنکر نہایت رنج ہوا اپنے عیار سے کہا کہ تم جاؤ حمزہ ثانی قران حبش کے پاس ہمارا اسلام کہنا اور کہنا کہ تم کسی طرح پریشان نہونا اگر کفار ارادہ رزم و پیکار کا کرینگے تو اُنسے ہم

سامنا کرنے کو موجود ہین مگر تم تلاش صاحبقران اور بادشاہ اسلام کی کرو کہ کون مفسد انھین اٹھا لیگیا جب
پیغام نقابدار کا قران کو پہونچا عرض کرا بھیجا کہ مین خود ڈھونڈھنے جاتا ہون اور عیارون کو بھی بھیجتا ہون
چالاک بن عمرو بھی گیا ہی یہ کہکر آپ بھی تلاش صاحبقران مین روانہ ہوا مگر حال گزارش کیا جاتا ہی صاحبقران
وغیرہ کا کہ آنکھ جو ان سبھون کی کھلی ایک تاریکی دیکھی کہ رات سے زیادہ اندھیرا ہی اور آواز بلبلان خوش الحان
کی چلی آتی ہی حیران تھے کہ ہم کہان ہین اور کون ہمین لایا ہی کہ اس اثنا مین روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ایک معشوق
ہر ایک کے پہلو مین لباس مکلف پہنے ہوے بیٹھی ہی اور باغ نہایت سرسبز و شاداب ہی اسباب عیش مہیا ہین ہر ایک
معشوق نے جام شراب کا ہر ایک کو دیا ہر ایک نے جام تو لے لیا مگر پوچھا کہ تم کون ہو اور ہمین یہان کون اٹھا لایا ہی
ان ساتون نے کہا کہ ہم تو اسیران ہین گاؤ آتشبار جادو کی تم سبھون نے ہمارے زنا کو مارا ہم عوض
انکے خون کا لینے کو تمھین اٹھا لائے تھے اور قصد تھا کہ قتل کرتے مگر صورتین جو تمھاری دیکھین ہم تم سبھون پر عاشق
ہوئے اب تم ہمسے صحبت ہو مطلب دلی ہمارے حاصل کردین تو ہم تمھین مار ڈالینگے صاحبقران وغیرہ چاہتے
ہین کہ انکار کرین عمرو نے اشارے سے کہا کہ انکار نہ کرنا نہین مارے جاؤگے اور مین ان سبھون کو ٹھیک بنا لونگا عمر انسے
ہمسو بو ہین سمجھ لونگا بس ہر ایک نے ہر ایک سے کہا کہ یہ کیا بد لحاظی ہی کہ ہمارے بزرگ و خرد سب سامنے بیٹھے ہین انکے
سامنے کیونکر ہم تمسے اختلاط کرین ان سبھون نے کہا کہ اچھا چلو علیحدہ علیحدہ مکانون مین چلو غرض انمین سے ایک
ایک اپنے عاشق کو لیکر مکان علیحدہ مین آ بیٹھی پہلے عمرو اپنی معشوقہ سے لپٹا بوسہ بازی کرنے لگا شراب مین بیہوشی ملا کر
اسے پلائی جب وہ بیہوش ہوئی تو عمرو وہانسے اپنی وضع شرابیون کی بنائے ہوئے پہلے صاحبقران پاس آیا کہنے لگا کہ حمزہ
ایسی معشوقہ تیرے پہلو مین بیٹھی ہی تو اس سے ہنستا بولتا نہین یہ کہہ رہا ہی اور مارے نشے کے عجیب حالت ہی کہ پانون ڈالتا
ہی کہین اور پڑتا ہی کہین امیر نے کہا کہ خواجہ آؤ عمرو آکر بیٹھا گلابی شراب کی اٹھالی پہلے آپ جام پیا بعد اسکے ایک جام اسکو
پلایا اور ایک جام امیر کو دیا بعد اسکے اس ساحرہ کو شراب بیہوشی آلود پلائی اب وہ اور زیادہ بدمست ہوئی امیر سے
لپٹی امیر ہاتھ اسکا پکڑ کر پلنگ کی طرف لیچلے تھے کہ وہ بیہوش ہوکر گری چاہا صاحبقران نے کہ اسے ذبح کرین عمرو نے
دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا کہ ابھی ٹھہر جاؤ اسکے مارنے مین افشائے راز ہو جائیگا سب کو ساتھ ہی قتل کرینگے یہ کہکر وہان سے
بادشاہ اسلام کی صحبت مین آیا آواز دی کہ شہریار خانہ زاد بھی حاضر ہو یہ تو یہان تنگ بیٹھے ہی تھے عمرو کی آواز
سنتے ہی جان آگئی پکارے کہ خواجہ جلد آؤ عمرو ویسی شکل اپنی بنائے ہوئے آیا اور کہا ای شہریار آپ رنجیدہ
کیون بیٹھے ہین شراب پیجیے اپنی معشوقہ کو پلائیے دیکھیے مین کیا عمدہ شراب لاہون اور یہ کہکر شراب کا جام دیا
اس جادوگرنی نے کہا کہ او ساقی مجھے بھی تو جام دے عمرو نے کہا سب سے پہلے تمھین دونگا اور ساری گلابی اسکو
پلادی وہان سے نکلکر بدیع الزمان و کرب کے پاس چلا قصہ مختصر ساتون کو عمرو نے بیہوش کیا اور سب کو قتل کیا
ہر ایک نے اپنی اپنی معشوقہ کا سر کاٹا ایک غل اور شور برپا ہوا خاک اڑنے لگی تاریکی چھاگئی مال وافر وہان سے عمرو کے
ہاتھ آیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا کہ باغ اس کیفیت پر نہین ہی اور کچھ کوٹھے بند دیکھے انھین جو کھولا کسی مین آدمی قید تھے
کسی مین گھوڑے کسی مین ہتھیار رکھے تھے امیر نے ان سب قیدیون کو چھوڑ دیا گھوڑے ہتھیار بھی انکو دیے بعد اسکے
اسی مکان مین ایک دروازہ زمین مین لگا ہوا دیکھا اسے جو کھولا بہرہ نقب کا نمودار ہوا امیر نے فرمایا کہ خدا جانے یہ نقب
کیسی ہی کہان گئی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ جاتا ہون دیکھتا ہون لیکن خزانہ ہوگا تو کسی کو نہ دونگا فرمایا کبھی اپنا حق لے لینا
باقی مال نمازیون کا ہی کہا بلائیے نمازیون کو جائین اسکے اندر تو معلوم ہو غرض نصف پر معاملہ طی ہوا عمرو نے قبیلہ عیاری

روشن کیا اور نقب کے اندر چلا دعائین مانگتا ہوا کہ پروردگار خزانہ یہان سے بہت سا ملے جاتے جاتے ایک مقام
پر پہونچا کہ نقب وہان تمام ہوئی تھی یہ متحیر ہوکر وہان کھڑا ہو رہا ناگاہ اوپر آواز آدمیون کے بولنے کی آئی اپ
جو کان لگا کر سنتا ہے تو آواز لقا اور بختیارک کی چلی آتی ہے معلوم ہوا کہ یہ نقب قلعے مین آئی ہے پھر وہان سے آکر
صاحبقران سے حال بیان کیا اسی وقت صاحبقران مع بادشاہ اسلام اور سرداران عالیمقام نقب مین
داخل ہوئے آتے آتے زیر تخت لقا پہونچے لقا قمہور سے کہہ رہا ہے کہ تونے دیکھا کہ مین نے حمزہ کو غضب مین
اپنے کیسا گرفتار کیا کبھی حمزہ میرے غضب سے نہ نکلیگا بختیارک کہہ رہا ہے کہ نقابدار جو قافیہ تنگ کر رہا ہے اسکا
علاج کون کریگا قمہور کہہ رہا ہے کہ مارنا اسکا میرے ذمہ ہے امیر نے یہ سنکر چہرہ نقب پر آکر نیچے تخت لقا کے ہاتھ
دے کر زور کیا بس تخت کو لے اٹھے بختیارک نے دیکھا کہ تخت لقا کا بلند ہوتا جاتا ہے حیران ہوا کہ اتنے مین نعرہ
صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی لقا تو کود کر بھاگا حمزہ صاحبقران نے تخت دے ٹپکا اب نعرہ بادشاہ اسلام
اور علمشاہ بدیع الزمان اور کرب اور شیر افگن اور عمرو کا بلند ہوا تلوارین علم کیے ہوے نقب سے نکلے
قمہور کے لوگون سے تلوار چلنے لگی قمہور پکارا کہ ارے مارلو حمزہ کو جانے نپائے اب خوب خانہ جنگی ہو رہی ہے
اور لوگ قمہور کے تیار ہو ہوکے چلے آتے ہین عمرو نے جو یہ رنگ دیکھا بلندی پر چڑھکر سفید مہرا بجایا ہاشم نے جو
آواز سفید مہرے کی سنی اسی وقت یہ سوار ہوکر دروازہ قلعہ کا توڑکر مع فوج قلعے کے اندر در آیا غلغلہ محشر انگیز برپا
ہوا قلعے مین لڑائی ہونے لگی ادھر بدیع الزمان سے اور قمہور سے مقابلہ ہوا تھا قمہور نے تلوار ماری بدیع الزمان
نے تلوار اسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور بجائے سپر ہاتھ پر رکھ لیا تھا صبح سے دوپہر تک لڑائی رہی
بہت قلعے والے قتل ہوئے آخر چہار طرف سے آواز بلند ہوئی کہ دہائی ہے حمزہ صاحبقران کی دہائی ہے بادشاہ
اسلام کی ہم رعایا ہین ہمکو قتل نہ کیجیے فرمایا کہ بھئی ہمنے ان سب کو امان دی اب انھین قتل نہ کرو سبھون نے تلوارین
میان مین کین نقارۂ فتح بجنے لگا بادشاہ اسلام ایوان شاہی مین آکر تخت پر بیٹھے نذرین گذرنے لگین ہاشم نے آکر
نذر دی حال بیان کیا امیر بہت خوش ہوئے چھتر قران اور ہاشم کو خلعت دیا پھر اور روساے شہر کو خلع کیا
قمہور کو بلا کر تلقین بدین اسلام فرمایا قمہور بھی کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا پھر تو تمام شہر اسلام آباد ہو مسجدین
بننے لگین بتخانے ٹوٹنے لگے اذان کی آواز بلند ہوئی تھا بعد قمہور نے سب کی دعوت کی امیر دعوت کھاکر
شہر سے باہر اپنی بارگاہ مین آئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران اور تمام سردار دنگل اور
کرسیون پر قائم ہوئے کہ آسمین عیار نقابدار بنفشہ پوش آیا صاحبقران کو مجرا کیا دعا و ثناے بادشاہی بجا لایا
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ نقابدار بنفشہ پوش نے التماس کیا کہ خدا نے فضل کیا کہ آپ نے سب جھگڑون سے نجات پائی
اب مین چاہتا ہون کہ اپنی آزمایش بلازمان حضور سے کرون اور طبل جنگ بجوا کر میدان مین نکلون فرمایا کیا مضائقہ
ہے ہم بھی یہی چاہتے ہین اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے عیار نقابدار چلا گیا دونون لشکرون مین شب بھر تیاری رہی
صبح کو معرکے آراے نبرد ہوئے جب صفین آراستہ ہوچکین اور نقیب نسب دیگر نکلگئے اسوقت نقابدار مرکب اپنا حملہ کر
میدان مین آیا خوب بگدر ہریان کین برچھے کے ہاتھ نکالے اب روک کر مرکب کھڑا ہوا اسباز طلب کیا کرب کی رات بھی
اشتیاق مین بسر ہوئی ہے کہ کب صبح ہو اور مین جاکر نقابدار سے مقابلہ کرون پوری بات نقابدار کے منھ سے نکلی تھی
کہ کرب غازی نے مرکب کی باگ کی سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی عرض کیا کہ مجھکو
کمال اشتیاق نقابدار سے لڑنے کا ہے فرمایا جاؤ خدا تمھارا نگہبان ہے کرب غازی سلام کرکے پھر آیا اور گرد کرکے

سوار ہوا اور اُتر کر گھوڑے کو مقابل نقابدار ہوا پہلے دونون ہم نگاہ ہوئے بعد اُسکے نقابدار نے دیکھا ایک بہادر
بے نظیر کو کہ چہرہ مانند ماہ تابان کے روشن تاج کج سر پر رکھا ہوا بھورے بھورے بال تاج سے باہر نکلے ہوئے گریبان
مانند صبح صادق کے چاک آنکھون مین لال لال ڈورے دہشت کے چھوٹے ہوئے زرہ آستین الٹی ہوئی دبدبہ مُنھ پر
پایا جاتا ہی نقابدار نے پوچھا امیدوار ہون کہ نام نامی سے آپ کے آگاہ ہون کہا کہ نام میرا کرب دلاور
ہی نقابدار نے مرکب سے اُتر کر سلام کیا اور کہا کہ آپ جو میرے مقابلے کو تشریف لائے ہین تو مین حضور سے
کب عہدہ برا ہو سکتا ہون کسواسطے کہ آپ نظر کردہ شیر یزدان شاہ مردان ہین مگر خیر آزمایش ضرور ہی کرب بہت مسرور
ہوا اور کہا کہ اونقابدار تم مرد دانا شیر فرزانہ ہو الغرض بعد گفتگو نیزے ہاتھون مین لیے لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی
تک نیزہ بازی رہی انجام کار کرب نے نیزہ نقابدار کا ہوا کیا نقابدار نے خشمناک ہوکر عمود گران سنگ اُٹھا کر مارا
کرب نے شمشیر پر روک کر چاہا کہ اپنا گرز نقابدار پر مارے کہ عمرو دوڑا ہوا آیا کہ صاحبقران اپنے سر کی قسم دیتے ہین
کہ تم گرز نقابدار پر نہ مارنا کرب نے چاہا کہ گرز ہاتھ سے رکھدے کہ نقابدار نے کہا اودلاور آپ کو قسم ہی نمک
حمزہ صاحبقران کی آپ گرز مجھپر بقوت تمام مارے کرب نے عرض کروا بھیجا یا امیر مین ناچار ہون کہ
نقابدار قسمین دیتا ہی یہ کہکر ایک ہاتھ گرز سکندری کا مارا نقابدار نے بخوبی گرز کرب کا روکا مگر کمر مرکب نقابدار
کی ٹوٹ گئی نقابدار غضبناک ہوکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ کرب کے مرکب کو مارے کرب مرکب سے کود پڑا پیادہ ہوکر
سامنے آیا پس نقابدار بھی سپر تلوار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اور کرب نے بھی اسلحہ جنگ دور کیے دونون مین کشتی
ہونے لگی چار شبانہ روز کشتی رہی پانچوین روز پہر دن باقی تھا نقابدار کرب کو ریل کر دوڑا کرب نے زور اُسکا
سنبھالا اور آپ اُسکو ریل کرکے دوڑا تو دس قدم پر لیجا کر دونون بازو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین پر
آشنا ہوئے چاہا کہ لنگر مارے کرب نے ڈالکر ہاتھ کمر زنجیر مین زور کیا لنگر اُسکا اُکھیڑ کر سر سے بلند کیا اور زمین پر
رکھدیا کھولکر تو شہ زنجیر فولادی کا مشکین باندھین لیکر وہان سے پھرا حمزہ صاحبقران نے نہایت خوشنود اور
کمال مسرور مراجعت فرمائی پانچ روز کے سب تھکے ماندے تھے دربار نہ کیا خاصہ نوش فرما کر آرام کیا صبح کو نماز
پڑھکر بارگاہ مین آکر بیٹھے دربار معمور ہوا حکم دیا کہ لاؤ نقابدار کو اُسی وقت زندان خانے سے نقابدار کو لا کر
حاضر کیا نقابدار نے سلام کیا فرمایا کہ بند نقاب کا اُسکے مُنھ پر سے دور کرو پس نقاب جو دور ہوئی ایک آفتاب چمکا
اور ایک جوان ماہ طلعت کو دیکھا کہ ابھی کوئی پندرہ سولہ برس کا سن ہی گرد گل رخسار کے سبزے نے نمایش نہین پکڑی
شعلہ حسن بے دود ہی آثار سروری وسالاری چہرے پر ظاہر ہین صاحبقران نے پوچھا کہ اے بہادر نام تیرا کیا ہی اپنے
حسب و نسب کو ظاہر کر نقابدار نے کہا کہ نام میرا رستم خو ہے بن کرب ہی ملکہ سمن بانو سے پیدا ہوا ہون یہ سنکر
صاحبقران بہت خوش ہوئے کرب کو باغ باغ ہو گیا تھا بیٹے کو گلے سے لگایا قید اُسکی توڑ کر کے امیر کے قدمون
پر ڈالا امیر نے اُسے سینے سے لگایا پیشانی چومی خلعت دیا رستم خو جا کر اپنے لشکر کو بھی لایا سب افسران فوج کو قدمبوس
کروایا خلعت دلوایا امیر نے بہت سی نوازش فرمائی عمرو نے عرض کیا کہ اے شہریار کرب تو میرا فرزند ہی اسکو بھی
چاہتا ہون کہ اپنا پسر خواندہ گردان فرمایا کیا مضائقہ ہی ہمین تمھاری خوشی منظور ہی عمرو نے اُسی وقت نذر گذرانی
رستم خو سے نذر دلوائی اب صحبت عیش برپا ہوئی امیر نے عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ خدا نے ایسا بیٹا تمکو
عطا کیا اور تمنے بخوشی اُسے فرزند کیا ہماری دعوت کرنا تمھین لازم ہی فرزند کرنا ایسا آسان نہین ہی یہ کہکر نیسے عمرو
نے کہا حمزہ تو مجھے نادار سمجھکر یہ کلمہ کہتا ہی مین مفلس و نادار ہی مگر تیری دعوت مع بادشاہ جمجاہ اور مع سرداران ہو

اور مع فوج و سپاہ کرونگا اور آج کے تیسرے دن دعوت کرونگا امیر نے دیکھا کہ عمرو دعوت کرنے پر مستعد ہو گیا
فرمایا کہ خواجہ تمنے منھ سے کہا ہم دعوت کھا چکے اب تم ارادہ دعوت کا نہ کرو عمرو نے کہا حمزہ اب کیا ہوتا ہے
مین ارادہ مصمم کر چکا اب بغیر دعوت کیے نہ رہونگا فرمایا کہ بھئی ہمنے ہنسی سے کہا تھا تم کیون مشتعل ہو گئے ہم نہین چاہتے
کہ تم زیر بار ہو عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ بھی ناموری تیری ہے کہ ایک ادنے عیار حمزہ نے تمام لشکر حمزہ کی دعوت کی
کسی طرح مین اب نہ مانونگا امیر نے فرمایا کہ خواجہ اچھا تم دعوت فقط ہماری اور بادشاہ اسلام اور تمام سردارون
کی کرو اور سب لشکر کی دعوت کا ارادہ نہ کرو اس صورت مین تمھارا روپیہ کم خرچ ہو گا عمرو بولا کہ حمزہ اگر مین
دعوت کرونگا تو ایک متنفس باقی نہ رہیگا او حمزہ ابھی تو ایک دعوت مین کرتا ہون بادشاہ اسلام نے پیچھے سے
کہا کہ سب لشکر کے باورچیون کا گلا کاٹیگا عمرو تو اشارہ کنایہ سب سمجھ جاتا ہے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ شہر یار
غلام سب کو روپیہ نقد دیگا اگر انسے مین نے خرچ کروایا تو میرا نام بیجا کا ہیکو ہو گا بادشاہ اسلام چپ ہو رہے اور
امیر سے کہا کہ جو عمرو کی زیر باری کا خیال ہے تو ہر نوع اسکے ساتھ سلوک کر دیجیے گا اب تو عمرو مستعد ہے فرمایا کہ
ایسا ہی ہو گا اور کہا کہ خواجہ اگر یہی تمھاری خوشی ہے تو ہمنے دعوت قبول کی جاؤ تیاری کرو عمرو اسی وقت
اٹھا آکر کوتوالی چبوترے مین بیٹھا زنبیل مین سے توڑے روپیون اشرفیون کے نکالکر ڈھیر کر دیے کئی لاکھ روپے
کا انبار ہو گیا اور تمام لشکر کے باورچیون کو بلوایا اور ہر ایک سے کہا کہ یہ روپیہ لو اور اپنے سردارون کے مزاج
کے موافق کھانا پکاؤ اور جو کھانا انھین مرغوب ہو وہی پکا کر کھلاؤ اور باقی جتنا عملہ ہے سبکو کھانا تحفہ ملے اور
جانورون کو دانا گھانس ہاتھیون کو چارہ راتب برابر پہونچے خبردار کوئی ذیحیات باقی نہ رہے تمام باورچیون نے
توڑے کے توڑے لیکر عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھین سب کو کھانا برابر پہونچیگا بعد اسکے عمرو نے طوائفون کی
نایکاؤن کو بلوایا اور کچہری کے روپیہ دے کر کہا کہ سب طائفے تیار رہین جسوقت ہم طلب کرین اسی وقت آکر
موجود ہون سبھون نے دعائین دین کہا کہ سب طائفے تیار رہینگے بعد اسکے عمرو اٹھا چلا تلاش کے واسطے کہ کوئی
مقام بافضا ہو تو وہان دعوت کرون تلاش کرتا ہوا چلا آتا ہے کہ کوہ قہوریہ مین پہونچا ایک درہ پہاڑ کا دیکھا
کہ نہایت سر سبز و شاداب ہے آبشارین گر رہی ہین اور ایک ٹیلا بیچ مین ہے بلند مانند چبوترے کے اور گرد اسکے
گلہاے رنگا رنگ پھولے ہوئے ہین اور سامنے دریا بہ رہا ہے عمرو نے اس مقام کو پسند کیا اور جا کر تعریفین
صاحبقران سے کین کہ اس سے بہتر مقام لطیف اور سیرگاہ معقول کہین نہین ہے یقین ہے کہ حضور کو بھی پسند
آئے بارگاہ ہشامی غلام کو عنایت ہو کہ لیجا کر ایستادہ کراؤن امیر با توقیر نے پہلوان عادی کو بلا کر حکم دیا کہ
جہان خواجہ کہین وہان بارگاہ ہشامی لیجا کر استادہ کراؤ عرض کیا بہت اچھا اور بڑبڑاتا ہوا نکلا کہ عجب
باجیون کا زمانہ ہے عمرو بولا ای شکم بزرگ کیون بکتا ہے ارے تجھکو مین خوب کھانا کھلاؤنگا غرض پہلوان عادی نے
بارگاہ فراشون سے لا کر ایستادہ کرائی باقی اسکے گرد و اطراف مین سردارون کے خیمے برپا ہوئے طائفون کو حکم پہونچا
کہ جسوقت بادشاہ اسلام داخل ہون اسی وقت مجرے کو حاضر ہونا اور عمرو داروغہ بھی چکے کا ہے اس خوف سے
کہ مبادا کسی بلا مین بتلا کر دے سب اپنی اپنی تیاری مین مشغول ہوئین ایک ایک سے کہتی تھی کہ کہین داروغہ صاحب
ناراض نہون ارے دو گھڑی پیشتر چلکر پہونچو ہر ایک اپنی آرائش کر رہی ہے کوئی مسی لگا رہی ہے کوئی لاکھا جما رہی ہے
کوئی عطر ملتی ہے کوئی پوشاک بدلتی ہے کسی نے اپنے آشنا کو بلایا ہے اپنا نکھار دکھایا ہے کس واسطے کہ ہر ایک سردار کو
ہر ایک خوب صورت رنڈی سے دل لگی ہے ہر ایک کی لو لگی ہوئی ہے ادھر نایکاؤن نے دو دو بتانے سونے کے ہاتھون مین

ڈال لیے ہین کانون کی لوین ایک ایک انتی بڑی ہوئی ہو سفید پائجامہ سُرخ نیفے کا پانون مین سفید دوپٹہ سر پر
مسی کاجل سے درست آکر حاضر ہوئین بس ادھر تو صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور سرداران والا احتشام داخل
بارگاہ ہوئے اور ادھر طائفے مبارکباد گانے لگے کرب اور رستم خود دونون کمر باندھے ہوئے مصروف
خدمتگذاری ہین ساقی بچے موجود ہین ایک طرف نعمت خانہ کھڑا ہوا ہو اُسی کے پاس آبدارخانہ میخانہ بھنڈیخانہ
موجود ہو خوب ناچ ہو رہا ہو ایک سمان بندھا ہوا ہو کہ اتنے مین عمرو آیا اور ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خاصہ نوش
فرمایئے پھر ناچ دیکھیے گا ایسے وقت مین کسی کا اُس صحبت سے اُٹھنے کو جی نہ چاہتا تھا بھوک پیاس گئی ہوئی تھی
امیر نے فرمایا کہ بھئی خواجہ تم تو تنگ کرتے ہو مین ابھی کھانا نہ کھاؤنگا جب عمرو نے بہت اصرار کیا تو بمجبوری صاحبقران
اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران والا اسقام نعمت خانے مین آکر بیٹھے دسترخوان بچھا کھانا چنا گیا سب نے کھانا
کھایا بہت تعریفین کین ہاتھ دھوکر گلوریان کھا کر پھر صحبت مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام گردش مین آیا اب
سردار مشغول عیش وعشرت ہین بارگاہ کی قناتین اُٹھوا دین ہین دریا کی کیفیت چراغان کا تماشا شب ماہ کی بہار
دیکھ رہے ہین عکس ماہتاب جو پڑا ہو سطح موج آب نورانی ہو رہی ہو چہار طرف کو صحبت رقص وسرود برپا ہو کسی طرف
ڈھولک بج رہی ہو کہین کہار سب جمع ہین ہڑک بجا رہے ہین مست ہین گا رہے ہین کہین دھوبی اکٹھا ہین گھڑا بج رہا
ہو کھنڈ ہو رہے ہین کہین حلال خوردن کا جماؤ ہو دھرو بج رہے ہین اور شراب پی رہے ہین کہین بھیری راگ ہو رہا ہو تاڑی
چل رہی ہو کہین مستہدی بیٹھے ہوے مصروف شراب خوری ہین کشک کا لونڈا ناچ رہا ہو کہین کہرئیے تمباکو والے جمع ہین ڈفلے
بج رہے ہین کہین مشائخ جمع ہین قوالی گانا ہو رہا ہو عجب غلغلہ عیش ونشاط ہو امیر نے فرمایا کہ بھئی مین نے ایسی کیفیت
کی صحبت کہین نہین دیکھی سب خوش وخرم بیٹھے ہوئے ہین لیکن عمرو نے سب کاروبار سے فراغ حاصل کر کے
مہتر قران اور چالاک وسمک سے کہا کہ بھئی تین دن سے ہمارا پانون نہین ٹھہرا اگر تم کہو تو دو گھڑی آسائش کرین
مگر خبردار کسی کو کسی چیز کی تکلیف نہو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجایئے ہم یہان کمر باندھے موجود ہین
کیا طاقت جو کسی کو کسی شی کی تکلیف پہنچے ہو عمرو اُسوقت سروتمین کے خیمے کو چلا یہان ملکہ سروتمین انتظار عمرو کا
کر رہی ہو ابھی تک کھانا بھی نہین کھایا کہ استین عمرو ہو پہنچا ملکہ پکاری کہ کیون صاحب اب دو گھڑی دن سے نجات
پائی کہا ملکہ مین کیونکر جلدی چلا آتا اب فراغت ہوئی تو آیا غرض کھانا منگوایا دونون نے ساتھ بیٹھکر کھایا بعد
اُسکے سروتمین نے کہا کہ خواجہ آج جی چاہتا ہو کہ تم بانسری بجاؤ اور ہم بھی تمھارا ساتھ دین عمرو نے کہا
اچھا اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ جوڑی ہفت بیکوندی کی کمر سے نکالکر قفلیان اُسکی درست کین
سروتمین نے اپنا دائرہ منگوایا غلاف اُسکا اُتارا عمرو گانے لگا یہ دائرہ بجانے لگی عجب سمان بندھا ہوا ہو
کہ قضا سے کا بصدا بانسری کی بادشاہ اسلام کے کان مین آئی بیچین ہو گئے مقبل سے فرمایا کہ عمرو کو جلدی لاؤ
مقبل نے عرض کیا کہ شہریار وہ اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا ہوا گا رہا ہو وہ کب آنے والا ہو فرمایا کہ تم جاؤ تو سہی
مقبل ناچار روانہ ہوا دروازے پر آیا اور محلدار سے کہا کہ جا کر خواجہ سے کہو کہ صاحبقران نے یاد کیا ہو محلدار
نے جا کر پیغام مقبل کا پہونچایا بس یہ سنتے ہی سروتمین نے دائرہ ہاتھ سے پٹک دیا اور کہا کہ مین پہلے ہی جانتی تھی
کہ تجھکو یہان بیٹھنا نہ ملیگا عمرو نے جو دیکھا کہ ملکہ خفا ہوئی کہا مین ہرگز نہ جاؤنگا اور پکار کر مقبل سے کہا کہ
او کا بین نوکری سے اُس عرب کی درگذرا اگر اسوقت نہ آؤنگا اور تو یہان سے جا عمرو نے زور سے ایک
ڈانٹ جو بتائی مقبل ناچار پھر گیا امیر سے آکر عرض کیا وہ نہین آتا کہتا ہو کہ نوکری بھی مین نے چھوڑی امیر

اس سوچ مین گئے کہ کیا کیجیے کیونکر عمرو کو بلائیے اور یہان عمرو پھر بانسری بجانے لگا آواز بانسری کی پھر بارگاہ مین
آئی بادشاہ اسلام نے کہا یا امیر کسی طرح اس کمبخت کو بلایا چاہیے کیا مزے کر رہا ہے امیر تو اسی سوچ مین بیٹھے ہی تھے
سر اٹھا کر کرب غازی و رستم خو سے کہا کہ تم دونون جا کر عمرو کو لاؤ دونون نے اٹھکر سلام کیا اور حیران و پریشان
روانہ ہوئے کہ ہمکو صاحبقران نے ناحق بھیجا ہے ہماری اُنکے سامنے کیا لیاقت ہے ادھر عمرو نے منت سماجت سے
ملکہ کو منایا ہے اور پھر دونون گانے بجانے مین مصروف ہوئے ہین کہ کرب غازی و رستم خو پہونچے اور دونون نے
عمرو اور ملکہ سرو سیمتن کو سلام کیا عمرو تو اُن دونون کو دیکھتے ہی نہایت برہم ہوا یقین ہوا کہ یہ دونون مجھے
لینے آئے ہین پکارا کہ ای جوانمرگ وارے تم کیون آئے ہو اسوقت تمہارا کیا کام تھا عرض کیا کہ یونہین آپ کے
سلام کے واسطے حاضر ہوئے تھے کہا کہ مین خوب جانتا ہون مطلب تمہارے حاصل نہونگے سرو سیمتن نے کہا کہ ارے
کیون خفا ہوتا ہے آؤ تم میرے پاس بیٹھو اور دونون کی بلائین لین اپنے پہلوؤن مین بٹھا لیا پیشانیون کو بوسہ
دیا کرب نے کان مین کہا کہ والدہ صاحب عزت ہماری آپ کے ہاتھ ہے کہ ہم بحکم صاحبقران خواجہ کے لینے
کو آئے ہین اگر خواجہ سلامت ہمارے ساتھ گئے تو بہتر نہین تو ہم اپنے کو ہلاک کرینگے ملکہ نے دونون کو تسلی دی
اور کہا کہ کیا طاقت ہے اسکی جو تمہارے ساتھ نہ جائے اور عمرو سے خطاب کیا کہ جا یہ تجھے لینے کو آئے ہین عمرو نے کہا
کیون او ناشدنیو مین تمہارے آتے ہی آگاہ ہو گیا تھا مین اُڑتی چڑیا کو پہچانتا ہون اسوقت کبھی نہ جاؤنگا اُن
دونون نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے رہے سرو سیمتن نے کہا تیرا یہ نصیبا تھا کہ یہ تیرے بیٹے کہلائین اٹھ جا انکے
ساتھ اپنا فخر جان ایسے سعادتمند کہین ہوتے بھی ہین یہ سعید ازلی ہین کبھی تجھے جواب دینگے عمرو نے کہا کہ
صاحب تم میرے درمیان مین دخل نہ دو ایسی اولاد کس کام کی جو باپ کی راحت نہ چاہے ایسی اولاد بری بھلی
یہ دونون تو سر جھکائے ہوئے ہین عمرو بگڑ رہا ہے آخر سرو سیمتن نے اُن دونون کو تو گلے سے لگایا اور عمرو سے کہا کہ
جو تو انکے ساتھ نہ جائیگا تو مار کر جوتیان ابھی نکلوا دونگی جشنون سے کہونگی کہ تجھے باہر پھینک آئینگی انکو تو کیون
رنجیدہ کرتا ہے مجھکو رنج انکا گوارا نہین اور نہایت برہم ہوئی عمرو ناچار و مجبور بکتا ہوا اٹھا کہ خدا ناخلف اولاد
کسی کو نہ دے اور اُنکے ساتھ چلا یہ دونون چپکے چلے آئے ہین جب سامنے امیر کے لائے عمرو کی تیوری چڑھی ہوئی
تھی سلام کیا اور پوچھا کہ حمزہ تو نے اسوقت مجھے کیون بلایا ہے تو کچھ نہین سمجھتا ہے کہ یہ تھکا ہے یا ماندہ ہے بلانے سے
سروکار ہے اور بھیجا بھی اُن لوگون کو کہ مجھے کھینچ لانے آئے کیسے کیا کام ہے امیر نے کہا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی ارے یہ
تقریب ضیافت کی تجھی سے تعلق رکھتی ہے اور تو بجا کا بجاتا پھرتا ہے تجھکو جہان پناہ نے یاد کیا ہے مین نے نہین بلایا
عمرو نے کہا کہ جہان پناہ کا تو غلام ہون مگر خوب جانتا ہون کہ کرب و رستم خو کا بھیجنا تیری ہی شرارت سے تھا
جہان پناہ ایسی باتین نہین جانتے کہ اسمین بادشاہ جمجاہ نے کہا ای خواجہ اسوقت جی چاہتا ہے کہ تم بانسری بجاؤ
اور ہم سنین امیر نے فرمایا کہ خواجہ واقعی تمہاری آواز نے ہمین بھی بیچین کر دیا اور یہ جتنے سردار تھے وہ بھی بیخود ہوئے
عمرو نے کہا کہ حمزہ گانا کام گویون کا ہے مین کیون گانے لگا بادشاہ اسلام نے مالا مروارید کا گلے سے اتار کر عمرو کو دیا اب
عمرو ناچار ہوا بیٹھا صحبت مین اور سازندون سے کہا کہ تم ساز ملاؤ ادھر تو ساز ملے اُدھر عمرو نے بانسری نکالی نقلیان
اسکی درست کین اور منھ پر رکھکر دم پھونکا آواز جو بانسری کی بلند ہوئی ایک زمانہ مشتاق تھا دوڑا اجماع خلائق
انبوہ عالم ہوا عمرو بانسری بجا رہا ہے چہار طرف سے آحسنت و مرحبا کی صدا بلند ہے سمان بندھا ہوا ہے کہ ناگاہ
آسمان پر سے آٹھ ستارے ٹوٹے جب قریب پہونچے دیکھا کہ آٹھ جوگنین چلی آتی ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لالٹین

روشن ہی ایک جوگن آگے ہی اور سات جوگنین پیچھے ہین وہ جو آگے ہی کفنی اُسکے گلے مین پڑی ہوئی ہی مالا مروارید
کا پہنے ہوئے ٹھنگے منکے سیلی تاگ سے آراستہ پیراستہ دونون ہاتھون مین سمرنین زمرد و یاقوت کی بھبھوت خاکستر
مروارید کا ملا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابر تنک مین آفتاب آگیا ہی اور وہ ساتون جوگنین جو پیچھے تھین وہ بھی نہایت
حسینہ اور جمیلہ تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساتھ ماہ تابان کے ستارے چلے آتے ہین غرض وہ آٹھون جوگنین اُس مجمع مین آکر
کھڑی ہوگئین اور باشتیاق تمام بانسری سُننے لگین جسکی نگاہ اُنپر پڑی بسمل تیغ ابرو ہوگیا عمرو نے دیکھا کہ یا تو سب تیری طرف
مخاطب تھے یا یکایک اور طرف کو نگاہین پھر گئین بس فکر جو نظر کی ایک ماہ کامل کو جلوہ گر پایا دیکھا کہ بھبھوت چہرے
پر ملا ہوا ہی گویا ایک شمع ہی کہ فانوس سفید رنگ کے اندر روشن ہی بس تیر عشق جگر پر کھایا زخم محبت نے تڑپایا اُس جوگن
نے کہا کہ عشق اللہ ہی عمرو نے جواب پایا کہ صدار العشق ہی آئیے کرم کیجیے اُسنے جواب دیا کہ بابا ہم فقیر ہین یک نظر
گذرے اُدھر سے بادشاہ اسلام حمزہ صاحبقران پکارے کہ شاہ صاحب ایک لمحہ تو قدم رنجہ فرمائیے پھر چلے جائیے گا
اور کرسی جواہر نگار منگوا کر بچھوا دی جوگن آکر بیٹھی اور ساتون جوگنین پشت پر ہاتھ باندھکر کھڑی ہوگئین سب سردار
اُسی جوگن کو دیکھ رہے ہین عمرو کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہی گلشن جمال کی گلچینی کر رہا ہی اپنے دلمین عمرو کہہ رہا ہی کہ ای
عمرو یہ جوگ بجوگ سے خالی نہین اور حُسن کا اُس جوگن کے یہ عالم ہی کہ پروانے کبھی شمع کے گرد پھرتے ہین اور کبھی شمع کو
بھولکر اُس جوگن کے شمع رخسار پر نثار ہونے لگتے ہین دوہا ۵ دیپک اوت جوت مکھ دونون ایکی رنگ + ات وا این
کر اوت جلین بھلت پھرت پتنگ + عمرو عالم حیرت مین ہی بانسری بجانا بھول گیا ہی کہ اُس جوگن نے عمرو کی طرف
دیکھا اور کہا کہ صاحب کیا فقیر کا آنا گوارا نہوا فقیر تو مشتاق بانسری کا ہوکر آیا ہی اگر ناگوار نہو تو بجائیے اور گائیے عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ صورت تمھاری جیسی ہی خوب ہی شاید سیرت پر مائل ہو پکارا کہ مین بسروچشم بانسری بجانے کو موجود ہون
آپ سنیے آپ کے سامنے نہ بجاؤنگا تو پھر کسکے سامنے بجاؤنگا آپ پر تو جان تک نثار ہی یہ کہکر بجانے لگا اور گانے لگا ایسا
بجایا اور گایا کہ ساری صحبت بیخود ہوگئی اور سبکے آنسو جاری تھے وہ جوگن حالت وجد مین تھی بے اختیار تعریفین کر رہی
تھی لڑیان اشکون کی آنکھون سے جاری تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ مشاطہ تقدیر نے موتیون کا سہرا اُسکے مُنھ پر باندھ دیا
ہی یا صدف کا منھ کھلا ہوا ہی کہ گوہر آبدار اُسمین سے گر رہے ہین اور اُسکے ساتھ کی جوگنین بھی رو رہی تھین کوئی
چار گھڑی کے بعد عمرو نے بانسری ہاتھ سے رکھی آدھ گھڑی تک تو یہی سمان بندھا رہا بعد اُسکے جو ہوش آیا تو
ایک ایک تعریفین کر رہا تھا اور وہ جوگن اُٹھ کھڑی ہوئی اور دست نگارین و پنجہ خورشید نما اُٹھا کر دعا دی کہ
خدا اس صحبت کو یونہین برقرار رکھے اور صاحبقران دوران مع فرزندون صحیح و سالم رہین اور دعا دے کر جایا چاہتی
تھی کہ عمرو نے پکارا شاہ صاحب آپ کا بستر کہان ہی کہا فقیرون کا بستر فرش خاک ہی اور تم کیون پوچھتے ہو عمرو نے پکارا
کہ جی چاہتا ہی کہ اگر قدمبوسی حاصل کرون کہا جو ارادہ فقیر خانے پر آنے کا ہی تو عقیق کوہ مین ملاقات ہوگی یہ کہکے
مانند برق کے جست کرکے وہ سب کی سب چلی گئین عمرو پکارتا تھا کہ نیم بسمل چھوڑ کر جانا اچھا نہین ایک وار لگاتی
جائیے کہ کام اس ناکام کا تمام ہو جائے ہر چند عمرو چلایا کیا مگر سُنتا کون ہی طرفۃ العین مین وہ غائب ہوگئی بس
جسوقت وہ عمرو کی نگاہ سے ناپدید ہوگئی عمرو بیہوش ہوکر گر پڑا ۵ وہ گئی اُسکے سر بلا آئی + خاک مین مل گئے تماشائی +
امیر نے جو دیکھا کہ عمرو بیہوش ہوکر گرا دوڑے اپنے یار وفادار کا سر اُٹھا کر زانو پر رکھا رومال سے گرد مُنھ کی پاک
کی گلاب منگوا کر چھڑکا پانی منھ مین چوایا عمرو کی آنکھ کھلی تو دیوانہ تھا پوچھا کہ وہ جوگن کہان گئی سبھون نے کہا مانند
برق لامع کے خیمے سے باہر جاکر پھر نہ معلوم ہوا کہ کدھر گئی امیر ہاتھ عمرو کا پکڑے ہوئے تھے عمرو نے کہا کہ

حمزہ مجھے رخصت کر کہ مین اُس جوگن کو دیکھ آؤن فرمایا کہ خواجہ ہوش وحواس اپنے درست کرو دیوانے نہ ہو
فقیرون کا کہان ٹھکانا ہو سُنا نہین تمنے کہ ۔ مسافر سے کرتا نہین کوئی پیت + مثل ہو کہ جوگی ہوئے کسکے میت +
ایسا نہو کہ اس جوگن کے پیچھے جانے مین کچھ بجوگ تمپر پڑجائے اور خواجہ مین نے ایسا سودائی ہوجاتے تمکو کبھی
نہین دیکھا مین تمھین نہ جانے دونگا جب امیر نے دیکھا کہ کسی طرح کہنا نہین مانتا کہنے لگے خواجہ تم ہمکو تو سمجھاتے
تھے کہ حمزہ تجھکو بڑھس لگا ہو دیوانہ ہوا ہو آدمی وہ کام کرے جو سن پر زیبا ہو ہان بھئی ہمتو بشباب بوڑھے ہین
مگر شاید تم ابھی جوان ہو تمپر عشق و عاشقی سب زیبا ہو لیکن عمرو کا یہ عالم ہو کہ تصویر خیالی اُسکی آنکھون مین پھر رہی
ہو دمبدم ولولہ جنون سلطان عشق کی مزرعہ دل پر چڑھائی ہو کچھ سوجھتا نہین دُنیا و مافیہا فراموش ہو دیکھا کہ
صاحبقران ہاتھ نہین چھوڑتے مکر سے کہا کہ حمزہ ہاتھ میرا ٹوٹا جاتا ہو تو اس زور سے پکڑے ہو کہ ہڈی پر صدمہ ہی
صاحبقران نے ہاتھ ڈھیلا کیا تھا بس عمرو نے ہاتھ چھڑا کر کہا اے حمزہ خدا کو سپرد کیا یہ غلام رخصت ہوتا ہو فرمایا کہ ای
مونس و جان نثار حمزہ بھی تیرے ساتھ ہو مین تجھے تنہا نہ چھوڑونگا عمرو کچھ نہ بولا اور جست کر کے باہر خیمے کے گیا امیر بھی
دوڑے باہر آئے دیکھا تو عمرو کا پتا نہین امیر روتے ہوئے پھرے وہ انجمن جشن غمکدہ ہوگئی راوی کہتا ہو کہ وہ جو سردار
جوگنون کی تھی اُسپر تو عمرو وشیدا ہوا اور اُن چھوٹی جوگنون پر چھ عیار جو شاگردون مین عمرو کے تھے وہ فریفتہ ہوئے
اور دیوانہ وار اُنکے پیچھے روانہ ہوئے لیکن مہتر قران نے دیکھا تھا کہ عمرو اُس جوگن پر مائل ہوتا ہو اثنای راہ مین
سدراہ اُن سب کا ہوا الغد کھینچکر کہا جبتک تم سب اپنا نام ونشان نہ بتاؤگی مین ہرگز تمھین جانے نہ دونگا
مہتر قران کا ایسا رعب اُنپر چھایا کہ قدم آگے نہ بڑھا سکین وہ جوگن کہ قران جسپر مائل ہوا تھا اُسنے کہا کہ او موئے
منڈی کاٹے حبشی روسیاہ تو کیون ہمارا سدراہ ہوا ہی کچھ تیری شامت آئی ہو ابھی ایک نیمچہ مارونگی کہ ٹھاسی
گردن اڑجائیگی تجھے کیا واسطہ تو کیون ہمارا پتا پوچھتا ہو جا اپنا کام کر مہتر قران نے کہا کچھ ہی ہو جبتک تم اپنا
مسکن نہ بتاؤگی مین نہ جانے دونگا اُس جوگن نے کہا کہ ہمین کسی کا ڈر نہین لے بتا دیا کہ ہم کوہ عقیق مین رہتے ہین اور
نام ہماری ملکہ کا یاقوت فلک ہو بادشاہ زادی ہین کوہ عقیق کی قران یہ سنکر راہ سے ہٹ گیا وہ جست و خیز
کرکے چلی گئین قران پھر کر چلا آیا مگر ادھر بعد عمرو کے چلے جانے کے امیر نے اپنے دل مین کہا کہ خدا جانے یہ جوگنین
کون تھین اور عمرو بیخود ہو نہین معلوم اُسکے ساتھ وہ کیا سلوک کرینگی مہتر قران کی طرف دیکھا فرمایا کہ ای نظر کردہ
علی عمران تمنے دیکھا کہ عمرو دیوانہ وار وحشی مثال یہان سے نکل گیا اور کوئی اُسکے ساتھ نہین ہو اور تم ہمیشہ سے
جان بخش عمرو مشہور ہو اب بھی مین نے عمرو کو تمھارے سپرد کیا مین تمسے لونگا چلے تو قران نے عذر کیا کہ پیر و مرشد یہ
بار گران اس ناتوان سے نہ اٹھیگا فرمایا اور کوئی اس قابل نہین ہو کہ مین جسکے سپرد عمرو کو کرون عرض کیا تہمت اچھا
غلام جاتا ہو بعد اسکے چالاک سمک تیلطاقی ابوالفتح اصفہانی گلباد عراق برق فرنگی ترک خطائی نجم بلخی
ان سبھون سے فرمایا کہ تم سب یہان ہو اور افسر تمھارا آوارہ ہو کر گیا ہو اگر اُسکے واسطے کچھ ذلت ہوئی تو پھر تم
دو کوڑی کے ہوجاؤگے جاکر اُسکی مددگاری کرو یہ بھی اُن جوگنون پر عاشق وشیدا تھے خدا سے یہ چاہتے تھے کہ
کہین امیر ہمسے فرمائین تو ہم جائین بس ایک کے بعد ایک راہی ہوا مگر عمرو کا یہ حال ہو کہ شعر عاشقانہ پڑھتا ہوا
چلا جاتا ہو عجب عالم ہو کہ خانہ چشم کاشانہ مطلوب قصر دل خلوت خانہ محبوب تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی
ہو دیوانہ وار پکارتا ہوا چلا جاتا ہو کہ ای محبوب جانی وای یار جاودانی اس عاشق ناشاد کو صورت اپنی دکھا دے کبھی
کسی جانور سے کہتا ہو کہ تو راہبر ہوجا مجھے وہان لے چل جہان میرا معشوق ہوگا کبھی درخت سے خطاب کرتا ہو کہ تو ہی بتا

وہ تونہال حسن کہان ہی کبھی ہوا سے مخاطب ہوتا ہی کہ تو پیام مجھ ناکام کا جاکر اُسے دے کہ جان ہونٹھون پہ مری
آئی ہی + رحم کہا وقت مسیحائی ہی + بس بکتا ہوا چلا آتا ہی بکتے بکتے یہ خیال بندھا کہ سامنے سے یاقوت ملک
چلی آتی ہی پکارا کہ آپ نے کیا مہربانی فرمائی یہی تو مین چاہتا تھا کہ آپ ایک مرتبہ صورت زیبا اپنی دکھا جایا کیجے اور
خوشی خوشی دوڑا کہ معشوق سے جا کر ملے کہ وہ صورت خیالی آنکھون کے سامنے سے غائب ہو گئی بیقرار ہو گیا پکارا کہ
کیا خطا اس غلام سے ہوئی جو آپ خفا ہو کر چلی گئین + چاند سا مکھڑا دکھا کر ہوشیاری دیکھیے +
لیگئے صبر و قرار و اشکباری دیکھیے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سر اپنا دے مارے کہ نہ قران پہونچا اور
دوڑ کر لپٹ گیا کہ اُستاد یہ کیا آپکو ہو گیا ہی اپنے حواس و ہوش بجا کیجے عمرو نے پھر کر جو قران کو دیکھا کہا کہ بیٹا
ہوش و حواس سب معشوق کے ساتھ گئے اب یہ عالم ہی کہ قرار دل کو نہ تاب جی کو نہ خواب چشم پر اب مین ہون +
غم جدائی سے جان میری عجب طرح کے عذاب مین ہی + یہ کہکر رونے لگا قران نے کہا کہ استاد مین مکان اُسکا جانتا ہون
آپ کو وہان لیچلونگا یہ سنتے ہی قران کے قدمون پر گرا کہ سچ کہہ تو اسکا مکان جانتا ہی بتا وہ کہان رہتی ہی قران
نے کہا کہ عقیق کوہ مین مسکن اسکا ہی پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا کہ جب وہ جانے لگی تھین تو مین جا کر سد راہ ہوا
تھا جبتک انھون نے نام اور مقام اپنا نہ بتایا مین نے انکو آگے نہین بڑھنے دیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمنے معشوق کو
آزردہ کیا یہ تمھین لازم نہ تھا تمنے بہت بُرا کیا قران نے اپنے دل مین کہا کہ واہ نیکی برباد گناہ لازم کہ عمرو کا پھر وہی
عالم ہو گیا شعر عاشقانہ پڑھنے لگا واہیات بکنے لگا مبہوت ہو گیا معشوق کو پکارا کہ اسوقت پاس میرے
پہونچے تو واہ واہ ہی + گر قصد بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا + قران نے کہا کہ استاد آپ گھبرائیے نہین مین آپکو
لیچلکر معشوق کے پہلو مین بٹھائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ بیٹا اچھا مین چلا چلتا ہون کہ اسی اثنا مین اور عیار
بھی پہونچے عمرو کو سلام کیا ساتھ ہو لیے مگر یہ مقدور نہ تھا کہ مانع ہوتے یا کسی طرح کی نصیحت کرتے چپکے ساتھ عمرو کے
چلے جاتے ہین کہ صحراے ریگستان ملا تشنگی سے قریب ہلاکت پہونچے عمرو کو جنون تھا اُسے تو بھوک پیاس
کچھ نہ معلوم ہوتی تھی بے پروا چلا جاتا تھا قران اسکے ساتھ قدم با قدم چلا آتا تھا لیکن یہ چھون عیار آگے بڑھے
پانی کی تلاش مین کہ دور سے دیکھا کچھ جانور ایک طرف اُڑ رہے ہین سمجھے کہ پانی یہان ضرور ہوگا دوڑے اسطرف کو
کچھ دور درخت سبز معلوم ہوے سبزی انکی آنکھون مین کھب گئی پیاس بجھ گئی اور جلد چلے دیکھا تو نیچے درختون کے
ایک سفید شامیانہ کھڑا ہی فرش سفید بچھا ہوا ہی اور ایک عورت چہل سالہ لباس سفید پہنے وہان بیٹھی ہی اور ایک
تخت پر لنگی کھاردے کی بچھی ہوئی ہی اُسپر پالک خرفے کا ساگ پڑا ہوا ہی آبخورے کورے کورے پانی انمین بھرا ہوا رکھے
ہین کٹورے گھڑونچیون پر رکھے ہوئے ہین صافیان اُنپر پڑی ہوئی ہین یہ سب بیتابانہ دوڑے اگر آبخورے
اُٹھائے کہ پئین اُس عورت نے کہا میان دھوپ سے چلے آئے ہو ذرا ٹھہر کر پانی پیو اور پانی تو گرم ہو گیا ہی اندر سے
مین پانی لاتی ہون وہ بیٹا چھون عیارون نے ایک ایک دو دو آبخورے پانی پیا اور دو آبخورے ہاتھ مین
اُٹھا لیے کہ دو ساتھی ہمارے اور ہین اور انکو پلا کر ہم لیے آتے ہین اُس عورت نے کہا میان گھڑا اٹھا لیجاؤ
اسی واسطے ہی یہ چھون ایک ایک آبخورہ نہ پینے پائے تھے کہ بیہوش ہو کر گرے وہ عورت خنجر برہنہ پکڑ کر آئی کہ
انھین ذبح کرے اور چالاک کی چھاتی پر چڑھکر بیٹھی اُسے ہوش مین لائی اور کہا کہ ہم تو بڑا نام سنتے تھے تم
عیارون کا مگر دیکھا کچھ نہین ہو چالاک نے کہا کہ جانصاحب ہم تو کشتہ تیغ ابرو ہین جس طرح چاہو
قتل کرو اُسنے کہا کہ موے دیکھ مین تجھے ذبح کرتی ہون خوب لذت عاشقی کی چکھاتی ہون یہ کہکر خنجر گلے پر رکھا

چلا کر رگڑ دے یکا یک ایک آواز پیدا ہوئی کہ او لقا یہ کیا کرتی ہے ٹھہر آیا مین یہ پھر کر دیکھنے لگی کہ کون ہے کہ حلقے کمند کے گلے مین پڑے اور جھٹکا بڑا کر یہ گری ایک بلاے سیاہ چھاتی پر آ کر چڑھ بیٹھی اور کہا کہ او مردار غضب کیا تھا تو نے پانی پلا کر آبرو لی تھی اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون کہ زندہ وسلامت بچ جائے اور لغبدہ کھینچا کہ اسے قتل کرے کہ ایک آواز آئی مہتر قران یہ کسے دبوچے بیٹھے ہو خبردار قتل نہ کرنا یا تو آواز آئی تھی یا عمرو سامنے آ گیا دیکھا ایک نازنین کو کہ قران اسکی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے مستعد قتل ہے کہا کہ بھئی کیون اسے مارتے ہو یہ کون ہے قران نے کہا کہ استاد یہ کوئی مکارہ ہے انھین جوگنون کے ساتھ کی ہے ان چھون عیارون کو مار چکی تھی کہ مین پہونچ گیا انکی زندگی تھی کہ بچ گئے عمرو نے اُس عورت سے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ اس جلاد کے ہاتھ سے چھوٹون تو حال اپنا بیان کرون عمرو نے قران سے کہا کہ بھئی چھوڑ دو اسے قران ناچار اُسکی چھاتی پر سے اُترا وہ اُٹھکر علیحدہ کھڑی ہوئی عمرو نے قسم دی کہ سچ بتاؤ نام تمھارا کیا ہے اُسنے کہا کہ نام میرا شعلہ شمشیر زن ہے پوچھا کہ وہ جوگنین کون تھین اُسنے کہا آگاہ ہو کہ ایک بادشاہ زادی ہے عقیق کوہ کی کہ نام اُسکا ملکہ یاقوت ملک ہے فن عیاری سے اُسکو شوق ہے تمام عقیق کوہ مین تریا راج ہے مرد کا نام نہین ہے سات کوس پر عقیق کوہ سے اُسنے باغ بنوایا ہے تین لاکھ عیار رکھی اُسکے شاگرد ہین علامہ دہر آفت روزگار ہے ہم اُسکی سات مصاحبین ہین ایک الماس بادپا اُسکی وزیر زادی دوسری شعبدہ نقب زن اپنے کام مین یگانۂ آفاق تیسری غزال آہو چشم کہ اپنا مثل نہین رکھتی چوتھی صنوبر خنجر زن پانچوین سمن کمند انداز چھٹی نصرین بادپا کہ نظیر اُسکا نہین ہے ساتوین سب سے کم مین ہون ملکہ نے خبر ورود لشکر اسلام سُنی تھی کہ دربند قمہوریہ مین اُترا ہے اور عیاران نامی اُس لشکر مین ہین اسوجہ سے جوگن بنکر سات عیار بچیون سے گئی تھین پھرتے مرتے فرمایا کہ عمرو مع عیارون کے ادھر آتا ہے اُسے گرفتار کر لاؤ مین نے دیکھا تو ان عیارون مین کوئی عیار نہین ہے مگر جو چھپ رہے ہین عمرو نے پوچھا کہ یہان سے مکان ملکہ کا کتنے فاصلے سے ہے اُسنے کہا کہ دس فرسخ کا فاصلہ ہے عمرو نے پکارا کہ اے شعلہ شمشیر زن تم ملکہ سے اتنا کہدینا کہ وہ قتیل محبت دل بستۂ الفت مشتاق جمال آتا ہے خبر اپنے عاشق کی لینا ضرور ہے اُسنے کہا کہ تو ملکہ پر کیا سمجھکر عاشق ہوا ہے آئینہ نہ میسر ہوا ہوگا تو چینی مین موت کر تو کبھی صورت اپنی دیکھی ہوگی کہان وہ آفتاب اقلیم حسن کہان تو بن مانس ارے اپنے موافق کی ڈھونڈھکر اُسپر عاشق ہو قران نے کہا کہ او مردار زبان اپنی سنبھال کر بات کر حضرت کے گھر مین ایسی ایسی لونڈیان پڑی ہوئی ہین دور ہو حضرت کے تصدق سے بچ گئی وہ پکاری کہ تو نے حضرت سے کہا ہے یہ کہکر وہ تو جست وخیز کرکے چلی گئی قران اُن چھون عیارون کو ہوش مین لایا اور سب کو سرزنش کی کہ تم ایسے باؤلے بنگئے تھے سب کو وہ قتل کیا چاہتی تھی کہ مین پہونچ گیا سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ ہمین گمان بھی نہ تھا کہ یہ مکان عیارون کا ہے ورنہ ہم کیون فریب مین آتے دو تین پہر کے دھوپ کے چلے ہوئے تھے بدحواسی مین گر پڑے پانی مین کچھ نہ سوچا گرفتار ہوگئے اب ایسا نہو گا آپ خاطر جمع رکھیے غرض اب قران نے بھی پانی پیا عمرو کو بھی پلایا وہان سے آگے روانہ ہوے قران تو عمرو کے ہمراہ ہے اور وہ چھون عیار آگے بڑھے چلے جاتے ہین یہ بات کرتے ہوے کہ بھئی آج تو ایک عورت کے ہاتھون نہایت ذلیل وسبک ہوئے مگر بھئی وقت ہی تو ہے ایسا بھی ہو جاتا ہے آتے آتے اب چار گھڑی دن باقی ہے حرارت آفتاب کی کم ہو چلی ہے کہ سامنے سے ایک قصبہ دکھائی دیا اور آگے اُس قصبے کے ایک درخت برگد کا بڑا سا دیکھا کہ اُسکے نیچے ایک کنوان ہے لوگ پانی بھر رہے ہین اور ایک لونگ چڑے والا خوانچہ لیے ہوے بیٹھا ہے اُسمین پھلکیان لونگ چڑے کباب کلیجے موجود ہین ایک ہنڈیا مین پھلکی ہے دہنیے کی بھری ہوئی ہے اور وہ لونگ چڑے والا پگڑی لپیٹے سر پر باندھے ہوے

مرزائی گلے مین پائجامہ گاڑھے کا پانوئن مین تمام کپڑون پر تیل کے دھبے پڑے ہوئے پکار رہا ہے کر لونگ چڑے ہین
گرما گرم ان چھون عیارون نے چار چار چھ چھ پیسے کے لیکر کھائے مزے کے جو معلوم ہوئے اور لیکر کھائے پانی پینے کو چلے
تھے کہ بیہوش ہوکر گرے وہ لونگ چڑے والا نہ تھا شعبدۂ نقیب زن تھی مصاحب ملکۂ یاقوت ملک کی خنجر
کھینچ دوڑی تھی کہ انھین قتل کرے کہ آواز شیر کی آئی پھر کر جو دیکھا اُسی بلائے سیاہ کو یعنے مہتر قران کو دیکھا کہ مثل چیل جھپٹن
کے چلا آتا ہے جان بچا کر بھاگی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ صاحب تم کھڑی رہو ایک میری بات سنتی جاؤ کوئی تمھین
کچھ نہ کہیگا وہ کھڑی ہوگئی عمرو نے پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہے ملکہ کی کون ہو اُسنے کہا نام میرا شعبدۂ نقیب زن
ہے مصاحب ہون ملکہ کی کہا کہ پیغام ہمارا ملکہ کو پہونچا دینا کہ آپ کا شیدا مشتاق دیدار آتا ہے اُسنے کہا اچھا کہدیا جائیگا
یہ کہکر وہ تو روانہ ہوئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا کہا کہ واہ جی واہ اتنا تمھین سمجھایا تھا کہ فریب مین کسی مکار کے
نہ آنا اور پھر تم غافل ہوگئے سبھون نے سر جھکا لیا کہا کہ خلیفہ ہمین ذلت پر ذلت حاصل ہوئی جو آپ کہیے وہ بجا ہے غرض
وہان سے قصبہ کی طرف چلے دیکھا کہ ایک میوہ فروش دوکان لگائے ہوئے بیٹھا ہے کشمش پستہ چھوہارے بادام
سب قرینے سے رکھے ہوئے ہین ایک طرف ایک ٹوکرے مین ولایتی انار ایک ٹوکرے مین سیب رکھے ہوئے ہین
ایک جھبری مین سُرخ سُرخ رنگترے ہین وہ جھبڑی سامنے اُس میوہ فروش کے رکھی ہے پکار رہا ہے ع مزہ انگور کا
ہے رنگترون مین ۔ اُن چھون عیارون نے وہ رنگترے لیے اور چھیلے کہ کھاوین بس چھلکا چھیلنا تھا کہ غبار بیہوشی
اُنکو انھین سے اُڑا او دماغ مین اُنکے گیا سب بیہوش ہوکر گرے وہ میوہ فروش کہ صنوبر خنجر زن تھی جلد کر اُٹھی خنجر برہنہ
ہاتھ مین لیکر چلی تھی کہ اُنکو قتل کرے کہ آواز آئی خبردار ہوا یا مین پھر کر جو دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی کون ہے کہ ساتون
حلقے کمند کے پڑے سر سے پانگین اور وہ گری قران اُسپر چڑھ بیٹھا کہا کہ معلوم ہوا تم لکاتا ہین سب طرف پھیلی ہوئی
ہو اور رخجدہ پکڑ کر چاہا کہ قتل کرے کہ عمرو نے آواز دی اور چلا دکیا کرتا ہے ارے میان تمکو سوائے قتل کرنے کے اور کوئی
کام ہین یاد ہے قران بولا استاد آپ کی مرضی یہ ہے کہ یہ سب عیار مارے جائین مین تماشا دیکھون عمرو نے کہا کہ نالائق
ہوئے بھلے غرض قران نے کہنے سے عمرو کے اسے چھوڑ دیا عمرو نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ صنوبر خنجر زن مجھے کہتے ہین
اُسکو بھی عمرو نے پیغام دیا وہ بھی چلی گئی قران اُن سبھون کو ہوش مین لایا لعنت لعنت ملامت کی کہ تم لوگون نے
خوب یہان نام پیدا کیے سبحان اللہ یہی چاہیے سب چپ تھے گویا منھ مین زبان نہین تھی وہان سے آگے روانہ ہوئے
اندر قصبے کے داخل ہوئے دیکھا کہ دوکان حلوائی کی لگی ہوئی ہے کہ چراغ جل رہے ہین خوانچون مین مٹھائی انواع
انواع اقسام کی رکھی ہوئی ہے بہشت کی مسجد بنی ہوئی ہین اور چراغ جو خوانچون کے اندر رکھے ہین روشنی انکی مٹھائی
مین سے پھوٹ کر نکلی ہے تو عجب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور ایک زنجیر مین گھنٹہ لٹکا ہوا ہے کوڑی پیسون کا غلہ آگے
حلوائی کے رکھا ہوا ہے گماشتے مٹھائی بنا رہے ہین ایک طرف پوریان ٹپک رہی ہین ترکاری بھُن رہی ہے برفی کی لوزین
کٹ رہی ہین موتی چور کے لڈو بن رہے ہین کنڈے بھٹی مین سلگ رہے ہین قوام تیار ہو رہا ہے سب بھوکے تو تھے ہی
مٹھائی خرید کرکے خوب کھائی پانی پیا اُٹھکر چلے تھے کہ خلیفہ کو اور اُستاد کو بھی کھلائین کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش
ہوکر گرے دوکان مین سے ایک عورت دوڑی کہ اُن سبھون کو اسیر کرے مگر خائف تھی کہ وہ حبشی نہ آتا ہو کہ اسیوقت
نعرہ ہوا کہ او تیرہ روزگار آیا مین وہ تو کود کر علیحدہ ہوئی قران بغدہ لیکر دوڑا تھا کہ عمرو پہونچا قران کو منع کیا اور
پکار کر کہا کہ نام تو اپنا بتاؤ اُسنے جواب دیا کہ نام میر النصون بادرفتار ہے مصاحب خاص ہون ملکہ کی عمرو نے اُسے بھی
پیغام دیا وہ تو چلی گئی قران اُن عیارون کو ہوش مین لایا اور سبھون سے کہا کہ تم کیسے کیسے عیار ہو کیا کیا عیاریان تمنے

کی ہین یہان یہ کیا غضب تمپر نازل ہو گیا ہی کہ ہر بار مکر مین آجاتے ہو گرفتار ہو جاتے ہو اپنے کو ذلیل اور رسوا کرواتے
ہو ہم بھی تمھارے ساتھ ذلیل ہوتے ہین سبھون نے کہا کہ خلیفہ حق بجانب آپ کے ہی حقیقت مین یہان تو ہم
ایسے ہی ذلیل ہوئے جو چاہیے سو فرمایئے ہم قابل اسیکے ہین چونکہ اب رات ہو چلی تھی اسلیے آگے نہ بڑھے قران نے عمرو
سے کہا کہ اثنا دشب اسی قصبے مین بسر کیجیے کہا کہ چلو کوئی سرا ڈھونڈھو تو وہان رہین چھؤن عیار مکان کی تلاش
مین روانہ ہوئے عمرو و قران پیچھے پیچھے چلے آتے ہین کوئی دو چار گھڑی رات گئی ہوگی کہ آواز گانے کی کان مین
آئی اور آگے بڑھے دیکھا ایک مجمع ہی ٹھٹ لگے ہوئے ہین اور ایک لڑکا کتھک کا تھال اپنے ہاتھ مین چومک
جلتی ہوئی ناچ رہا ہی تھال ہر ایک کے سامنے لیجاتا ہی تو وہ دو چار ٹکے اسمین ڈال دیتا ہی یہ بھی گھس پل کر پہونچے
انکی طرف دیکھکر گانے لگا اور ناچنے لگا بس ایک مرتبہ توڑا جو لیتا ہی تو چومک جو تھال مین روشن تھی وہ بجھ گئی پھرتی
سے اسنے دوسری چومک روشن کی اور دعا مین دیتا ہوا سامنے انکے آیا اُن سبھون نے بھی تھال مین کچھ ڈال دیا
مگر دھوان اُس چومک کا جو دماغون مین انکے پہونچا یہ چھؤن بیہوش ہو کر گرے وہ طفل باہوش کہ سمن کمند انداز تھی
چومک ہاتھ سے پھینک کر دوڑی خنجر کمر سے نکالتی ہوئی کہ قران کے نعرے کی آواز بلند ہوئی ادھر تو نعرہ ہوا ساتھ ہی اسکے
قران بغدہ پکڑے ہوئے وہین موجود تھا وہ بھاگ کر دور کھڑی ہو رہی عمرو بھی پہونچ گیا تھا پکارا کہ اپنے نام سے تو
آگاہ کر وکر ہوئے معشوق تمسے آتی ہی اسنے کہا کہ نام میرا سمن کمند انداز ہی اثمیں ہون ملکہ کی اے عمرو ملکہ کی عاشقی کا
دم نہ بھر اول تو صورت تیری بدتر تمام عالم سے دوسرے ملکہ کو مرد کے نام سے نفرت ہی جدھر سے آیا ہی اُدھر ہی پھر جا
نہین تو مارا جائیگا جان تیری جاتی رہیگی کچھ تیرے ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ دل سے مین ناچار ہون فریفتہ ہو چکا
ہون انجام عشق جان کا جانا ہی سر معشوق کی نذر کرنے آئے ہین ہرچہ باداباد ؎ یا تن رسد بجانان یا جان ز تن
بر آید ؏ دست از طلب ندارم تا کام من بر آید ؏ جا کر اسکے قدمون پر سر رکھدونگا اور کہونگا کہ ؎ نکلے دم
تیرے قدمون کے نیچے ؏ یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہی ؏ آئندہ وہ چاہیگی رحم کریگی چاہیگی قتل کریگی اُسنے
کہا کہ تجھکو سودا ہو گیا ہی یہ کہکر چلی گئی قران سب عیارون کو ہوش مین لایا بہت سی سرزنش کی رات اُسی
قصبے مین بسر کی صبح کی نماز پڑھکر وہان سے روانہ ہوئے چلے آتے ہین تھوڑی دور آئے ہونگے کہ ایک ہرن
سامنے سے نمایان ہوا چھؤن عیارون نے ارادہ کیا کہ اسے گرفتار کرین اور کباب کرکے کھاوین ہرن سامنے
سے بھاگا برق اسکے تعاقب مین چلا اور عیار بھی پیچھے پیچھے دوڑے مگر وہ ہرن تھوڑی دور جا کر رکا برق سمجھا کہ یہ
تھک گیا ہی لاؤ اسے پکڑ لون چاہے کمند کے کشادہ کرکے قریب آیا تھا کہ ہرن نے جست کی سر پر سے برق کے
پھاند گیا پانون مین اُس ہرن کے حلقے کمند کے تھے حلق مین برق کے پڑے یہ حیران تھا کہ یہ بلا کہان سے آئی
جھٹکا جو پڑا برق گرا اُسنے داروے بیہوشی دماغ مین اسکے پھونک دی اور چاہا کہ اسے قتل کرے کہ وہ پانچون عیار بھی
پہونچے اور پیچھے پکڑ پکڑ کر دوڑے وہ عیارہ بھی دوڑی لگا تیغچہ چلنے اُسنے اُن پانچون کو بضربہ بیہوشی مار کر بیہوش کیا
وہ پانچون بیہوش ہو کر گرے اب اسنے چاہا کہ ان سب کو مارے کہ مہتر قران حبشی پہونچا اور دوڑا اُسپر وہ بھی دوڑی
کہ او موے حبشی تو ہی نے تو سب کو بچایا ہی مین تجھے بھی مارتی ہون جائیگا کہان میرے ہاتھ سے اور تیغچہ مارا
قران نے بغدے پر روکا اور اُس پر بغدا مارا اُسنے خالی دیا کئی بار رد و بدل ہوئی انجام کار کمند لگی چلنے ایک مرتبہ
قران نے کمند ماری کہ گلے مین اُسکے پڑی قران نے چاہا کہ کھینچے کہ وہ صاف حلقے مین سے نکل گئی بھاگی اور پکاری
کہ ستم غزالہ آہو چشم اب پھر سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر روانہ ہوئی عمرو ہر چند پکارا کیا پھر وہ نہ ٹھہری چلی گئی قران

سب عیارون کو ہوش مین لایا اور بہت خفا ہوا کہ یارو تمنے کلیجہ پکا دیا ہی ہر مقام پر ذلیل ہوئے اور ہمکو بھی رسوا کروایا
وہ سب چپ ہین کچھ جواب نہین دیتے غرض وہان سے آگے کو روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ عقیق کوہ
سامنے دکھائی دیا کہ ایسا پہاڑ کبھی نہ دیکھا تھا کہ سرخ تو پہاڑ اور پھول داؤودی کے از پائین تا قلعۂ کوہ پھولے ہوئے
شام شفق کا جلوہ دکھائی دیتا تھا چادر آبشار پہاڑ پر سے گر رہی تھی ہوا سے سرد چل رہی تھی قریب جو آئے دیکھا کہ
گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بنگلہ خس کا پڑا ہوا ہی منقش سے گنبد چھا ہوا ہی پردے صندلی رنگ کے اُس مین بندھے ہوئے
ہین عمرو وانکے بنگلے کی طرف چلا چھون عیار ساتھ تھے اور مہتر قران عقیق کوہ دیکھنے آگے بڑھگیا تھا اور اِن چھون
عیارون سے کہگیا تھا کہ بھئی تم اُستاد سے خبردار رہین ایک کام کو جاتا ہون ابھی چلا آؤنگا سبھون نے کہا خلیفہ آپ
جائیے ہم ہوشیار رہین الحاصل عمرو اور وہ چھون عیار اوپر آئے دیکھا کہ ایک جوگن بنگلے مین بیٹھی ہوئی ہی بھبھوت
اُسکے ملا ہوا ہی شنجرفی تہ بند بندھی ہوئی ہی شنجرفی دوپٹا اوڑھے ہوئے ہی بال سر کے چھوٹے ہوئے ہین مالا اُدراج
کا ہاتھ مین رام رام جپ رہی ہی اور آگے اُسکے ٹھیک رکھی ہوئی ہی آگ اُسمین گڑی ہوئی ہی دھوان اُٹھ رہا ہی دو چار حقے
مداریے ناریل وغیرہ رکھے ہوئے ہین ایک طرف کونڈی سونٹا رکھا ہی عمرو نے اُس جوگن کو دیکھتے ہی معلوم کیا
کہ بجوع رسیدہ ہی مطلب دلی اس سے بر آئیگا سامنے اُسکے آکر کھڑے ہوئے اُس جوگن نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا
کہ بابا بیٹھ جاؤ حقہ پانی پیو عمرو سلام کرکے بیٹھ گیا وہ چھون عیار بھی گرد و اطراف مین بیٹھ گئے وہ جوگن دو گھڑی
کے بعد بالا جپتی ہوئی اُٹھی باہر چلی عمرو اور چھون عیار بھی اُٹھے اُسکے ساتھ چلے دو چار قدم گئے تھے کہ بیہوشی نے
طمانچہ مارا سب بیہوش ہوکر گرے یہ جوگن خود ملکہ یاقوت ملک ہی اور وہ جو ٹھیک اُسکے سامنے رکھی تھی
اور اُسمین دُھوان اُٹھ رہا تھا وہ بیہوشی آلود تھا کہ ان سبھون کے دماغ مین جو گیا بیہوش ہوکر گرے یاقوت ملک
نے چھون عیارون کو تو وہین پڑا رہنے دیا اور عمرو کو حلقہ ہاے کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین باندھکر پیٹھ پر
پشتارہ لگا لیکر روانہ ہوئی دو چار قدم چلی تھی کہ خیال مین آیا کہ یاقوت ملک اگر تو عمرو کو سرِ راہ لیکر چلتی ہی تو ایسا
نہو وہ بلاے سیاہ ملجائے اور اگر وہ ملگیا تو اسے چھین لیگا اس سے بہتر یہ ہی کہ راہ نقب سے چل کہ تجھے کوئی نہ دیکھے
بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے پکڑ کر خنجر نقب کھودتی ہوئی عمرو کو لیکر روانہ ہوئی قضاے کار اتفاقات روزگار
مہتر قران جوان عیارون سے جدا ہو کر گیا تھا قریب عقیق کوہ پہنچ کر خیال گذرا کہ تو نقب کنی کرکے یاقوت ملک
کی خوابگاہ مین اپنے کو پہونچا اور اُسکو گرفتار کرکے لا اور اُستاد کے حوالے کر کہ قصہ فیصل ہو جائے یہ تصور کرکے
ادھر سے نقب کھودتا ہوا چلا اِدھر سے یہ جاتا تھا اُدھر سے یاقوت ملک آتی تھی قفلِ عیاری دونون کے ہاتھ مین
روشن تھا ادھر سے اسنے خنجر مارا کہ سوراخ ہو گیا اُدھر سے اُسنے بغدہ مارا کہ چہرہ نقب کا کھلگیا نگاہین چار ہوئین قران
نے پہچانا یاقوت ملک کو پشتارہ بدوش دیکھا یقین ہوا کہ یہ اُستاد کو پکڑے لیے جاتی ہی نعرہ کیا کہ کب چھوڑتا ہون
تجھے کہ تو خواجہ کو اسیر کرکے لیجائے یاقوت ملک قران کو دیکھکر پیچھے کو بھاگی مہتر قران اُسپر دوڑا اُسنے دیکھا کہ
تو گرانبار ہی تجھسے بھاگا نہ جائیگا بلکہ گرفتار ہو جائیگی فکر کر اس پشتارے کو پھیر سمجھ لینا مثل مشہور ہی کہ پھٹ پڑے
وہ سونا جس سے ٹوٹے کان بس اُسی وقت پشتارہ عمرو کا کھولکر پھینک دیا اور خنجر مار کر اوپر سے چہرہ توڑ کر نقب سے
نکلکر بھاگی مہتر قران نے عمرو کا پشتارہ جو پایا تو پھر تعاقب اُسکا نہ کیا پشتارے کو نقب سے باہر لا کر گرہ پشتارے
کی کھولی عمرو کو نکالا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ عمرو کی جو کھلی دیکھا کہ حلقہ ہاے کمند مین بندھا ہوا ہی اور قران سر پر
کھڑا ہوا ہی پوچھا کہ بھئی کیا خطا ہی میری جو تمنے مجھے باندھا ہی اگر سودائی سمجھکر باندھا ہی تو مجھکو جو سوداے عشق ہی

وہ جانے کا نہین اور اگر کوئی جرم میرے ذمہ ہی تو اُس سے آگاہ کرو قران نے کہا اُستاد آپ فرماتے کیا ہین مین آپکو
کیا باندھونگا آپ فرمائیے کہ آپ پر کیا گذری اور چھون عیار کہان ہین عمرو نے احوال جوگن کے پاس پہونچنے اور
مع عیارون بیہوش ہوکر گرنے کا بیان کیا اور کہا کہ اب ان چھون کا حال مجھے نہین معلوم کہ اُنپر کیا گذری قران نے
کہا کہ اُستاد وہ جوگن یاقوت ملک تھی آپ کو پکڑے ہوئے نقب کی راہ سے لیے جاتی تھی اور مین بھی نقب کھودتا
ہوا عقیق کوہ کو جاتا تھا اثناے راہ مین میرے اُسکے نقب کے اندر مقابلہ ہوا اگر وہ پشتارہ چھوڑ کر نہ بھاگتی تو مین
بغیر گرفتار کیے نہ چھوڑتا عمرو نے کہا ای قران تمنے غضب کیا ہاے قرب محبوب سے مجھکو جدا کیا قران نے کہا کہ استاد
ہم تو خاک مین ملگئے تھے آپ کے عشق نے ہمکو کہین کا نہ رکھا تھا اب چلیے دیکھین کہ اُن چھون کا کیا حال ہی دونون
وہان سے اُس خس کے بنگلے پر آئے دیکھا تو چھون عیار بیہوش پڑے ہین اور وہ منقل آتشین جل رہی ہی قران نے
معلوم کیا کہ یہ دھوان جو اُٹھ رہا ہی بیہوشی آلودہ ہی دماغ کو اپنے بند کر کے اُس منقل کو بجھایا عیارون کو ہوش
مین لایا اور کہا کہ ایک دم بھر ہم تمسے الگ ہوئے تھے کہ آپ بھی گرفتار ہوئے اُستاد کو بھی گرفتار کروایا ای یارو
تمھین کچھ بھی غیرت ہی ادنے عورتون کے ہاتھ سے وہ ذلتین تم سبھون نے اُٹھائین کہ بیان سے باہر ہی
سبھون نے عرض کیا کہ خلیفہ قسمت مین ہماری ذلتین بدی تھین ہمارا یہ عالم ہی کہ جی چاہتا ہی کچھ کھا کر مر جائین
القصہ وہان سے روانہ ہوئے تھوڑی دور آئے تھے کہ باغ ملکہ یاقوت ملک کا معلوم ہوا دیکھا کہ آگے باغ
کے ایک دریا بہتا ہی اور اُسپر پل ماہی پشت سونے کا بنا ہوا ہی اور اُس پار تختہ گلزار کھلا ہوا ہی گویا آگ
لگی ہوئی ہی اور اُسپار پل کے دوپہریا پھولا ہوا ہی اور اُسی پر سے آنے جانے کا راستہ ہی اب سامنے
عقیق کوہ ہی کہ قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد مین آپ کو اب آگے نہ جانے دونگا جبتک یاقوت ملک
استقبال کو آپ کے نہ آئیگی عمرو نے کہا ای قران اُسکو کیا غرض ہی جو وہ میرے استقبال کو آئیگی مین اُسکا بلا ہوا
نہین آیا ہون شوق دیدار مجھے کھینچ لایا ہی مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین پاس جاتا ہی کنوان پیاسے پاس نہین آتا
تشنہ سوئے آب میگردد دوان ** آب سوے تشنہ کے گردد روان ** مہتر قران بولا اُستاد آپ شہنشاہ عیاران
ہین آپکی ہتک حرمت ہوتے ہین ہم خاک مین ملے جاتے ہین ہمکو مار ڈالیے پھر چلے جائیے عمرو نے کہا کہ بھئی اب تو تم
مجھے مارے ڈالتے ہو کوچہ یار کو دلدار مین نہین جانے دیتے ہو یہ کیا دوستی ہی سبحان اللہ یہی باتین ہو رہی تھین
کہ وہ ساتون عیاربچیان ملکہ کی مصاحبین لباس بہت تکلف کے زیور جواہر نگار پہنے ہوئے نیم تنے گلون مین
پڑے ہوئے گاتیان بندھی ہوئین بانے عیاری کے جسم پر آراستہ چست و چالاک نوخاستہ سامنے سے دکھائی
دین اور عمرو سے کہا کہ ملکہ یاقوت نام آپکی مشتاق ہین چلیے قران نے کہا تمھاری ملکہ کے پاؤن مین مہندی
لگی ہوئی تھی جو خود استقبال کے واسطے نہ آئی الماس بادبانے کہا او موئے حبشی تجھکو کون بلانے گیا تھا جو تو
یہان آیا تیرا جی چاہے چل نہ جی چاہے پھر کر چلا جا کوئی تیرے آنے کی غرض نہین رکھتا قران نے کہا کہ موا تو مین
تمھین پر ہون اپنا جانکر جو چاہتی ہو کہتی ہو حضرت سے ناچار ہون نہین تو ایک لحظہ بھر مین تمھاری ملکہ سمیت سبکو
باندھ لاتا اُسنے کہا کہ بیٹھ موئے تو اور میری ملکہ کا نام نہ لے ارے موئے کھینچیگی تجھے ملکہ کی ایڑی چوٹی پر سے صدقہ کردون
عمرو پکارا کہ بی بی تم تکرار نہ کرو مین تمھارے ساتھ چلتا ہون اور قران سے کہا کہ بھئی تمھارا ابھی تو کہنا ہو گیا قران
چپ ہو رہا عمرو پکارا کہ صاحبو چلو ان عیاربچیون نے کہا کہ آپ آگے چلیے عمرو بولا یہ ہرگز نہوگا تم آگے ہو مین
تمھارے پیچھے چلونگا وہ ساتون آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے قدم رکھتا ہوا چلا جاتا ہی قران عمرو کے ساتھ ساتھ

نگہبانی کرتا ہوا چلا آتا ہی باقی چھو عیار دہنی بائین طرف چلے آتے ہین نصف پل پر پہونچے تھے کہ آواز تڑاق کی ہوئی
حلقہ ہاے کمند پانون مین چھون عیارون کے پڑے وہ جھجکے تھے کہ اُن حلقون کو دور کرین ہاتھ بھی پھنس گئے
چھون گولا لاٹھی ہو کر گرے قران نے کہا کہ کیون صاحبو یہ تم دعوت کے واسطے بلایا ہو یا عداوت کرنی ہو ایسے
شعبدے بہت سے کیے ہین اور دیکھے ہین وہ عیار بچیان پکاریں کہ یہ تو گھر عیارون کا ہی مگر تم مین کوئی قابل
عیاری کے نہین ہی ہان جو کچھ ہی تو ہی عمرو تو سودائی بنا ہوا ہی قران نے کہا تم سب پر عاشق ہو ہو کر ہوش حواس
انکے جاتے رہتے ہین اُن سبھون نے کہا کہ بات بھی تیری عیاری سے خالی نہین ہی یہ کہکر اُن عیارون کو حلقہاے کمند
سے رہا کیا اور عمرو تو انھین کے قدم بہ قدم چلا جاتا تھا قران اپنے دل مین خوش ہی کہ اُستاد غافل نہین ہین غرض
آتے آتے پائین باغ مین پہونچے قران نے الماس بادپا سے کہا کہ جا کر اپنی ملکہ سے کہو کہ شہنشاہ عیاران تشریف لائے ہین
انکی قدمبوسی کو حاضر ہو اور عمرو سے کہا کہ اُستاد اب آگے نہ جانے دونگا آپ جا ہین مجھے مارڈالین عمرو تو خون جگر پیکر
جپ ہو رہا الماس بادپا نے کہا کہ ارے تجھکو کسی نے بلایا تھا جو تو ایسی باتین بناتا ہی ملکہ کی پاپوش بھی نہ آئیگی
مہتر قران نے کہا کہ ہم تو فقیر کا تکیہ جانکر آئے تھے کہ جا کر کچھ بھیک اُسکے ٹھیکرے مین ڈال دیگے یہان آکر معلوم ہوا کہ
کارخانہ شاہی ہی خیر حضرت بھی ہمارے شہنشاہ ہین ملکہ اپنا فخر و افتخار جانکر اگر باعزاز و اکرام لیجائیگی تو خیر نہین تو ہرگز
حضرت آگے نہ جائینگے عمرو نے کہا ای قران کیون مجھے رنج دیتے ہو ناحق کی تکرار نکالتے ہو قران نے کہا اگر اس مقدمے
مین آپ دخل دینگے تو اپنے کو ابھی خنجر سے ہلاک کرونگا الماس بادپا نے اندر جا کر سیان بھیجین عمرو اور ساتون عیار
کرسیون پر بیٹھے قران لگا سمجھانے کہ پیر و مرشد ذرا آپ اپنے ہوش و حواس بجا کیجیے ایک طرفۃ العین مین
یاقوت ملک کو گرفتار کر لیجیے گا عمرو بولا ای قران قسم ہی خدا کی جب سامنا اُسکا ہو جاتا ہی صبر و طاقت ہوش حواس
سب جاتے رہتے ہین مین مجبور ہون کیا کرون اور سماک سے کہا کہ میان دیکھو تو ملکہ کیا کرتی ہی قران نے تو ہین غضب
مین گرفتار کر دیا ہی ہمین معشوق پاس جانے کو روکتا ہی عشق و عاشقی مین اولو العزمی نہین رہتی ہی ہمکو انھون نے
پیر مغان بنایا ہی قران چپکا کھڑا ہوا سن رہا ہی مگر یہان الماس بادپا نے یاقوت ملک سے کہا کہ پائین باغ مین عمرو
آکر ٹھہرا ہی وہ موا حبشی روسیاہ اُسے وہان سے آگے نہین آنے دیتا وہین اُسے روکے ہوئے ہی مین نے کرسیان اُسکے
واسطے بھیجدی ہین یاقوت ملک نے کہا ای الماس بادپا حقیقت مین وہ شہنشاہ عیاران ہی مین خود جا کر اُسے
لاؤنگی اور کہا کہ لاؤ ہماری پوشاک کہ ہم کپڑے بدلکر عمرو کو لینے جائین کشتیان پوشاک کی لا کر لگائی گئین عمرو کو
جو اپنا عاشق سمجھی ہی تو قتل کرنے کے لیے سُرخ جوڑا پہنا اور زیور بھی یاقوت نگار بدن پر آراستہ کیا عطر حنا کا ملا
پھولون کا گہنا اور سے پہنا بھبھوکا بنکر ایک عجب ناز و انداز سے چلی ؎ کہ بعد از دیدنش ہرگز نماند + وجود پارسایان را شکیبے +

مثنوی

یہ یکرنگی اُسکی نمود ار تھی
تو اُس سے بہت سرخرو ہو جیے

کھون کیا سنگار اُسنے ایسا کیا
کہ پوشاک بھی اُسکی گلنار تھی

کہ سب زیور اُسکا تھا یاقوت کا
یہ مطلب تھا جب روبرو ہو جیے

اور ساتون مصاحبین بھی مانند سبع سیارہ کے ہمراہ ایک ایک دریاے جواہر
مین غرق چارسو عیار بچیان مرصع پوش در در گوش انکے ہمراہ مانند طاؤس طناز کے سامنے عمرو کے آئی عمرو بیٹھا ہوا
دروازہ باغ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ پہلے سماک نے آکر خبر دی کہ ملکہ یاقوت ملک آتی ہی قران نے رومال سر عمرو
کے ہلانا شروع کیا عمرو نے کہا ای قران کیون مجھے مسخرا بناتے ہو قران بولا آپ چپکے بیٹھے رہیے کہ اس اثنا مین
دروازہ باغ مین سے فانوس کی روشنی دکھائی دی عمرو تو اُسی طرف دیکھ رہا تھا کہ بعد فانوس کے ملکہ یاقوت ملک

نظر آئی کہ چہرہ مثل ماہ تابان روشن گرد ہجوم سیارگان بس ملکہ کو دیکھتے ہی پکار اٹھا ع ای نشین زمانے بند جانت شوم +
این قدر بنشین کہ برخیزم و قربانت شوم + اور چاہا کہ ملکہ کی تعظیم کیواسطے اٹھے قران نے کمر مین ہاتھ ڈال دیا کہ ابھی ٹھہریے
نزدیک آنے دیجیے عمرو بولا کہ او کمبخت کیون رنج دیتا ہی کہ اتنے مین ملکہ قریب آگئی اب عمرو اُٹھ کھڑا ہوا ملکہ نے ہاتھ
مین ہاتھ ڈال دیا عمرو کا یہ عالم ہوا کہ وہ پنجہ خورشید نما دست نگارین جو ہاتھ مین آیا تمام جسم کی جان ہاتھ مین آگئی اور
ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہزار عشوہ و ناز جانب باغ چلی عمرو گل چینی گلشن جمال کرتا ہوا چلا آتا ہی مارے خوشی
کے پھولا نہین سماتا ہی یہانتک کہ دروازہ باغ کے پاس پہونچا ملکہ ٹھہر گئی اور عمرو سے کہا کہ خواجہ چلو عمرو نے کہا
کہ تم صاحب خانہ ہو آگے بڑھو ملکہ بولی کہ تم مہمان عزیز ہو تمھارا آگے چلنا مناسب ہی عمرو بولا اچھا چلتا ہون
اور جست کرکے دروازے کو پھاندکر اندر آیا ملکہ نے الماس باد پا سے کہا کہ دیکھا تو نے اسکو لوگ بیہوش بتاتے ہین
یہ تو لاکھ ہوشیارونکا ہوشیار ہی اسنے کہا کہ بلا لون بجا ہی غرض ملکہ بھی اندر باغ کے آئی عمرو سے خطاب کیا کہ تجھکو
دروازے سے آتے مین شاید کچھ اندیشہ معلوم ہوا جو آپ دروازہ پھاندکر آئے عمرو بولا کہ مین جست کرکے نہ آتا مگر اسوقت
کچھ یونہین دل مین آگیا قصہ مختصر وہان سے چلے باغ بہتر از فردوس برین پایا بڑے بڑے درختون کی سرسبزی کی ہوئی
چھوٹے درختون کی موزونی حد کمال کو پہونچی ہوئی نہرین جاری طرفہ گلکاری طائرون کی زمزمہ سرائی لاجواب ہر پھل اور
ہر ثمر نایاب سیر کرتے ہوئے قریب بارہ دری کے پہونچے بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ تھی فرش ملوکانہ اسمین کیا ہوا
تھا مسند پر تکلف صدر مین بچھی ہوئی تھی ملکہ نے عمرو سے کہا کہ آپ اس مسند پر رونق افزا ہوجیے اور اپنے واسطے اور
مسند طلب کی عمرو بولا اس مسند کے نیچے غار ہی اور پانون جو رکھا وہ مسند خندق مین گر پڑی ملکہ بہت خفا ہوئی کہ
ارے یہ تمنے کیا دعوت مین عداوت کی کوئی ایسی حرکت بھی کرتا ہی عمرو بولا آپ خفا نہون یہ مکان عیارون کا ہی
یہان ایسا ہی ہوتا ہی ملکہ نے کہا خیر آپ دوسری مسند پر بیٹھیے عمرو نے اسے بھی پانون سے اٹھایا اسکے نیچے کانٹے
تھے ملکہ الماس باد پا پر بہت خفا ہوئی اسنے عرض کیا کہ بلا لون عیارون کے مکان اسی طرح کے ہوتے ہین عمرو پکارا
سچ ہی اسمین شک نہین القصہ مسند اور بچھی ملکہ اور عمرو ایک مسند پر بیٹھے الماس باد پا ملکہ کے سر پر رومال
ہلانے لگی مہتر قران عمرو کے سر پر کھڑا ہوا مگس رانی کرتا تھا باقی خواصین دست ادب باندھکر کھڑی ہوئین عیار
عمرو کے پیچھے ایک دیوار کے کھڑے ہوئے تھے وہ دیوار چوبی تھی دفعتہ جو گری وہ سب اسکے نیچے دبگئے تڑاقے کی
آواز جو ہوئی عمرو نے پھر کر دیکھا دیوار چوبی عیارون پر حائل ہوئی ہنسکر ملکہ سے کہا کہ مین ان باتون کو خوب جانتا
ہون کہ تمنے دیوار چوبی مین عیارون کو گرفتار کیا ہی چھوڑ دو انکو ملکہ نے حکم دیا کہ دیوار چوبی اٹھا لو تختہ جو اٹھا عیار ظاہر
ہوئے اور صورت اسکی یہ تھی کہ دیوار چوبی چھت مین بندھی ہوئی تھی اسے جو کھینچا وہ گر پڑی عیار دبگئے جب دوسری
طرف سے کھینچا پھر وہ دیوار بلند ہوگئی عیار رہا ہوگئے مگر سب شرمندہ و پشیمان تھے ملکہ نے بھی نگاہ حقارت سے
انھین دیکھا الماس باد پا نے کہا کہ بلا لون راہ مین ان سب کو کئی بار گرفتار کیا ہی البتہ یہ دو عیار انہین ہین باقی
خیریت ہی یاقوت ملک نے مہتر قران کی طرف دیکھکر کہا کہ تمھاری بہت تعریفین سنی ہین مہتر قران بولا اے ملکہ
جو کچھ ہین حضرت ہمارے ہین ہم سب انکی غلامی کا بھی مرتبہ نہین رکھتے مگر اندنون مین حضرت کسی شخص پر عاشق و شیدا
ہین ہوش مین اپنے نہین ہین نہین تو کیا مقدور ہی کسی کا سامنے انکے نام عیاری کا زبان پر لائے ملکہ یاقوت ملک
یہ کلمہ سنکر پکاری کہ ای عزیزم مرحبا صد مرحبا یہ تعریف تیری خالی عیاری و فطرت سے نہین ہی کسواسطے کہ اگر یہ گرفتار
ہوگئے تو تیرے کہنے کی جگہ ہی کہ عمرو آپ مین نہ تھا خود رفتہ تھا مجھکو معلوم ہوا کہ برائے نام تو نے انھین سر گردہ کیا ہی

جو کچھ ہو ان عیارون مین تو ہی ہو قران نے کہا لاحول ولا قوت الا باللہ خواجہ کے غلام بھی مجھسے اچھے ہین لیکن
چالاک بن عمرو باتون سے ملکہ یاقوت ملک کی نہایت برہم ہوا ایک چوکی جو ایک ستون بلند پر میدان
مین نصب تھی کہ اُسپر عیار بچیان اکثر کثرت نیمچہ زنی کی کیا کرتی تھین اور وہ ستون زمین سے ستر گز بلند تھا
چالاک جست کرکے چوکی پر آیا اور پکار کر کہا کہ ہم تو واقعی کچھ جانتے نہین ہین مگر ہو کوئی کہ مجھ ذلیل سے یہان
آکر مقابلہ کرے سب عیار بچیون کے رنگ اُڑ گئے ہوائیان مُنہ پر چھوٹنے لگین مگر شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے
آئی اور عرض کیا کہ قربان جاؤن حکم ہو تو مین جاکر اس سے مقابلہ کرون پہلے بھی مین نے اسے گرفتار کیا تھا اب بھی گرفتار
کیے لاتی ہون ملکہ بولی جا مانع تیرا کون ہے بس شعلہ وہان سے جست کرکے چالاک کے پاس آئی اور اُس چوکی پر سوا
چار پانون رکھنے کے زیادہ جگہ نہ تھی غرض خنجر کھینچ کے لگی خنجر زنی ہونے کچھ دیر تک تو کھڑے کھڑے خنجر زنی رہی بعد
اُسکے دونون بیٹھ گئے ہاتھ کی بھی پھکی چلتی تھی پانون کا بھی سہارا چلا جاتا تھا بس یا تو بیٹھے بیٹھے خنجر چل رہے تھے یا ایک
مرتبہ دونون لپٹ گئے جیسے دو بلبلین گتھ جاتی ہین اسطرح دونون گتھے ہوئے تھے چالاک پکارا جان صاحب کیا
آرزوے دلی تم برلائی ہو یہی آرزو تھی کہ تم برابر ہمارے لیٹی ہو سو خدا کے فضل سے تم آپ ہی ہمارے پاس لپٹ گئین
بس یہ سُنکر شعلہ بھبھوکا ہو گئی کہنے لگی کہ موئے رہ تجھکو گور مین لٹاتی ہون غرض خنجر چلتے چلتے شعلہ شمشیر زن کا
پانون جو پھسلا اُس چوکی پر سے گری چلی زمین کی طرف غل ہوا کہ شعلہ گئی گذری کہ تہمتن قران نے دوڑ کر بر روے ہوا
اُسے لیا اور سامنے ملکہ یاقوت ملک کے لاکر رکھدیا شعلہ تو بیہوش ہو گئی تھی اُسپر گلاب چھڑکا گیا وہ ہوش مین
آئی یاقوت ملک نے قران کی بہت سی تعریف کی اور چالاک سے کہا کیون نہو تم بھی تو عمرو ثانی ہو کیا بات ہے
تمھاری غرض صحبت عیش برپا ہوئی ملکہ نے شراب طلب کی گلابیان لاکر سامنے رکھی گئین ملکہ نے ایک گلابی ہاتھ
مین اُٹھائی اور جام لبریز کرکے کہا کہ خواجہ جی چاہتا ہے کہ ایک جام تم ہمارے ہاتھ سے پیو عمرو نے پکارا کہ اے ملکہ عین آرزو ہی
اگر زہر دوگی تو امرت ہو لائیے دیجیے یہ کہکر دست نگارین سے جام لے لیا چاہا کہ پیے قران جھکا تھا کہ کان مین کچھ کہے
کہ عمرو نے تیوری چڑھا کر کہا کہ چپکا کھڑا رہ کیون مجھکو رسوا کرتا ہے اور جام پی گیا اور گلدستہ پھولون کا نکالکر سونگھنا شروع
کیا کہ وہی گلدستہ رافع بیہوشی تھا دوسرا جام ملکہ نے دیا وہ بھی عمرو نے پیا ایک سات جام اُسکے ہاتھ سے پیے مگر
گلدستہ عیاری سونگھے جاتا تھا بیہوشی اثر نہ کرتی تھی اور کہتا تھا کہ ملکہ یہ شراب کچھ تیز نہین ہے اگر بیہوشی اسمین ملا دو
تو تیز ہو جائے ملکہ یاقوت ملک نے کہا کہ خواجہ بیہوشی مہمان کو نہین دیتے کہ اسمین عمرو نے قران سے کہا کہ یہان
وہ گلابی اُٹھا لاؤ تو ہم بھی ملکہ کو جام پلائین قران یہ سُنکر گلابیون کی کشتی پاس گیا سب دیکھتے تھے کسی پر
ثابت نہوا کہ قران نے کیا کیا شراب مین ملایا لاکر گلابی عمرو کے ہاتھ مین دی عمرو نے جام لبریز کرکے
ملکہ کو دیا اُسنے بھی جام بے اندیشہ انجام پی لیا اور مقابہ منگوا کر مسی ملنے لگی کہ بیہوشی نے مطلق اثر نہ کیا آپسمین باتین
ہو رہی ہین کہ یاقوت ملک نے کہا خواجہ ہمارے تمھارے میدان مین مقابلہ ہو اگر مین غالب ہوئی مجھے اختیار
ہے جسطرح چاہون پیش آؤنگی اور اگر تم مجھپر غالب ہوئے مین تمھاری کنیز ہون یہی میری شرط ہے کہ جو مجھپر فن عیاری
مین غالب ہو اور مجھے گرفتار کرے وہ میرا شوہر ہے عمرو نے کہا ملکہ میرے ہوش و حواس بجا نہین ہین مین کیا
تجھسے لڑونگا اُسنے کہا کہ خواجہ ہین یہ نہین جانتی تم مکاریون کی باتین میرے ساتھ نہ کرو یا تو عشق کا نام نہ لو
اور جو عشق جتاتے ہو تو سر بکف ہو کر سامنا کرو عمرو بولا خیر جیسا آپ فرمائینگی ویسا ہی ہوگا مین اپنی جان آپ پر
نثار کر دونگا ملکہ نے کہا کہ پہلے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران ذوی الاحتشام

کوے اُڑ کر اُنکے سامنے میرے تمھارے مقابلہ ہو عمرو نے کہا کہ ملکہ اختیار ہے میر حمزہ پر بیشک ہی جسطرح ہوگا اُسے لاؤنگا
اور کسی کو مین نہین لا سکتا یاقوت ملک بولی کہ اچھا تم حمزہ کو تو لاؤ اورون کو ہم بلوا لینگے اور یاقوت ملک
نے کچھ کان مین الماس باد پا کے کہا اُسنے کان مین شعبدہ کے کہا شعبدہ اُٹھکر چلی گئی یہان ملکہ نے عمرو سے
کہا ہم تمھارے گانے کے بہت مشتاق ہین عمرو بولا مین آنکھون سے حاضر ہون سنیے اور سازندون سے کہا کہ تم
ساز ملاؤ یاقوت ملک خود طنبورہ بجانے لگی عمرو نے بھی جوڑی ہفت پیوندی ڈھ کی نکالی قفلیان اسکی درست
کرکے بجانے لگا اور گانے لگا سب تعریفین کر رہے ہین ملکہ بھی کمال محظوظ ہے اور یہ حالت ہے کہ جب عمرو چپ ہو رہتا ہے
تو ملکہ گانے لگتی ہے عمرو تعریفین کرنے لگتا ہے اور ساز بجا کر ملکہ کا ساتھ دیتا ہے کبھی دونون ساتھ گانے لگتے ہین جب
کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی کھانا کھایا پھر گانے بجانے کی صحبت ہوئی رات بھر عجب لطف کی صحبت رہی ابھی اچھی
طرح صبح نہین ہوئی ہے عمرو بھیروین گا رہا ہے ملکہ تعریفین کر رہی ہے کہ قریب چھ ہزار عیار بچیون کے اشارہ بدونتین
آکر حاضر ہوئین اشتارے سامنے ملکہ یاقوت ملک کے رکھدیے انکو جو کھولا دیکھا عمرو نے کہ تمام سرداران لشکر اسلام
ہین غرض اُن سبھون کو فتیلہ رفع بیہوشی دیا سب ہوش مین آئے عمرو کو معشوق پاس بیٹھے ہوئے دیکھا کہ عطر کی
بو بدن سے چلی آتی ہے پھولون کا گہنا پہنے ہوے ہے رات بھر کا جو جاگا ہے تو خمار نیند کا ہے آنکھون مین لال لال ڈورے
چھوٹے ہین جا بجا ہیان چلی آتی ہین فرش پر خشتین پڑی ہوئی ہین ریزہ ہاے مینا جھلک رہے ہین یاقوت ملک
سی معشوق پہلو مین بیٹھی ہوئی ہے بدیع الزمان کرب غازی علمشاہ وغیرہ نے اُٹھکر عمرو کو سلام کیا یاقوت ملک
نے اُن سبھون کو سلام کیا اور کہا کہ مین کنیز ہون آپکی مین نے آپ کو بلوایا ہے کسی طرح کی تکلیف آپ کو نہوگی جبتک
صاحبقران یہان تشریف لائین آپ یہان جلوہ افروز رہیے اور عمرو سے کہا کہ خواجہ اب تم جاکر امیر عالیمقام
اور بادشاہ اسلام کو لاؤ عمرو بولا بہت اچھا ملکہ نے کہا کہ پھر جلد جاؤ عمرو کا کب جی چاہتا تھا کہ اُسکے پاس سے اُٹھے
مگر ناچار و مجبور اُٹھا اور لینے کو صاحبقران کے روانہ ہوا یاقوت ملک خدمتگذاری مین سردارون کی مصروف ہوئی
مگر یہان بادشاہ تخت پر بیٹھے ہین امیر دنگل پر جلوہ گر ہین کہ خبر ہوئی رات کو تمام سردار اپنے خیمون سے غائب ہوگئے
امیر نے یہ سنتے ہی سر پکڑ لیا فرمایا کہ ایسا اتفاق عمرو کے بگاڑ مین ایک مرتبہ ہوا تھا کہ تمام عیار اپنے اپنے سردارون کو
پکڑ لیگئے تھے مگر اب یہ کیا ہوا کہ اسنے ہزارہا عیار یکایک آگئے اور سب کو پکڑ لیگئے عیارون کو بلا کر کہا کہ ارے میان
خیمون مین جا جا کر دیکھو کہ یہ سردار کیونکر غائب ہوگئے ہین کوئی بلاے سماوی نازل ہوئی یا زمین توڑ کر کوئی آیا یہ ہوا
کیا عیارون نے عرض کیا کہ پیر و مرشد ہر ایک کے خیمے مین نقب لگی ہوئی ہے اور تیرے عورتون کے معلوم ہوتے ہین امیر
اور حیران ہوئے اسی فکر مین تھے کہ عمرو ہوتا تو معلوم کرتا کہ یہ کام کسکا ہے سو وہ اپنے حال مین گرفتار ہو رہا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے
آج جو تھا روز ہوکر عمرو کی کچھ خبر نہین معلوم ہوئی جو عیار اُسکے ساتھ گئے تھے انمین سے بھی کوئی پھر کر نہین آیا ہے یہی باتین
تھین کہ آواز زنگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری چلا آتا ہے عجب حال ہے کہ چہرے کا رنگ زرد ہے لب پر
آہ سرد ہے چشم پُر آب ہے حال مین اضطراب ہے لیکن عطر کی بو بدن سے چلی آتی ہے عمرو نے آکر سلام کیا امیر نے فرمایا کہ خواجہ
کہان تھے حال تو اپنا بیان کرو عمرو نے تمام حقیقت بیان کی اور کہا کہ حمزہ مین تجھے لینے آیا ہون بغیر تیرے اور بادشاہ
کے چلے تصفیہ نہوگا امیر نے کہا خواجہ تمھارا معاملہ تو ایک طرف یہان اور ہی سانحہ ہو گیا رات کو تمام سردار بستر خواب پر سے
غائب ہوگئے کچھ اسکا تو سراغ لگاؤ عمرو نے کہا حمزہ کوئی غائب نہین ہوا سب اچھی طرح سے باغ مین ملکہ یاقوت ملک
کے ہین وہ انکی خدمت کر رہی ہے فرمایا کہ انکو کیون اُسنے چروا منگوایا عمرو نے کہا کہ تمھیے یاقوت ملک نے کہا تھا کہ

خواجہ تم جاکر امیر کو سرداروں سمیت لے آؤ مین نے کہا کہ مین حمزہ کو لاسکتا ہون سردارون پر میرا اختیار نہین ہے اس
بنا پر اسنے عیار بچیون کو بھیجکر سب کو پکڑوا منگوایا اب حضور تشریف لیچلین تو پھر میرے اسکے فیصلہ ہو جائے امیر نے فرمایا
اے خواجہ مین وہان جاکر کیا کرونگا میرا وہان کیا کام ہے عمرو نے کہا حمزہ تجھکو مین ضرور لیچلونگا فرمایا کہ اچھا ہم چلینگے مگر تم
ہمین کیا دوگے خواجہ ہم تمسے جس کام کو کہتے ہین تم بغیر کچھ لیے وہ کام نہین کرتے ہم بھی بغیر لیے تمھارے ساتھ نہ جائینگے
عمرو نے کہا حمزہ مجھ غریب پاس کیا ہے جو مین تجھے دونگا فرمایا تمھارے پاس سب کچھ ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بھئی اور
کچھ نہ سہی مگر ایک دن دعوت تو کرو عرض کیا بہت اچھا بعد انفصال کے مین دعوت حمزہ صاحبقران اور
شہریار زمان کی کرونگا فرمایا اچھا تمسے اتنا بھی بہت ہے اور امیر کے کان مین کہا کہ از خرس موے بس ست بھاگتے بھوت
کی لنگوٹی بھی غنیمت ہے اور اسی وقت حکم دیا کہ ہمارا کوچ ہو عقیق کوہ کی طرف القصہ کوچ بکوچ قریب عقیق کوہ
کے آکر خیمہ برپا کیا لشکر تمام اُتر پڑا یاقوت ملک نے سنا کہ لشکر صاحبقران آپہونچا سردارون سے ہاتھ باندھکر
کہا کہ اب آپ تشریف لیجائین کنیز کے باعث سے تکلیف تو بہت آپ صاحبان کو ہوئی سبھون نے کہا کہ اے
ملکہ ہم تسے بہت راضی ہین تمنے ہمکو بہت آرام سے رکھا ہم جاکر تعریفین تمھاری صاحبقران سے کرینگے اور
وہان سے سوار ہوکر روانہ ہوئے جب خدمت صاحبقران مین پہونچے مجرا کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا تعریفین بہار
یاقوت ملک کی کرنے لگے کہ ہمکو بہت چین سے رکھا مگر عمرو مبہوت عشق بنا ہوا بیٹھا ہے اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے

چاہنے والون پر اپنے نہ وہ بیداد کرین
ہین انھین بھولکے بیٹھین وہ مجھے یاد کرین

نہین ایسا نہوا کتا کے وہ فریاد کون
ہم کرین اُنسے وفا اور وہ کرین ہمپہ جفا

انقلاب ایسا بھی دکھلاوے کبھی یہ فلک
ہم انھین شاد کرین وہ ہمین ناشاد کرین

امیر کہتے ہین کہ خواجہ تمنے آجتک جسطرح فتنہ عیار بچی کو سر میدان گرفتار کر لیا تھا اسے بھی پکڑ لاؤ عمرو کہ رہا ہے کہ
حمزہ وہ وقت اور تھا یہان تو حالت ہی اور ہے جبتک اُسپر نگاہ پڑی اور سامنا اسکا ہوا ہوش و حواس بجا نہ رہے
ہین دنیا و دین سب فراموش ہین اسکا علاج کیا کرون یہی باتین ہو رہی تھین کہ عرض ہوئی ملکہ یاقوت ملک
دروازے پر حاضر ہے فرمایا کہ بلالو چوبدار باہر گیا بعد لمحہ بھر کے ملکہ اندر بارگاہ کے آئی عجب عالم تھا کہ نیم تنہ گلے مین
پہنے ہوئے کاتی بندھی ہوئی چہرہ مانند مہر درخشان کے روشن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ آتے ہی صاحبقران
اور بادشاہ اسلام کو سلام کیا کرسی مرحمت ہوئی ملکہ بیٹھی عمرو ملکہ کی طرف دیکھ رہا ہے ٹکٹکی بندھی ہوئی ہے کہ جام
شراب گردش مین آیا امیر ملکہ کی طرف مخاطب ہوئے فرمایا کہ اے یاقوت ملک سردار ہمارے تمھارے بہت ممنون
ہین تمنے خوب انکی خاطر و مدارات کی وہ بولی کہ مین کنیز ہون مجھسے کچھ خدمت آپکی ادا نہین ہوئی اور شہریار کنیز
عرضی لیکر حاضر ہوئی ہے اسے حضور ملاحظہ فرمائین اور جو مناسب ہو اُسپر دستخط ہو جائے فرمایا کہ لاؤ عرضی دیکھین
کیا لکھا ہے یاقوت سامنے کرکے عرضی نکالکر دونون ہاتھون پر رکھکر پیشکش کی امیر نے لیکر ملاحظہ فرمایا دیکھا تو اسمین
بعد تعریف فرعون کے اور القاب شاہانہ کے لکھا ہے کہ اے صاحبقران نامدار یہان عقیق کوہ مین تریا راج ہوتا ہے
مرد کی صورت سے مجھکو نفرت ہے کنیز حضور کے لشکر کیطرف فقط سیر کو گئی تھی عیار حضور کا عمرو بن امیہ ضمری کنیز پر
عاشق ہوا اور پیچھے پیچھے کنیز کے آیا کنیز نے اُنکی خاطر و مدارات کی اور اُس سے کہا کہ تم اگر فن عیاری مین مجھپر غالب
آؤ تو مین تمھاری کنیز ہون اور اگر مین غالب ہوئی تو مجھے اختیار ہے چاہون قتل کرون چاہون بخشون اب حضور کی خدمت مین عرض
یہ ہے کہ عیار حضور کا آکر حضور کے سامنے اقرار مجھسے لڑنے کا کرے تو مین موجود ہون اگر اسنے سر میدان مجھکو گرفتار کیا
تو وہ میرا مالک ہے اور جو مین اُسپر غالب ہوئی تو دم بھر زندہ نہ رکھونگی پھر حضور یا سرداران حضور مین سے کوئی

دعوی اُسکے خون کا مجھسے نہ کرے آپ مہر قتل نامے پر کر دیجیے اور جو یہ منظور نہین ہی تو عمرو کو منع کیجیے کہ دعوی
عشق کا اس کنیز کے ساتھ نہ کرے کہ موجب میری رسوائی کا ہی امیر نے جو قتل نامہ عمرو بن امیہ ضمری کا پڑھا
غصے سے کانپنے لگے فرمایا کہ ای یاقوت ملک اگر تو نے میرے سردارون کی خدمت نہ کی ہوتی تو بہت بُری طرح
اسوقت پیش آتا حمزہ کو خدا اُسدن کے لیے نہ رکھے کہ حمزہ عمرو کے قتل نامے پر مہر کرے خبردار یہ ذکر میرے سامنے
نہ کرنا لیکن یاقوت ملک نے پہلے ہی عمرو سے کہا تھا کہ اگر حمزہ تمھارے قتل نامے پر مہر کر دیگا تو میرا تمھارا مقابلہ
سر میدان ہوگا اور جو مہر نہوئی تو پھر نام میرے عشق کا نہ لینا اب جو امیر کو خشمناک دیکھا اور دیکھا کہ اب یہ جاتی ہی
بس دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ ای ملکہ تم بیٹھو مین مہر کرائے دیتا ہون بجد ہو کر اُسے بٹھایا اور آ کر صاحبقران
کے قدمون پر سر رکھدیا اور کہا کہ ای حمزہ مین مدت سے تیرا خدمتگذار رہون میرا حق تیرے ذمہ بہت ہی خدا کے
واسطے میرے قتل نامے پر مہر کر دے کہ مجھے معشوق کی آزردگی گوارا نہین ہی صاحبقران رو کر پکارا کہ ای شہریار
خواجہ سرشار بادہ عشق ہین اُنسے کچھ نہو سکیگا یہ بیشک مارے جائینگے عمرو نے پھر کر قران کیطرف دیکھا کہ کیا
واہیات بکتا ہی وہ امیر سے کہا کہ جو آپ مہر نہ کرینگے تو مین اپنے ہاتھ سے اپنے کو ہلاک کرونگا امیر
نے فرمایا کہ ای عمرو تو مجھے جانتا ہی کہ مین عدل و انصاف کے مقام پر خاطر اپنے بیٹے کی بھی نہین کرتا اگر مین مہر
کر دونگا تو پھر تجھے سوجائے طرفداری تیری نکرونگا عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار اگرچہ مین جانتا ہون کہ یاقوت ملک
پر غالب نہ آونگا کسواسطے جب مین اُسے دیکھتا ہون عقل و ہوش میرے پراگندہ ہو جاتے ہین مگر ناچار ہون
کہ معشوق کو آزردہ کرنا ناگوار ہی جی نہین چاہتا ہی کہ یہ آزردہ ہو کر اس صحبت سے اُٹھ جائے تو مجھپر رحم کر
اور قتل نامے پر مہر کر دے مین نہایت ممنون منت اور مرہون احسان ہونگا اور تمام عمر کا مین حق خدمت بحل کر دونگا
امیر نے عمرو کو گلے لگایا اور لوگون سے رو کر فرمایا کہ کیا گردش فلکی ہی کہ قتل نامے پر عمرو کے مجھسے مہر کروائی جاتی ہی لیکن عمرو
قدمون سے لپٹا ہوا ہی کہ مین بغیر مہر کروائے ہوئے سر نہ اٹھاؤنگا امیر نے ناچار و مجبور مہر منگوا کر سامنے عمرو کے
پھینکدی کہ تمھیں مہر کر لو عمرو نے کہا کہ حمزہ اپنے ہی ہاتھ سے تو مہر کر دے ناچار صاحبقران نے مہر کر دی بادشاہ اسلام
کی بھی مہر سر نامے پر ہوگئی اور سردارون کی مہرین اور گواہیان بھی ہوئین جب وہ محضر تیار ہو چکا عمرو کے ہاتھ مین
دیا عمرو نے وہ محضر لا کر ملکہ یاقوت ملک کے حوالے کیا کہ یہ قتل نامہ حاضر ہی یاقوت ملک نے اُسے لے لیا اور کہا
کہ خواجہ خدا حافظ اور حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام کو مجرا کر کے مانند بجلی کے کوند کر چلی گئی بعد اُسکے
جانے کے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین نے مہر تو قتل نامے پر کر دی ہی مگر یہ سمجھ لینا کہ اگر تمھارے واسطے کچھ
نوع دیگر ہوا تو یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہونگا لیکن تمھارے ساتھ اپنی بھی جان دیدونگا اور میرا خون بھی تمھاری
گردن پر ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ تو گھبرا نہین یہ غلام تیرا ایسا نہین ہی کہ اس عورت کے ہاتھ مشکین اپنی بندھوا دیگا
خدا چاہیگا تو اُسکو سر میدان باندھکر تیرے سامنے لے آؤنگا امیر نے کہا کہ بس خواجہ یہی تمھین چاہیے کہ تم اپنے
ہوش و حواس بجا کر کے اُس سے سامنا کرو عمرو نے کہا کہ تیرے اقبال سے ایسا ہی ہوگا اور اب مین جاتا ہون
اپنی فکر مین امیر نے فرمایا کہ اچھا جاؤ پس عمرو و حمزہ صاحبقران کے پاس سے اپنے خیمے مین آیا اور بارگاہ حضرت
آدم صفی اللہ اپنی زنبیل سے نکالی بلا کر فراشان چابکدست کو اُسے استادہ کرایا اور آپ اُسکے اندر تخت پر
بیٹھا تمام عیارون کو مع مہترون کو بلایا چنانچہ چارون مہترون کو خدمتین تقسیم کین کلباد و آقی کو مشعل خانہ دیا مہتر
برق فرنگی کو سنجانہ حوالے کیا سنجر بلخی کو انبار خانہ حوالہ کیا ترک ختائی کو باورچی خانہ سپرد کیا سماک عیار آقی

ابو الفتح اصفہانی چالاک بن عمرو سرہنگ کی ان چارون کو دروازے بارگاہ کے سپرد کیے امیہ بن عمرو کو
طلائے کی گشت پر مقرر کیا بعد اسکے مہتر قران حبش کو بلا کر کہا کہ ای جان بخش عمرو مین عشق مین یاقوت ملک کے دیوانہ
ہو رہا ہون اپنی حفاظت جان کی خدمت مین نے تمھین سپرد کی قران نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ یہ بار گران مجھسے نہ
اٹھ سکیگا عمرو نے کہا کہ بیٹا اور کوئی اس قابل نہین ہی کہ جسکو یہ خدمت دون قران نے کہا کہ ایک شرط سے مین
قبول کرتا ہون کہ آپ بے اطلاع میرے کوئی کام نہ کرین اور نہ کہین جائین اور نہ کسی کے ہاتھ سے کچھ کھائین پئین
عمرو نے کہا کہ یہ سب مجھکو قبول ہی جو تو کہیگا وہ کرونگا جب قول قرار ہو چکا اب عمرو بن امیہ ضمری تخت بادشاہی پر
بیٹھا تاج حضرت آدم کا سر پر رکھا دیو جامہ گلے مین پہنا کہ اوس جامے کی صورت یہ تھی کہ کبھی سفید کبھی سرخ کبھی زرد کبھی
سیاہ ہو جاتا تھا دمبدم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا تھا اور بلا کر اہل خدمت کو خلعت دینا شروع کیا مگر وہ خلعت کیا تھا
کہ ایک ایک طرہ پھولون کا الحاصل سب نے خلعت پہنکر نذرین گذرانین ادھر ملکہ یاقوت ملک کا خیمہ استادہ ہوا
تین لاکھ عیار بچیون کا لشکر کوسون تک اتر پڑا خیمے استادہ ہوئے بازار آراستہ ہوئے یاقوت ملک آکر بارگاہ مین
بیٹھی ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا نشے مین آکر ملکہ نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اوسی وقت نقارے پر چوب
پڑی غلغلہ ہوا کہ کل مقابلہ عیاران لشکر اسلام سے ہی ہرکارون نے آکر خبر شاہ عمرو کو دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ
بجوایا ہی کہا بھی گردش فلکی ہی کہ عاشق و معشوق مین لڑائی ہوتی ہی خیر اچھا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہ
طبل جنگ نہین ہی ہماری کوچ کا نقارہ ہی بھون نے کہا کہ خداوند نعمت آپ کیا ارشاد فرماتے ہین ایک طرفۃ العین مین آپ
اوسے پکڑ لائینگے عمرو نے کہا ہان بھئی تم سچ کہتے ہو خیر جو کچھ ہوگا صبح کو دیکھ لیا جائیگا القصہ رات بھر دونون لشکرون مین
تیاری رہی صبح کو عمرو تخت پر سوار ہوا تمام عیار گرد و اطراف مین مہتر قران جلو رہا تماہوا ساتھ ساتھ اس صورت سے
میدان مین آکر ہودج نگیرے کے نیچے تخت رکھا گیا اور عیار بھی اپنے اپنے نگیرون کے نیچے صندوق عیاری پر جا جا کر بیٹھے
ادھر سے ملکہ یاقوت ملک تخت پر سوار ساتون جلیسین مانند سبعہ سیارہ کے گرد تین لاکھ عیار بچیان پیچھے پیچھے
نہایت شان و شوکت سے ملکہ نمودار ہوئی اوسکا بھی تخت نگیرے کے نیچے رکھا گیا اودھر سے لشکر اسلام کی آمد شروع ہوئی کہ
بادشاہ اسلام تخت پر سواری صاحبقران سرداران ذیشان ہمراہ عیارون سے علیحدہ آکر کھڑے ہوئے دیکھا دونون طرف
کے عیارون کو فرمایا کہ یہ لڑائی دیکھنے کی ہی ایسی معرکہ آرائی کبھی نہین ہوئی غرض جب وقت صفین آراستہ ہو چکین اور
نقیب نہیب دے کر چلے گئے الماس بادپا اپنے صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت میدان
چاہی یاقوت ملک نے کہا کہ مجھسے اور عمرو سے وعدہ میدانداری کا ہو چکا ہی تو نے کیون قصد نکلنے کا کیا جو وہ بولی ہم بھی
کس دن کے واسطے ہین پہلے ہم سب ہوشیار ہولین پھر آپ کو اختیار ہی اور آپ دیکھیے تو سہی کس طرح سے ان عیارون
کو گرفتار کرکے لاتی ہون ملکہ نے کہا کہ اچھا جاؤ خداوند فرعون شاہ تمہارا نگہبان ہی الماس بادپا نے سلام کیا اور
وہین سے جست کی آسمان پر چلی گئی پچاس ساٹھ ہاتھ بلند ہو کر نیمچہ کھینچکر لگی نیمچہ کے ہاتھ نکالنے زمین کی طرف گرنے لگی تھی
کہ نیمچہ پیش کرکے پانون تلے رکھا اوسکے سہارے مین پھر جست کرکے اور بلند ہو گئی نیمچہ ہلانے لگی بجلیان چمکانے لگی کوئی
چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ اتری چار گھڑی بعد جو زمین پر آئی تو پسینہ پسینہ تھی ایک لمحہ بھر ٹھہر کر نعرہ کیا کہ ای
عیاران لشکر اسلام جسکا جی چاہے ہمارے مقابلے کو آئے بس پوری بات اوسکے منہ سے نہ نکلنے پائی تھی کہ نظر کردہ
علی عمران صاحب کعبہ گران مہتر قران حبش سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت ہو تو جا کر
اس سے مقابلہ کرون عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران تم اسے جا کر پکڑ لاؤگے یاقوت ملک کو کمال رنج ہوگا قران

بولا کہ حکم ہو تو جا کر سر اُسکا نذر کرون کہا کہ بیٹی یہ بھی گوارا نہین ہی قران نے کہا کہ مین اُسپر کوئی حربہ نہ کرونگا اُسکو چشم زخم
نہ پہونچنے دونگا بے حربہ گئے آپکے اقبال سے پکڑ لاؤنگا کہا کہ جاؤ بھی سوا تمھارا نگہبان ہی قران سلام کرکے میدان
کو چلا بہت آہستہ آہستہ الماس بادپا نے دیکھا کہ وہی ہوا جشی آتا ہی دل مین کہا کہ کیا سوا خاطر جمع سے آہستہ
آہستہ آتا ہی جیسے کسی سے لڑائی نہین ہی جب قران اُسکے قریب آیا الماس بادپا پکاری کیا تجھے چلا نہین جاتا
جاتی دیر مین یہان آیا قران نے کہا کہ مین دوڑ کر کیسپر آتا کوئی حریف اپنا مجھکو نظر نہین آتا الماس نے کہا کہ میرا
وجود تیرے سامنے کچھ نہین ہی خیر معلوم ہو جائیگا ہوشیار ہو حربہ ہاتھ مین لے قران بولا کہ صاحب تمھارے واسطے اور
ہتھیار مین نے تجویز کیا ہی اُس سے تم بہت خوش ہوگی اُسنے کہا کہ موے باتین نہ بنا مین تجھے مار ڈالونگی قران نے کہا کہ
مین مدت سے تیرا مرا ہوا ہون اُسنے گوپھن سر سے کھولی اور کہا خبردار ہو مارتی ہون مین پتھر یہ بولا کہ ہم تو تمھارے مارے
ہوئے ہین اُسنے غضبناک ہوکر پتھر مارا قران نے خالی دیا اُسی طرح جتنے پتھر اُسنے مارے سب قران نے خالی دیے وہ
دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی مہتر قران ایک پتھر ہاتھ مین پکڑ لیتا تھا اور دوسرے پتھر کو
اُسی پتھر سے چور کر دیتا تھا آخر جب یہ پتھر مار کر تھکی اور توبڑہ پتھرون سے خالی ہوگیا اُسوقت اُسنے کمند کے حلقے
درست کرکے مارے قران نے خالی دیے خوب کمند زنی کی کچھ نہوا انجام کار نیمچہ کھینچکر مارا قران نے وہ بھی خالی دیا
اب یہ بہت بڑی قران اپنے کو بچانے لگا جب اس سے بھی کچھ نہوا تو خنجر زنی کرنے لگی قران نے کہا کہ جان صاحب
تم سب حربے اپنے کر چکین بس اب ہم تمھین پکڑ لیجائینگے اُسنے کہا موئے کیا بکتا ہی ناسھل ہی قران نے کہا کہ مین تو
تمھین کھیل کھلا رہا تھا دیکھو کیونکر تمھین گرفتار کیے لیتا ہون غرض یہ خنجر مار رہی تھی کہ قران نے پھرتی سے خنجر سمیت
ہاتھ پکڑ لیا کہ بس اب زیادہ کیون ستم کرتی ہو رحم کرنا بھی لازم ہی اور دوسرے ہاتھ سے اُسکو اُٹھا کے بھاگا سامنے
عمرو کے لاکر اُسکی مشکین باندھین اور زندان مین بھیجا عمرو نے قران کو خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھولونکا عطا کیا
مہتر قران نے پانچ اشرفیان نذر دین ابھی دو پہر دن باقی تھا کہ شعلہ شمشیر زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا اجازت
میدان چاہی ملکہ نے کہا کیا تو نے الماس بادپا کا تماشا نہین دیکھا وہ تم سب پر غالب تھی کسطرح جا کر گرفتار ہوئی
اُسنے عرض کیا کہ وارے جاؤن اُس کالی بلا سے تو کوئی عمدہ برا نہو سکیگا ہمین الماس بادپا نے مفت اپنے کو
اُنکے ہاتھون گرفتار کروایا باقی اور سب موئے دیکھے بھالے ہین راہ مین سو سو مرتبہ موؤن کو اسیر کرکے چھوڑ دیا
ہی آپکے اقبال سے اب سر میدان جا کر پکڑ لاؤنگی ملکہ نے کہا اچھا جاؤ تم بھی میدانداری کرو فرعون تماشائے جہان
ہی القصہ شعلہ بھی بیک کر وہان سے چلی آسمان پر اڑ کر گئی وہان سلاح شوری دکھائی نیمچہ کے ہاتھ نکالے چار گھڑی
کے بعد آسمان سے نیچے آئی جب زمین پر پاؤن لگا پسینے مین غرق تھی مبارز طلب کیا کہ جو کوئی ہمارا خواہان ہو
ہمارے مقابلے کو آگے ادھر سے چالاک بن عمرو سامنے تخت عمرو بن امیہ ضمری کے آیا دست بستہ عرض کیا کہ
حکم ہو تو مین جا کر اس سے مقابلہ کرون کہا کہ بیٹے اچھا جاؤ تم بھی اپنے معشوق کو پکڑ لاؤ چالاک جست و خیز کرتا
ہوا روانہ ہوا سامنے شعلہ شمشیر زن کے آیا پکارا کہ اے محبوب جانی مین تجھسے لڑنے نہین آیا ہون میری جان تیرے نثار
ہی کہین عاشق معشوق سے لڑائی ہوئی ہی جو مین لڑونگا اور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے اُسنے کہا
کہ یہ کیا مکاری ہی مین تجھے مار ڈالونگی مگر چالاک بچالاکی تمام سر اپنا اُسکی ٹانگون سے باہر نکالکر گردن پر سوار کرکے
لے بھاگا شعلہ گردن پر اور دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے شعلہ نے ہر چند غل مچایا کہ ارے یہ کیا مکاری کیا دغا بازی ہی ارے یہ
کونسا ڈھنگ لڑائی کا ہی یہ پکارا کہ جان صاحب اور فن عیاری مین سوائے مکر و فریب کے کیا ہوتا ہی قصہ مختصر چالاک

اُسکو لیے ہوئے سامنے عمرو کے آیا اور اُسکو زندانخانے مین بھیجدیا چالاک کو بھوتونکا طرہ عمرو نے دیا اُسنے بھی
نذر گذرانی مگر ملکہ یاقوت ملک اُداس طبل بازگشت بجوا کر پھری ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ یہ عیار بڑے
مکار ہین ڈرنے کی چیز ہین دیکھا کہ یہ بدذات شعلہ کو کیونکر لیگیا بارگاہ مین آکر داخل ہوئی مگر الماس یادیا کے
ہونے سے نہایت پریشان تھی اوروں نے عرض کی کہ بلاؤن آپ رنجیدہ ہون ملازم اسی دن کے واسطے ہوتے ہین خدا
آپ کو سلامت رکھے آپ جسوقت عمرو کو پکڑ لائینگی پھر الماس یادیا اور شعلہ دونون چھوٹ آئینگی یاقوت ملک نے
کہا کہ بجواؤ طبل جنگ کہین جلد فیصلہ ہو جائے اُسی وقت طبل جنگی پہ چوب پڑی ادھر جاسوس نے خبر شاہ عمرو
کو پہونچائی کہا اچھا بھئی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی عیار جا جاکر میدان کو
آراستہ کرنے لگے ادھر عیار بچیان سامان جنگ مین مصروف ہوئین مگر یاقوت ملک نے کوئی پہر رات گئے دربار
برخاست کرکے کھانا کھایا پلنگ پر آکر لیٹی خیال مین گذرا کہ اے یاقوت ملک جنگ دو سر دارد خدا جانے لڑائی مین
عمرو تجھپر غالب ہو یا تو عمرو پر غالب آئے چلکر عیاری کرکے عمرو کو پکڑ لا فیصلہ ہو جائے بس اپنی عیار بچیون سے
پوشیدہ ہو کر عمرو کے اسیر کرنے کو روانہ ہوئی اور آدھر عمرو کے خیال مین گذرا کہ اے عمرو میدان مین تو لڑائیان ہوا کرینگی
تو چلکر یاقوت ملک کو اگر ہاتھ آئے تو پکڑ لا اسی فکر مین سویرے سے کھا کر پلنگ پر لیٹا ایک گھڑی بھر کے بعد
مردم چشم پر چلمن مژگان ڈال لی نفیر خواب بلند کی عیارون نے جانا کہ سو گئے مہتر قران کہ تنہا جاگتا تھا زانغچہ سے کہا کہ
بھئی اُستاد سوتے ہین تم کہو تو مین بھی دو گھڑی کے لیے لیٹ رہون مگر تم ہوشیار بیٹھے رہنا اُسنے کہا کہ خلیفہ آپ
شوق سے سوئیں مین بیٹھا ہون مہتر قران تو سو رہا زانغچہ بیٹھا اونگھ رہا تھا عمرو نے چپکے سے تکیہ کو تو اپنی جگہ لٹا دیا
اور لوٹ مار کے پلنگ کے نیچے آیا لوٹتا ہوا قنات کے پاس پہونچا اور چاک کرکے نکلکر روانہ ہوا ایک چار گھڑی بعد
قران جو چونکا زانغچہ کو آواز دی وہ بولا مین جاگتا ہون اُستاد سوتے ہین قران نے جو خیال کیا تو نفیر خواب کی
بلند پائی اُٹھکر جو دیکھا تو پلنگ خالی ہو اُستاد نہین ہین سر پیٹ کر کہا کہ زانغچہ ہم تیرے بھروسے سو گئے تھے تو نے
غفلت کی اُستاد کہین چلے گئے یہ کہکر قران عمرو کے تعاقب مین روانہ ہوا یہ خیال کرتا ہوا کہ اے قران اگر خدانخواستہ
اُستاد کسی بلا مین گرفتار ہو گئے تو تجھے اپنی جان دینا پڑیگی اور اُستاد ملین تو اب تو اُنکا دامنگیر ہو کہ آپ نے مجھکو
محافظ جان بھی مقرر کیا ہو اور آپ مجھسے چھپ کر بھی نکل جاتے ہین میری ذلت کے آپ درپے ہوتے ہین یہ باتین دل سے
کرتا ہوا چلا جاتا ہو لیکن عمرو جو یہان سے نکلا یاقوت ملک کے خیمے کی طرف چلا جاتے جاتے قریب ایک نالی کے
پہونچا تھا کہ آواز نالہ و زاری کی کان مین آئی کہ کوئی باآواز حزین کہہ رہا ہو کہ کوئی بندہ خدا آئندہ و روندہ ایسا ہو کہ
دادرسی کرے اور اس ظالم سے مجھے نجات دے عمرو نے جو یہ آواز سُنی دوڑا کہ دیکھون کون کس پر ظلم کر رہا ہو سامنے جو
آیا دیکھا کہ ایک عورت خوبصورت سر سے پانون تک زیور جواہر نگار سے آراستہ اُسکو ایک زنگی سیہ فام بدہیبت
تلوارین مار رہا ہو اور وہ چلا رہی ہو سر سے پیر تک زخمی ہو عمرو دیکھتے ہی دوڑا اور للکار کر کہا او حرامزادے غضب کیا
تو نے اس عورت دست و پا شکستہ کو مار ڈالا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے آیا مین اور خنجر کھینچکر کود پڑا وہ زنگی بھاگا
عمرو نے چاہا کہ اُسکے پیچھے جائے اُس عورت نے کہا کہ العزیز اگر تو نے میرے حال پر رحم کیا ہو تو تو اُسکے پیچھے نہ جا
کسواسطے کہ اگر تو اُسکے تعاقب مین گیا تو یہان اور کوئی اُسکا بھائی بند نکلکر مجھے مار ڈالیگا تیری مددگاری ضائع
ہو جاویگی عمرو یہ سُنکر رک رہا اور اُس عورت کے پاس آیا دیکھا تو سوتے خون کے بہ رہے ہین اور وہ زمین پر پڑی
ہو عمرو نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ زنگی کون تھا اُسنے کہا کہ صاحب مین ساہوکار بچی ہون اپنی سسرال سے

بیگے کو جاتی ہون کہاری پیچھے رہگئی ہین کمبخت آگے بڑھ آئی یہ تلوار کھینچے ہوئے آیا ہر چند مین نے کہا کہ یہ گہنا لیلے
میری جان چھوڑ دے اُسنے نہ مانا مارے ڈالتا تھا کہ آپ آ پہونچے اب اگر آپ نے رحم کھایا ہی تو اتنا اور احسان
کیجیے کہ سامنے یہ گھر ہی وہین مجھکو گود مین اُٹھا کر پہونچا دیجیے آپ کو اجر عظیم خدا دیگا اور اگر مال و اسباب کی
خواہش ہی تو یہ سب گہنا حاضر ہی عمرو نے کہا کہ اچھا آؤ مین تمھین تمھارے گھر تک تو پہونچا دون اور جھکا کہ اسکو گود
مین اُٹھائے کہ اُس عورت نے حلقے کمند کے عمرو کی گردن مین ڈالے اور کھینچا کہ عمرو گرا وہ عورت چھاتی پر عمرو کی چڑھ بیٹھی
اور پکاری کہ باش او فرد باریک گردن ساربان زادے منم ملکہ یاقوت ملک کیون مین نے تجھے کسطرح گرفتار کیا
اب دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون اور وہ خون اپنے بدن پر سے دور کیا جو پوست گاؤ کا اُسکے بدن پر تھا اب عمرو
نے یاقوت ملک کو پہچانا کہا کہ ای جان جہان ہم تو پہلے ہی سے اسیر کمند زلف ہو چکے ہین ہمکو گرفتار کرنے کی کیا
حاجت ہی ؎ حاجت دام و کمندے نیست در تسخیر ما + گردش چشمے بود بس حلقۂ زنجیر ما + اور مین تو بیشک مجرم و گنہگار ہون
اپنی خطا کا معترف ہون کہ تمکو مین نے بدنام کیا کہ یاقوت ملک پر عاشق ہون کچھ گواہ و شاہد کی حاجت نہین آپ
شوق سے مجھے قتل کیجیے شعر ؎ مقر خطا کا جو ہو حاجت گواہ نہین + مجھے جو چاہو کرو مین تو بے گناہ نہین + مگر واللہ
آرزوے دلی پوری ہو گئی یہی جی چاہتا ہی کہ تمھاری ٹنگڑیان ہمارے سینہ پر ہون آپ شوق سے قتل کیجیے کہ ایسی
موت کی آرزو تھی ایسی قضا کسکو نصیب ہوتی ہی ملکہ نے کہا کہ موے ابھی تو تجھکو زندہ باندھکر لیے چلتی ہون رات بھر
قید رکھونگی صبح کو سبکے سامنے سر میدان قتل کرونگی عمرو بولا اختیار ہی جسطرح چاہیے پیش آئیے شہید تیغ ابرو کیجیے
اسیر کمند گیسو فرمائیے ملکہ نے کہا کہ ای موے دیکھ کیا کرتی ہون اور نکالکر دارو بیہوشی عمرو کے دماغ مین دی اور
حلقہائے کمند مین جکڑ کر روانہ ہوئی خوشی خوشی پشتارہ لیے جاتی ہی شب ماہ ہی چاندنی چھٹکی ہوئی ہی کوس بھر آئی ہوگی کہ
زمین پر دیکھا کہ ایک ستارہ چمک رہا ہی خیال گذرا کہ یہ کیا شی ہی قریب آ کے جو دیکھا تو قبضہ خنجر کا الماس نگار نظر آیا چاہا
کہ ہاتھ سے اُٹھالے نہ اُٹھ سکا زمین مین گڑا تھا کھود کر نکالا دیکھا کہ میان اُسکا فولاد کا ہی مگر زنگ آلودہ ہی قبضے مین
ہاتھ ڈال کے خنجر کو کھینچا مگر کثرت زنگ سے کھنچ نہ سکا مُنھ کے برابر لا کر زور سے جو کھینچا میان سے اُسکے دارو بیہوشی
کا اُڑا دماغ مین یاقوت ملک کے گیا بیہوش ہو کر گری مہتر قران دوڑ کر آیا یاقوت ملک کو باندھکر مع پشتارہ
عمرو اُٹھا لایا خیمے مین لا کر ایک پلنگ پر دونون کو لٹا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا عمرو کی آنکھ جو کھلی پہلو مین معشوق
کو پایا خوب گلے سے لگایا اُدھر یاقوت ملک کی آنکھ جو کھلی عمرو کے پاس اپنے کو پایا کہا کہ خواجہ مین تمھین
اسیر کر چکی تھی تمنے نہین مجھے گرفتار کیا یہ مہتر قران مجھے پکڑ لایا ہی اور اُسکے پکڑ لانے کی سند نہین ہی تم مجھے اسیر کروگے تو
بیشک کنیزی اختیار کرونگی عمرو نے کہا ای ملکہ تم جاؤ خدا چاہیگا تو مین تمھین سر میدان پکڑ لاؤنگا ہر چند قران نے کہا کہ
لڑائی کا خاتمہ ہو چکا اب آپ کیون اسے چھوڑتے ہین عمرو نے نہ مانا کہا مجھے معشوق کا آزردہ کرنا گوارا نہین ہی
یاقوت ملک سے خطاب کیا کہ آپ بے تکلف تشریف لیجائین وہ تو اُٹھکر چلی گئی قران نے عمرو سے کہا کہ اُستاد آپنے
اپنا محافظ جان مجکو مقرر کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ بغیر تیری آگاہی کے کوئی کام نہ کرونگا پھر آپ مجکو غافل کرکے کیون
چلے گئے اور یاقوت ملک کے ہاتھون گرفتار ہوئے اگر مین نہ پہونچتا تو وہ پکڑ لیجا کر آپ کو نیچا دکھلاتی مین کہین کا نہ رہا تھا
اب آپ اور کسی کو یہ خدمت سپرد کیجیے مجھسے یہ خدمت نہو سکیگی عمرو نے کہا ای مہتر قران تجکو حال عشق و عاشقی کا نہین
معلوم جب مجکو تصور معشوق کا بندھ جاتا ہی بیخود ہو جاتا ہون کچھ عہد و پیمان اُسوقت یاد نہین رہتے دل سے
ناچار ہون ای قران یہ ہماری آخری خدمت ہی تم مجھسے آزردہ نہو قران چپ ہو رہا اب صبح ہو گئی تھی عمرو خیمے پر سوار

ہوا تمام عیار ہمراہ تھے کہ میدان مین پہونچا اودھر سے لشکر یاقوت ملک کا ادھر حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے
انکا برابندھا امیر کو پرچہ اخبار گذرا کہ یون رات کو عمرو گرفتار ہو گیا تھا مہتر قران جبر الایا ملکہ یاقوت ملک کو بھی
پکڑ لایا تھا عمرو نے اسے چھوڑ دیا صاحبقران نے عمرو سے کہلا بھیجا کہ خواجہ تمنے غضب کیا جو یاقوت ملک کو چھوڑ دیا
عمرو نے آداب عرض کروا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہریار حضور کے اقبال سے مین اسے سر میدان پکڑ لاؤنگا مہتر قران کے پکڑ لانے کی سند
نہین ہے لیکن ادھر جب جانبین مین صفین آراستہ ہوچکین عیار اور عیار بچیان اپنے اپنے صندوق عیاری برقائم ہوئین
شعبدہ نقب زن سامنے ملکہ کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی یاقوت ملک نے پوچھا کہ ری تو کیون
ہاتھ باندھے کھڑی ہوئی ہے عرض کیا کہ بلا لون اجازت میدان چاہتی ہون کہ جا کر ان موؤنکو سزا دون یاقوت ملک نے
کہا کہ خیلہ ہوئی ہے راہ مین خدا جانے کیا بیچ تھا جو وہ تمہارے فریب مین آ کر گرفتار ہو ہوگئے اب ہرگز تمہارے ہاتھ نہ
آئینگے اسنے کہا کہ حضور مین انکے فریبون سے خوب واقف ہوگئی ہون مین ان موؤن کو پکڑ لاؤنگی یاقوت ملک
نے کہا کہ اچھا تو بھی جا وہ سلام کر کے میدان کو چلی خنجر کھینچکر ہاتھ خنجر کے نکالتی ہوئی کبھی نظرون سے نہان کبھی عیان کبھی
بالائے زمین کبھی فراز آسمان چار گھڑی تک خوب سلاح شوری کی اب میدان مین ٹھہر کر نعرہ کیا کہ جو ہمارا عاشق ہے وہ
میدان مین آئے پس بموجب اس نعرے کے ابوالفتح اصفہانی کہ بدل اسپر مائل تھا اپنے صندوق عیاری سے کود کر
سامنے تخت شاہ عیاران عیار یعنی عمرو بن امیہ نامدار کے آیا سلام کیا رخصت میدان چاہی عمرو نے کہا جاؤ بھی تم بھی اپنی
حسرت دل پوری کرو اپنی محبوبہ کو لے آؤ ہم عجب کمبخت ہین کہ آج بھی ناکام رہینگے لیکن ابوالفتح سلام کر کے رخصت ہو خنجر
کرتا ہوا نیچہ چمکاتا ہوا اسکے سامنے آیا اور پکارا کہ ای جان من ہم تمہارے عاشق ہین جو تم کہو گی وہی کرینگے جواب دیا کہ بیٹھ
سوے مین شعلہ شمشیر زن نہین ہون کہ تمہارے فریب مین آجاؤن لے خبردار ہو یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہین کیا تھا اور گوپھن کے
کلے مین پتھر دے کر مارا ابوالفتح نے خالی دیا اسنے دوسرا پتھر مارا اب ابوالفتح نے بھی گوپھن سر سے کھولی اور آتے پتھر کو خیال کرکے
پتھر مارا کہ دونون پتھر لڑ کر چور ہوگئے اب شعبدہ نے دودستی پتھر مارنا شروع کیے ابوالفتح ایک پتھر کو خالی دیتا ہے دوسرے پتھر
پر پتھر مارتا ہے کہ دونون چور ہوکر گر پڑتے ہین ایک چار گھڑی تک خوب پتھر چلا یہانتک کہ توبڑے پتھرون سے خالی
ہوگئے اب کمندین ہاتھون مین لین کمند چلنے آخر کار اس سے بھی مطلب نہ بر آیا کوئی کسی کے دام مین نہ آیا خنجر کھینچ گئے
خوب خنجر بازی ہوئی کھڑے کھڑے خنجر چلا بیٹھکر خنجر چلا لیٹ کے بھی تیغ آزمائی ہوئی بانوکی تیکھی چلی یہانتک کہ شعبدہ خنجر زن
سے تھک گئے دونون کے ہوش اڑ گئے ہاتھون سے پٹک دیے پیچھے کھینچ لیے اب پیچھا چلنے لگا ایک گھڑی بھر کے بعد ابوالفتح
پسپا ہونے لگا شعبدہ شیر ہوکر اسپر چلی ابوالفتح پیچھے روکتا جاتا ہے اور پیچھے ہٹتا جاتا ہے اب وہانتک پہونچا کہ جہان منظور تھا
بس آپ تو جست کر کے نکل گیا شعبدہ نے بھی چاہا کہ دوڑ کر نکل جاؤن ابوالفتح نے خنجر دکھایا شعبدہ آگے نہ بڑھ سکی شک
جو تیر اسکا پٹتا ہوا زمین سے گرد اڑی شعبدہ توڑہ گرد مین چھپ گئی ابوالفتح نے بجلدی کمند مار کر اسے پکڑ لیا اور
صورت یہ تھی کہ ابوالفتح نے مشک کو دم دے کر زمین مین چھپا دیا تھا تیر شعبدہ کا جو اسپر پڑا وہ دبی ہوئی اسکا کھلا
ہوا اسکی خاک اڑی وہ تو گرد مین تھی کچھ نظر نہ آتا تھا ابوالفتح نے بآسانی کمند مار کر اسے پکڑ لیا اور لا کر عمرو کے سامنے
موجود کیا نذر گذرانی عمرو اور دل مین بہت خوش ہوا عمرو نے نذر قبول کی اور خلعت یعنی وہی طرہ پھولون کا دیا اور
شعبدہ کو زندان خانے مین بھیجدیا اب دوپہر کا وقت تھا کہ غزالہ آہو چشم یاقوت ملک کے سامنے آئی سلام کیا اور کہا کہ
مجھکو بھی اجازت دیجیے کہ مین بھی آپ کے سامنے جانبازی کرون یاقوت ملک بولی ای غزالہ کیون شامت آئی ہے
ارے کچھ سودائی ہے یہ سب عیار بلائے بے درمان آفت جان ہین کیون گرفتار ہونے کو جاتی ہے غزالہ نے کہا کہ بلا لون جان

اورون نے جانبازی کی کنیز کو بھی اجازت دیجیے کہ اپنے دل کی ہوس نکال لے کہا کہ اگر تیری یہی خوشی ہی تو جا
غزالہ سلام کرکے جست وخیز کرتی ہوئی میدان مین آئی مبارز طلب کیا مہتر برق فرنگی کہ یہ اسیر شیفتہ و فریفتہ ہی
عیارون نے اُسے ڈھونڈھا کہین نہ پایا دوسرا شخص مقابلے کو جا بھی نہین سکتا کیونکہ یہ معلوم ہی کہ برق اسیر عاشق ہی عمرو
سے آکر عرض کی کہ برق فرنگی لشکر مین نہین معلوم ہوتا کہا کہ بھی کوئی اور جاکر اس سے مقابلہ کرے سمک لیطانی سامنے
آیا کہ مین جاکر اُسے پکڑے لاتا ہون ابھی خواجہ عمرو نے اجازت نہین دی ہی یہی خیال ہی کہ اس برق عاشق ہی وہ بگڑ جائیگا
پھر یہ بھی دھیان آتا ہی کہ کیون وقت پر چلا گیا فوراً یہ بات ذہن مین آئی کہ وہ اپنی فکر مین گیا ہوگا کہ دیکھا دہنی
صحرا کی طرف سے ایک آہو پیدا ہوا کہ رنگ اُسکا صندلی پیٹ سفید دونون سینگ مانند زلف محبوبان کے پیچ
کھائے ہوئے گلے مین زنگ طلائی پڑے ہوئے کہ جب چوکڑی بھرتا ہی آواز جھانجھ کی بلند ہوتی ہی بیچ مین سینگون کے تشو
زمرد کا نصب کیا ہوا جھول بہت بھاری زربفت کی پڑی ہوئی گرد جھول کے مقیش کی جھالر وہ ہرن جست وخیز
کرتا ہوا میدان مین آیا ادھر اُدھر دہشت آمیز نگاہون سے دیکھنے لگا غزالہ نے جو اُسے دیکھا یہ سمجھی کہ ہرن کسی کا پالو
ہی چھٹ گیا ہی تو اسے پکڑ لے ملکہ کے پاس لیچلے کہ اُسکا دل بہلے یہ پریشانی مٹے یہ خیال اپنے دل مین کرکے ہرن کو چمکارنا
شروع کیا خود بھی اُسکی طرف چلی وہ ہرن کان کھڑے کیے ہوئے آہستہ آہستہ قریب اُسکے چلا آتا ہی چمکارتی ہوئی
آگے بڑھتی جاتی ہی جب ہرن قریب اُسکے پہونچ گیا غزالہ نے ہاتھ اُسکے سر پر رکھا پیار کیا ہرن نے سر اپنا ملا گھٹنون مین اُسکی
ڈال دیا اور پیٹھ پر اپنی سوار کرکے لے بھاگا سبھون نے دیکھا کہ غزالہ گردن پر ایک غزال کے سوار ہی کہ ایک مرتبہ وہ
ہرن پکارا کہ ایہا الناس منم برق فرنگی پکڑ لیچلا اپنی معشوقہ کو اب غزالہ نے ہر چند چاہا کہ اُسکی گردن پر سے اُترون
بھلا اب اُتر سکتی ہی یہانتک کہ مہتر برق فرنگی سامنے عمرو کے آیا عمرو بولا کہ بھئی تم لوگ بڑے نصیب ور ہو کہ اپنی
معشوقون کو پکڑ لائے ایک ہم کمبخت ہین کہ ترستے ہین اُدھر ملکہ یاقوت ملک نہایت اُداس کمال پریشان طبل بازگشت
بجوا کر پھری ادھر عمرو اپنی بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا مہتر قران سے کہا کہ عجب اتفاق ہی ہم ہر چند چاہتے ہین کہ
یاقوت ملک سے مقابلہ ہو مگر بیچ مین اور لوگ کود پڑتے ہین ہمارا مطلب بیجاتا ہی قران نے کہا اُستاد وہ دن بھی آیا
چاہتا ہی آپ بھی اُسے پکڑ لائیے گا عمرو بولا کہ بھئی دیکھیے کیا ہوتا ہی ابھی یہ باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک
نے طبل جنگ بجوایا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی نقارۂ جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی عیار اور عیاربچیان
میدان جنگ کو آراستہ کرنے لگین عمرو کھانا کھا کر بیٹھا ہی کوئی پہر رات گئی ہی کہ یاقوت ملک ایک عیاربچی کی صورت
بنکر دروازہ بارگاہ عمرو پر آئی گلباد دربان بیٹھا تھا اس سے کہا کہ مین پاس سے ملکہ یاقوت ملک کے آئی ہون ملکہ
نے عمرو سے کچھ کہلا بھیجا ہی گلباد نے کہا کہو کیا کہلا بھیجا ہی وہ بولی کہ بھید راز کی بات ہی سوا عمرو کے کسی سے نہ کہونگی یہ
عاشق و معشوق کے پیغام و سلام ہین مین غیر سے کیونکر کہدون گلباد نے کہا جس طرح تو غیر ہی اسی طرح مین غیر ہون جب تجھے
ظاہر ہوگیا تو مجھسے کیون چھپاتی ہی جلد مجھسے کہدے مین بھی خواجہ کا رازدار ہون اُسنے کہا یہ ہرگز نہوگا مین سوا عمرو
کے کسی سے نہ کہونگی تم جاکر عمرو سے خبر کردو اگر وہ مجھے طلب کریگا تو اُس سے کہونگی نہین چلی جاؤنگی تم کیون تکرار کرتے ہو
جاکر عمرو سے کہدو گلباد نے کہا مین تو ہرگز نہ کہونگا تو تو بڑی محرم راز ملکہ کی ٹھہری مین عمرو کا کوئی نہ ٹھہرا یا تو تو مجھے
بیان کر یا چلی جا یہ گفتگو یہانتک بلند ہوئی کہ عمرو کے کان تک آواز پہونچی کہ کوئی کہ رہا ہی کہ مین سوا عمرو کے اور
کسی سے ملکہ کا پیغام نہ کہونگی عمرو بیتاب ہوکر جلدی سے باہر نکل آیا کہا کہ کیا ہی کون ہی گلباد نے کہا کہ عیاربچی یاقوت ملک
کا پیغام لیکر آئی ہی عمرو نے کہا کہ صاحب کہو اُسنے کہا کہ آپ ذرا کنارے آئیں تو مین کہون ایک دو کلمے سن لیجیے عمرو نے

اُسکے ساتھ ایک خیمے کی آڑ مین آکر سر جھکا دیا کہ کہو کیا ہماری معشوقہ نے کہلا بھیجا ہی بس سر جھکانا تھا کہ یاقوت ملک
نے ساتون حلقے کمند کے مارے اور جھٹکا دیا کہ عمرو گرا بس چڑھکر چھاتی پر بیہوشی دے کر دست و پا کمند سے باندھکر
پشتارہ بدوش ہو کر بے بھاگی یہان عمرو کو دیر جو ہوئی عیار دوڑے دیکھا تو عمرو وہان نہین ہین نہ وہ عیار بچی ہی بس غل ہوا
کہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب عیار چہار طرف دوڑے زاغچہ عیار بھی تلاش مین چلا جاتا تھا کہ دیکھا ایک
سیاہ پوش پشتارہ بدوش سامنے بھاگا جاتا ہی زاغچہ نعرہ کرکے برابر اُسکے جا پہونچا اور تیچہ مارا اُسنے تیچہ کو تیچہ پر روکا
لگا تیچہ چلنے وہ سیاہ پوش باوجودیکہ پشتارہ بدوش ہی لیکن پھرتی اور چالاکی سے لڑ رہا ہی اسی اثنا مین مہتر مہتران
صاحب بعدہ گران نظر کردہ شاہ مردان یعنے مہتر قران بھی وہ پہونچا بجلی جو دور سے چمکتی دیکھی قریب آیا دیکھا
دو عیار لڑ رہے ہین ایک پشتارہ بدوش دوسرا اسکے دوش ہی نعرہ کیا کہ ارے تم کون ہو زاغچہ نے آواز پہچانی
پکارا لطیف آپ وقت پر پہونچے مین نے یاقوت ملک کو روکا ہی جلد آیئے قران دوڑا یاقوت ملک نے
دیکھا کہ غضب ہوا یہ بلائے سیاہ آپہونچی اب تو بھی گرفتار ہو جاؤنگی دور کر اس پشتارے کو بس یہ خیال کرکے پشتارہ
پھینک کر بھاگی مہتر قران پشتارہ اُٹھا کرکے آیا خیمے مین رکھا عمرو کو پشتارے سے باہر نکالا ہوش مین لایا کہا
کہ آپ نے اُستاد غضب کیا تھا ایسے آپ بیہوش ہین کہ دوست دشمن کو نہین پہچانتے اگر مین نہ چلا آتا تو یاقوت ملک
آپ کو گرفتار کرکے لیگئی تھی عمرو نے کہا کہ ہان بھئی خوشی مین پیغام معشوق کے کچھ مجھے ہوش نہ رہا گرفتار ہو گیا اور
ہی قران مین ایسا بیہوش و مدہوش کبھی نہین ہوا تھا عرض کیا کہ اُستاد آپ بجا فرماتے ہین القصہ طبل جنگ تو
بج ہی چکا تھا قریب صبح تخت پر سوار ہو کر سب عیارون کو ہمراہ لیے ہوئے عرصہ کارزار مین آیا اُدھر سے ملکہ
یاقوت ملک تخت زرنگار پر سوار میدان مین آئی زیر علم تخت رکھا گیا اُدھر سے بادشاہ اسلام اور امیر
عالیمقام مع سرداران باکرام تماشا دیکھنے کے واسطے ایک طرف آکر قائم ہوئے بس جسوقت عیار اور عیارہ بجان
اپنے اپنے صندوقون پر قائم ہو چکین یکایک صنوبر خنجر زن صندوق عیاری پر سے کود کر سامنے ملکہ
یاقوت ملک کے آئی سلام کیا اجازت میدان چاہی ملکہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑ کر تو بھی چلی وہ بولی بلا لون اور سب
تو اپنا جوہر دکھا چکین حضور کے کام آچکین اب کنیز بھی چاہتی ہی کہ جا کر ہنر دکھائے یا اُن بچے مانند مین بھی کام
آؤن کہا اچھا جا فرعون شاہ کے سپرد کیا صنوبر ملکہ کو سلام کرکے جست و خیز کرتی ہوئی چمک دمک دکھاتی ہوئی
میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ او مکار و جھوٹے عاشقو آؤ میرے مقابلے کو بس پوری بات مُنہ سے
نہ نکلنے پائی تھی کہ سنجر بلخی جو اُسپر عاشق ہی صندوق عیاری سے کود کر سامنے عمرو کے آیا ہاتھ باندھکے اجازت
خواہ ہوا کہا اچھا بھئی جاؤ تم بھی یاقوت ملک کو پیچ دہ ہمنے تمھین رخصت کیا سنجر بلخی بھی اُچھلتا کودتا سامنے
صنوبر خنجر زن کے آیا پکارا کہ صاحب ہم تمھارے عاشق ہین جان نثار کرنے کو آئے ہین فرمانبردار ہین جو حکم ہو بجا لائین
اُسنے کہا کہ بیٹھ معروے کے جنے کانے میری قسمت ایسی پھوٹ گئی ارے تو ہی میری تقدیر کا تھا یہ بولا کہ جان صاحب مین
کانا ہون مگر کنونڈا نہین ہون شست باندھکر وہ تیر لگاتا ہون کہ پار گذر جاتا ہی وہ بولی کہ موئے لڑائی لڑنے آیا ہی
یا گالم گلوچ کرنے آیا ہی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتی ہون دوسری آنکھ بھی پھوڑتی ہون کب زندہ چھوڑتی ہون یہ کہکر گوپھن کے
کلے مین پتھر دے کر مارا سنجر نے خالی دیا اُسنے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر یہانتک کہ بوچھار کر دی سنجر خالی دے رہا ہی ایک چوٹ
نہین کھاتا ہی جب دیکھا اُسنے کہ کوئی پتھر تیر اسپر نہین پڑتا دونون ہاتھون مین گوپھن لیکر دو دستی پتھر مارنے لگی سنجر نے
بھی اب گوپھن ہاتھ مین لی ایک پتھر خالی دیتا ہی ایک پتھر کو پتھر پر روکتا ہی کہ دونون پتھر چور ہو کر گر پڑتے ہین یہانتک

کہ توبڑا پتھروں سے خالی ہوگیا کوئی پتھر نہ رہا اُسوقت صنوبر سخت حیران ہوئی کمند بازی سنجر نے کمند بھی خالی دی
خوب کمند بازی ہوئی جب اُس سے بھی مطلب حاصل نہوا خنجر کھینچ لیا اور سنجر پر برس پڑی لگی خنجر بازی ہونے لگی ایسے
خنجر چلے کہ نوکیں ٹوٹ گئیں باڑھیں مڑگئیں خنجروں کو پھینک دیا تیغے میان سے لیے گردے سپر کے اُٹھائے تیغہ زنی
ہونے لگی چار گھڑی تک خوب تیغہ چلا ایک مقام پر جو تیغہ صنوبر نے مارا سپر سنجر سے کئی ہاتھ غبار بیہوشی اُڑا دماغ میں
صنوبر کے گیا بس وہ چھینک مار کر بیہوش ہوئی لڑکھڑا کر گری سنجر اُسے پکڑ کر سامنے عمرو کے لے آیا عمرو نے اُسے بھی
طرہ پھول نکا دیا سنجر نے نذر گذرانی صنوبر کو بھی جہان اور عیار ریحان تھیں قید کرادیا اب نسرین بادرفتار
یاقوت ملک سے اجازت لیکر میدان آئی مبارز طلب کیا برزک خطائی عمرو سے رخصت ہوکر اُسکے مقابل
ہوا سنگ اندازی کمند بازی وغیرہ سے مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی آئی تیغہ عیاری چلنے لگا
یکایک نسرین پسپا ہونے لگی برزک خطائی اُسکے ساتھ چلا جاتا ہے یہانتک کہ نسرین گھات کی جگہہ لاکر آپ تو
جست کرکے اسپار چلی گئی برزک خطائی نے قدم وہاں رکھا کنوئیں میں جارہا نسرین پکاری وہ مارا اور جھک کر
دیکھنے لگی برزک خطائی نے دوسری طرف سے نکلکر حلقے کمند کے نسرین پر مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری باندھکر
اُسے سامنے عمرو کے لایا کہ استاد یہ حاضر ہے عمرو نے برزک خطائی کو بھی خلعت دیا یعنے وہی طرہ پھول کا اُسنے
نذر دی نسرین کو اور عیاروں کے ہاتھ زندان خانے میں بھیجدیا یاقوت ملک طبل بازگشت بجوا کر ملال آگین
نہایت پریشان پھری اپنی بارگاہ میں آئی پوشاک بدلکر بیٹھی مگر دل بیٹھا جاتا تھا طلیسوں میں بہمن کمند انداز
باقی ہے اُس سے کہا کہ اے بہمن دیکھا تو نے عیاران لشکر اسلام کو کیسا بدذات ہیں اور اس برزک خطائی نے تو
مکر کیا اُسنے کہا کہ بلا لوں معلوم ہوا بعید اسکا کہ بہن نسرین نے کنواں اسکے گرانے کے لیے کھودا تھا اور
برزک خطائی نے کنواں کھودتے اسے دیکھ لیا تھا اُس موئے نے دوسرا کنواں اُسکے برابر اور کھودا اور بیچ میں
کھڑکی رکھی بس جب وہ اُسمیں گرا نسرین جھکی دیکھ رہی تھی کہ برزک خطائی نے دوسرے کنوئیں سے نکلکر اُس
غافل شعبدہ بازی فلک کو پکڑ لیا یاقوت ملک نے کہا سچ ہے وہ یونہیں گرفتار ہوئی مگر یہ لوگ بلاے بیدرمان
آفت جہان ہیں بہمن نے کہا بلا لوں آپ جسوقت عمرو کو سر میدان پکڑ لاؤنگی یہ سب ہیچ ہو جائینگے اُسنے کہا اے بہمن
مجھکو یہ امید نہیں ہے کہ عمرو کو اسیر کر لاؤ دنگی اور یہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُدھر تو طبل پر چوب پڑی اُدھر یاقوت ملک
دربار برخاست کرکے اُٹھی عیار ریحان عیاری کی تدبیر میں مصروف ہوئیں یاقوت ملک بہ تہیۂ گرفتاری عمرو روانہ
ہوئی یہان عمرو پھر کر بارگاہ میں آیا لباس بزم پہنکر صحبت میں بیٹھا پوچھا کیوں صاحبو ہماری باری ملکہ سے
مقابلے کی کب آئیگی عرض کیا کہ اب تو مقابلہ گلباد و غراقی اور بہمن کمند انداز کا باقی رہگیا ہے اور سبکی لڑائیاں ختم
ہوگئیں عمرو نے ایک آہ سرد کھینچی اور رو کر کہا کہ دیکھیے فلک تفرقہ انداز کبتک معشوق کی جدائی میں تڑپاتا ہے اور پکارا
شعر من جدا او یار یار از من جدا افتادہ است ❊ این چنین مشکل کہ من دارم کرا افتادہ است ❊ ہاے موت بھی نہیں آتی کہ
اس کشمکش رنج و الم سے نجات ہو جائے اور افسوس وہ جو اپنے دوست ہیں وہی دشمن ہیں خاصی طرح سے یاقوت ملک
مجھکو پکڑ لیگی تھی اب میں اُسکے پاس ہوتا وہ مجھکو قید کرکے اپنے سامنے تو رکھتی دولت دیدار تو مجھے نصیب ہوتی اور
بالفرض اگر مار بھی ڈالتی تو حیات ابدی حاصل ہوتی شعر زندگی ہوگئی دُنیا کے پھنساؤں سے چھٹے ❊ مرنے والوں کو
حیات ابدی ہے پھانسی ❊ اسی حالت میں تھا کہ ہرکاروں نے آکر خبر دی کہ یاقوت ملک نے طبل جنگ بجوایا ہے کہا کہ
اچھا بھی ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے اور یہ کہکر اُٹھا بارگاہ سے باہر آیا صحرا کی طرف دیکھنے لگا وہ شب ماہ کی

کیفیت وہ ہوا کی سردی وہ نسیم کی اٹھکیلیان عمرو کھڑا ہوا تھا کہ سامنے سے دیکھا ایک طفل ماہ طلعت سبزہ رنگ
بڑی بڑی آنکھین چڑھی بھوین چودہ پندرہ برس کا سن بانے عیاری کے بدن پر آراستہ و پیراستہ دکھائی دیا اور آکر عمرو
کو سلام کیا دست بستہ عرض کی کہ مجھے کچھ خدمت عالی مین گذارش کرنا ہے مہتر قران نے للکارا کہ حضرت کے پاس
سے ہٹ جا عمرو نے کہا کہ بھئی کیون بگڑ گئے ہو یہ کچھ کہیگا مین اس سے دو باتین سن لون مہتر قران چپ ہو رہا وہ
طفل یا تو سہم گیا تھا یا عمرو کو اپنی پر جلک لیتے دیکھکر خواجہ کو سب سے علیحدہ لیگیا عمرو نے پوچھا کہو بھئی کیا کہتے
ہو اور حالت عمرو کی اس لڑکے کو دیکھکر یہ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ اس لڑکے کو سر پر چڑھا لون گلے سے لگا لون کلیجے
مین بٹھا لون لیکن اسنے کہا کہ اے شہنشاہ عیاران مین درد عشق مین گرفتار رہون غلام ہون ملکہ **یاقوت ملک** کا
ایک عیارہ بھی ہے کہ نام اسکا دلارام ہے ملکہ کے گھر کی مختار بھی وہ مجھپر مائل ہوئی مین اسپر شیدا ہوا ایک روز ملکہ نے مجھکو
اسکے گلے مین ہاتھ ڈالے ہوئے جو دیکھا ادھر تو مجھکو قید کیا ادھر دلارام کو زندانخانے مین بھجوا دیا آج مین نے موقع پا کر
عرض کروا بھیجا کہ اگر ملکہ مجھے چھوڑ دین تو مین عمرو کو گرفتار کرا لاؤن مجھکو ملکہ نے اپنے سامنے بلا کر قید سے رہا کیا اور کہا کہ اے
مقبل اگر تو عمرو کو پکڑ لائیگا تو مین دلارام پر کیا موقوف ہے بہت کچھ تجھے دونگی اس بہانے سے چھوٹا ہون
خواجہ سلامت مین آپ کے غلامون کی بھی برابری نہین کر سکتا بھلا آپ کو مین کیونکر اسیر کرونگا مگر آپ کی خدمت
مین آیا ہون اسواسطے کہ محرم راز ملکہ کا ہون خوب اسکے حال سے آگاہ ہون اگر حضور دلارام کو مجھے دلوا دین تو
مین **یاقوت ملک** کو آپ کے ہاتھون گرفتار کروا دون عمرو نے کہا اے مقبل قسم ہے مجھپر اپنے دین و مذہب کی
اگر تو **یاقوت ملک** کو میرے ہاتھون گرفتار کروا دے تو ایک دلارام پر کیا موقوف ہے بہت کچھ تجھے دونگا پس اسنے
کہا کہ خواجہ مین جا کر آپ کے انتظار مین فلان درخت کے نیچے بیٹھتا ہون کہا کہ اچھا تو چل مین آتا ہون وہ لڑکا
تو چلا گیا مہتر **قران** نے عمرو سے پوچھا کہئے یہ لڑکا کون تھا کہان سے آیا تھا کیا کہتا تھا عمرو نے برہم ہو کر جواب دیا
کہ مین تمکو کیا بتاؤن نہ کہنے کا موقع ہو تو کیونکر کہون قران چپ ہو رہا عمرو اندر خیمہ کے آیا کھانا کھا کر ٹہلنے لگا
ٹہلتے ٹہلتے **قران** کی نگاہ بچا کر نکلگیا جنگل کا راستہ لیا جیمین کہتا ہے عمرو لڑائی مین خدا جانے تو اسپر غالب آوے
یا وہ تجھپر غالب آئے اس سے بہتر یہی ہے کہ اگر **یاقوت ملک** ہاتھ لگے تو اسے پکڑ لاؤ اور خدا کرے اس لڑکے
سے ملاقات ہو جائے دیکھیے وہ ملتا ہے یا نہین اور اگر حقیقت مین وہ عاشق ہے تو تجھے ملیگا اور اگر دروغ گو تھا تو کاہیکو
ملیگا پھر اپنے دل مین کہا کہ جھوٹا ہوتا تو تیرے پاس کیون آتا یہی خیال کرتا ہوا صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ ایک
درخت برگد کا ہے تھالا گرد اسکے بندھا ہوا ہے اسپر وہ لڑکا ملول پانون لٹکائے بیٹھا ہوا یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے **نظم**

کوئی مدعا بر آتا نہ دعا مین کب اثر تھا | اسے پاس تو بٹھاتی جو اک آسرے کا در تھا
جو خیال اسکو آیا وہ مرا پیامبر تھا | شب غم تھا کون آشنا کہ جو حال اس سے کہتا

اور کبھی کہتا ہے کہ اے پروردگار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو بھیجدے امداد سے
سرخرو کر عمرو نے پکارا کہ ارے میان مین آیا اسنے آگے بڑھکر سلام کیا اور کہا آپ نے وعدہ تو پورا کیا اب چلیے عمرو اسکے
ساتھ ہوا وہ اپنے ہمراہ عمرو کو لیکر روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ خیمے لشکر **یاقوت ملک** کے معلوم ہوئے اور قریب
آئے طلایہ گشت والون کی آواز کان مین آئی عمرو نے کہا اب آگے نہ جائیے اور یہ جو خیمہ پرتکلف معلوم ہوتا ہے
یاقوت ملک کا ہے مگر وہ اسمین ہے نہین یہ فقط دھوکے کی ٹٹی ہے وہ خیمہ جو دور پرانا سا معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا پیوند
اسمین لگے ہین باہر سے اسکا ظاہر کچھ نہین ہے اندر سے بہت [illegible] کیا ہوا ہے اسمین **یاقوت ملک** سوتی ہے آپ
یہان سے نقب کنی کرتے ہوئے چلیے غلام باہر باہر آتا ہے عمرو نے کہا اچھا اور پکڑ کر خنجر نقب کنی کرتا ہوا چلا ایک جا پکڑی

کے عرصے مین دوسرا سرا نقب کا اُسی خیمے مین ملا دیکھا تو واقعا خیمہ بہت تکلف کا ہی اور ملکہ غافل پلنگ
پر سو رہی ہی اور وہ لڑکا بھی کھڑا ہوا ہی اُسنے اشارہ کیا کہ آؤ عمرو اُس نقب سے نکلا چاہتا ہی ارادہ پلنگ کی طرف
جانیکا ہی کہ حلقہاے کمند پانون مین پڑے عمرو جھکا کہ یہ جیسے پانون مین گیا ہو کہ ہاتھ بھی کمند مین پھنس گئے لوٹ کر گرا
عیاربچیون نے آکر مشکین باندھ لین اور وہ لڑکا خود یاقوت ملک تھا پکاری کہ باش او ساربان زادے دیکھا تونے
کہ مین نے کیونکر تجھے اسیر کیا عمرو پکارا اے ملکہ یہ گرفتار ہونا عین رہائی ہی اُسنے کہا کہ رو دیکھ تیرا کیا حال کرتی ہون
اور جاکر دوسرے خیمے مین بیٹھی عمرو کو سامنے ستون سے باندھ دیا عیاربچیون سے کہا کہ دیکھو اس موے مکار کو کیونکر
اسیر کیا سب نے کہا کہ بلا لون آپ ہی کا کام تھا اور ہر ایک نے قدم لیے ہاتھ چومے رات کوئی ڈیڑھ پہر باقی ہی عمرو
ستون سے بندھا ہوا کھڑا ہی یاقوت ملک شراب پی رہی ہی گزک دانہ کا غمزہ پر پھینک رہی ہی کباب کھاکر بیان
عمرو پیارتی ہی عمرو کہہ رہا ہی کہ ملکہ یہی آرزو تھی کہ تمھارے ہاتھ سے مار کھاؤن کیا جان کو چین آتا ہی کبابچی کو اچٹتی
ہی وہ کہہ رہی ہی کہ موے صبح کو اسکا حال معلوم ہو جائیگا اور وہ جو عیار ہے یہان ہین کوئی کہتی ہی کہ اسکی ناک
کاٹ ڈالو کوئی کہتی ہی کیا ذرا ذرا سی آنکھون سے ملکہ کو گھورتا ہی اسکے دیدے نکال لو کوئی کہتی ہی کہ ارے تونے کبھی اپنی
صورت آئینہ مین بھی دیکھی ہی اسی صورت پر ملکہ کے ساتھ دعوی عاشقی ہی عمرو چپکا کھڑا اسکی باتین سن رہا ہی کلیجہ
آتش ملامت سے بھُن رہا ہی دل مین کہہ رہا ہی کہ کیون اے فلک ناہنجار یہ تونے کیا کیا یون مین گرفتار کروایا اسی حالت
مین تھا کہ دیکھا آسمان پر ایک بجلی چمکی اور سب بھی دیکھنے لگے بس یا تو وہ آسمان پر چمکی تھی یا زمین پر آکر گری جس وقت قریب
آئی دیکھا کہ الماس بادپا ہی اُسنے آتے ہی ملکہ کو سلام کیا بس ملکہ اُسے دیکھتے ہی بشاش ہوگئی کہا اے الماس بادپا
کیونکر تونے نجات پائی کہا کہ بلا لون تمام عیارون مین غل ہی کہ ملکہ یاقوت ملک عمرو کو پکڑ لیگئی سب موے بدحواس
ہو رہے ہین کسی کو کسی کا ہوش نہین ہی وہ مرلیا جنشی بھی کسی طرف کو گیا ہوا ہی ملکہ نے کہا ارے وہ بلاے بیدرمان
آفت جہان ہمارے چوکی پہرہ ہر طرف قائم رہے ایسا نہو کہین وہ یہان بھی آجائے کہ ہمین الماس بادپا نے
پوچھا بلا لون وہ ساربان زادہ کدھر ہی کہا کہ وہ سامنے بندھا ہوا ہی یہ بولی کہ وریان آپنے اسے پھر زندہ کیون
رکھا ہی کیا اب آپ یہ چاہتی ہین کہ وہ کالی بلا آکر اسے چھڑا لیجائے بلا لون مین تو اسے زندہ نہین رکھنے کی اور تیغ کھینچکر
دوڑی ملکہ پکارنے لگی کہ اے الماس بادپا ارے ابھی نہ اسے قتل کر صبح کو میدان مین لیجاکر سب کے سامنے اسے مارینگے
ادھر اور عیاربچیان بھی پکار رہی ہین کہ ارے ملکہ منع کرتی ہین اسے قتل نہ کر الماس بادپا ایک کی نہین سنتی
یہانتک کہ عمرو کے پاس پہونچی اور پیچھے سے رسی کاٹ کے عمرو کو گردن پر اپنی سوار کرکے نعرہ کیا کہ بدان آگاہ باشید
کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران صاحب بغدہ گران نظر کردۂ علی عمران یعنے مہتر قران نعرہ قران

سریع السیر چون باد بہاری ۔ ہم جہان سرہنگ و خنجر گذاری
بلاے جان براے کافرانم ۔ ہمانا غلام حیدر و مہتر قرانم

لیچلا مین اُستاد کو اپنے ہی کوئی ایسا کہ مجھے روک لے او جست کرکے قنات کے پار جا رہا عیاربچیان چلاتی دوڑین کہ
لینا پکڑنا جو قریب آیا قران نے بغدہ مارا کہ دو ٹکڑے ہو لی کئی کمندین قران پر پڑین جھٹکا دے کر کمندون کو
توڑ کر دس پانچ کو مار کر صاف لیے ہوئے چلا گیا عیاربچیان دیکھتی رہگئین قران عمرو کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا
تخت پر بٹھایا کہا کہ اُستاد غضب ہوا تھا آپ فریب مین یاقوت ملک کے آگئے تھے اور وہ گرفتار کرکے لیجا چکی تھی
اور مین تو اس ارادے پر گیا تھا کہ یا اپنی جان دون یا آپ کو چھڑا لاؤن الحمد للہ کہ عیاری بن پڑی عمرو نے کہا اے
قران عشق جنون کی قسم سے ہی مین دیوانہ ہو رہا ہون اپنے ہوش مین نہین ہون اس سے فریب مین آگیا اور بھی دیکھیے

اب کیا ہوتا ہی قران نے کہا اُستاد آپ ذرا اپنے ہوش درست رکھیئے کیا حقیقت اسکی ہی اور امیدوار ہون کہ آپ
جس امر کا قصد فرمایا کیجیے اُس سے پہلے مجھے آگاہ کر دیا کیجیے عمرو بولا کہ بھئی اب ایسا ہی ہوگا القصہ طبل جنگ تو
بج ہی چکا تھا اب عمرو وعتبہ کارزار کی طرف چلا عیار ہمراہ آئے اپنے اپنے کنگرون کے نیچے ٹھہرے ادھر سے
ملکہ یاقوت ملک عیارہ بچیون کو ہمراہ لیے ہوئے نمودار ہوئی ایک طرف سے صاحبقران بادشاہ اسلام تمام
سرداران عالیمقام وارد میدان کارزار ہوئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نعرے کر کے چلے گئے
کہ سمن کمند انداز سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی ملکہ نے کہا کیون جناب
ایک تم باقی ہو سو تمھارا بھی یہ ارادہ ہی کہ ہمین تنہا کر دو اُسنے دست بستہ عرض کیا کہ قربان جاؤن اور میری بہنین
تو اپنے اپنے نام کر گئین ایک مین رہجاؤن تو زمانہ کیا کہیگا غرض بمشکل ملکہ نے اجازت میدان دی سمن سلام کر کے
وہین سے جست کر کے آسمان پر گئی اور نیچے کے ہاتھ نکالنے لگی بعد ایک پہر کے پاؤن زمین سے آشنا ہوئے اب گھڑی بھر تک
تیغ کے جوہر دکھائے بعد تیغ شوری کے مبارز طلب کیا کہ گلباد عراقی سامنے عمرو کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی
عمرو نے کہا جاؤ بھئی تم بھی اپنی معشوقہ کو لے آؤ گلباد سلام کر کے جست وخیز کرتا ہوا سامنے سمن کمند انداز کے آیا اور پکارا
کہ سمن تو عاشق صادق ہین کہو تو پاؤن پر سر رکھدین سمن نے کہا کہ سوے ہوشیار ہو اور پتھر کلہ کو بھن مین دے کر اُٹھکے
مارا اُسنے خالی دیا سمن نے دو دستی پتھر مارے وہ بھی اُسنے خالی دیے جب توبڑا خالی ہوگیا اب ایک پتھر ہاتھ مین سمن کے
رہا اُسنے کہا کہ لے ہوشیار ہو یہ پیغام اجل ہی اور پتھر مارا گلباد نے کہا کہ ہم بھی جان فدا کیے دیتے ہین اور وہین کھڑا رہا کہ
وہ پتھر گھٹنے پر گلباد کے پڑا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور گلباد اُچھلکر گرا سمن دوڑی اور جھکی کہ مشکین باندھے اوس
گلباد نے ساتون حلقے کمند کے گردن مین مارے اور جھٹکا دیا کہ وہ گری بس گلباد نے اُسکی مشکین باندھ لین اور سامنے
عمرو کے لے آیا عمرو نے بجائے خلعت کے یہی طرہ پھولون کا عنایت کیا اُسنے نذر گذرانی اب کوئی پہر دن باقی تھا یاقوت ملک
طبل بازگشت بجوا کر پھری اور یہ کہتی گئی کہ خواجہ کل ہمارے تمھارے مقابلہ ہی عمرو پکارا کہ کل یہ عاشق جانباز اپنی جان
تمپر فدا کریگا یاقوت ملک اپنی بارگاہ مین آئی اور حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور سب عیار بچیون سے کہا کہ کل تم سب
اپنی اپنی تیاری کر کے ہمارے تخت کے ساتھ ہو لینا سبھون نے عرض کی کہ حضور بہت خوب اور اپنی تیاری مین مصروف
ہوئین ادھر عمرو کو خبر ہوئی یہان بھی نقارہ بجا اور سب عیارون کو حکم ہوا کہ بھئی کل ہم دولھا بنکر میدان مین جاوینگے تم
سب براتیون کے لباس سے ہمارے ساتھ ہونا یہ ہماری آخری سواری ہو یا تو ملکہ کو بیاہ لائے یا عروس مرگ سے ہمکنار
ہوئے بس اُدھر تو طبل جنگ بجا اِدھر عیار اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے عمرو نے مہتر قران سے کہا کہ بھئی
کل مجھے یاقوت ملک سے سامنا ہوگا خدا جانے کیا ہو آج مین حمزہ سے رخصت ہو آؤن قران نے کہا بہت
مناسب ہی چلیے مین بھی آپ کے ساتھ ہون عمرو وہان سے روانہ ہوا یہان امیر مقبل سے فرما رہے ہین کہ تم جا کر
ہمارے یار وفادار عمرو بن اُمیہ نامدار کو لے آؤ کہ ہم اُسے دیکھ لین کل اُس سے اور یاقوت ملک سے سامنا ہی
دیکھیے کیا ہو مقبل چلنے کو تھا کہ عمرو آیا اور بادشاہ کو مجرا کیا امیر کو سلام بجا لایا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے
عمرو قدمون پر جھکا تھا کہ امیر نے گلے سے لگا لیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا نہایت جی چاہتا تھا کہ تمھین دیکھ لین
کہو کل کیا ہوگا عمرو نے کہا کہ حمزہ ارادہ یہ ہی کہ دولھا بنکر میدان مین جائیے اور خدا فضل کرے تو عروس کو بیاہ لائیے
یا عروس مرگ سے ہمکنار ہو جیے امیر نے فرمایا خواجہ ہماری زندگی کا مزہ تمھارے دم تک ہی اگر کچھ فرق دگرگونی تو ہم
یاقوت ملک سے تو کچھ نہ کہینگے مگر اپنی جان دیدینگے عمرو نے کہا حمزہ قضا سے تو چارہ نہین ہی ورنہ یاقوت ملک

کیا ہو انشاء اللہ تعالیٰ گرفتار کرکے آپ کے سامنے لاؤنگا امیر نے کہا خواجہ تمہارا تو یہ دستور نہ تھا کہ تم رو برو ہو کر
حریف سے سامنا کرو تم تو جب لڑے صورت بدلکر لڑے عمرو نے کہا حمزہ معشوق سے دھوکے کی لڑائی لڑنے کو جی
نہیں چاہتا اور مین کیا کرون ایسی طبیعت میری یاقوت ملک پر آئی ہی کہ جب اُسکو دیکھتا ہون بیخود ہو جاتا ہون
ہوش و حواس بجا نہیں رہتے فرمایا پھر کیا ہوگا کہا تیرے اقبال سے اچھا ہوگا اور حمزہ یہ غلام تیرا کل کے دن عزت
چاہتا ہو کر دولہا بنکر میدان مین جائے اور تمام سرداران اسلام ساتھ ہون امیر نے فرمایا خواجہ مین خود تمہارے ساتھ
ہونگا اور تمکو میدان مین پہونچا کے بادشاہ اسلام کے سلام کو جاؤنگا عمرو نے ہزارون دعائین دین اور لپٹ کر امیر سے
خوب رویا بعد اسکے رخصت ہو کر اپنے خیمے کو راہی ہوا امیر نے سردارون پر تاکید کی کہ سب صاحبون کو چار گھڑی رات
رہے سے براتی بنکر میرے ساتھ چلنا ہوگا سب نے عرض کیا آنکھون سے حاضر ہونگے عمرو مع مہتران خیمے مین آیا کھانا کھا کر
لیٹ رہا مگر خیال یار مین نیند کب آتی ہی ادھر قران یہ سوچا کہ کل تو یاقوت ملک سے سامنا ہی اب استاد کہان جائینگے
لیٹ رہا کئی راتون کا جاگا تھا آنکھ لگ گئی عمرو و قران کو غافل پا کر لوٹ مار کر قنات کے پاس پہونچا اور خنجر سے چاک کرکے
نکل گیا نصف میدان طے کیا کہ خیال مین آیا کہ نقب کنی کرکے یاقوت ملک کو پکڑ لانا چاہیے بس خنجر پکڑ کے زمین کھودنا
شروع کی قضائے کار اُدھر سے یاقوت ملک نقب کنی کرتی ہوئی آتی ہی دونون سے نقب کے اندر ملاقات ہوئی
قبلہ عیاری دونون کے ہاتھون مین روشن تھے ایک نے دوسرے کو پہچانا عمرو نے کہا اے محبوب جانی تمہارا اشتیاق
ملاقات ہمکو لیے جاتا تھا الحمد للہ کہ صورت زیبا تمہاری دکھائی دی یاقوت ملک نے کہا اے عمرو مین بھی تیرے
پاس چلی تھی آؤ دو گھڑی یہان صحرا مین بیٹھکر ہم تم باتین کرین صبح کو جیسا ہوگا دیکھا جائیگا غرض دونون نقب سے
باہر نکلے دیکھا تو شب ماہ ہی کوثر یا کا پھولا ہوا ہی چاندنی چٹکی ہوئی ہی بو فرسنگ در فرسنگ ہی ہوائے سرد چل رہی ہی
رات قریب دوپہر کے آ چکی ہی دونون باہم چلے جاتے ہین کہ کوئی جگہ اچھی ہو تو وہان بیٹھین باتین کرین عمرو کہتا ہی
کہ اے ملکہ مجھکو تو اپنا غلام سمجھیو یہ ناحق کا فساد موقوف کرو ملکہ کہتی آتی ہی کہ ایسا ہی ہوگا میرا بھی یہی جی چاہتا ہی کہ
خواجہ ہم تم ہون اور رات ہو ناچ راگ رنگ کی صحبت ہو یہ باتین کرتے کرتے یاقوت ملک نے عمرو کو غفلت دے کر
بیضہ بیہوشی مارا کہ عمرو چھینک مار کر بیہوش ہو کر گرا لیکن ایک ڈبیہ یاقوت کی کمر سے عمرو کی بغل پڑی یاقوت ملک
نے اُس ڈبیہ کو اٹھا لیا اور کھولا اسمین سے غبار بیہوشی اڑا یاقوت ملک بھی بیہوش ہو کر گری اور اسطرح گری کہ عمرو
کے منھ سے منھ ملگیا گویا عمرو کے جذب مال نے اپنی طرف کھینچ لیا یہ دونون بیہوش پڑے تھے کہ ادھر سے سمک یلطاقی
لشکر یاقوت ملک کی سیر کرکے پھرا ہوا آتا تھا دور سے دیکھا کہ دو شخص صحرا مین لیٹے ہوئے ہین قریب آکر جو دیکھا تو عمرو
اور یاقوت ملک کو پایا جیسی گتا ہی کہ یاقوت ملک کو بھی استاد سے محبت ہی کیا سینے سے سینہ منھ سے منھ ملا ہے
دونون غافل سوتے ہین پھر خیال مین گذرا کہ اے سمک یہ کونسا مقام سونے کا ہی تو انکو باندھکر یہان سے لے چل پھر دیکھا جائیگا
یہ ارادہ کرکے چلا پھر خیال مین گذرا کہ اگر استاد جاگتے ہونگے تو کیسا تجھ سے خفا ہونگے یہ جو ذہن مین آیا پیچھے سرک گیا پھر سوچا
اے سمک دیکھو تو سہی کہ سوتے یا جاگتے ہین دو قدم آگے بڑھا تھا پھر رعب سے عمرو کے پسپا ہوا اسی حالت مین تھا کہ
مہتر قران حبشی بھی عمرو کو ڈھونڈھتا ہوا وہین پہونچا دیکھا کہ ایک شخص کبھی آگے بڑھ جاتا ہی کبھی پیچھے ہٹ آتا ہی قران
نے دل مین کہا کہ مرد سودائی ہی جو آگے بڑھتا ہی اور پیچھے ہٹتا ہی قریب جو آیا سمک یلطاقی کو پایا پکارا کہ اے سمک یہ تجھے
کیا ہوا ہی کیون تانا بانا کر رہا ہی قران کی آواز جو سمک کے کان مین پہونچی گویا جان تازہ بدن مین آگئی پھر کر دیکھا
کہا خلیفہ آپ بر وقت پہونچے یہان آئیے اور تماشا دیکھیے قران بولا کہ کیسا تماشا مین استاد کو ڈھونڈھنے نکلا ہون

سمک نے کہا استاد بھی تو یہاں ہیں اب مہتر قران آگے بڑھا دیکھا تو واقعی استاد غافل پڑے ہیں اور یاقوت ملک
برابر لیٹی ہوئی ہے سمک سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ استاد کو یاقوت ملک نے بیہوش کیا ہے اور استاد دلی خواری سے
وہ بیہوش ہوئی ہے پھر تمھیں تامل کس بات کا ہے چلو دونوں کو اٹھا لے چلیں سمک بولا میں اسی تردد میں تھا کہ عاشق و معشوق
سوتے ہیں کیونکر پاس جاؤں کہا ابھی تمھیں کچھ خبر ہے یہ کہکر قران قریب گیا اور عمرو کو اسی طرح بیہوش باندھکر پشتارہ
پیٹھ پر لگایا سمک نے یاقوت ملک کا پشتارہ اٹھایا دونوں اپنے لشکر میں آئے بارگاہ میں داخل ہونے
ایک پلنگ پر عمرو اور یاقوت ملک کو لٹایا فتیلہ رفع بیہوشی دیا جب عمرو کی آنکھ کھلی یاقوت ملک کو پاس لیٹے
دیکھا گلے میں ہاتھ ڈالدیے یاقوت ملک کی جو آنکھ کھلی اپنے کو عمرو کے پلنگ پر پایا اٹھ بیٹھی اور کہا خواجہ میں نے
کئی مرتبہ تمھیں گرفتار کیا اور مہتر قران تمھیں چھڑا لایا آج تمھاری عیاری سے میں بیہوش ہوئی مگر تم مجھے نہیں لائے اگر میری
عیار بچیاں پہلے پہونچ جاتیں وہ اٹھا لیجاتیں اب بھی میں ہی تم پر غالب ہوں تمھیں مناسب ہے کہ اب مجھے جانے دو اور شرط
میدان میں غالب آنے کی ہے ہر چند مہتر قران منع کرتا رہا کہ یاقوت ملک کو نہ چھوڑیے عمرو نے نہ مانا یاقوت ملک سے کہا
آپ شوق سے جائیے مجھے آپ کو آزردہ کرنا گوارا نہیں ہے یاقوت ملک نے کہا خواجہ پھر اگر یہی ہے تو میری ساتوں
عیار بچیوں کو بھی چھوڑ دو کہ میں ساتھ لیے جاؤنگی تو آخر میرے تمھارے فیصلہ ہے اگر تم غالب ہوئے تو میں تمھاری کنیز ہوں
اگر میں غالب آئی تو مجھے مختار ہے عمرو نے کہا بہتر اور اسی وقت ساتوں عیار بچیوں کو زندانخانے سے بلواکر قید سے جدا کرکے
ملکہ کے ساتھ کر دیا یاقوت ملک خوشی خوشی وہاں سے اپنے خیمے میں آئی اور سب سے مشورہ کیا کہ عمرو مجھ پر عاشق ہے میں
اپنے کو مثل عروس کے آراستہ کرکے میدان میں جاؤنگی کہ وہ اور زیادہ فریفتہ ہوکر بدہوش ہو جائے اور میں اسیر کرکے سب کے
سامنے لے آؤں سب نے کہا بلائیں لوں بہت مناسب ہے ملکہ بھی آراستگی میں مصروف ہوئی اور عیار بچیاں بھی اپنی اپنی
تیاری کرنے لگیں ادھر عمرو نے بعد یاقوت ملک کے جانے کے رات تھوڑی سی باقی تھی قران سے کہا کہ لاؤ مجھے بھی
ہمیں آراستہ کرو قران نے خلعت شادی عمرو کو پہنایا سہرہ موتیوں کا سر پر باندھا کہ تمام جسم عمرو کا اسمیں چھپ گیا اور
تخت مرصع کار پر سوار کیا ایک لاکھ اسی ہزار فرغول اور بادھری کے باندھنے والے قفطورہ زرنفتی و پاتادہ سقرلاطی پہنے
ہوئے ساتھ ہوئے تخت عمرو کا طرف میدان کے چلا تھا کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان پہونچے عمرو نے
سلام کیا امیر نے ہنسکر کہا کہ خواجہ آج تو نوشاہ ہو ہمیں سلام کرنا چاہیے باقی تمام سرداروں نے عمرو کو سلام کیا کرب
نے آکر پایہ تخت کا پکڑا ایک پایہ بدیع الزمان نے تھاما ایک علمشاہ نے لیا ایک مہتر قران نے سنبھالا لاکھ سردار
لباس پرتکلف پہنے ہوئے مثل براتیوں کے گرد تخت عمرو کے ہوئے نوبت نقارہ بجتا ہوا شہنائی بجتی ہوئی تخت
جمشیدی اور فر فریدونی سواری شاہ عمرو کی میدان میں پہونچی ادھر سے دیکھا کہ ملکہ یاقوت ملک تخت یاقوت نگار
پر سوار جوڑہ بندھا ہوا تاج کج سر پر رکھا ہوا بچھا مسند کا تکیہ سے سامنے موجود تمام عیار بچیاں آستینیں چڑھائے بانے
عیاری کے بدن پر لگائے تخت کے ساتھ باغ سے باہر آئیں میدان میں پہونچیں دیکھا تو عجب ہنگامہ ہے کہ تمام لشکر اسلام
از کہتر تا مہ ادنے و اعلی سب تماشا دیکھنے آئے ہیں انبوہ عالم ہجوم خلائق ہے حمزہ صاحبقران مع سرداران عمرو کی جلو
میں موجود ہیں یاقوت ملک نے الماس باد و پا سے کہا کہ بڑا رتبہ ہے عمرو کا تو دیکھتی ہے کہ صاحبقران اسکی جلو میں
ہیں لیکن جب یاقوت ملک میدان میں آکر ٹھہری صاحبقران مع سرداران عالیشان بادشاہ اسلام کی خدمت
میں آئے مجرا کرکے کھڑے ہوئے اور بادشاہ اسلام کی طرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ میں عمرو کے پاس موجود رہتا مگر اس
سبب سے چلا آیا کہ مبادا یاقوت ملک کو گمان گذرے کہ امیر عمرو کی کمک کو آئے ہیں اور عمرو نے بھی مجبور صاحبقران کو

رخصت کردیا الغرض جس وقت صف آرائی ہوچکی اور میدان جنگ درست ہوچکا ملکہ یاقوت ملک اپنے تخت پر سے
جست کرکے آسمان پر گئی اور نیمچے کے ہاتھ نکالنے لگی خوب سلح شوری دکھائی چار گھڑی تک آسمان سے نیچے نہ آئی جس وقت
پانؤن زمین سے آشنا ہوئے چار غول چالیس عیار بچیون کے سامنے آکر کھڑے ہوئے ایک غول مین کمسن حسین ایک مین
نوجوان عورتین تھین ایک غول ادھیڑون کا ایک بوڑھون کا تھا اور چارون کے چار رنگ کے لباس تھے بس یہ چارون غول
بیس بیس گز کے فاصلے سے کھڑے ہوئے اور چند عیار بچیون نے ایک درخت نقرہ مصقول کا لاکر بیچ مین نصب کیا تھا کہ
پتے اُسکے زمرد کے تھے شاخین طلائے احمر کی تھین ہر شاخ مین حلقہائے طلائی نصب تھے اور ہر حلقے مین خوشہائے مروارید
آویزان تھے ملکہ یاقوت ملک گرد اُس درخت کے چکر مارنے لگی تین چکر مار کر غول مین زرد پوشون کے آکر گری بس اسکی
بھی وہی صورت وہی زرد لباس اور وہی سن تھا لگا نیمچہ چلنے دو گھڑی تک خوب نیمچہ چلا الماس بادپا نے آواز دی کہ
ہا جو کوئی پہچان سکتا ہو کہ ملکہ انمین کونسی ہے تمام عیار بچیون نے خیال کیا نہ پہچان سکین ملکہ نے اُس غول سے نکلکر تین
چکر پھر گرد اُس درخت کے مارے دوسری مرتبہ سیاہ پوشون کے غول مین آکر گری انمین بھی نیمچہ چلنے لگا اور ملکہ کا وہی سن تھا
وہی صورت تھی وہی سیاہ لباس تھا دو گھڑی تک اُس غول مین بھی کوئی ملکہ کو نہ پہچان سکا تیسری بار سبز پوشون مین جاکر
گری وہی وضع وہی طرح تھی چوتھی بار سرخ پوشون مین جا کر ملی تو وہی پوشاک وہی لباس وہی سن تھی اب چارون غولون سے فراغت
کرکے گوپھن ہاتھ مین لیکر جس خوشہ مروارید پر پتھر مارا وہ خوشہ اُڑ گیا الماس بادپا نے کہا کہ بلا لون یہ تکلف نہین ہے کہ سارا
خوشہ مروارید آپ نے اُڑا دیا لطف یہ ہے کہ ایک موتی گچھے مین سے اُڑ جائے اور موتیون کو خراش نہ پہنچے کہا اچھا ذرا ابکی
پتھر جو مارا تو ایک موتی اُڑا دیا اور خوشے کو جنبش تک نہوئی واہ واہ کی آوازین بلند ہوئین غرض ملکہ جب ہنر اپنے دکھا چکی
میدان مین ٹھہر کر پکاری کہ خواجہ آؤ میرے مقابلے کو بس عمرو تخت پر سے اُترا تمام عیار ساتھ تھے سبکو رخصت کر دیا آپ
سامنے ملکہ یاقوت ملک کے آیا پکارا کہ اے سرو گلشن ناز و ادا کہ بین حسین انداز یہ گنہگار حاضر ہے سر نذر کرنے کو آیا ہے اگر قبول ہو تو
زہے عز و شرف یاقوت ملک نے کہا کہ یہ باتین مجھے پسند نہین اچھی طرح سے سامنا کرو ہوش و حواس درست کرو
عمرو نے کہا کہ مین کس سے سامنا کرون معشوق سے کوئی بھی آجتک لڑا ہے جو مین لڑونگا یاقوت ملک پکاری کہ مین
معشوق نہین ہون تمھاری قاتل ہون عمرو بولا سب معشوق جفا کار ظلم شعار ہوتے ہین مگر بعد مرنے کے عاشق کی قدر
ہوتی ہے ملکہ بولی ایسی باتین بہت سنی ہین بے خبردار ہو مین بغیر مارے نہ چھوڑونگی عمرو پکارا کہ تم شوق سے قتل کرو
یاقوت ملک پیچھے ہٹی اور گوپھن کے کلے مین پتھر دے کر مارا اُسے عمرو نے وہ پتھر خالی دیا اور پکارا شعر
اکنون کہ تنہا دیدمت لطف آر آزارے مکن ٭ تیغ ملبش سنگے بزن لیکن نگو کارے مکن ٭ ملکہ نے دوسرا پتھر اور تیسرا پتھر مارا بوچھار
کردی عمرو خالی دے رہا ہے کبھی اُچک جاتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی دہنی طرف ہٹجاتا ہے کبھی بائین طرف چھپ جاتا ہے ملکہ نے
دیکھا کہ یہ پتھر نہین کھاتا ہے دو دستی پتھر مارنے لگی عمرو دونون سے بچنے لگا مگر گوپھن ہاتھ مین نہین لیتا کہ رہا ہے کہ مین ہرگز حربہ نہ کرونگا
یہانتک کہ ملکہ پتھر مار مار کر تھکی تو بڑا اُسکا خالی ہوگیا اب ملکہ نے کمند مارنا شروع کیا عمرو کمند سے بھی بچنے لگا دو دستی کمند ملکہ
مارتی ہے لیکن عمرو اُسکے دام مین نہین آتا آخر کار یاقوت ملک نے خنجر مارنا شروع کیا عمرو نے خنجر بھی نہ کھایا اور کہا کہ ملکہ مین
عاشق صادق ہون میرا ہاتھ تجھپر نہ اُٹھیگا جب وہ خنجر مار کر بھی تھکی کہا کہ رہ اب تجھے سے سر تیرا کاٹتی ہون خنجر پھینکا نیمچہ میان
سے لیا لگی نیمچہ مارنے عمرو ہنسنے لگا اور پکار کر کہا کہ ملکہ تم ہمکو عاشق صادق اپنا نہین جانتی ہو پچتاؤگی اور ہمارا جینا تو عبث
ہے اب جان اپنی نذر دیتے ہین خیر چرچا ہماری وفا کا رہیگا عاشقان صادق مین محسوب ہونگے القصہ اب جو نیمچہ
یاقوت ملک نے مارا عمرو نے سر جھکا دیا اور یہ شعر پڑھا شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرم یا النصیب ٭ اب جو

تیغ گردن پر پڑتا ہی صاف گلے کو کاٹ کر نکلگیا سر تن سے جدا ہو کر گرا اور آواز گلوے بریدہ سے بلند ہوئی شعر سر پر بار تو خود اشد
چہ بجا شد ٭ این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد ٭ اور لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا امیر سامنے کھڑے ہوئے تھے جیسے ہی یہ معرکہ دیکھا کہ
عمرو ہاتھ سے **یاقوت ملک** کے قتل ہوا جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا اشقر پر سے اپنے کو گرا دیا گریبان چاک کیا
پکارتے ہوئے دوڑے کہ ای یار وفا شعار ای مونس و غمخوار حمزہ آخر تو رہرو راہ عدم ہوا جان اپنی معشوق پر نثار کی
بھئی ہمین بھی اپنے پاس بلالو اپنے ساتھ لیچلو ادھر **کرب غازی** نے نعرہ جگر خراش بلند کیا کہ ای پدر بزرگوار مجھکو اپنے
ہمراہ لیے چلیے اور بادشاہ اسلام کو سکتہ ہو گیا تھا جملہ سردار بھی رو رہے تھے لیکن **یاقوت ملک** نے جو دیکھا کہ
عمرو عاشق صادق تھا جان تجھپر نثار کی ہین یہ نہ جانتی تھی کہ عمرو یون جان اپنی دید نگار روتی ہوئی عمرو کے سرہانے
آئی اور جھکی کہ لاش عمرو کی اٹھائے بس عمرو نے کمند ماری کہ ساتون حلقہ کمند کے گلے مین یاقوت ملک کے پڑ گئے
جھٹکا دیا کہ زمین پر گری بس عمرو اسکو باندھکے بھاگا اور پکارا کہ حمزہ مین زندہ و سلامت ہون اور پکڑ لایا
یاقوت ملک کو امیر نے گھبرا کر دیکھا کہ عمرو چلا آتا ہی پشتارہ **یاقوت ملک** کا پشت پر لگا ہوا ہی بے اختیار کہا
کہ خواجہ تم زندہ کیونکر ہوئے عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے اپنے سر پر اور ایک سر عیاری سے بنا کر اسمین شہاب بھر کر
باندھا تھا اس سر کو مین نے کٹوا دیا اور گر پڑا جب **یاقوت ملک** میرے قریب آئی تو مین نے اسے بفریب کمند مار کر
پکڑ لیا غرض امیر بہت خوش ہوئے اور یاقوت ملک سے پوچھا کہ اب تو تجھین کوئی حجت باقی نہین رہی **یاقوت ملک**
بولی کہ مجھے کوئی حجت باقی نہین مین کنیز ہون عمرو کی چاہیے مجھے بیچ دے **صاحبقران** نے خلعت دیا **یاقوت ملک**
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوئی اور وہان سے رخصت ہو کر اپنے باغ مین آئی سب عیار بچیون کو مسلمان کیا دوسرے دن
دربار مین آئی امیر کو مجرا کیا کرسی عنایت ہوئی **یاقوت ملک** اسپر بیٹھی **صاحبقران** نے فرمایا ای یاقوت ملک جاکر
ماں بچے بیٹھو شادی کی تیاری کرو اسنے کہا کنیز یہی پوچھنے حاضر ہوئی تھی القصہ بہت دھوم سے شادی عمرو کی یاقوت ملک کے
ساتھ ہوئی اور قران کی شادی **الماس بادپا** کے ساتھ اور چالاک کا عقد **شعلہ شمشیر زن** کے ہمراہ اور **برق فرنگی** کا
نکاح غزال کے ساتھ اور ترک خطائی کا عقد **صنوبر خنجر زن** کے ہمراہ اور شعیدہ **نقب زن ابوالفتح** کے ساتھ بیاہی گئی اور
لنبر بن بخجر بلخی کے ساتھ اور سیمین کمند انداز گلباد کے ساتھ اور عیار بچیون کی شادیان اور عیاران لشکر اسلام کے ہمراہ ہوئین
بعد اسکے یاقوت ملک نے حمزہ صاحبقران اور بادشاہ اسلام اور جملہ سرداران عالیمقام کی دعوت کی عقیق کوہ مین کی پھر امیر
وہان سے دربند قمھوریہ پر آئے عمرو سے پوچھا کہ خواجہ لقا کا حال کچھ معلوم ہوا کدھر بھاگ گیا عرض کی کہ اب وہ درہ شبنم مین داخل
ہی یہ سنتے ہی پہلوان **عادی** کو حکم ہوا کہ جلد پیش خیمہ لیکر درہ شبنم کی طرف چلو **عادی** نے حکم سنکر اسی وقت بارگاہ لدوا کر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان دربند قمقشم فرعونیہ یعنے درہ شبنم کے بیان کیے جاتے ہین

کہ **زمرد شاہ باختری** بھاگ کر جب درہ شبنم کے پاس پہونچا مالک وہان کا زریمان بن قنطور شاہ تھا اسنے اپنے مصاحبون
سے صلاح کی کہ زمرد شاہ بڑا بھائی ہو فرعون شاہ کا مدد کرنا اسکی جملہ واجبات سے ہو سبھون نے عرض کیا کہ درست ہی بس
زریمان تحفے اور کشتیان نذر کے لیے ساتھ لیکر خدمت لقاے بےبقا مین آیا اور عرض کیا کہ حضور نے جو یہان قدم رنجہ فرمایا
ہی تو شہر مین تشریف لیچلیے لقا نے کہا کہ مین نے یہی تقدیر کی اسی وقت سوار ہو کر ساتھ اسکے شہر قنطوریہ مین آیا لشکر باہر قلعے
کے اترا آپ داخل قلعہ ہوا زریمان نے دعوت و ضیافت کی بختیارک نے زریمان سے پوچھا کہ آپ نے ہلو جو دامن بنا
دیا ہی کیا سمجھکر دیا ہی ہمارے پیچھے ایک اژدہاے ہفت سر آتا ہی اس سے کون سامنا کریگا تم آپ خود ایسے معلوم ہوتے ہین کوئی
پہلوان آپ کے پاس ایسا ہی کہ حمزہ سے مقابلہ کریگا نہ کوئی عیار ایسا معلوم ہوتا ہی نہ کوئی جادوگر دکھائی دیتا ہی پھر آپ کیا کیجیے گا

بہتر یہ ہی کہ آپ ہماری دعوت کر چلئے اب ہمین رخصت دیجئے کہ ہم ملک فرعونیہ کو چلے جائین کسواسطے کہ اگر حمزہ آ جائیگا تو
بھاگنا مشکل پڑ جائیگا نریمان نے بختیارک کے کلام سُنکر کہا کہ ملک جی تم مضطر ہو جو کچھ کہو وہ بجا ہی مگر تم خاطر جمع رکھو حمزہ
یہان آئیگا تو تدبیر اُسکی قرار واقعی ہو جائیگی حقیقت مین مین تو مقابل لشکر حمزہ نہین ہو سکتا اگر مددگار میرے ایسے ہین کہ لشکر
حمزہ کا ایک لمحہ بھر مین کام تمام کر دینگے اور مین اپنے سب دوستون کو نامے لکھتا ہون انھین بُلواتا ہون یہ کہکر سوچنے لگا
سر جھکا کر دریائے فکر مین غوطہ زن ہوا اُسی وقت خیال مین گذرا کہ قیطاس جادو دستار بدل بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا
اُس سے اور مجھسے دوستی کمال ہی اور اُس سے اکثر یہی وعدے رہتے ہین کہ جب کوئی وقت عسیر آئیگا تو ہماری دوستی کا حال
کھلجائیگا ای نریمان قیطاس جادو کو نامہ لکھ وہ دوست صادق ہی مقرر تیری مددگاری کریگا یہ خیال دل مین لا کر دبیر کو
بلا کر کہا کہ نامہ لکھو قیطاس جادو کو مضمون اُسکا یہ ہو کہ خداوند باختر برادر بزرگ فرعون شاہ میرے پاس تشریف لائے
ہین اور تعاقب مین اُنکے خداپرست چلے آتے ہین آپ کو لائق ولازم ہی کہ نامہ دیکھتے ہی کھانا وہان کھائیے تو پانی یہان
آکر دھوئیے جلد تشریف لائیے ایک تو ہمارا حق دوستی آپ پر ہی دوسرے کفالت کرنا لقا کی لائق ولازم ہی بڑی
ناموری کا محل ہی جب یہ نامہ دبیر نے تیار کیا ایک عیار کو دیا کہ جلد اسے قیطاس جادو پاس لیجا اور اسکا جواب لیکر جلد
وہ نامہ لیکر روانہ ہوا نریمان نے لقا سے کہا کہ یا خداوند اب آپ ذرا اندیشہ نہ کرین دیکھیے کہ ہوتا کیا ہی بختیارک نے پوچھا
کہ کسے آپ نے نامہ لکھا ہی نریمان بولا کہ تجھے کیا بختیارک نے کہا کچھ تو فرمائیے کہا کہ ای بختیارک قیطاس کو وہ
مین بھائی ہی ساحر شمشش جادو کا قیطاس جادو اُسکا نام ہی اُسے مین نے بلایا ہی جب مین مقرب خداوند
فرعون شاہ تھا تو اُس سے اور مجھسے کمال دوستی تھی یقین ہی کہ وہ نامہ دیکھتے ہی چلا آئیگا بختیارک نے کہا ای نریمان تم
خداپرستون سے ابھی واقف نہین ہوا انھون نے شہر کے شہر جادوگرون کے غارت کر دیے ہین ملکہ دمامہ جادو شہنشاہ
ساحران مشہور تھی اُسے چاہ الماس کے اندر گھسکر مارا اور جادوگرون کی کیا حقیقت ہی نریمان بولا کہ ملک جی خدا جانے
کس پیچ سے دمامہ جادو ماری گئی اُسکی قسمت حمزہ کی شریک ہو گئی ورنہ دمامہ پر کون غالب آسکتا ملک جی
یہان ایسا نہو گا تم خاطر جمعی سے یہان رہو غرض لقا عیش وعشرت مین مصروف ہوا بعد چند روز کے سرکارون نے
خبر دی کہ لشکر حمزہ صاحبقران آ پہونچا لقا یہ خبر سُنتے ہی مانند برگ بید کے کانپنے لگا رنگ زرد ہو گیا جام شراب
ہاتھ سے گر کر چور ہو گیا وہی لذت شکست کھا کر بھاگنے کی یاد آگئی بختیارک نے نریمان سے کہا کہ ابتک
کوئی تمھاری کمک کو نہ آیا ہلکو مفت مین گرفتار کروایا نریمان متردد متفکر اُٹھکر شہر کی طرف چلا مگر یہان
حمزہ صاحبقران دنگل شوکت پر جلوہ گر ہین بادشاہ اسلام تخت شاہی پر رونق افروز ہین سردارون کا دور بندھا ہوا ہی
ناچ ہو رہا ہی جام شراب گردش مین ہی کہ رؤسائے فرعونیہ جو بیٹھے ہوئے تھے مانند قمھور اور محراب شاہ اور
مصاحب شاہ وغیرہ کے امیر نے اُنسے پوچھا کہ صاحبو ملک درہ شبنم کچھ زبردست ہی یا کوئی پہلوان زور آور ہی یا کسی
عیار کا اُسے بھروسا ہی یا کوئی ساحر اُسکا شریک ہی جو اُسنے لقا کو اپنے پاس رکھا ہی قمھور کرگدن سوار نے عرض کیا کہ پیر و مرشد
غلام کو خوب حال اُسکا معلوم ہی یہ سابق مین معشوق تھا فرعون شاہ کا بھلا پتلا معشوق وضع یہ لڑنا کیا جانے اور
نہ کوئی پہلوان زبردست اُسکے ساتھ ہی نہ کوئی ساحر ہی نہ کوئی عیار ہی امیر نے فرمایا کہ بھی کچھ تو بھروسا ہی جب تو
وہ مقابلے کو ہمارے لشکر کے مستعد ہوا ہی کوئی مددگار اُسکا پوشیدہ ہو گا اور عمرو کی طرف دیکھکر فرمایا کہ خواجہ خبر لاؤ
نریمان بن قنطور شاہ کی عمرو نے کہا کہ حمزہ تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی اور یہ ظاہر ہی کہ خفیہ مددگار اُسکے ہین مین
غافل گیا اور گرفتار ہو گیا پھر زندہ نہین بچنے کا امیر نے فرمایا کہ بھی تمھارے پاس خدمت اخباری کی ہی

اسواسطے تمسے کہا گیا عمرو نے کہا کہ شہریار مین خدمت اخبار سے درگذرا جسکو جی چاہے یہ عہدہ سپرد کیجیے امیر نے خلعت اور
دو توڑے منگوائے اور فرمایا کہ بھئی یہ خلعت اور روپیے اوسکے ہین جو درہ شبنم کی خبر لائے سمک ملطاقی تخت زرین
سے کودا کہ پیرومرشد مین موجود ہون خواجہ نے اگر اس خدمت سے ہاتھ اٹھایا تو کار سرکار بستہ نہ رہیگا اور چلا خلعت
کی طرف عمرو نے جو یہ دیکھا دوڑ کر وہ روپے اٹھا کر داخل زنبیل کیے اور خلعت پہن لیا اور کہا کہ حمزہ سہل کام سمجھا سب
دوڑتے ہین مشکل پر کوئی نہین جاتا خیر یہ کام تو مین کرلون پھر جسے چاہنا کام اخبار کا دیدینا یہ کہکر وہان سے چلا باہر
لشکر کے آیا تھا کہ ادھر سے مہتر قران کو دیکھا کہ چلا آتا ہے اوسنے سلام کیا اور کہا کہ استاد کیا ارادہ ہے آپ کہان چلے کہا کہ
درہ شبنم کی خبر کو وہ بولا کہ خدا جانے طمع آپ کی کیا کرے گی کہا کہ بھئی قرضدارون سے ناچار ہون قران نے کہا کہ استاد
مین بھی ہمراہ ہون کہا کہ بھئی اچھا چلو یہ دونون روانہ طرف لشکر کفار ہوئے جب قریب پہونچے تو دونون نے صورتین
اپنی تبدیل کین عمرو چوبدار کی صورت بنا قران اوسکے نوکر کی شکل ہوا عصا کاندھے پر رکھکر پیچھے پیچھے ہولیا جب دروازہ
بارگاہ پر پہونچا عمرو نے عصا ہاتھ مین لیا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ لقا اور تمام سردار اوسکے بیٹھے ہین کوئی غیر شخص نہین
ہے لوگون سے پوچھا کہ حاکم درہ شبنم کا کہان ہے کہا کہ وہ ابھی قلعے مین گیا ہے عمرو دل مین سوچا کہ پھر یہان ٹھہر کر کیا کرین
چلکر قلعے مین اوسکی خبر لین کہ وہان کسیسے پھر قران کو ہمراہ لیے روانہ ہوا جب سامنے شہر کے پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے
قرق ہے کوئی اندر جانے نہین پاتا قران سے کہا کہ بیٹا اندر چلنا ضرور ہے صورت بدلنا چاہیے یہ کہکر رنگ و روغن عیاری
نکالکر ایک گوشے مین جاکر باورچی کی صورت بنکر پگڑی پیشوان سر پر دھر انگرکھا گلے مین پاجامہ پانون مین کمر بندھی
ہوئی دو چھریان اور ایک کفگیر کمر مین جابجا کپڑون پر گھی کے دھبے لگے ہوئے ادھر قران کو جو دیکھا تو ایک مزدور
کی صورت بنا ہوا ہے سیاہ ٹوپی پہنے ہوئے چیندوا غائب فقط گوٹ رہگئی ہے ایک غرقی بندھی ہوئی ایک چادر سر پر
اوسمین کچھ پیاز کچھ لہسن کچھ ترکاری عمرو نے جو یہ صورت دیکھی کہا بیٹا مرحبا صد مرحبا اور یہ دونون وہان سے قلعے
کی طرف چلے جب دروازے پر آئے پہرے والون نے کہا کہ کسی کے اندر جانے کا حکم نہین ہے عمرو بولا خیر ہم تو
پھرے جاتے ہین مگر بادشاہ جب کھانا مانگیگا تو تم جواب دے لینا یہ کہکر واپسی کے لیے قدم رکھتا ہوا چلا یہان جمعدار نے
کہا کہ بھئی ہے یہ کہ خاص وقت پر جو بادشاہ کو کھانا نہ پہونچا تو بیکار ہوگی اور باورچی ہمارا نام لے دیگا ناحق کی بدنامی ہوگی
یہان بلاؤ اوسے سپاہیون نے پکارنا شروع کیا کہ بھئی ادھر تو آؤ جمعدار صاحب بلاتے ہین کہان پھرے جاتے ہو پلٹ کر
جواب دیا کہ ہم آکر کیا کرینگے تمنے تو ہمین جانے نہین دیا اب بلاتے ہو سپاہی دوڑے جمعدار خود آیا اب کسی طرح یہ منائے
نہین مانتے ہین کہ رہے ہین کہ ہم نہ جائینگے آخرکار جمعدار نے پانچ روپے دے کر رضامند کیا منا کر لایا اور کہا کہ اسطرف ایک
باغ ہے بادشاہ اودھر گیا ہوا ہے آپ اس جانب نہ جائیے گا عمرو اور قران اور طرف روانہ ہوئے جب سپاہیون کی
نظر سے پوشیدہ ہوئے یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ بہت تکلف کا ہے سبطرح کے
پھول کھلے ہوئے ہین انواع اقسام طرح کے درخت لگے ہوئے ہین نہرین جاری ہین جانور درختون پر بیٹھے بخوش الحانی مصروف
حمد باری ہین سیر و تماشا دیکھتے ہوئے بارہ دری کے پاس پہونچے دیکھا کہ بارہ دری دورخی ہے ایک رخ ادھر ہے ایک رخ
اوسکا دریا کی طرف ہے بادشاہ بھی اوسی طرف ہے عمرو اور قران بھی اوسی طرف کو گئے ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت کر و فر سے
تاج سر پر رکھے ہوئے کرسی زرنگار پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے اور دو خدمتگار اگالدان اور رومال لیے ہوئے کھڑے ہین
عمرو اور قران نے جاکر وہ اگالدان اونکے ہاتھ سے لے لیے وہ خدمتگار چلے گئے عمرو اور قران ان دونون کے مقام پر
سرہانے کے پاس کھڑے ہوئے مگر سرمان اس سوچ مین بیٹھا ہے کہ افسوس تو مفت مین قتیل ہوا لقا کو ناحق اپنے پاس تونے ٹھہرایا

اور کون کسی کی مدد کرتا ہی جان دینا بہت دشوار ہی برے وقت مین کوئی کسی کا ساتھ نہین دیتا شعر افسوس دل اپنا بھی
تو اپنا نہین ہوتا ٭ ہان سچ ہی کہ کوئی بھی کسی نہین ہوتا ٭ اسی فکر مین تھے کہ ایک ابر تیرہ و تاریک قیطاس کوہ کی طرف
سے اٹھا اور طرفۃ العین مین اس باغ پر آکر گھر گیا اور اسمین سے بجلی چمکنے لگی رعد کے گرجنے کی صدا آنے لگی شعلہای آتش
اسمین سے نکلنے لگے بس نریمان بن قنطور شاہ سمجھا کہ یہ غضب خداوند فرعون شاہ تجھ پر نازل ہوا ہی تو نے جو بے اطلاع خداوند
لقا کو اپنے پاس جگہ دی کیا سمجھا بس خوف سے کانپنے لگا یہ تو پکارنے لگا کہ اب ایسی خطا کبھی نہو گی عمرو حیران کھڑا
دیکھ رہا ہی کہ وہ ابر پھٹا اور اسمین سے ایک تخت نمودار ہوا اور پانچ چار تخت اسکے ساتھ اور تھے جب وہ تخت قریب
آیا اسپر ایک عورت مانند دیونی کے بیٹھی ہوئی ہی بیتالیس ارچ کا قد بال قبلہ قبلہ چھوٹے ہوئے ہین بال نہین ہین
معلوم ہوتا ہی کہ مار سیاہ اسکے سر مین لپٹے ہوے ہین توڑا سا منھ گالون پر داغ چیچک کے تڑے بڑے غار ہر غار مین [illegible]
اٹھا ہوا تھا سر کے سرے پر ایک ایک بال مانند سوہ فیل کے آنکھین مانند کہربا زرد یا تھے پر قشقہ کھنچا ہوا دو زنخ دونت
کے بیچ مین ٹیکہ سیندور کا دیا ہوا دونون چھاتیان مانند جھلجھلاتے ہوئے بیگنون کے لٹکی ہوئی عجب ہیبت ناک شکل
تھی بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے دونون آنچل دونون کاندھون پر پڑے ہوئے بت کہنی سے شانے تک بندھے
ہوئے سرخ تافتے کا لہنگا پاؤن مین منھ سے شعلہ آتش نکلتے ہوئے عمرو یہ ہیئت دیکھتے ہی ڈر کانپنے لگا تھرا گیا اپنے
دل مین کہا کہ اے عمرو خدا جانے اس سے کیا ایذا تجھے پہنچے گی جو یہ عالم تیرا ہوا ہی خدا جل اہل اسلام کو اسکے شر سے
محفوظ رکھے مگر وہ جادوگرنی جب زمین پر آئی وہی چالیس اسکی مصاحبین و کنیزین اسکے ساتھ تھین اُنسے کہا ارے
دیکھو تو کوئی مالک اِس باغ کا ہی وہ ڈھونڈھنے لگین ایک جگہ دیکھا ایک شخص تاج سر پر سے اتارے ہوئے ہاتھ
کولے پر رکھے زمین پر اوندھا پڑا ہوا توبہ توبہ کر رہا ہی کہا معلوم ہوتا ہی کہ مالک یہانکا وہی ہی یہ ساحرہ کہ نام اسکا خورشید جادو
ہی اٹھلائی ہاتھ پکڑ کر نریمان کا اٹھا لیا اور کہا ارے کیون توبہ توبہ پکار رہا ہی سیدھا تو ہو کچھ حال تو بیان کر نریمان نے
وہ صورت عجیب جو دیکھی تھرا گیا کہا کہ مین بیشک خطادار ہون جو چاہیے سو کیجیے اسنے کہا خطا کیسی تیرا نام کیا ہی اسنے کہا نام
بتاؤنگا تو خدا جانے آپ کیا کرینگی اسنے کہا کہ ارے خوف نہ کر بدحواس نہو اگر تو یہانکا بادشاہ ہی اور نریمان بن
قنطور شاہ تیرا نام ہی تو آگاہ ہو کہ مین تیری مدد کو قیطاس کوہ سے آئی ہون یہ کلمہ سنکر اسکی جان مین جان آئی
بولا کہ ہان مین نے قیطاس جادو کو نامہ لکھا تھا اپنی کمک کیواسطے بلایا تھا میرا ہی نام نریمان ہی مین نے کبھی مدد
کسی کی کبھی دیکھی نہ تھی یہ عالم دیکھکر ڈرا تھا کہ نہین معلوم کیا آفت آئی ہی خورشید جادو نے کہا کہ جسوقت نامہ تمھارا
پہونچا مین اپنے باپ قیطاس جادو پاس بیٹھی ہوئی تھی نامے کو پڑھتے ہی قیطاس جادو نے کہا کہ نریمان میرا
مدت کا دوست ہی مین اسکی مدد کو جاؤنگا مین نے کہا کہ اے پدر بزرگوار آپ کا اسکو تکلیف کون مین جا کر جتنے خدا پرست
ہین سبکا کام تمام کرونگی ایک آئین کا زندہ نہ چھوڑونگی بس مین رخصت ہو کر ادھر کو روانہ ہوئی یہان جو آئی تمھین
اس حال مین مبتلا دیکھا نریمان بہت خوش ہوا اور کہا تمنے تو میری آبرو رکھ لی امیدوار ہون کہ مجھکو اپنے نام نامی
اور اسم گرامی سے آگاہ کرو وہ بولی مجھے خورشید جادو کہتے ہین نریمان نے کہا ای خورشید جادو تمھا خدا ے باختر
میرے یہان اترا ہوا ہی چلے اسکی زیارت کر لو کہا کہ بہتر ہی چلو بس دونون ہاتھ پکڑے ہوئے روانہ ہوئے باغ سے
نکلکر ایک سواری پر دونون سوار ہوئے بارگاہ لقا مین آئے خورشید جادو نے لقا کو سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیکر کرسی
زرنگار پر آکر بیٹھی نریمان نے تعریفین خورشید جادو کی انصر بیان کین خورشید جادو نے لقا سے حال اہل اسلام کا
پوچھا لقا نے اشارہ بختیارک کی طرف کیا کہ یہ خوب جانتا ہی اس سے پوچھو بختیارک نے اٹھکر [illegible]

خورشید جادو نے نام پوچھا بختیارک نے نام اپنا مع آبا و اجداد بیان کیا خورشید جادو ہنسی اور کہا کہ حال خدا پرستونکا
بیان کر بختیارک نے ابتدا سے انتہا تک امیر اور حقیقت ساحران عالم کے مفصل قتل ہونے کی بیان کی اور بعد اسکے
کہا کہ جو شخص ریش تراشیدہ کافران قاتل ساحران ہے اُسکا نام مین نہین لے سکتا اس سے بھی آگاہ کر دیا کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے خورشید جادو
نے کہا کہ سچ ہے جسکا تم نام نہین لے سکتے حال اُس شخص کا مجھے خوب معلوم ہے وہ عیار حمزہ ہے کہ اسکے ہاتھ سے تمام زمانے کے ساحر مارے گئے
ہین اور حمزہ کا بھی حال جانتی ہون دونون کی تدبیر ہو جائیگی یہی بلکہ یقین کر جادوگرنیان مصاحب خورشید جادو کی نسرین
جادو اور نسترن جادو آئین دونون نے خورشید جادو کو سلام کیا ہاتھ باندھ کے کھڑی ہوئین خورشید جادو نے پوچھا کہ ارے تم
کیون کھڑی ہوئی ہو عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو ہم تین روز مین لشکر حمزہ مین کسی کو باقی نہ رکھین سبکا استیصال کر دین کہا کہ
دور ہو مردارو تمنے بھی سحر مین اتنا دخل پیدا کیا بیٹھو اپنے مقام پر کیا ہنسی ٹھٹھا ہے لشکر حمزہ کا غارت کرنا ان دونون نے عرض
کیا کہ بلا لون اگر یہ نہو تو ہماری ناکین کاٹ ڈالیے گا پھر خورشید جادو نے کہا کہ ارے تمکو سحر مین سلیقہ کیا ہے انھون نے
عرض کیا کہ اب تو ہمین رخصت دیجیے کہا کہ اچھا اگر تمنے تین دن مین خاتمہ نہ کیا اور چوتھا دن ہو گیا تو مجھسے برا کوئی نہین
اچھا جاؤ وہ دونون اُسی وقت زمین پر گرین اور پر پرواز پیدا کر کے روانہ ہوئین بعد کو خورشید جادو نے اسباب سحر روانہ
کیا بس یہ تماشا دیکھکر عمرو بارگاہ سے باہر نکلا قران سے کہا کہ چلکر بیٹا حمزہ کو اس حال سے آگاہ کیجیے اُسنے کہا بسم اللہ
چلیے دونون لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے شام کو وہان سے چلے تھے شب تاریک تھی راستہ گم کیا رات بھر حیران و
سرگردان رہے صبح کو راہ دریافت کر کے راہی ہوئے لیکن یہان حمزہ صاحبقران صبح کے وقت بارگاہ مین آ کر بیٹھے ہین
بادشاہ اسلام سے کہہ رہے ہین کہ رات کو عجب تماشا ہوا کہ مین سونے کے واسطے پلنگ پر لیٹا ہون کہ ایک کبوتر میرے
پلنگ کے گرد مل بار پھر کر چلا گیا بادشاہ نے چپکے سے کان مین کہا کہ اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر جو یاد کرتے ہین
اسم اعظم بالکل فراموش تھا بس رنگ سفید ہو گیا فرمایا عمرو کل سے گیا ہے خدا اُسکی خیر کرے یہی باتین تھین کہ لشکر مین
چار طرف سے غلغلہ برپا ہوا فرمایا خبر تو لو یہ کیسا شور ہے لوگ خبر کو روانہ ہوئے غل و زیادہ ہوا صاحبقران گھبرا کر بارگاہ
سے نکل آئے دیکھا کہ چار طرف لشکر کے شعلہ ہائے آتش چمکتے معلوم ہوتے ہین لوگ اسباب اپنا بغل مین دبائے ہوئے
اسطرف کو بھاگے آتے ہین پوچھا کہ کیا ہے عرض کیا کہ پیر و مرشد اوپر سے ابر آتش چلا آتا ہے نیچے دریا ہے جو لوگون کو ڈبوتا
ہوا چلا آتا ہے اور چہار طرف لشکر کے یہی صورت ہے کوئی باہر نہین جا سکتا امیر یہ سنکر اور حیران و پریشان ہوئے فرمایا جو
مرضی خدا کی کیا چارہ ہے اور سجادہ بچھا کر نماز پڑھی اور بگریہ و زاری دعا مین مصروف ہوئے مگر عمرو اور مہتر قران جو
لشکر اسلام کے قریب تو پر آئے دیکھا جہان لشکر تھا وہان ابر آتش سے آگ برس رہی ہے اور دریائے آب جوش مار رہا ہے
دھنے بائین طرف خوب دوڑ تھکے مگر کہین سراغ لشکر کا نہ پایا ایک کشتکار سے پوچھا کہ لشکر جو یہان اترا ہوا تھا کیا ہوا
اُسنے کہا کہ پہر رات رہے سے دریائے آب و ابر آتش اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ سنکر عمرو بے اختیار روتا ہوا پکارا کہ ای آقائے
عمرو وای مولائے عمرو ہائے ہائے یہ کیا فلک نے مجھے دکھایا اور عمرو بعد تیرے زندگی نہ کریگا اور ای آقا ابھی ذرا تامل
کرنا ستیار باغ جنان نہونا اس خادم دیرینہ کو اپنے پاس آ لینے دو یہ کہکر خنجر کھینچکر چاہا تھا کہ اپنے کو مارے کہ مہتر قران
نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اُستاد آپ کیا کرتے ہین امیر اور تمام لشکر ابھی زندہ و سلامت ہے یہ انھین جادوگرنیون
کی شرارت ہے یہ دریائے آب و ابر آتش انھین کے سحر کا معلوم ہوتا ہے اور آپکو یاد نہین کہ انھون نے خورشید جادو
سے تین دن کا وعدہ کیا ہے ابھی تو ایک ہی شب گذری ہے جبتک تین روز نہ گذر جائینگے کچھ کھٹکا نہو گا چلکر
تلاش کر کے ان لوگونکو ماریے پھر اگر امیر کو زندہ نہ پایئے گا تو آپکو اختیار ہے عمرو نے کہا کہ اچھا ابھی چلو اور

یہ دونون روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکر صلاح یہ کی کہ بھئی الگ الگ چلو بس ایک طرف عمرو روانہ ہوا اور ایک طرف
قران عمرو کنارے دریائے آب کے آتے آتے ایک درہ کوہ مین پہونچا دیکھا کہ صحرائے مہیب خارستان عجیب ہی ہوا گرم چل رہی
ہی درخت جلے ہوئے ہین پتے کا انمین پتہ تک نہین ہی ایک آدھ چغد درخت پر بیٹھا ہوا پر پھیلائے لخ لخ کر رہا ہی اور قلہ کوہ پر
ایک ساحرہ کو دیکھا کہ بیٹھی ہی اور ایک چرخا اُسکے آگے رکھا ہوا ہی اُسپر بیرقین بندھی ہوئی ہین طاس پانی کا بھرا ہوا اُسکے آگے
رکھا ہی ہر مرتبہ وہ ساحرہ سحر کرتی ہی تیکھا پانی مین قے بوتی ہی اور اُس چرخے پر مارتی ہی اسمین سے بوندین پانی کی گرتی ہین وہ مواج
ہو کر اُسی دریائے آب مین جاکر ملتی ہین وہ دریا طغیانی پر آجاتا ہی عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ دریائے آب اسی قحبہ کے سحر سے ہی
اسکو مارا چاہیے بس اسی وقت ایک زن جمیلہ کی صورت بنا اور پلنگ پوش اوڑھکر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر سریلی آواز سے
رونا شروع کیا آواز رونے کی جو کان مین نسرین جادو کے پہونچی بچین ہوکر اُٹھی کہ یہ کون مصیبت زدہ رو رہا ہی دیکھو تو سہی
اور اُسی آواز پر آئی دیکھا کہ ایک عورت پلنگ پوش اوڑھے ہوئے رو رہی ہی آواز سے یہ پایا جاتا ہی کہ ابھی کمسن ہی اُسنے
پلنگ پوش اُسکے منہ پر سے اُٹھایا اور پوچھا کہ تو کون ہی کیا مصیبت تجھپر پڑی ہی جو تو اس کرب سے رو رہی ہی اُس زن جمیلہ نے
جو صورت اُسکی دیکھی سہم گئی پکاری کہ صاحب اگر تم مجھے کھانے کو آئی ہو تو کھا جاؤ مین آپ اپنی زندگی سے بیزار ہون اُسنے کہا کہ کیا
تو نے مجھے ڈائن مقرر کیا ہی یہ بولی کہ پھر صاحب آپ کون ہین اُسنے کہا کہ مین خورشید جادو کی مصاحب ہون اُسنے کہا معلوم ہوا
کہ خورشید جادو بڑی چڑیل ہی جو تجھ ایسی بلا اُسکی مصاحب ہی کہا ارے چپ وہ بادشاہزادی ہی قیطاس کوہ کی یہ بولی کہ کیا وہان
سب بھوت پلیت رہتے ہین اُسنے کہا ارے کیا بکتی ہی وہان سب آدمی رہتے ہین یہ بولی تم ایسے آدمی ہونگے پوچھا کہ مجھکو پھر تو
کیا جانتی ہی یہ پکاری ایک بلا مین تجھکو جانتی ہون اُسنے کہا ان باتون کو جانے دے اپنا حال بیان کر یہ بولی کیا حال تجھکر
تو شجان کر دگی اچھا سنو مین ایک سوداگر بچی ہون قافلہ میرا سب تباہ ہو گیا ماں باپ شوہر بھائی بند سب دریا مین غرق
ہو گئے مین ایک کمبخت تختے پر بہتی ہوئی ملک فرعونیہ مین نکلی یہان پہونچی اب آپ بتائیے کہ آپ کون ہین اُسنے کہا نام
میرا نسرین جادو ہی مصاحب ہون خورشید جادو کی وعدہ کرکے آئی ہون کہ تین دن مین استیصال خدا پرستون کا
کر دونگی دو روز ہو چکے ہین ایک روز اور باقی ہی مین اپنا کام بیٹھی کر رہی تھی کہ آواز تیری سننی مین بیقرار ہو کر دوڑی
خیر اب ماں باپ عزیز تو تیرے زندہ نہین ہو سکتے مگر جہان تو کہیگی وہان تجھے پہونچا دیا جائیگا اب میرے ساتھ
چل یہان کیون بیٹھی ہی کوئی جانور درندہ نکلے گا تو تجھکو کھا جائیگا کہا کہ پھر چلو تمھین مجھے کھا لینا اُسنے کہا کہ بک نہین اور
ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کوہ پر لائی اور پھر چرخہ پھرانے مین مصروف ہوئی اور آگے اُسکے خم شراب کے رکھے تھے اُسمین سے
شراب پینے لگی عمرو نے پوچھا کہ یہ آپ کیا پیتی ہین نسرین نے کہا شراب ہی تو بھی پی کہا کہ مین خون جگر پیتی ہون
اسکے پینے کی کیا احتیاج ہی اور اس شراب مین سے تو ایسی بوے بد آتی ہی کہ دماغ میرا پریشان ہوا جاتا ہی کبھی مین آدمی
تھی تو شراب کھنچوا کر پیا کرتی تھی اس شراب مین سے تو گو کی بو آتی ہی یہ کہکے منہ پھیر کر پلنگ پوش اوڑھ کر گلابی شراب
کی بغل سے نکالی نسرین نے پوچھا یہ کیا کرتی ہی کہا کچھ نہین مین کیا کہون کیا چیز ہی نسرین نے اُٹھکر دیکھا کہ گلابی تحفہ ہی
اُسمین شراب کیتکی شفاف بھری ہوئی ہی دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا کہا کہ اُسمین سے تھوڑی مجھے دے کہا یہ نہ دونگی یہ میری
زندگی ہی آپ خیال کیجیے کہ اس مصیبت مین کوئی چیز مین نے اپنے ساتھ نہ لی سوا اس شراب کے جانتی تھی کہ اس بغیر میری
زندگی دشوار ہی کہا تھوڑی سی مجھے بھی دے کہا ہو چکے گی تو مین خاک پیونگی نسرین برہم ہو کر منہ پھیر کر چلی گئی اپنے کام
مین مصروف ہوئی عمرو اُس سے لپٹ گیا کہا کہ آپ خفا ہو گئے مین اسے اپنی زندگی جانتی ہون اب تھوڑی سی میرے
ہاتھ سے پی لیجیے اُسنے کہا کہ بیٹیا مین تو ذرا سی مانگتی تھی لا تو اپنے ہاتھ سے میرے منہ مین ڈالدے یہ کہکر منہ کھولدیا آنکھین

بند کرین عمرو نے ساری گلابی اُسکے مُنھ مین ڈالدی اور لگا چینے روتے کہ ہاے اب مین کیا کرونگی وہ تو ساری گلابی
مُنھ مین جارہی مُنھ کا ہکو تھا غار تھا اُسنے کہا کہ بیٹیا تو آج کا دن ٹال کرکل تو جیسا کہیگی ویسی ہی شراب بنوا دونگی وہ
چپکے چپکے رونے لگی ایک ساعت بھر کے بعد زبان اُسکی شق ہوگئی بدن نیلا ہوگیا پیٹ پر ورم آگیا وہ تڑپنے
لگی آخر کو داصل جہنم ہوئی عمرو نے جواہر اُسکے بدن پر سے کپڑون سمیت اُتار لیا اور نتیجہ عیاری سے سر کاٹ کر
لیکر روانہ ہوا اور دل مین تصور کرتا جاتا تھا کہ چلکر دیکھو مہتر قران نے کیا کیا

اب چند کلمے داستان مہتر قران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ قران دریاے آتش کو دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا کہ دیکھا درۂ کوہ مین ایک عورت لنگ گھاروے کا باندھے ہوئے
بیٹھی ہو اور دو منقل آتشین اُسکے آگے جل رہی ہین اور وہ ساحرہ کالے تل ہاتھ مین لیتی ہو اور اُنپر کچھ پڑھتی ہی
اور آگ پر ڈالتی ہو اسمین سے شعلہ آتش اُٹھتے ہین اور ابر آتش مین جاکر مثل برق کے بنتے ہین اور اُس سے امواج گرتے ہین
یہ دیکھکر مہتر قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی بنائی قشقہ پیشانی پر کھینچا زنار گلے مین ڈالا جھولی گھاروے کی
لگائی ایک اژدہا مقوے کا بنایا اُسپر سوار ہوا اور ایک نامہ سر پر باندھکر سامنے نسترن جادو کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ
او نسترن ملکہ خورشید جادو نے مجھے بھیجا ہی کہ جاکر دیکھ اُسنے کیا کیا تھین باندھکر مشکین مرداری لے آ تا اب تک نے
کیا کیا نسترن یہ سنکر تھر تھر کانپنے لگی کہا کہ ابھی تو دوسرا دن ہی اُسنے کہا کہ تونے دو دن مین آدھے لشکر کا بھی کام تمام
نہ کیا نسترن نے جواب دیا کہ مین بھی تو کام مین مصروف ہون اگر بیکار بیٹھی ہوتی تو جگہ خفگی کی تھی ایک روز کا کام اور
باقی ہو قران نے کہا کہ اگر تو اس کام مین نہوتی تو جھونٹے پکڑ کر کھینچتا ہوا لیجاتا دیکھ کر اس نامے مین ملکہ نے کیا لکھا ہی
پڑھ اسے نسترن نے نامہ اُسکے ہاتھ سے لیکر کھولا یہ نامہ کو کھولتی کھلتی جاتی ہی لیکن کچھ لکھا ہوا نظر نہین آتا سادہ
کاغذ معلوم ہوتا ہی جب سب نامہ کھول چکی آخر مین لکھا ہوا تھا کہ او قحبہ تو چاہتی ہی کہ لشکر اسلام کا استیصال کرے
سنو مہتر قران حبشی کب تجھے زندہ چھوڑتا ہون بس اُسنے سر اُٹھا کر قران کی طرف دیکھکر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرے
قران نے ایک ہاتھ سے تو گلا اُسکا دبایا دوسرے ہاتھ سے دونون ٹانگین پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا
کہ ہڈی پسلی طوطیائی سرمہ ہوگئی اور بیٹھکر چھاتی پر سر اُسکا کاٹ لیا اور تلاش مین عمرو کی روانہ ہوا ادھر سے عمرو
آتا تھا اثناے راہ مین ملاقات ہوئی دونون نے اپنا اپنا کام بیان کیا عمرو نے کہا کہ بھئی تمھاری عیاری زبردستی کی ہی
تمنے تو زبردستی کرکے اُسے مارا قران نے کہا کہ اُستاد یہ سب آپکی جوتیون کا صدقہ ہی یہی باتین کرتے ہوئے روانہ ہوئے
کہ اب چلکر دیکھین کہ لشکر اسلام کا کیا حال ہی لیکن سلطان حمجاہ اور بادشاہ چراغ لشکر اسلامیان اور سب سردار نامی
و گرامی بارگاہ ہشامی مین ہین اور تمام لشکر گرد بارگاہ ہشامی کے جمع ہی اور دریاے آب اور ابر آتش ڈبوتا اور
جلاتا چلا آتا ہی یہ کیفیت ہی کہ دریا سے ایک ایک نہنگ نکلتا ہی اور جب سانس کھینچتا ہی سو سو دو دو سو کو نگل جاتا
ہی لشکر مین تلاطم ہی ادھر ابر آتش سے بجلیان کڑک کڑک کر گرتی ہین اور جلا جلا کر خاک سیاہ کردیتی ہین گھوڑے
چراغ پا ہو رہے ہین ایک محشر برپا ہی تمام خیمے گرد و اطراف کے ڈوبتے چلے جاتے ہین اب بارگاہ ہشامی سے
دس بیس گز کا فاصلہ باقی رہگیا ہی سبکو یقین مرگ ہی ہر شخص دعا مانگ رہا ہی کہ پروردگار بچا اس آتش سوزان سے
واسطہ ابراہیم خلیل اللہ کا اور محفوظ رکھ اس طوفان سے واسطہ نوح آدم ثانی کا ادھر کرب غازی اپنے
مولا علی ابن ابی طالب کو پکار رہا ہی کہ یا مولا سب انبیا کی مدد کی ہی اس غلام کو بھی اس قید بیخ دبلا سے
نجات دیجیے ہر ایک گریہ و زاری کر رہا ہی دعاے نجات مانگ رہا ہی تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا

شعر زشست ہمت کشور کشائش ✤ برآمد بر ہدف تیر دعائش ✤ کر یا تو وہ دریاے آب و ابر آتش چڑھتا چلا آتا
تھا یا دریاے آب ٹھہر گیا بعد لحہ بھر کے پیچھے ہٹنا شروع ہوا یکایک دریاے آب غائب ہو گیا بعد ایک لحہ کے
ابر آتش بھی نیست و نابود ہو گیا غلغلہ لشکر مین ہوا لوگ اپنا اپنا اسباب ڈھونڈھنے لگے صاحبقران نے دیکھا کہ اب
کچھ تک نہین نہین معلوم ہوتی اور کوئی خیمہ نہین جلا ہو سب برقرار ہین فرمایا معلوم ہوتا ہو کہ وہ جادوگر مارا گیا جسکے
سحر سے دریاے آب و ابر آتش تھا اور واللہ یہ کام میرے یار وفادار عمرو بن امیہ ضمری کا ہو یہی باتین تھین کہ
عمرو وقران دونون سر جادوگرنیون کے لیے ہوئے پہونچے سلام کیا اور دونون نے سر سامنے پھینک دیے اور سب
حقیقت بیان کی امیر نے گلے سے لگایا خلعت دیا سب سردارون سے روپیہ دلوایا حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے
یہان تو نقارۂ شادمانی گڑگڑایا مگر اب حال سُنیے بارگاہ کفار کا کہ یہان تمام کفار بیٹھے ہین اور تعبیر ارزو ہی نسرین
و نسترن کو گئے ہوئے کہ خورشید جادو نے کہا نجتیارک سے کہ ملک جی کچھ لشکر حمزہ کی بھی تمھین خبر ہو کہا سُنا ہو
دریاے آب و ابر آتش گھیرے ہوئے ہو کہا کہ دیکھا تمنے دو کنیزون نے میری کیا حال کیا لشکر حمزہ کا نجتیارک
نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو اگر عمرو بھی لشکر مین ہو اور وہ بھی اس بلا مین گرفتار ہو گیا ہو تو کنیزین آپکی بچینگی نہین تو
مرشد خدا جانے اُنسے کسطرح پیش آئینگے خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی تم بہت عمرو سے خائف ہو نجتیارک
بولا آپ خائف کہتی ہین میرا تو یہ حال ہو کہ جہان انکو دیکھا یقین ہوا کہ ملک الموت آ پہونچے اور مین ڈرون تو
کون ڈرے کہ میرے باپ کا ہریسہ پکا کر مجھکو کھلا دیا یہانتک جوتیان ماری ہین کہ سر پر کوئی بال باقی نہین رہا
خورشید جادو نے ہنسکر کہا کہ دیکھین سر تمھارا نجتیارک نے پگڑی اُتار کر سامنے کیا خورشید جادو نے دیکھا کہ
واقعی کوئی بال سر پر نہین رہا ہنسنے لگی ہنسنے کے بعد اُسکے کوئی پہر بھر گذرا ہو گا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آسنے ہاتھ اٹھا کر بددعا
دی اور کہا کہ دور دور سے دریاے آب و ابر آتش جو لشکر حمزہ کو گھیرے ہوئے تھا آج بالکل وہ نیست و نابود ہو گیا
اور لشکر حمزہ جسطرح تھا اُسی طرح ہو بلکہ طبل شادمانی بج رہا ہو نجتیارک یہ سُنتے ہی تا دھنا ناچنے لگا اور پکارا الصلوٰۃ
بر محمد و آل محمد لعنت بر لقا و بر لات اعلیٰ و منات معلیٰ کیون ای خورشید جادو سُنا تمنے نسرین و نسترن دونون
ماری گئین مرشد نے خاتمہ کیا خورشید جادو نے کہا تو کیا واہیات بکتا ہو فال بد مُنھ سے نہ نکال اور اپنی
ساتھ والیون سے کہا کہ جا کر خبر تو لاؤ اور نسرین و نسترن سے کہنا کہ اسقدر تساہل تمنے کیون کیا ہو صنوبر جادو
نے کہا کہ بلاؤن مین جا کر خبر لاتی ہون اور اُسی وقت صورت عقاب کی بنکر روانہ ہوئی بعد دو ساعت کے لاشہ
بے سر نسرین و نسترن کے دونون پنجون مین دبائے ہوئے لا کر سامنے خورشید جادو کے ڈالدیے خورشید جادو
یہ دیکھکر تھرا گئی نجتیارک نے سلام کیا اور کہا کہ دیکھا تمنے کام مرشد کامل کا خورشید نے کہا ای نجتیارک اب
تیرے کہنے کا مجھے یقین ہوا کہ وہ ساربان زادہ بلاے بے درمان آفت جہان ہو مگر ملکہ جی خون نسرین و نسترن
کا ضائع نہ جائیگا دیکھنا عوض مین اُنکے اگر تمام خدا پرستون کو نہ مارا ہو گا تو نام اپنا خورشید جادو نہ رکھا ہو گا اور
لقا سے کہا کہ آپ چلکر مجھے بتائیے کہ لڑائی کس مقام پر ہوگی کہ وہان پر مکان اپنے واسطے بنا کر بیٹھون کہ یہ عیار
ڈر کی چیز ہو اپنی حفاظت آدمی کو لازم ہو اور اُسی غیظ و غضب مین اُٹھی تھی نسرین و نسترن کے ٹھنڈی سانس
بھرتی ہوئی اور کہتی ہوئی کہ کیون نسرین و نسترن تم ہماری توڑ گئین خیر تمتو خدمت مین ہماری جمشید کے پہونچین
ہم تمھارے قاتلون کو مار کر اپنی جان دینگے ہاے تم ہماری زندگی کا مزا لے گئین یہ کہتی ہوئی میدان مین آئی کہ
وہاں سے جتنی دور لشکر لقا تھا اُتنی ہی دور وہان سے لشکر صاحبقران تھا اور لقا بھی مع اپنے سردارون کے ساتھ تھا

زریان بھی تماشا دیکھنے ہمراہ آیا تھا کہ خورشید جادو نے نصف میدان مین چار سر کنڈے چار طرف گاڑے
اُسپر سفید اور زرد سوت لپیٹا اور رائی و نبوے سرسون کے دانے ہاتھ مین لیکر اسم سحر کا دم کرکے وہان مارنا شروع
کیے کر دو گھڑی بعد وہان سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ وہ مقام تاریک ہوگیا ساعت بھر کے بعد روشنی ہوئی
دیکھا کہ قلعہ مینائی تیار ہے کہ اُسمین ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اور چار برج چارون کونون پر
اور چار نہر دہانون سے خون جاری ہے وہ آکر خندق مین بھرتا ہے اور خندق موج مارتی ہے اور چارون دروازون
پر قلعے کے چار اژدہے منھ پھیلائے بیٹھے ہین اور اندر حلقے کے بنگلے مینائی معلوم ہوتے ہین خورشید جادو نے
لقا سے کہا کہ مین نے تو اپنے رہنے کو یہ قلعہ مینائی بنایا ہے کہ بغیر میرے حکم پرندہ پر نہین مار سکتا مین تو اسمین
داخل ہوتی ہون آپ جاکر طبل جنگ بجوائیے کہ کل مین عوض خون نسرین و نسترن جادو کا لونگی یہ کہکر
اپنے ہمراہیون سمیت داخل شہر مینا ہوئی لشکر پھر کر داخل قرارگاہ ہوا حکم دیا کہ نقارہ قدرت پر چوب پڑے کہ کل لشکر حمزہ پر
اپنا غضب نازل کرونگا اُسی وقت کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی جاسوسان لشکر اسلام
نے خبر بادشاہ اسلام اور صاحبقران ذوالاحترام کو پہونچائی کہ غم مین نسرین و نسترن کے خورشید جادو
نے بیچ میدان مین قلعہ مینائی بنایا ہے اور اسمین جاکر ڈر سے عیارون کے چھپی ہے اور طبل جنگ بجوایا ہے فرمایا کہ
کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی
نقارہ بجا غرض رات بھر تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو بادشاہ اسلام برآمد ہوئے امیر نے مجرا کیا ایکطرف دیکھا
کہ بدیع الزمان اپنے زرہ پوشون سمیت چلا آتا ہے فرمایا خدا اسے نظر بد سے محفوظ رکھے یہ زینت بارگاہ ہے دوسری طرف
علمشاہ کو دیکھا فرمایا کہ یہ ستون بارگاہ ہے رکن صاحبقرانی ہے خدا ان دونون کو سلامت رکھے یہی باتین کرتے
ہوئے میدان مین آئے ادھر سے دیکھا کہ لقا تخت پر سوار بختیارک خواصی مین بیٹھا ہوا ایکطرف زریان تخت پر
سوار فوج ہمراہ مقابل لشکر صاحبقران صف باندھکر کھڑی ہوئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب
دیکر چلے گئے کہ ہان غازیو آج وہ دن ہے نام کرنے کا شعر رستم ربا زمین پر نہ بہرام رہگیا ؛ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیب ہٹ گئے دروازہ شہر مینا کا کھلا اور ایک تخت آتشین نمودار ہوا اُسپر خورشید جادو سوار اُسنے
آکر لقا کو مجرا کیا اجازت میدان چاہی لقا نے کہا کہ تو میری بندی خاص الخاص ہے تقدیر کی مین نے کہ تو سب
خداپرستون پر غالب آئیگی یہ سلام کرکے چاہتی ہے کہ میدان کو جائے کہ آسمان پر بجلی کڑکی اور ابر تند نظر آیا
یکایک آواز طرقے کی آئی اور ابر شق ہوا اُسمین سے چالیس عورتین نہس پر سوار اور آگے اُنکے ایک نقابدار
مرصع پوش طاؤس پر سوار سامنے خورشید جادو کے آکر مجرا کیا نقاب منھ پر سے دور کی خورشید جادو
نے حیات جادو کو دیکھا اور یہ حیات جادو بھانجی ہے خورشید جادو کی مان تو اُسکی جہنم واصل ہوگئی ہے
خورشید جادو نے اسے اپنی بیٹی کیا ہے آپ سحر تعلیم کیا ہے اُسکو علامہ دہر بنایا ہے حیات جادو نہایت خوبصورت
ہے بینڈھیان موتیون کی گندھی ہوئین چہرہ مانند ماہ تابان کے پرضو بس دوڑکر خورشید جادو کے سینے سے
لپٹ گئی اور کہا خالہ اماں تجسے بات کرنے کو نہین جی چاہتا ایسی تم باغ گل خندان سے غائب ہوئین اور ایسی
جلدی آئین کہ مجھکو خبر بھی نہین کی ہائے زمانے کا لہو سفید ہوگیا ہے اور ہان مان ہماری ہوتی تو ہمکو اکیلا کاہیکو
چھوڑ آتی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹا اول تو مجھے قیطاس کوہ سے تیرے نانا نے جلد روانہ کیا تھا دوسرے
یہان لڑائیون کے ہنگامے مین اسواسطے مین نے تجھکو آگاہ نہین کیا اور ساتھ اپنے نہ لائی اور اے فرزند

میرا سوا تیرے اور کون ہی اور خوب ہوا جو تو آگئی جا آج کی سپہ اندازی تو کر دیکھوں تو کیا کرتی ہی مین نے تجھپر بڑی
محنت کی ہی مایہ بساط میری تو ہی آج مین بھی اپنی محنت کا ثمرہ دیکھوں لیکن لقا نے جیسے اُسے دیکھا ہی مائل ہوا تھی
خورشید جادو سے پوچھا کہ یہ تمھاری کون ہی کہا کہ میری بھانجی ہی حیات جادو نے پوچھا خالہ امان یہ مواریچہ کون
ہی اُسنے کہا کہ بیٹیا یہ تیرا بھائی ہی خداوند فرعون شاہ کا خداوند باختری یہی ہی اسے سجدہ کر اُسنے کہا کہ مین تو اس
جھروے کو سجدہ نہ کرونگی اور اک ناز و نخرے سے سلام کیا لقا پکارا کہ یہ میری بندی خاص الخاص ہی تقدیر کی
مین نے کر یہ فتحیاب ہو خورشید نے کہا کہ لے بیٹیا جا میدان مین حیات جادو بولی خالہ امان مین نے کبھی
لڑائی دیکھی نہین مین کیونکر لڑونگی اور ان مشٹنڈون سے سامنا کرونگی خورشید جادو بولی ابتک شرارت نہین
گئی مجھکو ستاتی ہی ارے یہ میدان جنگ ہی یہان ایسی باتین نہ کر جا دو آدمیون کو پکڑ لا زیادہ نہین کہا اچھا
خالہ امان جاتی ہون اور طاوس کو اُڑا کر میدان مین آئی مگر حجاب سے سر جھکائے ہوئے ایک لحہ بھر کے بعد پکاری
ای خدا پرستو آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ سُننا تھا کہ شاہزادہ بدیع الزمان مرکب چمکا کر سامنے تخت بادشاہی کے
آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کیا اور کوئی نہ تھا میدان مین جانیکو جو تمنے سبقت کی عرض کی کہ ہمین
لوگ آگے پیچھے جاتے پھر مین کہانتک اندیشہ کرتا آخر میری بھی نوبت آتی اس سے پہلے جانا بہتر ہی فرمایا جاؤ
خدا تمھارا نگہبان ہی بدیع الزمان مرکب پر سوار ہو کر سامنے حیات جادو کے آیا اُس جادو نگاہ نے اسطرح
دیکھا کہ بدیع الزمان بدل و جان مائل ہوا اُسنے کہا کہ ای شہریار الحمد للہ مصرع کار یکہ خواستم ز خدا شد میسر م
جیسے کہ مین آئی ہون اور تمکو دیکھا ہی دلدادہ ہوئی ہون بدیع الزمان نے ہنسکر کہا کہ ای محبوب جانی اگر تم میری
خواہان ہو تو میرے ساتھ چلو یہان کیون کھڑی ہو کہا کہ مین تو حاضر ہون مگر آپ مین لیاقت ہی کہ مجھکو اپنے
ساتھ لیجائیے اور اپنے گھر رکھیے بدیع الزمان گفتگو سے اُسکی اور لپا جاتا ہی کہا کہ جان من ہمسے زمانے مین
زبردست کون ہی ہم تمکو لیجائینگے اُسنے کہا کہ خالہ امان جو سامنے کھڑی ہین کہا وہ کیا لگاتی ہی آؤ تم میرے ساتھ چلو
اُسنے کہا اچھا یہ جام تو ہمارے ہاتھ سے پی لو اور ساغر سرخ رنگ سامنے کیا بدیع الزمان نے جام اُسکے ہاتھ سے
لیکر لبون سے لگایا اور پی گیا بس یک بیک آنکھین بدیع الزمان کی سرخ ہوگئین اور بدمست ہو کر دوڑا
کہ اُس سے لپٹ جائے اُسنے ایک چھڑی طاوس شو کمکر ماری چھڑی کے پڑتے ہی بدیع الزمان گھوڑے پر سے
گرا اور مور کی شکل بنکر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا حمزۂ صاحبقران آبدیدہ ہوئے مگر علمشاہ مین تاب باقی
نرہی وہین سے تلوار کھینچکر دوڑا اور لکارا غضب کیا تو نے مگر اب کہان جائیگی میرے ہاتھ سے اور بغیر اجازت
بادشاہ کے برابر اُسکے ہو کر تلوار ماری اُسنے چھڑی پر روکی دوسری تلوار اور ماری اُسنے وہ بھی روکی کہا
کیون عورت پر تیغ آزمائی کرتے ہوئے شرم نہین آتی کہ علمشاہ چاہتا ہی کہ کچھ جواب دے اُسنے کہا بس تم اپنی
چمکتی چمکا چلے اب ہمارا وار روکو اور وہی چھڑی طاوس شو کہکر ماری کہ علمشاہ بھی زمین پر گر کر مور بنکر اُڑتا ہوا شہر
مینا کو چلا گیا حیات جادو میدان سے پھر آئی خورشید جادو نے کہا کہ بیٹیا ابھی دن بہت باقی ہی شام تک تو
سپہ اندازی کر کہا بس خالہ جان دو آدمیون کے پکڑ لانے کا اقرار تھا خلاف عہد نہ کیجیے بس دو آدمیون کو پکڑ لائی اب
مجھے کچھ سروکار نہین خورشید جادو ناچار طبل بازگشت بجوا کر پھر گئی لقا اپنے خیمے مین گیا شادیانے لشکر کفار مین
بجنے لگے ادھر حمزۂ صاحبقران اور بادشاہ اسلام نہایت پریشان کمال مضطر ہیرے تمام باختری گرد مرکب
بدیع الزمان کے اور تمام رومی و فرنگی گرد مرکب علمشاہ کے گریان و نالان چلے آتے ہین

اسطرح لشکر اسلام داخل بارگاہ ہوا امیر نے ہرکارون کو بلوا کر حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ بیر لکاتہ میرے فرزندون کے
ساتھ کیا کرتی ہی ہرکارے روانہ ہوئے مگر یہان خورشید جادو داخل شہر بینا ہوئی اور انخگر جادو کے حوالے کیا
بدیع الزمان اور علمشاہ کو اور کہا کہ صبح کو دیوان انکا ہوگا دوسرے روز صبح کو اپنے سامنے بلایا اور آپ نیچے
ایک درخت انگور کے بیٹھی تھی ان دونون سے کہا کہ فرعون شاہ کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو تو مین
تمھین چھوڑ دون اور اپنے باپ کو بھی سمجھا کر لے آؤ ان دونون نے کہا کہ لاکھ لاکھ لعنت ہی لقا اور فرعون شاہ پر
کرور کرور لعنت ہو انکے پرستارون پر خدا اُس روز تک ہمکو نہ رکھے کہ ہم حق پرستی ترک کرکے باطل پرستی اختیار
کرین خورشید جادو نے کہا اے انخگر جادو جلد انکی گردن مار انخگر جادو تلوار کھینچکر سر پر بدیع الزمان کے آیا
علمشاہ پکارا اے انخگر یہ کیا نا انصافی ہو کہ تو میرے چھوٹے بھائی کو کہ بجائے فرزند ہو میرے سامنے قتل کرتا ہی پہلے
میرا کام تمام کرے تو اُسپر ہاتھ ڈالنا مجھمین طاقت نہین کہ مین لاشہ خونچکان اسکا دیکھ سکون انخگر جادو
علمشاہ کی طرف متوجہ ہوا کہ اچھا پہلے تجھی کو قتل کرونگا اور آیا علمشاہ کے سر پر چاہتا ہی کہ تلوار مارے
بدیع الزمان نے نعرہ کیا کہ او بیداد گر یہ کیا ظلم کرتا ہی یہ بجائے باپ کے ہین اور تو میرے سامنے انکو قتل کرتا ہی مجھسے
مارا جانا انکا نہ دیکھا جائیگا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی پہلے میرا خاتمہ کرلے تو انکو قتل کرنا انخگر جادو ادھر سے
پھر کر چلا تھا کہ علمشاہ نے کہا او مادر بخطا کہان جاتا ہی مجھے پہلے قتل کر پھر اُسپر ہاتھ ڈالیو انخگر ادھر سے پھرا تھا
کہ بدیع الزمان نے گالیان دینا شروع کیا خورشید جادو نے جو یہ ہیرا پھیری دیکھی کہا کہ انخگر تو ادھر سے اُدھر جاتا
ہی اُدھر سے ادھر آتا ہی مار تلوار انکا کام تمام کر بس انخگر بدیع الزمان کی طرف تو چل ہی چکا تھا بس تیغ ستم سے
نوگل بستان صاحبقران یعنے شاہزادہ بدیع الزمان کے سر کو قلم کیا کہ سر اُسکا جدا ہو کر گرا علمشاہ نے سر کو اُٹھا لیا مُنھ سے
مُنھ ملنا شروع کیا اور کہا کہ بھیا جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس بہت جلد پہونچتے ہین یہ کہکر چیخ مار کر رویا کہ قلعہ بینا
ہلگیا مگر اُس پرکالہ آتش دوزخ یعنے انخگر جادو نے تلوار لگائی کہ سر اُسکا بھی تن سے جدا ہوگیا اور مسافر راہ عدم ہوا خورشید
جادو نے کہا لاشہ دونون کے لیجا کر شہر بینا پر آویزان کرو اور دونون سر خوان مین رکھوا کر اور ڈھا چون سے بند کرا کر
کسنون سے کسوا کر حمزہ کے سامنے رکھ آؤ اور کہتے آنا کہ یہ عوض ہی خون لنسرین و نسترن کا انخگر نے وہی کیا
خوان لیکر روانہ ہوا یہان سریر آرائے صاحبقرانی واسطے ان دونون کے متاسف و متالم ہین آنکھون مین
آنسو بھرے ہوئے ہین فرما رہے ہین کہ اسوقت دل میرا خود بخود اُمڈا آتا ہی جی چاہتا ہی کہ بے اختیار چیخین مار کر رودون
خدا میرے فرزندون کی خیر کرے خبر نیک سنائے سردار عرض کر رہے ہین کہ پیر و مرشد خبر نیک سُنیئے گا آپ کچھ
وسواس نہ کرین کہ یکایک دروازہ بارگاہ پر ایک شعلۂ آتش چمکا اور ایک شخص کہ جسم اُسکا آگ کا تھا قرینے سے
پایا جاتا تھا کہ ساحر ہی ایک خوان سر پر رکھے ہوئے آیا اور سامنے صاحبقران کے رکھکر کہا کہ یہ عوض ہی خون لنسرین
و نسترن کا ملکہ خورشید جادو نے بھیجا ہی یہ کہکر وہ تو چلا گیا مگر امیر بیقرار ہوئے اور سب سردار اُٹھکر دیکھنے لگے خوان جو
کھلا سر بدیع الزمان اور علمشاہ کا دیکھا کہ گیسوان خلیلی رخسارۂ زیبا پر لپٹے ہوئے ہین اور فوارہ خون کا شہرگ
سے جاری ہی چشم حسرت کھلی ہی آثار تبسم دہن سے نمایان ہین امیر نے نعرۂ کوہ شگاف کیا اور سر بدیع الزمان کا
اُٹھا کر مُنھ سے مُنھ ملنے لگے اور پکارے کہ اے فرزند ارجمند وای اجل پسند اے باعث زندگانی حمزہ حمزہ کو برباد کرگئے
اے فرزند اگر سفر عدم کا درپیش تھا تو باپ کو کیون تنہا چھوڑ گئے اور کبھی علمشاہ کے سر کو اُٹھاتے ہین اور فرماتے ہین
کہ بیٹا تم تو ہماری کمر توڑ گئے ہم کسکے سہارے زندگی کرینگے آخر وقت مین باپ کو کچھ وصیت بھی نہ کر گئے اور ادھر روئی

وفرنگی و باختری رو رہے ہین پکار رہے کہ ای آقا ہمکو کسکے حوالے کر گئے ہم کسکے ہو کر جئینگے کہ یکایک عمرو نے آواز دی کہ صاحبو آنکھین اپنی اپنی بند کرد خواتین معظمہ آتی ہین اور ایک ایک کو گردن مین ہاتھ دے کر نکالنا شروع کیا مگر یہ کیفیت ہو کہ کوئی نہین نکلتا آخر کو عمرو نے لاٹھیان مار کر نکالا جب بھی کسی نے سنا انا مار کھایا کیے لیکن باہر نہ نکلے عورت مرد سب ایک جگہ ہین گرد یہ بانو بدیع الزمان کا سر سینے سی لگائے ہوئے ہو اور پکار رہی ہو کہ ای بیٹا مجھہ مادر ناشاد سے بات تو کرو منھہ سے تو بولو ایسے خفا ہو گئے کہ بات بھی نہین کرتے جواب بھی نہین دیتے بیٹا یہ مان کیونکر جئیگی اُدھر رابطہ اطلس پوش علمشاہ کے سر سے لپٹی ہوئی ہو کر رہی ہو کہ واری بارہ برس بعد بیٹے سے ملے تھے اب تم آپ سفر کر گئے ہائے قاسم جو پوچھیگا اُسے کیا جواب دونگی عجب حشر برپا تھا کہ عمرو نے گردیہ بانو سے کہا کہ حمزہ تو آپ بیجان ہو رہا ہو تم اور رو رو کر اُسے ہلاک کرو گی صاحبو کو کھ اُجڑ چکی مانگ کی خیر مناؤ کہ تدبیر حمزہ کے مارنیکی کر رہی ہو اُسنے کہا کہ خواجہ یہ کیا کہتے ہو ارے جسکا ایسا بیٹا مارا جائے اُسے کیونکر صبر آئے ہم ہر چند ضبط کرتے ہین مگر کہین ہو سکتا ہو دل اندر سے اُمڈا آتا ہو غرض عمرو انکو سمجھا بجھا کر اندر لیگیا مگر امیر دونون کے سر سینے سے لگائے فرما رہے ہین کہ کوئی جا کر لاشین انکی لائے تو مین قتیلان سحر کو دفن کرون آخری خدمت تو انکی بجا لاؤن سیارہ و امیہ کہ با حال پریشان کھڑے تھے عرض کیا کہ ہم جا کر اپنے آقاؤن کی لاشین لائینگے یا اپنی جان دینگے بعد انکے مرا زندگی کا باقی نہین کہ ایسے آقا ہم کہان پائینگے عمرو نے رو کر کہا کہ ای فرزندو مین جانتا ہون کہ تم رفیقان جانثار ہو جاؤ گے جانین اپنی نثار کر دوگے داغ اپنا ہمارے دل پر دہر و گے مین نے تمکو فرزندان حمزہ پر نثار کیا جاؤ خدا تمہارا نگہبان ہو یہ دونون اُٹھکر شہر بینا کو روانہ ہوئے جب سامنے قلعہ بینا کے پہونچے دیکھا کہ گرد قلعے کے خندق خون سے لبریز جوش مار رہی اور ایک اژدہا آنکھین بند کیے مُنھ سے کف جاری دروازہ قلعے پر بیٹھا ہو اور تمام بدن اُس اژدہے کے شعلۂ آتش نکلتے ہین سیارہ نے کہا ای بھائی اُمیہ تم یہین کھڑے رہو مین پار جا کر دونون لاشین لیے آتا ہون اُسنے کہا مین بھی تمھارے ہمراہ ہون سیارہ بولا کہ بھائی مین اگر صحیح و سلامت پہونچا لاشین لایا اور اگر گرفتار ہوا تو تم بچے رہوگے یہ کہکر شمشیر دم کر سینے کے نیچے رکھ شناوری کرتا ہوا چلا بیچ دریا تک بخوف و خطر پہونچ گیا دل مین خوش ہو کر اب اُس پار گیا اور لاشین اُتار کے لے آیا کہ ایک نہنگ سیاہ رنگ اُچھلا اور سیارہ کو نگل گیا اور پھر غرق ہو گیا اُمیہ یہ دیکھکر خوف سے بھاگا اور ایک درخت کی آڑ پکڑ کر نقب کنی شروع کی یہانتک کہ پاس فصیل قلعے کے پہونچا خنجر اُمیہ کا جو دیوار قلعے پر پڑا اُسمین سے شعلۂ آتش پیدا ہوا اور وہ شیر بنکر اُمیہ پر دوڑا اُمیہ اُس سے بھاگ کر بچ نہ سکا سراسیمہ ہوا کہ شیر اسکی گردن پکڑ کر لے بھاگا صبح کو لوگون نے دیکھا کہ سر امیہ و سیارہ کے کنگرون پر چڑھے ہین لاشین بدیع الزمان و علمشاہ کی لاشون کے پاس لٹکی ہین یہ دیکھکر عیار عمرو کے پاس آئے اور تمام حال بیان کیا عمرو نے پچھاڑ کھائی اور پکارا کہ تم دونون اپنے آقا پر فدا ہوئے ہمکو کہین کا نہ رکھا اور خنجر نکالکر چاہتا تھا اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر لپٹ گئے اور فرمایا کہ تم ہمکو سمجھاتے تھے کہ یہ کشتۂ سحر ہین خواجہ سیارہ و اُمیہ بھی کشتۂ سحر ہین تم کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہو اس سے جا کر حریف کے مارنے کی فکر کرو اور خنجر ہاتھ سے عمرو کے لے لیا عمرو نے کہا حمزہ مین نے جادوگریون کو دیکھا مگر خورشید جادو کے مانند کسی کو نہین پایا جسوقت مین نے شکل اسکی دیکھی اُسی وقت دل میرا تھرا گیا تھا خود بخود ایک خوف طاری ہو گیا تھا اور میرا بس چلیگا تو کیا بغیر مارے چھوڑونگا بھی کہ اس اثنا مین ہرکارے خبر لیکر آئے کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی آخری کوچ کا نقارا بجے غرض چار پہر رات نقارے گرداگرد لائے اور تیاری جنگ ہی

صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال وقتال خورشید جادو تخت آتشین پر سوار میدان مین
آئی اور مبارز طلب کیا ادہر سے ہاشم تیغ زن مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا خدا حافظ ہاشم سلام کرکے پھرا اور مقابل خورشید جادو آکر تلوار ماری اُس تیرہ رو نے چہرے کو سپر کیا تلوار اچٹ گئی اور
ایک چھُری ماری کہ ہاشم تاب نہ لا کر گھوڑے سے گرا اور ہنس ہنس کر اُڑتا ہوا شہر مینا کو چلا گیا بعد اسکے اسفندیار گیلانی نکلا اسکو بھی
خورشید جادو نے باز بنا کر اُڑا دیا چوگان بن حمزہ گیا دور سے تیر مارنا شروع کیے لیکن جو تیر خورشید جادو پر پڑا کارگر نہوا اُسنے
بھی ایک ناریل مارا کہ قریب چوگان کے جا کر پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا کہ چوگان اُسمین چھپ گیا بعد اسکے وہ
دھوان طرف شہر مینا کے چلا گیا اور چوگان کا مرکب خالی نظر آیا معلوم ہوا کہ وہ دھوان اُسے بھی قید کر لیگیا غرض
شام تک بیس بائیس سردار گرفتار سحر ہوئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ پر آئے لقا نہایت خوش
بختیارک کمال مسرور خورشید جادو کی تعریف کرتے ہوئے لقا کہتا ہوا کہ ای بندگان من دیدید قدرت مرا چہ قدرت
کردم دیکھو کہ ایک ایک مین نے اپنے خاص بندون کو ایسی ایسی طاقت دی ہے کہ تمام خدا پرستون پر غالب آجائین
جو نادان ہین وہ کہہ رہے ہین کہ یا خداوند تو ایسا ہی ہے بختیارک خوش تو ہے لیکن یہ کہہ رہا ہے دیکھیے جب
مرشد کامل گرفتار ہون تو مین جانون کہ شاید فتح ہو نہین تو ہرگز خورشید جادو کی جان نہین بچیگی اس طرف
امیر با توقیر با حال پریشان غم مین فرزندون کے گریان و نالان داخل بارگاہ ہوئے متردد و متفکر بیٹھے تھے کہ خبر
پہونچی کہ لشکر کفار مین طبل بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی نقارہ کوچ بجے غرض رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین کہ دروازہ شہر مینا کا کھلا اور خورشید جادو فیل آتشین پر سوار
سامنے لقا کے آئی سجدہ کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا تو بندی خاص الخاص ہے خورشید جادو میدان مین
آئی مبارز طلب کیا آلاگرد عمر نگی سامنے تخت بادشاہی کے آیا اجازت طلب کی فرمایا جاؤ خدا حافظ حقیقی تمھارا
نگہبان ہے وہ بیسیون سلام کرکے بارہ دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین آیا اور نیزہ خورشید جادو پر مارا خورشید جادو
نے ہاتھ سے پکڑ لیا اور جھٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے آلاگرد کے نہ چھوٹا بس اُسنے اُف کی کہ نیزہ جلگیا بس ایک بار اُسنے پیچھے
پھرکر دستک دی دیکھا تو پردۂ بیابان سے گرد کا بگولا اُٹھا اور آلاگرد کو اُڑائے لیے چلا گیا یہ حال دیکھکر
نہنگ بچہ دریائی کو تاب باقی نہ رہی اجازت بادشاہ سے لیکر میدان مین آیا اور چوب دست گران سنگ آسمان رنگ
اُٹھائے ہوئے قریب خورشید جادو کے پہونچا تھا کہ اُسنے ناریل زمین پر مارا وہ شق ہوا اور دھوان اُسمین سے نکلا اور نہنگ بچہ
کو آکر گھیر لیا اور اُڑائے ہوئے طرف شہر مینا کے چلا گیا غرضکہ فرزندان امیر کا تو پہلے ہی روز خاتمہ ہو چکا تھا آج بہت
سے سردار بھی گرفتار ہوئے غرضکہ چند روز کی میدانداری مین بہت سے فرزند اور سردار امیر با توقیر کے خورشید
جادو نے باز وعقاب و فیل کنجشک و ہدہد بنا بنا کر اُڑا دیے اور دن کو تو یہ لگاتار سردارون کو پکڑ لیجاتی ہے اور رات
کو سر اُنکے کٹوا کر کنگورون پر چڑھوا دیتی ہے لاشین لٹکوا دیتی ہے لشکر مین ایک تلاطم عظیم برپا ہے خورشید
اتنی بڑی ہوشیار ہے کہ شہر مینا سے باہر نکلتی ہی نہین جو عیار جانیکا ارادہ کرتا ہے وہ گرفتار ہو جاتا ہے امیر نہایت
رنج و صدمے مین بیٹھے ہوئے ہین عمرو بھی حیران و پریشان تھا کہ کیا کرے کوئی بات بن نہین آتی کہ جاسوسون
نے آکر خبر دی کہ شہر قنطوریہ مین تیاری دعوت کی ہے حیات جادو اور خورشید جادو دونون جائینگی اور
بڑی دھوم سے آتشبازی بھی چھوٹیگی یہ سنکر چالاک بن عمرو اُٹھا اور عمرو سے عرض کیا کہ پیر و مرشد جس روز سے کہ
سیارہ و امیہ دونون مارے گئے ہین جہان میری آنکھون مین اندھیر ہے اب غلام رخصت ہوتا ہے یا تو مین نے جاکر

ماراان لکاتاؤن کو اور یا اپنی بھی جان نثار کی عمرو نے کہا ای چالاک داغ امیہ وسیارہ کا میرے دل سے
نہین مٹا ہی تم اپنا داغ دیے جاتے ہوای چالاک عمرو بعد تیرے زندہ نہ رہیگا تو نہ جامین جاؤنگی چالاک بولا
ای پدر بزرگوار خدا آپ کو میرے سر پر سلامت رکھے اُسدن کو خدا مجھے نہ رکھے کہ مین بغیر آپ کے زندگی کردن یہ
کہکر روانہ ہوا راوی کہتا ہی کہ جب اُس شیطان بادیہ ضلالت راندۂ درگاہ لقاے بے بقا اور زیمان بردغا نے
ضیافت خورشید جادو و حیات جادو کی کی کر بختیارک مصر ہوا اسنے پیغام بھیجا خورشید جادو کو کہ کمال دل چاہتا ہی
کہ ایک روز دعوت صاحب کی کرون خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ مین ایک لمحہ کو بھی شہر مینا سے نہ نکلونگی پھر
لقا نے کہلا بھیجا کہ آپ ایکدن شریک صحبت ہو جیے خورشید جادو نے کہلا بھیجا کہ تمام عیاران لشکر اسلام میرے دشمن
ہو رہے ہین اور گھات مین لگے ہوئے ہین مین ہرگز شہر مینا سے نہ نکلونگی تیسری بار بختیارک خود آیا کہ خداوند نے
فرمایا ہی کہ آپ ایک دوگھڑی کے واسطے قدم رنجہ فرمائیے زیادہ نہ ٹھہریے گا خورشید جادو نے کہا ملک جی تمسے تعجب
ہی کہ تم یہ کلمہ کہتے ہو جانتے ہو کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہین انھون نے کیسے کیسے گھر ساحرون کے برباد کر دیے ہین بختیارک
بولا آپ بجا فرماتی ہین مگر لقا اور زیمان شاہ کی خوشی ہوگی اور بہت روپیہ لگا ہی وہ سب برباد جائیگا اسنے تو
جب بھی انکار کیا مگر حیات جادو قضا رسیدہ کہ ابھی کم سن ہی بچہ ہی اُسنے کہا کہ خالہ امان دو چار ساعت کے واسطے
چلی چلنا کچھ مضائقہ نہین ہی خورشید جادو نے کہا چھوکری تو بیوقوف ہی تمام لشکر حمزہ تو میرا دشمن ہو رہا ہی اور تو یہ کلمہ کہتی
ہی مین ایک دم تو باہر نکل نہین سکتی ہون حیات جادو نے کہا کہ خالہ امان کوئی کیا قدرت رکھتا ہی کہ ہمارے آپ کے ہوتے
صحبت مین آسکے دوگھڑی کے لیے چلنے مین کچھ نقصان نہین ہی بالکل نہ جانے مین خاطر شکنی لقا اور زیمان شاہ کی ہوگی
خورشید جادو نے مجبور ہو کر کہا اچھا ملک جی تم جاؤ مین ضرور آؤنگی کیونکہ خاطر اس لڑکی کی عزیز ہی بختیارک یہان سے
خوشی خوشی لقا کی خدمت مین گیا عرض کیا کہ خورشید جادو کو اُنے پر راضی کر آیا ہون لقا نے کہا ای شیطان درگاہ مین نے
بھی تقدیر کی کہ خورشید جادو آئے وہ اب ضرور آئیگی غرض اب تیاری دعوت خورشید جادو کی شروع ہوئی ایک باغ
مین زیمان کے جسمین پہلے خورشید جادو اُترا کرتی تھی اُسمین ایک بارہ دری بنی ہوئی ہی کہ اُسکا ایک رخ دریا کیطرف ہی دوسرا رخ
باغ کی جانب غرض چراغان کی تیاری ہوئی تمام درخت باغ کے تخت سے منڈھے گئے سقش کے گیند شاخہاے درخت
مین لٹکوائے بادلہ کتروا کر بالو مین ملوا کر زمین پر چھڑکوا دیا خوب شب ماہ کی تیاری ہوئی اور دور تک سفید فرش کر دیا
اسباب عیش چنا گیا طائفے آکر موجود ہوئے انتظار خورشید جادو کرنے لگے جب خوب تاریکی شب کی پھیلی دیکھا کہ پرکالہاے آتش
آسمان پر نمایان بعد تھوڑی دیر کے دو تخت ہوا سے زمین پر آ رہے دیکھا کہ ایک پر خورشید جادو بیٹھی ہی دوسرے پر
حیات جادو دونون تخت سے اُتر کر صدر مسند عزت پر آ کر جلوہ فگن ہوئین اب وہ وقت ہی کہ کوئی دو ساعت رات
آئی ہی خورشید جادو نے بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ ملک جی تم بھلے بڑے اپنے بیگانے کو خوب پہچانتے ہو ذرا ایک
ایک کو اُٹھکر دیکھ لو پھر ہم اپنا بند و بست کرینگے بختیارک نے کہا بہت خوب ذرا اٹھکر ایک ایک سپاہی اور خدمتگار کو
دیکھنا شروع کیا جسپر ذرا بھی شبہ ہوا صحبت سے نکلوا دیا اب چھٹے ہوئے لوگ رہگئے کچھ طائفے اور انکے ساتھ کے سازندے
ساقی پیچھے سبکو خوب دیکھ بھالکر رہنے دیا بعض طوائف کے ساتھ کے کسی سازندے کو بھی ملک جی نے شبہ سے عیار کہکے نکلوا دیا
وہ کہنے لگی کہ اب مین کیا خاک گاؤن بختیارک نے ڈانٹا کہ وہ تیرا سازندہ حمزہ کا عیار تھا اُسنے کہا کہ میان میرے ساتھ
کوئی عیار کیون آنے لگا مین خود ان خدا پرستون سے جلتی ہون چاہتی ہون کہ کسیطرح یہ غارت ہون کہ خداوند اُنسے مہلت
پائین تو روز ناچ دیکھین گانا سنین ہمارا ابھی بھلا ہو نہ کہ مین ساتھ کسی عیار کو لاؤنگی بختیارک نے ڈانٹا کہ چڑیل اب کچھ کہیگی

تو ناک چوٹی کٹوا کر نکلوا دونگا نیل چڑوا دونگا تو نہین جانتی کہ عیار بلا کے ہوتے ہین کہین اُسکو بیہوش کر کے ڈال دیا ہوگا
آپ تیرے سازندے کی صورت بنکر چلے آئے ہونگے وہ بیچاری ڈر کے مارے کچھ نہ کہہ سکی چپ ہو رہی اب ملکہ جی
نے خوب اپنا شک رفع کر لیا اگر خورشید جادو سے کہا کہ اب کوئی عیار باقی نہین ہے مین نے اپنا انتظام درست
کر لیا خورشید نے کہا کہ اچھا ایک کوری بدھنی مین پانی منگواؤ فوراً حاضر ہوا خورشید جادو نے سحر پڑھکر اُسپر دم کیا اور
کہا کہ اسے گرد صحبت کے چھڑک دو کہ جو کوئی غیر اس صحبت مین بغیر ہماری اجازت کے آئیگا تو اُلٹا لٹک جائیگا مجتبارک
نے اُسی وقت حکم کی اب ناچ شروع ہوا اور صحبت غیر سے خالی ہے خطرہ کسی طرح کا نہین صحبت عیش و نشاط گرم ہے جام
چل رہا ہے مگر حیات جادو ادب سے خورشید جادو کے پاس حجاب زدہ بیٹھی ہوئی ہے نشہ شراب کا چڑھ رہا ہے خودی بڑھتی
جاتی ہے دماغ گرم ہے گھبرا کر اُٹھی خورشید جادو نے کہا بیٹیا کہان جاتی ہو کہا خالہ اماں مین بہین گرمی معلوم ہوتی ہے ذرا
مین دریا کے کنارے بیٹھی ہون یہ کہکر دریا کنارے آئی کرسی پر بیٹھی چاندنی کی سیر کرنے لگی دیکھا کہ دور سے روشنی
پیدا ہوئی اور ایک مورپنکھی مانند ہلال کے نمایان ہوئی سرے پر مورپنکھی کے طاؤس کی صورت بنی ہوئی فرش بادلے
کا کیا ہوا شامیانہ کھنچا ہوا جھالر موتیون کی اُسمین لگی ہوئی اور چار رنگا لنگین یا پندرہ برس کا سن لہنگے تمامی
کے پہنے ہوئے اٹے جوڑے بندھے ہوئے بنارسی دوپٹہ اوڑھے ہوئے ڈانڈین ہاتھون مین پکڑے ہوئی ہر ڈانڈ
کے سرے پر زنانگ طلائی بندھی ہوئی کھیتی ہوئی چلی آتی ہین اور ایک عورت چودہ برس کا سن نہایت ناز و کرشمہ
سے ایک مسند پر بیٹھی ہوئی شعر: برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ÷ جوانی کی راتین مرادون کے دن ÷ اور دو لڑکے
ماہرو سامنے اُسکے بیٹھے ہوئے طنبورہ ہاتھ مین بجا رہے ہین کمال لطافت سے وہ مورپنکھی قریب آئی حیات جادو
نے جو اپنی ہمسن کو دیکھا بیقرار ہو گئی پکاری کہ اے ہمشیرہ تمہین قسم ہے اپنے دین و مذہب کی ذرا میرے پاس آؤ
اُسنے جواب بھی نہ دیا کہ کون کہتا جو نکلتی ہے جب کشتی کنارے پر آئی حیات جادو جلدی سے کرسی پر سے اُٹھکر
کنارے دریا کے آئی پائینچے چڑھا کر پانی کے اندر اُتری اور کہا کہ بہن ہم پکارتے ہین تم جواب تک نہین دیتی ہو
تمہین ہماری جان کی قسم ہے ذرا ٹھہر جاؤ دو باتین مجھسے کر لو اُس نازنین نے کہا واہ کیا خوب جان نہ پہچان
بڑی خالہ سلام مین تمہارے پاس کیون آنے لگی تم تو ایسی باتین کرتی ہو جیسے بہت عرصے کا میل جول ہوتا ہے
پہلے تم مجھے اپنے نام و نشان سے تو آگاہ کرو جواب دیا کہ ہمشیرہ نام میرا حیات جادو ہے بیٹی ہون ملکہ خورشید
جادو کی ایک دو گھڑی کے واسطے ہمارے پاس آ کر بیٹھو کہ تمسے باتین کرنے کو بہت جی چاہتا ہے اور بہین
اب اپنا بھی حال بیان کرو کہ کون ہو اور کہانسے آنا ہوا اُسنے کہا کہ مین سوداگر بچی ہون قافلہ میرے باپ کا
کنارے دریا کے اُترا ہوا ہے مین شب ماہ کی کیفیت دیکھنے کو نکلی تھی اسطرف آ گئی مجھے مناسب نہین ہے کہ غیر
آدمیون مین آؤن اگر باپ میرا اُسن پائیگا تو وہ صاحب غیرت مجھے کبھی زندہ نہ چھوڑیگا حیات جادو نے
کہا دُوئی بوا مرد سے پردا کرتے ہین یا عورت سے بھی چھپتے ہین تم خاطر جمع رکھو یہان سوا میرے کوئی دوسری
عورت تک نہین ہے اُسنے کہا مین ہرگز نہ جاؤنگی یہ سنا تھا کہ حیات جادو کشتی پر چڑھ آئی گلے سے لپٹ گئی ہر چند
اُسنے کہا کہ بی کچھ خبر ہے واہ واہ اپنے حواس مین رہو تم تو ایسی لپٹ رہی ہو جیسے خاوند جورو سے مزے مین کرتا ہے صاحب
ہٹو میرے پاس سے میرا پیچھا چھوڑو تم تو بلا کی طرح چمٹی ہو حیات جادو کہہ رہی ہے کہ اگر ہمارے تمہارے جان پہچان نہین ہے
تو اب ہو گئی سہی ہمنے تمکو اپنی بہن کیا آؤ دوپٹہ بدلین یہ کہکر زبردستی اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسنے کہا کہ تو تم بڑی
بدقسم ہو تنگی ہو گئین ذرا ان چوری کے کیمودان کو تو چھپاؤ کہین ایسا نہو کوئی دیکھ لے تو آ کر پکڑ لے حیات جادو

قہقہہ مار کر اُسکی باتوں پر ہنسی کہا بوا یہاں کون ہی کہ دیکھیگا لے اب چلو اُسنے کہا کہ چلوں کہاں اُسنے سر قدموں پر
رکھدیا کہا کہ جہاں ہم کہیں سوداگر بچی کو مروت آگئی اُسنے دوپٹہ بھی بدل لیا اور دل میں کہا کہ یہ تجھسے ایسی محبت
کرتی ہی اب زیادہ کھینچنا مناسب نہیں ہی دوسرے پاؤں پر سر رکھے دیتی ہی دونوں گلوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے پائنچے
چڑھائے ہوئے مورپنکھی سے اُتر کنارے دریا کے آئیں سوداگر بچی نے کہا بہن یہ روشنی اس بارہ دری میں کیسی ہی
اُسنے کہا کہ بوا ناچ ہو رہا ہی جی چاہے تو چلو دیکھو وہاں سوائے لقا خداوند باختر یا زریمان شاہ یا شیطان درگاہ
بختیارک یا خادرِ امان ملکہ خورشید جادو کے اور کوئی نہیں ہی اُسنے چھینا کیا اور بہن جو چاہنا خداوند سے مانگ لینا
اُسنے کہا ہاں بہن تو چلو یہ کہکر دونوں بارہ دری میں داخل ہوئیں حیات جادو نے پہلے خورشید سے ملاقات
کروائی بعد اُسکے لقا کو سلام کروایا اب سامنے دست بستہ سر جھکائے ہوئے بیٹھی خورشید جادو نے پوچھا
یہ کون ہی حیات جادو نے کہا کہ یہ سوداگر بچی ہی میں نے اسکو بہن بنایا ہی اسنے دوپٹہ بدلا ہی جبراً اور قہراً یہاں
لائی ہوں یہ تو آتی ہی نہ تھیں اب دختر سوداگر خشکی حجاب زدہ بیٹھی ہی اور حیات جادو خاطرداری میں مصروف ہی
مگر دختر سوداگر ہر مرتبہ تال و سم پر سر ہلاتی ہی حیات جادو نے کہا کہ ہمشیرہ کیا تمھیں علم موسیقی میں بھی دخل ہی اُسنے
ناز و کرشمے سے کہا کہ میں کیا جانوں اور مسکرا کر نگاہ نیچی کر لی حیات جادو لپٹ گئی کہ تمھیں ہماری جان کی قسم
سچ کہو دختر سوداگر نے کہا کہ ہاں بوا آگے کچھ سیکھا تھا اب بھول بھال گئی اگر کچھ یاد بھی ہی تو مارے لحاظ کے مجھسے نہ گایا
جائیگا بزرگوں کے سامنے خلاف ادب ہی خورشید جادو نے بھی کچھ سُن لیا دل میں کہا یہ تیرا لحاظ کرتی ہی معلوم ہوتا ہی کہ
بڑی صاحب تہذیب لیاقت ہی اب تیرا بیٹھنا یہاں مناسب نہیں ہی یہ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی لقا سے کہا کہ رات
قریب دو پہر کے آچلی اب میرے سونے کا وقت ہی میں تو جاتی ہوں حیات جادو سے بھی کہا کہ بیٹا چل اُسنے کہا کہ
خادر امان آپ چلیے میں دو گھڑی کے عرصے میں آتی ہوں کہا کہ بیٹا دیر نہ لگانا دیکھو بہت ہشیار رہنا نہیں تو میں خود
دوڑی آؤنگی کہا نہیں آپ نہ تکلیف کیجیے گا میں بہت جلد آتی ہوں خورشید جادو نے کچھ پڑھکر دستک دی ایک شیر
آتشیں پیدا ہوا خورشید جادو اُسپر سوار ہوئی وہ شیر پر پرواز پیدا کرکے اُڑا یہ تو ادھر روانہ ہوئی سنیں اب
حال سنیے حیات جادو کا کہ یہ خورشید جادو کے جاتے ہی کھل کھیلی دختر سوداگر سے لپٹ پڑی کہا کہ بہن خدا کیواسطے
اب کچھ گاؤ دختر سوداگر نے سرود ہاتھ میں لیا اور گانا بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی گانے لگی

غزل

حسن غارتگر دین دشمن ایمان نکلا
کیوں مرے دل سے تڑپتا تیر پیکان نکلا
نالے بھی کرکے وہ کیا دل کی نکالے نہ غبار اس
کا اثر ڈھونڈھنے خود نالہ پریشان نکلا
فصل گل آئی ہوئی جائے صبا ہو وحشی
چاہتا تھا جسکو زبان سے تیرا پیکان نکلا
کیا ہوا دم بھی نکلا اگر ادنا کامی
تیر تک زخم میں انگشت بدندان نکلا
ہو گئی ہر پردے سے شگفتگی عشق عیان
جان نکلی تو یہ سمجھے کوئی ارمان نکلا

عشق کا بندہ ہر اک گبر و مسلمان نکلا
دلکو ہم نے ترے پھندے سے چھڑایا لیکن
بے بسی جسکا نہ اب تک کوئی ارمان نکلا
کچھ بھی او گریۂ فرقت مرے آنسو نہ بچے
ہو گیا چاک یہ دامن و گریبان نکلا
زندگی میں نہ ہوئی کم خلش یاد مژہ
نہ نکلنا تھا نہ دل سے کوئی ارمان نکلا
کیا قبول اُسکو کرے ہمت شوار سید
آنکھ کا نور بھی نکلا تو پریشان نکلا
عشق میں دونوں جہان سے گئے یاد نخ

آج کیا اُس سے لپٹ کر کوئی ارمان نکلا
بل بقدر کا نہ ای گیسوئے پیچان نکلا
فرقت یار میں حاصل نہ ہوئی دل بھی
اشک حسرت بھی نہ ہو کر کوئی ارمان نکلا
تھا یہ زخم دل بسمل میں فزا ای قاتل
دل سے تا مرگ نہ خار غم ہجران نکلا
مجھ ستم دیدہ پہ افسوس نہ آیا کسکو
جان دینا بھی محبت میں جب آسان نکلا
قابل دید ترے عاشقوں کی حسرت ہی
آرزو ایک ہی کافر و مسلمان نکلا

جسوقت دختر سوداگر یہ غزل گا کر چپ ہوئی ایک سمان بندھا ہوا تھا کسی کے منھ سے واہ نکل رہی تھی کسی کی زبان سے آہ کی صدا بلند تھی لقا نے کہا کہ ای قدرت کی خاص الخاص بندی کچھ اور گا کیا تو نے قدرت کو خوش کیا یہ کہکر بالا موتیون کا گلے سے اُتار کر سوداگر بچی کے گلے مین پہنا دیا بس یہ دیکھکر دختر سوداگر نے کہا کہ یا خداوند مین اسکی محتاج نہین ہون آپ کا دیا میرے باپ کے پاس بہت کچھ ہی لقا نے جواب دیا کہ تو برا نہ مان یہ عطیۂ قدرت ہی اسے صندوقچے مین چاہیے کہ رکھدے پیا اسکی برکت سے کبھی خالی نہو گا اب دختر سوداگر نے سلام کر کے لیا اور کہا کہ اب تو مجھ مین گانیکا دم نہین ہی تھوڑی شراب پلوائیے تو گاؤن لقا نے اُسی وقت حکم دیا کشتی شراب کباب کی سامنے دختر سوداگر کے لاکر رکھی گئی لقا نے کہا کہ میرا بہت جی چاہتا ہی کہ تیرے ہاتھ سے شراب پیون اُسنے کہا میری تو مین تمنا تھی مین آپ پر کیا منحصر ہی ساری صحبت کو پلاؤن گی یہ کہکر جام لبریز کر کے سامنے اُسکے لقا کے لائی یہ ہاتھ سے اُسکے جام لیکر غٹ غٹ کر کے چڑھا گیا اُسنے اور جام دیا لقا اُسے بھی پی گیا بعد اُسکے اُسنے کئی جام لقا کو دیے اور فریمان شاہ اور بختیارک کو بھی کئی جام پلائے اور جو کچھ گلابیان بچ گئین خدمتگارون کو تقسیم کر دین طائفون کو بانٹ دین وہ بھی خوشی خوشی سب اُسی وقت پی گئے اور نشے مین اگر لقا نے کہا کہ ای دختر سوداگر ای خاص الخاص بندی ہان کچھ گا یہ سنکر دختر سوداگر نے کہا بہت خوب اور یہ غزل گانا شروع کی غزل

ہمین محروم غیرون پر جفا بھی
پچھا آخر اس ستم کی انتہا بھی

بھروسے پر ہے جیسے عشقبازی
جوانی تک ہے بس یہ ولولہ بھی

توجہ تو ہے اُسکی جسطرح ہو
بڑھا دیتی ہے کچھ دلکو جفا بھی

ہوئی یاس اُسکے ملنے سے دم نزع
نفس کے ساتھ ٹوٹا آسرا بھی

جو تھا بیزار جینے سے شب ہجر
نہ اُس کمبخت کو آئی قضا بھی

نگہ کے تیر کسکو ڈھونڈتے مین
کہین سینے مین ہی دلکا پتا بھی

کبھی خلوت مین اسکا دل تھا بھی
نہ آئی شرم کو اسکی حیا بھی

برا نا مدعا کیا یہ ضد ہی
دلِ لب تک آنے حرف مدعا بھی

وہ کب سُنتا بھلا کہنا کسی کا
خموشی کچھ نہین تیر الگا بھی

رہے جب عرض مطلب سے محروم
ذکر تے ضبط الفت کا گلا بھی

ذرا اجتناب کر دل کو سمجھکر
رہے ای شوق کچھ پاس حیا بھی

تعلق کر چکے تم ترک جس سے
عبث ہی آرزو اُسکا گلا بھی

ہنوز یہ غزل ناتمام تھی کہ اک مرتبہ حیات جادو اُٹھی اور کہا کہ بوا تم گاؤ اور مین ناچتی ہون یہ کہکر اُٹھی تھی جیسے ہی تو ڑا پہا ارشکر ڈاکر زمین پر گری اُسکی ساتھ والیان دوڑین کہ اُٹھائین دیکھین کہین چوٹ تو نہین آئی ہو یہ خیال کر کے چلی تھین آگے پیچھے جھکتین مار مار کر سب گر پڑین لقا اور فریمان ہاتھ مین ہاتھ پکڑے ہوئے تعریفین کرتے ہوئے اُٹھے خیال مین یہ آیا کہ انکو گلے لگا لیئے پیار کیجیے انکو خبر بھی نہوگی ہو جب شعر نکلتے ہین سحر تک خوب ارمان بوسہ بازی کے وہ سوئین وصل مین قسمت مری بیدار رہتی ہی مگر قریب پہونچے تھے کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا اور ٹکر اکر گرے اور لوگ مع بختیارک اُٹھانے کو چلے تھے کہ بیہوش ہو ہو کر گرے جب تمام صحبت بیہوش ہو گئی اب تو سوداگر بچی تلوار کھینچکر سرہانے حیات جادو کے آئی اور نعرہ کیا نعرہ چالاک بن عمرو ✤ پے کفار قاتل و سفاک ✤ جانشین عمرو منم چالاک ✤ یہ نعرہ کر کے سر حیات جادو کا کاٹنے لگا لیکن نامرادی حیات کی یہ اشعار عبرت آمیز کلام حسرت خیز پڑھنے لگی غزل

جگ مین کوئی نہ یون ہنسا ہوگا
کر نہ ہنستے ہی رو دیا ہوگا

اسے قصہ ہمارے نالے کا
سُنا ہوگا مگر سُنا ہوگا

حال مجھ غمزدہ کا جس کسی نے
جب سُنا ہوگا رو دیا ہوگا

دل بھی ای درد قطرہ خون تھا
آنسوؤن مین کہین بہا ہوگا

دیکھیے غمزے سے آپ کے مراجی
نہ بچیکا بچیگا کب ہوگا

دل زمانے کے ہاتھ سے سالم
کوئی ہوگا کہ رہگیا ہوگا

دل کے ہر زخم تازہ ہوتے مین
کوئی غنچہ کہین ہنسا ہوگا

چالاک کی یہ کیفیت ہو کر کبھی آگے بڑھتا ہی کبھی پیچھے ہٹتا ہی کبھی ارادہ قتل کرنیکا کرتا ہی کبھی سنی یہ حیات جادو کی رحم آجاتا ہی پھر یہ بھی خیال کرتا ہی کہ اسنے تیرے آقازادون پر کچھ رحم نکھایا میدان سے پکڑ کر لیگئی اور سر بھی کٹوادیے یہ خیال ذہن مین کر کے آنکھین بند کر کے ہاتھ تلوار کا

مار کر سر حیات جادو کا کٹ کر جدا ہو گیا لاش تڑپنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اب اُسنے خوب مال و اسباب لوٹکر
شاگردون کو دیا کہ لیکر چلو اور خود بھی اسباب باندھنے لگا انکو تو ہین چھوڑیے مگر اب حال سُنیے خورشید جادو کا
کہ یہ لکاتہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئی دیکھا کہ حیات جادو ابھی تک نہین آئی بیقرار ہو کر تخت سحر پر سوار
ہو کر طرف باغ تریمان کے روانہ ہوئی لیکن جسوقت پہونچی کہ چالاک حیات جادو کو مار چکا ہے اسباب باندھ رہا
ہے کہ لیکر جاوے کہ اک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ارے او مفسد غضب کیا تونے کہ چراغ خانہ میرا گل کر دیا کہان
جائیگا اور گیر کیلئے ہاتھ زمین پر مارا کہ چالاک زمین مین سما گیا خورشید جادو زمین پر اتری دیکھا تو لاش
حیات جادو کی تڑپ رہی ہے بس یہ دیکھتے ہی چالاک سے کہا کہ او موے یہ تونے کیا غضب کیا ارے تجھکو اُسکی جوانی پر
رحم نہ آیا تیرا ہاتھ کیونکر اسپر اُٹھا ارے باغبان تک پودے کو نہین کاٹتے تیرا کیسا سخت دل تھا کہ تونے اس نونہال چمن
خوبی و نو گل بوستان محبوبی کو پامال و تاراج کیا چالاک نے جواب دیا کہ او لکاتہ تونے کیونکر میرے شاہزادہ بدیع الزمان
اور علمشاہ کو مارا اور تیرا ہاتھ اُنپر کیونکر اُٹھا اور مین تو خاص تیرے مارنے کو آیا تھا لیکن تیری قضا نہ تھی کہ بچ گئی اور
اُسکی موت آ گئی تھی کہ ہاتھ سے میرے جہنم واصل ہوئی اب تو مین گرفتار ہو گیا جو تیرا جی چاہے سو کر دھمکاتی کیا ہے مین اپنی
جان سے خود بیزار ہون کیونکہ بعد ایسے شہریارون کے زندگی کا مزا نہین خورشید جادو نے کہا اچھا موے سمجھونگی کیون
گھبراتا ہے یہ کہکر اسم سحر کا پانی پر دم کر کے بختیارک اور لقا اور تریمان شاہ وغیرہ کے چہرہ پر چھینٹا دیا کہ انکو ہوش
آیا خورشید جادو نے کہا کہ واہ خواب تمنے ہماری دعوت کی ہم تو لٹ گئے کہین کے نہ رہے بختیارک نے کہا اے
خورشید جادو مین سوداگر بچے کے آتے ہی سمجھا تھا کہ یہ کوئی مکار ہے مگر مین نے اپنے دل مین کہا کہ خورشید جادو بہت
ہشیار ہین وہ بُرے بھلے کو سحر سے دریافت کر لینگی کیونکہ ساحر مشمش سے اُستاد کی آنکھین دیکھے ہوئی ہین جواب دیا
ملکہ جی اس چھوکری کے باعث سے اندھی ہو گئی اور ہارے مین بغیر اسکے کیونکر زندگانی کرونگی مین تو اسی سے
پس و پیش کرتی تھی آنے پر راضی نہوتی تھی یہی چھوکری ضد کر کے مجھکو یہان لائی بلکہ اسکو بھی اسکی قضا کھینچ لائی تھی کہتی جاتی
تھی اور روتی جاتی تھی کہ دل مین یہ خیال آیا کہ ای خورشید جادو کہین ایسا نہو کوئی اور بلاے ناگہانی تجھپر بھی نازل ہو
پس جلدی سے لاش کو حیات جادو کی تخت پر ڈالا اور چالاک کو کمند سحر سے باندھکر ساتھ لیا اور روتی پیٹتی طرف
شہر مینا کے روانہ ہوئی جسوقت اندر شہر مینا کے داخل ہوئی لاش کو حیات جادو کی اپنے سامنے رکھا پیٹ پیٹ کر یون
رونے لگی کہ ای شمع محفل من و ای گل بستان من ای باعث زندگانی اب تو داغ جاودانی ہو گئی افسوس ہے کہ تو عطاس کو
سے یہان خود نہ آئی تھی بلکہ تجھکو تیری قضا لائی تھی اب مین بغیر تیرے کیونکر جیونگی اور بال تمام سر کے نوچے پچھاڑین کھائی
خوب روئی پیٹی آخرکار جادو سے کہا کہ جلد سر اس موے کا کنگورے پر چڑھا دو اُسنے کہا بہت خوب حسب دستور سر
چالاک بن عمرو کا بھی کاٹ کر کنگورے پر چڑھا دیا لاش برابر اور لاشون کے لٹکا دی خورشید جادو نے
حیات جادو کی قبر بنائی اور فقیرانہ لباس پہنکر بشکل قمری غم مین سرو قامت کے شور نالہ و افغان بلند کیا مگر
اسطرف ہرکارون نے خبر صاحبقران عالیشان کو پہونچائی کہ چالاک نے عیاری کر کے حیات جادو کو مارا مگر آپ بھی
دام مکر مین اُس رشک سامری یعنے خورشید جادو کے گرفتار ہوا امیر دعا کرنے لگے کہ خداوند بچانا چالاک بن عمرو کو
اُسنے بہت بڑا کام کیا کہ چراغ گھر کا خورشید جادو کے گل کر دیا ہے اب وہ اُسے زندہ کاہیکو چھوڑے گی کہ یکایک دوسری
جوڑی ہرکارون کی سامنے نمودار ہوئی گرد و غبار مین آلودہ پسینہ ہر بن مو سے جاری منھ پر ہوائیان اڑتی ہوئین امیر لگے
کہنے خدا خیر کرے ہرکارون نے مجراگاہ پر سے سلام کیا دعاے ترقی اقبال و جاہ دی اور عرض کیا کہ چالاک بن عمرو آپ پر سے

نثار ہوا سر اُسکا کنگورے پر چڑھا ہوا ہو اور لاش لٹکی ہوئی ہو بس یہ سُننا تھا کہ عمرو نے تو گریبان پھاڑا سر زمین پر دے مارا
کہ شق ہو گیا روتے روتے ہچکی لگ گئی اور خنجر نکالکر چاہتا تھا کہ اپنے کو ہلاک کرے کہ امیر نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا
کہ خواجہ کیوں خسر الدنیا والآخرۃ ہوتے ہو ہمیں دیکھو کہ کیسے شیر سے بیٹے آنکھوں کے سامنے سے اُٹھ گئے اور جیتے بیٹھے
ہیں دیکھو اولاد کا غم ایسا ہوتا ہو کہ سوا صبر کے چارہ نہیں ہوتا جسطرح ہمنے صبر کیا تم بھی صبر کرو بلکہ دشمن کے
مارنے کی تدبیر کرو عمرو بولا کہ حمزہ میرے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں امیر نے مشیران سلطنت کو جمع کیا صلاح ہونے
لگی سبھوں نے کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی کا یہ کام نہیں ہو فرمایا کہ وہ تو بدحواس ہو رہا ہو مگر رقعہ پچاس ہزار تومان کا لکھکر
صحن بارگاہ میں ڈالا کہ جو خورشید جادو کو مارے یہ اُسکا ہو عمرو نے دوڑ کر وہ رقعہ اُٹھا لیا اور کہا کہ کچھ اسپر مقرر نہیں
ہو شاہزادہ بدیع الزمان اور علمشاہ کا داغ دلپر اُسپر چالاک کا غم دوبالا ہوا اب زندگی اپنی مجھکو گوارا نہیں
ہو میں ابھی جاتا ہوں یا تو اُسے جہنم واصل کیا یا اپنی جان دی امیر رونے لگے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ خواجہ تم
ہرگز نہ جاؤ تمھارے ہوش و حواس بجا نہیں ہیں عمرو بولا کہ حمزہ یہ صدمہ بھی تو دیکھا نہیں جاتا اور ایسے مقام پر سوا
عمرو کے کوئی جانبازی نہیں کر سکتا جو کچھ ہو سو ہو میں ہی جاؤنگا اور حمزہ اب عمرو تجھسے رخصت ہوتا ہو دیکھیے
پھر زندگی میں ملاقات نصیب ہو یا نہو امیدوار ہوں کہ جو کچھ خطا مجھسے ہوئی ہو اُسے معاف فرمائیے اسلیے کہ عمرو
نے تجھسے اکثر گستاخیاں کی ہیں یہ سنکر امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا اور فرمایا کہ ای زینت بخش تخت سلیمانی وائے زیبندہ مسند
صاحبقرانی ای معین بیکساں وائے یاور غریباں خدا نہ کرے کہ تو بھی بلا میں گرفتار ہو جائے حمزہ بہت تجھسے امید رکھتا ہو کہ
بعد میرے البتہ ناموس میرا ہاتھ سے دشمنوں کے محفوظ رہیگا اگر تجھے یقین مرگ ہو تو ہرگز نہ جا مجھکو ایک دم جدائی تیری
گوارا نہیں ہو اور اُٹھکر گلے سے لپٹ گئے کہ خواجہ ہزار فرزند ہوں تو تجھ پر سے نثار کردوں اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام رونے لگے عمرو نے کہا کہ حمزہ تو نے دیکھا کہ میں نے کیسے کیسے ساحروں کو مارا ہو یہ لکاتہ کیا ہو اسکو بھی جا کر
واصل جہنم کرونگا یہ کہکر اُٹھکر کھڑا ہوا اور کہا کہ کوئی صاحب نہ گھبرائیں لیکن دعا کا وقت ہو میں جانبازی کو جاتا ہوں
یہ کہکر روانہ ہوا آگے آگے عمرو پیچھے پیچھے صاحبقران اور باقی سردار جب بارگاہ سے باہر آئے عمرو نے کہا کہ حمزہ یہ دوستی
نہیں ہیں دشمنی ہو کہ تو مجھے انگشت نما بناتا ہو کہ یہ مشہور ہو جائے کہ عمرو عیاری کرنیکو جاتا ہو فہم و فراست سے بعید ہو
بس تشریف لیجائیے میرے حق میں دعائے خیر کیجیے امیر سرداروں سمیت دعا کرتے ہوئے پھر آئے عمرو اپنے خیمے
میں آیا جو کچھ اسباب عیاری درکار تھا لیا اور کمر مرگ پر مضبوط باندھکر روانہ ہوا بتہیہ قتل خورشید جادو یہاں
خورشید جادو غم میں حیات جادو کے صف ماتم بچھائے ہوئے چار سو جادوگرنیوں سمیت سیاہ لباس پہنے ہوئے
بیٹھی ہو بیچ میں گبری حیات جادو کی ہر ترسہ قبر سے لپٹتی ہو اور پکارتی ہو کہ بیٹا حیات جادو تمہیں آرزو
تھی کہ تمھاری شادی کرینگے سو تم تو شاہ مرگ سے ہمکنار ہوئیں اب میں روسیاہ قیطاس کوہ میں جا کر کسی کو
کیا منہ دکھاؤنگی جو کوئی پوچھے گا کہ حیات جادو کو کہاں چھوڑ آئیں تو کیا جواب دونگی ہائے تم پُر ارمان زمانے
سے اُٹھ گئیں ناشاد و نامراد جہان سے گئیں ہائے کیا جانتی تھی کہ دورۂ عجم میں آکر یہ اوس تجھ پر پڑ جائیگی کہ شاخ حیات
دفعتہً خاک میں ملجائیگی کسکا کوسا لگ گیا میری نوجوان کو کسکی نظر کھا گئی حیات جادو کیا جلد تجھے موت آگئی میں
کہاں ڈھونڈھوں یہی بین کر رہی تھی اور ساتھ والیاں بھی رو رہی تھیں کہ اخگر جادو نے آکر کہا کہ ملک بختیارک
شیطان درگاہ خداوند لقا کی طرف سے ماتم پرسی کا خلعت اور حاضری لیکر آیا ہو دروازے پر شہر پناہ کے کھڑا
ہو خورشید جادو نے اخگر جادو سے کہا اُسے اندر قلعے کے لے آ اخگر گیا اور اپنے ساتھ لے آیا بختیارک جب سامنے آیا

رونے لگا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی حیات جادو ہمکو جیتے جی مار گئین یہ کہکر خوب روئی بختیارک نے گریبان چاک
کیا رونے لگا بعد اسکے خوان جامے کے سامنے رکھے اور کشتیان پوشاک کی لگائین اور کہا کہ ای خورشید جادو مقدر
مین یہی لکھا تھا امر ناچاری ہی اب گریہ وزاری نالہ و بیقراری سے کچھ فائدہ نہوگا شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدی وصال
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + اب خداوند فرعون شاہ ہمین سلامت رکھے حیات کے خون کا عوض خدا پرستون
سے لو در لشکر خداوندی مین بھلا کون ایسا ہی جو حیات جادو کیواسطے نہین رو رہا ہی جسنے ایک مرتبہ اسکو دیکھا ہی وہ روتا
ہی خورشید نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر تصویر اسکی میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین ہرچند چاہتی ہون ضبط کرون
دل نہین مانتا شعر نالہ را ہرچند میخواہم کہ پنہان برکشم + دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن + اور اب صبر نکرونگی تو
کیا کرونگی مگر یکایک صبر کیونکر آئے گا ابھی تو تازہ گھاؤ ہی رفتہ رفتہ صبر آئے گا بختیارک نے کہا درست ہی ادر ملکہ خورشید جادو
یہ تمہارے پیٹ سے نہ پیدا ہوئی تھی فقط تمنے اسے پالا تھا اسپر یہ محبت کا عالم ہی خورشید نے کہا ملک بختیارک محبت پالنے کی
زیادہ ہوتی ہی اور مین نے تو اسپر بڑی محنت کی تھی اسکی ماں اسکو دو برس کا چھوڑ کر مری تھی مین نے ننھی سی بوٹی کو پالا ورغ
کیا اور سحر اسقدر تعلیم کیا کہ اپنے برابر کر دیا تھا اور اسکو بھی مجھسے ایسی محبت تھی کہ میرے آنیکے بعد ایک دم فیطاس کوہ مین
نہین رہی یہان اکیلی چلی آئی آخر اپنی جان دی بختیارک نے کہا سچ ہی مگر ملکہ خورشید جادو واس دور دور زمین ہم کسی مردہ
ہو گئین ساتھ والیون نے کہا کہ دور دور سے کھانا تو کھایا نہین بختیارک بولا ای خورشید جادو اٹھو کوئی ٹکڑا کھالو
ارے کوئی ہی جلد پانی لاؤ منہ ہاتھ دھلاؤ غرض خورشید جادو نے بجبر و کد ہاتھ دھویا نوالا توڑا اور پکاری کیون
حیات جادو ای زرد نہین تھی کہ تم ہماری کریا کرو گی ہائے آئے ہمین تمہاری چھٹی کھانا نصیب ہوئی اب صورت خورشید
جادو کی یہ ہی کہ نوالا ہاتھ مین ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین بختیارک نے کہا کہ ملکہ اس تصور کو جانے دو کھانا کھاؤ
خورشید جادو نوالا منہ کے برابر لائی تھی کہ دھوان نوالے سے اٹھا خورشید جادو جھجھکی یکایک تتلی پیدا ہوئی اور اسنے
پکارا کہ ای خورشید جادو اس کھانے مین بیہوشی ہی اور وہ تتلی غائب ہو گئی یہ تتلی پیر اسکا تھا یہ ساحرہ ایسی زبردست ہی
کہ اسکا پیر اسکی حفاظت کرتا ہی بس خورشید جادو نے نوالہ ہاتھ سے پھینکدیا اور پکاری کہ باش او دزد باریک گردن
تو مجھکو بختیارک بنکے فریب دینے آیا تھا اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون کہ مجھے تن بدن کا اپنے ہوش نہین
ہی مگر ایسی غافل نہین ہون کہ تیرے فریب مین آ جاؤنگی ای مکار تونے غضب کیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ خورشید جادو آپ
کیا فرماتی ہین کیا بارہ دری یکین بھلے نظر آتے ہین آپ غم مین حیات جادو کے مجنون ہو گئی ہین دوست
آپ کو دشمن معلوم ہوتا ہی ذرا سمجھ بوجھکر بات منہ سے نکالا کیجیے خورشید پکاری او خیرہ سر تو مجھے اور کوئی سمجھا ہی
مین تجھے خوب پہچانتی ہون عمرو کو یقین ہو گیا کہ یہ مجھے جان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگ جائے خورشید جادو
نے گیر لیکر ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے پاؤن عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے عمرو کو پکڑ کر سامنے ستون سے باندھ دیا اور کہا
کہ یہ کھانا پھکوا دو کہ اسی اثنا مین خبر ہوئی کہ بختیارک کھانا لیکر آیا ہی کہا بلاؤ بختیارک سامنے آیا سلام کیا کہا کہ ہمین
تنہا تھا ارشد کامل تشریف لائے تھے کہا کہ ملک جی دیکھو وہ بندھے کھڑے ہین ہمکو فریب دینے آئے تھے سمجھے تھے کہ یہ غم مین
مبتلا ہی چلکر مارے سو یہان پکڑے گئے ہین بختیارک نے کہا آپ ہی کا کام تھا اور عمرو کو سلام کیا اور کہا پیر و مرشد نے
مار ڈالنے مین قصور نہ کیا تھا مگر اتفاق یون ہونا تھا خیر لیکن آپ کی قضا نہین ہی کوئی آپ کو مار نہین سکتا آپ گرفتار
ہین جب بھی غالب ہین خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی ایک دم تو اسے مہلت نہ دونگی ساتھ والیون نے کہا بلا یون کچھ کھا لیجیے
غرض خورشید نے اب کچھ کھانا جو بختیارک لایا تھا زہر مار کیا ساتھ والیون کو بھی کھلایا بعد اسکے عمرو سے کہا کیون او

دزد باریک گردن تو نے شہر کے شہر ساحروں کے غارت کر دیے عمرو نے کہا کہ خدا چاہے گا تو تیری بھی میخ ماروں گا بختیارک
بکا ماسچ ہے آپ تو مرنا جانتے ہی نہیں انکو بیشک آپ ماریں گے خورشید جادو نے کہا کہ ماں جی دیکھو ابھی سر کاٹ کر
کنگورے پر چڑھائے دیتی ہوں اور کہا کہ بلاؤ انگر جادو کو اسی وقت انگر جادو حاضر ہوا کہا کہ جلد اسکو قتل کر
انگر جادو تلوار کھینچکر سر پر عمرو کے آیا حکم کا منتظر ہے خورشید جادو نے دو حکم دیے ہیں تیسرا حکم دینے کو ہے اور
بختیارک کہ رہا ہے کہ مرشد کو مرنے کی عادت نہیں ہے کوئی آپکا کچھ نہیں کر سکتا بھلا آپ مرنا کیا جانیے کہ ایک نیل کنٹھ آکر
سامنے خورشید جادو کے بیٹھا اور پکارا کہ میں نامہ لایا ہوں قیطاس جادو کا یہ سنتے ہی خورشید جادو نے ہاتھ
بڑھایا کہ میرے پاس آ وہ اڑ کر ہاتھ پر اسکے آ بیٹھا خورشید جادو نے دیکھا کہ خط اسکے گلے میں پڑا ہوا ہے اسکو گلے سے
نکالکر کھولا قیطاس جادو نے لکھا تھا کہ اے نور نظر و اے قوت بصر پدر و مادر اے دانشمند اے فرزند ارجمند یعنی خورشید جادو
اگر وہ دزد باریک گردن ساربان زادہ عمرو عیار ہاتھ تمہارے لگے تو ہم اسکی صورت کے نہایت مشتاق ہیں زندہ
ہمارے پاس اسے بھیج دینا اور اگر ابھی نہ گرفتار ہوا ہو تو کوشش کر کے اسے پکڑو اور اگر وہ گرفتار نہوا تو لشکر حمزہ پر ہرگز
فتحیاب نہو گی اسکا پکڑنا لازم ہے اور اے بیٹا تم جب مجھسے رخصت ہوئی تھیں اسوقت بھی میں نے تمکو اسکے مکر و فریب
سے آگاہ کر دیا تھا اور کام ملتوی رکھو مگر اسے جلد اسیر کر کے ہمارے پاس بھیج دو یہ پڑھکر نہایت خورشید جادو خوش
ہوئی انگر جادو سے کہا کہ تو عمرو کے سر پر سے ہٹ جا اسکی قضا یہاں نہیں ہے اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ اگر
اسکو میں نے مار ڈالا ہوتا تو کیا روسیاہی پدر بزرگوار سے مجھکو حاصل ہوتی مگر فکر ہے سامری و جمشید کا کہ عمرو ابھی
زندہ تھا بختیارک بولا خیر باشد کیسے تو بخاری کر باپ نے میرے نامہ ماسی کے مقدمے میں لکھا ہے زندہ اسے طلب
کیا ہے اگر یہ مارا جاتا تو پھر کیسے بھیجتی بختیارک نے اشارے سے کہا کہ سر کٹوا کے بھیج دیجیے کہا کہ یہ نہوگا اور اپنی ساتھ والیوں
سے کہا کہ تم میں ہے کوئی ایسا کہ اسکی قید قیطاس کوہ کو لیجائے کسی نے جواب نہ دیا بختیارک نے کہا کسکی شامت آئی ہے کہ
قید مرغ کابل کی لیجائے خورشید جادو نے پھر دوسری دفعہ کہا کہ ہے کوئی تم میں ایسا کہ قید عمرو کی قیطاس کوہ کو لیجائے
سبھوں نے متفق اللفظ کہا کہ بلا لوں کون یہ بار گران اٹھائے جو یہ کار چھوٹ گیا تو بدنامی کسکی ہوئی وہاں اسنے شہر کے
شہر جادوگروں کے غارت کر دیے یہ وہ شخص ہے کہ جاہ الماس کو جسنے برباد کیا ملکہ و مامہ جادو شہنشاہ ساحران
کو مارا ہمیں یہ رسوائی کرنا اپنی گوارا نہیں ہے خورشید بولی او مردار و تم اس قابل نہیں ہو میں خود اسکی قید
قیطاس کوہ روانہ کر دونگی اور اسی وقت ایک عرضی اسنے لکھی کہ اے پدر بزرگوار میں عمرو کو قتل کیا چاہتی تھی کہ
اسی وقت نامہ آپ کا پہونچا میں نے حسب الحکم عمرو کو آپکے پاس بھیجا ہے آپ اسے دیکھکر سر کاٹ کے میرے پاس
بھیج دیجیے کہ میں باقی خدا پرستوں کا استیصال کر کے خدمت میں حاضر ہوں اور اب انکے قتل میں ایک دن کی
دیر ہے ادھر سر عمرو کا آپ نے بھیجا اور میں نے باقی خدا پرستوں کا خاتمہ کیا فقط زیادہ حد ادب یہ خط لکھکر لفافہ
میں کر کے مہر اپنی اسپر ثبت کی اور گلے میں عمرو کے ڈالا اور ایک کورے گھڑے میں پانی منگوا کر گرد عمرو کے چھڑکا اور
کچھ ٹکڑے شیشے کے گرد عمرو کے بچھائے اور منقل آتشیں سامنے رکھا پہلے تو گرد عمرو کے رائی سرسوں کے دانے پڑھکر مارے
کہ ایک گنبد شیشے کا گرد عمرو کے بنگیا پھر کالے تل اس منقل پر مارے کہ اسمیں سے شعلے بھڑک کر گرد اس گنبد کے قائم
ہوا دوسری مرتبہ سحر کیا کہ وہ گنبد زمین سے اونچا ہو کر معلق ہوا تیسری بار سحر کیا کہ وہ گنبد آتشیں سنسن کرتا ہوا
رو بسوے آسمان روانہ ہوا خورشید جادو نے کہا کہ دیکھا تمنے قید عمرو کی ہمنے کس ترکیب سے قیطاس کوہ کو بھیجی اسی طرح
خوف ہی نہیں ہے سبھوں نے ہاتھ چومے قدم لیے کہ آپکا مثل نہیں ہے آپ خاص شاگرد مشمش جادو کی خورشید نے کہا

کہ صاحبو وہ تو مجھسے خوش ہی بلکہ سحر میرا اُسی طرح کا ہی حقیقت مین شاگرد رشید ہون بختیارک نے کہا اگر آپ خفا
نہون تو کچھ عرض کرون کہا کہو کیا ہی کہا اے ملکہ خورشید جادو تمنے ایک بلا قیطاس کو وہ پر بھیجی اب مرشد جا کر سبکو مارینگے
ایک کو زندہ نہ رکھینگے خورشید بہت خفا ہوئی کہا کہ بیٹھ ایسے تیسے کیا واہیات بکتا ہی فال بد مُنھ سے نکالتا ہی بختیارک بولا
کہنا ہمارا معلوم ہو جائیگا اُسوقت ہم سلام کرینگے خورشید جادو پکاری اچھا کیا مضائقہ ہی بختیارک تو افسوس کرتا چلا گیا
کہ مرشد کیا خوب بچے ہین اور خورشید جادو پھر قبر پر حیات جادو کی مصروف گریہ وزاری ہوئی لیکن یہان شہر قیطاس
مین قیطاس جادو تخت سلطنت پر متمکن ہی اور ساحران نامی وگرامی گرد و اطراف مین کرسیون وصندلون پر بیٹھے ہین
اور ذکر خورشید جادو وحیات جادو کا ہو رہا ہی کہ وہ گنبد آتشین آسمان پر نمایان ہوا سب نے دیکھا کسی نے کہا کہ
یہ موٹھ کسی پر جاتی ہی دوسرے نے کہا کہان کسی جادوگر کا سحر بھیجا ہوا ہی ایک بولا کہ ارے یہ گنبد تو یہین آتا ہی کہ
اس اثنا مین وہ گنبد صحن بارگاہ مین اُترا دیکھا سب نے کہ گنبد شیشے کا ہی اور گرد اُسکے شعلۂ آتش ہین اور ایک شخص کی
صورت اسمین بند ہی ایک خط گلے مین اُسکے پڑا ہی قیطاس جادو نے کہا کہ صاحبو پہچانا تو اسے یہ کون ہی ایک بولا کہ معلوم
ہوتا ہی کہ کسی نے جن کو قید کرکے بھیجا ہی کوئی بولا کہ یہ دیو کی قسم سے ہی کوئی پکارا مردم آبی ہی قیطاس جادو نے کہا کہ یہ وہ
شخص ہی جسنے شہر کے شہر ساحرون کے نیست و نابود کر دیے خدائیان برباد کر دین یہ بڑا مکار یعنے عمرو عیار ہی
میری فرزند دلبند ملکہ خورشید جادو نے اسکو گرفتار کرکے بھیجا ہی یہ کہکر منتر کے دانے پڑھکر جو مارے تو گنبد شق ہوا
شعلۂ آتش غائب ہو گیا عمرو زمین پر بیٹھا رہگیا قیطاس جادو نے خط گلے سے نکالکر پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا
سب سے کہا کہ یہ دیکھو خورشید جادو نے بڑی مشقت سے اسے پکڑ کے بھیجا ہی اور تاکید لکھی ہی کہ جلد سر کاٹ کر اسکا بھیجو
تو صاحبو اب شام تو ہو چلی ہی صبح کو تمام خلائق کے سامنے اسے قتل کرونگا رات بھر کوئی ساحر اپنے پاس رکھے صبح کو
ہمارے پاس لائے کہ ہم قتل کرین سب نے کانون پر ہاتھ رکھے کہ اس بلا کو کون اپنے پاس رکھے یہ مکار زمانہ ہی اگر
چھوٹ گیا تو موجب بدنامی کا ہی اور اُسی کے باعث سے گویا ساحران شہر قتل ہوئے ہم مین کوئی اپنے پاس نہ رکھیگا یہ سنکر
قیطاس جادو فکر مند ہوا اپنے دل مین کہا کہ عمرو اپنے جی مین کہتا ہوگا کہ کوئی قیطاس کو وہ مین اتنا بھی نہین کہ
تیری قید اپنے پاس رکھے بعد تھوڑی دیر کے سر اُٹھا کر کہا کہ صاحبو ہمنے ایک شخص کو تجویز کیا ہی کہ لائق اس کام کے
وہی ہی اور چوبدار سے کہا کہ جا کر ہماری دایہ نرگس جادو کو بُلا لاؤ چوبدار گیا ایک گھڑی بھر کے بعد دیکھا کہ ایک
پیرزال کہ سر کے بال اُسکے سفید ہین مانند روئی کے گالے کے سر ہو رہا ہی نیلا نقابہ سر پر بندھا ہوا سیاہ فام ہاتھے پر جھریان
پڑی ہوئین جھابری کرتا پہنے ہوئے اور تسمہ کمر مین بندھا ہوا نیلی سوسی کا لہنگا پائوتک مین پہنے نیلی اوڑھنی اوڑھے
ہوئے اژدہے پر کاٹھ کسا ہوا اُسپر سوار کبیر السن مُنھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت پشیمہ مین کوڑ سامنے آکر اُتری
قیطاس جادو ساحرون سمیت تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا ہوا سلام کیا نرگس جادو نے دونون ہاتھون سے بلائین لین
پاس آکر بیٹھی اور کہا کہ بیٹا آج مجھکو کسواسطے یاد کیا ہی تیرا صدقہ کونے مین بیٹھی ہوئی کھاتی ہون تجھکو دعائین دیتی ہون
قیطاس جادو نے کہا کہ دائی اماں تمکو ایک کام ضروری کے واسطے تکلیف دی ہی دیکھو تو وہ سامنے کون ہی نرگس جادو
نے عمرو کو دیکھا پہچانا کہا کہ بیٹا یہ بلا کیونکر تیرے پاس آئی بولا کہ تمہاری پوتی خورشید جادو نے دربند قنطورہ سے پکڑ کر
اسے بھیجا ہی پکاری کہ ارے پھر اسے مار کیون نہ ڈالا یہ تو علامہ دہر ہی اسنے تو تمام خاندان ساحرون کے برباد کر دیے
عنطلی آباد مین مین موجود تھی جب اُسنے وہان کے ساحرون کو مارا ہی بیٹا جلد اسے قتل کر قیطاس جادو نے کہا کہ ای اماں
ایک شب تو اسے اپنے یہان قید رکھو نرگس جادو نے کہا کہ بیٹا کیون تو اس بڑھاپے مین میرے مُنھ پر کلنگ کا ٹیکا لگا یا

چاہتا ہی مجھسے نہوگا کہ مین قید اسکی اپنے پاس رکھون قیطاس جادو بولا اے امان میرے یہان کوئی اس قابل نہین کہ قید عمرو
کی اسکے سپرد کرون اور آج ہی رات بھر کا تو واسطہ ہی کل صبح کو تو مین اسے منگوا لونگا اور کشتی خلعت کی تورا دیون کا
منگوا کر سامنے نرگس جادو کے رکھا اُسنے بہت سی دعائین دین اور کہا خیر خاطر تیری مجھے عزیز ہی یہ کہکر اٹھی اور عمرو کا
ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہ آ موے شیطان کے استاد عمرو نے اپنے دل مین کہا کر تھا اس لکاتہ سے مجھے نرگس اگر اپنے اژدہے پر بھی
عمرو کو پیچھے پیٹھ پر ڈال لیا اور مکان مین اپنے آئی عمرو نے دیکھا کہ چار دیواری کچی ہی کہگل گوبری کی ہوئی ہوتا پھرا ہوا
دو دیدہ چھپر پڑا ہوا تمام صحن مین جھاڑو دی ہوئی ایک طرف چولھے بنے ہوئے ہنڈیان انپر رکھی ہوئین ٹھلیان چھالیان
دھری ہین ایک طرف چرخہ رکھا ہوا اُسکے پاس مٹی کی رکابی مین دو ایک گنڈیریان پونیان بنی ہوئی دیکھ کنڈے بچھو ٹوکرے
رکھی ہین چھوٹی رال رکھی ہی ایک طرف کوٹھریان اناج کی کسی مین گیہون کسی مین چانول کسی مین دال بھری ہی چھینکے پر چھلنی
لٹیا لٹکی ہی ایک مدریا شراسا جسکا کیبرا اُڑ گیا ہی صرف نرکل باقی ہی رکھا ہوا ہی نرگس جادو نے آواز دی دیکھا کہ
ایک دو کہاریان میلے لہنگے پہنے ہوئے دوپٹہ کثیف اوڑھے ہوئے زشت صورتین آکر سلام کیا کہا کہ اسے وہ پنجرہ تو لاؤ
یہ جا کر ایک پنجرہ کسی گوشے مین رکھا تھا اُٹھا لائین تمام پنجرہ لوہے کا تھا نرگس جادو نے عمرو کے مُنہ پر تار چڑھائے
قفل دیا چھپر مین لٹکوا دیا آپ ایک پیڑھی پر کہ کانس کے باندون سے بنی ہوئی تھی وہ بھی ٹوٹی ہوئی سامنے
بچھا کر بیٹھی دونون کہاریون نے ماش کی کھچڑی تیار رکھی تھی نکالکر کٹھری مین سامنے رکھی تیل کے اچار کا ایک آم لاکر
انپر رکھدیا تھوڑا سا گھی پتے پر رکھکر دیدیا اُس لکاتہ نے وہ سب زہر مار کیا بعد اُسکے حقہ پینے لگی پھر کہاریون سے کہا
کہ ارے میرا طنبورہ تو اُٹھا لاؤ وہ جا کر ایک طنبورہ ٹوٹا سا زنگ بھی اُسکا اُکھڑا ہوا کھونٹیان بھی ہلتی ہوئین تانت بھی
زنگ آلود غلاف بھی اسقدر پُرانا کہ ابرا بالکل ندارد استر مین بھی جا بجا چھید کہین پر جوروی لپیٹ کر باقی رکھی ہی
تو ٹھیری کا جیو بجہ معلوم ہوتا ہی غرضکہ شب ماہ تھی چاندنی مین بیٹھکر طنبورہ بجا کر گانے لگی وہ دونون کہاریان تعریف
کرنے لگین عمرو نے دیکھا کہ اس قحبہ کو آتا جاتا تو کچھ بھی نہین مگر شوق ہی دل مین کہا کہ لاؤ تدبیر تو کرو اگر کارگر ہوئی
تو خیر ورنہ قضا تو آ ہی چلی ہی یہ سوچ کر گو مُنہ بند تھا مگر نلکی کی تان یہان سے اُنہون نے سُر طنبورے سے ملا کر لی
نرگس جادو یا تو طنبورہ بجا رہی تھی یہ آواز خوش جو کان مین آئی طنبورہ ہاتھ سے رکھکر لگی سُننے کہ یہ آواز کہان سے
مگر ادھر تو اسنے طنبورہ رکھا اُدھر عمرو بھی چپ ہو رہا نرگس جادو نے چار طرف دیکھ کر اُن کہاریون سے کہا ارے
تمنے بھی کوئی آواز سُنی تھی اُنہون نے کہا واری ہان ہم تو آپ کی آواز کے عاشق ہین سامری کی قسم بڑھاپے مین
تو یہ آواز آپکی ہی جوانی مین کیا عالم ہوگا نرگس نے کہا اب مین ایسی بڑھیا ہو گئی کہ [illegible] تم بھی مجھے بڑھیا کہتی ہو
ہان اب مسنی کا زمانہ نہین باقی کسی وقت مین مین نے لاکھون کے گلے کٹوا دیے ہزارون کو زہر کھلوا دیا اب بھی
اگر کسی جوان کو دیکھ لون تو تماشا دکھا دون وہ ڈر کے مارے چپ ہو رہین عمرو نے دل مین کہا کہ اللہ رے تیری خرمستی
ابھی تک چولھا روشن ہی نرگس پھر طنبورہ بجا کر گانے لگی عمرو نے پھر نلکی کی تان لی نرگس کی جان آواز سے لڑی ہوئی تھی بس
طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا عمرو پھر چپ ہو گیا نرگس نے پھر اُن دونون کہاریون سے کہا کہ کیون کہو تمہارے کان مین آواز
آئی جواب پایا کہ بلا لون ہان سچ تو ہی ہمنے بھی سُنی کیا اچھی آواز ہی کہا ارے دیکھو کسکی آواز ہی کون ہی ہر چند تفحص کیا
کوئی نہ معلوم ہوا کہاریون نے کہا کوئی آسمان پر گاتا ہوا جاتا ہوگا آپ طنبورہ بجائیے نرگس جادو پھر طنبورہ بجا کر
گانے لگی مگر سب طرف چور نگاہون سے دیکھ رہی تھی کہ عمرو نے پھر نلکی کی تان لی اُسنے دیکھا کہ پنجرے مین سے آواز آتی ہی
پکاری ادموے معلوم ہوا یہ تو گاتا ہی ارے پنجرہ تو اس نگوڑے مارے کا اُتار لاؤ وہ دونون کہاریان پنجرہ عمرو کا اُتار لائین

نرگس جادو نے کہا کہ لے اب گا انھون نے اشارے سے کہا کہ منہ بند ہی اُسنے کھڑکی کھولکر عمرو کے دانتون کے تار اُتار دیے
پھر کھڑکی بند کر دی عمرو نے گانا شروع کیا ایک دو گھڑی گا کے چپ ہو رہا نرگس پکاری اور گا عمرو نے کہا واہ صاحب
جو شخص قید مین گرفتار ہو اور یہ خیال ہو کہ صبح کو گردن مارا جاؤنگا وہ کیا خاک گائیگا اور واہ کیا خوب قدردانی
آپکی ہی کہ آپ اذیت مین مجھسے گانا سنتی ہین مجھکو پنجرے سے باہر نکالیے ہاتھ پانون میرے قابو مین کیجیے سحر مجھپر سے اتاریے کہ
نشۂ آواز کا جائے پھر مجھسے اچھی طرح سنیئے نرگس جادو نے کہا او موئے تو مجھکو دم دیتا ہی ارے اسی گانے کے فریب مین تو تونے گھر کے
گھر ساحرون کے برباد کر دیے مین تیرے مکر مین نہین آنیکی اور پنجہ گرم کرکے عمرو کو داغنا شروع کیا عمرو ناچار ہو کر یہ گانے لگا غزل

پھر مسیحا ترے اعجاز کو پائین کیونکر
بات بگڑی ہوئی او ضبط بنائین کیونکر
شعلۂ داغ دل آہون سے بھڑکتا ہی سوا
دیکھیے ٹلتی ہین سر سے یہ بلائین کیونکر
الٹی تاثیر اگر تیری زبان رکھتی ہی

ایک ٹھوکر مین وہ مردے کو جلائین کیونکر
بیٹھے رہتے ہین تو تڑپاتی ہی ہوا دامن کی
روشنی کرتی ہین گل تیز ہوائین کیونکر
دل تو کچھ کہتا ہی اور آنکھ کی ہی کچھ بیت شرح کل
آرزو وصل کی فرقت مین نہ جائین کیونکر

اس خموشی کا سبب انکو بتائین کیونکر
ضعف اُٹھنے نہین دیتا کہین جائین کیونکر
دل سے جاتی نہین یاد کے ترے زلفون کی
ایسے دو دو بچھڑے والون کو منائین کیونکر

یہ غزل گا کر عمرو چپ ہوا تھا کہ اُسنے
پھر پنجون سے داغنا شروع کیا خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری پھر گانے لگا لیکن دل مین کہتا ہی رہ قحبہ اگر چھوٹا تو پہلے
تیرے منہ نار دونگا لیکن اسکی یہ کیفیت ہی کہ جب عمرو چپ ہوتا ہی یہ پنجے سے داغتی اور گواتی ہی انھین تو چھوڑیے لیکن
ایک بیٹی ہی قیطاس جادو کی کہ نام اُسکا مہتاب جادو ہی قیطاس جادو اُسے بہت عزیز رکھتا ہی اُسوقت یہ باپ
پاس سے اپنے گھر جاتی ہی طرف باغ گل خندان کے راستے مین مکان ہی نرگس جادو کا جب قریب اُسکے پہونچی
آواز گانے کی کان مین اسکے آئی بیچین ہو گئی وہین ٹھہری ساتھ والیون سے پوچھا کہ یہ مکان کسکا ہی سبھون نے عرض کیا نرگس
جادو آپ کے والد کی دایہ کا مکان ہی کہا کہ جلد دروازہ کھلواؤ چوبدار نے دروازے کو ہلا دیا کہا کہ جلد دروازہ کھولو شہزادی
کھڑی ہوئی ہی نرگس عمرو کو بار بار گواہی تھی کہ آواز چوبدار کی کان مین پہونچی نرگس جادو ایک جہاندیدہ تھی سمجھ گئی
کہ مہتاب جادو آواز عمرو کی سنکر آئی ہی جلدی سے پنجرہ عمرو کا کونے مین رکھدیا اور سے گودڑ گادڑ لحاف ضائی ڈالکر
چھپا دیا اور دروازہ کھلوا دیا مہتاب جادو اندر مکان کے آئی نرگس جادو نے سلام کیا نرگس نے بلائین لین
کہا دایہ اماں خوب مزے لوٹ رہی ہو یہ کون تمھارے پاس گا رہا تھا نرگس بولی بیٹیا مین صدقے مین قربان میرے
پاس گانے والا کون ہی تمھین اپنا جی بہلانے کو کچھ گا رہی تھی مہتاب جادو نے کہا دایہ اماں مین نے کیا تمھارا گانا
سنا نہین تمھاری ایسی آواز کہان جو مین نے سُنی سچ بتاؤ کون تھا کہ مین نے ایسی آواز تمام عمر نہین سُنی عجب خوشنما
آواز تھی کہ سُنتے ہی جی بیقرار ہو گیا مین نے ایسی تاثیر نہین دیکھی نرگس بولی سوا میرے یہان اور کون ہی مہتاب
جادو نے اپنے لوگون سے کہا کہ ارے ڈھونڈھو تو یہان کوئی ہی ضرور دایہ جان چھپاتی ہین مفصل نہین بتاتی ہین لوگ
اسکے سب طرف لگے ڈھونڈھنے عمرو سمجھا کہ تمھارا کوئی متلاشی ہی آواز دی کہ جو مین بیچارہ مصیبت زدہ گرفتار بلا اپنے
حال پر نالان رو رہا تھا گانا تو خیر دیگر ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ کون بولا اُسنے کہا بیٹیا کانونکی آواز کسی اُدھر اُدھر سے
چلی آتی ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ یہ تو آواز اسی گھر سے آئی ہی عمرو نے پھر آواز دی کہ مین اس کونے مین ہون
پنجرے مین بند خواصین اور کنیزین مہتاب جادو کی دوڑ کر لحاف گودڑ ہٹا کر پنجرہ اُٹھا لائین نرگس جادو
نے کہا کہ بیٹیا یہ بڑا مکار عمرو عیار ہی تمھاری نانی مین خورشید جادو نے اُسکو پکڑ کر بھیجا ہی یہ کیا کسی کے ہاتھ لگتا ہی
باپ نے تیرے ہر چند چاہا کہ کوئی اُسے اپنے پاس رکھے کسی نے ایک شب کی حفاظت اسکی منظور نہ کی تو اُسوقت باپ نے

تیرے مجھے بلاکر اُسکو دیا اور بہت تاکید کی کہ اسے بڑی ہوشیاری سے رکھنا یہ ایک بلاے روزگار ہی تمام زمانہ کے
ساحرون کو اسنے مارا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ دایہ جان اسکو مجھے دیجیے کہ رات بھر مین اسکو اپنے پاس رکھونگی
صبح کو لے لینا نرگس جادو نے کہا کہ قربان جاؤن یہ مال تمھارا ہی مگر مین اس مکار کو بغیر حکم قیطاس جادو کے
کیونکر دیدون اگر یہ تمھارے پاس سے چھوٹ گیا تو تمھین تو کوئی کچھ نہ کہیگا مجھکو سب رسوا کرینگے کہ تونے کیا دھوپ
مین بال سفید کیے تھے ایسے مکار کو کیون اُس بچی کو دیدیا جان تک میری تجھپر نثار مگر اسکو مین نہ دونگی مہتاب جادو
یہ سنتے ہی نہایت رنجیدہ ہوئی اور کہا کہ دایہ صاحب معلوم ہوا کہ تم قیطاس جادو کی دوست ہو اور ہم دشمن ہین اور
وہان سے روتی ہوئی اُٹھی اور پھر اپنے باپ قیطاس جادو پاس چلی اب وہ وقت ہی کہ قیطاس جادو پلنگ پر
اکیلا ہی زوجہ اسکی ریحانہ جادو پاس ہی جس سے باتین کررہا ہی کہ صاحب سامری و جمشید نے بڑا فضل کیا کہ وہ مکار کہ تمام
جسکا عمرو عیار ہی گرفتار ہوکر آیا صبح کو سر اُسکا کٹوا کر خورشید جادو پاس بھیجدونگا یہی باتین تھین کہ مہتاب جادو
روتی ہوئی آئی اور زمین پر پچھاڑ کھائی کہ بس ہم دشمن ہین ہمارا جینا ناحق ہی ریحانہ دوڑ کر لپٹ گئی بلائین لینے لگی
کہ بیٹا کچھ کہو تو کیا ہوا قیطاس جادو کہ بیٹی کا عاشق ہی اُسنے دیکھا کہ مہتاب جادو نے بال نوچ ڈالے ہین کپڑے
پھٹے ہین مُنھ طمانچون سے لال ہی گلے سے لگا لیا اور کہا کہ تو نے کیون حال اپنا تباہ کیا ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو ڈھیلے
نکلوا ڈالون اُنگلی دکھائی ہو تو ہاتھ اُسکا قلم کروا ڈالون کس سے تجھے رنج ہوا بتا جان تو کر مہتاب جادو اور روئے جاتی ہی
ہچکی لگی چلی ہی آخر کو جب ماں باپ بہت صدقے قربان گئے تو ناک بھون چڑھا کر کہا کہ بابا جان ہم تو آپ کے دشمن
ہین اور نرگس جادو بڑی دوست ہین الحمدللہ ہم ایسے بیگانے ہوگئے اور بے اعتبار ہوگئے اور نرگس جادو مختار ہوگئین
کہ اس بڑھاپے مین عمرو سے گانٹھتی ہین اور ہم ہاتھ لگین عمرو کو تو ہمین نہ دین بس ہمارا جینا بیکار ہی ہم اپنی جان دینگے
قیطاس جادو نے کہا بیٹا یہ تو مقام شکر ہی کہ وہ ایسی تابع حکم ہی کہ اُسنے عمرو کو تجھے بھی نہ دیا تو وہ کو کا ہیکو دیگی کہا کہ ہان
بابا جان وہ بڑی معتمد ہین بے اعتبار ہین تو ہم ہین بس زہر کھا لینگے قیطاس جادو نے کہا تیرے دشمن زہر کھائین جو تیری
خوشی ہوگی وہی کرونگا مہتاب جادو نے کہا اگر آپ میری زیست چاہتے ہین تو چلکر عمرو کو مجھے دلوا دیجیے قیطاس جادو
نے کہا اچھا چلو عمرو کو لوا اور اُسی وقت اُسکو ساتھ لیکر سوار ہوکر نرگس جادو کے مکان کی طرف چلا یہان نرگس جادو
بعد مہتاب جادو کے جانے کے عمرو کو لگی سمجھانے کہ کیون تجھے چھپا دیا تھا تو کیون بولا تو نے اُس چھوکری کو مجھے
رنجیدہ کروا دیا رات بھر مین تجھے ادھموا کر دونگی اب بھی تیرے مکر و فتنہ نہین جاتے یہ کہکر سیخ گرم کرکے عمرو کو داغتی ہی
اور عمرو ہر مرتبہ بلبلا جاتا ہی کہ یکایک آواز آئی کہ دروازہ کھولو قیطاس جادو آیا ہی نرگس دوڑی قیطاس جادو
کی بلائین لین کہا کہ بیٹا اسوقت تم کیون آئے ہو قیطاس جادو نے کہا کہ تمھارے بڑھاپے کے شوق نے دوڑایا لاؤ
عمرو کو کہان ہی ہمارے حوالے کرو اُسنے کہا کہ بیٹا تو مالک ہی جسے چاہے اُسے دے مگر یہ مکار ہی اگر کہین چھوٹ جائے گا
تو غضب ہو جائیگا قیطاس جادو نے کہا کہ اتنی تو یہ لڑکی جان دیے دیتی ہی یہ تو بچ جائے گی اگر چھوٹ بھی گیا تو پھر گرفتار
ہو جائیگا یہ کہکر پنجرہ عمرو کا مہتاب جادو کو دیا کہ لیجاکر بہت ہوشیاری سے اسے اپنے پاس رکھنا اسکے قریب مین
نہ آنا اور خود سوار ہوکر اپنے مکان کو چلا گیا نرگس جادو نے اپنی دونون کنیزون سے کہا کہ قیطاس جادو نے چھوکری کو
لاڈ مین رکھا ہی اور مثل مشہور ہی کہ لاڈلی بیٹی چھنال و لاڈلا بیٹا گانڈو قیطاس جادو بہت خراب ہوگا یقین ہی کہ یہ شہر
بھی شہر خطلی آباد کے ویران ہوگا مگر مہتاب جادو پنجرہ عمرو کا ساتھ لیے ہوئے باغ گل خندان مین آئی پہلے پوشاک
بدلی پھر صحبت مین آکر بیٹھی اب عمرو نے دیکھا مہتاب جادو کو کہ مینڈھیان موتیون سے گندھی ہوئی چہرہ ماہتاب شب چہاردہ کے

روشن سن بھی کوئی چودہ پندرہ برس کا عین شباب سینے پر ابھار نیم کا تنکا ناک مین پڑا ہوا گوار پنے کا عالم عمرو دیکھتے ہی
بدل مائل ہو گیا مگر مہتاب جادو نے بیٹھتے ہی حکم دیا کہ ارے کوئی ہی کھانا لاؤ اور عمرو کو پنجرے سے باہر نکالا ایک کھانا
کھلایا بعد اسکے کہا کہ خواجہ ہم تمھارے گانیکے مشتاق مین ہین ہمیں بھی علم موسیقی کا شوق ہی عمرو نے کہا کہ ہاتھ پاؤن میرے بیکار ہین
مین کیونکر گاؤن بجاؤن مہتاب جادو تو سحر سے واقف نہین مگر ساتھ مین سنبل جادو ساحرہ زبردست موجود
تھی اُس سے کہا کہ ای سنبل جادو عمرو کے گرد حصار سحر باندھ کر یہ کہین جانہ سکے اور ردِ سحر کر کے ہاتھ پاؤن
اسکے کھولدے سنبل جادو نے کہا بہت اچھا اور ایک کوری بدھنی مین پانی منگا کر اسپر اسم سحر پڑھکر دم کیا
اور گرد صحبت کے چھڑکوا دیا بعد اسکے ماش کے دانے سحر دم کر کے مارے کہ ہاتھ پاؤن عمرو کے سحر کے کھل گئے ہوئے عمرو نے
سازندون سے کہا کہ ساز ملاؤ اور ہمارا ساتھ دو سب نے کہا بہت خوب اور ساز ملانے مین مصروف ہوئے عمرو نے جوڑی
ہفت پیوندی نے کی نکالکر قفلیان درست کین اور بجانا شروع کیا اور یہ غزل آرزو کی شادان و فرحان گانے لگا غزل

بہت بھڑکی ہوئی ہی آتش گل صحن گلشن مین
رگ گردن ہماری قتل کو ہی تیغ گردن مین
سلامت ہی اگر زور جنون ٹوٹیگی قید اک دن
جنھین جلوہ دکھانا ہی وہی چھپتے ہین چلمن مین
قیامت مین گریبانگیر کیون ایسے نڈر کا ہون
قضا فرق اکے بتلادے ہمارے دوست دشمن مین
نہ سوچا کچھ بھی ہمکو عشق کا انجام کیا ہوگا
کہ جنکو شوق سے قاتل لیے پھرتا ہو دامن مین

کسی دن آگ لگجائے نہ بلبل کے نشیمن مین
ہوئے ہین شوق دید گل مین جو بیخ قفس مردہ
مجھے حداد جکڑے ہین شوق سے زنجیر آہن مین
نکلجائے گا لیکر جوش سودا خون فاسد کو
ابھی تک خشن فاشن کے ہین جیسے جسکے ہین بین
برابر لرزے گورغریبان مین نہ کیون آ مین
پڑے تھے ہائے ان آنکھون نے کیا پردے آنکھین مین

چلا ہی اشتیاق قرنج لیکر جانب قاتل
سنا سب نے تو صبا وانکے پھول اٹھ آئے گلشن مین
یہ دربردہ ہین باتین اشتیاق دل سے عاشق کی
کہ سوسو غیرکھتی ہی اک اک گھر سے تن مین
ادا اُس شوخ کی ہی دلربا کوئی کوئی قاتل
ترے بیتاب الفت کردین لیتے ہین کفن مین
ہمارے داغ خون ہای آرزو یہ رنگ لائے ہین

غرض عمرو نے ایسا گایا بجایا کہ مہتاب جادو ہمراہیون سمیت محو ہو گئی اور ایسا
تصور بندھا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوئے بعضی جلیسین مہتاب جادو کی اُٹھ اُٹھ کے گرد پھرتی تھین کوئی بلائین لیتی
تھی چار گھڑی تک عمرو گایا بجایا کیا بعد اسکے بانسری ہاتھ سے رکھدی اک گھڑی بھر تک تو وہی سماں بندھا رہا بعد
اسکے ملکہ نے تعریفین کرنا شروع کین عمرو نے رو کر کہا کہ ای ملکہ مہتاب جادو مین گایا نہین ہون اپنے حال پر رو رہا ہون
جسکو ایسا غم ہو کہ ہم صبح کو مارے جائینگے وہ کیا خاک گائے گا زیست ہماری مانند چراغ سحری کے ہی یہ گانا نہ تھا گویا رونا تھا
جو آپ نے سنا اور گانا بجانا تو جب دل خوش ہوتا ہی جب خوب بجتا ہی مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ تم میری جان کے
ساتھ ہو کیا طاقت کسی کی ہی جو تمکو میرے پاس سے لیجا سکے ہان جب مین نہونگی تو بیشک مجبوری ہی خواجہ تم خاطر جمع رکھو
کسی طرح کا اندیشہ نہ کرو اور مین تمھین چھوڑے دیتی ہون لیکن میرے ساتھ دغا نہ کرنا کیونکہ مین نے کوئی خطا نہین کی ہی
عمرو نے قسم کھائی کہ ای ملکہ مین تمھارے ساتھ فریب نہ کرونگا مین محسن کش احسان فراموش نہین ہون مین تو دشمن کو قتل
کرتا ہون جب عہد و پیمان ہو چکا ملکہ نے سنبل جادو سے کہا کہ دایہ امان اب وہ حصار جو تمنے باندھا ہی کھولدو واسنے
کہا بہتر اور رد سحر کیا کہ وہ حصار برطرف ہو گیا مہتاب جادو نے کہا کہ خواجہ اب تم سو رہو صبح کو تمھین سنینگے اور پلنگ
عمرو کے واسطے بچھوادیا ملکہ بھی سو رہی عمرو بھی کئی روز کا جاگا تھا سو گیا چوکی پہرہ جابجا قائم ہوا دو گھڑی رات رہے سے
مہتاب جادو بیدار ہوئی عمرو بھی اٹھا منھ ہاتھ دھویا نماز پڑھی بعد اسکے ملکہ کے سامنے آ بیٹھا اور پھر اس نے یہ غزل شروع کی غزل

ای فلک غم کی انتہا بھی ہی
وصل جانان اگر ہی ناممکن
درد دل کی کوئی دوا بھی ہی
میری تقدیر مین قضا بھی ہی
قتل کرتا ہی بیگنہ مجھکو
ناوک آہ کیون خطا کرتا
آہ مجھ میرا خون بہا بھی ہی
اسمین تقدیر کی خطا بھی ہی

جذب ناکام کا نہین ہی گلا	کیا کرون بے اثر دعا بھی ہی
کس سے پوچھون کدھر کو جا یار	بیخودی کوئی رہنما بھی ہی

رنج کا کیا گلا کرے کوئی	دشمن جان وہ بیوفا بھی ہی

الغرض ملکہ عمرو کے گانے پر تو عاشق ہی تھی اسی بیخودی کر
عمرو کی گردن مین بانہین ڈالکر رونے لگی ادھر عمرو کا بھی دل غم صاحبقران سے بھر آیا تھا اور اپنے حال زار کا جو رنج
تھا اسمین ایسے محبوب کے ہاتھ گلے مین ڈالکر رونے نے بیچین کر دیا یہ بھی زار زار رونے لگا مہتاب جادو اپنے آنچل
سے عمرو کے آنسو پونچھتی جاتی ہی مگر وہان صبح کو قیطاس جادو جو بیدار ہوا منہہ ہاتھ دھو کر دربار مین آکر تخت حکومت
پر بیٹھا امرا و وزرا جمع ہوئے اور دو سپہ سالار ہین اسکے کہ نام ایک کا مظفر جادو ہی اور دوسرا کا غضنفر جادو قیطاس
جادو نے ان دونون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جاؤ اور عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ یہ دونون
اسی وقت سوار ہو کر دروازہ باغ گل خندان پر آئے محلدار سے کہا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مظفر اور غضنفر عمرو کو
لینے آئے ہین جلد اس مکار کو بھیجدیجے کہ ہم قیطاس جادو پاس لیجائین محلدار وہان سے اٹھکر ملکہ کے سامنے آئی
دیکھا کہ ملکہ ہاتھ گلے مین عمرو کے ڈالے ہوئے تعریفین عمرو کے گانے کی کر رہی ہی اور جھوم رہی ہی اور آنسو دونون کی
آنکھون سے جاری ہین غرض ایسی حالت دیکھی کہ یہ بھی محو ہو گئی جب ملکہ نے پھر کر دیکھا تو اسنے سلام کیا اور ہاتھ
باندھ کے عرض کی کہ مظفر اور غضنفر آپ کے باپ کے بھیجے ہوئے عمرو کے لینے کو آئے ہین ملکہ نے جواب دیا کہ جاکر انسے
کہدو کہ مین عمرو کو آج اور اپنے پاس رکھون گی اور گانا اسکا سنون گی کل اگر عمرو کو لیجانا محلدار نے پیغام ملکہ کا اگر ان دونون
سے کہا مظفر نے کہا کہ ہمکو حکم اسکے لانیکا دیا ہی ہم تو عمرو کو ضرور لیجائینگے مہتاب جادو نے جو کلام مظفر کا سنا نہایت غضبناک ہوئی اور
دروازے پر آکر کہا کہ او نمک حرام یہ تمہاری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ عدول حکمی ہماری کرتے ہو ہی غرض کہ مار کر نکلوا دون مظفر چاہتا تھا
کہ پھر کچھ جواب و سوال کرے کہ غضنفر نے کہا بھائی ہمین تمہین لازم نہین ہی کہ اسکے منہہ چڑھین کیونکہ بادشاہ کی بیٹی ہی اور
چہیتی ہی رات کو نرگس جادو کا حال سنا کر خود قیطاس جادو نے جاکر اسکی خاطر سے عمرو کو چھین کر حوالے کر دیا ہم تم
اگر تکرار کرین ایسا نہو کہ عتاب شاہی مین گرفتار ہون یہ بیٹی ہی اسکی اسکو دم ہوش چاہتا ہی جو خاطر اسکی ہو ہم
کسی کی نہوگی چلے چلو جو اصل اصل ہی کہدو ہمین تمہین یہ حکم نہین ملا تھا کہ جبرا عمرو کو چھین لاؤ غرض اسکے سمجھانے
سے مظفر خاموش ہوا اور کہا ای ملکہ آپ مالک و مختار ہین ہماری مجال نہین ہی کہ آپکے زبان لڑا سکین ہم جاکر قیطاس
جادو سے عرض کیے دیتے ہین یہ کلمہ سنکر غصہ ملکہ کا فرو ہوا اور دروازے سے پھر کر قصر مین آئی عمرو سے کہا کہ وہ دونون
گئے عمرو نے ملکہ کو دعائین دین مگر مظفر و غضنفر نے جاکر تمام حال قیطاس جادو سے بیان کیا اسنے کہا کہ مجھے آزردگی
مہتاب جادو کی گوارا نہین ہی جبتک وہ راضی نہوگی مین عمرو کو اس سے نہ لونگا غضنفر نے مظفر سے کہا کیون بھائی
کہو ہماری صلاح کیسی تھی درست پڑی یا نہین اسنے کہا بھائی تم خوب سمجھے مگر یہان عمرو نے ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا جب
ملکہ سو رہی عمرو وہان سے اٹھکر علیحدہ درخت کے نیچے جاکر سو رہا ملکہ سہ پہر کو بیدار ہوئی منہہ ہاتھ دھویا عمرو کو تلاش کیا
تو نہ پایا لوگ چار طرف ڈھونڈھنے لگے گوشہ باغ مین ایک درخت کے نیچے سوتا ہوا پایا ملکہ سے آکر کہا کہ عمرو زیر درخت
سوتا ہی ملکہ آپ آئی عمرو کو شانہ ہلا کر جگایا اور کہا کہ خواجہ ہم بڑی دیر سے تمہین ڈھونڈھ رہے ہین بلکہ اب تفکر ہوتا چلا
تھا کہ تم چلے گئے اور یہان درخت کے نیچے سونیکا کونسا موقع تھا عمرو بولا ملکہ بشر کو ہر وقت مین ہوشیار رہنا چاہیے سوتے
مین بھی غفلت نکرے اسوقت مجھکو نیند بہت آئی ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ ای عمرو ابھی دو جادوگر تیرے لینے کو آئے تھے وہ پھر گئے
ہین مبادا بادشاہ کسی اور کو بھیجے کہ عمرو جس حالت مین ہو جاکر اٹھا لاؤ اور مین یہان سوتا ہوتا تو سب تمہاری محنت برباد جاتی
اور مین بھی کہین کا نہ رہتا اس خیال سے ایسے مقام پر آکر سویا کہ کسی کا خیال بھی ادھر نہ آئے اور مین تمہارا ممنون احسان ہون

تمھین چھوڑکر کہان جاؤنگا غرض ملکہ عمرو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی قصر مین لائی کہ خواجہ تمھاری ہوشیاری اور دانائی کا کیا کہنا القصہ عمرو نے قصر مین آکر وضو کیا نماز پڑھی اب ملکہ نے کہا خواجہ چلو سیر باغ کرین عمرو نے کہا اچھا اور ملکہ کے ساتھ ہولیا اب یہ حالت ہی کہ عمرو کے گلے مین تو ملکہ کا ہاتھ ہی اور ملکہ کے گلے مین عمرو کا ہاتھ ہی دونون سیر باغ کی کر رہے ہین غرض اس کیفیت مین شام ہوگئی عمرو نے کہا کہ ملکہ چلو وقت نماز کا آگیا اور وضو کرکے اطاعت خدا مین مصروف ہوئے بعد اسکے صحبت آراستہ ہوئی سب سامان عیش و عشرت مہیا ہوئے اب کوئی چھ گھڑی رات گئی ہوگی کہ ملکہ نے کہا خواجہ کھانے سے بھی فراغت کرلو عمرو نے کہا بہتر ہی اور ملکہ کے ساتھ کھانا کھایا ادھر تیاری چراغان کی ہوئی اور ادھر عمرو نے کھانے سے فراغت کرکے گانا بجانا شروع کیا غزل

دیکھیے عالم تقدیر سے کیا ہوتا ہی — لاکھ تدبیر ہو تدبیر سے کیا ہوتا ہی
دلکو زلفون مین پھنسا کر تو دیا ہی — ایسے دیوانیکو زنجیر سے کیا ہوتا ہی
کوشش مشتاق بجز دل تمنی وصال — تو ہی کہدے تری تصویر سے کیا ہوتا ہی
کچھ کھٹک سی ہر کلیجے مین مگر زخم نہین — کیا بتاؤن کہ ترے تیر سے کیا ہوتا ہی
کھینچ ہی لائیگا اگر رو زانسے جذب دل — زندگی چاہیے تاخیر سے کیا ہوتا ہی
اب سنا ہو کہ جفا سے بھی پشیمان ہین وہ — اور پھر آہ کی تاثیر سے کیا ہوتا ہی
دوستی کی بھی عنایت ہو ان بت سے دوچار — پھر عناد و فلک پیر سے کیا ہوتا ہی
دیکھتے ہی نہ چلے اکسیر نہ کچھ اپنے تین — دیکھ فرزا تری تحریر سے کیا ہوتا ہی

غرض دو پہر رات گئے تک کئی غزلین ایسی درد آمیز عمرو نے گائین کہ ملکہ بیچین ہوگئی اور یہ عالم ہوگیا کہ عمرو کے گرد پھرتی تھی اور بلائین لیتی تھی غرض بدل عمرو پیا ئل ہوگئی آدھی رات گئے سے کہا کہ خواجہ اب سو رہو زیادہ بیچین نہو اور آپ پلنگ پر لیٹ رہی عمرو کو اپنے برابر سلایا عمرو ظاہرین تو لیٹتے ہی سو گیا مگر نیند کب آتی ہی خیال لگا ہوا ہی کہ ای عمرو خدا جانے حمزہ اور لشکر حمزہ کا کیا حال ہوا ہوگا ادھر ملکہ بھی سو گئی جب عمرو نے دیکھا کہ سواذات خدا کے کوئی بیدار نہین ہی اول عمرو نے سب کو بیہوش کیا بعد اسکے ملکہ کو اٹھاکر زنبیل مین ڈال لیا اور آپ رنگ و روغن عیاری لگاکر مہتاب جادو کی صورت بنکر پلنگ پر سو رہا جب صبح کو اٹھا انیسین جلیسین سلام کرکے بیٹھنے لگین ملکہ نے کہا کہ دیکھو عمرو کدھر ہی انھون نے عرض کیا وہ جائے گا کہان کہا دیکھو تو اب عمرو کی تلاش ہونے لگی تمام باغ چھان مارا لیکن عمرو کا کہین نہ پایا پہر دن چڑھا اسوقت مہتاب جادو چیخ مار کر رو دی کہ ہائے عمرو مجھسے بیوفائی کرکے چلا گیا اب مین باپ کو کیا منہ دکھاؤنگی وہ جو پوچھینگے کہ عمرو کو کیا کیا تو کیا جواب دونگی اور وہ مجھے ضرور لعنت ملامت کرینگے مین اپنے تئین ہلاک کرونگی اور خوب دل بھر کر رونگی سر کے بال نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے دوہتڑ منھ پر مار رہی ہی کہ ہائے عمرو تو مجھکو دغا دے گیا مین یہ نہ جانتی تھی ہائے مین تجھے کہان ڈھونڈھون اور خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا چاہتی تھی کہ اپنے کو ہلاک کرے ساتھ والیان لپٹ گئین ہاتھ سے خنجر لے لیا ملکہ نے کہا ارے تمھارا ستیاناس جائے مجھے کیون پکڑتی ہو مر جانے دو ایسے جینے سے مرنا بہتر ہی مین یہ روے سیاہ باپ کو کیا دکھاؤنگی ہارے مجھے چھوڑ دو اور دور ہو یہان سے ملکہ کی تو یہ حالت ادھر ایک کہاری اسکی مان پاس سے اسکی خبر کے لیے آئی تھی اسنے جو یہ حال دیکھا الٹے پانون پھر گئی اور سب حالت اسکی مان سے بیان کی اسنے جو یہ سنا کہ ملکہ اپنے کو ہلاک کیے ڈالتی ہی بیقرار ہوگئی اور اسیوقت اسکے باپ قیطاس جادو سے کہلا بھیجا کہ صاحب جلد آؤ عمرو بھاگ گیا مہتاب جادو غیرت سے اپنی جان دیے دیتی ہی قیطاس جادو یہ سنتے ہی بے تحاشا دوڑا اندر ریحانہ پہلے پہونچی دیکھا کہ مہتاب جادو پر گویا بھوت سوار ہی عجیب صورت ہی کہ منھ طمانچون سے لال ہو رہا ہی گو ٹے پٹھے ٹوٹے پڑے کپڑے پھٹے ہوئے ہین سر کے بال نچے ہوئے ہین ریحانہ آکر لپٹ گئی کہ بیٹیا یہ تو نے کیا حال بنایا ہی واری اگر عمرو غائب ہوگیا ہی تو پھر پکڑ آویگا تو کیون اپنی جان دیتی ہی مہتاب جادو نے کہا اماں جان مین یہ روسیاہ صورت پدر بزرگوار کو کیا دکھاؤنگی سامری جمشید کو مانگے مجھے مر جانے دو ریحانہ جادو لپٹی ہوئی ہی چھوڑتی نہین کہ اتنے مین قیطاس جادو بھی آپہونچا ریحانہ پکاری کہ صاحب آکر بیٹی کو سمجھاؤ کسی طرح نہین مانتی مہتاب جادو نے شرم سے منھ اپنا زانوؤن مین چھپا لیا

قیطاس جادو نے دلاسا دیا کہ بیٹا کچھ غم نہ کر عمرو بھاگ کر کہاں جائے گا پھر پکڑ آئے گا مہتاب جادو نے کہا کہ باواجان کل کو
جو کچھ فتور اُسنے برپا کیا تو یہی ہوگا کہ مہتاب جادو نے اُسکو چھوڑ کر یہ ستم ڈھایا میں اپنی جان دونگی اور یہ بدنامی نہ سہونگی ہائے
عمرو ہماری جان لینے کو یہاں آیا تھا اور تڑپی جاتی ہو مچلی جاتی ہو کہ اچھا تم نہ چھوڑو گی تو غافل ہوگے میں زہر کھا لونگی کنوئیں
میں گرونگی جب قیطاس جادو نے دیکھا کہ مہتاب جادو نہیں سنبھلتی ناچار اُسکو پکڑ دھکڑ سوار کر کے اپنے گھر میں لایا پلنگ پر
لٹا دیا لیکن مہتاب جادو روئے جاتی ہے قیطاس جادو اور ریحانہ ہر چند دلاسا دیتے ہیں مگر نہیں مانتی دن بھر اسی طرح
گذرا نہ کھایا نہ پانی پیا گھر بھر ہلاک ہوا آخر روتے روتے سو گئی پس قیطاس جادو نے بیچ میں پلنگ مہتاب جادو کا کیا ایک
طرف اپنا دوسری جانب ریحانہ کا پلنگ بچھایا اس خوف سے کہ ایسا نہو سوتے سے اُٹھے اور ہم بھی سو جائیں تو زہر کھالے کنوئیں میں گر پڑے اور
ریحانہ سے کہا کہ صاحب تم سو رہو میں جاگتا ہوں ریحانہ سو رہی عمرو نے اپنے کو سوتے میں ڈالدیا کوئی پہر رات باقی تھی کہ قیطاس
جادو نے ریحانہ کو چونکا کے کہا کہ صاحب تم ذرا اُٹھکر بیٹھو میں دو گھڑی لیٹ رہوں اُسنے کہا تم شوق سے سو رہو میں جاگتی ہوں
قیطاس جادو لیٹتے ہی سو گیا ریحانہ کی آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی لیٹ گئی کہ بیٹھے لیٹے جاگا کرونگی ایک لمحہ بھر کے بعد
سو گئی عمرو تو جاگتا تھا پہلے آہستہ آہستہ آواز دی اماں جان باواجان جب کوئی نہ بولا اوروں کو پکارا کسی نے جواب نہ دیا
چپکے سے اُٹھکر چلے تو پروانے بیہوشی کے چراغ کی لو پر مارے اس خیال سے کہ شاید کوئی جاگ اُٹھے تو سارا کھیل بگڑ جائے گا جب سب
بیہوش ہو گئے اُٹھکر اپنا اطمینان کر لیا قیطاس جادو کی زبان میں سوزن دے کر زنبیل میں ڈال لیا اور آب رنگ روغن عیاری سے
نکالکر اُسکی صورت بنکر پلنگ پر لیٹ رہا صبح کو جو اُٹھا ریحانہ جادو سے کہا کہ صاحب میری مہتاب جادو کہاں ہے اسی لیے
میں تمکو چونکا کر لیٹا تھا تم سو گئیں وہ غیرت دار تھی نکل گئی یا کنوئیں میں گر پڑی ہائے میں مہتاب جادو کو کہاں پاؤنگا
ہائے میری جان کہاں گئی میں بغیر تیرے کیونکر زندگانی کرونگا اور ریحانہ سے کہا کہ قطامہ تجھے سمجھونگا ذرا مہتاب جادو
کو ڈھونڈھوا لوں میری تو جان جائیگی مگر سبکو مار لونگا تو مرونگا یہ کہکر پوشاک سُرخ پہنکر بارگاہ میں آیا روتا ہوا کہ ہائے
میری مہتاب جادو بارگاہ میں آکر تخت پر بیٹھا سب امرا درا جمع تھے سلام کیا مگر قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہائے
مہتاب جادو میں نے تمام عمر اپنی ضائع کر کے تجھکو پایا تھا میں تو تیرا عاشق تھا ہائے معشوق ہائے مونس و غمخوار
میری تو کہاں گئی تجھے کہاں ڈھونڈھوں اور تمام ساحروں سے حکم کیا کہ جا کر تلاش کرو شاید مہتاب جادو کہیں
ملجائے وہ مارے شرمندگی کے سر بصحرا نکلگئی اور صاحبو اگر آج صبح سے رات تک اُسے نہ پیدا کیا تو اپنی بھی جان دونگا اور
کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا اس تخت سلطنت کو آگ لگا دونگا اور تمام شہر کو ویران و خراب کرونگا ساحر چہار جانب تلاش
کو روانہ ہوئے یہاں قیطاس جادو روئے جاتا ہے کہ ہائے مہتاب جادو اور چوبدار سے کہا کہ جا کر نرگس جادو کو بلا لا جو کچھ
کہا اُس قحبہ نے کیا نہ عمرو سے وہ کانا ملتی نہ یہ آفت آتی جلد اُس مردار کو لاؤ چوبدار ابھی نرگس جادو سے جلے ہوئے تھے
کہ کبھی اُسنے ایک حبہ کسی کو نہیں دیا تھا پانچ سات چوبدار ملکر گئے اور نرگس جادو کے مکان کا دروازہ توڑ ڈالا کہ
چل قحبہ بادشاہ نے یاد کیا ہے اور گھسیٹتے ہوئے اُسے لائے نرگس جادو اگر پکاری مجھ ضعیفہ کی کون تقصیر ہے جو اس ظلم
سے بلوایا ہے کہا ہائے مہتاب جادو غائب ہو جائے اور تو چین سے بیٹھے کیوں تونے لگانا تھا یہ سنتا تھا جو مہتاب جادو کی
اُسکی آواز سنکر لنگی تیرے بڑھاپے کے مزے تو تجھکو تو کہیں کا نہ رکھا ارے اس قحبہ کے منہ ببول کی ٹھونسو اسی وقت چوبدار
ایک میخ اُٹھا لایا جیسے اُسنے پہلے ہی سے بنا رکھی تھی پس میخ جو منہ میں اُسکے ٹھونکی گئی تو اتنی بڑی میخ تھی کہ تالو میں نرگس
جادو کے ٹھونکی گئی یہ قحبہ تڑپ تڑپ کر فی النار و سقر ہوئی لاش اُسکی زبیلے پر پھنکوا دی بعد اسکے محل میں داخل ہوا ریحانہ سے
کہا کہ کیوں او مردار تو نے میری مہتاب جادو کو ہاتھ سے کھو دیا اسلیے میں نے چونکا کر آپ دیا تھا تو کیوں نہ جاگتی رہی

نہ توسوتی نہ وہ غائب ہوجاتی اور تلوار کھینچکر ماری کہ ریحانہ کے دو ٹکڑے ہوئے کچھ جادوگرنیان اور کھڑی تھین
اُنسے کہا کہ ارے تمنے مجھے روکا نہ مین نے ریحانہ کو مار ڈالا مین تو سودائی بنا ہوا ہون اب کیا تمھین زندہ چھوڑونگا
اور جس جس کو ساحر سمجھا مار تلوارون سے ٹکڑے اڑا دیے اور اسی طرح با تیغہ خون آلود پھر بارگاہ مین آیا تخت پر بیٹھا
اتنے مین ساحر بھی آگئے کہا کہ کیون صاحبو میری مہتاب جادو کو ڈھونڈھا عرض کی ہر چند تلاش کیا لیکن کہین پتا
نہ لگا کہا کہ خیر اب حکم کیا تمام شہر کے جادوگر جمع ہون بموجب حکم تیس ہزار ساحر جمع ہوئے کہا کہ دست راسی علیحدہ ہون
دست چپی علیحدہ پندرہ پندرہ ہزار ساحر دونون طرف ہو گئے اب مظفر اور غضنفر کو سامنے بلایا اور کہا کہ ہمنے تمھین بھیجا تھا کہ
عمرو کو مہتاب جادو پاس سے لے آؤ تم کیون نہ لائے خالی کیون پھر آئے مظفر نے کہا کہ پیر و مرشد مین تو اسیر ہوا تھا
کہ عمرو کو لیکر جاؤنگا غضنفر مجھے پھر لایا کہا کہ کیون اے غضنفر تو کیون مانع آیا اگر مظفر عمرو کو لے آتا تو یہ آفت کیون مجھ پر آتی
اور دست راسیون سے کہا کہ مارو غضنفر کو یہ حکم سنتے ہی وہ تلوارین کھینچکر غضنفر پر گر پڑے اور اسکے ہمراہیون سمیت
اسکے ٹکڑے اڑا دیے بعد اسکے اودھر کے جادوگرونکو بلایا اور کہا اے مظفر تو نے یہ کیا کیا تیرا ہم چشم تھا تو نے اُسے قتل
کیا اور اے نمکحرامو تمنے کیون دست راسیون کو قتل کیا ارے مارو ان نمکحرامون کو وہ جو آدھے جادوگر تھے انھون نے
مظفر اور اسکے ہمراہیون کو قتل کیا اب جو ساحر باقی رہے اُنسے کہا کہ مین تو غصہ مین تھا تمنے کیون مظفر و غضنفر کو
قتل کیا تمھین غدر کرنا لازم تھا ارے ہان مارو ان حرامزادو کو اور لوگون نے ان جادوگرون کو قتل کیا لیکن کسی ساحر نے
مارے خوف کے سحر کرنے کا ارادہ بھی نہین کیا کہ یہ دستار بدل بھائی ہے شمشیر ساحر کا ہمارا اسکا کیا کر سکتا ہے سب اسی
دہشت مین مارے گئے اب حکم کیا اور جتنے جادوگر شہر مین ہون انکو لاؤ ہاے کوئی رفیق میرا نہ رہا اب جتنے جادوگر
شہر مین باقی تھے وہ بھی جمع ہوئے اُنسے کہا کہ کیون صاحبو ہمتو اس مصیبت مین گرفتار ہین کہ بیٹی ہماری چراغ خانہ
تھی وہ اسطرح برباد ہوئی تم اپنے اپنے گھرون مین چھپے بیٹھے ہو نہ ہمارے ساتھ ماتم مین شریک ہوئے نہ مہتاب جادو
کو ڈھونڈھا ارے مارو ان جادوگرون کو سب جادوگرون کو قتل کروایا اب کہا کہ کوئی جادوگر کہین باقی ہے لوگون
نے عرض کیا کہین نہین کہا جسے ایک منتر ایک انجھر بھی آتا ہو اُسے بھی لاؤ القصہ جب سب جادوگر مارے جا چکے
اور کوئی ساحر شہر مین باقی نہ رہا جو بچا بھی وہ خوف کے مارے نکل گیا قیطاس جادو نے کہا مہتاب جادو کے
ساتھ گھر بار میرا برباد ہوا تمام خاندان میرا قتل ہوا اب مین جی کے کیا کرونگا ارے جلد قناتین کھڑی کرو اسکے اندر
چولھا سلگاؤ اور کڑاہیون مین تیل گرم کرو کہ مین اپنے کو ہلاک کرونگا سب نے کہا کہ ارے اس ظالم نے کتنون کو ناحق
الزام دیدے کر مارا ہے یہ بھی جلد غارت ہو تو بہتر ہو کہ اسکے شر سے باقی لوگ تو محفوظ رہینگے سب نے جلدی جلدی
قناتین کھڑی کین آگ جلائی کڑھاؤ مین تیل گرم کیا بعد اسکے قیطاس جادو سے عرض کیا کہ سب کچھ تیار ہے عمرو اندر گیا
دروازہ بند کر لیا قیطاس جادو کو زنبیل سے نکالا ہوش مین لایا اور کہا کہ اے قیطاس مین عمرو بن امیہ ضمری تمام شہر کو
مین نے قتل کیا اور سب جادوگرون کو جہنم واصل کیا اب تیری باری ہے اگر دین اسلام قبول کر تجھے چھوڑ دون اُسنے
گردن ہلائی کہ مین کبھی مسلمان نہونگا بس عمرو نے اُسے اُٹھا کر تیل کے کڑھاؤ مین ڈالدیا کہ جل بھنکر تیل مین جل گیا ایک غلغلہ
عظیم برپا ہوا تاریکی ہوئی پانی برسنے لگا شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے جب آثار سحر برطرف ہوئے ایک آواز صدا ہوئی
کہ کشتی مرا نام من قیطاس جادو بود حیف جان دادم و مطلب خود نرسیدم مکان سحر کے نیست و نابود ہوئے تھے سب
جانا کہ قیطاس جادو مر گیا خوش ہوئے کہ ظالم فی النار ہوا بعد تھوڑی دیر کے روشنی جو ہوئی قیطاس جادو قنات
سے باہر آیا سب تھرا گئے حیران تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے عمرو نے کہا کہ صاحبو تم مجھے پہچانتے ہو کہ مین کون ہون تمنے دست

عرض کیا کہ آپ ہمارے بادشاہ قیطاس جادو ہیں کہا کہ قیطاس جادو تو واصل جہنم ہوا میں ہوں ہر کہ داند داند
وہر کہ نہ داند بشناند نعرہ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم ۔ رنگ از رخ مختاب بداختر ببرم ۔ در مجلس خسروان جو باشم
ساقی ۔ ملبوس وخم وشیشہ وساغر ببرم ۔ منم مہر سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو بن امیہ
نامدار آگاہ ہو کہ میں نے سب جادوگرون کو مع قیطاس جادو مارا اگر تم سب مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کرو
تو خیر ہیں کچھ نہ کہونگا ورنہ ایک ایک کو قتل کرونگا یہ سنکر سب نے خیال کیا کہ واقعی دین مسلمانان برحق ہو کہ عمرو کس حالت
میں آیا تھا اور کیونکر چھوٹا اور اکیلے نے اتنے ساحرون کو مارا دست بستہ عرض کی کہ اگر آپ عمرو ہیں تو ہمنے بدل وجان
آپکی اطاعت قبول کی اور فرعون پر لعنت کی عمرو تخت پر بیٹھا تمام شہر میں دھوم ہوئی کہ عمرو نے تمام جادوگرون کو
مارا اور آپ تخت شاہی پر بیٹھا ہو تمام شہر نے آکر اطاعت اختیار کی اب عمرو نے مہتاب جادو کو زنبیل سے نکالا اور
فتیلہ رفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور تمام حال بیان کیا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئی اور کہا کہ خواجہ میں
تمہاری عاشق صادق ہوں مجھے کسی سے سروکار نہیں عمرو نے عقد اپنا مہتاب جادو سے کیا اور شہر میں منادی کی
کہ شہر میں کوئی یہ خبر جانکرے کہ عمرو نے قیطاس جادو کو مارا اور تمام ملک کو برباد کیا اور عمرو نے مہتاب جادو
سے کہا کہ میں جاؤنگا خورشید جادو کے قتل کرنے کو اور اسی وقت صورت اپنی ریحانہ جادو کی بنائی اور آپ
مہاڈول پر سوار ہوئے اور دو سو گاڑی اور رتھ تیار کی تھی کہ بیلون پر سلطانی بانات کی جھولیں پڑی ہوئیں سینگون
پر سونے چاندی کی سینگوٹیان چڑھی ہوئیں اور رتھ اور گاڑی کی پوشش بھی بہت تکلف کی غرضکہ اس ساز وسامان سے عمرو بشکل ساحرہ
ریحانہ ہو سوار ہوا اور ایک سر علی عمرو کا بنا کر رومال میں باندھکر خوان میں رکھوالیا اور جلا العبد قطع منازل وطی مراحل قریب درہ شبنم ہو پہنچے

اب دو کلمہ داستان مظفر اور منصور ہو کر پھرنا مہتر والا گوہر عمرو بن امیہ نامور کا قیطاس کوہ سے اور آنا خورشید جادو کے پاس اور دوسری مرتبہ گرفتار ہونا اور قتل کرنا

اُستادان سخنور وصاحبان ذوی ہنر ادہم قلم کو عرصۂ قرطاس میں یون جولان کرتے ہیں کہ مہتر مہتران عالم یعنی عمرو بن
امیہ نامدار بعد از بربادی کوہ قیطاس صورت ریحانہ جادو کی بنکر قریب درہ شبنم ہو پہنچے لیکن خورشید انتظار
کر رہی ہو کہ سر عمرو کا آوے تو لشکر حمزہ کا استیصال کرون اور بختیارک دونون وقت اسکے لیے کھانا لاتا ہو اور
اہل اسلام کے قتل کی گفتگو کرتا ہو چلا جاتا ہو کہ بعد ہفتے کے ہرکارون نے خبر دی کہ ملکہ ریحانہ جادو قیطاس کوہ سے آتی
ہیں خورشید جادو اسی وقت سوار ہو کر بانگے استقبال کے واسطے روانہ ہوئی تھوڑی ہی دور آئی ہوگی کہ جلوس
نمایان ہوا بعد تھوڑی جلوس کے مہاڈول ریحانہ کا نظر آیا اور دو سو گاڑیان پیچھے یقین کہ ایک چوبدار نے بڑھکے ریحانہ
سے کہا کہ خورشید جادو آتی ہیں ریحانہ نے کہا سواری روک لو غرضکہ سواری روکی خورشید جادو نے آگے بڑھکے سلام کیا
ریحانہ نے دعا دی اور آگے بلایا جب خورشید جادو قریب آئی ریحانہ نے گلے سے لگایا کہا کہ اے فرزند تجھ میں حالت نہیں
رہی اب تک غم حیات جادو کا بھولا نہیں خورشید رونے لگی اور کہا کہ امان جان کیا بیان کرون انکی صورت اب تک مجھے
نہیں بھولتی ہر وقت آنکھون کے سامنے رہتی ہو تصویر اسکی کہا کہ سچ ہو جب تو تیری یہ حالت ہوگئی ہو غرض باتیں کرتی
ہوئی شہر میں آئی قبر حیات جادو کی دکھوائی اور جنگل قبر پر خورشید بہت روئی بہت پیٹی ریحانہ نے خورشید کو پکڑ لیا
کہا بیٹیا اسقدر رو اور گریہ وزاری نہ کر کیونکہ اگر رونے پیٹنے سے مردہ جی اٹھے تو کچھ مضائقہ نہیں ورنہ اپنی جان دینے سے
کیا نفع بقول عرفی ۔ عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال ۔ صد سال میتوان بتمنا گریستن ۔ بیٹیا مقدر میں حیات جادو
کے یہی لکھا تھا ناچاری ہو اور میں بھی سنکر آئی تھی کہ حیات جادو ماری گئی مجھے یقین تھا کہ خورشید جادو اسے بہت چاہتی ہو

پا دادہ اپنے تئین ہلاک کرے تجھکو جو آکر دیکھا تو عجب حالت تیری پائی بس بیٹا اب صبر کر غم کی بھی انتہا ہی
خورشید نے کہا کہ ای والدہ ہر وقت حیات جادو آنکھون کے سامنے رہتی ہے مین کیونکر صبور ہون ہر چند چاہتی ہون
ضبط کرون ضبط نہین ہوتا یہی دل چاہتا ہے کہ چیخین مار کر روؤن ٭ آہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان برکشم ٭ دل نمی گوید
کہ من تنگ آمدم فریاد کن ٭ ہر چند چاہتی ہون کہ دل سے بھلا دون مگر نہین ممکن ریحانہ نے سینے سے لگا لیا کہا کہ ای
خورشید حیات جادو تیرے پیٹ سے نہین پیدا ہوئی تھی تو نے اسے پالا تھا اسکے واسطے یہ حالت ہے ہمارے جگر کو دیکھ
کہ تیرے غم کھانے سے کیا ہمارے دل پر گذرتی ہوگی تجھے ہمارے سر کی قسم اب یہ غم و الم اپنے دل سے دور کر یہی باتین تھین کہ
خبر پہونچی کہ ملک بختیارک لقا کی طرف سے ریحانہ جادو کے واسطے ضیافت لایا ہے خورشید جادو نے کہا کہ بلا لاؤ
غرضکہ بختیارک آیا چار سو شگی کھانے کی اور کشتیان پوشاک جواہر کی لاکر گذرانی لیکن متردد و حیران ریحانہ کی طرف
دیکھتا تھا خورشید جادو نے کہا کہ امان جان کچھ کھا لیجیے کہا کہ تو جانتی ہے کہ مجھے مین دل نہین چاہتا اور ابھی بھوک بھی
نہین ہے تو کھا لے میرے واسطے رہنے دے دو چار گھڑی کے بعد مین کھا لونگی خورشید جادو نے کہا کہ امان جان مین
بھی تمہارے ساتھ کھاؤنگی اور کہا کہ ان خوانون کو فلان مکان مین رکھوا دو اور وہین ریحانہ کے واسطے پلنگ بچھا تھا وہ
خوان لاکر وہین چن دیے گئے ریحانہ پلنگ پر جا لیٹی اور کہا پردے چھوڑ دو اسی وقت پردے چھوٹ گئے عمرو نے بیہوشی
تمام کھانے مین ملائی مگر ایک قاب صاف اپنے واسطے رہنے دی دو گھڑی بعد اٹھ بیٹھی کہا کہ مجھے نیند نہین آتی اور
خورشید میری وجہ سے بھوکی ہے مجھے خاطر اسکی عزیز ہے خورشید کو بلا لاؤ اسی وقت خورشید دوڑی ہوئی آئی ریحانہ نے
کہا ای فرزند آؤ کھانا کھاؤ غرضکہ دستر خوان بچھا اور کھانا چنا گیا ریحانہ پکاری کہ بیٹا اب کھاؤ اور اپنے ہاتھ سے ایک نوالہ
بنا کر دیا کہ کھاؤ اسنے نوالہ ہاتھ مین لے لیا اور منھ کے برابر لائی تھی کہ نوالے مین سے شعلہ نکلا خورشید جادو جھجھکی اور نوالہ
ہاتھ سے پھینک دیا بعد اسکے کچھ پڑھ کے دستک دی ایک پتلی پیدا ہوئی خورشید نے پوچھا یہ کون ہے پتلی نے کہا یہ عمرو ہے اور
یہ تمام کھانا بیہوشی آلود ہے اب خورشید جادو نے ریحانہ کی طرف دیکھا ریحانہ بولی ای فرزند تجھے ابتک حیات جادو کا
خیال ہے میرے سر کی قسم کچھ کھا لے خورشید پکاری او دزد باریک گردن ساربان زادے غضب کیا تو نے معلوم ہوا کہ
قیطاس کوہ کو ویران کر آیا ریحانہ نے کہا ای خورشید تجھکو کچھ جنون ہو گیا ہے تو کہتی کیا ہے ہوش مین آ خورشید نے
نعرہ کیا کہ اگرچہ مین اپنے حال مین گرفتار ہون مگر ایسی نہین ہون کہ تو فریب دے سکے مین نے پہلے ہی اسکا انتظام کر لیا تھا
اور دیکھ تو یہ سحر کی پتلی کیا بیان کرتی ہے اگر تو عمرو نہین ہے تو کیا میرا سحر غلط ہے اب عمرو کو یقین ہوا کہ یہ تجھے پہچان گئی کہا
کہ او لکاتہ ہان سب کو مار کر آیا ہون اور تجھے کیا چھوڑ دونگا اور خنجر کھینچ کر پہلو پر خورشید جادو کے مارا مگر یہ تجھہ ایک تو
روئین تن ہے دوسرے حفظ سحر مین ہے خنجر پڑتے ہی ٹوٹ گیا عمرو بھاگا خورشید نے گیر کھکھا ہاتھ زمین پر مارا کہ زمین نے
پیر عمرو کے پکڑ لیے خورشید نے دوڑ کر ہاتھ عمرو کا پکڑ لیا اور کہا کہ اسکو آرزو دلکی اپنی پوری کی اب سچ کہہ کہ قیطاس کوہ پر
تو نے کیا کیا عمرو نے کہا سب کو قتل کیا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب یہان آیا تھا کہ تجھے بھی قتل کرون مگر تیری زندگی
تھی کہ تو بچ گئی خورشید اپنے مان باپ کے واسطے بہت روئی اور کہا کہ کوئی جا کر بختیارک کو بلا لاؤ کہ اخگر جادو گیا اور
یہان بختیارک واپس ہو کر لقا کے پاس آیا ہے اور کہہ رہا ہے ای لقا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے مین دعائے خیر مانگتا ہون
لقا نے کہا کیون تو آخر گھبرایا ہوا کیون ہے بختیارک نے کہا کہ وہ گئے اسنے کہا کون بختیارک نے کہا مرشد کامل ہین
دیکھیے خورشید جادو بچتی ہے یا نہین بڑا جال مرشد نے پھیلایا ہے لقا کہہ رہا ہے کہ ای شیطان درگاہ خورشید جادو بہت سیانی
ہے کسی کے مکر و فریب مین نہ آویگی بختیارک کہہ رہا ہے کہ یونہین ہوا اتنے مین اخگر جادو جا پہونچا بختیارک سے کہا کہ

چلیے ملکہ نے یاد کیا ہی اُسنے کہا کہ خیر تو ہی اخگر نے کہا خیریت ہی جلدی چلیے بختیارک پھر سوار ہوکر شہر مینا مین آیا خورشید جادو کو
سلام کیا خورشید نے کہا ملک جی تم جو کہتے تھے وہی ہوا دیکھو وہ مکار گرفتار ہی تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کرکے آیا ہی ہمارے
گھر بھر مین کوئی باقی نہین رہا بختیارک نے کہا کہ مین نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا انکا یہی دستور ہی مگر ای ملکہ خورشید جادو تمنے
کار نمایان کیا شعر غیر تو کس را نبود دسترس ہہ انچہ تو کردی نکند ہیچ کس ہہ ای ملکہ خوب پہچانا تمنے اور کسی کا مقدور نہ تھا کہ تم شکل
کو پہچان سکتا اور پھر کہ عمرو کو سلام کیا اور کہا کہ پیر و مرشد نے تو مار ڈالنے مین قصور نہ کیا تھا مگر قسمت مین یون ہونا تھا ماچاری
ہی گو حضور گرفتار ہین مگر کوئی آپکی پشم کندہ نہین کرسکتا عمرو بولا ملک جی تمہاری بن پڑی ہی جسطرح چاہو چاہو کر باتین
کرو لیکن خورشید جادو نے کہا کہ خواجہ بختیارک یہ مین اسکو ایک دم تو زندہ چھوڑنے کی نہین اور اخگر جادو کو آواز
دی وہ حاضر ہوا کہا کہ جلد لیجاکر سر اسکا کاٹ لا اخگر جادو لیگیا ایک گھڑی بھر کے بعد حسب دستور سر کاٹ لایا اور
سامنے رکھدیا کہا کہ اسے کنگورے پر چڑھا دے وہ لیگیا بختیارک نے کہا کہ ای ملکہ خورشید جادو سچ کہو کہ عمرو واقع مین
مارا گیا خورشید جادو نے کہا کہ ملک جی میرے نزدیک بھی جھوٹ سچ ہوتا ہی بختیارک نے کہا البتہ ہمنے آنکھون سے دیکھا
ہی کہ لعل جادو نے مشتری حصار کے سامنے اسی طرح قلعہ مینا بنایا تھا اور اسی طرح سب خداپرستون کے سر کاٹ کر
کنگورون پر چڑھا کے تھے جب وہ ماری گئی سب خداپرست زندہ ہو گئے اسواسطے مین نے تمسے پوچھا تھا اور عمرو کے
مرنے مین تو مجھے بڑا شک ہی خورشید جادو نے کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو مگر مین نے فی الحقیقت سب کو قتل کیا ہی
بختیارک یہ سنکر بہت خوش ہوا مگر خورشید جادو نے بال تو اپنے کھولدیے اور پیٹنے لگی کہ ہائے ای مادر مہربان و پدر
بزرگوار اور بہائی عزیزون کا نام لے لیکر روتی تھی اور پچھاڑین کھاتی تھی بختیارک سمجھا رہا تھا کہ ای ملکہ خورشید جادو
جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اب تم کیون آپ کو ہلاک کرتی ہو خورشید روئے جاتی ہی اور کہتی ہی کہ ہائے عمرو نے گھر بار میرا
برباد کیا مجھکو کہین کا نہ رکھا بختیارک سے کہا کہ ملک جی کل ایک خداپرست کو زندہ نہ چھوڑون گی تم جاکر طبل جنگ
بجواؤ بختیارک وہان سے لقا کے پاس آیا اور کہا کہ یا خداوند عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو خاک سیاہ کیا سب عزیزون
کو خورشید جادو کے مارا مگر خورشید نے عمرو کو بھی مارا اب نہایت غضبناک بیٹھی ہی کہتی ہی کہ کل ایک مسلمان کو زندہ
نہ چھوڑونگی طبل جنگ بجوائیے لقا نے کہا مین نے یہی تقدیر کی تھی کہ عمرو قیطاس کوہ کو برباد کرے تو خورشید جادو وہانکی
بادشاہ ہوا اور سب خداپرستون کا استیصال اسی پر منحصر ہی اور حکم دیا کہ بجے جنگ کل حمزہ کو اپنے قہر و غضب مین گرفتار کرونگا
یہان نقارہ رزمی پر چوب پڑی تھی کہ ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے لیکن روتے ہوئے اور تمام حال بیان کیا
کہ خواجہ عمرو نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا وہان سے خورشید جادو کی مان ریحانہ کی شکل بنکر آئے تھے لشکر مین قتل
خورشید کے تھے مگر قدر سے مجبوری ہی کہ گرفتار ہو گئے اور خورشید جادو نے اسی وقت سر انکا کاٹ کر سر قلعہ چڑھا دیا
اور لشکر لقا مین طبل جنگ بجا ہی یہ سنتے ہی امیر نے نعرہ کوہ شگاف کیا گریبان چاک کرکے اپنے تئین مین پر گرا دیا خاک
اڑا کر پکارے کہ ای مونس و غمخوار و ای یار وفا شعار آخر تو نے اپنی جان دی ای عمرو مجھکو امید تھی کہ تو اس غم سے مجھے نجات دیگا
لیکن تو نے بھی جان اپنی راہ خدا مین نثار کی ہزار جان حمزہ فدا ہے نام تو باد ای عمرو تم ہمکو بے آس کر گئے اور اب تمام لشکر مین
ایک غلغلہ ہی کہ عمرو سے توقع تھی وہ بھی مارا گیا اب لشکر اسلام برباد ہوا مگر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی
طبل جنگ بجے معلوم ہوا کہ خاتمہ ہماری صاحبقرانی کا میدان ورہ شبنم مین ہونا تھا خیر تمام عزیز و رفیق و توابع فرود مین
کو تشریف لیجا چکے عمرو ایسا رفیق جانی مسافر راہ عدم ہوا اب حلاوت زندگی کی بدتر مرگ سے زیادہ ہی اور غم مین عمرو کے
وحشت و جنون بھی دم بدم زیادہ ہوتا جاتا ہی تاب و طاقت معدوم جواب دیتی ہی فراغ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بارگاہ کو ڈھا دو

فرش دور کرو اور فرش خاک پر مانند نقش پا کے بیٹھے باقی سردار اور اہل لشکر گرد اُس شہریار کے جمع ہوئے فرمایا کہ
صاحبو مین بخوشی کہتا ہون کہ تم کیون اپنے کو ہلاک کرو جہان جہان تمکو بن پڑے چلے جاؤ تمہارا کوئی متعرض نہوگا ہیچ
کو مین ہون اور خاک اس میدان کی یہ سب نے عرض کیا کہ اسوقت مصیبت مین آپ کو چھوڑ کر کہان جائینگے دنیا مین کسے
اپنا منھ دکھائینگے جہان آپ کے پسینے کی بوند گرے گی وہان اپنا لہو بہائینگے شعر آن نہ ابن ہاشم کہ روز جنگ بتیغ پشت ابن ×
آن ملجم کاندر میان خاک و خون بینی سرے بنہ پہلے ہم جان نثار کر لینگے تو آپ پر نوبت آئیگی اور آپ ہمکو ایسا نامرد سمجھتے تھے
تو جان نثارون مین کیون رکھا جب ان سب نے یہ جواب دیا علمکش اسلامیان و افسر مسلمانان کرب غازی کیطرف پھر کر فرمانے لگا
کہ اے قبہ دین ستون اسلام ہم تمسے ایک خدمت چاہتے ہین کہ تم ان چند دست و پا شکستہ یعنے ناموس کو اپنے ہمراہ لیکر
خانۂ کعبہ کو چلے جاؤ کہ کل ہمارا خاتمہ ہے بعد ہمارے مرنے کے ناموس تو نہ برباد ہو یہ تو کوئی نہ کہے کہ یہ ناموس حمزہ کا اسیر ہوا جاتا ہے
سوا تمہارے دوسرا نہین ہے کہ اس بوجھ کو سنبھالے کرب غازی نے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار غلام کو اسوقت مین رسوا
نہ کیجیے ہمیشہ حضور خاکسار کی عزت افزائی کیا کیے اسوقت مین مجھے ذلیل نہ فرمایئے اب جو مین ناموس کے ساتھ گیا تو زمانہ کیا کہے گا
کہ کرب اس حیلے سے اپنی جان بچا کر چلا آیا یہ امر مجھسے نہ ارشاد فرمایئے یہ ننگ مجھکو گوارا نہین ہے یہ گردن باریک متحمل اس
بار گران کی نہوگی امیر نے ناچار شہریار گردون بارگاہ ملایک سپاہ وارث سریر جہانبانی نمودکار آیہ شہریاری احسن العباد
یعنے سعد بن قباد سے کہا کہ حضور ناموس کو لیکر تشریف لیجائین بادشاہ نے اپنی زبان گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے
حضور سے کہ آپ مجھکو رسوائے عالم کیا چاہتے ہین اپنی جان نثار کر لونگا بعد نوبت آپکی آئیگی مین کبھی آپ کو تنہا نہ چھوڑونگا
صاحبقران ادھر سے بھی بے آس ہوئے آب نمایا نظر کردہ علی مردان صاحب بعدہ گران یعنے مہتر قران حبشی کو اور گلے سے
لگا کر فرمایا کہ وصیت عمرو کی تمھین یاد ہے کہ اس حضرت آرامگاہ نے اپنے ناموس کے واسطے کیا کہا تھا کہ بعد میرے ناموس میرا سوا
تیرے کوئی بچانیوالا نہین ہے اور مین بھی یہی کہتا ہون کہ سب ناموس کو لیکر یہان سے نکل جاؤ اور حفاظت سے خانہ کعبہ پہونچا دو
قران رویا اور عرض کیا کہ آرزو میری یہ ہے کہ مین بھی غلامان حضور پر نثار ہون فرمایا کہ جان دینے سے زیادہ یہ کام ہے غرض بطرح ہو
ناموس کو اپنے ہمراہ لیجاؤ کار رستمانہ کرو عرض کیا بہت خوب مین موجود ہون جب یہ راضی ہوا تو اب صاحبقران محل مین تشریف
لے گئے اور سرو سیمین تن کو دیکھکر روئے کہ وہ سفید لباس پہنے ہوئے سوگ مین عمرو کے بیٹھی تھی فرمایا کہ فلک ناہنجار نے تجھے
اس حال کو پہونچایا کہ افسر تیرا اتار لیا اب کل باری ہماری ہے ہم اب اپنے عاشق صادق کی ملاقات کو جائینگے اگر کچھ پیغام کہنا
ہو تو کہدو اسنے کہا کہ اے شہریار مین اپنے کو ہلاک کرونگی کہ زندگی بعد عمرو کے دشوار و بار معلوم ہوتی ہے فرمایا اے سرو سیمین تن تم
اور گرد یہ بانو برابر ہو جاؤ گی عمرو نے ہمارا ساتھ دیا تم رفاقت گرد یہ بانو کی کرو رنڈاپا اپنا اُنکے ہمراہ کاٹو بس یہ کلمات
جو زبان مبارک سے نکلے خواتین معظمہ مین اک کہرام مچ گیا ہر طرف سے رونے کی صدا بلند ہوئی امیر ایک ایک کو رخصت کرتے
تھے کہ قران نے آواز دی صاحب جلد سوار ہو صبح نزدیک ہے اور رونے کو تو تمام عمر ہے اسوقت کو غنیمت سمجھو کہ ابھی کثرت
ہے اعدا کو خبر نہین ہے سب نے نتھین اور چوڑیان بڑھائین گہنا بدن سے دور کیا رنڈسالے پہنے تمام نتھین چوڑیان زیور کشتی
مین لگا کر صاحبقران کے پاس بھیجا کہ آپ ہمارے والی و افسر تھے آپ سے یہ سب کچھ تعلق رکھتا تھا اک عالم تحیر مین
بر پا تھا کہ قران نے اسی حالت مین سب کو سوار کیا اور ایک لاکھ اسی ہزار عیارون نے گھوڑے اور گرد محافون کے ہو کر راہ صحرا لی آئندہ دیکھیے

اب داستان مصیبت بیان بربادی مسلمانون کی ہاتھ سے خورشید جادو کے بیان کی جاتی ہے

کہ راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ صاحبقران دوران چراغ اسلامیان سعد بن قباد و کرب غازی
نامدار طلسم سحر خورشید سے باقی بچے تھے تمام رات رخصت ناموس اور وصیت مین بسر کی علی الصباح جب گریبان سحر چاک ہوا آفتاب

عالمتاب لرزان ترسان بارنگ زرد فلک نیل پر نمایان ہوا بادشاہ اور صاحبقران اور جمیع اسلامیان کفن سرون سے
باندھے مہیائے قضا آمادہ مرگ ہوکر سوار ہوکر میدان جنگگاہ مین آئے مگر اب وہ لوگ ساتھ ہین کہ جنھون نے ارادہ مرجانے کا کیا ہے
اور تمام لشکر بھاگ کر کوہستان مین جاکر چھپا ہے صفین کی صفین خالی پڑی ہین کوئی بازار مین نہین معلوم ہوتا اٹھائے خیمون کے
پڑے ہوئے ہین ایک ایک فراش اُنپر بیٹھا ہے عجب سناٹا ہے بادشاہ لشکر کو دیکھتے روتے ہوئے میدان جنگ مین آئے ادھر سے لقا بہ
کمال شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا دشت جنگ تیار ہوا کہ اکبار شہر مینا کا دروازہ کھلا خورشید جادو تخت آتشین پر سوار اپنے ساحرون سمیت
نکلی لقا کو مجرا کیا میدان مین آکر کھڑی ہوئی اور پکاری کہ ای خدا پرستو تمنے تو میری خانہ بربادی کروائی کوئی عزیز میرا عمرو نے زندہ
نہ چھوڑا مین بھی کیا تمھارا نام لیوا باقی رکھونگی دیکھو کیا حال کرتی ہون آؤ میرے مقابلہ کو بس یہ کلمہ سنتے ہی کرب غازی
مرکب اُڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان چاہی صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے آئے اور فرمایا ای
کرب غازی تم ٹھہرو بعد ہمارے میدان مین جانا ابھی تم بادشاہ پاس رہو کرب غازی نے عرض کیا کہ ای شہریار خدا آپکو
زندہ و سالم رکھے غلام پہلے نثار ہوگا اور اگر آپ نے روکا تو اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا امیر نے حسرت سے کرب کو دیکھا اور فرمایا
بہتر جاؤ مگر آپ بھی داغ دکھائیے کرب مجرا کر کے چلا امیر نے دعا دی کہ خدا اسے بچائے اُدھر کرب غازی گھوڑا اُڑا کر برابر
خورشید جادو کے پہونچا خورشید جادو نے پوچھا تو کون ہے حمزہ کا کہ ابتک تجھے حمزہ نے بچایا کرب نے اتنا باتون مین غافل
پاتے ہی آنکھ بچا کر کمند ماری کہ ساتون حلقے گلے مین پڑ گئے بس کرب نے جھٹکا دیا کہ خورشید جادو منہ کے بھل زمین پر گرنے کو
تھی کہ کچھ پڑھکر شعلے اور اُف کی کہ شعلہ نکلا اور کمند جل گئی بس پیچھے ہٹکر ایک ناریل زمین پر مارا کہ برابر کرب کے گرا زمین شق
ہوگئی کرب مع مرکب زمین مین سما گیا ادھر اُسنے پھر مبارز طلب کیا حمزہ صاحبقران مرکب پھیر کر سامنے تخت بادشاہی
کے آئے بادشاہ نے تخت رکھوایا اور کہا کہ یا صاحبقران تمام عزیز و رفیق حضور پر سے نثار ہو چکے اب مجھکو میدان مین جانے دیجیے
کہ مین بھی جان اپنی فدا کرون اور سبکے سامنے سرخرو ہون کہ آپ نے میری یہ عزت حرمت کی کہ بادشاہ بنایا ہمیشہ مجرا اسلام کیا کیے
اب میری آبرو اسمین ہے کہ مثل اور فرزندون کے جان اپنی فدا کرون صاحبقران نے فرمایا کہ ای شہریار یہ کبھی نہوگا
کہ مین اپنے سامنے حضور کو میدان مین جانے دون آرزو یہ ہے کہ مین تخت کو اسی طرح آباد چھوڑ دون اپنی زندگی مین
حضور کو میدان مین نہ جانے دونگا آخر امیر کے گلے مین ہاتہ ڈالگئے اور آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خورشید جادو
پکاری کہ ارے تم دونون میرے مقابلے کو آؤ بس امیر بادشاہ سے جدا ہوکر مرکب پر سوار ہوکر میدان مین چلے
پیچھے بادشاہ اسلام بھی خنگ سیہ قیطاس پر بیٹھکر چلے خورشید جادو پکاری کہ ای حمزہ تیرے عیار کے ہاتھون تمام گھر میرا
بلکہ سارا شہر برباد ہوا اور مین اسی فکر مین ہون کہ تم خدا پرستون کا نام و نشان باقی نہ رکھون مگر مجھے رحم آتا ہے اگر
تو فرعون کو سجدہ کرے اور اطاعت لقا کی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون امیر نے فرمایا لاکھ لاکھ لعنت
فرعون و لقا پر کبھی مین باطل پرستی نہ اختیار کرونگا اور دوسرے یہ کہ تمام فرزند و رفیق میرے مارے جا چکے ہین جیکر کیا
کرونگا خورشید جادو نے کہا کہ ای حمزہ جو تو فرعون کو سجدہ کرے تو مین سب کو زندہ کر کے تیرے حوالے کر دون
فرمایا لاکھ فرزند ہون تو راہ اسلام مین نثار کرون اور فرعون پر کرور لعنت کرون بس خورشید نے خشمناک ہو کر
گیند طلائی صاحبقران پر مارا کہ وہ برابر امیر کے آکر بیٹھا اور چند قطرے سنہرے اُڑکر امیر پر پڑے کہ امیر
بیہوش ہوکر گرے لیکن بیہوش ہوتے وقت امیر نے تلوار ماری خورشید جادو پر تو پڑی لیکن ایک سنگ گران کی
پڑی کہ قبضے تک اتر گئی اب امیر کو ہوش نہ تھا اک پنجہ پیدا ہوا اور اُٹھا کر شہر مینا کو لے گیا بس یہ دیکھکر بادشاہ اسلام تیغ
بکف نعرہ زن خورشید پر جا پڑے تھے کہ خورشید جادو نے ہار اپنے گلے سے اُتار کر سحر دم کر کے پھینکا کہ بادشاہ کے

بازوؤن مین لپٹ گیا اور شکنجہ سیمین اور بند گیسین بندھ گئین اور کھینچکر خورشید جادو پاس لیگیا اُسنے کچھ مٹی اُٹھا کر اسم سحر پڑھکر گرد
بادشاہ کے ڈالدی کہ اک بگولا اُٹھا اور بادشاہ کو شہر مینا کی طرف اُڑا لیگیا بعد اُسکے خورشید جادو نے روئی کا پہل
نکالا اور اک چنگاری آگ کی اُسپر رکھکر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ آسمان کی طرف اُڑ گیا اور بلند ہوکر پھیلا کہ آگ بر
سرخ رنگ معلوم ہونے لگا اور ہوائے گرم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی اب لشکر اسلام جدھر بھاگ کر جاتا ہو پناہ آگ سے
نہین ملتی بعد اسکے ایک صراحی پانی کی لیکر اُسپر سحر دم کر کے زمین پر بہا دیا کہ وہ دریا بنکر موجین مارتا ہوا چلا اور چہار طرف
سے لشکر اسلام کو گھیر لیا اوپر سے آگ برستی تھی نیچے سے پانی غرق کرتا تھا ایک پہر بھر کے عرصے مین تمام لشکر اسلام
غرق طوفان سحر ہوا جس مقام پر اردو بازار تھا وہان بھی وہ دریا جا پہونچا اُسے بھی ڈبو دیا اب نام و نشان اہل اسلام کا
اُس میدان بلا مین باقی نہ رہا جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بچ گئے خورشید جادو سب کو مٹا کر اب پھری اور لقا سے پکار کر
کہا کہ تم اپنے لشکر مین جاؤ کل ہم قیطاس کوہ کو دیکھنے جائینگے اور وہان سے پھر کر آئینگے تو تمکو ملک سبائل مین پہنچا کر
قیطول خدائی پر بٹھائینگے جبتک ہم پھر کر آئین تم جشن کرو لقا نہایت خوشنود بکمال سرور اپنے لشکر مین آیا اور تیاری جشن کی
کر کے مشغول عیش و عشرت ہوا یہان خورشید جادو داخل شہر مینا ہوئی اخگر جادو سے کہا کہ ان تینون شخصون کے بھی سر کاٹ ڈال
اخگر جادو نے بادشاہ صاحبقران کرب دلاور سب کے سر لیجا کر موافق دستور کاٹے اور کنگورون پر چڑھا دیے رات کو
خورشید جادو نے باطمینان تمام آرام کیا صبح کو خواب خرگوش سے بیدار ہوئی کھانا زہر مار کیا بعد اُسکے اخگر جادو سے کہا
کہ جلد تیاری کرو قیطاس کوہ چلنے کی اُسیوقت اُس بدکار جہنمی نے سب سردارون کے سر کنگرون پر سے اتارے اور
نیزون پر چڑھائے لاشین سبکی ہاتھیون پر لدوائین آگے سر بادشاہ اسلام کا برابر اُسکے سر حمزۂ صاحبقران کا نوک نیزے پر
پیچھے اُسکے سر عمرو کا بعد اُسکے سر علمشاہ اور کرب غازی و بدیع الزمان نامور کا اور تمام عیارون اور سردارون کے اور خورشید جادو
اژدر آتش فشان پر سوار گرد اُسکے ساتھ کی جادوگرنیان تخت قرقرے طاؤس نشین پر سوار نوبت نقارہ بجتا ہوا علم و نشان
کھولے ہوئے ساتھ والیون سے کہتی ہوئی کہ کیون صاحبو اس ساربان زادے نے تمام قیطاس کوہ کو ویران کیا کہتا تھا جادوگر کا
نام و نشان تک باقی نہین چھوڑونگا دیکھا تمنے جادو کا حال ہین معلوم کہ اسکو اسنے کیا کیا وہ کہتی ہین کہ بلا لون اگر وہ بھاگ کر کہین چھپ گیا
ہین تو کچھ ہونگی نہین جو سب کا حال ہوا وہی اُنکے دشمنون کا بھی ہوا ہوگا کہ دوسرے روز آنے والیون سے قیطاس کوہ کے خبر ہوا
تماشا جادو وہانکی بادشاہ ہے عمرو سے دھمکی تھی عمرو نے اسکو بادشاہ کیا تھا کہا خیر سمجھا جائیگا یہ تو اس شوکت و شان سے روانہ ہوئی ہین

اب چند کلمے داستان ملکہ قریشیہ سلطان کے بیان کیے جاتے ہین

قریشیہ سلطان لڑائی پر گزیب بن قہقہہ کے گئی ہوئی تھی اسکو شکست دے کر پھری ہر کوہ لاجورد کے برابر آکر خیمے
مین داخل ہوئی ہر مسند پر بیٹھی تمام پریزادین سلطان ازرق پری سلاسل پری جلاجل پری سیالک سیاہ کلاہ
خواجہ عبدالرحمن جنی وغیرہ گرد و اطراف مین بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا مجلس عیش آراستہ ہوئی کہ
دل قریشیہ سلطان کا خود بخود گھبرانے لگا ہر چند جی کو بہلایا مگر کسی طرح قرار نہ آیا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا کر خواجہ عبدالرحمن جنی
سے کہا کہ خواجہ عین خوشی مین میرے دل کی یہ حالت ہے کہ خود بخود امنڈا آتا ہے تم ذرا علم نجوم مین حال میرے پدر بزرگوار کا دیکھو کہ وہ
کسطرح سے ہین خواجہ نے اُسی وقت سواہاتھ زمین لیپ کر اصطرلاب آفتاب کے مقابل کیا اور تختہ رمل قائم کر قرعہ تفکر کو پھینکا
کہ عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو اور ساتون ستارے بارہ برج سولہ خانہ رمل کے نگاہ مین کر کے احکام کو طرح دے کر نکالا مگر آنکھون مین
آنسو بھر لائے ملکہ قریشیہ سلطان نے بدحواس ہوکر پوچھا کہ خواجہ خیر تو ہے خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ بحران صعب و سخت لشکر امیر پر آیا
ہوا اور سب گرفتار بلا ہین ستائیس پہر امیر اور زندہ ہین اگر اسمین کمک پہونچی ادھر حریف مارا گیا تو بچینگے ورنہ دشمن اُنکے

مارے جائینگے یہ سُنتے ہی اُسیوقت دیوان تیز پر کو ساتھ لیکر پردۂ دنیا کو روانہ ہوئی اور دیو تنندک سے کہا کہ تو شاگرد ہی
خواجہ عمرو کا تو آگے جاکر تلاش کر کہ لشکر پدر بزرگوار کا کہان ہی القصہ تیسرے دن قریشیہ پردۂ دنیا مین پہونچی اور دیو تنندک
ڈھونڈھتا ہوا سامنے میدان قیطاس کوہ کے پہونچا دیکھا تو سرنیزون پر عمرو اور امیر اور بادشاہ اسلام اور سرداران
عالیمقام کے چڑھے ہین اور ایک جادوگرنی اژدر آتش فشان پر سوار اور چند جادوگرنیان اُسکے ہمراہ خاز قرقرے نیس
وغیرہ پر سوار کمال خوشنود چلی جاتی ہین بس گریبان چاک کرکے روتا ہوا سامنے قریشیہ سلطان کے آیا حال بیان کیا
قریشیہ بیتابانہ دوڑی اُسی وقت پہونچی کہ خورشید جادو سامنے دروازہ شہر قیطاس کوہ کے آچکی ہی ابھی داخل نہین
ہوئی ہی کہ قریشیہ نے دیوون سے کہا ان سب جادوگرنیون کو پکڑ لاؤ دیو جو یہان سے دوڑے تو جاکر گود مین پکڑ کر
جادوگرنیون کو اُٹھا لائے دیو غراب خورشید جادو کو اُٹھا لایا مگر قریشیہ سلطان نے سر حمزہ صاحبقران کا منگوا کر
مُنھ سے مُنھ ملنا شروع کیا اور خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ ریسی نجوم تھی تمھاری تمنے ستائیس پہر زیست مین امیر کے
بتائے تھے کہ باقی ہین ہین بیسوین پہر بیان پہونچی یہ کیا ہوا خواجہ نے کہا کہ آپ جانتی ہین کہ میرے احکام مین کبھی فرق
نہین ہوا خدا جانے کیا اسرار ہی اسکا عالم اللہ ہی کہ ملکہ قریشیہ سلطان نے کہا دیو غراب سے کہ تو اس لکاتہ کو کھاجا
اور دیوون کو بھی حکم دیا کہ تم بھی کھا جاؤ ان سب کو دیو تو جیسے ان جادوگرنیون کو پکڑ لائے تھے مُنھ مین پانی بھر آیا تھا
بس جلدی سے گولی مولی بناکر کھا گئے اور دیو غراب خورشید جادو کو مسلکر کھا گیا بس ایک غلغلہ دار و گیر برپا ہوا
آندھی چلی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اولے پڑنے لگے آگ کے پرکالے اُڑنے لگے دیو پیٹ پکڑے پکڑے زمین پر لوٹ رہے تھے ہر ایک
کے پیٹ مین درد تھا غرضکہ چار گھڑی تک ایک قیامت برپا رہی بعد اُسکے آوازین پیدا ہونا شروع ہوئین کہ نام من
اختر جادو بود نام من سہیل جادو بود نام من ناہید جادو بود اسی طرح سب کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام من خورشید جادو
بود اب جو روشنی ہوئی قریشیہ سلطان کے ہاتھ مین سر حمزہ صاحبقران کا تھا دیکھا تو انگلیان اُسمین دھسی جاتی ہین
اور ایک لس دار شی معلوم ہوتی ہی غور سے جو دیکھا تو مانجلے آٹے کا سر بنا ہوا تھا خواجہ عبدالرحمن جنی سے کہا کہ یہ سر تو
ماش کے آٹے کا ہی خواجہ نے عرض کیا کہ ای ملکہ یقین جانو کہ حمزہ صاحبقران مع سرداران عالیشان زندہ وسلامت
ہین دریافت کیجیے کہ لشکر امیر کا کہان ہی وہین چلیے اُس شہر یار کی تلاش کیجیے غرض وہ سر تو پھنکوا دیے اور لوگون سے
دریافت ہوا کہ دردۂ شبنم پر لشکر تھا بس قریشیہ سلطان اُسی طرف روانہ ہوئی مگر حال گذارش کیا جاتا ہی گرفتاران
رنج والم و محبوسان قید غم اسیران سحر یعنے امیر کشورگیر جہانستان مع سرداران عالیشان کا کہ شہر مینا کے تہخانے مین گرفتار تھے
اور ہاتھ پاؤن مین قوت بالکل نہ تھی کہ دفعۃً وہ سستی اور کاہلی برطرف ہوگئی عمرو سے کہا کہ خواجہ مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ
خورشید جادو ماری گئی کسواسطے کہ اسوقت قوت میرے ہاتھ پاؤن مین معلوم ہوتی ہی عمرو نے کہا کہ حمزہ مین بھی اچھا ہون
قید سحر مجھپر بھی نہین اور برائے امتحان عمرو نے ایک جست لگائی بس انکو دیکھتے ہی بادشاہ اسلام اور سردار بھی اپنے
اپنے مقام پر سے اُٹھے اور پکار رہے کہ ہم بھی قید سحر سے چھوٹے ہوئے ہین امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ باہر نکلکر دیکھو تو
عمرو تہخانے سے باہر آیا کیا دیکھا کہ چار سر گنبد کے چار کونون پر گڑے ہین اور تیرہ و نیلا سوت اُنپر لپٹا ہوا ہی اور شتر و دیو
اور اُسکے ہمراہ اور سوارون کے ہاتھ پھر رہے ہین اور آنکھون سے آنسو جاری ہین شہر مینا کا نام و نشان بھی نہین ہی خوشی
خوشی اندر آیا کہ حمزہ خدا نے فضل کیا شہر مینا غارت ہوگیا امیر سردارون سمیت تہخانے سے باہر آئے اپنے اپنے مرکبون پر
سوار ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ جاکر لشکر لقا کی خبر لاؤ عمرو اُسی وقت روانہ ہوا دو گھڑی کے بعد آکر کہا کہ لقا نے جشن کیا
ہی خوشی خوشی بیٹھا ہی اور تقدیرین بگھار رہا ہی کہ مین نے حمزہ کو غارت کر دیا اور بختیارک حرامزادہ بھی بہت

خوش ہو خیر سمجھا جائے گا ابھی مصلحت مین نہین بولا امیر نے کہا کہ خواجہ تم جاکے ہمارے لشکر مین خبر دو ہم چلتے ہین لشکر لقا
کی طرف عرض کیا بہت خوب اور روانہ ہوا امیر لشکر لقا پر چلے مگر یہان لقا نے جشن کیا ہی بارگاہ مین بیٹھا ہوا کہہ رہا
ہی کہ صاحبو دیکھا تمنے کہ وہ شخص پر گیر ہو مگر سخت گیر ہو دیکھا تم نے کیا غضب ان خدا پرستون پر نازل کیا کہ سبکو
ایک مرتبہ مٹا دیا سب پکارے یا خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے اور لقا نے اکثر سردارون کو مالک بنی ابھی سے تقسیم کر دیے
ہین نہایت خوش و خرم بیٹھا ہی کہ خورشید جادو آئے تو ملک سبائیل کو جلین کہ دفعۃً بختیارک کی رگ مادر بخطائی جنبش مین
آئی پریشان ہوا کہ یہ کیا سبب ہی خدا پرست سب مارے جا چکے اب کیا باعث ہی کہ اور زیادہ طبیعت پریشان ہوئی وہ مکان
ویران معلوم ہونے لگا گھبرا کر اٹھا کہ باہر تو جا کر دیکھون لقا نے کہا ای بختیارک کہان جاتا ہی اُسنے کہا کیا عرض کرون آج
مجھکو رنگ بُرا معلوم ہوتا ہی اور آج مجھے مکان ویران معلوم ہوتا ہی کیا آج یہان سے ہم بھاگینگے لقا نے کہا او مادر بخطا حمزہ
مع فرزندون اور سردارون کے مر چکا سر انکے نیزون پر چڑھا کر خورشید جادو قیطاس کوہ لیگئی اور پھر تجھکو یہ باتین سوجھتی
ہین بختیارک نے کہا کہ یا خداوند مجھکو حمزہ کے مارے جانے کا یقین نہین ہی کسواسطے کہ ایک مرتبہ ہومان جادو نے
حمزہ کا سر کاٹ کر دروازہ دمشق پر چڑھا دیا تھا جب وہ ماری گئی تو سب سردار زندہ ہو گئے اور یہ تو آپکی دیکھی ہوئی بات
ہی کہ تھوڑی دیر ہوئی ہوا تند چلی تھی اور تاریکی بھی ہو گئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ خورشید جادو ماری گئی اور خدا پرست
قید سے چھوٹے ہوے مجھے نظر آتے ہین یہ سنکر لقا اور سردار اسکے اور نریمان بن قنطور شاہ خوب قہقہہ مار کر ہنسے کہا کہ اس مسخرے کو
قارورے مین بھاگتے نظر آتے ہین بختیارک نے کہا شہر مینا کی خبر تو منگوائیے بعد اسکے خوب ہنسیے گا یہی باتین تھین کہ حمزہ
صاحبقرانی کی آواز بلند ہوئی کہ ای کافران بیحیا و ای نابکاران پر دغا منم سلطان سلطانان صاحبقران حلقہ فگن گوش
گردن کشان مردم رباے زمین تخت سا شیر بیشہ جنگ شکنندہ کمان رستم دستان صاحب گرز سام بن نریمان زلزلہ قاف ثانی
سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان آئی کافر کب چھوڑتا ہون تمھین کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکلجاؤ اور
ساتھ ہی نعرہ علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ کا ہوا بختیارک نے کہا اب کہو مجھکو تو خوب قارورے مین
بھاگتے نظر آتے ہین اب ان لوگون سے بچو یہ کہکر باہر نکلکر دیکھا کہ لشکر خدا پرست آ پڑا ہی تلوار چل رہی ہی لقا نے
کہا ابھی انکا لشکر تو نہین آیا مار تو تنہائی مین اور اگر لشکر آ جائے گا تو مشکل پڑ جائیگی بس یہ سنتے ہی چہار طرف سے ہجوم
کفار کا امیر اور سرداران امیر پر ہوا تلوار چلنے لگی ادھر عمرو لشکر مین جو آیا دیکھا کہ لشکر والے سب صحیح و سالم ہین اور یہ
کہ رہے ہین کہ خورشید جادو ماری گئی جو ہمیں سے دریاے آب آتش دور ہوکر معدوم ہوگیا کہ عمرو سامنے سے آیا او پکارا
کہ صاحبو صاحبقران سردارون سمیت زندہ و سالم ہین شہر مینا معدوم ہوگیا اور امیر لشکر پر لقا کے گئے ہین تم سب جلد
شریک ہو یہ سنتے ہی لشکر مین جان تازہ آگئی اور اُسیوقت تیار ہوکر روانہ ہوئے اسوقت پہونچے کہ صاحبقران
سردارون سمیت لڑ رہے ہین گرد لشکر لقا ہی لقا دور سے پکار رہا ہی کہ ارے یہ خدا پرست زندہ نہ نکل جائین کہ لشکر اسلام
بھی آ کر گرا اب برابر سے کشت و خون ہونے لگا مگر یہ لقا پرست ہمیشہ کے بھگوڑے ہین سامنے سے بھاگنے لگے بختیارک نے
لقا کو بھی ابھار کر بھگایا مگر کرب غازی قریب تخت نریمان بن قنطور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری کرب نے ہاتھ کو لیا اور
کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا پہر دن باقی تھا کہ بالکل فتح ہوگئی امیر میدان سے پھرے مگر عمرو سے کہتے ہوئے کہ خواجہ نہین معلوم
کس نے خورشید جادو کو مارا کون مددگار ہمارا پیدا ہوا عمرو بولا کہ حمزہ معلوم ہو جائے گا اسوقت مین تو جسنے مدد کی طرح اکرام کیا
احسان عظیم کیا لیکن ابھی تک نہین کھلا کہ بانی اسکا کون ہی یہی باتین کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہشامی ہوئے دیکھا تو ملکہ ولیطیہ
سلطان بیٹھی ہی امیر کو دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی مجرا کیا دوڑکر قدمون سے لپٹی امیر نے گلے سے لگایا فرمایا ای فرزند

تم کیونکر آئین اسوقت قریشیہ نے نقل گذشتہ تمام بیان کی امیر نے فرمایا ای قریشیہ مین نے تمکو بارہا منع کیا ہو کہ تمھارے ساتھ دیو پری کا لشکر ہو تم میری مدد نہ کیا کرو میری زندگی تھی تو مین لاکھ طرح سے بچ جاتا عمرو نے کہا ای قریشیہ سچ ہو تو نے ناحق انکی مدد کی مجکو قید سے چھڑا لیا ہوتا حمزہ کو اسیر پڑا رہنے دیا ہوتا تمنے بہت برا کیا جو انکو قید سے نجات دی قریشیہ نے اور بھائیون کو گلے لگایا مگر امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ تم جا کر تمام ناموس کو خوشخبری دو اور سبکو بھیر کر لاو عمرو نے عرض کیا بہت اچھا اور روانہ ہوا

اب شمہ داستان پردگیان سرادق عصمت و گرفتاران رنج و مصیبت بیان کیے جاتے ہین

کہ عجب حالت پر ملامت مین ہمراہ نظر کردہ شاہ اولیا یعنے مہتر قران حبش کے خانہ کعبہ کو روانہ ہوئے ہین عجب حال ہی کہ ایک طرف غم وارثون کے مارے جانے کا ایک طرف اندیشہ حریفون کا کہ مبادا تعاقب مین آئین اور مہتر قران بجلدی انکو لیے جاتا ہو اسقدر جلد گیا کہ ایک روز مین قریب سو کوس کے نکلگیا قریب دامنہ کوہ کے خیمہ برپا کیا لیکن ہر رات کو مثل شب تیرہ کے سیہ پوش ہوتی تھین اور بال کھول کر نوحہ وزاری کرتی تھین اور ہر صبح کو مثل سحر گریبان چاک کرکے وارثون کے غم مین ایک ایک کا نام لیکر روتی تھین اس روز سب خواتین نے کہا کہ واسطے خدا کے ای قران یہان مقام کرو کہ آج ان حضرت مقامون کا سیوم تو کر لین ہلین اس زندگی سے موت بہتر ہی جو کچھ ہو ہم بغیر فاتحہ درود یہان سے نہ جائینگے اور آئندہ روندہ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ سر حمزہ صاحبقران کا فرزندون سمیت خورشید جادو نیزے پر رکھکر قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی اور لقا جشن مین مصروف ہو انتظار مین خورشید جادو کے قران نے ناچار ہوکر خیمہ استادہ کیا اور دہ عیار جو محرم تھے انکو گرد خیمے کے بٹھا باقی دور دور دور اباندھکر بیٹھے کہ صدا خواتین کی انکو نہ سنائی دے تمام خواتین نے ملکر رسم سیوم ادا کی اور مجلس ماتم برپا کی مہتر قران نے عمرو کے سیوم کی تیاری کی ادھر غلغلہ خواتین معظمہ مین تھا کوئی علمشاہ کا نام لیکر پکار رہی تھی کوئی بدیع الزمان کا نام لیتی ہو کر بلالون اچھے وقت سے جدا ہوئے تھے کہ پھر دیکھنا نصیب ہوا اور انکی ہم آخری خدمت نہ کرینگے ہم عجب سخت جان ہین کہ اس غم مین دم بھی نکل نہین جاتا ادھر عیار عمرو کا نام لیکر روتے تھے کہ ہائے چراغ عیاری کا گل ہو گیا قران کی آنکھون مین دنیا اندھیر تھی سرو سیمین تن کی حالت تباہ تھی غلغلہ محشر انگیز برپا تھا وہ صحرائے قیامت معلوم ہوتا تھا کہ مہتر والا گہر عمرو بن امیہ نامور ہونچا آواز گریہ وزاری کی سنکر کلیجہ شق ہونے لگا مگر عیارون نے جو عمرو کو دیکھا حیرت زدہ ہوئے دوڑ کر قران کو خبر کی کہ خواجہ آتے ہین قران بے دسواس دوڑا قدمون سے عمرو کے لپٹا عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور مژدہ خوشخبری دیا وہان سے خیمے مین خواتین کے داخل ہوئے قران پہلے جا کر پکارا کہ صاحبو مبارک ہو کہ مہر سپہر عیاری یعنے عمرو بن امیہ ضمری آئے یہ سنتے ہی سبکو شادی مرگ ہو گئی لیکن کسی کو یقین نہین آتا دو چار کہار بان بھی اگر دیکھ گئین لیکن کسی کا کہنا صحیح نہین معلوم ہوتا جب عمرو خود اندر محل کے آیا تو سب گرد عمرو کے جمع ہو گئین اور اکثر مارے خوشی کے بیہوش ہو گئین جب ہوش آیا تو آکر عمرو سے لپٹین عمرو نے ملکہ قنبر گہر تاجدار کو دیکھا کہ زلفین گرد رخسارۂ زیبا کے کھلی ہوئین خاک سے آلودہ منھ پر طمانچون کے نشان کہ جابجا سے عارض نیلے ہو گئے ہین اسی حال پر ملال سے قریب عمرو کے آکر قدمون سے لپٹی اور پکاری شعر ای پیک زیستان خبر یار ما بگو + احوال گل ببلبل بستان سرا بگو + خواجہ کہو کہ ہمارے افسر تاجدار پر کیا گذری عمرو نے کہا سب اچھی طرح سے ہین مگر مال ہمارا بہت صرف ہوا اور اب تک ہو رہا ہو ملکہ بولی ہم دینگے ہر عورت اپنے اپنے وارث کا احوال پوچھ رہی ہی اور خوشخبری سنکر کہہ رہی ہو شعر برین مژدہ گر جان فشانم رواست کہ این مژدہ آسایش جان ماست + القصہ عمرو نے سب خواتین کو سوار کیا اور اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا چوتھے دن داخل لشکر ہوا تمام خواتین داخل محل ہوئین ملکہ قریشیہ سلطان سے ملاقات ہوئی اداے شکر بجا لائین صاحبقران ذیشان مع فرزندان عالی مکان داخل محل ہوئے سب دوڑ کر قدمون سے لپٹے صاحبقران کی بلائین لین تصدقات

اُترنے لگے ہر ایک فرزند کے لیے ہر جگہہ سے جداگانہ تیل ماش آتے تھے نعمتین جسمانی تھین وا ہو رہی تھین اب امیر کشور گیر نے
ملکہ قریشیہ سلطان کو رخصت کیا وہ پردہ قاف کو روانہ ہوئی امیر باہر آکر بارگاہ مین بیٹھے نریمان بن قنطور شاہ
کو طلب کیا فرمایا کہ ای نریمان دیکھو سب دربند والے دائرۂ اسلام مین آچکے فرعون پر لعنت کی اُم پرستش پروردگار عالم
مین کیا کہتے ہو عرض کیا کہ شہریار مین بھی غلام ہون حضور کا مین نے لعنت کی فرعون اور اُسکے پرستارون پر امیر نے
کلمہ زبان پر جاری کیا نریمان کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا امیر نے آہنگرون کو بلا کر قید اُسکی دور کرائی وہ رخصت
ہوکر شہر مین گیا اور تمام روسائے شہر کو بلا کر سمجھایا کہ مین نے تو دین حمزہ صاحبقران کا اختیار کیا دیکھو کس مصیبت مین
خدا انکی مدد کرتا ہے تمھین بھی اگر مسلمان ہونا منظور ہو تو میرے شہر مین رہو ورنہ جہان تمھارا جی چاہے چلے جاؤ مین کسی
صاحب کو روکتا نہین ہون سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہین ہمین فرعون سے کچھ کام نہین ہمنے لعنت کی اسپر غرض
تمام شہر مسلمان ہوا نریمان نے حکم دیا کہ تمام شہر آئینہ بند کیا جائے اور دعوت کی تیاری ہو کہ مین صاحبقران کی دعوت
کرونگا اور وقت سہ پہر تمام سردارون اور رئیسون کو ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین آیا سبکو قدمون پر گرایا امیر
ہر ایک سے بغلگیر ہوئے پیش کی نے خلعت جدا جدا عنایت ہوئے اب نریمان شاہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام نے دعوت کی تیاری
کی ہے کل حضور قدم رنجہ فرمائین تو خالی از غلام نوازی نہو گا فرمایا کہ دعوت تمھاری قبول کی نریمان شادان و فرحان پھر کر شہر مین
آیا تیاری ضیافت مین مصروف ہوا دوسرے دن جاکر امیر کو مع بادشاہ اسلام و سرداران والا کرام شہر مین لایا دروازہ شہر سے
تا ایوان شاہی پا انداز ڈلوایا تھا کشتیان جواہر کی نثار کرتا ہوا لیے آتا ہے تمام بازار گلی و کوچہ مین ہجوم خلائق انبوہ عالم ہے جو
امیر و فرزندان امیر کو دیکھتا ہے آفرین و تحسین کرتا ہے نریمان نے ایوان شاہی مین لاکر بادشاہ کو تخت پر بٹھایا کشتیان زر کی
پیش کین امیر کے آگے چنی گئین ہر سردار کی تعظیم و توقیر کی اب ناچ ہونے لگا رات کو کھانا کھا کر آرام فرمایا صبح کو صاحبقران
نے حکم دیا کہ جتنے بتخانے یہان ہین سب توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنیاد ڈالے سکہ نام پر سعد بن قباد شہریار کے جاری ہوا
چہار طرف آواز اذان کی بلند ہوئی دوسرے دن صاحبقران شہر سے باہر تشریف لائے بارگاہ مین فتح کی شوکت سے متمکن
ہوئے عمرو سے کہا کہ خواجہ کہو لقاے بوم خصال کدھر بھاگ کر گیا عمرو نے کہا ظاہر ہے کہ فرعونیہ کو گیا ہوگا اور حمزہ ہم آپ تو
سب آفت مین گرفتار تھے کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تھا اب خبر منگواتا ہون کہ کہان جاکر ٹھہرا کسکے دامن پناہ لیا
فرمایا جلد خبر دارون کو روانہ کرو اور تاکید کرو کہ جلد خبر لائین عمرو نے اسی وقت ہرکارون کو روانہ کیا

اب داستان بدخصال یعنی لقاے بوم خصال کی بیان کیجاتی ہے پہونچنا اسکا دربند قنطوریہ مین اور باغی ہونا فرعون سے اور گرفتار ہو کر جانا فیلبند فیل سوار کے ہاتھون فرعون کے پاس

کہ لقا جو بھاگا بھاگ کر قریب دربند قنطوریہ کے پہونچا بادشاہ یہانکا قنطور شاہ ہے اور نقابدار قنطورہ پوش کہ چارون
نقابدارون کا افسر ہے وہ یہان کا مالک ہے قنطور شاہ اسکا تابعدار ہے جب اسنے سنا کہ لقا سب دربندون سے شکست کھا کر
اب یہان آیا ہے تو اسنے قنطور شاہ سے کہا کہ مین جاکر خداوند فرعون شاہ سے حال لقا کا بیان کرتا ہون جیسا حکم خداوند کا ہوگا
ویسا کرنا ابھی اسکی ملاقات کو بھی نہ جانا یہ کہکر روانہ ہوا اور جاکر فرعون شاہ سے حال زمرد شاہ باختری کا بیان کیا فرعون
سنکر نہایت برہم ہوا کہا کہ ہمنے اپنا نائب ملک باختر مین اسکو کیا یہ ہمکو بھول کر اپنی خدائی جمکانے لگا ویسا ہی خراب ہوا فرقہ
خدا پرستان کے ہاتھ سے ذلیل ہوا اخیر جاؤ شقہ ہمارا لیے جاؤ عاد زرہ پوش ایک سردار زبردست روزگار ہے اُس سے کہا کہ تم
یہ لیجا کر لقا کو دے اور اُسے اپنے ساتھ لے آ عاد زرہ پوش بارہ ہزار زرہ پوش اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا جب قنطوریہ مین پہونچا
قنطور شاہ سے ملاقات کی حال بیان کیا یہ دونون شریک ہو کر لقا پاس روانہ ہوئے یہان لقا بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے گرد سردار

دو دہانہ مے بیٹھے ہین بختیارک سے لقا کہہ رہا ہی کہ اے شیطان درگاہ کوئی در بند قنطوریہ سے ہمارے لینے کو نہین آیا
نہ فرعون نے کسی کو بھیجا اور مین یون فرعونیہ مین بغیر طلب نہ جاؤنگا بختیارک نے کہا یا خداوند کوئی نہ کوئی آپ پاس ضرور
آئیگا یہی باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قنطور شاہ اور عاد زرہ پوش دونون آتے ہین کہ بعد ایک لحہ کے وہ دونون
سامنے لقا کے آئے سلام کیا لقا نے کہا بیٹھنے کو دی یہ دونون بیٹھے اور عاد زرہ پوش نے وہ شقہ فرعون کا لقا کو دیا لقا نے
اُسے بختیارک کو دیا کہ پڑھ اسنے اُسے باواز بلند پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے لقا ہمنے تجھکو اپنا نائب کرکے باختر مین بھیجا تھا تو نے
وہان جاکر ہمکو فراموش کیا دہی تو اپنی سزا کو پہونچا خراب تو ہمارے پاس شکست خوردہ آیا ہی تو عاد زرہ پوش کے ساتھ چلا آ ہم تقصیر
تیری معاف کر دینگے بس یہ مضمون سنتے ہی لقا نہایت غضبناک ہوا اور کہا کہ کس قرمساق نے اپنا نائب کرکے مجھے بھیجا تھا یہ
ایک ملک فرعونیہ کا مالک ہی اور چھوٹا بھائی ہی میرا اور اسکو یہ غرہ ہی مین اٹھارہ ہزار ملک باختر کا خدا تھا اور کیا کارخانہ تھا
میرا کہ اوسنے بغیر میرا ایلچی سو ملک کا مالک تھا اس فرعون کی مین کیا حقیقت سمجھتا ہون اور نہ لائق آپ میرے استقبال
کو نہ آیا مین ہرگز نہ جاؤنگا اور شقہ لیکر پھاڑ ڈالا عاد زرہ پوش اور قنطور شاہ دونون بگڑ کھڑے ہوئے پکارے کہ اے لقا تو نے
خداوند کے شقے کو ذلیل کیا اچھا نہ کیا وہ خداوند ہی سنیگا تو بہت برہم ہوگا لقا نے اپنے سردارون سے کہا کہ پکڑ لو ان دونون کو
لوگ یہ سنتے ہی دوڑ پڑے انھون نے بھی تلوار کھینچی تلوار چلنے لگی ہر چند بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ خودسری اچھی نہین ہی تم
دامن پناہ لینے آئے ہو تمھین عجز لازم ہی لقا پکارا او قرمساق تجھے کارخانۂ خدائی مین کیا دخل ہی القصہ خوب کشت و خون ہوا
یہانتک کہ عاد زرہ پوش و قنطور شاہ دونون زخمی ہوکر گرفتار ہوئے فوج انکی شکست کھاکر بھاگی لقا نے حکم دیا کہ ان دونون کو
اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانے مین قید رکھواؤ قید کیا مگر کارخانے خدائی اپنے درست کیے جہان نمائے خداوندی استادہ کرائی
فرعون سے باغی ہوکر بیٹھا مگر لوگ عاد زرہ پوش کے بھاگ کر فرعونیہ مین گئے حال اپنے مالک کے گرفتار ہونے کا بیان کیا فرعون
یہ سنکر برہم ہوا اور نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ کو حکم دیا کہ تو جاکر لقا کو پکڑ لا وہ اُسی وقت چالیس ہزار سوار سے روانہ ہوا اُدھر
لقا بارگاہ مین بیٹھا کہ نقابدار قہقہہ درانہ گھسا چلا آیا سلام کیا بعد دعا و ثنا کے بیٹھا اور نامہ فرعون شاہ کا گذرانا لقا نے نامے
کو پڑھوایا مضمون سے آگاہ ہوا نہایت خشمناک ہوکر کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہوکے اور مجھے اسطرح کے کلمے کہتا ہی سردارون مین
خردی و بزرگی لازم ہی اُس نامعقول نے میری بزرگی نہ سمجھی تو مین بھی اُسکے پاس نہ جاؤنگا اور کسی طرف چلا جاؤنگا نقابدار
قہقہہ نے کہا کہ اے لقا مجھسے تمسے آگے کی ملاقات ہی مین ازراہ دوستی تمھین سمجھاتا ہون کہ تم خداوند فرعون شاہ پاس دامن پناہ
لینے آئے ہو تمھین لازم ہی کہ عجز و انکسار کرو نہ کہ تم خداوند کو برا کہتے ہو اور اُسکے فرستادہ یعنے عاد زرہ پوش کو قید کیا ہی رہا کرکے اپنے ساتھ لو
اور میرے ساتھ چلو بخوشی اور نہین تو تم مجھے جانتے ہو جیسا مین ہون مجھکو حکم ہی کہ اگر لقا بخوشی آئے تو تو ساتھ لے آنا نہین تو
جبراً قہراً باندھکر سامنے لے آنا لقا نے جو یہ کلمے سُنے مانند گراز کے چلایا منہ چقندر کی طرح سُرخ ہوگیا پکارا او قلندر قہقہہ خردمند
تیری کیا طاقت ہی کہ میرا رونگٹا بھی بیکر کر سکے اور میرے ساتھ یہ بے ادبانہ کلمے تو کرتا ہی اور اپنے سردارون کی طرف دیکھکر کہا کہ
پکڑ لو اس بیہودہ کو اور قتل کرو سرداران لقا چار طرف سے دوڑے نقابدار پکارا کہ تم کیا میری لشکر گندہ کروگے مگر معلوم
ہوا کہ تم سبکی شامت آئی ہی یہ کہکر نقاب اپنے منہ پر سے اُٹھائی اور پکارا برمن نگر شاید کہ شناسی مرا بس جسنے منہ اُسکا
دیکھا ہنستے ہنستے بیہوش ہوگیا ایک لحہ بھر مین مع لقا سب بیہوش ہوگئے نقابدار نے اپنے لوگون سے کہا کہ باندھ لو ان سبکو
سنتے ہی سب نے ملکر لقا کو پانچسو سردارون سمیت باندھ لیا اسیر غل و زنجیر کرکے اعرابون پر ڈال لیا اور لشکر لقا سے کہا
کہ تم سب ساتھ چلو اور مال اسباب لدوا کر ہمراہ لے لیا اور یہان سے کوچ کرکے داخل شہر فرعونیہ ہوا لقا کو پیچھے چھوڑ کر
آپ خدمت مین فرعون شاہ کی آیا ملازمت حاصل کی اور تمام حال بیان کیا حکم دیا کہ لقا کو ہمارے سامنے لاؤ اور

لشکر اسکا باہر شہر کے اُتارو بموجب حکم کے لقا اور بختیارک کو سامنے لائے لقا پکارا سلام میرا اسیر ہو جو مجھے خداوند برحق
جانے فرعون پکارا کہ او لقا مین نے تجھکو ملک باختر مین اپنا نائب کرکے بھیجا تھا تو تو خدا بن بیٹھا دیکھا کیا ذلت ملی
تجھے لقا پکارا او فرمساق دروغ گو تو نے مجھے کب اپنا نائب کیا تھا اور دوڑ کر فرعون سے لپٹا وہ لقا سے لپٹا لگی لات مکی چلنے
اور داڑھیاں ایک دوسرے کی پکڑے ہوئے تھے کبھی لقا اوپر فرعون نیچے اور کبھی فرعون اوپر لقا نیچے دونون کتے
کی طرح ہانپتے تھے دم چڑھے ہوئے تھے آخر لقا فرعون کو دبوچ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا لگا گھونسے مارنے اور فرعون پکارا کہ ای
بندگان من مرا دریابید مجھے بچاؤ اور بختیارک اچھل رہا تھا کہ رہا تھا کنگٹی کا ہارے بیٹی کا جیتے کہ لقا عذار تقمہ نے
صورت نحس اپنی دکھائی لقا بیہوش ہوا اُسنے پکڑ لیا غل و زنجیر مین گرفتار کیا فرعون شاہ کو ہوش آیا حکم کیا کہ اسے لیجا کر
زندانخانے مین گرفتار رکھو بختیارک نے سجدہ کیا اور خوشامد فرعون کی کی باتین بنانے لگا کہ یا خداوند مین نے بہت سا
سمجھایا لقا کو مگر وہ راہ راست پر نہ آیا آخر خراب ہوا فرعون بختیارک سے بہت خوش ہوا اور اُسی وقت خلعت وزارت،
منگا کر بختیارک کو دیا اور عیار کو اپنے بلایا کہ نام اُسکا ہمایے دوندہ تھا اور محرم راز تھا اسکا کہا کہ تو جا کر دریا کے کنارے وہ جو
چبوترہ ہے جسپر درخت برگد کا ہے کھڑے ہو کر پکارنا کہ یا خداوند شمش جادو فرعون شاہ نے آپ کو بندگی عرض کی ہے اور عرض
کیا ہے کہ آج حضور کلبۂ احزان کو اپنے قدم مبارک سے منور و ممتاز فرمایئے کہ مجھے کچھ مطلب عرض کرنا ہے ضرور تشریف لایئے گا
ہمایے دوندہ گیا اور چبوترے پر کھڑے ہو کر دریا کی طرف منھ کیا اور جو کچھ فرعون شاہ نے کہا تھا بیان کیا دریا سے آواز مہیب
پیدا ہوئی کہ ہمایے دوندہ کانپ گیا آواز آئی کہ جو تو نے کہا وہ ہمنے سن لیا اب تو جا ہم اسی رات کے فرعون پاس آئینگے ہمایے دوندہ
نے آکر پیغام فرعون کو پہونچایا فرعون نے سر شام سے صحبت آراستہ کی پہر رات گئی ہوگی کہ لکہ ہائے ابر سپید پیدا ہوئے اور تمام شہر فرعون پر
چھائے آہستہ آہستہ قصر فرعون کی طرف چلے جب نزدیک پہونچے دھوان سیاہ نکلا اور ایک صورت مہیب اُسمین سے ظاہر ہوئی کہ
قد تو پچاس برج کا اور دو شاخین سر پر بال سر پر سانپ کی قسم سے لپٹے ہوئے معلوم ہوتے ہین کان مین بندرے پڑے ہوئے بت
شانے سے کہنی تک بندھے ہوئے سرخ تافتے کا لنگ بندھا ہوا دوپٹہ بہت بھاری اوڑھے ہوئے جہولی بھاری کی لگی ہوئی
اسمین اسباب سحر موجود جینو گلے مین پڑا ہوا فرعون کے پاس آیا لوگ ڈر کر بھاگے مگر فرعون نے جو اُسکو دیکھا اٹھ کھڑا ہوا سلام
کیا ہاتھ اُسکا پکڑ کر اپنے تخت پر اپنی جگہ بٹھایا اب خلوت ہو گئی دونون شراب محبت پینے لگے فرعون نے حال لقا کا بیان کیا
شمش یہ سنتے ہی نہایت برہم ہوا اور کہا کہ ای فرعون تو نے یہ کیا غضب کیا کہ لقا کو اپنے پاس بلایا اُسکے عقب مین ایک
اژدہاے ہفت سر آتا ہے اُسکے ساتھ ایک عیار ہے کہ شہر کے شہر ساحرون کے اُسنے غارت کر دیے مین نے اُسکی دہشت سے دریا مین رہنا
اختیار کیا ہے میری بہن بلکہ دمامہ جادو کو چاہ الماس مین گھسکر مارا فرعون نے کہا کہ ای شمش جادو مجھسے خطا ہوئی اب مین لقا کو
نکالے دیتا ہون ساحر شمش نے کہا ای فرعون اب نکالنا اُسکا اور برا ہے اور خدا پرست اب تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے اور تو نے ایک
لقا کو بلایا پر اپنا بھائی تھا تیرا اسکی عزت و آبرو کی ہوتی نہ کہ تو نے اُسکو قید کیا خیر جو کچھ تو نے کیا خوب کیا اب جلد اپنے امرا و وسا کو
بھیجدے کہ اسکو سمجھا دین کہ ای لقا چلکر خداوند کو سجدہ کر کہ مقدمہ تیرا درست ہو جائے اور خداوند اقرار کرتا ہے کہ اگر تو آکر مجھے سجدہ
کریگا تو قدرت اپنی تجھے دکھاؤنگا کہ چند روز مین تیرے بندگان خدائی کو نیست و نابود کر دونگا اور ملک باختر تجھے دونگا
کہ پھر تو بخط خدائی کیا کریگا اور اگر تو خردی و بزرگی کو کہتا ہے تو مرتبہ خدائی میرا بڑا ہے اور تیری خدائی برباد ہوگی یہ کہکر لوگ
زندانخانے مین گئے اور جو کچھ کہنا تھا سب لقا سے کہا اور سمجھایا کہ اگر ترقی رفاہیت اپنی چاہتے ہو تو جلد فرعون کو سجدہ
کرو کہ مطلب تمہارا جلد سر انجام پاوے لقا نے کہا کہ مین کبھی اسکو سجدہ نہ کرونگا بختیارک اور منصور وزیر نے بہت سمجھایا
کہ لقا راضی ہوا اور بختیارک نے کہا کہ ای لقا چند روز کا یہ کارخانہ ہے خدا پرست اسکو مار کر تجھے تیرہ برابر کرینگے پھر ہی

تو خدا ہی اور مین تیرا شیطان ہون اک دو چار روز تماشا دیکھو لے لقا سجدہ کرنے پر راضی ہوا سنے جا کر فرعون سے کہا کہ لقا سجدہ
کرنے پر راضی ہی حکم دیا کہ لقا کو حمام کرواؤ اور سردار وبج سمیت خلعت پہنا کر ہمارے سامنے لاؤ جب لقا صحبت مین آیا دور سے
دوڑ کر سجدہ کیا فرعون بہت خوش ہوا لقا کو اپنے برابر تخت پر بٹھا لیا اور بہت سے تحفے دیے اور منور وزیر سے کہا کہ جو کچھ مال و
اسباب خزانہ لقا کو درکار ہو بغیر میری اطلاع دیدینا اور ساحر مشتمش نے بھی بہت سا تسلی دلاسا دیا کہ خاطر جمع رکھو جو کچھ
تمہارا ارادہ ہوگا وہی ظہور مین آئے گا بعد اسکے تخلیہ مخصص ہوا اور فرعون نے کہا کہ اے مشتمش جادو یہ سب جاہ و جلال
دولت و اقبال آپ ہی کے تصدق سے ہے ورنہ مین کیا ہون جو نام خدائی کا لون اندنون بندگان خوابی زمرد شاہ
باختری کہ باختر سے تا زبرجد نگار اور وہان سے تا فرعونیہ لقا قب مین اسکے آئے ہین اور راہ کے ملک مسخر کر لیے ہین
اور ابھی تک تعاقب نہین چھوڑتے چلے آتے ہین یہان بھی ضرور آئینگے بس آپکو لازم ہی کہ اپنے دست گرفتہ کی دستگیری
معقول کیجیے تاکہ میرے واسطے دن پر دن ترقی ہو ساحر مشتمش نے کہا اے فرعون تو خاطر جمع رکھ اور کہا کہ تیری ایسی حفاظت
کرونگا کہ بحکم تیرے کوئی شہر فرعونیہ مین نہ آ سکیگا ہان جلد کچھ دستے کاغذ کے منگوا اور اسکی وصلیان بنوا ملازمون نے
اسی وقت دستے کاغذ کے لاکر وصلیان تیار کین ساحر مشتمش جادو نے ان وصلیون کی بیرقین کاٹ کر تیار کین اور ہر ایک پر
اسم سحر لکھا اور کچھ پڑھ کر پھونکا کہ اسی وقت ان بیرقون نے صورت علمون کی پیدا کی اب حر مشتمش نے کہا کہ ان بیرقون کو
لیجا کر گرد شہر کے نصب کرو کہ یہ طلسم ہے جو خدا پرست بغیر حکم تیرے شہر مین آئے گا اٹھا لٹکا جائیگا بعد اسکے کورے برتن مین
پانی منگا کر اسم سحر اسپر دم کیا فرعون کو دیا کہ اسے ایک تالاب مین ڈلوا دو کہ پانی اسکا کبھی کم نہوگا چاہے بادشاہ
ہفت کشور مع فوج اگر پیے اور جو کوئی چاہے کہ بیرقون سے باہر جائے اُسپر پانی اسی تالاب کا چھڑک دیا جائے وہ بیخطر
چلا جائیگا اور پھر آئیگا اور اگر کوئی غافل بیرق کے نیچے آئے گا بیہوش ہو جائیگا اور اس پانی کے چھڑکنے سے ہوش
مین آئیگا بعد اسکے کہا اے فرعون مجھپر تین مہینے سات دن نہایت سخت ہین کہ اسمین خوف جان ہے اسواسطے مین پوشیدہ ہون
تاکہ کوئی مجھکو نہ دیکھے جبتک یہ ایام نحس مجھپر سے دور ہون تو اس طلسم کے اندر عیش و عشرت مین بسر کر اگر خدا پرست آئین
اُنسے ہرگز نہ لڑنا جب یہ زمانہ نحس نکلجائے گا مین آکر ایک خدا پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا اور اب مجھسے ملاقات نہوگی
مین تیرے پاس آؤنگا یہ کہکر اسی وقت وہان سے غائب ہوگیا فرعون نے بموجب حکم ساحر مشتمش جادو کے بیرقون
کو تین کوس شہر سے آگے بڑھا کر گڑوا دیا اور پانی ایک تالاب مین ڈلوا دیا اور واسطے آزمایش کے دو ایک آدمیون کو بھیجا
وہ بیرقون سے باہر گئے اور پھر جو آئے تو بیہوش ہو کر گر پڑے جب پانی اُنپر چھڑکا تو ہوش مین آئے اور جسپر پانی
چھڑک کے بھیجا وہ اچھی طرح چلا گیا اب فرعون و لقا دونون عیش و عشرت مین مشغول ہوئے

اب چند کلمے داستان لشکر ظفر اثر کے اور ایلچی گری رستم خوے بن کرب کی بیان کیے جاتے ہین

کہ امیر بعد جشن کے خبر لقا کی سنکر درہ شبنم سے کوچ کرکے دربند قمہوریہ پر تشریف لائے ماناک دربندی یعنی
قنطور شاہ خدمت والا مین حاضر ہوا ملازمت امیر کی اختیار کی از سر صدق مسلمان ہوا شہر مین لیگیا دعوت کی
تمام شہر اسلام آباد ہوا بعد اسکے امیر قلعے سے باہر آئے بارگاہ مین بیٹھے منشی عنبر بیضا رقم سیف ذوالیدین کو بلایا اور
فرمایا کہ نامے کا مسودہ درست کرکے لاؤ کہ ہم دیکھین وہ گیا بموجب ارشاد عالی مسودہ درست کرکے لایا حاضر خدمت کیا
اُسے ملاحظہ فرمایا جو لفظ کہ فرعون کا جاہ و جلال سُنکر لکھے تھے اُسے کاٹ دیا اور لفظ بنا دیا اور فرمایا کہ صبح کو اسے صاف
کرکے لانا اور دربار برخواست ہونے وقت فرمایا کہ سب صاحب سویرے سے آکر موجود ہون غرض دوسرے دن تڑکے
سے دربار معمور ہوا منشی نے نامہ پیشکش کیا مقبل وفادار نے چوکی مخملی لاکر بچھائی اُسپر نامہ خلعت پر شمشیر جام کلاہ عفریت پیکر پان

کار تھا امیر نے سب سرداروں کی طرف دیکھا اور پکارے کہ ای بہادران حق شناس و دنگل نشینان بارگاہ گردون اساس
مین چاہتا ہون کہ ایک بہادر اس نامہ کو لیکر جائے اور فرعون سے جواب باصواب اسکا لیکر آئے کسی نے کچھ جواب
نہ دیا ایک گھڑی کے بعد پھر صاحبقران پکارے کہ ای تہمتنان ظفر پیکر وای بہادران لشکر میتے چاہتا ہون کہ ایک شخص
اس نامے کو لیکر جائے پھر کوئی نہ بولا عمرو نے کہا کہ حمزہ کون ایسے مقام خوفناک پر جائے اپنی جان دیتا اور ذلت اٹھانے
اول تو راستہ وہان کا مسدود ہے پھر بحکم فرعون کوئی وہان جا نہین سکتا جبتک وہ بلائے وہ جاتا ہے دوسرے نامے کی شرطین
اُس سے ادا کرانا دشوار ہے صاحبقران یہ کلام سنکر نہایت رنجیدہ ہوئے اور ایک لمحہ تامل کرکے آواز دی کہ ای غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار کوئی تم مین ایسا نہین کہ اس نامے کو لیکر فرعون کے پاس جائے اور ارادہ یہ ہوا کہ اگر ابھی کوئی
نہ جائے تو تم خود ایلچی ہوکر چلو مگر افسوس کہ زمانہ کہیگا کہ حمزہ کے اتنے سردار تھے کوئی اتنا نہوا کہ ایلچی ہوکے آتا یہی خیال تھا کہ
رستم خوے بن کرب اپنے دنگل پر سے اٹھا اور امیر با توقیر کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ اگر حکم عالی ہو تو یہ غلام نامہ لیجائے
امیر نہایت خوش ہوئے پاس بلایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا کہ مرحبا صد مرحبا ای رستم تو نے تمام بارگاہ کی آبرو رکھلی سب
سردار حیران ہوئے کہ رستم خوے نے بڑا دل کیا اور کرب کی تو یہ حالت ہوئی کہ گھونسہ کلیجے پر لگا نگاہ حسرت سے رستم خوے کو
دیکھنے لگا عمرو نے جو دیکھا کہ رستم ایلچی گری پر مستعد ہوا کہا ای حمزہ یہ ایلچی گری کیا جانے نادانستہ طفل ہوا ہے وہان جاکر ذلیل
ہوگا نامے کو بھی ذلیل کروائیگا صاحبقران نے فرمایا خواجہ محبت سے یہ کلمے کہتے ہو مگر رستم خوے نے عزت میری بارگاہ
کی رکھلی اور خواجہ عمرو اگر رستم خوے نہ جاتا تو مین خود ایلچی ہوکر جاتا اور لوگ یہی کہتے کہ کوئی لشکر حمزہ مین اتنا نہ تھا
کہ ایلچی گری کرتا حمزہ خود ایلچی ہوکر آیا یہ سنکر عمرو رو دیا کہا کہ ای شہریار مین نے اسکو اپنا فرزند کیا ہے بہت دوست رکھتا تھا
میری خاطر سے اسے معاف کرو وہان راہ نہین ہے پھندے گڑے ہین جو آنکھ نیچے جاتا ہے الٹا لٹک جاتا ہے اور ابر و دریا
فرعون کے مشہور ہین ایسے مقام پر طفل ناکردہ کار کا بھیجنا مناسب نہین ہے رستم خوے نے جو یہ کلمہ سنا آگے بڑھ کر عرض کیا
کہ ای شہریار با وقار غلام کے باپ نے اور بھائی نے کیا کیا کام کیے ہین پایۂ عزت بلند کیا ہے اور علم شوکت آسمان پر پہونچایا
ہے غلام بھی چاہتا ہے کہ یا کوئی کام ایسا کرے کہ جس سے نام ہو یا مارا جائے مین نے سب آفتین اور بلائین وہان کی سنی ہین
مگر مین آمادہ مرگ ہوکر چلا ہون جانتا ہون کہ وہان سے زندہ پھرنا مشکل ہے درگاہ جناب اقدس الٰہی مین یہی دعا ہے کہ
وہان جاکے ہاتھ سے غلام کے کار نمایان ہو یا نام شہریار کا بلند کرکے جان اپنی نثار کرے صاحبقران نے پھر اسے گلے سے
لگایا اور عمرو نے کہا کہ خواجہ اگر زندگی اسکی ہے تو یہ بخیر و خوبی پھر آئے گا اور قضا ہے تو یہان بھی نہ بچیگا اور رستم خوے نے کہا ای
پدر بزرگوار اگر آپ مجھکو نہ جانے دیجیے گا تو اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے مر جاؤنگا حمزہ نے کہا کہ جاؤ تمھی خدا تمھارا نگہبان ہے
رستم خوے نے عرض کیا کہ تین روز کی غلام کو مہلت ملے کہ فدوی اپنی تیاری کرکے جائے فرمایا کیا مضائقہ ہے رستم خوے
اپنے خیمے مین آیا اور رات کو عمرو کے خیمے مین گیا سلام کیا قدمون پر جھکا تھا کہ عمرو نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کہا ای فرزند
اسوقت کیون آئے ہو عرض کیا کہ غلام کو بے سرانجامی سے نہایت ملال ہے ابھی تک کوئی طلسم مین نے فتح کیا کہ اسی کا مال ہوتا
امیدوار ہون کہ حضور جو کچھ میری شادی مین صرف کرتے وہ روپیہ لگا کر میری ایلچی گری کا سامان درست کر دین کہ مین ساتھ تکلف
کے فرعونیہ کو جاؤن اگر زندہ پھرا تو سب مال آپکا ہے اگر جان اپنی نثار کی تو جانیے گا کہ شادی مین رستم خوے کے صرف ہوا
غلام آپکا ہون چاہتا ہون کہ اچھی طرح جاؤن عمرو رو دیا کہا کہ بیٹا میری جان تیرے کام آئے تو مین موجود ہون سب سرانجام
تیرے جانے کا مین درست کر دونگا رستم خوے نے کہا کہ مین چاہتا ہون پانچ ہزار سوار سب نقرہ پوش ہون اور پانچ نشان وہ بھی
نقرئی ہون عمرو نے کہا ایسا ہی ہوگا اور تیاری مین مشغول ہوا اُستادون کو بلا کر توڑے روپیون کے دیے اور کہا پانچ ہزار جوان کا

اسباب مع مرکب نقرئی تیار کر دو دس ہزار نثار شتابی دیے کہ دو روز مین کل اسباب تیار ہو گیا عمرو کام کرنے مین مصروف ہے لیکن آنکھون
سے آنسو جاری ہین ادھر مان نے رستم خوے کو آسے بلایا اور گلے سے لگایا اور خواتین بھی جمع تھین سب رستم خوے کی جوانی پر
رو رہی تھین اور حسرت کی نگاہون سے دیکھ رہی تھین مان نے سر سے پانون تک بلائین لین اور کہا بیٹا خدا تجھے بچا کے لائے
تو صحنک کرون اور سہاگنون کو کھلاؤن غرضکہ خواتین مین اک حشر کا سامان تھا ناگاہ خبر صاحبقران کو ہوئی کہ عمرو نے
تیاری رستم خوے کے ایلچی گری کی کی ہے کل صبح کو وہ جائے گا فرمایا کہ ہمراہ راوی استادہ ہو کر ہم وہان بیٹھکر تماشا دیکھینگے القصہ
صبح کو امیر عالی مقام مع بادشاہ اسلام و فرزندان باکرام جا کر بیٹھے کہ دیکھین ایلچی کس شان و شوکت سے جاتا ہے سب انتظار مین
بیٹھے تھے کہ سواری رستم خوے کی نمودار ہوئی پانچ ہاتھی نشان کے آگے آگے جھولین نقرئی اُن پر پڑی ہوئین فیلبان علمدار بھی نقرہ
پوش مشکون پر ہاتھیون کے آئینہ بندھے ہوئے زنجیرین نقرئی انکی سونڈون مین لپٹی ہوئین اور پیچھے انکے نوبت کے ہاتھی کی
تیاری سے اور ہتھنالین شترنالین چھٹی ہوئین اور خاصبردار برچھی والے سب دریاے نقرہ مین غوطہ مارے ہوئے اور پیچھے انکے
مرکب باساز و یراق نقرہ اور رستم خو سر سے پانون تک دریاے نقرہ مین غوطہ مارے اور سب سوار بھی نقرہ پوش جب باگ
گھوڑون کی لیتے ہین نال نقرہ سمون سے جھڑ پڑتے ہین اور عکس آفتاب جو اُن پر پڑتا ہے تو ہزار چاند زمین پر پڑے معلوم ہوتے ہین
اور پھر وہ غائب ہو کر سمون مین نصب ہو جاتے ہین صاحبقران یہ سامان دیکھ کر بہت خوش ہوئے بادشاہ اسلام نے خلعت عمرو
کے ہاتھ رستم خوے کو بھیجا اُسنے سلام کیا نذر گذرانی نگرباس ادب بادشاہ سے رستم خوے پیدل ہوا نوبت بجنا موقوف
کر دادی بادشاہ نے فرمایا ای رستم خو ہماری خوشی یہ ہے کہ تم ہمارے سامنے سے نوبت و نقارہ بجاتے ہوئے جاؤ ہمنے معاف کیا
رستم خوے سلام کر کے مرکب پر سوار ہو کے روانہ ہوا امیر وہان سے اُٹھکر بارگاہ مین آئے عمرو سے فرمایا کہ خواجہ تم ساتھ رستم خوے
کے خفیہ نویسی کے لیے جاؤ عمرو نے کہا ای شہریار احوال وہانکا سنکر کوئی جا نہین سکتا فرمایا کہ خواجہ کئی مرتبہ تمنے یہی کہا مگر مفصل
حال وہانکا نہین بیان کیا کچھ کہو تو عرض کیا ای شہریار قلعہ فرعونیہ سے تین تین کوس آگے جھنڈیان نزدیک نزدیک گڑی ہین
جو کوئی انکے نیچے جاتا ہے آگ لگ جاتا ہے فرمایا کہ اگر تم نہین جا سکتے تو خدمت اخبار کی اور کسی کو دو وہ جائے گا عمرو بولا جسکو
چاہیے عنایت کیجیے امیر نے خلعت اور ایک توڑا اشرفیون کا منگا کر رکھا اور پکارے کہ ای عیاران لشکر اسلام خواجہ خدمت اخبار
سے دست بردار ہوئے جسکا جی چاہے یہ خلعت و روپیہ لے اور رستم خوے کی خبر کو جاے سمک یلطاقی خشت زرین
کو دو سامنے آیا دست ادب بستہ عرض کی ای شہریار غلام یہ خدمت بجا لائے گا بس عمرو سمک کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا
دوڑ کر خلعت اور روپیہ اُٹھا لیا کہا او جوانا مرگ کبھی بھی تونے کوئی کام کیا ہے امیر یا توقہ کہکہا کہ خیر اب تو یہ خدمت مین بجا لاتا
ہون بعد اسکے اختیار ہے جسے چاہیے گا دیجئے گا یہ کہکر عقب مین رستم خوے کے روانہ ہوا لیکن رستم خوے جو نواحی فرعونیہ مین پہنچا
عیارون کو کہا کہ تم آگے جاکر رہگذر شہر فرعونیہ اور مجلس فرعون کی خبر لاؤ عیار موافق حکم کے روانہ ہوئے جب قریب پہنچے دیکھا
کہ علمہاے رنگارنگ چہار طرف شہر فرعونیہ کے زمین مین گڑے ہین حیران ہوئے کہ یہ علم کیسے ہین متردد ہین کہ کیفیت اسکی
کیونکر دریافت کرین کہ دیکھا ایک لکڑہارا چلا آتا ہے عیار اُسکے قریب گئے اور چپکے یار بنایا نقل و شیرینی وغیرہ اُسے دی دوا
کہا کہ یہ ساحری کی نذر کی ہے وہ کھا گیا اُسی وقت بیہوش ہوا عیار وہان سے اُٹھا کر ایک گوشے مین لائے ہوشیار کیا اور پوچھا
کہ یہ علم کیسے گڑے ہوئے ہین لکڑہارے نے کہا کہ مین یہانکا رہنے والا نہین ہون مجھکو حال اسکا معلوم نہین عیار نے پیچھے کھینچی
اُٹھے کہ ہمسے تو مکر کرتا ہے نہ بتائیگا تو ابھی تجھے مار ڈالینگے یہان سے لکڑیان لیجا کر شہر مین بیچتا ہے اور کہتا ہے کہ مین یہانکا رہنے والا
نہین ہون اُسنے مارے خوف کے کہ جان ہی جاتی ہے سب حال بیان کیا عیار یہ سنکر نہایت غمگین ہوئے اُسے تو چھوڑ دیا اور ہر چند چاہا کہ
کسی طرح داخل شہر ہون ممکن نہوا بس توکل خدا پر کر کے روانہ ہوئے جب سایہ مین علمون کے پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے [illegible]

بعضون نے حقے آتشبازی کے مارے کہ علمون کو جلا دین کچھ نہ ہوسکا اسیر ہوگئے لوگون نے شہر فرعونیہ کے جو انھین دیکھا کہ
دو تین عیار بیہوش اُلٹے پڑے ہین آکر اورون سے ذکر کیا رفتہ رفتہ یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہوگئی ہمارے وندہ عیار
فرعون نے جو سُنا اُسی وقت جا کر دیکھا کہ عیار بیہوش پڑے ہین پہچانا کہ یہ عیار لشکر اسلام کے ہین حقیقت سے علمون کے آگاہ
نہ تھے یہان پہونچکر غضب فرعون مین گرفتار ہوئے جا کر خدمت فرعون مین عرض کیا کہ چند عیار علمون کے نیچے بیہوش پڑے
ہین معلوم نہین کون ہین مگر لباس صورت سے انکی معلوم ہوتا ہی کہ عیاران لشکر اسلام سے ہین جو انکے حق مین ارشاد ہو وہ عمل
مین لایا جائے فرعون نے حکم دیا کہ انھین ہمارے سامنے لاؤ ہما عیار گیا اور انھین اٹھوا لایا فرعون نے کہا کہ انھین ہوش
مین لاؤ اسیوقت تالاب سے پانی آیا اور منھ پر اُن عیارون کے چھڑکا گیا کہ وہ ہوش مین آگئے اٹھے صحبت غیر دیکھی لوگ
بہادر و شجاع بیٹھے دیکھے اور ایک گبر قوی ہیکل کو تخت پر بیٹھے دیکھا لقا او بختیارک کو پہچانا معلوم کیا یہ مجلس فرعون کی
ہی ہاتھ باندھکر کھڑے ہوئے فرعون نے کہا سچ بتاؤ تم کون ہو جو سچ کہا تو جان بخشی کرونگا اور دروغ بولے تو بغیر مارے
نہ چھوڑونگا عیارون نے دیکھا کہ اگر سچ نہ بولے تو مفت جان گئی عرض کیا یا خداوند ہم سب خدا پرست ہین نوکر ہین
رستم خوے بن کرب کے ہم آئے تھے کہ حال شہر کا اور آمد و رفت دریافت کرکے اپنے آقا سے بیان کرین فرعون نے کہا کہ
رستم خوے کون ہی اور کسلیے خبر یہان کی منگوائی ہی عیارون نے عرض کی کہ رستم خوے نواسہ ہی صاحبقران کا وہ امیر کیطرف سے
برسم ایلچی گری یہان آتا ہی ہم اُسکے بھیجے ہوئے یہان آئے تھے گرفتار ہوگئے یہ سُنکر فرعون نے کہا کہ یہ لوگ غریب ہین اور
نوکری اُنکی یہی ہی کہ خبر نیک و بد دریافت کرکے اپنے آقا کو پہونچائین صیغہ نوکری کا قائم کرتے ہین ہما انکو خلعت و زر دے کر
چھوڑ دے بختیارک نے عرض کیا یا خداوند یہ لوگ قابل خلعت نہین ہین انکو قتل کیجیے کہ پھر کوئی یہان نہ آئے فرعون
نے کہا یہ حالت جو لقا کی ہوئی تیرے مشورے سے ہوئی ہی مین خداوند ہون ایک عالم کو پیدا کیا ہی تیرے کہنے سے ان عیارون کو
کہ خبر پہونچانے والے ہین چار طرف کی کبھی نہ قتل کرونگا اگر مار ڈالونگا تو نام میرا لقبی یہ بدی مشہور ہوگا کہ فرعون کیسا عادل
تھا کہ بے گناہ عیارون کو قتل کیا بہتر یہی ہی کہ انپر شفقت کرکے رخصت کرون کہ جاکر اپنے آقا سے تعریف میری خداوندی
کی کرین یہ کہکر خلعت منگوائے عیارون کو دیے اور زر نقد بھی عطا کیا اور سمجھا دیا کہ جو کوئی بے اطلاع میری یہان آئے گا وہ
اسی طرح گرفتار ہو جائے گا اور رستم خوے سے کہدینا کہ خبر تمہاری خداوند کو پہونچ گئی ہی ابھی جھنڈیون کے اندر آنے کا
ارادہ نہ کرے جب آدمی ہم بھیجین تو اُنکے ساتھ چلا آئے لیکن تنہا آئے لوگون کو اپنے وہین چھوڑ آئے اگر خود رائی کریگا
تو اسی طرح گرفتار ہوگا جو کچھ کہ طریقہ مروت کا تھا وہ مین نے سمجھا دیا اور ہما عیار سے کہا کہ انکو اپنی سرحد سے باہر کر آؤ ہمانے
اُن عیارون کو اپنی سرحد سے باہر کر دیا کہا کہ جاؤ وہ رخصت ہو کر راہی ہوئے اور رستم خوے کی خدمت مین پہونچکر تمام
حال بیان کیا مگر رستم خوے ایک آن مقام کرکے دوسرے دن سامنے جھنڈیون کے آیا گھوڑے کو روکے کھڑا تھا کہ عمرو بھی خرکار
بنا ہوا وہان پہونچا رستم خوے کے گھوڑے کی باگ پکڑلی اُسنے کہا کہ ارے تو کون ہی جو باگ پکڑتا ہی چھوڑ دے عمرو نے کہا
ای فرزند مین ہون عمرو بن امیہ ضمری رستم خوے نے کہا کہ یا بابا جان مین کہان تک رکا ہوا کھڑا رہون عمرو نے کہا دو چار سوار
کو نیچے جھنڈیون کے بھیجکر حال اُس جگہ کا معلوم ہو جائے رستم خوے نے دس سوارون کو روانہ کیا سوار جھنڈیون کے نیچے
پہونچے بیہوش ہو کر گر پڑے اُلٹے ٹنگ گئے رستم خوے یہ حال دیکھکر متحیر ہوا کہا کہ ای پدر بزرگوار مین کیونکر فرعون
کے پاس جاؤنگا عمرو بولا اسی واسطے کسی سردار نے آنے کا اقبال نہین کیا ہی کیسے کیسے سردار بارگاہ حمزہ مین تھے بیٹھا
رہا انکا کارخانہ سحر کا ہی بے تامل کام کرنا خوب نہین ہی کہ ان عیارون نے عرض کی کہ ای شہریار ہمسے فرعون نے کہدیا تھا کہ
ہم کسی کو بھیجین تو اُنکے ساتھ ایلچی آئے عمرو نے کہا کہ سُنا تم نے تامل کرنا لازم ہی دیر آید درست آید رستم خوے چپکا کھڑا ہوا ہی

لیکن یہان فرعون نے بعد رخصت کرنے عیارون کے بختیارک سے پوچھا کہ ایلچی کیسے کہتے ہین بختیارک نے عرض کیا
کہ حمزہ ایک شخص زبردست کو واسطے آزمایش کے بھیجتا ہے کہ تا وہ جاکر دیکھ آئے کہ وہان پہلوان کیسے کیسے ہین اور ایلچی آتا ہے
تو سرکشی کرتا ہوا زبردستی اپنی دکھاتا ہوا اور آداب نامے کے بیان کیے کہ یہ سب ادا کرتا ہے جب نامہ دیتا ہے فرعون یہ سنکر
حیران ہوا کہا اے بختیارک پھر کیا کرون بختیارک نے کہا کہ یا خداوند چاہیے تو یہ کہ کسی کے ہاتھ ایلچی سے نامہ منگوا لیجیے اور
اگر نامہ نہ دے تو تنہا اُسے بلائیے فرعون نے قلندر فیل سوار قہقہہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر جاؤ اگر
ایلچی تمھین نامہ دینے پر راضی ہو تو نامہ لے آؤ نہین اُسے تنہا اپنے ساتھ لے آؤ کہ اتنے مین وہ سوار جو بھیجے ہوئے رستم خوے کے
بیہوش ہوئے تھے ہمہ عیار اٹھوا کر سامنے لایا کہا کہ انھین رہنے دو اور نقابدار کو روانہ کیا وہ اپنے لوگون سمیت روانہ ہوا یہان
رستم خوے کو عرصہ جو ہوا اسے اضطراب ہوا عمرو سے کہا کہ ابھی تک کوئی نہین آیا مین کب تک کسی کا انتظار کرون جو کچھ ہو
مین جاؤنگا اگر گرفتار ہونگا تو بھی فرعون کے پاس پہونچونگا مطلب اسکے پاس پہونچنے سے ہے عمرو نے کہا ایک گھڑی بھر
اور توقف کرو عمرو دوہر مرتبہ روکتا ہے اور رستم خوے جلدی کرتا ہے کہ ایک مرتبہ نقابدار قلندر فیل سوار نمایان ہوا عمرو پکارا
دیکھو اے رستم خوے وہ نقابدار آ پہونچا مگر نقابدار نے جھنڈیون سے باہر آکر رستم خوے سے صاحب سلامت کی پوچھا کہ تو ہی
ایلچی ہوکر آیا ہے کہا ہان اُسنے کہا کہ لا نامہ خداوند پاس لیجاؤن اور اُسکا جواب لا دون رستم خوے نے کہا مین نامہ فرعون کے
ہاتھ مین دونگا اور کسی کو نہ دونگا نقابدار نے کہا تو تنہا میرے ساتھ چلنا ہوگا رستم خوے نے کہا مین کسی کو اپنے ہمراہ نہ لیجاؤنگا
معلوم ہوا کہ خداوند تمھارا ڈرتا بھی ہے نقابدار نے کہا تم سچ کہتے ہو اے عزیز کوئی خداوند کے پاس جا نہین سکتا تیری خاطر ایسی غرض
ہوکہ تجھے تنہا بلایا ہے رستم خوے نقابدار کے ساتھ ہوا سب لوگون کو اپنے وہین چھوڑا بعض لوگ کہ جانباز و سرفروش تھے اُنھون نے
گھوڑے اُٹھائے کہ ساتھ اپنے آقا کے جائین لیکن جو زیر علم پہونچا بیہوش ہوکر گر پڑا نقابدار پکارا کہ صاحبو یہ بارگاہ زمردشاہ
اور زبرجد شاہ کی نہین ہے یہ بارگاہ فرعون شاہ کی ہے بغیر اُسکے حکم کے کوئی نہین جاسکتا بلکہ پرندہ پر نہین مار سکتا وہ
سوار کہ بیہوش ہوئے تھے اہل اسلام نے کمندین مار مار کر کھینچا اور اپنے لشکر مین لائے رستم خوے نقابدار کے ساتھ
روانہ ہوا مگر عمرو حیران ہے کہ کسطرح پیچھے رستم خوے کے جائے تا خبر دریافت کیجئے ارادہ کرتا ہے پھر فکر کرکے رہجاتا ہے
کہ ایک شہدے کو گلیم عیاری اوڑھا کر کہا کہ ان جھنڈیون کے نیچے انگوٹھی میرے ساتھ کی ہے اُٹھا لا تجھے پانچ روپیہ دونگا اور
مطلب یہ کہ اثر گلیم کا دیکھ لے کہ یہان بھی اسکا اثر ہے یا نہین شہدا جسوقت جھنڈیون کے نیچے پہونچا ایک جھونکا ہوا کا ایسا
آیا کہ گلیم تو اڑکر الگ جا پڑی وہ بیہوش ہوکر گرا الٹا ہوکر رہ گیا عمرو یہ دیکھکر بہت ڈرا کہ گلیم تو اپنی تیرے سے اُٹھالی اور
دعا مانگنے لگا کہ پروردگار مجھکو بھی رستم خوے کے پاس پہونچا کہ اگر خبر نہ پہونچاؤنگا تو خدمت اختیار کی نکلجائیگی اور ذلت بھی
ہوگی حالت اضطراب مین دعا مانگتا ہے کہ ایک مرد پیر نے پشت سے آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے نظر کردہ ہفت پیغمبران
حیران کیون کھڑے ہو عمرو ڈرا کہ ایسا نہو یہ کوئی ہو مثل مشہور ہے کہ دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کر پیتا ہے کہا کہ آپ کون
ہین کہا تجھکو اس سے کیا مطلب مین تیرا دوست ہون کہا کہ مجھے آپ سے خوف معلوم ہوتا ہے نام اپنا بیان کیجیے کہا نام
میرا ادلوس جنی ہے عمرو نام اسکا سنکر خوش ہوا کہ رستم خوے ایلچی ہوکر گیا ہے مین اسکی خفیہ نویسی کو جا نہین سکتا ادلوس جنی
نے کہا کہ خاطر جمع رکھو پل مین پہونچ جاؤگے مین پہلے سے سمجھا تھا کہ ایلچی صاحبقران کا فرعون پر جائیگا خواجہ بھی
ضرور ہمراہ ہونگے اور جانا انکو دشوار ہوگا مین اسی واسطے یہان آیا تھا یہ کہکر آبخورہ پانی کا بغل سے نکالکر
عمرو کو دیا کہ اسکو اپنے پاس رکھیے اور تھوڑا سا اس پانی سے پی لیجیے کچھ اپنے اوپر چھڑک لیجیے اور بسم اللہ کہکے
چلے جائیے کچھ ضرر آپ کو نہوگا یہ کہکر ادلوس چلا گیا عمرو وہ پانی اپنے اوپر چھڑک کر روانہ ہوا صاف

نکلا چلا گیا صورت ایک خدمتگار کی بنکر رستم خوے کے ہمراہ ہوا لیکن رستم خوے ہمراہ نقابدار کے سیر شہر فرعونیہ کی
کرتا ہوا نیچے گنبد مینا کے پہونچا نقابدار سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہے اُسنے کہا کہ نشست گاہ فرعون شاہ ہے وہان سے آگے
بڑھا دروازہ قیطول پر پہونچا دیکھا کہ دیوارین قیطول کی سنہری اور روپہلی گنگاجمنی ہین ایک اینٹ تو سونے کی ہے اور
ایک اینٹ چاندی کی ہے اور گرد حاشیہ لاجورد کا ہے اور تمام عمارت زرنگار ہے لعل و یاقوت و فیروزہ و الماس کے نگینے
نصب ہین اور عجائبات دُنیا کے وہان موجود ہین اور دروازے پر دونون طرف نقابدار صف باندھے کھڑے ہین اور
ہر نقابدار کے ساتھ چالیس چالیس آدمی ہین اور اوپر قیطول کے سات ٹکڑے ابر کے ہفت رنگ قائم ہین اور شعلہ آتش اُسمین
سے نکل رہے ہین اور نیچے قیطول کے سات نہرین پانی کی سات رنگ کی بھری ہوئی ہین رستم خوے دیکھکر متفکر ہوا
نقابدار سے پوچھا کہ یہ ابر و دریا کیسے ہین اُسنے کہا کہ وہ ابر رحمت و غضب ہین اور یہ دریائے غضب و رحمت ہین حکم
خداوند کے ساتھ ایک ایک لکہ ابر کا محیط عالم ہو جاتا ہے اور یہ نہرین ایک دریائے عمیق ہو جاتی ہین اُدھر عیار نے
قیطول پر جاکر فرعون سے عرض کیا کہ نقابدار ایلچی کو لے آیا وہ زیر قیطول حاضر ہے کہا ایلچی کو ہمارے سامنے بلاؤ
ہمارے دوندہ نے آکر نقابدار سے کہا کہ خداوند نے ایلچی کو بلایا ہے نقابدار رستم خوے کو ساتھ لیکر قیطول اول پر
آیا دیکھا رستم خوے نے کہ ہزار سردار زرہ پوش کھڑے ہین اور طبقہ دوم مین تمام ارکان دولت امیر وزیر حاضر ہین اور
تیسرے طبقے مین لقا بختیارک منور وزیر روشن تاجدار وغیرہ بیٹھے ہین اور فرعون چالیس زینے کے تخت
پر بیٹھا ہے اور وہ تخت سونے کا ہے جواہر اُسمین نصب ہین مگر بہت بیش قیمت رستم سامنے فرعون کے آکر پکارا کہ
سلام میرا اُسپر ہے جو خدا کو واحد جانے اور پیغمبر کو اُسکے برحق سمجھے یہان تو کسی نے جواب سلام نہ دیا غیب سے
جواب سلام آیا تمام کفار نے بل کھایا مگر رستم خوے نے دیکھا کہ سب بیٹھے ہین تیرے بیٹھنے کو جگہ نہین نہ کوئی ڈنگل خالی نظر
آتا ہے دہنی طرف فرعون کے سپہ سالار دست راست مدہوش کوہ پیکر بیٹھا تھا دو ساقی اُسے شراب پلا رہے تھے اور
وہ فرعون کو بھی خیال مین نہ لاتا تھا رستم خوے نے اُسکے پاس جاکر سلام کیا اور کہا کہ اے بہادر ایک پہر کے واسطے
جگہ اپنی خالی کر دے کہ مین بیٹھ کر جواب سوال کر کے چلا جاؤن پھر تو اپنے مقام پر بیٹھ جانا اُسنے بختیارک سے آنکھ ملائی
کہ مین ڈنگل پر سے اُٹھو تو خدمت بادشاہ مین [illegible] جبر دار نہ اُٹھنا ورنہ ذلیل ہوگا مدہوش کو دیکھ نے رستم خوے سے کہا اے
لڑکے تمام بارگاہ مین دیکھ فرعونیہ مین ہے جو ڈنگل سے اُٹھاتا ہے مین نہ اُٹھونگا جا کہین اور بیٹھ رستم خوے نے کہا مین زبردستی
تجھے اُٹھاؤنگا یہ کہکر ہاتھ بڑھایا کہ اُٹھے اُسنے چاہا کہ رستم خوے کا ہاتھ پکڑے کہ رستم خوے نے جلدی سے ایک ہاتھ تو ہاتھ
مین دیدیا دوسرے ہاتھ سے گھونسا شقیقے پر مارا کہنی سمیت ہاتھ رستم خوے کا سر مین اُسکے گھس گیا مغز شق ہو گیا وہ شقی
تڑپ کر واصل جہنم ہوا رستم خوے نے لاش اُسکی ٹانگ پکڑ کر پھینک دی اور آپ اُسکے مقام پر بیٹھا جتنے پہلوان تھے لرز گئے فرعون
شاہ نے کہا اے بندگان من کی دیدی قدرت مرا یہ مدہوش کوہ پیکر مجھکو بھی خیال مین نہ لاتا تھا دیکھا کہ ایلچی کے ہاتھون ایک
گھونسے سے مر واقولا السبب نے کہا یا خداوند مجھکو بھولنا ایسا ہی ہوتا ہے ادھر رستم خوے نے ڈنگل پر بیٹھکر اہل دربار سے آنکھ ملائی
سب نے نگاہ نیچی کر لی اب رستم خوے نے عرض کیا کہ منم نامہ دار حمزہ صاحبقران امیر عالی شان فرعون نے کہا کہ لاؤ نامہ
رستم خوے نے کہا کہ پہلے شرطین نامے کی ادا کرو تو نامہ ملے پوچھا کیا شرطین ہین کہا پہلے نثار نامہ کے بعد اُسکے نثار مجھپر سے
فرعون نے حکم دیا کہ لاؤ خوان نثار نامے کے واسطے اُسی وقت خوان حاضر ہوے کہا دو مٹھی گوہر رستم خوے بولا لٹا دو کہ غریب
و فقیر لوٹ لیجائین اُسی وقت خوان لٹنے لگے عمرو جو خدمتگار کی شکل بنا ہوا کھڑا تھا اُسنے دیکھا کہ فرعونی جو لوٹنے کو دوڑے بس
عمرو نے جال حضرت الیاس کا نکالکر مارا کہ پگڑیان تک لپٹ آئین تمام مال سمیٹ کر زنبیل مین کھو لیا کسی کے ہاتھ کچھ نہ لگا بلکہ

پگڑیون پر خوب جوتا چلا فرعون نے کہا کہ نکالو قرمساقون کو اتنا مال لوٹ چکے اور پھر لڑ رہے ہین بختیارک نے کہا کہ ان
بیچارون کے ہاتھ کچھ نہین لگا اور پگڑیان کھاتے ہین کچھ نہین فرعون پکارا کہ پھر کون لیگیا کہا جسکا حق تھا وہ لیگئے پوچھا کہ وہ کون
ہو کہا کہ بعد نامہ پڑھ جانے کے عرض کر دونگا فرعون چپ ہو رہا ایلچی سے کہا اب تو نامہ دے کہا کہ ابھی کچھ شرطین باقی ہین بولا
اب کیا شرطین ہین کہا کہ بیست قدم پیشوائی نامے کی اور تین قدم استقبال میرا اور بہت سلام نامے کو اور تین سلام مجھے کر وا اور دونون
ہاتھ پھیلا کر سامنے آ تو تین نامہ دون یہ سنتے ہی فرعون نہایت برہم ہوا کہا ای ایلچی یہ باتین بادشاہ کرتے ہین خداوند نہین
کرتے ہین رستم خوے پکارا کہ بغیر اسکے نامہ نہ دونگا فرعون نے غصہ سے کہا کہ ارے نامہ چھین لو لوگ دوڑے مگر رستم خوے
بن کر بب اپنے توکل پر سے جست کر کے تخت پر فرعون شاہ کے آیا اور ایک طمانچہ مارا فرعون گرا رستم خوے چھاتی پر اسکی
چڑھ بیٹھا اور خنجر ناف پر رکھدیا اور کہا کہ اب چھینوا تو نامہ فرعون نے اپنے کو مجبور پا کر کہا ای ایلچی جو تو کہیگا وہی کرونگا
کر استقبال کر اسنے کہا کہ مجھے چھوڑ دے تو استقبال کرون رستم خوے نے کہا کہ اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون جبتک جواب ملیگا
ہرگز نہ چھوڑونگا اسنے کہا پھر نامے کا استقبال کیونکر کرون کہا کہ تخت اپنا یہان سے اٹھوا اور وہ دس قدم آگے بڑھا کر رکھا جائے
تو نامہ دون اسی وقت فرعون نے حکم کیا کہارون کو کہار وہان کہان تھے فرعون کے سردارون نے ملکر تخت اٹھایا اور دس قدم
پر رکھا اب رستم خوے نے کہا کہ سلام نامے کے اور میرے بجا لا اسی وقت فرعون نے تسلیمین کین اب نامہ دیا فرعون نے
بختیارک سے کہا کہ پڑھ اسنے باواز بلند پڑھنا شروع کیا بعد تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی کے مرقوم تھا کہ ای فرعون
تجھے لازم ہی کہ دعوی خدائی کا جو کرتا ہی اس سے باز رہ بادشاہی کر کہ خدائی خلاق جہان کو مسلم ہی کفر کو ترک کر دین اسلام اختیار کر اور
لقا بختیارک فرامرز وغیرہ کو کہ میرے ذرہین انکو باندھکر اپنے ساتھ لیکر در دولت پر حاضر ہو اور اگر خلاف اسکے کیا تو سوا مرگ کے
چارہ نہین ہی یہ نامہ واسطے سمجھانے کے لکھا ہی دیکھ کر لقا اٹھارہ ہزار برس تک خدائے باطل تھا اور زرجمہر شاہ مالک دو خطا
تھا نصیحت پر میری عمل نہ کیا کس درجہ کو پہونچے اگر تو نے بھی خلاف کیا تو اس سے بدتر تیرا احوال ہوگا قطعہ اگر بشنوی پند گردم پیام ×
تمنائے ملک تو برمن حرام × دگر نشنوی زود حال گزند × بر شنوی از تیغ بلند × فرعون نے یہ سنکر اپنے ہاتھ سے پشت پر نامے کی
جواب جنگ لکھدیا اور رستم خوے کو دے کر کہا کہ بیچارہ رستم خوے نے کہا تو جا کر مجھے جھنڈیون کے باہر ہو جانے تو چھوڑونگا فرعون
نے کہا ای ایلچی میں قید ہان تو نہ جاونگا رستم خوے نے نوک خنجر حلق کی کر مینا الگیا کی ہار اٹھا لا بے تو جو بچانے دیتا ہون اور
جان لیا کر ارے تخت میرا اٹھاؤ تخت اسکا کہارون نے اگر اٹھایا کوئی ہزار بارہ سو کہار نیچے ہو تخا اندر رستم خوے اسیطرح چھاتی
پر سوار آگے تخت فرعون کا پیچھے انبوہ خلائق ہر ایک کہ رہا تھا کہ جسن وزنے فرعون نے خدائی کی کبھی ایسا ذلیل نہوا تھا
کہ آج ہاتھ سے ایک ایلچی کے جیسا ذلیل ہوا اب قلعے کے دروازے پاس پہونچا کہا کہ ای ایلچی اب تو مجھے چھوڑ دے رستم خوے
بولا کہ جھنڈیون سے باہر چلکر چھوڑونگا نہین تو تجھے مار ڈالونگا ناچار فرعون وہان سے بھی روانہ ہوا یہانتک کہ جھنڈیون
سے باہر آیا عمرو وشیر اس سے تالاب کا پانی اپنے اوپر چھڑک کر نکل گیا تھا لیکن فرعون جب قطولون سے اتر کر چلا تھا تو
ساتون نہرین پانی کی اور ساتون ابر اسکے ساتھ ساتھ تھے سایہ ان ابرونکا فرعون کے سر پر تھا وہ نہرین اور ابر بڑھتے جاتے تھے
یہانتک کہ فرعون ایلچی کو جھنڈیون سے باہر لایا رستم خوے فرعون کی چھاتی پر سے اتر کر اپنے لشکر مین آیا اور وہان سے گھوڑے
کی باگ لی اودھر بختیارک نے فرعون سے کہا کہ اگر ایلچی نکلگیا تو غضب ہوا آپکو ذلیل کیے ہوئے جاتا ہی اگر قدرت ہو تو گرفتار
کیجیے فرعون نے غضب مین آکر ہاتھ زمین پر مارا اور پکارا کہ ای دریائے غضب لینا اس ایلچی کو جانے نپائے پس یہ آواز دیتے
تھے اور ہاتھ مارنے کے وہ نہر دریائے مواج ہو گئی اور رستم خوے کو مع فوج غرق کر لیا کچھ لوگ جو آگے عمرو کے ساتھ چلے گئے تھے وہ بچگئے
باقی سب غرق ہوئے فرعون شہر مین آیا وہ ابر و دریا بدستور ہو گئے اور رستم خوے اپنے لوگون سمیت زیر قطول بند رہا کھڑا تھا

بدن میں طاقت رہتی فرعون نے رستم خوے کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کیوں یہ وقت تجھے نہ معلوم تھا اب بھی کچھ نہیں گیا
ہے دیکھ میرا تحمل اور بردباری کہ تو نے میرے ساتھ کیا کیا زیادتی کی اگر اب بھی مجھے سجدہ کر تو چھوڑ دوں رستم خوے للکارا کہ
او کافر تو وہی ہے کہ میں تجھکو جوتیاں مارتا ہوا جھنڈیوں تک لیگیا تھا اور تجھسے پشم گندہ نہو سکی تھی اب سحر کے زور سے تو نے مجھکو گرفتار
کیا لاکھ لاکھ لعنت ہے تجھپر اور تیرے پرستاروں پر تو جسطرح چاہے مجھے قتل کر اگر زندگی ہے تو بچونگا اور اگر قضا آگئی ہے تو مارا جاؤنگا
فرعون نہایت برہم ہوا کوتوال کو بلا کر حکم دیا کہ شب بھر اسے قید رکھو اور صبح کو جھنڈیوں کے پاس لیجا کر دار پر کھینچ کر تیرباران
کرنا وہ رستم خوے کو لیگیا اور حکم دیا کہ باہر حصار کے میدان خونی تیار ہو ہرکارے خبر لیکر روانہ لشکر اسلام ہوئے لیکن عمرو
بن امیہ ضمری لشکر اسلام میں پہلے پہونچا تھا امیر کو سلام کیا مژدہ خوشخبری دی اور کہا کہ اے حمزہ جیسی ایلچی گری رستم خوے نے
کی ہے آج تک کسی ایلچی گری کسی نے نہیں کی اور تمام حال بیان کیا امیر نے خوش ہو کر حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے عمرو محل میں آیا
ماں رستم خوے کی دروازے پر کھڑی رو رہی تھی کہ عمرو نے خوشخبری دی کہ کیوں روتی ہے بیٹا تیرا آتا ہے وہ قدموں پر عمرو کے
گر پڑی کہ بابا جان سچ کہتے ہو یا میری تسکین کے لیے یہ کلمات زبان پر لاتے ہو کہا کہ تیرے سر کی قسم سچ ہے سن تمام لشکر
میں طبل شادمانی بج رہا ہے وہ سجدے میں گر پڑی اور کہنے لگی پروردگار تیرے قربان کہ تو نے بیٹے کو میرے زندہ و سلامت مجھے
دلایا مگر کھڑی ہوئی راہ دیکھ رہی ہے کہ ایک پہر کے بعد ہرکاروں نے آکر خبر گرفتار ہونے رستم خوے کی پہونچائی کہ وہ سحر
میں گرفتار ہو گیا صبح کو اسے تیرباران کرینگے گرب یہ سنتے ہی دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا امیر سے رخصت ہو کر روانہ ہوا بعد اسکے
جانے کے امیر نے فرمایا اے بہادرو گرب تخت نشین میں بہو کل ہے کوئی اسکی مدد کو جائے یہ آواز سنتے ہی شاہزادہ انجم گروہ
رستم شکوہ پہلوان تہمتن بدیع الزمان گردن شکن نے اپنے دل سے اٹھکے مجرا کیا عرض کیا جو ارشاد عالی ہو تو یہ خدمت غلام
بجا لائے فرمایا اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ سپرد پروردگار کیا بدیع الزمان بارگاہ سے باہر نکلا بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر روانہ
ہوا وہاں فرعون نے صبح کے وقت لقا بختیار گیر اور سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو ساتھ لیکر گنبد مینائی پر آکر بیٹھا کہ اسکے
سے تمام میدان صحرا و کوہ و قتلگاہ سبکا سامنا ہے بختواج زحل پیشانی کوتوال شہر فرعونیہ جھنڈیوں سے باہر آیا میدان
خونی تیار تھا دار میں کھڑی تھیں رستم خوے کو سلسلہ و طوق لائے زیر دار بٹھایا جلاد پکارا اے عزیز جو کچھ کھانا ہو کھالے جو پینا
ہو پی لے جو وصیت کرنا ہو کرلے جسے یاد کرنا ہو یاد کرلے کیونکہ وقت تیرا آخر ہے رستم خوے نے کہا کہ اگر تم میں سے گذر کسی کا لشکر
صاحبقران میں ہو تو خدمت بادشاہ جہانپناہ اور امیر گردون بارگاہ اور گرب عالیجاہ و بدیع الزمان ملائک سپاہ میں عرض
کر دینا کہ غلام آپ کا فرعونیہ میں بے یار و یاور مسافر راہ عدم ہوا جلادوں نے کہا کہ یہ وصیت کسی سے ادا نہو گی کہا تو اپنے
کام میں مصروف ہو جلاد نے رسی بیڑیوں میں باندھی اور چرخے پر کھینچی اور ہاتھ میں لپیٹ کر حکم کا منتظر کھڑا ہوا بختواج
پکارا جلد اسے کھینچ کر تیرباران کریں اور آن خطا شعاروں نے تیر کمانوں میں پیوستہ کیے کہ بلند ہو تو تیر ماریں رستم خوے نے
عالم یاس میں دعا مانگنا شروع کیا بختواج زحل پیشانی نے برہم ہو کر کہا کہ ارے جلد اسے دار پر کھینچ اور جلاد چاہتا ہے کہ کھینچے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا اور گرب دلاور
کے نعرے کی آواز بلند ہوئی اور ساتھ ہی اسکے بدیع الزمان کا نعرہ ہوا دونوں ملکر فوج کفار پر گرے لگی تلوار چلنے
بدیع الزمان بہت کافروں کو مار کر برابر رستم خوے کے پہونچا اور رسی کاٹ دی جلاد نے تلوار بدیع الزمان پر ماری
کہ مغضوب خداوند کو تو نے چھڑا دیا بدیع نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک ایک ہی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے
اور رستم خوے سے کہا کہ اے فرزند نکل چلو پس رستم خوے نے اسیوقت جھٹکا مارا کہ زنجیر و طوق کو توڑا اٹھکر جلاد کی تلوار
ایک سوار برابر کھڑا تھا اسنے دیکھا کہ قیدی چھوٹا جاتا ہے تلوار رستم خوے پر مارے رستم نے بجلدی تمام وار اسکا تیر اپر لیکر

خالی دیا اور ایک ہاتھ کمر پر مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے تا ٹانگ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ زمین پر گرا آپ جست کر کے اُسکے مرکب پر بیٹھا لڑنے لگا
کرب جوانج زحل پیشانی کے قریب پہونچا اُسنے نعرہ کیا کہ او خدا پرست تو نے غضب کیا کہ مقہور خداوند کو چھڑا کر بھگا لیکن
کہاں جائے گا غضب خداوند سے بچ کر یہ کہکر تلوار ماری کرب نے وار اُسکا سپر پر کاٹا تھا اور تلوار ماری کہ یا سر پر چلی تھی یا زمین
کو بوسہ دیا بدیع الزمان نے کہا کہ ای کرب دلاور رستم خوے کو یہاں سے جلد نکال لے چلنا مناسب ہے اُسنے کہا بہت بہتر
اور سب نے ایک طرف کو گھوڑے ڈالدیے جو سامنے آیا ماری تلوار کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک ہی طرف سب نے ریلا کر دیا تنگ کر
راستہ پیدا کر لیا مع فوج و سپاہ نکلکر چلے لیکن قبل اُنکے آنے کے بختیارک فرعون سے کہہ رہا تھا کہ یا خداوند آپ نے ایلچی کو
واسطے قتل کے جھنڈیون کے باہر نکالدیا ہے اگر یہان ہوتا تو شاید مرتا ورنہ خدا پرستون کو تو مرنے کی عادت نہیں ہے فرعون کہہ رہا تھا
کہ مین تجھکو عاقل جانتا ہون مجھے عجب ہے کہ ایسے کلمے زبان پر لاتا ہے بختیارک کہہ رہا ہے خداوند آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ اسی اثنا
مین بدیع الزمان و کرب پہونچے رستم خوے کو رہا کیا جوانج کو مار کر روانہ ہوئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے
مین جو کہتا تھا وہی ہوا یا نہین فرعون نے کہا یہ جا سکینگے کہان ابھی انھین پھر خداوندی مین گرفتار کرتا ہون اور نہایت غیظ و غضب
سے ابر سفید کی طرف دیکھکر کہا کہ لینا ان خدا پرستون کو اور دوسری بار ابر سرخ رنگ کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائین
بس ساتھ ہی حکم کے وہ دونون ابر کے ٹکڑے پھیل کر محیط ہونے لگے کہ تمام صحرا کو گھیر لیا آواز گڑگڑاہٹ کڑکڑاہٹ کی بلند ہوئی
بدیع الزمان و کرب و رستم خوے گھوڑے و بار کر شگاف کوہ مین پوشیدہ ہوگئے ادھر اُس ابر سرخ سے آگ برسنے لگی اور ابر سفید سے
بارش سنگ ہونے لگی لیکن وہ تینون دلیر چھپے ہوئے ہین اُنکو کچھ ضرر نہ پہونچ سکتا تھا مگر لوگ بدیع الزمان و کرب کے اکثر
شعلہاے آتش سے جلگئے اکثر پتھرون سے کچل گئے بہت مجروح ہوئے لیکن فوج بھی ان دلیرون کی منتشر ہو چلی تھی کوئی اسیر نہوا
تمام صحرا مثل قعر جہنم کے ہو رہا تھا ہر طرف شعلے بھڑک رہے تھے آخر ناچار فرعون نے ابرون کو بلا لیا وہ آسطح بلند ہوکر
سر پر قائم ہو گئے فرعون ندامت زدہ مغموم پھر کر داخل شہر ہوا بختیارک نے فرعون کو اداس پاکر کہا یا خداوند کوئی خداوند
ایسا باقی نہین رہا کہ ہاتھ سے خدا پرستون کے ذلیل نہوا ہو اور ہماری تو کیا گنتی لقا اور زبرجد شاہ پر شدت ہوئی ہے اور
ارباب نشاط کو بلا کر مشغول عیش و طرب کیا مگر صاحبقران نے ہرکارون کی ڈاک فرعونیہ تک بٹھادی تھی میم کی خبر
پہونچتی تھی زیر تیغ بیٹھنا رستم خوے کا اور پہونچنا کرب و بدیع الزمان کا اور مارنا جوانج زحل پیشانی کا اور چھڑانا
رستم خوے کا اور ابرون کا پہونچنا ہرکارے دمبدم بیان کرتے تھے امیر کو تشویش تھی کہ دیکھیے کیا خبر آتی ہے کہ تینون سردار بسلامت
پہونچے امیر نے دنگل سے اُٹھکر رستم خوے کو چھاتی سے لگایا بدیع الزمان و کرب کی بھی تعریف کی پیار کیا بادشاہ نے
رستم خوے کو سات پارچے کے سات خلعت دیے اور بدیع الزمان و کرب کو تین تین پارچہ خلعت عطا فرمائے امیر نے کرب
کی طرف دیکھکر فرمایا کہ بیٹے نے تمھارے وہ کام کیا ہے کہ رستم و اسفندیار سے بھی نہو سکتا بعد اُسکے عادی کو بلا کر حکم دیا کہ
پیش خیمہ فرعونیہ کی طرف روانہ کرو وہ اُسی وقت تیاری کر کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا دو تین شبانہ روز مین جا پہونچا

اب چند کلمے داستان لشکر کشی کرنا صاحبقران کا فرعونیہ پر بیان کیے جاتے ہین

ہرکارون نے خبر فرعون کو دی کہ حمزہ نے شہر قسطوریہ سے کوچ کیا ہے کل میدان فرعونیہ مین نزول رود اقبال
فرمائے گا فرعون نے کہا کہ کل ہم گنبد مینائی پر بیٹھکر تماشا دیکھینگے کہ فوج حمزہ کی کسقدر ہے یہ خبر امیر با توقیر کو پہونچی کہ
فرعون لشکر کو دیکھیگا اُسی وقت سب فرزندون اور اُنکے بادشاہون اور سردارون کو طلب کیا اور حکم کیا کہ سب صاحب
پوشاک نفیس پہنکر کوچ کرین کیونکہ وہ ملعون یعنے فرعون لشکر کو دیکھیگا غرض صبح کو فرعون نے لقا اور بختیارک و اپنے
سردارون کو لیا گنبد مینائی پر آکر بیٹھا اور فوج ساتھ تجمل کے گذرنے لگی بختیارک ایک ایک کا نام و نشان بتانے لگا پہلوان عادی

پیش خیمہ لیکر آئے بعد اُسکے اور سردار آنے لگے جسوقت سواری بدیع الزمان کی آئی بختیارک نے کہا کہ اے امادی خداوند
لقا کا اسی نے تمام باختر کو بزور شمشیر قبضے مین کیا غرض ہر شخص کا پتا دیتا جاتا تھا یہانتک کہ سترہ روز تک صبح سے
تا شام لشکر آیا کیا اٹھارھوین روز بادشاہ اسلام اور حمزہ صاحبقران کمال عظم وشان سے داخل بارگاہ والا احتشام
ہوئے فرعون نے جو یہ لشکر بے پایان دیکھا خائف ہوا کہ اس لشکر غدار سے کون عہدہ برا ہوگا لیکن بختیارک سے کہا
کہ مین طرفۃ العین مین اس سب لشکر کو غارت کر دونگا تو تماشا قدرت خداوی کا دیکھ کر کیا ہوتا ہے اور دو پتھر زمین پر
مار کر اے دریائے غضب وائے ابرہائے قہاری جلد جا کر حمزہ کو غارت کر ایک زندہ بچکر نہ جانے پائے ابھی لشکر اسلام اچھی طرح
قائم نہوا تھا کہ ساتوں ابروں نے آکر گھیر لیا اور ٹوٹ ٹوٹ کر برسنے لگے ابر سفید سے برابر بارش سنگ ہو رہی تھی جس سے
ہزار ہا اہل اسلام کچلکر مر گئے سیکڑون زخمی ہوئے اور ابر سرخ سے آتش افروزی شروع ہوئی کہ جسپر شعلہ لپک کر گرا جلا کر
خاک کر دیا اور دریاؤن نے چہار جانب سے گھیر لیا اور ہر طرف سے غرق کرنا شروع کیا اب کسی طرف بھاگ کر بھی جا نہین
سکتے لشکر مین اک تہلکہ ہو تمام فوج سمٹی ہوئی گرد بارگاہ چلی آئی ہو صاحبقران غل شور بارگاہ سے باہر آئے دیکھا کہ
دریا مانند سمندر کے جوش مارتا ہوا اچھلا آتا ہے امیر اشقر پر سوار ہوئے بارگاہ کو بار کرانا شروع کیا آمادہ مرگ مہیائے قضا
ہوئے ایک دوسرے سے وصیت کرنے لگا عجب عالم یاس ہے کوئی توقع بچنے کی نہین ہے کہ اوپر سے آتش زنی و سنگ اندازی
ہو رہی ہے نیچے سے دریا ڈبو رہے ہین یا ربا کا غل ہے کوئی قرآن سر پر رکھے ہوئے واسطہ محمد و آل محمد کا دے رہا ہے
کہ پروردگار خیر سے اس بلا کو دفع کر محل مین اک محشر برپا ہے عورتین بال کھولے ہوئے دعائین کر رہی ہین منتین مان رہی
ہین اسوقت عمرو نے قریب امیر کے آکر گلیم اتاری اور کہا کہ یا صاحبقران جلد اسم اعظم پڑھیے یہ ابر و دریا سحر کے معلوم
ہوتے ہین اسی وقت امیر نے اسم اعظم پڑھکر ابر و دریا کی طرف دم کیا وہ ابر و دریا ساکت ہو گئے پڑھنا اُنکا موقوف ہوا
امیر نے بار دگر اسم پڑھکر پھونکا کہ ابر وہی لکہ ہو کر پھر گئے اور دریا وہی نالے ہو کر اپنی جگہ پر چلے آئے فرعون نے دیکھا
کہ ابر دریا پھر آئے اور لشکر حمزہ کو ضرر نہ پہونچا بختیارک سے کہا کہ یہ دریا کیونکر پھر آئے جہان مین نے بھیجا ہے یہ خالی
کبھی نہین پھرے کام کو سر انجام دے کر آئے یہ اتفاق نیا ہے کہ ابر و دریا دونون پھر آئے بختیارک نے کہا کہ یا خداوند یہ ابر
دریا سحر کے معلوم ہوتے ہین اور حمزہ مالک اسم اعظم ہے اسنے باطل السحر پڑھکر پھونکا ہوگا یہ ابر و دریا پھر آئے جبتک
اسم اعظم حمزہ بندہ نہوگا یہ ابر و دریا لشکر حمزہ کا کچھ نہ کر سکینگے فرعون نے کہا اے بختیارک اسم اعظم کی بھی تدبیر ہو جائیگی
اس اثنا مین شام ہوئی فرعون پوشیدہ طور سے بوقت شب کنارے دریائے قلزم کے آیا اور اسی چبوترے پر جسپر گند کا
درخت ہے کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون شاہ دادای باعث خداوندی اے یاور غریبان اب یہ دست گرفتہ تیرا اتنا
ذلیل ہوتا ہے ان خدا پرستون نے بہت سر اٹھایا ہے بس یکایک دریا متلاطم ہوا اور ساحر مشتمش اسمین سے نکلا کہا کیا ہے
فرعون نے سلام کیا اور سارا حال بیان کیا کہ ابر و دریا جو کبھی خالی نہ پھرے تھے وہ بے نیل مقصود واپس آئے سنا ہے
کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے جبتک اُسکا اسم اعظم نہ بند ہوگا ابر و دریا بیکار ہین ساحر مشتمش نے کہا کہ اے فرعون مین نے
تجھسے کہا تھا کہ ابھی خدا پرستون سے سامنا نہ کرنا جبتک ایام نحس میرے برطرف ہون عیش و عشرت مین بسر کر
تو نے نہ مانا کیون ابر و دریا لشکر حمزہ پر بھیجے جو بے اعتبار ہوا مین حصار طلسم باندھ آیا تھا تو چپکا اسمین بیٹھا رہتا تونے
اپنا زور خدائی کا جتلانے کے واسطے ابر و دریا کو بھیجا آخر ذلیل ہوا اور مین ناچار ہون دو مہینے سات دن ابھی باقی
ہین کہ اسمین مین دم نہین مار سکتا ہون اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ نہین سکتا زمین پر قدم نہین جمتے مجھسے کسی طرح کی
توقع نہ رکھنا بعد ان دو مہینے کے جو کچھ تو کہیگا وہ کرونگا فرعون پانون پر گر پڑا کہ آپ دستگیری نہ کرینگے تو بہت ذلیل ہونگا

اُس وقت ساحر شمشمش نے دریا کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اے خنقار جادو یہان آؤ دیکھا کہ دریا سے ایک مچھلی تڑپکر
باہر آئی اور صورت انسانی اُسنے پیدا کی کہ رنگ سیاہ نہایت مہیب صورت دست بستہ سامنے شمشمش جادو کے کھڑی
ہوئی اور یہ ساحرہ معتقد ہو شمشمش جادو کی اُس سے کہا کہ اے خنقار جادو تم فرعون کی مدد کو جاؤ اور حمزہ کا اسم اعظم بند
کرکے مددگار فرعون کی رہو اُسنے کہا بہت خوب فرعون سے کہا کہ آپ چلیے مین اپنا انتظام کرکے آتی ہون اور
ساحر شمشمش مع خنقار جادو دریا مین چلا گیا فرعون وہان سے اپنے مکان مین آیا کچھ دیر بیٹھا ہوگا کہ آواز رعد کے
گرجنے کی آئی اور شعلہ آتش چمکا کہ تمام دربار کی آنکھین جھپک گئین اب جو آنکھ کھلی تو فرعون کو نہ پایا سب متحیر تھے کہ یہ
کیا ماجرا ہے کوئی کہتا تھا کہ خداوند اپنی قدرت کی نیرنگیان دکھلاتے ہین کہ نظرون سے غائب ہو جاتے ہین لیکن وہ شعلہ
جو چمکا تھا خنقار جادو آئی تھی اور فرعون کو دربار سے علٰحدہ لے آئی اور کہا کہ اگر یہی غفلت ہے تو خوب خدائی کیجے گا مجھکو
آپ بلائے اور خود دربار مین بیٹھے میرے آنے کی خبر مشہور ہو جائیگی تو عیار حمزہ کے فکر کرینگے اب اسباب سحر منگائیے کہ مین
اسم اعظم حمزہ کا بند کرکے یہان سے بیابان موسیقار کو چلی جاؤن کہ وہ مقام ہے شوہر موسیقار جادو نے طلسم بند کر دیا ہے
وہان پرندہ پر نہین مار سکتا فرعون نے اُسی وقت اسباب سحر اُس سے پوچھکر سب منگوا دیا اب اُسنے کہا کہ آپ دربار مین
جائیے مین اپنا کام کرون اور ایک پنجۂ سحر کے ہاتھ فرعون کو بھیجدیا یہان دربار مین سب متحیر بیٹھے تھے کہ وہی شعلہ چمکا
آنکھین ہر شخص کی جھپکین اب جو دیکھا تو فرعون اپنے تخت پر موجود ہے سب نے سجدہ کیا اور پوچھا کہ یا خداوند اسوقت کیا
مصلحت تھی کہ آپ نظرون سے ہمسبکی پوشیدہ ہوگئے تھے فرعون نے کہا کہ مجھے کارخانے اپنی خدائی کے درست کرنا منظور
تھے اسلیے گیا تھا تختیار کے سمجھ گیا کہ کوئی ساحر آکر لیگیا تھا اسطرف خنقار جادو نے خون خوک سے چوکہ دیا اور آپ تنہائی مین
بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا ایک پتلا موم کا بنا کر اُسکے منہ پر سوئیان مارین ایک آدھ سوزن دل مین چبھوئی پھر اُس پتلے کو
اچاری مین بند کیا ایک کوزا اسکو اسیر دھانک کے موم سے درازین برابر کر دین اور اُٹھکر تنہائی اور ایک رقعہ فرعون کو لکھا
جسکا یہ مضمون تھا کہ اب جسطرح جی چاہے حمزہ کو قتل کرو اسم اعظم مین نے بند کر لیا اور مین یہان رہونگی تو مجھکو عیار روانہ
کا ہے اب مین بیابان موسیقار مین جا کر قلعۂ الماس گون مین رہونگی بلا راستے مین ہفت دریا بھی ہے آتشبار جادو
دریا بار جادو کو بھی ہوشیار کرتی جاؤنگی اور رد روئی کا عمل لیکر اُسپر کچھ اسم سحر دم کیا کہ وہ صورت ایک کبوتر سفید کی بنا منقار
مین اسکی نامہ دیا اور کہا کہ اے طائر سحر یہ نامہ فرعون شاہ کو دے آ اور خود طرف ہفت دریا کے روانہ ہوئی ادھر فرعون
دربار مین بیٹھا ہوا خدائیان بگھار رہا تھا کہ ایک کبوتر سفید رنگ آیا اور نامے کو گود مین اُسکی ڈالکر غائب ہو گیا
فرعون شاہ نے نامہ پڑھا اور حکم دیا کہ ابھی طبل قہاری بجے کل سب خدا پرستون کو غارت کیا ہوگا تو نام اپنا خداوند
فرعون شاہ نہ پایا ہوگا ہرکارون نے خبر امیر کو پہونچائی کہ تمام لشکر مین فرعون شاہ کے شہرہ ہے کہ اسم اعظم امیر کا بند ہو گیا
امیر نے برائے امتحان جو اسم اعظم یاد کیا بالکل فراموش تھا واسطے تسلی کے کہدیا کہ وہ جھک مارتا ہے جھوٹ کہتا ہے مجھے یاد
ہے عمرو نے اشارے سے پوچھا کہ حمزہ کیا سچ ہے امیر نے کنایۃً فرمایا کہ بالکل فراموش ہے عمرو نے کہا حمزہ مین نے روز اول کہا تھا کہ
فرعونیہ مین بلائین ہین امیر نے فرمایا کہ خواجہ انتظام ہمارا یہین مقدر تھا عمرو نے رو کر کہا حمزہ مین مجبور ہون کہ عقل میری
کام نہین کرتی امیر نے ایک رقعہ پانچ ہزار اشرفیون کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی اس بلا کو دفع کرے یہ اسکا ہے عمرو نے
رقعہ کو اُٹھا لیا اور کہا جاتا ہون جانبازی کرونگا آگے جو مرضی خدا کی یا امیر موت زیست سبکے ساتھ ہے امیدوار ہون میرے
جرم عفو فرمائے امیر نے فرمایا کہ خواجہ اگر خوف جان ہے تو نہ جاؤ مگر انبوہ جشنے دارد عمرو بولا یہان بھی تو موت کا سامنا ہے اس
ہاتھ پانون ہلا کر مرنا بہتر ہے یہ کہکر چلا تھا کہ لکۂ ابر نظر آیا اور بجلی چمکی کہ آنکھین جھپک گئین اور ایک پنجہ پیدا ہوا اور کمر عمرو کی

پکڑ کر اٹھا لیگیا اور سوئے آسمان روانہ ہوا عمرو پکارا کہ حمزہ میں کہتا نہ تھا کہ دشمن میری نظر میں لگے ہوئے ہیں خیر اگر زندہ بچے تو
پھر تجھکو آکر دیکھا نہیں تو ملک الموت کے پنجے میں تو میں ہی امیر جناب آنکھیں اٹھیں کہ یہ کیا شئے عمرو کو لیے جاتی ہے کہ عمرو نظر سے غائب
ہو گیا امیر عمرو کے لیے رونے لگے اور سب سردار ملکہ تمام لشکر عمرو کے واسطے متاسف ہوا آخیر تو بیہوش ہو گئے صبح کو سامنا موت
کا بندھا ہوا ہو عمرو سے امید تھی وہ یوں گیا جالاک سے کہا کہ تم بھی جاکر خواجہ کی تلاش کرو عرض کیا کہ مجھکو خود فکر ہے یہ کہکر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان پہونچنا عمرو کا ملکہ ناہید قمر طلعت کے پاس اور جانا ہفت درے میں اور مارنا ختقار جادو آتشبار جادو دریا بار جادو کا اور اسم اعظم یاد دلانا صاحبقران کو بیان کیے جاتے ہیں

لیکن عمرو کو وہ پنجہ وہاں سے لیکے چلا عمرو پکارا البعزیز اگر تو مجھے کھانے کو لیے جاتا ہے تو بدن میں میرے گوشت نہیں ہے فقط
ہڈیاں ہیں وہ بھی تلخ کیونکہ میں افیون بہت پیتا ہوں اور اگر قتل کرنے کو لیے جاتا ہے تو مجھ بیگناہ کو کیوں قتل کریگا میں
آجتک کسی کو مارا نہیں ناحق مجھے لیے جاتا ہے جو قاتل ہیں ساحروں کے انکو پکڑ میں عمرو نہیں ہوں بلکہ عمرو نے
مجھے اپنی شکل بنا دیا ہے اپنی حفاظت کے لیے ہر چند چلایا پکارا کچھ آواز نہ آئی ہوا کی گرہ میں پہنچکر بیہوش ہو گیا بعد کچھ دیر کے
جو آنکھ کھلی تو اپنے کو ایک باغ بہشت آئین میں دیکھا کہ درخت سرسبز و شاداب ہیں میوہ تر و تازہ انمیں لگا ہوا ہے مرغان چمن
خوش الحانیاں کر رہے ہیں نہر بیچ میں جوش مار رہی ہے ایک طرف مسند پر ایک ماہ کامل بارہ دری میں جلوہ گر دیکھا غور
جو کیا تو پہچانا کہ یہ خواہر دینی ملکہ ناہید قمر طلعت ہے اسے اٹھکر سلام کیا دونوں ہاتھوں سے بلائیں لیں اور لاکر مسند پر بٹھایا کہا
بھیا لہو زمانے کا سفید ہو گیا ہے کہ تم دیار فرخندہ میں آئے اور کبھی ہمسے ملاقات بھی نہ کی عمرو نے کہا ہمشیرہ یہ ناحق کا شکوہ
ہے مجھکو کیا معلوم تھا کہ تمہارا مکان یہاں ہے کس سے پوچھتا کون بتاتا شکوہ میں کرتا تو بجا تھا کہ کبھی تمنے مجھکو بلایا نہیں تمھیں
اختیار تھا اور اب بلایا بھی تو لیا پنجہ کر قریب تھا کہ مارے وحشت کے ہلاک ہو جاؤں کوئی اسطرح پنجہ بلاتا ہے اور وہ بلانیوالا
کہاں ہے ملکہ نے کہا کہ میرا کوئی نہیں شمس جادو وہ لایا ہے کہا کہ وہ کہاں ہے میں اسکی صورت تو دیکھوں ملکہ نے شمس جادو کو
بلایا عمرو نے دیکھا کہ مرد پیر باریش سفید پٹکا سیندور کا ماتھے پر عمرو نے بہت شکوہ اس سے کیا کہ میاں راہ میں تمنے ہمسے
کچھ نہ کہا آہستہ کہا کہ وہاں موقع نہ تھا کہ میں آپ سے کہتا اب عمرو نے ناہید سے کہا کہ میں عجب وقت مصیبت میں تمنے
مجھے بلایا کہ تمام لشکر کا خاتمہ ہے اسنے کہا کیونکر عمرو پکارا فرعون نے طبل قہاری بجوایا ہے کل ابر و دریا لشکر اسلام کو غارت
کرینگے اسوقت میں بلوانا ناحق تھا اگر بلوایا ہے تو مدد کرو اور ہم میں سے تو آشنا ہیں اچھی تھیں کہ ملکہ جادو و طاؤس جادو
برق جادو وغیرہ نے کیسی کیسی مدد کی ناہید نے کہا بھیا جو مجھسے ہو سکیگا ہرگز انہیں کوتاہی نہ کرونگی خواجہ جو کچھ کہو وہ میں
سر آنکھوں سے بجا لاؤں عمرو بولا کہ ہمشیرہ تم جاکر اسم اعظم حمزہ بند کرنے کا حال تو فرعون سے دریافت کرو کس نے بند کیا ہے
اور وہ کہاں ہے ناہید بولی میں بھی جاتی ہوں اور پوشاک نفیس پہنکر عطر ملکر خوب بناؤ سنگار کرکے فرعون کے پاس روانہ
ہوئی فرعون دربار خدائی میں بیٹھا تھا کہ ناہید کے آنے کی خبر سنکر بدحواس اندر محل کے آیا ناہید نے اٹھکر سلام کیا
فرعون نے خلوت کی اور ناہید سے پوچھا کہ ملکہ آج تم بعد مدت آئی ہو خیر تو ہے ناہید بولی کہ میں نہایت متردد و متفکر
آئی ہوں حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب خوبی تمہارے باعث ہے سنا ہے میں نے کہ ابر و دریا لشکر حمزہ پر گئے تھے حمزہ نے انھیں
پھیر دیا اب معاملہ لڑائی کا کیونکر ہوگا فرعون نے ہنسکر کہا کہ ملکہ یہ امر جو تمنے کہا سچ ہے مگر ابکی میں نے اسم اعظم حمزہ کا بند کروا لیا
ہے کل سب خدا پرستوں کا استیصال ہو جائیگا کہا کہ مجھکو یقین نہیں ہے کس نے اسم اعظم حمزہ بند کیا فرعون نے کہا اے
ملکہ میں مفصل نہیں بیان کر سکتا کہ دیوار ہم گوش دارد ناہید نے برہم ہو کر کہا کہ اگر تم مجھسے چھپاتے ہو تو معلوم ہوا کہ میں
تمہاری دوست نہیں ہوں خیر میرا دشمن کا پاس بیٹھنا ناحق ہے یہ کہکر اٹھی فرعون ناہید کو بہت چاہتا ہے سینے سے

لگایا اور سب حال جانا ساحر شمش کے پاس اور وہان سے خنقار جادو کا لانا اسم اعظم بند کروانا اور جانا خنقار جادو کا
ہفت درے مین سب بیان کیا ناہید نے کہا کہ اب مجھے تسلی ہوئی اب آپ جائیے دربار مین مین بھی جاتی ہون یہ کہکر
اٹھکھڑی ہوئی عمرو کے پاس آئی تمام حال بیان کیا عمرو بولا ای ہمشیرہ جہان یہ تمنے کیا ہو مجھکو ہفت درے مین بھی پہونچادو
ناہید نے کہا اچھا اور شمش جادو کو بلا کر کہا کہ کوکاجی خواجہ کو ہفت درے مین پہونچا دو اسنے کہا کہ ملکہ مجھے عذر نہین لیکن کسی نے
دیکھ لیا تو مین مارا جاؤنگا اور تم بدنام ہوگی کہ وہان کا ایک ایک بتا ایک ایک بوٹا سحر سے بھرا ہوا ہے ملکہ نے کہا کوکاجی جو کچھ ہو سو ہو
خواجہ کو وہان پہونچاؤ شمش جادو نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین تمھین ہفت درے مین پہونچا کر پھر نہ ٹھہرونگا فوراً چلا آؤنگا عمرو
نے کہا بس اتنا ہی مین چاہتا ہون کہا تو آؤ لیچلون عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ اگر پھر مین تمھارے پاس آنا چاہون تو کیونکر
آؤن شمس جادو نے ایک تعویذ عمرو کو دیا کہ اسے اپنے پاس رکھو جب کبھی جا ہو کہ ملکہ ناہید کے پاس آؤ تو اس تعویذ کو
دانت تلے دابنا اسی وقت مین تمھین اٹھا کر لے آؤنگا غرض عمرو ناہید سے رخصت ہوا اور شمس جادو اپنی پشت پر سوار
کر کے لیکر روانہ ہوا سامنے ہفت درے کے لا کر اتارا اور کہا کہ خواجہ جب تم ساحرون کو مار دوگے تو پھر کسی کے لیجانے کی ضرورت
نہوگی طلسم برطرف ہو جائیگا لشکر اسلام سامنے معلوم ہونے لگیگا یہ کہکر شمش جادو چلا گیا عمرو گلیم عیاری اوڑھے ہوئے
اندر ہفت درے کے داخل ہوا دیکھا کہ سب زمین آئینہ کی ہے فرسنگ در فرسنگ تک زمین مین آئینے نصب معلوم ہوتے
ہین اور ایک طرف کوہ زمرد اور دوسری طرف کوہ آئینہ ہے اور اس میدان مین ایک درخت ہے کہ پتا اسکے سبز اور پھل
مانند چہرہ پریزاد کے ہین گویا تمام درخت پر پریزادین بیٹھی ہین اور نیچے درخت کے فرش بہت تکلف کا بچھا ہے دو ساحرہ بیٹھی ہین
ایک سفید پوش ہے دوسری سرخ پوش عمرو دیکھتا تھا کہ ان دونون نے آواز دی کہ ای خنقار جادو ای بیمروت کہان جاتی ہے
وہ بولی تمھارے ہی پاس آتی ہون عمرو نے دیکھا کہ شیشہ اسکے پاس ہے دونون نے پوچھا کہ ہمشیرہ اس شیشہ مین کیا ہے
کہا کہ تم جس سے مجبور تھین حمزہ کا کچھ کر نہ سکتی تھین وہ اسمین بند ہے یعنے اسم اعظم حمزہ کا ان دونون نے خوش ہو کے
کہا کہ ہمشیرہ بڑا کام کیا تمنے نہین تو ہمسے کچھ نہو سکتا خنقار جادو نے کہا کہ اب مین بیابان موسیقار کو جاتی ہون قلعہ
الماس کون مین حفاظت سے بٹھیون کی تمنے بھی اطلاع کو نکل آئی تھی کہ ذرا یہ دن ساحرون پر سخت ہین ہوشیار رہنا انھون نے
کہا ہمشیرہ یہ مقام بھی تو طلسم بند ہے یہان کون آسکتا ہے اور بعد مدت آئی ہو چلی جانا جلدی کیا ہے ایک دم جام شراب کا
تو پیو خنقار جادو نے کہا جو خوشی تمھاری القصہ خنقار جادو بھی آکر شریک صحبت ہوئی اور شراب خواری کرنے لگی عمرو نے
اپنے دل مین کہا کہ جلد کسی تدبیر سے انکو مارنا چاہیے اور مقدم مارنا خنقار جادو کا ہے کیونکہ یہ اگر نکل گئی تو اسم اعظم بند رہیگا
غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا دو گھڑی بعد گوہر مطلب اسکے ہاتھ لگا ایک طفل ماہ طلعت کی صورت
بنا کر سن کوئی پندرہ برس کا عین شباب بال فتیلہ فتیلہ چھوٹے ہوئے زنجیرین نقرئی کمر مین بندھی ہوئین حرکات دیوانے پن
کے کرتا ہوا کبھی پتھر کو پتھر سے لڑاتا تھا اور کبھی تنکے منھ مین چباتا تھا کبھی ہنستا تھا کبھی روتا تھا کبھی گاتا تھا کبھی ناچتا تھا
حلقے طلائی ہاتھ پانون مین اور زنجیر طلائی گلے مین پڑی ہوئی ان تینون نے جو ایسے جوان کو دیکھا شیفتہ و فریفتہ ہوئین
چاندرات تھی عکس ماہ و ستارہ آئینہ مین جابجا جلوہ نما تھا اور دیوانہ صورت اپنی آئینہ مین دیکھکر کبھی پتھر مارتا تھا کبھی
گھونسون سے مارتا تھا جب چوٹ ہاتھ مین لگتی تھی تو منھ سے پھوکنے لگتا تھا غرضکہ دیوانگی کی حرکتین کرتا ہوا انکے برابر
جو آیا تو بیٹھ گیا شراب گلابی سے انڈیل کر بے تکلف پی لی ان تینون نے آپسمین کہا کہ ایک تو دیوانہ تھا دوسرے شراب پی
اب جیسے کیا ہوگا اور دیوانہ ہر ایک کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہے ہر ایک دل مین کہتی ہے کہ دیوانہ مجھکو پیار کرتا ہے مگر دیوانہ ایکبار
اٹھکھڑا ہوا اور قلقاریان مارتا ہوا صحرا کیطرف بھاگا ان تینون نے کہا سچ ہے کہ دیوانہ کے بھی کسی بات کا اعتبار نہین ہے کمبخت چلا گیا

اور غائب ہو گیا بعد لمحہ بھر کے دیکھا کہ پھر دیوانہ چلا آتا ہے پھولونکا گلدستہ ہاتھ مین ہے کچھ پھول ناک مین ٹھنسے ہوئے
ہین اور کچھ کان مین آتے آتے وہین آیا جہان یہ تینون مرید ابلیس تھین بیٹھ گیا پھول بانٹنے لگا خبب خنقار جادو کو پھول
دیتا ہے تو آتشبار جادو و دریابار جادو یہ شعر پڑھتی ہین شعر گل پھینکے ہے غیرون کی طرف بلکہ ثمر بھی * او خانہ برانداز چمن کچھ تو
ادھر بھی * غرضکہ دیوانے نے پھول بانٹ کے اُس شیشے کی شراب اُس شیشے مین اُس شیشے کی شراب اُس شیشے مین کرنا شروع
کی اور نمک سرکاری بھی ملایا اور خنقار جادو سے لپٹا اور چھاتی پر اُسکی چڑھ منھ کھولکر شراب اُسکے منھ مین انڈیل دی دریابار جادو
و آتشبار جادو کو رشک ہوا لیکن دیوانہ خنقار جادو کو چھوڑ کر آتشبار جادو و دریابار جادو سے لپٹا انھین بھی باری باری
بہت سی شراب پلائی بعد اسکے پھر آتشبار جادو سے لپٹ گیا کہ مین تمپر عاشق ہوں یہ کہکے سینے پر ہاتھ ڈالدیا ادھر سے پھر کر
دریابار جادو کی گجھی لے لی خنقار جادو کی گردن مین باہین ڈالدین بارے دیوانہ کی یہ کیفیت ہے کہ ہر ایک سے گرمیان کر رہا ہے
یکایک سبکو چھوڑ کر اُٹھ کے بھاگا یہ تینون جادوگرنیان اُٹھکر دوڑین کہ ارے سوے کہان جاتا ہے ہمین دغا دیے جاتا ہے دو چار قدم چلی تھین
کہ بیہوش ہو کر گرین عمرو نے بکر خنجر تینون کو بیلے تو برابر لٹا یا بعد اسکے ایک ہی ہاتھ مین سبکا کام تمام کیا شیشہ باطل السحر کا توڑ ڈالا گرانکے
مرتے ہی آندھی چلی آتشباری برف باری ہوئی آوازین آئین کہ کشتی مرا نام مین آتشبار جادو و دریابار جادو خنقار جادو بود اب جو
روشنی ہوئی تو دیکھا کہ نہ وہ کوہ ہین نہ زمین آئینہ کی ہے صحراے پر آشوب ہے تمام زمین لرزیان ہو کر رہ گئی وہ دخت نابود ہو گیا عمرو نے
تمام مال و اسباب لیا یہانتک کہ کپڑے بھی اُتارے لشکر اسلام کا راستہ لیا تھوڑی دور آیا تھا کہ لشکر اسلام دکھائی دیا صبح ہو چکی تھی
دوڑا ہوا امیر کے سامنے آ کر گر پڑا اور کہا حمزہ مجھسے کچھ نہین ہو سکتا بھاگ آیا ہون تو بلا مین پھنستا ایک تو خود امیر ستر دو گئے ہیے
تھے دوسرے عمرو کو جو بدحواس آتے دیکھا فرمایا کیا ہوا کچھ حال تو کہو عمرو نے کہا اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا خوب یاد
تھا عمرو کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوئے عمرو نے جاسوسون سے کہا کہ خبر ملک فرعونیہ کی لاؤ فرعون صبح کو بارادہ قتل لشکر اسلام
اُٹھا تھا وزیر سے اپنے کہا کہ جا کر ابر و دریا سے کہو کہ لشکر اسلام کا کام تمام کرین منسور وزیر جو فرعون کے پاس سے دربار خدائی مین آیا
دیکھا کہ ابر تو آسمان پر نہین ہین مگر رسی کے بیل کے بیل قبطیو لون پر پڑے ہین اور وہ جو دریا تھے وہ نالیان خشک پڑی ہین بیک بند
باقی انمین نہین ہے آکر حال فرعون سے بیان کیا فرعون نے سنتے ہی تاج سر سے دے مارا اور وہ ساحر کہ ہمیشہ خدمت فرعون مین کاروبار
ضروری کے لیے حاضر رہتا تھا اُس سے کہا کہ جا کر سفت در کی خبر تو لا وہ گیا دیکھا کہ تینون جادوگرنیون کے مردے پڑے ہین درلاشین
برہنہ ہین کپڑے تک نہین اور صحرا کہ دور تھا اب قریب معلوم ہوتا ہے تینون لاشون کو اٹھا کر فرعون کے پاس لایا اُسے تو یہین چھوڑیے

اب چند کلمے داستان آنا قندیل جادو و شکیل جادو بیٹیون کا خنقار جادو کے بیابان موسیقار سے اور مارے جانا بیان کیے جاتے ہین

اب حال گذارش کیا جاتا ہے خنقار جادو کا کہ جس وقت یہ مری تو قلعہ الماس گون کہ اسکے سحر سے بیابان موسیقار مین بنا ہوا
تھا نیست و نابود ہو گیا اور جیسے یہ ساحرہ خدمت مین ساحر شمشش کے آئی تھی دو بیٹیان اسکی کہ نام ایک کا شکیل جادو دوسری
کا نام قندیل جادو کہ اپنے شوہر یعنے موسیقار جادو کے سپرد کر آئی تھی وہ انھین سحر تعلیم کیا کرتا تھا ایک روز موسیقار جادو بیٹھا ہوا
سحر کی دونون بیٹیون کو تعلیم کر رہا تھا کہ یکایک تڑاقے کی آواز بلند ہوئی اور قلعہ الماس گون نظرون سے غائب ہو گیا موسیقار
جادو گھبرا گیا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دستک دی کہ ایک جانور پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ حال خنقار جادو کا بیان کر اُسنے تمام کیفیت
اول سے آخر تک ماجرا دربند فرعونیہ پر امیر کشورگیر کا اور اسم اعظم بند کرنا خنقار جادو کا اور مارے جانا عمرو کے ہاتھ سے بیان کیا
موسیقار جادو نے دونون بیٹیون سے کہا کہ ہم نمکخوار قدیم ہین خداوند فرعون شاہ کے ماں نے تمھاری حق غلامی ادا کیا ہے تمکو بھی
لازم ہے کہ ایسے وقت مین چلکر خداوند کا ساتھ دین یہ سنکر یہ دونون یعنے شکیل جادو و قندیل جادو بہت روئین پیٹین اور کہا کہ

باوا جان ہمکو بھی بعد والدہ صاحبہ کے زندگی دشوار ہی ہم بھی در گنبد فرعونیہ پر جاتے ہین اور انکے قاتلون کو مار کر سوگ بجا لائینگے
موسیقار جادو نے کہا کہ بیٹیا وہ جگہ نہایت خوف کی ہے اور تم ابھی نادان ہو اگر کچھ تو عذر گر ہوئی تو مین کہین کا نہ رہونگا یہ دونون مچل گئین
اور کہا کہ ہم ضرور جائینگے جبتک مادر مہربان کے قاتلون کو نہ مارینگے ہمکو قرار نہ آئیگا اور اگر آپ ہمین نہ جانے دیجیے گا تو ہم اپنے گلے کاٹکر
مر جائینگے اور خنجر کھینچکر گلون پر رکھ لیے موسیقار جادو ناچار ہوا اور کہا کہ اچھا تم چلو آج کے تیسرے روز مین جاؤنگا یہ کہکر
شکیل جادو سے کہا کہ میرے قریب آؤ وہ پاس آئی موسیقار جادو نے ایک پتلی ماش کے پٹے کی بنائی اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر ہاتھ
مین شکیل جادو کے نشتر دیا اور خون لیکر اُس پتلی پر چھینٹا مارا کہ وہ اُٹھ بیٹھی اور سات چکر گرد شکیل جادو کے مارکر گود مین موسیقار
جادو کے آبیٹھی اور موسیقار جادو جو کچھ سوال کرتا تھا اُسکا جواب دیتی تھی بعد اُسکے قندیل جادو کو قریب بلایا اور کچھ اسم سحر کا
پڑھکر آگ اسپر دی جب وہ آگ روشن ہوئی تو اسپر چھینٹا پانی کا دیا کہ لو نکلنا موقوف ہوگئی دھوان ہونے لگا قندیل جادو سے
کہا کہ اسے پھونک دو اب کچھ پڑھنے لگا قندیل جادو نے پھونکا اُسمین سے لو اُٹھی موسیقار جادو نے اُس سے ایک چراغ روشن
کیا اور ان دونون کو رخصت کیا اور بروقت چلنے کے کہدیا کہ عیارون سے ذرا ہوشیار رہنا اور مین دن تم میدانداری کرو جو تیسرے روز
تو مین ابھی جاؤنگا یہ دونون سلام کرکے طاؤسہاے سحر پر بیٹھکے روانہ ہوئین اب حال سنیے دربار فرعون کا کہ خنقار جادو
کے مرنے سے نہایت ملول کمال غمگین متردد و متفکر بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کہ یکایک بجلی چمکی اور ایک پرچا نظر آیا اسمین سے
دو جادوگرنیان طاؤس سحر پر سوار دربار فرعون مین آئین فرعون کو سجدہ کیا اور کہا کہ یا خداوند آپ طبل جنگ بجوائیے کل
ہم ان خداپرستون سے سامنا کرینگے اور عوض اپنی مادر مہربان کے خون کا لینگے اور کچھ اسباب سحر طلب کیا اور کہا کہ ہم اپنے مقام
کو جاتے ہین آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون نے اُسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر
خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثناے بادشاہی بجا لانے کے عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے اور
دو جادوگرنیان آئی ہین وہ مقابلہ کرینگی فرمایا خداے بازرگ است ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و عنایت حیدر باقی طبل جنگی بجے
اُسی وقت نقارہ پر چوب پڑی سب اپنی اپنی تیاری مین مصروف ہوئے دربار برخاست ہوا سرداران نے اپنے اپنے خیمون مین
جاکے آرام کیا لیکن حال گذارش کیا جاتا ہے شکیل جادو اور قندیل جادو کا کہ انھون نے باہم یہ مشورہ کیا کہ ایک دن کی
میدانداری ہم کرین اور دوسرے دن کی تم یہ صلاح کرکے میدان جنگ مین آکر دست راست کیجانب قریب دو کوس کے فاصلے پر
قندیل جادو نے قلعۂ بلورین زور سحر تیار کیا اور دست چپ کی طرف شکیل جادو نے قلعۂ زمردین سحر سے بنایا لیکن آج کی
میدانداری چونکہ قندیل جادو کے ہاتھ ہے اُسنے خون نوک سے چوکا دیا اور ایک نیل کنٹھ کو جھٹکا دیا بعد اسکے کچھ ماش کے دانے
پڑھکر مارے کہ وہ بولتا ہوا اُڑ گیا ادھر امیر اپنی بارگاہ کو دربار سے جاتے تھے عمرو کہہ رہا تھا کہ حمزہ اسم اعظم سے نہ غافل ہونا
کل ساحرون سے سامنا ہے ایسا نہو کہ وہ اسم اعظم بند کرین امیر نے فرمایا مجھے یاد ہے یہ کہکر پڑھنا شروع کیا جب پڑھ چکے تو دیکھا کہ
ایک نیل کنٹھ سر پر چکر مار رہا ہے لیکن نیل کنٹھ سات چکر لگا کے اُڑتا ہوا قلعۂ بلورین کو چلا گیا قندیل جادو انتظار مین بیٹھی تھی کہ وہ
جانور بولتا ہوا آکر اُسکے ہاتھ پر بیٹھ گیا بس قندیل جادو نے منقار اُسکی پکڑ کر سوزن دیدی اور ایک پنجرے مین بند کرکے لٹکا دیا یہان
رات بھر نقارہ بجا صبح کو فرعون گنبد مینائی پر مع لقا اور بختیارک و بعض سرداران نامی آکر بیٹھا ادھر سے لشکر اسلام
صف آرا ہوا بادشاہ اسلام تخت پر سوار امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے ہین کہ یکایک جانب
دست راست سے کچھ قندیلین اُڑتی ہوئی بالاے ہوا نظر آئین آگے آگے ایک قندیل بزرگ اُسمین ایک زن جمیلہ بیٹھی ہوئی اور
قندیلین خالی اُسکے ساتھ قریب گنبد مینائی کے آکر فرعون کو سلام کرکے میدان مین ایک نیزہ بلند بالاے ہوا قندیل بزرگ
قائم ہوئی اور قندیلین اسکے سر پر سایہ فگن تھین کہ اُسنے آواز دی اے خداپرستو وہ شخص میرے مقابلے کو سر میدان آئے کہ جسنے

میری مادر مہربان یعنے ملکہ خنقار جادو کو مارا ہی یہ سنتے ہی عمرو تو میدان سے پیچھے ہٹے پھر اُسنے آواز دی کہ اگر وہ نہین کہتا تو کوئی
اور ہی نکلے یہ سُنتا تھا کہ الاگرد فرنگی سردار شاہزادہ رومی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا مجرا کیا اجازت میدان
چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو ور جام کلہ عفریت عنایت ہوا الاگرد وسلام کرکے جام پی کر بارہ دگر مرکب پر سوار ہو کر میدان مین
آیا پکارا کہ ای عورت تو کیا مردون سے مقابلہ کریگی اُسنے ایک قندیل کی طرف اُنگلی سے اشارہ کیا کہ فوراً وہ قندیل زمین پر گری
اور تتق گرد بلند ہوا اُسمین سے ایک سوار نیزہ بکف سلاح جنگ سے آراستہ و پیراستہ پیدا ہوا اور سامنے الاگرد کے آکر پکارا کہ
مجھسے مقابلہ کر اور نیزہ مارا الاگرد نے نیزے کو نیزے پر رد کا نیزہ بازی ہونے لگی گھوڑون کی گشت سے تتق گرد اسقدر بلند ہوا کہ دونون
چھپ گئے بعد ایک ساعت کے دیکھا کہ مرکب الاگرد کا خالی ہی اور اسی طرح قندیل بلند ہوئی لیکن قندیل مین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دھوان
بھرا ہوا ہی یہ ماجرا دیکھکر سارے لشکر کو حیرت ہوئی لیکن آلاگرد کو تاب نہ رہی بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا تیر کمان مین
جوڑ کر مارا لیکن تیر قریب قندیل کے پہونچکر جلگیا اور اُسی طرح قندیل سے سوار پیدا ہوا کہ ہاتھ مین سوار کے کمند تھی مالاگرد پر پھینکی اور
جھٹکا دیا کہ مالاگرد زمین پر آیا کہ گرد اُڑی اور اُسی گرد مین قندیل بلند ہو کر سر پر قندیل جادو کے قائم ہوئی لیکن جو قندیل سردار کو
اسیر کر لیجاتی ہی اُسمین یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھوان بھرا ہوا ہی یہانتک پہر بھر مین کل سردار علمشاہ کے پکڑ گئے یہ دیکھکر شاہزادہ
علمشاہ رومی کو تاب ضبط باقی نہ رہی اور بغیر اجازت لیے ہوئے تیغہ کیتیان فرنگی کھینچکر دوڑے کہ او قحبہ غضب کیا تو نے کہ
سب سردار میرے پکڑ لیے ابھی اُسنے قندیل کی طرف اشارہ نہین کیا تھا کہ علمشاہ نے قریب جا کر کمند مار کر جھٹکا دیا لیکن
قندیل جادو کر قندیل سحر مین ہو بند کمند سے مثل شعلہ آتش کے نکلگئی اور کمند علمشاہ کی جلگئی اب اُسنے انگلی سے اشارہ کیا
کہ وہ اُسی طرح قندیل زمین پر گری اور گرد اُڑی گرد سے ایک سوار گرز گران سر اُٹھائے پیدا ہوا اور علمشاہ پر گرز مارا شاہزادے نے
بجلدی تمام گرز کو گرز پر رد کا تڑاقے کی آواز بلند ہوئی ایک شعلہ تھا کہ جانب فلک چلا گیا مرکب علمشاہ کا زمین مین کسی قدر
دب آیا تتق گرد بلند ہوا اب جو دیکھا تو اسی طرح گرد سے قندیل بلند ہوئی کہ دھوان اُسمین بھرا ہوا تھا جب گرد بر طرف ہوئی
تو مرکب علمشاہ کا خالی تھا تمام رومی و فرنگی یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگئے گریبان چاک کیے خاک سرون پر ڈالی امیر نے
نعرہ کوہ شگاف کیا شاہزادہ بدیع الزمان نامور گریبان پھاڑتا ہوا تیغہ کھینچے ہوئے میدان مین آیا قریب نہ پہونچا تھا کہ قندیل
زمین پر گری سوار پیدا ہوا تلوار چلنے لگی گھوڑون کی گشت سے غبار اُٹھا جب دونون سوار نظر سے نہان ہوئے اور گرد مین چھپ گئے
اُسی طرح قندیل غبار سے بلند ہوئی اور مرکب بدیع الزمان کا خالی نظر آیا اب باختریون نے بھی گریبان پھاڑے اک تلاطم برپا ہوگیا
الغرض شام تک کل بیٹے امیر کے اور اکثر سردار اسیر ہوگئے شام کو طبل بازگشت بجا ہنوز کوئی میدان سے پھرا نہیں ہی
لیکن قندیل جادو اپنی قندیلون سمیت بلند ہوتی جاتی ہی اور گنبد بلورین کا رخ کیا ہی کہ آسمان پر سے اک ستارہ چمکا اور
آن واحد مین قریب قندیل جادو کے آیا دیکھا تو اک قندیل ہی یکایک اُسمین سے کھڑکی پیدا ہوئی اور سر ایک نازنین
نے نکالا یہ معلوم ہوا کہ برج نور سے آفتاب کا ظہور ہوا شعر برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ٭ جوانی کی راتین مرادون کے دن +
نہایت حسین صاحب تمکین کہ قندیل جادو کو سکتہ ہوگیا پوچھا کہ ای مہ پیکر تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو اُسنے کہا کہ ہمین تمہاری
محبت کھینچ لائی مجھکو خداوند سامری نے بھیجا ہی کہ قندیل جادو کو گل حیات اسکا دے آؤ کہ اسے نہایت حفاظت سے رکھنا
اور خداوند نے یہ گل حیات تمہارا خود تیار کرکے مجھے دیا ہی لو بہن اسے بہ حفاظت رکھنا یہ کہکر ایک پھول پھینکا قندیل جادو
نے اُسے روکا لیکن بختیارک نے یہ تماشا دیکھکر فرعون سے کہا کہ لیجیے قضا قندیل جادو کی آگئی ہون نہو یہ مرشد کامل
ہون جو ساحر زبردست آتا ہی اُسے تو مرشد بہت ہی جلد مار ڈالتے ہین فرعون ہنسا اور کہا کہ ای بختیارک تو کیا کہتا ہی
عمرو آسمان پر سے کیونکر آئیگا کیا وہ سحر بھی جانتا ہی بختیارک کہ رہا ہی کہ وہ ایسا کچھ جانتے ہین کہ سحر کی حقیقت نہین اور اسکے

میدان میں آتے ہی انھیں ٹوکا بھی تھا ادھر تو یہ باتیں ہو رہی ہیں اُس طرف قندیل جادو نے پکڑ کر پھول ہاتھ میں لیا ہی کہ انھیں سے
عجب طرح کی خوشبو آئی کہ وہ اُسے سونگھنے لگی تھی کہ ایک مرتبہ چھینک مار کر قندیل جادو بیہوش ہوئی اور زمین پر گری
ساتھ ہی وہ قندیل کہ جسمیں وہ نازنین بیٹھی تھی وہ بھی زمین پر گری ہاتھ میں نازنین کے کمند تھی قندیل جادو کو کمند مار کر کھینچ لیا
اور آواز دی کہ باش اے کفاران بیحیا و نابکاران بیدغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گذار یعنے عمرو بن امیہ نامدار بختیارک تو صلواۃ پڑھنے لگا تا دھنا نا چنے فرعون کو حیرت
ہوئی کہ یہ کون سی عیاری تھی اہل اسلام مع امیر باکرام و بادشاہ عالی مقام متعجب تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے ادھر عمرو نے قندیل سے
نکلکر قندیل جادو کو ذبح کیا اور آواز دی کہ اسنے کہا تھا کہ سر میدان مقابلہ کرے جسنے خنجر جادو کو مارا ہو سو دیکھیں کہ میرے
بھی اسے سر میدان مارا ادھر مرنے سے اسکے آندھی سیاہ چلی کہ جتنی قندیلیں تھیں سب گل ہو گئیں آگ برسی خاک اڑی
دیر تک یہی کیفیت رہی بعد کتنی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من قندیل جادو بود اور قلعہ بلورین کا کہیں پتا بھی نہ لگا
یہ دکھائی دیا کہ کچھ ٹکڑے شیشے کے پڑے ہیں لیکن جتنی دیر تک آندھی چلا کی اتنی دیر میں خواجہ صاحب نے سارا انتظام اپنا درست
کر لیا کہ قندیل اپنی زنبیل میں رکھ لی گہنا قندیل جادو کا کپڑوں سمیت اتار کر داخل زنبیل کیا اور خود ہیئت اصلی سے اس
ساحرہ کا لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی میں حاضر ہوئے جب آندھی برطرف ہوئی تو سب سردار بھی عقب میں عمرو کے آئے
امیر نے سب کو گلے سے لگا لیا عمرو کو بادشاہ نے جدا خلعت دیا امیر نے جدا روپیہ عنایت فرمایا طبل شادمانی بجا ادھر فرعون
نہایت ملول گنبد مینائی سے اتر کر فیکول سوم کے اگر تخت پر بیٹھا کہ ایک کبوتر جنگلی اُڑتا ہوا آیا ہاتھ پر فرعون کے بیٹھ کر گونجنے لگا
فرعون نے دیکھا کہ گلے میں اسکے نامہ بندھا ہوا ہے کھولکر پڑھا لکھا تھا کہ یا خداوند معلوم ہوا ہے کہ آپ بڑے عادل ہیں
دوست دشمن کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہیں اب اس عدالت کو رہنے دیجیے اور انتظام اپنی خدائی کا درست کیجیے زوران
خدا پرستوں کا توڑیے دیکھیے کہ انھوں نے کیسے کیسے ظلم کیے ہیں یہانتک کہ ہمیں میری قندیل جادو تو ماری گئی لیکن آپ
طبل جنگی بجوائیں کل میں مقابلہ کرونگی اور عوض اپنی ماں اور بہن کے خون کا لونگی یہ دیکھکر فرعون نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
نقارہ ندمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گونجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوئے یہاں دربار جمع ہے بادشاہ
تخت پر جلوہ افروز ہیں امیر کشور گیر دنگل شوکت پر متمکن ہیں سب سردار جمع ہیں تعریفیں عمرو کی ہو رہی ہیں جملہ سرداروں نے
حسب توفیق عمرو کو دیا ہے بادشاہ نے پوچھا کہ خواجہ یہ قندیل کیسی تھی امیر نے پوچھا کہ کیا کوئی منتر اسکو کسی وجہ سے اپنی
یاد کر لیا تھا ملکہ جادو نے بتا دیا تھا یا طاؤس جادو سے حاصل کیا تھا خواجہ کچھ کہو تو عمرو نے کہا کہ حمزہ جب یہ ساحرہ میدان
میں آئی تو آپ کو یاد ہوگا کہ اسنے مجھپر طعن کی تھی کہ جسنے میری ماں کو مارا ہو سر میدان مجھسے مقابلہ کرے میں اُسوقت مصلحت سے
ٹل گیا فکر کر رہا تھا کہ کیا کروں قریب شام میں نے مسند فضی حضرت داؤد علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کی نکالی اور معجزہ طلب کیا
کہ وہ بصورت قندیل ہو گئی جس وقت یہ میدان داری کرکے چلی ہیں میں نے سر میدان عیاری کر کے اسکو مارا بادشاہ نے و صاحبقران
نے عمرو کی فطرت کی بہت تعریف کی یکایک جوڑی ہرکاروں کی پسینے میں غرق گرد میں اٹی بدحواس آئی اور بعد دعا و سلام
بادشاہی کے دست بستہ عرض کیا کہ طبل جنگی لشکر فرعون میں بجا ہے اور کل بہن قندیل جادو کی شکیل جادو مقابلہ کریگی
فرمایا کچھ پروا نہیں یہاں بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی بموجب حکم کوس حربی نوازش میں آیا دونوں لشکروں میں تیاری
ہونے لگی بادشاہ نے دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے غرضکہ رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور ستارہ
سحری فلک پر چمکا لشکر اسلام سے آواز اذان بلند ہوئی فوج کفار میں ناقوس بجنے لگے بت پرستی ہونے لگی غرضکہ سب اپنے
اپنے فرائض دین سے فراغت کرکے میدان کارزار میں آئے فرعون مع لقا بختیارک چند سرداروں کے گنبد مینائی پر آکر بیٹھا

ادھر صاحبقران اور شاہ اسلام میدان میں آئے بعد صف آرائی کے نقیب نعرے کر نکل گئے ہیں کہ دیکھا ایک تخت دست چپ
کی طرف سے بالائے ہوا اڑتا ہوا میدان میں چلا آتا ہی اور اوسپر نازنین مہر تمکین بصد تزئین جلوہ افروز ہی کہ نور جمال سے تختہ
صحرا روشن ہو گیا ہی ایک مرتبہ اُسنے آواز دی کہ اے خدا پرستو بڑے بڑے ظلم کیے تمنے کہ خداوند کو ستایا گھر کے گھر ساحروں کے
برباد کر دیے لیکن کہاں جاؤ گے قہر خداوندی سے بچکر جیسے تمہارے مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے ادھر سے پہلوان عادی
کہ جب سے یہ آئی ہی اسیر عاشق ہو چکے ہیں سامنے تخت بادشاہی کے آئے مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا جاؤ خدا تمہارا
نگہبان ہو عادی میدان میں آیا اور پکارا کہ اے یار جانی واہ محبوب جادو ادائی تمہاری محبت ہمیں کھینچ لائی ہی ہم لڑنے نہیں آئے
ہیں اسوقت اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو میرا عاشق ہی تو میرے پاس رہیگا کیوں گھبراتا ہی اور ایک گولہ فولادی جھولی سے
نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور تتق گرد وغبار بلند ہوا بعد ایک گھڑی کے وہ گرد برطرف ہوئی
دیکھا کہ ایک عمارت تیار ہی کہ جسمیں ہزارہا دروازے ہیں اور سب بند ہیں اب شکیل جادو نے ایک لٹ اپنے بالوں کی
توڑی اور اُسمیں سے دو بال کچھ اسم سحر کا پڑھکر پھینکے کہ وہ رسن بنگئے مشکین عادی کی باندھکر قریب اُس عمارت کے
کھینچ لیگئے اور اُسکا ایک دروازہ کھلا عادی اُسمیں چلا گیا اب وہ دروازہ بند ہو گیا بختیارک نے دیکھکر کہا تم کیسے تھے اچھی ہی
بشرطیکہ مرشد یا مرشدزادے انکو چھوڑیں غرضکہ دن بھر میں اُسنے ساتھ ستر سردار امیر کیے اور آپ تخت اُڑا کر اُسی طرح قلعہ
زمردی میں کہ اُسنے سحر سے میدان میں اپنی حفاظت کے لیے تیار کیا ہی اُسمیں چلی گئی دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے
فرعون تقدیریں بگھارتا ہوا گنبد مینائی سے اُترا امیر نہایت طول کمال پریشان داخل بارگاہ ہوئے عیاروں پر تاکید کی کہ جلد
اسکی تدبیر کرو سب عیار اُسی وقت اپنی اپنی فکر میں سرگشتہ ہوئے لیکن عمرو کو آج امیر اپنے پاس سے جدا نہیں کرتے
خواجہزادوں نے بھی منع کر دیا ہی کہ اس رات عمرو کہیں نہ جائیں کہ ابر سخت ہی ادھر یہ ساحرہ یعنی شکیل جادو قلعے میں آئی
بیٹھی ہوئی شب ماہ کی کیفیت دیکھ رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے گرد کا اُڑنا شکیل جادو غور سے دیکھنے لگی کہ یہ کیا
ماجرا ہی دیکھا کہ وہ گرد قریب آئی اور اُسمیں سے ایک گائے پیدا ہوئی کہ بھاگی ہوئی چلی آتی ہی گلے میں اُسکے گھنٹی پڑی ہوئی ہی
ملتھے پر ایک تختی سونے کی لگی ہوئی غور سے دیکھا تو اُسمیں لکھا ہوا کہ گائے سامری ہی یہ دیکھکر شکیل جادو بہت خوش ہوئی اور سوچی کہ
اسے پکڑ کر پالنا چاہیے یہ سوچ کر گنبد سے نیچے آئی اور قریب اُس گائے کے پہونچی لیکن وہ گائے منہ اُٹھائے چہار طرف گھبرائی ہوئی
دیکھ رہی ہی کہ دوسری گرد اُڑی دیکھا شکیل جادو نے ایک شیر ڈکارتا ہوا تعاقب میں اُس گائے کے آتا ہی شکیل جادو سمجھی کہ
یہ اُسی کے خوف سے بھاگی آتی ہی جلدی سے ایک ترنج کچھ پڑھکر پھینکا کہ ایک دیوار درمیان میں شیر کے حائل ہوگئی شکیل جادو
نے گائے کے پاس آکے ہاتھ پشت پر پھیرا وہ گائے اسے اپنے حال پر شفیق پاکے منہ پاؤں پر ملنے لگی اور اُس گائے نے گھنڈیاں پیٹ
کی کھولیں اور سر تا نگوں میں ڈالکر شکیل جادو کو الٹ دیا اور نعرہ کیا منم چالاک بن عمرو کھال گائے کی تو ایک چھال
کی طرح الگ جا پڑی ہی چالاک نے تیغچہ عیاری مارکر شکیل جادو کا سر جدا ہو گیا ایک شور نزول ہونے لگا زمین لرزی آتشباری
برف باری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شکیل جادو بود چالاک نے دیکھا کہ گنبد زمردیں نیست و نابود ہی
چالاک نے گٹھا اُسکا اتارا اسباب و مال لیکر راہی ہوا اور وہ شیر جو اُسکے تعاقب میں آیا تھا وہ ایک شاگرد اُسکا تھا کہ اُسے
شیر کی شکل بنا کر دھوکا دینے کو لایا تھا ادھر امیر بارگاہ ہشتامی میں نہایت متردد بیٹھے تھے کہ دیکھا ہوائے تند چلی امیر سمجھے تھے
کہ آندھی آتی ہی یکایک جتنے سردار امیر کے اسیر سحر ہوئے تھے سب یکبارگی بارگاہ میں گھس آئے امیر متحیر ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہی
عمرو نے کہا کہ حمزہ مقام حیرت نہیں کسی عیار نے اُس جادوگرنی کو مارا ہوگا ہنوز امیر پوچھنے نہ پائے تھے کہ ان سرداروں نے اپنے اپنے
رنگوں پر تعجب کہا کہ یا امیر یکایک ہماری آنکھیں جھپک گئیں اب جو آنکھ کھلی تو اپنے کو اُس قید میں تنہا دیکھا کر میدان میں

کھڑے ہوئے ہین ہم بخوف وخطر چلے آئے کہ اسی اثنا مین چالاک بن عمرو سر شکیل جادو کا لیے ہوئے پہونچا امیر نہایت خوش
ہوئے چالاک کو خلعت دیا عمرو اس سے بہت جلے کہ اسکو خلعت ملا دیے ملے مگر مجھے کچھ نہین دیا لیکن سردارون نے سر جو
شکیل جادو کا دیکھا متعجب ہوئے اور کہا کہ یہ شاید بزور سحر حسین بنکر آئی تھی اسلیے کہ اب تو اسکی وہ شکل نہین ہے سیاہ رنگت
ناک چپٹی دانت بڑے بڑے آنکھین چندھی ہین امیر نے حکم دیا کہ طبل شادمانی بجے یہان تو نقارہ شادمانی بجا لیکن فرعون
جو پلٹ کر دربار مین آیا بیٹھا شراب پینے لگا نشۂ شراب مین حکم دیا کہ طبل قہاری بجے کل سب خداپرستون کو ہاتھ سے شکیل جادو
کے قتل کراؤنگا بختیارک سمجھا کہ قضا شکیل جادو کی آگئی اب مرشد جلد تدبیر کرینگے یہان نقارہ بج رہا ہو کہ یکایک جوڑی
ہرکارون کی آئی بددعا دے کر عرض کیا لشکر حمزہ مین طبل شادمانی بج رہا ہو اور گنبد زمردین غائب ہی اور وہ عمارت جو بیچ
میدان مین تھی نہین نظر آتی سب سردار بارگاہ مین پہونچ گئے کہ دوسری جوڑی ہرکارون کی آئی اور عرض کیا کہ چالاک
بن عمرو نے شکیل جادو کو مارا بختیارک نے صلوٰۃ پڑھی اور کہا کہ مرشدزادے کیا کام ہین ایسے ولیون کو تو وہی دیکھ بھال لیتے ہین
فرعون دل مین پشیمان بیٹھا ہو کہ مین نے ناحق نقارہ قہاری بجوایا اب کل اور بھی خفت ہوگی یہ اسی سوچ مین حیران و پریشان ہو

اب چند کلمے داستان آنا موسیقار جادو کا بیابان موسیقار سے اور دو روز تک میدانداری کرنا اور تباہی لشکر اسلام کی بعد اسکے مارا جانا ہاتھ سے مہتر قران کے

لیکن موسیقار جادو نے جب اپنی دونون بیٹیون کو رخصت کر دیا آپ سحر تیار کرنے مین مصروف ہوا ایک چبوترہ بلور کا
بنایا اسپر ایک چراغدان رکھا اور چراغ حیات قندیل جادو کا رکھکر برابر اسکے چوکی زمرد کی بناکر اسپر وہ پتلی جو شکیل جادو کی
زندگی کی مخبر تھی اُسے بٹھایا تھا ایک روز گذرا تھا شام قریب تھی کہ موسیقار جادو نے دیکھا کہ جھونکا ہوا کا آیا اور چراغ گل ہوگیا
پتلی نے سر پیٹ لیا اور پکاری کہ ہائے بہن قندیل جادو تجھین عمرو نے مار ڈالا موسیقار جادو سحر تیار کر رہا تھا یہ ماجرا
دیکھکر رونے لگا سمجھا کہ قندیل جادو کا بھی خاتمہ ہوا اب اُسنے یہ ارادہ کیا کہ کل ہی یہان سے چل ایسا نہو کہ شکیل جادو
پر بھی کچھ گذر جائے دوسرے روز سامان اپنے چلنے کا درست کرکے دو گھڑی رات گئے منقل آتشین اپنے سامنے رکھکر کچھ پڑھکر
کانے تل اسنے جلائے کہ دھوان اُنکا اُٹھکر سر پر اسکے قائم ہوا کہ یکایک وہ پتلی بھی جلکر خاک ہوگئی موسیقار جادو نے
گریبان چاک کیا دستار سر سے پھینک دی بہت رویا پیٹا معلوم ہوا کہ شکیل جادو بھی ماری گئی لیکن خود لوٹ پوٹ کر
ایک جانور کی شکل بنکر اُس دھوین مین پوشیدہ ہو کر طرف ملک فرعونیہ کے راہی ہوا فرعون بعد مرنے شکیل جادو کے متردد
بیٹھا تھا ارادہ کر رہا تھا کہ کسی کو ساحر شمشش کے پاس بھیجون کہ یکایک آواز صاعقہ کی آئی ہوا مین تیزی پیدا ہوئی دیکھا کہ
ایک ٹکڑا ابر نیچا ہوتا چلا آتا ہی جب وہ ابر بہت نیچا ہوگیا تو ایک جانور مہیب فیل پیکر اُسمین سے نکلکر سامنے فرعون شاہ کے
آکر بیٹھا کہ منقار مین اسکی ہزارہا سوراخ تھے اور اُنمین سے آواز ساز کی پیدا تھی بس وہ جانور زمین پر لوٹ گیا اور شکل انسانی اُسنے
پیدا کی فرعون نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب صورت ہی کہ بال عقید قتید چھوٹے ہوئے منہ پر بھبھوت ملا ہوا آنکھون سے
آنسو جاری گویا غم مین کسی کے مبہوت ہو رہا ہی فرعون نے پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہی اُسنے عرض کیا کہ بندہ سامری ہون نام میرا
موسیقار جادو ہی زوجہ میری خنقار جادو حضور پیر پُر نثار ہوئی دونون بیٹیون کو اپنی مین نے آپکی مدد کو بھیجا تھا وہ بھی
ہاتھ سے عیارون کے نہ بچین یا خداوند آپ پریشان نہون کل مین ان سب کو سر میدان اسیر کرونگا اور تین روز مین کل
خداپرستون کا استیصال کرونگا بختیارک نے کہا اے موسیقار جادو اگر یہی ارادہ ہی تو رات کو شہر مین رہنا کہ گرد شہر کے
خداوند ساحران لیے شمشش جادو نے طلسم باندھ دیا ہو کہ یہان کوئی نہین آسکتا اگر اسکے باہر رہوگے تو دغا اٹھاؤگے
تمہاری دونون بیٹیون نے بھی حصار قائم کیا تھا لیکن وہ نادان تھین حصار سے باہر نکل کر ماری گئین تم خبردار رہیان سے

باہر نہ جانا موسیقار جادو نے کہا ملک جی ایسا ہی ہوگا فرعون شاہ جیسے یہ آیا ہی بھول گیا ہی کہتا ہی کہ ای بندگان مین
دیدید قدرت مرا مین نے اسی کے خیال سے طبل تمہاری بجوایا تھا شکیل جادو کی تو عمر مین نے اتنی ہی لکھدی تھی غرض کہ
موسیقار جادو نے کچھ اسباب سحر فرعون سے طلب کیا اور قریب اُس تالاب کے جسمین پانی مشکش نے پڑھکر ڈلوایا تھا
جاکر خون خوک سے چوکہ دے کر ایک نالی کھودی بطور گندے کے اور اُسمین کچھ چنگاریان آگ کی ڈالدین بیچ مین اُسکے بیٹھکر
کچھ ٹکڑے شیشے کے ڈالدیے اور کچھ سحر پڑھا کہ آن واحد مین ایک گنبد تیار ہوا کہ راستہ اُسمین جانے کا نہ معلوم ہوتا تھا گرد خندق
کے آگ روشن تھی اور وہ گنبد غن غن گھوم رہا تھا اور آواز ساز کی اُس سے پیدا تھی ادھر امیر بارگاہ مین بیٹھے تھے کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ موسیقار جادو فرعون کی مدد کو آیا ہی فرمایا کچھ پروا نہین لیکن عمرو نے کہا کہ حمزہ مین نے بار بار عرض کیا تھا
کہ فرعونیہ مین بہت بلا مین ہین تم نے نہ مانا یہان جان ہم سبکی لینے آیا امیر نے فرمایا خواجہ اگر تم مرنے سے ڈرتے ہو تو بھی چلے جاؤ
ہمپر جو گذریگی سہینگے عمرو نے کہا کہ مین اپنے مرنے سے نہین ڈرتا ہون مجھے تو خداوند کریم سے وعدہ ہوچکا ہی کہ جب مین خود
موت مانگونگا تو مرونگا مین نے ابھی ایک مرتبہ بھی اُس بُری چیز کا نام نہین لیا خیال تیرا اور سب لشکر کا ہو کہ بعد تیرے
مجھے بھی خدا سے موت مانگنا پڑیگی امیر نے فرمایا خواجہ اگر قضا ہی تو جہان ہونگے نہ بچینگے اور موت نہین ہی تو اس موسیقار
حرامزادے کی کیا حقیقت ہی سر میدان مارینگے غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون مین آکر سو رہے رات
تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا امیر مع بادشاہ اسلام و سرداران
عالیمقام میدان جدال و قتال مین آکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا امیر نے شہر فرعونیہ کیطرف سے ایک آندھی سیاہ اُٹھی ہوا تند
چلنے لگی اور ایک جانور مہیب بشکل موسیقار فیل پیکر اُڑتا ہوا آیا کہ اُسکے پرونکی ہوا سے تمام صحرا مین آندھی کی کیفیت تھی وہ
جانور زمین پر گر کر لوٹا اور شکل انسانی پیدا کرکے بیچ میدان مین کھڑا ہوا اب دیکھا امیر نے کہ لشکر فرعون سے کچھ لوگ نکلے کہ ہاتھ
مین کسی کے ڈفتی کسی پاس رباب تھا کسی پاس چنگ کوئی پیالیان جلترنگ کی لیے ہوے غرض سو آدمی کے قریب ساز
لیے ہوئے آئے اور گرد اُس ساحر کے تھیکو بجا بجا کے گانے لگے امیر یہ تماشا دیکھکر نہایت متحیر ہوے کہ یہ کیا ماجرا ہی کیا آج ان
لوگون سے لڑنا پڑیگا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی لیکن اُس جادوگر نے ایک تخم عجیب نکالکر زمین پر ڈالا اور کچھ سحر پڑھکے پانی بہایا
کہ اُسی وقت اُگھوا پھوٹا اور آن واحد مین ایک درخت بنکر تیار ہوا اور اُسمین سے ہزارہا شاخین پیدا ہوئین اور ہر ہر شاخ ہزار ہزار
گز بڑھ گئی اور ہزار ہزار جانور کوچک بشکل موسیقار ایک ایک شاخ پر بیٹھے نظر آئے اور اُنکے چہکنے مین صدائے ساز کا انداز تھا اور
ایک جانور بزرگ چوٹی پر ہر شاخ کی بیٹھا ہوا تھا وہ اپنے مقام سے اُڑا اور سر پر صاحبقران کے تین چکر کرکے پھر اُسی درخت پر
جا بیٹھا سارے لشکر نے اُسے تیر مارے لیکن جو تیر قریب اُسکے گیا جلکر خاک ہوگیا عمرو نے کہا کہ حمزہ اسم اعظم تیرا بند ہوگیا امیر نے
یاد جو کیا بالکل فراموش تھا بس رنگ رو متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون عمرو بھی رونے لگا لیکن جسوقت
یہ درخت بنکر تیار ہوا وہ گویے لشکر فرعون مین چلے گئے اب موسیقار جادو نے زیر درخت کھڑے ہوکر پکارا کہ جسنے تمنائے
مرگ ہو وہ میرے مقابلے کو آئے پہلے ایک آدھ سردار بادشاہ سے اجازت لیکر بارادہ جنگ گیا لیکن صدائے ساز مین ایسا
محو ہوا کہ تصویر کی طرح زیر درخت کھڑا ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے صدا ساز کی اسقدر پھیلی اور ایسا اثر ہر ایک شخص کے دل پر کیا
کہ بغیر اجازت دس دس بیس بیس سردار گھوڑے اُٹھائے ہوئے چلے گئے جو زیر درخت گیا تصویر لگی بنگیا نہ ہاتھ پاؤن مین
طاقت معلوم ہوتی تھی نہ ہوش و حواس بجا تھے یہانتک کہ اب یہ حال ہوا کہ رسالے کے رسالے چلے جاتے ہین امیر کشورگیر
بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہین بادشاہ کانون مین انگلیان دیے ہوئے ہین کہ صدائے ساز اثر نہ کرے اور حفظ الٰہی
کے سبب سے بچے ہوئے ہین سردارون مین صرف کرب ولادر باقی رہگئے ہین اور ایک آدھ سردار کہ جنکے کانون مین انگلیان

دے لی ہین وہ بجا ہوا ہے شام تک افسون لشکر سے بھی زیادہ زیر درخت جاکر اور صورت تصویر گل بنکر رہگیا شام کو طبل بازگشت
بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نہایت اُداس کمال پریشان پھر کر داخل بارگاہ ہشتاد ہوئے عمرو پر تاکید کی کہ
کچھ تدبیر کرو عمرو کہہ رہا تہا کہ یا امیر میری عقل نہین کام کرتی کہ کیا کرون کیا نہ کرون دوسرے یہ کہ یہ ساحر حصار شمشش مین رہتا
ہے دن کو آسمان پر سے آتا ہے مین کیا کرون کہ صدا طبل جنگ کی آئی عمرو نے کہا امیر لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے
یہان بھی کوس حربی نوازش ہین ہوئے عمرو بھی تدبیر کے لیے نکلگیا رات بہر عیارون نے کوشش کی حصار شمشش کے اندر
نہ جاسکے بلکہ جو گیا پلٹ کر نہ آیا سب اسیر سحر موسیقار جادو ہوئے کہ زمانہ شب کا برطرف ہوگیا عمرو ناچار واپس آیا صبح کو
دونون لشکر میدان مین آئے امیر بادشاہ اسلام خیمون سے برآمد ہوئے راستہ میدان کارزار کا لیا ادھر فرعون
گنبد مینائی پر جاکر بیٹھا بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نسب نسبے کر کے چلے گئے تھے کہ وہی ہوا تند چلی اور موسیقار
جادو بشکل موسیقار ملک فرعونیہ سے اڑتا ہوا آیا زیر درخت لوٹ لگا کر بہ ہیئت اصلی کھڑا ہوا اور مبارز طلب کیا ادھر
سے جو گیا وہ زیر درخت سکتے مین رہگیا اور موسیقار جادو نے ایک قسم کا باجا اپنی جھولی سے نکالا اور بجانا شروع کیا کہ اسکی
آواز سے صدا ساز کو ترقی ہوئی اور ہر طرف پھیلنے لگی آخر کو کل لشکر امیر سمت زیر درخت پہونچ گیا کہ بے لا اور بھی مسحور ہوکر
زیر درخت چلا گیا شام کو امیر بادشاہ اسلام عمرو و مہتر قران سوا انکے کوئی عیار بھی باقی نہ رہا غرضکہ طبل بازگشت بجا
موسیقار جادو نے کہا کہ خیر آج تو حمزہ بچگیا لیکن کل کہان جائیگا یہ کہکر اُسنے دستک دی کہ جتنے جانور درخت پر بیٹھے تھے وہ
اپنے اپنے مقام سے اُڑے اور جنگل سے منقارون مین اور پنجون مین لکڑیان خشک اٹھا اٹھا کر لانے لگے اور گرد درخت کے
جمع کرنے لگے موسیقار جادو پلٹا فرعون گنبد مینائی سے نیچے اُترا دربار مین آیا ہر ایک سے کہتا تھا کہ دیکھا تمنے کہ حمزہ کا لشکر
ایک بندہ خاص نے میرے کیونکر اسیر کیا کل ان سب خدا پرستونکو اُسکے ہاتھ سے اپنے غضب خداوندی مین گرفتار
کروایا ہوگا اور آتش قہر سے نہ جلوایا ہوگا تو نام اپنا خداوند فرعون شاہ نہ رکھا ہوگا لیکن بختیارک نے فرعون سے کہا کہ
یا خداوند موسیقار جادو سے کہلا بھیجیے کہ آج اس حصار سے باہر نہ نکلے کیونکہ خفتہ سے ڈرنا چاہیے ابھی وہی باقی ہین یعنی رشید کامل
ابھی تک اسیر نہین ہوئے فرعون نے اسیوقت ایک عیار کے ہاتھ نامہ بھیجا کہ آج کی شب اور کل کے دن حصار سے باہر نہ نکلنا
نہین بیٹھے بیٹھے سحر کرنا یہ عیار اسیوقت روانہ ہوا زیر گنبد پہونچکر آواز دی کہ اے موسیقار جادو خداوند فرعون شاہ نے کچھ
کہلا بھیجا ہے دیکھو اگر لینے کی آواز بلند ہوئی گنبد سے کھڑکی پیدا ہوئی اُسمین سے سر ایک جادوگر نے نکالا اُسنے کہا کہ یہ نامہ لیجیے
موسیقار جادو نے دستک دی ایک کبوتر پیدا ہوا ہاتھ پر اس عیار یعنی تیز رو سبک رفتار کے آکر بیٹھا گو بجنے لگا تیز رو نے نامہ
نکالکر ہاتھ پر رکھا کبوتر منقار مین دبا کر اڑ گیا جاکر موسیقار جادو کو دیدیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ خبردار آج کی شب کل کا دن
حصار سے باہر نہ نکلنا جو کرنا ہو اندر ہی بیٹھے بیٹھے سحر سے کام لینا اُسنے جواب نامے کا لکھدیا کہ ایسا ہی ہوگا یہ عیار وہان سے چلا لیکن رات
اندھیری تھی راستہ بھولکر قریب جھنڈون کے چلا گیا بیہوش ہوکر الٹا لٹک گیا وہان اسکے آنے مین دیر جو ہوئی فرعون نے ہمارے دوندہ
سے کہا کیا سبب جو تیز رو سبک رفتار ابھی تک جواب لیکر نہین آیا ہمارے دوندہ نے ایک دو عیار روانہ کیا لیکن یہ جو چلا ہے
ڈھونڈھتا ہوا آتا ہے مین اسکے فقط عیاری روشن ہوا سے تو ہمین چھوڑے الحال گذارش کیا جاتا ہے صاحبقران با اقبال کا کہ میدان
جنگ سے جو پلٹے ہین دیکھتے ہین کہ نہ کوئی سردار ہے نہ فرزند ہے نہ لشکر ہی یہانتک کہ کوئی خدمتگار بھی نہین نظر آتا بازار لشکر کے اجڑے
پڑے ہین ہر طرف سناٹا ہو کا عالم خیمہ خالی چھاؤنیان اجاڑ ہر طرف خاک اڑ رہی ہے بادشاہ مع صاحبقران و عمرو داخل بارگاہ
ہوئے [illegible] کہ خبر ملک فرعونیہ کی لائے امیر دنگل پر بیٹھے بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہوئے امیر نے فرمایا خواجہ
عمر فرزند [illegible] کیونکر معلوم ہو کہا کہ حمزہ عقل خبر دیتی ہے کہ طبل ضرور بجا ہوگا فرمایا یہ تو سچ ہے مگر ہمارے یہان تو کوئی نقارچی نہین

باقی کہ نقارہ ہمارے سفر کا بجائے عمرو نے کہا حمزہ روپیہ ہو تو ادہ آدمی نوکر ہو سکتے ہین فرمایا بھی آدمی کہان سے آوینگے
عرض کیا کہ زمین سے پیدا ہو جاوینگے بھوکے مصیبت کے مارے کہان نہین ہین فرمایا کہ اچھا بھی لکھو تو رقعہ لکھدین عرض کی جب
امیر نے لاکھ روپے کا رقعہ اپنے ہاتھ سے لکھدیا عمرو نے زنبیل سے پتلے فولادی کل کے بنے ہوئے نکالے کہ ہاتھ انکے برابر
چلے جاتے تھے سبکو لیجا کر نقارون کے پاس بٹھا دیا اور ہاتھون مین چوبین باندھ دین کہ ہاتھ انکے اس قاعدے سے
چلتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا نقارچی بجا رہے ہین اب عمرو نے کہا کہ حمزہ تم خبردار رہنا مین اب اپنی فکر مین جاتا ہون امیر
نے فرمایا بھی خواجہ ذرا ہوشیاری سے کام کرنا کہ اتنے مین مہتر قران حبشی سامنے سے آیا امیر نے فرمایا بھی تمہین تو خدا نے بچایا
کہان تھے مہتر قران کچھ جواب نہین دیتا جب کئی بار امیر نے پوچھا اور جواب نہ پایا تو اشارے سے پوچھا سمجھے کہ کانون مین
ٹھیپیان سی ہونگی جب تو بجا اور مہتر قران نے واقع مین اسقدر روئی اپنے کانون مین ٹھونس لی تھی کہ کچھ سنائی نہ دیتا تھا جب
اشارہ امیر کا سمجھا دست ادب بستہ عرض کیا کہ مخدرات عصمت کو اس میدان سے دور لیجا کر خیمہ برپا کر آیا ہون کہ وہ سحر سے
محفوظ رہین امیر نے فرمایا اے مہتر قران بڑا کام کیا کیونکہ مہتر قران پہلے ہی سب خواتین کو سوار کر کے لیگیا تھا اور کچھ عیار حفاظت کے
لیے ہمراہ لیتا گیا تھا کہ وہ سب سحر سے محفوظ تھے بعد ازان قران نے عرض کیا کہ حضور کی خواتین نے عرض کر بھیجا ہے کہ اپنا دیدار انکو
دکھا جایئے کیونکہ زندگی کا اعتبار نہین ہے ایک مرتبہ آپکو دیکھ تو لین فرمایا مین بادشاہ کو تنہا چھوڑ نہین سکتا عرض کیا کہ ظل اللہ
بھی تشریف لیچلین فرمایا اے مہتر قران آج ہی رات تک تو بادشاہی اور ہماری صاحبقرانی ہے صبح کو تو خاتمہ ہوا ابھی سے
تخت تو ویران نہ کرونگا اور اے قران ہمارا سلام آخر سبکو پہونچا دینا اور اب تم پردہ شب مین ان سب دستہ یا شکستہ کو لیکر
چلے جاؤ مہتر قران مصلحت سمجھکر سلام کر کے چپکا وہان سے روانہ ہوا عمرو بھی رخصت ہوا دونون ہمراہ چلے عمرو نے قران کو
گلے سے لگایا اور کہا بھی ناموس سے ہمارے خبردار رہنا ہم جاتے ہین یا تو آج موسیقار جادو سر افراز دستہ کو مارا یا جان
اپنی دی قران نے کہا غلام بھی ہمراہ چلے عمرو نے نہ مانا قران مجبور وہان سے روانہ ہوا قریب اس کوہ سے جا کر جہان
خیمے مخدرات کے تھے اپنے شاگردون کو اپنی طرف سے نائب کر کے حفاظت ناموس کے لیے چھوڑا اور آپ کچھ عیار کچھ سامان
لیکر راہی ہوا لیکن ذرہ عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سیدھی راہ چھوڑ کر درخت موسیقار کے سایہ سے بچتے ہوئے کانون
مین انگلیان دیے ہوئے گلیم عیاری اوڑھتے ہوئے قریب شہر فرعونیہ کے ہو پہنچے لیکن سوچ رہے ہین کہ جھنڈیون کے اندر کس طرح
جاؤن کہ دیکھا ایک عیار ہاتھ مین فتیلہ عیاری روشن لیے کچھ ڈھونڈھ رہا ہے اور ہاتھ مین اسکے ایک آبخورہ ہے کہ پانی سے
بھرا ہوا ہے یہ مرد عیار ہی جو ڈھونڈھتے تیز رو مسکہ قتار کو نکلا تھا دیکھا اسنے تیز رو الٹا لٹکا ہوا ہے یہ جا کر پانی تالاب سے
اسپر چھڑکنے کو لایا ہے قریب آکر چاہتا ہے کہ چھینٹا پانی منہ پر دے کہ دیکھا اسنے ایک عورت نہایت حسین زیور سر سے
پاؤن تک پہنے ہوئے بیٹھی رو رہی ہے یہ ہزار جان سے عاشق ہو گیا پہلے اسنے ہوشیار نہ کیا بتا بانہ دوڑتا ہوا آیا پوچھا کہ ای
یار جانی وای دوست جاودانی تم کہان یہ صحرائے پر ہول کہان اسنے کہا کہ مین غم زدہ کیا حال اپنا بیان کرون مصیبت کی
ماری ہون اپنے شوہر کے ساتھ اپنے میکے سے سسرال جاتی تھی اسنے کہا کہ مین ذرا پیشاب کر لون تم یہین ٹھہرو وہ تھوڑی دیر
ٹھہرا تھا کہ کچھ قزاقون نے آکر اسے مار ڈالا اور مال و اسباب چھین لیا مین یہ دیکھ کر ایک درخت کی آڑ مین ہو گئی تھی اس سے بچ گئی وہ قزاق اسکو
قتل کر کے چلے گئے کاش مین بھی مر جاتی اور وہ مجھے بھی قتل کر ڈالتے تو بہتر تھا اسنے کہا کہ تم کیون گھبراتی ہو ہمارے ساتھ چلو اپنا گھر سمجھو
ہمارے گھر مین رہو جو کچھ ہمین میسر ہے آسے قبول کرو اسنے کہا کہ اچھا مین چلتی ہون تم تو ایسے آئے جیسے بے مانگے مراد ملے اب تمہین کبھی
چھوڑتی ہون جہان کہو چلون میرا کون پوچھنے والا ہے اس عیار کا دل اسکی باتون پر لہا جاتا ہے ہاتھ پکڑ لیا کہ چلو وہ عورت اٹھی کہ
کچھ کھٹ سے گرا دیکھا تو ایک تیغ بیا ہے اس عیار نے کہا اسمین کیا ہے کہا کہ میرا شوہر سودا گر تھا اسنے ایک لعل ساتھ لا کر دیا تھا وہ یہ ہے

پاس تھا اس سے بچگیا یہ سننا تھا کہ اُسکے مُنھ مین پانی بھر آیا کہا کہ مین تو دیکھون دل مین کہ رہا ہی کہ سونے کی چڑیا ہاتھ لگی اس عیار نے وہ ڈبیا اُٹھا کر ایک ہاتھ سے کھولی نہ کھل سکی آبخورہ پانی کا اُس عورت کو دیا اُسنے پوچھا اسمین پانی کیسا ہی کہا کہ بغیر اسکے جبڑ کے شہر فرعونیہ مین نہین جا سکتا اب لکو اس عورت کے اور ایک قوت حاصل ہوئی لیکن اُس عیار نے ڈبیا کو مُنھ کے برابر لا کے زور کیے جو کھولا تو ایک بقعہ اُڑا اور وہ عیار چھینک مار کر بیہوش ہوا اُس عورت نے نعرہ کیا کہ منم عمرو بن اُمیہ ضمری اُسی وقت خنجر سے اُس عیار کو ذبح کیا مال و اسباب کپڑے تک لے اپنی زنبیل کر لیے آپ اُسکی شکل بنکر پانی اپنے اوپر چھڑک کر جھنڈیون سے گذرے دیکھا کہ ایک عیار اور بیہوش پڑا ہی اُسے بھی ذبح کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگے دیکھا کہ ایک دو پرچے پگڑی سے اُسکی نکلے اُنھین پڑھا ایک مین تو لکھا تھا کہ ای موسیقار جادو ہوشیار رہنا نجتیارک کی طرف سے لکھا تھا کہ جتنک وہ دزد مکار باریک گردن نہ گرفتار ہوگا لڑائی نہ سر ہوگی عمرو نے دل مین کہا کہ اچھا حرامزادہ کہان جاتا ہی اگر زندگی ہی تو سمجھونگا اور دوسرے مین مرقوم تھا موسیقار جادو کی طرف سے کہ عمرو اور حمزہ کی آج ہی رات کو تدبیر ہو جائیگی مین سحر سے سمجھکر جہان ہونگے پکڑ بلاؤنگا عمرو ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اب چلکر اس عیار کی شکل بنکر کچھ تدبیر کرنا چاہیے کہ ایک پنجہ گرا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا عمرو سمجھ گیا کہ قضا آگئی آنکھین بند کرلین بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک پنجرے مین بند دیکھا سامنے ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا لیکن موسیقار جادو نے جب عمرو کو گرفتار کر لیا نامہ فرعون کو لکھا کہ مین نے عمرو کو پکڑ لیا الغرض صبح ہوئی فرعون گنبد بینائی پر آکر بیٹھا لقا نجتیارک اور سردار بھی ہمراہ تھے دیکھا کہ تمام لشکر امیر کا زیر درخت کل سردار مست جمع ہی اور لکڑیان ڈھیر کی ڈھیر لگی ہوئی ہین اب تک جانور لا لا کر لکڑیان جمع کر رہے ہین امیر کشور گیر اشقر پر سوار بادشاہ عوض تخت کے آج گھوڑے پر جلوہ افروز ہین دیکھا ہوا سے تند چلی اور موسیقار جادو منقار مین پنجرہ عمرو کا لیے ہوئے آیا درخت مین لٹکا دیا اور پکارا کہ ای عرب کیا تو میرے مقابلے کو نہ آئیگا یہی دعوی شجاعت کا کرتا ہی امیر ان کلمات کے سُننے کی کب تاب رکھتے ہین بادشاہ سے عرض کی کہ اب مجھکو اجازت ہو یہ کہکر حفظ ہیکل گلے سے اُتار کر بادشاہ اسلام کی گردن مین ڈالدی بس حفظ ہیکل کا گلے سے اُترنا تھا کہ امیر دیوانہ وار دوڑے ہوئے اُس درخت کے قریب آئے کہ درخت سے ایک شاخ جھکی اور کمر مین امیر کے لپٹ گئی امیر بند ہوکر رہگئے بادشاہ اسلام نے یہ دیکھکر گریبان پھاڑا اور بے اختیار ہوکر دوڑے اور کچھ خود بخود جا ایسا دم گھبرایا کہ حفظ ہیکل گلے سے اُتار کر پھینک دی کہ اسی طرح دوسری شاخ درخت کی نیچی ہوکر بازوون مین بادشاہ کے لپٹ گئی یہ بھی اسیر ہوئے اب موسیقار جادو نے فرعون سے کہا کہ مین ابھی ان سبکو جلائے دیتا ہون یہ کہکر منقل آتشین روشن کی اور بیٹھکر کچھ پڑھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک شاخ درخت کی نیچی ہوئی اُسپر سے ایک جانور اُڑ کر اسکے ہاتھ پر آبیٹھا کہ منقار مین اُسکی ہزارہا سوراخ تھے لیکن ایک سوراخ بند تھا اُسے بھی موسیقار جادو نے کھولکر جلدی سے اُڑا دیا وہ جانور شاخ درخت پر بیٹھا اور اُس سوراخ سے ایک صدا ایسی پیدا ہوئی کہ جس سے شاخ درخت مین آگ لگ گئی اب موسیقار جادو جس شاخ سے جانور پکڑ کر چھوڑتا ہی اسمین آگ لگ جاتی ہی جسوقت یہ شاخ آخر کو جلائیگا اُسوقت سحر ختم ہوگا اور ہیزم مین بھی آگ لگے گی یہ مصروف سحر ہی کہ یکایک دُھن نقارے کی بلند ہوئی دیکھا کہ جانب صحرا سے پانچ فیل بزرگ اُنپر ڈنکا ہوتا ہوا اور نوبت خانہ بجتا ہوا پیچھے اسکے ہزارہا ساحر ہین ایک ساحر قوی الجثہ اژدر پر سوار کہ اژدر قلابہ آتشین چھوڑ رہا ہی آواز یا سامری یا جمشید کی بلند ہی اور نوبت نقارہ اسقدر بج رہے ہین کہ صدائے ساز بالکل سُنائی نہین دیتی فرعون لقا نجتیارک سب متحیر تھے کہ یہ کیا ماجرا ہی لیکن اُس ساحر نے آواز دی کہ او موسیقار جادو حرامزادے مغضوب درگاہ سامری آ تو میرے سامنے دیکھ ابھی تیرا اسرار سحر مٹا دونگا تجھکو خاک مین ملا دونگا منم قہار جادو فرستادہ خداوند سامری یہ سُننا تھا کہ موسیقار جادو تھرا گیا اُسنے دوسری آواز دی کہ آتا ہی یا دہین آؤن موسیقار جادو نے دیکھا کہ یہ ساحر

نہایت زبردست معلوم ہوتا ہی اور فرستادہ سامری ہی اس سے ڈرنا چاہیے اگر تو اس سے عاجزی نہ کریگا تو مارا جائیگا جلدی
سے سحر کو ترک کیا اژدر آتش فشان پر خود بھی سوار ہو کر چلا کر خداوندگی مین نے ایسی کونسی خطا کی ہی مین تو آپکے دشمنون کو
قتل کرنے کی کوشش و تدبیر مین مصروف ہون سحر کو ترک کرکے آپکے خوف سے چلا آیا قہار جادو نے کہا حرامزادے حبشی
مشمش جادو نے خداوند سامری کو بھولکر دعوی خداوندی کا کیا ہی سامری کو بہت برا معلوم ہوا کہ یہین بھول گیا خود خداوند
بن بیٹھا اسپر تین مہینے ایسے سخت کر دیے کہ یہ اسمین ضرور ان خداپرستون کے ہاتھ مارا جائیگا اور تو مغضوب خداوند یکا خریک ہوا
مجال ہی تیری کہ مسلمانون کو قتل کرے یہ مسلمان غضب ہین خداوند سامری کے یہ سنتا تھا کہ موسیقار جادو نے کہا مین ابھی ان سب
مسلمانون کو جلا دونگا لیکن پہلے تیرا تو خاتمہ کر لون ارے تو خداوند مشمش جادو کو برا کہتا ہی یہ کہکر اژدر ا پر اژدر قہار جادو کے
لایا قہار جادو نے جب دیکھا کہ یہ سامنے آگیا یہی زد ہی بس قہر و غضب مین آکر ایک ڈنڈا پشت پر اپنے اژدر کے مارا کہ یا تو وہ اژدہا
قلاب تیغین چھوڑ رہا تھا یا ایک بگولا گرد کا اس زور سے نکلا کہ موسیقار جادو کو خاک بسر کر دیا بلکہ خاک مین ملانے کی تدبیر کر دی
کہ موسیقار جادو جھینک مار کر اپنے اژدہے پر سے قلابازی کھا کر گرا قہار جادو نے نعرہ کیا کہ باش ای کفار بچیا منم
مہتر مہتران صاحب نعرہ گران نظر کردہ علی عمران نے مہتر قران اور دوڑ کر نعرہ مارا کہ اگر نہوا دیکھا کہ یہ کافور دین تن ہی
تھیلیان بارود کی نکالکر اسپر ڈالین اور دور ہٹکر حقہ آتشبازی مارا کہ آگ لگ گئی خرمن ہستی اس ملعون کا جلکر خاک ہوا آندھی چلی
زمانہ تیرہ و تار ہو گیا زمین کو زلزلہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من موسیقار جادو بود حیف جاند لوہم
و مطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی دیکھا تو نہ وہ درخت ہی نہ جانور ہین لاش اس جادوگر کی پڑی ہی لیکن پوست تک
جلگیا ہی کچھ بت سونے چاندی کے پڑے ہین قران نے سب سمیٹ کر اپنے قبضے مین کیے ادھر سارا لشکر مع صاحبقران ہوش
مین آیا امیر میدان سے پھرے لیکن عمرو جو چھوٹا دیکھا کہ لکڑیون کا انبار ہی جال لیا سی مار کر سمیٹ سمیٹ کر سب نذر زنبیل
کر لین امیر بارگاہ مین داخل ہوئے طبل شادمانی بجا مہتر قران بھی دربار مین آیا امیر نے سات خلعت دیے بادشاہ نے دو
خلعت اور ایک کرور روپیہ عنایت کیا مہتر قران نے سب خواجہ سلامت کے آگے لاکر رکھدیا اور عرض کیا کہ استاد آپ ہی
کی جوتیون کا صدقہ ہی عمرو نے کہا بابا یہ سب مال تمھارے پاس سے تلف ہو جائیگا مین بحفاظت اپنے پاس رکھونگا جب چاہنا
لے لینا یہ کہکر نذر زنبیل کر لیا قران نے وہ بت جو موسیقار جادو کو مار کر پائے تھے پیش کیے کہا ابھی اسکے کپڑے بھی بہت تکلف
کے ہونگے وہ تمنے کیون چھوڑ دیے قران نے کہا وہ روئین تن تھا اس سے مین نے اسے جلا دیا کپڑے بھی جلگئے آپ بہت خفا ہو
اور کہا ابھی جو روئین تن ہو اسے جلاتے نہین ہین یہ کام اناڑیون کا ہی تجھ سے سر کچل دیتے ہین قران سرنگون ہوا اور عرض کیا
کہ بجا ہی آپ استاد ہین مین شاگرد میرے آپ کے کچھ فرق ہونا ضرور ہی خواجہ نے بھی قران کو خلعت عطا کیا یعنے ایک کلاہ کاغذ
کی جسمین بنی لگی ہوئی ایک طرہ جھوٹے تار و نکا لگا ہوا قران نے سلام کرکے لیکر بفخر اپنے سر پر رکھ لیا امیر نے فرمایا کہ ناموس کو
لے آؤ قران روانہ ہوا لیکن خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جسکو لکڑیان جلانے کی ضرورت ہو مجھسے مول لے اور کہین سے نہ لائے
ورنہ جرمانہ دینا پڑیگا اور ایک طرف تھیلیان نکالکر نیلام کر لیا تین ہزار روپے کی لکڑیان بیچین یہان فرعون بے سامان ہو کر
گنبد بینائی سے دربار مین آیا ایک ساحر کو اسکے پاس صرف کار ہائے ضروری کے لیے رہا کرتا ہی پاس ساحر مشمش کے بھیجا عرضی ہی لکھی
اور حال مارے جانے خنقار جادو وغیرہ کا غائب ہونا ابر و دریا کا اور مارے جانا قندیل جادو و مشمش جادو کا پھر آنا
موسیقار جادو کا اور قتل ہونا اور لکھا تھا کہ ای باعث خداوندی فرعون میرے واسطے ضرور کوشش کیجیے مجھسے غافل نہو جیسے وہ
ساحر عرضی لیکر روانہ ہوا بختیارک خوب ناچا اور فرعون شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے مین تو کہتا تھا کہ ان خداپرستون کو مشکل
عادت ہی نہین ہی یہ حبشی بچہ نہین معلوم کہان چھپا ہوا تھا یا خداوند ان عیارون کے سامنے تو جادوگرون کی کچھ حقیقت ہی نہین ہی

ایسا جھٹ پٹ مار ڈالتے ہیں کہ کچھ دیر ہی نہیں لگتی فرعون نے کہا ہاں جی یہ خدا پرست جائینگے کہاں میرے ہاتھ سے مگر
نقابدار یہ رنگ دیکھکر فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ یا خداوند یہ سب لاحاصل تھا ہم تمام لشکر حمزہ کا کام تمام کرینگے
آپ طبل جنگ بجوائیے فرعون پکارا میں نے ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر لکھی تھی

داستان لڑائی نقابداروں کی اور عمرو کا نقابدار آئینہ پوش بنکر انکو پکڑنا اور مارنا

راوی کہتا ہے کہ فرعون نے موسیقار جادو کے مرنے سے غضبناک ہوکر حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ زنی
پر چوب پڑی ہرکاروں نے خبر امیر کو دی امیر خوش و خرم بیٹھے ہیں ناموس سے ملکر آئے ہیں گویا بار دگر زندگی ہوئی ہے محل
میں منت کے کونڈے ہوئے تھے سبکی چراغی خواجہ صاحب کو ملی ہے اُنھوں نے نذر دی تھی تعریفیں جہتر قران حبشی کی ہو رہی ہیں
یہ وہی خلعت کاغذ کی ٹوپی عطیہ خواجہ عمرو کا پہنے ہوئے تخت زرین پر کھڑے ہیں کہ خبر ہوئی فرعون نے پھر طبل جنگ
بجوایا ہے یہ سنکر فرمایا امید ہے کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی کوس خروجی بجے جو کچھ پروردگار عالم ہمارے
حق میں بہتر جانیگا وہ کریگا اسی وقت طبل سکندری پر چوب پڑی نقارے کی صدا بلند ہوئی تمام لشکر کو خبر ہوئی
ہر ایک اپنی تیاری کرنے لگا چار پہر رات تیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے ہمراہ مع تمام سرداران حرب کارزار
میں آکر کھڑے ہوئے فرعون آکر گنبد مینائی پر بیٹھا لقا بختیارک روشن تاجدار منور وزیر فرعون کا سب آکر پیچھے چاروں
نقابدار اور سب سردار میدان میں آئے مقابل لشکر اسلام آکر کھڑے ہوئے صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں لیکن
فرعون نے منور وزیر کو واسطے انتظام لشکر کے بھیجدیا نقیب نہیب دیکر چلے گئے سب سردار نگران تھے کہ دیکھیں کون
نکلتا ہے کہ لشکر فرعون سے عاد زرہ پوش اپنے گینڈے کو اڑا کر سامنے گنبد مینائی کے آیا سجدہ کیا اجازت میدان چاہی
فرعون پکارا کہ جا سپرد کیا اپنے ید قدرت کو تو سب خدا پرستوں پر غالب ہوگا عاد زرہ پوش بار دگر گینڈے پر سوار ہوکر
نکلا میدان میں آکر خوب کرگدن کو جولانی دی مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے شاہزادہ زنگبار رفیق کرب نامدار موسوم بہ ثریا زنگی
گھوڑے کو اڑا کر سامنے تخت بادشاہی کے آکر آداب اسلام کیا رخصت میدان مانگی بادشاہ جمجاہ نے جام کلاہ حضرت عنایت
فرمایا اور فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے ثریا زنگی جام پی کر مرکب پر سوار ہوکر میدان میں آیا مقابل عاد زرہ پوش
آکر نکاورزن ہوا عاد زرہ پوش نے حال پوچھا کہ تو کون ہے ثریا زنگی نے حسب نسب اپنا بیان کیا اُسنے کہا اے ثریا زنگی
دیکھ تجھے خداوند فرعون شاہ نے کیا ہاتھ پاؤں کیا صورت و شکل کیا قوت و طاقت عطا کی ہے آ سجدہ کر فرعون شاہ
کو میرے ساتھ چل دیکھ کیسی تیری عزت کرتا ہے ثریا زنگی نے کہا او کافر تو کیا جھک مارتا ہے لاکھ لاکھ لعنت ہے فرعون شاہ
پر اور اُسکے پرستاروں پر یہ سنکر عاد زرہ پوش غضبناک ہوا کہا اے خدا پرست زبان دراز زبان کو روک لا حربہ اپنا
ثریا زنگی نے کہا ہم اہل اسلام ہیں حریف پر پیش دستی نہیں کرتے ہیں تو پہلے اپنا حربہ کر جب تیری ضرب سے خدا بچا لیگا تو ہم
سمجھ جائینگے یہ سنکر عاد زرہ پوش نے نیزہ مارا ثریا زنگی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لگا تھا چند طعن میں ہاتھ سے عاد زرہ پوش
کے نیزہ ہوائی کیا اُسنے جھنجلا کے گرز مارا ثریا زنگی نے تیغے بھی رد کیا اور تنورہ گرد سے نکلکر اپنا گرز اُسپر مارا گرز برابر اُسکے
پڑا ہاتھ تھرائے دونوں گرز آکر سر پر پڑے کہ سر اُسکا گردن میں اور گردن چھاتی میں چھاتی پیٹ میں پیٹ چوتڑوں میں اور چوتڑ
گینڈے میں گینڈا زمین میں غرض کہ دونوں بلکہ ایک چبوترہ بنگئے اور ثریا زنگی پکارا کہ آکر اسکی خبر لو دیکھو تو کیا حال اسکا
ہوا ہے عیار لشکر کفار کے دوڑے اندر گرد کے گھسے دیکھا تو عاد زرہ پوش معلوم نہیں ہوتا پانی کے چھینٹے دیے گردشی معلوم
ہوا کہ پیوند زمین ہوگیا عیار پکارے کہ انکو تو خداوند نے جہنم کو بھیجدیا ایک مشتعلہ خون کا بنے ہوئے پڑے ہیں عیار
صلواۃ پڑھنے لگا تادھنا تا چا تھا مگر ثریا زنگی نے پھر مبارز طلب کیا رضوان جادو مقابلے کو آیا بعد از گفتگو

تلوار چلی ثریا زنگی نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا مع کر گردن چار ٹکڑے ہوئے پھر مبارز طلب کیا انس عاد مقابلے
کو آیا نیزہ ثریا زنگی پر مارا ثریا زنگی نے نیزہ اسکا چھین کر وہی نیزہ مارا سینے سے پار گذر گیا اور پھر پکارا کوئی کافر اور
کسی کو بھیجے مقابلے کو بھیجو نظیر عاد مقابل ہوا آرہ پشت نہنگ مارا ثریا زنگی نے ارے کو اسکے تلوار سے کاٹا اور ہاتھ
تیغہ آبدار کا مارا پورا جنیو پر بیٹھا کر کاندھے پر تلوار چلی اور زیر بغل اتری دو ٹکڑے ہوئے نظیر عاد نکلا تلوار ثریا زنگی پر ماری
ثریا زنگی نے تلوار اسکی چھین کر کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور اچھالا گرتے ہوئے کو چوب رنگ ہوائی کا تاک مانند خیار تر کے جسم دو
اسکا ٹکڑے ہوا القصہ سات عادیوں کو واصل جہنم کیا فرعون نہایت ملول کمال اداس گنبد مینائی سے اٹھ گیا طبل بازگشت بجی
دونوں لشکر پھر گئے لقا تو فرعون شاہ کے پاس آیا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ لوگ خدا پرستوں سے عہدہ برا ہونگے اگر اینگے
تو یہ نقابدار کہ آگے بھی انھوں نے لشکر حمزہ کو پریشان کیا تھا اور غالب آئے تھے اور اب بھی کچھ ہوگا تو انھیں سے ہوگا فرعون نے
کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ وہ کل سوا نقابداروں کے اور کوئی میدان میں نہ جائے اسیوقت طبل جنگ بجا
ادھر صاحبقران ثریا زنگی پہ سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے خلعت دیا خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہرکاروں نے خبر
طبل جنگ کی پہونچائی اور یہ بھی کہدیا کہ کل سوا نقابداروں کے کوئی میدان میں نہ آئیگا عمرو نے کہا کہ حمزہ غضب ہوا ان نقابداروں
سے کون عہدہ برا ہوگا آگے اپنے شہر شستری حصار میں مقابلہ ہوچکا ہے پھر کیا حالت ہوئی تھی کوئی عہدہ برا نہو سکا امیر نے
فرمایا کہ رضینا بالقضا تن بتقدیر جو مرضی الٰہی اور حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگ بجے اسیوقت نقارہ بجا غرض رات
تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر مقابل یکدیگر ہوئے صفوف قتال وجدال آراستہ ہوئیں نقیب نسب دیکر
چلے گئے نقابدار قلندر فیل سوار قہقہہ فرعون سے اجازت لیکر میدان میں آیا پکارا کہ اے خدا پرستو تم تو بہت خوب واقف
ہو کہ ہمنے تمھارا کیا حال کیا تھا بہتر یہی ہے کہ فرعون کو سجدہ کرو لقا کی اطاعت اختیار کرو نہیں تو سب میرے ہاتھ سے
ذلیل و زبون ہو گے یہ سنکے اہل اسلام نے جواب دیا کہ کیا گو کہتا ہے لعنت ہے فرعون و لقا دونوں پر نقابدار غضبناک ہوکر پکارا
کہ آو میرے مقابلہ کو دیکھو کیا حال تمھارا کرتا ہوں بعد ثریا زنگی بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابلے کو گیا نقابدار نے کہا تو وہی ہے کہ کل
سات آدمیوں کو مارا تھا کہا کہ ہان وہی ہوں آج تجھے مارونگا نقابدار نے کہا کہ تجھے قسم ہے نمک حمزہ کی کہ جو گرز تونے کل عاد زرہ پوش
پر مارا تھا وہی مجھپر بھی مار ثریا زنگی بولا ہمارے یہاں خیبیت نہیں تو اپنا حربہ کر پھر ہم بھی حملہ کرینگے نقابدار پکارا کہ تو دیکھ
میرے پاس لوہے کی قسم سے کوئی حربہ ہے ثریا نے کہا پھر تو کاہے سے لڑیگا نقابدار نے کہا کہ میں تجھے اپنا حربہ دکھادونگا ثریا پکارا کہ تو
خبردار رہ اسنے کہا میں خوب خبردار ہوں بس ثریا نے نیزہ مٹھوں کا گرز اٹھاکر نقابدار پر مارا نقابدار نے سر اپنا آگے بڑھادیا گرز سر پر پڑکے
اچٹ گیا کچھ اثر نہوا اور تنور گرز سے سلامت نکلا اور پکارا کہ بس تو حربہ کرچکا اب دیکھ میرا حربہ اور بند نقاب کا منھ پر سے دور کیا کہ ارغ
برہمن نگر میں نگر شاید کہ شناسی ہے اس ثریا کی نگاہ جو اسکے منھ پر پڑی لگا قہقہے مارنے ایسا ہنسا ایسا ہنسا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا نقابدار
نے مشکیں ثریا کی باندھکر بھیجدیا عیار لشکر فرعون سے آکر لیگئے الاگر و فرنگی مالاگر و فرنگی کمی از لال کبی زنزال نہنگ بحیہ
وغیرہ بائیس نفر بہادر جرے تک اسیر ہوئے نقابدار قہقہہ میدان سے پھر گیا اب نقابدار سیاہ پوش گریان میدان میں آیا
اور یہ خلاف قہقہہ کے ہے کہ لوگ روئے رونے اسکا دیکھکر روتے روتے بیہوش ہو جاتے ہیں اب اسنے مبارز طلب کیا غرض اسنے بھی بعد
کی میدانداری میں قریب بیس سرداروں کے اسیر کیے دوپہر کو نقابدار زرد پوش مقرعہ زن نکلا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے فضل
بن گیا ہو خون آشام مقابلے کو آیا خوف سے ان دونوں نقابداروں کے آنکھیں بند کیے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے تلوار پر
تازیانہ مارا کہ تلوار ہاتھ سے فضل کے گر پڑی اور دوسرا تازیانہ مارا فضل مرکب سے بیہوش ہوکر گر پڑا اسکی مشکیں باندھ لیں اسی طرح شام تک
بیچھیں سرداروں کو اسیر کیا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر پھر گئے فرعون فرحان و شادان آیا صاحبقران غمگین و ملول پھرے فرعون نے

پھر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات کو خوف سے آدھا لشکر اسلام کوہ و صحرا مین چھپا صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے صف خوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نعیب دے کر چلے گئے آج لشکر فرعون سے زریمان سوار میدان مین آیا بہت
لاف زنی کرکے مبارز طلب کیا ہاشم تیغ زن بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا بعد از گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی برابر رہے زریمان نے
گرز ہاشم پر مارا گرز تو ہاشم نے رد کیا مگر مرکب مارا گیا ہاشم نے دوسرا گھوڑا طلب کیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر اپنا گرز زریمان پر مارا اسنے بھی
رد کیا تلوار چلی زریمان نے تلوار پکڑ لی اب کشتی ہونے لگی ہر قدم پر قد زریمان کا گز بھر بڑھتا جاتا تھا تین شبانہ روز کشتی رہی قد زریمان کا
آسمان تک پہونچ گیا تیسرے روز ہاشم کو باندھ لیگیا امیر نہایت رنجیدہ خاطر پھرے داخل خیمہ ہوئے پریشان بیٹھے تھے کہ خبر طبل جنگ
کی پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے القصہ رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان آئے آج پھر نقابدار
قلندر قہقہہ نکلا شام تک پچاس ساٹھ سردار گرفتار کرلیگیا اب یہ کیفیت ہے کہ ایک ایک وزیر نقابدار امیدواری کرتا ہے یہانتک کہ
زریمان فیل سوار سے اور علمشاہ سے مقابلہ ہوا بعد از تکاورزنی و نیزہ بازی نوبت گرز کی پہونچی زریمان نے گرز مارا مرکب علمشاہ
کا مارا گیا لیکن یہ مرکب اشتر مالا کبود نہین تھا علمشاہ اسی خیال سے دوسرے مرکب پر بیٹھکر آیا تھا بعد اسکے علمشاہ نے اپنا گرز دودستی
مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پھٹ پڑا فیل زریمان کا غرق زمین ہوگیا زریمان نے پیدل ہوکر گرز کی دوسری ضرب ماری کہ یہ مرکب بھی مارا گیا
علمشاہ نے بھی دوسری ضرب قہر و غضب مین آکر ماری کہ طبقہ زمین کا ہلگیا اور زریمان سینے تک زمین مین دھنس گیا بختیارک نے
فرعون سے کہا کہ دیکھا آپنے لشکر حمزہ مین کیسے کیسے زبردست ہین فرعون بھی متحیر ہوا امیر دعا کررہے ہین کہ خدا اسے بچائے لیکن زریمان
طبقہ توڑ کر نکلا اور جوش و غضب مین لپٹ گیا علمشاہ بھی لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی لیکن قدم زریمان کا جب اپنی جگہ سے بڑھتا ہے
قد بھی گز بھر بڑھ جاتا ہے دونون طرف سے زور ہو رہے ہین راوٹیان استادہ ہین سردار تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین یہانتک کہ سات
روز تک کشتی رہی بختیارک نے فرعون کو صلاح دی کہ ابھی دو تین روز اور لڑیگا عبث دیر ہوگی نقابدار قہقہہ کو بھیجیے کہ وہ صورت
اپنی علمشاہ کو دکھائے بس یہ بیہوش ہوجائیگا فرعون نے صلاح اسکی پسند کی اور نقابدار قلندر قہقہہ سے کہا کہ صورت اپنی علمشاہ
کو دکھا نقابدار نے آکر صورت اپنی دکھا کر علمشاہ کو بیہوش کیا اور باندھ لیگیا یہانتک کہ کل سردار چند روز مین اسیر ہوگئے بارگاہ محفل
تصویر تھی دنگلون پر غاشیہ پڑے ہوئے تھے کہ پھر خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار امیر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے اور
آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر یہ شعر زبان پر لائے شعر سرے بحیم زشمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + معلوم ہوا کہ اختتام ہماری
صاحبقران کا میدان فرعونیہ مین ہونا تھا اور اب مجھسے نہو گا کہ میرے سامنے میرے فرزند جو باقی رہگئے ہین جان اپنی نثار کرین
اور داغ انکا میرے دل پر ہو سب سے پہلے مین جاؤنگا اور جان اپنی دونگا تاکہ کسی کا غم نہ دیکھون باقی ماندہ فرزندون اور بادشاہ نے
کہا کہ ہمسے یہ نہو گا کہ ہم آپکو میدان مین جانے دین پہلے ہم اپنی جان نثار کرلینگے تو آپکی نوبت آئیگی عجب غلغلہ لشکر اسلام مین برپا تھا
عمرو سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا دریائے فکر مین غوطہ زن تھا اٹھکر امیر کے قدمون پر گر پڑا اور رو کر کہا کہ حمزہ تجھسے داغ فرزندون کا
نہ دیکھا جائیگا اور مجھسے داغ تیرا نہ دیکھا جائیگا بہتر یہ ہے کہ پہلے مین جان نثار کرلون تو آپ پر نوبت آئے کہ ع بعد از سر من کن فیکون
شد شدہ باشد + امیر کو عمرو کے کلام سے حیرت ہوئی پھر اپنے دل مین کہا کہ عاشق تمھارا ہے تمکو اس حال مین دیکھکر اسنے یہ ارادہ کیا
ہے فرمایا کہ اے عمرو یہ کیا بات ہے تم یہ ارادہ نہ کرو یہ اعراف رعد آواز نہین ہے کہ جاکر مار ڈالوگے یہ چار بلائین ہین جو حال ہمارا
ہوگا وہ تمھارا ہوگا مثل مشہور ہے کہ مرگ انبوہ جشنے دارد اور اے مونس حمزہ و اے رفیق و شفیق حمزہ حمزہ کو یہ گوارا نہین ہے کہ تجھ کو بلا
رفیق سامنے میرے مبتلا ہوئے اور عمرو کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ حمزہ مع فرزندون تجھ سے نثار ہوئے بعد اسکے نوبت تیری بھی
عمرو نے رو کر کہا کہ حمزہ مین تیرا غلام ہون تو اسمین دخل تیرے مین مانونگا نہین اور اٹھ کھڑا ہوا امیر نے جبر و قہر اخموشی اختیار کی عمرو
بادشاہ سے اجازت لیکر نقارخانہ مین آیا قلابہ جینی کیا جیتی سے نذرین لیکر نام پر اپنے طبل جنگ بجوایا نقارچیون نے نقارے کو چاشنی دیکر

بجانا شروع کیا در سل ورائے مرسلی مین عمرو بارگاہ ہشامی مین آیا سب سے رخصت ہوا القصہ شب گذری عمرو صبح تک حاضر
تھا کہ امیر نے قران کو بلایا اور اسباب میدان کا طلب کیا سلاح جنگ بدن پر آراستہ کیے اور اشقر پر سوار ہوکر ہمراہ
رکاب بادشاہ کے روانہ میدان ہوئے عمرو وہان سے نکلکر غائب ہوگیا امیر نے عمرو کو یاد کیا لوگون نے کہا کہ اب تک تو یہین تھا
اب نہین دکھائی دیتا ہے فرمایا خوب ہوا جو چلا گیا مگر افسوس ہے کہ اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا اور پھر غائب ہوگیا لیکن خوب
ہوا جو وہ چلا گیا واللہ بعد میرے ناموس میرا بچائیگا جانفشانی کریگا اور تمام لشکر مین خبر ہوئی کہ عمرو طبل جنگ بجوا کر
غائب ہوگیا بہت برا کیا بعضے کہ رہے ہین کہ میان عمرو کا یہی طریقہ ہے ہمیشہ سے غائب ہوکر لڑتا ہے سب کہین یہ چرچا ہے مگر
امیر مع سرداران کفن سر سے باندھے ہوئے آئے مشت خاک اٹھا کر گریبانون مین ڈالی اور کہا کہ اے خاک تو لحد ہے جسم ہماری اور
جامہ کو کفن قرار دیا اور کمر موت پر مضبوط باندھکر میدان مین آئے ادھر سے فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا تجبار ک
سردارون و نقابداران جمعیت میدان مین آکر صف باندھکر کھڑے ہوئے بعد صف آرائی کے نقیب نعرے کر کے چلے گئے تھے
کہ نقابدار قہقہہ میدان مین آیا مبارز طلب کیا پکارا کہ کہان ہے وہ ساربان زادہ کہ اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا تھا
آئے میرے مقابلے کو صاحبقران یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوئے تہمتن قران سے کہا بھئی دیکھو خواجہ نے کیسی ذلت دلوائی
ارے میان تلاش کرو خواجہ کو نقابدار نے کہا وہ کیا آتا میرے مقابلے کو ڈر کر یہان سے بھاگ گیا اور جسکا جی چاہے وہ آئے
امیر نے مرکب بڑھایا ہے سامنے تخت بادشاہی کے آئے ہین ادھر تمام سردارون نے عرض کیا کہ ہم حضور کو نہ جانے دینگے پہلے
ہم جان نثار کرلین پھر آپ جائیے گا یہی تکرار ہو رہی ہے اور نقابدار پکار رہا ہے کہ ارے دو دو چار چار اکھٹے لڑو امیر فرما رہے
ہین کہ مجھ مین طاقت یہ کلمے سننے کی نہین ہے مین خود جاؤنگا یہی کہ رہے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی سب دیکھنے لگے کہ کون
آتا ہے کسی کمک آئی کہ دل گرد سے ایک نقابدار آئینہ پوش پیدا ہوا کہ سر سے پانون تک مع مرکب دریائے آئینہ مین غوطہ مارے ہوئے
تھا نیزہ ہاتھ مین تلوار کمر مین لگی ہوئی اور گھوڑا اڑا بلا ہے یہان سے آفتاب ہر چلا جاتا نہین سرخ ہے جو مقصد مین رہی ہو تو اسکی گرمی سے گھوڑا
چلتا ہے آکر نقابدار کے مقابل ہوا اسنے کہا ارے تو کون ہے نام تو اپنا بتا اسنے کہا ملک الموت قابض ارواح نافرمان نقابدار نے کہا
کہ مجھے مقابلہ خدا پرستون سے ہے تو کیون بیچ مین آکودا اسنے کہا کہ مین بھی ادنے غلامان بادشاہی سے ہون نقابدار قلندر نے
کہا کہ کیون تیری شامت آئی ہے جا میرے سامنے سے چلا جا آئینہ پوش نے کہا کہ او دیوانہ تو تیری کمبختی آئی ہے بھاگ جا نہین
باندھکر بھیجاؤنگا نقابدار قلندر آگ ہوگیا کہا خیر پہلے تجھے مارلون تو بعد خدا پرستون سے سمجھ لونگا آئینہ پوش نے کہا کہ پہلے
تیرا خاتمہ کرلون تو پھر اورون سے سمجھون نقابدار قلندر نے کہا کہ تو حربہ اپنا کر آئینہ پوش پکارا کہ میرے پاس سوئی تک
نہین ہے تو اپنا حربہ کر قلندر نے کہا کہ اچھا میرا حربہ یہ مانگتا ہے لے دیکھون کیونکر بچتا ہے اور پکارا کہ برہن گرین نگر شاید کہ شناسی مرا
اور بند نقاب کا منھ پر سے اٹھا ادھر سے آئینہ پوش پکارا کہ خود را ببین شاید کہ شناسی مرا نقابدار قلندر
نے اپنی صورت جو آئینہ مین دیکھی ہنستے ہنستے بیہوش ہوکر گر پڑا ساتھ آئینہ پوش کے چند نقابپوش بھی تھے انھون نے
آکر نقابدار کے ڈالکر مشکین اسکی باندھین لیکر صحرا کو چلے گئے سب حیرت زدہ ہوئے مگر آئینہ پوش نے پھر مبارز طلب کیا
ایک نقابدار سیاہ پوش گرباران مقابلے کو آیا اسنے بھی بعد گفتگو بسیار کے نقاب منھ پر سے اٹھائی مگر اپنی صورت جو آئینہ
مین دیکھی روتے روتے بیہوش ہوگیا نقابپوش آئے اسکی بھی مشکین باندھکر لیگئے آئینہ پوش پھر پکارا کہ جسکی قضا آئی ہو وہ
آئے میرے سامنے یہ سنتا تھا کہ زریمان فیل سوار اپنا ہاتھی بڑھا کر سامنے آیا کہ اپنی شجاعت پر نازان ہے اور گرز سے حریف کو
ہیچ نظر مین گرتا ہے پکارا کہ او آئینہ پوش غضب کیا تو نے کہ دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا لیکن کہان جائیگا یہ کہکر
زریمان فیل سوار نے نیزہ آئینہ پوش پر مارا اسنے نیزہ پر نیزہ روکا تھا خوب نیزہ بازی ہوئی کہ سنانین نیزون کی ٹوٹ گئین

ہاتھ سے ڈانڈون کو پھینک بانریمان نے عمود گران سنگ ہاتھ مین اٹھایا اور چاہا کہ آئینہ پوش پر مارے وہ سامنے سے
بھاگا نریمان پکارا کہ مین تجھے چھوڑتا کب ہون تونے دو بھائیون کو میرے گرفتار کیا ہی مین انکو تجھسے لونگا یہ کہتا ہوا عقب
مین آئینہ پوش کے چلا جاتا ہی آئینہ پوش اُسے لگائے ہوئے وہان لایا جہان چاہ خس پوش کر رکھے تھے اُسکا منہ
بہت بڑا تھا بس نریمان کے ہاتھی کا پاؤن جو اس چاہ پر پڑا نریمان مع فیل اُس چاہ مین گرا ادھر سے آئینہ پوش نے
پلٹ کر ایک گرز مارا کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا اور ساتھ نقابدار آئینہ پوش کے دو ہزار عیار قنطورہ پوش زنگولہ بند تھے بورے خس و
خاشاک کے بھرے ہوئے اُنکے پاس تھے ادھر تو نریمان اُسمین گرا عیارون نے بورے مار کر اُس چاہ کو پاٹ زمین کو برابر
کر دیا نقابدار آئینہ پوش پہر دن بھلا باقی تھا کہ میدان مین آکر پکارا کہ ای کافران بے حیا وای نابکاران بد دغا کلو تیرے
مقابلے کو اور نقابدار زرد پوش ہفت رنگ باقی ہی وہ کیون نہین آتا مجھسے لڑنے آئے تو اسکا کوڑا چھینکر اتنے کوڑے مارون کہ
پوست تمام بدن کا اُڑا دون سب سحر و ساحری بھلا دون مجھے ان نقابدارون کے مارنے کا منتر یاد ہی نقابدار زرد پوش کھڑا ہوا
تھر تھر کانپ رہا ہی اپنے دل مین کہ رہا ہی کہ تمین بھائی تو تیرے پکڑے گئے تو جاکر کیا اُسکی پشم کندہ کریگا مفت مین تو بھی مارا جائیگا
ناحق اپنی جان دینا کیا فائدہ چپکا کھڑا ہوا ہی جواب نہین دیتا یہان نقابدار آئینہ پوش نے پھر نعرہ کیا کہ ای فرعون بیہودہ
اگر نقابدار زرد پوش میدان مین نہین نکلتا تو اور کوئی میرے مقابلے کو آئے ارے کیا تم سب نامرد ہوگئے یہ پکار رہا ہی وہان سب
چپکے سن رہے ہین بختیارک پکارا کوئی آپ کے مقابلے کو نہ آئیگا کسکی طاقت ہی کہ آپ سے مقابلہ کرے کہ فرعون شاہ
گنبد مینائی پر سے اُترا طبل بازگشت بجا کافر اپنے خیمون کو پھر گئے نقابدار آئینہ پوش صحرا کو چلا گیا امیر بادشاہ اسلام سرداران
ذوالاحترام نہایت خوش و کمال مسرور جانب بارگاہ پھرے ہزار زبان تعریفین نقابدار آئینہ پوش کی کرتے جاتے ہین کہ
عجب طرح کا بہادر ہی کہ نریمان ایسے شخص کو پیوند زمین کیا اور ان دونون نقابدارون کو کیا بدابدی پکڑا ہی واہ واہ عیارون
سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ صحرا مین خیمہ اس نقابدار کا برپا ہی ہرکارے گئے تمام صحرا کو چھان مارا کہین سراغ نقابدار کا نہ لگا پھر کر آئے
احوال امیر با توقیر سے بیان کیا فرمایا کیا آسمان پر سے آیا تھا القصہ دربار برخاست کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا دو پہر رات گئے لشکر
فرعون شاہ مین غلغلہ ہوا کہ کوئی نقب زنی کر کے نقابدار زرد پوش کو پکڑ لیگیا دیکھا تو نقب کا منہ لشکر کے اندر ہی فرعون یہ خبر
سنکر اور بھی پریشان ہوا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ نقابدار آئینہ پوش مرشد کامل ہادی رہنما تھے فرعون نے لقا نے کہا کہ
او مخولیے عمرو مین اتنی طاقت کہان کہ نریمان ایسے زبردست کو بیک ضرب پیوند زمین کرے بختیارک بولا انہین اس سے
بھی زیادہ طاقت ہی مگر ادھر صبح کو امیر نماز سحر سے فراغت کر کے بارگاہ مین آئے بادشاہ کو مجرا کیا اہل شوکت پر متمکن ہوئے
اور سردار سلام کر کے اپنے ڈنگلون کرسیون پر بیٹھے گئے ذکر نقابدار آئینہ پوش کا ہونے لگا سب تعریفین کرنے لگے کہ دیکھا عمرو بن
امیہ ضمری سفید دو شالہ اوڑھے چلا آتا ہی بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے کمال خوشی سے فرمایا کہ خواجہ تمنے سنا کہ نقابدار آئینہ پوش نے
کام نقابدارون کا تمام کیا عمرو بولا کہ حمزہ جھگڑا وہ مین نقابدار بلا تھا عجب شخص ہی مجھسے کرور روپیے نقابدارون کے قتل کے لئے مقرر کر کے
مین لیلے اور مجھسے کہدیا تھا کہ حمزہ سے پیغام میرا پہونچا دینا کہ بعد فراغ جنگ فرعون نوبت آپ کی ہی امیر نے فرمایا کہ خواجہ اُسنے
مجھپر احسان عظیم کیا ہی مگر نقابدار اکثر لاف زن بھی ہوتے ہین اور کہاوت تمھاری کہ جسنے چشم حیا پر برقع بیحیائی ڈال لیا اسکا اعتبار
نہین ہی اور خواجہ تمھین معلوم ہی کہ وہ نقابدار کون ہی عمرو نے کہا مین نہین جانتا یہ کہکر ہنسا بادشاہ صاحبقران اور سب
سردار بجد ہوئے کہ خواجہ تمھین معلوم ہو حال نقابدار کا تو بیان کرو امیر نے فرمایا کہ بھئی ہمارے سر کی قسم مفصل بیان کرو اور
قسم کھائی کہ خواجہ مین کرور روپیے دونگا عمرو نے کہا کہ حمزہ نقابدار آئینہ پوش مین تھا امیر بولے کہ خواجہ تمنے کیا سحر کیا جو
نقابدارون کو پکڑا عرض کیا کہ شہریار اُس روز حضور فرماتے تھے کہ خواجہ تجھے رنج فرزندون اور سردارون کا نہ دیکھا جائیگا ایسے مین

میدان میں جاؤنگا اور سب کہ رہے تھے پہلے جان اپنی ہم نثار کرینگے تو آپ کی نوبت آئیگی اور میں چپکا بیٹھا فکر کر رہا
تھا کہ کیونکر ان نقابدارون کو ماریے بس اُسی وقت خیال میں گذرا کہ جسطرح سکندر ذو القرنین نے علاج یوحی کا حکیم ارسطو سے
کروایا تھا اسی طرح تو بھی انھیں مار اور آنکھوں میں یوحی کی زہر تھا کہ جو کوئی آنکھ اُسکی دیکھتا تھا زہر اُسکا اُسی پر کارگر ہوتا تھا
حکیم ارسطو نے بڑا سا آئینہ بنا کر یوحی کے سامنے کیا اُسنے صورت اپنی آئینہ میں دیکھی اُسکا زہر اُسی پر جا کر پڑا کہ وہ پانی ہو کر
بہ گیا میں نے بھی یہی تدبیر کی کہ نقابدار آئینہ پوش بنکر گیا اُنھوں نے صورت اپنی جو آئینہ میں دیکھی آپ ہی ہنستے ہنستے روتے
روتے بیہوش ہوئے میں نے انھیں اسیر کیا اور زنجیران فیل سوار کو کنوین میں گرا کر پکڑا نقابدار زرد پوش کو اُسکے خیمے سے بیہوش
کرکے پکڑ لایا اور سرداران لشکر اسلام کہ قید تھے سبکو چھڑا لایا امیر نے فرمایا کہ خواجہ وہ سب نقابدار تمھارے پاس ہین عمرو بولا
کہ رونمائی ادا کرو روپیہ دیجیے تو آپ کے حوالے کرون اور سردارون کو بلوا کر سامنے کیا سبنے ملازمت حاصل کی امیر نے
کرور روپیہ اور چار ہزار تومان منگا کر رونمائی کے دیے عمرو نے چارون کو نکالکر سامنے رکھدیا دو کے منھ تو بندھے سے بندھے
ہوئے تھے غل و زنجیر میں گرفتار تھے اور دو کے ہتھکڑیان بیڑیان پڑی ہوئی تھین امیر نے سردارون سے فرمایا کہ مارو ان
حرامزادون کو ٹکڑے ٹکڑے کرو تمام سردار تلوارین کھینچکر دوڑے اور مارنا شروع کیا لیکن خط تک اُسکے بدن پر نہ پڑا اب امیر
حیران ہوئے اور فرمایا کہ خواجہ تمھین کسے یہ مارے بھی جاینگے کہا حمزہ روپیہ کام کریگا ملک الموت بغیر روپیے نہین آئیگا امیر
نے ہزار روپیہ اور دیے عمرو نے چولھا بڑا بنا کر چھا نکالا آگ اُسمین جلا کر سیسہ کڑچھے میں گرم کرکے منھ مین نقابدارون کے
پلادیا کہ امعا احشا رودے سب جلگئے فی النار و السقر ہوئے تڑپ تڑپ کے مرگئے حکم دیا کہ لاشون کو پاے فیل مین باندھکر تمام
لشکر مین پھراؤ مگر ہرکارے فرعون کے خبر کے واسطے آئے ہوئے تھے خبردار دریافت کرکے خدمت فرعون شاہ مین گئے پہلے
بددعا دی بعد اُسکے حال بیان کیا کہ نقابدار آئینہ پوش عمرو بن امیہ ضمری تھا وہ اُن سب نقابدارون کو پکڑ لیگیا اور سیسہ
پلا کر مار ڈالا بختیارک تو یہ سنکر اُچھلا کودے پر ہاتھ رکھکے ریکتا تھا ناچنے لگا صلواۃ بر محمد و آل محمد لعنت بر اعداء علی و دشمنان علی
مین نے پہلے ہی پہچانا تھا کہ یہ مرشد کامل ہادی و رہنما ہین خداوند لقا نے میرا کہنا جھوٹ جانا تھا اب سبکو معلوم
ہوا مگر فرعون شاد یہ خبر سنکر نہایت رنجیدہ ہوا دست حسرت اپنا سر پر مارا اور دربار سے اُٹھکر چلا گیا رات کو ساحر شمشش
پاس پہونچا کہ سواے فرعون اور کوئی مکان سے ساحر شمشش کے واقف نہین تھا اور مکان اُسکا دریاے خضر و قلزم کے بیچ
سے موجی مین ہو کر تینون دریا ایک جگہ ملتے ہین اور وہان ایک مندر ہو لینے ثابوا اُسپر چبوترہ ہی سنگ مرمر کا اُسپر ایک درخت
برگد کا ہے فرعون اُس جگہ کھڑا ہوا اور پکارا کہ اے دستگیر فرعون واے یا عسف خدائی فرعون پاس دستہ ہاے شکستہ کی
دستگیری کیجیے نہین تو کام میرا تمام ہے جب خوب چلایا اور رویا بعد دیر کے دریا مین تلاطم ہوا اور اندر سے پانی کے ایک نہنگ
سیاہ رنگ نکلا اور لوٹ کر آدمی کی شکل بنا مگر مہیب صورت چالیس گز کا قد تھا آکر فرعون سے کہا کہ کیا ہے فرعون نے
لیٹ کر رویا اور تمام حال خنقار جادو و اشتبار جادو و دریابار جادو کا مارا جانا بعد اُسکے آنا تکلیف [illegible]
اور قتل ہونا پھر سیقار جادو کا مارا جانا اور گرفتار ہونا نقابدارون کا اور قتل ہونا سب بیان کیا ساحر شمشش نے
کہا سن تو او بیوقوف تو نے آئینہ پوش سے کیون لڑنے دیا ارے وہ جو طلسم اُنکی صورتون پہ بندھا ہوا تھا وہ اپنی
صورتین دیکھکر ہنستے ہنستے روتے روتے بیہوش ہوگئے عمرو پکڑ لیگیا فیل سوار کو کنوین مین گرا کر پکڑا زرد پوش کو
خیمے مین آکر بیہوش کرکے لے گیا اور مین نے تو تجھے منع کیا تھا کہ خدا پرستون سے ہرگز نہ لڑ ارے گدھے بیوقوف تو کیون
لڑا جو اپنی خدائی کو خراب کیا اور اب مجھ اکیس دن بہت سخت ہین کہ خوف جان ہے خبردار اب میرے پاس نہ آنا
اب مجھسے ملاقات نہوگی اور اگر تو آئیگا تو مین یہ سمجھونگا کہ کوئی عیار آیا ہو اُسیوقت مار ڈالونگا فرعون نے کہا کہ مین

ہرگز نہ اُونگا ساحر شمشش نے کہا کہ تو اکیس روز تک جشن کر ناچ راگ رنگ میں مصروف رہ بعد اُن ایام نحس کے گذرنیکے
میں ایک عداوت پرست کو زندہ نہ چھوڑونگا فرعون تو مایوس ہوکر اُٹھکر چلا گیا مگر ساحر شمشش عمرو کے حالات سنکر اور بھی خائف
و ترسان ہوا اُسی وقت اپنے وزیر یعنی زلزلہ جادو کو بلایا اور کہا کہ تم لشکر جادوگروں کا ساتھ لیکر ہفت درے کے
اُس پار اُترو اور کسی کو دریا کی طرف نہ آنے دینا اُسنے کہا بہت خوب اور اپنے بھائی کو بلایا کہ نام اُسکا بقراط جادو تھا
اور لشکر کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اب شمشش جادو نے سات ساحروں کو کہ اُسکے ہمنشین تھے بلایا اور کہا کہ تم جاؤ ہفت درے
کا انتظام کرو اپنے اپنے درہ کو بند کرو کہ کوئی حریف اُدھر سے نہ آنے پائے ساتوں جادوگر ہفت درے کو روانہ ہوئے
بعد اُسکے کوکب جادو سے کہا کہ تم دریا کا کنارہ مسدود کرو کہ دریا بالکل کسی کو نظر نہ آئے کوکب جادو بھی روانہ ہوا
اُکر طلسم اُسنے بنایا کہ وقت پر بیان کیا جائیگا اور زلزلہ جادو لشکر اپنے ساتھ لیکر ہفت درے پار اُترا اور یہ لشکر تینوں کہ
ساحران ازبردست کا تھا لیکن فرعون ناچار مجبور پھر کر اپنے مکان میں آیا اور حکم دیا کہ لشکر ہمارا جو باہر جھنڈیوں کے
ہو اندر چلا آئے اب چند روز لڑائی موقوف رہیگی اکیس روز تک ہم جشن کرونگا بعد جشن کے ان خدا پرستوں کا
کام تمام کرونگا بختیارک اپنے دل میں سمجھا کہ یہ اپنے مددگار ساحر شمشش بایں لت کو گیا تھا وہاں سے اسے جواب
صاف ملا اُسنے کہا ہوگا کہ یہ میرے ایام نحس دفع ہوجائیں تو میں خدا پرستوں کا کام تمام کرونگا لقا سے کہا یا خداوند
یہاں کا بھی خاتمہ ہوچکا کس واسطے کہ آپ کو یاد ہی جب دمامہ جادو و پرزبرجد نگار میں ایام نحس آئے اور اُسنے گرد
شہر زبرجد نگار کے طلسم باندھا ہوا اور آپ چاہ المماس میں جاکر چھپے تو زبرجد شاہ جشن میں بیٹھا اور حمزہ اور عمرو نے
جاکر چاہ المماس کے اندر دمامہ جادو کو مارا اُسی طرح اب بھی پرشد ساحر شمشش کو ڈھونڈ ڈھکر مارینگے اور جب ساحر
شمشش مارا گیا تو پھر فرعون سے خدا پرستوں کی بیخ کندہ نہوسکیگی لقا نے کہا اے بختیارک ساحر شمشش کا مارا جانا
بہت دشوار ہے بختیارک نے کہا اسی اکیس روز میں سن لیجیے گا کہ مرشد نے کام ساحر شمشش کا تمام کیا یہاں تو یہ چرچے
تھے اور فرعون صحبت عیش و عشرت میں بیٹھا مگر ہرکاروں نے یہ خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ لڑائی فرعون نے موقوف
کی جشن میں بیٹھا لشکر کو جھنڈیوں کے اندر بلا لیا امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ سبب اسکا کیا ہے عمرو نے عرض کیا کہ
مجھے کیا معلوم کہا کبھی ضرور اسے دریافت کرنا چاہیے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ ایک کبوتر آسمان پر سے پیدا ہوا
اور رقعہ امیر کی گود میں ڈالکر چلا گیا پھر بالا ہوا جاکر آواز دی کہ اسے پڑھ لیجیے تو سمجھیے پر اسکے عمل کیجیے یہ کہکر راہی ہوا
سب حیران تھے کہ یہ کبوتر کسکا پیغامبر تھا امیر نے جو اُٹھا کر پڑھا اُسمیں ملکہ ناہید شمع طلعت کی طرف سے لکھا تھا کہ اے
شہریار میں چاروں نقابداروں کی سردار لقابدار قنطورہ پوش تھی میری طرف سے آداب تسلیمات پہونچے اور لکھا تھا کہ یا
صاحبقران پہلے بھی میں نے عمرو کو بلایا تھا اور حال دریا بار جادو وغیرہ کا بتایا تھا اب بھی کار ضروری ہے عمرو کو
میرے پاس بھیجدیجیے اور کسی کو اس امر کی خبر نہو امیر نے رقعہ پڑھکر پھاڑ ڈالا اور عمرو کی طرف دیکھکر کہا کہ خواجہ تم مجھسے
اپنا حال پوشیدہ کرتے ہو سچ کہو کبھی ناہید کے پاس گئے تھے عمرو سمجھا کہ یہ رقعہ ناہید نے بھیجا ہے عرض کیا کہ وہ پنجہ جو
اُس روز مجھے لیگیا تھا وہیں لیگیا تھا فرمایا اب بھی تمھیں ضرور ضرور بلایا ہے جلد جاؤ تامل نہ کرو عمرو نے عرض کی
بہت خوب اور اُسی وقت دربار سے چلا گیا ایک گوشہ میں جاکر تعویذ نکالکر دانتوں کے نیچے دبایا اُسی وقت
شمشش جادو آیا اور عمرو کو اُٹھا لیگیا سامنے ملکہ ناہید کے بٹھا دیا ناہید نے ہاتھ عمرو کا پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا اسباب
دعوت مہیا کیا عمرو نے پوچھا مجھکو کیوں یاد کیا ہے کہا کہ بھیا واسطے خبر لشکر اسلام کے کہ تمکا بہار جلائے بیٹھے ہیں عمرو نے کہا
میں نے انھیں مار ڈالا ناہید نے کہا کہ بھیا اب ساحر شمشش کی تدبیر سے غافل نہو عمرو بولا کہ ہمشیرہ وہ ساحر نہایت

زبردست ہی بہت ساحری کہلاتا ہی مگر جو مکان اسکا مجھے معلوم ہو تو بیشک علاج اسکا کرون ناہید بولی کہ بھیا سوا فرعون اور
اور ساحرون کے مکان اسکا کوئی نہین جانتا عمرو نے کہا تمکو بھی تو مقرر معلوم ہوگا ناہید بولی کہ اگر مین جانتی ہوتی تو مقرر
تمسے کبھی کبھی نہ چھپاتی مگر اتنا جانتی ہون کہ ساحر شمش دریاے محیط و اخضر و قلزم مین رہتا ہی جہان پر سہ موجہ ہی اسمین ایک
جزیرہ ہی اسپر چبوترہ بلور کا بنا ہوا ہی اور اوپر چبوترہ کے درخت برگد کا ہی وہان فرعون جاتا ہی اور ساحر شمش وہان
آتا ہی اور راستہ اسکا خشکی کی طرف سے سوا ہفت درے کے نہین ہی اور وہ راہ خوف سے تمھارے مسدود کی ہی رات کو
فرعون ساحر شمش کے پاس گیا تھا اسنے جواب صاف دیا کہ اس ایام نحس مین مجھسے کچھ نہوگا فرعون مایوس پھر آیا اور
ساحر شمش نے اپنی حفاظت کے لیے اسی ہفت درے پر کہ جہان تمنے جاکر خنقار جادو وغیرہ کو مارا تھا سات ساحر نامی
سہ نام جادو و بہرام جادو و الفران جادو و لفران جادو و ترسان جادو و مجمر جادو و زنار جادو کو مقرر کیا ہی
اور ہفت درے کے ادھر اپنے وزیر یعنے زلزلہ جادو کو مقرر کیا ہی وہ لشکر بے پایان لیے ہوئے وہان پڑا ہوا ہی اور اب
ساحر شمش ایام نحس کے باعث سے پوشیدہ ہوا ہی فرعون سے کہدیا ہی کہ اندر جھنڈیون کے بیٹھنا کوئی تیرے پاس نہ آسکیگا
اور اب مجھسے ملاقات نہوگی بعد ان ایام نحس گذرنیکے مین آؤنگا اور ایک دشمن کو تیرے زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ فکر کرنا
ساحر شمش کی ضرور ہی مین نے اسی خبر کیواسطے تمھین بلایا تھا کہ آگاہ کردون اور اگر خواجہ یہ ایام نحس ساحر شمش پر سے
گذر گئے تو پھر کوئی اسکا کچھ نہ کرسکیگا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ خدا کریم ہی مین جاکر حمزہ سے یہ سب حال بیان کرتا ہون اور
شمس جادو کے ہمراہ آیا لشکر اسلام مین تمام حال بیان کیا صاحبقران باقبال نے فرمایا کہ علاج شمش جادو کا ضرور ہی اور
اسکی صلاح ہونے لگی انجمن مشورے کی منعقد ہوئی ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا خواجہ عمرو کے اور کسی کی یہ طاقت نہین ہی کہ
ہفت درہ کو پاک کرے عمرو نے کہا کہ حاشا ثم حاشا مین نہ جاؤنگا تمام زمانہ میرا دشمن ہو رہا ہی دیکھا امیر نے کہ عمرو نے صاف
انکار کیا اسوقت لاکھ تومان کا رقعہ لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو کوئی جاکر ہفت درے کے ساحرون کو مارے یہ لاکھ روپیہ
وہ لے وہ رقعہ پڑا ہوا ہی لیکن کوئی ارادہ نہین کرتا آخر کو عمرو اٹھا اور پکارا کہ آج وہ لوگ کہان ہین جو مجھسے ہمسری
کرتے ہین آئین کام کو سر انجام دین بلکہ پانچ ہزار اس لاکھ روپیہ کے علاوہ مجھسے لین چالاک و سمک وغیرہ نون سر جھکائے
کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا سب سردارون نے کہا خواجہ کوئی تمھارا ہمسر نہین ہی سوا تمھارے کسی کی طاقت
نہین ہی کہ ایسے کام کرے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون جو زندہ رہا تو پھر آکر قدمون کو
چومونگا امیر نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ ای معین لشکر ظفر اثر ای عمرو بن امیہ ضمری نامور خدا تیرا نگہبان ہی

داستان جانا شہباز عرصہ عیاری کا ہفت درہ مین اور مارنا ساتون جادوگرون کو

کہ عمرو امیر اور بادشاہ اور تمام سردارون سے رخصت ہوکر صحرا مین آیا تعویذ کمر سے نکالکر دانتون کے نیچے دبایا
پنجہ اٹھاکر پاس ناہید کے لایا عمرو نے ناہید سے کہا کہ ہمشیرہ مدار کار قتل ساحران ہفت درہ کا اسی خاکسار پر مقرر
ہوا ہی اب مجھے ہفت درہ مین پہونچا دو ناہید روئی اور کہا خواجہ وہان جانا مناسب نہین ہی سب تمھارے دشمن
ہین عمرو نے کہا ای ہمشیرہ سوا میرے کون تدبیر کرنیوالا ہی ناہید نے شمس جادو کو بلایا تمام حال بیان کیا شمس
جادو تھرا گیا کہا کہ ای ملکہ میرا جانا وہان موجب بدنامی کا ہی جو کوئی آگاہ ہوگیا تو سب مارے گئے ناہید بولی ای
شمس جادو زیست عمرو کی وابستہ زندگی حمزہ سے ہی اور زیست میری وابستہ ذات عمرو سے ہی اور عمرو نے مجھے بہن
باندھی ہی جسطرح ہو عمرو کو وہان پہونچا دو شمس نے کہا بہت خوب عمرو ناہید سے رخصت ہونے لگا اسنے گلے مین
بانہین ڈالدین اور خوب روئی القصہ شمس جادو عمرو کو ہفت درہ پر لایا اور عمرو کو چھوڑکر سحر غائب کرکے چلا گیا

عمرو گلیم عیاری اوڑھکر آگے روانہ ہوا جاتے جاتے دیکھا کہ درہ یاقوت کا ہی اُسپر بنگلہ مینائی بنا ہی اُسمین ایک جادوگر
بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہی اور کوئی اُسکے پاس نہین ہی تنہا ہی عمرو نے رنگ شیشۂ روغن عیاری کا نکالا صورت اپنی ایک پریزاد
کی بنائی دو پر زمرد کے بازوؤن پر چپان کیے لباس زرین زیب تن کیا گہنا جواہر کا اُسپر پہنا سامنے درے کے ایک تختی
پر کھڑے ہوکر ناچنا شروع کیا چار گھڑی دن باقی ہی ہوا سرد چل رہی ہی شفق پھولتی جاتی ہی جانور درختون پر بسیرا لینے
چلے آتے ہین کہین نگاہ سرنام جادو کی اُس پریزاد پر پڑی نشۂ شراب مین صورت اُسکی ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ
عاشق ہوگیا جھپٹ سے اُٹھا پیچھے سے پریزاد کے دبے پاؤن آکر پہلے کچھ سحر پڑھکر دم کیا پھر اُسکو پکڑ لیا پریزاد نے ڈرکر
حیران حیران اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ مین خود آفت رسیدہ ہون مجھکو کیون پکڑا ہی اُسنے کہا کہ ای محبوب جانی تجھپر کیا
آفت پڑی ہی یہان تو آگر و چلو بیٹھو تو سہی اور ہاتھ پکڑے ہوئے بنگلے مین لایا بٹھایا عمرو نے دیکھا کہ ہاتھ پاؤن تیرے
بے حرکت ہوگئے رو کر کہا کہ ابھی تک تو ہاتھ پاؤن میرے اچھے بھلے تھے اب حس و حرکت جسم کی جاتی رہی ہی شاید
ملک الموت روح میری قبض کر رہے ہین سرنام جادو نے کہا کہ میرے سحر سے حس و حرکت تمھارے جسم کی جاتی رہی
ہی یہ حالت تمھاری ہوئی ہی مین ابھی رد سحر کرد ونگا کہ ہاتھ پاؤن تمھارے قابو مین ہو جائینگے مگر تم اپنا حال تو کہو
کہ یہان کیونکر آئی ہو عمرو نے کہا کہ تجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ میرے ساتھ تم بھی آفت مین گرفتار ہو جاؤ سرنام جادو
نے کہا کہ تم مفصل کہو تو پریزاد نے کہا کہ ایک دیو جوافرغہ اُسکا نام ہی وہ مجھپر عاشق ہوا میرے پاس آیا مجھسے عشق
اپنا جتایا مین نے انکار کیا وہ مجھے پکڑ لیچلا مین چھوٹکر بھاگی ایک بازو میرا ٹوٹا اڑنے کی طاقت بھی نہ رہی یہان پہونچی تھی
کہ تم پکڑ لائے اور وہ میرے پیچھے ضرور آتا ہوگا اسلیے مین کہتی ہون کہ وہ دیو تم انسان اُسکا کیا کر سکوگے مین تو
عورت تھی مجھے پکڑ لائے مگر اُسکا بہت مجھے اندیشہ لگا ہوا ہی سرنام جادو نے کہا کہ وہ یہان آئیگا تو کیا کریگا مین ساحر
ہون اگر ہزار دیو آئین تو بھی کچھ نہین کر سکتے مگر تم ڈرتی ہو تمھارا خوف مین مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اسم سحر کا پھر
پڑھکر پھونکا ایک مشعل سامنے بھڑکی تھی کہ شعلہاے آتش اُسمین سے بھڑک کر ہر طرف صحرا مین پھیل گئے تمام
میدان آتش بار ہوگیا کہا کہ ای جانی دیکھا تمنے اب کسکی طاقت ہو کہ یہانتک آسکے اور ارادہ کرے تو جلکر خاک
ہو جائے عمرو نے کہا اب تو مین تمھاری کنیز ہون ہاتھ پاؤن تو میرے کھولدو اُسنے ماش کے دانے کچھ پڑھکر
مارے کہ حس و حرکت عمرو کے بدن مین آئی ہاتھ پاؤن قابو مین ہوئے اب سرنام جادو نے اسباب
عیش سامنے اُسکے مہیا کیا جام شراب کا بھر کر دیا کہ لو صاحب پیو عمرو نے جام لیکر اُسکے ہاتھ سے پی لیا دو تین
جام آپ بھی پیے کہ نشہ خوب ہوا ہاتھ پریزاد کے سینے کیطرف دوڑایا پریزاد نے کہا کہ صاحب جلدی نہ کرو مین تمھارے
پاس سے کہین جاتی نہین ذرا ٹھہرو خوف میرا مٹے حجاب رفع ہو پھر جو چاہنا سو کرنا اور مین دور کی بھوکی ہون
سرنام جادو اُٹھا کھانا لینے گیا عمرو نے سودۂ الماس شراب مین ملا کر رکھا سرنام جادو پوریان کچوریان مٹھائی
وغیرہ لایا عمرو کے سامنے رکھی عمرو نے خوب کھایا بعد اُسکے آپ شراب خالص پی سرنام جادو کو پلائی سرنام جادو
نے جیسے ہی جام پیا اُسکے پیٹ مین درد ہوا لگا تڑپنے پریزاد یہ دیکھکر رونے لگی کہ ارے تمھین کیا ہوا اُسنے کہا تم
نگھبراؤ مین اچھا ہو جاؤنگا آخر سودۂ الماس نے دل جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ یہ ساحر تڑپ تڑپ کر مر گیا وہ بنگلہ
غن غن کی صدا دے کر سب غائب ہوگیا تمام پہاڑ کی رونق جاتی رہی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام من سرنام جادو بود عمرو
نے مال اسباب اُسکا لیا خود اُسی کی شکل بنا اور دوسرے درہ کی طرف روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ کوہ زمرد معلوم ہوا
اور تختہ گل در بہار کا پھولا ہوا نظر آیا عجب بہار معلوم ہوتی تھی پہاڑ پر بارہ دری زمرد کی بنی ہوئی تھی اُسمین ایک

جادوگر لباس پر تکلف پہنے ہوئے بیٹھا تھا ناچ سامنے ہو رہا تھا اسنے جاکر سلام کیا بسرام جادو تعظیم کے واسطے اُٹھ کھڑا
ہوا پکارا کہ آؤ بھائی خیر تو ہے کیون تم اپنا درہ چھوڑ کر یہان آئے کہا کہ بھائی کیا بیان کرون ابھی کل کی بات ہے کہ عیار حمزہ نے
اسی ہفت درے مین آکر خنقار جادو و آتشبار جادو و دریابار جادو وغیرہ کو مارا تھا اب سُنا ہے کہ وہی مکار ہماری فکر
مین آیا ہے تمکو اطلاع کرنے آیا ہون کہ غافل نہونا بسرام جادو نے کہا کس کی مجال ہے کہ ہماری تمھاری زندگی مین
یہان آسکے جبتک ہم زندہ ہین کوئی ادھر کا رخ نہین کرسکتا اور آؤ بھائی اب آئے ہو تو دو گھڑی بیٹھو ان خیالون کو دل سے
نکال ڈالو شعر گذشتہ خواب و آئندہ خیال است ÷ غنیمت دان ہمین دم را کہ حال است ÷ سرنام جادو واکر تھما بسرام
جادو نے جام شراب کا ہاتھ مین دیکر کہا بھائی اسے پیو خیالات فاسد دل سے نکال ڈالو عمرو نے جام شراب کا اسکے ہاتھ
سے لیا ایک تھوڑا سا پیا اور کہا بھائی کیا بدبو اس شراب مین سے آتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے یہ شراب بہت خراب
ہے اور نقصان رکھتی ہے کہا کہ بھئی کیا کہتے ہو شراب تو بہت اچھی ہے دیکھون مین اور جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا کہا سچ کہتے ہو
ایک بدبو تو اسمین ہے عمرو نے گلابی شراب کی بغل سے نکالی کہا اسے تو پیو بسرام جادو نے اسمین سے ایک جام جو پیا
دماغ معطر ہوگیا از حد تعریفین کین کہا کہ بھئی یہ شراب تمھارے پاس کہان سے آئی کہا کہ بھائی مین نے خود بنوائی تھی
یہ شراب خانہ ساز ہے کہا کہ بھائی ہمین بھی بنوا دو کہا اچھا مین ابکی بہت سی بنواؤنگا تمھین بھی دونگا اور اُٹھا کہ بھئی
اب ہم جاتے ہین تمکو فقط اطلاع کرنے آئے تھے یہ سنتے ہی چند اصرار کیا کہ بھئی اتنی دور سے آئے ہو تو گھڑی بھر تو ٹھہرو نہ مانا کہ بھائی
گھر اکیلا ہے اور عیار مکار بلائے بد آفت جہان ہے یہ کہتا ہوا چلا بسرام جادو اسکے ساتھ پہونچانے کو اٹھا دو قدم چلا تھا
کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے دیکھا کہ کوئی اسکے اٹھانے کو بھی وہان سے نہ آیا سمجھا کہ یہ سب سحر کا کرشمہ
ہے اصلی کوئی نہین ہے عمرو نے خنجر کھینچکر اسکے گلے پر رکھدیا ہرچند گڑے دیے لیکن پوست تک نہ کٹا سمجھا کہ یہ روئین تن
ہے دو پتھر بڑے بڑے لاکر ایک سر کے نیچے رکھا اور دوسرے کو چرخ دیکر سر پر مارا کہ مغز اسکا پارہ پارہ ہوگیا اسکا مرنا تھا کہ
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا برف باری آتشباری ہوئی دھوان اُٹھا کیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کُشتی مرا نام من
بسرام جادو بود روشنی جو ہوئی دیکھا نہ کسی آدمی کا نام و نشان ہے اور نہ وہ بارہ دری فرش وغیرہ کچھ نہین معلوم ہوتا
درہ پہاڑ کا ویران پڑا ہے خاک اڑ رہی ہے عمرو نے مال و اسباب اسکا لیا کپڑے تک اُتار لیے اور وہان سے آگے
روانہ ہوا کوئی آدھ کوس آیا ہوگا کہ درہ پہاڑ کا نقرئی معلوم ہوا دیکھا کہ پھول لاجوردی رنگ کے پھولے ہین اور
شامیانہ تمامی کا کھینچا ہوا ہے اسکے نیچے ترسان جادو بیٹھا ہوا شراب پی رہا ہے اور ایک معشوق بصد کرشمہ و ناز
اسکی بغل مین بیٹھی ہے اور چند ساحر سامنے اسکے ہاتھ باندھے کھڑے ہین ناچ ہو رہا ہے عمرو بصورت ایک کلانوت کی بناکہ
پگڑی لپیٹوان سر پر جامہ گلے مین پاجامہ ہزار پیوند کا پانون مین پہنے ہوئے آیا سلام کیا ترسان جادو نے کہا تو کون
ہے کہان سے آیا ہے کہا کہ اعلی اعلی مراتب رہین کلانوت ہون زلزلہ جادو کے لشکر سے آتا ہون ترسان جادو نے کہا بیٹھو
یہ سلام کرکے بیٹھ گیا پوچھا زلزلہ جادو کس رنگ مین ہے عرض کیا کہ ستیاناس جائے ان خدا پرستون کا کہ وہ اسنے ایسے
خائف ہین کہ لشکر کے انتظام مین ہین میرا دم گھبرایا کہ اب گانے کا کسے سناؤن چل کھڑا ہوا کہ کہین اور روزگار کرونگا ادھر آیا
صحبت دیکھی میرا تو پیشہ یہی ہے اگر آپ قدردانی فرمائینگے یہین پڑا رہونگا ترسان جادو نے کہا کہ اچھا پھر کچھ
بجاؤ گاؤ عمرو نے سازندون سے کہا کہ تم اگر کچھ ساتھ دوگے تو خیر ہم بھی کچھ گا لینگے سب نے ساز ملائے عمرو نے
سرود بجانا شروع کیا بعد اسکے یہ غزل گائی

غزل

بیان کیا ہو رخ دلنشین کا وہ مہر یہ چاند چودھوین کا	جو عکس پڑجائے اس جبین کا ستارہ ذرہ ہو ہر زمین کا

عیان ہو جامے سے نور پیکر تمام خال بدن مین اختر
شعاع خورشید روز محشر بنا ہی ہر تار آستین کا

غضب ہو انکار یار جانی عیان ہی درد و غم نہانی
ملے ہین داغ جگر نشانی الم ہی دل کو نہین نہین کا

پری کی صورت حسین ہین آنکھین کسی کی ایسی نہین ہین آنکھین
غزال صحرا سے حسین ہین آنکھین جو تل ہی دانہ ہی شکل چین کا

اسی کا جلوہ جہان مین ہی وہی وہی ہر مکان مین ہی
وہ جسم مین ہی وہ جان مین ہی نشان بتلاؤن کیا مکین کا

ازبسکہ بیتاب ہین الم سے تجل ہین برق و شرار ہمسے
تڑپ تڑپ کر مرین جو غم سے تو فلک ہو فلک زمین کا

خیال گیسوے پرشکن مین کفن کا عالم ہی پیرہن مین
اثر سے مار گزیدہ تن مین بنا ہی ہر تار آستین کا

دکھا کے گیسوے پرشکن کو بڑھایا ایسا غم و محن کا
کہ میرے ہر تار پیرہن کو لقب ملا مار آستین کا

غزل جو اے برق نظم کی ہی جناب ناسخ کی پیروی ہی
کرم سے انکے فلک سے بنے ہین بڑھا ہی رتبہ یہ اس زمین کا

غرض ایسا سما بندھا کہ تمام اہل صحبت اور ترسان جادو بہت محظوظ ہوئے بہت کچھ انعام دیا اور پوچھا کہ تو شراب بھی پیتا ہی کہا بلبلیان لون یہ تو ہم لوگون کی جنم گھٹی ہی ترسان جادو نے گلابی شراب کی دی اور کہا کہ اسمین سے تو بھی پی مجھکو بھی پلا عمرو تو یہ خدا سے چاہتا تھا زہر ہلاہل ملا کر جام بھر کر پیش کیا کہ اُسنے غٹ غٹا کر پی لیا بس پیٹ پھولنے لگا یہانتک کہ آخر کو شکم اُسکا پھٹ گیا اور وہ کافر جہنم واصل ہوا اسطرح تاریکی ہوئی کہ سارا زمانہ پردہ ظلمات ہو گیا جب روشنی ہوئی تو صبح ہو چلی تھی عمرو چوتھے درے کی طرف روانہ ہوا دن بھر پوشیدہ رہا رات کو اور ساحرون کے قتل کی تدبیر مین چلا صورت ایک ہرکارے کی بنائی ڈالی میوے کی لگا کر ہاتھ مین لی مضراب جادو پاس آیا کہ زلزلہ جادو نے بھیجا ہی مضراب جادو نے دیکھا کہ سیب بہت خوش رنگ ہین ہرکارے کو انعام دیا سیب لیکر رکھ لیے ہرکارے نے کہا کہ غریب پرور مجھپر تاکید تھی کہ اپنے سامنے سیب کھلانا یہ سنکر مضراب جادو کھٹکا کہ یہ کیا ماجرا ہی جب مجھکو بھیجے ہین تو مین کھاؤنگا دوسرا یہان کون ہی جسے دونگا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہی جلدی سے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اور چیخی کہ اے مضراب جادو یہ عمرو ہی تین درہ ویران کر چکا اب آپ کی فکر مین آیا ہی بس یہ سننا تھا کہ مضراب جادو نے گھیر کر ایک دو پتھر زمین پر مارا اور کہا کہ او ساربان زادے غضب کیا تو نے کہ تین جادوگرون کو مارا اسطرح کہ خبر بھی نہوئی لیکن یہان تیری قضا لائی تھی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے ابھی تجھکو قتل کرونگا ارے تیرے ہی خوف سے خداوند مشمش نے چوکیان قائم کین یقین یہ کہکر تیغ سحر کھینچا اٹھا عمرو کو یقین مرگ ہوا اور سمجھا کہ ایک ڈبیا کمر سے عمرو کے گر کر کھل گئی دیکھا مضراب جادو نے کہ اسمین سے ایک لعل کوئی ساڑھے آٹھ مثقال کا نکل پڑا بس منھ مین پانی بھر آیا دل مین کہا کہ وہ جو سنا تھا سچ نکلا کہ عمرو بڑا روپیہ والا ہی اب پہلے اس سے روپیہ لے لینا چاہیے پھر قتل کرنا مناسب ہی اُس لعل کو ہاتھ مین اُٹھا کر پاس لایا کہا کہ اگر تو اپنا سب مال دیدے تو مین تجھے چھوڑ دون عمرو نے کہا جان بھی لیجیے مال بھی حاضر ہی لیکن عمرو تو مجھے بتائیے مضراب جادو نے کہا او فیلسے ابھی تک تو مکر سے نہین باز آتا لا مال عمرو نے کمر سے دوسری ڈبیا کچھ اُس سے بڑی نکالکر دی کہ لیتے جائیے دیکھتے جائیے مضراب جادو نے ڈبیا لی کچھ ہلکی معلوم ہوئی خیال گذرا کہ کہین خالی نہو سو جھٹ کھولا دیکھا کہ ایک لعل اُس سے کچھ بڑا ہی کہ معاً وہ لعل چٹکا اور اسمین سے دھوان اُڑا کہ مضراب جادو بیہوش ہوا چھینک مار کر زمین پر گرا سنبھل نہ سکا عمرو نے جال مار کر اپنے قریب کھینچا خنجر گلے پر پھیرا کارگر نہوا کیونکہ وہ آہنی بدن تھا ہتھوڑا داؤدی نکالکر مارا کہ ایک سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے بس غلغلہ عظیم برپا ہوا خاک اڑی آندھی چلی بعد ساعت بھر کے جو روشنی ہوئی ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مضراب جادو بود اب عمرو نے مال و اسباب اسکا بھی لیا اور

صورت اپنی ایک طفل ماہ جبین کی بنائی جوڑی نفری ہاتھ مین لی سامنے **نصران جادو** کے پہونچا وہ بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا تھا کہ جہان عمرو ہو سحر بھیجکر بلا لون اور قتل کر ڈالون کہ ساحر **مشمش** کو صرف اسی کا کھٹکا ہی ابھی اسباب سحر لیکر بیٹھا ہی ارادہ کر رہا ہی کہ سحر تیار کرے کہ ایک طفل ماہ جبین کو دیکھا کہ پندرہ برس کا سن عین شباب کان مین دُر پڑا ہوا جوڑی نفری ہاتھ مین حیرت زدہ نگاہون سے چہار طرف دیکھ رہا ہی **نصران جادو** نے پکارا کہ او لڑکے تو کون ہی یہان کیونکر آیا لڑکا ڈرتا ہوا قریب آیا ہاتھون کو جوڑ کر کہا کہ مین اور باپ میرا دونون بقراط جادو برادر خرد زلزلہ جادو کے نوکر ہین میری شامت کہ سیر کو نکلا تھا راستہ بھولکر ادھر نکل آیا لشکر کا زلزلہ جادو کے راستہ نہین ملتا **نصران جادو** نے کہا مین تجھے پہونچا دونگا گھبرا نہین بیٹھ جا دم لے لڑکا سلام کرکے بیٹھ گیا اور کہا کچھ اپنا کمال آپ بھی دکھائیے **نصران جادو** نے کہا تو بڑا تر تریا معلوم ہوتا ہی اپنا کمال تجھے کیا دکھاؤن کہا جو مین کہون کہا اچھا پہلے تو اپنا کمال دکھا تو مین بھی دکھاؤنگا لڑکے نے سازندون سے کہا ساز ملا کر میرا ساتھ دو اور بانسری بجانا شروع کیا خوب بجایا یہانتک کہ **نصران جادو** بیخود ہو گیا اور مالا مروارید کا گلے سے اتار کر دیا لڑکے نے اپنے گلے مین پہن لیا اور غزل گانا شروع کی

غزل

ہمسے بیباک اسے خلوت میں پڑا رہنے دے
بس ہو تو دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
شکر کی جا ہی شکایت کا نہین وقت اے دل
بیخودی تو نہ مرے ہوش بجا رہنے دے
جب نہو تیر اسہارا ابھی شب ہجر اے موت
ورنہ دل مین کوئی پیکان گڑا رہنے دے
کسی جلوے کا اشارہ نگہ شوق سے ہی
پاس اپنے اسے اب میری بلا رہنے دے
صبر سے پیدا ہو صفائی کی بھی کچھ صورت
سینے پر ہاتھ ذرا بہر خدا رہنے دے
آرزو جلوہ محبوب ہی غارتگر ہوش

آج تو شوخیون کو اپنی حیا رہنے دے
اے ہجوم غم و ہم دل ہی ترا گھر لیکن
وصل کے دن تو شب فرقت کا گلا رہنے دے
میری برباد یون پر خاک گلیون مین اڑے
دل مین اپنے کوئی فرقت زدہ کیا رہنے دے
نیعما کرکے مرا جائین وہ صبح شب وصل
دو گھڑی دلکو بھی پہلو سے جدا رہنے دے
دیکھ لین غیر یہ شوخ نگاہی سر بزم
دل مین اے گرد ملال اتنی تو جا رہنے دے
ہونٹون پر دم ہی تو نے نکلیگا نالہ کوئی
کوئی کسطرح حواس اپنے بجا رہنے دے

پاس اپنے کوئی مجبور اسے کیا رہنے دے
کسی حسرت کو بھی کونے مین پڑا رہنے دے
آپ مین آگے غم ہجر سے مر جاؤنگا
ان ہوا خواہون کو اے باد صبا رہنے دے
ساتھ لے نکلے اگر درد جدائی کو تو کھینچ
ہان یونہین دلکی تڑپ حشر بپا رہنے دے
دلکو سوز زدہ زلف بنا کر بوسے
ابھی دامن مین حیا اسکو چھپا رہنے دے
دیکھ بیتابی دل بڑھتی ہی یا گھٹتی ہی
اپنا احسان شب ہجر قضا رہنے دے

اس غزل کے گانے پر عجب عالم ہوا کہ **نصران جادو** نے گریبان پھاڑ ڈالا آنکھون پر وحشت چھا گئی آثار عشق چہرے پر ظاہر ہوئے لڑکے سے کہا کہ میری جان و مال کا تو مختار ہی لیکن اپنے پاس سے تجھے نہ جانے دونگا تیرے باپ کو بھی یہین بلا دونگا لیکن لڑکے کی یہ کیفیت ہی کہ گاتے گاتے تھک گیا ہی ہانپ رہا ہی منہ سرخ ہو گیا کہا کہ ابھی آپنے دوسرا کمال میرا نہین دیکھا کہا وہ کیا جواب دیا کہ مین ساقی گری بھی بہت کرتا ہون کہا پھر کسوقت کے لیے اٹھا رکھی ہی سب سامان موجود ہی کہا ابھی سہی پس جھٹ جھنگر نگوٹا پانون مین باندھے شیشہ اٹھا کے جام شراب کا بھر کر سر پر رکھا اور گاتا ہوا ناچتا ہوا سامنے آیا جام شراب کا دیا **نصران جادو** نے خوشی خوشی جام شراب کا لیکر پی لیا اور سات مالے مروارید کے اس لڑکے کے گلے مین ڈالدیے اور کہا کہ تیرا عدیل و نظیر نہین ہی غرض دو تین جام متواتر پلائے کہ خوب بیہوشی نے اپنا اثر کیا اور خود ناچتا ہوا اٹھا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ گر پڑا اگرا عمرو نے اسے بھی ذبح کیا لاش زمین مین گاڑ دیا بلکہ یہی ترکیب ہر مرتبہ کی تھی کہ لاش ہر ساحر کی زمین مین گاڑ دی تھی اب یہان سے آگے روانہ ہوا جب چھٹے درے پر پہونچا دیکھا کہ یہان کا انتظام سخت ہی کہ چہار دیواری باغ کی کھنچی ہوئی ہی دروازہ باغ پر

ایک دیو گرز گران سر اٹھائے ہوئے بیٹھا ہے عمرو بہت خائف ہوا اور دیوارین اسقدر بلند کہ جانا ناممکن تھا لیکن دروازہ
باغ کا کھلا ہوا تھا چہار طرف پھرنا شروع کیا جدھر جاتا ہے دروازے پر ایک دیو مہیب کو دیکھتا ہے فکر مین ہو کہ کیا کرون
بس ایک مقام پر بیٹھ گئے دہائی کھینچنا شروع کی کہ یا سامری بچائیے یا جمشید مدد کو آئیے یہ آواز جو اندر باغ کے کان مین
محمل جادو کے پہونچی گھبرا کر باغ سے باہر آیا کہ دیکھون کس پر کون ظلم کر رہا ہے باہر باغ کے آ کر دیکھا کہ ایک شخص میلے
کپڑے پہنے ہوئے زمین پر لوٹ رہا ہے پوچھا ارے تو کون ہے تجھے کیا ہوا وہ چلایا کہ کیا بیان کرون کون ہون
اگر اپنے مالک تک پہونچ جاؤن تو بتاؤن کہ کون ہون ابھی اسی باغ کی طرف سے چار آدمی آئے تھے سب میرا
مال اسباب چھین لیگئے خوب باغ مین بیٹھکر ڈاکے زنی کرواتے ہو معلوم ہوگا محمل جادو نے کہا کچھ دیوانہ
ہوا ہے مین تیرے بچانے کو باغ سے نکل آیا کہ تو سامری کی دہائی دے رہا تھا اُلٹے مجھی کو چور بناتا ہے یہ وہی مثل ہے
کہ نیکی برباد گناہ لازم آخر تیرے پاس کیا مال تھا جواب دیا دو توڑے اشرفیون کے ایک خلعت کچھ تھوڑا سا
کھانا تھا محمل جادو نے کہا جھوٹے تیری باورچیون کی تو قطع ہے تو دو توڑے اشرفیون کے کہان سے لایا تھا
کہا کہ مین باورچی تو بیشک ہون لیکن زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہون مجھے انعام مین ایسے ایسے توڑے
بہت ملا کرتے ہین تم ایسے ٹھگون سے تھوڑی سابقہ پڑا ہے کہ اور کپڑے تک لے لینے کا ارادہ رکھتے ہو یہ سنکر محمل جادو نے
سوچا کہ یہ زلزلہ جادو کے یہان کا باورچی ہے جبھی اس سختی سے گفتگو کرتا ہے باساتی کہا کہ آج تو میرے یہان رہ اور کھانا
پکا مین تجھے چار توڑے دونگا کہا پہلے سے تو نگا تمھارا کیا اعتبار محمل نے کہا پھر تو وہی بکے جاتا ہے ابھی لیلے کیا تو نے جو سمجھا
ہے یہ کہکر مالا اکہرو روپیہ کا اُسکے گلے مین پڑا تھا غصے مین اُتار کر دیدیا کہ لے اس سے زیادہ تجھے کون دیگا یہ چار توڑون
سے زیادہ کا مال ہے عمرو نے لیکر نذر زنبیل کیا محمل جادو نے کہا کہ اب چل آنکھین بند کر عمرو نے آنکھین بند کر لین
محمل جادو نے کچھ سحر پڑھا اب جو عمرو نے آنکھ کھولی اپنے کو ایک قصر مین بیٹھے دیکھا محمل جادو کو مسند پر پایا ہاتھ
جوڑ کے کہا کہ جو کچھ مین نے آپ کی شان مین عرض کیا معاف ہو کہا ابھی پہلے معاف کیا جو کچھ کہو وہ منگا دیا جائے
عمرو نے حسب ضرورت مصالحہ مانگا اور ایک قنات لکڑی کی انھین گیا محمل جادو نے سب چیزین بھیجنا شروع کین
لیکن عمرو نے اگر ایک ڈبیا کی ضرورت تھی تو دو مانگ لین چھین اسطرح تو نگ لاچی جوز جوتری زعفران مشک عنبر گلاب
کیوڑہ ضرورت بھر سے دوگنا منگا لیا جب سب چیزین آگئین حکم دیدیا کہ اب یہان کوئی نہ آنے پائے کیونکہ ایسے دیون
کے پہچاننے سے کھانا خراب ہو جاتا ہے اور آپ باطمینان تمام جو کھانا کہ پکانے مین مصروف ہوا محمل جادو نے ایک
آدمی اپنا ساتوین دروازے پر بھیجا اور زنار جادو سے کہلا بھیجا کہ بھائی آج کھانا ہمارے ساتھ کھانا زنار جادو اُسیوقت
ہوائے آتشین پر بیٹھکر آن واحد مین آ پہونچا لیکن گلے مین زنار جادو کے ایک سانپ مانند جنیو کے پڑا ہوا تھا
محمل جادو نے پوچھا کہ زنار جادو اسمین کیا وصف ہے کہا کہ اے برادر مین نے اسکو بڑی محنت و مشقت سے بنایا ہے
اسمین یہ خوبی ہے کہ سامنے دشمن کے ڈالدون تو یہ پانچ سو کوس تک تو دشمن کو نہ جانے دیگا دراز ہو کر دوڑیگا اور ڈالنے والا
دو دم یعنی دشمن سے محفوظ رہیگا یہ کہکر اُس سانپ کو ڈبیا مین بند کر لیا اور اپنے پاس رہنے دیا اتنے مین شام ہوئی صحبت
عیش آراستہ ہوئی ناچ ہونے لگا پہر رات گئی ہوگی کہ باورچی سامنے آیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے کہا
کہ لاؤ وہ باورچی اسی وقت کھانے لانے لگا پلاؤ قورما قلیا کباب شیرمال باقرخوانی غرضکہ ہر قسم کا کھانا لا کر سامنے
چنا کہ خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا محمل جادو نے بغیر کھائے ہوئے تعریفین کرنا شروع کین اور خلعت
منگوا کر باورچی کو دیا اسکے زنار جادو سے کہا بھائی صاحب آئیے زنار جادو بھی آبیٹھا دونون نے ملکر خوب کھانا

زہر ہار کیا اب دونون کھانا کھاتے جاتے ہین اور تعریفین کرتے جاتے ہین زنار جادو نے کہا کہ ہمنے اس مزے کا
کھانا زندگی بھر کبھی نہ کھایا تھا مگر اب کچھ اثر بیہوشی کا ظاہر ہونے لگا زنار جادو نے کہا کہ ای محمل جادو مجھکو
یہ باورچی عمرو عیار معلوم ہوتا ہے اس کھانے سے کچھ دوران سر ہونے لگا محمل جادو نے کہا کہ کبھی تمکو کچھ
خیر یہ ہے کھانے مین خوشبو بہت ہے ہمین برداشت اسکی نہین ہے بھی کھانے اس سے زیادہ بھاری ہوتے ہین کہ
ایک نوالہ ہر کس و ناکس نہین ہضم کر سکتا زنار جادو بولا مین نہ مانونگا اور وہی سانپ ڈبیا سے نکالکر پھینکا
کہ پکڑ لائے عمرو نے گلیم اوڑھ لی زنار جادو اٹھا کہ سانپ کو اپنے پکڑ لون کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کر گرا
محمل جادو کہ دوسرا نام اسکا مخمور جادو بھی ہے اٹھانے کو اسکے اٹھا تھا کہ بیہوش ہوکر گرا باقی اور لوگ بھی جتنے
تھے جو اٹھا بیہوش ہوکر گرا عمرو نے خنجر پکڑ کر سبکو ذبح کر ڈالا ایک شور و غل ہوا صدا گیر و دار کی بلند ہوئی زمانہ تیرہ و تار
ہو گیا ساحرون نے خاک اڑائی سر پر کچھ نہو سکا آوازین آئین کہ کشتی مرا نام من زنار جادو و محمل جادو بود حیف جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو روشنی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نہ باغ ہے نہ بارہ دری ہے نہ وہ دیو ہین لشکر سامنے سے
معلوم ہوتا ہے وہان سے روانہ ہوا یہان امیر عمرو کے لیے دعائین کر رہے تھے متردد و متفکر خدا پر صبر و ساکیے ہوئے
بیٹھے تھے کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو کیا کیا عرض کی کہ ای شہریار آپ کے اقبال سے
ہفت درہ کو پاک کیا دیکھیے وہ سامنے لشکر زلزلہ جادو کا معلوم ہوتا ہے امیر بہت خوش ہوئے عمرو کو گلے
سے لگایا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا۔

اب داستان صف کشی زلزلہ جادو کی اور آنا ساحرون کا مدد کو صاحبقران نامدار کی

لیکن خبر مارے جانے ساحرون کی زلزلہ جادو کو پہونچی کہ عمرو نے ہفت درہ کو پاک کیا زلزلہ جادو نے
بہت افسوس کیا اور کہا کہ اگر عوض انکے خون کا ان خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا
اور فرعون سے کہلا بھیجا کہ ہفت درے پر جو ساحر معین ہوئے تھے انکو عمرو عیار نے آکر مارا مگر مین عوض ان سبکے
خون کا لونگا تم طبل جنگ بجواؤ مین سر میدان حمزہ سے لڑونگا فرعون نے جو ساحرون کے مارے جانے کا حال سنا
نہایت غمگین ہوا بختیارک نے صلواۃ پڑھی تا دھنا نا چا اور کہا کہ یا خداوند دیکھا آپ نے کہ یہ عیار کیا بلا کی چیز ہے جادوگر
کو تو زندہ چھوڑتا ہی نہین خصوصاً جو خدا پرستون سے برخلاف ہو فرعون نے کہا ملک جی اب زلزلہ جادو غضبناک
ہوا ہے کسی کو لشکر اسلام مین سے زندہ نہ چھوڑیگا بختیارک نے کہا یا خداوند یہ خدا پرست وہ ہین کہ انھون نے دمامہ جادو
کو چاہ الماس مین ڈھکیل کر مارا کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتے فرعون نے کہا کل دیکھ لینا کہ کیا تماشا ہوتا ہے اور
حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے
یہان سب دربار جمع ہے تعریفین عمرو کی ہو رہی ہین کہ ایسے زبردست جادوگرون کو اسطرح مارا یہ خواجہ ہی کا کام تھا
دوسرے کا حوصلہ نہین پڑتا واقع مین کہ تاج عیاری کا انھین کے سر کے واسطے موزون ہے اور تخت عیاری کی زیب
انھین سے ہے سب تعریفین خواجہ کی کر رہے ہین کہ ہرکارے پسینے مین غرق گرد مین آلودہ دم چڑھے ہوئے آئے دعا و
ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ فرعون نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو زلزلہ جادو سے سامنا ہے صاحبقران
نے فرمایا رضینا بقضائہ بہ تقدیر تکیہ بفضل ایزدی ہمارے یہان بھی نقارہ رزمی بجے اسی وقت کوس حربی نوازش
مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو لشکر اسلام میدان مین آیا صفین بندھ گئین سب سردار دست راستی دست چپی
اپنی اپنی جگہہ پر آکر قائم ہوئے تخت بادشاہی بیچ مین صاحبقران چالیس قدم آگے بمرتبہ صاحبقرانی اشقر پر سوار

کھڑے ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر بیٹھا لقا بختیارک بافوج فرعون نیچے دیوار شہر فرعونیہ کے کھڑے ہوئے
اب انتظار زلزلہ جادو کا ہو رہا ہے کہ صاحبقران نے عمرو سے کہا خواجہ رات کو عجب تماشا دیکھا کہ مین پلنگ پر
سونے کے واسطے لیٹا ہون کہ ایک کبوتر آکے تین مرتبہ میرے پلنگ کے گرد پھر کر چلا گیا اور اتنا بڑا کبوتر کبھی مین نے
نہین دیکھا کہ برابر مرغ قوی کے تھا عمرو بولا اے شہریار اسم اعظم تو یاد کیجیے امیر نے جو خیال کیا بالکل اسم اعظم یاد
نہ آیا محو مطلق تھا عمرو نے کہا وہ کبوتر اسی لیے آیا تھا اور کہا کہ خبردار اب کسی سے نہ کہنا نہین تو تمام لشکر بدحواس
ہو جائیگا امیر چپ ہو رہے کہ دیکھا ہفت درہ سے ایک ابر تیرہ و تار بجلی چمکتی ہوئی شعلہ آتش نکلتے ہوئے نمایان ہوا
ہوا تند چلنے لگی کہ آن واحد مین وہ ابر میدان جنگ مین پہونچ گیا جب ابر شق ہوا تو پہلے آٹھ اژدر آتشین نمایان
ہوئے کہ تخت اونپر کسا ہوا تھا اوسپر زلزلہ جادو بیٹھا ہوا تاج سات کنگرے کا سر پر رکھا ہوا اور ہر کنگرے سے شعلہ آتش
نکلتے ہوئے آکر میدان مین قائم ہوا بعد اسکے تیس ہزار ساحر خوک و ببر و فیل و کرگدن سحر پر سوار ظاہر ہوئے
پس پشت زلزلہ جادو کے صف باندھکر کھڑے ہوئے ناقوس پھنکتے ہوئے ترہیان ڈمرو بجتے ہوئے آوازہ من
یا سامری یا جمشید یا مشمش کی بلند کمال عظم و شان سے میدان جنگ مین صف آرا ہوئے کہ یکبار زلزلہ جادو نے
آواز دی کہ باش اے گروہ خداپرستان واے فرقہ مسلمانان تمنے بڑے بڑے ظلم کیے ہین کہ ساحران عالم کو مارا اور یہان
چلے آئے ہو خداوند فرعون شاہ کو بھی آزار ہونچائے اور ساحرون کو خداوند مشمش کے مار اگر تمھارے اوپر رحم
کرتا ہون اگر اب بھی کہنا میرا مانو اور فرعون شاہ کو سجدہ کرو تو خطا تمھاری معاف کرون اور نہین تو ایک
طرفۃ العین مین کام تمھارا تمام کرونگا ایک کو تم مین سے زندہ نہ چھوڑونگا ادھر سے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او
کافر کیا بکتا ہے ہم لعنت کرتے ہین فرعون پر اور اسکے پرستارون پر تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدا ہمارا بزرگ ہے
یہ سنکر زلزلہ جادو نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ معلوم ہوا شامت تمھاری آگئی ہے قضا لکھی میرے ہاتھون ہے
کہان جاؤگے بچکر اور ایک ترنج جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر کا پڑھکر دم کیا اور زمین پر پھینکا کہ پھینکنے کے
زمین جابجا سے شق ہونے لگی اور لوگ لشکر اسلام کے اسمین سمانے لگے بعد اسکے ایک گولا فولادی کچھ پڑھکر اچھالا
کہ وہ بلند ہو کر پھٹا اور اسمین سے دھوان نکلا اور مثل ابر کے محیط ہونے لگا بجلی چمکنے لگی صدا رعد کے گرجنے کی
آنے لگی پرکالہ آتش چمک کر گرنے لگے آگ لگانے لگے کہ یکایک ایک ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اور زمین پر
آکر شق ہوا اور اسمین سے ایک ساحر دیو طلعت مہیب صورت سیاہ رنگت پیدا ہوا کہ قد کوئی ایک سو ساٹھ ایچ
کا تھا کان مانند فیل کے دانت مثل خوک کے دونون بازوون پر پر پرواز ایک پنجرہ اسکے ہاتھ مین اڑتا ہوا
آیا جتنے ساحر تھے مع زلزلہ جادو دوڑ کر خاک قدم اسکی لیکر آنکھون مین لگانے لگے کہ اسمین ہمنشین ساحر مشمش کا
تھا طائر جادو اسکا نام ہے اور اس پنجرے مین کئی ہزار جانور مثل لال کے سرخ رنگ بند تھے کھڑکی کھولکر ان
جانورون کو اڑا دیا اور ہاتھ سے اشارہ لشکر امیر با توقیر کا کیا اور خود پنجرہ خالی ہاتھ مین لیے ہوئے جدھر سے
آیا تھا اسی طرف اڑتا ہوا چلا گیا زلزلہ جادو پھر اپنے تخت سحر پر سوار ہوا اور ساحر اپنی اپنی سواری پر
بیٹھے اب زلزلہ جادو نے پھر سحر کیا کہ زمین مین زلزلہ پڑ گیا لشکر امیر کا تہ و بالا ہونے لگا بعد اسکے جہان سے
زمین شق ہوئی لوگ لنڈھکتے ہوئے اسی طرف گڑھے مین جا رہے کہ پھر وہ زمین برابر ہو گئی ادھر وہ جانور
جو طائر جادو اڑا گیا تھا انھون نے یہ آفت برپا کی کہ جسکے سر پر بیٹھے وہ پتھر کا ہو کر رہگیا اب لوگ مارے
خوف کے ہاتھ سے جانورون کو اڑانے لگے بعضے چھیپیان ہلا رہے تھے ایک شور برپا تھا ادھر ہزار آدمی

غرق زمین ہو گئے ہین اور ابر زمین مین سماتے چلے جاتے ہین بس بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام
نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور اس حالت اضطراب مین دعائین مانگنے لگے کہ اے معبود
حقیقی و اے رب تحقیقی اگر زندگی ہماری باقی ہے تو ان طائرون کے ظلم سے جلد نجات دے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر
بیٹھا از قدرت سبحان لم یزل و عزیز عز و جل ایک لمحہ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا آواز گڑگڑاہٹ کی اُسمین سے
آنے لگی جب وہ ابر قریب آکر شق ہوا دیکھا کہ ایک نازنین سفید پوش ہنس پر سوار چالیس عورتین عقب مین باز
و قرقرے پر سوار چلی آتی ہین آکر صاحبقران کو سلام کیا نام اُس نازنین کا ملکہ محروق جادو ہے بعد اسکے دوسرا
ابر طاؤس رنگ پیدا ہوا کہ چمک پر اُسکی نگاہ نہ قائم ہوتی تھی اُسمین سے طاؤس جادو مع ساحران نام الجبال
نمایان ہوئی آکر صاحبقران کو سلام کیا ملکہ محروق جادو نے دیکھا کہ تمام زمین مین زلزلہ پڑا ہے اور زمین
شق ہوتی ہے لوگ اُسمین سمائے جاتے ہین بس ایک گنبد طلائی جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر کا پڑھکر زمین پر مارا
کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور ابر سے باران سنگ ہو رہا تھا ہزارہا مجروح ہو رہے تھے ادھر محروق جادو
نے زلزلہ دفع کیا طاؤس جادو پرواز کر کے آسمان پر گئی اور ایک اسم پڑھکر مارا کہ ابر شق ہو کر منتشر ہو گیا
اور باران سنگ موقوف ہوا کہ یکایک اور ابر سفید رنگ نمایان ہوا کہ بار غل عروار پیدا اُسمین ہو رہی تھی آکر
قائم ہوا جب ابر شق ہوا مکلل خان جادو و ادلوس حبشی اور تمام ساحران طلسم گوہر بار کئی ہزار کی جمعیت
سے آکر قائم ہوئے امیر کو سلام کیا کہ اور ابر پیدا ہوا اُسمین سے فضل جادو مع ساحران عنطلی آباد پہونچا
[illegible] ہوا تھا کہ اور ابر اُٹھا خضران جادو ساحران کشمیر کو ساتھ لیے ہوئے آیا یہ قائم ہوا تھا کہ اور
ابر اُٹھا مسعود جادو اندر کوہ اور مار و چاہ کے ساحرون سمیت آئی بعد اُسکے آتش حصار کے جادوگر آئے
شہریار جادو طلسم ہزار اسپ کے ساحر لیے ہوئے آیا بعد اُسکے طلسم جان بن جان کے ساحر مجنون جادو
اور ناہید جادو کے ساتھ آئے بعد اُسکے اور ابر اُٹھا اور طلسم دوازدہ برج ہفت کواکب کے ساحر آئے
غرضکہ شام تک جادوگرون کا تانتا بندھا رہا لیکن جو آیا وہ شریک حمزہ صاحبقران ہوا زلزلہ جادو دیکھکر
نہایت حیران و پریشان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ سب ہمیشہ ہمارے یہان شادی غمی مین شریک ہوتے
تھے اب انکا حال مفصل معلوم ہوا کہ یہ سب خدا پرستون کے شریک ہین خیر اگر ان سبکو مارا ہوگا تو نام بنا زلزلہ
جادو کا رکھا ہوگا اور طبل بازگشت بجوا کر پھرا ادھر فرعون حیرت زدہ گنبد مینائی سے اُٹھا بختیارک نے کہا
یا خداوند دیکھا آپ نے کس قدر ساحر حمزہ صاحبقران کے شریک ہین کہا کیا کر سکینگے مگر دل مین اپنے نہایت
غمگین ادھر امیر حمزہ صاحبقران دو رکن زمان فرحان و شادان داخل بارگاہ ہوئے سب جادوگرون
کی دعوت کی اور محروق جادو اور مکلل خان جادو سے کہا کہ یہ ہیران جانورون کی کر دو ہر ایک نے
عرض کیا بہت خوب اور اسی وقت مصروف سحر ہوئے دونون نے باز و بحری اور چرخے وغیرہ اسی طرح
کے شکاری جانور بنا بنا کر چھوڑے جو باز قریب ان جانورون کے گیا مارا گیا کسی سے وہ جانور دفع نہوئے
کوئی سحر اُنپر کارگر نہوا سب ساحرون نے متفق اللفظ عرض کیا کہ پیر و مرشد یہ سحر ساحر شمشش کے بنے ہوئے
معلوم ہوتے ہین کہ اُسنے طائر جادو کے ہاتھ بھیجے ہین ہم مین کسی کی طاقت نہین ہے کہ وہ سحر شمشش کا توڑ سکین
امیر حمزہ صاحبقران عالیشان یہ سنکر نہایت متردد و متفکر ہوئے فرمایا کہ جو مرضی خدا کی کہ اسی اثناء
مین ہرکارون نے آکر خبر دی کہ تو ملک مغولی کے لشکر مین لوگ ذرا غافل [illegible] کہ وہ جا [illegible]

سرون پر انکے آکر بیٹھ گئے پانچ سو آدمی پتھر کا ہو کر رہگیا کہا کبھی کوئی غافل نہو ہر ایک چوری اور چھیپی
ہاتھ مین لیے رہے دس آدمی سوئین تو دس انکی حفاظت کرین جسطرح کبوتر اڑاتے ہین اسی طرح ان جانورون
کو بھی غل مچا مچا کر اڑائین کہ جانور کسی پر بیٹھنے نہ پائین یہ حکم جو دیا تمام لشکر مین ایک شور و غوغا بلند
ہوا کوئی ایسا نہ تھا جسکے ہاتھ مین چھیپی نہو وہان زلزلہ جادو نے بھی طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر امیر حمزہ صاحبقران
نامدار کو پہونچی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجایا جاوے جو پروردگار عالم
ہمارا بہتر چاہیگا وہ کریگا یہ حکم محکم شیم سنکر طبل جنگ یہان بھی بجا غرضکہ تمام رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان کین مین آئے عمرو بن امیہ ضمری نامدار اسباب عیاری سے آراستہ
و پیراستہ چھیپی ہاتھ مین لیے ہوئے اپنے سر پر اور امیر حمزہ صاحبقران ذیشان کے سر پر ہلا رہا ہے
اور کبھی سفید مہرہ بجا دیتا ہے کہ وہ جانور اسکی آواز سے اڑ کر بھاگ جاتے ہین ادھر لشکر اسلام میدان مین آیا
سردارون نے صفوف دست راست اور دست چپ کو آراستہ کیا ادھر فرعون شاہ آکر گنبد مینائی پر
بیٹھا لقا اور بختیارک فوج لیکر زیر دیوار قلعہ فرعونیہ کھڑا ہوا اسطرف سے لشکر زلزلہ جادو کا میدان
کارزار مین آیا لیکن بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے کہ بقراط جادو
نے اژدر کشین اپنا بڑھایا اور سامنے زلزلہ جادو کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ خداوند
مشتمش تمہارا نگہبان ہے وہ سلام کرکے بادگرد اژدر پر بیٹھکر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحرو مین تو معلوم
تھا کہ تم سب ہمارے شریک ہو ہمیشہ شادی غمی مین آتے تھے شریک حال ہوتے تھے لیکن آج حقیقت
تمہاری کھلی کہ تم خداپرستون کے دوست ہمارے دشمن ہو خیر بہتر ہوا جو اب بھی حال تمہارا کھل گیا اسپر
یہ طرہ کہ آئے ہو خداوند ساحر مشتمش کے مقابلے کو حال کھل جائیگا دیکھو اب بھی کچھ نہین گیا ہے اگر اپنی جان کی
خیر چاہتے ہو تو خداپرستون سے جدا ہو کر رومال سے ہاتھ باندھکر چلے آؤ ہم خطا تم سب کی معاف کر دینگے
نہین سب مارے جاؤگے اور ایک زندہ نہ بچیگا جب یہ خرافات بک چکا تو ادھر سے جواب ملا کہ
کیا جھک مارتا ہے اور کیا بیہودہ گوئی کر رہا ہے ہم سب جانین اپنی راہ خدا مین نثار کرنے آئے ہین یا تو
امیر حمزہ صاحبقران صحابہ ہوئے یا ہم بھی انکے ساتھ مارے گئے تجھسے جو ہو سکے قصور نہ کر خدائے
بزرگ است بقراط جادو یہ کلمات سنکر آگ بگولہ ہو گیا اور مارے غصے کے کانپنے لگا اسی حالت
غیظ و غضب مین پکارا کہ جسے تمنائے مرگ ہو وہ آئے میرے مقابلے کو اسطرف سے محروق جادو سامنے
تخت شاہی کے آئی سلام کیا ہاتھ باندھکر عرض کی کہ حکم ہو تو مین مقابلے کو جاؤن فرمایا خدا کو سپرد کیا محروق
جادو سلام کرکے بادگرد اپنے ہنس پر سوار ہو کر میدان مین آئی بقراط جادو نے کہا اے محروق جادو تو
بھتیجی ہے شمامہ جادو کی خداپرستون کی طرفداری کرتی ہے ارے تجھے چاہیے کہ ان خداپرستون سے
اپنے اور عزیزون کے خون کا عوض لے نہ کہ انکی طرفدار ہوئی ہے محروق جادو نے جواب دیا او نابکار
وہ جہالت مین مارے گئے داخل جہنم ہوئے مین اپنی عاقبت کیون خراب کرون جبتک زور چلے گا تم
سب کو مارونگی اور اپنی بھی جان دونگی او مشتمش حرامزادہ کیا کریگا خدائے بزرگ است بس یہ سننا تھا
کہ بقراط جادو نہایت برہم ہوا اور نعرہ کیا کہ او چھوکری زبان دراز اجل رسیدہ دیکھ کہین زبان تیری
نہ جلجائے خداوند مشتمش کو تو برا کہتی ہے اور زمین پر لوٹکر اژدر کشین بڑھکر دوڑا محروق جادو بھی اڑ ہانکر دوڑی

آپس مین قلاب آتشین چلنے لگے دو گھڑی تک اژدہے بنکر دونون لڑا کیے مطلب برآری نہوئی بقراط جادو اژدہے
سے ہاتھی بنگیا محروق شیر بنکر دوڑی گھونسہ اور طمانچہ چلنے لگا گھڑی بھر تک یہ لڑائی بھی رہی اور مطلب کسی کا حاصل
نہوا کہ محروق نے بہیئت اصلی ہوکر ایک ترنج سحر مستک پر ہاتھی کے مارا کہ وہ زخمی ہوا اور بصورت اصلی ہوگیا اور
گولہ فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور اسقدر گرد اڑی کہ محروق اسمین چھپ گئی لیکن محروق نے بڑی ہوشیاری
کی ایک ترنج جھولی سے نکالکر مارا کہ گرد برطرف ہوئی اب محروق نے ماش کے دانے جھولی سے نکالے دوسرے ہاتھ
مین ترنج سحر کیا دانے پڑھکر بقراط جادو پر مارے کہ چنگاریان بنکر اسپر گرے وہ رد سحر مین مصروف تھا کہ ترنج
محروق نے مارا سینے پر بقراط جادو کے پڑا کہ مثل تیر کے توڑ کر نکل گیا ٹکڑے زمین پر گرا پھڑکنے لگا آندھی چلی آگ
برسی بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی اور ایک آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بقراط جادو بود بس یہ دیکھکر بھائی
بقراط کا سقراط جادو میدان مین آیا محروق تو سر بقراط کا لیکر خدمت صاحبقران مین آئی امیر نے اور
سردارون نے بہت تعریف کی ادھر سقراط جادو نے مبارز طلب کیا کہ طاؤس جادو اجازت لیکر میدان مین
آئی سقراط جادو اژدہا بنکر دوڑا طاؤس جادو گینڈا بنی لڑائی ہونے لگی بڑی دیر تک لڑائی رہی لیکن مطلب
کسی کا حاصل نہوا پھر سقراط جادو شیر بنا طاؤس جادو ارنا بنی لڑائی ہونے لگی پرکالہ آتشین اڑ رہے تھے
لیکن طاؤس جادو نے سحر غائب کیا لڑتے لڑتے غائب ہوگئی اور سقراط جادو نے دیکھا کہ سر پر اسکے ایک سنگ گران
گرا کہ ہزار ٹکڑے سر کے ہوگئے اور سقراط جادو بھی سقر کو چلا گیا آندھی چلی آگ برسی طاؤس جادو سر اسکا کاٹکر
لے آئی کہ بہرام جادو لشکر زلزلہ جادو سے نکلا اور پکارا کہ او چھوکری تو غضب کیا تمنے کہ ان دو ساحرون کو مارا
کہ بازو زلزلہ جادو کا توڑ دیا لیکن اب میرے مقابلے کو آؤ تو معلوم ہو بس فضل جادو اجازت لیکر گردن سحر
اڑا کر میدان مین آیا بہرام جادو نے تلوار میان سے کھینچکر اسم سحر دم کرکے آسمان کیطرف پھینکدی کہ وہ برق بنکر
فضل پر گری لیکن اسنے بھی سپر سحر سر پر قائم کی لیکن زخمی ہوا لیکن غیظ و غضب مین آکر گولہ فولادی بہرام پر مارا
اسنے جھپٹکر ہاتھ مین پکڑ لیا یہ سحر پر اپنے بہت مغرور تھا کہ شاگرد رشید ہو زلزلہ جادو کا بس گولے کا ہاتھ مین
لینا تھا کہ آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اور گولہ پھٹا ایک ترنج اسمین سے نکلکر سینے پر بہرام کے پڑا کہ توڑ کر نکلگیا بہرام زمین
پر تڑپ تڑپ کر مرگیا فضل سر اسکا لیکر پھرا ادھر سے عجائب جادو ایک جانور مہیب و عجیب پر سوار زلزلہ
جادو سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا خضران جادو بادشاہ سے رخصت لیکر اسکے مقابل ہوا دیکھا
عجائب جادو کا قد کوئی ستر ارش کا ہے رنگ و رو سیاہ ہاتھ پانون نیلے گوش مثل گوش فیل کے بینی ندارد صرف
دو سوراخ سانس لینے کے لیے بنے ہوئے ہین سینے تک جسم آدمی کا کمر سے نصف بدن دیو کا ہے پانون مثل کھر کے ہین
نہایت ساحر زبردست چچا زاد بھائی زلزلہ جادو کا ہے فضل کو دیکھتے ہی گولا فولادی زمین پر مارا کہ شق گرد بلند
ہوا کہ میدان مین سوا گرد کے کچھ نہ معلوم ہوتا تھا جب بعد تھوڑی دیر کے گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ تمام صحرا مین
لالہ زار پیدا ہوا ہے کہ آن واحد مین وہ لالہ زار غائب ہوگیا اور نرگس زار نظر آنے لگا کہ یکایک وہی نرگس زار
سنبلستان ہوگیا غرضکہ ہر شخص اسکے عجائبات مین محو ہوا کہ یکایک وہ سنبلستان کشت زعفران ہوگیا لیکن
خضران تو مصروف رد سحر تھا باقی ساحران اسلام پر ہنسی طاری ہوئی اور خود بخود وائش کشت زعفران کو
دیکھکر قہقہہ مارنے لگے کہ خضران جادو نے سحر دم کیا اور دستک دی کہ وہ سحر جو اسنے رات بھر مین تیار
کیا تھا اسکا اثر ظاہر ہوا کہ ایک ابر گرجتا ہوا آیا اور سنگباری ہونے لگی کہ تمام کشت زعفران نیست و نابود

ہوگئی عجائب جادو نے ترنج مارا کہ ابر منتشر ہوگیا اور خود اژدر دو سر بنکر خضران پر دوڑا خضران نے لیکر زمین میں
کھینچا دو ہتھڑ مارا کہ ایک دیوار درمیان میں دونون کے قائم ہوگئی اور خود تیر مار کر غرق زمین ہوگیا لیکن
عجائب جادو ساحر زبردست ہو دوڑ کر ٹکر ماری کہ دیوار ارارا کر گری اب یہ دیوار کے ٹکڑے ہٹا ہٹا کر
خضران کو دیکھ رہا ہو کہ کہان پر دبا ہوا ہو کہ پشت سے زمین شق ہوئی اور نعرہ خضران کا ہوا جبتک یہ
یہ سنبھلے سنبھلے تیغہ ٹپا دو ٹکڑے ہوئے خضران سر اُسکا بھی لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا اُدھر سے غرائب
جادو بھائی اسکا میدان مین آیا اور مبارز طلب ہوا میمونہ جادو سامنے تخت شاہی کے آئی اجازت خواہ ہوئی فرمایا
حافظ حقیقی نگہبان ہو میمونہ بھی سحر اپنا اسی خوف سے تیار کر چلی تھی کہ فوج مشمش سے مقابلہ آسان نہین ہو بس میدان مین
آتے ہی دستک دی کہ صحرا سے ہزارہا بندر پیدا ہوئے اور افسر اُنکا ایک بہت بڑا جگادری بندر تھا آتے ہی غرائب
جادو کو گھیر لیا اُسنے بھی جلدی سے کنڈلا کھینچا اور حد سحر قائم کی کہ کوئی بندر اُسکے اندر نہ آسکا اور جھولی سے اپنی موم
نکالکر صورت لنگور کی تیار کی اور پیٹ مین اُسکے بہت دانے رائی سرسون کے بھر دیے اور دانے ماش کے پڑھکر مارے
کہ وہ لنگور اچھلکر اُن بندرون پر دوڑا اور ایک ایک بندر کی گردن مروڑ کر پھینکنے لگا لیکن اُس بندر سے سامنا
ہوا کہ جو سب کا افسر تھا حکمت چلنے لگی اُدھر غرائب جادو عقاب بنکر اُڑا کہ نکلجاؤن اور دوسحر کرون تو کر
لڑون میمونہ جادو باز بنکر اُڑی عقاب کا پیچھا کیا اب یہ ہوئی اب اُدھر تو باز و عقاب مین لڑائی ہونے لگی اِدھر
بندر نے لنگور کا پیٹ پھاڑ ڈالا کہ لنگور تو مر گیا مگر شکم سے اُسکے ہزارہا لنگور پیدا ہوئے اور فوج میمونہ سے لڑنے
لگے اب اِدھر تو باز و عقاب مین پیچ چل رہا ہو اُدھر لنگورون اور بندرون مین لڑائی ہو رہی ہو کہ یکایک باز و عقاب
لڑتے ہوئے زمین پر گرے بس یہ دیکھنا تھا کہ بہت سے بندر دوڑے اور آکر گھیر لیا لنگور بھی دوڑے لیکن بندرون
نے پورا محاصرہ کر لیا اور میمونہ قوی نے عقاب کو پکڑ کر گردن مروڑ ڈالی پر پرزے نوچکر پھینک دیے گوشت نوچکر کھا گیا بس
زمانہ تیرہ و تار ہوگیا زمین کو زلزلہ ہوا آگ برسی خاک اڑی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ کشتی مرا نامم غرائب
جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا کہ لاش ایک ساحر کی پڑی ہو کہ گوشت بدن پر بالکل نہین ہو بندر نوچ نوچکر
کھا گئے ہین سر میمونہ جادو کے ہاتھ مین ہو لاکر صاحبقران کے نذر کیا پیرون پر ڈالدیا بندر جدھر سے آئے تھے
اُسی طرف چلے گئے لنگور غائب ہوگئے غرضکہ شام تک بارہ ساحران زبردست لشکر زلزلہ جادو کے مارے گئے
طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے زلزلہ اپنے خیمے مین آیا مسند پر بیٹھا ناچ دیکھنے لگا
جام شراب گردش مین آیا اسنے اپنے رفیقون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو خداپرستون سے لڑکر بہت بھائی اور
رفیق میرے مارے گئے مگر کل اسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا زلزلہ جادو نہ پایا ہوگا اور نشہ شراب مین حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر لشکر اسلام مین پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا چار پہر رات
تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے نبرد ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر
چلے گئے تھے سب نگران تھے کہ دیکھین کون میدان مین نکلتا ہو فرعون گنبد مینائی پر سے تماشا دیکھ رہا ہو لقائے بےبقا
ایک طرف فوج لیے کھڑا ہو کہ زلزلہ جادو خود اپنے اژدہے کو بڑھا کر میدان مین آیا اور پکارا کہ اے ساحران عالم مجھے
تمپر افسوس آتا ہو کہ کیون اپنی جانین مفت دیتے ہو آؤ سجدہ کرو فرعون شاہ کو کہ مین خطائین تم سب کی
معاف کرادون اور عوض خون کا اپنے بھائیون رفیقون کے نہ لون ورنہ ایک آن مین غارت کردونگا اِدھر
لوگ للکارے کہ او کافر کیا بکتا ہو جھنجھلا کر زلزلہ جادو نے مبارز طلب کیا اُدھر سے مکمل خان جادو بلونشین

سامری ہو اور سب ساحرون سے زبردست ہو بادشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مقابل مین زلزلہ جادو کے
کھڑا ہوا زلزلہ جادو نے کہا کہ ای مکلل خان ہم تجھے نہایت بزرگ جانتے تھے اور عزت تیری سب ساحرون مین
زیادہ تھی تو ناحق جا کر خدا پرستون سے ملا اب بھی ہمارے شریک ہو جواب دیا کہ کیا جھک مارتا ہے ہم غلام ہین
صاحبقران کے انکے قدم پر جان اپنی نثار کرینگے تجھپر ہمیشہ لعنت کرتے رہینگے یہ سننا تھا کہ زلزلہ جادو غیظ و غضب مین آ
کر فیل مست بنکر دوڑا مکلل خان جادو شیر بنکر دوڑا لڑائی ہونے لگی ایک پہر بھر کامل جنگ رہی کہ فیل گھونسہ مارتا ہے
اور شیر طمانچہ مارتا ہے دونون غٹ بڑ ہین کہ زلزلہ جادو غائب ہوا اگر شیر کو پیرون سے مسلنے لگا یہ دیکھکر ساحران
اسلام نے زلزلہ جادو پر سحر کیا لیکن کارگر نہوا قریب ہے کہ مکلل خان جادو ہاتھ سے زلزلہ جادو کے مارا جائے
امیر اسکے واسطے افسوس کر رہے ہین عجب ایک غلغلہ عظیم لشکر مین برپا ہے بادشاہ اسلام تاج سر سے اتارے
دعا مانگ رہے ہین اور سب اہل اسلام خدا کو پکار رہے ہین ادھر فیل نے سونڈھ مین اپنی گردن شیر کی لپیٹ لی ہے
پاؤن سے کمر دبا کے چاہتا ہے کہ چیر کر پھینکدے کہ یکایک آسمان پر ابر تیرہ و تار نظر آیا اور آن واحد مین اس میدان مین
پہونچکر قائم ہوا آواز رعد کے گرجنے کی آنے لگی بجلی چمک رہی ہے کہ یکایک صدا گڑگڑاہٹ کی پیدا ہوئی اور بجلی چمک کر
اسی ہاتھی پر گری کہ اسکے ٹکڑے ہو گئے مکلل خان بیہوش تھا مگر اب اس ابر سے ہزار در ہزار برقین چمک چمککر
گرنے لگین کہ لشکر مین زلزلہ جادو کے ایک تہلکہ مچگیا اور کافر مرکر فی النار و السقر ہونے لگے ہر ایک سحر کرتا تھا لیکن
برقین کسی سحر سے نہ رکتی تھین آواز یا سامری یا جمشید کی بلند تھی ادھر لشکر اسلام متحیر کہ یہ کون غضب الٰہی اس لشکر
کفار پر نازل ہوا ہے یہانتک کہ تھوڑی دیر مین سارے لشکر کا خاتمہ ہو گیا اب دیکھا کہ وہ ابر شق ہوا اور اسمین سے ملکہ
برق جادو بھانجی دمامہ جادو کی تخت پر سوار پیدا ہوئی کہ دونون ہاتھون مین پرکالہ آتش لیے ہوئے تھی
جسطرف اشارہ کر دیا بجلیان چمک چمککر گرنے لگین آکر بادشاہ اسلام کو مجرا کیا امیر کی خدمت مین تسلیم بجالائی صاحبقران
بہت خوشنود کمال مسرور ہوئے عمرو پکارا ای ملکہ برق جادو تمنے وہ کار نمایان کیا کہ سبحان اللہ ہم تو سمجھے تھے
کہ تم نہ آؤگی بارے بروقت آئین اگر تم نہ پہونچتین تو مکلل خان مارا گیا تھا اور کوئی ساحر اتنا بھی نہ تھا کہ زلزلہ سے
مقابلہ کرتا ای محبوب جانی عجب کام کیا برق بولی بس واہیات نہ بک ادھر امیر نے حکم دیا کہ لشکر زلزلہ کا اسباب لوٹ لو
سارا لشکر دوڑ پڑا عمرو نے سب سے پہلے پہونچکر جال مارنا شروع کیا تمام نقد اڑا دیا غرضکہ مال و اسباب کفار کا لوٹ کر
خرم و شادان پھرے ادھر فرعون نہایت ملول بکمال غمناک ہوا انجتیارک نے کہا یا خداوند بس خاتمہ ہوا ساحر حرمش
کا اب مرشد ایک ادھر روز مین اسے مار ڈالینگے فرعون بولا چپ رہ فال بد منھ سے نہ نکال ادھر بادشاہ نے
برق جادو کو خلعت عنایت کیا ضیافت کی کہ اسی درمیان مین خبر آئی کہ پانچ ہزار آدمی پتھر کے ہو کر رہ گئے امیر نے برق
جادو سے کہا کہ ان جانورون کی تدبیر کرو اسنے حال پوچھا کہ یہ جانور کیسے ہین کہا کہ ایک ساحر کہ نام اسکا طائر جادو تھا وہ
لاکر چھوڑ گیا ہے برق جادو نے کہا کہ مین اگر اسکو دیکھون تو تدبیر کرون کوئی شخص مکان اسکا دریافت کر کے مجھسے کہے خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری نے کہا بی بی اگر مجھپر یہ آوانہ ہے تو مین ہرگز نہین جانے کا مجھسے کچھ نہ ہوگا برق جادو بولی کہ تجھسے کبھی
بھی کچھ ہوا ہے جو اب ہوگا عمرو پکارا کہ صاحب تم ساحرہ زبردست ہو دمامہ جادو کی بھانجی ہو جو کچھ ہوگا تمھین سے
ہوگا برق بولی کہ ارے مین اسے دیکھون تو کچھ کرون بالغیر دیکھے عمرو بولا کہ بی بی جوبندہ یابندہ امیر نے دیکھا کہ عمرو
جی چراتا ہے نہین جاتا رقعہ پانچہزار تومان کا لکھکر صحن بارگاہ مین پھینکا کہ جو طائر جادو کی خبر لائے وہ یہ روپیہ
خزانے سے لے عمرو نے کہا کیون صاحبو کوئی ہے کہ طائر جادو کی خبر لائے کسی نے جواب نہ دیا آخر عمرو نے خود رقعہ اٹھا لیا

اور کہا کہ حمزہ اسپر دستخط کر دے کہ مین خزانچی سے لون صاحبقران نے اُسی وقت دستخط کر دیا عمرو خزانے سے
فوراً روپیہ لیکر روانہ ہوا مگر چھپی ہاتھ مین ہلاتا ہوا کہ مبادا کوئی جانور سر پر بیٹھ جائے تلاش مین طائر جادو کی روانہ
ہوا دن بھر تلاش کی کہین پتا نہ لگا دوسرے دن پھر روانہ ہوا دوپہر کا وقت تھا کہ ایک روشنی صحرا مین معلوم ہوئی لیکن
دور پس اُسی طرف روانہ ہوا جب قریب ہو پہنچا دیکھا کہ ایک گنبد بلور کا ہی اور گرد اُسکے تختہ لالہ زار کا پھولا ہوا ہی قضا کا
یہی مکان طائر جادو کا ہی اور طائر جادو واسطے سیر کے گنبد سے نکلا ہی عمرو نے جو اُسے دیکھا پہچانا نہایت خوش ہوا
کہ مکان تو اس حرامزادے کا معلوم ہوا گلیم اوڑھ لی کہ مبادا مجھے یہ دیکھے اور صورت تیری مشہور ہی پہچانے اور پکڑ لے
نیچے ایک درخت کے بیٹھکر فکر کرنے لگا اور طائر جادو کی طرف دیکھ رہا ہی کہ کیونکر اسے قتل کیجیے یہ تو اس فکر مین تھا
کہ ہوا سے گلیم اُڑکر سر سے گر پڑی عمرو کو مطلق خبر نہین ناگاہ طائر جادو کی نگاہ عمرو پر پڑی اور بخوبی پہچانا سمجھا کہ
یہ تیرے قتل کی فکر مین آیا ہوگا اور ساحر شمشش اسی کے خوف سے پوشیدہ ہی بس یہ خیال کر کے ایک دستہ زمین پر
پھینک مارا کہ عمرو آدھا زمین مین غرق ہو گیا اُسوقت عمرو آگاہ ہوا کہ گلیم تیرے سر سے اُڑ گئی ناچار ہو کر گلیم جلدی
سے اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لی طائر جادو نے قریب آکر ہاتھ پکڑ کر عمرو کو کھینچا کہ او قاتل ساحران دیکھ تیرا کیا حال
کرتا ہون تجکو لیے چلتا ہون ساحر شمشش کے پاس وہ بہت خوش ہوگا ای دزد باریک گردن فتنہ انگیز تیرے خوف سے
ساحر شمشش ہزار پردون مین چھپتا پھرتا ہی عمرو نے کہا مین وہ نہین ہون جسے تم سمجھے ہو مین نے کسی جادوگر کو نہین مارا
اور میرے بدن مین گوشت نہین ہی فقط پوست و استخوان ہی طائر جادو نے کہا او مکار مین تجھے چھوڑتا کب ہون اور
عقاب کی شکل بنکر دونون پنجون مین عمرو کو دبوچکر اُڑا اور ساحر شمشش کے پاس روانہ ہوا عمرو نے اپنے دل مین کہا کہ
اب صورت بچاؤ کی نہین معلوم ہوتی قضا آپہونچی حالت یاس و اضطراب مین دعا مانگنے لگا اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین کہ مثل مشہور ہی جا کو راکھے سائیان مار سکے نہ کوے ✤ بال نہ بیکا کر سکے دو جگ بیری ہوئے ✤
ابھی زندگی عمرو کی باقی تھی کہ دعا عمرو کی مستجاب ہوئی کہ اُدھر سے سواری قمر زاد کی آئی تھی دیو تندک ساتھ
تھا آگے آگے چلا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک جانور آدمی کو پنجے مین دبوچے لیے جاتا ہی تندک اُسپر دوڑا اُسنے چاہا کہ
سحر کرے تندک نے گلا اُسکا پکڑ لیا اور عمرو کو چھڑا کر سامنے قمر زاد کے لایا قمر زاد نے عمرو کو دیکھا پہچانا تندک سے
پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہی اُسنے عرض کیا کہ یہ کوئی ساحر ہی جو خواجہ کو پکڑے لیے جاتا ہی قمر زاد نے کہا کہ تو اسے کھا جا یہ تو
خدا سے چاہتا تھا اور اسی امید پر پکڑ لایا تھا بس جلدی سے اُسے ہاتھ مین مسلکر گلگلی بنا کر حلق مین ڈال گیا بس ایک
شور و غل ہوا تاریکی ہو گئی تندک کے پیٹ مین ایسا درد ہوا کہ زمین پر لوٹنے لگا پیر دن نے اُسکے بہت ہاے واویلا مچائی
کچھ نہوا آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام بن طائر جادو بود حیف جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم اب عمرو کو ہوش
آیا سامنے قمر زاد کو بیٹھے ہوئے دیکھا کہا کہ ای قمر زاد مین تمھین حقیقت مین دیکھ رہا ہون یا یہ صورت تمھاری خیالی
ہی قمر زاد پکارا کہ خواجہ آپ کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا تھا اُس سے چھڑا لایا ہی حقیقت مین آپ میرے پاس
ہین عمرو قریب آکر بیٹھا دل کو تسکین ہوئی خوف مرگ رفع ہوا کہا کہ بیٹا عجب حال ہی لشکر اسلام کا اور تمام کیفیت
بیان کی اور کہا کہ بیٹا ہم تو کوڑی کوڑی کو تنگ ہین قرض لیکر کھاتے مدعیون کا بلوا رہتا ہی حمزہ ایسا خسیس
ہو گیا ہی کہ سوا تنخواہ کے اور ایک پیسا نہین دیتا قمر زاد نے کشتیان جواہر کی منگوا کر پیش کین عمرو نے بہت سی
دعائین دیکے سبکو نذر زنبیل کیا اب قمر زاد نے کہا کہ خواجہ مجکو مدد کو پدر بزرگوار کی بھیجیے اُنکے تمام دشمنون کا ایک
طرفۃ العین مین کام تمام کر دونگا عمرو نے کہا بیٹا تو مزاج سے حمزہ کے واقف ہی کہ اُسکو دیو پری کی مدد سے نفرت ہی اور

خورشید جادو کا حال اور ناقریشیہ سلطان کا اور اسکو مارنا بیان کیا اور کہا اس احسان کا یہ ثمر ملا کہ حمزہ قریشیہ سے بہت خفا
ہوا لیکن تم قریب لشکر اسلام کے رہو مین وقت اور موقع دیکھکر تمھین بلا لونگا اور اب تم مجھے لشکر اسلام مین پہونچادو قمرزاد
نے ایکنے لو سے کہا کہ تو جاکر سامنے لشکر اسلام کے خواجہ کو چھوڑ آ دیو عمرو کو پہونچا کر چلا گیا عمرو وہان سے تیسرے روز
لشکر اسلام مین آیا یہان تمام دربار جمع ہو سب منتظر بیٹھے ہین کہ عمرو تین روز سے گیا ہوا ہے ہمین معلوم اُسپر کیا گذری امیر
نے خواجہ زادون سے کہا ہے کہ ابھی دیکھو تو عمرو خیریت سے ہو برق جادو بھی پشیمان ہے کہ مین نے کیون جدو لکی تھی
جو عمرو گیا دل مین دعائین مانگ رہی ہے قریب ہے کہ بیقرار ہو نمودہ دے کہ دروازہ بارگاہ سے عمرو بن امیہ ضمری
نمایان ہوا آکر سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا برق جادو نے کہا کہ خواجہ کیون طائر جادو کی کوئی خبر کی کہا بی بی
اُسے جہنم کو بھیج دیا برق جادو پکاری کہ جانور تو اُسی طرح موجود ہین کہا کہ مین اس سے ناچار ہون اور میری جان
تو خدا نے بچائی وہ مجھے پکڑ کر شمشش جادو کے پاس لیے جاتا تھا کہ قمرزاد نے اُسے دیو سے پکڑوا کر بچوا دیا مجھ
بچا لیا ابھی تو دیو مجھے پہونچا کر گیا ہے یہی باتین تھین کہ خبر پہونچی کہ دو ہزار آدمی اور پتھر کے ہو کر رہگئے امیر نے
گھبرا کر کہا کہ اے برق جادو فکر اُن جانورون کی کرو اُسنے عرض کیا مین کیا کوتاہی کرتی ہون اور بہت جانور
باز و عقاب بحری بنا بنا کر اُڑائے کہ اُن جانورون کو صید کرین کچھ نہوا اور کسی کے ہاتھ وہ جانور نہ آئے اور
اسم اعظم نے بھی اُنپر اثر نہ کیا صلاحین ہونے لگین ہر ایک نے یہی کہا کہ سوا عمرو کے اور کسی سے اُنکی تدبیر نہوگی
عمرو نے کہا سبحان اللہ سب صاحبون نے یہ سیکھ لیا ہے کہ جو کام کریگا عمرو کریگا ارے صاحبو عقل کے ناخن لو
شعور پیدا کرو سمجھ کر بات کیا کرو جہانگہ ساحران عالم جمع ہین اُنکے لیئے ہم کنندہ نہین ہوتی اسم اعظم سے کام نہین نکلتا
تو مجھسے کیا ہوگا بغیر ساحر شمشش کے مرے یہ جانور دفع نہونگے سب یہ جواب سنکر چپ ہو رہے اور عمرو بھی چپکا ہو کر
بیٹھا فکر کرنے لگا ایک مرتبہ اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا اور صحرا مین جاکر تعویذ نکالکر دانتون کے نیچے دبا کر نجہ پیدا ہوا
اور عمرو کو لیگیا سامنے ناہید قمر طلعت کے بٹھا دیا ناہید دوڑ کر لپٹ گئی کہا بھیا تو آج کدھر نکل آئے عمرو بولا کہ ہمشیرہ
عجب مصیبت ہے لشکر اسلام پر کوئی آدھا لشکر پتھر کا ہو گیا ہے اور وہ جانور کسی طرح دفع نہین ہوتے ساحرون سے بھی دفع
نہین ہوتا سب نزدیک ساحر شمشش جادو کا ہے چند روز مین خاتمہ ہو جائیگا اور افسوس کہ تم ہمارے کچھ کام نہ آئین دیکھو
برق جادو نے اسطرح تمام لشکر کی معاونت کی تمسے کچھ کام نہین نکلتا ناہید نے کہا کہ پھر مقصد تو اپنا بیان کرو آخر مین
کیا کرون خواجہ آجتک جو تمنے کہا وہ مین نے کیا اب جو کہو وہ کرون عمرو بولا ای ہمشیرہ مین چاہتا ہون کہ حال
ساحر شمشش کا مفصل معلوم ہو کہ کہان رہتا ہے اور کیونکر مارا جائے ناہید نے کہا کہ بھیا ابتک تو مین نے چھپایا کہ فرعون
مجھسے بہت محبت رکھتا ہے اور میرا بھی گھربار برباد ہو گا مگر اب دوستی دین اسلام مین سب کچھ مین نے چھوڑا اب کو ترک کیا
اب صاف صاف تمسے کہے دیتی ہون خواجہ کنارے پر دریائے قلزم کے ایک جادوگر ہے کہ نام اُسکا کوکب جادو ہے اُسنے
واسطے نگہبانی ساحر شمشش کے طلسم باندھا ہے کہ کنارہ معدوم ہو گیا ہے دھار جائے تو کنارہ دریا کا معلوم ہو وہان پر سوجہ ہی
خصوصاً محیط و قلزم کا اُسمین ساحر شمشش نہنگ کی صورت بنا ہوا پھرتا ہے اور آگے پیچھے اُسکے ہزار ہا ساحران شیر سر و شتر سر و
فیل سر وغیرہ مین بحیرہ اور اسباب ضروری اُنپر لدا ہوا ساتھ اُسکے رہتے ہین بس اتنا تو حال مجھے معلوم ہے زیادہ اس
مین بھی نہین جانتی بلکہ فرعون کو بھی زیادہ اس سے نہین معلوم اب آپ جسطرح ممکن ہو اُسے مارئیے عمرو بولا خیر
خدا چاہیگا تو تدبیر اسکی ہو جائیگی اب مجھے رخصت کرو بلکہ ناہید نے شمس جادو سے کہا کہ بھائی کو پہونچا آؤ
شمس اُسیوقت عمرو کو اپنی پشت پر سوار کر کے لایا اور لشکر اسلام مین اُتار کر چلا گیا یہان لوگون نے کہا کہ دیکھیے

عمرو بر وقت کہین چلا گیا سچ ہی برے وقت کا کوئی ساتھی نہین بادشاہ نے فرمایا کہ اُسکا چلے جانا بجا ہی کیونکہ ہر کام کے
لیے اُسی کو جانا پڑتا ہی کہانتک وہ جانبازی کرے کبتک اپنی جان کو نہ ڈرے لیکن امیر فرما رہے ہین کہ بر بحر عمرو
کی جان میری جان کے ساتھ ہی کبھی وہ اس بلا مین چھوڑ کر مجبو نہ جائیگا کہ سامنے سے عمرو آیا سلام کیا امیر نے پوچھا کہ خواجہ
کہان تھے عمرو نے کان مین صاحبقران کے سب حال کہدیا اور کہا کہ حمزہ جبتک کوکب جادو نہ مارا جائیگا کنارہ
دریا کا جہان ساحر مشمش رہتا ہی نہ معلوم ہوگا فرمایا کہ خواجہ یہ بھی تمھین سے ہوگا عمرو نے کہا حمزہ یہ کام بڑے
ساحرون کا ہی امیر نے برق جادو کی طرف دیکھا وہ بولی کہ مین ایک نگاہ اُسے دیکھ لون پھر مارنا اُسکا کچھ مشکل نہین
ہی عمرو نے کہا کہ دکھانا اُسکا ذمہ میرا ہی آپ میرے ساتھ چلیے برق جادو پکاری کہ مین موجود ہون امیر نے فرمایا بسم اللہ خدا تم
دونون کا نگہبان ہی برق جادو اُسیوقت ہنس پر سوار ہوئی اور اڑ کر چلی عمرو پیچھے پیچھے سایے کو دیکھتا ہوا چلا

داستان مارا جانا کوکب جادو کا ہاتھ سے برق جادو کے

برق جادو تو بالاے ہوا چلی جاتی ہی عمرو ہنس کو دیکھتا ہوا مانند باد صرصر کے اُڑتا ہوا چلا جاتا ہی تمام دن ڈھونڈھا
صحرا بھر کو چھان مارا لیکن کہین پتا کوکب جادو کا نہ معلوم ہوا قریب شام ایک قلعہ فولادی آب کا معلوم ہوا کہ مانند آسیا
کے گردش مین ہی اور گنبد مین ستارے جڑے ہوے ہین اور گرد قلعے کے خندق ہی کہ اُسمین سیماب بھرا ہوا ہی عمرو اس
قلعہ کو اور ستارون کو دیکھکر حیران ہوا دفعتًہ برق جادو زمین پر اُتری عمرو نے کہا کہ مجھے طلسم کوکب جادو
کا یہی معلوم ہوتا ہی برق جادو نے کہا کہ ہان خواجہ طلسم کوکب یہی ہی یہین رہنا چاہیے مگر خواجہ رات بہت تنہنی سے
بسر ہوگی عمرو نے کہا کہ ای محبوب جانی تمھارے دم کے واسطے فرش پلنگ شراب کباب سب سامان عیش موجود ہی لیکن
قلعہ سے چھپکر بیٹھو برق جادو نے کہا کہ مین ابھی ہنس پر سوار درخت پر بیٹھی رہونگی عمرو پیرون پر پڑا کہ ملکہ مین تمکو
اسی واسطے یہان لایا ہون کہ ہم تم عالم تنہائی مین بیٹھینگے ہنسین بولین گے کیونکہ موت زیست سب کے لیے ہی آرزو تمھارے
وصل کی باقی نہ رہے ساحر مشمش سے سامنا ہی خدا جانے کیا ہو گا حسرت دل کی تو نکلجائے برق جادو تیوریان چڑھا کر
بولی بس میرے ساتھ اب ایسی گفتگو نہ کرنا مجھے یہ باتین بھلی نہین معلوم ہوتین جا تو جہان چاہے بیٹھ مین درخت پر رہونگی
عمرو نے کہا ملکہ مین تمھین بانسری سناؤنگا تم خفا نہو اور کوئی حرکت گستاخانہ سرزد نہوگی برق جادو تو بانسری کی
عاشق ہی کہا کہ خواجہ خیر ہنسنے بولنے کا مضائقہ نہین ہی عمرو بولا کہ مین غلام ہون غرض عمرو نے زنبیل سے فرش نکال کر
بچھایا پلنگ مسہری دار لگایا اور اسباب عیش و نشاط مہیا کیا اب دونون عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے بھوک سویرے
سے لگی تھی عمرو نے کھانا ہر رنگ کا نکال کر برق جادو کو اپنے ہاتھ سے نوالے بنا بنا کر کھلایا برق جادو نے
نوالے بنا کر عمرو کو کھلائے بعد اسکے جام شراب گردش مین آیا غرض کہ عجیب لطف کی صحبت تھی کہ جنگل مین منگل تھا
اب برق جادو نے کہا کہ وعدہ پورا کرو خواجہ ہم بانسری کے مشتاق ہین عمرو نے کہا ابھی اور بانسری نکال کر
قفلیان درست کرکے بجانا شروع کیا خوب بجایا اب برق نے کہا کہ خواجہ کوئی دل جلی غزل شروع کرو عمرو
نے یہ غزل شروع کی

غزل

درد فرقت کبھی جدا نہوا	چین سے دل نہونا تھا نہوا	نالہ گو عرش تک رسا نہوا	پست اپنا تو حوصلا نہوا
تمنے نالون کی بھی شکایت کی	ظلم کا ہمسے کچھ گلا نہوا	وہ گئے لیکن ای غم فرقت	پاس سے ہاے تو جدا نہوا
اُسپہ کیا گذری ہجر مین بیموت	جسکے سر بھی آسرا نہوا	یون تو ارمان کو تھا نکلنے کا شوق	وصل کی شب جو حوصلا نہوا
مجکو چین کرکے فرقت مین	درد کو بھی سکون ذرا نہوا	ہنس پڑے وہ مری خموشی پر	جب یہ عقدہ کسی سے وا نہوا

دل پرایا ہوا محبت مین　　اور اپنا وہ دلربا نہوا
غیر سے بھی وہ ہوتے پوشیدہ　　تجھسے یہ کام اوچھا نہوا
یہ ہوا تجھسے دوستی کرکے　　کر عدو اپنا اک زمانا ہوا
آرزو اعتبار یار کا گیا　　لے کے دل وہ دست بسر ہوا نہوا
فائدہ پھر مری برائی سے　　جب عدو کا بھی کچھ بھلا نہوا
درد گو دونون پہلوؤن مین رہا　　پر طرفدار ایک کا نہوا
تھین وہ زنجیر ہجر کی کڑیان　　کر کبھی ختم سلسلا نہوا

غرضکہ عمرو ایسا بجایا گایا کہ ملکہ برق جادو نہایت محظوظ ہوئی دو پہر رات گئی دونون عاشق و معشوق پلنگ پر لیٹے بوس و کنار رہا کیا برق جادو تو سو رہی عمرو جاگا کیا گل یہ چینی گلشن جمال کی کیا کیا صبح کو برق جادو بھی بیدار ہوئی ہاتھ منھ دھویا عمرو نے برق کی خاطر سے پھر بانسری بجائی اور بھیرون مین یہ غزل گائی

غزل

حسینون کے خیال آ کے یون دل سے نکلتے ہین
کہ دم بھی تیرے جانبازون کے مشکل سے نکلتے ہین
کسی کی روح بعد ذبح یہ فریاد کرتی ہے
سخن مطلب ہی کے گفتار سائل سے نکلتے ہین
نہ جبتک خود اٹھائے یار ہم اٹھتے نہین ہرگز
بجائے خون وہی ہر زخم بسمل سے نکلتے ہین
وہ شبنم ہو کے گرتے ہین سحر تک دامن گل پر
یہ مشکل کام اپنے جذب کامل سے نکلتے ہین
ترقی لاغری کی ہو اسیری کا نہین کچھ غم
ہمارے دل کے ارمان تیغ قاتل سے نکلتے ہین
خلش تلوون کی جاتی ہے پہونچکر کوئے جانان مین
نگاہین بنکے اپنے دیدۂ دل سے نکلتے ہین

بت لیلی ادا جسطرح محمل سے نکلتے ہین
دلون کی خیر ہو یارب کہ کچھ کھوٹے سے تیور ہین
ہم آغوش تم شمشیر قاتل سے نکلتے ہین
مری صحرا نوردی سے ضرر مانگا نہین کسنے
سرافرازی کا خلعت پا کے محفل سے نکلتے ہین
جنھین اپنی طرف کھینچے ہوے ہو جذبہ کامل
جو آنسو رات بھر چشم عنادل سے نکلتے ہین
اثر ہوتا ہے ظاہر سوز باطن کا یہ فرقت مین
کر دو اک زمین بید سلاسل سے نکلتے ہین
جو تیرے بزم مین جلتے بھی ہین وہ اف نہین کرتے
یہ کانٹے راحت و آرام منزل سے نکلتے ہین
وہ جا بے پھول سے سوگئے ہوے اپنے داغ دل

بھلا ارمان تو کب سیت مین دل سے نکلتے ہین
کلیجے جو سنبھالے اسکی محفل سے نکلتے ہین
مری باتون مین بو سب کی طلب کیون تم ہو پہلو
کہ ہر ہر گام پر نالے سلاسل سے نکلتے ہین
لہو ہوتے رہے تا زیست جو ارمان ہی قاتل
کہین وہ تیر بھی بیچارہ گر دل سے نکلتے ہین
اثر الٹا کشیدہ خاطری کا اُنکی دکھلانا
کہ چھالے پھوٹ کر شعلے دل سے نکلتے ہین
گلے ملنے کی امیدین بر آتی ہین دم آخر
کہان شکوے زبان شمع محفل سے نکلتے ہین
کسی کو ڈھونڈھنے فرقت مین بیدید اکے ارمان
ہم اُسکی اک نشانی لے کے محفل سے نکلتے ہین

وہ نالے آزرو رکے جا ہین فرط ضبط سے کیونکر　　جو ہو ہو کر پریشان تنگی دل سے نکلتے ہین

غرضکہ خوب ملکہ برق کو محظوظ کیا اب آفتاب نکل آیا عمرو نے کہا کہ ملکہ بس تم جاؤ مین کوکب حرامزادے سے سمجھ لونگا برق جادو نے کہا خواجہ تمھاری دانائی سے بعید ہے کہ مجھے تم رخصت کیے دیتے ہو لوگ نہ بدنام کرتے تو بدنام کرینگے کہ کیا سبب جو برق جادو اکیلی پھر آئی اور کوکب کو نہ مارا بغیر اُسے مارے میرا جانا مناسب نہین ہے اب تم ایسی کچھ تدبیر کرو کہ کوکب جادو گنبد سے باہر آئے تو مین جل مین آگ سے ماروں عمرو نے کہا کہ اچھا اور تمام اسباب اُٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا برق جادو تو ہنس پر سوار ہو کر ایک درخت چنار پر جا بیٹھی اور عمرو وہان سے فکر کرتا ہوا چلا قریب قلعہ کے پہونچکر ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ ایک گھسیارا مصیبت کا مارا گھاس چھیل چھیل کر جمع کر رہا ہے عمرو اُسکے پاس آیا دو اشرفیان زنبیل سے نکال کر معرفی کی بنی ہوئی اُسے دین کہ تو جا کر دیوار قلعہ کی چھو کر چلا آ مین نے یہ دونون اشرفیان تجھے دین وہ کمبخت لالچ مین آکر اشرفیان لے کر قلعہ کی طرف دوڑا خندق کے قریب پہونچا تھا کہ آواز مہیب پیدا ہوئی اور گنبد سے ایک ستارہ ٹوٹ کر اُسپر گرا کہ وہ جل کر خاک ہو گیا عمرو یہ حال دیکھکر کانپ گیا لیکن بعد تھوڑی دیر کے دیکھا کہ ایک ساحر اُسی قلعہ مین سے نکلا کہ ایک تھال سونے کا اُسکے ہاتھ مین تھا اُسمین اسباب سحر لگا ہوا تھا جہان سے کہ وہ ستارا ٹوٹ کر گرا تھا وہ جگہ خالی تھی اُسی مقام پر ایک گولی سدم کی بنا کر رکھی کچھ پڑھکر اُسپر دم کیا کہ وہ مثل ستارہ کے چمکنے لگی

عمرو کلیم اوڑھے ہوئے پھرا کہ میں کہا کوکب جادو یہی ہے برق جادو کہ رات جو کی جاگی ہوئی تھی آنکھیں بند کیئے ہوئے پڑی ہوئی
تھی عمرو نے ہوشیار کیا کوکب جادو کو دکھایا احوال اُس آدمی کے جلنے کا بیان کیا برق جادو نے نفس کو پنچہ آسمان
کی طرف اُڑایا اور اُس گنبد قلعہ سے بلند ہوئی سر پر کوکب جادو کے بالائے ہوا قائم ہوئی کوکب جادو ستارہ دکھا کے
اُٹھا تھا کہ قلعہ میں جاوے کہ برق جادو نے ہاتھ کو جنبش دی کہ صدا کڑکڑاہٹ کی ہوئی اور بجلی چمک کر سر پر کوکب
جادو کے گری کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے آگ غلغلہ ہوا جہان تاریک ہو گیا خاک اُڑی آندھی چلی بعد تھوڑی دیر کے جو روشنی
ہوئی دیکھا کہ نعش ایک جادوگر کی پڑی ہوئی ہے نہ وہ گنبد ہے نہ قلعہ ہے نہ خندق ہے دریا کا کنارہ صاف معلوم ہوتا ہے برق
جادو اور عمرو پھر کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے لیکن عمرو نے کپڑا اور اسباب کوکب کا جو لیا تو برق بہت خفا
ہوئی کہ تیری خست کی حد بھی ہے عمرو نے کہا بی بی مال ہمودی نصیب غازی ہے تم بڑی بیوقوف معلوم ہوتی ہو یہاں امیر حمزہ
منتظر بیٹھے تھے کہ عمرو اور برق دونوں مع کوکب جادو کا لیے ہوئے پہونچے اور تمام حال بیان کیا امیر نے بہت تعریف
برق جادو کی اور خلعت دیا بعد اُسکے عمرو سے بزبان عربی کہا کہ خواجہ کہو رات بھر تم نے خوب مزے کیئے معشوق
بغل میں تھی عمرو نے جواب دیا کہ حمزہ بس تیری بدگمانی سے پناہ ہے امیر نے کہا کھاؤ تو ہمارے سر کی قسم عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سر پر
رکھ دیا کہ سوا اُسی ٹھٹھے کے اور کچھ نہ تھا لیکن عمرو نے جو امیر کو خوش دیکھا ذکر قمرزاد کا چھیڑا کہ حمزہ وہ آرزوئے قدمبوسی
رکھتا ہے فرمایا کہاں ہے عرض کیا اجازت ہو تو لے آؤں ارشاد ہوا کہ اچھا لاؤ عمرو لشکر سے باہر آیا وہ دیو کہ قمرزاد نے عمرو
کے پاس متعین کیے ہیں ایک تو ہر وقت پوشیدہ حاضر رہتا ہے وہ عمرو کو اُٹھا کر قمرزاد کے پاس لایا قمرزاد عمرو کو دیکھ کر
اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ عمرو جان آپ مجکو بھول گئے تھے کہا کہ کبھی میں نے کہہ گیا تھا کہ موقع دیکھکر ذکر تمہارا چھیڑونگا اب
اسوقت میں نے دیکھا کہ حمزہ خوش ہے ذکر تمہارا کیا اب چلو میرے ساتھ اُسی وقت قمرزاد اُٹھ کھڑا ہوا عمرو کے ساتھ
تخت پر بیٹھکر بارگاہ صاحبقرانی میں آکر قدمبوسی حاصل کی امیر نے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم لشکر اپنا ہمارے
لشکر سے دور صحرا میں اُتارو قمرزاد نے لشکر اپنا بہت دور اُتارا آپ خدمت صاحبقران میں حاضر رہا

اب داستان عجائب بیان سنگ بحر عیاری کی مارنا ساحر شمشش کو دریا میں جاکر گذارش ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہیں کہ صاحبقران نے فرمایا صاحبو خواجہ اور ملکہ برق جادو
نے تو کوکب جادو کو مارا اب دریا کا کنارہ بھی صاف معلوم ہوتا ہے اب تدبیر کرنا ساحر شمشش کی ضروری ہے واسطے
کہ اگر یہ ایام نحس میرے گذر گئے تو پھر وہ مارا نہ جائیگا سب نے عرض کیا کہ شہریار ہم سر لکھ ہو کر ساحر شمشش سے
نہیں لڑ سکتے ایک ہی انگلی زبردستی ظاہر ہو کر جانور جو اُسکے سحر کے بنے ہوئے ہیں کھینچے ہر چند سحر کیا لیکن وہ
آج تک نہیں مٹے یہ ہمسر سامری ہے ساحر کی مجال نہیں ہے کہ اس سے سامنا کر سکے ہم سے ساحر شمشش کا کچھ
نہو سکیگا جو کچھ ہوگا خواجہ سلامت سے ہوگا امیر مخاطب ہوئے عمرو کی طرف فرمایا کہ خواجہ سوا تمہارے
مارنے والا ساحر شمشش کا کوئی نہیں ہے عمرو بولا کہ حمزہ ساحر شمشش ساحر ہے میرا اُسکا مقابلہ کیا دوسرے یہ کہ وہ دریا میں
رہتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ میں دریا سے کسقدر ڈرتا ہوں کہ کشتی کو مجاول ملک الموت جانتا ہوں مجھ سے کچھ
نہو سکیگا اُس وقت صاحبقران نے رقعہ ایک کرور اشرفیوں کا لکھ کر ضمن بارگاہ میں پھینکا کہ جو ساحر شمشش کو
مارے یہ کرور اشرفیاں اُسکی ہیں اور لوٹ شہر فرعونیہ کی اُسے معاف ہے عمرو نے وہ رقعہ تو اُٹھا لیا اور کہا کہ
حمزہ صاحبقران یہ بھی ساتھ ہی شرط ہے کہ جس جس سردار کو میں چاہوں اپنے ہمراہ لیتا جاؤں اور وہ
جانے میں انکار کرے تو لاکھ روپیہ جرمانہ دے امیر نے وہ نوشتہ بھی سر مہر کر دیا عمرو کے دہنے ہاتھ سے تو

رقعہ لیا اور بائین ہاتھ سے ہاتھ امیر کا پکڑا کہ اُٹھیے میرے ساتھ ہو جیسے فرمایا کہ یہ مسخرہ بن ہو میرے ساتھ دغا کرتا ہے تو
میرا وہان کیا کام ہے عمرو بولا اگر آپ کو انکار ہو تو کوئی اور کام ہے کو اقرار کرینگا اور جرمانہ داخل کیجیے اب مین ہرگز
نہ جاؤنگا اور کسی کو بھیجیے کیا ساحر مشتمش کا مارنا ہنسی ٹھٹھا ہے امیر یہ بات تو تیر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا بھئی چلو مین تمہارے
ساتھ ہون بعد اسکے عمرو نے کرب غازی اور بدیع الزمان اور علمشاہ رومی اور قمرزاد کو ساتھ لیا کسی نے انکار
نہ کیا عمرو نے قمرزاد سے کہا کہ تم لشکر ساتھ لیکر پہلے جاکر دریا پر اُترو اور نشان بنا دیا کہ فلان مقام پر اُترنا قمرزاد
تو لشکر ساتھ لیکر روانہ ہوا عمرو نے عیارون مین صرف مہتر قران کو ساتھ لیا بادشاہ اسلام کو وہین چھوڑا صاحبقران
نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر فرعون معرکہ آرائی کرے تو سکندر فرخ لقا چوکان ہاشم وغیرہ موجود ہین انسے
لڑینگے اور عمرو نے چالاک کو اپنی صورت بنا کر اپنا قائم مقام کیا اور برق جادو کو ہمراہ لیا باقی ساحرون کو
وہین چھوڑا اور کنارہ دریا کا راستہ لیا امیر عمرو سے ہنستے آتے ہین کہ خواجہ برق جادو سے خوب سازش کیا عمرو بولا
حمزہ کب کسدن یہ طوفان اچھا نہین کیون تو کسی کو بدنام کرتا ہے امیر نے فرمایا جب تم کو کب جادو کے مارنے کو
گئے تھے برق کو ساتھ لیگئے تھے عمرو بولا حمزہ وہ علیحدہ کشتی مین تھی اُس سے دور تھا امیر نے کہا کہ کہا تو قسم
اُسوقت عمرو نے مفصل حال بیان کیا غرض کنارے دریاے محیط اخضر و قلزم کے پہونچے وہان خیمہ قمرزاد نے
پہلے سے استادہ کروا رکھا تھا اسمین داخل ہوئے کھانا کھا کر آرام کیا صبح کو اُٹھے نماز پڑھی دعا مانگی اور کنارے دریا کے
اگر آب مین کو ہاتھون مین لیکر دریا مین دیکھنا شروع کیا کہ کہین ساحر مشتمش نہنگ کی صورت بنا ہوا ہو تو دکھائی دے کسی کو
نظر نہ آیا آخر سب مجبور و ناچار وہان سے اُٹھکر چلے آئے عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ حمزہ مجلو ناہید نے ہمین کا پتا دیا تھا کل
جہان سے خوب دیکھا اور یہان ساحر مشتمش کو مین نہین معلوم ہوتا امیر نے فرمایا کہ مین لشکر مین جاکر فرعون کو مارونگا پھر
حال ساحر مشتمش کا بھی معلوم ہو جائیگا عمرو نے کہا حمزہ وہان بھی تو ساحر مشتمش نے طلسم باندھ دیا ہے جھنڈیان گرد شہر کے
گڑی ہوئی ہین کہ شہر فرعونیہ مین کوئی جا نہین سکتا جب تک ساحر مشتمش نہ مارا جائیگا کچھ نہ ہوگا فکر قتل ساحر مشتمش
کی مقدم ہے فرمایا سوا تمہارے اور کسی سے فکر اسکی نہ ہوسکیگی عمرو نے کہا ایک شرط سے مین اُسکو مارنے دریا مین جاتا
ہون کہ برق جادو کا عقد میرے ساتھ ہو جائے امیر نے برق جادو کو الگ لیجا کر خوب سمجھایا اُسنے عرض
کیا کہ مین کنیز ہون راہ اسلام مین جان تک میری کام آئے تو نثار کرنے کو موجود ہون مگر اسمین شرط یہ ہے کہ چاہ الماس
کے خراج سے سروکار نہ رکھیے امیر نے عمرو سے کہا جو تم چاہتے ہو وہ تو برق جادو نے قبول کیا بشرطیکہ تم چاہ الماس کے
حاصلات سے خبر نہ ہو عرض کیا کہ غلام کو منظور ہے غرض دونون طرف سے نوشت و خواند ہوئی کاغذ پہ شاہدون کی
مہرین ہوگئین ایک کاغذ عمرو کے پاس رہا ایک برق جادو کے پاس اب عمرو دریاے فکر مین غوطہ زن ہوا بعد دیر کے
ایک تدبیر خیال مین آئی اسی وقت نجارون کو لشکر کے بلا کر انکو نقشہ بنا کر دیا کہ اس صورت کا صندوق بنا کر تیار کرو کہ
دریا مین پڑے تو مچھلی کی صورت معلوم ہو نجارون نے علیحدہ قنات کھڑی کروا کر اسمین بیٹھکر صندوق مچھلی کی صورت کا بنایا
اور چار طرف اسکے چار آئینے لگوائے آب بین کہ اسمین احوال پانی کے اندر کا مفصل معلوم ہو اور دونون طرف اس صندوق
کے دو سوراخ ایسے رکھے کہ اسمین سے آمد و رفت ہاتھ کی بخوبی ہو اور اُن سوراخون پر بھی آئینے منصب کروا کے اور
درزین اسکی موم سے بند کروا دین کہ پانی اسمین سرایت نہ کرسکے جب وہ صندوق تیار ہوا نجار لیکر آئے عمرو نے رنگسازون
کو بلایا کہا کہ ایسا رنگ لیا پھیر دو کہ مچھلی مین اور اسمین فرق نہ معلوم ہو رنگسازون نے ویسا ہی رنگ پھیرا اب عمرو نے
امیر سے کہا کہ حمزہ غلام رخصت ہوتا ہے عفو تقصیرات کا امیدوار ہے کہ موت زیست سب کے ساتھ ہے خدا جانے زندہ پھر آنا ہو یا نہ ہو

امیر دوڑ کر عمرو سے لپٹ گئے اور فرمایا خواجہ ہرگز تم جانے کا ارادہ نہ کرو بھی مرگ انبوہ جشنے دارد جو سب پر گذریگی وہ تم پر بھی
گذر جائیگی عمرو نے رو دیا کہ حمزہ یوں جان دینے سے حاصل کیا ہاتھ پیر ہلا کر کیوں نہ مرین شاید مدد پروردگار ہو کہ وہ
حرامزادہ ہاتھ آجائے بس میرے واسطے دعا کیجیے کہ مین فتحیاب ہوں عمرو کی باتوں پر کچھ شق ہوتے تھے کرب و
بدیع الزمان و علمشاہ سب لپٹے ہوئے روتے تھے غلغلہ حشر انگیز برپا تھا آخر عمرو نے کھانا پانی کئی دن کا اپنے پاس
رکھا اور ہر سب سے رخصت ہوا برق جادو بھی آبدیدہ ایک طرف کھڑی تھی اُسنے بھی امام ضامن بازو پر عمرو کے باندھا کہا
کہ خدا کو سپرد کیا ہے عمرو صندوق کھولکر اندر اُترگئے اور دونوں ہاتھ سوراخ سے باہر نکالے اور کمند آصفائے باصفا
کا ایک سرا صندوق مین پکڑ کر ہاتھ مین لیا دوسرا سرا امیر کے ہاتھ مین دیا اور ایک چرخی کھڑی کروائی امیر سے کہا کہ
اب صندوق میرا اٹھا کر دریا مین پھینکدو اور بعد میرے ناموس میرا تباہ نہ ہو مین آپ کے سپرد کرتا ہوں امیر
صندوق کو گلے لگائے رو رہے تھے کرب وغیرہ بھی لپٹے ہوئے رو رہے تھے کہ عمرو نے امیر سے کہا اے شہریار اب
زیادہ مجکو خلائق مین رسوا نہ کیجیے کہ عمرو ساحر مشمش کی فکر مین جاتا ہے صندوق میرا اسی چرخی پر سے دریا مین ڈالدیجے
اور سرا کمند کا اسی رہٹ پر باندھ دیجیے جب کمند کو جنبش ہو آپ جانیے کہ مین نے ساحر مشمش کو پکڑا اُسی وقت
کمند کھینچ لیجیے گا یہ کہکر دروازہ صندوق کا بند کر لیا اور کمند سے معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو دراز ہو جا امیر نے صندوق
عمرو کا رہٹ پر سے دریا مین پھینکا مگر آنکھوں سے آنسو جاری تھے سرا کمند کا لیے ہوئے انتظار مین بیٹھے تھے آنکھین
لڑی ہوئی تھین کہ جب عمرو کمند ہلائے تو اُسے کھینچین لیکن وہ نہنگ بحر عیاری اُس بحر بلا مین صندوق مین بیٹھکر
تلاش مین ساحر مشمش کے روانہ ہوا اور صندوق مین کل لگائی تھی کہ جس طرف دل چاہیے کل کے زور سے صندوق
کو پھیر لیجیے غرضکہ تین روز تک عمرو تلاش نہنگ کی کیا کیا تہ زمین تک ڈھونڈھ مارا کہین پتا ساحر مشمش کا نہ لگا
دل مین کہا کہ اے عمرو ناامید نے تیرے ساتھ دغا کی کون اپنے گھر کی بربادی چاہتا ہے اور نہین تو ساحر مشمش انسان
ہے اور انسان کا کیا مقدور ہے کہ اس گرداب بلا مین زندگانی کرے یہی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا اور آئینہ آب مین
سے چہار طرف دیکھ رہا تھا کہ یکایک دریا متلاطم ہوا دیکھا کہ بڑی بڑی مچھلیان بھاگی چلی آتی ہین اور پانی صاف
ہوتا جاتا ہے اور پانی کی موجین اُٹھنے کا غل ہے اور بیکا لمبے آتش اُڑتے معلوم ہوتے ہین عمرو گھبرایا کہ یہ پانی مین
کیسی آگ لگی ہوئی ہے لیکن خیال کیا اور سمجھا کہ یہ معرا آمد ساحر مشمش کی ہے کنارے ہو کر دیکھنے لگا کہ ہوا تیز چلی پھر
دیکھا کہ لکہ ابر درہ کوہ سے نکلے چلے گئے بعد اُسکے دیکھا کہ ایک نہنگ عظیم کوئی دو سو گز کا قد اور تمام بدن منقش اور
سر پر ایک بڑا سا سینگ منھ سے شعلہاے آتش نکلتے ہوئے چہار طرف دریا کے سیر کرتا ہوا نکلا عمرو نے اپنے دل مین
کہا یہی ساحر مشمش ہے صندوق کی کل کو پھیرا برابر اُس نہنگ کے آیا اور کمند آصفائے باصفا کا حلقہ بنا کر شاخ
مین نہنگ کی مارا اور کھینچا کہ کمند شاخ سے گذر کر گلے مین اُس نہنگ کے آئی اور مضبوط ہوئی ساحر مشمش حیران ہوا کہ
یہ کیا بلا مجھپر نازل ہوئی چاہا کہ اُسے توڑے وہ کب ٹوٹتی ہے جو جو زور کرتا ہے گلے مین پیوست ہوتی جاتی ہے سانس تنگی
کرنے لگی تڑپنے لگا عمرو نے کمند کو ہلایا یہان امیر ہر وقت اُس کمند کو دیکھا کرتے ہین رہٹ کے سرے مین کمند بندھی
ہے کھانا پینا سونا جاگنا سب اُسی مقام پر مقرر کیا ہے جب تین شبانہ روز گذرے اور کمند کو حرکت نہ ہوئی امیر کو
وہم ہوا کہ شاید عمرو گھٹ گھٹ کر مر گیا یا کوئی اور آفت پڑی بس چیخ مار کر عمرو کے لیے رونے لگے اور کہتے تھے کہ اے
حرز بازوے اسلامیان وای میکل بازوے صاحبقران اے انیس و مونس حمزہ وای عاشق و معشوق حمزہ
واسطے خدا کے صورت اپنی مجھے دکھا کہ اب مجھ مین طاقت تیری جدائی کی باقی نہین ہے اور اِس حالت

اضطراب مین چاہا کہ دریا مین گر پڑین کہ جہان میرا یار گیا وہان مین بھی جاؤنگا کرب و بدیع الزمان و علمشاہ بلکے
اور کہا کہ اے شہریار جلدی نہ کیجیے ادھر برق جادو رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ افسوس فلک نے ہمکو بے وارث
کردیا ہمارا چاہنے والا نہ رہا غرضکہ کنارے دریا کے ایک قیامت برپا تھی کہ دیکھا کمند کو حرکت ہوئی غل ہوا کہ کمند ہلی
امیر تو عاشق ہین عمرو کا راستہ دیکھ ہی رہے تھے بمجرد حرکت کے پکڑ کر کمند کو کھینچنا شروع کیا ایک ساعت بھر مین
صندوق عمرو کا ریت پر سے ہوکر زمین پر گرا امیر دوڑ کر لپٹے کرب و بدیع الزمان وغیرہ بھی لپٹے ہوے تھے
عمرو صندوق کھولکر باہر آیا صاحبقران کے قدمون سے لپٹا امیر عمرو کو گلے لگاکر رو دیے کہا خواجہ اگر آج تم
نہ آتے تو مین دریا مین کود پڑتا اپنی جان دیتا عمرو بولا کہ اے شہریار مین تلاش مین تھا اُس کافر غدار نیفے ساحر کش
کے فرمایا کہ پھر کچھ پتا لگا عرض کیا کہ اے شہریار مین کمند مین باندھ کر اُسے چھوڑ آیا ہون حمزہ اتنا بڑا نہنگ ہیبتناک کبھی
نہ دیکھا تھا دو سو گز کا تو اُسکا قد ہے اور کوئی پندرہ یا بیس گز کی شاخ اُسکے سر پر ہے رستم دیکھے تو زہرہ آب ہو جائے آدم
مین اسکی بڑے بڑے نہنگ گھڑیال سونس مگر وغیرہ بھاگے جاتے تھے اور ابر کے لگے ساگن شعلے منہ سے نکلتے ہوے جب
اُسے مین نے دیکھا کانپنے لگا مگر مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ تیسرے دن تو اب اسکا پتا لگا ہے یہ چلا گیا تو پھر کاہے کو
ملیگا بس اپنے دل کو دلیر کرکے اُسکے پاس اپنے صندوق کو لیگیا اور حلقہ کمند کا شاخ پر اُسکی مارا اُسنے سمجھکر اپنے کو پیچھے کھینچا
وہ حلقہ اسکے گلے مین بھی ہوگیا جب وہ گرفتار ہوچکا تو تڑپا اور بھاگا مین نے کمند سے معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو دراز ہوجا
جہان تک یہ بھاگے بڑھتی ہو جا اب گرفتار تو مین کرچکا کھینچنا آپ کا کام ہے اُسے کھینچ لائیے کیونکہ آپ صاحبقران ہین
مین دبلا پتلا ہون امیر نے سردارون سے کہا بھئی کھینچو زور کرو پس علمشاہ کرب بدیع الزمان حمزہ زادے سب باری باری
کھینچا کسی سے نہ کھینچا اُسکے بعد خود امیر نے خدا کو یاد کرکے زور کیا دو چار ہاتھ کھینچا پھر تڑپکر نکلگیا کئی زور صاحبقران
نے کیے دو چار ہاتھ کھینچا پھر زور کرکے چلا گیا اب صاحبقران نے علمشاہ کرب بدیع الزمان وغیرہ سب کو شریک
کرکے زور کیا لیکن ساحر مشتمش ایک پہاڑ مین لپٹگیا تھا ایک ہاتھ بھی نہ کھینچا آخر سب عاجز ہوے امیر نے فرمایا خواجہ
تمہین کھینچو گے تو کھنچیگا عمرو بولا کہ حمزہ مجھ مین اتنا زور کہان مگر روپیہ ہو تو مین کھینچوا دون امیر نے پانچہزار تومان عمرو
کو دیے اسوقت عمرو نے کمند ہاتھ مین لی اور معجزہ طلب کیا کہ اے کمند تو گز بھر کی ہو جا سب دیکھتے تھے کہ کمند جو ایک مرتبہ
کھینچی تو ایک نہنگ عظیم الشان اسی چرخی پر سے ہوکر چرخ کھاتا ہوا زمین پر گرا کہ زمین پر غار ہوگیا اور سب نے جو نہنگ کو
دیکھا خائف ہوے کہ وہ نہنگ مانند ماہی بے آب کے تڑپ رہا تھا اور زمین اُسکے تڑپنے سے شق ہوئی جاتی تھی گلا تو
کمند مین پھنسا ہوا تھا مگر نتھنون سے پھنکار مارتا تھا کہ شعلہ آگ کا نکلتا تھا از بسکہ کمند معجزے کی تھی نہ جلتی تھی نہ ٹوٹتی
تھی اور گلے مین نہنگ کے پیوست تھی پھر پہر تک وہ تڑپا آخر کو سست ہوا ایک سر کمند کا عمرو کے ہاتھ مین دوسرا
سر نہنگ کی گردن مین جب نہنگ سست ہوا عمرو نے کہا کیون حرامزادے مشتمش جادو تو نے مجھے بڑی محنت
لی دیکھا کیونکر پکڑا مجھے او حرامزادے تو سمجھا تھا کہ عمرو پانی سے ڈرتا ہے نہ آئیگا مین تیرے لیے آگ مین جاتا اور
تو نے وہ جانور جو سحر کے بنا کر بھیجے سب کا ناک مین دم ہے آدھا لشکر پتھر کا ہوگیا ہم تو عاجز ہوکر تجھکو پکڑنے آئے کہ دیکھا
کسی طرح جان نہین بچتی مگر خدا نے فضل کیا کہ ہاتھ لگ گیا او حرامزادے دیکھ تجھے کسطرح مارتا ہون عمرو کلمات طعن آمیز
کہہ رہا تھا اور وہ سن رہا تھا جواب دینے کی تو قدرت نہ تھی گلا کمند مین پھنسا نفس در نفس پیچیدہ تھا چپکا نگاہ حسرت
دیکھ رہا تھا یقین مرگ ہوگیا تھا عمرو نے امیر سے کہا آپ دیکھتے کیا ہین قتل کیجیے اس حرامزادے کو امیر نے دلاورون
سے کہا کہ یارو اس کافر کو ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے کردو یہ سنتے ہی علمشاہ رومی بدیع الزمان کرب دلاور

قیمہ کرادی تلواریں کھینچ کھینچ کر گرے آن واحد میں صدہا تلواریں پڑ گئیں مگر یہ رومیں تن تا نہیں بدن پر خط تک نہ پڑا
جو تلوار پڑی اچٹتی امیر نے خود تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا کچھ نہوا روئیں تک نہ کٹا جو تلوار پڑتی تھی ساحر
ہنستا تھا اور اب اسکے اوپر ٹھٹھہ بھرا اور سخت باقی رہگیا اسنے اپنے جسم ظاہری کی تدبیر کرلی ہے کوئی حربہ اثر نہیں کرتا
یہ سمجھے ہوے ہو کہ آسان زمانہ گذرا اور میں چھوٹا پھر میری موت نہیں ہے لیکن امیر با توقیر نے مجبور ہو کر عمرو سے فرمایا کہ
خواجہ تھکیں اسمار وگے تو یہ مریگا عمرو نے کہا حمزہ رشوت کچھ دو تو ملک الموت کو بلاؤں صاحبقران نے فرمایا
کیا واہیات بکتے ہو ملک الموت نے بھی کہیں رشوت لی ہے مگر تم اسکی قبل کردائی یا عیار تو مان جسے تو عمرو نے کہا ہی
چاہتا ہوں امیر نے روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپیہ تو نذر زنبیل کیا اور تیل سا کر حیا لکالا آگ جلوا کر سیسہ
اسیر گرم کیا جب سیسہ خوب پگھلا عمرو واس کر چمچے کو اٹھا کر منہ کے برابر نہنگ کے لایا نہنگ نے منہ بند کرلیا عمرو نے
ہتھوڑا و او دی نکالکر جو منہ پر مارا جو کا دانتوں کا ٹوٹکر حلق کے اندر جا رہا ایک مدرچہ بنگیا عمرو نے سیسہ اسمے بہا دیا
بس سیسہ سے امعا احشا رودے پردے جلکر خاک ہوگئے بس تڑپنے لگا ایک چیخ رگڑی تڑپا آخر کو جہنم واصل ہوا ایک آندھی
چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا سنگباری ہوا کی اولا برسا کیا بعد بھر کامل کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من ساحر شمشمش
بود بیروں نے اسکے بہت خاک اڑائی لیکن کچھ تدبیر نہ ہو سکی خاک اڑا کر چلے گئے اب جو روشنی ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر جسیم اکا
مرا ہوا پڑا ہے سلاخ شیشے کی جو چوتڑونکے درمیان سے گذر گئی ہے بال سرکے بیرون تک ہیں اور سیاہ فام ہے قد بیتالیس آریچ کا ہے
لنگ کمہاروے کا بندھا ہے بت خانے کے منی تک بندھے ہیں عمرو نے دیکھا کہ بت چاندی سونے کے جواہر نگار ہیں بھولکر زنبیل
کرلیے بعد اسکے امیر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی پائے فیل میں بندھوا کر آگے سواری کے لیچلو امیر نے عمرو کو خلعت ایسا عنایت کیا کہ
آج تک کسی کو نہ دیا تھا برق جادو نے کہا کہ خواجہ وہ کام تم نے کیا ہے کہ کسی سے نہ ہو سکتا شعر غیر تو کس را نبود دسترس ہے ایں کو کی
نکند ایچ کس بہ خواجہ ہم ساحر تھے لیکن ہمارا حوصلہ نہ پڑا کہ ساحر شمشمش کو ڈھونڈھتے یا اس سے سامنا کرتے یہ دل جگر تمہارا ہی
تھا عمرو نے کہا بی بی یہ سب تمہاری خاطر سے میں نے کیا غرض حمزہ صاحبقران لاشہ ساحر شمشمش کا پائے فیل میں بندھوا
لیکے روانہ ہوے ہمراہ لشکر اسلام کا کیا مگر بیان شہر فرعونیہ کا حال سنیئے کہ ادھر تو ساحر شمشمش مارا گیا ادھر شہر فرعونیہ میں
زلزلہ ہوا گنبد بنائی کر جہان ہوکر اڑ گیا اور وہ جھنڈیاں کہ ایک یک علم معلوم ہوتا تھا وہ کاغذ کی ہو گئیں بچ کر رہ گئیں لڑکے
اسے لوٹ کر لیگئے بختیارک نے وہ تاریکی اور زلزلہ جو دیکھا فرعون سے کہا کہ ساحر شمشمش مارا گیا فرعون پکارا او قرمساق
کیا واہیات بکتا ہے خبردار ایسی بات پھر منہ سے نہ نکالنا نہیں تو مار ڈالونگا بعد دو گھڑی کے خبر آئی کہ گنبد بنائی کر جہان ہو کر
اڑ گیا اور وہ جھنڈیاں کہ ایک ایک علم معلوم ہوتی تھیں وہ کاغذ کی ہو گئیں لڑکے لوٹکر لیگئے بختیارک یہ سنتے ہی تالی دیکر ناچنے
لگا فرعون حیران ہو پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ پھر دن رہے خبر آئی کہ حمزہ صاحبقران نے ساحر شمشمش کو مارا عمرو دریا کے اندر
گھسکر اسے پکڑ لایا لاشہ اسکا پائے فیل میں بندھا ہوا حمزہ کے ساتھ آتا ہے یہ سنتے ہی فرعون تو جیتے جی مر گیا بختیارک
نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا کس واسطے کہ جب ساحر مرتا ہے تو اسکی بنائی ہوئی شے مٹ جاتی ہے غرض فرعون اگر اپنے
قصر پر بیٹھا تھا بختیارک سب اسکے پاس بیٹھے دیکھا کہ لاشہ ساحر شمشمش کا پائے فیل میں بندھا ہوا لیے آتے ہیں فرعون
نے بیچارہ روتا پیٹتا وہاں سے اٹھا تمام شہر فرعونیہ میں ماتم برپا ہوا شہر بھر سیاہ پوش ہوا لیکن امیر داخل لشکر ہوے
بادشاہ سے ملازمت حاصل کی تمام حال بیان کیا کہ خبر آئی وہ جو لوگ پتھر کے ہو گئے تھے وہ سب انسان ہوے
سنگینی انکی برطرف ہوئی فرمایا کہ یہ سب شعبدہ ساحر شمشمش کے جادو کا تھا عمرو نے آکر بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے تخت کو بوسہ
دیا شہنشاہ گیتی پناہ نے بہت بھاری خلعت دیا کہ اس عرصے میں پرچہ اخبار ماتم فرعون کا ساحر شمشمش کے غم میں اور

احوال شہر فرعونیہ کا گذرانا کہ جھنڈیان تو شہدے لوٹ لیگئے اور گنبد مینائی کہ ایک ایک اینٹ سونے اور چاندی کی
معلوم ہوتی تھی اب وہ اینٹین سنگ سرخ کی معلوم ہوتی ہین عمرو یہ اخبار پڑھ کر بہت اخبار نویسون اور جاسوسون پر خفا
ہوا کہ کوئی ایسی خبر وحشت اثر لاتا ہی خبردار اب اسطرح کی خبر و سُنانا اُنھون نے عرض کیا کہ اسمین غلامون کا کیا قصور
ہی جو کچھ وہان ہوتا ہو ہم ٹھیک ٹھیک لکھتے ہین عمرو کو ہول کے مارے دست آنے لگے برق جادو نے کہا کہ خواجہ
مین تمھین ایک گنبد مینائی کے عوض دو بنا دونگی عمرو نے کہا کہ مجھے مکان سحر سے کام نہین ہی مجھکو مطلب زر و مال سے
ہی غرض امیر نے عمرو کو بیس ہزار تومان دیے اور بادشاہ نے بھی خلعت و زر بہت سا عنایت کیا سردارون نے
بھی حسب لیاقت دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہو اب تو غم نہین ہی عمرو نے کہا حمزہ غم تو کب دفع ہوتا ہی مگر خیر آنسو پچھ گئے
بعد اسکے امیر سب ساحرون کی طرف مخاطب ہوے کہ صاحبو تمسے اقرار اسلام لانے کا ساحر شمشش کے مارے جانے
پر تھا اب وہ عنایت خدا سے جہنم واصل ہوا اب تم سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سبنے عرض کیا کہ ہمین انکار کب ہی
امیر نے سب کو کلمہ تلقین کیا سب ساحر کلمہ پڑھکر مسلمان ہوے امیر نے عمرو سے کہا کہ تیاری جشن کی کرو عمرو نے کہا ای
شہریار اسی جشن مین شادی غلام کی برق جادو کے ساتھ کر دیجیے امیر نے برق جادو سے کہا اُسنے عرض کیا کہ مین کنیز
ہون مجھے عذر کب ہی غرضکہ جشن ہوا اور شادی عمرو کی برق جادو کے ساتھ ہوئی امیر نے نکاح خود پڑھا عمرو وصل سے
برق جادو کے کامیاب ہوا بعد اُسکے تمام ساحرون کو امیر نے رخصت کیا سب اپنے اپنے ملک کو گئے ملکہ مہتاب
جادو قیطاس کوہ کو روانہ ہوئی مہروق کہ شیرویہ کے باعث سے بیوہ تھی وہ ساتھ امیر کے رہی برق جادو نے
عرض کیا کہ کنیز چاہ الماس کو جائیگی یہان زیر دست ہو کر رہنا سے عمرو کی نہ رہیگی عمرو کا جب جی چاہیگا ملاقات کو
میری چلا آئیگا امیر نے فرمایا کہ ای ملکہ برق جادو کوئی قبایل عمرو سے تمسے کج خلقی نہ کریگا کیا مقدور کسی کا جو تمھین بری
نگاہ سے دیکھ سکے اسلیے کہ سب کو میرا ابھی پاس خاطر ہی برق جادو نے کہا ای شہریار چاہ الماس کا بندوبست کون کریگا
فرمایا کہ ادلوس حبشی کو بھیج دو برق جادو نے ادلوس حبشی کو اپنا نائب کرکے روانہ چاہ الماس کیا برق جادو نے
بہ رود حبشی اختیار کی لیکن حال فرعون کا سُنیے کہ مرنے سے ساحر شمشش کے نہایت اُداس بیٹھا ہی کہ کیا کرون کیا نہ کرون کہ
بختیارک نے کہا یا خداوند فرعون شاہ کارخانہ آپ کی خدائی کا شمشش جادو کے دم تک درست تھا اب کہیے کیا ہوگا
اگر خداپرستون نے طبل جنگ بجوایا تو کون مقابلہ کریگا فرعون نے کہا ای بختیارک مین اپنے دوستون کو نامے لکھتا ہون
سب مدد کو آئینگے بختیارک نے کہا اگر یہ ارادہ ہی تو پہلے حمزہ سے چالیس روز کی مہلت مانگ لیجیے بعد اُسکے اپنے مددگارون
کو نامے لکھیے فرعون نے کہا ای بختیارک مین نے کئی ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کی تھی حقیقت مین تو وزیر باتدبیر ہی
اُسیوقت دبیر سے نامہ لکھوا کر عیار کے ہاتھ خدمت صاحبقران مین روانہ کیا یہان دربار جمع ہی سب سردار موجود
ہین خبر پہونچی کہ ایلچی فرعون کا آتا ہی فرمایا آنے دو ہمارے دو ہمدم آیا مجرا کیا نامہ پیش کیا امیر نے نامے کو پڑھا لکھا
تھا کہ یا حمزہ صاحبقران مین چالیس روز کی مہلت آپ سے مانگتا ہون امیر نے اپنے ہاتھ سے پشت پر لکھدیا
کہ کیا مضائقہ ہی اور ای فرعون اب بھی ہوش مین آ دعوی خدائی کا ترک کر معبود حقیقی کو پہچان جتنے تیرے ملک ہین
سب تجکو دیدونگا بلکہ خراج بھی نہ لونگا دیکھ تجکو بڑا بھروسا ساحر شمشش کا تھا اُسے عمرو نے کسطرح مارا جب قضا آئی ہی
پھر ہمین ناحق ہزار پردون مین چھپے کیا ہو سکتا ہی یہی دلیل ہی خدا کے قادر مطلق ہونے کی غرضکہ بہت سے کلمات نصیحت آمیز
لکھکر نامہ عیار کو دیا اور خلعت سے سرفراز فرمایا وہ خوش خوش فرعون پاس آیا نامہ دیا فرعون مہلت پاکر بہت
خوش ہوا اور اسی وقت دبیر کو بلوا کر حکم دیا کہ نامے ہمارے دوستون کو لکھو کہ لشکر حمزہ سے اور

مقابل ہو اور تمام پہلوان اور گردن کش مارے گئے ساحر بھی کام آئے کوئی قرینہ والا باقی نہین ہے اگر حق دوستی ادا کرنا ہو تو آؤ
اور شریک حال ہو کہ دوست وہی ہے جو برے وقت مین کام آئے شعر دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست + در پریشان
حالی و درماندگی + نامہ کو دیکھتے ہی کھانا وہان کھاؤ تو ہاتھ یہان دھوؤ جلد اپنے کو ہم تک پہونچاؤ ایک نامہ پرویز
بن ہرمز کو بھیجا اور ایک نامہ زبور شاہ زرنگاری کو روانہ کیا اور ایک نامہ بدر بن زلازل کشمیری کے پاس ارسال کیا
ایک نامہ صلصال بن دال بن ربو بن شماہ جادو کو لکھا اور جا بجا بہت سے نامے روانہ کیے آپ مصروف
عیش و عشرت ہوا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی کہ فرعون نے ہر طرف نامے لکھے ہین لوگون کو اپنی مدد کے لیے بلایا ہے
فرمایا کچھ پروا نہین ہے بندہ پروردگار ہین کسی سے نہین ڈرتا یہی باتین ہو رہی تھین کہ باہر سے بارگاہ کے آواز نگولون کی
بلند ہوئی عمرو نے کہا دیکھو تو عیار کہان سے آئے ہین کہ چوبدار باہر گیا آ کر عرض کیا کہ ملک باختر سے عیار آئے
ہین امیر نے فرمایا انھین سامنے ہمارے لاؤ جب وہ سامنے آئے ہین دعا و ثنا بجا لائے عمرو نے دیکھا کہ شبرنگ
بن قران و جانسوز بن قران ساتھ چند عیارون کے آئے ہین عمرو نے ہر ایک کو گلے سے لگایا نوازش کی اور
حال یا خبر کا پوچھا انھون نے کہا کہ ایرج نے بڑے ظلم کیے ہین کوئی شہر نہین چھوڑا کہ جسے برباد نہ کیا ہو اور لوگون کو
ایذا نہ پہونچائی ہو فرنگوشیم مین ترکیون خاوریون کو قتل کیا اختم بن جمشید آتشی شہید ہوا عنطلی آباد مین
ملکہ جادو کو غوجان وزیر باری کے ساتھ منسوب کیا اس شیرزن نے غوجان کو بیجان کیا اور بھاگی ایرج
نے اسے ہفت درہ عنطلی آباد پر جا گھیرا اسد بن کرب غازی نے نقابدار بنکر ملکہ جادو کو کشتیون پر سوار
کرکے قلعہ ذوالامان کو روانہ کیا آپ لشکر ایرج پر شبخون مار کر چلا گیا بعد اسکے ایرج قلعہ ارمنو حصار پر پہونچا چاہا
کہ مال و خزانہ قبضے مین کرے سر سنگ ناکی نے بڑے بڑے کام کیے کہ مالک بن ملکوت شاہ کو پکڑ لیگیا ایرج
عیاری کر کے قلعہ مین گیا سب کو چھڑایا غلامون کو آپ نے قتل کیا سر سنگ ناکی بھی لڑ کر شہید ہوا مال و
خزانہ آپکا ایرج نے برباد کیا یہ خبر سنتے ہی عمرو نہایت غیظ مین آیا امیر سے کہا کہ اے شہریار اگر جا کر باختر
مین اس بزرگ بچے کو سزاے معقول نہ دی ہوگی اور مال و اسباب اپنا نہ لیا ہوگا تو نام اپنا مہر سپہر عیاری نہ رکھا
ہوگا اس آفتاب پرست نے غضب کیا کہ کچھ میرا پاس و لحاظ بھی نہ کیا خوب اسنے میری استادی کا حق ادا کیا
حمزہ مین اب ایک دم یہان نہین ٹکنے کا امیر نے دیکھا کہ عمرو خزانے کے لٹنے کا حال سنکر ہوش مین نہین رہا ہے فرمایا
کہ اچھا خواجہ جاؤ اور اپنا مال و اسباب لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر جلد یہان آؤ ان سب سے کہو کہ اگر اپنی
آزمائش کرنا ہو تو آئین جسکو خدا دے وہ صاحبقران زمانہ ہو عمرو بولے کہ اے حمزہ ایسا ہی ہوگا سب کو تہ فرعونیہ
مین لاؤنگا غرض اسی وقت عمرو نے سامان سفر مہیا کیا اور ایک ایک سے رخصت ہو کر روانہ ہوا لیکن امیر بارگاہ
مین بیٹھے ہوئے تھے پردے سامنے سے کھلوا دیے تھے سیر صحرائی کر رہے تھے کہ بیابان سے بگولا گرد کا اٹھا جب وہ گرد
غلطان پیچان قریب آئی تو دل گرد سے ایک پیادہ سر برہنہ پیدا ہوا اگر سامنے بارگاہ سلیمانی کے کھڑا ہوا لوگون نے
اس سے پوچھا تو کون ہے کہان سے آیا اسنے کہا کہ شاطر ہون عجیل ماہرو کا دربند سبقولیہ سے آیا ہون عرضداشت
لایا ہون امیدوار ہون کہ مجھے سامنے صاحبقران کے لیچلو کہ جواب و سوال کرکے چلا جاؤنگا امیر نے خبر سنکر اسے بلایا اسنے
عرضی گذرانی امیر نے کھولکر اسے پڑھا دیکھا کہ سالم عرب اتالیق عجیل ماہرو کا اسنے لکھا ہے کہ یا صاحبقران بعد ان
ازقضاے الہی عجیل ماہرو دار دنیا سے عالم بقا کو کوچ کر گئے تابوت مین نے امانت رکھا ہے اور تمام مال و اسباب
نقد و جنس [illegible] بقدر جو کچھ جیسا حکم ہو دیا جائے اطلاعاً گذارش کیا گیا صاحبقران نے

یہ پڑھتے ہی ایک نعرہ کوہ شگاف کیا اور بیہوش ہو گئے پھر جو ہوش مین آئے آنکھون سے آنسو جاری تھے نام
تحجیل یا ہیرو کا ورد زبان تھا کہ ہائے بھائی تم ہمکو چھوڑ گئے اور اپنے غم ہوئے کہ نہیں ملوگے اب ہم تمھین کہان
پائینگے غرضکہ خوب روئے خوب پیٹے بہت حالت تباہ کی تین روز تک سیاہ پوش رہے بعد اسکے اسی عیار کو سیقولیہ
کی طرف روانہ کیا کہ جاکر تابوت تحجیل کا مکۂ معظمہ مین پہونچا دو اور ایک راوی روایت کرتا ہے کہ اب قاسم کو امیر روانہ
باختر کرتے ہین کہ تم جاکر مال و اسباب تحجیل کا اپنے قبضے مین کرو اور ناموس کو اسکے قلعہ ذوالامان مین پہونچاؤ
اپنے ہمراہ لیجاؤ اور تابوت کو انکے کعبۃ اللہ بھیجو قاسم حکم امیر سے روانہ ہوا بعد چند روز کے سیقولیہ مین پہونچا تابوت
تو خانہ کعبہ کو بھیجا سالم عرب کو ساتھ کیا اور آپ ناموس و مال و خزانہ ساتھ لیکر قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا اثنائے راہ
مین ایک شخص کو آتے دیکھا اس سے پوچھا کہ تجھکو حال ایرج کا جانتا ہے کہ وہ کہان ہے اسنے جواب دیا کہ وہ نواحی
ذوالامان مین ہے اور چاہتا ہے کہ شہر کو تباہ کرے قاسم نے کہا کہ سبب شہر کے تباہ کرنے کا کیا ہے اس اجل رسیدہ نے
منھ سے نکالا کہ ایرج ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہو گیا ہے کہ اسکو اہل اسلام سے چھینے بس یہ کلمہ سنتے ہی جہان آنکھون
مین تیرہ و تار ہو گیا کھینچکر تیغہ کلاک افراسیابی مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے اور مال و خزانہ مع ناموس تحجیل اپنے
رفیقون کے سپرد کیا کہ تم لیکر آنا مین یہان سے جلد جاؤنگا اور آپ تنہا شبارہ کو ساتھ لیکر روانہ ہوا خیال دل
مین کیا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو سزائے مقتول اور گوشمالی دونگا۔

اب دو کلمے داستان داراب کشور کشا کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب کشور کشا نے بدر بن زلازل باپ تیجی کو ہمراہ کے ملک سنجان مین چاہ کے اندر قید کیا اور داراب
شہر سنجان سے کوچ کرکے برابر قلعۂ سنگینہ ملک حرمان کے آیا اہرمن اور سارنج بن اہرمن نے دروازہ بند
کرلیا داراب نے قلعہ کا محاصرہ کیا دوسرے روز پیغام بھیجا کہ اے اہرمن بہتر یہ ہے کہ خزانہ بدیع الزمان کا میرے
سپرد کردو اسنے جواب بھیجا کہ مین ایک حبہ اسمین سے نہ دونگا تجھسے جو ہوسکے قصور نہ کر داراب یہ سنکر نہایت برہم ہوا اور
چند روز رہا کسی طرح قلعہ لون کوئی تدبیر نہ چلی قلعہ ہاتھ نہ آیا کس واسطے کہ قلعہ پہاڑ پر ہے اور گھاٹیون پر پتھر ترشے
ہوئے رکھے ہین راستہ تنگ ہے ایک سوار کے سوا دوسرا نہین جاسکتا یورش کرے تو کیونکر کرے ناچار متفکر بیٹھا ہوا تھا
کہ خبر پہونچی کہ تہین جادو بدر بن زلازل کو چھڑا کر لیگئی اور سرنج زیادہ ہوا ارادہ کیا کہ خود تنہا جاؤن لیکن ارکان
نے منع کیا کہ ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا داراب ناچار و مجبور وہان سے کوچ کرکے شہر زرین پر آیا شہر زرین
بدیع الزمان کی طرف سے جمشید خورشید مالک ہین اور طرید خان بن گنجاب سپہ سالار ہے
داراب قلعۂ سنگینہ سے ملک حرمان پر گیا تھا وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا اور بدر بن زلازل کو چھڑا لے گئے
اب ادھر آتا ہے جلدی سے اسنے عرضی شاہزادہ نورالدہر کو لکھی کہ اے شہریار عالم
ہے دست راسیون سے داراب کو لشکر آیا ہے ملک کو جیک باختر کو چاہتا ہے کہ تمام علاقہ بدیع الزمان کا اسکے
کے ہاتھون برباد کرے اور شہر زرین پر آیا ہے ہم مین اتنی قدرت و طاقت نہین ہے کہ داراب سے مقابلہ کرین
جلد ہماری خبر لیجیے نہین تو ہم سب مارے جائینگے اطاعت اسکی نہ کرینگے بس یہ عرضی لکھکر سربمہر کرکے عیار کو دی
کہ لیجاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے پیش کر وہ عیار عرضی لیکر روانہ ہوا پاسے شاطری مارتا ہوا اڑا ہوا
چلا جاتا تھا قضائے کار اتفاقات روزگار شاہ غضنفر بن اسد کا دامنہ کوہ مین پڑا ہوا تھا اور غضنفر بیٹھا
ہوا سیر صحرا کی کر رہا تھا کہ دیکھا ایک عیار کمال چستی و چالاکی سے چلا جاتا ہے فولاد بن شہاب سے کہا کہ

اس عیار کو بُلالاؤ ملک سنجان کی طرف سے آتا ہی خدا جانے کہان جاتا ہی وہ گھوڑے پر سوار ہوکے دوڑا عیار کو روکا
کہا چلو آقا ہمارا غضنفر بن اسد تمکو بلاتا ہی وہ غضنفر کے پاس آیا سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غضنفر نے پوچھا
کہ تو کون ہی کسکا عیار ہی کہان جاتا ہی اُسنے تمام احوال داراب کا بیان کیا کہ عرضی طربدخان کی شاہزادہ نورالدہر
کے پاس لیے جاتا ہون غضنفر نے عرضی اُس سے لیکر پڑھی مضمون سے آگاہ ہوا کہا کچھ نورالدہر پاس جانے کی ضرورت
نہین ہی مین چلکر اُس دھوبی بچے کو پُترا کرتا ہون اور اُسی وقت بوق بجائی لوگ اسکے تیار ہونے لگے دوسری بوق
بجائی تھی کہ سب اُسکے ساتھ والے بارہ ہزار قزاق تیار ہوگئے تھے غضنفر اُس عیار کو ساتھ لیکر تیسری بوق بجاکر
چل نکلا اُسوقت یہ ہو چکا کہ داراب کا خیمہ آکر سامنے شہر زرین یعنی سبز خیمہ کے ایستادہ ہوا تھا لشکر داراب کا کوہستان
اُترا چھ لاکھ سوار کا لشکر ہی اور اسی ہزار نیزہ دار مالک اژدر کے علاوہ اُسکے ہین غضنفر دن کو تو دامنہ کوہستان
مین اُترا لیکن طربدخان نے دروازہ قلعہ کا بند کروا لیا مستعد جنگ ہو کر بیٹھا کہ عیار نے آکر غضنفر کا حال بیان
کیا کہ کمک کو آپ کی آیا ہی طربدخان یہ سُنکر چپ ہو رہا مگر غضنفر بن اسد دو پہر رات گئے آکر لشکر داراب پر
شبخون کر کے قتل کرنے لگا بارہ ہزار تلوار برسنے لگی آب پرستون مین ایک ہنگامہ قیامت برپا ہوا داراب شبخون
کی خبر سُنکر باہر نکلا جو دیکھتا مین اُسکے ساتھ چلتی ہوئین آتے آتے وہان پہونچا جہان غضنفر لڑ رہا تھا اور قتل کر رہا تھا آب پرستون
کو دو دستی تلوار مین رہا تھا دیکھا ایک غلغلہ ہی آب پرست بھاگتے پھرتے ہین کوئی مُنھ پر چڑھ نہین سکتا اور قزاق بھی
قتل کر رہے ہین کوئی آب پرست مقابلہ نہین کر سکتا کہ داراب نے نعرہ کیا او دیوانے کہان جائیگا میرے
ہاتھ سے آیا ہین کیا مجکو ایرج کی طرح سمجھا ہی غضنفر پکارا او آب پرست دھوبی بچے عمرو کے تصدق سے
دھو دھا کر پاک ہوا ہی مین تجکو ایرج سے بدتر جانتا ہون اور یہ کیا مردمی اور جرأت ہی کہ تو یہان والون کو تنگ کر رہا ہی
اگر دعوی بہادری کا ہی تو قلعہ ذوالامان مین سب جمع ہین وہان چلکر زور آزمائش اپنی کر ان لوگون کو کیون تنگ
کرتا ہی مین بھی جاتا ہون تو بھی قلعہ ذوالامان پر چڑھ دوڑ سے داراب پکارا کہ تو نے اتنے لوگ میرے مار ڈالے مین مین
کیا تجھے زندہ چھوڑتا ہون غضنفر پکارا کہ مجکو تو کیا حلوا سمجھا ہی یہ کہکر تلوار ماری داراب نے سپر پر روکی غضنفر نے
دوسری تلوار ماری داراب نے وہ بھی روکی پھر تو غضنفر برس پڑا کہ داراب کو روکنا مشکل پڑ گیا مگر شاگرد ہی عمرو
کا چوٹ نہین کھاتا ہی غضنفر نے دیکھا کہ آب پرست مار نہین کھاتا بس کچھ سوچکر تلوار باگ پر گھوڑے کے ماری
کہ باگ کٹی گھوڑا ایلان ہوکے چلا داراب گھوڑے کو روکنے لگا کہ غضنفر نے تلوار جو ماری گوشہ سپر کو قلم کر کے
سر پر داراب کے پڑی کہ تین اُنگل اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا تلوار تو چھٹکا کر نکل گئی مگر سر سے خون جاری ہوا
زخم سر کو باندھا چاہا کہ غضنفر کا تعاقب کرے وہ گھوڑا اُڑا کر اتنے عرصے مین دور نکل گیا کہا کہ تجکو مار ڈالنا منظور
نہین ہی اور بوق بجاکر اپنے قزاقون سمیت راہی ہوا داراب زخمی ہو کر اپنے خیمے مین آیا وہ لوگ جو مارے گئے
تھے اُنکی لاشین اُٹھوائین وارثون کو اُنکے تسلی دی اپنے زخم مین ٹانکے لگوائے اور لشکر اپنا آراستہ کر کے شہر زرین
سے دست بردار ہو کر قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا اُنکو تو اثنائے راہ مین چھوڑیے۔

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج نے لاہوت شاہ کو بیطے قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ کیا ہی وہ کوچ بکوچ قریب شہر ذوالامان کے
پہونچا منظر بن ضیغم خون آشام نے قلعہ ذوالامان کو آراستہ کیا آپ فوج لیکر باہر آیا اُدھر سلیمان شاہ لشکر
آراستہ کر کے ملک سبائل سے باہر آیا اِدھر لاہوت شاہ کا لشکر فرسنگ در فرسنگ اُترا لاہوت شاہ نے

دبیر کو بلا کر حکم دیا کہ نامہ لکھو سلیمان شاہ کو اس مضمون کا کہ مین ایرج کی طرف سے یہان آیا ہون ملکہ گیتی افروز کو
ایرج کے واسطے بھیجدو اور ناموس عمرو کا ملکہ سرو سیمین تن کو میرے واسطے لیکر چلے آؤ تو بہتر ہو نہین تو زبدۂ
آفتاب پرستان آتا ہو تمسے مار کر چھین لیگا تمھارے سمجھانے کو یہ نامہ لکھا ہو جب نامہ لکھا جا چکا تو شہیم زنگی کو
دیا کہ یہ نامہ تو جاکر سلیمان شاہ فارسی کو دے آ اور جواب اُسکا لے آ شہیم زنگی نامہ لیکر روانہ ہوا وہان سلیمان بارگاہ
مین بیٹھا ہو کہ چوبدار نے آکر عرض کیا کہ ایلچی لاہوت شاہ کا حاضر ہو کہا بلا لو جو تھین شہیم زنگی سامنے آیا نامہ دیا سلیمان شاہ
نے دبیر کو دیا اُسنے باآواز بلند پڑھا مضمون سے اُسکے سلیمان شاہ آگاہ ہوا جواب اُسکا لکھدیا کہ یہ ناموس صاحبقران
دوران ہو اور ہم اسی کی حفاظت کے لیے یہان ہین ہماری زندگی مین کوئی اُنکی طرف دیکھ نہین سکتا ہو پہلے ہمین قتل کریگا
تو اُنکی طرف رخ کریگا اور ایرج آئیگا تو کیا کریگا شہیم زنگی جواب نامے کا لیکر روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی نے ایک نامہ
نور الدہر کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اے شاہزادہ جہان نور الدہر بن بدیع الزمان قلعۂ ذو الامان پر ایرج کیطرف سے
لاہوت شاہ آچکا ہو اب آمد ایرج کی خبر لگی ہوئی ہو آپ جلد تشریف لائیے نہین تو ناموس برباد ہوگا اور ایک عیار
کے ہاتھ یہ نامہ روانہ کیا اور چند نامے ملک باختر والون کو لکھے اور اعانت چاہی اُدھر شہیم زنگی نے نامے کا جواب لاکر
لاہوت شاہ کو دیا اُسنے پڑھا مضمون سے آگاہ ہوا اُسی وقت ایرج کو عرضی بھیجی کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو سلیمان شاہ
سے طلب کیا تھا وہ نہین دیتا بر سر فساد ہو بغیر آپ کے آئے کچھ کام نہ نکلے گا یہ نامہ جو ایرج کو پہونچا اُسیوقت طہماسپ
بن طہماس کو لاکھ سوار و پیدل کی جمعیت سے روانہ کیا اور آپ بھی لشکر آراستہ کر جہاز و کشتیون پر سوار کر کے پیچھے پیچھے
کے روانہ ہوا اور ادھر نامہ سلیمان شاہ کا جو نور الدہر کو پہونچا نامہ پڑھتے ہی لشکر مین حکم دیا کہ تم سب شہریار
ہر فرما جدار کے ساتھ آؤ مین چلتا ہون مجھے قلعۂ ذو الامان پر جلد پہونچنا چاہیے یہ کہکر یکہ و تنہا گھوڑے پر
بیٹھکر روانہ ہوا ایک صحرا مین پہونچا تھا کہ بجنہ کڑک کر گرا اور اُٹھا لیگیا جب آنکھ کھلی ایک دیو کو سامنے کھڑے دیکھا
پوچھا کہ تو مجھے اُٹھا لایا ہو اُسنے عرض کیا کہ اے شہریار یہی گنہگار آپکو لایا ہو کہا کہ کیا کام ہو وہ رونے لگا کہا کہ تجھے اس
قد و قامت پر روتے ہوئے شرم نہین آتی ارے مطلب تو اپنا بیان کر کچھ نام و نشان سے تو آگاہ کر کہا کہ نام
میرا دیو مراد ہو مگر نامراد ہون تجھے اسواسطے لایا ہون کہ مراد کو اپنی پہونچون کہا کہ مراد اپنی بیان کر دیو مراد
نے رو کر کہا کہ مین ایک پریزاد پر عاشق ہون اور وہ مجھسے محبت رکھتی ہو ایک روز مین اپنی معشوقہ کو اپنے
پہلو مین لیے بیٹھا تھا شرابخواری کر رہا تھا کہ دیو اژدہاش آیا اور میری معشوقہ پر عاشق ہوا مجھسے کہا کہ اس
پریزاد کو مجھے دے مین نے انکار کیا وہ زبردست تھا مجھسے تو اُسنے مار کر ہٹا دیا اور میری معشوقہ کو لیے چلا گیا
مین اُسکے واسطے بیقرار ہون آپ نبیرۂ زلزلۂ قاف ہین میرا معشوق مجکو دلوا دیجیے کہا کہ مکان دیو اژدہاش کا
کہان ہو عرض کیا کہ پردۂ دوم قاف مین کہا کہ تو مجھے وہان لیچل گو مجھے پردۂ دنیا مین بہت جلد جانا ہو لیکن پہلے
تیری معشوقہ کو تجھے ملا لونگا تو جاؤنگا اُسنے کہا کہ بہت خوب اور اپنے اوپر سوار کر کے اُڑ کر روانہ ہوا قریب مکان
دیو اژدہاش کے لاکر اُتار دیا اور بتایا کہ وہ سامنے مکان دیو اژدہاش کا ہو یہین وہ رہتا ہو نور الدہر
نے کہا تو یہین موجود رہ مین جاکر اُسے سزا دیتا ہون دیو مراد بولا مین حاضر ہون نور الدہر وہانسے چلا اور
دیو اژدہاش کے مکان مین بخوف و خطر چلا گیا اُسوقت پہونچا کہ دیو اژدہاش بیٹھا ہوا پریزاد سے کہہ رہا ہو کہ مجھے
قبول کر نہین تو مار ڈالونگا وہ پریزاد کہہ رہی ہو کہ مجکو جان دینا گوارا ہو مگر تیرے پہلو مین نہ بیٹھونگی اور اگر زبردستی
کریگا تو اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی مجھسے دور دور رہ نزدیک نہ آ دیو اژدہاش منتین کر رہا ہو کہ سامنے سے نور الدہر

دکھائی دیا دیو پکارا کہ او آدم زاد کہاں سے آیا ہے شاہزادے نے اُس پریزاد کو دیکھا کہ پاؤں کے بندھے ہوئے ہیں اور
دیو اژدہا تش نشین کر رہا ہے کہ نور الدہر نے نعرہ کیا اور کہا اے فاسق ظالم تو نے غضب کیا کہ دیو مراد کی معشوق کو چھین لایا
آیا ہوں کہ تجھکو سزا دوں میں ہوں نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان نور الدہر بن بدیع الزمان دیو اژدہا ش پکارا کہ او
آدم زاد تو مجھے دھمکاتا ہے دیکھ تیری کیا حالت کرتا ہوں اور دوڑ کر وار شمشاد شاہزادے پر مارا نور الدہر نے اسے خالی دیا
وہ زمین پر پڑی کہ خاک میں دراڑ گرد اُڑی دیو پکارا کہ افسوس گوشت تیرا کرکرا ہوگیا مجھے کھانا نصیب ہوا نور الدہر
نے نعرہ کیا کہ او تیرہ روزگار حریف تیرا میں موجود ہوں کسکو تو نے مارا اُسکا کام تمام کیا یہ نعرہ کرکے ہاتھ سے دیو کے
لپیٹ گیا کشتی ہونے لگی تا دیر کشتی رہی ایک مقام پر نور الدہر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ شانے سے ہاتھ اُکھڑ آیا
دیو بلبلاتا ہوا بھاگا نور الدہر نے اُس پریزاد سے کہا کہ چل دیو مراد تیرے واسطے بیقرار ہے پریزاد شاہزادے کے
ساتھ ہوئی اُدھر سے دیو مراد آتا تھا دوڑ کر شاہزادے کے قدموں سے لپٹا گرد پھر اتصدق ہوا وہاں سے اُس پریزاد
سمیت اپنے مکان میں نور الدہر کو لایا دعوت کی نور الدہر نے کہا اے دیو مراد خدا نے فضل کیا تو اپنی مراد کو پہونچا
اب ہمیں پردۂ دُنیا میں پہونچا دے اُسنے کہا میں غلام ہوں جہاں فرمائیے وہاں لیجاؤں اور اپنی معشوقہ کو اپنے
مکان میں چھوڑ کر شاہزادے کو اپنے کاندھے پر سوار کرکے روانہ ہوا جب تھے روز پردۂ دُنیا میں پہونچا گذر شہر عجم معبرون
سے ہوا دیکھا کہ لشکر عظیم وہاں اُترا ہوا ہے نور الدہر نے دیو مراد سے کہا کہ میں زمین پر اُتر کے دیکھوں کہ یہ فوج کسکی ہے
دیو مراد شاہزادے کو زمین پر لایا نور الدہر نے دیکھا کہ بدر بن زلازل نخشبی قلعہ پر یورش کیے چلا جاتا ہے اور قلعہ
پر سے گولہ پڑ رہا ہے وہ کافر دکرتا ہوا چلا جاتا ہے نور الدہر نے دیو مراد سے کہا کہ اسکو تو پکڑ لا دیو مراد گردن بدر کی
پکڑ کر اُٹھا لایا نور الدہر قلعہ کے اندر جا کر اُترا قاہر بن قہرمان عجم نے آکر ملازمت حاصل کی نور الدہر نے حکم دیا
کہ بدر بن زلازل کو تو لیجا کر زندانخانے میں اسیر رکھ اور آپ فوج لیکر قلعہ سے باہر آیا اور لشکر بدر پر گرا قتل کرنا
شروع کیا تمام مال واسباب اُسکا لوٹ لیا فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگی نور الدہر پھر کر قلعے میں آیا قاہر بن
قہرمان نے دعوت کی مگر لشکر بدر کا بھاگ کر برہمن جادو کے پاس گیا تمام حال بدر کے گرفتار ہونے کا اور
نور الدہر کے آنے کا بیان کیا برہمن نے کہا کہ میں ہر چند اُس نالائق سے منع کرتی ہوں کہ تو خدا پرستوں سے
نہ لڑ وہ نہیں مانتا خیر سمجھ لونگی یہ کہکر بدر کی رہائی کے واسطے روانہ ہوئی یہاں نور الدہر نے دیو مراد کو رخصت
کر دیا آپ عیش وعشرت میں مصروف ہوا رات کو ذریرنگیرہ بیہوش سو رہا تھا کہ برہمن جادو کی نگاہ جو نور الدہر
پر پڑی دیکھتے ہی دلدادہ و فریفتہ ہوئی پہلے سحر کرکے شاہزادے کو بیہوش کیا اور اُٹھا کر اپنے پاس رکھا بدر بن
زلازل کو زندان سے رہا کرکے جزیرہ فندق میں لائی بدر نے کہا کہ اے ملکہ برہمن جادو اس نبیرۂ حمزہ کو میرے
حوالے کر کہ میں قتل کردوں اُسنے کہا کہ بیٹھ نامراد و نالائق تجکو اس سے کیا سروکار ہے اُسنے کہا اگر تم مجھے نور الدہر کو نہ دوگی
تو میں تمہارے پاس نہ رہونگا چلا جاؤنگا اُسنے کہا جا میں تیری خواہاں نہیں ہوں بدر بن زلازل تو برہم ہو کر
چلا گیا اب یہ نور الدہر کو صحبت میں لائی اور ہوشیار کیا آنکھ جو نور الدہر کی کھلی اپنے کو غیر صحبت میں پایا سامنے
ایک جادوگرنی کو دیکھا برہمن جادو نے کہا کہ میں تجھپر عاشق ہوں اور تیری محبت میں اپنے دوست قدیم کو میں نے
نکال دیا نور الدہر بولا اے برہمن جادو ہمارے خاندان میں کوئی جادوگر سے صحبت نہیں ہوتا مجھسے تیرا مطلب حاصل
نہوگا اُسنے کہا تو میں تجھے مار ڈالونگی شاہزادے نے کہا اگر میری قضا تیرے ہاتھ ہے تو مار ڈال اُسنے ہر چند چاہا کہ شاہزادہ
کسی طرح راضی ہو نور الدہر راضی نہوا جھنجھلا کر برہمن نے کہا کہ اچھا رہ جا صبح کو تیرے کباب کرکے کھاؤنگی

اور کہا کہ اسوقت اسکو لیجا کر زندانخانے مین رکھو لوگ لیگئے قید مین بند کیا لیکن بیٹی ہی برہمن جادو کی کہ نام اسکا
مشک افشان جادو ہی اسکو نور الدہر کی جوانی پر رحم آیا رات کو اُسے زندانخانے سے نکالکر صندوق مین
بند کر دریا مین بہا دیا صبح کو برہمن جادو نے کہا کہ لاؤ نور الدہر کو مین کباب کھاؤنگی لوگ جو زندانخانے مین
آئے شاہزادے کو نہ پایا جاکر برہمن جادو سے کہا کہ نور الدہر غائب ہوگیا برہمن کو نہایت غصہ آیا پکاری کہ ایک
ایک کا پیٹ چاک کرونگی نہین تو سچ بتاؤ کہ نور الدہر کیا ہوا آخر کو لوگون نے ڈر کے مارے کہدیا کہ ملکہ مشک افشان
جادو یہان آئی تھین بس اُسنے جاکر اپنی بیٹی کو پکڑا پوچھا کہ او بدبخت تو نے اُس خدا پرست کو کیا کیا کہا کہ امان جان
مین نے اُسے دریا مین بہا دیا برہمن بہت خفا ہوئی اور کمال رنجیدہ ہوئی بہت برا بھلا کہا مگر اب کیا ہوتا ہی بدر
جو اُس سے بگڑ کر چلا جاتے جاتے ایک صحرا مین پہونچا دل مین سوچ رہا ہی کہ کیا کرون مین ناحق چلا آیا غرضکہ رات
وہین بسر کی صبح کو خیمہ اُٹھاکر لیگیا آنکھ جو کھلی اپنے کو سامنے برہمن جادو کے پایا پوچھا کیون یاد کیا ہی برہمن نے
جھوٹ جانا نور الدہر کا بیان کیا بدر نے کہا صاحب وہ نادان بچہ تھی نادانی سے ایک حرکت اُس سے سرزد ہوگئی تم
کاہے کو غصہ کرتی ہو غرض اب برہمن اور بدر سے صحبت گرم ہوئی یہ دونون مصروف عیش و عشرت مین ایک روز
بدر اور برہمن بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے کہ نشہ شراب مین بدر کو گیتی افروز یاد آئی آہ سرد جگر پر درد سے کھینچی اور
رونے لگا برہمن نے پوچھا کہ ارے تو کیون روتا ہی کیا ہوا بدر پکارا ای برہمن کیا کہون مین ایک مدت سے گیتی افروز
پر عاشق ہون میری جان اُسپر جاتی ہی اور اندنون مین نے سنا ہی کہ لاہوت شاہ قلعہ ذوالامان پر آیا ہی
چاہتا ہی کہ گیتی افروز کو ایرج کے واسطے لے مین جاکر خدا پرستون کو مار کر گیتی افروز کو لے آؤنگا مجھکو قلعہ ذوالامان
جانے کی رخصت تو دے اور میری مددگار بھی رہ یہ سنکر برہمن آگ ہوگئی کہا کہ او نابکار مین نے تمام زمانے کا
چین تجھے کر دیا تیرے واسطے ہر وقت جان پر کھیلے رہتی ہون کہان کہان سے تجھکو چھڑایا اور تو میرے سامنے
سوت کا نام لیتا ہی او سگ بچے تجھکو شرم نہین آتی اور کبھی تو خدا پرستون پر فتحیاب ہوا ہی جواب تو یہ باتین بناتا
ہی تیرے واسطے مین نے خفتان مریخ بند بنائی اور پھر تو یہ باتین میرے منھ در منھ کرتا ہی خالہ کا عشق تجھے چرایا ہی
خبردار پھر میرے سامنے ایسا ذکر نہ کرنا بدر نے کہا ای برہمن جادو مین مرتا ہون گیتی افروز پر ایک مدت
سے میری جان اُسپر جاتی ہی اور تو کیسی میری عاشق ہی کہ محبوب کو میرے نہین لا دیتی جب تو میرے برے
وقت مین کام نہ آئی تو مین کیا تجھے لیکر چاٹونگا اور تو نہ شریک ہوگی تو مین اکیلا جاؤنگا اپنی معشوقہ کو لاؤنگا
اور اگر وہ ایرج کے ہاتھ لگ گئی تو پھر رو پیٹ کر رہجاؤنگا مین بغیر جائے نہ رہونگا تجھ شغل سے مجھے کام نہین
پس یہ سُننا تھا کہ برہمن جادو نے ایک دو ہتڑ اُسکی پیٹھ پر مارا کہ جا ایسے کے تیسے مین نے خفتان بھی تجھکو
بخشی تو جہنم واصل ہو جو چاہے سو کر بدر برہم ہوکر اُٹھا خیمے سے باہر آیا اپنے لشکر کو آراستہ کیا تین لاکھ
سوار اور پیدل کی جمعیت سے قلعہ ذوالامان کو روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان نور الدہر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ صندوق شاہزادہ نور الدہر کا بہتا ہوا جہاز پاس ابوالقاسم سوداگر کے پہونچا ابوالقاسم مرد مسلمان تھا
اُسنے صندوق کو نکلوایا کھولا سمجھا تھا کہ اسمین مال ہوگا مال تو نہ پایا ایک شخص کو دیکھا کہ بیہوش اسمین پڑا ہوا ہی
حیران ہوا کہ یہ کون ہی پھر جواب کے جو پڑھا معلوم ہوا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان ہی ہر چند تدبیرین کین لیکن شاہزادہ
ہوش مین نہ آیا آخرکار عاجز ہوکر دل کو طرف پروردگار عالم کے رجوع کیا اور دعا مانگنا شروع کی برفقۂ خضر

علی نبینا وآلہ وعلیہ السلام نمایان ہوا اور اُن حضرت نے اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ رد سحر ہوا شاہزادہ ہوش مین آیا
قدمبوسی حضرت کی حاصل کی حضرت تو تشریف لیگئے نورالدہر نے ابوالقاسم سے پوچھا کہ اب تم کس طرف جاؤ گے
اُسنے کہا کہ ملک سبائل کو جاؤنگا نورالدہر نے کہا ہان ہم بھی اسی طرف چلو ابوالقاسم کوچ بکوچ روانہ ہوا ایک روز
شاہزادہ واسطے شکار کے جہاز سے اُترا جنگل کو چلا جاتے جاتے ایک ہرن معلوم ہوا نورالدہر نے گھوڑا اُسکے پیچھے
ڈالا ہرن بھاگا اب آگے آگے ہرن پیچھے پیچھے نورالدہر آخر قریب ایک باغ کے پہونچکر اُسے صید کیا اور اُٹھا کر صید
کو بیخوف وخطر داخل باغ ہوا دیکھا کہ باغ نہایت پرتکلف ہے کہ بیچ مین نہر ہے ایک طرف بارہ دری باغ سرسبز وشاداب ہے
میوہ لگا ہوا ہے گلہاے زنگارنگ کھلے ہوئے ہین کہ جنکے دیکھنے سے آنکھون مین تری آتی ہے غرضکہ نورالدہر سیر باغ کی کرتا
ہوا چلا آتا ہے کہ کوئی جگہ موقع کی ہو تو وہان بیٹھکر ہرن کے کباب لگا کے کھائے کہ باجون کی گمک کی صدا کان مین آئی
اُسیطرف کو روانہ ہوا قریب بارہ دری کے آیا دیکھا کہ اُسکے اندر مجمع ہے نازنینان مہ جبین ومہ جبینان مہ تمکین کا اب یہ
سوچے کہ خدا جانے یہ کسکا ناموس ہے پس چاہا کہ اُدھر سے پھرے کہ یہان اُن جلسے والیون کی نظر جو شاہزادے پر پڑی
غل ہوا کہ ارے یہ نامحرم کہانسے آیا اس شور سے ملکہ نے بھی متحیر ہوکر دیکھا لیکن نگاہ جو شاہزادے کے جمال بیمثال پر پڑی
بیساختہ منھ سے واہ دل کے سے آہ نکلی دیکھا کہ ایک جوان حسین آثار شاہی وشہریاری چہرہ پر ہویدا ہین پکار کر کہا کہ ارے
یہ کوئی مسافر ہے جو یہان آسائش کی جگہ دیکھکر آگیا ہے اور عالی نسب معلوم ہوتا ہے تم اسے بلالو ہمارا مہمان ہے کنیزون نے
آواز دی کہ صاحب آپ پھرے نہ جائیے یہان تشریف لائیے ہماری ملکہ آپکو بلاتی ہین آپ یہان سے کیون پھرے
جاتے ہین اور کوئی یہان ایذا رسان نہین ہے یہ سنکر نورالدہر پلٹا اور اُس صحبت مین آیا نگاہ ملکہ پر پڑی ایک ماہ حسن کو
جلوہ گر پایا دیکھتے ہی عاشق ہوا ملکہ نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا مسند پر بٹھایا اسباب عیش سامنے مہیا کیا گانیوالیان موجود تھین
ملکہ نے جام شراب کا بھر کر ہاتھ مین شاہزادے کے دیا نورالدہر نے کہا کہ ملکہ اول تو تم اپنا حال بیان کرو کہ تم کون ہو
اُسنے کہا کہ اے شہریار پہلے آپ اپنا حسب ونسب بیان کیجیے اور یہان آنے کا حال بیان کیجیے تو مین بھی عرض کرون
نورالدہر نے کہا کہ مین نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہون اسطرح اپنے لشکر سے جدا ہوا قلعۂ ذوالامان کو جاتا تھا راہ
مین یہ سانحہ درپیش ہوا یہان تک کہ ہرن کے پیچھے آیا اُسے صید کیا لیکن آپ کی کمند زلف مین اسیر ہوا اب اے
ملکہ تم اپنا حال بیان کرو ملکہ نے کہا اے شہریار یہانسے قریب ایک شہر ہے کہ نام اُسکا ملک منصور حصار ہے بادشاہ اُسکا
ذوالعقاب زنگی ہے مین اُسکی بیٹی ہون ملکہ ماہ مینا میرا نام ہے اپنے باغ کی سیر کو آئی تھی کہ آپ کا گلزار حسن
دیکھکر گلچین گلشن جمال ہوئی نورالدہر نے کہا کہ مذہب تمھارا کیا ہے اُسنے جواب دیا کہ لقا پرست ہون سوا
زمرد شاہ باختری کے اور کوئی خدا بھی ہے نورالدہر نے کہا اے ملکہ لقا کیا قرمساق ہے اُسمین اتنی قدرت کہان
جو وہ کسی کو پیدا کریگا یہ کیسا خدا کہ بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہے بچے سب ملک اُس سے چھین لیے
قسطولیہ خدائی اُسکے برباد کردیے اب وہ بھاگ کر فرعونیہ کو گیا ہے اُسپر لعنت کرو دین اسلام اختیار کرو اُسنے کہا اگر
یہی ہے تو مین نے لعنت کی لقا پر اور اُسکے پرستارون پر نورالدہر نے کلمہ بتایا ملکہ ماہ مینا کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان
ہوئی اور اپنی ساتھ والیون کو بھی مسلمان کیا اب صحبت عیش برپا ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا اختلاط ہونے لگا
ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپکی کنیز ہوئی مجکو آپسے علاقہ ہے جہان چاہیے لیچلیے یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے نورالدہر نے کہا
اے ملکہ ہمارے خاندان مین اسکا عیب ہے عورت کو ساتھ لیکر بھاگتے نہین اگر خدا فضل کریگا تو تمھارے باپ کو مسلمان
کرکے تمکو لے چلین گے ملکہ بولی کہ صاحب اُسکے ساتھ پچاس ساٹھ ہزار زنگی آدم خوار ہین تم اکیلے اُس سے کیونکر عہدہ برآ ہوگے

نور الدہر پکارا ای ملکہ تم ابھی مجھ سے واقف نہین ہو تم نے ہماری جرائت دیکھی نہین ہمارے سامنے ایک اور ہزار
اور لاکھ اور کرور سب برابر ہین تم دیکھو کیا ہوتا ہے اور اگر تم اجازت دو تو جاکر بارگاہ مین گھسکر ذوالقاب زنگی کو پکڑ لاؤن
ملکہ بولی بس صاحب مجھ کمبخت کے وہم و گمان مین بھی نہین آتا کہ تم اکیلے جاکر اُسے پکڑ لاؤگے تم یہین بیٹھے رہو کسی کو
پکڑنے کو نہ جاؤ القصہ تین روز شاہزادے کو یہان گذرے دایہ نے ملکہ ماہ مینا کی جو یہ تماشا دیکھا سوار ہو کر گئی اور
خلوت مین ذوالقاب زنگی سے سب احوال بیان کیا اُسنے خشمناک ہو کر دایہ کو تلوار ماری کہ اُسکے تو دو ٹکڑے ہوے
کہا او کتا تو نے پہلے روز آکر مجھے خبر نہ کی اب آئی ہو خبر لیکر جب ناموس مین میری رخنہ پڑ چکا دایہ کو مار کر آپ ہان سے بار
مین آیا اور اُسی وقت حکم دیا کہ فوج تیار ہو اُسی وقت تمام فوج تیار ہوئی بس بیس ہزار زنگی زبردست اپنے ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا اور باغ کو آکر چہار طرف سے گھیر لیا اور خود باغ کے اندر گھسا محلدار دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور پکاری
کہ دریان غضب ہوا آپ کا باپ فوج لیے ہوے آیا ہے باغ کو گھیر لیا ہے اب اندر باغ کے آتا ہے یہ سنتے ہی ملکہ کی رنگت سفید
ہوگئی کانپنے لگی شاہزادے نے کہا کہ ملکہ تم کیون گھبرائی ہو وہ آتا ہے آنے دو کیا کرے گا ہمارا کچھ اندیشے کا مقام نہین ہے
اُسنے کہا ہان صاحب مین تمھارا سا دل کہان سے لاؤن اور صحبت والیان بھاگنے لگین کوئی کسی طرف کوئی کسی جا
جا کر چھپی کہ سامنے سے ذوالقاب زنگی دکھائی دیا اور دیکھا اس شہریار کو ملکہ کے پاس بیٹھے ہوے نعرہ کیا کہ
او برباد کن ناموس شاہان تو نے غضب کیا کہ ناموس مین خلل انداز ہوا جائے گا کہان میرے ہاتھ سے اور تلوار
کھینچ کر دوڑا نور الدہر پکارا او کافر یہ ناموس میرا ہے تو یہان گھس آیا ہے سزا اپنے معقول پائے گا اور جس طرح بیٹھا تھا
با اطمینان تمام بیٹھا رہا اور ملکہ کو اپنی پشت پر لے لیا ذوالقاب زنگی نے برابر آکر تلوار ماری اسوقت شاہزادہ
دونون گھٹنے ٹیک کر اُٹھا آئی تلوار خیال مین کرکے پھینکی دی کہ تلوار تو بیٹھ پڑی بس قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال دیا
اور مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کر کے اُسے سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چار دن
شانے چت گرا چاہا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلوں کہ نور الدہر نے ٹھوکر ماری کہ فرش ہوگیا شاہزادہ چھاتی پر
اُسکی چڑھ بیٹھا اور کندہ زانو کو دبا کر کہا کہ حالا در شناختن پروردگار رحمی گوئی بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کر
لعنت کر زمرد شاہ باختری پر اور تعریف پروردگار عالم کی سامنے اُسکے بیان کی اور مذمت لقا کی پس زنگ کفر
و بلا و دل پر سے دور ہوا اور آئینہ اسلام قلب صاف پر منجلی ہوا ذوالقاب زنگی نے کہا ای شہریار مین نے غلامی آپکی
اختیار کی مجھے لقا نالائق سے کچھ کام نہین مین نے اُسپر لعنت کی نور الدہر نے کلمہ طیبہ بتایا وہ از سر صدق مسلمان
ہوا اور کہا کہ ای شہریار آپ میرے شہر مین چلیے نور الدہر اُسکے ہمراہ ہوا اور اپنی بیٹی کو بھی اُس بادشاہ زنگی نے
ساتھ لیا شہر مین آیا تیاری شادی کی کی تمام شہر کو مسلمان کیا مسجد کی بنا ڈالی بتخانے تڑوائے سکہ نام پر
بادشاہ اسلام کے جاری ہوا بعد اُسکے عقد ملکہ ماہ مینا کا ساتھ نور الدہر کے ہوا ایک ہفتہ شاہزادہ یہان
رہا بعد اُسکے ذوالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سے ہمراہ لے کر کوچ بکوچ ملک سبائل کو روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان قلعہ ذوالامان بیان کیے جاتے ہین

کہ ادھر تو لشکر لاہوت شاہ کا اُترا ہے اُدھر سلیمان فارسی اور مظفر بن ضیغم خون آشام کا لشکر اُترا ہے
نامہ و پیام ہو چکا ہے لاہوت شاہ نے جواب نامہ کا سنکر حکم کیا بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا
ہرکارے جو لشکر اسلام کے لگے ہوے تھے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے سلیمان شاہ فارسی کو دعا دی اور عرض کیا
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے کل آمادہ ہے انکا معرکہ آرائے نبرد ہون سلیمان شاہ نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی

وتائید ربانی بجے طبل جنگ بموجب حکم نقارۂ رزمی بجا دونون لشکرون مین غلغلہ ہی کہ کل روز جنگ ہی دیکھیے کون مارا جاے
کون زندہ بچے اسمین بغلگیر ہونے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کرنے لگے غرض کہ چار پہر رات تیاری ہی صبح
کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوے نقیبین میدان تیار
ہوا نقیبون نے نیبنی ہی ابھی کوئی میدان مین نکلا نہ تھا کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ سپہر دوار کو
تاریک کر دیا ہرکارے دونون طرف کے خبر کے واسطے روانہ ہوے کہ کسکی کمک آئی ہی مگر گرد جب قریب آکر شق ہوئی
تو دو سو علم نشان دو لاکھ سوار کا نمودار ہوے اور ہر علم کے پھریرے پر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی بعد
اسکے جلوس سواری کا گذرا اب جو دیکھا تو ایک بوڑھا کثیر نہایت قوی ہیکل قوی بازو مرکب پر سوار اور دونون جوان
دہنی بائین طرف آکر سلیمان کے پاس موجود ہوے نام انکا ملک زرمان ببر اور خسرو شیر دل و محمل باختری تھا
مدد کو سلیمان شاہ کی آئے ہین یہ قائم ہوے تھے کہ ایک گرد اوڑی اور کامل خان اور نوفل خان بن کنجاب لاکھ
سوار کی جمعیت سے آکر سلیمان شاہ کے شریک ہوے لاہوت شاہ انکو دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور اپنے ساتھ والون
سے کہا کہ دیکھو یہ سب لقا پرست تھے اب یہ خدا پرستون کے شریک ہین سبنے کہا کہ پیر و مرشد جانیگے کہان آپکے
اقبال سے ہم سب کا کام تمام کرینگے لاہوت شاہ نے کہا کہ اچھا ہی کوئی ایسا جائے اور کام ان خدا پرستون کا تمام کرے
ایک پہلوان ہی کہ نام اسکا صور بن صداق ہی گینڈے کو اپنے اڑا کر سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت
میدان چاہی لاہوت شاہ نے کہا کہ جا سپرد کیا تجھے نیر اعظم آفتاب تابان کو بس یہ سلام کرکے بارہ دیگر مرکب پر
سوار ہوکے میدان مین آیا خوب گینڈے کو جولان دیا بہت ایز تک ہاتھ نیزے کے نکالے بعد اسکے مبارز طلبی کی
ادھر سے ملک زرمان ببر سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لے کر مقابلے کو آیا صور بن صداق ہمکا دوزن
ہوا دونون مرکب برابر سے ہٹ گئے مسالکر رانون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا مقابلہ کیا دیکھا ایک نے
دوسرے کو صور بن صداق نے کہا کہ ای ملک زرمان ببر تو آگے لقا پرست تھا تجھے یہ کیا ہوا کہ دین خدا پرستون
کا تونے اختیار کیا اسنے کہا او کافر لقا تو بھاگتا پھرتا ہی خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ بندون سے خوف کرتے ہین وہ
قابل لعنت ہی یہ سنکر صور بن صداق بہت درہم و برہم ہوا اور کہا کہ او بے ادب تو خداوند کو برا کہتا ہی خیر اب
ہتھیار سے تجھسے گفتگو ہوگی لا حربہ اپنا کرلے کہ دل مین حسرت نہ رہ جائے اسنے جواب دیا کہ خدا تیرے حربے سے بچائے گا
تو مین اپنا حربہ کر لونگا صور بن صداق نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا ملک زرمان نے نیزے کو نیزے پر روکا
لگی نیزہ بازی ہونے آخر کو ملک زرمان نے نیزہ صور کا ہوائی کیا اس کافر نے تلوار کھینچکر ملک زرمان پر
ماری اسنے تلوار روکی اور کھینچکر تیغ آبدار جو مارا تو سپر کو صور کی کاٹ کر سر پر تڑاتا دو ابرو تک اتر گیا زخم کاری لگا
صور نے دستانہ مارا کہ تلوار کو جھٹکا کر نکل گئی لیکن سر سے چادر خون کی باہر آئی غش طاری ہوا ملک زرمان نے کہا
کہ اس کافر کو بچاؤ اور کوئی مقابلے کو آئے صور بن صداق کو تو لوگ لے گئے لیکن حریق بن احراق لاہوت شاہ
سے اجازت لیکر میدان مین آیا کئی تلوارین ملک زرمان پر مارین ملک زرمان نے سب وار رد کیے اور تیغ آبدار
کا ہاتھ جو مارا تو مع مرکب اسکے چار ٹکڑے ہوے کہ منصور بن ناصر میدان مین آیا لیکن ہاتھ سے ملک زرمان کے
مارا گیا یہان تک کہ سات سردار لاہوت شاہ کے دوپہر تک مارے گئے تھے کہ بیابان کی طرف سے تتق گرد و غبار
بلند ہوا ہرکارے خبر کے واسطے روانہ ہوے قریب آکر گرد شق ہوئی سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار دکھائی دیے
اور بعد اسکے ہتھنالین شتر نالین قنچیان بانون کے انکے بعد مرکب تازی و ترکی وغیرہ ساز و یراق آراستہ و پیراستہ

درد و سائیس جوڑیان ہاتھون مین لیے ہوے ہمراہ بعد اسکے خاص برداروں کے غول خاصبان کاندھون پر رکھے
ہوے بعد انکے سقے آبپاشی کرتے ہوئے گذر گئے بعدان سب کے ایک شخص تخت زرنگار پر سوار کہ سن کوئی اٹھارہ برس
کا پوشاک نفیس پہنے ہوے یہ بیٹا ہی یاقوت شاہ کا زبور شاہ اسکا نام ہی بیابان ہفت پیکر اور درۂ البرز سے اپنے
چچا لاہوت شاہ کی مدد کے واسطے آیا ہی پانچ سو پہلوان زبردست اسکے ہمراہ ہین مثل شیر اس بن شماس و
میرہ زن اور برقاس بن ارماس خوک پیشانی اور قطروس بن اشکیوس تبردار و قہرمان بن نقارون
تبردار و کاروان بن بہرام تیغ باز و اشراق بن شارق تیغ باز و اظہر بن مظہر پیل گردان و فیل بن افیل خشت انداز
وغیرہ کے اور سات لاکھ سوار ہمراہ آکر لاہوت شاہ کے شریک ہوا لیکن آمد مین اسکے شام ہو گئی طبل بازگشت
بجا لاہوت شاہ و زبور شاہ کو سات لیکر پھرا ایک طرف خیمہ اسکا استادہ ہوا اہل اسلام بھی پھر کر داخل خیمہ ہوے
لاہوت شاہ نے سات روز تک زبور شاہ اور اسکے لوگون کی دعوت کی بعد اسکے ذکر اہل اسلام کا آیا زبور شاہ
بولا کہ ان خدا پرستون نے ہمارے باپ اور دادا کو کیا کیا آزار پہونچائے ہین اور یہ جتنے پہلوان میرے ہمراہ ہین ان
سب کے باپ اور بھائی اور چچا خدا پرستون کے ہاتھ سے مارے گئے ہین یہ سب عوض خون کا لینے آئے ہین اور
مین تو جب تک ملک سبائل کو نہین لیتا ہون مجھے آرام و چین نہین ہی بس اتنے مین برقاس نے کہا کہ ان
خدا پرستون کی حقیقت کیا ہی اگر کل ہی ان سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا برقاس بن ارماس نہ رکھا ہوگا آپ
طبل جنگ بجوائیے دیکھیے کیونکر سر میدان دشمنان خداوند کو مارتا ہون اسی وقت طبل جنگ بجا ادھر خبر
سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی سب سرداران نامی و پہلوانان گرامی بیٹھے ہوے تھے سلیمان شاہ سے کہا کہ آپ
بھی طبل جنگ بجوائیے ہم جانبازی و سرفروشی کو حاضر ہین حکم دیا سلیمان شاہ فارسی نے کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی جو کچھ پروردگار عالم ہمارے حق مین بہتر چاہے گا وہ کرے گا ادھر
بھی طبل جنگ بجا دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ فارسی مع فوج
میدان مین آیا لشکر صف آرا ہوا ادھر سے لاہوت شاہ اور زبور شاہ مع اپنے پہلوانون اور فوج کے میدان مین
آکر مقابل لشکر اسلام کھڑے ہوے جب صف آرائی ہو گئی میدان تیار ہوا نقیب آکر للکارے کہ کون بہادر ایسا ہی
کہ نکلے میدان کارزار مین دیکھا کہ لشکر کفار مین علمہاے خوک پیکر جلوہ گری پر آئے آواز کرنا و دمامہ و نفیری و ترکی
دماموں کی بلند ہوئی اور برقاس بن ارماس نے اپنے کرگدن کو اڑایا سامنے تخت لاہوت شاہ اور
زبور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی اب ان دونون کافرون نے کہا کہ لقا خداے باختر تیرا نگہبان
ہی برقاس بن ارماس بار دگر کرگدن پر چڑھکر میدان مین آیا سراپا دکھایا جب خوب غرق عرق ہو گیا پھر کر
مبارز طلب کیا ادھر سے پھر ملک زرمان ببر سلیمان شاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا بعد از نگاہ و رزنی
ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگا خوب تیغ زبان کے وار چلے آخر کو نیزے ہاتھون مین سنبھالے برقاس نے نیزہ
مارا زرمان ببر نے نیزے کو نیزے پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ملک زرمان نے نیزہ اسکا
ہوائی کیا برقاس نہایت غضبناک ہوا تلوار ملک زرمان پر ماری اسنے بسبب سپر دار رد کیا اور ہاتھ
تیغ آبدار کا جو مارا برقاس کے دو ٹکڑے ہوے طویل بن بالا میدان مین آیا بعد از نیزہ بازی نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کو طویل بھی ہاتھ سے ملک زرمان ببر کے مارا گیا سیماب بن
سیماب آیا وہ بھی مارا گیا شیر بن اشرار نکلا وہ بھی جہنم واصل ہوا حاصل کلام کوئی پہر دن رہے تک ستر سردار

زبور شاہ کے مارے گئے کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دو بیٹے غنچہ روئین تن کے الجاے
روئین تن اور ملجاے روئین تن لاکھ سوار اور پیادوں سے ہوکے اور ملازمت لاہوت شاہ کی حاصل کی اور
زبور شاہ کو جو مارا گیا دن کم رہ گیا تھا طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے
و ملجاے کو لیے ہوے خیمہ میں آیا دعوت کی ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ ہوئی الجاے و ملجاے نے لقا کو
پوچھا کہ خداوند کہاں ہیں لاہوت شاہ نے کہا کہ اپنے بھائی فرعون شاہ پاس ہیں اور حمزہ بھی وہیں ہے خوب
لڑائیاں ہو رہی ہیں ان دونوں نے کہا کہ ان خدا پرستوں کو مار کر یہاں سے چل کر خداوند کی مدد کرینگے اور کہا کہ آپ
طبل جنگ بجوائیے کل ان خدا پرستوں کو مارنا ہمارا کام ہے لاہوت شاہ نے طبل جنگ بجوایا اودھر سلیمان شاہ فارسی
کے لشکر میں بھی طبل جنگ بجا غرض کہ ساری رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر مقابل ہلکر صفین
باندھ کر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نہیب دیکر چلے گئے تھے کہ الجاے روئین تن لاہوت شاہ سے اجازت
لیکر میدان میں آیا اور ہیئت یہ کہ پیراہن آب روان کا پہنے ہوے زمرد کے بکلے بازوں پر بندھے ہوے تاج سر پر
رکھا ہوا گینڈے پر سوار میدان میں ہو کر مبارز طلب کیا کہ آج بھی ملک زرمان بن سلیمان شاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد تکاورزی الجاے نے کہا کہ نام اپنا بیان کر اسنے جواب دیا کہ مجھے ملک زرمان بن کہتے ہیں الجاے
نے کہا کہ کل تو ہی ہے صور بن صداق کو زخمی کیا تھا اور کئی سرداروں کو مارا ملک زرمان نے کہا کہ قضا انکی تھی میرے
ہاتھ سے مارے گئے اسنے کہا خیر معلوم ہوا لا اپنا حربہ جو کچھ کہ رکھتا ہو ملک زرمان نے کہا کہ اہل اسلام سبقت نہیں کرتے
یہ ہمارا دستور نہیں کہ پہلے اپنا وار تجھپر کریں تو پہلے اپنا حربہ کر لے اسنے کہا کہ میرا یہ حربہ غضب ہے خداوند باختر کا
ملک زرمان نے کہا وہ غضب تیرے ہی جان پر نازل ہوگا یہ سنکر الجاے برہم ہوا اور تلوار میان سے لی اور
خبردار خبردار کہکر حربہ کیا ملک زرمان نے تلوار روکی اور اپنی تلوار اسپر ماری الجاے نے سینہ سپر کر دیا تلوار جو
سینے پر پڑی جیسے گھڑیال سے موگری اچٹ جاتی ہے تلوار ملک زرمان کی اچٹ گئی الجاے نے دوسری
تلوار ماری کہ سپر ملک زرمان کی کٹی اور تیغ سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا دستانہ مار کر تلوار تو
جھٹکا کر نکل گئی سر سے چادر خون کی باہر آ گئی چاہا اس حرامزادے نے کہ تلوار ماروں کہ کام اسکا تمام ہو کہ طورسرکن
نعرۂ یا اللہ کا کر کے او کافر کیا کرتا ہے زخمی پر تلوار مارتا ہے ٹھہر کہ حریف تیرا میں ہوں یہ کہتا ہوا سامنے اس کافر کے
آ گیا اسنے ہاتھ اپنا روکا اور کہا کہ تو نے میرے صید زبون کو بچا دیا میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا طورسرکن
بولا کہ زخمی کو مارنا انکو نسی بہادری ہے ایک پیرزال چاہے تو سر اسکا کاٹ لے الجاے بولا کہ زخمی بھی تو یہ
میرے ہی ہاتھ سے ہوا تھا خیر تو نے اسے بچا دیا تو اب تجھے مارونگا غرض کہ بعد گفتگوے بسیار لگی تلوار چلنے کئی
تلواریں طورسرکن نے ماریں مگر کچھ نہ ہوا جو تلوار پڑی اچٹ گئی اور طورسرکن نے کئی واریں الجاے روئین تن
کی بھی روکیں آخر کار زخمی ہوا محمل باختری دوڑا مقابلہ کیا پہر بھر کامل لڑا کر تیغ قضا کی لگی سر تن سے جدا
ہو گیا شہید ہوا شام تک کوئی چار سردار اور اسکے ہاتھ سے مارے گئے طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنی اپنی
فرودگاہ پر آئے لاہوت شاہ الجاے پر سے زر نثار کرتا ہوا اپنے خیمے میں لایا جام شراب گردش میں
آیا کہ الجاے نے نشہ شراب میں پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام پریشان تھے زخم میں ملک زرمان کے
ٹانکے لگائے جا رہے تھے کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی ناچار اس طرف سے بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی
صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بعد آراستگی صفوف جلاد و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے تھے

کر الجاے روئین تن میدان مین آیا ادھر احمد بن محمود نکلا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر ہاتھ سے الجاے کے مارا گیا
عمر بن زید نکلا وہ بھی شہید ہوا زید بن حارث آیا وہ بھی قتل ہوا اسی طرح کئی سردار درجۂ شہادت پر فائز ہو چلے
ہین الجاے مبارز طلبی کر رہا ہو کوئی اُسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہو سلیمان شاہ مصروف دعا ہو کہ میاں اُن سے گرد
اُٹھی اور آوازین بوق کی بلند ہوئین کہ غضنفر بن اسد بارہ ہزار قزاق سے نمودار ہوا آکر سلیمان شاہ کو مجرا کیا
سلیمان شاہ نے تخت اپنا زمین پر رکھوا دیا غضنفر سے لپٹ گیا کہا کہ ہم آپ کے نانا کے نمک خوار ہین اے شاہزادے
ہین غضنفر نے پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہو بیان کیا کہ یہ پہلوان جو میدان مین کھڑا ہو روئین تن گو نہین بدن ہو بہت سردار
اسکے ہاتھ سے مارے گئے ہین کوئی اسکے مقابلے کو نہین نکلتا تھا کہ آپ پہونچے غضنفر نے کہا یہ شکار میرا ہو کہان
جائے گا یہ کافر میرے ہاتھ سے بچکر اُدھر الجاے نے دیکھا کہ یہ وہی دیوانہ ہو جسنے ہر ایک کو پریشان کر رکھا ہو پھر مبارز طلب
کیا کہ اے خدا پرستو بھیجو کسی کو میرے مقابلے کے واسطے غضنفر نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین ہون چھری تلے دم نے آیا ہین
اور اُڑا کر مرکب سامنے الجاے کے پہونچا بعد نگاوزنی کے الجاے نے کہا کہ او دیوانے کہان سے گربہ بان تیرا پنجۂ اجل
مین پھنس گیا قضا تجھے کشان کشان یہان لائی غضنفر نے کہا او حرامزادے تیری قضا سر پر کھیلتی ہو کوئی گھڑی کا تو مہمان ہو
تجھے جہنم کو پہونچائے دیتا ہون یہ سنکر الجاے نہایت غضبناک ہوا کہا کہ تجھے بڑا گھمنڈ ہو اپنی شجاعت کا دیکھ تیری کیا
حالت کرتا ہون یہ کہکر تلوار ماری غضنفر نے وہ تلوار اسکی روکی اور کھینچکر تیغہ روئین شگاف جو اُسپر مارا تو سر پر بیٹھا کہ
ساغری سے گزر گیا دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر لاہوت شاہ نے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس خدا پرست کو تمام کفار تلوارین
کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے غضنفر اُنپر جا پڑا یہ دیکھکر سب قزاق غضنفر کے بوقین بجا بجا کر جا پڑے ادھر سے سلیمان شاہ
نے لشکر پر تاکید کی کہ مدد کرو غضنفر کی تمام اہل اسلام جا پڑے لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی غلغلۂ دار و گیر برپا ہوا اوج
خوب کشت و خون ہوا بہت لوگ طرفین کے مارے گئے ہنگامۂ محشر برپا تھا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
پھرے ادھر غضنفر پر سے لوگ زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اُدھر کفار لاشہ الجاے روئین تن کا لیے ہوئے
بھائی اُسکا ملجاے روئین تن روتا ہوا پھر الاش اُسکی جلائی پھونکی اُسے جہنم کو پہونچایا اب سب کر صبح لگو کر
بیٹھے ہین کہ غضنفر بن اسد لشکر لاہوت شاہ پر آکر شبخون گرا قتل کرنے لگا ایک طرف سے آیا بیچ لشکر سے
ہوتا ہوا دوسری طرف کو صاف نکلا چلا گیا کفار مین رات بھر تلوار چلی صبح کو پہچان پہچان کر علیحدہ ہوئے
بہت کفار اُس رات کو مارے گئے لشکر تو ہار رہگیا ملجاے روئین تن دو روز غم مین بھائی کے رہا تیسرے روز ناسے
طبل جنگ بجوایا کہ کل مین اپنے بھائی کے خون کا عوض اس دیوانے سے لونگا ادھر لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجا
رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین میدان تیار ہو نقیب
نہیب دے کر چلے گئے ملجاے روئین تن جوشان و خروشان میدان مین آیا نعرہ کیا کہ کہان ہو دیوانہ آئے میرے مقابلے
کو غضنفر نے یہ سنتے ہی مرکب اُڑایا اور مقابل آکر نگاوزنی ہو ملجاے نے کہا اے دیوانے غضب کیا تونے
کہ بھائی کو میرے مار ڈالا آج دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون غضنفر پکارا کہ او نالائق مین تجکو بھی تیرے بھائی کے پاس
پہونچا دونگا یہ سنکر وہ غضبناک ہوا اور نیزہ اُٹھا کر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزہ نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے
ایک دو گھڑی مین غضنفر نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا ملجاے نہایت برہم ہوا ڈالکر قبضہ پر ہاتھ کھینچکر تیغہ آبدار غضنفر پر
مارا غضنفر نے ارادہ کیا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالکر تلوار چھین کر قاش زین سے اُٹھا لون یہ ارادہ کر کے گھوڑے کو بڑھایا کہ
زیر بغل جا رہے وہان موش خانہ تھا گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے اُلٹ گیا اور پر سے تلوار جو پڑی تو دو ابرو اتر گئی

غضنفر نے جلدی سے دستانہ مارا اور گھوڑے کو سنبھالا مگر زخم جو کاری لگا تھا غش آگیا اُسنے چاہا کہ اور تلوار مارے
کہ غضنفر کا کام تمام ہو کہ شہاب بن فولاد واژدر گیر نے اپنے گھوڑے کو بڑھا کر نعرہ کیا کہ او کافر دست خور دار تھمدار کہ آیا
ہین اور یہ نعرہ کر کے اُسکے برابر ہو پہنچا آپ سامنا کیا غضنفر کو وہان سے پھیر دیا ملجاے روئین تن نے کہا کہ غضب
کیا تو نے کہ میرے بھائی کے قاتل کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اُسکے عوض مین تجھے مارونگا یہ کہکر وہی تلوار فولاد پر ماری
فولاد نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اپنا وار اُسپر کیا لیکن تلوار ٹکرا کر اُچٹ گئی دو تلوارین فولاد نے مارین دونون اُچٹ
گئین کوئی کارگر نہ ہوئی ایکی جو تلوار ملجاے نے ماری فولاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نہ رُک سکی سپر کو قلم کر کے
سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا چاہا کہ پھر
عناول شاہ نے مرکب اپنا اُڑایا سامنے ملجاے روئین تن کے آیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی لیکن ملجاے کے جسم پر
خط تک نہ پڑا اب جو ملجاے نے تلوار غصے مین آکر ماری یہ بھی زخمی ہوا غرض کہ شام تک سات پہلوان ور جان سے
مارے گئے طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر کر اپنی اپنی آرامگاہ پر آئے ہر ایک اپنے خیمے مین داخل ہوا ملجاے صحبت مین
آکر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا اس کافر نے کئی جام پیے جب دماغ اسکا بادۂ کبر و نخوت سے گرم ہوا آتش تر نے اپنا
اثر دکھایا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا یہ خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی طبل جنگی بجا ساری
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر آکر مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے جب میدان آراستہ ہو چکا اور نقیب
نیب دے کر چلے گئے ملجاے نے اپنے گینڈے کو بڑھایا سامنے تخت لاہوت کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جا خدا تم
با ختر اور نیر اعظم تیرا نگہبان ہو ملجاے نے بار دگر گھوڑے پر بیٹھا اور میدان مین آیا بعد سلح شوری کے مبارز طلب کیا ادھر سے
ببر خوار کُن نے مقابلہ کیا بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی وار ردکیے اکثر ضربین لگائین لیکن کوئی کارگر
نہ ہوئی آخرکار زخمی ہوا اور کئی بہادر زخمی ہوئے بعض مارے گئے شام ہو گئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے
پھرے لاہوت شاہ کمال خوشنود نہایت مسرور پھر کر داخل بارگاہ ہوا تعریفین ملجاے روئین تن کی ہو رہی تھین کہ
جام شراب گردش مین آیا کہ ملجاے روئین تن نے نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت کوس حربی بجا
ادھر اہل اسلام کمال پریشان پھرے تھے کہ خبر طبل جنگ پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا ساری رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے نقیب نیب دیکر
نکل گئے کہ ملجاے روئین تن پھر لاہوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا سرا پا دکھایا بعد اُسکے مبارز طلب کیا
آج ادھر سے مظفر بن ضیغم خون آشام مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی مُظفر نے نیزہ ملجاے کا ہوائی کیا
اسنے غصے مین آکر تلوار ماری مظفر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور اپنا وار کیا تلوار اُسکی سینے پر پڑی صاف اُچٹ گئی خط تک
نہ پڑا ملجاے نے دوسری تلوار ماری کہ سپر مظفر کی کٹتی تلوار سر پر پہنچی کہ تا دو ابرو اُتر گئی دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی
لیکن زخم جو کاری لگا غش طاری ہوا القصہ سات روز کی میدانداریون مین تمام سرداران باختر اسکے ہاتھ سے
زخمی ہوئے اور بہت سے درجۂ شہادت پر فائز ہوئے آٹھوین روز یہ میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہے
کوئی لشکر اسلام سے اسکے مقابلے کو نہین نکلتا ہے سلیمان شاہ فارسی تاج سر سے اُتارے دعا مانگ رہا ہے کہ اے
معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اسوقت مصیبت مین سوا تیرے کوئی ایسا نہین ہے کہ اس بلا کو دفع کرے اور ناموس
صاحبقرانی کو بچائے اب ہماری اور انکی آبرو تیرے ہاتھ ہے ہنوز دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر
بیٹھا ایک بر تیرہ و تار آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے آواز نقارے اور کرنا کی آنے لگی شور و غل بلند تھا کہ یکایک

وہ ابر میدان مین پہونچکر شق ہوا اور اسمین دیو پری کے گروہ نمایان ہوے اور پچاس ہزار سوار آدمزاد گھوڑون پر
سوار اور ایک تخت پر دس سوار انکو دیو لیے چلے آتے ہین اور اونٹون پر اسباب اور خیمہ وغیرہ لدا ہوا ہی اور
ایک تخت پر ایک جوان ماہ طلعت بیٹھا ہوا تاج مکلل بجواہر سر پر اُسکے رکھا ہوا خفتان مرصع نگار بگے مین اسکے
پڑی ہوئی دیو پری جن گرد و اطراف مین آکر سلیمان شاہ کو سلام کیا نام اسکا سلیمان ثانی ہی بیٹا ہی عجیل ماہچہر
کا پردہ قاف مین بہت سے کام اسنے کیے ہین آکر صف باندھکر کھڑا ہوا حال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ میدان مین
ملجاے روئین تن کھڑا ہوا ہی اسکے ہاتھ سے بہت سے لوگ مارے گئے ہین اور صدہا زخمی ہوے ہین اب کوئی اسکے مقابلے
کو نہین جاتا کہ اتنے مین پھر ملجاے نے مبارز طلبی کی بس سلیمان ثانی نے سلیمان شاہ سے اجازت لی اور مرکب اپنا چمکایا
برابر ملجاے کے پہونچا تھا کہ وہ کافر نگاورزن ہوا سلیمان ثانی کا گھوڑا تین قدم پیچھے ہٹا اور ملجاے کا گینڈا کوئی
آٹھ قدم پسپا ہوا جھونک مین اسکے پیچھے پر جا رہا گرتے گرتے سنبھلا سنبھلکر رانون مین پھیر کر گینڈے کو مقابلہ کیا اور کہا کہ
اے خداپرست تو کون ہی جو آکر مقابل ہوا کہا کہ مین تیری جان کا ملک الموت ہون یہ سنکر ملجاے نہایت غضبناک ہوا پکارا
کہ خبردار رہنا یہی تلوار ہی جو خداپرستون کے خون سے آشنا ہو رہی ہی اسی سے سب کو مارا ہی اور زخمی کیا ہی لے اسے
یہ کہکر تلوار ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر حیتان تلوار کی دھار سے لڑی ہوئی تھی جب تلوار قریب
آئی سپر تو ہاتھ سے چھوڑ دی کہ علی بند سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو دراز کر کے تلوار پر جھپکی دی کر تیغ بیٹ پری پہنچے پر
اُسکے ڈال دیا مروڑ کر ہاتھ تلوار چھین لی اور ڈال کر کمر زنجیر مین ہاتھ قاش زین سے اٹھا لیا اور چرخ دے کر زمین پر مارا
چاہا تھا اُسنے کہ مونڈھے کی کھاکر سنبھلے کہ کود کر گھوڑے سے مشکین اسکی باندھ لین اور لیکر میدان سے پھرا لاہوت شاہ
نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا ادھر سلیمان شاہ کشتیان جواہر کی سلیمان ثانی پر سے نثار کرتا ہوا لے کر بارگاہ
مین آیا بیٹھا صحبت عیش آراستہ ہوئی حکم دیا کہ ملجاے روئین تن کو قید کرو صبح کو دیوان اسکا سمجھا جائیگا اسکو
اسیر غل و زنجیر کر کے زندانخانے مین قید کیا رات کو آرام کیا صبح کو دربار ہوا سلیمان ثانی دنگل شوکت مجمع ہوا سلیمان شاہ
فارسی تخت پر جلوہ افروز ہوا سردار گرد و اطراف آکر بیٹھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ غضنفر بن اسعد آتا ہی سلیمان
ثانی نے دیو پری آدمزاد سب کو استقبال کے واسطے بھیجا اور ساتھ عزت و تکریم کے بلایا سلیمان ثانی خود بھی
تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا غضنفر دوڑ کر لپٹ گیا سلیمان ثانی بغلگیر ہوا دونون برابر بیٹھے باتین ہونے لگین
غضنفر نے کہا بھائی صاحب آپ دیوون کو اپنے ساتھ سے رخصت کر دیجیے نہین یہ مشہور ہوگا کہ خداپرست دیوون
کی مدد سے کام کرتے ہین سلیمان ثانی نے سب دیوون پریون کو رخصت کر دیا اب غضنفر نے کہا کہ بھائی صاحب آپنے
خوب اس روئین تن کو پکڑا ایک کو مین نے مارا تھا دوسرے کو آپ نے گرفتار کیا پھر اُسے زندہ کیون رکھ چھوڑا ہی
سلیمان ثانی نے کہا کہ لاؤ ملجاے روئین تن کو اُسیوقت اُسکو لوگ لائے کہ مشکین بندھی تھین ہاتھون مین ہتھکڑیان
پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق اس ہیئت سے لاکر حاضر کیا اُسنے بطریق لقاپرستان سلام کیا سلیمان ثانی نے کہا اے
گبر مین نے تجھے کسطرح اسیر کیا اُسنے کہا کہ تو زبردست تھا مجھکو پکڑ لیا سلیمان ثانی نے کہا کہ دین لقاپرستی ترک کر
اور دین اسلام اختیار کر اُسنے کہا کہ ہزار جانین میری زمرد شاہ پر نثار کبھی مین دین تیرا اختیار نہ کرونگا کیونکہ تم
خداپرست کہتے ہو کہ خدا کو دیکھا نہین ہی عقل سے پہچانا ہی پھر مین خداے دیدہ کو چھوڑ کر کبھی خداے نادیدہ کی پرستش
نہ کرونگا یہ کلمہ سنکر سلیمان ثانی نہایت برہم ہوا اور ایک ترنج سامنے رکھا ہوا تھا اُسے اٹھا کر ملجاے کے منہ پر
مارا وہ کافر نہایت غضبناک ہوا اور قید کو توڑ ڈالا برابر ایک شخص کھڑا ہوا تھا تلوار اسکی کمر سے چھین کر سلیمان ثانی پر

دوڑا جب تک وہ سنبھلے سنبھلے تلوار اسنے ماری گھبراہٹ مین سپر پر روکا لیکن سپر کٹی اور کوئی چار انگل سر مین اُتر گئی یہ تو غش
کھا کر گرا اور یہ کافر وہان سے دروازہ بارگاہ کی طرف چلا غضنفر نے دیکھا کہ اس نالائق نے سلیمان ثانی کو زخمی بھی کیا
قید بھی توڑی اور صاف نکلا جاتا ہو نعرہ کیا کہ او کافر کب چھوڑتا ہون تجکو کہ میرے ہاتھ سے زندہ بچ کر نکل جائے
اُسنے کچھ نہ سنا اور باہر دروازے کے آیا مرکب سلیمان ثانی کی سواری کا کھڑا تھا اُسپر سوار ہوا اور بھاگا غضنفر بھی باہر
نکلکر گھوڑے پر سوار ہوکر تعاقب مین اُسکے چلا مگر ملجاے روئین تن بھاگا بھاگ قریب لشکر لاہوت شاہ کے پہونچ چکا
ہو کہ ہرکارون نے لاہوت شاہ کو خبر دی کہ ملجاے روئین تن چھوٹا ہوا آتا ہو بہت خوش ہوا اور تمام سردارون کو
واسطے استقبال کے روانہ کیا ملجاے نے لاہوت شاہ کو مجرا کیا اور بارگاہ مین آکر دنگل پر اپنے بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
دورہ جام شراب کا ہوا لاہوت شاہ نے حال پوچھا کہ کیونکر چھوٹ کر آیا خداپرستون کی قید سے کیونکر رہائی پائی
اُسنے کہا کہ سلیمان ثانی سے اور مجھ سے بہت گفتگوے سخت آئی قید توڑ کے اُسکو زخمی کر کے چلا آیا یہی باتین ہو رہی تھین کہ
غضنفر بن اسد مثل شیر خشمناک مع مرکب بارگاہ مین گھس آیا اور نعرہ کیا کہ باش او کافر بھائی کو میرے تو زخمی کرکے آیا ہی مین
تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر ملجاے کی طرف چلا اسنے اپنے دل مین کہا کہ ایک مرتبہ تو اسے زخمی کر چکا ہو ابھی مارے اور
پکارا کہ او دیوانے مین تیرا راستہ ہی دیکھ رہا تھا سو تیری قضا تجھے لے آئی غضنفر نے کہا مین تیری جان کا ملک الموت
ہون اُس روز تو میرے ہاتھ سے بچ گیا معلوم ہوا کہ قضا تیری آج ہی یہ کہکر تلوار کھینچی اُدھر ملجاے نے بھی تیغ کھینچی اور غضنفر
پر ماری غضنفر نے تلوار اُسکی خالی دی ملجاے اپنے زور مین آپ ہی جھکا تھا کہ غضنفر نے تیغہ رومین شگاف جو کر گاہ
پر مارا دو ٹکڑے ہوے بس اسکے مرتے ہی بارگاہ مین ایک غل ہوا کہ وہ ملجاے مارا گیا اور غضنفر مرکب اپنا پھیر کر
کافرون کو قتل کرتا ہوا پھرا لاہوت شاہ نے چاہا تھا کہ تعاقب غضنفر کا کرے کہ جوڑی ہرکارون کی آئی پسینے مین غرق گرد
مین عرق بعد دعاے کے عرض کیا کہ بدر بن زلازل یک چشمی آتا ہو لاہوت شاہ یہ سنکر ٹھہر گیا اور تعاقب سے غضنفر
کے باز رہا اور پہلوانون کو استقبال کے واسطے روانہ کیا اور تابوت ملجاے کا اُسکے وطن کو روانہ کیا غضنفر ملجاے کو
قتل کیے ہوے پھر کر چلا تھا کہ راستے مین اسکے رفیق ملے حال پوچھا کہ تم سب کیون آئے ہو ہر ایک نے عرض کیا کہ اے شہریار
ہمین صبر کب پڑتا ہو کہ آپ جائین اور ہم بیٹھے تماشا دیکھین غضنفر نے کہا کہ عنایت خدا سے مارا اُس کافر کو پھر کوئی میرے
منھ پر نہ چڑھا مین چلا آیا یہ باتین کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ لشکر سلیمان شاہ کا ملا اُس سے پوچھا کہ تم لوگ کہان چلے تھے کہا کہ
آپ کی مدد کے واسطے کہا کہ پھر اب کیا ہو پلٹ چلو مین تو اُس روئین تن کو مار آیا سب خوشی خوشی پھرے کہ بعد اُسکے دیکھا کہ
سلیمان ثانی اس حال سے چلا آتا ہو کہ زخم سر بندھا ہوا غضنفر نے پوچھا بھائی صاحب یہ اس حال سے آپ کہان
چلے تھے سلیمان ثانی نے کہا کہ تم تنہا اُس کافر کے تعاقب مین گئے تھے میرے دل نے نہ مانا مین چل کھڑا ہوا غضنفر نے کہا
بھائی صاحب عنایت پروردگار سے مار کر اُس نالائق کو آتا ہون سلیمان ثانی نے غضنفر کو گلے سے لگایا اب دونون
مل کر پھرے داخل بارگاہ ہوے صحبت عیش و نشاط برپا ہوئی جام شراب گردش مین آیا لیکن اُدھر بدر بن زلازل
یک چشمی آکر لاہوت شاہ پاس پہونچا ملازمت حاصل کی دنگل پر اپنے بیٹھا تھا کہ جوڑی ہرکارون کی آئی ہاتھ اُٹھا کر
بد دعادی اور عرض کیا کہ طہماسپ بن طہماس ساٹھ ہزار سوار سے آتا ہو لاہوت شاہ نہایت خوشنود ہوا اور حکم دیا
کہ بجے طبل شادمانی اور تمام سردارون کو واسطے استقبال کے روانہ کیا اور سرے سے لشکر کے تا بارگاہ پا انداز ڈلوایا مخمل
عزت سے اُسے بلوایا اُدھر جاسوسون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی کہ طہماسپ بھی آپہونچا یہ سنکر سلیمان شاہ
نہایت متوحش ہوا سب نے کہا کہ آپ خاطر جمع رکھیے اگر خدا فضل کرے گا تو مارینگے اس کافر کو بھی مگر

طرماسپ آکر لاہوت شاہ سے ملا دنگل شوکت پر بیٹھا اور دنگل اسکا سب سردارون سے بالا دست تھا لیکن
طرماسپ نے لاہوت شاہ سے کہا کہ آپ کی مدد کے لیے آیا ہون کہ مار کر ان خدا پرستون کو چھینیں ملکہ گیتی افروز کو
واسطے زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیجاؤن بدر نے جو یہ کلمہ سُنا نہایت قہر و غضب سے طرماسپ کی طرف
دیکھا لاہوت شاہ نے کہا اے بدر تمہارے خشمناک ہونے کا کیا سبب ہے بدر پکارا یا خداوندزادے مین مدت سے
ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور شہر اختم مین خداوند نے گیتی افروز کو مجھے دیدیا ہے مین اسی واسطے اپنی محسن ملکہ
برہمن جادو سے بگاڑ کر آیا ہون کہ ملکہ گیتی افروز کو اپنے تصرف مین لاؤن اور کوئی لینے والا کون ہوتا ہے کیا حق رکھتا ہے
اب اگر کوئی نام اُسکا بے ادبی سے لے تو زبان اُسکی گدی سے کھینچ لون طرماسپ نے جو یہ کلمہ سنا جہان آنکھون مین تیرہ و تار
ہو گیا اور پکارا کہ او ور بختطا زیادہ گوہ نہ کھا واہیات نہ بک ارے جہان کہ زبدۂ آفتاب پرستان عاشق ہو وہان
دوسرے کی مجال ہے کہ قصد بیجا کرے بہت تو نے جھک مارا جو یہان آیا اس ارادے سے زیادہ سر اٹھائے گا تو سزا پائے گا
سر تیرا دھڑ سے کھینچ کر پھینک دونگا اور تو نہین جانتا کہ مین کون اور کسکا بیٹا ہون اور کسکا رفیق ہون بدر نے کہا او
نالائق تو مجھ سے یہ کلمہ کلام کرتا ہے اور کھینچ کر خنجر طرماسپ پر مارا طرماسپ نے ہاتھ قبضے پر ڈال دیا اور تلوار چھین کر کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا طرماسپ چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور چاہا کہ
دھڑ سے سر کھینچ لون کہ لاہوت شاہ نے ہاتھ طرماسپ کا پکڑ لیا کہا کہ بس اب یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا چھوڑ دو اسے کہ یہ
پیغمبر زادہ ہے خداوند کا طرماسپ اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس سے کہا کہ خبردار پھر گیتی افروز کا نام نہ لینا بدر نے کہا مجھ سے
خطا ہوئی لاہوت شاہ نے بدر کا ہاتھ پکڑ کر طرماسپ کے پیرون پر گرایا طرماسپ نے اُسے گلے سے لگایا اور مل کر
بیٹھے ناچ دیکھنے لگے صحبت گرم ہوئی جام شراب گردش مین آیا جب نشہ خوب ہوا بدر نے طرماسپ سے کہا کہ اگر حکم
ہو تو پہلے خدا پرستون سے مین لڑون اُسنے کہا اچھا کیا مضائقہ ہے بدر نے طبل جنگی بجوایا یہ خبر سلیمان شاہ کو پہونچی حکم دیا
کہ خدائے ما بزرگ است بموجب مصرع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ✤ ہمارے یہان بھی نقارۂ زری بقوت
ایزدی بجے اُسی وقت کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکر تیاری جنگ مین مصروف ہوئے ساری رات اسی
حالت مین بسر ہوئی صبح کو ادھر سے سلیمان شاہ مع غضنفر بن اسد و سلیمان ثانی میدان مین پہونچے لشکر کو
آراستہ کر کے کھڑے ہوئے اُس طرف لاہوت شاہ و زبور شاہ تخت پر سوار عقب مین تمام فوج طرماسپ اور بدر
ہمراہ تخت نمودار ہوئے میدان مین پہونچ کر صفون کو آراستہ پیراستہ کر کے کھڑے ہوئے کہ نقیبون نے نقابت کی
کڑکیتون نے کڑکا کیا کہ کونسا ایسا بہادر ہے کہ میدان مین نکلے اور نام اپنے باپ دادا کا روشن کرے کیونکہ شعر
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا ✤ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✤ اور ایک روز مرنا ہر شخص کے لیے ہے لیکن ایسا مرنا کہ
جسمین قیامت تک نام باقی رہے بہت بہتر ہے ایسی موت حیات جاودان ہے بس نقیب چپ ہوئے تھے کہ بدر بن
زلازل بایک حشمی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اجازت چاہی کہا سیر دکھیا تجکو خداوند بخت
اور نیر اعظم آفتاب تابان کے اور جام شراب یا بدر جام پی کر سلام کر کے باد گرم مرکب پر بیٹھکر عازم میدان
ہوا ہنوز مبارز اسنے طلب نہین کیا تھا کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد اسمان
رسیدہ و بلے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور اُس
گرد کے اندر سے چھ سو علم نشان چھ لاکھ سوار کا گھیرہ ہے علمون کے آبی رنگ کے ہر علم پر تعریف خداوند حیات
اور پیر زلال روشن ضمیر کی مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا برچھی بردار جھنڈی بردار کچھ بدار جب سب جلوس

گذر چکا تو تخت کشور شاہ کا نمایان ہوا آگے آگے داراب مالک اژدر برابر اسکے چھ لاکھ سوار پشت پر میدان
مین پہونچ کر ایک طرف قائم ہوئے لیکن داراب نے بدر بن زلازل کو جو دیکھا نہایت خوش ہوا ادھر بدر
نے پھر مبارز طلب کیا کہ داراب نے مرکب اپنا اُڑایا اور سامنے بدر کے آیا بدر نگاور خون ہوا کہ مرکب داراب
کا حسب دستور پیچھے ہٹا اور گھوڑا بدر کا بہت پسپا ہوا لیکن مسلکر رانون مین گجب مار کر پھر مقابل ہوا اور داراب
سے کہا کہ او آب پرست تو یہان کیونکر آیا کہا کہ تیری تلاش مین یہان آیا سنا کہ تو سائل پر گیا ہوا ہو مین بھی
یہان آیا بدر نے کہا کہ تجھے قضا لے کر آئی ہو اور نیزہ داراب پر مارا داراب نے نیزے کو نیزہ پر روکا اور چند طعن
مین نیزہ ہاتھ سے بدر کے نکال دیا بدر نے غصے مین آکر تلوار ماری داراب نے اُسے رد کیا اور اپنا وار اسیر کیا
لیکن تلوار داراب کی پڑتے ہی اُچٹ گئی اب داراب نے یہ ارادہ کیا کہ تلوار اسکی چھین لے اور اُسے قاش زین
سے اُٹھالے اور مرکب کو اشارہ کیا کہ وہ زیر بغل چلا کہ تسمہ باگ کا ٹوٹ گیا گھوڑا بیلان ہوکر چلا داراب گھوڑے کو
سنبھالنے لگا کہ بدر نے گھات پاکر تلوار ماری پورا وار سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو تلوار بدر کی اُتر گئی داراب نے دستانہ مارا
تلوار تو چھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا کہ داراب کو غش آگیا گھوڑے سے گرا بدر نے
چاہا کہ اور ایک ہاتھ مارون کہ سر اسکا جسم سے جدا ہو جائے کہ سلیمان زرین زرہ دوڑ پڑا اور کہا کہ او نالائق کیا کرتا
ہو آیا مین بدر پکارا تجکو بھی قضا لیے آئی ہو مگر سلیمان قریب پہونچا تھا کہ بدر نے تلوار ماری سلیمان نے وار اسکا رد
کیا اور اپنا وار اسیر کیا مگر تلوار خفتان مریخ بند کے سبب سے جسم پر بدر کے اثر نہین کر گئی وار بدر نے ہنس ہنس کر سینے پر
روکے اور خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تیغ نے سپر کو کاٹا خود کو دو کیا تا دوابرو
اُتر چلی تھی کہ سلیمان نے دستانہ مارا تلوار چھٹکا کر نکل گئی اسی طرح کئی سردار زخمی ہوئے دو ایک مارے گئے شام ہو گئی
طبل بازگشت بجا تینون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے ادھر لاہوت شاہ اپنی بارگاہ مین پہونچ کر تخت پر بیٹھا
تمام سردار گرد و اطراف مین نگلون پر بیٹھے جام شراب گردش مین آیا بدر نے چاہا کہ پھر اپنے نام پر طبل جنگ
بجواؤن کہ طرماس نے کہا بس ایک روز تو لڑ چکا اب پھر دو چار دن کے بعد لڑیو جو کل مین لڑونگا اور علم کیا کہ بجے
طبل جنگ اسی وقت نقارہ بجا ادھر سلیمان شاہ فارسی پھر کر داخل بارگاہ ہوئے مین فکر داراب کا ہو رہا ہو کہ آج
کی بلا داراب کے سر گئی کہ اسی اثنا مین خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی نقارہ بجا ادھر لشکر داراب مین بھی
طبل جنگ بجا غرض کہ تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور کی ہوئی سپاہ نجم
لرزان و ترسان اسقدر گریزان ہوئی کہ حد نظر سے غائب ہو گئی تیرگی ظلمات مین جا کر چھپی نسیم صبح چلنے لگی مرغان چمن
یاد الٰہی مین مصروف نغمہ سنجی ہوئے تمام عالم بیدار ہوا ہر ایک نے پرستش خداوند کریم کی اپنے اپنے طریقہ پر ادا کی غرض کہ
تینون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر مقابل یکدگر کھڑے ہوئے ابھی کوئی میدان مین نہ نکلا تھا کہ پردۂ بیابان
سے تتق گرد و غبار کا بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تاریک کر دیا سب نگران تھے کہ دیکھیے اب کون آتا ہو جب گرد
شق ہوئی تو پانچ سو علم نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمودار ہوئے ہر علم کے پھریرے پر تعریف خداوند ستارہ پردین
کی مرقوم بعد اسکے جلوس سواری کا پھر تخت اختر اختران کا نمودار ہوا خورشید ستارہ پرست گھوڑے پر
سوار آگے آگے اور پیچھے تخت کے پانچ لاکھ ستارہ پرست دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آکر ایک طرف
قائم ہوئے کہ دوسری گرد اُڑی اب جو دیکھا چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا بعد اسکے جلوس سواری کا
سیقول شاہ تخت پر سوار تورج ماہ پرست مرکب پر بیٹھا ہوا پشت پر چار لاکھ سوار آکر ایک جانب

قائم نہ ہوا تھا کہ اور گروہ آری جمشید و خورشید و رستم خان بن گشتاسب لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچے اور لشکر
سلیمان شاہ فارسی کے ملے اور صفین باندھکر کھڑے ہوے کہ اُدھر طرماسپ لاہوت شاہ سے اجازت لیکر
میدان مین آیا نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ملکہ گیتی افروز کو سوار کرکے لے آؤ اور میرے حوالے
کرو نہین تو سب کو قتل کرونگا اور گیتی افروز کو زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کے لیے تم سے چھین لیجاؤنگا
اودھر سے اہل اسلام ملکارے کہ او کافر کیا بکتا ہی خبردار اب نام ملکہ عالم کا زبان پر نہ لانا ورنہ سر جنگ مقتول پائیگا بس
جھنجھلا کر طرماسپ نے مبارز طلبی کی رستم خان مرکب اڑا کر سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی فرمایا
جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہو رستم خان بار دگر مرکب پر بیٹھا مقابل طرماسپ آیا طرماسپ نگاورزن ہوا مرکب
رستم خان کا پانچ قدم ہٹا اور گینڈا طرماسپ کا چار قدم پسپا ہوا سلکر دونون مین ایک نے دوسرے کا سامنا کیا بعد
گفتگوے بسیار طرماسپ نے نیزہ مارا رستم خان نے نیزے کو نیزے پر گانٹھا لگی طعنین چلنے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی لیکن مطلب برآری نہ ہوئی آخر کار نیزہ توڑ ملا لیکن سنان نیزے کی طرماسپ نے نکال دی رستم خان نے غصے مین آکر
ڈانڈ پر ڈانڈ مارا کہ دونون ڈانڈین ٹوٹ گئین اب طرماسپ نے ساطور اپنا آرا بے پر سے اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر
مارا رستم خان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن یہ ساطور سپر سے کبھی رکا ہی نہین ہی سپر کٹی خود کے دو ٹکڑے ہوے تا دو ابرو
اُتر گیا رستم خان نے دستانہ مارا ساطور تو جھٹکا کر نکل گیا لیکن جا در خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا یہ حال
دیکھکر نوفل خان دوڑ پڑا رستم خان کو پھیر دیا آپ سامنا کیا بہت دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار اسی طرح ساطور
سے یہ بھی زخمی ہوا کامل خان مقابلے کو آیا کئی تلوارین طرماسپ پر مارین آخر حربہ اُسکا نہ روک سکا یہ بھی زخمی ہوا
ملک غیور باختری مقابلے کو آیا کئی ساطور طرماسپ کے خالی دیے کئی تلوارین لگائین طرماسپ نے بھی روکین آخر
جھنجھلا کر طرماسپ نے سر بنا کر جو کمر کا وار کیا پورا پڑا کہ دو ٹکڑے ہوے اور یہ دیندار شہید ہوا یہ حال پر ملال دیکھکر
ملک اردوان جزیرہ نشین مرکب اپنا اڑا کر سامنے طرماسپ کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام
نہ نکلا تلوار طرماسپ پر ماری اُسنے پشت ساطور سپر کی اور اپنا وار کیا یہ ہوشیار غافل شعبدہ بازی فلک سوچا کہ
اسے سپر سے نہ روکیے بلکہ بند دست پر ہاتھ ڈال کر اس سے حربہ چھین لیجیے بس یہ سوچ کر آتے ساطور کو خیال مین کر کے
گھوڑے کو اشارہ کیا وہ جانب بغل چلا تھا کہ سکندری کھائی اور دست ساطور گران کا سر پر ملک اردوان کے
بیٹھا کہ کاسہ سر چور ہوا اور یہ بہادر بھی درجۂ شہادت پر فائز ہوا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی فرودگاہ
پر آئے لیکن لاہوت شاہ طرماسپ پر سے زر نثار کرتا ہوا میدان سے پھر داخل بارگاہ ہوا تخت پر بٹھا طرماسپ
اپنے ونگل پر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا طرماسپ نے کئی جام برابر پیے اور نشہ شراب مین پھر طبل جنگ بجوایا
اودھر اہل اسلام کمال مغموم نہایت رنجور پھر کر داخل بارگاہ ہوے ہین زخمیون کا علاج ہو رہا ہی شہیدون کے تابوت
انکے وطن کو بھیجے گئے ہین کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی یہان بھی تکیہ بر پروردگار طبل جنگ بجا رات تیاری مین بسر
ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائے دشت نبرد ہوے نقیب نہیب دے کر نکل گئے تھے کہ پھر طرماسپ نے
گینڈا اپنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آکر اجازت لی اور رخ میدان کارزار کا کیا ہنوز مبارز نہین
طلب کیا تھا کہ لکۂ ابر نمایان ہوا جب وہ ابر میدان مین پہونچ کر شق ہوا تو نقابدار یا قوت پوش شتر یلان
پر سوار نمایان ہوا اور شریک خدا پرستون کے ہوا اودھر طرماسپ نے مبارز طلب کیا تھا کہ نقابدار اسکے مقابلے کو گیا
نگاورزن ہوا کہ گینڈا طرماسپ کا سات قدم پسپا ہوا اور مرکب نقابدار کا تین قدم ہٹا بعد گفتگوے بسیار

طرماسپ نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے پر روکا رد و بدل ہونے لگی چند طعنین چلی تھین کر نقابدار نے نیزہ
ہاتھ سے طرماسپ کے نکال دیا بس طرماسپ پکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ نیزہ میرا سر میدان ہوائی گیا
لیکن خیر نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی تیغ بازی راست بازی پہ کہکر خنجر کمر سے کھینچ کر نقابدار پر
مارا نقابدار نے سپر پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی وار نقابدار کا روکیا یہان تک کہ دن بھر تلوار چلی لیکن کچھ کام نہ نکلا
بس ایک مرتبہ طرماسپ نے غصے مین آکر تلوار ماری ادھر نقابدار نے سپر پر وار اسکا کہ تھا لیکن تلوار دو انگل سپر کو
کاٹ گئی تھی کہ نقابدار نے جھٹکا دیا کہ تلوار طرماسپ کی ٹوٹ گئی اس گبر نے دور کر ساطور اپنے پر سے اٹھایا اور
پکارا کہ یہ وار غضب نیر اعظم آفتاب تابان کا ہے لے اسے یہ کہکر ساطور مارا نقابدار نے چاہا کہ وار اسکا سپر پہ
نہ روکون کیونکہ یہ حربہ سپر کے نہین رکتا ہے اشارہ کیا مرکب کو کہ زیر بغل جا کر ہاتھ کلائی پر ڈال دون کہ
گھوڑے نے سکندری کھائی ساطور سر پر بیٹھا کہ خود کو کاٹتا دو ابرو آتر آیا نقابدار نے وشانہ مارا ساطور تو جھٹکا نکل
گیا ادھر مرکب پر ان اسکا اثر کر رہی ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ کو گئے مگر
طرماسپ نے پھر طبل جنگ بجوایا ادھر اہل اسلام نے بھی نقارہ توکل بجا بجوا دیا غرض کہ رات تیاری جنگ مین بسر
ہوئی صبح کو پھر دونون لشکر میدان مین آئے طرماسپ عرصہ کارزار مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے جمشید خان نکلکر میدان
مین آیا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا غرض کہ شام تک نوبت سردار زخمی ہوے کئی مارے گئے یہان تک کہ سات روز کی
میدانداری مین کوئی لشکر اسلام مین آتا باقی نہ رہا کہ میدان مین جاتا بلکہ جو سردار پہلے کے زخمی تھے چند زخم اُنکے بھر بھرے
ہو چلے تھے وہ بھی دوبارہ زخمی ہوے اب کوئی لڑنے والا نہین ہے طرماسپ پیہم مبارز طلب کر رہا ہے ادھر سے سب
سر جھکائے کھڑے ہین کوئی جواب نہین دیتا کہ پھر طرماسپ پکارا کہ باشرا ہو گروہ خدا پرستان اگر تم ایک ایک نہین لڑ سکتے
ہو تو سب مل کر میرے مقابلے کو آؤ اور نہین تو مین آتا ہون یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی نے تخت اپنا
زمین پر رکھوا دیا اور کہا کہ مین آتا ہون طرماسپ نے باگ روکی ادھر سلیمان شاہ نے مرکب طلب کیا ابھی گھوڑا آنے
نہ پایا تھا کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا کہ جیسے ایک سوار آتا ہے آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوئی تو دیکھا کہ خیر شیشہ کلگان
صاحب ساطور گران طہماس بن عنقویل دیو پر دیو ہے ایک غل ہوا کہ طہماس آیا مگر طہماس نے جو طرماسپ کو میدان
مین کھڑے دیکھا گینڈے سے اتر کر دو رکعت نماز شکر ادا کی اور پھر کر گدن پر بیٹھکر طرماسپ کی طرف چلا قریب پہونچا
تھا کہ طرماسپ تگا و رزن ہوا کہ سینے سینہ سے سینہ شانے سے شانہ بازو سے بازو سر سے سر مل گیا اور بھیون سے
سیرون کے چنگاریان اڑین طہماس کا گینڈا چار قدم پیچھے ہٹا اور طرماسپ کا کرگدن پانچ قدم پسپا ہوا اسلکر را نون مین
تنگ مار مار کر گینڈون کو پھر ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا او ناہنجار نطفہ شیطان او ظالم یہ تو نے کیا کیا
کہ پہلے تو بھائی کو میرے یعنی کلاٹین پر زور کو مارا بعد اسکے بیگناہ عنقویل دیو پر زور کو بھی اس نامردی سے قتل کیا کہ
عورتین بھی تجھپر نفرین کرتی ہین ارے نہ تجکو خوف خدا نہ عزیز داری کا خیال ہوا کہ یہ ہمارا دادا ہے دیکھ تو اُسکے عوض مین
کیا حال تیرا کرتا ہون آج تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا کہ مجھکو تو نے شاہزادہ نور الدہر کے سامنے ذلیل کروایا اور آسنے
قسم دلائی ہے کہ اگر سر طرماسپ کا سر لانا تو مجکو صورت دکھانا نہین تو میرے سامنے ہرگز نہ آنا تو جب تک تجھے مار کر سر تیرا
نہین لیجاتا ہون قرار میرے دل کو نہین ہے کہ زیارت سے اسکی محروم ہون طرماسپ پکارا اے بیہنا خلف بیعقل اگر
عنقویل دین آفتاب پرستی اختیار کرتا تو مین کیون اسکو مارتا میرے واسطے بدنامی تھی کہ طرماسپ کا دادا مسلمان
ہے اس رفع بدنامی کے لیے مین نے اُسکو مارا اور کلاٹین کو بھی اسی لیے مارا اور تو اگر دین آفتاب پرستی

نہ قبول کریگا تو تجھے بھی مارونگا زندہ نہ چھوڑونگا تیرے باعث سے بڑی بدنامی میرے لیے ہو غرضکہ بعد گفتگوے بسیار
طرماسپ نے ساطور طہماس پر مارا طہماس نے پشت ساطور پر روکا اور اپنا وار کیا طرماسپ نے بھی حربہ اسکا رد کیا
اب بڑے زور شور سے ساطور چلنے لگا سب دیکھ رہے ہین اور آفرین کہ رہے ہین کہ کبھی برابر کی لڑائی ہو دیکھیے کیا
ہوتا ہو دونون زبردست ہین کوئی کسی طرح یا یکمی کا نہین رکھتا ہو غرضکہ یہانتک ساطور چلا کہ دونون حربے بیکار
ہوگئے ہر وار مین ایک ساطور دوسرے کو کسیقدر کاٹ جاتا تھا یہانتک ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اب دونون دست و گریبان
ہوئے مرکب لنگرون کی تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئے دونون کو ڈیرے اب کشتی ہونے لگی پھر بھی کامل کشتی رہی لیکن طہماس
کو غصہ ہو قوت اسکی بہت بڑھی ہوئی ہو اور طرماسپ کئی میداندار یان کر چکا ہو کسی قدر تھکا ہوا بھی ہو لیکن اچھا ہوا ہو
زور ہو رہے ہین کہ ایک مقام پر طہماس نے لنگر اسکا توڑا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا ایک ہاتھ گدی کے نیچے رکھا اور ایک ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے لگا تین چرخ دیے اور ایک جھٹکا
مارا کہ نرخرے سمیت دھڑ سے گردن کھینچ آئی ایک غل ہوا کہ وہ طرماسپ کو مارا لاہوت شاہ نے سر پیٹ لیا
اور حکم دیا فوج کو کہ مار لو اس عادی کو جانے نہ پائے لوگ طہماس پر دوڑ پڑے اُدھر زور شاہ نے اپنی فوج کو
بھیجا وہ بھی چلی لیکن طہماس نے سر طرماسپ کا فتراک مین باندھا اور کھینچکر زیر رکابی ساطور جا پڑا جسکو ساطور مارا مع مرکب
چار ٹکڑے کر دیے ادھر سلیمان شاہ فارسی نے اپنے لشکر کو واسطے مدد طہماس کے بھیجا ادھر سلیمان ثانی کماں کش
چلا غضنفر اپنے قزاقون سمیت جا پڑا نقابدار یاقوت پوش شتر سوار بھی کفار پر اپنی فوج سمیت جا پڑا الغرض تلوار چلنے
خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر طہماس نے ایک رخ گنبذ انبا ڈال دیا ہو جو سامنے آیا مارا ساطور کہ دو دو تین تین کے برابر
قلم ہوئے یہ کیفیت ہو کہ کفار ریلے کرتے چلے آتے ہین لیکن طہماس اسطرح سب کو قتل کرتا مارتا چلا جاتا ہو جیسے شیر غضبناک
مجمع روباہ مین شکار کھیلتا ہو یہانتک کہ تمام لشکر کو طے کر کے راستہ جنگل کا لیا جسطرف سے آیا تھا اُسیطرف چلا گیا یہان کفار مین
اور اہل اسلام مین تمام دن تلوار چلی جب شام ہوئی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے مگر لاہوت شاہ
کمال رنجیدہ و غمگین بارگاہ مین آیا حکم دیا کہ تابوت زرین طرماسپ کا بنے اسی وقت تیاری ہونے لگی آج لاہوت شاہ
نے دربار بھی نہین کیا صبح کو بارگاہ مین آیا لوگون نے عرض کی کہ تابوت طرماسپ کا تیار ہو حکم دیا کہ انتر بیس ہزار سوار
ساتھ لیکر اس تابوت کے ہمراہ خدمت ایرج نوجوان مین جائے وہ اُسیطرف روانہ ہوا لیکن ایرج دریا سے اترکر تین
منزل کوچ کر کے آچکا ہو قصد ہو کہ جلد قلعہ ذوالآمان کو ہو چلکر گیتی افروز کو لیجیے کہ سامنے سے تتق گرد و غبار بلند ہوا ایرج
نے ہرکارون کو حکم دیا ارے جلد خبر لاؤ کہ کون آتا ہو کیونکہ یہ گرد الم معلوم ہوتی ہو کہ دیکھتے ہی گرد کے دل میرا مکدر ہو گیا
ہر شخص نگاہون مین خاک معلوم ہوتی ہو کہ یکایک وہ گرد قریب آکر شق ہوئی اور تابوت سیاہ مخمل سے منڈھا ہوا آگے اسکے
نجوم چلتا ہوا لوگ سیاہ پوش ہمراہ گریبان اُنکے پھٹے ہوئے ہاے طرماسپ واے طرماسپ کی صدائین بلند خاک
اُڑاتے ہوئے چلے آتے ہین ایرج نے جو نام طرماسپ کا سُنا قریب تھا کہ رونے لگے گھبرا گیا لوگون سے پوچھا ارے کیا ہو
طرماسپ کو کسنے مارا یہ غل کیسا ہو کہ جس سے سینہ میرا شق ہوتا ہو کہ اتنے مین انتر بن غنچہ رو مین تن سامنے آیا اور
حال بیان کیا کہ اسکے باپ طہماس ظالم نے اسے مارا کچھ محبت فرزندی اُسے نہ آئی دھڑ سے سر کھینچ لیے چلا گیا ہر چند
لاہوت شاہ نے لشکر کو اسکے قتل کے لیے بھیجا لیکن وہ صاف نکلا چلا گیا کسی طرح نہ اسیر ہوا نہ قتل ہوا بلکہ بہت لوگون
کو مارا یہ سُننا تھا کہ ایرج غصے سے تھر تھرانے لگا غم طرماسپ کا دل پر چھا گیا جہان نظر مین تیرہ ہو گیا اور ایک نعرہ
کو و شگاف کیا کہ ہاے طرماسپ یہ تو نے کیا کیا کہ بارگاہ میری سونی کر دی آرام و قرار میرے دل کا لیگیا لطف

زندگی جاتا رہا ای یار وفادار اب تجکو مین کہان سے لاؤن دل بیقرار کو کیونکر سمجھاؤن یہانتک رویا اور حال اپنا تباہ کیا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا تمام لشکر کا یہ حال تھا کہ ایرج کو روتے دیکھکر ہر کس و ناکس رو رہا تھا اور نام طرماسپ کا وردِ زبان تھا کہ بہزاد و مرتد نے پانی کے چھینٹے منھ پر ایرج کے دیے گلاب کیوڑا چھڑکا بعد گھڑی بھر کے ایرج کو ہوش آیا دوڑکر صندوق سے طرماسپ کے لپٹا اور چاہا کہ لاش اوسکی نکالے منھ سے منھ ملے کہ انتر نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان سر تو اسکا طہماس اکھیڑ کر لے گیا یہ لاشہ بے سر ہو کہا کہ وہ عادی کدھر گیا ہو انتر نے کہا خدمت نورالدہر مین ایرج نے کہا جہان ملے گا وہین اوس عادی کو مارونگا یہ کہکر بہزاد مرتد کو چالیس ہزار سوار سے ساتھ لیکر روانہ ہوا تعاقب طہماس بن عنقویل دیو پرور کا کیا وہ گھوڑا کہ اشارہ پر چلتا تھا زندگی مین کبھی پھندنا نہین چھوا یا تھا اوسکو کوڑے مارتا ہوا سرپٹ لیے چلا جاتا تھا یہانتک کر کنارے دریا کے پہونچا ملاحون سے پوچھا کہ طہماس یہان آیا تھا اونھون نے کہا کہ طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہو یقین ہو کر لشکر نورالدہر مین پہونچ گیا ہوگا ایرج کچھ دیر چپ رہا متفکر تھا کہ کیا کرون کیونکر طہماس کو پاؤن بعد اوسکے کہا کہ کشتیان لاؤ مین ضرور عقب مین اوسکے جاؤنگا بہزاد نے کہا اب جانا آپکا مناسب نہین ہو ایرج نے کہا ای بہزاد جہان انکھون مین میرے تیرہ و تار ہو رہا ہو جب تک طرماسپ کے خون کا عوض نہ لونگا اور اس عادی کو نہ مارونگا قرار مجکو نہ آئیگا یہی باتین تھین کہ ارسلان شاہ پہونچا ایرج سے ملاقات کی حال پوچھا ایرج نے کہا طہماس کو گئے ہوئے آج دوسرا روز ہوا ارسلان شاہ بولا اب پھر چلیے قتل کرنا طہماس کا اور روز پر مقرر رکھیے ایرج نے کہا دل میرا نہین مانتا کہ طرماسپ تو نہو اور یہ عادی زندہ رہے قارن قہرمین نے کہا کہ ای شہریار باوفا ای صاحبقران نامدار ای زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان مین نے علم نجوم سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سفر دریا آپ کے حق مین اچھا نہین ہو اب مناسب یہ ہو کہ چلکر مفسدون کو مارئیے اور گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لائیے دل شاد کیجیے غم غلط فرمائیے اب قلعۂ ذوالامان قریب ہو اور اگر اس اثنا مین نورالدہر آگیا تو ہاتھ آنا گیتی افروز کا مشکل ہو اور نورالدہر بھی آج کل مین آیا چاہتا ہو خبر لگی ہوئی ہو ایرج کو یہ راے پسند آئی کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی جب دامن گرد شگافتہ ہوا تو مالک بن ملکوت شاہ اور لندھور بن سعدان گرد بھی پہونچے اور کہا کہ ای ایرج نوجوان اگر تم تعاقب مین طہماس کے جاتے ہو تو ہم تمہارے ساتھ ہین قلعۂ ذوالامان پر جاکر کیا کرینگے ایرج ناچار وہان سے پھر کر داخل لشکر ہوا لاش طرماسپ کی ارنگوشیہ مین بھیجی اور آپ قلعۂ ذوالامان کو بقصد کرو فر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان ہر فرتاجدار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ شہریار بعد جانے نورالدہر کے کوچ بکوچ قلعۂ ذوالامان کو روانہ ہوا بعد از قطع منازل و طی مراحل ملک زرائل پر پہونچا گیر زنگ بن گیر زنگ شاہ نے دروازہ شہر کا بند کر لیا اور درہ کو جو آگے قلعہ کے تھا آلات حرب ضرب سے آراستہ کیا اور رستہ پہاڑ کا اسقدر تنگ تھا کہ ایک آدمی سے زیادہ وہان کسی طرح نہ جاسکے اور گھاٹیون پر پہاڑ کے پتھر تراشے ہوئے رکھے تھے کہ اگر ایک ایک پتھر ڈھکا دین تو کام آدمی کا تمام ہو جائے ہر فر تاجدار وہان آکر اوترا اور ایک عیار کو طلب کیا جب وہ آیا ایک نامہ لکھوا کر بھیجا جسکا یہ مضمون تھا کہ ای گیر زنگ پہلے تو مسلمان ہوا اب یہ کیا تیری شامت آئی کہ اسلام چھوڑکر کفر اختیار کیا تو بکرا اپنے فعل پر عیار گیا اور نامہ دیا گیر زنگ نے جواب لکھا کہ ای خدا پرستو مین بکر ترس جان نسے مسلمان ہوا تھا اب خداوند آفتاب زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان کو

سلامت رکھے کہ اُسکے باعث سے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہو اب ایسا روشن دین مین کب چھوڑتا ہون اور مین کبھی یہان نہ آئے دونگا یہ سنکر ہرمز تاجدار تو چپ ہو رہا لیکن کشیدہ رو منارہ گردن عادیون نے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے یورش کرکے پہاڑ کو لیجیے اور قلعہ مین گھس چلیے ہرمز تاجدار نے حکم کیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی خبر کبر نگ کو ہوئی کہا کچھ اندیشہ نہین ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے دیکھین کیونکر خدا پرست پہاڑ پر آتے ہین غرضکہ دونون طرف نقارہ زرمی بجا تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات اسی کیفیت مین بسر ہوئی صبح کو ہرمز تاجدار تخت پر سوار تمام فوج ہمراہ رخ پہاڑ کا کیا عادیان کشیدہ رو منارہ گردن برابر چلے جاتے ہین اوپر سے گولا پڑ رہا ہو تو بجائے رعد شکوہ گرج رہا ہو یہ لوگ تو گولون کو کھیلنے کی گولیان جانتے ہین بھلا کب مانتے ہین برابر رد کرتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ پائین کوہ پہونچے اور پہاڑ پر چلے لیکن وہانسے پتھر جو کھائی پر سے ڈھکیلا کتنون کے پیر ٹوٹ گئے کتنون کے سر پھٹ گئے کتنے گر کر پس گئے ہڈیان پسلیان سرمہ سا ہوگئین ہرمز تاجدار نے کہا کہ انکین منع کرو کہ اوپر پہاڑ کے نہ جائین اپنی جانین مفت نہ گنوائین عادی کشیدہ رو منارہ گردن اسپر اڑے ہوئے ہین کہ ہم بغیر پہاڑ کے لیے یہان سے نہ پھر ینگے ایک غل و شور برپا ہو یہان کیبر نگ بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص لوگ دوڑے ہوئے آئے اور کہا کہ طہماس طرماسپ کے مارنے کو گیا تھا سو اُسکا سر لیکر آیا اور دروازے کو توڑ کر شہر مین گھس آیا لوگون کو قتل کر رہا ہو اور چالیس ہزار عادی اُسکے ساتھ ہین بس یہ سُنتے ہی بدحواس ہوکر اُٹھا اور کہا کہ صاحبو جو تسے ہوسکے قصور نہ کرو یہ حکم دیکر تیسرے دروازے کی طرف بھاگا کہ نکل جاؤن یہان کشیدہ رو منارہ گردن پہاڑ پر چڑھ آئے دروازہ شہر کیطرف چلے ہرمز تاجدار بھی مع فوج قلعہ مین گھس آیا سنا کہ طہماس نے قلعہ فتح کیا لڑتا ہوا چلا آتا ہو اُدھر طہماس کو ہرکارون نے خبر دی کہ ہرمز تاجدار قلعہ کے اندر آگیا مگر کیبر نگ مرتد تیسرے دروازہ کی طرف سے نکلا جاتا ہو طہماس نے حکم دیا فوج کو کہ تم تو شریک ہو بادشاہ کے اور مین اس کافر کو لیتا ہون اور یہ تعاقب مین کبرنگ کے چلا شہر سے نکل گیا سنا کہ اس طرف گیا ہو اُسی طرف گینڈے کو ڈالا اُدھر کیبر نگ بھاگا ہوا چلا جاتا ہو کہ سامنے سے یکایک گرد و غبار بلند ہوا جب دامن گرد شگفتہ ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ذو الالقاب زنگی کو چالیس ہزار زنگیون سمیت لیے ہوئے پہونچا کیبر نگ نے دیکھا کہ سامنے سے نور الدہر آتا ہو اُدھر سے بھی بھاگا نور الدہر نے پوچھا یہ کون تھا جو اسطرف آتا تھا مجھے دیکھکر پھر چلا جاسوسون نے تمام ماجرا بیان کیا فرمایا کہ جلد اسکو گرفتار کرو جانے نہ پائے زنگی دوڑے اور جاکر کیبر نگ کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی یہانتک کہ تمام ساتھ والے کبرنگ کے مارے گئے اور کیبر نگ گرفتار ہوا کہ اس اثنا مین گرد بلند ہوئی دیکھا نور الدہر نے کہ ایک بگولہ گرد کا نہایت زور شور سے چلا آتا ہو جب گرد قریب آکر شق ہوئی طہماس بن عنقویل دیو پرور نمودار ہوا اور آکر قدمون پر نور الدہر کے گرا اور بیہوش ہو گیا نور الدہر نے سر اُسکا نہایت شفقت و مہربانی سے اُٹھایا اپنے زانو پر رکھا گرد منہ کی پاک کی گلاب منگا کر اپنے ہاتھ سے چھڑکا طہماس کو ہوش آیا جلدی سے اُٹھ بیٹھا اور کہا کہ ای شہریار کیونکر اس غلام نوازی پر جان نثاری کرین اور سر طرماسپ کا پیش کیا اور رونے لگا نور الدہر نے کہا ای طہماس کیا بیٹے کے واسطے روتا ہو طہماس نے عرض کیا ای شہریار اس نالائق کے مرنے کی تو خوشی ہو روتا اسواسطے ہون کہ اگر یہ نابکار نہ مارا جاتا تو حضور کی قدمبوسی سے محروم رہتا مجلس مین کبھی مجکو کاہیکو جگہ ملتی الحمد للہ کہ اس ناپاک کو مارا مین نے اور سر لایا اسکا اور سرخرو ہوا شاہزادے نے بہت شفقت اُسپر فرمائی اور کہا کہ ای طہماس وہ کار نمایان کیا کہ کسی سے نہ ہوتا رفاقت اسی کا نام ہو اور وہانسے شہر مین آیا

یہان ہرمز تاجدار نے شہر کو فتح کیا چہار طرف سے آواز بلند تھی کہ دہائی ہی ہرمز تاجدار کی دہائی ہی شاہزادہ نور الدہر کی کہ اسی اثنا مین نور الدہر بھی پہونچا بادشاہ کے قدمون کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار بغلگیر ہوا دونون اگر ایوان شاہی مین بیٹھے روسائے شہر اکر نذرین دینے لگے ہر ایک کو خلعت ہوتا جاتا ہی شاہزادے نے فرمایا کہ لاؤ کیرنگ بن کیرنگ شاہ زرائیلی کو اسی وقت لاکر موجود کیا اُس کافر نے آکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا نور الدہر کے حکم سے کرسی بیٹھنے کو ملی ساقی نے بموجب حکم جام شراب کا لبریز کرکے کیرنگ کو دیا اُسنے جام شراب کا نہ پیا بلکہ پھینک دیا نور الدہر نے کہا او کیرنگ بن کیرنگ تو آگے تو مسلمان ہوا تھا اب آفتاب پرست ہو گیا بہتر یہ ہی کہ لعنت کر اپنے اعمال پر اور چھوڑ ان افعال کو دین اسلام اختیار کر تو مین تجکو چھوڑ دون اور تیرا ملک بھی تجکو دیدونگا بلکہ اور جو ملک مانگے گا وہ بھی تجھے دونگا اُسنے جواب دیا کہ مین پہلے لقا پرست تھا از روے ترس دین اسلام قبول کیا تھا اور اب تو مین نے ایسا دین روشن اختیار کیا ہی اسے کب چھوڑتا ہون جان دونگا مگر دین آفتاب پرستی کو ترک کرونگا نور الدہر یہ کلمے سنکر نہایت برہم ہوا اور حکم دیا کہ اسے ہمارے سامنے چرخی پر کھینچو ہم اسے تیر باران کرینگے اُسی وقت جلاد حاضر ہوا اور اُس مرتد کو چرخی پر کھینچا جب وہ خوب بلند ہوا پہلے شاہزادۂ بلند اقبال نے تیر اُس بد تقدیر و بد مآل پر مارا کہ سینے پر پڑا توڑ کر پار گذر گیا پھر چہار طرف سے تیر پڑنے لگے کہ وہ خطا شعار تڑپ تڑپکر راہی و مسافر دار البوار ہوا لاش کو اُس بدکردار کی مزبلے پر پھنکوا دیا بعد اُسکے حکم دیا کہ شاہزادے نے کہ لاؤ ملاحون کو جو وقت وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ کشتیان پیدا کرو ہم تمھین بہت انعام دینگے اُن سبنے عرض کیا کہ پیر و مرشد کیرنگ بن کیرنگ نے ہزارہا جہاز آپ کے آنے کی خبر سنکر ڈبوا دیے فرمایا اُنکو نکلواؤ اور جہاز بھی تلاش کرکے لاؤ القصہ حسب الحکم وہ جہاز بھی نکالے گئے اور جہاز بھی آئے شاہزادۂ والا تبار مع فوج سوار ہوکر طرف قلعۂ فروالامان کے بعد کروفر روانہ ہوا

اب چند کلمے داستان لاہوت شاہ کے بیان کیے جاتے ہین

کہ لاہوت شاہ نے ایک ہفتہ غم طرماسپ کا کیا کہ مع لشکر سیہ پوش رہا آٹھوین روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا اُدھر سلیمان شاہ فارسی تخت پر بیٹھے ہین تمام دربار سردارون سے معمور ہی ذکر ہو رہا ہی کہ طہماس نے کس دلاوری سے طرماسپ کو مارا لیکن بڑا سخت دل بھی ہو کہ اسے کچھ محبت بیٹے کی نہ معلوم ہوئی کوئی کہتا ہی کہ حق بجانب ہی طہماس کے کہ اُسنے کیسے کیسے صدمے ہاتھ سے طرماسپ کے اُٹھائے کہ باپ اُسکا عنقویل دیو پر وار مارا گیا شیر دہن شہید ہوا کہان تک صبر کرتا کوئی کہ رہا ہی کہ کچھ ہوا لیکن مرنے سے طرماسپ کے حوصلہ کفار کا پست ہو گیا یہی ذکر تھا کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی نمایان ہوئی پسینے مین غرق گرد سے اَٹے ہوے آتے ہی دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ لاہوت شاہ نے پھر طبل جنگ بجوایا ہی سلیمان شاہ نے کہا کچھ پروا نہین بدو کردگار ہمارے یہان بھی نقارۂ رزمی بجے اس طرف بھی طبل جنگی بجا رات بھر سامان جنگ رہا صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے میدان تیار ہوا نقیب نہیب پکر نکل گئے تھے سب دیکھ رہے تھے کہ کون لشکر کفار سے مقابلہ کرنے کو نکلتا ہی کہ بدر بن زلازل یکجشمی نے مرکب بنا بڑھایا سامنے تخت لاہوت شاہ کے آیا اور کہا کہ دیکھا آپ نے طرماسپ کس ذلت سے مارا گیا تجکو رنج دینے کی سزا پائی مگر آپکے اقبال سے سب خدا پرستون کو مار کر بلکہ گیتی افروز کو چھینے لاتا ہون لاہوت شاہ نے کہا کہ اے بدر طرماسپ ایسا بہادر مارا جائے اور تو خوش ہو تجھے یہ بات سزاوار نہین ہی بدر بولا اے خداوند زادے جتنے زیادہ سر اُٹھایا ہی وہ نہین فخر کی نہین بلا ہی

اب مجکو اجازت میدان ملے کہا کہ جا ذلقا خداے باختر تمھارا نگہبان ہو بدر گینڈے کو جھکا کر میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ فارسی سے اجازت لیکر میدان مین واسطے مقابلے کے
آیا بدر نے کہا کہ ای نبیرہ حمزہ بہتر یہ ہو کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کر دے کہ مین لیکر چلا جاؤن پھر کچھ تجسے سروکار
نہ رکھونگا غضنفر پکارا کہ او نالائق تو مجھسے یہ کیا مہمل گفتگو کرتا ہو دیکھ اس زبان درازی کی تجکو کیسی سزاے معقول
دیتا ہون یہ سُنکر بدر پکارا معلوم ہوتا ہو کہ قضا تیری آئی ہو اور نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا لگی طعن
چلنے ایک مقام پر غضنفر نے نیزہ بدر کا ہوائی کیا اب اُسنے غصے مین آکر تلوار ماری غضنفر نے سپر پر روکی اور
اپنا وار کیا لیکن اُسنے بھی رد کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر غضنفر نے سپر جا کر کمر کا ہاتھ مارا کہ
پورا بیٹھا لیکن خط تک اُسکے جسم پر نہ پڑا ابکی بدر نے بھی دھوکا دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر پر غضنفر کے پڑا تا دو ابرو
تیغ اُتر آئی دستانہ مارا تلوار تو جھنا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا بدر چاہتا ہو کہ دوسری
تلوار مار کر کام تمام کرے کہ شہاب بن فولاد اژدرگیر نعرہ کر کے دوڑ پڑا کہ او نالائق یہ کیا کرتا ہو کہ زخمی پر تلوار
مارتا ہو حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر آپڑا غضنفر کو پھیر دیا آپ مقابل ہوا بدر نے تلوار ماری شہاب
بن فولاد نے تلوار سپر پر روکی اور اپنا وار کیا کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی آخر شہاب بھی زخمی ہوا اور ایک دو
پہلوان زخمی ہوا دو چار شہید ہوے یہانتک کہ شام ہوئی آخر طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی آرامگاہ
کو پھرے لاہوت شاہ بدر پہ سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا تخت پر بٹھایا اُدھر سلیمان شاہ فارسی نہایت
ملول پھر کر داخل بارگاہ ہوے غضنفر کے زخمون مین ٹانکے لگے اسکو ہوش آیا خیال مین گذرا کہ ای غضنفر یہ
نالائق بدر یون نہ مارا جائیگا تو چل کر اسکی خفتان مرغ بند چرالا یہ سوچکر اپنے عیار کو بلایا جب وہ آیا اس سے کہا
کہ ہمارا لباس شبروی لاؤ اُسنے کہا کہ کیا کیجیے گا جواب دیا کہ تو کیون پوچھتا ہو تجھے کیا کام ہو عرض کیا کہ حضور زخمی ہین
جو کچھ کام ہو غلام سے ارشاد فرمایئے کہ مین آپسے بجا لاؤن کہا کہ بھی اپنا کام اپنے سے خوب نکلتا ہو بدر کی خفتان مرغ بند
چرانے جاتا ہون اُسنے کہا دو ایکدن صبر کیجیے زخم اچھا ہوے پھر اختیار ہو کہا اب تو مین قصد کر چکا مردون نے
جو ارادہ کیا وہ کیا اب مین کیا اس امر سے باز رہونگا ضرور خفتان مرغ بند لاؤنگا باپ کا بھی میرے یہی دستور ہو عیار
نے ناچار لباس شبروی لا کر موجود کیا غضنفر نے سیاہ بنڈی گلے مین پہنی اور سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تلوار
بغل مین دبا کر تنہا روانہ ہوا عیار بھی پیچھے چلا غضنفر نے اُسکو بھی منع کیا عیار نے کہا کہ ایک ہاتھ تلوار کا مار کر
میرا کام تمام کیجیے تو البتہ ساتھ نہ جاؤنگا ورنہ ضرور چلونگا غضنفر چپ ہو رہا اب آگے آگے غضنفر پیچھے پیچھے
عیار لشکر کو طی کرتے چلے جاتے ہین سیر تماشا دیکھتے ہوے بارگاہ لاہوت شاہ پاس پہونچے دیکھا کہ ناچ ہو رہا ہی
دربار معمور ہو جام شراب گردش مین ہو تعریفین بدر کی ہو رہی ہین کہ یکایک دربار برخاست ہوا لوگ اٹھ اٹھکر
اپنے اپنے خیمون کو گئے بدر بن زلال چشمی بھی نکلا اپنے خیمے مین آیا کھانا کھا کر پلنگ پر لیٹ رہا ہو خواب خرگوش
مین گرفتار ہوا غضنفر گرد خیمے کے چرخ مار رہا ہو اور ہر طرف لوگون کو ہوشیار پاتا ہو لیکن پیچھے خیمے کے آیا دیکھا کہ
فراش بیٹھے ہوے گُلشنی کھیل رہے ہین عیار سے کہا کہ انھین بیہوش کر اُسنے ہوا کا رخ دیکھکر داروے بیہوشی اڑائی
خوشبو اُسکی دماغ مین پہونچی کہ وہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے اُن سب کے سر کاٹے اور قنات چاک کر کے اندر
خیمے کے گیا دیکھا کہ خاصبردار پہرے پر کھڑا اونگھ رہا ہو اُسکا گلا اس زور سے دبایا کہ آواز بھی نہ نکلی باہر کی
سانس باہر اندر کی سانس اندر رہکر دم نکل گیا خدمتگارون کو طرے پھولون کے مارے کہ ہر گل جھٹکا اور

دھوان اُسمین سے نکلا سب بیہوش ہوے اب غضنفر نے کفچۂ عیاری مین بیہوشی رکھی اور قریب بدر کے گیا
جسو قت اسنے اوپر کی سانس کھینچی غضنفر نے پھونک دیا کہ دماغ تک بیہوشی سرایت کر گئی چھینک مارکر بیہوش ہوا
اب غضنفر نے ڈورا خفتان مرنجبند کا کاٹا اور لیکر راہی ہوا سیدھا رکنارے دریا کے پہونچا اور خفتان مرنجبند کو دریا مین
ڈالدیا وہان سے اپنے خیمے مین آکر سو رہا صبح کو بیدار ہوا منھ ہاتھ دھوکر مسلح و مکمل ہوکر لشکر لاہوت شاہ کا راستہ
لیا وہان صبح کو بدر بن زلازل نجمی جو بیدا ہوا دیکھا کہ خفتان مرنجبند نہین ہی حیران و پریشان ہوکر ڈھونڈھنے لگا کہ
اتنے مین ایک خدمتگار دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ فراش مرے پڑے ہین کوئی انکو قتل کر گیا اور اسی طرف سے قنات
چاک ہی بدر نے کہا بس معلوم ہوا کہ چور آیا تھا خفتان مرنجبند چرا لیگیا روتا پیٹتا با حال تباہ لاہوت شاہ پاس گیا حال
بیان کیا کہ میری خفتان مرنجبند کوئی چرا لیگیا پوچھا کچھ حال کھلا کہ کون لیگیا کہا کہ مین نہین جانتا کہ کون لیگیا لاہوت شاہ
نے کہا معلوم ہو جائیگا بدر نے کہا کہ مین تو کہین کا نہ رہا اب مجھے ایسی شی کہان ملیگی اور برہمن جادو بھی مجھسے خفا ہی اب
میرا ٹھکانا کہین نہ رہا مجکو چور جیتے جی مار گیا اگر میرا سر بھی کاٹ لیجاتا تو اچھا تھا یہ کہ رہا ہی اور رو رہا ہی لاہوت شاہ
دلداری کر رہا ہی کہ یکایک دروازۂ بارگاہ پر غل ہوا دیکھا کہ غضنفر بن اسد مانند شیر غضبناک کے چلا آتا ہی
ہاتھ تلوار کے قبضے پر پڑا ہو آتے ہی موافق اہل اسلام سلام کیا لاہوت شاہ نے کرسی منگوا کر بچھوادی غضنفر اسپر
بیٹھا ساقی نے جام شراب کا بھر کر حاضر کیا غضنفر نے نہ پیا لاہوت شاہ نے کہا آپ کیون تشریف لائے ہین کہا
کہ میرا حربہ اسپر کارگر نہوا مین زخمی ہوا رات کو آکر مین خفتان اسکے گلے سے اتار کر لیگیا اب آیا ہون کہ جس طرح
چاہے مجھسے سمجھ لے بدر نے جو یہ سنا کہا کہ اے غضنفر وہ خفتان تیرے کام نہ آئیگی مجھے دیدے کیونکہ میرے ہی نام کی وہ
بنی ہوئی ہی تجکو اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا غضنفر بولا مین جانتا تھا کہ خفتان اور کسی کے کام نہ آئیگی اور اگر کام کی
بھی ہوتی تو ہم لوگ ایسی چیز اپنے پاس نہین رکھتے ہم حفظ و حمایت خدا پر بھروسا رکھتے ہین بدر پکارا کہ اے غضنفر کہہ
خفتان تو نے کیا کی غضنفر نے کہا اے بدر مین نے رات ہی کو لیجاکر دریا مین پھینکدی اب خفتان کہان بدر نے جو یہ
سنا ایک نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے مجکو جیتے جی مار ڈالا مگر مین کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگا اور تلوار کھینچکر
دوڑا قریب غضنفر نے پہونچکر ہاتھ تیغ کا مارا غضنفر نے پشت شمشیر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا بدر پر مارا اُسنے بھی سپر کو
چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے غضنفر کی سپر کو کاٹا خود و دو بلغے کے دو ٹکڑے کرکے سر پر پہنچی کہ تا دوابر و اتر گئی
بدر نے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی کہ تھرتھرا کر غش کھا کر گر پڑا غضنفر نے
چاہا نکل جاؤن لیکن لاہوت شاہ نے سردارون کو للکارا کہ لینا اس دیوانے کو جانے نہ پائے ارے غضب
کیا اسنے کہ میری بارگاہ مین آکر پیغمبر زادے خداوند کو زخمی کیا یہ سنا تھا کہ سب سردار نعرہ کر کرکے دوڑ پڑے
اُدھر فوج ہوشیار ہوئی غضنفر پر نرغہ ہوا تلوار چلنے لگی مگر غضنفر جس طرف مثل شیر غضبناک کے جاتا سو سو
کو شکار کرتا ہی یہانتک کہ لڑتا ہوا بارگاہ سے باہر نکلا تلوارین مارتا ہوا چلا جاتا ہی غلغلہ دار و گیر بپا ہی مگر غضنفر
مضطر ہوکر اس لشکر کثیر سے کیونکر نکلونگا جو کہ مانند مور و ملخ کے اُمنڈتا چلا آتا ہی لیکن رفیق غضنفر کے اُسکے
جانے کے بعد مسلح و مکمل ہوکر صحرا مین قریب لشکر لاہوت شاہ کے پھر رہے تھے کہ آقا ہمارا تنہا گیا ہوا ہی دیکھیے
کیا ہوتا ہی کہ یکایک لشکر مین لاہوت شاہ کے غلغلہ جو ہوا کہ دیوانے نے غضب کیا کہ بارگاہ مین خداوند زادہ
کی پیغمبر زادۂ خداوند کو مار لینا اسے جانے نہ پائے بس یہ سنتے ہی سب کے سب دوڑ پڑے بوقین بجا بجا کر لشکر
لشکر پر گرکے قتل کرنا شروع کیا اُدھر ہر کارون نے خبر نقابدار یاقوت پوش شتر سوار یران کو پہونچائی

کروہ اپنے لشکر سمیت آکر گرا لشکر لاہوت شاہ کو قتل کرنا شروع کیا لیکن غضنفر نے جو دیکھا کہ رفیق تھپے گئے ہین
دل قوی ہوا اتنے مین دیکھا کہ نقابدار یاقوت پوش بھی مدد کو آگیا اور خوش ہوا اور کفار کو قتل کرنا شروع
کیا مگر حال سلیمان شاہ فارسی کا بیان ہوتا ہی کہ یہ دربار مین تخت پر بیٹھا ہی دربار معمور ہی ذکر غضنفر کا ہو رہا ہی کہ
نہین معلوم وہ شیر بیشۂ شجاعت کیسا ہی کہ آج اسوقت تک دربار مین نہین آیا کوئی عیار خبر تو لائے اگر فراغ کچھا سان
ہو تو مین خود عیادت کے لیے چلون ہرکارہ گیا اور بعد لمحہ بھر کے آکر عرض کیا کہ غضنفر دربار مین لاہوت شاہ
کے گھس گیا وہان بدر زلازل تخمی کہ جسکے ہاتھ سے کل زخمی ہوا تھا آج اُسے بھی مجروح کیا سلیمان شاہ نے پوچھا کہ
بدر کیونکر زخمی ہوا اُسکے پاس تو خفتان مریخ بند ہی کہ حربہ اُسکے جسم پر اثر نہین کرتا عیار نے جواب دیا کہ خفتان غضنفر
رات کو چرا لایا اور دریا مین پھینکدی اب تنہا گھر گیا ہی اُسکی مدد ضرور ہی یہ سنکر سلیمان شاہ نے حکم دیا کہ ابھی ہمارا
لشکر تیار ہو اُسیوقت فوج مین کمر بندی ہوئی جو جس کام مین تھا اُسے ترک کرکے مسلح و مکمل ہوا آن واحد مین تیاری
ہوگئی سلیمان شاہ فارسی فوج لیکر لشکر لاہوت پر گرا ادھر سلیمان ثانی مع فوج مدد کو غضنفر کی پہونچا غرض خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی ادھر داراب نے خورشید و تورج سے کہا کہ ہم تم بھی چلکر خدا پرستون کے شریک ہون اور لقا
پرستون سے تو ہمین کچھ مطلب نہین ہی خورشید از بسکہ غضنفر سے جلا ہوا ہی کہا کہ اے برادر ہمین کیا ضرورت ہی کہ ہم کسی کو
مفت اپنا دشمن بنائین خدا پرست ایسے کہان کے ہمارے دوست ہین سر لقا پرستون کا گردن مین خدا پرستون
کے اور سر خدا پرستون کا گردن مین لقا پرستون کے ہمین کسی سے کچھ مطلب نہین ہی چلو ہم تم تماشا دیکھین داراب نے
کہا اچھا تو ہمین بھی چلو تماشا ہی دیکھینگے سب یہ آپس مین مشورہ کرکے گھوڑون پر سوار ہو ہو کر اپنے لشکرون سمیت آکر
کھڑے ہوے تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ غضنفر اور نقابدار یاقوت پوش و سلیمان ثانی خوب لڑ رہے ہین اور
لاہوت شاہ و زر بور شاہ ہاتھیون پر سوار ہین فوج کو للکار رہے ہین کہ خدا پرست زندہ نہ جانے پائین اور
چہار جانب سے نرغہ ہی کفار کا لشکر بیحد و بے پایان ہی قریب ہی کہ اہل اسلام شکست کھائین کہ اس اثنا مین سلیمان شاہ
فارسی پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اور نعرہ کیا مار وان لقا پرستون کو بعد اُسکے رستم خان اور کامل خان اور تغل خان
اور جمشید و خورشید بن گنجاب اور مالک زمان بہزاد و ببر خار افگن و غیور باختری و نورسرین و ملک
اردوان جزیرہ نشین وغیرہ سب سردار ایک کے بعد ایک مانند سیل دمان کے پہونچا اور لشکر کفار پر گرا اہل اسلام
خوب جانبازی کرنے لگے غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا ایسی تلوار چل رہی ہی کہ پیر چرخ اپنی چال بھولگیا ہی اور اسقدر کثرت ہی
فوجون کی کہ میدان مملو ہی کہین جگہ نہین ایک سے ایک اسقدر بھڑا ہوا ہی کہ عجب نہین جو نوک مژگان سے بھی کار زار
ہونے لگے کہ تلوارون کی قیچیان لگی ہین اُن قیچیون سے سوا جامہ ہستی کے اور کوئی کپڑا قطع نہوگا چار پہر دن تلوار چلی
گو شب تیرہ نے پردہ داری کی مگر اُنکا پردہ نہ رہا چہار طرف روشنی ہوئی تلوار اسقدر چلی کہ خون کا دریا جاری ہوا
گویا سب قرابت دار ہوگئے سب کا خون ملگیا اُس دریاے خون مین پیرہن جو گری تھین تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ
چھوٹے دریا مین پیر رہے ہین بازو و جوزہ پوشون کے کٹکر گرے تھے تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ مچھلیان جال مین پھڑک
رہی ہین قبضے تلوارون کے نہنگان خون آشام معلوم ہوتے ہین یہانتک خونریزی ہوئی کہ یقین ہی سبزہ کبھی وہان
روئیدہ نہ ہوگا اور اگر اُگیگا بھی تو لالہ کمر داغ بر دل عجب ہنگامہ تھا یہانتک کہ ایک شبانہ روز تلوار چلی دوسرا دن
ہوا غضنفر لڑتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قیفال بن افوال سے سامنا ہوا کہ اُسنے غضنفر پر تلوار ماری غضنفر
نے ہاتھ تیغ کا خالی دیا یہ پہلوان تیغہ لنگر دار باندھتا تھا جھونک مین جاکر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غضنفر نے تلوار کمر پر دی

کر دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر ارہنگ للکارتا ہوا دوڑا کر او دیوانے غضب کیا تو نے ارے ایسے زبردست
کو اس طرح مارا تجھے دیوانہ کون کہتا ہو تو بڑا ہوشیار ہو لیکن کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھ تیری کیا حالت
کرتا ہون اور قریب ہو بچکر تبر مارا غضنفر نے تبر باسیب سپر رد کیا اور دہنے ہاتھ سے ہتھکٹی لگائی کہ ہاتھ ارہنگ
کا مع تبر کٹکر دور جا پڑا اب غضنفر نے تیغہ سر پر مارا اُسنے بائین ہاتھ سے سپر بلند کی لیکن تیغ نے قرص سپر کے دو ٹکڑے
کیے جامہ خود کو شکستہ کیا کاسۂ سر مین درآئی کہ پیمانۂ عمر کو اُسکے بھر دیا سارا تسمہ اُتر گیا اب جو غضنفر نے جھٹکا دیا مع
مرکب چار ٹکڑے ہوئے سرہنگ بھائی ارہنگ کا گرز اٹھاکر دوڑا کہ او دیوانے بھائی کو میرے تو نے مار ڈالا
مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اُدھر تو اُسنے گرز اُٹھایا ادھر غضنفر نے تلوار ماری کہ ہاتھ کٹا اور گرز اُسی کے
سر پر گرا مرگ ناگہانی مین مبتلا ہوا گویا اپنی قضا اپنے ہاتھ سے بلائی اور نابگرد نے سامنا کیا وہ بھی ہاتھ
غضنفر کے مارا گیا یہانتک کہ پانچ بھائی ارہنگ کے غضنفر نے مارے اُدھر سلیمان ثانی لڑتا ہوا چلا جاتا تھا
اُس طرف ارماق بن کہراق چلا آتا تھا دونون کا سامنا ہوا ارماق نے تلوار ماری سلیمان ثانی نے پشت شمشیر پر
تلوار روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے طوفان بن بہراس نے سامنا کیا پھر کر تلوار ماری
سلیمان ثانی نے ہاتھ قبضۂ شمشیر پر ڈالدیا اور تلوار چھینکر پھینکدی پکڑ کر کمر زنجیر کا بند اٹھا لیا اور آسمان کی طرف
پھینکا کہ نظر سے غائب ہو گیا جب ساعت بھر کے بعد گرنے لگا تو اُسے جو رنگ ہوائی کا ٹا سرخاب سرخ چشم سے مقابل ہوا
اُسنے چوبدست گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو اُٹھاکر سلیمان ثانی پر ماری سلیمان ثانی نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا لیکن چوبدست جو پڑی آواز تراقے کی بلند ہوئی گرد اُڑی مگر سلیمان نے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا غیظ و غضب
مین آکر مارا اُسنے چوبدست پر روکا تیغہ نے چوبدست کو مانند کدوے دراز کے دو ٹکڑے کیے خود و بلغہ سر و گردن
چار آئینہ زرہ کمر زنجیر کا بند کاٹکر زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اسی طرح کئی سردار مارے اُدھر
نقابدار یاقوت پوش بڑی شد و مد سے لڑتا ہوا چلا جاتا ہو ایک طرف سے سرہنگ قوی ہیکل اہل اسلام کو
قتل کرتا چلا آتا ہو کہ دونون کا سامنا ہوا سرہنگ نے ارہ پشت نہنگ کا وار کیا نقابدار نے تیغہ آبدار سے
اُسے کو قلم کیا اور دوسرا حربہ کیا کہ سپر کو کاٹا اُسنے سر اپنا بچایا تلوار شانے پر ترچھی ہو کر پڑی کہ اجل کا نشانہ ہوا
تیغ زیر بغل اُتر گئی اوپر کا منڈلا کٹکر گرا وہ ناری فی النار روانہ سقر ہوا اسہم آدمخوار نے دوڑ کر دونون چنگال
آہنی مارے نقابدار نے پتیرا بدلکر خالی دیا کہ وہ اپنے زور مین اوندھے مُنھ جا رہا اب نقابدار نے تیغہ مارا کہ
دو ٹکڑے ہوئے ابرہہ بیردان بن بیردان بیر سوار خنجر کھینچکر دوڑا نقابدار نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا
وار کیا کہ پورا ہاتھ جنو کا بیٹھا دو ٹکڑے ہوئے مہران عنقاروس نے نیزہ مارا تیغ سے قلم کیا اور اپنا وار کیا اُسنے سپر
اُٹھائی تیغ نے سپر کو کاٹا خود و بلغہ کاٹتی ہوئی سر پر کی نقابدار نے جھٹکا دیا تا دو ابرو اُتر گئی اُسنے دشنہ مارا
تلوار تو چھنکار نکل گئی لیکن مہران کو غش آگیا لوگ اُسے لیکر نکل گئے اب نقابدار زیور شاہ کی طرف چلا لوگ اُسکے
جان توڑ توڑ کر لڑنے لگے راوی کہتا ہو کہ اسی طرح اور سرداران لشکر اسلام نے بھی ایک ایک دو دو سردار کفار کے
قتل کیے مگر نقابدار لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زیور شاہ کے پہونچا اُسنے تلوار ماری نقابدار نے وار اُسکا
باسیب سپر رد کیا اور ایسی تلوار ماری کہ سپر کو اُسکی کاٹ کرتا دو ابرو اتر گئی زخم کاری لگا لوگ اُسکے لے بھاگے
اُدھر سلیمان شاہ فارسی ہاتھی پر سوار ہو تیر و کمان ہاتھ مین ہو کفار کو نشانہ کر لیا ہو تیر مارتا چلا آتا ہو اُدھر
لاہوت شاہ لڑتا چلا آتا ہو کہ دور سے اُسنے سلیمان شاہ کو دیکھا اس کافر نے تیر سلیمان شاہ پر مارا

وہ تیر سلیمان شاہ پر تو نہ پڑا کہ اسکا ہاتھی ترچھا ہو گیا تھا پیچھے سلیمان شاہ کے ایک سوار تھا اُسکے سینے پر پڑا کر توڑ کر
پار گذر گیا وہ مرد مسلمان شہید ہوا اگرچہ دیکھکر سلیمان شاہ نے بھی تیر مارا کہ لاہوت شاہ کے گلے پر بیٹھا گدی کے
پار گذر گیا اُدھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی نے تیر لاہوت شاہ پر مارا کہ وہ تیر پشت سے پار گذر گیا پھر تو جوانان اسلام
نے تیرون کی بوچھار کر دی کہ لاہوت شاہ کو ہاتھی سمیت غربال کر دیا غضنفر بن اسد گھوڑا دوڑا کر برابر اُسکے
ہاتھی کے آیا جست کرکے اوپر گیا لاہوت شاہ تڑپ رہا تھا کہ خنجر سے سر کاٹ لیا اور نیزے پر چڑھا کر بلند کیا اُدھر
سلیمان ثانی نے علم فتح قلم کیا لوگ لاہوت شاہ نے شکست کھا کر جدھر مُنھ پڑا بھاگ نکلے زنور شاہ پہلے ہی بھاگا
تھا بدر بن زلازل بحشیمی کہ زخمی ہو چکا تھا اُسکو بھی لیکر لوگ بھاگے اہل اسلام نے انکا تعاقب کیا مال و اسباب لوٹنے
لگے تمام مال و خزانہ خیمہ و خرگاہ راوتی جو کچھ تھا سب قبضے مین کیا ہر ایک لا مال ہو گیا خزانہ پر شاہی پہرا ہو گیا باقی
لوٹ معاف ہو گئی تھی غرض نقارہ فتح بجنے لگا سلیمان شاہ فارسی مظفر و منصور خیمے مین داخل ہوا تمام سردارون کو
خلعت دیے لوٹ معاف کر دی جو اسباب جسکے ہاتھ لگا تھا وہ اپنے تحت و تصرف مین لایا سلیمان شاہ فارسی نے
جشن کیا مگر حال بدر بن زلازل حبشی کا بیان ہوتا ہے کہ یہ جو زخم کھا کر بھاگا سیدھا جزیرہ فندق کی طرف چلا خوف
راستے کا ایسا غالب ہوا کہ کسی طرف سے بگولا گرد کا اُٹھا اور یہ دو چار فرسخ بھاگ کر ٹھہر جاتا ہے کہ خفتان مرتجنید پاس نہین
ہو اور اہل اسلام نے شاید تعاقب کیا ہو بھاگا بھاگ جزیرہ فندق مین پہونچا یہ خبر برہمن جادو کو ہوئی کہ بدر زخمی خراب
ہو کر آیا یہ تو اسپر بدل مائل ہے مرتی ہے جان دیتی ہے کہا بلاؤ تو اُسے اب لیا تم سیا کیون یہان آیا ہے اپنی خالا کو لینے گیا تھا
جوتیان کھاکے یہان آیا لیکن بدر جو سامنے آیا دوڑ کر برہمن جادو کے قدمون پر گر پڑا اور کہا کہ ای ملکہ مجھسے خطا ہوئی تقصیر میری
معاف کرو اب مجھسے ایسی خطا کبھی نہ ہوگی اور رونے لگا برہمن جادو نے سر اُسکا پیرون پر سے اُٹھایا کہا کہ حال تو بیان کر
ہوا کیا اُسنے تمام سرگذشت بیان کی اور کہا کہ ای مشفقہ مہربان اُس دیوانے نے خفتان مرتجنید میری چرا کر دریا مین پھینکدی
اب مین بالکل بیکار ہو گیا اُسنے کہا کہ ای بیوقوف و نالائق مین کیا کرون مین نے تو ایک مدت مین اُسکو بنایا تھا اب
مجھسے ویسی خفتان کہان بن سکتی ہے بدر نے کہا کہ ای ملکہ مین اپنی جان دونگا اگر خفتان نہ ملیگی تو تمہارے سامنے اپنا گلا کاٹونگا
اسنے کہا کہ جا موے کل کا مرتا آج مر کو مین سمجھا جیتے بدر نے اُسی صدمے مین خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے
برہمن جادو نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کہا کہ خبردار تو اپنی جان نہ دے گو خفتان تو مجھسے ویسی نہ بنیگی مگر جاتی ہون اور اُسی
خفتان کو دریا سے نکالکر لاتی ہون تو نہ گھبرا یہ کہکر مشت خاک اُٹھا کر سحر دم کر کے اپنے شانون پر ملی کہ پر پرواز پیدا ہوے
اور اُڑ کر روانہ ہوئی آتے آتے کنارے دریا کے پہونچی کچھ اسباب سحر ہمراہ لیتی آئی تھی لب ساحل دریا کے بیٹھی اور
ایک بچہ خوک بھی تھا اُسکو جھٹکا کیا خون اُسکا تھال مین لیا تھوڑے خون سے چوکا دیا باقی خون مین پانی ملا کر اُس سے
نہائی اور اُس چوکے مین بیٹھی اور سحر پڑھنے لگی ایک پتلا ماش کے آٹے کا بنایا اور اُسی خون خوک سے اُسکا بھی خمیر
کیا تھا ایک اسم شروع کیا کہ جس سے ہاتھ پیرون مین اُسکے حرکت پیدا ہوئی آنکھون مین اُسکے روشنی پیدا ہوئی دوسرا
اسم شروع کیا کہ وہ پتلا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا اور گویا ہوا کہ جو حکم ہو اُسے بجا لاؤن برہمن جادو نے کہا کہ جا دریا
مین اور خفتان مرتجنید ڈھونڈھ لا یہ سنتے ہی وہ پتلا دریا مین کودا برہمن جادو نے کچھ سحر اور پڑھا کہ تمام پانی ساکن
ہو گیا ایک پہر بھر کے عرصے مین وہ پتلا خفتان ڈھونڈھ کر نکال لایا سامنے برہمن جادو کے رکھدی اُسنے خوش ہو کر
اُس پتلے کے مُنھ مین تھوک دیا بس وہ گر کر ہیئت اصلی ہو گیا صبح ہو چکی تھی برہمن جادو لیکر بدر کے پاس آئی بدر
منتظر بیٹھا تھا کہ برہمن جادو پہونچی اور خفتان بدر کو دی اور کہا کہ تیرے واسطے مین نے چار پہر رات محنت کی بدر خفتان کو

دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ای شفیقہ آپ میرے ساتھ ایسا کرتی ہین جیسے کوئی مان اپنے لاڈلے بیٹے کی باتین اٹھاتی
ہی آپنے میرے لیے محنت کی تو مین بھی خدمت سے باہر نہین ہون یہ کہکر برہمن جادو سے لپٹ گیا اُسنے کہا کہ موئے یا تو
مر رہا تھا یا اب یہ خرمستی سوار ہوئی کہ جورو کو امان کہنے لگا ہٹ میرے پاس سے بدرنے کہا امان کے کیا کوئی شاخ ہوتی ہی
جیسے تم ویسے ہان غرضکہ خوب اپنا کالا منھ کیا اور دونون مصروف عیش و عشرت ہوئے کہ اب یہان کا حال پھر بیان
کیا جائیگا اُدھر تمام کا فراش لاہوت شاہ کی لیے ہوے روتے پیٹتے کوچ بکوچ خدمت ایرج مین روانہ ہوئے تھے
ادھر ایرج طے مراحل اور قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا ہی اب کوئی تین منزل ملک سبائل اور قلعہ ذوالامان رہگیا ہی
کہ ناگاہ گرد و غبار بلند ہوا اور آواز گریہ و زاری نالہ و بیقراری کی بلند ہوئی ایرج نے شاپور سے کہا کہ نیر اعظم خیر کرے
اُس روز تو لاش طرماسپ کی آئی تھی کہ اسکا داغ ابتک دل پر سے مٹا نہین یہ نہین معلوم کسکا لاشہ ہی یہی باتین
تھین کہ غل ہاے لاہوت شاہ والے لاہوت شاہ کا ہوا ایرج یہ آواز سُنکے قریب تھا کہ دیوانہ ہو جانے بے اختیار
اُٹھ کھڑا ہوا کہ اور زیادہ شور ہاے لاہوت شاہ کا بلند ہوا ایرج اپنے سرداروں سمیت اُٹھا اور آکر دیکھا تو لاشہ
لاہوت شاہ کا عریان نظر آیا ایرج یہ دیکھکر اُسکی لاش سے لپٹ گیا اور پکارا کہ ای لاہوت شاہ تمنے حق رفاقت
خوب ادا کیا ہمارے اوپر اپنی جان تک نثار کردی نیر اعظم تمکو بخشے یہ کہتا ہی اور روتا ہی کہ عجب سرزمین ہی ملک
سبائل اور قلعہ ذوالامان کی کہ طرماسپ ایسے رفیق لاہوت شاہ ایسے دوست کو مردہ دیکھا مگر خیر اسکا
عوض خدا پرستون سے نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا غرض رو پیٹکر لاشہ لاہوت شاہ کا صندوق
مین رکھکر سیاہ مخمل سے منڈھوا کر لوگون سے پوچھا کہ یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا کہ پیر و مرشد تمام خدا پرستون نے تیرباران
کیا کہا خیر سمجھا جائیگا اور لاش کو اُسکی بیشہ نمگرگ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جلد کوچ ہو طرف قلعہ ذوالامان
کے مجھے نہ سبائل سے کام ہی نہ سلیمان شاہ فارسی سے مطلب ہی مین فقط یہ چاہتا ہون کہ اپنی جاجان ملکہ گیتی افروز
کو اپنے قبضے مین لاؤن اور جاکر گوشہ نشینی اختیار کرون یہ کہکر دیلم شاطر زنگی سے کہا کہ تم پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا قلعہ
ذوالامان کیطرف لیکر روانہ ہو دیلم شاطر اُسیوقت تیاری کرکے اپنے زنگیون سمیت روانہ ہوا بعد اسکے اور تمام لشکر کا
بھی کوچ ہوا ایک ایک سردار آگے پیچھے فوج لیکر روانہ ہوا جب قریب شہر ذوالامان کے پہونچا ایک غلغلہ شہر ذوالامان
اور ملک سبائل مین ہوا کہ ایرج فوج بے پایان سے آ پہونچا سب اپنی تیاری مین مصروف ہوئے داراب کشورکشا
خورشید ستارہ پرست تورج ماہ پرست تینون ایک مقام پر صحبت آرا تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ صاحبقران
روزگار ایرج نامدار با سپاہ بیشمار یہان آتا ہی ہر ایک اپنے اپنے خیمے کو روانہ ہوا راوی روایت کرتا ہی کہ ابتک
یہ جنگ و جدال تمام ملک سبائل پر ہوئی تھی اب سلیمان شاہ فارسی خبر آمد ایرج کی سنکر ذوالامان کو روانہ
ہوا تمام فوج و لشکر و سرداران نامور اسکے ہمراہ ہین اُدھر داراب و خورشید و تورج بھی اپنے اپنے [illegible]
روانہ ہوئے یہان یہ خبر وحشت اثر مہرو ند عیار نے ملکہ گیتی افروز کو پہونچائی ملکہ نہایت مضطر ہوئی مظفر
بن ضیغم خون آشام کو بلایا جب وہ حاضر ہوا کہا کہ ای مظفر سنا تمنے کہ وہ آفتاب پرست آتا ہی مین نے زہر الماس
تیار کر رکھا ہی جسوقت وہ قلعہ مین داخل ہو جائیگا مین پانی مین گھولکر پی جاؤنگی مظفر نے عرض کیا کہ حضور ہرگز
کا اندیشہ نہ فرمائین مین جانبازی و سرفروشی کو موجود ہون قلعہ کو مین نے نہایت آراستہ کر رکھا ہی دوسرے یہ کہ
سلیمان شاہ فارسی مع لشکر اور اہل اسلام مدد کو موجود ہین حضور کچھ اندیشہ نہ فرمائین تیسرے یہ کہ عرضی شاہزادہ
نور الدہر کو بھی لکھی ہی یقین ہی کہ وہ شہریار بھی آ جائیگا یہ آفتاب پرست بھاگتا نظر آئیگا غرض بہت سے کلمات لاسکے

ملکہ گیتی افروز سے کہے اور رخصت ہو کر قلعہ مین آیا آراستگی مین مصروف ہوا دوسری عرضی اور لکھکر شاہزادہ نور الدہر
کی خدمت مین روانہ کی جسکا مضمون یہ تھا ای شہریار عالی وقار وای روح صاحبقران نامدار کہ پہلی عرضی کم نصیبی
سے آپ تک نہ پہونچی یہان کفار کی چڑھائی ہی ہم سب جانبازی و سرفروشی کو موجود ہین لیکن اُس آفتاب برج
کے اقبال کا ستارہ اوج پر ہی ہم اسکا کچھ ذکر نکرسکنگے اپنی جانین دینگے لیکن یہ مقدمہ ناموس کا ہی اگر جلد تشریف
لائیےگا صاحبقران کو اور جملہ بزرگون کو اپنے کیا مُنھ دکھائیےگا اور ایک عیار کے ہاتھ اس عرضی کو روانہ کیا کہ جلد اپنے
کو خدمت مین شاہزادہ کی پہونچا وہ تو روانہ ہوا اب دوسری صبح ہی ہر ایک نماز پڑھکر کھڑے کھڑے تسبیح و وظیفہ کی پڑھ رہا ہی
کہ یکایک پردۂ بیابان سے شق گرد و غبار کا بلند ہوا تمام عورتین برجون مین سے جہانتک گرد دیکھنے لگین
کہ وہ مانند گرد کدورت کے بڑھتے بڑھتے قریب آکر شق ہوئی اور دل گرد سے تین لاکھ زنگیان آدمخوار دکھائی دیے
آگے آگے سب کے ویلم شاہ زنگی دریاے آہن مین غوطہ مارے ہوے ارہ پشت نہنگ ہاتھ مین پہنچے آیا بارگاہ سلیمانی
کا میدان مین پہونچکر ٹھہرا جلد اچھی دیکھکر بارگاہ برپا کرائی کہ تمام صحرا خیمون سے بھر گیا کہ دوسری گرد اڑی اور اُس وجہ
مین اُس گرد سے چالیس ہزار سوار نمایان ہوئے آگے آگے سب کے ہزادھر تدیہ نہ پہونچے تھے کہ اور گرد اُڑی اور
مرجان دریا باری اور سام بن غوجان دریا باری پہونچے کہ اور گرد اٹھی قارن بن بلبوط کج گردن مقبل سرگردان
سپہر سیر گردان پہونچے اسی طرح تا نتا بندھ گیا ایک کے بعد ایک سرداران ایرج آئے مثل حمید زنگی سلیم زنگی ظفر طالع
کشتی گیر وغیرہ کے یہ سب پہونچکر گھوڑون سے نہین اُترے ہین اسی طرح پرے جمائے کھڑے ہین جیسے کوئی کسی کا منتظر ہوتا
ہی اور گرد دیر و بلند ہوئی کہ زمین سے آسمان تک ایک سد نظر آنے لگا گویا وہ دیوار گلی آئینہ حلبی ہی کہ سب اُسطرف
دیکھ رہے تھے ساکت اور مودب تھے کہ یکایک ہوا نے مار اگرد کو گرنے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد
سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیچھے اُسکے تخت مالک بن ملکوت شاہ کا اور ارسلان شاہ کا ایرج مرکب
پری پیکر باد رفتار پر سوار لباس پر تکلف پہنے ہوئے کمال شوکت و شان سے پہونچکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوا کہ
یکایک دوسری گرد ملک سبائل کیطرف سے بلند ہوئی اور سلیمان شاہ فارسی لشکر بے پایان فوج فراوان سے مدد کو
اہل اسلام کی پہونچا بعد اُسکے دوسری گرد اُڑی سلیمان ثانی پہونچا تیسری گرد بلند ہوئی غضنفر بن اسد دلاور آیا اور
گرد اڑی جی تقا بدار یاقوت پوش شتر سوار پران آیا اسیطرح سب اہل اسلام مثل رستم خان بن گنجاب نوفل خان
بن گنجاب خورشید و جمشید تورسرکن ببر طارا گن ملک دوان جزیرہ نشین ایک کے بعد ایک آیا یہ سب جمع ہونے پائے
تھے کہ اور گرد اڑی مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ جب گرد شق ہوئی چھ سو علم
نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے کشور کشا تخت پر جلوہ فگن و داراب کشور کشا اسپ ستابے پر سوار مانا اگند در ہمراہ
بعد اُسکے خورشید ستارہ پرست پانچ لاکھ سوار کی جمعیت سے آیا بعد اُسکے تورج ماہ پرست چار لاکھ سوار سے پہونچا
ان سب کے خیمے بھی استادہ ہوئے ایرج شام تک تماشا دیکھا کیا لوگون سے اپنے کہا کیا کہ یہ سب مجھی سے لڑنے آئے ہین
مگر مثل مشہور ہی کہ ہجوم پروانگان شمع کا کچھ نہین کرسکتا یہ میرے الف شمشیر آبدار ہین سب کہار و نکا یہی باتین کرتا ہوا
داخل بارگاہ ہوا تمام لشکر اترا اسپ اپنے اپنے خیمہ مین بیٹھے وہ رات گذری دوسرا دن ہوا صبح کو ایرج بارگاہ مین کرسی زرنگار جلوت
پر متمکن ہوا مالک بن ملکوت شاہ تخت پر بیٹھا سب سردار جمع ہوے ایرج نے دبیر سے کہا کہ نامہ لکھو مظفر بن ملطیغم خون آشام کو
اِس مضمون کا کہ اے مظفر آگاہ ہو کہ لقا خداے باختر نے ملکہ گیتی افروز کو اور ملک باختر بخوشی تجھے بخشا ہی اور قاسم نے جبر اُسکا
گیتی افروز کو لقا سے چھینا تھا اور اب قاسم زندہ بھی نہین ہی بس تجھے لائق و لازم ہی کہ نامے کو دیکھتے ہی ملکہ گیتی افروز کو

سوار کرکے میرے پاس لے آئین تیری نہایت عزت و حرمت کرونگا اور اگر خلاف اسکے کیا تو مین صاحبقران جہان ہون
حمزہ میری نہیب شمشیر سے بھاگ کر ظلمات کو چلا گیا لندھور کہ اُسکا جانشین اور نائب تھا اُسنے میرے پاس امن پناہ
لیا ہی جمعیت میری اختیار کی ہی میرے ہاتھ سے تو مفت مارا جائیگا ذلیل ہوگا اور تجھے قلعہ پر بھروسا ہی تو ایک لمحہ مین
لے لونگا اور گیتی افروز کو نکال لاؤنگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ تیار کیا ایرج نے جام شراب بھرکر رکھوایا اور پکارا کہ
میرے سرداروں مین سے کوئی اس نامے کو لیکر جاے اور جواب اُسکا لاے یہ سُنکر میعاد رشک دراز گردن اپنے محل
سے کود پڑا اور جام اُٹھا کر پی لیا نامہ سر سے باندھا بارگاہ سے نکلکر پانچہزار سوار کی جمعیت سے روانہ ہوا جب دروازہ
شہر پر پہونچا خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہ ایرج کا ایلچی آیا ہی کہا بلالو اُسے جب میعاد رشک دراز گردن
سامنے آیا بطریق آفتاب پرستان سلام کیا جواب سلام تو کسی نے نہ دیا مگر دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا میعاد بیٹھا
ساقی نے بحکم مظفر جام شراب کا بھرکر دیا میعاد نے کئی جام پیے جب خوب نشہ ہوا پکارا کہ متم نامہ زبدۂ آفتاب پرستان
یعنے ایرج نوجوان مظفر بن ضیغم خون آشام نے نامہ طلب کیا اسنے دیا مظفر نے دبیر کے ہاتھ مین دیا اُسنے پڑھنا
شروع کیا مظفر نامے کا مضمون سنکر آگ ہوگیا اور دبیر کے ہاتھ سے لیکر پھاڑ کے پھینکدیا اور کہا کہ اُس کرپاس فروغ
بچہ بازاری نے جو یہ لکھا ہی بہت ساجھک مارا ہی کہدینا اُس سے کہ کیون شامت آئی ہی یہ ناموس ہی حمزہ عالیشان
صاحبقران دوران کا بہتر ہی کہ یہان سے چلا جا اور اب ایسے کلمات زبان پر نہ لا تھوک اور چاٹ اب یہ نہ کہ
مین عاشق ہون ملکہ گیتی افروز پر نہین تو بہت ذلیل و خراب ہوگا بس نامے کو چیر کر پھینکنا تھا کہ میعاد رشک
دراز گردن آگ ہوگیا اور نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست غضب کیا تو نے کہ نامہ زبدۂ آفتاب پرستان نظر کردہ
پیر قطب دوران ایرج نوجوان کا چیر ڈالا مین تجھے کب زندہ چھوڑتا ہون اور تلوار کھینچکر مظفر بن ضیغم خون آشام پر
ماری مظفر نے آتے ہوے تلوار کو خیال کرکے جھکی دی کہ تلوار ہٹ پڑی قبضے پر اُسکے ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھینلی اور
ڈالکر کمر زنجیر مین ہاتھ زور کیا کہ میعاد کو اُٹھالیا اور زمین پر چاروں شانے چت گرا چڑھ کر چھاتی پر مشکین باندھلین اور
حکم دیا لوگون کو اسکو اسیر کرو جانے نہ پاے بس یہ سُنتے ہی ایک ایک پر چار چار جا پڑے اور سب کو پکڑ کر مشکین باندھ لین
سب گرفتار ہوگئے یہان مظفر نے ارادہ کیا تھا کہ ان سب کے منہ کالے کرواکر نکلوادون یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہلا بھیجا
کہ مظفر ایلچی کا سر کٹوا کر دروازے پر شہر کے چڑھوادے اور لوگون کو اُسکے قتل کر مظفر نے وہی کیا میعاد رشک دراز گردن
کا سر کٹوا کر شہر کے دروازے مین لٹکوا دیا اور آفتاب پرست جو اُسکے ساتھ آئے تھے اُنھین بھی قتل کیا ایرج بارگاہ مین
بیٹھا ہوا تھا لوگون سے کہہ رہا تھا کہ یقین ہی مظفر بن ضیغم خون آشام میرے ایلچی کے ساتھ رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا
بلکہ ملکہ گیتی افروز کو بھی لیتا آئیگا کیونکہ وہ مجھسے لڑکر بر نہین ہوسکتا یہی ذکر ہو رہا تھا سردار بجا اور درست
کہہ رہے تھے کہ سامنے سے جوڑی ہرکارون کی آئی نگر پسینے مین عرق خاک مین اٹی ہوئی اور دعاے ترقی اقبال و جاہ
دیکر عرض کیا کہ ایلچی زبدۂ آفتاب پرستان کا میعاد رشک دراز گردن کہ میعاد اُسکی زندگی کی ختم ہوچکی تھی ہاتھ سے
خدا پرستون کے مارا گیا سر اُسکا دروازہ شہر پر لٹکا ہوا ہی یہ سُنکر ایرج نہایت برہم ہوا چاہتا تھا کہ غصے مین طبل جنگ بجاے
کہ بہزاد مرتد نے جھکے سے کہا کہ اے زبدۂ آفتاب پرستان تجھے مفصل خبر پہونچی ہی کہ میعاد حکم سے ملکہ گیتی افروز کے مارا گیا
مظفر کا یہ ارادہ نہ تھا کہ اُسے قتل کرے اور معشوق جفا کار ہوتے ہین آنکا شیوہ یہی ہی اسکو عین محبت سمجھے ایرج بولا تو سچ
کہتا ہی مگر مظفر نے تو کچھ جواب نہ بھیجا کیونکہ جب ایلچی کو مار ڈالا تو جواب کیا بھیجتا مین اب نامہ سلیمان شاہ فارسی کو لکھتا ہون
کیونکہ وہ مرد فہمیدہ ہی اور سن رسیدہ ہی نشیب و فراز عالم کو خوب جانتا ہی اُس سے جواب معقول ملیگا اور اُسی مضمون کا

نامہ لیکر معاد رشک دراز گردن کو دیا کہ تو جا کچھ تیرے واسطے خوف کی جگہ نہین ہے سلیمان شاہ مثل مظفر کے نہین
ہے معاد رشک دراز گردن نامہ لیکر چند آدمیون سے روانہ ہوا خبر سلیمان شاہ فارسی کو ہوئی حکم دیا کہ بلالو ایلچی کو
معاد سامنے آیا کرسی عنایت ہوئی بیٹھا نامہ پیش کیا سلیمان شاہ فارسی نے دبیر سے پڑھوایا ماحصل مطلب یہ تھا
کہ ملکہ گیتی افروز کو میرے سپرد کر دو اس مضمون سے آگاہ ہوکر سلیمان کو نہایت غصہ آیا سردارون سے کہا پکڑ لو اس
ایلچی نالائق کو معاد رشک دراز گردن نے تلوار کھینچی مگر لوگ چار طرف سے دوڑ پڑے ہاتھ جس طرح اٹھا تھا اسیطرح
رہگیا لوگ لپٹ گئے مشکین باندھ لین سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا کہ ناک اور کان اسکے کاٹکر نکالدو اور اسکے
ساتھ والون کو بھی نکٹا اور بوچا بناکر چھوڑ دو کہ ذرا اس آفتاب پرست کو معلوم تو ہو کہ ناموس صاحبقران پر
نگاہ بد ڈالنا ایسا ہوتا ہے اسیوقت انکی ناک اور کان لوگون نے کاٹ ڈالے اور پکی سیاہی سے کالا منھ کرکے نکالدیا
وہ لوگ اسی ہیئت سے سامنے ایرج کے گئے ایرج نے جو اپنے ایلچی کی یہ حالت دیکھی آگ ہوگیا اور طیش مین آکر حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ رزمی نوازش مین آیا ادھر ہرکارون نے خبر سلیمان شاہ کو پہونچائی یہان بھی کوس حربی
بجا ادھر داراب آب پرست خورشید ستارہ پرست نوچ ماہ پرست سب کے لشکرون مین طبل جنگ بجا مگر لندھور
بن سعدان کو جب ایرج کی بارگاہ سے اٹھکر اپنے لشکر مین آیا تو اکرمہ ہندی وغیرہ نے لندھور سے کہا کہ ای رستم زمان
اب آپکا کیا ارادہ ہے اب تو ایرج بالاعلان کہتا ہے کہ مین ملکہ گیتی افروز پر عاشق ہون اور نامہ بھی بھیجا ہے ہم لوگ
کہ صاحب غیرت مشہور ہین مگر اب انتہا کے بیغیرت ہین کہ ایرج برملا ناموس صاحبقران کا نام اپنے عشق و عاشقی
سے لیتا ہے ہمسے سنا نہین جاتا ہمکو اجازت ہو کہ ہم لڑکر اسے مارین یا اپنی جان دین لندھور نے کہا تمہارا تو یہ قصد ہے اور
میرا یہ ارادہ ہے کہ مین جسوقت دیکھونگا کہ ایرج کا روکنے والا کوئی نہ رہا سب مارے گئے اور زخمی ہوئے تو مین دروازے
پر قلعہ ذوالامان کے جا بیٹھونگا اور اپنی جان دیدونگا لیکن ایرج کو اندر قلعہ کے نہ جانے دونگا آگے تمہارا ارادہ تم نے
کہا ہے تو مین منع نہین کرتا مگر مین تمہارا شریک نہین ہون یہ سنکر سب چپ ہو رہے مگر یہان سب لشکرون مین طبل جنگ
تو بج ہی رہا تھا ہر ایک اپنی تیاری مین مصروف تھا تمام رات اسیطرح بسر ہوئی کہ ستارہ سحری فلک پر چمکا اور شاہ خاور
نے مشرق سے طلوع کیا اور سریر نور پر بیٹھا کہ جسکے ڈر سے تمام لشکر انجم گریزان ہوا تیرگی پردہ ظلمات مین جاکر چھپی ہر شخص
نے اپنے اپنے طریقے پر پرستش خدائے یگانہ کی غرضکہ ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آئے ادھر سے اہل اسلام
ایک طرف سے آب پرست ایک جانب سے ستارہ پرست ایک سمت سے ماہ پرست آکر میدان مین صف آرا ہوئے
نقیب حسب دستور نکلگئے کہ ایرج نوجوان نے مرکب اپنا چمکایا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت
میدان چاہی کہا کہ جاؤ شیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہے ایرج سلام کرکے باد وگر مرکب پر بیٹھکر عازم عرصۂ قتال
ہوا میدان مین پہونچکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ زمین پر گاڑکر مبارز طلب کیا اس طرف سے غضنفر بن اسد سلیمان شاہ
فارسی سے اجازت لیکر مقابل ہوا ایرج نے کہا او دیوانے تو مجھسے مقابلہ کو آیا ہے میرا کیا کر سکتا ہے یا زخمی ہوگا یا
مارا جائیگا بہتر یہ ہے کہ تو میری بیعت اختیار کر مفت اپنی جان نہ دے غضنفر پکارا او گرباس فروش بچے بازاری تو
مجھے کیا ماریگا زخمی ہوئیگا اجار انہین جنگ دوسروار دیا تیری فتح ہے یا میری تلوار کی باڑھ کے آگے سب برابر ہین
یہ سنکر ایرج نہایت خشمناک ہوا اور پکارا کہ او دیوانے جو کچھ حربہ رکھتا ہے کرلے تاکہ ہوس دل کی نکلجائے غضنفر نے کہا تو
جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے اگر خدا تیرے حربے سے بچائیگا تو مین بھی وار کرونگا ایرج نے نیزہ اٹھایا اور
خبردار خبردار کہکر غضنفر پر مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن چلنے لگی تھوڑی دیر مین ایرج نے نیزہ غضنفر کا

ہوائی گیا غضنفر نے تلوار کھینچ کر ایرج پر ماری ایرج نے سپر پر روکی غضنفر نے دوسری تلوار ماری ایرج نے وہ بھی
روکی پھر غضنفر برس پڑا سر سے پیر تک جھاڑ باندھ دی کہ ایرج کو روکنا مشکل پڑ گیا غنچہ بنا ہوا ہے ہمہ تن چشم ہو تلوار روکتا
ہے ایک مقام پر ہاتھ غضنفر کا شعلہ کف کر شستہ ہوا تھا کہ ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر غضنفر کے تڑی تا دو ابرو
اُتر گئی دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکل گئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا ایرج نے آواز دی کہ بیجاؤ
اس دیوانے کو لوگ اُسے لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا شہاب بن فولاد از در گیر نکلا بعد نیزہ بازی کے
نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی تلوارین شہاب کی ایرج نے رد کین اور اپنا وار کیا یہ بھی زخمی ہوا نقابدار یاقوت پوش
اپنا مرکب جھکا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگاہ وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگو کے لیا نیزہ بازی ہوئی
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی کرسنا نین اور بانین بیکار ہو گئین نوبت شمشیر زنی کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل
ہوئی لیکن ستارہ ایرج کا سب پر غالب ہے نقابدار بھی زخمی ہوا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا سلیمان ثانی نے ارادہ
کیا تھا کہ نکلون کہ مظفر بن ضیغم خون آشام پیشقدمی کر کے آیا سامنے ایرج نے جو مظفر کو دیکھا صاحب سلامت کی
اور کہا کہ اے مظفر تو نے غضب کیا کہ ایلچی کو میرے مار ڈالا زمانے مین کسی نے آج تک ایلچی کو نہیں مارا مثل مشہور ہے کہ ایلچی را
زوال نیست مظفر نے کہا او نابکار بچے تو نے ایسا واہیات نامہ کیون لکھا تھا یہ ناموس صاحبقرانی ہے مجال نہیں ہے کسی کی
کہ اس طرف آنکھ اُٹھا کے دیکھے جیسا تو نے واہیات لکھا تھا ویسا ہی اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے کہا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا
اب بھی تو میری اطاعت کر تو مین اپنے لشکر کی سالاری تجھے دون مظفر نے کہا او نابکار بچے تو اپنی حقیقت اور لیاقت
کو بھول گیا تو وہی نابکار بچہ ہو رہا ہے عمرو نے تو اسے تجھے اس رتبے کو پہونچایا ہے ایسے باجی کی رفاقت کبھی نہ کرونگا ایرج
یہ سنکر آگ ہو گیا کہا او مظفر معلوم ہوا کہ قضا تیری میرے ہاتھون ہے خیر آ اسے جو کچھ کہ حربہ اپنا رکھتا ہو مظفر نے کہا کہ ہم
اہل اسلام مین ہمارا یہ دستور نہین کہ حریف پر پیشدستی کرین ایرج نے کہا تو خبردار ہو اور نیزہ اُٹھا کر مارا مظفر نے
نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن مین ایرج نے نیزہ مظفر کا ہوائی کیا مظفر نے غضبناک ہو کر تلوار ماری
ایرج نے باسیب سپر روکی اور اپنی تلوار اسپر ماری کہ سپر کو توڑ کر سر پر پہنچی تا دو ابرو اُتر گئی مظفر نے دستانہ مارا تلوار تو
جھٹکا کر نکلی سر سے چادر خون کی باہر آئی اُسی حالت زخمداری مین زخم سر کو باندھ کر چاہا کہ تلوار مارے مگر سنبھلا نہ گیا
غش آگیا گھوڑے سے نیچے گرا ایرج نے کہا اسے اُٹھا لیجاؤ یہ اب زخمی ہو چکا ہے لوگ دوڑے مظفر کو پالکی مین ڈالکر لیگئے شام
ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی آرامگاہ پر آئے مظفر تو مع فوج قلعہ ذو الامان مین داخل ہوا سلیمان شاہ
زخمیون کو لیے ہوئے اپنے خیمے مین آیا اُدھر غضنفر کے زخم مین ٹانکے لگے علاج ہونے لگا مگر ایرج جو پھر کر بارگاہ مین داخل ہوا
و تخت پر بیٹھا بہزاد مرتد سے کہا مین چاہتا ہون کہ کشتیان جواہر کی اور پوشاک و میوون کے خوان واسطے جان جہان ملکہ
گیتی افروز کے بھیجون اُسنے کہا کہ مناسب ہے اُسیوقت ایرج نے دو ہزار خوان تیار کروائے ہزار خوان مین جواہر اور پوشاک
اور ہزار خوان مین میوہ اور کہارون کی وردیان بانات سلطانی اور مخمل کاشانی نصر اول کشتی گیر کو ساتھ کر کے
روانہ کیا جب خوان دروازے شہر ذو الامان پر آئے یہ خبر مظفر بن ضیغم خون آشام کو ہوئی کہا خوان لے آؤ اور وہ
کہارون کے لباس چھین لو ناک کان کٹوا کر نکالدو یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو پہونچی کہا کہ خوان یہان لے آؤ اور اپنے
سامنے منگوا کر میوہ تو گدھون کو کھلوا دیا جواہر اور پشمینہ حلال خورون کو دیدیا اور عوض مین اُسکے لنگر پتھر کوڑا کرکٹ اور
گوبر بھروا کر کھانچے اور سے ڈھانک کے گستے کسوا کر کہا کہ یہ خوان ہماری طرف سے ایرج کو بھیجو نصر اول کشتی گیر وہ
خوان لیکر خدمت ایرج مین روانہ ہوا اور کہارون نے خبر ایرج کو دی کہ اُدھر سے بھی خوان آپ کے لیے آئے ہین ایرج نہایت خوش ہوا

اور سب سردارون سے کہا کہ ان خوانون کا استقبال کرو اور ہمارے سامنے لاؤ کیونکہ یہ تحفہ جان جہان آرام دل
مشتاقان کا بھیجا ہوا ہی سب سردار بحکم ایرج نامدار گئے اور خوان لیکر سامنے آئے ایرج نے کہا کہ کھولو ان خوانون کو
پہلا خوان جو کھلا اسمین گوہر بھرا ہوا تھا اور دوسرے مین کنکر پتھر کوڑا کرکٹ بھرا ہوا دیکھکر حیران ہوا الغرض دل
کشتی گیر سے پوچھا کہ یہ خوان مظفر نے بھروا کر بھیجے ہین اُسنے کہا مظفر کا ارادہ تھا کہ ہم سب کے ناک کان کٹوا کر بھیجد
کر ملکہ گیتی افروز نے خوان اندر منگوائے جواہر پشمینہ پوشاک حلا خورون کو دیدیا اور میوہ گدھون کو کھلوا دیا
خوان بھروا کر آپ کے واسطے بھیجے ہین بہزاد مرتد نے کہا ملکہ کمال محبت آپکے ساتھ رکھتی ہین فقط آپکے چھیڑنے
اور ستانے کے واسطے یہ کیا ہی وہ کیا کرے چہار طرف سے تو گھری ہوئی ہی خدا پرستون نے اُسے قید کیا ہی اُسکو یقین جانیے
کہ وہ آپ پر فریفتہ ہی ایرج نے کہا کہ اس شب کا ایک چبوترہ بناؤ کہ مین اُسپر بیٹھا کرونگا اُسیوقت مزدوگر حاضر تھے
دم بھر مین چبوترہ بناکر تیار کر دیا ایرج اُسپر بچھونا کروا کے بیٹھا اور پرنگیرہ کھنچا ناچ ہونے لگا اُس روز طبل جنگ نہ بجوایا
مصروف عیش و عشرت رہا دوسرے روز حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی یہ خبر ہر طرف پہونچی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہی علاوہ لشکر اسلام کے داراب و خورشید و تورج کے لشکر مین بھی یہ
نقارہ رزمی بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے ایرج مرکب چمکا کر یا ملک
بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا کہ داراب کے لشکر سے علم جلوہ گری پر آسکا اور
داراب کشورکشا مرکب اپنا اُڑا کر سامنے تخت کشورکشا کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ خداوند کریم حیات
تمھارا نگہبان ہی داراب سلام کرکے بادگرم کب پر سوار ہو کر سامنے ایرج کے آیا ایرج نگا و رزن ہوا مرکب برابر
ہوگئے ایرج نے کہا ای داراب تو ان خدا پرستون کی طرفداری کیون کرتا ہی اور مجھسے کیون لڑتا ہی پھر جا میدان سے
مجھے تجھسے کچھ عداوت نہین ہی داراب نے کہا ای ایرج تیری حرکتین بہت بد ہین صاحبقران کی تو یہ عادتین
کہ انھون نے ہماری تمھاری حفاظت کے لیے ایک ایک رفیق زبردست کو چھوڑا تاکہ انکی جان کو کوئی ضرر
نہ پہونچے اور تمنے پیچھے انکے ملکون کو انکے برباد کیا ہزارہا آدمیون کو قتل کیا یہانتک کہ اب ناموس کی انکے خواستگاری
کرتے ہو کس مذہب مین زن شوہردار کو نگاہ بد سے دیکھنا روا ہی تجکو لازم نہین ہی کہ نام ملکہ گیتی افروز کا زبان پر
لائے اس ارادے سے باز رہ اور انتظار صاحبقران کا کر وہ آئین اور انکے فیصلہ صاحبقرانی کا ہونے دو تجھ
اختیار رہی نہین تو ہم بیشک ناموس صاحبقران کی حفاظت کرینگے اور ای ایرج دیکھ میرے کہنے پہ عمل کر
ناحق اپنے کو رسوا نہ کر دشمن اپنا دوستون کو نہ کر اول تو دیکھ لشکر سلیمان شاہ کا کسقدر ہی اُسپر کوئی مقابلہ کرنیوالا
نہ رہیگا لندھور بھی نہین موجود ہی وہ ایسا بےغیرت نہین ہی کہ تجھے ناموس صاحبقران پر قبضہ کرنے دیگا جان دینے پر مستعد
ہو جائیگا تیسرے آمد نور الدہر کی لگی ہوئی ہی کہ وہ بجائے حمزہ صاحبقران ہی قریب ہی کہ آئے مفت کی بدنامی اپنے سر لینا
سراسر عقل کے خلاف ہی دیکھو پھر کہتا ہون کہ اس ارادے سے باز رہو یہ سنکر ایرج نے کہا کہ تم تو میرے ناصح بنکر آئے ہو مین عشق
مین مرتا ہون ملکہ گیتی افروز ناموس میرا ہی لقا مجکو بخش چکا ہی قاسم اُس سے زبردستی چھین لایا مین بغیر اُسکے لیے نہ جاؤنگا
تمام ایک طرف ہو جائے تو مجکو پروا نہین ہی جو تجھسے ہو سکے قصور نہ کر غرضکہ بعد گفتگوے بسیار نیزے ہاتھون مین لیے مگر
ایرج کہتا ہی کہ پہلے تو حربہ کر داراب کہتا ہی کہ مین صاحبقران ہون پہلے وار اپنا نہ کرونگا اُدھر ایرج کہ رہا ہی کہ مین خود
صاحبقران ہون بڑی دیر تک یہی بحث رہی آخر داراب نے کہا کہ مین طرفدار ہون خدا پرستون کا اور وہ پیشدستی نہین
کرتے ہین مین بھی پیشدستی نہ کرونگا ایرج نے کہا معلوم ہوا کہ تجھے جب غزا اپنی شجاعت کا ہو گیا ہی لے خبردار ہو یہ کہکر نیزہ ا

داراب نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو ناگنین گتھ گئین جو بند ایرج باندھتا ہی اُسے
داراب کھولتا ہی جو بند داراب باندھتا ہی اُسے ایرج کھولتا ہی دونون ایک اُستاد کے شاگرد رشید ہین یہانتک کہ
سنانین اور بنانین نیزون کی بیکار ہو گئین ہاتھون سے پھینک پھینک گرز گران سنگ اُٹھائے اور پہلے ضرب گرز کی
داراب نے لگائی ایرج نے گرز کو گرز پر روکا کہ تراقے کی آواز بلند ہوئی شعلہ تا فلک کو نکلگیا گرد و غبار بلند ہوا کہ ایرج
مع مرکب اُس مین چھپگیا داراب نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم خبر لو کہ اسکی شاپور شیر دل چلاتا تھا کہ ایرج نے تتورۂ گرد
سے نکلکر آواز دی کہ جلد دوسرا مرکب لاؤ کہ گھوڑا امیر کا مرگیا شاپور مرکب دوسرا لیکر پہونچا ایرج اسپر سوار ہوا اور کہا کہ اب کے
میری ضرب کو اور اُٹھا کے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو سر پہ چرخ دیکر داراب پر مارا داراب نے بھی گرز کو گرز پر روکا
کہ وہی کیفیت ہوئی مرکب کی کمر ٹوٹی عیار دوسرا مرکب لیکر آیا تتورۂ گرد مین گھسا دیکھا کہ داراب بیہوش پڑا ہوا
ہی اور آنکھین بند ہین منہ سے پسینہ جاری مگر مانند ستون فولادی کے قائم عیار نے چاہا تھا کہ منہ پر پانی کا چھینٹا دیکر
ہوشیار کرے کہ داراب نے آنکھین کھولدین اور مرکب کو اپنے مردہ پا کر دوسرے گھوڑے پر بیٹھکر پھر ایرج سے سامنا کیا
دونون نے تلوارین کھینچ لین یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان چمک رہی ہین بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار داراب
ایرج کے ہاتھ سے زخمی ہوا اسنے پھر مبارز طلب کیا تورج ماہ پرست مقابلے کو نکلا بعد گفتگوے بسیار تلوار چلنے لگی بڑی دیر تک
رد و بدل رہی آخر تورج بھی زخمی ہوا پھر ایرج پکارا اب کون میرے مقابلے کو آتا ہی کہ خورشید ستارہ پرست مرکب
کو چمکا کر میدان مین آیا مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے خورشید مجھے تعجب ہی کہ تو خدا پرستون کی طرفداری کرتا ہی اسد
نے وہ حرکتین ناشایستہ کین جس سے تیرا ہی دل خوب جانتا ہوگا غضنفر بکر تجھسے پیش آیا کہ ایسے تحفے تجھے لیگیا پھر کیا
تجھے اُسنے توقع ہی میرے تیرے آگے بھی محبت تھی اب بھی اگر ایک ہی جگہ یکدل ہو کر رہتے تو بہت خوب تھا مجھسے تو
پرخاش نکر امیر کا شریک ہو خورشید نے کہا اے ایرج تو ایسا بدوضع ہی کہ پرائے ناموس پر نگاہ بد کرتا ہی کسی کو وضع تیری پسند
نہین ہی یا تو اس ارادے سے باز رہ نہین تو لڑ مجھسے ایرج نے جھنجھلا کر کہا کہ تو جانتا ہی کہ مین تجھسے دبکیا ہون خیر نہین تو
ہاتھ لا اپنا حربہ القصہ نیزہ بازی ہوئی برابر رہے نوبت گرز کی پہونچی خاک اُڑی زلزلے آئے جسکی ضرب پڑتی تھی معلوم
ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مرکب مارے گئے لیکن کام نہ نکلا آخر تلوارین کھینچ گئین بڑی دیر تک یہ معلوم ہوتا تھا کہ
دو بجلیان چمک رہی ہین آخر کار خورشید بھی ہاتھ سے ایرج کے زخمی ہوا شام ہو چکی تھی ایرج طبل بازگشت بجوا کر داخل
بارگاہ ہوا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب
دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسیوقت نقارۂ رزمی بجا ادھر اہل اسلام پھر کر داخل بارگاہ ہوے ہین
زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے جا رہے ہین علاج ہو رہا ہی کہ خبر طبل جنگ کی پہونچی سلیمان شاہ فارسی نے حکم دیا یہان
بھی بجدو گادمے کوس پیکار اُسیوقت نقارۂ رزمی نوازش مین آیا لیکن بعد طبل جنگ بجنے کے سلیمان شاہ فارسی نے
کہا کہ یہ لوگ ہماری طرف سے لڑکر زخمی ہوئے ہین انکی عیادت ضرور ہی گو کہ بوقت شب عیادت کو نہین جاتے ہین لیکن دن کو
مہلت کہان صبح کو پھر تلوار کا سامنا ہی نہین معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے میرے نزدیک مناسب یہ ہی کہ کوئی صاحب اسوقت میری
طرف سے عیادت کو اُن لوگون کی جائین یہ سنکر غضنفر بن اسد اور سلیمان ثانی دونون برابر نکلون سے کودے
سلیمان شاہ کہ عاقل و فہمیدہ ہی کہا کہ اے غضنفر تم نقابدار یاقوت پوش کی عیادت کو جاؤ شاہزادہ سلیمانی داراب و
خورشید و تورج کی عیادت کو غضنفر مایوس ہو گیا نہین تو ارادہ اوسکی یہ تھا غضنفر کا غضنفر بن اسد اپنے بارہ ہزار [illegible]
واسطے عیادت نقابدار یاقوت پوش کے گیا وہان نقابدار اپنے خیمے مین بیٹھا تھا کہ خبر آمد غضنفر کی پہونچی فرمایا بلا لو جب غضنفر

سامنے گیا سلام کیا نقابدار نے دعائے درازی عمر دی اور اپنے برابر دنگل جواہر بیٹھنے کو عنایت کیا غضنفر بیٹھا نقابدار
نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب کا بھر کر پیش کیا غضنفر نے نقابدار کو سلام کرکے پی لیا نقابدار نے بھی ایک جام
پیا غضنفر نے مزاج پرسی کی تھوڑی دیر تک بیٹھا رہا بعد اُسکے کہا کہ اب اجازت ہو تو رخصت ہون نقابدار نے کہا
کہ جی چاہے تو آج یہین رہو دعوت ہماری قبول کرو عرض کیا کہ مین کب انکار کرتا ہون مگر سلیمان شاہ فارسی متردد
ہونگے مین اُنکی طرف سے مزاج پرسی کو حاضر ہوا تھا مین پھر حاضر ہونگا نقابدار نے کہا بہتر غضنفر وہان سے اُٹھکر
چلا آیا لیکن راستے مین یہ سوچا کہ یہ نقابدار کون شخص ہے جو اپنی بزرگی جتاتا ہو دیکھا چاہیے اپنے خیمے مین آکر عیار سے لباس
شبردی طلب کیا اور آراستہ ہو کر سیاہ دو شالے کا جھرمٹ مار کر سپر تلوار بغل مین داب چل کھڑا ہوا قریب بارگاہ
نقابدار کے پہونچا گرد خیمے کے چرخ مارنے لگا دیکھا کہ لوگ ہوشیار ہین دروازہ بارگاہ کی طرف آیا دیکھا کہ دو چار سپاہی پہرے
پر بیٹھے ہین اور حقہ پی رہے ہین دو گھٹی چل رہی ہے جلدی سے رنگ و روغن عیاری نکالکر صورت اپنی ایک خانہ بردار
کی بنائی اور آکر انھین دربانون سے سلام علیک کی اُنھون نے جواب سلام دیا اور کہا کہ بھئی تم کیا کوئی نوکر ہو کہا
نیا نوکر تو نہین ہون بہت پُرانا نوکر ہون درمیان مین چھوٹ گیا تھا اب پھر میری نوکری بحال ہوئی ہے اُنھون نے کہا کہ
اچھا بھئی آؤ حقہ پیو مگر جلگیا ہے کہا تمباکو ہمسے لو دیکھو تو کیا خوشبودار ہے یہ کہکر ایک چلم بھر کی تمباکو دی حقہ بھرا گیا
دم پڑنے لگے جسنے دو گھونٹ پیے جھلگیا اور ہر ایک کہہ رہا ہے کہ بھئی اسین کا تمباکو ہمین بھی دینا غضنفر نے کہا تو بھئی یہ
سیر بھر تمباکو ہے سب بانٹ لو یہ کہکر ایک پنڈا نکالکر رکھدیا سب ٹوٹ پڑے کوئی آدھی لیگیا کوئی بالکل محروم رہا
اب آپسمین جوتی پیزار ہونے لگی ایک سے ایک چھینتا ہے غرضکہ لڑتے لڑتے سب بیہوش ہو ہو کر گرے غضنفر اندر بارگاہ
کے آیا شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کردہ جلے اور دھوین سے اُنکے خدمتگار وغیرہ سب بیہوش ہوئے غضنفر نے نقابدار
کو بھی بیہوش کیا نقاب کھولی یہ معلوم ہوا کہ صاحبقران لیٹے ہوئے ہین صورت بہت ملتی ہے غضنفر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بیٹے ہین اُسکے
بند نقاب کا اُسی طرح باندھکر آپ راہی ہوا بہیئت اصلی سلیمان شاہ کی بارگاہ مین آیا اور سب کیفیت بیان
کی وہان شاہزادہ سلیمان ثانی بیٹے لشکر داراب مین آیا خبر داراب کشورکشا کو ہوئی کہ سلیمان ثانی کی
عیادت کے لیے آتا ہے یہ سُنتے ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور جملہ سردارون سمیت مع مالک اژدر استقبال کو آیا بارگاہ مین لایا
دنگل جواہر نگار پر بٹھایا اور نہایت خلق سے پیش آیا لیکن شاہزادہ سلیمان ثانی بعد مزاج پرسی کے رخصت ہوا اور
بارگاہ خورشید مین آیا اُسنے بھی یونہین استقبال کیا اور اپنا دنگل خالی کر دیا آپ دوسرے دنگل پر بیٹھا شاہزادہ
سلیمان ثانی یہان سے بھی مزاج پرسی کرکے اُٹھ کھڑا ہوا تو ایرج کے خیمے مین آیا اُسنے بھی استقبال کیا اور نہایت
ممنون ہوا شاہزادہ بعد استفسار مزاج یہانسے بھی رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا کچھ دیر سویا ہوگا کہ آواز اذان کی
کان مین آئی اُٹھا نماز پڑھی عازم میدان جنگ ہوا وہان دیکھا تو دونون لشکر آراستہ ہین نقیب نقیبے رہے
ہین کہ یکایک ایرج نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان مانگی کہا کہ
جاؤ نیر اعظم تمھارا نگہبان ہو ایرج سلام کرکے بادو گر مرکب پر بیٹھکے میدان مین آیا مبارز طلب کیا رستم خان جن گنجی
سامنے تخت سلیمان شاہ کے آیا اجازت لیکر مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعن لین تو رستم خان
کا ہوا لی کیا اُسنے جھنجھلا کر تیغہ مارا ایرج نے پشت شیرہ سرو کر جو اپنا وار کیا سر کٹی اور رستم خان زخمی ہوا دستا بچا کا
تلوار نکلگی لیکن غش آگیا ایرج نے پھر مبارز طلب کیا نوفل خان نکلا وہ بھی زخمی ہوا جمشید و خورشید بھی زخمی ہوئے
طورس گن ببر خاراکن ملک اردوان جزیرہ نشین غیور باختری سب زخمی ہوئے اور کچھ سردار مارے بھی گئے

پہرون چڑھا ہوگا کہ شاہزادہ سلیمان ثانی مرکب اپنا جھکا کر مقابل ایرج ہوا ایرج نے کبھی اُسے دیکھا نہ تھا پوچھا
تو خدا پرست نام اپنا بیان کر کہا کہ مین برادرزادہ صاحبقران ہون بیٹا عجیل ماہرو کا پردہ قاف مین پیدا
ہوا ہون اسی باعث سے مجھے پردۂ دنیا کے لوگ کم جانتے ہین سلیمان ثانی میرا نام ہی ایرج کو یاد آیا کہ قصر البحرین
سلیمانی مین اسی کی بہن سے ملاقات ہوئی تھی کہا سلیمان ثانی تمھارے باپ سے مجھسے بہت ملاقات ہی تم بیعت میری
کرلو میرے ساتھ رہو سلیمان ثانی نے کہا او پاجی بیمروت تو ناموس صاحبقران کو بدنام کرتا ہی اور مجھسے بیعت طلب کرتا
ہی تجکو غیرت نہین آئی کیا تیرے ساتھ نورالدہر اور صاحبقران نے مروت و رعایت کی اُسکا عوض یہی تھا دیکھ
داراب و لعل تریج و خورشید کو وہ کیون ہماری طرفداری کرتے ہین جو مردون کی حرکتین ہین اُنسے ادا ہوتی ہین تجھ نالائق
پاجی نامرد ہی تجھسے ایسی باتین سرزد ہوتی ہین بس یہ کلمات جو ایرج نے سُنے آگ ہو گیا کہا کہ باش ای خدا پرست زیادہ
زبان درازی شیوہ شرافت کا نہین ہی گیتی افروز لقا کی بیٹی ہی اور مجکو لقا نے بخش دی ہی مین اسکا دعویٰ کیون
اپنے حق کا دعویٰ کرنے مین بیمروت و نامرد ہو گیا اور تم جو قہر و جبر سے چھین لائے ہو بڑے بہادر ہو معلوم ہو جائیگی
بہادری تمھاری غرض بعد گفتگو کے نیزہ بازی ہوئی بڑی دیر تک طعنین چلین مگر کچھ نہ ہوا برابر رہے دونون نے
عمود گران سر اُٹھائے وہ ضربین چلین کہ زمین کے طبقے ہلے پہاڑ تھرائے جگر گاؤ زمین کا قریب تھا کہ ہول سے شق
ہو جائے مرکب مارے گئے لیکن مطلب کسی کا حاصل نہ ہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی دو بجلیان کوندنے لگین بڑی دیر تک
ردو بدل رہی ایک مقام پر ایرج نے کمر بنا کر جو سر کا وار کیا گوشہ سپر کو قلم کیا خود و زلغفہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر آئی
جلدی سے دستانہ مارا تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی سر سے چادر خون کی باہر آئی مگر اس بہادر نے شملہ تحت الحنک کا کھولکر زخم کو
کسکر باندھا اور پھر تلوار ایرج پر ماری اُسنے پشت شمشیر پر روکی اور دوسری تلوار جو ماری چاہا سلیمان ثانی نے رکھا لی
وے نہ بچ سکا جھلتی ہوئی شانہ پر پڑی کہ وہ بھی زخمی ہوا اب سلیمان ثانی کو غش آگیا گھوڑے سے گر پڑا ایرج نے کہا اٹھالیجا
اسے لوگ سلیمان ثانی کو لیگئے پھر ایرج نے مبارز طلب کیا اور دو ایک سردار جو باقی تھے وہ بھی زخمی ہوئے دو پہر ڈھلے تک
پرابند ہو گیا ہرچند ایرج پکارتا ہی کہ ایک میرے مقابلے کو نہین آتا تو دو دو ملکر آئین سلیمان شاہ نے دیکھا کہ کوئی
مقابلہ کرنے والا نہین رہا اور ایرج لاف و گزاف کر رہا ہی کہا کہ لاؤ مرکب میری سواری کا اور تاج سر سے اُتار کر تخت
رکھا خود کو زیب سر کیا پوشاک شاہی اُتار کر لباس رزمی زیب بدن کرکے مسلح و مکمل گھوڑے پر بیٹھکر مقابل ہوا ایرج
نے کہا ای سلیمان شاہ اگر تو میری بیعت کرے اور ملکہ گیتی افروز کو میرے حوالے کرے تو کل باختر کی بادشاہت
تجھے دون سلیمان شاہ نے کہا او بزاز بچے کیا واہیات بکتا ہی اُس مریم عصر و بلقیس زمانہ کا نام لیتا ہی اور تو مجھے بادشاہ
کیا کریگا باختر تو حمزۂ صاحبقران کو بخشا ہوا ہی میرے قبضے مین ہی بغیر میرے حکم پتا تو ہل نہین سکتا نور الدہر کو تو
دور سمجھا ہی وہ آیا ہی چاہتا ہی سر جنگ معقول تجھے دیگا ایرج نے کہا جب وہ آئیگا سمجھا جائیگا اب تو تم سب کو مار کر اپنی
جان و روح ملکہ گیتی افروز کو اپنے قبضے مین لاتا ہون سلیمان شاہ نے کہا کیا تاب ہی تیری کہ ناموس صاحبقرانی
پر قبضہ کرسکے القصہ بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی ہوئی چند طعن مین ایرج نے نیزہ سلیمان شاہ کا ہوا کیا سلیمان شاہ
نے غیظ و غضب مین آکر تلوار ماری ایرج نے باسبب سپر روکی اور عوض مین اُسکے اپنی تلوار لگائی کہ سپر کو قلم کرکے
خود و زلغفہ عرق چین زرہ توپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر آئی دستانہ مارا کر تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی اور اسی عالم زخمداری
مین سلیمان نے تلوار ایرج پر ماری کہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑی کہ دو انگل کا زخم لگا ایرج نے سر اپنا پیچھے کھینچا تلوار گھوڑے
کی گردن پر پڑی کہ صاف قلم کر گئی ایرج مع مرکب گرا آفتاب پرست دوڑ پڑے اُدھر سے اہل اسلام جا پڑے تلوارین

چلنے لگین دونون لشکر ملگئے غلغلہ دار و گیر بلند ہوا لاش پر لاش گرنے لگی ادھر ایرج کو دوسرا مرکب یادہ لاش کو
گھوڑے کی جھٹکر جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر بیٹھکر لڑنے لگا خون کی ندیان بہنے لگین شام تک کشت و خون ہوا
کہ دامن صحرائے نبرد کا لاشون سے پر ہوگیا آخر کار طبل بازگشت بجا دونون لشکر پھر گئے اپنی اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے
سلیمان شاہ و سلیمان ثانی اور جملہ سرداران نامی جو زخمی تھے سب کے زخمون پر ٹانکے لگ رہے ہین کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ایرج نے طبل جنگ بجوایا ہے کل پھر ارادہ میدانداری کا ہے سلیمان شاہ کو ہوش آچکا تھا کہا کہ اب صبح کو
کون سامنا کرنے والا باقی ہے مفت مین سب مارے جائینگے بہتر یہ ہے کہ قلعہ ذو الامان مین چلے چلو لیکن غضنفر بن اسد
نے یہ صلاح دی کہ طبل جنگ یہان بجوائیے تاکہ آفتاب پرست تعاقب نہ کرین ایرج کو اگر معلوم ہو جائیگا تو وہ
اسی وقت آکر گھیر لیگا اور قلعہ تک نہ جانے دیگا یہ صلاح سب کو پسند آئی اور طبل جنگ بجوا کر دو پہر رات گئے تک تیاری
کر کے مال و اسباب اپنا لیکر داخل قلعہ ذو الامان ہوئے اب کوئی میدان مین نہین ہے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا تختہ اُٹھوا لیا
آگ خندق مین روشن کروادی یہان صبح کو ایرج جو بیدار ہوا چاہا کہ مسلح و مکمل ہو کر میدان کو جائے کہ ہرکارون نے خبر دی
خدا پرست رات کو بھاگ کر داخل قلعہ ہوئے اب میدان صاف ہے ایرج نے کہا کہان بھاگ کر جائینگے میرے ہاتھ سے مگر
دغا کی ان خدا پرستون نے خیر ان سب کو قتل کرونگا اور حکم کیا کہ چار طرف سے نرغہ کر لو آفتاب پرستون نے
محاصرہ کر لیا ایرج آکر داخل بارگاہ ہوا ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشے
مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ دمدمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہ خبر سلیمان شاہ
کو ہوئی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگ بجے قلعہ پر بھی نقارہ بجا لیکن مظفر نے گولہ اندازون کو بلا کر بہت کچھ انعام دیا
اور کہا کہ ہمتو جانباز زیان کر چکے اب عزت ناموس صاحبقران کی تمہارے ہاتھ ہے سب نے عرض کیا کہ دیکھیے کیا
آپ کرتے ہین کیا کیا القصہ رات بھر طرفین مین طیاری جنگ ہی صبح کو سلیمان شاہ فارسی اور چند سردار آکر فصیل بند
دروازے پر بیٹھے کہ سامنے سے لشکر کفار نمایان ہوا ادھر سے ایک آدھ گولا پڑنے لگا لشکر رکگر کھڑا ہو رہا تخت
مالک بن ملکوت شاہ کا سامنے آیا ایرج مرکب باد رفتار پر سوار ساتھ ساتھ دیکھا قلعہ کو کہ مانند عروس شب اول
کے آراستہ ہے ایرج نے پکار کر کہا اے خدا پرستو اب بھی میری معشوقہ کو میرے پاس بھیجدو مین اُسے لیکر چلا جاؤن
تمسے کچھ سروکار نہ رکھون اور اگر نہ دوگے تو قلعہ بھر کو قتل کرونگا اور اپنی محبوبہ کو لونگا قلعہ پر سے لوگون نے
گالیان دینا شروع کیا کہ او نرابچے کیا جھک مارتا ہے کیا واہیات بکتا ہے جب تجھسے ہو سکے قصور نہ کر ایرج نے اپنی فوج
کیطرف دیکھا سب نے کہا کہ حکم ہو تو ابھی قلعہ کو لے لین کہا انتظار کیا ہے جاؤ نیر اعظم تمہارا نگہبان ہے یہ سنکر آفتاب پرستون
نے گھوڑے اٹھا دیے چلے یورش کر کے قلعہ کا رخ کر لیا اُدھر لوگ قلعہ پر سے دوربینین لیے ہوئے دیکھ رہے تھے انھون نے
دیکھا کہ آفتاب پرست آتے ہین سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ آفتاب پرستون نے یورش کی ہے کیا حکم ہوتا ہے
اُسوقت ہوائی اُتشار کروائی گولہ اندازون نے سیدھ باندھ لی اور گولے مارنا شروع کیے تو توپخانہ رعد شکوہ جوش و خروش
مین آیا رنجک کی بجلی چمکنے لگی دھوئین کا ابر بنکر تیار ہوا گولہ مانند اولے کے پڑنے لگا بس وہ آفتاب پرست جو کہ
بڑھے چلے آتے تھے مع مرکب اُڑ اُڑ کر پیچھے والون پر جا پڑے وہ اُنکے باعث سے جہنم داخل ہوئے باقی بھاگ کر دور جا
کھڑے ہوئے یہان گولہ اندازون نے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ ہاتھ کو روکو لو دیکھو کیا
حال ہوا آفتاب پرستون کا گولہ اندازون نے ہاتھ رکھ لیا دیکھا کہ ہزار ہا آفتاب پرست مرے ہوئے پڑے ہین باقی
بھاگ کے دور کھڑے ہو رہے ہین کہا کہ بجے طبل شادمانی ایرج نے دیکھا کہ فوج جو یورش کو گئی تھی ناکام پھری کچھ نہ ہوا

ہزار ہا آدمی مارے گئے اور قلعہ پر شادیانے بج رہے ہین بس غیظ و غضب طاری ہوا کہا کہ قسم ہو نیر اعظم کی ابھی جا کر قلعہ کو لونگا مالک بن ملکوت شاہ نے کہا اے ایرج نوجوان تم قلعہ پر نہ جاؤ بہتر ہے قلعہ کو لینا جلدی اچھی نہین ہوتی ایرج نے کہا پھر کوئی مددگار آ جائیگا تو دیر ہوگی مین ابھی قلعہ کو لونگا اور گرز گران سر ہاتھ مین لیکر چلا ہندیون نے لندھور سے کہا اب آپ کسکا راستہ دیکھتے ہین ہمین تاب ضبط باقی نہین لندھور نے کہا آنا تامل کرو کہ ایرج دروازے قلعہ پر پہونچ جائے سب چپ ہو رہے اور لندھور نے دل کو رجوع کیا طرف پروردگار عالم کے کہ اے خالق حقیقی و اے مالک حقیقی اس وقت مین آبرو رکھنے والا سوا تیرے کون ہے کسی کو مدد کے لیے بھیجدے کہ میری جمعیت مین خلل نہ آئے پائے ادھر دیدبانون نے سلیمان شاہ سے کہا اب یکہ سوار آتا ہے یقین ہے کہ ایرج ہوگا کہا نزدیک آنے دو جب ایرج نے چوتھائی میدان طے کیا اسوقت پھر دیدبانون نے عرض کیا کہ اب خوب زد پر آگیا ہے سلیمان شاہ نے ہوائی داغی گولہ اندازون نے توپون کو جھکا کر سوت باندھ کر گولے مارنا شروع کیے توپ خانہ رعد شکوہ جوش و خروش مین آیا گولہ مانند اولے کے برسنے لگا کہ فیہ ظلمات و رعد و برق معلوم ہوتا تھا چہار طرف سے گولہ پڑ رہا تھا ایرج رد کرتا ہوا چلا جاتا تھا جو گولہ وہی طرف جاتا ہے اُسے بھی جانے دیتا ہے جو باءین طرف جاتا ہے اسے بھی جانے دیتا ہے جو منہ کے سامنے آتا ہے اُسپر طمانچہ گرز کا مارتا ہے گولہ اسی طرف پلٹ جاتا ہے خاک ریز پر گر پڑتا ہے خاک وہان کی اڑا دیتا ہے تمام گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا یہان گولہ اندازون نے سلیمان شاہ سے عرض کیا کہ ہفت فلیتے باڑھ کے داغ چکے اب کیا حکم ہوتا ہے کہا ہاتھ رکھ لو توپون پر دیکھو ایک آدھ گولہ قضا کا ضرور لگا ہوگا ہاتھ کا رکھنا ہوا کا چلنا دھوءین کا برطرف ہونا روشنی کا ہونا اب جو دیکھا تو ایرج سامنے قلعہ کے کھڑا ہوا ہے دامن گردان رہا ہے اور پکار رہا ہے کہ اے خدا پرستو آیا مین کہان جاؤ گے میرے ہاتھ سے بچکر اور قلعہ پر سے ماتا ستولا ایرج پر مار رہے ہین ایرج اُس سے بھی بچتا ہے وہان سلیمان شاہ نے کہا کہ یارو اب وقت دعا کا ہے اور تاج سر سے اُتار کر دو نون ہاتھون پر رکھکر دعائین مانگنے لگا کہ اے پروردگار اس پیرانہ سالی مین آبرو میری تیرے ہاتھ ہے اس آفتاب پرست کے شر سے مجھے محفوظ رکھنا اور ناموس صاحبقرانی کا بھی ضرر ہے آگے جو مصلحت تیری ہے بہر دو اس دعا مانگنے کے جانب صحرا سے گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار کر دیا مگر ہوا نے مارا گرد کو گھر ہوتے اٹھا ہوا کو گولہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک لشکر عظیم مثل دریاے مواج کے بڑے زور و شور سے نمایان ہوا یعنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع لشکر پہونچا ادھر ایرج نے جو نور الدہر کو دیکھا مایوس ہو کر قلعہ پر سے پھرا لندھور نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ہندیون سے کہا کہ خدا نے آبرو رکھ لی نہین تو مفت مین ایرج سے بڑے ہوتا اور ہیبت شکنی بھی ہوتی اب ناموس صاحبقران بھی محفوظ رہا یہ کہکر پھر گیا ادھر ایرج اپنے خیمے مین داخل ہوا مظفر بن صیغم خون آشام نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور ملازمت شاہزادے سے حاصل کی سلیمان شاہ سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی غضنفر بن اسد وغیرہ سے بھی ملاقات ہوئی ہر ایک سے شاہزادہ جھک جھک کر ملا یہانتک کرتے آتے داخل محل ہوا مخدارون نے بلائین لین اندر محل کے آیا ملکہ گیتی افروز کو سلام کیا وہ دوڑکر لپٹ گئی بلائین لین صدقے قربان ہوئی کہا کہ بیٹا کہان تھے اتنی دیر لگائی تھی نور الدہر نے حال اپنا بیان کیا ادھر سے رابعۂ اطلس پوش گردیہ بانو وغیرہ آئین شاہزادہ نے سب کو سلام کیا انھون نے دعائین دین غرضکہ سب ایک جگہ بیٹھین ایک ایک نے حال پوچھنا شروع کیا نور الدہر نے کہا کہتا ہے مین نے کہ امیر ظلمات سے پھرے ہین اور شاہزادہ خاور سیاہ کو قید سے پوچھال جادو کے چھڑایا ہے ساتھ اپنے لیے ہوئے آتے ہین خورشید خاوری نے کہا

کر میان تمھارے منھ کے قربان کیا خوشخبری سنائی ہو تمنے غرض نورالدہر بڑی دیر تک محل مین رہا بعد اسکے باہر آیا
اپنے خیمے مین داخل ہوا اب سلیمان شاہ نے لشکر قلعہ سے باہر نکالا خیمہ اسکا بھی استادہ ہوا ادھر سلیمان فانی کا لشکر
بھی قلعہ سے باہر آیا داراب و خورشید و تورج وغیرہ نورالدہر کی ملاقات کو آئے شاہزادہ پیشوائی کرکے انھین لیگیا
بہت تواضع تعظیم کی اسباب عوت پیش کیا بڑی دیر تک بیٹھے رہے باتین کیا کیے بعد اسکے رخصت ہوکر چلے گئے
بعد اسکے لندھور اور مالک اژدر بھی ملاقات کو آئے شاہزادہ بخوبی انسے ملا اعزاز و اکرام بہت سا کیا ملکوس طرف ایرج
جو پھر کر داخل بارگاہ ہوا ہی نہایت اداس بکمال پریشان ہی اور قطع امید ہوگئی کہ اب ملکہ گیتی افروز کا ہاتھ آنا بہت
دشوار ہی مگر اسی حالت مین خیال گذرا کہ اے ایرج تونے گیتی افروز کے لیے یہ محنت جانکاہی کی اور تمام زمانے کی
بدنامی اٹھائی مگر ملکہ ابتک نہ ہاتھ آئی خاک اس زندگی پر اور کئی رفیق تیرے مثل طرماسپ اور لاہوت
کے مارے گئے تم انکے خون کا عوض لینا تجھے ضرور ہی یا تو تو نورالدہر کو مار اور ملکہ کو لے کہ لطف زندگانی ہو اور دفع غم
ہوجاے یا اپنی جان بھی دے بموجب شعر یا تن رسد بجانان یا جان ز تن برآید ٭ دست از طلب ندارم تا کار من برآید
بس یہ خیال اپنے دل مین کرکے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی گڑگڑایا کہ آواز سے اسکی فلک تھرایا
ہرکارون نے خبر شاہزادہ نورالدہر کو پہونچائی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل یزدی بتائید ربانی بجے طبل جنگی
ادھر بھی حسب الارشاد کوس حربی نوازش مین آیا ادھر سلیمان شاہ کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا داراب
و خورشید و تورج کے لشکرون مین بھی نقارہ رزمی بجا چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر
میدان مین آئے جب میدان تیار ہوچکا اور نقیب نہیب دیکر چلے گئے تو لشکر مین ایرج کے علمہاے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دمگا و دم نفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج مرکب اپنا پھیر کر سامنے تخت
مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا کہ جاؤ تمھین سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو
ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکر میدان کی طرف چلا یکہ ہر جولان کرتا ہوا اران و باگ کی لاگت دکھاتا ہوا
نصف میدان مین آکر قائم ہوا خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد اسکے مبارز طلب کیا ابھی کوئی مقابلے کو نہ نکلا تھا
کہ از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ کہ آن را حدیست وہ گرد یہ آئی اور یہ آئی شعر
ز گرد و غبارے کہ شد بر سپہر ٭ رہ رفتن خویش گم کرد مہر ٭ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا اور ہر پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم
تھی بعد اسکے شتر نالین قمچیان بالون کی اور خاصبردار سفیدے چھڑ کا کرتے ہوئے اور پیچھے نقابدار
سفید پوش گردن سیاہ پر سوار ساٹھ ہزار سوار پشت پر دریاے آہنین مین غوطہ مارے ہوئے چلے آتے ہین
ایک سمت کو صف باندھ کر ٹھہرے نقابدار نے حال معلوم کیا کہ ایرج میدان مین کھڑا مبارز طلب کر رہا ہی بس
سنتے ہی گینڈے کو اپنے کچک مارکر بڑھایا مقابل ایرج ہوا وہ تگا ورزن ہوا نقابدار کا گینڈا چھ سات قدم
پیچھے ہٹگیا ایرج کا فرس چار پانچ قدم پیچھے ہٹا مسلکر انھون مین مرکبون کو ایک دوسرے مقابل ہوا ایرج نے
کہا اے نقابدار تو کون ہی جو تجھے مقابلے کو آیا ہی نقاب منھ پر سے دور کرتا کہ حال تیرا معلوم ہو جواب دیا
نقابدار نے کہ ملک الموت کو کسی نے بے پردہ نہین دیکھا ہی اور جب خدا نام عطا کریگا تو نام بھی ظاہر ہوجائیگا
ایرج یہ سنکر چپ ہو رہا کہا خیر معلوم ہوا حال تیرا کہ تو بڑا مغرور ہی لا جو حربہ رکھتا ہو حوصلہ اپنے دل کا
نکال لے نقابدار نے کہا کہ پہلے تو اپنا حربہ کرلے جب خدا تیرے حربے سے بچائیگا اس وقت مین بھی

حملہ کرونگا ایرج پکارا کہ خبردار رہنا یہ نہ کہنا کہ آگاہ نہ کیا تھا اور نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ اُسکا اپنے نیزے پر رد کا
لگی نیزہ بازی ہونے چار گھڑی تک نیزہ بازی رہی کہ ایک مقام پر ایرج نے ایسا بند باندھا کہ نیزہ اُسکا
ہوائی کیا نقابدار نہایت خشمناک ہوا اور گرز اپنا قربوس زین سے اُٹھا کر دوڑا اور دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج
نے گرز اُسکا اپنے گرز پر رد کا اور اپنا گرز نقابدار پر مارا نقابدار نے بھی گرز ایرج کا رد کا مگر گرز کے گینڈے کی ٹوٹ گئی
نقابدار تنورہ گرز سے نکلکر تلوار کھینچکر دوڑا کہ گھوڑے کو ایرج کے ذکرے ایرج مرکب پر سے کود پڑا نقابدار
ہتھیار ہاتھ سے رکھکر دوڑا اُدھر سے ایرج جھپٹا لگی کشتی ہونے کلہ بکلہ مشت بمشت کشتی ہونے لگی یہانتک کہ دن بھر
گذرا شام ہوئی ہر طرف سے سرداروں کی زادیان استادہ ہوئین آ آ کر تماشا کشتی کا دیکھنے لگے رات بھی گذری
دوسرا دن ہوا وہی عالم دونوں کا تھا نہ اسکا دم بھرا نہ اُسکی سانس پھولی ایک ایک سے برابر لڑ رہا تھا وہ دن
بھی تمام ہو حارات بھی گذری تیسرا دن ہوا کہ ایک مقام پر لا کر ایرج نے لنگر نقابدار کا توڑا اور سر برچرخ دیکر زمین
پر مارا کہ چاروں شانے چت گرا چڑھکر چھاتی پر مشکین باندھکر عیار کے حوالے کیا کہ لیجا قید کر صبح کو سمجھا جائیگا اور اب
بھی طبل بازگشت بجا کر پھر گیا اور لشکر بھی اپنے اپنے خیموں میں داخل ہوئے ایرج نے بارگاہ میں آ کر کھانا
کھایا بعد اسکے سو رہا صبح کو جو بیدار ہوا بارگاہ میں آ کر بیٹھا جب سردار آ آ کر بیٹھے دربار معمور ہوا لندھور بھی
سویرے سے آ گیا تھا ایرج نے کہا لاؤ نقابدار کو داروغہ زندان اُسی وقت نقابدار کو لایا اُسنے بطریق
اہل اسلام سلام کیا لندھور نے اور ہندیوں نے جواب سلام دیا ایرج نے شاپور سے کہا کہ نقاب اُسکی منھ سے
ہٹا دو اُسنے بند نقاب کا جو اُٹھایا دیکھا کہ ایک جوان خوش رو قوی ہیکل قوی بازو کوئی بیس برس کا سن ایرج
نے لندھور سے کہا کہ آپ اسے پہچانتے ہیں لندھور نے کہا کہ میں نہیں پہچانتا مگر صورت سے ثابت ہوتا ہی کہ
طہماس کے عزیزوں میں سے ہوگا ایرج نقابدار سے مخاطب ہوا کہ نام اپنا بیان کر اُسنے سر جھکا لیا اور کہا کیا
نام اپنا بیان کروں ایک تو خود تیرے ہاتھ سے گرفتار ہو کر ذلیل ہوا دوسرے اور کو بھی ذلیل کرواؤں
لندھور نے کہا برادر اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہی خدا نے ایک کو ایک پر غالب کیا ہی کوئی کمزور ہوتا ہی کوئی
شہزور ہوتا ہی یہ رسم دنیا ہی اسوقت نقابدار نے کہا کہ میں بیٹا ہوں عنقویل دیو پیرو کا بھائی ہوں طہماس
کا سرخاب بن عنقویل میرا نام ہی آیا تھا اس ارادے سے کہ اپنے باپ کے خون کا عوض لوں فلک نے مجکو
ذلیل کروایا ایرج نے جو یہ سنا بھائی ہی طہماس کا شاپور سے کہا کہ اسے لیجا کر طہماس کے سپرد کر دو کر دو اور
قید سرخاب کی دفع کروائی شاپور اپنے ہمراہ لیے ہوئے روانہ ہوا وہاں شاہزادہ نور الدہر بارگاہ میں
بیٹھا ہی سر پر تاجدار تخت پر متمکن ہی اور سرداروں کا دورہ بندھا ہوا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ نہیں معلوم نقابدار
کون شخص ہی کچھ خبر اُسکی معلوم نہ ہوئی چالاک عرض کر رہا ہی کہ میں نے خبردار بھیجے ہیں خبر آیا چاہتی ہی اس سخن
در دہان بود کہ ہرکارے آئے اور عرض کیا کہ اے شہریار نقابدار چھوٹا بھائی طہماس کا ہی ایرج نے اُسے رہا
کر کے بھیجا ہی شاپور لیے ہوئے آتا ہی طہماس تو یہ سنتے ہی سن ہو گیا کہ شاپور سرخاب کو لیے ہوئے آیا
نور الدہر سے مخاطب ہوا کہ زبدۂ آفتاب پرستان ایرج نوجوان نے آپ کو سلام کہا ہی اور اسے بھیجا ہی یہ کہکر
چلا گیا اب طہماس نے اسے دیکھا اور کہا کہ تو اپنے کو نہ جانتا تھا کہ میں کمزور ہوں یہاں آ کر آپ بھی ذلیل ہوا
مجکو بھی ذلیل کیا اس سے اگر تو مر جاتا تو بہتر تھا سرخاب نے کچھ جواب نہ دیا گردن جھکائی عرق شرم میں تر ہو گیا اور
وہاں سے خشمناک اپنے لشکر میں آیا اور رفیقوں سے کہا کہ اب مجکو اپنی زندگی منظور نہیں ہی اور بیان کیا کہ طہماس نے

ایسا کچھ کہا اب مین جا کر شبخون مارونگا ایرج کو مین نے مارا یا اپنی جان دی سب نے کہا کہ ہماری جان آپکی جان سے
ساتھ ہی یہی ارادہ ہی تو بسم اللہ غرضکہ دو پہر رات گئے تک سامان جنگ درست کیا مسلح و مکمل ہو کر لشکر ایرج پر شبخون
کرا قتل کرنا شروع کیا بس ایک غلغلہ محشر انگیز برپا ہوا آفتاب پرست بستر خواب سے اٹھ اٹھکر مسلح و مکمل ہو ہو کر
نکلے تلوار چلنے لگی ایرج سوتا تھا کہ شاپور نے آکر جگایا پوچھا کیا ہی کہا کہ وہی بھائی طہماس کا جسے آپ نے رہا کیا تھا
لشکر پر آپ کے شبخون کرا ہی یہ سنتے ہی ایرج جلدی سے اُٹھا اور اسلحہ بدن پر آراستہ کیا مرکب پر بیٹھکر اُسی طرف
چلا جس طرف غلغلہ تھا وہان سرخاب بن عنقویل نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین کبھی تو نیزے
سے دس دس کو چھید لیتا ہی کبھی گرز سے لڑتا ہی کہ جسپر ضرب ماری پیوند زمین کر دیا کبھی تلوار سے سر قلم کرتا لڑتا بھڑتا
چلا جاتا ہی جو مرنے کے قصد سے آیا ہو اور پہلوان زبردست بھی ہو اُس سے کوئی کیا لڑ سکتا ہی لشکر کو روندتا ہوا چلا
جاتا ہی مگر قضائے کار اُدھر سے ایرج اُسکی تلاش مین آتا ہی دونون کا سامنا ہوا ایرج للکارا کہ باش او عادی جان
جائیگا میرے ہاتھ سے سرکش ہو کر لڑا میرا کچھ ذکر نہ کیا تو اب شبخون کرا ہی تمام لشکر کو میرے تباہ و برباد کر رہا ہی دیکھ
تیری کیا حالت کرتا ہون ادھر سے سرخاب نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست چھوڑتا تجھے کب ہون مین تو اپنی
جان سے بیزار ہو کر آیا ہون اور ہاتھ مین جو تلوار کھینچی ہوئی تھی ایرج پر ماری ایرج نے پشت شمشیر پر روک کر
ہاتھ تیغہ دو دمہ سکندری بزور تمام جو مارا سرخاب نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ قضائی کہین رکتی ہی یا تو سر کے
چمکتی تھی یا زمین کو بوسہ دیا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اُسکی لاش کو اُٹھا کر لے بھاگے روتے پیٹتے ہوئے
روانہ ہوئے یہان نور الدہر بارگاہ مین بیٹھا ہی سر فرز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہی تمام سردار دنگلون پر حسب
مراتب دورہ باندھے ہوئے بیٹھے ہین طہماس سرنگون تیوریون پر بل مگر پژمردگی چہرے سے عیان بیٹھا ہوا ہی کہ
نور الدہر نے کہا ای طہماس برا کیا تمنے کہ اپنے بھائی کو سخت و سست کہا وہ جوان ہی اور تمہارا ہی تو بھائی ہی ایسا
نہ ہو کہ غیرت مین آکر اپنے کو ہلاک کرے طہماس نے عرض کیا کہ ای شہریار ایسا نامرد بدنام کرنیوالا اسوا جلا ہی باتین
تھین کہ آواز واویلا و مصیبتا کی بلند ہوئی اور لاش سرخاب بن عنقویل کی لیے ہوئے لوگ آئے اور سامنے
رکھکر حال بیان کیا کہ ایرج کے ہاتھ سے یہ مارا گیا طہماس لاش بھائی کی دیکھتے ہی آگ ہو گیا خون نے جوش مارا
روز روشن آنکھون مین تاریک ہو گیا ساطور سنبھالکر اُٹھ کھڑا ہوا کہ ابھی جا کر اُس آفتاب پرست کو نہ مارا ہو گا
تو نام اپنا طہماس بن عنقویل دیو پرور نہ پایا ہو گا نور الدہر نے کہا کہ ای طہماس سر میدان اُس سے سمجھ لینا
نقارہ رزمی اپنے نام پر بجواؤ عرض کیا ای شہریار آگ تو اسوقت کلیجے مین بھڑکی ہوئی ہی میدان مین سمجھنے کی
تاب کسے ہی یہ کہکر بارگاہ سے باہر نکلا اور گینڈے پر اپنے سوار ہو کر کودا کیا چلا بارگاہ ایرج کیطرف رفیقون نے
اُسکے کہا کہ ہم بھی ہمراہ ہین سب کو منع کیا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے اور جو میری مدد کو آئیگا وہ میرا دوست
نہین ہی بلکہ دشمن ہی یہ کہکر یکہ و تنہا روانہ ہوا جب لشکر مین ایرج کے پہونچا اور گینڈے کو جولان دیا کہ شل بگولے
کے چلا جاتا تھا کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ اُسے روکے جو جو سامنے آگیا پامال ہو گیا اُنکو خبر نہ تھی یہ برابر چابک مارتا ہوا
چلا جاتا تھا یہانتک کہ نصف لشکر کو طی کر کے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہی کہ لوگون نے سامنے آکر روکا اُس نے اور گردن کو
تیز کیا کتنے ہی آدمی پس گئے کتنون کے منہ ہاتھ ٹوٹ گئے کھلبلی پڑ گئے یہانتک کہ دروازہ بارگاہ پر پہونچا اُتر کر گینڈے
سے اندر گیا دربان نے منع کیا اُسنے کوڑا مارا کہ گلے پر اُسکے پڑا گردن الگ ہو گئی یہان نالک بن ملکوت شاہ
تخت پر بیٹھا ہی ایرج زنگل شوکت پر جلوہ فگن ہی سردار تمام گرد و اطراف مین بیٹھے ہین لندھور مع اپنے رفقا کے بیٹھا ہی

ایرج لندھور سے کہ رہا ہی کہ دیکھیے اب مفسدہ پردازی ان خدا پرستون کی کہ مین نے برادر طہماس کو اُسکے پاس
بھیجدیا تھا اُس اجل رسیدہ نے رات کو میرے لشکر پر شبخون مارا آخر مین نے اُسے قتل کیا لندھور نے کہا کہ ای
زبدۂ آفتاب پرستان خوب نہ کیا تجھے لازم یہ تھا کہ اُسے پھر گرفتار کیا ہوتا ابھی قید رکھتے یہی باتین تھین
کہ دروازہ پر غلغلہ ہوا ایرج دیکھنے لگا کہ ہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران گرز ورآور طہماس بن عنقویل
دیو پرور نمودار ہوا اور پکارا السلام علیکم سلام من درین مجلس برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا
برحق است لندھور نے مع رفقا جواب سلام دیا بعد اسکے طہماس نے نعرہ کیا کہ او آفتاب پرست تو نے میرے
بھائی کو مارا غضب کیا کہ بازو میرا توڑ دیا آیا ہون اُسکے خون کا عوض لینے کو خبردار ہو ایرج عذرخواہی کیواسطے اٹھا
پر تلوار بھی نہ لی کہ طہماس نے جوش غیظ و غضب مین ساطور ایرج پر مارا ایرج نے چاہا تھا کہ سپر اُٹھاوے کہ
ساطور سر پر بیٹھا تا ابرو اُتر گیا جلدی سے دستانہ مارا ساطور نکلگیا مگر دونون کلائیان زخمی ہوئین زخم کاری لگا
بیہوش ہو کر سامنے طہماس کے گرا طہماس نے دوسرا ہاتھ ساطور کا بلند کیا تھا کہ کام ایرج کا تمام کرے کہ لندھور
دوڑ پڑا اور پکارا کہ ای طہماس خبردار کیا کرتا ہی خبردار ساطور نہ مارنا زخمی کو قتل کیا چاہتا ہی کیا مردانگی ہی دور ہے
یہ کہ تجکو حمزۂ صاحبقران نے فقط اُسکی نگہبانی کے لیے یہان چھوڑا ہی مین ہرگز اسے قتل نہ ہونے دونگا بس ہٹ جا
یہان سے طہماس نے کہا او ہندی اسنے میرے باپ کو مارا تو تماشا دیکھا کیا اب میرے بھائی کو مارا مین ہرگز اسے
زندہ نہ چھوڑونگا مین تیرا لحاظ کرتا ہون ہٹجا میرے سامنے سے نہین پہلے تجکو قتل کرونگا لندھور نے کہا کہ ای طہماس
یہ کیا جہالت ہی تجکو یاد نہین کہ صاحبقران اکثر فرماتے تھے کہ ایرج میری اولاد سے ہی جو اسے ماریگا مین ہرگز اُسے
زندہ نہ چھوڑونگا بلکہ ذریات تک اُسکی قتل کرونگا بس اب جا تجھ اسکے مارنے سے بھائی تیرا زندہ نہ ہو جائیگا طہماس
نے کہا ای لندھور اسد سچ کہتا ہی کہ تو اسیر عاشق ہی نہین چاہتا کہ معشوق مارا جائے کیا خوب حمزہ کا کہا تو مانتا ہی کہ یہ
ناموس صاحبقرانی کو بدنام کرتا ہی اور تو سنتا ہی جلد سرک درمیان سے لندھور پکارا مین ہرگز نہ ہٹونگا طہماس نے کہا
معلوم ہوتا ہی کہ تیری بھی قضا اسی کے ساتھ ہی خیر پہلے تجھے مار لون تو اُس سے سمجھ لونگا اور ساطور مارا لندھور سر اپنا
بچا کر ترچھا ہوا کہ ساطور جھلتا ہوا شانے پر لندھور کے پڑ کر زمین مین در آیا لندھور نے پیر ساطور پر رکھدیا اب
طہماس نے ساطور کھینچا مگر کب کھنچتا ہی لندھور ایسا زبردست ساطور بقوت تمام دبائے ہوے ہی طہماس کہتا
ہی کہ ساطور چھوڑ دے مین بغیر مارے ہوئے اس آفتاب پرست کے نہ جاؤنگا لندھور سے اور طہماس سے زد
ہو رہی ہی جب طہماس نعرہ کرتا ہی لندھور لنگر دیتا ہی ساطور نہین کھنچتا کہ اسی اثنا مین شاہزادہ نورالدہر بن
بدیع الزمان نامور ہیو بچا دیکھا کہ ایرج زخمی بیہوش پڑا ہی لندھور کے شانے سے خون جاری ہی مگر ساطور پیر سے
دبائے ہی چھوڑتا نہین نورالدہر نے آواز دی کہ بس اب جانے دو دو کو زخمی کر چکے اور کیا قتل ہی کر ڈالوگے خیر تجہ
سمجھ لیتا یہ کہکر ہاتھ طہماس کا پکڑ لیا طہماس نے سلام کیا اور کہا کہ آقا آپ کا حکم ٹال نہین سکتا ورنہ بغیر مارے
اس آفتاب پرست کے نہ جاتا اور ساطور چھوڑ دیا اُدھر لندھور نے پیر اپنا ہٹایا طہماس نے ساطور اپنا اٹھا لیا
مگر مالک بن ملکوت شاہ کو یقین تھا کہ آج ایرج نہ بچیگا ضرور مارا جائیگا اور تمام سردار ایرج کے بیرن طوائین
پکڑے کھڑے تھے مگر سہاؤ ایک کا نہ پڑتا تھا کہ طہماس کو روکے ایرج کو بچا دے شاہزادہ نورالدہر کا آجانا
غنیمت ہوا شاہزادہ تو طہماس بن عنقویل دیو پرور کو اپنے ساتھ لیکر چلا گیا ایرج اور لندھور کے زخم مین
ٹانکے لگے پٹی مرہم کی زخم پر چڑھی علاج ہونے لگا انکو بعض جھ تہیے

اب چند کلمے داستان شوکت بیان اسد دلاور کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جس وقت اسد بن کرب دلاور نے اسفندیار خان زرنگار بادی کو مارا وہان سے ملک زرائیل کو روانہ ہوا
قریب جو شہر زرائیل کے پہونچا سنا کہ ایرج قلعہ ذو الامان کو جا چکا بہت افسوس کیا اُسی رنج مین چلا آتا تھا کہ
دیکھا سامنے تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ ایک تابوت دکھائی دیا مخمل کا ممگرہ کھنچا ہوا اسکے نیچے تابوت سیاہ مخمل سے
منڈھا ہوا آگے صندوق کے بخور ہوتے ہوئے مجمر کے لوٹے جلتے ہوئے صحیفہ خوان آگے آگے صحیفہ پڑھتے ہوئے
لوگ سیاہ پوش ہمراہ چلے آتے ہین اسد نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ خبر تو لینا یہ تابوت کسکا ہی ضرغام گیا اور
حال دریافت کرکے آیا اور بیان کیا کہ یہ تابوت مظہر بن گیرنگ شاہ زرائیل کا ہی پوچھا یہ کیونکر مارا گیا بیان کیا
کہ یہ مادیان بحری کو پکڑنے گیا تھا اُسی کے ہاتھ سے مارا گیا اسد نے پوچھا کہ مادیان ہمیشہ سے یہین رہتی ہی کیونکہ
نانا جان جب آئے ہین تو انھون نے اُسکی خبر سنی تھی ایک شخص نے بیان کیا کہ جب صاحبقران طہماس بن
عنقویل دیوبرور کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے اور گھوڑا اُنکو لیکے بھاگا تھا اُسی دریا کنارے پہونچا تھا امیر تو
وہان گر پڑے تھے مگر اشقر اس مادیان سے دریا کے اندر جاکر جفت ہوا اور اُس سے کرہ بن اشقر پیدا ہوا تھا یہ
وہی مادیان ہان کرہ کی ہی اسد مادیان کی خبر سنکر بہت خوش ہوا تابوت پر فاتحہ پڑھا اور ایک شخص کو اُسی کے
ساتھ لیا کہ چلکر مقام مادیان کا بتاؤ وہ ساتھ ہوا اسد کو کنارے دریا کے لایا اور مقام اُسکے ظاہر ہونے کا بتایا
کہ یہان سے وہ نکلتی ہی اسد نے اپنے رفیقون سے کہا کہ صاحبو اگر یہ مادیان ہاتھ آجائے تو اُسپر سوار ہوکر ایرج
سے مقابلہ کرون سبھون نے عرض کیا کہ خدا فضل نہ شریک حال کرے تو سب کچھ ہوا ایک رفیق نے عرض کیا کہ پیرو مرشد
آپکے پاس تو کرہ بن اشقر سا گھوڑا ہی مادیان کو پکڑ کر کیا کیجیے گا چلیے ملک سبائل کو ایرج سے لڑیے اسد تیوری لا
جس بات کا مین نے ارادہ کیا بغیر اُسے سر انجام دیے نہین رہا اب جب تک مادیان کو نہ پکڑ لونگا یہان سے
نہ جاؤنگا اور اگر یہان سے بغیر گرفتار کیے مادیان کے چلا گیا تو تمام زمانہ مجھے کہیگا کہ اسد مادیان سے ڈر گیا کہ پہلے ارادہ
اُسکے پکڑنے کا کیا اور پھر واپس آیا غرضکہ خیمہ استادہ ہوا اسد رات کو وہین رہا صبح کو دریا کنارے آکر کھڑا ہوا
دیکھنے لگا دو گھڑی دن چڑھا ہوگا کہ دریا حرکت مین آیا اور مادیان نے سر نکالا دریا پر کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا
کہ جیسے کوئی زمین پر کھڑا ہوتا ہو اور مادیان نے جو دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک آدمی اور گھوڑے بہت سے
کھڑے ہین سمجھی کہ گھوڑے تو یہان تڑا تڑا کر بھاگے مادیان آدمیون پر دوڑی اور لوگ تو دور دور ہٹ گئے مگر
اسد بن کرب غازی دامن گردان آستینین چڑھا کر دوڑا مادیان نے اسد کو دیکھکر کان اور دم کھڑی کی دانتون
کو چمکا کر دوڑی اسد بھی مردانہ وار چلا مادیان برابر آکر پہنچی تھی دونون اگلے پیر اٹھا کر اسد پر مارے اسد
جست کرکے پہلو مین ہوگیا پیر مادیان کے اس زور سے زمین پر پڑے کہ پنڈلی تک غرق ہوگئی اسد نے جلدی
سے ہاتھ بڑھا کر کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ مادیان آگے آئی ایک گھونسہ مادیان کی گردن پر مارا کہ وہ جھکی اسد
جست کرکے اُسکی پشت پر آگیا مادیان نے جو حریف کو اپنی پیٹھ پر دیکھا لیکر دریا کی طرف بھاگی اسد نے چاہا کہ
اُسے روکے کب وہ رکتی تھی تمام رفیق اسد کے پکارے کہ پیر و مرشد کود پڑیے دریا مین لیگئی تو غضب ہو جائیگا اسد
نے ہرگز نہ سنا گو لوگ کمندین بھی لیکر دوڑے کہ اُسے پکڑین ممکن نہ ہوا مادیان اسد کو لیکر دریا مین غرق ہوگئی اسد
نے اندر پانی کے مادیان سے لڑنا شروع کیا دو پہر تک کامل لڑائی رہی پھر مادیان نے چاہا کہ اسد کو پامال کرے
ممکن نہ ہوا مادیان داہنے پہلو سے زمین پر لوٹتی تھی تو اسد بائین پہلو پر جاتا تھا اگر وہ بائین پہلو سے گر کر تڑپتی تھی

تو اسد اُس کی دہنی طرف ہو جاتا تھا مادیان پیٹ زمین پر رگڑتی تھی تو اسد پشت پر جاتا تھا اور گھونسے مارتا تھا
دو پہر مین خوب اُسے ڈھیلا کیا جن کی طرح اُسپر سوار تھا دو پہر کے بعد مادیان دریا سے نکلی تو بہت سست تھی یہان رفیق
اسد کے جب سے اسد غرق ہوا تھا گریبان چاک کیے خاک اُڑا رہے تھے رو رہے تھے کہ قریب شام کے دیکھا کہ
دریا کا پانی پھر متحرک ہوا اور مادیان دریا سے نکلی اسد اُسپر سوار تھا مادیان اُسی صحرا مین آئی اب درختون سے
رگڑنا شروع کیا غرض پہر بھر کامل یہان بھی دوڑی پہنچا ہوئی پہلوؤن کو درختون اور زمین سے رگڑا مگر اسد نے
اُسے نہ چھوڑا خوب مارا یہان تک کہ اُسے بولا دیا اب مادیان نے سر اپنا اسد کے سامنے جھکا دیا اسد جدھر اشارہ
کرتا تھا اُسی طرف وہ پھرتی تھی اب اُسے اسد چمکارتا ہوا گردن پر ہاتھ پھیرتا ہوا اپنے لوگون مین لایا دہانہ
اُسکے منہ مین دیا باگ ہاتھ مین لی ایک پہر بھر خوب پھیرا کہ مادیان مانند بکری کے ہو گئی اسد نے لاکر اُسے
باندھ دیا جتنے رفیق تھے سب گرد پھیرے تصدق ہوے ہاتھ چومے کہ شہریار آپ نے کار نمایان کیا ایک شب
اسد وہان رہا اُس گھوڑی کو اپنے ہاتھ سے دانا گھانس کھلایا اب وہان سے ملک زرائل کو چلا تھا کہ تتق گرد و غبار
کا بلند ہوا اور ایک تابوت دکھائی دیا کہ نگیرہ بہت تکلف کا اُسپر کھنچا ہوا نمودار ہوتا ہوا لوگ تمام سیاہ پوش اسد نے
کہا ارے یہ کیا ماجرا ہے خدا خیر کرے ضرغام شیر دل گیا اور حال دریافت کر کے آیا بیان کیا کہ یہ تابوت ہے خاب
بن عنقویل دیو پرور کا ہے کہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہے اسد نے تابوت پر فاتحہ پڑھا تابوت کو رخصت کیا آپ
ملک زرائل مین داخل ہوا جہاز تیار تھے اُنپر مع رفقا سوار ہوا ضرغام شیر دل کو عرضی دیکر پہلے خدمت
نور الدہر مین روانہ کیا پھر آپ بھی بر سر ایرج روانہ ہوا اُسے راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

کہ ایرج طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا علاج اُسکا ہو رہا تھا بعد چند روز کے غسل صحت کیا آکر بارگاہ مین
بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اُسی وقت
نقارۂ رزمی نوازش مین آیا ہرکارون نے خبر شاہزادۂ نور الدہر کو پہونچائی اُسنے بلی کو حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی
بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور لشکرون مین بھی کوس حربی نوازش مین آیا
تیاری جنگ کی ہونے لگی ساری رات یونہین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے بیلدارون نے نکلکر زمین کو
ہموار کیا صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئین نقیب نسیب پکر چلے گئے تھے کہ لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہاے
مہر طلعت جلوہ گری پر آئے ایرج سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان چاہی کہا کہ
جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمھارا نگہبان ہے ایرج تسلیم کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین بگدھریان کرتا ہوا
ران و باگ کی ترکیب دکھاتا ہوا عرصۂ کارزار مین ٹھہرا ہوا بعد دم بھر کے دم اپنا آراستہ کر کے مبارز طلب کیا پکارا
کہ اے خدا پرستو آؤ میرے مقابلے کو لشکر نور الدہر سے طہماس بن عنقویل دیو پرور اپنے کرگدن کو اُڑا کر سامنے
تخت شہریار ہرمز تاجدار کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی فرمایا کہ پروردگار عالم تمھارا حامی و مددگار ہے طہماس
سلام کر کے بار دگر مرکب پر سوار ہو کے میدان مین آیا ایرج اُس سے تنگا وزن ہوا مرکب دونون کے حسب مراتب ہلکے
مسلکہ پرانون مین ایک دوسرے کے مقابل ہوا طہماس نے کہا کہ اے آفتاب پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے
بچگیا آج کہان جائیگا مجھکو بھائی کے مارے جانے کا بڑا رنج ہے ایرج بولا اے طہماس اُس روز مین غافل بیٹھا تھا کہ تو
آپڑا اور سیدھے اوپر حربہ کر بیٹھا آج اُسکا عوض نہ لیا ہوگا تو نام اپنا ایرج نوجوان نہ پایا ہوگا اور تو نے تو طرماسپ کو

مارا ہی اُسکا عوض تجھسے لینا ہی غرضکہ بعد گفتگو کے بسیار نیزے ہاتھوں مین لیے اور نیزہ بازی ہونے لگی یہانتک کہ
ایرج نے نیزہ طہماس کا ہوائی کیا طہماس نے غضبناک ہوکر ساطور ایرج پر مارا ایرج نے اُسے سپر پر رد کا اسطرح کہ
قبضہ سپر پر آشنا ہوا اور اُسکے عوض مین کھینچکر تلوار ماری کہ سپر کو کاٹکر خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی
تا دو ابرو اُتر گئی طہماس نے دستانہ مارا تلوار سر سے نکلگئی خون کا پرنالہ سر سے بہا کہ غش طاری ہوا آواز دی ایرج نے کہ
لیجاؤ اسے یہ اپنی سزا کو پہونچگیا لوگ طہماس کو اُٹھاکر لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ نوفل خان بن کنجاب نے
مقابلہ کیا خوب لڑا آخر کار زخمی ہوا رستم خان نکلا اس سے بھی بڑی دیر تک رد و بدل رہی آخر کار زخمی ہوا
شام ہوگئی طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو پھر گئے اُدھر ایرج نے اپنی بارگاہ مین آتے ہی حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ بجا خبر شاہزادہ نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکر دان مین بھی
طبل جنگ بجا ساری رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفوف جدال و قتال آراستہ
ہوئین نقیب نمیب پکر نکلگئے تھے کہ ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا بعد سلیح شوری
مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ سلیمان ثانی مقابلہ کو نکلا دیکھا ایرج نے کہ یہ وہی ہی جو ایک مرتبہ زخمی بھی ہوا تھا کہا
کہ ای خدا پرست اُس روز تو میرے ہاتھ سے مجروح ہو چکا ہی آج پھر مقابلے کو آیا جواب دیا کہ او آفتاب پرست
زخمی ہونے سے کیا بہادری مین فرق آجاتا ہی ابھی کل کا ذکر ہی کہ تو طہماس کے ہاتھ سے زخمی ہوا آج تو نے اُس سے
پھر سامنا کیا تیرا ہاتھ اُسپر پڑگیا وہ زخمی ہوگیا اس سے جرأت مین فرق نہین آتا ہی ایرج نے کہا خیر اب جو تمسے ہوسکے
قصور نہ کرو سلیمان ثانی نے کہا کہ پیشدستی حریف پر ہمارا دستور نہین ہی تو اپنے دل کی ہوس نکال لے ایرج نے کہا
خبردار رہنا اور نیزہ اُٹھاکر مارا سلیمان ثانی نے نیزہ اُسکا نیزے پر لیا لگی نیزہ بازی ہونے خوب نیزہ بازی ہوئی
آخر کار ایک مقام پر ایرج نے بند باندھا سلیمان ثانی نے اُسے کھولا لیکن پورا نہ کھلا تھا کہ ایرج نے جھٹکا مارا
کہ سنان نیزے کی نکل گئی سلیمان ثانی نے جھٹ کر ڈانڈ ماری کہ دونون ڈانڈین پرخچے اُڑگئین ہاتھون سے
پٹک پٹک کر تلوارین کھینچ لین سلیمان ثانی نے تلوار ایرج پر ماری اُسنے با سیب سپر رو کی اور عوض مین اُسکے جو تلوار
ماری تو سپر کو قلم کرکے سر پر پڑی کہ چار انگل اُتر گئی جلدی سے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھٹکا کر نکلگئی مگر زخم کاری لگا جا در
خون کی سر سے بہکر آئی لیکن وہ مرد میدان پھر دیر چلا تھا کہ تلوار ایرج پر مارون کہ غش طاری ہوا لوگ دوڑے
اور اُسے اُٹھا لیگئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا ملک اردوان جزیرہ نشین سلیمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین
آیا مقابل ایرج ہوا بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی ایرج نے نیزہ اُسکا ہوائی ملک اردوان نے غصے مین آکر تلوار ماری
ایرج نے پشت شمشیر پر روکا اور اپنا وار کیا کہ سپر کو کاٹکر سر پر پڑی کہ تا دو ابرو اُتر گئی ملک عنبور باختری نکلا
خوب لڑا نیزے کے بند باندھے تیغ کے جوہر دکھائے آخر کار زخمی ہوا طور سرکین اُس سے بھی دیر تک رد و بدل
رہی آخر کار زخمی ہوا ببر خار افکن نے مقابلہ کیا ایرج نے نیزہ اُسکا نکال دیا تلوار چلی یہ بھی زخمی ہوا جمشید خان
بن کنجاب آیا خوب لڑائی تلوارین دھوکے کی لگائین مگر ایرج کب چوٹ کھاتا ہی ایک مقام پر غصے مین آکر جو
تلوار ماری جمشید نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن تلوار نے سپر کو مثل ترمس پنیر کے کاٹا خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ
کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اُتر گئی زخم کاری لگا بیہوش ہوکر گرا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا لشکر اپنی اپنی آرامگاہ کو چلے
گئے مگر ایرج نے بارگاہ مین آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا اور لشکر دان مین بھی نقارہ زنی بجا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو بعد آراستگی صفوف جدال و قتال ایرج مالک بن ملکوت شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا مبارز طلب کیا

ابھی لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا تھا کہ علمہاے لشکر آفتاب پرستان جلوہ گری پر آئے اور داراب کشور کشا مرکب کو
جھکا کر سامنے تخت کشور شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان مانگی کہا جاؤ خداوند آفتاب تمھارا حافظ و نگہبان ہے
داراب سلام کرکے بار و گرد مرکب پر بیٹھ کے مقابل ایرج ہوا ایرج نے کہا اے داراب میرا تیرا ایک مقدمہ ہے تو
کیوں مجھسے لڑتا ہے اُسنے کہا کہ اگر تو چندے لڑنا موقوف کرکے حمزہ ظلمات سے آجائے پھر مین تو سب نبی اپنی زمانش
اُس سے کرلینگے جسکو خداوند آفتاب صاحبقران کرے وہ مالک تمام جہان کا ہے اور یہان اُس بہادر کا ناموس ہے
یہان لڑنا مناسب نہیں ہے مفت کی بدنامی ہے ایرج نے کہا اے داراب مین تو فقط ملکہ گیتی افروز کے واسطے لڑتا
ہون کہ لقا نے اُسکو مجھے بخش دیا ہے داراب نے کہا یہ وہی مثل ہے کہ موئی بچھیا برہمن کے نام لقا قاسم کے ساتھ
شادی بھی کرچکا نوشتہ بھی دیچکا تجکو کچھ خبر ہے اب ہرگز تو اُسکا نام نہ لے اس ارادے سے باز رہ مین دوستانہ تجھے
سمجھاتا ہون ایرج بولا مین تو جب تک زندہ ہون اس سے باز نہ رہونگا اور مین کچھ دیگر کلمہ تجھسے نہین کہتا ہون
تو اُسکا حمایتی بنکر آیا ہے لڑنے تو آ داراب نے نیزہ اُٹھایا لگی نیزہ بازی ہونے یہ معلوم ہوا کہ دو نھی زبانین نکالکر کھتے کے
بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی مگر دونون ایک اُستاد کے شاگرد ہین سنانین سنانین نیزون کی بیکار ہوگئین ایرج نے
گرز اُٹھایا داراب نے اپنا عمود ہاتھ مین لیا گرز چلنے لگا طبقے زمین کے لرزنے لگے تمام میدان مین یہ معلوم ہوتا تھا
کہ زلزلہ آیا ہوا ہے جسکے ضرب پڑی یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا مگر مطلب اس سے بھی حاصل نہ ہوا تلوار کھینچکر چلنے لگین
رد و بدل ہونے لگی گویا دو بجلیان برابر کوندنے لگین تمام دن تلوار چلی مگر ستارہ ایرج کا اوج پر ہے قریب شام
داراب زخمی ہوا لوگ اُسکے اُٹھانے گئے طبل بازگشت بجا ایرج ادھر گیا لشکر داراب اپنے مقام پر آیا اہل
اسلام اپنی آرامگاہ مین داخل ہوئے لیکن ایرج جو بارگاہ مین آیا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر محفل پر بیٹھا
ناچ دیکھنے لگا جام شراب گردش مین آیا ایرج نے کئی جام متواتر پیے جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ
بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی کہ گوش گردون کر ہو گئے خبر شاہزادہ
نور الدہر کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا رات تیاری جنگ مین
بسر ہوئی صبح کو ادھر سے آفتاب پرست میدان مین آکر صف آرا ہوئے اس طرف سے اہل اسلام نے اپنے
لشکر کا پرا باندھا ایک طرف خورشید ستارہ پرست اپنا لشکر لیے ہوئے کھڑا ہے ایک جانب تورج ماہ پرست
اپنی فوج سمیت پرا جمائے استادہ ہے ایک جانب لشکر داراب ہے کہ علمہاے لشکر آفتاب پرستان کے جلوہ گری
پر آئے اور ایرج مرکب اپنا جھکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا جاؤ
خداوند نیر اعظم بحق خورشید تمھارا دستگیر ہو ایرج سلام کرکے بار و گرد مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا جگہ جولان کرتا ہوا
ران باگ کی لڑنگک دکھاتا ہوا عرصہ کارزار مین پہونچکر خوب نیزے کے ہاتھ نکالے بعد سلح شوری بسیار نیزے کو
زمین پر گاڑا مرکب کو روکا ابھی مبارز طلب نہیں کیا ہے مگر شاہزادہ نور الدہر کا ارادہ ہے کہ مقابلے کو نکلے کہ از پردہ
بیان گرد سے برخاست نگرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ اور آگے آگے گرد
کے ایک بگولہ خاک کا اُڑتا ہوا چلا آتا ہے مگر نہایت تیز دم کہ قریب لشکر کے وہ بگولا شق ہوا اور اُسمین سے ضرغام شیر دل
نمایان ہوا مگر ضرغام نے جو ایرج کو دیکھا کہ میدان مین کھڑا ہے پکارا کہ او نبرد آزما بچے ہوشیار رہ کہ ضیغم روز ہیجا شیر بیشہ وغا
انجم سپہر شجاعت صف شکن و صفدر اسد بن کرب دلاور آپہونچا ایرج نے کہا کہ ہزار مرتبہ کا وہ میرا جھکا یا ہوا ہے
آج وہ آکر کیا کریگا ضرغام پکارا اے تاجر زادے جب وہ آقا میرا اور تھا اب کچھ اور عالم ہے اب تو اُس سے

مقابلہ کریگا تو معلوم ہوگا ایرج نے کہا مین نے ایسی دھمکیان بہت سُنی ہین ضرغام نے کہا معلوم ہوا جاتا ہی وہ مرد
میدان آپہونچا ایرج بولا مین موجود ہون شوق سے آئے وہ دیوانہ مگر نورالدہر نے ضرغام کو قریب اپنے بلایا
اور حال پوچھا اُسنے تمام کیفیت لشکر گردہ ہونے کی بیان کی شاہزادہ یہ سُنکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ بجے طبل شادمانی
ایرج حیران کھڑا سن رہا ہی کہ اب اسد کچھ بدلگیا کوئی اور اسد ہوگیا یہ معرکہ کیا ہی کہ وہ گرد نزدیک آکر شق ہوئی اور
اُسمین سے چالیس علم نشانہ چالیس ہزار سوار کا اور تمام علمون کے پھریرے فیروزہ رنگ اور علمدار بھی فیروزہ پوش
ہاتھیون کی جھولین بھی فیروزہ رنگ فیلبان بھی فیروزہ پوش یہ سب جب گذر چکے تو ہتھنالین شترنالین جھجان
بالون کی خاصبردار وغیرہ سب لباس فیروزہ رنگ پہنے ہوئے بعد اُسکے دیکھا تو سنقے چھتر کا وکرتے ہوے چلے آتے
ہین اور اسد دلاور بادپان بحری پر سوار چوالیس رفیق گرد و اطراف مین اور چالیس ہزار سوار فیروزہ پوش پشت پر
اور مال و خزانہ لا انتہا ہمراہ ایرج اس شان و شوکت کو دیکھکر حیران رہگیا کہ یہ دیوانہ کہانسے اسقدر زر و جواہر
لوٹ لایا مگر اسد نے جو ایرج کو میدان مین کھڑے دیکھا لشکر سے کہا کہ تم سب جاکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کے حاضر رہو مین اس بزاز بچے کے مقابلے کو جاتا ہون لشکر تو اودھر گیا آپ بادپان بحری کو
اُڑا کر سامنے ایرج کے آیا ایرج سنبھل بیٹھا اور اسد تنگا ور زن ہوا برابر سپر پر سپر پڑی دونون مرکب برابر سے
ہٹے مسل مسلکر رانون مین مرکبون کو ایک نے دوسرے کا سامنا کیا اب ایرج اور زیادہ حیران ہوا کہ جیسے یہ کبھی
ہم تنگا ور نہ ہوا تھا آج یہ کیا ہی کہ تنگا ور مین برابر رہا ایرج نے کہا او دیوانے اتنے دنون سے تو کہان گم ہوگیا تھا
چھپکر بیٹھا تھا کہ کہین تیرا پتا نہ تھا اب جو آیا تو مجھسے سر تکلہ ہو کر لڑتا ہی کبھی اور بھی مجھسے تو اسطرح لڑا تھا اسد پکارا
ای تاجرزادے جہان کہین تھا تیری خدمتگزاری کو آیا اب تیرے واہیات بکنے کا حال کھلجائیگا ایرج نے نیزہ ہاتھ
مین لیا اور کہا خبردار رہ اسد نے نیزے کو نیزے پر لیا طعن پر طعن چلنے لگی بند بند ھکر کھلنے لگے بڑی دیر تک نیزہ بازی
رہی ہر چند چاہا ایرج نے کہ نیزہ ہاتھ سے اسد کے نکال دون ممکن نہ ہوا یہانتک کہ سنانین اور بانین بیکار ہوگئین
ہاتھون سے نیزون کو پھینک پھینکیا ایرج نے گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر چہ کوہ ہاتھ مین اُٹھایا
کہا کہ دیوانے خبردار ہو کہ یہ طمانچہ ہی ملک الموت کا اور دودستی گرز بقوت تمام مارا اسد نے گرز فیروزہ جمشیدی
اُٹھا کر اپنے چہرے کی پناہ کیا اور پکارا کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست و گرز ندارم پناہ
تو دارم گرز ایرج کا سر گرز پر پڑا کر خِل پڑ گئے دونون گرزون مین سے شرارے آتش کے نکلنے جگر زمین کا ہول سے
شق ہوگیا مرکب زمین مین غرق ہوگیا اسد کے دونون ہاتھ جسطرح ستون گرز تھے اُنمین فرق نہ واقع ہوا مگر پلک
سے پلک بند ہوگئی ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا یہ تو تتورہ گرد مین چھپا ایرج پکارا کہ خبر لو گرد دیوانے کی دیکھو تو
کیا حالت ہوئی ضرغام شیردل دوڑا قریب پہونچا گرد کے چرخ مار کے اندر گھسا دیکھا تو اسد بیہوش کھڑا ہی
آواز دی کہ ای شہریار آپ کس خیال مین کھڑے ہین ہوشیار ہو جیے کہ حریف زیادہ گوئی کر رہا ہی آنکھ اسد کی
کھلگئی ضرغام کو سامنے کھڑے ہوئے دیکھا ضرغام نے پوچھا کہ ای شہریار کیا عالم ہی اسد نے کہا کہ اسی آفتاب بیسہا
نے بلا کی ضرب ماری تھی مگر بچا یا پروردگار عالم نے یہ کہکر بادپان کو اشارہ کیا کہ وہ طبقہ زمین لیکر نکلی گرز اسد کے ہاتھ
مین گویا ابر سیہ خاکی سے آفتاب برآمد ہوا ایرج کو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہی کہ ایسا گرز ور اتنا شہرہ ور کیونکر ہوا اسد
نے خبردار خبردار کہکر گرز ایرج پر مارا ایرج نے بھی گرز کو اپنے چہرے کی پناہ کیا تراقا پیدا ہوا شرارے آسمان کو
نکلگئے جو حالت اسد کی ہوئی تھی وہی حالت ایرج کی بھی ہوئی مگر ایرج تو نوہ گرد مین چھپا مرکب

کی ٹوٹی وہ تڑپنے لگا ادھر ایرج پر عالم بیہوشی کا طاری ہوا اسد پکارا اگر خبر لو اسکی دیکھو کیا حال ہوا شاپور
جھپٹ کر آیا چھاگل سے پانی نکالکر چھینٹے دیے کہ گردھبی ایرج دکھائی دیا شاپور پکارا ہوشیار ہو جیسے حریف لاف و
گذاف کر رہا ہی ایرج ہوش مین نہ آیا شاپور نے پانی کا چھینٹا دیا آنکھ ایرج کی کھلی شاپور نے پوچھا کیا حال ہی ایرج
نے کہا ای شاپور مجھے حیرت ہی کہ اس دیوانے مین یہ زور یکایک کہا سے آگیا فراق تو ہی معلوم ہوتا ہی زور بھی مین سے
لوٹ لایا ای شاپور مجھسے لندھور سے بھی گرز چلا مگر یہ ضرب لندھور کی بھی نہین تھی یہ معلوم ہوا کہ مجھپر ایک کوہ گران
بہت بڑا مگر بچایا نیر اعظم آفتاب تابان نے یہ کہکر گھوڑے کو اشارہ کیا کہ زمین سے نکلے دیکھا تو گھوڑا تڑپ رہا ہی
تنگ کے نیچے ہاتھ ڈالکر قائم کیا وہ گر پڑا اور سرد ہو گیا ایرج اُسکو چھوڑ کر تلوار کھینچکر دوڑا کہ مرکب کو اسد کے مارے
اسد نے جو ایرج کو بارادہ فاسد آتے دیکھا کہ مرکب پر کرنے کو آتا ہی کود پڑا مادیان پر سے سامنے ایرج کے آیا ایرج
نے کہا او دیوانے تو نے اپنے مرکب کو بچا لیا اسد نے کہا تو نے ناحق اُس بے زبان کے مارنے کا ارادہ کیا تھا
ایرج نے کہا خیر میرا مرکب ایسا مارا گیا کہ جسکا عدیل و نظیر نہ تھا اسد نے کہا مین نے دیدہ و دانستہ اُسے نہین
مارا مین کیا کرون کہ گرز کی تاب تیرا مرکب نہ لا سکا مر گیا ایرج نے اپنے دل مین کہا کہ تو دیوانے کو کشتی مین نیچا کر
اور سپر تلوار ہاتھ سے رکھ اسد پر دوڑا اسد بھی مانند شیر کے چلا سپر تلوار اسنے بھی پھینکدی تھی برابر آ کر ایک
ہاتھ سے ہاتھ پکڑ لیا ایک ہاتھ گردن پر رکھدیا ایرج کو یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ تیری گردن پر رکھا ہی حیران ہو کر
اسد سے پوچھا کہ یہ زور تو کہانسے لوٹ لایا تو وہ کمزوری کہ تو مجھسے ہاتھ نہ ملا سکتا تھا سامنے نہ ٹھہر سکتا تھا یا
یہ شہزوری اسکا حال تو بیان کر اسد بولا کہ ای ایرج مین نے اپنی کمزوری سے تنگ آکر جان دینے کا ارادہ کیا گلے
مین پھانسی لگائی اور لٹک گیا کہ دم میرا گھٹکر نکلجائے اُس وقت آقا میرا غالب علی کل غالب اسد الغالب
علی ابن ابیطالب ع تشریف فرما ہوئے مجکو بچایا میری جان بخشی کی مجھے نظر کردہ کیا یہ زور مجکو عطا فرمایا اور تیرا
حال مین نے پوچھا فرمایا کہ ایرج اولاد حمزہ سے ہی بہتر یہ ہی کہ تو مسلمان ہو ایسا نہو کہ تو کافر میرے ہاتھ سے
مارا جائے ایرج نے کہا کہ زیادہ گوئی مت کر میرا باپ جیتا ہی اولاد حمزہ مین کیونکر ہون اسد نے کہا معلوم ہو جائیگا
غرضکہ بعد از گفتگو سرگرم تلاش ہوئے کشتی ہونے لگی یہ حال دیکھکر سب سرداروں نے راوٹیان اپنے قریب استادہ
کرائین اور کشتی کا تماشا دیکھنے لگے ایک جانب نورالدہر ایک جانب لندھور ایک سمت مالک اژدر ایک طرف
خورشید ستارہ پرست ایک جانب تورج ماہ پرست یہ سب متحیر و متعجب تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ کسی طرح
کمین پر زور بل مین اسد ایرج سے کم نہین پڑتا برابر سے کشتی ہوئی یہانتک کہ دن بھر کشتی رہی رات ہوئی مشعلین
دونون طرف سے روشن ہوئین سرداروں کو کھانا پانی حرام ہو گیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی کون کسپر غالب آتا ہی نورالدہر
کی تو نگاہ کیا کہ جان لڑی ہی اسی طرح تین دن اور تین شبین گذرین چوتھے دن اسی کشمکش مین ایرج اسد کو ریلکر
لیچلا تھا اور اسد ایرج کو ریلے لیے جاتا تھا کہ ایرج نے ایک جگہ لنگر مارا وہان موش خانہ تھا پیر ایرج کا موشخانے
مین جا رہا اُدھر سے اسد نے زور کر کے ریلا ایرج کا کولا اُتر گیا زور تو ایرج نے سنبھالا پیر اپنا موشخانے سے نکالا اور
چاہا کہ اسد کو زور کر کے ہٹا دے کہ ہوا جو لگی کولے مین درد ہوا دونون ہاتھ سینے پر اسد کے رکھدیے تھرتھرانے لگا
اسد نے کہا ای ایرج یہ کیا حال ہی ایرج نے کہا کہ پیر میرا موشخانے مین جا رہا تھا اس سے ٹوٹ گیا مجھ مین طاقت
کھڑے رہنے کی نہین ہی اسد نے کہا خیر ہم تم پھر لڑینگے اب جا کر اپنا علاج کرو آوندی کر ایرج کو لیجاو وہ
بیہوش ہی لوگ دوڑے ہوئے آئے اور پالکی پر ڈالکر ایرج کو لیگئے اسد ادھر کو پھرا پاس نورالدہر کے آیا

سلام کیا چاہا کہ قدمبوس ہو نورالدہر نے ہاتھ چومے کہا کہ بھئی اب تم نظر کردہ ہوئے ہمین لازم ہو کہ تمھاری آبرو کرین اور
آداب کہو مین اسد نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہرمز تاجدار کی قدمبوسی حاصل کی ہرمز نے اسد کے ہاتھ چومے غرضکہ
نورالدہر اسد پر سے نذر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا پوشاک رزم اُتاری لباس بزم پہنکر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی
نورالدہر نے کہا بھائی حال اپنا مفصل بیان کرو اسد نے از ابتدا تا انتہا تمام حال اپنا نظر کردہ ہونا اور طلسم
فیروزہ جمشیدی فتح کرنا تورج بدرگ حرامی کی لڑائی بادیان بحری کا پکڑنا سب بیان کیا نورالدہر کو مظہرین
گیر رنگ کا بہت افسوس ہوا مگر اسد سے کہا کہ کپڑے اُتارو تا کہ پنجۂ حضرت کے نشان کی زیارت سے مشرف ہون اسد
نے اُسیوقت لباس اُتارا نورالدہر نے پشت کو اسد کی جس مقام پر پنجۂ حضرت کا نشان تھا بوسہ دیا ہرمز تاجدار بھی
زیارت سے مشرف ہوا سب سردارون نے آنکھین رگڑین لندھور نے یہ خبر سنی واسطے زیارت کے آیا اُدھر ملک اژدر
آیا تھا کہ سلیمان شاہ فارسی اور جملہ اہل اسلام آئے سب زیارت سے مشرف ہوئے کہ اسی اثنا مین اندر سے خواجہ سرا آیا
اور عرض کیا کہ خواتین مین تشریف لیچلیے اسد اُسی وقت محل مین داخل ہوا لیکن محل مین ایک غلغلہ ہوا ہر ایک عورت
دوڑی پہلے زبیدۂ شیرگیر مان اسد کی آئی اُسنے بلائین لین گرد پھری سب خواتین بلا گردان ہوئین اسد
نے گیتی افروز سے کہا کہ بھابی جان مبارک ہو آپ کو شیر یزدان شاہ مردان سے سُنا ہو کہ قاسم زندہ ہین اور قریب ہی
کر تشریف لائین غرض اُس شب اسد محل کے اندر رہا صبح کو وہانسے باہر آیا اُدھر ایرج کو جو لوگ اُسکے اُٹھا کر لیگئے
تھے علاج کوے کا اُسکے ہو رہا تھا اور ادھر اہل اسلام مطمئن تھے مصروف عیش و عشرت تھے رات دن صحبت رقص و
غنا رہتی تھی مگر ایک روز جو اسد بن کرب دلاور کا دم گھبرایا برائے شکار کچھ رفیقون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا تین دن
تک سرگردان رہا مگر کہین ایسے جانور نہ ملے کہ جنکا شکار کرتا تیسرے روز شام ہوگئی تھی اسد ایک درۂ کوہ مین
گیا کہ رات یہین بسر کرینگے صبح کو اور کہین تلاش کو نکلینگے دو پہر رات گئے رفیق تو اسکے سوگئے مگر اسد کو نیند نہ آئی
درے سے نکلکر ٹہلنے لگا دور پر صحرا مین ایک روشنی سی معلوم ہوئی اسد نے اپنے دل مین کہا کہ اس وادی پُر ہول
مین یہ روشنی کیسی اُس طرف روانہ ہوا ضرغام کو بھی ہمراہ نہ لیا جاتے جاتے دور نکلگیا مگر جب قریب پہونچا دیکھا
کہ ایک مقام پر چارطرف آگ روشن ہے بیچ مین ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی ہے اسد یہ ماجرا دیکھکر ایک
درخت پر چڑھ گیا اور وہین سے کئی تیر مارے لیکن جو تیر مارا وہ قریب اُس آگ کے پہونچکر جلگیا اندر نہ جا سکا
اب اسد نے تماشا دیکھنا شروع کیا کہ یہ ماجرا کیا ہے بعد چند ساعت کے دیکھا کہ آندھی زرد اُٹھی ہوا اس زور سے
آئی کہ درخت جڑون سے اُکھڑ اُکھڑ کر گرنے لگے لیکن جس درخت پر اسد تھا مثل اُسکے جو درخت بڑے تھے وہ بچگئے
جب وہ آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا کہ جس مقام پر وہ ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر پڑھ رہی تھی وہان ایک عمارت سنگین
بنی ہوئی ہے اور اُسکے چار دروازے ہین ہر ایک دروازے پر ایک ایک دیو گرز لیے ہوئے بیٹھا ہے اور اوپر ایک
بنگلہ مینائی بنا ہوا ہے اُسمین ایک زن جمیلہ پندرہ سولہ برس کا سن بیٹھی ہے اسد یہ نیرنگ سحر دیکھکر متحیر ہوا لیکن اُس
عورت کی نگاہ جو اسد پر پڑی فریفتہ ہوئی اُسی وقت اشارہ کیا لگاوٹ کی نگاہون سے دیکھکر پکاری کہ اے جوان
وہان درخت پر کیلیے بیٹھا ہے یہان آؤ یہی ہوتے ہین شاہ عیاران کے جوان یا کہتے ہے نصیب میرے جو مجھے آپنے طلب کیا
لیکن مین وہان کہان پہونچ سکتا ہون بقول شاعر شعر ہے کیونکر ہمارا اُس پری پیکر سے یارانہ + کہ وہ دربار شاہانہ
مری صورت فقیرانہ + یہ سنکر اُس عورت نے دستک دی کہ چار عورتین ایک تخت اُٹھائے ہوئے زیر درخت
آئین اسد سے کہا چلیے ملکہ آپ کو طلب فرماتی ہین یہ سنکر اسد دلاور درخت سے نیچے اُترا اُس تخت پر سوار ہو کر

لگنے مین پہونچا لیکن یہ سوچا کہ ای اسد اسکے مکر و فریب سے بچا رہنا یہ وہی ساحرہ ہی لیکن اُس عورت نے باتین عشق بازی
کرنا شروع کین اسد بھی اُس سے لگاوٹ کی باتین کرتا ہو وہ خواہان وصل ہوئی اسد نے دو چار مرتبہ بہانہ کر کرکے
ٹال دیا یونہین مین روز کا عرصہ گذرا تیسرے روز اُس عورت نے کہا کہ اگر آج تو نے انکار کیا تو مین تجھے نامرد جانونگی
جب وہ گلے لپٹنے لگی اور مُنھ سے اُسکے بوے ناگوار آئی اسد نے صاف انکار کیا وہ عورت کہ اصل مین ساحرہ تھی
نہایت برہم ہوئی بولی کہ رہ تو سہی دیکھ تیری کیا حالت کرتی ہون مین جب ہی تک تیری عاشق تھی کہ جب تک
تو اپنی محبت جتاتا تھا اسد نے دل مین کہا کہ ای اسد بُرا کیا جو اس سے صاف کہدیا اور دارو بیہوشی اسد کے
پاس نہ تھی کہ اُسے بیہوش کرکے مارتا موقع نہین ملتا کہ اُسے مارے وہ اس سے غافل نہین ہوتی کیونکہ بزور سحر سب
پہچانتی ہو کہا کہ دیکھ مردوے کیسا تجھے جلاتی ہون مین یہ خوب جانتی ہون کہ تو مرنے سے نہین ڈرتا اور مین تجھے کیا مارونگی
ابھی گیتی افروز کو واسطے ایرج کے بھیجے دیتی ہون اسی طرح کل ناموس حمزہ کو تباہ کر دونگی کہ اُسنے تمام شہر ساحرون
کے برباد کر دیے چاہ المماس مین ملکہ دمامہ جادو کو مارا ہمکو کہین کا نہ رکھا یہ کہکر کچھ پڑھا اور دستک دی تو دیکھا کہ
وہی چار پریان اُسطرح تخت لیے ہوئے پیدا ہوئین سامنے آکر تخت رکھدیا دست ادب بستہ عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا
ہو کہا کہ جاؤ اور قلعہ ذوالامان سے گیتی افروز کو ادھر جیسے ہو ایرج کے اُسکو ایک تخت پر بٹھا کر لے آؤ اسد نے اپنے
دل مین کہا کہ اب غضب ہوا اور منتین کرنے لگا کہ ای ملکہ ہم فقط محبت آزمانے کو ایسی کشیدگی کی باتین کرتے ہین
ہمین معلوم ہوا کہ تمھین ہماری محبت بالکل نہین اور ہاتھ آگے ہوشیار جادو کے جوڑنے لگا ہوشیار جادو نے
ہاتھ اسد کا پکڑ کر بانہین گلے مین ڈالدین مگر مُنھ سے اُسکے وہ بوے بدآئی کہ دماغ اسد کا پریشان ہوگیا لیکن
گلے سے اُس مردار کے لپٹ کر اس زور سے دبایا کہ ہڈیان پسلیان ٹوٹ گئین وہ ساحرہ پھڑکنے لگی ایک شور و غل
ہوا آندھی چلی آگ برسی وہ تمام عمارت ٹکڑے ہوکر اُڑ گئی جب روشنی ہوئی تو ایک آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام مین
ہوشیار جادو بود اب اسد نے دیکھا کہ نہ وہ عمارت ہو نہ کچھ ہو لاش ایک ساحرہ کی پڑی ہی سر اُسکا کاٹ کر دامن
مین باندھا اور وہان سے طرف درہ کوہ کے روانہ ہوا وہان صبح کو رفیق اسد کے جو بیدار ہوے اور اپنے مالک کو نہ پایا
سب بہت پریشان ہوے دو روز تک ضرغام وغیرہ نے تلاش کی اور کہین نہ پایا تیسرے دن اُسی درے کوہ مین سب
بیٹھے ہوے رو رہے ہین کہ دیکھا بالاے ہوا ایک تخت اُڑتا ہوا چلا آتا ہی کہ چار پریان اُسے اُٹھاے ہوئے ہین
یکایک آتے آتے وہ زمین پر گرنے لگا ضرغام دوڑ کر قریب آیا دیکھا تو چار تیلے بانس کے آٹے کے بنے ہوئے پڑے
ہین کہ جا بجا سیندور کے ٹیکے اُنکے دیے ہوئے ہین ضرغام شیر دل متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہو اور اُن تیلون کو اُٹھا کر
چلا تھا کہ سامنے سے اسد دلاور پیدا ہوا ضرغام دوڑ کر قدموں سے لپٹا اور حال پوچھا کہ شہریار آپ تین روز
سے کہان تھے ہم لوگون کو تو جیتے جی مار گئے بغیر کہے سُنے کسطرف تغریف لے گئے تھے اسد نے تمام کیفیت از اول
تا آخر بیان کی ضرغام نے کیفیت تخت اور تیلون کی کہی اسد نے کہا یہ وہی بلائین تھین جو مجکو بھی درخت پرسے
پکڑ لے گئی تھین وہان سے اسد اپنے رفیقون مین آیا سب گرد پھرے تصدق ہوے سب نے حال پوچھا اسد نے
کل کیفیت بیان کی القصہ وہان سے اسد اپنے لشکر مین آیا لیکن بعد جانے اسد دلاور کے سات آٹھ روز مین
کو لا ایرج کا اچھا ہوا غسل صحت کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا محفل رقص قائم ہوئی ناچ دیکھنے لگا شراب پینے لگا
جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ زرمی پر چوب پڑی آواز
نقارے کی گرجی یہ خبر لشکر اسلام مین ہوئی یہان بھی کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی طبل جنگ بجا تمام رات

تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو سب لشکر معرکہ کارزار میں صف آرا ہوئے جلیداروں نے نکلکر زمین کو ہموار کیا
سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نجیب دیگر نکل گئے تھے کہ ایرج نوجوان نے مرکب بڑھا کر چمکایا اور
سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب درخشان تمہارا نگہبان ہے
ایرج بار دگر مرکب پر سوار ہوا وہیں سے بگدہ بریان کرتا ہوا راں باگ کی لڑکھڑا دکھاتا ہوا میدان میں آیا نیزہ کے
ہاتھ نکالے خوب سراپا دکھایا جب عرق عرق ہو گیا نیزہ زمین پر گاڑ دیا اور پکارا کہ کدھر ہو وہ دیوانہ نکلے میرے
مقابلہ کو مگر نورالدہر اسد کے نہونے سے متردد تھے اور خود ارادہ نکلنے کا کیا تھا کہ بیابان سے تتق گرد و غبار کا بلند
ہوا اور آن واحد میں وہ گرد قریب آکر پھٹی دیکھا تو اسد بن کرب دلاور مع رفقا چلا آتا ہے رفیقوں کو خدمت میں
شاہزادہ نورالدہر کے بھیجا اور آپ گھوڑے کو چمکا کر بمقابلہ ایرج چلا نورالدہر نے ہر چند منع کیا کہ بھئی آج ہمیں
لڑنے دو تم تو ایک مرتبہ مقابلہ کر بھی چکے ہو اسد نے نہ مانا کہا کہ بھائی صاحب سدن تو زخمی ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیا
آج باندھ لاؤنگا یہ کہتا ہوا سامنے ایرج کے ہو گیا ایرج نگاہ میں ہوا مرکب برابر ہٹ گئے ایرج نے کہا او دیوانے اس روز
میں زخمی ہو گیا اس سے تو میرے ہاتھ سے بچ گیا آج کہاں جائیگا اسد نے کہا او کرباس فروش بچہ بازاری تو مجھکو حلوا
سمجھا ہے وہ خیال تیرے دل سے ابھی گیا نہیں اس روز تجھے زخمی جانکر چھوڑ دیا آج نہیں چھوڑنے کا بغیر تجھکو گرفتار کیے
نہ رہونگا غرضکہ بعد گفتگو کے نیزہ ہاتھوں میں سنبھالے اور نیزہ بازی ہونے لگی تا دیر نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل
نہوا سنانیں بیکار ہو گئیں ڈانڈیں پرچے اڑ گئیں پھینک پھینک کر ہاتھوں سے گرز اٹھائے کہ زمین فلک تھرائے مرکب
مارے گئے اور گھوڑوں پر سوار ہوئے اور باہم مقابلہ کیا لیکن گرز سے بھی مطلب کسی کا حاصل نہوا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
تا دیر تلوار چلی ایک مقام پر ایرج نے غصہ میں آکر چوہاتھہ تیغہ دو دمہ سکندری کا مارا اسد نے ہر چند سپر کو چہرہ کی پناہ کیا
مگر تلوار نے سپر کو کاٹا خود دو طبقہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر آئی دستار ۴ تلوار تو جھٹکا کر نکالی مگر سر سے
چادر خون کی باہر آئی ایرج نے کہا اے اسد دلاور اس روز میں تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا آج تو زخمی ہوا جب زخم
اچھا ہوگا تو پھر لڑنا اسد کو تو لوگ لے گئے ایرج نے پھر مبارز طلب کیا کہ علمہائے سردار بد پیکر جلوہ گر ہوکر آئے
اور شاہزادہ نورالدہر مرکب اپنا پھیر کر سامنے ہرمز تاجدار کے آیا اتر کے گھوڑے سے سلام کیا اجازت میدان چاہی
ابھی اجازت نہیں پائی ہو کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد سرخ رنگ نہایت تیز و تند ہرمز تاجدار
نے نورالدہر سے کہا کہ دیکھیے تو کون آتا ہو اور ہرکاروں کو خبر کے واسطے روانہ کیا مگر وہ گرد آن واحد میں قریب
پہونچکر شق ہوئی اور علم سرخ رنگ دکھائی دیے ہر نشان کے پھریرے پر حمد الٰہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی سو علم
دکھائی دیے بعد اسکے ہتھنالین شترنالین فیچیان بالون کی خاصبردار سرخ پوش جب سب جلوس سواری کا گذر چکا
دیکھا تو سقے آب پاشی کرتے ہوے اور زیر سایہ علم شیر پیکر نور حدیقہ وساطت و شہامت شاہزادہ خاور سیاہ ملک
قاسم لعل خفتان خونریز خاوری اور لاکھ زنگیان سیاہ و آدم خوار ہمراہ لیکن میدان میں پہنچکر جو ایرج کو مبارز
طلب کرتے دیکھا فوج کو وہیں ٹھہرایا آپ مرکب جھکا کر سامنے آیا ادھر لوگوں نے قلعہ ذو الامان کے جو قاسم کو
دیکھا نقارہ شادمانی بجنے لگا سب کو ایک عید ہوئی اسی وقت خبر خواتین معجمہ میں ہوئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ
آ پہونچا مبارک سلامت کی آواز بلند ہوئی گیتی افروز کو حمام کروایا پوشاک نفیس پہنائی نذر و نیاز کی تیاری
ہونے لگی مگر یہاں قاسم جسوقت سامنے ایرج کے آیا محبت پیدا ہوئی ایرج نے سلام کیا اور کہا کہ آپ کو
تو اژدہا نگل گیا تھا آپ کیونکر چھوٹے قاسم ہر چند کہ غیظ و غضب میں ہے کہ روز روشن نگاہوں میں تاریک

ہی مگر ساتھ اُسکے وہ محبت پیدا ہوئی کہ وہ غصہ فرو ہو گیا کہا کہ اے ایرج وہ اژدہا نہ تھا وہ بوتیسال جادو
ہین بوماسہ جادو کی مجبور عاشق ہوئی تھی مجکو اژدہا بنکر نگل گئی تھی بارہ برس اُسکی قید مین رہا جب صاحبقران
چاہ الماس مین تشریف لے گئے اور بوتیسال کو مارا جب مین قید سے چھوٹا ایرج نے کہا اب صاحبقران
کہان ہین کہا کہ ملک فرعونیہ مین ایرج نے کہا کہ مجکو آپ سے کمال محبت ہی اور ابھی آپ بہت تھکے ماندے
آئے ہین آج تامل کیجیے کل مجھ سے لڑیجیے گا قاسم نے کہا کہ مین تھکا نہین ہون ایرج نے کہا کہ مین آج ہرگز
نہ لڑونگا یہ کہکر پھر گیا قاسم مجبور میدان سے پلٹا اور خیال مین گذرا کہ پہلے چلکر اُس عیاذہ مکارہ کا کام تمام کر
کہ اُسنے مجھے زمانے مین رسوا کیا ایرج سے تو کہا کہ خیر مجھے کل سمجھا جائیگا اور آپ قلعہ کی طرف متوجہ
ہوا سلیمان شاہ استقبال کو آیا سلام کیا شاہزادہ سے لپٹا قاسم نے قدمبوسی حاصل کی اور کہا ای
سلیمان شاہ مین اپنے ہوش مین نہین ہون سلیمان شاہ بولا مین نمکخوار ہون آپ کے دادا
حمزہ صاحبقران کا قاسم بولا دادا جان آپ کو بادشاہ کر گئے ہین ہم سب کو آپ کی خدمت کرنا
چاہیے یہ کہکر اندر قلعہ کے چلا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے دروازہ کھولا سلام کو جھکا تھا کہ قاسم نے
ایک تازیانہ مارا کہ سر مظفر کا شق ہو گیا اُسے لوگ ہٹا لیگئے قاسم اسیطرح غضبناک چلا جاتا ہی یہانتک کہ
داخل محل ہوا جو خواجہ سرا یا محلدار سامنے آیا اُسے تازیانہ مارا وہ گر کر تڑپنے لگا یہانتک کہ قاسم قصر گیتی افروز
مین پہونچا گیتی افروز قاسم کے آنے کی خبر سنکر نہائی ہی پوشاک نفیس پہنے ہی عطر ملا ہی مسند پر بیٹھی ہی کہ قاسم
کو آتے دیکھکر دوڑی اور قدمون کی طرف جھکی تھی کہ قاسم نے چوٹی ملکہ کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ ملکہ سامنے گری
قاسم نے تلوار کھینچی کہ سر کاٹ لون کہ کسی نے پیچھے سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای قاسم یہ کیا کرتا ہی پھر کر دیکھا کہ ملکہ
گردیہ بانو ہاتھ پکڑے ہی کہا کہ دادی جان آپ نے ہاتھ میرا کیون پکڑا ہی چھوڑ دیجیے کہ اسنے مجھ ایسے
شخص آتش خو شعلہ مزاج کو بدنام کیا ہی مین نے کیسی کیسی جرأتین کین کہ طلسم افراسیاب فتح کیا سات برس
کے سن مین ترک توسن کا تعاقب کر کے بارگاہ کیخسروی مین گھسکر مارا تمام زمانے مین بہادری میری مشہور ہی
یہ ناموس میرا کہلائے اور اپنے کو دکھلائے اور اپنے کو دکھا کر آفتاب پرست کو اپنے اوپر عاشق کروائے دیجیے
مین اسے ٹکڑے ٹکڑے کرونگا گردیہ بانو نے کہا کہ ای قاسم اسکی خطا ذرا نہین ہی یہ تو آج تک تیرے غم مین سیاہ پوش
تھی اب تمھارے آنے کی خبر سنکر اسنے تبدیل لباس کیا آج تک کبھی اسکو ہنستے بھی نہین دیکھا سوا گریہ وزاری
آہ وبیقراری کے کوئی شغل نہ تھا ایسی نیک بخت پاکدامن عورتین ہوتی بھی ہین قاسم نے کہا کہ پھر ایرج نے اسے
نہین دیکھا تو عاشق کیونکر ہوا گردیہ بانو نے کہا کہ میان تم اُسے چھوڑ دو تو اگر اسکی ذرا بھی خطا ثابت ہو تو تم
اُسے مار ڈالنا اور اگر بغیر تحقیق کیے بے تقصیر قتل کرو تم جانو خدا کو جواب دے لینا مین اصل اصل قصہ اسکا
تمھارے سامنے بیان کرونگی تم سنو تو تم پر اسکی خطا اور غیر خطا ثابت ہو جائیگی قاسم نے چوٹی گیتی افروز کی ہاتھ
سے چھوڑ دی اسی اثنا مین خورشید خاوری رابعہ اطلس پوش وغیرہ بھی آئین قاسم کی بلائین لین گرد پھرین تصدق
ہوئین قاسم نے کہا کہ دادی جان ہان اب وہ قصہ بیان کیجیے کیونکر ایرج اسیر عاشق ہوا وہ بولی کہ یہ قصہ تمام زمانہ
جانتا ہی میرے بیان کرنے پر منحصر نہین ہی بیٹا قصہ اسکا یون ہی کہ لقا شہر فرنگوشیہ مین جشن مین بیٹھا ہوا تھا کہ کوٹھے
پر سے گرا ایرج نے دوڑ کر اُسے بر روئے ہوا ہاتھون پر لیا زمین پر نہ گرنے دیا سنبھالکر زمین پر
رکھ دیا تھا بہت خوش ہوا کہ جان اسنے بچائی بس اُس خوشی مین انگوٹھی ہاتھ سے اتار کر اُسکو دی اور

کہا کہ باختر مین نے تجویز دیا حمزہ نے مجھسے زبردستی چھین لیا تو اُس سے لے لے ادہ بیٹی ہو میری نور خالص چکیدہ قدرت
ملکہ گیتی افروز کہ نہایت حسین و خوبصورت ہو کہ اُسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہو اور مجھ سے نبیرہ حمزہ یعنے قاسم
زبردستی چھین لے گیا تو اُسے خدا پرستون سے چھین لے کہ ایسی معشوقہ تجھے زمانے مین نہ ملیگی اُس روز سے ایرج اسے
بدنام کرتا ہو دم عاشقی کا بھرتا ہو یہ سبب ہو اُسکے بیہودہ بکنے کا اب بتاؤ کہ اسمین گیتی افروز کا قصور کیا ہو ناحق
وہ اُسکو بدنام کرتا ہو اے فرزند بارہ برس ہوے کہ ملکہ تیرے غم مین فراغت سے سوئی نہین جام شراب کبھی منہ
کے قریب نہین لائی اب تیرے آنے کی خبر سنکر خورشید خاوری نے تبدیل لباس کر دیا یا ہو بالکل گیتی افروز
بنچکا ہو قاسم یہ سنکر منفعل ہوا گیتی افروز کے سامنے ہاتھ باندھے عذر خواہی کی کہ ملکہ مجھے معاف کر ملکہ بولی کہ
صاحب بارہ برس وہ رنج جدائی سہے آپ کے آنے پر یہ تقدیر مین لکھا تھا القصہ نذر و نیاز ہونے لگی ایک ہجوم ہوگئی کہ
شہریار خاور سیاہ آیا قصر یاقوت جھاڑا گیا اُسمین قاسم آکر بیٹھا تمام خواتین جمع ہوئین قبل حمزہ صاحبقران کا پوچھا
عمرو کا حال سرو چمن ملکہ جاہ وغیرہ نے پوچھا قاسم نے سب کی کیفیت بیان کی اب تیاری چراغان کی
ہونے لگی قاسم مشغول عیش و عشرت ہوا مگر ایرج جو بارگاہ مین اپنی پھر کر آیا امراء و مقاسب گرد و جوانب مین جمع
ہوے صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ایرج نے بہزاد کی طرف دیکھکر کہا کہ افسوس رقیب آپہونچا اور عیش مین
مصروف ہوا اور مین محروم رہا اُسی حالت مین تھا کہ رات برج یاقوت مین تیاری چراغان کی دیکھی اپنے ملازمون سے
کہا کہ دامنہ کوہ مین بھی ابھی چراغان کرو اُسی وقت ہزار ہا فراد لگ گئے چراغان کرنے لگے ہر درخت کو
تمامی اور بادلہ سے منڈھوایا منقش کے گنبد بنوا کر شاخہاے درخت مین لٹکوائے دو پہر رات گئے سب تیاری
وہان بھی ہوئی کہ تمام دامنہ کوہ روشن ہوگیا ایرج سامنے برج یاقوت کے بیٹھکر ناچ دیکھنے لگا اور نگاہ طرف
برج یاقوت کے تھی جہان پری ہوئی تھی مگر قاسم یہ روشنی دیکھکر بالاے بام آیا دیکھا کہ تمام دامنہ کوہ مین چراغان کی
اور ایرج بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہو بس آگ ہوگیا اور تیر کمان مین پیوستہ کرکے ایرج پر مارا وہ ایرج پر توڑ لگا مگر
مہار بن انفاس خون آشام کہ رفیقان لاہوت شاہ مین سے تھا ایرج اُس سے محبت رکھتا تھا اُسکے سینہ پر تیر
کر توڑ کر پار گذر گیا وہ آہ کا نعرہ کرکے اچھل کر گرا ایرج نے کہا یہ تیر کہان سے آیا کس نے مارا اُٹھ کر جو دیکھا تو قاسم
سامنے کھڑا ہو یقین ہوا کہ اسی نے مارا ہوگا پکار کر کہا کہ کونسی مردی ہو کہ دور سے تیر اندازی کر رہے ہو دعوی
شجاعت کا ہو تو آکر سامنا کرو قاسم بولا کہ صبح کو میرے تیرے مقابلہ ہو ایرج نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر اسلام مین بھی کوس حربی بجا رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی صبح کو سب لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین میدان آراستہ ہوا نقیب نقیب
دیکر نکل گئے کہ ایرج مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا سلام کیا اجازت میدان
مانگی کہا کہ جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان تمہارا نگہبان ہو ایرج سلام کرکے بار دگر مرکب پر سوار ہوکے میدان
مین آیا سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ دکھاے خوب سلیح شوری کی بعد اُسکے نیزہ زمین پر گاڑ کے دم کو آراستہ
کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے شاہزادہ خاور سیاہ مالک قاسم لعل خفتان عوض نیز خاوری نے نکلکر مقابلہ
کیا ایرج نگاہ وزن ہوا مرکب برابر سے ہٹ گئے بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی لیکن مطلب کسی کا حاصل نہوا
سنانین اور نانین بیکار ہوگئین پھینک پھینک کر دو انڈین گرز سنبھالے وہ ضربین چلین کہ زلزلے آگئے فلک
تھرائے گاؤ زمین نے امان مانگی لیکن مطلب اس سے بھی نہ حاصل ہوا تلوارین کھینچ گئین رد و بدل ہونے لگی دن

تلوار چلی مگر مطلب حاصل نہوا آخرکار دونون دست و گریبان ہوئے کشتی ہونے لگی راوٹیان سردارون کے گرد و پیش استادہ ہو گئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر رات کشتی رہی دن بھر کشتی رہی بھر رات بھر کشتی رہی اسی طرح تین دن اور تین راتین گذر چلی ہین چوتھا روز ہو مگر دونون کی وہی کیفیت ہو کر برابر لڑ رہے ہین قضائے کار قاسم کو ایرج ریل کے لیچلا اور پیر قاسم کا مونڈھا نے ہین جا رہا اور کولا اتر گیا ایرج چالی دیکھکر واپس گیا قاسم کو بھی لوگ اُٹھا لائے علاج ہونے لگا

اب چند کلمے داستان مہر سپہر عیاری سے بیان ہوتے ہین

کہ عمرو حمزہ صاحبقران سے رخصت ہو کر ملک باختر کو روانہ ہوا تھا بعد چند روز کے ملک زنگو شیہ مین پہونچا شہر اسپ جنگی نور الدہر کی طرف سے مالک وہان کا تھا وہ عمرو کے آنے کی خبر سنکر استقبال کو آیا خواجہ کو بڑی عزت و تکریم سے شہر مین لایا دو ہزار روپیہ پیش کیے عمرو نے نذر زنبیل کیے عمرو نے حال ایرج کا پوچھا اُسنے تمام حال شہر ارمنو حصار کا قتل ہونا اور عنظلی آباد کی بربادی سب بیان کی کہا خیر سمجھا جائیگا اتنے مین آیا ہون اور وہان سے چل نکلا شہر اخیم مین پہونچا تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا خورشید اخیمی استقبال کو آیا وہ بھی سیاہ پوش تھا عمرو نے سبب سوگواری کا پوچھا اُسنے کہا خواجہ بڑا بھائی میر اجمشید کہ بجائے باپ کے تھا وہ ہاتھ سے ایرج کے مارا گیا ہین اب تک اُسکے غم مین سیاہ پوش ہوان عمرو نے اُسکی قبر پر جاکے فاتحہ پڑھا اور کہا ای خورشید مین ملک فرعونیہ سے آتا ہون زاد راہ میرے پاس نہین ہو اُسنے دو ہزار روپیہ حاضر کیے عمرو وہان سے بھی آگے چلا اور شہر مرصع حصار مین پہونچا اور روپیہ تحصیل کر وہان سے بھی آگے روانہ ہوا مشتری حصار مین آیا وہان سے بھی بہت کچھ زر نقد لیا دعوت کھائی آگے روانہ ہوا شہر زر لقا مین آیا گلباش گلین نے بہت خاطرداری کی روپیہ پیش کیا اور آگے روانہ ہوا اور کوہ مین آیا دوست و احباب جہانگیر نے استقبال کیا زر نقد پیش کیا عمرو نے نذر زنبیل کیا وہان سے عنظلی آباد مین آیا فضل جادو نے ملازمت حاصل کی نذر گذرانی وہان سے بھی روانہ ہوا دو راہے پر پہونچا کہ ایک راہ سیاکل کو گئی تھی دوسری قلعہ ارمنو حصار کو عمرو ارمنو حصار کیطرف روانہ ہوا قریب جو پہونچا ایک بلندی دیکھی اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ ایک قبر بنی ہو اور تعویذ قبر پر کچھ لکھا ہوا ہو قریب جاکر جو پڑھا لکھا تھا کہ این قبر سرہنگ غلام عمرو است بس یہ پڑھتے ہی عمرو رونے لگا پچھاڑین زمین پر کھانے لگا کہتا تھا کہ ای سرہنگ تم کہان ہماری تو ٹوٹ گئے ہمکو بیدست و پا کر گئے تمھاری قبر یہان کس نے بنائی غرض خوب رو پیٹ کر قبر پر فاتحہ پڑھکر آگے روانہ ہوا وہان پہونچا جہان قلعہ ارمنو حصار تھا دیکھا کہ قلعہ کا نام و نشان باقی نہین ہو اور اُس سرزمین پر جو بوٹے ہوئے ہین اور ایک مرد پیر دہقانی اُس مین بیٹھا ہوا ہو عمرو نے اُس سے پوچھا کہ یہان قلعہ تھا اُسے کس نے برباد کیا اُسنے کہا کہ ایرج آفتاب پرست نے یہ قلعہ تباہ و برباد کیا تمام مال و خزانہ عمرو کا لے لیا چار ہزار غلامون کو قتل کیا یہ سنتے ہی نعرہ کوہ شگاف کیا خاک اُڑانے لگا وہ پیر دہقانی عمرو سے لپٹا کہ آپ کون ہین عمرو بولا کہ ای عزیز میرا ہی یہ قلعہ تھا میرے ہی غلام مارے گئے تمام کمائی میری برباد ہوئی مین عمرو ہون اُسنے کہا آپ تو نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین ایرج قلعہ ذو الامان پر گیا ہوا ہی جاکر اُس سے لیجیے عمرو بولا یہی اسیواسطے آیا ہون وہ مرد پیر عمرو کو اپنے گھر لے گیا دعوت کی عمرو نے وہ موضع اُسی کو بخش دیا وہان سے آگے روانہ ہوا جب قریب قلعہ ذو الامان کے پہونچا بصورت مبدانی یہ قلعہ ہونچا دیکھا کہ چہار طرف کو اُترے ہوئے ہین ایک طرف قلعہ ذو الامان ہو خیال مین گذرا کہ ای عمرو اس آفتاب پرست کو پکڑ کر روپیہ اپنا

لینا چاہیے اسی فکر میں تھا دیکھا کہ ایرج گھوڑے پر سوار چلا آتا ہی اور اُس وقت ایرج گھبرا کر یا دیتی افروز میں تنہا نکل آیا کہ شاید ملکہ یا اُسے قصر آئی ہو دیکھوں قلعہ کی جانب دیکھتا ہوا چلا آتا ہی اور اشعار عاشقانہ درد زبان ہیں اسی طرح سبزہ زار میں پہونچا عمرو ایک پیادے کی صورت بنا ہوا کھڑا تھا جب ایرج قریب آیا عمرو دکھلایا ایرج نے پہتر کو دیکھا کہ ایک پیادہ کھڑا ہی اُسنے دعادی کہ زبدۂ آفتاب پرستان اقبالمند رہیں ایرج نے کہا کہ کیا مطلب ہی بیان کر پیادے نے کہا کہ آپ اپنا مقصد بیان کیجیے ایرج نے ہنسکر کہا کہ خوشطبعی کرتا ہو عرض کیا میری کیا طاقت ہی کہ خوشطبعی کرونگا ایرج نے کہا آخر کچھ تو حال اپنا کہو اُس نے کہا آپ اکیلے ہو جیے تو بیان کروں ایرج نے کہا میرے ساتھ کون ہی کہا یہ مراد نہیں ہی آپ کے ہمراہ ہزاروں نگاہیں ہیں کسی گوشے میں چلیے تو عرض کروں ایرج نے کہا چلو عمرو ایرج کو ایک درخت کی آڑ میں لایا اور کہا کہ میں عیار ہوں ملکہ گیتی افروز کا وہ قاسم پر دلدادہ و فریفتہ تھی قاسم نے آتے آتے ہی زدوکوب کی اب وہ اُس سے بیزار ہی اور جدائی میں آپکی بیقرار ہو غضب کی رہ سے نکالکر کہستان میں ٹھہری ہی مجکو آپ کی خدمت میں بھیجا ہی اگر آپ اُسکی خواہش رکھتے ہیں تو میرے ساتھ چلیے میں اُس سے ملا دوں ایرج نے جو یہ سُنا قریب تھا کہ مارے خوشی کے شادی مرگ ہو جائے کہا کہ اے عزیز اگر تو میری مطلوبہ سے ملا دے تو میں تجھے اُس رتبے کو پہونچا دوں کہ تیری خواہش سے وہ چند ہو اُسنے کہا اے شہریار چلیے بھر دیر کیا ہی ایرج نے اور لوگوں کو وہیں چھوڑا آپ تنہا ساتھ ساتھ اُس پیادے کے روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ اُس پیادے نے کچھ نقل و مصری ایک کاغذ میں لپٹے ہوئے ایرج کے ہاتھ میں دیے کہ اسکو نوش فرمائیے ملکہ نے آپ واسطے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ ہمارے سر کی قسم کھا لینا ایرج نے اُسے لے لیا خوشبو ایسی اُسمیں سے نکلی کہ دماغ معطر ہو گیا ایرج نے اُسے چوما آنکھوں سے لگایا کھولکر کاغذ نقل مصری کھائی بس کھاتے ہی دو چار قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کر گرا چھینک آئی بیہوش ہو گیا عمرو نے حلقہائے کمند میں گرفتار کر کے زنبیل میں ڈال لیا اور وہاں سے وہی صورت عیار کی بنا ہوا مالک بن ملکوت شاہ پاس آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ آپ کو زبدۂ آفتاب پرستان نے بلایا ہی مگر تنہا میرے ساتھ چلیے کچھ راز کی باتیں ہیں مالک تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر اسکے ہمراہ ہوا عمرو اُسے لیے ہوئے صحرا میں آیا اور حلقہائے کمند مار کر اُسے پکڑ لیا اور زنبیل میں قید کیا بعد اسکے لندھور کی خوابگاہ میں جا کر اُسے بیہوش کر کے نذر زنبیل کیا وہاں سے چلا دیکھا کہ داراب و تورج و خورشید بعزم شکار گھوڑوں پر سوار تنہا جاتے ہیں عمرو بھی پیچھے پیچھے ہمراہ ہوا مگر گلیم اوڑھے ہوئے داراب و خورشید و تورج ایک تالاب پر پہونچے گھوڑوں سے اُترے اور انتظار اپنے رفیقوں کا کرنے لگے دیکھا کہ ایک شخص ہرن شکار کیا ہوا لیے آتا ہی پوچھا کہ تو کہاں سے آتا ہی عرض کیا کہ میں کبابی ہوں حکم ہو تو کباب لگاؤں کہا اچھا کیا مضائقہ ہی اُس شخص نے وہیں چقماق سے آگ نکال نمک مرچ اور مصالح سب اُسکے پاس موجود تھے سیخیں نکالکر کباب لگائے داراب و تورج و خورشید نے بہت تعریفیں کر کے کھائے اور دم بھر میں بیہوش ہو ہو کر گرے عمرو نے اُن سب کو بھی نذر زنبیل کیا وہاں سے بارگاہ نور الدہر میں آ کر دیکر نور الدہر کو بھی لیگیا اسعد کو بھی گرفتار کیا اور دامنہ کوہ میں لا کر سب کو کمند ہائے باصفا سے باندھا اور سب کو فتیلۂ دفع بیہوشی دیا سب ہوش میں آئے ایرج کی جو آنکھ کھلی عجب کیفیت دیکھی کہ سات آدمی سب سردار کیسے کیسے کہ ہر ایک کو دعوی مردی ہی ایک جگہ بندھے ہیں لندھور سے کہا کہ یہ کیا معرکہ ہی لندھور نے کہا کہ یہ سب تمھارا بس بویا ہی ہر چند میں نے تمھیں سمجھایا کہ قلعہ ارمنو حصار کو

برباد نہ کرو مال و خزانہ عمرو کا تو تجھنے نہ مانا اب دیکھو کیا ہوتا ہے تجھنے چار ہزار غلام عمرو کے قتل کیے ہین دیکھیے انکا
عوض کیا ہوتا ہے شکمین تو بند ہے جکبین اور یہ قید وہ ہے کہ زور کیے سے بھی نہ ٹوٹیگی یہ کہنکر آصف ثانی با صفا
معلوم ہوتی ہے بلکہ اسی سے مین نے سمجھا تھا کہ خواجہ عمرو سب کو پکڑ لائے ہین یہی باتین تھین کہ دیکھا عمرو سرخ لباس پہنے
ہوئے آتا ہے دو چار غلام ہمراہ ہین ایک نے کرسی زرنگار بچھادی عمرو اُسپر جلوہ افروز ہوا سب نے سلام کیا عمرو نے
منھ پھیر لیا لیکن عمرو و ہمراہ سردارون کے عیارون کو بھی گرفتار کرکے لایا تھا مثل شاپور شیردل و فتاح کشوری وغیرہ
کے عمرو نے شاپور کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون او شاپور ہمنے جو تجھے فن عیاری سکھایا تھا تو اسی دن کے واسطے کہ
ایرج مال و خزانہ ہمارا لوٹے اور غلام ہمارے مارے جائین اور تو کچھ منع نہ کرے شاپور نے کہا کہ خواجہ سلامت
مین کیا کرون میرا کہنا کون سنتا ہے یہ اختیار سردارون کو ہے عمرو نے اپنے شاگردون سے کہا کہ لاؤ چھڑیان توڑ کر
وہ چھڑیان لیکر آئے عمرو تازیانہ ہاتھ مین لیکر پہلے ایرج کی طرف آیا اور کہا کہ کیون نراز بچے مین نے تجکو کیڑا بچنے
سے بچایا بادشاہ کیا پہلوان بنایا اسکے عوض مین تونے میرا قلعہ خاک سیاہ کیا غلامون کو میرے مارا میری زوجہ کو
اپنے نوکر کو دیا ایرج نے سر جھکا لیا اور کہا جو کچھ آپ فرماتے ہین بہت بجا اور درست ہے مجھسے واقع مین یہ امر
ہوئے ہین مین شرمندہ ہون عمرو بولا کہ شرمندگی معلوم ہوئی جاتی ہے اور تازیانے مارنے لگا ایسے تازیانے مارے
کہ جا بجا سے بدن ایرج کا شق ہو گیا تراٹے لہو کے بہنے لگے عمرو نے کہا کیون ناجزادے اپنی سزا کو پہونچا ایرج نے
کہا کہ خواجہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا ہے مین خطادار ہون اب مین سزا کو پہونچ گیا کبھی ایسا قصور نہ ہوگا
مال آپ کا موجود ہے وہ لیجیے کہا منگوا اُسے اور غلام میرے جو مارے گئے ہین انکا خونبہا دے ایرج نے کہا وہ بھی لیجیے
اور دو لاکھ تومان اُسکے بھی لکھوا دیے اب عمرو نے مالک بن ہلکوت شاہ سے کہا کہ کیون حرامزادے
زرد گوش تو بادشاہ تھا تو نے ایرج کو نہ روکا مالک پکارا کہ میری کیا تقصیر ہے میرا کہا بھی نہ سنا عمرو نے دو چار
تازیانے اُسپر بھی مارے مالک بلبلا گیا کہا خواجہ جو کچھ میرے پاس ہے مجھسے بھی لیجیے اور دو لاکھ تومان کا
رقعہ لکھدیا اب لندھور کی طرف مخاطب ہوا کہ او ہندی دیدہ و دانستہ مال میرا لٹوایا زوجہ میری ملکہ
جادو کا کیا حال کروایا شہر کے شہر تو نے قتل کروائے اور تو کچھ کام نہ آیا میرا مال نہ بچوایا تجکو اسی واسطے
صاحبقران باختر کا مختار کر گئے تھے کہ ایک ایک کا قتل ہوتا تو دیکھے میرے غلام مارے جائین اور تو
تماشا دیکھے میرے ہنگ سکی کہ میرے فرزند کی جگہ پر تھا تو نے اُسے اپنے سامنے قتل کروایا کافر پرستی تو نے کی لندھور
نے کہا خواجہ جو کچھ آپ فرماتے ہین بجا ارشاد کرتے ہین مگر مین نے جو کچھ کیا ہے موافق وصیت صاحبقران کے
کیا ہے اور مال آپ کا مین نے بجنسہ اپنے پاس رکھا ہے اُسے لیجیے کہ نصف مال میرے پاس ہے اور جرمانہ بھی جو
منظور ہو وہ حاضر کیا جائے عمرو نے کہا اچھا نوشتہ لکھدے اول خونبہا غلامون کا میرے دے بعد اُسکے مال میرا
دے لندھور نے دو لاکھ روپیہ خونبہا غلامون کا لکھدیا اب عمرو اسد کی طرف متوجہ ہوا کہ تو نے کیون بچایا
تیرے ہوتے مال میرا یون برباد ہوا اسد نے کہا دادا جان مین جتنا مال آپ کا لوٹ لیگیا ہون سب بجنسہ قلعہ
سرخان مین رکھا ہے عمرو نے اُسے گلے سے لگایا کہ مرحبا بعد اسکے نور الدہر کی طرف پھرا اور کہا کہ تو اپنے کو صاحبقران
زمانہ جانتا ہے اور میرے مال و اسباب کی حفاظت نہ کی وہ بولا دادا صاحب میرا کیا قصور ہے مین عنظلی آباد مین تھا
نہ ارمنو حصار مین اگر مین ہوتا تو کیا طاقت تھی کسی کی کہ آپ کے مال کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتا یا ناموس پر آپ کے
زیادتی کرتا اور مجھسے جرمانہ پانچ لاکھ روپیہ لیجیے مین موجود ہون کہا کہ اولاد حمزہ مین تو بڑا ہے زیادہ دے غرض کہ

سات لاکھ تومان اس سے بھی لکھوا لیے پھر داراب کی طرف آیا اور کہا کیون صاحب ہمنے تمکو دھو دھا کر پاک کیا
اس رتبے کو پہونچایا کہ اب صاحبقران کہلاتے ہو اور ہمارا مال لٹا کیا ناموس کی بربادی ہوئی اوسنے کچھ خیال
نہ کیا داراب پکارا کہ بابا پیر زلال آپ کا احسان مین نے فراموش نہین کیا کسواسطے کہ مین دھوبی بچہ تھا گو کہ
مجھ مین قوت تھی مگر اس رتبے کو آپ نے پہونچایا مین بھی ہمیشہ اہل اسلام پر فدا رہا میرے سامنے آپکا مال لٹتا اور مین
نہ بچاتا مگر مین کیا کرون کہ وہان موجود نہ تھا اسمین میری کیا خطا ہے مجھسے بھی جو فرمایئے وہ جرمانہ دون مین کسی طرح باہر
نہین ہون چار لاکھ روپیہ اوس سے بھی لیے تین لاکھ خورشید سے اور دو لاکھ تورج سے بھی لیے اور عیارون کو انکے رہا
کیا شاپور گیا اور روپیہ چھکڑون پر لدوا کر سامنے عمرو کے لاکر ڈھیر لگوا دیا ادھر لندھور کا عیار روپیہ لیکر آیا اطلاع
سب نے روپیہ منگوا کر ڈھیر کروا دیا اب عمرو نے جال الیاسی مار کر وہ سب روپیہ نذر زنبیل کیا اور سب کو قید سے
رہا کیا یہ سب سردار اپنے اپنے خیمے مین آئے تھیں باقی تھین نذر و نیاز کی کہ جانین بچ گئین مگر عمرو روپیہ لیکر وہانسے
قلعہ ذوالامان کی طرف روانہ ہوا سلیمان شاہ فارسی مظفر بن ضیغم خون آشام استقبال کے واسطے آئے
ملازمت حاصل کی کشتیان پیشکش کین عمرو نے وہ سب لین نذر زنبیل کین سلیمان شاہ نے حال صاحبقران
با اقبال کا پوچھا عمرو نے بیان کیا کہ عنایت خدا سے زیر جدر نگار فتح کر کے اب ملک فرعونیہ مین ہین بہت
اچھی طرح سے ہین مگر اے سلیمان شاہ تم سوداگرون کو حکم دو کہ ہر ایک باختر سے میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو
جائے کہ وہان ہر شی نایاب ہے سلیمان شاہ نے کہا بہت خوب اور اسی وقت سب سوداگرون کو نامے لکھے کہ جلد
یہان سے میوہ اور اشیاے نفیسہ لیکر فرعونیہ کو جاؤ عمرو اندر قلعہ ذوالامان کے داخل ہوا تمام شہر مین غلغل
ہوا کہ عمرو آیا ہر ایک ملاقات کو دوڑا عمرو بھی ہر ایک سے ملتا ہوا اندر دائرہ محل پر پہونچا خبر اندر ہوئی ایک تہلکہ
مچگیا کہ عمرو و حمزہ صاحبقران کے پاس سے آیا قاسم استقبال کو نکلا سلام کیا عمرو ساتھ قاسم کے داخل محلسرا ہوا خواتین
دوڑین عمرو نے ایک ایک کو سلام کیا گردیہ بانو الکہ اطلس پوش وغیرہ نے حال صاحبقران کا پوچھا عمرو نے
سب سے حال بیان کیا علمشاہ بدیع الزمان وغیرہ کی خیریت سے مطلع کیا سب خوش ہوئے ہزار روپیہ عمرو نے
تحصیلا اب وہان سے ملکہ جادو پاس آیا اسنے اپنی سرگذشت بیان کی عمرو نے کہا کہ ملکہ مین نے بھی اسے ایسا مارا
ہے کہ یہ آفتاب پرست جبتک زندہ رہیگا یاد کریگا اور تمام مال قلعہ ارمنو حصار کا اس سے لے لیا ملکہ نے کہا
خواجہ اب یہان رہوگے یا جاؤگے عمرو بولا کہ ملکہ مین حمزہ کا عاشق ہون حمزہ میرا عاشق ہے مگر تمکو غفلی آباد پہونچا کر
جاؤنگا اسی وقت تیاری کی اور قاسم سے کہا کہ تم ناموس کو ساتھ لیکر ملک فرعونیہ کو چلو مین ان سب کو روانہ کر کے آتا ہون
ملکہ جادو کو غفلی آباد کو بھیجا وہان سے بارگاہ نور الدہر مین آیا ہرفرتا چیلار کو سلام کیا قدمبوس ہوا اور کہا کہ الحمد للہ
کہ آپ کو شرف اسلام حاصل ہوا اب تخت ایران آپ کو مبارک ہو نور الدہر نے خواجہ کو سلام کیا عزت و توقیر سے
اپنے پاس بٹھایا کشتیان جواہر کی پیش کین عمرو نے کہا اے نور الدہر اب تم یہان کیون ٹھہرے ہو حمزہ صاحبقران
فرعونیہ مین ہین غلے کا وہان قحط ہو چلا ہے تمکو غلہ چہار طرف سے جمع کرکے لیجاؤ اور خدمت مین حمزہ صاحبقران
کی جلد پہونچاؤ نور الدہر نے کہا بہت خوب مین ابھی انتظام کر کے چلتا ہون وہان رخصت ہو کر بارگاہ لندھور
مین آیا لندھور نے بہت عزت و توقیر کی عمرو نے کہا اے دارائے ہند امیر ملک فرعونیہ مین موجود ہین تم درہ قلماق
کوہ کی طرف سے گذر کر امیر کے استقبال کے واسطے جاؤ اور شہر زرنگل و اختم و مشتری حصار والون پر تاکید
کرو کہ غلہ اور میوہ شہر فرعونیہ کو لیجائین کہ وہان سب چیزین نایاب ہین اور لوگ وہان کے نہایت تکلیف سے بسر کرتے

ہین لندھور نے کہا بہت اچھا اور اُسی وقت نامے لکھ لکھکر روانہ کیے کہ ہر سوداگر کو لازم ہی کہ جنس ملک فرعونیہ مین بھیجنے پائے اور باقی غلہ واسباب میرے ساتھ جائیگا خرید کر جمع کر دین آتا ہون ذرا تسے عمرو بارگاہ ایرج مین آیا ایرج اور مالک بن ملکوت شاہ مع سرداروں کے تعظیم کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے لاکر اپنے برابر بٹھایا عمرو نے کہا ای ایرج امیر جبتک ظلمات مین رہے اُنکی غیبت مین جو کچھ تہنے کیا اچھا کیا مگر اب صاحبقران ظلمات سے پھر کر ملک فرعونیہ مین آئے ہین اب تم فرعونیہ پر جاؤ حمزہ سے سامنا کرو اگر اُسپر غالب ہو بہتر مالک ہو تمام روے زمین کے اور جو مغلوب ہوئے تو شریک ہو لشکر حمزہ کے کہ حمزہ زمانے بھر پر غالب ہوا ہی ایرج نے کہا بہت خوب آپ تشریف لیجائیں مین تیاری کرکے روانہ ہوتا ہون عمرو وہان سے بارگاہ داراب مین آیا مالک وداراب نے بہت عزت وحرمت کی عمرو نے داراب سے کہا کہ ایرج بھی آزمایش کے واسطے فرعونیہ کو جاتا ہی تم بھی فرعونیہ کو جاؤ آزمایش اپنی حمزہ سے کرلو داراب نے قبول کیا مالک اژدر نے کہا ہم کوچ کرکے ابھی روانہ ہوتے ہین عمرو اُنکو روانہ کرکے بارگاہ خورشید مین آیا خورشید نے تعظیم کی کشتیان نذر دین عمرو نے سب نذر قبول کین اور کہا کہ ای خورشید ایرج اور داراب فرعونیہ پر حمزہ سے اپنی اپنی آزمایش کو جاتے ہین تم بھی جاؤ وہانسے آکر تورج کو بھی روانہ کیا جدان سب کو بھیجکے آپ بھی ملک فرعونیہ کا راستہ لیا ہر سردار کو جدا جدا راستہ بتا دیا تھا اور کہدیا تھا کہ خبردار ایک راستے سے سب نہ جائین سب نے اُسیوقت کوچ کرنیکی تیاری کی لیکن لندھور نے جسوقت سے کہ نام امیر کا سُنا ہو کہ امیر ظلمات سے فرعونیہ مین آئے ہین اشتیاق ہوا تو قدمبوسی صاحبقران کا کہ کسی طرح جلد پہونچے داراب گلبرگی سے کہا کہ جاکر ایرج سے کہو کہ ہمارے تمہارے وعدہ تھا کہ آنے تک صاحبقران کے مین تمہاری بیعت مین رہونگا اور بارگاہ وغیرہ سب تمہارے پاس رہیگی اب آقا میرے حمزہ صاحبقران آ پہونچے ہین اُنکی خدمت مین جاتا ہون بارگاہ اور سامان صاحبقرانی میرے پاس بھیجدو داراب گلبرگی نے جاکر ایرج سے بیان کیا ایرج نے اُسی وقت بارگاہ طبل سکندری علم اژدہا پیکر وغیرہ سب بھیجدیا لندھور وہان سے کوچ کرکے روانہ ہوا ادھر ایرج نے دیکھا کہ سب جاچکے قاسم ناموس کو لیکر روانہ ہوا خیال مین گذرا کہ اب یہان رہنا لاحاصل ہی چلکر ملک فرعونیہ کو حمزہ سے مقابلہ کر اگر جانشین اعظم نے اور حمزہ کو زیر کیا تو پھر سب ملک ومال تیرا ہی یہ خیال کرکے حکم دیا کہ کوچ ہو ہمارا ملک فرعونیہ کو اُسی وقت تیاری سفر کی ہوئی دوسرے روز کوچ ہوا بعد دو تین روز کے برابر بیشہ کلکان کے پہونچے وہان ایرج نے مقام کیا بارگاہ مین آکر بیٹھا دبیر کو بلاکر حکم کیا کہ نامہ لکھو صفدر شاہ کو اس مضمون کا کہ خزانہ طلسم سکندری کا بار کراکر حضور پُر نور مین لاؤ کہ سفر ملک فرعونیہ کا درپیش ہی دبیر نے اُسی وقت مسودہ درست کرکے سُنایا ایرج نے بہت پسند کیا کہا صاف کرلاؤ جب نامہ تیار ہوا ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا کہ یکایک جوڑی ہرکاروں کی آئی دعا دیکر عرض کیا کہ رفیق لندھور کا دیوبل عادہندی بارگاہ سلیمانی کو لیے جاتا ہی ایرج نے مالک بن ملکوت شاہ سے کہا کہ مین موافق اقرار کے بارگاہ لندھور کو دیچکا اب اگر بزور شمشیر چھینونگا تو ہرگز نہ دونگا چاہے لندھور خوش ہو چاہے خفا مالک نے کہا اس بارگاہ کی خواہش سب کو رہی ہی اور یہ بارگاہ صاحبقران وقت کو زیبا ہی آپ شوق سے لیجیے ایرج نے اپنے سرداروں کی طرف دیکھکر کہا کہ ہی تم مین سے کوئی ایسا کہ بارگاہ اُس ہندی سے چھین لاے دیلم شاطر زنگی یہ سنکر اٹھ کھڑا ہوا کہنے لگا کہ یہ غلام اس کام کو سرانجام دے کہا جانشین اعظم تیرا نگہبان ہو دیلم بارگاہ سے باہر آیا اور بیس ہزار

سوار سے روانہ ہوا وہان پہونچا کہ جہان دیوبل عاد بارگاہ لیے جاتا تھا دیلم شباط نے نعرہ کیا کہ او ہندی کہان
جاتا ہی آ پہونچا مین اگر خیریت اپنی چاہتا ہی تو بارگاہ میرے سپرد کر جس طرف سے آیا اُدھر چلا جا دیوبل پکارا کہ
او روسیاہ مین اپنے آقا کے حکم سے بارگاہ خدمت صاحبقران مین لیے جاتا ہون تو کون ہی جو مجھے روکے دیلم
غضبناک ہوا اور دوڑ تلوار کھینچکر قریب پہونچا تھا کہ دیوبل نے تلوار ماری دیلم نے باسپ سپر روکی اور
اپنا وار دیوبل پر کیا سپر دیوبل کی کٹی تلوار سر پر پہونچی خود و بلغہ کاٹتی ہوئی تا دو ابرو اتر گئی دستار ماری تلوار تو
جھٹکا کر نکلگئی مگر چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا تھا بیہوش ہو گیا ہندی دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی اُدھر سے
زنگی آ پڑے دونون فوجین ملگئین تلوار چلنے لگی مگر فوج بے سردار کب ٹھہر سکتی ہی ہندی شکست کھا کر بھاگے دیلم نے
بارگاہ اپنے قبضے مین کی اور خدمت مین ایرج کی روانہ ہوا ایرج نے جو یہ خبر سنی خلعت دیلم کے واسطے بھیجا کہ اسے لیکر
ہمارے سامنے آؤ جب دیلم کو خلعت پہونچا خوشی خوشی اُسے پہنکر خدمت مین ایرج کی چلا تھا کہ دامن صحرا سے تتق
گرد و غبار بلند ہوا اور آواز نعرے کی آئی کہ باش اوزنگی تیرہ رو کہان جاتا ہی نعرہ اسد منم اسد شہسوارم
کہ در روز جنگ یل بدرم دل شیر در چرم پلنگ + آ پہونچا مین دیلم تو اسد کو دیکھتے ہی مردہ دل ہو گیا یہ سمجھ چکا تھا کہ
اب بارگاہ لیجانا مشکل ہی مگر ناچار دل کو قوی کرکے سامنا کیا اسد نے کہا او حرامزادے مین دامنہ کوہ مین شکار
کے واسطے آیا تھا کہ دیوبل کو زخمی دیکھا اُس سے یہ سنا کہ تو بارگاہ چھیننے لیے جاتا ہی ارے تیری بھی یہ قدرت ہوئی کہ تو
بارگاہ چھینے اور ایرج تک پہونچائے حرامزادے تجھے بغیر مارے نہ چھوڑونگا دیلم پکارا کہ او دیوانے کیون واہیات
بکتا ہی مین کیا تجھسے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر تلوار ماری اسد نے پشت شمشیر پر روک کے جواب تیغہ فیروزہ جمشیدی
کا مارا دیلم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تھا مگر تیغہ سپر کو کاٹکر سر پر بیٹھا کہ خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتا ہوا
تا دو ابرو اتر گیا دوسری تلوار اور ماری دیلم نے اپنے کو بچایا مگر تلوار پھسلتی ہوئی شانے پر پڑی کہ اُسے بھی نشانہ کر دیلم
نے گینڈے کو بھگایا کہ یہ دیوانہ زندہ نہ چھوڑیگا اسد تلوار کھینچے ہوئے اوزنگیون پر جا پڑا جو درمیان مین آگئے تھے
اور اُنھین قتل کرنا شروع کیا بہت سے زنگی قتل کیے کچھ بچکر دیلم کو لیکر نکلگئے اسد بارگاہ اپنے قبضے مین کرکے
جانب فرعونیہ روانہ ہوا تھوڑی دور آیا تھا کہ تتق گرد و غبار بلند ہوا جب گرد قریب پہونچا شق ہوئی غضنفر بن
اسد نمایان ہوا قزاق ہمراہ آکر اسد کو سلام کیا اسد بیٹے کو دیکھکر بہت خوش ہوا مگر غضنفر نے جو مقدمہ بارگاہ
کا دریافت کیا خیال مین گذرا کہ کسی مکر سے تو بارگاہ لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچا کچھ سوچکے چہرہ اپنا پریشان
کیا آہ سرد کھینچی اسد نے جو بیٹے کو اُداس پایا گلے لگا کر پوچھا کہ اے فرزند سبب پریشانی کا کیا ہی عرض کیا کہ اے
پدر بزرگوار ابھی مجھے خبر پہونچی کہ شیرون ابروئی ملازم مالک بن ملکوت شاہ خزانہ زر نگوشیہ واسطے ایرج
کے لیے جاتا ہی مین بسبب کمزور ہونے اُسپر نہین گیا یہ سبب میرے ملال کا ہی کہ مفت خزانہ ہاتھ سے جاتا ہی اسد
بولا اے فرزند تو آزردہ نہ ہو بارگاہ اپنے پاس رکھ مین ابھی جا کر خزانہ اُس سے چھینے لاتا ہون اسد فریب غضنفر کا
نہ سمجھا خزانہ لینے روانہ ہوا جب اسد جا چکا غضنفر بارگاہ اپنے ساتھ لیے ہوئے فرعونیہ کو روانہ ہوا اسد
قزاقون سمیت بلغار کرکے شیرون ابروئی کو ڈھونڈھتا ہوا روانہ ہوا ایک شبانہ روز تلاش کی مگر کہین سراغ
نہ لگا ناچار پھرا اب خیال گذرا اس ناہنجار نے تیرے ساتھ فریب کیا یقین ہی بارگاہ لیگیا ہوگا پھر کر وہان آیا
جہان بارگاہ غضنفر کے سپرد کر گیا تھا دیکھا کہ نہ غضنفر ہی نہ بارگاہ ہاتھ پر ہاتھ مارا ہاتھ کی پیٹھ دانتون سے
کاٹی ابراہیم بن مالک سے کہا کہ دیکھی حرکت اس بدکردار کی اگر یہ مجھے فریب نہ کرتا اور مجھسے یون نہین بارگاہ

طلب کرتا تو کیا مین نہ دیدیتا اسنے مجھسے دغا کیون کی خیر سمجھ لونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور آکر نور الدہر سے حال بیان کیا
شاہزادہ خوب ہنسا کہا کہ بھئی تمھارا ہی تو بیٹا ہی الولد سر لابیہ اسد بولا کہ بھائی صاحب مین نے کبھی اپنے باپ
سے دغا نہین کی کہا کہ یہ تمسے زیادہ ہوا وہ مثل ہی کہ چور کے گھر مور بیٹھا مگر بیان لندھور بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ
دیوبل عاد زخمی پہونچا اور بیان کیا کہ دیلم شباط زنگی نے بارگاہ چھینلی لندھور غضبناک ہوکر چلاتا تھا کہ دیلم کو
ایرج کی بارگاہ مین گھسکر مارونگا اور بارگاہ لاؤنگا تمام سردار لندھور کے ساتھ تلوارین پکڑ پکڑ اُٹھکھڑے ہوئے تھے
کہ جوڑی ہرکارون کی پہونچی اور خبردی کہ اسد دیلم کو زخمی کرکے بارگاہ لیگیا لندھور بولا اب مین جاکر کیا
کرون یہ تو پھر آیا اُدھر ایرج منتظر بیٹھا تھا دیکھا کہ دیلم شباط زنگی زخمی چلا آتا ہی پوچھا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے
کیفیت اسد کے آنے کی اور زخمی کرکے بارگاہ لیجانے کی بیان کی کہا کہ جاکر اُس دیوانے کو مارکر ابھی بارگاہ مین
لاؤنگا یہ کہکر چاہا تھا کہ سوار ہو کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے اور بیان کیا کہ غضنفر بکر بارگاہ اسد سے لیکر فرعونیہ
کو چلا گیا ایرج ہنسکر چپ ہو رہا مگر لندھور شوق قدمبوسی امیر مین کوچ بکوچ چلا جاتا تھا کہ کس طرح اپنے
آقا پاس پہونچون کہ درہ قرطاس کوہ پر پہونچا سامنے درے کے اُترا خیمہ برپا ہوا چند عیارون کو خبر کیواسطے
بھیجا کہ جلد جاکر دریافت کرو کہ مالک اس درے کا کون ہی راستہ ہی یا نہین عیار گئے دو پہر بعد آکر عرض کیا کہ پیرو مرد
قرطاس مردم در ساٹھ ہزار آدمی سے درے کو گھیرے ہوے ہی اور کہتا ہی کہ ادھر سے مین کسی کو نہ جانے دونگا
لندھور کسی اور طرف سے فرعونیہ کو جائے یہ کلمہ سنکر لندھور برہم ہوا کہا کہ مین اسی طرف سے جاؤنگا اور
اُسی وقت کوچ کرکے متصل درہ کوہ کے اُترکر خیمہ برپا کروایا سُنا قرطاس مردم در نے کہ لندھور بارادہ
رزم و پیکار آتا ہی وہ بھی لشکر ساتھ لیکر درے سے باہر آیا بارگاہ استادہ کروا کر بیٹھا جام شراب گردش مین آیا
دو تین جام پیے جب خوب نشہ ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارہ رزمی بجا ہرکارون نے خبر لندھور
کو دی کہ قرطاس نے طبل جنگ بجوایا ہی لندھور نے کہا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے یہان بھی کوس حربی
نوازش مین آیا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین باندھکر کھڑے ہوے تبرداروں
نے تکلگر شیب و فراز برابر کیا سقون نے آبپاشی کی گرد ہٹائی جب میدان تیار ہوا نقیب نہیب و کیر نکلگئے تھے
کہ قرطاس مردم در میدان مین آیا مبارز طلب کیا ادھر سے رستم زمان لندھور بن سعدان فیل اپنا بڑھا کر
اُسکے مقابل ہوا اور کہا کہ اے قرطاس یہ کیا بات ہی کہ تو مجھسے لڑتا ہی اور راستہ میرا تونے روکا ہی مین فرقت مین
اپنے آقا حمزہ صاحبقران کے بیقرار ہون میرے تیرے کہان کی عداوت ہی قرطاس نے جواب دیا کہ تو
رفیق ہی حمزہ کا اور مین بندہ ہون خداوند فرعون شاہ کا حمزہ خداوند سے لڑنے گیا ہی مین تجھے کب چھوڑتا
ہون تو دشمن خداوند کا دوست ہی یہ سنکر لندھور کو نہایت غیظ آیا کہا معلوم ہوا حال تیرا کہ تو کافر ہی اور دشمن
ہی میرے آقا کا کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر لا جو حربہ رکھتا ہو تاکہ حوصلہ دل مین نہ رہجائے یہ سنکر قرطاس
نے نیزہ مارا لندھور نے نیزے کو اسکے نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے چند طعن نیزہ قرطاس کا لندھور نے سوائی
کیا قرطاس نے غیظ مین آکر گرز گران سر اُٹھایا اور خبردار خبردار کہکر لندھور پر مارا لندھور نے گرز اُسکا گرز پر
روکا اور اپنا گرز سترہ سو من کا اُٹھا کر جو مارا قرطاس نے بھی گرز اپنا بلند کیا لندھور کے گرز کو روکا مگر لنگر
نہ سنبھال سکا دونون ہاتھ تھرائے گرز چھوٹ پڑا سر پر گرا گرز سر مین سر گردن مین گردن سینے مین سینہ
شکم مین شکم کربن کمر کونون مین کونے گینڈے کی پشت مین گینڈا غرق زمین گرد اُڑی اور قرطاس

مع مرکب پیوند زمین ہو گیا یہ حال دیکھکر فوج اُسکی لندھور پر دوڑ پڑی ادھر سے لندھور کے لوگ دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی
لندھور نے ایک ایک ضرب گرز مین چار چار پانچ پانچ کو پیوند زمین کیا ایک پہر بھر لڑائی رہی آخر فوج بیسوار شکست
کھا کر بھاگی لندھور مع فوج درے کے اندر آیا مال و اسباب اپنے قبضے مین کیا بعد ازان فرعونیہ کو روانہ ہوا

اب ورقے گلگشت داستان داراب کشورکشا اور مالک اژدر کے بیان کیے جاتے ہین

کہ داراب و مالک اژدر دونون ہمراہ درۂ گنجش کی طرف سے فرعونیہ کو روانہ ہوئے ہین جاسوسون کو
حکم دیا ہو کر حال راہ کا دریافت کر کے خبر دیا کرین اور منزل بمنزل کوچ مقام کرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ برابر درے
کے آکر پہونچے خیمہ استادہ کروایا مگر دیکھا اس بیشے کو کہ درخت انواع اقسام کے لگے ہین گلہائے رنگا رنگ پھولے
ہوئے ہین ہوا سرد چل رہی ہو درخت میوہ دار لا انتہا لگے ہین اور ہر درخت کے نیچے میوہ ڈھیر ہی اس کثرت سے
کہ کوئی اُٹھانیوالا اُسکا نہین ہی نہرین پانی کی جاری ہین جانوران رنگا رنگ خوش الحان درختون پر بیٹھے
زمزمہ پیرائی کر رہے ہین کہ آوازین اُنکی آسمان تک پہونچتی ہین اور صدا لے ساز کا انداز ہو بہت جانورون کی
آواز دف و دائرہ طبلا سارنگی کے موافق معلوم ہوتی ہی خنکی اسقدر ہی کہ گویا وہ مقام خطۂ کشمیر معلوم ہوتا ہی
داراب مالک نے اُس بیشے کو بہت پسند کیا فرحت حاصل ہوئی کہا کہ چندے ہم یہان رہینگے عجب مقام جان فزا
ہی ملازمون نے خیمے اُسی بیشے مین لا کر استادہ کیے معمول داراب کا یہ ہی کہ صبح کو شکار کھیلتا ہی رات کو مصروف
راگ و رنگ مین رہتا ہی اسی طرح ایک ہفتہ وہان رہا جو جانور چار پائے ہمراہ تھے اُنھون نے بھی آرام پایا بعد اسکے
کوچ کیا اب گذر داراب کا ایک ویرانے مین سے ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ دور سے کچھ لوگ معلوم ہوئے
داراب کو دیکھکر مانند شیر غضبناک کے دوڑے اور پکارے کہ خبردار ادھر نہ آنا داراب گھوڑا بڑھا کر سامنے
آیا کہا کہ تم لوگ کون ہو جو مانع ہوتے ہو اُنھون نے کہا کہ ہم دیدبان ہین اسواسطے بیٹھے رہتے ہین کہ جو راہ بھولکر
یہان آئے اُسے منع کرین تا اس راہ سے نجاے داراب نے کہا اس راہ مین کیا کوئی آفت ہی اُنھون نے کہا کہ یہان سے
کچھ دور پر ایک اژدہا رہتا ہی کہ یہان تمام اُسنے ویرانہ کر دیا ہی آدمی تو کیا کہ وحش و طیر و جانوران درندہ تک یہان
نہین رہتے داراب نے پوچھا کہ مقام اُس اژدہے کے رہنے کا کہان ہی کہا کہ ایک درہ پہاڑ کا ٹوٹا سا ہی کہ اُسے
شکست درہ کہتے ہین وہان اژدہا رہتا ہی اور جسوقت وہ سر نکالتا ہی اور دم کشی کرتا ہی تو بیا تک کے وحوش و طیور
کھنچکر اُسکے پیٹ مین چلے جاتے ہین یہ سُنکر داراب نے کہا بس و اسیاب نہ بکو مین دور سے خاص اسی کے مارنے کو
آیا ہون ایک گرز مارونگا کہ مغز اُسکا پریشان ہو جائیگا اور پوست کشی کر کے اپنے ہمراہ لیجاؤنگا یہ سُنکر دیدہ بانون نے
کہا کہ اے پہلوان زمان اس لاف و گزاف سے کیا حاصل جسوقت تو اُسے دیکھیگا زہرہ آب ہو جائیگا دیکھو یہ زہر
اُسی کا ہی کہ تمام درخت و سنگ سیاہ ہو رہے ہین اور جسوقت وہ کبھی دریا کا رخ کرتا ہی تمام دریا جوش مارنے لگتا ہی
داراب بولا کہ یہ سب مین نے سُنا ہی مین ابھی جا کر اُسے مارونگا اور چاہا کہ بقصد اژدہا مارنے روانہ ہو کہ اتنے مین
مالک اژدر اور کشور شاہ پہونچے اور حال سے اژدہے کے خبردار ہوئے داراب کو مانع ہوئے کہ ہرگز نہ جانا
اس سے فائدہ کیا اگر آپ اژدہے کو مارا داراب نے مالک سے کہا کہ مین تمھاری زبانی سُن چکا ہون کہ
صاحبقران نے کئی اژدہے مارے ہین مین بھی اگر اس اژدہے کو مارونگا تو اپنے کو صاحبقران سمجھونگا نہین
تو دعوائے صاحبقرانی میرا بیکار ہی یہ کہکر روانہ ہوا چلا اژدہے کی تلاش مین ہر ایک نے جانا کہ عمر داراب کی ختم
ہو گئی مگر داراب چلا جاتا ہی کوہ کی طرف کہ قریب شکست درے کے پہونچا دیکھا کہ تمام سنگ و زمین جھلسی ہوئی ہی

معلوم ہوا کہ اژدہا یہان پھر آیا ہے کہ یکایک دور سے ایک غار دکھائی دیا کہ منہ اسکا بہت کشادہ تھا پس گھوڑے
سے اتر پڑا اور اسکو کسی چلتے ہوئے نخل سے باندھ کر آپ غار کے قریب آکر نعرہ کیا لیکن کچھ آثار اژدہے کا ظاہر
نہ ہوا دوسرا نعرہ کیا جب بھی وہ اژدہا نہ نکلا جب تیسرا نعرہ کیا پس اُسی غار میں سے ایک دھوان اُٹھا زمین ہلنے
لگی پہاڑ جنبش میں ہوگئے داراب سمجھ گیا کہ اژدہا نکلتا ہے بعد ایک لمحہ کے سر اژدہے کا غار سے نکلا کہ منہ سے قلاب
آتشین چھوڑ رہا تھا آنکھیں دونوں سرخ تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ساغر خون کے بھرے ہوئے رکھے ہیں اور
دانت مانند دانت فیل کے نکلے ہوئے تھے کان بھی مانند کان ہاتھی کے تھے کبھی کانون کو مثل سپر کے سر پر
لاتا تھا کبھی بدن اپنا چھیلتا تھا غرضکہ وہ اژدہا مانند فیل جنگی کے نمایان ہوا دیکھا تو تمام جسم میں خار ہیں مثل ساہی
کے یہ معلوم ہوتا تھا کہ جسم میں تیر نصب ہیں اور راہ چلنے میں آواز چقا چاق کی بلند ہوتی تھی زمین کھدی جاتی تھی آواز
اُسکے خارون کے زمین پر کھنچنے کی کوسون جاتی تھی داراب نے یہ صورت اور ہیبت جو اژدہے کی دیکھی
درگاہ الٰہی میں دعا کی سر کو خاک پر ملا اور پکارا کہ یا خداوند آبحیات تو توانا ہے ہر شے کو تو نے پیدا کیا ہے اور
زندہ رکھتا ہے تو زندے کو مردہ کرتا ہے اور مردے کو زندہ کرتا ہے خوب رویا اور بلبلایا کہ مجھے تیری مدد درکار ہے
اور کمر کو مضبوط باندھ کر اُسکی جانب چلا ہر چند فتاح کشوری عیار نے داراب کو منع کیا کہ پیر و مرشد
بھر آپ اُسکی طرف نہ جائیے داراب نے نہ سُنا قدم اُسی طرف بڑھایا اور اتنا قریب گیا کہ بخوبی اژدہے کو
دیکھا وہین ٹھہر کر قربان سے کمان ترکش سے تیر سہ پہلو کھینچکر ناوک کمان میں پیوستہ کرکے ایک تیر بالائے ہوا مارا
بعد اُسکے کمان کو زہ کیا چہار طرف کھینچی اور دوسرا تیر جو مثل نیزے کے تھا کمان میں ملایا ایک قدم آگے بڑھا کر قریب
اژدہے کے پہونچا اژدہے نے داراب کو جو دیکھا قلاب آتشین چھوڑ نفس کشی کی داراب جست کرکے دور ہٹ گیا
زمین وہانکی جلنے لگی خس و خاشاک سوختہ ہوگئی مگر داراب تیر کمان میں پیوستہ کیے ہوئے تھا آنکھ اژدہے کی
تاک کر تیر مارا کہ وہ تیر آنکھ میں اژدہے کی سوفار تک غرق ہوگیا اژدہے نے سر اپنا دھنا داراب نے دوسرا تیر اُسکی
دوسری آنکھ پر مارا کہ وہ بھی سوفار تک پیوست ہوگیا اژدہے نے سر اپنا پتھر پر مارا کہ پاش پاش ہوگیا دنبالہ داراب
پر مارا داراب جست کرکے پیچھے ہٹا اژدہا تڑپنے لگا مگر زہر اژدہے کا جو ہوا سے منتشر ہوا داراب کے دماغ میں ہوا
زہر کا لو وہ پہونچی بیہوش ہوکر گر پڑا جتنے آدمی داراب کے پیچھے آئے تھے وہ بھی مدہوش ہوگئے مگر یہان مالک اژدر
اور رفیقان داراب اور کشور شاہ دور کھڑے ہوئے تھے دو تین بار داراب کے نعرے کی آواز سنی سمجھے کہ
داراب اژدہے کے پاس پہونچگیا مگر بعد اُسکے جو دیر تک آواز نہ آئی اور فتاح کشوری کہ خبر کو گیا تھا وہ
بھی نہ آیا تشویش ہوئی ہر چند لوگون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کسی کا حوصلہ نہ پڑا اُسی وقت مالک اژدر نے
مرکب اپنا اُسی طرف جولان کیا اور داراب کی خبر کے واسطے چلا جاتے جاتے قریب شکستہ درے کے پہونچا دیکھا کہ
فتاح کشوری بیہوش پڑا ہے اور شاگرد اُسکے جو ہمراہ تھے وہ بھی بیہوش ہین اور آگے بڑھا چند قدم آیا ہوگا کہ داراب
کو دیکھا کہ تیر و کمان ہاتھ پاس ہے مگر اپنے ہوش میں نہیں ہے اور سامنے اژدہا مرا پڑا ہے سر اُسکا پھٹا ہوا ہے عقل سے
دریافت کیا کہ اژدہے کو داراب نے مارا اور اُسکے زہر سے خود بھی بیہوش ہوا ہے کشور شاہ سے کہلا بھیجا عجب دران
جاکر کشور شاہ کو اپنے ہمراہ لایا لشکر کے حکیم آئے نبض دیکھکر زہر مہرہ وغیرہ منگوا کر گھسوایا اور داراب کو پلایا
تھوڑی دیر میں داراب کو ہوش آیا مالک اژدر نے اس جرأت و ہمت کی بہت تعریف کی داراب
نے کہا کہ اب آپ اسکی پوست کشی کروائیے کہ ہم اپنے ساتھ لیچلینگے مالک نے اُسی وقت چمارون کو بلایا

پوست کشی کروائی خار اُسکے الگ نکلوائے اور کہا کہ لوگ نیزون کے بدلے یہ خار لیتے ہین بعد اسکے داراب نے
تیاری سفر ملک فرعونیہ کی کی دریا سے فرعونیہ کو روانہ ہوا اور بہت مشکل سے اس بیابان کو طے کیا خیمہ استادہ
ہوا کہ رات آرام سے بسر ہو تو صبح کو کوچ کرین مگر وہان وہ دیدبان کہ نشواط زنگی کی طرف سے بیٹھے تھے اُنھون نے
جو دیکھا کہ اژدہے کو اسنے مارا اور پوست کشی کروا کے اپنے ساتھ لیے جاتا ہے جاکر تمام کیفیت نشواط زنگی سے بیان کی
اُسنے کہا کہ کتنا لشکر اُسکے ساتھ ہے بیان کیا کہ چھ لاکھ سوار کی فوج ہمراہ ہے کہا دبیر سے کہ نامہ لکھو اُس آب پرست کو کہ
لشکر نے اُسکے تمام علاقہ میرا پامال کیا ہے بہتر یہ ہے کہ نعلبندی اور راہ داری دیکر ادھر سے چلا جائے نہین تو مین بزور
اُس سے لونگا اس راستے سے جانا مشکل ہوگا زنگیان آدمخوار میرے ساتھ ہین لشکر کو ایذا پہونچاوینگے دبیر نے یہ سنکر
اُسیوقت نامہ لکھکر تیار کیا نشواط زنگی نے ایک عیار کو دیا وہ لیکر روانہ ہوا یہان صبح کا وقت ہے داراب نے
اُٹھکر منھ ہاتھ دھوکر کھانا کھایا ہے خیمے سے نکلکر چلنے کا ملک فرعونیہ کو ارادہ کیا ہے کہ سامنے سے ایک بگولہ نہایت
تیز و تند معلوم ہوا آن واحد مین قریب لشکر شق ہوا اور ایک عیار گرد سے آلودہ خاک مین اٹا ہوا پہونچا نامہ سر سے
نکالکر داراب کو دیا پوچھا داراب نے کہ تو نامہ کسکا لایا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین عیار ہون نشواط زنگی کا اُسی کا نامہ
لایا ہون داراب نے نامہ کھولکر پڑھا مضمون سے جو آگاہ ہوا غضبناک ہوکر کہا کہ پکڑو اس عیار نابکار کو ناک کان
اسکے کاٹ کر نکالدو نامہ بیچ سے چاک کرکے گلے مین اسکے ڈالدو ملازمون نے موافق حکم کیا عیار باحال خراب سامنے
نشواط زنگی کے پہونچا تمام حال بیان کیا نشواط نے جو ناک کان اسکے کٹے ہوے دیکھے بہت برہم ہوا حکم کیا کہ لشکر
ہمارا ابھی تیار رہے مین اب اس آب پرست کو مارونگا تمام زنگی اُسی وقت مسلح و مکمل ہوے صبح کو نشواط زنگی سوار ہوا
راہ میدان کی لی ادھر داراب نے بھی جسوقت عیار کے ناک و کان کٹوائے تھے اپنے لشکر کو بھی تیاری کا حکم دیدیا
تھا صبح کو گھوڑے پر سوار ہوا لشکر ہمراہ لیکر چلا ادھر سے لشکر داراب کا جاتا ہے اور اُس طرف سے لشکر نشواط زنگی کا
آتا ہے بیچ مین مقابلہ ہوا صف آرائی ہو گئی نشواط زنگی نے اپنے لوگون سے کہا کہ اگر مین میدان مین جاؤنگا تو
میرے مقابلہ کو وہی آب پرست کہ جسنے اژدہے کو مارا ہے آئیگا اور وہ نہایت زبردست ہے اُس سے عہدہ برا
نہو سکونگا چاہیے کہ ایکمرتبہ لشکر پر اُسکے گر پڑین لوگ اُسکے ہیبت سے ہماری بھاگ جائینگے وہ تنہا رہ جائیگا
بہر طریق پھر مارلینا اُسکا آسان ہے سب زنگیون نے کہا کہ یہی صلاح بہتر ہے بس ایک مرتبہ زنگیان آدمخوار نے
یورش کیا اگر لشکر داراب پر گرے داراب کا لشکر بھی لڑنے لگا مالک اژدر بھی تلوار کھینچکر زنگیون کو قتل
کرنے لگا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا زنگیون کی یہ کیفیت ہے کہ آب پرستون کو پکڑ پکڑ کر چیر چیر ڈالتے ہین ادہر
آب پرست بھی جو زبردست ہین زنگیون کو مار رہے ہین اور نشواط زنگی مثل شیر ہمہمہ کرکے ہر طرف
دوڑتا ہے اُس سے کوئی مقابلہ نہین کرتا ادھر داراب زنگیون کو قتل کرتا ہوا چلا جاتا ہے جسپر تلوار لگی
دو ٹکڑے ہوے کہ نشواط زنگی اور داراب سے سامنا ہوا نشواط نے گرز مارا داراب نے تلوار سے گرز کو مثل
کدو کے قلم کیا نشواط نے تلوار ماری داراب نے تلوار اُسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر یا خداوند آبحیات
کہکر زور کیا کہ قاش زین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارے نشواط پکارا الامان داراب بولا بشرط
ایمان اگر تو فرعون پر لعنت کرے اور آب پرستی اختیار کرے تو مین تجھے چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت
کی فرعون پر داراب نے اُسے ہاتھ سے رکھدیا وہ قدمون پر داراب کے گرا دین آب پرستی اختیار
کیا اور پکار کر اپنے زنگیون سے کہا کہ بس اب لڑائی موقوف کرو مین نے غلامی اس شہریار کی اختیار کی

سب علیحدہ ہوئے نشواط نے رخصت طلب کی داراب نے اجازت دی نشواط مع لشکر اپنے شہر مین آیا تمام ملک
کو آئینہ بند کیا دعوت کی تیاری کرکے داراب کو لیگیا داراب تین روز وہان رہا تمام شہر کو آب پرست کیا
بعد اسکے نشواط زنگی سے کہا کہ اب مین ملک فرعونیہ کو حمزہ سے آزمایش کرنے کو جاتا ہون اور مع فوج روانہ ہوا

اب دو کلمے داستان ایرج کے بیان کیے جاتے ہین

کہ ایرج کوچ کرکے فرعونیہ کو روانہ ہوا تھا منزل بمنزل راہ طے کرتا ہوا جاتا تھا آگے آگے برابر ایک درہ کوہ کے
پہونچا وہان خیمہ استادہ ہوا شاپور سے کہا جاکر خبر تو لاؤ کہ مالک اس درے کا کون ہے راستہ ہے یا نہین شاپور
واسطے خبر کے گیا اور حال دریافت کرکے آکر عرض کیا کہ حاکم یہان کا ہامان زحل پیشانی ہے اور فرعون پرست ہے تمام
درہ پہاڑ کا بند ہے اسقدر فوج اسکی پڑی ہوئی ہے پہاڑ پر اسکا قلعہ ہے قلعہ پر توپین چڑھی ہین کوئی قریب درے کے
نہین جاسکتا ہے ایرج نے کہا اگر چاہا نیر اعظم نے تو مین اس قلعہ کو لونگا یہ تو ادھر ارادہ قلعہ گیری مین ہے مگر ہامان
زحل پیشانی نے کہ شب ماہتی اور قلعہ کے فیلبند دروازے پر بیٹھا ہوا سیر دیکھ رہا تھا دور سے اسنے چراغ و مشعل
کی روشنی دیکھی دوربین سے جو دیکھا تو لشکر کا ڈیرا تو معلوم ہوا ہرکارون سے کہا کہ جاکر خبر لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے
جاسوس گئے ایک پہر بھر کے بعد آکر عرض کیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستون کا ہے مالک اسکا ایرج نوجوان ہے اور وہ
صاحبقران وقت ہے ارادہ اسکا ہے کہ قلعہ کو لے ہامان بولا کہ یہ آفتاب پرست نہایت زبردست ہے اس سے
سامنا کرنا بہت دشوار ہے اور یہ دشمن ہے میرا فرنگوشیہ پر بھائی میرا اسکے ہاتھ سے مارا گیا ہے عیارون کو اپنے بلا کر کہا
کہ تم مین سے ہے کوئی ایسا کہ جاکر اس آفتاب پرست کو پکڑ لائے کہ مین اپنے بھائی الگین بن لکنات زنگی کے
خون کا عوض اس سے لون عنظر باد رفتار نے عرض کیا کہ آپ خاطر جمع رکھیے مین جاکر اسے پکڑ لاؤنگا اور رخصت ہوکر
روانہ ہوا پہر رات گئی ہوگی کہ یہ لشکر ایرج مین پہونچا رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک خدمتگار کی بناکر
لشکر کو طے کرتا ہوا بارگاہ ایرج کے پاس پہونچا دیکھا تو لوگ بہت ہوشیار ہین نگہبان پاسبان سب جاگ رہے ہین آپس مین
باتین کر رہے ہین کہ بھائیو بہت ہوشیار رہنا کیونکہ سامنا حریف کا ہے رات کو نہین معلوم کیسی گذرے وہ یہ رنگ دیکھکر
ادھر سے پھرا پشت خیمہ پر آیا دیکھا کہ کچھ فراش بیٹھے ہوئے پچیسی کھیل رہے ہین اسنے ہوا کا رخ دیکھکر بیہوشی اڑائی سب
فراموش چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئے عنظر باد رفتار قریب آیا قنات چاک کرکے جھانکنے لگا دیکھا کہ دو سپاہی پہرے
پر کھڑے ہین دو خدمتگار چوکی پر بیٹھے ہین شمع پر پروانہ بیہوشی کے مارے کہ دھوان اسکا منتشر ہوا خدمتگار سپاہی سب
بیہوش ہوئے اب اندر خیمے کے آیا چادر عیاری ہلا کر روشنی گل کی بعد اسکے کفچہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اسمین بیہوشی رکھکر
قریب ایرج کے لایا جیسے ہی اوسنے سانس لی تمام بیہوشی دماغ تک پہونچگئی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا جلدی سے طلھاے
کمند مین گرفتار کرکے چادر عیاری مین پشتارہ باندھکر پیٹھ پر لگا کر روانہ ہوا تمام لشکر کو طے کیا طلائے کی گشت سے گذرا
بھاگا بھاگ دروازہ قلعہ پر پہونچا دربانون کو بیدار کیا انھون نے دروازہ کھولا عنظر پشتارہ بدوش اندر آیا سامنے
ہامان کے پشتارہ ایرج رکھا ہامان کو رات بھر انتظار کرتے ہوئے گذری تھی کہ یکایک عنظر پشتارہ بدوش پہونچا کہا
کہ لیجیے دشمن آپ کا حاضر ہے ہامان نے کہا بلاؤ آہنگرون کو اسی دقت آہنگر حاضر ہوئے عنظر کو خلعت پر زر عنایت
کیا اور آہنگرون سے کہا کہ اس آفتاب پرست کو اسیر غل و زنجیر کرو آہنگرون نے خوب قید گران ڈالی دوہری
بیڑیان دوسرا طوق دوہری ہتھکڑی اب عنظر سے کہا اسے ہوش مین لاؤ عنظر نے دفع بیہوشی دیا ایرج
نوجوان کی آنکھ جو کھلی بارگاہ غیر نظر آئی متعجب ہوکر بطریق آفتاب پرستان سلام کیا اور پوچھا تم کون ہو اور مجھے

کس واسطے پکڑوا کر اسیر کیا ہی ہامان نے کہا او آفتاب پرست تونے میرے بھائی الکن بن لکنات زنگی کو مارا ہی
مین تجھے اسکے عوض مین قتل کرونگا اور حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو عنطر اسی وقت جلاد کو بلا لایا ہامان نے جلاد سے
کہا کہ قتل کر اسے جلاد نے چبوترہ ریگ کا تیار کیا اُسپر ایرج کو بٹھایا سیاہ خط گردن پر کھینچا پوچھا جو کہنا ہو کہہ لے
جو کھانا ہو کھالے کہ وقت آخر تیرا قریب ہی ایرج نے جواب نہ دیا جلاد نے پھر پوچھا ایرج نے غصے سے کہا کہ تو اپنا کام کر
میری کوئی حاجت نہین ہی اُدھر ہامان نے کہا کہ قتل کر دیکھتا کیا ہی جلاد دو حکمون کا منتظر ہی ہامان نے پھر
جھنجھلا کر کہا کہ قتل نہین کرتا ہی دیر لگا رہا ہی ایرج کی یہ کیفیت ہی کہ اپنے حال زار پر زار زار رو رہا ہی کہ افسوس سب دل کی
حسرتین دل مین رہین اسطرح قتل ہوتے ہین کہ کسی کو خبر نہین ادھر جلاد دوسرے حکم کا منتظر ہی اور ہامان حکم دیا چاہتا
ہی کہ مرد مند وزیر ہامان کا پہونچا جلاد کو منع کیا اور ہامان سے کہا آپ یہ کیا غضب کرتے ہین کہ اتنے بڑے سردار
کو قتل کروائے ڈالتے ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین ہی صاحبقران وقت دیکھیے تو انکے لشکر مین کیسے کیسے سردار
ہین اگر یہ قتل ہو گیا قلعہ کو تہس نہس کر دینگے یہ شخص آفتاب پرستون کی جان و قوت ایمان ہی اسکا قتل کرنا
مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ اسکو قید رکھیے ہامان نے کہا اچھا لیجا کر زندانخانے مین اسے قید رکھو لوگ ایرج کو کشان
کشان زندانخانۂ تاریک و تنگ مین لائے در بند کیا نگہبانون سے کہا خوب نگہبانی اسکی کرنا مگر حال سُنیے
لشکر ایرج کا کہ صبح کو بارگاہ ایرج مین غلغلہ ہوا کہ کوئی ایرج کو چرا کر لیگیا اُدھر مالک بن ملکوت شاہ تخت
پر آکر بیٹھا سردار دنگلون پر آکر بیٹھتے جاتے ہین مالک کہہ رہا ہی کہ آج کچھ خود بخود دم گھبراتا ہی کیا سبب ایرج
نوجوان ابھی تک بارگاہ مین نہین آیا ہی یا تین شخص کہ رفیق ایرج کے گریان و نالان پہونچے مالک بن ملکوت شاہ
نے گھبرا کر پوچھا ارے خیر تو ہی جلد حال بیان کرو انھون نے کہا کہ ایرج نوجوان بستر خواب پر سے گم ہو گیا یہ سُنکر
مالک بن ملکوت شاہ سُن ہو گیا مگر شاپور سے کہا کہ جا کر دریافت کرو کہ ایرج کو کون لیگیا شاپور اُسی وقت
بارگاہ مین آیا یہ تیر اعیار کا لگا ہوا پایا پیچھے قنات بھی چاک دیکھی معلوم کیا کہ کوئی عیار لیگیا ہی آکر مالک بن
ملکوت شاہ سے بیان کیا کہ کوئی عیار آکر چرا لیگیا ہی مگر مین اُسے پہچانتا نہین ہون حکم دیا کہ او شاپور تم بھی جاؤ
اور عیارون پر بھی تاکید کرو کہ دریافت کرین کہ ایرج نوجوان کہان ہی کسنے چرا منگایا ہی عیار یہان سے صورتین
بدل بدلکر چلے شاپور شیردل ایک صحرا مین جا کر سوچا کہ کسی تدبیر سے چلکر دریافت کرنا چاہیے خیال مین گذرا کہ سوداگر
بنکر چلنا چاہیے اس سے بہتر تدبیر نہین ہی اور پشت قلعہ کی طرف سے چلنا اور مناسب ہی تا کہ گمان حریف کا اہل قلعہ
کو نہو یہ سوچکر رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی سوداگر کی بنائی اور کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوا پشت قلعہ پر
پہونچا لوگون نے ہامان سے خبر کی کہ ایک سوداگر اس طرف سے جاتا ہی ہامان نے کہا بلا لو لوگ آئے اور شاپور سے
کہ صورت سوداگر کی بنا تھا کہا کہ بادشاہ ہمارا تمکو طلب کرتا ہی جواب دیا کہ بادشاہ تمھارا آفت مین تو پھنسا ہوا ہی
ہمین بھی کیا عذاب مین ڈالیگا سامنے قلعہ کے اتنا بڑا لشکر اُترا ہوا ہی کہا کہ تم نہ گھبراؤ بادشاہ نے ہمارے سردار لشکر
کو کہ نام اسکا ایرج ہی اور صاحبقران وقت ہی عیار سے پکڑوا کر قید کر لیا ہی اب کسی کا حوصلہ نہ ہوگا کہ ہمسے لڑے
جب تک سردار انکا قبضے مین ہی کہا اچھا چلو اور ہمراہ اُن لوگون کے اندر قلعہ کے آیا ہامان کو سلام کیا اُسنے پوچھا
نام تمھارا کیا ہی اور کہان سے آئے ہو اسنے بہت بستہ عرض کیا کہ نام میرا مشکل فروش ہی آتا ہون ملک فرغونیہ
سے جہازون پر مال و اسباب بہت لدا ہی مین کچھ آدمیون سے تھوڑا جواہر ساتھ لیکر نکلا تھا اسطرف بھی آگیا
کیسے آپنے کیون مجھے طلب فرمایا ہی ہامان نے کہا کہ بھئی کچھ اشیاے جواہر تمسے ہم بھی لینگے کہا بہت خوب ہامان نے

عنظر سے اشارہ کیا اُسنے کرسی لاکر بچھادی ہامان نے اشارہ کیا کہ بیٹھو مخشکل فروش سلام کرکے بیٹھ گیا اور ایک ڈبیا
جیب سے نکالی کہ مخمل سرخ سے منڈھی ہوئی تھی ہامان نے پوچھا اسمین کیا ہی عرض کیا کہ دو لعل بے بہا ہین اور ڈبیا
جو کھولی تمام وہ مقام روشن ہوگیا ہامان نے کہا قیمت انکی کیا ہی بس یہ سنتے ہی سوداگر نے دونون لعلون کو ڈبیا مین
رکھکر اسی طرح بند کرلیا ہامان نے کہا بھئی یہ کیا ہمنے قیمت پوچھی تمنے لعل بند کرلیے کہا حضور یون تو بادشاہ مال دیکھکر
خوش ہوتے ہین جب قیمت کہی جاتی ہی تو کوئی نہین لیتا اور ہزارہا نقص نکالتا ہی لوگون کے کہے سُننے پر پھیر دیتا ہی
یہ سنکر ہامان نے کہا تم جو قیمت کہوگے ہم وہی دینگے مصرع قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری + ہم کسی کے کہے سُننے مین
کیون آئینگے کیا نگاہ نہین رکھتے ہین سوداگر نے بادشاہ کو پکارکے دو کرور روپیہ قیمت کے کہے اور ڈبیا آگے بڑھادی
ہامان نے ارادہ کیا کہ اُٹھاے کہا پہلے روپیہ منگوا دیجیے پھر ڈبیا کو اُٹھائیے گا مگر نگاہ شاپور شیر دل کی عنظر
سے لڑی ہوئی ہی کہ یہ عیار ہی پہچان نہ لے اسی کے خوف سے بادشاہ کو خرید پر پکار کر لیا غرضکہ روپیہ لیکر قلعہ
سے روانہ ہوا یہان بادشاہ نے ڈبیا کھولی عنظر نے کہا مین تو دیکھون ہامان نے اُسے بھی دکھایا عنظر بغور دیکھکر
چپ ہو رہا کہ ہامان کو پیاس لگی پانی مانگا خدمتگار نے گلاس آگے بڑھایا ہامان نے ایک ہاتھ مین گلاس لیا
وہ ہاتھ سے پھسلنے لگا چاہا کہ دوسرے ہاتھ سے سنبھالون کہ دونون لعل چھوٹ کر جام مین جاتے رہے ہامان
نے جلدی سے اُنھین نکالا اب جو دیکھا تو پانی سرخ ہو رہا ہی اور لعل سفید ڈلیان مصری کی معلوم ہوتی ہین کہا
یہ کیا سحر کیہی عنظر نے کہا کوئی عیار آپ کو فریب دیکر روپیہ لے گیا یہ مصری ہی چاہیے نوش کرکے دیکھ لیجیے
بادشاہ نے زبان پر جو رکھا صاف مصری کا مزا معلوم ہوا ہامان نے کہا معلوم ہوا کہ یہ عیار آفتاب پیتون
کا خبر گیو ایسے آیا تھا جب ہی میرے ملازمون سے کہا تھا کہ ہم نہین آئینگے تم خود دشمنون مین گھرے ہوے ہو
اس فریب سے حال دریافت کر گیا مگر کیا پروا ہی اور عنظر سے کہا اب انتظام رکھو کہ کوئی قلعہ مین نہ آنے ادھر
شاپور شیر دل خبر دریافت کرکے روپیہ لیکر خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی آیا اور بیان کیا کہ
زبدۂ آفتاب پرستان اسی قلعہ مین قید ہی مالک بن ملکوت شاہ نے حکم دیا کہ ابھی لشکر تیار ہو
اُسی وقت کمر بندیان ہونے لگین ایک آن واحد مین لشکر تیار ہوگیا اب حکم دیا مالک نے کہ قلعہ کا محاصرہ
کرلو لشکر نے چار طرف سے گھیر لیا ہامان نے فیلبند دروازے پر سے دوربین لگا کر دیکھا لا انتہا لشکر نظر آیا
ادھر مالک بن ملکوت شاہ نے پکار کر کہا کہ اگر بہتری اپنی جان کی چاہتے ہو تو ایرج نوجوان کو بھیجدو
نہین تو تم سب مارے جاؤگے قلعہ ایک دم مین چھین جائیگا ادھر قلعہ پر سے جواب ملا کہ اگر تمنے قلعہ پر یورش
کرکے لیا تو ہم ایرج کو اُسی وقت قتل کرڈالینگے اور ایرج کو زیر دیوار بٹھلا اور پکار کر کہا کہ تم آگے بڑھے اور
ہمنے اسکا سر کاٹ کر پھینک دیا ناچار مالک بن ملکوت شاہ پھر داخل بارگاہ ہوا اور کہا کہ یہ قلعہ بغیر شیوۂ عیاری
کے ہاتھ نہ آئیگا عیار فکر مین مصروف ہوے مگر اتفاقات روزگار ایک بیٹی تھی ہامان کی کہ حسن مین یکتاے زمانہ تھی
اور نام اُسکا ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو تھا ہی جس روز کہ لوگ ایرج کو زندانخانے مین لائے تھے ملکہ اپنے قصر پر
بیٹھی تھی اور زندانخانہ زیر قصر واقع ہوا ہی اور نگاہ اُسکی جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی ہزار جان سے
دلدادہ و فریفتہ ہوگئی ہر دم بھر مین نقشہ بدل گیا غم و الم سے میل عیش و سرور سے بگاڑ ہر وقت یار کا خیال
فرقت کا ملال کبھی اپنے اوپر نفرین کرنا کہ غیر شخص غیر ملت کا اس سے محبت کیسی دوسرے وہ شخص جسکا تیرا
باپ دشمن اگر اپنے باپ سے دشمنی لینا ہو تو اسکا عشق بجا ہی غرضکہ طرح طرح کے خیال انواع و اقسام کے

ملال دل پر گندہ سے جب بہت بیقراری ہوئی یہ اشعار عشق آمیز زبان پر لائی غزل

جادہ ہی عدم کا اسی منزل کے برابر
اس قید سے ہوتی نہین تا زیست رہائی
قاتل کی رکاوٹ بھی ہو قاتل کے برابر
آئے مرنے کی خبر سنکے وہ خوش خوش
پہ آگ بری بھڑکی ہو ساحل کے برابر
جب ہجر مین لی سانس چھری چلگئی دلپر
دو چار بگولے جو ہین محمل کے برابر
ارمان سے آسان جو گو دم کا نکلنا

لی آہ نے فرقت مین رسائی بھی نہ پیدا
ہو رشتۂ الفت بھی سلاسل کے برابر
الفت مین اسے گرگ بغل جانتے ہین ہم
ہو بزم عزا عیش کی محفل کے برابر
کیا دور ہو ملجائے اگر دل سے دل اسطرح
کھنچنے مین ہو دم خنجر قاتل کے برابر
پہلو رہے آباد جو اک درد محبت
لیکن پہ سہولت بھی ہو مشکل کے برابر

ہو راہ فنا کوچۂ قاتل کے برابر
ہم اسکو سمجھتے تھے کشش دل کے برابر
مشتاق شہادت کو کیے ڈالتی ہو فرقت
کب سنگ نشیمن ہو کوئی دل کے برابر
اک لاگ ہو آنکھون نے مرے دل کی لگی تھی
سمجھے مرے دل کو جو کوئی دل کے برابر
بربادی مجنون کی خبر دیتے ہین شاید
جھونکے ہین جدائی مین تجھے دل کے برابر

اس اس طرح کے اشعار محبت خیز عشق آمیز جو پڑھے بیتابی دل بڑھی منضبط نہو سکا سوچی کہ کچھ تدبیر ایسی نکالنا چاہیے جس سے وہ شہریار بعافیہ قید سے رہا ہو بس کچھ حلوا بیہوشی آمیز پکوایا اور اپنی دو چار رازدانون کو ساتھ لیکر دروازۂ زندان پر آئی زندانبانون کو حلوا بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ملکہ نے دشمن کی گرفتاری کی منت مانی تھی کہ جس دن قید خانہ دشمن سے آباد ہوگا تو مین زندانبانون کو حلوا کھلاؤنگی کہاری نے یہجاکر زندانبانون کو دیا انھون نے ہزارون دعائین دیکر کھا لیا ایک آن واحد مین بیہوش ہوگئے اب ملکہ مع انیسون دروازۂ زندان پر آئی سب کو چھوڑکر تنہا داخل ہوئی دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہی کچھ فکر کر رہا ہی کہ ای ایرج برے پھنسے اب یہانسے چھوٹنا دشوار ہی کہ یکایک دروازۂ زندان کا کھلا دیکھا ایرج نے کہ ایک نازنین حور تمثال شمع روشن ہاتھ مین لیے ہوے آتی ہی کہ جسکے نور حسن کے آگے روشنی شمع کی کم معلوم ہوتی ہی پروانے شمع کو چھوڑکر اُس روے روشن کے گرد پھرتے ہین ایرج بھی اُسے دیکھکر فریفتہ ہوا لیکن وہ حور وش قریب ایرج کے آئی ایک ہاتھ مین کھانا تھا سامنے ایرج کے رکھدیا کہا کہ ای شہریار نوش فرمائیے آپ نے قید مین طعام لذیذ کئی روز سے نوش کیا ہوگا ایرج اُسکی گفتگوے محبت آمیز سے اور پینے لگا پوچھا کہ آپ کون ہین اُسنے عرض کیا کہ ای شہریار مین بیٹی ہون ہامان کی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو میرا نام ہی جس روز سے کہ آپ کو دیکھا دل بیقرار تھا لاکھ ضبط کیا مگر کچھ کام نہ نکلا آخر بیتابی دل یہانتک لے آئی اور سہیلیان بھی لیتی آئی ہون کہ قید آپ کی کاٹ دون ایرج بہت ہنسا کہ ان نازک کلائیون کے زور سے قید کٹیگی کہا کہ کچھ قید کاٹنے کی حاجت نہین ہی اور پکڑکر قید کو یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا مارا کہ قید کو توڑ ڈالا اُسیوقت اُٹھ کھڑا ہوا اور ساتھ ملکہ کے روانہ ہوا ملکہ اپنے قصر مین لائی دیکھا ایرج نے کہ قصر نہایت پُرتکلف ہی سب سامان عیش مہیا ہی ملکہ نے ایرج کو مسند پر بٹھایا لیکن رنگ رو دم بدم متغیر ہوا جاتا ہی ایرج نے یہ کیفیت دیکھکر پوچھا کہ کیون ای ملکہ کیا خوف ہی کس بات کا ڈر ہی چشم نرگسین مین آنسو کیون ڈبڈبائے آتے ہین رنگ کیون اُڑا جاتا چہرہ خودبخود پژمردہ ہوا جاتا ہی اُس نے عرض کی ای شہریار باپ میرا آپ کا دشمن جانی ہی جسوقت اُسے خبر پہنچیگی یہان آکر مجھے اور آپ کو دونون کو قتل کریگا ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا بموجب شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد + ای شہریار افسوس ہی کہ چند دن بھی عیش سے نہ بسر ہونگے ایرج نے جواب دیا کہ ای ملکہ تم کچھ اپنے دل مین خوف و ہراس نہ کرو کہو تو بارگاہ مین گھسکر اُسے باندھ لاؤن اُسکے سردارون کے ٹکڑے اڑاؤن ملکہ نے کہا ای شہریار آپ تنہا ہین وہان لشکر کثیر آپ کیا کر سکتے ہین اگر آپ نے وہان جانے کا ارادہ کیا

تو مین اپنا گلا کاٹ کر مر جاؤنگی بہتر ہی کہ یہ جو چند ساعت کی زندگی ہی اسے عیش و راحت سے بسر کیجیے غم کو دل سے دور
کیجیے یہ کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے ایرج نے آنسو اسکے پاک کیے اب جام شراب گردش مین آیا باہم اختلاط ہونے لگا
مگر وہان زندانبانون کو جو ہوش آیا دیکھا کہ قفل زندان ٹوٹا ہوا ہی اندر آکر جو دیکھا قیدی کو نہ پایا روتے پیٹتے
اپنے مالک کی خدمت مین آئے دست بستہ لرزان و ترسان عرض کی کہ ای شہریار عجب واردات ہی کہ آپ کے
قلعہ مین سے کوئی قیدی کو چرا کر لیگیا ہامان زحل پیشانی پر نہایت غیظ و غضب طاری ہوا کہا جلد تلاش کرو
جسکے یہان سے قیدی نکلیگا اسکے گھر بار کو مٹا دونگا تمام قلعہ مین ڈھنڈھیا پڑ گئی ہر گھر مین عورتین گھستی پھرتی
ہین کہ یہان قیدی بادشاہ کا ہو دیکھو جو چھپائیگا سزائے معقول پائیگا ہر ایک پر خوف طاری ہی کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہی ایک شور و غل قلعہ مین برپا ہی ایک مرتبہ دو ایک عورتین روڑی ہوئی پاس ہامان کے آئین عرض
کی ای شہریار جان کی امان پائین تو عرض کرین کہا بیان کرو تمہاری جان تمکو بخشی عرض کی ای شہریار اور تو
کچھ ہم نہین جانتے مگر قیدی آپ کی بیٹی ملکہ شوخ نگاہ کج ابرو کے ساتھ قصر مین بیٹھا ہوا مصروف شرابخواری ہی
یہ سنکر ہامان کو نہایت غیظ آیا تلوار کھینچ چلا کہ ابھی جا کر مار ڈالونگا اور ہمراہ اُن عورتون کے داخل محل ہوا دیکھا کہ
ایرج ملکہ کے ساتھ بیٹھا ہوا میخواری کر رہا ہی باتین محبت آمیز ہو رہی ہین گلون مین ہاتھ پڑے ہوے ہین سبق دیکھکر
آگ ہو گیا جہان نظر مین تیرہ و تاریک ہو گیا نعرہ کیا او آفتاب پرست تو نے غضب کیا کہ ناموس مین میرے
خلل انداز ہوا بغیر مارے نہ چھوڑونگا اور جھپٹ کر تلوار ایرج پر ماری ملکہ تو سہم کر الگ ہو گئی ایرج نے بجرأت تمام
آئی تلوار خیال مین کرکے پھینکی دی کہ تلوار پٹ پٹری ٹوٹ کر رہ گئی تلوار پھینک ڈالکر گرز برنجین ہاتھ مین تھا بزور اعظم آفتاب کا ہامان
کہکر ہاتھ مارا کہ سر سے بلند کر دیا سر پیچ و خم دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا ایرج کود کر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہتا
تھا کہ دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدون کہ اُسنے امان مانگی کہا بشرط ایمان اگر تو دین آفتاب پرستی اختیار کرے تو مین
چھوڑ دون اُسنے کہا مین نے لعنت کی فرعون پر دین آپ کا اختیار کیا ایرج اُسکے سینہ پر سے اترا وہ ایرج
کے قدمون پر جھکا ایرج نے اُسے گلے سے لگایا اور کہا کہ اب ہمارے بادشاہ مالک بن ملکوت شاہ کو بلاؤ ہامان
نے عرض کی بہت خوب اور وہان سے اُسی وقت اپنی بارگاہ مین آیا ایرج کو بھی ساتھ لایا حکم دیا کہ دروازے شہر کے
کھولدو جاکر مالک بن ملکوت شاہ سے عرض کرو کہ ای شہریار اب آپ قلعہ مین بیخوف و خطر تشریف لائیے ہم نے
غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی یہ سنکر اہل دربار بہت گھبرائے کہ یہ کیا معاملہ ہی یا یہ دشمنی یا یہ دوستی
وہی عیار عنطر باد رفتار کہ ایک مرتبہ ایرج کو گرفتار کرکے لایا تھا خدمت مین مالک بن ملکوت شاہ کی روانہ
ہوا وہان مالک دربار مین شاپور سے کہہ رہا تھا کہ تم کچھ تدبیر نہین کرتے ہو زبدۂ آفتاب پرستان کیونکر رہا ہوگا
شاپور عرض کر رہا ہی کہ ای شہریار مین کوشش سے غافل نہین ہون کہ سامنے سے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
عنطر باد رفتار عیار ہامان زحل پیشانی کا حاضر ہی کہا بلاؤ عنطر اندر بارگاہ کے آیا سلام کیا دست ادب بستہ عرض کی
کہ بادشاہ نے ہمارے غلامی زبدۂ آفتاب پرستان کی اختیار کی اب آپ شوق سے قلعہ مین تشریف لیچلیے بادشاہ آپکے
دیدار کا نہایت مشتاق ہی یہ سنتے ہی آفتاب پرستون مین نہایت عید ہوئی اور مالک نے عنطر کو خلعت دیا اور
تیاری کرکے روانہ ہوا اودھر سے ہامان زحل پیشانی اور ایرج استقبال کو آئے باعزاز و اکرام تمام اندر قلعہ کے
لائے تخت پر بٹھایا خود ہامان کرسی پر بیٹھا دعوت کی تیاری کی تمام شہر کو آفتاب پرست کیا غرضکہ
دو دور تک خوب جشن رہا ناچ راگ رنگ کی صحبت رہی دوسرے روز ہامان نے عرض کیا کہ مین نے

شوخ نگاہ کج ابرو کو زبدۂ آفتاب پرستان کی کنیزی مین دیا مالک نے کہا ہمین منظور ہی اب مالک نے کہا
کہ تم تیاری کرو ہم قلعہ سے باہر جاتے ہین برات لیکر آئینگے یہ کہکر مالک قلعہ سے باہر آیا سامان شادی کا ہونے لگا
سہ پہر کے وقت ہامان نے مانجھا بھیجا ایرج مانجھا پہنکر بیٹھا اور تاریخ برات کی قارن قہرمین نے ٹھہرائی اب
جبتک دن برات کا آئے ایرج روز مانجھا پہنے ہوے دربار مین آتا ہی تمام اہالیان دربار کی کلاہین زرد مین ایک دن
ایرج دربار سے اٹھکر اپنے خیمے کی طرف جاتا ہی بہزاد مرتد و دیلم شباط زنگی ہمراہ ہین کہ یکایک برق چمکی کہ آنکھین
سبکی جھپک گئین اب جو دیکھا تو ایرج نہین ہی بہزاد و دیلم نے کہا نیر اعظم خیر کرے یہ کیا معرکہ ہی روتے پیٹتے خدمت
مین مالک شاہ کی آئے عرض کیا کہ ابھی ہم ساتھ ایرج نوجوان کے انکے خیمے کیطرف جاتے تھے کہ ایک تجلی ایسی
چمکی کہ آنکھین ہماری جھپک گئین پھر جو دیکھا تو زبدۂ آفتاب پرستان کو نہ پایا مالک نے اسیوقت قارن
کو طلب کیا اور کہا کہ اگر یہ شادی راس نہ تھی تو تو نے کیون نہ آگاہ کیا دیکھا اسطرح زبدۂ آفتاب پرستان
غائب ہوگیا قارن نے عرض کی کہ مین نے پہلے علم نجوم مین دریافت کیا تھا اُس سے معلوم ہوا کہ درمیان مین
کوئی افتاد پڑیگی لیکن انجام بخیر ہوگا مالک نے کہا پھر ایرج کب تک ظاہر ہوگا قارن نے کہا آج کے تیسرے دن
جو برات کا دن ہی آپ رسوم شادی کے مثل سانچق مہندی کے بھیجے برات کے روز زبدۂ آفتاب پرستان آجائیگا
انکو تو ہمین چھوڑیے مگر حال سنیے ایرج نوجوان کا کہ اسکو بچہ اٹھا لیگیا تھا ایرج متوحش ہوا ایسے بیہوش ہوگیا تھا
جب آنکھ کھلی اپنے کو ایک باغ بہشت آئین مین دیکھا کہ قصر تکلف مین مسند پر ایک نازنین بیٹھی ہی اور زانو پر
اُسکے میرا سر ہی یہ دیکھکر ایرج نے پوچھا تو کون ہی اُسنے جواب دیا کہ عاشق ہون تیری نام میرا دل افروز جادو ہی
لیکن واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ ساحرہ بعد قتل تمتمش جادو فرعونیہ سے بھاگ کر آئی ہی اور اس صحرا مین رہنا
اختیار کیا ہی ایرج نے کہا مین ساحرہ کا وصل ہرگز قبول نہ کرونگا یہ سنکر اُس نازنین نے کہا کہ اگر تو وصل قبول نہ کریگا
تو مین تجکو مار ڈالونگی اور اگر دل میرا شاد کریگا تو تجھے بادشاہ ہفت کشور بناؤنگی ایرج نے کہا مین عورت کی مدد نہین
چاہتا ہرچند دل افروز جادو نے اصرار کیا ایرج نے نہ مانا اس ساحرہ نے ایرج کو ستون سے بندھوا دیا اور سحر
سے ہاتھ پاؤن ایرج کے بیکار کردیے اور آپ چلی گئی ایرج ہر چند زور کرتا ہی لیکن جس رسی مین بندھا ہوا ہی وہ
نہین ٹوٹ سکتی دوسرے روز ساحرہ پھر آئی ساتھ اُسکے بہن اُسکی چشم افروز جادو بھی آئی اور ایرج کو دیکھکر عاشق ہوگئی
کہا کہ بہن دل فروز یہ کون ہی اُسنے کہا یہ میرا گنہگار ہی چشم افروز نے کہا تمھارا گنہگار ہی تو ہمارا دلدار ہی اسے ہمین
دیدو اتنے مین دل افروز گھبرائی کہا کہ مین نے آپ کے لحاظ سے کہا کہ میرا گنہگار ہی ورنہ مین تو خود عاشق ہوکر اسے
لائی ہون چشم افروز نے کہا او قحبہ تو نے مجھسے چھپایا کیون تھا اب یہی تیری سزا ہی کہ اسے تجھسے چھین لیجاؤن
دل افروز نے کہا جب تک میرے دم مین دم ہی اُسوقت تک کوئی نہین لیجا سکتا بس خیر اسی مین ہی کہ یہان سے
چلی جاؤ تم بڑی ہو مین نے تمھارا بہت لحاظ کیا ورنہ سحر و ساحری مین تجسے کسی طرح کم نہین ہون یہ سنکر چشم افروز نے
کہا لو تجھے اپنے سحر پر بڑا ناز ہی اب تو حوصلہ اپنا نکال لے یہ سنکر دل افروز جادو جلی ہوئی تو تھی ہی جلدی سے
ایک گولہ جھولی سے نکالکر کھینچ مارا چشم افروز نے دستک دی کہ آنکھین دل افروز کی جھپک گئین لیکن اب جو
دل افروز نے آنکھ کھولکر دیکھا تو چشم افروز زمین پر پھڑک رہی ہی گولہ سینے کو توڑکر پار گذر گیا ہی یہ وہ مار آنکھ کو ملتی
تھی کہ سر پر برق چمکی اور دل افروز کے دو ٹکڑے ہوے اور چشم افروز نعرہ کرکے آسمان پر سے زمین پر آئی اب دیکھا
ایرج نے اُس باغ مین آگ لگی دھڑ دھڑ جلنے لگا آندھی چلی زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا وہ قصر بھی غائب

ستون بھی نمودار ہوا اب جو روشنی ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من دل افروز جادو بو حیف جاندادیم و بہ مطلب
خود نرسیدیم ایرج نے اپنے کو ایک صحرا مین پایا اور چشم افروز کو سامنے دیکھا کہا کہ ارے تو بڑی ظالم ہو کر اپنی بہن کو
تو نے مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ او ظالم تیرے ہی محبت مین یہ سب کچھ ہوا اب شرط محبت یہ ہو کہ مجھسے وصل
قبول کر ایرج نے کہا تو ساحرہ ہو مجھسے یہ ہرگز نہ ہوگا یہان تو یہ رد و قدح ہو کہ یکا یک دو پنجے پیدا ہوے ایک نے گلا
چشم افروز کا پکڑا دوسرے نے کمر بند ایرج کا تھاما اور اٹھائے لیے چلا گیا اب جو آنکھ ایرج کی کھلی اپنے کو ایک صحرا
مین دیکھا کہ کھڑا ہوا ہون سامنے ایک پیر دیو پکارا او آدمزاد غضب تو نے کہ معشوقہ کو میری مروا ڈالا مین نے
چشم افروز کو تو کھا لیا لیکن تیرے باعث سے وہ ماری گئی تجھے زندہ نچھوڑونگا ایرج نے کہا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر
دیو نے ہاتھ بڑھایا کہ پکڑ کر کھا لون ایرج نے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا مارا کہ دیو اوندھے مُنھ زمین پر آیا ایرج پشت پر اُسکی
چڑھ بیٹھا اور گھونسے مارنا شروع کیے کہ دیو کو بولا دیا دیو توبہ کرنے لگا ایرج نے کہا مجکو قریب قلعہ ہامانیہ کے پہونچا دے
تو تجھے چھوڑ دون دیو نے کہا اچھا خوشحال دیو ایرج کو لیکر اڑکر طرف قلعہ ہامانیہ کے روانہ ہوا یہان مالک
بن ملکوت شاہ نے اس خبر کو ایرج کے غائب ہونے کی چھپایا اور رسوم شادی کے ادا کیے یہان تک کہ دن
برات کا ہوا چراغان کی تیاری ہوئی ایک بارگاہ نہایت عمدہ آراستہ کی گئی قلعہ تک بارگاہ سے دو رستہ
تھا ٹھر بندی ہوئی درخت صحرا کے تمامی سے منڈھے گئے یہانتک کہ رات ہوئی اب سب تیاری ہو چکی ہی
اور مسند خالی ہی دولہا کا پتا نہین مالک تمام قمر مین پر خفا ہو رہا ہی کہ اس وقت تک زبدہ آفتاب پرستان
نہ آیا مین نے خبر بھی ظاہر نہ ہونے دی شاپور نے ایک سردار کو بشکل ایرج بنا دیا تھا کہ وہ دنگل ہا ایرج کے
بیٹھا رہتا تھا یہی گفتگو تھی مگر شاپور شیر دل انتظار کرتا پھرتا تھا درختون مین صحرا کے روشنی کروا تا پھرتا تھا
کہ دیکھا اسنے کہ یکا یک ہواے تند چلی کہ تمام چراغ گل ہو گئے اور ایک پہاڑ زمین پر آرہا اس نے فتیلہ عیاری
روشن کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو ہی اور زبدہ آفتاب پرستان پشت پر اُسکی سوار ہی ایرج پشت
سے زمین پر آیا دیو کو چھوڑ دیا شاپور دوڑ کر قدمون پر گرا کہ اے شہریار آپ کے لیے سب پریشان تھے
جلد چلیے ایرج ساتھ شاپور کے چلا لیکن ہوا سے جو چراغ گل ہو گئے تھے سب یہ سمجھے تھے کہ شاید آندھی آئی
ہی مالک بن ملکوت شاہ مع جملہ سرداران نامی بارگاہ سے نکلا تھا کہ عیارون نے بڑھکر خبر دی کہ
زبدہ آفتاب پرستان دیو پر سوار آیا اُسی کے پرون کی ہوا سے چراغ گل ہو گئے تھے یہ بھی شوق مین
طرف صحرا کے چلا دور سے دیکھا کہ ایرج چلا آتا ہی شاپور ہمراہ ہی مگر وہ دیو جو ایرج کو پہونچا کر پھرا دل مین
سوچا کہ اب عیش تیرا مٹ چکا دل افروز جادو ماری گئی زندگی تیری بھی عبث ہی تو نے اس آدمزاد کو
کیون چھوڑ دیا یہ سوچکر پلٹا اور قریب ایرج کے آیا ایرج نے صداے قدم جونہی پلٹ کر دیکھا کہ وہی دیو دوبارہ
پشت نہنگ پکڑے ہوئے چلا آتا ہی ایرج سپر ابد لگر سامنے آیا دیو نے کہا کیا تو زندہ بچکر جائیگا یہ کہکر ارہ مارا
ایرج نے سپر ابد لگر خالی دیا ارہ زمین پر گرا خاک مین در آیا مالک بن ملکوت شاہ وغیرہ یہ تماشا کھڑے
دیکھ رہے تھے ایرج بازو سے دیو کے لپٹ گیا یا نیر اعظم آفتاب تابان کہکر جھٹکا دیا کہ شانے ہاتھ اکھڑ آیا
دیو بلبلا گیا زمین پر تڑپنے لگا ایرج نے چھاتی پر چڑھ کے دھڑ سے سر کھینچکر پھینک دیا دیو زمین پر تڑپ تڑپ کر
مر گیا مالک بن ملکوت شاہ ایرج پر سے زر نثار کرتا ہوا بارگاہ مین لایا حمام مین بھیجا ایرج
نہا دھو کر خلعت پہنکر مسند پر آکر بیٹھا اب مالک بن ملکوت شاہ اور جملہ سردارون نے پوچھا

کہ ای شہریار آپ کہان تھے اور یہ دیو کون تھا ایرج نے سب کیفیت بیان کی سب سردارون نے عرض کی کہ نیر اعظم نے آپ کو بچایا غرضکہ ناچ ہونے لگا رات بھر ناچ رہا نازنینان مہجبین طوائفین خوب ناچین گائین صبح کو برات قلعہ مین گئی ایرج اندر محل کے داخل ہوا سب سردار براتی بنے ہوئے لباس پر تکلف پہنے ہوئے آکر بیٹھے پھر ناچ شروع ہوا ایک نازنین یہ غزل گانے لگی

غزل

ٹل گیا وہ وقت بات او بیمروت رہی
اشک چشم دستور دل مین لاگ ہی اب تک رہی
کیون کیا شکوہ کسی کا یہ شکایت رہگئی
زندگی بھر پھر نہ دنیا مین کہین کا وہ رہا
کیا کہین آمادہ ہو کر طبیعت رہگئی
اُسکے غم کی آج تک ہر دل مین عاشق کے جگہ
ایک دل کیسا یہان برسون قیامت رہگئی
دید کی حسرت وہ یون نکلی کہ نظر آئی نہ وہ
شکر ہی بات اپنی ای ضبط محبت رہگئی
وائے ناکامی نہ قاتل نے لگایا ایک ہاتھ
کون سی چال آرزو تیری نخافت رہگئی

کٹ گئے ایام فرقت دل کو وحشت رہگئی
عشق کا جھگڑا چکا اُنمین عداوت رہگئی
طول مین روز جدائی روز محشر بنگیا
جبکے دل مین کچھ دنون تیری محبت رہگئی
ناز سے ٹھکرا چلا ہو کیا کوئی محشر خرام
ترک اُلفت ہو کے بھی باقی مروت رہگئی
مجھپہ کیون ظاہر نہین ہوتی جدائی کی خبر
ایک مدت آنکھ مین جو بیمروت رہگئی
تیغ اُٹھائے غیظ مین وہ قتل عاشق کو چلے
دل کی دل ہی مین ہوس شوق شہادت رہگئی

وقت آخر تو نہ آیا دل کو حسرت رہگئی
اک بلا سر سے ٹلی اپنے اک آفت رہگئی
تیرے بار دینے کا ہم کرچکے شکر ای زبان
جب مرے گھر آئی برسون شام فرقت رہگئی
بے طلب جانے سے بزم یار مین [illegible]
کیا ہوا کیون زلزلے مین اسکے تربت رہگئی
فیصلہ وہ میرے انکے داد او بیداد کا
آکے شاید تیرگی شام فرقت رہگئی
جان گھٹ گھٹکر اگر نکلی تو پھر کیا اسکا غم
جب کمر لچکی ارے کھکر نزاکت رہگئی
اُسکے کوچے سے نہ اُٹھنے کی تھی یہی بابت

اس طرح وہ نازنین اس غزل کو گائی کہ سمان بندھ گیا اُدھر محل مین رسوم ادا ہوے دولہا دلھن کو گود مین لایا سکھپال مین بٹھایا آپ باہر آیا مبارک باد دی گائی گئی طائفون کو انعام و اکرام ملا برات قلعہ سے باہر آئی جب چوتھی چالے سب ہوگئے ایک روز ہامان زحل پیشانی بھی بارگاہ مین ہو کر ایرج نے کہا اب جلد ملک فرعونیہ پر اپنی آزمائش کے لیے چلنا چاہیے کل ہمارا کوچ ہو یہ سنکر ہامان نے آہ سرد کھینچی اور آنکھون مین آنسو بھر لایا ایرج نے کہا ای ہامان یہ تمنے آہ کیون کھینچی آبدیدہ کیون ہوئے آخر کیا صدمہ ہو تمھین اُسنے کہا ای صاحبقران زمان وای زبدۂ آفتاب پرستان یہان سے دو منزل پر ایک قلعہ ہو کہ اُسے پروین حصار کہتے ہین وہان ایک زنگی آدمخوار رہتا ہو کہ اُسنے تمام قلعہ کو اور نواح کو خراب کیا ہو وہ اکثر ادھر کو بھی رخ کرتا ہو تو یہان کے لوگ بھاگ جاتے ہین اور مین بھی چھپتا پھرتا ہون قریب ہوتا ہو کہ مارے صدمے کے جان نکلجائے سبب آہ کا یہ ہو کہ اب آپ یہان سے چلے جائینگے مین اُسی بلا مین گرفتار رہونگا ایرج نے کہا کہ پروین حصار مین وہ زنگی رہتا ہو ہامان نے کہا نہین بلکہ اُسکے قریب ایک غار ہو اُس مین وہ رہتا ہو اور پروین حصار کے لوگون کو تو کھا کر تمام کر دیا وہ شہر ویران پڑا ہو ہمارے یہان سے ایک آدمی روز اُسکے کھانے کے واسطے جاتا تھا اب جب سے آپ تشریف لائے ہین مین نے کوئی آدمی اُسکے واسطے نہین بھیجا دیکھیے اب وہ کیا آفت برپا کرتا ہی ایرج نے کہا تم خاطر جمع رکھو مین بغیر اُسے سزا دیے یہان سے نہ جاؤنگا اور تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑا ہوا ہامان نے کہا ای شہریار وہ بڑا زبردست ہی آدمی نہین ہی بلکہ کوئی بلا ہی آپ نہ تشریف لیجائین ہمپر جو بلا آئیگی جھیلینگے ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون اگر تمام عالم پر غالب نہ ہوا تو صاحبقران کیسا سنا ہی مین نے کہ حمزہ نے بہت سی بلائین دفع کی ہین راہ مین اگر اژدہا ہون گویا راقم ہو نیر اعظم کی بغیر اُسکو سزا دیے نہ رہونگا جب ہامان نے ایرج کو ایسا آمادہ پایا کہا مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون ایرج نے

کہا تمھاری کچھ حاجت نہین ہی یہ کہکر تنہا روانہ ہوا ہر چند اور سرداروں نے مثل دیلم شباط زنگی و شہزادہ فرخ
وغیرہ کے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے لیکن ایرج نے سب کو منع کیا کہ جو میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی تھوڑی دیر مین تمام
بیابان کو طی کر کے جب ایرج قریب اُس قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ قلعہ پروین حصار نہایت مضبوط ہی اور سامنے
پہاڑ ہی بہت بلند ہو سر بفلک کشیدہ اور راہ پہاڑ کی پیچ در پیچ جو درہ کوہ سے نکلکر ایک صحرا ہی اور نیچے پہاڑ
کے ایک غار ہی مگر نہایت عمیق ایرج نے اُس غار کو دیکھتے ہی نعرہ کیا کہ اے زنگی سیاہ رو مردم آزار نکل غار سے
بمجرد نعرہ کرنے کے ایک زنگی سیاہ رو مہیب شکل کہ غول اُسکو دیکھے تو راہ گم کرے گویا خدائے تعالی نے دود دوزخ
سے اُسے خلق کیا تھا دو دانت اُسکے مانند گراز کے باہر نکلے ہوے قد مانند مینار بلند کے دیو تک اُس سے ترسان تھے
اور تمام لوگ اُس نواح کے جو اُسکے کھانے سے بچے تھے مطیع و فرمانبردار تھے انواع اقسام کے کھانے رنگ رنگ
کی شراب و کباب میوہ و نقل اُسے بھیجتے تھے اور ہر مہینے مین دس کنیزین اُسکے لیے بھیجتے تھے گویا خراج گذار تھے
القصہ آواز ایرج کے نعرے کی سُنکر حربے کی جگہ استخوان ماہی ہاتھ مین لیے ہوے نکلا سامنے آیا پکارا تو کون ہی
ایرج نے کہا منم صاحبقران زمان ایرج نوجوان تمام زنگبار کو مین نے زیر کیا ہی دیلم شباط زنگی میرا غلام
حلقہ بگوش ہی آ میری اطاعت اختیار کر یہ مردم آزاری موقوف کر یہ سُنکر وہ بہت برہم ہوا اور پہاڑ پہ
چڑھ گیا وہانسے ایک گول پتھر اُٹھا کر ڈھلکایا جب وہ سنگ گران قریب ایرج کے پہونچا ایرج نے اُسے
ہاتھ سے پکڑ کر دور پھینک دیا کئی سنگ اُس نے پھینکے کچھ نہ ہوا ایرج نے سب رد کیے اب وہ زنگی وہی
استخوان ماہی اُٹھا کر دوڑا اور قریب آکر وار کیا ایرج نے گرز مارا کہ استخوان کے ٹکڑے ہو گئے کسی قدر جو
اُسکے ہاتھ مین باقی رہی وہ بھی اُسنے ایرج پر کھینچ ماری ایرج نے اُسے خالی دیا اور گرز اپنا بقوت تمام
اُس زنگی پر مارا اُس بیوقوف نے سر پہ روکا گرز جو سر پر پڑا مغز اُسکا پارہ پارہ ہو گیا خون ناک کان سے
مانند فوارے کے جاری ہوا چیخ کھا کر زمین پر گرا ایرج نے جلدی سے سر اُسکا کاٹ لیا اور دیدبانوں کی طرف
پھینکدیا اب قلعہ پروین حصار مین داخل ہوا ہرکاروں سے کہا جاکر لاؤ ہامان دربندی کو اور
ہمارے سرداروں کو ہامان یہ خبر سُنکر دوڑا مالک بن ملکوت شاہ ایرج کے لیے دعائین کر رہا تھا یہ خبر
جو سُنی خوش ہو کر دوڑا ایرج نے لاشہ اُس زنگی کا دکھایا ہامان گرد پھر اتصدق ہوا دست بستہ عرض کیا آپنے
وہ کارنمایان کیا کہ اس نواح والوں کی جان بچائی ایرج نے کہا اے ہامان آباد کرو اس شہر کو اُسنے عرض کیا
ایسا ہی ہوگا اور مال و اسباب قلعہ کا اپنے قبضہ مین کیا چند روز وہان استقامت کی مگر دیدبانوں نے
جاکر تمام کیفیت گرد و نواح مین بیان کی کہ وہ بلا تم سے ایرج صاحبقران نے دفع کی اب وہ قلعہ پروین حصار
مین موجود ہی سب رئیس قصبوں اور قریوں کے جمع ہوے اور صلاح کی کہ چلکر قاتل زنگی کو دیکھا چاہیے
کہ وہ بہادر کیسا ہی تحفے وہانکے عنبر و زعفران اور کپڑا سب قسم کا تھا لیکر خدمت ایرج نوجوان مین حاضر
ہوے اور پیش کیے اور شکریہ بجا لائے کہ آپنے اس بلا سے نجات دی ایرج نے اُن سب کو آفتاب پرست
ہونے کی ترغیب دی وہ سب آفتاب پرست ہوئے تمام علاقے کا مالک ہامان کو کیا وہان سے پھر
دربند ہامانیہ مین آئے یہان بھی دو چار روز رہکر فرعونیہ کو روانہ ہوے

اب چند کلمے داستان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان کیے جاتے ہین

کہ شاہزادہ غلہ بہت سا فراہم کر کے اور جا بجا حکم جدا جدا بھیجکر کہ غلہ جمع کر کے فرعونیہ کو بھیجو آپ روانہ ہوا

کوچ بکوچ متصل درۂ قلماق کوہ کے ہرکارون کو خبر کے واسطے روانہ کیا وہ جاکر خبر لائے کہ حاکم اس درے کا
بہرہ بن زلازل حبشی تھا وہ تو مدد فرعون کو بمقابلہ حمزہ صاحبقران گیا ہو دو سردار اُسکی طرف سے حاکم ہین
کہ نام ایک کا سرخاب آہن کلاہ اور دوسرے کا مقاتل زرین کمر ہی فرمایا سمجھا جائیگا اہراس زنگی و
اخراس زنگی نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو جاکر لڑین اور اس درے پر قبضہ کرین فرمایا کیا مضائقہ ہی جاؤ یہ دونون
سات ہزار زنگی ساتھ لیکر روانہ ہوے درے کے سامنے ہو پہنچکر خیمہ استادہ کیا ہرکارون نے خبر سرخاب و مقاتل
کو پہونچائی کہ نورالدہر لشکر بے پایان اور فوج فراوان لیے ہوے آیا ہی کوئی تین منزل پر لشکر اُسکا ہی چاہتا
ہی کہ ادھر سے ملک فرعونیہ کو جائے یہ سنکر دونون کہنے لگے کہ ہم ادھر سے ملک فرعونیہ کو نہ جانے دینگے
کہ اتنے مین خبر پہونچی کہ نورالدہر تو وہین ہی آگے نہین بڑھا مگر دو رفیق اُسکے اہراس و اخراس زنگی فوج
لیکر درے پر آئے ہین یہ سنکر دونون مسلح و مکمل لشکر لیکر درے سے باہر نکلے اور طبل جنگی بجوایا ادھر اہراس و
اخراس نے خبر سنکر طبل جنگ بجوایا صبح کو دونون لشکر مقابل یکدگر میدان مین صف آرا ہوے سرخاب
و مقاتل کے دونون میدان مین آئے اور مبارز طلب کیے اہراس سرخاب کے مقابل ہوا اور
اخراس مقاتل کے سامنے آیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی گرز و نیزے سے مطلب نہ حاصل ہوا
سرخاب نے تلوار ماری اہراس نے روکی اپنا وار کیا اُس نے بھی رد کیا سرخاب نے دوسری
تلوار ماری گھوڑے نے اہراس کے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا کہ تا دو ابرو اُتر گیا اہراس چاہتا تھا
کہ دستانہ مارے کہ سرخاب نے جھٹکا دیا تا جگرگاہ تلوار اُتر آئی اہراس شہید ہوا اُدھر اخراس
مقاتل سے لڑ رہا تھا کہ دیکھا بھائی مارا گیا بس جہان آنکھون مین تیرہ و تار ہو گیا ہاے بھائی کہکر طرف سرخاب
کے جھپٹا کہ پہلے تجھے مار لون تو اس سے لڑونگا اور جھپٹ کر تلوار سرخاب پر ماری اُسنے سپر پر روکی لیکن
پشت سے مقاتل نے آنکر تلوار ماری کہ سر پر اخراس کے پڑی یہ سعید بھی شہید ہوا فوج انکی ٹوٹ پڑی ادھر سے
سرخاب و مقاتل کا لشکر بھی آپڑا الگی تلوار چلنے خوب جنگ مغلوبہ ہوئی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہی
آخر اپنے سردار کی لاشین لیکر بھاگے اور خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کے حاضر ہوئے اور تمام حال انکے
مارے جانے کا بیان کیا شاہزادے کو کمال صدمہ ہوا جنازے کی انکے نماز پڑھی اور وہین دفن کروایا
اور فرمایا کہ اس درے کا لینا جملہ واجبات سے ہی مگر جو یورش کرونگا تو درہ کوہ پر توپین چڑھی ہوئی ہین
لوگ مارے جائینگے مگر حملہ تو کرونگا نہین بہ تدبیر لونگا درے پر قبضہ کرنا ضرور ہی کہ اسد بن کرب غازی
نے چپکے سے کان مین کہا کہ بھائی صاحب آپ سامنے درے کے اُترئیے مین اور طرف سے جاکر داخل قلعہ
ہوتا ہون ہرکارون کو حکم دیدیجیے کہ خبر رکھین جسوقت آواز میرے بوق کی قلعہ سے آئے اُسوقت آپ
یہان سے یورش کیجیے گا پھر گولا گولی کچھ نہ چل سکیگا درہ پہاڑ کا مع قلعہ ہاتھ آجائیگا یہ کہکر اُدھر سے اپنے
قزاقون کو لیکر طرف صحرا کے نکلگیا صبح کو شاہزادہ نورالدہر طرف درے کے کوچ کرکے سامنے قلعہ کے
آکر اُترا اُدھر سے سرخاب و مقاتل نے درے پر اور توپین چڑھوائین کہ ہم اس نبیرۂ حمزہ کا سامنا تو نہین
کر سکتے مگر ادھر سے جانے بھی نہ دینگے القصہ اسد بن کرب غازی اپنے رفیقون سمیت کئی منزل
اُس طرف قلعہ سے نکلگیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی قافلہ درست کرکے دوسرے دروازے
کی طرف آیا یہان سے لوگون نے پکار کر کہا کہ خبردار اس طرف نہ آنا اور ایک آدھ گولہ داغا اسد گولے کی زد سے

ہٹ آیا اور ایک عرضی لکھکر ضرغام شیردل کو دی کہ اسے لیجاکر سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر کو
دو اور جواب اسکا لاؤ ضرغام عرضی لیکر روانہ ہوا اور رومال ہلاتا دروازۂ قلعہ پر پہونچا اور پکار کر کہا کہ عرضی خواجہ
بازرگان کی لایا ہون کہ دونون مالکان قلعہ کو دون لوگون نے شہر قلماق کے چاہا کہ ضرغام کو پکڑ لین اور
بیحرمت کرین ضرغام نے کہا صاحبو مین ایلچی ہون میرے بیحرمت کرنے سے کیا حاصل خواجہ بازرگان کی عرضی
لایا ہون چاہیے کہ تم جاکر حال میرا سرخاب آہن کلاہ اور مقاتل زرین کمر سے بیان کرو اگر مجھے طلب
کرین فبہا نہین واپس جاؤن یہ کہکر دس بیس انگوٹھیان نکالکر اُن لوگون کو دین خوب چیتے یار بنایا کہ ان لوگون
نے کہا تم یہین ٹھہرو ہم تمہاری اطلاع کرتے ہین اور ایک جمعدار پیادہ نکل گیا اور خدمت مین سرخاب و مقاتل
کے حال بیان کیا وہ حال اُس عرضی کا سُنکر جمعدار پر خفا ہوا کہ مین نے تجھے غنیم کے روکنے کے لیے مقرر کیا تھا
یا سوداگرون کے روکنے کو کہا تھا جلد جاکر اُس شخص کو مع عرضی کے حاضر خدمت کرو وہ گیا اور بارگاہ مین لایا
ضرغام نے سلام کیا عرضی گذرانی سرخاب و مقاتل نے پوچھا کہ تو کون ہو کس نے تجھے یہان بھیجا ہو کسکی عرضی
لایا ہو کہا کہ خواجہ بازرگان نے یہ عرضی بھیجی ہو مین خواجہ کا نوکر ہون سرخاب و مقاتل نے وہ عرضی وزیر سے
پڑھوائی اُسمین تحریر تھا کہ اے شاہان قلماق کوہ مین خواجہ بازرگان بہت اسباب نفیس و اشیاے لطیف ہر شہر دیار
سے لیکر آیا ہون جاتا ہون شہر فرعونیہ کو کہ یہ اسباب لیجاکر لقا اور فرعون شاہ کی خدمت مین گذرانون با ختر
سے آتا تھا سنا مین نے کہ نورالدہر لشکر لیے ہوئے درے پر اترا ہو مین اُسکے خوف سے اور راستے سے آیا ہون
آپ سے امیدوار ہون کہ قلعہ مین مجکو آنے دیجیے جو اسباب کہ آپ کو درکار ہو آپ لین باقی لیکر شہر فرعونیہ کو چلا
جاؤن عرضی پڑھتے ہی ضرغام شیردل سے کہا کہ جلد جاکر تو اُس سوداگر کو لاؤ اور سمہان راہ دار سے کہا کہ تو جاکر
اچھی طرح سے لا سمہان اپنے لوگون کو ساتھ لیکر روانہ ہوا قافلہ باشی پاس آیا کہا کہ راہداری دیجیے تو چلیے ساتھ
روپیہ راہداری کے لیے سوداگرون کو ساتھ لیکر مع قافلے شہر قلماق کوہ مین داخل ہوا کاروانسرا مین قافلہ اترا
سمہان نے جاکر دونون بادشاہون سے کہا کہ سوداگر کاروانسرا مین داخل ہوئے کہا صبح کو ہمارے پاس لانا
کہا بہت اچھا جب صبح ہوئی اسد اور فتاح پلنگینہ پوش لباس سوداگری پہنکر کشتیان نذر کی ہمراہ لیکر بارگاہ
مین آئے سلام کیا کشتیان نذر کی گذرانی سرخاب نے خلعت دیا کرسیان بیٹھنے کو عنایت کین مگر دیکھا کہ
چہرے پر خواجہ کے ایک جرأت و شجاعت پائی جاتی ہو بہت پسند کیا کہا کہ خواجہ کہان کہان پھرے لشکر
حمزہ مین بھی کبھی گئے تھے کہا کہ اکثر گیا ہون صحبت بھی اُنسے رہی ہو کہا کہ نورالدہر بارگاہ حمزہ مین کیسا سردار
ہو کہا کہ نہایت زبردست بہادر و بامروت ہو شجاعت مین اپنا نظیر نہین رکھتا ہو سرخاب و مقاتل
یہ سُنکر بہت ہنسے اور کہا کہ بہادری اور شجاعت اُسکی معلوم ہوگی عرصے سے درۂ قلماق کوہ پر پڑا ہو دیکھتے ہین
کہ وہ کیونکر ادھر سے جاتا ہو یہ تو کیا ہو اگر دادا اُسکا حمزہ آئے تو وہ بھی نہ جا سکے اور اُسکی حقیقت کیا ہو مین نے
سُنا ہو کہ حمزہ ایک مجاور زادہ مکہ ہو اب ایک ایک اولاد اُسکی شجاع و بہادر ہوگئی نوشیروان سے ٹکرامی
کرکے حمزہ بنگیا حمزہ محسن کش ہو بس واہیات بکنے جو اسد نے سُنے تاب باقی نہ رہی بگاڑ کر اور سُنکر چپ رہو گیا
غیبت مین حمزہ اور اولاد حمزہ کو بُرا کہتے ہو یہ اچھا نہین سرخاب و مقاتل بولے کہ تم اُنکے طرفدار ہو کہا کہ
طرفداری پر کیا ہو جو بہادر ہوگا بہادر کی بُرائی نہ سُن سکیگا سرخاب نے کہا کہ تم بہادر ہو اور ہمارے سامنے
اپنی بہادری بیان کرتے ہو اسد نے کہا جس طرح ہو سکے ہمین آزما لو حال ہماری بہادری کا معلوم ہو جائے

بس یہ کلمات سنتے ہی حکم دیا کہ ارے پکڑ لو انھین یہ سوداگر ہین یا طرفدار ہین مسلمانون کے لوگ چہار طرف سے
دوڑ پڑے اسد نے تلوار کھینچی اور اُن کافرون پر جا پڑا نعرہ شیرانہ کر کے تلوارین مارنے لگا نعرہ اسد
اسد شہسوار م کر در روز جنگ ✤ بد رم دل شیر و چرم پلنگ ✤ اُدھر فتاح نے تلوار کھینچی قتل کرنا شروع کیا
وہان رفیق اسد کے آمادہ مرگ و مہیاے قضا بیٹھے تھے کہ اگر ہمارے مالک سے کچھ فساد ہو جاے پس
جیسے ہی اسد کے نعرہ کی آواز گوش زد ہوئی وہین سے تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑ پڑے اندر قلعہ کے گھس گئے
سمہان راہ دار نے روکا ابراہیم بن مالک آگے بڑھا سمہان نے نیزہ مارا ابراہیم نے نیزے کو نیزے پر
گانٹھ کے جھٹکا دیا کہ صاف ہاتھ سے سمہان کے نکلگیا اور اُسی نیزے سے کو نجگر اُسے اُٹھا لیا کہ سمہان تڑپ تڑپکر
واصل جہنم ہوا راہ کھلی تمام قزاق بوقین بجا بجا کر دوڑ پڑے اب گھمسان کی تلوار چلنے لگی اُدھر ہرکارے جو
نورالدہر کے لگے ہوے تھے خبر شاہزادے کو پہونچائی کہ اسد دلاور قلعہ مین لڑ رہا ہے اُسی وقت مرکب بلند پر چل
چل کھڑا ہوا طہماس بن عنقویل دیو پر در ہمراہ رکاب ہوا اور سردار بھی چل کھڑے ہوے اور اندر قلعہ کے
گھس آئے بس ایک غلغلہ ہوا اب چہار طرف تلوار چلنے لگی نورالدہر نے طہماس سے کہا کہ بھئی اپنے کو قریب
اسد غازی کے پہونچاؤ اور اُسکی کمک کرو دیکھو تو کسطرف ہے طہماس تلوارین مارتا ہوا چلا یہان اسد نے کُشتون
کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین تلوارین مارتا چلا جاتا ہے کہ مقاتل زرین کمر سے سامنا ہوا اُسنے تلوار ماری
اسد نے تلوار اُسکی چھینلی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا تلقین بدین اسلام کیا اُسنے
کہا ہزار جانین میری نثار لقا پر بس یہ سنتے ہی اسد غازی نے جگر دیکر زمین پر مارا کہ استخوان چور ہو گئے وہ
شقی جہنم واصل ہوا بس ایک غل ہوا کہ مقاتل قتل ہوا سر خاب نے جو سنا کہ مقاتل مارا گیا دوڑا کہ جا کر
عوض خون کا لون کہ اُدھر سے طہماس بن عنقویل دیو پر در آتا تھا کہ اُن دونون کا مقابلہ ہوا سرخاب نے
تلوار ماری طہماس نے پشت ساطور پر روک کر جو ہاتھ ساطور گران کا مارا سر پر اُس مغرور کے ٹھہرا کر مع مرکب
چار ٹکڑے ہوے اتنے فوج کو تلوار کے نیچے رکھ لیا دوپہر کامل تلوار چلی مگر فوج بے سردار کہان لڑ سکتی ہے آخر ہر طرف سے
آواز الامان کی بلند ہوئی شاہزادۂ نورالدہر نے اپنے لوگون کو منع کیا کہ اب نہ لڑو اُن سب کو امان دی رؤسائے
شہر حاضر ہوے نذرین دین شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا وہ سب از سر صدق کلمہ کہکر مسلمان ہوے
پھر تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا حکم دیا کہ جتنے بتخانے ہین وہ توڑ ڈالے جائین مسجدون کی بنا پڑی آواز اذان
کی چہار طرف بلند ہوئی تمام مال بدر بن زلازل کا قبضے مین آیا خزانے مین شاہزادۂ نورالدہر کے داخل
کر دیا گیا لاشین کفار کی مع سرخاب مقاتل ایک گڑھا کھدوا کر اُسمین ڈلوا دی گئین مگر ایک عیار کہ نام اُسکا
عنطر بادپا ہے پہلے وہ انجم جادو بادشاہ طلسم جان بن جان کا ملازم تھا جب شاہزادہ نورالدہر نے طلسم فتح کیا
اور انجم جادو مار اگیا تو یہ عیار وہان سے بھاگ کر بکر ہمن جادو کے پاس آیا اُسنے نوکر رکھ لیا آج بھی عنطر شہر قلماق کوہ
مین موجود تھا اُسنے دیکھا کہ سرخاب آہنی اور مقاتل دونون مارے گئے مال اسباب بدر کا برباد ہوا اُسنے
جا کر بر ہمن جادو سے تمام حال بیان کیا کہ سرخاب مقاتل مارے گئے اور مال و اسباب بدر کا برباد ہوا
بس بر ہمن جادو یہ سنتے ہی آگ ہو گئی کہا دیکھو تماشا کہ کیا ہوتا ہے اس نبیرۂ حمزہ نے میرا گھر برباد کیا بالقول شخصے
گھر خرچ کے ڈنے آیا مین ایک گوشے مین چھپی بیٹھی رہتی تھی کبھی ان لوگون سے سامنا نہین کیا کوئی آزار نہین پہونچایا
لیکن اب مجبور ہون کہ اس موے نے میرا گھر مٹایا تو مین کب چھوڑتی ہون لیکن دو بیٹیان ہین اسکی اور

دو بہنین ہین کہ ان کو زرنگار جادو اور زرافشان جادو اور سیمتن جادو اور گلبدن جادو کہتے ہین
سبھون نے کہا کہ بلا لون آپ غصہ نہ کیجیے ہم ان سبھون کو پکڑ لا ئینگے اور گلبدن جادو رخصت ہوئی اُسیوقت
ایک اسم سحر پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور صورت عقاب کی زمین پر لوٹ کر بنی پرواز کر کے طرف لشکر شاہزادہ
نورالدہر کے روانہ ہوئی جب وہان پہونچی ایک نخل پر بیٹھ گئی شب کو فکر مین ہوئی کہ نورالدہر کو کیسے پہچانے سیر کرتی
ہوئی چلی آتی ہے ایک ایک خیمے کو بخوبی دیکھتی ہے تھا کہ سعادت شاہ نے اُس دن شب ماہ کی تیاری کی تھی ناچ ہو رہا
ہوا ناچ دیکھ رہا تھا گلبدن جادو سمجھی کہ یہی نورالدہر ہے اُسوقت تک توقف کیا کہ جب تک ناچ ہوا کیا جب
صحبت برخاست ہوئی اور سعادت شاہ پلنگ پر لیٹا اُسوقت گلبدن جادو نے گلدستہ سحر مارا کہ جسکی خوشبو سے
تمام نگہبان اور پاسبان بیہوش ہو گئے گلبدن جادو سعادت شاہ کو لیکر روانہ ہوئی جسوقت جزیرۂ فندق مین
پہونچی برہمن جادو سے کہا کہ لائی ہون دشمن کو کہا سامنے لا اُسنے سعادت شاہ کو سامنے رکھا برہمن نے غور سے
دیکھا کہا اے گلبدن یہ نورالدہر نہین ہے مین نے بارہا اُسے دیکھا ہے مین خوب پہچانتی ہون خیر اسے زندان مین بھی رکھ
اسکا خیر خواہ ہی ہوگا گلبدن نے کہا آج جا کر نورالدہر کو لاؤنگی زرنگار جادو بولی تو کیا لائیگی مین لاؤنگی گلبدن
نے کہا اچھا تو بھی چل مین بھی چلون دونون شب کے وقت ایک ایک سردار کو دیکھتی ہوئی چلی آتی ہین زرنگار
جادو کی نظر طہماس پر پڑی دل سے کہا ہو نہو یہی نورالدہر ہو کیونکہ یہی سب سے زبردست اور قوی معلوم
ہوتا ہے یہ خیال کر کے کمر مین پنجہ ڈیکر اُٹھا لیگئی گلبدن نے کیوان انجم سپاہ کو دیکھا اسکی شان و شوکت
پر نورالدہر کا دھوکا ہوا گلبدن کیوان کو اُٹھا لائی سامنے برہمن جادو کے لیجا کر رکھدیا برہمن نے دیکھا
کہا اے سردار و یہ بھی نورالدہر نہین ہے ان دونون کو بھی زندانخانے مین بھیجدیا آج سیمتن جادو نے کہا
کہ مین جا کر نورالدہر کو لاؤنگی اور تھوڑی مٹی اُٹھا کے کچھ اسم دم کر کے شانون پر ملی پر پرواز پیدا کر کے روانہ
ہوئی طرف لشکر نورالدہر کے خیمہ و بارگاہ مین دیکھتی چلی آتی ہے کہ ایک بارگاہ نہایت آراستہ و پیراستہ دیکھی
کہ جسکا شمسہ مثل خورشید عالمتاب کے درخشان تھا اندر اُس بارگاہ کے گئی اور دو سرداروں کو لیگئی کہ نام
ایک کا صفدر ان ماہ منظر اور دوسرے کا دُراج دُر در گوش تھا لیجا کر برہمن جادو کو دکھایا اُسنے کہا
بے پیر جائے نہ پنے کا مگر یہان شاہزادہ نورالدہر کو روز خبر پہونچتی ہے کہ آج فلان سردار گم ہو گیا اور آج
فلان بادشاہ غائب ہو گیا شاہزادے نے عیارون سے کہا کیوں کر تلاش کرو وہ سب طلایہ کرتے ہین
عیارون کو کمینگاہ مین بٹھاتے ہین مگر انکو کوئی لیجانے والا نظر نہین آتا ناچار ہر قسم جدا رستے آ کر حال
بیان کرتے ہین کہ ہم ہر چند تلاش کرتے ہین ہمکو چور نہین معلوم ہوتا کوئی آسمان سے آتا ہے یا زمین سے نکلتا ہو گر
ہم بلائے ارضی و سماوی سے مجبور ہین مگر وہان وہ دونون جادوگرنیان روز آتی ہین اور ایک دو تین سردارون
کو لیجاتی ہین برہمن نے عاجز ہو کر کہا ارے تم ان سب کو لاتی ہو مگر ابتک نورالدہر اور وہ دیوانہ بانی فساد
نہ گرفتار ہوا زرافشان جادو نے کہا کہ آپ مجھے شکل و شمائل کا پتا دیجیے آج مین جا کے لاؤنگی برہمن نے
دونون کے نقشے کھینچدیے زرافشان جادو زمین پر لوٹی اور صورت باز کی بنکر روانہ ہوئی اُس روز اسد
بن کرب غازی تیر کمان ہاتھ مین لیے واسطے حفاظت شاہزادہ نورالدہر کے بیٹھا ہے شاہزادہ نورالدہر
اسد سے باتین کرتے کرتے سو گیا زرافشان جادو نے آسمان سے دیکھا کہ نورالدہر تو سو رہا ہے اور
وہی دیوانہ تیر و کمان ہاتھ مین لیے ہوئے طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے بس اسنے کچھ اسم سحر کا دم کیا اور دانے زرالی

کے اسد پر مارے کر ہوا سے سر چلی اسد سو گیا زر افشان جادو نے ایک ہاتھ کمر مین اسد دلاور کے اور
دوسرا ہاتھ کمر مین شاہزادہ نور الدہر کے دبایا اور وہان سے لے اڑی تیغ قریب تھی کہ یہ خدمت مین برہمن جادو
کے پہنچی برہمن نور الدہر کو دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور اسکو لیکر تنہائی مین آئی ہوشیار کیا اور کہا کہ اے نور الدہر
تونے سرخاب مقاتل کو مارا شہر قلماق کوہ کو برباد کیا مال و اسباب بدر کا لوٹا مین نے تجھے قتل کرنے کو بلایا ہی مگر
کیا کرون دل میرا تجھپر مائل ہی تو مطلب دل میرا حاصل کر جو تیری مراد ہوگی وہ مین بر لاؤنگی نور الدہر نے کہا
او برہمن جادو ہمارے خاندان مین کوئی ساحرہ سے صحبت نہین ہوا مجھسے مطلب دل تیرا نہ بر آئیگا اس نے کہا
تو مارا جائیگا جواب دیا کہ جان دینا گوارہ ہی اُسنے برہم ہوکر کہا کہ ارے اسے زندانخانے مین لیجاؤ اور زر افشان
جادو سے کہا کہ ہان اُس دیوانے کو میرے سامنے لاؤ کہ جسنے تمام فساد کر رکھا ہی سرخاب و مقاتل کو مارا ہی
زر افشان جادو اسد کو لائی اسد بیہوش تھا برہمن نے جو صورت زیبا اسد کی دیکھی بدل مائل ہوگئی اور
زر افشان جادو نے صحبت خاص کی اور اپنے کو ایک حسین بنا کر بیٹھی اسد کو اسم پڑھکر ہوشیار کیا اسد جو
ہوش مین آیا سامنے ایک نازنین خوبصورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا اپنے دل مین کہا کہ یہ مقرر جادوگرنی ہی اور
اسی نے سب کو گرفتار کروایا ہی اسکو ملکر مارا چاہیے اُٹھکر سلام کیا اور کہا کہ مجکو آپ ہی نے بلوایا ہی برہمن جادو نے
کہا ہان مین نے تجکو گرفتار کیا نور الدہر اور اسکے چند سردارون کو بھی گرفتار کروایا ہی اس لیے کہ عوض خون
سرخاب و مقاتل کا تم سب سے لون مگر تجھے جو دیکھا دل میرا تجھپر آگیا جو تو اپنے وصل سے دل میرا شاد کرے
تو تجھے اور جسکو تو کہے اسے چھوڑ دونگی اور جو جو کہیگا وہ بجا لاؤنگی اور اگر انکار کیا تو مفت مین مارا جائیگا بلکہ
یہ سب مارے جائینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی اسد شاگرد عمرو کا ہی خود بھی کیسا عیار ہی کہا کہ اے ملکہ برہمن
جادو مین اوصاف حمیدہ تمہارے سنکر مدت سے غائبانہ عاشق ہوا آرزو تھی کہ کسطرح آپ کو دیکھون لیکن کیونکر
آپ تک پہونچون کہ میری قسمت نے رسائی پیدا کی کہ آپ نے خود مجھے بلایا گویا میرے جذبۂ دل نے اثر دکھایا برہمن
جادو نے جو یہ کلمے محبت آمیز سنے شاد و خرم ہوگئی زر افشان جادو سے کہا کہ تو سحر اپنا اسپر سے اتارے کہ یہ میرا
عاشق ہی اُسنے کہا بہت خوب اور اُسیوقت اپنا رد سحر کیا کہ اسد کے ہاتھ پاؤن مین طاقت آئی کچھ اثر سحر کا
باقی نہ رہا بس جا کر پاس برہمن جادو کے بیٹھا وہ اور بھی خوش ہوئی اور شراب طلب کی زر افشان جادو نے
گلابیان ساغر کی اور سب کچھ حاضر کیا برہمن نے اپنے ہاتھ ایک جام لبریز کیا اور سامنے اسد کے لائی اسد
نے بے تکلف یہ شعر پڑھکر جام پی لیا شعر دل ہو وہ چشم مست ہو بزم شراب ہو ؛ کوئی خراب ہو تو بلا سے خراب ہو
اسد کی اس عشق آمیز حرکت پر برہمن جادو اور بھی کھبی جاتی ہی اب اسد نے گلابی اپنی ہاتھ مین لی اور جام لبریز
کرکے برہمن جادو کو دیا وہ بھی پی گئی اسد نے کئی جام پلا کر اسے خوب مست کیا قضائے کار ضرغام شیر دل بھی
ایک کنیز کی صورت بنا ہوا وہان موجود تھا جب اسنے دیکھا کہ اسد خود عیاری کر رہا ہی یہ چپ ہو رہا شاہزادہ
نور الدہر اور جملہ سردار اُس صحبت مین موجود تھے مگر گرفتار سحر تھے اسد حکمت عملی سے چھوٹا ہوا تھا مگر برہمن جادو
نے مست ہوکر ہاتھ گلے مین اسد کے ڈالدیے اور بوسے لینے لگی اسد اگرچہ بوے بد سے اسکے دہن کی بیچین ہی
مگر چپ ہی آخرکار اسد نے اُسے گودی مین اٹھایا خوب سا پیار کیا باتین محبت کی کرنے لگا برہمن جادو
سمجھی کہ اب مطلب دلی حاصل ہوگا اب اسد نے اُسے دبوچ لیا وہ شتر غمزہ کرنے لگی کہ یہ تو کیا کرتا ہی اسد
چڑھ بیٹھا چھاتی پر اُسکی ہگہ مارا کہ پسلیان ٹوٹ گئین منھ کو اسکے بند کر لیا کہ روح نجس اُسکی اور طرف سے

راستہ پاکر راہی سقر ہوئی بس ایک شور وغل ہوا آندھی چلی پانی برسا بیر اسکے خاک اڑایا کیے مگر کچھ نہ ہوسکا آخر آواز
آئی کشتی مرا نام من برہمن جادو بود حیف جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم آیمن جادو نے جو دیکھا کہ اسد
نے برہمن جادو کو مار ڈالا پکاری اور دیوانے غضب کیا تونے کہ ماں کو میری مار ڈالا کب چھوڑتی ہوں تجکو
اور کچھ سحر پڑھنا شروع کیا تھا کہ پشت پر سے ضرغام شیر دل نے خنجر مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے گلبدن جادو
پکاری ارے موؤ تمنے گھر ہمارا برباد کردیا میری ماں اور بہن دونوں کو مارا یہ کہکر چلی تھی کہ اسد تیر کمان سے
لا چکا تھا اب جو مارتا ہی سینے پر گلبدن کے پڑا کہ پشت سے پار گذر گیا یہ بھی گر کر تڑپنے لگی زرنگار جادو نے دیکھا
کہ سب مارے گئے اسنے پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلی تھی کہ کیطرف خیر ہو وقت تو میں جاتی ہوں مگر سمجھا جائیگا کہ
ضرغام شیر دل نے پتھر منجنیق میں رکھکر مارا کہ سر پر اس ساحرہ کے پڑا تیورا کر زمین پر گری ضرغام
نے خنجر سے سر اسکا کاٹ لیا مگر زرافشان جادو یہ ماجرا دیکھ کر غرق زمین ہوکر بھاگی اسکا حال بروقت گذارش
ہوگا یہاں سب سردار قید سے چھوٹے دوڑ دوڑ کر جتنی عورتیں تھیں سب کو پکڑ لیا گلے دبائے کہ سحر نہ کرسکیں جو سحر
نہ جانتی تھیں وہ بچیں باقی سب جادوگرنیاں ماری گئیں اب اسد نے سب کو مسلمان کیا یکایک یہ خبر مشہور
ہوئی کہ برہمن جادو اپنے ہمراہیوں سمیت ماری گئی تمام روسائے جزیرہ فندق حاضر ہوے سلام کیا ملازمت
حاصل کی شاہزادے نے تلقین بدین اسلام کیا سب مسلمان ہوے تمام خزانہ بدرو برہمن کا نورالدہر کے
سپرد کیا تمام شہر اسلام آباد ہوا بتخانے ٹوٹے مسجدوں کی بنا پڑی اب نورالدہر نے عرضی ہرمز تاجدار کو
لکھی کہ ہمنے بفضل خدا سے برہمن جادو کو مع لواحقین مارا حضور یہاں تشریف فرما ہوں یہاں کی سیر
کرلیجے تو فرعونیہ کو روانہ ہوں ضرغام شیر دل کو وہ عرضی دیکر روانہ کیا یہاں ہرمز تاجدار اور سب
سردار نورالدہر کے جو باقی تھی حیران و پریشان ہیں کہ یہ آفت یکایک کیا آگئی کہ نورالدہر اور اسد بھی
غائب ہوگئے چہار طرف لوگ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں کہیں سراغ نہیں لگتا ساتواں دن تھا کہ ضرغام عرضی
لیے ہوئے پہونچا ہرمز تاجدار کو سلام کیا عرضی گذرانی اور زبانی حال بھی بیان کیا عرضی بھی پڑھی گئی سب
سنکر خوش و محظوظ ہوے ہرمز تاجدار نے ضرغام کو خلعت دیا اور بہت نوازش فرمائی اور حکم کیا کہ پیش خیمہ جزیرہ
فندق کو روانہ کرو دوسرے دن کوچ کرکے روانہ ہوے جب قریب پہونچے نورالدہر استقبال کو
آیا اپنے ہمراہ لیگیا مکان میں برہمن جادو کے تخت حکومت پر بٹھایا شہر کی سیر کروائی جشن کیا بعد اسکے
صدران ماہ منظر کو وہاں کا حاکم کیا دراج دُر دُر گوش کو شہر غلماق کوہ میں حکومت بخشی اور تاکید
کی کہ درے سے خوب ہوشیار رہنا اور آپ کوچ کرکے فرعونیہ کو روانہ ہوا پانچویں منزل تھی کہ کئی افسران
فوج غائب ہوگئے شاہزادہ نورالدہر نے وہیں مقام کیا اور حکم تاکیدی دیا کہ ہرکارے جاکر خبر دریافت کریں
کہ یہ کیا سانحہ ہی کوئی بلا یہاں کہیں ہی عیار چار طرف خبر کو گئے دوسرے دن آکر عرض کیا کہ ای شہریار یہاں سے
چالیس کوس پر ایک پہاڑ ہی وہاں ایک دیو رہتا ہی کہ قہرات اسکا نام ہی اسکے سبب سے یہ راہ مسدود
ہی جہاں آدمی اس نواح میں نکل آیا اور وہ پکڑ لیگیا اور کھاگیا نورالدہر نے کہا ابھی جاکر اسے مارونگا ہرچند
اسد اور طہماس نے کہا کہ غلام آپکے کافی ہیں اس ایسے ہزار دیو دن کو مارینگے لیکن نہ مانا اور کہا
کہ بھئی اب تو میں ارادہ کر چکا ہر چہ بادا باد یہ کہکر تنہا روانہ ہوا جب وہاں پہونچا پہاڑ پر چڑھ گیا جاکر
دیکھا تو ایک سنگ پر دیو پڑا سوتا ہی اور سامنے مکان ہوا اور اسمیں کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں

نورالدہر نے نعرہ کیا کہ او کافر مردم آزار اُٹھ کہ ملک الموت تجھے یاد کرتا ہی دیو قہرات خواب غفلت سے بیدار
ہوا دیکھا ایک آدمزاد کو کہ نہایت خوبصورت فربہ تیار کھڑا ہوا ہی قہرات پکارا او آدمزاد تجکو خداوند ابلیس نے
میرے کھانے کے واسطے بھیجا ہی شاہزادے نے کہا کہ مین جان نکالنے آیا ہون یہ سنکر دیو نے ایک چنگھاڑ ماری کہ
زمین ہل گئی اور دونون ہاتھ مارے کہ شاہزادے کو اُٹھا کر حلق مین رکھ لے نورالدہر نے ہاتھ اُس نابکار کے
پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مُنھ کے بل سامنے آیا ایک گھونسا مارا کہ ہاتھ سر مین گھس گیا مغز اُسکا پریشان ہوگیا دیو چیخ کھا کر
زمین پر گرا اور تڑپا کر ہاتھ پاؤن ہلنے لگا آخر مرگیا وہ لوگ جو سامنے کھڑے تھے آکر قدمون پر گرے کہ شہریار آپ نے کیا
کار نمایان کیا کہ کبھی ہمارے عزیزون نے ہزارہا دیو مارے ہین مال جو اُس دیو کا تھا شاہزادے نے اپنے قبضے
مین کیا اُن لوگون کو تلقین بدین اسلام کیا وہ سب مسلمان ہوئے وہان سے شاہزادہ اپنے لشکر مین آیا
جن لوگون کو کہ دیو پکڑ لیگیا تھا اُنکو شاہزادہ اپنے ہمراہ لایا پھر کوچ کرکے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا
لیکن حال بیان ہوتا ہی بدر بن زلازل حبشی کا کہ یہ واسطے مدد لقا کے طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا تھا
کوچ بکوچ چلا جاتا تھا اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ سرخاب آہنی اور مقاتل زرین کمر ہاتھ سے اسد
و طہماس رفیقان نورالدہر کے مارے گئے بدر یہ سنکر برہم ہوا اُس روز اُسنے وہین مقام کیا کہ دوسرے روز
خبر قتل برہمن جادو کی پہونچی بدر نے یہ سنتے ہی مُنھ اپنا پیٹ لیا کہا غضب ہوا ارے کس نے برہمن کو
مارا ہرکارون نے بیان کیا کہ اسد نے عیاری کرکے مارا بدر نے کہا اب مین فرعونیہ کو جا کر کیا کرونگا
پہلے اس نبیرۂ حمزہ کا کام تمام کرون تو پھر فرعونیہ کو جاؤنگا لشکر کو لیکر پلٹ پڑا دوسری منزل تھی کہ گرد
و غبار بلند ہوا اور کئی ہزار علم و نشان نمودار ہوئے بدر اُسی جگہ اتر پڑا ادھر لشکر شاہزادہ نورالدہر کا
آتا تھا سُنا کہ بدر بن زلازل سدراہ ہوا ہی شاہزادے نے اُدھر اپنا لشکر اُتارا بارگاہ استادہ ہوئی شاہزادہ
داخل بارگاہ ہوا ہرمز تاجدار تخت پر جلوہ افروز ہوا شاہزادہ ونگل جواہر نگار پر متمکن ہوا سردار
چپ و راست بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی آئی اور خبر دی کہ طبل جنگ لشکر مین بدر بن زلازل
کے بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی
اور آواز نقارے کی گرجی غرضکہ چار پہر رات دونون لشکرون مین تیاری جنگ رہی صبح کو دونون لشکر
معرکہ آرائے کارزار ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئے تبردار نکلے نخل کاٹ کر زمین کو ہموار کیا سقون
نے آبپاشی کی نقیب نہیب دے کر نکلگئے تھے کہ بدر بن زلازل مرکب کو چمکا کر میدان مین آیا سراپا دکھایا
نیزے کے ہاتھ نکالے دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا ادھر سے سہمان زنگی سامنے تخت ہرمز تاجدار کے
آیا گھوڑے سے اُتر کر اجازت میدان طلب کی فرمایا جاؤ خداوند کریم مالک و مختار ہی سہمان سلام کرکے
بار دگر مرکب پر بیٹھکر مقابلے کو آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی اور مطلب حاصل نہ ہوا گرز چلا
برابر رہے یہان تک کہ نوبت شمشیر کی پہونچی کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی سہمان نے کئی تلوارین دھوکا
دے دے کر لگائین لیکن بدر کے جرکا بھی نہ آیا جب تلوار ٹیڑی اُچٹ گئی اثر نہ کیا بدر نے سر بچا کر کمر کا
وار کیا کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ مرد مسلمان شہید ہوا فشواط زنگی نکلا کئی تلوارین مارین کچھ اثر نہ ہوا
آخرکار اسکا بھی انجام وہی ہوا سہراب زنگی نکلا پہر بھر کامل لڑا لیکن بدر کا کیا کر سکتا ہی کہ اُسکے پاس
خفتان مرگ بند ہی ایک مقام پر بدر نے کمر بچا کر جو سر کا وار کیا سہراب بھی شہید ہوا لاش اُس

غریب کی تڑپ رہی تھی بدر بہادر طلب کیا چاہتا تھا کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ہزار علم نمایان ہوئے اور لشکر بے پایان دکھائی دیا ہرکارے گئے اور خبر دریافت کرکے آکر
عرض کیا کہ پرویز بن ہرمز کسرے حصار سے دس لاکھ سوار کی جمعیت سے فرعون کی مدد کو جاتا ہی ہنوز
یہ نہ پہونچا تھا کہ اور گرد اڑی اور زبور شاہ سات لاکھ کی جمعیت سے پہونچا ان دونون کی آمد مین دن تمام
ہوگیا تھا بدر بن نرلازل پرویز بن ہرمز اور زبور شاہ کو لے کر پھر داخل بارگاہ ہوا اور سامان دعوت مہیا
کیا جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا عین صحبت مین پرویز نے کہا ای بدر یہان جنگ و جدال کرنے
سے کیا حاصل ہی بدر نے تمام حال برہمن جادو کے مارے جانے کا بیان کیا پرویز بولا کہ اگر یہان
لڑائی ہوئی اور نورالدہر مارا گیا تو لوگ کہینگے کہ نورالدہر اکیلا تھا ان سب نے ملکر مار لیا بدر نے کہا
کہ اب اگر مین نہ لڑونگا تو زمانہ کہیگا کہ بدر نورالدہر سے ڈر گیا پرویز بولا کہ ای بدر ہم اس بدنامی کو
اسطرح دفع کرینگے کہ کسی کو گمان تمہارے پہلو تہی کرنے کا نہوگا بدر بولا آپ کو اختیار ہی پرویز نے اسی وقت
ایک نامہ نورالدہر کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا کہ ای نبیرۂ حمزہ صاحبقران فرعونیہ یہان سے قریب ہی
تھا اور فرعون شاہ اور حمزہ سب وہین ہین یہان ہمارا تمہارا لڑنا بیکار ہی فرعونیہ مین چلکر لڑیے کہ
سب دیکھین اور داد مردی و مردانگی دین یہ نامہ لکھکر عیار کے ہاتھ نورالدہر کو بھیجا ادھر شاہزادہ نورالدہر
لاشین سیمان زنگی وغیرہ کی دفن کرا کر بارگاہ مین بیٹھا ہی افسوس اپنے رفیقون کا کر رہا ہی کہ چوبدار نے آکر
عرض کیا کہ قاصد نامہ لیے آتا ہی شاہزادے نے فرمایا بلا لو قاصد سامنے آیا نامہ پیش کیا شاہزادے نے
نامہ دبیر کو دیا اسنے باواز بلند پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی قاصد کو خلعت دے کر رخصت کیا جواب نامہ
نامہ کا لکھ بھیجا کہ جو کچھ تمنے تحریر کیا ہمکو منظور ہی چلو میدان فرعونیہ مین انشاء اللہ مقابلہ ہوگا قاصد سلام کرکے
روانہ ہوا مگر ہرمز تاجدار کی مہر پدری نے جوش کیا کہ بیٹے کو جا کر دیکھ آؤن نورالدہر سے کہا کہ اگر آپ اجازت
دین تو ایک نظر جا کر فرزند کو دیکھکر چلا آؤن اور اسکو نصیحت کرون شاید راہ راست پر آجائے شاہزادے
نے کہا حضور کو اختیار ہی مگر میرے نزدیک جانا آپ کا ان کافرون مین مناسب نہین اگر اسے اسلام لانا منظور ہوتا
تو وہ خود آپ کے پاس چلا آتا اور مجھے یہ خیال ہی کہ وہ گمراہ ہی ایسا نہو کہ آپ سے دغا کر بیٹھے ہرمز بولا نہین وہ
میرے ساتھ بدی کیا کریگا نورالدہر نے کہا تشریف لیجائیے آپ جانین آپ کا کام جانے مین خوشی سے
اجازت نہین دیتا ہرمز نے کہا مین جا کر تھوڑی دیر بیٹھکر چلا آؤنگا شاہزادے نے کہا کہ اگر آپ جاتے ہین تو
رات کو وہان نہ رہیے گا ہرمز بولا ایسا ہی ہوگا اور چند خادم اپنے ہمراہ لے کر روانہ ہوا جب قریب اسکے
لشکر کے پہونچا پرویز نے سنا ہرمز آتا ہی بہت خوش ہوا اور اسی وقت واسطے استقبال کے روانہ ہوا اثنائے
راہ مین ملازمت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لے کر بارگاہ مین آیا مسند پر بٹھایا صحبت عیش ہوئی ناچ
ہونے لگا ایک پریوش یہ غزل گانے لگی

غزل

همه آفاق پر از فتنه و شر مے بینم
ابلہان را همه شربت ز گلاب و قندست
ہیچ مہرے نہ پدر را بہ پسر مے بینم

ہر کس روز بہی مے طلبد از ایام
قوت دانا همه از خون جگر مے بینم
دختران را همه جنگ ست و جدل با مادر

این چه شوریست که در دور قمر مے بینم
مشکل اینست که ہر روز بتر مے بینم
ہیچ الفت نہ برادر بہ برادر دارد
پسران را همه بد خواه پدر مے بینم

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان | طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینیم
پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن | زانکہ این پند بہ از گنج گہرمے بینیم

جسوقت یہ غزل اُس نازنین نے گائی عبرت در و دیوار پر چھاگئی اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پرویز نے نصیحت کرنا شروع کی کہ پدر بزرگوار تعجب ہی کہ آپنے دین قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا ہی بس بہتر اسی مین ہی کہ مجکو بدنام نہ کیجیے اور دین قدیم اختیار کیجیے کہ سب بزرگ اسی دین پر تھے اُسنے یہ سنکر کہا کہ ای فرزند تو چند کلمے سُن لے اگر تجکو پسند آئین بہتر نہ پسند آئین خیر پھر مین کہونگا پرویز بولا کہیے اُسوقت ہرمز نے کہا جسوقت تک کہ مجکو حقیقت دین اسلام کی معلوم نہ تھی اور خدا کو مین نے نہ پہچانا تھا بادیہ ضلالت مین گمراہ سرگشتہ و تباہ تھا اب پروردگار نے مجکو راہ راست پر لگایا لذتے دین اسلام کی مین نے چکھی معلوم ہوا کہ یہ دین برحق ہی کیونکہ پتھر مین اتنی قدرت تو ہی نہین کہ وہ خود حرکت کرسکے یہ سب چیزین دُنیا کی جسنے خلق کی ہین وہی خدا ہی کیونکہ کوئی چیز بے بنائے نہین بنتی ہی تو معلوم ہوا کہ دنیا کا بھی کوئی بنانے والا ہی اور وہی خدا ہی اور خدا کی یہ صفت ہی کہ مثل بندون کے نہ ہو دیکھنے اور سُننے مین محتاج ناک کان کا نہ ہو اور مین اسی واسطے آیا تھا کہ تو میرا فرزند ہی تجکو بھی راہ راست پر لاؤن کہ دین اسلام قبول کرے اور شرف اسلام سے مشرف ہو کر خدمت شاہزادہ عالی وقار مین چلکر شرف سعادت دارین حاصل کرے پرویز نے کہا ای پدر بزرگوار آپ بجا فرماتے ہین جو کچھ آپ نے ارشاد کیا مین نے بگوش ہوش سُنا صبح کو مین آپکے ہمراہ خدمت شاہزادہ نورالدہر مین چلونگا ہرمز بہت خوش ہوا اب پرویز نے چاپلوسی اور خوشامد شروع کی اور حال شاہزادہ نورالدہر کا پوچھنے لگا ہرمز تعریفین خلق و مروت و جرأت و قوت کی کرنے لگا بعد اسکے ہرمز نے نورالدہر سے کہلا بھیجا کہ صبح کو پرویز کو ساتھ لیکر آؤنگا میری نصیحت اسنے مان لی مگر پرویز نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مسلمان ہو چکا اب راہ راست پر نہ آئیگا اُسکو فریب سے پکڑ لینا چاہیے کہ اتنے مین ایک خدمتگار نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی پرویز نے ہرمز سے کہا کہ کچھ نوش فرمائیے ہرمز نے کہا جو تمھاری خوشی غرضکہ دسترخوان بچھا اور کھانا چنا گیا لیکن پرویز نے اپنے عیار سے کہا کہ کھانا ہرمز کے لیے بیہوشی آمیز لا اُسنے ویسا ہی کیا ہرمز نے دو چار نوالے کھائے تھے کہ پیاس معلوم ہوئی پانی طلب کیا دو تین جام برابر پیے تھے کہ بیہوش ہو گیا پرویز نے کہا بلاؤ آہنگرون کو وہ پہلے ہی سے حاضر تھے عیار بلا لایا تھا اُن آہنگرون نے قید شدید مین ہرمز کو اسیر کیا پرویز نے ہرمز کو صندوق مین بند کروایا اور زبور شاہ سے کہا کہ تم اسے کسرے حصار مین لیجاؤ اور اچھی طرح انکو رکھو مین آؤنگا تو سمجھ لونگا زبور شاہ اُسی وقت راتا رات قید ہرمز کی لیکر طرف کسرے حصار کے روانہ ہوا لوگ ہرمز کے کچھ تو مارے گئے کچھ بھاگ کر نورالدہر کی خدمت مین آئے اور حال گرفتار ہونے ہرمز تاجدار کا بیان کیا اور عرض کیا کہ رات ہی کو زبور شاہ کسرے حصار کو قید لیکر چلا گیا نورالدہر نے ہاتھ زانو پر مارا اور کہا کہ مین اسی واسطے منع کرتا تھا کہ آپ نجائیے میرا کہنا نہ مانا افسوس ہزار افسوس کہ ہرمز تاجدار بے ترکیب قید ہوئے اسد نے جو نورالدہر کو رنجیدہ دیکھا کہا کہ بھائی صاحب آپ کچھ ملال نہ فرمائیے مین ابھی جاکر ہرمز کو چھڑائے لاتا ہون اور اُٹھکر بارگاہ سے باہر آیا پشت مرکب پر بیٹھکر بوق کو دم دیا تمام قزاق انکے رفیق جو جہان تھا جس حال مین تھا جلدی سے گھوڑے کو آراستہ کرنے لگا دوسری بوق مین سب سوار ہو گئے تیسری بوق مین چل کھڑے ہوئے ادھر تو اسد مع قزاقون کے تعاقب مین زبور شاہ کے جاتا ہی

اور اُدھر زبور شاہ بھاگا بھاگ قید شہریار ہرمز تاجدار کی لیے ہوئے چلا جاتا ہی مقام نہین کرتا تیسرے روز
سب بھوکے پیاسے تھے راستے مین ایک صحرا ملا کہ نہایت سبز و خرم تھا سب وہان ٹھہرے کمرین بھی نہ کھولی تھین
کہ عقب سے تتق گرد و غبار ہوا اور آواز بوق کی آئی اسد دلاور بارہ ہزار قزاقون سے آکر گاقتل کرنے لگا اور
نعرہ کیا زبور شاہ کو دیکھکر کہ باش او گبر نا ہنجار کہان جاتا ہی کب چھوڑتا ہون تجکو کہ تو قید ہرمز تاجدار
کی لیجائے زبور شاہ نے دیکھا کہ دیوانہ آپہونچا عنطر تیزپا عیار بھی ساتھ تھا قید ہرمز کی اُسکے سپرد کی کہ تو
لیکر جا مین سد راہ ہوتا ہون اور اگر دیوانہ تیرا تعاقب کرے اور تجھہ تک پہونچ جاے تو تو سر ہرمز کا کاٹ لینا
کہ دیوانہ اُسکو زندہ نہ لیجائے عنطر پشتارہ ہرمز کا دوش پر لگا کر روانہ ہوا زبور شاہ نے لشکر سے کہا کہ مار لو
اس دیوانہ کو جانے نہ پاے لوگ زبور شاہ کے اسد پر ٹوٹ پڑے اسد نے بھی تلوار کھینچ کر گرا تمام رفیق اور
قزاق اسد کے کفار پر بوقین بجا بجا کر گرے قتل کرنا شروع کیا لگی تلوار چلنے اسد ہر مرتبہ حملہ کرکے طرف
تخت زبور شاہ کے جاتا ہی لوگ بیچ مین آجاتے ہین آخرکار اسد قریب تخت پر پہونچا ایک پہلوان ہی کہ
نام اُسکا سہیم بن شہیم ہی للکارا کہ او دیوانے کہان جاتا ہی اور قریب پہونچکر تیر مارا اسد نے تیر کو قلم کیا اور ایک
ہاتھ تیغ کا مارا کہ مع کرگدن چار ٹکڑے ہوے اب اسد تلوارین مارتا ہوا پاس تخت کے پہونچا اور آواز دی کہ
او کافر لیجاتا تھا ہرمز کو آیا مین زبور شاہ نے کہا او دیوانے تیرے ہاتھ سے کلیجا پکا ہوا ہی آج تجھے بغیر مارے
نہ چھوڑونگا یہ کہکر تلوار اسد پر ماری اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور مروڑکر ہاتھ تلوار چھین لی اور کمر زبور
مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اُٹھا لیا سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
کود کر چھاتی پر مشکین باندھین فوج بے سردار ہوئی شکست کھا کر بھاگی اسد نے پوچھا او کافر بیچ بتا تو نے
ہرمز کو کیا کیا اُسنے کہا ئسے عنطر عیار لے گیا اسد نے زبور شاہ کو تو باندھکر خدمت مین شاہزادہ نورالدہر
کی روانہ کیا آپ تعاقب مین عنطر عیار کے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ دیکھا سامنے عیار پشتارہ
بردوش بھاگا جاتا ہی نعرہ کیا کہ او کافر کہان جاتا ہی آیا مین دیکھا اُس حرامزادے نے کہ اسد نامدار آپہونچا
جلدی سے اُسنے سر کاٹ کر پھینک دیا اور بھاگا اسد نے دیکھا کہ اس ظالم نے تو غضب کیا لاش کو تو
رفیقون کے سپرد کیا کہ خدمت مین شاہزادہ نورالدہر کی لیجاؤ اور آپ پیچھے اُس عیار کے چلا کہا کہ او حرامزادے
کہان جائیگا اب آگے آگے تو عیار ہی اور پیچھے پیچھے اسد نامدار گھوڑا اُڑائے چلا جاتا ہی عنطر بھاگتا ہوا قریب
لشکر ایرج کے پہونچا لشکر ایرج کا دامنہ کوہ مین اُترا ہوا تھا عنطر خوف سے اسد دلاور کے لشکر مین
گھس گیا اسد بھی بےخوف داخل لشکر ہوا گھوڑا سرپٹ اُڑاے ہوئے چلا جاتا ہی جو جھپٹ مین آیا
پامال ہوا عنطر بدحواس بارگاہ ایرج مین گھس گیا اور پکارا کہ ای ایرج نوجوان مجھے بچا لے مین دامن پناہ
لینے آیا ہون ایرج نے کہا تو کون ہی کسکے خوف سے بھاگا ہی عنطر چاہتا ہی کہ حال بیان کرے کہ غل ہوا
اور اسد مع مرکب درانہ بارگاہ مین گھس آیا دیکھا عنطر کو کہ ایرج سے باتین کر رہا ہی نعرہ کیا کہ او کافر آیا
مین اور کود کر گھوڑے سے عنطر کی طرف دوڑا عنطر جلدی سے ارسلان شاہ کے تخت کے نیچے گھس گیا
اسد نے تلوار ماری کہ ارسلان شاہ کو کاٹ کر تخت کو قلم کرکے کمر بد عنطر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوگئے
ایرج نے نعرہ کیا کہ او دیوانے غضب کیا تو نے کہ بادشاہ کو میرے مارا اور تلوار پر ہاتھ ڈالا تھا کہ اسد
نے پھر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر کو کاٹ کر سر پہ پڑا کہ تیغہ تا دو ابرو اُتر گیا ایرج نے دستانہ مارا

تلوار تو جھنا کر نکلگئی لیکن چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا ایرج کو غش آیا دیلم شباط زنگی دوڑا
کہ او دیوانے ارے یہ کیا کیا تونے کہ بادشاہ کو مارا زبدۂ آفتاب پرستان کو زخمی کیا جائیگا کہان میرے ہاتھ
سے بچکر یہ کہکر وار اسد پر مارا اسد نے تلوار سے ارے کو قلم کیا اور ہاتھ تلوار کا کمر پر مار کر مثل خیار تر کے دو ٹکڑے
ہوئے بہزاد مرتد نے دوڑ کر پہلو پر اسد کے تلوار ماری اسد نے تلوار اُسکی شمشیر پر روکی اور اپنا وار کیا کہ
یا تو تلوار سر پر چمکی تھی یا زمین مین اُتر گئی دو ٹکڑے ہوئے مرجان دریا باری دوڑا کہ ارے غضب کیا
تونے کہ دو سردارون کو مارا ایرج نوجوان کو زخمی کیا اور دوڑ کر تلوار ماری اسد نے اُسکے حملے کو بھی رد کیا
اور ہاتھ جلیو کا مارا کہ تلوار شانے پر پڑی اور زیر بغل اُتر آئی وہ بھی جہنم واصل ہوا قارن بن طوطج گردن
سے مقابلہ ہوا اُسنے کہا کہ او دیوانے ارے تو سب کو تو قتل کیے جاتا ہی اور چوبدست سر پر چرخ دے کر
اسد پر ماری اسد نے چوبدست کو مثل خیار قلم کیا اور تلوار ماری کہ دو ٹکڑے ہوئے القصہ جتنے سردار
ایرج کے تھے اُس روز اسد کے ہاتھ سے سب مارے گئے اسد لاش پر لاش گرا کر سر عنطر عیار کا کاٹ کر
فتراک سے باندھکر روانہ ہوا آفتاب پرستون نے ہجوم کیا اُدھر سے قزاق بوقین بجا بجا کر آ پڑے
لگی تلوار چلنے آفتاب پرست تو ہمیشہ کے اسد کے مارے ہوئے ہین تمام بھاگ بھاگ کر دور چلے گئے
اسد رفیقون سمیت صاف نکلا ہوا چلا گیا یہان جب اسد جا چکا تو مالک بن ملکوت شاہ کی جان مین جان
آئی زخم سر مین ایرج کے ٹانکے لگوائے بیٹے کی لاش پر خوب رویا حال تباہ کیا آخر ارتھی اُسکی بنوائی اور جاکر
مرگھٹ مین جلا پھونک آیا اور سردارون کی لاشین اُٹھوا کر اُنکے وطنون کو روانہ کین ایرج نے ایسا زخم
کھایا تھا کہ تیسرے روز ہوش و حواس اُسکے بجا ہوئے اپنا علاج کرتا ہوا طرف فرعونیہ کے روانہ ہوا
اور کہا کہ جب حمزہ کو زیر کرونگا یہ دیوانہ بھی مطیع ہو جائیگا یہان نورالدہر بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہی جب سے
اسد گیا ہی اُسی کا تصور بندھا ہوا ہی کہ رہا ہی کہ خدا جانے کیا ہوا اسد تعاقب مین زبور شاہ کے گیا ہوا
ہی لیکن ہرکارے خبر کے واسطے گئے ہوئے ہین تیسرا دن ہی کہ ابراہیم بن مالک تابوت ہرفر کا اور قید
زبور شاہ کی لیے ہوئے آیا اور حال بیان کیا کہ اسد تعاقب مین عنطر عیار کے گیا ہی نورالدہر لاش
ہرفر کی دیکھکر بہت رنجیدہ ہوا اور کہا کہ افسوس قضا نے اسے مہلت نہ دی پر حسرت و ارمان دُنیا سے
گیا بہت رویا بعد اسکے تابوت اُسکا درست کروایا لوگون کو ساتھ کر کے طرف ملک مدائن کے روانہ کیا
اور فرمایا کہ باغ داؤدی مین دفن کرنا زبور شاہ کو زندان خانہ مین بھیجدیا کہ صاحبقران کے سامنے
دیوان اُسکا کیا جائیگا اور فکر مین غرق ہوا کہ اُسکے دوسرے روز اسد سر عنطر کا لیے ہوئے آیا اور تمام
حال بیان کیا نورالدہر گلے سے لپٹ گیا کہ بھائی جامہ شجاعت خداوند کریم نے تیرے جسم کے لیے قطع کیا
ہی اسد کارے کردی کہ یادگار زمانہ رہیگا اُسکے دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک فرعونیہ کے روانہ ہوا
اسد نے ایک روز بعد رسد کا سامان درست کر کے خود بھی کوچ کیا

اب دو کلمے داستان صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ امیر حمزہ بارگاہ مین تشریف فرما ہین ذکر خواجہ عمرو کا ہو رہا ہی کہ خواجہ کو گئے ہوئے عرصہ ہوا
ابھی تک پھرے نہین بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنا مال و اسباب ایرج سے لینے گیا ہی جلدی کیونکر پھریگا یہی باتین تھین
کہ صحرا سے ایک بگولا گرد نمایان ہوا اور آواز نگولون کی بلند ہوئی دیکھا تو عمرو بن امیہ ضمری آتا ہی امیر اسے

دیکھکر خوش ہوئے عمرو نے آکر سلام کیا پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھرا اور خطوط جو خواتین معظمہ کے لایا تھا پیش کیے
عرضیان دین تمام حال باختر کا بیان کیا امیر نے کہا خواجہ کہو مال بھی اپنا لیا عمرو نے کہا کہ بھلا گئی ہوئی
چیز کہین ملی ہی امیر نے کہا بھلا آپ کی چیز جا سکتی ہی عمرو نے کہا نہ مین تیرے ساتھ آتا نہ میرا مال تباہ ہوتا
دو کرور روپیہ جرمانے کا آپ کو بھی دینا ہوگا امیر نے کہا لیجیے لیکن سچ سچ بیان کیجیے عمرو نے کہا حمزہ خوب دوب
کی مین نے اور مال اپنا ایرج سے لیا کہ اسی اثنا مین داروغہ جانور خانے کا حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ شکار
ملک فرعونیہ مین بہت ہی اور جانوران صید گیر بھی خوب طیار ہین صاحبقران نے رفقا سے کہا کہ بالفعل
فرعون نے مہلت لی ہی جب تک کمک اسکی آئے سیر و شکار مین بسر کرین سب سردارون نے کہ مشتاق تھے مدت سے
شکار نہین کھیلا تھا عرض کیا بہت خوب تشریف لیچلیے ہم بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہین امیر نے حکم دیا
کہ ہم صبح کو شکار کے لیے جائینگے جانوران صید گیر دروازے پر حاضر ہوئے دوسرے روز صاحبقران متوجہ شکار
ہوئے جب ایک صحرا مین پہونچے صید افگنی مین مصروف تھے شکار کھیلتے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک گرد
بلند ہوئی اور اُس گرد سے گلۂ آہوان نمودار ہوا اور آگے آگے اُن ہرنون کے دیکھا کہ ایک ہرن عجیب و غریب
خط و خال اُسپر تھے امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ قابل اسکے ہی کہ مین بادشاہ کو نذر دون اگر تم اسے زندہ
گرفتار کرو تو پانچسو تومان مین تمھین دونگا عمرو بولا مین ابھی پکڑے لاتا ہون اور اُسکے تعاقب مین چلا امیر بھی
مقبل وفادار کو ساتھ لیے پیچھے پیچھے عمرو کے چلے جاتے تھے کہ ایک دامنہ کوہ مین پہونچے کہ نہایت سبز و خرم
تھا مگر ہوا گرم چلتی تھی امیر مرکب سے اتر پڑے گھوڑے کو چراگاہ پر چھوڑا مقبل سے کہا کہ تو میرے واسطے کھانا
کہین سے ڈھونڈھ کر لا کہ مین نہایت بھوکا ہون مقبل تلاش مین کھانے کی روانہ ہوا امیر زین پوش پہ بیٹھے
سایہ درخت کا گھنا تھا امیر سو گئے اتفاقات روزگار دیو زرین اُدھر سے جاتا تھا کہ اُسکے بہت سے بھائی بند امیر
کے ہاتھ سے مارے گئے تھے امیر کو جو سوتے دیکھا ہوا سے نیچے اُترا بخوبی پہچانا کہ یہ زلزلۂ قاف ہی اپنے دل مین
کہا کہ خوب دشمن تیرے ہاتھ لگا کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا کر لیچلا کہ پردۂ قاف مین جاکر اسے مار اور کباب کرکے
کھا جب یہ بلند ہوا ہوا کے فراٹے سے آنکھ امیر با توقیر کی کھلگئی دیکھا کہ دیو لیے جاتا ہی پوچھا کہ تو کون ہی کیون
مجھے لیے جاتا ہی اُسنے کہا کہ میرے بھائی بندون کو تو نے قتل کیا ہی تجکو اسلیے لیے جاتا ہون کہ اُنکے خون کے عوض
قتل کرون امیر ہاتھ مین اُسکے تڑپے زور جو کیا ہاتھ سے دیو کے چھوٹے غلطان و پیچان دریا مین گرے مگر
یہان عمرو نے تعاقب کرکے اُس ہرن کو پکڑا امیر کو ڈھونڈھتا ہوا چلا اُدھر سے مقبل کو آتے دیکھا مقبل
جو آیا دیکھا کہ صاحبقران اپنے مقام پر نہین ہین عمرو سے پوچھا کہ صاحبقران کہان ہین عمرو نے کہا مین
کیا جانون مین تو ہرن کو پکڑنے گیا تھا تو ساتھ ساتھ تھا مقبل بولا مجھے کھانا لینے کو بھیجا تھا عمرو یہ سنکر
متردد ہوا جہان صاحبقران سوتے تھے وہان آکر جو دیکھا تو نشان دیو کی اُنگلیون کے زمین پر
پائے مقبل سے کہا کوئی دیو حمزہ کو لیگیا ہی کہ اس اثنا مین دیو زرین پھر آیا عمرو کو دیکھا اُٹھا لیگیا کہ یہ
تو حمزہ سے زیادہ ہی مقبل خنگ سیہ قیطاس کو لیکر بھاگا کہ چلکر لشکر مین خبر کیجیے لیکن دیو زرین عمرو
کو لیے ہوے پہاڑ پر آیا اور کہا کہ مین تجھے بھون کے کھاؤنگا عمرو نے کہا اے عزیز مین افیون اسقدر پیتا ہون
اور دُبلا پتلا اسقدر ہون کہ صرف پوست و استخوان ہین وہ بھی کثرت افیون نوشی سے تلخ ہوگئے ہین
عمرو نے ہرچند منت و عاجزی کی دیو نے نہ مانا آگ روشن کی جب عمرو کو یقین مرگ ہوا رونے لگا

دعا مانگنے لگا کہ ای معبود حقیقی و ای رب تحقیقی ای کارساز ای بے نیاز تو نے مجھ سے کوہ سراندیپ پر وعدہ
کیا تھا کہ تو جب تک اپنے منھ سے اپنی موت نہ مانگیگا ملک الموت تیرے پاس نہ آئیگا اب ملک الموت کا
سامنا ہی ہنوز دعا عمرو کی ناتمام تھی کہ دیکھا لکۂ ابر سفید رنگ آسمان پر نمایان ہوا اور اُسمین سے دیوان
مہیب صورت دکھائی دیے اور دیوؤن کی گردنون پر آدمی سوار ہین اور ایک تخت مرصع نگار پر ایک
نقابدار سفید پوش اور ایک نقابدار سیاہ پوش چلے آتے ہین کہ دیوؤن نے تخت زمین پر رکھدیا نقابدار
تخت پر سے کودا اور نعرہ کیا کہ او حرامزادے چھوڑدے خواجہ کو آیا مین دیو زرین دوڑا کہ آ اسمین میرا پیٹ
نہ بھرتا تجھے بھی کھاؤنگا اور دونون ہاتھ بڑھائے کہ نقابدار کو پکڑے نقابدار نے ہاتھ دیو کے پکڑ لیے اور ایک
گھونسا مارا کہ دیو کو چکر آیا نقابدار نے کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا کہ دیو کو اُٹھا لیا اور سر پر چرخ دیکر زمین پر
مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر سے سر کاٹ لیا لاشہ اُسکا تڑپنے لگا اب نقابدار نے جاکر عمرو کو کھولا کہ دیو نے ایک
رسی کا پھندا گلے مین ڈالکر کھونٹے سے اُنھین باندھ دیا تھا اور کہا کہ جاؤ یہان سے عمرو نے کہا ای نقابدار کچھ
حمزہ کا حال معلوم ہی نقابدار نے کہا کہ حمزہ پردۂ ظلمات مین شہید ہوا عمرو پکارا ای نقابدار زبان اپنی بند کر
کہ امیر زندہ وسلامت ہین یہی دیو زرین عالم خواب مین اُنھین اُٹھا کر نہین معلوم کہان پھینک آیا نقابدار
چپ ہوا عمرو سے کہا کہ حمزہ آئے تو میری طرف سے کہدینا کہ اسائۂ صاحبقرانی مجھے دیدین نہین تو
بزور سر میدان چھین لونگا اور تخت اُڑا کر روانہ ہوا عمرو لشکر کی طرف چلا لیکن امیر جو دیو کے ہاتھ
سے چھوٹے ایک دریا مین گرے پہلے تو یہ زمین پر پہونچے اب جو پانی نے اُچھالا امیر شناوری کرنے لگے امیر
بڑے بڑے دریاہاے پردۂ قاف مین پیرے ہوے ہین اس دریا کو ایک دو گھڑی کی شناوری مین طی کیا کنارے
پر پہونچے ایک بیشۂ سبز وخرم دکھائی دیا اُسی بیشے مین چل نکلے کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ دیکھا ایک چنار
کے نیچے بہت سے زنگی بیٹھے ہوئے ہین آگ روشن ہی اور کچھ آدمی مردے ہین اُنکے کباب لگا رہے ہین آپس مین
ہنس رہے ہین قلقاریان مار رہے ہین کہ اُن زنگیون نے امیر کو آتے دیکھا خوش ہوکر کہا کہ اس آدمی کو
حضرت سلیمان نے ہمارے کھانے کے واسطے بھیجا ہی دیکھو تو کیا فربہ ہی گوشت اسکا نہایت مزے کا اور چربیلا
ہوگا ایک زنگی اُٹھا اور نعرہ کیا کہ او آدمزاد کھڑا رہ کہان جاتا ہی تو میرا لقمہ ہی صاحبقران پکارے او
ناپاک مین لقمۂ سخت آدم زنگی خوار ہون تمھارے مارنے کو آیا ہون وہ زنگی غضبناک ہوکر دوڑا کہ تو ہمین دھمکاتا
ہی اور دونون ہاتھ امیر پر مارے کہ امیر کو اُٹھالے امیر نے ہاتھ بڑھا کر دونون ہاتھ اُسکے پکڑ لیے اور جھٹکا دیا
کہ وہ منھ کے بھل زمین پر گرا ایک گھونسا سر پر اُسکے مارا کہ بھیجا ناک کان کے راستے سے بہ گیا مثل مینار کے زمین
پر گرا اور زنگی جو بیٹھے تھے اُنمین سے دو زنگی امیر پر دوڑے اور دونون برابر سے حملہ آور ہوئے امیر نے دونون
ہاتھ بڑھا کر دونون کی کلائیان پکڑلین اور بغدے چھینکر پھینک دیے دونون کی گردن مین ہاتھ دیکر اُٹھا لیا
اور سر ٹکرا دیے کہ بھیجے نکل پڑے اُن دونون کی لاشین پھینک کر اور زنگیون پر دوڑے وہ بھاگے کہ میان
یہ آدم زنگی شکار آیا ہی بھاگو یہان سے دور جاکر پکارے کہ رہ ای آدمزاد اسقدر لشکر تیرے واسطے لاتے ہین کہ
اگر ہزار جانین لایا ہوگا تو ایک سلامت نہ بچا سکیگا یہ کہکر بھاگے چلے گئے امیر چیتے کی سیر مین مصروف
تھے کہ گرد بلند ہوئی اور چالیس زنگی دراز قد پیدا ہوے اور پکارے کہ ای آدمزاد تو نے ہمارے بھائیون کو
مارا ہی کہان جائیگا اور دوڑے امیر پہ امیر اُنپر دوڑے تھے ابھی لڑائی نہ ہونے پائی تھی کہ ایک زنگی

انکا سردار تھا اُسنے زنگیون کو منع کیا کہ خبردار اس شخص سے نہ لڑو کہ بادشاہ نے اُسے بلایا ہی وہ زنگی حکم سے اپنے
سردار کے رُکے مگر سردار زنگیون کا سامنے امیر کے آیا سلام کیا اور عرض کیا کہ خبردار آپ کی ہمارے بادشاہ کو ہوچکی
اُسنے ہمین آپ کے لینے کو بھیجا ہی فرمایا چلو ہم چلتے ہین زنگی تخت لیکر آئے امیر کو اسپر سوار کیا لیکر چلے تھوڑی دور
اس بیشے سے آئے تھے کہ ہشتاد زنگی دکھائی دیے کہ صف باندھے کھڑے ہین اور چار ہاتھیون پر تخت کسا ہی اور ایک
زنگی تنومند ہیکل درشت چنگال تکیہ لگائے ہوے بیٹھا ہی امیر نے جو اُسے دیکھا بطریق اہل اسلام سلام کیا اسنے جواب
سلام دیا اور کہا کہ آپ کون ہین اپنے حسب و نسب سے مجکو آگاہ کیجیے امیر نے تمام حال اپنا بیان کیا جب
اُسنے جانا کہ یہ حمزہ صاحبقران ہین تخت سے اُترا دوسری مرتبہ باادب ہو کر سلام کیا اور عرض کیا کہ اے
شہریار عفو تقصیر کا امیدوار ہون مین نے آپ کو پہچانا نہ تھا اور اپنے ساتھ امیر کو شہر مین لایا بارگاہ مین لاکر
تخت پر بٹھایا مانند ملازمون کے خدمت کرنے لگا امیر نے ہاتھ اُسکا پکڑ کر برابر بٹھا لیا پوچھا کہ نام تمھارا کیا ہی
اُسنے عرض کیا کہ مجھے نریمان زنگی کہتے ہین نام اس شہر کا بہزادانیہ ہی نام بیٹے کا رمانیہ ہی اور یہ شہر مجھے
حضرت سلیمان نے بخشا ہی اُن پیغمبر کا یہان معجزہ ہی اور نزدیک اُس شہر کے آصف بن برخیا نے ایک
طلسم بنایا ہی اور وہان ایک مکان بنایا ہی سنگ مرمر کے صفحہ بنائے ہین اور اُسپر ایک تخت رکھا ہی اور ایک
آدمی کے شکل کا پتلا بنا کر اُسپر بٹھایا ہی جب شام ہوتی ہی تو چار فرسنگ تک کے جانور چرند و پرند جمع ہوتے ہین
اور اس صورت پر صدقے ہوتے ہین صبح کو اُس صورت سنگی سے ایک آواز پیدا ہوتی ہی کہ سب جانور چلے جاتے
ہین کوئی نہین جانتا کہ یہ کیا اسرار ہی اگر آپ اس اسرار کو مجھپر ظاہر کرین تو مین غلامی آپ کی اختیار کرون
امیر نے فرمایا تم مجکو وہان لیچلو اُس مکان کو دکھاؤ نریمان زنگی امیر کو ساتھ لیکر وہین آیا کہ جسکی تعریف کی
تھی امیر وہان ایک روز ایک رات رہے جو کچھ نریمان سے سُنا تھا سب آنکھون سے دیکھا امیر نے نریمان سے کہا
کہ ہمارے لیے سفید راوٹی استادہ کرا اُسی وقت راوٹی سفید کپڑے کی استادہ ہوئی امیر وضو کر کے اندر راوٹی
کے داخل ہوے اور دو رکعت نماز حاجت پڑھ کر دعا مانگنا شروع کیا کہ اے خالق عالم مجکو اس راز سے آگاہ کر
بہت الحاح و زاری کی قریب صبح آنکھ لگ گئی خواب مین حضرت سلیمان علی نبینا و آلہ و علیہ السلام کو دیکھا
امیر نے سلام کیا اور عرض کیا کہ یا حضرت حال اس مکان حیرت بنیان کا معلوم ہو کہ کیا سبب ہی کہ رات بھر
جانوران چرند و پرند اس تصویر سنگی پر تصدق ہوا کرتے ہین صبح کو صدا اُس تصویر سنگی کی سُنکر چلے جاتے ہین
حضرت نے فرمایا کہ اے فرزند جسوقت موت میری قریب ہوئی مجکو خیال گذرا کہ انگوٹھی میری میرے مرنے
بعد جسکے ہاتھ لگیگی وہ دعوی خدائی کا کرنے لگیگا اس انگوٹھی کے چھپانے کو یہ جگہ مین نے تجویز کی اُس بت کے
نیچے وہ انگوٹھی رکھی ہی اور طلسم بندھوا دیا ہی صبح کو اُٹھکر تم اُس تخت کی طرف متوجہ ہونا جسوقت قریب پہونچوگے
تخت کے نیچے سے ایک اژدہا پیدا ہوگا اور وہ قلابہ آہنین تمپر چھوڑیگا خبردار ڈرنا نہین اُس اژدہے کے
مُنھ مین کود پڑنا ایک مکان مین پہونچوگے کہ تمام مکان سنگ مرمر کا ہی اور چھت مین اُسکے ایک میخ طلائی نصب
ہی کہ اُسمین صندوق چوب صندل کا آویزان ہی اُسے کھولکر انگوٹھی نکال لو جہان وہ انگوٹھی ہوگی جانور بھی
وہین آئینگے یہ فرما کر حضرت نظر سے غائب ہو گئے امیر خواب سے چونکے نماز صبح پڑھی سجدہ شکر بجا لا کر عبادت خانہ
سے باہر تشریف لائے احوال نریمان زنگی سے بیان کیا وہ سنکر چپ ہوا فرمایا مدد پروردگار سے انگوٹھی لاکر
تمکو دکھا دینگے مگر اے نریمان مجھے اژدہا نگلجائے تو تم کچھ اندیشہ نہ کرنا یہ علامت طلسم فتح کرنے کی ہی

یہ کہکر اُسی تخت کی طرف راہی ہوئے قریب اُسکے پہونچے تھے کہ زیر تخت سے اژدہا نکلا پر آتشین چھوڑتا
ہوا منہ وا ہوا مُنہ کھول کر صاحبقران کی طرف دوڑا امیر جست کرکے اژدہے کے مُنہ مین کود پڑے
نریمان نے دیکھا کہ ایک آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہوگیا پرکالہ ہاے آتش اُڑنے لگے تمام مکان دھوان دھار
ہوگیا مگر امیر کی جو آنکھ کھلی دیکھا کہ مکان بہت تکلف کا ہی صندوق میخ طلائی مین لٹکا ہوا امیر نے درود پڑھکر
اس صندوق کو اُتارا اُسے کھولکر انگوٹھی نکالی دیکھا کہ اسم اعظم اُسپر کندہ ہی امیر انگوٹھی لیکر باہر آئے اور انگوٹھی
نریمان کو دکھائی اور اسم اعظم پڑھا کہ سب چرند و پرند اُسی وقت حاضر ہوئے نریمان زنگی نے قدمون کو بوسہ
دیا حلقہ بگوش ہوا امیر نے پھر جو اسم اعظم پڑھا تو ایک شیر اٹھارہ ہاتھ کا پیدا ہوا امیر اُسپر سوار ہوئے اور
صحراے لق و دق مین جاکر اُس انگوٹھی کو دفن کر دیا پھر وہان سے آئے نریمان زنگی شہر مین لا یا
دعوت کی امیر دو روز یہان رہکر نریمان کو ساتھ لیکر وہان سے اپنے لشکر کو روانہ ہوئے جب قریب پہونچے
ہرکارون نے خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ صاحبقران با اقبال تشریف لاتے ہین بادشاہ یہ سُنکر خوش ہوگئے
اور جملہ سرداران سمیت واسطے استقبال کے آئے امیر نے راستے مین بادشاہ کی ملازمت حاصل کی لشکر مین بادشاہ
کے قدمبوس ہوکے بارگاہ مین آکر دنگل شوکت پر متمکن ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہمکو بڑی تشویش تھی جب سے
عمرو نے آکر بیان کیا کہ امیر کو دیو اٹھاے گیا ہی ہر طرف ہرکارے خبر کو روانہ کیے تھے عمرو نے کہا کہ
لقا بدار نے دیو زرین کو مار ڈالا اور پیغام دیا ہی کہ اسامہ صاحبقرانی دید و نہین تو سر میدان بزور شمشیر
آکر لے لونگا امیر نے کہا خواجہ ایسے کلمات و اہیات مزخرفات بہت سے سُنے ہین عمرو بولا کہ حمزہ اب
چار صاحبقران وہ جو آتے ہین تورج و خورشید و داراب و ایرج خصوصاً ایرج جو سب پر غالب
ہی اُنکی تو کچھ فکر کرو فرمایا خواجہ خدا جو بہتر جانیگا وہ کریگا غرضکہ تیسرا دن تھا امیر کو آئے ہوئے صحبت عیش
مین بیٹھے ہین کہ جوڑی ہرکارون کی نامیان خبری و تومیان خبری دوڑی ہوئی آئی دعاے ترقی
جاہ و جلال دے کر عرض کیا کہ داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان آ پہونچا امیر نے عمرو سے کہا
خواجہ خبر تو لاؤ عمرو وہان سے روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ لندھور مع لشکر غلہ و اجناس لیے ہوے
آتا ہی عمرو لندھور پاس آیا لندھور نے سلام کیا حال صاحبقران با اقبال کا پوچھا عمرو بولا کہ اے
لندھور حمزہ تجھ سے نہایت بیزار ہی خبر جو سُنی ہی کہ شہر فرنگوشیہ برباد اور اختم قتل ہوا اور لندھور دیکھا کیا
اس سبب سے نہایت بیزار ہین لندھور بولا کہ خواجہ کوئی صورت صفائی کی نکالو ہمیشہ سے تمہارا خادم ہون عمرو
پکارا ای ہندی اس کام کو روپیہ چاہیے مفت ایسے کام نہین ہوتے لندھور بولا خواجہ جو کچھ روپیہ میرے
پاس تھا مین قلعہ ذوالامان پر آپ کو دے چکا اس آمد و رفت مین میرا بہت کچھ صرف ہوا اب میرے
پاس کیا ہی ہان کچھ پان کھانے کو حاضر کرونگا اور پانچ ہزار روپیہ منگوا کر عمرو کو دیے عمرو نے روپیہ لیکر تو
نذر زنبیل کیا اور وہان سے خدمت امیر مین آیا کہا کہ حمزہ تو کس خیال مین بیٹھا ہی لندھور ایرج پر عاشق
ہوا ہی تجھ سے لڑنے آتا ہی مع لشکر اُسکے ساتھ ہی فرمایا کہ خواجہ وہ میرا یار ہی براے خدا میرے اُسکے صفائی
کراؤ عمرو بولا مجھ سے کیا ہوگا مین نے ہرچند اُسے سمجھایا وہ نہین سمجھتا فرمایا کہ بھئی دس ہزار روپیہ مجھ سے لو
اور مجھ سے اُس سے صلح کرا دو عمرو بولا ایک طرح سے صفائی ہو سکتی ہی جو آپ اُسکے استقبال کو چلیے فرمایا کہ
بھئی سر کے بل چلونگا عمرو نے دس ہزار روپیہ امیر سے لیے امیر سرداروں سمیت استقبال کے لیے

روانہ ہوے عمرو و بشیر لندھور کے پاس آیا کہ مین حمزہ کو تیرے استقبال کے واسطے لایا ہون لندھور کمال خوش ہوا یا بخہزار روپیہ عمرو کو اور دیے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھکر امیر کشورگیر کے سامنے آیا سلام کرکے پیرون پر جھکا امیر نے اُسے گلے سے لگایا فرمایا کہ بھئی مین بدل تجھسے راضی ہون اور ساتھ لیکر وہان سے روانہ ہوئے بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے لندھور نے بادشاہ کو مجرا کیا نذر گذرانی پایۂ تخت کو بوسہ دیا اپنے دنگل پر بیٹھا امیر نے حال ایرج کا پوچھا لندھور نے تمام سرگذشت بیان کی عرض کی شہریار یہ دو قلعے جو قتل ہوے تو اسد کے ورغلانے سے کیونکہ اسکو ایک عداوت قلبی ایرج کے ساتھ تھی ترکون کو بھکایا ایرج کی بیعت نہ کرنے دی یہان تک کہ شہر فرنگوشیہ قتل ہوا اور اختم کی بھی یہی صورت ہوئی فرمایا کہ بھئی تم آج تک میرے حکم سے ایرج کی بیعت مین رہے میرے کہنے سے باہر نہ ہوے مین تمسے بہت راضی ہون یہی باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثناے بادشاہی بجالانے کے عرض کیا کہ غضنفر بن اسد دلاور بارگاہ سلیمانی لیے ہوئے آتا ہے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ بارگاہ اُسکے ہاتھ کیونکر آئی اُسنے تمام حال عرض کیا کہ یہ اپنے باپ کو دغا دیکر لے آیا ہے امیر نے تبسم کیا لیکن غضنفر بہت سے تحفے اور اسباب لیے ہوئے آیا سلام کیا بادشاہ کے گرد پھرا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا خلعت عنایت کیا فرمایا کہ بھئی دادا کی قدمبوسی کرو غضنفر کرب دلاور سے آکر لپٹا کرب نے بھی بہت مہربانی کی صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی دوسرے روز خبر آئی کہ شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری تمام حرم محترم کو ساتھ لیے ہوے آتا ہے امیر نے کل سردارون کو واسطے استقبال کے بھیجا سب گئے استقبال کرکے قاسم کو لائے قاسم نے آکر سلام کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا نذر گذرانی بادشاہ نے خلعت سے سرفراز فرمایا اب قاسم نے علمشاہ کی قدمبوسی حاصل کی امیر اندر محل کے گئے سب خواتین کو دیکھا ہر ایک دوڑ دوڑ کر قدمون سے لپٹی صاحبقران نے سب کو گلے سے لگایا بدیع الزمان و علمشاہ بھی ہمراہ امیر کے آئے اپنی ماں کے قدمبوس ہوے وہ گرد پھرین تصدق ہوئین رات بھر عجب صحبت رہی ہنستین جو مانی تھین وہ ادا ہوئین صبح کو امیر بارگاہ فلک اشتباہ مین بصد حشمت و جاہ دنگل شوکت پر جلوہ افروز تھے تمام سردار جمع تھے کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری سنجر بلخی ابوالفتح اصفہانی وغیرہ دوڑے ہوے آئے دعا و ثناے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان آپہونچا امیر نے فرمایا سب سردار واسطے استقبال کے جائین بدیع الزمان چلے آکر بیٹے سے ملا شاہزادہ قدمون سے لپٹا خاک قدم طوطیاے چشم کی پھر تو تمام سردار پہونچے شاہزادے سے ملے ہمراہ لیکر بارگاہ مین آئے نورالدہر نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا نذر گذرانی جو جو تحفے لایا تھا پیش کیے امیر کے قدمون سے لپٹا امیر نے مثل جان کے آغوش مین لیا پیشانی چومی اسد کا حال پوچھا کہ وہ تمھارے ساتھ کیون نہ آیا شاہزادے نے تمام حال اسد کا بیان کیا کہ شہریار جو جو کارنمایان اسد سے ہوئے وہ رستم سے بھی نہ ہوتے اب وہ نظر کردہ بھی ہو چکا ہے غلہ ہمراہ لیے ہوے آتا ہے امیر خوش ہوئے کہ اتنے مین ضرغام شیردل پہونچا اور عرض کیا کہ اسد شیردل آپہونچا امیر نہایت خوش ہوئے مگر غضنفر بہت مضطر ہوا امیر سے عرض کیا کہ غلام کو پدر بزرگوار مار ڈالینگے امیر نے فرمایا تم گھبراؤ نہین مین خطا تمھاری معاف کروا دونگا اور فرمایا لاؤ اشقر کو مین خود اسد کے استقبال کو جاؤنگا اسی وقت اشقر حاضر ہوا امیر کشورگیر مرکب پر بیٹھکر اسد کے استقبال کو گئے تمام سردار

ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے اثنائے راہ مین اسد نے صاحبقران کو آتے دیکھا جلد مرکب سے کود زمین
ادب چومی سلام کیا کوئی سو قدم پر اسد تھا کہ امیر بھی پیادہ ہوئے تمام سردار بھی پیادہ ہوئے اسد نے چاہا کہ
قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے سر اسد کا دونون ہاتھون مین لیا اور جھک کر پشت کو بوسہ دیا
سب سردارون نے آکر آنکھین اپنی پشت اسد سے رگڑین ایک ایک گرد پھر اتصدق ہوا اسد نے ارادہ کیا کہ
امیر کے بلاگردان ہون امیر نے فرمایا کہ بھئی تم نظر کردہ شاہ مردان شیر یزدان ہو تمکو یہ امر زیبا نہین ہی ہم جہانتک
ہو سکے تمھاری بزرگی کرین تو بجا ہی اور خوب اسد سے بغلگیر ہوئے پھر کرب سے کہا کہ بھئی مین اس فرزند شیر دل سے
بہت راضی ہون خدا بھی اس سے راضی ہو اور بھئی یہ نظر کردہ شاہ مردان ہو چکا ہی کرب نے بھی اسد کو گلے سے لگایا
آنکھین چومی اسد کو بوسہ دیا اور کہا کہ ای فرزند مین نے جو کچھ مال و اسباب کہ سکندر بن ہیکلان عاد کا ستائیس
شبخون مارکر پیدا کیا ہی وہ سب مین نے تجھے بخشا اور مرکب ابرش گل اندام سکندری بھی تجھے دیا اور تیغہ گرز نبوس عاد
بھی لے اسد نے سلام کیا اور ہمراہ امیر کے بارگاہ مین آیا بادشاہ دروازے پر استقبال کے واسطے کھڑے تھے
اسد نے سلام کیا دوڑ کر قدمبوس ہوا بادشاہ نے پشت کو اسکی بوسہ دیا گلے سے لگایا پھر تو تمام سردار اسد سے ملے
امیر نے غضنفر کو قدمون پر اسد کے گرایا فرمایا کہ بھئی یہ تمھارا فرزند ہی خطا اسکی معاف کرو اسد نے اسے دلاسا
دیا گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا آکر اپنے ڈنگل پر بیٹھا صحبت عیش برپا ہوئی مگر ہر کارے فرعون ولقا کے لگے
ہوئے تھے انھون نے خبر پہونچائی کہ لشکر حمزہ کا دونا ہو گیا بارگاہ سلیمانی بھی آگئی اولاد حمزہ جو باختر مین تھی
وہ سب آگئی اور ایک ایک لشکر بے پایان فوج فراوان لے آکر آیا ہی وہ دونون کافر بولے کچھ اندیشہ نہین ہی
فرعون نے زمرو شاہ سے کہا کہ اپنے لشکر سے کہو کہ اسباب جنگ مہیا کرے ہرکارون نے خبر حمزہ صاحبقران
کو پہونچائی امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ یہ کافر فرعون بلندی پر بیٹھے گا اور بادشاہ اسلام بہت پست ہونگے
کوئی صورت ایسی نکالو کہ تخت بادشاہی گنبد مینائی سے نسبت رہے عمرو نے کہا حمزہ اسکے لیے روپیہ چاہیے مزدور
لگائے جائین فرمایا پانچہزار روپیہ تو انعام کا تم لو اور جتنا روپیہ مزدورون مین صرف ہو وہ ہمسے لو عمرو نے کہا
آپ مجھسے ہاتھ دو ہاتھ گنبد مینائی سے بلند مکان لیجیے اور عمرو بیلدارون کو ساتھ لیکر سامنے گنبد مینائی کے آیا
اور ایک ٹیلا بلند مٹی کا ٹہوا کر بنوایا ہزارہا مزدور بیلدار لگ گئے تین روز کے عرصہ مین وہ دمامہ برابر گنبد مینائی
کے بلکہ کچھ اونچا بنکر تیار ہو گیا عمرو نے اوپر اسکے خیمہ استادہ کرایا تخت مرصع بادشاہ کا بچھا کر سائبان زربفت چوبہاے طلا
پر قائم کیا اور کئی ہزار سوار واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور آکر خدمت صاحبقران مین عرض کیا کہ حضور چلکر اُس
دمدمے کو ملاحظہ فرمائیے امیر مع جملہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی و بادشاہ اسلام سوار ہو کر گئے اُس دمدمے
کو دیکھکر بہت خوش ہوئے عمرو کو خلعت دیا وہان سے پھر کر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے باتین کر رہے ہین کہ جانب
صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور پانچسو علم ہاتھیون پر آگے آگے نشانہ پانچ لاکھ سوار کا نمایان ہوئے ہر علم
پر تعریف خداوند پروین مرقوم بعد اُسکے جلوس سواری کا گذرا دیکھا کہ خورشید ستارہ پرست مرکب پر سوار
تخت بپا اختر اختران پشت پر فوج پانچ لاکھ سوار و پیادے کی جمعیت آکر صحرا مین خیمہ برپا کروایا خورشید مرکب سے
اُترا آکر بارگاہ مین بیٹھا جام شراب گردش مین آیا دو تین جام لیکر نشہ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل صبح
کو حمزہ کا اور میرا مقابلہ ہی اسی وقت نقارہ رزمی بجا خبر امیر کشور گیر کو ہوئی کہ خورشید ستارہ پرست
نے واسطے آزمائش کے طبل جنگ بجوایا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے پروردگار مالک و مختار ہی

اُدہر فرعون کے لشکر مین بھی نقارہ رزمی بجا صبح کو تینون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے نقیب نیب دے کر نکلگئے خورشید ستارہ پرست مرکب اپنا چمکا کر سامنے تخت اختر اختران کے آیا گھوڑے سے اُترکر اجازت میدان طلب کی کہا جاؤ خداوند پروین معاون و مددگار ہی خورشید اجازت لڑائی کی لیکر دوسری مرتبہ مرکب پر سوار ہوکر برچھے کے ہاتھ نکالتا ہوا میدان مین آیا بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب کیا اور کہدیا کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے صاحبقران نے عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان کو قرق کرو اب کوئی نہ نکلے عمرو نے کلاہ نمداُچھالی سب کو معلوم ہوا کہ امیر خود میدان مین نکلینگے تمام لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے سب سردار پیادہ پا ہوکر امیر کے پاس آئے امیر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اجازت طلب کی فرمایا جائیے پروردگار آپ کا نگہبان ہی امیر سلام کرکے اشقر پر سوار ہوئے چلے طرف میدان کے فرعون آکر گنبد بینائی پر بیٹھا ہی لقا اور جملہ سردار زیر گنبد بینائی ٹھہرے ہین اور ادھر بادشاہ اسلام اُسی دمدمے پر فروکش ہین سب سردار نیچے دمدمے کے کھڑے ہین امیر اشقر کو اُڑا کر سامنے آئے خورشید نے عجب دبدبہ امیر کا دیکھا سلام کیا امیر نے بھی سر پر ہاتھ رکھا خورشید نے کہا یا صاحبقران مجکو کمال آرزو تھی کہ آپ سے آزمائش کرون فرمایا کیا مضائقہ ہی خورشید بولا اپنا حربہ کیجیے فرمایا کہ آج تک پیشدستی نہین کی اُسوقت خورشید نے نیزہ امیر پاتو تیر پر مارا امیر نے نیزہ اُسکا نیزہ پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک دو گھڑی کے بعد امیر نے نیزہ خورشید کا ہوائی کیا خورشید نے برہم ہوکر گرز مارا امیر نے گرز کو خورشید کے گرز سام پر روکا مگر گرز جو سر گرز پر بیٹھا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی خاک اُڑی اشقر زمین مین دھنس گیا امیر تنگ گرد مین چھپ گئے بیہوش طاری ہوئی عمرو نے جانا کہ امیر مارے گئے بیقرار ہوکر اندر گرد کے گھسا امیر کو پکارا اے شہریار ہوش مین آئیے کہ حریف لاف وگزاف کر رہا ہی امیر نے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا ایکر نکلا امیر گرد چہرے کی جھاڑتے ہوئے نکلے خورشید نے جھپٹکر تلوار ماری کہ یہ برسون کا جھگڑا فیصل کرتی ہی امیر نے سپر گرشاسپ پر روکی اُسمین سے چار پنجے پیدا ہوئے خورشید کی تلوار کو پکڑ لیا خورشید نے ہرچند زور کیا تلوار نہ چھوٹی آخر پکارا کہ یا صاحبقران کیسی سپر ہی آپ کی کہ تلوار نہین چھوڑتی امیر نے کہا اے خورشید مجکو تلوار کی لڑائی منظور نہین ہی تلوار کا کام کاٹ ڈالنا ہی نہین کوئی شہزوری کمزوری ظاہر نہین ہوتی مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے کشتی ہو خورشید نے کہا مین کشتی مین بھی موجود ہون باہر نہین ہون مگر تلوار میری چھوٹ جائے قبضہ ہاتھ سے نہ چھوڑونگا امیر نے پنجے اُسکے ڈھیلے کر دیے تلوار چھوٹ گئی خورشید نے تلوار میان مین کی گھوڑے سے اُترا ادھر امیر پیادہ ہوئے دونون کشتی لڑنے لگے ایک عالم تماشائی تھا دن بھر کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دونون طرف سے روشنی آئی سب سردار اِدھر اُدھر جمع ہین تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین کہ دیکھیے کون کس پر غالب آتا ہی اسی حالت مین صبح ہوگئی دیکھا تو اُسی طرح جھگڑا کشتی کا بندھا ہوا ہی کسی کے زور مین کمی نہین دم تک نہین پھولا تھکنا کس کو کہتے ہین یہ دن بھی گذرا شام ہوئی غرضکہ اسی طرح پانچ شبانہ روز کشتی رہی کوئی چار گھڑی دن باقی تھا کہ اُسوقت خورشید نے آواز دی کہ یا امیر ہوشیار ہو جیے مین زور آخر کرتا ہون امیر نے کہا بسم اللہ خورشید نے کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا لیکن امیر کوئی بالشت بھر زمین سے اونچے ہوے تھے کہ چھوٹ گئے اب خورشید نے کہا آپ زور کیجیے اور آپ بیٹھا امیر نے کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اور زور کیا

لنگر خورشید کا توڑا پہلے زور مین کمر تک دوسرے زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا مگر نعرهٔ
صاحبقرانی سے گھوڑے بھاگ گئے تھے بہت سے بزدلون کے جگر شق ہو گئے بہت سے بیہوش
ہو گئے کتنے گھوڑے اور آدمی صحرا کو بھاگ گئے فرعون گنبد مینائی پر تھرا گیا القصہ صاحبقران نے سر پر
چرخ دے کر زمین پر مارا اور باندھکر شکنین خواجہ عمرو کے حوالے کیا کہ اسے اپنے پاس اسیر غل و زنجیر رکھو عمرو
خورشید کو لیگیا دونون لشکرون نے مراجعت کی بختیارک نے لقا اور فرعون شاہ سے کہا کل حال کھلجائیگا کہ
خورشید حمزہ کا بیٹا ہی یا پوتا ہی لقا نے کہا تجکو ایسی ہی سوجھتی ہی کیا واہیات بکتا ہی فرعون بولا اے لقا بختیارک
عاقل ہی کہنا اسکا خلاف نہین ہوتا یہان تو یہ گفتگو ہی مگر امیر نے شب کو آرام کیا صبح کو بارگاہ مین تشریف لائے دنگل پر
جلوہ افروز ہوئے تمام سردار آ آ کر اپنے اپنے دنگلون پر گرد و اطراف مین جمع ہوئے امیر نے کہا خواجہ خورشید کو لاؤ
عمرو خورشید کو لایا خورشید نے بطریق شارہ پرستان سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی خورشید بیٹھا امیر نے
طرف ساقی کے اشارہ کیا کہ دے جام شراب کا ساقی نے ساغر مے گلرنگ سامنے کیا خورشید نے امیر کو سلام کر کے
پی لیا اب امیر نے فرمایا اے خورشید مین نے تمکو کیونکر زیر کیا ہی کہا جس طرح بہادرون کو زیر کرتے ہین اسطرح
آپ نے گرفتار کیا امیر نے فرمایا کہ اے خورشید دین اسلام اختیار کرین تجھے مثل فرزندون کے سمجھونگا
خورشید نے کہا کہ ہمیشہ سے بزرگ میرے اسی دین پر تھے مین مسلمان نہ ہونگا امیر یہ سنکر بہت آزردہ ہوئے
نور الدہر و اسد سے کہا کہ بھی تم لیجا کر خورشید کو سمجھاؤ نور الدہر کو تو ہمیشہ سے خورشید سے محبت ہی اپنے ہمراہ
خیمے مین اپنے لایا صحبت عیش برپا ہوئی اور سمجھانا شروع کیا کہ بھی صاحبقران نے سب کو زیر کیا ہی تمپر کچھ مقرر
نہین ہی اور ہم تم ہمسن ہین تم سے ہی کہتے تھے کہ وہ دن کون سا ہوگا کہ ہمارے آپ کے یکجائی ہوگی اب
خدا نے فضل کیا کہ صاحبقران با اقبال نے تمھین زیر کیا پھر اب تم دین اسلام کیون نہین اختیار کرتے خورشید
بولا اے شاہزادہ نور الدہر آپ جو کہتے ہین سب بجا اور درست ہی مگر دین اپنا نہین ترک کیا جاتا اگر مین
مسلمان ہوا تو لوگ کہینگے کہ خورشید خوف جان سے مسلمان ہوا یہ ننگ مجھے گوارا نہین ہی جان دونگا مگر
مسلمان نہونگا رات بھر یہی صحبت رہی خورشید نے جو اسلام سے انکار کیا تھا پھر اقرار نہ کیا صبح کو امیر سے
آکر حال بیان کیا فرمایا صاحبقران نے کہ مین ناچار ہون اور حکم کیا لیجاؤ ذو الخمار عادی کے حوالے
کرو کہ اسے قتل کرے لوگ اسے لیکر ذو الخمار عادی پاس آئے اُسنے لباس خورشید کا اتارا ایک ہیکل
اُسکے گلے مین سے نکلی ذو الخمار نے چاہا کہ اُسے اُتارے کہ عمرو اُدھر سے آتا تھا دیکھا عمرو نے کہ ذو الخمار نے
ہیکل گلے سے خورشید کے اُتاری عمرو نے کہا اے ذو الخمار مین دیکھون اُس ہیکل کو ذو الخمار نے چاہا کہ پوشیدہ
کرلون عمرو نے دوڑ کر ہاتھ سے اُسکے چھین لی دیکھا تو اُسمین جواہر اعلے بیش قیمت نصب ہین اور ایک فیروزہ
بہت بڑا ہی اُسپر نام حمزہ صاحبقران کا کھدا ہی یہ دیکھکر عمرو نے ذو الخمار عادی سے کہا کہ خبردار خورشید
کو بھی قتل نہ کرنا اور خود وہان سے خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا وہ ہیکل دکھائی اور کہا کہ یہ ہیکل آپکی
ہی امیر نے فرمایا ہان یہ ہیکل میری ہی عمرو نے کہا آپ کو یاد ہی کہ یہ ہیکل آپ نے کسے دی تھی امیر نے فرمایا مجھے
یاد ہی کہ مین نے ملکہ گردیہ بانو کو دی تھی عمرو وہان سے گردیہ بانو پاس آیا اور پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے
دی تھی اُسنے کہا خواجہ مین نے یہ ہیکل بدیع الزمان کو پنھا دی تھی اب عمرو بدیع الزمان پاس
آیا پوچھا کہ یہ ہیکل تمنے کسے دی تھی بدیع الزمان نے کہا کہ مین نے ملکہ ماہ اختری کو دی تھی عمرو

پاس ماہ اختری کے آیا دریافت کیا کہ تجنے یہ ہیکل کسے دی تھی ماہ اختری ہیکل کو دیکھکر رونے لگی عمرو نے کہا ای
ملکہ ماہ اختری جلد بیان کرو رو و نہین اُسنے بیان کیا کہ مین حاملہ تھی باپ میرا اختران شاہ میرے قتل پر مستعد
ہوا مین تو چھپ کر وہان سے بھاگی راستے مین وضع حمل ہوا لڑکا پیدا ہوا مین اُس لڑکے کو ایک کپڑے مین
لپٹکر یہ ہیکل اُسکے گلے مین پہنا کر جنگل مین چھوڑ کر بھاگی پھر مجکو نہین معلوم کہ وہ لڑکا کیا ہوا عمرو نے کہا ای
ماہ اختری تو مبارک ہو خورشید تمھارا بیٹا ہی اُسنے کہا کہ خواجہ میرا ایسا نصیبا کہان عمرو محل سے باہر آیا
صاحبقران سے تمام حال بیان کیا امیر نے فرمایا لاؤ اختران شاہ کو اُسی وقت چوبدار روانہ ہوا وہان
اختران شاہ جب سے خورشید زیر ہوا ہی خبر دمبدم کی منگاتا ہی ہرکارون کی ڈاک بیٹھی ہوئی ہی یہانتک
کہ خبر حکم قتل خورشید کی پہونچی اختران شاہ نے ارادہ کیا کہ غم مین خورشید کے جان اپنی دے دے یکایک
چوبدار صاحبقران کا پہونچا اور کہا کہ صاحبقران زمان نے تمھین جلد بلایا ہی حال خورشید کا پوچھنے
اختران شاہ اُسی وقت سوار ہوکر خدمت صاحبقران مین آیا سلام کیا امیر نے اُسے بٹھایا خورشید کو
بھی طلب کیا عمرو خورشید کو لیے ہوئے آیا جام شراب کا دور ہوا اب امیر نے اختران شاہ سے پوچھا
کہ صحیح صحیح حقیقت خورشید کی بیان کرو کہ یہ کسکا بیٹا ہی اُسنے کہا پیر و مرشد مین شکار کو گیا تھا نیچے ایک نخل
کے پہونچا دیکھا مین نے کہ لڑکے کے رونے کی آواز آتی ہی دیکھا کہ ایک کپڑے مین لپٹا ہوا ایک لڑکا پڑا ہی بس
مین اُٹھا لایا اور پرورش کی یہ خورشید وہی ہی اور یہ ہیکل خورشید کے گلے مین تھی اور جس کپڑے مین خورشید
تھا وہ بھی موجود ہی امیر نے کہا منگاؤ اُس کپڑے کو اختران شاہ نے اُسی وقت وہ کپڑا منگایا وہ کپڑا امیر
نے پاس ملکہ ماہ اختری کے بھجوایا ملکہ ماہ اختری نے پہچانا اور کہا کہ یہ میری پیشواز کا کپڑا ہی اب بالکل
ظاہر ہوگیا کہ خورشید بدیع الزمان کا بیٹا ہی امیر نے خورشید کی طرف دیکھکر کہا کہ اب تمھین اسلام لانے
مین کیا عذر ہی تم کہتے تھے میرے بزرگ دین ستارہ پرستی پر ہین اب تو ثابت ہوگیا کہ تم ہماری اولاد ہو
خورشید اُسی وقت کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے قید اُسکی دور کروائی اور بطریق اہل اسلام غسل کیا خلعت
پہنا امیر خورشید کو ہمراہ لے کر داخل محل ہوئے ماہ اختری سے کہا کہ یہ تمھارا فرزند ہی ملکہ ماہ اختری نے
خورشید کو گلے سے لگایا پیار کیا سجدہ شکر بجالائی گریہ بانو نے بلائین لین تمام محل مین خوشی ہوئی ہر ایک نے
ماہ اختری کو مبارکباد دی خورشید باہر آیا شاہزادہ بدیع الزمان کے قدمون پر جھکا اُسنے گلے لگایا پیشانی
کو بوسہ دیا نور الدہر بغلگیر ہوا اگر صاحبقران عالیشان نے اختران شاہ سے کہا کہ اب تم دین اسلام قبول
کرو اُسی طرح بادشاہ لشکر خورشید کے رہو وہ بھی اُسی وقت از صدق مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا امیر اگر حکم
ہو تو جاکر اپنے لشکر کو بھی مسلمان کرکے ساتھ لے آؤن فرمایا بسم اللہ اختران شاہ اسی وقت اپنے لشکر مین آیا
اور افسران فوج کو بلاکر کہا کہ مین تو مسلمان ہوا اگر تم سب کو میرا ساتھ دینا ہی تو تم بھی مسلمان ہو نہین جہان چاہے
رہو سب نے عرض کیا ہم آپ کے ساتھ ہین جو آپ کی رائے وہ ہماری رائے اختران شاہ نے کلمہ تعلیم
کیا سب کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے اور وہان سے اپنے اپنے رسالے مین آکر سب کو مسلمان کیا اب اختران شاہ
اپنے لشکر کو مسلمان کرکے ہمراہ لے کر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا لشکر مین امیر کے عجب خوشی تھی مگر
غضنفر بن اسد خورشید کے مسلمان ہونے کی خبر سنکر لشکر سے نکلگیا اور ایک درہ کوہ مین مقام کیا ذکر اسکا
بر وقت ہوگا یہان امیر کشورگیر نے جشن کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق حاضر ہین شراب و کباب سب

مہیا ہی جام مئے ارغوانی کا دور چل رہا ہی ایک نازنین مہ تمکین مصروف رقص و غنا ہی غزل

آخر کو عشق کفر سے ایمان ہو گیا
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہو گیا
مے تو حلال ہی جو پیے ڈھب سے بادہ نوش
زاہد بھی ہم مین بیٹھ کے انسان ہو گیا
گر دل پھٹا ہی مجھسے تر اسہل ہی علاج
مجموعہ اپنے دل کا پریشان ہو گیا
کیا حال دل کہین کرون عرض مدعا
آزار میری جان کو ارمان ہو گیا

مین بت پرستیون سے مسلمان ہو گیا
قاتل نروک ہاتھ کہ کرتی ہی میری جان
مین توبہ کر کے اور پشیمان ہو گیا
اس غنچے مین سمائی ہی وحشت برنگ بو
یا یہ بھی چاک جیب مری جان ہو گیا
حاصل ہوے مزے ترے خنجر کے غیر کو
تیرا عتاب حلق کا دربان ہو گیا
لو اج بتو سنو کہ وہ داغ صنم پرست

کیا جانے چپ ہون کیون تری صورت کو دیکھکر
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہو گیا
زہدان بے ریا کی ہی صحبت کسے نصیب
دل کتنی تنگیون پہ بیابان ہو گیا
حسرت کسی طرف ہی تمنا کسی طرف
سر پر ہمارے مفت کا احسان ہو گیا
امید ہی کہ بعد عبادت وہ کہینگے
مسجد مین جاکے آج مسلمان ہو گیا

غرضکہ رات بھر عجب صحبت رہی عین صحبت مین خورشید نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران نامدار غضنفر مجھے دغا دے کر انگشتری مہرو ماہ اور اسپ باد خود تیغہ رو مین شگاف لیگیا ہی امید دار ہون کہ میرا مال مجھے دلوا دیجیے امیر نے اسد سے کہا کہ بھئی غضنفر کو بلاؤ خورشید کا اسباب لوا دو عرض کیا بہت خوب اور کہا ضرغام سے کہ لاؤ غضنفر کو دیکھو تو کہان ہی ضرغام شیر دل گیا سارے لشکر کو ڈھونڈھ مارا کہین نشان بھی لشکر غضنفر کا نہ پایا آکر عرض کیا کہ غضنفر اپنے لوگون سمیت کہین چلا گیا جب امیر پر ظاہر ہوا کہ غضنفر لشکر مین نہین ہی خورشید سے کہا کہ تم نہ گھبراؤ جس وقت وہ لشکر مین آئیگا مین اُس سے تمھارا تیغہ گھوڑا انگوٹھی سب دلوا دونگا خورشید چپ ہو رہا صبح ہو گئی صحبت جشن برخاست ہوئی سب سردار رات بھر کے جاگے ہوے تھے اپنے اپنے خیمون مین آکے سو رہے مگر ہرکارون نے خبر فرعون کو پہونچائی کہ خورشید ستارہ پرست پسر بدیع الزمان ہی بختیارک نے صلواۃ پڑھی اور خوب تا دھنا تا چا لقا سے کہا سنیا آپ نے مجلو آپ واہی بتاتے تھے فرعون نے کہا ای بختیارک تو سچا ہی مگر نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نام بیٹی ہی منور وزیر کی منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ فرعون بھی ناہید پر مائل ہی اور ناہید عاشق ہی خورشید ستارہ پرست پر اُسنے جو سنا کہ خورشید پوتا ہی صاحبقران کا اُسی رات کو مع اپنے مال و اسباب آکر خیمے مین عمرو کے داخل ہوئی عمرو نے بہت عزت و خاطر کی حال پوچھا کہ ہمشیرہ کیونکر یہان آنا ہوا کہا بھیا مین مسلمان تو جب سے ہون کہ تمنے جب سے مجکو بہن کہا اور مین عاشق ہون خورشید پر یہ آپ خوب جانتے ہین اب وہ مسلمان بھی ہوا لازم آپ کو یہ ہی کہ حق بھائی گری کا ادا کیجیے اور عقد میرا کوشش کر کے خورشید سے کروا دیجیے عمرو بولا ہمشیرہ نہ گھبراؤ بخوبی اسکا سر انجام ہو جائیگا اور سامان دعوت واسطے ناہید کے مہیا کر کے آپ خدمت مین حمزہ صاحبقران کی روانہ ہوا اور امیر دربار مین بیٹھے تھے کہ عمرو سامنے سے آیا سلام کیا پایۂ تخت شاہی کو بوسہ دیا امیر سے عرض کیا کہ ای شہریار آپ کو معلوم ہی کہ نقابدار قنطورہ پوش یعنے ملکہ ناہید قمر طلعت نے کیسی کیسی لشکر اسلام کی مددگاری کی ہی فرمایا واقعی مین ہم اُسکے ممنون ہین عرض کیا کہ وہ رات سے میرے خیمے مین آئی ہی اور مدت سے مسلمان ہی مگر خورشید پر عاشق ہی اُسی کی محبت مین چلی آئی ہی چاہتی ہی کہ عقد خورشید کے ساتھ ہو جائے امیر مخاطب ہوئے خورشید کی طرف خورشید اسد سے کہ رہا ہی کہ اسی نے مجکو تیغہ اور انگشتری اور گھوڑا دیا تھا مدت سے مجھپر عاشق ہی کہ امیر نے فرمایا خورشید تحسین کیا منظور ہی اسد نے کہا نانا جان یہ تو مدت سے ملکہ ناہید پر عاشق ہین

انکی تو مراد برآئی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ اسباب شادی مہیا کرو عرض کیا بہت خوب مگر اسد نے امیر کشور گیر سے
عرض کیا کہ زبور شاہ مدت سے قید ہی فرمایا کہ حاضر کرو اُسی وقت ضرغام شیر دل قید زبور شاہ کی لایا امیر نے
تلقین بدین اسلام کیا وہ از روے ترس مسلمان ہوا امیر نے خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ اُسکے لیے استادہ ہوا
یہ کافر رات کو بھاگ کر چلا گیا صبح کو خبر امیر کو ہوئی صاحبقران بہت رنجیدہ ہوئے فرمایا کہاں جائیگا لیکن
ہرکارون نے خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی فرعون شاہ کو پہونچائی کہ داخل لشکر اسلام ہوا اور خورشید کے ساتھ
شادی کی طیاری ہی فرعون نے منور وزیر کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تمھاری بیٹی نے کیا کیا منور وزیر تو غیرت اس
ہی سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے کہا ای وزیر اعظم کچھ تمھارے اوپر نئی نہیں ہوئی ہی لقا
خداے باختر کی دو بیٹیوں کو خدا پرست لے گئے فرامرز بن نوشیروان بیٹھے ہین اُنکی بہن کو حمزہ لے گیا تم ہرگز
اسکا ملال نہ کرو منور وزیر صاحب غیرت ہی بختیارک کو کچھ جواب نہ دیا چپکا وہان سے اٹھکر ایک گوشے مین آیا
خنجر نکال کر سینے پر زور کیا کہ پشت کے پار گذر گیا زمین پر گرا تڑپنے لگا آخر دم بھر مین تمام ہو گیا جب کچھ لوگ ادھر
سے آئے لاشہ اُسکا پڑے دیکھا اُٹھا کر پاس فرعون کے لائے فرعون کو بڑا صدمہ ہوا لاشہ اُسکا گھر مین اُسکے
بھجوا دیا ناموس مین اُسکے کہرام پڑ گیا مگر روشن تاجدار کہ بیٹا ہی فرعون شاہ کا خبر ملکہ ناہید قمر طلعت کی
سنکر کہ لشکر صاحبقران مین چلی گئی زہر کا پیالہ تیار کیا چاہتا تھا کہ پیے ادھر سے ایک عیار آتا تھا اُسنے دوڑ کر وہ
پیالہ ہاتھ سے لیلیا اور خبر فرعون کو دی فرعون نے روشن تاجدار کو بلایا گلے سے لگایا دلاسا دیا کہ مین
تیری معشوقہ کو منگا دونگا تو اپنی جان نہ دے اور لقا سے کہا کہ یہ فرقہ خدا پرست عجب طرح کا ہی کہ میرا بھی لحاظ نہ کیا
دیکھو کیسا اپنا غضب اُنپر نازل کرتا ہون بختیارک بولا یا خداوند میری صلاح پر عمل کیجیے تو عروس ملجائے
فرعون پکارا کہ بعض امور خدائی کے ہین اُنکی تقدیر مین نے تیرے اوپر مقرر کی ہی کہ کیا صلاح ہی اُسنے کہا کہ آپ
نامہ حمزہ کو لکھیے کہ ناہید منسوب ہی روشن تاجدار کے ساتھ اور کسی مذہب مین روا نہین ہی کہ زن شوہر دار
کی شادی دوسرے مرد کے ساتھ ہو اگر تو بہادر ہی اور دعوے مردی کا رکھتا ہی تو ملکہ ناہید قمر طلعت کو
سوار کر کے بھیجدے اور اگر دعوی بہادری کا نہین ہی تو تجھ چوڑیان پہنکر عورتون مین بیٹھ بس یہ نامہ پڑھکر
حمزہ آگ ہو جائیگا اور ناہید کو سوار کر کے بھیجدیگا اور آپ نامہ روشن تاجدار کو دیکر روانہ فرمایے
فرعون یہ سنکر خوش ہوا بختیارک کو گلے سے لگا دیا اور نامہ لکھوا کر روشن تاجدار کو دیا بختیارک سے
کہا ایسا نہو حمزہ غصے مین آکر روشن تاجدار کو مار ڈالے بختیارک نے کہا حمزہ بہادر ہی کبھی ایسا
نہ کریگا فرعون نے یہ سنکر روشن تاجدار کو روانہ کیا یہان جاسوسون نے خبر عمرو کو پہونچائی کہ بختیارک
نے ایسا کچھ لکھوا کر روشن تاجدار کے ہاتھ نامہ فرعون کی طرف سے بھجوایا ہی عمرو اپنے خیمے سے بارگاہ
صاحبقران مین آیا سلام اور عرض کیا کہ ای شہریار ایک عرض ہی امیر نے فرمایا کہو عمرو نے کہا بختیارک
کے ورغلانے سے فرعون نے روشن تاجدار کو بھیجا ہی وہ آپ کے پاس آتا ہی یہ مقدمہ عورت کا
ای شہریار زن مسلمہ کا فر کو دے دینا کسی طرح درست نہین ہی اور ناہید یہان سے زندہ نجائیگی امیر نے
فرمایا خواجہ مین ایسا نادان نہین ہون تم اُسے آنے تو دو کہ بعد دو گھڑی کے چوبدار نے آکر عرض کیا کہ
بیٹا فرعون کا برسم ایلچی گری آتا ہی فرمایا آنے دو روشن تاجدار سامنے آیا بطریق فرعون پرستان
سلام کیا کسی نے جواب سلام تو نہ دیا دنگل آہنی بیٹھنے کو ملا امیر نے ساقی کو اشارہ کیا

کہ دے اسے جام شراب کا ساقی نے بمجرد حکم جام لبریز کرکے دیا روشن تاجدار نے کئی جام پیے اور نامہ نکالکر امیر
با توقیر کے ہاتھ مین دیا امیر جو نامہ پڑھکر مضمون سے آگاہ ہوئے مارے غصے کے تھر تھر کانپنے لگے فرمایا ای
عزیز اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو مین بہت بری طرح پیش آتا میرا کوئی بیٹا پوتا ناہید کو تیرے گھر سے نکال نہین لایا
وہ مدت سے مسلمان تھی میرے لشکر مین چلی آئی مین ناانصاف نہین ہون کہ تجھ کافر کو اسے حوالے کردون
مگر تیرے آنے سے اتنا کرتا ہون کہ مین اسکو محافے مین سوار کرکے میدان مین بھیجدونگا تو طبل جنگ بجواکر میدان
مین نکل ادھر سے خورشید تیرے مقابلے کو آئیگا جو غالب ہو وہ محافہ ناہید کا اٹھوا لیجائے روشن تاجدار
نے کہا کہ مجھے منظور ہے یہ کہکر وہان سے اٹھا اور فرعون پاس آکر سب حال بیان اسنے کہا کیا مضائقہ ہے مین
تقدیر کی کر تو خورشید کو ماریگا اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارے
کی گرجی خبر امیر کشورگیر کو ہوئی یہان بھی طبل جنگ بجا تمام رات طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے میدان مصاف ہوئے محافہ ملکہ ناہید قمر طلعت کا میدان مین آیا فرعون گنبد مینائی پر
بیٹھا بادشاہ اسلام اسی دمدمے پر متمکن ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب بیا و دیگر نکلنے روشن تاجدار
میدان مین نکلکر پکارا کہ جو طالب عروس ہو وہ آئے میرے مقابلے کو تاکہ اسے عروس اجل سے ہمکنار کرے دلن
خورشید مرکب چمکا کر سامنے روشن تاجدار کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی خورشید نے چند طعن
مین نیزہ روشن تاجدار کا ہوائی کیا اسنے خشمناک ہوکر تلوار ماری خورشید نے باسیب سپر رد کرکے جو ہاتھ
تیغۂ آبدار کا مارا ہے مرکب چار ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ وہ روشن تاجدار مارا گیا دو غلام تھے اسکے کہ نام ایک
کا قابض دوسرے کا مبارک تھا دونون تلوارین کھینچکر دوڑے اور چپ و راست خورشید کے آکر وار کیا
خورشید نے کلائیون پر ہاتھ ڈال دیا اور تلوارین چھینکر پھینکدین گردن مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھالیا
اور تلقین دین اسلام کیا جب انھون نے نہ مانا تو سر ٹکرا دیے کہ بھیجے باہر نکل پڑے بعد مبارز طلب کیا معاد
زرہ پوش نکلا بعد گفتگو معاد نے حلقہاے کمند درست کرکے آنکھ بچا کر خورشید پر مارے کہ ساتون حلقے گردن مین
خورشید کے پڑے معاد نے کھینچا کہ کوکب عیار خورشید کا دیکھ رہا تھا دیکھا اسنے کہ میرے آقا کو اسنے کمند مین گرفتار
کیا غضب ہوا ایک تیر جو تاک کر اسپر مارا کہ سینے پر معاد کے پڑا پشت سے پار گذر گیا گر کر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر
کے جہنم واصل ہوا تب وق عاد نے دیکھا کہ میرے بھائی کو اس عیار نے مارا جلدی سے دوڑ کر خنجر کوکب پر مارا
کوکب نے خالی دیا اور اپنا خنجر اسپر مارا کہ پشت سے پار گذر گیا وہ بھی گر کر تڑپنے لگا اور جہنم واصل ہوا
وسواس عیار نے جو یہ تماشا دیکھا پشت پر سے کوکب کے آکر کمند ماری اور چاہا کہ کھینچے اور گرا دے کہ
مہتر قران حبش دوڑ پڑا اشل باد صرصر کے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او کافر کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر اور
بغدہ کمر پر اسکی مارا کہ وہ جہنم واصل ہوا دوپہر ڈھل چلی تھی کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تیرہ و تار
کردیا جسوقت گرد شق ہوئی تو چھ سو علم ماہی پیکر نشانہ چھ لاکھ سوار کا نمایان ہوے اور جلوس سواری کا گذرا
بعد سب کے داراب کشورکشا مالک اژدر کے ہمراہ نمودار ہوا جسوقت لشکر داراب کا میدان مین ہو بجکر
ایک جانب قائم ہوا مالک اژدر نے داراب سے کہا کہ بس اب مین خدمت مین اپنے آقاے نامدار
کی جاتا ہون اور رخصت لیکر پاس امیر کشورگیر کے آیا قدمبوس ہوا بادشاہ کو مجرا کیا امیر نے مالک کو
گلے سے لگایا اور بہت شفقت فرمائی کہ یکایک اور گرد اڑی اور آن واحد مین قریب آکر شق ہوئی اور چار سو

علم نشانہ چار لاکھ سوار کا نمایان ہوئے بعد ان سب کے تورج ماہ پرست مرکب پر سوار میدان مین پہونچا ایک طرف اپنے لشکر سمیت اُترا خیمہ بارگاہین استادہ ہوئین تورج اپنی بارگاہ مین آیا داراب نے اپنی بارگاہ مین آکر قرار لیا شام ہوگئی طبل بازگشت بجا امیر بھی مع لشکر میدان سے پھرے اُدھر فرعون بیٹے کے غم مین کمال پریشان پھرا لیکن یہان امیر نے عمرو سے کہا کہ خواجہ مین پہلے عقد خورشید کا ناہید قمر طلعت سے کر دون کیونکہ جنگ و جدل تو ہوا ہی کریگی عمرو نے کہا حکم کی دیر ہے سب سامان موجود ہے اُسی وقت تیاری ہوئی خورشید نے مانجھا پہنا امیر نے داراب اور تورج کو بلا کر شریک شادی کیا برات کے دن امیر نے بہت سامان کیا کہ تمام درخت صحرا کے تامی سے منڈھوائے اور قندیلین لٹکوائین ہر طرف چراغان کی تیاری ایسی تھی کہ معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہے غرضکہ صحبت عیش و طرب آراستہ ہوئی نازنینان حور پیکر آکر مصروف رقص و غنا ہوئین دا راب و تورج بھی آئے شریک محفل ہوئے صبح کو برات گئی خورشید ناہید کو بیاہ کر حجلۂ عروسی مین لایا گوہر مقصد حاصل کیا ناہید اسی روز حاملہ ہوئی اُس سے لڑکا پیدا ہوگا تورج نامہ مین اس سے بڑے بڑے کام ہونگے بعد شادی کے داراب صاحبقران سے رخصت ہوا اور کہا کہ مین اپنی آزمائش آپ سے کرونگا فرمایا بہتر کیا مضائقہ داراب نے اپنے لشکر مین پہونچتے ہی طبل جنگ بجوا دیا ادھر امیر کے لشکر مین کوس حربی بجا اور لشکرون مین بھی نقارۂ رزمی بجا رات طیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو چارون لشکر میدان مین آئے بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نہیب دے کر چلے گئے داراب کشورشاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور پکارا کہ یا امیر آئیے آج میرے آپ کے فیصلہ ہو جاے یا آپ صاحبقران ہون یا مین ہون امیر اشقر کو بڑھا کر سامنے تخت بادشاہی کے آئے گھوڑے سے اُترے بادشاہ نے تخت نیچے رکھوا دیا غرضکہ امیر اجازت لے کر سامنے داراب کے آئے داراب نے سلام کیا بعد از گفتگو داراب نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے تا دیر نیزہ بازی رہی امیر بند باندھتے ہین تو داراب کھولتا ہے داراب بند باندھتا ہے تو امیر کھولتے ہین ایک مقام پر امیر نے نیزہ داراب کا ہوائی کیا داراب نے گرز مارا امیر نے گرز کو گرز پر روکا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر کوہ دے مارا آواز تراقے کی بلند ہوئی تتق گرد کا اُٹھا امیر چھپ گئے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا اشقر زمین مین دھنس گیا عمرو دوڑ گرد گرد کے چیخ مار کر اندر گرد کے آیا پکارا یا امیر ہوشیار رہیے کہ حریف لاف و گزاف کرتا ہے امیر نے آنکھین کھول دین کہا خواجہ واقع مین داراب نہایت زبردست ہے اشقر کو اشارہ کیا وہ طبقہ زمین کا لیکر نکلا اب امیر نے ہوشیار باش کہکر گرز اپنا داراب پر مارا داراب نے بھی گرز امیر کا گرز پر روکا کہ آواز تراقے کی بلند ہوئی تتق گرد اُٹھا کہ داراب چھپ گیا فتاح عیار دوڑ کر اندر گرد کے گھسا دیکھا تو داراب بیہوش کھڑا ہے مُنھ پر پانی کا چھینٹا دیا داراب کو ہوش آیا دیکھا تو مرکب غرق زمین ہے اشارہ کیا گھوڑا اتنی دیر مین سرد بھی ہوچکا تھا دیکھا داراب نے کہ گھوڑا مارا گیا تلوار کھینچکر طرف امیر کے دوڑا کہ گھوڑے کو امیر کے پی کر دون امیر آسے آتے دیکھکر خود بھی گھوڑے سے کود ے داراب امیر کو پیادہ دیکھکر ہتھیار رکھکر دوڑا ادھر سے امیر چلے لگی کشتی ہونے سب لشکر آگے بڑھ آئے تماشا کشتی کا دیکھنے لگے چار پہر دن کشتی رہی شام کو بھی جدا نہوئے دوسرا دن ہوا وہی کیفیت تھی یہان تک کہ پانچ شبانہ روز کشتی رہی چھٹے دن امیر نے لنگر داراب کا توڑا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا کود کر چھاتی پر مشکین باندھکر عمرو کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر

میدان سے پھرے لشکر داراب کا نہایت اُداس کمال پریشان پھر گیا اُدھر فرعون و لقا داخل قلعہ فرخوشیہ
ہوئے امیر نے آکر خاصہ نوش کرکے آرام کیا صبح کو بارگاہ میں تشریف لائے بادشاہ کو مجرا کرکے دنگل شوکت پر
متمکن ہوئے اور عمرو سے کہا لاؤ داراب کو عمرو نے داراب کو لاکر سامنے موجود کیا داراب نے بطور
آب پرستان سلام کیا امیر نے کرسی جواہر نگار پر اُسے بٹھایا اور زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمنے کیونکر تمھیں
زیر کیا داراب نے کہا جسطرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین امیر نے فرمایا کہ تم کسکے فرزند ہو سچ بیان کرو
عرض کیا کہ مین بیٹا ہون سکندر گاذر کا باپ میرا شہر کشوریہ مین موجود ہی امیر نے فرمایا ای داراب تو ہماری اولاد
مین سے ہی سکندر کا بیٹا تو نہین ہی سکندر نے کہا کہ جسکا باپ زندہ ہو اُسے حرام کا نہین کہتے ہین باپ میرا موجود ہی امیر نے
ارشاد کیا ای داراب بدیع الزمان کو بھی ایک دھوبی نے پالا تھا آخر تحقیق کیا تو میرا فرزند ثابت ہوا داراب نے
کہا ہوگا اب امیر باتوقیر نے کشورشاہ کو بلایا اُس سے پوچھا کہ داراب کسکا بیٹا ہی اُسنے عرض کیا مین اتنا ہی
جانتا ہون کہ داراب سکندر کا بیٹا ہی امیر نے قمرزاد سے کہا کہ تم اپنے دیوون مین سے ایک دیو تیز پر کو بلاؤ
قمرزاد نے اُسیوقت بلایا دیو حاضر ہوا امیر نے دیو سے فرمایا کہ یہان سے شہر کشوریہ مین جاکر سکندر گاذر کو
لے آ دیو نے عرض کیا کہ مین اسے کیا جانون کیونکر پہچانون فتاح عیار داراب کا موجود تھا اُسنے کہا مین
چلتا ہون سکندر کو لیے آتا ہون امیر نے فرمایا بہت بہتر ہی دیو فتاح کو لیکر شہر کشوریہ مین آیا سکندر گاذر
سے ملاقات ہوئی اُسنے فتاح کو بیٹا سمجھکر گلے سے لگایا حال داراب کا پوچھا فتاح نے تمام حال بیان کیا اور کہا
چلو حمزہ صاحبقران نے تمھین بلایا ہی جو کچھ راست راست ہو سامنے صاحبقران کے بیان کرنا اُسنے کہا ای
فرزند ایسا ہی کرونگا اور صندوق اپنے ساتھ لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوا سلام کرکے ہاتھ باندھکر
کھڑا ہوا امیر نے فرمایا ای سکندر تو سچ سچ حال کہہ کہ داراب تیرا بیٹا ہی اُسنے کہا ای شہریار مین نے اسے پالا ہی
سب اپنی دولت اُسپر صرف کی ہی فرمایا کہ یہ کیونکر تیرے ہاتھ آیا کہ تو نے پالا اُسنے عرض کیا کہ شہریار ایک روز
مین سویرے سے دریا کیا کپڑے دھو رہا تھا کہ دیکھا مین نے ایک صندوق بہا چلا آتا ہی مین نے اُس صندوق کو دریا
سے نکالا اور گھر مین لاکر جو کھولا تو دو لڑکے اُسمین سے نکلے کہ نال بھی اُنکی نہ کٹی تھی مین نے دائی کو بلایا نال کٹوائی
دودھ پلائیان رکھین پرورش کرنا شروع کیا اور اُس صندوق مین ایک سفارشنامہ بھی تھا اُسکا مضمون یہ تھا کہ جو کوئی
ان لڑکون کو پالے اور مثل فرزندون کے رکھے وہ فیضیاب ہوگا کہ یہ لڑکے خاندان عالی سے ہین ای شہریار مین نے انکے
پڑھانے لکھانے مین بہت سا اپنا مال و دولت صرف کیا ہی اپنی جان سے زیادہ انھین عزیز رکھا تھا فرمایا وہ
سفارشنامہ کہان ہی اُسنے صندوق سے نکالکر امیر کے ہاتھ مین دیا امیر نے فرمایا صاحبو اس خط کو پہچانو کہ کسکے ہاتھ کا
خط ہی طہماس پکارا یہ خط میری بہن کا ہی امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ خط لیجا کر صنوبر بانو کو دکھاؤ عمرو اندر گیا اور وہ
خط صنوبر بانو کو دکھایا اُسنے کہا واقع مین یہ خط میرا لکھا ہوا ہی مین حاملہ تھی جسوقت وضع حمل ہوا تو باپ کے
خوف سے مین نے لڑکے کو صندوق مین بندکرکے سفارشنامہ رکھکر دریا مین بہا دیا تھا اور دوسرا لڑکا خواجہ تمھارا
ہی کہ شگوفے سے پیدا ہوا ہی عمرو نے صنوبر بانو سے کہا کہ مبارک ہو داراب تمھارا فرزند ہوا ادھر امیر سے
آکر تمام حال بیان امیر بہت خوش ہوئے داراب کو گلے سے لگایا قید اُسکی دور کی عمرو نے فتاح کو پیار
کیا کشورشاہ مسلمان ہوا سکندر گاذر بھی اسلام لایا امیر نے جشن کیا چراغان کی تیاری کی گئی
صحبت رقص و غنا آراستہ ہوئی سردار دورہ باندھکر بیٹھے ایک نازنین نے یہ غزل جناب نواب

لاڈلے مرزا صاحب بنارسی کی گانا شروع کی غزل

ہم کہیں کچھ اور شرما جائیں آپ
ہم ابھی گردن جھکا دیں پھر قتل
روغن ہا دام پان چھڑکائیں آپ
ہو مزا عاشق کسے چھیڑنے کا جبھی
غیر سے جوڑا اگر کھلوائیں آپ

سنج جوڑا پھر پہن کر آئیں آپ
تیغ کھینچے سامنے تو آئیں آپ
وصل میں اسدم حیا کا ہو مزہ
نکلے عنقا حشر میں بھی آئیں آپ
ہو پریشان حال شیدا اسقدر

وصل کا اسدم سمان دکھلائیں آپ
حسرتوں کا خون پھر کر جائیں آپ
کشتۂ چشم سیہ چشمان ہیں دفن
شرم بھی آئے تو شرما جائیں آپ
زندگی کیونکر نہ ہو میری وبال
یا علی پھر مدد اب آئیں آپ

غرضکہ اسطرح وہ نازنین یہ غزل گائی کہ سمان بندھ گیا یہان تو جشن ہی وہان خبر فرعون کو پہونچی کہ دارا بیا
کا لشکر لشکر حمزہ کے شریک ہوا اور داراب بیٹا امیر کا ہی فرعون نے لقا سے کہا کہ حریف دن بدن زور
پکڑتا جاتا ہی جلد طبل جنگ بجواؤ کہ انکا کام تمام کردن لقا نے اُسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے ہرکارے خبر
لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوئے دعا و ثنائے بادشاہی بجالا کر عرض کیا کہ لشکر فرعون مین طبل جنگ بجا ہی
فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی یہان بھی نقارۂ رزمی نوازش مین آیا بہادر
آراستگی مین مصروف ہوئے حربہ ہائے جنگ کو درست کرنے لگے غرضکہ چار پہر رات تیاری رہی صبح کو دونون
لشکر معرکہ آرائے میدان ہوئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر نکل گئے ابھی کوئی
میدان مین نہ نکلا تھا کہ دریا کی طرف سے ایک آندھی اٹھی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا بعد دو گھڑی کے دیکھا
کہ ایک اژدر آتش فشان نمودار ہوا اُسپر ایک ساحرہ زشت رو کریہ منظر سیاہ فام سوار اور چار تلوارین
اُسکے سر پر چلتی ہوئین نمایان ہوئی آن واحد مین قریب پہونچی ہرکارون نے یہ خبر دریافت کرکے فرعون
کی خدمت مین آکر عرض کیا کہ بہن ہی ساحر شمشش کی شور انگیز جادو اسکا نام ہی فرعون یہ سنکر بہت خوش ہوا
لقا سے کہا جاؤ استقبال کرکے لاؤ لقا وہان سے چلا جب قریب شور انگیز جادو کے پہونچا وہ پکاری ای
عزیز میرے قریب نہ آنا نہیں تو مارا پڑیگا فرعون سے کہدینا کہ مین خدا پرستون سے مقابلہ کرلون تو آپکی
خدمت مین آتی ہون لقا تو اُدھر پھر گیا یہ لگاتہ میدان مین آئی بعد تھوڑی دیر کے پکاری کہ ای گروہ
خدا پرستان تمنے ساحر شمشش کو نہین معلوم کیونکر مارا اگر اُسکے عوض مین نے تم سب کو نہ مارا ہوگا تو اپنا نام ملکہ
شور انگیز جادو نہ پایا ہوگا آؤ میرے مقابلے کو دیکھو کیا ہوتا ہی بہزاد طوسی اجازت لیکر میدان مین آیا وہ
دور سے پکاری کہ ای عزیز اگر زیست اپنی چاہتا ہی تو فرعون کو سجدہ کر بہزاد پکارا او مردار کیا بکتی ہی یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہی کہ شور انگیز نے اشارہ کیا وہ تلوارین جو اسکے سر پر چلتی تھین ایک تلوار بہزاد پر گری کہ اسکا تن سے
جدا ہوا دھڑ اُس بیچارے کا زمین پر تڑپنے لگا وہ مرد مسلمان شہید ہوا دوسری جانب لشکر تورج کا تھا
وہ لگاتہ اُدھر رخ کرکے پکاری کہ ہی کوئی تم مین کہ آئے میرے مقابلے کو ہزبر نامے ایک پہلوان تھا اُسے
جوش شجاعت بلکہ قضا دامنگیر ہوئی سیفول شاہ سے اجازت لیکر مقابلے کو آیا اُسطرح اُس لگاتہ نے تلوار
کو اشارہ کیا سر پر ہزبر کے پڑی کہ دو ٹکڑے ہوئے وہ بھی مانند بہزاد کے مارا گیا شور انگیز پکاری کہ ای
خدا پرستو و ای ماہ پرستو اگر تم نے کل آکر فرعون کو سجدہ کیا فبہا نہیں تو تم سب کو قتل کرونگی یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا کر پھر گئی فرعون شاہ سے ملازمت حاصل کی صحبت عیش آراستہ ہوئی بختیارک نے اُٹھکر
سلام کیا شور انگیز وضع اُسکی دیکھکر بہت ہنسی نام پوچھکر اور زیادہ ہنسی اور کہا ملک جی تم تنگ صحبت ہو

بختیارک بولا جب ساحر شمشیر مارے گئے تھے اُسوقت آپ کہان تھین اُسنے کہا کہ مین ظلمات مین گئی ہوئی
تھی بختیارک نے کہا ای ملکہ شوراانگیز کیا بیان کرون کہ ساحر شمشیر کس خرابی سے مارے گئے دریا کے اندر نہنگ
بنے ہوئے پھر رہے تھے مرشد دریا مین گھسکر اُنکو پکڑ لائے اور سینہ چاک کر مار ڈالا جادوگر کے تو جان کے دشمن ہین
شوراانگیز نے کہا ملک جی مین تدبیر سے اُسے گرفتار کرونگی میدان مین دیکھا کی وہ عیار دکھائی نہ دیا بختیارک
نے کہا کہ وہ حریف کو دیکھکر غائب ہو جاتے ہین مگر عجب بلا ہین شوراانگیز بولی کہ ملک جی سب کو مارونگی
بختیارک نے کہا کہ خداپرست ساحر پر غالب آئے ہین شوراانگیز نے کہا کس باعث سے بختیارک بولا ایک تو حمزہ مالک
اسم اعظم باطل السحر ہے دوسرے عمرو سر برندہ جادوگران ہے شوراانگیز نے کہا اسم اعظم تو آج ہی بند کیے لیتی ہون
اور عمرو جسوقت ہاتھ آجائیگا اُسے گرفتار کرونگی بختیارک نے کہا تجھکو خداپرست متعین زندہ نہ چھوڑینگے
فرعون نے کہا کیا بکتا ہے القصہ شوراانگیز نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت چوب نقارہ زرمی پر جب پڑی اور
آواز نقارے کی گرجی خبر لشکر امیر مین ہوئی شوراانگیز جادو نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے یہان بھی طبل جنگ بجا
لیکن لشکر مین ایک انتشار ہوگیا کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے ایک ایک سے گلے ملنے لگا خطا بخشوانے لگا ہر شخص آمادہ
مرگ و حیلہ قضا تھا یقین کامل تھا کہ جان نہ بچیگی یہان تو یہ حال وہان شوراانگیز جادو طبل جنگ بجواکر رات
کو ہوم خانے مین آئی اور ایک پتلہ موم کا بناکر اُسکے منہ اور دل پر سوئیان مارکے شیشے مین بند کیا دو پہر رات گئے
خواب مرگ مین گرفتار ہوئی ادھر امیر کے لشکر مین بھی طبل جنگ بجا کیا تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی
صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیب نسبہ دیکر چلے گئے تھے کہ شوراانگیز جادو میدان
مین آئی مبارز طلب کیا ادھر سے مالا گرد فرنگی رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی بادشاہ سے اجازت لیکر مقابلے
کو آیا قریب اُسکے نہ پہونچا تھا کہ شوراانگیز جادو نے اشارہ کیا تلوار جھک کر سر پر گری کہ وہ مرد مسلمان شہید ہوا
اسیطرح بہت سے اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے امیر کا اسم اعظم بند ہے کوئی مقابلے کے لیے انکو جانے نہین
دیتا سب رکاب سے لپٹے ہوئے ہین یہ لکا تہ مبارز طلبی کر رہی ہے بادشاہ دعا مانگ رہے ہین عجب غلغلہ ہے پرا بند ہے کوئی
مقابلے کو نہین آتا شوراانگیز پکاری ای خداپرستو اگر تم نہین آتے تو مین تمپر آتی ہون اور چاہا اسنے کہ اپنے اژدہے
کو بڑھائے لشکر اسلام پر جائے کہ صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز بوق کی کان مین آئی غضنفر بن اسعد
بتیس ہزار قزاقون سے پہونچا لاشے اہل اسلام کے سامنے پڑے دیکھے غیظ و غضب طاری ہوا مرکب آگے کر
اُسکے مقابلے کو چلا اور نعرہ کیا کہ حریف تیرا مین موجود ہون آیا مین بختیارک نے لقا سے کہا کہ یہ لکا تہ ماریگی
اب نہین بچتی لقا بولا حمزہ تو اسکے مقابلے کو آتا نہین یہ دیوانہ کیا کریگا بختیارک بولا دیکھیے کیا ہوتا ہے
مگر اسد و کرب گھوڑے اُٹھا کر دوڑے اور غضنفر سے کہا کہ خبردار اسکے مقابلے کو نہ جانا اگر قریب پہونچیگا
مارا جائیگا دیکھو کہ امیر کشورگیر بھی اسکے مقابلے کو نہین جاتے ہین غضنفر نے کہا حضور تشریف لیجائین مین
جاکر اسے مارے ڈالتا ہون سحر اسکا مجہپر تاثیر نہ کریگا یہ کہکر شوراانگیز کی طرف روانہ ہوا نعرہ کیا کہ او قحبہ
آیا مین تیری خدمت گذاری کو شوراانگیز پکاری نزدیک تو آ غضنفر قریب اُسکے گیا شوراانگیز نے تلوار
کو اشارہ کیا تلوار جھلکر چلی تھی کہ غضنفر نے اسپ بادخور کو اڑایا اور تلوار پر عکس انگشتری مہر و ماہ کا ڈالکر پکڑ لی
اور سامنے شوراانگیز کے گھٹنے پر رکھکر زور کیا کہ تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے اور پھر مرکب اُڑا کر آسمان پر گیا
دوسری تلوار لایا اور توڑ ڈالی اسی طرح چارون تلوارین جو سر پر اُس لکا تہ کے تھین انکو توڑ ڈالا

اور نعرہ کیا کہ او قحبہ خبر جو کچھ تو نے کیا وہ کیا اب بھی باز آ اپنے فعل سے اُسنے کہا تو بھی ساحر معلوم ہوتا ہی غضنفر بولا
مین ساحر پر لعنت کرتا ہون لیکن ساحر کش ہون یہ کہکر تلوار کھینچکر دوڑا اُسنے اپنے بال نوچکر سحر کرکے پھینکے وہ
اژدہے بنکر دوڑے غضنفر نے عکس انگشتری کا ڈالا کہ وہ سب ہیئت اصلی پر آگئے کسی نے غضنفر کو گزند نہ پہونچائی
اب غضنفر قریب اُسکے پہونچ گیا شور انگیز بیتاب ہو کر بھاگی اسم سحر کا دم کیا کہ دونون بازوؤن سے پر پیدا
ہوئے اُڑکر آسمان کو چلی غضنفر نے دیکھا کہ یہ نکلا جاتی ہی اسپ بادخور کو اشارہ کیا وہ بھی اُڑکر چلا عقب
مین شور انگیز کے روانہ ہوا شور انگیز ہر چند اپنے کو بچایا کی کچھ نہوا غضنفر سر پر پہونچ گیا اور ہاتھ تیغہ
رو مین غنگاف کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے غضنفر زمین پر اُترا آندھی چلی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا آوازین
مہیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من ملکہ شور انگیز جادو بود حیف جان نا دیدم و بہ مطلب خود نہ رسیدم اسد
نے دوڑکر غضنفر کو گلے سے لگایا صاحبقران نہایت خوش ہوئے خورشید بھی دوڑکر لپٹ گیا کہ بھئی کیا کارنمایان
تمنے کیا یہ انگوٹھی تلوار گھوڑا مین نے بخوشی تمھین دیا اب تم کچھ خیال دل مین نہ کرنا اور اپنے ساتھ خدمت صاحبقران
مین لایا امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا فرعون لقا مضطر و پریشان
پھر گئے مگر تورج ماہ پرست نے اپنے لشکر مین حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارہ رزمی پر چوب پڑی
ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے عرض کیا کہ لشکر مین
تورج ماہ پرست کے طبل جنگ بجا ہی فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بجے طبل جنگی
اُسی وقت کوس حربی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف
جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نہیب دیکر چلے گئے کہ تورج ماہ پرست مرکب چڑھا کر سیقول شاہ سے
اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اور پکارا کہ ای شاہان و ای یاران مین اپنے میدان مین سوا
حمزۂ صاحبقران کے اور کسی کو نہین چاہتا کہ مقابلے کو میرے آئے اور اگر حمزہ مقابلے سے میرے خائف ہو تو
اسباب صاحبقرانی بھیج دے مانند بارگاہ سلیمانی و علم اژدہا پیکر و طبل سکندری وغیرہ کے امیر یہ
آوازہ سُنتے بغیر اجازت بادشاہ مرکب اُڑاکر دوڑ پڑے کہ آیا مین تورج ننگا و رزن ہوا اور کہا کہ آفرین صد آفرین
کہ اس ضعیفی مین آپ کو یہ حرارت ہی مگر مین آپکا حربہ دیکھون کہ کیا ہی فرمایا کہ مین نے کبھی پیش دستی نہین
کی تورج نے نیزہ صاحبقران پر مارا امیر نے نیزے کو نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے ایک مقدار پر امیر
نے نیزہ تورج کا ہوائی کیا تورج نے غیظ و غضب مین آکر گرز مارا امیر نے وہ بھی رد کیا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی
اُس سے بھی مطلب حاصل نہوا دونون مرکبون سے کود پڑے کشتی ہونے لگی تین شبانہ روز کشتی رہی چوتھے
دن امیر نے لنگر تورج کا توڑا اُسے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر مارا اور باندھ کر عمرو کے حوالے کیا طبل بازگشت
بجاکر مراجعت فرمائی داخل بارگاہ ہوئے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا صبح کو آکر بارگاہ مین بیٹھے عمرو سے
فرمایا کہ لاؤ تورج کو عمرو اُسی وقت لایا تورج نے بطریق ماہ پرستان کے سلام کیا امیر نے کرسی بیٹھنے کو عنایت کی
اور پوچھا کہ ای تورج تو کسکا فرزند ہی عرض کیا کہ سیقول شاہ کا بیٹا ہون حکم کیا کہ لاؤ سیقول شاہ کو جب
وہ آیا سلام کیا امیر نے بعزت تمام اُسے بٹھایا اور فرمایا کہ ای سیقول شاہ سچ سچ کہو کہ تورج کسکا بیٹا ہی اور اگر
جھوٹ کہا تو ابھی دیو کو اشارہ کرونگا کہ وہ کھا لیگا سیقول شاہ نے عرض کیا کہ ای شہریار مین شکار کے واسطے
گیا تھا دامنہ کوہ مین پہونچا ایک زن جمیلہ کو دیکھا کہ گود مین اس لڑکے کو لیے ہوئے بیٹھی ہی مین تنہا اسکے پاس

گیا اور پوچھا کہ تو کون ہو اور یہ لڑکا کسکا ہی اُسنے کہا کہ اگر تو حال میرا کسی سے بیان نہ کرے تو مین کہون مین نے
قسم کھائی کہ مین ہرگز کسی سے نہ کہونگا اُسوقت اُسنے کہا کہ مین زوجہ ہون ہاشم تیغزن کی حیات بانو میرا
نام ہی یہ لڑکا ہاشم تیغزن کا ہی مین اُس عورت کو اپنے گھر مین لیگیا بہت اچھی طرح سے رکھا از بسکہ اُسنے ایذا
بہت اُٹھائی تھی بہت ناتوان ہوگئی تھی تین روز زندہ رہی آخر کو مرگئی اُسے دفن کردیا اور اس لڑکے کو بجاے
فرزند پالا تورج نام رکھا صاحبقران نے جو حال سُنا بہت خوش ہوے اُسی وقت قید تورج کی دور کی اُسے
گلے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا خلعت سلیمانی پہنایا ہاشم تیغزن کو نہایت شادی ہوئی فرزند کو گلے سے لگایا
امیر نے سیقول شاہ سے کہا کہ تم دین اسلام قبول کرو اب بھی تورج کو تم اپنا فرزند جانو سیقول شاہ
از سر صدق مسلمان ہوا تمام لشکر کو مسلمان کیا غرض یک اہل اسلام ہوا امیر نے صحبت عیش برپا کی ہرکارون نے
یہ خبر زمرد شاہ اور فرعون شاہ کو پہونچائی کہ تورج بھی حمزہ کا پوتا ہی حکم کیا کہ بجے نقارہ رزمی خبر امیر کو ہوئی
کہ لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہی فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہمارے لشکر مین بھی بتائید ایزدی کوس حربی بجے اُسوقت
نقارۂ رزمی بجا رات بھر تیاری رہی صبح کو دونون لشکر مقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوے فرعون
گنبد مینائی پر آکر بیٹھا لقا فوج کو لیکر نیچے کھڑا ہوا ادھر بادشاہ اسلام دمدمے پر جلوہ افروز ہوے امیر نیچے
دمدمے کے مع لشکر صفین باندھ کر کھڑے ہوے میدان تیار ہوا نقیب نسب ہر یکر چلے گئے کہ لشکر فرعون سے
نقابدار زرہ پوش میدان مین آیا مبارز طلب کیا خورشید یزدان پرست اپنے گھوڑے کو اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا
بعد گفتگو نیزہ بازی ہوئی خورشید نے نیزہ اُسکا ہوائی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تیغہ مارا خورشید نے سپر کو چہرے کی
پناہ کیا لیکن گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دشنہ مارا تلوار جھنا کر نکلگئی سر سے چادر
خون کی باہر آئی چاہا اُسنے کہ دوسری تلوار مارے کہ تورج دوڑ پڑا کہ او کافر خبردار اب زخمی پر ہاتھ نہ ڈالنا اور
آکر سامنا کیا خورشید کو پھیر دیا اُسنے کہا کہ ای خدا پرست تو نے شکار کو میرے ہاتھ سے بچا دیا اب تجکو پہلے مارون
تو پھر سمجھونگا یہ کہکر وہی تیغہ تورج پر مارا تورج نے سپر پر روکا اُسکے عوض مین اپنی تلوار اُس کافر پر ماری
اُسنے پشت تیغ پر روکی اب ردو بدل ہونے لگی دو گھڑی تک خوب تلوار چلی ایک مقام پر گھوڑے نے
تورج کے سکندری کھائی تیغہ نقابدار کا سر پہ بیٹھا تا دو ابرو اُتر گیا دشنہ مارا تلوار تو جھنا کر نکلگئی مگر چادر خون
کی سر سے باہر آئی غش طاری ہوا لوگ تورج کے آکر اُٹھا لیگئے القصہ شام تک کوئی چار سردار اُس
نقابدار نے زخمی کیے اور پانچ پہلوان جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر اپنی اپنی
آرامگاہ پر آئے فرعون نے پھر طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارۂ رزمی بجا صبح کو دونون لشکر میدان
مین آئے بعد صف آرائی پھر نقابدار میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کئی سردار نکلے کچھ زخمی
ہوے کچھ شہید ہوے یہانتک کہ تین روز کی میدانداری مین بہت سے اہل اسلام مارے گئے اور کچھ زخمی
ہوے چوتھے روز نقابدار مبارز طلب کر رہا ہی اسد گھوڑا بڑھا کر سامنے تخت شاہی کے آیا ہی پیادہ ہوکر
اجازت طلب کی ہی ہنوز اجازت نہین ملی ہی کہ از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ چیرہ
سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے
مارا ہوا کو اور دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نو سو علم ہاے زرین نشانہ نو لاکھ سوار کا نمودار
ہوے اور تمام علم مع فیل و فیلبان و علمدار سنہری پوش دریاے طلا مین غوطہ مارے ہوے زنجیرون

طلائی سونڈون مین بیٹی ہوئین ہر علم کے پھریرے پر تعریف نیر اعظم آفتاب تابان کی مرقوم تھی اور جلوس
سواری کا گذرا بعد اُسکے ایرج نوجوان مرکب پری پیکر پر سوار خود کج سر پر رکھا ہوا گھوڑا جیلیان کرتا ہو پشت پر
مالک بن ملکوت شاہ تخت پر سوار نو لاکھ سوار اور پیدل کی جمعیت سے پیچھے آکر ایک سمت قایم ہوا دیکھا کہ
عادی نقابدار میدان مین کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا ہی ایرج نے نعرہ کیا کہ او کافر حریف تیرا مین موجود ہون
آیا مین اور مرکب اُڑا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ایرج کو دیکھکر کہا کہ نہین معلوم تجھکو کہان سے کھینچکر قضا تیری
میرے سامنے لائی ہی تو نہین جانتا مین کون ہون منم عزرائیل فرعون شاہ ایرج پکارا مین تیری جان کا
عزرائیل ہون یہ سنتے ہی وہ بولا کہ لا حربہ ایرج نے کہا مین صاحبقران ہون پیشدستی نہین کرتا تو اپنا حربہ کرے
جب نیر اعظم مجھے بچائیگا تو مین بھی وار اپنا کرونگا اُسوقت اُس کافر نے نیزہ ایرج پر مارا ایرج نے نیزے کو نیزے
پر روکا گئی نیزہ بازی ہونے چند طعنون مین ایرج نے نیزہ اُسکا ہوا لی کیا اُسنے غضبناک ہوکر تلوار ماری ایرج نے
با سیب سپر پر روکی اور ہاتھ تیغہ ابدار کا جو اُسپر مارا اُسنے بھی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو ضامن دیا مگر تلوار
ایرج کی جوہری صاف سپر تلوار خود کو کاٹتی ہوئی سر پر بیٹھی کہ مع مرکب چار ٹکڑے کیے اور زمین مین ڈوبکر نکلی
ایک غل ہوا کہ وہ عزرائیل فرعون کا مارا گیا اور ایرج نے لشکر اسلام کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ ای خدا پرستو دیکھا
تمنے کہ کیسے پہلوان کو مین نے کسطرح مارا اسد نے جو یہ لاف وگزاف سُنی پکارا کہ او کرپاس فروش بچہ بازاری اس
گھمسن کہاے پہلوان کو مار کر غرہ کرتا ہی ایرج پکارا کہ ای دیوانے مین تجھسے تو کہتا نہین مگر فرعون نے جو دیکھا
کہ عزرائیل قدرت تیرا مارا گیا حکم کیا کہ مارو اس آفتاب پرست کو جانے نہ پائے تمام فرعون پرست
ایرج پر دوڑے ایرج اُنپر جا پڑا مالک بن ملکوت شاہ نے اپنی فوج کو اشارہ کیا وہ بھی فرعون پرستون پر
آپڑی جنگ مغلوبہ ہوئی بختیارک نے لقا سے کہا کہ ایرج از زبردستان روزگار ہی اور آگے بھی آپ ایرج
کے شریک تھے اب بھی ایرج کے شریک ہو جیے لقا نے کہا ای بختیارک مین نے ستر ہزار برس پیشتر یہی تقدیر
کی تھی اور اپنی فوج سے کہا کہ مارو فرعون پرستون کو فرعون پرست حیران کہ یہ کیا ہوا کہ لقا فرعون سے
باغی ہو گیا غرض شام تک جنگ مغلوبہ رہی طبل بازگشت بجا دونون لشکر علیحدہ ہوے لیکن لاکھون آدمی اس
لڑائی مین مارا گیا لقا ایرج کے پاس آیا ایرج نے سلام کیا اور بعزت و حرمت سے بارگاہ مین لایا لقا
نے کہا کہ ای زبدۂ آفتاب پرستان مین نے آگے بھی دامن پناہ آپ پاس لیا تھا اب ہاتھ میرا ہی اور
دامن آپ کا ہی ایرج بولا ای زمرد شاہ مین نے جو تمسے وعدہ کیا ہی وہی ہوگا کہ بعد فیصل حمزۂ صاحبقران
کے تمھین قیطولون پر بٹھاؤنگا غرض صحبت عیش برپا ہوئی ادھر فرعون شاہ بہت برہم ہوا کہ لقا سے
سمجھونگا مگر ایرج نے نشۂ شراب مین حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل مین حمزہ سے سامنا کرونگا بختیارک نے کہا
کہ ای ایرج نوجوان حمزہ کے پاس گھوڑا اشقر دیوزاد وسا موجود ہی حمزہ تو اُسپر سوار ہوکر میدان مین آئیگا تم
کس گھوڑے پر سوار ہوکر مقابلہ کروگے ایرج نے کہا ای بختیارک پھر اسکی تدبیر کیا ہو بختیارک بولا کہ حمزہ
کے پاس دو گھوڑے ہین ایک آپ جاکر حمزہ سے مانگ لائیے یا یہ کہ اسد کے پاس کرہ بن اشقر اور
مادیان بحری ہی اُنمین سے ایک مانگ لیجیے ایرج نے کہا مین اسد سے تو نہ مانگونگا مگر حمزہ سے
جاکر مانگ لونگا یہ کہکر اُسی وقت سوار ہوکر روانہ ہوا خدمت حمزۂ صاحبقران مین جب دربارگاہ پر
پہونچا خبر امیر کو ہوئی کہ ایرج آتا ہی فرمایا کوئی نہ روکے آنے دو ایرج بارگاہ سلیمانی کے اندر آیا

بادشاہ اسلام اور صاحبقران کو سلام کیا امیر نے دنگل جواہر نگار بیٹھنے کو مرحمت کیا جام شراب گردش مین
آیا ایرج نے کئی جام پیے کہ دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اب امیر نے پوچھا کہ اے ایرج کیونکر ادھر آنا ہوا
عرض کیا کہ یا صاحبقران مین چاہتا ہون کہ سر میدان آپ سے اپنی آزمائش کرون جو غالب ہو وہ
صاحبقران ہو امیر نے کہا مین موجود ہون ایرج نے کہا کہ آپ کے پاس اسباب صاحبقرانی ہو وہ میرے
پاس کہان آپ اس اسباب کو اُتار کر مجھسے سامنا کیجیے اور گھوڑے آپ کے پاس دو ہین ایک مجھے عنایت کیجیے
امیر نے فرمایا کہ اچھا تم خنگ سیہ قیطاس لیجاؤ مگر یہ مرکب بادشاہ کی سواری کا ہو مین عاریتاً تمھین دیتا ہون
ایرج نے کہا مجھے قبول ہو امیر اُٹھے اور خنگ سیہ قیطاس پاس آئے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر سمجھایا کہ اے
سیہ قیطاس ہمنے تمھین عاریتاً دو چار روز کے واسطے ایرج کو دیا ہو تم اُسکی سواری اچھی طرح دینا کہ ایرج ہماری
اولاد مین ہو کوئی غیر نہین ہو خنگ نے سر ہلایا کہ بہت اچھا امیر نے ایرج سے کہا کہ ابھی لیجاؤ ایرج خنگ کو
لے کر روانہ ہوا اپنے لشکر مین آیا زیر خیمہ اُسے بندھوایا آپ کھانا کھاکر سو رہا طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا
چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان مین آئے صفوف جدال وقتال آراستہ ہوئی
نقیب نہیب دیکر چلے گئے ایرج نے بورا باگ کا لیا سامنے تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان
مانگی کہا جاؤ نیر اعظم آفتاب تابان نگہبان ہو ایرج باد گرم مرکب پر سوار ہوا اور سلح شوری کرتا ہوا میدان
مین آیا دم کو آراستہ کرکے مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہرام بن خاقان چین بادشاہ سے اجازت لیکر
مقابل ہوا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی ہوئی ایرج نے چند طعنون مین نیزہ بہرام کا ہوائی کیا بہرام نے تلوار
ماری ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بہرام نے گریبان مین ہاتھ ڈالا زور ہونے لگے آخرکار ایرج بہرام کو گرفتار
کرکے لیگیا دوسرے روز جمہور جانسوز ترکمان نے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا تلوار سے بھی کچھ کام
نہ چلا نوبت کشتی پر آئی دو شبانہ روز کشتی رہی آخرکار رنگ جمہور کا ایرج نے توڑا اور سر سے بلند کیا چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین باندھکر عیار کے سپرد کیا طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھرا خاصہ کھاکر آرام کیا دوسرے روز
طبل جنگ بجوایا لشکر امیر مین بھی نقارہ رزمی بجا ساری رات تیاری رہی صبح کو دونون لشکر صف آرا ہوئے
ایرج نے میدان مین آکر پھر مبارز طلب کیا فرامرز نے سامنا کیا دوسرے روز یہ بھی زیر ہوا یہان تک کہ کل
سرداران حمزہ صاحبقران سوا علمشاہ اور قاسم بدیع الزمان و نور الدہر و لندھور و مالک اژدر
و کرب دیہاشم کے اور سب گرفتار ہوئے اور پھر طبل جنگ بجا آج ایرج نے یہ کہکر طبل جنگ بجوایا ہو کہ کل حمزہ سے
مقابلہ کرونگا خبر امیر کشورگیر کو ہوئی فرمایا کہ ان سب صاحبون سے ایرج سے مقابلہ ہو بھی ہو چکا ہو کل مین سامنا
کرونگا خدا میری آبرو رکھے تو بڑی بات ہو دونون لشکرون مین چار پہر رات تیاری رہی لوگ آپس مین گلے
ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو ایرج ایسا زبردست ہو کہ اتنے سردار امیر کے گرفتار کر لیگیا امیر تمام
ہراسان ہین دیکھیے کیا ہوتا ہو عجب طرح کا غدر ہو سب بہادر آلات حرب و ضرب درست کر رہے ہین کوئی تلوار
کی دھار دیکھتا ہو کوئی سیف کو تیز کرتا ہو کوئی تیرون کو زہر سے بجھاتا ہو کل کفار سے سامنا ہو ادھر لشکر
آفتاب پرستان مین بھی ایک ہلچل ہو کہ اب کل فیصلہ ہو جائیگا اگر یہ اقبال ایرج نوجوان کا اوج پر ہو تو
حمزہ کو زیر کر لیگا کیونکہ اتنے سردار اُسکے زیر کر لیے ہین غرضکہ اسی حال مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح
آیا شاہ خاور تخت نور پر جلوہ افروز ہوا خطوط شعاعی خنجر بکف لشکر انجم پر گرے کہ ایک آن مین حمل تا قاف سے

تا قاف تھا دیا لشکرون مین وردیان گئین اہل اسلام اذانین لیکر مصروف نماز ہوئے آفتاب پرستون مین یا
نیر اعظم آفتاب تابان کی پکار ہوئی ایرج تیاری جنگ مین مصروف ہوا اسلاح حرب تن پر آراستہ کیکے متوجہ عرصہ کارزار
ہوا ادھر حمزہ صاحبقران بعد فراغ فریضۂ سحری مصروف مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات ہوئے کہ ای کارساز
بے نیاز اس پیرانہ سالی مین شرم میری رکھے کیونکہ سامنا ایسے نوجوان زبردست سے ہی تو ہی آبرو بخشنے والا ہی۔
وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر جسے چاہے تو عزت دے جسے چاہے تو ذلت دے اور آنکھون سے
آنسو جاری ہین بلبلا بلبلا کر دعا مانگ رہے ہین کہ عمرو بہو بچا اور امیر کی یہ حالت دیکھکر پکارا کہ پروردگار دعا
حمزہ کی مستجاب کر اس ضعیفی مین اسکی مدد کر امیر نے پھر کر عمرو کی طرف دیکھا اور کہا کہ خواجہ بسبب ناتوانی اور
ضعیفی کے دعا کر رہا ہون عمرو نے کہا کہ حمزہ خاطر جمع رکھو اپنے دل مین غم نہ کر عنایت خدا سے تیری فتح ہوگی جسنے
تجھے صاحبقران کیا ہی وہی مدد گر ہے گا خوش وخرم سوار ہو کر لشکر میدان مین پہونچگیا ہی امیر اسیوقت مسلح ومکمل ہوئے
مقبل صندوق تبرکات پیغمبرون کا لایا فرمایا کہ اسے لیجاؤ کہ ایرج مجھے منع کر گیا ہی اور قریب اشقر کے آکر اسے پیار کیا
اور سوار ہو کر دروازہ بادشاہی پر آئے سب سردارون نے سلام کیا کہ تخت بادشاہی برآمد ہوا امیر نے سلام کیا چوبدار
نے سلام کروایا پھر اور سردارون نے سلام کیا سواری بادشاہ کی چلی نوبت ونقارہ بجتا ہوا اسلامی آرتی ہوئی آگر
قلب سپاہ پر تخت بادشاہی قائم ہوا گردار دست راس ودست چپ پرے باندھکر کھڑے ہوئے امیر بمرتبہ
صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھکے زیر سایہ علم اژدہا پیکر متمکن ہوئے ادھر فرعون گنبد مینائی پر آکر بیٹھا فوج
اسکی نیچے گنبد کے کھڑی ہوئی ادھر سے آمد لشکر ایرج کی ہوئی کہ مالک بن ملکوت شاہ اور لقا دونون ایک
تخت پر سوار آگے آگے ایرج نوجوان خنگ سیہ قیطاس پر سوار دریائے آہن مین غرق پیچھے نولاکھ آفتاب پرست
چلتہ پوش بکتر پوش چار آئینہ بند دوش بدوش آگر دونون لشکر بمقابل یکدیگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے تبرداروں نے
نکلکر درخت کاٹ کر پھینکدیے سقون نے آبپاشی کی گرد بٹھائی نقیب نکلکر نہیب دینے لگے کہ کہان ہی رستم کمان ہی سام
کون نامدار ہو کر نکلکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام رستم وسام کا مانند حرف غلط کے صفحۂ ہستی سے
مٹا دے انکا نہیب پیکر نکلجاتا تھا کہ ہر بہادر کی رگون مین خون جوش مارنے لگا امنگین بڑھ گئین پیرون کے بھی
ولولے جوان ہوگئے ہر شخص آمادہ مرگ مہیائے قضا تھا کہ یکایک لشکر مین آفتاب پرستون کے علمہائے آفتاب پیکر
جلوہ گری پر آئے آواز کرنا دمامہ ونفیری شتری دماموں کی بلند ہوئی ایرج نے پودا باگ کا لیا مرکب کو جھکا کر سامنے
تخت مالک بن ملکوت شاہ کے آیا اجازت میدان چاہی کہا کہ سپرد کیا نیر اعظم آفتاب تابان کو ہاتھ
مین ہاتھ دیا پنجہ خورشید درخشان کے وہی تمہارا نگہبان ہی ایرج نے سلام کیا اور مرکب کو جھکا کر تمہید بیان کرتا ہوا
میدان مین آیا کہا لاؤ ہمارا اسباب اسلحہ شوری اسیوقت چالیس ہاتھی کہ سونڈون مین انکے تلوارین بندھی
ہوئی تھین ایرج آکر ان فیلان مست پر گرا ان سب نے ایرج پر حملہ کیا ایرج نے کسی ہاتھی کا بھسونڈا کھینچ لیا
کسی کے دانت گھسیٹ لیے کسی کی مستک پر گھونسا مارا کہ سر پھٹ گیا کسی کو ڈھکیل دیا اسیطرح چالیسون
ہاتھی مار ڈالے ہر طرف سے غل تحسین وآفرین کا بلند ہوا بعد اسکے تیر کمان مین پیوستہ کرکے طرف آسمان کے
مارا کہ وہ گرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا تیر مارا کہ پیکان اس تیر کا سوفار مین پہلے تیر کے در آیا اور اسے لیکر بلند ہوا
وہ گرا نہ تھا کہ تیسرا تیر مارا وہ اسکو لیکر بلند ہوا اسی طرح تو تیر کا نیزہ بنا کر اوتارا ہر طرف سے صدا احسنت وحبا
بلند ہوئی پھر نیزے گے ہاتھ نکالنا شروع کیے نیزہ ہاتھ مین گھوڑا رومین چلا جاتا ہی ایرج مع نیزے گھوڑے کے

پیٹ کے تلے سے نکلگیا کبھی ایک رکاب پر کھڑے ہوکر نیزہ ہلایا بعد اُسکے چھلے انگوٹھیان جھنکین سنان نیزے پر
روکین کوئی نیچے نہ گرنے پائی پھر شاپور نے ایک ہاتھی فولاد کا بہت بڑا لاکر میدان مین قائم کیا ایرج نے
جھپٹکر گرز مارا کہ وہ غرق زمین ہوگیا اور ایک تالاب بنگیا پھر مزدورون نے زمین کھودکر اُسے نکالا اور میدان
مین قائم کیا ایرج نے دوڑکر تلوار ماری شاپور نے کہا ای شہریار وار آپ کا پورا نہین پڑا شاید تلوار اُچٹ گئی ایرج
نے جھپٹکر ایک لات ماری دیکھا تو نصف ہاتھی زمین پر گر پڑا اس صفائی سے دو ٹکڑے ہوے کہ معلوم نہوا ہر طرف سے
شور احسنت و آفرین بلند تھا شاپور نے پھر ایک درخت طلائی حلقہ دار میدان مین لاکر نصب کیا کہ ہر حلقے
مین خوشہ مروارید نصب تھے ایرج نے جس خوشہ کو تیر مارا اُسے اُڑادیا شاپور پکارا اسکی سند نہین ہے ای شہریار
ایک ہی موتی اُنمین سے اُڑ جاے دوسرے کو خبر نہ ہو ایرج نے کئی بار ایک ایک موتی اُڑادیا اور دوسرے خوشے کو جنبش
بھی نہوئی القصہ ایسی سلحہ شوری کی کہ دونون لشکر دیکھکر محو ہوگئے اور تعریفین کرنے لگے ایرج جوش شجاعت مین
پکارا نعرۂ ایرج - منم ایرج شاہ عالیجناب + کہ ہستم غلامی رہے آفتاب + اگر قطب دوران یاری کند +
فلک رحم بر خاکساری کند + اور آواز دی کہ سوا حمزۂ صاحبقران کے اور کوئی میرے مقابلے کو نہ آئے
امیر نے یہ آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ میدان فرق گرد ہے عمرو نے کلاہ نمدی اُچھالی سب پر ثابت ہوا کہ
صاحبقران خود نکلینگے سب سردار پیادہ ہوئے آکر امیر کو گھیر لیا امیر سامنے تخت بادشاہی کے آکر پیادہ ہوے
سلام کیا اجازت میدان مانگی بادشاہ نے تخت اپنا رکھوادیا گلے مین ہاتھ ڈالکر خوب روئے کہ بادشاہی میری
آپکے دم سے ہے خدا آپ کی عزت و حرمت رکھے اور جام کلاہ عفریت عنایت کیا امیر نے جام پی کر سمند مرکب
کو جست کیا اور سوار ہوکر مانند باد تند کے وہان سے چلے یہان تک کہ متصل ایرج نامدار پہونچے اور تلوار کھینچی
اُسنے گھوڑا جھکایا امیر نے تلوار گھوڑے کے سمون پر ماری کہ چارون نعل گھوڑے کے اُڑ گئے اور اسکو خبر نہ ہوئی گھوڑا
سرپٹ چلا گیا چہار طرف سے آواز مرحبا کی بلند ہوئی دوست دشمن تعریف کر رہے تھے ایرج کی رنگت زرد ہوگئی
امیر سامنے ایرج کے آئے ایرج نگاہ دوران ہوا کہ کوئی پانچ قدم اشقر پیچھے ہٹا اور چھ قدم خنگ پیچھے سرکا اب
ایک دوسرے کے مقابل ہوا ایرج نے سلام بہ تعظیم کیا امیر نے کہا ای ایرج یہ کیا تھا کہ بعد میرے فرنگوشیہ اور
اختر کو قتل کیا ایرج نے کہا کہ یا امیر ایک روز لقا فرنگوشیہ مین کوٹھے پر سے گرا تھا مین نے اُسے بر دست ہوا
روکا تھا اُسنے مجھے انگوٹھی اپنی اُتار کر دی کہ باختر مین نے تجکو دیا اور گیتی افروز کو کر قاسم مجھسے زبردستی
لیگیا چہرہ وہ بھی مین نے تجھے دی یہ سبب میری شورش کا ہے امیر نے جو نام گیتی افروز کا سُنا آزردہ ہوکر کہا کہ ای
آفتاب پرست زبان اپنی بند کر بازو اپنے کھول جو کچھ تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر ایرج نے کہا آپ پہلے
اپنا حربہ کریجیے فرمایا یہ نہوا ہے نہ ہوگا غرضکہ نیزہ بازی ہوئی تا دیر نیزہ بازی رہی آخر کار امیر نے نیزہ ایرج
کا ہوائی کیا جہان ایرج کی نگاہون مین تیرہ و تار ہوگیا اور دوڑکر اپنے عربی پر سے گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ پندرہ سو من کی ضرب اُٹھا کر پکارا یا حمزۂ صاحبقران غضب کیا آپ نے
کہ نیزہ میرا ہوائی کیا مگر یہ گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا خبردار رہیے گا یہ کہکر گرز صاحبقران پر مارا امیر نے
اپنے گرز بر رو کا پکارے کہ ای پروردگار چہرہ ام از گل نازک تر است پناہ دست دگر ندارم پناہ تو دارم
یا قاضی الحاجات ای حافظ حقیقی ادھر گرز پر گرز تڑاتڑاقے کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوگئے
طبق زمین کے ہل گئے یہ معلوم ہوا کہ میدان مین زلزلہ آگیا دونون ہاتھ امیر کے جس طرح ستون گرز سے تھے اُسمین خلل

نہ واقع ہوا مگر زمین شق ہوئی اشقر کے دونون زانو زمین سے جا لگے مُنہ زمین پر اس زور سے پڑا کہ دو دانت ٹوٹ گئے اشقر تھر تھر کانپنے لگا امیر بیہوش ہو گئے آفتاب پرستون مین غل ہوا ایرج نے نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم عمرو دوڑ گرد گرد کے چرخ مار کر اندر آیا دیکھا تو امیر بیہوش ہین اشقر کے مُنہ سے لہو جاری ہی عمرو نے پکارا حمزہ ہوش مین آؤ کہ حریف زیادتی کر رہا ہی امیر ہوشیار ہوئے اشقر کو اُس حال مین دیکھکر اُتر پڑے اسد کے پاس سے مادیان بحری کو منگوایا اُسپر سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر دوسری ضرب ماری امیر نے پھر گرز کو رد کیا وہی حالت پھر ہوئی اور کمر مادیان کی ٹوٹی تڑپ کر مر گئی اب امیر نے کرہ بن اشقر کو منگوایا اور ایرج کو دیا اور خنگ سیہ قیطاس پر آپ سوار ہوئے کہ ایرج نے دوڑ کر تیسرا گرز مارا دو دستی کہ خنگ سیہ قیطاس بھی تھرتھرا گیا جب امیر گرد سے نکلے تو دیکھا کہ خنگ کا تپ رہا ہی اُتر پڑے اشقر پکارا کہ آقا مجھی پر سوار ہو جیسے میری زندگی مین دوسرے گھوڑے پر نہ بیٹھیے امیر اشقر پر سوار ہوئے ایرج سے کہا کہ تین ضربین تیرے ہاتھ کی ہین سہ چکا اب ایک ضرب میرے ہاتھ کی تو روک ایرج نے کہا مشتاق ہون امیر گرز اُٹھا کر چلے ایرج نے قسم دی کہ آپ بھی دو دستی گرز مجھپر لگایئے امیر نے دو دستی گرز ایرج پر مارا ایرج نے اپنے گرز پر روکا دونون گرزون سے شرارے آتش کے نکلنے لگے جگر زمین کا ہول سے شق ہو گیا کرہ بن اشقر زمین مین سما گیا کمر مرکب کی ٹوٹی ایرج بیہوش ہو گیا ہر سر مو بُن مو سے پسینہ جاری ہوا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ تنورہ گرد مین تھا امیر نے پکار کر کہا کہ صاجبو اگر اسکی خبر لو دیکھو کیا گذری شاپور دوڑا گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گھسا دیکھا کہ ایرج بیہوش ہی پانی کے چھینٹے دیکر ہوش مین لایا ایرج کی آنکھ کھلی گھوڑے کو تڑپتے دیکھا کود پڑا تڑپ کر مر گیا ایرج پھر خنگ پر سوار ہوا اور تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا قریب پہونچکر تلوار ماری امیر نے باسیب سپر وار ایرج کا رد کیا راوی کہتا ہی کہ جنگ ایرج مین امیر کے بدن پر اسلحہ پیغمبران سے کچھ نہ تھا کہ ایرج نے دور کروا ڈالا تھا غرضکہ امیر نے اپنی تلوار ایرج پر ماری اُسنے بھی پشت شمشیر پر روکی یہان تک تلوار چلی کہ تیغون کی آریان بن گئین آخر تلوارین ہاتھ سے پٹک کر ایک دوسرے پر دوڑا اور دست و گریبان ہوئے اور ایک روایت یون ہی کہ بعد کرہ کے مارے جانے کے ایرج اور گھوڑے پر سوار ہوا وہ گھوڑا تلوار سے صاحبقران کی مارا گیا ایرج اشقر پر دوڑا اور کاکل اُسکی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ کچھ بال نچ گئے اشقر غضبناک ہو کر مُنہ پھیلا کے دوڑا اور چاہا کہ سر ایرج کا دھڑ سے اُتار لے امیر نے اشقر کو منع کیا اور کہا ای ایرج یہ کیا کیا تونے کہ بال اشقر کے نوچے اگر مین اس دیوزاد کو منع نہ کرتا البتہ تجکو ضائع کرتا یہ کہکر اشقر سے کود پڑے اور کہا ای ایرج اب کشتی ہماری تمھاری باقی رہی وہ بھی ہو جائے ایرج نے کہا کہ مین موجود ہون دونون دامن گردان آستینین چڑھا کر سرگرم تلاش ہوئے دن بھر کشتی رہی شام کو دونون طرف سے روشنی آگئی پھر کشتی ہونے لگی تماشہ بینون کا ہر طرف سے ہجوم سب کو اس اشتیاق مین کھانا پینا حرام کہ دیکھیے کسکی فتح ہو کسکی شکست کون غالب ہو کون مغلوب اسی طرح سات روز برابر کشتی رہی وقت نماز عصر کا تھا کہ ایرج صاحبقران کو ریل کر لے چلا امیر دم کے بھروسے قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہین آٹھ نو قدم تک ایرج ریل کے گیا وہان جا کر جھٹکا دیا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے مگر تڑپ کر لنگر مارا کہ پشت پا تک غرق زمین ہو گئے ایرج نے ہر چند زور کیا کچھ نہ ہو سکا لنگر امیر کا نہ اکھڑا ایرج نے ہاتھ اُٹھا لیا اور کہا کہ مین اتنا زور کر چکا اب آپ بھی زور کیجیے امیر نے اُٹھکر بازو ایرج کے پکڑے اور ریلکر لے چلے تو دس قدم لیگئے وہان پہونچکر جھٹکا دیا دونون گھٹنے زمین کو جا لگے مگر تڑپ کر

لنگر مار کر پشت پا تک غرق زمین ہو گیا امیر نے بھی ہر چند زور کیا مگر لنگر نے ایرج کے جنبش نہ کھائی امیر نے
بھی ہاتھ اٹھا لیے اور کہا اے ایرج ہم تم ہر لڑائی مین برابر رہے مآل کار کیا ہوگا ایرج نے کہا جیسا آپ
فرمائین ویسا کیا جائے امیر نے کہا اے ایرج کشتی کئی طرح کی ہوتی ہو عجمی ترکی ہندی عربی اور کشتیان ہمارے
تمہارے ہو چکین ایک جنگ عربی باقی ہو ایرج نے کہا وہ کشتی کیسی ہوتی ہو فرمایا کہ تم چار زانو بیٹھو مین زور
کرون مین بیٹھون چار زانو تم زور کرو جو جسپر غالب ہو وہ صاحبقران ہو ایرج نے کہا یا امیر با توقیر چار زانو
بیٹھنے مین لنگر تو قائم ہو نہ سکیگا مقرر ایک دوسرے کو اٹھا لیگا اور پہلے کون بیٹھے گا امیر نے فرمایا کہ پہلے مین بیٹھونگا
تم تین زور مجھپر کرو اگر تمنے مجھے اٹھایا تو بہتر نہین تو پھر مین بھی تین زور کرونگا ایرج نے کہا یا صاحبقران آپ اس
کشتی کو جانے دیجیے مین آپ برابر ہون نصف ملک مین آپ صاحبقرانی کیجیے نصف مجکو دیجیے فرمایا کہ اے
ایرج دو چھریان ایک میان مین نہین رہ سکتین دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند و دو درویش در گلیمے بخسپند اے ایرج دو
صاحبقران نہین رہ سکتے ہین بغیر فیصلہ ہوے کچھ نہو گا اس سے بہتر یہ ہو کہ پہلے مین چار زانو بیٹھتا ہون تم اگر مجھپر زور
کرو عمرو نے ہر چند کہا کہ حمزہ تو بوڑھا ہو پہلے ایرج کو بٹھال امیر نے نہ مانا چار زانو ہو کر بیٹھے ایرج نہایت خوش ہوا کر اب
تو نے امیر کو اٹھایا اور کہا کہ یا صاحبقران آپ فنون سپہ گری مین یگانہ آفاق ہین مگر یہان آپ چوکتے ہین اگر آپ پولاد (?)
آہن بنکر بیٹھیےگا یا اہرمن زمانہ ہو نگے تو مین آپ کو اٹھا لونگا فرمایا تم سچے ہو دیکھین کیونکر اٹھا لیتے ہو ایرج نے کہا دیکھیے
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ کیا کہ یا نیر اعظم آفتاب تابان اور زور کیا لنگر صاحبقران کا اکھڑا ایرج آہستہ آہستہ
اٹھائے جاتا ہو اور غل ہوا کہ وہ حمزہ صاحبقران کو ایرج نے اٹھا لیا یہان تک کہ کمر تک اٹھا لایا تمام اہل اسلام کی رنگت
زرد ہو گئی عمرو پکارا کہ اے حمزہ بسبب پیری کے تو ناطاقت ہو گیا ہی بلا کر پہلوان عادی کو کمر مین تیری باندھ دو لنگر
تیرا بھاری ہو جائے امیر نے جو یہ کلمہ سنا غیظ و غضب طاری ہوا مانند ماہی بے آب کے تڑپے کمر بند ٹوٹ گیا زمین
پر گرے اور کمال طیش مین لنگر مار کر نصف ران تک غرق ہو گئے ایرج نے امیر سے کہا کہ الٰہی تو کمر بند ٹوٹ گیا آپ
ہاتھ سے میرے گر پڑے ابھی دو زور میرے باقی ہین امیر نے کہا اے ایرج اب وہ وقت گذر گیا اب میرا لنگر نہ اٹھیگا
تم شوق سے زور کرو ایرج نے کمر بند خوب کسکے باندھا اور پھر زور کیا الٰہی لنگر نے جنبش نہ کھائی امیر نے کہا اے ایرج
دیکھا تو نے اسنے کہا یا امیر ابھی ایک زور میرا اور باقی ہو امیر نے فرمایا وہ بھی زور کر لو ایرج نے خوب دم لیکر تیسرا
زور کیا پھر بالکل لنگر نہ ہلا تھک کر ہاتھ اٹھا لیا امیر نے پوچھا اے ایرج کیون ہاتھ اٹھایا کہا کہ دروغگوئی بہادر دل
کو پسند نہین آتی مین نے آپ کو سب طرح آزمایا دیکھا مین نے کہ مین آپ کا کچھ نہین کر سکتا ہاتھ اٹھا لیا اب باری
آپکی ہو امیر بولے تمنے تین زور کیے تو مین بھی تین زور کرون ایرج بولا آپکو اختیار ہو مین آپ کے سامنے بیٹھتا
ہون فرمایا کہ اگر مین نے بھی تین زور کیے تو فوقیت کیا ہوئی ایک زور تو مین راہ خدا پر چھوڑتا ہون دوسرا زور
واسطے خلق اللہ کے کہ سات روز سے بیخواب ہین ایک زور مین تمپر (?) کرتا ہون اس ایک زور مین اگر مین نے لنگر
تمہارا توڑ ڈالا تو فبہا نہین پھر زور نہ کرونگا اب ہوشیار ہو کہ مین نعرہ کرتا ہون ایرج نے کہا صحرا کشادہ ہو جتنا
جی چاہے غل مچایئے امیر نے عمرو سے کہا کہ لوگون کو خبردار کرو کہ مین نعرہ کرتا ہون عمرو نے کلاہ نمد سر سے اچھالی سب
آگاہ ہوئے کہ امیر نعرہ کرینگے روئی نکال نکال کر اپنے کانون مین اور گھوڑے کے کانون مین سب نے دی کہ امیر
نے دوہری زنجیر کمر مین ایرج کے خوب کسکے باندھی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آہستہ آہستہ مانند شیر کے غرش
کر کے طنطنہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا نعرہ امیر چنان نعرہ زد میر منزل مصاف + کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف +

یکے نعرہ زد آن نخلقش دگر * کہ آہن دلی را دریدہ جگر * زور جو کیا لنگر ایرج کا اُکھڑا پہلے زور مین تا بہ کمر لائے
دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا ایک غل ہوا کہ وہ ایرج کو زیر کیا نور الدہر نے اسعد
سے کہا کہ مجکو بھی **صاحبقران** نے یونہین زیر کیا تھا مگر امیر نے ایرج کو سر پر چرخ دے کر زمین پر مارا کہ نقش بندھ
گیا ایرج نے چاہا کہ مونڈھے کی کھا کر سنبھلے امیر نے نہ سنبھلنے دیا چھاتی پر چڑھکر مشکین آصفاے باصفا سے
باندھین کہ اور کمند کو ایرج توڑ ڈالتا اور عمرو کے حوالے کیا کہ آج کی رات خوب حفاظت سے اسے اپنے
پاس رکھو کہ دشمن اسکے بہت ہین اگر کسی نے اسے چشم زخم پہونچایا تو تمسے سمجھونگا صبح کو حال اسکا دریافت
کیا جائیگا طبل بازگشت بجا کر مراجعت فرمائی لشکر اسلام نہایت شادان و فرحان پھرا **آفتاب پرست**
نہایت پریشان کمال اُداس پھرے بختیارک نے لقا سے کہا کہ اندھے کی ایک لاٹھی تھی وہ بھی ٹوٹ گئی ہو ای
لقا چلکر فرعون کے شریک ہو اُسنے کہا جو تیری راے یہ تو فرعون کی طرف روانہ ہوا مگر امیر آکر داخل
بارگاہ ہوئے دربار نہ کیا خاصہ کھا کر آرام فرمایا مگر قاسم ایرج کے گرفتار ہونے سے بہت خوش ہوا خیمے مین گیتی افروز
کے آکر بیٹھا دونون بیٹے **ملک زاد و ملک شاہ** دہنی بائین طرف بیٹھے قاسم نے دونون سے کہا ای فرزندو
اس **آفتاب پرست** نے مجکو جہان مین رسوا کیا اگر یہ مسلمان ہوا تو اور غضب ہو گیا کہ رقیب گویا سر پر
آکر موجود ہوا بہتر یہ ہے کہ اسکو مار ڈالیے مگر وہ عمرو کی قید مین ہے اُسپر ہاتھ ڈالنا مشکل ہے لیکن خواجہ عمرو
کو طمع دے کر قتل کیجیے یہ صلاح کر کے سیارہ عیار کو بلا کر کہا کہ تم جا کر عمرو کو جسطرح ہو ہمارے پاس لاؤ سیارہ نے
عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر روانہ ہوا مگر یہان عمرو ایرج کو قید آہن مین گرفتار کرکے اپنے شاگردون سمیت
چوکی دینے کو بیٹھا کہ سیارہ پہونچا سلام کیا ہاتھ باندھکے کھڑا ہوا عمرو نے کہا کیا ہے عرض کیا خلوت مین عرض
کرونگا عمرو سیارہ کے ساتھ گوشے مین گیا جب عمرو تنہا ہوا سیارہ نے عرض کیا کہ شاہزادہ خاور سیاہ
ملک قاسم نے آپ کو یاد کیا ہے عمرو نے کہا اولاد حمزہ کی بہت ہے مین کس کس پاس جاؤن سیارہ نے کہا کچھ
دینے کو بلایا ہے اور واسطہ خدا کا دیا ہے کہ مجھے کچھ ضروری کام ہے لمحہ بھر کے واسطے ہو آیئے عمرو بولا واسطے خدا
کے جان تک حاضر ہے اسی وقت ہمراہ سیارہ کے قاسم پاس آیا اُسنے اُٹھکر سلام کیا اور بعزت تمام اپنے
پاس بٹھایا دو توڑے پیش کیے کہ یہ آپ کی نذر ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ اپنا مطلب تو کہیے جس واسطے مجھے بلایا
ہے قاسم نے کہا دادا جان آپ خوب جانتے ہین کہ اس آفتاب پرست نے مجھ ایسے باعزت کو کیسا بدنام
کیا ہے اگر یہ مسلمان ہوا تو بڑا غضب ہو گا چاہتا ہون کہ یہ آفتاب پرست مارا جائے لاکھ روپیہ دیتا ہون گر
آپ ایرج جوان کو میرے سپرد کیجیے کہ مین اسے مار ڈالون عمرو نے کہا ای قاسم اگر مین نے ایرج کو تجھے دیا اور
تو نے اُسے قتل کیا تو حمزہ تجھے تو کچھ نہ کہیگا مگر مجکو مار ڈالیگا مین روپیہ لیکر کیا کرونگا قاسم نے ایک صندوقچہ
جواہر کا کھول کر دیا کہ یہ بھی حاضر ہے عمرو نے جو وہ صندوقچہ دیکھا رگ طمع حرکت مین آئی دل سے کہا کہ یہ
مال و اسباب ہاتھ تو آتا ہے مگر خطرہ جان ہے ای عمرو سونے کی کٹاری سے کوئی پیٹ نہین مارتا پھٹ پڑے وہ
سونا جس سے ٹوٹے کان یہ خیال دل مین ہے مگر جواہر کا صندوقچہ دیکھکر پانی منھ مین بھر آیا۔ دریاے فکر مین غوطہ
مارا بعد تھوڑی دیر سر اُٹھایا اور کہا ای قاسم ایک کام کر کہ نہ مین بدنام ہون نہ تو رسوا ہو اور آفتاب پرست راجاے
قاسم نے کہا جیسا آپ فرمائین ویسا مین کرون عمرو نے کہا کہ پہر رات رہے تم آؤ پیچھے خیمے کے کھڑے رہو مین سب کو
وہان سے ہٹا دونگا اور آواز دونگا کہ ای مالک صندوق جواہر آ اپنی امانت لو تم اُسی وقت اپنے

دونون بیٹون سمیت آنا ایرج کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے چلے جانا بعد اُسکے مین شور و غل مچاؤنگا کہ کوئی ایرج کو مار گیا
اس تدبیر سے ہم تم دونون بدنام نہ ہونگے اور کام بھی ہو جائیگا قاسم یہ سُنتے ہی گلے عمرو کے لپٹ گیا کہا سبحان اللہ
کیا خوب تدبیر آپ سوچے واہ واہ عمرو نے کہا کہ اب مجھے جانے دو کہ مین جا کر تدبیر کرون قاسم نے کہا بسم اللہ
وہان سے صندوق جواہر کا لیکر باہر آیا اور لشکر کا ایرج کے راستہ لیا تھوڑی دور آیا ہوگا کہ دیکھا ایک
آفتاب پرست لشکر اسلام سے پھرا ہوا آتا ہے عمرو سوچا کہ یہ کوئی جاسوس ہے راستے مین کمند بچھا کر پوشیدہ
ہوا جب وہ آفتاب پرست اُس جگہہ پہونچا عمرو نے جھٹکا دیا وہ گرا آکر بیہوش کیا اور پشتارہ باندھکر
اپنے خیمے مین آیا اور ایرج کو لیجا کر کسی اور جگہہ پوشیدہ کر دیا اور اُس آفتاب پرست کو ایرج کی صورت
بنا کر غل و زنجیر مین گرفتار کر کے بٹھا دیا اور اپنے عیارون کو بھی پہلے ہٹا دیا تھا کہ کسی پہ یہ راز ظاہر نہو اب
سب کو بلا لیا جب پہر رات باقی رہی قاسم اپنے دونون بیٹون سمیت سیاہ پوش ہو کر آیا پشت خیمے کے کھڑے
ہو کر کھنکھارا عمرو سمجھا کہ قاسم آگیا تمام عیارون کو ہٹا دیا کسی کام کا بہانہ کر دیا اور آواز دی کہ ای مالکان
صندوق آؤ اور اپنی امانت کو لو قاسم یہ سُنتے ہی چوب خیمہ کی اُکھیڑ کر اندر آیا دیکھا کہ ایرج سر جھکائے بیٹھا ہے
قاسم دیکھتے ہی غضبناک ہوا آنکھین سرخ ہوگئین کانپنے لگا پکارا کہ او حرامزادے خوب تو نے مجکو بدنام کیا تھا
اور تلوارین کھینچکر جو گرے ٹکڑے ٹکڑے پرزے پرزے کر ڈالا خیمے سے نکلکر چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد عمرو نے غل مچایا
کہ کوئی آکر ایرج کو مار گیا اور رونے لگا پچھاڑین کھانے لگا کہ ہائے زبدۂ آفتاب پرستان وای شاگرد رشید عمرو
کہ اور عیار بھی عمرو کا نالہ سُنکر دوڑے ہوئے ایک قیامت برپا ہوئی سب نے پوچھا کہ کیا ہوا عمرو نے کہا ابھی
تین مشٹنڈے گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے مین نے مارے خوف کے انکے سامنا نہ کیا وہ صاف نکلگئے عمرو
صبح تک بلبلایا کیا صبح کو امیر آکر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے سردار جابجا کرسی زرنگار پر حسب مراتب کے فروکش
ہوئے امیر نے فرمایا عمرو سے کہو کہ ایرج کو لے کر آئے لوگون نے عرض کیا کہ شہریارا شب کو پہر رات رہے کئی شخص
خیمے مین گھس آئے اور ایرج کو مار کر چلے گئے سو عمرو اُسوقت سے اب تک رو رہا ہے امیر یہ سُنتے ہی گریان ہوئے اور
فرمایا کہ افسوس ایرج ایسا بہادر تھا کہ دوسرا کم ہوگا اور خوب روئے اسد باوجودیکہ عداوت رکھتا تھا لیکن ہاے کا نعرہ
مارا خاک اُڑانے لگا کہ کیا جری تھا بدیع الزمان نور الدہر و اراب کشور کشا وغیرہ نے حالت اپنی تباہ کی
اتنے مین لاش ایرج کی لشکر سامنے آئی امیر نے لاش ایرج کی دیکھکر فرمایا کہ ای مقبل جلد جا کر عمرو کو لا تو مقبل
اُسطرف روانہ ہوا یہان امیر نے جو سردارون کی طرف دیکھا سب کو غمگین پایا مگر قاسم کو دیکھا کہ اپنے بیٹون سمیت
خوش و خرم ہے ہرگز رنج و الم چہرون پر ظاہر نہین بلکہ پیشانی کشادہ ہے صورت سے خوشی ظاہر ہے امیر نے دل مین
کہا کہ سوا قاسم کے کسی اور نے نہین مارا ہے یہ اُسی کا کام ہے کیونکہ ناموس کو اسکے اُسنے بدنام کیا تھا اُسنے عمرو کو
رشوت دی ہوگی کہ اتنے عرصے مین مقبل جا کر عمرو کو لایا عمرو نے سلام کیا دیکھا کہ صاحبقران نہایت غضبناک
بیٹھے ہین اور رو رہے ہین غم و غصہ چہرے سے ظاہر ہے لیکن امیر نے جو عمرو کو دیکھا کہا کیون صاحب ہمنے تاکید کر کے
ایرج کو تمہارے سپرد کیا تھا کہدیا تھا کہ دشمن اسکے بہت ہین ہوشیار رہنا تمنے ایسی غفلت کی کہ ایرج مارا گیا اور اُسکے
قاتل کا بھی پتا نہ لگا سکے عمرو پکارا کہ ای شہریار مین بیگناہ ہون میری اسمین کیا خطا ہے فرمایا آخر حال تو شب کا بیان
کرو عمرو نے عرض کیا کہ ای شہریار مین پہر رات تک عیارون سمیت بیدار تھا کہ تین سیہ پوش قوی ہیکل حرام خور
مسلح مکمل بے تحاشا خیمے مین گھس آئے تلوارین ننگی ہاتھون مین تھین ایسی ہیبت اُنکی تھی کہ مین بدحواس ہو گیا

منھ بند ہوگیا کچھ مارے دہشت کے زبان سے نہ نکلا بس وہ بہ نگاہ غضب مجھے دیکھتے ہوئے ایرج پر جا پڑے
مارے تلوارون کے اُسکے ٹکڑے ٹکڑے کیا بھاگ کر چلے گئے بعد اُنکے جانے کے مین نے غل مچایا ایک ایک
کو پکارا کہ دوڑو کہ دیکھون کدھر جاتے ہین کوئی نہ معلوم ہوا فرمایا امیر نے کہ او دزد باریک گردن یہ سب باتین
مکاری کی ہین تو نے خوب رشوت لیکر ایرج کو قتل کروایا عمرو نے کہا حمزہ جو محبت مجکو ایرج سے تھی وہ کاہے کو
کسی کو ہوگی کہ مین نے اُسے فن سپہ گری بتایا صاحبقران بنایا تھا اور مین اُسے قتل کرواتا فرمایا یہ مکاری
کی گفتگو مجھے پسند نہین آتی باندھو اس مکار کو مقبل نے عمرو کو پکڑا کہا کہ بلاؤ جلاد کو کہ جلد اسکی گردن مارے
تاکہ ایرج کے ساتھ دفن کرون اور قسم ہے مجھے کہ اگر بغیر مارے چھوڑون تو نام اپنا حمزہ صاحبقران نہ رکھون چوبدار
نے جانے مین تامل کیا فرمایا خیر مین اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا اور باشمشیر برہنہ اُٹھے عمرو نے کہا اے طوطہ چشم
بے دید تو کیون اسقدر برہم ہوتا ہے ایرج کو مجھسے لیگا یا میری جان لیگا چھوڑ دے مجھے کہ مین ایرج کو لاکر تجھے
سپرد کرون فرمایا مجھے تو فریب دیتا ہے کہ مین تجھے چھوڑ دون تو بھاگ جائے عمرو نے کہا مین لندھور کو ضامن
دیتا ہون یہ کہکر لندھور کی طرف دیکھا لندھور پکارا کہ یا صاحبقران مین عمرو کا ضامن ہون اگر عمرو بھاگ جائے
تو آپ اُسکے عوض مجھے قتل کیجیے گا فرمایا لندھور تم اسمین دخل نہ دو کہین مردے زندہ ہوے ہین لندھور
بولا کہ حضور عمرو کو چھوڑ دین مجکو اسکے عوض قید کرین امیر نے فرمایا کہ واللہ مین تجھے عمرو کے عوض مارونگا لندھور
پکارا مجھے قبول ہے امیر نے عمرو کو چھوڑ دیا لندھور کو قید کر لیا عمرو نے کہا اے دارائے ہند مین ابھی ایرج کو
لایا تم کچھ وسواس اپنے دل مین نہ کرنا لندھور نے دیکھا کہ عمرو بدحواس نہین ہے القصہ عمرو روانہ ہوا قاسم نے
اپنے بیٹون سے کہا کہ یہ معاملہ کیا ہے ماکان ادو ملک شاہ نے کہا اے پدر بزرگوار یہ سب شعبدے ہین عمرو اس بہانے
سے اپنی جان بچا کر چلا گیا ہے نہ آپ نے اُسکو مار ڈالا مردہ کہین زندہ ہوا ہے ادھر امیر لندھور سے فرما رہے ہین کہ
تم مفت جان دینے پر آمادہ ہوئے ایک مکار کے لیے مین دو چار گھڑی انتظار کرتا ہون لندھور سر جھکائے بیٹھا ہے
امیر فرماتے ہین کہ ابھی عمرو دیر تاکید کر دو اپنے لوگون کو بھیجو کہ جلد ایرج کو لائے لندھور عرض کر رہا ہے کہ بہت اچھا
کہ ایک ساعت بھر کے بعد عمرو ایرج کو لے کر چلا ابھی پہونچا نہ تھا کہ یہان امیر نے جلاد سے کہا لندھور کو
قتل کر جلاد کو تامل ہوا ہے خود عقرب سلیمانی ٹیک کر اُٹھے کہ مین خود قتل کرونگا لندھور نے سر جھکایا اتنے
مین عمرو سامنے سے آیا کہا کہ حمزہ اپنی امانت لے اور ایرج کو سامنے کھڑا کر دیا امیر اُسے دیکھکر بہت خوش
ہوئے مگر خیال آیا کہ شائد عمرو کسی اور کو صورت ایرج کی بنا کر لے آیا ہو فرمایا کہ منھ اسکا دھلاؤ دیلازمون نے
اُسی وقت گرم پانی سے منھ ایرج کا دھلایا دیکھا کہ صورت نہ بدلی امیر اُٹھے ایرج کی تعظیم کی کرسی جواہر پر بٹھایا
قاسم نے جو دیکھا کہ ایرج زندہ ہے نہایت پریشان ہوا اور سوچا کہ عمرو نے تیرے ساتھ دغا کی خیر دیکھو تو کہ اب کیا ہوتا ہے
مگر امیر نے ایرج سے کہا کہ تم ہمین خوب آزما چکے اب ہم تم پر غالب ہوئے بہتر یہ ہے کہ دین اسلام اختیار کرو ایرج نے کہا
کہ بیشک آپ نے مجھے زیر کیا مگر مین ہرگز دین آپ کا اختیار نہ کرونگا میرا ایسا دین روشن ہے مین اسے کیونکر
چھوڑون یہ کبھی نہوگا امیر پیچ و تاب کھا کر چپ ہو رہے نور الدہر سے کہا کہ تم ایرج کو اپنے ساتھ لیجاؤ صحبت عیش
برپا کرو اور اُسے خوب طرح سمجھاؤ بقول شاعر مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ٭ جب
اسکا غصہ فرو ہوگا جب یہ سمجھیگا نور الدہر اُسی وقت ایرج کو اپنے خیمے مین لایا صحبت عیش برپا ہوئی
اسد سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی تورج داراب طہماس سب گرد و اطراف ایرج کے آکر بیٹھے

صحبت گرم ہوئی جام مئے ناب گردش مین آیا ہر ایک نے ایرج سے کہا کہ ہم سب غلام حلقہ بگوش صاحبقران ہین
امیر نے ہم سب کو زیر کیا ہو ہمنے اطاعت اختیار کی ہو ای ایرج تم بھی جہالت کو ترک کرو مسلمان ہو ہمیشہ ہمارے
تمھارے یہی گفتگو رہتی تھی کہ خدا ایسا کرے کہ ہمارا تمھارا مقدمہ فیصل ہو جائے کہ ایک جگہ رہین اب خدا نے فیصل کیا
تم پھر کیون انکار کرتے ہو دین اسلام سے بہتر کوئی دین بھی ہو آفتاب و مہتاب دو ستارے ہین اور یہ بھی اسی کے
حکم مین دیکھو کہ آفتاب رات کو نہین رہ سکتا اور مہتاب دن کو نہین نکلتا کیا حکم ہو اُسکا برادر خدائی پروردگار عالم
اور ایسے قادر مطلق کو زیبا ہو اور سزاوار ہو اور کوئی سوا اُسکے خالق نہین ہو خوب رات بھر ایرج کو سمجھایا مگر ایرج
نے جواب صاف دیا کہ مین دین اپنا نچھوڑونگا مجھے مارے جانا قبول ہو ناچار صبح کو امیر پاس لائے حال
بیان کیا امیر نے بار دگر زبان مبارک کو ثبوت وحدانیت الٰہی مین جنبان کیا اور اسقدر حمد و ثنا اُس خالق بیہمتا
کی بیان کی کہ سب کی زبانون پر صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ایرج نے بھی گوش دل سے سُنا اور جی مین قائل
ہوا کہ بیشک یہی دین برحق ہو مگر جوش شجاعت مین سر اُٹھا کر کہا کہ یا امیر اگر مین مسلمان ہوا تو کیا دیجیے گا اور اگر مسلمان
نہونگا تو کیا کیجیے گا فرمایا کہ ای ایرج اگر تو مسلمان ہوا تو مانند اپنے فرزندون نور الدہر وغیرہ کے جانونگا اور جو کچھ تیرا
ارادہ ہوگا وہی کرونگا اور اگر مسلمان نہوگا تو قسم ہو خانۂ کعبہ کی کہ بغیر قتل کیے نہ رہوگا یہ سُنکر ایرج ہنسا اور کہا کہ امیر غضب
کا کلمہ کہا آپ نے اب اگر مسلمان ہوتا بھی تو نہ ہونگا لوگ کہینگے کہ ایرج ڈر کر مسلمان ہوگیا امیر آپ کو قسم ہو کہ میرا سر بند
جدا کیجیے جسطرح چاہیے قتل کیجیے اب مین مسلمان نہ ہونگا اور جلد جلاد کو بلائیے تاکہ اس کشمکش رنج و الم سے نجات پاؤن
عمرو نے کہا ای ایرج یہ سعادت کسی کو نصیب نہین ہوئی کہ امیر اسطرح اپنی زبان گوہرفشان سے نصیحت کرین غضب ہی
اگر تم نہ مانو اور کلمہ سخت زبان پر جاری کرو کسی وقت سوائے حمزہ عرب کے اور کچھ نہ کہو ایرج نے کہا کہ مجکو ہر وقت
لوگ کرپاس فروش بچہ بازاری تاجرزادہ کہا کیے ہین مین نے اگر حمزۂ عرب کہا تو کوئی بڑی بات نہین کہی اور مین
تو آمادہ مرگ مہیائے قضا ہون جو میرے جی مین آجائیگا وہ کہونگا امیر یہ کلمہ سُنکر بہت برہم ہوئے رنگ و متغیر
ہوگیا فرمایا کہ یہ واجب القتل ہو قاسم اُٹھ کھڑا ہوا کہ یا جد بزرگوار اسے آپ مجھے دیجیے کہ مین سزا پہونچاؤن اور اگر اسے
مجھے عنایت نہ کیجیے گا تو قسم ہو روح مطہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اور ریش مبارک حضور مین اپنے کو ہلاک کرونگا
فرمایا ای فرزند تجھے اختیار ہو لیجا کر اسے تیرباران کر ایرج تو یہ سُنکر سرنگون ہوا قاسم نے سرزنجیر پکڑ کر کھینچا کہ آاو
آفتاب پرست اور ایسا جھٹکا دیا کہ طوق کا خار گردن مین ایرج کی چبھا خون جاری ہوا آنکھین ایرج کی غصہ سے
لال ہوگئین اور ایسا جھٹکا مارا کہ سرا زنجیر کا قاسم کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زور کرکے قید توڑ ڈالی اور خنجر ایک
شخص کا چھینکر قاسم پر دوڑا پکارا کہ ای خاوری کہان جائیگا اب امیر نے جو دیکھا رگ ہاشمی جوش مین آئی دنگل پر
سے اُٹھے کہ او آفتاب پرست یہ تو نے قید توڑ ڈالی اور دوڑے ایرج کی طرف ایرج نے خنجر امیر پر مارا امیر نے
ہاتھ اُسکا مع خنجر پکڑ لیا اور لپٹ گئے چار گھڑی کی کشتی مین مشکین باندھ لین اور عمرو کے حوالے کیا کہ لیجا کر قتل کر
عمرو اور قاسم ایرج کو لے کر باہر چلے اندر سے بارگاہ کیطرف اُردو بازار کے لے چلے بارگاہ حشامی مین ناموس تھا
تمام خواتین رابعہ اطلس پوش گردیہ بانو گوہر ملک وغیرہ سب عورتین دیکھنے کو آئین اور جوانی پر ایرج کے
افسوس کرنے لگین گیتی افروز کی نگاہ جو ایرج پر پڑی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے خون عزیزی نے جوش مارا
دودھ چھاتیون مین بھر آیا مہر مادری حرکت مین آئی بے اختیار رونے لگی گوہر ملک نے پوچھا کہ تم کیون روتی
ہو کیا ایرج کے لیے غمگین ہو گیتی افروز نے کہا ہمشیرہ کیا بیان کرون مین جب ایرج کو دیکھتی ہون دودھ

چھاتیون مین یسری بھر آتا ہی اور مہر مادری جوش مارتی ہی گوہر ملک یہ سنکر ہنسی اور کہا کہ سچ ہی وہ تمکو چاہتا ہی تحلین اسکی
محبت ہی شعر دل رابدل رہی ست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ واز روے مہر مہر + دیگر دلے داند کہ او
آگاہ باشد + کہ راز دلہا بدلہا راہ باشد + گیتی افروز بولی کہ تم جو چاہو سو کہو مگر دیکھو کہ یہ دودھ کیسا ہی یہان تو یہ
باتین ہین مگر قاسم ایرج کو کوتوالی چبوترے پر لایا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ جلد اسے قتل کرا اُسی وقت اسباب
سیاست موجود ہوا قاسم نے کہا کہ اسکو دار پر کھینچو کہ مین اسے تیر باران کرونگا اور بند بند اسکے جدا کر کے ملک باختر
مین بھیجونگا تاکہ دشمنون کو عبرت ہو ایرج نے جو یہ کلمہ سُنا عمرو سے کہا کہ آپ نے مجھے خاک سے پاک کیا آپ
قاسم سے اتنی سعی میری فرمائین کہ قتل مجھے شوق سے کرین مین مرنے پر تو خود آمادہ ہوا ہون ڈرتا نہین مگر تیر باران
نہ کرے دار پر نہ کھینچے عمرو یہ سنکر رو دیا اور قاسم سے آکر کہا کہ ایرج کو تیر باران نہ کرو بند بند اُسکا ہرگز جدا نہ کرنا
اور اگر کہا میرا نہ مانیگا تو قسم خدا کی کبھی صورت تیری نہ دیکھونگا قاسم نے دیکھا کہ عمرو نے قسم کھائی ہی کہا کہ جیسا آپ
فرماتے ہین ویسا ہی کیا جائیگا مگر دار پر ضرور چڑھاؤنگا اور ذوالخمار عادی سے کہا کہ اسکے دار پر کھینچو یہی گفتگو
تھی کہ نور الدہر اور اسد اور داراب اور خورشید ہوپنچے ایرج کو نصیحت کی کہ اب بھی مسلمان ہو کیون جان دیتے
ہو ایرج بولا قول مردون کا ایک ہی جو کہا وہ کہا ہرگز ہرگز آفتاب پرستی نہ چھوڑونگا رباعی تا در نہ رسد
وعدہ ہر کار کہ ہست + سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست + تا سردی گرمی نہ زمستان بخشد + یک گل نشود زمین ہر خار کہ ہست
سب سمجھا کر تھکے ایرج نے نہ مانا افسوس کرتے ہوئے پھرے قاسم نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ قتل کر اسے کیا دیر
لگائی ہی ذوالخمار ایرج کے پاس آیا لباس اُسکا اُتارنے لگا قاعدہ جلادونکا ہوتا ہی کہ جسکو گردن مارتے ہین لباس
اُسکا اُتار لیتے ہین کہ خون مین آلودہ نہو ایرج کو برہنہ کر کے نطعہ پر بٹھایا خط سیاہ گردن پر کھینچا نگاہ ذوالخمار
کی بازو پر ایرج کے جا پڑی بازو بند بہت نایاب دیکھا اُسے کھولا قاسم نے کہا کہ یہ کیا ہی ذوالخمار بولا کہ تعویذ ہی اور
کچھ نہین قاسم نے کہا کہ مین تو دیکھون اور اُسکے ہاتھ سے لے لیا اسد و نور الدہر و بدیع الزمان وغیرہ سب
تھے عمرو نے دیکھا پہچانا کہ یہ بازو بند قباد کا ہی کہ نوشیروان کے پاس تھا نوشیروان نے قارن دیوبند
کو دیا تھا امیر نے جب قارن کو مارا ہی تو مین نے بازو بند اُسکے بازو سے کھول لیا تھا اور امیر کے ہاتھ بیچا تھا
عمرو نے ذوالخمار عادی سے کہا کہ تو ٹھہر جا ہرگز ابھی اسے قتل نکرنا مین حمزہ صاحبقران کو یہ بازو بند دکھا آؤن یہ
کہکر جلد خدمت صاحبقران مین آیا اور بازو بند ہاتھ مین امیر کے دیا امیر نے پہچانا پوچھا کہ خواجہ یہ کہان سے لائے
کہا کہ ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی کہا کہ ایرج کو مار ڈالا عرض کیا کہ نہین ابھی اسپر ہاتھ نہین ڈالا کہا کہ جلد جا کر اُسے لاؤ
عمرو روانہ ہوا یہان قاسم ذوالخمار سے کہہ رہا ہی اس آفتاب پرست کو جلد دار پر کھینچ وہ کہہ رہا ہی کہ عمرو کو آلینے دیجیے
قاسم برہم ہو کر اُٹھا تازیانہ اُٹھایا کہ تو میرا کہنا نہین مانتا کہ اتنے مین عمرو بھی پہنچا قاسم سے کہا کہ امیر نے ایرج کو بلایا ہی
جلد لے چلو ناچار ہو کر ایرج کو دار سے کھولکر سامنے امیر با توقیر کے لایا امیر نے اُسے زندہ دیکھکر شکر خدا کیا اور کرسی
جواہر نگار پر بٹھایا اور فرمایا کہ ایرج سچ کہہ کہ یہ بازو بند کہان سے لایا ایرج نے عرض کیا کہ مین نے عہد طفلی سے اپنے
بازو پر بند یہ دیکھا تھا مجکو معلوم نہین کسنے باندھا امیر نے فرمایا تو میری اولاد سے ہی پھر فرمایا کہ اے ایرج اسلام
اختیار کر ایرج نے کہا کہ کلام مردون کا ایک ہی جب تک کہ حقیقت بازو بند کی ظاہر نہو گی مین مسلمان نہونگا اور
مجھے کیونکر یقین ہو کہ مین آپ کی اولاد سے ہون اسد اپنے دنگل سے اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ یا امیر تو
جسوقت مجھے علی شاہ مردان شیر یزدان نے نظر کردہ کیا ہی مانند سلیمان فارسی کے موت سے بچایا ہی کہ بند جدائی مین سے

استدعا کی کہ یا حضرت ایسا زور مجھے عطا ہو کہ مین ایرج کو پکڑون اور قتل کرون حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایرج
نسل بنی ہاشم سے ہی سوا امیر کے اور کسی کی قدرت نہین ہی کہ اُسپر غالب ہو اور تو خبردار ارادہ اُسکے قتل کا نہ کرنا
کیونکہ بہت جلد اِسکا حال کھلجائیگا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ اسکو تاجزادہ نہ کہنا اور مین نے یہ مقدمہ میدان مین بھی ایرج
سے بیان کیا تھا ایرج نے کہا سچ ہی مجھے یاد ہی کہ تمنے کہا تھا مگر مجکو کیونکر معلوم ہو کہ مین اولاد صاحبقران سے
ہون میرا باپ زندہ و سلامت موجود ہی کہ اتنے مین عمرو نے امیر سے کہا کہ دیکھیے ابھی ایرج کو معلوم ہوا جاتا ہی
کہ ایرج آپ کی اولاد مین سے ہی یا نہین یا صاحبقران آپ یاد کیجیے کہ یہ بازوبند آپ نے کسے دیا تھا امیر نے
ایک لمحہ تامل فرمایا اور کہا کہ خواجہ مین نے ملکہ رابعہ اطلس پوش کو دیا تھا تم جاکر اُس سے پوچھو کہ اُسنے کسے دیا
تھا عمرو گیا رابعہ سے استفسار کیا اُسنے کہا کہ مین نے بازو پر علمشاہ کے باندھ دیا تھا عمرو علمشاہ کے پاس لایا
علمشاہ بولا کہ مین نے خورشید خاوری کو دیا تھا عمرو پھر محل مین آیا خورشید خاوری کو وہ بازوبند دکھایا اُسنے کہا
مین نے قاسم کے بازو پر باندھ دیا تھا قاسم نے کہا کہ مین نے ملکہ گیتی افروز کو دیدیا تھا جب پرقیطول ملاقات ہوئی
تھی عمرو گیتی افروز پاس گیا پوچھا ای ملکہ قاسم نے جو بازوبند تمھین باغ شبستان مین دیا تھا وہ تمنے کیا کیا گیتی افروز
یہ سُنکر بہت روئی کہا کہ خواجہ کیا حال گردش فلکی کا بیان کرون جب لقا نے لشکر اسلام پر جادوگرون سے برف باری
کروائی ہی اہل اسلام قتل ہوئے ہین اور لوگ بھاگے ہین تو مین اور فتنہ گھوڑون پر سوار ہو کر بھاگی مین حاملہ تھی راہ مین
دردزہ نے بیچین کیا کچھ درخت ایک مقام پر لگے تھے اور چشمہ آب تھا وہان مین اُتر پڑی لڑکا پیدا ہوا ایسا کہ مانند
آفتاب کے چہرہ اُسکا روشن تھا جلدی سے فتنہ نے نال کاٹا نہلا کر میری گود مین ڈال دیا کہ اُسیوقت فتنہ کے درد نے
شدت کی اور اُسکے بھی لڑکا پیدا ہوا وہ تمھارا لڑکا تھا اُسکو غسل دیا کہ اُسی وقت ایک جانب سے گرد اڑی مین
خائف ہوئی کہ شاید لشکر لقا تعاقب مین آتا ہی بے حرمتی کے ڈر سے اُن دونون لڑکون کو دامن پیشواز مین لپیٹا اور تھیلی
جواہر کی اور سفارشنامہ لکھکر لڑکون کے پاس رکھدیا اور یہ بازوبند بازو پر باندھ دیا تھا عمرو نے کہا ای ملکہ یہ بازوبند
ایرج کے بازو پر سے نکلا ہی مین نے پہچانا لا کر صاحبقران کو دیا امیر نے ایرج سے پوچھا اُسنے کہا میرے پاس عہد طفلی سے
ہی ای ملکہ مبارک ہو کہ ایرج تمھارا فرزند ہی گیتی افروز یہ سُنتے ہی مارے خوشی کے بیہوش ہوگئی عمرو باہر آیا امیر سے
تمام حال بیان کیا قاسم کو مبارکباد دی وہ بھی نہایت خوش ہوا امیر نے ایرج سے کہا اب تکو یقین ہوا کہ تم قاسم کے
بیٹے ہو ایرج بولا فرخ بازرگان موجود ہی اس سے یہ حال دریافت ہو تو مین بھی جانون اور یقین لاؤن امیر نے
پوچھا کہ فرخ بازرگان کہان ہی کہا کہ شہر فرنگوشیہ مین امیر نے قمرزادے کہا کہ ایک دیو سے کہو کہ جاکر شہر فرنگوشیہ سے
فرخ کو لائے دیو نے کہا کہ کوئی آدمی پہچاننے والا میرے ساتھ چلے تو اُسے لاؤن شاپور شیردل کہ آیا ہوا تھا ساتھ ہوا
دیو جاکر فرخ کو اُٹھا لایا امیر نے اُسکی تعظیم کی فرخ دست ادب بستہ کھڑا ہو کر آداب بجا لایا امیر نے بیٹھنے کی اجازت
دی بعد تھوڑی دیر کے مخاطب ہوئے کہ ای فرخ سچ کہو کہ ایرج تمھارا پسر صلبی ہی اُسنے کہا ای شہریار میری کوئی
اولاد سوا اِن دو لڑکون کے نہین ہی امیر نے فرمایا تجھے قسم ہی اپنے دین و مذہب کی سچ کہہ اُسنے قسم کھا کر کہا کہ
ایرج میرا بیٹا ہی امیر نے فرمایا کہ تم محض دروغ کہتے ہو اُسنے کہا کہ کیا مجال فرمایا خیر بہتر ہی نہ کہو اور کسی دیو
سے کہا کہ اسے آسمان پر لیجا کر چھوڑ دے کہ ہڈی پسلی اسکی سرمہ سا ہو جائے اور اگر سچ کہنے کا اقرار کرے تو
نہ پھینکنا میرے پاس لے آنا دیو اُسی وقت مانند بلائے مبرم کے فرخ سے لپٹا اور لیکر آسمان کی طرف چلا
دیکھا فرخ نے کہ اب جان نہین بچتی پکارا کہ یا صاحبقران اب مین سچ سچ کہونگا فرمایا کہ ہمارے پاس لاؤ

دیو فرخ کو سامنے لایا فرمایا امیر نے کہ کہو عرض کیا ای شہریار سچ تو یہ ہی کہ مین ترکستان سے آتا تھا برابر دامنہ کوہ
کے پہونچا تھا کہ ایک درعہ درختون کا تھا وہان لشکر میرا اُترا اسباب بے انتہا میرے پاس تھا سب وہان رکھا اور وہ
مقام آذر کوہ تھا چشمہ پانی کا بہت صاف وشفاف تھا لب چشمہ ایک درخت تھا مین چشمے پر واسطے منہ ہاتھ
دھونے کے گیا بیٹھا ہوا پیر دھو رہا تھا کہ آواز لڑکے کے رونے کی کان مین آئی جا کر جو دیکھا تو شاخ درخت پر
دو لڑکے کپڑے مین لپٹے ہوے رکھے ہین مین اُنھین اُتار لایا دیکھا مین نے کہ ایک سفارشنامہ ہی اور ایک لڑکے کے بازو
پر بازو بند بندھا ہوا ہی اور ایک جواہر کی تھیلی بھی ہی سفارشنامہ جو پڑھا اسمین لکھا تھا کہ یہ لڑکا خاندان عالی سے
ہی جو کوئی اسے پالیگا رتبۂ اعلے سے سرفراز ہوگا مین نے اُس لڑکے کا نام ایرج رکھا کہ جسکے بازو بند بندھا تھا اور
دوسرے کا نام شاپور رکھا کہ شاپور کو عیاری سے شوق ہوا مین نے ان دونون کو کمال محبت و مشقت سے پالا کہ
اپنی جان انکے ساتھ لگا دی اور اسطرح انھین رکھتا تھا کہ کوئی اولاد کو بھی نہ رکھتا ہوگا امیر نے فرمایا وہ سفارشنامہ
کہان ہی عرض کیا کہ شہر فرنگوشیہ مین میرے مکان کے اندر ایک کوٹھری مین بہت احتیاط سے رکھا ہی فرمایا کہ
دیو پر سوار ہوکے جاؤ اور اُسے جلد لے آؤ عرض کیا بہت خوب اور اُسی وقت دیو پر سوار ہوکے گیا ایک گھڑی
مین وہ صندوق لے کر آیا جسمین سفارشنامہ اور تھیلی رکھی تھی اور امیر کو دیا امیر نے مہر اُسکی توڑی اور کاغذ اور تھیلی
جواہر کی اور دامن پیشواز کا نکالا نوشتہ پڑھا مطابق فرخ بازرگان کے کہنے کے تھا عمرو سے کہا کہ ملکہ گیتی افروز
پاس اسے لیجاؤ اور دکھا کر پوچھو کہ یہ خط تمھارا ہی عمرو محل مین گیا گیتی افروز گوہر ملک وغیرہ سے کہہ رہی تھی کہ مجھے
جو محبت ایرج سے تھی اب تم سبھون پر حال کھلا کہ جب مین اُسے دیکھتی تھی چھاتیون مین دودھ بھر بھر آتا تھا اور مین
اُسکے واسطے روتی تھی اور پھر اپنے کو بپاس رسوائی ضبط کرتی تھی اور تم لوگ ہنستے تھے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی
ہی یعنے ایرج کو محبت ہی تو تمکو بھی اُس سے محبت ہی سب نے کہا ای ملکہ جو کچھ تم کہتی تھین سچ کہتی تھین مگر خدا نے فضل کیا کہ
ایسا فرزند تمکو ملا یہی باتین تھین کہ عمرو وہ کاغذ پیشواز کا دامن جواہر کی تھیلی لیے ہوے پہونچا کہ ملکہ دیکھو اسے پہچانو
گیتی افروز نے کہا خواجہ یہ میرا لکھا ہوا ہی اور وہ پیشواز نکلوائی جسکا دامن پھاڑ کر ایرج کو لپیٹا تھا وہ دامن اُس
پیشواز مین ملگیا عمرو وہ پیشواز اور دامن لیے باہر آیا امیر کو دکھایا قاسم کے ہاتھ مین سفارشنامہ دیا قاسم نے خط
پہچانا کہ گیتی افروز کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی امیر سے عرض کیا کہ غلام نے پہچانا بیشک یہ خط گیتی افروز کا ہی غرض سب پر
ثابت ہوگیا کہ ایرج فرزند ہی ملک قاسم کا عجب خوشی قاسم کو حاصل ہوئی امیر باغ باغ ہوئے سب سردار شادان و
فرحان ہوئے امیر نے ایرج سے کہا کہ ای فرزند اب تجھپر ثابت ہوا کہ تو میری اولاد سے ہی ایرج نے عرض کیا کہ آپنے
اسطرح تحقیق فرمایا کہ سب پر آئینہ ہوگیا کہ مین آپ کی نسل مین سے ہون فرمایا کہ اب کلمہ پڑھو عرض کیا جو ارشاد ہو
فرمایا کہ پڑھو اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان ابراہیم خلیل اللہ ایرج نے کلمہ پڑھا مسلمان ہوا امیر نے فرمایا کہ
ایرج کو حمام مین لیجاؤ ملک زادہ و ملک شاہ دونون بھائی ایرج کو حمام مین لے گئے ایرج حمام سلیمانی مین نہایا
امیر نے کشتیان جواہر کی اور قسم قسم کی پوشاک شاہانہ انواع اقسام کی انگوٹھیان خلعت سلیمانی جیغہ کلغی سرپیچ بھیجا کہ ایرج
اسطرح آئے ایرج بعد فراغ حمام خلعت سلیمانی اپنے بدن پر آراستہ کرکے سامنے امیر باتوقیر کے آیا سلام کیا نذر گذرانی
امیر نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی اور فرمایا کہ دنگل ایرج کا سرداران دست چپ بالاتر بچھے ملازمون نے اسیوقت
دنگل مرصع کار بچھایا ایرج سلام کرکے اپنے باپ ملک قاسم کے پاس بیٹھا عمرو بھی شاپور کو حمام مین لیگیا امیر نے اسکے
لیے بھی خلعت بھیجا شاپور بھی نہا دھو کر خلعت پہن کر آیا نذر دیکر عمرو کے پاس بیٹھا عمرو کا یہ عالم ہی کہ مارے خوشی کے

پھولا نہین سماتا ہی اور سب بیٹے عمرو کے شاپور سے گلے مل رہے ہین شاپور ہر ایک سے جھک جھک کر ملتا ہی ادھر
قاسم اور علمشاہ ایرج کو گلے لگا رہے ہین اور قاسم نے جو آزار ایرج کو پہونچائے تھے اُنھین یاد کرکے رو رہا ہی
نور الدہر نے آکر قاسم کو ایرج سے علیحدہ کیا کہا کہ یہ وقت خوشی کا ہی اور آپ ایرج سے بغلگیر ہو کر خوب رویا
پھر اسد کرب سکندر فرخ لقا سلیمان ثانی داراب تورج بدیع الزمان اور سب شاہزادے اور
سردار ایرج سے ملے ایرج ہر ایک سے بجلو پیش آتا ہی جھک جھک کر ملتا ہی امیر نور الدہر اسد سلیمان ثانی داراب
تورج خورشید سکندر فرخ لقا بدیع الزمان اور شاہزادے سب نے ایرج پر سے جواہر نثار کیا بعد اسکے عمرو نے
شاپور کو لاکے قدمون پر امیر کے ڈالا امیر نے اُسے بھی گلے سے لگایا زر و جواہر عنایت کیا اُسنے قدم چومے بعد
اُسکے نور الدہر کی قدمبوسی کی پھر تو شاپور شاہزادے کو کورنش اور تسلیمات بجا لایا سب نے اُسے بہت سا مال و زر
دیا عمرو کی خاطر سے مال و جواہر کا انبار ہو گیا عمرو نے سب مال نذر زنبیل کیا اور ملکہ گیتی افروز کے پاس گیا کہ مبارک
ہو کہ ایرج تمھارا بیٹا ہی ہمنے کیسا دریافت کیا گیتی افروز پیرون پر گر پڑی خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ مفت مین بیٹا لیا
چاہتی ہو کہا کہ خواجہ مین کیا آپ سے باہر ہون اور جواہر و زر عمرو کو دیا عمرو خورشید خاوری پاس آیا کہا او صاحب پوتا
مبارک ہو مگر وہی مثل ہی کر بویا نہ جوتا اللہ نے دیا پوتا مفت مین پوتے والی آپ ہوئین اور ساری محنت و مشقت
ہمنے کی بنایا سنوارا ایرج کو ہمنے خورشید خاوری نے بھی بہت سا مال و جواہر دیا اب عمرو وہان سے باہر چلا تھا کہ
گیتی افروز نے کہا خواجہ مین مشتاق ہون ایرج کے دیکھنے کی عمرو نے کہا کہ مین جا کر ایرج کو لاتا ہون تم سب تصدق
کے خوان تیار کر دیہ کہکر باہر آیا امیر سے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ شہریار ایرج کو اندر بھیجئے کہ تمام خواتین مشتاق
ہین خصوصًا گیتی افروز چاہتی ہی کہ ایرج کو دیکھون امیر نے ایرج سے کہا کہ بیٹے اندر محل مین جاؤ ایرج اُٹھ کھڑا ہوا
قاسم علمشاہ نور الدہر بدیع الزمان اسد اور سب شاہزادے ساتھ ہو کر ایرج کو اندر لے گئے تمام خواتین
مشتاق کھڑی تھین امیر کے استقبال کو آئین ایرج نے ہر ایک کو سلام کیا ہر ایک گرد پھیری بلائین لین پیشانی کو
بوسہ دیا زر نثار کیا عمرو ہر ایک کو بھنواتا ہی کہ یہ دادی ہی یہ چچی ہی اور جو روپیہ نثار ہوتا تھا وہ لے لیتا تھا یہانتک
کہ گیتی افروز کی بارگاہ مین پہونچا ملکہ منتظر کھڑی تھی ننگے پیر دوڑی ایرج گیتی افروز کو پہچانتا تھا دوڑ کر پیرون
پر گرا گیتی افروز نے اُسے گلے سے لگایا پیشانی چومی جوش محبت مین چھاتیون سے دودھ بہنے لگا مارے خوشی کے
بیہوش ہو گئی تمام خواتین دوڑین گلاب کیوڑا چھڑکا کہ ہوش مین آئی زر و جواہر موتی اسقدر نثار ہوئے کہ
قریب تھا کہ ایرج اُنمین غرق ہو جائے انبار ہو گیا تھا مگر ایرج کا دل سے گیتی افروز کا عاشق تھا اب جو حال کھلا
کمال شرمندہ ہوا جب محل سے باہر آیا اسد نے خوش طبعی کرنا شروع کی کہ کیون ایرج مدت سے تمھین آرزوے
وصل تھی اب تو وصل گیتی افروز کا نصیب ہوا آرزو تمھاری بر آئی ایرج یہ سُنکر نہایت شرمندہ ہوا کہا کہ ای اسد
یہ کیسی ہنسی ہی اسے چھوڑو اسد ہنستا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین آیا امیر نے فرمایا کہ بمقابل شاہزادہ نور الدہر صندلی
ایرج کی بچھاؤ ایرج نے رو بقبلہ ہو کر دعا کی پروردگار اس دین مبین پر میرا خاتمہ کیجیو اور پایون کو صندلی کے
چوما جا کر صندلی پر بیٹھا اور امیر سے عرض کیا کہ مالک بن ملکوت شاہ اور فرخ بازرگان کو بلا کر مسلمان کیجیے
امیر نے حکم دیا کہ جلد جا کر کوئی انکو لائے اُسی وقت چوبدار نے جا کر کہا کہ امیر با توقیر نے یاد کیا ہی دونون خرم
و شادان خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے تعظیم و توقیر کرکے بٹھایا اور زبان مبارک سے ارشاد
کیا کہ تم دونون دین اسلام قبول کرو ایرج کے پاس رہو دونون کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے امیر نے

انھین خلعت دیا اور ملک فرنگوشیہ مین فرخ بازرگان کو مالک بن ملکوت شاہ کا نائب کیا اُسکے بعد جشن ہلو کا رد
کیا اور نور وز بھی تھا ہر طرف لشکر مین ناچ راگ رنگ کی صحبت آراستہ تھی عجب جشن امیر نے کیا تھا کہ کبھی ایسی
خوشی اور جشن مین نہ کی تھی تمام لشکر کو ادنے سے اعلے تک خلعت دیا تھا کہ کوئی باقی نرہا تھا تمام لشکر مین عجب دھوم دھام
تھی ہر طرف نوبتین بج رہی تھین گھر گھر ناچ ہو رہا تھا چراغان نے رونق انجم سپہر کی گرد کر دی تھی جشن جمشید کی
اُسکے آگے کوئی حقیقت نہ تھی چشم زمانہ نے ایسا جشن ندیکھا ہوگا صاحبقران نے اسقدر مال و زر لٹایا تھا کہ جسکا شمار
نہ تھا حاتم کی سخاوت کی حقیقت نہ رہی تھی اور تمام لشکر یکرنگ سرخ پوش تھا دست راستی تک دسع چپی ہو رہے تھے
وہ اتحاد بڑھا تھا کہ گویا ہم رنگ ہو گئے تھے امیر کا دنگل برابر تخت شاہی کے تھا اور اور فرزندون سردارون کے دنگل
چہار طرف بچھے ہوئے تھے ڈورا بندھا ہوا تھا اور تمام سوار لباس جواہر نگار پہنے ہوئے تھے اور شاہزادے تو دریاے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے تھے اور بیچ مین طائفے چیدہ چیدہ ناچ رہے تھے عمرو بن امیہ ضمری کو شاپور کی
نہایت خوشی تھی بارگاہ حضرت آدم علیہ السلام برپا کی اسمین صحبت آراستہ تھا دو لاکھ عیار جمع تھے انواع اقسام کے
حقہاے آتشبازی چھٹ رہے تھے ایک ایک عیار نئی نئی طرح بنا کر لایا تھا اپنے اپنے فن دکھا رہے تھے عمرو دیو جامہ
پہنے ہوئے شاپور کو پاس لیے بیٹھا تھا شاپور لباس پہنے ہوے انواع طرح کا جواہر اُسپر آراستہ بیٹھا ہوا تھا اور چالاک
و امیہ و سیارہ و ابو الفتح گلباد برق غزنلی یزک خطائی سنجر بلخی جواہر مین لدے ہوے تھے اور طائفے بہت
اچھے اچھے سامنے ناچ رہے تھے اور جہتر قران نہتم کا رتھا سب سے زیادہ خوش تھا شاپور کہ عیار زبردست ہی
قران کو نہایت محبت اس سے پیدا ہوئی دوڑ دوڑ کر کام کرتا پھرتا تھا یہان تو جشن ہو رہا ہی مگر لقا نے جب دیکھا کہ
ایرج گرفتار ہو گیا بختیارک سے کہا کہ ای شیطان درگاہ اب کیا تقدیر کرون مین اُسنے کہا کہ بہتر یہ ہی کہ چلکر فرعون کے
پانون پر گر اور تقصیر اپنی معاف کروا کہ ابھی اُسکی خدائی کا زمانہ بنا ہوا ہی لقا نے کہا کہ تقدیر کی مین نے کہ تو جا کر صفائی
کروا بختیارک نے کہا کہ بہت اچھا اور اُسی وقت خدمت فرعون شاہ مین روانہ ہوا جب دروازے پر
فرعون شاہ کے پہونچا عرض کروا بھیجی فرعون نے سامنے بلایا بختیارک نے جا کر مجرا کیا اور قدمون پر گر کر تونے لگا
مسخرہ پن کرنے لگا خوب فرعون کو خوش کیا فرعون نے پوچھا کہ ای بختیارک لقا کہان ہی بختیارک نے ہاتھ باندھکر
کہا کہ یا خداوند لقا نہایت شرمندہ ہی مارے خجالت کے خدمت مین حاضر نہین ہوا فرعون نے کہا کہ ای بختیارک
دیکھا تو نے ہماری تقدیر کو کہ اس آفتاب پرست کو کسطرح حمزہ کے ہاتھ سے گرفتار کروا دیا اب لقا نے ناچار ہو کر پھر
میری طرف رجوع کیا خیر تیری خاطر سے مین نے تقصیر اُسکی معاف کی جا اور اُسکو میرے پاس لے آ بختیارک گیا
اور لقا کو مع سردارون اُسکے کے لایا اور فرعون کے قدمون پر گرایا فرعون نے اُسے گلے لگایا اور کہا کہ خبردار پھر
ایسی حرکت نہ کرنا لقا نے کہا کہ ای فرعون اب ایسی خطا مجھسے نہوگی فرعون نے لقا کو مع سرداران خلعت دیا
لشکر بھی لقا کا آکر شریک لشکر فرعون ہوا فرعون خوش و محظوظ بیٹھا ہی کہ جوڑی ہرکارے کی پسینے مین عرق گردین
آلودہ آئی مجرا کیا ہاتھ اُٹھا کر بعد دعا دی بعد اُسکے عرض کیا کہ مقباط بیر زندان اور بہرام فیلزور کوہ مقناطیس
کی طرف سے لاکھ سوار کی جمعیت سے آپ کی مدد کو آپہونچے فرعون نے یہ خوشخبری سنتے ہی حکم دیا کہ بجے طبل شادیانی
لشکر مین اُسکے طبل شادیانی بجنے لگا اور تمام سردارون کو حکم ہوا کہ جا کر مع لقا سب استقبال کرکے لاوین لقا و بختیارک
کوئی دو کوس آئے ہونگے کہ گرد و غبار کا تتق بلند ہوا کہ سپہر دوار کو تاریک کر دیا سواری اُنکی ٹھہر گئی تھی جس وقت گرد چھٹی
تو سو علم نشانہ لاکھ سوار کا دکھائی دیے بعد اُسکے اور جلوس سواری کا تھا انمین نختر نالین قیچیان بانون کے اُسکے بعد خاصبردار

بہت تکلف کے لباس پہنے ہوئے خاصیان کاندھون پر رکھے ہوئے سامنے سے گذرے بعد اُسکے مرکب باساز و
یراق مرصع دو دو سائیس چوریان ہاتھون مین لیے ہوئے بعد اُسکے ایک پہلوان زبردست کو دیکھا کہ کرگدن
سیاہ رنگ پر سوار اور برابر اُسکے ایک پہلوان اور زبردست چلا آتا ہے لقا نے ان دونون سے ملاقات کی اور ہاتھ
اپنے لیکر فرعون شاہ کے پاس آیا دونون کافرون نے فرعون کو سجدہ کیا فرعون نے دست نجس اپنا انکی پیٹھون
پر پھیرا خلعت دے کر سرفراز کیا غرض جام شراب گردش مین آیا دونون کافر جب خوب نشے مین ہوئے اُسوقت
فرعون شاہ سے کہا کہ یا خداوند کون لوگ ہین کہ جنکے ہاتھ سے آپ عاجز آگئے ہین اُسوقت فرعون نے
اشارہ لقا کی طرف کیا کہ یہ بلا اُسکی ذات سے ہمپر آئی ہے مقیاط ببر دندان لقا کی جانب مخاطب ہوا کہ آپ
بیان کیجیے حال ان خداپرستون کا لقا نے بختیارک کی طرف اشارہ کیا کہ یہ خوب بیان کریگا بختیارک نے
مسخرہ پن کر کے حال صاحبقران کا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حقا یا از بردستان
زمانہ ہین مگر عنایت خداوند سے اُن سب کو نہ مارا ہوگا تو نام اپنا مقیاط نہ پایا ہوگا اور فرعون سے کہا کہ آپ طبل جنگ
بجوائیے کہ کل ان سب خداپرستون کو مارونگا فرعون نے اُسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکارے باہر جاسوسی لگے ہوے
تھے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کیا کہ مقیاط کے
نام پر طبل جنگی بجا ہے فرمایا کچھ اندیشہ نہین ہے کہدو کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی
جو کچھ پروردگار عالم بہتر جانیگا وہ کریگا اُسی وقت عمرو بن امیہ ضمری نامدار اُٹھ کر نقارخانہ سلیمانی مین آیا
بعد اُسکے نقارخانہ جمشیدی مین گیا داروغہ نے نذر گذرانی عمرو نے نذر اُنکی لیکر نذر زنبیل کی اور طبل سکندری
پر سے غاشیہ اُٹھا کر دوال طبل سکندری پر مارا کہ آواز اُسکی بلند ہوئی اور تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگی بجا ہے
سب اپنی اپنی طیاری مین مصروف ہوئے رات بھر طیاری رہی صبح کو حمزہ صاحبقران بادشاہ اسلام کے
ہمراہ تمام سردار ساتھ نوبت و نقارہ بجتا ہوا گرد وعدہ گاہ مصاف مین پہونچے تخت بادشاہی قلب سپاہ پر
قائم ہوا دست راسی دست راست کو دست چپی بسوے چپ پرے باندھکر کھڑے ہوئے صاحبقران
بمرتبہ صاحبقرانی صف سے چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایہ علم اژدہا پیکر کھڑے ہوئے ادھر سے آمد آمد لشکر کفار
ضلالت شعار کی ہوئی کہ فرعون تخت پر سوار آگے آگے لقا فوج کو ہمراہ لیے چلا آتا ہے ایک طرف کو مقیاط
ببر دندان بہرام فیلزور دونون دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے فوج اُنکی ساتھ ایک طرف کو چلے آتے
ہین غرضکہ لشکر کفار سامنے لشکر اسلام کے صف باندھکر کھڑا ہوا صفوف جدال آراستہ ہوئے نگین صف آرا
صف آرائی کرتے پھرتے تھے تبردار درختون کو کاٹ کاٹ کر پھینکتے جاتے تھے بیلچہ کار پست و بلند زمین کو
ہموار کرتے پھرتے سقے آبپاشی کر رہے تھے جب میدان تیار ہوچکا نقیبون نے نکلکر نہیب دی کہ کہان ہے رستم
کہان ہے سام کہان ہے اسفندیار کہان ہے سہراب کونسا بہادر نامدار ہے کہ میدان مین نکلے اور اپنے باپ دادا کا
نام روشن کرے اور نام رستم و سام کا مانند حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹا دے نقیبون کا نہیب دے کر نکلنا تھا
کہ مقیاط ببر دندان نے اپنے کرگدن کو بڑھایا اور سامنے تخت فرعون شاہ کے آیا گینڈے پر سے اُتر کر
سلام کیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا فرعون شاہ نے کہا کہ جا تو سب پر غالب آئیگا مین نے اپنی ید قدرت
کے سپرد کیا مقیاط ببر دندان سلام کر کے بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا اور بعد سلح شوری بسیار مبارز طلب
کیا اسطرف سے شاہزادہ جمہور جہانسوز تبرزن نے مرکب اپنا نکالا سامنے تخت بادشاہی کے آیا مرکب سے

اُترکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے کہا حافظ حقیقی نگہبان ہی جمہور بار دگر مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا مقیاط
سے سامنا کیا بعد از تگاورزنی و نیزہ بازی نوبت بشمشیر پہونچی مقیاط نے تلوار ماری جمہور نے مرکب کو بڑھایا
کہ قبضے پر ہاتھ ڈال دون کہ گھوڑے نے سکندری کھائی تیغہ سر پر بیٹھا تا دو ابرو اُترگیا جمہور نے دستانہ مارکے تلوار
جھٹکا کر نکلگئی چادر خون کی سر سے باہر آئی زخم کاری لگا چاہا مقیاط ببر دندان نے کہ ایک تلوار اور لگا کر سر جمہور کا
جدا کرے کہ فرامرز مغربی دوڑ پڑا اور پکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہی زخمی پر ہاتھ اُٹھاتا ہی مقیاط پکارا ای خداپرست تونے
شکار کو میرے بچا دیا اب تجھے اور اُسے دونون کو قتل کرونگا یہ کہکر تلوار فرامرز پر ماری فرامرز نے با آسیب سپر
رد کی اور اپنا وار کیا مقیاط نے بھی حربہ فرامرز کا رد کرکے پھر تلوار ماری یونہین چار گھڑی تک تلوار چلی آخر فرامرز
بھی زخمی ہوا اسی طرح کئی سردار نکلے اور زخمی ہوئے اور دو ایک شہید ہوئے مقیاط نے پھر مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ
شیر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران تہمتن زور آور طہماس بن عنقول دیوبر در بادشاہ سے اجازت لیکر مقابل ہوا
بعد از تگاورزنی مقیاط ببر دندان نے نام پوچھا طہماس نے اپنا بیان کیا مقیاط نے کہا کہ تو تو ہمیشہ سے پرستار
تھا لقا کا اب تجھے کیا ہوا کہ خداپرستون کے شریک ہوگیا ہی طہماس نے کہا کہ یہ دین و مذہب کا مقدمہ مین نے لقا
کو قابل خدائی نجانا اسپر لعنت کی اور اسلام قبول کیا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ حال تیرا معلوم ہوا اب قضا
تیری میرے سامنے لیکر آئی طہماس نے کہا کہ خیر معلوم ہو جائیگا مقیاط ببر دندان نے کہا کہ تو اپنا حربہ مجھپر کرلے طہماس
نے کہا کہ ہم اہل اسلام ہین ہمارا دستور پیشدستی کا نہین ہی مقیاط ببر دندان بولا کہ میرے حربے کا طالب ہی میرا حربہ
غضب ہی خداوند فرعون شاہ کا طہماس نے کہا کہ وہ تیری جان کے اوپر نازل ہوگا جھنجلا کر مقیاط ببر دندان
نے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا تھا طہماس پر ماری طہماس نے اُسکو پشت ساطور پر روکا تلوار جھنکا کر اُچٹ
گئی طہماس پکارا کہ او کافر تو اپنا وار کرچکا اب میری باری ہی یہ کہکر ساڑھے نو سو من کا ساطور اُٹھا کر اسپر مارا اُسنے
سپر تلوار دونون اکٹھا کرکے چہرے کی پناہ کی کہ یا خداوند فرعون شاہ تو ہی بچانے والا ہی مگر ساطور جو آکر
پڑا سپر تلوار دونون کے دو ٹکڑے کیے اور سر پر اُسکے گرا کہ خود و بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹکر
سر پر پڑا کہ سر اسکے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مانند قطرہ سیماب کے گذر گیا صندوق سینہ کو کاٹ کر
شرمگاہ کے پھاٹک کو بھی ویران کرکے گینڈے کو بھی کاٹ کر زیر تنگ اُس کرے کہنہ لنگ کے بوسہ دیا غل ہوا کہ
وہ مقیاط ببر دندان مارا گیا بختیارک تو اُٹھکر تا دھنا ناچنے لگا پکارا کہ صلوٰۃ بر محمدؐ و لعنت برلات اعلٰی
و منات سفلی ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ طہماس سے کیا مرسکیگا آخرش کو مارا گیا یہ تو لقا سے باتین کر رہا تھا
مگر بھائی مقیاط ببر دندان کا بہرام فیلزور آسنے جو بھائی کا لاشہ دیکھا وہین سے گریبان کو چاک کیا
اور تلوار کھینچکر دوڑا کہ ارے خداپرست غضب کیا تونے کہ ایسے بہادر کو مارا کہ جسکا عدیل و نظیر نتھا مگر جائیگا
کہان میرے ہاتھ سے نمارا ہوگا تجھے تو نام اپنا بہرام فیلزور نہ رکھا ہوگا یہ کہکر تلوار طہماس پر ماری
طہماس نے ساطور کے اوپر روکی اور رد کرکے اُسکی تلوار کو ساطور اُسپر مارا بہرام نے ساطور کو خالی دیا
اور دوسری تلوار طہماس پر ماری طہماس نے ساطور کا ہاتھ آتی تلوار پر مارا کہ تین ٹکڑے ہوئے قبضہ اُسکے
ہاتھ مین رہگیا تھا پھرا کر طہماس کے منھ پر مارا طہماس نے خالی دیا اور پھر ہاتھ ساطور کا مارا کہ مع مرکب
چار ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر فرعون شاہ پکارا کہ ارے مارلو اس عادی کو غضب کیا اُسنے کہ ایسے پہلوانون
کو مارا لشکر کفار دوڑ پڑا لگی تلوار چلنے ادھر سے سب سے پہلے شاہزادہ نور الدہر طہماس کی مدد کو پہونچا

بادشاہ نے لشکر کو اشارہ کیا کہ مارلوان کافرون کو جانے نہ پائین اہل اسلام تکبیرین کہہ کر تلوارین کھینچ کھینچ کر کفار پر
جا پڑے تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی مصرع ہیجان دریا در آمد بجوش ✦ اسطرح سے بھڑ کر تلوار چل رہی تھی کہ تیغون
کی قیچیان بنگئی تھین اور ان قیچیون سے سوائے کفن کے دوسری چیز قطع نہ ہوگی اور خون اسقدر بہا تھا کہ سبزہ کبھی
اُس سرزمین پر نہ اُگیگا اگر اُگیگا بھی تو لالہ وہ بھی داغ بر دل یا دم الاخوین اُگیگا کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہتا ہی
اور اُس دریائے خون مین جو سپرین پڑی ہوئی تھین یہ معلوم ہوتا تھا کہ کچھوے تیر رہے ہین اور بازو زرہ پوشون کے
کٹ کٹ کے گرے ہین یہ معلوم ہوتا ہی کہ مچھلیان جال مین پھڑک رہی ہین عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہی ملک الموت
لوٹ مین پڑا ہی ایک کی قبض روح نہین کر چکتا ہی کہ دس اور مر کر گر پڑتے ہین فرعون اور لقا یہ بھی دونون تلوارین
ہاتھون مین کھینچے ہوئے لڑتے پھرتے ہین اور لاش بر لاش اُنھون نے بھی گرا دی ہی اسی حالت مین شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان سے اور فرعون سے سامنا ہوا فرعون نے کہا او خدا پرست تو میرے غضب سے
نہین ڈرتا ہی کہ ابھی تجکو سنگ سیاہ کردون نور الدہر نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہی یہ سنتے ہی تلوار جو اُسکے ہاتھ مین
کھچی ہوئی تھی نور الدہر پر ماری شاہزادے نے تلوار اُسکی چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ادھر فرعون کو نور الدہر
نے گرفتار کر لیا ادھر لقا سے اور ایرج سے سامنا ہوا اُسنے بھی تلوار لقا کی چھینکر کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور
پھر لگے لڑنے جو اُنپر تلوار مارتا تھا یہ فرعون و لقا کو سامنے کرتے تھے اور یہ دونون پکارتے تھے کہ میان ہمارے
تلوارین مارتے ہو اُنکے ہاتھ رک جاتے تھے اُنکی تلوار اوپر سے پڑتی بھی اُنکے دو ٹکڑے ہوتے تھے مگر ہاتھ مین یہ
دونون کے دونون تڑپ رہے تھے کہ کمربند اُنکے ٹوٹ گئے ہاتھ سے چھوٹ گئے بھاگے سامنے سے ادھر مین
گرمی جنگ مین لندھور بن سعدان اور ضیغم بن خون آشام سے سامنا ہوا ضیغم پکارا کہ او ہندی آج بغیر
مارے تجھے نہ چھوڑونگا اور یہ کہکر اُسنے گرز اپنا لندھور پر مارا لندھور نے اپنے گرز پر اُسکا گرز روکا اور اپنا
گرز جو اُسپر مارا اُسنے گرز پر تو گرز اُسکا روکا مگر دونون ہاتھ تھرا گئے اور گرز سر پر ضیغم بن خون آشام کے پڑا کہ سر
تو اُسکا گردن مین اور گردن چھاتی مین اور چھاتی پیٹ مین اور پیٹ جوڑون مین اور سب گینڈے مین گیندا
اور ضیغم خون آشام دونون پر اٹھا بنکر رہ گئے ادھر سعادت شاہ بھائی زبرجد شاہ کا شہر زبرجد نگار سے
لقا کے ساتھ آیا تھا اُس سے اور داراب کشور کشا سے سامنا ہوا سعادت شاہ نے دوڑ کر تلوار ماری داراب
نے تلوار اُسکی تلوار پر روکی اور اُسی اُلجھادے مین سے ہاتھ نکالکر جو تلوار سعادت شاہ پر ماری تو سر کو اُسکی
کاٹ کر زیر تنگ جا کر بوسہ دیا مع مرکب در اکب چار ٹکڑے ہوئے جالوت رعد آواز سے اور خورشید یزدان پرست
سے مقابلہ ہوا جالوت نے کہا او خدا پرست نہین ڈرتا تو مجھ سے کہ ابھی آواز مارونگا تو زہرہ تیرا آب ہو جائیگا
خورشید نے کہا کہ پھر تو کیون نہین چیخ مارتا اُسنے نعرہ کیا اور تلوار خورشید پر ماری خورشید نے تلوار اُسکی سپر پر
روکی اور کہا کہ خبردار ہو یہ کہکر جو تلوار اُسپر ماری سر پر اُسکے پڑی کہ مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے ہوئے ادھر
افرلیق خونخوار اور نور الدہر سے سامنا ہوا ارہ پشت نہنگ اُسکے پاس تھا نور الدہر پر مارا نور الدہر نے
تلوار سے اُسکے دو ٹکڑے کیے ایک ٹکڑا جو اُسکے ہاتھ مین تھا اُسے پھر اگر نور الدہر پر مارا شاہزادے نے خالی دیا
اور تلوار جو کمرگاہ پر اُسکے ماری مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اہرمن خونخوار سے اور ایرج سے سامنا ہوا اہرمن
نے تلوار ایرج پر ماری ایرج نے آتی تلوار خیال مین کر کے خالی دے کر ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالکر قاش زین پر سے اکھیڑ لیا ہاتھ پر تول کر آسمان کیطرف کو پھینکا کہ وہ مرغا چڑیا سا لگا نظر آنے اترتے ہوئے پر

تلوار ماری کر دو ٹکڑے ہوئے مرغ روح اُسکا قفس تن سے جہنم کو چلا گیا سامان باختری سے اور بہرام گردین
خاقان چین سے سامنا ہوا تلوار اُسنے بہرام نے پشت شمشیر پر روکی اور اپنی تلوار اُسپر ماری شانے پر اُسکے پڑی
کزیر بغل نکل گئی عادشتر لب سے اور مالک اژدر سے سامنا ہوا عادشتر لب نے سارنج مالک اژدر
پر ماری مالک نے اُسے سپر پر روکا اور برچھا دو زبانہ مارا سینے پر عادشتر لب کے پڑا کر پشت کو توڑ کر پار
گذر گیا مالک نے اُسے نگاہ دے کر برچھے پر اُٹھا لیا جس طرح کہ کباب سیخ سے چھید کر اٹھا لیتے ہین اور چرخ
دے کر زمین پر مارا کہ مردہ صد سالہ تھا اُدھر شاہزادہ انجم گردہ رستم شکوہ سر فتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن
بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے اور کلکال خون آشام سے سامنا ہوا کلکال خون آشام پکارا کہ او پسر
حمزہ تیرے ہاتھ سے تو جگر خون ہو گیا ہی کہان جائیگا میرے ہاتھ سے دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہکر تلوار ماری
بدیع الزمان نے تلوار اُسکی رد کی اور تیغہ افعی سلیمانی اُسپر مارا کہ اُسکے جس بازو پر پڑا تھا اُس بازو کو کاٹکر
گذر گیا زنگار خون آشام سے اور قاسم سے سامنا ہوا قاسم نے تلوار اُسکی رد کرکے جو تیغہ پلارک افراسیابی مارا
اُسکے مع مرکب کے چار ٹکڑے ہوئے اودھر سے اسد لڑتا چلا آتا تھا اور اُدھر سے سہراب اژدر گیر مارتا ہوا آتا تھا دونون
کا سامنا ہوا بعد از گفتگوے بسیار سہراب نے تلوار کا ہاتھ بلند کیا اسد بہر چالاک زیر بغل جو خالی پایا تیغہ فیروزہ جمشیدی
مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اُدھر عمرو بن امیہ ضمری خنجر ہاتھ مین کھینچا ہوا کمول اور گندھول لڑتا چلا آتا تھا کبھی تو
بیٹھکر پالٹ مارتا تھا کہ حریف کے پاؤن کٹ جاتے تھے اور گر پڑتا تھا اور کبھی اُچک کر کندھے پر حریف کے جا بیٹھتا
تھا خنجر مارکر سر گرا دیتا تھا اور اچھے کپڑے جو حریف کے پاتا تھا وہ زنبیل مین رکھ لیتا تھا اُدھر سے بھاے دوندہ
عیار فرعون کا لڑتا ہوا چلا آتا تھا عمرو سے سامنا ہوا لگا نیمچہ چلنے لڑتے لڑتے خواجہ عمرو نے اُسے غافل
کرکے ایک خنجر اُسکے سینے پر مارا کہ پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اب لقا بار دگر تخت پر سوار ہوا ہی اور فوج کو کہ رہا ہی کہ
خدا پرستون کو مار لو کہ امیر کافرون کو قتل کرتے ہوئے برابر لقا کے ہو پہنچے اور نعرہ کیا کہ او روباہ خصلت کہان
جائیگا میرے ہاتھ سے لقا پکارا کہ ای حمزہ نہین ڈرتا تو میرے غضب سے امیر نے کہا کہ کیا بکتا ہی کیا جھک مارتا ہی
تیرا غضب کیا اور تو کیا یہکر برابر اُسکے ہاتھی کے گھوڑا لے آئے لقا نے دیکھا کہ حمزہ میرے پاس آگیا ناچار تلوار اُسنے کھینچی
مگر وہ تلوار مانند انگشت ششم کے بیکار تھی اُسکو ہلانا شروع کیا یعنے صاحبقران پر تلوار ماری صاحبقران نے
ہاتھ بڑھا کر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ہاتھی پر سے اُٹھا لیا اور عمرو نے حلقہ ہاے کمند
مار کر بختیارک کو پکڑ لیا اور بعضون نے بیان کیا ہی کہ ضیغم خون آشام ابتک زندہ رہا اور ہاتھ سے لندھور بن
سعدان کے اسیر ہوا شاہزادہ سلطان سعد نے فرامرز بن نوشیروان کو حملہ اُسکا رد کرکے کمر مین ہاتھ
ڈالکر اُٹھا لیا مشکین اُسکی باندھ لین توریج یزدان پرست لڑتا ہوا چلا آتا تھا اُدھر سے یاقوت شاہ تلوار
ہاتھ مین کھینچی ہوئی اہل اسلام کو قتل کرتا ہوا آتا تھا کہ توریج للکار کر دوڑا جب قریب یاقوت شاہ کے پہونچا للکارا کہ
او کافر کہان جاتا ہی یاقوت شاہ نے کہا کہ مین بغیر مارے تجھے نہ چھوڑونگا یہکر تلوار توریج پر ماری توریج نے دھال
تلوار کی بچا کر خفیفی دیکر تلوار اُسکے ہاتھ سے چھین لی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر لنگر اُسکا توڑ لیا اور سر پر چرخ دے کر زمین پر
مارا مشکین اُسکی باندھکر عیار کے حوالے کیا ایک طرف کو قبہ دین ستون اسلام کرب بر حرب نظر کردہ شاہ ولایت امیر
شرق و غرب لڑتا ہوا برابر علمدار کے پہونچا علمدار کو مع علم قلم کیا علم کفار سرنگون ہوتا تھا کہ فوج کفار مین شکست ہوئی
فرعون بھاگا وہانسے رستم پیلتن و پیل کش شاہزادہ علمشاہ رومی فرعون کے پیچھے تعاقب مین چلا بھاگتے بھاگتے فرعون

قلعہ فرعونیہ مین داخل ہوا اور دروازہ قلعہ کا بند ہو چکا تھا کہ علمشاہ مع رومیون اندر قلعہ کے گھس آیا اور قلعہ لگا قتل
ہونے فرعون تو بھاگ کر قیطولون کے اندر بند ہوا اور دروازے قیطولون کے بند کیے اوپر سے تیر و تفنگ مارنا شروع کیا
کہ اسی عرصہ مین حمزہ صاحبقران بھی قلعہ کے اندر داخل ہوئے آکر قیطولونکو گھیر لیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف قیطولون کو
گھیر وے کافر نکلکر کسیطرف جا نہ سکے اور یہان قلعہ کے باہر لڑائی پڑی ہوئی ہو اہل اسلام کفار کو قتل کر رہے ہین ہر گلی کوچہ
مین لڑائی ہو رہی ہو لوگ اپنے اپنے ناموس کے بچانے کے لیے کوٹھون پر چڑھے ہین تیر و کمان ہاتھ مین ہو جو انکے
مکان کی طرف آنے کا ارادہ کرتا ہو اور قریب پہونچتا ہو یہ بارش تیر کرتے ہین لوگ رک جاتے ہین مکان کے اندر نہین
جاتے اور بڑے مکانون مین لوگ سنگینین باندھے بیٹھے ہین کسی کو اپنے مکان کی طرف آنے نہین دیتے دوڑتے پتھر مارتے
ہین اہل اسلام رکجاتے ہین مگر عمرو کا یہ عالم ہو کہ کھاروے کا تھان انکے ہاتھ مین ہو جس مہاجن کا مکان دیکھا اسپر ایک
جھنڈی کھاروے کی بنا کر اپنا نام اسپر لکھکر کوٹھے پر اس مہاجن کے گاڑدی لوگ جو لوٹتے ہوئے آتے تھے انکی نگاہ جو
اس جھنڈی پر پڑی بس وہین رک رہے کہ بھی یہان نہ جانا یہ خواجہ عمرو سے علاقہ رکھتا ہو ایک حبہ کا اسباب جائیگا
تو ہزار روپیہ لے مرے گا غرض عجب طرح کا غل تھا شہر مین دکانین بند راستہ مسدود غلغلہ دار و گیر برپا ہر گلی کوچہ مین
ہر بازار مین لاشون کے انبار کوئی زخمی پڑا سسک رہا ہو کوئی تڑپ رہا ہو بہتیرے فرعون کو گالیان دے رہے ہین
کہ اسکی دوستی مین جان بھی گئی مال بھی برباد ہوا پہلے سے جانتے تو اسپر لعنت کرتے بعضے کہتے ہین بیان خیر جو ہو سو ہوا
بہادرون کا یہی کام ہو جسطرف ہوئے اپنی جان تک دیدی غرض کہان تک بیان کرون کہ ایک دن اور ایک رات قلعہ
فرعونیہ قتل ہوا آخر شش کو چہار طرف سے الامان کی صدا بلند ہوئی کہ دہائی امیر کی اور بادشاہ اسلام کی ہم رعایا ہین
ہماری کیا خطا ہو ہمنے لعنت کی فرعون کے اوپر جب یہ آواز کان مین امیر کے پہونچی فرمایا کہ بھی اب انھین قتل نہ کرو ہمنے
انکو امان دی سب طرف قتل ہونا موقوف ہوا امیر آکر ایوان بادشاہی مین پر جلوہ افروز ہوئے رئیسان شہر آنے لگے اور نذرین
گذراننے لگے خلعت پانے لگے بعد اسکے امیر نے حال فرعون کا پوچھا عرض کیا کہ قیطولون پر بیٹھا ہوا لڑ رہا ہو کسی کو قیطولون
پر نہین آنے دیتا امیر مع سردارون کے سوار ہو کر سامنے قیطولون کے آئے اور نعرہ کیا کہ او فرعون بہتر ہو کہ اپنے اعمال
شنیع اور افعال قبیح سے باز آ خدائی سے بادشاہت کچھ کم نہین ہوتی اگر دین اسلام قبول کر ایک شہر فرعونیہ کیا اور جو ملک
تو مانگیگا مین تجھے دونگا فرعون یہان سے پکارا کہ حمزہ تو نہین ڈرتا میرے غضب سے ابھی زمین کو حکم کرون کہ زمین پھٹ جائے
اور تو سما جائے آسمان کو اشارہ کرون کہ تجھپر پھٹ پڑے امیرنے جو یہ کلمے اسکی زبان سے سنے فرمایا کہ یہ کافر کبھی مسلمان
نہوگا عمرو کو بلا کر حکم دیا کہ خواجہ تبر دارونکو حکم دو کہ جنگل سے لکڑیان کاٹ کر لائین اور گرد قیطولون کے انبار کرین اسیوقت
تبر دارون کو حکم پہونچا تھا لکھا ہو کہ تبر دارون نے جا کر درخت کاٹ کاٹ کر چھکڑون پر لدوا کر کھچنا شروع کیا کہ ایکدم بھر
مین گرد قیطولون کے انبار ہیزم ہو گیا امیر نے پھر واسطے اتمام حجت کے فرعون کو سمجھایا جب اسنے نہ مانا تو حکم دیا کہ
آگ لگا دو چہار طرف سے آگ لگائی گئی فرعون مع اپنے متعلقین کے جلکر جہنم واصل ہوا امیر نے جشن کیا واللہ اعلم بالصواب

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بعد حمد و نعت بخدمت عاشقان فرا جان باوقار و فراق زدگان نادیدہ روئے نگار التماس ہو کہ کہان ہین وہ لوگ جو ایک
مدت دراز سے داستان امیر حمزہ صاحبقران کے مطالعہ کے واسطے چشم براہ رہتے تھے اور تہ دل سے دعائین مانگتے
تھے کہ اس ناظورہ دلفریب کے جمال جہان آرا سے دل کا سرور اور آنکھونکا نور حاصل کرین ہمہ حضرات کو مژدہ ہو کہ
یہ شاہد دلفریب جو آج تک احجاب نازمین مخفی و مستور تھا بکوشش بلیغ او بصرف زر کثیر نفیس باقبال زیب ده

وسادۂ عظمت واجلال عالی ہمت مشہور شام و روم جناب منشی نولکشور صاحب سی-آئی-ای مرحوم آرایش طبع سے بغرض عام
مصروف خودنمائی ہو حقیقت مین جسطرح سے یہ داستان رفیع الشان کل قصون اور فسانون کی سرتاج ہو ویسا ہی اُسکے ترجمہ
کرانے اور طبع ہونے مین بھی انتظام مالاکلام ہوا ہی آفرین اسکے اصول فارسی کے مصنف علامہ شیخ ابوالفیض فیضی پر
جنھون نے اس داستان کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہند کے کسقدر خون جگر کھاکر تصنیف فرمایا ہوگا
وسعت بیان ملاحظ ہو کہ اس داستان رفیع الشان کے بڑے بڑے آٹھ دفتر ہین اور کئی دفتر کی متعدد جلدین اور بعض
جلد بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہی اس تفصیل سے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدین دفتر دوم کوچک باختر
ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلد
مین اور اسی کی جلد پنجم بوجہ ضخامت کثیرہ دو حصون پر منقسم ہی اور پھر اسی طلسم ہوش ربا کی باقی داستانین جو طبع
اول مین رہگئی تھین بنام بقیہ طلسم ہوش ربا دو جلدون مین طبع ہوئین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین
دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین دفتر ہشتم لعل نامہ دو جلدین - تمام زمانہ واقف ہو کہ اس داستان کو سوائے
روسا و امرا کے علی العموم کوئی سن نہ سکتا تھا کیونکہ بجز وسیلۂ داستانگو کے اسکا سُننا ممکن نہ تھا اور اس مین ہزارون روپیہ کا
صرف اور برسون کی محنت درکار تھی - مالک مطبع ممدوح نے اپنی دریا دلی سے اتنی بڑی داستان کے کل دفترون کے
ترجمہ و طبع کو بنظر رفاہ عام اپنے ذمہ لے لیا اور بڑے بڑے نامی و نامور شاران داستانگو سے ترجمہ کرا کے طبع فرمایا اور
کوڑیون کے مول مین اسکی سیر سے تمام عالم کو شاد کام فرما دیا چنانچہ اس داستان کے دفتر پنجم طلسم ہوش ربا کی اول چار
جلدون کا ترجمہ شارے بدل ماہر اکمل شاعر سخن آگاہ منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون
اور بقیہ طلسم ہوش ربا کی دونون جلدون کا ترجمہ استاد باکمال سخنور شیرین مقال ذی استعداد دیدہ ہنر منشی احمد حسین صاحب
قمر سلمہ نے بڑی فصاحت و بلاغت سے مثل عبارت فسانۂ عجائب از جانب مطبع فرمایا اور یہ جلدین مکرر طبع ہو کر
نذر شائقین ہوگئین - باقی دفترون مذکورہ بالا کا ترجمہ کمال جانفشانی اور لیاقت علمی سے بزبان شستہ و رفتہ
گل گلزار خوش بیانی بلبل شاخسار شیرین زبانی ابر نیسان نشین منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستانگو نے فرمایا
واقع مین اس مترجم لائق و فائق نے بھی عجب دماغ سوزی اور وفور لیاقت سے ترجمہ فرمایا ہی کہ لائق صد ہزار تحسین و آفرین
ہی اس ماہر ہمہ دان نے اپنے ترجمہ مین یہ بڑی صنعت کی ہی کہین حشو و زوائد کا نام نہین رکھا اور فقط اصل مطلب سے
کام رکھکر گویا دریا کو کوزے مین بند کر دیا - اب بفضل ایزدی کل دفاتر مذکورہ پورے پورے مع جلد دوم
تورج نامہ کے طبع ہو کر موجود مطبع ہین ، و ہاتھون ہاتھ فروخت ہو رہے ہین اور اکثر دفتر مکرر معرض طبع مین آچکے
علاوہ ان دفاتر مذکورہ کے ماہر باہنر منشی احمد حسین صاحب قمر نے از جانب مطبع طلسم نور افشان تین جلدون مین
تصنیف کیا اور وہ بھی طبع ہوگیا اور طلسم ہفت پیکر بڑی فصاحت سے تین جلدون مین تصنیف کیا جسکی جلد اول دوم
و سوم سب طبع ہو چکی ہین پس الحمد للہ والمنۃ کہ دفتر چہارم داستان امیر حمزہ صاحبقران موسوم بہ ایرج نامہ جلد
دوم مطبع نامی و گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بعالی ہمتی جناب منشی پراگ نراین صاحب دام اقبالہ مالک مطبع
موصوف بماہ جولائی ۱۹۱۳ء مطابق ماہ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بار سوم حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر زیب محافل شائقین باتمکین ہوئی